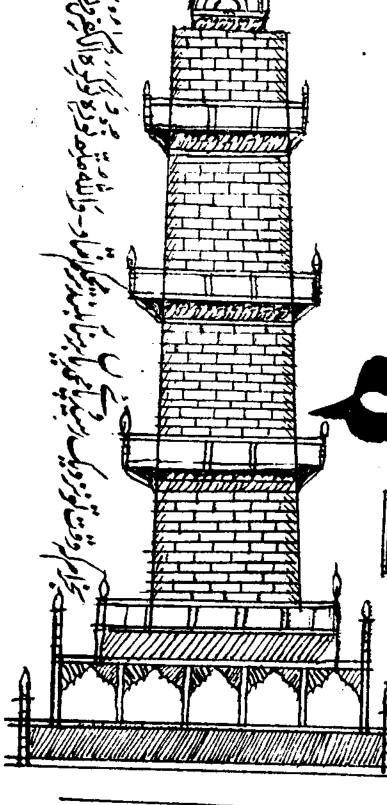

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریۃ

الحکم

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی	چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ { ۱- عوام سے ۔ صہ ۔ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ ۔ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

نمبر اوّل || دارالامان قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۳ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس || جلد ۹

دُعا

اے خدا - اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا ایک زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے - اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے والے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست وطلب سے بڑھکر ہے -

خدایا ہمکو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی انعام و داد سے تسلی یاب ہوں - تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہمکو نہ رہے - ہمارا انس ومحبت اگر ہو تو تجھسے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت وبلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے - صرف تیری ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں - اور تیری ہی نعمتوں کے شکر گذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے - اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت وشادمانی کا باعث ہو - رات کے درمیانی سنسان گھڑیوں اور دن کے آغاز وانجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ رازگوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنیوالی ہے اوس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں - اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو تیری ملاقات کا شوق غالب ہو تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے طیار بیٹھے ہیں اور سمجھیں کہ یہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیری حضور میں حاضر ہونا ہے -

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تونے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہمکو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بیشک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا -

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خداوندا ہمارے مقصدوں میں ہمکو تو کامیاب کر - اور ہماری توبہ قبول کر کہ بیشک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے -

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے -

خدایا - اپنے روئے مبارک کی لذت ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق وشوق ہمارے دلوں میں پیدا کر -

بارالٰہا ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ - اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے - اور اس سے ہمیشہ ہمکو نفرت اور پرہیزی حاصل رہے -

الٰہی ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہمکو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما - ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر - اور اپنے صادق ایمانداروں کی دعا میں ہمکو شریک کر - اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہمکو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں ہم کو جنت میں داخل فرما اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں ساقیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ہے ہوئے کام کھولدے -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو صلاحیت عطا کر -

اے ! رضیت لکم الاسلام دینا کی بشارت دینے والے ! اسلام اور مسلمانوں کی اپنے برگزیدہ مامور ومرسل - حکم - امام سے مدد فرما -

مولا کریم ! تو اس شخص کی تائید فرما جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کرتا ہے اور ہمیں بھی انہیں میں سے بنادے ہاں اس شخص کو رسوا اور ذلیل کر جو تیرے پاک اسلام کی اہانت کرتا ہے رب کریم ! ہمیں انہیں سے نہ بنانا -

اے رب رحیم ! مجھے اس خدمت دین میں سچا اخلاص عنایت فرما اور میری ذریت کو اس سے کافی حصہ بخش -

اے الٰہ العالمین ! مجھے اور میرے ناظرین کو ہر قسم کے ابتلا سے بچا اور اپنے امام کے ساتھ زندہ رکھ

سالِ نو کے افتتاحی جملے

ناظرین اور سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو مین اپنی زندگی مین اپنے قلم سے الحکم کی جلد کا پہلا نمبر لکھ رہا ہون اُسی کا فضل ہے اگر فرمائیگا تو آیندہ مجھے اس خدمت کا شرف اور فخر حاصل ہوگا جو بہنون کی بھلائی اور رستگاری کا موجب ہے۔

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد کی از بندہ خیرے بغیرے رسد
زبان را چہ گوئی کہ اقرار داد ببین تا زبان را کہ گفتار داد

الحکم کے کالمون مین ایڈیٹر کی راؤن کو اس سے پہلے لفظ "ہم" سے ظاہر کیا جاتا رہا ہے اور آیندہ کے لئے یہ التزام لفظ "مین" سے تبدیل کردیا گیا ہے اس کے متعلق کسی تفصیلی بحث کی نہ ضرورت ہے نہ اس کا فایدہ!

الحکم کی ترتیب مین جو تبدیلی ہان نمایان تبدیلی نظر آئے گی اس سے غرض الحکم کو ہر پہلو سے مفید دلچسپ اور مکمل بنانا ہے لیکن یہ کام جو قوم کی **غرض مشترک** کہلاتا ہے صرف ایڈیٹر کی محنت اور سعی پر ہی منحصر نہین بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے قوم کی توجہ اور اعانت کی جسکے ساتھ ایڈیٹر کی سعی اور محنت ملے گی اور پھر دونون کے امتزاج کو اخلاص کے ساتھ دعاؤن کی تقویت پہونچے گی تو یہ گاڑی کھچ سکے گی۔ ورنہ خدا ہی حافظ ہے۔

مایدان مفصلی تو نیم سپید ہان مگر پیش نہد لطف شما گامی چند

گذشتہ دو سال مین خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مقدمہ لائیبل کی کشمکش مین بہت وقت دینا پڑا۔ اور اخبار کی طرف وہ پوری توجہ نہین کرسکتا ہم جہانتک بن پڑا۔ اس خدمت کو بھی نباہا اور محض خدا کے فضل سے نباہا۔ اور آیندہ بھی خدا ہی کے فضل سے ہوگا اگر کچھ ہوا۔

جو کچھ ہُوا ہُوا فضل سے تیرے + جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

معاونین و سرپرستان الحکم کا مین خاص طور پر شکر گذار ہون کہ انہون نے باوجود اخبار کی بہت بڑی بے ترتیبیون کے ہمیشہ دست سرپرستی انکے سر پر رکھا اور ہمیشہ ان کی خواہش رہی ہے کہ وہ اخبار کو بہتر حالت مین دیکھین اس لئے انکی خدمت مین ان کی مہربانیون کا شکریہ ادا کرتا ہوا عرض کرتا ہون کہ الحکم اپنی ترقی کے لئے ان کی توجہ کا محتاج ہے اور اپنی خدمات کی حقیقی قیمت قوم ہی سے پانے کا خواہان۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور اپنے قومی خادم کی اعانت کی توفیق دے آمین۔

سال گذشتہ مین الحکم کی اشاعت مین ۱۹۰۳ء کے مقابلہ مین نمایان ترقی رہی لیکن بہت سے ادائے قیمت مین سہل انگاری کرنیوالے خریدارون کی نظر عنایت سے اس سال مین خود محروم رہنے کی کوشش کرنی چاہتا ہون۔ کیونکہ الحکم کا کام کسی چندہ یا مستقل سرمایہ کی بنا پر نہین اس لیئے آیندہ کے لیئے پیشگی قیمت کا ادا کرنا شرط خریداری گذشتہ آٹھ سالونکے تجربہ نے لازمی شرط قرار دینے پر مجھے مجبور کیا ہے۔

الحکم کے حجم مین اس سال افسوس سے ظاہر کرتا ہون مجھے کمی کرنی پڑی۔ اس کمی سے خریدارون کو کوئی نقصان نہین کیونکہ ۱۹۰۳ء تک جس قدر ریڈنگ میٹر انکو دیا جاتا رہا ہے اسیقدر اب بھی ملے گا گو مین چاہتا تھا کہ یہ کمی نہو لیکن اسکے ذمہ وار وہ افراد ہین جو قومی اخبارون کو ادنیٰ درجہ کا خدمتگار سمجھکر بھی ان کے حقوق انہین دینا نہین چاہتے + پس اگر وہ احمدی ہین تو اپنا محاسبہ اب خود کرلین کہ انکے ہاتھ سے قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

اس سال مین قوم کیخدمت کس حد تک کرونگا۔ کس رنگ مین کرون گا۔ مجھے کچھ معلوم نہین۔ یہ منحصر ہے میری زندگی پر۔ یہ منحصر ہے میری صحت پر اور درحقیقت منحصر ہے مولےٰ کریم کی توفیق اور فضل پر۔ پس اسی کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہوگی مین اس کام مین اپنی زندگی کے ایام گذارونگا اس لیئے میرے ناظرین جہان مالی مشکلات کے لیئے مجھے زر سے مدد دینے مین وہان میرے انشراح صدر اور معرفت وبصیرت کے لیئے دعا کرین تا خدا تعالیٰ کا فضل میرے شامل حال ہو کر اس خدمت دین مین مجھے وہ صراط مستقیم دکھادے جو اصل مقصد کیطرف لیجاوے۔

سالِ نو کے شروع مین فطرتاً امیدون مین جدت اور نمو پیدا ہوتا ہے اسلیئے مین بھی بہت سی امیدو کے ساتھ اس پرچہ کو شروع کرتا ہون۔ خدا میرا مددگار ہو۔ (آمین)

الحکم کے پہلے پرچہ مین انجیل کا معقول اندازہ کے عنوان سے ایک انگریزی لیکچر کا ترجمہ ہم نے شروع کیا ہے یہ لیکچر ایک یونی ٹیرین (عیسائی موحدین) کا ہے عیسائی مذہب کے لحاظ سے جو کچھ اُسنے لکھا ہے قابل غور ہے بعض مقامات اسکے اگر قابل ریمارک ہونگے تو بعد مین یا ساتھ ساتھ جیسا مناسب ہوگا ریمارک کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

دار الامان مین سال کا اخیر ہفتہ

ڈسمبر کے آخری ہفتہ مین چونکہ عام تعطیلات ہوتی ہین اور ملازمت پیشہ احباب کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفید ہونیکا موقع مل جاتا ہے۔ اِسلیئے ان ایام مین قادیان مین مہمانون کی غیر معمولی ترقی ہوتی ہے لیکن امسال چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا حصہ سال کا باہر گذارنا پڑا اور گورداسپور کے عارضی قیام اور لاہور اور سیالکوٹ کے سفرون مین بہت لوگونکو شرف نیاز حاصل ہوچکا تھا۔ ان دنون دار الامان آنیوالے احباب کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی پھر بھی لاہور۔ کپورتھلہ۔ لودہانہ کریام ضلع جالندھر۔ بنگہ ضلع جالندھر۔ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور۔ سرِدعہ ضلع مذکور۔ شاہ پور۔ سیالکوٹ ضلع فیروزپور۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آگئے تھے + سوء اتفاق سے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی۔ اور حضرت حکیم الاُمت اور مخدوم الملت بھی عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین نصیب اعدا بیمار رہتے ہین اسلئے اِمسال ڈسمبر کے آخری ایام جو دار الامان مین غیر معمولی رونق اور فیضان الٰہی کی بارش کے ایام ہوتے ہین اس رنگ اور رونق کے نہ تھے مگر اس مین کوئی کلام نہین کہ خدا تعالیٰ کا مامور جو مہبط وحی الٰہی ہے اپنی دُعاؤن اور توجہ اور عقد ہمت سے وہی کام کر رہا تھا جو اپنی فیض اثر تقریرون اور نصائح سے کیا کرتا تھا۔ حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی وقتاً فوقتاً ملنے والے احباب کو مناسب موقع نکات قرآنی سے متمتع فرماتے رہے + حضرت حجت اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عموماً ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک تشریف لاتے رہے۔

۲۹۔ ڈسمبر ۱۹۰۳ء کو خدام کی درخواست اور التجا پر حضور نے مسجد اقصےٰ مین تشریف لانیکا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ آپ قبل از ظہر تشریف لائے + نماز سے پہلے قاضی خواجہ علی صاحب لودہانوی نے دولڑکون کو پیش کیا + جو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے ہین انہون نے چمکارِ حق کی ایک سی حرفی کے کچھ پنجابی شعر نہایت دلکش لہجہ مین پڑھے۔ ظہر کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی پھر حضرت اقدس نے ایک تقریر فرمائی جسکو ذیل مین درج کیا جاتا ہے +

حضرت حجت اللہ کی تقریر پُر تاثیر

خاتمہ بالخیر ہو | میرا طریق ہے کہ اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو مین پہلے بھی کئی دفعہ کرچکا ہون کہ عمر چونکہ تھوڑی ہے اور عظیم الشان کام درپیش ہے اسلیئے کوشش کرنی چاہیئے کہ خاتمہ بالخیر ہوجاوے۔

تقسیم عمر | خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اُسکی راہ مین بہت سے کانٹے ہین۔ جب انسان دُنیا مین آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بیہوشی مین گذر جاتا ہے یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے۔ اور اس کو دُنیا اور اسکے حالات سے کوئی خبر نہین ہوتی اسکے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہین ہوتی جو بچپن مین تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس جوش کے دنون مین بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہوجاتا ہے کہ نفس امّارہ غالب آجاتا ہے اسکے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لا علمی آجاتی ہے اور حواس مین اور دیگر قوےٰ مین فتور آنے لگتا ہے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہو بہت سے لوگ اس زمانہ مین بالکل حواس باختہ ہوجاتے ہین۔ اور قوےٰ بیکار ہو جاتے ہین۔ اکثر لوگون مین جنون کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے ایسے بہت سے خاندان ہین کہ ان مین ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس مین فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قوی کی کمزوری اور طاقتونکے ضائع ہوجانیسے انسان ہوش مین بے ہوش ہوتا ہے۔ اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہین تین زمانونپر ہو اور یہ تینون ہی خطرات اور مشکلات مین ہین پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کسقدر مشکل مرحلہ ہے۔

بچپن کا زمانہ تو ایک مجبوری کا زمانہ ہے اس مین لہو و لعب اور کھیل کود اور چھوٹی چھوٹی خواہشون کے سوا اور کوئی خواہش ہی نہین ہوتی۔ ساری خواہشونکا منتہا کھانا پینا ہی ہوتا ہے۔ دنیا اور اسکے حالات سے محض ناواقف ہوتا ہے۔ امور آخرت سے بکلی ناآشنا اور لاپرواہ ہوتا ہے عظیم الشان امور کی اسے کوئی خبر ہی نہین ہوتی۔ وہ نہین جانتا کہ دنیا مین اسکے آنے کی کیا غرض اور مقصد ہے یہ زمانہ تو یونہی گذر گیا اسکے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے کچھ شک نہین کہ اس زمانہ مین اسکے معلومات بڑھتے ہین اور اُسکی خواہشونکا حلقہ وسیع ہوتا ہے مگر جوانی کی مستی اور نفس امارہ کے جذبات عقل مار دیتے ہین۔ اور ایسے مشکلات مین پھنس جاتا ہے اور ایسے ایسے حالات پیش آتے ہین کہ اگر ایمان بھی لاتا ہے تب بھی نفس امارہ اور اسکے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہین اور اسے ایمان اور اسکی ثمرات سے دور پھینک دینے کے لیئے حملہ کرتے ہین۔ اسکے بعد

جو پیرانہ سالی کا زمانہ ہے وہ تو بجائے خود ایسا نکما اور ردی ہوتا ہے۔ جیسے کسی چیز سے عرق نکال لیا جاوے اور اس کا پھوک باقی رہ جاوے۔ اسی طرح پر انسانی عمر کا پھوک بڑھاپا ہے۔ انسان اس وقت نہ دنیا کے لائق رہتا ہے اور نہ دین کے مخبوط الحواس اور مضمحل سا ہو کر اوقات بسر کرتا ہے۔ قویٰ میں وہ تیزی اور حرکت نہیں ہوتی جو جوانی میں ہوتی ہے اور بچپن کے زمانہ سے بھی گیا گذرا ہو جاتا ہے بچپن میں اگرچہ شوخی۔ حرکت۔ اور نشو و نما ہوتا ہے لیکن بڑھاپے میں یہ باتیں نہیں۔ نشو و نما کی بجائے اب قویٰ میں تحلیل ہوتی ہے اور کمزوری کیوجہ سے سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ بچہ اگرچہ نماز اور اسکے مراتب اور ثمرات اور فوائد سے ناواقف ہوتا یا ہوتا ہے۔ لیکن اپنے کسی عزیز کو دیکھ کر ریس اور امنگ ہی پیدا ہو جاتی ہے مگر اس پیرانہ سالی کے زمانہ میں تو اسکے بھی قابل نہیں رہتا۔ (کیا شک ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اند۔ ایڈیٹر)

حواس باطنی میں جس طرح اس وقت فرق آجاتا ہے حواس ظاہری میں بھی معمر ہو کر بہت کچھ فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض اندھے ہو جاتے ہیں بہرے ہو جاتے ہیں چلنے پھرنے سے عاری ہو جاتے ہیں اور قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ زمانہ بھی بڑا ہی ردی زمانہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنے شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اسوقت قوٰے میں نشو و نما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں لیکن یہی زمانہ ہے جبکہ نفس امّارہ ساتھ ہوتا ہے اور وہ اسپر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے یہی زمانہ ہے جو مواخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کیجاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لیجاویگا اور شقی بنا دیگا ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانہ کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے اللہ تعالےٰ اسکا مواخذہ نہ کریگا جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور آخری زمانہ میں گو بڑھاپے کیوجہ سے سستی اور کاہلی ہوگی لیکن فرشتہ اسوقت اسکے اعمال میں وہی لکھینگے جو جوانی کے جذبات اور خیالات ہیں جوانی میں اگر نیکیوں کیطرف متوجہ اور خدا تعالےٰ کا خوف رکھنے والا اسکے احکام کی تعمیل کرنیوالا اور نواہی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گو ان اعمال کی بجا آوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جاوے لیکن اللہ تعالےٰ اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے۔ ہر شخص بڈھے انسان کو دیکھتا کہ وہ کیسا از خود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کیطرف سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلیئے ان لوگوں پر خدا تعالےٰ کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لیئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں ان کے لیئے وہی تقوے اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جوانی کے جذبات اور نفس امّارہ کی شوخیوں کا زمانہ کچھ کام کرنیکا زمانہ رہ جاتا ہے اسلیئے اب سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا طریق ہے جسکو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لیئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امّارہ نے اسکو ردی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کار آمد ایام ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۤءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ یعنے میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امّارہ بدی کیطرف تحریک کرتا ہے اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جسپر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کیواسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ سزا از بد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کار آمد نہیں ہوتا جبتک خدا تعالےٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہو۔ دراصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقوے تو ہے جو وہی خدا تعالےٰ کیطرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقوے اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اور طہارت کے حصول کے لیئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قوٰے میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔

اوّل تدبیر کرو اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اس لیئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لیئے (جسکو اللہ تعالےٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آئیندہ نسلوں کیلئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہانتک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہیئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالےٰ اُن سے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امّارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امّارہ خدا تعالےٰ کے نزدیک لوّامہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امّارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امّارہ لوّامہ ہو جاتا ہے جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالےٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے پس حقیقی تقوے اور طہارت کے حاصل کرنیکے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کردو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے اسقدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعاء ہے دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے جو خدا تعالےٰ نے سکھایا ہے وہ دعاء ہے۔ اسلیئے جسقدر ہو سکے دعاء کرو یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے اُدْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کرونگا۔ دعاء ہی ایک ایسی چیز ہے جسکے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔

اسلام کا خاص فخر بلکہ یہ فخر اور ناز صرف صرف اسلام ہی کو ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ ہیں مثلاً عیسائیوں نے جب یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک انسان (جس کو انہوں نے خدا مان لیا) نے ہمارے لیئے قربانی دیدی ہے انہوں نے اسپر بھروسہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ ہمارے سارے گناہ اس نے اٹھا لیئے ہیں پھر وہ کونسا امر ہے جو اس کو دعا کے لیئے تحریک کریگا ممکن ہے کہ وہ گداز شُدہ دل کے ساتھ دعا کرے دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ واری اور جوابدہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں کریگا۔ اس نے تو پہلے ہی سمجھ لیا ہے کہ گناہ دوسرے شخص نے اٹھائے ہیں اور اس طرح پر اسکے ذمہ کوئی... جوابدہی نہیں تو اسکے دل میں تحریک کس طرح ہوگی اس نے اور شے پر بھروسہ کر لیا ہے اور اس طرح پر اس طریق سے جو دعاء کا طریق ہے وہ دور چلا گیا ہے۔

غرض ایک عیسائی کے نزدیک دعا بالکل بے سود ہے اور وہ اسپر عمل نہیں کر سکتا اسکے دل میں وہ رقت اور جوش جو دعا کے لیئے حرکت پیدا کرتا ہے نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح پر ایک آریہ جو تناسخ کا قائل ہے اور سمجھتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہو سکتی اور کسی طرح پر اسکے گناہ معاف نہیں ہو سکتے وہ دعا کیوں کریگا؟ اس نے تو یہ یقین کیا ہوا ہے کہ جونوں کے چکر میں جانا ضروری ہے اور بیل گھوڑا۔ گدھا۔ گائے۔ کتا۔ سور وغیرہ بننا ہے۔ وہ اس راہ کی طرف آئے ہی گا نہیں۔......

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعاء اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالےٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لیئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اسکے لیئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لیئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھکر زبردست ہے۔

دعاء اور اہل زمانہ مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے؟ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو نرا بہانہ ہے انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اس کی

قومی کالم

ایڈیٹوریل

بشنو! بشنو! بیا! بیا! اے قوم!!!

چونکہ **الحکم** حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **شان مہدویت کے** اظہار کا بہت بڑا ذریعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب جبکہ احمدی قوم تین لاکھ کے قریب انسانوں کی ایک نئی قوم طیار ہو گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسکو ایک ممتاز قوم بنانا چاہا ہے میں وقتاً فوقتاً قوم کے سامنے ان امور کو پیش کرتا رہوں جو قوم کی ضروریات میں داخل ہیں اور جنکے بغیر جہانتک میں سمجھتا ہوں بہت بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔

امبات سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو **منہاج نبوۃ** پر واقع ہوا ہے اور اس سلسلہ کے اندر روح نبوت کام کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیت ایک **تبلیغی سلسلہ** ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سید و مولا امام و متبوع امام الرسل حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے انکے ذریعہ اظہار الدین مقدر کر رکھا ہے۔ اور **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علے الدین کلہ** کی وحی آپ کو ہو چکی ہے۔ پس جبکہ مسیح موعود کی رسالت کل اقوام عالم اور افراد دنیا کے لئے اسی رنگ میں ہے جس طرح سید الرسل حضرت احمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا تھا کہ

قل انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

اور خود حضرت مسیح نے **مسیح موعود مہدی مسعود** اور **کرشن مہاراج** کے دعاوی میں اس امر کو واضح کر دکھایا ہے پھر کیا ہمارا (احمدیوں کا) یہہ فرض نہیں ہے کہ اس سلسلہ تبلیغ میں مبارزان میدان بنیں؟۔

میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک **علمی واقفیت** نہ بڑھے اور اعتقادات صحیحہ علمی رنگ میں ذہن نشین نہوں۔ اور ان کے بیان کرنے پر انسان مقدرت نہ رکھے تو ایسے شخص کو شیطان کی آزمائش اور امتحان کا سخت خطرہ ہے جو مختلف رنگوں میں دائیں بائیں آگے پیچھے سے آکر گمراہ کرنے کا عہد کر چکا ہوا ہے۔ اسی ضرورت کو حضرت حجۃ اللہ نے محسوس کر کے پچھلے سالوں میں ارادہ فرمایا تھا کہ اپنی جماعت کا ایک امتحان کیا جاوے۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض اسباب اور وجوہ سے وہ امتحان معرض التوا میں رہ گیا اور پھر کسی نے اوسکی طرف توجہ نہ کی۔

گذشتہ کرسمس ویک میں جب احباب قادیان میں آئے تو مجھے ایک زیرک اور سمجھدار دوست کی زبانی حضرت حکیم الامۃ کے حضور یہ سننے کا افسوس ہوا کہ فلاں اخبار میں جو مخالفانہ مضامین نکلے ہیں کیونکہ اون کا جواب نہیں دیا جاتا اگرچہ اسوقت اون کے اس سوال پر مناسب جواب دیا گیا لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل پر اس کا بہت بڑا اور گہرا اثر ہوا کہ ہماری قوم جو **سلطان القلم** کے ماتحت ہے جو اظہار الدین اپنا ایک مقصد رکھتی ہے جو اس زمانہ پریس میں بہت کچھ قلم سے کام لینے کی ذمہ وار ہے جو ایک **تبلیغی سلسلہ** میں داخل ہے اسکی یہہ حالت ہے کہ وہ معمولی سے معمولی سوال کے جواب کے لئے بھی قادیان لکھنے کو آمادہ ہو جاتی ہے اور جب کوئی شخص کسی فرد سے سوال کرتا ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے کہ اب اس کا کیا جواب دوں۔

میں مانتا ہوں بلکہ فخر کرتا ہوں کہ اسی جماعت اور سلسلہ میں بڑے بڑے لائق اور سمجھدار لوگ داخل ہیں مگر میں خطرناک غلطی کرونگا اور قوم کے سستی اور کاہلی پیدا کرنے کا موجب ہونگا اگر اس تاریک پہلو کو ظاہر نکروں۔ کہ بہت بڑا حصہ اس قسم کا ہے کہ جس کو ابھی بڑی واقفیت کی ضرورت ہے حضرت **حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ** اسبات کی کافی شہادت ہیں کہ ہر روز کی ڈاک میں معمولی اور مبتذل سوالات کے کسقدر خطوط اون کے پاس آتے ہیں اور انہیں یا تو اون کو ردی میں پھینکدینا پڑتا ہے اور یا اپنے اوقات گرامی کو اسپر خرچ کرنا پڑتا ہے یہ غفلت اور سستی اس کشف حقائق کے زمانہ میں کیوں ہے؟

میرے نزدیک اس کا ایک زبردست باعث یہ ہے کہ **قوم اپنی قومی ضروریات سے ناواقف ہے** وہ نہیں جانتی کہ اسے دنیا میں ایک **تبلیغی سلسلہ** میں داخل ہو کر کیا کرنا ہے؟

حضرت حجۃ اللہ کے وعظ و نصائح ہدایات و ارشادات اسی رنگ اور طرز کے ہیں جو انبیاء لے ہوئے ہیں۔ وہ قوم میں **تقویٰ** اور حقیقی طہارت پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ قوم کا اپنا فرض ہے کہ ان مراتب اور امور کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے۔ جب تک علم صحیح کسی عقیدہ کے متعلق پیدا نہو عمل صحیح کے لئے ضرور مشکلات ہیں۔

اسوقت اگر کسی گاؤں یا قصبہ میں کوئی مخالف ملّاں چلا جاوے اور وہ لوگوں کو اس سلسلہ سے بدظن کرنے کے لئے اوت پٹانگ باتیں بتائے تو فوراً آدمی قادیان دوڑا آتا ہے کہ حضرت کوئی آدمی بھیجو فلاں ملّاں نے گاؤں ہلاک کر دیا میں پوچھتا ہوں اے دانشمند و! تم کب تک دوسروں کے بھروسہ بیٹھو گے۔ کیوں اپنی لوکل ضروریات کا خود بندوبست نہیں کرتے۔ میں اس ضرورت کو عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ قوم میں اسکے متعلق تحریک اور جوش پیدا ہو اور وہ اپنی دینی **ضروریات** کو سمجھے اور ان کے پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تجویز کرے۔

میں کسی آیندہ اشاعت میں اس تجویز کو جو میں نے سوچی ہے قوم کی خدمت میں پیش کروں گا فی الحال میں چاہتا ہوں کہ قوم کے سربرآوردہ اشخاص سے اسکے متعلق کچھہ سنوں اور شایع کروں تاکہ وہ زیادہ موثر ہو۔

قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض

دار الامان اسوقت مسلمانوں کا مرکز ہے گو بہت لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ابھی نہیں سمجھتے لیکن جن لوگوں نے اس راز کو سمجھہ لیا ہے وہ جب دار الامان میں آتے ہیں تو اونکا کیا فرض ہونا چاہئے اسپر شاید انہوں نے بہت کم غور کیا ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بہتوں نے نہیں کیا ہے؟ میری غرض اس سے اسوقت یہہ ظاہر کرنا مقصود نہیں کہ میں انہیں اس امر کا سبق دوں کہ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس قدسیہ سے وہ فیض اٹھائیں اور حکیم الامت اور مخدوم الملت کے ارشادات عالیہ سے بہرہ مند ہوں کیونکہ اس سفر کی یہہ غرض تو ہوتی ہی ہے نہیں میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ یہاں آئیں تو ان کاموں کو دیکھیں جو قوم کی بھلائی اور اشاعت اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے ہو رہے ہیں وہ اس کے متعلق مفید مشورے دیں ان قومی کاموں کی ضروریات پر غور کریں انکی توسیع مقاصد کے سوالات کا حل سوچیں۔ اگر ایسے اجتماعوں پر ان ضروریات قوم کا احساس نہیں کیا جاتا تو میرے نزدیک بہت بڑی فروگذاشت ہے جسکی طرف قوم کی توجہہ کی ضرورت ہے۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکا ہم سب کو خود فکر کرنا چاہئے نہ یہ کہ حضرت حجۃ الاسلام کو معمولی باتوں پر بھی توجہ کرنے کی ضرورت پڑے۔

صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سکول اب خدا کے فضل سے کالج کہلاتا ہے لیکن میری اپنی رائے ہے کہ سکول میں صنعتی تعلیم کی از بس ضرورت ہے گو موجودہ طریقہ تعلیم کی بھی ضرورت ہو۔ موجودہ طریقہ تعلیم جو انڈیا میں رائج ہے پہلے ہی کچھ ایسا قیمتی اور نقصان رساں ہے جسپر اگرچہ ملک کے اہل الرائے لوگ بہت کچھہ کہہ رہے ہیں اور خود میں نے بھی ایک زمانہ میں اپنی سمجھہ اور طاقت کے موافق ایک اخبار کی ایڈیٹری کی حیثیت سے اسپر متعدد مضامین لکھے تھے۔ اب جبکہ یونیورسٹی بل کیوجہ سے اور عام طور پر بھی تعلیم کی غرض ملازمت کی راہ میں بہت سی روکیں ہیں اور اعلے تعلیم کا حاصل کرنا سہل نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ صنعتی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی جاتی گو ابتداً صنعتی تعلیم کے رواج دینے کے واسطے کسیقدر روپیہ کے صرف کی ضرورت ہو۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ڈیپارٹمنٹ اپنا خرچ آپ نکال کر مدرسہ کو معقول امداد دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ جہاں آج سے آٹھہ یا دس سال بعد انٹرینس و مڈل پاس کرنے والا طالب علم آٹھہ روپیہ ماہوار نہیں کما سکے گا وہاں آٹھہ سال تک صنعت و حرفت سیکھنے والا طالب علم کم از کم تیس چالیس روپیہ ماہوار کا کاریگر چار سال سے بھی زیادہ سال پیشتر ہو چکا ہوگا۔

سکول کی اصلی غرض ہے **اسلام** کی حقیقت کو علمی اور عملی طور پر مسلمان بچوں کے ذہن نشین کرنا۔ سو یہ مقصد صنعتی تعلیم سے رک نہیں سکتا بحالیکہ موجودہ طریقہ تعلیم کبھہ کو اتنا وقت نہیں دے سکتا جو وہ دینیات کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ میری غرض اس سے یہ نہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ سکول اور کالج کی موجودہ حیثیت بدل دی جاوے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ **صنعتی تعلیم** کا کچھہ نہ کچھہ حصہ ضرور ہونا چاہئے۔

قطرہ قطرہ مے شود دریا

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک نے میگزین کی امداد کے لئے بہت ہی قابل قدر رائے دی ہے کہ مہمان خانہ میں ایک بکس رکھا جاوے جس میں ہر آنے والا مہمان کم از کم ایک آنہ ڈالدیا کرے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا ہے حقیقت میں اگر قوم اس قسم کی کام باتوں پر عمل کرنے لگے تو میرا اپنا خیال ہے کہ اشاعت سلسلہ کے موجودہ سارے شعبے اطمینان سے کام کر سکتے ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت بھی سخت مشکلات میں ہے اگر اس خیراتی فنڈ سے مدرسہ کو بھی خواہ ایک پائی ہی کیوں نہو مدد دیجاوے تو ایک معقول رقم سالانہ آسکتی ہے۔

قومی کالم

میں نے ارادہ کیا ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا اور

مختصر نوٹ اور نکات

(۱)

التقاء رحدا ایزد پرستی اور تقوی ہے جسکی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کیے جاتے دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے اسکو ہلاک کر دوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں انکو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان! کیا تو میرے ساتھ لڑائیگا اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ در حقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔ اور کوئی زمینی کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جسقدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور انکی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا بلکہ خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔

(۲)

سنت اللہ کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ ابتلا اور خدا تعالیٰ کے مخلص اور مامور بندوں پر مصائب اور مشکلات کا طوفان آتا ہے لیکن یہ طوفان اور سیلاب مصائب انہیں تباہ کرنے کے واسطے نہیں آتے بلکہ یاد رکھو جب خدا کا مامور و مرسل مشکلات اور مصائب کا نشانہ ہو تو اس وقت خدا تعالیٰ کا کوئی عظیم الشان نشان ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے حقیقت میں اس کا مؤید و منصور ہونا اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اسکی آبرو یا جان لینے کے لئے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ اسکی مصیبت کا اصل راز یہی ہوتا ہے کہ تا خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں اسکی تائید میں ظاہر کرے اور وہ غیبی تائیدات دکھائے جو راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہیں نادان کہتا ہے کہ یہ سب باتیں بیہودہ ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہے وہ اس راز سے بکلی ناآشنا ہے کہ اس اعلیٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتیں ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا عمیق راہیں ہیں۔

(۳)

نیکی ہی بدی کا کامل کفارہ ہے اور یہ عین عدل ہے کیونکہ جب انسان ایک بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجا لایا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اسی مطلب کو ان الفاظ میں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے جو ہلاکت تک پہونچاتی ہے اور نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے جو موت سے بچا لیتی ہے۔

(۴)

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانی بود
پس بگیر ید بہ شان ہر کہ گریانی بود
آں خداوندے کہ نامش ہست ہم سر ثابت
ہر کہ ہویدا آں خدا را او مسلمانے بود

(۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی تکمیل فرمائی حضرت مسیح نے صرف انسانی ہمدردی پر سارا زور دیا کیونکہ اس زمانہ میں جبکہ مسیح پیدا ہوئے اسی امر کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ یہودیوں میں سنگدلی اور قساوت قلبی بد اخلاقی پیدا ہو گئی تھی اسلئے حضرت مسیح نے اسپر بہت بڑا زور دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں توحید گم ہو چکی تھی۔ اسلئے آپ نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر بہت بڑا زور دیا اور توحید کے وہ کمالات بیان کیے جہانتک انسانی عقل و فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی۔ اور آپ متمم اخلاق بھی تھے مسیح موعود کے زمانہ میں دونوں شاخیں ایمان کی کمزور ہو چکی تھیں اور آپ احمد و مسیح دونوں کے بروز تھے اسلئے آپ نے دونو شاخوں کو سرسبز کیا۔

(۶)

شریعت کے دو بڑے حصے ہوتے ہیں ایک تعظیم لامر اللہ دوسرا شفقت علی خلق اللہ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد شریعت کے عظیم الشان حصے ہیں اوّل الذکر میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا قایم کرنا مقصود تھا اور دوسرے حصہ میں یہ مقصد تھا کہ نوع انسان کی ہمدردی کرو اور ان کے لئے وہ چاہو جو اپنے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کی تعلیم سے حقوق اللہ کی عظمت کو ظاہر فرمایا اور پھر لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ یعنی تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس قسم کی مکمل تعلیم دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں ملتی۔

(۷)

کیا آریہ سماج اس اصل میں اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جبکہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک خیالی وجود تصور کرتا ہے اسکے تصرف تام کے مقتدر مطلق ہونے کا اسے یقین نہیں وہ اسے خالق نہیں مانتی بلکہ جوڑنے جاڑنے والا ایک صانع سمجھتا ہے وہ اسے رحمانیت اور ربوبیت اور متکلم اور بہت سی صفات سے معرا مانتا ہے آریہ سماج کہتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہمیں مل رہا ہے خواہ آفتاب کی روشنی ہو یا ہوا۔ پانی۔ گھوڑا۔ گائے۔ بیل۔ درخت وغیرہ سب ہمارے اپنے ہی اعمال کے نتیجے ہیں انمیں خدا تعالیٰ کا کوئی عطیہ نہیں۔ آریہ سماج تسلیم کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک وقت کو سوا کبھی کسی سے کلام نہیں کر سکتا وہ جانتا ہے کہ وہ دائمی نجات کسی کو دے ہی نہیں سکتا۔ پس انصاف کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال جو لا الہ الا اللہ کے اندر مرکوز ہے آریہ سماج کے اندر کہاں؟۔

ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

*

خلا جسکو آپ پول سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکو نامتناہی بتاتے ہیں علماء طبعی نے اسکو مسامات سے تعبیر کیا ہے علمائے نیچرل فلاسفی (طبعی) اور علماء علم ہیئت کی تحقیقات میں اجرام فلکی ہوں یا ہماری دنیا کے اجسام ہوں مسامات ہیں ساکن ہیں یا متحرک یا سیال ہیں۔ ہر ایک مسام کا قطر کو لاکھوں میں کا ہو یا یہ ہمہ وہ محدود ہے۔ علماء ریاضی نے انکی پیمائش کی ہے اور مسامات کے قطر کا تخمینہ ہم کو بتایا ہے۔ بس خلا بھی محدود نہیں ہے۔ جسکو آپ نے نامتناہی فرض کیا ہے *

قطر سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ مرکز دائرہ پر خط گذر کر نصف کر دیتا ہے اور جسکی دوری قریباً تین سے ہوتی ہے۔ قطر کی بھی حد ہے۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو محدود ہے۔ قطر کے لفظ کے استعمال سے یہی ہماری مراد تھی نہ وہ جو دائرہ سے ہے اور جس کی بحث علم ریاضی میں اور علم طبعی میں ہوتی ہے۔

۱۱

علمائے نیچرل فلاسفی خواہ وہ یورپ کے ہوں یا یونان کے مادہ کو بیجان اور مردہ بتاتے ہیں۔ اُن کی تحقیقات میں مادہ کی نہایت حیرت انگیز تین حالتیں ہیں۔ مادہ جامد ہوگا یا سیال یا ہوایہ۔ (گیاسیہ) بجز ان تین حالتوں کے مادہ کی چوتھی حالت نہیں ہے نفس مادہ میں یہ قابلیت نہیں کہ وہ اپنی حالت سکون و حرکت و سیال کو بدل سکے۔ اگر وہ متحرک ہے تو اپنے تئیں وہ ساکن نہیں کر سکتا اگر وہ ساکن ہے تو وہ از خود متحرک نہیں ہو سکتا۔

مادہ کی تینوں حالتوں میں تین قوتوں کا عمل پایا جاتا ہے (۱) کشش ثقل کا زور تمام عالم کے بڑے بڑے اجسام کو مربوط رکھتا ہے اور زمین کو آفتاب سے جدا ہونے نہیں دیتا (۲) کشش اتصال کا زور اجسام کے اجزا کو جب تک خارجی اثر اُن پر نہ ہو باہم پیوستہ رکھتا ہے (۳) کشش کیمیائی کا زور بوقلمو اور رنگارنگ اجسام کو پیدا کرتا ہے۔

اگر یہ تینوں قوتیں بے جان مادہ سے نکال لی جائیں تو نظام شمسی کا اور ہماری دنیا کا یہ رفیع الشان کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا کل اجسام کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ زمین بخط مستقیم یکساں رفتار سے اپنی راہ لے گی اور آفتاب کو پیچھے چھوڑ دے گی۔ حیوانات۔ نباتات اور جمادات کے اجسام کے پرزے پرزے ہو جائیں گے۔ پتھر کا جامد جسم گو نہایت سخت ہے ریزے ریزے ہو جائے گا۔ درخت سبز مخمل کے سے لباس سے ملبس نہ ہونگے۔ درختوں کے تنوں کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ جو رہیں گے وہ صرف پچاس یا ساٹھ بے جان عناصر بے ترتیب رہیں گے وہ بھی بے جان اور قابل فنا ہیں۔

یورپ کے علماء علم کیمیا کی تحقیقات میں کسی جسم کو سکون نہیں ہے کل جسم متحرک ہیں۔ پتھر جامد ہے اور بظاہر اپنا حجم قایم بذات رکھتا ہے اور وہ ساکن ہے مگر اس میں بھی اس کے نہایت دقیق اجزا مثل قطب نمائی سوئی کے جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے مگر وہ بھی متحرک ہیں *

قوت کشش ثقل۔ قوت کشش اتصال اور قوت کشش کیمیائی کی توضیح کسی اور طور سے بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ خداوند عالم ہمہ جا اور ہمہ وقت کل دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اور کل عوالم کا انتظام اپنے قبضے اور اختیار میں رکھا ہے۔ پس وہی ازلی اور ابدی اور قدیر ہے صرف اس کو کل موجودات کا خالق اور منتظم نہایت حلیمت اور اخلاص سے تسلیم کریں۔ اس کے تابع ہوں اور صرف اسکی عبادت کریں جس نے کل عوالم کو پیدا کیا اور باترتیب نہایت خوبصورتی سے رچایا ہے جس کی رچنا اس سے زیادہ خوبصورت وہم خیال

انجیل کا معقول اندازہ

(مسٹر سی۔ جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ)

عموماً یونیٹیرین یعنی موحدین کے مذہب پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہمیشہ یہ منفی باتوں کی ہی تعلیم دیتا ہے اور مثبت باتوں کی بابت کچھ بھی نہیں کہتا۔ اس الزام کی وجہ یہ ہے کہ یا تو مخالفین حقیقت کو ٹھیک طور پر ظاہر ہی نہیں کرتے اور یا جیسا اکثر ہوا کرتا ہے انہیں پوری پوری واقفیت ہی نہیں ہوتی جنہیں اس مذہب سے جو صدیوں سے کم و بیش شہادت کا مذہب رہا ہے کچھ بھی واقفیت ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ اس کے پیرووں کو ہمیشہ مقابلہ اور تردید کی طرز اختیار کرنی پڑی ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ قانون ان کے برخلاف تھا اور چونکہ اون کے مخالفوں کی تعداد ہمیشہ بہت زیادہ رہی ہے اسلئے بھی انہیں ہمیشہ گھاٹا رہا ہے۔ حضرت یسوع مسیح کی طرح انجیل کے سادہ اصولوں پر چلکر انہیں مجبوراً ان تو موں اور جماعتوں سے علیحدہ ہونا پڑا ہے جو کہ اصلی مسیحی تعلیم سے کہیں پرے چلی گئی ہیں۔ گو انہوں نے کسی سے علیحدہ نہیں کیا۔ موحدین نے ہمیشہ اُس آواز کی پیروی کی جس کا یہ حکم تھا کہ تمام لوگوں میں جو ایسی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اُس صداقت کو جو مسیح میں تھی۔ نقصان پہونچایا ہے اور دبا دیا ہے۔ اُنکے برخلاف وہ وعظ کریں اور اون کا مقابلہ کریں۔ اونکی منفی باتیں صرف مثبت باتوں کے قایم کرنے کے لئے ہیں۔ انھوں نے چند باتوں سے اسوجہ سے انکار کیا ہے کہ اور باتوں کو قایم کریں۔ جب وہ اسبات سے منکر ہیں کہ انجیل مُبرّا از خطا ہے تو وہ انجیل کی اصلی اور ہمیشہ رہنے والی قدر و منزلت کو برقرار رکھکر اُسے خوفناک غلط فہمیوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جب وہ انسان کے گنہگار ہوجانے کے مسئلہ سے انکار کرتے ہیں تو اوس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس اعلےٰ فطرت کی جو مہربان خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے تائید کرتے ہیں۔ جب وہ اس مسئلہ سے منکر ہیں کہ حضرت مسیح نے ایک قہار خدا کے انصاف کو پورا کرنے کے لئے اور لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھاکر اورونکے لئے اپنے آپ کو قربان کیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا کے انصاف میں رحم اور عفو دونوں ملے ہوئے ہیں اور دوسروں کے لئے کفارہ کا مسئلہ ہر طرح پر انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان کو اپنے گناہ کا بوجھ اور دکھ خود ہی اُٹھانا چاہئیے۔ جب وہ حضرت مسیح کے خدا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ تمام تواریخ اسکے ثبوت میں کچھ نہیں کہتی۔ درحقیقت حضرت مسیح اُس پاک اور اعلےٰ نمونے کی مثال ہے جو انسان کے لئے حاصل کرنا ممکن ہے اگر وہ مادی جہنم و بہشت کو نہیں مانتے تو اس کا سبب یہ ہے کہ آئیندہ زندگی کے متعلق اُنکا ادراک ایسا لطیف ہے کہ وہ اسمیں ایسی بیجر باتوں کو داخل ہونے نہیں دیتے۔ اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آئیندہ سزا اور جزا ہماری روحانی حالت کے مطابق روحانی شکل میں دی جائے گی۔ جب وہ شیطان اور اوس کی فوج کی ہستی سے منکر ہیں تو انہیں خدا کے قادر مطلق۔ پاک اور محبت ابدی ہونے میں پختہ یقین ہے اور اس یقین کے ساتھ یہ مسئلہ بالکل مطابقت نہیں کھاتا۔ جب وہ قسمت اور مقبولیت کے مسائل سے انکاری ہیں تو وہ انسانی شرائط سے محدود آزاد مرضی کی اعلےٰ صداقت کے قائل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ نجات کی بخشش ہر ایک کے لئے ہے۔ جب وہ گنہگاروں کے لئے دائمی جہنم سے منکر ہوتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ وہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ خدا رحیم کل ہے۔ وہ تمام انسانوں کو نجات بخشیگا اور سچا راستہ دکھلائیگا امید ہے کہ یہ الزام کہ ہم بہت سے مسائل سے صرف انکاری کی غرض سے منکر ہوتے ہیں اور جو بے سوچے سمجھے ہم پر لگایا جاتا ہے جب معتبر اور سمجھدار لوگ ہمارے ارادہ کو جو اس انکار کی تہ میں ہے اچھی طرح سمجھ لیں گے تو ہرگز نہ لگائیں گے۔

یونیٹیرین لوگوں کو کسی اور بارے میں ایسا سخت سُست نہیں کہا جاتا جیسا کہ انجیل کے تعلق میں میرا یہ ارادہ ہے کہ میں بعض اون ضروری امور کی طرف آپکی توجہ مبذول کروں جنسے ظاہر ہو جائیگا میں بذات انجیل کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور شاید ان باتوں سے کوئی سمجھدار آدمی موجودہ نسل انسان کے لئے انجیل کی اصلی رفعت و قدر کا اندازہ لگا سکے۔

(۱) ہماری انجیل دنیا کے اور بہت سی کتب مقدسہ میں سے ایک ہے۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں بہت ہی کم ایسے آدمی ہیں جو یہ نہ سمجھتے ہوں کہ دنیا میں عیسائی مذہب ہی اعلےٰ مذہب ہے اور نیا اور پُرانا عہدنامہ ہی صرف کتب مقدسہ ہیں۔ ہماری اپنی انجیل سے ہی تین بڑے مذہب پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً یہودی مذہب۔ عیسائی مذہب اور اسلام یہودی لوگ پرانے عہدنامہ کو تسلیم کرتے ہیں عیسائی دونوں کو مانتے ہیں اور مسلمان اپنے معجزے کے طور پر نازل ہوئی مبرا از خطا قرآن کے علاوہ Pentateuch زبور اور Gospels کے بھی قائل ہیں۔ اور دنیا کی اور کتب مقدسہ کی بابت یہ ہے کہ بہتر ہا لوگوں کے پاس اپنی کتاب موجود ہے پُرانے ہندوں کے پاس اُنکے وید۔ پارسیوں کے پاس زند اوستا۔ چینوں کے پاس قوانین سلاطین بُدھ لوگوں کے پاس ترپی ٹیک یعنی تین ٹپاریں موجود ہیں اور علے ہذا القیاس اور قوموں کے پاس بھی اپنے اپنے شاستر ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا ضروری مذہب نہیں جس کی اپنی کوئی کتاب ایسی نہ ہو جسے خاص عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ہو۔ بعض اوقات مذہب کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ زبردست عبارت میں کتابوں کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ مذہب کے خاص خاص پہلو جو اب عملی لحاظ سے معدوم بھی ہوگئے ہیں بڑی بیش بہا تحریرات کی شکل میں ظاہر کئے گئے ہیں اگرچہ اب وہ بدقسمتی سے تتر بتر صورت میں موجود ہیں مگر تاہم بہت قدر کے لائق ہیں۔ موجودہ زمانہ میں مذہب کے متعلق بہت سی ضروری باتیں ہیں جو اپنے مقدسہ کے لئے اسیقدر الہام تصدیق اور قدر کی خواستگار ہیں جسقدر عیسائی کتب مقدسہ کا دعوے ہے تاہم اوسط درجہ کے عیسائی اس حقیقت سے ناواقف رہنا ہی پسند کرتے ہیں اُنکا یہ خیال ہے کہ اون کا مذہب ہی دنیا میں ایک سچا اور اعلےٰ مذہب ہے حالانکہ عیسائی مذہب کے ہر فرقہ کے پیرووں کو لیکر بھی بدھ مذہب والوں کی تعداد زیادہ ہے اور دنیا کے تین چوتھائی باشندوں کا عیسائی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں۔ بعض نیک عیسائی جب وہ اور مذاہب اور اون کی کتب مقدسہ کی تحقیقات کے متعلق کچھ سنتے ہیں تو افسوس سے اپنا سر ہلا دیتے ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ بدھ مذہب کا پیرو بھی جب کبھی یہ معلوم کرے کہ اوس کا ہم مذہب ہی سنگ عیسائی مذہب اور بت پرستی سے بھری انجیل کے متعلق کچھ تحقیقات کرنا چاہتا ہے تو ایسے ہی سنجیدہ طور پر اپنی گردن ہلا سکتا ہے۔

مشہور شاعر برنس صاحب نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کاشکہ کوئی طاقت ہمیں ایسا عطیہ بخشے جس کے ذریعہ سے ہم اپنے آپ کو اسی طرح دیکھ سکیں جسطرح اور ہمیں دیکھتے ہیں۔ اس سے ہم بہت سی غلطیوں اور فاسد گمانوں سے بچ جائیں گے۔

ہماری انجیل کا دنیا کی اور کتب مقدسہ کے برابر ہی درجہ ہونا چاہئیے۔ ایک کٹر عیسائی اپنی انجیل کے سوا کسی اور کتب مقدسہ کو مبرا از خطا نہیں خیال کرتا۔ اور نہ کوئی اور مذہب عیسائیوں کی انجیل کو ہی ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن قدرتاً ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی کتب مقدسہ سب سے بہتر ہیں کیا یہ بیجا غرور نہیں ہے کہ ایک مذہب تمام صداقت اور الہام کا خود ہی دعوے کرے اور تمام مذاہب سے اس بنا پر نفرت کرے کہ وہ اس معراج کے سامنے سر نہیں جھکاتے جسے دنیا میں ہو کر سے آدمی مبرا از خطا مانتے ہیں۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ عیسائی لوگ اپنے مذہب کو سچا مذہب بتاتے ہیں اور ایک اور مذاہب کو حقارت کی نگاہ سے جھوٹا بتلاتے ہیں۔ سچے مذہب سے اس سے کہیں بڑھکر برداشت اور فیاضی کی امید کی جاتی ہے۔ اگر عیسائی لوگ حضرت مسیح کیطرح ان لوگوں کے ساتھ جو صدق دل سے ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں برداشت علم اور صبر کے ساتھ برتاؤ کرنا سیکھیں تو درحقیقت عیسائی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اب کی نسبت کہیں زیادہ زبردست زور ڈال سکتا ہے۔ اسے یہ زیبا ہے کہ دنیا کے اور مذاہب کے ساتھ ساتھ ہی چلا چلے۔ اور اپنے درحقیقت اعلےٰ اصولوں کی فضیلت کے سبب ان سب کا سردار بنا رہے مگر یاد رہے کہ اس سرداری کیوجہ سے اسمیں غرور اور سختی نہ آجاوے۔ ہمیں لوول صاحب کے مندرجہ ذیل اعلےٰ اور مبارک کلام کو یاد رکھنا چاہئیے کہ

کہ خدا ہر زمانہ ہر ملک و ہر قوم میں اپنے پیغمبروں کو بھیجتا ہے اور ان کی ترقی اور لیاقت کے مطابق الہام پہونچاتا ہے اور کسی خاص قوم کی خودغرضانہ تحت میں تمام سچائی کو محدود نہیں کر دیتا۔

باقی آئندہ

ابطال باطل

اس عنوان کے نیچے تمام باطل مذہبوں کے اصولوں پر نظر کی جایا کریگی خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی۔ ایڈیٹر

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ در روایات پیش کردہ مولوی ابوالقاسم نظر کنیم زیراکہ اقوال علماء تشیع خود ایشان را ملزم مے سازد و تاہم بطور مشتے نمونہ خروارے در احادیث مولوی صاحب کہ بدلیل آوردہ نظر کردہ حقیقتش ظاہر میسازیم قطع نظر از بحث صحیح و غیر صحیح متصل السند و مقطوع السند مرفوع و غیر مرفوع بودن روایات و احادیث از ظاہر حدیث کہ خود مولوی صاحب بدلیل آوردہ بقول شخصے (دروغ گو را حافظہ نباشد) نتیجہ موافق مطلب مولوی صاحب نمے برآید زیراکہ او عاء شان در ما نحن فیہ استحباب گریہ است تا کلیہ ثواب و دخول جنت بروے مترتب شود۔ و این سخن از منطوق حدیث ثابت نمے شود۔

حدیث اول بہ الفاظ مولوی صاحب (اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاھم ما یشغلھم) یعنے تیار کنید بجہت اولاد جعفر طعام تحقیق بایشان پیامے آمد کہ ایشان را مشغول مے سازد)۔

ہر صاحب بصیرت از اندک تدبر مے فہمد کہ درین حدیث رسول اکرم صلعم از برائے آل جعفر حکم تیار طعام دادہ۔ از فقرات حدیث جواز و استحباب عزاداری و گریہ کردن از کدام الفاظ ثابت مے شود و درین حدیث مذکور کدام الفاظ اند کہ مدلول شان تعزیہ داری یا تعزیہ گرفتن باشد و این فقرات مولوی صاحب کہ در معنی حدیث گفتہ اند (کہ ہرگاہ وفات جعفر بن ابی طالب شنیدند بر مصیبت نشستند) از الفاظ حدیث ظاہر نمے شود و ما حیرانیم کہ مولوی صاحب باین علمیت و دیانت در الفاظ حدیث چرا تصرف بیجا کردہ اند مولوی صاحب را لازم است کہ حدیث را مکمل و تماما بنویسد تا در وے نظر کنیم باز چہ نسبت دارد باین تکیہ داری معروف۔ آیا سال بسال مثل تکیہ داران حسین در وفات خود مے نشستند واویلا و واویلا مے کردند نوحہ و مراثی مے خواندند و ذو الجناح و علم و مہر مے کشیدند حیف است باین استدلال آفتہ بر

(حدیث دوم) بالفاظ مولوی صاحب در بخاری و مشکواۃ در باب بکا مرویست ہرگاہ حسن بن حسن بن علی مرد (ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ ثم رفعت الخ)۔

یعنے زوجہ حسن قبہ بر قبر او زدہ تا یک سال بر قبر نشست بعد یک سال قبہ منصوبہ را برداشت (انتہی قولہ سلمہ)

در آخر این حدیث فقرات تنبیہ را مولوی صاحب حذف کردہ چون قبہ از قبر شوہرش برداشت آواز از غیب شنید کہ چہ حاصل کردی آیا او را زندہ کردی و ہمراہ خود بردی کہ تا یک سال بر قبرش مجاورت کردی پس ازین فقرات حدیث تنبیہ و امتناع گریہ و تعزیہ داری ثابت مے شود۔ مولوی صاحب بزرگ از غایت تقوی و دیانت این الفاظ را چون مفید مطلب شان نبود از عبارت حدیث کشیدہ اند پس از نفس حدیث امتناع ثابت است لاغیرہ۔

حدیث سوم۔ در مشکوۃ آخر کتاب در وفات سید کائنات نوشتہ کہ ہرگاہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا تشریف بردند حضرات اہلبیت بر مصیبت نشستند پس از کنار خانہ آواز بلند کسے گفت در حالیکہ کسے دیدہ نمے شد۔ السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل ھالک ودرکا من کل فائت فباللہ فاتقوا وایاہ فارجوا فقال علی اتدرون من ھذا ھو الخضر (یعنے اے آل محمد در راہ خدا مصائب است و جزا آنہا پس در قرآن شریف امر بصبر کردن فرمود و نزد او جزا از ہر مصیبت و عوض از ہر چیز ہلاک شدہ تدارک ہر فوت شدہ است پس تقوی کنید و امید باو بگذارید پس حضرت امیر فرمود کہ قائل این قول حضرت خضر است انتہی قال مولوی مصطفی)

اکنون تدبر کن از برائے تو باز دیانت مولوی صاحب را ظاہر مے سازم۔ این فقرہ کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند در الفاظ حدیث یافتہ نمے شود تاتمامی احادیث را از شرح مشکواۃ از برائے تو مے نویسم تا دیانت مولوی صاحب بر تو ظاہر شود۔ فلما توفی رسول اللہ صلعم جاءت التعزیۃ آمد تعزیہ و تعزیہ بصبر فرمودن مصیبت اندوہ را و تسلی دادن او را و عزا صبر و شکیبائی و در بعضے نسخ در جاءت بواؤ۔ سمعوا صوتا من ناحیۃ البیت شنیدند صحابہ آوازے را از گوشہ خانہ کہ میگوید السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ۔ این عبارت ما

چند معنی کردہ اند۔ بدرستیکہ در کتاب خدا تعزیہ و تسلیم است از ہر مصیبت اشارت است۔ بقول وے سبحانہ انا للہ وانا الیہ راجعون پس عزا اینجا بمعنی تعزیہ است یا در دین خدا تعزیہ است کہ شارع ترغیب و تحریص بر آن نمودہ است و بعضے گفتہ اند کہ معنے آنست کہ خدا صبر فرمایندہ و تسلی دہندہ است و این را در زبان عربی تعزیہ مے گویند (الی آخرہ ص ۳۳۹ شرح مشکوۃ عبدالحق)

القصہ در آخر حدیث مذکور است وانما المصاب من حرم الثواب - این فقرہ حدیث را مولوی صاحب نیز دزدیدہ است پس شیخ عبدالحق شارح مشکوۃ معنی مے کند این را۔ (و مصیبت رسیدہ نیست مگر کسے کہ محروم گردانیدہ شدہ است ثواب را یعنی مصیبت دنیا مصیبت نیست از جہت وجود ثواب آخرت و مصیبت حقیقی آنست کہ صبر نکند و از ثواب محروم ماند (الخ ص ۳۳۹ شرح مشکوۃ جلد چہارم) اگر حصہ حدیث را بمع شرح نوشتیم تا معلوم شود کہ درین حدیث ہم مولوی صاحب تصرف کردہ (اول اہلبیت بر مصیبت نشستند دوم (انما المصاب من حرم الثواب) از حدیث دزدیدہ و خلاف کردہ۔ زیراکہ ازین فقرات خلاف عقیدہ مولوی صاحب ثابت می شد و شارح حدیث این معنی را واضح ساختہ کہ اکثر مردم کہ مصیبت بایشان مے رسد و صبر نمے کنند از ثواب محروم مے مانند پس اگر از عدم صبر بر مصائب از ثواب محروم مے مانند باز گریہ کردن بر حسین و در تعزیہ داری جزع و فزع کردن سینہ زنی کردن علم ہائے بر آوردن و دلال کشیدن شور و غوغا و نعرہ ہائے یا حسین یا حسین زدن کے مستلزم ثواب و اجر باشد بلکہ موجب محرومی از ثواب باشد قطع نظر از ہمہ تشریحات در عبارت و ترجمہ خود مولوی صاحب نظر کنیم کہ باوجود تحریف در حدیث کردن عبارتے کہ نوشتہ است چہ نتیجہ دارد۔ حضرت خضر غائبانہ بآل محمد این تنبیہ کردہ کہ در قرآن امر بصبر کردن فرمودہ و تقوی کنید و امید باو بگذارید۔ این تعلیم خضر بود کہ بآل محمد کردہ ورنہ این سخن ہائے محل و موقعہ نداشت ظاہر است کہ آل محمد را مرتکب فعلے دیدہ از طرف خدا مامور گشتہ غائبانہ ایشان را تعلیم قرآن یاد بدہد مسلم کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند مگر آن نشستن باین نشستن تکیہ داران چہ مناسبت دارد آیا اہلبیت ہم رو پیٹ واویلا بر مرگ رسول خدا جمع کردہ بودند و وفات رسول خدا و چہ مناسب خود ساختہ بودند حیف است بآن اولاد ناخلف کہ مرگ پدر را غنیمت شمردہ دوکانداری بسازند آیا بر وفات

سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے منبر رسول خدا را سیاہ پوش کردہ بود و مردم پیش منبر آمدہ اعدا بوسہ مے دادند و گریہ مے کردند بر منبر گلہائے و شمع کافوری مے افروختند از منبر و علم مرادہائے مے جستند زیر منبر و علم گوسفندہائے ذبح مے کردند (وما ذبح علی النصب) فتدبروا یا اولی الالباب۔

باقی احادیث قابل ذکر نیستند زیراکہ غنیۃ الطالبین و سر الشہادتین وغیرہ از کتب معتبرہ حدیث نیستند و این کتابہائے ایہ نار و قصہ گویان و واعظان است تفصیلش در اوراق سابق بہ ریلیف۔ حدیث ابن عباس حدیث مرفوع متصل نیست بلکہ اثر از ابن عباس مرویست و خوابے دیدہ است و خواب دیدن او حدیث نمے شود ترمذی خود ش بعد ذکر حدیث آنرا غریب گفتہ ہمچنین صورت دیگر۔ حدیث است کہ از پایہ اعتبار ساقط اند زیراکہ با کتاب اللہ مطابقت ندارند گویا من حیث الروایت و من حیث الدرایت غیر صحیح ثابت اند مختصر اینکہ از احادیث صحیح ہرگز ثابت نمے شود کہ بر اموات خویش یا بر اموات اہلبیت بالخصوص بر حسین شہید گریہ کردن موجب ثواب عظیم یا سنت موکدہ است یا وعدہ دخول جنت وارد (حاشا وکلا ثم حاشا) چنانچہ گذشت۔

آمدیم برین مطلب کہ رسول خدا صلعم یا ائمہ اہلبیت یا صحابہ بر اموات خویش گریہ کردہ بودند یا نہ۔ ما انکار نداریم ازین سخن کہ ایشان گریہ نکردہ باشند زیراکہ در مقتضیات فطرۃ بشریہ ہمہ انام ہر دو مے ایستادند و مے خوانند خواب مے کنند ضرورت لباس ہم دارند نکاح نیز مے کنند بیمار ہم مے شوند وفات ہم مے شوند فرق اینست کہ افعال دنیوی ایشان نیز تابع مرضات اللہ مے باشد مثلاً خوردن و آشامیدن ایشان از برائے صحت بدن باشد تا در خدمت و عبادت الہی معروف باشند نہ از برائے تمتع و لذت۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم از ارشاد الہی فرمود۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی۔ ہم چنین در حدیث تابیر النخل اعتراف فرمودہ اند پس ہمچنانکہ باقتضائے طبیعت بشریہ از برائے اعزہ و اقارب بر وفات شان متالم و متاثر مے شویم و درد و اندوہ و غم بر قلوب مستولی مے شود و در بعض اوقات حزن و اندوہ از و بالا پذیرفتہ گریہ ہم کنیم آب از چشم جاری مے شود۔

باقی آیندہ۔

خاکسار نذر علی سابق شیعہ از صوبہ۔

ہندوستان میں مسیح کا آخری سفر

نمبر (۴)

نوٹ:- ناظرین کو ان مضامین کا سلسلہ یاد کرنے کے لئے ۱۰-جنوری ۱۹۰۴ء اور ۱۷-جنوری ۱۹۰۴ء کے الحکم کو پڑھ لینا چاہیئے۔

گذشتہ سال کے انہیں ایام میں مندرجہ بالا عنوان سے میں نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جسکے تین نمبر شائع ہوئے تھے - میں نے اون مضامین کو اعلائے کلمۃ الاسلام کی نیت سے لکھا تھا نہ اپنی کسی جدت و قابلیت کے اظہار کے لئے جس سے میں (کسر نفسی کے طور پر نہیں) فی الحقیقت تہیدست ہوں - خدا تعالےٰ نے اون مضامین میں کچھ ایسی قبولیت رکھدی کہ اکثر احباب نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے پر بیحد اصرار کیا مگر خدا تعالےٰ کی تائید و توفیق کے بغیر کیا کر سکتا تھا ہرچند طبیعت نے ان خطوط سے متاثر ہوکر اسے جاری رکھنا چاہا مگر مشیت ایزدی نے یاری نہ دی - اب خدا کی قدرت سے پھر وہی زمانہ آپہونچا اور مجھے مدد ملی کہ جسقدر ممکن ہو اس سلسلہ میں پھر کچھہ لکھوں تاکہ جہانتک ہو یہ سلسلہ مضامین کا اپنی تکمیل کی طرف چلے - وباللہ التوفیق -

ایڈیٹر

آج ہمارے لئے نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے - یہ ایک فقرہ ہے جسپر میں نظر ثانی کرتا ہوں - جو عیسائیوں کے مشہور و معروف اخبار نور افشاں میں بڑے دن کی تقریب پر ایک گول دائرہ کے اندر شایع کیا جاتا ہے - اس فقرہ میں ایک عظیم الشان دعوے ہے جو مسیح کی نسبت کیا گیا ہے - اور وہ دعویٰ اسکے منجی ہونے کے متعلق ہے - اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس دعوٰی کے دلائل کو دیکھا جاوے -

انجیل (مسیح کی سوانح عمری سمجھہ لو اسکے ارشادات کا مجموعہ سے کہہ لو) تو اس دعوی کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتی ہے - اور دنیا کی کوئی اور تاریخ ہی اس نجات اور رستگاری کا پتہ نہیں دیتی جو عیسائی قوم کو حاصل ہوئی ہو -

میں اسوقت دوسری ساری باتوں اور لوازمات کو جو نجات کے مفہوم کے اندر داخل ہیں چھوڑ دیتا ہوں اور اپنی بحث کے دائرہ کو صرف اس ایک امر کے اندر محدود کر دیتا ہوں کہ مسیح کے ذریعہ مسیح پرست قوم نے گناہ سے کہانتک نجات پائی نجات کا اصل مفہوم بھی یہی ہے اس لئے یہی ضروری ہے کہ میں اس دائرہ کے اندر رہ کر ہی اس دعوے کی تحقیق کروں -

اولاً میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا وہ شخص جو دوسروں کی رستگاری اور نجات کا موجب ٹھہرایا جاتا ہے خود بھی نجات یافتہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر خود اسکی اپنی ہی کمزوریاں اور غلط کاریاں اس قسم کی ہوں جو معمولی انسان اسے ثابت کرتی ہوں تو پھر وہ دوسروں کی بہلائی اور بہتری کا باعث کیونکر ٹھہر سکتا ہے - اسکے لئے مناسب ہے کہ خود انجیل ہی سے اس سوال کا حل چاہا جاوے - کہ وہ یسوع کی نسبت کیا کہتی ہے؟ کیونکہ اگر یہودیوں کی تاریخ کو جو انکے ہم عصر تھے دیکھا جاوے اور ان الزامات کو جو انہوں نے یسوع پر لگائے ہیں پیش کیا جاوے تو بہرحال اس کے جواب میں کہا جائیگا کہ یہ تصویر مخالفوں نے کھینچی ہے - پھر کیوں پہلے ہی اس خوردبین سے یسوع کا معائنہ نہ کیا جاوے جو خود عیسائی پیش کرتے ہیں -

اس معاملہ میں پہلے میں یسوع کی اپنی قولی شہادت پیش کرنی چاہتا ہوں -

متی کی انجیل کے ۱۹ باب کی ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے آکے مسیح سے کہا اے نیک استاد میں کونسا کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں - اس نے اس سے کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا -

یہہ ایک فقرہ ہے جو یسوع کی زندگی پر ایک روشنی ڈالتا ہے - اسی مفہوم کا مطلب کو انجیل مرقس ۱۰/۱۸ اور لوقا ۱۸/۱۹ میں بھی بیان کیا گیا ہے - اب اس مقام پر یسوع اپنی نیکی سے خود انکار کرتا ہے - یا بالفاظ دیگر اپنے گنہگار ہونے کو تسلیم کرتا ہے - اس آیت کی توجیہہ اور تاویل میں عیسائی مفسرین نے بہت کچھہ ہاتھہ پیر مارے ہیں - جب کچھہ بن نہیں آیا تو آخر کار جدید ترجمہ میں اپنی معمولی تحریف کا جوہر دکھایا ہے - جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود یہ آیت ان لوگوں کو کھٹکتی تھی اور جو تاویل اور توجیہہ وہ پیش کرتے تھے اسکے اندر کوئی حقیقت اور اصلیت نہ تھی - چنانچہ نئے ترجمہ میں اس آیت کو یوں لکھتا ہے -

اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اوس سے کہا کہ تو مجھہ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے -

اس جدید ترجمہ کو متی کی انجیل کے محولہ بالا مقام پر دکھایا ہے مگر سچائی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی - ہزاروں لاکھوں انجیلیں اس ترجمہ کی جو میں نے لکھا ہے چھپی ہوئی موجود ہیں اور مقابلہ کرنے والے اس خیانت کو فی الفور پکڑ سکتے ہیں - اسلئے حاشیہ میں لکھنا پڑا کہ بعض پرانے نسخوں میں اس طرح پر آیا ہے کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا علاوہ اس خود تسلیم کردہ تحریف کے لوقا اور مرقس کے محولہ بالا مقامات میں وہی الفاظ بتغیر ما موجود ہیں جو انجیل متی کے حوالہ سے لکھتے ہیں -

پھر اگر ایک مقام پر یہ نجات یافتہ گروہ اپنی چالاکی پر پردہ پوشی کی کوشش بھی کرے تو مرقس اور لوقا کا حوالہ انکی پردہ دری کرنے کو اسی انجیل میں موجود ہے - اور پھر یہ آیت جسکا ترجمہ اعتراض سے بچنے کے لئے بگاڑ دیا گیا ہے خود کہہ رہی ہے کہ مجھہ پر تصرف کا بیجا پنجہ مارا گیا ہے - کیونکہ سائل کا سوال تو یہ ہے -

اے استاد میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اب اس سوال کے جواب میں تو اس شخص کو (جسکے سر پر خواہ نخواہ عیسائیوں نے تاج الوہیت رکھدیا ہے اور جس الوہیت کی مٹی یہودیوں نے کانٹوں کا تاج رکھہ کر پلید کی اور ایک طرح پر قوم پر احسان کیا کہ انسان پرستی سے یہود کو بچا لیا) وہ دینا چاہیئے تھا جو مفید مطلب اور کلام تام ہوتا نہ کہ غیر مفید اور ناقص بات کہدیتے جسکا اصل سوال سے کوئی تعلق ہی نہ ہو - اور

سوال از آسمان جواب از ریسماں

کا مصداق ہو - کوئی دانشمند عیسائی کالا ہو یا سفید اس بات کا جواب دے کہ مندرجہ بالا سوال سے اس جواب کو کہ

"تو مجھہ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے"

کیا تعلق ؟

اگر اس جدید ترجمہ کو ہی صحیح مان لیا جاوے تو اس سے یسوع کی معرفت اور بصیرت پر خطرناک الزام عاید ہوتا ہے جسکا جواب حقیقی یقیناً عیسائی نہ دے سکیں گے - اور وہ یہ ہے کہ یہہ اوٹ پٹانگ جواب جو یسوع صاحب نے دیا ہے ظاہر کرتا ہے - کہ وہ نہ گناہ کی حقیقت سے واقف تھے اور نہ انہیں نیکی کی فلاسفی معلوم تھی - اور نہ ابدی زندگی (جو نجات کا خلاصہ اور منشاء ہے) کی ماہیت سے باخبر ورنہ چاہیئے تھا کہ وہ اسوقت اسے نیکی اور گناہ اور ابدی زندگی کے متعلق وہ وعظ کرتے جو ان کی شان کے سزاوار تھا - انہوں نے تو الٹا اسے مایوس کر دیا اور کہا کہ **تو نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے** ؟ جسکے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ایسا سوال کرنا ہی نہیں چاہیئے - میرے اس مفہوم کی تائید یسوع کا یہ فقرہ ہی کرتا ہے کہ نیک تو ایک ہی ہے - کیونکہ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ کوئی دوسرا نیکی کر ہی نہیں سکتا - حالانکہ ایک شخص اپنے اندر نیکی کے لئے سچی خواہش اور ایک فطرتی تقاضا پاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس مقصد عظمیٰ کو حاصل کرے لیکن اسے ایسا جواب دیکر مایوس کر دیا جاتا ہے - اگر پہلے ترجمہ کے فقرہ صحیح تھے تو اس سے تو کہیں تاکہ کوئی مفید بات ہی نکل سکتی تھی اور نہیں تو یہی کہ انہوں نے اپنے ضعف و لبشریت کو مدنظر رکھہ کر انکساری سے ایسا کہا لیکن موجودہ ترجمہ تو ان کے حالات پر اور ہی روشنی ڈالتا ہے اور انہیں جوابدہ ٹھیراتا ہے -

اور مندرجہ ذیل الزام قایم کرتا ہے - اولاً یسوع ایسا کم سمجھہ تھا کہ سوال کا ٹھیک جواب دینے کی تمیز قابلیت نہ تھی -

دوم - نیکی کی حقیقت اور گناہ کی ماہیت سے محض ناواقف تھا -

سوم - حیات ابدی کی لذت سے ناآشنا اور اس مقام پر پہونچنے کے ذرایع کا اسے کوئی علم نہ تھا -

چہارم - نیکی کرنے کے لئے اس میں جوش نہ تھا - بلکہ دوسروں کو بھی مایوس کر دیتا تھا -

اب کوئی بتائے کہ جس شخص کی یہ حالت ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خداوند تھا وہ نجات دہندہ ہے کس قدر غلطی اور ایمانی کمزوری ہے - خود تو وہ نجات کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف اس کی نتایج (بصیرت اور معرفت کا پیدا ہونا گناہ اور نیکی کی حقیقت سے آشنا ہونا (وغیرہ) سے نابلد ہے وہ دوسروں کو کیا دے گا - اور کیا سکہائیگا ؟

یہ تو اپنا اسکا قول ہے اب آؤ دیکھیں کہ اسکے اپنے اعمال کیا ہیں ؟ کیا انہیں روحانیت اور للہیت پائی جاتی ہے ؟ کیا وہ اخلاق فاضلہ اور نیکی کے اعلےٰ مدارج اپنے اندر رکھتے ہیں -؟

یسوع کی پبلک لائف کا سب سے پہلا واقعہ حضرت یوحنا کے ہاتھہ پر بپتسمہ پانا ہے - اس سے پہلے کے حالات - افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے ان اناجیل موجودہ میں کہیں بھی نہیں ملتے ہیں - جو اتنے بڑے مدعی کے لیے ضروری تھے -

تاہم میں اس امر کو چھوڑ کر اور اس نقص کو الگ کر کے اصل مطلب پر بحث کرتا ہوں اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا گناہوں کا اقرار لیتا تھا اور دریا کے کنارے میں ان نو مریدین کو غوطہ دیتا تھا جس رسم کا نام عیسائی تھا یوحی میں بپتسمہ ہے - اب انہیں اناجیل میں لکھا ہے کہ یسوع نے بھی آکر اسکے ہاتھہ پر توبہ کی اور بپتسمہ پایا -

عیسائی مولفین اناجیل کو یہ واقعہ بجائے خود کھٹکا ہے اور انہوں نے اس زد سے بخیال خویش بچنے کے لئے یوں سعی کی ہے کہ یوحنا نے بپتسمہ دینے سے انکار کیا تھا لیکن یہ امر حقیقت کے خلاف ہے -

اگر یسوع نفس الامر میں کوئی گناہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تھا تو اسے اس غوطہ زنی سے فائدہ کیا تھا -؟

(باقی پانچویں نمبر میں)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کرشن اوتار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے پر کہ آپ ہندوؤں کے لیے مثیل کرشن اوتار ہیں ہندو مسلمان اخبارات میں معقولیت اور متانت سے گذر کر بیہودگی اور تمسخر سے کام لیا جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے اس استہزا اور سب و شتم کا کیا جواب ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ میں انہیں خدا کی مجید کتاب کی یہ آیت سنا دوں یاحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔

کرشن پنتھی اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے مگر پھر بھی حضرت حجۃ اللہ کے اس دعوی کرشن اوتار پر احمدیوں کا نام کرشن پنتھی تجویز کرتا ہے۔ میں نہایت ادب سے اپنے مولوی فاضل کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کچھ شک نہیں آپ حضرت عیسٰے نبی کی نبوت اور صداقت کے قایل ہیں لیکن پھر بھی آپ عیسائی کہلانا غالباً پسند نہیں کریں گے میرا خیال ہے کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت پر ایمان لاتے ہیں مگر با ایں آپ پسند نہ کریں گے کہ آپ کا نام یہودی رکھا جاوے۔ اگر آپ ان دونوں ناموں کو اپنے لئے قبول کرنے کو طیار ہیں تو اسی حیثیت سے اگر آپ کسی احمدی مسلمان کو کرشن پنتھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت کرشن کی رسالت کا اسی طرح قایل ہے جس طرح دوسرے نبیوں کی رسالت کا تو برا ماننے کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ میں تو حضرت کرشن کو سچا مسلمان یقین کرتا ہوں اور منعم علیہ گروہ میں کا ایک فرد پھر جماعت منعمین سے ہونا تو عیب کی بات نہیں۔

بھوپال میں قانون طلاق بھوپال میں جو عورتیں خاوندوں سے نکاح کر کے انکو تباہ کرتی ہیں اور پھر طلاق لیکر دوسرا خاوند تلاش کرتی ہیں اسکے انسداد کے لئے سرکار عالیہ خود قانون طیار کر رہی ہیں۔

ڈین اور بائیبل چائنا ٹائمز نام ایک اخبار مورخہ ۱۹ ... [illegible] سے شایع ہوتا ہے میرے پاس بذریعہ ڈاک بھیجا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس شخص نے یہہ بھیجا ہے۔ بہرحال اس پرچہ میں مندرجہ [illegible] سے ایک دلچسپ نوٹ شایع ہوا ہے [illegible] زبان میں چھپتا ہے۔ ولسٹ منسٹر [illegible] پادری [illegible] کے متعلق [illegible] مباحثہ جاری [illegible] کیا۔ [illegible] بالکل [illegible] کتاب [illegible] اعتبار [illegible] وہ اسی سلسلہ کلام میں کہتا ہے کہ [illegible] کی کہانیاں مثلاً سانپ کا یا گدہے کا کلام کرنا یہ علمی پہلو کے لحاظ سے تاریخی واقعات کے طور پر قبول نہیں کر سکتے بلکہ انہیں خیالی امور ماننا چاہیئے جو بعض روحانی سبق لینے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

غرض ڈین نے اپنا خیال بائبل کے متعلق اسقسم کا ظاہر کیا ہے اور چونکہ وہ بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے اسوجہ سے ایک عام شور پیدا ہو گیا ہے اور پادریوں کی جماعت میں اسکے اس بیان پر تعجب ظاہر کیا جاتا ہے یہانتک کہ کینن مکارنک نے ظاہر کیا ہے کہ اس قسم کے خیالات تو بائبل کی بنیاد ہی کو اکھاڑ ڈالیں گے۔ کیونکہ اس سے مسئلہ الہام پر حملہ کیا گیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ہم ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد نہیں رکھہ سکتے کہ بائبل کا ایک حصہ تو الہامی ہو اور دوسرا نہو کیونکہ ہم مانتے ہیں کہ بائبل کو مرتب کرنے والے الہامی تھے۔
اصل بات یہہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ خدا کی وحی اتر رہی ہے اور عیسائی مذہب کا خاتمہ مقدر ہو چکا ہے۔ ایسے خیالات کا پیدا ہونا ضروری ہے جو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اس قسم کے خیالات سے عیسائیوں کو متاثر نہونے دیں وہ ایک زبردست سیلاب کو جو ایک بلند کراڑی سے گر رہا ہے ایک گھاس کے تنکے سے روکنا چاہتے ہیں جو محض ناممکن ہے۔

یہی ضرورت مسیح موعود کی داعی ہے | علی گڈھ کالج کی جو کانفرنس امسال لکھنؤ میں ہوئی ہے اس کی خطرناک مخالفت سنی و شیعہ علماء لکھنؤ نے کی ہے اسپر پیسہ اخبار رقمطراز ہے کہ لکھنؤ میں سنی و شیعہ علماء کرام کی سعی و تحریک سے جو عظیم الشان جلسہ کانفرنس و علی گڈھ کالج کی مخالفت کے لیے منعقد

... کیا گیا اور اس میں مذہبی احکام سے کام لینے کی حقیقی سرگرمی دکھائی گئی وہ قوم کی بدبختی کا نشان اور [illegible] زیادہ معصیت [illegible]
مگر قومی بدقسمتی سے مسلمان علماء زمانہ کی حالت وحرمت کی حس برابر بھی [illegible] نہیں رکھتے اور خود انکے فتوے کا زبردست [illegible] تقدس و احترام گھٹ گیا ہے پاس باقی رہ گیا ہے استعمال کرنے پر طیار ہو جاتے ہیں جس سے دینی احکام کی بے وقعتی ہوتی ہے اور غیر اقوام کو ہنسی اڑانے کا موقع ملتا ہے۔"

حقیقت میں علماء سوء کی یہی حالت اس زمانہ میں ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی ہے آپ نے فرمایا تھا۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہہ گروہ سب سے زیادہ بدتر ہو گا۔ اب ان کی حالت بگڑ گئی اور اس زمانہ انکی اس مسخ شدہ حالت پر زبردست شہادت دے رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جو لوگ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ علما کی حالت بگڑ چکی ہے وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی قدر نہیں کر سکتے اور خدا کے موعود پر ٹھٹھے مارتے ہیں۔

ثواب کا کام

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولوی غلام محمد صاحب طالب علم ایف۔اے کلاس کی فیس داخلہ کے متعلق تحریک کی تھی خدا کا شکر ہے کہ اس میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ بعد میں مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام نے مجھے متوجہ کیا کہ مدرسہ اور کالج میں دو اور طالب علم بھی ایسی ہی قابل مدد ہیں ایک ہائی سکول کا طالب علم ہے اور ایک کالج کلاس گویا تینوں کے لئے پچاس روپیہ فیس داخلہ کے لئے مطلوب ہیں۔ اسلئے اس قوم کی خدمت میں جو تعاونوا علی البر والتقوےٰ پر عمل کر رہی ہے۔ زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ میں مجھے تحریک کرنے کی حاجت نہیں جلد یہہ رقوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کے نام بھیجدی جاویں پچاس روپیہ کی رقم میں سے [illegible] تو پورے ہو چکے اب [illegible] ہی باقی ہیں۔

دلچسپ۔ مفید۔ اور علمی خبروں کا کالم

ڈاکٹر۔ آر۔ ڈی۔ پیڈے صاحب اخبار لنسٹ کے ذریعہ یہہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ جس شخص کے دانت گندے اور خراب ہونگے اسکی صحت بھی اچھی نہیں ہوگی اور جو ہوا سانس کے ذریعہ منہ میں ہو کر اسکے جسم کے اندر جائیگی وہ گندی ہو جائے گی اور اجرام اس میں سرایت کر جائیں گے اور جو غذا کھائی جائے گی اس میں بھی عفونت اثر کریگی۔ (الحکم۔ دنیا کے روحانی طبیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی جو تاکید فرمائی ہے اسکی خوبی کی اب علمی تحقیقات تصدیق کرنے لگی ہیں۔)

شہد کی مکھیوں کے ڈنک میں وہ خاصیت اور تاثیر ہے جس سے وجع مفاصل دور ہو جاتا ہے لیکن مکھیوں سے مریض کے ڈنک لگانا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس لئے جو شخص اس طریق سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ مندرجہ ذیل ترکیب سے کام لے۔ شہد کی مکھیا کو ربڑ کی بو سے قدرتی اور طبعی طور پر نفرت ہے اس لئے انکے چھتے کے پاس ربڑ کا بنا ہوا ایک کمبل ٹانک دیا جاوے۔ مکھیاں اسی میں ڈنک ماریں گی جس سے انکے ڈنک اسی میں جا گڑیں۔ ان ڈنکوں کو نکال کر ایک سو ڈنک دو اونس الکحل میں ملا کر تین یا چار دن تک کسی طرف بند رکھا جاوے اس کے بعد الکحل کو نتھار لیا جاوے اور ہر روز دن میں تین بار دس دس قطرے استعمال کئے جاویں اس سے مریض کو فائدہ ہوگا۔
(الحکم۔ خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کی اس سے بھی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اس نے شہد کی مکھی کے تیار کردہ شہد کے متعلق فیہ شفاء للناس فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تقریباً ہر مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالےٰ نے خاصیت رکھدی ہے۔)

فرانس میں ایک سائینس دان نے ایک ایسا کمبل ایجاد کیا ہے جس میں بجلی کے تار ان میں ملا رہے جاتے ہیں جا بجا لپٹے [illegible] ہو مگر اس کمبل میں مطلق سردی نہیں لگتی ہے اور نہ اسکے آگ میں جلنے کا خوف ہے کیونکہ سخت گرمی سے پہنچتے ہی تار ٹوٹ جاتے ہیں۔

[illegible]

(استفسارات اور انکے جواب)

اس کالم میں جیساکہ عنوان سے ظاہر ہے مشورہ دینی اور مذہبی سوالات اور انکے جواب دیئے جایا کریں انشاء اللہ العزیز۔ ایڈیٹر

استفسارات

[illegible] کیا ہیں۔ [illegible] تو ابدی کس طرح ہے۔ فانی [illegible] اعتقاد کس پر ہے۔ کیا [illegible] اور کل من علیہا فان ہیں [illegible] ہے۔ پھر اگر ابدیت خلق خالق کے [illegible] پھر کیا صورت ہوگی۔ [illegible] کائنات عالم فیوض ہیں مظاہر صفات کہیں [illegible] مخلوقات۔ پھر ایک حال کیمناسب [illegible] مثلاً کس زمرہ میں ہے۔ [illegible] لئے حد نہیں انتہا ہے [illegible] انکے افعال میں جلوہ گر ہوتے آئے [illegible] اس معنے کی رو سے ازلی مدت لا انتہا ہو [illegible] آدم کی پیدائش چھ ہزار برس سے ہوئی [illegible] حالت سے اسکے لئے حشر [illegible] پہلا ابد [illegible] لئے حشر کا مسئلہ کس طرح ہے ذرا توجہ سے [illegible] فرماویں۔

[illegible] خدا ازلی ہے اسکی ہر ایک صفت بھی ازلی پھر مالکیت بھی ازلی ربوبیت بھی ازلی پھر اہل مملوکیت یعنے مملوک اور مربوب کیوں ازلی نہیں

جوابات

(۱) دعا کے تین طریق ہیں۔ اول سائل دعا کرتے وقت اپنے بدن پر نظر ڈالے کہ آیا جو لباس پہنا ہوا ہے اسکے یا اسکے مہیا کرنے میں کسی کی حق تلفی تو نہیں کی یا اس میں کچھ شرکت مال حرام کی تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو یقیناً اسکی دعا قبول نہیں ہوگی۔ دوم سائل دعا کرنیکے وقت اپنے پیٹ میں ایک نظر ڈالے کہ آیا اسوقت میرے پیٹ کے اندر کوئی حرام تو نہیں یا کسی کی حق تلفی یا ناجائز ذریعہ سے تو نہیں اسنے وہ لقمہ نہیں کمایا اگر ایسا ہے تو بھی دعا قبول نہیں ہوگی۔ [illegible] سائل دعا کرتا ہے اور اپنا کوئی مطلب [illegible] تو [illegible] خدا کی نافرمانیوں سے [illegible] دعا کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ کی [illegible] کہ [illegible] بشرطیکہ اپنی نظر [illegible] دعا کرے کہ یا اللہ میں تیری خاطر اس تیری نافرمانی سے توبہ کرتا ہوں تو اسکے عوض میری یہ دعا قبول فرما۔ اگر ان تینوں باتوں کو مدنظر رکھ کر [illegible] دعا کرتا ہے۔ تو میں سچ کہتا ہوں تو اسکی دعا کبھی ضائع نہ جاوے گی۔ بشرطیکہ اضطرار اور یقین اور استقلال اور نہ تھکنے والی کوشش ساتھ ہو۔ اور دعا قطع رحم کیلئے نہ ہو۔

۲۔ روح ازلی تو نہیں کیونکہ خلق کل شیء کے نیچے ہے اور ابدی اسواسطے ہے کہ بنانیوالے نے اسکو ابدی بنانیکا ارادہ کیا کیونکہ عطاء غیر مجذوذ کا روح سے وعدہ کیا۔

۳۔ فانی سے غیر فانی ہونیکی استعداد اسطرح پیدا ہوئی کہ غیر فانی نے اسکو باقی رکھنے کا ارادہ کیا کل شیء ھالك اور کل من علیہا فان کا یہ مطلب ہے کہ روح کا تعلق اپنے جسد سے ایک وقت الگ ہو جاتا ہے۔ اور اس الگ ہونیکو ہلاک اور فناء کہتے ہیں۔ خالق کی ابدیت میں مخلوق ارادۂ خالق سے ابدی ہو جاتی ہے مگر اسکی ابدیت فیضان خدا کا ہوتا ہے۔ مخلوق کی ابدیت مخلوق الٰہی کی ہے اور خالق کی ابدیت ذاتی ہے۔

۴۔ کائنات عالم نہ سب فیوض ہیں بلکہ بعض غضب بھی ہیں مظاہر صفات تو خدا کی اپنی ذات ہے ہر ایک مخلوق اپنے کئے کا بدلہ پاتی ہے۔ فصل الخطاب میں جبر و قدر کا مسئلہ کھولکر لکھا ہے اسیطرح خدا کبھی معطل نہیں ہوا جب چاہتا ہے پیدا کرتا اور جب چاہتا فناہ کر دیتا ہے۔

۵۔ نہ کوئی خدا کی مخلوق کی حدود ہیں اور نہ آدمیوں کی حدود ہیں نہ حشر اجساد کے حدود ہیں۔

۶۔ پانچویں سوال پہلا ہی ہے اللہ تعالیٰ ازلی ہے اوسکے صفات بھی اوسکے ساتھ ہیں۔ مثلاً خلق صفت ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ جب چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب چاہتا پیدا نہیں کرتا یفعل ما یشاء۔ آپ میں بولنے کی صفت ہے آپ کہیں بولتے اور کہیں نہیں بولتے۔ ہمکو بنایا۔ تو کوئی ۲۵ برس ہوئے۔ اوس سے پہلے ہمکو نہ بنایا کسی اور کو بنایا۔ مخلوق سب حادث اور اللہ ازلی ہے۔ اشخاص ازلی نہیں ہوتے۔

ناظرین [illegible] سے

[illegible] الحکم [illegible] ہم اور ہمارے ناظرین [illegible] سال [illegible] مشورے [illegible] اخبار [illegible] ہیں اسی کالم میں ہوا کریگا انشاء اللہ [illegible] ایڈیٹر

الحکم مفت۔ برادر نسبتی فی اللہ [illegible] خانصاحب مرحوم کا تذکرہ گذشتہ سال کی اسی تاریخ میں مجھے انکی وفات پر کرنا پڑا تھا۔ حسن اتفاق سمجھو یا مرحوم کی محبت کا اثر کہ پھر اسی ۱۰ جنوری کے الحکم میں مجھکو انکا ذکر کرنا پڑا۔ [illegible] کی وفات پر میں نے ان الفاظ کے ساتھ انکے تذکرہ کو ختم کیا تھا۔

"الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا۔ اب بظاہر الحکم انکے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نبھانا چاہتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں کہ انکے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاوے گا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا"

اس اعلان کے بعد میں نے صدقہ جاریہ کے طور پر جبتک الحکم جاری ہے ایک اخبار مفت دینے کا عزم کر رکھا ہے اور فی الحال وہ اخبار حافظ محمد عظیم صاحب پٹیالہ کے نام جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہیگا۔

اب منشی عبد المجید خانصاحب خلف الرشید منشی محمد خانصاحب مرحوم (جو کہ اپنے جد مجسم والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کرتے ہیں) چاہتے ہیں کہ خانصاحب مرحوم کے نام کے اخبار کی قیمت وہ دیں گے میں اپنے نیک عزم کو توڑنا نہیں چاہتا اسلئے انکی قیمت سے میں کسی اور مستحق کے نام اخبار جاری کر دیتا ہوں۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بہاولپور کے ایک یتیم کی درخواست چھپی تھی۔ اسلئے میں اسے ہی زیادہ مستحق سمجھ کر ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء سے اسکے نام اخبار جاری کرتا ہوں۔ میری رائے میں یہ صدقہ جاریہ مرحوم کے لئے انشاء اللہ موجب ثواب ہوگا۔ اس قسم کی خیر حقیقت میں قابل قدر اور واجب التقلید ہے۔

گذشتہ فائلوں کی قیمت۔ ایک معزز خریدار الحکم گذشتہ سالوں کے پورے فائل لینے چاہتا ہے اور ان کی مجموعی قیمت دریافت کرتا ہے۔ کبھی کبھی کوئی ایسا عاشق زار کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و نتائج ارشادات حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ نکل آتا ہے۔ اسلئے عام فائدہ کے لئے میں ذیل میں قیمت درج کر دیتا ہوں۔

۱۸۹۷ء صرف ۹ نمبر [illegible]

۱۸۹۸ء [illegible] ۔۔۔ اس سال کے چند نمبر [illegible]

[illegible]	[illegible]
۱۸۹۹ء	۷
۱۹۰۰ء	۷
۱۹۰۱ء	[illegible]
۱۹۰۲ء	[illegible]
۱۹۰۳ء	[illegible]
۱۹۰۴ء	[illegible]

[illegible] لاگت آئی ہے [illegible] صرف کاغذ کی قیمت [illegible]

کا فرق [illegible] متفرق نمبر [illegible] کے حساب سے [illegible]

[illegible] زمانہ اخبار [illegible] کرتا ہو

[illegible] خدا تعالیٰ کی [illegible] کیا اور [illegible] سلسلہ عالیہ احمدیہ [illegible] خدا تعالیٰ کا وہ [illegible] چاہتا ہوں [illegible] عظیم الشان نشان جو مقدمات [illegible] جنوری ۱۹۰۵ء کو [illegible] حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ [illegible] ظاہر [illegible] یعنی مقدمہ [illegible] ہو گیا الحمد للہ [illegible] خدا تعالیٰ کا وعدہ [illegible] اسلام [illegible] عالیہ [illegible] نتائج [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہوں [illegible]

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ہر دو حصہ یہ نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے

آریہ دہرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللہ نے طشت ازبام کردیا ہے خصوصیت کے ساتھہ مسئلہ نیوگ کے خطرناک برے نتائج کو کھولکر دکھایا ہے اور آریہ سماج کے اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۱۲؎

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط

حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجودی اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲؎

حضرت اقدسؑ کی پرانی تحریرین

حصہ اول اعلیحضرت کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر قیمت ۲؎

سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب

عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲؎

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ... ۲؎

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب رد قیمت ۴؎

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تہا اور چند عقاید پیش کئے تہے اس کا کافی ووافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیے قیمت ۸؎

شمس بازغہ ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ۸؎

تفسیر سورۃ تبت ۔ سورۃ تبت یدا پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱؎

سواء السبیل نمبر ا۔ ایک ہندوستانی مولوی کے چند سوالات قیمت ۱؎

مذہب شیعہ۔ حکیم الامۃ کی اچہوتی تحریر قیمت ۲؎

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے پہنچ چکے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہو گئی ہے قیمت ۱۲؎

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ بطور رسالہ ماہواری تفسیر ناظرین تفسیر کے بحید اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تہی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آ گئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبرون کی قیمت ۸؎ اور سالانہ قیمت ۱؎

سلک مروارید ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ... ۴؎

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دار الامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تہا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچہوتے لیکچر دئیے یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابل دید انٹروڈکشن لکہا ہے۔ قیمت ... ۱۲؎

الانذار ۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان مین ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تہا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بہی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تہا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریرون کا مجموعہ قیمت ۴؎

اصلاح النظر ۔ حضرت حکیم الامۃ کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بہی فرمائی۔ قیمت ... ۲؎

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۱؎ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۱؎

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱؎

شیخ عبد الحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہولی گئی ہے) ۱۲؎

دعوۃ الحق نمبر ۲۔ انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۱؎

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم مین عبد مومن کی خواص ونشانات) قیمت ۲؎

مسلمانونکا خدا اور اس کے حضور مین دعا۔ مضمون نام ہی سے ظاہر ہے قیمت ۱؎

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو پارہ چہاپا گیا ہے قیمت ۲؎

یورپ کے خریدار صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک کے بہیجا کرین

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تہا۔ مین آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہون اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی عمدہ اور مفید ہے۔

مین اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چہاپنا چاہتا ہون ناظرین اپنی درخواستین جلد بہیجکر اطلاع دین تاکہ اندازہ ہو سکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

اس کے علاوہ خطبات کریمیہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور **مکتوبات احمدی** کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالون کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

[illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

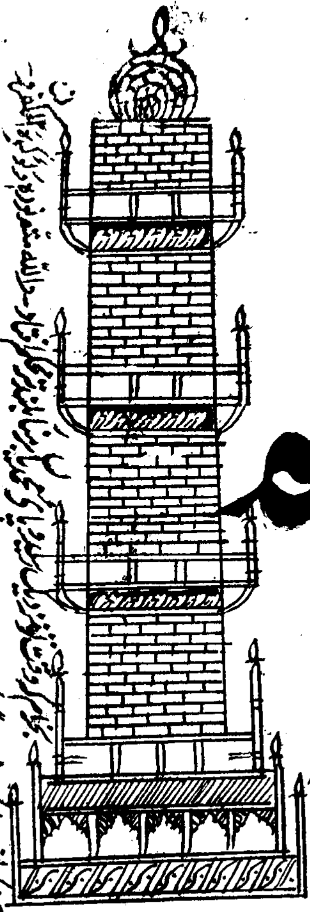

اِنّ ... ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم

انّہ اٰوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے پانچ روپیہ صہ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ما
(۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عما ۱۲ر

فہرست مضامین

نمبر دوم | دار الامان قادیان ۷- جنوری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰- ذیقعدہ سنہ ۲۲ھ ہجری المقدس | جلد ۹

قادیان دار الامان

(از منشی ابو محمد عبد اللہ شریف صاحب تصدیق احمدی)

رشکِ فردوس بریں ہے بوستانِ قادیاں
غیرتِ رضواں نہ ہو کیوں باغبانِ قادیان
اے صیاد کہلا خدارا گلستانِ قادیان
بلبلِ دل پڑھ رہی ہے داستانِ قادیاں
ہے بلندی پر جہاں میں عز و شانِ قادیاں
عرش کا ہم مرتبہ ہے آسمانِ قادیان
دوں جگہ میں تحفۂ جنت کو دل یا چشم میں
جان میں رکھ لوں چھپا کر ارمغانِ قادیان
بعد ختم ذکر قرآن و حدیث اے واعظو
مجلسوں میں وعظ کیجو بیانِ قادیان
سلسبیل و کوثر و تسنیم کا لونگا نہ نام
گر کبھی میں دیکھ لوں نہر روانِ قادیان
کعبۂ مقصود سمجھوں شوق سے رگڑا کروں
گر میسر ہو جبیں کو آستانِ قادیاں
آوری بخت زبوں میں دیکھنے پایا نہیں
ورنہ یہ سر تہا مرا اور آستانِ قادیاں

قوتِ جان و قوتِ ایماں اگر منظور ہے
جان اور ایمان سے ہو جاں دادِ جانِ قادیاں
آنکھ ہے مشتاق اور قسمت مخالف آنکھ کی
خواب میں یا رب دکھا مجھکو نشانِ قادیاں
شکر للہ جب ظہورِ حضرتِ اقدس ہوا
گر گئے اوندھے زمیں پر سب بتانِ قادیاں
آسماں پر زندہ عیسیٰ کو بتانا خبط ہے
ہے مثیلِ ابن مریم درمیانِ قادیان
کون ہے عالم جو وہ گرویدۂ احساں نہیں
آج ہر ہر شہر پر ہے امتنانِ قادیان
دیکھکر زندہ دلی حضرتِ اقدس کو آج
مر گئے غیرت کے مارے دشمنانِ قادیاں
کہتے تھے کافر جو بے تحقیق کل وہ آج سب
شکر للہ ہو گئے ہیں مدح خوانِ قادیاں
صورتِ تصویرِ حیرت میرزا حیرت کو ہے
الحکم میں پڑھ بیانِ بانیانِ قادیاں
کیوں نہ حاصل مجھکو ہو تصدیق ہو گا فخر تا
ہوں میں اک جاندادۂ جانِ جہانِ قادیان

مختصر نوٹ اور نکات

سنت اللہ اسیطرح چلی آتی ہے کہ نبوتوں کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام کی خطرناک مخالفت کیجاتی ہے اور کلاب الدنیا ہر طرف سے اپنے اپنے رنگ میں انپر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم بامراد ہو گئے لیکن جب وہ اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منا چکتے ہیں۔ اور خوب شہرت دے چکتے ہیں تو خدا تعالے کا زبردست ہاتھ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچا دیتا ہے کہ وہی خوشیاں انکے لئے ماتم بن جاتی ہیں انکی شادی کی محفلیں ماتم کدوں کی صورت اختیار کرتی ہیں یہہ کیوں ہوتا ہے؟ تاکہ دنیا پر ثابت ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ راستبازوں اور متقیوں کا حامی ہے اور آپنے جو فرمایا ہے۔

والعاقبۃ عند ربک للمتقین

یہہ بالکل سچ اور درست ہے۔

مسیح موعود خدا تعالے کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور اسی طرح آیا ہے جس طرح پر نبوت کے سلسلے قایم ہوتے ہیں اسلئے ضروری تھا کہ ابتداء میں مخالفوں کا ہجوم اسکے خلاف اسی طرح ہو اور کبھی وہ اپنی خیال اور جھوٹی کامیابیوں پر خوشی کے نعرے بلند کریں اور اپنے ہم فطرتوں کو یہہ گمان کرنے کا موقع دیں کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہو چکا۔ لیکن آخر وہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کونسا منصوبہ اسکے خلاف کیا جس میں انجام کار انہیں ندامت اٹھانی نہیں پڑی اور انہوں نے کھلا کھلا تائید حق کا ثبوت نہ پالیا ہو۔ پس سوچنے والے سوچیں اور غور کرنے والے فائدہ اٹھائیں۔

ابھی کل کی بات ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بظاہر ایک خطرناک مقدمہ دائر کیا گیا جس میں آپ کو تالی مشکلات کے ساتھ جہاد کرنا پڑا۔ ایک عرصہ تک اس کی کشمکش رہی سطحی خیال اور زمین دوز نظر کے والے کبھی اسکی عدالت میں بلائے جانے کے طریق پر ہنسی اڑاتے اور کبھی برسر عدالت کھڑے ہونے پر اعتراض کرتے۔ غرض اس درمیانی زمانہ میں کوئی موقع اور محل ان ناقدر شناسوں اور منہاج نبوت سے ناواقفوں نے اعتراض کا نہیں چھوڑا یہانتک کہ انکی جھوٹی خوشی کے لئے یہہ بھی پیش آیا کہ خدا کے برگزیدہ پر عدالت ابتدائی سے جرمانہ ہو گیا پھر تو انکے شور مچانے اور اچھلنے کودنے کا اچھا خاصہ موقع

حضرت احمد ملفوظات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

تقریر ۲۹ دسمبر ۱۹۰۷ء گذشتہ سے آگے

انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اسکی تاثیرات پر اطلاع نہیں اسلئے اسطرح کہدیتے ہیں ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر بیمار ہوکر علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے یہی ہوتے ہیں۔

سید احمد خاں بھی دعا کے منکر تھے لیکن جب انکا پیشاب بند ہوا تو دہلی سے معالج ڈاکٹر کو بلایا یہ نہ سمجھ لیا کہ خود بخود ہی پیشاب کھل جاویگا۔ حالانکہ وہی خدا ہے جسکے ملکوت میں ظاہری دنیا ہے جبکہ دوسری اشیاء میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باطنی دنیا میں تاثیرات نہ ہوں۔ منجملہ ان میں سے دعا ایک زبردست چیز ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالے کے قضاء و قدر میں سب کچھ ہے مگر کوئی یہ تو بتاوے کہ خدا تعالے نے وہ فہرست کس کو دی ہے۔ جس سے معلوم ہو جاوے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان اسرار پر کوئی فتح نہیں پا سکتا ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص قبض سے بیمار ہے تو تربد یا کسٹر ائیل جب اسکو دیا جاوے گا تو اسے اسہال آجاوینگے اور قبض کھل جائیگی کیا یہ اس امر کا بین ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تاثیرات رکھی ہوئی ہیں۔

ہر شخص بڈھے انسان کو دیکھتا ہے کہ وہ کیسا ازخود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کی طرح سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلئے ان لوگوں پر خدا کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں انکے لئے وہی تقوی اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے کچھ کام کرنے کا زمانہ رہ جاتا ہے اسلئے اب سوچنا چاہئے کہ وہ کیا طریق ہے جس کو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟ اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردی کیا ہوا ہے لیکن اس کا آرام آیام ہر ایک کو نہیں ہے جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی۔ یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کی طرف بہت جوش کرتا ہے اسکی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہوسکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے نرا زہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالے کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقوی تو ہے ہی وہی جو خدا کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوی اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہوسکتے ہیں۔ تو اس ظاہری تقوی اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور تقوی و طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قوی میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ نے دی ہے۔

اول تدبیر کرو اس مقصد کے حاصل کرنیکے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کرچکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے۔ ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ جو شخص دیدہ و دانستہ بد راہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالے کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اسلئے یہ ضروری اور بہت ہی ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جسکو اللہ تعالے نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے۔) کہ جہانتک ممکن ہے بد صحبتوں اور بد عادتوں سے پرہیز کریں۔ اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے۔ اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالے انسے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالے کے نزدیک لوامہ ہو جاتا ہے۔ اور الٰہی قانون قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امارہ لوامہ ہو جاتا ہے۔ جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالے نے بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقوی اور طہارت کے حاصل کرنے کے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بد عادتوں اور بد صحبتوں کو ترک کرو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریک کا موجب ہوسکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے۔ اسقدر کوشش کرو۔ اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعا ہے دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ وہ دعا ہے۔

اسی طرح پر اور تدابیر کرنے والے ہیں مثلاً زراعت کرنے والے اور یہی معالجات کرنے والے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان تدابیر کی وجہ سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور اشیاء میں مختلف اثر دیکھے ہیں۔ پھر جب کہ ان چیزوں میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دعاؤں میں جو وہ بھی مخفی اسباب اور تدابیر ہیں اثر نہ ہوں؟ اثر ہیں اور ضرور ہیں لیکن تھوڑے لوگ ہیں جو ان تاثیرات کے واقف اور آشنا ہیں اسلئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے۔ دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اسکا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھر لے یا تولہ بھر غذا کھالے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ سیر ہو جاوے کبھی نہیں اسیطرح جسکو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرہ پانی سے اسکی پیاس کب بجھ سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کے لئے چاہئے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جا کر اسکی تسلی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کرتے وقت بیدلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ بلکہ اسوقت تک ہٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہجانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالے دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اسکے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی؟ سب سے بڑھکر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالے پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے۔ اور نیکیوں پر استقامت اسکے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جسکو دعا پر ایمان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالے کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالے کو دیکھکر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

اللہ تعالے نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے اسکے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالے فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین اس میں اللہ تعالے کی چار صفات کو جو ام الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ رب العالمین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت کرتا ہے۔ عالم اسے کہتے ہیں جسکی خبر ملسکے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جسکی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح۔ اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کر رہا ہے وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اسکی پرورش کرتا ہے جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں روح کی سیری اور تسلی کے لئے معارف اور حقایق وہی عطا فرماتا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمان ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین۔ چاند سورج۔ ہوا۔ پانی وغیرہ جسقدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں اور پھر وہ اللہ رحیم ہے۔ یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش میں دیتا ہے پھر مالک یوم الدین ہے یعنی جزا وہی

دیتا ہے اور وہی یوم الجزا کا مالک ہے۔ اسقدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے۔ جب انسان اللہ تعالے کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ روح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے لئے اللہ تعالے کی طرف جھکتی ہے اسلئے اسکے بعد **اھدنا الصراط المستقیم** کی ہدایت فرمائی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے اسلئے اسپر ہمیشہ کمر بستہ رہو اور کبھی مت تھکو۔ غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جسقدر توکل اور یقین اللہ تعالے پر کریگا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھیگا۔ اسیقدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے تمام مشکلات دور ہو جائیں گی۔ اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلےٰ محل پر پہونچ جاوے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالے کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالے کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے۔ اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بےقدری نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہی دعا تو ہے جسپر مسلمانوں کو ناز کرنا چاہئے۔ اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور وہ توجہ نہیں کر سکتے۔ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ایک عیسائی جو خون مسیح پر ایمان لاکر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے۔ اور ایک ہندو جو یقین کرتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوتی اور تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ کیوں دعا کے واسطے ٹکریں مارتا رہے گا۔ وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کتے بلے سور بننے سے چارہ ہی نہیں ہے۔ اسلئے یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اسمیں دعا کی تعلیم ہے۔ اس میں کبھی سستی نہ کرو۔ اور نہ اس سے تھکو۔

پھر دعا خدا تعالے کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے چنانچہ خدا تعالے ایک جگہ فرماتا ہے۔ واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اسکا کیا ثبوت ہے تو کہدو کہ وہ بہت ہی قریب ہے۔ اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسکو جواب دیتا ہوں یہ جواب کبھی رویا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالے کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے۔ جبکہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ اور قرآن شریف میں جا بجا اسکی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنے مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور انکی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاویگا۔

تیسرا پہلو صحبت صادقین ہے

تیسرا پہلو جو قرآن سے ثابت ہے وہ صحبت صادقین ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے کونوا مع الصادقین یعنی صادقوں کے ساتھ رہو صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ انکا نور صدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں۔ اور جب تک ان ذریعوں سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اسوقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اسپر حملہ کرکے اسکی متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کیساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملے سے نقصان اٹھاوے۔

دفع شر و کسب خیر

لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کتابوں میں جب لکھا جاتا ہے کہ بدیاں چھوڑ دو اور نیکیاں کرو۔ تو بعض آدمی اتنا ہی سمجھ لیتے ہیں کہ نیکیوں کا کمال اسی قدر ہے کہ جو مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری۔ زنا۔ غیبت۔ بد دیانتی۔ بدنظری وغیرہ موٹی موٹی بدیوں سے بچتے ہیں تو اپنے آپ کو سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لئے ہیں اور ہم بھی کچھ ہو گئے ہیں حالانکہ اگر غور کرکے دیکھا جاوے۔ تو یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو چوری نہیں کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو ڈاکے نہیں مارتے یا خون نہیں کرتے یا بدنظری یا بدکاری کی بدعادتوں میں مبتلا نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ اسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے ترک کیا ہے خواہ وہ عدم قدرت ہی کیوجہ سے ہو۔ قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترک شر کرکے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحب کمال ہو گیا۔ بلکہ وہ تو انسان کو اعلےٰ درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے اور اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالے اس سے راضی ہو جاوے۔ میں اس بات کو بار بار کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اپنی ترقی اور کمال روحانی کی یہی انتہا سمجھ لے کہ میں نے ترک بدی کی ہے صرف ترک بدی نیکی کے کامل مفہوم اور منشاء کو اپنے اندر نہیں رکھتی۔ بار بار ایسا تصور کرنا کہ میں نے خون نہیں کیا خوبی کی بات نہیں کیونکہ خون کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہے۔ یا یہ کہنا کہ زنا نہیں کیا کیونکہ زنا کرنا تو کنجروں کا کام ہے نہ کہ کسی شریف انسان کا۔ ایسی بدیوں سے پرہیز زیادہ سے زیادہ انسان کو بدمعاشوں کے طبقے سے خارج کر دیگا۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالے نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کئے کہ خدا تعالے ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ خدا تعالے سے راضی ہو گئے) صرف ترک بدی ہی سے نہ بنی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیچ سمجھا خدا کی مخلوق کو نفع پہونچانے کے واسطے اپنے آرام و آسایش کو ترک کر دیا۔ تب جاکر وہ ان مدارج اور مراتب پر پہونچے کہ آواز آ گئی رضی اللّٰہ عنہم و رضوا عنہ۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت مسلمانوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ کسب خیر تو بڑی بات ہے اور وہی اصل مقصد ہے لیکن وہ تو ترک بدی میں بھی سست نظر آتے ہیں۔ اور ان کاموں کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ جو صلحا کے کام ہیں۔ پس تمہیں چاہئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھ لو۔ ہاں اول بدیوں سے پرہیز کرو۔ اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پھر خدا تعالے کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔ جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اسوقت تک مومن نہیں کہلا سکتا مومن کامل ہی کی تعریف میں تو انعمت علیہم فرمایا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری رہزنی نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے؟ نہیں **انعمت علیہم** میں تو وہ اعلےٰ درجہ کے انعامات رکھے گئے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الہیہ کہلاتے ہیں

(باقی آئندہ)

اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزت و احترام کے ساتھ بری ٹھہرائے جانے پر جن احباب نے مبارکباد تار اور خطوط اعلےٰ حضرت کی خدمت عالیہ میں ارسال فرمائے ہیں۔ اعلےٰ حضرت نے ان تمام خطوط اور تاروں کو خوشی سے پڑھا ہے خصوصاً اس لئے کہ وہ اللہ تعالے کے ایک جلیل القدر نشان کے پورا ہونے کی تصدیق کرتے ہیں اور مخلصین و مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں۔

میں اس عظیم الشان نشان کے متعلق الحکم میں انشاء اللہ ایک معنی خیز سلسلہ مضامین کا خدا کے فضل و کرم سے تائید پاکر شروع کرونگا۔ آج تیمناً و تفاولاً حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کا مضمون شائع کرتا ہوں۔ احباب میرے لئے دعا کریں کہ میں خدا تعالےٰ کے اس جلیل الشان نشان کو اس کی شان اور حیثیت کے رنگ میں دکھلانے کی توفیق پاسکوں۔

(ایڈیٹر)

زندہ قرآن کس قوم کے ہاتھ میں ہے اور اسکی بابرکت آیتوں سے آج کون لطف لے رہا ہے

یہ معمولی بات نہیں بڑی بھاری بات ہے کہ قرآن ہی ایک زندہ جاوید کتاب ہے۔ جبکہ تمام پہلی کتابیں صورت اور سیرت دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے مر چکی ہیں اور قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو دونوں جہتوں سے اب تک زندہ اور بابرکت کلام ہے اور قیامت تک اسیطرح رہیگا۔ اس صورت میں لاریب یہ بڑی بھاری بات ہے اور اپنے بیگانہ سب کی غور کے قابل ہے۔ خود قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے اور جابجا اور مختلف الفاظ میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس درخت کی مانند ہے جس کا میوہ دائمی اور ابدی ہے اور اسکی زمین سرسبز رہیگی اور اسکی صورت و معنی میں کبھی تغیر نہیں آئے گا +

ان امور کو مدنظر رکھکر اسوقت قابل التفات یہ بات ہے کہ آج روئے زمین پر وہ کونسی قوم ہے جس کے دست و زبان سے قرآن کریم کے ان دعووں کا ثبوت ظاہر ہو رہا ہے اور اس یگانہ فخر میں کوئی دوسری قوم ان کے شریک نہیں +

اس دعویٰ کے ثبوت میں میں ایک **تازہ آپ بیتی بات** سناتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے بہت سے لوگ اس سے مستفید اور مسرور ہوں گے +

چھ تاریخ کو امرتسر میں ڈیویزنل جج کی کوٹ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا اپیل منظور ہوا اس سے سب لوگ واقف ہیں تیسرے دن دس بجے کے قریب جبکہ میں بیت الفضل میں بیٹھا ہوا تھا مجھے یہ خبر ملی۔ سنتے ہی میں بے اختیار سجدہ میں گرا اور بے انتہا خشوع و خضوع اور لذت سے مولیٰ کریم کی تسبیح و تحمید کرتا رہا۔ سجدہ سے فارغ ہوا تو گھر کی ایک لڑکی کی زبان سے جو قرآن پڑھ رہی تھی یہ آیت کان میں پڑی **ان الذین اوتوا العلم من قبله اذا یتلیٰ علیهم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا**۔ یعنی جن لوگوں کو واقعات کے وقوع سے قبل ان پیشگوئیوں کا علم دیا گیا ہے جب انپر قرآن پڑھا جاتا ہے یعنی ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا انھیں سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے رب کے لیے پاکیزگی ہے (یعنی وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اسکے منہ کی باتیں پوری نہ ہوں بلکہ ضروری ہے کہ اس کی تمام قبل از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوں اس لیے کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہماری تربیت اور تہذیب اخلاق اور تقویت ایمان کے لیے ازبس ضروری ہے کہ رسول کی زبان سے پر تحدی پیشگوئیاں کی جائیں اور وہ اپنے وقتوں پر پوری ہوں) یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوا ہے۔ اس آیت کو سنکر دوبارہ نئے جوش اور پر زور جوش سے بھر کر میں سجدہ میں گرا۔ فراغت کے بعد عالم ذوق میں کیا کیا عجیب نظارے میرے سامنے آئے حق یہ ہے کہ میں قلم کو ان کے لکھنے پر اور زبان کو بیان کرنے پر قادر نہیں پاتا۔ منجملہ ان وجدانیات کے جو میری روح کو سرشار کر رہی تھیں ایک یہ بات میرے سامنے آئی اور پر زور سوال بنکر میرے قلب سے میری زبان پر وارد ہوئی کہ ان حرکات کی جو اسوقت مجھسے سرزد ہوئی ہیں اصل جڑ کیا ہے اور اس بے انتہا خوشی کا راز اور موجب کیا ہے۔ کیا یہ ہے کہ ایک شخص

مرزا غلام احمد قادیانی

اور وہ برلاس مغلوں میں سے ایک مغل ہے اسکے اپیل کے منظور ہو جانے کی وجہ سے یہ ساری خوشی ہے۔ معمولاً مقدمات و نزاعات جاری رہتے ہیں کوئی ہارتا ہے کوئی جیتتا ہے اپیل منظور بھی ہوتے ہیں خارج بھی ہوتے ہیں ایک یہ بھی منظور ہو گیا انوکھی بات نہیں کیا ہے جس سے اس قدر بیحد خوشی کی جائی اور سجدہ میں گریہ اور فروتنی دلپر غالب آجائے اس سوال کا بے تکلف اور صاف جواب تھا کہ یہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی پیش از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوئیں اور اسی آن بان اور شان و شوکت سے پوری ہوئیں جسطرح اُسوقت پوری ہوئیں تھیں جبکہ ایک خدا بیں قوم نے وقوع کی خوشی میں سجدہ اور بکا کے اظہار سے خدا تعالےٰ کی وہ گواہی اپنے حق میں لی جو آیت مذکورہ بالا میں ہے۔

اس وجدان کے ساتھ میرے دلمیں آیا اور لازماً آنا چاہیے تھا کہ اسوقت **احمدیوں** کے سوا اور کون ہیں جو زندہ خدا کے **زندہ نشان** دیکھیں اور تشکر کے جوش سے تواجد کی حالت انپر طاری ہو اور سجدہ میں گریہ اور خشوع و بکا کا استیلا ان کے دلوں پر ہو۔ اور سجدوں میں پھوٹ پھوٹ کر روئیں اور یہ کہیں **ان كان وعد ربنا لمفعولا**۔ آج ہمارے رب کا وعدہ (پیشگوئی) قطعی طور پر پورا ہوا۔

سلسلہ واقعات میں جو نظام عالم کے مضبوط قواعد اور مرتبط قوانین کے موافق ہمیشہ جاری رہتا ہے وہ واقعات بھی محض معمولی نظر آتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی سوانح میں خدا تعالیٰ کی زبردست باتیں اور وعدے کہلاتے ہیں اگر سرسری نگاہ انپر ڈالی جائے۔ لیکن جب ان کے پیش و پس کو غور سے دیکھا جائے تو وہ خدا نمائی کا ایک ہی مصفا آئینہ ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ آنکھوں کے سامنے رکھلو۔ سرسری طور پر چند لفظوں میں قصہ تمام ہو جاتا ہے اس طرح پر کہ ایک شخص دریا سے بچکر نکل گیا خواہ کسیطرح نکل گیا۔ دوسرا لشکر سمیت ڈوب گیا۔ ایسے واقعات آئے دن ہوا کرتے ہیں۔ ہزاروں جہاز سمندر کی چھاتیوں کو چیرنے کے لیے قسمت آزمائی کرتے ہیں کچھ ڈوب جاتے ہیں کچھ بچکر نکلتے ہیں۔ پھر یہ ایک نبی کا معجزہ کیا اور خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب میں بڑے فخر سے نبی کریم کی علامت نبوۃ کے اثبات میں اس کا ذکر کیا۔ اس امر کے لیے اس تحدی آمیز پر شوکت دعویٰ کو غور سے سمجھنا چاہیے جو ایک ناتوان بے سامان انسان کے منہ سے ایک باسامان پر قوت شخص کے سامنے نکلا جبکہ اُسنے عرش جبروت کے سامنے کھڑے ہوکر ایسی حالت میں کہ عادتاً ضعیف اور بے بھروسہ انسان خشک ہوکر رہ جاتا ہے کس لانظیر اور لاتذبذب قوت اور نہ تھر تھرانے والی زبان سے کہا **انا رسولا ربك ان ارسل معنا بني اسرائيل ولا تعذبهم قد جئناك باية من ربك والسلام على من اتبع الهدى انا قد اوحي الينا ان العذاب على من كذب وتولى**۔ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں اور اسکی طرف سے پیغام یہ لائے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دے اور انکو عذاب نہ دے ہم تیرے رب کی طرف سے اپنی سچائی پر بڑا بھاری نشان لائے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آج سلامتی اُسی کے لیے ہے جو خدا کی باتوں پر چلنے والا ہے ہم کو خدا تعالیٰ نے صاف صاف کہا ہے ہمارے اس پیغام کی تکذیب کرنیوالا اور اسکی تعمیل سے منہ پھیرنے والا سزا پائیگا +

اب ایکطرف تو ان الفاظ کی شوکت اور زور میں غور کرنی چاہیے دوسریطرف یہ سوچنا چاہیے کہ اس دعوے کے وقت ہر قسم کے مادی پہلو کے لحاظ سے کون ان دو شخصوں میں سے زیادہ محفوظ تھا یا آیندہ سلامتی کے اسباب پیدا کرسکتا تھا۔ کیا اس دھمکی کے وقت حضرت نبی کے دل میں یہ خیال جاگزین تھا کہ وہ کسی آیندہ وقت میں فوج بہم پہونچا کر فرعون پر چڑھائی کرینگے اور اپنے منہ کی باتوں کو پورا کرینگے۔ یا موقعہ پاکر خفیہ اُس کا کام تمام کر دیں گے۔ اور کیا ان تمام باتوں سے کوئی بات آخر کار وقوع میں آئی۔ کیا فرعون معمولاً حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے مارا گیا یا حضرت موسیٰ کی کوئی قوت اُس کے ہلاک کرنے میں کارگر ہوئی خدا کا شکر ہے کہ ایسی کوئی بات واقع نہیں ہوئی ورنہ ممکن تھا کہ یہ زبردست پیشگوئی ایک نادان کے نزدیک معرض اشتباہ میں پڑ جاتی۔ پھر کیا اُسوقت جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوق العادت قوت اور تحدی سے یہ دعویٰ کر رہے تھے یہ سمجھتے تھے اور اسپر یقین رکھتے تھے کہ ایک عرصہ کے بعد وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر بھاگیں گے اور فرعون تعاقب کرے گا۔ آخر دریا سے وہ بچکر پار اُتر جائیں گے اور فرعون ڈوب جائے گا۔ ایسا خیال بھی محض بے بنیاد ہے۔ پھر غور کرو کہ یہ دعویٰ کس طاقت اور قوت کے چشمہ سے پھوٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ اُس قادر قاہر علیم خبیر ہستی کے منہ کی باتیں ہیں جسے آنے والے واقعات اور دونوں کے انجام کا علم تھا۔

غرض ترا ڈوب جانا اور بچ جانا کوئی قابل توجہ امر نہیں۔ دیکھنے کے قابل وہ پُر زور الفاظ ہیں جو قبل از وقت کہے گئے ہیں۔

اسیطرح ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام فتوحات فتح بدر اور فتح مکہ اور دیگر تمام فتوحات ہیں جو واقعات عالم کے نظام جاری کے مطابق ہیں۔ اور درحقیقت یہ واقعہ حضرت موسیٰ اور فرعون کا بھی ہمارے نبی کریم اور آپکے مخالفوں کے انجام کی پیشگوئی ہے۔ یہ سب واقعات معمولی نگاہ میں عرفی لڑائیاں ہیں۔ دونوں طرف سے اُسیطرح جنگی جوان ایک دوسرے کے مقابل نکلے جسطرح

عادتاً نکلا کرتے ہیں۔ آخر ایک فریق کامیاب ہوا دوسرا ناکام رہا۔ یہی کامیابیاں ہیں جنھیں خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب میں عظیم الشان آیات کہا گیا ہے۔ ان ہی کو حزب اللہ اور حزب الشیطان یا اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان میں امر فارق کہا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت و لاکفالت اور تائید کے الفاظ ان ہی نتیجوں پر بولے گئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ظفر اور نصرت کس لحاظ سے معجزہ یا آیت یا علامۃ النبوۃ ہے۔ کیا اُس معمولی نتیجہ کی حیثیت سے جو انسانی طبقات میں سے ہر طبقہ کے اعمال کے نتائج سے یکساں مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا صاف جواب یہی ہے کہ قبل از وقت وعدہ اور پیشگوئی کے لحاظ سے اُسے خدائے قادر و قاہر کے منہ کی بات اور آیت کہا جاتا ہے۔

اسی طرح کی یہ فتح ہے جو آج حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی۔ اور اسی طرح یہ فتح ظفر اور نصرت اور تائید الٰہی کا ثبوت۔ آیت النبوۃ اور فارق تھہری درمیان اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے۔ اگر مسلمان کہلانے والوں میں خدا شناسی اور خدا ترسی کا کوئی کرشمہ باقی رہ گیا ہے تو اس قضیہ کے مقدمات اور لوازم اور قبل از وقت اسکی نسبت پیشگوئیوں میں اسی طرح یکجائی طور پر غور اور تدبر کریں جس طرح خدا تعالیٰ کی کتاب کے واقعات میں کی جاتی ہے پھر دیکھیں اور ہمیں بتائیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات نصرت و ظفر میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید الٰہی کے واقعات میں کیا فرق ہے۔

کیا خدا تعالیٰ کا مسیح حضرت موسیٰ اور اپنے مقتدا و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح محض بے سامان اور ناتوان نہ تھا۔ اور کیا بالمقابل طاقتوں اور نخوتوں اور شرارتوں اور ہر طرح کے سامانوں کے مجموعے نہیں تھے۔ کیا خدا تعالیٰ کے بودہ کی بیخکنی کے لیے متفق اور منفرد زور نہیں لگائے گئے۔ امرتسری اہل حدیث یا اہل حدث اور دوسرے ان کے امثال بدخواہان خدا تعالیٰ کے لیے دل میں سوچیں اگر ان کے پہلو میں کوئی حق کی گدگدی محسوس کرنے والا دل ابھی تک رہ گیا ہے کہ اُن کی امنگیں کیا کیا تھیں۔ اُن کا تربص اور انتظار افق کی طرف کس نظارہ کے دیکھنے کے لیے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا۔ وہ اُن گواہیوں کے ادا کرنے کو بےحد حزین کی تاریخ

آج ان کی مراد کے خلاف ظاہر ہوئی ہیں۔ کیا کیا اُمیدیں تھیں جو باندھی گئی تھیں۔ وہ اکثر عدالت خانے سے باہر نکلے تھے۔ اور وہ بار بار غور سے دیکھیں اُن کہانتوں اور افتراؤں کی پیشگوئیوں کو جنھیں وہ بڑی جسارت اور جرأت سے اپنے اخبار میں درج کرتے رہے۔ وہ دقائق ملکی اور سرد و گرم زمانہ کی معرفت کے مدعی اخبار دمڑی اخبار یا ٹکا اخبار یا پیسہ اخبار اور اُس کے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے جنھوں نے درمیانی واقعات کو بڑے فخر اور ناز سے شائع کیا اور ان چشم زخموں کو جن کا پہنچنا ابتدا میں خدا تعالیٰ کی مستمرہ سنت کے مطابق اہل اللہ کو ضروری ہے کامل وثوق اور یقین سے ایک پیشگوئی کے رنگ میں بیان کیا اور دعوےٰ کیا کہ اب سلسلہ احمدیہ کا خاتمہ ہے۔ وہ سجادہ نشین مولوی وہ گدی نشین فقرا۔ وہ علم کی جماعت کہلانے والے اور معرفت کا دم بھرنے والے نقشبندی چشتی۔ قادری اور ان کے بھائی خدا تعالیٰ کے لیے غور کریں کہ وہ اپنے دعووں (میں) کیا کہتے تھے وہ خود کیا چاہتے تھے۔ کس نتیجہ کا انتظار کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو کس چیز کی توقع دلاتے تھے۔ افسوس ان بادہ سراؤں اور بیہودہ درایوں کی باتیں زبانی آتی رہیں اور باد ہوا باتیں ہوتی رہیں کاش ان کے دعوے لکھے ہوئے اور لکھ کر شائع کیے ہوئے ہوتے جو آج اُن کے سیاہ چہروں اور مجذوبانہ تہجروں کو آئینہ بنکر انھیں دکھاتے مگر ان خدا سے مہجور و دور بزدلوں کو یہ قدرت اور توفیق کبھی ملی نہیں جو اپنے منہ کی کسی یاوہ گوئی کو شائع بھی کرتے۔ یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات بھی جو راہ میں آپڑی۔ غرض وہ سب لوگ کسی طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے استیصال کے درپے اور چشم براہ تھے سوچیں اور پھر بتائیں کہ آج اُن کی دعاؤں۔ اُن کی تدبیروں۔ اُن کی متفقہ کوششوں اور اُن کے ہر قسم کے مکائد و حیل کے مخالف ایک بات واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ اور کیوں ہوئی ہے۔ کیا ایک مرد خدا نے خدا تعالیٰ کی زبان سے تمھیں برسوں پہلے اسی طرح پکار کر نہیں کہا تھا **فکیدوا فی جمیعًا ثم لا تنظرون۔** (براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں کئی رنگ میں یہ دعویٰ درج ہے) جس طرح خدا تعالیٰ کی زبان سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء نے اپنے مخالفوں کو کہا۔ پھر کیا اس تحدی کے بعد تم چپ رہے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے (کاش تمھارے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوتے اور تم

خدا سے جنگ کرنے والے نہ ٹھہرائے جاتے) یا کیا کوئی سارے زور نہیں لگائے اور اپنی کمانوں کے ترکش تیر خالی نہیں کیے۔ اور کیا یہ کوششیں تم نے اسلئے اور اس اُمید سے کی تھیں کہ انجام کار نامرادی کا بدنما داغ تمھاری لمبی ناکوں پر لگے اور ذلت و ہزیمت کی چھینٹیں تمھارے جبہ و دستار پر پڑیں اور کیا یہ کارروائیاں تم نے خدا سے قوت پاکر اور اسکی نصرت کے بھروسہ پر کی تھیں یا اپنے جذبات اور نفسانیت کے جوشوں کے زور دھکے کے نیچے آکر کی تھیں۔ پھر تمھاری اُمیدوں اور قوتوں کے خلاف کیوں ظہور میں آیا۔ اور تمھارا حریف مقابل اُن دعووں کے مطابق جو قبل از وقت کیے گئے تھے آخر کار کیوں غالب ہوا۔

نادانوں نے اُس بکری کی طرح اپنے کُھر سے چھری کھود کر ذابح کے ہاتھ دی جبکہ مرد خدا کے استیصال کے لیے کمریں باندھیں۔ اور خود اپنی کارروائیوں سے اُسکے سلسلہ کو خدا کی طرف سے ثابت کرنے والے ٹھہر گئے اور اپنے پاؤں سے چلکر اُس خندق میں گرے اور کٹ کر گرے ہیں جس میں اُن کے پہلے باپ دادا احزاب کی لڑائی میں گرے تھے۔ لڑائی ہنوز جاری تھی۔ اور دعویٰ کرنے والے کی پرتحدی پیشگوئیاں نقارہ بجا رہی تھیں ایک دانشمند کے لیے کافی موقعہ تھا کہ کم سے کم انجام تک زبان و قلم کو تھامے رکھنا مگر نااندیشوں نے درمیانی چشم زخم کو جو سنۃ اللہ کے مطابق حزب اللہ کا خاصہ اور ان کا ایک مابہ الامتیاز ہوتا ہے آخری زخم سمجھا اور بہائم کی طرح اُچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ حالانکہ کتاب اللہ نے انھیں تعلیم دی تھی کہ **العاقبۃ للمتقین** یعنی پہلی فتح باطل پرستوں کی اور انجام کار راست بازوں کا ہوتا ہے۔

غرض ہماری خوشی اسوقت پاک خوشی اور خدا تعالیٰ کی معرفت بڑھانے والی خوشی ہے عادتاً لوگ بھی خوش ہوا کرتے ہیں۔ مقدمات کے جیتنے پر کیسی کیسی خوشیاں مناتے ہیں مگر اس خوشی کا نتیجہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے من اور احسانات کے بوجھ کے نیچے ہماری گردنیں دبی چلی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ ہم خوش ہوئے ہیں خدا تعالیٰ کے منہ باتوں کے پورا ہونے پر۔ اس فتح اور نصرت کی راہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کے نئی شان سے ثابت ہو جانے پر۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اور کامل نبوۃ کے نئے سرے قائم اور ثابت ہو جانے پر۔ اس لیے آج اس زمانہ میں بلکہ ہمیشہ سے ایک ہی راہ ہے جس سے

خدا تعالیٰ کے زندہ اور فعال اور متکلم وجود کا نشان ملتا ہے وہ سچی پیشگوئیوں کا وجود اور ان کا پورا ہونا۔

اسوقت موزوں موقعہ تھا کہ وہ تمام پیشگوئیاں جو ان مقدمات کے متعلق ہوئی تھیں ایک جگہ جمع کرکے دکھائی جائیں مگر بس ہماری کام کا بوجھ میرے لائق دوست شیخ یعقوب علی صاحب نے اٹھایا ہے۔ وہ عنقریب بڑا مبسوط آرٹیکل اسپر لکھیں گے جو مجھے یقین ہے کہ حق و باطل میں امر فارق اور خارق عادت ہوگا۔ میں نے قصداً اس سے پہلو تہی کیا ہے اسلیے کہ تجربہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ شیخ صاحب کو خدا تعالیٰ نے مضامین نویسی کے کام کے قابل اور اہل بنایا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر الحکم میرے ہاتھ سے کوئی پرچہ نکلا کرتا اور پھر اُسکے بعد الحکم اسطرح شیخ یعقوب علی صاحب کے ہاتھ سے نکلتا تو میں بڑی خوشی سے اپنے پرچہ کو بند کر دیتا۔ شیخ صاحب نے تھوڑی مدت میں حیرت انگیز ترقی کی ہے خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور قوم کو توفیق اور سمجھ دے کہ ایسے بے نظیر آدمی کی قدر کریں۔ بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ سچ ہے **الاناء یترشح بما فیہ۔** اس بات کے ساتھ بھی مجھے ایک دلچسپی ہے اور ایک ذوق ہے موقعہ آگیا بے اختیار نکل گئی۔

غرض آج خدا تعالیٰ نے ہماری ساری کوفتوں اور غموں کو اپنے فضل سے دور کیا اور ہمیں اپنے لطف و احسان سے اپنے وعدوں کا وارث بنایا۔ اگر پہلی عدالت میں کامیابی ہو جاتی تو یہ فوائد اور معارف حاصل نہ ہوتے جو آج حاصل ہوئے ہیں۔ یہ بات ایک تفصیل چاہتی ہے اور تفصیل کے بعد دنیا دیکھے گی کہ خدا تعالیٰ نے کیا کیا اور کیا دکھایا ہے مگر اس کے لیے اور وقت ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو اس فتح سے لذت لینے اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق بخشے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان آیات سے یوں ہی گذر جائیں۔

خاکسار عبدالکریم

درخواست دعا۔ بخدمت برادران احمدی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ سردار محمد الیاس رسالدار احمدی میانیر سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے تایا صاحب محمد اسمٰعیل صاحب احمدی مبتلا بعارضہ ورم جگر و معدہ و گردہ کے واسطے برادران دعا کریں

متفرق مضامین

ناظرین کے ساتھہ پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم

۱ - الحکم کی توسیع اشاعت کے متعلق اور صفائی بقایا کے لیے جو تجویز گذشتہ سال کی کئی اشاعت میں ہینے کی تہی یعنی ارادہ کیا تہا کہ کوئی سفری ایجنٹ اسی کام کے لئے روانہ کیا جاوے اسکے متعلق منشی عالم شیر صاحب ساجنٹ لیلر جو الحکم کے عاشق زار ہیں ایک مبسوط مضمون بہیجتے ہیں اسکا خلاصہ کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ دونگا - منشی عالم شیر ۴ جدید خریدار جو پیشگی قیمت دینے والے ہیں اور جنکی قیمت بذریعہ وی پی وصول ہو چکی ہے بہیجتے ہیں میں ان کی اس قدر افزائی پر انکے لئے دعا کرتا ہوں منشی عالم شیر صاحب کوئی بہت بڑے بارسوخ آدمی نہیں لیکن اسپر بہی باوجود اپنی مالی مشکلات کے ہمیشہ الحکم کے سچے خیر خواہ اور حقیقی معاون ثابت ہوئے ہیں اگر ۵۰۰ آدمی بہی ایسے نکل آویں تو آج الحکم تین ہزار چہپ سکتا ہے -

۲ - ناظرین الحکم عالیجناب میر مردان علی صاحب حیدر آبادی کے نام نامی سے ناواقف نہیں وہ الحکم کے خاص معاونین میں سے ہیں اور بجشن بیس سالانہ چندہ پر الحکم خریدتے ہیں - سال گذشتہ میں انہوں نے عـہ کے علاوہ صـہ ڈونیشن بہی دیا تہا - امسال میر ہی اس تحریر پر کہ بعض خریداروں کے وی پی واپس آئے سخت افسوس ظاہر کرتے ہوئے الحکم کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ایک جدید خریدار بہیجتے ہیں اور فروری میں للعـہ بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں - جزاہ اللہ احسن الجزا -

۳ - منشی امام الدین صاحب بنہ گراؤں سے ایک چہار یلہ خریدار کی پیشگی قیمت بہیجتے ہیں -

۴ - احمدی مسافر لاہور سے ایک جدید خریدار اپنی جیب سے دیتے ہیں -

۵ - جنوری کے اوّل ہفتہ میں پانچ جدید خریدار اپنی درخواست پر الحکم جاری کرتے ہیں -

رسید زر - افسوس ہے کہ میں اس اشاعت میں بہی رسید زر نہیں شائع کر سکا وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کے ظہور پر جو مضمون حضرت مخدوم الملت نے لکہا ہے اسکا اندراج ضروری تہا - اسکی لئے بعض دوسرے مضامین بہی ملتوی رہیں گے -

مقدمات کا انجام | الحکم کی گذشتہ اشاعت میں

احمدی قوم کو مبارکباد دے چکا ہوں کہ خدا تعالےٰ کا جری اپنے مولیٰ کریم کے وعدوں کے موافق عزت واحترام سے بری ہوا -

۱ - اسپر ایک جلیل الشان مضمون آج کے الحکم میں درج ہے اور سلسل مضامین کا سلسلہ الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ العزیز آپ پڑہیں گے - جن میں مقدمات کے متعلق اور اس نشان کے عظیم الشان زندہ معجزہ ہونے کے متعلق خدا تعالےٰ کی مدد سے عجیب عجیب پہلوؤں پر بحث ہوگی اور دو سالہ کارروائی پر پورا ہوگا -

۲ - عالیجناب سشن جج صاحب کا فیصلہ اور جناب خواجہ صاحب کی تقریر جلد تر شائع کرنے کا ارادہ ہے -

مبارکبادی کے خطوط اور تاریں - کثرت کے ساتھہ مبارکبادی کے خطوط اور تاریں اعلےٰ حضرت اور دیگر بزرگان ملت کے نام آرہے ہیں - منشی محمد یوسف صاحب مردان سے لکہتے ہیں -

نشان ایں بارشد و دیگر ہزاراں
مبارک باشد و باشد مبارک
مبارکباد بر احباب ملت
بحضرت مہدی ما صد مبارک

نصرۃ الحق - اسنام کی ایک فارسی کتاب جو مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے لکہی ہے آج کے الحکم کے ساتھہ شائع ہوتی ہے اس کتاب کے چار صفحے ہر دوسرے نمبر میں شائع ہوا کریں گے ناظرین اسکو احتیاط سے جمع رکہیں - یہ کتاب صرف ناظرین الحکم کو ہی سردست مل سکے گی -

مقدمات کے انجام پر سماجی تبصرہ - جو الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شائع ہوگا ایک قابل دید مضمون ہوگا اگر کسی احمدی کی نظر سے کوئی مضمون کسی اخبار میں گذرے اسکی ایک کاپی مجہے ضرور بہیجدیں -

انک لعلے خلق عظیم | اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق عظیم کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ لالہ شرمپت رائے جو قادیان آریہ سماج کے ایک معزز رکن اور حضرت حجۃ اللہ کی بہت سی پیشگوئیوں کے گواہ ہیں بیمار ہوگئے اعلےٰ حضرت باوصفیکہ آپ کی طبیعت علیل تہی ۱۰ - جنوری کو انکی عیادت کو تشریف لے گئے - مفصل پہر -

استفسار اور انکے جواب

(از حکیم الامتہ)

(مندرجہ ذیل سوالات ایک دہریہ نے بذریعہ خط بہیجے تہے جنکا جواب اصولی طور پر حکیم الامتہ نے دیا ہے (ایڈیٹر))

سوالات

۱ - انسان کا طرز زندگی دو باتوں پر منحصر ہے - (۲) آباؤ اجداد کا اثر - (ب) ملک وقوم کا اثر - یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں - پہر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو -

۲ - انسان محدود ہے - پہر غیر محدود زمانہ اُسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے -

۳ - اگر انسان کو زندگی پہر دیجاویگی تو حیوانات کو کیوں نہ دیجاویگی - خصوصاً جب کہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تہوڑا فرق باقی رہجاتا ہے -

۴ - انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹہے گا - اگر سب کی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی ہوگی -

۵ - انسانوں کے سے صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کیئے جاتے ہیں - یہ ایک گستاخی ہے -

۶ - بچے کیوں مرجاتے ہیں - یہ دانائی کی بات نہیں کہ بچے مارے جائیں -

جوابات

سوال نمبر ۱ (۱) آباؤ اجداد کا اثر - (ب) ملک اور قوم کا اثر - یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں پہر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو -

جواب (۱) آباؤ اجداد کا اثر اگر ایسا ہے کہ اس اثر کے بالمقابل کوئی دبانیوالی طاقت اس انسان کو نہیں دی گئی تو وہ انسان پاگل ہے اور شرعاً اسپر کوئی سزا نہیں لگ سکتی کیونکہ شریعت طاقت اور وسعت سے باہر کی باتوں پر حکومت نہیں کرتی - (ب) اسیطرح ملک اور قوم کے آثار بہی اگر اس درجہ تک کسی انسان میں اثر کر گئے ہیں کہ اس تاثیر کے بالمقابل دبانیوالی طاقت کام نہیں کر سکتی تو وہ انسان بہی مجنوں ہے اور مجنوں کسی انعام یا سزا کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ وہ شریعت کا پابند ہے کیونکہ یہ معاملہ اوسکی طاقت اور وسعت سے باہر ہے اور شریعت طاقتوں پر حکمرانی کرتی ہے - اوس کی تفصیل یہ ہے کہ چوروں کا ایک جتنہ ملکر کسی شخص کے گھر میں نقب لگاتا اور اسکا مال واسباب نکالکر ایک ایسے شخص کے سپرد کرتا ہے جو اُس جتنہ کا ہے اور اگر وہ شخص جسکے سپرد مال کیا گیا ہے اوسمیں سے ذرا بہی نقصان کرے تو فوراً اُسکو چور لوگ اپنے جتنہ سے نکال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کمینہ اور چور ہے اسیطرح ٹہگ بہی چند آدمی ملکر ٹہگی کرتے اور مال دنیا سے ایک ہی آدمی کے قبضہ میں آتا ہے لاکن اگر وہ شخص جس کے قبضہ میں مال آیا ہے کچہہ مال اوس میں سے دہوکہ سے لے لے - تو اوسکو اپنی شراکت سے الگ کر دیتے ہیں اسیطرح کنجر لوگ اپنی بہو سے زنا نہیں کراتے اسلئے کہ غیر کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہیئے پر جو شخص اون کے گہر میں اونکی اپنی لڑکی سے بدکاری کرنے کے واسطے آتا ہے وہ عورت اوس کی کیا لگتی ہے اسیطرح ہر ایک بدکار کے اندر ایک طاقت موجود ہے جو اوس کو بدکاری سے ملزم کرتی ہے اور بدی سے روکتی ہے پس ہر بدکار اپنے اندر بدی کے دبانے کی طاقت رکہتا ہے ہمارے مورث اعلےٰ لوگ بہی قوی کے مرکب تہے جو ایک دوسرے کے مقابل حد بندی قایم کر سکیں پس جب انسان اوس بدی کے دبانیوالی طاقت سے کام نہیں لیتا جو اوسکو ملی ہے یا اوسمیں ہے تو وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے اور اگر بدی کے مقابل دبانیوالی طاقت سے کام لیتا ہے تو انعام کا مستحق ہوتا ہے -

سوال نمبر ۲ - انسان محدود ہے پہر غیر محدود زمانہ اوسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے -

جواب - انسان زمانہ ماضی کی طرف تو ضرور محدود ہے مگر زمانہ مستقبل کیطرف محدود ہے یا نہیں یہ ایک مسئلہ ہے جو بحث طلب ہے ہم اسکو مستقبل کیطرف محدود نہیں مانتے اسلیئے ہم اسکی لئے غیر محدود زمانہ تجویز کرتے ہیں -

سوال نمبر ۳ - اگر انسان کو زندگی پہر دیجاوے تو حیوانات کو کیوں نہ دی جائیگی خصوصاً جبکہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تہوڑا فرق باقی رہ جاتا ہے -

جواب - یہ سوال تعجب انگیز ہے اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو بہی زندگی دیجاوے گی اور بعض صورتوں میں حیوانات کو بہی - وحشی انسان اور بندر میں تو زمین وآسمان کا فرق ہے ایک قابل ترقی اور اس لایق ہے کہ فائدہ جدیدہ حاصل کرے اور اس جدید فائدہ کی تعلیم اپنے بنی نوع کو کر سکے اور بندر میں یہ طاقت ذرا نہیں کہ جدید باتیں بنی نوع کو سکہاوے -

سوال نمبر ۴ - انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹہیگا اگر سبکی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی رہیگی -

جواب - ہر ایک انسان قیامت کے دن اپنی اوس شکل میں اٹہایا جائیگا جس میں کہ وہ مرتے وقت تہا -

سوال نمبر ۵ - انسانوں کی سی صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کئی جاتی ہیں یہ ایک گستاخی ہے -

جواب - بے ریب گستاخی ہے اور کوئی انسانی صفت خدا کیطرف ہرگز منسوب نہیں ہوتی اور ایسا کرنا گستاخی ہے اسلام میں کوئی صفت انسانی خدا کو نہیں دیگی

خطبہ عید الفطر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ بدر میں حاضر ہوئے تہے۔ اور جنکا اقتدا کرنا چاہئے تہا۔ کہتا ہے جب اونہوں نے میرے روبرو ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا (اور لوٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی تقریر کی تکذیب کرنے نہ گیا) اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ متخلفین میں سے ان تین آدمی کسے کوئی کلام نکرے۔ کہتا ہے کہ لوگ ہم سے اجتناب کرگئے یا کہا کہ لوگ ہم سے متغیر ہوگئے تا کہ وہ زمین بہی مجھے اوپری معلوم دینے لگی گویا وہ زمین ہی نہ تہی جسکو میں پہچانتا تہا۔ پس ہم پچاس رات اسی حال میں مبتلا رہے اون دونوں میرے یاروں نے عاجز ہوکر اپنے گہروں میں بیٹھکر رونا شروع کیا۔ اور میں جوان دلیر تہا۔ بازاروں میں پہرتا تہا۔ اور نماز میں حاضر ہوتا تہا مگر مجھہ سے کوئی کلام نہ کرتا تہا اور میں نماز کے بعد رسول اللہ صلے اللہ صلعم کو آنکر سلام کہتا اور دیکہتا کہ سلام کے جواب میں آپ کے لب مبارک نے حرکت کی ہے کہ نہیں پہر میں رسول اللہ صلعم کے قریب کہڑا ہوکر نماز پڑہتا اور آنکہہ چرا کر آپ کی طرف دیکہتا جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکہتا تو آپ منہ پہیر لیتے جب مسلمانوں کی کڑائی مجھہ پر بہت ہوگئی تو ایک دن میں ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پہاند کر جو میرا چچا زاد بہائی تہا اور میری اوس سے بہت محبت تہی باغ میں گیا میں نے اوس کو السلام علیکم کہا مگر اوس نے سلام کا جواب نہ دیا میں نے کہا اے ابو قتادہ میں تجھے اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تجھے معلوم ہے کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلعم سے محبت رکہتا ہوں وہ خاموش رہا۔ اور مجھے کچھہ جواب نہ دیا میں نے پہر اوسکو قسم دیکر کہا وہ خاموش ہی رہا میں نے پہر تیسری دفعہ جب قسم دیکر کہا تو اوس نے اسقدر کہا کہ اللہ اور رسول اللہ صلعم خوب جانتے ہیں یہ سنتے ہی میرے آشک جاری ہوگئے اور اسی طرح سے دیوار پرسے ہوکر وہاں سے نکل آیا میں بازار میں چلا جاتا تہا کہ ایک آدمی شام کے لوگوں میں سے جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے کو آئے تہے۔ کہتا پہرتا تہا کہ کوئی مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتلا دے۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا اوس نے مجھے غسان کے حاکم کا خط دیا اور چونکہ میں لکھا پڑہا تہا۔ میں نے وہ خط پڑہا اوسمیں لکھا تہا۔ اما بعد ہم کو خبر پہونچی ہے کہ تیرے صاحب نے تجھپر ظلم کیا اور خدا تعالے نے تجھے ذلیل وضایع نہیں کیا تو ہمارے پاس چلا آ۔ ہم تیری پرورش کریں گے خط پڑہکر میں نے دلمیں خیال کیا کہ یہ بہی ایک بلا آئی (کہ کفار کو ہماری طرف طمع ہوگئی) میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا جب اس حال کو چالیس روز ہوگئے تو ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بہیجا ہوا آیا اور مجھے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تجھے فرمایا ہے کہ تو اپنی عورت سے علیحدہ ہوجا میں نے کہا کہ آپ نے طلاق دینے کو فرمایا ہے یا کیا۔ اوس نے کہا طلاق کو نہیں فرمایا مجامعت سے منع فرمایا ہے اور دوسرے دونوں میرے یاروں کو بہی یہی کہلا بہیجا میں نے اپنی عورت کو کہا کہ جب تک خدا تعالے کی طرف سے فیصلہ کا حکم نہیں آتا تو اپنے ماں باپ کے گہر چلی جا۔ اور ہلال بن امیہ کی عورت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہلال بن امیہ بوڑہا ناکارہ ہے اوسکا خادم کوئی نہیں کیا آپ اوس کی خدمت کرنے سے مجھے منع فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ تجھہ سے مقاربت نکرے اوس نے عرض کی کہ خدا تعالے کی قسم ہے وہ اس کام کی لایق ہی نہیں واللہ وہ جس روز سے اس حال میں مبتلا ہوا ہے آج تک دن رات روتا ہی رہتا ہے بعضے لوگوں نے مجھے کہا کہ تو بہی اپنی عورت کی بابت رسول اللہ صلعم سے اجازت طلب کر جیسے ہلال کی عورت نے آپ سے اسکی خدمت کرنیکا اذن لے لیا ہے میں نے کہا اگر میں اس امر میں آپ سے عرض کروں معلوم نہیں آپ کیا جواب دیں اور میں جوان آدمی ہوں (یعنی عورت کے پاس ہوتے مجھے صبر کرنا مشکل ہے) تا کہ دس رات اور گذر گئیں اور ہمارے اسحال کو پچاس رات ہوگئی پچاسویں رات کی صبح کو میں فجر کی نماز اپنے گہروں میں سے ایک گہر کی چہت پر پڑہکر اسی حالت میں بیٹہا تہا۔ جیسے خدا تعالے نے قرآن میں ہماری خبر دی ہے اور میرا دم بسبب غم کے بند ہو رہا تہا۔ اور زمین باوجود کشایش کے مجھہ پر تنگ ہو رہی تہی کہ میں نے ایک آدمی کی آواز سنی کہ پہاڑ سلع پر باواز بلند کہہ رہا تہا کہ اے کعب بن مالک تجھے بشارت ہو میں سنتا ہی سجدہ میں گر پڑا اور جان گیا کہ خدا تعالے کیطرف سے کشایش آئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑہتے ہی لوگوں کو ہماری توبہ کے قبول ہونے کی خبر کر دی لوگ ہمکو بشارت دینے ...... شروع ہوگئے اور دونوں میرے یاروں کے پاس بہی بشارت دینے والے پہونچے اور ایک گہوڑا دوڑا کر میری طرف آیا۔ اور ایک آدمی نے بنی اسلم میں سے پہاڑ پر چڑہکر آواز کی آواز گہوڑے کی سوار سے پہلے پہونچی جب وہ شخص جس کی میں نے آواز سنی تہی۔ میرے پاس آیا تو میں نے اپنے دونو کپڑے اوتار کر بشارت کے عوض میں اوسکو پہنا دئے۔ مجھے اللہ تعالے کی قسم ہے کہ اس روز میرے پاس وہی کپڑے تہے جو دیدئے اور میں نے دو کپڑے عاریتاً لیکر پہن لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کرکے چلا راستہ میں لوگ مجھے ملتے تہے۔ اور توبہ کی قبولیت کی تہنیت دیتے تہے اور کہتے تہے کہ تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالے نے تیری توبہ قبول فرمائی۔ تا کہ میں مسجد میں پہونچا وہاں لوگ رسول اللہ صلعم کے گرد مجتمع تہے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجھے دیکہکر کہڑا ہوگیا اور دوڑ کر مجھہ سے مصافحہ کیا۔ اور تہنیت دی واللہ مہاجرین میں سے اوس سے سوا دوسرا میری خاطر کوئی کہڑا نہیں ہوا۔ کعب طلحہ کے اس کام کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تہا کعب کہتا ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلعم کو سلام کیا اوسوقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمکتا تہا۔ آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو۔ ایسے دن کی جبسے تو ماں سے پیدا ہے اوس دن سے بہتر کوئی دن تجھہ پر نہیں آیا۔ میں نے گذارش کی کہ بشارت آپکی طرف سے ہے یا اللہ تعالے کی طرف سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت ایسا روشن ہوجایا کرتا تہا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس کی حالت کو جانتے تہے میں نے آپکے سامنے بیٹہکر گذارش کی کہ یا رسول اللہ میری توبہ میں سے ہے کہ میں اپنا مال صدقہ کر دوں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ کچہہ مال اپنے لئے رکہہ لے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کی کہ خیبر کی غنیمت میں سے جو مجھے حصہ ملا تہا وہ میں اپنے لئے رکہتا ہوں میں نے پہر عرض کی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالے نے میرے صدق کے سبب مجھے نجات دی ہے یہ بہی میری توبہ میں سے ہے کہ آیندہ کو میں اپنی زندگی میں سچ کے سوا کوئی بات نہ کروں گا۔ مجھے خدا تعالے کی قسم ہے کہ جسدن سے میں نے یہ بات رسول اللہ صلعم سے عرض کی ہے اسدن سے کسی مسلمان پر اللہ تعالے نے ایسا انعام نہیں کیا جیسا صدق کے باعث مجھے انعام کیا ہے اور اوس دن سے آجتک کبھی جہوٹ نہیں کہا اور امید ہے کہ خدا تعالے آیندہ کو بہی مجھے جہوٹ سے محفوظ رکہے گا۔

اب دیکہو کہ فرمانبرداری اسکا نام ہے کہ جماعت سے ایک شخص الگ کیا جاتا ہے بیوی کو بہی حکم دیا جاتا ہے کہ اوس کے پاس نہ جاوے اور دشمن کی طرف سے دلداری اور امداد کا وعدہ ملتا ہے مگر سرمو فرق نہیں آتا۔ غرضیکہ فرمانبرداری میں اپنے آپ کو دیتے وقت یہ ضرور دیکہ لینا چاہئے کہ کسی شیطان کی بیعت تو نہیں کرتے اس لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرنی چاہئے۔ کہ کہیں سابقہ بدیاں اور غلطیاں ٹہوکر کا موجب نہ ہوں یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قایم مقام کسی کو بناتا ہے اونپر مشکلات آتی ہے مگر خدا بدلا دیتا ہے ان لوگوں میں التعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ دو کمالات ہوتے ہیں خدا کے کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا اون کو جتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے اگر مزکی ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور مادی علوم کے محقق اعلے درجہ کے پارسا ہوتے مگر اوسی قسم کے لوگ گمراہ اخبث ہوکر خدا سے دور چلے جاتے ہیں اسلئے مزکی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آوے اس قسم کے انسان آتے ہیں لیکن لوگوں کے اندر جو غلط کاریاں ہوتی ہیں اون سے بُعد ہوجاتا ہے اون غلط کاریوں کی ایک بڑی اصل کبر ہے جس کا ذکر اللہ تعالے نے قرآن شریف کے اول تواریخی واقعہ میں کیا ہے۔ ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین اس سے ظاہر ہے کہ اول ہی انکار اور کبر ایک ایسی شے ہے جو فیضان الٰہی کو روک دیتی ہے طاعون کے گذشتہ دورہ میں جو الہام حضرت اقدس کو ہوا تہا اس میں بہی شرط لگی ہوئی تہی۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا بالاستکبار تکبر۔ تزکیہ نفس کی ضد ہے اور دونوں چیزیں ایک جا جمع نہیں ہوسکتیں۔

دوسری بات جو کہ انسانی ترقی کی سدراہ ہوتی ہے وہ اوس کا نفاق ہے کہ جب کوئی دکہہ ہوتا ہے تو خدا سے لمبے چوڑے وعدے کرتا ہے۔ کہ اگر یہ دکہہ مجھہ سے دور ہوجاوے تو میں فلاں فلاں کام کروں گا۔ تیری عبادت کروں گا۔

صدقہ دوں گا دین کی خدمت کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسی مواقع لوگوں کو بے روزگاری۔ تنگی معاش۔ کمی تنخواہ۔ اپنی اور بال بچوں کی بیماری وغیرہ میں پیش آتے ہیں لیکن جب مشکل کا پہاڑ نکل جاتا ہے۔ تو سب بھول جاتے ہیں اسکا نتیجہ یہ کہ منافق ہو کر مرتے ہیں اس کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعقبهم نفاقاً۔ الی۔ استکبار۔ بدعہدی یعنی نفاق یہ تین باتیں ہوئیں۔ جھوٹی جھوٹ کی عادت ہے جو کہ انسان کو فیض الٰہی سے محروم رکھتی ہے پس چاہیئے کہ ہمیشہ اپنا اندرونہ ٹٹولتے رہو کہ ان عیبوں میں سے کوئی ہمارے اندر تو نہیں ہے ایک طرف محرومی کے اسباب پر غور کرے دوسری طرف توبہ اور استغفار سے کام لے ورنہ یاد رکھو کہ بڑے خطرہ کا مقام ہے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ایک قوم نکلی تھی اور موسیٰ نے اونکو الٰہی ارادوں سے اطلاع بھی دیدی تھی کہ وہ تم پر انعام کرنا چاہتا ہے اور جتلا دیا تھا کہ اگر تم حکم نہ مانو گے تو خائب و خاسر ہو گے مگر۔ قوم نے عذر تراشے نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس سال جنگل میں بھٹکتے رہے اور ترقی کی رفتار روک دی گئی اس سے ظاہر ہے کہ بعض وقت لوگوں کے اعمال ایک مامور کو بھی مشکل میں ڈال دیتے ہیں اس لئے تم لوگوں کو فکر چاہیئے کہ ایک شخص مامور مرسل تم میں موجود ہے تم نے اپنی برادری اور قوم اور خویش و اقارب کی پرواہ نہ کر کے اوس کے ہاتھ پر خود کو فروخت کر دیا ہے اگر تم میں وہی بلائیں اور غلطیاں موجود ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ والوں میں تھیں تو تم اوس کے رستہ میں روک ڈالتے اور خود فیض سے محروم رہتے ہو جو دنیا میں تو اسے قبول کر کے ناپسندیدہ بن گئے مگر اب خدا کے نزدیک تو نہ بنو۔

انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جس سے وہ واحد شخص خود اپنے نفس میں سکھ پاتا ہے اور امن اور آرام کی زندگی بسر کرتا ہے مثلاً اگر وہ کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہیں کرتا تو اوس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جو کہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے۔ تو یہ طمع نہیں کرتا۔ تو اس عذاب سے بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا ہے ایسے ہی جو لوگ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ حرص فزع شہوت و غضب کے تمام دکھوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ خلق سکھ کے ذرائع اخلاق فاضلہ ہیں یہ بھی ایک فضل الٰہی ہے۔ جو کہ انسان کو حاصل ہوتا۔ لیکن اس سے وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے جو اکٹھا ہونے سے ہوتے ہیں۔ یاد رکھو کہ الٰہی فضل کی بہت قسمیں ہیں۔ اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا ہے جو کہ دو کے ملنے پر ہوتا ہے اوس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں جو کہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے۔ تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ دونو نہ ملیں اور اون تمام آداب کو بجا نہ لاویں جو کہ حصول اولاد کے لئے ضروری ہیں اسی طرح ایک بھاری جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہوگا کہ اسے ماما ئیں۔ خدمتگار۔ اور سونے۔ کھانے پینے نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب مہیا ہونے کی مقدرت ہو۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ۔ تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کر سکتے ہو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہونچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا۔ تو تم خدا کے اس فضل عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے جو ایک بھاری مجمع پر ہوتا ہے۔ و الف بين قلوبهم لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف بينهم انه عزيز حكيم۔ میں اسی کی طرف اشارہ ہے وحدت کی روح کو جو کہ صحابہ کرام میں پھونکی گئی تھی اوسکو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے۔ اس وحدت کے پیدا ہونے کے لئے چاہیئے۔ کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو۔ اگر یہ نہ ہوگا اور ذرا ذرا سی بات پر روٹھو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہوگا۔ اسی وحدۃ کی بنیاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اطيعوا الله و رسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا ان الله مع الصابرين ؕ یعنی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اون کی اطاعت اوسی حال میں کر سکو گے جب کہ تم میں تنازع نہ ہو کیونکہ اگر تنازعات ہونگے تو یاد رکھو۔ کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہوگی وہ نکل جاوے گی۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان کو اپنے اندر پیدا کرو تب خدا کی معیت تمہارے شامل حال ہو کر وحدت کی روح پیدا ہو جاوے گی۔ لیکن تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہو۔ تو صبر اور تحمل سے کام لو۔ اور تنازع مت کرو۔ اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ لوگ روحانی بیماریوں کے لئے تو علاج اور دوا تلاش کرتے ہیں لیکن روح کی بیماری کا فکر کسی کو بھی نہیں ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت کی مثال ایک جنم کے اندھے کی سی ہے کہ اوس سے اگر بینائی کی خوبی اور لذت دریافت کی جاوے تو وہ اسے جانتا ہی نہیں ہے۔ اور اسی لئے اوس کے آگے بینائی کی قدر بھی نہیں کیونکہ اوس نے اس لذت کو پایا نہیں۔ پس اسوقت کے موجودہ مسلمان بھی اوس طاقت کی خوبی کو جو کہ قومی اتحاد اور وحدت سے پیدا ہوتی ہے نہیں پہچانتے اسکی وجہ یہ ہے۔ ایک سلطنت انکے ہاتھ سے جا چکی ہے اور اسی لئے انہیں اسطرف توجہ ہی نہیں۔ کہ دوسرے کو اپنے ماتحت کس طرح کیا کرتے ہیں۔ آجکل اگرچہ ریفارمیشن کی مدعی تو سینکڑوں ہیں لیکن وہ کیا ریفارمیشن کریں گے۔ جبکہ خود ہی بغضوں اور کینوں میں گرفتار ہیں۔ دعوے تو ہے مگر سمجھ نہیں بلکہ یہ خدا کے ماموروں کا کام ہے۔ جو کر سکتا ہے۔

پس اے عزیزو اور دوستو اپنی کمزوری کے رفع کے لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرو۔ اور رب کے نام سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری ربوبیت یعنی پرورش کرے تم کو مظفر و منصور کرے تاکہ تم آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے نیک نمونہ بن سکو۔ وہ نہ ہو کہ خدانخواستہ لعنت اختها کے مصداق۔ (جب دوزخیوں کا ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا تو جو اس میں اول موجود ہوں گے وہ اسے لعنت کریں گے۔ کہ ہم نے تو کچھ نہ کیا تم ہی کرتے) جیسے آجکل کے رافضی ہیں۔ اس کا بچاؤ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ سچی اتباع کرو۔ اپنے استنباط اور اپنے اجتہاد جس سے تم نفس کے دھوکہ میں آجاتے ہیں دور کرو۔ آپس میں خوش معاملگی اور احسن سلوک برتو۔ رنج بخل حسد کینہ سے بچو۔ کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو کہ اوس نے اپنے رسل کی جماعت سے کیا ہے انا لننصر رسلنا والذين امنوا في الحيوة الدنيا پورا ہو کر رہے مطلق انسان کی کوشش سے کامیابیاں حاصل نہیں ہوا کرتیں کیونکہ یہ سارے علل اسباب سے آگاہ نہیں ہو سکتا دیکھو ایک سال کی جانکاہ محنت سے زمیندار خرمن جمع کرتا ہے مگر جب اتفاق کیتے ہیں۔ اوس سے آگ لگکر سارے کا سارا خاک ہو جاتا ہے اگر اسے کامل علم ہوتا اور کامل اسباب حفاظت پر وہ احاطہ کر سکتا۔ تو کیوں یہ بربادی دیکھتا۔ یہی حالت انسان کے اعمال کی ہے اگرچہ وہ بڑے بڑے اعمال کرتا ہے لیکن ایک مخفی گند اندر ہوتا ہے جس سے وہ تمام برباد ہو جاتے ہیں۔ اوس کا علاج وہی ہے۔ جو کہ ذکر کیا۔ کہ دعا اور استغفار اور لاحول سے کام لو پاک لوگوں کی صحبت میں رہو اپنی اصلاح کی فکر میں مضطر کی طرح لگے ہو۔ کہ مضطر ہونے پر خدا رحم کرتا ہے۔ اور دعا کو قبول کرتا ہے دوسرے کی تحقیر ہرگز مت کرو۔ کہ اس سے خدا بہت ناراض ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو حقیر جاننے والے لوگ نہیں مرتے جب تک کہ اس گند میں خود نہ مبتلا ہوں۔ جس کی وجہ سے دوسرے کو حقیر جانتے ہیں۔

اس تقریر کے بعد حضرت حکیم الامۃ بیٹھ گئے اور پھر کھڑے ہو کر خطبہ کی تکمیل اس طرح سے کی۔

یف

آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گذر گیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جب کہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا۔ اور عامہ اہل اسلام کے لئے اس ماہ میں ہدایت مقرر فرمائی۔ راتوں کو اٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات و صدقہ اس مہینہ کی برکات میں سے ہیں۔ آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبرگیری کرے۔ دو ٹک گیہوں کے یا چار جو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے۔ اور جنکو خدا نے زیادہ موقع دیا ہے۔ وہ زیادہ دیویں۔ اس جگہ مختلف ضرورتیں ہیں کہ جن کے لئے لوگوں کے خیرات کے روپیہ کی ضرورت ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہوتا تھا اور پھر آپ اوسے مختلف مدوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ایک یہاں مدرسہ ہے۔ اور اس وقت اسے بڑی ضرورت امداد کی ہے مہمانوں کو بھی مشکلات پیش آتی ہیں بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ ان بیچاروں کا سفر خرچ کسی گناہ کے باعث یا کسی مصلحت الٰہی سے جاتا رہتا ہے مثلاً کسی نے چرا لیا یا گر گیا۔ وغیرہ۔ پھر غور کرو

مسافرت اور غربت میں کسقدر تکلیف پڑتی ہے ویسے ہی یک گرد مساکین کا رہتا ہے۔ تو ان سب کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔

یہاں رہنے والے تین طرح کے لوگ ہیں ایک تو وہ جو حصول ایمان کے لئے [illegible] ہیں اور ان کو متواتر تجربہ سے علم ہو گیا ہے۔ کہ ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خبر گیری کرتا [illegible] بعض لوگ ملازم ہیں ان [illegible] معاش کی [illegible] قایم ہے اور ایک [illegible] گروہ ہے جبکہ صرف [illegible] کی وجہ سے [illegible] [illegible] ضرور تولیا کو رفع نہیں کر سکتا۔ [illegible] ہے کہ ہم میں سے ایک جماعت [illegible] ان سب کی خبر گیری کیا کرے اور اس قسم کے صدقات اور خیرات کے روپیوں کو مناسب مقام پر تقسیم کر دیا کرے۔ بعض طالب علم مدرسہ کے اور بعض بیمار سے یا کر [illegible] اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے خبر گیری کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر جماعت قائم ہو تو وہ اس کی بھی خبر رکھ سکتی ہے۔ انسانی ہمدردی اور باہمی تعاون کے بہت برکات اور فوائد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ۔

میں چونکہ یہاں رہتا ہوں اور ہر سارے دن یاں رہتا ہوں۔ اس لئے مجھے ان ضرورتوں کا علم ہے اور میری نسبت دوسروں کو کم ہے۔ [illegible] سرانجام دینے والا اور مجھے بھی وہی [illegible] ایسے امور کے لئے آپ ہی کریں۔ اور [illegible] تک بھی پہنچا دیں۔ جیسے ہمارے سردار [illegible] علیہ وسلم کے حضور کوئی فوجی کمانیر تھا۔ کوئی [illegible] تھا۔ کوئی قرآن پڑھانے والا تھا کوئی احنڈہ کی [illegible] کی فکر کرنے والا تھا۔ کوئی بادشاہوں تک [illegible] پہنچاتا تھا۔ کوئی نیک تحریکیں کرنے والا تھا۔ ایسے ہی اگر مختلف مدیں مختلف لوگوں کے سپرد ہوں اور ایک کمیٹی قایم ہو کر ان سب امور کی ترتیب کیا کرے تو امید ہے کہ بہت کچھ انتظام ہو جاوے خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل درآمد کی توفیق عطا فرماوے۔

اس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے حضرۃ اقدس علیہ السلام سے درخواست کی۔ کہ حضور دعا فرماویں کہ ہم سب کو نیکی اور عمل درآمد کی توفیق عطا ہو۔ خصوصاً مجھکو کہ لوگوں کو تو سناتا ہوں کہیں خود ہی اس پر عمل درآمد سے نہ رہجاؤں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ فقط۔

مسئلہ تحقیقات عزاداری حسین

(از سلسلہ اشاعت سے آگے)

[illegible] شدہ انسانی او و گریستن و دیعت کردہ اند پس اگر نبی صلعم از برائے اولاد و اعزہ خود در مصائب ایشان متالم و متاثر شود چہ عجب و [illegible] گریستن چہ سخن است و بحث ما بر امورات واقعیست نہ بر قیاسات پس لازم است کہ اینہا سوالات را کہ مولوی صاحب نوشتہ جواب معقول داده شود (۱) آیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم در وقت معاف [illegible] بر مردن فرزند خود ابراہیم یا بر مردن عم خود حمزہ و ابو طالب یا بر وفات و مصائب دیگر اعزہ و اقارب خویش عالم باین آیہ شریفہ بود یا نہ و ازین وحی الٰہی کہ خودش از طرف خدا الہام شدہ بود خبر داشت یا نہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع الخ فاولئک ہم المہتدون

با یدکہ تمام آیہ را تلاوت کنی (پ ۲ س البقر) جواب ہمہ اہل اسلام ہمین خواہد بود کہ بالضرور صاحب الوحی ازین آیہ خبر داشت و عامل ہم بود والعیاذ باللہ نمی سزد کہ نبی اللہ خودش بر ما نزل بہ عامل نباشد و است را امر بصبر فرماید فعل نبی از برائے است نمونہ عمل باشد و است از افعال مقتدا ہسبق حاصل مے کنند بلکہ مدار اکثر عمل صحابہ و اہلبیت بنائے افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بود و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را ہمچنا نکہ مے دیدند ہمان طرز در افعال خویش رفتار کردند و اکثر اوقات حاجت بوان نمے افتاد۔ ازہمین جہت کہ افعال نبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را محدثین در احادیث جمع کردہ اند و قول و فعل نبی را حدیث نام دادہ اند۔ پس اگر رسول اکرم صلعم از برائے اولادش یا بالفرض بقول شخصے (قبل از مرگ واویلا) از برائے امام حسین کردہ باشد ہمتش از چنین نظیرے سبق حاصل خواہند کرد لا والسداین نمے شود و ہرگز جائز نیست بلکہ از الفاظ نبی کریم ما معلوم مے شود کہ در مرگ ابراہیم فرمودند اے ابراہیم دلہا از برائے تو محزون اند مگر حرفے از زبان نمے کشیم کہ موجب سخط و عدم رضائے الٰہی باشد و این تقریر بغایت صبر و شکر دلالت دارد پس این ہمہ احادیث کہ مولوی صاحب ذکر کردہ اند قطع نظر از تعارضات و تخالف کہ باخود دارند معارض کتاب اللہ ہستند و قابل ترک والتردا اند و این اصول را خود مولوی صاحب قرار دادہ اند چنانکہ گذشت چون رسول اکبر را این قدر احتیاط منظور باشد کہ الفاظ ہم از زبان باید نکشد پس کے روا دارد کہ است او بر سر در و زنند

سینہ را کبود کنند حلقہ ہائے بستہ زنجیر بزنند شور و داد بلا آغاز نہند۔

آیا اینچنین تعزیہ داری کہ در تشیع مروج است خواہ در معنی اللغوی یعنے صبر فرمودن مصیبت زدہ را یا بصورت مصیبت زدگان برسند مصیبت نشستن یا مصائب خوانی کردن و در ہر سہ قسم معنی تعزیہ کہ مولوی صاحب در رسالہ خود تشریح فرمودہ اند (ص ۳۵) در عہد رسالتمآب صلعم نظیرے دارد باین معنے کہ رسول اکرم صلعم یا بر مردن فرزندش ابراہیم یا بر مردن عمش حضرت حمزہ یا بر مردن زوجہ اش خدیجۃ الکبریٰ یا بر مردن دیگر اعزہ و اقاربش غیر زینہا کسے اینچنین تعزیہ و سر سلامتی گفتہ باشد یا بنا نہادہ باشد چنانچہ اہل تشیع برپا مے کنند یا خود رسول اکرم صلعم احیا عزاداری سال بسال از برائے اعزہ و اقارب مرحوم خود بنا کردہ باشد و در ایام مخصوص مثلاً روزے کہ پسرش ابراہیم یا عمش حضرت حمزہ وفات یافتہ بودند در سال آیندہ باز ہمان روز بیادگار پسر و عم خود عزاداری قایم کردہ باشد و مردان مجتمع گشتہ نوحہ و گریہ کردہ باشند رسول مختار را تعزیہ گفتہ باشند یعنے امر بصبر کردہ باشند یا رسول عزیز بصورت مصیبت زدگان برسند مصیبت نشستہ باشد یا مصائب و مراثی پسر و عم خود خواندہ باشد و مردمان کردہ باشند خود شان ہم گریہ کردہ باشند علی ہذا القیاس تا مدت العمر اینچنین عزاداری استمرار داشت تا جہان فانی را بدرود کرد و پس ثابت کنید از فعل رسول اینچنین تعزیہ داری و شبیہ سازی را اگر ہستید از صادقین ورنہ عمل شما مطابق سنت و تابع فعل رسول نیست برسم و رواج محتوی مے شود والبتہ چون در رسومات اقوام غیر نظر مے کنیم او رواج ہمہ در معولی اہل ہنود مشابہت تامہ دارد اگر دل و دماغ را از آلایش تعصب فارغ کنی و بنظر حقیقت تامل کنی و الذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا ہے بمطلب سے بریں۔

ازوفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضرت زہرا و علی مرتضیٰ خیلے صدمہ رسید حتی بقول امامیہ از گریہ حضرت زہرا مردم مدینہ تنگ آمدہ شکایت بحضرت امیر کردند پس از اہل تشیع کسے پرسیدنیست کہ عزاداری و تعزیہ داری رسول ثابت کند بدین معنے کہ حضرت زہرا و علی مرتضیٰ سال بسال احیا تعزیہ داری میکردند مراثی مے خواندند مرد و زن مدینہ جمع شدہ نعرہ ہائے وا رسولاہ وا نبیاہ وا محمداہ مے زدند سینہ زنی کردند عمامہ و جبہ رسول را از برائے مردم برائے زیارت و گریہ کردن مے کشیدند و دلدل و ناقہ رسول را بر درِ مسجد و ساز و سامان حرم آراستہ مے کشیدند مردم گردش جمع گشتہ سینہ زنی

مے کردند از عراق و سامان و دلدل تبرک مے جستند کسے پایش و کسے بر دمش بوسہ مے زد و آخر اے مردم نادان و احمق چون فعل شما ہمراہ نقل و شبیہ فرضے ہست باز در آن وقت کہ عمامہ و جبہ و نعلین و دلدل اصلے بلکہ ہمہ لباس ہائے مبارک آنحضرت صلعم موجود بود کسے از اہلبیت و صحابہ با لباس ہائے باوقل و نعلین اصلے آنحضرت صلعم این کار ہا نکردند چنانکہ شما مومنین مغیبہ با نقل و شبیہ غیر اصلی حسین مے کنید پس حیف است بر عقول شما۔ صورت دوم حسنین علیہم السلام کہ وارث رسول مختار بودند از افعال ایشان ثابت کنید کہ مثلاً ایشان تعزیہ داری رسول اللہ صلعم جد خود سال بسال کردہ باشند یا از افعال دیگر ائمہ ثابت کنید کہ ایشان احیاء رسم تعزیہ داری رسول یا امام حسین کردہ باشند القصہ اگر بقول علامۂ فہامہ لاہوری کہ تاج الشیعہ سرکار شریعت مدار حجت الاسلام ہند و سندہ وپنجاب اند بقار تعزیہ داری حسین در مقابل عالم تا قیامت شوکت اسلام و شان عظمت رسول را زیادہ مے کند ابقار تعزیہ داری خود رسول و شبیہ سازی لباس ہائے رسول بدرجہ اولےٰ شوکت اسلام و اسلامیان و نیز شوکت آنحضرت صلعم را مے افزاید زیرا کہ در تعزیہ داری حسین یک فرقہ اہل اسلام کہ تشیع باشند شامل مے شوند و در احیاء تعزیہ داری رسول ہفتاد و سہ فرقہ ملت رسول شامل خواہند شد و بمقابلہ تمامی اہل اسلام اہل تشیع قلیل یک در آرد بحساب اند و کسانیکہ بقول امامیہ در تمام عمر بحالت خوف و تقیہ* بسر بردہ باشند و در آرزوئے حصول خلافت منصوصہ با وجود جد و جہد بسیار ناکام از دنیا رفتہ باشند و در عرصہ یکہزار و دو صد سال شاخ امید شان بار آور نشد چہ باشد بلکہ امام شان از خوف اعدا رکھا ہے در مغاک سرمن رائے و کجا ہے در جزیرۂ خضرا نہان شدہ چنین فرقہ ہا اسد شوکت اسلام کردہ آید چون خودش ہمراہ اسلامیان و جنگ است و پیشوا اسلامیان را بسب و شتم یاد میکند سابقون

[illegible]

* لا دین لمن لا تقیۃ لہ۔ التقیۃ فی کل شیء ما علے وجہ الارض شیء احب الی من التقیۃ۔ ہمہ انبیا و اولیا امور بہ تقیہ بودند (اصول کافی باب التقیہ) مے گویند وقتے مولوی محمد اسمٰعیل شہید از مولوی دلدار علی صاحب مجتہد لکھنؤ دریافت کردہ بود کہ در تقیہ و نفاق چہ فرق است معلوم نیست چہ جواب دادہ باشد۔ مؤلف۔

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی ساسٹر صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور جب وہ لوگ جو عیسائی کہلاتے ہیں
(انگریزی لفظ) یعنی بت پرستی کا خیال کرتے ہیں۔ یہہ اصطلاح اون باتوں اور خیالات پر علید ہوتی ہے جو مذہب عیسوی کے دائرہ کے باہر ہے۔ خواہ اون میں کتنی ہی نیکی اور بھلائی کیوں نہ ہو) تو انہیں خدا کا ضرور شکر گذار ہونا چاہئیے کہ اوس نے اپنی علی مرضی الہام کی شکل میں ظاہر کی ہے جسے وہ بھوگ رہے ہیں۔ مگر ساتھ ہی انہیں حضرت مسیح جیسی مہربان طبیعت بھی پیدا کرنی چاہئیے کہ اپنے آپ کو اون لوگوں میں شمار کر سکیں۔ جو بقول مشہور شاعر لانگ فیلو انگر
تر و تازہ اور پاک دل رکھتے ہیں۔ جنہیں خدا اور قدرت پر پورا یقین ہے جو یہ مانتے ہیں کہ تمام زمانوں میں ہر ایک انسان انسانی دل رکھتا رہا ہے۔ اور وحشی تک کے دل میں بھی نیکی کے لئے بیقراری اور خواہش موجود اگرچہ وہ اسے سمجھہ نہیں سکتا اور نیز یہ بھی یقین رکھنا چاہئیے کہ کمزور بے کس ہاتھہ بھی اندھیرے میں ٹٹولتے ٹٹولتے خدا کے دائیں ہاتھہ کو پکڑ لیتے ہیں اور اسی طرح پر وہ اوپر اٹھتے اور سہارا پاتے ہیں

(۲) انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ بہت کتابوں کا مجموعہ ہے

انگریزی لفظ بائیبل کی ابتدا اور استخراج سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ اوس میں بہت سی کتابیں شامل ہیں یعنی یہ بہت سی تصنیفات کا مجموعہ ہے جنہیں تاریخی وجوہات پر اور آسانی کی غرض سے ہم آج ایک کتاب کی شکل میں پاتے ہیں ان کتابوں کے بارے میں جو ایک بڑی بھاری کتاب کا جزو سمجھا جاتا ہے جب سے کے الفاظ کی اتنی ہی عزت ہوتی ہے جتنی کہ پال یعنی پولوس کے کلام کی اور جب حضرت سلیمان کے راگوں کو جنیر کے خطکے برابر درجہ دیا جاتا ہے تو وقت مقام۔ لیاقت اور طرز بیان کے وسیع فرق کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ انجیل کو بجائے کتاب خیال کرنے کے کتب خانہ سمجھنا چاہئیے اسوقت موجود شکل میں ۶۶ کتابوں سے کم نہیں ہیں۔ اور انمیں سے بہت سی کتابیں ایسی ہیں جنہیں ایسے اشخاص نے لکھا ہے جنکی لیاقت علمی۔ روحانیت۔ زمانہ پیدائش۔ جائے رہایش اور حالات میں بہت فرق تہا۔ عموماً مورخین ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔ اور ہمیں اون مقامی حالات کو بھی ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہئیے جنہوں نے ہمیشہ مذہبی خیالات کے اظہار پر رنگ چڑہایا ہے اور جن سے عیسائی مذہب نے ہمارے ملک میں موجودہ زبردست صورتیں اختیار کی ہیں۔ یعنی انگلستان میں (ای مکاہین)
سکاٹ لینڈ میں پریسبائی ٹیرین
اور آئرلینڈ میں رومن کیتھولک فرقے بہت سی کتابوں کے مصنف ہی معلوم نہیں اگر بعض کے ہیں بھی تو مشتبہ ہیں۔ اور اون کی تحریر کے وقت کا ٹھیک پتہ نہیں لگ سکتا ہے اور اسبات کی بہت سی شہادت موجود ہے کہ بہت سی کتابیں مثلاً پورانے عہد نامے میں
(انگریزی لفظ)
اور نئے میں (انگریزی)
اب اوس شکل میں نہیں ہیں جس میں کہ وہ پہلے لکھے گئے تھے۔ اگر یہ تمام مختلف کتابیں بحیثیت کے اوس الہام شدہ طریقہ کا جو خدا نے انسان کے لئے مقرر کیا ہے لاحظا اظہار ہوتیں تو انسان کو کم از کم اون کی تصنیف کی تاریخ اور مصنفان کے نام سے تو واقفیت ضرور ہوتی لیکن واقعات ان قدرتی ضرورت سے کہیں دور ہیں۔

پورانا عہد نامہ پینٹے ٹوچ اور یشوع میں ہم کم از کم تین مورخوں کا ہاتہہ دیکھتے ہیں جو زمانہ اور روحانیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔ اور یہ پتہ لگتا ہے کہ مسیح سے ۴۴۴ برس پہلے عزرا نے بک آف لاز (کتاب شرع) تالیف کیا اور ترتیب دی اور وہ کچھہ ایک ایسی شکل میں تہی جیسے کہ جب انجیل کی ابتدا ہوئی تہی ایک ہی واقعات کی نسبت مختلف بیانات پائے جاتے ہیں مثلاً پیدائش اور طوفان وغیرہ۔ مگر اب اسقدر عرصہ کے بعد بھی دودہ کو پانی سے علیحدہ کرنا اور اون کا الگ الگ پتہ لگانا کچھہ مشکل بات نہیں ہے۔ اس چھوٹی سی دلیل کو مان کر پھر ہمیں اُن مغالطوں اور متضاد باتوں کا جواب ملجاتا ہے جو یہودی تواریخ کے بیانات میں ملتے ہیں۔ ہر ایک مورخ نے جسطرح سنایا اوس کے خیال میں آیا واقعات کو بیان کر دیا اور مرتب کنندہ نے جب ان کہانیوں کو آپس میں جوڑا اوسے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اون کے مختلف پہلوؤں میں میل یعنی اتحاد نہیں ہے یا یہ جرأت ہی نہیں ہوئی کہ اوس واقفیت کو جو روایتاً اوس کے پاس پہونچی ہے نظر انداز کر دیں۔

روت۔ استر۔ دانیال یونہ کی کتابوں میں یہودی ناول نویسوں کی جولانی طبع کے نمونے ملتے ہیں ان میں سے ایک بھی تواریخ نہیں سمجھی جا سکتی بلکہ ہر ایک میں محض ایک ایسی کہانی ہے جس سے کچھہ معنی خیز نتیجہ نکلتا ہے اور جن لوگوں کے لئے یہ کتابیں لکھی گئیں تھیں انہیں صاف معلوم تہا کہ صرف کہانیاں ہیں اور تواریخی صحت کا انہیں دعویٰ نہیں۔ یہہ دیکھکر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ لکیر کے نقیر اسبات پر اصرار کرتے ہیں کہ یہہ حالات اصلی واقعات کا اظہار ہیں اور خفا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ واقعات سچی تواریخ نہیں تو وہ غلط ہیں۔ کسقدر ایسے لوگ ہیں جو باوجود ایسے صاف واقعات کے پھر بھی انجیل کے معنے اور مطلب کو نہیں بلکہ اوس کے لفظوں کو مانتے ہیں۔

قاضیوں۔ سموئیل۔ اور سلاطین کی کتابوں میں ابرانی لوگوں کی تواریخ ہے۔ مگر درحقیقت درست واقعات میں قصہ کہانیوں اور روایتوں کی آمیزش ہے۔ غالباً یہ کتابیں بیبلوں کے قید کے زمانہ میں تحریر ہوئیں اور ان میں پرانی کتابوں سے بھی حالات لئے گئے ہیں۔ تواریخ کی کتابیں مسیح سے ۲۵۰ برس پیشتر تک تحریر نہیں ہوئیں۔ اور ان میں یہودی لوگوں کی تواریخ کو پادریوں کی طرح ایک عمدہ پیرایہ میں دکہلانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن یہ پہلے زمانہ کے اور زیادہ قابل اعتبار مورخوں کے بیانات کی نسبت کم صداقت پر مبنی ہے یہ کتاب بالکل تواریخی بنا پر نہیں لکھی گئی ہے اور بہت سے واقعات کا بیان جو سموئیل اور سلاطین میں درج ہو چکے ہیں۔ بالکل اعتبار کے قابل نہیں ہے ہر ایک حالت میں وہ قدیم تواریخ کے صاف برخلاف جاتی ہیں ایوب کے کتاب میں ہمیں گویا دنیا میں سب سے بڑھ کر ناٹک کے پیرایہ میں نظم ملتی ہے مورخ نے انسانی دکھہ اور ظاہرا بے انصافی کو خدا کی نیکی کے ساتھہ ملانے کی کوشش کی ہے لیکن افسوس کہ وہ اس کام کو خاطر خواہ نباہ نہیں سکا معلوم ہوتا ہے کہ مورخ خود تو حیات ابدی زندگی کا معتقد ہے لیکن اوروں کے لئے کچھہ امید نہیں دلاتا۔

اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مورخ قنوطی مزاج یعنی منکر ہے۔ لیکن واعظ کی کتاب کا مصنف تو اس رنگ میں خوب رنگا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہی نہیں کیونکہ اوس کے نزدیک دنیا کی تمام چیزیں بالکل بے بنیاد اور ناپائیدار ہیں وہ ہر چیز کی سیاہ طرف کو ہی دیکھتا ہے اور اسے ہمیشہ کی زندگی کی کچھہ امید نہیں۔ سو وہ یہہ خیال کرتا ہے کہ علم ہمارے دکھہ کا ذریعہ ہے وہ کام میں کسی قسم کی سعادت اور خوشی نہیں سمجھتا۔ وہ نوجوانوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ زیادہ لکھنے پڑہنے سے جسم تھک جاتا ہے۔ اور نیز یہ افسوس ناک کلمات بھی اوس کی زبان سے نکلے ہیں کہ حد سے زیادہ نیک اور دانا بھی نہ بننا چاہئیے۔ اور اپنے آپ کو تباہ نہ کرنا چاہئیے اور آخر میں تمام اپنی نصیحتوں کا لب لباب یہ بتاتا ہے کہ ہمیں خدا سے ڈرنا چاہئیے اور اوس کے احکام کو ماننا چاہئیے ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارا امتحان لے۔ ایسے شخص کا نظارہ تو فرشتوں تک کو رولانے کے لئے کافی ہے۔ یہ اوس کی بیج روروح کی کیسی ہو بہو تصویر ہے۔ اور ہمارے اپنے تجربہ میں جو بعض لوگ آئے ہیں وہ اون سے ملتا جلتا ہے۔ اوس کے ذریعہ ہمیں یہودی چال چلن اور تواریخ کے دوسرے پہلو کا اچھی طرح پتہ لگ سکتا ہے جسکا معلوم نہ ہونا سخت نقصان کا باعث ہوتا۔

زبور کی کتاب میں اون بھجنوں اور راگوں کا مجموعہ ہے جو اور کہیں تواریخ میں نہیں ملتے۔ اس میں کچھہ شک نہیں کہ بعض جگہ ذاتی دشمنوں کو برا بھلا کہکر اور شرمناک گالیاں سنا کر اوسکی خوبصورتی کو کچھہ ایک خراب کر دیا ہے لیکن تاہم بحیثیت مجموعی وہ ایک ایسی قوم کے روحانی بھاؤوں کا اظہار ہے جو اسوجہ سے اعلےٰ رہی ہے کہ وہ اس صداقت کو پورے طور پر جانتی ہے کہ خدا ایک ہے اور ہم سب اوس کے ساتھہ گہرا روحانی تعلق پیدا کر سکتے ہیں اور وہ ہمیشہ ہمارا نگہبان ہے وہ لوگ جو یہ مانتے ہیں کہ داؤد نے یہ زبور لکھے ہیں سخت غلطی پر ہیں۔ روح کے لحاظ سے وہ اتنا پاک ہی نہیں تہا کہ ایسے زبور لکھہ سکتا جس سے لکھنے والے کی اندرونی پاکیزگی

راقم محمد فضل چنگوی عفی عنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے صمہ - (۲) خواص ومعاونین سے عـہ
(۳) ہندوستان سے باہر سے - (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـا ۱۲

فہرستِ مضامین

نمبر ۳ | دار الامان قادیان ۲۴ - جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۱۷ ذیلعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس | جلد ۹

الفرقان یا معیار الصادقین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے موجودہ مقدمات کا بظاہر خاتمہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالےٰ کی کہلی کہلی تائید اور نصرت کا ثبوت اہل دل لوگوں کے سامنے پیش ہو چکا ہے۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں **مقدمات کے انجام پر** حضرت مخدوم الملۃ کا ایک حقائق سے بہرا ہوا مضمون میں شائع کر چکا ہوں مضمون مذکور کے آخر میں میرے محسن و مخدوم نے جن الفاظ میں میری قدردانی فرمائی ہے کچھ شک نہیں کہ میرے لئے فخر و ناز ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اسے پڑہ لینے کے بعد میں پہلے سے زیادہ اپنے آپکو ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ خدا کرے کہ میں اپنے مخدوم کے حسن ظن کا صحیح مصداق ثابت ہو جاؤں مقدمات کی متعلق جس مضمون کو مینے لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اسی مینے شروع کر دیا ہے۔ اور مینے پسند کیا ہے کہ گو وہ اخبار میں ہی شائع ہوگا لیکن وہ کتابی صورت میں شائع ہو۔ میں انشاء اللہ العزیز اس مضمون کو (جسکا نام مینے سردست مندرجہ عنوان تجویز کیا ہے) اگلی اشاعت سے شروع کرونگا اور کتابی شکل پر ہر دوسرے اشو میں آٹھ صفحے شائع کرونگا اس رسالہ میں جہانتک مولیٰ کریم نے مجھے سمجھ دی ہے اور اس نشان کے مختلف پہلوؤں پر مجھے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے سعی خیز بحث کرنیکا ارادہ ہے۔ اگر مولیٰ کریم نے ذرہ نوازی فرمائی تو پہلی مجھے امید ہے کیونکہ اس مضمون کی اشاعت سے میرا مقصد اسی کی عظمت و جلال کا اظہار اور اسکے برگزیدہ رسول کی جلالت شان کا بیان ہے) تو کیا عجب کہ یہ رسالہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے ازدیاد ایمان اور دوسرے لوگوں پر

ایک خط

(آج منشی محمد حسین مسافر کا ایک خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے جناب خان بہادر محمد ابراہیم خانصاحب ساکن مردان کے ایک بیس صفحہ رسالہ کے جواب میں لکہا تہا یہ رسالہ دفتر الحکم میں بہی آیا تہا مگر افسوس کہ عدیم الفرصتی کیوجہ سے اسکا جواب نہیں لکہا جا سکا فی الحال اسی خط پر اکتفا کیا جاتا ہے ایڈیٹر)

جناب خانصاحب السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ - کل کی ڈاک میں آپ کی طرف سے ایک ۲۰ صفحہ کا رسالہ پہونچا پڑہا اور پہر پڑہا یاد آوری کا تہِ دل سے مشکور ہوں مگر افسوس کہ رسالہ کے مندرجہ مضمون سے میں اتفاق نہیں کر سکتا۔ آپ کی تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے قرآن کریم کو کامل طور پر نہیں پڑہا ورنہ اتنی جلدی نکرتے رسالہ کے صفحہ ۲ پر حرف رفع ہی ایک لفظ ہے جو قابل غور اور زیر بحث ہے اور رسالہ میں آپنے اس مضمون کو بہی اختیار کیا ہے کہ سوائے مسیح کے کسی دوسرے کے حق میں رفع کا لفظ نہیں آیا گویا اس سے آپنے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام واقعی آسمان پر زندہ اٹہائے گئے ہیں اسی استدلال سے آپ نے رفع کا ترجمہ بہی فارسی زبان میں برداشت کیا ہے۔ اب میں بہی آپکے رفع کے ترجمہ برداشت کے مقابلہ میں گلستان کی اس حکایت - کسے مژدہ پیش نوشیروان عادل برد گفت کہ فلان دشمن ترا خدا عزوجل برداشت الخ کو پیش کر کے آپکی منصفانہ رائے کا منتظر ہوں۔ خدا جانے آپنے توفی کی بحث کو کیوں نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر قرآنی نظم و نسق کو دیکہا جائے تو توفی کی بحث پہلے ہونی چاہئے تہی میری اس خط کو اگر آپ غور سے پڑہیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت رفع کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بے باپ پیدا ہوئے تہے جسکو آپ بہی تسلیم کرتے ہیں اہل یہود نے جو اصلیت اور حقیقت سے بالکل ناواقف تہے اس نرالی پیدائش کو جو امرِ امکان **مقتضیا** کے ماتحت واقع ہوئی تہی دیکہ کر ایک شور عظیم برپا کر دیا۔ کہ ایسی پیدائش رکہنے والا نبوت اور رفع الی اللہ کا مستحق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور انہوں نے اپنے اس اعتراض کو زیادہ تقویت دینے کے لئے درپردہ یہہ بہی مکر کیا کہ اس مدعی رسالت کو صلیبی موت سے مار دینا چاہئے۔ چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دعوے نبوت میں بالکل سچے اور من جانب اللہ تہے اسلئے انہوں نے بذریعہ وحی یہودیوں کے منصوبہ بد سے مطلع ہو کر نہایت عاجزی سے دعا کی کہ اے میرے خدا مجہے یہودیوں کی تجویز کردہ موت سے بچا لینا۔

یہہ ایک ایسے دردناک واقعہ کا ذکر اور وقت کی دعا ہے کہ جس میں خدائے قدیر نے اس مضطربانہ دعا کو منظور کر کے نہایت ہی خوش کن الفاظ میں تسلی دی کہ اے عیسیٰ میں ہی تجہے مارنے والا ہوں یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ یہودیوں کی تجویز کردہ موت تجہپر وارد ہو سکے۔ بلکہ تو اپنی طبعی اور عزت کی موت سے مرے گا اور اس کا وارد کرنے والا میں ہی ہوں جو اپنے وارد کے بعد تجہے میری ہی طرف لوٹنگی۔

دیگر آپ کی یہہ دلیل کہ رفع کا لفظ دوسرے کسی کی نسبت نہیں آیا یہ بہی قلت تدبر اور تفکر پر ایک بیّن دلیل ہے باوجودیکہ سورہ مریم آیت **ورفعناہ مکانا علیا** میں حضرت ادریس کا رفع صاف طور پر مذکور ہے ہمارے نزدیک تو یہاں بہی ترقی درجات اور محل کرامت ہی سے مراد ہے ہاں اگر آپ حضرت ادریس کو بہی آسمان پر خاکی جسم کے ساتہ زندہ سمجہتے ہیں تو ان کے نزول سے ضرور اطلاع دیں کہ وہ کہاں اور کس غرض سے نازل ہوں گے اب بہی اگر ذرا اطمینان کی ضرورت ہو تو سورہ فاطر کو جسمیں ہر ایک نیک عمل کرنے والے کا اٹہایا جانا بیان کیا گیا ہے پڑہ کر اپنی تسلی کر لیں اور سورہ اعراف کی آیت **ولوشئنا لرفعناہ** تو اس معاملہ کو اور بہی صاف کرتی ہے بشرطیکہ آپ محقق ہوں۔

آخری نوٹ :- کیونکہ یہ خط و کتابت طویل ہے اسلئے اسکا تمام وکمال درج کرنا ناممکن ہے وجہ یہ کہ راقم عدیم الفرصت ہے یہاں اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ خانصاحب نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا نہ غور سعدیؒ کے مستند محاورہ برداشت کے متعلق کچہ بہی نہ لکہا - راقم خاکسار محمد حسین مسافر از موچی گیٹ لاہور

ملفوظات احمدیہ یا کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھ بیٹھے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو انعمت علیہم والی دعا تعلیم نہ ہوتی جسکا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خداتعالےٰ کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا انتہائی تو کمال نہ تہا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تہے بلکہ وہ خداتعالےٰ کی محبت۔ صدق وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تہے۔ پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکہایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شئے ہے جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اسوقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا۔ اور منعم علیہم کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے۔ ایک شربت کا نام کافوری ہے اور دوسرے کا نام زنجبیلی ہے۔ کافوری شربت تو یہ ہے کہ اسکے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جیسے کہ کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ کافوری شربت گناہ اور بدی کی زہر کو دبا دیتا ہے۔ اور وہ مواد ردیہ جو اٹھکر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں انکو اٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے دوسرا شربت شربت زنجبیلی ہے جس کے ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پہر حرارت پیدا ہوتی پس اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو اصل مقصد اور غرض ہے یہہ گویا زنجبیلی شربت اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ کافوری شربت ہے۔

اب ایک اور مشکل ہے کہ انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چہوڑ بھی دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اول تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے۔ اور پہر انکا چہوڑنا اسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ ... کا علاج کہلا ہوا ہو سکتا ہے لیکن تپ دق جو اندر ہی کہا رہا ہے اسکا علاج بہت ہی مشکل ہے۔ اسیطرح پر یہہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھہ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض کینہ حسد۔ ریا تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے بہائی کو حقیر سمجہنے لگتا ہے۔

چند روز اگر نماز سنوار کر پڑہی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور نمود پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تہی جاتی رہی اور اگر خداتعالےٰ نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اسکی وجہ سے اپنے دوسرے بہائی کو جسکو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجہتا ہے۔ اور اپنے بہائی کی عیب چینی کے لئے حریص ہوتا ہے اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے علماء علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر نکتہ چینی کر کے اپنے بہائی کو گرانا چاہتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کر کے اپنے بہائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہونچانا چاہتے ہیں رات دن اسکی عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جنکا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکہتی ہے۔ ان بدیوں میں عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے ہیں اور خواص سمجہے جاتے ہیں وہ بہی اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نہ کرلے تزکیہ نفس کامل طور پر نہیں ہوتا۔ اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیہ نفس کے بعد خداتعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجہ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے لیکن جب کبھی موقعہ آپڑتا ہے اور کسی سفیہ سے مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پہر وہ گند اندر سے ظاہر ہوتا ہے جسکا وہم وگمان بہی نہیں ہوتا۔ اسوقت پتہ لگتا ہے کہ ابہی کچھہ بہی حاصل نہیں کیا اور وہ تزکیہ نفس جو کامل کرتا ہے میسر نہیں۔ اس سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جسکو اخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بہی وہی تین پہلو ہیں اول مجاہدہ اور تدبیر دوم دعا سوم صحبت صادقین۔

یہہ فضل الٰہی انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اول انکا تزکیہ اخلاقی کامل طور پر خود کر دیتا ہے انہیں بداخلاقیوں اور رذائل کی آلائش رہ ہی نہیں جاتی۔ ان کی حالت تو یہاں تک پہونچ جاتی ہے کہ سلطنت پا کر بہی وہ فقیر ہی رہتے ہیں۔ اور کسی قسم کا کبر ان کے پاس نہیں آتا۔

درحقیقت یہہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بداخلاقی۔ کبر۔ ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اسپر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل نہ ہو۔ اور یہ مواد ردیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ انکو نہ جلائے جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بہی اپنے آپ کو چہوٹا سمجہتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھہ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خداتعالےٰ ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے۔ جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دہوپ پڑ کر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی کہ یہہ روشنی میری قابلیت کیوجہ سے ہے یہ ایک دوسری بات ہے کہ جسقدر وہ دیوار صاف ہوگی اسیقدر روشنی زیادہ صاف ہوگی۔ لیکن کسی حال میں دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے۔ اور ایسا ہی وہ آفتاب کو یہہ بہی نہیں کہہ سکتی کہ تو اس روشنی کو اٹہا لے۔ اسیطرح پر انبیاء علیہم السلام کے نفوس صافیہ ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ کے فیضان اور فیوض سے معرفت کے انوار انپر پڑتے ہیں اور انکو روشن کر دیتے ہیں اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالےٰ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا کہ کیا آپ اعمال سے داخل جنت ہونگے تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں خداتعالےٰ کے فضل سے انبیاء علیہم السلام کبہی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں۔ (بلکہ صاف الفاظ میں اگر یہ کہا جاوے کہ انکو کوئی نسبت ہی نہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ایڈیٹر) جو دو دن نماز پڑہ کر تکبر کرنے لگتے ہیں اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے انمیں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے۔ یاد رکہو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے جبتک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ کسی طرح سے بہی تکبر نہیں کرنا چاہئے نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کریگا۔ اسوقت تک وہ خداتعالےٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اسکو عطا نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اسکو اللہ تعالےٰ پسند نہیں کرتا شیطان نے بہی تکبر کیا تہا۔ اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجہا اور کہدیا انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہہ خداتعالےٰ کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تہی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خداتعالےٰ کے فضل کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تہے کہ خداتعالےٰ کے فضل کے بغیر کچھہ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔

یہی وہ سر ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو کہا گیا کہ اے نیک استاد تو انہوں نے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ اسپر آجکل کے نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ انکا مطلب اس فقرہ سے یہ تہا کہ تو مجھے خدا کیوں نہیں کہتا۔ حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تہی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے وہ جانتے تہے کہ حقیقی نیکی تو خداتعالےٰ ہی سے آتی ہے وہی اسکا چشمہ ہے اور وہیں سے وہ اترتی ہے۔ وہ جسکو چاہے عطا کرے اور جب چاہے سلب کرلے۔ مگر ان نادانوں نے ایک عمدہ اور قابل قدر بات کو معیوب بنا دیا اور حضرت عیسےٰ کو متکبر ثابت کیا!!! حالانکہ وہ ایک منکسر المزاج انسان تہے۔

پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ

کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی - نہ مالی - جب خدا تعالےٰ کسی کو آنکھہ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھہ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے - اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے - آنکھہ بھی دیکھہ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے - اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اسکی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے - آسمان ہی سے آتی ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ - ایمان - عبادت - طہارت سب کچھہ آسمان سے آتا ہے اور یہہ خدا تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسکو قایم رکھے اور چاہے تو دور کردے - پس

سچی معرفت

اسیکا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھہ خدا تعالےٰ کے فضل کو طلب کرے - اور اس **نور معرفت** کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے - پھر اگر اس کے فضل سے اسکو حصہ مل جاوے - اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اسپر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اسکی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو - کیونکہ جسقدر وہ اپنے آپ کو لاشئے سمجھے گا اوسیقدر کیفیات اور انوار خدا تعالےٰ سے اتریں گے جو اسکو روشنی اور قوت پہونچائیں گے - اگر انسان یہہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسکی **اخلاقی حالت** عمدہ ہو جائیگی - دنیا میں اپنے آپکو کچھہ سمجھنا بھی **تکبر** ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے - پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ **خدا تعالےٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکہی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قایم کرے** - عام طور پر تکبر کا نقطہ دنیا میں پایا ہوا ہے **علماء** اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں - **فقراء** کو دیکھو تو ان کی بہی حالت اور

ہی قسم کی ہو رہی ہے - انکو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا - انکی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے اونکے مجاہدہ اور ریاضتیں بہی کچھہ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکر ارّہ وغیرہ - جنکا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا - میں دیکھتا ہوں کہ **دل کو پاک کرنے کیطرف انکی توجہ ہی نہیں** - صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں یہہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں پس یہ زمانہ اب **بالکل خالی ہے** - **نبوی طریق** جو پاک ہونے کا تہا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اسکو بہلا دیا ہے - اب اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ **عہد نبوت پہر آجاوے اور تقویٰ و طہارت پہر قایم ہو** - اور اسکو اس نے اس جماعت کے ذریعہ سے چاہا ہے پس فرض ہے کہ **حقیقی اصلاح** کیطرف تم توجہ کرو اسی طرح جس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے -

شریعت کی دو پہلو

شریعت کے دو ہی بڑے حصّے اور پہلو ہیں جنکی حفاظت انسان کو ضروری ہے ایک **حق اللہ** دوسرے **حق العباد** - **حق اللہ** تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی محبت اسکی اطاعت - عبادت - توحید - ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا - اور **حق العباد** یہہ ہے کہ اپنے بہائیوں سے تکبر خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے گویا اخلاقی حصّہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو - **سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں** -

اللہ تعالےٰ کا بڑا ہی فضل انسان پر ہو تو وہ ان دونوں پہلوؤں پر قایم ہو سکتا ہے کسی میں قوت غضبی بڑہی ہوئی ہوتی ہے - جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے اور نہ زبان و دل سے اپنے بہائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے - اور پہر کینہ پیدا کرتا ہے کسی میں قوت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے - غرض جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ **کامل ایمان** جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہو سکتا - پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہئیے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحّد ہوا اپنے اخلاق کو درست کرے میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے - اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑہا ہوا ہوتا ہے وہ اپنے بہائی سے **نیک ظنی** نہیں

رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بہائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں - اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اسکی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو - اس لئے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بہائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکہا جاوے - کیونکہ اس سے محبت بڑہتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اسکے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ - بغض - حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے -

پہر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بہائیوں کے لئے کچھہ بہی ہمدردی نہیں اگر ایک بہائی بہوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا - اور اسکی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا - یا اگر وہ کسی اور قسم کی **مشکلات میں ہے** تو نہیں کرتے کہ اسکے لئے اپنے مال کا کوئی حصّہ خرچ کریں حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اسکے ساتھہ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بہی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بہی دے سکو - اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں - لیکن اس کی کچھہ پروا نہیں - یہہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بہائی ہیں وہ بہی ہمسایہ ہی ہیں **خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں** -

ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئیے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پروا کرتا ہے - اور کہاں تک وہ اپنے بہائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے - اسکا بڑا بہاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے - حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالےٰ کہے گا کہ میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا نہ کہلایا - میں پیاسا تہا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا - میں بیمار تہا تم نے میری عیادت نہ کی - جن لوگوں سے یہہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بہوکا تہا جو ہم نے کہانا نہ دیا تو کب پیاسا تہا جو پانی نہ دیا اور کب بیمار تہا جو تیری عیادت نہ کی - پہر خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تہا مگر تم نے اسکی کوئی ہمدردی نہ کی اسکی ہمدردی میری ہی ہمدردی تہی - ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہیگا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا کہلایا میں پیاسا تہا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ وہ جماعت عرض کریگی کہ اے ہمارے خدا ہم نے کب تیرے ساتھہ ایسا کیا تب اللہ تعالےٰ جواب دیگا کہ میرے فلان بندہ کے ساتھہ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تہی - دراصل خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالےٰ اسکو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑہ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اسے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے - عام طور

پر دنیا میں بہی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اسکے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اسکی خبر بہی نہ لے تو کیا وہ آقا جسکا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبہی نہیں حالانکہ اسکو تو کوئی تکلیف اسنے نہیں دی مگر نہیں اس نوکر کی خدمت اور اسکے ساتھہ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھہ حسن سلوک ہے خدا تعالےٰ کو بہی اس طرح پر اسبات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے - کیونکہ اسکو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے - پس جو شخص خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے -

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے میری دانست میں یہی پہلو **حقوق العباد** کا ہے جو **حقوق اللہ** کے پہلو کو تقویت دیتا ہے - جو شخص نوع انسان کے ساتھہ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالےٰ اوس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا جب انسان خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بہائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے مگر یہ یاد رکہنا چاہئیے کہ نمایش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کیوجہ سے کچھہ فائدہ نہیں ہوتا - اسطرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے - اور اگر انسان خدا تعالےٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چہوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالےٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اسکا بدلہ دیتا ہے - مینے تذکرۃ الاولیاء میں پڑہا ہے کہ ایک **ولی اللہ** فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی ان بارش کے دنوں میں مینے دیکھا کہ ایک اسّی برس کا بوڑہا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے - مینے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھہ ثواب ہوگا - اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا - پہر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں - کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکھا کہ **وہی گبر** طواف کر رہا ہے اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکہو اُن دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے حدیث میں بہی ایک صحابی کا ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایّام جاہلیت میں مینے بہت کچھہ خرچ کیا تہا کیا اس کا ثواب بہی مجھے ہوگا؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کسی کے ادنیٰ

فعل اخلاص کو بہی ضایع نہیں کرتا اور یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبرگیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہوجاتی ہے۔ پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چہوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پہر وہ درندہ ہوجاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بہائی کے ساتہہ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

یاد رکہو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے کسی قوم اور فرد کو الگ نکرے میں آجکل کے جاہلوں کیطرح یہہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی **کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو** نہیں میں کہتا ہوں کہ تم خداتعالے کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبہی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ انمیں بعض اس قسم کے خیالات بہی رکہتے ہیں کہ اگر ایک شیرہ کے مٹکے میں ہاتہہ ڈالا جاوے اور پہر اسکو تلوں میں ڈالکر تل لگائے جاویں تو جسقدر تل اس کو لگجاویں اسقدر دہوکہ اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ انکی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی **ہمدردی کے دائرہ کو محدود** نکرو اور ہمدردی کے لئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالے نے دی ہے یعنے **ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ**۔ یعنی اول نیکی کرنے میں تم **عدل** کو ملحوظ رکہو جو شخص تم سے نیکی کرے تم بہی اسکے ساتہہ نیکی کرو۔ اور پہر دوسرا درجہ یہہ ہے کہ تم اس سے بہی بڑھکر اس سے سلوک کرو یہہ احسان ہے۔ **احسان** کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑہا ہوا ہے اور یہہ بڑی بہاری نیکی ہے لیکن کبہی نہ کبہی ممکن ہے وہ احسان والا اپنا احسان جتلا دے مگر ان سب سے بڑھکر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بہی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے

اپنے سارے سکہہ اور آرام قربان کردیتی ہے۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دیدے کہ تو اپنے بچہ کو دودہ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضایع بہی ہوجاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں ہوگی تو کیا ماں ایسا حکم سنکر خوش ہوگی اور اس کی تعمیل کریگی؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو کوسے گی کہ کیوں اسنے ایسا حکم دیا۔ پس اسی طریق پر نیکی ہو کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہونچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شئے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہونچ جاتی ہے اسوقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکہو کہ خداتعالے نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسکی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا۔ مگر اللہ تعالے کی شان اس سے پاک (سبحانہ تعالے شانہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں پر نظر

بعض لوگ جنکو حق کے ساتہہ دشمنی ہوتی ہے جب ایسی تعلیم سنتے ہیں تو اور کچہہ نہیں تو یہی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام میں ہمدردی اگر ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑائیاں کیوں کی تہیں؟ وہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکہہ اٹہالینے کے بعد کئے۔ اور وہ بہی مدافعت کے طور پر تیرہ برس تک ان کے ہاتہوں سے آپ نے تکالیف اٹہائے رہے مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں آخر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں بہی ان ظالموں نے پیچہا نہ چہوڑا تو خداتعالے نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اور وہ بہی اس لئے کہ شریروں کی شرارت سے مخلوق کو بچایا جائے۔ اور ایک حق پرست قوم کے لئے راہ کہل جاوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبہی کسی کے لئے بدی نہیں چاہی آپ تو رحم مجسم تہے اگر بدی چاہتے تو جب آپ نے پورا تسلط حاصل کر لیا تہا اور شوکت اور غلبہ آپ کو مل گیا تہا تو آپ ان تمام ائمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپ کو دکہہ دیتے رہتے تہے قتل کروا دیتے۔ اور اس میں انصاف اور عقل کی روسے آپکا پلّہ بالکل پاک تہا مگر باوجود اس کے کہ عرف عام کے لحاظ سے اور عقل و انصاف کے لحاظ سے آپ کو حق تہا کہ ان لوگوں کو قتل کروا دیتے مگر نہیں آپ نے سب کو چہوڑ دیا۔

آجکل جو لوگ غدر کرتے ہیں اور باغی ہوتے ہیں انہیں کون پناہ دے سکتا ہے۔ جب ہندوستان میں غدر ہوگیا تہا اور اس کے بعد انگریزوں نے تسلط عام حاصل کر لیا تو تمام شریر باغی ہلاک کر دئے گئے اور ان کی یہ سزا بالکل انصاف پر مبنی تہی باغی کے لئے کسی قانون

میں رہائی نہیں لیکن یہہ آپ ہی کا حوصلہ تہا کہ میدان میں آپ نے فرمایا کہ **جاؤ تم سب کو بخشدیا ہے** صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نوع انسان سے بہت بڑی ہمدردی تہی ایسی **ہمدردی کہ اسکی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی** اس کے بعد بہی اگر کہا جاوے کہ اسلام دوسروں سے ہمدردی کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے بڑھکر ظلم اور کیا ہوگا؟ یقیناً یاد رکہو کہ **مومن متقی** کے دل میں شر نہیں ہوتا جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبہی کینہ ور نہیں ہو سکتا ہم خود دیکہتے ہیں کہ **ان لوگوں نے ہمارے ساتہہ کیا کیا ہے کوئی دکہہ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تہے انہوں نے پہونچایا ہے لیکن پہر بہی انکی ہزاروں خطائیں بخشنے کو اب بہی تیار ہیں** (صدقت یا رسول اللہ! تیرا یہہ فرمانا اللہ تعالے کی اسی وحی کی تصدیق کرتا ہے جو سالہا سال پہلے تجہے ہوچکی ہے کہ تو اپنے دشمنوں سے کہیگا۔ **لا تثریب علیکم الیوم**۔ (ایڈیٹر)

پس تم جو میرے ساتہہ تعلق رکہتے ہو یاد رکہو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو۔ اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے **ویطعمون الطعام علے حبہ مسکیناً ویتیما اسیرا**۔ وہ اسیر اور قیدی جو آتے تہے اکثر کفار ہی ہوتے تہے۔ اب دیکہہ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں **کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی**۔

مجہے صحت ہوجاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکہونگا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچہہ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہوجاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاء مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکہائی جائیں مجہے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکہتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی میں جماعت کو ابہی اس بچہ کیطرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹہاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے لیکن میں یقین رکہتا ہوں کہ خداتعالے اس جماعت کو کامل کردیگا۔ اسلئے تم بہی کوشش تدبیر مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خداتعالے اپنا **فضل کرے** کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچہہ بنتا ہی نہیں جب اسکا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کہولدیتا ہے۔

(اس مقام پر حضرت نے تقریر کو ختم فرمایا)

اور دعا فرمائی بعد ازاں احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا ایک صاحب غیر احمدی جو پنڈی گہیپ سے حضرت کی زیارت کو آئے تہے انہوں نے حضرت حکیم الامۃ کی وساطت سے شرف نیاز پایا حضور اپنے معمولی خلق عظیم سے پیش آئے۔ اور یوں ساری تقریر کا پہر عملی سبق پڑہایا۔ حکیم الامۃ نے جماعت کو متوجہ کر دیا۔ پہر بعد عصر جلسہ برخاست ہوا (ایڈیٹر)

ایک مبارکباد کا خط

السلام علیکم

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

الحمد للہ کہ آخر کار اس رحمن الرحیم اللہ نے جو ہمیشہ اپنے مرسلوں کی نصرت فرماتا ہے اپنے وعدوں کے بموجب اپنے مرسل کی نصرت فرمائی۔ اور یوم الاثنین کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ اور عاقبت للمتقین کو روز روشن کیطرح سے دکہلا دیا۔ اور اپنے مرسل مسیح موعود کی پاک منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کر دیا۔ وہ خوشی جو اس فتح سے حاصل ہوئی اسکا اظہار کرنا مشکل ہے۔ یہی راحت ہے جو تمام ابتلاؤں کو بہلا دیتی ہے اور نہایت شکر اور حمد سے بہرے ہوئے پر دل سے اللہ تعالے کے آگے جبین نیاز جہکا کر اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک ایک زندہ اور سنتا خدا ہے جو اپنے پیاروں کی بات سنتا اور انکی دعائیں قبول فرماتا اور جواب دیتا ہے یہہ اسی زندہ رب العالمین کی شان ہے کہ دشمنوں نے ہر طرح سے زور لگایا مگر اوس خدائے برتر کے آگے کوئی پیش نہیں گئی اور آخر نہایت حسرت سے روسیاہی کا داغ لیکر خایب اور خاسر ہوئے۔ اس مقدمہ کی مثل بجائے خود تمام مباحثات کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہوگی جس سے دنیا پر ظاہر ہوجائیگا کہ پاک اسلام کے سچے پیرو اور اوسکو لیظہرہ علی الدین کلہ کرنے والی کون قوم اور انکا پیشوا کون مرسل یزدانی ہے اور اس کے برخلاف بڑے جبہ و دستار والے اپنی شیخت کا لمبا چوڑا اظہار کرنیوالے مدعیان اسلام کون لوگ ہیں۔ دنیا دیکہہ لیگی کہ جو اسلام حضور نے پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے یا جو مخالفین نے اسلام پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے؟ جسمیں دغا جعل جہوٹ زنا کے باوجود انسان پرہیزگاری ہوسکتی ہے خداتعالے نے یہ ایسی عظیم الشان فتح فرمائی ہے کہ جسکی حد نہیں۔ اس خوشی میں اگر تہہ بتہ پر خداوندتعالی کی حمد لکہی جاوے اور گائی جائے تو کم ہے۔ اے

ہو خدا کے پیارے نبی اے محمد مصطفے صلعم کی غلامی کو فخر سمجہنے والے محمد اور احمد اے مسیح موعود اے جری اللہ فی حلل الانبیاء تجہے یہ فتح مبارک ہو اور خداوند ہمیشہ تیری نصرت فرمائے اور فتوحات عطا فرمائے اور تیرے دشمنوں کو خایب و خاسر کرے۔ آخر میں خداوندتعالے کی اس حکمت پر بہی بڑی حمد کرنے کو جی کرتا ہے کہ اپنے اس گورنمنٹ کو پہر حکمران کیا ہے۔ اور اس سے صاف یہ راز کہل جاتا ہے کہ کیوں خداوندتعالے نے انگریزوں کو حکومت اور یہ اقبال عطا فرمایا ہے اس لئے کہ یہ قوم انصاف کو جو حتی المقدور ہاتہہ سے نہیں دیتی اور یہ قوم اس امر کی اہل تہی۔ بڑے ہی ظالم وہ محسن کش وہ لوگ ہونگے جو اس گورنمنٹ کو برکت نہیں سمجہتے۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

***

نیوگ کرو اور چین اڑاؤ

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک ہندو لڑکی کی سرگذشت اخبار ہتکاری سے لیکر پیسہ نے شائع کی تھی جس میں وہ بیچاری مصیبت کی ماری اپنے شوہر کے ہاتھ سے نالاں تھی اور آریہ سماج سے اسکا علاج پوچھتی تھی۔ اسپر تاعد اشخاص نے مختلف رائیں لکھیں۔ بعض نوجوان سماجیوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور انہوں نے دھڑا دھڑ بیاہ کی درخواستیں بھیجنی شروع کر دیں۔ آریہ درپن نے انوکھی رائے دی کہ اس لڑکی کی باوجود شوہر ہونے کے دوسری شادی ہو سکتی ہے کیا خوب! اب سناتن دھرم گزٹ سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ پتر بریلی میں کسی امیر چند صاحب نے مندرجہ ذیل رائے دی ہے "جبکہ خاوند نے شادی کے پرن کو بوجہ جاہل ہونے کے توڑ دیا ہے تو جہاں تک مناسب ہے اسکا دوسرا بیاہ ہونا لازم ہے مگر قانوناً خاوند کی حیات میں دوسرا بیاہ نہیں ہو سکتا اسلئے اس لڑکی کو یہ لازم ہے کہ جبکہ نیوگ ایک پاک رسم ہے تو نیوگ سے سنتان پیدا کرے" بس اب کیا ہے چلو چھٹی ہوئی۔ کھانے کو ہو نہ ہو سال میں بچے دو دو۔ سماجیو! دوڑو! لپکو! جانے نہ پائے اس پاک نسخہ کا گھر گھر جہاں ایسے بیمار پاؤ علاج اور تجربہ بشرط کر دو۔ ایسی رائیں پڑھ کر آریہ مذہب کے لیڈروں اور دانشمندوں پر افسوس کرتا ہوں کہ وہ کیا ہوئے کہ اس ناپاک اور ناقابل ذکر مسئلہ کو چھپانے کی بجائے ان رنگوں میں اسکی اشاعت اور ترویج کی سعی کرتے ہیں جو ان کی اخلاقی حالت پر خطرناک داغ ہے۔ ایک بیچاری دکھیاری لڑکی کی عصمت لینے کے لئے کیا کیا حیلے تراشے جاتے ہیں۔ ہم اس لڑکی کی سرگذشت پڑھ کر بھی عظمت اسلام کا ثبوت ملتا ہے۔ جو کہ معلقہ رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اور خاوند کی اصلاح نہ ہونے کی صورت میں خلع کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ آریہ سماجی اسکو نیوگ کی تعلیم دیکر اپنی ہوس پوری کرنی چاہتے ہیں مگر کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ نیوگ سے حاملہ ہو گئی تو وہ حمل ناجائز قرار پاکر اسکی حفاظت سرکار کرے گی اور اس اولاد کو حقیقی باپ کی وارث ٹھہرائیگی۔ اور خاوند کو غیرت آئی تو وہ دفعہ ۴۹۷ میں نیوگ کرنے والے کو نیوگ کا مزا چکھا دیگا۔ شرم!

*

ہمارے علماء کی سادگی

معزز ہمعصر وکیل رقمطراز ہے کہ "اس امر سے تو اب کوئی منکر انکار نہیں کر سکتا کہ مغربی علوم کی اشاعت سے جہاں ہمارے دماغ اور خیالات روشن ہوئے ہیں وہاں ہماری مذہبی حالت نہایت خطرناک ہو گئی ہے عام تعلیم یافتہ جماعت کے مذہبی خیالات میں روز بروز انقلاب ہوتا جاتا ہے اور اسلام کی اصلی حالت سے ناواقفیت انہیں اسلام سے بیدل کر رہی ہے تعلیم مغربی کے لازمی اثر نے انکو اسدرجہ اسباب و علل کا عادی بنا دیا ہے کہ اسلامی معتقدات کے نقلی دلائل ان کی تشفی نہیں کر سکتے بلکہ انکے ذہن میں اسلام کی عقلی قوت کو اور ضعیف کر دیتے ہیں ایسی حالت میں علماء اسلام کا یہ پہلا فرض تھا کہ اسوقت مغربی علوم کے حملوں سے اسلام کو محفوظ رکھنے کے لئے ضرورت زمانہ کے موافق جدید آلات حرب لیکر کھڑے ہو جاتے نیا علم کلام ایجاد کرتے اور عقلی دلائل سے علمی دنیا پر ثابت کر دیتے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا سچا مذہب ہے جو علوم و فنون و تہذیب و شائستگی کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جسکی کوئی تعلیم عقل سلیم کے خلاف نہیں ہے لیکن افسوس ہے ہمارے سادہ لوح علماء اسلام الحاد اور دہریت کے اس طوفان کو تکفیر کے فتووں سے روکنا چاہتے ہیں نتیجہ یہ کہ وہ اور ترقی کر گیا اور اسلام کی طرف سے ہمارے نوتعلیم یافتوں میں بیدلی بڑھ رہی ہے گی"

میں معزز ہمعصر کی رائے سے بالکل متفق ہوں اور مجھے خوشی ہوتی ہے جب میں ایسی رائیں اس طبقہ کی طرف سے سنتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اس میں اس سلسلہ کی عظمت کا روشن ثبوت ہے۔ زمانہ چلا رہا ہے کہ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی سچائی علمی رنگ میں ظاہر ہو اور موجودہ علماء کے پاس بجز تکفیر کے فتووں کے اور کچھ ہے نہیں اسلئے لازماً یا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ اسلام مردہ اور بے برکت مذہب ہے اور میرا یقین ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ہمیشہ زندہ اور بابرکت ہے اور یا پھر انکو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آکر پناہ لینا پڑیگا جو روز روشن کیطرح اسلامی صداقتوں کا فلسفہ زندہ تائیدات سے ثابت کر رہا ہے۔ بہرحال مسلمانوں میں علماء زمانہ کی کم ہمتی اور انکے موجودہ طریق کا خطرناک تسلیم کیا جانا ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سچائی کا ثابت کرنے والا امر ہے۔ ولله الحمد۔

آریہ سماج کے بانی کی ولدیت اور جائے پیدائش کی نسبت فرضی بیانات

مسٹر دیورتن جو آریہ سماج لاہور کے سکرٹری ہیں اور اب ایک نئے نکلنے والے جیون تت اخبار کے ایڈیٹر ہیں مندرجہ حاشیہ عنوان سے اپنے اخبار میں ذیل کا دلچسپ مضمون شائع کرتے ہیں۔

اخبار ٹری بیون مورخہ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء و دیگر بعض مشہور اخبارات میں مندرجہ ذیل تحریر مشتہر ہوئی ہے کہ جو اپنے مطلب کو آپ بخوبی ظاہر کرتی ہے:-

ہمیں کامل یقین ہے کہ مندرجہ ذیل چٹھی بجناب ہرمین نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاوے گی۔

جناب من!

میں ریاست موروی علاقہ کاٹھیاواڑ میں ابھی دورہ کر کے واپس آ رہا ہوں۔ جہاں کہ میں صرف اس مقصد کے لئے گیا تھا کہ آریہ سماج کے بانی مشہور پنڈت دیانند سرستی صاحب کی جنم بھومی کو خود جا کر دیکھوں اور اون کی بچپن کی زندگی اور دیگر حالات کا بذات خود مطالعہ کروں۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ مرحوم سوامی صاحب اپنی حیات میں اپنے والدین اور جائے پیدائش کا ٹھیک پتہ بتانے سے ہمیشہ گریز کرتے رہتے تھے۔ لیکن اونکے پنجابی پیرووں نے خاص شہر موروی کو کہ جو اسی نام کی ریاست کا دارالخلافہ ہے اون کی جائے پیدائش قرار دیا ہے اور اون کے باپ کا نام پنڈت انبا شنکر اور ظاہر کیا ہے۔ بعض اون کی ماتا اور بہن کا نام بھی بتاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں مرحوم سوامی کے پتا ریاست موروی میں فلاں اعلیٰ عہدہ پر ملازم تھے۔ سوامی صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد کے سرکاری عہدہ پر متعین ہونے کا کچھ ذکر کیا ہے ان سب حالات کو اپنے دماغ میں رکھ کر میں موروی کو روانہ ہوا یہاں پر خوش قسمتی سے مجھے ایک ایسے بزرگ شاستری کے ہاں مہمان ہونے کا موقع ملگیا کہ جنکا نام کاٹھیاواڑ بھر میں ساتھ لیا جاتا ہے۔ میری مراد مسٹر پنڈت شنکر لال شاستری صاحب سے ہے کہ جو اس قسم کے معاملات کے متعلق موروی میں سب سے زیادہ باخبر سمجھے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا معاملہ کے متعلق اون سے دریافت کرنے کے علاوہ میں نے اس شہر کے قریباً سب کوچوں میں پنڈت دیانند صاحب کی ولادت گاہ کی تلاش کی وہاں کے بیسیوں بوڑھوں اور بڑی عمر کے لوگوں سے دریافت کیا۔ اودیچ برہمنوں کے پاٹیل یعنی سرپنچوں سے سوالات کئے۔ اور ریاست کے قریباً سب بڑے بڑے عہدہ داروں سے ذاتی طور پر ملا۔ لیکن وہ سب کے سب اس جواب میں ہم زبان تھے کہ یہاں موروی شہر میں گذشتہ صدی کے اندر پنڈت انبا شنکر اور اون کے مشہور بیٹے کے نام و نشان کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ مسٹر مرار جی منگل جی پانڈیا کہ جو آجکل دیوان ریاست کے عہدہ پر سرفراز ہیں اور خود بھی گذشتہ کئی سالوں سے اس معاملہ کی تحقیقات میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور اس سے پیشتر کئی صاحبوں مثل مرحوم پنڈت لیکھرام اور مسٹر [illegible] جی - این مکر جی وغیرہ کی درخواست پر سوامی صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مرحوم سوامی صاحب کی جائے پیدائش اور ولدیت کا آج تک کوئی ٹھیک پتہ نہیں ملا۔ میری درخواست پر انہوں نے ریاست کے گذشتہ سو سال کے سرکاری کاغذات کی پڑتال کے بعد اپنا یہ قطعی یقین ظاہر کیا کہ پنڈت دیانند سرستی صاحب کے پتا کی نسبت جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی اودیچ برہمن گذشتہ صدی کے اندر ریاست میں کسی ایسے عہدہ پر متعین نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ریاست موروی میں کوئی اودیچ برہمن کسی بڑی جائداد کا مالک ہوا ہے!! اس لئے مرحوم پنڈت دیانند سرستی صاحب کی سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کی خدمت میں دلی جوش کے ساتھ میری درخواست ہے کہ وہ سچے واقعات کی بنا پر اپنے

بیانات کی صداقت کو ثابت کریں اور اس ضروری سوال پر صحیح روشنی ڈالیں۔

مقام احمد آباد ۔ (گجرات) آپ کا دیرینہ

۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰ ۔ دیورتن "

اس تحریر میں کچھ حصے ہم نے جلی کر دئے ہیں۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ اس خط کو مشتہر ہوئے گذر گیا ہے۔ اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ پنڈت دیانند صاحب کے مورخوں میں سے کسی نے مذکورہ بالا تحریر کی تردید نہیں کی۔ بلکہ آریہ سماج کے دونوں فریقوں کے اپنے اخبارات یعنی آریہ پتر کا اور آریہ مسنجر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی اب تک اون کی سماج کے بانی کی ولدیت اور مقام پیدائش کا کوئی ٹھیک سراغ نہیں ملا۔ ایسی حالت میں مذکورہ بالا سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کا سچے واقعات کی بجائے تاریخ کے نام سے فرضی کہانیاں گھڑنا اور تاریخ کو سچے واقعات پر مبنی بیان کے مرتبے سے گرا کر ناول کی سطح پر پہنچا دینا کس قدر افسوس ناک حرکت ہے اوس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سوانح عمریوں میں صرف ایک اسی معاملہ کے بارے میں غلط بیانات مشتہر نہیں کئے گئے بلکہ ہماری ذاتی تحقیقات ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی کی اور بھی کتنی ہی مثالیں ان سوانح عمریوں کے اندر موجود ہیں۔ ہاں ہمیں اور بھی زیادہ افسوس اور دکھ ہوتا ہے جبکہ ہم معلوم کرتے ہیں کہ آریہ سماج کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ ساتھ مرحوم سوامی صاحب نے تاریخ کے نام سے [illegible] بیانیوں کی بنیاد بھی اپنے ہی ہاتھ سے ڈالی ہے اور اون کے پیرو بلیں صرف اونکی مثال کی پیروی کی جا رہی ہے۔ لیکن کیا یہ غلط پیروی بیہودہ ہونے کے سوا [illegible] افسوس ناک نہیں ہے کیا اپنے کسی بزرگ کا ایک فرضی باپ گھڑ دینا اور [illegible] عزت کرنا ہے؟ ہمارے خیال میں تو اس سے بڑھ کر آریہ لوگ "اپنے سوامی کی کوئی ہتک نہیں کر سکتے تھے کہ کسی غیر مقام کے فرضی شخص کو اونکا باپ قرار دیں!! لیکن انسانی ہے جو اخلاق کے طوق میں اگر اوپر سچائی اور انصاف کا کوئی پیار نہ رکھے کر انسانوں نے کیا کچھ کر نہیں کیں؟

جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں

الحکم میں یہ نیا کالم اس سال میں رکھنے کی انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا۔ اور میری غرض اس سے صرف اتنی ہے کہ قرآن کریم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا لطف بھی ناظرین اٹھاتے رہیں جو اخرجت الارض اثقالہا کے جامع الفاظ میں کیگئی ہے۔ اور جو میرے سید و مولیٰ آقا و مقتدا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ ایڈیٹر

ایک اطالین ہے جسکا نام ہیٹو ہے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس سے سمندر کی تہ کی چیزیں صاف نظر آجاتی ہے اگرچہ سمندر کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو۔ غالباً اس زمانہ تھوڑ ےمیں یہ نئی ایجاد بہت ہی مفید اور اہم ثابت ہو گی صدہا جہاز سمندر میں ڈوبے پڑے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں اب وہ سب دیکھ لئے جاویں گے اور سمندر میں جو اور بھی ذخائر اور خزائن ہیں وہ بھی معلوم ہو سکیں گے اور سب سے بڑا فایدہ یہ ہوگا کہ اخرجت الارض اثقالہا کی پیشگوئی پورا ہونے پر ایک خاص رنگ چڑھ جائیگا اور قرآن کریم کی صداقت کا سکہ بیٹھیگا۔ اسی موجد نے ایک اور آلہ نکالا ہے جس کے ذریعہ سمندر میں ڈوبی ہوئی چیزیں بآسانی نکل آتی ہیں۔

اشتغین نامی لندن کے ایک نامی ڈاکٹر نے جو آنکھ کے علاج میں ید طولیٰ رکھتا ہے حد نگاہ کے گھٹنے بڑھنے کا علاج نکال کر دنیا کو عینک دور و نزدیک کے استعمال سے بالکل مستغنی کر دیا ہے اور علاج بھی ایسا کہ مریض کو بالکل تکلیف نہیں ہوتی اور چند ہی روز کے علاج میں آنکھ کمزوری سے بری ہو جاتی ہے۔ یہ ڈاکٹر دوا وغیرہ سے مطلق کام نہیں لیتا۔ بلکہ اپنے ہاتھ سے آنکھ کو ذرا ادہر ادہر دبا دیتا ہے۔ اسوقت تک وہ بہت سے آدمیوں کی آنکھیں درست کر چکا ہے۔

تحقیقات [illegible] ثابت ہوا ہے کہ اگر کہر کو تاہر میں تاریں پھیلائی جاویں تو سب سمٹ کر کرہ ابر یا بارہ برف بن جاتا ہے اور یہی اثر برقی قوت دہوئیں اور بخارات میں بھی کرتی ہے یعنی تمام دہواں یا بخارات برقی تار پر آکر جم جاتے ہیں۔ محقق کا یہ بھی دعوی ہے کہ برقی تو کے ذریعہ سے موسم کو بھی بدلا سکتا ہے یعنی اگر مطلع صاف ہو تو ابر پیدا ہو کر برس سکتا ہے یا اگر مینہ برس رہا ہو یا ابر ہو رہا ہو تو وہ کہل سکتا ہے۔ (الحکم۔ اور دجال کے [illegible] ہوں گے)

اسلامی دنیا

افریقہ میں جہاں جہاں جرمن کی نوآبادیاں ہیں انہیں جرمنی تعلیم اور نصرانیت اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور چونکہ عرب باوجود اپنی جہالت کے اسلام اور احکام مذہبی کے سخت پابند ہیں اسلئے ان کے مقابلہ میں اصلی باشندوں کی حمایت کر کے نزاع و فساد کا ہنگامہ گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان کمزور ہوں اور پھر انہیں جبراً عیسائی بنا یا جاوے۔ جرمنی کا باوجود ادعائے آزادی رواداری یہ سخت پالیسی اختیار کرنا نہایت ہی قابل شرم امر ہے تعجب کا مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو تسلیم کرانا چاہتا ہے جسمیں ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا پھیر دینے کا حکم ہے۔ اور اسطرح جبر اپنی عملی طاقت کے برے نمونے کو پیش کر کے لوگوں کے ایمان چھینتا ہے ایک مدعی تہذیب سلطنت کی اس پولیسی پر جسقدر اظہار ناپسندیدگی کیا جاوے وہ تھوڑا ہے۔ اے مسلمانان ہند! کیا اب بھی تم سجدات شکر بجا نہ لاؤ گے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسی سلطنت کے ماتحت رکھا ہے جو باوجود عیسائی ہونیکے تمہیں تمہارے مذہبی فرائض میں پوری آزادی عطا کرتی ہے اور کوئی جبر عیسائیت کے قبول کرنے کیلئے نہیں کیا جاتا۔ اے رحیم و کریم مولیٰ! اگر افریقہ کی نوآبادیوں پر مسلمانوں کا تمایض ہونا تیرے ارادہ میں نہیں ہے تو گورنمنٹ انگلشیہ ہی کو ان [illegible] تاکہ وہ تیرے نام کی تقدیس کر سکیں اور تیری توحید کی راہ میں روک کا باعث نہ [illegible] ہیں۔

مذہبی توہین معزز ہمعصر وکیل نے گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم کے افسروں کی توجہ کو ایک ضروری امر کیطرف منعطف کرانا چاہا ہے جس کیلئے مسلمانوں کو اخبار مذکور کا نہایت شکر گذار ہونا چاہئے ہم اگرچہ میں امید کرتا ہوں کہ سررشتہ تعلیم پنجاب کا بلند خیال ڈائرکٹر معاً اس سوال پر نظر کریگا تاہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خاموش نہ رہیں اخبار مذکور لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے سررشتہ تعلیم کو سخت ہدایت ہے کہ کسی درسی کتاب میں کسی مذہب وملت کے خلاف توہین یا ہتک آمیز الفاظ ہرگز نہ ہونے چاہئیں ہم خوش ہیں کہ اکثر کتب درسیہ میں اسبات کا لحاظ رکھا گیا ہے مگر ساتھ ہی افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہسٹری آف جاگرفی میں جو انٹرنس کلاس میں پڑھائی جاتی ہے اس امر کو مد نظر نہیں رکھا گیا چنانچہ اس کے ششتبوین

اڈیشن صفحہ ۴۸ سطر ۱۷ و ۱۸ میں لکھا ہے "دین محمدی کی بنا قرآن پر ہے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توریت و انجیل سے اخذ کر کے مرتب کیا تھا"۔ ہم نہیں سمجھ سکتے اس سے بڑھکر ایک برگذیدہ اور پاک مذہب کی کیا توہین ہو سکتی ہے اس کتاب میں اسلامی ممالک کے حالات لکھتے ہوئے نہایت مکروہ اور گندے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ہمیں حیرت ہے کہ گورنمنٹ کی تاکیدی ہدایت کے خلاف سررشتہ تعلیم نے کیوں اب تک اس نقص کی اصلاح نہیں کی اس کتاب کے بعض فقرات اور الفاظ مسلمانوں کا سخت دل دکھانیوالے اور بچوں میں مذہب اسلام کی حقیقت کے متعلق سخت بددلی پیدا کرنیوالے ہیں اسلامی انجمنوں کو چاہئے کہ وہ اس معاملہ کے متعلق خصوصیت سے نوٹس لیں اور سررشتہ تعلیم اور گورنمنٹ کے حضور اسکی اصلاح کیلئے کوشش کریں"

قدیمی نسخہ قرآن مجید معزز ہمعصر زمیندار رقمطراز ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دستخطی قرآن شریف روس میں موجود ہے عنقریب وہاں اسکی پچاس نقلیں بذریعہ عکس شایع ہونیوالی ہیں تمام سلاطین اسلام کو یہ نقلیں ہدایتہً روانہ ہونگی خصوصاً سلطان روم۔ شاہ فارس۔ امیر بخارا۔ خان خیوا۔ خدیو مصر۔ سلطان مراکو اور امیر افغانستان کو ایک ایک جلد بھیجی جاوے گی صرف ۲۵ جلدیں قیمتاً فروخت ہونگی اور ہر ایک جلد کی قیمت پچاس پونڈ یعنے ساڑھے سات سو روپیہ ہوگی

حضرت حکیم الامت کے سینے سے نکلے ہوئے

شیخ عبد الحیی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمی بہ سلاسل الفضائل۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے۔ عمدہ کتاب ہے۔ اس کی قیمت مصنف نے چہرآنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہو گئے ہیں اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصلی قیمت پر میری معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اصل لاگت اس کی ۲ ہے پس احمدی احباب ہر ایک شہر میں جس کی بیان اسکی اصل قیمت پر خرید فرمالیں تو بہتر ہوگا کیونکہ ایک مسافر کی دستگیری ہے۔ اور میرے نزدیک احباب کیلئے عمدہ موقع اعانت کا ہے اور کتاب بھی غنیمت ہے۔

والسلام۔ نورالدین۔

(مہرالدین م)

مقدمہ حضرت اقدس میں عدالت اپیل کا فیصلہ

ذیل میں عالیجناب سشن جج صاحب بہادر کے انگریزی فیصلہ کا مصدقہ اردو ترجمہ شایع کرتا ہوں جو امید ہے نہایت خوشی اور خصوصیت سے پڑہا جاوے گا۔

یہہ خدا تعالےٰ کا احسان اور انعام ہے جو احمدی قوم پر خصوصًا اور طالبان حق کیلئے عمومًا ہوا ہے۔ امید ہے کہ الحکم کے ناظرین اسکو غور اور فکر سے پڑہیں گے۔ ایڈیٹر۔

نقل ترجمہ چٹہی انگریزی بہ اجلاس مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سیشن جج قسمت امرتسر مقام امرتسر واقعہ ۷ - ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

نمبر مقدمہ اپیل فوجداری ۴۲۶ بابت ۱۹۰۴ء - تاریخ دائرہ اپیل فوجداری ۵ ماہ نومبر ۱۹۰۴ء

تاریخ فیصلہ اپیل فوجداری ۷ ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

مرزا غلام احمد قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم اپیلانٹ

بنام

سرکار قیصر ہند رسپانڈنٹ

اپیل مدخلہ خواجہ کمال الدین وکیل عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب بتاریخ ۵ - ماہ نومبر ۱۹۰۴ء اپیل بہ ناراضی حکم لالہ آتما رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہ اختیارات مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مورخہ ۸ ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء درباره دینے سزا مبلغ ۵۰۰ روپیہ جرمانہ ورنہ چھ ماہ قید زیر دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند۔

بہ حاضری مسٹر بیچی صاحب ایڈوکیٹ و مسٹر کمال الدین وکیل از جانب اپیلانٹ و مولوی کرم دین اصالتًا پیش ہوا۔ سرکار کی طرف سے کوئی حاضر نہیں ہے

فیصلہ عدالت

مجسٹریٹ صاحب نے واقعات مقدمہ بہ خوبی طور پر اپنے فیصلہ میں ظاہر کئے ہیں اور اون کو مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اونہوں نے مرزا غلام احمد ملزم پر اثبات جرم زیر دفعہ ۵۰۰ و حکیم فضل دین ملزم پر زیر دفعات ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند قایم کیا ہے۔ اونہوں نے علیحدہ علیحدہ اپیل ۴۲۶ و ۴۲۵ داخل کی ہیں اور انکا فیصلہ یکجا ہو سکتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ کتاب مواہب الرحمان کے جسکو ملزم ۱ نے تصنیف کیا اور ملزم ۲ نے شایع کیا فی نفسہ ازالہ حیثیت عرفی ہیں اور ہم اس امر کو بہی تسلیم کرتے ہیں کہ الفاظ لئیم اور بہتان اور کذاب جن کی بابت استغاثہ کیا گیا ہے بُرے معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اور اون سے بڑی بہاری اخلاقی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ ساتھہ ہی ہم یہہ خیال کرتے ہیں کہ ملزمان مستحق بریت کے تہے۔ ملزمان کا اہم عذر یہ تہا کہ مستغیث ان ملامت آمیز الفاظ کا بہ وجہ مضمون مندرجہ سراج الاخبار مورخہ ۶ و ۱۳ - اکتوبر کے مستحق تہا۔ مجسٹریٹ صاحب نے یہہ ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے کہ ہتک آمیز مضمون کا ان آرٹیکلوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس بارہ میں ہم مجسٹریٹ صاحب کے نتیجہ کو تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے مستغیث نے بیان کیا ہے کہ اوس کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے۔ ملزمان کے پاس ایسی شہادت موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستغیث کی کوئی ایسی حیثیت نہیں ہے جس کا ازالہ ہوا۔ ہم کو اس شہادت کا رد کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مجسٹریٹ صاحب نے کیا ہے کیونکہ بظاہر اوس سے جرم بہت خفیف ہو جاتا ہے خواہ ملزمان یہ ثابت نہ کر سکتے کہ اونہوں نے یہ کارروائی نیک نیتی سے کی یا کہ اتہام افادۂ عام کے واسطے لگایا گیا تہا۔ ہم یہاں تک بہی کہنے کو تیار ہیں کہ اگر ملزمان کو اوسوقت جبکہ اونہوں نے اتہام لگایا اس ثبوت کا علم نہ بہی ہوتا کہ وہ اتہام صحیح تہا اور بعد ازاں اون کو اُس امر کا علم ہوا ہو تو بہی وہ اپنے جرم کو خفیف بنانے کے واسطے اوس ثبوت کو پیش کرنے کے مجاز تہے۔ مقدمہ ہذا میں ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ سراج الاخبار کے مضمون کا ملزمان کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کتاب مذکور کے صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر کسی جگہ کوئی ایما نہیں ہے کہ مستغیث بدین وجہ دروغگو اور بہتان باندہنے والا اور کمینہ شخص ہے کہ اُس نے فوجداری استغاثہ کیا یا وہ کریگا بلکہ یہ مذکور ہے کہ ایک کمینہ شخص اور بہتان باندہنے والے شخص کے وجود کی بذریعہ الہام اطلاع ہوئی ہے اور کہ وہ چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر مستغیث محض نالش فوجداری کرنے کی وجہ سے کمینہ وغیرہ خیال کیا گیا ہوتا تو الفاظ مثلًا جہوٹے استغاثہ کرنے والا اپنی قسم کو توڑنے والا یا جہوٹے گواہان پیش کرنے والا کی ہر ایک کو توقع ہو سکتی تہی اور جو صرف متعلق جوڈیشل کارروائی کے سمجہے جا سکتے۔ بے شک اگر ملزمان نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوتے تو اون کی طرف سے اپنے طریق عمل کے جواز کے لئے دیگر اقسام کی اخلاقی لغزشوں کا پیش کرنا کافی نہ ہوتا مگر چونکہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر الفاظ محض عام معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اسواسطے ملزمان کا پورا پورا حق ہے کہ ان الفاظ کی تشریح کے لئے وہ مضمون سراج الاخبار کیطرف توجہہ دلائیں اس میں کچھہ شک نہیں کہ فوجداری نالش ہونے کیوجہ سے ملزمان کو اپنا دبا ہوا غصہ مستغیث پر نکالنے کا موقع ملا۔ تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ ملامت آمیز الفاظ آرٹیکلوں کے باقاعدہ جواب میں استعمال کئے جانے چاہئے تہے بلکہ یہی کافی ہے اگر عدالت میں گہسیٹے جانے پر ہر دو ملزمان کو اپنا غصہ نکالنے کے وقت پر اپنے حریف کو ان ہتک آمیز الفاظ سے جو کہ استعمال کئے گئے ہیں نامزد کرنے کی کافی وجہ تہی۔ ہماری دانست میں اسپر یقین کرنا ناممکن تہا کہ ملزم نمبر ۱ کو مستغیث کا عمل جو کہ سخت ردو بدل سے ظاہر ہوا مدنظر نہ تھا۔

خطوط جو تین ماہ یا کچھہ عرصہ پیشتر شایع کئے گئے جن سے مرزا کے دعاوی کا مضحکہ اڑایا گیا ایک نہایت ہی رنجدہ اور شدید حملہ تہے جو کہ کبہی مستغیث کی طرف سے پہلے نہیں ہوا تہا اور چونکہ آرٹیکلوں کی تردید نہیں کی گئی ہے اور وہ مستغیث کے نام پر تہے اس لئے عوام الناس اور ہر دو ملزمان نے طبعًا مستغیث کے آرٹیکل خیال کئے۔

پس ہم مجسٹریٹ صاحب سے بالکل اختلاف کرتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ ہر دو ملزمان ان الفاظ کے جواز ثابت کرنے کے لئے جو اون کی کتاب کے صفحات نمبر ۱۲۹ و نمبر ۱۳۰ پر استعمال کئے گئے ہیں ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے آرٹیکلوں کے حوالہ دینے کے سراسر مستحق ہیں۔ آرٹیکلوں کی بابت یہہ کہدینا کافی ہے کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چالبازی اور خلاف بیانی اور جعلسازی کا ظاہر ہوتا ہے جن بڑے بے حیائی سے ایک عام اخبار کی سطروں میں دنیا کے سامنے فخر کیا گیا ہے۔ ہم خیال نہیں کرتے ہیں کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ عدالتوں سے کسی مدد حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اون اشخاص نے جن کا ان خطوط سے مضحکہ اڑایا گیا رنج اور غصہ میں الفاظ لئیم (کمینہ) یا بہتان یا کذاب (بڑا دروغگو) استعمال کئے ہیں۔ ہم اسبات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح صاحب مجسٹریٹ نے یہہ قرار دینے کے بعد کہ مستغیث نے ہی یہہ آرٹیکل لکہے اور فی الواقع اسی بنا پر اوس پر ایک اور مقدمہ میں اثبات جرم قایم کیا آرٹیکلوں کی طرز تحریر پر غور نہیں کی جن سے بہت ادنے درجہ کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ خواہ ملزمان اوس وقت باقاعدہ طور پر آرٹیکلوں کا جواب دے رہے تہے یا نہ دے رہے تہے تاہم حیثیت مستغیث کا موازنہ کرنے میں آرٹیکلوں کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے اور ہمارے خیال میں ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہان تک درست تہا کہ ہم مستغیث کی مدد نہ کرتے اگر الفاظ مذکور کسی قدر اوس سے بڑھ کر بھی ہوتے۔ جبکہ بہ قول صاحب مجسٹریٹ فریقین ایک دوسرے کے جانی دشمن تہے تو اوس صورت میں الفاظ کی باریک کمی بیشی کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرا امر یہہ ہے کہ کیا مستغیث نے آرٹیکل لکہے۔ مجسٹریٹ صاحب نے قرار دیا ہے کہ اوسی نے لکہے تہے مستغیث پر اثبات جرم آرٹیکل لکہنے کی بناء پر قایم کیا گیا ہے اور اوس نے ابتک اثبات جرم کی تنسیخ کے لئے (جس کو قریبًا سہ ماہ گذر چکے ہیں) کوئی کارروائی نہیں کی۔

آرٹیکلوں پر ملزم کا نام بطور نویسندہ درج ہے اوس نے تسلیم کیا ہے کہ میں اکثر اوقات سراج الاخبار میں نامہ نگاری کرتا رہا ہوں۔ آرٹیکل اڈیٹر نے شایع کئے تہے اور اوس نے اون کو مستغیث کے آرٹیکل باور کیا تہا۔ مستغیث نے اون کی تردید کے بارہ میں یا اون کے نویسندہ ہونے سے انکار کرنے کی بابت کبہی کوئی تحریر اخبار میں نہیں بہیجی۔ اندرونی شہادت سے دلالت ہوتی ہے کہ سوائے مستغیث کے کسی اور نے ان آرٹیکلوں کو تحریر نہیں کیا۔ بے شک مرزا کا کوئی مرید ایسا کام نہیں کر سکتا۔ نویسندہ اپنی چالاکی پر نہایت خوش معلوم ہوتا ہے اور غالبًا اس کارروائی کی عزت کسی اور کو دینا پسند نہیں کرتا۔ مستغیث نے اُس تحریر کو جو اوس کی بیان کی جاتی ہے شناخت کرنے میں اس قدر ٹال مٹول کیا ہے کہ ہم اوسپر کوئی اعتبار نہیں رکہہ سکتے۔ ۱۶ - جولائی ۱۹۰۳ء کو رائے چندولعل کے روبرو یقینًا بیان نہیں کر سکا کہ آیا آرٹیکل مورخہ ۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۲ء اوس نے لکہا تہا اور دیگر دستاویزات کی بابت بہی بیان کیا۔ سوالات جرح میں اوس نے ۱۴ نومبر ۱۹۰۳ء کو تسلیم کیا تہا کہ فضل دین نے اوس سے کتب مانگی تہیں اور اوس نے اوس کے کہنے کی تعمیل کردی تہی اور وہ اوس کے قبضے میں ہیں۔

فی الحقیقت اس امر پر شک کرنا قریبًا ناممکن ہے کہ واقعات مندرجہ آرٹیکل مورخہ ۶ و ۱۳ از اکتوبر ۱۹۰۲ء سے مستغیث کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ اسواسطے ہمارا اتفاق دیگر عدالتہائے

[illegible] مستغیث بھی ۲۔ ۳ ار [illegible] مندرجہ سراج الاخبار کا [illegible] سے بہار سے [illegible] ال مین آخر پر [illegible] نہین ہوسکتا کہ یہہ قرار دیا جاوے [illegible] ملزمان نے نیک نیتی سے کارروائی کی۔

مرزا کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دلچسپی کا سوال تہا۔ ہر ایک شخص کو مرزا کی حیثیت کا اندازہ مرزا کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہیئے۔ بے شک وہ اپنے آپکو ایک طرح سے ملہم باور کرتا ہے اور اپنے مریدوں اور عوام الناس کے واسطے وہ اون الہامات کی تردید کرنا جو خود اوس کے اور اوس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جاوین اپنا فرض سمجھتا ہے اگر کسی شخص کو ایسے مذہبی مباحثوں مین بہت کم دلچسپی ہو تو بہی ہر ایک کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اون اشخاص کے لئے جو اون اصولوں کے پیرو ہین وہ بہت وقعت رکہتے ہین۔ ہم قرار دیتے ہین کہ ملزم نمبرا جہان تک اس معاملہ کا اوس کی ذات سے تعلق تہا اوس کے جواب مین اس امر کا بالکل مستحق تہا کہ وہ مستغیث پر ایسا اتہام لگاتا جس کو ہم فی الواقع راست قرار دیتے ہین اور جو کہ مستغیث کے خود اپنے عمل سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکین کہ مستغیث کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونی چاہئے۔

اگر ملزم مستغیث کے سراج الاخبار کے مضامین کو تسلیم کر لیتا تو اوس کی مذہبی حیثیت خطرہ مین پڑجاتی اور اگرچہ جہلم مین مقدمات قانونی ہونے کے موقعہ پر مستغیث پر حملہ کرنے کی نسبت کوئی اور بہتر اور زیادہ تر معقول طریق مضامین کی تردید کرنے کا ملزم کو مل سکتا تہا مگر پھر بھی ملزم کسی خاص طریقہ یا وقت یا جگہ کا پابند نہین کیا جا سکتا۔ اور بیشک وہ علانیہ بمقام جہلم حملہ کرنے مین جس جگہ کھلے طور پر اوس کا مضحکہ اڑایا گیا تہا درستی پر تہا یہہ دیکھکر کہ کس طرح سے عدالتہائے نے بالاتفاق قرار دیا ہے کہ مستغیث نے ہی وہ آرٹیکل لکھے تہے۔ یہہ اغلب نہیں ہے کہ فی الحقیقت ملزمان کو اس معاملہ کی بابتہ علم نہ ہوا ہو خواہ کبھی تہوڑے عرصہ کے واسطے کوئی شک اون کے دل مین پیدا بھی ہوا ہو۔

پس ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزمان کی حفاظت استثناء نمبر اور نیز استثناء نمبر ۶ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ہوتی ہے۔ بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمین جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہیئے تہا اس قدر وقت ضایع کیا گیا ہے لہذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں۔ اون کا جرمانہ والپس دیا جاوے گا۔ المرقوم ۷۔ جنوری ۱۹۰۵ء

دستخط مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی

ترجمہ صحیح ہے

دستخط دیوان چند مترجم محکمہ صاحب سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی۔

نماز کی حقیقت

گزشتہ چند اشاعتوں سے مین مندرجہ بالا عنوان کتاب کا اشتہار دے رہا ہوں اور آج میں بڑی خوشی کے ساتہہ ظاہر کرتا ہوں کہ خداتعالے نے اس کتاب کے متعلق قوم مین غیر معمولی تحریک پیدا کی ہے اور اوسکی ضرورت اور ہمت کے متعلق عجیب عجیب خط آرہے ہین مین ضروری نہیں سمجہتا کہ ان سب خطوط کو درج کرون ان خطوط میں تین سے لیکر دس دس جلد تک درخواستین آئی ہیں۔ جس سے مجہے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ العزیز دو ہزار ہی طبع ہوگی۔ بعض احباب نے کتاب مذکور کے متعلق مفید مشورے بھی دئیے ہین جو کتاب کی تکمیل اور جامعیت کیلئے ضروری ہین۔ اور جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور تقاضاء وقت ہوگا مین اوسپر کاربند ہونیکی سعی کرونگا انشاء اللہ العزیز۔ خوشی جو مجہے ان خطوط کو پڑھکر ہوتی ہے اسکی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ اس مین متعدد جلدون کی درخواستیں ہیں اور نہ اسکی یہ وجہ ہے کہ قوم کے اکثر افراد نے میری اس محنت اور سعی کو قدر کی نگاہ سے دیکہا ہے بلکہ میری خوشی کا اصل باعث یہ ہے کہ اس کتاب کے متعلق خریداری کی درخواستون کا آنا اور قوم میں تحریک کا پایا جانا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالے کے برگزیدہ رسول کی قوت قدسی اپنا کام کر نہیں کامیاب ہو رہی ہے اگر قوم میں تزکیہ نفس اور عبادت کیلئے جوش نہ ہوتا تو ایسی کتاب کے لئے پر جوش دل کیساتھ ہاتہہ نہ بڑہاتی۔ عبادت کا شوق پیدا ہونا ہی خداتعالے کے مامور کی مہدویت کا ثبوت ہے۔ پس میری لئے یہی امر ہے جو خوشی کا موجب ہوا ہے۔ ورنہ خریداری تو دنیا میں بیہودہ سے بیہودہ کتابون کی بھی ہو رہی ہے۔ مین ابھی بحالہ اس کتاب کے متعلق کہنا نہیں چاہتا۔ خداتعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہہ کتاب اپنے رنگ اور طرز کی پہلی کتاب ہوگی۔ مین نے یہہ بھی ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کے ضمیمہ میں آجکل کے نوتعلیم یافتہ اور بخیال خویش مہذب پارٹی کی ان اعتراضوں پر بھی نظر کرون جو وہ نماز کے اوقات اور اسکے اپنی زبان مین پڑہنے وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں۔ مگر یہ سب کچہہ خداتعالے کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے۔ قیمت کے متعلق میں سردست کچہہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ کتاب کے حجم پر موقوف ہے۔

تازہ الہام۔ جو ۱۹۔ جنوری ۱۹۰۵ء کو ظہر کے وقت سنایا۔
ایک چونکا دینے والی خبر

قوم مین مذہبی مذاق پیدا کرنیکے لئے مین کیا کر رہا ہون

مین اپنی جگہ سمجہتا ہون کہ قوم مین مذہبی اور دینی مذاق پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ایسی تالیفات کی عام اشاعت ہو جو قوم میں پاک تحریک اور مفید و اصلاح بخش جوش پیدا کر سکین۔ یہی نسخہ قوم کی بہتری اور بہلائی کے لئے نفع رسان سمجہا جاتا ہے قرآن کریم سے بڑھکر اور کوئی ذریعہ قوم کی اصلاح کا نہین اور اوسی کا مذاق مختلف پیرائون میں پیدا کرنے کی سعی کرنا ہر ایسے شخص کا فرض ہونا چاہئے جو کچہہ بھی درد دل میں رکہتا ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس میدان مین نکلے اور میرے جیسا محدود العلم انسان تو اور بہی معذور ہے۔ لیکن میں ہمیشہ یہ سمجہہ کر ایسی کامون میں ہاتہہ ڈالدیا کرتا ہون کہ اور نہیں تو دوسرون کی تحریک ہی کا باعث ہو جاویگا اور کچہہ نہ کچہہ فائدہ قوم کو پہونچ رہیگا۔ اسی بنا پر مین اپنے بعض دوسرے مددگارون کے ساتہہ ملکر دو اور کتابیں تیار کر رہا ہوں۔

انمیں سے پہلی کتاب السیرۃ الصدیق ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانحمری جو ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اصل کتاب کا ترجمہ تمام و کمال ہو چکا ہے میں اب اسپر نوٹ لکہہ رہا ہوں اسکے بعد وہ پریس مین چھپنے کو دی جاویگی۔ مشاہیر اسلام اور صحابہ کرام کی پاک لایف ہمارے لئے ایک نمونہ اور سبق ہین اون کے پڑہنے سے دل میں جوش اور پاک تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے میںنے اس سلسلہ کو پسند کیا ہے۔

دوسری کتاب

ایک عظیم الشان اور قابل قدر کتاب ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جسکا نام فوز الکبیر ہے یہہ کتاب اصول تفسیر قرآن مجید مین لکہی گئی ہے اور بے نظیر کتاب ہے مسلمانوں نے جہان قرآن کریم پر توجہ اور تدبر کرنا چہوڑ دیا ایسی کتابون کی بہی پروا نہ رہی میں نے اس کتاب کو اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اوسپر ایسے مفید نوٹ لکھے ہیں جو حضرت حکیم الامتہ نے از بس پسند فرمائے ہیں اور فرمایا ہے کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہوگئی میں اس کتاب کے ذریعہ بہی قوم میں قرآن کریم پر تدبر کا مذاق پیدا کرنا چاہتا ہون۔ یہ دونوں کتابین جہانتک میری ہمت اور طاقت میں ہے محنت سے تیار ہو رہی ہین۔ ایڈیٹر الحکم

ازالتہ الوسواس ۔ حضرت فاضل امروہی کے قیام میرٹھہ کے حالات کا مجموعہ علماء میرٹھہ پر اتمام حجت قیمت ۴ر سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھہ سے ملیگی ریویو بعد مین کرونگا ایڈیٹر۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلی حضرت حجتہ اللہ علے الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اچہی طرح سے ہیں حضرت مسیح موعود خداتعالے کے اس جلیل القدر نشان پر ایک رسالہ لکہنے کا ارادہ فرما چکے ہین۔

۲۔ بزرگان ملت بہی خداتعالے کے فضل و کرم سے اچہے ہیں اور خدمت دین میں معروف ہیں۔

۳۔ خداتعالی کا شکر ہے کہ وہ مکان جسکا ذکر کشتی نوح میں کیا گیا تہا اور جسکا نصف حصہ بعد تقسیم جایز حضرت اقدس کے قبضہ اور ملکیت میں تہا اب نصف حصہ مالکی مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین متوفی کے متبنی مرزا گل محمد (جسکا سربراہ بہی مرزا نظام الدین ہی ہے) سے خرید لیا گیا ہے اور اب کل مکان حضرت اقدس کی ملکیت ہو گیا ہے جس میں عنقریب حضرت اقدس مہمان خانہ کی جایز ضرورتون کے متعلق تعمیر کا کام شروع کرانیوالے ہین جو احمدی احباب کی توجہ چاہتا ہے۔

۴۔ امتحان میں جانیوالے طالب علمون کی فیس داخلہ کے متعلق قریبًا انتظام ہو گیا ہے جیسا کہ دوسرے مقام ریویو زر سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کار خیر مین حصہ لینے والون کے لئے خداتعالے خود جزا ہو۔ آمین

۵۔ ہفتہ زیر اشاعت مین بارش ہوگئی۔

جدید تالیفات

۱۔ خطبات کریمیہ حصہ اول۔ جو بارہ خطبون پر مشتمل ہے چہپکر شائع ہو گیا اور باستثنائے اون احباب کے جنہوں نے اطلاع دیدی تہی کہ انکے نام کوئی کتاب بدون تحریر نہ بہیجی جاوے دوسرے احباب کے نام روانہ کر دیا ہے اور اب صرف ایک سو جلدین باقی ہیں۔ قیمت ۴ر فیجلد علاوہ محصول۔

۲۔ محامد المسیح ۔ (حصہ اول) جس مین وہ تمام اردو اشعار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مین مخلص احباب نے لکھے تہے جمع کر دئے ہین نظم انسان کو فطرتًا دلپسند ہے اسکی صرف ... جلد ہی طبع ہوئی تہیں اور صرف پچاس باقی ہیں۔

آئیندہ کے لئے جو احباب اپنا نام ایسی کتابوں کیلئے مستقل خریدارون

حکیم الامۃ کا وعظ سیالکوٹ میں

(۱۰ - اکتوبر بعد نماز ظہر)
(الحکم کے لئے مفتی فضل الرحمن صاحب نے لکھا)

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ الآیۃ - الیٰ - اخوانا -

یہہ ایک قرآن کریم کی آیتہ ہے - اس سے میری ایک غرض ہے - آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں لوگ مختلف خیالات کے پیدا کئے گئے ہیں کچھہ تو ایسے ہیں کہ سننا جانتے اور سننا چاہتے - کچھہ ایسے ہیں کہ بولنا ہی جانتے اور بولنا ہی چاہتے ہیں - تیسرے وہ ہیں جنکو نہ بولنے کی خواہش ہے اور نہ سننے کی -

پھر بولنے اور سننے والے بھی دو قسم کے ہیں - سننے والے دو قسم اس طرح ہیں کہ بعض تو بطور تماشہ یا دل لگی - یا بطور نکتہ گیری کے سنتے ہیں - اور بعض اس غرض سے سنتے ہیں کہ اگر کوئی حق و حکمت کی بات مل جاوے تو اوس سے فائدہ اٹھائیں -

پہلے لوگ اگر معرفت کا ہزار نکتہ بھی سنیں تو اونہیں کچھہ سروکار نہیں - ہاں اگر بولنے والے کے منہ سے ایک لفظ - صرفی - یا نحوی یا زباندانی کے لحاظ سے غلط نکل گیا - یا اوس کے مطلب میں اونہیں کچھہ تامل و فکر آتا ہے - تو وہ صرف اوس وعظ سے اتنا ہی نتیجہ لے جاتے کہ ہاں جی فلاں شخص کا وعظ بھی ہم نے سنا ہے - لفظی غلطیاں بہت کرتا ہے - پس اون کے حصہ میں تو نکتہ چینی ہی اور بس ان لوگوں کی تمثیل مکھی کی مثال ہے کہ اوس کو کچھہ تمیز نہیں کہ میں پاک مٹھائی پر بیٹھی ہوں یا گند اس پر - یا بعض ان میں ایسے ہوتے کہ کوئی لفظ اپنی اغراض کے مطابق مل جاتا ہے تو وہ دوسروں سے پیش کرتے کہ دیکھو فلاں شخص کا بھی یہی مذہب ہے جو ہمارا ہے -

اور دوسرے لوگ وہ ہوتے ہیں جو غلطیوں اور ناموزوں الفاظ کو بالکل نظر انداز کرتے اور اوس وعظ یا تقریر میں ... جو بے بہا موتی حق و حکمت کا ملے ... تو اوسے لیکر خوش ہوتے -

پھر سنانیوالوں کی دو قسمیں یہہ ہیں - کہ بعض تو چندہیوں کے لئے بولتے خواہ وہ انجمن کیواسطے یا مسجد کے لئے یا اپنی ذات کے واسطے خواہ عمدہ کام کے واسطے خواہ بدکام کے واسطے - یا سنانے والے ایسے ہوتے کہ طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اپنے اعلیٰ خیالات کا اظہار کرنا چاہتے خواہ تحریری طور پر خواہ تقریری طور پر - یا بعض اسکے عوض میں کچھہ پانا نہ چاہتے اور بعض ایسے ہوتے کہ وہ اپنے آپ کو مامور من اللہ یقین کرتے اور کہتے کہ ہم خدا کے بلانے سے بولتے ہیں -

پس اب تم خود سوچ لو - کہ تم کس طرح کے سننے والے اور میں کسطرح کا سنانیوالا ہوں -

مینے تو دنیا کی کل کتابوں میں سے قرآن کریم اور بخاری شریف کو پسند کیا ہے - بخاری کے ابتدا میں یہہ بیان ہے کہ اسلام دنیا میں کس طرح آیا اور کیا لایا ہے - اسکے اغراض کیا تہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی کسطرح ہوئی - اور آخری ترقی انسانی پر اوسکو ختم کیا - اور کتاب شروع کی ہے اسلام سے - اور اوسکو ختم کیا ہے انسانی اعلیٰ ترقی پر - لیکن پہلا باب باندھکر پہلے ہی صفحہ پر اوس غرض کو چھوڑ دیا ہے - اور اوس کا باب اسطرح شروع کیا ہے کہ کسطرح خدا کی وحی آخری نبی پر نازل ہوئی اسکے بعد اوسکو ضرور تہا کہ اسکے ذرائع بیان کرتا - پر بات یوں شروع کی ہے کہ - انما الاعمال بالنیات وانما لامرءٍ مانوی - یعنی ہر ایک اختیاری فعل - (عمل کہتے ہیں اوس فعل کو جسکو انسان اپنی استطاعت - اور مقدرۃ سے شروع کرتا پس لابد ہے کہ اوسکا کوئی ارادہ اور مقصد بھی ہو) - جب انسان ارادہ سے کرتا ہے تو ہر آدمی کو اوسکی نیت کا پہل مل جاتا ہے - جیسے ارادے اور غرض ہوتے ہیں ویسا ہی وہ پہل اٹھاتا ہے - پس مینے غور کیا کہ جس کتاب کو میں اسقدر عظیم الشان سمجہتا ہوں اوسکا ہیڈنگ کچھہ اور ہے - اور یہ بات کچھہ اور - پس مینے خیال کیا کہ اس شخص نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ جب تم اس کتاب پر وقت خرچ کرنا چاہو تو سوچ لو کہ تمہارے اس سے ارادے کیا ہیں پس اون کی نیت ٹٹولنے کو یہ بات لکھدی اب چونکہ مجھے وہ کتاب بہت عزیز ہے - اسلئے تم سے کہتا ہوں کہ تمہارا سننا کسی غرض سے ہو خواہ وہ غرض چھوٹی سے چھوٹی اور خواہ بڑی سے بڑی ہو - غرض کا لفظ چھوٹا ہے - ہر شئے تنکے کو بھی کہتے ہیں اور خدا کو بھی کہدیتے ہیں - پس یہ لفظ بڑا جامع ہے - غرض سننے والا اپنے وقت اور طاقت کو ضائع نکرے - یہاں کیسا ہجوم ہے اور ہجوم میں ایسی خلاف صحت ہوائیں چلتی ہیں - پس اسجگہ کہڑے ہوکر تم اپنا وقت ضائع نہ کرنا - بلکہ تمہاری اغراض نیک ہوں -

سنانیوالے کے کیا اغراض ہیں - یہہ بتلانے کی مجہے ضرورت نہیں - کیونکہ یہ معاملہ میرے دل کا ہے یا میں خود جانتا ہوں - یا اس سے بڑھ کر میرا مولا خوب سمجہتا ہے - کیونکہ وہ یعلم السر واخفی - یعنی وہ موجودہ اغراض کو اور کل ان اغراض کا نتیجہ دو سال کے بعد کیا ہوگا - اوس نتیجہ کو بھی جانتا ہے - اسواسطے میں اپنی غرض کو بتلاؤں کہ میری اس بولنے سے کیا غرض ہے ضرورۃ نہیں - ... اللہ تعالے بہتر جانتا ہے - بہرحال تم لوگ اگر نیکی کی اغراض سے میری اس تقریر کو نہیں سنتے تو اپنے قیمتی وقت کو ایسی ہجوم اور ایسی متعفن ہوا میں بے فائدہ رائگاں نہ کرو -

بہت ساری مخلوق ایسی ہوتی ہے کہ اونکے اغراض بہت چہوٹے ہوتے ہیں اور صرف موجودہ وقت کے واسطے ہوتے ہیں - پر انسان کو علم اور عقل اسلئے بخشا گیا ہے کہ اس کے اغراض بھی بہت بلند پروازی کرنیوالے ہوں - یہہ مینے تمہاری خیرخواہی کی ہے - پس میری پہلی بات کو تم لیلو - اور بڑی بات کو - کالائے بد بریش خاوند - یہیں چھوڑ دو - حق و حکمت کا کلمہ لینے سے دریغ نکرو اور بڑائی کے کلمہ سے بہت بلند سے کام لیکر اعراض کرو -

جو آیت مینے پڑہی ہے - اوسکا مطلب یہ ہے کہ - اے ایمان والو تقوی اختیار کرو جیسا کہ تقوی اختیار کرنے کا حق ہے - تقوی کیا ہے اور اسکا نتیجہ کیا ہے - اور اس کے پہلوؤں سے انسان کسطرح آگاہ ہوسکتا ہے - اس سے مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں تقوے کا حکم دیتا ہے کہ حق تقوی ادا کرو -

تقوی کہتے ہیں اوس بات کو جس سے انسان دکہوں اور تکالیف سے بچ سکتا ہے - عربی زبان میں اسکا نام تقوی رکہا ہے اب آیا کہ کسطرح انسان دکہوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے قرآن کریم نے اسکو کہول کر بیان فرمایا ہے - یہاں میں صرف اونمیں سے ایک ہی آیت کو لیتا ہوں -

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ - الآیۃ - الیٰ - اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ -

یہاں اسلامی شریعت نے تقوی کے معنی بتلائے ہیں - تقوی کی جڑھ - شاخوں اور اوسکی رگوں کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ سچے متقی کون ہوتے ہیں - مینے اوسکی بہتر نظر آیت کے لفظ تقوی کی تفسیر کیواسطے یہہ دوسری آیت پڑہی ہے - لاکن میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں پہلے یہ بتاؤں کہ تقوی کیا ہوتا ہے کبھی جی چاہتا کہ نہیں پہلے یہ بتلاؤں کہ تقوی کے نتائج کیا ہوتے ہیں - کیونکہ جب نتیجہ بڑا ہوتا ہے تو انسان اوس کام کو شرح صدر سے کرتا ہے - پس پہلے مجہے یہی پسند ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ تقوی کے نتائج کیا ہیں - پس مختصراً بتلا دیتا ہوں -

ایک مومن کی طبیعت چاہتی ہے کہ صرف اس لئے کہ ہمارے مالک رب العالمین کا حکم ہے ہم ماننے کو تیار ہیں ہمیں بتلا دو کہ تقوی کیا چیز ہے - مگر ایک اور شخص یہ سوال پیش کرسکتا ہے کہ ہم کسی کام کو کر نہیں سکتے جبتک ہمیں یہ علم نہو کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا - پس بہتر ہے کہ ہم پہلے نتائج کا ہی اظہار کریں -

ہر ایک انسان کی فطرۃ میں یہ بات رکہدی گئی ہے کہ میں ایک طاقت عظیم یا عظیم کا محبوب بن جاؤں - جب یہ خواہش موجود ہے - تو ایک بیمار - جو بہت طبیبوں کا علاج کرچکا اور مفلس ہوگیا ہے - گہر والوں کو دوبہر معلوم ہوتا ہے - پر جب وہ ہر طرف سے تہک کر کسی طرف آتا ہے - تو اخراجات کثیر کا زیربار ہوکر آتا اور پہر سب سے سامنے نذر رکہتا ہے - حالانکہ کیا اوسکو یقین ہے کہ اس سے مجہے شفا مل جاوے گی - یا اسکی طبابت اکمل ہے - پہر بیماری رہا ہی کیا ہے - اسکا بہت سارا حصہ کمپنیوں - ڈاکٹروں - حجاموں - جراحوں کے سپرد ہو اور بہت تہوڑا حصہ ہمارے پاس ہے - پہر باوجود اس قلیل مقدار طب کے پہر وہ ہمارے ہاتہہ سے زہر کہانیکو بہی تیار ہے - پس یہ وہی بات ہے کہ اپنے سے زیادہ عظیم کا تبع بننا چاہتا ہے -

پہر انسان طاقتوروں کا بہی بنا بننا چاہتا ہے مثلاً حکام کا جیسے کوئی شخص کہدیتا کہ فلاں ڈاکٹر یا فلاں حکیم یا فلاں ڈپٹی انسپکٹر - وغیرہ میرا اپنا ہے - یعنے میرا دوست ہے -

پس جو لوگ مذہب کے پابند ہیں یعنی خدا کی ہستی کو مانتے ہیں (کیونکہ اسوقت میں خدا کی ہستی پر بحث کرنے کے واسطے کہڑا نہیں ہوا - اور وہ اور قومیں جنکے سامنے یہیں یہہ بحث

کرنے کی ضرورۃ ہوتی ہے) وہ اس ہستی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ بڑا علیم اور قادر ہے - اگر کوئی شخص اسپر اعتراض بھی کر دے تو میں تھوڑا سا ثبوت دیتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ - میرے ایک بڑے مہربان نے مجھپر سوال کیا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جعل الله الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس الآیۃ - یعنی کعبہ ہم نے ایک عزۃ کا گھر بنایا ہے وہاں لوگ حج کو جاتے اور قربانیاں کرتے وغیرہ - یہہ اس لئے کہ خدا ہے - اور قادر ہے - اور علیم ہے - کیا یہہ دلیل مکہ کے وجود سے ثابت ہوجاتی ہے - اگر کوئی شخص کہدے کہ دو ہزار برس تک یہہ جہت ایسا ہی مکرم اور معظم رہے گا - کیا کوئی عالم یہ دعوی کرسکتا ہے ہرگز نہیں - پہر خدا کہتا ہے کہ ہم نے اس مسجد کو عزۃ والا بنا دیا ہے - دنیا کی ہزاروں سلطنتیں پلٹ جاویں دنیا اولٹ پلٹ ہو جاوے - اور یہ سب کچھ ممکنات میں سے ہے پر ایسے جنگل وبیابان میں ایک کوٹھہ ہے - اور اوس کے لیے دعوی کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دیا کہ اسکو مٹا کر تو دکھلاؤ - پھر اسکو کوئی مٹا نہ سکیگا پہر یہ بات کیسی پوری ہوئی یہہ اسلئے کہ تمہیں پتہ لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین وآسمان کی باتیں جانتا ہے - اور یہہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے - اور وہ قادر ہے -

پس جب ایسے علیم وقادر سے محبت ہو تو پہر کیا بات ہے -

متقی کے واسطے اللہ تعالے فرماتا ہے -

۱؎ واللہ یحب المتقین - اللہ متقی کو پیار کرتا ہے

۲؎ انما یتقبل اللہ من المتقین - اللہ قبول کرتا ہے متقی کی بات کو -

۳؎ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ - متقی کو وہ علم سکہائیں جو تمہیں نہیں آتا -

۴؎ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب - متقی کو ہر تنگی اور دکھہ سے نکلنے کا راستہ ہم بتا دینگے اور اوسکو اتنا رزق دینگے کہ وہ شمار بھی نہ کر سکیگا - ہم اوسکو تنگ سے تنگ حالت سے [illegible] کی راہ بتادیں گے - رزق کی بہی تکالیف [illegible] ہیں - اسکے سوائے اور کئی قسم کے مشکلات [illegible] - اون سب سے نکالیں گے - اور [illegible] ہاں سے دیتا ہوں کہ اوسکو خبر بہی نہو - [illegible] ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً - [illegible] مخالفوں کو اڑا دینگے اور تمہارے

لئے راہ نکالینگے - اور دشمن ناکام ہونگے - میں نے اپنی عمر میں کبھی تنگی نہیں دیکھی پر اوسکی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں -

پس ۱؎ متقی خدا کا محبوب بنتا - علم ۲؎ سکھیتا - تنگی ۳؎ سے نجات پاتا - کامیاب ۴؎ ہوتا اور اسکے دشمن ناکام ہوتے ہیں - رزق ۵؎ لیتا - اس ۶؎ کی باتیں قبول ہوتیں -

اب متقی کی حقیقت اور نتائج کو تو تمنے سمجھہ لیا - اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ تقوی کیا چیز ہے - پہلی جڑہ تقوی کی خدا پر ایمان لانا ہے - ۲؎ دوسری جزا وسزا پر ایمان ہے - فرشتوں ۳؎ پر کتابوں ۴؎ پر - انبیاء پر ایمان لانا - ان پانچ جڑوں کی میں تفسیر کرنا چاہتا ہوں جو دل کے متعلق ہے -

دنیا میں بدی بہی ہوتی ہے جسکا نتیجہ دکھہ - اور نیکی بہی ہوتی جسکا نتیجہ سکھہ ہوتا ہے - اور اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا - بہت سی آہ وفریاد - نالہ وزاری - گہر والوں اور پڑوسیوں کو بیقرار کردیتی ہیں - جو دکھہ کی وجہ سے ہوتی ہیں - ایک وجودی کو درد مفاصل کی بیماری ہوئی اور شدید ہوئی تو اپنا دن گہبرا کر یہہ شعر کہا ؎

ان کان منزلتی فی الحب عندکم
ما قد لقیت فقد ضیعت ایامی

اسکا مطلب یہ ہے - کہ ہم تو محبت کی ترنگ میں کہتے ہیں کہ تو ہیں اور میں تو ہوگیا - پر اب معلوم ہوگیا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں - پس ایک ہی چیز سے دکھہ اور سکھہ پہونچے یہہ نہیں ہو سکتا بہر ہر ایک چیز کے اغراض اور اسباب الگ الگ ہوتے ہیں - دکھہ کی جڑہ بدی اور سکھہ کی جڑہ نیکی پر ہوتی ہے - وہ خواہ کسی علم پر موقوف ہو - پر خدا کا ماننا ہی بہت سی بدیوں سے روک دیتا ہے میں جب کبھی کسی شہر میں جاتا ہوں تو اپنے مذاق کے لوگوں کے پاس جاکر ڈیرہ کرتا ہوں - اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ - گویّا - گانے والوں کے مکان پر - اور فقیر تکیہ پر - برہمن ٹھاکر دوارے میں - اور عیسائی مشن کمپونڈ میں - اوسکی تلاش کرکے جا ڈیرہ لگا دیگا پس انسان جس سے تعلق پیدا کرتا ہے اوسیکے پاس رہنا اور سہنا اوسکو مطلوب ہوتا ہے - اوسی کی حسب استطاعت رنگین ہوتا ہے - حکام اپنے ہم مذاق حکام کے مکانوں پہ جاتے - پس اسی طرح جب انسان کو خدا پر ایمان اور تعلق ہوتا اوس کی ربوبیت - پاک ہستی - رحمانیت - رحیمیت - اور مالکیت پر ایمان ہوتا ہے - اور یہ کہ - کس طرح یہ ربوبیت کا محتاج ہے - اور

اوس کے محامد کا مطالعہ کرتا ہے تو اسطرف خیال آجاتا ہے کہ میں ایک گندہ اور ناپاک انسان ہوکر کسطرح اوس پاک اور قدوس خدا کے دربار میں منہ دکہلاؤں گا -

جب تک ایک مناسبت انسان میں نہیں ہوتی اوسوقت تک دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا - جیسے ہمیں اپنے مذاق کا ہی آدمی پیارا لگتا ہے -

پس تمام نیکیوں کی جڑ - اور حصل حصول - اور خوبیوں کے واسطے عظیم الشان ذریعہ خدا کی شان ہی ہوسکتی ہے - پولیس ہم کو بدیوں کے ارتکاب سے روکتی پر تمام بدیوں کی جڑہ تو دلمیں ہوتی اور اوسکو جبتک خدا نہ روکے رک نہیں سکتا -

پس اوسکی ہستی کا اقرار اور اوسپر ایمان اور پہر یہہ یقین کہ اوسکو بدیوں اور بداعمالیوں سے پیار نہیں - گناہ سے بچنے کا عمدہ ذریعہ ہے -

پہر انسان کبھی ایسا ہی بنایا گیا ہے کہ ہتک کو پسند نہیں کرتا - اور ایک آدمی کے سامنے بھی پسند نہیں کرتا - میری کیسی فطرۃ ہے کہ میںنے کہا کہ میری اگر کوئی غلطی ہو تو اوسکی پرواہ نہ کرو - اور اوس سے درگذر کرو - یہہ اسی لئے کہ میری ہتک نہ ہو - چور چوری کرکے کیوں انکار کرتا - صرف اس لئے کہ میری ہتک نہ ہو - پہر بہلا ایک گہر والوں کے سامنے ایک شہر والوں کے سامنے - پہر ایک تمام ملک کے لوگوں کے سامنے پہر ساری دنیا کے سامنے پہر تمام اولین وآخرین کے سامنے ہماری ہتک ہو - اور مقابلہ ہو - یہہ ہمسے برداشت ہوسکتا ہے - پس کوئی شخص ایسا ایمان رکہکر کب ایسی ہتک کو پسند کرے گا -

ایک دفعہ میرے ایک دوست نے مجھے سوال کیا کہ جب ہم دوزخ سے سزا پاکر بہشت میں چلے جاوینگے تو کیا ہرج ہے کہ کچھہ وقت کے لئے اوس عذاب کو برداشت کرلیں - اور پہر بہشت میں چلے جاویں - میںنے اوسکو جواب دیا کہ ہم اسوقت ایک بازار میں چلے جاتے ہیں اور یہاں ہمارا واقف بہی کوئی نہیں - میں تمہیں دو روپیہ نقد دیتا ہوں مجھے سر پر دو جوت لگا لینے دو - تو وہ ڈر گیا کہ یہہ کہیں ایسا کر نہ بیٹھے اور کہا کہ دیکہنا کہیں ایسی حرکت کر نہ بیٹھنا - پس میںنے کہا کہ دیکھو یہاں تم کو دو روپیہ بہی ملتے ہیں اور کوئی ہمارا آشنا سا بہی نہیں ہے - تو تم صرف دو جوت کو پسند نہیں کرتے - پہر کیا وجہ کہ اوس ذلت کو تم ساری دنیا کے سامنے پسند کروگے - پس یہ شہادت تو تمہاری اپنی فطرۃ میں موجود ہے -

ہر ایک بدکار قوم کے اندر ہی ایک ملزم کرنیوالا موجود ہے - مثلاً - ڈاکو - ٹھگ - چور - کنجر - میںنے دیکھے اور ان لوگوں کو نصیحت کی ہے وہ کہتے کہ ہم ان باتوں کو بدی نہیں سمجھتے - میںنے ایک کنجر کو جواب میں کہا کہ کیا تم اپنی بہو سے زنا کرواتے ہو تو اوس نے جواب دیا کہ نہیں پر اسلئے کہ دوسرے کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہیئے پس جو شخص تمہارے گہر میں بدکاری کے واسطے آیا ہے کیا وہ لڑکی اوس کے واسطے غیر کی نہیں - اسیطرح ٹہگ اور چور ٹھگی اور چوری کو اپنے جتھے میں بُرا سمجھتے ہیں - میںنے ٹھگوں اور چوروں سے بہی پوچھا ہے کہ تم چند آدمی ملکر ایسا کام کرتے ہو اور مال صرف ایک آدمی کے سپرد کرتے ہو اگر وہ اوس میں سے کچھہ نقصان کرلے تو پھر جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ کمینہ اور بدذات چور ہے - اور ہماری شرکت کے قابل نہیں میںنے کہا کیا دوسرے کا مال کہانے والا کمینہ اور بدذات ہوتا ہے تو پھر لاجواب ہوگیا -

پس ہر ایک انسان کے اندر حق کی شناخت اور حق کا واعظ موجود ہے - لہذا جزا وسزا کا اعتقاد بہی نیکی پر مائل کرتا ہے -

پس یوم آخرت کے یہی معنے سمجھہ لو کہ بدی کا نتیجہ ضرور بہگتنا پڑیگا - اور پڑتا ہے -

تیسرا ذریعہ نیکی کا محرک ہے - پر افسوس کہ لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی اور اگر کی ہے تو کم کی ہے یا اوسپر ایمان نہیں یہہ فرشتوں کا اعتقاد ہے - اور لوگوں نے اسکو ایک معمولی وجود سمجہا ہے -

ہمیں خدا تعالے نے ملائکہ کا اعتقاد - جزو ایمان میں کیوں بتلایا - میں تو ان کے اسباب اور نتائج وغیرہ وغیرہ کاموں میں بڑا لگا رہتا ہوں - اور بقدر اپنی طاقت کے ہمیشہ ایسی تلاشوں میں رہتا ہوں -

ملائکہ پر ایمان جیسے میںنے بتایا ہے کہ شروع وعظ کیا تقوے سے اور پہلے بتا دیا یہہ کہ تقوے کے پہل کیا ہیں اسیطرح ہمیں خیال آتا ہے کہ ملائکہ کا ایمان کیا ہے - اور کیوں ہے - لوگ کہتے کہ ہم ملائکہ کو نہیں مانتے پر ہم تلاش کرتے ہیں کہ اون سے محبت کسطرح بڑہانی چاہیے - بہت لوگ اسطرف بہی جہکے ہیں کہ ملائکہ کوئی نہیں - چنانچہ آریہ - دیوتا کے معنے کرتے ہیں معمولی انسان فضیلت والا پر اگر ایسی بات ہوتی تو اسپر ایمان لانے کی کیا ضرورت تھی میرا تو حق الیقین ہے کہ ملائکہ کا ایمان نیکی کی جڑہ ہے - اس کی دلیل یہہ ہے کہ جب ہم

بیٹھے بیٹھے ہوتے ہیں (دنیا مانتی ہے کہ کوئی کام بلا سبب کے نہیں ہوتا - مثلاً ہم ایک بچھو کی تری چھپائیں تو وہ ہم سے طلب کرتا ہے - کبھی کہہ دیتا ہے کہ بے سبب یہ غائب ہو گیا ہے - کوئی نہیں مانتا کہ ہم نہیں بولتا دیوار سے آواز آتی ہے - تو بعض دفعہ مثلاً ایک نیکی کا خیال آ جاتا ہے - یا نماز کا مں ایک نیکی کا خیال آ جاتا ہے - بعض دفعہ نماز پڑھتے ہوئے اسکے دل میں ریا آ جاتا ہے -

بیٹے ایکدفعہ صبح کی نماز گہر میں پڑہی - تو بہت مختصر کردی - اور ایکدفعہ پہر مسجد میں صبح کی جماعت کرانے لگا تو لمبی قرأت شروع کردی - معاً دل میں خیال آیا کہ تو نے گہر جہاں لمبی قرأت چاہئے تہی چھوٹی کی - اور مسجد میں جہاں چھوٹی قرأت چاہئے تھی لمبی شروع کردی ہے - پس غور کرکیا یہہ ایمان کا مقتضاء ہے - جھٹ سلام پہیر کر راستہ لیا کسی نے سمجھا جنبی تہا - کسی نے کچھہ خیال کیا اور کسی نے کچھہ -

پس انسان کو بیٹھے بیٹھے کبھی نیک اور کبھی بد ارادے پیدا ہو جاتے ہیں - یہہ کیوں ہوتی ہیں - جبکہ کوئی کام بدون اسباب اور علل کے نہیں ہوتا - تو نیک اور بد ارادے کی تحریک کیوں ہوئی - اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتہ کہتے ہیں - ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکھتے ہیں -

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ و شیاطین کو ہر وقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے - اور موقعہ پر تحریکین کرتے ہیں - اگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور بتدریج پہر وہ تحریک ہوتی اور بڑہتی جاتی ہے اور وہ انسان اس میں لگ پڑتا ہے - یہانتک کہ اوس کے ملائکہ اور شیاطین میں جنگ ہو پڑتی اور ملائکہ جیت جاتے اور پہر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کرلیتا ہے - اسکے متعلق قرآن کریم میں فرمایا - ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا - تتنزل علیہم الملائکۃ - الآیۃ -

پس ایسے لوگوں پر پہر ملائکہ نازل ہوتے اور خدا کہتا کہ ہم تمہارے ساتھہ ہیں مت غم کہاؤ - پس اس طرح ملائکہ کا ماننا بہی نیکی سکہلاتا اور بدی سے روکتا ہے -

پہر - پاک اور مقدس کتابیں بہی - ایمان لانے سے ایسی ہی تحریک کرتی ہیں -

مصنف کے خیالات کا اثر پڑہنے والے پر پڑتا ہے - مثلاً [illegible] کے ناولوں سے ہزاروں عورتیں اور مرد ہندوستان میں بدکار ہو گئے - یہہ بات بہت سے مصنفین نے صاف لفظوں میں لکہی ہے -

ہم اپنا مشاہدہ دیکہتے ہیں کہ ناول - فسانہ عشق و حسن کے قصے پڑہنے والوں کو دیکہو کہ اون کا نتیجہ نیک اوٹہایا یا بد - بہت کتابیں بازاروں میں پڑی ہوئی ہونگی اور ہمارے لوگ پڑہتے ہوں گے اون کا مطالعہ کرکے دیکہو کہ اون کے حالات کیا نکلے ہیں -

مجہے ایکبار غور راگ کے مسئلہ پر خیال کیا تو خیال آیا کہ گیت گانے والوں نے اس سے کیا فائدہ اوٹہایا ہے - اور گیت گانے والے کون لوگ ہیں - کنجر بہڑوے - راس دہاری - مراثی - ڈوم - پہر قوال - ذرہ غور کرو - اون میں زیادہ قدر لوگ قوالوں کی کرتے ہیں - مگر بندہ تو فعال چاہئے - وہ تو صرف قوال ہیں - پہر میں کہتا ہوں کہ قرآن کو اور اشعار کو سریلی آوازوں سے پڑہنے والوں کے اعمال پر غور کرو وہ اون کے اقوال کے مطابق ہی نہیں ہوتے

پس ملائکہ کے ایمان کے بعد مقدس لوگوں کی کتابیں پڑہنے سے بہت فائدے ہوتے ہیں - پہر خدا اور انبیاء کی کتابیں - پہر پاک لوگوں کی صحبت اور پاک نمونوں سے انسان نیک بنتا ہے - اور انبیاء اور اون کی کتابوں پر ایمان لانے سے ہم نیک نمونے دیکہتے ہیں -

یہہ جڑہیں ہیں تقوے کی -

اب ان جڑہوں کے پہل اور نتائج کیا ہیں -

گرجان طلبی مضائقہ نیست + ور زر طلبی سخن درین است

ابہی اگر چندہ کا سوال کریں تو یہ مجلس درہم برہم ہو جاوے میں چندہ کی درخواست ہرگز نہیں کرتا - پر وہ لوگ جو ان جڑہوں کے پابند ہوتے ہیں - اٰتی المال علےٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ - الآیۃ ہوتے ہیں - اللہ کی محبت اور اللہ کی مخلوق پر رحمت کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں - یہہ اون میں تقوے کا ثبوت ہوتا ہے - اور وہ شخص دنیا کہاں ہے - تم لوگ میرے رشتہ داروں سے واقف نہیں میرے حالات جوانی سے واقف نہیں - پر میرے رشتہ دار خوب واقف ہیں - اسلئے خدا نے حکم دیا ہے کہ مال سے رشتہ داروں کی خبر لو - جب انسان دیکہتا ہے - فلان میرے رشتہ دار نے میرے بچہ کو مارا تہا فلان نے مجھے گالی دی تہی - وغیرہ وغیرہ - تو اوسکا دل ایسے رشتہ داروں کو چیز دینے سے تعرض کرتا ہے - پر خدا کے حکم کے سامنے ان باتوں کی پرواہ نہ کرکے اوس کی پرورش کرتا ہے یہہ اوس تقویٰ کا نتیجہ ہے - پہر اموال کے خرچ کرنے میں انسان یہہ خیال کرتا ہے کہ یہاں سے مجہے بہت کچھہ عوض میں ملیگا - مجہے یہہ عزت ملیگی اور خدا فرماتا ہے کہ قرابت کے بعد مال یتیموں کو دو - کیونکہ یتیم سے تو بدلہ کی امید نہیں اور یہہ مظہر بنتا ہے تقوی کا - پہر تیسری ایک اور جگہ ہے مال کے خرچ کرنے کی - ایسا شخص درزی ہے - اور اوس کے پاس سوئی دہاگہ - اور قینچی نہیں - وہ مسکین کی حالت میں ہے - کام نہیں کرسکتا - جبتک اوس کے پاس سامان نہ ہو پس سامان بنوا دینا مسکین کی خبرگیری ہے -

پہر مسافروں کو مشکلات پیش آتے ہیں - اور ہم ان مشکلات سے خوب واقف ہیں - بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ابن السبیل کی حقیقت کو بہی نہیں جانتے - پس مسافر نوازی بہی تقوی کی راہ ہے پانچ ہی اصول تقوی کے بتلائے ہیں اور پانچ ہی ظاہر نتائج تقوی کے بتلائے ہیں -

پہر سائل پر عجیب حالت ہے - ایک شخص سوال کرتا - دوسرا اوسکو کچھہ دیتا تو نہیں پر کہتا کہ اس کے پاس تو ہزاروں روپیہ ہیں - پر یہ خیال نہیں کرتا کہ ہر ایک شخص کو دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر ضرور سوال کی ضرورت پڑی ہے -

سید عبد القادر جیلانی کہتے ہیں کہ جب سوالی آوے تو چار باتوں پر خیال کرلیا کرو - کبہی تو مسئول کی جیب واقعی خالی ہے اور دے نہیں سکتا - کبہی جیب تو پُر ہوتی پر بخل کی عادت اوس کو نکالنے نہیں دیتی - اسی طرح پہر سائل کی دو حالتیں ہیں - کبہی تو واقعی اوس کے پاس کچھہ نہیں اور وہ سوال پر مجبور ہوا ہے - اور کبہی اوسکو ضرورۃ نہیں پر حرص نے دست سوال پڑہایا ہے -

اب اگر یہہ اوسکو دیتا نہیں تو اوسکا سوال لغو گیا پس سید لکہتے ہیں کہ یہہ شخص خدا سے استغفار کرے - قول معروف و مغفرۃ - یہہ مغفرۃ کے وہ معنے فرماتے ہیں - استغفار - کہ یا الٰہی اگر کسی گناہ کی وجہ سے میری جیب خالی ہے تو اوسکو پُر کر - یا بخل کی وجہ ہے تو مجہے اس عادۃ کے عذاب سے نجات دے - اور اس سوالی کو یا تو توفیق اور رزق عطا کر جو کسی گناہ کی وجہ سے تنگی کا زیر بار ہے - یا اگر اس کے گہر مین روپیہ ہے تو اسپر رحم کر کہ اس حرص کے عذاب سے نجات پاوے - پانچواں مظہر ہے تقوے کا - رقاب - مثلاً قرضہ - ڈگری - غلامی والے کو دیوے - یہہ تقویٰ کے مظہر ہین اموال پر -

واقام الصلوۃ - صبح کا وقت ہے اور سردی کا موسم ہے - رات کو احتلام ہوگیا ہے - اور صبح کی اذان ہوئی ہے - نماز پڑہنی ہے - پہر ٹہنڈی ہے اور ٹہنڈے ٹہنڈے پانی سے غسل کرتا اور نماز میں جاکر شامل ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس عشاء کا وقت ہے - یا عصر کا وقت ہے کہ دوکان پر خریداروں کا جمگہٹا لگا ہوا ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آتی ہے - اور یہ سب کچھہ چہوڑ چہاڑ کر مسجد کو دوڑتا ہے - اسیواسطے صبح اور عشاء کی نماز منافق کسل کاہلی کرتا ہے -

واٰتی الزکوٰۃ - اپنے اموال میں حصص مقرر کرتا ہے -

والموفون بعہدھم - اپنے معاہدوں میں وفاداری سے کام لیتا ہے -

والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس - بیماری اور مقدمہ اور غربت و افلاس - یہہ تین وقت انسان کو بہت مشکل ہوتے ہیں - ہر آدمی اسپر غور کرے کہ ان تین وقتوں میں - ہمت - حوصلہ - استقلال اور جوانمردی سے کام لے - یہہ تقوے کے نشان ہین - اور ان نشانوں والے شخص کو متقی کہتے ہیں -

اب تم نے اس آیت کے معنے سمجھہ لئے ہونگے - پس اسطرح انسان خدا کا محبوب بنتا ہے -

اب وقت ختم ہوگیا ہے - اور نماز کا وقت آگیا ہے - باقی پہر سہی - ہاں سامان تقوی تبلا دیتا ہوں - دعا - نیک صحبت - اور صدقہ و خیرات دینا - یہہ سامان ہین - اللہ تعالےٰ تمہیں توفیق عطا کرے - آمین -

---

رسید زر برائے امداد داخلہ امتحان طلبا کالج

جمع گذشتہ عہ

حکیم فضل دین صاحب - عہ منشی شمس الدین صاحب از شملہ گورنمنٹ پریس - صمہ - شیخ محمد اسمعیل صاحب ماسٹر محمد الدین صاحب کلرک مدرسہ عہ -
جناب سید محمد علیشاہ صاحب - عہ -
چودہری اللہ داد خانصاحب کلرک دفتر میگزین - عہ
سید سرور شاہ صاحب - ۲ -
چودہری رستم علے کورٹ انسپکٹر (دوبارہ) صمہ
احمد نور صاحب کابلی - ۲ -
مولوی شیر علیصاحب پرنسپل ۸ - عمر الدین دودہ فروش ۱ - مفتی صاحب - عہ - قاضی غلام حسین صاحب عہ

کل میزان للعہ

عید الضحیٰ کا مبارک دن قریب آرہا ہے -

اسواسطے آپکو یہ موقع یاد دلاتا ہوں کہ چندہ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس احمدی ممبر اور کہاں قربانی (قیمت) مدرسہ کے غربا اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہری

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۵)

*

یسوع کا یحییٰ کی ہی حالت اور صورت مین نظر انداز کئے جانے کے قابل نہین ہے۔ کیونکہ یوحنا کے ہاتھ پر بیعت توبہ یا اصطباغ ان کے اپنے منہ ہی اپنی عملی کمزوری کا اعتراف ہے اور گویا گنہگار ہونے پر ایک ایسی مہر ہے جسکو کوئی عیسائی مردہ پرست توڑ نہین سکتا۔ جہانتک انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ مل سکتی ہے اسپر غور کرنیسے صاف پتہ لگتا ہے کہ انکی زندگی مین یہ واقعہ کبھی پیش نہین آیا کہ انہون نے کسی دوسرے کے ہاتھ پر گناہون کا اقرار کیا ہو۔ عبودیت کے کمال کا اظہار اور اپنے مولیٰ کریم کے ساتھ تعلق شدید کی وجہ سے اپنی انکساری اور تذلل کا بیان اور اعتراف ایک الگ چیز ہے جسکو یسوع کے اس فعل سے کوئی نسبت اور تعلق ہی نہین یہ فخر صرف یسوع ہی کو حاصل ہے کہ ایک دوسرے شخص کے پاس گناہ کے اقرار کیلئے جاتا ہے۔

پس اس لحاظ سے اگر نجات یافتہ کوئی شخص ہو سکتا ہے تو وہ یوحنا ہے جو اقرار گناہ لیتا تہا نہ کہ یسوع جس نے اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔

پہر انجیل جو انجیلی یسوع کی لائف کا آئینہ ہے یہ ہی بتا رہی ہے کہ اس توبہ سے بہی اسنے کوئی معتدبہ فائدہ نہین اٹہایا بلکہ اسکی حالت پہلے سے بہی کمزور ہو گئی تہی۔ مین انجیل ہی کی شہادت سے اس امر کو ثابت کرونگا اور دکہاؤنگا کہ اسکی زندگی کے واقعات مین ایسے امور موجود ہین جو نکتہ چین نگاہ کو اعتراض کرنے کیلئے پوری مدد دیتے ہین۔ ان واقعات پر نظر کرنیسے ایک اور ہی حقیقت کہلتی ہے جو یسوع کی اس بیعت توبہ کو مضبوط کر رہی ہے اور جس سے عیسائیون کی ان رکیک تاویلون کی کمزوری ثابت ہوتی ہے جو اس معاملہ مین وہ پیش کرتے ہین سب سے پہلا اثر اور نتیجہ جو اس بیعت توبہ کا یسوع پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ اسکو **شیطان اپنے ساتھ لیگیا۔**

چنانچہ متی کی انجیل مین اس واقعہ اصطباغ کے ساتھ ہی بلا فصل یسوع کی ازمایش کا عنوان جماکر لکہا ہے کہ

اسوقت روح یسوع کو جنگل مین لے گئی تاکہ ابلیس سے ازمایا جاوے

میری سمجھ مین اس آیت کی کوئی توجیہ نہین آئی۔ قریباً ۱۶ برس سے انجیل پڑہتا رہا ہون یہانتک کہ بعض پادریون مثل حسن علی سفیر سابق اڈیٹر نور افشان - پادری جیل سنگھ - پادری شریف صاحب (جو لاہور مین بڑے مشہور پادری تہے) پادری جی۔ ایچ گرے وغیرہ دیسی اور ولایتی پادریون سے بہی انکی ہی تحریک کے موافق مین نے انجیل کو پڑہا۔ اور ان سے بارہا پوچہا کہ یہ کیا ستر ہے کہ ایک شخص ادہر اصطباغ لیتا ہے اور اسپر روح القدس کا نزول مانا جاتا ہے اور معاً وہ شیطان کے ساتھ چلنے پر امادہ ہو جاتا ہے۔

اس سے دو باتین ثابت ہوتی ہین یا تو یہ کہ اسکی عملی حالت ایسی کمزور اور ناقص ہے کہ شیطان کا بہت جلد تسلط اسپر ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ یہ واقعات ہی سر سے غلط اور بے بنیاد ہین۔ لیکن مین سچ کہتا ہون کہ پادری صاحبان کو دونون باتون کے تسلیم کرنے مین موت آتی ہے اور حقیقت مین آنی ہی چاہئے کیونکہ اگر یہ تسلیم کرین کہ یہ واقعات نفس الامر مین غلط اور بے بنیاد ہین اور انکی کوئی اصلیت اور حقیقت نہین تو انہین اپنی زبان سے یہ اعتراف کر لینا پڑیگا کہ انجیل مین بے بنیاد اور بیہودہ واقعات درج ہین جس سے انجیل کی کوئی وقعت اور عزت ایک دانشمند کے دل مین نہین رہ سکتی اور اُسے مجموعہ اباطیل ماننا پڑیگا یا کم از کم یہ کہنا ضروری ہوگا کہ وہ قابل اعتبار نہین اسمین حق و باطل ملایا گیا ہے۔ اور اگر اناجیل کی عزت و وقعت کو قایم رکہنے کیلئے یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے سچ مچ یسوع کو شیطان اپنے ساتھ لیگیا تہا تب بہی اس مذہب کا کچہہ بہی باقی نہین رہتا۔ کیونکہ جس کا بانی اور امام ایسا ہے کہ وہ شیطان کو **شیطان** سمجھ کر بہی اس کے ساتھ جاتا ہے اور پہر ایک دو منٹ نہین بلکہ چالیس روز تک اس کے ساتھ رہتا ہے اسکی **ایمانی حالت** ضرور بالضرور کمزور ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی مجید و حکیم کتاب تو یہ فیصلہ کرتی ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اور یہان یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے اسقدر قوت اور طاقت اسپر حاصل کی کہ چالیس روز تک اسے لئے پہرا یہ اچہا فیض روح القدس ہے یہ خوب ابن اللہ اور بالآخر خود خدا کی طاقت اور جبروت ہے کہ شیطان اسے جنگلون مین لئے پہرتا ہے اور باوجود اسکے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ **شیطان** ہے۔

میری سمجھ مین جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے کبھی یہ بات نہین آئی۔ اور نہ عیسائی فاضلون نے اس اعتراض کو حل کیا ہے ایسی صورت مین خدا کیلئے پادریصاحبان! اور وہ لوگ جو اپنی نجات کا انحصار یسوع کے خون پر رکہتے ہین انصاف سے بتائین کہ کیا ان کے مذہب مین نجات کی کوئی صورت ہے؟ اور کیا وہ شخص نجات یافتہ کہلانے کا مستحق ہے جسکی عملی حالت یہ ہے پہر اسطرح کی خوشی کرنا اسکی پیدایش کے دن پر کہانتک موزون اور مناسب ہے یسوع نے اپنی اس حرکت سے جو شیطان کے ساتھ جانیسے سرزد ہوئی ہے یہی نہین کہ اپنی وقعت اور تقدس کو کہو دیا ہے بلکہ اپنے پیر و مرشد یوحنا ابن ذکریا کے تقدس اور قوت قدسی پر برا اثر ڈالا ہے کیونکہ یسوع کا یہ برا نمونہ انکی قوت قدسی کو کمزور ثابت کرتا ہے۔ بحالیکہ ایسا نہین ہے۔ مین یقین رکہتا ہون کہ حضرت یحییٰ جن کو یوحنا کہا جاتا ہے ایک راستباز اور خدا کے برگزیدہ بندے تہے انہون نے ایک قوم کی مناسب اصلاح کی مگر جو شخص ان کے شاگرد یسوع کی عملی حالت سے ان کے تقدس کا اندازہ کریگا اسے سخت ٹہوکر کہانے کا احتمال ہے۔

مین ان لوگون کو جو عیسائی مذہب کے متعلق غور کرتے ہین اس حصہ انجیل پر بہت بڑی توجہ دلانی چاہتا ہون۔ اور خود عیسائی صاحبان کو بہی متوجہ کرتا ہون کہ وہ خدا کیلئے اس مقام پر غور کرین کیونکہ اسی ایک واقعہ سے جیسا پہلے ظاہر کیا گیا ہے دو باتون مین سے ایک بات قرار پاکر انجیل اور عیسائی مذہب کا فیصلہ اور خاتمہ ہو جاتا ہے یعنے یا تو **شیطان کا مقلد یسوع** کو ماننا پڑیگا اور یا انجیل مین غیر صحیح واقعات کا اندراج تسلیم کرنا پڑیگا اور دونون صورتون مین اس مذہب کی حقیقت معلوم!

انجیل کے فلاسفرون اور عیسائی فاضلون کو جہان انجیلی یسوع کی لائف کے دوسرے واقعات نے حیرت مین ڈالا ہے وہان اس واقعہ نے بہی انہین کچہہ کم حیران نہین کیا ہے۔ اور انہون نے بڑی دلیری اور جرأت کے ساتھ اس واقعہ سے فائدہ اٹہاکر انجیل ہی کا صفایا کر دیا ہے۔ انکے اعتراضات اور ہی رنگ کے ہین اور وہ بجائے خود بڑے قوی اور مضبوط ہین۔ مثلاً وہ کہتے ہین کہ جبکہ شیطان کا کوئی وجود نہین ہے تو یسوع کس کے ساتھ گیا اور کب گیا؟۔ یہ اعتراض بجائے خود عیسائیون کیلئے قابل جواب تہا ہی کہ اسی سلسلہ اعتراض مین یہ اعتراض بہی پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ شیطان کی اتباع اور رفاقت کا یہودیون کے پہاڑون اور گذرگاہون مین ہوتا تو ضرور تہا کہ نہ صرف یسوع بلکہ یہودی بہی اس شیطان کو دیکہتے اور کچہہ شک نہین کہ شیطان معمولی انسانون کیطرح نہین ہوگا بلکہ ایک عجیب و غریب صورت کا جاندار ہوگا۔ جو دیکہنے والون کو تعجب مین ڈالتا ہوگا۔ پس اگر فی الحقیقت شیطان یسوع کو بیداری مین نظر آیا تہا تو چاہئے تہا کہ اسکو دیکہکر ہزارہا یہودی وغیرہ اس جگہ جمع ہو جاتے اور ایک مجمع اکٹھا ہو جاتا لیکن یہ واقعہ کسی صحیح تاریخ مین پایا نہین جاتا اور یہودیون کی کتابون مین جہان عجیب و غریب روایات اور قصص کے تودہ طوفان جمع ہین اس عجیب داستان کا جو ایک ناول سے کم دلچسپ نہین کوئی ذکر نہین ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین فلاسفرون کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی زبردست دلیل ہاتھ آئی ہے جسکی مدد سے وہ یقین کرتے ہین کہ انجیل مین اس قسم کی بہت سی خیالی اور فرضی حکایتین اور باتین درج ہین۔ جنکا پایہ کسی صورت مین ایک داستان اور ناول سے بڑہکر نہین ہو سکتا۔ (باقی چہٹے نمبر مین)

حضرت اقدس کا مبارک ارشاد

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس رسالہ میگزین کی کثرت اشاعت کی یہانتک تاکید فرمائی تہی کہ اس کی رو سے کوئی اپنی جماعت احمدیہ کا بہائی خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اور خواہ کسی حیثیت کا ہوتا اسکی خریداری سے محروم نہ رہتا۔ چنانچہ حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے بجنسہ **تاکیدی الفاظ** یہ تہے "مین پورے زور کے ساتھہ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردون کو اطرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد مین جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکہلاوین۔ اور اس خدمت مین **جان توڑ کوشش کرین**" اسپر ہی اکتفا نہین فرمائی بلکہ ساتھ ہی ظاہر فرمایا۔ کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی **بیعت کی حقیقت** پر قایم رہکر اسبارہ میں کوشش کرین تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے"

اور واقعی بات بہی بہت صاف تہی۔ کیونکہ اپنی دو لاکہہ سے بڑہی ہوئی جماعت احمدیہ میں پانچ فیصدی احباب بہی کم از کم فی کس ایک ایک رسالہ کے خریدار بنتے تو تعداد خریداری کہیں دس ہزار سے بہی بڑہ جاتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جملہ بہائیوں کے کانوں تک حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے یہ تاکیدی الفاظ نہیں پہونچے چونکہ حضرت اقدس کی فرمائی ہوئی تعداد تک رسالہ کی تعداد خریداری پہونچنے میں ابہی بہت کمی ہے اسواسطے ہر ایک بہائی کا **فرض** ہونا چاہئے کہ اس حکم سے مطلع ہونے پر خود فوراً خریدار رسالہ بنے اور دیگر بہائیوں تک اس حکم کے پہونچانے اور دیگر خریدار پیدا کرنیکی کوشش کرین اور دیگر صاحب ثروت و وسعت احباب علاوہ خریداری کے مالی اعانت مین بہی حصہ لیکر توفیق حصہ وافر لے کر ثواب عقبیٰ و حسنات دارین حاصل کرین۔ خدا کرے اپنے جملہ برادران کے دل حضرت اقدس کے حکم کی فوری تعمیل کے لئے جوش سے بہر جاوین۔ آمین ثم آمین۔ مینجر میگزین قادیان دار الامان۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ ہر دو حصہ یہ نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے۔ آریہ دہرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضور حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے آریہ مسئلہ نیوگ کے خطرناک برے نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریہ سماج کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے ۔۔۔ قیمت ۱۲ر

نماز پر تقریر (نور رسالہ ۲ حصے) [illegible] حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تشریح فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

حصہ اول اعلیحضرت کے تیس سال پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۲ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب جواب قیمت ۳ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کا ہر ایک سلسلہ [illegible] کا ہے اور امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات میں۔

تحذیر المومنین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تھا اور چند علماء پیش کئے تھے اس کا کافی و شافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیئے قیمت ۸ر

شمس بازغہ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ۸ر

تفسیر سورۃ تبت۔ سورۃ تبت پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضوں کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱ر

دار البیل نمبر ۱۔ ایک ہندوستانی سودیشی خط و کتابت قیمت ۱ر

شیخ و شیعہ حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر ہم اور بزرگان نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے۔ [illegible] پسند ہیں ہیں گئے ہیں یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ کے باہر بھی اس کو قبولیت ہو گئی ہے قیمت ۱۲ر

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ بطور رسالہ ماہواری تفسیر القرآن کے بعد امرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۔۔۔ اور سالانہ قیمت ۔۔۔

سیرۃ المہدی۔ [illegible] سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہیں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق [illegible] کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۳ر

رپورٹ جلسہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۷ء [illegible] میں دسمبر کے ایام میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت خلیفۃ اللہ ۔۔۔ نے زبردست تقریریں بیان فرمائیں اور حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف بیان فرمائے آپکو پڑھ کر یہ سب تقریریں لکھی گئی ہیں علاوہ ازیں رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر کا ایک قابل دید مضمون اور دلکش لکھا ہے۔ قیمت ۔۔۔

الانذار۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء کو قادیان میں ایک جلسہ سرکاری حکام کے متعلق کیا تھا جس کی تائید میں [illegible] گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تحریریں ۔۔۔

اصلاح الذہل۔ حضرت حکیم الامت کے فتاوی ۔۔۔ ایڈیٹر الحکم نے [illegible] کا جواب جس کو حضرت حکیم الامت نے پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی۔ قیمت ۔۔۔ ۲ر

متفرق کتابیں

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۔۔۔ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۔۔۔

شیخ عبد الحق نو مسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) ۳ر

دعوۃ الحق نمبر ۲۔ انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۔۔۔

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم میں عبد مومن کے خواص و نشانات) قیمت ۲ر

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا، مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ار

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو پارے چھاپے گئے ہیں قیمت ۔۔۔ بذریعہ وی پی خریدار صرف کنندہ بجائے علاوہ محصول ڈاک کے بارہ ہیں

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تھا۔ میں آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہوں اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی مفید اور ضروری ہے۔

میں اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چھاپنا چاہتا ہوں ناظرین اپنی درخواستیں جلد بھیجکر اطلاع دیدیں تا کہ اندازہ ہو سکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

۱۔ انسانی فطرت کا اقتضا اور رعایت

۲۔ دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے۔

۳۔ عبادت کا مفہوم

۴۔ صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے؟

۵۔ عبودیت اور الوہیت کا صعود و نزول

۶۔ نماز مومن کا معراج ہے اس کے معنے

۷۔ مغز نماز دعا ہے

۸۔ دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہیں

۹۔ عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ

۱۰۔ نماز میں بے ذوقی اور ذوق

۱۱۔ نماز میں ذوق کیونکر پیدا ہو

۱۲۔ بے ذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہو جاتا ہے؟

۱۳۔ حقیقت نماز

۱۴۔ باطن کو ظاہر سے تعلق ہے

۱۵۔ طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ

۱۶۔ پاکی اور ناپاکی کا مفہوم

۱۷۔ آلہی ہدایات اعضاء اور جوارح کو طہارت دیگی

۱۸۔ نماز [illegible] عبادات کی شکل میں [illegible]

۱۹۔ ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی

۲۰۔ نماز کا روحانی فلسفہ

۲۱۔ نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت

۲۲۔ اوقات نماز کا روحانی فلسفہ

۲۳۔ پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر

۲۴۔ جماعت اور اسکی حقیقت

۲۵۔ نماز جمعہ اور عیدین کے قائم کرنے کی حکمتیں

۲۶۔ انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع

۲۷۔ اذان اور اس کی حکمت

۲۸۔ اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت

۲۹۔ اسلامی توحید کے لطائف نماز میں

۳۰۔ تعین قبلہ اور اسکی فلاسفی

۳۱۔ ایک انگریز کا قول اسلامی نماز میں

۳۲۔ اسلام میں روحانی طہارت [illegible]

۳۳۔ نماز کی روحانی فلاسفی

۳۴۔ تعدد رکعت اور حضور قلب

۳۵۔ وضو کا طریق

۳۶۔ وضو کی دعا

۳۷۔ نماز پڑھنے کا طریق

۳۸۔ اوقات نماز

۳۹۔ سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر

۴۰۔ سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر

۴۱۔ معوذتین کے معنے اور تفسیر

۴۲۔ سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر

۴۳۔ انا اعطیناک الکوثر کے معنے اور تفسیر

۴۴۔ سورۃ الضحی کے معنے اور تفسیر

۴۵۔ سورہ الم نشرح کے معنے اور تفسیر

۴۶۔ سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر

۴۷۔ سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر

۴۸۔ سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر

۴۹۔ سورۃ والشمس والضحی کے معنے اور تفسیر

۵۰۔ قرآن شریف کی دعائیں اور ان کا ترجمہ

۵۱۔ مسنونہ دعائیں اور ان کا ترجمہ

۵۲۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ

۵۳۔ نماز جنازہ اور اسکی حقیقت

۵۴۔ نماز جنازہ کے پڑھنے کا طریق

۵۵۔ غیر احمدی اور نماز جنازہ

۵۶۔ متفرق نمازوں کا طریق جیسے نماز جمعہ عیدین۔ تراویح۔ تہجد۔ وتر۔ حاجت استسقاء۔ استخارہ۔ تسبیح۔ کسوف و خسوف اشراق وغیرہ۔

۵۷۔ درود شریف کے معنی اور اسکی فلاسفی

۵۸۔ حضرت مسیح موعود کی دعائیں۔

اس کے علاوہ خطبات کریمیہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور مکتوبات احمدی کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالوں کے فائل دفتر الحکم سے منگواؤ

[illegible]

از اسامدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

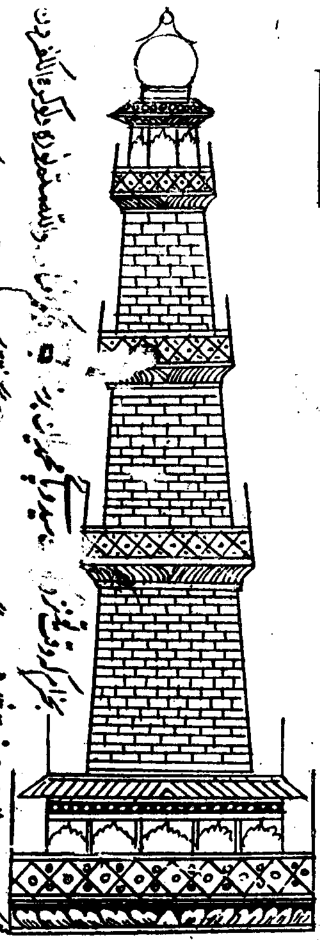

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتیٰ یغیّروا ما بانفسھم

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

دوا ہمی شفا ہمی غرض دارالامان ہمی	چہ گویم باتو گرائی چہا در قادیان ہمی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۴ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۴ ذیقعد ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

نشان متقین

فتح مقدمات

اسمین کوئی کلام نہین کہ فتح مقدمات ایک عظیم الشان نشان ہے جو ظاہر ہوا ہے اس کے متعلق مجھے منشی غلام نبی صاحب مدرس پور ہیران نے ایک مفصل خط کے ذریعہ توجہ دلائی ہے کہ اس نشان کی کوئی یادگار قایم کرنی چاہیے۔ منشی صاحب موصوف کے خط آنے سے پہلے ہی مین اس فکر اور تجویز مین تہا کہ اس یادگار کیلئے تحریک کرون تو کس رنگ مین۔ مین کبھی یہ سوچتا تہا کہ الحکم کو اس نشان کی یادگار مین ہفتہ مین دو مرتبہ کر دیا جاوے اور اسکی تحریک کرون کبھی یہ خیال آتا تہا کہ کسی اور رنگ مین اس تحریک کو پیش کیا جاوے بہر حال مین اسی ادہیڑ بن مین تہا کہ منشی غلام نبی صاحب نے مجھے لکہا کہ مین دس روپیہ اس یادگار کیلئے دینے کو آمادہ ہون اگر صنعتی شاخ (جسکی مین نے الحکم کے پہلے نمبر مین تحریک کی ہے) تعلیم الاسلام سکول کے متعلق کہولی جاوے۔ مین منشی غلام نبی صاحب کی تجویز سے بالکل متفق ہون اور اسی لئے آج مین اس تحریک کو الحکم کے ذریعہ عام کرتا ہون۔

منشی غلام نبی صاحب نے مجھے لکہا ہے کہ وہ میری تحریر پر فوراً دس روپیہ بہیجنے پر آمادہ ہین مین انہین مشورہ دیتا ہون کہ وہ یہ دس روپیہ حضرت حکیم الامۃ کے نام بہیجدین اور مجھے اطلاع دین مین اسکی رسید الحکم مین دیدون گا۔ صنعتی تعلیم کی جسقدر ضرورت ہے وہ کسی تفصیل اور تشریح کی محتاج نہین صنعتی تعلیم کے متعلق سکیم یا نصاب پیچھے تجویز ہو سکتا ہے۔ سردست یہ ضروری امر ہے کہ اس تجویز کی اعانت کرنیوالے پیدا ہون۔ پس یہ عجیب اور قابل قدر موقع ہم احمدیون کو ملا ہے کہ ان مقدمات کی فتح کی یادگار مین صنعتی شاخ سکول مین کہولیجاوے۔ کم از کم ایکہزار روپیہ جبتک جمع نہوے اس شاخ کے کہولنے کی جرأت نہین کی جاسکتی اور پہر اسکو باقاعدہ جاری رکہنے کیلئے مستعد دلون کی ضرورت ہے جو اسکی اعانت مین پورا حصہ لین جو لوگ اس یادگار کے قایم رکہنے کی ضرورت سمجہتے ہین وہ اسوقت دریا دلی سے کام لین اور اگر اس یادگار کو کسی اور صورت مین قایم کرنا چاہتے ہین تو بہی اطلاع دین بہر حال اسمین کوئی کلام نہین ہے کہ یادگار ضرور ہونی چاہیے۔ اس سے ایمان تازہ ہو رہیگا۔ اور یہ نشان ہر وقت زندہ رہیگا۔

مین یہانتک لکہہ چکا تہا کہ برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے میرے محترم بہائی منشی مرزا محمد شفیع صاحب کا ڈیرہ جات سے آیا ہوا ایک خط دیا جسکا عنوان فتح سکالرشپ ہے اسمین مرزا صاحب ۲ ماہوار ۶ جنوری ۱۹۰۵ء سے ایک وظیفہ اسی یادگار مین ہائی سکول کے کسی ایسے طالبعلم کو دینا چاہتے ہین جو غریب ہو لیکن محنتی ہوشیار دینیات اور عربی کیلئے خاص شوق رکہتا ہو۔ یہ امر انہون نے بہی بطور تجویز پیش کیا ہے گویا جو یادگار قایم ہو وہ اسمین دو روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ دینے کو آمادہ ہین بہر حال مین دل سے چاہتا ہون کہ ایک یادگار اس عظیم الشان نشان کی قایم ہو۔ خواہ وہ کسی رنگ مین ہو۔ یہ یاد رہے کہ صنعتی شاخ کے کہولنے کیلئے کم از کم ایکہزار روپیہ نقد جمع ہو جاوے اور یہ کچہ مشکل نہین اگر سو شخص بہی حصہ لین تو ہو سکتا ہے۔ اور آیندہ کیلئے کم از کم عہ ماہوار کا سردست مستقل چندہ ہو۔

ہان مین الحکم کو بہی اس یادگار سے حصہ دینا چاہتا ہوں کیونکہ خود خدا تعالیٰ نے اسے ان مقدمات مین شامل کیا اور اسکی کامیابی بہی ایک نشان ٹہہری ہے اسلئے الحکم کی حالت مین بہی مین کوئی ایسا امر کرنا چاہتا ہون جو اس نشان کیلئے بطور یادگار ہو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ الحکم کی اپنی حالت کے متعلق کسی یادگار کا قایم کرنا مندرجہ بالا تجویز کے ہرگز منافی نہین اور نہ زاید چندہ اس فنڈ مین مین کسی سے لینا چاہتا ہون۔ بلکہ الحکم کے متعلق مین جو تحریک کرونگا وہ انشاء اللہ العزیز ایک نرالی تجویز ہوگی اور مفید ثابت ہو سکیگی۔

مختصر یہ کہ فی الحال صنعتی شاخ کے ذریعہ سے جو احباب یادگار قایم کرنا چاہتے ہین یا بصورت وظایف جو شریک ہونا چاہتے ہین وہ مجھے بہت جلد اطلاع دین۔ اس یادگاری فنڈ مین جو روپیہ بہیجا جاوے وہ حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے نام بہیجا جاوے۔ بعد مین فیصلہ ہو کر جو صورت یادگار کی تجویز ہوگی اسپر وہ خرچ کر دیا جائیگا۔ مین نے اس یادگار کا نام نشان متقین رکہا ہے یہ محض اس مناسبت سے ہے کہ انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی مین جو الہام ہوا تہا وہ یہ ہے ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون فیہ اٰیات للسائلین۔ ہان اگر کوئی اور نام تجویز ہو تو پہر وہی لکہا جاسکتا ہے۔

آخر مین مین یہ بہی لکہنا چاہتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے بعد از نماز جمعہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۴ء کو مسجد اقصےٰ میں فرمائی۔

چونکہ خاکسار ایڈیٹر کچھ دیر سے پہونچا تھا اسلئے جسقدر ضبط ہو سکا وہ ہدیہ ناظرین ہے سلسلہ تقریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انقطاع دنیا اور حصول قرب الی اللہ کے متعلق مضمون تھا۔ اور وہ تقریر یہ ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ حسنات کا پلڑا بھاری رکھے۔ مگر جہانتک دیکھا جاتا ہے اسکی مصروفیت اسقدر دنیا میں ہے۔ کہ یہ پلڑا بھاری ہوتا نظر نہیں آتا رات دن اسی فکر میں ہے کہ وہ کام دنیا کا ہو جاوے۔ فلانی زمین ملجاوے فلانا مکان بنجاوے۔ حالانکہ اسے چاہیئے کہ افکار میں بھی دین کا پلڑا دنیا کے پلڑے سے بھاری رکھے۔ اگر کوئی شخص رات دن نماز روزہ میں مصروف ہے، تو یہ بھی اسکے کام ہرگز نہیں آسکتا جبتک کہ خدا کو اس نے مقدم نہیں رکھا ہوا ہر بات اور فعل میں اللہ تعالیٰ کو نصب العین بنانا چاہیئے۔ ورنہ خدا کی قبولیت کے لایق ہرگز نہ ٹھہریگا۔ دنیا کا ایک بت ہوتا ہے جو کہ ہر وقت انسان کی بغل میں ہوتا ہے۔ اگر وہ مقابلہ اور موازنہ کرکے دیکھیگا تو اسے معلوم ہوگا کہ طرح طرح کی نمایش اس نے دنیا کیلئے ہی بنا رکھی ہے اور دین کا پہلو بہت کمزور ہے حالانکہ عمر کا اعتبار نہیں اور نہ علم ہے کہ اس نے اس سال کے بعد زندہ بھی رہنا ہے کہ نہیں شیخ سعدی نے کیا عمدہ فرمایا ہے۔ ؎ مکن تکیہ بر عمر ناپایدار۔ اسوقت جسقدر لوگ کھڑے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایک سال تک ان میں سے میں ضرور زندہ رہونگا۔ لیکن اگر خدا کی طرف سے علم ہو جاوے کہ اب زندگی ختم ہے۔ تو ابھی سب ارادے باطل ہو جاتے ہیں۔ پس خوب یاد رکھو کہ مومن کو دنیا کا بندہ نہ ہونا چاہیئے ہمیشہ اس امر میں کوشاں رہنا چاہیئے کہ کوئی بھلائی اس کے ہاتھ سے ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے۔ اور اس کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ تم دکھ پاؤ لیکن خوب یاد رکھو کہ جو اس سے عمداً دوری اختیار کرتا ہے اس پر اسکا قہر ضرور ہوتا ہے عادت اللہ اسطرح سے چلی آتی ہے۔ نوح کے زمانہ کو دیکھو لوط کے زمانہ کو دیکھو۔ موسیٰ کے زمانہ کو دیکھو اور پھر آنحضرت صلعم کے زمانہ کو دیکھو کہ اسوقت جن لوگوں نے عمداً خدا کے بعد اختیار کیا ان کا کیا حال ہوا۔ ان لمبی آرزوؤں نے انسان کو ہلاک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

کہ اے لوگو جو تم خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہیں غافل کر دیا ہے یہانتک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو مگر غفلت سے باز نہیں آتے۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ مگر اس غلطی کا تم کو عنقریب علم ہو جائیگا ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ پھر تمکو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ عنقریب تمکو علم ہو جاویگا کہ جن خواہشات کے پیچھے تم پڑے ہو وہ اگر تمہارے کام نہ آوینگی اور حسرت کا موجب ہونگی كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۔ اگر تم کو یقینی علم حاصل ہو جاوے تو تم علم کے ذریعے سے ہو جاکر اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہاری زندگی جہنمی زندگی ہے اور جن خیالات میں تم رات دن لگے ہوئے ہو وہ بالکل ناکارہ ہیں۔ میں ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ کسطرح یہ باتیں لوگوں کے دلنشین ہو جاویں مگر آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں ہے جبتک خدا تعالیٰ خود ایک واعظ دل میں پیدا نہ کرے تب تک فایدہ نہیں ہوتا جب انسان کی سعادت اور ہدایت کے دن آتے ہیں تو دل کے اندر ایک واعظ پیدا ہو جاتا ہے اور اسوقت اسکے دل کو ایسے کان مل جاتے ہیں کہ وہ دوسرے کی بات کو سنتا ہے راتوں کو اور دنوں کو خوب سوچکر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ انسان بہت ہی بے بنیاد شے ہے اور اسکے وجود کی کوئی کل بھی اس کے ہاتھ میں نہیں ہے ایک آنکھ ہی پر نظر کرو۔ کہ کسقدر باریک عضو ہے۔ اگر ایک ذرا پتھر آ لگے تو فوراً نابینا ہو جاوے پھر اگر یہ خدا کی نعمت نہیں ہے تو کیا ہے کیا کسی نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ خدا اسے ضرور بینا ہی رکھیگا اور اسی پر سب قوے کا قیاس کرو۔ کہ اگر آج کسی میں فرق آجاوے تو انسان کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ غرضیکہ ہر آن اور پل میں اسکی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ اور مومن کا گذارا تو ہی نہیں ہو سکتا جبتک اس کا دھیان ہر وقت اسکی طرف لگا نہ رہے۔ اگر کوئی ان باتوں پر غور نہیں کرتا اور ایک دینی نظر سے ان کو وقعت نہیں دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈالکر دیکھے کہ کیا خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اس کا چل سکتا ہے اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دین ہو یا دنیا ہر ایک امر میں اسے خدا کی ذات کی بڑی ضرورت ہے اور ہر وقت اسکی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ کہ تم اسکی طرف میلان رکھو یا نہ۔ وہ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

اگر اسکی طرف رجوع رکھوگے تو تمہارا ہی اسمیں فایدہ ہوگا۔ انسان جسقدر اپنے وجود کو مفید اور کارآمد ثابت کریگا۔ اسیقدر اسکے انعامات کو حاصل کریگا۔ دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو مگر جب وہ اس کے کسی کام ہی نہ آویگا نہ گاڑی میں چلیگا نہ زراعت کریگا۔ نہ کنوئیں میں لگیگا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آویگا ایک نہ ایک دن مالک اسے قصاب کے حوالہ کر دیگا ایسے ہی جو انسان خدا کی راہ میں مفید ثابت نہ ہوگا۔ تو خدا اسکی حفاظت کا ہرگز ذمہ وار نہ ہوگا ایک پھل اور سایہ دار درخت کیطرح اپنے وجود کو بنانا چاہیئے تاکہ مالک بھی خبر گیری کرتا رہے لیکن اگر اس درخت کی مانند ہوگا کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکھتا ہے کہ لوگ سایہ میں آ بیٹھیں تو سوائے اس کے کہ کاٹا جاوے اور آگ میں ڈالا جاوے اور کس کام آ سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اسکی معرفت اور قرب حاصل کرے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ کہ فلاں زمین خرید لوں فلاں مکان بنالوں فلاں جائداد پر قبضہ ہو جاوے۔ تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن تک مہلت دیکر واپس بلالے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیئے جسکی وجہ سے اسکے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاویگا۔ اگر یہ درد اسکے دل میں نہیں ہے۔ اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے۔ تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جاویگا۔ خدا تعالیٰ مہلت اسلئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فایدہ نہ اٹھاوے تو اسے وہ کیا کرے۔ پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اسکے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجا لاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آویگی اسلئے دل کا رجوع تام اسکی طرف ہونا ضروری ہے اب دیکھو کہ ہزاروں مساجد ہیں۔ مگر سوائے اسکے کہ انہیں رسمی عبادت ہو اور کیا ہے ایسے ہی آنحضرت صلعم کے وقت یہودیوں کی حالت تھی کہ رسم اور عادت کے طور پر عبادت کرتے تھے اور دل کا حقیقی میلان جو کہ عبادت کی روح ہے ہرگز نہ تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے ان پر لعنت کی پس اسوقت بھی جو لوگ پاکیزگی قلب کی فکر نہیں کرتے تو اگر رسم و عادت کے طور پر وہ سینکڑوں ٹکریں مارتے رہیں انکو کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگی قلب سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا۔ وہی بامراد ہوگا جو کہ اپنے قلب کو پاکیزہ کرتا ہے۔ اور جو اسے پاک نہ کریگا۔ بلکہ خاک میں ملا دیگا یعنی سفلی خواہشات کا اسے مخزن بنا رکھیگا وہ نامراد رہیگا۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں ہے کہ خدا کیطرف آنے کیلئے ہزارہا روکیں ہیں اگر یہ نہ ہوتیں تو آج صفحہ دنیا پر نہ کوئی ہندو ہوتا نہ عیسائی سب کے سب مسلمان نظر آتے لیکن ان روکوں کو دور کرنا بھی خدا کے فضل سے ہوتا ہے وہی توفیق عطا کرے تو انسان نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے اسلئے آخر کار بات پھر اسی پر آ ٹھہرتی ہے کہ انسان اسکی طرف رجوع کرے تاکہ قوت اور طاقت دیوے۔

دنیا میں جسقدر شور نفس پرستی اور شہوت پرستی وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ ان سب کا ماخذ نفس امارہ ہی ہے۔ لیکن اگر انسان کوشش کرے تو اسی امارہ سے پھر وہ لوامہ بنجاتا ہے۔ کیونکہ کوشش میں ایک برکت ہوتی ہے اور اس سے ہی بہت کچھ تغیرات ہو جاتے ہیں پہلوانوں کو دیکھو۔ کہ وہ ورزش اور محنت سے بدن کو کیا کچھ بنا لیتے ہیں تو کیا وجہ ہو کہ محنت اور کوشش سے نفس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ نفس امارہ کی مثال آگ کی ہے۔ جو کہ مشتعل ہو کر ایک جوش طبیعت میں پیدا کرتی ہے جس سے انسان حد اعتدال سے گذر جاتا ہے۔ لیکن جیسے پانی آگ سے گرم ہو کر آگ کی مثال تو ہو جاتا ہے۔ اور جو کام آگ سے لیتے ہیں وہ اس سے بھی لے لیتے ہیں۔ مگر جب اسی پانی کو آگ کے اوپر گرایا جاوے تو وہ اس آگ کو بجھا دیتا ہے۔ کیونکہ ذاتی صفت اسکی آگ کو بجھانا ہے۔ وہ دبی رہیگی۔ ایسے ہی اگر انسان کی روح نفس امارہ کی آگ سے خواہ کتنی ہی گرم کیوں نہ ہو۔ مگر جب وہ نفس سے مقابلہ کریگی۔ اور اسکے اوپر گریگی۔ تو اسے مغلوب کرکے چھوڑیگی بات صرف اتنی ہے کہ خدا کو ہر ایک بات پر قادر مطلق جانا جاوے۔ اور کسی قسم کی بدظنی اس پر نہ کیجاوے۔ جو بدظنی کرتا ہے وہی کافر ہوتا

مومن کی صفات میں سے ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہایت درجہ قادر جانے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بہت نیکیاں کرنے سے انسان ولی بنتا ہے۔ یہ نادانی ہے۔ مومن کو تو خدا نے اول ہی ولی بنایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا ہے واللہ ولی الذین امنوا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ہزاروں عجائبات ہیں اور انہی پر کھلتے ہیں جو دل کے دروازہ کھولکر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص مکان کا دروازہ خود ہی نہیں کھولتا۔ تو پھر روشنی کیلئے اندر آوے بس جو شخص خدا کی طرف رجوع کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اسکی طرف رجوع کریگا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جہانتک بس چلسکے وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے۔ پھر جب اسکی کوشش اس کے اپنے انتہائی نکتہ پر پہونچیگی تو وہ خدا کے نور کو دیکھیگا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں اسکی طرف اشارہ ہے کہ جو حق کوشش کا اس کے ذمہ ہے اسے بجا لائے۔ یہ نہ کرے کہ اگر پانی ۲۰ ہاتھ نیچے کھودنے سے نکلتا ہے تو وہ صرف دو ہاتھ کھود کر ہمت ہار دے۔ ہر ایک کام میں کامیابی کی یہی جڑ ہے کہ ہمت نہ ہار دے۔ پھر اس امت کیلئے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی پورے طور سے دعا و تزکیہ نفس سے کام لیگا سب وعدے قرآن شریف کے اس کے ساتھ پورے ہو کر رہیں گے۔ ہاں جو خلاف کریگا وہ محروم رہیگا کیونکہ اسکی ذات غیور ہے اس نے اپنی طرف آنے کی راہ ضرور رکھی ہے لیکن اسکے دروازے تنگ بنائے ہیں پہونچتا وہی ہے جو تلخیوں کا شربت پی لیوے۔ لوگ دنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہیں حتی کہ بعض اسی میں ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے ایک کانٹے کی درد بھی برداشت کرنا پسند نہیں کرتے جبتک اسکی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ تو ادھر سے رحمت کے آثار کیسے ظاہر ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے صدق دکھلایا۔ تو انکو ... میرے کہنے کا مدعا یہ ہے ... ہیں۔ اور کسی نے اب تک نہیں سمجھا تو اسے سمجھ لیوے مجھے الہام ہوا تھا عفت الدیار محلھا و مقامھا یہ ایک خطرناک کام ہے جسمیں طاعون کی خبر دیگئی ہے کہ انسان کیلئے کوئی مفر اور کوئی جائے پناہ نہ رہیگی۔ اسلئے میں تم سب کو گواہ رکھتا ہوں کہ اگر کوئی بھی تبدیلی نہ کریگا تو وہ ہرگز اس لائق نہ ہوگا کہ مجھکو دعا کیلئے لکھے۔ جو لوگ خدا کے بتلائے ہوئے صراط مستقیم پر چلیں گے وہی محفوظ رہیں گے۔ خدا کا وعدہ ایسے ہی لوگوں کی حفاظت کا ہے جو سچی تبدیلی اپنے اندر کرتے ہیں۔ مطلق بیعت انسان کے کیا کام آسکتی ہے پورا نسخہ جبتک نہ پئے تو مریض کو فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ اسلئے پوری تبدیلی کرنی چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ وہ تم کو ہر ایک قسم کی توفیق عطا کرے۔ (البدر)

مراسلت

مکرمی اخویم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدائے تعالیٰ ذو الجلال کا ہزار ان ہزار شکر ہے کہ اس نے مقدمہ میں نمایاں فتح اپنے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام کو دی۔ اسی مبارک تقریب کے لئے خاکسار نے ۱۶ جنوری ۱۹۰۵ء کو جبکہ خاکسار دار الامان میں حاضر تھا جوش ایمانی اور فرط یقین سے ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے پڑھکر سنانے کی از حد تمنا تھی۔ اسوقت جبکہ حضور علیہ السلام کے حضور اسکے عرض کرنے اور پڑھکر سنانے کا موقعہ ... افسوس کہ میں حاضر نہیں۔ بظاہر غائب مگر دل سے حاضر ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو حضرت اقدس کو سنا دیں اور اخبار گوہر بار میں ناظرین الحکم کی دلچسپی کیلئے چھاپ دیں جن دنوں یہ قصیدہ لکھا گیا تھا مرحوم شہید مرزا عبد اللطیف صاحب اور ان کے شاگرد کی شہادت کا واقعہ اور تازہ نشان ایمان کو تازہ کرتا تھا۔ اس واقعہ کا بھی تذکرہ ہے اور ... کا ... کی مبارکباد ہے جو حضرت اقدس کے شامل حال رہیں۔ والسلام

آپکا خادم

محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلوی۔

قصیدہ مبارکباد

مبارک ہو تجھے اے احمد ثانی مبارک ہو
شکست تجھکو اعدا کو پریشانی مبارک ہو
نبوت کے حلل تجھکو مبارک اے جری اللہ
عدوئے خستہ تن کو تن کی عریانی مبارک ہو
خدا خود حمد کرتا ہے تری عرش بریں پر سے
فرشتوں کی زبان سے بھی ثناخوانی مبارک ہو
ترا گھر جنت الفردوس ہے اک خوان نعمت ہے
تجھے یہ خوش مزہ جنت کی مہمانی مبارک ہو
عرب کی تجھکو اللہ نے زبان ایسی سکھائی ہے
کہ کہتے ہیں عرب والے زباندانی مبارک ہو
ترے جبہ سے شاہان زمان برکت کریں حاصل
تجھے اے شاہ دیں یہ شان شاہانی مبارک ہو
ملیگی خاک میں اعدا کی ساری بادپیمائی
ترے دُرِّ سخن کو آبرو پانی مبارک ہو
ہمارا مال و جان قربان ہو تجھپر بفضل رب
شہادت پانے والے دو کی قربانی مبارک ہو
تجھے دشمن کی تلواروں کے واروں سے حفاظت ہے
خدائے یار و یاور کی نگہبانی مبارک ہو
تو ہے شاہ جہان اخلاق عالمگیر سے اپنے
جہانشاہی جہانگیری جہانبانی مبارک ہو
تو زندہ ہے تماشائے جمال یار باقی ہے
وفات کشتگان عالم فانی مبارک ہو
ترا قلب منور درحقیقت اک منارہ ہے
ترا ... نزول نور رحمانی مبارک ہو
بھرا ہے نور عرفانی ترے سینے میں قرآن کا
تری آنکھوں کو نور حسن قرآنی مبارک ہو
در و دروازہ اعدا پہ الّو کی صدائیں ہیں
او نہیں شومی تباہی اور ویرانی مبارک ہو
پہنچ سکتی ہے دنیا میں ندا تیری بآسانی
یہی مشکل تھی اب تجھکو یہ آسانی مبارک ہو
ملا ہے تجھکو تکمیل اشاعت کا بڑا عہدہ
اشاعت کی وسائل کی یہ ارزانی مبارک ہو
مسخر میگزین سے ہو گئے امریکہ و یورپ
قلم کی تیغ کاغذ کی سپہ رانی مبارک ہو
تمنائیں ہوئیں سب دل کی پوری دیکھ خدا برکت
مرادیں تیری بر آئیں ہیں من مانی مبارک ہو
کھچے آتے ہیں صدہا دل ہزاروں کا لکو سوئی
مبارک ہو کمند جذب روحانی مبارک ہو
ہوئے ... اڑائے پھرتی ہے کاغذ کے گھوڑوں کو
جلو میں تیرے گھوڑوں کی یہ جولانی مبارک ہو
بندھا ہے تار برقی تار کا رفتار برقی سے
تری گفتار میں تائید یزدانی مبارک ہو
محمد کا تو سایہ ہے خدا کا تجھپہ ہے سایہ
تجھے اے ظل احمد ظل سبحانی مبارک ہو
تو ہے ... کان گہر اور تیری باتیں گوہر رخشاں ہیں
سخن کی جگمگاہٹ اور درفشانی مبارک ہو
تری باتوں کی باتوتی کی دلمیں قوت آتی ہے
مفرح اور مقوی لعل رمانی مبارک ہو
عداوت میں اڑے ہے دنیا کی کیڑی دین کی دشمن
خداوندی عدالت سے سزا پانی مبارک ہو
کھلا ہے غنچۂ امید اور دشمن فسردہ ہے
مبارک باد کی تجھ پر گل افشانی مبارک ہو
خدا کے سچے وعدے ہوگئے آخر کو سب پورے
ہوئے سب سچے الہامات ربانی مبارک ہو
بہت سنکر اور تڑپ کر رہگئے اکثر عدو تیرے
جو ہے باقی کوئی اسکو گرانجانی مبارک ہو
تدابیر خدائے غالب و قہار کے آگے
ہوئے مغلوب سارے حزب شیطانی مبارک ہو
فسونکار ہیں دنیا تیرے شیشے میں اتر آنے
ہے بیٹھے تھے جو افسوں میں لاثانی مبارک ہو
شکر لب ہیں جو دنیا کے ترے قند فصاحت سے
دہن میں اپنے بھر لاتے ہیں جب پانی مبارک ہو
لب شیریں پہ تیرے سینکڑوں فرہاد مرتے ہیں
جو کردیتے ہیں اپنا اک لہو پانی مبارک ہو
وہ سایہ کی طرح ٹلتے نہیں در سے ترے ہرگز
انہیں اس درگہ عالی کی دربانی مبارک ہو
غلام احمد نامی ترا نام گرامی ہے
یہ عزت کا ترے سر تاج نورانی مبارک ہو
خدا کا نور تجھکو دور کی باتیں سکھاتا ہے
فراست کی ضیا اور نور ایمانی مبارک ہو
تجھے تخت خلافت اور ولایت کی ہی خاتم
یہ خاتم اور وہ تخت سلیمانی مبارک ہو
ترا تخت اے سلیمان فرہوا کے دوش پر ہو
ہوئے زیر نگیں جنات انسانی مبارک ہو
مسیحائی خدائی کی ملائی خاک میں جا در
خدا نے تیرے آنے پر یہ بھی ٹھانی مبارک ہو
دکھانا نور حق کا تیرا ذمہ ہے زمانے جو
کنوئیں میں جانے اسکو چاہ ظلمانی مبارک ہو
مبارک ہو غلامی میرزا احمد کی اے ثاقب
ادھر تجھکو خطاب میرزا خانی مبارک ہو

محمد نواب خان ثاقب۔ میرزا خانی مالیر کوٹلوی

تصحیح

الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء میں صفحہ ۱۱ پر جو مضمون پہلا ایک خط تھا۔ اسکی پروف اتفاقیہ دیکھا نہیں گیا تھا۔ ناظرین الحکم مہربانی فرماکر تصحیح فرمالیں۔

غلط	صحیح
مقتضیا	مقتضیا
ابھی وعدے کے بعد تجھ پر مبارک نہ لگی۔ اپنے درود ...	...
ذرا اطمینان	زیادہ اطمینان
	(آخری سطر کے بعد)
کیونکہ	جونکہ
کوئی عجب	کوئی کافی تدبیر

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۱

در ینولا بگوشم رسید کہ سید علی حائری مجتہد زادہ لاہوری کتابے تصنیف کردہ است غایۃ المقصود نام کہ دران بقول بعض امامیہ حالات صعود و نزول حضرت مسیح موعود و حال دجال بطال و خروج یاجوج و ماجوج باستقلال باستدلال نوشتہ شدہ۔ بدل خواستم کہ ازان کتاب افادت انتساب مستفیض شوم۔ چنانچہ جلد ثانی ازان کتاب بعد تلاش بسیار بدستم رسید بیحد شاد شدم و بمطالعہ اش مشغول گشتم۔ چنانکہ مجلد مذکور را چند بار بنظر امعان و بدیدہ تحقیق نگریستم۔ چون کار بدینجا رسید انصاف دامنم بران کشید کہ از نتیجہ تحقیق بیلاگ خود ہم اطلاع بخشم بنا بر علیہ این چند سطور ہدیہ ناظرین کردہ میشود۔

ایہا الناظرون! ہر چند کہ مجتہد زادہ لاہوری در ہر روایت کشتی محنت شاقہ بر داشتہ مگر افسوس کہ پے بجائے نبردہ۔ فی الاصل کتابش مجموعہ است پریشان کہ از ہر قسم روایات موضوعہ و حکایات واہیہ و اخبار متعارضہ غیر معتبرہ و آثار مختلفہ سندکردہ دران موجود۔ و راستی و حقانیت و قوت وزانت از دلایل و براہینش مفقود۔ مصنف حاطب اللیل و کاسب الویل چون اسپ بدلگام سراسر بے راہ مے رود۔ واز صحیح و سقیم و سیاق و سباق و نشیب و فراز خبرے ندارد۔ بینات قرآنیہ و نصوص حدیثیہ و دلایل عقلیہ بر تکذیب او گواہ۔ الغرض مجتہد زادہ درین میدان معرکۃ الآرا باوجود طمطراق ہمہ دانی و ادعائے وقت نظر و طلاقت لسانی اکثر جا سر باختہ کہ معاذ اللہ افادۃ للناظرین میخواہم کہ قدرے از رکاکت اقوال و سخافت و وہن دلایل و ضعف شواہد اوشم دہم لہذا بعض اہم مطالب کتاب مذکور را مطمح نظر ساختہ عبارت مجتہد زادہ لاہوری را بلفظ قولہ و جوابش را بلفظ اقول مے نگارم الانصاف احسن الاوصاف۔

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۔ **قولہ**۔ بدانکہ محدثین و مورخین معتمدین در احادیث و تواریخ و رسانیدہ معتبرہ باسانید معتمدہ آوردہ اندکہ در زمانہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علی نبینا و آلہ و علیہ السلام سلطانے بود ظالم و گردن کش تا آنکہ آنجناب علیہ السلام را از جانب اللہ فرمان رسید کہ وے را دعوت دین حق نماید روزے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزد آن ملعون امر خود را ظاہر فرمود کہ من پیغمبر خدا و نبی اللہ ام کتاب انجیل کہ برائے من فرستادہ و دران اوامر و نواہی و احکام خود را حسب مصلحت این زمانہ برائے ابلاغ بشارہ بمن نازل کردہ است و دین حضرت موسیٰ را مع کتاب او کہ تورات باشد منسوخ گردانیدہ است پس تو با جمیع حضار مجلس دین مرا و کتاب مرا انیکہ انجیل است قبول نمائید و دست ازین منسوخ حضرت موسیٰ بردارید وے از قبولیت دین حضرت عیسیٰ منکر شد و آتش حسد در قلب آن ملعون شعلہ ور گردید۔

اقول۔ سبحان اللہ بحمدہ* مصنف علام و مجتہد عالی مقام این داد تحقیق دادہ است کہ در ہائے علم و حکمت بر روئے اہل بصیرت کشادہ۔ حضرات امامیہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سرکار ے ندارند برین تحقیق انیق اگر کلاہ گوشہ بر آسمان رسانند رواست۔

و اصحاب جدل و مصابرہ بر ہفوات و ترہات مجتہد زادہ بلند نظر ہر قدر کہ ہرخو دبالند بجاست لیکن نزد اہل تحقیق و ایمان و متبعان حدیث و قرآن این خامہ فرسائی مجتہد زادہ ہیچ سے نئے ارزد۔ توضیح مقال و تفصیل اجمال آنکہ روایت منقولہ مجتہد زادہ سراسر معارض قرآن کریم را و احادیث نبی رؤف و رحیم و روایات یہود و نصاریٰ و کتب و تواریخ معتبرہ میباشد۔

چنانچہ اوضح دلیلے کہ بتکذیب روایت مجتہد زادہ بندہ باشد اینست کہ مصنف علام بوثوق تمام مے نگارد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمود کہ "من پیغمبر خدا و نبی اللہ ام کتاب انجیل کہ برائے من فرستادہ و دران اوامر و نواہی و احکام خود را حسب مصلحت این زمانہ برائے ابلاغ بشارہ بمن نازل کردہ است و دین حضرت موسیٰ را مع کتاب او کہ تورات باشد منسوخ گردانیدہ است" حالا ناظرین بچشم انصاف ملاحظہ فرمایند۔

(اولاً) اینکہ خداوند علیم در قرآن کریم (سورۃ الصف) قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را چہ طور نقل میفرماید۔

واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

ازین آیہ کریمہ چون روز روشن ظاہر است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصدق تورات بود و پس عقل باور نمیکند کہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم خود را این ہدایت کردہ باشد کہ دست ازین منسوخ حضرت موسیٰ بردارید۔ لہذا مجتہد شیعیان آنچہ درباب تنسیخ تورات حوالہ قلم ساختہ جائے مبین نیست۔

(ثانیاً) اینکہ خداوند حمید در قرآن مجید (سورہ آل عمران) بضمن حالات بشارت ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام را مخاطب ساختہ در حق حضرت عیسیٰ علیہ السلام میفرماید۔

ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل یعنے خداوند عیسیٰ را کتاب و حکمت و تورات و انجیل خواہد آموخت۔

پس چونکہ وعدہ الٰہی تخلف پذیر نیست لابدکہ خداوند علیم و حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام را تورات اموختہ باشد نظر بر آن چگونہ ممکن است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات را منسوخ کردہ باشد عجب است از مصنف نحریر کہ باوجود دعوی اجتہاد ازچنین نصوص قرآنیہ چشم فروبستہ۔

(ثالثاً) خداوند جلشانہ در قرآن کریم میفرماید

ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما و رحمۃ

یعنے قبل از قرآن کتاب موسیٰ است کہ امام و رحمت است حالا از ناظرین چشم انصاف دارم کہ اگر از نزول انجیل تورات منسوخ گشتہ بود پس چرا خداوند کریم فرمود کہ پیشتر از قرآن کتاب موسیٰ است کہ امام و رحمت است و چرا نگفت کہ پیشتر از قرآن کتاب عیسیٰ است کہ امام و رحمت است۔

(رابعاً) خداوند علیم در قرآن کریم میفرماید۔

ولقد آتینا موسیٰ الھدیٰ و اورثنا بنی اسرائیل الکتب۔ ما موسیٰ را ہدایت کردیم و بنی اسرائیل را وارث کتاب ساختیم۔ پس ظاہر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم از بنی اسرائیل بود پس آن علیہ السلام نیز وارث الکتب یعنی تورات است لہذا ہویدا شد کہ از بعثت حضرت مسیح علیہ السلام و نزول انجیل تورات منسوخ شدہ باشد۔

(خامساً) خود حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اقرار صریح میکند باینکہ من برائے تنسیخ تورات و دیگر کتب انبیاء نیامدہ ام بلکہ برائے تکمیل آمدہ ام چنانچہ انجیل متی باب پنجم درس ہفتدہم بران شاہد ناطق است

بوجوہ مذکورہ بالا بوضوح پیوست کہ آنچہ مجتہد شیعیان درباب تنسیخ تورات رقم زدہ خلاف منقول و معقول و خطائے فاحش است فتفکروا یا اولی الافکار

راقم۔ سید صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

* بلاہت و جہالت از علوم تاریخیہ و دینیہ دلیلی است۔ در زمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام دولت و حکومت در دست اہل روما بود۔ و حضرت عیسیٰ بروفق سنت اسرائیلیان و حسب قول خویش مبعوث و مامور سوئے قوم خویش بود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز پیش بادشاہ نرفتہ بلکہ نائب او پلاطوس را ہم تبلیغ نفرمودہ۔ آن کدام بادشاہ بود کہ حضرت عیسیٰ نزد وے رفت و تبلیغ کرد۔ وائے بر قومے کہ علما و مجتہدانش چنین باشند۔ کریم۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق

احمدی قوم کے سامنے اسکے قومی مدرسہ کیلئے اپیل کرتے ہوئے مجھے ضرورت نہین کہ بیفائدہ تمہیدی امور مین اپنا اور ناظرین کا وقت ضایع کرون وہ قوم (جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی قوم کہلاتی ہے ہان جسے ناز ہے کہ اسکا امام خدا کا وہ برگزیدہ **مسیح موعود** اور **مہدی** مسعود ہے جسکو حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے جسکی قوم **صحابہ کرام** علیہم السلام سے ملنے والی ہے) خوب سمجھتی ہے کہ اس مامور حق کے مقاصد و اغراض مین مدد کرنیکی اسوقت ہمین کسقدر ضرورت ہے منجملہ دیگر مقاصد کے ایک عظیم الشان مقصد مدرسہ **تعلیم الاسلام** ہے جسکے ذریعہ آئندہ نسلون کی اخلاقی اور روحانی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے۔

مجھے اس بات کی بیان کرنیکی بہی ضرورت نہین کہ مدرسہ کے قیام و بقا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہانتک اہم شمار کیا ہے کہ **لنگر خانہ کے ضروری چندہ مین سے بہی ایک حصہ الگ کردینے کا حکم آپ کو دینا پڑا**

ایسی صورت مین ضروری تہا کہ قوم اپنے ماہواری چندہ مین ایسی مستعدی اور مضبوطی سے کام لیتی کہ بار بار مدرسہ کے مہتمم صاحب کو دست سوال دراز کرنیکی ضرورت نہ رہتی لیکن مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ مدرسہ کی حالت مالی اعتبار سے نازک ہے اور اب جبکہ سکول ریکگنائزڈ ہوگیا ہے ضروری ہے کہ مدرسہ کے فنڈ کو مستحکم کیا جاوے اسکے لئے ایک ہی صورت ہے کہ ہر فرد اپنے ذمہ ماہوار چندہ لازم کرے اور باقاعدہ اسے بھیجے خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیون نہو؟

ہان مین دلیری سے کہتا ہون کہ مدرسہ کے **کارکنون** کا فرض ہے کہ وہ اپنے مدرسہ کے ماہانہ حالات کا ایک نقشہ بذریعہ اخبار قوم کے سامنے پیش کرتے رہین جس سے قوم کو اندازہ کرنیکا موقعہ ملے کہ اسکول مین کیا ہو رہا ہے۔ ایسا ہی جمع خرچ کے ماہوار نقشے بہی اگر شایع ہوتے رہین تو وہ نقشے خود دست سوال ہوکر گریبان گیر قوم ہو سکتے ہین۔ مگر افسوس ہے اس امر کی طرف توجہ ہی نہین۔ آج مدرسہ کو قائم ہوئے سات برس ہو چکے ہین مگر کوئی رپورٹ مستقل شایع نہین ہوئی خیر یہ تو فرض ہے مہتمان سکول کا۔ قوم کا فرض نہین کہ وہ اس انتظار مین رہے کہ سکول کیلئے کوئی تحریک ہوئی ہے یا نہین اسکے لئے یہی بس ہے کہ اسکا محرک خدا کا برگزیدہ جری ہے اور یہ سکول اس کے زیر سایہ دارالامان مین موجود ہے۔ مجھے اتنے ہی خیال سے قوم کا فرض ہے کہ بلا تحریک و دعوت ہ

ماہواری چندے بہیجے مدرسہ کا خرچ قریبًا پانچسو روپیہ ماہوار ہے پس ایسا انتظام کرنیکی فکر ہونی چاہئے کہ آئے دن کی تحریکون سے سبکدوش ہو۔ اسوقت صرف مطلب اختصار ہے کہ [illegible] ملاقون

دولت افغانستان اور دولت انگلستان

ناظرین الحکم مندرجہ بالا عنوان الحکم ایسے مذہبی اخبار میں (جو سیاسی امور میں دخل دینے کی اپنے لیے کبھی ضرورت نہیں سمجھتا) پڑھ کر تعجب کرینگے لیکن ان کا تعجب اس مضمون کو پڑھ لینے کے بعد جاتا ہی نہ رہے گا بلکہ اسکے قائمقام ایک خوشی چھوڑ جائیگا۔

میں خوب جانتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پولیٹیکل امور سے بکلی الگ رہنا ایک ایسا امر ہے جو گورنمنٹ اور پبلک کی نظر سے پوشیدہ نہیں اور ساتھ ہی **جہاد کی حرمتہ کا فتویٰ دینے کی وجہ سے** عام مسلمانوں اور احمدیوں میں ایک ایسا امتیاز قائم ہو چکا ہے جو ایک **احمدی** کے نام کے ساتھ معاً اس تصور کو ذہن نشین کر دیتا ہے کہ یہ اس قوم اور گروہ کا فرد ہے جو **جہاد کو حرام قرار دیتا ہے**

اس امر کے اظہار کی بھی مجھے کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امام و پیشوا وہ شخص ہے جس کا خاندان ہمیشہ گورنمنٹ انگلشیہ کا عقیدت کیش اور وفادار دولت ثابت ہو چکا ہے۔ ایسا ہی مجھے اس بات کے بیان کرنے کی بھی حاجت نہیں کہ **گورنمنٹ انگلشیہ** کے متعلق ہوا خواہی اور سچی اطاعت و وفاداری کا جوش پیدا کرنے میں عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے جو قابل قدر خدمات کی ہیں انکی نظیر کسی دوسرے مسلمان کی خدمات میں نہیں مل سکتی۔ اور یہ تو کل کی بات ہے جبکہ سفیر روم کے آنے پر حضرت اقدس نے گورنمنٹ **برطانیہ** کو سلطنت روم پر بلحاظ امن و عدل اور رعایا کی خبرگیری اور خیر خواہی کے ترجیح دی تھی تو پنجاب و ہندوستان کے مسلمان اخبارات نے وہ گالیاں دی تھیں جنکو سنکر وفادار رعایا کی شان سے بعید سمجھا جا سکتا تھا۔

بہرحال یہ ایسے امور ہیں جو **گورنمنٹ** کے فہیم اور دقیقہ رس عنصروں کو بڑی تفتیش اور تحقیق کے بعد معلوم ہو چکے ہیں

پھر

سوال ہوگا کہ مندرجہ بالا عنوان پر بحث کرنے سے میری کیا مراد ہے؟ میں زیادہ دیر تک ناظرین کو تعجب میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اس عنوان سے مجکو صرف **اپنی محسن گورنمنٹ** کے محاسن کا تذکرہ کرنا ہے۔ جنکے ذکر کے لیے بعض عملی اسباب پیش آئے ہیں۔

اگرچہ اس وقت جبکہ دربار کابل اور سلطنت عظمیٰ برطانیہ کے تعلقات دوستانہ ہیں اور ابھی تازہ تازہ پرنس عنایت اللہ خان صاحب **دربار ہند** سے تشریف لے گئے ہیں دربار کابل کا شکوہ کرنا نامناسب ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص جو **مظلوم** ہے اور جسے دکھ پہنچا ہے کوئی مہذب سلطنت پسند نہیں کرتی کہ اسے درد دل کے اظہار کا موقع نہ دیا جاوے۔ پس میں اگرچہ کہونگا تو **زخم رسیدہ** دل کی وجہ سے اور پھر بھی یہ نہیں کہ ایسے الفاظ میں شکوہ کروں جو نامناسب اور ناموزون ہوں بلکہ نہایت سنجیدگی اور متانت سے میں اس امر کو محض اپنے **مسلمان بھائیوں** کی توجہ کے لیے پیش کرنا چاہتا ہوں ۱۷ر نومبر ۱۹۰۳ء کے الحکم میں ایک مضمون **عنوان خون** کے عنوان سے لکھا تھا جو حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ **عبد اللطیف شہید** رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کی اطلاع اور خبر پر مشتمل تھا۔ اس میں میں نے وجوہات شہادت بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔

> "آخر آپ دلدالامان سے ایک پاک جوش اور عقیدہ کے ساتھ اپنے وطن مالوف کو تشریف لے گئے اور دربار کابل کے سرآوردہ اور ذمہ وار حکام اور آفیسرز کو انھوں نے وہ پاک اور راحت بخش پیغام پہنچایا جو زمینی نہیں بلکہ آسمانی تھا وہ پیغام جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مامور لیکر آیا ہے وہ پیغام جو ابتداے آفرینش سے کل نبی لیکر آتے رہے ہیں"۔

اس پیغام میں چونکہ وہ **شہزادہ امن** (مہدی) کی دعوت اور تبلیغ پر مشتمل تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنے ملک میں **جہاد کی حرمت کے فتوے** کی بھی اپنی تقریروں کے ذریعہ اشاعت کی کیونکہ مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے آثار و علامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **یضع الحرب** کے پاک الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

اس پاک تعلیم کی اشاعت پر سرزمین کابل کے **میڈ ملاؤں** نے جنکے سر میں **جہاد** کی کھچڑی پکتی رہتی ہے ایک شور مولوی صاحب موصوف کے خلاف پیدا کر دیا یہانتک کہ امیر کابل نے باوجود اس عزت و احترام کے جو وہ مولوی صاحب موصوف کی اپنے دل میں رکھتے تھے مولوی صاحب موصوف کو گرفتار کر لیا اور آخر ان میڈ ملاؤں نے اخوندزادہ موصوف کے سنگسار کرنے کا حکم اور فتویٰ دیدیا۔ اسی مضمون کے آخر میں میں نے لکھا تھا کہ شہید موصوف نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور دعوت کا اشتہار اپنے خون کے ساتھ لکھکر سنگلاخ کابل کی چٹانوں پر آویزاں کر دیا ہے اور مولوی صاحب موصوف کا خون سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کابل میں احیا کیلیے آبپاشی کا کام دیگا اور جوں باغباں برو بنشتر ید انگور کا نتیجہ پیدا کرے گا کابل کے میڈ ملا اور انکا محکوم امیر سمجھتا ہوگا کہ شہید موصوف کی شہادت کیوجہ سے **حرمتہ جہاد** کے فتوے کابل میں سنائی نہ دینگے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ پتھر جو شہید موصوف پر برسائے گئے تھے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں

> اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
> دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
>
> اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
> دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

یہ حصہ مضمون جو میں ۲۴ر نومبر ۱۹۰۳ء کو شائع کر چکا ہوں بخوبی ظاہر کر رہا ہے کہ شہید موصوف کی شہادت ایک ایسا واقعہ تھا **گورنمنٹ انگلشیہ** کے تحت حکومت میں بھی مولوی صاحب موصوف کی ایک معقول جاگیر علاقہ **بنوں** میں تھی۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ نے اسپر کوئی نوٹس لینا پسند کیا یا نہیں۔

بہرحال اس واقعہ نے ان لوگوں پر جو **دولت افغانستان** کے زیر حکومت تھے اور مولوی صاحب موصوف سے پیری اور مریدی کے تعلقات رکھتے تھے **گورنمنٹ انگلشیہ** کے متعلق اعلیٰ درجے کے **پاکیزہ خیالات** اور **مفید اثر** پیدا کیا ان لوگوں نے (جو کوہستان کابل کی پہاڑیوں میں خدا جانے **سلطنت انگلستان** کی بابت کیا کچھ سننے کے عادی ہو گئے) معلوم کر لیا کہ **گورنمنٹ ہند** کیسی فیاض اور عالی حوصلہ گورنمنٹ ہے جو کسی **فرد** اور **قوم** کے مذہب کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں رکھتی اور کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی بلکہ یہانتک کہ ایک شخص جو اسکے مذہب کی تردید کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور مسیح کی الوہیت اور کفارہ کو پر زور دلائل سے باطل ٹھیراتا ہے اور خود **مسیح موعود** کا دعویٰ کرتا ہے پوری **آزادی** اور سہولت کے ساتھ اپنے سلسلہ کی اشاعت کر رہا ہے اس سے بڑھ کر ایک گورنمنٹ کی **نیک خیالی** اور **خیرسگالی** کیا ہوگی برخلاف اسکے انکے اپنے گھر میں ایک شخص جو دربار کابل میں ہر طرح معزز سمجھا جاتا ہے محض ایک اختلافی مسئلہ پر اور اتنا کہنے پر کہ **جہاد حرام ہے** سنگسار کر دیا جاتا ہے اس تفاوت اور امتیاز نے ان لوگوں کے دلوں پر ایک **عجیب اور گہرا اثر گورنمنٹ انگلشیہ کی ہوا خواہی اور اسکی اطاعت میں آنے کے لیے کیا ہے** جہانتک مجھے معلوم ہوا ہے وہ لوگ ہمیشہ اس امر کے آرزو مند پائے جاتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں رہیں چنانچہ مجھے یہ معلوم کرکے بہت ہی خوشی ہوئی ہے کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے مرید و معتقدین جن لوگوں کو موقعہ ملا وہ ہجرت کرکے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں آ گئے ہیں کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ بنوں کے ضلع میں صاحبزادہ صاحب موصوف کی جاگیر کے علاقہ میں آ رہے ہیں اور چند آدمی یہاں بھی عرصہ گذرتا ہے کہ آ رہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو یہ گورنمنٹ انگلشیہ کی قوۃ اور طاقت کو نہ صرف زیادہ مستحکم کرنے والا ہوگا بلکہ افغانستان کے باشندوں کے دلوں میں قیصری سلطنت کی عظمتہ کو محبت کے ساتھ قائم کر دیگا۔ اور یہ امر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمتہ کو بھی قائم کرنیوالا ثابت ہوگا کیونکہ اس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں کی خوبی اور عمدگی عام طور پر ذہن نشین ہو جاے گی۔

مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ افغانستان کی پہاڑیوں کے رہنے والے تو حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کو سمجھ گئے لیکن ہندوستان کے مولوی اور ملا ابھی تک خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار کرتے ہیں۔ افسوس!

ختم کرنے سے پہلے میں ایک امر بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں جسکی بہت کم لوگوں کو خبر ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود ہمیشہ جب آپکو موقع ملتا ہے ممالک اسلامیہ میں جہاد کی حرمتہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے محاسن کی تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کسی زمانہ میں حضرت حجۃ اللہ نے دربار کابل کو بھی تبلیغ کی تھی۔ چنانچہ اسمیں لکھا تھا۔ عدو را شکر میکنیم و سپاس نعمت او بجا می آریم کہ در عہد چنیں برامن حکومتی ما برخدمت دین مامور کردہ چگونہ شکر این نعمت نگذاریم کہ دریں غربت و بیکسی و شورش سفہا و قوم ما طیبناں کار خود تحت حکومت دولت انگلشیہ میکنیم و چناں آرام یافتیم کہ اگر شکر این دولت نکنیم شکر خدائے خود بجا نیاوردہ باشیم و این امر را اگر پوشیدہ داریم ظالم باشیم کہ چنانکہ پادریاں ملت نصاریٰ در اشاعت مذہب خود آزادی تام دارند ہمچنیں آزادی و عدم مزاحمت بر اشاعت اسلام نیز حاصل داریم بلکہ منافع این حریت و آزادی مارا بیشتر حاصل است۔

اب جو شخص حضرت اقدس کی اس تبلیغ کو جو بطور خط بھیجی گئی تھی پڑھیگا وہ معلوم کر لیگا کہ دولت افغانستان کے ذہن نشین آپنے کیا کرنا چاہا ہے۔

الغرض

میں اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں کی عظمتہ اور خوبی کی یہ بڑی کھلی دلیل سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں بھی یہ باتیں کس طور پر قائم ہو گئی ہیں یا جو یہاں سے بہت دور رہتے اور اس بھی گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی یہ اندازہ کرنیکا بہترین موقعہ ہے کہ حضرت اقدس کی جو کسی مقام پر لکھا کہ جسقدر لوگ احمدی ہوتے جائینگے اسیقدر گورنمنٹ کی وفا…

متفرق مضامین

ناظرین سے پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم۔ الحکم کی توسیع اشاعت کی طرف احمدی جماعت کو اس وقت بہت کم توجہ ہے میں اسکو اس اسباب سے وابستہ سمجھتا ہوں۔ یہ اخبار اور رسالہ کے متعلق توسیع اشاعت کو ۔ نسا زور سے جاری دیکھتا۔ یہ عدم توجہ اچھی نہیں۔ اور اس میدان میں کام کرنا مشکل نہیں ہے منشی نادر خانصاحب نائب تحصیلدار نے اس مہینے میں تین خریدار بھیجے ہیں۔ مولوی غلام امام صاحب اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مولوی عبداللہ صاحب باجوہ۔ منشی رحیم بخش صاحب شیدا۔ ڈاکٹر ابوالعلی صاحب منشی عبدالحکیم صاحب پورنیان نے ایک ایک خریدار الحکم کو عطا فرمایا اور ان کے سوا صرف ۱۸ احباب اپنی درخواست پر خریدار ہوئے جنوری میں گویا ۲۷ جدید خریدار ہوئے ہیں یہ تعداد بہت ہی کم ہے۔ امید کی جاتی ہے احمدی قوم کے سربرآوردہ رکن اس کمی کو محسوس کرینگے اور تلافی کی سعی۔

آمد خرچ۔ یکم سے لیکر ۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء تک ہر قسم کی آمدنی دفتر الحکم ما ۳۹۲ روپیہ ہوئی اور خرچ جنوری ۱۹۰۵ء میں ما ۳۴۱ ہوا۔ اس لحاظ سے یہ مہینا دفتر کیلئے ۵۱ کی بچت کا باعث ہوا۔

چھپائی کی مشکلات کو آسان کرنیکی فکر

کارخانہ الحکم میں چھپائی کا ذاتی کام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یوماً فیوماً بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ ایک اور پریس جاری کرنیکیلئے پریسمین کی فکر کر رہا ہوں۔ مگر میں ان مشکلات کو آسان کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے سردست ایک مشین کیلئے آرڈر دینا چاہتا ہوں اگر ناظرین الحکم الحکم کا بقایا چندہ جو دو ہزار کے قریب ہے وصول کرنے میں مدد دیں اور ہر ایک خریدار ایک جدید خریدار پیشگی قیمت دینے والا بہم پہنچا دیں تو وہ بہت جلد اپنے پیارے الحکم کو اپنی مشین پر چھپا ہوا دیکھیں گے تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ممکن اور آسان ہو جاویگا۔

ریویو۔ ریویو کیلئے جو کتابیں اور رسالے آئے

ہوئے ہیں میں جبتک پڑھ نہ لوں ریویو نہیں کر سکتا۔

تفسیر القرآن ماہواری۔ ماہواری رسالہ تفسیر القرآن چھپ رہا ہے اور خدا کے فضل سے مکانیاں چھپ چکی ہیں۔ اس رسالہ کے ساتھ سورۃ البقرہ انشاء اللہ العزیز ختم ہو جائیگی پھر سورۃ آل عمران فروری کے رسالہ سے شروع ہوگی۔ اس رسالہ میں مسئلہ سود پر عجیب بحث ہے جس میں قرآن کریم کی شان بلند کو خاص طور پر رکھایا ہے۔ اس مسودہ کو دیکھکر جبکہ وہ بغرض اصلاح حضرت مولانا مولوی عبدالکریم کے پاس بھیجا گیا لکھا۔ "جزاک اللہ و بارک اللہ۔ حرف حرف پڑھا اور خوش ہوا کہ میں کوئی حرف لگا یا گیا ہے ورنہ در اصل حرف رکھنے کی گنجائش نہ تھی اسلئے کہ حرف حرف آب زر سے لکھنے کی قابل ہے یا میں حرف گیری کیلئے موقع ہے اور حرف گیر دون سے خدا کی پناہ!" اس سے کسیقدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ رسالہ کس پایہ کا ہوگا۔ فروری کے پہلے عشرہ میں انشاء اللہ شایع ہو جائیگا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ ہفتہ زیر اشاعت میں علی العموم آسمان ابر آلود رہا اور بارش بھی ہوتی رہی سردی غیر معمولی طور پر چمک اٹھی یہانتک کہ باوجود انگیٹھی کے موجود ہونے کے بھی ہاتھ کام کرنیکی پوری سکت نہیں رکھتے

۲۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں علی العموم اچھی رہی گو شدت سردی کیوجہ سے کبھی کبھی ناساز ہوتی رہی۔ ۲۸ جنوری کو قبل ظہر آپ نے فرمایا کہ کل میری طبیعت ناساز تھی اسپر ایک الہام ہوا (وہ الہام دوسری جگہ درج ہے) + خاندان رسالت کے دوسرے ممبر خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔

۳۔ حضرت حکیم الامت کی طبیعت پہلی کی نسبت اچھی ہے ضعف اور نقاہت کے باوجود بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور مریضوں کی علاج میں بھی بدستور مصروف البتہ چند روز سے درس قرآن نہیں ہوسکا جسکی وجہ سردی کی شدت تھی۔

۴۔ دوسرے بزرگان ملت کی صحت اچھی ہے الحمد للہ علی ذالک

۵۔ جناب سید امیر علیشاہ صاحب ہمسایہ کوٹھی اعلیحضرت مسیح موعود کے سوتر خزانہ سکول۔ نے استعفا دیا [illegible] ہیں۔ اعلیحضرت نے کئی مرتبہ شاہ صاحب سے فرمایا تھا کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے اب قادیان میں رہو اور اب نوکری ملازمت کو چھوڑدو۔ شاہ صاحب نے آخر اسپر عمل فرمایا اور دارالامان تشریف لے آئے۔ شاہ صاحب کے حالات سے ناظرین الحکم واقف ہیں کہ انکو ہر روز حضوری ہوتی ہے۔ اب آپ قادیان ہی میں مقیم ہیں اور یہاں ہی بقیہ ایام زندگی گذارنیکی آرزو

تازہ الہامات

۱۹ جنوری کا جو الہام درج ہوا ہے اس کے متعلق یہ حصہ ہے

۱۔ خواب میں کسی نے کچھ پیسے دیئے۔

۲۔ الہام ہوا۔ انی مع الرسول اقوم

۳۔ کسی کے ہاتھ میں دو لفافہ ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر جو خطوط ہیں ان سب کا مضمون ایک ہی ہے ایک اسمیں سے مجھ کو دیا گیا ہے اس وقت طبیعت الہام کی طرف منتقل ہوئی اور الہام ہوا **ایک چمکا دینے والی خبر**

۴۔ ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس کے دائیں رخسارہ مبارک پر ایک ماس سا نمودار ہوا جس سے تکلیف محسوس ہوئی حضور نے دعا فرمائی تو ذیل کے فقرات الہام ہوئے اور دم کرنیسے فوراً صحت ہوگئی۔ بسم اللہ الکافی۔ بسم اللہ الشافی۔ بسم اللہ الغفور الرحیم۔ بسم اللہ البر الکریم۔ یا حفیظ یا عزیز یا رفیق یا ولی اشفنی

تصدیق پیشگوئی

مقدمات کی فتح کی صورت میں جو عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے اس کے متعلق خطوط اور تار کثرت سے آ رہے ہیں اور آ رہے ہیں مگر بعض خطوط اس قابل ہوتے ہیں جو خصوصیت سے قابل ذکر ہوتے ہیں انہیں میں سے **شیخ نور احمد صاحب بی۔ اے پلیڈر کوہاٹ** کا خط بھی ہے جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں شیخ صاحب علیگڈھ کالج کے گریجوایٹ ہیں انہوں نے اس پیشگوئی کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ اسکے عظیم الشان معجزہ ہونے پر بحث کی ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یا ملکی الصفات یا ابشری القوی

فیاک دلیل علی انک خیر الوری

آج میں خداوند تعالیٰ کی ستایش کرتا ہوا یہ نیاز نامہ مبارکباد متعلق فتح مقدمہ بخدمت حضرت اقدس مرسل یزدانی مامور ربانی امام الوقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسال کرتا ہوں اور جبین نیاز کو درگاہ الٰہی میں اس عظیم الشان الہام کے پورا ہونے پر جھکاتا ہوں جو اس نے مقدمہ کی اختتام سے قبل اپنے رسول کی زبان مبارک پر جاری فرمایا اور اسیطرح وعدہ ایزدی اپنے پورے آب و تاب اور شان و شوکت سے پورا ہوا۔ جو مومنوں کیلئے باعث ازدیاد ایمان و مخالفوں کیلئے باعث شرمساری و خسران ہے۔ الحق۔ اس نشان فتح میں اور جس طریق سے یہ نشان ظاہر ہوا اہل نظر کیلئے مقام تدبر و تفکر ہے۔ یہ مقدمہ کیا تھا اور اسکی حقیقت کیا تھی ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس مقدمہ پر رائے زنی کر سکتا تھا کہ انجام فتح ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جو قانون سے ذرا بھی مس رکھتے ہیں پورے یقین سے کر سکتے تھے کہ استغاثہ فریق مخالف چل نہیں سکتا ہے۔

لیکن میرے خیال میں ہی ایک امر ایسا ہے جو اس نشان کو دیگر نشانات سے جو وقتاً فوقتاً مقدمات کی شکل میں ظاہر ہوئی تمیز کرتا ہے۔ مقدمات سابقہ میں تمام پیشگوئیاں اول ہی سے فتح یابی کی تھیں۔ چنانچہ ایسا ہی وقتاً فوقتاً ظہور میں آتا رہا کہ ابتدائی عدالتوں سے ہی کامیابی ہوتی رہی۔ خواہ وہ مقدمات فوجداری تھے یا دیوانی۔ ایک دہریہ منش اور نیچری مزاج کو ان آیات میں ایک موقعہ حرف گیری کا ہو سکتا تھا۔ واقعات مقدمہ۔ شہادت موجودہ۔ قبضہ فریقین۔ عدالتہائے سرکاری کی انصاف پژوہی یہ سب ایسے امور ہیں جو نتیجہ مقدمہ پر ایک رائے کا باعث ہو سکتے ہیں اور بغیر تائید الہام کے قانون دان بھی درست رائے پر پہونچ سکتا ہے لیکن اس مقدمہ میں خدائے عالمیان نے اپنا تصرف خاص کہلایا واقعات مقدمہ و مضامین سراج الاخبار سے نتیجہ لازماً پیدا ہونا چاہیے تھا کہ مقدمہ میں فتح ہوگی۔ اور قانون دان شخص تو یقین کامل سے اسا تکو کہ سکتا تھا کہ ابتداہی میں فتح ہوگی۔ پس اگر عدالت ابتدائی سے فتح ہوتی تو کوئی خاص نشان نہ ہوتا۔ جو اسکو دیگر نشانات سے تمیز کرتا جو مقدمات کی رنگ میں وقتاً ظاہر ہو چکی ہیں۔ مامور ربانی کا الہام ایک قانون دان کی رائے کے برخلاف یوں جاری ہوتا ہے "عدالت العالیہ سے بریت" اسمیں دو لفظ قابل غور ہیں (۱) عدالت عالیہ۔ (۲) بریت۔ موخر الذکر لفظ قانوناً اس بات کو چاہتا تھا کہ فرد قرارداد جرم مرتب کیا جاویگا۔ اور اول الذکر یہ چاہتا ہے۔ کہ عدالت عالیہ تک نوبت پہونچیگی اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب فرد قرارداد جرم لگکر سزا کا حکم عدالت ابتدائی سے صادر ہو۔ پس اس نشان نے برخلاف دیگر نشانات کے ایک ممیز درجہ اختیار کیا ہے اگر عدالت ابتدائی بغیر فرد قرارداد جرم کے رہا کر دیتی تو قانوناً بریت کا لفظ صادق نہیں آ سکتا تھا۔ اور اگر بغیر سزا دینے بعد فرد قرارداد جرم لگانیکے۔ بری کر دیتی تو عدالت عالیہ کا مفہوم جاتا رہتا۔ پس ضرور تھا کہ نشان اس طریق پر پورا ہو جس طرح الفاظ الہام پکار رہے تھے۔

ایک قانون دان کی رائے تو یہ چاہتی تھی کہ مقدمہ ابتدائی مرحلہ ہی میں خارج کیا جاوے۔ جسکی طرف اخیر فیصلہ میں سشن جج صاحب نے صریحاً ذکر بھی کیا ہے۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو معترض کہ سکتا تھا کہ واقعات مقدمہ پر غور کرنیکے بعد ایک نتیجہ لازمی جو ہوتا ہے الہام کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے لیکن اب غور کرنیوالی طبیعتیں ذرا دیکھیں۔ کیا الہام کن الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور کیا یہ انسانی قدرت میں ہے کہ اسی طور پر تمام واقعات کا علم قبل از وقت دیا جاوے۔ انسانی رائے تو اسبات کی متقضی تھی کہ مقدمہ پہلے ہی مرحلہ میں خارج کیا جاوے۔ لیکن ملہم خدا سے خبر پاکر کہتا ہے کہ اسمیں اتنے مراحل طے کرنے ہونگے تب صادق اپنے صدق کو پہونچیگا اور کاذب اپنے کذب کا بدلہ پاویگا۔ اس الہام کے پورا ہونے سے تمام سابقہ الہامات متعلقہ مقدمات سابقہ پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ اور الہام

[illegible]

ہم شایع کر چکے ہیں جسکے غور اور فکر کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس دفعہ ہم دیکھتے ہیں کہ خارق عادت طریقہ سے الہام پورا ہوا ہے الحمد للہ کہ فلک وعدے تمام تر پورے ہو گئے اور مرسل یزدانی کی مہک چاروں طرف عالم میں پھیل گئی۔ الہام "آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے" [illegible] پورا ہوا۔ خدا کی نصرتیں آپ پر اور آپ کے صحابہ پر ہو۔ اس نیاز مند دور افتادہ کی حقیقت اگر حضور پُر نور جب بارگاہ الٰہی میں دعائیں فرما رہے ہوں دعا فرما دیں تو عجب نہیں بیڑا پار ہو۔ اور مرادیں حاصل ہوں والسلام نیاز کیش [illegible]

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی - اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور داؤد کی بابت یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ اسمین اس درجہ کی پاکیزگی اور صفائی قلب موجود تھی اس بات کا صاف ثبوت ہی کچھ نہیں کہ اس نے ایک زبور بھی لکھا ہو۔ ہان ہم یہ یقینی طور پر کہہ سکتے ہین کہ بعض زبور اس کے زمانہ کے قریب تحریر ہوئے ہین - اور چونکہ وہ اسرائیل مین بہت خوش الحان گانیوالا تھا اس لئے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ بعض اس کے اپنے ہی تصنیف ہون۔ لیکن اس بات کا زبردست ثبوت ملتا ہے کہ بہت سے زبور اس کے زمانہ کے بعد لکھے گئے اور بعض حالتون مین تو انکی ابتدا کے اصل زمانہ کا بھی پتہ لگا سکتے ہین بہت سے تو انمین سے captivity کے زمانہ مین تحریر ہوئے اور بعض hanes Antiochus Epip کے وقت یعنی مسیح سے ۱۰۰ برس پہلے لکھے گئے۔

امثال کی کتاب جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے دنیاوی دانائی کے متعلق نصائح - قدیم کہاوتون اور ضرب الشلون کا مجموعہ ہے انمین بہت سے عجیب تجربے اور دور اندیشی بہری ہوئی ہے خود اس کتاب کا بھی یہ دعوی نہین کہ وہ تمام حضرت سلیمان نے تحریر کی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے مجموعون کو ایک بڑے مجموعے کی شکل مین شامل کر دیا گیا ہے۔ اور یہ مجموعہ بہت دیر بعد تیار ہوا اور اسمین مختلف زمانون کی کہاوتون کو لیکر اکٹھا کر دیا ہے۔

غزل الغزلات مین ایک محض عشقیہ راگ ہے اور تسیر طرہ یہ ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے مسیح اور اس کے چرچ کا تعلق ہے بہت سے آدمی غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہین کہ اس سے مسیح اور اس کے چرچ کا روحانی تعلق مراد ہے۔ اسمین عشق کی بنا پر نیکی کے روبرو وفاداری کی تعریف کیگئی ہے مگر ویسی جیسا کہ چاہئے ہے نہین - عبارت بہت عمدہ ہے مگر طرز بیان ایک مشرقی حرم سرا کے ساتھ وابستہ ہے - اور اسے مغربی نوجوان مرد اور عورتون نے روحانی صداقت قائم کرنے کی غرض سے اختیار کیا ہے

پرانے عہدنامہ کی اصلی حقیقت اور بزرگی انکی پیغمبرون اور واعظون مین پائی جاتی ہے جن کی تحریرات مین زمانہ قدیم کے نہایت اعلی نصائح موجود ہین انمین اخلاقی طاقت اور روحانی سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی ہے ان پیغمبران کو جنکی بعد مین بہت قدر و منزلت ہوئی ان کے زمانہ مین ملحد سمجھکر سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تہا۔ ان کا کلام قومی بد اخلاقی بے انصافی بت پرستی اور دنیاوی پن کے برخلاف تہا کسی پیغمبر کو صرف رمال یا فال گو بنا دینا اس کو گویا بہت حقیر کر دینا ہے - جہان عبرانی پیغمبرون نے پیشگوئی کی اسمین عموماً وہ غلط نکلے سوائے ان حالتون کے جبکہ انہون نے اپنی پیشین گوئیان اعلی اصولون اور مذہبی ترقی کے متعلق حالات تک محدود رکہین پیغمبر وہ اشخاص تہے جو بہت اونچے پہونچ سکتے تہے اور اسی سبب سے زیادہ دور اور صاف صاف طور پر دیکہہ سکتے تہے - وہ اپنے اپنے زمانہ سے بہت آگے بڑہے ہوئے تہے - وہ قوم کی مذہبی ترقی کے ہراول کے سردار تہے۔ اور ان نظارون کو جو ترقی کرنے اور اپنی فضیلت اور بزرگی کو محسوس کرنے کے لئے کشمکش کر رہی تہین انکہانے کے لئے نیکی کا اعلے معراج دکہاتے تہے۔ یسعیاہ میکاہ اور حزقی ایل سے ترقی کرنے دل ابہار نیوالے پیغام پہونچے ہین۔ اور انہین صداقت کی چشمون سے حضرت مسیح نے جو ان سے بڑھکر پیغمبر تہے خوب روحانی جام پئے ہین۔ تاہم یسعیاہ کی کتاب صرف ایک شخص کی تصنیف نہین ہے۔ اس کے انتالیسوین اور چالیسوین بابون کے درمیان دو صدیون کا وقفہ ہے پہلے انتالیس باب سوائے چند غیر مسلسل فقرون کے جن سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مختلف آدمیون کی تحریر ہین۔ ایک شخص یسعیاہ نامی نے حضرت مسیح سے آٹھ سو برس پہلے لکھے ہین۔ لیکن چالیسوین باب کو ہم ایک اور شخص کی تصنیف پاتے ہین جسمین بہت زیادہ روحانیت ہے ممکن ہے کہ اس کا نام بھی یسعیا ہی ہو جو بیبلون کے قید کے زمانہ مین گذرا ہے اور اور پیغمبرانہ تحریرات مثلاً ذکریاہ وغیرہ کو اسیطرح کسی اور شخص نے بعد مین اکٹھے کرکے ترتیب دئے ہین۔

ہمین ٹھیک طور پر معلوم نہین کہ پرانے عہدنامہ کی بندش اور ترتیب کا کب قطعی طور پر فیصلہ ہوا یعنی یہ بات کہ کون کون سی کتابین اور ان کا کتنا کتنا حصہ یہودیونکی متبرک تحریرات مین شامل کیا جائے کب فیصل ہوئی۔ لیکن چونکہ بعض حصے اس زمانہ کے لکھے ہوئے ہین جبکہ انیٹوکس ایپیفینیز مسیح سے ۱۰۰ برس پہلے عبادت گاہ کو پلید کر دیا اسلئے پرانے عہدنامہ کی ترتیب اور بندش مسیح کے زمانہ کے قریب تک پورے طور پر فیصل نہین ہوئی تہی ان کتابون کے علاوہ جو کہ پراٹسٹنٹ عیسائیون نے اپنے پرانے عہدنامہ مین شامل کی ہین۔ رومن کیتھولک عیسائیون کی انجیل مین اور کتابین بھی شامل ہین مثلاً اپوکریفا وغیرہ اور بادشاہ جیمز کے وقت مین یہ مستند نسخہ انجیل کا جزو سمجھی جاتی تہین انمین سے بعض کی تحریر اور تعلیم ان کتابون کی نسبت جو اب پرانے عہدنامہ مین شامل ہین بہت اعلی ہے۔ اور اعتبار اور حقیقت کے لحاظ سے ان کا دعوے زیادہ زبردست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اب اوسط درجہ کے پراٹسٹنٹ عیسائی ترش رو واعظ پر تو یقین رکہتے ہین مگر Ecclesiastes کے دل ابہار نیوالے الہام کے قائل نہین ہین۔ وہ نفسانی غزل الغزلات کو تو مانتے ہین اور سلیمان کی پر دماغ دانائی سے منکر ہین وہ تواریخ کی کتاب مین تو یقین رکہتے ہین لیکن میکابیس کی پہلی کتاب سے انکار کرتے ہین۔ ایک کشادہ اور فراخدل والا آدمی ہر ایک کتاب کی اسکی خوبیون کے مطابق قدر کریگا۔ خواہ وہ پرانے عہدنامہ کے ضوابط مین ہو یا نہ ہو۔ جو قصے بالکل کہانی اور روایت کے طور پر ہون گے انہین وہ نہین مانے گا اور جنپر صداقت اور اعتبار کی مہر ہے وہ انہین ضرور قبول کرے گا۔

(ب) نیا عہدنامہ۔ یہ عہدنامہ اپنی ابتدا کے لحاظ سے پرانے عہدنامہ سے بالکل مختلف ہین۔ اسمین پرانے عہدنامہ کیطرح ایک قوم کی تواریخ کے متعلق قصہ کہانیون اور روائیتون کا مجموعہ نہین بلکہ اسمین ایسی علمی تحریرات ہین جو باوجود اسقدر عرصہ گذر جانے کے اور اسقدر بحث مباحثہ اور چیرپہاڑ کے ابتک برابر موجود ہین۔ نئے عہدنامہ مین خاص مذہبی جماعت کے متعلق مختلف حالات اور اسکی تعلیم کے مختلف پہلو مندرج ہین۔ اور نیز اس کے بڑے بڑے پیروؤن کے کارنامون کا ذکر ہے۔ مذہب عیسوی کے قدیم واعظین کی طرف سے ان ابتدائی فرقون کیطرف جو اپنی زندگی کے لئے کوشش کر رہے تہے خطوط کا سلسلہ ہے۔ اور اسمین انہین موقعہ بموقعہ حوصلہ دلایا ہے اور حسب موقعہ برا بھلا بھی کہا ہے۔ علاوہ ازین اسمین دنیا کے خاتمہ کا خیال بھی موجود ہے جو قدیم عیسائیون اور نیز خود مسیح کے خیال کے مطابق جلد آنے والا تہا۔

اب ہمین یہ معلوم ہو گیا ہے کہ کسطرح پرانا عہدنامہ ایک قوم کی مذہبی زندگی سے قدرتی طور پر پیدا ہوتا گیا - اور اسیطرح ہندوؤنکی وید اور دنیا کی اور کتب مقدسہ بھی پیدا ہو گئین - دنیا کی بہت سی کتب مقدسہ نئے عہدنامہ کیطرح کسی مہان پرش یعنے پیغمبر کے زمانہ سے شروع ہوئین - بدھ مذہب کی کتب مقدسہ مین پتاریان مہاتما بدھ کے کارنامون اور کلامون کا مجموعہ ہے اور قرآن حضرت محمد صاحب کے ہاتھون مین سے آئی - ایک حالت مین مہاتما بدھ اور دوسری حالت مین محمد صاحب مرکز تہے اور نئے عہدنامہ کا مرکز مسیح ہے۔

یہ سمجھہ لینا کچھ مشکل نہین ہے کہ یہ تبرک کتابین کسطرح ظہور مین آئین - مسیح کی مثال ہے لو۔ یہ رہبر دنیا مین آیا اور اپنے زمانہ کی زندگی پر اپنا وسیع اثر ڈالا اور اپنے گرد جان نثار رہبرون کا ایک گروہ جمع کر لیا اور اس زمانہ کی ضرورتون مین اسکی توجہ ایسی محو ہوئی کہ اس نے اپنی زندگی کے بعد اپنا اثر قایم رکہنے کے امکان کو بالکل قطع نظر کر دیا اور اس نے اپنی تعلیم کو قلمبند نہین کیا اور وہ لوگ جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے تہے۔ وہ بھی ایسے محو ہو گئے۔ کہ انہون نے ایسا کرنے کی ضرورت کو محسوس ہی نہین کیا۔ پہر جب وہ سخت مخالفت کا شکار ہو چکا اور جلد یا اور اپنی موت مین اپنی زندگی اور تعلیم کی سب سے بڑہکر فضیلت کا ثبوت دیا تو جب اس کے پیرو اسکی موت کی سخت صدمے سے ذرا سنبہلے تو یہ خواہش کرنے لگے کہ کچھہ نہ کچھہ تحریر اسکی تعلیم کی رکہنی چاہئے اسوقت اس کے الفاظ ان کی یادداشت سے اتہ گئے تہے بعض کے اصلی معنے یا تو خبط ہو گئے۔ یا مریج الاعتقاد اور خیالی دنیا مین رہنے والے معتقدون نے اس کے کلام مین بیہودہ ایزادی کر دی۔ اور اب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ لوگ جو اس رہبر کے بہت قریب رہتے تہے جو کچھہ انہین اس کے کلام اور کام کی بابت یاد ہو تحریر کرین۔ (باقی آیندہ)

ایڈیٹر اہلحدیث کے نام خط

وفی شرف الحدیث دلیل صدق
لمختار علی شرف القدیم

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔
آپ اپنے پرچہ اہلحدیث مین ہمارے فارسی اشتہار امام مہدی پر نکتہ چینی فرماتے ہین۔ قبل اس کے کہ ہم اختصار کے ساتھ جواب عرض کرین۔ نہایت افسوس کے ساتھ اظہار کرتے ہین کہ آپنے مشتہر سے تجاہل کر کے ہمارے نبی موعود احمد قادیانی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب قرار دیکر خوب گالیاں دی ہیں۔

ہمارے نزدیک اس طرح سب وشتم آپ جیسے مولوی فاضل کی شان کے مناسب نہ تہا یہ شیوہ تو کسی گستاخ دریدہ دہن کا ہونا چاہیے تہا بہرحال ہم تو نہ بابا صاحب کی اس ناشایستہ حرکت سے اعراض کر کے اصل مطلب پر حسب ذیل عرض پرداز ہین۔

آپ فرماتے ہین کہ اشتہار مذکور مین کیوں یہ دعوے شایع نہین ہوا کہ مرزا صاحب کرشن بھی ہین اسکا جواب دو طرح پر گذارش ہے

اول۔ یہ اشتہار خاکسار نے اسوقت شایع کیا تہا جبکہ ابہی سیالکوٹ کی تقریر شایع نہوئی تھی۔

دوم۔ مرزا صاحب حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت لیکر اہل ہنود کی اصلاح کیلئے آئے ہین جیسا کہ مہدی علیہ السلام ہوکر مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کیلئے تشریف لائے ہین۔ سو جبکہ بلاد اسلامیہ مین ہمارے مخاطب اہل ہنود نہین تو اس دعوے کا شایع کرنا کیا معنے رکہتا تہا۔

پہر آپ اور اعتراض کرتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ گویا ہم نے اپنے فارسی اشتہار مین غلام دستگیر کا مباہلہ جہوٹا واقعہ لکہا ہے مولوی غلام دستگیر نے نہ اپنے بددعا کی ہے اور نہ مقابلہ میں دونوں مین سے جہوٹے کی موت مانگی ہے اور نہ مرزا جی کے سچے ہونیکا ذکر ہے وہ اپنی کتاب فتح رحمانی میں یوں لکہتا ہے۔

دعا و التجا اس فقیر قصوری کی جو بیچ دل سے تیرے دین متین کی تائید مین حتی الوسع ساعی ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اگر یہ توبہ مقدر نہین تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین انک علی کل شیئ قدیر۔ وبالاجابۃ جدیر

انتہی۔ آپ یہ بھی فرماتے ہین کہ اگر مولوی غلام دستگیر نے مباہلہ کیا تو سخت غلطی کی اور مولوی غلام دستگیر مرحوم کا فعل دوسرون کیلئے حجت نہین اور نہ اس سے مرزا جی کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

اما الجواب۔ گذارش یہ ہے کہ یہ تو آپنے بہت صحیح اور درست فرمایا کہ مولوی مذکور نے غلطی کی۔ ہم بھی کہتے ہین کہ واقعی اس نے سخت غلطی کی۔ مولوی صاحب ہم نے کب کہا کہ اس نے غلطی نہین کی۔ اگر وہ غلطی نہ کرتا۔ تو ایسی موت سے کیون مرتا۔ رہی آپ کی یہ بات کہ اس کا فعل حجت نہین اور نہ اس سے مرزا جی کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے سو یہ بات آپکی رد کرنیکے قابل ہے کیونکہ ایسے قاعدہ کی بنا پر آپ فرما سکتے ہین کہ بدر کے دن جو ابوجہل نے من کان منا کاذبا فاحنہ فی ہذا الموطن وغیرہ کہی۔ اسمین اسنے غلطی کی اور مولوی ابوجہل (جسکو لیکھرام ابوالحکم کہتا ہے) کا فعل دوسرون کیلئے کوئی حجت نہین اور نہ اس سے معاذ اللہ سید الکائنات خاتم النبیین کی صداقت ثابت ہو سکتی تو آپکے اس منطق کو کوئی مسلمان صاد نہین کریگا علاوہ برآن ہماری حجت اور دلیل خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ مولوی غلام دستگیر کا فعل اسکی بددعا تہی جو اس نے کی مگر اسکو موت دینا اور ہمارے مرزا جی کا صدق ظاہر کرنا۔ ہمارے مولیٰ کریم کا فعل تہا۔ جسپر ہمکو ناز ہے اور جو ہماری حجت و برہان ہے۔ تمہاری مولویت تو تب ثابت ہو کہ کوئی اصل جدید وضع کرو کہ جناب الٰہی کا فعل بہی حجت نہین اور نہ اس سے مرزا کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ غلام دستگیر نے بددعا نہین کی نہ جہوٹے کی موت مانگی نہ مباہلہ کیا۔ اتنی بات کیلئے ہمین آپ کی ہی منقولہ عبارت صفحہ ۲ کافی ہے۔ ذرہ عقل سے کام لین کہ ہمین فارسی اشتہار مین غلام دستگیر کے مباہلہ کا خلاصہ پیش کرنا مقصود تہا۔ کوئی اردو کا فارسی مین لفظی ترجمہ کرنا ضرور نہ تہا اب اگر ہمارے اشتہار کا مطلب تمہاری ہی عبارت مندرجہ پرچہ اہلحدیث سے ثابت نہو۔ تو ہم تحریری وعدہ کرتے ہین کہ ہم آپ کو ہرگز غبی الطبع اور کم فہم قرار نہین دینگے۔

اب مین آپ سے پوچہتا ہون کہ فقطع دابر القوم الذین ظلموا اگر بددعا نہین تو کیا ہے اگر ہے تو کس کیلئے۔ اسمین اگر وہ ظالم کی موت مانگتا ہے تو اسکی نظر مین وہ کون ہے۔ اپنے آپکو حامی دین متین ظاہر کرتا ہے مرزا صاحب کو جہوٹا جانتا ہے۔ پہر فقطع دابر القوم الذین ظلموا کی بددعا کرتا ہے۔ اور اب بہی آپ کہتے ہین کہ اس نے بددعا نہین کی جہوٹے کی موت نہیں مانگی۔ تو کیا اس نے راستباز کی موت مانگی ہے تعجب ہے۔ ایسی موٹی باتوں کو اگر آپ نہین سمجہ سکتے تو واقعی ہم آپکے مقابلہ میں دلائل پیش کرنیسے عاجز ہیں۔

ولیس یصح فی الافہام شیئی
اذا احتاج النہار الی دلیل

پہر آپ قبولیت دعا وغیرہ کے متعلق وہی لایعنی باتیں کرتے ہین جو مدت سے آپ کا طریق ہے۔ سو اس کا جواب ہم کیا دین۔ بجز اس کے کہ

آنکس کہ بقرآن وخبر زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش ندہی

پہر آپ فرماتے ہین کہ مین قادیان مین آیا اور بر سر میدان نکلا۔ اور یہ کیا اور وہ کیا۔ سو گذارش یہ ہے کہ اسمین ہمین کیا کلام ہے آپکا قادیان مین آنا کوئی مشکل بات نہین۔ بیشک آپ قادیان مین تشریف لا کر آریون کے مہمان ہو سکتے ہین۔ پہر واپس امرتسر جا سکتے ہین۔ یا آپ کو مغالطہ دے سکتے ہین سو اسطرح بیان آنا کوئی بہادری نہین۔ یہ تو پختہ والے ہر روز آتے ہین کئی قسم کے بیمار مولوی نورالدین صاحب کے پاس علاج کیلئے آتے ہین آپ کے آنے مین کوئی خصوصیت نہین ہان جس **طریق** فیصلہ کی بنا پر بلایا گیا تہا اور دعوت کیگئی تہی اسے آپنے کہان تک اختیار کیا؟ یہ امر پبلک کو معلوم ہو چکا ہے۔

راقم عبداللہ کشمیری۔

"احمدی فقہ"

اس عنوان سے الحکم کے ایک معزز ناظرین نے مندرجہ ذیل [illegible] کی نسبت کچہ خیالات مدت سے میرے دماغ مین گردش کر رہے تہے۔ مگر ابتک پبلک مین ظاہر کرنیکا موقع نہ ملا۔ زیادہ تر یہ وجہ ہے کہ مینے اپنے محسن کریم الملۃ کو اس بارہ مین کچہ لکہا تہا۔ مگر آپنے جواب دیا ابہی حضرت علیہ السلام کی توجہ موجہ دیگر انبیا کیطرح اصلاح عقاید کیطرف ہے ادہر توجہ کرنیکا وقت نہین آیا۔ اب آپکی کتاب نماز اور اسکی حقیقت کا اشتہار دیکہکر پہر مجہے تحریک ہوئی اور مین اپنے قلم کو مندرجہ ذیل سطور لکہنے بغیر روک نہین سکتا۔ بات یہ ہے کہ ہر چند ہمارے اعمال مین جو اختلاف ہے وہ بہی حضرت مسیح موعود کا ایک اعجازی نشان ہے کہ دیکہو کسقدر مختلف الخیال لوگونکو ایک سلسلہ مین منسلک کر دیا ہے مگر پہر بہی نہایت ضروری ہے کہ امام الحکم عادل کیطرف سے ان متنازعہ فیہا مسایل کا فیصلہ ہونا چاہیے جسمین شافعی۔ مالکی حنفی حنبلی کا اختلاف رہا ہے کیونکہ یہ ضروری نہین کہ چارون اقوال درست ہون گو ہمارے لیے حضور علیہ السلام نے ایک قاعدہ فرما دیا ہے کہ پہلے قرآن پہر صحیح حدیث پہر فقہ حنفی۔ مگر پہر بہی کسی مسئلہ مین فیصلہ کر دینا ہر کس و ناکس کا کام نہین بلکہ یہ کام اگر ہے تو خود امام ہمام علیہ السلام کا یا ہمارے بزرگ مولوی سید محمد احسن کا کیا تعجب کہ وہ اس ضروری عرض کو قبول فرما کر اسطرف توجہ فرماتے اور مختصر احمدی فقہ ترتیب دین۔ اب چونکہ انکی توجہ کرنیمین ابہی دیری ہے اسلیے آپ ہی سابق بالخیر بنین اور نماز اور اسکی حقیقت کتاب زیر تصنیف مین کم از کم نماز کے مسائل تو لکہہ دین۔ اکثر جو لوگ دارالامان مین رہنے سے محروم ہین انکو معلوم ہو کہ [illegible] امام کا کس پر عمل ہے بعض مسائل تو آپنے لکہدیے ہونگے مگر مین جانتا ہون کہ مسائل کو بالدلائل لکہا جاوے اور ہر فیصلے کا ماخذ بتایا جاوے تا کہ ایک احمدی دوسرے مسلمان بہائیونکے ساتہ وجہ ترجیح بیان کر سکے۔ مثلاً مین عرض کرتا ہون کہ حنفی مذہب ہے کہ جو پانی دہ دردہ سے کم ہو اسمین اگر تہوڑی سی نجاست بہی پڑے تو پلید ہو جاتا ہے اور شافعی مذہب ہے کہ پانچ مشکوں سے زیادہ پانی ہو تو نجاست پڑنے سے کبہی پلید نہین ہوتا۔ اور مالکی مذہب ہے کہ جبتک رنگ و بو نجاست سے نہ بدلے۔ پانی پلید نہ ہوگا۔ ہر سہ مذاہب اپنی اپنی تائید مین احادیث صحیحہ پیش کرتے ہین حنفی دلیل ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے ماء دائم مین کوئی بول نہ کرے اور نہ کوئی جنبی نہاوے (داسی لیے منع فرمایا کہ پانی نجس ہو جاتا ہے) شافعی دلیل ہے کہ قلتین سے زیادہ پانی ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہین کرتی۔ مالکی دلیل ہے کہ بیر بضاعۃ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ اسمین مچہلیان وغیرہ پڑتی ہین اور چہوٹے حوضوں کی نسبت کہ اسمین کتے وغیرہ پانی پیتے ہین تو فرمایا آنحضرت صلعم نے کچہ مضائقہ نہین۔ چوہا وغیرہ کنوئیں مین مرین تو حنفی اسکا پانی نکالتے ہین اور آثار صحابہ سے دلیل لاتے ہین اور اصول سے ثابت ہے کہ صحابی کا قول حجت ہے اور موقوف بہی حکم مرفوع مین ہے اہل حدیث کہتے ہین کہ حنفیوں کا ڈول سا ہے جو نجس پانی نکال لیتا ہے اب آپ فرمایئے کہ ایک طالب حق اس موقعہ پر کیا کرے اور کیونکر وہ آستانہ حکم پر نہ گرے۔ اس سے آگے وضو اور پہر وضو کے نواقض کیطرف خیال فرمایئے کسقدر اختلاف ہے خون کے بہنے سے اور نماز مین قہقہہ کرنے سے حنفیوں کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر شافعیوں کے نزدیک نہین طرفین کے پاس

[illegible] (احمدی از جموں تنگلی ضلع گجرات پنجاب)
[illegible] قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔

سچے اور حقیقی عقاید پر عمل کرنے کیلئے اول علم صحیح کی ضرورت ہے

ازالہ اوہام ہر دو حصہ یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضوں کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ قیمت عہ

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے نہایت ازہام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ مسئلہ نیوگ کے متعلق بڑے نتائج کو کھول کر دکھایا۔ اور آریوں کے ان اعتراضوں کا جواب جو وہ اسلام کرتے ہیں قیمت ۴ر

نامہ پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا [illegible]

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین [illegible] حضرت کے تیس سال پرانی مضامین [illegible] قرآن کی مقابلہ پر قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۴ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۳ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسیقدر کہہ دینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں۔

تحذیر المومنین مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوے کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تھا اور جو عقاید پیش کئے تھے اسکا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئے۔ قیمت ۸ر

شمس بازغہ پیر مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت عہ

تفسیر سورہ تبت سورۂ تبت پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱ر

سوال تسبیل نمبر ا ایک ہندو ستانی مولوی کے خط و کتابت قیمت ۱ر

رد نسخ و شیعہ حکیم الامت کی اچھوتی تحریر۔ قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم میں غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صد ہا خطوط اظہار پسندیدگی بھیجے گئے ہیں۔ یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کو قبولیت ہوگئی ہے۔ قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم بطور رسالہ ماہوار یہ تفسیر ناظرین تفسیر کے بے حد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہوگیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونے والا ہے گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۸ر اور سالانہ قیمت ہے ر

سلک مروارید سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انمین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۳ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دار الامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچھوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابل دید اور دلکش دیباچہ لکھا ہے قیمت عہ

الانذار حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان مین ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا جسکی غالباً بقدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تحریرونکا مجموعہ۔ قیمت ۴ر

اصلاح النظر حضرت حکیم الامت کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامت نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی۔ قیمت ۲ر

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۸ر **وفات مسیح** پنجابی نظم قیمت ۱ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱ر

شیخ عبد الحق نو مسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) ۲ر

دعوۃ الحق نمبر ۲ انجیل کی حقیقت قیمت ۱ر

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم میں عبد مومن کے خواص و نشانات) قیمت ۲ر

مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور میں دعا مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۱ر

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسر نا القرآن کیموافق دو پارے چھاپے گئے ہیں۔ قیمت ۲ر

پورے سٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک کے لئے جاوینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان

دفتر الحکم کی عجیب و غریب کتابین جو زیر طبع ہین

(صرف دفتر الحکم قادیان سے ہی ملینگی)

(اس اشتہار مین مین ان کتابون کا نام لکھونگا جو مرتب ہو رہی یا چھپ رہی ہین)

(۱) **مراۃ الجہاد** سید وزارت حسین صاحب احمدی مونگیری کی ایک عجیب و غریب کتاب ہے جو مسئلہ جہاد پر سیر کن بحث اپنے اندر رکھتی ہے ۲۰۰ صفحہ تک پریس مین آچکی ہے یعنے چھپ رہی ہے۔

(۲) **حضرت ابوبکر صدیق کی لائف** ایک عربی کتاب کا اردو ترجمہ مع مفید نوٹون اور حواشی کے۔ یہ کتاب بھی چھپ جانے پر قابل دید کتاب ہوگی۔

(۳) **نماز کی حقیقت** دوہزار اسکی شروع ہوئی ہے

(۴) **فوز الکبیر کا اردو ترجمہ** شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر کتاب اصول تفسیر مین جس پر مترجم نے عجیب اور مفید حواشی چڑھائے ہیں حضرت حکیم الامت کی اصلاح سے شایع ہوگی۔ قرآن مجید کے مشکل الفاظ کا ایک فرہنگ بھی جس کے ساتھ ہوگا۔ اس فرہنگ مین وہی معنے ممتاز درج ہونگے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے مروی ہین۔ اور جہان ممکن ہوگا امام حجۃ الاسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معانی بھی دیئے جاوینگے

(۵) **سلک مروارید کا دوسرا حصہ** جو لوگ موتیون کی لڑی کا پہلا حصہ پڑھ چکے ہین انکے سامنے اس حصہ کے متعلق لکھنے کی ضرورت ہی نہین۔

(۶) **مکتوبات احمدیہ** حضرت امام الزمان کے مکتوبات ان کتابون سے نمبر اول و سوم و پنجم پریس مین ہین یعنے لکھی جا رہی اور چھپ رہی ہین نمبر اول قریب الختم ہے نمبر ۵ وہ شروع ہین [illegible] ہو چکی۔ نمبر ۲ و ۳ کا کسیقدر کام ابھی باقی ہے۔

خریداران الحکم مین سے اگر ان کتابونکو کوئی شخص لینا چاہتا ہو تو اطلاع دیدے ورنہ [illegible] بھیجی جاوینگی بذریعہ وی پی اور سال [illegible]

ایڈیٹر الحکم قادیان

الحکم کے گذشتہ سالون کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

خریداران الحکم توجہ فرماوین

دسمبر ۱۹۰۴ء کا آخری پرچہ اور جنوری ۱۹۰۵ء کا پہلا پرچہ بعض احباب کے نام وی پی کیا گیا تھا نتیجہ ہوا کہ [illegible] جنوری ۱۹۰۵ء کی پرچے معمولی طور پر بھیجے گئے اب مہربانی فرماکر جتا خود ہی بھیجدین

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (٦)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجودیکہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسوں نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی شیطان اسے جنگل میں لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کروں انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل لائف نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا کہ یہ شخص ایک متدین، متورع اور راستباز انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریاں یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاء اللہ العزیز دکھانے کو طیار ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور راہ سے دیکھو نامکمل اور ادھوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں اعلیٰ کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو پری گت اس مذہب کے پیروؤں کی کی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے۔

اگر خود اسکے اپنے ہی زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا وہ کافی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اس وقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ کسطرح روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہے ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ بس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا مشن کمپونڈ میں لے گیا تھا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپرواہی کی موت میں مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کروں۔ آپ کو بخوبی علم ہو گیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جس کے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اس کے آپ نے دیکھا ہے کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں۔ انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہے تو اسپر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے۔ ہر چند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت اناجیل اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورت و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کر کے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہے ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قائم کر دیئے غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اسراف لوگوں کا باوجودیکہ ان کی ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکتے پھر بھی سرپٹ اس میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے متبع ہیں سبق لینا چاہیئے اور اشاعت اسلام کے وسائل اور ذرائع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری بھی تھا۔ یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھہرایا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا کام کسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہیئے تھا۔ پھر ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہیئے اور سجدات شکر بجا لانے چاہیئیں جنہوں نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کر لیا۔

پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ کی اشاعت میں حصہ لے اور روپے دامے قدمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنے پاس رکھتا ہے۔ ناظرین کو اب میں دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہوں۔ اسلئے آؤ نیشنل کانگرس کے پنڈال میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور تنزل سے ترقی کیوں ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں صرف معنی و مفہوم کو مدنظر رکھکر اخبار میں دیتا ہوں اسلئے انشاپردازی و طرز باندی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹنا و بڑھنا دیکھئے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھئے
بعد ظلمت کے او جالے کو نہ جانے کوئی
آفتاب کا ڈوب کے پھر دن کو وہ چڑھنا دیکھی

اللہ جل جلالہ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کیوجہ سے تنزل کر کے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورۂ فاتحہ کی آیتوں کی لحاظ کر نیچے کا درجہ ہے) پہنچتی ہے تو اسوقت اللہ رحمٰن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورۂ فاتحہ کا اوپری) مامور و مرسل کا نزول ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا کو نیچے سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قائم کر کے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلاوے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی کہ جو اکمل طور سے انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنے خداوند کریم سے کلام کا شرف رکھتا ہو جو انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں پر مشتمل ہوکر نذیر و بشیر کے رنگ میں نازل ہوتی رہتی ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دی جاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ صرف زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبان سے بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ میں اس مامور کے تابعدار ہو کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہاں پہنچکر الرحمٰن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضائع نہیں جانے دیتا۔ اور نیز وہ اپنے عمل پر گھمنڈ کرتے ہیں۔

چونکہ صفت رحیمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمٰن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کو طے کرنے کیلئے جو کچھ اسباب کی ضرورت تھی وہ سب اس رحمٰن دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو اپنے کو اس عالم میں پاتے ہیں جو خداوند کریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکیہ کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہاں پہنچکر بھی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ میں رہ کر ان کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے

وقیل الحمد للہ رب العالمین
واٰخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمےٰ یعنے مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور سے انکار و استہزاء میں کرنا مذہب میں تو اور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہو رہا ہے۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر اتیاپور تعلقہ تسوراپور ضلع لنگسگور۔

رسید زر آمدنی مدرسہ

۷ر فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگو ظفروال	عـــہ؍
(۲) جماعت کپورتھلہ معرفت میاں عبدالمجید صاحب	۶ر ۹ پائی
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیروالہ ضلع ملتان	عـــ؍
(۴) میاں نورالدین متعلم سناجبل پور لائن	عـــہ؍
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	۵ر
(۶) شیخ ضیاءاللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انبہٹہ	عـــہ؍ ۸ر
(۷) خلیفہ نورالدین صاحب جموں	عـــ

۸ر فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس ملیاں ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندھر ۱۲ر

میزان کل

۔ـــ ۴ ار ۹ پائی

آمد درباره یادگار پیشگوئی

۷ر فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو عـــ

۸ر فروری ۱۹۰۵ء ۔ منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دویم مدرسہ پور ہیراں متصل ہوشیارپور عـــ

میزان ۔ عـــ

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

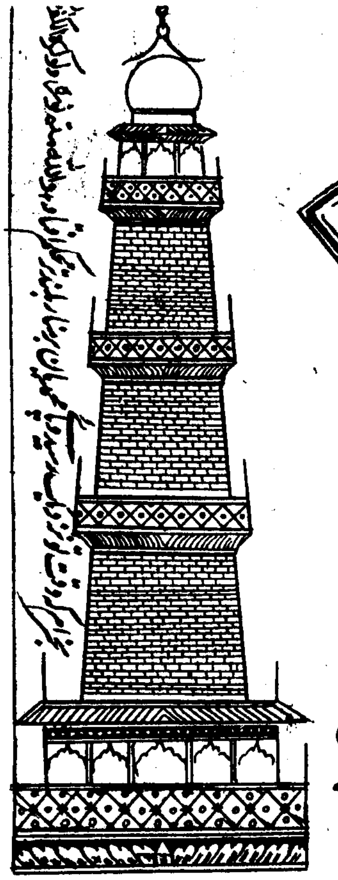

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

إنه آوى القرية

الحکم

چہ گویم با تو گرائی جیا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے عے (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ روپیہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲/۲

فہرست مضامین

نمبر ۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نیا انتظام

بھائیون کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ سے مدرسہ کا انتظام جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کے زیر اہتمام تہا۔ خان صاحب موصوف نے محنت اور سعی سے جہانتک خدا تعالیٰ نے انہین موقعہ دیا اور توفیق بخشی اس کو چلایا۔ بعض مصالح اور مجبوریان کے سبب سے خان صاحب کو قادیان سے باہر رہنا ضروری معلوم ہوا اس لیئے وہ مدرسہ کا انتظام اور نگرانی جیسا کہ چاہیئے نہین کر سکتے تہے اور یہ امر ان کی طبیعت پر شاق تھا کہ وہ اسطرح ان فرائض کے ادا کرنے سے قاصر تہے جنہین وہ نہایت ضروری سمجہتے تہے۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام علیہ السلام نے ان کی تکلیف اور مجبوریون کو نظر کر کے انہین اس بار گران سے سبکدوش فرمایا اور مدرسہ کا انتظام پھر ایک کمیٹی کے سپرد کیا جس کے ممبر اصحاب ذیل ہین۔

مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب
شیخ یعقوب علی صاحب
اور خاکسار راقم۔

اب نہایت ضروری بات جس پر تمام قوم کو توجہ کرنی چاہیئے یہ ہے کہ مدرسہ کیلئے مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے ہین کہ قیام مدرسہ کی صورت دشوار معلوم ہوتی ہے اس مین شک نہین کہ مومنین کے کام ابتدا مین ایسی شکلین اختیار کرتے ہین کہ ان کی نسبت کامیابی کی پیشگوئی کرنا دنیا کی نگاہ مین دور از کار امر معلوم ہوتا ہے مگر آخر کار خدا تعالیٰ کی نصرتین حسب وعدہ ان کی دستگیری کرتی اور ان کے بگڑے ہوئے کامون کو زمینی مدبرون کے کامون سے بڑھ کر سنوار دیتی ہین کیا ہی مبارک اور ایمانون کو بڑہانے والی تقریر فرمائی حضرت امام علیہ السلام نے اس سے اگلے دن جبکہ مدرسہ کو اپنے خدام کے سپرد کیا۔ فرمایا اس وقت جو مالی مشکلات ہین ان کے لحاظ سے مضطرب نہ ہونا چاہیئے۔ دیکھو سکھون نے کتنا سرمایہ جمع کر لیا اور دکہایا کہ ان کے مدرسہ کی بنیاد مضبوط ہو گئی ہے۔ یہ حال ہے اس قوم کا جنکی ترقی زمینی اسباب کی بنا پر اور زمین پر ہے۔ ہماری ترقی خدا تعالیٰ کے وعدون کے موافق اور آسمان پر لکھی جا چکی ہوئی ہے ہمین کبھی نا امید نہین ہونا چاہیئے اور فرمایا ہمارے تمام کاروبار کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ تمام رکاوٹون کو ہماری راہ سے اٹہا دیگا۔ کوشش کرو اور کوشش سے نہ تھکو اور نہ ہارو۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اسباب اور جائز وسایل کو مضبوط پکڑو اور دعائین بھی کرو وہ اپنے وعدون کے موافق خود سب کچھ کر دیگا۔

اس وقت نہایت ضروری بات یہ ہے کہ دو ہزار روپیہ ہمارے پاس موجود ہو اور یہ یکمشت چندون سے بہت جلد جمع ہو جائے۔ اور ماہوار چندہ باقاعدہ ہو اور کوئی فرد بھی احمدی جماعت کا چندہ سے باہر نہ رہجائے خواہ کتنی ہی قلیل مقدار اپنے ذمہ لے۔

بہت واضح اور پہاڑ کر لکھنا ضروری نہین مناسب وقت اور تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ ہمارے بھائی ہر ایک کام سے اسے اہم سمجھ کر ہمت باندہ لین اور ہر شہر مین کارروائی کر کے قوم اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ثواب اور اجر کے مستحق بنین۔

آخر مین اللہ تعالیٰ کی جناب مین دعا ہے کہ وہ ان چند حرفون مین اپنی طرف سے برکت رکھ دے اور قوم کے دلون کو اس کار خیر کی طرف مصروف کرے۔ اور ان کے قلب مین الہام کرے کہ ایکدفعہ ہی غفلت کو چھوڑ کر پوری سعی مین لگ جائین۔

خاکسار عبد الکریم

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجودیکہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسوں نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی شیطان اسے جنگل میں لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کروں انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل لائف نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا کہ یہ شخص ایک متدین۔ متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریاں یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاء اللہ العزیز دکھلانے کو طیار ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور ذراہ سے دیکھو نامکمل اور ادھوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں علمی کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو بری گت اس مذہب کے پیرووں کی کی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے۔

اگر خود اسی کے اپنے ہی زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا۔ تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا ہے وہ کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اسوقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ کسطرح روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہی ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا مشن کمپونڈ میں لیگیا تھا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپروائی کی موت میں مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کروں۔ آپ کو بخوبی علم ہوگیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جس کے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اسکے آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں۔ انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہے تو اسپر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے۔ ہر چند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت انجیل اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورت و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کرکے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہے ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایکوقت کی چار میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قائم کرلئے غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اسراف لوگوں کا باوجودیکہ زمانہ ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکتے پھر بھی سرگرم اس میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے متبع ہیں سبق لینا چاہئیے اور اشاعت اسلام کے وسائل اور ذرائع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری بھی تھا۔ یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھیرایا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا کام کسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہیئے تھا۔ پھر ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہیئے اور سجدات شکر بجالانے چاہئیں جنہوں نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کرلیا۔

پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہئیے کہ وہ اس سلسلہ کی اشاعت کا حصہ ممد ہو کے اور روپے دامے قدمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ بھڑایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنے پاس رکھتا ہے۔ ناظرین کو اب میں دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہوں۔ اسلئے آؤ نیشنل کانگرس کے پنڈال میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور ترقی کیوں ہوئے اور ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں صرف معنی و مفہوم کو مدنظر رکھکر اخبار میں دیتا ہوں اسلئے انشاپردازی و زباندانی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹنا و بڑھنا دیکھیے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھیے
بعد ظلمت کے اوجالے کو نہ مانے کوئی
آفتاب کا ڈوبکے پھر دن کو وہ چڑھنا دیکھیے

اللہ جل جلالہ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑکر افراط و تفریط کیوجہ تنزل کرکے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورۂ فاتحہ کی آیتوں کی لحاظ کر نیچے کا درجہ) پہونچتی ہے تو اسوقت اللہ رحمٰن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورہ فاتحہ کی اوپر ہے) ماموروں رسل کا نزول ہوتا ہے۔ تاکہ وہ دنیا کو نئے سرے سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قائم کرکے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلائے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی تو ہے جو اکمل طور سے انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنے خدا اور بندے سے مکالمات کا شرف رکھتا ہو جو انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں پر مشتمل ہوکر نذیر و بشیر کے رنگ میں نازل ہوتی رہتے ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دیجاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر رکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ صرف زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبان سے بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ میں اس مامور کے تابعدار ہوکر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہاں پہونچکر الرحمٰن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضایع نہیں جانے دیتا۔ اور وہ اپنے عمل پر نتیجہ مرتب کرتے ہیں۔

چونکہ صفت رحیمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمٰن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کے طے کرنے کیلئے جو کچھ اسباب کی ضرورت تھی وہ سب اس رحمٰن دیے ملنگے دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو اپنے کو اس عالم میں پاتے ہیں جو خداوند کریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکہ کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہاں پہونچکر ہی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ میں رہکر اون کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے

وقیل الحمد للہ رب العالمین
واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمےٰ یعنے ماموریت اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور سے انکار و استہزا میں کمر باندھتے ہیں تو اور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہوا ہے۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر تیاپور رتعلقہ شورا پور ضلع لنگسگور۔

رسید زر آمدنی مدرسہ

۷ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگو ظفروال عہ۴ر
(۲) جماعت کپور تھلہ معرفت میاں عبد المجید صاحب ۶ر۹ پائی
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیر والہ ضلع ملتان عہ۸ر
(۴) میاں نور الدین متعلم سناجبل پور لائن عہ۴ر
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۵ر
(۶) شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انہر عہ۸ر
(۷) خلیفہ نور الدین صاحب جموں ؏

۸ر فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس لیالی ڈاکخانہ تکو ضلع جالندھر للعہ ر

میزان کل
لعہ ۳ سم ار ۹ پائی

آمد درباره یادگار پیشگوئی

۷ر فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو ؏

۸ر فروری ۱۹۰۵ء - منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دوئم مدرسہ پور ہیران متصل ہوشیارپور ؏

میزان ؏

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

۱۔ انسان دنیا میں چار قسم میں۔ بعض اپنی قومیت یا ملک یا تربیت وغیرہ کے باعث نیک اصول سادہ طور سے حاصل کرتے اور جو سکھائے جاتے وہ سچے اصول ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً آجتک ہم نے جسقدر ترقی کی ہے اونہیں اصول تک پہونچے ہیں جو ہماری ماں نے ہمیں بتلائے تھے بالمقابل دوسری قوم ہے کہ بدبختی سے گند۔ شرارت۔ بے ایمان وغیرہ اونکو بتائے گئے ہیں۔ مثلاً فواحشات کی لڑکیاں مشرکوں اور بت پرستوں کی اولاد۔ ڈاکہ زن۔ چوٹے۔ دغا باز۔ اپنی اولاد کو کیا سکھاتے ہیں۔ پس ایک قوم نے سادگی سے سچائی اختیار کرلی اور دوسرے نے سادگی سے بدی اختیار کرلی۔

دونوں کے اخیر میں ایک اور قوم ہے وہ وہ لوگ ہیں جو نیکی یا بدی کو ابتدا میں سیکھنے پر اونکی طبیعت میں چلبلاپن ہوتا ہے اور وہ بدن اعتراضات کو سننے پر اوسطرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور اپنے اصولوں پر قایم رہتے مثلاً ایک شخص پادری کے وعظ میں بول اوٹھا کہ کیا تم کوئی شیخ سعدی سے بڑے آدمی ہو دیکھو تو اوس نے صاف کہا ہے کہ

تورات وانجیل منسوخ کرد

پس تورات اور انجیل منسوخ ہو چکی ہے۔

پس بعض وہ ہیں جو دوسروں کے اعتراضات کو اور سوال وجواب کو سنتے ہی نہیں۔ اور نہ انہیں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔

چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو سوال کو سنتے اور اسپر غور کرتے اور بعض وقت ان اعتراضات پر مایل ہو جاتے اور کہہ اوٹھتے کہ یہ بات قابل قدر ہے۔ ان لوگوں پر جب سوال کی زد آنکر پڑتی ہے تو گھبرا جاتے۔ اور کبھی تو خود جواب سوچتے اور کبھی کسی دوسرے سے جاکر دریافت کرتے ہیں۔

پس چوتھی قسم کے لوگوں کیواسطے ہی علم کلام کی کتابیں ہوتی ہیں مگر یہ بھی چوتھے قسم میں سے وہ لوگ ہیں جو خود غور وخوض نہیں کر سکتے۔ پھر دوسروں سے جاکر دریافت کرتے ہیں پس مرزا صاحب نے بھی ایسے لوگوں کو ہی مخاطب فرمایا ہے۔ باقی اقسام کے لوگ تو بالکل محتاج نہیں ہوتے۔

۲۔ قرآن کریم کی راست بازی کی ایک بار یک مثال

جب کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ میں کامل ہوں یا میری کتاب کامل ہے۔ تو چونکہ کامل چیز دوسرے کی محتاج نہیں ہوتی اسلئے ضرور ہے کہ وہ اپنے کمال کی آپ ہی دلیل بھی پیش کرے۔ اور اگر اس کے کمال کی دلیل کوئی اور شخص دیتا ہے خود مدعی دلیل نہیں دے سکتا تو معلوم ہوا کہ وہ خود کامل نہیں۔ پس جو کلام خود اپنے کمال کا دعویٰ کرے۔ اور اپنی خوبی کے دلایل بھی خود پیش کرے اور جس عقیدے باطلہ کو وہ دفع کرنا چاہتی ہے اوس عقیدے اور اسکی برائی کو بھی بیان کرے تو وہ کلام کامل کلام کہلائیگی۔ مثلاً قرآن نے دعوے کیا ہے کہ شرک بری چیز ہے۔ اگرچہ اسکی نسبت قرآن میں یہ ذکر کثرت سے آیا ہے مگر میں ایک ذکر بطور مثال بیان کرتا ہوں۔

اغیر اللہ ابغی کم الہا وھو فضلکم علی العلمین۔ احمقو تم کہتے ہو کہ کوئی بت بناؤ خدا کے سوائے۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے۔ اور بت تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے ہیں آگ ہماری خادم ہے ضرورت کے وقت اوس کو جلاتے اوس سے کام لیتے اور جب چاہتے اسکو بجھا دیتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ پانی۔ مٹی ہوا۔ سورج۔ چاند۔ لوہا۔ پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں۔ پس شرک بتایا۔ اور اسکے برے ہونیکی دلیل بتائی۔

اسیطرح نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ شہد کی مکھی اور دودھ اور پھلوں وغیرہ کی دلیلیں ملاحظہ کرو۔

پس قرآن میں ہر دعوے کی دلیل دیگئی ہے اور یہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا اصل ہے کہ ہم نے کبھی ۱۳ سو برس کی کتاب میں نہیں دیکھا۔

۳۔ مرزا سلطان احمد صاحب سے ایک کمشنر صاحب نے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کے الہام کے دعوے میں تمہیں بھی اتفاق ہے۔

جواب دیا کہ یہ سوال میرے نزدیک ایسا مشکل ہے کہ میں کیا جواب دوں۔ آپ کمشنر اور میں تحصیلدار پھر میں بیٹا اور مرزا صاحب میرے باپ۔

بہرحال میں یہ کہدیتا ہوں۔ کہ کیا خدا رازق تھا۔ اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہاں تھا۔ کسطرح اسلئے کہ وہ اب بھی رازق ہے۔ کیا خدا خالق تھا۔ ہاں تھا اسلئے کہ آج بھی خالق ہے۔ پس کیا خدا کسی کے ساتھ ہمکلام ہوتا تھا۔ ہاں ہوتا تھا پس آج بھی کسی سے ہمکلام ہوتا ہے۔

ہمارے یہ لوگ بعض اوقات سوال کر بیٹھتے ہیں کہ دنیا میں خدا نے پہلی کتاب ہی کیوں کامل نہ کردی بار بار کتابوں کے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔

جواب۔ خدا کا کلام۔ خدا کا قول ہے اور دنیا خدا کا فعل ہے۔ اور خدا کے فعل میں ضرورتوں پر اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً ریل آج کیوں بنی۔ پہلے کیوں نہ ایجاد ہوئی۔ پس پہلے بادشاہ ایسے ظالم تھے کہ مخلوقات کو ایک گاؤں سے نکلکر دوسرے گاؤں تک جانیکی اجازت نہ ہوتی تھی۔ تو اگر اس وقت ریل ایجاد ہوتی تو لوگ سوار ہوکر کہاں جاتے یا محاصل واسباب تاجروں کا لوٹ لیا جاتا تھا تو لندن سے کوئی شخص اسباب تجارت شیمہ پر لادکر بمبئی لایا اور بمبئی کے بادشاہ نے اوسے لوٹ لیا۔ تو وہ ایسی تجارت سے کیا فایدہ اوٹھاتا۔ یا مثلاً ایک بچہ کو تولد ہوتے ہی عمدہ سے عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کھانا تم لاکر کھلاؤ تو یہ تمہاری غلطی ہوگی کیونکہ اسوقت اوسکو ماں کے دودھ کی ضرورت ہے نہ کہ تمہارے لذیذ کھانوں کی پس قبل از ضرورت مدلل کتاب کا آنا غیر ضروری تھا پس جسطرح بچہ سکھایا اور تربیت دیا جاتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ نے خلقت کو سکھایا ہے۔

اسیطرح خدا کی وحی بدون محرک کے نہیں ہوئی میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جبتک قلق۔ اضطراب اور گھبراہٹ طلب کی نہ ہو اوسوقت تک علاوہ نکات معرفت حاصل نہیں ہوتے۔ پس یہ نکتہ معرفت کا ہے خدا کے حضور میں تو سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ پر خدا کے نزدیک وان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم۔ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی لیے میرا خیال ہے کہ لکچروں اور وعظوں کے واسطے بھی قبل از وقت تیاری نہیں کرنی چاہیے۔ یا ایک کتاب کا مسودہ تحریر کرکے بہت مدت رکھ چھوڑنا اور بہت دیر بعد اسکو چھاپنا غلطی ہے کیونکہ اگر وقت پر خدا کی توجہ ہو تو وہ خود حسب ضرورت مضامین سمجھا دیتا ہے۔ پس اوس زمانہ میں مخلوقات انسانی دنیا میں تھوڑی تھی دوسرے بلاد میں اونکا کوئی تعلق نہ تھا۔ نہ بیماریاں اس کثرت سے تھیں اور نہ ایسی تحریکیں تھیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کیوں کسی چیز کو بلاضرورت اور بدون طلب نازل کر دیتا مثلاً لوہا۔ سکہ۔ کوئلہ۔ وغیرہ اشیاء پر نظر کرو۔ انکو ظاہر نہیں کیا جبتک کہ انکی ضرورت دنیا کو محسوس نہیں ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حرکت ہوگی اور دنیا کی قومیں آپسمیں ملجاوینگی پس ایسی کتاب نازل کرنی چاہیے جو کل دنیا کے واسطے جامع ہو۔ فقط

خاکسار ایڈیٹر الحکم کی خدا کے فضل سے یہی اصل مصدقہ ہے کہ جو کچھ لکھتا ہے وقت پر لکھتا ہے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن پر جناب نواب فتح نواز جنگ مرحوم

دفتر کے بعض کاغذات کی ترتیب کرتے ہوئے مجھے عالیجناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب مرحوم بیرسٹرایٹ لا کے تین خط ملے جو آپنے نہایت قدردانی سے مجھے تفسیر القرآن پر لکھے تھے۔ چونکہ ان سے نواب صاحب مرحوم کا وہ عشق جو آپ کو قرآن کریم سے تھا معلوم ہوتا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان فقرات کو جو خاص تفسیر القرآن کے متعلق ہیں الحکم میں چھاپکر بقدر امکان محفوظ کردوں۔ اور اس سے یہ بھی فایدہ ہوگا کہ علی گڈھ کالج سے تعلق رکھنے والے بزرگ جو نواب صاحب مرحوم سے بھی دوستانہ تعلقات رکھتے ہونگے شاید فایدہ اوٹھائیں۔ ایک خط میں لکھتے ہیں۔ جناب مولانا! السلام علیکم تفسیر دوسرے پارہ کی صرف ایک ربع تک ہے اور میرا ہیولا ہی تفسیر القرآن جو شروع ہوئی ہے یعنی ۱۷ جنوری سے وہ تلک الرسل کے ایک رکوع بعد سے ہے تو یہ باقی تفسیر کہاں ہے۔ براہ عنایت بھیجئے۔ دوسرے پارہ کی تفسیر جو ملی ہوئی ہے وہ صفحہ ۴۸ تک ہے۔ مجھے اس تفسیر میں عجیب مزا ملتا ہے خدا آپ کو اسکا اجر عظیم دے۔ والسلام

اس کے بعد پھر دوسرا مفصل خط ہونچا اس میں لکھا۔ "السلام علیکم۔ میں آپ کی تفسیر کو بہت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور نہایت دلچسپی سے پڑھتا ہوں اور میری دلی خواہش ہے کہ اہل اسلام آپ کو مسلمانوں سے پوری اعانت ملے کہ آپ اس عظیم الشان کام کو پورا کر سکیں جہانتک مجھ سے ممکن ہوگا میں اسکے خریداروں کو آپ کے لئے جمع کروں گا۔"

پھر اس خط میں علی گڈھ کالج کے طیار کردہ نوجوانوں کی طرف کہ یہ گروہ اس سلسلہ میں ہی آئے گا۔ اس خط کے موافق آپ نے تفسیر القرآن کی اشاعت تعلیم یافتہ گروہ میں شروع کی۔ چنانچہ مسٹر محمد رفیق صاحب جج عدالت خفیفہ اور مسٹر شوکت علی صاحب بی۔ اے اور مسٹر امتیاز علی صاحب بی۔ اے وغیرہم احباب کے نام اسے جاری کرایا جو ابتک بھی جاری ہے۔ اس ضمن میں ان کا تذکرہ آگیا ہے اسلئے میں الحکم کے ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کیلئے دعا مغفرت کریں۔ کیا عجب ہے کہ نواب صاحب مرحوم سے محبت رکھنے والے اس بے تعلق رائے کو پڑھکر فایدہ اوٹھائیں۔

حضرۃ اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریروں میں سے

ان مضامین کو کوئی شخص بدون اجازت بصورت کتاب شائع کرنیکا مجاز نہیں (ایڈیٹر)

الحکم کو خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ خاص ناز ہے کہ وہ اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی اور اچھوتی تحریروں کو بھی وقتاً فوقتاً شائع کرتا ہے ذیل میں ایک مضمون مذہب اور سات کے عدد کے عنوان پر میں درج کرتا ہوں یہ ایک لطیف اور اچھوتا مضمون ہے جو مجھے خان صاحب مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کے عطا کردہ تحریرے ملا تھا۔ (ایڈیٹر)

مذہب اور سات کا عدد

جاننا چاہیے کہ جس مفہوم کو ایک پہلو کے اعتبار سے مذہب کہتے ہیں اسی مفہوم کو دوسرے پہلو کے لحاظ سے شریعت بھی کہتے ہیں اور تیسرے پہلو کے لحاظ سے اسکا نام صراط بھی ہے اور چوتھے پہلو کے لحاظ سے اسکو دین بھی بولتے ہیں اور پانچویں پہلو پر نظر رکھکر وہ ملت کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور چھٹے پہلو کے رو سے اسکا نام مشرب بھی ہے اور ساتویں پہلو کی وجہ سے وہ نحلہ کے نام سے نامزد ہے۔ سو درحقیقت ایک مذہب اپنی خوبیوں کی وجہ سے تبھی کامل کہلائے گا جبکہ وہ ان ساتوں ناموں کے لحاظ سے اپنے اندر سات قسم کی خوبیاں رکھتا ہو۔ کیونکہ جبکہ اسکو واضع حقیقی کی طرف سے سات لقب ملے ہیں اور وہ لقب ابتداء دنیا سے چلے آتے ہیں تو یہ بحث دلیل اس بات پر ہے کہ ایک کامل مذہب کا کمال ان سات لقبوں کے مفہوم کی تحقیق پر موقوف ہے علاوہ ازیں وہ سات خوبیاں باعتبار سات لقب کے یہ ہیں۔

(۱) خوبی مذہب کے مفہوم کے لحاظ سے ہے جس کے معنے روش ہیں اور وہ یہ کہ اخلاقی اور عملی تعلیم معقولی روش پر ہو اور افراط تفریط سے پاک ہو اور اپنی کسی راہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے کیونکہ جیسے جسمانی صحت انسان کے جسمانی مواد کے اعتدال پر موقوف ہے اسی طرح روحانی صحت کے لیے روحانی حالات کا اعتدال ضروری ہے۔ پس جو تعلیم اخلاقی اور عملی اعتدال پر قائم کر گئی کچھ شک نہیں کہ وہ روحانی صحت کی موجب ہو گی اور بلاشبہ روحانی صحت ایک کامل مطلب ہے۔

(۲) دوسری خوبی شریعت کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور شریعت کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت لغت کی رو سے اس راہ کو کہتے ہیں جو نمایاں اور روشن ہو اور مشتبہ نہ ہو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جس میں کوئی تاریکی نہ ہو اور کوئی بات اس کی زبردستی ماننی نہ پڑے اور عقل سلیم اسکے ہر ایک عقیدہ اور اصول کو شناخت کر سکے تا انسان ضعیف البیان تکلیف مالایطاق کے لیے مجبور نہ کیا جاوے۔

(۳) تیسری خوبی صراط کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور صراط لغت عرب میں ایسی راہ کو کہتے ہیں جو سیدھی ہو یعنی تمام اجزاء اسکے وضع استقامت پر واقع ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت عین محاذات پر۔ اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اس کے بعض اصول دوسرے اصولوں سے نشیب و فراز نہ رکھتے ہوں بلکہ باہم وہی تناسب پایا جاوے جو ایک خط مستقیم کے نقاط میں باہم متحقق ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی خوبی دین کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور دین لغت عرب میں اطاعت اور جزاء اطاعت کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جو اس میں کامل اطاعت کی ہدایتیں موجود ہوں اور نیز کامل جزاء کے وعدے بھی ہوں اور وہ واضح ہوں۔ دین کا لفظ لغت عرب میں محض اطاعت اور نیک اعمال کی جزا کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر نیک اعمال کے چھوڑنے سے جو کچھ انسان اپنے لیے آپ ایک بد نتیجہ پیدا کر لیتا ہے بطریق مجاز اس کو بھی دین بولتے ہیں۔

(۵) پانچویں خوبی ملت کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور ملت لغت عرب میں راہ کے جلد طے کرنے کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اس میں منزل مقصود تک پہونچنے کے لیے ایسے کامل اور جامع وسائل ہوں جنکے التزام سے جلد تر یہ راہ طے ہو سکے۔

(۶) چھٹی خوبی مشرب کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور مشرب لغت عرب میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی پیا جاتا ہے سو اس مفہوم کے لحاظ سے کامل تعلیم کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ ہر ایک انسانی قوت اس سے اپنی پیاس بجھا سکے مثلاً روح جو حقیقی نجات اور سچی خوشحالی کی طالب ہے بینائی کی وہ واقعی طور پر گناہ کی لذت سے متنفر ہو کر ایک پاک لذت میں جو شربت شیریں کی طرح مستغرق ہو اور عقل جو ہر ایک عقیدہ اور حکم میں استدلالی طور پر اپنی تسلی چاہتی ہے وہ کامل تسلی کے پانے سے سیراب ہو اور دینی زندگی میں بھی شراب طہور ہے جس کی نسبت خداتعالیٰ فرماتا ہے سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا یعنی خدا سچے مومنوں کو ایک ایسا شربت پلا رہا ہے جو ان کو اندرونی گندگیوں سے پاک کرنے والا ہے۔

(۷) ساتویں خوبی نحلہ کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور نحلہ لغت عرب میں باریک امر دقیق کو کہتے ہیں اور نیز شہد کی مکھی کو سو اس معنی کے لحاظ سے کامل تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ دقائق توحید اور دقائق تقوے اور دقائق عبادت اور دقائق اخلاق میں سے کوئی بات اس سے فوت نہ ہو اور جس طرح شہد کی مکھی خلاصہ ان تمام پھولوں کا کھینچتی ہے جو اس کی نظر کے سامنے ہیں اسی طرح قانون قدرت کے تمام پھولوں کا خلاصہ اسکے اندر ہو اور نحلہ عطیہ بے استحقاق کو بھی کہتے ہیں جو محض فضل کے طور پر ہو اور اس معنی کے رو سے بھی تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ اصل عطا یعنی آنکھ اور کان اور عقل اور قیاس اور کشف اور الہام اور جو کچھ انسان کو ترقی کے لیے قوتیں دی گئی ہیں یہ تعلیم ان قوتوں کی خادم ہو اور ان کو بیکار نہ کرے کیونکہ عطیہ زائدہ جو بطور فضل ہے صرف اسی حالت میں فضل کہلا سکتی ہے جو اصل لغت سے انکار نہ ہو اور اصل لغت میں قائم اور موجود اور مستعمل رہ کر ضائع اور برباد نہ ہو جاوے۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات ایک شخص کے اپنے الفاظ میں

فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کو آدم بننا چاہیے۔ آدم سے مراد کامل انسان ہے جب انسان کامل آدم بنجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم سجدہ (اطاعت) کا دیتا ہے اور اسکے ہر ایک کام کو خداتعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے سرانجام کرتا ہے لیکن آدم کامل بننے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا خدا سے سچا اور پکا تعلق ہو جب انسان ہر ایک حرکت اور سکون حکم الٰہی کے نیچے ہو کر کرتا ہے تو انسان خدا کا ہو جاتا ہے تب خدا انسان کا والی وارث ہو جاتا ہے اور پھر اس پر کوئی مخالف دست اندازی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ آدمی جو احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتا خدا بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ جیسے کہ آیت کریمہ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا سے ظاہر ہے یعنی نافرمانوں پر جب وہ عذاب کرنے پر آتا ہے تو ایسی لاابالی سے عذاب کرتا ہے کہ عذاب کسی ہلاکت سے انکے بچوں کی بھی پروا نہیں کرتا کہ ان کا حال ان کے نافرمان والدین کے بعد کیا ہوگا جیسے کہ آیۃ کریمہ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنی خدا کو تمہاری پروا ہی کیا ہے اگر تم اس کی فرمانبرداری میں کوشاں نہ ہو اور اس کے احکاموں کو بے پروائی سے دیکھو۔

فرمایا کہ دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں لیکن کوئی ان کے سرہانے بیٹھکر نہیں روتا اس کا کیا باعث ہے۔ یہی کہ ان کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسیطرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پر کوئی پروا نہیں ہوتی جو اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا انسان اگر خدا سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ انس میں دو امر ہیں۔ ایک انس احکام الٰہی سے (جو ہو تو وہ کامل آدم ہے ورنہ وہ مردہ کیڑا ہے) دوم مخلوق الٰہی سے دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کئی ایک محض بے گناہ قید ہو جاتے ہیں اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں مگر اسکا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے احکام کی پوری پروا نہیں کرتے اور دعاؤں سے اسکی پناہ نہیں چاہتے اور شریعت میں بالکل لاپروا ہو رہتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ بھی ان سے لاابالی کا معاملہ کرتا ہے ورنہ ان کا خدا سے سچا تعلق ہوتا تو ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے دوست کو دشمنوں کے ہاتھوں میں یوں چھوڑے۔ کیونکہ وہ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کا وعدہ کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا۔ اسی طرح اگر ہم میں ہر ایک آدم بنے تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے۔

فرمایا کہ کامل انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہوگا۔ دیکھو جب آپ نے اپنی جان اپنا مال اپنی حیات ممات رب العالمین پر قربان کر دیے یعنی سارے کے سارے خدا کے ہو گئے تو کیسا خدا ان کا ہوا اور کیسے فرشتوں سے انکی مدد کی اگر وہ فرشتوں

سے مدد نہ کرتا تو ممکن نہ تھا ایک یتیم بچہ دنیا کو مغلوب کر لیتا۔ حکم وَاذْكُرُوا ذِكْرًا كَثِيرًا کا وہی عامل گذرا ہے یعنی لڑائی کے وقت جب جھاگ منہ سے جاری ہیں اور مارے غصے کے آدمی جل رہا ہے اسوقت بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ خدا کو یاد کر کے کسی پر وار چلانا۔ ان دشمنان دین کے مقابلہ پر جنھوں نے سیکڑوں صحابہ کو ذبح کر دیا تھا فتح مکہ پر کیسا خدا کو یاد کیا اور کیسا ترحم دکھایا۔

فرمایا۔ کہ خدا کا بننا اسطرح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک گھنٹہ اور رات میں انسان ذکر الٰہی میں رہے۔ ذکر الٰہی سے مراد یہ نہیں کہ تسبیح پکڑے بلکہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت اسکو اسبات کا دھیان ہو کہ آیا یہ کام خدا کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ جب اسطرح انسان کامل بنجاتا ہے تو خدا اس کا بنجاتا ہے اور حسب وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ اسکو ہر موقعہ پر غموم و ہموم سے بچاتا ہے۔ بظاہر اکثر ایسے لوگ ہیں کہ وہ آدمی ہوتے ہیں لیکن حالت کشف میں انکو کتوں اور گدھوں کی شکل میں دیکھا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ خدا کا قرب اور نزدیکی بھی اور لمبی زندگی بھی انعام (اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) میں شامل ہے۔ مخالفین اس انعام میں مسیح کو تو شامل کرتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے نصیب رکھتے ہیں۔ کیوں انکو اس عقیدہ سے شرم نہیں آتی اور لمبی زندگی اسطرح انعام میں شمار ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ اور مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنی نافع چیز کو درازی عمر نصیب ہوتی ہے اور خدا دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پروا نہیں کرتا۔ پس ثابت ہوا کہ جو دین سے غافل نہ ہو اس کی ہلاکت اور موت میں خدا جلدی نہیں کرتا۔

فرمایا کہ ہمارا سلسلہ منہاج نبوت پر ہے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود اور نصاری سے مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح ہمکو بھی ان یہود کی صفت مسلمانوں اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ کیا یہ مولوی ہمکو رطب و یابس اور ضعیف حدیثوں اور قولوں سے جیتنا چاہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام توراۃ اور انجیل کی آیات کو محرف قرار دیا۔ جو آپ کے حَکَم ہونے کی معارض تھیں یا ان کے ایسے معنے کیے جو آپ کے سلسلہ اسلام کے موافق ثابت ہوئیں۔ اور ان آیات کے معنے خداداد فراست اور الہام سے کیے اور اہل کتاب کے غلط معنوں کو رد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری موجودہ توراۃ اور انجیل کو صحیح قبول نہ کیا بلکہ کئی ایک آیات کو محرف اور کئی ایک کے معنے صحیح طور سے بذریعہ الہام کیے اسی طرح ہمارا سلسلہ ہے۔ ہم بطور حَکَم کے آئے ہیں کیا حَکَم کو یہ لازم ہے کہ کسی خاص فرقہ کا مرید بنجاوے۔ بہتر فرقوں میں سے کسکی حدیثوں کو مانے۔ حَکَم تو بعض احادیث کو مردود اور متروک قرار دے گا اور بعض کو صحیح

فرمایا بڑے بڑے صریح ظلم مظلوموں پر ڈھائے جاتے ہیں اور ہمارے سامنے ظالموں سے کوئی چنداں بازپرس نہیں ہوتی اسکا باعث بھی خدا تعالیٰ نے اسی آیت میں فرمایا ہے مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنی خدا کو تمھاری پروا کیا ہے اگر تم دعاؤں اور عبادت الٰہی میں تغافل اختیار کرو۔ بیشک ظلم اور دست درازیاں مظلوموں پر ہوویں کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔ جب تک وہ مظلوم خدا سے سچا تعلق بذریعہ صراط مستقیم پیدا نہ کرلیں۔ اور مظلوم پر ظلم اسلیے ہوتے ہیں کہ مظلوم خود ذبیحہ بکری یا کیڑے کی طرح ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا سے سچا تعلق نہیں رکھتا ورنہ ممکن ہے کہ خدا جو اس کا دین و دنیا کا متکفل ہو اور اسکی حفاظت کا ذمہ وار ہے پھر اس پر کیسی ظالمانہ مخالفت کا وار چلنے دے

(از ملفوظات محمد خان مرحوم)

انتخاب و اقتباس

دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے یہ وہی معاصی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوتی رہی ہیں سو اس غیور خدا سے ڈرو جسکی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے اگر خداوند جلال سے خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اسکی عظمت بٹھاؤ گے تو وہ تمھیں ضائع ہونے سے بچائے گا اور تم اور تمھاری اولاد بچ جائے گی اور خدا کا رحم تمھارا حامی ہوگا اور ایسے اسباب پیدا کرے گا جن سے یہ زہریلا مادہ دور ہو جاوے اور اگر دنیا میں مست ہو کر خدا کی پروا نہیں رکھو گے اور گناہ

سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے کہ تمھاری تمام تدبیریں بیکار کر دیوے اور ایسی راہ سے تمھیں پکڑے کہ تمھیں معلوم نہ ہو۔ دیکھو! ہیضہ جب جا بجا مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اسوقت جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے ترنجبین اور بٹیروں کی غذا تھی۔ وہ یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آئے گی مگر جب انھوں نے نافرمانی شروع کی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔ (الصلح)

جو شخص روح کی سچائی سے **دعا** کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک **مخلص صادق** کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شاہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور انکی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لیے دکھ ہے سو یہ اطمینان اور روح کی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دعا سے ملتی ہے مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مراد یابی یا نامرادی کو دیکھکر **مدار فیصلہ** اسی کو ٹھیرا دیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے

اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور مبارک خوشحالی کے سچی مرادیابی کی دولت عظمیٰ پاتے ہیں

( )

جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لاپروا ہو کر عمر گذارتے ہیں ان کے علوم و فنون جسمانی جذبات سے انکو ہرگز صاف نہیں کر سکتے اور کم سے کم اتنا ہی مرتبہ اسلام کا کہ دلی یقین اسبات پر ہو کہ **خدا ہے**

ان کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا اور جسطرح وہ یقینی اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو انکے صندوق میں بند ہو یا ایسے ان مکانات پر جو ان کے قبضہ میں ہوں ہرگز ہرگز انکا ایسا یقین خدا پر نہیں ہوتا وہ سم الفار کھانے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ایک مہلک زہر ہے لیکن گناہوں کے زہر سے نہیں ڈرتے حالانکہ یہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہے وہ قرآن شریف کو بھی نہیں پہچان سکتا ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے مگر قرآن شریف کی ہدایتیں اس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جس پر قرآن شریف نازل ہوا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قائم مقام ٹھیرایا گیا۔ (شہادۃ)

نظم

اللہ اللہ رے شیرینی کلام احمد
عیسی وقت ہے اسوقت غلام احمد
شکر صد شکر ہے اوج پہ انجم اپنا
پھر سنایا ہمیں مولیٰ نے کلام احمد
فرق سایہ میں نہیں اصل سے اصلا مطلق
ذات شاہ عربی عین غلام احمد
جس نے ایمان کی دولت ہی ازل میں پائی
فخر ہے اسکو غلامی غلام احمد
چرخ چارم ہی نہیں کم وہ زمیں تیری قسم
جس میں تو ہو مرے عیسیٰ و غلام احمد
خال مہہ کا ترے ہند و مجسم ہند ہے
شام تیری ہی حقیقت میں ہے شام احمد
قادیاں دار امن جنت ماوی و سلام
یاں جاوے آئے ہر صبح سلام احمد
تیری تبلیغ پہ سو جاں سے مری جان فدا
یہ تو تبلیغ ہے تبلیغ پیام احمد
ترک بھی تیری سلامی پہ کمربستہ ہوں
دیکھیے آئے گا وہ دن بھی بنام احمد
قید ہے زلف معنبر میں تیری ہر ذرہ فرنگ
تیرے کاکل نے بچھایا ہے یہ دام احمد
رخ انور پہ ترے ہر متنفر شیدا
تیری ابرو ہے کھنچا ہے حسام احمد
نور کے نور سے اک صورت تنویر بنی
تیری اللہ رے ہے ماہ تمام احمد

اہلحدیث اور احمدی

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر اپنے طرز تحریر میں وہ رنگ اختیار کرجاتا ہے جو اس کے دعوے اور شان نمائی ہی کے خلاف نہیں بلکہ ایک مومن متقی کبھی بھی اسکو پسند نہیں کرسکتا بشرطیکہ وہ مومن اور متقی نہ ہو جو بقول مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جھوٹھ بول کر اور فاسق فاجر ہوکر بھی متقی رہتا ہے (دیکھو شہادت مولوی ثناء اللہ بمقدمہ کرم دین) یہی وجہ ہے کہ میں بہت ہی کم مولوی فاضل صاحب کی ان تحریروں پر نوٹس لیا کرتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھنے کے عادی ہیں کیونکہ ان میں معقولیت اور متانت کے خلاف زیادہ تر استہزا اور تمسخر ہوتا ہے۔ تاہم میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں انکی کسی ایسی تحریر پر نوٹس لیا تھا جو انھوں نے احمدیوں کو کرشن کنھیا کہنے کے متعلق لکھی تھی۔ ہر چند مجھے توقع بھی کہ چونکہ میں نے نہایت سلامت روی کی۔ متانت شعاری اور معقولیت سے ان کے اعتراض کو رفع کیا ہے اسلیے وہ نیکدلی اور انصاف پسندی سے اپنے غلط اور بیہودہ اعتراض کو واپس لے لیں گے +

مولوی فاضل صاحب اسپر اور بھی جوہر طبع دکھلانے پر آمادہ ہوئے ہیں اور ۲۷ جنوری کے اہلحدیث میں اسی مضمون پر لیڈر لکھ مارا ہے میں نے اس آرٹکل کو نہایت غور سے خالی الذہن ہوکر پڑھا ہے لیکن اس میں بجز سب وشتم ایک بھی معقول بات مولوی فاضل نے پیش نہیں کی میں نے لکھا تھا کہ "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے" اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب جو مفسر قرآن بھی ہیں (بقول خود) رقمطراز ہیں کہ **اہل حدیث** نام رکھنے کے برخلاف کوئی آیت قرآنی ہمنے تو نہیں دیکھی۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ مفسر اور مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب کو اس مقام پر چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کریم کی وہ آیات پیش کرتے جہاں لکھا تھا کہ **ہمنے تمھارا نام اہلحدیث رکھا ہے** یا اپنی ایجاد پسند طبیعت سے **ھُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ** ہی کا یہ ترجمہ کردیتے مگر وہ ایسا نہیں کرسکے یہ عجیب طرز استدلال ہے کہ چونکہ قرآن کریم میں اس کے برخلاف کوئی آیت نہیں ہے اس لیے یہ نام نامناسب اور غیر موزوں نہیں میں حیران ہوں اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ایسی جدت طبع کل کو یہ کہدے گی کہ میں تو کنا ضرور رکھاوں گا کیونکہ قرآن کریم میں اسکے خلاف کوئی حکم نہیں تو کون دانشمند ان کے اس طرز استدلال کو تسلیم کرے گا +

مولوی صاحب! آپ کو تو مناظرہ کا بہت شوق ہے مگر آپ یہ کیا کہتے ہیں!!! میں نے آپ سے **اہلحدیث** لفظ کی ترکیب تو پوچھی نہ تھی جو آپ یہ بحث لے بیٹھے تاہم میں آگے چل کر آپ کی اس ترکیب سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ اٹھاؤں گا +

حضرت حکیم الامۃ کا جو **قول** آپ نے نقل کیا ہے (گو میں نے وہ کتاب نہیں دیکھی) لیکن میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور نہایت ہی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ کلام حضرت حکیم الامۃ کا اسی طرز اور نہج کا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات میں پایا جاتا ہے مثلاً آپکے پاس کوئی شخص آیا اور اُس نے بہترین نیکی پوچھی تو آپ نے ماباپ کی خدمت فرمادی اور پھر دوسرے وقت کسی نے ایسا ہی سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی اور کام فرمایا۔ کوتاہ نظروں نے اسکو تخالف سمجھ لیا حالانکہ بات یہ تھی کہ جس قسم کا مریض روحانی آپکے پاس آتا اُس کے موافق نسخہ تجویز فرماتے۔ اسی طرح حضرت حکیم الامۃ کا کلام حکمت سے لبریز ہے مگر مولوی فاضل صاحب

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس گوہر حکمت کو پاسکے جس مسئلہ میں وہ کتاب لکھی گئی ہے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ پر عمل کی کمزوری پائی جاتی تھی اور مسلمان **حدیث** کے نام سے قریباً ناآشنا تھے حضرت حکیم الامۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار اور آپ کی سنت صحیحہ کے سچے عامل تھے آپ نے دعا کی اور خدا نے قبول فرمائی یہی قبولیت دعا تھی جو انھیں **احمد** مکی صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز **احمد قادیانی** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لے آئی اور اپنی آنکھوں سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **اسوۂ حسنہ** اور نمونہ کاملہ دیکھ لیا اور جس مسئلہ پر زور دیا تھا مہدی علیہ السلام نے بھی قائم رکھا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہ آدمی مراد ہے جو آپ نے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلا سکتا ہے جو صحیح بخاری کی حدیث صحیحہ **كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ** کے مصداق مسیح کا انکار کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رویت صحیحہ کی (معاذ اللہ) تکذیب کرتا ہے کہ آنحضرت نے مسیح کو مُردوں میں دیکھا؟ اور وہ باوجود اسکے مصر ہے کہ وہ زندہ ہے +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی **قرآن کریم** کے نصوص صریحہ بیّنہ **اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ** کے برخلاف مسیح کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانیکا مستحق ہے؟ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فیصل شدہ قضیہ کو جو **مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** کی آیۃ پڑھکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا غلط تسلیم کرکے کہتا ہے کہ نہیں اسمیں مسیح کی موت کو مستثنیٰ کیا گیا تھا؟

مولوی فاضل صاحب! خدا سے ڈرو۔ آپ **اہل حدیث** کہلانے کا کیا حق رکھ سکتے ہیں اگر اہلحدیث کا مفہوم وہی ہے جو آپ نے لیا ہے اور جو میرے نزدیک صحیح ہے اسی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ آپ قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف ہیں اس مفہوم کے موافق سچے اہل حدیث ہم ہیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قول کی تصدیق کی۔ اور آپکے مفہوم و منشاء صحیح کے موافق آنیوالے **ابن مریم** کو اور ہاں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظہر اور بروز کو تسلیم کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **سلام** کہا۔

اب میں آپ کو یہ بھی مژدہ سناتا ہوں کہ حضرۃ حکیم الامۃ کی **دعا** کا وہ آخری جزو بھی پورا ہوگیا کہ **اہل حدیث کو بُرا کہنا بدنصیبوں کی نشانی ہے**۔ مولوی فاضل صاحب! گھر کی خبر لو اور گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو۔ مجھے ہی سزاوار ہے کہ آپکو مخاطب کرکے کہوں **اَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ** تمھاری روسیاہی کی یہی وجہ ہے کہ جو بعد ایمان تمنے انکار کیا ہے۔ تم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مدعی تھے اسلیے تمھیں چاہیے تھا کہ خدا کے جری اور مسیح موعود کے منکر نہ ہوتے اور اسی لیے قرآن کریم میں تہدید کی گئی تھی کہ **لَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ** مگر آپنے نہ قرآن کریم کی پرواکی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی اسی تخفیف نے آپ کو **اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ** کا مصداق قرار دیا ہے +

مجھے آپ کی اس حالت پر سخت افسوس آیا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ حضرت **حکیم الامۃ** کی اس دعا کو پڑھکر میرے دل میں حضرت حکیم الامۃ کی **عظمت** بہت بڑھ گئی ہے اور میرا ایمان عرفان کے رنگ میں تبدیل ہوگیا ہے کہ یہ

شخص خدا کا برگزیدہ اور ولی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں

غرض

اہلحدیث کی ترکیب اور حکیم الامۃ کی دعا کے استدلال نے آپ کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچایا وہ تو ہمارے ہی مفید ثابت ہوا۔ پس اب مجھے پھر حق ہے کہ کہوں "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے"

اب آپ یہ بھی ثابت نہیں کرسکے کہ کیوں آپ کو عیسائی یا یہودی نہ کہا جاوے جبکہ آپ حضرت عیسیٰ کی نبوۃ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی حیات کے قائل ہیں۔

بلکہ جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ **مسیح ابن مریم** کی آمد ثانی پر ایمان رکھتے ہیں جس کا انتظار عیسائی کرتے ہیں پھر تو آپ اسے قبول کریں تو مولوی فاضل صاحب! ایمان سے کہو کہ پھر **آپ کے عیسائی ہونے میں کیا شک رہا**۔ یہ امر اور بھی قوی ہوجاتا ہے جبکہ آپ کے ان معتقدات پر نظر کی جاوے جو انکی نسبت آپ رکھتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ ہے اور مس شیطان سے وہی پاک ہے نہ اور کوئی نبی اور رسول۔ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسا ہی جبکہ منکران **مسیح موعود** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے یہودی ٹھیرائے گئے ہیں اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کو ماننے والے ہیں تو آپ کو بڑے فخر سے کہنا چاہیے کہ **میں مولوی ثناء اللہ مولوی فاضل**

مسیح موعود کا منکر ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول پاک کی تصدیق کیلیے یہودی کہلانے کو طیار ہوں

مگر میں یقین کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے تصدیق نہیں کی اور اسوجہ سے آپ اہل حدیث نہیں اسی طرح سے آپ اس قول کے مصداق بننے کو بھی طیار نہ ہونگے لیکن جس اصول مذہبی کی بنا پر ہم اہلحدیث ہیں اور ہمنے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مسیح کو تسلیم کر لیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی تصدیق اپنے عمل سے کی ہے اور آپ اسکے منکر اور اسی اسرائیلی مسیح کے قائل اور منتظر ہیں تو ہمیں حق ہے کہ آپ کو ان معنوں کے لحاظ سے عیسائی اور یہودی قرار دیں۔

آپ اگر اہل حدیث اصلی اور سچے معنوں میں کہلانا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم بنیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موعود اور مشار الیہ مسیح موعود کی تصدیق کریں ورنہ اسرائیلی مسیح کو ایسے خصائص سے متصف ماننا جو اوروں میں نہیں اور اس کا منتظر رہنا مولوی صاحب عیسائیت نہیں تو کیا ہے؟

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے اس طرز استدلال پر نظر کروں جو **احمدیوں کے کرشن بنیچھی ہونے** کے متعلق کر کے آپ نے لکھا ہے

"مگر تم لوگ تو ایسے نہیں تم نے نسبت محمدی کیوں چھوڑ دی کیوں احمدی بنے؟ صرف اس لیے کہ تمہارا احمد جو درحقیقت غلام احمد ہے ... محمد علیہ السلام سے پیچھے آیا تھا اسلیے تم نے محمدیت کی نسبت کو چھوڑ کر احمدیت کو اختیار کیا"

مولوی فاضل صاحب! یہ سچ ہے کہ

بنظر چشم عداوت بزرگ تر عیبست۔ ہمارا **احمدی** کہلانا تو عظیم الشان خوبی کی بات تھی مگر افسوس ہے کہ آپ کی چشم عداوت اسکو دیکھنے نہیں دیتی۔ ایمانداری اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ ہماری تحریرات

اور خود حضرت احمد قادیانی کی تصنیفات سے اپنے مطلب کی تائید میں کوئی دلیل لاتے مگر انکو چھوڑ کر لودھیانوی سعدی کی وحی پر آپ کا عمل ہے تو میں آپکو معذور سمجھتا ہوں۔

اور آپ سے امید انصاف رکھنا غلطی ہے گی میں پھر کہتا ہوں کہ حقیقی تقویٰ اور ایمان کا نشان تو یہ تھا کہ احمدی مسلمان کہلانیکے متعلق جو نوٹس حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف سے شائع ہوا تھا اسکی عبارت آپ کوٹ کرتے مگر یہ کیونکر ہوتا (آپ کے نزدیک تو جھوٹ بولکر اور منہیات کا عامل بھی مومن متقی رہتا ہے)

میں آپ کی رہنمائی کے لیے اس اشتہار کی چند سطریں درج کر دیتا ہوں اور پھر دیکھونگا کہ آپ کہاں تک دیانتداری اور انصاف سے کام لیتے ہیں سنیئے جب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری ہونے والی تھی تو ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود نے ایک نوٹس جاری کیا تھا اس کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزوں ہے جسکو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کے لیے پسند کرتے ہیں اور وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ اسکو **احمدی جماعت کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں یہی نام ہے جسکے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**۔

اور اس فرقہ کا نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا **احمد** صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم **محمد** جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم **احمد** جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور **صلح** پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اسطرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم **احمد ظہور کرے گا** اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات

ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جاوے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام **احمدیہ** رکھا جاوے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں"

یہ **اقتباس** صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ہم **احمدی** کیوں کہلاتے ہیں اور ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان مابہ الامتیاز کیا امر ہے۔ **مسلمانان فرقہ احمدیہ** کیسا مبارک نام ہے اب مجھے صرف اس امر پر کسی قدر بحث کرنی ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل انبیاء علیہم السلام کی شیون کے جامع ہیں اور آپ اسم احمد کے مظہر ہیں اس لیے احمدی کہنے میں وہ شیون آجاتی ہیں۔

مولوی فاضل صاحب ایڈیٹر اپنے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے لکھتے ہیں "آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دینگے راست بازی سے بتلانا کہ مرزا جی نے جس وقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعویٰ کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندو ؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درخت پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا"

میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر کو ہی** دیانتداری اور راست بازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالےٰ ابھی دوں گا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب **ایمانداری** اور راست بازی سے قبول کر لیں گے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ ہے اور بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمانوں کا کام نہیں پھر مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں اپنے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجیے مولوی فاضل صاحب سنیئے اور اگر خداترسی ہے اور مر کر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکو قبول فرمائیے اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تو میں سمجھ لوں گا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولیٰ امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا ہزار پہلے سے راستباز خدا تعالےٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا

تھا۔ کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا حضرت کرشنؑ کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت کرشنؑ کو راست باز اور مقرب بارگاہ الٰہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریروں میں عام ہے اسلیے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں سیالکوٹ سے پہلے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اس میں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

"خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا یا توہین کرتا ہے"

پھر فرمایا **"جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راست باز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اس میں آیا ہے وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ"**

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے اب آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا اور اس لاہور کے لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپنے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۴ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے۔

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن در حقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اس میں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے خدا کی نورانی

تجلی انپر اُتری تھی اسلیے وہ اوتار کہلائے۔

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راست بازی ایمانداری اور انصاف آپکے لیے کیا حکم دیتا ہے۔

اگر ابھی کسر ہے تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق مل جاوے تسیم تحفہ نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰ حضرت نے شائع کی تھی اس کے صفحہ ۲۴ پر راجہ رامچندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے۔

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر ان کی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

مجھے امید ہے کہ سردست اسی قدر حوالے میرے اس دعوی کی تائید اور تصدیق کے لیے کافی ہوں گے اور آپ کو متنبہ کرینگے لیکن اگر اسپر بھی آپ اپنی ضد سے باز نہ آئے تو میں آپکی خاطر اس سے بھی کئی سال پہلے کی مطبوعہ شہادتیں انشاء اللہ پیش کرونگا بشرطیکہ آپ مجھے یقین دلادیں کہ آپ اپنی غلطیونکو چھوڑ دینگے۔ اخیر پر آپ نے جو گدھے اوتار کی مثال دی ہے اس میں آپ کا کیا قصور خدا تعالے تو تیرہ سو سال پیشتر اپنے حبیب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صاحب کمال گدھوں کی مثال دیچکا ہے مگر یاد نہ فراموش آپ قرآن شریف میں سورہ جمعہ نکالکر پڑھیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

پھر اس آیت کو پڑھکر اس پر تدبر کریں اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اپنی اندرونی حالت پر غور کریں اُمید ہے کہ آپ کو بہت کچھ نظر آجائیگا۔

مولوی فاضل صاحب! میں نیک نیتی اور آپ کی بھلائی کے لیے آخر میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گستاخیاں اور شوخیاں انسان کے اخلاق اور روحانی قوی پر بہت برا اثر ڈالتی ہیں آپ اس طریق کو چھوڑ دیں حضرت خلیفۃ اللہ کے متعلق کوئی معقول اعتراض اگر آپکو ہے بشرطیکہ وہی اعتراض پہلے کسی راستباز اور **مامور من اللہ پر نہ کیا گیا ہو** تو آپ کریں میں انشاء اللہ تعالے کوشش کرونگا کہ آپکو اس کے حل کرنے میں مدد دوں۔ ورنہ آپ اپنے اخبار کے ناظرین پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ میں نے محض خیر خواہی سے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ اُمید ہے آپ بھی خدا ترس دل لیکر غور کرینگے کیا عجب مولیٰ کریم آپ کو راہ راست نصیب کرے۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتو مے گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کفارہ کا تازہ کرشمہ

روزنامہ پیسہ رقمطراز ہے کہ پادری ڈاکٹر سنڈلینڈس پرنسپل یونائیٹڈ فری چرچ مشن آرفنج (یتیم خانہ) بھنڈارا (صوبجات وسطی) پر ایک نہایت شرمناک فعل میں ملوث ہونے کی وجہ سے مقدمہ چلنے والا ہے۔ یہ پادری صاحب اس یتیم خانہ کے افسر اور مدرسہ کے پرنسپل اور مسیح کے گلہ کے **چوپان** تھے انھوں نے گلے سے بھیڑیے کا سلوک شروع کر دیا ۲۴ اگست گذشتہ کی شب کو مشن کے لڑکوں نے پادری صاحب کے کمرہ میں ایک مشن کی لڑکی کو ایسی حالات میں دیکھا کہ جن کی تفصیل درج کرنا لاحاصل ہے پادری صاحب سمجھ گئے کہ اب خرابی آئی دوسرے روز مشن کو اپنی ملازمت کا استعفا دیدیا اور جھٹ جہاز پر سوار ہوکر سیدھے ولایت چلدیے پادری صاحب کی غیر حاضری میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ۱۲۔ اور بدنصیب لڑکیوں کے ساتھ پادری صاحب یہی شرمناک سلوک کرچکے تھے جو جرم کی حد تک پہنچتا تھا۔ پولیس لنڈن کی پولیس کو بذریعہ تار اطلاع دی اور پادری صاحب گرفتار ہوکر زیر حراست جوابدہی کے لیے ہندوستان کو آرہے ہیں نہایت افسوس کی بات ہے کہ ۱۲ لڑکیوں کو اس ظالم پادری نے برباد کر دیا اور بھنڈارا میں کانوں کان کسیکو خبر نہ ہوئی +

زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والونکو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے۔

(الحکم۔ پادری صاحب کا ڈیفنس قابل دید ہوگا کیونکہ اس سے عیسائیت کے زبردست مسئلہ کفارہ کی حقیقت کھلے گی اگر پادری صاحب نے کہدیا کہ میں نے کفارہ سے فائدہ اُٹھایا ہے تو عجیب لطف ہوگا اور انجیل کی تعلیم کی غلطی کھل جائے گی۔ یہ مقدمہ بہرحال دلچسپ ہوگا جو مذہبی دنیا میں خاص توجہ سے دیکھا جاوے گا ہم پیسہ اخبار کی آخری رائے سے بالکل متفق ہوں (زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والونکو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے)

*

گالیوں سے مذہب کی اشاعت نہیں ہوتی

گذشتہ ایام میں معزز ہمعصر ہندوستانی لکھنؤ نے آریوں کی خانہ جنگیوں پر ایک معقول مبسوط آرٹکل لکھا تھا جس میں آریوں کے اس طرز کلام پر بھی گفتگو کی تھی جو وہ دوسرے مذاہب کے مادیوں اور لیڈروں کی نسبت استعمال کرتے ہیں آریہ سماج کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ تیز زبانی سے کام نہ لیں۔ حقیقت میں گالیاں دینا اور بے ادبی سے کلام کرنا کسی مذہب کی خوبی اور اشاعت کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اولاً ہی اخلاقی حالت پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک شخص آپے سے باہر ہوکر اپنے مخالف کو گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے تو اس مذہب کی دوسری خوبیوں کی تلاش بیفائدہ ہے۔ آریہ سماج کے بعض دریدہ دہن لوگوں کی سعی سے آگرہ میں عطر قرآنی نام اشتہار پر نارہ سرٹیفکیٹ عدالت کے ذریعہ دسو روپیہ جرمانہ ہوکر ملا ہے جس کا مجھے افسوس ہے آریہ سماج کو اپنے مناظرہ کے لٹریچر کی بہت اصلاح کرنی چاہیے حال میں جو کتاب دھرمپال کے نام سے جالندھر کے مطبع سے شائع ہوئی ہے وہ آریوں کی دریدہ دہنی دکھلانے کے لیے اچھا نمونہ ہے اگر وہ کتاب دھرمپال نے لکھی ہے تو مجھے سخت افسوس ہے کہ اس نے آریہ ہوکر کیا سیکھا؟ اس کتاب کے اکثر مضامین ایسے ہیں جو گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس میں لائے جانیکے قابل ہیں۔

*

مُردہ جلانیوالی سوسائٹی

کلکتہ میں مردہ جلانیوالی انگریزی سوسائٹی مردوں کے جلانے میں آگ کے بجائے برقی طاقت سے کام لینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے مجھے اس سوال پر تو سردست بحث کی ضرورت نہیں کہ مردہ جلانا چاہیے یا دبانا مگر سوسائٹی مذکور کی اس تجویز سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ آریوں کی مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچے گا کیونکہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں جو مردہ جلانے کے متعلق رسومات اور لوازمات وید سے اخذ کرکے پیش کیے گئے ہیں اور جو تکلیف مالایطاق کے نیچے ہیں۔ وہ ویدکی ناواقفی پر تسلی ٹھیرینگے۔ اگر بجلی کے ذریعہ مردہ کا جلانا ناظر نہ تھا تو وید یا اس کے شارحین نے کیوں پہلے سے یہی صورت بتادی۔ دہرست وید پاؤں کی لپیٹ لیکر آریہ پہاشے اس نسخہ کو تلاش کرکے بتادیں۔

*

اختیار الاسلام پر میری رائے نکل چکی ہے اسکے ضمن میں میں نے حضرت حکیم الامۃ کی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا مصنف صاحب حکیم الامۃ کے اصل الفاظ کی خواہش کرتے ہیں جنکو میں خوشی اور فخر کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔

"جہانتک میرے مولیٰ کریم نے مجھے فہم عطا کیا ہے میں دلیری سے اس امر کے کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حق کے طالب ایکطرف ترک اسلام اور دوسری طرف میں مسلمان ہو گیا پڑھیں تو غالباً ناظرین کو یقین ہو جاوے گا کہ حق کیا چیز ہے؟ اور حق کے پاس کیا چیز اور اسکے نتائج کیا ہیں"

*

مہاتما بدھ کی یادگار

اعلیٰ درجہ کے کامل انسانوں کی یادگار نفس الامر میں ایک عمدہ چیز ہے کیونکہ وہ یادگار ہر وقت ان کمالات کی جو صاحب یادگار میں تھے تلقین کرتی رہتی ہے لیکن کیا اینٹ اور پتھر کی کوئی عمدہ اور بہترین یادگار ہیں یا نہیں؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم نے جو روحانی کمالات اور تعلیمات کی کامل معلم ہے یادگار کے مسئلہ کو لیا ہے تو یہ فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ۔ الآیۃ

میں اس وقت اس آیت کی تصریح پر زیادہ کہنے کا موقع نہیں پاتا پھر کبھی خدا نے چاہا تو دل کھولکر لکھونگا سردست مجھے اس خبر کو دینا ہے کہ منڈلے کے بدھ صاحبان نے گوتم بدھ کا بت قائم کرنیکی تجویز کی ہے سنگتراش کام میں مصروف ہیں صرف بکر کی قیمت چار سو روپیہ ہے جو ایک تاجر نے دی ہے طیار ہونے پر بت ۳۰ فٹ ہوگا اور ایک پہاڑی پر نصب کیا جاویگا بارش اور دھوپ کیلیے حفاظت کا انتظام ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس یادگاری بت سے پبلک کو کیا فائدہ ہوگا؟ بجز اسکے کہ حلوائیوں اور مفت خوروں کی ایک اچھی تعداد پیدا ہو جاوے گی۔

*

اسلام کے کمالات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے اختیار درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے جنکی زندہ **یادگار** ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدہ لوگ ہوتے ہیں جو انھیں تعلیمات کا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکر آئے تھے **زندہ نمونہ** ہوتے ہیں کیونکہ ان تعلیمات کی اثر اور برکات وہ اپنی عملی حالت میں دکھاتے ہیں اور خدا کی تائیدات اور نصرتوں کا ثبوت اپنے حال سے پیش کرتے ہیں۔ میں دلیری سے کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی یادگار پیش نہیں کرسکتا۔ آج بھی خدا تعالیٰ کا موعود مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ یادگار موجود ہے **هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ** +

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

چنانچہ بہت سے عزیز مفسرون نے یہ کام شروع کیا۔ کسی نے مکمل حالات تو اس رہبر کے تحریر نہین کئے بلکہ ہرایک نے جو کچھ یا تو خود یاد تھا یا ان لوگون کے ساتھ بات چیت کے نتائج کو جنہون نے اس پیارے رہبر کو دیکھا تھا یا اوس کی بابت کچھ سنا تھا قلمبند کر دیا لیکن پھر عرصہ کے بعد جون جون اسکی شکل لوگون کی نگاہ سے اور بھی زیادہ دھندلی ہوتی گئی، تو یہ خیال آیا کہ یہ تمام بیانات اکٹھے کرنے چاہئین۔ تاکہ حتے الامکان اسکی زندگی کی مکمل تاریخ تیار ہو سکے اس لئے اس کی موت کے بہت عرصہ بعد اس کے بعض وفادار پیرؤون نے اسکی تعلیم اور زندگی کے حالات کا تحریر کرنا اور ترتیب دینا علیحدہ علیحدہ اپنے ذمہ لیا۔ ایک ترتیب کنندہ نے ان روایتون اور تحریرات کو مدنظر رکھکر جن کے ساتھ متی کا نام وابستہ چلا آیا ہے اور خاصکر یہودی عیسائیون کے مطلب کے لئے متی کے مطابق انجیل لکھدی اور ایسا ہی مختلف حالات مین لوقا اور مرقس کے ساتھ ہوا ہے۔ تین پہلی انجیلون کو موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے ٹھیک اسی عمل مین سے گذرنا پڑا وہ اپنے بیانات کے لحاظ سے بہت ملتے جلتے ہین اسی سبب سے انہین Synoptics کا نام دیا گیا ہے مگر تاہم وہ ایک دوسرے سے اسقدر مختلف ہین کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ انمین سے ہر ایک انجیل علیحدہ علیحدہ تیار ہوئی۔ ان کے مورخون نے ایک ہی قسم کی منتشر تحریرات پر ان کا انحصار رکھا مگر ساتھ ہی ایسے حالات ان مین موجود تھے جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے چوتھی انجیل اور بھی بعد کی معلوم ہوتی ہے اور اس لئے وہ تاریخی لحاظ سے بہت کم قابل اعتبار ہے۔ غالباً ایک شخص یوحنا نامی نے اسے تحریر کیا ہے۔ وہ یوحنا حواری نہین جو غالباً مکاشفہ کی کتاب کا مصنف تھا چوتھی انجیل سے مختلف طرز پر ہے۔ یہ انجیل ایک غیر ملک مین تصنیف ہوئی اور اسپر حنایل خیالات کی مہر لگی ہوئی ہے اور اسمین مصری اور یونانی خیال کو مسیح کے مقصد اور تعلیم کے ساتھ ملانے کی زبردست کوشش کیگئی ہے۔ مصنف نے اپنے فلسفانہ اور روحانی خیالات کو مسیح کا نام اور حوالہ دیدیا ہے۔

رسولون کے اعمال کی کتاب لوقا کی انجیل کے مولف نے تحریر کی ہے۔ اور اسمین پطرس اور پال کے کام اور تعلیم کو فضیلت دیگئی ہے اگر پال کے خطوط معتبر ہین۔ تو رسولون کے اعمال کی کتاب تو تاریخی لحاظ سے قابل اعتبار نہین ہے۔ اس کتاب مین پطرس کے مشہور چال چلن مین پال کی آزاد مشربی اور پال کے اعلیٰ دل مین پطرس کی تنگ دلی اسقدر گھسیڑ دی ہے جس سے بلاتحاشا اسکی اپنی ابتدا کا پتہ لگ جاتا ہے یعنی یہ کہ قدیم عیسائیون مین جو آپسمین دو مخالف فریق تھے انمین صلح کرادی۔

ان بہت سے خطوط کو جو کلیساؤن کی طرف لکھے گئے تھے پولس سے جو جنٹایل لوگون کا بڑا بھاری رسول تھا منسوب کیا جاتا ہے وہ درحقیقت پولس کی ہی تحریر ہین یعنی وہ خطوط جو رومیون۔ قرنتیون اور گلتیون کی طرف لکھے گئے تھے۔ اگرچہ افسیون اور عبرانیون کی خطوط پولس کی تحریر بالکل نہین ہین۔ پولس کی تحریرات مین ہمین مسیح کی ایک اور ہی مختلف تصویر ملتی ہے جو اور انجیلون مین نہین پائی جاتی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پولس نے مسیح کو کبھی دیکھا نہین اور اس نے اپنے فلسفانہ خیالات کے مطابق ایک فرضی تصویر ایک نہایت اعلیٰ نمونہ دکھلانے کے لئے کھینچی ہے آجکل کے عام عیسائیون کا علم الہیات گویا پولس کی بیہودہ اور غلط تعلیم کا نتیجہ ہے اس قسم کی تعلیم پہلی تین انجیلون مین نہین پائی جاتی ہے اور نہ خود مسیح کی یہ تعلیم تھی۔ یہ صرف فلسفہ علم الہیات کا ایک پہلو ہے جو کچھ تو یوحنا کی تعلیم پر اور رہا سہا کچھ پولس پر منحصر ہے۔ اگرچہ ان دونون مین سے کسی نے بھی اس پیغمبر کو جسکی بابت انہون نے رائے زنی کی ہے نہ دیکھا ہی ہے نہ اس کا ذکر سنا ہے۔ یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ پولس کو مسیح کی معجزہ کے طور پر پیدا ہونے کا مطلق علم نہ تھا اور نہ ہمکو یہ شہادت ملتی ہے کہ اسے ان معجزات مین جنہین مسیح کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے کچھ یقین تھا جب ہم یہ خیال کرتے ہین کہ پولس کے خطوط نئے عہدنامہ مین سب سے پہلی کتاب ہے تو مفصلہ بالا واقع کی وقعت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور وہ انجیلین جنمین یہ روایتی واقعات ملتے ہین بعد مین تیار ہوئی ہین۔ اگر پولس کو انکی بابت کچھ بھی معلوم ہوتا اور وہ یقیناً ان کا حوالہ دیتا کیونکہ جیسا وہ جاہل اور سریع الیقین لوگون مین جو ہمیشہ کوئی نشانی یا ثبوت چاہتے تھے۔ روحانی صداقتین ذہن نشین کرانا چاہتا تھا تو اس قسم کے حوالے اسکے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے۔ جب فریسیز مسیح کے پاس اس کی نبوت کا کوئی ثبوت مانگنے آئے تو اس نے سرد آہ بھر کر کہا۔ اس نسل کے لوگ کیون ثبوت کے خواستگار ہین حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کو کسی قسم کا نشان نہین دیا جاوے گا جب مسیح نے یہ دیکھا کہ لوگون مین اسقدر دہریہ پن پیدا ہو گیا ہے کہ وہ روحانی طاقت کے ثبوت مین نشانی چاہتے ہین۔ تو اوس کا سرد آہ بھرنا بالکل بجا تھا۔ کاش کہ مسیح اب بھی اپنے پیروؤن کو اسی قسم کے پیغام سے ملہم کرتا۔

اسی نئے عہدنامہ مین چند ایسے خطوط ہین جو اور شاگردون کی طرف منسوب کئے گئے ہین جنمین سے یعقوب کا مہربانی سے بھرا ہوا اعلیٰ قسم کا خط ہے اور عجیب تمثیل یا خواب ہے جو غالباً ابتدا کے لحاظ سے یہودی معلوم ہوتا ہے اس کو یوحنا حواری نے پھر دوبارہ دیکھکر ٹھیک ٹھاک کیا ہے اس کی تعبیر علم الہیات کے لائق سے لائق ماہر بھی تشفی بخش طریقہ پر نہین بتلا سکتے۔ لیکن اس نے صاف صاف طور پر اس بات کی تعلیم دی ہے کہ دنیا کا انجام جلد آنیوالا ہے پرانے عیسائی اس مسئلہ کے قایل تھے نا امیدی گویا اس مسئلہ کے ماتھے پر لکھی ہوئی تھی۔

عیسائی مذہب کی تواریخ کے بہت پچھلے زمانہ مین نئے عہدنامہ کے ضوابط مقرر ہوئے اور حدود بندی ہوئی۔ ضابطہ کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کیونکہ اس کے نہونے سے بہت سی نامناسب کارروائی ہونے لگی یہ بھی تحقیق نہ تھا کہ کون کون سی کتابین اسمین شامل ہین اور بعض کتابون کی تعلیم ایک دوسرے کے بالکل مخالف اور متضاد تھی بارہا چرچ کے افسرون کے حکم سے ضوابط مقرر ہوئے اور بارہا انمین تبدیلی ہوئی کبھی تو یعقوب عبرانیون۔ اور مکاشفہ کی کتابون کو اس سے نکال دیا گیا اور کبھی پھر شامل کر لیا گیا۔

بعض اوقات اور پرانی عیسائی تحریرات کو جو نئے عہدنامہ کی اپوکریفا (یعنی وہ کتابین جن کے الہام پر یقین نہ ہو) کا حصہ ہین یعنی کلیمنٹ۔ اور بارنابا کی ہرماس کے پاسبان۔ عبرانیون کی انجیل وغیرہ کتابون کو اسمین شامل کیا جاتا تھا۔ اور برابر ایسا ہی رہا جب تک کہ [illegible] مین کارتھیج کی تیسری کونسل کے چرچ کے وکلاء کی رائے سے الہام کی حدود کا قطعی فیصلہ کر دیا گیا۔ قدیم عیسائی پہلے عیسائی تحریرات کو خاص طور پر الہام شدہ نہین مانتے تھے اور ہمیشہ شریعت اور پیغمبرون سے اپیل کرتے تھے۔ زمانہ کی جہالت اور علم کی کمی کی وجہ سے یہ خیال نئے عہدنامہ مین اسیطرح داخل ہو گیا جیسے کہ پرانے عہدنامہ کے ساتھ ہوا تھا۔ مورخین نے خود اس بات کا خیال نہین کیا کہ وہ ایک طرح تواریخ لکھ رہے ہین۔ اور بہت پہلے واقعات کو بیان کر رہے ہین جنکو آیندہ زمانہ مین خدا کی طرف سے لا محالہ الہام مانا جائیگا۔ اسیطرح ہماری انجیل نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی اور اسکی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہمین یقین دلایا جاتا ہے یہ ایک کتاب نہین ہے بلکہ ایک لٹریچر ہے اور وہ بھی دو قسم کا ہے ایک یہودی دوسرا عیسائی۔ کسقدر کم ایسے آدمی ہین جو کبھی یہ سوچتے ہین کہ کسقدر بیش بہا خزانہ اس پرانی انجیل کے اندر بھرا ہوا ہے بہت سے ایسے لوگ ہین جو اس کی بابت شور تو بہت مچاتے ہین مگر ان سے یہ انجیل کی تواریخ ایک سربستہ کتاب ہے اور اس لئے وہ مناسب طور پر اس کی تعبیر نہین کر سکتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پایاب ندیون مین سے ہی بہت زور کی آواز نکلتی ہے مثل مشہور ہے کہ تھوتھا چنا باجے گھنا۔

انجیل ایک انسانی کتاب ہے

اسی بات مین ایک انجیل کی خوبی اور وقعت کا راز ہے۔ چونکہ اسمین مختلف قسم کے تجربے اور زندگی کے انقلابات مندرج ہین اس وجہ سے اسمین ہماری موجودہ ضروریات کے مطابق بہت کچھ ملجاتا ہے تقریباً ہر ایک قسم کے واقعات کی نسبت جو انسان کے خیال مین آسکتے ہین اسمین کچھ نہ کچھ درج ہے اس لئے ہم اس کے نمونہ وار بیانات کو قبول کرتے ہین۔ ہم اپنے انسانی [illegible] کو ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے پاتے ہین اور ہم انہین پڑھکر تسلی اور راحت پیدا کرتے ہین اگرچہ پرانے عہدنامہ مین جو بیرحمی اور بے انصافی خدا کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ اس کتاب کے مبرا از خطا الہام ہونے کے مسئلہ کو بالکل منہدم کر دیتی ہے۔ لیکن ان باتون سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ متقدمین کا خدا کی بابت کیا خیال تھا اور اب ہمارا خدا کی بابت کیسا اعلیٰ اور پیارا خیال ہے ہمین داؤد کی گالیون اور اسکی برائیون مین کچھ بھی کمی نہین کرنی چاہئے بلکہ اسکو اس کے اصلی رنگ مین دیکھنا چاہئے۔ اور اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اسمین اور آجکل کے اعلیٰ ملکی رہبرون مین کسقدر فرق موجود ہے۔ ممکن ہے کہ میرے موسن دوستونکو واعظون کے مشتاک وہم سے کچھ تکلیف پہونچے گو مین بھی خود اس قسم کے خیالات کے سخت مخالف ہون۔ مگر مین جانتا ہون کہ بہت قدیم زمانہ سے دنیا مین یہ خیالات چلے آئے ہین اور ان قدیم تحریرات کی وجہ سے مین آجکل کے دہریہ پن کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہون پرانے اور نئے عہدنامون مین فرضی معجزون کا ذکر ہے ان کے بھی گہرے معنی ہین کیونکہ وہ اس زمانہ کی سریع الیقینی اور ظاہری ثبوت پر اعتبار رکھنے کے خیال کو ظاہر کرتے ہین۔ (باقی آیندہ)

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کے پہلے ہی صفحہ پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام اور اسکی موجودہ مشکلات اور ضرورت پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک مبسوط مضمون مین شایع کرچکا ہون۔ اگرچہ اس کے بعد ضرورت نہ تھا کہ مین بھی کچھ لکھون۔ لیکن محض حصول ثواب کی نیت سے کچھ کہنا ضروری سمجھتا ہون۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین بھی مینے اس امر کی طرف قوم کو متوجہ کیا تھا کہ ماہوار مستقل چندون کا پورا انتظام اور التزام کیا جاوے کیونکہ ماہواری اور مستقل اخراجات کمبخت عطیون سے پورے نہین ہو سکتے یہ عطیہ ثوانی اخراجات کے کام آسکتے ہین

اب عید کی تقریب بالکل قریب ہے یہ موقع ہے کہ احمدی قوم خصوصیت کے ساتھ اپنے **قومی** مدرسہ کی خبر لے۔ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے عید فنڈ مین حصہ لے اور عام طور پر ایک روپیہ فی کس یا حسب قدر مراتب کم و بیش ضرور دے۔

قربانی کی کہالون کا یہ انتظام کیا جاوے کہ ہر شہر کی انجمن احمدیہ خود احمدیون سے کہالین جمع کرکے انکو فروخت کر دے اور قیمت سے اطلاع دے فنڈ مین بھیجدے۔

چونکہ آیندہ کیلئے جیساکہ پہلے ہی صفحہ سے معلوم ہوتا ہے انتظام اب کمیٹی کے سپرد کیا گیا ہے۔ اسلئے عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے نام کسی قسم کی رقوم متعلق مدرسہ ارسال کرنیکی ضرورت نہین ہے بلکہ مدرسہ کے متعلق کل روپیہ براہ راست انہین بدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسقدر اطلاع کے بعد مین یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہون کہ حضرت مخدوم الملۃ نے دو ہزار روپیہ قوم سے مانگا ہے۔ اس روپیہ کو عید فنڈ یا مستقل ماہوار چندون سے کوئی تعلق نہین ہے بلکہ یہ اس سے الگ ہے جو مدرسہ کی بعض مشکلات مالی کے انسداد کیلئے ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو یہ روپیہ فراہم ہوجانا چاہئیے۔ الحکم کے ناظرین اگر توجہ کرین تو مین سمجھتا ہون یہ رقم صرف یہی جماعت پورا کرسکتی ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ۔ پس مین الحکم کی برادری سے جو نوسو کے قریب ہے دسویں حصہ سے درخواست کرتا ہون کہ وہ اس دو ہزار کی رقم کو پورا کرنے کیلئے وہی بیڑا اٹھائین۔

اور اس خیال سے کہ مین خود بھی اس برادری مین داخل ہون دو روپیہ اس مد مین داخل کرتا ہون۔ اگر دو دو روپیہ کل ناظرین الحکم بھیجدین تو ایک دن مین دو ہزار روپیہ ناظرین الحکم سے مدرسہ کو مل جاویگا کیا مین اپنے محترم ناظرین سے امید رکھون؟ کہ وہ اس کار خیر مین میرے ساتھ شریک ہون۔

ناظرین الحکم مین سے جو بزرگ چندہ بھیجین وہ منی آرڈر کے کوپن پر خریدار الحکم ضرور لکھدین تاکہ اس تحریک کے اثر کا اندازہ ہوسکے اور رسید سہولت سے دی جاسکے۔

اس تحریک کو ختم کرنے سے پہلے مین پھر کہنا چاہتا ہون کہ عید فنڈ اور قربانی کی کھالون کا انتظام مستعدی کے ساتھ کیا جاوے۔

مراسلت

آ بیل مجھے مار

مدت ہوئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا معزز اور قابل قدر میگزین عیسائی صاحبان کو ہر ایک قلمی میدان بازی مین لاجواب کرچکا تھا مگر ۵ - ۱۲ جنوری ۱۹۰۵ء کے اخبار طبیب عالم کے مندرجہ مضمون بعنوان "مسیح کی عظمت پر قادیانی حملہ" کے پڑھنے سے شبہ پڑتا ہے کہ ابھی اس مذہب کے بعض پیروؤن مین رکھا سہا حوصلہ باقی ہے افسوس کہ مضمون نگار صاحب جو اپنی محدود لیاقت کیوجہ سے خواہ مخواہ آبیل مجھے مار کے مصداق بنے ہین۔

مسیح کی تعلیم کا کوئی اچھا نمونہ نہ دکھا سکنے آپ ریویو آف ریلیجنز کے مضامین متعلقہ ذنب پر پرلے درجہ کے ناراض ہین یہان تک کہ ریویو جیسے ناصح مشفق کو لفظ دشمن سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور بڑی بے باکی کے ساتھ لکھتے ہین کہ "روح نبیون کی نکتہ چینی ضروری امر تھا!" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ہوٹال صاحب واعظ انجیل لاالہ الا اللہ قاہ بانے انجیل کو پڑھا ہی نہین جب نکتہ چینی ضروری امر ہے تو پھر مسیح نے فقیہون کی نشان طلبی پر ان دشنام آمیز الفاظ مین کیون انکار کیا کہ "اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہین" کیا فقیہون کے پرے پر لکھنا اور نکتہ چینی ضروری امر نہ تھا ہمین راقم مضمون کا شکریہ تو ادا کرنا چاہئے جو انہون نے اپنے اس ریمارک سے ہمارے لیے بہی راہ صاف کردی امید ہے کہ مسیحی صاحبان آیندہ اپنے فرضی خدا کی جانچ پڑتال پر برا نہ منائینگے کاش کہ مسٹر ہوٹال صاحب ذنب کی بحث کو غور سے پڑھکر فیصلہ کرتے ریویو آف ریلیجنز نے جس خوبی سے اس بحث کو نبایا ہے وہ ہر پہلو سے صحیح اور قابل تسلیم ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے مسیحی دوست اتنا مادہ ہی نہین رکھتے جو ایک آسان اور بالکل آسان بات کو آسانی سے سمجھ سکین گویا ان کیلئے کسی بات کا سمجھنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا بہنس کیلئے باجا۔ لفظ ذنب پر جو اعتراض کیا کرتے ہین وہ انکی سراسر نافہمی ہے سورہ فتح کو اگر غور سے پڑھا جائے تو پھر امید نہین کہ کوئی اعتراض پیدا ہو اسمین تو ان غیر مودب لوگون اور بعض کمزور طبیعتون کے ذنب کا تذکرہ ہے جو آیت انا ارسلنٰک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا لتؤمنوا باللّٰہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ - اور آیت سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا و اھلونا فاستغفر لنا مین مخاطب اور بیان کئے گئے ہین ہان ان مین سے جو کامل ایمان لاکر اپنی کمزوریون اور قصورون کا اعتراف کرنے لگے تو خداوند کریم نے آنحضرت کو بذریعہ وحی اطلاع دی کہ تیرے قصور وارون کے تمام سابقہ قصور معاف کر دیئے گئے ہین۔ اور یہ وہی لوگ ہین جو آیت لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحًا قریبًا مین مذکور ہین ویکر اس سورہ شریف مین جو لفظ ما تاخر ہے یہ ایک پیشگوئی کے طور پر واقع ہوا ہے اسمین ان لوگون کا ذکر ہے جو آنحضرت کے بعد ایمان لاکر اپنی تمام گذشتہ شوخیون اور گستاخیون کو چھوڑ دیا کرینگے سو بیشک اس پیشگوئی مین بہی لوگ مضمر ہین جنکی تصریح آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ و اجرًا عظیمًا سے ہی ہوتی ہے کیا مسٹر ہوٹال صاحب معترض اور ایڈیٹر صاحب طبیب عالم انجیل سے کوئی ایسی پیشگوئی تلاش کرکے دکھا سکتے ہین؟ مگر اتنا کرین کہ تلاش کرتے وقت انجیل کی دیگر متعدد پیشگوئیون کے علاوہ انجیل یوحنا کے باب ۱۶ کی اس آیت "لیکن جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہین ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی جو کچھ وہ سنیگی سو کہے گی۔ اور آیندہ کی خبرین دے گی" کو نظر انداز نہ کرین تاکہ ہم معلوم کرسکین عیسائی صاحبان زبان تک انجیل پر عمل کرتے ہین۔

غرضیکہ نامہ نگار صاحب نے از حد کوشش کی ہے کہ جسطرح ہو سکے عصمت کا تاج اکیلے مسیح کے ہی سر پر رکھا جائے مگر ہم اناجیل کو تدبر کے ساتھ پڑھنے سے فورًا اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہین کہ عیسائی صاحبون کی یہ کوشش اور تگ و دو محض تضیع اوقات اور خواہ مخواہ کی سر دردی ہے۔

مثلًا انجیل مصنفہ متی باب ۱۹ کی آیت ۱۷ کو ہی دیکھئے اور اس نے (یعنے مسیح نے) اس سے کہا تو کیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا۔ اس آیت سے ایک نہین بلکہ دو معنے حل ہوتے ہین ایک یہ کہ مسیح کو اپنی اندرونی حالت پر کامل اطلاع تھی جب سے وہ خود نیک کہلانے سے انکار کرتا تھا۔ دوسرا اس آیت سے یہ بہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح خدا نہین تھا صرف ایک انسان ہی تھا۔ ورنہ انکار کرنے کے بعد "ایک یعنے خدا" کے اضافہ کی کیا ضرورت تھی۔ ہان قرآن کریم نے جس مسیح کو پیش کیا ہے وہ فی الواقع خدا کا رسول اور برحق نبی تھا۔ ناظر انجیل مین بھی اسی ابن مریم کا ذکر ہے جو قرآن حمید مین بیان کیا گیا ہے۔ مگر ہم ہی انجیل کے جانچنے پر ہمین اصلی خدا کا پتہ نہین لگتا۔ چنانچہ انجیل متی باب ۸ مین لکھا ہے "اور یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیون کیلئے ماندین اور پرندون کے واسطے بسیرے پر ابن آدم کیلئے سر دھرنے کی جگہ نہین" یہ ہے عیسائی صاحبان کا خدا جو لومڑی ایسے ناچیز جانور کو ترجیح دیکر اپنی بے سر و سامانی پر افسوس کرتا ہے۔ اب ہم جب انجیل کے بیان کردہ خدا کے مقابل قرآن شریف کو پڑھتے ہین تو اسمین ایک ایسے زبردست اور وحدہ لاشریک خدا کو پاتے ہین جو لہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جیسی تمام دیگر صفات سے موصوف ہے۔ اور یہ وہی حقیقی خدا ہے جو انجیلی خدا کے صلیبی موقع پر ایلی ایلی کرکے پکار اکیا۔

اخیر پر امید کیجاتی ہے کہ یسوعی صاحبان آیندہ سوچ سمجھکر اعتراضات پر جیبھ کہولا کرینگے

استفسار اور ان کے جواب

(۱) عید کی نماز کی ہر دو رکعت میں تکبیرین سات اور پانچ قبل از قرأت لینی چاہئیں؟ یا ۴ پہلی رکعت میں قبل از رکعت اور دوسری رکعت میں چار قبل از رکوع۔ خود آپ کا عمل کس پر ہے اور کیوں؟ یعنی دوسرے طریقہ کے چھوڑنے کی کیا وجہ ہے؟

(۲) قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا صاحب نصاب پر؟ نصاب کتنا آجکل کے سکہ کے موافق؟ نصاب نامی یا غیر نامی؟ بیل زمین وغیرہ بھی نصاب میں آسکتی ہیں یا صرف زر وسیم۔

(۳) قربانی اپنے نابالغ بچوں کیطرف سے بھی (جیسا کہ صدقہ فطر) علیحدہ دینی چاہئے یا ایک ہی قربانی کافی ہے۔

(۴) قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت نہ کرائے یہ مستحبات سے ہے یا سنت واجب؟

(۵) بکری بھیڑ اہلحدیث کے نزدیک ۲ برس کی جائز ہے فقہا کے نزدیک ایک برس کی۔ آپ کا فیصلہ؟

(۶) قربانی کی کھال فروخت کرنیکی حدیث میں ممانعت ہے بلکہ یہ کہ گویا اس نے قربانی نہیں کی ہم چاہتے ہیں کہ کھال فروخت کرکے قیمت دارالامان بھیجدیں۔ فرمایئے؟ اگر اجازت ہے تو دلیل؟

(۷) قربانی عید کے بعد کتنے دن تک جائز ہے اہلحدیث کے نزدیک ۱۳ تاریخ تک اور فقہا کے نزدیک ۱۲ تاریخ تک۔ کس پر عمل کرنا چاہئے

(۸) نماز خسوف باجماعت قرأت جہر سے ہو یا علیحدہ علیحدہ پڑھیں اور بعد از ان خطبہ بھی جائز ہے یا نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں دارالامان میں نماز کسوف بھی باجماعت قرأت جہر سے کبھی ادا نہیں کیگئی حالانکہ سنت رسول صلعم سے ثابت ہے؟

جوابات

ع۱۔ عید کی نماز میں جو تکبیرین آئی ہیں انمیں علماء کا اختلاف ہے جیسا آپ نے ذکر کیا۔ مگر ہم اس روایت کو ترجیح دیتا ہوں جسمیں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیرین اور دوسری میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیرین آئی ہیں حنفیہ کا مذہب کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت اور دوسری میں بعد قرأت کہتے ہیں یہی تابعین کا ہے گو ہم پہلی روایت کو ترجیح دیتے اور اسی پر اہل مدینہ ہے مگر ان کا جواب یہی کہ فقہا محدثین اور مدینہ طیبہ کا عملدرآمد یہ ہے جسکو ہم ترجیح دیتے ہیں۔

ع۲۔ قربانی کی نسبت وجوب اور نصاب اور پھر نصاب میں تفرقہ نامی اور غیر نامی کا کوئی نہیں اسواسطے میں آپ قربانی کو ایک امر مسنون یقین کرتا ہوں۔ اور تمام گھرانے کی طرف سے ایک ہی قربانی دو مینڈھوں کی قربانی مسنون ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر یہی کرتے تھے ہاں اپنے حجۃ الوداع میں بیبیوں کیطرف سے بھی علیحدہ قربانی فرمائی ہے مگر جبکہ امر مسنون ہے تو اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ نصاب آجکل کے سکہ کے مطابق ... روپیہ ہوتے مگر قربانی کو اسمین دخل نہیں کیونکہ نبی کریم قربانی کرتے اور صاحب زکوۃ نہ تھے اور حضرت ابراہیم بے ریب بہت بڑے عظیم الشان دولتمند تھے جن کے وقت اس قربانی کا ... رواج ہوا

ع۳۔ قربانی بچوں کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے ... ابو داؤد اور موطا میں بہت سی حدیثین مروی ہیں ... کہ تمام گھر کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے

ع۴۔ قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت نہ کرائے اسکا ثبوت احادیث سے ... مگر یہ کہ باوجود حجامت نہ کرنا فرض یا واجب یا سنت ہی ہے یہ سلف سے بہت بعید ہے اسکا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

ع۵۔ میں آپ بکری اور دنبہ کی نسبت تحقیق رکھتا ہوں کہ بکری دو برس سے کم کی نہ ہو اور دنبہ ایک برس سے کم نہ ہو ... مگر ہمارے ملک میں بھیڑ کا ... نہیں اور نہ ... اسکا نام ... عربی میں ... ان کو کہتے ہیں جو ... لسن ... تحقیقات کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس بھیڑ کو ہم نہیں جانتے اور زیادہ سے زیادہ اسکو ایک قسم کی ... کہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ... ملک ... ہمارے ملک کی بھیڑ بکری میں داخل کرکے دو برس میعاد مقرر کرتا ہوں۔ اور دنبی کو ایک برس میں اور یہی شریعت سے ثابت ہے۔

ع۶۔ قربانی کی کھال فروخت کرنیکی ممانعت ہم نے حدیث میں نہیں دیکھی آپ نے لکھی ہے۔ اگر آپ کوئی حدیث بتلادیں تو پھر ہم توجہ کرینگے۔ کیونکہ قربانی کی کھال گھر میں ہی رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ قربانی تو ذبح کا نام ہے۔ خود تمام بکرا بھی اپنے گھر میں رکھ لیوے۔ اماقت الدم کا نام قربانی ہے۔ اسکے بعد جو کچھ رہتا ہے خواہ دے خواہ سارا رکھے۔

ع۷۔ قربانی ہمارے نزدیک ۱۲ تاریخ تک جائز ہے ہاں فقہانے ۱۳ تاریخ ہی رکھی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تالی میں ضرور اسمین کچھ فرق ہوا ہے۔

ع۸۔ نماز خسوف باجماعت جہری قرأت سے پڑھنا مسنون ہے۔ اور اس کے بعد خطبہ بھی ہے۔ یہ تو عام کتب احادیث میں مندرج ہے۔ چھوٹی سی چھوٹی بلوغ المرام ہے اسمین کافی بحث ہے۔ دارالامان میں خسوف اور کسوف دونو جماعت سے پڑھی جاتی اور یہاں یہی رواج ہے۔ ہاں یہ جماعت مسنون ہے فرض نہیں۔ نورالدین

نوٹ از راقم الحروف۔ آپ کے اس آخری اعتراض پر تعجب ہے یہاں تو کسوف و خسوف کی نمازیں باجماعت ہمیشہ پڑھی جاتی ہیں اور ساتھ صدقہ و خیرات بھی کیا جاتا ہے، ہاں اگر کوئی شخص بیمار ہو یا کسی اور باعث سے مجبور ہو تو وہ معذور سمجھا جاتا ہے۔ فضل الرحمن

مفید اور دلچسپ رائین

صنعتی تعلیم پر پیسہ کا رائیڈیٹر اتحاد لکھتا ہے۔ صنعت و حرفت کی تعلیم پر زور دینا تو درکنار ابھی کی کانفرنس میں اس کے خلاف تحریک کیگئی جس سے زیادہ کوئی حیرت انگیز کارروائی نہیں ہوسکتی۔ یورپ کی ٹیکنیکل انجینرنگ تو بڑی چیز ہے مگر میں تو خیال کرتا ہوں کہ ہمیں معمولی قسم کی انجنی پرانی لوہاری۔ سناری۔ بڑھئی کے کام اور درزی گری کی تعلیم کیلئے بھی مدارس کھولنے چاہیئے۔ سچ پوچھئے تو یہ پیشہ اب معمولی قسم کی کلرکی سے زیادہ مفید ہیں اور ہندوستان کی خوش اقبالی ہوا گر ہندوستانی مڈل یا انٹرینس پاس کرکے ان کاموں کو سیکھنے لگیں ان پیشوں کو اگر پڑھے لکھے لوگ اختیار کرنے لگیں تو ان کو اصولاً زیادہ ترقی دینگے ان کاموں کی وقعت و عزت بڑھاوینگے آزادی و خودمختاری کی زندگی بسر کرینگے کام زیادہ اچھا اور دولتمند بھی ہوسکینگے اور یہی لوگ اسوقت بڑے اور اعلیٰ درجہ کے انجنیئر بن جائینگے جب ہندوستان میں ٹکنیکس کو ترقی ہوگی۔

صنعتی تعلیم اور ملکی صنعتوں پر معزز ہمعصر ہندوستان نے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔ آجکل لاہور میں موٹر سائیکل (انجن سے چلنے والے بائسکل) بھی آگئے ہیں کل ایک نوجوان موٹر سائیکل پر سوار تیزی سے جا رہا تھا کہ انجن کی سب سب نے کتوں کو متوجہ کیا جو دور تک موٹر سائیکل نورا کے سوار کے پیچھے بھونکتے دوڑے چلے گئے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ کیا ہندوستانی کتوں کے دلوں میں بھی حب الوطنی کا اسقدر مادہ ہوگیا ہے کہ وہ اس ملک میں غیر ملکی صنعتوں کو معراج پاتے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔

نشان متبین

فتح مقدمات کے ذریعہ جو عظیم الشان نشان پورا ہوا ہے جس نے سلسلہ عالیہ کی حقانیت اور صداقت پر ان لوگوں کی نظر میں جو باوجود مسلمان کہلانے کے اس کو ایک افترا اور انسانی دل و دماغ کا نتیجہ سمجھتے تھے خدائی مہر کردی ہے اور اسلام کے مخالفوں کی نظر میں اسلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی پر زبردست گواہ ٹھہرا ہے۔ اور اس نے ثابت کردیا کہ کہنی تحقیقت الٰہی تائیدات اور تصرفات کا اسلام سچا نمونہ ہے کیونکہ اگر یہ سلسلہ فی الحقیقت انسانی منصوبہ بازی اور تدابیر کا نتیجہ ہوتا تو ایسی صورت میں کہ کل ملک کے لوگ اس کے دشمن اور ہلاک کرنیکی فکر میں تھے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ بھی جس کے منشا اور ارادہ کے خلاف یہ سلسلہ تھا اس کا دشمن ہوتا اور پھر اس کے ہلاک ہونے ہو نام و نشان مٹ جانے میں کچھ بھی شک و شبہ نہ رہتا مگر اسکی کامیابی اور پہر قبل از وقت مشہور کردہ کامیابی (جو بطور پیشگوئی شائع کیگئی تھی) نے بتا دیا ہے کہ وہ سب جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں

کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں

واقعی غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا کوئی ایسا مفتری و کذاب کامیاب ہوسکتا ہے جو باوجودیکہ (بقول مخالفین) مصائب اور مشکلات میں گرفتار ہو اور پھر بھی الہامات اور پیشگوئیاں شائع کرتا جاوے ہاں یہ طاقت اور حوصلہ مفتری اور کذاب کو ملسکتا ہی نہیں۔ یہ امر مخصوص ہے۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور برگزیدہ رسولوں سے

عرض

کچھ شک نہیں یہ عظیم الشان نشان اس قابل ہو کہ ہمیشہ تک اسے زندہ رکھا جاوے اور کسی مفید یادگار کی صورت میں نمایاں رہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری پہلی تحریک پر قوم میں اس کے متعلق حرکت پیدا ہوگئی ہے۔ اگرچہ ابھی اس حرکت کی سرسراہٹ ہے مگر میں یقین کرتا ہوں کہ اس سرسراہٹ کا نتیجہ مفید ہوگا۔ سردست اس امر پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے کہ یہ یادگار کس رنگ میں ہو۔ فی الحال اس مد میں حضرت حکیم الامۃ کے نام روپیہ بھیجا جاوے جب ایک معقول رقم جمع ہوجاویگی اسوقت حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایماء اور اشارہ کے موافق بزرگان ملت جو تجویز کرینگے وہ ہر حال مفید اور بابرکت اور خدا تعالیٰ کی منشا کے موافق ہوگی۔ صنعتی شاخ کا سوال بھی ہے اس کے علاوہ توسیع مسجد اور کشتی نوح والا موعودہ مکان جو بجائے خود ایک نشان ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی پیشگوئی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال جو امر مفید ہوگا اس پر روپیہ صرف ہوگا اس مد میں جن بزرگوں نے حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں روپیہ بھیجا ہے اسکی رسید دوسری جگہ چھپا دیدی ہے۔ آئندہ ہفتہ وار اس ملک اور مدرسہ کی آمدنی کی رسید الحکم میں شائع ہوتی رہیگی اسو کمیکر جب صاحب کا ارسال روپیہ رسید میں ... ہے ...

[illegible]

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

نماز کی حقیقت۔ یہ کتاب میں اپنی جگہ مکمل کر چکا تھا کہ بعض اسباب نے اکثر متنازعہ فیہ مسائل پر مجھے متوجہ کیا۔ فقہ احمدی کا کام میرے جیسے ہیچ مرز کا نہیں تاہم جہاں تک مجھ سے بن پڑیگا بزرگان ملت خصوصاً حکیم الامت سے استفادہ کر کے میں ضروری مسائل متعلقہ نماز پر بحث کرونگا انشاء اللہ اسلئے جو صاحبان کوئی اعتراض یا قابل حل مسئلہ سمجھتے ہوں وہ لکھ بھیجیں۔ معزز احمدی گجرات نامہ نگار نے چند امور پیش کئے ہیں میں انشاء اللہ انکا لحاظ رکھونگا مگر وہ مجھ سے مناقشہ اور متکلم کا کام لینا چاہتے ہیں جو دونوں امر میں اپنی طاقت سے بڑھکر پاتا ہوں بہر حال دعا کریں۔

مستقل خریداران کتب۔ باوجودیکہ میں نے متواتر اعلان کیا تھا کہ جو لوگ دفتر الحکم کی شائع کردہ کتب کے خریدار مستقل رہنا چاہتے ہوں اطلاع دیں لیکن اس اطلاع نہ دینے پر کارخانہ الحکم جنکو مستقل خریدار تصور کرتا ہے اور انہوں نے بھی محض اسی وجہ سے اطلاع نہیں دی اگر شائع شدہ کتاب نہ پہونچے تو جلد اطلاع دیں کیونکہ میں اپنے ہاں کی کتابیں سردست اسیقدر چھاپا کرونگا جسقدر مستقل خریدار ہونگے

بذریعہ تار درخواست۔ الحکم کے ناظرین اس امر کو سن کر کسقدر خوش ہونگے کہ ان کے محبوب اور مقبول کارخانہ کی تالیفات ایسی عزیز سمجھی جانے لگی ہیں کہ بذریعہ تار درخواست بھیجکر منگوانے والے عاشق زار [illegible] پیدا ہو چلے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

توسیع اشاعت۔ الحکم کی توسیع اشاعت میں ہفتہ زیر اشاعت میں چودہری غلام احمد صاحب بی۔ اے نے کشمیر سے اور حافظ نور احمد صاحب نے مشرقی انڈیا سے خریدار بھیجکر اعانت فرمائی اور علاوہ بریں چند احباب نے براہ راست شرف قبولیت بخشا۔

تفسیر القرآن کا ماہواری نمبر چھپ رہا ہے۔ کارخانہ الحکم میں پریس پر گنجائش نہونے کی وجہ سے بعض دوسرے رسالہ کی کاپیاں دوسرے مطبع میں دینے کی ضرورت پڑی ہے، خدا نے چاہا تو جلد مشکلات چھپائی کا بھی خاتمہ ہو جائیگا خدا کے فضل سے کیا کچھ آسان نہیں ہوا۔

سلک مروارید۔ حصہ دوم اور نماز کی حقیقت طبع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدمات کے فیصلہ پر ایک رسالہ لکھنا تجویز فرمایا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بھی اچھی ہے حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت اس روز سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپکی صحت کی نسبت الہام ہوا بہت اچھی ہے۔ درس کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں موسمی حالت بدستور رہی سردی خوب چمکی۔ برفباری کا نمونہ نظر آیا۔ بعض بعض دن [illegible] تالاب کا پانی یخ بستہ ہو گیا لوگوں کیلئے ایک تماشا اور اچنبا تھا بعض نے دودھ کی قفلیاں بنا کر کھائیں۔ ابھی تک آسمان پورا صاف نہیں۔

۴۔ قادیان میں امرتسر بٹالہ کے حوالہ سے عام بازاری افواہ تھی کہ ۱۸ فروری کو خطرناک برفباری ہوگی کسی نے ٹالی کی۔ لاہور میں بھی ایسی افواہیں اڑیں جسکی تردید اخبارات کو کرنی پڑی۔

۵۔ یکم فروری کو قبل ظہر اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل الہامات اور رویا سنائے

الہامات و رویا

۱۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

۲۔ انی مع الروح معک و مع اہلک

رویا۔ ایک کاغذ دکھایا گیا جسمیں کچھ سطور فارسی خط میں ہیں اور سب انگریزی میں لکھا ہوا ہے جسکا مطلب یہ سمجھ میں آیا کہ جسقدر روپیہ نکلتا ہے سب دیدیا جاویگا۔

۶۔ الہ داد ایک شخص گوجرانوالہ کے ضلع کا باشندہ داخل بیعت ہوا اور اس نے تبرکاً حضور سے قرآن شریف پڑہنا چاہا حضور نے سورہ فاتحہ اسے پڑہائی۔

۷۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام کے متعلق صفحہ اول پر ایک مضمون حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا دیا گیا ہے۔

۸۔ مالیر کوٹلہ سے ایک معزز رئیس نے لکھا کہ ایک مولوی صاحب اتفاق سے انہیں ملگئے ہیں اسلئے وہ قادیان آکر تحقیق حق چاہتے ہیں۔ جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بے شک وہ آجائیں تحقیق حق کیلئے سائلین کا دروازہ کھلا ہے وہ تحریری سوال کریں جواب تحریری دیدیا جاویگا۔ اس کے لئے یہاں آنا بھی چنداں ضروری نہیں۔ ہاں بصورت مباحثہ کوئی امر نہیں ہو سکتا کیونکہ اسمیں اصل مقصد ہار جیت ہوتی ہے اسلئے اعلام الہیٰ کے موافق انجام آتھم میں وہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ

۱۔ جناب منشی بسنت لال صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ لالہ موتی لال صاحب کے واپس آنے پر تحصیل بٹالہ کے چارج سے سبکدوش ہوئے۔ منشی بسنت لال صاحب کی نسبت عام طور پر رعایا میں اظہار خوشنودی ہے۔ انکی انصاف پسندی اور بے لاگ طبیعت سے لوگ بہت خوش ہیں۔ اور لالہ موتی لال صاحب کی غیر حاضری رعایا نے محسوس نہیں کی۔ میں انکے متعلق پھر لکھونگا فی الحال اسیقدر کہنا کافی ہے کہ وہ تحصیل بڑی ہی خوش قسمت ہوگی جہاں منشی صاحب موصوف تشریف لیجاتے ہیں تحصیل بٹالہ کا چارج پھر لالہ موتی لال صاحب نے لیا ہے۔ لالہ صاحب موصوف کے متعلق تو کچھ کہنا ہی تحصیل حاصل ہے آپ کے اخلاقی اور شریفانہ برتاؤ کے لوگ پہلے ہی سے مداح ہیں ہاں مجھے نیازمندانہ طور پر شکایت ہے کہ انکی موجودگی میں **قادیان** کی صفائی اور سڑک بٹالہ کے پختہ کئے جانے پر پوری توجہ نہونا افسوسناک امر ہے بحالیکہ انہیں رفاہ عام کا بہت بڑا خیال اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ پبلک کی تکالیف عامہ کا انسداد ہو خوش قسمتی سے لالہ صاحب موصوف پھر تشریف لے آئے ہیں امید ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے شروع کئے ہوئے کام کو مکمل کرنے کی سعی کریں گے جسکی مجھے انکی ذات سے بہت بڑی توقع ہے۔ اگر انکی موجودگی میں یہ کام نہوئے تو پھر کب امید کرنی چاہئے

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ موجہ کیلئے میں ایک اور امر بھی پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے متصل ایک بڑی ڈھاب ہے جو قواعد حفظ صحت کے رو سے **ملیریس فیور** کے انجرات اپنے اندر رکھتی ہے چنانچہ عالیجناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور نے بھی ضروری سمجھا تھا کہ اسے پر کرا دیا جاوے اگر لالہ صاحب قادیان تشریف لا کر اس ضرورت پر غور کریں تو بہت بڑا احسان ان کا پبلک پر ہوگا۔

اور ایک کار خیر ان کے زمانہ کی یادگار رہجائیگا۔ چونکہ لالہ صاحب الحکم کی رائوں اور نیازمندانہ التجاؤں پر محض اس لحاظ سے کہ وہ **پبلک گوڈ** کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہیں غور فرمایا کرتے ہیں اسلئے یہ امور پیش کئے گئے ہیں۔

افسر مال ضلع گورداسپور کی توجہ طلب

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ضلع گورداسپور کی مال افسری شیخ **فیروز الدین** ایسے فہیم اور باخبر شخص کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس نوٹ کو بکمال توجہ اور غور سے پڑہیں گے۔

تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں حلقہ **لیل کلان** کا پٹواری پنڈیداس فوت ہو گیا ہے جسکے لئے تجویز انعام ہو چکی تھی۔ امید کیجاتی ہے کہ پنڈیداس کے یتیم بچوں کے ساتھ محکمہ مال خاص سلوک کریگا اور وہ انعام جو اسکے لئے تجویز ہوا تھا ان کو دیا جائیگا اسوقت مجھے اسکے سوا اس امر پر روشنی ڈالنی ہے کہ اس خالی شدہ حلقہ پر کسی کو متعین کیا جاوے اگرچہ افسر مال صاحب اپنی منصبی حیثیت کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ باخبر اور واقف ہونگے لیکن میں اپنی مقامی واقفیت کی بنا پر ایک شخص کا نام پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ **پنڈت شنکرداس صاحب لیٹ منشی افسر مال رئیس قادیان کے صاحبزادہ پنڈت سری ناتھ** صاحب ہیں۔ پنڈت شنکرداس صاحب نے اپنے دوران ملازمت میں محکمہ مال کی بہت کچھ خدمات کی تہیں جو ان کے سندات سے عیاں ہیں ان خدمات کی صلہ میں انکے بیٹے کے ساتھ کوئی خاص سلوک ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ایک یتیم اور بیخبر بچہ کسمپرسی کی حالت میں پڑا رہا اب جبکہ وہ بالغ اور ہونہار ہے اور امتحان پٹوار جو کہ محکمہ مال کے داخلہ کا دروازہ ہے پاس کر چکا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقوق پر نظر کر کے اوسکی تقرری اس حلقہ **لیل کلان** میں نہو۔ میں تحصیل بٹالہ کے ذمہ وار افسر جناب تحصیلدار صاحب اور ملک کے گرداور دیوان جگناتھ صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی مناسب رپورٹ میں پرزور الفاظ میں اس نوجوان امیدوار کیلئے بلحاظ اسکے خاندانی حقوق کے سفارش کریں گے اور افسر مال صاحب سے تو مجھے پوری امید ہے کہ انہیں حق بحقدار رسانید کی کوشش سے دریغ نہوگا پنڈت سری ناتھ صاحب کا تقرر اس حلقہ پر محکمہ مال کے تمام دیسی افسروں کیلئے اطمینان اور خوشی کا موجب ہوگا مجھے امید ہی زیادہ لکھنے کی حاجت نہوگی اور یہ مختصر نوٹ ہی کافی سمجھا جائیگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۶

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ روپے (۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والی لوگون سے ۱۲

نمبر ۶ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۲۲ ۱۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

قصیدہ

(از مولوی وزیر الدین صاحب)

یارب مدام شاد زید میرزائے ما
کز فیض اوست رونق بستان سرائے ما
کو اندرین زمانہ نیا ورد نور حق
گردید بے چراغ ہمہ خانہائے ما
اے لوگو سوچو خدا کے لئے ذرا
کیون فتح تم پہ پاتا ہے میدان مین میرزا
کیون عزت اس کو دیتا ہے اللہ ہر ایک بار
ہر معرکہ مین پڑتی ہے تم پر خدا کی مار
تم سارا زور ناخنون تک خرچ کرتے ہو
آخر خدا کی شان کہ میدان مین مرتے ہو
کیا متقی کی شان ہے قرآن مین یہی
ناکام و نامراد ہو اور شاد مفتری
گر متقی ہو تم تو یہ تقوے عجب ہے
جس پر خدا کی مار ہمیشہ نصیب ہے
مرزا مسیح نہین ہے تو پھر کیون نہ کیسے خدا
جلدی نہین پکڑتا بدین کذب و افترا
دشمن تو اس کے لاکھون مین کیون سارے پست ہین
میدان مین جو نکلتے ہین کھاتے شکست ہین
واللہ یعصمک من الناس ہے سپر
الیٰ مبین کا تیغ ہے اعدا دین کا سر
یہ تیغ ہے سپر ہے نہین آتا نظر نہین
ناحق کٹا رہے ہو سر و سینہ و سرین
کیا مفتری پہ فضل اللہ کا یہی نشان ہے
پچیس سال سے بہمہ عزو شان ہے
کیون حق نے لو تقول قرآن مین کہا
کیا آنجناب کرتے نہ بہت سخت افترا
افسوس تم کو کوئی بھی ہوش و خرد نہین
ورنہ وہ کون بات ہے جسکی سند نہین
صادق ہو تم تو پھر تمہین ذلت کی مار کیون
جان توڑ کوششون پہ بھی آخر مین ہار کیون
اے غافلو دکھا رہا ہے حق تمہین نشان
بر شامت گناہ سے ہو تم دیدہ رفتگان
تم ان مقدسون کو سمجھتے ہو رائیگان
حالانکہ انہین حق کے نشانات مین نہان
یہ ہار جیت کچھ بھی نہین بات ہے ضعیف
پر مین تمہین بتاؤن جو ہے نکتہ لطیف
اک واقعہ کی قبل وقوع دے کوئی خبر
پھر اپنے وقت پر ہو کا قبیل جلوہ گر
نہایت ہی سارا زور لگا کر مخالفین
ہو پیشگوئی پوری علی الرغم اہل کین
زین قسم واقعات کا اعجاز نام ہے
گو ظاہر اوکو واقعہ معمول عام ہے
ظاہر نظر سے دیکھو تو جہل کی وفات
دنیا کے واقعات مین معمول کی ہی بات
پر پیشگوئیون نے بنایا یہ واقعہ
سرور کائنات کا اک پاک معجزہ
ایسے ہی ہین جناب مسیح کے مقدمات
ہین انکی تہ مین قادر مطلق کے معجزات
دو سال قبل کہدیا تھا سب سے کھولکر
دشمن دلیر دل ہے ولیکن نہین خطر
آخر میری فتح کا مجھکو پیام ہے
کچھ قدر نہین ہین اسمین کہ قادر کا کام ہے
آخر کو دیکھتے ہو کہ وہ کون ہے جو آج
فتح و ظفر کا سر پہ سجائے ہوئے ہے تاج
جان توڑ کوششون سے حریف آگئی ہے تنگ
پر کیا کرین کہ ہو نہین سکتا خدا سے جنگ
اپنی دعا مین کرتے تھے قطع جئے نہ سال
تلا گئے قصوری قصور نظر کا حال
گوئید چون اجل بسر سگ شود سوار
رو سوئے مسجد آور دار شاشہ نابکار
اے نائب رسول خدا با دبر تو جان
ہر روز بنگریم ز تو تازہ تر نشان
گفتی کہ برا تمیم بر اعدا فتد شکست
امروز دیدہ ایم کہ افتادہ ماندست
دیروز خلق گفت فلان کس سو بداست
امروز بر زبان کہ فلان اخترش بداست
دیروز شاہ جاہ او عطا بخشندہ بود
امروز سوگوار پی شان گریہ ما فزود
آنکس کہ بر خلاف تو از خود گواہ شد
بیچارہ مفت مردود و جہان روسیاہ شد
صد شکر حق کہ ہر چہ ز حق بر لبت رسید
امروز ز سبحان زلیس بیدہ شد پدید
اے کاش آن زنی تارین تان زیست
تا دیدے در فراست او الہام فرو حلیست
ہم لیکہ ام کہ کجا رفت تا دید
کین خلق راست خالق فعال مایرید
افسوس ہم سوا نیست درجہان
تا اعتراف کردے الہام لہمان
حیف است بر بصیرت اعدا از انکار
بینند صد نشان دگر نی اعتبار
روسوئے پیشگوئی نیار ند سود
تا ہر کسان عیان نشود راز این نشان
حق پوش کینہ کوش گوارا کنند نام
لاکن ز سر بدر نکنند این خیال خام
برلب سیار شکوہ اعدا و ز بردی
کین قوم کور و کر شدہ از کینہ
در حضرت مسیح کہ صلوٰۃ و سلام گوید
دست دعا برار رہ بر رگان
یارب ہمیشہ شاد کہ شود کہ خود امام
در قادیان ...
فرزندار جمند محمد بشیر دین
ورد و جہان شود ... مولوی معین
یارب برین دعا من آمین کند امام
این است مدعا دل بندہ والسلام

ایڈیٹوریل نوٹس

اس عنوان سے میرے ایک مکرم اور محترم بھائی نے جسکا نام ابھی مصلحتاً ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے الحکم کیلئے ہفتہ وار کچھ نوٹ بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس قلمی خدمت الحکم کی توفیق دے وہ پسند فرماتے ہیں کہ انہیں الحکم کا آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر تجویز کیا جاوے تم میں تو ہمیشہ اسسٹنٹ ایڈیٹر کی ہی تلاش میں رہتا ہوں لیکن جب مجھے آنریری ملے تو خدا تعالیٰ کا اور بھی شکر کرنا چاہیئے۔ ذیل میں جسقدر نوٹ میں درج کرتا ہوں وہ آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب ہی کے ہیں۔ ایڈیٹر

ایڈیٹوریل نوٹس

(از خاکسار آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

دفع طاعون کیلئے دعا مانگی جائیں اسلام کی فتح اور مسیح موعود کا بول بالا

آج ہم بالخصوص مسلمانوں کے اور بالعموم تمام ہندوستان کے ممتاز اخبارات میں یہ تحریک دیکھتے ہیں کہ طاعون دور ہونے کیلئے خدا وند قہار کی تمام عاجز مخلوق کو رو رو کر دعا مانگنی اور اپنے حال بد سے سچی توبہ و استغفار کرنی چاہئے کیونکہ یہ ایک قہر الٰہی ہے جو ہماری بداعمالیوں ہیہ کاریوں اور غفلت شعاریوں سے ملک پر نازل ہوا ہے اگر اس کے کچھ مادی اسباب ہوتے تو جیسی جیسی کارگر انسدادی تدابیر اس کے دفعیہ کیواسطے اختیار کی گئیں۔ مایا پیور گورنمنٹ نے لکھو کھا روپیہ اس کے مقابلہ میں پانی کیطرح بہایا اور ناخنوں تک کا زور لگایا تو ان سے یہ کبھی کی دفع ہوگئی ہوتی۔ خدا کی شان دنیا کی زبردست سے زبردست طاقتیں اس معاملہ میں عاجز رہیں اور سب نے بالآخر ہار مان لی۔ اور فی الحقیقت ہونا بھی یہی چاہیئے کہ قہر الٰہی کے سامنے انسان اپنی ناچیز طاقتوں کو ہیچ محض تسلیم کر کے اپنی تئیں اسی رحیم و کریم کے رحم پر چھوڑ دے لیکن چشم بصیرت سے کام لینے والے ناخبر الملل صدق دل سے اسپر گواہی دینگے کہ ان دنیا داروں نے اس بارہ میں اپنے آپ کو سے آنچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از ہزار رسوائی کا مصداق ثابت کیا کیونکہ یہی آخری تدبیر خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے ہی بتائی تھی بار بار لوگوں کو سمجھایا کہ یہ خدا کا قہر ہے کبھی نہ ٹلیگا جبتک تم سچی توبہ اس کے حضور نہ کروگے اور اپنے میں پاک تبدیلی نہ کروگے۔ بلکہ ایک اشتہار میں صاف بتایا کہ تم پر تو اتنا تکیہ کرتے ہو جو شرک فی الاسباب کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے اور دعا سے کہ وہ بھی بشکل تاثیر دوا کے ایک سلاح ہے اسقدر بدظن ہو کہ اسکی مطلق پرواہ نہیں کرتے لیکن آہ! ان نادانوں نے اسوقت خدا کے صادق کا مضحکہ اڑایا اسے مجنون اور سخن پرور قرار دیا کہ لوگوں کو اپنی بات منوانے کیلئے ایسے ڈھکوسلے گھڑتا ہے جن سے جہلا دام تزویر میں آجائیں کہ یہ تو بڑا اللہ والا ہے لوگوں کو تقویٰ و طہارت کی نصیحت کرتا ہے۔ آج ہم قسم قسم طنز آمیز کلمات پر اسوقت اللہ تعالیٰ سنتا تھا کہ اسے نادانو تم کیوں اسقدر منتظر ہو وہ وقت آ رہا ہے جبکہ تمہیں اپنے منہ سے وہی کہنا پڑیگا جو آج میرا مامور تمہیں کہلوانا چاہتا ہے چنانچہ اسوقت ہم دیکھتے ہیں وکیل جیسا اخبار تو بجائے خود رہا پائنیر جیسے نامی گرامی انگریزی جرائد بھی عالمگیر دعا کی تجاویز کسی نہ کسی رنگ میں شائع کر رہے ہیں کوئی بطور ایڈیٹوریل کے اور کوئی مراسلات میں اور کوئی خبروں کے کالموں میں۔ کیوں اے معزز ناظرین کیا اسے اسلام کی فتح اور مسیح موعود کی فتح نہ کہا جاوے۔

بساکہ دولت از گفتار خیزد

آج اتفاق سے علیگڈھ کے ماہوار خیال "اور" تہذیب" رسالہ اردوئے معلیٰ کا ایک نمبر بابت ماہ جنوری ۱۹۰۵ء ہماری نظر سے گذرا اس کے مضامین میں دیکھتے کیا ہیں کہ کوئی صاحب حضرت ثاقب رئیس آگرہ ہیں انہوں نے اپنی غزل بھی رسالہ میں چھپوا رکھی ہے اور اس کے پاس ہی ایک اور صفحہ میں انکی اہلیہ صاحبہ کی بھی ایک غزل ہے عفت تخلص کرتی ہیں۔ کلام بلاشبہ ان صاحبہ کا قابل داد ہے مگر ہمیں یہ بات سخت ناگوار معلوم ہوئی کہ ایک شریف پردہ نشین کی غزلیں رسالوں میں عام طور پر شائع ہوں جسے صدہا نامحرم مرد پڑھتے ہونگے۔ کیا علیگڈھ پارٹی اسی تہذیب کی حامی و ترقی خواہ ہے۔ کیا اس طرز عمل میں اسلامی حیا و حجاب کا شائبہ بھی ہے۔ ہماری رائے میں تو ایک مسلمان خاتون کیلئے خصوصاً جبکہ وہ عفت نام رکھتی ہیں۔ ... غیر مردوں سے غائبانہ تعارف پیدا کرنا ہرگز قرین ہوشمندی و مآل اندیشی نہیں ہوسکتا۔

یہ داغ نہیں روشن نشان ہے

پایونیر کی ایک تازہ اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ رصدگاہ پونہ کے پرنسپل نے اپنے مشاہدات کی رو سے ثابت کیا ہے کہ آفتاب میں سہ اربع مربع میل کا داغ ہے جو ابھی اور بڑھ رہا ہے۔ یہ داغ ایک دھندلے شیشے کے ذریعہ کھلی آنکھ سے اشپر لوئیجے صبح کے بخوبی نظر آسکتا ہے۔ تاریکی کے غرغرہ اہل دنیا اسے داغ کہیں یا اور کچھ نام رکھیں لیکن ہماری سمجھ سے تو یہ داغ نہیں بلکہ اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے جسنے آج سے سواتیرہ سو برس پیشتر فرمادیا کہ قرب قیامت میں آفتاب کی چادر نور لپیٹی جائیگی۔ کیوں ناظرین جب یہ داغ سہ اربع مربع میل تو اسوقت ہے اور ابھی اور بڑھ رہا ہے تو کیا عجب ہے کہ اسی داغ کو بڑھانے بڑھاتے اللہ تعالےٰ بالآخر سورج کی تمام چادر نور لپیٹ دے اس داغ کے تذکرہ میں بعض غیر احمدی حضرات نے بھی بشرح صدر یہ بات مانی کہ قرب قیامت میں تو کچھ شبہ نہیں لیکن آہ! ان لوگوں کی چشم بصیرت آفتاب صداقت کے دیکھنے سے کیوں مندی ہوئی ہے۔ ارے خدا کے بندو! جب تم یہانتک مانتے ہو تو پھر تمہیں مسیح موعود کے ماننے میں کیا تامل ہے۔ قیامت کا سب سے بڑا نشان تو وہی ہے۔ اور جب آفتاب کی چادر نور قیامت قریب آلگنے کیوجہ سے لپٹی جانے لگی ہے تو پھر وہ وقت کب آئیگا کہ تمہارا مزعومہ مسیح دمشق کے شرقی منارہ پر سے سیڑھی لگا کر اترے؟ یاد رکھو کبھی ہرگز ہرگز نہیں آنے کا۔

ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے

نامی معصر وکیل امرتسر کچھ مدت سے لاہور کی انجمن حمایت اسلام اور اس کے کالج کے ایسا پیچھے ہاتھ دھوکے پڑا ہے کہ اتنا کسی مسلم اور کسی اینٹی مسلم کے سر نہیں ہوا تھا اور برخلاف اس کے علیگڈھ کالج اور ایجوکیشنل کانفرنس کا اسقدر زور شور سے حامی و مؤید ہے کہ اس کا بس چلے تو دنیا بھر کی عظمت و وقعت ایک پل میں ان دونوں کے اوپر لاد دے۔ بحیثیت ایک اخبار نویس کے ہمیں ہی چاہئے تھا کہ اسماعیلین معصر موصوف کے موافق یا خلاف کچھ کہتے لیکن ہم کہیں کہا جبکہ انجمن اور کانفرنس دونوں ہی ہمارے نزدیک غلط راہ چل رہی ہیں۔ جس طریق سے یہ دونو قوم کو کامیابی اور فلاح دارین کی منزل مقصود تک لیجانا چاہتی ہیں وہ سراسر خسران کی سمت کی راہ ہے بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ مقدس ماب ندوۃ العلماء کا بھی یہی حال ہے۔ کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ اتحاد مذہبی کے بغیر کوئی قوم من حیث القوم ترقی و فروغ نہیں پاسکتی اسلام کے نام لیوا بھی اس اصول سے باہر نہیں مگر وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کے بیشمار فرقوں کو ملا کر ایک کرنے اور انہیں دین حق کی اصلی سوح پر لانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایک صادق امین آچکا ہے اور پھر وہ اسکا انکار کرتے ہیں تو بھلا اب کیسے ممکن ہے کہ خدا کی مرضی کے خلاف چلکر یہ لوگ فلاح دارین کی مہتم بالشان مقصد میں کامیابی حاصل کر سکیں یاد رکھیں کہ وہ لاکھ کوشش کریں اور ناخنوں تک کا زور لگائیں لیکن یہ مقصود حاصل نہیں ہوسکتا جبتک کہ خدا سے صلح کر کے اسکے مامور صادق کا ساتھ نہ دیں۔

حیدر آباد کی رپورٹ مردم شماری

ہمعصر شوکت دکن حیدر آباد کی اس رائے سے ہمیں بالکل اتفاق ہے کہ قلمرو سرکار نظام کی رپورٹ مردم شماری جو بصورت موجودہ انگریزی میں چھپتی ہے چاہیئے کہ اردو میں شائع ہوا کرے تاکہ عوام الناس جو انگریزی کی نسبت اردو دان زیادہ ہیں اہل مفید معلومات سے بہرہ اندوز ہوسکیں۔ ہرچند کہ اردو اسوقت ملک کی مشترک کاروباری زبان ہے اور بخیال بعض انڈیا کی لنگوا فرینکا کہلانے کا حق رکھتی ہے لیکن پھر بھی اس امر کی وجوہ معقول ہیں کہ مسلمان ملک کو عموماً اور ذی اقتدار مسلمان رؤسا کو خصوصاً اس سے کام ہمدردی اور تعلق خاطر ہونا چاہیئے پس سرکار نظام پر لازم ہے کہ اردو کی سرپرستی و حمایت کا حق ادا کرے نہ کہ وہ اسکی طرف سے ایسی لاپرواہ ہو کر ایک (نہایت منصف مزاج) ہندو اخبار نویس کو اسے اس بارہ میں توجہ دلانی پڑے۔ جو واقعی حیرت ہی نہیں بلکہ افسوس کی بات ہے۔

انکوائری آفیس

اودہ روہیلکھنڈ ریلوے نے لکھنؤ میں انکوائری آفیس قائم کیا ہے جہاں سے مسافر ہر قسم کے ضروری امور متعلقہ سفر ریلوے دریافت کر سکتے ہیں۔ ہماری رائے میں اس قسم کے دفاتر تمام لائنوں کے کل بڑے بڑے سٹیشنوں پر قائم ہونے چاہئیں۔ پریس کا فرض ہے کہ جبتک یہ مدعا حاصل نہ ہو حکام ریلوے کو برابر توجہ دلاتے رہیں۔ ہندوستانی ریلوں کو سب سے زیادہ آمدنی مسافران درجہ سوم ہی کی ہوتی ہے اور انہیں بیچاروں میں بیشتر حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو ریلوے سفر کے متعلق بہت سے ضروری باتوں سے محض ناواقف ہونیکے باعث سفروں میں طرح طرح کی پریشانی۔ زیر باری اور تکلیف اٹھاتے ہیں

خدا تعالےٰ اذا الشمس کورت آیہ

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر اوّل

زگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

اگرچہ مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریریں اپنے عامیانہ رنگ کی وجہ سے اس قابل نہیں ہیں کہ انپر نوٹس لیا جاوے۔ مگر میری خاموشی نے انھیں حوصلہ دلا دیا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بہت کچھ منہ آنے لگے ہیں اس لیے محض اس خیال سے کہ پبلک کو مغالطے سے بچایا جاوے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے استہزاء اور پر مذاق تحریروں کو چھوڑ کر محض ان کی اللہ فریب باتوں کی قلعی کھولی جاوے اور معقولیت اور متانت کے ساتھ ظاہر کر دیا جاوے کہ ان کے اعتراضات کی حقیقت کیا ہے؟ ان شاء اللہ میں اس سلسلہ کو اُس وقت تک جاری رکھوں گا جبتک انکی تحریروں میں کوئی بھی بات شریفانہ اعتراض کے رنگ میں ہوگی لیکن اگر وہ محض اپنی خودستائی اور شعر بازی اور متانت اور ثقاہت سے گری ہوئی تحریر کے ذریعہ مجھے بند کرنا چاہیں گے تو میں پہلے سے تسلیم کر لیتا ہوں کہ میں انکی ایسی تحریروں کا جواب دینے کے بالکل ناقابل ہوں۔

مہر فروری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث کے صفحہ ۱۲ پر کرٹ سے آئے ہوئے کسی خط کا حوالہ مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے جس خط نے یہ پوچھا تھا کہ مرزا صاحب کے مرید ہمیں کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق پر ہیں تو مباہلہ کے لیے کیوں نہیں نکلتے (یہ مفہوم اور خلاصہ اس خط کا ہے) اس کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر نے جو دیا ہے وہ صرف مباہلہ ہی نہیں بلکہ زبردست۔ بیاکے دیکھنے کے قابل ہے۔ اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ مولوی فاضل صاحب یا تو قرآن کریم اور سنن الٰہیہ سے بالکل ناواقف ہیں اور یا جان بوجھ کر اصل بات کو چھوڑ کر ٹال دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

پس اسپر نظر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ میں انکا اصل جواب درج کر دوں۔ اہلحدیث صفحہ ۵ کالم اول مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء میں یوں رقمطراز ہیں۔

"مجکو مرزا جی نے صرف رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لیے بلایا ہے جس کے جواب میں میں نے آمادگی ظاہر کی تھی چنانچہ خود بدولت نے خود میری آمادگی کا ذکر تا کافی الفاظ میں ضمیمہ انجام آتھم پر کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ لیکن افسوس کہ باوجود دعوت کے میرے ساتھ مباہلہ پر نہ آئے پھر کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ وغیرہ پر مجکو قادیان میں پہونچنے کا حکم کیا تو میں در دولت پر بھی پہونچا مگر افسوس کہ زیارت سے بھی بے نصیب واپس آیا جسکی مفصل کیفیت رسالہ الہامات مرزا میں آپ کو مل سکتی ہے۔ اب بھی اگر کوشش جی مجکو اسی طرح دعوت دیں تو میں اب بھی حاضر ہوں۔ یہ تو صرف اُن لوگوں کی اللہ فریبیاں ہیں۔ بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبدالحق غزنوی نے امرتسر میں جو مرزا جی سے مباہلہ کیا تھا سب لوگوں نے دیکھا تو اسکی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی وہ بھی طرح زندہ سلامت بدستور مرزا جی کا دشمن ہے۔ اگر کہیں کہ میں بھی تو ویسا ہی ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو آپ پہلے اس کے مباہلہ کے بعد بڑے بڑے حضبیں ہوئیں۔ آتھم کی پیشگوئی کے موقعہ پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ مقدمہ فوجداری میں دو سال تک کرم دین عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزار ہا روپے کا خرچہ ہوا دوم یہ کہ فریقین کی سلامتی بھی تو آپ ہی کے حق میں مضر ہے۔ کیونکہ آپ بقول خود نبی۔ رسول کے بیٹے ہیں آپ کا اثر اسپر ہونا چاہیے تھا ان دعووں میں سے اُس کا تو کوئی دعویٰ ہی نہیں جسکو اُسکے آپ تو بہت کچھ بنتے ہیں۔ بس ذرا انصاف سے کہنا کہ کون اپنے دعویٰ میں فیل ہوا۔"

اس ساری تحریر کا خلاصہ مندرجہ ذیل امور ہیں:

اوّل۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت اقدس نے مباہلہ کے لیے بلایا۔ اور ان کی آمادگی پر مباہلہ نہ کیا۔

دوم۔ اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ پر قادیان پہونچنے کا حکم دیا اور مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت اقدس کے در دولت پر پہونچا مگر زیارت بھی نہ ہوئی۔

سوم۔ اب بھی دعوت دیں تو وہ طیار ہیں۔

چہارم۔ اگر مباہلہ سے ہی سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبدالحق غزنوی کی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

پنجم۔ اس مباہلہ کا اثر اُلٹا حضرت اقدس پر پڑا۔ آتھم نہ مرا مقدمہ ہوا وغیرہ۔

میں ان امور پر جگا نہ پر تفصیل سے بحث کرونگا اور انشاء اللہ تعالیٰ تحریری شہادت سے ثابت کر دوں گا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس مضمون میں کہاں تک دیانت داری۔ اظہار حق سے کام لیا ہے اور کہاں تک اصل واقعات کو چھپایا ہے اور اپنی پردہ پوشی کی جس کی پردہ دری کا اب وقت آگیا ہے اور پھر یہ بھی دکھاؤں گا کہ مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث یا تو سنن الٰہیہ سے محض ناواقف اور نابلد ہے اور یا انبیاء علیہم السلام اور قرآن کریم کا منکر ہے۔

امر اوّل کے متعلق رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۶۵ پر اشتہار مباہلہ بہت ہی بسط سے لکھا گیا ہے اور صفحہ ۶۶ سے درخواست مباہلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں شروع ہوتی ہے:

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعت کے تھوڑی سی اور فئة قلیلہ ہے اور شاید اس وقت تک چار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ خدا اسکو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اسکو کمال تک نہ پہنچاوے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔

اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بددعا کروں۔ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا۔ آخر اسکے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا مگر میں نے اُسکے حق میں کوئی بددعا نہیں کی لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دکھ دیا گیا مجھے کافر ٹھہرایا گیا مجھے دجال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے کذاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں انکے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں انکی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی ہے کہ گویا آپ کو کچھ بھی شک نہیں۔ ہر ایک نے مجھ کو گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا۔ اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر وقت مجکو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیا ایک ذرہ تمام دنیا کا مقابلہ کرے گا۔ کیا ایک دروغگو کی لوح کو یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے۔ بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی۔

سو اب اُٹھو اور مباہلہ کے لیے طیار ہو جاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا۔ اور خدا کے کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے۔ اب میرے دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اُس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسرے بنا کی تصفیہ کے لیے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اور یوں ہوگا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لیکر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں نے انکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر جب تک کہ موت آجاوے تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے خدائے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں

تیرے ہی الہام تیری طرف سے ہیں اور تیرے منہ کی باتیں ہیں تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دُکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو **اندھا** کر دے اور کسی کو **مجذوم** اور کسی کو **مفلوج** اور کسی کو **مجنون** اور کسی کو **مصروع** اور کسی کو **سانپ یا سگ دیوانہ** کا شکار بنا اور کسی کے **مال پر آفت** نازل کر اور کسی کی **جان پر** اور کسی کی **عزت پر**۔ اور جب میں یہ دعا کر چکوں تو دونوں فریق کہیں کہ **آمین** ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کے لیے حاضر ہو جناب الٰہی میں دعا کرے کہ **اے علیم و خبیر** ہم اس شخص کو جس کا نام **غلام احمد** ہے درحقیقت کذاب اور کافر جانتے ہیں پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور بیدین ہے اور اسکے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اسکے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اسکو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔

اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کذاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اسکو اختیار ہو گا کہ اپنے دعائی مباہلہ میں صرف کذاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جس پر اسکو یقین دلی ہے

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا۔ یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جس میں جانبری کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں گے اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں گا اور میں ابھی لکھ دیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الٰہی یقین کرنا چاہیے اور پھر اس کے بعد میں دجال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ناراض نہیں اور میں اس لائق ہونگا کہ ہمیشہ کے لیے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھوں گا۔ اور میری پیروی کرنے والا مجھے اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہو گا۔ پس اس صورت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہو گا جیسا کہ بدذات کاذبوں کا انجام ہوتا ہے۔

لیکن اگر خدا نے ایک سال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچا لیا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائے گا اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اٹھ جائے گا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بددعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہوں گا اور اسکی عصمت اور عزت کا دامن پکڑوں گا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کر کے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچاوے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک **بھی باقی رہا** تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر انکے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائیگا۔

پھر سے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم **دس آدمی** حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں اسی قدر خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔

گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی **لعنت** اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر و توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین۔

دعوت مباہلہ کو پڑھ لینے کے بعد یہ امر بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ مباہلہ میں اہم شرط یہ تھی کہ کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہیں اور اس شرط کی اہمیت کی وجہ یہ بتائی تھی کہ **بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں ہو سکتا۔**

اب مولوی ثناء اللہ صاحب حقیقی دینداری اور تقویٰ کو مدنظر رکھ کر (مسٹر آتما رام صاحب والی عدالت کا بیان کردہ تقویٰ نہیں) انصاف سے کہیں کہ کیا انہوں نے اس شرط کو مدنظر رکھ کر مباہلہ کی درخواست کی تھی ہاں اگر کی تھی تو مہربانی کر کے ذرا ان علماء کا نام ہی لکھیں جن کو لیکر آپ مباہلہ کو نکلے طیار ہوئے تھے اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب انجام آتھم کے اعلان مباہلہ کے شرائط کے موافق اپنی آمادگی کا ثبوت نہ دے سکیں اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ نہیں دے سکیں گے تو پھر اس مغالطہ بخش تحریر سے انہیں کیا حاصل؟ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا اندھی ہے اور بیوقوف ہی آباد ہیں!

انجام آتھم میں مباہلہ کے اشتہار کے ذریعہ تو قطعی فیصلہ ہو جاتا تھا اگر ہمارے نیکدل علماء اور صلحاء سجادہ نشین اسطرف آتے مگر میں خوب جانتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی دعوت پر کبھی نہیں آ سکے اور ہمیشہ انہوں نے حیل و حجت سے ان امور کو ٹالا ہے۔ اور بعد از وقت باتیں بنانے کو مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے ہوشیار تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں کچھ بھی حمیت اسلام ہوتی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات شدیدہ پر اعتبار ہوتا تو وہ کیا دس ہزار اکٹھے ہو کر آتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ نے دعوے کر دیا تھا کہ

میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جاوے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال میں ان بلاؤں میں سے کسی ایک بلا میں گرفتار ہو جائیں **اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ایک ہزار ہوں یا دو ہزار**

دانشمند اور خدا ترس اس مقام پر غور کریں کہ کیا یہ معمولی دعویٰ اور نری تعلی ہے کوئی شخص جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق شدید نہ ہو اور وہ اپنے منجانب اللہ ہونے پر پورا یقین نہ رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ کے بن بلائے نہ بولتا ہو کبھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بیشک یہ حجت بالغہ تھی جو پوری ہو چکی اور کوئی مولوی خواہ ثناء اللہ ہو یا احمد اللہ اور کوئی سجادہ نشین اور صوفی اس میدان مقابلہ میں نہیں نکلا۔

اور اب جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب کر رہے ہیں یہ نری **لاف زنی** ہے اور مشتے بعد از جنگ کی مصداق ہے۔

پس بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ درخواست مباہلہ کے **جواب** میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس کے پشت و پناہ ہرگز سامنے نہیں آئے۔ رہی یہ بات کہ وہ اب بذریعہ اخبار آمادگی ظاہر کرتے ہیں تو یہ بھی صرف ابلہ فریبی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ چونکہ اب حضرت اقدس ان مباحثات کو ختم کر چکے ہیں کیونکہ پورے طور پر اتمام حجت ہو چکا اس لئے وہ مجھے بلائیں گے تو نہیں اسلئے مفت میں سرخروئی ہو جائیگی مگر وہ نہیں جانتے کہ سرخروئی نہیں روسیاہی ہوگی۔ دانشمند سالک اور واقف کار احباب اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اس **مغالطہ** کی دھجیاں اڑائی جا سکتی ہیں کیونکہ حضرت اقدسؑ نے وہیں تک ہی اتمام حجت نہیں کیا تھا بلکہ پھر اسی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں جسکا حوالہ مولوی ثناء اللہ صاحب دیتے ہیں اس مباہلہ کو اور بھی آسان کر دیا تھا۔ آنے کی ضرورت ہی نہیں رکھی تھی چنانچہ ذیل کے اقتباس سے معلوم ہو جائیگا۔

اب میں سلیم الفطرت لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ذیل کے اقتباس کو پڑھیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے مطالبہ کریں کہ تم **خدا تعالیٰ کی قسم** کھا کر بتاؤ اور وہ اشتہار دکھاؤ جس میں اس دعوت کے موافق جو دوبارہ کی گئی تھی تم نے **مباہلہ کیا ہو**؟ اور اپنی آمادگی کا ان **شرائط کے موافق اعلان کیا ہو** مگر میں رکھ دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا ان کو ئی بھی مخالف مولوی اپنے **ایمان اور بصیرت** کی بنا پر ایسا اشتہار شایع کرنے کی توفیق نہیں پا سکا پھر جب انہیں یہ قوت اور بصیرت حاصل نہیں ہوئی تو اب مخالفت کرنا **انصاف** اور تقوی کے خلاف ہے۔ وہ اقتباس یہ ہے:

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جسطرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہمیں انعام و اکرام کیا اور اسکو ذلیل کیا۔ اور اسکا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اسکو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھکر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اس روز بد **دعا نہیں کی** کیونکہ نا سمجھ اور غبی تھا۔ اور اسکی جہالت اسکو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بد دعا کرونگا**۔ سو چاہیے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنیوالا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم **دس** ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کیلئے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا یا ہندوستان کا یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا اسلئے یہ مشقت مخالفوں پر جایز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے یہ آویں بلکہ حسب منطوق **ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ و یرید اللہ بکم الیسر و لا** یرید بکم العسر — یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات

کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور بعض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہام صفحات مذکورہ کا اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار میں لکھے اور وہ یہ ہے۔

دعا

اے خدائے علیم و خبیر میں فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں۔ اس شخص کو جسکا نام غلام احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مفتری اور کافر جانتا ہوں۔ اور یہ تمام الہام اسکے جو میں نے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہیں تیری طرف سے نہیں ہیں۔ پس اے خدا قادر اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اصرار میں سچا ہوں اور اس کا یہ دعوے تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے۔ تو اس آخر مرحوم پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی مونہہ کی پاک باتیں ہیں تو مجھ پر جو میں اسکو کافر اور کذاب سمجھتا ہوں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب اسکے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنیوالے کیطرف سے بغیر کسی تغیر تبدل کے آجائیگا تو ایک شخص کو کہا جائیگا کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت میں پڑھے۔ تب اس کی ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہیگی۔ اور ایسا سمجھا جائیگا کہ گویا میں وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھی گئی ہیں اس اپنی تحریر میں درج کروں گا اور یہ دعا بعد اس کے لکھوں گا۔ کہ اے خدائے قادر و علیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعوی مسیح موعود ہونیکا اپنی طرف سے بنالیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں بلکہ میرا افترا ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو آجکی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعوے تیرے الہام سے ہی اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئی ہیں تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجھکو کاذب جانتا ہے ایک سال کے عرصہ میں نہایت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب یہ اشتہار اس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہونچے تو چاہیئے کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جاوے۔ اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔ پھر بعد اسکے بیٹے آپ نے یوں فیصلہ کر دیا۔

اسجگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کی بعد کوئی مخالف مباہلہ کیلئے طیار ہو جائے اور اسکے اشتہارات بھی چھپ جاویں تو ہر ایک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اسکے ساتھ شامل ہوکر مباہلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کیجاویگی۔ اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں سمجھا جاویگا۔ چاہیئے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے۔ اور اس کے موافق کاربند ہو۔

باقی آیندہ

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت علی العموم اچھی رہی۔ بزرگان ملت اور ممبران خاندان رسالت بھی خدا کی فضل و کرم سے اچھے رہے۔

۲۔ موسم کی طبعی حالت بدستور چل رہی۔ آسمان عموماً ابرآلود رہا۔ ایک دن کے وقفہ سے تقاطر اور ٹھنڈی ہوا کا دور دورہ بدستور غیر معمولی سردی کر رہی ہے۔

۳۔ دارالامان میں عید جمعرات کو ہوئی۔ معمول کیموافق حضرت حکیم الامت نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھایا۔ (جو اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج ہوگا) لاہور وزیرآباد۔ کپورتھلہ فریدکوٹ رعیہ وغیرہ مقامات سے احباب اگر شریک نماز ہوئے۔ اور گرد کے دیہات سے بھی اکثر لوگ آئے تھے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام اور عید فنڈ

عید کی تقریب پر امید کیجاتی ہے کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتوں نے عید فنڈ باقاعدہ جمع کیا ہوگا اور ایسا ہی قربانی کی کہالونکی نسبت بھی انہوں نے مستعدی سے کام کیا ہوگا۔ اور بہت جلد عید فنڈ اور قربانی کی کہالونکا روپیہ بھیجا جاویگا۔

اس ہفتہ میں جسقدر رقوم مدرسہ کو وصول ہوئے ہیں انکی رسید کسی دوسری جگہ درج کیجاتی ہے برادرم ڈاکٹر ممتاز علیصاحب نے مدرسہ کے مستقل سرمایہ کے متعلق مجھے ایک مفصل خط لکھا ہے میں اسے اگلی کسی اشاعت میں انشاء اللہ چھاپ دونگا

درخواست دعا

ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب نے سمالی لینڈ کی مہم گورنمنٹ کی اعلیٰ درجہ کی خدمات کی ہیں اور اسطرح اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کی خوبی تعلیم کو عملی رنگ میں دکھلایا تھا جس جنگ میں ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر رحمت علیصاحب مرحوم شہید ہوئے تھے ڈاکٹر ممتاز علی صاحب بھی اس جنگ میں شامل تھے اب جبکہ جنگ سمالی لینڈ کے حسن خدمات کے صلہ کیلئے دیسی و انگریزی افسران کی سفارش ہوئی ہے خوش قسمتی سے ڈاکٹر صاحب بھی اس زمرہ میں ہیں افسران بالادست نے متعدد مرتبہ انکی سفارش کی ہے کہ اون کو ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ اول بنایا جاوے۔ اسلئے وہ احباب طریقت سے چاہتے ہیں کہ ان کیلئے دعا کی جاوے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اس مقصد میں کامیاب کرے۔ امید ہے سب بھائی ڈاکٹر صاحب کیلئے دعا کریں گے۔

وصولی ابتدا ۹ لغایت ۱۸ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر مدارس جموں ۲۵
(۲) منشی محمد جعفر خانصاحب فنڈ ممالک متوسط عہ
(۳) ماسٹر ہدایت اللہ صاحب مدرس جہلم عہ ۸
(۴) عنایت اللہ احمدی بابت چندہ جماعت سید قصران ضلع گوجرانوالہ عہ ۲
(۵) چودھری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات صہ
(۶) مولوی عمر الدین صاحب مدرس ہیرہ ضلع جالندھر ہے
(۷) مولوی سید رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ہے
(۸) منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی پنڈدی عہ ۸
(۹) محمد رحیم الدین احمدی کالسی ضلع ڈیرہ دون ہے
(۱۰) میاں اللہ دتا موضع رانا نساہ ضلع ملتان عہ
(۱۱) منشی نواب الدین کلرک مسی کوٹا پلٹن عہ ۲۲ ڈیرہ غازیخان ۸
(۱۲) میاں اللہ دتا احمدی مدرس سوڈی ضلع گوجرانوالہ ۲
(۱۳) میاں جان محمد صاحب کنشیبل پولیس حلقہ پہلور ار
(باقی آئندہ)

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

الحکم کی چھپائی بذریعہ مشین۔ الحکم میں جو مشین کے ذریعہ چھپائی کی مشکلات کو حل کرنیکا ذکر کیا گیا تہا اس کے متعلق کارخانہ الحکم کے ساتھ خاص محبت اور ہمدردی رکھنے والے احباب نے پرجوش الفاظ میں خوشی کا اظہار کیا ہے خاص دارالامان میں سے بعض محترم بزرگوں نے بھی اظہار خوشی کیا ہے خدا تعالیٰ ان سب احباب اور بزرگوں کو جزائے خیر دے جو کارخانہ کی ترقی اپنی ترقی اور خوشی کا موجب سمجھتے ہیں یہی قومی ترقی کا راز ہے + اس سلسلہ میں میں نے ناظرین سے درخواست کی تہی کہ اگر وہ کارخانہ کا بقایا روپیہ جو خریداروں کے ذمہ واجب الادا ہے وصول کرادیتے ہیں مدد دیں اور الحکم کیلئے ایک ایک جدید خریدار پیدا کردیں تو بہت جلد یہ انتظام ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔

یادگار فتح مقدمہ۔ فتح مقدمہ کی یادگار کے متعلق مختلف تجاویز اور خطوط آئے ہیں میں انشاء اللہ ان سب راؤں کو یکے بعد دیگرے مناسب ہوا تو درج کرونگا فی الحال یہ امر فیصل شدہ ہے کہ یادگار کیلئے روپیہ حضرت حکیم الامت کے نام بھیجا جاوے کافی روپیہ بہم پہونچنے پر حضرت حجۃ اللہ کی ایما اور بزرگان ملت کی مشورہ سے جو قرار پائیگا وہی بہتر اور مفید ہوگا۔ کسی صاحب کو اپنی ہی تجویز کردہ رائے کی ساتہ اصرار نہیں روپیہ کو منسوب و مخصوص کرنا چاہیئے۔

مشاہیر سلسلہ عالیہ۔ میاں سلطان محمد صاحب گھر لیاز جہلم نے مجھے یاد دلائی ہے کہ الحکم میں مشاہیر سلسلہ کی مختصر سوانح عمریوں کی دینے کا الحکم میں وعدہ کیا گیا تہا اسے شروع کیا جاوے مجھے شک نہیں کہ یہ سلسلہ بہت ضروری اور مفید ہے میں اسے غافل نہیں ہوں لیکن ہر ایک کام اپنے وقت پر موقوف ہے میں نے تو سال گذشتہ ہی میں شروع کیا تہا۔ مگر مصور کی از بس مصروفیت اور قادیان سے دور ہونے نے میری راہ میں ایک روک پیدا کر دی انشاء اللہ وقت آتا ہے

توسیع اشاعت الحکم۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور سرپرست ہیں الحکم اور تفسیر القرآن اور مطبع کی شائع ہونیوالی کتابوں کیلئے ایک مستقل خریدار بھیجتے ہیں۔

خطبات کرمیلور محامد المسیح۔ ان دو کتابوں کی اشاعت مفید قوم سمجھی گئی ہے اگر ایسے خطبات کا عام رواج ہو گیا تو انشاء اللہ مسلمانوں میں ایک نئی روح پیدا ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔

مثیل المسیح کی صداقت پر ایک قوی شہادۃ

چند روز ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتم النبیین سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مسجد احمدیہ دارالامان میں تشریف لائے ہیں اور اندر بیٹھ کر مجھے ارشاد فرمایا کہ کتاب لاؤ میں نے جلدی سے ایک کتاب لا دی (جو غالباً مشکوٰۃ تھی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے کتاب کھولکر یہ **حدیث** پڑھ کر سنائی و من سرہ ان ینظر الی عیسی ابن مریم فلینظر الی ابی ذر الغفاری جو مس مصفی کے صفحہ ۲۴۴ میں درج ہے اور اس سے آنحضرتؐ نے مجھے سمجھایا کہ حدیث **ینزل فیکم ابن مریم** میں بھی مثیل المسیح کی بشارت دی ہے۔ اسوقت مجھے اور بھی کئی احادیث کی صحت کی نسبت استفسار کرنیکا ارادہ تھا مگر کسی کی آواز سے بیدار ہو گیا۔ ہمارے مخالفین کو لازم ہے کہ ناحق ابن مریم متوفی کی انتظار نہ کریں اور اپنے وقت کے امام کو پہچانیں۔ ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

تفسیر القرآن کے خریداروں کو بشارۃ

دوسری رات کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک خشک ریگستان کے بیابان میں کسی طرف کو جا رہا ہوں مجھ پر پیاس نے غلبہ کیا تو میں ایک جگہ بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس ریت پر شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر القرآن لکھی ہوئی ہے مگر نہایت خوشخط اور ایک ایک حرف ریت کے کئی کئی ذرات پر بہت ہی مزین لکھا گیا ہے۔ مجھے اس کی خوبصورتی سے یہ وہم گذرا کہ شاید اس ریت میں ان حروف کے نیچے پانی ہو جسنے ... ریت کو پانی شروع ... اور بہت خوشگوار پانی نکل آیا میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور یہ پانی اس زور سے نکلا کہ رفتہ رفتہ دریا ہو گیا پھر اُس سے پار ہونا محال ہو گیا اور پھر دیکھا کہ کئی گھر اُس سے مخالفین اسلام کے تباہ ہو گئے اور کچھ ہونے والے ہیں۔ پھر بیدار ہو گیا۔

اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر القرآن دنیا پر ایک خارق عادت اثر کرے گی اور اپنے خریداروں کو خدا کی رحمت اور ہدایت کے پانی سے اچھی طرح سیراب کرا دے گی معلوم ہوا کہ اس میں حقائق اور معارف ریت کیطرح ہیں میں صدق دل سے اور نہایت خوشی سے اپنے مخدوم اور محسن شیخصاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جنکے مبارک وجود سے یہ بے نظیر تفسیر شائع ہو رہی ہے اور پھر مبارک ہیں وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے خریدار ہیں۔ فرقہ احمدیہ پر فرض ہے کہ اس تفسیر القرآن کی اشاعت کو اپنا فرض منصبی سمجھکر اس کی اشاعت کریں کہ اسمیں نور اور ہدایت ہے۔ خدا تعالےٰ ہر ایک کو اس کے پڑھنے کی توفیق دے اور ہدایت بھی۔ آمین

(محمد یحییٰ احمدی از دارالامان)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مولوی فاضل ایڈیٹر کو مہذب سرٹیفکٹ

مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث کی تحریروں میں متانت اور ثقاہت کے نہ ہونے کی مجھے کا شکایت نہیں بلکہ اس کی تصدیق اس سرٹیفکٹ سے بھی ہو تی ہے جو لاہور کے ایک آریہ اخبار **پرکاش** نے اپنی ۱۲ فروری کی اشاعت میں انھیں عطا فرمایا ہے اور وہ یہ ہے

مغربی تہذیب اور مشرقی تہذیب کے نمونے تو پرکاش کے ناظرین نے بہت دیکھے ہونگے لیکن ایک **ایڈیٹر** کی تہذیب کا نمونہ شاید ہی انھوں نے دیکھا ہو لیجئے آج ہم ایک ایسا نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ جسکو دیکھ کر انکے منہ سے عش عش نکل جاوے امرتسر کا اہلحدیث سوامی دیانند کی کتاب مباحثہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حسب ذیل درافشانی کرتا ہے ...... مگر افسوس کہ آریوں نے اس ردی کو ردی کے صندوق میں بند کر کے سیل الہی کالی میں پھینک دیا ہے جہاں نیوگ زادوں کے حیض کا خون بہتا ہے۔ ناظرین ہم نہیں جانتے کہ اس

تہذیب کے پتلے ایڈیٹر کو کیا کہیں

بنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

یہ ہے وہ سرٹیفکٹ جو مولوی فاضل مصنف **تہذیب** کو ملا ہے۔ افسوس!! میں جانتا ہوں کہ وہ اس کے جواب میں مجھے بھی دو چار صلواتیں سنادے گا مگر یہ تو جواب نہ ہوگا بلکہ اس سرٹیفکٹ کی تائید ہوگی۔ بہتر ہے مولوی صاحب اپنی تحریروں کو زیادہ تر **معقول** اور متین بنانے کی کوشش کریں

بحال خود نگر

میں پرکاش کے معزز ایڈیٹر کی مندرجہ بالا رائے کو عزت سے دیکھتا ہوں لیکن نہیں بجائے خود اس امر پر بھی ضرور غور کرنا چاہیئے کہ **آریہ سماج کا مذاق مباحثہ** اور اسکا لٹریچر بہت کچھ بدگوئی اور سب وشتم ہی کے اندر محدود ہے چنانچہ جس سوامی جی کا ذکر انھوں نے مندرجہ بالا نوٹ میں کیا ہے اُن کی تحریروں اور تقریروں میں بجز یاوہ گوئی اور گالیوں کے ہوتا ہی کچھ نہیں۔ اور وہ مشہور **نیوگ** ہے۔ ماسوا اس کے نیوگ اگر اچھا ہے تو ایک پاک **مسئلہ** ہے اور وید کا دھرم ہے تو اس کا ذکر آپ بحیثیت ... قرار دیتے ہیں مولوی فاضل کے اس نوٹ اور طرز تحریر کو تو ہم کو پسند نہیں کرتا لیکن آپ کا اس پر اعتراض کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے جس سے مجھے تو یہ وہم ہوتا ہے کہ آپ **نیوگ** کے تذکرہ کو بھی خلاف تہذیب ہی سمجھتے ہیں اگر ایسا ہے تو میں آپ کی ... نظر ... مبارکباد دیتا ہوں۔

غالب اور مقتدر خدا

آئی پرکاش میں ایک نوٹ نکلا ہے۔ **قرآن شریف** پڑھ جاؤ ہر جگہ خدا کو قادر اور غالب ہی پاؤ گے کوئی جگہ ... نہیں جہاں خدا کو پیار اور محبت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو۔"

لاریب ایک آریہ کے نزدیک قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی ان صفات عالیہ کو دیکھ پاتا ... ایسے ... آمیز ... کیونکہ اس نے اچھی ... ایسے ... گیا ہے ... محبت کا ... پیدا کرنے پر تیار نہیں۔ ہم نے پڑھا ہے کہ ... ایک مجذوم ... جس میں کوئی قدرت اور طاقت نہیں وہ اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو ہمیشہ کی نجات تک نہیں دیسکتا اسے دعاؤں کے قبول کرنے کی شکتی نہیں اب وہ اگر قرآن شریف میں واللہ غالب علیٰ امرہٖ۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر پڑھے تو اگر اُسے تعجب نہ ہو تو اور کیسے ہو۔

خیر یہ حیرت تو **پرکاش** کے ایڈیٹر کے لیے لازمی تھی مگر افسوس یہ ہے کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں خدا کو پیار اور محبت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو"

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے پیشکردہ **مقتدر اور متصرف غالب خدا** کا کچھ ایسا رعب آپ پر پڑا ہے کہ آپ قرآن شریف پڑھ نہیں سکے ورنہ ایسا لغو اور ناواقفی کا اعتراض نہ کرتے بلکہ میرا تو خیال یہ ہے کہ آپ اسقدر رعب کے نیچے آئے ہیں کہ قرآن کریم کھولکر بھی نہیں دیکھا ورنہ سورۃ فاتحہ ہی میں پڑھتے

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین

موقع اور گنجایش نہیں کہ میں ان صفات اربعہ کی خوبیوں پر بحث کروں لیکن اللہ تعالیٰ کے حسن اور احسان کا اکمل نمونہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ اور اس کے علاوہ قرآن کریم میں کثرت کے ساتھ ولی المؤمنین۔ رءوف الرحیم۔ یحببکم اللہ۔ یحب المحسنین وغیرہ الفاظ آئے ہیں مگر اسکو پڑھے کون؟ جو ہی جو مقتدر اور غالب خدا کو ماننے والا ہے وہ شخص جو خدا تعالیٰ کو غالب اور مقتدر یقین ہی نہیں کرتا اس پر ان صفات کا رنگ آ کیونکر سکتا ہے پرکاش کے اس نوٹ سے ایک ... بھی کھل گیا ہے کہ

آریہ سماج کے نزدیک خدا تعالیٰ کا غالب اور مقتدر ہونا اسکی شان کے خلاف اور مذموم صفت ہے

اور اس سے یہ نتیجہ بالکل سہل ہے کہ آریہ سماج کسی ایسا ہی خدا کو ماننا چاہتی ہے اور مانتی ہے۔

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی - اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ ایسے خیالات سرد روحانی دہرم کو سون پر سے رہتا ہے - اور آجکل کی مذہبی دنیا مین ہمین اس زہریلے اثر کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے درحقیقت مین انجیل کی سب سے بڑھکر اسکی صداقت اور سادگی کی وجہ سے قدر کرتا ہون - اسکے لکھنے والون نے گویا اپنی روحون کو اندر سے باہر نکال کر دکھلایا ہے تاکہ ہم انہین صاف صاف طور پر دیکھ سکین اور انہون نے ہمین اپنے زمانہ کی زندگی کی ایسی صاف صاف تصویر دکھلائی ہے جو کہ رنگین عبارت کے لکھنے والون کیلئے ناممکن تہا - انجیل کے اندر روحانی صداقتین ہونیکی وجہ سے ہی اسکی اسقدر وقعت ہے جہانتک کہ اس کتاب مین انسانی زندگی کی کشمکش رنج و راحت - گناہ اور فتح - نفرت اور محبت کے متعلق بیانات ہین یہ کتاب اس قابل ہے کہ نہایت غور کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا جائے مگر اس کو منزل از خدا ماننا گویا ناکامیابی کا منہ دیکھنا ہے اور میری بابت تو یہ ہے کہ مین ایسے ماننے کی نسبت یہ ہی بہتر سمجھونگا کہ مین اُسے آہ بھر کر ایکطرف رکھدون اور انسانی زندگی اور تجربے کو اپنے لئے زیادہ قابل قدر رہبر خیال کرون اس بارہ مین ٹومس کارلایل صاحب نے کیا ہی اچھا کہا ہے - اگر تمہین خدا کی خواہش ہے تو آنکھ اٹھاکر اوپر دیکھو آسمان کس خوبصورتی سے تمہارے اوپر پھیلا ہوا ہے اور اگر تمہین اپنی بہبودی کیلئے کتاب کی ضرورت ہے تو انسان کی عجیب تواریخ موجود ہے -

لیکن چونکہ انجیل مذہبی ترقی کا ایک بیش قیمت خزانہ ہے جسمین بہت سے بے بہا لعل و جواہر موجود ہین - اگرچہ وہ ایک ناکمل طرز پر جڑے ہوئے ہین اور نیز چونکہ وہ ایک ایسی قوم کی مذہبی تواریخ کا بیان ہے جس کا معراج بہت اعلیٰ تہا گو بہت کم اس معراج کو حاصل کیا ہے اور چونکہ وہ ایسا روحانی خزانہ ہے جسمین سے بہت اعلیٰ خیالات اور صداقتین ہمین ملسکتی ہین جو دنیا مین شاید ہی کہین ملتی ہون - اسلئے مین انجیل کو ایک انسانی مکمل مذہبی کتاب مانکر اسکی قدر [illegible] کرتا ہون اور خدا کا شکر بجا لاتا ہون کہ دنیا کی [illegible]

اسقدر ذخیرہ ہے اور وہی بہی خواہش ہے کہ انسان اس کا اچھی طرح سوچ سمجھکر غور کے ساتھ مطالعہ کرے - اور وہ متضاد باتین جو اسمین درج ہین صاف اس بات کا ثبوت ہین کہ وہ دیانتداری اور صداقت کے ساتھ تحریر ہوئی ہے اور اختلافات جو مختلف انجیلون کے بیانات مین پائے جاتے ہین یہ ثابت کرتے ہین کہ مورخین نے جسطرح انکو درست اور صحیح معلوم ہوا اسیطرح صاف صاف بیان کر دیا - اب ہمارا یہ کام ہے کہ انجیل مین سے وہ تمام باتین جو ہماری موجودہ زندگی کے مددگار اور مفید ہوسکتی ہین نکال لین اور اسکی غلطیون اور متضاد باتون کو الگ چھوڑ دین - اور اپنی خداداد طاقتون سے یہ معلوم کرلین کہ وہ کون کون سی صداقتین ہین جو بائبل کے مورخین پر روحانی طور پر نازل ہوئین اور وہ کون سی غلطیٔن ہین جو ان صداقتون کے ساتھ مل گئین -

انجیل کو اور کتابونکی طرح سمجھنا چاہیئے

وہ لوگ جو یہ کہتے ہین کہ ہمین یا تو انجیل کی ہر ایک بات مین یقین کرنا چاہیئے یا کسی بات کو بہی نہ ماننا چاہیئے - ان کا یہ کہنا بالکل خلاف از عقل و دلیل ہے وہ انجیل کے سوائے اور کسی بارے مین ہر قسم کی دلیل پیش نہین کرتے نہ تو وہ یہ مانتے ہین کہ جو کچھہ اور کتابون مین پڑہتے ہین اس تمام کو قبول کرلین - اور وہ اپنے عزیز سے عزیز دوست کی ہر ایک بات پر یقین رکہتے ہین اگرچہ اسکی دیانتداری اور صداقت کی تعریف کرتے ہین - نہ وہ اپنے ہر دلعزیز واعظ کے لفظ کو جو منبر پر سے اسکی زبان سے نکلتا ہے مانتے ہین اور نہ اسکی ذاتی زندگی کے ہر ایک کام سے اتفاق رکہتے ہین بعض ایسے لوگ ہین جو اگرچہ اپنے مذہب کے اصول و عقائد مانتے ہین مگر اپنے دل مین ذہنی غور پر کچھ مستثنے کر لیتے ہین - اور سب کے سب اپنے دل کے اندر بائبل کی ہر ایک بات کو بالکل صحیح قبول کرتے وقت کانشنس کی جہڑکی محسوس کرتے ہین - انہین بالکل دیانتداری اور صداقت سے کام لینا چاہیئے - انہین تحقیقات (جہان مین) کے خیال سے مطلق ڈرنا نہین چاہیئے - اسی تحقیقات کے ذریعہ سے صداقت انسانون کے دلون تک پہونچتی ہے - انہین زندہ خدا پر پورا بھروسہ رکہنا چاہیئے کہ وہ اپنی صداقت کو باوجود انسانی گمراہی اور شک کے بالکل محفوظ رکھیگا - خدا نے ہر ایک شخص کو عقل اور کانشنس عطا فرمایا ہے - اور جاودانی زندگی حاصل کرنے مین یہ کافی رہبر [illegible]

انہین ان عالیشان حقوق کو چرچ کے قواعد - ابل یا واعظ کے حوالہ نہین کر دینا چاہیئے -

ہر ایک مرد اور عورت کو یہ بات ہر وقت مد نظر رکہنا چاہیئے کہ وہ اپنے لئے خود غور و فکر کرے - ہمین ان طاقتون کو جو مہربان خدا نے ہمین بخشی ہین اب زیادہ غلامی کی زنجیرون مین جکڑے رہنے دینا نہین چاہیئے - جن طاقتون کا انجیل کے بہادرون نے خوب پورے طور پر استعمال کیا تہا - جو آزادی ہمین مسیح نے بخشی ہے ہمین اسپر قایم رہنا چاہیئے - اور دوبارہ غلامی کے جوئے مین جکڑ جانا نہین چاہیئے - جو کچھہ عقل درست سمجھے اور کانشنس اسکی شہادت دے - وہ ہی ہمارے لئے درست ہے - اور جو کچھہ یہ آخری عدالتہائے اپیل غلط ظاہر کرین اُسے ہمین رد کرنا چاہیئے -

یہ بات کہ داؤد - یسعیاہ - یوحنا یا پولس نے ایک خاص بات کو درست سمجھا ہے اسکی قطعی دلیل نہین کہ وہ بالکل درست ہو - ہمین تو وہ معلوم کرنا چاہیئے اور دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا یہ باتین فی الحقیقت درست ہین - عقل ہمین یہ بتلاتی ہے کہ ہم انجیل کی بہت سی باتون کو غلط سمجھکر رد کرین جیسے کہ ہم اور جگہہ غلط باتون کو پڑھکر رد کرتے ہین ساتھہ ہی ہم عقل کے ذریعہ سے اس صداقت کو بہی معلوم کرتے ہین جو انجیل مین موجود ہے -

جب ہم انجیل کے بعض حصون پر نگاہ ڈالتے ہین تو کانشنس مارے شرم کے سر نیچا کر لیتا ہے ہان جب اسمین نیکی - قربانی اور محبت کا ذکر پڑہتے ہین تو مارے خوشی کے پہولا نہین سماتا -

اگر اس نگاہ سے دیکہا جائے تو انجیل ایک نہایت قابل قدر کتاب معلوم ہوتی ہے - کوئی اور کتاب ایسی نہین پائیجاتی جسمین انجیل جیسا اعلیٰ اور پاک پاکیزگی خیالات - نیکی کے لئے جان نثاری - صداقت کیلئے وفاداری حصول مقصد کیلئے سرگرمی پائیجاتی ہو - اور نہ کوئی ایسی کتاب ہے جسمین ایسا سچا مذہب - خدا اور فرض کے متعلق ایسے اعلیٰ اور صحیح خیالات پائے جاتے ہون - کسی اور کتاب مین اسقدر امید - اعتقاد اور محبت نہین ملتی - ہمین بیشک دنیا کی اور کتب مقدسہ کیطرف بہی ضرور توجہ کرنی چاہیئے اور انمین سے جو صداقت ملے اُس کی قدر اور تعریف کرنی چاہیئے - اگرچہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ انمین سے کسی کا عیسائیون کی کتب مقدسہ کے ساتھہ مقابلہ نہین ہوسکتا - ان اعلےٰ قدیم کتابون سے تہکی ماندہ روحون کو راحت ملتی ہے - کمزور دل تسکین پاتا ہے اور نہایت ذلیل گنہگار اور غریب راندہ درگاہ کو ہمت ملتی ہے

ملتی ہے - بیماری اور صحت غریبی اور امیری خوشی اور غم مین زندگی اور موت کے وقت اس کتاب مین ہمیشہ مناسب اور سب سے عمدہ الفاظ ملجاتے ہین -

ہم آزاد مذہب لوگ انجیل کے قدر کرنے مین کسی سے کم نہین ہین - مگر اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم سوچ سمجھکر انجیل کی قدر کرین - ایک آزاد خیال آدمی اس توہمات کے دہندلے اور گردے کو جو اس کتاب پر چہا گیا ہے صاف کر دیتا ہے اور جب وہ اسے ایک تاریک اور دہندلے شیشے مین سے دیکھنے کے بجائے کہلے طور پر دیکہتا ہے تو اگرچہ وہ اپنی عقل کو اسکی ہر ایک بات ماننے کیلئے قیدی نہین بناتا اور نہ اسکی تمام تعلیم کو لاخطا سمجہتا ہے لیکن اوس کے پاکیزہ خیالات اور مفید نصایح کو جیسے پیاسی روح سرد پانی کی تروتازہ کرنے والی گہونٹون کو خوشی سے قبول کرتی ہے محسوس کرتا ہے - خدا کی روح نسل انسان کے دل مین کام کرتی ہے اور اُسے بہلے باتونکی طرف راغب کرتی ہے - پس وہ نہایت خوشی کے ساتہ زندگی بسر کرتا ہے اور خدا کا شکر بجالاتا ہے - کہ ہم جیسے انسانون نے نسل انسان کیلئے ایک قیمتی اور لازوال ملکیت چہوڑی ہے جسمین نہایت اعلیٰ خیالات اور کبھی کم نہ ہونے والی شان موجود ہے -

---

عید مبارک ہو

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو - تعطیل عید کیوجہ سے اخبار ایکدن بعد دیر سے شایع ہوتا ہے اور اصل ایڈیٹنگ سٹری ایک صفحہ لکھی ہے - ایڈیٹر

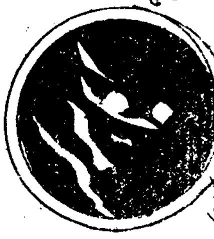

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی [illegible] **غریب جیا جوہر** [illegible]
صاف کرکے تمام جلدی [illegible] اور جوہر [illegible]
استعمال میں مرد اور عورت [illegible]
[illegible] استعمال کنندہ کو [illegible]
[illegible] کمیں تیار ہوں گی [illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات [illegible] سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے
اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح [illegible] کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم
رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے [illegible]
[illegible]

طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت [illegible]

روغن اوجاع [illegible]

سرمہ نوری [illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان اور خوشبودار منجن [illegible]
ہے اس منجن کو آپ چند روز ملئیے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل حال مقیم گنج شہر بنارس — نوٹ [illegible]

کارخانہ احمدی جنت راروح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور بکار ذکر سے ہو گئی بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیکھی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش سلیقگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور بعض جوان ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور ہمیں کی بے حد اطمینان [illegible] ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو مشک و عنبر مقویات ادویات [illegible] کے تیار کیگئی ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ باب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی [illegible] محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ جنت افزا نسیم قنوج

ریمارک

ابتدائی رپورٹ انجمن شیخان شمسی لاہور

اس نام کی ۴۵ صفحہ کی ایک خوبصورت چھپی ہوئی رپورٹ میرے پاس بغرض اظہار رائے آئی ہے۔ یہ رپورٹ ماسٹر چراغ الدین صاحب وشن ہیڈ ماسٹر چیف کورٹ پنجاب و جنرل سکرٹری انجمن مذکور نے مرتب کی ہے۔ یہ زمانہ انجمنوں اور کانفرنسوں کا ہے قریباً ہر قوم نے اپنی کوئی نہ کوئی انجمن ضرور بنائی ہے۔ اور یہ طریق قومی ترقی کا نفس الامر میں بہت ہی مفید ہے۔ ایسی صورت میں شیخان شمسی کی انجمن لاہور جیسے مقام میں نہ ہوتی تو ہیک تعجب تھا خصوصاً جبکہ ماسٹر چراغ الدین جیسے نیکی اور روشن خیال نوجوان اس قوم میں ہوں۔ میں ماسٹر چراغ الدین صاحب کو ایام طالب علمی کے زمانہ سے جانتا ہوں انہیں قومی کاموں اور اصلاحی تحریکوں میں حصہ لینے کا خاص ملکہ اور مذاق ہے وہ لاہور کی کمیرلنس سوسائٹی میں نمایاں پوزیشن رکھتے ہیں انجمن موصوف کا اصل الاصول شادی غمی کی تقاریب پر بیجا معارف کا انسداد اور دیگر رسوم قبیحہ کی اصلاح کرنا ہے میں نے رپورٹ کو سرسری نظر سے پڑھا ہے۔ اصلاحی تحریکوں میں یہ قدرتی بات ہے کہ مخالفت ہوتی ہے اور سخت مخالفت ہوتی ہے اس لیے میرے عزیز دوست ماسٹر چراغ الدین صاحب بھی باہر نہیں رہے مگر ان کے استقلال ہمت کا یہ نتیجہ ہے کہ میں اس قوم کی باقاعدہ رپورٹ دیکھتا ہوں۔ رپورٹ کے پڑھنے سے جنرل سکرٹری صاحب کی قابلیت کا پتہ لگتا ہے شیخان شمسی لاہور کی خوش قسمتی ہے کہ ایک قابلقدر نوجوان قومی خدمت کرنے کو تیار ہوا ہے ماسٹر چراغ الدین کو میں انکی اس نیک تحریک پر مبارکباد دیتا ہوں اور مشورہ دیتا ہوں کہ وہ انجمن کی اغراض کو پورا کرنے کیلئے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دستور العمل قرار دیں۔ اور مسلمانوں میں جو کامیابی اور ترقی کی علامات ظہور میں پیدا ہو رہی ہیں اس قوم کو بھی اگر اس راہ پر لانے کی کوشش کریں جو حقیقی کامیابی کی راہ ہے

*

علمی جنتری کانپور ۱۹۰۹ء

کانپور کی علمی جنتری کئی سالوں سے سید محمد عبداللہ صاحب علم سوداگر کی زیر ترتیب شائع ہو رہی ہے اور یہ جنتری پنجاب و ہندوستان میں بہت کچھ شہرت یافتہ ہے۔ اشتہاری حصہ کے علاوہ ۸۰ صفحہ پر شائع ہوئی ہے جس میں مفید و دلچسپ کارآمد مضامین جنتری کے علاوہ اب نوٹ دیئے ہیں۔ اس جنتری میں صفحہ ۳۲ پر حضرت اقدس جناب امام الاسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور بہت ہی مختصر حالات دیئے ہیں میں افسوس کرتا ہوں کہ سید صاحب اگر یہ تصویر اور حالات نہ دیتے تو اچھا ہوتا۔ تصویر بہت ہی خراب اور غلط ہے میرا خیال ہے کہ یہ حالات ...

انہوں نے اخبار بدر قادیان سے لئے ہیں۔ اگر وہ اس امر کی ضرورت ہی سمجھتے تھے تو دفتر الحکم سے اس معاملہ میں مدد لیتے میں خوشی سے مدد دیتا۔ حالات کے ضمن میں اس فرقہ کی تعداد کے متعلق لکھا ہے "مرزا صاحب کی زبانی ان کے مریدوں کی تعداد دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے لیکن ان کی مخالفین صرف چار یا پانچ ہزار ہی کہتے ہیں"۔

اس فقرہ کو پڑھ کر مجھے اور بھی افسوس ہوا کہ کاش اگر مردم شماری کی رپورٹوں کو دیکھ لیا جاتا تو سید صاحب اپنی رائے لکھ سکتے بہر حال یہ جنتری ایک قابلقدر چیز ہے مجھے کوئی قیمت اس جنتری کی معلوم نہیں ہوئی۔ کانپور علمی جنتری کے دفتر سے ملے گی۔

استفسار اور ان کے جواب

*

عہ۱ مرزا صاحب حج بیت اللہ شریف کیوں نہیں کرتے۔ اور جناب پیران پیر کا درجہ اور ادب کہاں تک ہے

عہ۲ فرضوں میں اور باقی نمازوں میں عین بیچ بیٹھے درمیان میں دعا مانگنا کس حدیث یا آیت کی رو سے ہے۔

عہ۳ حدیث صحیحہ سے ثابت کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سفر کرکے محلہ خانیار شہر سری نگر میں آئے۔ سوائے اس کے احمدیوں کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ایک تو مسیح کے نام سے سیاحت نکلتی ہے۔ ایک جگہ قبر اس نام کی بتلائی جاتی ہے۔ ماسوائے اس کے کوئی معتبر حدیث۔

عہ۴ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا خیال ہے آیا وہ مصلوب ہوئے ہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو آیا صرف صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور زندہ رہے وہ زندہ یا مصلوب ہونے کے معنی صلیب پر لٹکانے کے بعد موت تو ہی لازمی نتیجہ ہوتی ہے اور آیت قرآن کریم۔ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کو کسطرح مطابق کیا جاتا ہے۔ اور کیا معنے لئے جاتے ہیں۔

عہ۵ خاتم النبیین رسول اللہ تھے۔ تو پھر نبی ہونے کا دعوے کسطرح درست رہتا ہے۔

عہ۶ ایک کا اعتراض ہے کہ حدیث علم ظنی ہے کسی حدیث کا کوئی راوی معتبر یعنی تبع تابعین تک ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ گویا حدیث کو نامعتبر خیال کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ اس ظنی حدیث کو چھوڑ کر قرآن کریم سے مہدی دوران و آمد مسیح موعود ثابت کرو۔ گویا بمقابل اس کے مہدی اور مسیح کی نزول کی پیشین گوئی قرآن کریم میں ہے۔ اور نہ حدیث معتبر ہے۔ تو کسطرح آمد ہو سکتی ہے

جوابات

عہ۱ جناب سید عبدالقادر صاحب اچھے لوگ تھے اور حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو اچھے لوگ اچھا کہیں وہ خدا کے حضور بھی اچھا ہوتا ہے اور یہ حدیث بخاری میں ہے۔ رہی یہ بات کہ انکی فضیلت کہانتک ہے۔ یہ موقوف ہے دلی تعلق پر جو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور ان کے حالات سے سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی واقف نہیں۔ پس حد مقرر کرنا انسان کا کام نہیں۔ حج بیت اللہ میں امن شرط ہے۔ آجکل تو عام حاجیوں کیلئے بھی امن نہیں۔ اور اس میں مال اور جان دونو داخل ہیں۔ آپنے شاید سنا ہوگا کہ اس سال کتنے لاکھ روپیہ لیکر حاجیوں کو کسقدر دکھ دیا گیا ہے اور صد ہا قتل بھی ہو گئے۔ اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ عیسائیوں کی ایک جماعت (مسلمان ہو کر) بیت اللہ کا طواف کریگی اور مسیح بھی ان کے ساتھ طواف کریگا۔ کیونکہ طواف بدون اسلام لانیکے عیسائیوں سے ناممکن ہے۔

عہ۲ تم جانتے ہو کہ جب انسان نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ الآیۃ۔ پڑھتا ہے یہ بھی ایک دعا ہے۔ پھر رکوع میں اور سجود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ۔ پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی دعا ہے۔ پھر التحیات میں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اور درود تو درود۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وغیرہ یہ سب دعائیں ہیں اور نماز کے اندر ہیں۔ اگر تم غور کرو تو معلوم ہوگا کہ نماز ساری دعا ہے اور رکوع سے بعد یا پہلے آخری رکعت میں دعا مانگنا بلوغ المرام میں موجود ہے دیکھ لو۔

عہ۳ ہر ایک امر حدیث سے ثابت نہیں ہوا کرتا مثلاً تم سے کوئی دریافت کرے کہ حدیث سے ثابت کرو کہ تمہاری کیا قوم ہے۔ پس یہ عقلمندوں کا کام نہیں عقلمند کا یہ کام ہوتا ہے کہ خدا کے مختلف قسم کے دیئے ہوئے دلائل سے سچے اور صحیح دلائل کو لے خواہ وہ قرآن میں ہوں خواہ حدیث میں خواہ تواتر سے ملیں خواہ قانون قدرت سے۔

عہ۴ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔ مصلوب کے معنے عربی زبان میں ہیں وہ دکھ جس سے انسان کی چربی پگھل کر نیچے گر جاوے۔ صرف لکڑی پر چڑھنے کا نام صلیب نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ مصلوب وہ ہوتا ہے کہ جس کی پیٹھ کی چربی پگھل کر گر جاوے۔

عہ۵ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ضرور ہیں اور قرآن کریم میں لکھا ہے پر یہ بات ہے کہ نبی کریم صاحب شریعت تھے اسلئے ضرور ہوا کہ کوئی شریعت جدیدہ قرآن یا نبی کریم کے احکام کے سوائے ممکن نہیں۔ اور نبی کا لفظ عربی زبان میں خبر دینے والے کے معنے رکھتا ہے یا بڑے آدمی کے۔ اس معنے کی نفی شرعاً جائز نہیں اور نیز خاتم تو مہر کو کہتے ہیں جب نبی کریم مہر ہوئے تو اگر انکی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کسطرح ہوئے یا مہر کس پر لگیگی

عہ۶ حدیث کو علم ظنی کہنا لاعلمی ہے اگر سالم حدیث ظنی ہے تو تم اپنے باپ کے بیٹے کسطرح ثابت ہوتے ہو حالانکہ یہ خبر ظنی ہے۔ یہ خیالی مثال ہے ماں جانے باپ کو۔ پس ایک عورت کی خبر بعض اوقات یقینی ماننی پڑتی ہے اور اس کا راوی نہ نبی نہ صحابی نہ تابعین ہے والسلام

نورالدین

کیا اسلئے کہ ریلوے حادثات کی تعداد پوری ہو جائے؟

سنا ہے کہ بڑے شہروں میں پولیس والوں کو ہر سال یا مہینے میں مقدمات کی ایک خاص تعداد پوری کرنی پڑتی ہے۔ جسکا نتیجہ یہ کہ ان بیچاروں کو بعض جھوٹے اور بے بنیاد مقدمے بھی بنانے پڑتے ہیں۔ حال میں یہ خبر ہماری نظر سے گذری کہ مشرقی بنگال ریلوے پر سگنلر موقوف کئے جائیں گے اور ان کا کام سٹیشن ماسٹروں پر ڈالا جائیگا۔ ہماری رائے میں سٹیشن ماسٹری اور سگنلری دونو کام نہایت نازک ذمہ داری کے ہیں جن میں ذراسی غفلت سے حادثوں اور تصادم کا ہو جانا ایک معمولی بات ہے پس اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ شاید مشرقی بنگال ریلوے پر بحالت موجودہ حادثے بہت کم ہوتے ہونگے جسکی تعداد پوری کرنے کیلئے یہ تدبیر نکالی گئی ہے کہ سگنلروں کی ڈیوٹی کا بوجھ بھی بیچارے سٹیشن ماسٹروں کے سر پر لاد دیا جاتا ہے تاکہ انکی مجبوری و غفلت سے خواہ مخواہ ہی حادثات ہوتے رہیں اور سال میں ایک معینہ تعداد پوری ہو جایا کرے۔

*

ہندوستانیوں کی سوشل حالت پر معصر موصوف نے عجیب روشنی ڈالی ہے وہ لکھتا ہے کہ ۲ جنوری کو سخت سردی تھی اور بارش کی وجہ سے کیچڑ کی بہت دقت تھی میں نے ایک ہندو لڑکی کو بازار میں جاتے دیکھا اس کے ہاتھوں میں طلائی کنگنی اور دو تین اور قیمتی زیور تھے مگر پاؤں میں جوتی نہ تھی ہمارے ہندوستانی بھائی جسقدر ہو سکے تو انکو زیورات سے لاد دیتے اور دو ...

مراسلات

مندرجہ ذیل چھپے ہوئے مضمون ومختلف سوسائٹیون کیطرف سے بھیجکر خواہش کیگئی ہے کہ وہ الحکم مین چھاپے جاوین اسلئے مین بعض سے لحاظ سے کہ ان سوسائٹیون کے ذریعہ کسی حد تک نوع انسان کی بھلائی کیلئے مفید کام کرنیکی کوشش کیجاتی ہے مین چھاپ دیتا ہون ایڈیٹر

انجمن حمایت اسلام لاہور کے

سالانہ جلسہ کی تاریخون مین تبدیلی

پنجاب کے چند مشہور شہرون سے ہمدردان انجمن کی تحریک پر جلس منتظمہ کے ایک ضروری اور غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۵ فروری ۱۹۰۵ء نے بعد غور و فکر قرار دیا ہے کہ بجائے فروری کے آخیر ہفتہ اور اتوار کے جلسہ ۲۱-۲۲-۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایسٹر کی تعطیلات مین ہو۔ کیونکہ ان تاریخون مین خیر خواہان انجمن و درشائقین جلسہ آسانی اور سہولت سے شریک جلسہ ہو سکتے اور تمام کارروائی کو دیکھ کر بلا تکلیف واپس جا سکتے ہین حکام نارتھ ویسٹرن ریلوے اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے از راہ عنایت جلسہ مین شریک ہونیوالے احباب کیلئے کرایہ ریل سوائے درجہ اول کے۔ دس یوم کیلئے **نصف** کردیا ہو۔ بشرطیکہ مسافت **پچاس** میل سے کم نہ ہو۔ جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہین ان کو چاہئے کہ خاکسار سے سرٹیفکیٹ ابتدائے اپریل مین منگوالین جسے سٹیشن ہوانگی پر پیش کرنے اور ایک طرف کا کرایہ ادا کرنے سے واپسی کا ٹکٹ انکو ملجاویگا۔ ایک سارٹیفکیٹ بہت سے صاحبان کیلئے بھی کافی ہوگا۔ سرٹیفکیٹ کا نمونہ حکام ریلوے نے خود تجویز کرکے بھیجا ہے۔ اسمین سفر کرنیوالون کے نام پیشے اور پتے درج ہونے ضروری ہونگے اور اس امر کا درج ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ کس ریلوے سٹیشن سے سوار ہونگے۔ پس جو صاحب سرٹیفکیٹ منگوانا چاہین انہیں لازم ہوگا کہ وہ ان تمام ضروری امور سے جو قابل اندراج سرٹیفکیٹ ہین وقت پر اطلاع دین۔

خاکسار **شمس الدین** جنرل سکرٹری

— نارتھ ویسٹرن ریلوے پر سٹیشن روانگی سے لاہور تک اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر سٹیشن روانگی سے سہارنپور تک۔

نور آنا فنڈ کی تیسری اپیل

بنام اہل ملک و اہل قوم

اول۔ بالعموم اہل ملک و ارباب قوم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ روز ازل سے انسان دنیا مین ایک کو دوسرے سے مدد ملنے کا طریقہ چلا آیا ہے یا یون کہو کہ ساری مخلوق ایک دوسرے کی امداد پر بالکل دست نگر ہے۔ انسان کو انسان ہی سے نہین بلکہ انسان کو حیوان سے بھی مدد مل رہی ہے آپ دیکھتے ہین بیل ہل چلا کر انسان کیلئے غلہ اور ترکاری پیدا کرنے مین اونٹ اور بھینسے اور گدھے ایک جگہ کا بار دوسری جگہ پہنچاتے ہین بھیڑین کمبل بنانے کیلئے ہم کو اون دیتی ہین۔ بکریان اور گائین اور بھینسین دودھ اور مکھن اور جوانچہ اولاً مین گھوڑا سواری دیتا ہے۔ وغیرہ ذالک۔ پس کیا آپ لوگ کائستھ پاٹھشالا کی امداد نکرینگے جسمین کائستھون ہی کی بہبودگی مد نظر نہین ہے بلکہ دیگر اقوام کی بھی۔ حب الوطنی تو اسی کی متقضی ہے کہ وقت ضرورت ملک کی کل قومین ایک دوسرے کی امداد کرین جو باعث رضامندی خدا و نیز اتحاد بنی نوع انسان و درستی حالت ملک ہے۔

دوم۔ پہلی اور دوسری بابت اپیل کا جو کچھ نتیجہ مشتہر ہوا وہ مشتہر ہو چکا ہے اب مین تیسری بار یہ اپیل آن اصحاب ملک و قوم کی خدمت مین پیش کرتا ہون جنکے ملاحظہ سے پہلی اور دوسری اپیل نہین گذری ہے۔

واضح ہو کہ خالق فی القوم منشی **کالی پرشاد صاحب** وکیل بانی پاٹھشالہ الہ آباد کا وقف کیا ہوا سرمایہ مع جایداد جو قریب پانچ لاکھ روپیہ کے ہے ان زمانہ عام اور خیراتی ابواب کیلئے ہرگز کافی نہین ہے جو منشی صاحب نے وصیت نامہ مین محول کئے ہین اور زمانہ کی ضروریات اور وقت کی خواہشین یہ حکم دے رہی ہین کہ پاٹھشالہ مذکور کو کالج کے درجہ تک پہنچایا جائے اسلئے دیگر مستقل پانچ لاکھ کے سرمایہ کی ضرورت ہے اس پانچ لاکھ کے منافع سے قریب پندرہ ہزار سالانہ تنخواہ کو اور پانسو سالانہ انکم ٹکس وغیرہ کو دینا ہوگا اور پچاس ہزار کالج کی توسیع عمارت مین لگے گا۔

یہ پاٹھشالہ ۱۶ اگست ۱۸۷۸ء کو قایم ہوا ہے جسکو کالج بنانے کیلئے ۱۸۸۷ء مین کائستھ کانفرنس قایم ہوئی اور کئی بار کانفرنس مین اپیل کیا گیا لیکن کانفرنس کے قالب مین بہت سی قومی ضروریات اور اصلاحین ٹھونس ٹھونس کر بھردی گئین اس وجہ سے قوم کی توجہ پریشان ہوگئی پاٹھشالہ کو کالج بنانے کا خیال جاتا رہا حکما کا قول راست آیا کہ ایک وقت مین کئی کام نہین ہو سکتے ہین۔ اگر شروع سے ابتک کانفرنس کا مقصد صرف ترقی تعلیم رہا ہوتا تو نہ صرف پاٹھشالہ کالج بن گیا ہوتا بلکہ ایک دوسرا کالج کھل جاتا کیونکہ کانفرنس اور سبھاؤن کے مصارف مین و اہل قوم کی آمدرفت مین بیشمار روپیہ خرچ ہوگیا پاٹھشالہ کی طرف سے چند بار ڈپوٹیشن ارباب قوم کی خدمت مین جابجا بھیجا گیا لیکن قومی افلاس کیوجہ سے معقول کامیابی نہین ہوئی۔ تب لاچار ہو کر یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵ء سے نور آنا فنڈ کھولا گیا جسکے قواعد حسب ذیل ہین:

۱- جس خاندان مین دس روپیہ یا اس سے کم ماہوار آمدنی ہے اس خاندان سے صرف ایکبار ایک چوانی لیجاویگی اور جس خاندان مین دس روپیہ سے زیادہ آمدنی ہی اس خاندان کے ہر فرد بشر سے خواہ وہ بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا یا مذکر یا مونث چار چار آنے لئے جائینگے۔

۲- ملک کی دیگر معزز قومون کے افراد کا چندہ بھی شکریہ کیساتھ قبول کیا جائیگا خواہ وہ کسی مقدار مین ہو۔

۳- بذریعہ ایک مطبوعہ درخواست کے جو اس اپیل کی پاکٹ مین رکھکر شایع کیجاتی ہے ہر جگہ ایجنٹ مقرر کرکے چندہ وصول کیا جائیگا۔ ۴- کل چندہ براہ راست دفتر سکرٹری نور آنا فنڈ مقام لشکر گوالیار مین داخل ہوکر کائستھ پاٹھشالہ الہ آباد کے خزانہ مین بھیجا جایا کریگا۔

چنانچہ اس رول پر دو سال سے کام ہو رہا ہے اور اگرچہ صدہا اصحاب قوم اس مبترک کام کے انجام مین دل سے ساعی و سرگرم ہین لیکن وہ محدود ہین اور چندہ کی موجودہ رفتار سے پایا جاتا ہے کہ اس عظیم الشان مہم کا سر ہونا اسوقت تک ناممکن ہے جبتک کہ بیشمار اصحاب قوم و برادران ملک دستگیری نکرینگے اور جبتک ایک ایک جنرل ایجنٹ کھڑا ہو کر اپنے اپنے صوبہ کا چندہ وصول نکریگا۔ لہذا تیسری بار بسنہ گانہ ملک کے نام یہ اپیل شایع کرتا ہون اور مستدعی ہون کہ ہر قوم کے لوگ اس نیک و ریاکی کام مین شرکت کا موقعہ حاصل کرکے ایک نا تمام تعلیمی عمارت کو منزل پر پہونچائین یعنی پاٹھشالہ کو کالج بنائین اور ایک قلم پیشہ معزز قوم کو ممنون الطاف بزرگانہ فرمائین خدا انکو اجر جزیل بخشیگا۔

لشکر گوالیار و نتر فور آنا فنڈ۔

کامتا پرشاد سکسینہ سکرٹری

مین مسلمان کیون ہوا؟

معزز ناظرین اسمین شک نہین کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے لیکن جو قدر اتی کمزوری اس کے گلے کا ہار ہوگئی ہے وہ بھی اسکا پیچھا نہین چھوڑتی انسان کو چاہئے کہ جہانتک ہو انکو دور کرے جہانتک کہ الہی قرب حاصل کرسکون اسلئے انسان کو محتاط رہنا چاہئے کہ اس کمزوری سے ہر وقت بچتا رہے اور جہانتک ہوسکے قدم کو آگے بڑھانیکی کوشش کرے فطرتی کمزوری انسان پر اسکی غفلت کو دیکھکر سوار ہو جاتی ہے اگر انسان ہوشیار اور مضبوط رہے اور ہر وقت خدا کے خوف کو مد نظر رکھے مین کہتا ہون کہ یہ مرض اسکو کبھی لاحق نہ ہو سکین جسوقت خدا کا فضل ہو تو ایسی کمزوریان خواہ سو بلکہ صدہا ہون تو کچھ بھی بگاڑ نہین سکتین خدا کا فضل ہی اچھے خوف ہی تھا جب مین انسانیت کے قالب مین آیا ہون اور عقلمندی اور ہوشمندی کا جامہ پہنا ہی مجھکو یہی شوق رہا ہی کہ کسی طرح سے صراط مستقیم کا پتہ لگے اس جستجو اور میری کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت عرصہ تک بیچ مین بھٹکتا رہا اور گرہین بھی اسقدر عمیق تہین کہ جن سے نکلنے کی صورت محال تھی چونکہ میرے ساتھ فضل الہی شامل حال تھا بھلوان گرہون کی ایسا نکالا جیسے مکھن سے بال اب مین ان گرہونکا ذکر کرونگا جسمین بہت سی مشکلات پیش آئین پہلے گرہ آریون کا تھا اسمین قریب چار سال تک رہا اور خوض کیا گیا لیکن اسکی تعلیم اسقدر بیہودہ اور بیہودارستی مین کہتا ہون کہ کوئی شریف اور خاندانی آدمی اسکو ہرگز قبول نہین کریگا۔ بلکہ اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھکر دور بھاگیگا اول انکی ویدکی تعلیم ہی ایک مسئلہ نیوگ کا جس سے معلوم ہوتا ہی اسکی بانی کی خواہش یا تو دنیا کی آزادی کیلئے تھی یا نفسانی اسکو منظور تھی جس سے انکی مراد تھی کہ کوئی نفس انکی اپیل سے بغیر غیر طرفی کے خالی نہ جاوے ایک جگہ لکھ نیوگ کا حکم دیدیا کہ نیوگ سے اولاد حاصل کرنا کار خیر اور ثواب کا کام ہے انکی تشریح کرنی انسانیت سے بعید ہے۔ اسواسطے اسکا پیچھا چھوڑتا ہون دوسرے یہ کہ انہون نے مکتی کو میعادی ٹھہرادیا۔ اور تناسخ ہمیشہ کیلئے گلے کا ہار قرار دیا گیا جس سے کبھی نجات نہین کیونکہ خدا اور شان الہی خدائے رحیم کریم کیطرف منسوب کرنا عقل سلیم تجویز کرسکتی ہی جس حالت مین پرمیشور ابدی نجات دینے کی قدرت رکھتا تھا اور وہ سرب شکتیمان تھا۔ تو کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ ایسا بخل اوسنے کیون کیا کہ اپنی قدرت کے فیض سے بندونکو محروم رکھا اور اسپر یہ اعتراض اور بھی مضبوط ہوتا ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ازلی روحین ایک طرح طولانی عذاب مین ڈالا ہے اور ہمیشہ کیلئے جو نہین سکتین کی مصیبت انکو قسمت مین لکھدی ہے وہ روحین پرمیشور کی مخلوق بھی نہین ہین اسکا جواب آریہ صاحبان یہ کہتے ہین کہ پرمیشور ہمیشہ کی مکتی دینے پر قادر تو تھا سرب شکتیمان جو ہوا لیکن میعادی مکتی اسوجہ سے تجویز کیگئی کہ سلسلہ تناسخ کا ٹوٹ نہ جاوے کیونکہ بحالت مین روحین ایک تعداد مقررہ کا اندر ہین اور اس سے زیادہ نہین ہو سکتین پس ایسی صورت مین اگر دائمی مکتی ہوتی تو جونکا سلسلہ قایم نہین رہسکتا کیونکہ ہر روح نجات ابدی پاکر مکتی خانہ مین آیا تو وہ گویا پرمیشور کے ہاتھ سے گئی۔ اور اس معزز مہ کی تحریر کا آخری نتیجہ ضرور یہ ہوتا تھا کہ ایکدن ایک دم ہی جو کون ڈالنے کیلئے پرمیشور کے ہاتھ میں رستی اور کسان یہ سلسلہ تمام ہوکر پرمیشور معطل ہوکر بیٹھجاتا اور ایسی تعلیم جس سے ایکروز جو نین نکلی مین پرمیشور معطل ہو بیٹھجانا ذی عقل آدمی کب پسند کرسکتا ہی کہ یہ تعلیم خداوند پاک سے ہی اور وید سے اور یہ اسکو بتکا تھا۔ خلاصہ اکرے اس تعلیم کیسے نفرت پاکر جب پھر مین سے متلاشی حق ہی کر جستجو کی تو سکہوں کے گرہ مین پھنس گیا سکہون کا اصول گرنتھ صاحب کی تعلیم ہی جب اسکو غور سے دیکھا جاتا ہے تو اسمین شک نہین کہ جو کلام باوا صاحب نے لکہی ہے وہ بالکل پاک اور صاف اور شرک کی طرف کرنیوالی ہے مگر بعد مین ایک عرصہ گذرنے سی باوا گوبند صاحب نے اپنی تعلیم کو جو نامی واصاحب کی منہ مبارک سی نکلی ہوئی تہی الٹ پلٹ کرکے بہت سی گرنت شلوک اسمین داخل کردیئے اور جناب سول کریم کی پیروی کی تاکید فرمائی تہی اسکو نکالکر بجائے اسکے برعکس شلوک داخل کردیئے گر مین تو متلاشی راہ مستقیم تھا مجھکو ایکدفعہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم باتو گرائی جہادر قادیان بنی	دوا بنی شفا بنی غرض دارالامان بنی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ لہ (۱) عوام سے صہر (۲) خواص و معاونین سے عـ
(۳) ہندوستان سے باہر سے ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ روپیہ
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگونسے ۱۲/۔ ع

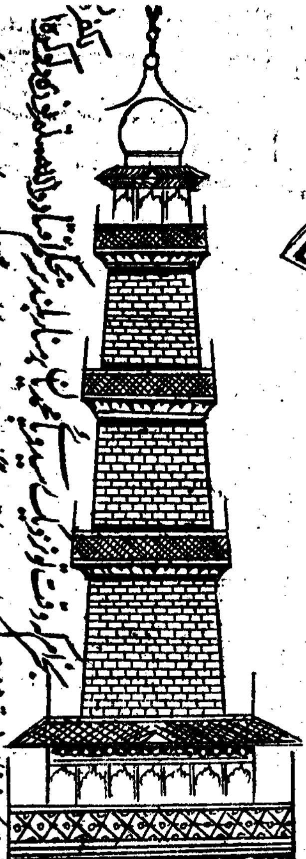

فہرست مضامین

نمبر ۷ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

ایک خط اور اسکا جواب

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام ذیل کا کارڈ آیا تھا اسکا جواب مخدوم الملۃ نے جو لکھا وہ ناظرین کی فائدہ کے لئے درج کیا ہے۔ ایڈیٹر

جناب مرزا صاحب۔ تسلیم۔ مسیح جو کہ منجی جہان تھا جب وہ اس جہان میں تھا تو اوس نے بہت سے مریضوں کو چنگا کیا۔ اور بہت سے وہ نشان نئے کام دکھلائے جو کہ بجز ذات باری تعالےٰ کے اور کوئی نہیں دکھلا سکتا۔ اب چونکہ آپ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں سو آپسے التجا ہے کہ آپ میرے واسطے دعا کیجئے تاکہ میں بہت جلدی اپنی بیماری سے شفا پاؤں نیز میرے واسطے پیشگوئی کیجئے کہ اس سال مجھکو امتحان میں کیسی کامیابی ہوگی۔ اور اسطرح آپکو مسیح موعود تسلیم کر کر آپکی کفش برداروں میں ہونیکا فخر حاصل کرون۔

والسلام وصی اللہ طالب علم انگریزی متلاشی حق۔ شوراب گیٹ۔ بازار شاہ گہاسہ
۲۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ میرٹھ سٹی

جواب

اس سے زیادہ ناپاک جھوٹ اور خدا تعالےٰ کو ناراض کرنے والی دلیری کیا ہو سکتی ہے کہ ضعیفہ عورت سے نکلے ہوئے ناتوان بے علم گوشت پوست کو "منجئ جہان" کہا جائے۔ کیا ان جھوٹے اور بے سروپا قصوں اور مردہ افسانوں سے جنکا نام لوقا متی مرقس کی انجیل ہے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ یسوع منجی جہان تھا۔ دعووں کی سچائی کا معیار افعال و نتائج افعال ہوتے ہیں۔ یسوع کا دعویٰ تھا کہ وہ یہود کی کھوئی بادشاہت کو قائم کرنے آیا ہے اور غیر قوموں کی غلامی کے آہنی تنور سے انہیں نجات دیگا۔ مگر انجیلوں کے واقعات کی بنا پر یہ دعویٰ کیسا جھوٹا ثابت ہوا بلکہ وہ خود ذلت سے ہلاک کیا گیا اور ناپاک مشرکوں اور شریعت پرستوں نے ذلت کے بدنما داغ کو چھپانے کے لئے یہ عذر بدتر از جرم تراش لیا کہ وہ گناہ گاروں کیلئے مؤا اور اوسنے روحانی سلطنت قایم کی۔ ہر ایک نامراد ناکام و ناشاد انسان آخرکار یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اگرچہ وہ بظاہر ناکام رہا مگر روحانی طور پر کامیاب ہو گیا۔ تمام سطوڈنٹ جو یونیورسٹیوں کے امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں دعویٰ کر سکتے ہیں کہ گو وہ بلحاظ ظاہری نمبروں کے فیل ہیں مگر روحانی طور [illegible] ہی ہیں۔ مگر یہ بے ثبوت لاف کیا کوئی فائدہ دیسکتی ہیں۔ کیا وہ ذلیل موت جسے لعنت کہا جاتا ہے کچھ بھی مفید ہوئی۔ ہاں اس اعتقاد سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ سچی پاکیزگی اور پاک ایمان اور نیک اعمال کا لفظ یسوع پرستوں سے مٹ گیا اور گناہ پر سخت دلیری پیدا ہو گئی۔ اسکی توضیح کی ضرورت نہیں یورپ کے ملکوں میں شراب اور زنا اور قمار بازی کی روز افزوں کثرت اور بہت سے بے حیائی کے کام اسکے گواہ ہیں کیا اوس بزرگ پادری اور یورپین پادری کا حال تمنے نہیں سنا جو ایک فیمیل آرفنج کا سپرنٹنڈنٹ تھا اور کیا کام کرکے وہ ولایت کو بھاگا اور واپس گرفتار ہو کر آیا ہے۔ پھر ایسے کمزور ناکام شخص کو منجی جہان کہنا کیسی شرم کی بات ہے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ توریت کا کوئی نبی ایسی ناکامی اور نامرادی کی حالت میں دنیا سے نہیں اٹھا جس ناشادی اور دشمن کامی سے یسوع مرا۔ حضرت موسیٰ کا دعویٰ تھا کہ وہ یہود کو فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ عملی طور پر اس دعویٰ کو سچا دکھا کر راستباز اور خدا کے نبی ثابت ہوئے کیا وہ بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور سے نکالکر نہ دکھاتے اور اس دعوے کی پردہ پوشی یوں کرتے کہ انہوں نے روحانی طور پر اسرائیلیوں کو نجات دلا دی ہے تو بات نہایت ہی بیہودہ نہ ہوتی۔ اس جہان کے حقیقی نجات دہندہ تمام انبیا کو زندہ کرنیوالے تمام راستبازیوں کے جامع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جو دعوے قرآن کریم میں مذکور ہوئے ہیں وہ سب عملی طور پر پورے کرکے دکھائے۔ عرب گمنام تھے۔ آوارہ تھے۔ زناکار تھے۔ جوے باز تھے شراب خوار تھے منتشر تھے انہیں ذلت اور خانہ جنگی کی غلامی اور جہنم سے نہ صرف نجات دلائی بلکہ تمام بدعادتوں سے پاک صاف کرکے جہان کا معلم انہیں بنا لیا۔ مگر جائے حیرت ہے کہ یسوع نے کیا کیا کس ناپاک عادت کو دنیا سے نابود کیا۔ اس کی نظیر میں کسی قوم کو پیش تو کرو۔ محدود قوم یہود کی جو رومی جوتے کے نیچے دبی ہوئی تھی ایک محدود مقام میں اسکی تبلیغ کی غایت اور مخاطب تھی انہیں کیا تبدیلی کر کے دکھائی چند کم ہمت بھیڑ، جو شاگرد تھے انکی کمزوریاں اور ضعف ایمان بھی دور نہ ہوئے۔ دنیا میں بہت سے گرے ہوئے بت پرست مذہب ہیں مگر جیسے اس کمزور بت یسوع کے پرستار گری ہوئی حالت میں ہیں ناقابل بیان ہے۔ رامچندر جی کے پوجنے والے کہہ سکتے اور دکھا سکتے ہیں کہ جناب راجہ رامچندر ایک دشمن پر جو ظالم راون تھا مظفر و منصور ہوئے اور یوں اپنے دعاوی میں کامیاب ہو کر پرستش کے مستحق ٹھہر گئے اسیطرح جناب کرشن مہاراج کے پرستار با ثبوت دعوے کر سکتے ہیں۔ مگر یسوع کے پرستار کیا دکھا سکتے ہیں بس یہی کہ یسوع نے روحانی طور پر دنیا کو نجات دی کیا نجات دی۔ یہی کہ کفارہ کے اعتقاد سے گناہوں اور بے باکیوں کے سیلاب کا بند توڑ دیا۔

تم ابھی تو گرفتار ہو اور مٹیالی زمین میں دبا ہوا جال کی دیکھتے نہیں ہو یکے یورپ میں ہزاروں اہل دل دانشمند انسان کو خدا ماننے کے شرمناک عقیدہ سے بیزار ہو رہے ہیں

ملفوظات وحالات حضرت امام الزمان علیہ السلام

بوجہ شدت سردی کے صرف ظہر اور عصر کی نماز دن میں حضور شامل ہوتے رہے۔

۸ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کے وقت حضور علیہ السلام تشریف لائے تو آپکے ایک خادم آمدہ از کشمیر نے سربسجود ہوکر خدا تعالیٰ کے کلام اسجدوا لآدم کو اس کے ظاہری الفاظ پر پورا کرنا چاہا۔ اور نہایت گریہ وزاری سے اظہار محبت کیا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس حرکت سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ مشرکانہ باتیں ہیں ان سے پرہیز چاہئے

ایک شخص کی درخواست مباحثہ پر فرمایا کہ حسب اعلام الٰہی ہمنے مباحثہ کا دروازہ بند کر دیا ہوا ہے۔ لیکن ہاں جسکا جی چاہے ازالہ شبہات کیلئے ہم سے کلام یا تحریر کر سکتا ہے بحث میں تو فریقین کو ہار جیت کا خیال ہوتا ہے مگر اسمیں یہ خیال نہیں ہوتا بحث کے بند کرنیسے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی اعتراض کرے یا سوال کرے یا اُسے کچھ وساوس ہوں تو اسکی طرف توجہ ہی نہ کیجاوے بلکہ اس سے مراد یہی کہ جواب اور جواب الجواب در ہار جیت کا جو خیال لوگوں کو ہوتا ہے اس سے وہ احقاق حق سے دور جا پڑتے ہیں۔ ورنہ سوالات اور ازالہ وساوس کیلئے دروازہ کہلا ہے جسکا جی چاہے ہم سے پوچھ سکتا ہے۔

۹ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کو وقت تشریف لاکر طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ سردی کی شدت میں یہ کم ہو جایا کرتی تہی مگر اب سردی کی شدت کے ساتھ اسکی بہی شدت ترقی کر رہی ہے۔ حالانکہ ابہی اسکی مزید ترقی کے ایام آنے والے ہیں۔

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء

جمعہ حضور علیہ السلام نے مسجد اقصےٰ میں ادا فرمایا

۱۱ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کی نماز ادا فرماکر حضرت اقدس تشریف لیگئے لیکن جناب صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی کے اقارب میں سے ایک صاحب مولوی احمد سعید صاحب انصاری سہارنپوری برادرزادہ و شاگرد خلیفہ محی السنۃ قامع البدعۃ حافظ حدیث جناب مولانا شیخ محمد انصاری سہارنپوری ملاذا کلی مہاجر مرحوم احقاق حق کے خیال سے تشریف لائے ہوئے تہے اس لئے صاحبزادہ صاحب نے حضور اقدس سے انکی ملاقات کی درخواست کی جس پر حضور علیہ السلام اسیوقت تشریف لے آئے اور تہوڑی دیر مجلس فرمائی بعد استفسار اسم وسکونت و مختلف اذکار کے مسئلہ جہاد کا تذکرہ ہوا جسمیں ضمناً بعض ان گروہوں کا ذکر بہی آگیا جو کہ ہرایک کافر کو بذریعہ تلوار قتل کر دینے کو غزا قرار دیتے ہیں اور انگریزوں کے ملکومیں رہنا بدعت اور کفر خیال کرتے ہیں اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا یہ خیال کہ ہم کفر کے اثر سے بچنے کیلئے الگ رہتے ہیں اور اگر انگریزونکی رعیت ہوکر رہیں تو آنکہوں سے کفر اور شرک کے کام دیکھنے پڑیں میرے نزدیک درست نہیں ہیں کیونکہ اس گورنمنٹ نے مذہب کے بارے میں ہرایک کو اتنی آزادی دے رکہی ہے اور ہرایک کو اختیار ہے کہ وہ امن اور سلامت روی سے اپنے اپنے مذہب کی اشاعت کرے۔ مذہبی تعصب کو گورنمنٹ ہرگز دخل نہیں دیتی اسکی بہت سی زندہ نظیریں موجود ہیں ایکدفعہ خود عیسائی پادریوں نے ایک جہوٹا مقدمہ خون کا مجہپر بنایا ایک انگریز اور عیسائی حاکم کے پاس ہی وہ مقدمہ تہا اور اسوقت کا ایک لفٹنٹ گورنر بہی ایک پادری مزاج آدمی تہا مگر آخر اس نے فیصلہ میرے حق میں دیا اور بالکل بری کر دیا بلکہ یہانتک کہا کہ میں پادریونکی خاطر انصاف کو ترک نہیں کر سکتا اس کے بعد ابہی ایک مقدمہ فیصلہ ہوا ہے پہلے تو وہ ہندو مجسٹریٹوں کے پاس تہا نہیں معلوم کہ انہوں نے کس رعب میں آکر بہت ہی واضح اور بین وجوہات کو نظر انداز کر دیا اور مجہپر جرمانہ کیا لیکن عجیب اسکی اپیل ایک انگریز حاکم کے پاس ہوئی تو اُس نے بری کر دیا اور مجسٹریٹ کی کارروائی پر افسوس کیا اور کہا۔ کہ جو مقدمہ اپنی ابتدائی مرحلہ پر خارج کے قابل تہا اسپر اسقدر وقت ضائع کیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں ابہی تک عدل اور انصاف کا مادہ موجود ہے اگر کسی قسم کا مذہبی تعصب یا بغض ہوتا تو کم از کم میرے ساتھ تو ضرور برتا جاتا ۳ لاکھ کے قریب جماعت ہے پہر افغانستان کے لوگ بہی آآکر بیعت کرتے رہتے ہیں اور ایک نیا فرقہ ہونیکی وجہ سے بہی گورنمنٹ کی نظر اور توجہ اسطرف ہونی چاہیئے تہی مگر دیکہو کہ قریب ۸ کے ہمارے مقدمات ہوئے ہیں جنمیں سے سوائے ایک دو کے باقی کل مخالفین کیطرف سے ہوتے تہے مگر سب میں کامیابی ہمکو ہی حاصل ہوئی ہے اور انگریزوں نے ہی ہمارے حق میں فیصلے دیئے ہیں اگرچہ ہم ان سب کامیابیونکو خدا کی طرف سے ہی سمجھتے ہیں کیونکہ اگر وہ نہ چاہتا۔ تو یہ لوگ کیا کرتے مگر جن لوگوں کے ذریعہ اور ہاتہوں سے اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوئی وہ بہی قابل شکر کے ہیں جہانتک میرا خیال بلکہ یقین ہے وہ یہ ہے کہ ابہی تک ان لوگوں میں تعصب نہیں ہے اور آئندہ کا حال خدا کو معلوم ہے اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کو خدمت دین ہی مطلوب ہے اور انکی غرض خدا کو راضی کرنا ہے تو چہپ کر بیٹھ رہنے سے کیا فایدہ۔ انکو چاہئے کہ خدمت دین کا پہلو ہاتہ میں لیں۔

گورنمنٹ کیطرف سے کسی قسم کی سختی ہرگز نہیں ہے لوگوں کو تبلیغ اور اتمام حجت کریں یہ خیال بالکل غلط ہے کہ واعظ لوگوں کو گورنمنٹ گرفت کرتی ہے ہرگز نہیں ہاں جو لوگ مفسد ہوتے ہیں وہ ضرور خود ہی گرفت کے قابل ہوتے ہیں گورنمنٹ کا اسمیں کیا قصور۔ اب تو عیسویت کا یہ حال ہے کہ اسپر خود بخود موت آرہی ہے خود ان کے بڑے بڑے عالم اور فاضل تثلیث کے پکے دشمن ہوگئے ہیں اور نئی تعلیم نے ان کے دلوںمیں یہ بات کوٹ کر بہر دی ہے کہ بناوٹی خدا اب کام نہیں آسکتا۔ پادری چونکہ یہ حالت ہے کہ صرف ٹکڑے کی خاطر کام کر رہے ہیں اگر ایکدن تنخواہ کو دیر ہو جاوے تو کام چہوڑ دیتے ہیں اور خود عیسائی مذہب کی رد میں کتابیں لکہتے ہیں اب جو زمانہ کسر صلیب کا ہے تقریر کے مقابلہ پر تلوار سے کام لینا بالکل نادانی ہے خدا تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے

کہ جسطرح اور جن آلات سے کفار لوگ تمپر حملہ کرتے ہیں انہی طریقوں اور آلات سے تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو۔ اب ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے حملے اسلام پر تلوار سے نہیں ہیں بلکہ قلم سے ہیں لہذا ضرور ہے کہ ان کا جواب قلم سے دیا جاوے اگر تلوار سے دیا جاویگا تو یہ اعتدا ہوگا جسکی خدا تعالےٰ کی صریح ممانعت قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان اللہ لا یحب المعتدین پہر اگر عیسائیونکو قتل بہی کر دیا جائے تو اس سے وہ وساوس دور نہوں گے جو کہ دلوں میں بیٹہے ہوئے ہیں بلکہ وہ اور پختہ ہو جاوینگے اور لوگ کہینگے کہ واقعی اہل اسلام کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن اگر شیریں کلامی اور نرمی سے ان کے وساوس کو دور کیا جاوے تو امید ہے کہ وہ سمجہ جاوینگے اور ہمنے دیکہا کہ بعض عیسائی لوگ جو یہاں آتے ہیں انکو جب نرمی سے سمجہایا جاتا ہے تو اکثر سمجہ جاتے ہیں۔ اور تبدیل مذہب کر لیتے ہیں جیسے کہ ماسٹر عبد الحق صاحب نو مسلم آپس ہماری رو برو

تو یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے کمربستہ ہوکر دین کی خدمت میں مصروف ہوں کیونکہ یہ وقت اسی کام کیلئے ہے اگر اب کوئی نہیں کرتا تو اور کب کریگا۔

*

بعض ایسے لوگ جن تک حضور علیہ السلام کی بعثت اور دعاوی کی مفصل کیفیت نہیں پہنچی تا ہنوز وہ حسن ظن رکہتے ہیں اور بسبب دوری کے کوئی یقینی فیصلہ نہیں کر سکتے اُن کے ذکر ہونے پر فرمایا کہ نیک لوگوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے کیونکہ انکو کامل علم نہیں ہے اور علم اصل میں اسی کو کہتے ہیں جبکہ انسان کی واقفیت روئیت کی قائمقام ہو

*

الہامات کی ذکر پر فرمایا کہ قضا و قدر کے اسرار چونکہ عمیق در عمیق ہوتے ہیں اسلئے بعض وقت الہامات اور رویا کی تفہیم میں انسانوں کو غلطی لگ جاتی ہے مذکورہ بالا تقریر فرما کر حضرت اقدس تشریف لیگئے مگر پہر بہت جلد تشریف لائے اور فرمایا کہ عصر کا وقت ہوگیا ہے۔ اذان دیجاوے خانصاحب ریحان اذان دینے گئے اور حضور علیہ السلام نے مجلس فرمائی چونکہ اسوقت اہل اسلام میں سے بہی مخالف اور منکر حضرت مسیح موعود الہام کے مدعی ہیں اور وہ دعوے کرتے ہیں کہ ہمکو حضرت مرزا صاحب کے کاذب اور دجال ہونیکے بارے میں خدا تعالےٰ سے وحی ہوئی ہے اور پادری بعض مذاہب غیر از اسلام میں بہی ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو کہ اپنے مذہب کی تصدیق کے بذریعہ الہام مدعی ہیں اسلئے اسی دعاوی کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ایک لطیف تقریر فرمائی جو کہ بہت ہی غور اور توجہ کے قابل ہے۔

اقوال الٰہی میں اختلاف ہے تو افعال الٰہی سے نتیجہ نکالو!

ہرایک شخص اپنی حالت کے لحاظ سے معذور ہوتا ہے اس لئے ان میں فیصلہ کا ایک موٹا طریق ہے جسے ہم پیش کرتے ہیں اسوقت مختلف اقوام جن کا اسلام سے بہی کوئی تعلق نہیں ہے الہام کے مدعی ہیں دس سال کا عرصہ گذرا کہ ایکدفعہ امرتسر سے ایک سکہ کا خط آیا کہ مذہب سکہ کے سچا ہونے کی نسبت مجہے الہام ہوا ہے اور ایسے ہی ایک انگریز نے الہ آباد سے لکہا کہ مجہے عیسویت کی سچا ہونے کی نسبت الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیگئی ہے اور ایک مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جنکو میں نیک جانتا ہوں انکی اولاد امرتسر میں ہے انکو بہی دعوےٰ الہام کا ہے اور وہ

کہتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے اور مرزا صاحب کاذب اور دجال ہیں پھر ادہر ہماری جماعت میں بھی ہزارہا ایسے آدمی ہیں جنکو الہام اور رویا کے ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے اور خود رسول اللہ صلعم نے زبان مبارک سے تصدیق کی ہے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے اور یہی ذریعہ انکی بیعت کا ہوا ہے۔ تو اب ان مختلف اقسام کے الہاموں میں جلدی سے فیصلہ تجویز کرنا تقوےٰ سے بعید ہے اسلئے میں جلدی کو پسند نہیں کرتا انسان کو چاہیئے کہ صبر اور دعا سے کام لے اور تقوےٰ کے پہلو کو ہاتھ سے نہ چھوڑے ان اللّٰہ مع الذین اتقوا اسوقت خود اسلام میں کئی فرقہ موجود ہیں جو کہ ایکدوسرے کی تردید کر رہے ہیں پھر دوسرے مذاہب کے حملے الگ ہیں ایک کتاب ترک اسلام لکھی گئی تھی اور اب ایک تہذیب الاسلام لکھی گئی ہے جسمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت فحش اور شرمناک حملے کئے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل مذاہب اور فرقوں میں ایک جنگ چل رہی ہے اور ہر ایک کا دعوےٰ یہی ہے کہ ہم حق پر ہیں پس ایسی حالت میں فیصلہ کرنا ایک آسان امر نہیں ہے یا تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کسیکو فہم دے اور رشد عطا کرے۔ اور یا خود انسان جلدی نہ کرے اور صبر اور دعا سے کام لے تاکہ وقت پر حقیقت کھلجاوے کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے کیونکہ جھوٹے مذہب کیساتھ اسکی نصرت اور تائید کبھی شامل نہیں ہو سکتی اگر جھوٹے مذہب کی بھی وہی خاطر خدا کو ہو جو کہ سچے مذہب کی ہوتی ہے تو پھر سچ اور جھوٹ کا امتیاز کرنا محال ہو جاویگا اسلئے آنحضرت صلعم نے جیسے کہ قرآن شریف میں درج ہے یہ جواب دیا کہ اعملوا علی مکانتکم انی عامل کہ اگر تم لوگوں پر میرا سچا ہونا مشتبہ ہے تو تم بھی اپنی جگہ عمل کرو میں بھی کرتا ہوں انجام پر دیکھ لینا کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے جو امر خدا کیطرف سے ہوگا وہ بہر حال غالب ہو کر رہیگا۔

واللّٰہ غالبٌ علٰی امرہٖ۔

ان مختلف الہامات کے فیصلہ کیلئے یہی دراصل یہی معیار ہے کیونکہ ایک طرف تو اہل اسلام الہام کے مدعی ہیں دوسری طرف سکھ وغیرہ بھی پس اگر یہ سب الہامات خدا کیطرف سے سمجھے جاویں تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ خدا بھی بہت سے ہیں کیونکہ اگر وہ سب ایک ہی کا کلام ہے تو آپس میں ایکدوسرے کی ضد کیوں ہیں کہ وہی خدا ایک کو کہتا ہے کہ فلاں شخص سچا ہے اور دوسرے کو کہتا ہے کہ جھوٹا ہے پس اسمیں فیصلہ کی جو آسان ترین راہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک قول ہوتا ہے اور ایک فعل اگر قول میں اختلاف ہے تو اب فعل کی انتظار چاہیئے قول پر اگر فیصلہ کا مدار رکھا جاوے تو اسکی نظیر دوسری جگہ نکل آتی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ تم کذاب ہو۔ لیکن فعل کو کہاں چھپا ئیں گے اسکی مثال تو ایک سورج کی ہے جسکی رویت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے قول سے مراد ہماری وحی الٰہی ہے اور فعل سے نصرت اور تائیدات الٰہیہ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فعل کو دکھلاؤ تو یاد رہے کہ اُس کا جلدی ظاہر کرنا ہمارا اپنا اختیار نہیں ہے اور کسی نبی کے اختیار میں بھی یہ بات نہیں ہوئی کہ وہ آیات اللہ کو جب چاہے دکھلا دیوے ہاں خلق اللہ کی خاطر ان کو اس قسم کے اضطراب ضرور ہوتے ہیں اور وہ خواہاں ہوتے ہیں مگر آخر آیات خدا کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اپنے مصالح سے ان کو کھولتا ہے آنحضرت صلعم کو بھی بڑا اضطراب تھا تو خدا تعالےٰ نے وحی کی کہ تو آسمان پر زینہ لگا کر جا اور ان کو نشان لا دے۔ اگر ہم کاذب اور دجال ہیں تو صبر کرو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم

جب سے دنیا قائم ہوئی ہے یہ کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے کاذب کی تائید کر کے سچوں کو شکست دی ہو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں آپکے مقابلہ پر الہام کے مدعی موجود تھے اور وہ آپ کو جھوٹا خیال کرتے تھے مسیلمہ کذاب بھی انہیں میں تھا اگر قول پر مدار ہوتا تو اشتباہ رہتا۔ مگر آخر فعل الٰہی نے فیصلہ کر دیا دیکھ لو کہ اب کس کے دین کا نقارہ بج رہا ہے کس کا نام روشن ہے جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس کو برکت دیجاتی ہے وہ بڑہتا ہے وہ پھیلتا اور پھولتا ہے اور اس کے دشمنوں پر اسے فتح پر فتح ملتی ہے۔ لیکن جو خدا کی طرف سے نہیں ہوتا وہ مثل جھاگ کی ہوتا ہے جو کہ بہت جلد نابود ہو جاتا ہے خدا کو کوئی دہوکا نہیں دیسکتا جسکا مدار تقوےٰ پر ہوگا اور جس کے خدا کے ساتھ پاک تعلقات ہوں گے اسکی نصرت ہوگی یہ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں ہے کہ اسوقت اور ملہم ہمیں جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ بلکہ عیسےٰ علیہ السلام اور موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو کہ ملہم تھے اور وہ ان نبیوں کی تکذیب کرتے تھے تو اسوقت کے داناؤں نے یہی فیصلہ دیا تھا کہ جو سچا ہوگا اسکا کاروبار بابرکت ہوگا۔ پس اب بجز اس بات کے اور فیصلہ نہیں نظر آتا کہ اگر قول میں پیچیدگی ہے تو فعل کو دیکھو۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ مجھسے یہ درخواست کہ فعل ظاہر ہو عبث ہے میں تو ایک عاجز بندہ ہوں یہ خدا کا کام ہے کہ جو فعل وہ چاہے ظاہر کر دے میں کیا ہوں خود رسول اللہ صلعم نے یہی جواب دیا کہ انما الاٰیات عند اللّٰہ انما انا بشیر و نذیر۔ انبیاء کا کام بازیگروں کیطرح چٹے بٹے دکھانا نہیں ہوتا وہ تو خدا کے پیغام رساں ہوتے ہیں علمی بحث الگ ہے اور الہامی بحث الگ ہے مختصر فیصلہ یہی ہے کہ اگر قول میں تعارض ہے تو فعل خود فیصلہ کر دیگا۔ ایک مفتری تحصیلدار گورنمنٹ سے عزت نہیں پا سکتا اور گرفتار کیا جاتا ہے۔ تو مفتری علی اللہ کیسے اسکا محبوب ہو سکتا ہے اور وہ کب اوسکی تائید کر سکتا ہے اگر سچے کی عزت بھی ویسی ہو جیسی کہ جھوٹے کی۔ تو پھر دنیا سے امان اٹھ جاویگا۔ پس یاد رکھو کہ قول کے اشتباہ فعل سے ہی دور ہو سکتے ہیں میرے ساتھ جو وعدہ خدا کے ہیں وہ ۲۵-۳۰ سال پیشتر براہین میں درج ہو چکے ہیں اور بہت سے پورے ہو گئے ہیں جو باقی ہیں جانے دو۔ تو ان کا انتظار کرو۔ الہام میں دخل شیطانی بھی ہوتا ہے جیسے کہ قرآن شریف سے بھی ظاہر ہے مگر جو شخص شیطان کے اثر کے نیچے ہوتا ہے نصرت نہیں ملا کرتی۔ نصرت اسے ہی ملا کرتی ہے جو رحمان کے زیر سایہ ہو۔ ہم اپنی زبان سے کسی کو مفتری نہیں کہتے جبکہ وحی شیطانی بھی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ کسی سادہ لوح کو دہوکا لگا ہو۔ اسلئے ہم فعل الٰہی کی سند پیش کرتے ہیں رسول اللہ صلعم نے بھی یہ پیش کی تھی اور خدا تعالیٰ نے فعل پر بہت مدار رکھا ہے ولو تقول علینا لاخذنا منہ بالیمین۔ میں فعل ہی کا ذکر ہے پس جبکہ یہ مسنون طریق ہے تو اس سے کیوں گریز ہم لوگوں کے سامنے ہیں اور اگر فریب سے کام کر رہے ہیں تو خدا تعالےٰ ایسے عذاب سے ہلاک کریگا کہ لوگوں کو عبرت ہو جاویگی۔ اور اگر یہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور خدا کی طرف سے ہے تو پھر دوسرے لوگ ہلاک ہو جاویں گے۔

الحکم بذریعہ مشین کیونکر چھاپا جا سکتا ہے؟

دو تین ہفتوں سے الحکم کے ذریعہ یہ خبر ناظرین اور بہی خواہان الحکم کو پہونچی ہے کہ چھپائی کی مشکلات کو آسان کرنیکی خاطر یہ تجویز زیر نظر ہے کہ انوار احمدیہ پریس میں سردست کم از کم ایک مشین منگوائی جاوے۔ تا وقتیکہ انجمن کے منگوانے کا انتظام نہ ہو سکے دستی چلے۔

ناظرین الحکم میری اس بلند پروازی یا شیخ چلی کے سے خیالات کو حیرت اور تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ایک طرف بقایا داروں کا شکوہ کیا جاتا ہے دوسری طرف مشین منگوانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ تیسری طرف مالی مشکلات کا دفتر کھلا ہے یہ کیا راز ہے؟ میں بجائے خود حیران ہوں کہ فی الحقیقت اس قسم کی مشکلات درپیش ہیں لیکن اس پر بھی مجھے کچھ ایسا یقین ہو رہا ہے کہ وہ وقت خدا تعالےٰ چاہے تو دور نہیں کہ انوار احمدیہ پریس میں ولایتی مشین چلے گی۔

کیونکہ خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کے جو تماشے اور کرشمے میں نے اپنی زندگی اور الحکم کے اجراء و اشاعت میں دیکھے ہیں وہی کرشمے مجھے یقین دلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ کس کو یہ وہم و گمان ہو سکتا تھا کہ وہ اخبار جو آج آٹھ سال پہلے محض بے سروسامانی کی حالت میں جاری کیا جاتا ہے بارور ہوگا اور قوم اسے محبوب بنالیگی اور اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مسلّم آرگن سمجھا جائیگا۔ پس جس رحیم و کریم مولیٰ نے اسطرح ذرہ نوازی کی ہے اس سے آئندہ کیا کیا میری امیدیں وابستہ نہیں ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے اور اسی یقین کی بنا پر مینے الحکم کے سب سے پہلے پرچہ میں کہا تھا کہ اگر الحکم ملکی خیرسگالی اور نوع انسان کی بھلائی کیلئے شایع ہوتا ہو تو کامیاب ہو جائیگا۔ اوس یقین کی بنا پر میں اب بھی کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ نافع الناس وجود ہے تو انشاء اللہ العزیز کسی نہ کسی رنگ میں یہ ملک اور قوم کیلئے نفع رساں ثابت ہوتا رہیگا اور بڑہے گا اور پھیلے گا اور پھولے گا۔

بعض بزرگوں کو ایسی باتیں عجب اور خودستائی کے رنگ میں نظر آیا کرتی ہیں مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں۔ اسلئے میں اپنا کام کئے جاتا ہوں

جہانتک مجھ سے ہو سکتا ہے اور خدا کا فضل جہانتک میری دستگیری کرتا ہے۔ بہرحال بات اصل مطلب سے نکل جاتی ہے۔ میرا مطلب اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ میں ظاہر کروں کہ الحکم مشین کے ذریعہ کیونکر چھپایا جا سکتا ہے حالانکہ اسکی مالی حالت اور ناکافی اشاعت ابھی اسکی اجازت نہیں دیتی کہ اسقدر خرچ کثیر کا بوجھ اسپر یا اپنے اصلی معنوں میں قوم پر ڈالا جاوے۔ ... ہزار کا خرچ کرنا پڑیگا۔ لیکن قوم مطمئن رہے کہ میں **اس کام کے لئے کسی سے ایک پائی بھی چندہ نہیں مانگتا** ہاں ایک امر پیش کرتا ہوں جو اس سے بالکل الگ ہے اور جس کا اثر الحکم کی توسیع اشاعت پر بھی پڑتا ہے اور ان مشکلات مالی میں بہت کافی مدد مل جاتی ہے۔ اور وہ کچھ مشکل بھی نہیں ہے۔ اگر الحکم کے **کل خریدار** اپنی جگہ یہ عزم بالجزم اور عہد **موثق کرلیں کہ وہ** آیندہ جولائی **۱۹۰۵ء** تک **پانچ پانچ خریدار بہم پہنچاوینگے تو ان کا یہ قومی احسان انشاءاللہ ہر پہلو کے لحاظ سے مستقل اور مضبوط ہوجائیگا اور کثرت اشاعت کے ساتھ مشین** کے منگوا لینے کے پورے سامان بہم پہونچ جاوینگے۔

اس کے **علاوہ** ایک اور طریق بھی کارخانہ کو اس بارہ میں سہولت بہم پہونچانے کا ہے اور وہ یہ ہے کہ قریبا **دو ہزار روپیہ** مطبع کا خریداران الحکم کے ذمہ بقایا ہے اگر اہل الرائے اور باشرف مقامی اصحاب اس کام میں مدد دینے کا وعدہ کریں تو یہ ایک رقم معقول امداد ہے میں ایک جدا چٹھی الحکم کے معزز اور بارسوخ اصحاب کی خدمت میں اس غرض سے بھیجونگا کہ وہ **توسیع اشاعت** کیلئے مدد دیں۔ اور بقایاداروں کی فہرست بھی ان کے پاس بغرض وصولی بھیجدونگا۔

الغرض یہ طریق ہے مجھے اس کام میں مدد دینے کا۔ جو لوگ الحکم کے ساتھ خاص دلچسپی اور مذاق رکھتے ہیں وہ انہیں اور قوم میں اس تحریک کو عام کریں۔ آیندہ چھ مہینوں تک توسیع **اشاعت کا کالم** بدستور کھلا رہیگا مجھے کم از کم **۸۰۰ جدید** خریداروں کی ضرورت سردست ہے جو الحکم کے **دو سو آدمی** ہی پورا کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ خود اس امر کو سرپرستان الحکم کے دل میں القا کرے کہ وہ اسکی ضرورت اور پابجائی کی طرف توجہ کر سکیں۔ ساری توفیقیں اور نصرتیں اسی سے آتی ہیں اور وہی بہترین کارساز ہے۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ڈاکٹر ڈوئی کے حریف | **امریکہ کے** مشہور و معروف عیسائی پیغمبر ڈاکٹر ڈوئی کیطرح ولایت میں بھی ایک فرزند کرسچن سائنس نام سے پیدا ہوا جس کا دعویٰ ہے کہ اس کے ممبر صرف دعاؤں سے بیماروں کو اچھا کر دیتے ہیں انہیں کا ایک جوڑا مسٹر اور مسز کامنز میں جنہوں نے مشہور کر دیا ہے کہ شاہنشاہ چین کی ماں کو انہوں نے عیسائی کر دیا ہے۔

مجھے اس سے بحث نہیں کہ شاہنشاہ کی والدہ عیسائی ہو گئی ہے یا نہیں بلکہ مجھے یہ کہنا ہے کہ اس زمانہ میں مذہب کے نام سے جو کچھ بھی ہے ضرور ہے کہ وہ ابھر آوے تاکہ مسیح موعود کا دعویٰ لیظہرہ علی الدین کلہ پورا ہو اور میرا ایمان ہے کہ جس رنگ میں کوئی مذہب پیش ہوا اس رنگ میں اس کے ابطال کا حربہ مسیح موعود کو دیا گیا ہے۔

ہندوستان کا آیندہ مذہب | **اس سوال پر** عیسائی اخبارات نے بارہا طبع آزمائیاں کی ہیں ۱۸۹۶ء میں لندن کے مشہور اخبار **سپکٹیٹر** نے **مسلمانوں کے دنیا میں منتشر** میں ایک مبسوط آرٹیکل لکھا تھا اسوقت میں نے ارادہ کیا تھا کہ اپنی سمجھ اور فہم کے موافق اسپر ایک آرٹیکل لکھوں اتفاق سے وہ **نوٹ** مجھے مل گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس آرٹیکل کیلئے یہی ایام خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھے تھے پس اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو وہ الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاءاللہ ایک لطیف مضمون پڑھیں گے۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا اب میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مدراس کے لارڈ بشپ نے حال ہی میں رسالہ **ایسٹ اینڈ ویسٹ** میں ایک آرٹیکل لکھا ہے جسمیں یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کا آیندہ مذہب عیسائی ہوگا میں اس مضمون پر اس اپنے موعود مضمون میں نظر کرونگا مگر سردست یہ ظاہر کر دینا کسی صورت میں نامناسب نہیں کہ کم از کم عیسائی مذہب کے حامیوں کو اہل ہند کی حالت میں وہ آثار اور علامات ضرور ملتے ہیں جو عیسائیت کے قریب نہیں لا رہے ہونگی جنکو دیکھکر وہ اس قسم کی پیشگوئیاں کرنے کے عادی ہو رہے ہیں۔ میں اس سے یہ نتیجہ نکالنے کا حق دار ہوں کہ **لاریب** یہی حالت **مسیح موعود** کی بعثت کی زبردست دلیل ہے۔ طبایع میں نصرانیت کی طرف۔ بجان خواہ کسی رنگ

میں ہو اس امر کا داعی ہے کہ **مسیح موعود** آوے چنانچہ آنے والا آ گیا اب اس کے آنے کے بعد کسی مذہب کی کامیابی اور اس کا عالمگیر مذہب ہو جانا۔

این خیال است و محال است و جنون

سید جماعت علی شاہ کے نام خط

سیالکوٹ میں جب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے ہیں تو سید جماعت علیشاہ اور ان کے لوگوں نے جسقدر مخالفت میں شور و شر اٹھایا وہ ناظرین الحکم معلوم کر چکے ہیں حضرت حکیم الامۃ جو ہمیشہ واقعات کو غایر نظر سے دیکھا کرتے ہیں سید جماعت علی شاہ کی کارروائی کو تعجب سے دیکھتے تھے چنانچہ آپ نے دارالامان سے سید صاحب کو یکم جنوری ۱۹۰۵ء کو مندرجہ ذیل خط لکھا جسکی ایک نقل حسن اتفاق مجھے بھی ملگئی ہے میں اسے فایدہ عام کیلئے شایع کرتا ہوں۔ یاد رہے یہ خط سید جماعت علیشاہ صاحب کو ان کے مرید منشی احمد دین کی معرفت بذریعہ ڈاک بھیج گیا ہے۔ ایڈیٹر

از قادیان یکم جنوری ۱۹۰۵ء

مکرم معظم سید صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے مشایخ میں حضرت شاہ عبد الغنی مجددی نقشبندی مہاجر مدینہ علیہ الرحمۃ تھے میں ان کے اخلاق، عادات اور اطوار کو بڑی عظمت اور وقعت سے اب تک دیکھتا ہوں۔ اور میں اوس کو ... معیار بناتا ہوں ... کہ کامل یقین کرنے کا ... جناب نقشبندی سلسلہ کے ایک بزرگ ہیں اور چونکہ میں بھی اوس سلسلہ کا مستفیض ... مجھے حق پہونچتا ہے کہ میں اپنے سلسلہ کے لوگوں کی نسبت کوئی عیب دیکھوں تو ظاہر کر دوں۔ میں نے سیالکوٹ میں دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو ... ان کے بڑے فحش کا اظہار کر رہے ہیں اور ... اپنے آپ کو خود نقشبندی کہتے ہیں آپکے ... تھے۔ اور مرزا کا مقابلہ ایسی طرح سے کیا جاتا تھا کہ جو آپکے قومی فضل اور آپکے شیخ نقشبندیہ اور روحانی تربیت کی طرف متوجہ ہونے سے بالکل خلاف نظر آتے تھے۔ میں مانتا ہوں کہ مرزا کا کوئی دعوےٰ آپکو ناگوار ہو یا ناگوار ہوا، مگر ان کا مقابلہ اس طرح نہیں چاہئے تھا جسطرح آپ نے کیا ہے۔ سب دل اللہ تعالیٰ کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں۔

والسلام۔ نورالدین۔

ناظرین سے پانچ منٹ

مبارکبادی کے خطوط۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **تربیت** اور پیشگوئی پورا ہونے کے متعلق **مبارکبادی** کے خطوط اور اشعار بدستور آ رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قلوب مومنین کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی سکینت اور اطمینان عطا فرمایا ہے اللہم زد فزد۔ **افسوس** ہے میں ان سب **خطوط** اور **اشعار** کو الحکم میں درج کرنے کیلئے جگہ نہیں پاتا جن احباب کے خطوط درج نہوں وہ امید ہے مجھے معذور سمجھینگے۔

درخواست دعا۔ بابو نورالدین صاحب کلرک ڈاکخانہ گوجرانوالہ اپنے عزیز بھائی کیلئے جسکا نام محمد شریف ہے اور جو لاہور میں بیمار ہے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

نماز جنازہ۔ مولوی جمال الدین صاحب سید والہ کے رہنے والے حضرت اقدس کے ایک پرانے اور مخلص مرید تھے ان کے انتقال کی خبر مولوی عبد الحق صاحب کے ذریعہ ملی ہے احمدی جماعتیں اپنے مخلص بھائی کا جنازہ غائب پڑھیں ایسا ہی پنڈی چیری سے میاں احمد دین زرگر اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانے پر نماز جنازہ کی درخواست کرتے ہیں۔

توسیع اشاعت۔ ہفتہ زیر اشاعت میں ریاست لسبیلہ سے منشی رحیم بخش صاحب شیدا نے الحکم کیلئے ایک جدید خریدار روانہ کیا ہے۔

اور منشی غلام نبی صاحب پنچ پوسٹماسٹر نے ۲ خریدار الحکم کیلئے بھیجے ہیں ایسا ہی بابو **عبد الحق** صاحب پوسٹماسٹر سنگھترہ جو الحکم کے خاص معاونین اور سرپرستوں میں سے ہیں الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہیں اور ابھی اور کئی خریدار بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہیں۔

جناب شیخ عبد الرشید صاحب زمیندار میرٹھ سے الحکم کے دو خریدار اپنی جیب خاص سے بھیجتے ہیں علاوہ بریں ۲ جدید خریدار اپنی درخواست پر **الحکم** کی برادری میں شامل ہوئے جزاہم اللہ احسن الجزاء

امداد مدرسہ۔ تعلیم الاسلام سکول کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب کی دو ہزار روپیہ کی اپیل پر میں نے ناظرین الحکم سے چاہا تھا کہ اگر وہ دو دو روپیہ بھیجدیں تو یہ رقم بہت جلد جمع ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب میانمیر نے اس تحریک کے موافق دو روپے بھیجنے کو ارادہ میں رسید ممتاز علیشاہ صاحب کمیں بکپ ... نے سبقت کرکے دو روپیہ بھیجدیے ہیں

ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی

مجھے دہلی سے میرے معزز بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے آگاہ کیا ہے کہ ایڈیٹر کرزن گزٹ کی منشیانہ چالاکیوں کی بدولت ایک اخبار نویس کو سخت مغالطہ ہوا ہے اور اسکی وجہ سے وہ ایک خطرناک **پولیٹیکل غلطی** کا ارتکاب کر بیٹھا ہے۔ جس سے **سلسلہ عالیہ احمدیہ** کے خلاف ہز آنر گورنمنٹ آف پنجاب کو گمراہی ہو سکتی ہے اگرچہ ہز آنر سر **چارلس** ریواز کی دانشمند اور بیدار مغز گورنمنٹ سے ہم احمدی ہر طرح مطمئن ہیں لیکن تحریری طور پر ایک غلط واقعہ جبکہ ہز آنر تک بصورت میموریل پہنچایا گیا ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ اسکی فوری تردید کیجاوے۔ پس میں نہایت ادب کے ساتھ ہز آنر **لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب** کی خدمت عالیہ میں عرض کرنیکی عزت چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے **نازک پوزیشن** پر انصاف کے ساتھ نظر کریں ایک ایسی تحریر جو لاریب ایڈیٹر شیعہ کے بیان کے موافق رنجیدہ اور دل آزار ہے ہرچند وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان (جن کے خاندان نے ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں سرکار دولتمدار کی دوستانہ اور وفادارانہ مدد کی تھی) کی تحریر نہیں ہے بلکہ مرزا حیرت **ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی** اس کا **مصنف اور مولف** ہے اور اس نے اپنے اخبار میں کچھ ایسے انداز اور طرز سے اسے کوٹ کیا ہے جس سے ایک پڑھنے والے کو مغالطہ پیدا ہو اور وہ اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف منسوب کرے چنانچہ اس کا زندہ اور تازہ ثبوت یہ ہے کہ سید حیدر حسین صاحب ایڈیٹر شیعہ نے اپنے رسالہ کے ذریعہ ایک میموریل بھیجکر **دادرسی اور انصاف** چاہا ہے اگرچہ سید حیدر حسین صاحب نے جلدی کی اور پوری تحقیق اور تفتیش سے کام نہیں لیا۔ تاہم مجھے شک نہیں کہ وہ ان الفاظ سے متاثر ضرور ہوا ہے۔ اسلئے میرا بحیثیت ایڈیٹر الحکم یہ فرض ہے کہ میں اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کروں۔

اصل بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی نے اپنے اخبار میں "مولوی مرزا غلام احمد قادیانی" کے عنوان سے کئی ماہ سے ایک مسلسل مضمون شروع کر رکھا ہے جسمیں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی اور دلایل پر معقول اور متین نکتہ چینی کو چھوڑ کر لاطایل اور خیالی امور پر ایڈیٹر مذکور طبع آزمائی کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں ان کے حالات سے پورے واقف و ماہر ایک دہلوی بھائی نے ایک سلسلہ مضامین کا **البدر** میں شائع کیا ہے جسکو وہ اب **حیرت کی حیرانی** کے نام سے بصورت رسالہ شائع کرنیوالے ہیں۔ اس سلسلہ جواب میں دہلوی احمدی نے یہ طریق اختیار کیا کہ جو اعتراض وہ حضرت اقدس کی کسی تحریر پر کرتے اس قسم کا مضمون وہ خود ان کی ہی **تحریروں** سے نکالکر پیش کر دیتے۔ چنانچہ اس طریق جواب میں حیرت صاحب کو کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

مرزا حیرت نے کہیں لکھا تھا کہ شرفا کا یہ کام نہیں ہوتا کہ بات بات میں گالی گلوچ پر اتر آئیں اسپر دہلوی مجیب نے مرزا حیرت کی اپنی **تصنیفات** سے ان گالیوں اور بدزبانیوں کی ایک فہرست دی جو انہوں نے دوسرے لوگوں کی نسبت استعمال کی تھیں۔ ایسا ہی حیرت نے اپنے کسی مضمون میں یہ نکتہ چینی کی تھی کہ یہ خیال بیہودہ ہے کہ احمدی تو طاعون سے نہ مریں اور رسول صلعم کے امتی طاعون سے مر جاویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی حیرت نے **غیر احمدی** کا ترجمہ خود کر لیا تھا بحالیکہ ایسا کوئی فقرہ ہماری تحریر میں نہ تھا۔ اسپر خود حیرت صاحب کی تحریروں سے اخذ کر کے ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء کے البدر میں ایک فہرست ان الفاظ کی شایع کیگئی تھی جن کے ذریعہ امت مرحومہ کے دوسرے افراد کو حیرت صاحب نے اسلام سے خارج کیا تھا اسپر حیرت صاحب نے یکم اکتوبر کے کرزن گزٹ میں اس مضمون پر کچھ ایسے انداز سے نکتہ چینی کی جس سے پبلک کو مغالطہ لگ گیا کہ یہ خود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ ہیں چنانچہ ایڈیٹر **شیعہ** نے بھی دھوکا کھایا۔ اور اسے میموریل بھیجنے کی ضرورت ہوئی جو مضمون منشی عبدالعزیز صاحب نے مع اپنے ریمارکس کے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں اسے ذیل میں درج کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ منشی سید حیدر حسین صاحب اس غلطی اور فروگذاشت کی جو ان سے جلد بازی میں ہوئی ہے **تلافی** کریں گے انہوں نے بلا وجہ **معقول** اور بلاتحقیق ایک ایسی جماعت کے امام و پیشوا کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کو مس ریپریزنٹ کیا ہے جو ہندوستان کی ۳ لاکھ وفادار رعایا کا امام ہے اور جس کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کا مسلمہ وفادار دوست ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ سید حیدر حسین صاحب اس رنج اور گھبراہٹ کی وجہ سے جو مرزا حیرت کے الفاظ سے انہیں قدرتی طور پر ہونی چاہئے تھی صحیح فیصلہ نہیں کر سکے تاہم اب واقعات کے کھل جانے پر انہیں **تلافی مافات کا موقع** ہے جس میں انکی **نیک نیتی** اور **سلامت روی** کی مجھے امید ہے۔ کرتا ہوں ان کا فرض ہے کہ وہ **رسالہ شیعہ** کی قریب ترین اشاعت کے ذریعہ اسکی تردید اور معذرت کریں اور بذریعہ **خاص چٹھی** ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کو اطلاع دیں اور **ہز آنر سر چارلس ریواز کی دانشمند** اور مدبر معاملہ فہم گورنمنٹ سے مجھے کافی امید ہے اور کامل یقین ہے کہ وہ اس **میموریل** کے اصل **باعث** اور **موضوع** کو اپنی زیرکی سے سمجھ لیگی۔

میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس بیہودہ میموریل کو یہاں درج کروں البتہ منشی عبدالعزیز صاحب کے ریمارک کو جو اسپر دیا گیا ہے یہاں درج کرتا ہوں۔ "مرزا حیرت کی تحریروں سے سادہ اور بھولا بھالا ایڈیٹر سید حیدر حسین صاحب دھوکہ میں آگیا ہے اور اس نے اپنے رسالہ موسوم بہ **شیعہ** بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۲۵ پر ہز آنر سر چارلس ریواز کی خدمت میں اپیل کی ہے جسمیں کرزن گزٹ یکم اکتوبر کے مضمون کا حوالہ دیکر مرزا حیرت کے مضمون کو احمدی جماعت کی طرف منسوب کرنے میں غلطی کھائی ہے۔

یہ میموریل دو ایڈیٹروں کی قابلیت کا نمونہ ہے۔ ان میں سے ایک نے اخباری دنیا میں ابھی قدم رکھا ہے۔ لیکن اپنے تئیں زاید از دو کروڑ شیعہ فرقے کے مسلمانوں کا وکیل ظاہر کرتا ہے دوسرا بہت پرانا ایڈیٹر ہے جسکی عمر کا بڑا حصہ خود اس کے قول کے موافق ایڈیٹری ہی میں گذرا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ ایڈیٹری بشرطیکہ اپنے فرایض منصبی کو ایمانداری کے ساتھ ادا کیا جاوے نہایت ہی معزز پیشہ ہے لیکن اس موقعہ پر جسطرح سے زاید از دو کروڑ لوگوں کے وکیل ایڈیٹر صاحب نے دھوکہ کھا کر بغیر تحقیق کئے غلط کارروائی کرنے سے اپنی سادہ لوحی کا ثبوت دیدیا۔

اسیطرح پرانے ایڈیٹر نے واقعی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ منشیانہ چال میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے لیکن ایسی مغالطہ آفرین تحریروں سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ان سے خود اپنی ہی وقعت کھوئی ہے۔

میاں حیدر حسین صاحب کا میموریل اگر درحقیقت نیک نیتی پر مبنی تھا تو کیا اب ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ جس زور شور سے یہ میموریل لکھا گیا تھا اصلی اور سچے واقعات و حالات معلوم ہو جانے پر اس زور شور سے اس کی تردید کی جاوے ہمیں اس بات سے کچھ غرض یا واسطہ نہیں ہے کہ سچے واقعات کی بنا پر وہ دوبارہ کوئی میموریل بھیجیں یا نہ بھیجیں یہ ان کی غیرت ایمانی پر منحصر ہے تاہم آیندہ انکی کارروائی سے یہ ضرور معلوم ہو جاویگا کہ جو کچھ انہوں نے اب تک لکھا ہے اس کی وجہ دراصل مرزا صاحب کی مخالفت اور عداوت تھی یا غیرت ایمانی اور نیک نیتی مجھے اس بات کا تعجب ہے کہ میموریل میں جو الفاظ کرزن گزٹ سے نقل کئے گئے ہیں وہ بہت ہی معمولی ہیں اگر زیادہ تحقیق کر کے میاں حیدر حسین صاحب حیرتی تصانیف کو دیکھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ اس شخص سے زیادہ درشت نویس مشکل سے اور کوئی شخص ہوگا۔ اگر وہ حیرتی تصانیف بھی نہ دیکھتے بلکہ البدر ہی کے پچھلے نمبر منگا کر دیکھ لیتے تو غلط کارروائی بھی نہ کرتے اور ان کو ان الفاظ کا بھی پتہ لگ جاتا جو میموریل والے الفاظ سے کئی درجہ بڑھ کر حیرت صاحب کی تصانیف سے نقل کئے گئے ہیں۔ کیونکہ میموریل والے الفاظ سوانح عمری حضرت عمرؓ مصنفہ حیرت کے دو صفحوں سے نقل کئے ہیں اگر خلافت شیخین اور حیات اعظم مصنفہ حیرت کو شیعہ ایڈیٹر صاحب دیکھیں گے تو ہمارے بیان کی تصدیق ہو جاوے گی۔ اگر وہ چاہیں تو خلافت شیخین کے صفحہ ۹۰، ۱۰۹، ۱۲۶ و ۳۴ کو پڑھیں اور حیات اعظم کے صفحہ ۱۴۰ کو دیکھیں تو پتہ لگے گا کہ مرزا حیرت کیا کیا گل کترتے ہیں۔"

عبدالعزیز از دہلی۔

سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

شاہ صاحب کو جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے ہر روز رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت ہوتی ہے مجھے شاہ صاحب کی حالت دیکھکر میر عباس علی لودہانوی یاد آگئے انہوں نے ایک بار بڑی تعلی اور شیخی سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کو رسول نمائی کی دعوت کی تھی۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو ان کو پتہ لگ جاتا کہ حضرت حجۃ اللہ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کر کے شاہ صاحب کو کیا حوصلہ ہے کہ ہر روز عجیب عجیب مبشر الہام شاہ صاحب کو بلا ناغہ ہوتے رہتے ہیں جو وہ ایک بیاض میں لکھ رہے ہیں انشاء اللہ العزیز کسی وقت ان سب الہامات کو یکجا کر کے چھاپ دیا جائے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ شاہ صاحب ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے حضرت مسیح موعود کو خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ وغیرہ عظیم الشان خطابات سے مخاطب سنتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو یقیناً آپ ہی ہوتے ہیں۔ اب مخالف بتائیں کہ کیا یہ بین اور زندہ ثبوت حضرت اقدس کی سچائی کا نہیں ہے فتدبروا۔

شاہ صاحب یوماً فیوماً اس سلسلہ میں ترقی پاتے ہیں اور وہ بیان کرتے ہیں کہ یوم آج سے کعبۃ اللہ میں نمازوں کے ادا ہونے کی دن آ رہی ہیں یعنے ہر روز رویا میں کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتا ہوں۔

شاہ صاحب کا دارالامان میں پہلا ہفتہ

۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء قادیان میں ایک عجیب رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور یہ الہام ہوا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ (یہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تہا)

۲۲ جنوری ۱۹۰۵ء۔ بعد نماز تہجد درود شریف پڑہتے ہوئے کشفی رنگ میں ایک نورانی تخت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت عیسٰے اور حضرت موسٰی علیہما السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اور صلحا اور اصحابہ کی جماعت کو بیٹھے دیکھا۔ اور اسی کشفی رنگ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سورۃ ارءیت الذی یکذب بالدین کا وعظ فرمایا اور پھر حضرت مسیح موعود کے ایماء سے حکیم الامت نے سورۃ الکوثر کے حقایق بیان کئے

۲۳ جنوری ۱۹۰۵ء

مخالفین معاندین اور متقین موافقین کے متعلق الہام الٰہی یوں ہوا۔ ان جھنم کانت مرصادا للطغین مابا الی الاٰیۃ۔ ان للمتقین مفازا حدائق واعنابا الی الاٰیۃ

اس کے بعد بحالت کشف حضرت صدیق اکبر نے جام کوثر پلایا یہ کہکر کہ تمہارے جد امجد یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اس کو پیتے ہی بیدار ہو کر تہجد کے بعد درود شریف پڑہتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی جہاں حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء

بحالت رویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الذکر میں اجلاس فرما دیکھا۔ اسوقت حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ کونوا مع الصادقین پر عمل کر کے حضرت مرسل اللہ مامور من اللہ کی صحبت میں فایدہ اٹھا رہے ہو۔

۲۵ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین رضی اللہ عنہما اور صحابہ کبار حضرت مسیح موعودؑ کے بیت الذکر کی طرف تشریف لاتے دیکھا۔ اور آنحضرتؐ نے مجھے مبارک فرمایا۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا۔ اور صلحاء امت کی ایک جماعت کو دعاؤں میں مصروف پایا میں نے دعا کی ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ اس کے بعد میں قرب الٰہی کی دعا کرتا ہوں تو الہام ہوا۔ واسجد واقترب۔

۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجلاس بیت الذکر میں منعقد پایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے مخاطب کر کے مجھے فرمایا۔

چہ حال است اے محب اتقیا

بہ بین بر مسند ختم الانبیاء

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے خدا کی پناہ میں عمر گذار رہے ہیں اعلیٰ حضرت کی ایک لطیف تصنیف ہیں مصروف ہیں جو صاحبزادہ منظور محمد صاحب کے پاس سے ملیگی۔ یہ تصنیف اردو میگزین یا کسی اخبار کے ذریعہ شایع نہوگی بلکہ اس رسالہ کی صورت ہی میں ہوگی اور صرف صاحبزادہ صاحب ہی سے ملیگی۔ اور صاحبزادہ صاحب ہی کے اہتمام میں چھپے گی۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بہی بہت اچھی ہے الحمد للہ

۳۔ موسمی تبدیلی کا حال سردست تو بدستور بہت کم تغیر ہوا ہے۔ موسمی بخار بر رنگ طاعون کی چھیڑ چھاڑ رہے۔ قادیان کے قریب موضع کاہلوان طاعون آلود ہے اور اس مرض سے جانیں تباہ ہو رہی ہیں ارحم الراحمین اپنا فضل کرے

۴۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۵ء کو جناب بابو نند کشور صاحب انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر نے بہ معیت مولوی محمد اشرف صاحب بی اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس گورداسپور تعلیم الاسلام سکول قادیان کا معاینہ فرمایا مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ نے تمام ضروری نقشہ جات نہایت نفاست اور صفائی سے قبل از وقت درست کر رکھے تھے جنکو صاحب ممدوح نے بہت ہی پسند فرمایا مدرسہ کے انتظام اور اسلوب کام سے بہت ہی خوش ہوئے انکی رائے جو انہوں نے کتاب رائے بک میں لکہی ہے کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج کروں گا۔ بابو نند کشور صاحب بڑے با اخلاق غیر متعصب اور بزرگ انسان ہیں۔ ایسے آفیسر فی الحقیقت خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ تعلیم الاسلام سکول سے مڈل کے امتحان میں سات طالبعلموں میں سے چھ پاس ہوئے اور ۴ طالبعلم وظیفہ کیلئے امتحان مقابلہ کیلئے منتخب کئے ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی حمایت کیلئے قومی حمیت کی بہت بڑی ضرورت ہے

۵۔ ہفتہ زیر اشاعت میں رائے بریلی آگرہ راولپنڈی سے مہمان دارالامان آئے۔ اس ہفتہ کے الہامات دوسری جگہ درج ہیں

جناب انسپکٹر صاحب کی رائے مدرسہ تعلیم الاسلام کے معاینہ پر

سکینڈری ڈیپارٹمنٹ۔ انٹرنس ۱/۱۰ چہارم ہائی ۱۳/۱۳ سوم مڈل ۸+۷/۸+۷ دوم مڈل ۱۳/۱۴ اول مڈل ۱۳/۱۴ = ۵۵/۵۶ — پرائمری ڈیپارٹمنٹ پنجم ۱۲/۱۴ چہارم ۱۸/۱۸ سوم ۳۰/۳۰ دوم ۱۱/۱۱ اول ۲۶/۲۶ = ۸۸/۸۹ — ۲۰

مسلمان ۱۴۰ سکہ ۱ ہندو ۴ = ۱۴۵

فیس سماعت للعہ ترقی ما عہ

میں نے مع مولوی محمد اشرف صاحب بی اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع گورداسپور اس سکول کا معاینہ کیا۔ سال گذشتہ سے تین لڑکے تعداد میں زیادہ ہیں۔ رجسٹر صفائی اور صحت کی ساتھ رکہے ہوئے ہیں اور قوانین جو ان مدارس پر جو امداد لیتے ہیں عاید ہوتے ہیں بپورا عملدرآمد ہے فیسوں کی شرح بورڈ سکولوں کی شرح فیس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور معاف اور نصف معاف طالب علموں کی تعداد اب گھٹا کر قریباً مطابق ضابطہ تعلیم کی ہدایات کر دی گئی ہے مدرسہ کی سالانہ آمدنی قریباً ما عہ آگے سے زیادہ ہے۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ للعہ سالانہ ہوا ہے جس کے مقابل چندوں اور عطیوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے ورزش جسمانی کا بہی آغاز ہوگیا ہے جس کیلئے ایک معلم رکہا گیا ہے اور Parallel bars اور Horizontal bar لگا دیئے گئے ہیں انتظام تشفی بخش ہے اور لڑکوں کی روش با ادب ہے۔ دینی کتب کے علاوہ تعلیم سکیم وہی ہے جو سرکاری مدارس میں رائج ہے عملہ مدرسہ قریباً قریباً وہی ہے جو پہلے تہا اور کافی ہے اور استاد خاصے لائق ہیں۔ عمارت ضرورت کے موافق بہت کافی ہے اور ہر طرح کے اسباب سے مہیا ہے۔ تعلیم سائنس بسبب آلات کے موجود نہ ہونے کے فی الحال سکیم مدرسہ سے خارج کردی گئی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں ۵۰ لڑکے ہیں جس کا انتظام عمدہ ہے اور نگرانی خوب ہوتی ہے۔ سوم مڈل کا امتحان ہیڈ ماسٹر صاحب نے لیا تہا جس میں سات طلبا سے چھ طلبا چہارم ہائی میں ترقی کے لئے پاس ہوئے

دستخط نند کشور انسپکٹر مدارس حلقہ جالندہر

کیمپ بٹالہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

جنہوں نے مڈل پاس کیا مفصلہ ذیل ہیں:
مظفر احمد، فیض احمد، عطاء الدین، غلام حسین، عبدالرحمن، محمد جمیل

وہ طلباء جو وظیفہ کیلئے مقابلہ کے امتحان کے واسطے منتخب کئے گئے۔

مظفر احمد، فیض احمد، غلام حسین، عبدالرحمن۔

خطبہ عید الضحیٰ

جو کہ ۱۶ فروری ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی نور الدین صاحب نے مسجد اقصیٰ میں پڑھا

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ پ ۱۶

یہ ایک موقعہ ہے مسلمانون کے اجتماع کا اور اسطرح کا موقعہ سال مین صرف دو دفعہ ہی آیا کرتا ہے ایک تو یہی ہے اور دوسرا اسوقت ہوا کرتا ہے جبکہ لوگ رمضان شریف کے روزون سے فارغ ہو کر ان انوار اور برکات سے متمتع ہو جاتے ہین جو کہ اللہ تعالےٰ نے اس مبارک ماہ مین رکھے ہین اس کا نام عید الفطر ہے اوسمین خوشی کا موقعہ یہ ہے کہ اس ماہ مین تقوی کے مراتب طے کرنیکا اور قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا پھر سحری کے وقت بذریعہ نوافل اور دعاؤن کے خدا کے فضل کو طلب کرنیکا موقعہ ملتا ہے اس لیے اس خوشی مین لوگ صدقہ فطر کے ذریعہ غریب لوگون کو خوش کیا کرتے ہین۔

اللہ تعالیٰ نے اصل اسلام کے اجتماع کے مختلف اوقات مقرر کیے ہین جنمین وہ باہمی ملاپ سے خدا تعالےٰ کے فضلون کو حاصل کر سکتے ہین اور ایک محلہ کی مسجد مین اوس محلہ کے آدمی پانچ وقت جمع ہوتے ہین پھر ہر ہفتہ مین جمعہ کے روز شہر کے آدمی ملکر شہر کی کسی بڑی مسجد مین اس قومی اجتماع کو قائم کرتے ہین پھر یہ عیدین کے ایام ہین کہ جنمین علاوہ شہر کے باہر کے آدمی بھی آجاتے ہین جیسے کہ اسوقت بھی بعض دوست مختلف مقامات سے یہان آئے ہوئے ہین چونکہ آج کی تقریب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فعل سے ایک خاص مناسبت ہے اسلیے مین نے ان آیات کو پڑھا ہے جنمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم ایک ایسا انسان گذرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات ہونے کی وجہ سے اپنی قوم اور قریبی اور بعیدی رشتہ داری کے تعلقات کی پرواہ نکی تھی اور اپنے اب یعنے چچا سے ہی باوجود اس کے کہ ان کے تعلقات اوس سے بہت تھے مباحثہ کیا تاکہ بد رسوم کا استیصال ہو اس مقام پر اب کے معنون مین محققین کا اختلاف ہے لیکن میرے نزدیک اس کے معنے اس جگہ حقیقی باپ کے ہرگز نہین ہین ایسا ہی ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ وقت سے بھی مقابلہ کیا اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی عظمت کے قائم کرنے کیلیے کیا گیا تھا اس مباحثہ مین احیاء اور اماتت کی بھی ایک بحث تھی جہان ابراہیم علیہ السلام کا قول ربی الذی یحیی و یمیت درج ہے اور جو کہ توحید باریتعالےٰ کے متعلق ایک عجیب فقرہ ہے جسکو ہمارے زمانہ سے بڑا تعلق ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی مردہ زندہ کیے تھے تو پھر ابراہیم علیہ السلام کا یہ استدلال کوئی قابل وقعت شئے نہین ہو سکتا اور ان کا یہ کام اور کلام سب خاک مین مل جاتا ہے۔ ہان ایک معنے کے رو سے انبیاء بھی احیاء کرتے ہین مگر چونکہ خدا تعالیٰ لیس کمثلہ شئی ہے اس لیے اس کا احیاء بھی لیس کمثلہ شئی ہی ہوگا اور انبیاء کا احیاء اس سے کوئی لگاؤ نہ رکھیگا یہ بالکل سچ ہے کہ احیاء موتی صرف رب کا ہی کام ہے اور وہ بھی کسی اور عالم مین۔ انبیاء کے احیاء کے یہ معنے ہین کہ بعض شریر لوگ جو کہ انکی پاکیزہ مجالس مین آتے رہتے ہین اور انمین سے بعض اپنی کسی فطری سعادت کی وجہ سے جو کہ اون کے نطفہ مین آئی ہوتی ہے ہدایت پا جاتے ہین اونکی کفر و فسق کی حالت کا نام موت ہوتا ہے اور ہدایت پانے کو احیاء سے تعبیر کرتے ہین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمدہ اور اعلیٰ نمونہ کا خدا نے قرآن شریف کی ان آیات مین بیان فرمایا ہے کہ جیسا اس کے رب نے اسے کہا اسلم کہ تو فرمانبردار ہو جا تو ابراہیم نے کوئی سوال کسی قسم کا نہین کیا اور نہ کوئی کیفیت دریافت کی کہ مین کس امر مین فرمانبرداری اختیار کرون بلکہ ہر ایک امر کیلیے خواہ وہ کسی رنگ مین دیا جاوے اپنی گردن کو آگے رکھدیا اور جواب مین کہا کہ اسلمت لرب العلمین۔ کہتے ہین مین تو رب العالمین کا تابعدار ہو چکا ابراہیم علیہ السلام کی یہی فرمانبرداری اپنے رب کیلیے تھی جس نے اونکو خدا کی نظر مین برگزیدہ بنادیا وہ لوگ جو ابراہیم کا دین یعنے ہر طرح اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا اختیار نہین کرتے غلطی کرتے ہین اور اس لیے اللہ تعالےٰ نے ان کو سفیہ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اوسے دنیا مین بھی برگزیدہ کیا پس وہ لوگ جو کہ دنیا مین ترقی کرنا چاہتے ہین وہ غور کرین کہ خدا کی فرمانبرداری سے وہ ابراہیمی مراتب حاصل کر سکتے ہین ہر ایک قسم کی عزت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے اور یہ سب کچھ اسلمت کا نتیجہ ہے۔

ووصّٰی بہا ابراھیم بنیہ۔ ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کو بھی یہی سکھایا کہ جب تک خدا تعالےٰ حکم دے تب تک ہی تم اسکی اطاعت کرتے رہو۔ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے کلام سے منکر ہین اور ان کا یہ خیال ہے کہ جو کچھ خدا تعالےٰ نے کرنا تھا کر چکا۔ اس مقام پر سوچین کہ اگر یہ سلسلہ بند ہو چکا تھا اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور کوئی احکام ضرورت زمانہ کے لحاظ سے نازل نہ ہونی تھی تو پھر اسلم کی آواز کی اطاعت کیلیے کیون ابراہیم نے اولاد کو تاکید کی پھر صرف ابراہیم ہی نہین بلکہ اس کا پوتا حضرت یعقوب بھی اپنی اولاد کو یہی حکم دیتا ہے۔

فلا تموتن الا و انتم مسلمون۔

کہ اے میری اولاد تمہارے لیے اللہ تعالےٰ نے یہ دین (ابراہیمی) پسند فرمایا ہے کہ تم ہر وقت خدا کی فرمانبرداری مین رہو حتیٰ کہ تمہاری موت بھی اوس فرمانبرداری مین ہو۔ یہ فرمانبرداری جو کہ ہر ایک کامیابی اور ترقی کا چشمہ ہے انسان اس سے کسطرح محروم رہجاتا ہے اس کا باعث قرآن شریف مین تواریخی واقعات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ پہلا نافرمان جسکی تاریخ ہمین معلوم ہے ابلیس ہے وہ کیون نافرمان بنگیا اسکی خبر بھی قرآن شریف نے بتلائی ہے کہ اس نے ابی اور استکبار کیا یعنے اوسمین انکار اور تکبر تھا جسکی وجہ سے وہ اسلم کی تعمیل نہ کر سکا اس وقت بھی بہت لوگ ہین کہ اس ابی اور استکبار کی وجہ سے اسلم کی تعمیل سے محروم ہین۔ کسی کو عقل پر تکبر ہے کسی کو علم پر کسی کو اپنے بزرگون پر جو کہ ان کے نقصان کا باعث ہو رہا ہے اور جب کبھی خدا کے مامور آتے رہے ہین۔ یہی ابی اور استکبار اونکی محرومی کا ذریعہ ہوتے رہے ہین۔ انسان جب ایک دفعہ مونہہ سے نہ کر بیٹھتا ہے تو پھر اوسے دوبارہ ماننا مشکل ہو جاتا ہے اور لوگون سے شرم کی وجہ سے وہ اپنی ہٹ پر قائم رہنا پسند کرتا ہے اسکا نتیجہ پھر کھلم کھلا انکار اور آخرکار وکان من الکفرین کا مصداق اسے بننا پڑتا ہے۔

چونکہ مامورین الٰہی کا سلسلہ تو ہمیشہ انسانون اور زمانہ کی ضرورتون کے موافق اپنی قدیم سنت کے لحاظ سے خدا اپنے نبی اور رسول مبعوث کرتے رہتے ہین اسلیے قرآن شریف کے اول رکوع مین ہی تعلیم دی ہے کہ انسان کو انکار کا پہلو حتی الوسع اختیار ہی نہ کرنا چاہیے۔ قرآن شریف کے اول رکوع مین ہی اس کا ذکر ہے۔ ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون۔

چونکہ وہ لوگ اول انکار کر چکے تھے اسلیے سخن پروری کے خیال نے اون کو رسول اللہ صلعم کی مجلسون مین بیٹھنے اور آپ کی باتون پر غور کرنے نہ دیا اور انہون نے آپ کے انذار اور عدم انذار کو برابر جانا اس کا نتیجہ کیا ہوا لا یومنون یعنے ہمیشہ کے لیے ایمان جیسی راحت اور سرور بخش نعمت سے محروم ہو گئے یہ ایک خطرناک مرض ہے کہ بعض لوگ مامورین کے انذار اور عدم انذار کی پروا نہین کرتے اون کو اپنے علم پر ناز اور تکبر ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ کتاب الٰہی ہمارے پاس بھی موجود ہے ہم کو بھی نیکی بدی کا علم ہے یہ کونسی نئی بات بتانے آیا ہے کہ ہم اسپر ایمان لاوین۔ ان کمبختون کو یہ خیال نہین آتا کہ یہود کے پاس بھی تو توراۃ موجود تھی اور پھر وہ عمل درآمد بھی رکھتے تھے پھر اون مین بڑے بڑے عالم۔ زاہد اور عابد موجود تھے پھر وہ کیون مردود ہو گئے اس کا باعث یہی تھا کہ تکبر کرتے تھے اپنے علم پر نازان تھے اور وہ اطاعت جو کہ خدا تعالےٰ نے اسلم کے لفظ سے چاہتا ہے اونمین نہ تھی۔ ابراہیم کی طرز اطاعت ترک کر دی۔ یہی بات تھی کہ جس نے اونکو مسیح علیہ السلام اور اوس رحمۃ للعلمین نبی کریم صلعم کے ماننے سے جس سے توحید کا چشمہ جاری کیا ہے ماننے سے باز رکھا۔

(باقی آئندہ)

جن حضرات کے ذمہ ابھی تک سال گذشتہ کا بقایا بھی موجود ہے مہربانی کرکے وہ از خود ہی بھیجدین اور یا وی پی اجراشدہ ملنے کے لینے کو طیار رہین ایڈیٹر

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر دوم

نگفتہ نہ دارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

گذشتہ نمبر میں یہ امر بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے کہ اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھلے الفاظ میں مباہلہ کی درخواست انجام آتھم میں کی تھی۔ اس مباہلہ سے ہمیشہ کے لئے قطعی فیصلہ ہو جانے والا تھا لیکن ان مخالفوں نے کوئی صورت اور طریق فیصلہ کا اختیار نہیں کیا۔ خود مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب بھی مباہلہ کے لئے ہرگز نہیں آئے۔ اگر شرائط مباہلہ کے موافق انہوں نے کبھی مستعدی ظاہر کی تھی تو ایسی تحریر پیش کرنی چاہیئے جو یقیناً وہ پیش نہ کر سکیں گے جس میں شرائط مباہلہ کا پورا لحاظ رکھا گیا ہو۔ اور کوئی عذر بلکہ حیلہ تراشا نہ گیا ہو۔ اور اب مباہلہ کے لئے دلی زبان اور کمزور الفاظ میں آمادگی ظاہر کرنا مشت بعد از جنگ ہے حضرت حجۃ اللہ جیسا کہ میں نے آپکی تحریر پیش کر دی ہے اسی انجام آتھم میں اس مباہلہ کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے کر چکے ہیں اور آئندہ کیلئے عدم التفات کا اعلان دیدیا گیا ہے پس اس اعلان سے فائدہ اٹھا کر یہ لوگ جاہلوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کی چالاکیوں سے کام لیتے ہیں کہ ہم طیار ہیں اور موقعہ جب انکو چیلنج کیا گیا تھا تو گویا سانپ سونگھ گیا تھا جو باہر نہ نکلے اور اب ہوش آیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ان مولویوں اور سجادہ نشینوں کی خاموشی اور مباہلہ سے گریز نے حضرت اقدس کی سچائی کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے اور اسکے ساتھ تائیدات اور ترقی کے سلسلہ نے اور بھی واضح کر دیا ہے۔

ایسی چالاکی اور مغالطے ہی یہ لوگ کام [illegible] کہ اب اس لئے مباہلہ نہیں کرتے کہ مسٹر [illegible] نے اقرار کیا تھا۔ ہر چند یہ ان لوگوں کی [illegible] ہے وہ اقرار بجائے خود موجود ہے اسکے انشاء اللہ موجود ہیں۔

حضرت اقدس اس سے بھی پہلے اللہ تعالےٰ کے ایما اور اشارہ سے انجام آتھم میں ان امور کا قطعی فیصلہ کر چکے تھے۔ اسکے بعد اگر کوئی شخص بیہودگی اور کج ادائی کا شیوہ اختیار کرے۔ مباہلہ یا مباحثہ کا چیلنج کرتا ہے تو وہ اپنی نادانی کا ثبوت دیتا ہے پھر ایسا شخص جو اس دعوت مباہلہ میں مدعو بھی ہو اور سامنے نہ آیا ہو۔

پس مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے قطعی گریز اور فرار ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لئے نہیں آیا۔ اور اب کہنا یہ صرف اسی خیال سے ہے کہ چونکہ وہ سلسلہ مباہلہ کا اتمام حجت کے بعد بند کر دیا گیا تھا اور حضرت اقدس اپنے سچے وعدہ کے موافق التفات نہ فرماوینگے ہم لوگوں کو اپنی آمادگی ظاہر کر کے کامیاب ہو جائینگے مگر نہیں جانتے کہ یہ چالاکی اب کام نہیں دے سکتی۔ بہت ہی اچھا ہوتا اگر فاضل صاحب اس مباہلہ کے سوال کو نہ چھیڑتے تاکہ ان کی ایسی پردہ دری نہ ہوتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ دو امر بخوبی طے ہو چکے یعنی امر اوّل اور امر سوم جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مباہلہ کی درخواست پر مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز نہیں آئے اور اب بھی کوئی آمادہ نہیں اور یہ آمادگی محض نمائش مباہلہ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ہے ورنہ وہ اب بھی آمادہ نہیں ہیں۔

چنانچہ اس آخری امر کا سب سے بڑھکر ثبوت خود انکی اپنی ہی تحریر ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار ہے
تو صوفی عبد الحق غزنوی نے الی آخرہ

دانشمند اور خدا ترس دل لیکر غور کرنے والے انصاف سے بتائیں کہ کیا بھلا اگر کے الفاظ صاف طور پر دلالت نہیں کرتے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کو سچائی کا معیار ہرگز نہیں سمجھتے اور گویا یقین رکھتے ہیں کہ مباہلہ ایک بے سود امر ہے۔ ورنہ اس قسم کے الفاظ جو [illegible] ہیں تحریر نہ کرتے مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کیطرف تو جو حیا نہ اٹھاتے اٹھاتے مگر اس سے بڑھکر اور کیا شرمناک امر ہوگا کہ ایک شخص جو مولوی فاضل کہنے سے خوش ہوتا ہے اور مفسر اور عالم کہلاتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے ایک قایم کردہ معیار پر استہزا کرے اور محک نبوت کو گویا فضول اور لغو قرار دیتا ہے۔

قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس امر مباہلہ کو قائم کیا۔ یہ علمی پردہ دری مولوی ثناء اللہ صاحب کی کیا اثر مباہلہ سے کم ہے۔ کہ وہ اس معیار اور محک کو بیہودہ نظر سے دیکھتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے خصوصیت کے ساتھ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قایم فرمایا اور جو نبوت کا زبردست ثبوت ہے۔ ایسا شخص جو مباہلہ کو حقیر سمجھتا ہے اور اسے سچائی کا معیار قرار نہیں دیتا پھر وہ مباہلہ پر آمادگی کیونکر ظاہر کر سکتا ہے۔ یہ صرف جہلا کو خوش کرنے کی بات ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اس کے دل میں مباہلہ کی ذرا بھی عظمت نہیں۔ مولوی فاضل صاحب مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ کی تحریریں قرآن کریم کی عظمت پر بہت برا اثر ڈال رہی ہیں۔

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

ہم تو آپکی استہزا سے بھری ہوئی تحریروں کا نشانہ بنے ہوئے تھے مگر خدا کے لئے خدا کی کلام کی حرمت اور تعظیم کو ہاتھ سے نہ دیں۔ مگر نہیں یہ اثر ہے خدا کے مامور و مرسل کی مخالفت کا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ خدا کے برگزیدہ بندوں کی مخالفت اور انکار رفتہ رفتہ سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے اسلئے آپ خدا سے ڈریں اور اس طریق استہزا سے باز آئیں۔

میں نہیں جانتا اس سے بڑھکر کھلا کھلا ثبوت مباہلہ سے گریز اور استخفاف قرآن کریم کے قایم کردہ معیار کا اور کیا ہوگا جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کیا ایسی صورت اور حالت میں یہ امید اس سے ہو سکتی تھی کہ وہ مباہلہ کے لئے آتا۔ ایسا طرز تحریر مولوی ثناء اللہ صاحب کا کیوں ہے؟ اسکا مختصر سا جواب تو میں نے ابھی دیا ہے لیکن مفصل جواب انشاء اللہ مولویصاحب کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب میں (جسکا میں نے ابھی خدا کے فضل سے ارادہ کیا ہے) دونگا اور انشاء اللہ ایسا جواب دونگا جسکا کوئی جواب یقیناً مولوی فاضل نہ دے سکیں گے اور ان کو ایسی بیتیں بتا دونگا جنکی تسلیم سے انہیں ہرگز چارہ نہ ہوگا۔ بشرطیکہ انصاف سے کام لیں۔ اب اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ مولوی فاضل صاحب کے پیش کردہ صوفی عبد الحق غزنوی کے مباہلہ پر نظر کروں کہ اسکا نتیجہ صوفی عبد الحق کے حق میں ہوا یا حضرت اقدس کے حق میں۔

میں تحریری ثبوت اور واقعات کی بنا پر تو اس امر پر روشنی ڈالونگا ہی گا سر دست میں کیوں مولوی فاضل صاحب ہی سے نہ پوچھ لوں کہ آپ ایمان اور انصاف سے بتائیں کہ صوفی عبد الحق غزنوی کی جو عزت اور عظمت آپ کے دل میں ۱۸۹۳ء سے پہلے تھی جو مباہلہ کا سال ہے کیا آج بھی ویسی ہی عزت اور عظمت ہے؟

آپ اس سوال کا جو کچھ بھی جواب دیں گے اس سے بھی ایک کام کی بات نکل آئیگی اور آپ کی تحریریں اس پر اور روشنی ڈالدیں گی۔

لیکن میں اس کے سوا عبد الحق کے مباہلہ کے متعلق کچھ اور عرض کرونگا۔ سب سے اوّل قابل غور یہ امر ہے کہ مباہلہ کے لئے عبد الحق نے دعوت دی تھی یا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی دعوت کو قبول فرمایا تھا؟

جو لوگ واقعات کا صحیح علم رکھتے ہیں یا جنہوں نے ان تحریروں کو پڑھا ہے جو اس کے مباہلہ کے متعلق شائع ہوئی تھیں وہ بخوبی جانتے ہیں اور غالباً مولوی فاضل صاحب بھی انکار نہ کریں گے کہ حضرت اقدس نے اسکی درخواست مباہلہ کو محض مخلوق الٰہی کو ہلاکت سے بچانے کے واسطے قبول کر لیا تھا۔ اب دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ کیا حضرت اقدس نے اس مباہلہ میں عبد الحق کے لئے کوئی بد دعا کی تھی؟ اس کا جواب بھی صاف ہے کہ حضرت اقدس نے عبد الحق کے لئے ہرگز ہرگز کوئی بد دعا نہیں کی چنانچہ قطع نظر اس کے کہ خود صوفی عبد الحق اس امر کی شہادت زندہ موجود ہے وہ سب لوگ جو اسوقت موجود تھے اور اکثر ان میں سے زندہ ہوں گے اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں کہ میں نے ۱۸۹۶ء کے جلسہ سالانہ کی رپورٹ شائع کرتے وقت حضرت اقدس کے سلسلہ گذشتہ سالوں پر نظر کرتے ہوئے مباہلہ کے متعلق لکھا ہے رپورٹ صفحہ [illegible]

مباہلہ کے لئے عیدگاہ کا میدان تجویز ہوا تھا ہزارہا مخلوق ہندو مسلمان حتیٰ کہ عیسائی تک جمع تھی ہمارے زبردست مخالف میاں محمد حسین بٹالوی بھی دامن کشاں میدان مباہلہ میں پہونچے مگر ہرزہ درائی کے سوا اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ مباہلہ کے لئے نکلتے آخر صوفی عبد الحق غزنوی میاں ان سب کا فدیہ ہوا۔ اور اسنے مباہلہ کیا مگر اس کریم النفس انسان کی ہمدردی اور محبت دیکھئے کہ فریق مخالف کے لئے بد دعا تک نہیں کی۔

جو وقت راستباز کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ اے خدا اگر میں تیری طرف سے نہیں ہوں تو تو مجھپر ایسا عذاب نازل کر کہ دنیا میں کسی مفتری پر نہ ہوا ہو۔

یہ حالات چھ سال سے شائع شدہ ہیں۔ لیکن کسی نے انکی تکذیب نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

اب خدا ترس دل لیکر دیکھو کہ اس مباہلہ میں حضرت اقدس نے جو دعا کی ہے اس میں صوفی عبد الحق یا کسی اور کے لئے کوئی بد دعا ہے۔

میرے اس فقرہ سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ میں مانتا ہوں کہ عبد الحق پر اثر نہیں ہوا۔ اثر تو میں الگ ظاہر کرونگا۔ سر دست مباہلہ کی عام حالت کے لحاظ سے اثر کا اندازہ کرانا چاہتا ہوں۔

اس دعا پر عبد الحق اور اس کی جماعت نے اور خود حضرت حجۃ اللہ کی جماعت نے آمین کہی۔

اب مولوی **فاضل صاحب**! ایمان سے کہو کہ اگر خدا تعالےٰ نے صوفی عبدالحق اور اس کے رفقا کے ساتھ نہا توان کی دعا کا اُلٹا اثر کیون پڑا؟

چاہئے تو یہ تہا کہ یہ راستباز جسے آپ اپنی کور چشمی سےمین محض ضد اور عداوت سے مفتری علے اللہ سمجھے ہوئے ہو۔ عذاب الٰہی سے پاش پاش ہو جاتا مگر اسکو تو ایسی خارق عادت ترقی اور کامیابی نصیب ہوئی ہے جسکا نمونہ آپ کو دکہانا ناممکن ہوگا۔ کیا غزنوی گروہ کی قبولیت دعا کا یہی اثر تھا؟

پہر اس سے بڑہ کر مباہلہ کا اثر اور حضرت اقدس کی سچائی کا ثبوت اور کیا چاہئے جبپر **خدا کی مہر** لگ چکی ہے کہ صوفی عبدالحق اور اس کی جماعت کی دعا کو خدا تعالےٰ نے اٹہا کر انہین پہ دے مارا اور حضرت اقدس پر انعامات وافرہ اور افضال متکاثرہ کرکے دکہا دیا کہ یہ مفتری نہین ہے بلکہ بیچ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی ہے اور لمثلک ذر لا یضاع کا مصداق صحیح ہے۔ لیکن دیکہنے والی آنکہہ اور سمجہنے والا دل بہی تو ہو۔

مست نے گوش ماندہ است نہ ہوش ونہ نور دل
حیف یک زبان شد کہ نیرزد بیک درم

اب آپ بتائین کہ صوفی عبدالحق کے لئے اور کیا چاہتے تہے؟ خدا تعالےٰ نے اسکو اور اس کی جماعت کو اپنی دعاؤن مین خائب و خاسر کردیا۔ اور تعجب ازین تہا۔ باوجود اس صریح ناکامی کے آپ کہتے ہین کہ کونسی ٹانگ **ٹوٹ گئی**! مولوی فاضل صاحب آپ تو بہتر جانتے تہے کہ اس کی ٹانگ نہین بلکہ ہاتھ ٹوٹ جاوین تا کہ وہ **اربعین** لکہہ کر آپ کی تذلیل اور تکفیر نہ کرتا۔ اور آپ کے خلاف وہ کارروائی نہ کرتا جو اس نے کی۔ مباہلہ کے اثر کو تو آپ خوب سمجہتے ہین جو اسپر ہوا ہے باقی جو کچہہ اس کے لئے آپکی خواہش ہے وہ محض **اربعین** کیوجہ سے ہے۔

اچہا ایک بات اور آپ بتائین کہ **اربعین** لکہہ کر وہ **ذلیل** ہوا یا **کامیاب**؟ اور اس سے اسکی کوئی علمی پردہ دری ہوئی یا نہین؟ یہہ سوال محض آپ کے مذاق پر آپ سے پوچہا گیا ہے نفس مضمون اربعین میرے اور آپ کے درمیان مسلّم ہے متنازعہ فیہ نہین۔ آپ یقیناً تسلیم کرین گے کہ یہہ اس کی علمی پردہ دری ہے۔ پہر یہ **عزت** بہی تو آخر غالباً مباہلہ ہی کے بعد ملی ہوگی! **صوفی عبدالحق** غزنوی کے **مباہلہ کا نتیجہ کس کے حق مین ہوا**؟ اسپر مین ایک اور رنگ مین بہی بحث کرتا ہون۔

باقی آیندہ

دشمنون مین پہوٹ

(نمبر اول)

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو مخالفون مین پہوٹ یا دشمنون مین پہوٹ غرض اس مفہوم کو لئے ہوئے ایک الہام ہوا تہا۔ اسکے آثار اسی وقت سے شروع ہوگئے تہے مین چاہتا ہون کہ اس **پیشگوئی** کو بہی جو مختلف رنگون مین پوری ہوچکی ہے شائع کردون سب سے اوّل مین امرتسر سے اس سلسلہ کو شروع کرتا ہون۔

امرتسر مین سلسلہ عالیہ کے خطرناک دشمن غزنوی گروہ اور مولوی احمد اللہ اور اس کی ذریت مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ ہین۔ خدا تعالےٰ نے مولوی ثناء اللہ او غزنویون مین ایسی پہوٹ ڈالی ہے کہ ہر دو فریق ایک دوسرے کے لئے لگی لپٹی رہنے نہین دیتے یہانتک کہ غزنویون نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تکفیر کا فتویٰ طیار کرایا۔ اور اسپر ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی سلسلہ مین:

حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کا وہ تازہ اشتہار ہے جو ۷ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ ہجری کو انہون نے احمدی پریس وزیرآباد مین چہپوا کر شائع کیا ہے۔ سردست مین اسپر کوئی رائے ظاہر نہین کرتا۔ جب تک کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اسپر کچہہ نہ لکہین کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی پوزیشن کا صاف کرنا ضروری ہے ایسی حالت مین کہ حافظ عبدالمنان صاحب نے ان پر یہہ الزام لگایا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے انکے مضمون مین **تحریف** کی ہے۔ اور اپنی طرف سے جو ان کے جی مین آیا ان کی بلا اجازت لکہہ دیا ہے۔ مین ابہی نہین کہتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایسا کیا ہو اسلئے انہین چاہئے کہ وہ جلد تر اصل حالات سے پبلک کو آگاہ کردین۔ وہ اشتہار یہہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

البراءۃ الی اللہ
من صنیع ثناء اللہ

الحمد للہ حق حمدہ وصلوٰتہ والسلام علےٰ نبیہ وآلہ وصحبہ **اما بعد** برادران دین پیروان سلف صالحین کی خدمت مین عرض ہے کہ اربعین پر جو کچہہ مین نے لکہا تہا وہ حق تہا اور مین اوسپر اب تک قایم ہون۔ یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن کو اکثر جگہ تفسیر بالرائے ومخالف تفسیر سلف صالحین کے یقیناً جانتا ہون اور کلام مبین پر میرے نام سے جو مضمون لکہا گیا اور اوس کے سبب سے میرے دیندار بہائیون کو میری مخالف بیانی کا شبہہ پڑ گیا ہے۔ سو وہ نہ پوری میری عبارت ہے اور نہ وہ مضمون حاشا وکلا بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریف ہے اپنی طرف سے انہون نے جو جی مین آیا بلا اجازت میرے لکہدیا ہے۔ میری عبارت مین کوئی ایسی بات نہ تہی جو میری پہلی تحریر کے جو اربعین پر ہے مخالف ہو۔ غرضکہ کلام مبین کے شائع ہوتے ہی مین نے اپنی براءت کا اشتہار دینا چاہا تہا مگر مولوی ثناء اللہ صاحب دوبارہ میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ مین اون سب باتون سے جو سلف صالحین کے برخلاف ہین رجوع کرکے اون کی اصلاح کرون گا۔ اور وہ تہے میرے شاگرد پس اس خیال سے کہ اُن کا راہ راست پر آجانا بڑا ضروری ہے گو کہ میرے بہائی دیندار مجہہ پر بدگمان ہی رہین مین اون کی نیت و نعل کیوجہ سے اظہار براءت مین دیر کرنے آیا ہون چونکہ اب مجکو اُن کے رجوع کی امید نہین رہی لہذا مجبوراً اظہار حق کو مقدم جانکر ابتغاءً لوجہ اللہ کلام مبین کی عبارت سے جو میرے نام سے درج ہے براءت کرکے تمام اہل سنت وجماعت کو اسبات پر بہی مطلع کرتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلام مبین مین نقل عبارات مین جنکو تائیداً ذکر کیا ہے۔ بہت جگہ خیانت کرکے ناظرین کو سخت دہوکہ دیا ہے۔ چنانچہ فصل دوم مین جسکو فیصلہ کن قرار دیا اور سارے جوابونکی اوسی پہ دار و مدار رکہی ہے۔ صفحہ ۔ مین اتقان کی عبارت نقل کردہ کے آخر سے ایک جملہ کام کا جسمین انکا صاف رد ہے نکالدیا ہے وہ جملہ یہ ہے **فاعتمد الاول** جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ صحابہ کرام کی تفاسیر سبب نزول مین ہو یا غیر مین معتبر و حجت اور حکم مین مرفوع کے ہے۔ یعنی اون کی ساری کتاب کا رد اس جملہ متروکہ سے ہوکر انہین کے اقرار سے یہ فیصلہ ہوگیا کہ تفسیر القرآن غیر معتبر وغیر مستند ہے۔ اور کسی نے کلام مبین پر دستخط کرنے والے علماء مین سے اوسکو مستند نہین لکہا ہے اور جو اصحاب تقاریظ ہین انہون نے بلا ملاحظہ تفسیر کے محض حسن ظن سے تقریظین لکہدی ہین اور مجہہ سے بہی تقریظ لکہوانے کا مولوی ثناء اللہ صاحب نے باربار تقاضا کیا۔ لیکن مین نے بہ سبب غیر معتبر ہونے تفسیر کے تقریظ نہین لکہی۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا کلام مبین کے شروع مین اسکو مستند کہنا بیجا ہے خلاصہ یہ کہ تفاسیر صحابہ و تابعین کو چہوڑکر ان کے برخلاف تفسیر کرنا معتزلہ و اہل بدع کا کام ہے۔ اتقان مین امام ابن تیمیہ سے منقول ہے

فان الصحابۃ والتابعین والائمۃ اذا کان لہم فی الآیۃ تفسیر وجاء قوم فسروا الآیۃ بقول آخر لاجل مذہب اعتقدوہ وذالک المذہب لیس من مذہب الصحابۃ والتابعین صار مشارکا للمعتزلۃ وغیرہم من اہل البدع فی مثل ہذا وفی الجملۃ من عدل عن مذاہب الصحابۃ والتابعین وتفسیرہم الی ما یخالف ذلک کان مخطئاً بل مبتدعاً لانہم کانوا اعلم بتفسیرہ ومعانیہ انتہے۔ اگر اب بہی مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے صنیع شنیع سے رجوع کرکے اصلاح ما افسد کرین تو پہر مین وہی اونکا اوستاد شفیق ہون۔ جیساکہ اس سے پہلے تہا۔ لیکن مین کیا کرون۔ محبت اللہ و رسول کی مجہے مقدم ہے انکی محبت و شفقت پر جسکی وجہ سے نوبت باعلان پہونچی اسکے سوا اب ایک ایسا جملہ انکی کتاب کلام مبین کے صفحہ ۷۸ مین معلوم ہوا ہے جس سے صبر نہ ہوسکا۔ کیونکہ اس سے ہتک حرمت مفسرین وخفت تفاسیر صالحین کی پائی جاتی ہے اور ایسی حرکت ناشائستہ آزادمنش اہل بدع کی حرکات سے ہے وہ جملہ یہ ہے۔ مفسرین کے خلاف کا ذکر تو دیوالونکا ہوا ہے اس سے تو نابالغ ڈرا کرتے ہین انتہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت کرے آمین **وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ**۔

المعلن خادم سنت عاجز عبدالمنان
وزیرآبادی ۷ روز شنبہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۲۲ ہجری

اطلاع

ہر چند مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب الہامات مرزا اپنی آپ ہی تردید ہے لیکن بعض اس خیال سے کہ ان کی تحدی کی حقیقت کہل جاوے مین نے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم اور اس کی تائید و توفیق پر بہروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کا ایک جواب شائع کرون۔ مین یک سر و ہزار سودا کا مصداق ہونے کی وجہ سے کسی قدر دیر سے یہہ جواب انشاء اللہ العزیز شائع کرنے کے قابل ہوسکونگا تاہم مینے اپنے معمول کے موافق ارادہ کرلیا ہے کہ اس کا جواب انکو ضرور دیا جاوے کیونکہ وہ اپنی ہر تحریر مین کم و بیش اسکا حوالہ دیتے ہین۔ اور اس لحاظ سے کہ ان کی ساری پیش کردہ پیشگوئیون پر نظر ہوسکے مین انکے سب سے آخری اڈیشن پر نظر کرون گا۔ و باللہ التوفیق۔

ایڈیٹر الحکم

مطبوعہ احمدی کا جواب اہلحدیث ۱۰ جنوری کا

قریباً پونے دو ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ کتاب بشارت احمدی کی دو جلدین دہلی اور کلکتہ یعنے دو مختلف مقامات سے بغرض ریویو ایڈیٹر کے پاس بھیجی گئی تہین۔ اس بات پر تو مجہے خود ہی افسوس ہے کہ میرے کرم فرما خفا ہونگے کہ آج تک کیون ریویو نہین لکہا گیا۔ مگر مین مصلحتاً کسی خاص موقع کا منتظر تہا۔

بہرحال مین جس موقع اور وقت کا انتظار کہینچ رہا تہا وہ یہ ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام نے کرشن ہونیکا دعوے کیا ہے نافہم ملاؤن نے ایسا طوفان بے تمیزی برپا رکہا ہے کہ توبہ ہی بہلی خاصکر امرتسر کے اخبار اہل حدیث نے تو ٹہیکہ ہی لیلیا ہے وہ نہین جانتا کہ میری درشت کلامی اور تمسخر سے فرقہ اہل حدیث اور ہی بدنام ہوگا معلوم نہین کہ اہل حدیث کے ہمرنگ میر کہی نجدی پرست نے تمسخر اور استہزا مین کونسی کمی اٹہا رکہی تہی جسکو اخبار مذکور اب پوری کرنا چاہتا ہے۔ لیاقت کا یہ حال ہے کہ الحکم مطبوعہ ۱۰؍جنوری کے اس معقول استفسار کا جو ایک اعتراض کے رنگ مین پیش کیا گیا تہا سوائے دفع الوقتی کے کوئی جواب نہین دیسکا۔ بہلا بسمات مین حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کی صداقت اور رسالت پر اہل حدیث کا ایمان ہے تو پہر یہودی اور عیسائی کہلانیسے کیون جی چراتا ہے کیا انکو ماننے والون نے کبہی انکار کیا نہین ہرگز نہین بلکہ انہون نے یہان تک استقامت دکہائی والغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ کے نیچے آگئے پہر اپنی نسبتون کو نہ چہوڑ سکے۔ امید کہ اہل حدیث آیندہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کا پڑہنا ہی چہوڑ دیگا مجہے ابتک اچہی طرح یاد ہے۔ کہ اہلحدیث کی کسی گذشتہ اشاعت مین اس قسم کا ایک نوٹ بہی لکہا گیا تہا کہ کرشن کو خدا سے کیا تعلق۔ اب مین کوشش کرونگا۔ کہ اہل حدیث کو دکہایا جائے کہ کرشن جی کو خدا کے ساتہہ کسقدر تعلق ہے چنانچہ مولوی عبدالعزیز صاحب سنی المذہب مصنف کتاب بشارت احمدی نے اس کتاب کے سرورق پر آیت ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا کا حوالہ دیکر مہاویر۔ رام چندر اور کاہن کہنیا یعنے کرشن کو خدا کے خاص اوتارون مین شمار کیا ہے۔ اور ان کو برا کہنے والون کو نادان مسلمانون وغیرہ خطابات سے مخاطب کر کے آیندہ کیلئے نصیحت کی ہے کہ ان کو برا کہنے والون کو چاہیئے کہ پہلے اپنا ایمان قایم رکہنے کی فکر کرین اور مصنف کتاب مذکور نے جہان دوسرے برا کہنے والون کو متنبہ کیا ہے وہان مصنف تحفۃ الہند کی سخت کلامی پر بہی افسوس ظاہر کیا ہے۔ چونکہ کرشن جی کا زمانہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے بہت پہلے گذر چکا ہے اسلئے یہ قرین قیاس اور ممکن ہے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اس موحد اور برگزیدہ حق کی اصل تعلیم کو بگاڑ دیا ہو ان کے حالات کو اگر غور سے پڑہا جائے تو یہ ثابت کرنا نہایت مشکل ہو جائیگا کہ بت پرستی اور تناسخ ایسے لغویات کے بانی وہ تہے۔ خواہ کوئی برا ہی منائے ہم تو ان کی تعریف کرنیسے باز نہین رہسکتے انہون نے تو پورن برہم اور کلنکی اوتار (ہمارے ہادی کامل محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) کی بعثت اور نبوت تامہ کے متعلق ایسی صریح پیشگوئیان کی ہین کہ انکو پڑہکر غیر متعصب ہنود کیلئے سوائے تسلیم کے باقی کوئی چارہ ہی نہین رہتا۔ شلاً بیاس جی نے بہوکہ اتر پران مین لکہا ہے کہ "آیندہ زمانہ مین مہاتما پیدا ہونگے اُن کا نشان یہ ہے کہ ان کے سرپر بدل سایہ کریگی اور ان کے جسم کا سایہ نہوگا اور مکہی ان کے جسم پر نہ بیٹہیگی اور آپ تمام عمر کم کہائینگے اور عرب کا بادشاہ ان کا دشمن ہوگا۔ اور وہ قادر دانا اور قدرت والا ان کو تیس ادہیاے ان بہیجیگا اور جو اس کے موافق چلیگا وہ اللہ تک پہونچیگا اور اسوقت اللہ تک پہونچنے کی کوئی دوسری راہ نہ ہوگی"۔ پہر مہادیو فرماتے مین "اے پاربتی مہامت (محمد) ساری عبادتون اور اگلی شریعت کو موقوف کر کے اپنی شریعت کی راہ سکہائینگے وغیرہ وغیرہ"۔ چونکہ الحکم مین مجہے اس تمام پیشگوئیون کا درج ہونا محال نظر آتا ہے اسلئے اگر خریداران الحکم اور دیگر طالبان حق درخواست کرینگے تو کتاب بذریعہ وی پی انکی خدمت مین بہیجوائی جائیگی۔ مناسب ہے کہ ایڈیٹر اہل حدیث بہی اس موقع کو غنیمت سمجہین اور رشیون کا خون سرمہ فرکے کتاب منگالین شاید اس کے مطالعہ سے طعن وتشنیع کی عادت ان سے چہوٹ جائے اس جگہ ایڈیٹر اہل حدیث کیلئے ایک اور پیشگوئی کا بہی ذکر کرنا چاہتا ہون جس کو وہ (حضرت اقدس) مہدی آخر زمان سے متعلق پاکر کہیں تو نادم ہو۔ کلکی پران مین لکہا ہے کہ "آخر کلجگ (آخری زمانہ) مین پہر کلکی اوتار (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی (احمد اندرجان احمد شدید ید) صفتین ظاہر ہونگی تعجب ہے کہ مصنف کتاب بشارت احمدی نے اس متصف بالصفات کا زمانہ بہی چودہوین صدی کا ہی زمانہ بتایا ہے جیساکہ وہ لکہتے ہین کہ "اب تیرہوین صدی اخیر ہے اب اسطرح کے لوگ بہت کم ہین ظاہر کے مسلمان دل کے بے ایمان"۔ اب اگر کوئی غور کرنے والی طبیعت ہوگی تو نشان طلبی کو الگ رکہکر فوراً بول اٹہیگی کہ اسوقت ضرور کوئی مصلح ہونا چاہیئے جو مذکورہ بالا مسلمانون کی ہر طرح اصلاح کرے سمجہہ مین نہین آتا کہ ہمارے مخالفین کی عقل کو کیا ہوگیا اپنے علم اور حلم کا ذکر کرنے لگتے ہین تو سلسلہ ہی نہین ٹوٹتا۔ مگر عملی حالت بہت ہی برائی دن بدن کر رہی ہے کاش کہ یہ لوگ انجام مستہزئین سے کچہہ خبر رکہتے۔ ہمین تو مرزا صاحب کے دیگر دعاوی کے علاوہ کرشن کا دعوے بہی ایسا صاف اور اجلی نظر آتا ہے کہ جس کا بیان کرنا واقعی امر محال ہے ہان یہ وہی وعدہ کا کرشن ہے جو اہل ہنود کی کتابون مین درج ہوئے نہکلنک اوتار + مہدی کہین شکل سنسار (ا) پیشگوئی کے طور پر بتایا گیا تہا۔ ہان یہ وہی مہدی اور کرشن ہے جو نہکلنک کے الفاظ مین بیان ہوکر اہل ہنود کیلئے مقدر اور قابل تسلیم ٹہیرایا گیا تہا۔ ہان یہ وہی آنے والا کرشن ہے جو سمبہل پور یعنے اسلام پور (قادیان کا اصلی نام یہی ہے) مین مبعوث ہونا تہا۔ امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب المحدیث مندرجہ بالا دوسرے والی پیشگوئی کو پڑہکر نہکلنک منتہی (جسکے خواہ لغوی سمجہتے ہون) کہلانے سے انکار نہین کرینگے ورنہ مہدی کی آمد اور انتظار سے ان کو ضرور دست بردار ہونا پڑیگا۔ دل تو نہین چاہتا کہ ایڈیٹر المحدیث کو بار بار مخاطب کیا جائے مگر اسکی دل آزار تحریرون کو پڑہکر خاموش نہین رہا جاتا۔ اب کے تو وہ اپنے ۲۷؍جنوری ۱۹۰۵ء کے اہل حدیث مین خدائے وحدہ لاشریک کی سنت قدیم پر بہی حملہ کرنے سے نہین رہ سکا۔ اس کو ابتک یہ بہی معلوم نہین کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ایک کرشن کا دعوی بحیثیت ایک مصلح ہونے کے ہے ورنہ معترض کو چاہیئے کہ وہ کسی ایسی کتاب کا حوالہ دے جسمین یہ لکہا ہوا ہو کہ ابتدائے عالم سے آجتک کوئی گدہا بہی انسانون کی اصلاح کیلئے مامور ہوا ہے جسکی مماثلت کو وہ پیش کر کے طنز اور استہزا کے طور پر یہ تاکید کرتا ہے کہ آیندہ اگر اس مماثلت کو اختیار کیا جائے تو کرشن کے دعوے کیطرح اس مماثلت کو بہی مان لوگے۔ کاش کہ اس انسان کے ایسا ریمارک کرتے ہوئے ہاتہہ ٹوٹ جاتے۔ کہ جس کا وہ قانوناً مجاز بہی نہین تہا۔ اس موقع پر اگر وہ باوجود مولوی فاضل کہلانے اور دعوئی اہلحدیث کے اپنی دل آزار تحریرون استہزا اور تمسخر کا جو قرآن اور احادیث کی تعلیم کے منافی ہے اندازہ لگائیگا تو وہ یقیناً اپنے آپ کو آیت مثل الذین حملوا التوریۃ الخ کے نیچے چلتا ہوا دیکہیگا۔

پیشتر اس کے کہ مضمون کو ختم کرون ایک اور مولوی نجم الغنی نامی متوطن ریاست رامپور کا تذکرہ بہی ضروری سمجہتا ہون۔ یہ وہی مولوی صاحب ہین جنہون نے اپنی کتاب مذاہب الاسلام کے خاتمہ پر سلسلہ احمدیہ پر بہی طبع آزمائی کی ہے۔ مگر افسوس کہ اس کتاب مین کوئی نئی بات پیش نہین کی ہان اتنا کیا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے اسلام کے سچے خادم پر کفر کا فتوے لگا کر اپنے نامہ اعمال کی بے طرح توسیع کی ہے۔ مگر مولوی نجم الغنی صاحب یاد رکہین اور ضرور یاد رکہین کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ایسے دیگر آئمہ دین پاک پر کفر کا فتوے لگانے والے بہی تو آخر مولوی ہی تہے امید ہے کہ مولوی نجم الغنی صاحب مضمون کے اس حصہ کو پڑہکر ان مکفرین سے اپنے آپ کو بہت ہی پیچہے پائینگے۔ آیندہ ہمارے احمدی بہائیون کو چاہیئے کہ کسی ایسے ویسے مولوی کو ہرگز مخاطب نہ کرین ہان مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کیطرح عالی حوصلہ اور میدان بازی رکہتا ہو تو زہے قسمت۔ فقط۔

راقم

خاکسار محمد حسین سافراز مونگ ڈاکخانہ لاہور

عرفان نوٹ کرشن علیہ السلام کی تصنیف لطیف کے متعلق کلکتہ کے ایک پروفیسر صاحب نے ایک پمفلٹ حال مین شایع فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ساٹہہ اشلوک حضرت کرشن کے ہین نیز یہ بہی کہ وہ ویدون کی تعلیم سے روکتے تہے۔ اور نبیون کے مشرب پر تہے موحد تہے۔ ایڈیٹر

---

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الوصیّت

قال اللہ عزوجل۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم
یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکہتا ہے اگر تم بندگی نکرو اور دعائیں مشغول نرہو

دوستو! خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ مینے آج سے قریباً ۹ ماہ پہلے الحکم اور البدر مین جو قادیان سے اخبارین نکلتی ہین خدا تعالیٰ کیطرف سے اطلاع پاکر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تہی کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا۔ یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑیگی اور سخت پڑیگی۔ دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸ جلد ۸ کالم۔ اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱ مورخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۱۔ اب مین دیکھتا ہون کہ وہ وقت بہت قریب آگیا ہے۔ مینے اسوقت جو آدہی رات کے بعد چار بج چکے ہین بطور کشف دیکہا ہے کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تہا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ مین بیدار ہوگیا اور اسی وقت جو ابہی کچہہ حصہ رات کا باقی ہے مینے یہ اشتہار لکہنا شروع کیا۔ دوستو! اٹہو اور ہشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونیکیلئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہین مومن خوف کیوقت خدا کیطرف جہکتا ہے کہ بغیر اس کے کوئی امن نہین اب دکہہ اٹہا کر اور سوز و گداز اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو۔ اور راستی مین محو ہوکر اپنی قربانی آپ ادا کرو۔ اور تقوے کی راہین پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجہہ آپ اٹہاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونیوالون پر اوسکا غضب تہم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہین نہ مردون کی لاشونکو دیکہکر۔ وہ خوف کرنیوالون کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے۔ جاہل کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیون ٹل گئی لیکن اگر خدا مین یہ عادت نہوتی کہ دعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ و بکا سے اون بلاؤن کو دور کردیتا جنکا اوسنے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤن اور عذابون کو نبیون کی معرفت ظاہر کرچکا ہے تو دنیا کبہی کی ہلاک ہوجاتی۔ سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہوجاؤ۔ خدا تعالیٰ کیطرف پوری قوت کے ساتہہ حرکت کرو اور اگر یہ نہین تو بیمار کیطرح افتان خیزان اسکی رضا کے دروازہ تک پہنچتے ہی ہوجاؤ۔ اور اگر یہ بہی نہین تو مردہ کی طرح اپنے اٹہائے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کے راہ سے پیدا کرو نہایت تنگی کے دن ہین اور آسمان پر خدا کا غضب بہڑک رہا ہے آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہین ہوسکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسی تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہوجائے۔ اپنی خلوت گاہون کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اپنے دلون پر سے ناپاکیون کے زنگ دور کرو بیجا کینون اور بخلون اور بدزبانیون سے پرہیز کرو اور قبل اسکے کہ وہ وقت آوے کہ انسانونکو دیوانہ سا بنادے بیقراری کی دعاؤن سے خود دیوانے بن جاؤ۔ عجیب بدبخت وہ لوگ ہین کہ جو مذہب کا صرف اسبات کا نام رکہتے ہین کہ محض زبان کی چالاکیون پر سارا دار و مدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ پس اگر تم بہی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت بنو عجیب بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے نفس امارہ کیطرف ایک نظر بہی اٹہا کر نہین دیکہتا اور بدبودار تعصب سے دوسرونکو بدزبانی سے پکارتا ہے۔ پس ایسے شخص پر ہلاکت کی راہ کہلی ہے۔ سو تقوے سے پورا حصہ لو اور خدا ترسی کا کامل وزن اختیار کرو اور دعاؤن مین لگے رہو تا تم پر رحم ہو تم مین سے کون ہے کہ جو بہوک کیوقت صرف روٹی کے نام سے سیر ہوسکتا ہے یا صرف ایک دانہ سے پیٹ بہر سکتا ہے۔ ایسا ہی تم خدا کو راضی نہین کرسکتے جبتک پوری طور پر متقی نہ بنجاؤ اپنے دشمنون کے نفسانی جوشون کا مقابلہ مت کرو تا تم بہی ایسے ہی نہوجاؤ کیونکہ جاہل کا مقابلہ صرف جہالت کے ذریعہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ پس اگر وہ تمہین ستاوین اور دکہہ دین یا تمہین جوش دلانیکے لئے میری نسبت سب و شتم اور دشنام دہی اور ہنسی کا طریق اختیار کرین تو تم صبر کرو اور چپ ہو تا وہ خدا جو تمہارے دلون اور اون کے دلون کو آسمان پر دیکہتا ہے تمہین بدلہ دے یقیناً سمجہو کہ یہ وہ دن آرہے ہین کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسی سختی کے دن کبہی عام طور پر دنیا پر نہین آئے ایسا ہوا تا وہ پیشگوئیان پوری ہوجائین جو ابتدا سے نبیون نے کی ہین۔ خدا نے آج سے پچیس ۲۵ برس پہلے طاعون کی خبر مجہکو دی تہی جو براہین احمدیہ مین شائع ہوچکی تہی پہر اسوقت خبر دی جبکہ ملک اس بیماری سے پاک تہا وہ خبر بہی شائع ہوچکی۔ اور پہر طاعون کے اس سخت حملہ کی خبر جو عنقریب ہونیوالا ہے۔ یہ اسلئے ہوئی کہ تا لوگ متنبہ ہوجائین۔ ان چالاک لوگون کی پیروی مت کرو جنکے دل گندے اور نجاست سے بہرے ہین۔ جو دوسرونکو خدا کیطرف بلاتے اور آپ اوس سے دور ہین۔ خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کسکی زندگی لعنتی اور کسکی زندگی پاک ہے۔ پس تم ایسے دردناک دعاؤن مین لگ جاؤ کہ گویا مر ہی جاؤ تا دوسری موت سے خدا تمہین بچاوے۔ دنیا کیلئے بڑی گہبراہٹ کے دن ہین مگر دنیا نہین سمجہتی لیکن کسیدن سمجہیگی۔ دیکہو مین اسوقت اپنا فرض ادا کرچکا اور قبل اسکے کہ تنگی کے دن آوین مینے اطلاع دیدی ہے اب مین ختم کرتا ہون۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(نوٹ۔ ۲۶ فروری کی رات جسکی صبح کو ۲۷ فروری ہے مراد ہے)

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی
۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

(مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان)

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

(۱) محمد حسین علی عہ فرزند حسین نقشہ نویس پولیس الہ آباد ۔۔۔ ۸ر
(۲) جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ عہ
(۳) ۔۔۔
(۴) قاضی ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ مرسہ میانی کنڈ ۔۔۔
(۵) محمد عبد اللہ صاحب سوداگر حاجی گنج قنوج ۸ر
(۶) منشی مختار احمد صاحب منشی محکمہ پرائیویٹ سکرٹری مدار المہام حیدر آباد دکن للعہ
(۷) منشی عبد الحی خان صاحب ہیڈ پوسٹ آفس منٹگمری عمہ
(۸) بابو عبد الرحمن صاحب احمدی افریقہ عہ ر
(۹) میاں نجم الدین احمدی اٹاوہ ۱۲ر
(۱۰) منشی محمد اکبر خانصاحب پشاوری قانونگو محمد زئی لکی بنون عمہ
(۱۱) میاں عبد القادر احمدی مدرس منصوراں ضلع لدھیانہ عمہ
(۱۲) منشی نبی بخش صاحب پرفسنٹ ڈپٹی انسپکٹر ممباسہ افریقہ للعہ
(۱۳) بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر احمدی لاہور عہ
(۱۴) حکیم فضل الدین صاحب بابت عید و قربانی فنڈ عہ
(۱۵) چندہ عید فنڈ وصول شدہ در قادیان معرفت ماسٹر صاحب عہ
(۱۶) چندہ عید فنڈ وصول شدہ در قادیان معرفت جناب سکرٹری صاحب مدرسہ ۔۔۔
(۱۷) میاں مہر محمد صاحب قادیان قربانی فنڈ ۶ر
(۱۸) حکیم فضل الدین صاحب قادیان بابت چندہ شفا خانہ سکول صہ ر
(۱۹) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن آگرہ عہ
(۲۰) ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر صہ ر
(۲۱) ڈاکٹر یعقوب خانصاحب انریری اسسٹنٹ مونہ ضلع شاہپور عہ
(۲۲) بابو امام الدین صاحب گائنڈ ریلوے سٹیشن راولپنڈی عہ
(۲۳) بابو طالع محمد صاحب ٹکٹ کلکٹر نوشہرہ عہ
(۲۴) میاں عبد الواحد خانصاحب تحصیل جہانسی عہ
(۲۵) منشی حسین شاہ صاحب پٹواری رعیہ بابت عید فنڈ عمہ
(۲۶) ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ عیلاوت عید فنڈ عمہ
(۲۷) ڈاکٹر ستار شاہ صاحب و منشی حسین علی شاہ ۔۔۔ بابت معیہ قربانی فنڈ عمہ
(۲۸) ۔۔۔ فنڈ معرفت جناب میرزا مرزا صاحب ۱۹ فروری

(۲۹) میاں دین محمد مستری قادیان قربانی فنڈ ۸ر
(۳۰) شیخ غلام نبی صاحب سیٹھ راولپنڈی بازار کلاں قربانی فنڈ ۸ر
(۳۱) سردار فضل حق احمدی قادیان عمہ
(۳۲) شیخ عبد الرحیم صاحب قادیان ۱۲ر

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت بمبئی معرفت زین الدین محمد ابراہیم للعہ
(۲) میاں عبد السلام مدار المہام حکیم صاحب قادیان ۴ر

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) حکیم محمد زمان صاحب معرفت مستری قطب الدین صاحب بابت قرضہ مدرسہ سنجلہ (ست) عہ
(۲) ڈاکٹر نور بخش صاحب انریری اسسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ (عید فنڈ) عمہ
(۳) سردار عبد المجید خان معرفت حکیم شاہ نواز صاحب۔ راولپنڈی (عید فنڈ) عمہ
(۴) میاں محمد الدین سکنہ ککرالی ضلع گجرات عمہ
(۵) منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم عمہ
(۶) جماعت ترگڑی ضلع گوجرانوالہ معرفت محمد اسمٰعیل صاحب احمدی عہ
(۷) شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد عہ
(۸) زین الدین محمد ابراہیم انجنیئر بمبئی عہ
(۹) میاں محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ ضلع گجرات عہ
(۱۰) منشی غلام نبی مدرس مدرسہ بوریاں متصل ہوشیارپور عمہ
(۱۱) میاں اللہ دتا صاحب احمدی سکنہ ماہل پور ضلع ہوشیارپور عمہ
(۱۲) حکیم محمد عمر خانصاحب دروازہ میگزین فیروزپور عمہ
(۱۳) میاں عبد الرحمن معلم بہادون جالندھر عمہ
(۱۴) میاں عطاء الٰہی صاحب ۔۔۔ ضلع گجرات عہ
(۱۵) خانصاحب محمد عجب خان صاحب تحصیلدار پولیٹکل ٹوچی عہ
(۱۶) جماعت نسووال معرفت میاں عبد المجید خانصاحب (عید فنڈ) عہ
(۱۷) جماعت پشاور معرفت منشی نعمت خان صاحب انریری اسسٹنٹ عہ
(۱۸) شیخ عبد الرحیم مینیجر تعلیم الاسلام ۷ر

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ بابت شفا خانہ عہ
(۲) قاضی عبد الحق صاحب سیدوالہ (مدرسہ) للعہ
(۳) منشی یار محمد خان گھار افیگلات باو تر جموں (مدرسہ) عمہ
(۴) مرزا محمد شفیع صاحب ہیڈ کلرک ڈیرہ اسمٰعیل خان عہ
(۵) منشی محمد عثمان نقشہ نویس الہ آباد عہ
(۶) سید علی محمد شاہ ہیڈ ماسٹر ملیریان عہ
(۷) ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر (عید فنڈ) عہ
(۸) میاں کریم بخش صاحب کشمیری موضع نت بوتالہ ضلع گوجرانوالہ (قربانی فنڈ) للعہ
(۹) منشی محمد حیات صاحب (مدرسہ) عمہ
(۱۰) سید ممتاز علی صاحب نمبرداریات مدرسہ چنیوٹ روڈ (مدرسہ) عہ

۲۳ فروری

(۱) ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب معرفت مولوی قطب الدین قادیان (کھال قربانی) ۱۲ر
(۲) الہ داد صاحب نائب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام عمہ
(۳) مولوی غلام امام صاحب۔ ڈاک بنگلہ شی پور آسام (چندہ مدرسہ) عہ
(۴) منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور عید فنڈ ۔ مدرسہ صہ ر
(۵) جماعت مالیرکوٹلہ (عید فنڈ) للعہ
(۶) جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ (مسکین فنڈ) عہ
(۷) حکیم محمد حسین صاحب احمدی بلب گڑھ دہلی (مدرسہ) صہ ر
(۸) میاں الطاف حسین معرفت ۔۔۔ مدرسہ عید فنڈ
(۹) ماسٹر فقیر اللہ صاحب ۔۔۔ پائی

استفسار اور ان کے جواب

سوال اوّل۔ اللہ تعالیٰ کے خود بخود ہونے کا ثبوت اول عقل سے بعد کو قرآن شریف سے روزمرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے نہیں بنتی خدا تعالیٰ اس سے کیوں باہر ہے؟

جواب۔ یہ سوال ہی سرے سے غلط ہے اسلئے کہ یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ خود بخود ہوا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ کوئی زمانہ ایسا بھی تھا جبکہ وہ نہ تھا۔ دوئم موجودہ تجربہ جو بتایا جاتا ہے کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے نہیں بنتی یہ مخلوق کے متعلق ہے پھر خالق کائنات کو اس کے ماتحت کیوں رکھا جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے الحق اس کا نام ہے اور پھر قل ہو اللہ میں ہو کہا ہے جس کے معنے بھی ہیں ہے۔

سوال دوئم۔ جب ابتدا میں عدم محض تھا تو کن فیکون کس کو کہا۔ خطاب بغیر مخاطب کی موجودگی کے نہیں ہو سکتا تو کیا جس چیز کو خطاب کیا وہ موجود تھی؟

جواب۔ عدم محض ابتدا میں تھا قرآن شریف یا حدیث صحیحہ سے تو کہیں پتہ نہیں ملتا کہ کن فیکون ابتدائے عالم سے تعلق رکھتا ہے یا کسی اور زمانہ سے اس کو آگے چلکر ابھی بیان کریں گے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ کن کا مخاطب صور علمیہ میں موجود تھا۔ دیکھو لیک معمار جب ایک مکان بناتا ہے تو اس کا نقشہ اس کے ذہن میں ہوتا ہے اور وہ مکان بصورت علمی موجود ہوتا ہے لیکن اس کا وجود خارجی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پس وہ شئے ایک صورت سے موجود اور دوسری جہت سے معدوم ہوتی ہے پس خدا تعالیٰ نے اگر مخلوق کی صورت علمیہ کو خطاب کیا تو کیا اعتراض!!

اصل بات یہ ہے کہ کن کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہے تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے پر کن فرمایا ہے۔ کوئی مقام اس کے خلاف آپ پیش کریں گے تو اس پر نظر کیجا سکتی ہے۔

سوال سوم۔ تجربہ بتاتا ہے کہ ہر ایک چیز کو خواہ کسیطرح نابود کرنا چاہیں اس کا بقیہ ضرور رہتا ہے آخر میں سب چیزیں بالکل عدم کیونکر ہو جائیں گی عقلی ثبوت دو۔

جواب۔ یہ کس نے کہا ہے کہ آخر میں بالکل عدم ہوگا۔

سوال چہارم۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ یا کثرت سے حالت نماز میں امام کیوں نہیں بنتے جبکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثرت سے نماز میں امام بنتے تھے

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ امتی کے پیچھے نماز پڑھیگا اور اس کی وجہ محض اس امت کا اکرام ہے اور اس کے خیر الامم ہونے کی دلیل

تازہ الہامات

۱۔ حضور کی طبیعت ناساز تھی حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپرمنٹ

۲۔ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون

اخبار دیر سے شایع ہوا ہے اسی لئے ۱۷ فروری کا اشتہار شایع کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر۔

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر (۲)

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۵۔ **قولہ** آنجناب علیہ السلام از خوف آن ملعون ظالم مخفی شدند و حواریین خود را در وقت جمع فرمودہ وصیت کردند کہ بعد از من نبی عربی از قوم قریش حضرت محمد و احمد نام پیدا خواہد شد۔ **اقول** این روایت مجتہد نیز بکلی تحقیق نشنیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام از خوف سلطانے مخفی و متواری نشدہ بود بلکہ از خوف یہود عنود مخفی و متواری شدہ بود چنانچہ از اناجیل اربعہ و تواریخ یہود و نصاریٰ ظاہر و روشن است علاوہ برین مجتہد شیعیان در قول حضرت مسیح خیانتے بکار بردہ و بر اصلیت آنجناب دست تصرف دراز کردہ کہ مینویسد در روزے جمع فرمودہ وصیت کردند کہ بعد از من نبی امی عربی از قوم قریش حضرت محمد و احمد نام پیدا خواہد شد،،

حالانکہ خداوند علیم در قرآن کریم قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را باین الفاظ طیبہ نقل میفرماید۔

"یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد"

پس ازین آیہ کریمہ ظاہر است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در شان حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اسمہ احمد فرمودہ اسمہ احمد و محمد نفرمودہ۔

ایہا الناظرون! مجتہد شیعیان چون در ان بشارت کہ بر زبان حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ در شان رسول عربی و امی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسمہ احمد نوشتہ یافت حیران شد و دست و پا گم کردہ چرا کہ نام نہادہ والدین شریفین حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم محمد است نہ کہ احمد۔ ازینجا است کہ مجتہد علیہ ما علیہ در بحر تفکر و اجتہاد فرو رفتہ چند کرت غوطہا خورد مگر بساحل مراد نرسید ناچار سلامتی در ین دید کہ طریق خیانت ورزید۔ ناظرین باید بنظر تامل ببینند کہ مجتہد المتشیعین راچہ طور راہ یہود پیمودہ در بشارت مذکور نام محمد از طرف خود افزود۔ حالانکہ توضیح و حل این اشکال آسان بود۔

ارباب تحقیق نوشتہ اند کہ سنت اللہ برین رفتہ "ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا" کہ مقربان بارگاہ الٰہی را نظر بر غلبہ بعض صفات حمیدہ شان از جناب ملا اعلیٰ علاوہ آن نامہائے کہ آبائے کرام ایشان مے نہند نامہائے دیگر نیز میباشند

بنا بجیء الاسماء تنزل من السماء برآن شاہد عدل است۔ قاضی عیاض کہ مصنف علیہا علیہ در کتاب خود جابجا از اقوالش استناد کردہ متعلق امر زیر بحث در شفا مے نگارد۔ کُنّیت اسحاق و اسمٰعیل بعلیم و حلیم و ابراہیم بحلیم و نوحًا بشکور و عیسیٰ و یحییٰ ببر و موسیٰ بکلیم و قوی و یوسف بحفیظ و علیم و ایوب بصابر و اسمٰعیل بصادق الوعد کما نطق بذالک الکتاب العزیز" وغیرہ مصنف نہایۃ الفہم در کتاب سیادۃ النقباء و تحفہ چہار صد ۱۲ مے نگارد۔ "بشارت و دوازدہم در سیفای سیم کتاب ملاحی است کہ در ان میفرماید ..... یعنی در ان روز عظیم خداوند فرستادہ ایلیا را معنی آنکہ محل مطالب ازین کلام ایلیا است چہ مراد ازو علی بن ابی طالب فداہ روحی است چنانچہ در ابجاد بیان تصریح شدہ" غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۶ **قولہ** خلاصہ آنہا در ہمین شبہ باشند و تا قیامت ہمچنین خواہند ماند بطرف این اشارہ است آیہ شریفہ "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم" و این واقعہ بطریق خلاصہ اینجا ذکر نمودم و جمیع مورخین بتفصیل تمام در تواریخ ضبط فرمودہ اند۔

اقول مجتہد را انصاف خدا را از خود انصاف بفرماید کہ چون یہود عنود در ہمین شبہ تا قیامت خواہند ماند پس مسیح را زندہ بآسمان بردن و تا دیر او را نگاہداشتن و پس از ان بر زمین فرود فرستادن چہ دانائی است و نیز ظاہر کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ

اما آنچہ مجتہد زادہ والاشان زیب رقم فرمودہ کہ شخصے از یہود یا حواریین مسیح علیہ السلام بقدرت خداوند انام ہمشکل مسیح گشتہ بر دار کشیدہ شد آنہم اصلے ندارد۔ علاوہ عقل باور نمیکند کہ خدائے عادل عوض مسیح بیگناہے را بر دار کشیدن روا دارد صرف نظر ازین۔

در تفسیر جمل جلد اول بصفحہ ۴۳۲ مرقوم است قال ابو حیان لم نعلم کیفیۃ القتل ولا من القی علیہ الشبہ ولم یصح بذالک حدیث یعنی ابو حیان میگوید کہ کیفیت قتل شبہ مسیح را ما نمیدانیم و نہ این علم است کہ شخصے دیگر ہمشکل مسیح گشتہ بود و قصہ شکل و شبیہ مسیح از حدیث ثابت نیست امام فخر الدین رازی در تفسیر کبیر مے نگارد۔

"لو جوزنا القاء شبہ علی انسان لزم السفسطۃ فانی اذ رأیت ولدی ثم رأیتہ ثانیا فحینئذ اجوز ان یکون ہذا الذی رأیتہ ثانیا لیس بولدی بل ہو انسان القی شبہہ علیہ وحینئذ یرتفع الامان عن المحسوسات فالصحابۃ الذین رأوا محمدا صلعم یامرہم وینہاہم وجب ان لا یعرفوا انہ محمد لاحتمال انہ شبہ علی غیرہ وذلک یفضی الی سقوط الشرائع۔"

یعنی اگر جواز تبدیل صورت آدمے بدیگرے فرض کردہ شود پس ازین لزوم سفسطہ مے آید مثلاً اگر من بار نخست پسر خود را بینم و باز بار دیگر او را بینم و در ان من این یقین کنم کہ پسر را کہ بار دیگر دیدہ ام آن پسر نیست بلکہ کدام دیگر انسان است کہ ہمشکل پسرمن شدہ است اگر من چنین کنم از عالم محسوسات امان صحت برود و ہمچنان صحابہ کرام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را دیدند کہ آنحضرت صلعم ایشان را امر بالمعروف و نہی عن المنکر میکردند اگر ایشان این خیال مے ورزیدند کہ محمد نیست بلکہ احتمال است کہ شخصے دیگر ہمشکل آنحضرت شدہ باشد و باین خیالات تمام شرائع مفقود و نابود میشوند ازین تحقیق بظہور پیوست کہ روایت مجولہ در باب القاء شبہ شخصے است کہ مہر کتاب و سنت بر خود ندارد بل سفسطہ محض است

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۶-۱۷ **قولہ** اشکال در فقرہ شبہ اسناد بطرف کیست اگر اسناد آن بطرف مسیح باشد درست نمیشود زیرا کہ وے مشبہ بہ است و اگر اسناد آن بطرف مقتول باشد ہم درست نمیشود زیرا کہ ذکر مقتول در ما قبل نیست کہ ضمیر عاید بطرف آن باشد جواب این سند بسوئے جار و مجرور لہم است پس اطلاق چون قول خیل الیہ باشد پس معنی فقرہ مذکور چنان میشود ولکن شبہ لہم یعنی وقع لہم التشبہ الخ ضمنا میتواند کہ ضمیر آن راجع بطرف مقتول باشد زیرا کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید و ذکر آن غیر باین قسم کردہ شد عیبے ندارد۔ **اقول** این تحریر سزاوار تشہیر کہ نتیجہ تحقیق مجتہد عدیم النظیر است ماشاء اللہ در فضائل علمیہ و کمالات عقلیہ او عموما و در نحو دانی مجتہد زمانی خصوصا حجتے است روشن و دلیلے مبرہن۔ چو مجتہد شیعیان در علم و حکمت و فہم و فراست چنین پایگاہے رفیع دارد از سخندانی و سخن فہمی متعلمانش چہ گفتہ آید۔

ایہا الناظرین! اعالی فہم مجتہد در تفسیر القرآن ہم یدطولے دارد چنانچہ آیہ کریمہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم را بر حیات مسیح و صعودہ بجسدہ العنصری و القاء شبہ بر دیگرے نص قطعی مے پندارد حالانکہ در آیہ کریمہ موصوفہ ازینچنین مزخرفات را مدخلے نیست۔

الغرض توضیح بیان اول آیہ کریمہ موصوفہ را معہ سیاق عبارت نقل میکنم وہی ہذا۔

وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم

باز میگویم کہ آنچہ مجتہد علیہ ما علیہ بطریق اشکال نوشتہ کہ اگر اسناد آن (یعنی شبہ) بطرف مسیح باشد درست نمیشود زیرا کہ وے مشبہ بہ است تحریر آنکہ بیش نیست

ناظرین باید بخاطر دارند کہ ضمیر واحد غائب کہ در قتلوہ است مرجعش ہمان اسم مسیح بن مریم است کہ در سیاق موجود چنانچہ مرجع ضمیر واحد غائب ما صلبوہ نیز اسم مسیح بن مریم است پس خدا برتر بر حال از مجتہد لاہوری ترحم نماید و چشمانش بکشاید کہ بیچارہ از قلت تدبر و قصور فہم اسم مسیح بن مریم را مرجع ضمیر شبہ نتوانست قرار داد و ناچار قدم را در راہ تحریف قرآن نہاد۔

بوجوہ مذکورہ بالا واضح و لائح کہ اسناد شبہ بطرف مسیح و صرف بطرف مسیح درست میشود زیرا کہ وے مشبہ نیست چنانچہ مجتہد پنداشتہ بلکہ مشبہ است کہ پیشتر ازین التباس بدان رفتہ پس معنی آیہ زیر بحث اینست کہ مشبہ بالمقتول والمصلوب شد آن مسیح برائے اہل کتاب چنانچہ ایشان گمان بردند کہ مسیح بمرد۔

الحاصل اسناد شبہ بطرف غیر مسیح ہرگز درست نمیشود زیرا کہ ذکر شخصے دیگر در ما قبل نیست کہ ضمیر عاید بطرف آن باشد و نہ از آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ نشانے ازان توان داد۔ و اما آنچہ مجتہد زادہ بقلم سپردہ کہ "شبہ مسند بسوئے جار و مجرور لہم است پس اطلاق چون قول خیل الیہ باشد پس معنی فقرہ مذکورہ چنان میشود ولکن شبہ لہم یعنی وقع لہم التشبہ" مدعائے او را ظہرے نمیرساند بلکہ مجتہد علیہ ما علیہ را در روز سیاہ مے نشاند چہ اگر معنی شبہ لہم وقع لہم التشبہ باشد پس شیرازہ جمعیت روایات منقولہ مجتہد در بارہ القائے شبہ از ہم باشد و بنائے فاسد علی الفاسد با خاک برابر باشد۔ و آنچہ سید الطائفہ اثنا عشریہ بخیر تحریر آوردہ کہ "میتواند کہ ضمیر آن (یعنی شبہ) راجع بطرف مقتول باشد زیرا کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید و ذکر آن غیر باین قسم کردہ شد عیبے ندارد" از عجائب افاضات و غرائب افادات است۔

اخوانانی الدین! بیچارہ مجتہد شیعیان باین مبلغ علم و مایہ دانش آستین ہمت بر مخالفت جماعت احمدیہ بستہ است و نامہ اعمال خود سیاہ کردہ سعید است از خوش فہمی مجتہد زمان و علامہ دوران چشم بد دور ہم داد میدہیم کہ مینویسد کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید" خدا کسے ازین گرفتار اوہام و سزاوار ملام بپرسد کہ فقرہ ما قتلوہ کہ بر نفی قتل مسیح دلالت دارد دیگر چہ طور و چہ قسم دلالت دارد بر اینکہ قتل شخصے دیگر ضرور بوقوع رسید آیا اگر بگوییم کہ زید کشتہ نشد پس این فقرہ ضرورتا دلالت دارد بر اینکہ خالد کشتہ شد حاشا وکلا پس فرق کہ مجتہد لاہوری باین قسم کہ کردہ شد عیبے ندارد۔

راقم سید صادق حسین صادق مختار عدالت سکرٹری انجمن احمدیہ۔ سابق ایڈیٹر و پیدا کنندہ رسالہ صبح صادق و اخبار ناظر الحق اٹاوہ۔

[illegible]

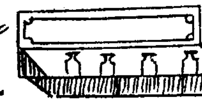

اعلیٰ درجہ کا مصفی اور مقوی سارسا پریلا یعنی عجیب غریب چہار جوہر۔ طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہے۔ ایک بکس چہار جوہر کی چاروں شیشی کی بعدہ بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں۔ چار سو چار دوائوں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کی استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ایک جوہر عشبہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۲ جوہر جرائتہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۴ جوب چینی کا جوہر وغیرہ۔ چہار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ۔ طاعون۔ کھانسی۔ بخار۔ پیچش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گنٹھیہ۔ خارشت۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ گنٹھ مالا۔ بواسیر۔ فالج۔ سوکھنڈی وغیرہ کی فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے۔ ۳۲ خوراک کی چار شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کر کے معہ کنجی او کاغذ طریق استعمال خریداران کو دیجاتی ہیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ایک روپیہ چہ آنہ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات**۔ متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دوائوں اور میووں کا ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا دافع قبض و ریاح و بیحی ہو کہ بیہد اکر نیوالا اور خون صالح پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کتنے ہی دنوں کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے۔ بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل استعمال کر کے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۶/ و قیمت دو شیشی عہ/ تین شیشی عہ/ چار شیشی عہ/ ۶ شیشی للعہ/ پیکنگ و محصولڈاک وغیرہ۔ علاوہ قیمت فی بوتل جسمین ۲۱۵ خوراک یعنی آٹھ شیشی تک رہتا ہے۔ پانچ روپیہ محصولڈاک و پیکنگ عہ/ ہزار ہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھایئے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے۔ یہ نمک امراض ذیل میں بھی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض یعنی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا۔ کی اشتہا یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا۔ اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ۔ پیچش۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گنٹھیا۔ درد سر۔ کھانسی و دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی۔ جریان یعنی دھات۔ مبتلی ہوکر بہنا۔ سوداوی امراض مثل آتشک سوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت دادوبے سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری سوبادہ کو او وغیرہ کو بھی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے۔ دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے۔ طبیعت کو خوش اور بشاش کرتا ہے۔ فکر اور غم دور کو دفع کرتا ہے۔ خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے۔ تو قریب ڈہائی سیر کے تازہ اور صاف نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب پیدا ہوتی ہیں۔ اسلئے اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا۔ کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنیسے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے۔ کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے **طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت**۔ یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے۔ فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کر کے دل اور دماغ میں اول درجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی بکس جسمین ۶۰ خوراک دوا ہے۔ پانچ روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲/ **گنٹھیہ کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع**۔ کیسی ہی سخت تکلیف گنٹھیہ یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۶/ **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری**۔ اصلی اصفہانی سرمہ اور ایک سو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ ماڑا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑوال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد و کھٹک وغیرہ غرض آنکھوں کی تمام بیماریاں دفع کر کے آنکھوں میں نوجوانوں کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے۔ چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۶/ **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبو دار منجن**۔ دانت اور آنکھ انہیں دو سے زندگی کا مزہ ہے۔ اگر انمیں کوئی خرابی ہو تو پھر زندگی کا لطف نہیں۔ اسلئے ہر شخص پر انکی حفاظت نہایت ضروری امر لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملیئے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا۔ اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کو ہلنے سے اور مسوڑھوں کے ورم اور دانتوں سے خون و پیپ کا آنا اور منہ و زبان کا بدبو دار ہونا ان سب کے دفعیہ کیلئے یہ منجن اکسیر ہے۔ قیمت فی بکس ۸/ آنہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۵/ علاوہ ازیں آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ ریگ مثانہ۔ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہروں کی دوا۔ زخم پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کیساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ایک ڈاک کا ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمایئے جسمیں کل دوائوں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں۔ آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال متعلقہ شہر بنارس۔ نوٹ ہمکو ہندرجہ بالا دوائوں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو صاحب چاہیں خط بھیجکر طے کریں

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے بلحاظ قدامت اب بہت ترقی دیگئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں و خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جائے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور بچین کی بے اعتدالیوں کیواسطے اکسیر ہیں قیمت چھوٹا بکس عا (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے مخلوط کر کے تیار کیگئی ہے جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و کثرت احتلام وغیرہ کو دور کر کے جسم کو ہالاک بنادیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱۲/ بکس اوسط اٹھارہ خوراک ۱۸/ بکس کلاں جو ایک دن کو کافی ہے عٰ/

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ لب گڈھ ضلع دہلی۔

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونیسے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں و دماغ وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

الوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز اڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

اِنَّہٗ اٰوَی الۡقَرۡیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے للعہ

فہرست مضامین

نمبر ۸ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۳ محرم سنہ ۱۳۲۳ | جلد ۹

ایک ضروری اور نہایت ضروری گذارش

ایک بار ضرور پڑھ لیں

الحکم کا ہر خریدار ازرہ کرم میری اس گذارش کو ایک مرتبہ ضرور پڑھے کیونکہ اس پر عمل کرنے سے بہت سا وقت اور خط و کتابت کا صرف بچ رہے گا۔

۱۔ میں نے بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے کرمفرما ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی ہر قسم کی خط و کتابت میں جو اخبار کے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر رجسٹر درج کردیا کریں مگر اکثر اسکی پروا نہیں کیجاتی۔ اسلئے آئندہ کے لئے یہ بخوبی یاد رکھیں کہ جس خریدار کے خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہ ہوگا۔ مطبع اسکی تعمیل نہ کرنے پر مورد الزام نہ ٹھیرایا جاوے۔ مطبع معذور ہوگا کہ اسکی تعمیل نہ کرے۔ یہ یاد رہے کہ رجسٹرڈ ایل ۲۰ کے لکھنے کی حاجت نہیں بلکہ وہ نمبر دینا چاہئے جو چٹ پر نام کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔

۲۔ تاکہ بہت لکھ کر معاملہ کی غلط فہمیوں سے بچانے اور مطبع کو ان مشکلات اور حساب کی سہولت اور درستی کی خاطر یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ جس خریدار کی (اشتہار) یا مطبع ذاتی طور پر واقف ہو اس کی خوش معاملگی سے واقف ہو اور پسند کرے قیمت پیشگی وصول نہ ہوگی اس کا نام رجسٹر خریداران سے خارج کردیا جاوے۔ پس جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ ہے یا اس سال کا چندہ باقی ہے اگر وہ کوئی اطلاع اس امر کی نہ دیں گے کہ فلاں وقت انکی قیمت وصول کی جاوے تو مطبع ہر وقت بذریعہ وی پی اپنے قیمت وصول کرنیکا مجاز ہوگا پھر وہ اگر انکار کریں گے تو ہرجانہ وی پی ان سے لیا جاوے گا اور اخبار ان کے نام بند کردیا جاوے گا۔ اس لئے مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہیں لیکن واپس کنندوں کے اخراج نام کا عملدرآمد یکم اپریل سے ہوگا۔ اس کے سوا کسی دوسری اطلاع کی ضرورت نہ ہوگی۔ جس صاحب کو حساب میں کوئی شبہ ہو وہ وی پی بہامانت رکھ کر فیصلہ کرسکتا ہے۔

۳۔ مطبع کی جدید الطبع کتابوں کے لئے محض اس بنا پر کہ اکثر خریداروں نے بارہا خواہش کی تھی کہ ان کے نام ہر شایع شدہ کتاب بذریعہ قیمت طلب بھیجی جاوے) یہ انتظام کیا گیا ہے کہ چونکہ ہر کتاب عموماً اس قدر چھاپی جاوے گی جسقدر اس کے خریدار ہوں گے بعض صورتوں میں کچھ زاید چھپیگی اسلئے جو صاحب اس سلسلہ میں شریک ہونا چاہیں وہ بڑی خوشی سے اطلاع دیدیں تاکہ ان کی سہل انگاری سے مطبع ان کو خریدار سمجھے اور پھر وہ کتاب واپس کریں یا مطبع پر اعتراض۔ جن احباب نے آج تک اطلاع دیدی ہے ان کے نام کے سامنے یہ نوٹ کرلیا ہے۔

۴۔ تفسیر القرآن ماہواری سلسلے کے تین نمبر شایع ہوچکے ہیں اور ان خریداروں کے نام جو پہلے سے درج رجسٹر تھے ۱۲ کا وی پی بھیجا گیا ہے بعض نے بجائیکہ پہلے دو نمبر ان کو پہنچ چکے ہیں یہ وی پی پیکٹ واپس کیا ہے وہ براہ کرم ۸ پہلے دو نمبروں کی قیمت از خود بھیجدیں۔ جن احباب نے قیمت سالانہ دی ہوئی ہے ان کی قیمت اس ماہوار سلسلہ میں وضع ہوگی۔ چونکہ فروری کی اشاعت سے تقطیع بدل دی ہے اور دوسری جلد شروع ہوگی درستی حساب کے لئے پچھلا حساب صاف کردیا گیا ہے۔

۵۔ بارہا اطلاع دیگئی ہے کہ تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کے اگر اوراق باقی کسی شخص کو نہیں پہنچے وہ منگوالے۔ آخری اطلاع دیجاتی ہے کہ آخیر مارچ ۱۹۰۵ء کے بعد پھر کوئی شخص اعتراض کریگا کہ مجھے نہیں ملے تو مطبع ذمہ وار نہوگا۔ (بشرطیکہ وہ الحکم کا خریدار نہو) اپنی طرف سے میں اوراق سب کو دیچکا ہوں۔

۶۔ اخبار کی عدم رسی کی شکایت اس ہفتہ کے اندر آوے جس ہفتہ کا اخبار ہے اس کے بعد یہ عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔ اور اگر متواتر کسی کو دو چار نمبر نہ پہنچیں تو براہ راست اپنے ڈاک خانہ کے اعلےٰ افسر کو شکایت کرے۔

۷۔ اخبار یا اس کے کار خانہ کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت محمد یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان کے نام سے ہو۔ اور اخبار کی قیمت کے ہمراہ دوسرے فنڈز کی رقوم ہرگز نہ بھیجی جاویں بعض اوقات حساب میں غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ کوئی خط اور تفصیل ساتھ نہو۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

اطلاع۔ افریقہ سے کسی شخص کا ایک روپیہ دفتر الحکم میں کسی کتاب کیلئے اگست گذشتہ میں بھیجا جانا ظاہر کیا گیا ہے مگر اس خط پر کوئی پتہ پڑھا نہیں جاتا وہ صاحب اطلاع دیں یعنے اپنا مفصل پتہ اور نام کتاب لکھیں۔

ایڈیٹر

الحکم قادیان ... شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر ... کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

سیدامیر علیشاہ صاحب کے الہامات و مکاشفات

۲۸ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک رویا میں دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ کہ ہر فرد لبشر سب ہی گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا پر زور دیتا ہے۔ اسوقت یہ دعا کی انت ولی فی الدنیا والاخرہ توفنی مسلما والحقنی بالصلحین۔ اس کے بعد بیدار ہوکر بعد تہجد درود شریف پڑھتے ہوئے دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے الہام ہوا۔ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ پیر صدیق اکبرؓ نے فرمایا واذکر و اللہ ذکرا کثیرا

۲۹ جنوری ۱۹۰۵ء۔ درود شریف بعد تہجد پڑھتے ہوئے غنودگی میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام الزمان کے بیت الذکر میں آپ سے باتیں کرتے ہوئے پایا۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یا خیر البشر تجلیات الہیہ کا ظہور جلوہ فرما دربار ہونیوالا ہے۔ ظہور ہوا۔ میری التجا پر آواز آئی۔ گر بکیدم از سوئے طلب کوئے من آئی۔ ما صد قدم از سوئے طلب کوئے تو آئیم۔ اس کے بعد الہام ہوا۔ ربنا انزل علینا نورا مبینا۔

۳۰ جنوری ۱۹۰۵ء معمولاً دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الدعا میں دیکھا۔ خاتم الاولیا حضرت مسیح موعودؑ نے اتقا و طہارت پر تقریر فرمائی اور ان اللہ یحب المتقین سے استدلال کیا۔ بعد نماز فجر مسجد سے مکان کو آتے ہوئے الہام ہوا۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک عجیب رویا کے بعد بیدار ہوکر تہجد پڑھ کر درود شریف پڑھ رہا تھا کہ بیت الدعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا الہام ہوا کہ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ اس کے بعد بزبان حضرت صدیق اکبرؓ الہام ہوا۔ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

یکم فروری ۱۹۰۵ء

رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند مینار پر دیکھا حضرت حجۃ اللہ بھی وہاں پہونچے۔ اور تقویٰ و طہارت پر آپ نے وعظ فرمایا۔ ... فرمایا۔

۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الدعا میں پایا اور الہام ہوا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصےٰ میں دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ کے سلام کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیکم السلام اے مامور من اللہ۔ پھر دیکھا کہ تجلیات الہیہ کا ظہور ہوا تو میں سجدہ میں گر گیا الہام ہوا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

۴ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔

۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا پھر یہ الہام ہوا۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تقویٰ اور صحبت صادقین پر وعظ کرتے دیکھا۔ جس سے بہت متاثر ہوا۔ بیدار ہوا تو زبان پر واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین

۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ بدستور سابق زیارت آنحضرت سے مشرف ہوا۔ اور یہ دعا کرتا بیدار ہوا۔ اللھم اکرمنی بالعلم والعقل والفھم

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت قدرے ناسازی ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب نصرۃ الحق کی تصنیف میں عموماً مصروف رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کچھ خاص سنت اللہ ہے کہ جب کبھی کوئی تصنیف شروع ہوتی ہے تو عموماً آپ کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہوتی ہے اور اسی ناسازی طبیعت میں وہ حقایق و معارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں کہ جو پہلے دیکھے یا سنے نہیں ہوتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور تعلق کا جو حضرت حجۃ اللہ سے ہے پتہ لگتا ہے اور تائید الہی کا ثبوت ملتا ہے نا عاقبت اندیش مخالف اس حال کو دیکھ نہیں سکتے لیکن یہاں کے رہنے والے ان حالات کو مشاہدہ کرتے اور ایمان میں ترقی اور لذت پاتے ہیں۔

خاندان رسالت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہے

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا کے فضل و کرم سے تندرست اور خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامۃ کی صحت الہام الہی کے بعد یوماً فیوماً ترقی کر رہی ہے الہم زدفزد آمین۔

۳۔ مولوی سید محمد احسن صاحب بدستور امروہہ میں تشریف رکھتے ہیں۔

۴۔ موسم کی حالت بدستور سابق ہے البتہ شدید سردی اور خنکی اب نہیں رہی جو موسم کی طبعی حالت کے موافق کم ہونی چاہیے تھی تاہم ان ایام کی معمولی سردی کے بالمقابل سردی زیادہ ہے۔ ۷ اور ۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو اچھی بلکہ بہت بارش ہوئی اولے بھی پڑے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے

۵۔ دار الامان میں موسمی عوارض کے ساتھ پلیگ کی چند واردا تیں بھی ہوئی ہیں اس مرتبہ بچے عموماً پلیگ سے ہلاک ہوتے ہیں۔ غیر معمولی سردی بھی ان وارداتوں کے اسباب میں معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے اور ہم سب کو توفیق دے کہ حضرت حجۃ الاسلام کی وصایا اور نصایح پر عمل کرنے کے قابل ہوں۔ اور اسطرح پر اس زہر کا تریاق بہم پہونچا سکیں آمین

۶۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا خرچ سال رواں کے لئے سات ہزار چھ سو روپیہ تخمینہ ہوا ہے جسکی ذمہ دار اخلاقی طور پر احمدی قوم ہے اور انشاء اللہ العزیز امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے سکول کی موجودہ حیثیت اور وقعت کو قایم رکھنے کی طرف پوری توجہ کریگی۔

درخواست دعا

مولوی غلام قادر صاحب ملسیان ضلع جالندھر سے اور پیر برکت علی صاحب موضع نل ضلع گجرات سے لکھتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں پلیگ ہے احباب اپنی جماعت کی حفاظت کیلئے دعا کریں

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات میں

ایک بے لوث رائے

معزز ہمعصر اردو اخبار لاہور نے اپنی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کی تازہ ترین اشاعت میں حضرت اقدس کے کرشن اوتار ہونے پر ایک مختصر معنی خیز بحث کی ہے جو ہمعصر موصوف کی نیک نیتی بے تعصبی اور ملکی خیر سگالی کی ایک دلیل ہو سکتی ہے میں ناظرین الحکم کے فایدہ کیلئے بلا کم و کاست چھاپ دیتا ہوں۔

ایک نیک تحریک

اگرچہ ہمارے دیکھنے میں تو نہیں آیا۔ مگر ایک لوکل اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب میرزا قادیانی نے ایک طول طویل اشتہار پچھلے دنوں لاہور کی دیواروں پر چسپاں کیا گیا تھا۔ جس میں کرشن جی ہونے پر زور دیا گیا تھا۔ اور اپنے اس دعوے کا ثبوت قرآن مجید میں سے دیا تھا۔ ہمیں نہایت ہی مسرت ہوئی۔ اس وجہ سے کہ ایک ایسے بزرگ کی بزرگی کا ثبوت قرآن مجید میں سے دیا جاتا ہے۔ اور اہل اسلام کے ایک مقتدر گروہ کا لیڈر اس دعوے کو پیش کرتا ہے جسے ہندو لوگ نہایت ہی تعظیم و تکریم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس سبب سے کہ ہندو و مسلمانوں کے درمیان رشتہ اتحاد مضبوط ہونے کو ہے۔ اس سے پیشتر گورو نانک جی مہاراج کی مثال اس بارہ میں پیش کی جایا کرتی تھی۔ کہ انہیں اہل اسلام بھی اسی عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جس توقیر سے کہ ہندو اور سکھ یاد کرتے ہیں۔ مگر اب یہ دوسری مثال بڑی بڑی خوش آئند امیدوں کا منہ دکھاتی ہے۔ اگرچہ بعض کوتاہ اندیش اخبار نویس جناب میرزا صاحب کے اس اشتہار پر انہیں طعنے دے رہے ہیں۔ اور ان کے منہ آکر جو منہ میں آتا ہے نکال دیتے ہیں۔ مگر ہم تو ان کی تعریف کئے بغیر نہ رہیں گے کہ انہوں نے خواہ کسی خیال سے ایک ایسے میدان میں ہندو مسلمانوں کو قدم رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ جو انجام میں نہایت ہی مفید نتایج کا باعث بنیگا۔ ہمیں یقین ہے کہ جب اہل اسلام ہندوؤں کے بزرگوں کو عزت کی نظر سے دیکھیں گے۔ تو ہندوؤں کو دیوانے کتے نے تو نہیں کاٹا۔ کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کے بزرگوں کی شان میں خرافات بکیں۔ اور جب اسطرح ایک دوسرے کے پیشواؤں کا وقار اور اعزاز مد نظر رکھے گا۔ تو وہ رنجشیں جو ان دونوں سربرآوردہ قوموں کے درمیان بعض جاہلوں کی وجہ سے پھیلی ہوئی ہیں۔ جلدی مبتدل بہ اتحاد ہو جائینگی ہم اس دن کا شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ مگر جبتک دونوں قوموں کے معزز اور مقتدر لیڈر اس بارہ میں تقدس مآب مرزا صاحب سے سبق نہ لیں۔ ہماری آرزو کا پورا ہونا محال نظر آتا ہے۔ کاش! بہی خواہ رہنمایان ملک و قوم اس نکتہ کیطرف جلدی دھیان دیں +

+ فٹ نوٹ۔ اس اشتہار کا مشتہر حضرت اقدس کا ایک مرید ہے ایڈیٹر

ناظرین سے پانچ منٹ

الحکم بذریعہ مشین - میں اس کو بھی خدا تعالیٰ کا فضل خاص سمجھتا ہوں کہ میری مشین کی تجویز پر بہی خواہانِ الحکم مسرت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ہر طرح سے میری مدد کو آمادہ ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ میں اب صرف یہ اعانت چاہتا ہوں کہ وہ اگست ۱۹۰۵ء تک مجھے مجوزہ ۸۰۰ خریدار پانچ روپیہ سالانہ دینے والے مہیا کر دیں۔ اس سے بڑھ کر اور اعانت کیا ہوگی الحکم کی تبلیغ اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اسکی وقعت پہلے سے زیادہ ہوگی اور اس کے مالی مشکلات میں سہولت پیدا ہو جائیگی انشاء اللہ العزیز۔ فی الحال میں ذیل میں ان کرمفرماؤں کے اسمائے گرامی درج کرتا ہوں جنہوں نے جدید خریدار بھیجے ہیں۔ ان خریداروں کا سلسلہ نمبر ۱ سے شروع ہوتا ہے تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ کسقدر خریدار اور ہونے چاہئیں۔ اگر الحکم کا ہر ایک خریدار ایک ایک ہی خریدار اور بہم پہونچا دے تو ایک ہفتہ میں یہ تعداد پوری ہو سکتی ہے۔ بہر حال ناظرین الحکم کی عالی ہمتی اور سعی کی ضرورت ہے۔

جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے جو الحکم کے خاص معاون ہیں اور پہلے کئی خریدار الحکم کو دے چکے ہیں اس جدید سلسلہ میں فی الحال ایک (۱) خریدار بھیجتے ہیں۔

جناب بابو **محمد عثمان** صاحب الہ آباد سے ایک (۲) خریدار کے نام الحکم جاری کراتے ہیں۔

جناب ابو غلام حیدر صاحب قصور سے ایک (۳) خریدار بھیجتے ہیں۔

جناب مولوی عبدالحکیم صاحب پورنیاں (بنگال) سے ایک (۴) خریدار بھیجتے ہیں۔

مولوی صاحب بھی الحکم کو کئی خریدار دے چکے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مستقل سرمایہ کی تحریک - میرے مکرم و مخدوم ڈاکٹر سید جلال صاحب سالی لینڈ برائے ایک تجویز و تحریک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں کیلئے مستقل سرمایہ کے متعلق بھیجتے ہیں۔ میں مناسب ہوا تو اگلی اشاعت میں اسے چھاپ دوں گا۔ انشاء اللہ۔ میری اپنی رائے ہے کہ تجویز بہت ہی قابل قدر اور اکابران ملت کے لئے خاص غور کے لائق ہے۔

علمائے اسلام کی خدمت میں عرض

اے علمائے اسلام یہ خاکسار آپ لوگوں سے ایک مسئلہ کی تحقیق چاہتا ہے جس کی نسبت آجکل بہت کچھ بحث مباحثے ہو رہے ہیں اگر آپ اسمیں ضد اور تعصب کو چھوڑ کر محض نیک نیتی اور حق پسندی سے جواب دیں تو کیا عمدہ بات ہے۔ کہ اعانت اسلام سے آپ لوگ خدا کے نزدیک ثواب حاصل کریں اور طالب حق کا آپکی ذات سے فیضیاب ہو کر اپنی مراد کو پہونچے وہ مسئلہ یہ ہے کہ دنیا میں جو مجوس ہنود وغیرہ قومیں آباد رہ چکیں یا ہیں یہ بھی اہل کتاب کسطرح ابتدا میں کوئی آسمانی کتاب اور رسول رکھتے تھے یا نہیں۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ ہنود و مجوس وغیرہ اقوام کی طرف ابتدا میں رسول آئے ہیں۔ مگر زیادہ مدت کے گذرنے کے سبب اصل تعلیم جاتی رہی جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا حال ہے تو کیا اس قسم کے اعتقاد والے کو شرعاً کافر کہنا جائز ہے یا نہیں پہلی صورت سے دوسرے کا بھی فیصلہ ہو سکتا ہے مگر اس کو اس واسطے زیادہ کیا جاتا ہے کہ شکی حالت میں فتوے کفر کی حقیقت کیا ہے راقم ذیل میں اپنی تسلی کے لئے اس خیال کو بھی ظاہر کر دیتا ہے کہ جو صاحب اس بارہ میں جواب لکھنا چاہیں وہ میری اس تقریر کا لحاظ رکھیں کہ راقم ہر قوم اور ہر مذہب میں رسولوں کا ہونا تسلیم کرتا ہے بموجب آیۃ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ لہذا مجیب مخالف کو جواب کو نہیں ماننا آیۃ مذکورہ کا خیال رہے نیز شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کتاب الجزیہ میں زیر شرح اس حدیث کے کہ لم یکن عمر اخذ الجزیۃ من المجوس حتی شھد عبدالرحمٰن بن عوف ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخذھا من مجوس ھجر۔ اسطرح لکھا ہے باید دانست کہ گرفتن جزیہ از مجوس باعتبار بودن ایشان است از اہل کتاب چنانچہ روایت کردہ آن را شافعی و عبدالرزاق وغیرہ ایشان باسناد حسن از علی رضی اللہ عنہ بودند مجوس از اہل کتاب کہ میخواندند آنرا و اہل علم کہ درس میکردند آنرا پس شراب خورد امیر ایشان وافتاد بر خواہر خود۔ پس چون صبح کرد طلبید اہل طمع را و بخشش کرد بر ایشان و گفت بود آدم کہ تزویج میکرد اولاد خود دختران خود را پس اطاعت کردند اہل طمع او را و کشت کسے را کہ مخالفت کرد پس محو شد طبع

کردہ شد بر کتاب ایشان و بر دلہائے ایشان پس باقی نماند نزد ایشان چیزے۔

ایسا ہی موضح القرآن میں لکھا ہے مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں پیچھے سے بگڑے ہیں یا سرے سے غلط ہیں۔ الغرض اس قسم کی نوشتیں اس اعتقاد کی موید ہیں جو خاکسار نے درج کیا اس مسئلہ میں میں غلطی ہے تو واقفان شریعت اسلام پر واجب ہے کہ اپنے دینی بھائی کو اس غلطی سے کسی معقول دلیل کے ساتھ مطلع کیا جاوے اور اگر میں حق پر ہوں تو مجھے کافر کہنے والے بھائی کی ہمدردی فرمادیں اور اس مسئلہ کو مدلل بیان کر کے فلاح دارین حاصل کریں۔

بذریعہ اخبار البدر یا الحکم قادیان فریقین اس مسئلہ کی تحقیق دیکھ سکتے ہیں جو صاحب اس قسم کے مضمون کو ان اخباروں میں بوجہ غیر احمدی ہونے کے درج نہیں کرا سکتے وہ بذریعہ سراج الاخبار جہلم اپنی تحقیق ظاہر فرمادیں۔

راقم ایک طالب حق خریدار الحکم ۹۹۵

ایڈیٹر الحکم۔ اگر اس مسئلہ پر غیر احمدی علماء متانت اور معقولیت سے قلم اٹھائیں اور میرے پاس بغرض اندراج مضمون بھیجدیں گے تو میں اسے مناسب ریمارک کر کے انشاء اللہ درج کر دوں گا۔

الوصیت اور پنجہ فولاد

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو اشتہار الوصیت کے نام سے شایع ہوا ہے اس پر معزز معصر پنجہ فولاد رقمطراز ہے

مرزا صاحب قادیانی کو ایک تازہ کشف

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعیٔ مسیحیت و مہدویت نے ۲۴ فروری کے الحکم میں الوصیت کے عنوان سے اپنا ایک تازہ کشف جو انہیں ۲۶ فروری کی رات کو ۴ بجے ہوا ہے لکھا ہے۔ اس کشف میں کسی نئے دعوے یا کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ یہ کشف پند و نصیحت سے بھرا ہوا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مینے دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہو گیا۔ مرزا صاحب نے اس کشف کے ضمن میں جو نصیحتیں کی ہیں۔ وہ ضرور قابل عمل ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ دوستو اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت

مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہیں۔ اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو۔ اور تقوے کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ۔ عجب بدبخت وہ لوگ ہیں جو صرف مذہب اس بات کا نام رکھتے ہیں۔ کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دار و مدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آ رہے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسے سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا میں نہیں آئے ان چالاک لوگوں کی پیروی مت کرو جن کے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہیں۔ جو دوسروں کو خدا کی طرف بلاتے اور آپ اس سے دور ہیں۔

اسی پر معزز اخبار عام لکھتا ہے۔

خوف طاعون - بہر حال ہفتہ ہذا میں کل ہندوستان میں ۳۱ ہزار ۵۳ کیس اور ۲۷ ہزار ۸۳۷ فوتیاں۔ یہ افاقہ قلیل ہے لیکن قابل شکر اور تعانسلا ہے۔ ادہر میرزائے قادیانی تقدس مآب سخت خوف دلاتے ہیں اور بذریعہ اشتہارات کے عوام الناس کو ڈرا رہے ہیں کہ ابھی کیا ہے اور بھی سخت طاعون آنے والا ہے وہ قہر خدا کیسا تباہ کنندہ ہوگا۔ اور فرماتے ہیں کہ تقوے کرو تقوے کرو۔ وہ فرماتے ہیں کہ طاعون پڑنے کی پیشگوئی ۲۶ سال پہلے براہین احمدیہ میں کر دی تھی وہ آج کئی سال سے پوری ہو رہی ہے اور اب کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ یہ تو آنیوالے قہر خدا کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے وہ بہت سختی سے نازل ہوگا۔ اس اعلان کے مضمون پر کچھ کہنا فضول ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا ہے کہ تقدس مآب مرزا صاحب اپنے پیروان اور مریدان باوقار کی تعداد کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ مقدمات گذشتہ کے نتیجہ خاطر خواہ پر بھی بہت فخر سمجھا جا رہا ہے۔ بعض لوگ اسکو بھی قتل لیکھرام سے کمتر پایہ کا معجزہ نہیں سمجھتے ہیں خصوصاً جبکہ انکو خواہ مخواہ تکلیف دینے والے منصف حاکم نے بھی طرح طرح پر تنہا اپنی کرتی کا پہل پایا تہا وہ حکام بالا دست کیطرف سے تھا کہ جسمیں کچھ چون و چرا نہیں ہو سکتی ہے۔

سردار محمد ابراہیم خانصاحب کے نام خط

وہ تو شان اپنی دکھا دیتا ہے ہر ایک بات میں
پیر اگر دیکھو نہ مجھ کو تو قصور آنکھوں میں ہے

مکرمی جناب خانصاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آج ۷ ارجنوری کو آپ کا رجسٹرڈ خط پہونچا کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے مجھے پختہ امید تھی کہ آپ ۲۴ ارجنوری کے الحکم کو پڑھکر کسی صحیح نتیجہ پر پہونچ جاوینگے۔ مگر آپ کے عنایت نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ایک مشغلہ سمجھا ہوا ہے اگر یہی ہٹ دھرمی کا خیال دامن گیر رہا تو سوائے تضیع اوقات کے اور کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوگا افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ نے میرے بار بار کے لکھنے پر بھی تمسخر ایسے بد طریق کو ترک نہیں کیا۔ ہاں میں کوشش کرونگا کہ آپ کے خط استہزائیہ مقامات کو بے جواب چھوڑ دوں آپنے جو بیت (رفع کے ترجمہ) برداشت کے جواب میں (گلستان) کی حکایت کے مژدہ پیش نوشیروان عادل برد وگفت کہ فلان دشمن ترا خدائے عزوجل برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا فرو خواہد گذاشت)
پڑھکر ایک مزید عرصہ کے بعد کرہا کے دو تین اشعار کی تشریح طلب کی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ ان اشعار کی تشریح سے کیا فائدہ اٹھائیں گے اگر بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو ان میں سے زیادہ غور کے قابل تو مصرعہ کہ عرش مجید ش بود متکا اور شعر سوار جہانگیر یکران براق۔ کہ بگذشت از قصر نیلی رواق۔ ہی ہے۔ اگر آپ اس آخری شعر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی حالت کو ظاہری اور جسمانی کذثابت کرنا چاہتے ہیں تو پھر اب کو اپنے اس استدلال کے مطابق اس بات کو بھی ماننا پڑے گا۔ کہ نوشیروان اور اس کا دشمن بھی اسی دنیوی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ دیگر آپنے لکھنے کو تو لکھدیا کہ میرے رسالہ میں حضرت عیسی علیہ السلام اور امام مہدی آخر الزمان کے جو حوالجات درج ہیں وہ قرآن اور کتب احادیث کے مطابق ہیں۔"
میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ آپکے رسالہ میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جسمیں اسی اسرائیلی اور موسوی مسیح کا دوبارہ آنا بیان کیا گیا ہو اس موقع پر اگر آیت ہے تو وعد اللہ الذین امنو منکم وعملو الصلحت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم کا حوالہ دیتے تو واقعی ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہ ہوتا اب میں چاہتا ہوں کہ باقی آپ کی تحریر کو قولہ اور اقول کے طریق سے بدل دوں

قولہ۔ آپ لوگوں کے پیر مرزا صاحب قادیانی نے جناب رامچندر جی کرشن جی اور گرو نانک صاحب کو نبی بیان کیا ہے ۔ ۔ ۔ حالانکہ مذہب موخر الذکر میں شراب خوری وغیرہ الخ

اقول۔ آخر اس اعتراض اور تعجب کی کوئی وجہ بھی تو پیش کرنی چاہیے تھی۔ کیا اہل ہنود کا پیدا کنندہ نعوذ باللہ کوئی اور ہے۔ خان صاحب کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس قسم کا اعتراض اور تعجب کریں پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی اسمائے مبارک کی ایک فہرست تو شایع کریں پھر اگر انکی شایع کردہ فہرست میں رامچندر جی وغیرہ کا نام نہ آیا تو اس حالت میں ہم ان کے اعتراض کو وقعت دینے کے قابل ہو سکیں گے۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ جہاں آپنے شراب خوری وغیرہ کا حوالہ دیکر اعتراض کیا ہے وہاں آپ نصاریٰ کے موجودہ طریق عبادت کو دیکھکر کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور نبوت پر بھی اعتراض کر دیں۔

قولہ۔ اور مرزا صاحب قادیانی نے جو آپ لوگوں کو دہوکے میں ڈالدیا ہے کہ اگر میں جھوٹے دعاوی پر ہوتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس چوبیس سالہ عرصہ میں زندہ نہ چھوڑتا الخ

اقول مجھے خان صاحب کے اس اعتراض پر صرف افسوس ہی نہیں ہوا بلکہ رنج بھی ہوا ہے یہاں پر انہوں نے آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ اگر ان کو قرآنی معیار پر اطلاع نہیں تھی تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفین کی رات دن کی منصوبہ بازیوں کو ہی دیکھکر فیصلہ کر لیتے کہ کیا وجہ ہے کہ باوجود مخالفت شدیدہ کے بھی یہ سلسلہ ایک غیر معمولی ترقی کر رہا ہے مگر ہمارے معترضین کو اتنی بصارت ہی کہاں نصیب ہے کہ وہ اس سے دیکھکر منصفانہ فیصلہ کر سکیں معلوم نہیں ایڈیٹر صاحب سراج الاخبار اور اخبار اہلحدیث اس معاملہ میں کیوں خاموش ہیں کم از کم ایمانداری سے وہ اتنا ہی بتا دیں کہ گورداسپوری مقدمات کا انجام الہامات کے مطابق اور راستی ہوا ہے یا نہیں۔ اگر ان دونوں صاحبوں کے نزدیک ایک الہام بھی منجانب اللہ نہیں تو وہ آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کے اثر سے کیوں بچ رہا۔ میں خانصاحب کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ فرعون اور شداد کے بیہودہ اور متکبرانہ دعاوی کا حوالہ غلط اور سراسر غلط ہے اسلئے کہ ان کا دعوے خود ہی بتا رہا ہے جو ان کا انجام ہوا وہ آپ سے بھی مخفی نہ پوشیدہ نہ ہوگا۔

قولہ۔ اگر مرزا غلام احمد صاحب سرغنہ جماعت معروف احمدیہ کے راستباز عالم ہوئے تو وہ بھی مانند حکیم صناعی مصنف نام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے کوئی دینی مسایل اور دینی تعلیم میں یادداشت چھوڑ جاتے الخ نہ کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے دعاوی کے پیچھے پڑے رہتے

اقول خان صاحب کے اس اعتراض سے ان کی اپنی ہی قرآن دانی اور دینی معلومات کی ساری قلعی کھل گئی گویا ان کے نزدیک ابھی دین کی تکمیل نہیں ہوئی۔ اگر وہ سچ مچ کسی ترمیم کی آرزو رکھتے ہیں تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے عقاید اور انکی مرمہ نماز کی طرف اپنی توجہ کو معطوف کریں۔ ہمارے مخالف مولویوں میں سے کیا کوئی یہ بتا سکتے ہیں کہ جس فرضی مسیح کی ان کو امید لگی ہوئی ہے وہ دوبارہ آکر نام حق اپنے نام اور مشن کی کوئی کتاب شایع کریگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں احادیث میں جس سچے مسیح کا ذکر ہے وہ اسوقت موجود ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ منصب کو بخوبی انجام دے رہا ہے۔ جس کا ذکر خیر آپ نے بھی اپنے رسالہ کے صفحہ ۲ دو پر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود کو حدیث میں **سلطان القلم** کہا گیا ہے۔ باقی آپ کا یہ اعتراض کہ صرف مسیح کی وفات کے ہی پیچھے پڑے ہوئے ہیں کسی پہلو سے بھی ٹھیک نہیں ہیں نے تو یہ کبھی نہ سنا کہ آپنے قرآن کو پڑھتے ہوئے آیات انی متوفیک اور فلما توفیتنی کو چھوڑ کر ناتمام چھوڑ دیا ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ آیندہ اپنے اور خاکسار کے قیمتی وقت کا ضرور خیال رکھا کریں گے۔

خاکسار محمد حسین مسافر

اس خط کے متعلق اسقدر ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سردار محمد ابراہیم خانصاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ایک مختصر پمفلٹ فارسی زبان میں لکھا تھا میرے پاس بھی بھیجا تھا میں اسے آجتک نہیں دیکھ سکا۔ میرے مکرم بھائی احمدی مسافر کے ساتھ انکی خط و کتابت ہوئی ہے اور مسافر نے ذیل کا خط لکھا ہے جو ناظرین کی دلچسپی کیلئے چھاپ دینا مناسب سمجھا گیا ہے خصوصاً اس لئے بھی سردار صاحب نے اپنا خط بھی کسی اخبار میں چھپوا دیا ہے

ایڈیٹر

دشمنوں میں پھوٹ

(نمبر ۲)

سب میں مشتاق زیارت رخ سے الٹو نقاب
اک زمانے کو تمہاری حسرت دیدار ہے

میں امرتسر کے مولوی فاضل ایڈیٹر اہلحدیث کو ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ آپ حد سے بڑھنا چھوڑ دیں اور اپنی فی الواقع غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لیں تو بہتر ورنہ آپ کا بظاہر اسلام کا حامی کہلانا اور حقیقت میں اسکی پاک تعلیم پر کاربند نہ ہونا کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں کریگا لیکن افسوس کہ میری مشفقانہ رائے کی پوری قدر نہ کیگئی خود تو مولوی فاضل صاحب نے بڑی کوشش کی ہے کہ جسطرح ہوسکے وہ ڈھکے ہی رہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ایک منصف مزاج اور دلی دوست مقام آگرہ نے حسب ذیل طریق سے ان کے نقاب کو الٹ دیا ہے امید ہے کہ ناظرین الحدیث انکی زیارت سے مشرف ہوکر ایڈیٹر ہمدرد آگرہ کے شکرگذار ہو نگے۔ ایڈیٹر

مباحثہ نگینہ اور اخبار اہلحدیث امرتسر کی کلہ درازی

(منقول از رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ)

ناظرین رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کو معلوم ہوگا کہ ہمنے گذشتہ اشاعت ماہ شوال المکرم میں بہ تمنا و خواہش جناب حکیم **محمد المرتضیٰ علیم صاحب** نگینوی کے **رکوب السفینہ فی مناظرۃ النگینہ** پر منصفانہ رائے کا اظہار کیا تھا کہ جسکو منصف مزاج حکیم صاحب موصوف نے بطور ایمانداری تسلیم فرماکر آیندہ کیلئے احتیاط کا اعتراف کرکے رنج کو دفع کر دیا تھا مگر ابوالوفا **ثناء اللہ** امرتسری کے پیٹ میں حکیم صاحب کا انصاف دیکھکر چوہے قلابازیاں کہانے لگے اور بیچارے غریب کا پیٹ پہولکر کپہ ہوگیا اور باؤ مخالف یا مخالفت کا گولہ باوفر کیطرح انتڑیوں میں گھومنے لگا ہر چند روکا مگر رک نہ سکا۔ بات کہی تو ایسی جیسے گدھے کی لات۔ آواز نکالی تو ایسی جیسے سارا جہان نہیں تو کم از کم ان کا مطبع تو ضرور ہے لاعون حق کا گھر ہلگئے۔ بات کیا بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ کڑوا کریلا اور پھر نیم پر چڑھا ہے نہ لکھے نام محمد فاضل نہیں نہیں **مولوی فاضل**۔ اب سنئے حضرت فاضل امرتسری کی فضیلت اور ایمانداری۔ آپ اخبار اہلحدیث ۲۰ ارجنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۸ کالم (۱)

مین رسالہ ہمدرد اسلام کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہین۔

اہلحدیث۔ رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کے ایڈیٹر صاحب نے اسلامی ہمدردی کا ثبوت دینے کو مباحثہ مذکورہ (یعنی مباحثہ نگینہ) پر چند اعتراض نمبر ۱ جلد ۹ مین کئے ہین۔

رسالہ ہمدرد اسلام۔ واہ جی لڑاکا امرتسری آپ نے معترضے کہا کیا ہی کہنے مین کیا خوب اسلامی ہمدردی تو شاید اسی کا نام ہوگا کہ آپ اور آپ کا مطیع الہحدیث جو کچھ بھی غلطی کرے مگر اس کو حق اور ناحق مان ہی لیا جائے اگر کہین بدقسمتی سے ذرا بھی اوسمین شک لایا تو فوراً اسی وقت دائرہ اسلام اور ہمدردی سے باہر آیا۔ کیونکہ اب دنیا مین سوائے آپ کے اور اسلام کا ہمدرد باقی ہی کون ہے معاف کیجئے یہ آپ ہی کا کام ہے دیکھو ہم ایسے ہمدرد اسلام نہین ہین کہ آپ کی ایسی فحش[ع] اور بیجا غلطیونکو بھی مان ہی لیا کرین یہ تھوڑا ہے کہ جو آپ باوجود اپنی اس موجودہ اور غیر قابل لیاقت کے دو ایک جگہ مباحثہ مین مقدمۃ الجیش بنگئے بوجہ اس کے کہ فریق ثانی بھی ماشاء اللہ آپ ہی جیسے کمزور لیاقت کا تہا ورنہ جناب خاموش رہے ورنہ آپ کی لیاقت اور ناحق کی زبان زوری صاف اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ آپ مین ہرگز ہرگز ایسی لیاقت نہین ہے کہ جو اہل اسلام آپ جیسے لڑاکا شخص کو کسی مہذب کمیٹی یا جلسہ مین گویائی یا شرکت تاہی حق دین۔ کیونکہ آپ کی خانہ جنگی اور فرقہ احناف کے دل آزاری اور آپکے کفر کا فتوے صاف مسلمانونکو آیندہ اس امر سے روک رہا ہے کہ آپ کسی مباحثہ مین مقدمۃ الجیش بنین۔ اگر آپ طالب ہونگے تو ہم اس کے کافی وجوہات اور آپکی بیجا غلطیان بھی نشان دے دے کر بتلا دینگے کیونکہ آپ کی لیاقت اور علمیت گولرکے پیٹ جیسی مثال رکھتی ہے جسکو ہم ہی خوب جانتے ہین۔

اہلحدیث۔ گو وہ اصل مضمون مناظرہ کے متعلق نہین ہین تاہم چونکہ انہون نے ان اعتراضات کو شایع کردیا ہے اگر جواب ان کا یہی ہوسکتا ہے اس لئے ان کی غلطفہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کے لئے جواب لکھا جاتا ہے

رسالہ ہمدرد اسلام۔ اگر آپ کا ایسا منشا ہے کہ ہم آپ کے مباحثہ نگینہ کی اندرونی غلطیون سے بھی آپ کو مطلع کرین تو آئیے بسم اللہ۔ ورنہ ہم نے تو در اصل پوشیدہ غلطیونکو پوشیدہ ہی رکھکر ظاہری لباس کی غیر موزونیت پر اپنی مصنفانہ رائے کا اظہار کیا تہا مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصل مضمون کے متعلق بھی کچھ کلمات حق سننا چاہتے ہین اس لئے اگر آپ اجازت دین تو ہم طیار ہین مگر آپ کا یہ کہنا کہ "جنہنے ان اعتراضات کو شایع کردیا ہے اسلئے انکی غلط فہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کیلئے جواب لکھا جاتا ہے"۔ صریح اس امر کی تمہید ڈالتا ہے کہ ہم آپکے شجرہ نطلکی اصل حقیقت بیان کرین اور آپ کی دنیا سازی اور ٹکے کمانے کے حیلے پبلک پر ظاہر کرین آپ اپنی اندرونی غلط فہمی کی تو اصلاح کر ہی نہین سکتے دوسرونکی غلط فہمی کی تو اصلاح کر ہی نہین سکتے دوسرونکی حق فہمی کو غلط فہمی ثابت کرنا تو ذرا ٹیہری کہیر ہے اور آپ پبلک کو اصل حال سے کیا اطلاع دیسکتے ہین جبکہ خود آپ ہی کو اپنی غلطیونکا سو ملکی علم نہین ہے۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند

باقی بشرط ضرورت

علمی اور انتخابی مضامین

کبھی کبھی لئے علمی اور دلچسپ مضمون دوسرے معصرون سے منتخب ہوکر الحکم کے کالمون مین چھپ جانے بھی ضروری ہین خصوصاً ایسے مضامین جنسے اسلام اور اہل اسلام کی عظمت کا پتہ لگتا ہو سندرجہ ذیل مضمون جو معزز معاصر گداز سے لیا جاتا ہے قدیم

علم کیمیا

یہ خیال کرکے ہم بارہا شرمائے ہین اور بہت شرمائے ہین کہ ہماری موجودہ کیمیا گری ایک بے بنیاد ہوس اور ایک نہ پورا ہونیوالی آرزو ہے جو شوق ہمین بالخواہ کی طرف متوجہ کرتا ہے وہ ارمان بنکے ہمیشہ ہمارے کیمیا گرون کے دل ہی مین رہا اور رہیگا۔ اور جو پیاس ہمین اس وہمی آرزو کی طرف متوجہ کیا کرتی ہے وہ کبھی بجھنے والی نہین۔

کیمیا گری کے خبط مین ہمارے ہزارون دوست اور بزرگ مبتلا ہین۔ انکی محنتون نے جسطرح ہمیشہ ایک تاؤ کی کسر رکھی ویسے ہی انکی کوششون نے انہین زندگی بہر کے لئے دین و دنیا دونون سے کہویا۔ ہم صدہا واقعات سن چکے اور سنتے رہتے ہین کہ کیمیا گری کے فریب مین پہنسکے لوگ کیسے کیسے بے وقوف بنے۔ اور انہون نے کیسے کیسے نقصان اٹھائے۔ مگر افسوس اس ہوس مین ایک شمہ برابر بھی کمی نہ ہوئی اور اس مرض استسقا والون کی پیاس کبھی بجھنے کو نہ آئی۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے کیمیاگر ہمیشہ ہی اور ایسے ہی تھے یا کبھی ان کی حالت اس سے اچھی اور بہتر بھی؟ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی ہمیشہ یہی حالت تھی تو ہم ندامت کے دریا سے نہین نکل سکتے۔ اور دنیا کی ترقی یافتہ قومون کے سامنے سر نہین اٹھا سکتے۔ لیکن اگر اس کا جواب یہ ہو کہ نہین ہماری یہ بھی موجودہ ادبارنصیبی کا ایک نمونہ ہے کہ کیمیا گری کی یہ حالت ہورہی ہے۔ ورنہ ہمارے پرانے کیمیا گر کمسٹری کے اصلی منافع کو سمجھے ہوئے تھے اور انہون نے اس فن سے بہت کچھ صحیح نتایج حاصل کئے تھے تو البتہ ہم کچھ نظر اٹھا سکین گے۔

کیمیا گری ہماری موجودہ اصطلاح مین اس چیز سے عبارت ہے کہ کسی کو سونا یا چاندی بنانے کا نسخہ ہاتھ آجائے۔ جو ایک عنقا ہے جسنے اپنی وہمی ہستی پر ایک عالم کو گرویدہ بنالیا ہے۔ ہوس اسکے پرون کے سایہ مین پرورش پاتی ہے۔ اور طمع اس کے خیال کی پرستش کراتی ہے۔ یہی لفظ یورپ کے ملکون مین بھی ہے جسکا علمیہ مغربی لباس پہن کے "کمسٹری" ہوگیا ہے۔ اور اس سے مراد ترقی کرنیوالی قومون مین وہ فن ہے جو انسان کو مختلف اشیاء کو ملا کے اور ان کے اجزا کو نئی نئی ترکیبون سے مرکب کرکے نئی خاصیتون اور نئے تجربون کا پتہ لگانے مین مدد دیتا ہے۔ اس کی ابتدا اس سے ہوئی کہ مختلف پتیون کے عرقون کو باہم ملا کے نئے طبی مزاج پیدا کئے جائین۔ اور ترقی کے بعد یہ ہوا کہ دہاتون کا امتزاج کرکے نئے خواص دریافت کئے جانے لگے۔

یورپ نے اس مفید اور ضروری فن سے ایسے فایدے اٹھائے جو آج ساری دنیا مین نظر آرہے ہین۔ بھاپ اور برق کی عجیب طاقتین۔ تاربرقی۔ ریل جہاز رانی۔ اور بہت سی کلین۔ سچ پوچھئے تو سب اسی کی برکتین ہین۔ اور اسی فن کے ذریعے سے انسان نے محسوس طریقے پر اپنے آپ کو اشرف المخلوقات ثابت کیا ہے۔ غرض یورپ نے تو اس مفید فن سے ایسی ایسی برکتین حاصل کین۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے کیمیا گرون نے کیا کمال دکھایا۔ وہ اسی نقطہ پر رہے جس پر تھے۔ سونا اور چاندی بنانے کی ہوس مین عمرین تو عمرین قرن اور صدیان صرف کردین۔ اور فن مین ایک انچ بھی قدم آگے نہ بڑھا سکے۔ بلکہ فضول تضیع اوقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ روز بروز بجائے آگے بڑھنے کے اور پیچھے ہٹتے گئے تنزل ہی نہین وقت اور عمر عزیز کے ساتھ انہون نے اپنے اخلاق بھی کھودیئے نقیری کا نام لیا۔ اور خرقہ مشائخی کو مکاری و کیادی کا جامہ بنایا۔ ظاہری صورت بے پروا اور قانع لوگون کی بنائی اور دل مین بندۂ ہوا و ہوس ہوگئے۔ اور اس سے بھی بڑھ کے یہ کیا کہ انتہا کے جعلساز۔ مکار۔ ڈاکو۔ لوٹیرے اور اول درجہ کے بدمعاش ثابت ہوئے۔ یہ ہے وہ کیمیا گری جسپر ہمارے ملک۔ ہماری قوم ہمارے بزرگون۔ اور ہمارے ولیون کو ناز ہے۔ اور جب یہ حال ہے تو بہلا کیمیا کا نام آتے ہی ہم کیون نہ شرمائین؟ اور یہ ریاکاری کی نقیری ہمین کیون دریائے ندامت مین نہ غرق کرے؟

اس کو ہم مانتے ہین کہ کیمیا گری کے فن مین سوا اس عہد کے کبھی ترقی نہین ہوئی تہی۔ اور جو کرامات و معجزات یورپ والون نے اس فن کے ذریعے سے دکہا دیے مین کوئی قوم نہین دکہا سکی تہی۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ اور ندامت تو اس بات کی ہے کہ اورون نے اگر ترقی نہین کی تو بدنامی بھی نہین اٹہائی۔ اور ہم نے یہ کیا کہ اپنے اصلی ہنرون اور دیگر اخلاقی کمالون کو بھی اس فن مین پڑکے اور کیمیا گری کا نام لے کے کھودیا۔ اور جہان تک پتہ لگایا جاسکتا ہے ہم بارۂ خاص مین ہم منفرد ہین۔

کیا ہم ہمیشہ ایسے ہی بدنام تھے؟ اور ہماری کیمیا گری ہمیشہ سے ایسی ہی تہی؟ مین سمجہتا ہون کہ نہین ہم نے کبھی اس فن سے اچھے فائدے بھی اٹہائے تھے۔ اور گو اس حد تک عروج کمال پر نہین پہونچ سکے مگر کچھ نہ کچھ ضرور دکہایا۔ تاریخین گواہ ہین کہ کاغذ کو چین نے بناکے دنیا مین پہیلایا ہم سے پہلے کاغذ نہ تہا۔ اور تہا تو دنیا کے کسی ایسے کونے مین چہپا ہوا تہا جہاتک کسی کی نظر نہ پہونچ سکتی تہی۔ گریک فایر (آتش یونان) جو لڑائیون مین نہایت خوفناک کام دیا کرتی تہی گو ہمین یونانیون سے حاصل ہوئی مگر ہم نے اس مین اتنا کمال پیدا کرلیا کہ جس مخالف فوج مین گریک فائر کا استعمال نظر آتا تو یہ بھی باور کرلیا جاتا کہ اسمین کوئی مسلمان ضرور موجود ہے۔ ورنہ وہ لوگ گریک فائر سے کام ہی نہ لے سکتے۔ بارود کا استعمال سب سے پہلے چین نے کیا اور ہمارے ہی پرہنر ہاتہون سے وہ یورپ کو ملی۔ اور اسی سلسلے مین یورپ والون نے توپ اور بندوق کے بنانے مین ہماری ہی شاگردی کرکے یہ کمالات حاصل کئے ہین اس وقت سے تین ہی چار صدی پہلے ہماری بنائی ہوئی توپون کا مقابلہ دنیا کی کسی قوم کی توپین نہ کرسکتی تہین۔ اور اسلام نے منجنیقون اور توپون کے بنانے کے جو کارخانے ہندوستان سے لیکے لمبارڈی کے علاقے تک قائم رکھے تھے

ع شاید فاحش مراد ہوگی ایڈیٹر الحکم۔

ان کا نام تپ توپون اور منجنیقون کے عمدہ ہونگی سند تھا۔ بیشک ہم کو نہ کبھی ایسی اعلےٰ بارود ایسی زبردست اور جلد کام دینے والی توپین اور بندوقین، اور نہ اس صفائی و خوبی کے جہاز بنانا نصیب ہوئے جیسے کہ مغرب کے موجودہ کارخانے تیار ہیں۔ ہم کو بھاپ اور برق کی قوتون کا بھی پتہ نہین لگا تھا۔ لیکن اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ یہ جدید۔ عالی شان۔ سبک اور پر رعب عمارت اسی بنیاد پر قائم کی گئی ہے جو ہمارے ہاتھ سے پڑی تھی۔ اور یہ ساری برکتین ہماری ہی کیمیاگری اور ہماری ہی کیمکل ہنرمندی کی بدولت ہین۔

اپنی موجودہ اور گذشتہ حالت کا اندازہ کرنے اور کرانے کے لئے ہم موجودہ مسلمان مہوسون کے مقابل مین چھٹی صدی ہجری کے ایک مسلمان مہوس کا واقعہ پیش کرتے ہین جس نے چاندی سونا بنانے کے جنون کے عوض دنیا کو ایک حیرت انگیز کمال دکھا دیا تھا۔

۵۸۶ھ مین شام کے ساحلی شہر عکہ پر یورپ کے صلیبیون کی سخت یورش تھی۔ شہر عکہ کے اندر مسلمان تھے۔ ان کو نہ خشکی کیطرف سے اور نہ دریا کی طرف سے فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے نایٹ گھیرے ہوئے تھے۔ سمندر کی طرف سے ہزارہا جہاز بیرونی آمدورفت کو روکے ہوئے تھے اور خشکی مین تینون جانب ہزارہا رسالے اور دستے محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ان محاصرہ کرنے والون فرنگیون کو صلاح الدین اعظم نے شکستہ کر کے گھیر لیا تھا۔ اور محاصرہ کرنے والے خود خشکی کی طرف سے محصور تھے گو ان کا دریائی راستہ نہین روکا جا سکتا تھا۔

فرنگیون نے شہر پر قبضہ کرنے کی بہت تدبیرین کین، مگر تین سال تک کوئی زور نہ چل سکا۔ اس لئے کہ عکہ کے اندر جو مسلمان تھے وہ بھی اس مستعدی سے لڑ رہے تھے اور حملہ آورون کی تمام کوششون کو اسطرح بیکار کر دیتے تھے کہ کسی طرح زور نہ چل سکتا تھا۔ فرنگیون نے آخر عاجز آ کے لکڑی کے تین برج بنائے جو ساٹھ ساٹھ گز اونچے تھے اور ہر ایک مین پانچ درجے یعنے پانچ منزلین رکھی گئی تھین۔ ان کے لئے نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی لکڑی بعض جزیرون مین جہازون پر لاد کے لائی گئی تھی۔ مگر چونکہ لکڑی کی تمام چیزین گریک فایر کے نذر ہوتے دیکھی گئی تھین۔ اور مسلمانان عکہ شہر پناہ پر سے مسلسل اس آگ لگانے والے مادے کی پچکاریان برسایا کرتے تھے لہذا اس کی مضرت سے بچانے کیلئے یہ تدبیر کیگئی تھی کہ ان برجون پر اوپر سے نیچے تک چمڑا منڈھ دیا گیا تھا۔ اور یہ چمڑے پر سرکہ، مٹی اور دیگر اجزا سے لاکے ایک قسم کا مسالہ لگا دیا گیا تھا۔ اور ایسا روغن پھیر دیا گیا تھا کہ ہزار پچکاریان ماری جائین برجون پر کچھ اثر نہ ہوتا۔ آگ ان پر اثر ہی نہ کرتی تھی۔

یہ برج جب پہیون کے ذریعے سے لڑھکائے اور کھینچ کھانچ کے عکہ کی شہر پناہ کے قریب لائے گئے تو ان کی بالائی منزلین شہر پناہ سے اونچی تھین۔ فرنگیون نے جب ان پر چڑھ کے آگ اور تیر برسانا شروع کئے تو مسلمانون نے حسب عادت آتش بار پچکاریان مارنا شروع کین اور جب خلاف امید نظر آیا کہ ان پر آگ اثر کرتی ہی نہین تو ہر طرف ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور اہل شہر بالکل مایوس ہو گئے۔ ایک شخص دریا مین کود کے اور فرنگیون کی نظر سے بچ کے تیرتا ہوا صلاح الدین کے پاس گیا۔ اور اسے اطلاع کی۔ صلاح الدین نے باہر سے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ فرنگیون کی تعداد اس قدر تھی کہ انہون نے بالکل پروا نہین کی۔ فوج کے دو حصے کر دیئے۔ ایک شہر پر یورش کر رہا تھا اور دوسرا صلاح الدین سے لڑ رہا تھا۔ آٹھ دن تک لگاتار شب و روز سخت لڑائی رہی۔ ہزارہا خلقت کٹ گئی۔ مگر حالت یہ تھی کہ شہر ساعت بہ ساعت کمزور ہوتا جاتا تھا۔ اور سب کو یقین تھا کہ عنقریب فرنگی اندر گھس پڑین گے اور تمام زن و مرد قتل کر ڈالے جائینگے۔ ترکی افسر قراقوش جو شہر عکہ کا حاکم تھا اور فرنگیون سے لڑ رہا تھا مایوسی کے غیظ و غضب مین تھا۔ اور گویا موت کا منتظر تھا۔ اس کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ اس سے کوئی بات بھی کرتا تو کاٹ کھاتا۔ اور خیال کرتا کہ اب سب تدبیرین بیکار ہین۔ یہ برج جو قہر خدا کی طرح نازل ہوئے ہین سب کو ہلاک کر ڈالین گے۔

ایسی مایوسی و بیکسی کی حالت مین دمشق کا ایک مسلمان کیمیاگر نو وارد ہوا جو اتفاقاً شہر عکہ کے اندر موجود تھا۔ اس کو ہمیشہ سے اس بات کا شوق تھا کہ کبریتی مادون کی قوت کا پتہ لگائے۔ اور دریافت کرے کہ آگ کی قوت کہانتک اور کن طریقون سے بڑھ سکتی ہے اس نے اپنی زندگی اسی شغلے مین بسر کی تھی لوگ اسے الزام دیا کرتے تھے کہ کیون تضیع اوقات کرتے ہو اور اس محنت کا کیا نتیجہ ہے۔ مگر وہ اپنے ذاتی شوق سے اس دھن مین لگا رہا۔ عکہ مین مسلمانون کو اور تمام اہل شہر کو نہایت ہی پریشان و مضطرب الحال دیکھا تو بطور خود ایک نسخہ تجویز کیا جس کے ذریعہ سے آگ کا اثر زیادہ مشتعل کیا جائے اور اس کا عمل ان چیزون مین بھی ہو سکے جو دیر مین اثر پذیر ہوتی مین یا نہین اثر پذیر ہو سکتی مین۔ یہ مسالہ تیار ہو گیا تو وہ امیر قراقوش کے پاس آیا۔ اور کہا جو شخص منجنیقون کے چلانے کا مہتمم ہے اُسے یہ حکم دیجئے کہ ان برجون مین سے کسی برج کے سامنے جو منجنیق قائم ہو وہ چیز پھیر پھیر کے مارے جیسے مین بتاؤن۔ اور امید ہے کہ میری تدبیر پر اگر عمل کیا گیا تو مین ان برجون کو جلا کے خاک کر دون گا۔ قراقوش مایوسیون کے ہجوم سے جھنجھلایا ہوا بیٹھا تھا اور جھنجھلا اٹھا کہا بڑے بڑے لوگ تو اپنی تدبیرون مین عاجز آ گئے تم کیا بنا لو گے؟ حاضرین مین سے کسی نے کہا۔ اگر اس شخص کی تدبیر پر عمل کرنے مین کیا مضائقہ ہے؟ شاید اسی شخص کی بدولت خدا ہماری مدد کرے" اس سفارش پر قراقوش نے حکم دیدیا کہ اس شخص کی تدبیر پر عمل کیا جائے۔

اس شخص نے پہلے تو پتیلیون مین بھروا بھرا کے منجنیقون کے ذریعہ سے ایک ایسا روغن ان برجون پر برسایا جس سے سوا ان برجون کے تر ہو جانے اور اوپر سے نیچے تک بھیگ جانے کے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہین ہوا فرنگی جو ان برجون پر چڑھے ہوئے تھے اور شہر پر یورش کر رہے تھے اس بے سود کوشش پر قہقہے اڑانے لگے جب کوئی پتیلی آکے گرتی اور اس سے انہین کوئی نقصان نہ پہونچتا تو اچکنے پھاندنے اور ناچنے کودنے لگتے تھے۔ شہر والون کا منہ چڑاتے اور ساعت بساعت مسلمانون کی زیادہ توہین و تذلیل کرتے۔ وہ تو اسی مسخرے پن مین مشغول اور غافل رہے اور اس گمنام مہوس نے نہایت متانت و خاموشی کے ساتھ برج کے ہر حصہ مین اس مسالے کو پہونچا دیا۔ جس کو اس نے اپنی آئندہ کارروائی کا استر یا ضامن قرار دیا تھا۔ اس غرض مین جب اسے پوری کامیابی ہو گئی تو اب اس نے معمولی روغن نفت یعنی آتش یونان کی ایک پتیلی ماری۔ اس کے پڑتے ہی برج مشتعل ہو گیا۔ فرنگی گھبرائے اور ادھر فصیل پر سے آتشین پچکاریان بھی برسنے لگین۔ چند ہی ساعت مین سارے برج پر آتش ہی آتش تھی۔ فرنگیون نے بھاگنے اور اترنے کی بے انتہا کوشش کی مگر آگ اسقدر جلد بھڑکی اور پھیلی کہ کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ برج معہ تمام ان لوگون کے جو اسمین تھے جل کے خاک ہو گیا۔ ساتھ ہی یہ کارروائی دوسرے برجون پر شروع کر دی گئی۔ مگر پہلے تجربے نے مسیحیون کو اتنا ہوشیار کر دیا تھا کہ دوسرے دو برجون پر جیسے ہی یہ روغن برسایا جانے لگا۔ سب آدمی بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ باقیماندہ برج بھی جل کے خاک ہو گئے۔

جسدن ان برجون کے جلانیکا واقعہ پیش آیا ہے وہ دن مسلمانون اور فرنگیون دونون کی لڑائیون نہایت ہی دلچسپ اور اہم تھا۔ اور اس عظیم الشان محاصرے کی ساری تاریخ مین کوئی دن اس قدر دلچسپ نہین ثابت ہوا تھا جسقدر یہ دن ثابت ہوا۔ اس دمشقی مہوس دمشقی پر اب تو زندگی بھر اعتراضات اور نکتہ چینیون کی بھرمار ہوتی رہی تھی یا آج سارے شہر عکہ مین ہر زن و مرد اور ہر بوڑھے بچے کی زبان پر اسی کا نام تھا۔ اور اس کا نام ایسا معزز ہو گیا تھا جیسا عزیز کہ اس نازک گھڑی مین شاید کسی کا نام بھی نہ ہو گا سلطان صلاح الدین قلعہ والون کی ہمدردی و حمایت کے لئے اپنی جان لڑائے دیتا تھا۔ مگر اس کی رحم دلی و فیاضی سے بھی ایسی مدد کی امید نہین کیجا سکتی تھی جیسی کہ اس شخص کے ہاتھ سے ملی۔ لوگ مسلمان تھے ورنہ اس کی قدر کر کی پرستش کرتے۔

چند روز بعد یہ شخص سلطان صلاح الدین کیخدمت مین پیش کیا گیا۔ صلاح الدین نے اسکی نہایت ہی قدر و منزلت کی۔ اپنی احسان مندی ظاہر کی۔ اور اسے بہت کچھ انعام و اکرام اور علاقہ و جاگیر دینے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے کوئی معاوضہ لینے سے قطعی انکار کیا۔ اور کہا مینے جو کچھ کیا ہے صرف دین کی خدمت کیلئے اور خالصۃً لوجہ اللہ کیا ہے۔ مین اپنی اس کوشش کا معاوضہ آپ سے نہین بلکہ خدا سے لون گا۔

غرض یہ تھا ہمارا وہ چھٹی صدی کا مہوس جس نے قوم کو۔ مذہب کو اور وطن کو اپنی لیاقت سے فائدہ پہونچایا۔ اور ایک ہمارے آجکل کے مہوس مین جنکی فضول محنتون اور بے نتیجہ کوششون کی محرک صرف یہ ہوس ہے کہ سونا اور چاندی بنالین۔ سیلیجر اسی دو گلدان کے صفحہ نمبر ۳ اپنے ایک ہم عصر عالم امیہ ابن ابی الصلت کی ٹکنیکل لیاقت کا تذکرہ کر چکے ہین

بس فرق تھا تو اسقدر کہ اس زمانے مین ایسے کمالات کی قدر سلطنت کرتی ہے اور اصول کے ساتھ کرتی ہے۔ نیز خود دیکھ کر ایسے کمالات سے فائدہ اٹھانے کے اصول معلوم ہو گئے ہین۔ اور ان دونون چیزون نہ تھی یا ور یہی سبب تھا کہ گذشتہ عہد مین ان فنون کو ترقی نہ ہو سکی۔ اور جو ایک آدھ صاحب کمال پیدا ہو گیا اس کا کمال اسی کی موت کے ساتھ فنا ہو کے رہ گیا۔

ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۱۹ فروری ۱۹۰۵ء

آجکا دن اپنے شان میں ایک مبارک دن تہا کیونکہ غالباً۔ اسکے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مغرب اور عشا کے درمیان مجلس فرمائی اور جو رسالہ درباہ ختم مقدمہ حضور تصنیف فرمارہے ہیں اسکے مجوزہ مضامین کا مختصر تذکرہ فرمایا۔

اسکے بعد ایک صاحب نے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تہا مگر وہ عورت کہتی تہی تو اپنی نصف نیکیاں مجھے دیدے تو بخشدون۔ خاوند کہتا رہا کہ میرے پاس حسنات بہت کم ہیں بلکہ بالکل ہی نہیں ہیں۔ اب وہ عورت مرگئی ہے۔ خاوند کیا کرے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اسے چاہیے کہ اس کا مہر اس کے وارثون کو دیدے۔ اگر اوسکی اولاد ہے تو وہ بہی وارثون سے ہے شرعی حصے لے سکتی ہے اور علی ہذا القیاس خاوند بہی لے سکتا ہے۔

لطیفہ۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اثنار گفتگو میں ذکر کیا کہ یہ ایک لطیف بات ہے کہ جسقدر مجدد گذرے ہیں ان کے نام محمد یا احمد کی جزو ضرور ہوتی رہی ہے۔ قسطنطنیہ میں عجیب قسم کے نام لوگون کے ہوتے ہیں مگر وہ مہدی جس نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تہا اس کے نام میں بہی محمد کا لفظ تہا۔

معجزات میں افراط و تفریط موجودہ زمانہ کے حالات پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک گروہ تو معجزات سے قطعی منکر ہے جیسے کہ نیچری اور آریہ وغیرہ اس نے تفریط کا پہلو اختیار کیا ہے اور ایک گروہ وہ ہے جو کہ افراط کیطرف چلا گیا ہے جیسے کہ بعض لوگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے معجزات بیان کیا کرتے ہیں کہ ۱۲ برس کی ڈوبی ہوئی کشتی نکالی اور حضرت عزرائیل کے ہاتھ سے آسمان پر جاکر قبض شدہ ارواح چہین لیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ دونون فریقون نے معجزہ کی حقیقت کو نہ سمجہا ہے معجزہ سے مراد فرقان ہے جو حق اور باطل میں تمیز کر کے دکہادے اور خدا کی ہستی پر شاہد ناطق ہو۔

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء

ہدایت اور ضلالت خدا کے ہاتہ میں ہے مغرب کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے عشاء کی نماز سے کچہ پیشتر تشریف لاکر مجلس فرمائی خدا تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا تذکرہ رہا۔ بعض کفار کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شامل حال نہ ہو تب تک اسے ہدایت کی راہ نصیب نہیں ہوتی۔ بعض لوگون کو دیکہا جاتا ہے کہ وہ موت تک کفر ہی پر دائمی رہتے ہیں اور کبہی ان کے دل میں یہ خیال نہیں گذرتا کہ ہم غلطی پر ہیں حتے کہ اسی میں مرجاتے ہیں

اسپر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان فرمایا کہ چند یوم ہوئے ایک دوست بیان کرتے تہے کہ ان کے گاؤن کی آبادی ۰۰ ۳ باشندون کی تہی طاعون جو پڑی تو سب کے سب ہلاک ہوگئے صرف ۳ شخص بچے۔ اور انہیں سے بہی صرف ۹ کس تندرست تہے اور باقی کچہ نہ کچہ مریض ہی تہے۔ ان ۹ میں انکا چچا بہی تہا ان کے دلمین آیا کہ اسقدر عبرتناک حادثہ موت کا جو ہمارے گاؤن میں گذرا ہے ممکن ہے کہ چچا کا دل رقیق ہوا ہو۔ جاؤن اسے چلکر تبلیغ کرآدین شاید ہدایت نصیب ہو۔ باوجود اس کے کہ لوگون نے اس طاعون زدہ گاؤن میں جانیسے روکا مگر تبلیغ حق کے جوش میں وہ چلے گئے اور جاکر اپنے چچا کو اس سلسلہ کی صداقت کی نسبت سمجہایا چچا نے یہ جواب دیا کہ اگر یہ طاعون مرزے کی مخالفت کی وجہ سے ہے تو مجہے خوشی سے اس سے مرجانا قبول ہے بیشک مجہے طاعون ہو انجام یہ ہوا کہ وہ اور اس کا تمام اہل و عیال تباہ اور ہلاک ہوگیا مگر مخالفت پر برابر آمادہ رہا اور مرتے دم تک نہ مانا۔

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

مغرب اور عشاء کے مابین حسب دستور قریباً ایک گہنٹہ کے حضور نے مجلس فرمائی۔ اول رسالہ زیر تصنیف کا ذکر رہا۔

فارغ نشینی اچہی نہین فرمایا کہ اول بوجہ علالت طبع کچہ فارغ نشینی رہی اب خدا نے کچہ صحت عطا فرمائی ہے تو قلم میں بہی قوت آگئی ہے اگر خدا تعالیٰ صحت رکہے تو فارغ نشینی اچہی نہیں ہے۔ بندہ اگر خدمت ہی کرتا رہے تو خوب ہے۔

دہریت کا علاج نبوت ہے فرمایا کہ دہریہ ین کو اگر کوئی شے ہلاسکتی ہے تو وہ صرف انبیا کا وجود ہے ورنہ عقلی دلایل سے وہان کچہ نہیں بنتا کیونکہ عقل کی حد ہے تو ہیشتری گذر کر وہ دہریہ بنتا ہے پہر عقل کی پیش اس کے آگے کب چلتی ہے

خدا نمائی کی ضرورت فرمایا کہ اکمل خدا نمائی کی بڑی ضرورت ہے دراصل اگر دیکہا جاوے تو خدا کی ہستی سے انکار ہو رہا ہے بہت لوگون کو یہ خیال ہے کہ کیا ہم خدا کی ہستی کے قایل نہیں ہیں وہ اپنے زعم میں سمجہتے ہیں کہ خدا کو وہ مانتے ہیں لیکن ذرا غور سے ایک قدم رکہیں تو ان کو معلوم ہو کہ وہ درحقیقت قایل نہیں ہیں کیونکہ اور اشیاء کے وجود کے قایل ہونیسے جو حرکات اور افعال انسے صادر ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے وجود کے قایل ہونے سے کیون صادر نہیں ہوتے۔ مثلاً جبکہ وہ سم الفار سے واقف ہے کہ اس کے کہانیسے آدمی مرجاتا ہے تو وہ اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ اور نہیں کہاتا۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ میں اگر کہالون گا تو مرجاؤن گا۔ پس اگر خدا کی ہستی پر بہی یقین ہوتا تو وہ اسے مالک خالق اور قادر جانکر نافرمانی کیون کرتا۔ پس ظاہر ہے کہ بڑا ضروری مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کا ہے اور قابلقدر وہی مذہب ہو سکتا ہے جو کہ اسے نئے نئے لباس میں پیش کرتا رہے تاکہ دلون پر اثر پڑ سکے۔ دراصل یہ مسئلہ ام المسایل ہے اور اسلام اور غیر مذاہب میں ایک فرقان ہے عیسائیون نے بہی فرقان کا دعوے کیا ہے کہ انجیل نے ایماندارون کی فلان فلان علامت قرار دی ہے مگر اب وہ کسی میں بہی پائی نہیں جاتین جس معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایمان کا نام و نشان نہیں۔ مگر اسلام میں فرقان کی سب علامات موجود ہیں

براہین احمدیہ عہد عتیق ہے جو براہین احمدیہ کا حصہ چہپ چکا ہے۔ اس پر ذکر چلا۔ فرمایا کہ اسمین خدا کی حکمت تہی۔ ورنہ اگر وہ چاہتا تو اسے ہم لکہتے ہی رہتے۔ لیکن خدا نے اب اول حصہ کو منقطع کر کے بائبل کے عہد عتیق کیطرح الگ کردیا ہے۔ کیونکہ جو پیشگوئیان اسمین درج ہیں وہ سب اس اثنا میں پوری ہورہی ہیں۔ اور جو حصہ اس کا طبع ہوگا وہ عہد جدید ہوگا جسمین سابقہ حصہ کے حوالے ہون گے۔ کہ خدا نے یون فرمایا تہا اور وہ اسطرح پورا ہوکر رہا۔

سادگی سچائی کی دلیل ہے براہین میں ہم نے لکہا ہے۔ کہ حضرت مسیح آسمان سے آوین گے اسپر لوگون نے اعتراض کئے۔ کہ تناقض ہے وہ یہ نہیں دیکہتے اسی براہین میں ہم نے تمام الہامات درج کئے ہیں جنمین ہمارا نام مسیح رکہا گیا ہے اور پہر صرف نام ہی نہیں۔ بلکہ جو کام مسیح نے آکر کرنا ہے اس کی نسبت بہی الہامات میری نسبت درج ہیں پس یہ تناقض تو سچائی کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر بناوٹ ہوتی تو تناقض نہ جمع کیا جاتا۔ کم بختون کی نظر انسان کی غلطی پر تو پڑتی ہے اور خدا کے کلام پر جو اسمین درج ہے نہیں پڑتی۔ (البدر)

آپ سے جانبری کی توقع محال ہے | اسسال بچگئے تو پہر آیندہ سال ہے
اپنی سیہ کاریون کا کرکے اعتراف | اس دوست خدا کہ کرو خطا معاف
یہ نسخہ اس مرض کا مجرب علاج ہے | اسکی کوئی دوا کی نہیں احتیاج ہے
یارب کسی بمرگ عزیزان حزین مباد | دوری زدوستان تو باکس قرین مباد
درہم مشو ز تندی و تلخی این کلام

قصیدہ

(از مولوی وزیر الدین صاحب ہیڈماسٹر سجانپور)

اے لوگو جس خدا نے بنایا جہان ہے | اکرم تو دیں سوچو کہ کیا اسکی شان ہے
کیسا وہ ذوالجلال ہے شاہوں کا بادشاہ | ہے جسکی کبریائی پہ ہر ایک شے گواہ
سورج کو دیکہو چاند کو اور آسمان کو | بادل ہوا زمین کو ستاروں کی شان کو
اک کن کہ جسنے کردیا یہ سب اسکا | اس کبریا کا سوچو کہ کیا ہے اقتدار
پہر جس سے ایسا پاک خدا گفتگو کرے | سوچو کہ اسکا رتبہ کیا ہوگا ...
اک شاہ جس سے کرتا ہے خوش ہو کوئی کلام | دنیا ادب سے کرتی ہے ...
پہر وہ شہ شہان کہ خدا جسکا نام ہے | جب حل ... در کا آدمی ...
جس شخص سے ملطف کرم ہمکلام ہے | کیون عرش پر نہ فرش سے اسکا مقام ہے
کیون اسکے سامنے نہ جہکے ہرین دو | تاج سر شہان نہ کیون اسکی ...
اس مرتبہ سے بڑہ کے بہی ہے کوئی شرف | باہلے بندہ مولی سے عز مکالمہ
یہ مرتبہ کمال بشر کا مقام ہے | اسپر تمام رتبون کا اختتام ہے
جن پاک بندون کو یہ مرتبہ ملا | کہتے تہے انکو سچے زمانہ میں انبیاء
پہر فخر کائنات کا جب دور ہوگیا | وہ مرتبہ حضور کے خدام کو ملا
یہ وہ بزرگ گذرے کہ جن سے تمدن ہے | دنیا نے فیض پایا الدنی علوم سے
کرتے ہیں فخر جنکی غلامی پہ بادشاہ | کحل البصر سمجہتے ہیں لوگ انکی خاک راہ
پر اب کے ہمارا زمانہ عجیب ہے | بدقسمتی کا آر آیا بدنصیب ہے
پایا ہے آج جسنے خدا سے یہ مرتبہ | اسکی طرف کسیکو توجہ نہیں ذرہ
اس مرتبہ کہ شرف سے یہاں تک ہوئی | گویا کہ اسکا نام بہی لینا فضول ہے
کرتا ہے آج جس سے وہ ذوالکبریا کلام | کہتے ہیں اسکو جہوٹا ہی مست بہی انکا نام
وحی کا بندہ حق سے سناتا ہے ملہمات | کمبخت لوگ اسکو سمجہتے ہیں واہیات
الہام معجزات و خوارق بکاشفات | ہیں جانتے کہ سو سکنا ل کی ہیں ...
پرجسکو آج حق نے یہ پایا ہوا عطا | بدقسمتون کو سوجہتا ہے سب وہ ...
پہر اس سے بڑہکر کیا ہو نشان بدر اختری | اک دوست خدا کو سمجہتے ہیں مفتری
دشمن بار دن بہی ... نہیں ... | یون دور ہی ... ہیں ...
قربت سے نصیب ہیں ناخوش ہیں دور سے | چمگادڑون کو شکوہ ہے سورج کے نور
زندہ دلی کو ماننا ہے انکو بس گران | مردون کو مانتے ہیں عبادات منتر کا
جو دنیا کہ جب سے ہیں پہلے گذر گئے | انکی کراستون میں سنو ہمسد ...
پر جسکو حق نے بہیجا ہے خاص انکے واسطے | یہ دو قدم بہی چلتے نہیں اس کے راستے
محروم اسکی دعاسے ہیں اور کلام سے | مستغنی المزاج ہیں حق کی پیام سے
یہ چاہتے ہیں انبیا کوئی تابع خیال | اسواسطے مخالف ہیں برسر جدال
ہے ایسدان کو پسندیدہ خدا | فرعونیوں کی فوج میں موسی ہے گہر پڑا
آخر عصاء موسوی حرکت میں آگیا | فرعونیوں کی فوج کو رستہ بتا گیا
حق پانیوں دوستونکی سدا کرتا ہے مدد | اور انکی دشمنونکو دکہاتا ہے روز بد
قرآن کو پڑہکے دیکہو جتنے انبیاء | سب کے مخالفون پہ پڑی آن اک بلا
سوا ب بہی اس خدا نے انتظام دوست | بہیجی ہے وہ بلا کہ جو ہو ہوئی ...
الغرض اس بلا کو کہتی ہیں طاعون نام | لاکن نہیں سمجہتی کہ ہی اس سے کیا غرض
اس ... یہی ہے کہ دنیا کی ... | اک دوست خدا کی ہیبت ...
جو نشر طعون بنائی اسپر بلائے ہیں | طاعون کے لباس میں وہ ...
شکور کی ... | خدمت میں ...
پہر یہ دعا کرا گر کی خالق جہان | بر جنگ گرفتی داد ملیح وہ امان
گردن عمل بیاوری بندہ ذرہ درد میں | فرداشوی بگیرد وہ خود سخت ...
این جرم سابقہ رابردہ ... | بار الفضل ... زمین ...
ہر ... ای خواجہ والسلام

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر سوم

متفقہ ندا کہے اتو کار
دیکھیں یہ گفتن دلیلش تیار

صوفی عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کے بعد
اگر غزنوی جرگہ اور ان کی ذریت حضرت حجۃ اللہ
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں
حق پر تھے تو یقیناً چاہیے تھا کہ یہ سلسلہ نیست
و نابود ہو جاتا اور کوئی اس کا نام بھی لینے والا
نہ ہوتا مگر کیا **مولوی فاضل** صاحب **دیانت
داری** اور انصاف سے کہنے کا حوصلہ کریں
گے ؟ کہ لاریب غزنوی گروہ اور ان کے ہمخیال
اپنے مقاصد اور اغراض میں محض **نامراد**
رہے اور یہ سلسلہ جو اس وقت محض ایک بیج
کی طرح تھا ایک زبردست درخت ہو گیا جسکے
سایہ میں آج **تین لاکھ** سے زیادہ سعادت
مند آرام پاتے ہیں ۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ **مولوی فاضل
ایڈیٹر** کس طرح دنیا کی آنکھ میں دھول ڈالکر
دن کو رات بنانا چاہتے ہیں اور **مباہلہ** کے
متمیز اور روشن نشان کو مٹانے کی بیہودہ سعی
کرتے ہیں۔ **مباہلہ** کا صریح اثر تو یہ ہونا
چاہیے تھا کہ غزنوی گروہ خصوصاً **عبدالحق**
کی قبولیت بڑھ جاتی اور ایک دنیا اسکی طرف
رجوع کر کے اسکی عزت افزائی کرتی مگر آپ خود
ایمان سے کہیں کہ اس مباہلہ کے بعد کس قدر عزت
اور قبولیت صوفی عبدالحق کو ہوئی ۔

ہاں مجھے اس امر کا اعتراف ہے نہ صرف
مجھکو بلکہ ایک عالم کو اقرار ہے کہ چند خاص قسم
کی عزتیں عبدالحق صاحب کو مباہلہ کے بعد ملیں
لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ عبدالحق ایسا نادان
نہیں ہے کہ ان عزتوں پر کوئی ناز کرے ۔
مثلاً مباہلہ کے بعد پہلی برکت آپ کو یہ ملی کہ اپنے
بھائی کے مرنے کے بعد اسکی بیوہ سے شادی
کی اور بدقسمتی سے شیخ چلی کیطرح خیال کر بیٹھے
کہ اسکے بطن سے بیٹا پیدا ہوگا مگر نہیں معلوم
وہ بیٹا کدھر چلا گیا اور صوفی صاحب کو داغ
ندامت دے گیا ۔

شاید مولوی فاضل صاحب اسی کو انکی قبولیت
اور عزت کا باعث سمجھتے ہوں ۔ اگر یہ اثر مباہلہ
ہے تو بیشک میں مانتا ہوں ۔

اسکے بالمقابل حضرت حجۃ اللہ پر صوفی عبدالحق
اور اس کے اعوان و انصار کی بد دعاؤں کا یہ اثر
ہوا کہ خدا تعالیٰ نے **دو موعود لڑکے** (یعنی
جن کی نسبت قبل از وقت پیشگوئی کی گئی تھی)
پیشگوئیوں کے موافق عطا فرمائے ۔ خصوصاً
پسر چہارم یعنی صاحبزادہ مبارک احمد
صاحب کی پیشگوئی تو دوہری پیشگوئی تھی کیونکہ
اس میں یہ بھی ضروری تھا کہ چوتھے لڑکے کے پیدا
ہونے تک عبدالحق بھی زندہ رہے گا ۔ پس
عبدالحق پر تو یہ اثر ہوا کہ باوصفیکہ خدا جانے
کس محنت و دقت سے بھائی کی **بیوہ سے شادی**
کی اور اولاد نرینہ کی پیشگوئی کر دی جسکے بجائے
مردہ چوہا بھی پیدا نہ ہوا اور ادھر خدا تعالیٰ نے
ہر قسم کی ذکور و اناث اولاد عطا فرمائی یہ اثر تو
اولاد پر ہوا ہے لیکن مولوی فاضل ایسے دانشمند
کے نزدیک یہ امر بھی شاید صوفی عبدالحق ہی کی
عزت کا موجب ہوا ہوگا

دوم ۔ اس مباہلہ کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ ایک
بھی نشان حضرت اقدس کی تائید میں ظاہر نہ ہوتا
مگر خدا تعالیٰ نے نشانات کی کچھ ایسی بارش شروع
کی کہ لاانتہا نشانات ظاہر ہونے لگے منجملہ ان کے
وہ زبردست نشان تھا جو **کسوف خسوف**
کی صورت میں ظاہر ہوا ۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی
مہدویت پر گواہ ٹھیرا ۔ اس سے بڑھ کر آسمانی
تائید کیا ہوگی کیا یہ بھی اثر مباہلہ نہ تھا ؟ اور کیا یہ
بھی صوفی عبدالحق غزنوی ہی کی عزت افزائی کا
موجب تھا ۔

سوم ۔ مباہلہ کے بعد قرآن کریم کے حقائق معارف
کا خارق عادت نشان کسکو دیا گیا ؟ کیا عبدالحق
کو یا مسیح موعود کو ؟ ذرا اس فہرست کو تو پیش کرو
جو عبدالحق یا اس کے امثال و اقران کی طرف سے
عربی زبان میں قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مشتمل
کتابیں شائع ہوئی ہیں نہیں تو پھر اپنی ندامت
کا خود اندازہ کرو ۔

چہارم ۔ کس کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے بڑھایا
اور اسکو منتشر کیا اس کا جواب بھی آپ خود ہی دیدیں

پنجم ۔ کیا یہ اسی مباہلہ کا اثر نہیں کہ حضرت مسیح
موعودؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک دنیا کو رجوع
کر دیا ۔ جنھوں نے لاکھوں روپیہ آپ کے پاک مقاصد
کے لیے پیش کیا عبدالحق کو اسکے مقابل کیا ملا ۔
قادیان کے مختلف شعبوں میں جو اس پاک سلسلہ کی
خدمت میں جاری ہیں قریباً پانچہزار روپیہ ماہوار
خرچ ہو رہا ہے جو اسی احمدی جماعت کیطرف سے
آ رہا ہے ۔

غرض ایک دو نہیں صدہا برکات ہیں جو اس
مباہلہ کے بعد جری اللہ کو ملی ہیں اور فریق
مخالف کو بجز ندامت کے اور کچھ نہیں ملا ۔
میں کم از کم **ایک سو برکت** ظاہر
کرنے کو آمادہ ہوں اگر مولوی فاضل نیک نیتی
کے ساتھ ماننے کو طیار ہو ۔ مباہلہ کے بعد اللہ تعالیٰ
نے اپنے مرسل کی عجیب عجیب تائیدیں فرمائی
ہیں ۔ اور روز روشن کی طرح اسکی سچائی کو بڑی
زبردست پیشگوئیوں کے پورا کرنے سے ظاہر کیا
ہے مگر آنکھ کے اندھوں اور دل کے محجوب
مخالفوں کو کوئی کیا دکھلا سکے ان سب باتوں کو
الگ رکھ کر میں مولوی فاضل صاحب سے
پوچھتا ہوں کہ

**کیا غزنوی اور ان کے اعوان و انصار
یہ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسقدر ترقی
کرے ؟**

یقیناً ماننا پڑے گا کہ ہرگز نہیں پھر اب یہ ایک
فیکٹ (امر واقعہ) اور **ٹروتھ** (صداقت)
ہے کہ اس سلسلہ نے ان بارہ سال میں وہ ترقی کی
جسکی نظیر دکھائی نا ممکن ہے پھر اس سے بڑھ کر
اور مباہلہ کا اثر آپ کیا چاہتے ہیں ؟ +

"رہی یہ بات جسپر آپ کا بہت بڑا زور ہے کہ
آتھم کی پیشگوئی پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا
دشمن کی بھی نہ کرے دوم فوجداری مقدمہ میں دو
سال تک کمرہ عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری
سے ناک میں دم آیا ہزارہا روپیہ کا خرچ خرچ
ہوا" اے نادان ! میرا تو یہ خیال تھا کہ
مولویت اور اسپر **فضیلت** کی دُم نے تیرے
خیالات میں بلند پروازگی اور ذہن میں رسا
قوت پیدا کی ہوگی اور مولوی کہلا کر سنن انبیاء
سے تو ناواقف نہ ہوگا مگر میرا خیال تیرے
اس استدلال کو پڑھ کر بدلگیا ہے ۔
سنن انبیاء سے ناواقف کے سوا کون اس قسم
کا اعتراض کر سکتا ہے ۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا
فوجداری مقدمہ میں کمرہ عدالت میں پیش ہونا
اور دو دو چار چار گھنٹے کھڑا رہنا ان کی
شان رسالت کے منافی ہے تو مولوی فاضل
صاحب ! مجھے شبہ ہوتا ہے خود حضرت مسیح
ابن مریم علیہ السلام کی نسبت تو آپ کا عقیدہ
بہت ہی مبتذل ہوگا جسے آئے دن عدالتوں
میں جواب دہی کرنی پڑتی اور آخری نظارہ تو
نہایت ہی خطرناک اور قابل رحم تھا کہ ظالم
یہودیوں نے **اسکے منہ پر تھوکا اور سر
پر کانٹوں کا تاج رکھدیا** ۔ شاید آپ
انھیں نبی تسلیم نہیں کرتے ہونگے ؟

مجھے اندیشہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
جو اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات
دلا کر نکلے تھے راستہ میں انھوں نے جس قدر
تکالیف اٹھائیں وہ یقیناً آپ کے اس
بیہودہ خیال کے موافق انھیں منصب رسالت
سے معزول کرنے والی ہونگی ۔

ایسا ہی حضرت **یوسف علیہ السلام**
کا زندان میں رہنا آپ کے نزدیک انکی پاکیزہ
لائف پر ایک داغ ہوگا ؟
میں دور کی باتیں کیوں پوچھوں خود حضرت
**سید الانبیاء ختم المرسلین صلی
اللہ علیہ وسلم** کا طائف کے بدمعاشوں
اور اوباشوں سے اینٹیں کھانا اور کفار مکہ
کے ہاتھوں مشکلات میں مبتلا ہو کر ہجرت
کرنا بھی آپ کے نزدیک آپ کی پاک رسالت
پر (جو دو اور دو چار کی طرح یقینی
اور واضح ہے) داغ ہوگا ؟
مولوی فاضل صاحب ! آپ کی اس
واقفیت اور طرز استدلال پر میں ہی نہیں
اسلامی دنیا تھوک دیگی جو انبیاء علیہم السلام
کی کسر شان کا موجب ہے ۔ یہی وہ راز
ہے جو **خدا کے ولی کی مخالفت** کر
سلب ایمان ہو جانے کا ہے ۔
دیکھ ! تو نے خدا کے جری پر ان مشکلات
پر جو ماموریت کی شان کے لازم حال ہیں
اعتراض کیا اور تیرے اس اعتراض کا نشانہ
کل انبیاء علیہم السلام کی **پاک جماعت**
ہوئی افسوس ! اور پھر افسوس !!
مولوی فاضل صاحب ! جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کے خون کے دریا
بہتے تھے اور خود رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے
تو کیا وہ اس سے آپ کی ناکامی (معاذ اللہ)
نتیجہ ہو سکتی تھی ؟
اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے تو یقیناً مسلمان
کہلا کر وہ سخت گستاخ اور بے ادب ہے پس
اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا سارا دن
لڑائیوں میں کھڑے رہنا اور صدمات جنگ
برداشت کرنا اور صحابہ کے خون بہا دینا آپکی
رسالت پر بد نما اثر پیدا نہیں کرتا اور ہرگز
نہیں کرتا تو حضرت مسیح موعودؑ کا فوجداری
مقدمہ میں دو سال اور دو چار گھنٹے کیا سارا
دن کھڑے رہنا بھی آپ کی رسالت پر بدنما
اثر پیدا نہیں کرتا بلکہ آپ کی سچائی کا زبر
دست گواہ ہے کیونکہ مقدمہ کے ذریعہ

---

۹ اور جو ایمان ہی نہ ہو تو کلمہ سے کہیں ؟ - منافق

+ شاید یہ چاہتے ہیں کہ وہ لنگڑا لولہ مجذوم مبروص اپاہج ہو جاوے اور سامری کیطرح لامساس کہتا پھرے اور لوگ ہر طرف سے دھتکاریں اور دھکے دیں - لقا

ہر قسم کے مخالفوں نے یہاں تک کہ آپ نے بھی ہر قسم کا زور لگایا اور خدا کے موعود سلسلہ کو تباہ کرنا چاہا مگر آخر وہ

کامیاب ہوا اور اس طرح کامیاب ہوا جس طرح انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ہاں اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ نے قبل از وقت خبر دی تھی

یہ تو عظیم الشان پیشگوئی اور نشان تھا جو پورا ہوا۔ اور یہی تیرے نزدیک محل اعتراض ہے۔ سچ ہے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبیست

اگر خدا تعالیٰ کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ قانون اور دستور نہیں تو مولوی فاضل صاحب! کیا قرآن شریف میں اَلْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ بے محل بیان ہوا ہے؟

آپ کے اس طرز استدلال نے آپ کی قرآن دانی۔ حدیث فہمی سب پر پانی پھیر دیا اور معلوم ہوا کہ آپ کورے کے کورے ہیں اور سنن اللہ سے محض نابلد اور ناآشنا ہیں آتھم کی پیشگوئی پر بھی آپ کے اعتراض کی یہی حقیقت ہے۔ میں اس پر مفصل آپ کی علمی پردہ دری الہامات مرزا کے جواب میں ان شاء اللہ تعالیٰ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسی میں آپ کے کل اعتراضات پر چونکہ مفصل بحث ہوگی۔ یہاں کچھ ضرور نہیں۔

اب میں انصاف پسند ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ وہ دیانت اور تقویٰ سے بتائیں کہ کیا مولوی فاضل صاحب مباہلہ کے لیے آئے؟ کیا غزنوی عبدالحق کا مباہلہ اسی کے لیے ذلت کا باعث اور ناکامی کا موجب نہیں ٹھیرا؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ کے اعتراض مقدمہ سے اس کی علمی پردہ دری نہیں ہوئی؟

اب صرف اس کا قادیان آنا ایک امر ہے جس پر بحث کرنی چاہیے مگر میں اپنے اخبار میں انہیں ایام میں جب وہ یہاں آئے تھے بحث کر چکا ہوں اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں ہاں اس پر بھی مفصل بحث اس کتاب میں کروں گا وباللہ التوفیق

میں سمجھتا ہوں کہ مباہلہ کے متعلق میں کافی بحث کر چکا ہوں اور ثابت کر چکا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا کوئی بھی مخالف کبھی مباہلہ کے لیے نہیں آیا بلکہ بجز غلام دستگیر کے کسی سے اتنی جرأت بھی نہ ہو سکی کہ کسی اشتہار کے ذریعہ اتنا ہی شائع کر دیتا کہ

میں مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مہدی مسعود کے مدعی کو کاذب سمجھتا ہوں اور اپنے آپ کو حق پر یقین کرتا ہوں پس اے اللہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے اسے صادق کی زندگی میں اس دنیا سے اٹھا لے

پھر صادق کی زندگی اور کاذب کی موت جب کبھی ہوتی تو خود فیصلہ کر دیتی کہ کون سچا ہے۔

جہاں تک میں نے مولوی فاضل صاحب کی تحریروں کو پڑھا ہے میں نے تو کبھی کوئی ان کی ایسی تحریر نہیں پڑھی جس سے معلوم ہو کہ اس شخص کو ایسی عام دعا کی بھی جرأت نہ ہو کہ وہ شائع کر سکے تو اس کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں مباہلہ کے لیے طیار ہوا تھا وغیرہ سراسر لاف وگزاف ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ صاف اور سادے الفاظ میں ایسی دعا کے شائع کرنے کی اب بھی کسی کو جرأت نہیں خواہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہوں یا احمد اللہ صاحب۔

سر دست ایک ہفتہ کے لیے میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے رخصت ہوتا ہوں اور اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ العزیز میں ان کے اس نوٹ پر نظر کروں گا جو انہوں نے مقدمات کے متعلق لکھا ہے خدا تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ آمین +

ایک لطیف استفتا اور اس کا جواب

چند روز سے ایک نو وارد نوجوان مولوی شمس الدین احمد سید مقبول حسین بن سید وصل حقی قادری رزاقی بلگرامی دار الامان میں وارد ہیں وہ اپنے وطن بلگرام (جو ایک مشہور اور مردم خیز قصبہ ہے) سے کسی تقریب پر دہلی تشریف لائے تھے وہاں سے آگرہ پہونچے اور میرے مخدوم و مکرم ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ سے ان کی ملاقات ہوئی ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشندہ گوہر ہیں۔ انہوں نے آپ کو قادیان آنے کی تحریک کی چنانچہ سید صاحب امرتسر ہوتے ہوئے اور وہاں کے علماء سے ملتے ملاتے آخر قادیان پہونچے۔

آپ نے چند اختلافی مسائل جزئیہ حضرت حکیم الامۃ کے حضور لکھ کر بغرض جواب پیش کیے حضرت ممدوح نے ان مسائل کا جو جواب دیا وہ فائدہ عام کی خاطر میں ذیل میں مع اصل سوالات کے چھاپ دیتا ہوں۔ سید صاحب کی یہ محنت الدال علی الخیر کفاعلہ کی مصداق ہے۔

ایسے اجنبی اور سلسلہ سے الگ بہت کم لوگ یہاں آتے ہیں جو یہاں آکر حضرت اقدس یا بزرگان ملت سے استفادہ کرنے کی سعی کریں اور اپنے سفر کو وسعت معلومات اور تبادلۂ خیالات کا صحیح ذریعہ قرار دیں بہر حال وہ دلچسپ خط و کتابت یہ ہے

(ایڈیٹر)

ھو الرزاق الواحد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ

اندریں مسائل ذیل

(۱) رفع یدین کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کے واسطے حوالہ کتب احادیث وعبارت درکار ہے۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہر قبل الحمد و دیگر سورۃ کے پڑھنا اور آمین بالجہر کہنا کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۳) مقتدیوں کو پنجوقتہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنا چاہیے یا صرف عصر اور ظہر کے وقت اور ہر ایک کے جواز کی صورت میں دلیل درکار ہے۔ اسی طرح سوائے سورۂ فاتحہ کے اور سورۃ بھی بعد سورۂ فاتحہ کے مثل امام کے پنجوقتہ یا صرف ظہر اور عصر کے وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) نماز میں ہاتھ کہاں پر باندھنا چاہیے

(۵) دعا کو امام کا بالجہر نماز کے اندر مانگنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کیونکر۔

(۶) تکبیر جو نماز کے وقت کہی جاتی ہے اس میں کیا کیا کہنا چاہیے اور کے کے مرتبہ۔ اور اس کے لیے بھی حوالہ درکار ہے۔

(۷) خطبہ جمعہ یا عیدین محض عربی میں ہونا چاہیے یا جس زبان میں چاہے پڑھے اور اس میں اشعار عربی فارسی یا اردو وغیرہ کے پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور خطبہ میں کیا کیا شرائط ہیں۔

(۸) اذان پنجوقتہ مسجد کے اندر دینا چاہیے یا باہر مسجد کے اور بالخصوص وہ اذان جو خطیب کے خطبہ پڑھنے کے وقت دی جاتی ہے کہاں پر دینا چاہیے۔ ہر حالت میں حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۹) اذان ہونے کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر مانگنا چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

(۱۰) امام کو مسجد میں محراب کے اندر یا کھڑکی کے اندر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کس دلیل سے۔

(۱۱) نماز جمعہ کیا جہاں چار پانچ یا اس سے کچھ کم زائد مسلمان ہوں جائز ہے اور آیا اس واسطے مصر اور غیر مصر کی شرط ثابت بالکتاب والسنۃ ہے یا نہیں اور مصر کی کیا تعریف ہے۔

(۱۲) لباس میں مسلمانوں کو کیا استعمال کرنا چاہیے یا جو لباس چاہے استعمال کرے خواہ وہ کوٹ پتلون کیوں نہ ہو۔ یا کیا۔

(۱۳) اب کسی خاندان میں مثل قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ کے کسی کا مرید ہونا درست ہے یا نہیں (یعنی سوائے سلسلہ احمدیہ قادیانیہ کے۔)

(۱۴) اب ہندوستان میں کن کن علماء کو عالم سمجھنا چاہیے اور ان کے فتاوے پر پابند ہونا چاہیے منجملہ ان کے چند کے نام تحریر فرمائیے (یعنی سوائے ان عالموں کے جو سلسلہ احمدیہ قادیانیہ میں داخل ہوگئے ہیں اور دیگر علماء کو ماننا چاہیے یا نہیں خواہ وہ کسی خاندان کے ہوں)

(۱۵) سماع کسی طرح پر جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کا مزامیر کے ساتھ سننا کیسا ہے اور مزامیر کے ساتھ سننے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور اس کے واسطے حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۱۶) کسی وظیفہ کا مثل حزب البحر۔ حزب الاعظم۔ دلائل الخیرات۔ قصیدہ بردہ۔ دعا سیفی وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

(۱۷) تعویذات جو آیت قرآنی وغیرہ کے ہوں ان کا کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔

(۱۸) کسی بزرگ ولی اللہ کے مزار پر چلنا کیسا ہے۔

(۱۹) موزوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں اور یا مخصوص بالکل سوتی موزوں پر خواہ مہین ہوں۔ یا موٹے ڈبل۔ اسکے واسطے بھی حوالہ کی ضرورت ہے۔

(۲۰) مثنوی شریف حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ و دیوان حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ یہ کیسی کتابیں ہیں۔

(۲۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک سب اولیاء اللہ کے گردنوں پر رکھا اور رہے۔

(۲۲) فاتحہ تیجہ وغیرہ اور مولود شریف یا گیارھویں یا عرس کرنا کیسا ہے۔

(۲۳) کتاب تذکرۃ الاولیا حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی اور اخبار الاخیار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی کی اور احیاء العلوم مستند کتب ہیں یا نہیں۔

(۲۴) مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً کو یثرب کے لقب سے استعمال کرنا کیسا ہے۔

(۲۵) دلائل الخیرات کے پڑھنے کے واسطے اجازت وغیرہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲۶) سوائے مسلمانوں کے اور غیر مذہب کے لوگوں کو سلام کرنا کیسا ہے اور اگر وہ خود سلام کریں تو اُن کو کن الفاظ میں جواب دینا چاہیے۔

(۲۷) ابہام کو بوسہ دینا اُس وقت جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی زبان یا اور کسی وقت لیا جاوے اور مولود شریف میں قیام کرنا کیسا ہے۔

اُمید ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب مفصل و مدلل بحوالہ قرآن و حدیث و کتب فقہ و اقوال فقہا تحریر فرمائیں کہ تسکین ہو۔ فقط بیّنوا و توجروا۔

ملتمسہ آوارہ دشت گمنامی عبدہ شمس الدین احمد سید مقبول حسین وصل حنفی قادری رزاقی بلگرامی عاملہ اللہ تعالےٰ بلطفہ السامی و غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ بجاہ نبیہ التہامی۔
مقام قادیان ضلع گورداسپور

نورالدین ۵ مارچ ۱۹۰۵ء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
بجواب گرامی نامہ عرض ہے۔ ان مسائل جزئیہ میں میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کا جو مجموعہ عمل در آمد میں ضرور ہے مثلاً موطا۔ بخاری اور زیادہ سے زیادہ صحیح مسلم و ابوداؤد۔ ایک مومن متقی کے لیے جیسی اس کی استعداد ہو سہل الحصول ہے۔ اس سے زیادہ ایک ہو سکتا ہے۔ عملی حصہ میں اس کی ضرورت نہیں۔ ہاں عقائد و اصول کی باتوں پر اور طریقہ سے توجہ کرنی چاہیے جو غالباً بلکہ یقیناً اسی قرآن کریم اور صحیحین بلکہ صحیح بخاری سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مکرم بندہ! ان مسائل جزئیہ میں علماء کا اختلاف ہے جن کو آپ نے دریافت فرمایا۔ پس جو امر میرے نزدیک ان مسائل میں محقق ہے اُسکو میں نے بیان کر دیا ہے۔ اور ایسے مسائل میں زیادہ کد و کاوش کی ایک متقی عامل کو ضرورت نہیں۔

ان مسائل میں سے مثلاً رفع یدین ہے رواۃً رفع یدین کرنا قوی ہے۔ اس کے مقابل کے دلائل میرے نزدیک وہ قوت نہیں رکھتے جو رفع یدین کے دلائل بالمقابل شوکت رکھتے ہیں۔ مگر مخالف دلائل ہیں ضرور ان کا انکار نہیں ہو سکتا۔

ہاں الحمد شریف خلف الامام میں جیسے خصوصیت سے پڑھنا ثابت ہے نہ پڑھنا فاتحہ کا خصوصیت سے ثابت نہیں پس پڑھنا بڑی ترجیح رکھتا ہے اور نماز میں ہاتھ سینہ پر کی روایت صحیح ہے اور تحت سینہ کی ضعیف اور بعض مسائل تو ایسے ہیں کہ مخالف پر دلیل ہی نہیں۔ مثلاً اذان عند الخطبہ امام کے سامنے چاہیے۔ جمعہ کی شرائط۔ بیعت خاندانہائے خاصہ (چشتیہ۔ سہروردیہ وغیرہ وغیرہ) اور بعض مسائل پر سوال فطرۃ سلیمہ کون تمیز کراوے۔ مثلاً علماء میں قابل فتویٰ کون کون ہے۔

بعض مسائل اس قسم کے ہیں کہ جب قوم میں تنزل و ادبار شروع ہوتا ہے اور ہر ایک فرد اپنی اپنی ابتلاؤں میں حیران و پریشان ہوتا ہے تو الغریق یتشبث بکلّ حشیش۔ کبھی بت پرستوں کے مزاروں کو حاجت روائی کا ذریعہ بناتا ہے اور کبھی حزبوں سیفیوں کو کہیں مریدوں کو تعویذ گنڈے بنا دیتا ہے کہ آخر کچھ تو ملے اسی طرح فاتحہ تیجہ روٹی کو ذرائع ہیں اس قوم کے لیے جو تباہ ہو گئی ہے اور رسم رہی ہے اور راہ ایسے وحدۃ کی نوع نکل گئی۔

بوسے بزرگوں کے ہاتھ پر دینے کی ضرورت اُس وقت ایجاد ہوئی جب پیروں میں حقیقی قوت نہ رہی۔؟

جناب من! یاد رکھیں کہ اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختلاف تضاد اور دوسرا اختلاف انواع احادیث صحیحہ میں اور دلائل قویہ میں۔ اختلاف انواع تو ہوتا ہے مگر اختلاف تضاد نہیں ہوا کرتا مثلاً کوئی نہیں دکھا سکتا کہ قرآن کریم میں ایک دفعہ تو حکم ہوا ہو کہ فلاں خاص کام ضرور کرو پھر دوسرے وقت کہا گیا ہو کہ فلاں کام ہرگز نہ کرنا۔ عام طور پر احادیث میں حکم ہو کہ فلاں کام ہر شخص ضرور کرے اور پھر کہا گیا ہو کہ کوئی کبھی یہ کام نہ کرے اور یہ کیا اختلاف ہے کہ عشاء میں حضرت نبی کریمؐ نے وَالشمس اور والتین پڑھی۔ اور ایک شخص روایت کرتا ہے کہ انا انزلنا اور واللیل پڑھی کیونکہ مسنون بار بار عشاء کی نماز پڑھی اور کبھی کبھی کوئی سورۃ پڑھی اور کبھی کوئی سورۃ۔

جناب من! یہ طریق ہزاروں مسائل کو حل کر دیتا ہے۔ اور بعض مسائل تو خواہ مخواہ لوگوں نے مسائل شرعیہ بنا لیے ہیں حالانکہ وہ ہرگز شرعی مسائل نہیں۔ بلکہ یوں ہی غیر ضروری امور ہیں جنکو شرعاً نفیاً و اثباتاً کوئی تعلق نہیں۔

الجواب

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکونا بحذو منکبیہ ثم یکبر فاذا اراد ان یرکع رفعھما مثل ذلک و اذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذلک۔ وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد۔ متفق علیہ (بخاری ومسلم) فما زالت تلک صلوٰتہ حتی لقی اللہ۔ اخرجہ البیہقی

پس جواز رفع یدین میں کوئی کلام نہیں گو ابن مسعود سے عدم رفع بھی منقول ہے۔

(۲) الحمد شریف کے پہلے بسم اللہ کے متعلق اور اور سورۃ کے متعلق عرض ہے۔
عن انس بن مالک قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احداً منھم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رواہ احمد ومسلم۔
عن عبد اللہ بن مغفل اذا انت قرأت فقل الحمد للہ رب العالمین رواہ الخمسۃ الا ابا داؤد۔ و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی انفاً سورۃ فقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انا اعطیناک الکوثر رواہ احمد ومسلم والنسائی فکانوا لا یجھرون رواہ ابن حبان وکانوا یسرون رواہ ابن خزیمۃ و ذکر البیہقی فی الخلافیات انہ اجتمع آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجھر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۳) عن عبادۃ ابن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب رواہ الجماعۃ وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بھا رواہ ابوداؤد والترمذی۔

(۴) عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ رواہ ابن خزیمۃ وصححہ۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ رواہ احمد و ابوداؤد وفی اسنادہ عبد الرحمٰن بن اسحٰق الکوفی قال ابوداؤد سمعت احمد بن حنبل یضعفہ وفی الکبیری شرح منیۃ المصلی انہ مجمع علی ضعفہ۔

(۵) عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

(محمد جان)

رفع راسه من الرکوع فی الرکعة الاخرة من الفجر اللھم العن فلانا وفلانا بعد ما یقول سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد فانزل الله لیس لك من الامر شیٔ الی قوله فانھم ظالمون رواه البخاری و عن انس قال کان القنوت فی المغرب و الفجر رواه البخاری۔

(۶) عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان و لو یتر الاقامة الا الاقامة رواه الجماعة۔

(۷) خطبہ وعظ جس طرح مخاطب لوگ سمجھیں خطبہ نثر پر بولا جاتا ہے نہ اشعار پر۔

(۸) اذن بلال فی الصبح متفق علیہ۔ وعن ابی سعید اذا کنت فی غنمك او بادیتك فارفع صوتك بالنداء رواه البخاری۔ خطبہ کی اذان اصل اذان ہے جہاں ہمیشہ مؤذن اذان دیتا ہے و ہاں جمعہ کی اذان خطبہ سے پہلے کوئی خصوصیت مکانی نہیں رکھتی

(۹) دُعا بعد الاذان میں خصوصیت کے ساتھ ہاتھ اُٹھانا ثابت نہیں اور نہ معمول ہے اسلام میں۔

(۱۰) امام کے لیے ممانعت شرعاً ثابت نہیں کہ فلاں جگہ کھڑا نہ ہو۔

(۱۱) نماز جمعہ کے لیے تعداد مقتدیوں کے متعلق اور مصر وغیرہ کی شرط احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں پس ایجاب شرائط شرع ہے

(۱۲) لباس میں رجال کو تشبہ بالنساء اور نساء کو تشبہ بالرجال جائز نہیں اور رجال میں حریر ممنوع ہے۔ اسی طرح معصفر اور عورتوں کے لیے بہت باریک لباس ممنوع ہے عن ابی ھریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم لعن الرجل یلبس لبس المرأة والمرأة تلبس لبس الرجل رواه احمد۔ عن عمر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لا تلبسوا الحریر۔ متفق علیه عن علی قال نھانی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن لباس المعصفر رواه مسلم۔ عن اسامة کوت القبطیة امرأتی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم مرھا ان تجعل تحتھا غلالة فانی اخاف ان تصف حجم عظامھا رواه احمد۔

ہاں ثوب شہرت ممنوع ہے عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس ثوب شھرة فی الدنیا البسه الله ثوب ذلة یوم القیامة رواه احمد وابوداؤد۔

(۱۳) افلت شموس الاولین۔

(۱۴) فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وھو اعلم بمن اتقی

(۱۵) من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه ولا بد ان یکون الرجل فعالا لا قوالا۔

(۱۶) فی الاستغفار و لا حول۔ والصلوة والسلام علی النبی و الحمد و القرآن و ادعیتنا لحدیث کفایة

(۱۷) ومن التعاویذ فی المعوذتین کفایة

(۱۸) الا تن ورھا عام فی جمیع القبور۔

(۱۹) عن جریر انه بال ثم توضأ ومسح علی خفیه ثم قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم بال ثم توضأ ومسح علی خفیه متفق علیه۔ عن المغیرة ابن شعبة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ ومسح علی الجوربین و النعلین صححه الترمذی

(۲۰) مثنوی اور دیوان حافظ عمدہ نظم ہے۔ صاحب مثنوی صوفی و فلسفی ہیں۔

(۲۱) سید عبد القادر الجیلی محمدی اولیاء میں سے ہیں قدمی علی رقبة کل ولی اللہ ان کا قول ہو اور اپنے زمانہ کے اولیاء پر ان کو فضیلت ہو

(۲۲) من حسن الاسلام المرء ترکه ما لا یعنیه۔ واتباع محمد صلی الله علیه وسلم ھو الدین۔

(۲۳) تاریخی کتابیں میں نے آجتک ایسی نہیں دیکھیں کہ ان میں قوی و ضعیف صحیح و غلط سب کچھ ہی نہ ہو۔

(۲۴) مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا شرعاً جائز نہیں

(۲۵) دلائل الخیرات سے بہتر وہ صلوٰۃ وسلام ہے جو نماز میں ہے اور اجازت الٰہی صلوٰۃ وسلام کے لیے ہو چکی ہے دلائل الخیرات اجازت کی محتاج نہیں ورنہ یہ اجازت کوئی چیز ہے

(۲۶) مسلمانوں اور حضرت ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام نے کفار کو ابتداءً سلام فرمایا ہے سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین اور فرمایا ہے سلام علیك سا ستغفر لك ربی

(۲۷) بوسہ ابہام اور مولود میں قیام احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں فقط

نور الدین

المجیب اجاب عندی بالصواب فقد اجاد واصاب

برہان الدین عفی اللہ عنہ جہلمی
مقام قادیان

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

یادگار کرامت

آریہ سماج کی تاریخ میں پنڈت لیکھرام مقتول کی یادگار قایم رکھنے کیلئے ۶ مارچ کے دن ہر سال ہر مقام پر جہاں آریہ سماج ہے کم از کم ایک مختصر سا جلسہ کیا جاتا ہے اور مستقل طور پر آریہ مسافر میگزین کے ذریعہ اسکی یادگار کو قایم کیا گیا ہے۔ آریہ سماج اپنے مذاق پر اس یادگار کے ذریعہ آریہ سماج کے نوجوانوں کے دل میں جس قسم کے لٹریچر کا مذاق پیدا کرنا چاہتی ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اس پر کچھ لکھوں۔ البتہ مجھے اپنے نقطہ خیال سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ یہ یادگار دراصل خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کی قایم فرمائی ہے جو فروری ۹۳ء میں خدا تعالیٰ کے مامور و موعود نے بڑے پر زور الفاظ میں کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اب یہ کرامت آریہ سماج نے بجائے خود مستقل یادگار کے طور پر تازہ کر رکھی ہے یہ خدائی کرشمہ ہے جسے ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

ماسٹر آتمارام صاحب ایڈیٹر شکاری کا آریہ سماج کو بہت ہی مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے سالہا سال کی دیدہ ریزی اور غور و فکر کے بعد یہ لطیف نکتہ پیدا کیا ہے کہ قرآن شریف میں الٓمٓ کے اندر وید کا لفظ اوم پوشیدہ ہے۔ آنند سیشیلے تاریخ دنیا میں عرب اور آدم کے الفاظ کو سنسکرت بنانے کی بڑی کوشش کی تھی مگر جو نکتہ ماسٹر آتمارام صاحب کو سوجھا ہے وہ پنڈت دیانند صاحب کے دماغ میں بھی نہیں سمایا۔ ماسٹر آتمارام صاحب کو چند روز ہوئے یہی اوم بائبل میں نظر آیا تھا۔ اور اب قرآن شریف میں۔ تعجب خیز امر ہے کہ ماسٹر صاحب الٓمٓ سے اوم محض اس لیے مراد لیتے ہیں کہ مختلف مفسروں نے اس کے مختلف معنے کیے ہیں۔ مگر یہ نہ بتایا کہ لفظ اوم کے معانی سے الٓمٓ کے معانی میں مطابقت کیونکر ہے؟ اور علم اللسان کے کس قاعدہ کے ماتحت سنسکرت کا واؤ ل سے بدل جاتا ہے کم از کم اسکی تو چند نظیریں ہونی چاہیے تھیں۔ اور پھر ان سب مفسرین کا نام لیکر ماسٹر صاحب کو لعنت بھیجنی چاہیے جنہوں نے الٓمٓ پر اعتراض کیا ہے۔ اگر یہی طریق ویدک سچائی کا ہے تو مجھے امید ہے کہ ماسٹر صاحب سعدی کی بوستان اور حضرت مولانا روم کی مثنوی کے ہر ایک مصرعہ سے اوم نکالکر دکھائیں گے۔

پرکاش اب کیا کہیگا!

جدید معاصر پرکاش نے اہلحدیث کے اعتراض متعلقہ کرشن جنمی پر استفسار کرنا چاہا تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اسکا جواب کیا دیا جاتا ہے اب جبکہ الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں حضرت کرشن علیہ السلام کے متعلق تحریری ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ ہم ہمیشہ سے آپ کو واجب التعظیم بزرگ سمجھتے رہے ہیں تو اسے کم از کم اپنی رائے کی اصلاح کر لینی چاہیے

پراٹسٹنٹ مذہب نے پرانی مسیحیت کے اس عقیدے پر بڑے بڑے اعتراض کیے کہ کسی زمین کے ساتھ خدا کو کوئی خاص تعلق ہوتا، صلیبی تاریخ کے ہر انگریز مورخ نے اپنی تاریخ اسی اعتراض سے شروع کی ہے۔ مذہب نے تو یہ مساوات قایم کی ہے۔ مگر یورپ کی قومی شرافت اب اخلاق و مذہب کی ان تمام بندشوں کو توڑ تاڑ کے ساری دنیا کے اخلاق کو پامال کر کے مٹائے دیتی ہے۔ اور وہی قوم جو عقیدہ رکھتی ہے کہ خدا کو ہر زمین سے یکساں تعلق ہے۔ اس مشرق کو تاریک بتاتی ہے جسکی بھی حالت یہ ہے کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو یہیں سے نکلا ہے۔

[illegible]

اعلےٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر

شیشی کی دوا مین بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے نہایت جلدی ... خونی بیماریونکو جڑسے دفع کرتی اور سب سے بڑھ کر ہر طرح کی طاقت بخشتی ہے ... چار جوہر ... فلسمی ادوہ کے مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار شیشیون مین ... شیشی ... خوراک ...

[illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

[illegible]

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنے معجون تقویت

[illegible]

کھٹسی کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع

[illegible]

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنے سرمہ نوری

[illegible]

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلےٰ درجہ کا مقوی دندان وخوشبودار منجن

[illegible]

ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال نیچی باغ شہر بنارس۔ نوٹ

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہین اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ فہرست طلب کرین۔

راقم محمد عبد الصمد سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنیپر مفت بھیجا جاوے اسنے چاندی کی گولیان جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون مرد اور جوان اور بوڑھون کیلئے مفید ... اکسیر مین قیمت حبوب کا بکس ... یہ ایک نہایت نفیس ... ہے جو کہ ... تیار کیگئی ... اور ... معدہ ... خون صالح پیدا کرتی ہے ... خوراک ... بکس ... آدمی کو کافی ہے ...

المشتہر حکیم سرفراز حسین وحکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گدھ ضلع دہلی

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔ اگر تیل ... تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالون کو سفید ہونیسے روکتا ہے نزلہ آنکھ ... دردسر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ... محصول ڈاک ...

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان ... شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ال نمبر ۷۷

فہرست مضامین

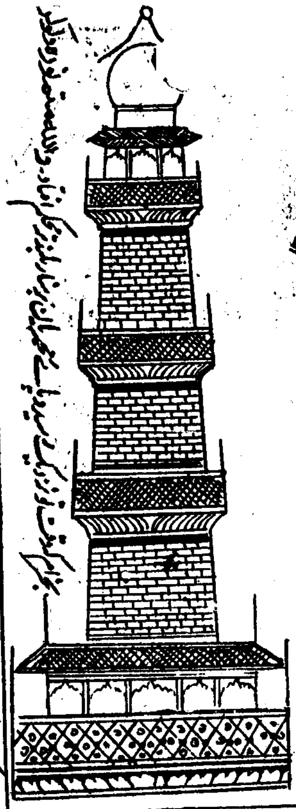

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ بادر قادیان بینی | دو ابینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والونسے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۹ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ محرم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

اطلاع ضروری

تفسیر القرآن جلد دوم (جو سورۃ آل عمران سے شروع ہوئی ہے) کا پہلا اور دوسرا نمبر لکھا جا رہا ہے جو انشاء اللہ العزیز جلد تیار ہو جاویگا۔ اس امر کی پابندی کسیقدر مشکل معلوم ہوتی ہے کہ سال مین تین یا چار سیپارے پورے کئے جاوین کیونکہ قرآن کریم کے حقایق کو بیان کرتے وقت اس کشف حقایق کے زمانہ مین میرے نزدیک یہ برا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مضمون کا گلا گھونٹ کر ختم کیا جاوے۔ اسلئے مینے اس جلد مین اس امر کی پرواہ نہین کرنی چاہی کہ کسقدر حصہ قرآن کریم کا آتا ہے بلکہ جہانتک ایک آیت یا لفظ کے متعلق مجھے ضروری مواد مل سکا ہے مینے اس کے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر چند مین کوشش کرونگا کہ جسقدر زیادہ حصہ بیان ہو سکے بیان کر دیا جاوے۔ لیکن چونکہ سورہ آل عمران بجائے خود ہمارے مخالفون اور ہمارے درمیان ایک فیصلہ کن سورۃ ہی اور اس مین اکثر مضامین بہت بحث طلب مین اسلئے بھی کسیقدر وضاحت سے کلام کرنا پڑیگا۔

اصلاح

تفسیر القرآن جلد اول کے نمبر سوم کے صفحہ دوم پر رکوع ۳۵ کے بالمقابل جو ترجمہ دیا گیا ہو اس مین ایک غلطی رہگئی ہے اس لئے جن صاحبون کے پاس وہ نمبر پہونچ چکا ہے وہ درست کرلین۔

یا یہا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم

الایۃ کا ترجمہ رہگیا ہے جو یہ ہے

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلانے یا ایذا رسانی سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو جو اپنا مال لوگون کو دکہانے کیلئے صرف کرتا ہے اور اللہ تعالے اور یوم آخرت پر ایمان نہین رکہتا اسکی مثال اس چٹیل پتھر کی سی ہے جسپر کچھ مٹی پڑی ہو اور اسپر زور کا مینہ برسے اور اسکو صاف سل چھوڑ دے۔ جو کچھ انہون نے کمایا اس مین سے وہ کسی چیز کی قدرت نہین رکھتے اور کافر جو کام کر رہے مین وہ اللہ تعالی کے بتائے ہوئے نہین یا اللہ کافرون کو بامراد نہین کرتا۔

اس ترجمہ کی بجائے اس رکوع کی آخری آیت کا ترجمہ جو ترجمہ والے کالم کی سطر دس سے لیکر سطر ۱۵ تک ہے درج ہو گیا ہے۔ ناظرین اصلاح کرلین جلد دوم کے نمبر اول و دوم کے اصلاحی سلپ چہاپ کر بہیجدونگا انشاء اللہ۔ یہ غلطی چوہدری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ نے مجھے بتائی ہے اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کے معزز ناظرین کس غور اور مزے سے اسکو پڑہتے مین۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم و تفسیر القرآن

انا للہ وانا الیہ راجعون

کپورتھلہ سے نہایت افسوسناک خبر ملی ہے کہ میرے مکرم مخدوم مرحوم بہائی محمد خانصاحب کے دوسرے بیٹے عبدالحمید صاحب جو عرصہ سے بیمار چلے آتے تھے ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ مرحوم ایک سعید جوان تہا۔ مرحوم باپ کیطرح انکہو مین حیا مروت اور کم گوئی کی عادت تہی۔ اللہ تعالی اسے اپنے فضل و رحمت کے سایہ مین جگہ دے اور اس کے محزون بہائی منشی عبدالمجید خان صاحب اور بیتاب والدہ کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔ اسکی موت کے متعلق مفتی فضل الرحمان صاحب کی ذیل کی چٹہی چہاپنے کو بہیجی ہے۔ ایڈیٹر

یہ دار فنا کیا کہون حیرت کا مکان ہے
سرمایۂ آرام بقا اسمین کہان ہے

خورشید خوشی کا جو کہین جلوہ نما ہو
تو الفور وہین ابر تحیر مین نہان ہے

بہت کم احباب ایسے ہونگے جو ہمارے مکرم و معظم بہائی میاں محمد خانصاحب مرحوم ساکن کپورتہلہ کے نام سے ناواقف ہونگے خانصاحب مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود کے بڑے جان نثار اور سچے خادم اور مخلص مرید تہے ابہی تہوڑا عرصہ ہوا ہے کہ خانصاحب عین عالم شباب مین اس دنیا ناپائدار کو خیرباد کہکر جاودانی کا رستہ لیا ہے خانصاحب مرحوم یکتائے روزگار تہے اور دنیا مین حضرت مسیح علیہ السلام کی اتباع کا کامل نمونہ تہے اونکی وفات پر حضور علیہ السلام کو الہام ہوا تہا کہ (اولاد سے ملائم سلوک کیا جاویگا) جسکا نتیجہ ہم پورا ہوتے ہوئے بہی اپنی آنکہونسے دیکہہ لیا اور اسکا زندہ ثبوت اون کے فرزند رشید میان عبدالمجید خان صاحب سلسلہ ہی موجود مین۔ اور اپنے والد مرحوم کی عہدہ پر ممتاز مین۔ ابہی خانصاحب مرحوم کی جدائی کا غم ہمارے سینہ پر تازہ ہی تازہ تہا کہ آج اون کے دوسرے فرزند رشید میان عبدالحمید خان جو میان عبدالمجید خانصاحب سے دو سال چہوٹے تہے اور اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم چلتے تہے۔ ٹہیک ۷ بجے بعد دوپہر اس جہان فانی کو چہوڑ کر اپنے والد مرحوم کے پہلو بہ پہلو جا لیٹے یہ صدمہ کچہہ تہوڑا نہین خصوصاً انکی والدہ کیلئے بہت ہی سخت صدمہ ہے مین اپنے احمدی احباب کیخدمت مین دو باتونکی بادب التجا کرتا ہون کہ اول تو وہ سب بہائی اپنے اپنے شہر مین اس مرحوم کا جنازہ پڑہین اور دعا مغفرت کرین۔ دوم وہ اپنی ہم تسکی دعاؤن مین انکی والدہ کیلئے دعا کرین کہ مولا کریم انکو صبر کی توفیق دیوے۔ کیونکہ یہ صدمہ ان کیواسطے ناقابل برداشت ہے۔

دشمنوںمیں پھوٹ

(نمبر ۳)

(مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کی سنو)

ناظرین الحکم مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کے جلوے سے امید ہے حیران ہونگے اس لئے کہ اس عقدہ کا حل عنقریب ذیل کا مضمون پڑھنے سے ہو جائیگا۔

روحانی باپ کی اصطلاح خود مینے وضع نہین کی بلکہ مولوی فاضل صاحب کے روحانی باپ نے خود اپنے لئے یہی نام تجویز کیا ہے البتہ علے مینے ڈالدیا ہے اس لئے کہ اس تحریر سے مولویصاحب کا روحانی باپ ہی معلوم ہوتا ہے اور اس سلسلہ مین شاید کئی بزرگون کو یہ فخر حاصل ہو۔ اب مین کسی لمبی تمہید کے بغیر نفس مضمون کو درج کر دیتا ہون۔ ہان اتنا کہنا ضروری ہے کہ یہ روحانی باپ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہین جنکو خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے لاٹ مولوی اور اونربل کا خطاب دیا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصیحت نامہ

ناملوم
الٹی میٹم

(آخری پیام جنگ)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ
واگر جنگ جوئی نہ بینی درنگ

میرے عزیز ابو الوفا! خدا تعالیٰ تم کو شمہ وفا عطا کرے اور تمہاری کنیت کو اسم با مسمیٰ کرے۔ میری تمہاری جو نسبت روحانی ہے تمکو بخوبی معلوم ہے جو احباب جانبین نہین جانتے ان کو (اس غرض سے کہ وہ اس نصیحت نامہ کو واقعی نصیحت سمجہین اور مجہے تمہارا سچا خیر خواہ اور دلی خیر خواہ یقین کرکے تمکو اس نصیحت کی قبولیت کا مشورہ دین) جتاتا ہوں کہ تم حافظ عبد المنان صاحب محدث وزیر آبادی کے فن حدیث مین شاگرد ہون اور وہ اس ناتوان عاجز سے نسبت تلمذ رکہتے ہین اس وجہ سے مین بالواسطہ تمہارا اوستاد اور روحانی باپ ہون اور تم میرے شاگرد اور روحانی فرزند۔

اسی علاقہ پدری اور پسری نے مجہے آمادہ کیا تہا کہ مین تمہاری تفسیر عربی کو مخالف سنت صریحہ و آثار سلفیہ و موافق خیالات فرقہ نیچریہ و معتزلہ پاکر دو تین مجلس مین پرائیویٹ طور پر تم کو سمجہایا اور بطور مثال تفسیر آیت کوثر کی غلطی کو (جسمین تم نے حدیث صحیح کا خلاف کیا ہے) پیش کیا تمنے اس غلطی کو تسلیم نہ کیا اور میری نصیحت کا مقابلہ جدل اور پہر میری ناصحانہ تقریرون کے جواب مین (نہین نہین مین بہول گیا اپنے ہی اصول مسلمہ و محررہ بقلم خود کے رد مین) رسالہ آیات متشابہات شایع کر دیا اور اسمین آنحضرت کی حدیث کو جو بتصریح و تنصیص نبوی مفسر آیت کوثر ہے منشاء قرآن ہونیسے صاف انکار درج کیا۔ مینے پہر بہی اسی شفقت پدری کے تقاضے سے تمہارے اس رسالہ آیات متشابہات کا رد شایع نہ کیا اور اس ارادہ اور امید مین رہا کہ اس رسالہ کے اغلاط تمکو پرائیویٹ طور پر سمجہاؤنگا اور حکمت و محبت سے تمکو راہ راست پر لاؤنگا۔

ان ہی دنون غزنوی صاحبون نے تمہاری تفسیر عربی کے اغلاط کے بیان مین ایک رسالہ اربعین طبع کیا اور وہ رسالہ میرے پاس لائے اور اسپر میرے دستخط کرانے چاہے۔ مینے ایک تو اس وجہ سے کہ مجہے اس رسالہ کے طرز استدلال و نتائج سے کلی اتفاق نہ تہا گو نفس مسائل سے اتفاق تہا۔ دوسرے اسی شفقت پدری کے تقاضے سے دستخط کرنیسے انکار کیا اور یہ چاہا کہ پرائیویٹ طور پر تمہاری غلطیاں تمکو بتائی جاوین اور اس رسالہ کی اشاعت عمل مین نہ آوے اور رسالہ اربعین کے متعلق ایک جداگانہ مضمون لکہکر ان لوگون کو دیدیا اور تاکید سے کہا کہ وہ مضمون رسالہ اربعین مین درج کرکے شایع نہ کیا جاوے بلکہ یہ بہی ان سے کہا اور تسلیم کرالیا کہ وہ اس رسالہ کو شایع نہ کرین جبتک کہ پرائیویٹ طور پر ان اغلاط کی نسبت میرا تمہارا فیصلہ نہ ہو جائے۔ ان سے تو مین نے یہ امر تسلیم کرالیا۔ اور ادہر تم سے یہ وعدہ کیا کہ تمہاری تفسیر کی یہ غلطیاں جو اربعین مین بیان کیگئی ہین اپنے طرز پر مدلل کرکے چار چار کرکے تم کو دکہاؤنگا۔ یہان تک کہ چالیس کی چالیس پوری ہو جاوین اور اس وعدہ کے مطابق چار غلطیاں اپنی طرز پر مدلل کرکے تمہارے پاس بہیج بہی دین

مگر اے عزیز تمنے عرصہ تقریباً دو ماہ تک ان چار غلطیون کی تسلیم یا عدم تسلیم سے اطلاع نہ دی یہانتک کہ پہلے تمکو شہادت کے مقدمہ گورداسپور مین پہر شاید نگینہ مین مصروفیت ہوگئی اور اس طوالت عہد کی وجہ سے غزنوی صاحبون کیطرف سے رسالہ کی اشاعت عمل مین آئی جس سے مجہے کمال رنج ہوا اور دونون جانب کے اعیان پر اظہار رنج و افسوس کیا کسیقدر ان لوگون پر جنہون نے رسالہ کی اشاعت پر جلدی کی اور زیادہ تر تم پر کہ تمنے میرے چار اغلاط کا جواب دیکر باقی اغلاط کی نسبت پرائیویٹ صفائی کیون نہ کرلی۔ بایں ہمہ مینے صفائی اور اتفاق فریقین کی ایک یہ صورت تجویز کی کہ تم اس مضمون کی ایک تحریر شایع کرو کہ میری تفسیر عربی مین جو احادیث صحیحہ سے مخالفت ہوئی ہے اس سے مین رجوع کرتا ہون تفسیر کے دوسرے اڈیشن (طبع ثانی) مین ان احادیث کو داخل تفسیر کرونگا اور جو بعض بعض مقامات مین تفسیر معتزلہ وغیرہ سے میری رائے کا اتفاق ہوگیا ہے وہ محض توارد سے ہوا نہ بقصد توافق اہلبدعت مین اہلبدعت کو گمراہ جانتا ہون اور ان کے اتفاق کو پسند نہین کرتا۔ اس تحریر سے وہ فتوے علماء وقت کے جو تمپر لگائے گئے ہین تمہارے حق مین رہینگے اور وہ خود بخود تمہاری نسبت کان لم یکن ہو جائینگے اور اس امر کی ضرورت باقی نہ رہیگی کہ تم اربعین کا جواب لکہو اور بمقابل اربعین اس کو شایع کرو مگر تمنے میری اس تجویز کو نہ مانا اور جواب اربعین مین رسالہ الکلام المبین لکہہ ہی ڈالا اور چہاپ دیا اور اسکی اشاعت کا ارادہ مصمم کرلیا۔ اسپر میری شفقت پدری نے پہر جوش مارا اور تم کو مینے کہلا بہیجا کہ وہ رسالہ الکلام المبین اشاعت سے پہلے مجہی دکہلا دو اگر جوابات صحیح ہوئے اور اغلاط اربعین غلط نکلین تو سب سے پہلے مین اپنے فتوے سے رجوع کرونگا اور فتوے سے تمہاری برات کا بیڑا بہی اٹہاؤنگا۔ پہر مینے وہ رسالہ دیکہا تو مجہے وہ عذر بدتر از گناہ معلوم ہوا۔ پہر بہی مینے اس شفقت پدری کے تقاضے سے اس رسالہ کو پبلک (عام طور پر) رد کرنا نہ چاہا اور اس کے سوال مندرجہ صفحہ ۱۰۸ کا شرطی جواب لکہکر تمہارے سامنے پیش کیا جسکی نقل ذیل مین کیجاتی ہے۔

الجواب

اہلحدیث و اہلسنت ہونیکا منشاء صرف کتب اہلحدیث سے استدلال نہین ہے یہ استدلال تو غیر اہلحدیث حنفیہ شیعہ وغیرہ بہی کرتے ہین بلکہ منشاء اہلحدیث اہلسنت ہونیکا اہلحدیث و اہلسنت کے اصول کی پابندی ہے جسکی تفصیل ہمارے مضمون "اہلحدیث اور ان کا مذہب اور ان کے شناخت کی علامت" مین ہو چکی ہے اور غیر اہلحدیث کے اصول و اشخاص سے تبری چنانچہ آیت فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ کا مفاد ہے۔ بناء علیہ اہلحدیث زمانہ حال جن سے سوال ہے باوجود اختلافات جزئیہ اہلحدیث ہین اور مصنف تفسیر القرآن بکلام الرحمن بہی اگر اصول اہلحدیث و اہلسنت کا پابند رہے اور مخالفین مذہب اہلسنت و اہلحدیث (نیچریہ معتزلہ وغیرہ) سے تبری اختیار کرے اور برملا اون کو گمراہ کہے اور جہان جہان اسکی تفسیر مین نیچریہ و معتزلہ سے اس کا توافق ہوگیا ہے اسکی نسبت صاف یہ ظاہر کر دیے کہ یہ توافق محض توارد سے اور نتیجہ فہم و اجتہاد ان گمراہونکی موافقت اسکو پیش نظر نہین ہے۔ اور ان مقامات مین جہان بپابندی اصول اہلحدیث ان گمراہون کی مخالفت ضروری معلوم ہو ان مقامات مین وہ ان گمراہون کی مخالفت کیلئے تیار ہے تو وہ بہی خاصہ اہلسنت و اہلحدیث ہے اور جو اسکی نسبت توافق اہل بدعت کی نظر سے فتوے نیچریت و اعتزال لگایا گیا ہے وہ رفع ہو جائے گا۔ فان لازم المذهب ليس بمذهب

اس جواب مین چونکہ ایک ایسی شرط تہی جسکا تم رسالہ الکلام المبین اور آیات متشابہات مین خلاف کر چکے تہے اور اپنے عمل و اعتقاد سے رجوع کرنا تمہارے لئے ایک مشکل امر تہا۔ لہذا تمنے اس جواب کو نہ لیا اور یہ کہا کہ میرے سوال کا قطعی جواب دو اور جو میری حالت رسالہ الکلام المبین سے تم کو معلوم اور ثابت ہوتی ہے اس کو پیش نظر رکہکر بتاؤ کہ مین اہلحدیث ہون یا نہین۔ اس کے جواب مین تم کو زبانی کہا گیا کہ قطعی جواب مین تمہارا نقصان ہوگا اور وہ تمہارے مدعا کے خلاف نکلیگا۔ اور یہ بہی تمکو زبانی کہا گیا کہ الزامات و اعتراضات اربعین کے پانچ حصے ہین۔

اول۔ یہ الزام کہ تم دیدار الٰہی و معجزات و کرامات وغیرہ کے منکر ہو۔

دوم۔ یہ کہ تمنے اس تفسیر مین کل مسلمانون کا خلاف کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ اس تفسیر مین تمام مفسرون کا خلاف کیا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ تمنے بہت جگہ تفسیر حدیث صحیح نبوی کو چہوڑ

پنجم۔ یہ کہ تمنے معتزلہ وغیرہ اہلبدعت کا اتباع کیا ہے۔

سو منجملہ ان الزامات کے پہلے تین الزامات سے تم چھوٹ گئے اور الکلام المبین میں ان کا جواب ادا ہوا **مگر چوتھے اور پانچویں الزام** سے تم بری نہیں ہوئے گو حدیث کو تم نے دبی زبان سے مان لیا ہے مگر بعض احادیث کا مفسر قرآن ہونا تسلیم نہیں کیا اور اقوال معتزلہ وغیرہ سے تبری و بیزاری کا اظہار بھی نہیں کیا۔ بلکہ ان کے اقوال سے تمسک کو جائز رکھا اور ایک جگہ الکلام المبین میں ابو مسلم جاحظ معتزلی کو برا کہنے سے تم نے منع کر دیا ہے۔

اس گفتگو کے بعد خاکسار نے تمہارے سوال مندرجہ نمبر ۱۴۰ الکلام المبین کا مفصل جواب جس کا آٹھ روز میں لکھ دینے کا وعدہ تھا تیار کیا اور تمہارے سکرٹری یا خلیفہ میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ کے نام خط لکھا کہ جواب تیار ہے۔ اول سے آخر تک سنکر لیلو۔ اور اگر اس جواب کے قبول کرنے میں عذر ہو تو کسی کو منصف قرار دو۔ میرا یہ **خط** پڑھکر تم اور تمہارے سکرٹری میاں حبیب اللہ دونوں سمجھ گئے کہ یہ جواب ضرور تمہارے مخالف ہوگا جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا اور مجھ سے سلسلہ خط و کتابت بند کر دیا اسکی شکایت سکرٹری مذکور کو لکھی گئی تو انہوں نے ایک خط اس مضمون کا تحریر کیا۔

"مولینا میں نے جواب دینا اس لئے ترک کر دیا کہ آپ نے سخت ذلیل کرایا۔ ایک وعدہ امرتسر اسٹیشن پر کیا تھا کہ ۱۵ اگست کو دس بجے دن کے جواب دون گا (یعنی رسالہ کلام المبین کے سوال نمبر ۱۴۰ کا) وہ غلط ہوا پھر روانگی کے وقت آٹھ روز تک جواب دینے کا وعدہ کیا وہ بھی غلط نکلا آٹھ روز کے بعد ایک شرط کی پخ لگا دی (وہی شرط کہ جواب سن لو اس کے قبول کرنے میں عذر ہو تو کسی کو منصف کر لو۔ عزیز من یہ وہی شرط ہے جس کے واسطے تم لوگ مولوی عبد الجبار صاحب کی خدمت میں دو دفعہ بمنت گذارش کر چکے تھے) پھر یہ غضب ہے کہ زبانی تو آپ نے کہہ دیا کہ اربعین کا جواب ہو گیا مگر فریق ثانی کو اور کچھ لکھ دیا اسلئے میں تو علماء کرام سے سیر ہو گیا براہ مہربانی مجھے اپنے ہی حال پر چھوڑ دیں۔ اس معاملہ میں مجھ سے خطاب نہ کیا کریں"۔ احقر حبیب اللہ از امرتسر

ادہر یہ خط تمہارے سکرٹری کا آیا ادہر تمہارے دوسرے سکرٹری٭ کا اشتہار بعنوان **لو فیصلہ ہو گیا** شایع و مشتہر ہوا جس میں یہ درج ہے کہ فلاں فلاں عالم (دوازدہ اماموں) نے تمہارا اہلحدیث ہونا اور تمہاری تفسیر کا دل خوش کن ہونا مان لیا ہے اور اس میں میرا نام بھی درج کر کے میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے کلام المبین کو کافی جواب اربعین ہونا اور اغراض اربعین سے چھوٹ جانا تسلیم کر لیا ہے جسکو دیکھ کر میرے بدن پر **غضب و رنج سے رعشہ** طاری ہو گیا۔ تمہارے اور تمہارے سکرٹریوں کی ایسی باتوں کو تو میں مدت سے سنتا اور سہارتا چلا آتا ہوں۔ اس **غضب و رنج** کا موجب ان علماء کے وہ کلمات ہیں جو اس اشتہار میں اُن سے نقل کئے گئے ہیں۔

ان حضرات میں جن کے تمہارے اشتہار میں نام درج ہیں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو میں واقعی عالم اور اہلحدیث جانتا ہوں مگر انکی طرف سے تمہاری تفسیر کی تحسین اور تمہارے اہلحدیث ہونے کی تسلیم دیکھ کر اگر واقعی انہوں نے کی ہو مجھے ان کو ضرور یہ مثل سنانی پڑے گی کہ **چندین مدت خدائی کردی و ہنوز گاؤ خر را نہ شناختی** اور یہ بات کہنی پڑے گی کہ آپ صاحبوں نے بخاری و مسلم کتب صحاح بیسوں دفعہ پڑھیں و پڑھائی ہونگی مگر افسوس کہ آپ صاحبوں کو اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ اہلحدیث کہتے کسکو ہیں اور اہلسنت و اہلحدیث کی تعریف کیا ہے۔ آپ صاحبوں نے الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم کو بھی ملاحظہ کیا ہوگا۔ پس اگر آپ اہلحدیث و اہلسنت کے معنے جانتے ہوتے تو اس رسالہ کی فصل اول و دوم و سوم کو پڑھکر مولف رسالہ کو ہرگز اہلسنت و **اہلحدیث** نہ کہتے۔

اے عزیز! اب چونکہ **تمہاری طرف** سے یہ معاملہ **شروع** ہوا ہے کہ تم نے مجھسے کلام و خطاب ترک کر کے اس اشتہار میں میری نسبت یہ چھاپ دیا کہ میں نے الکلام المبین کو **کافی جواب** اربعین تسلیم کیا ہے اور اس کے الزامات سے تمہارا چھوٹ جانا مان لیا ہے جس سے **مثل دروغ گویم بر روئے تو** پوری صادق آتی ہے کیونکہ اسمیں ایک حصہ میری تقریر کا لیلیا اور باقی حصوں کو جن میں تمہارے رسالہ الکلام المبین پر **سخت زد** تھی کہ اسمیں حدیث نبوی کے مفسر قرآن ہونے سے انکار پایا جاتا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہلبدعت سے تبری و تحاشا کا اظہار نہیں بلکہ ان کے اتباع کی ترغیب پائی جاتی ہے اور اس سے تمہارے اہلحدیث ہونے کی نفی نکلتی تھی چھوڑ دیا اور نقل کلام میں **سرقہ** کیا لہذا مجھے یہ حق حاصل ہو گیا کہ میں بھی بالمثل قلم اٹھاؤں اور بذریعہ اشتہار تمہاری خبر لوں۔ اور تمہارے سکرٹریوں کی غلط ٭ **بیانی ظاہر کروں** مگر پھر بھی میں اپنے اصول کو نہیں چھوڑتا اور شفقت پدرانہ کے تقاضے سے تمکو اور تمہارے ہمخیال علماء کو جو تمہارا رسالہ الکلام المبین کو پڑھکر تمکو اہلحدیث لکھ چکے ہیں اور تمہاری تفسیر کی تحسین و تصویب کر چکے ہیں صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ **تم اور وہ لوگ** میرے اس جواب کو جو میں نے تمہارے **سوال** مندرجہ ص۱۴۰ الکلام المبین کو دیا ہے پرائیوٹ طور پر مجھ سے طلب کر کے مطالعہ فرماویں اور نیز میرے مضمون "اہلحدیث اور ان کا مذہب اور انکی شناخت کی علامت" کو جو نمبر ۵ جلد ۲۱ اشاعت السنہ میں درج ہوا ہے ملاحظہ کریں۔

اس جواب اور اس مضمون کو پڑھکر تم سب لوگوں کی تسلی ہو گئی اور تم سب نے اپنی غلطی مان لی تو مجھے اس جواب کو پبلک طور پر شائع کرنیکی حاجت نہ رہے گی۔ اور اگر تمہاری اور تمہارے ہمخیال علماء کی اس جواب اور اس مضمون کو دیکھ کر تسلی نہ ہوئی تو پھر ناچار خاکسار اس جواب کا **اظہار و اشتہار پبلک** میں کرے گا اور یہ ثابت کر دکھائے گا کہ تفسیر القرآن و رسالہ آیات متشابہات و رسالہ الکلام المبین کا مصنف **اہلحدیث نہیں** ہے اور یہ کتابیں **اسلام کو نقصان** پہونچانے والی ہیں +

راقم

ابو سعید محمد حسین

٭ حاشیہ: ہم نے آپ کے جتنے مضمون کی شہادت دی ہے اتنے حصہ کو آپ نے بھی تسلیم کیا ہے باقی گفتگو جو آپ نے تحریر کی مصنف کلام المبین کہتا ہے کہ وہ اربعین کے متعلق نہ تھی آپ جانیں وہ جانے ہمارا کیا قصور۔ احقر حبیب اللہ۔ حکیم محمد دین

خاکسار کہتا ہے مصنف کلام المبین کو میری کلام کے متعلق کچھ لکھنے کا کیا حق تھا پھر آپ نے میری کلام کو کیوں پورا نقل نہ کیا۔

ابوسعید

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری

(نمبر چہارم)

نگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

قادیانی مقدمات

کرشن پتیتی۔ اور مباہلہ ثناء اللہ کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں میں بحث کر چکا ہوں اب اس آرٹیکل پر نظر کرنی چاہتا ہوں جو ۸ فروری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں مولوی فاضل نے قادیانی مقدمات کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ مولوی فاضل کو تو اس سے کچھ فائدہ ہو یا نہو لیکن خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ سمجھدار اور سعید الفطرت لوگ ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں

"جب سے قادیانی کرشن کا جرمانہ معاف ہوا ہے قادیانی اخباروں نے وہ دہ اودہم مچا رکھی ہے کہ الامان کیوں نہو؟ اسلئے کہ مقدمات کے متعلق کرشن جی نے کہیں کہا تھا کہ میں صاف نکل جاؤنگا۔ . . . . حالانکہ اگر انہیں حیا ہوتی تو کبھی ایسی بیہودہ ہمرائی کا نام بھی نہ لیتے اوّل تو اس لئے کہ جس مقدمہ سے یہ سارا سلسلہ چلا وہ خود کرشن جی کی طرف سے مولوی کرم الدین صاحب پر اٹھایا گیا تھا جسکے بعد مولوی صاحب نے بغرض مدافعت دعوی کیا تھا جس میں مولوی صاحب موصوف مدت سے بری ہو چکے تھے اور کرشن جی خود بدولت قریب دو سال عدالت میں ملزم بلکہ مجرم بنے پھر سینکڑوں نہیں ہزاروں کا حرجہ خرچہ اٹھا کر اپیل میں کہیں جا کر مولوی صاحب کے ہمرتبہ ہوئے **یعنی جرمانہ معاف** ہوا تو بتلاؤ اس مجموعی کارروائی میں کون خائب و خاسر رہا وہی جسنے ابتداء میں یہہ بات اٹھائی ؟ "

مخروج اہلحدیث (کیونکہ علماء نے مولوی ثناء اللہ صاحبکو اہلحدیث سے بذریعہ فتویٰ خارج کر دیا ہے) مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے اس متعلق مقدمہ کا یہہ پہلا حصہ ہے۔ جسمیں نے صرف

بقیہ حکیم محمد الدین۔

ایک دو سطرون کے سوا (جو ان کی معمولی شوخبازی اور ادانمائی کا نمونہ نہین) پورا نقل کر دیا ہے۔ اسلئے اگر وہ دیانت داری سے کام لین تو جواب الجواب دیتے وقت میرے کل جواب کو درج کرنا انکا **فرض** ہے۔

مولوی فاضل صاحب۔ جواب دینے سے پہلے مین قرآن کریم مین سے لعنت اللہ علے الکاذبین پڑہتا ہون۔ اور پھر امید کرتا ہون کہ آپ اپنے اس فقرہ کہ **"اگر انہین حیا ہوتی تو کبھی ایسی بیہودہ سرائی کا نام بھی نہ لیتے"** کو خوب یاد رکہین گے کیونکہ کم از کم آپ کے حیا و شرم کا ثبوت بہی تو اسی معیار پر ہوگا۔

ناظرین! باحیا ابوالوفا نے پوری وفاداری اور حیا پروری سے کام لیکر ان چند سطرون مین **پانچ جہوٹ** بولے ہین۔ لیکن ناظرین اہلحدیث کو ان سے ان پانچ جہوٹون کی بنا پر فتویٰ لینے سے پرہیز نہین کرنا چاہئے کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۹ اگست ۱۹۰۴ء کو مولوی کرم الدین کے مقدمہ مین صاف لکہوا دیا ہے **"مین جہوٹے آدمی سے جو دنیاوی کام مین جہوٹ بولا ہو فتویٰ لونگا۔**

قابل فتویٰ ہونا لیاقت پر منحصر ہے خواہ وہ دنیاوی **کامون مین کتنا ہی جہوٹ بولا ہو"**

مولوی ابوالوفا صاحب نے جو یہ پانچ جہوٹ بولے ہین ہر چند وہ ان کے اُن تین جہوٹون کے موقع پر نہین جہان جہوٹ بولنا جائز ہے (دیکہو بیان مذکور) تاہم انہون نے موقع کو ہاتہ سے جانے نہین دیا اور جہلاء کو غلط فہمی مین ڈالنے کے لئے اس راہ کو اختیار کیا ہے۔

مولویصاحب! ذرا اسی شرم و حیا سے (جسکے یاد رکہنے کے لئے مینے پہلے عرض کیا تہا) بتائین کہ کس فیصلہ مین لکہا ہوا ہے کہ **جرمانہ معاف ہوا؟** اگر آپ نہ دکہائین اور ہرگز نہ دکہا سکین گے تو پہر سچے دل سے پڑہو **لعنت اللہ علے الکاذبین۔**

یہہ ایک خطرناک مغالطہ ہے جو مولوی ثناء اللہ صاحب دے رہے ہین۔ خلق کی اگر انہین پروا نہین تو خالق کی تو پروا کرین اور کچہہ تو شرم و حیا سے کام لین۔ **جرمانہ کا معاف ہونا** اس صورت مین ہوسکتا ہے کہ وہ شخص جسپر جرمانہ ہو قانوناً مجرم ہو کر قابل سزا ٹہیر جاوے لیکن عدالت محض رحم کی بنا پر اسکی سزا جرمانہ **معاف کردے۔** مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب دعویٰ کرسکتے ہین کہ حضرت حجۃ اللہ کا معاملہ اسی قسم کا ہے۔ صاحب سیشن جج بہادر کا فیصلہ شائع ہوچکا ہے اسمین صاف طور پر حضرت اقدس کو بری ٹہیرایا گیا ہے

اور جرمانہ **واپس کیا گیا ہے** پہر شائع شدہ فیصلہ کے بعد ایسی غلطی جو بیہودہ اور رنجدہ ہونیکے علاوہ پبلک کو گمراہ کرنے والی غلطی ہے مین نہین جانتا مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیونکی ہے؟

کاش! **"اگر انہین ذرا بہی حیا ہوتی تو ایسی بیہودہ سرائی کا نام بہی نہ لیتے"** مولوی فاضل صاحب اعلائے کو باتعا ئے تو۔

یہہ کہنا کسی حال مین درست نہ ہوگا کہ انہون نے اصل فیصلہ پڑہا نہین، اسلئے کہ اول وہ فیصلہ خود انکے اپنے ہیڈ کوارٹر امرتسر مین ہوا۔ دوم اخبارات الحکم۔ البدر میگزین کے ذریعہ شائع ہو کر انکے پاس پہونچا۔ اسکو پڑہ لینے کے بعد **جرمانہ کا معاف ہونا** قرار دینا یا تو پبلک کو مغالطہ مین ڈالنا ہے یا مولوی صاحب کو معافی جرمانہ اور **واپسی** جرمانہ مین تمیز نہین ہے جو غالباً انکی شان فضیلت کے خلاف ہے۔

معافی جرمانہ کا سوال تو طے ہوا۔ مولوی صاحب **حیا** سے کام لین گے تو اپنی اس غلطی کا **اعتراف کرینگے** ورنہ اسکی بے سود تردید کرینگے۔

دوسرا جہوٹ جو مولویصاحب نے اس تحریر مین شائع کیا ہے یہہ ہے۔

"کہ جس مقدمہ سے یہہ سارا سلسلہ
نکلا وہ خود کرشن ہی کی طرف سے مولوی
کرم الدین صاحب پر اٹہایا گیا تہا"

اسکے جواب مین مین لعنت اللہ علے الکاذبین کے سوا کیا کہون۔ ساری دنیا واقف اور آگاہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کی طرف سے کوئی استغاثہ مولوی کرم الدین تو کجا کسی شخص کے خلاف **آجتک نہین کیا گیا** یہی تو کمال **شفقت** اور رحمت ہے ورنہ اگر یہ وجود پاک قانونی حقوق سے فائدہ اٹہاتا تو مین سچ کہتا ہون کہ مولوی فاضل صاحب! بڑے بڑے فاضل (بخیال خویش) درست ہوجاتے اور وہ بازاری بولیان جو اسکے اور اس کی جماعت کے خلاف بولی جارہی ہین۔ رُک جاتین! مارٹن کلارک جیسے مقدمہ مین باوصفیکہ عدالت نے خود کہا کہ آپ کو نالش کرنے کا حق ہے مقدمہ نہ کیا۔ وہ تو ایسا **عمیم الاخلاق** انسان ہے کہ ہوئی ہوئی **ڈگری تک کے معاف کردینے سے بہی دریغ نہین کرتا اور وہ بہی اپنے مخالفون کو** دشنام دہند ؎

گالیان سن کے دعا دیتا ہون ان لوگونکو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گہٹایا ہم نے

پہر یہ کہنا کہ کرم الدین کے خلاف انہون نے کوئی مقدمہ کیا کیسا کہلا جہوٹ ہے۔

آہ! اگر ذرا بہی حیا ہوتی تو ایسی بیہودہ سرائی

کا نام بہی نہ لیتے"

کرم الدین کے ساتہہ کوئی ذاتی دشمنی اور کینہ نہ تہا محض حق کی حمایت اور اظہار کے لئے آپکے بعض خدام کو در عدالت تک جانا پڑا۔ اور آخر جس غرض کے لئے وہ گئے تہے خدا کے فضل و کرم سے انہین وہ پورے کامیاب ہوگئے۔

مولوی فاضل! اگر مولوی کرم الدین کا اپنا بیان ہی کبہی پڑہ لیتا تو وہ یہہ ہرگز نہ کہتا کہ مولوی کرم الدین نے بغرض مدافعت دعویٰ کیا تہا۔ کیونکہ مولوی کرم الدین یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسکا دعوےٰ بغرض مدافعت نہین تہا بلکہ میرا (ایڈیٹر الحکم) دعویٰ بغرض مدافعت ہے (قطع نظر اسکے کہ صحیح ہے یا غیر صحیح)

بہر حال

حضرت اقدس کیطرف سے کوئی دعویٰ کرم الدین کے خلاف دائر نہین کیا گیا تہا۔ اگر مولوی فاضل صاحب کی اس فقرہ سے وہ دعاوی جو حکیم فضل الدین صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مولوی کرم الدین کے خلاف کئے گئے تہے مراد ہین تو مین نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ **"اگر انہین حیا ہوتی تو کبہی ایسی بیہودہ سرائی کا نام بہی نہ لیتے"**

کیونکہ اس سے بڑہ کر پردہ دری کیا ہوگا؟ مولوی فاضل صاحب! ایمان اور راستبازی ہان **حیا اور انصاف** سے بتانا کہ کیا میرے مقدمہ مین مولوی کرم الدین صاحب بری ہوئے ہین؟ اور حضرت اقدسؑ کے مقدمہ سے کتنا عرصہ پہلے بری ہوئے تہے؟ یہہ سوال اس لئے کیا گیا ہے کہ آپ نے لکہا ہے **مدت سے بری ہوچکے تہے۔**

پبلک کی آنکہون مین دہول ڈالنے کی آپ توڑی کوشش کرتے ہین مگر کامیاب نہین ہوسکتے۔

رہا حکیم فضل الدین صاحب کا مقدمہ اس کا تو اگر آپ ذکر ہی نہ کرتے تو اچہا ہوتا غالباً آپ نے اس کا فیصلہ نہین پڑہا ہوگا۔ ورنہ ایسی جرأت اور دلیری آپ نہ کرتے کیونکہ وہ **مقدمہ** تو بڑے بڑے امور پر روشنی ڈالنے والا ثابت ہوا ہے۔ اس لحاظ سے کہ پورے طور پر یہ امر سمجہہ مین آجاوے کہ اس مقدمہ مین کون کامیاب ہوا اور کون ناکام کیقدر تفصیلی بحث بکار ہے۔

(باقی پانچوین نمبر مین)

سید ظہور حسن سجادہ نشین بٹالہ کی رائے

سید ظہور حسن صاحب سجادہ نشین بٹالہ کی ایک رائے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق مجہے اتفاق سے مل گئی ہے مین چاہتا ہون کہ اسے شائع کردون تاکہ ان کے دوست احباب اور ان کے مرید غور کرین کیا عجب کہ کسی کی سعادت اسکی رہنمائی کرے اور اسے اس چشمہ ہدایت و رشد تک لے آئے۔ یاد رہے کہ شیخ عبدالرحمٰن ایک نو مسلم ہے جو موضع بوٹر کا رہنے والا ہے وہ ۲۲۔ جمادی الاوّل ۱۳۰۱ھ ہجری کو بٹالہ جاکر سجادہ نشین موصوف کے ہاتہہ پر مسلمان ہوا تہا۔ اسکے ساتہہ ہی انکی اہلیہ بہی مسلمان ہوئی تہی۔ اسوقت سجادہ نشین صاحب نے جو سرٹیفکیٹ شیخ صاحب مذکور کو دیا اس مین حضرت اقدس کے متعلق بہی ضمناً رائے دیدی۔ جسکو مین ذیل مین درج کرتا ہون۔

امابعد بر کافہ اہل اسلام ہویدا باد کہ اندرین آوان سعید و زمان حمید بسر دار سدت سنگہ بعد اہلیہ خویش بہ برکت صحبت **جناب مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الصمد کہ شخصے وحید عصر است** نور ایمان در قلب خود طلب او تافت۔ نبی بخش پٹواری ساعی شد کہ فقیر حسب معمول مشائخ خویش رحمہم اللہ کلمہ شہادت آن سردار رشید را تلقین کند اگرچہ برائے حصول این سعادت **مرزا غلام احمد ہزار درجہ از من اولیٰ بود"** اس لمبے سرٹیفکیٹ مین سے اسقدر حصہ اس قابل تہا کہ مین نے بطور ایک شہادت کے شائع کردیا ناظرین غور کرین کہ سجادہ نشین موصوف تسلیم کرتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب **شخصے وحید عصر است**۔ یعنی یہہ ایسے باخدا بزرگ ہین کہ ان کی نظیر اسوقت موجود نہین ہے اور دوسری جگہ صاف لفظون مین اعتراف ہے کہ وہ مجہہ سے ہزار درجہ بہتر ہین۔

کوئی شخص اگر یہہ خیال کرے کہ یہہ صرف کسر نفسی کے طور پر کہا ہے تو مجہے تعجب ہوگا کہ اپنی کسر نفسی ہی سہی لیکن حضرت اقدس کے مدارج علیا کو تو تسلیم کیا ہے۔ اور پہر ایسی حالت مین کہ شخص مذکور بٹالہ جاکر مسلمان ہوا تہا بٹالہ مین بہی تو اور مولوی موجود تہے مگر کسی کی نسبت اس قسم کے الفاظ انہون نے نہین لکہے یہہ ایک شہادت ہے جس سے کم از کم سید ظہور الحسن صاحب کے مرید فایدہ اُٹہا سکتے ہین۔ خدا کرے کہ انکو غور کرنے کی توفیق رفیق حال ہو۔ **آمین۔**

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

ابتداً اکثر احباب کی ... اور خواہش کے باعث یہہ خیال تھا کہ اگر جلسۃ الوداع کی ایک مختصر سی رپورٹ یکجائی صورت پر ... لیکن چونکہ وہ مقصد بھی ... وقت پر ... ملتوی ہو گیا تو اس رپورٹ کی اشاعت کی بھی کوئی صورت نہ ہو سکی۔ اسپر مین نے اس جلسہ کی تقریروں کو وقتاً فوقتاً الحکم مین چھاپ دیا۔ چنانچہ حضرت حکیم الامۃ اور مخدوم الملۃ کی تقریرین گذشتہ سال مین چھاپ چکا ہون حضرت اقدس کی تقریر بھی چھاپنی شروع کی تھی مگر اسکے ایک دو نمبر نکل کر کسی وجہ سے وہ معرض التوا مین آگئی۔ اب جبکہ موقع اور گنجایش ہے مین چاہتا ہون کہ اسکو مکمل کر دون۔ اور اس لحاظ سے کہ وہ سلسلہ درست رہے اور پڑھنے والے کو فائدہ پہنچے وہ پہلا حصہ جو شائع ہو گیا تھا اسے بھی پھر درج کرتا ہون تاکہ سلسلہ درست رہے اور سال گذشتہ کے الحکم کے اوراق پلٹنے نہ پڑین اب انشاء اللہ ہر اشاعت مین تا وقتیکہ ختم نہ ہو جاوے حتی الوسع شائع ہوگی وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اُتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف مین صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پہلے ہزار برس مین جہاں اسلام پر اور بہت سی آفتین آئین وہان یہہ مسئلہ بھی تاریکی مین پڑ گیا اور مسلمانون مین بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہین اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اُترین گے مگر اس چودھوین صدی اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تاکہ مین اندرونی طور پر جو غلطیان مسلمانون مین پیدا ہو گئی ہین انکو دور کرون اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرون۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہین ان کا جواب دون اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤن خصوصیت کے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب اسکے غلط اعتقادات کا استیصال کرون جو انسان کے لئے خطرناک و مضر ہین۔ اور انسان کی روحانی قوتون کے نشو و نما اور ترقیون کیلئے ایک روک ہین منجملہ انکے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اور جسمین بدقسمتی کر بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہین۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب ... ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانون نے اپنی غلطی سے ان لوگون کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہین مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہین کہ وہ آسمان پر اُٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے ہمعصر یہودیون کے ہاتھون سخت ستایا گیا جسطرح ہر راستباز اپنے زمانہ مین نادان مخالفون کے ہاتھون ستائے جاتے ہین۔ اور آخر ان یہودیون نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتون سے یہ کوشش کی کہ کسیطرح پر ان کا خاتمہ کر دین اور ان کو مصلوب کرا دین۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز مین کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازون اور ماموردون کو کبھی ضائع نہین کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب سے زندہ اُتر آئے اس امر کے ثبوت کیلئے بہت سے دلائل ہین جو خاص انجیل ہی سے ملتے ہین۔ لیکن اسوقت اسکا بیان کرنا میری غرض نہین۔ ان واقعات کو جو صلیب کے واقعات ہین انجیل مین پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح ابن مریم صلیب سے زندہ اُتر آئے۔ اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک مین ان کے بہت دشمن ہین اور دشمن بھی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہین ہوتا مگر اپنے وطن مین جس سے انکی ہجرت کا پتہ ملتا تھا انہون نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چھوڑ دین۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑون کی تلاش مین نکلے اور نصیبین کیطرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر مین آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر مین موجود تھے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی .... اور آخر انمین ہی وفات پائی۔ یہہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون ہی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہین ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہین گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ دنیا سے گر رہی اور مسلمانون کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تھی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہین اور پھر نازل ہونگے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا پرانا نبی نہین آسکتا جسکی نبوت پر آپ کی مُہر نہو) بھی دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم بھی ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف مین تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم وفات مسیح کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہین کیونکہ اسکی موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی بھی موت ہے۔ اسی غرض سے مینے کتاب مسیح ہندوستان مین لکھنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کے لئے مینے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی جماعت مین سے چند آدمیون کو بھیجون جو ان علاقہ جات مین جا کر ان آثار کا پتہ لاوین جن کا وہان موجود ہونا بتایا جاتا ہے چنانچہ اس غرض کو مد نظر رکھ کر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستون کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائین کرین کہ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اس مبارک سفر کے لئے رخصت ہون اور کامیاب ہو کر واپس آئین۔

اگرچہ مین یقین رکھتا ہون کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بھی کیا جاتا تو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسقدر شواہد اور دلائل ہمکو اس امر کے لئے دیدیئے ہین جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہین سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ حقایق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے کبھی ان سے سیر نہین ہوتا اسلئے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جسقدر ثبوت اور دلایل اور ملسکین وہ اچھا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستون کو نصیبین کیطرف بھیجتے ہین۔ جس کے متعلق ہمین پتہ ملا ہے کہ وہان کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی ناشکرگزار قوم کے ہاتھ سے تکلیفین اٹھا رہے ہین) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئین۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچکر انہون نے بدقسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی سو ہان کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آ جائینگے تو آپکی خدمت کی سعادت حاصل کرونگا اور مین بیمار ہون میرے لئے دعا بھی کرین اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمین معلوم ہوا ہے لیکن مین دیکھتا ہون کہ روضۃ الصفا جو ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مفہوم اس سے بھی پایا جاتا ہے اس لئے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین مین ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو چلے آئے ہین۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر مین نہایت بڑی حقیقت کھل جائیگی اور اصل معاملہ صاف ہو جائیگا۔ ممکن ہے کہ اس سفر مین ایسی تحریرین پیش ہو جاوین یا ایسے کتبے نکل آوین جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہون یا حواریون مین کسی کی قبر کا کوئی پتہ چل جاوے۔ یا اور اس قسم کے بعض امور نکل آوین جو ہمارے اس مقصد مین موید ثابت ہو سکین۔ اسلئے مین نے اپنی جماعت مین سے تین آدمیون کو اس سفر کیلئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی مین کرنی چاہتا ہون جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہان جہان وہ جاوین اس کو تقسیم کرتے رہین اسطرح پر اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاوے گی۔ اور مین خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہون کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے مین دیکھتا ہون کہ جسکام اور مقصد کیلئے مین ان کو بلاتا ہون نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ ان مین ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے طیار۔ حقیقت مین کوئی قوم اور جماعت طیار نہین ہو سکتی جبتک اس مین اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اُٹھانے پڑے اون کے عوارض اور اسباب مین سے جماعت کی کمزوری اور بے دلی بھی تھی۔ چنانچہ جب اونکو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحوارین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیج دی اور اکثر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسکے برخلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہین ملسکتی۔ اونہون نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہانتک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہین کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے اونکو آخر کا بامراد کیا۔ اسی طرح مین اب دیکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اسکی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتی ہین جس دن سے مینے نصیبین کیطرف ایک جماعت کے بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر مین مامور کیا جاؤن اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجھے بھیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا مین ان درخواستون سے پہلے مرزا خدابخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تھا اور مولوی قطب الدین اور میان جمال الدین کو ان کے ساتھ جانے کے واسطے تجویز کر لیا تھا۔ اسواسطے مجھے ان احباب کی درخواستون کو واپس کر دینا پڑا تاہم مین جانتا ہون کہ وہ لوگ جنہون

اطلاع — صفحہ .. کا بقیہ مضمون اگلی اشاعت مین آئیگا۔

نے بعد کامل اور سچے اخلاص کے ساتھ اپنے
آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا ہے اللہ
تعالیٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضائع
نہیں کریگا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر
پائینگے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان
نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اسوقت سفر آسان
ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کسکو علم ہو سکتا ہے کہ
اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے
بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور
رشتہ داروں کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہیں
اپنے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی
کی حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں نے اس سفر کو
اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار
کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ
بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ
سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے
اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو
جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑتی ہیں
ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو
ضائع نہیں کرتا جبکہ من یعمل مثقال ذرۃ
خیرا یرہ کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی
کے اجر کو بھی ضائع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر
جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر
کبھی ضائع ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں
یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو اور
دوسرے اغراض شہرت و نمود کے نہوں۔
اور میں جانتا ہوں کہ بر و بحر کے شدائد و مصائب
کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا
بجز صدق کے نہیں ہو سکتا۔

بہت سے بھائی ان کے لئے دعائیں کرتے
رہیں گے اور میں بھی ان کے واسطے دعاؤں
میں مصروف رہونگا کہ اللہ تعالیٰ انکو اس
مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے
واپس لاوے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان
کے واسطے دعائیں کرینگے اور وہ ان کے ساتھ
ہونگے۔

اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقع پر
ہماری جماعت نے دو قسم کی مروت اور ہمت دکھائی
ہے ایک یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے
آپکو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب و شدائد کو
برداشت کرنے کو طیار ہو گئے ہیں جو اس راہ میں پیش
آتی ہیں دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے دینی اغراض
و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں میں کچھ
ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش
اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ
بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں
میں شریک ہوتے ہیں میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری
جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ۔ ساعۃ
العسرۃ میں دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار میں میں نے چند
دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنی صدق و ہمت کا نمونہ
دکھایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بےخبر
ہوں یا انکی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا؟ میں خوب
جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ
میں دوڑتا ہے میں چونکہ بیمار رہا اور ابھی تک طبیعت
ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہیں لکھ سکا اور نہ مختصر سے
اشتہار میں اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگوں کے نام
درج نہیں ہوئے انکو افسوس نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ
ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص
اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات
میں شریک ہوتا ہے کہ اوسکا نام شائع کیا جاوے تو
یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند
ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے اس راہ میں قدم
رکھتا ہے اور خدمت دین کے لئے کمربستہ ہوتا ہے اسکو اس بات
کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کچھ حقیقت
اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں
جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک
دن ہوتے ہیں اور ایک وقت ضائع ہو جاتے ہیں لیکن
جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔
اسکا اثر ابدالآباد تک ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص
احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت کم جانتے ہوں
لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً میں نظیر
کے طور پر کہتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میرے
بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے انکا ذکر
اسواسطے کیا ہے کہ اس طرح پر بھائیوں میں باہم تعارف
بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اسوقت
سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں گوشہ نشینی
کی زندگی بسر کرتا تھا میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل
محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ ہر وقت
سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں ایسا
ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے
ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے
لبریز ہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ
رفتہ ملتی ہے لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ جب ایمان
قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے
یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشو و نما
پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا
ہے کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہو سکتا وہ اپنی
عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نہ کریگا۔
میں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اسکا
بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اسلئے میں پھر کہنا چاہتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے
اور آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسنے دنیا کی
ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا
تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی
کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے ایسا خیال کرنا کہ قرآن
شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد
نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے
کیونکہ اس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف
ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ
اوسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد
رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ
دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے۔ جیسے فرمایا
ما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین اور ایسا
ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھدی
للمتقین۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ انکی
نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا
ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں
تھے وہ رسول اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دئے۔ اور
تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ
قرآن شریف میں جمع کر دئے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات
تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دئے پس
خدا تعالیٰ نے چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔
اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ جیسے وہ عظیم الشان
کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسکی موافق ہمیں
قویٰ بھی عطا کئے ہیں۔ کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ
نہ دئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت سے حاصل
یا پا ہی نہیں سکتے تھے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص
ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق
کھانا طیار کرے اور اسی کے موافق ایک مکان ہو یہ
کبھی نہیں ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کرے
اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بناوے
نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔ اسی
طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت
ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا
تعالیٰ نے جو مکان طیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو ان لوگوں
کو دئے گئے ہیں قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا
اب اگر بیل گدھے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیم
کو پیش کریں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اسلئے کہ ان میں وہ قویٰ نہیں
ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم کو برداشت کر سکیں لیکن اللہ
تعالیٰ نے ہمکو وہ قویٰ دئے ہیں اور ہم اون سے فائدہ اٹھا سکتے
ہیں یہی اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین
خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔ اور اسیطرح وہ کتاب
اسپر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ
پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے
کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے
کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام
کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے
گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلعم
میں جمع کر دئے گئے۔ اور اسطرح پر آپ طبعاً خاتم النبیین
ٹھیرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور
معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں۔ وہ قرآن شریف
پر آ کر ختم ہو گئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھیرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر
جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترا عظیم ہے ہم جس قوت یقین
معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ
بھی وہ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت
اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی
نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور
اسکی حقیقت سے بےخبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور
اسپر ایمان لانیکا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جسکو اللہ تعالیٰ
بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین
کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے
طور پر کھولدیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے
ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا
بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں
میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے
شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اسکا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسکو
بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آ کر
کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی
ختم ہو گئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح
نہیں دینی چاہیئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور کمالات کا کوئی علم ہی انکو نہیں باوجود
اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں؟ میں
ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور انپر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت
نہ ہو گئی ہوتی اور حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میری
آنیکی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں
بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف
ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق کی عداوت کرتے
جسکا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کونسی بات
اسلام کے خلاف ہے ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں
اور رمضان کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی
دیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں
ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر یہ
اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو جب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں۔ لیکن ان میں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک مومن متقی ہو اور اعمال صالحہ کرنیوالا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو
یہ لوگ سمجھتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہ ہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی...

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء۔ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ الاسلام سے فرمایا نصر من اللہ و فتح قریب وبشر المومنین۔

۱۱ فروری ۱۹۰۵ء۔ اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے بہرہ ور ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور الہام ہوا۔ ففروا الی اللہ۔

۱۲ فروری ۱۹۰۵ء تجلیات الٰہیہ کا عجیب مشاہدہ کیا درد شکم سے سخت بیمار تھا پھر زبان سے نکلا

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
خود را بتو سپارم فریادرس الٰہی

اسی ورد جاتا رہا۔

۱۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا۔ ما یلقّٰہا ومایلقّٰہا الا ذو حظ عظیم۔

۱۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی اپنے قادیان آجانے کی مبارکباد سنی۔ اور صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔ خوش باش و برو ہمقدم مامورمن اللہ۔

۱۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ بیت الحرام میں نماز پڑھی اور الہام ہوا۔ من یعتصم باللہ فقد ھدی الٰی صراط مستقیم پھر الہام ہوا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

۱۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا۔ فلنولینک قبلۃ ترضٰھا فول وجھک شطر المسجد الحرام۔

۱۸ فروری ۱۹۰۵ء۔ مکہ معظمہ کا سفر بذریعہ جہاز کیا گیا۔ الہام ہوا۔ وجاء اھل المدینۃ یستبشرون۔

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء۔ بیت اللہ میں نماز پڑھی۔ امام نے سورۃ جمعہ پڑھی۔ الہام ہوا۔ اولٰئک علٰی ھدًی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور انہوں نے پیار کیا۔

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کیا الہام ہوا۔ والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علٰی عینی۔

۲۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ رویا میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے قادیان میں مرنے اور دفن ہونے کی آرزو پیش کی اسپر الہام ہوا ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا پھر الہام ہوا فسبح بحمد ربک وکن من السّٰجدین واعبد ربک حتّٰی یاتیک الیقین

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء خیال ہوا کہ کیا میری نماز حسب فرمودہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتی ہے؟ اسپر الہام ہوا۔ فاذکروا اللہ کما علمکم ما لم تکونوا تعلمون

۲۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذٰلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء۔ اس کے بعد الہام ۱۲۹۱ فروری کا تکرار ہوا۔

۲۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہامات نازل ہوئے۔ اما بنعمۃ ربک فحدث۔ وما یلقّٰھا الا ذو حظ عظیم واذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا

۲۸ فروری جو ادکریم ملک برّ رؤف الرحیم

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت اچھی ہے۔ نصرۃ الحق کی تصنیف اور طبع کا کام بسرعت ہو رہا ہے۔

۲۔ خاندان رسالت کے تمام ممبر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست میں بزرگان ملت کی صحت قوم کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کا موجب ہو رہی ہیں

۳۔ موسمی حالت میں (بجز اس کے کہ طبعی طور پر سردی کم ہو گئی ہے) کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی ہے۔ ہر دوسرے تیسرے ابر محیط آسمان رہتا ہے۔ موسم کی اس غیر طبعی حالت کی وجہ سے بیماری کی آگ سلگ رہی ہے۔ کوئی نہ کوئی کیس ہو جاتا ہے۔

۴۔ ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میرے مکرم بھائی بابو محمد فضل صاحب کا بڑا بچہ عبداللہ کئی روز کے متواتر بخار سے انتقال کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون معصوم مرحوم ایک ہونہار اور ذہین بچہ تھا۔ اسکی عمر کے لحاظ سے اسمیں غیر معمولی مستعدی اور ہوشیاری پائی جاتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی جو ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو عالم ثانی میں ہمارے لئے فرط بنائے اور اس کے محزون والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے۔

۵۔ ۱۲ مارچ ۱۹۰۵ء عالی جناب لالہ موتی لال صاحب تحصیلدار بٹالہ بتقریب دورہ بٹالہ کو واپس ہوتے ہوئے یہاں تشریف لائے۔ میں نے جو الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں قادیان کے نوٹیفائڈ ایریا قرار دیجانے کے متعلق اور سڑک بٹالہ تا قادیان کی شکستہ حالت کی طرف آپ کو توجہ دلائی تھی ہاں آپ نے پورا نوٹس لیا ہے۔ سڑک کیلئے آپ نے باقاعدہ رپورٹ کی ہے اور نوٹیفائڈ ایریا قرار دئے جانے کے متعلق باشندگان کے بیانات قلمبند کرکے آپ لے گئے ہیں اور ایک زوردار رپورٹ کرنا چاہتے ہیں لالہ موتی لال صاحب ایک مشہور خوش اخلاق اور بالیاقت تحصیلدار ہیں رعایا کی بہتری کیلئے خود ایک لطیف برداشت کرتے ہیں رعایا ان سے خوش ہے

یہی وجہ ہے کہ بٹالہ کی تحصیل آپ کی موجودگی پر بہت ہی نازان اور خوش ہے۔ اگرچہ سنا جاتا ہے کہ آپ عنقریب ترقی پا کر ڈپٹی ہونے والے ہیں لیکن ضلع گورداسپور کی کیسی خوش قسمتی ہو اگر وہ اس ضلع میں ایسی ترقی پائیں بہرحال

قادیان کی آبادی اس کے باشندوں کی کثرت خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وجہ ترقی اس امر کی بزور داعی ہیں کہ اس کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دیا جاوے اور سڑک کے پختہ کئے جانیکا انتظام ہو مجھے امید ہے کہ تحصیلدار صاحب کی توجہ بہت جلد قادیان کے رہنے والوں کو شکر گذار بنائیگی

۶۔ ۱۱ مارچ کی رات کو بیان کیا جاتا ہے کہ ایک کنواری ہندو لڑکی بعض شریر اور قابل اعتراض چال چلن رکھنے والے بالجبر اٹھا لے گئے۔ اور اسے حبس بیجا میں رکھکر اس کی عصمت پر بالجبر حملہ کرنا چاہا اور تفتیش سے معلوم ہوا ہے کہ باضابطہ مقدمہ چلایا ہے۔ ایسے شریر بدمعاشوں کا قرار واقعی انتظام اگر نہ کیا گیا تو خطرہ کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ کیا ہمارے ضلع کے نیکدل ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر خاص نوٹس نہ لینگے۔ ابھی جتنی باتیں ہیں پر مفصل ہر بتا ہونگے اور اصلیت ظاہر کرینگے

ولادت

میرے مکرم بھائی مفتی فضل الرحمان صاحب کے ہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ۱۶ مارچ ۱۹۰۵ء کو فرزند عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور اسے خادم دین بنا کر ملک اور قوم کیلئے مفید ٹھہرائے اور وہ نافع الناس وجود ہو آمین۔

میں صدق دل سے مفتی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔

محمد علی صاحب احمدی شروعہ سے تحریر کرتے ہیں کہ ان کا بھائی علی احمد ورنیکلر سکول احمیر میں پڑھتا ہے ان کے امتحان میں کامیابی کی دعا فرماویں جو کہ ۲۲ مارچ کو ہونا ہے۔

مشتہرین کا صفحہ شایع نہیں ہوسکا۔
ایڈیٹر

عذر گناہ بدتر از گناہ

نمبر اول

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں مولوی ابوالوفا امرتسری کے اعتراضوں کی حقیقت نمائی کیلئے ایک مسلسل آرٹیکل شایع ہوا ہے۔ مجھے خیال اور امید تھی کہ اگر مولوی فاضل صاحب کا کانشنس بالکل مردہ اور مسخ نہیں ہو گیا تو وہ اپنے غلط۔ بیہودہ اور لاطائل اعتراضات کو واپس لیں گے۔ اور آیندہ لب کشائی نہ کرینگے مگر میرا قیاس اسوقت تک صحیح ثابت نہیں ہوا۔ ضد اور تعصب کا برا ہو کہ یہ صداقت کا دشمن ہے

مولوی فاضل صاحب نے ان مضامین پر پورے ایک مہینے کی غور اور فکر کے بعد ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں قلم اٹھایا ہے جس سے ان مضامین کی وقعت اور قوت کا پتہ مل سکتا ہے۔ لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے جو کچھ اب لکھا ہے وہ

عذر گناہ بدتر از گناہ

کا صحیح مصداق ہے اس لئے میں اس عنوان کے نیچے ان کے ان مضامین کی پڑتال کرونگا سب سے اول مولوی ابوالوفا صاحب نے یہ چالاکی کی ہے کہ میرے مضمون کا ایک بھی فقرہ جواب دینے سے پہلے نقل نہیں کیا میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ میرے مضامین کو پورا درج کر دیتے تو اہلحدیث کے ناظرین پر حقیقت کھل جاتی اور بدون کسی مزید تحریر کے فیصلہ ہو جاتا۔ اب بھی اگر وہ الحکم کے جوابی مضامین کو بالمقابل درج کر دیں تو انکی دیانت داری اور انصاف پسندی کا یہی اقتضا ہونا چاہیئے میں نے جب ان کے کسی مضمون پر لکھا ہے تو ان کے اعتراض کو اول نقل کر دیا ہے مگر ابوالوفا صاحب اس عمل کو اپنا دشمن اور پردہ در سمجھ کر اس سے بچتے ہیں یا بھاگتے ہیں۔

اسکے بعد میں انشاء اللہ العزیز دکھاؤنگا کہ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض کیا تھا؟ اس کا جواب کیا دیا گیا اسپر فاضل صاحب ایک مہینے کے بعد کیا کہتے ہیں۔ اور یہ سب بطور خلاصہ ہوگا اور یہ سلسلہ

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے ۱۰ مارچ کی شب کو فرمائی

وحی اور کشف میں فرق اور کشف غیر مسلم کو بھی ہو سکتا ہے

ایک صاحب نے عرض کی کہ ایک عرصہ سے میرے دل میں خواہش ہے کہ کشف کی حالت طاری ہو اور اگرچہ میں اپنے علم کے رو سے جانتا ہوں کہ اس کا حاصل ہونا کوئی کمالات میں سے نہیں ہے تاہم اس کا خیال ہرگز دور نہیں ہوتا۔ اس کے لئے کچھ نصیحت فرماویں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

کہ اس کا تعلق مجاہدات اور ریاضات سے ہے لیکن اب آپ کی عمر ایسی متحمل نظر نہیں آتی۔ عالم شباب میں جیسے مجاہدات اور ریاضات انسان کر سکتا ہے جس سے اس پر یہ حالت جلد طاری ہو۔ پیرانہ سالی میں قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں معدہ کام کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اس لئے مجاہدات میں استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے مناسب حال اگر کوئی مجاہدہ ہے۔ تو میری رائے میں یہ ہے کہ خلوت کے درمیان ذکر الٰہی اور توجہ الی اللہ کی کثرت کریں۔ غیر اللہ کو قطع کرنا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا مسکن بنا لینا آسان بات نہیں ہے۔ یہی بڑا مجاہدہ ہے۔ بیہودہ مجلسوں اور قیل و قال سے الگ رہنے۔ اور غفلت کے پردہ کو جو کہ انسان کی زندگی پر پڑے ہوئے ہیں انکو دور کرنے کی کوشش کریں۔ پیرانہ سالی کے لحاظ سے یہ عمدہ مجاہدہ ہے جس سے تزکیہ نفس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب اس عمر میں نوافل اور روزے وغیرہ کی برداشت مشکل ہے۔ اس مطلب میرا اس شعر میں خوب بیان ہے

لب ببند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی نور حق بر ما بخند

کہ انسان اپنی زبان کو اور کانوں اور آنکھوں کو اپنے قابو میں ایسا کرے کہ سوائے رضائے حق کے ان سے کوئی فعل صادر نہ ہو۔ انسانی زندگی میں جو بے اعتدالی ہوتی ہے اسے اعتدال پر لانا بڑا کام ہے۔ اب اس وقت یہی مناسب حال ہے کہ خلوت بہت ہو اور ذکر الٰہی سے قلب غافل نہ ہو۔ اگر انسان اسکی مداومت اختیار کرے تو آخرکار قلب موثر ہو جاتا ہے۔ اور ایک تبدیلی انسان اپنے اندر رکھتا ہے۔

کشف رویا کا اعلیٰ درجہ ہے

کشف کیا ہے یہ رویا کا ایک اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے۔ اسکی ابتدائی حالت کہ جس میں غیبت حس ہوتی ہے۔ صرف اس کو خواب (رویا) کہتے ہیں۔ جسم بالکل معطل بیکار ہوتا ہے اور حواس کا ظاہری فعل بالکل ساکت ہوتا ہے۔ لیکن کشف میں دوسرے حواس کی غیبت نہیں ہوتی بیداری کے عالم میں انسان وہ کچھ دیکھتا ہے جو کہ نیند کی حالت میں حواس کے معطل ہونے کے عالم میں دیکھتا تھا۔ کشف سے کہتے ہیں کہ انسان پر بیداری کے عالم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو اور حواس خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں اور ایک ایسی ہوا چلے کہ نئے حواس اسے مل جاویں جن سے وہ عالم غیب کے نظارے دیکھ لے وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں کبھی بصر میں کبھی شامہ سونگھنے میں کبھی سمع اور شامہ میں اسطرح جیسے کہ حضرت یوسف کے والد نے کہا انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون (کہ مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا) اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں جو کہ یعقوبؑ کو اسوقت حاصل ہوئے۔ اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسف زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے کیونکہ ان کو وہ حواس نہ ملے تھے جو کہ یعقوبؑ کو ملے۔ جیسے گڑ سے شکر بنتی ہے اور شکر سے کھانڈ اور کھانڈ سے اور دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں ایسے ہی رویا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کرتی ہے۔ اور جب وہ بہت صفائی پر آ جاوے تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔

کشف اور وحی میں فرق

لیکن وحی ایسی شے ہے جو کہ اس سے بدرجہا بڑھکر صاف ہے۔ اور اس کے حاصل ہونے کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے کشف تو ایک ہندو کو بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایک دہریہ بھی جو خدا کو نہ مانتا ہو وہ بھی اسمیں کچھ نہ کچھ کمال حاصل کر لیتا ہے لیکن وحی سوائے مسلمان کے دوسرے کو نہیں ہو سکتی یہ اسی امت کا حصہ ہے کیونکہ کشف تو ایک فطرتی خاصہ انسان کا ہے۔ اور ریاضت سے یہ حاصل ہو سکتا ہے خواہ کوئی کرے کیونکہ فطرتی امر ہے جیسے جیسے کوئی اسمیں مشق اور محنت کریگا۔ ویسے ویسے اس پر اسکی حالتیں طاری ہونگی۔ اور ہر نیک و بد کو رویا کا ہونا اس امر پر دلیل ہے۔ دیکھا ہوگا کہ سچی خوابیں بعض فاسق و فاجر لوگوں کو بھی آجاتی ہیں پس جیسے ان کو سچی خوابیں آتی ہیں ویسے ہی زیادہ مشق سے کشف بھی ان کو ہو سکتے ہیں حتےٰ کہ حیوان بھی صاحب کشف ہو سکتا ہے لیکن الہام یعنے وحی الٰہی ایسی شے ہے کہ جب تک خدا سے پوری صلح نہ ہو اور اس کی اطاعت کیلئے اس نے گردن نہ رکھدی ہو تب تک وہ کسیکو حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے نزول وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا کی راہ میں مستقیم ہیں۔ اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ وحی ہی وہ شے ہے کہ جس سے انا الموجود کی آواز کان میں آکر ہر ایک شک و شبہ سے ایمان کو نجات دیتی ہے اور بغیر جس کے مرتبہ یقین کامل کا انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا لیکن کشف میں یہ آواز کبھی نہیں سنائی دیتی اور یہی وجہ ہے کہ صاحب کشف ایک دہریہ بھی ہو سکتا ہے لیکن صاحب وحی کبھی دہریہ نہیں ہوگا۔

اس مقام پر حضرت نورالدین صاحب حکیم الامت نے عرض کی کہ حضور سائل کا منشاء یہ ہے کہ یہ خواہش کسیطرح دل سے دور ہو جاوے۔ خدا کے برگزیدہ اور محبوب نے فرمایا کہ ان کے دل میں کشف کی جو عظمت بیٹھی ہوئی ہے جب تک وہ نہ دور ہوگی۔ تو علاج کیسے ہوگا۔ اسی لئے تو میں فرق بیان کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک چوڑھی (خاکروبہ) آتی ہے۔ وہ بھی سچی خوابوں کا ایک سلسلہ بیان کیا کرتی ہے لیکن اس سے اس کا عنداللہ مقرب ہونا یا صاحب کرامت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ ایک مسلمان کا کشف جسقدر صاف ہوگا۔ اسقدر غیر مسلم کا ہرگز صاف نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مسلم اور غیر مسلم میں تمیز رکھتا ہے اور فرماتا ہے قد افلح من زکھا لیکن وحی کو کشف نہیں پا سکتا یہ وحی کی ہی قدر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ سے اس کیلئے ایک شخص کو انتخاب کرتا ہے اور شرف مکالمہ بخشتا ہے اور ہر میدان میں اسکا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ اور صاحب وحی کے تعلقات دن بدن خدا سے قائم ہوتے اور بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایمان میں غیر معمولی ترقی روز بروز ہوا کرتا ہے۔

(البدر)

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی توحید جس کا اقرار ہم سے خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر اور فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی اول ذات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کیطرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں یہ اس کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا سوم اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنے محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔

جس شخص کی فطرت سلیم اور عقل درست ہو وہ کیسے چند روزہ لذائذ اور حظوظ نفسانی میں مبتلا ہو کر اپنے رب کریم سے غافل اور کسطرح اپنی ناچیز قوتوں اور قابلیتوں کو اپنے واسطے کافی سمجھکر مولا حقیقی کی عبادت اور استعانت کی پروا نہ کرے اور کیسے ہزار در ہزار ظاہری عبرتوں اور آسمانی نصیحتوں کے درمیان بیخبر اور جاہل رہ سکتا ہے یہ تمام بدمستی اور غفلت اسی بدفہمی کا نتیجہ ہے جسکو رب العالمین بدکاروں کی نسبت اسطرح ظاہر فرماتا ہے۔ ام حسب الذین یعملون السیات ان یسبقونا یعنے کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے۔

اگر انسان بدفہم ہو تو ایمانی اصول سے اسکی اصلاح ہو سکتی ہے جو شخص خدا تعالیٰ کو اپنا سچا مولیٰ سچا مددگار سچا خیر خواہ سچا ہادی اور حساب اعمال کو واقعی اور صحیح مانتا ہے وہ اس ایمان کے نیچے نامعلوم طور پر بہت کچھ ترقیات کر سکتا ہے بشرطیکہ اپنے اعمال کو

ایک نیا دعوٰئے

اگرچہ حضرت سلیمان کا یہہ قول ہے کہ آفتاب کے نیچے کوئی شے نہیں لیکن جب کوئی شے وجود مین آتی یا کوئی نئی بات ہوتی ہے تو لوگ مجازاً آکہہ ہی دیتے ہین کہ یہ ایک نئی شے یا نئی بات ہے ایک نئی شے یا نئی طاقت کے اظہار یا نئے دعوٰے کے پیش کرنے سے پہلے صدہا لوگ اون دعاوی یا اون اظہارات کی تائید مین ہوتے ہین اور خود اون کے اپنے دلون مین بہی بعض اوقات ایسے خیالات اٹہتے ہین لیکن جب کسی خاص آدمی کی جانب سے اونکا اظہار یا اعلان کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ اوسکی مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہین چند ہی ایسے جری نکلتے ہین جو حق الامر کی جہت سے تصدیق کرتے ہون بشرطیکہ وہ حق الامر ہو بہی۔ بہت دفعہ ایسا انکار یا اعتراض صرف اسواسطے کیا جاتا ہے کہ ایسا خیال یا ایسا دعوی یا انکشاف کسی ایسے آدمی کی جانب سے یا ایسے آدمی کے مونہہ سے ہوا ہے جسے انکار کرنے والے کسی اور وجہہ سے پسند نہین کرتے ہین لوگون کی طبیعتون مین عموماً نسبتی معیار کی مقدار یا وزن بہت کچہہ ہوتا ہے لوگ یہ سوچا کرتے ہین کہ اگر یہ بات فلان شخص کہہ دیتا یا فلان کے مونہہ سے نکلتی تو ضرور قابل یقین کرنے کے تہی لیکن چونکہ یہ فلان کے مونہہ سے نکلی ہے اس واسطے قابل تسلیم کرنے کے نہین ہے اکثر اختلافات کیوجہہ یہی **نسبتی معیار** ہے۔

جب سے مرزا صاحب نے **مہاراج کرشن** کے اوصاف مین آنے کا دعوٰے کیا ہے اکثر مسلمانون مین ایک گہبراہٹ سی پیدا ہو گئی ہے بعض لوگ اسے ایک شائستہ نکتہ چینی کی نگاہون سے دیکہتے ہین اور اسپر غور کرتے ہین اور بعض کے نزدیک یہہ بہی ایک تازہ مشغلہ ہو گیا ہے۔

جو لوگ قبل از اعلان اس دعوے کے اسی مین تعلیم قرآن کی خوبی بتلاتے تہے وہ بہی اوس نسبتی معیار کی تاثیر سے اسکے مخالف اور نکتہ چین ہو گئے ہین اگر مرزا صاحب کے مونہہ سے یہہ کلمات نہ نکلتے تو شاید ابہی ایک اور عرصہ تک بہی اس مشرب کے قایل رہتے جس کا مرزا صاحب نے اعلان کیا ہے بہت لوگ اس امر کے قائل ہین کہ قرآن مجید، آنحضرت ہر ملک اور ہر قوم مین ایک ہادی، **ایک برگزیدہ** آنے کے معترف ہین قائل ہی نہین تہے بلکہ اسپر مصر بہی۔ تہے خدا کی شان مرزا صاحب کے مونہہ سے نکلتے ہی وہ تمام دلیلین گندہ اور بوسیدہ ہو گئین یہانتک کہ قرآن مجید مین یہہ تعلیم ہی نہ رہی۔

مرزا مظہر جان جانان اور خدا جانے اور کس کس کے مقولے اس تعلیم کی تائید مین بیان کئے جاتے تہے اور اون پر یہہ تائید نصوص اور احادیث زور دیا جاتا تہا وہ سب کے سب صرف اس خاطر ردی کے دفتر مین چلے گئے کہ مرزا صاحب کے مونہہ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے ایک ضدی شخص کہا کرتا تہا کہ فلان شخص جو کچہہ کہتا ہے وہ ہے تو برحق اور درست **مگر چونکہ وہ** کہتا ہے اسواسطے برحق نہین ہے یہی حال اس مسئلہ کا ہوا ہے سیالکوٹ یا لاہور کے جلسہ تک تو اسپر اچہے اچہے عالمون کا اعتقاد بالیقین تہا اور یہہ بہی خوبی ہائے قرآنی مین داخل تہا مگر جب سے مرزا صاحب کے مونہہ سے نکل گیا بس اوس سب صداقت پر پانی پہر گیا مین نہین جانتا مسلمانون کی ایسی صداقتون کا در اصل وجود کیا ہے اور یہہ کیسی خوفناک اخلاقی جرأت ہے سچائی اور حق پرستی تو اس مین تہی کہ جو لوگ اس مسئلہ کے پیشتر سے ہی قایل اور مصدق تہے وہ ڈنکے کی چوٹ کہہ اٹہتے کہ جو کچہہ مرزا صاحب نے کہا ہے وہ درست تو ہے لیکن یہ درست نہین کہ مرزا صاحب ان کرشنی اوصاف کے متصف ہین اس مین نہ تو مرزا صاحب کی تصدیق ہوتی تہی اور نہ اون کا ترسد یہہ **ایک حق بات تہی** افسوس ہمارے علماء کرام کی طبیعتون مین کسقدر ضد اور ہٹ ہے اب اسپر اڑے جاتے ہین کہ چونکہ یہہ خیال مرزا صاحب کی زبانی معرض اظہار مین آیا ہے اسواسطے وہ سرے سے ہی غلط ہے۔

اگر میری رائے پوچہو تو جو کچہہ مرزا صاحب نے کہا ہے یہہ بحث الگ رکہکر کہ وہ خود بہی اس کے متصف ہین یا نہین اوس قرآنی تعلیم پر نئے یا عملی الفاظ مین روشنی ڈالی ہے جو شروع سے قرآنی مفہوم تسلیم ہوتا آیا ہے **میرزا مظہر جان جانان** مرحوم نے صدیون سے یہ مانا ہوا تہا۔ مین کہتا ہون ان سوالات کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔

"کیا ہندوستان مین کوئی قوم رہتی تہی"

"وہ اوس خدا کی خدائی سے باہر تہی جو عرب یا شام کا خدا تہا۔"

"کیا عرب و شام سے کوئی نبی یا مرسل ہند مین آیا تہا۔"

"کیا خدا پر ان لوگون کی ہدایت ضروری نہ تہی۔"

"کیا ان کی ہدایت کے واسطے کوئی نبی بہیجا گیا۔"

"اگر نہین بہیجا گیا تو کیون۔"

"جن ملکون مین بہیجا گیا اون مین خدا کے نزدیک کیا کچہہ فوقیت تہی"

"کیا یہ لوگ اس حالت مین خدا کے سامنے جوابدہ ہو سکتے ہین"

"کیا اس حالت مین ان کا کوئی قصور ہے"

"کیا قرآن مجید مین کل انبیاء کا ذکر نام بنام آگیا ہے"

"کیا قرآن مجید مین یہ آگیا ہے کہ ہندوستان مین کوئی نبی نہین بہیجا گیا تہا"

"میرزا صاحب پر مسخری کرنے سے ہمارے علمائے کرام پہلے ان سوالات کا جواب پیدا کر لین اور پہر گفتگو کرین یون اعتراض کون نہین کر سکتا ہے۔

اگر اس دعوے کا دوسرا رُخ دیکہین تو اس قرآن کی اوس صداقت اور خدا کی اوس رحمانیت کا ثبوت ملتا ہے جو کسی دوسری آسمانی کتاب مین نہین پائی جاتی ہے اور اس سے ایک ہوشمند سوچ سکتا ہے کہ قرآن اور وہ ذات اقدس جسپر قرآن نازل ہوا کہان تک سرچشمۂ انصاف اور سرچشمہ حق پسندی تہے یہہ ثابت اور یہہ ظاہر ہے۔ کہ چونکہ قرآن اور قرآن کا لانے والا سب سے پیچہے آیا تہا اس واسطے کل پہلی قومین اور کل مذاہب اوسکے حاسد اور دشمن تہے اور ایسا ہونا لازمی تہا کون کسی بعد مین آنے والے کو پسند کرتا ہے مگر قرآن اور اوسکے لانے والے نے ان سب عداوتون اور تضاد کو بالائے طاق رکہکر اعلان حق سے چشم پوشی اور سکوت نہ کیا جس جس ملک اور جس جس قوم کا جو کچہہ حق واجبی تہا اوسکے دینے یا اقرار سے ہرگز دریغ نہ کیا **حق بہ حق دار باید رسانید** سچ کر دکہایا۔ ایک کتاب انجیل بہی ہے جس مین حضرت مسیح کہتے ہین جو مجہہ سے **پہلے آنے والے ہین سب چور اور بٹمار تہے**" اور ایک قرآن اور محمد ہے جو صریح الفاظ مین اپنے سے پہلے آنے والے بزرگون کی دلائل سے تصدیق کرتا ہے کیا کوئی ایسی دوسری آسمانی کتاب بہی ہے کیا کوئی ایسا دوسرا صحیفہ بہی ہے جو اس انصاف اور اس بے تعلقی سے واقعات پر روشنی ڈال رہا ہو وید سے کیا ثابت ہو سکتا ہے اور انجیل کیا تصدیق کر سکتی ہے قرآن ہی ایک ایسی جامع اور اٹل شہادت ہے جو ان واقعات کی تصدیق کرتی ہے کون ہین وہ کم اندیش جو قرآن کو اور اوس کے بانی کو نعوذ باللہ برا کہتے ہین کون ہین وہ لوگ جو اوس کی شان اعلےٰ مین گستاخی کرتے ہین کون ہین وہ جو اس بے رو رعایت شہادت پر یقین نہین کرتے یہہ قول حکم اور کس کتاب مین لکہا پاتے ہین اور یہہ انصاف اور کس آسمانی صحیفہ مین ادا کیا گیا ہے۔

اگر انصاف کوئی شے ہے تو ضرور ماننا ہی پڑیگا کہ قرآن اور اوس کا لانیوالا انصاف کا حامی اور صداقت کا عاشق تہا وہ سب سے پیچہے آیا اور اُسے سب نے دشمن اور اجنبی جانا لیکن اوس نے انصاف اور حق پرستی ہاتہہ سے نہ دی۔

اگر اسوقت کے مسلمان محمد کے زمانہ مقدس مین ہوتے تو ضرور اون کی خدمت مین عرض کرتے کہ ہندوستانی اوتارون اور نبیون کی تصدیق کرنی سے ہماری مسلمانی مین فرق اور انقلاب آنیکا اندیشہ ہے اسواسطے اب خاموش رہین اور شاید بعض نعوذ باللہ اوس ذات اقدس اور مخزن انصاف سے رد گردان ہی ہو جاتے ہائے افسوس جو باتین قرآن کی **عظمت** کی ہین اوس سے صریح انکار کیا جاتا ہے اور انہین صرف اسوجہہ سے جہٹلایا جاتا ہے کہ وہ مرزا صاحب کی زبان سے نکلی ہین **دوستو۔ عزیزو۔**

میرزا صاحب خدا کو واحد مانتے ہین اور آنحضرت کی رسالت اور جلالت کے قائل اور معترف ہین آؤ اوس سے بہی انکار کرین اگر میرزا ایک خدا کہتا ہے تو ہم دو کہین اگر وہ دو کہتا ہے تو ہم چار کے قایل ہو جاوین چونکہ مرزا صاحب اتنک **رسالت محمدی کے دلدادہ ہین** اسواسطے لازمی ہے کہ ہم صرف نسبتی معیار کی پابندی سے نعوذ باللہ آنحضرت کی رسالت سے بہی اعراض کرین۔

مین نہین کہتا تم مرزا صاحب کے دعاوی کی بلا پوچہے سمجہے تائید یا تصدیق کرو مین تو یہ کہتا ہون کہ اگر مرزا صاحب کی زبان سے کوئی صداقت نکلتی ہے تو اوس سے کیون انکار کیا جاوے کیا یہہ طرز عمل خود صداقت کے خلاف نہین ہے جب مرزا صاحب نے جمعہ کی تعطیل کا جہگڑا چہیڑا تو اکثر حضرات نے اس نیک تجویز سے صرف اس واسطے انکار کر دیا کہ وہ مرزا صاحب کے مونہہ سے نکلی ہے مین نے اپنے ایک انکاری دوست کو کہا کہ چونکہ مرزا صاحب **جمعہ کی تائید** کرتے ہین اسواسطے آؤ ہم جمعہ سے ہی منکر ہو جاوین۔

سلیم طریق تو یہ ہے کہ ہمارے علماء خواہ سنی ہون خواہ شیعہ اور خواہ نیچری اور خواہ مہدی اور خواہ صوفی منش جو سچی بلا اختلاف بات ہو اوسکی تصدیق کرین خواہ کسی مونہہ سے سرزد ہو اور نکلے اگر یہ طریق عمل اختیار کیا جاوے تو اسقدر جہگڑے بکہیڑے نہ رہین نسبتی معیار ہر جگہ اور ہر موقعہ پر کام نہین دے سکتا صداقت اور حق پرستی ہی ہر موقعہ پر کام دینے کے قابل ہے مسیح کی **وفات کی** نسبت ہی نہین بلکہ مسیح کی تولید کی نسبت بہی جب سر سید مرحوم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تہا تو اسقدر شور شر نہین تہا اب مرزا صاحب کے مونہہ سے جو یہ بات نکلی تو قیامت آگئی اور اب ہی جب سر سید کا نام

ان مسائل کی نسبت لیا جاتا ہے تو علماء خاموش ہو جاتے ہیں وہ جوش نہیں باقی رہتا مگر جب مرزا صاحب کے اس اجتہاد کا ذکر آتا ہے تو خون خوار ہو جاتے ہیں کیا یہ طریق عمل **انصاف کا حامی** ہے فرق تو کوئی نہیں سرسید مرحوم وفات مسیح کے قائل ہو کر ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ وہ **یوسف کا لڑکا** تھا اور ایسا ہو نہیں سکتا کہ وہ بن باپ ہو اور مرزا صاحب یہہ کہتے ہیں کہ وہ مرا تو ضرور ہے لیکن خدا کی قدرت سے بلا باپ پیدا ہوا تھا اور ادہر سے یہ اضافہ ہو گیا کہ میں ہی حضرت **مسیح کے اوصاف میں آیا ہوں** اور حضرت صلعم کا غلام ہوں اور **سرسید یہہ بھی** کہتے تھے کہ مسیح نے پہر کب آنا ہے یہہ ایک خلاف قیاس مسئلہ ہے مرزا صاحب نے آنے کی تو تصدیق کی مگر اس طرح پر کہ وہ آسمان سے نہیں اترے گا اور نہ آسمان میں اوس کے واسطے کوئی نردبان لگایا جاوے گا بلکہ اوس کے اوصاف میں کوئی اور شخص آویگا اور اس زمانہ میں اون اوصاف میں۔ میں آیا ہوں۔ غور کرو ان دونوں تاویلوں میں کسقدر فرق ہے جو لوگ مسیح کا اوس جسمانی حالت میں آنا بیان کرتے ہیں جو اب تک آسمان پر ہی امانت رکھی ہوئی ہے وہ پہلے اسکو ثابت تو کریں زمین کے ساکن ہونے آسمان کے حد ناظر ہونے۔ معراج کی تاویلیں تو کی گئیں یہاں کوئی تاویل نہ چلی بہلا ایک جسم کا اسقدر مدت کے بعد آسمان بمد امانت اترنا یا نازل ہونا بمقابلہ اس تاویل کے کہ میں مسیح کے اوصاف یا خصائل میں ہو کر آیا ہوں۔ کہاں تک قابل یقین ہو سکتا ہے یہہ مسئلہ بہت زیادہ تر بحث کے قابل ہوتا جب مرزا صاحب یہہ کہتے کہ میں اوسی کا لبد میں آیا ہوں جس میں مسیح سولی دیا گیا تہا اور ابہی آسمان سے بذریعہ ایک طلائی نردبان کے معہ ایک جماعت فرشتوں یا ملایک کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر نازل ہوا ہوں۔

بہلا اسکا فیصلہ تو کرو کہ ان دونوں میں سے کونسا سوال زیادہ تر پیچدار یا قابل غور ہے۔

” میں اوسی جسم اور اوسی کالبد میں آیا ہوں جو ولادت کے وقت مجھے عطا ہوا تہا اور جسکا میں ایک زمانہ میں صلیب بہی دیا گیا تہا میں ایک خاص عرصہ تک آسمان پر بمد امانت رہا۔ اور ابہی ابہی زمین پر آیا ہوں اور میں دمشق کی مسجد میں اترا تہا اور مجھے نازل ہوتے سب نے دیکھا ہے۔

” میں مسیح کے اوصاف سے متصف ہو کر اور اوس کے خصائل کا حصہ لیکر آیا ہوں تا کہ تمہیں ہدایت کروں اور میں نے یہہ درجہ اوس مرد خدا محمد عربی کی معرفت یا اقتدا سے حاصل کیا ہے جو کل دنیا کا ہادی ہے اور جس نے مسیح کے آنے کی پیشین گوئی کی تہی۔ ان دونوں سوالوں پر غور کرتے۔ پہلے یہہ سوچنا ہی لازمی ہے کہ کیا اس دنیا میں اوس کے شروع سے لیکر اب تک پہلی حالتیں زیادہ تر وقوع میں آتی رہتی ہیں یا مابعد کی صورت یقینی ہے ان سوالوں کے ساتھ ہی ان باتوں پر بہی غور کی جاوے۔

” اگر واقعی مسیح مر گیا ہوتا اور آسمان پر نہ اُٹھایا گیا ہوتا۔“

” اگر واقعی مسیح نے آنحضرت صلعم کے بعد دنیا میں آسمان سے نہ اترنا ہوتا“ تو کیا اسلام صداقت سے گر جاتا اور اوس پر ایمان لانا کفر اور ارتداد ہوتا۔

جب اوصافی یا خصائلی صورت میں دنیا اس قدر معترض ہوتی ہے تو معلوم نہیں جب حضرت مسیح سچ مچ **(بقول بعض علماء کے)** دمشق کی مسجد سے نازل ہوں گے تو شاید کوئی بہی اون پر یقین نہیں کریگا کیونکہ زمانہ اس وقت تک بہت کچھہ ترقی کر چکا ہوگا واقعی اوس وقت حضرت مسیح کے واسطے ایک بڑی ہی دقت کا سامنا ہوگا۔

جب یہ نہیں مانا جاتا کہ ایک شخص میں فضائل یا خصائل کے اعتبار سے ایک گزشتہ شخص کی زندگی آسکتی ہے تو جسمانی اعتبارات سے کیونکر تسلیم کیا جاوے گا یہی اسماء ہیں جو اس مسئلہ کی نزاکت پر روشنی ڈالتے ہیں اور اخیر پر کہنا پڑتا ہے کہ ہو بہو صورت میں کوئی جسم آسمان سے نہیں اتریگا اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے اور اگر کوئی آیا بہی تو خصائل کے اعتبار سے ہی آوے گا اور سنت اللہ بہی یوں ہی ہے حضرت مسیح میں کیا فضیلت ہے کہ خواہ مخواہ مکرر زندگانی کا وارث بنایا جاوی یہہ گورنمنٹ انگلشیہ تو نہیں ہے کہ لارڈ کرزن کو دوبارہ ہندوستان کا گورنر جنرل کر کے بہیجدیوے خدائی گورنمنٹ کے قوانین اٹل اور برجستہ ہیں ایک دوسرے کے صفات میں تو لوگ آتے رہتے ہیں اور ایک مثال دوسرے سے دیجاتی ہے لیکن جسمانی اعتبار سے آنا مشکل ہے۔ اور اگر مانا بہی جاوے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے مسیح کی عظمت اور جبروت جسم کے اعتبار سے تو نہ تہی اور نہ ہے اوس کے جسم سے اور صدہا جسم سڈول اور خوبصورت ہوں گے۔ کسی فلاسفر اور حکیم کی عظمت ہمیشہ خصائل اور برکات کے اعتبار سے ہوتی ہے قرآن کی عظمت تو اکثر معانی اور تعلیمات کے اعتبار سے مانی جاتی ہے گو الفاظ میں بہی تقدیس اور فصاحت و بلاغت ہے مگر نرے الفاظ ہی کام کے نہیں ہیں قرآن کسطرح انبیاء کی برکت بہی روحانیات اور تعلیمات کی جہت سے ہے۔

اور فضائل یا خصائل کی جہت سے اعادہ جسم کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

ہماری رائے میں مرزا صاحب کے اس دعوے کے متعلق تو اب صرف یہ بحث باقی رہنی چاہئے کہ۔

” آیا وہ بلحاظ صفات یا فضائل یا خصائل کے مسیح ہیں۔“

” آیا ایسے اوصافی وجود کی اس زمانہ میں ضرورت تہی یا ہے۔

” ایسے اوصافی وجود کا ہونا ممکنات سے ہے یا نہیں۔

” مجدد جو ہوتے رہے ہیں وہ اوصافی وجود میں داخل ہیں یا نہیں۔

” العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی کسی شق اوصافی وجود کی تشریح ہوتی ہے یا نہیں۔

” مرزا صاحب کیوں اوصافی وجود کے سلسلہ میں شمار نہیں ہو سکتے۔

اب مکرر کر مسیح کی ممات حیات کا جھگڑا کچھہ بے موقع سا ہے جو لوگ مرزا صاحب کے مرید ہیں وہ بہی اس سے انکاری نہیں اور جو سرسید کے معتقد ہیں وہ بہی اس کے اور جو لوگ مذہب سے ذرا دور ہیں وہ پہلے سے ہی ایسے مسائل سے گریز کر چکے ہیں جو لوگ ابتک مانتے ہیں اور ابتک اتہیر یقین رکہتے ہیں یقین رکہیں بحث سے اور لوگ بہی **متذبذب** ہوتے جاتے ہیں۔

مسلمان تو کجا عیسائی بہی دن بدن مسیحی تعلیمات سے روگرداں ہیں **مسٹر محمود مرحوم کہا کرتے تھے** اگر قرآن مجید میں مسیح کی تصدیق نہ ہوتی تو میں انہیں نبی ہی نہ مانتا **مسیح کی نسبت** زمانہ اور جمہور زمانہ کی رائیں بہت ہی مختلف ہو گئی ہیں۔ یہہ سب قصے کہانیاں ہیں سچا اسلام مانو۔ راقم الحق م

اطلاع :- جن خریداران الحکم نے ابہی تک سال گزشتہ کا بقایا بہی ارسال نہیں کیا ہے وہ مہربانی کر کے بہت جلد اپنے حساب صاف کر دیں مطبع کو اس لحاظ سے کہ وہ چھاپنے دالی مشین کا انتظام کر رہا ہے روپیہ کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اور یہ اس کا پورا ہونا موقوف تو خدا کے فضل و کرم ہی پر ہے لیکن بلحاظ تدابیر و اسباب خریداران پر اسکا بہت بڑا مدار ہے۔ ایڈیٹر۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات میں

ریاض الاخبار گورکہپور جو ہفتہ میں دوبار شایع ہوتا ہے اخباری دنیا میں مسلم متانت پرچہ ہے اسکی راؤں کو عموماً عزت کی نظر سے دیکہا جاتا ہے میں دیکہتا ہوں کہ اس معزز اخبار نے جب کبہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اظہار رائے کیا ہے تو وہ ہر چند اس سلسلہ میں داخل نہیں ہے لیکن اپنی رائے نہایت بے تعصبی سے دی ہے۔ عزیز احمد احسن الجزار

اپنی ۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں معزز ہمعصر مسئلہ جہاد پر لکہتے ہوئے رقمطراز ہے۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ابہی چندروز ہوئے مسئلہ جہاد کے متعلق نہایت عمدہ رائے دی ہے اور انہوں نے ثابت کیا ہے کہ ایسی آزاد گورنمنٹ دنیا میں کہاں ہو سکتی ہے سب جانتے ہیں کہ میں مدعی **مسیح موعود** ہوں اور ہمیشہ پادریوں سے بحث ہوا کرتی ہے یہاں تک کہ خون کے مقدمہ میں پہانسا گیا مگر باوجود اس کے کہ جج پادری تہا اور مستغیث سے ہے ایڈیٹر لفٹنٹ گورنر کے خیالات پادریانہ تہے دوسرا فیصلہ کرنیوالا انگریز تہا۔ مگر مجھے بچا دیا اور اسیطرح جسقدر مقدمے مجھپر دائر کئے گئے ہیں سب میں میں بری کیا گیا اگر ذرا بہی تعصب ہوتا تو یہ لوگ مجھے کبہی نہ چھوڑتے۔

مرزا صاحب کے ان خیالات کو اگر دیکہنا ہو تو الحکم قادیان دیکہنا چاہئے جو سب بابت کا آرگن ہے اور اخباری حیثیت سے بہی وہ برا نہیں ہے۔

ایمان میں عقل کو دخل نہیں اس عنوان سے ایک مراسلہ معزز ہمعصر **پرکاش** کی ۱۱ فروری ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں شایع ہوئی ہے راقم کا نام صرف لکشمیر دیا ہے۔ ہر چند اس چٹہی کے بعض حصے قابل اصلاح ہیں خصوصاً **یوزآسف اور یوزاسف** کی تحقیقات تاہم میں فی الحال اس سوال کو چہوڑ کر ایک خاص غرض کے لئے اس چٹہی کو شایع کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس میں **الہام کی ضرورت** اور موجودہ زمانہ میں اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالنے والے امام کا ذکر کیا گیا ہے اور ہزاروں کے اخبار میں کم از کم ایک غیر مسلمان کی قلم سے۔

ان مسلمانوں کیلئے بھی یہ مضمون عبرت بخش ہے جو باوجود مسلمان کہلانے کے الہام پر مہر لگا چکے ہیں۔ بہرحال امید ہے کہ یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔ آیندہ کسی اشاعت میں انشاء اللہ میں اسپر کوئی اصلاحی نوٹ لکھنے کی کوشش کروں گا۔

ایمان میں عقل کو دخل نہیں

ایمان کا خاصہ ہے کہ وہ بالغیب ہو یعنے الہام پر مبنی ہو۔ الہام علام الغیوب (سرو انتریامی) سے غیب کی باتوں کا علم حاصل کرنے کو کہتے ہیں عقل بھی پیش بینی کرتی اور قیاسات دوڑاتی ہے مگر اسکی پیش بینی وغیرہ بر بنا رواقعات موجودہ ووسایل معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ ہمیشہ از قسم تدبیر ہوتی ہے مگر الہام کا حال ایسا نہیں اور وہ ہمیشہ از قسم تقدیر ہوتا ہے۔

میں اس مضمون کو اپنے دوستوں ہی کی زبان پر پیش کرتا ہوں پیش بینی جو منش اپنی بدھی دوارا قیاس کرتے ہیں ویسی نہیں ہوتی جیسی یوگی جن اپنے یوگ دوارا انوبھو ر محسوس کرتے ہیں۔

تمام کتب مذہبی خواہ وہ کسی مذہب سے علاقہ کیوں نہ رکھتی ہوں الہام کے تذکرہ سے بھرپور ہیں بودھ ازم جو اپنے ناستک پن میں مشہور ہو چکا ہے وہ بھی اس سے خالی نہیں چنانچہ میں نے ایک کتاب بودھ ازم کی تعلیم کے متعلق پڑھی ہے جس کا نام یوزاسف وبلوہر ہے اور جس کا ترجمہ قریباً آٹھ نو سو برس سے عربی زبان میں ہو چکا ہے اور جس میں یوزاسف نامی ایک ہندی شہزادے کا حال درج ہے جسمیں بلوہر نامی ایک بودھ سادھو سے دین کی تعلیم حاصل کی تھی اور جس کی نسبت مہاتما بودھ نے کئی سو برس پیشتر سے بربنار الہام پیشگوئی کر رکھی تھی یہ وہی شخص ہے جس کا مدفن سری نگر کشمیر میں خیال کیا جاتا ہے اور جو مرزا صاحب کی تحقیق کے موافق مسیح صاحب انجیل کا مدفن ہے شاید مرزا قادیانی صاحب موصوف نے یوزاسف کی بابت موجودہ کو بابت تحقانی خیال کیا ہوا ور بجائے یوزاسف کے یوز آسف پڑھا ہو اور چونکہ اس کتاب کی تمثیل بہت کچھ انجیل مقدس کی تمثیل سے ملتی جلتی ہیں۔ یہاں تک کہ کئی جگہ بعینہٖ وہی لہذا انہوں نے خیال کیا ہو کہ اس کتاب میں جس شخص کا احوال درج ہے شاید وہ مسیح صاحب انجیل ہی ہو۔

تمام مذاہب کے مذہبی لیڈر تمام کوشاں رہتے ہیں کہ ان کو اپنے مذہب کے لوگ دوسرے مذاہب کی کتب مذہبی اور ملہمان سے متنفر رہیں اور نفرت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ خود اپنے مذہب کی کتب مذہبی اور ملہمان سے بھی جو دیگر مذاہب کی کتب مذہبی اور ملہمان کی سی ہوتی ہیں بیخبر رہتے ہیں یا متنفر ہو جاتے ہیں پس اسطرح سے الہام کے بڑے بڑے ذخیرہ قفل بندی کیمالت میں پائے جاتے ہیں مگر مزہ کی بات ہے کہ دنیا بھر کی کتب تواریخ بھی اس الہامی سایہ سے بچی ہوئی معلوم نہیں دیتیں چنانچہ سبکتگین والد محمود غزنوی کو اپنی بادشاہت کی خبر ایک فرشتے کی معرفت اور ساہو جی والد سیوا جی مرہٹوں کی بادشاہت کی خبر ایک دیوی کی معرفت پیشتر سے مل چکے تھے اور ایسا ہی کتب تواریخ کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ کتنے ہی واقعات عالم کا علم بغیر کسی عقلی پیش بینی کے محض بدرجہ الہام پیشتر سے معلوم ہو چکا تھا کتب مذہبی اور کتب تواریخ کو چھوڑ کر خود ہماری اپنی حالت یہ ہے کہ بارہا ہمکو کوئی بات پیش از وقت یا غیب کی خواب وغیرہ کے ذریعہ معلوم ہو جاتی ہے جسمیں عقلی پیش بینی کی بوباس تک نہیں ہوتی۔ اکثر ہمارے خواب اپنے امتحانات کے نتائج کی نسبت ٹھیک پائے گئے ہیں نہ صرف پاس اور فیل ہونے کا ہی پتہ درست ہی بلکہ نمبروں تک درست ہوتے ہیں۔ اور وہی ہوتے ہیں جو خواب میں دیکھے تھے۔

فی زمانہ مرزا صاحب قادیانی نے اس مضمون پر اچھی طرح سے روشنی ڈالی ہے گو اکثر لوگ ان کے دعاوی وغیرہ کی وجہ سے متعصب ہو کر اس خاص مضمون کی عظمت اور حقیقت محسوس کرنے سے بھی عاری ہو گئے ہیں مگر اس باہمت شخص کی کوششوں نے اس خاص مضمون کو جسے فی الحقیقت قوت ایمان نشو و نما پاتی ہے سورج کی روشنی میں رکھدیا ہے جسمیں اب کوئی جگہ غلط فہمی کی باقی نہیں رہی۔

اب اس سرگرم طبیعت کے پیرمرد کا میلان خاطر کرشن جی کیطرف پایا جاتا ہے، اپنے زمانہ میں شجاعت وغیرہ اوصاف جس سے متصف ہونے کے علاوہ پورن یوگی تھے۔ پس اگر مرزا صاحب موصوف نے یوگ کا رستہ پالیا تو گویا انہوں نے وہ رستہ پالیا جس سے تمام انبیاء علیہم السلام علام الغیوب (سروانتریامی) سے الہام پایا کرتے تھے یا جس رستے سے تمام یوگی جن اپنے پیارے سروانتریامی (علام الغیوب) کی بارگاہ اعلیٰ میں شرف حضوری حاصل کرتے تھے اسی مطلب کو ادا کرنے کیلئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

ہر جگہ موجود ہے پر وہ نظر آتا نہیں
یوگ سادھن کے بنا اسکو کوئی پاتا نہیں

یہ وہ راہ ہے جس کے متعلق فی زمانہ تھیوسوفیکل سوسائٹی نے دلایل عقلیہ سے کام لیا ہے اور دنیا میں اسکو شہرت دی ہے جس کیلئے سب لوگ سوسائٹی موصوفہ کی مشکور پائے جاتے ہیں مگر چونکہ یہ راہ ریاضت طلب ہے، لہذا مجھے مرزا صاحب سے گو وہ عمر رسیدہ ہیں اور ان کے باہمت اور باوفا رفیقوں سے امید ہے کہ وہ اس پراکٹیکل سائنس (یوگ ودیا) کے متعلق قواعد پر کاربند ہو سکیں کیونکہ انکی اپنی صوم و صلوٰۃ کے متعلق فرائض ادا ہونے ممکن نہیں جبتک وہ ان یم نیموں کو پالن نہ کریں جو مہرشی پتنجلی جی نے اپنی یوگ سوتروں میں بیان کئے ہیں۔

ہے پر ماتما اس شخص کی عمر کو دراز کر اور اسکی صحت اور ہمت کو برقرار رکھ اور توفیق بخش کہ وہ تیرے اور تیرے عاجز بندوں کے درمیان ہو سکے اور اس رسم کا دروازہ کھول سکے جو عرصہ سے بند ہو چکا ہے۔

ہم نے پرماتما سے مونہہ موڑا اور انہوں نے بھی بظاہر ہم سے مونہہ موڑ لیا عرصہ تک ہمارا نام اپنی زبان پر نہ لائے لیکن لم نقصص وغیرہ اشاروں سے ان کی اس بے پایان محبت کا پتہ چلتا ہے جو وہ اپنے بندوں کے ساتھ رکھتے ہیں آخر انہوں نے بھی ہمیں یاد کیا۔ اب جبکہ وہ آپ آئے ہیں۔ ہمیں بھی ان سے اٹھکر ملنا چاہیے۔ (راقم لکشبیر)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

آریہ سماج کا طریق تبلیغ معزز ریاض الاخبار لکھتا ہے "آریہ سماج کے واعظوں اور ریفارمروں کا طرز استدلال ایسا ناگوار ہوتا ہے جسکو نہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندو بھی نفرت کرتے ہیں ہم کبھی ان بحثوں کو پسند نہیں کرتے مگر ملک کے ایک گروہ میں سخت کلامی اور بدزبانی کو دیکھکر افسوس آتا ہے

ہمکو امید ہے کہ ہمارے معزز معاصر آریا گزٹ اور اپنے گروہ کو اس بات پر آمادہ کر دینگے کہ وہ تلخ و درشت الفاظ کی جگہ شیرین بیانی سے کام لیا کرینگے۔ آریہ سماج کی درشتی اور تلخ بیانی کا ایک زبردست یہ ثبوت ہے کہ خود آریہ سماج کے سمجھدار لوگ اس سختی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور متعدد عدالتی فیصلوں نے اسپر اور بھی مہر کر دی ہے۔

پرکاش کی رائے ہمعصر پرکاش جو آریہ سماج کا لبرل اخبار کہلاتا ہے اس نے اپنی ۳ مارچ ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں آریہ مسافر کے طرز تحریر پر یوں رائے زنی کی ہے "جہاں آریہ مسافر میگزین نے ہمیں بہت سے فوائد پہنچائے ہیں وہاں افسوس ہے کہ ایک نقصان بھی پہنچایا ہے اور وہ یہ کہ اسلامی رسالوں کے ایڈیٹروں کیطرح ہمارے ایڈیٹر صاحب کی تحریر میں بھی کچھ سختی آگئی ہے جو اس کے شایان نہیں"

پرکاش کا یہ کہنا کہ اسلامی رسالوں کے ایڈیٹروں کیطرح یہ صرف جنبہ داری ہے ورنہ اسلامی رسالوں کا لٹریچر الیسا دلکش اور قابل نفرت نہیں جیسا آریہ مسافر اور اسکی یادگار آریہ مسافر کا ہے۔ مسلمانوں نے اگر کچھ لکھا ہے تو محض ڈیفنس کے طور پر ہے۔ بہرحال خوشی کی بات ہے کہ آریہ سماج محسوس کرنے لگی ہے کہ اس کے مذہبی مناظرہ کے لٹریچر میں اصلاح کی ضرورت ہے اور بہت بڑی ضرورت ہے۔

*

عداوت کیسا اندھا بنا تی ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عداوت نے مخالفوں کے دل و دماغ کو ایسا تاریک کیا ہے کہ وہ قطع نظر اس کے کہ جو بات اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ کیسی ہی مسلم اور صحیح ہو اس کی مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اگر دوسروں کے مونہہ سے وہی باتیں نکلیں تو وہ خوبیاں ہی سمجھی جاتی ہیں۔ بہرحال میں جب حضرت حجۃ اللہ کے منہ سے نکلی ہوئی صداقتوں کو مخالفوں کے منہ سے بھی کسی رنگ تسلیم میں سنتا ہوں تو بڑی ہی خوشی ہوتی ہے۔ حضرت باوا نانک صاحب اور سری کرشن جی مہاراج اور دوسرے اکابران ہند کی نسبت حضرت حجۃ اللہ نے جو یقینی امور جنسے دنیا ناواقف تھی ظاہر فرمائے ہیں یا مسیح کی قبر سند کے متعلق جو تحقیقات فرمائی ہے وہ ایک عجیب رنگ میں اشاعت پا رہی ہے۔

شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے ایک اچھے شاعر ہیں وہ بناتہ اس سلسلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے انہوں نے اپنی ایک نظم شایع کرائی ہے جسپر خود ہی انہوں نے نوٹ بھی

(باقی)

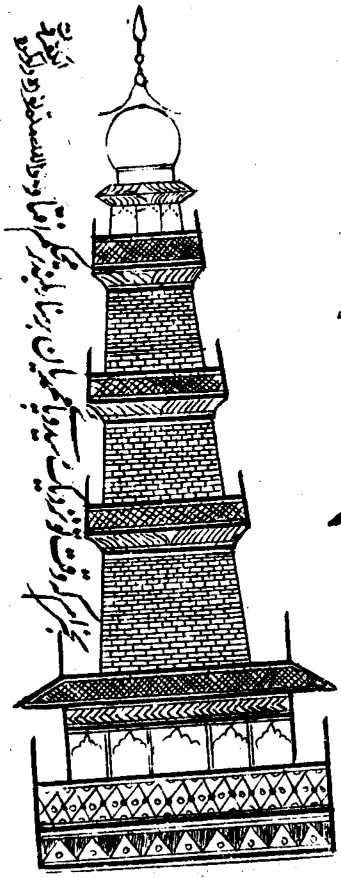

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۴

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

انه اوی القریه

الحکم

چہ گویم با تو گرائی جہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ } (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان کے باہر سے
(۴) غیر مذاہب والوں سے سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۱ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۷ محرم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات

الحکم کی گزشتہ اشاعت میں جب ہم نے عبداللہ مرحوم کی خبر وفات درج کی تھی اسوقت ہمیں یا کسی اور کو وہم و گمان ہی نہ تھا کہ الحکم کا اگلا نمبر خود بابو محمد افضل صاحب کی عبرتناک موت کی خبر کا اعلان کرنے والا ہوگا۔ لیکن مقادیر الہٰی سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اور عاجز انسان کو کیا معلوم ہے کہ کب اسے اس جہان سے پیام کوچ آ پہنچیگا۔ بابو محمد افضل صاحب اپنے بچے عبداللہ کو دفن کرنے کے تیسرے دن بعد بخار سے بیمار ہوئے اور دوسرے دن ہی یہ بخار نمونیا کے رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اور طاعونی تپ ثابت ہوا۔ اور آخر ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو عصر کے قریب وہ اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بابو افضل صاحب کے ساتھ مجھے طالبعلمی کے زمانہ سے واقفیت تھی میں ان کے اور وہ میرے علمی اور مذہبی مذاق سے بہت کچھ واقف تھے۔ پھر اس سلسلہ میں داخل ہونے پر تو تعلقات اور بھی بڑھ گئے تھے وہ صبر اور استقامت کے ایک اچھے نمونہ تھے جن مشکلات اور مصائب کے درمیان سے گذر کر وہ البدر کے کاروبار کو چلا رہے تھے ہر شخص کا کام نہیں کہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدم رہ سکے۔

مرحوم ایک لڑکا اور چار لڑکیاں یتیم اور دو عورتیں بیوہ چھوڑ مرا ہے اسکی ناگہانی موت ہم لوگوں کے لئے ایک سبق اور عبرت ہے۔ اسکی عمر کچھ بہت بڑی نہ تھی چھتیس سینتیس برس کا ایک خوش رو جوان تھا۔ آخر دم تک وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا۔

مرنے سے دو دن پہلے مجھے کہا بھیجا کہ میں الحکم میں انکی بیماری کی خبر شائع کردوں اور احباب سے دعا کی درخواست کردوں اور منتظر ناظرین البدر کو اطلاع دوں کہ انکی بیماری کے باعث البدر شائع نہ ہوگا۔ لیکن کون کہہ سکتا تھا کہ یہ اطلاع آخری اطلاع ہوگی۔ سردست میں نہیں کہہ سکتا کہ اخبار اور کارخانہ البدر کی کیا صورت ہوگی غالباً اکابران امت ضروری غور و فکر اور مشورہ کے بعد اس امر پر کوئی تحریر شائع کریں گے۔ کیونکہ جن لوگوں کی پیشگی رقوم مطبع میں آچکی ہیں یا اور جن لوگوں کا لین دین مطبع سے ہوگا انکے لئے کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ضروری ہوگا۔ اسلئے ناظرین البدر اس تحریر کا انتظار کریں۔ سردست التجا ہے کہ ہر مقام کی احمدی جماعت مرحوم افضل کے لئے نماز جنازہ غائب پڑھے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ضروری اطلاع

شاہجہانپور سے حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی خدمت میں کسی بزرگ نے چند سوالات بھیجے تھے۔ چونکہ کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہیں اسلئے جلد حکیم الامت ان کے جواب کی طرف توجہ نہ فرما سکے آج ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو جو آپ نے ان سوالات کو تلاش کیا تو بوجہ کسی دستبرد کے وہ کاغذ ادھر ادھر ہو گئے اور تلاش پر ملے نہیں تاہم حضرت حکیم الامت نے اجمالی طور پر ان سوالات کا جواب جو زبانی یاد رہا لکھدیا مگر اب مشکل یہ معلوم ہوئی کہ پتہ معلوم نہیں لیکن صاحب موصوف نے اپنے خط میں ذکر کیا تھا کہ الحکم میں انکا جواب شائع ہو جاوے اور وہ الحکم پڑھتے ہیں اسلئے بذریعہ الحکم صاحب موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ انکے خط کا وہ اجمالی جواب منشی مختار احمد صاحب مختار احمدی محلہ بہادر گنج شاہجہانپور کے نام بھیجا گیا ہے انسے لے لیں اور مفصل جواب انشاء اللہ جسقدر جلد ممکن ہوگا الحکم میں چھاپا جائیگا صاحب موصوف اپنے سوالات لکھکر ایڈیٹر الحکم

ڈپٹی انسپکٹر کانہووان کا احسان پولیس پر

مجھے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ شیخ محمد شریف صاحب ڈپٹی انسپکٹر کانہووان نے حال میں عجیب وغریب کارروائی کی ہے جو پولیس کے دیسی عہدہ دارون پر احسان ہے اور اگر پولیس آفیسرز اس کارروائی سے سبق حاصل کرین تو پولیس کے دامن سے رشوت ستانی کا داغ ایک حد تک دور ہو سکتا ہے میں اس واقعہ کو تفصیل سے پھر لکھونگا۔ سر دست مختصر ذکر کرتا ہون موضع کالا بالا تہانہ کانہوان میں ایک میراسی لڑکے پر ایک الزام لگایا گیا۔ شیخ محمد شریف صاحب تفتیش کیلئے موقع پر گئے کارروائی کر چکنے کے بعد انہون نے ایک عجیب انداز سے اس لڑکے کی مان سے کہا کہ کچھ ہمین بھی تو دلا دینا تہا (انکی غرض یہ تھی کہ لوگ ڈپٹی انسپکٹرون کے نام سے رشوت لیتے ہین اور انہین مفت مین بدنام کرتے ہین اور وہ اس بہید کو معلوم کرنا چاہتے تھے) اسپر اس غریب عورت نے کہا کہ ابھی میںنے تو ۶؎ روپیہ دیے ہین فلان فلان شخص سے قرض لیکر چنانچہ انہون نے فوراً ایک ساہوکار کی بہی منگوائی تو اسمین اس تاریخ کو اسیقدر رقم جو وہ بیان کرتی تھی درج تھی شیخ محمد شریف صاحب نے اسپر اپنے دستخط کرکے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہان رپورٹ کی ہے اب اگر اس واقعہ کی تفتیش وہ اپنی خداداد فراست اور عقل سے نکرتے تو یہ راز مخفی رہتا اور کل کو بعض شورہ پشت لوگ ایک شریف ڈپٹی انسپکٹر کو بدنام کرتے۔ خصوصاً سلیئے کہ وہ مسلمان ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ افسران بالا دست شیخ محمد شریف صاحب کی اس کارروائی پر قابل قدر نوٹس لین گے اور اس قسم کے مجرمون کو قرار واقعی سزا دیکر آیندہ کیلئے ایسی شرارتون کا سدباب کر دین گے۔ یہ ایسی قابل قدر کارروائی ہے جو شاید کسی پولیس آفیسر کو آجتک نہین سوجھی میری رائے مین شیخ محمد شریف صاحب محکمہ پولیس کے بھی خاص شکر گذاری کے مستحق ہین۔ اور قابل قدر ہین۔ (مفصل پھر)

تازہ الہامات

۲۷ر فروری ۱۹۰۵ء رویا مین دیکھا کہ دردناک دولوئے عجیب طرح شور قیامت برپا ہے اور سنا، یہ الہام ہوا۔ **موتا موتی لگ رہی ہے۔**

۳ر مارچ ۱۹۰۵ء کوئی شخص ہے اس سے مین کہتا ہون کہ تم حساب کرلو مگر وہ نہین کرتا۔ اتنے مین ایک شخص آیا اور اس نے ایک مٹھی بہر کر روپے مجھے دیے ہین اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٰہی بخش کیطرح ہے مگر انسان نہین بلکہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونو ہاتہہ روپیون کے بہر کر میری جھولی مین ڈالدیئے ہین تو وہ اسقدر ہو گئے ہین کہ مین انکو گن نہین سکتا۔ پہر مین نے اس کا نام پوچہا تو اسنے کہا میرا کوئی نام نہین۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے **ٹیچی**۔ مین نے بہت سا مال دیکہکر دلمین کہا کہ فلان حاجت مند کو کچھ دیدونگا اور ایک حاجتمند دکہایا گیا خستہ حال قابل رحم۔

۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ تھوڑی سی غنودگی ہوئی تو دیکہتا ہون کہ یہ مکان جواب بن رہا ہے (جسکا اشتہار کشتی نوح مین دیا تہا) سامنے آگیا ہے اسپر ایک معمار بیٹہا ہے اس نے کہا مبارک مین نے کہا خیر مبارک۔

۱۸ر مارچ ۱۹۰۵ء وہ سنتا ہے اور دیکہتا ہے۔

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء لاتایئسوا من روح اللہ ایک عربی الہام تہا الفاظ مجھے یاد نہین رہے حاصل مطلب یہ ہے

(مکذبون کو نشان دکہایا جاویگا)

۱۷ر مارچ ۱۹۰۵ء شکار مرگ

یہ الہام ظہر اور عصر کے درمیان ہوا تہا جو بابو محمد افضل صاحب کی وفات کی متعلق معلوم ہوتا ہے (ایڈیٹر)

رویا وکشوف سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی

یکم مارچ ۱۹۰۵ء رویا مین خضر علیہ السلام کی معیت مین مکہ شریف جا کر نماز پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ الہام ہوا فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا پہر شیطان کے فریب سے بچنے کی ہدایت ہوئی اور الہام ہوا کان الشیطان للانسان خذولا اس کے بعد الہام ہوا کونوا مع الصادقین ازان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا یہ مامور من اللہ مسیح موعود صادق ہے اسکی تقلید عین فرض ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع ممبران خاندان رسالت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھے ہین صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد امتحان انٹرنس مین شمولیت کے لیئے امرتسر تشریف لیگئے ہین۔ اللہ تعالیٰ اون کا حافظ وناصر ہو آمین

۲۔ موسم مین تبدیلی ہو چلی ہے طاعون کی چھیڑ چھاڑ بدستور جاری ہے گو خفیف ہے اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرما دے آمین۔

۳۔ تعلیم الاسلام کالج کے طالب علمون کو امتحان کے لیئے رخصت ہوتے وقت حضرت حکیم الامۃ نے مندرجہ ذیل نصایح فرمائین۔

۱۔ قرآن شریف کم از کم پانچ آیت ہی سہی ہر روز ضرور ضرور پڑہو خواہ کہین ہو اور جسقدر پڑہو اسپر تدبر کرو۔ فکر کرو۔ اور پہر عمل کی سعی کرو۔

۲۔ ہر روز سورۃ فاتحہ سوا پنج نمازون کے علاوہ بطور دعا کے پڑہو۔ استغفار کثرت سے پڑہو اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہون اور کمزوریون کے بد نتایج سے محفوظ رکھے۔ پہر معوذتین بھی پڑہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مین ترقی ہو آپ کے دین کا بول بالا ہو۔ اور ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ کی دعا بہی مانگو مجھے اس دعا کے پڑہنے کیلیئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تہا۔

۳۔ بزرگان ملت کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدہ ہے اللہم زد فزد وہ خدمت دین مین معروف کمن۔

۴۔ ۲۱ مارچ کو برادرم محمد افضل ایڈیٹر البدر نے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

۵۔ ضلع منٹگمری۔ ہوشیارپور۔ جالندہر اور لالہ موسےٰ سے اکثر احباب دارالامان حاضر ہوئے خواجہ کمال الدین صاحب اور میان معراج الدین صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور واپس تشریف لیگئے۔

۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء تک کیلیئے بند کیا گیا۔

ناظرین سے چند منٹ

توسیع اشاعت الحکم

ہفتہ گذشتہ وزیر اشاعت مین مندرجہ ذیل احباب نے توسیع اشاعت الحکم کے کام مین ثواب حاصل کیا۔

۱۔ جناب منشی نواب خانصاحب تحصیلدار۔ (۵)
۲۔ مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیان (۶)
۳۔ منشی محمد حسین خانصاحب ظفروال (۷)
۴۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان (۸)
۵۔ میان رحمت اللہ صاحب بنگہ (۹)
۶۔ منشی امام بخش صاحب مدرس چک ۲ (۱۰)
۷۔ منشی عبد العزیز صاحب سکنڈ ماسٹر سنگترہ (۱۱)
۸۔ بابو عبد الحق صاحب سب پوسٹماسٹر سنگترہ (۱۲)
۹۔ بابو غلام حیدر صاحب قصور (۱۳)
۱۰۔ میان محمد یوسف احمدی پشاور (۱۴)
۱۱۔ شیخ عبد الرشید صاحب میرٹھ (۱۵ و ۱۶)
۱۲۔ محمد شفیع احمدی لودہانہ (۱۷)

علاوہ برین ۲۴ر مارچ تک ۱۰ خریدار اپنی ذاتی سعی سے پرزمرہ خریداران الحکم مین داخل ہوئے اگرچہ یہ رفتار بہت سست ہے تاہم سرپرستان الحکم اس سلسلہ مین کام کرنے کیلئے بیدار ہوئے ہین جزاہم اللہ احسن الجزاء

میری مجوزہ تعداد خریداران ۵۰ مین سے ابھی ۱۷ خریدار ہی آئے ہین ناظرین الحکم توجہ کرین۔

خریداران الحکم کا تبادلہ۔ ہفتہ زیر اشاعت مین صرف ابابو عبد السبحان صاحب محکمہ نہر پٹیالہ سے سیالکوٹ مین تبدیل ہوئے اب انکا پتہ دویم ڈویژن نہر جناب سیالکوٹ ہے۔

تفسیر القرآن کی تبدیل تقطیع۔ تفسیر القرآن ماہوار سلسلہ کی تبدیلی تقطیع کی خبر الحکم مین عرصہ سے شایع ہو چکی ہے آجتک صرف تین صاحبون نے (حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور۔ چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ مولوی محمد صاحب مزنگ) اختلاف رائے ظاہر فرمایا ہے۔ افسوس ہے مین کثرت کے مقابلہ مین ان بزرگون کی رائے پر عمل کرنے سے معذور ہون علاوہ برین سر دست چھپائی اور کتابت کے مزید اخراجات جو سابقہ تقطیع کی صورت مین پڑین انکے لئے گنجائش نہین۔ سورۃ البقرۃ اس تقطیع پر ختم ہو چکی ہے اب سورۃ آل عمران یا جلد دوم اس سے کسیقدر کم سایز پر ہوگی انشاء اللہ

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری مضامین کے

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ اس سے پیشتر سال گذشتہ میں میں نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو یکجا کر کے الحکم کے کالموں میں شائع کر دیا تھا۔ اور جہاں جہاں مجھے اعلیٰ حضرت کی تعلیم مل سکی کتابوں۔ اشتہاروں وغیرہ سے اقتباس کی گئی اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کی تفسیر القرآن کو یکجا کر دوں۔ امید ہے کہ یہ طریق بھی ناظرین الحکم کے لئے دلچسپ ہونے کے علاوہ مفید ہوگا اور حضرت اقدس کی لائف لکھنے والوں کو انشاء اللہ ایک مفید مدد دینے والا ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اسے نبھا سکوں۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

اس سورۃ کی تفسیر میں کسیقدر بطور نمونہ اس سورۃ کے معارف و حقایق مذکور ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ آیت سورۃ ممدوحہ کی آیتوں میں سے پہلی آیت ہے اور قرآن شریف کی دوسری سورتوں پر بھی لکھی گئی ہے اور ایک اور جگہ بھی قرآن شریف میں یہ آیت آئی ہے اور جسقدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف میں بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت میں اسقدر تکرار نہیں پایا جاتا اور چونکہ اسلام میں یہ سنت ٹھہر گئی ہے کہ ہر ایک کام کے ابتدا میں جس میں خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑھ لیتے ہیں اس لئے یہ آیت دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹوں اور بڑوں میں شہرت پا گئی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بےخبر مطلق ہو تب بھی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اسکو بےخبری نہیں ہوگی۔

اب یہ آیت جن کامل صداقتوں پر مشتمل ہے ان کو بھی سن لینا چاہئے سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اصل مطلب اس آیت کے نزول سے یہ ہے کہ تا عاجز اور بےخبر بندوں کو اس نکتہ معرفت کی تعلیم سکھائے کہ ذات واجب الوجود کا اسم اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کے رو سے ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور منزہ عن جمیع رذائل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اس اسم اعظم کی بہت سی صفات میں سے جو دو صفتیں بسم اللہ میں بیان کی گئی ہیں یعنے صفت رحمانیت و رحیمیت انہیں دو صفتوں کے تقاضا سے کلام الٰہی کا نزول اور اسکے انوار و برکات کا صدور ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دنیا میں اترنا اور بندوں کو اس سے مطلع کیا جانا یہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بھی تفصیل سے لکھا جائیگا) یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت کسی عامل کے محض جود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور میں آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندوں کی بھلائی کیلئے پیدا کیا ہے یہ تمام جود اور بخشش صفت رحمانیت کی رو سے ہی اور کوئی شخص دعوے نہیں کر سکتا کہ یہ چیزیں میرے کسی عمل کی پاداش میں بنائی گئی ہیں اسیطرح خدا کا کلام بھی کہ جو بندوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اترا وہ بھی اس صفت کے سبب سے اترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہیں کہ یہ دعوے کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر میں خدا کا پاک کلام کہ جو اسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنیوالے اور زہد اور عبادت میں زندگی بسر کرنیوالے اب تک ہزاروں لوگ گذرے ہیں لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اس کے فرائض اور احکام کو دنیا میں لایا اور اس کے ارادوں سے خلق اللہ کو مطلع کیا انہیں خاص وقتوں میں نازل ہوا ہے کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تھی ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام انہیں لوگوں پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہوں کیونکہ پاک کو پلید سے کچھ میل اور مناسبت نہیں لیکن یہ ہرگز ضرور نہیں کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلام الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضروریات حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضروریات حقہ پیدا ہو گئیں اور زمانہ کی اصلاح کیلئے واجب معلوم ہوا کہ کلام الٰہی نازل ہو اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ میں گو لاکھوں آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہوں اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہوں انہیں خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہیں ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو ہاں مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنوں سے ہو جاتے ہیں اور وہ بھی اسوقت کہ جب حکمت الٰہیہ کے نزدیک ان مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورت حقہ پیدا ہو اور ان دونوں طور کے نزولوں میں فرق یہ ہے کہ شریعت حقانی کا نازل ہونا اس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دنیا کے لوگ باعث ضلالت اور گمراہی کے جادۂ استقامت سے منحرف ہو گئے ہوں اور ان کے راہ راست پر لانے کیلئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو انکی آفات موجودہ کا بخوبی تدارک کر سکے اور انکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اٹھا سکے اور جس طور کا علاج حالت فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پرزور بیان سے کر سکے لیکن جو مکالمات و مخاطبات اولیاء اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں ان کے لئے غالباً اس ضرورت عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہیں بلکہ بسا اوقات صرف اسیقدر ان مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کے لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ میں کوئی بشارت اسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اس ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اس کے نزول کی بشدت حاجت ہو غرض کلام الٰہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہی جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب تمام رات کا اندھیرا ہو جاتا ہے اور کچھ نور باقی نہیں رہتا تو اسیوقت تم سمجھ جاتے ہو کہ اب ماہ نو کی آمد نزدیک ہے اسیطرح جب گمراہی کی ظلمت سخت طور پر دنیا پر غالب آ جاتی ہے تو عقل سلیم اس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجھتی ہے ایسا ہی جب امساک باران سے لوگوں کا حال تباہ ہو جاتا ہے تو اسوقت عقلمند لوگ باران رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہیں اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون میں بھی بعض مہینے برسات کیلئے مقرر کر رکھے ہیں یعنے وہ مہینے جنمیں فی الحقیقت مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور ان مہینوں سے جو مہینہ برستا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاتا کہ خاص ان مہینوں میں لوگ زیادہ نیکی کرتے ہیں اور دوسرے مہینوں میں فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ وہ مہینے ہیں جنمیں زمینداروں کو بارش کی ضرورت ہے اور جنمیں بارش کا ہونا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلام الٰہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقویٰ کے صفت سے نہیں ہے یعنے علت موجبہ اس کلام کے نزول کی نہیں ہو سکتی کہ کوئی شخص غایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تھا یا راستی کا بھوکا اور پیاسا تھا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کتب آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورت حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہو کر ایک آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اس تاریکی کو دور کرے۔ اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی اور ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی اور اسی ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجہ ہوئیں سو وہ ظلمانی حالت دنیا کیلئے مبارک ہو گئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کیلئے آیا اور دنیا کیلئے اس روشن کتاب کو لایا جسکی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی پس یہ خدا کی کامل رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تھی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا کہ جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے جس نے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکھلا دیا وہ اسوقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتھ مر چکی تھی اور برّ اور بحر میں ایک بھاری فساد واقع ہو چکا تھا پس اس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکھایا جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا یعنے زمین مر گئی تھی اب خدا اسکو نئے سرے زندہ کرتا ہے اب اس بات کو

بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کیلئے ہوا صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدوں کی خبر لیتی ہے اور باران رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبھی روحانی طور پر جوش مار کر ان بھوکوں اور پیاسوں کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہیں اور حق اور صداقت کی غذا کو جو روحانی زندگی کا موجب ہے ان کے پاس نہیں رہتی پس رحمان مطلق جیسا جسم کی غذا کو اسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورت حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جنکے ساتھ خدا راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جن سے خدا راضی اور خوش ہو ان پر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا تعالیٰ ان سے یونہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کی کتاب اسی وقت نازل ہوتی ہے جبکہ فی الحقیقت اس کے نزول کی ضرورت پیش آجائے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی الٰہی کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بیخبر ہیں۔

پھر بعد اس کے سمجھنا چاہیئے کہ کسی فرد انسانی کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اسکی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے بعد ذکر صفت رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اغراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جسقدر کسی کے دلمیں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جدوجہد سے متابعت اختیار کرتا ہے

اسیقدر کلام الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسیقدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علامات خاصہ مقبولان الٰہی کی اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری صداقت جو کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں مودع ہے یہ ہے کہ یہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنے کیلئے نازل ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے سے مدعا یہ ہے کہ تا اس مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کیا جائے جسکی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کیلئے محض تفضل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنی سعی اور کوشش کرنیوالوں کی کوششوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کے جد و جہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور ان کی محنت کا پھل ان کو عطا فرماتا ہے اور یہ دونوں صفتیں [illegible] اور رحیمیت الٰہی [illegible] کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو پہنچ نہیں سکتا اور اگر غور کر کے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کیلئے [illegible] اور پھر خدا کا کلام [illegible] وقت [illegible] پیدا ہی نہیں ہوا [illegible] کے [illegible] لا قدرت سے [illegible] سے [illegible] کسی عمل کی [illegible] بلکہ تفضل اور احسان [illegible] میں جیسے نبیوں کا [illegible] کا نازل ہونا [illegible] کا ہونا [illegible] کا اپنے اپنے کاموں میں [illegible] کا طرح طرح کی [illegible] اور طاقتوں کے ساتھ مشرف ہو کر اس دنیا میں آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مدت تک عمر پانا یہ وہ سب امور ہیں کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور میں آتے ہیں اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پا کر خداداد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہانتک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اس وقت عادت الٰہیہ اسطرح پر جاری ہے کہ وہ اسکی کوششوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہ اسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہیئے

کہ آیت ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے ان سب اسباب کو محض لطف اور احسان سے میسر کر دے کہ جو کلام الٰہی کی متابعت میں جد و جہد کرنے کیلئے درکار ہیں جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسر آجانا طاقتوں اور قوتوں کا قائم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسایش اور امن میں خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ آ پڑنا کہ جو دلکو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہ سب امور صفت رحمانیت سے حاصل ہوتے ہیں اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچاوے اور اسکی سعی اور جد و جہد کے بعد اس کے کام میں برکت ڈالے پس اسطور پر خدا تعالیٰ کی دونوں صفتوں [illegible] اور رحیمیت سے کلام الٰہی کے شروع کرنے کے وقت [illegible] ان کام کے [illegible] مترتب [illegible] جانا یہ نہایت اعلیٰ [illegible] جس سے انسان کو توفیقیت رحیمیہ [illegible] اپنے [illegible] اور بے خبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر [illegible] کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئیں بکلی مفلس اور [illegible] اور ناچیز سمجھ کر خداوند تعالیٰ مطلق سے اسکی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے اور اگرچہ خدا تعالیٰ کی یہ صفتیں خود بخود اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں مگر اس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہ قانون قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اسکی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سا دخل ہے جو لوگ اپنی مہمات میں دلی صدق سے دعا مانگتے ہیں اور انکی دعا پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضان الٰہی ان کی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے ہر ایک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ یہی عبودیت اسکو یہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اس سے مدد طلب کی جائے یہی عبودیت کا جوش ہر ایک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قائم ہے اور

اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے پس صادق آدمی جس کے روح میں کسی قسم کے غرور اور عجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لائق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اسکی کمزور روح آسمانی قوت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال و جلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اسکی رحمانیت اور رحیمیت ہر ایک کام کے انجام کیلئے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے۔ اس بات کے ثبوت کیواسطے کسی منطقی یا فلسفی کے دلائل پیش کرنے درکار نہیں ہیں بلکہ ہر ایک انسان کے روح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اسکی صحت پر بتواتر شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو صرف بیہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اس پر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقت قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اسکی عادت قدیمہ کے رو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھکر اپنے کاموں میں اسکا سہارا طلب کرتے ہیں اور اس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ ان کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت کی رو بخدا ہو جاتے ہیں تو اسکی تائیدیں ان کے شامل حال ہو جاتی ہیں غرض ہر ایک شاندار کام کے شروع میں اس مبدء فیوض کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریقہ ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جسکے التزام سے انسان بچوں کی سی عاجزی اختیار کر کے ان نخوتوں سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہیں۔

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہہ لوگ **انکار اولیاء اللہ** کو معمولی بات سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے کیا بگڑتا ہے ؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے۔ جو شخص اس معاملہ میں غور کریگا اسے اچھی طرح نظر آجائیگا بلکہ ایسے طور پر نظر آجائیگا جیسے شیشے مین کوئی شکل دیکھہ لیتا ہے۔

یاد رکہنا چاہئے کہ سلب ایمان دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو انبیاء علیہم السلام کے انکار سے۔ اس سے تو کوئی بہی انکار نہین کرسکتا۔ اور یہ مسلم بات ہے دوسرا اولیاء اللہ اور مامورین کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے

انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان تو بالکل واضح امر ہے اور سب مانتے ہین لیکن پھر بھی یاد رکہنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان اس لئے ہوتا ہے کہ نبی کہتے ہین ہم خدا کی طرف سے آئے ہین اور خدا فرماتا ہے کہ جو کچھہ یہ کہتے ہین یہ میرا قول ہے۔ یہ میرا نبی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ میری کتاب کو مانو۔ اور میرے احکام پر عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہین لاتا۔ اور ان وصایا اور حدود پر جو اسمین بیان کئے گئے ہین عمل نہین کرتا ہے وہ اسی منکر ہوکر کافر ہو جاتا ہے۔

لیکن وہ صورت جس سے اولیاء اللہ کے انکار سے **سلب ایمان** ہوتا ہے اور ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من عادلی ولیا فاذنتہ للحرب

یعنے جو شخص میرے ولی کے ساتھہ دشمنی کرتا ہے وہ گویا میرے ساتھہ جنگ کرنیکو طیار ہوتا ہے۔

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو محبت کرتا ہو ایسی محبت جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے اور ایک اور شخص بار بار کہے کہ یہ مرجاوے یا اور اسی قسم کی دل آزاری کی باتین کرے اور اسے تکلیف دے تو وہ شخص اس سے کیونکر خوش ہوسکتا ہے ؟ اور وہ باپ جسکے بچے کے لئے کوئی بد دعائین کررہا ہے یا رنجدہ کلمات اسکے حق مین کہہ رہا ہے ایسے شخص سے کب محبت کرسکتا ہے ؟ اسیطرح پر **اولیاء اللہ بہی اطفال اللہ** کا رنگ رکہتے ہین کیونکہ انہون نے جسمانی بلوغ کا چولا اتار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے آغوش رحمت مین پرورش پاتے ہین وہ اُن کا متولی متکفل اور ان کے لئے غیرت رکہنے والا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز روزہ رکہنے والا ہو) انکی مخالفت کرتا ہے اور ان کے دکہہ دینے پر کمربستہ ہوتا ہے تو اس نفل کی [illegible] اور ان کا لعنت کرنا ان پر [illegible] مغضوب [illegible] ہے۔ اسلئے کہ انہون نے اس کے ایک محبوب کو دکہہ دینا چاہا ہے سو ایسی صورت مین پھر نہ وہ نماز کام آتی ہے نہ روزہ کیونکہ نماز اور روزہ کے ذریعہ سے اسی ذات کو خوش کرنا تہا جسکو ایک دوسرے فعل سے ناراض کرلیا ہے پہر نہ رہنا کا مقام کیونکر ملے جبتک غضب الٰہی دور نہ ہو اور وہ نادان ان اسباب غضب سے ناواقف ہوتا ہے بلکہ اسے نماز روزہ پر اسے ایک ناز اور گھمنڈ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب دن بدن بڑہتا جاتا ہے اور وہ بجائے اس کے قرب حاصل کرنے کے دن بدن اللہ تعالیٰ سے دور ہٹتا جاتا ہے ...... یہانتک کہ بالکل راندہ درگاہ ہوجاتا ہے۔ اسطرح پر وہ شخص جو بالکل فنا کی حالت مین ہے اور آستانہ الوہیت پر گرا ہوا ہے اور آغوش ربوبیت مین پرورش پا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت نے اسے ڈہانپ لیا ہے یہانتک کہ اس کا بات کرنا خدا کا بات کرنا ہوتا ہے اس کا دوست خدا کا دوست اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہوجاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا دشمن رہ کر کوئی شخص مومن کامل کیونکر ہو سکتا ہے ؟ اسطرح پر اس کا ایمان سلب ہوجاتا ہے اور اسے مغضوب علیہم مین سے بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے مامورون اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور انکو ایذا رسانی کبھی اچہا پہل نہین دسکتی۔ جو شخص یہ سمجہتا ہے کہ مین انکو ستا کر اور دکہہ دیکر بہی آرام پاسکتا ہون وہ سخت غلطی کرتا ہے اور نفس اسکو دہوکہ دے رہا ہے۔

دوسری وجہ **سلب ایمان** کی یہ ہوتی ہے کہ **ولی اللہ** خدا کے مقرب ہوتے ہین کیونکہ **ولی** کے معنے قریب کے ہین یہ لوگ گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھتے ہین اور دوسرے لوگ ایک محجوب کی طرح ہوتے ہین جن کے سامنے ایک دیوار حائل ہو۔ اب یہ دونون برابر کیونکر ہوسکتے ہین کیونکہ ایک تو ان مین سے ایسا ہے کہ جس کے سامنے کوئی پردہ ہی نہین ہے خدا تعالیٰ نے اسکو آنکھین دیدی ہین اور ایک بصیرت ایسی عطا کی گئی ہے اسلئے اسکا ہر قول و فعل علے وجہ البصیرت ہے۔ اعمیٰ کیطرح نہین جو ٹھوکرین کہاتا پھرے اور ٹکرین مارتا ہو بلکہ اسکے دل پر تو خدا تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے اور ہر قدم پر وہی اسکا رہنما اور متکفل بن جاتا ہے شیطان کی شرارت کی تاریکی اسکے نزدیک نہین آسکتی بلکہ وہ ظلمت جلکر بھسم ہوجاتی ہے۔ پہر سب کچھہ نظر آتا ہے۔ وہ جو کچھہ بیان کرتا ہے وہ حقائق و معارف ہوتے ہین وہ جو احادیث کی تاویل کرتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ براہ راست ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سن لیتا ہے۔ اور اسکی اپنی روایت ہوتی ہے اور دوسرے لوگون کو ۱۳ سو برس کے وسائط سے کہنا پڑتا ہے جو کچھہ کہنا پڑتا ہے۔ پہر ان دونون کو باہم کیا نسبت ؟ اسکا سارا ذخیرہ پاک معارف اور نور ہوتے ہین۔ لیکن جو اس سے عداوت کرتا ہے وہ اسکی ہر بات کی تکذیب کرتا ہے۔ اور گویا وہ یہ شرط کر لیتا ہے کہ ہر نکتہ معرفت کا انکار کریگا۔ اور اسطرح پر وہ ہر بات کا انکار کرتا رہتا ہے اور اسکی ایمانی عرفانی دیوار کی اینٹین گرنی شروع ہو جاتی ہین۔

جب ایک شخص صراط مستقیم بتا رہا ہے اور معارف اور حقایق کہول کہول کر بیان کرتا ہے اور دوسرا اسکی تکذیب کرتا ہے۔ اس مقابلہ مین انجام کار نتیجہ کیا ہوگا ؟ یہی کہ وہ قرآن شریف کے عقاید کے مجموعہ کی تکذیب کرتا ہے کرنیگا۔ اور اسی لئے وہ خدا تعالیٰ کا بہی منکر ہو جاتا ہے اور **سلب ایمان** کا باعث بنتا ہے۔

غرض اسمین کوئی شک نہین ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہوجاتا ہے۔ اسواسطے ہمیشہ اولیاء اللہ کے انکار سے بچنا چاہئے یہودیون پر جو آفت آئی اور وہ مغضوب ہوئے اسکی بڑی بہاری وجہ یہی تہی کہ وہ خدا تعالیٰ کے مامورون اور مرسلین سے انکار کرتے رہے اور ہمیشہ انکی مخالفت اور ایذا رسانی مین حصہ لیتے رہے اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا۔

پھر مین اپنے پہلے کلام کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ بہی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس امت مین بڑی بڑی استعدادین رکہدی ہین یہانتک کہ علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل بہی حدیث مین آیا ہے اگرچہ محدثین کو اسپر جرح ہو مگر ہمارا نور قلب اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے اور ہم بیدچون وچرا اسکو تسلیم کرتے ہین۔ اور بذریعہ کشف بہی کسی نے اس حدیث کا انکار نہین کیا بلکہ اگر کی ہے تو تصدیق ہی کی ہے اس حدیث کے یہ معنے نہین کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیون جیسے ہین۔ لیکن علماء کے لفظ سے دہوکہ نہین کہانا چاہئے یہ لوگ لفاظ پر اڑے ہوئے ہین اور ان کے معانی کی تہ تک نہین پہونچتے۔ ......

...... یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ قرآن شریف کی تفسیر مین آگے نہین چلتے۔

عالم ربانی سے یہ مراد نہین ہوتی کہ وہ صرف و نحو یا منطق مین بے مثل ہو۔ بلکہ عالم ربانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اسکی زبان بیہودہ نہ چلے مگر آج یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ مردہ شو تک بہی اپنے آپکو علماء کہلاتے ہین۔ اور اس لفظ کو ذات مین داخل کرلیا ہے اسطرح پر اس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اسکا مفہوم لیا گیا ہے۔ ورنہ قرآن شریف مین تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہین جو **علماء** ہین۔ اب یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جن لوگون مین یہ صفات خوف و خشیت اور تقوی اللہ کی نہ پائے جاوین وہ ہرگز ہرگز اس خطاب سے پکارے جانے کے قابل نہین ہین۔

اصل مین علماء عالم کی جمع ہے اور اس چیز کو کہتے ہین جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن کریم سے ملتا ہے یہ نہ یونانیون کے فلسفہ سے ملتا ہے۔ نہ حال کے انگلستانی فلسفہ سے بلکہ یہ سچا ایمانی فلسفہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مومن کا معراج اور کمال یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہونچے۔ اور وہ حق الیقین کا مقام اسے حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے۔ لیکن جو شخص علوم حقہ سے بہرہ ور نہین ہین اور معرفت اور بصیرت کی راہین انپر کہلی ہوئی نہین ہین وہ خود عالم کہلائین۔ مگر علم کی خوبیون اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہین اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے انمین پایا نہین جاتا۔ بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان مین ہین یہ اپنی آخرت دخان اور تاریکی سے بہر لیتے ہین انہین کے حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ**۔ جو اس دنیا مین اندہا ہوتا ہے وہ آخرت مین بہی اندہا اٹہایا جاویگا جسکو یہان علم و بصیرت اور معرفت نہین دیگئی اسے وہان کیا علم ملیگا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکہنے والی آنکہہ اسی دنیا سے لیجانی پڑتی ہے۔ جو یہان ایسی آنکہہ پیدا نہین کرتا ہے یہ توقع نہین رکہنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔

لیکن جن لوگون کو سچی معرفت اور بصیرت دیجاتی ہے اور وہ علم جسکا نتیجہ خشیۃ اللہ ہے عطا کیا جاتا ہے وہ وہ ہین جنکو اس حدیث مین انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اس امت کو دیا ہے جو شخص ان حقایق و معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف مین بیان کئے گئے ہین اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہین اسی وہ علم ملتا ہے جو اسکو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔

ہان یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک شخص کو جو ہتہیار دیا گیا ہے اگر وہ اس سے کام نہ لے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے نہ کہ اس ہتہیار کا۔

اسوقت دنیا کی یہی حالت ہو رہی ہے مسلمانون نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تہی جو انکو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہون نے اسکو چہوڑ دیا اور اسکی پاک تعلیمون کی پروا نہین کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہین یہانتک کہ اب اگر حقیقی اسلام ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ اس سے بکلی بیخبر اور غافل ہین اسلئے حقیقی مومن کو بہی کافر کہہ دیتے ہین ٭

(باقی دارد)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء

از تعجب است باین دلیل بیہودہ مولوی اگر بالمقابل این دلیل اہل ہنود بگویند کہ رسم دوسہرہ و ہولی سنت مذہب اہل ہنود را زیادہ میکنیم چہ جواب خواہی گفت . القصہ باید کہ این اعتراض کو را جواب معقول دادہ شود تا نزد اہل حق تسلیم کردہ آید و بہ ثبوت رسد کہ در زمانہ خود نبی اللہ و در عہد فیض ... اولیا دلی اللہ و در زمانہ دیگر آئمہ ہدیٰ این سنت تعزیہ داری معروف استمرار چنانچہ گفتم جاری بود از ینجہت فی الحال ہم در مومنین مخاطبین ہمان سنت رسول و آئمہ مستند اول است و تا این سنجیدہ نشود بثبوت نرسد سنت مولد بودن گریہ وغیرہ سخن نیست و نیز نزد اہل علم قابل قبول نیست فتدبر۔

از کتب تواریخ [illegible] ثابت میشود کہ معز الدولہ دیلمی در بغداد اولاً بنا ماتم داری نہادہ ... پوری قایم کردہ بود ایرانیان از وے تقلید کردند و علم ہا ... بہمان معز الدولہ نہادہ بود ... در خاندان ... اول لباس سیاہ رائج بود و در عروج خاندان صفویہ این ہمہ ... [illegible] حتیٰ اینکہ شبیہ شمر ... [illegible] و امام حسین در سکینہ ہمہ ساختند و اکثر اوقات در ایام محرم ... [illegible] ... [illegible] ... در ... قتل ناحق واقع میشد ... شاع رسیدہ کہ مردم ایران فی الحال ہم شبیہ ... بند کردہ معلوم نیست کہ این خبر تا ... قابل اعتبار است۔

خلاصہ اینکہ امیر تیمور در ہندوستان موجد عزاداری بود و از ملا عراق و شام فتوی جواز عزاداری گرفتہ بود و بعد از آن اہل دکن و حیدر آباد و پابند طریق رسم عزاداری ایرانیان شدند خاندان قطب شاہ در گولکنڈہ و حیدرآباد در عشرہ محرم علم ہائے خوردے نہادند کہ در طول یک گز یا دو گز مے بودند و آن علم ہائے را مردمان اطراف زیارت میکردند . نذر و نیاز آن علم ہائے می آوردند و گرہ ہائے مطالب و حاجات آن علم ہائے بستند برائے انفصال حوائج عرایض بآن علم ہائے بستند . [illegible]

و نیز از علم ہائے مذکور می خواستند این ابتدا احداث بدعات بود و حالا در اکناف عالم خصوصاً در تمام ہندوستان این بدعات شیوع یافتہ ہزار ہا تابوت و تعزیہ و علم ہا و گہوارہ ہا مردم ہر سال می سازند و ہزار ہا بلکہ لکھوکہا روپیہ در طیاری این تابوت ہا بہ تبذیر صرف میشود و تا الیوم روز بروز احداث این بدعات رنگ تازہ دارند حایقدر از دیاد پذیرفتہ کہ الامان والحفیظ۔ من خود در شہر کلکتہ با مام باڑہ خضر پور کہ فی الحال در تحت ولایت اولاد واجد علی شاہ است رفتہ از ملا حسن کہ پیش امام و منتظم امام باڑہ بود و صد روپیہ ماہوار تنخواہ از سرکار داشت و از کربلا و عتبات گشتہ آمدہ بود بعضے حالات دریافت کردم بیچارہ در ان ایام خیلے بیمار بود و ارادہ داشت کہ ملازمت را گذاشتہ بدیہہ بعد دریافت ... کہ از دو وجہ ارادہ ترک ملازمت دارم اول اینکہ ہزار ہا روپیہ در عشرہ محرم و تا سے ایام سال خرج باڑہ است و ہمہ اخراجات بدون تصدیق من سرکار بہا در ... عامرہ ... میکند و چون روپیہ برامد میشود ... اولاد واجد علیشاہ یعنی شاہزادگان زیادہ از نصف روپیہ ... حساب ... و ساز و ... [illegible] ... شاہزادگان خود غرضان ... زنند داز ... بال این ہمہ سعرف ... بتصدیق من برآمدہ میشود ... برداشتن تعزیہ ہائے ... [illegible] ... ہمراہ تابوت ... خیلے گناہ ... [illegible] ... ملازمت ... [illegible] ... گوینداین ... اجداد ما است وقت بادشاہ ... یادگار بادشاہ را ... میکنیم ... وسط در شہر کلکتہ امام باڑہ ہای کربلائے واقع است و در روز عید فطر ۱۹۰۰ء حقیر را نیز در ان جا اتفاق نماز افتاد قریب پنجہزار مردم اہل التشیع از برائے نماز عید حاضر بودند امّا خیلے تعجب کرد بجز از نفر امامیہ کہ شخص نبود کہ امام نماز شود آخر قریب یک بجہ روز ملا محمود نام شخصے را کہ ہر دو پا مفلوج بود دو نفر کرسی نشاندہ آوردند چون از ہر دو پا مفلوج بود و منتر نوانست کہ بایستد

وا ونشستہ پیش امامی کرد طرفہ اینکہ در فارسی گفت نیت فرادا کنید . واین سخن اورا غالب مردم نفہمیدند تا نماز مفلوج باتمام رسید ہمہ مردم با و مصافحہ مے کردند و بطرف او طاقی مے رفتند حقیر نا بلا بود تا سے ایشان کردم دیدم در او طاق تصویر قلمی بزرگ بر کاغذ بزرگے کشیدہ اند و بر دیوار ثبت است . پرسیدم این چہ تصویر است گفتند امام حسین علیہ السلام است و بر اسپ سوار است روے اسپ تصویر حرملہ نقش کردہ اند تیر و کمان در دست دارد . و در دست حسین تصویر علی اصغر کشیدہ اند ہر کسے مے آید و بر تصویر حسین و علی اصغر دست مالیدہ بر روے خود میکشد و گریہ میکند و بر تصویر حرملہ تف ہا مے اندازد و دست بروزدہ تصویر را مخاطب کردہ میگوید اے ملعون این چہ کار کردی . اہلسنت طریقہ عبادت و طرز عزاداری مومنین تدبر باید کرد کہ ابتداء از شبیہ ہا ے چہ مراد داشتہ بودند و الحال ہمراہ شبان چہ سلوک ... مے کنند گویا نقل را اصل پنداشتہ در طریق عبادت شامل ساختہ اند . آخر اہل اسلام را لازم است کہ فکر کنند و علما را واجب است کہ منع کنند و مولوی صاحب معظم ... فرمایند مقدمہ واجب واجب است مگر این نے گویند کہ مقدمہ بدعت بدعت است آخر این طریق و طرز عمل کہ منجر به بدعت و شرک است چرا بدعت نباشد و ظاہر است کہ در خیر القرون از عمل اہلبیت و صحابہ این سخن ہا ثابت نیست اگر علما فتوی جائز و ناجائز نمے دارند مردم عامی ہمراہ شبیہا ... والدل و تعزیہ و علم این کارہا ... کردند آخر این ... مولوی از خدا بترس و بگو کہ چون گوسفند ... لال و علم ... میکنند و مردم ... بطریق نذر اکل میکنند حلال است خوردن آن ... (وماذبح علی النصب) (و ما اہل بہ لغیر اللہ) حیف است کہ این طرز عمل را مستحب مولکد یا مقدمہ مستحب مولکد قرار دہیم و از محدثات تازہ و بدعات جدید اغماض کنیم۔

و آنچہ مولوی صاحب در باب محمل رسول و عائیشہ در ایام حج اشارہ کردہ تعجب است آیا اگر کسے بر یکند یا بر دیگری ہم بدکنند با حجت کردن باین عمل شان کہ نہ در فرایض و نہ در واجبات و نہ در مستحبات و نہ در ارکان حج داخل است کار اہل عقل نیست تا طرز عمل خود را مستحب مولکد قرار میدہید و معلوم نیست کہ ہیچ یکے از اہل علم محمل کشیدن را از ارکان یا سنن حج شمار کنند و آنچہ مولوی صاحب بطریق حملہ معترضہ اشارہ بر جنگ جمل کردہ . بلے ما سید انیم کہ حضرت صدیقہ بر شتر سوار شدہ کار زار کردہ و علی مرتضیٰ علیہ السلام باجماع امت امام زمانش بود و ہم گرا نہم

سید انیم کہ حضرت صدیقہ بنص قرآنی مادر علی مرتضیٰ علیہ السلام بود (وازواجہ امہاتہم) و حق مادر ما قلان مے دانند . الحق کہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ چسان رعایت حق مادر خود نگہداشت و حق رسول را چسان محافظت کرد اگر دشمنان صدیقہ از آتش حسد بسوزند چہ عجب مگر آنچہ امیر المومنین علی علیہ السلام با وے سلوک و رعایت کرد اظہر من الشمس است طرز عمل و سلوک علی مرتضیٰ تا قیامت از برائے سیاہ روئی دشمنان حضرت صدیقہ کافیست و حاجت بدلیل خارجے ندارد و نفہم۔

این بود جواب الزامے اما جواب تحقیقے اینست کہ از جنین مناقشات طوایف مومنین خداوند عالم در کتاب مجید خویش خود خبر دادہ است از ابتدا آیت تا آخر تلاوت کن۔

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدٰہما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین الخ (س الحجرات)

اینست آنچہ خداوند عالم در کتاب مجید خویش از مناقشہ مومنین قبل از وقوع آن خبر دادہ است و ہر دو طائفہ را از مومنین شمردہ پس از ہر دو طائفہ عایشہ و علی طائفہ علی و معاویہ باشارۃ النص واقع است۔

پس اگر عاقل ہستی از برائے تو اشارہ کافی است . فتدبر۔

باقی آنچہ مولوی صاحب آیہ انفسنا و انفسکم در بحث آوردہ این لطائف الحیل از برائے کسے موجب اشتباہ گردد کہ از قرآن و تعلیمش غافل باشد . الحمد کسے کہ تدبر فی القرآن و مثور العمل دارد باین گندم نما جو فروشی از قدم استقلال نمے شود ما در قرآن کریم ہر روز مے خوانیم . ولا تخرجون انفسکم من دیارکم . ثم انتم ہؤلاء تقتلون انفسکم۔

جعل لکم من انفسکم ازواجاً۔

ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔

ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب۔

فسلموا علی انفسکم

اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم

لقد جاءکم رسول من انفسکم . ففہم

(باقی آئندہ)

عُجب و ریا

حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جبر دار شرک اصغر کے پاس نہ پھٹکنا" لوگون نے عرض کیا "یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے ؟" ارشاد ہو "ریا کاری"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین "تین چیزین ہلاک کرنیوالی ہین (۱) حرص جو انسان کو اپنے قابو مین کر لے (۲) ہوس جس کا انسان بندہ بن جائے۔ اور (۳) غرور جو انسان کو اپنے اوپر ہو" حدیث مین آیا ہے کہ عبادت پر غرور کرنے سے یہ اچھا ہے کہ انسان عبادت ہی نہ کرے" بعض علماء کا قول ہے کہ "وہ شخص جسنے اپنے گناہ کا اقرار ہو اور رونے والا ہو اس سے اچھا ہے جو اپنی عبادت پر دعوٰے رکھتا ہو" بعض علماء کا خیال ہے کہ "وہ برائی جو تجھے بری داغ لگا دے اوس بھلائی سے اچھی ہے جس پر کسی کو ناز ہو"

حسن بصری فرماتے ہین "جو انسان جلوت مین اپنی مذمت کرے تو خلوت مین گویا اپنی تعریف کرتی ہے" حکما کہتے ہین کہ جس نے اپنے نفس کے عیوب ظاہر کر دئیے اس نے اسے پاک و صاف کر دیا۔

ثابت بنانی کہتے ہین "مین ایک مرتبہ داؤد کے پاس گیا۔ تو انہون نے پوچھا کہان سے آئے؟ عرض کیا "آپ کی زیارت کو" بولے "دو مین کونسا ہون جس کی زیارت کو کوئی آئے۔ مجھے زاہدون مین سمجھتے ہو ؟ خدا کی قسم نہین۔ عابدون مین خیال کرتے ہو۔ بخدا نہین" پھر اپنے نفس کی طرف خطاب کرکے اسے زجر و توبیخ کرنے لگے اور فرمایا "جوانی مین تو بدکار رہا۔ اب بڑھا ہوا تو ریا کار ہو گیا۔ اور خدا کی قسم ریاکار بدکار سے بدتر ہے"

دو عابدون سے باہم ملاقات ہوئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا "خدا کی قسم مجھے تم سے محبت ہے اور خالصۃً لوجہ اللہ محبت" اُس نے جواب دیا "لیکن اگر تم میری اندرونی حالت سے واقف ہوتے تو خدا کی قسم میرے دشمن ہو جاتے اور وہ دشمنی بھی خالصۃً لوجہ اللہ ہوتی"

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا "تمہاری قوم کا سردار کون ہے ؟" جواب دیا "مین خود ہون" کہا "اگر تم حقیقت مین سردار ہوتے تو یہ زبان سے نہ کہتے" [illegible]

نماز پڑھی اور بہت اختصار کے ساتھ۔ لوگون نے کہا "آپ ہی مختصر نماز پڑھتے ہین" جواب دیا "ہان اس مین ریا کا بہت کم میل ہے"

ریا کاری کی شان ہی عجیب ہوتی ہے۔ ایک شخص نے بہت ٹھہر ٹھہر کے نماز پڑھی کسی نے کہا "آپ نے کیسی اچھی نماز پڑھی ہے !" جواب دیا "اور لطف یہ کہ مین روزے سے بھی ہون"

یہی حال طاہر بن حسین کا بھی ہوا۔ ابو عبد اللہ مروزی نے اس سے پوچھا "آپ کو عراق مین آئے کتنا زمانہ ہوا ؟" کہا "بیس سال۔ اور تیس برس ہوئے کہ مین بلاناغہ روزے رکھا کرتا ہون" ابو عبد اللہ نے کہا "مین نے تو ایک ہی بات پوچھی تھی"

آپ سے پیشتر لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ "ایک چیز سے بہت پرہیز کرنا" پوچھا کس چیز سے ؟ کہا "اس بات سے کہ دل مین تو فسق و فجور ہو مگر لوگون کو یہ دکھاؤ کہ خدا سے ڈرتے ہو"

اور حضرت رسالتمآب بابی انت وامی یا رسول اللہ ارشاد فرماتے ہین "جو شخص اپنے باطن کو سنوارتا ہے۔ اللہ اس کے ظاہر کو بھی سنوار دیتا ہے" اور یہ بھی ارشادات نبوی مین سے ہے "انسان اپنے باطن کو جیسا رکھتا ہے ویسی ہی چادر خدا بھی اوسے اوڑھا دیا کرتا ہے۔ اگر چھپا باطن ہوا تو اچھی چادر اور برا ہوا تو بری چادر"

حضرت صدیقؓ کی وصیت

سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت مرض موت مین مبتلا تھے اور بستر پر لیٹے ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی تھی۔ جو ہر مسلمان کے لئے ذریعہ نجات ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا:- "میری وصیت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ کے لئے بعض اعمال رات کو کئے جاتے ہین جنہین وہ دن کو نہین قبول کرتا۔ اور بعض اعمال دن کو کئے جاتے ہین جنہین وہ رات کو نہین قبول کرتا۔ اور جب تک انسان اپنے فرائض کو نہ ادا کرے اس کی نفل عبادتین نہین مقبول ہوتین۔ بلکہ اس کا بھاری ہے جس کا پلہ پیروی حق اور ناگوار ہونے پر بھی حق کے اختیار کرنے کے باعث قیامت کے دن بھاری ہو۔ اور پلہ اس کا ہلکا ہے جس کا پلہ قیامت کے دن اس سبب سے کہ وہ دنیا مین جھوٹ کے اختیار کرنے سے ہلکا ہو۔ اللہ جل شانہ نے اہل جنت کے تذکرہ مین ان کے اچھے اعمال بتائے ہین اور ان کی برائیون سے درگذر کی ہے

مین نے جو اون کا حال سنا تو دل مین ڈرا کہ "ان لوگون مین میرا شمار نہ ہوگا" اور دوزخیون کے تذکرہ مین اللہ جل شانہ نے اون کے بدترین اعمال بتائے ہین اور اون کی نیکیون سے سکوت کیا ہے۔ جب مینے اون کا حال سنا تو دل مین کہا کہ "ان سے تو مین اچھا ہون" خداوند تعالٰے نے آیہ رحمت کے ساتھ آیہ عذاب بیان کی ہے۔ تاکہ بندہ کے دل مین شوق بھی پیدا ہو اوس سے ڈرتا بھی رہے اور سوا اوس چیز کے جسکا مستحق ہو اور کسی چیز کی اوس سے تمنا نہ کرے۔ میری اس وصیت کو اگر تم نے یاد رکھا تو کوئی غایب چیز تمہین موت سے زیادہ عزیز نہ ہوگی۔ جو آنے ہی کی ہے۔ اور اگر یہ وصیت بھلا دی تو کوئی غایب چیز تمہاری نظر مین موت سے زیادہ ناگوار نہ ہوگی۔ اور تم اوسے روک نہ سکو گے"

(العرفان)

دشمنین چھوٹ

نمبر ۳

مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کی بیعت

ابوالوفا کی بیوفائی

برعکس نہند نام زنگی کافور

ناظرین! اخوان دین! مضمون نصیحت نامہ کو پڑھ کر آپ صاحبون پر میری نیک نیتی اور سچی عزیز امرتسری کی خیرخواہی کا یقین ہوا ہوگا۔ اس خیرخواہی کے مقابلہ مین اس بیوفا نے یہ بیوفائی ظہور مین آئی کہ اس نے جوابات اربعین مین رسالہ الکلام المبین شایع کیا تو اسمین تسد تعین اربعین کو لکھ کر اس اشاعت اربعین مین عاجز کو اپنا نشانہ بنایا اور سب سے زیادہ اس ناتوان پر غصہ نکالا۔ خاکسار کے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۰ سے مضمون اہل حدیث مین تا اتفاق نقل کیا اور اسکی عبارت کے ضمن مین بریکٹ (خط وحدانی) لگا کر انمین کمال طعن و توہین۔ و گستاخی و بے ادبی سے خاکسار کا مقابلہ کیا اور بسبب شوخی سے کس نا سوخت [illegible] کہ مرا عافیت نشانہ کرد۔ یہ مضمون پر عمل کر کے دکھا دیا۔ باوجودیکہ اس نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۲ مین صاف اعتراف کیا اور کہا آپ (خاکسار) اشاعت اربعین پر راضی نہ تھے۔ بلکہ یہ تحریر آپکی مرضی کے مخالف خلاف معاہدہ چھاپی

گئی ہے جسکا ان کو سخت رنج ہے۔ اور صفحہ ۱۲ مین کہا ہے جو تیسے بزرگ اس تحریک (باہمی صفائی اور مخالفت اشاعت اربعین) کی محرک مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مین باوجود خفگی اور دباؤ کے آپ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ اربعین شایع ہو۔ پھر اسکی بابت مین میرے ایک کارڈ کی عبارت نقل کی اور پھر کہا کہ اس خط کے علاوہ مولوی صاحب موصوف نے مولوی کرم الدین صاحب جہلمی اور مولوی نور محمد صاحب امرتسری کے روبرو کہا کہ مین اربعین کو شایع نہ ہونے دونگا۔ اس تحریر اور تقریر سے مولویصاحب کا دلی منشا معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب اس اختلاف کو باہمی طے کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ خاندان غزنویہ نے کسی مصالح قوم کی نہ سنی۔ اور (صفحہ ۱۷) مین کہا ہے کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے کہا میرے منشا کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ مین اس کے چھپنے کا مخالف تھا مگر خاندان غزنویہ نے میری نہ سنی۔ ایک جگہ اس رسالہ مین میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ مینے یہ بندوق (تحریر مندرجہ اربعین) ڈرانے کے واسطے بھری تھی جسنے چلا دی مینے نہین چلائی پھر ان اعترافات کے ساتھ صفحہ ۱۸ مین صرف یہ لکھکر کہ چونکہ یہ تحریر شایع شدہ ہے اس لئے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ مجھے اپنا مخاطب بنا لیا۔ اور بہت بری طرح مجھ سے خطاب کیا۔ مین اس شوخی اور گستاخی عزیز مذکور کا اپیل عیان اہلحدیث خصوصاً مولوی محمد عبد اللہ صاحب آروی مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی مولوی شمس الحق صاحب ڈیانوی۔ مولوی ابو یحیٰی صاحب شاہجہانپوری کی خدمات مین پیش کرتا ہون۔ اور ان سے داد انصاف چاہتا ہون کہ کیا اس خیرخواہی کا (جو آنجناب اس عزیز سے تحسین کی ہے) یہی صلہ تھا کہ اس شوخ لڑکے نے اپنے بوڑھے روحانی باپ سے بیوفائی کی اور اسکو اربعین کا غیر مصدق اور اسکی اشاعت کا مانع و عایق جان کر پھر غیر کے فعل (اشاعت تحریر خاکسار) پر اسکی توہین کی۔ اب اگر کوئی کہے کہ تم نے ایسی تحریر ہی کیون کی جسکی غیر نے اشاعت کر دی تو اس کا جواب وہ عزیز خود ہی دے چکا ہے کہ اسکو ڈرانے اور دھمکانے کو اور اس سے توفیق اہلحدیث چھوڑنے اور اتباع [illegible] کرانے کو کہ وارد نے تلخ [illegible] دفع مرض۔ و مسعود آنجناب اسکی خیرخواہی دل جوئی و نرمی بھی عمل مین آتی رہی۔ سے چو رگ زن کہ جراحت مرہم [illegible]۔ اس پر اگر عزیز شوخ یہ سوال کرے کہ جبکہ ڈرانے اور دھکانے کیلئے جو تمنے لکھا ہے حق اور دل سے لکھا ہے یا ناحق کہکر ڈرایا

اور دہمکایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ الحق و الحق الحق اقول و علی الحق اتکلمت و بہ اصول۔ مین نے جو کچھ اپنی تحریر مین لکہا ہے وہ بقول مولوی کرم الدین صاحب جہلمی بصفحہ ۱۳ الکلام المبین قافیہ بندی نفضول نہین ہے۔ بلکہ سراسر حق لائق تلقی بالقبول ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب ہی کو تم منصف مان لو یا سنئے۔ رسالہ الکلام المبین مصدقین محدثین بنگال و ترہٹ و دروسلکنڈ و پنجاب مین سے کسی محدث کو منصف تسلیم کر لو پہر اگر میرے تحریری یا تقریری بیان و دلایل کو سنکر منصف نے مان لیا کہ جو کچھ مینے اس تحریر مین کہا ہے وہ لائق حق تلقی بالقبول ہے تو تم نے اپنی شوخی و گستاخی کو واپس لے لینا ورنہ مین تمہارا لوہا مان لونگا اور استاذ ہو کر شاگردی کا اقبال کرونگا تمہارے جیسے مخور لیا اس سے بڑھکر کونسی دولت ملسکتی ہے۔ اسپر اگر وہ شوخ عزیز یہ سوال کرے کہ بنگال اور ترہٹ و پنجاب وغیرہ بلاد کے محدثین نے تو فیصلہ کر دیا اور مجھے نیچریون مین داخل اور اہلحدیث سے خارج کرنیکو غلط اور بالکل غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی تقریظات الکلام المبین مین درج ہو چکی ہین اس سے زیادہ کوئی منصف کیا کریگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فیصلہ کرنیوالون مین بعض حضرات تو ایسے ہین جن کو یہ خاکسار ہیچکارہ عالم۔ محدث نہین مانتا اور ان کے فیصلہ و تعریف کو اس بیت صائب کا مصداق جانتا ہے۔

صائب دو چیز میشکند قدر شعر را
تعریف ناشناس و سکوت قدر شناس

لہذا انکی تقریظات کو مینے ان کے نام ہی دیکہکر کان لعدم سمجہا اور سرسری نظر سے بہی انکو نہ دیکہا۔ اور بعض حضرات نے جو واقعی اہل علم و اہلحدیث ہین تمہاری تفسیر کے صرف بعض مقامات کو دیکہکر صرف حسن ظنی سے نہ تحقیق و تدقیق و تعمیق نظر سے اس تفسیر اور تمہاری تعریف مین کچھہ لکہدیا اور ؎ تو مرا حاجی بگویم من ترا۔ پر عمل کیا ہے۔ پہر جب انہون نے اربعین کی اعتراضات و تعقبات کو دیکہا تو اپنی تقریظات و تعریفات سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ اس مضمون کی ان کی تقریظات و تحریرات اربعین مین درج ہین اور بعض کے خطوط ہمارے پاس آ چکے ہین۔ تم نے عام مسلمانون کو اور خاصکر فرقہ اہلحدیث بے علمون کو دہوکا دیا ہے کہ انکی تقریظات منسوخ مرجوع عنہا کو درج کلام المبین کر دیا اور یہ جتا کر اتبک انکی خیالات میری تفسیر کی تعریف مین ہین اور وعید لیس منا من غشنا اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے اندیشہ نہ کیا۔ اور بعض حضرات نے جو اربعین اور الکلام المبین کو دیکہنے کے بعد تم کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرنے اور نیچریون مین داخل کرنے کو غلط کہا ہے انہون نے یک طرفہ فیصلہ کیا ہے اور تم کو تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کا مصداق بنایا ان کو لازم تہا کہ مجہسے میرے فتوی کی تعلیل و دلایل پوچہتے نہ یہ کہ گہر مین بیٹہے مجہپر یہ حکم لگاتے کہ جو کچھ مینے کہا غلط کہا ہے اور بالکل غلط کہا ہے۔ فتوی مین دلایل پورے نہین لکہے جاتے خصوصًا اس فتوے مین جسکی اشاعت مفتی کو منظور نہ ہو اور وہ باعتراف صرف تمہارے دہکانے اور ڈرانے کیلئے لکہا گیا ہو۔ لہذا ان حضرات عالیشان نے تمہارے رسالہ الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم جنکی زیادہ تفصیل تمہاری رسالہ آیات متشابہات کی فصل اول و دوم و سوم مین ہوئی ہے غور سے نہین پڑہا۔ آیندہ وہ ان دونو رسالہ کی فصول ثلاثہ کو غور سے پڑہین گے یا میرے بیان و دلایل جو مین ان تینون فصول کے متعلق ان کے سامنے تحریر یا تقریر مین لاؤنگا غور سے سنینگے یا پڑہین گے تو انشاء اللہ تعالی وہ ایک منٹ مین میرے ہمصفیر ہو جائین گے۔ اور تمہارے خارج از اہل سنت و اہلحدیث ہونیکا دل و جان سے اقرار کرین گے۔ وہ مجہسے بخوبی واقف ہین۔ مین ان سے اچہی طرح واقفیت اور دوستی رکہتا ہون۔ جب مین اور وہ ایک دوسرے کے سنین گے تو ایک ہو جائین گے۔ اور ان ابیات

تو من شدی من تو شدم تو تن شدی من جان شدم
تاکس نگوید بعد ازین تو دیگرم تو دیگری

جذبہ وصل بحد لیست میان من و تو
کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو

توھم و ایانا بیننا مزاره
فھم یسعی بیننا بالتباعد
فعانقتہ حتی اتحدنا تعانقا
فلما اتی ما رای غیر واحد

کے مصداق ہو جائین گے۔ مین ابہی اپنی تحریر مذکور کے دلایل کہتا اور تمہارے حامیون اور پبلک اہلحدیث پر ظاہر کر دیتا کہ تم اہلحدیث نہین ہو۔ مگر مین اسی رشتہ پدری پسری کا لحاظ کرتا ہون۔ اور پبلکی مباحثہ کر کے تمہارا اہل حدیث ہونا ہیلا بہر مدلل نہین کرتا کیونکہ اب تک مین امید رکہتا ہون کہ ؎ مردے از غیب برون آید و کارے بکند کوئی مصلح قوم خصوصًا محدثین مصدقین الکلام المبین سے تم کو پرائیویٹ فیصلہ کی طرف بلا دے اور تم سے تمہاری تندی و شوخی جو جوانی کے لوازم سے ہے۔ کانمیں ؎ گر سبوح زنم برسنگ گہ بنائے غم ختم ساقیا مرج از سن عالم جوانی است ۔ اور اگر تم نے اس تجویز کو نہ مانا اور کسی اور نے بہی جماعت اہلحدیث سے تمہارا اتحاد قایم رکہنے کے واسطے اپنا وقت خرچ نہ کیا تو پہر تم ہو اور مین ہون اور رسالہ اشاعۃ السنہ ہے اور تمہاری تحریرات ہین اشاعۃ السنہ سے تم بخوبی واقف ہو اور اسکی لاٹہہ سالہا سال سے تم دیکہتے اور سنتے چلے آئے ہو۔ آجتک کون اس کے مقابلہ مین عہدہ برا ہوا اور کون اس کا مخالف ایسا گذرا ہے جسکو اس نے اپنے جواب سے ساکت نہین کرا دیا۔ تم تو ابہی بچے ہو اور کے آمدی وکے پیر شدی کی مصداق ہو وہ ایک دو سیدانون مین تمہاری چوکڑی بہلا دیگا اور تمہاری انشاء پردازی اور شعر بازی چہوڑا دے گا۔ بہتر ہے کہ تم اشاعۃ السنہ کو اپنا مدمقابل نہ بناؤ اور اپنے آپ ایک مسلم روزگار استاذ کا یہ شعر سناؤ ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

آیندہ اختیار۔ ما علینا الا البلاغ

راقم ابو سعید محمد حسین

ابہی کوئی کسر باقی ہے؟

ہمارے قدیمی عیسائی دوست جنکو مرزا صاحب نے بالخصوص سید ہا کر چہوڑا ہے۔ اور ان کو ایک کثیر عرصہ کیلئے جواب دینے کیلئے زیر بار کر رکہا ہے کبہی نہ کبہی ادہر ادہر سے فضول اعتراض اہل اسلام پر ایک آدہ کر ہی چہوڑتے ہین۔ یہ ایک ورسی بات ہے کہ ان کے پیش کردہ اعتراضات خواہ سراسر ہی غلط ہون۔

حال مین صدائے بشیر جسکو تعصب نے بری طرح تنگ کیا ہے۔ خود ہی ایک بات کو غیر مسلم مان کر اعتراض کرنے کے بغیر نہین رہ سکا۔ لکہتا ہے۔ کہ "محمدیون کے غوث اعظم محی الدین کے فارسی دیوان کی ہر غزل پر لکہا ہے۔ کہ اتنے بار پڑہنے سے فلان حاجت رفع ہوتی ہے۔ فلان غزل دن مین سو مرتبہ پڑہنے سے گناہون سے خلاصی ہوتی ہے۔ الخ۔ پہر آگے چل کر خود ہی رقمطراز ہے۔ کہ

"وہ مگر اس کا ذکر نہ قرآن مین نہ حدیث مین تذکرہ" "یہ تو صرف تمنائین ہین"

جب آپ کو معلوم تہا کہ اس کا ذکر قرآن کریم مین نہین ہے تو پہر آپ نے ایک بات کو خود ہی غیر مسلم مان کر پیش کرنے کی تکلیف کیون گوارا کی معلوم ہو گیا کہ آپ کے اندر تعصب کا جوش جو داخل ہو گیا تہا۔ وہ آخر کسیطرح تو نکلنا ہی تہا۔ پہر یہ فرمایئے کہ حضرت پیر صاحب کا کونسا دیوان ہے۔ جسکی فارسی غزلون پر یہ لکہا ہے۔ انکی تو زبان ہی عربی تہی یہ آپ کا سفید جہوٹ تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہین رکہتا۔

مگر در اصل یہ بات ہے۔ کہ تم لوگ بہی اپنی قلعی کہلوائے بغیر بہی نہین رہ سکتے۔

لیجئے سنئے۔ آپ کے یسوع کی پیدائش متی باب (۱) ۱۸۔۱۹۔ یوسف کی پیدائش یون ہوئی۔ کہ جب اسکی مان مریم کی منگنی یوسف کے ساتہہ ہوئی ان کے اکٹہے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا۔ اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے"۔ کیا خوب۔

کہیئے آپکے یسوع کی پیدائش کسطرح سے ہوئی روح القدس بغیر مجامعت کے ہی داخل ہو گیا تہا۔

(معاذ اللہ) ذرا اسکی تفسیر کر دیجئے۔ اپنے تو راویون نے بہی بڑہکر قدم مارا۔ وہ تو ہیلا تیوگ کے قایل مین مگر یہان معاملہ ہی دگرگون ہے۔ اور اسپر طرہ یہ کہ کہتے ہین۔ کہ شوہر اس کا راستباز تہا۔ الخ مہربان کیسی راست بازی۔ اگر اسی کا نام راست بازی ہے تو بس ؎

گر ہمین مکتب است این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

ہم نہین سمجہتے کہ یہ کیا فلاسفی ہے۔ کہ بیوی حاملہ ہو آئے اور وہ تشہیر نہ کرنیکے باعث راست باز کے نام سے نامزد کیا جائے۔

ذرا اسکی تشریح کر دیجئے۔ کہ روح القدس سے کیا مراد ہے۔ خدا کو روح القدس کہا جاتا ہے یا کسی اور کو۔ اگر خدا تہا۔ تو رحم کے اندر حیض کا خون کسطرح کہا تا رہا (معاذ اللہ) وہ تو کہانے پینے سے مبرا ہے افسوس ہے کہ اس روز روشن اور مہذب زمانہ مین تم نہین سمجہہ سکتے۔ کہ ایک عورت جو شادی سے پہلے دوشیزگی کے ایام مین حاملہ ہو جائے۔ کیا اسمین روح القدس آگیا ہرگز نہین۔ ہم نہین جانتے۔ کہ تمہاری عقل پر یہ کیا پردہ پڑ گیا ہے۔ اور تم اس بات پر کیون غور نہین کرتے۔

اگر اپنے روح القدس کے متعلق کچھہ اہتمام فرمایا تو ہم آپکو سمجہا دینگے کہ جس حضرت عیسیٰ کو تم یسوع کے نام سے پکارتے ہو۔ وہ اور تہے۔ اور یسوع اور۔ مزید برآن تم ایسے یسوع کی نسبت شفاعت کا بہروسہ رکہتے ہو۔ جو خود اپنی جان نہ بچا سکا۔ اور سولی دیا

الوصیت اور پیسہ اخبار

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نمے بینم کہ بدبینی خدا ترسے نکوکارے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الوصیت نام اشتہار دفتر پیسہ اخبار میں بھی بھیجدیا تھا۔ غرض یہ تھی کہ وہ اسے شائع کردے تاکہ کسی سعادت مند کو فائدہ پہونچے۔

پیسہ اخبار (جسکی عادت اور سرشت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کرنا ہے اور ہر بھلی بات جو اس سلسلہ کی طرف سے کہی جاوے اسکو برے پیرایہ اور استہزا میں اڑانے کی کوشش کرنا اس کا مقصد ہوتا ہے) اس وصیت کو درج کرنے کے بجائے الٹا اسپر اعتراض کرتا ہے؟ میں اسکے اعتراض کی حقیقت خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے کھول کر دکھاتا ہوں کہ یہہ کس قسم کے مسلمان ہیں؟ ان کو دعویٰ تو مسلمانوں کی بہی خواہی اور لیڈری کا ہے مگر یہہ شعار اسلام اور سنن اللہ سے محض ناواقف ہیں۔ میں پہلے اس کا اعتراض اسی کے لفظوں میں درج کرتا ہوں اور پھر اسپر ریمارک کرونگا۔

طاعون کی ترقی طاعون کی اموات میں جو عارضی کمی ہوئی تھی اب پھر وہ ترقی سے بدل گئی ہے ...... مرزا صاحب قادیانی نے پھر اپنا معمولی طاعونی اشتہار جاری کیا ہے کیا وہ اس امر پر بھی کچھہ روشنی ڈال سکتے ہیں؟ کہ اگر طاعون محض ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو خاص خاص موسموں میں کیوں زیادہ ترقی اور تنزل کرتی ہے۔ کیا جنوری دسمبر اور جون جولائی میں جبکہ جاڑے یا گرمی کی شدت ہوتی ہے انسان گناہ کم کیا کرتے ہیں اور معتدل موسم میں گناہگاری بڑھ جاتی ہے یا غریب اور مفلس لوگ دولتمندوں کی نسبت گناہ زیادہ کیا کرتے ہیں کیونکہ اس وبا سے زیادہ غریب لوگ مرتے ہیں" یہہ ریمارک ہے جو استہزا کے رنگ میں ایڈیٹر پیسہ اخبار نے کیا ہے۔

میں اسپر کچھہ لکھنے سے پہلے پیسہ اخبار کے نائب ایڈیٹر صاحب کو دیکھنے کی صلاح دیتا ہوں اور اسی پیسہ اخبار کے کچھہ اقتباس دکھاتا ہوں۔ شاید انہیں اپنے سوال کا کچھہ جواب نظر آوے اسکے بعد اسپر ایک اور پہلو سے نظر کرونگا۔

روزانہ پیسہ اخبار ۲۳ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ کالم ۵ میں عبد الرحیم پنشنر منگلور کا مراسلہ بغیر کسی مخالفت کے شائع کیا ہے جس میں لکہا ہے۔

(۱) "مرض طاعون کے علاج میں طبیب اور ڈاکٹر مجبور ہیں گورنمنٹ نے لاکہوں روپیہ خرچ کردیا یہہ بلا دفع نہوئی۔ **وبائی مرض قہر خدا ہوتا ہے اور اسی کے رحم سے دور ہوسکتا ہے** اب مخلوق کو اپنے مالک حقیقی سے رجوع لانا چاہئے"

(۲) روزانہ پیسہ ۸۔ جون ۱۹۰۴ء **طاعون اور موسم**۔ طاعون کی سب سے بڑی پیچیدگی یہہ ہے۔ کہ اس کے متعلق جو تہوری آج بڑے وثوق سے پیش کیجاتی ہے کل تجربہ اسکو غلط ثابت کردیتا ہے اب تک۔ یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ طاعون گرمی میں معدوم ہوجاتی ہے اور اپریل کے آغاز میں یا زیادہ سے زیادہ مئی کے خاتمہ تک اسکا بھی خاتمہ ہوتا جاتا ہے سات سالہ تجربہ اس خیال کی تصدیق کے لئے کافی تہا۔ لیکن اب کے اس خیال کی سچائی بھی مشتبہ ہوگئی ہے"۔ ......

افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی دیکھا دیکھی اطباء اور ڈاکٹر صاحبان بھی نوع انسان کی دشمن طاعون کی خوف سے لاپرواہ ہوگئے ہیں اور آجتک کسی شخص نے اس اہم سوال پر بحث نہیں کی کہ طاعون خصوصیت سے پنجاب میں کیوں نشو ونما پاتی ہے حالانکہ یہان کی آب وہوا کسی اور صوبہ سے بری نہیں اور نہ کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ اسکے باشندے کسی اور صوبہ کے باشندوں سے کم صفائی پسند ہیں"

سر دست ہمقدر اقتباس کافی ہے۔ پیسہ اخبار اگر اس کا ضمیر مر نہیں گیا اور اس میں خدا کا خوف اور انصاف کا مادہ موجود ہے اپنی ان تحریروں کو پڑھے تو اسے جواب نظر آجائیگا۔

جس حال میں وہ پنجاب کی آب وہوا کو دوسرے صوبوں کی نسبت بری اور یہاں کے باشندوں کو کم صفائی پسند نہیں سمجھتا پھر پنجاب میں طاعون کا زیادہ زور اور شدید ہونا بتاتا ہے کہ کوئی اور سبب ہے۔

پیسہ اخبار کو الوصیت کا اشتہار پڑھ کر ڈر جانا چاہئے تہا اور اپنے ناظرین کو ان ہدایتوں کی پابندی کی طرف توجہ دلانی چاہئے تہی جو اسمیں مندرج ہیں مگر افسوس کہ وہ مفید اور قابل تسلیم ہدایتوں کو چہوڑ کر اعتراض ہی کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

ہان پیسہ اخبار کو اختیار تہا کہ وہ یہ ظاہر کرتا کہ طاعون کے متعلق کوئی پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے نہیں کی یا وہ پوری نہیں ہوئی۔ بشرطیکہ ایسا ہوتا

پیسہ اخبار جب اپنے ریمارک مندرجہ ۸ جون ۱۹۰۴ء کی کوئی وجہ ظاہر کردیگا تو انشاء اللہ العزیز اسکے اس اعتراض کا جو الوصیت پر اسنے کیا ہے کافی جواب دینے کی کوشش کرونگا۔

تاہم اسقدر اب بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ طاعون شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور ہر ایک عذاب الٰہی شامت اعمال ہی سے پیدا ہوتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ وہ **اسباب عادیہ** سے وابستہ ہوتا ہے اور یہ اور بھی دلیل اس قہر الٰہی کی عظمت کی ہوتی ہے۔ میں اس مضمون پر انشاء اللہ جداگانہ لکھونگا۔

پیسہ اخبار انبیاء علیہم السلام کی لائف اور سیرۃ پر اگر غور کرلیتا تو شاید اس قسم کا بیہودہ اعتراض نکرتا۔ سنت اللہ اسطرح پر واقع ہے کہ عذاب الٰہی پہلے چہوٹے اور ادنےٰ درجہ کی مخلوق سے شروع ہوتا ہے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دوسرے لوگ عبرت اختیار کریں۔ دیکھو طاعون ہی ہے اسکی ابتدا حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑوں سے ہوتی ہے پہلے وہ مرتے ہیں پہر ترقی کرکے انسانوں میں آتی کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ طبقہ انسان میں جو لوگ حشرات الارض کے درجہ میں ہیں اول طاعون انپر ہی پڑنی چاہئے یعنی اول عام اور ادنےٰ درجہ کے لوگ اسکا شکار ہوں۔ اور پہر آہستہ آہستہ ترقی کرکے بڑے بڑے اشرار پر حملہ کرے۔

دیکھو جب کہیں آگ لگتی ہے تو کیا پہلے بڑے بڑے شہتیر جلتے ہیں یا خس وخاشاک اور چہوٹی چہوٹی لکڑیاں۔ پس یہ ایک سنت اللہ ہے جس سے پیسہ اخبار ناواقف ہے۔

اور باوجود ناواقفی کے بیباکی سے اعتراض کرتا ہے۔ افسوس یہ وقت تہا کہ لوگ استہزا اور انکار سے باز آجاتے اور خدا تعالےٰ کے ساتھہ صلح کرنے والے ٹھہرتے مگر تعجب ہے کہ باوجود اسقدر غضب الٰہی کو بھڑکتے ہوئے دیکھہ کر بھی بیباکی کم نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور انکو سمجھائے۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ رفروری ۱۹۰۵ء

مولوی محمد فضل چنگوی قادیان ۔ سہ ر چندہ مدرسہ۔
میاں احمد الدین چک سکندر تحصیل کہاریاں۔ للعہ قربانی فنڈ۔
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکہوان ۔ عا ٭ ونیشن
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس مغربی افریقہ۔ ہے مدرسہ
جماعت احمدیہ) دریام کملانہ جہنگ معرفت میاں نور احمد صاحب ۔ عصہ ۔ مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب۔
صمہ مدرسہ عیدو کہال۔
منشی مہر الدین صاحب گرداور نہر یا زردار ضلع ملتان ملتان ۔ عسہ مدرسہ
ایضاً ۔ ۔ عصہ یتیم فنڈ۔
منشی نواب الدین صاحب کلارک مس کوٹ پلٹن ۲۴ ڈیرہ غازیخان ۔ عصہ قربانی فنڈ
مرزا حاکم بیگ صاحب جلال پور جٹاں ضلع گجرات عصہ

۲۵۔فروری ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب۔ عسہ شفاخانہ۔
میاں برکت علی برادر ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم عصہ قربانی فنڈ
ڈاکٹر غلام غوث صاحب و ٹریری اسسٹنٹ گجرانوالہ عسہ شفاخانہ

۲۷ رفروری ۱۹۰۵ء

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور شفاخانہ للعہ
حکیم محمد اکرم سامانہ پٹیالہ جماعت (سامانہ) عسہ مدد
ایضاً عصہ قربانی فنڈ۔
حکیم محمد الدین صاحب گجرانوالہ ۔ عسہ شفاخانہ ۔ قربانی کہال
حافظ نور محمد صاحب جماعت (فیض اللہ چک) عسہ
میر محمد رشید صاحب قادیان چندہ فروری و مارچ ۱۹۰۵ء
محمد عبد اللہ خان ماچہی واڑہ ضلع لدہیانہ عصہ چندہ مدرسہ
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مرار ڈاکخانہ دیال پور ضلع جالندہر ۔ عسہ اعانت
ایضاً عسہ قربانی
مولوی فضل الدین صاحب ومیاں غلام رسول صاحب خوشاب ضلع شاہ پور ۔ سہے
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلارک عسہ
جماعت چینیوٹ معرفت میاں عطا محمد عید فنڈ
میاں نور احمد صاحب احمدی اکولتے چندہ مدرسہ
سید تاج شاہ ومقبول شاہ موضع ڈمکسا ضلع گجرات سہے ۔ مدرسہ۔
میاں رحمت اللہ احمدی موضع ینگہ سہ مدرسہ عسہ مساکین سہے
میاں عبد اللہ خان نمبردار بہلولپور ضلع لائلپور عصہ عید فنڈ
جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عسہ عید فنڈ
حکیم ابو عبد الغنی صاحب صالح محمد سیال سکنہ بہلولپور عسہ (عصہ مدرسہ عصہ عید)

۲۸۔فروری ۱۹۰۵ء

جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد شاہ صاحب قربانی کہال وغیرہ ما مہ
مرزا ظہور علی صاحب شاہ جہانپور (فیت پوبات) مدرسہ امداد

یکم مارچ ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ افریقہ عسہ شفاخانہ

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارساپریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر

طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار درد اور سکات اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک یا ہر شیشی میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر مشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر حیاتیہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاسنو وغیرہ۔ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہمیشہ طاعون ہیضہ بخار وغیرہ سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک گٹھیا خارش داد اگوت پھوڑا پھنسی سفید داغ جذام کوڑھ ناسور گٹھیا بواسیر وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کر کے معہ ترکیب استعمال کے خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپیہ یکلخت محصولڈاک ایک روپیہ

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات — متعدد جڑی بوٹیوں اور تمام مفید روغنوں اور میوؤں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا دافع قبض ورياح وغیرہ ہوکر پیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کمزوری دونوں کا بیان طحال اور بخار یا ورم جگر کو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قایم رکھنے والا ہے مرد اور عورت دونوں میں توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے۔ بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک بوری بوتل استعمال کر کے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیے قیمت فی شیشی ۶۴ تولہ ایک روپیہ محصولڈاک ... [illegible]

درد سر کھانسی سوء ہضم ضعف دماغ ضعف بصارت ... درد گردہ درد قولنج درد کمر وجع مفاصل یعنی گٹھیا وباؤ گولہ وغیرہ کو کلی فایدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے ... [illegible]

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون التقویت — یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضاء رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے ... [illegible]

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری — اصلی ممیرا اور ایک سو سفید و مقوی ادویات و مخلوط جواہرات سے ... [illegible]

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن — دانت اور آنکھ یہی دونوں سے زندگی کا مزا ہے۔ اگر کہیں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں ... [illegible]

... تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی ... اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھیں ھمارا پتہ یہی ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم سنڈیکل ہال تقسیم گنج شہر بنارس۔ **نوٹ** ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

✳

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت سے شہرت دیکھی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات عمدہ تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ قائم رہتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک ڈاک کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونا چاندی گولیاں) ... ان سے ... دماغ معدہ ... خون میں ... جوان اور بوڑھوں کیلئے سفید ... کی بے اعتدالیوں کیلئے اکسیر ہیں قیمت جوب کا بکس ۱۲ (کل مراد)۔ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک عنبر مقویات ادویات و میوہ جات خالص ملا کر کے تیار کیگئی جو حلق سے اترنے سے اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان اور سرعت احتلام وغیرہ کو دور کر کے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر اور ان اعضا کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے ... ۲ خوراک معہ بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے۔ عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

✳

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں و درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۱۲ محصول ذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

(عبد العزیز)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

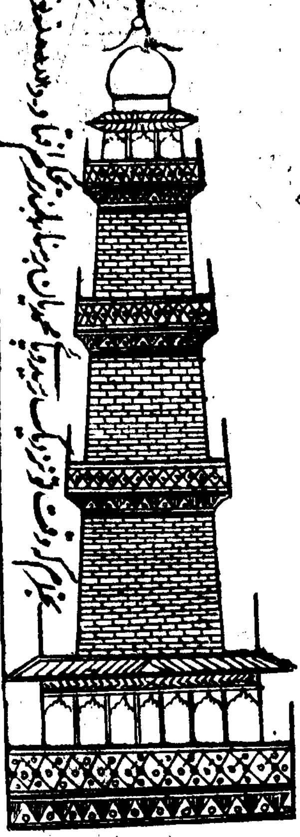

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گرای چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگونسے ۴

فہرست مضامین

نمبر (۱۱) | دار الامان قادیان مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ محرم ۲۳ ۱۳ھ | جلد (۹)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ الحمدللہ کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت مین بہت اچھی رہی خاندان رسالت اور اہل دار خدا کے فضل و کرم سے بہت اچھی طرح مین۔

حضرت اقدس نصرۃ الحق لکھہ رہے ہین اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب اسے چھپوا رہے ہین ۴ جزو کے قریب چھپ چکی ہے۔

۲۔ بزرگان نارت بھی خدا کے فضل سے اچھے ہین حضرت حکیم الامۃ کی صحت رو بہ ترقی ہے اعلیٰ حضرت کی شفقت اور دلی ہمدردی کا کیسا عجیب نمونہ ہے کہ حضرت اقدس التزاماً ہر روز خود حکیم الامۃ کیلئے دوائی طیار کرکے بھیجتے ہین حکیم الامۃ کا حسن اعتقاد بھی ہمارے لئے قابل نمونہ ہے فرماتے تھے کہ حضرت اقدس نے ایک پیالی دوائی کیلئے بھیجی اور فرمایا کہ اسی مین دوا پیا کرو۔ مین بہت ہی پسند کرتا اور عزیز رکھتا تھا کہ اسی پیالی مین دوا پیا کرون کیونکہ حضرت امام حجۃ اللہ سلام نے فرمایا تھا۔ مگر افسوس وہ پیالی ٹوٹ گئی

۳۔ ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت کو جبکہ آپ دعا کر رہے تھے الہام ہوا۔

سلاماً سلاماً

۴۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر کی موت اخبار کے لئے موت کا باعث نہین ہوئی۔ بلکہ خوش قسمتی سے اخبار کیلئے میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمات بہم پہونچائی گئی ہین حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی اس انتخاب کو پسند فرمایا ہے فی الحقیقت مفتی صاحب ایسا متقی صاحبدل ایڈیٹر البدر کیلئے اگر ملنا ممکن نہ تھا تو محال ضرور تھا۔ مین امید کرتا ہون کہ سرپرستان البدر پوری ہمت اور سعی اسکے قیام کیلئے دکھائین گے۔ خدا کرے کہ مفتی صاحب کی خدمات قوم کیلئے مفید اور بابرکت ہون آمین۔

بہت جلد امید کیجاتی ہے کہ اخبار نئے اہتمام اور نئی شان سے نکلے۔ اسلئے ناظرین گھبرائین نہین۔

۵۔ ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالات کا جواب انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا۔

۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے کھل جائیگا اور شیخ عبدالحق صاحب بی۔ اے مفتی محمد صادق صاحب کی جگہہ سکنڈ ماسٹر ہوکر آئینگے شیخ صاحب کا انتخاب اس عہدہ کے لئے بہت ہی موزون اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔

اطلاع

۱۔ یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے وہ چٹھیان جو آدہ آنہ کے لفافہ مین جاتی تہین ان کا وزن بجائے ۶ ماشہ کے ۹ ماشہ کیا گیا ہے گویا پہلے کی نسبت ڈیوڑ ہے وزن کی چٹھی جا سکا کرے گی۔

۲۔ یکم اپریل سے اگر کسی ٹکٹ پر (جو کارڈ یا پیکٹ وغیرہ پر لگایا جاوے گا) کوئی لکیر وغیرہ ڈالی جاوے گی تو وہ ردی ہوکر بیرنگ ہوجاوے گا۔ اسلئے سب صاحب خط و کتابت مین اس امر کی احتیاط کرین۔

سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

سید صاحب کو جب سے الہامات کا سلسلہ شروع ہوا ہے انہون نے التزام کر رکھا ہے کہ وہ باقاعدہ حضرت حجۃ اللہ کی ملاحظہ کیلئے انکو تحریری پیش کر دیا کرین

۹ مارچ ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مکہ معظمہ مین ہوئی۔ تجلیات الٰہیہ کا ظہور دیکھا۔ تو سجدہ مین گر کر دعا کی ربنا انزل علینا مایدۃ من السماء تکون لنا عیداً لاولنا و آخرنا و آیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین۔ پہر دوگانہ نماز ادا کرکے عرض کرتا ہون انزل علینا نوراً مبیناً۔ پہر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب زمانہ کی حالت بہت ہی نازک ہے ہان جو تزکیہ نفس کرکے استغفار کی مداومت کریگا اور قال اللہ قال الرسول پر دل سے پابند رہیگا وہ اس روحانی منزل کو طے کر سکیگا اتباع رسول الذی ہو نوری واہدی محال است سعدی کہ راہ صفا۔ توان رفت جز در پے مصطفیٰ اتنے مین ایک مست نے کہا۔ گلان نال سہر اوین دنیا مین رب نہ رہیے سدھے اوتھے وہین جہانین ہنگت کری سوہیے۔

۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء۔ حضرت امام غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک باغ مین ملاقات ہوئی۔ انہون نے کہا کہ امام مامور من اللہ خلیفۃ اللہ کے ہمراہ بیت اللہ کو چلئے چنانچہ وہان

افضل مرحوم کی آخری تحریر

ذیل میں میں اپنے ناظرین کو تحریک دعا کے لئے افضل مرحوم کی ایک آخری تحریر شایع کرتا ہون یہہ تحریر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر ہے جو اس نے صاف کی تہی + اس تحریر کو شایع کرتے ہوئے مین اپنی ایک رویا کو بہی درج کرنا ضروری سمجہتا ہون جو ۲۵ اور ۲۶ مارچ کی درمیانی رات کو مینے دیکہی مین کیا دیکہتا ہون کہ مرحوم افضل کو مین کہین سے ڈہونڈ کر لایا ہون - اس اثنا مین ایک شخص محمد اعظم نام جو یہان قادیان مین خوشنویس ہے ملا ہے اور مجہہ وہ کہتا ہے کہ ایڈیٹر بہی کمال کرتے ہین ایک گم شدہ انسان کو بہی ڈہونڈ نکالا ہے - مین نے افضل کو دامن سے پکڑا اور مجہہ پر بہت رقت طاری ہوگئی اور آنسو جاری ہوگئے مینے کہا "یار تیرے مرنے سے مجہے بہت افسوس ہوا ہے تو زندہ تہا تو اتنے ہی بٹہا لیا کرتا تہا" اسپر اسنے کچہہ تبسم سا کیا - پھر مینے پوچہا کہ اچہا تم مر تو گئے مگر یہ بہی معلوم کیا کہ اسقدر جلد تمہارے مرنے مین کیا سرّ تہا اس کا جواب اس نے مجہے یہ دیا کہ ہان مینے معلوم کیا ہے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تینون مخلصی دینا منظور تہا"

پھر مینے پوچہا کہ اچہا اب تمہارا کیا شغل ہے اس کے جواب مین اسنے کہا کہ کچہہ شغل نہین ایک حجرہ مل گیا ہے دعا کرتا رہتا ہون اسپر مینے کہا اچہا اب جبکہ تم دعا ہی کرتے رہتے ہو تو مینے ایک امتحان دینا ہے میرے لئے دعا کرو کہ مین اس مین پاس ہوجاؤن مجہے اس نے انشراح صدر سے جواب دیا ہان مین ضرور دعا کرونگا -

اسکے بعد مین بیدار ہوگیا - اس رویا سے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو نجات عطا فرمائی ہے - اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا - واللہ اعلم بالصواب -

(ایڈیٹر)

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جناب حافظ غلام رسول صاحب مدرس وزیرآبادی ایک اپنے واجب التعظیم صاحب کو قادیان مین معالجہ کے لئے لائے تہے اور چونکہ انکو حضرت مرزا صاحب کے دعوی کی نسبت کچہہ شکوک وشبہات تہے اسلئے حافظ صاحب موصوف نے حضرت اقدس کی خدمت مین اونکے حل کرنیکے لئے عرض کی اسپر حضور علیہ السلام نے ایک ذیل کی مختصر تقریر فرمائی جس سے اون کے شکوک کا اکثر حصہ رفع ہوگیا اور بجائے نفرت کے دلمین محبت پیدا ہوگئی -

مسئلہ نبوت مجہے ان لوگون کے اعتراضون پر تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت وہ قرآن شریف کی تعلیم اور اسلام کی عظمت اور پاک تاثیرات کو بالکل جواب دیدیتے ہین - ایک روحانیت ہی ایسی شے ہے کہ جو خاصہ اسلام ہے اور کسی دوسرے مذہب مین نہین ملتی پس اگر شریعت مین روحانیت ہی نہ رہی تو پھر سوائے اساطیر کے اور کیا باقی رہا - جو اہل دل ہین وہ تو سمجہتے ہین مگر جو کودن ہین وہ ان رموز سے بالکل ناواقف ہین - جسکو خدا تعالے نے قلب سلیم عطا کیا ہے اور وہ دینی ضرورتون سے واقفیت رکہتا ہے وہ جانتا ہے کہ سلسلہ الہام و وحی کبہی بند نہین ہوتا ہان ایسی وحی جو بجبر قرآن کے کوئی ورنئی شریعت تجویز کرتی ہے وہ بالکل بند ہے اور جو کوئی اسکا مدعی ہو تو بلا شک وشبہ کافر ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ نبوت ختم ہوگئی لیکن مکالمات و مخاطبات ایسے جس سے ایمان کو ترقی ہوتی ہے وہ جاری ہین اور رہینگے کیونکہ اگر آواز کا سلسلہ ہی بند ہوجاوے تو پھر یقین کامل کا طریق کوئی نہین رہتا ایک بند مکان مین اگر آوازین مارتے رہو اور کوئی جواب نہ آوے تو آخر یہی کہوگے کہ اس مین کوئی نہین پس اسی طرح اگر خدا سے کوئی آواز نہ آوے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ہے بھی - پھر ہم پوچہتے ہین کہ اگر یہہ سلسلہ الہام اور وحی کا بند ہوگیا ہوا ہے تو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کو نماز مین تکرار کرنے کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ منعم علیہ گروہ مین تو انبیاء بہی ہین اور دوسرے صلحاء وغیرہ جنپر خدا نے انعام وحی کیا تہا اور وہ تو اب ہوتی نہین تو پھر اس دعا کا کیا فائدہ - یہ تو ظاہر ہے کہ انبیاء اور رسل پر انعام الہی مال و دولت کے رنگ مین نہین ہوتے اور نہ وہ ان باتون کے لئے دنیا مین آتے ہین بلکہ اسکے برعکس فقر و فاقہ کو پسند کرتے ہین تو آخر پھر ماننا پڑیگا کہ صرف مکالمات اور مخاطبات الہی کا انعام ہی اونپر تہا اور قرآن شریف سے بھی یہی ظاہر ہے تو اب اوسکا سلسلہ منقطع کرنا کسقدر کفر کی بات ہے - علاوہ اسکے ہمین باوجود اس ایمان کے کہ یہہ امت خیر الامت ہے یہہ بہی ماننا پڑیگا کہ بنی اسرائیل کی عورتین اس امت کے مردون سے بدرجہا اچہی ٹہیرین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی مان سے خدا تعالے نے کلام کی اور اسکو وحی کی پھر بتلاؤ کہ جب اس امت کے رجال اسرائیلی امت کی عورتون کی مانند بہی نہ ہوئے حالانکہ بڑہکر ہونے چاہئیں تو اسکا نام خیر الامت کی جگہ شر الامت ہوا یا کہ نہین اور یہہ کفر ہے یا کہ نہین -

ایمان کا ستون تو یقین ہے اور وہ وحی اور الہام سے حاصل ہوتا ہے پھر جب وحی نہ رہی اور صرف باتین اور قصّے ہی رہ گئے اور آسمانی اور روحانی امور بالکل نہ رہے تو رہا کیا - قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کے ہاتہہ مین جب تک کسی بات کی نظیر (نمونہ) نہ رہے تو رفتہ رفتہ وہ اوس سے منکر ہوجاتا ہے اسی لئے خدا تعالے نے اسلام مین یہہ انتظام کیا ہے کہ ہمیں صاحب الہام و وحی ہوتے رہتے ہین تاکہ ان نمونون کو دیکہکر تجدید ایمان ویقین ہمیشہ تر وتازہ رہے - ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے یہہ معنے ہین کہ جن وانسان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ معرفت الہی حاصل کرین اب جب کہ آواز ہی خدا کی طرف سے نہ آئی تو پھر معرفت کیا ہوئی اور انسان خلقت سے جو اصل مطلب تہا وہ پورا نہ ہوا - آنحضرۃ صلعم کی بعثت کی بہی بڑی علت غائی یہی تہی کہ معرفت تامہ حاصل ہو - پہر ہم کہتے ہین کہ مکالمہ اور مخاطبہ الہی کا ایسا مسئلہ ہے کہ کُل اکابرون کا اس سے اتفاق ہے سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ بہی یہی کہتے ہین ذرا فتوح الغیب کو دیکہو پھر اوس حدیث کے کیا معنے ہوئے کہ مین اپنے بندے کی زبان ہوجاتا ہون -

الہام رحمانی اور شیطانی مین تمیز کی ضرورت بعض لوگ یہہ اعتراض پیش کرتے ہین کہ الہام شیطانی بہی ہوتا ہے اور رحمانی بہی مگر ہم کہتے ہین کہ آخر کوئی تمیز بہی ہے یا نہین - اگر کلام رحمانی اور شیطانی مین کوئی تمیز نہ رکہین گے تو پہر وہ بتلا دین کہ رحمان کی عزت کیا ہوئی - کیا اون کے نزدیک رحمان اور شیطان مین کوئی فرق ہے یا کہ مساوات ہے اگر فرق ہے تو دونون کے کلام مین کیون فرق تسلیم نہین کرتے - حالانکہ دیکہتے ہین کہ دنیا مین مختلف مدارج کے لوگون کے کلام مین ایک فرق بیّن ہوتا ہے تو کیا خالق کی کلام مخلوق کی کلام سے بہی اسدرجہ گری ہوئی ہوگی کہ اوسمین کوئی تمیز نہ ہوگی - یہی وجہ ہے کہ نہ ہمارا اور کسی اور اکابر دین کا یہ مذہب ہوا ہے کہ رحمانی اور شیطانی الہام ایک ہی صورت رکہتے ہین اگر اس امت مین مامورین ومرسلین نہ آوین تو بتلاؤ کہ اس مین اور دوسری امتون مین فرق کیا ہوا جس طریق سے ہم ملتے ہین اوس طریق سے عظمت قرآن شریف کی اور خاتم الانبیاء کی ظاہر ہوتی ہے تعجب کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل درآمد کے لئے تو نبی اور رسول مبعوث ہون مگر آنحضرت صلعم کی شریعت ایسی ہوئی کہ کوئی نبی اور رسول اوسپر عمل درآمد کے لئے نہ آوے -

یاد رکہو کہ جس دین مین روحانیت نہ رہے تو وہ قابل جلانے کے ہوتا ہے - اسکی مثال ایسی ہے جیسے باغ مین ایک درخت ہو اور وہ بالکل خشک ہوگیا ہو نہ کوئی پہل دیتا ہے نہ اوسکا سایہ ہے نہ کوئی پہول ہی نکلتا ہے تو آخر باغبان سوائے اسکے اور کیا کریگا کہ اوسے کاٹ کر جلانے کیونکہ اب تو وہ حطب ہے نہ کہ شجر - اور ہمین ان لوگون کی باتون کی پرواہ ہی کیا ہے جو کار و بار آسمانی ہوتا ہے وہ ہوکر رہتا ہے - فقط -

جادو والا مکان ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک مکان مین جانا چاہتا ہون مگر لوگ کہتے ہین کہ اس مین جنّات ہوتے ہین اور جادو کا اثر ہے آپنے فرمایا کہ مومن کے پاس جن اور شیطان نہین آتا -

نہ شہادت نہ جرم ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک احمدی بہائی سرحد پر مارے گئے ہین وہ فوج مین نوکر تہے اور سرحدی لوگ جب اون کے افسر کو قتل کرنے آئے تو وہ پہرہ دے رہا تہا اس لئے اون لوگون نے اوّل اوسے قتل کیا کیا وہ شہید ہے یا کہ نہین - آپنے فرمایا کہ شہادت تو اوس موت کا نام ہے جو کہ دین کے لئے ہو باقی اغراض نفسانی کے لئے جو انسان جدو جہد کرتا ہے اور اوس مین کامیاب اور ناکام بہی ہوتا ہے بعض وقت جان بہی جاتی ہے اس لئے اس کو نہ ہم شہادت کہتے ہین اور نہ کوئی گناہ قرار دیتے ہین -

---

معزز ہمعصر اردو اخبار الوصیت پر لکہتا ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے "الوصیت" کے عنوان سے حال ہی مین ایک اشتہار شایع ہوا ہے - جس مین دل سوزی کے ساتہہ خلق خدا کو رجوع الی اللہ کے لئے ترغیب دلائی گئی ہے - ورنہ خدائی غضب کے نازل ہونیکا اندیشہ ظاہر کیا ہے -

ایڈیٹر پیسہ اخبار غور سے پڑہے اور سبق لے -

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور پھر اپنی کمزوری اور امداد الہی پر یقین کامل کر کے اس معرفت سے حصہ پا لیتا ہے کہ جو خاص اہل اللہ کو دیجاتی ہے اور بلا شبہ جسقدر انسان اس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے جسقدر اس پر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرا لیتا ہے جسقدر اسکے چھوڑنے میں اپنی ہلاکت دیکھتا ہے اسیقدر اسکی توحید صاف ہوتی ہے اور اسیقدر عجب اور خود بینی کی آلایشوں سے پاک ہوجاتا ہے اور اسیقدر تکلف اور بناوٹ کی سیاہی اس کے چہرہ پر سے اٹھ جاتی ہے اور سادگی اور بھولاپن کا نور اس کے مونہہ پر چمکنے لگتا ہے پس یہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنافی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے یہانتک کہ وہ دیکھتا ہے کہ میرا کچھ بھی اپنا نہیں بلکہ سب کچھ میں خدا سے پاتا ہوں۔ جہاں کہیں یہ طریق کسی نے اختیار کیا وہیں توحید کی خوشبو پہلی دفعہ میں ہی اسکو پہنچنے لگتی ہے اور دل اور دماغ کا معطر ہونا شروع ہوتا جاتا ہے بشرطیکہ قوت شامہ میں کچھ فساد نہ ہو غرض اس صداقت کے التزام میں طالب صادق کو اپنے ہیچ اور بے حقیقت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور اللہ جل شانہ کے متصرف مطلق اور مبدء فیوض ہونے پر شہادت دینی پڑتی ہے اور یہ دونوں ایسے امر ہیں کہ جو حق کے طالبوں کا مقصود ہے اور مرتبہ فنا کے حاصل کرنے کیلئے ایک ضروری شرط ہے اس ضروری شرط کے سمجھنے کیلئے یہی مثال کافی ہے کہ بارش اگرچہ عالمگیر ہو مگر تاہم اسپر پڑتی ہے کہ جو بارش کے موقعہ پر آکھڑا ہوتا ہے اسیطرح جو لوگ طلب کرتے ہیں وہی پاتے ہیں اور جو ڈھونڈتے ہیں انہیں کو ملتا ہے جو لوگ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بھروسا رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رکھتے وہ اس ذات قادر مطلق کا کہ جو اپنی قیومی کے ساتھ تمام عالم پر محیط ہے کچھ قدر شناخت نہیں کرتے اور انکا ایمان اس خشک ٹہنی کیطرح ہوتا ہے کہ جسکو اپنے شاداب اور سرسبز درخت سے کچھ علاقہ نہیں رہا اور جو ایسی خشک ہوگئی ہے کہ اپنے درخت کی تازگی اور پھول اور پھل سے کچھ بھی حصہ حاصل نہیں کر سکتی صرف ظاہری جوڑ ہے جو ذرا سی جنبش ہوا سے یا کسی اور شخص کے ہلانے سے ٹوٹ سکتا ہے پس ایسا ہی خشک فلسفیوں کا ایمان ہے کہ جو قیوم عالم کے سہارے پر نظر نہیں رکھتے اور اس مبدء فیوض کو جسکا نام اللہ ہے ہر یک طرفۃ العین کے لئے اور ہر حال میں اپنا محتاج الیہ قرار نہیں دیتے پس یہ لوگ حقیقی توحید سے ایسے دور پڑے ہوئے ہیں جیسے نور سے ظلمت دور ہے انہیں یہ سمجھ ہی نہیں کہ اپنے تئیں ہیچ اور لاشے سمجھ کر قادر مطلق کی طاقت عظمیٰ کے نیچے آپڑنا عبودیت کے مراتب کی آخری حد ہے اور توحید کا انتہائی مقام ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اور انسان اپنے نفس اور اس کے ارادوں سے بالکل کھویا جاتا ہے اور سچے دل سے خدا کے تصرف پر ایمان لاتا ہے۔ اس جگہ ان خشک فلسفیوں کے اس مقولہ کو بھی کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو کہتے ہیں کہ کسی کام کے شروع کرنے میں استمداد الہٰی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت میں پہلے سے طاقتیں ڈال رکھی ہیں پس ان طاقتوں کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بیشک یہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض افعال کے بجا لانے کیلئے کچھ کچھ ہمکو طاقتیں بھی دی ہیں مگر پھر بھی اس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہیں ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہیں ہوا اور اپنے سہارے سے ہمکو جدا کرنا نہیں چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہم کو محروم کرنا روا نہیں رکھا کہ جو کچھ ہم کو اس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھ اس سے مانگا جاتا ہے اسکی نہایت نہیں علاوہ اس کے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہیں ان کے حاصل کرنے کیلئے کچھ بھی ہمکو طاقت نہیں دیگئی اب اگر غور کر کے دیکھو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام میں لاؤ تو ظاہر ہوگا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہمکو حاصل نہیں مثلاً ہماری بدنی طاقتیں ہماری تندرستی پر موقوف ہیں اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچھ انمیں سے سماوی اور کچھ ارضی ہیں اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہیں اور یہ تو ہم نے ایک موٹی سی بات عام لوگوں کی سمجھ کے موافق کہی ہے لیکن جسقدر درحقیقت وہ قیوم عالم اپنی علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتوں پر احاطہ کر رہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جسکے کنہ تک عقول بشریہ پہنچ ہی نہیں سکتیں اور اس کے سمجھانے کی اسجگہ ضرورت بھی نہیں کیونکہ جسقدر ہم نے اوپر لکھا ہے وہی مخالف کے الزام اور افحام کیلئے کافی ہے غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ساری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بچاؤ طلب کیا جائے اور یہ طریق کچھ نیا طریق نہیں ہے بلکہ یہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتھ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اسی طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیوض کا طالب ہے وہ اسی راستے پر قدم مارتا ہے اور جو شخص مورد رحمت ہونا چاہتا ہے وہ انہیں نوامیس قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے یہ قوانین کچھ نئے نہیں ہیں اور عیسائیوں کے خدا کی طرح کچھ محدث بات نہیں بلکہ خدا کا یہ ایک قانون محکم ہے کہ جو قدیم سے بندھا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جسکی سچائی کثرت تجارب سے ہر ایک طالب صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہ ہو ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالت ضعف اور ناتوانی میں پڑے ہوئے ہیں اور بغیر خدا کی مدد کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہیں اگر ایک ذات متصرف مطلق ہر لحظہ اور ہر دم ہماری خبرگیران نہ ہو اور پھر اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نہ کرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہوجائیں بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لیں پس اپنے کاموں کو خصوصاً آسمانی کتاب کو کہ جو سب امور عظمیہ سے ادق اور الطف ہے خداوند قادر مطلق کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے بہ نیت تبرک و استمداد شروع کرنا ایک ایسی بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اسکی طرف کھنچے جاتے ہیں کیونکہ فی الحقیقۃ ہر یک برکت اسی راہ سے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرف مطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جس کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ ہے خود متوجہ ہوکر اول اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ قبل از سعی درکار ہے اس کو محض اپنے تفضل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور میں لاوے پھر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام و کمال کر چکی اور انسان توفیق پا کر اپنی قوتوں کے ذریعہ سے محنت اور کوشش کا حق بجا لاوے تو پھر دوسرا کام اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اسپر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اسکی محنتوں کو ضایع ہونے سے بچاکر گوہر مراد عطا فرماوے اسی صفت ثانی کی رو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اسکو دیا جاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے یعنے خدا تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضایع ہونے نہیں دیتا اور آخر جوئندہ یابندہ ہوجاتا ہے غرض یہ صداقتیں ایسی بین الظہور ہیں کہ ہر یک شخص خود تجربہ کر کے انکی سچائی کو شناخت کر سکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں کہ بشرطیکہ کسیقدر عقلمندی کے یہ بدیہی صداقتیں اسپر چھپی رہیں ہاں یہ بات ان عام لوگوں پر نہیں کھلتی کہ جو دلوں کی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسباب معتادہ پر انکی نظر ٹھہری رہتی ہے اور جو ذات متصرف فی الاسباب ہے اس کے تصرفات لطیفہ پر انکو علم حاصل نہیں ہوتا اور نہ انکی عقل اسقدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اس بات کو سوچ لیں کہ ہزارہا بلکہ بیشمار ایسے اسباب سماوی اور ارضی انسان کے ہر یک جسم کی آرایش کیلئے درکار ہیں جنکا بہم پہنچانا ہرگز انسان کے اختیار اور قدرت میں نہیں بلکہ ایک ہی ذات جامع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانوں کے اوپر سے زمینوں کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور ان پر بہر طور تصرف اور قدرت رکھتا ہے مگر جو لوگ عقلمند ہیں وہ اس بات کو بلا تردد بلکہ بدیہی طور پر سمجھتے ہیں اور جو ان سے بھی اعلیٰ اور صاحب تجربہ ہیں وہ اس مسئلہ میں حق الیقین کے مرتبہ تک پہونچے ہوئے ہیں لیکن یہ شبہ کرنا کہ یہ استعانت بعض اوقات کیوں بے فایدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیوں خدا کی رحمانیت و رحیمیت ہر یک وقت استعانت میں تجلی نہیں فرماتی پس یہ شبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان دعاؤں کو کہ جو خلوص کے ساتھ کیجائیں ضرور سنتا ہے اور جسطرح مناسب ہو مدد چاہنے والوں کیلئے مدد بھی کرتا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استمداد اور دعا میں خلوص نہیں ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھ امداد الٰہی چاہتا ہے اور نہ اسکی روحانی حالت درست

ہوتی ہے بلکہ اس کے ہونٹوں میں دعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اسکی دعا کو سن لیتا ہے اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت کاملہ کے رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطاف خفیہ کو شناخت نہیں کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بیخبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا عسیٰ ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا و ھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنے یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اب ہماری اس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک عالیشان صداقت ہے جس میں حقیقی توحید اور عبودیت اور خلوص میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جسکی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو معہ تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نیچے لکھتے ہیں نکالکر پیش کرے۔

اس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے دوسرے صاحب باوا نراین سنگھ نام وکیل امرتسری ہیں جنہوں نے پادری کے اعتراض کو صحیح سمجھکر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی پوچ اعتراض اپنے رسالہ ودیا پرکاش میں درج کر دیا ہے سو ہم اس اعتراض کو معہ جواب اس کے لکھنا مناسب سمجھتے ہیں تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کوری باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے اور وہ ان کو تاریکی دکھائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے وہ اسکو بدبو تصور کرتے ہیں سو جاننا چاہئے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ میں واقع

ہے یہ فصیح طرز پر نہیں اگر ترتیب الرحیم الرحمن ہوتا تو فصیح اور صحیح طرز تھی کیونکہ [illegible] نام رحمان باعتبار اس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمان کے اس رحمت کیلئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کام یہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہ کہ کثرت سے قلت کی طرف یہ اعتراض ہے کہ ان دونوں صاحبوں نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جنمیں بڑے بڑے شاعر بھی تھے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کر چکے ہیں بلکہ بڑے بڑے معاند اس کلام کی شان عظیم سے نہایت درجہ تعجب میں پڑ گئے اور اکثر ان میں سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاق سخن سے عارف اور باانصاف تھے وہ طرز قرآنی کو طاقت انسانی سے باہر دیکھکر ایک معجزہ عظیم یقین کر کے ایمان لے آئے جنکی شہادتیں جا بجا قرآن شریف میں درج ہیں اور جو لوگ سخت کور باطن تھے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت میں انکو بھی [illegible] سحر [illegible] ہے جسکا مقابلہ نہیں ہو سکتا [illegible] کا بار ان کو بھی قرآن مجید کے کئی مقام [illegible] ہو چکا ہے اب اسی کلام معجز نظام پر [illegible] اعتراض کرنے لگے جن میں سے ایک تو وہ شخص ہے جسکو دو سطرین عربی کی بھی صحیح اور بلیغ طور پر لکھنے کا ملکہ نہیں اور اگر کسی اہل زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہو تو بجز ٹوٹے پھوٹے اور بےربط اور غلط فقرون کے کچھ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کر کے دیکھ لے اور دوسرا وہ شخص ہے جو علم عربی سے بکلی بے بہرہ بلکہ فارسی بھی اچھی طرح نہیں جانتا اور افسوس کہ بسالی قدر [illegible] کو یہ بھی خبر نہیں کہ بڑے بڑے اہل [illegible] جو عرب کے بزرگ اور شہزور جنکا پادری صاحب [illegible] ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف [illegible] اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل [illegible] اور [illegible] کو زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہئے کہ جب [illegible] کتاب جو خود ایک اہل زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اور اعلیٰ کمال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سبعہ معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہیں تو کیا ایسا مسلم الثبوت کلام کسی نادان اجنبی ورژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فن سخن سے محض بےنصیب اور علوم عربیہ سے بکلی بے بہرہ بلکہ کسی ادنیٰ عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابل اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ

جو اپنی حیثیت سے بڑھکر بات کرتے ہیں خود اپنی نادانی دکھلاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعروں کی گواہی کے مخالف کوئی نکتہ چینی کرنا حقیقت میں اپنی جہالت اور خرفطرتی دکھانا ہے بھلا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ میں ذرا ایک آدہ گہنٹہ تک ہم کو بولکر تو دکھاوے تا اول یہی لوگوں پر کھلے کہ اسکو سیدہی سادی اور بامحاورہ اہل عرب کے مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہیں کیونکہ ہمکو یقین ہے کہ اس کو ہرگز نہیں آتی اور ہم بہ یقین تمام جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اس کے سامنے بولنے کیلئے پیش کریں تو وہ عربوں کیطرح اور ان کے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور جہالت کے کیچڑ میں پھنسا رہجائے اور اگر شک ہے تو اس کو قسم ہے کہ آزما کر دیکھ لے اور ہم خود اثبات کے ذمہ دار ہیں کہ اگر پادری عماد الدین صاحب ہم سے درخواست کریں تو ہم کوئی عربی آدمی بہم پہنچا کر کسی مقررہ تاریخ پر ایک جلسہ کریں گے جسمیں چند لائق ہندو ہونگے اور چند مولوی مسلمان بھی ہوں گے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہوگا کہ وہ بھی چند عیسائی بھائی اپنے ساتھ لے آویں اور پھر سب حاضرین کے روبرو اول عماد الدین صاحب کوئی قصہ جو اسیوقت ان کو بتلایا جاویگا عربی زبان میں بیان کریں اور پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کو کہ مقابل پر حاضر ہوں گے اپنی زبان میں بیان فرماویں پھر اگر منصفوں نے یہ رائے دیدی کہ عماد الدین صاحب نے ٹھیک ٹھیک عربوں کے مذاق پر عمدہ اور لطیف تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ ان کا اہل زبان پر نکتہ چینی کرنا [illegible] نہیں بلکہ اسیوقت پچاس روپیہ نقد بطور انعام ان کو دیے جاوینگے لیکن اگر اسوقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے اپنے ژولیدہ اور غلط بیان کی بدبو پہیلانے لگے یا اپنی رسوائی اور نالیاقتی سے ڈرکر کسی اخبار کے ذریعہ سے یہ اطلاع بھی نہ دی کہ میں ایسے مقابلہ کیلئے حاضر ہوں تو ہم بجز اس کے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر عماد الدین صاحب تولد ثانی بھی پاویں تب بھی وہ کسی اہل زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتے پھر جس حالت میں وہ عربوں کے سامنے بھی بول نہیں سکتے اور فی الفور گونگا بننے کیلئے طیار ہیں تو پھر ان عیسائیوں اور

آریوں کی ایسی سمجھ پر ہزار حیف اور ہزار لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر اعتماد کر کے اس بےمثل کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہیں کہ سید العرب پر نازل ہو کر عرب کے تمام فصیحوں اور بلیغوں سے اپنی عظمت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونے سے سبعہ معلقہ مکہ کے دروازہ پر سے اتارا گیا اور معلقہ مذکورہ کے شاعروں میں سے جو شاعر اسوقت بقید حیات تہا وہ بلاتوقف اس کتاب پر ایمان لایا پھر دوسرا افسوس یہ کہ اس نادان عیسائی کو اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ بلاغت حقیقی اس امر میں محدود نہیں کہ قلیل کو کثیر پر ہر جگہ اور ہر محل میں خواہ مخواہ مقدم رکھا جاوے بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہ ہے کہ اپنے کلام کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا جاوے سو اسجگہ بھی رحمان کو رحیم پر مقدم کرنے میں کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا آئینہ بنایا گیا ہے چنانچہ اس ترتیب طبعی کا مفصل ذکر ابھی سورۃ فاتحہ کی آئندہ آیتوں میں آویگا اور اب ہم سورۃ ممدوحہ کی دوسری آیتوں کو تفصیل سے لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ الحمد للہ تمام محامد اس ذات معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہیں جسکا نام اللہ ہے۔ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ اور تمام رزائل سے منزہ اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے کیونکہ خداتعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن شریف میں اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء و صفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہ رتبہ نہیں دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ ان تمام صفتوں پر دلالت ہے جنکا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے پس خلاصہ مطلب الحمد للہ کا یہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں اور اسمیں کوئی دوسرا شریک نہیں اور نیز جسقدر محامد صحیحہ اور کمالات تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لاسکتا ہے وہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں اور کوئی ایسی خوبی نہیں کہ عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے سکے

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ ہیں جو بادشاہانہ اور عیاشانہ حالات زندگی رکھتے ہیں اور وہ دنیا کا فخر۔ دنیا کی عزت اور املاک و دولت چاہتے ہیں اس قسم کی آرزوؤں اور تمناؤں اور ان کے پورا کرنے کی تدبیروں اور تجویزوں میں ہی اپنی عمر کھو بیٹھتے ہیں انکی آرزوؤں کی انتہا نہیں ہوتی کہ پیغام موت آجاتا ہے اب ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے قویٰ تو دیئے تھے انہیں قویٰ سے اگر کام لیتے تو حق کو پالیتے اللہ تعالیٰ نے تو بخل نہیں کیا مگر انہوں نے قویٰ سے کام نہ لیا۔ یہ انکی اپنی بدبختی ہے نیک بخت اور مبارک ہے وہ شخص جو ان قویٰ سے کام لے بہت سے آدمی ایسے بھی ہیں کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اسکے اوامر کی پابندی کرو اور نواہی سے پرہیز کرو تو وہ کہدیتے ہیں کہ ہم نے کیا ولی بننا ہے اس قسم کا کلمہ میرے نزدیک کفر ہے یہ خدا تعالیٰ پر بدگمانی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور کیا کمی ہے وہ کوئی سرکار کی محدود نوکریاں تو نہیں ہیں جو ختم ہو جائیں۔ بلکہ جو کوئی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلقات پیدا کرلے وہ ان فیوض سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو پہلے راستبازوں کو دیئے گئے ہیں۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست۔

خدا نے جو ان کا نام ولی رکھا ہے تو کیا ولی بننا خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکل ہو سکتا ہے بلکہ بہت ہی سہل ہے ہاں اسکے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ راستی سے قدم رکھنے والا ہو اور اسکی راہ میں صبر و استقلال اور وفاداری کے ساتھ چلنے والا ہو۔ کوئی دکھ اور کوئی تکلیف اور مصیبت اس کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے جب انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے اور ان باتوں سے الگ ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا موجب ہوتی ہیں بلکہ پاکیزگی اور طہارت اختیار کرتا ہے اور گندی باتوں سے پرہیز کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے ایک تعلق پیدا کرلیتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی خدا تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اور گندگی سے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکی پرواہ نہیں کرتا جیسے فرمایا ہے۔

فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے مشکلات آسان کر دیئے ہیں کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں۔

ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کریں چلہ کشیاں یا ناخن بڑہائیں یا پانی میں کھڑے رہیں اور جا کر کشیاں کریں۔ یا ہاتھ خشک کریں اور چلہ کشیاں کریں سوکھ کر ہڈیاں ہو جائیں ان امور کو اختیار کرنے سے وہ لوگ خیال خویش باخدا ہونا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے مگر ہمارے سلوک کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ اسلام نے بہت ہی آسان راہ رکھی ہے اور وہ کشادہ راہ ہے جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکھائی ہے تو اس طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی لیکن سامان کچھ نہیں۔ بلکہ جہاں دعا سکھائی ہے وہاں سب کچھ موجود ہے چنانچہ اگلی سورت میں اس قبولیت کا اشارہ ہے جہاں فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی دعوت ہے کہ دعوت کا سامان پہلے سے طیار ہے۔

غرض یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں وہ نور اور صدق اور وفا کے لوگ آتے ہیں کوئی شخص اپنے آپ کو محروم سمجھے کیا خدا تعالیٰ نے کوئی فہرست شایع کر دی ہے جو یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمیں حصہ نہیں ملے گا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اسکی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور کوئی تلاش کرنیوالا اور طلب کرنیوالا محروم نہیں رہا ہے اسلئے تمہیں چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعا مانگو اور اسکے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کیلئے کئی موقعہ ہیں رکوع۔ قیام۔ قعدہ سجدہ وغیرہ آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی پڑتی ہے۔ فجر۔ ظہر۔ عصر مغرب۔ عشاء اور اس پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کیلئے موقع ہیں۔ اصل غرض اور مغز نماز کا دعا ہی ہے اور دعا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے موافق ہے۔ عام طور پر دیکھو کہ جب بچہ روتا ہوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اسکو دودھ دیتی ہے الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کیساتھ گرتا ہے اور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور اسپر رحم کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودہ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور رونے دہونے سے کچھ نہیں ملتا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں لاتے ہیں اگر وہ حقیقی ایمان پیدا کرتے تو یہ کبھی نہ کہتے جب کبھی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسپر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جو کسی نے کہا ہے۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اسکے حضور پاک دل لیکر آجاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اسکے مناسب حال اپنے آپکو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اسمیں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر انکے دیکھنے اور پانے کیلئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائید کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو محبت ایک ایسی شے ہے کہ انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفا انسان بنا دیتی ہے پھر وہ وہ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تہا اور وہ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ مائدہ فضل و کرم کا انسان کیلئے طیار کیا ہے۔ اس کے حاصل کرنے اور فایدہ اٹھانے کیلئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں اگر وہ استعدادیں تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تہا اور یا سامان تو ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں مگر نہیں یہ بات نہیں ہے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا جسطرح ایکطرف روٹی کا سامان ہوا دوسری طرف آنکھ زبان۔ دانت اور معدہ دیدیا اور جگر اور امعاء کو کام میں لگا دیا۔ اور ان تمام کاموں کا مدار غذا پر رکھدیا اگر اندر ہی کچھ نہ جائیگا تو دل میں خون کہاں سے آئیگا۔ کیلوس کہاں سے بنے گا۔

اسیطرح پر سب سے اول اسنے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام ایسا مکمل دین دے کر بھیجا اور آپکو خاتم النبیین ٹھرایا اور قرآن شریف ایسی کامل اور خاتم الکتب کتاب عطا فرمائی اور اب قیامت تک نہ کوئی کتاب آئیگی اور نہ کوئی نیا نبی شریعت لیکر آئیگا پھر جو قوی سوچ اور فکر کے ہیں انسے اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کیطرف قدم نہ اٹھائیں تو کسقدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورۃ میں ہمارے لئے کسقدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے اس سورۃ میں جسکا نام خاتم الکتاب اور ام الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اسکے حصول کی کیا راہ ہے ایاک نعبد گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشاء ہے اور وہ ایاک نستعین کے بغیر پورا نہیں ہوتا ہے لیکن ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر مقدم کرکے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہانتک انسان کی اپنی طاقت۔ ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اسکے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اسکی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کیلئے دعا کرے۔

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اسکی طلب ہے جسکو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یا اللہ ہمکو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی اور جنپر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے اسقدر اسکا تکرار ہی اسکی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کیطرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنیوالا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیئے اور تعویذ کیطرح مدنظر رہے اس آیت میں چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کرے گا اور ان استعدادوں اور قویٰ کے بہی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائیگا جو اسکو دیگئی ہیں اس بات کو کبھی بہولنا نہیں چاہیئے کہ قرآن شریف کے

کے بعض حصہ دوسرے کی تفسیر اور شرح ہوتے ہیں ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ اسی امر کو کھولکر بیان کر دیا گیا ہے گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس یہ جگہ جو یہ فرمایا۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ تو یہ بطریق اجمال ہے لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں نبی۔ صدیق۔ شہداء و صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شانیں جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کو حاصل کرنے کیلئے جہاں مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہو اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھایا ہے کوشش کرے۔

میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظایف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنیوالا معلوم ہوتا ہو میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کے اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہر مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آ سکتا چنانچہ سعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بتاتا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو تو نہ چھوڑو۔ میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں الٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کیطرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور آرہ کے ذکر کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ فرمایا۔

وَلَكُم فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو ایک ذرہ بھی ادھر یا ادھر ہونیکی کوشش نہ کرو۔ غرض منعم علیہ لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صراط الذین انعمت علیہم میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اسطرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تاکہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔

ان کمالات میں سے جو منعم علیہم کو دیئے جاتے ہیں پہلا کمال نبوت کا کمال ہے جو بہت ہی عالی مقام پر واقع ہے ہمیں افسوس ہے کہ وہ الفاظ نہیں ملتے جنہیں اس کمال کی حقیقت بیان کر سکیں یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر کوئی چیز اعلیٰ ہو اس کے بیان کرنے کے واسطے اسیقدر الفاظ کمزور ہوتے ہیں اور نبوت تو ایسا مقام ہے کہ انسان کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے تو بھی یہ کیونکر بیان ہو سکے مختصر اور ناکافی طور پر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان جب سفلی زندگی کو چھوڑ دیتا ہے اور بالکل سانپ کی کینچلی کیطرح اس زندگی سے الگ ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت اور ہو جاتی ہے وہ بظاہر اسی زمین پر چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہے اسپر قانون قدرت کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسا دوسرے لوگوں پر لیکن باوجود اس کے بھی وہ اس دنیا سے الگ ہوتا ہے وہ ترقی کرتے کرتے اس مقام پر جا پہنچتا ہے جو **نقطہ نبوت** کہلاتا ہے اور جہاں وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کرتا ہے۔ یہ مکالمہ یوں شروع ہوتا ہے کہ جب وہ نفس اور اس کے تعلقات سے الگ ہو جاتا ہے تو پھر اسکا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اور اسی سے وہ مکالمہ کرتا ہے۔ انسان کی حالت ایسی واقع ہوئی ہے کہ یہ کبھی نکما اور بیکار نہیں رہتا ہے۔ اور نفس کلام سے بھی کبھی فارغ نہیں ہوتا اگر نفس اور شیطان سے ہی اسکا مکالمہ شروع رہتا ہے اگر کوئی اور بات کرنے والا نہ ہو۔ بعض اوقات لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل **خاموش** رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ خاموش نہیں ہوتا اسکا سلسلہ کلام اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بہت ہی لمبا ہوتا ہے اور شیطانی رنگ میں آپ خود لمبا کرتا ہے اور بے شرمی سے اسے لمبا ہونے دیتا ہے۔ یہ سلسلہ کلام کبھی خیالی فسق کے رنگ میں ہوتا ہے اور کبھی بیہودہ اور جھوٹی تمناؤں کے رنگ میں اور اس سے وہ کبھی فارغ نہیں رہتا جبتک کہ اس سفلی زندگی کو چھوڑ نہ دے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اس قسم کے خطرات اور خیالات کا سلسلہ جو لمبا ہونے نہیں دیتا اور ایک معمولی خیال کیطرح آکر دل سے محو ہو جاتے ہیں وہ معاف ہیں لیکن جب اس سلسلہ کو لمبا کرتا ہے اور اسپر **عزیمت** کرتا ہے تو وہ گناہ ہیں۔ اور انکی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ (باقی آئندہ)

عذر گناہ بدتر از گناہ

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

(نمبر دوم)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے مضامین کے جواب میں جو طریق اختیار کیا ہے اسکی مجھے ہرگز توقع نہ تھی میں سمجھتا تھا کہ ایک مولوی بلکہ مولوی فاضل کہلانے والا انسان **حق گوئی** کے لئے ضرورت جرأت کریگا مگر میری امید اور قیاس کے خلاف نتیجہ نکلا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حق پوشی کیلئے وہ کوشش کی ہے جسکی نظیر بہت کم ملیگی۔ دیانت داری اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ وہ میرے جوابی مضامین کو اہلحدیث میں چھاپ دیتے اور پبلک کے فیصلہ کیلئے چھوڑ دیتے یا اگر جواب ہی دینا تھا تو کم از کم میرے مضمون کو درج تو کر دیا جاتا۔ اس قسم کی چالاکیوں کا راز اب مجھے طشت از بام کرنا پڑا۔ مولوی صاحب اب اگر **انصاف** اور حیا کو ہاتھ سے دے نہیں بیٹھے تو اصل مضامین کو درج کریں اور پھر اپنے ہی خریداروں سے فیصلہ پوچھ لیں کہ **شاہت الوجوہ** کا مصداق کون ہوا ہے۔

ایک اور چالاکی ابو الوفا صاحب نے یہ کی ہے کہ بجائے جواب الجواب لکھنے کے نئے اعتراضوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ مگر وہ انشاء اللہ العزیز دیکھ لیں گے کہ آخر انہیں یہاں تک آنا پڑیگا میں اب سلسلہ وار انکی ان ابلہ فریبیوں اور چالاکیوں کو طشت از بام کرتا ہوں۔

پہلی ابلہ فریبی - ۲۰ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں جو لیڈر **کرشن منتہی اعتراضیہ** کے جواب میں لکھا تھا۔ اسکا جواب میں نے ۱۰ فروری کے الحکم میں مفصل دیا ہے۔ لیکن اس کا جواب الجواب جو ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں لکھا ہے۔ اس کا ایک پیرا گراف بھی پورا اس جواب الجواب میں نہیں درج کیا۔ اور نہ کسی امر کا کوئی جواب دیا

اس کا ثبوت

۱- ۱۰ فروری کے الحکم میں **ھو سمّٰکم المسلمین** سے استدلال کر کے **اہلحدیث** نام کی سند پوچھی تھی۔ کہ قرآن کریم کی کس آیت سے مستنبط کیا ہے؟ اس کا جواب آجتک نہیں دیا۔ ۲۷ جنوری کے لیڈر میں بھی کوئی آیت پیش کی اور اب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں نہیں دیسکا۔

۲- **اہلحدیث** کی جو ترکیب اور معنے ۲۰ جنوری کے اہلحدیث میں بیان کئے تھے اس کے مطابق میں نے لکھا تھا کہ ان معنوں کے لحاظ سے تم سچے اہلحدیث نہیں بلکہ ہم ہیں۔ چنانچہ میرے لفظ یہ ہیں "میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہی مراد ہے جو آپ نے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہی ہیں" اس کے بعد میں نے انپر چند سوال کئے تھے جو ان کے اہلحدیث نہ ہونیکو ثابت کرتے تھے۔ ان کا کوئی جواب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں نہیں دیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یا تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا اہلحدیث نہ ہونا تسلیم کر لیا ہے اور یا خدا تعالیٰ نے انہیں ان امور کے تسلیم کر لینے کی توفیق دی ہے۔

دوسری ابلہ فریبی - ۲۰ جنوری کے اہلحدیث میں اہلحدیث کے معنے یہ لکھے ہیں "پیغمبر علیہ السلام کے قول و فعل پر عمل کرنے والے" لیکن اب ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء میں اسکا خلاصہ یہ بتایا ہے۔

"ہم اہلحدیث ہیں کیونکہ اہلحدیث کے معنے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل کرنیوالے"

ان دونوں فقروں میں جو فرق ہے اس سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اصل مذہب کا پتہ لگتا ہے۔ اور اس فتوے کی تصدیق ہو جاتی ہے جو اس سے پہلے خارج از اہلحدیث ہوا ہے جو شائع کیا گیا تھا

کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل ہی ناممکن ہے مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز ہرگز دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات بلا واسطہ اس تک پہنچے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احادیث سے بھی منکر ہے۔ کوئی ایسی حدیث ہے نہیں ملی جسمیں کسی دوسرے شخص کا واسطہ نہو۔ یہ ذو معنی فقرہ اسنے اس اصل کو چھپانے کیلئے لکھا ہے مگر یہ اعتقادی مذہب چھپ نہیں سکتا۔ اگر وہ اہل قرآن کی راہ سے کہتے کہ اس سے مراد عرفی تقلید ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ مجرد اہلحدیث نام ہی مشہور اہلحدیث لوگوں نے اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ کا مقبولہ رسالہ منصفہ اور نمبر بل اور الاٹ مونوک ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی اس تازہ تحریر میں جو اس نے اپنے روحانی فرزند ثناء اللہ کی تنبیہ کیلئے لکھی ہے وہ **اہلسنت والجماعت** پورا نام تجویز کرتا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب **سنت صحیحہ** کو چھوڑتے ہیں۔ جس کا ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں ذکر تک نہیں۔ **اہلسنت اہلحدیث** کیلئے یہ ایک قابلقدر مقام ہے۔ کیونکہ یہاں صرف مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلمات کو ہی لیا ہے اور وہ بھی بلا واسطہ فعل چھوڑ دیا ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** کا ترک کیا ہے۔ اور اسکا بہتر جیکر ۱۰ فروری کے الحکم میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **ایک فعل** پیش کیا تھا جو انپر زد تھی پس اس سے بچنے کیلئے ترک نقل ہی کر دیا۔ چلو **چھٹی ہوئی**۔

تیسری ابلہ فریبی۔ حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں ان الفاظ میں مجھسے سوال کیا گیا تھا

"آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دینگے راستبازی سے بتلانا کہ مرزا جی نے جسوقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درختوں پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا"

میں نے اس کا جو کچھ جواب دیا ہے اسے **اہل حق** ناظرین کیلئے الحکم ۱۰ فروری سے یہاں نقل کر دیتا ہوں

"میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر** کو نہایت دیانتداری اور راستبازی سے اس کا جواب ہفتہ وار خدا تعالیٰ ابھی دونگا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب **ایمانداری** اور راستبازی سے قبول کر لینگے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ حملہ اور بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمان مومن کا کام نہیں مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں اب انکی سوال کا جواب دیتا ہوں لیجئے مولوی فاضل صاحب سنئیے اور اگر خداترسی ہے اور مرکر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکو قبول فرمائیے اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تو میں سمجھونگا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں **حضرت کرشن** علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا **حضرت کرشن** کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **کرشن** کو راستباز اور **مقرب** بارگاہ الہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریر و تقریر میں عام ہے اسلئے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں۔ سیالکوٹ سے پہلے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اسمیں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

کہ خدا تعالیٰ نے مجھپر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا یا توہین کرتا ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اسمیں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ"

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے آپکو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شایع ہوا اور اس لاہوری لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپ نے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۸ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ **کرشن** درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اسمیں کیا **شک ہے** کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے **خدا کی نورانی تجلی انپر اتری تھی اسلئے وہ اوتار کہلائے**"

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راستبازی ایمانداری اور انصاف آپکے لئے کیا حکم دیتا ہے۔ اگر ابھی کسر ہے تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق ملجاوے نسیم دعوت نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰ حضرت نے شایع کی تھی اسکے صفحہ ۴۲ پر راجہ رام چندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر انکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

اب منصف مزاج ناظرین خداترس دل لیکر بتائیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اعتراض کا کوئی حصہ بھی قابل جواب باقی چھوڑا گیا ہے؟ یقیناً وہ کہیں گے کہ ہرگز نہیں۔ مگر معزز ناظرین میں نے جو لکھا تھا کہ کیا میرے ہمعصر **مولوی فاضل صاحب** ایمانداری اور راستبازی سے قبول کر لینگے؟"

اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب نے وہی سر ہلا دیا کہ **میں نہ مانونگا**۔

۱۰ مارچ کے جواب الجواب میں مجھے مولوی فاضل صاحب الزام دیتے ہیں

"بہت خوب بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہئے کہ کیا کر رہے ہیں مخالف کی مراد کو نہ سمجھنا اور جواب دینے کی کوشش کرنا بالکل دہرپال کی سی کارروائی ہے"

مولویصاحب! کیا اب میں آپ ہی کے الفاظ میں آپسے نہ کہوں

"**بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہئے کہ کیا کہہ رہے ہیں!**"

وان لم تستحی فاصنع ما شئت

آپ کی حیا و شرم کا فیصلہ میں آپ کے ناظرین پر چھوڑ دیتا ہوں آپ اپنا وہی اعتراض اور میرا جواب اہلحدیث میں پورا چھاپ دیں پھر ناظرین اہلحدیث کو شرم نہ کرنیوالے کا پتہ خود ملجاوے گا۔

اس لاجواب جواب پر جواب الجواب میں مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں کہ

"ہماری غرض یہی تو تھی کہ جو کچھ تمہیں کرشن جی کی نسبت اعتقاد بدلا ہے وہ قادیانی کاہن ہی کے کہنے سے بدلا ہے ایک منٹ پہلے ہو یا ایک سال پہلے تو آخر ثبوت اسکی صلاحیت بلکہ نبوت اللہ سارت کا تمہارے پاس بجز اسکے تو کچھ نہیں کہ خود مرد لد کے منہ سے نکلا ہے"

ناظرین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس جواب پر خوب نظر کریں اس تحریر نے انکی ساری حقیقت کھولدی ہے **علمی** بھی اور **عملی** بھی۔ اور میں خدا کے فضل سے دعوی سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری اس تحریر کا ہرگز ہرگز کافی جواب نہیں دے سکینگے اور قرآن کریم کے الفاظ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں

وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين

میں نے ۱۰ فروری کے الحکم ہی میں صاف الفاظ میں لکھا تھا،

"میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا"

اسمیں کوئی پیچیدہ جملہ نہیں۔ مجھے اور کل احمدیوں کو اس امر پر فخر اور ناز ہے کہ **لم نقصص** کے ماتحت برگزیدوں میں سے کرشن علیہ السلام کی سچائی کی خبر حضرت امام کے ذریعہ ملی۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب **ایمانداری** اور **خداترسی** سے مجھے حضرت آدم حضرت موسیٰ۔ **حضرت عیسیٰ** حضرت **نوح** حضرت ابراہیم وغیرہم انبیاء علیہم السلام جنکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے انکی نبوت اور رسالت کا **ثبوت قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو چھوڑ کر بیان کریں جو ثبوت وہ پیش کرینگے اسی بنا پر میں حضرت کرشن کی راستبازی اور اصطفا کا ثبوت دونگا!**

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے محض اس بنا پر انکو راستباز تسلیم نہیں کیا کہ قرآن کریم نے انکی تصدیق کی ہے وہ خارجی ثبوت کیا رکھتے ہیں ذرا پیش تو کریں۔ اگر کوئی خارجی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو معلوم ہوا مولویصاحب ان انبیاء علیہم السلام کے وجود سے بھی منکر ہونگے۔

اے نادان مولوی! کیا اس واقفیت پر تو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا مدعی اور ہمچو ما دیگرے نیست کے دعوے کرتا ہے تو اتنا نہیں جانتا کہ راستباز راستبازوں کی تصدیق کیا کرتے ہیں پہلا کام انکا یہی ہوتا ہے + (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط جو سعادۃ اور شقاوۃ میں سچا فیصلہ کرنے والا ہے

قبل اس کے کہ میں اس خط کو نقل کروں چند باتیں بطور تمہید کے لکھنی ضروری سمجھتا ہوں ممکن ہے کہ بعض کمزور اور سنن الٰہیہ سے ناواقف دل اعتراض کریں کہ ایسا خط شائع کرنا کیوں ضروری سمجھا گیا بلکہ اس کا اخفا بہتر تھا۔ مگر میرا یہ مذہب نہیں۔ مجھے ہر امر میں قرآن شریف کے اُسوہ کی پیروی کرنا بہت پیارا معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب نے بعض واقعات اور امور کو اپنے اندر لیا ہے جن کے وجود اور قیام سے مومنین کے لیے عجیب فوائد اور مصالح کی بنیادیں پڑی ہیں۔ اگرچہ حقائق ناشناس بہت ہستوں نے ان ہی پرحکمت باتوں کو ہدف اعتراض بنایا۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مامور من اللہ کی ہر مہتم بالشان اور پرحکمت بات اور واقعہ کو مکتوب کیا جاوے اور محفوظ رکھا جاوے۔ خدا تعالیٰ اور اُسکے نبیوں اور مصلحوں نے کبھی نکتہ چینوں اور ان کی یاوہ گوئیوں کی پروا نہیں کی۔ مصلحت عامہ کی غرض کو ملحوظ رکھکر فرمایا جو کچھ فرمایا اور اپنے ہر گزیدوں اور خلیفوں کو اُسپر چلایا جسطرح چاہا۔ نکتہ چیں زبانوں نے بڑی بڑی تیزیاں دکھائیں اور معترض قلموں نے حد سے زیادہ ریزہ کاریاں کیں مگر آخرکار زبانیں کٹ گئیں اور قلم گھس گئے یا یوں سمجھلو کہ زبانوں نے خاک مجنہ چاٹ کر اپنی ہرزہ درائی کا اعتراف کیا اور قلموں نے ناک رگڑ رگڑ کر اسی کو حق تسلیم کیا جسپر سرکشی اور شتابکاری سے حرف رکھا اور زہر اُگلا تھا۔ اَللّٰہُ اَکْبَر کیا ہی سچی اور پرشوکت بات ہمارے رب علیم کی ہے ن۔ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ۝

اس خط میں جو عنقریب پڑھنے میں آوے گا ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا جواب ہے جو اُسنے حضرت حجۃ اللہ نبی اللہ علیہ السلام کے مصارف پر کیا۔ اُس نے سادگی اور نیک نیتی سے چند دوستوں کی زبان بنکر ایسی جرأت کی ہم جانتے ہیں اور بصیرۃ اور تجربہ سے یقین رکھتے ہیں کہ سادگی اور ناواقفیت کبھی کبھی ایسے امر کا ارتکاب کرتی ہے اور دل مخالفانہ رنگ اور اعتراض سے بری ... پاک ہوتا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ایسے وسوسوں کی جڑ ناواقفیت خدا کے کلام اور کام سے ہوتی ہے۔ ... معرفت اور لذیذ ایمان خدا تعالیٰ کے ... کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے جسکے سامنے وساوس اور اوہام کی تاریکی کبھی ٹھہر نہیں سکتی قرآن کریم کے پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے جو کسی پرحکمت فعل کے نہ سمجھنے کے سبب سے کسی وقت گھبرا اُٹھے اور شتابکاری سے زبان اعتراض کھول دیتے مگر ان کی نیک نیتی اور پاکیزہ فطرتی شفیع بنکر انھیں عنداللہ اور عند الرسول معذور ٹھیراتی۔ مگر ہم اس امر کو بڑے فخر اور ناز سے ظاہر کرتے ہیں کہ لمبی معیت اور صحبت کا شرف حاصل کرنے والے صدیقوں سے ایسی حرکت کبھی ظہور میں نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کبھی پسند نہیں کیا کہ اُس کے خلیفہ اور مامور کی کسی بات اور فعل پر اعتراض کیا جاوے اور نہ ہی فطرت سلیم اسے روا رکھتی اور اس مد میں اسکی گنجایش دیکھتی ہے اس پرحکمت امر کے اظہار کے لیے ہمارے نبی کریم کو (صلی اللہ علیہ وسلم) امین فرمایا ہے۔ در حقیقت بات بھی یوں ہی ہے۔ ایک شخص اگر حقیر دنیاوی ناچیز اور فانی امانتوں یعنی چاندی سونے اور تانبے کے چندوں کا سچا محل اور امین نہیں تو کیونکر فطرت سلیم اور عقل مستقیم اجازۃ دیسکتی ہے کہ ایمان۔ دل اور جان کی بیش قیمت امانتیں اُسکے سپرد کی جائیں اور اپنی تمام محبوبات اور شہوات پر اُس کی رضا کو مقدم رکھا جاوے۔ خلیفۃ اللہ کیا ہے خدا کی ایک کل۔ یا مردہ بدست زندہ۔ وہی جس کا سچا نقشہ اس آیت نے دکھایا۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ بتاؤ اُسے کیا کہو گے جس کا جینا مرنا عبادت وغیرہ سب خدا کے لیے ہو گیا۔ وہ تو اپنے آپ سے مر گیا اور خدا میں اور اُس کے ساتھ زندہ ہو گیا۔ اب اسکی نہ اپنی کوئی خواہش ہے اور نہ اپنا کوئی ارادہ اور اختیار ہے۔ یہ مقام بڑا اعلیٰ اور یہ منصب بڑا عظیم الشان ہے اس کا سمجھنا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اسی مقام شریف کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ آیت فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ جس سعید اور مبارک قوم نے اس امر الٰہی پر عمل کیا۔ ان کی قوت معرفت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے میں ان دونوں پر قربان ہوں۔ اُس مبارک اور برگزیدہ ... جو ایسا خدا میں کھویا گیا کہ اُس کا اپنا کچھ نہ رہا یہاں تک کہ خدا کبھی گواہی دے اُٹھا کہ اے یہ سارا میرا اور میرے لیے ہے تم اسکے پیچھے ہو جاؤ میں تمسے پیار کروں گا اور اُن پر بھی جنھوں نے پوری بصیرت اور کامل یقین سے اسے ایسا سمجھا اور موت تک اس ایمان پر قائم رہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے پیرایہ میں جیسے کہ اس کی عادت قرآن شریف میں ہے (تفہیم) اس آیت سے (هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ) ایک سر بتایا۔ اُنھوں نے سمجھا اور خوب سمجھا۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَیْرًا۔ کیسی صاف بات اور عجیب بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور اُس کے ضمن میں ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت سلیمانؑ کی طرح بلکہ اُن سے بڑھکر بادشاہ ہونے والے تھے فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ ہمنے تجھے دیا ہے ہماری عطا ہے ہمیں مخلوق کا دخل نہیں کہ کوئی تجھپر اعتراض کرنے کا حق رکھ سکے سو تو خواہ لوگوں کو بخشدے یا اپنے پاس رکھ اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ اللہ اکبر کیسی فطرۃ صحیحہ کی مطابقت ہے حضرت مسیح موعود نے بھی بے اختیار جواب میں یہی رنگ اختیار کیا ہے۔ ایسی ہی تعلیم کا اثر اور معجزانہ اثر تھا کہ کبھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اوپرے آدمی کی ذری سی بات پر ایک وادی بکریوں کی عطا کر دی تو کوئی بھی معترض نہ ہوا کہ یہ بے محل اسراف ہے اس لیے کہ وہ آپ کو خدا سے حکیم کا حکیم رسول مانتے تھے۔

میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ اس ایمان کی جو ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دکھایا کوئی نظیر کسی زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ نہ بنی اسرائیل میں اسلیے کہ توریت اُن کے شکوہ سے یوں پُر ہے جیسے ایک آبلہ پانی سے یا ایک سڑا ہوا پھوڑا بدبودار پیپ سے۔ وہ بار بار اپنے نبی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو نکتہ چینیوں اور شرارتوں سے ایذا دیتے۔ نہ عیسویوں میں اس لیے کہ ان کی قوت معرفت اور محبت اُن کے آخری فعل سے خوب ظاہر ہوتی ہے جو اُنھوں نے اپنے آقا کے ساتھ اُس نازک گھڑی میں دکھائی جبکہ بیگانوں کی آنکھیں بھی خون رو دیتی ہیں۔

آج اس مادہ پرست دنیا میں جس میں ایک ایک فرد سے قید حریت کی بدبو ارہی ہے یا ستون اوپر چڑھا ہوا ہے ایسے ایمان کی کیفیت کا سمجھنا آسان بات نہیں کہ ایک شخص کی ہر بات اور ہر فعل کو خدا کی بات اور فعل مانا جاوے اور خواہ اُس کا کوئی قول یا فعل سمجھ میں آوے یا نہ آوے اُسے واجب العمل سمجھا جاوے۔ مگر فلاح اسی میں ہے اور قوم اسی طرح بنتی ہے۔ اسلام نے اسی اصل محکم پر ایک قوم بنا کر دکھائی ہے آج کے سرکش اور بیباک لوگ جن کا جھوٹا نام آزاد اور مہذب ہے اُن کی جاہلیت کے زمانہ سے بڑھ کر بیباک نہیں۔ یہ ہندوستان کی تاریک اور پامال مٹی کے فرزند۔ خدا سے مہجور اور بے نور ان میں حوصلہ ہی کیا اور ان پدیوں کا شور با ہی کیا وہ صحرائے عرب کے آزاد فرزند۔ بات کی تیج پر کٹ مرنیوالے ابلیس کیطرح کسی کے آگے کبھی سر تسلیم جھکانے والے کیسے ایک شخص کے آگے سربسجود ہوے اور اس سے وہ کچھ پایا جو نہ موسائیوں نے حضرت موسیٰؑ کی پیروی سے پایا اور نہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی پیروی سے مبارک وہ جنھیں یہ ایمان اور عرفان عطا ہو۔

وہ خط یہ ہے

مجبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں ایک مدۃ سے بیماریوں میں رہا اور اب بھی ان کا بقیہ باقی ہے میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔

آپکے پہلے خط کا ماحصل جسقدر مجکو یاد رہے یہ ہے کہ میری نسبت آپنے ...... کی جماعت کیطرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ

(مہر الدین)

ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں۔ اور یہ بھی ذکر تھا کہ اسی روپیہ میں سے باغ کے چند خدمتگار بھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جنکو میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ ان کا رد لکھوں۔ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اسکے خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ ...... کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر سمجھا دیں کہ اسکے بعد ہم ...... کا چندہ بکلی بند کرتے ہیں اور انپر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لیے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دلمیں مخفی رکھتا ہے اسکو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے اور جسطرح وہ میرے دلمیں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح درست یا غلط میں اسیطرح کرتا ہوں۔ لیکن جو شخص کچھ مدد دیکر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسیکی بھی پروا نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں **تو وہ جسنے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دیگا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہوگی** جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے **یَنۡصُرُكَ اللّٰهُ مِنۡ عِنۡدِهٖ۔ یَنۡصُرُكَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ** یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کریگا۔ تیری ایسے مرد کرینگے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کرینگے اور الہام کرینگے۔ بس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک ...... کیڑے کیطرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں **بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں** اور کیا وجہ کہ انھیں جبکہ میں ایسے **خشک دل لوگوں کو** چندہ کے لیے مجبور نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ بھیجتے ہیں جو اپنے سچے دل سے **مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں** اور میرے تمام کاروبار خواہ انکو سمجھیں یا نہ سمجھیں ان پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسیکو حساب دوں۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض دلمیں رکھتا ہے اسپر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسیکی پروا نہیں جبکہ خدا مجھے بکثرت کہتا ہے گویا ہر روز کہتا ہے کہ میں ہی بھیجتا ہوں جو آتا ہے اور کبھی میرے مصارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا تو دوسرا کون ہے جو مجھپر اعتراض کرے۔ ایسا اعتراض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی تقسیم اموال غنیمت کے وقت کیا گیا تھا۔ سو میں آپکو دوبارہ لکھتا ہوں کہ آئندہ سبکو کہدیں کہ تمکو اس خدا کی قسم ہے جسنے تمھیں پیدا کیا اور ایسا ہی ہر ایک جو اس خیال میں انکا شریک ہے کہ ایک حبہ بھی میری طرف کسی سلسلہ کے لیے کبھی اپنی عمر تک ارسال نہ کریں پھر دیکھیں کہ ہمارا کیا حرج ہوا۔ اب قسم کے بعد میرے پاس نہیں کہ اور لکھوں۔

خاکسار مرزا غلام احمد

اگرچہ خط اس قابل ہے کہ کھول کھول کر ان فوائد اور مصالح کو بیان کیا جائے جو اس سے مستنبط ہوتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ رشید اور سعید دل خود ہی مستفید ہو جائینگے۔ اس سے استفادہ اور عدم استفادہ کو خدا تعالیٰ کی مشیت اور قلوب کی سعادۃ اور شقاوۃ کے حوالہ کر کے آخر میں چند باتیں گذارش کرنی مناسب سمجھتا ہوں۔ جیسے ان صحابہ سے ہمیں دین کا بہت سا حصہ پہنچا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کی اندرونی اور بیرونی واقعات اور احوال پر پورے واقف ہو کے آپ کی سچائی اور سیرۃ کے گواہ ٹھہر گئے۔ میرے دل میں بڑی بھاری یہ آرزو رہتی ہے کہ وہ لوگ جو اسرار نبوۃ اور مصالح ماموریت کی نسبت کوئی شبہ یا وسوسہ دل میں رکھتے ہیں خواہ وہ مخالف ہیں اور خواہ سادہ ناواقف ہوں اور نیک نیتی سے کسی امر کی سچائی اور اصلیت پر آگاہ ہونا چاہتے ہوں وہ اسی منہاج اول کے موافق ان لوگوں کی طرف رجوع کریں جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمانیت سے حضرت موعود علیہ السلام کا شرف صحبت اور فخر معیت بخشا ہے۔ پھر انکی گواہی پر اسی طرح ایمان لاویں جسطرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کی گواہی پر ایمان لائے ہیں۔ اور درحقیقت اس سے چارہ نہیں اور حق بھی اسی میں ہے۔ سنۃ اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جزوی و کلی حالات سے واقف وہی ہوتے ہیں جو محبت اور صدق اور حسن ظن سے مدۃ دراز تک مامور کی صحبت میں رہتے ہیں۔ مخالف اور عدو کو کہاں نصیب ہوتا اور موقعہ ملتا ہے کہ وہ راست بازوں کی صحبت میں رہے۔ آخر وہی احباب اور اصحاب مامور کی صداقت اور صدق کے گواہ ٹھہرتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مامور کی نسبت اس کے مخالفوں کی گواہی کو کبھی کسی زمانہ میں قابل اعتماد سمجھا گیا ہو۔ فطرت سلیم بھی فتویٰ دیتی ہے۔ مگر تعجب ہے ایک یورپین پادری ولیم میور پر جو اسبات کا پیاسا ہے کہ کیوں ابوجہل اور اس کی پارٹی کی گواہی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قبول نہیں کیجاتی۔ تعجب یہ ہے کہ یسوع کی نسبت ان کے ہمعصر اور ہم قوم بنی اسرائیل کی گواہی منظور نہیں کرتا۔ اس سے کچھ کم تعجب مجھے شیعوں کے مقتدا اور مایہ ناز یا غارت کن ایمان علاء حلی پر ہے جو ابوبکر صدیق (علیہ السلام) کے مقابل مسیلمہ کذاب اور حضرت عمر فاروق (علیہ السلام) کے مقابل اس خبیث قاتل کی جنبہ داری کرتا اور ان کی گواہی کو حق اور ان کے قول کو موزون کہتا ہے۔ پھر مجھے کچھ تعجب اس زمانہ کے مولویوں اور ان کے کمیش فطرت مقلدوں پر نہیں جو ان آباء کے نقش قدم پر چلکر حضرت موعود کے مخالفوں کی گواہی لیتے ہیں اور اصحاب سے پوچھنا کفر سمجھتے ہیں۔

کیا یہ تاسف اور تعجب کی بات نہیں کہ دور اور مہجور دشمنوں کو جنھیں کبھی بھی مامور کی صحبت میں رہنا نہیں ملا۔ حضرت مامور کی وہ باتیں نظر آجاتی ہیں جو خلوت اور جلوت کے حالات سے واقفوں کو معلوم نہیں ہوتی۔ [illegible] کی جیسی نری اور بھیانک تصویر وہ کھینچتے ہیں اگر وہ درحقیقت [illegible] شکل اور وہی ہیئت کسی کی ہو تو اس سے تو پاس والے ہزاروں کوس دور بھاگیں چہ جائیکہ اس کے قرب و معیت کو رات دن خدا تعالیٰ سے اپنی نماز و نمیں مانگیں۔ وہ جو خدا تعالیٰ کے لیے ہر محبوب و مالوف شے سے ہجرۃ کر کے اس کے قدموں میں زندگی بسر کرنا خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب یقین کرتے ہیں کیا وہ اس تصویر پر جان اور مال قربان کرتے ہیں جسے دشمنوں نے اپنی پر شقاوۃ البموں میں رکھا ہوا ہے۔ نہیں نہیں اصلی تصویر وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصحاب پر منکشف ہوتی ہے۔ اسی دلربا پر جذب تصویر کی کشش سے وہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اس کے قدموں پر نثار کرتے اور اسپر خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ انھیں یہ توفیق ملی۔ آخر میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان چند سطروں میں برکت ڈال دے اور بہت سے دل اس سے فائدہ حاصل کریں۔

خاکسار عبد الکریم۔ قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

ایک مناسب درخواست اور تحریک

کسی قوم میں ملیت اور وحدۃ پیدا کرنے کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ اس قوم کے افراد باہم رشتہ داریاں قائم کر کے اس اخوۃ کا عملی ثبوت دیں جو کسی امام و مامور کے ماتحت ہو کر وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ ایسی زبردست ضرورت ہے کہ خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکو محسوس کیا اور ایک اشتہار ۷ جون ۱۸۹۸ء کو شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اسکی عنایات سے ہماری جماعت میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اسلیے قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ ان کے باہمی اتحاد بڑھانے کے لیے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر سے بچانے کے لیے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے لیے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں انکی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں

خاندان ہیں پرہیزگاری میں ممتاز ہیں دین سے محبت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں الآخرہ"

یہ حضرت حجۃ اللہ کا ارشاد ہے جو کہ اشتہار میں شائع ہوا تھا۔ قوم کو قوم بنانے کے لیے یہ ضروری اور کارگر نسخہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ہم لوگ ان امور کی طرف سے… اور سچی سنت میں بہت کمزوری ظاہر کر رہے ہیں۔ اکابران امت مثل حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب و حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایسے امور میں ایک بہترین مشیر اور مشیر کا کام دینے کو خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ لیکن ابھی تک پرانی رسوم میں ہم گرفتار ہیں۔ اصل معیار تقویٰ و طہارت کو چھوڑ کر قوم اور ہڈی کی تلاش ہمارے سامنے رہتی ہے۔ اور دولتمند اور مفلس کا سوال ہمارے پیش نظر۔

الحکم میں پچھلے دنوں شیخ غلام احمد صاحب نومسلم اور میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش لنگر کے متعلق شادی کی درخواست کے متعلق اپنے نوٹ شائع کیے تھے لیکن مجھے تعجب ہوا کہ ان پر توجہ نہیں ہوئی حالانکہ شیخ صاحب ایک شریف ہندو خاندان کی یادگار ہیں اور محض خدا کے لیے اپنی برادری سے الگ ہوئے ہیں اور پھر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے حضرۃ اقدس کی صحبت میں رہنے کے لیے یہاں دارالامان میں رہتے اور اپنی قوت بازو سے اپنی ضروریات کے لیے سامان بہم پہنچاتے ہیں مگر محض اس خیال سے کہ وہ تیر(؟) فروشی کرتے ہیں شاید کسی بزرگ کو توجہ نہیں ہوئی۔ ایسا ہی میاں رحمت اللہ صاحب جن سے میں ذاتی طور سے واقف ہوں ایک شریف زمیندار تجارت پیشہ اور معقول آمدنی رکھتے ہیں لیکن سبزی فروشی شاید ان کے لیے کسی بھائی کو تعلق پیدا کرنے سے مانع ہوئی۔ خدا کرے میرا قیاس غلط اور محض غلط ہو۔

لیکن اگر یہ راست ہو تو بہت افسوسناک امر ہے۔ قومی ضرورتیں قوم ہی میں پیش ہونگی اور قوم ہی کو ان کا انتظام کرنا پڑے گا۔ میری رائے میں مولانا مولوی نورالدین صاحب اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب افراد قوم کو ایسے مشوروں کے لیے بہترین مشیر کا کام دے سکتے ہیں اگر قوم فائدہ اٹھانا چاہے۔

اس تحریک کی تمہید ایک اپنے بھائی کی درخواست پر لکھنے کی ضرورت پڑی۔ جنھوں نے اس ضرورت کے لیے مجھے خط لکھا ہے اور اخبار کے ذریعہ فائدہ اٹھانا چاہا ہے ان کی درخواست بہت مناسب اور ضروری ہے اس لیے میں اپنے الفاظ میں اسے درج کر دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ کوئی سعید بھائی جس کو خدا تعالیٰ نے ایسا تعلق پیدا کرنے کے لیے موقع دیا ہو اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ خصوصاً ضلع ہوشیارپور اور جالندھر میں ہمارے احمدی راجپوت بھائی اچھا موقع رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ میانمیر جو بہادر سمالی لینڈ کی مہم سے واپس آئے ہیں اور جن کے درجہ اول میں منتقل کیے جانے کی سفارشیں ان کے افسران اعلیٰ نے کی ہیں ایک شریف راجپوت بھٹی خاندان کے ہیں جو کوٹ بھٹیاں ضلع گورداسپور کے باشندہ ہیں ان کی عمر اسوقت ۲۷ سال کی ہے اور ۱۱۵ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں اپنے والدین کے گھر اکلوتے لڑکے ہیں اور ان کے چار گھماؤں اراضی کے واحد وارث ہیں یہ ظاہر ہے کہ ایک لائق۔ شریف خاندانی اور پھر خدا کے فضل سے معقول حیثیت لڑکا ملنا آسان نہیں ہوتا۔ اس لیے ان کے رشتہ دار وغیرہ ایسی تقریب کے لیے اکثر لوگ فخر کے ساتھ خواہشمند ہیں مگر وہ صرف اپنی جماعت میں ایسا تعلق کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پہلی بیوی ابھی ہے مگر وہ عارضہ سل میں مبتلا ہے اور اس کی حالت نازک ہے۔ اس بنا پر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جماعت میں ایسا تعلق پیدا کریں۔ ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں کہ لڑکی مغل راجپوت یا پٹھان قوم سے ہو۔ عمر میں ۱۵ یا ۱۶ سال سے کم نہ ہو ما طاب لکم کے ماتحت حسن خلق و خلق رکھتی ہو۔ صحیح البدن ہو۔ خاندان میں کوئی متعدی مرض نہ ہو۔ خندہ پیشانی بلند اقبال ہو اس کے تین چار بھائی ہوں۔ مستورات کی ضروریات اور فرائض خانہ داری سینا پرونا وغیرہ سے واقف ہو۔

ضروری تعلیم سے واقف ہو۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور دوسری مذہبی کتب اردو زبان میں پڑھ سکتی ہو تو بہت ہی بہتر ہے۔

جو صاحب ڈاکٹر صاحب سے اس معاملہ کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ میانمیر کے پتہ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

تربیت اولاد پر حکیم الامۃ

۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو قریب شام مجھے حضرت حکیم الامۃ کے حضور شرف ملازمت حاصل تھا باتوں ہی باتوں میں اس بات پر ذکر آگیا کہ آپ عبدالحی کو بہت آزاد رکھتے ہیں اور اسکو کبھی تنبیہ نہیں کرتے۔

فرمایا۔ میں اسکو مناسب تنبیہ تو کرتا ہوں اور اس کے لیے نیز پر کہ اسے ذرا بھی ناگوار نہیں ہوتا اور وہ اصلاح کر لیتا ہے لیکن بچوں کو مارنا پیٹنا میں بالکل نامناسب سمجھتا ہوں اس کے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں جو میں اسکو کھلا چھوڑ دیتا ہوں

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اکرموا اولادکم یعنی اپنی اولاد کی تکریم کرو اس لیے اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے بچوں کو زدوکوب سے پرورش نہیں کیا

(۳) پھر میں یہاں تک بھی پاتا ہوں کہ عہد رسالت میں بچوں کو ہرگز نہیں مارا جاتا تھا۔

(۴) جبکہ شریعت اور خدا تعالیٰ نے انکو ابھی مکلف نہیں کیا تو ہم کون ہیں جو مکلف کر سکیں۔

(۵) عبدالحی اللہ تعالیٰ کی ایک آیۃ ہے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کے موافق پیدا ہوا ہے۔ آیۃ اللہ کی بےحرمتی اچھی نہیں۔

(۶) خود حضرت اقدس علیہ السلام کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ بچوں کو زجر و توبیخ نہیں کرتے۔ میں نے خود سنا ہے کہ جب کبھی ام المؤمنین نے کسی بچہ کی کوئی شکایت کی ہے تو فرمایا ہے "کہ میں دیکھتا ہوں کہ اسکی فطرۃ اس سے کیا کراتی ہے میں دعا کروں گا"

(۷) اولاد کے لیے دعائیں کرنی چاہییں کہ وہ نیک ہو تاکہ ہمارے لیے دعائیں کرنیوالی ہو لیکن اگر شروع ہی سے ہم ان کے دل میں اپنے لیے بغض پیدا کر لیں گے تو وہ دعائیں کرنیوالی ہوگی یا بددعا کرنے والی۔

(۸) میری اور میرے بھائی بہنوں کی تربیت کبھی اس رنگ سے نہیں ہوئی میرے والدین ہم سب پر اور مجھ پر بہت ہی بڑی عنایت اور شفقت کیا کرتے تھے۔ ہماری تعلیم کے لیے وہ کبھی بڑی سے بڑی خرچ کیلیے بھی آزردہ خاطر نہ ہوتے تھے بلکہ بڑی خوشی سے ادا کرتے تھے میں نے کبھی اپنے والد یا والدہ ماجدہ سے کوئی گالی بچوں کو نہیں سنی بلکہ والدہ صاحبہ جنسے ہزاروں لڑکیوں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے وہ اگر کسیکو گالی دیتی تھیں تو وہ یہ گالی دیتی تھیں محروم نہ جاویں۔

(۹) جب ہم خود باوجودیکہ اسقدر عمر ہوگئی ہے اور بہت کچھ پڑھا اور پڑھایا ہے) بھی غلطی کر بیٹھتے ہیں تو جنکو کچھ بھی واقفیت اور علم نہیں اگر غلطی کر بیٹھیں تو اسپر اسقدر غصہ اور غضب کیوں ہو۔

(۱۰) غلطیوں اور فروگذاشتوں پر دعا کرنی چاہیے حضرۃ اقدس علیہ السلام گھر میں ایکدفعہ فرما رہے تھے کہ لوگ جو کسی پر ناراض ہوتے ہیں مجھے حیرت ہے کہ جبوہ ناراض ہوتے ہیں کیا انھوں نے اسکے واسطے چالیس دن روکر دعا بھی کی ہے اگر چالیس دن روکر دعا کرے اور پھر بھی اسکی اصلاح نہ ہو۔ تو البتہ اسے ناراض ہونے کا موقعہ ہے۔

استفسار اور اُن کے جواب

(از حکیم الامۃ)

(۱) قبرستان کے لیے جو زمین وقف کی جاوے اسمیں اگر کوئی شخص مسجد بناوے اور پھر اس مسجد کو پیچھے کیجاوے محراب و منبر وغیرہ توڑ کر مال زکوٰۃ سے بنا سکتا ہے یا نہیں

الجواب مسجد کو پیچھے کیجانب یعنی قبلہ رخ ہٹانے کی ممانعت شرع اسلام سے ثابت نہیں بلکہ مسجد مکہ اور مسجد نبوی کو بھی ہر طرف سے بڑھائی گئی ہے۔ منبر محراب توڑنے کی ممانعت بھی نہیں ثابت نہیں قبرستان کو مسجد بنانا یا وقف کے خلاف ورزی کرنا تو ممنوع ہے مگر اسمیں بھی غور طلب یہ امر ہے کہ مسجد نبوی بھی جس مقام پر بنائی گئی ہے وہ بھی قبرستان تھا۔

مصرف زکوٰۃ میں مسجد کا بنانا ہرگز نہیں ہو سکتا لا تصرف الزکوٰۃ الی بناء المسجد و قنطرۃ و اصلاح طرق ونحوہا (عینی شرح کنز)

قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ اور آثار سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ زکوٰۃ سے مسجدیں بنائی گئی ہوں

(۲) سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں جو یہود پر دو دفعہ کے وقت آئے وہ کب آئے تھے اور مسلمانوں پر کب۔

الجواب قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک بنی اسرائیل کی طرح مسلمانوں پر بھی یہ دو خطرناک وقت آئینگے بنی اسرائیل پر پہلی آفت حضرۃ داؤد و سلیمان کے عہد سلطنت کے بعد میں پڑی جبکہ بابل کے بادشاہ اور مشرق کے لوگ انکو قید کرکے لےگئے مسلمانوں پر یہ تباہی کا وقت عباسیوں کی سلطنت میں آیا جبکہ ہلاکو اور اسکی قوم نے انکی سلطنت کو بیخ سے کاٹ ڈالا یہ تو وعد اولٰہما کی تفسیر ہوئی دوسری دفعہ بنی اسرائیل پر مسیح کے وقت میں بڑی تباہی آئی جو مسیح کی مخالفت کا نتیجہ تھا اور انکی مخالفت ہی اسکا باعث ہوئی۔

مسلمانوں کے لیے بھی یہ دو وقت سخت خطرہ کے ہیں ایکوقت تو ان پر عباسیوں کے عہد میں آچکا ہے اب دوسرا وقت جو مسیح موعود کی مخالفت کا نتیجہ ہوگا وہ اسکی پوری مخالفت پر موقوف تھا جسکا زمانہ مسیح موسوی کیطرح اسکے بعد یہی مخالفت کا مزہ چکھانے کا ہے دو زمانے جو مسلمانوں پر آنے تھے ایک زمانہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور دوسرا آرہا ہے پھر جسطرح بنی اسرائیل پر مختلف تباہیاں آئی ہیں ایسے ہی مسلمانوں کو مختلف تباہیاں ان الفاظ میں بتائی گئی ہیں خسف بالمشرق خسف بالمغرب وخسف فی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ستیارتھ پرکاش کی اغلاط

سکرٹری سناتن دھرم کمار سبھا

لاہور نے آریہ سماج کو چیلنج دیا کہ ستیارتھ پرکاش میں ۸۰ فیصدی غلطیاں ہیں اگر انہیں آپ کو شک ہو تو شاستر ارتھ کر لو۔ سناتن دھرم کمار سبھا لاہور آریہ سماج پر احسان کرے گی اگر ان غلطیوں کو شائع کر دے۔

سوامی دیانند ناستک مشہور تھے

آریوں کے مہاتما

سرغنہ بالو منشی رام صاحب ۲۸ پھاگن کے پرچارک میں اپنی زندگی کے نشیب و فراز لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "کاشی میں انہیں دنوں مشہور ہوا کہ ایک بڑا ناستک آیا ہے جو دن کو مشعل اپنے دونوں طرف جلائے رکھتا ہے اور اسکے جادو کے تیج کر جو پنڈت روبرو جاتا ہے دب جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ماتا جی ہمیں اون دنوں نہیں جانے دیتی تھیں۔ مبادا ہم دونوں بھائی اس جادوگر کے پیچھے میں نہ پھنس جاویں۔ گو جیون چرتر میں اوسوقت سوامی دیانند کا کاشی میں جانا درج نہیں۔ لیکن پتا جی سے معلوم ہوا تھا کہ وہ شہرت سوامی دیانند کی تھی"۔ بالو منشی رام جی ملاحظہ تو فرمائیے کہ جن سوامی دیانند کو آپ اپنا گرو خیال کرتے ہیں ان کو آپکے پتا اور ماتا اور اہل کاشی ناستک اور جادوگر خیال کرتے تھے۔ اس موقع پر تو وہی مثل صادق آتی ہے۔ باپ نے ماری مینڈکی اور بیٹا تیر انداز۔ (سناتن دھرم گزٹ)

مدراس کے عیسائی

لالہ لاجپت رائے صاحب پلیڈر نے

اپنے سفر جنوبی ہندوستان پر لیکچر دیتے ہوئے مدراس کے عیسائیوں کا مندرجہ ذیل حال بیان کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ میں جغرافیہ سے ناواقف نہ تھا تاہم بعض بعض مقامات کی نسبت مجھے بالکل علم نہیں تھا کہ وہ ساحل ملابار پر واقع ہیں یا ساحل کارومنڈل پر۔ مدراس کا علاقہ بمبئی سے ادھر ۲۰۰ میل سے شروع ہوتا ہے۔ جہاز کا سفر نسبتاً ریل سے سستا ہوتا ہے۔ ریل چکر لگا کر جاتی ہے۔ مدراس میں میں نے جو پہلا شہر دیکھا وہ منگلور تھا۔ یہاں عیسائیوں کی آبادی بہت ہے۔ گرجا گھر بیشمار ہیں کرسچن کالج کا چرچ بہت بڑا ہے اسکے تمام در و دیواروں پر انجیل کے قصے اور کہانیوں کے متعلق تصاویر نقش ہیں اور ان واقعات و تلمیحات کے اظہار کے لئے کہیں کہیں انجیل کی آیتیں بھی نیچے لکھدی گئی ہیں۔ ان کے خوبصورت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے دکھن میں کیتھلک عقاید کا رواج بہت ہے۔ پروٹسٹنٹ چرچ کے پیرو صرف خال خال نظر آئیں گے۔ رومن کتھیلک چرچ کے مسیحیوں کا طرز پرستش ہندوں سے بہت مشابہ ہے دن کے وقت گرجاؤں میں بتیاں جلائی جاتی ہیں۔ اور پورانک ہندوؤں کی طرح عیسائی بھی مورتوں کے سامنے سر جھکاتے اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔ عیسیٰ کی مورتی کے سامنے دو زانو ہو کر اور مسیحی طریق کے سنتوں کے سامنے ایک زانو ہو کر سر جھکاتے ہیں یا کھڑے ہو کر ہاتھ جوڑتے ہیں۔ چرچ میں بہت جگہ پوتر جل دیوار و نیز رکھا رہتا ہے؟ اوسکے چھینٹے اپنے سروں پر ڈالتے ہیں۔ ہندوں کی طرح چرچ میں جوتا نہیں لے جاتے۔ بعض مورتوں کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ اگر یہاں سجدہ کیا جائے یا اس کے سامنے بیٹھکر پوجا کی جائے تو سو رعائتیں ملیں گی۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ دیسی عیسائیوں کو ہندوں سے تمیز کرنا بہت مشکل ہے اون کی طرز معاشر ایک سی ہے ہندوں کی طرح یگیوپویت پہنتے ہیں۔ ذات پات کا خیال ویسا ہی دامنگیر ہے۔ عام پوشش دہوتی اور کوٹ ہے۔ ان میں بھی جوتا پہننے کا رواج نہیں ہے۔ بعض بعض دوسروں کے ہاتھ کا چھوا ہوا کھانا بھی نہیں کھاتے۔ گاؤ اور سور کا گوشت تو قطعی حرام سمجھ لیا گیا ہے لیکن بہت آدمی ایسے نکلیں گے جو بالکل گوشت کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں۔ تیوہاروں کے دن تو بالخصوص اس سے ذرا بھی سروکار نہیں رکھتے۔ ایسی حالت میں ہندو و عیسائیوں میں فرق اجنبی کے لئے غور و دقت کا مضمون بن جاتا ہے۔ مذہبی فرق صرف اسقدر ہے کہ ہندو رام کرشن وغیرہ کی مورتیں پوجتے ہیں یہ عیسیٰ مریم اور سنتوں کی مورتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ نئے تہذیب کے علامات بہت کم نظر آتے ہیں۔ رسم و رواج بالکل ہندوں کی طرح ہیں۔ جس طرح ہندوؤں کے ہاں مرنے کے وقت کی خیرات مہا برہمن لیتے ہیں ویسے ہی پادریوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ برہمنوں کے ٹیکس کی طرح پادری بھی ان سے مذہبی معاوضہ وصول کیا کرتے ہیں سند و تقاریب کیطرح اوقات مقررہ پر مذہبی رسم ادا کئے جاتے ہیں۔ مجھے یہ کیفیت دیکھکر سخت تعجب ہوا میں نے ایک عیسائی سے پوچھا۔ کیا تم آواگون مانتے ہو؟ اوس نے جواب دیا کیوں نہیں! سوائے مورتیوں کے تبدیل کر لینے کے اور وہاں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر آریہ سماج کے چند حامی وہاں جا کر کام کرنا چاہیں تو انکو بآسانی جلد واپس لا سکتے ہیں۔ جو سوشل دقتیں یہاں ہیں وہ وہاں نہیں ہیں۔ یہاں کے عیسائی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوں سے بالکل تعلق نہیں رکھتے۔ مگر مدراسی کرسچن کی کیفیت جداگانہ ہے۔ رسومات وغیرہ سب بدستور ہیں سوشل رواج میں مطلق فرق نہیں آیا ہے صرف اتنا کام ہے کہ بائبل کی جگہ وید اون کے ہاتھ میں دیدیا جائے اور عیسیٰ کی جگہ پرماتما کا اسم سکھایا جائے۔ اون کا عام لباس جیسا میں نے پہلے عرض کیا ہے دہوتی۔ چھوٹا قمیض بنیان اور گلے میں دوپٹہ ہے۔ بعض بعض دہوتی کے سوا بدن پر کوئی کپڑا نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ طالب علم بھی اکثر ایسے ہی رہتے ہیں۔ ایک موقعہ پر ایک میٹنگ منعقد تھی۔ اوسمیں پانچسو ۵۰۰ آدمی شریک تھے سب کے سر اور پاؤں ننگے تھے میں نے چند معزز آدمیوں کو اسی وضع میں دیکھکر سمجھا برہمن ہونگے مگر بعد میں گرجا گھر میں شریک ہوتے ہوئے دیکھکر معلوم ہوا وہ عیسائی تھے۔ مشرقی ممالک میں جو مسیحی پادری ہندو کے بہکانیکے لئے آتے تھے اونکو جیسوٹ

JESUITS

کہتے ہیں سینٹ زیویر

ST: XAVIER

ان سب کا پیشرو تھا۔ ان لوگوں نے عجیب طریق پر کام کیا بالعوض اسکے کہ کسی قسم کی مذہبی تردید کرتے بائبل کو سنسکرت میں ترجمہ کر کے پانچویں وید کے نام سے ان کے ہاتھ میں دیا۔ اور سنسکرت کے مدارس قایم کر دئیے عیسائی تو ضرور بنا لیا مگر یگیوپویت وغیرہ قومی رواج کو صدمہ نہیں پہونچایا۔

ایک سجادہ نشین کی پیشگوئی

(۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء)

عصر کی نماز کے پیشتر حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی نے اپنے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمن صاحب سجادہ نشین سرساوہ کا خط سنایا جسمیں انہوں نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بطور پیشگوئی لکھا تھا کہ وہ جلد فوت ہو جائینگے اور انکی سلسلہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں کشف قبور کر سکتا ہوں اور کرا سکتا ہوں اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ بھی مجھے کشف قبور کر کے دکھائیں وغیرہ ملخصاً۔

حضرت اقدس نے سرسری طور پر اس کارڈ کو سن لیا پھر نماز عصر ادا فرمائی۔ بعد نماز مفصلہ کوئی ایسی تحریک پر آپ نے کہا کہ آپ صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو جن تحدی میں بلایا اور فرمایا کہ جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

آپ انکو اپنی طرف سے ایک خط لکھدو کہ یہ پیشگوئی جو آپکی کی ہوئی ہے میری تو برسوں کی مراد بر آئی میں یہی چاہتا تھا کیونکہ اس سے سچائی کا فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن مہربانی کر کے اتنی تصریح کر دو کہ کیا وہ (مرزا صاحب) آپ سے پہلے فوت ہونگے یا پیچھے تاکہ پھر اس پیشگوئی کو آپکی کرامت قرار دیکر شائع کر دیا جاوے جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی اسوقت دنیا دیکھ لیگی

پس آپ اب ہرگز دیر نکریں بہت جلد اس امر کو لکھ بھیجیں اور کشف قبور کا معاملہ تو بالکل بیہودہ امر ہے جو شخص **زندہ خدا** سے کلام کرتا ہے اور اسکی تازہ بتازہ وحی اسپر آتی ہے اور اسکے ہزاروں نہیں لاکھوں ثبوت بھی موجود ہیں۔ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ مردوں سے کلام کرے اور مردوں کی تلاش کرے۔ اور اس امر کا ثبوت ہی کیا ہے کہ فلاں مردہ سے کلام کیا ہے یہاں تو لاکھوں ثبوت موجود ہیں ایک ایک کارڈ اور ایک ایک آدمی اور ایک ایک روپیہ جو آتا ہے وہ خدا کا ایک زبردست نشان ہے کیونکہ ایک عرصہ دراز پیشتر خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق اور ایسے وقت فرمایا تھا کہ کوئی شخص بھی مجھے نہ جانتا تھا اب یہ پیشگوئی کیسے زور شور سے پوری ہو رہی ہے کیا اسکی کوئی نظیر بھی ہے؟ غرض ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم **زندہ خدا کو چھوڑ کر مردوں کو تلاش کریں؟**

ایڈیٹر الحکم۔ فی الحقیقت اگر **شاہ خلیل الرحمن صاحب** اپنی اس پیشگوئی میں سچے ہیں اور خدا تعالیٰ سے انہوں نے خبر اور علم پا کر لیا لکھا ہے تو انہیں مردانہ وار اس میدان میں قدم رکھنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس پیشگوئی کو شائع کرنا چاہئے ایسا کرنے سے وہ تمام سجادہ نشینوں کی جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں **عزت** رکھ لینگے۔ کیونکہ آجتنک کسی بھی صوفی، درویش یا سجادہ نشین کو یہ حوصلہ نہیں ہوا ہے کہ وہ اس قسم کی پیشگوئی کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے **زندہ تعلقات** اور اپنی قبولیت دعا کا ثبوت دیتا۔ پیشگوئی کرنا تو بہت بڑی بات ہے میں نے تو بجز غلام دستگیر قصوری کوئی ایسا ہی مرد میدان نہیں پایا جو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھ دیتا اور ایسی دعا شائع کر دیتا کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعاوی میں کذاب ہے اور مفتری علی اللہ ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ اگر میں اپنے دعویٰ میں کذاب اور مفتری ہوں اور مرزا غلام احمد صاحب سچے ہیں تو تو کاذب کو صادق کے سامنے موت دیکر فیصلہ کر دے۔

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

عفو تقصیر۔ خواجہ کرم داد صاحب جموں سے لکھتے ہیں کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے بذریعہ الحکم میں سب صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر کسی کو مجھ سے کوئی رنج ہو تو للہ معاف فرماویں اور میرے خاتمہ بالخیر کی دعا کریں۔

یاد داشت۔ ۷ مارچ ۱۹۰۵ء کا ۱۳ و ۱۴ صفحہ شائع نہیں ہوا تھا چنانچہ اسی نمبر میں اشارہ کیا گیا ہے پھر بھی بعض احباب طلب کرتے ہیں۔ اس لئے اس اطلاع کو کافی سمجھا جاوے۔

توسیع اشاعت الحکم۔ خدا کا شکر ہے کہ ناظرین الحکم بیدار ہو چلے ہیں پشین کیطرف سے ایک سرسبز ہونے والی تحریک پر عملدرآمد شروع ہے۔ چنانچہ منشی عالم شیر صاحب ساجنٹ جو الحکم کے سچے فدائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص فرد ہیں۔ اور الحکم کو اس سے پہلے قریباً ایک درجن خریدار دے چکے ہیں ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو پانچ اور خریدار بھیجے ہیں۔ اب اس سلسلہ میں نمبر خریداران جدید یوں ہے۔ ۱ منشی عالم شیر صاحب (۱۸-۲۲) پانچ خریدار (۲) منشی محمد حسین صاحب مسافر تنگ (۲۳) ۳۔ چودہری محمد حسین صاحب ظفر وال (۲۴) پہلے بھی بہت سے خریدار دئے ہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر چودہری محمد حسین۔ منشی عالم شیر، اور مولوی عبد الحکیم صاحب پورینیان جیسے عالی ہمت اور سعی کرنیوالے الحکم کے ایکسو خریدار بھی ہوں تو الحکم کی اشاعت دو تین کئی ہزار ہو جاوے حالانکہ بعض ان مندرجہ بالا اصحاب سے بہت بڑھکر بارسوخ اور اہل ثروت ناظرین الحکم کے ہیں۔ مگر وہ توجہ نہیں کرتے۔ ۴۔ مولوی عبد الخالق صاحب مظفر نگر (۲۵)

۲۔ علاوہ بریں ۲ جدید خریدار اس ہفتہ میں اپنی درخواست پر زمرہ ناظریان الحکم میں شامل ہوئے۔ گویا اس ہفتہ کی رپورٹ یہ ہے کہ ۱۱ خریدار جدید ہوئے۔

تفسیر القرآن۔ تفسیر القرآن جلد دوم کا پہلا اور دوسرا نمبر عنقریب شروع ہو گیا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک اسکی پسندیدگی اور مقبولیت کے خطوط آرہے ہیں اور غیر احمدی لوگوں نے بھی پسند کر کے اس کا پورا سٹ مانگا ہے۔

دور وپیہ فنڈ۔ الحکم میں سینے خریداران الحکم سے مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب کی دو ہزار کی اپیل پر دو دو روپیہ کی خریدار مانگا تھا خوشی کی بات ہے کہ اکثر احباب نے اس نیک کام میں شمولیت کا فخر حاصل کیا ہے۔

افضل مرحوم کی تعزیت۔ اکثر احباب نے مرحوم افضل کی تعزیت کے خطوط میرے پاس بھیجے ہیں جزاہ اللہ

شرف ہندوستان

(از پروفیسر اقبال)

چشتی نے جس زمین پر پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں[1] نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جسکی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسمان سے
پھر تاب دیکے جسنے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے[2] سنی تھی دنیا نے جس مکان سے
میر عرب[3] کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوح نبی کا ٹھہرا آکر جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جسکی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم ہے
مدفون جس زمیں میں اسلام کا حشم ہے
ہر پھول جس چمن کا فردوس ہے ارم ہے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

---

[1] یعنی پارسی قوم۔
[2] کرشن جی کی بانسری کیطرف اشارہ ہے۔
[3] جناب سرور کائنات کی حدیث ہے "مجھکو ہندوستان کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے"
[4] ہمالہ کی چوٹی ابتک نوح بن میں کہلاتی ہے۔
[5] سینٹ ٹامس (حضرت مسیح کا ایک شاگرد جو عیسائی مذہب کی تلقین کیلئے سب سے پہلے ہندوستان میں آیا) کی قبر نواح مدراس میں ہے۔ ہندوستان میں بعض کے خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی کشمیر میں مدفون ہیں۔

احسن الجزا۔ بعض احباب نے دینی خطوط تعزیت کی اندراج کی خواہش بھی کی ہے افسوس کہ میں ہر ایک خط درج نہیں کر سکتا

شکر گزاری۔ سرپرستان الحکم میں کئی جن کے نام بقایا یا پیشگی ۱۹۰۵ء کے وی پی جاری ہوئے ہیں جنہوں نے وی پی وصول فرما کر مجھے مدد دی ہے میں انکی بر محل امداد کے لئے شکر گزار ہوں۔

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

آمدنی ۳ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت کھاریاں ضلع گجرات معرفت منشی ولی داد خان عرائض نویس ۔۔ صہ قربانی فنڈ
(۲) جماعت پوریالہ نوالی ڈاکخانہ کھاریاں معرفت سلطان زمیندار ۔۔ صہ ۱۲ قربانی فنڈ
(۳) مولوی محمد فضل صاحب چنگوی قادیان ۔۔ سہ چندہ
(۴) حکیم فضل الدین صاحب قادیان ۔۔ صہ مدرسہ
(۵) جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی ۔۔ مدرسہ
میزان ۔۔ مدرسہ

آمدنی ۴ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر ۔۔ مدرسہ
(۲) ایضاً ۔۔ عید فنڈ
(۳) ایضاً ۔۔ قربانی فنڈ
(۴) منشی یونس بیگ صاحب پٹواری سکیٹ کو تریا ۔۔ مدرسہ
(۵) منشی صفدر حسین صاحب مہتمم صیغہ تعمیرات حیدرآباد دکن ۔۔ قربانی فنڈ
(۶) سید محمد شاہ سکہ اوُرن رائیٹر رسالہ ۔۔ تریپ نوشہرہ ۔۔ مدرسہ
(۷) سید سلطان شاہ صاحب گنگا تھرا ریلوے چہال وارسنیٹ باچہ بیار ۔۔ صہ مدرسہ
(۸) منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی ۔۔ مدرسہ
(۹) منشی رستم علیصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۔۔ صہ
(۱۰) ایضاً ۔۔ عید فنڈ و قربانی فنڈ
(۱۱) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہصاحب اسسٹنٹ سرجن ۔۔ شفاخانہ
(۱۲) منشی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر ۳۲ رائفل بریگیڈ کیمپ عدن ۔۔ مدرسہ
(۱۳) ماسٹر فقیر اللہ صاحب ٹیچر قادیان ۔۔ ۹ پائی عید فنڈ
(۱۴) معرفت ماسٹر ہدایت اللہ صاحب مبلغ جماعت جہلم ۔۔ عید الضحیٰ
(۱۵) ایضاً جماعت جہلم ۔۔ کھال قربانی
(۱۶) میاں احمد حسین صاحب فرید آبادی رفیق الہی امرتسر ۔۔ مدرسہ
(۱۷) میاں اللہ دتا صاحب زمیندار سکنہ میانوال ڈاکخانہ گلو مہاراں تحصیل ۔۔ مدرسہ
میزان ۔۔ ۳ پائی

۵ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) بابو برکت علی صاحب احمدی کلرک محکمہ انہار ڈویژن سرگودہ ضلع شاہپور ۔۔ عید فنڈ
(۲) حافظ روشن دین صاحب قادیان بابت میاں برکت علیصاحب برادر ۔۔ مدرسہ
(۳) ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام فیس مدرسہ فروری ۱۹۰۵ء ۔۔ پائی
(۴) ایضاً ۔۔ فیس بورڈنگ نومبر ۱۹۰۴ء
(۵) ایضاً ۔۔ فیس بورڈنگ دسمبر ۱۹۰۴ء
(۶) میاں عبد اللہ خانصاحب سکنہ ضلع راولپنڈی ۔۔ مدرسہ
(۷) میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ۔۔ مدرسہ
میزان ۔۔ پائی

۶ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت موضع بھینی معرفت مولوی سکندر علی صاحب ۔۔ عکم
(۲) منشی عبد العظیم پٹواری حلقہ سلانکی ڈاکخانہ مہاراجکے ۔۔ سہ ر ستم فنڈ
(۳) ایضاً ۔۔ سہ مدرسہ
(۴) منشی غلام محمد صاحب محرر سنگین قادیان ۔۔ سہ عید فنڈ
(۵) منشی برکت علیصاحب محرر البدر قادیان ۔۔ چندہ بورڈنگ
میزان ۔۔

۷ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) چودہری غلام سرور خانصاحب فاز نگلو ڈیرہ اسمٰعیل خان ۔۔ سہ چندہ بورڈ
(۲) سید فرزند حسین صاحب نقشہ نویس چندہ سالانہ ۔۔ عصہ مدرسہ
(۳) جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ۔۔ للعہ چندہ بورڈ
(۴) منشی نور الدین صاحب احمدی نقشہ نویس پی ڈبلیو ڈی ۔۔ صہ عید فنڈ
(۵) سید غلام شاہ صاحب موضع موزنگ ڈاکخانہ کھاریاں ۔۔ قربانی فنڈ
(۶) حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ۔۔ عید فنڈ
(۷) مولوی غلام امام صاحب پاکستانی پور اسام ۔۔ عید فنڈ
(۸) میاں جان محمد صاحب مدرس ایم پی سکول سکنہ سیالکوٹ ۔۔ عصہ مدرسہ
(۹) ایضاً ۔۔ عید فنڈ
(۱۰) ایضاً ۔۔ للعہ مسکین یتامیٰ
میزان ۔۔

۸ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ راولپنڈی ۔۔ شفاخانہ
(۲) منشی محمد بخش صاحب پٹواری نہر ارنعیات ۔۔ قیمت کھال
(۳) سید قاضی غلام حسین صاحب وٹرنری اسسٹنٹ ۔۔ شفاخانہ
(۴) جماعت احمدیہ دہلی معرفت منشی قاسم علی مہتمم خانہ دہلی ۔۔ مدرسہ
(۵) ایضاً ۔۔ للعہ عید فنڈ
(۶) ایضاً ۔۔ کھال قربانی
(۷) ایضاً (امداد دواخانہ عید فنڈ مدرسہ) ۔۔
(۸) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور ۔۔ شفاخانہ
(۹) ایضاً ۔۔ برائے مدرسہ
(۱۰) ڈاکٹر محمد حسین شاہصاحب اسسٹنٹ سرجن ۔۔ شفاخانہ
(۱۱) میاں عبد الواحد صاحب خانساماں بنارس ۔۔ مدرسہ
(۱۲) چوہدری بشارت علیصاحب سب پوسٹماسٹر لاہور ۔۔ مدرسہ
(۱۳) ڈاکٹر سردار شاہصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ۔۔ امداد مدرسہ
(۱۴) مولوی غلام رسول صاحب معرفت ڈاکٹر سردار شاہصاحب ۔۔ مدرسہ
(۱۵) مولوی محمد الدین صاحب ۔۔ مدرسہ
(۱۶) سید حسین علیشاہ صاحب ۔۔ مدرسہ
(۱۷) میاں امام الدین صاحب ۔۔ مدرسہ
(۱۸) میاں عبد اللہ احمدی نمبردار ستو کے تحصیل قصور ضلع لاہور ۔۔ مدرسہ
(۱۹) سید غلام حسین شاہصاحب وٹرنری اسسٹنٹ ۔۔ مدرسہ
میزان ۔۔

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

گذشتہ اشاعت سے آگے

بحث دیگر۔ امام زین العابدین علیہ السلام کہ وارث امام حسین ووارث تمام شہدا ومقتولین بود گاہے اینچنین تعزیہ داری کہ فی الحال در مومنین ہند وشام وعراق وحجاز وایران وعرب جاریست۔ بنا ننہادہ است یا گرفتہ است (بقول مولوی صاحب امر بغرمودن مصیبت دوام) مثلاً ماتم کدہ مخصوص بنا ننہادہ بود سال بسال آنرا سیاہ پوش میکرد قندیلہا و[illegible] میکرد۔ فانوس وشمع ہائے کافوری مے افروخت تصاویر بر دیوارہائے ماتم سرا ثبت میکرد وشمشیرہا مے آویخت ممبر سیاہ پوش مے نہاد گلہائے بران ممبر مے نہاد علمہا از چوب خشک ساختہ بود یا ہمان علم عباس را کہ باخود داشت می کشید یا عمامہ ولباس ہائے حسین را کہ پارہ پارہ شدہ بود مے کشید۔ مال واسباب اہلبیت کہ بتاراج رفتہ بود دوبارہ بایشان رد کردہ بودند می کشید وبمردم نشان مے داد شالہائے سیاہ وسرخ وسبز بہ علم مے بست یک تاریخ ہم بر نشتر مے نہاد۔ دلدل میکشید واورا باعراق ہائے سرخ وسبز مزین مے کرد بر قاش این دستار بقدے نہاد وشمشیر با او حمائل میکرد۔ بشب وہم علم میکشید واوراشب احیا نام نہادہ بود۔ تمام شب علم را گردش مے داد اصحاب ومومنین موجود زیر سایہ علم سینہ زنی میکردند زیر قدمہائے دلدل وعلم گوسفندہا ذبح میکرد۔ زنان ومردان جمع شدہ شالہائے علم وممبر سیاہ را بوسہ مے دادند آخر در آنوقت شالہائے وعلمہا ولباسہائے اصلے موجود بودند سزاوار تر بودند کہ از آنہا تبرک وتیمن جستہ شود بوسہ ہائے دادہ شود آنہارا دیدہ گریہ کردہ شود۔ دستہائے حسین وشہدا بآن لباسہائے واشیا رسیدہ بود خون اصلے وتیرہائے وسوراخ ہائے وجراحات شمشیر بآن لباسہائے اعلا منقش وآشکارا بود۔ مے بایست کہ مردمان از علمہائے وممبرہا حاجات خود طلب کردندے طفلہائے خود را زیر علم وممبر سجدہ مے انداختندے۔ القصہ باید کہ بثبوت رسد کہ دران حین ہم زنان مومنہ از برائے مرادہائے خود بیضہ ہائے مرغ از ماتم سراہائے مے بردند مثلاً اینکہ امام حسین اگر مرا فرزند نرینہ عطا کنند بجائے این بیضہ [illegible] بیضہ ذہب وفضہ جمیل نذر ساختہ برائے امام زین العابدین با پسرش در سال آیندہ درین ماتم کدہ فراہم آورد۔ یا زنان ومردان بہ پابار ایستادہ پیش ممبر وعلم وشمع ہائے کافوری در دست روشن میکردند۔ خود امام کہ ماتم دار بود در مردان وحضرات مخدرہ در زنان مے نشستند روپیہ ودلیل بطور نذر از مردان وزنان اخذ میکردند پیش ممبر وعلم ہمراہ ایشان را در سجدہ می انداختند گویا شہادت پدر وبرادر خود را وجہ مناسب وذرائع حصول منفعت خود ساختہ بودند تعزیہ ہائے از چوب وکاغذ ودیگر چیزہائے می ساختند ہزارہا روپیہ در تہذیب صرف میکردند یکجائے را کربلا [illegible] نام نہادہ ہمہ تعزیہ ہا را در انجا دفن میکردند شاید ہر سال کربلائے رسالہ می رفتند واین ہمہ عملہائے وکارہائے کہ ذکر کردیم در انجا میکردند۔ اشخاص چند را بنام سکینہ ویزید وشمر وحرملہ وحسین نام نہادے کردند۔ اگر بگوید ظالمان نگذاشتند گوییم غلط در مصر فاطمیین سلطنت داشتند در مدینہ ہم از برائے چندی خلافت داشتند باز چرا این عملہائے درزمانہ آئمہ اہلبیت بعمل نیاوردند باید کہ نشان دادہ شود باین عملہائے امام زمان فتویٰ دادہ است۔ باز باید کہ ثابت شود کہ در زمان امام زین العابدین در ماتم سراہائے مردوزن جمع شدہ قید ستر وپردہ را بالائے طاق مے گذاشتند ہدایت نص بعر کہ ارشاد خداوندیست از میان مرتفع می شد یارانہ ودوستانہ واشنائی صدہا زنان دوقرآن دو سیپارہ در این ایام عشرہ محرم بوقوع می آمد گویا ہمہ قسم بدعات ناروا در عشرہ محرم بعمل آوردہ [illegible] حرمت ماہ محرم را علانیہ مے کردند چنانکہ فی الحال در مومنین مخلصین جاریست پس تعجب است کہ کدام صاحب ملت حقہ این بدعات را روا دار باشند وانہا را مقدمہ سنت یا مقدمہ سنت موکد قرار دہد۔ العیاذ باللہ من ھذا الاعتقاد۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ باز علمائے تشیع سوال داریم کہ آیا این تمام امورات از امام زین العابدین علیہ السلام سرزدہ اند یا امام معصوم بعمل آوردہ اند کہ آخر امام معصوم کہ قتل پدر خویش وشہید شدن دیگر اعزہ واقارب بروئت العین دیدہ بود وخود ہم مصائب بسیار کشیدہ بود۔ سزاوار تر بود کہ این مستحبات را عمل کردی اگر مولانا صاحب این اصول قائم کردہ اند کہ مقدمہ واجب واجب ومقدمہ سنت سنت است۔ (یعنے گریہ کردن) لازم بود کہ امام معصوم این ہمہ مستحبات را بعمل آوردہ باشد تا سنت بود وان افعال معلوم استمرار ثابت شود۔ در زمانہ زین العابدین وامام محمد باقر چوب ہم موجود بود۔ لباس ہم موجود بود بازچرا شبیہ علم ودلدل وممبر نساختند بلکہ معلوم است کہ دلدل اصلے حسین وشالہائے ولباسہائے وعمامہ ہمہ موجود بود باز چرا امام معصوم از برائے شبیہ ونشان آنہارا نکشیدند آخر ہر کسے در مدینہ از برائے تعزیت پیش امام مے آمد باز چرا امام لباسہائے را از برائے تبرک وتیمن یا شبیہ بایشان نشان نداد۔ در ماتم سراہائے مردم کشمیرے دیدہ شد کہ بروقت مرثیہ گفتن دستار شخصے را برمے دارند ونشان مے دہند کہ مثلاً اینطور حسین را بر نیزہ سوار کردند گویا مرثیہ قولی را از حرکت وعمل فعلی موثر وواضح ترمے کنند پس پیش امام ہم کسے آمدہ پرسیدہ باشد کہ یا امام حسین را چسان بر نیزہ کردند وامام معصوم دستار خود را بدست گرفتہ ہمین فعلے کردہ باشد۔

علی ہذا دلدل حسین وعلم عباس را از برائے نشان کشیدہ باشد۔ اگر بگوید آنوقت ضرورت داعی نبود۔ ما گوییم این وقت ہم از برائے محبین حسین حاجت باین نقلہائے فرضے نیست مگر از برائے کسے کہ بدروغ محبت دارد والبتہ وضع وشبیہ را این مردم جاہل خوش دارند اگر گفتہ شود این ہمہ شبیہائے سامان وذرائع گریہ است گوییم پیش امام ہم مردم جمع مے شدند از برائے گریہ چہ سامان کردہ بود ہمان سامان بعمل آرید۔

اگر امام معصوم از برائے گریہ ہیچ سامان نکرد شما ہم بگذارید وتاسے بفعل امام کنید۔

سوال دیگر۔ امام زین العابدین علیہ السلام صابر وشاکر بود یا نہ وگریہ وفات از برائے اعزہ واقارب خود میکرد یا از خوف خدا گریہ میکرد۔ اگر صابر وشاکر بود باید کہ امام باین صفت متصف باشد پس گریہ کردن منافی صبر وشکر است ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال این شہادت خداوندیست کہ خداوند عالم صالحین امت رسول را کہ دم از محبت مے زنند در ابتلاہا بیازماید اگر امام زین العابدین از صلحائے امت ودوستان خدا بود باید کہ باین ابتلاہا انداختہ شدہ باشد چنانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام را خداوند عالم در ذبح ولد خود اسماعیل ودر امتحان دیگر آزمودہ (واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات الخ) پس اگر بگوید کہ حضرت زین العابدین را درین ابتلاہا آزمودہ شد وصبر وشکر ورزید صحیح است واگر وقتے ثابت میشود کہ قبول کنیم گریہ بر حسین کرد جزع وفزع بناکرد [illegible] بمردم نکرد۔ بالکہ در مصائب وارد شدہ مردانہ وار قدم استقلال فرا پیش مے نہاد وحمد الٰہی بجامے آورد واگر گریست از خوف خدا گریست نہ از برائے حسین ودیگر اعزہ واقارب فتدبر۔

اہل تشیع گویند چہل سال از برائے شہادت حسین گریہ کرد۔ (انک ھذا بھتانا عظیم) آیہ کلام مجید چہ ہدایت مے فرماید پس نقل امام زین العابدین اما اگر در وقت مصائب زار زار گریستہ باشد چہ فرق دارد با گریہ مایان کہ از برائے پدر وبرادر واعزہ خویش گریہ مے کنیم وظاہر است کہ امام معصوم را این آیہ وافی ہدایہ معلوم بود ومی دانست کہ ما از دوستان خدائیم وہر کہ دوست خدا باشد مطابق این حکمش در ابتلاہا انداختہ میشود وما را باید کہ درین ابتلاہا صبر وشکر ورزیم تا محقق رحمت او شویم (اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ) نہ اینکہ در مصائب خود وعاردہ گریہ وبکا کنیم ومردمان را امر بصبر فرمائیم۔ فتدبر یا ایہا العلماء۔ القصہ از برائے یک عمل مسنون کہ آنہم بثبوت نہ رسد بلکہ ظن محض است اینقدر محرمات و[illegible] ومنکرات یا ماتم را در پس پشت انداختن کار اہل علم نیست۔ اللھم احفظنا من شرور البدعات۔ (باقی آیندہ)

خاکسار نذر علی از صوبے۔

درخواست دعا

مندرجہ ذیل احباب دعا کی درخواست کرتے ہیں

۱- مولوی شرف الدین احمد صاحب بھاگلپوری۔ انکا لڑکا دیوانہ ہو گیا ہے اسکے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

۲- نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ڈیر اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مفصلہ ذیل سطور کو اپنے قیمتی اخبار الحکم کے کسی کالم کے گوشہ میں جگہ دیکر مشکور فرماویں۔

درخواست برائے دعا

میرا امتحان شروع ہے۔ لہذا نہایت مودبانہ وعاجزانہ درخواست ہے۔ کہ تمام احباب احمدیہ ایک روز اس عاجز کی کامیابی کے لئے للہ دعا فرماویں۔ والسلام۔ خاکسار حسن علی احمدی۔ خریدار اخبار الحکم ۹۴۳ سٹوڈنٹ سائینٹل اسسٹنٹ کلاس لاہور۔ احاطہ چانن مل۔ انارکلی ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

[illegible]

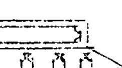

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفّی سارساپریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر ۔ طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کے چار دن شیشی کی دوائیں بکثرت ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک یہ چار شیشیاں یعنی ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ۔ چار جوہر ہمیشہ استعمال کنندہ کو سفیہ طاعون۔ کھانسی۔ بخار۔ پیچش۔ اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ کھجلی۔ خارشت۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ گنٹھیا۔ الا۔ بواسیر۔ گنج۔ سوء مزاجی۔ وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے۔ ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین کے بکس میں مقفل کرکے مع کیفیت و کاغذ طریق استعمال کے خریداروں کو بھیجی جاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپیہ بکلینگ و محصولڈاک ایک روپیہ چھ آنہ۔ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** ۔ متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح و بھی سو کبھی پیدا کرنے والا اور خون صالح پیدا کرکے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کثرت ولوں کا پرانا طحال دور بخار یا ورم جگر کو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنے والا ہے بے اولاد دن اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ایک روپیہ محصولڈاک و پیکنگ علاوہ ہزارہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ تمام امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض بدہضمی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک کم معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی بضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل سفیہ و ہیضہ پیچش۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گنٹھیا۔ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ ضعف دماغ ضعف بصارت کمی باہ یعنی نامردی جریان یعنی دھات پتلی ہو کر بہنا۔ سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک۔ اور جلدی امراض مثل خارشت و داد سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری۔ وبا کو لرہ وغیرہ کو حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کی دانت نکالنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اسکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا ہے کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت ۔ یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل و دماغ اور گردہ یعنی اعضاء رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اولدرجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۳۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ بکلینگ و محصولڈاک ۱۲؍ **گنٹھیا کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع** ۔ کیسی ہی سخت تکلیف دہ گنٹھیا یا عرق النساء یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ بکلینگ و محصولڈاک ۱۲؍ **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری** ۔ اصلی ممیرا اور ایک سو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ ماڑا۔ پھولی۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑبال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ کمزوری وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوان کی طرح کی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ بکلینگ و محصولڈاک ۵؍ **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن** ۔ دانت اور آنکھ انہیں دونوں سے زندگی کا مزہ ہے اگر انمیں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے ہر شخص پر انکی نگہداشت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملنے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کو کیڑے ہیں اور مسوڑھے ورم اور درد اور بدبو سے دہن اور منھ و زبان کے تمام نقص کو دفع کیلئے یہ منجن اکسیر ہے۔ قیمت فی بکس آٹھ آنہ بکلینگ و محصولڈاک ۵؍ علاوہ ازیں آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ رگ نشانہ۔ کھجلی۔ خارشت۔ اختناق الرحم۔ سفید داغ۔ داد۔ بہروپن کی دوا۔ زخم پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات مع طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اس بھی لکھئے۔ **ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس** ۔ نوٹ۔ ہم کو مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اسکے ترقی دی گئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے تا الفتین بطور نمونہ منگوا کر بلند کریں

الراقم محمد عبدالاحد سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو ہمیشگی سے بچائی کو سلیم صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کار دواؤں نے مفت بھیجا جاوے اس نے چاہئے کہ یہاں جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور جنہیں کی بابت ہم اعلیٰ اکسیر میں قیمت جو کا بکس ۶؍ (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات اور دیگر ادویات مخلوط کرکے تیار کئے گئی ہے جو حلق سے اترنے سے پہلا اثر یہ دکھاتا ہے کہ دماغ کو معطر کرتی ہے اور رقت و جریان اور سرعت احتلام وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاء کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱؍ بکس اوسط ۲۰ خوراک ۔ عہ بکس کلان جو ایک دن کو کافی ہوگا۔

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسن مالکان کارخانہ احمدیہ بابب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی سر ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۱۲؍ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

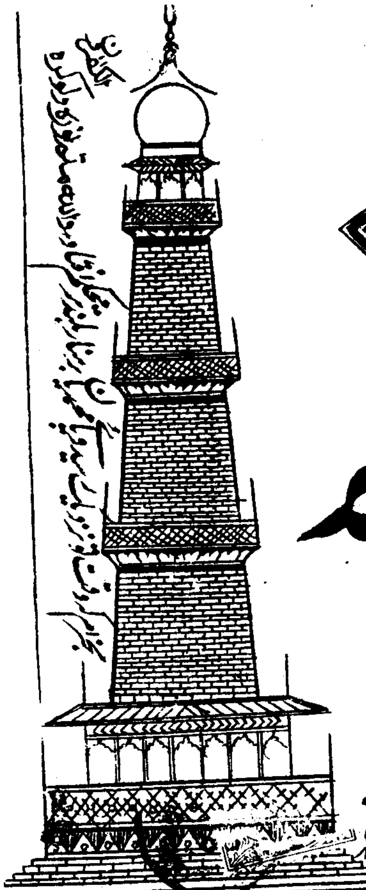

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَة

الحکم

دو امینی شفا مینی غرض نہ دار الامان مینی	چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے پہر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـہ

جلد ۹	دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۴ صفر سنہ ۱۳۲۳ھ	نمبر ۱۲

فہرست مضامین

منار کے لئے چندہ

چونہ اور دیگر ضروری اسباب اور سامان جمع ہوگئے ہیں۔ کام شروع ہونیوالا ہے آج حضرت اقدس امام مطاع علیہ السلام نے فرمایا کہ چندہ کیلئے خاص تحریک کرنی چاہئے۔ اسوقت کم از کم پانچہزار روپے کی ضرورت ہے۔ فرمایا ہر شخص نہیں تو پانچہزار آدمی جماعت مین ایک ایک روپیہ دین تو بہت جلد باسانی اتنی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ از بسکہ یہ دن الٰہی تحریکات کے اور صدقات کے ایام ہین امید ہے کہ ہمارے بھائی جلد توجہ فرما کر اس کار خیر کی روکون کے دور کرنے کا ثواب حاصل کرینگے شہرون کی جماعت اپنے شہر ہی پر اکتفا نہ کرین بلکہ جن جن دیہات مین انکے علم مین احمدی ہین انہین بھی اطلاع دین اسلئے کہ بہت سے لوگون کو اللہ تعالے کی رضوان حاصل کرنے کا موقعہ مل جاوے۔ امید ہے کہ اس اطلاع اور اعلام کے بعد ہر بھائی خاص توجہ اور جوش سے بہر کر قدم اٹھائینگے۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم ۱۰ اپریل

خوفناک زلزلہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین

ہندوستان مین زلزلہ ۔ ۴۔ اپریل کو ۶ بجے ۱۰ منٹ صبح کے وقت شملہ مین سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ مگر جہانتک معلوم ہو سکا کوئی نقصان نہین ہوا۔ ۶ بجے ۸ منٹ صبح راولپنڈی مین نہایت سخت زلزلہ محسوس ہوا اور تقریباً ۱۵ اسکنڈ تک رہا۔ جہانتک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے سبب سے چیزین پانچ پانچ انچ تک حرکت کرتی تہین۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مغرب کی طرف تھی کچھ نقصان نہین ہوا +

بعد کی خبر: شملہ پر زلزلہ سے سخت نقصان پہنچا۔

شمالی ہند مین زلزلہ:۔ (شملہ) ۴۔ اپریل کو چھ بجکر ۵ منٹ صبح کے شملہ مین زلزلہ کا نہایت سخت صدمہ محسوس ہوا۔ اس سے زیادہ خطرناک زلزلہ ابتک نہ آیا تھا حرکت تین منٹ تک محسوس ہوتی رہی۔ جس سے کرائسٹ چرچ اور دیگر عمارات کو سخت نقصان پہنچا۔ کئی دودکش گر گئے اور بازار مین کئی مکانات کے گرجانے کی رپورٹ ہوئی ہے۔ گرینڈ ہوٹل کو صدمہ پہونچا۔ اس کا ایک مکین بال بال بچا۔ اس کے بعد متعدد خفیف زلزلے آئے۔ ان مین سے آخری ۸ بجکر ۲۰ منٹ پر محسوس ہوا۔

مسوری ۔ ۴۔ اپریل۔ آج چھ بجکر ۱۰ منٹ صبح کے ایک نہایت خوفناک اور پرزور زلزلہ یہان آیا۔ نقصان ہنوز معلوم نہین ہوا۔ رخ مشرق سے مغرب کیجانب تہا۔ پہلا اور سخت ترین صدمہ تقریباً تین منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ چار یا پانچ متمیز صدمے محسوس ہوئے۔

پٹیالہ ۴۔ اپریل:۔ ۶ بجکر پانچ منٹ صبح کے سخت زلزلہ آیا۔ جو کئی منٹ تک رہا۔ نصف گہنٹہ بعد تک چہوٹے چہوٹے صدمے محسوس ہوتے رہے۔

پٹھان کوٹ:۔ کہتے ہین کہ دہرم سالہ کا سٹیشن زلزلہ سے برباد ہوگیا ہے۔ تمام مکانات زمین کے ہم سطح ہوگئے ہین۔ جنکے گرنیسے بعض یورپین اور بہت سے دیسی تلف ہوئے۔ لیڈیان اور بچے کُھلی ہوا مین سوتے ہین۔ غذا میسر نہین آتی۔

ڈیرہ دون:۔ ساڑہے چھ بجے صبح کے خوفناک زلزلہ آیا اس کا رُخ بظاہر مشرق سے مغرب کی جانب تھا۔ اس کے چھ صدمے محسوس ہوئے۔ پہلا نہایت سخت تہا۔ جو پورے پانچ منٹ تک رہا۔ مکانات اور درخت بید کی طرح ہل رہے تھے۔ رومن کیتھولک گرجا بالکل برباد ہوگیا۔ اور کئی مکانات کثرت شکست و ریخت سے ناقابل رہائش ہوگئے بعض دیسیونکے ہلاک ہونے کی رپورٹ ہوئی ہے۔

امرت سر۔ آج صبح زلزلہ کے سخت صدمات محسوس ہوتے رہے جس سے شہر مین بہت وسیع نقصان ہوا۔ ریلوے سٹیشن کا ایک حصہ منہدم ہوگیا اور مشن چرچ کا گنبد گر گیا۔ صدہا اشخاص مکانون کو چھوڑ کر کہلے میدانون مثلاً باغ منت سنگھ مضافات، تالاب ٹنڈا وغیرہ مین چلے گئے ہین نقصان کا اندازہ کئی لاکھ روپے اور متعدد جانون کا کیا جاتا ہے۔ امرتسر سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ترن تارن مین بھی زلزلہ آیا۔ جہان نو آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

مختلف شہرون سے زلزلہ کی خبرین

(نامہ نگارون یا اخبار سے)

کوہ ڈلہوزی ۔ (۴۔ اپریل) آج صبح چھ بجکر ۸ منٹ پر یہان زلزلہ اس زور شور سے آیا کہ اکثر مکانات کی چھتین گر پڑین۔ اور اکثر مین دراڑین پڑگئین۔ چنانچہ جنرل ہاسپٹل کا ایک حصہ گر پڑا اور میرڈ کوارٹر کی ایک بارک کی ایک چھت گر پڑی۔ اور دیوارین کئی بارکون کی شکستہ ہوگئین۔ اور دراڑین پڑگئین۔ سنا گیا ہے کہ ریاست کوہار مین اکثر مکانات گر پڑے اور بہت سے جانور اور چند جانون کا نقصان ہوا (راقم محمد شریف ...)

امرتسر ۔ (۴ اپریل) خدا نے آج تو بچا لیا۔ اسکا فضل اور کرم رہا۔ ورنہ زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ مکان کے اوپر کی منزل اور بہت سے مکان میرے اور نیز لوگون کے بالکل خراب ہوگئے۔ مین اسوقت باغیچہ مین معہ عیال چلا گیا تہا۔ اب ۳ بجے آیا ہون

آپ کی نام تار روانہ کیا کہ خیر خیریت کی مگر تار کے دفتر میں اسقدر تاریں کہ کل آپ کو نہ ملیگی۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم رات کو تار لیں گے۔ اسلئے بواپسی خیر خیریت سے مطلع فرماویں۔ ہوش اسوقت تک درست نہیں ہیں۔ خدا خدا ہو رہا ہے۔ خداوند تعالی رحم کرے ہمارے اعمال کی شامت ہے۔ (راقم الیف ڈی)

پٹیالہ۔ آج ۴۔ اپریل کو بوقت صبح ایک سخت زلزلہ آیا جو تقریباً ۲ منٹ تک بزور رہا۔ اور پھر تین دفعہ کچھ دیر کے بعد آیا کئی مکانات کا نقصان ہوا۔ مگر خدا کے فضل سے جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ (مختار بی خلف ارشاد بی وکیل)

جہلم:۔ آج ۴۔ اپریل کو عین سوا چھ بجے صبح کے جہلم میں ایسا سخت زلزلہ محسوس ہوا کہ غالباً ایسا بہت کم دیکھنے میں آیا ہوگا۔ گھڑی موجود تھی برابر پانچ منٹ تک زمین جنبش میں رہی۔ تازہ بنے ہوئے اور خام مکانات میں کہیں کہیں شگاف بھی آ گئے ہیں۔ درختوں کا جھومنا ایک ایسا نظارہ تھا کہ گویا زور کی بادِ صرصر چل رہی ہے۔ خدا ہر ایک بلا سے پناہ میں رکھے۔ (فتح علی کاتب)

دہلی:۔ آج ۴۔ اپریل بروز سہ شنبہ بوقت ۶ بجے صبح نہایت زور کے ساتھ زلزلہ محسوس ہوا بعض مکانات منہدم ہوگئے۔ لال قلعہ کی لاہوری دروازہ کی برجی جھنڈے کے قریب کی اسی صدمہ سے گر گئی (مہتمم کتب خانہ سلطان التجارت دہلی)

ایضاً:۔ آج ۴۔ اپریل بروز سہ شنبہ کو بوقت ۶ بجے بہت سخت زلزلہ آیا۔ تمام مکانات ہلگئے۔ متصل کٹرہ سپید ازخان چند دوکانات کی چھتیں منہدم ہوئیں۔ اور سردی پھر عود کر آئی۔ بیماری طاعون بھی ہو چلی ہے۔ اللہ تعالی رحم فرمائے (رفیق احمد طالب علم مدرسہ طبیہ دہلی)

فاضلکا ضلع فیروزپور:۔ آج ۴۔ اپریل علی الصبح ۶ بجے ۱۵ منٹ پر یہاں سخت زلزلہ آیا اور ۲ منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ (حکیم محمد شریف)

گوجرانوالہ۔ ۴۔ اپریل۔ آج صبح ۶ بجے ۵ منٹ پر اسقدر سخت زلزلہ آیا کہ اس نے سخت سے سخت عمارات اور سنگین سے سنگین دلوں کو بھی ہلا دیا۔ شہر بھر میں بہت سے مکانات کو نقصان پہونچا۔ جامع مسجد کے حوض کا پانی پہلے جھکولے سے جو مغرب سے مشرق کیطرف تھا بہت سا نکل گیا۔ پھر دوسرے جھکولے سے جو مشرق سے مغرب کیطرف تھا پانی نکل گیا۔ پہلا حملہ بہت سخت تھا جو دو منٹ تک برابر رہا۔ بعد ازاں تین چار مرتبہ اور بھی خفیف خفیف

صدمات محسوس ہوتے رہے جو پونے سات بجے دن تک رہے۔ (حامد علی)

قادیان (ضلع گورداسپور) آج ۴۔ اپریل کو یہاں خطرناک زلزلہ آیا۔ الحمد للہ کوئی نقصان شدید نہیں ہوا

کیتھل (ضلع کرنال) ۴۔ اپریل کو بوقت ۶ بجے صبح دو منٹ تک ایسا سخت زلزلہ آیا کہ کل عمارات شہر شق ہوگئیں۔ اور کئی ایک مکان گر گئے۔ رام جیداس حلوائی کی لڑکی جسکی عمر ۹ یا ۱۰ برس کی تھی دو منزلہ مکان گرنے سے سوتی ہوئی دب کر مرگئی۔ تحصیل تھانہ۔ پرانا قلعہ۔ کوٹھی جو رئیس مرحوم والئے کیتھل کے بھائی اودے سنگھ صاحب کی تعمیر کردہ تھی اور جسکے آسار دو دو گز کے تھے اور جسکی پختگی بانی ہوئی اور قابل تعریف تھی جا بجا سے پھٹ گئی اور کچھ تعمیر گر بھی گئی چوہدری سر رام صاحب نائب تحصیلدار معہ عیال بال بچے جس مکان میں وہ تھے بالکل شق ہو کر گر گیا (سید افتخار حسین)

سیالکوٹ:۔ آج مورخہ ۴۔ اپریل بوقت ۶ بجے پر ۲ منٹ علی الصباح۔ بروز منگل چہار دنی سیالکوٹ میں اسقدر زلزلہ آیا کہ تمام مکانات اور کوٹھیاں شہر کی ہل گئیں۔ بلکہ چند مکانوں کی دیواروں کے تختوں پر سے رکھے ہوئے برتن واشیاء وغیرہ گر گئے۔ جن کے گرنے سے ایک خوف سا دل میں چھا گیا۔ اور تمام مخلوقات اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر باہر ہو گئی۔ اور گوروں کی بارکوں کی چھت ایسے گری کہ اسکی آواز تمام شہر کے لوگوں نے سنی۔ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ سیالکوٹ میں آجتک ایسا زلزلہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ سردی بھی ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔ ابھی گھر سے چلا آتا ہوں دیکھتا گیا ہوں کہ گورہ ہسپتال سے جو شہر سے قریب ½ میل کی اونچائی پر ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے جس میں سرکار کے ہزارہا روپے صرف ہو گئے ہونگے چاروں طرف سے دیواریں گر گئیں۔ ہزارہا من ڈھیر پتھروں کے ہو گئے جو بیچ کے کمرے تھے انکی چند جگہ سے دیواریں شق ہو گئیں۔ مگر بیمار گوروں کا کمرہ شکر ہے کہ نہ گرا۔ البتہ مزدوروں کا چھ سات ماہ کا کام نکل آیا ہے (غلام احمد)

جموں:۔ (۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء) آج صبح ٹھیک بوقت طلوع آفتاب یہاں سخت زلزلہ ہوا۔ قریب دو منٹ رہا۔ اکثر مکانات پختہ و خام شق ہو گئے سب لوگ مکانات سے باہر نکل گئے تھے۔ زمین سخت جنبش میں آئی۔ جیسے سمندر کی لہریں۔ چھاونی متصل جوگی دروازہ کی بارکوں کو بہت نقصان پہونچا۔ مگر جانیں بچ گئیں۔ ۱۹ مارچ بروز جمعہ ایک پیپل کے درخت پر متصل مندر رگھوناتھ جی بجلی گری تھی وقت ۲ بجے بعد دوپہر تھا سخت غبار چھا گیا تھا۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الانذار

(غور سے پڑھو کہ خدا تعالی کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالی کی پاک وحی مجھپر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ **تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکا۔ زلزلۃ الساعۃ۔ قوا انفسکم۔ ان اللہ مع الابرار۔ دنی منک الفضل۔ جاء الحق وزھق الباطل۔** ترجمہ یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائیگا مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگیگا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا۔ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور آفت ہے جو دنیا پر آئیگی جسکو قیامت کہہ سکینگے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئیگا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالی اسکو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا۔ بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے **سخت خطرناک ہے**۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا۔ وہ **پہلی پیشگوئی** پیشگوئی جو میں نے الحکم اور البدر میں حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کر کے خبر دی تھی کہ ملک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی اور شور قیامت برپا ہوگا اور یکدفعہ **موتا موتی** ظہور میں آجائیگی دیکھو وہ نشان کیسا **پورا ہوا**۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر میں اس زلزلہ سے قریباً ۵ ماہ پہلے شایع کر دی گئی تھی اور **پیشگوئی** یہ ہے **عفت الدیار محلھا و مقامھا** یعنی بہت سی مخلوق کو شامت دینے والی تباہی آئیگی جس سے مکانات بے نشان ہو جائینگے اون گھروں اور مکانوں کا پتہ نہ ملیگا کہ کہاں تھے۔ دیکھو کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں **پوری** ہو گئیں اگر تم عربی دان نہیں ہو تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی الہی کے کیا معنی ہیں؟ کہ **عفت الدیار محلھا و مقامھا** اے **عزیزو** اسکے یہی معنی ہیں کہ محلوں اور مقاموں کا نام و نشان نہیں رہیگا طاعون تو صرف صاحب خانہ کو لیتی ہے مگر جس حادثہ کی اس وحی الہی میں خبر دیگئی تھی اس کے تو یہ معنے ہیں کہ نہ **خانہ** رہیگا اور نہ **صاحب خانہ** سو خدا تعالی کا فرمودہ جس طور سے کرا۔ اور جس صفائی سے **پورا ہو گیا** آپ صاحبوں کو معلوم ہے اسکی نسبت اشتہار **الوصیت** میں بھی خبر دیگئی تھی وہ جو ہونا تھا سو ہوا۔ مگر اسکے بعد جو **آنیوالا حادثہ** ہے وہ **بہت بڑا ہے**۔ خدا تعالی لوگوں پر رحم کرے انکو **تقوی** اور نیک عمل کا خیال آ جاوے ۰۱ **بقیہ ترجمہ** عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ نیکی کرکے اپنے تئیں بچالو تا تم بچ سکے تو وہ ہولناک دن آوے جو ایکدم میں تباہ کر دیگا اور فرماتا ہے کہ خدا انکے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں اور پھر اسنے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **میرا فضل تیرے نزدیک آگیا** یعنی وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے اور باطل بھاگ گیا ۰۰ **حاصل مطلب** یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کریں۔ پس اے عزیزو! جلد سے جلد نیکی کی طرف ہرایک کو جو بہ کرو کہ پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے ہرایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا۔ ہرایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاویگا۔ ہرایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہرایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جاویگا۔ ہرایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بد زبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو! آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہرایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارت پر آمادہ ہوگا اور ہرایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا ۰۰ خدا تعالی فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں! کاش! میں انکی نظر میں کاذب ٹھہرتا! تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہرایک بدی سے اپنے تئیں بچا لوگے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے اور تم میں سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائیگا ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دیگا نادان بدقسمت کہیگا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں ہائے وہ کیوں اسقدر سوتا ہے آفتاب تو نکلنے کو ہے جب خدا تعالی اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک روح کی آواز میرے کان میں پڑی جو کوئی ناپاک سوح تھی اور میں اسکو یہ کہتے سنا کہ میں سو گئی سو گئی جہنم میں پڑ گیا۔ انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اسکا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس تو یہ حکم تمہارے نہیں مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

گو اللہ تعالیٰ بہ نسبت انسان کیطرح اس خوبی سے محروم ہو بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش نہیں کرسکتی کہ جو خدا میں نہ پائی جائے جہانتک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیاں سوچ سکتا ہے وہ سب اسمین موجود ہیں اور اسکو اپنی ذات اور صفات اور محامد میں من کل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رزایل سے بکلی منزہ ہے اب دیکھو یہ ایسی صداقت ہے جس سے سچا اور جھوٹا مذہب ظاہر ہوجاتا ہے کیونکہ تمام مذہبوں پر غور کرنیسے معلوم ہوگا کہ بجز اسلام دنیا میں کوئی بھی ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو جمیع رزایل سے منزہ اور تمام محامد کاملہ سے متصف سمجھتا ہو عام ہندو اپنے دیوتاؤن کو کارخانہ ربوبیت میں شریک سمجھتے ہیں اور خدا کے کامون میں ان کو مستقل طور پر دخیل قرار دیتے ہیں بلکہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ خدا کے ارادون کو بدلنے والے اور اسکی تقدیرون کو زیر و زبر کرنیوالے ہیں اور نیز ہندو لوگ کئی انسانون اور دوسرے جانورون کی نسبت بلکہ بعض ناپاک اور نجاست خوار حیوانات یعنے خنزیر وغیرہ کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی زمانہ میں انکا پرمیشر ایسی ایسی جونون میں تولد پاکر ان تمام آلائشون اور آلودگیون سے ملوث ہوتا رہا ہے کہ جو ان چیزون کے عاید حال ہیں اور نیز انہیں چیزون کی طرح بھوک اور پیاس اور درد اور دکھ اور خوف اور غم اور بیماری اور موت اور ذلت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی کی آفات میں گرفتار ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام معتقدات خدا تعالیٰ کی خوبیون میں بٹہ لگاتی ہیں اور اس کے ازلی و ابدی جاہ و جلال کو گھٹاتے ہیں۔ اور آریہ سماج والے جو اُن کے مذہب بھائی نکلے ہیں جبکہ یہ گمان ہے کہ وہ نیک سمجھ اور ویدکی لکیر پر چلتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو خالقیت سے جواب دیتے ہیں اور تمام روحون کو اسکی ذات کامل کیطرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی قرار دیتے ہیں حالانکہ عقل سلیم خدا تعالیٰ کی نسبت صریح یہ نقص سمجھتی ہے کہ وہ دنیا کا مالک کہلا کر کسی چیز کا رب اور خالق نہو اور دنیا کی زندگی اس کے سہارے سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی وجوب کے رو سے ہو اور جب عقل سلیم کے آگے یہ دونون سوال پیش کئے جائیں کہ آیا خدا قادر مطلق کے محامد تامہ کے لئے یہ بات اصلح اور انسب ہے کہ وہ آپ ہی اپنی قدرت کاملہ سے تمام موجودات کو منصہ ظہور میں لاکر ان سب کا رب اور خالق ہو اور تمام کائنات کا سلسلہ اس کی ربوبیت تک ختم ہوتا ہو اور خالقیت کی صفت اور قدرت اسکی ذات کامل میں موجود ہو اور پیدایش اور موت کے نقصان سے پاک ہو یا یہ باتیں اسکی شان کے لائق ہیں کہ جسقدر مخلوقات اس کے قبضہ و تصرف میں ہیں یہ چیزیں اسکی مخلوق نہیں ہیں اور نہ اس کے سہارے سے اپنا وجود رکھتی ہیں اور نہ اپنے وجود اور بقا میں اسکی محتاج ہیں اور نہ وہ انکا خالق اور رب ہے اور نہ خالقیت کی صفت اور قدرت اسمین پائی جاتی ہے اور نہ پیدایش اور موت کے نقصان سے پاک ہے تو ہرگز عقل یہ فتویٰ نہیں دیتی کہ وہ جو دنیا کا مالک ہے وہ دنیا کا پیدا کنندہ نہیں اور ہزارون پر حکمت صنعتیں کہ جو روحون اور جسمون میں پائیجاتی ہیں وہ خود بخود ہیں اور ان کا بنانے والا کوئی نہیں اور خدا جو ان سب چیزون کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر مالک ہے اور نہ یہ فتوے دیتی ہے کہ اسکو پیدا کرنیسے عاجز سمجھا جاوے یا ناطاقت اور ناقص ٹھہرایا جاوے یا پلیدی اور نجاست خواری کی نالایق اور قبیح عادت کو اسکی طرف منسوب کیاجائے یا موت اور درد اور دکھ اور بیماری اور جہالت کو اسپر روا رکھا جائے بلکہ صاف یہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان تمام رزیلتون اور نقصانون سے پاک ہونا چاہیے اور اسمین کمال تام چاہیے اور کمال تام قدرت تام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالیٰ میں قدرت تام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کرسکا اور نہ اپنی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے بچاسکا تو اسمین کمال تام بھی نہ رہا اور جب کمال تام نہ رہا تو محامد کاملہ سے وہ بے نصیب رہا۔

یہ ہندوؤن اور آریون کا حال ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کررہے ہیں وہ ایک ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے نادان انسان سمجھ سکتا ہے یعنے اگر کسی دانا سے پوچھا جاوے کہ کیا اس ذات کامل اور قدیم اور غنی اور بے نیاز کی نسبت جایز ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے تمام عظیم الشان کامون میں جو قدیم سے وہ کرتا رہا ہے آپ ہی کافی ہو۔ آپ ہی بغیر حاجت کسی باپ بیٹے کے تمام دنیا کو پیدا کیا ہو اور آپ ہی تمام روحون اور جسمون کو وہ قوتیں بخشی ہون جنکی انہیں حاجت ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا حافظ اور قیوم اور مدبر ہو بلکہ ان کے وجود سے پہلے جو کچھ انکو زندگی کیلئے درکار تہا وہ سب اپنی صفت رحمانیت سے ظہور میں لایا اور بغیر انتظار عمل کسی عامل کے سورج اور چاند اور بیشمار ستارے اور زمین ہزارہا نعمتیں جو زمین پر پائیجاتی ہیں محض اپنے فضل و کرم سے انسانون کیلئے پیدا کی ہون اور ان سب کامون میں کسی بیٹے کا محتاج نہ ہوا ہو لیکن پہر وہی کامل خدا آخری زمانہ میں اپنا تمام جلال اور اقتدار کالعدم کرکے مغفرت اور نجات دینے کیلئے بیٹے کا محتاج ہوجائے اور پہر بیٹا بہی ایسا ناتمام بیٹا جسکو باپ سے کچھ بہی مناسبت نہیں جس نے باپ کی طرح نہ کوئی گوشہ آسمان کا اور نہ کوئی قطعہ زمین کا پیدا کیا جس سے اسکی الوہیت ثابت ہو بلکہ مرقس کے ۸ باب ۱۲ آیت میں اسکی عاجزانہ حالت کو اسطرح بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے دل سے آہ کہینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے لوگون کو کوئی نشان دیا نجائیگا اور اس کے مصلوب ہونیکے وقت بہی یہودیون نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہوجائے تو ہم ایمان لائینگے لیکن اس نے انکو زندہ ہوکر نہ دکہلایا اور اپنی خدائی اور قدرت کاملہ کا ایک ذرہ ثبوت نہ دیا اگر بعض معجزات بہی دکہلائے کہ اس سے پہلے اور نبی کثرت دکہلا چکے تھے بلکہ اسی زمانہ میں ایک حوض کے پانی سے بہی ایسے ہی عجائبات ظہور میں آتے تھے (دیکھو باب ۵ انجیل یوحنا) غرض وہ اپنے خدا ہونیکا کوئی نشان دکہلا نہ سکا جیسا کہ آیت مذکورہ بالا میں خود اس کا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیون) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بہر دیکھی کہ جو انسانون میں سے وہ انسان دیکہتے ہیں کہ جو بدقسمت اور بدنصیب کہلاتے ہیں اور پہر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے پیدا ہوکر ہر یک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کرلیا اور بشری آلودگیون اور نقصانون میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا اور پہر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونیکا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کرلیا اور پہر درصورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیون سے فضایل علمی اور عملی میں کم بہی تہا اور اسکی تعلیم بہی ایک ناقص تعلیم تہی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تہی تو پہر کیونکر جایز ہے کہ خداوند قادر مطلق اور ازلی اور ابدی پر یہ بہتان باندہا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات میں کامل اور غنی اور قادر مطلق رہکر آخر کار ایسے ناقص بیٹے کا محتاج ہوگیا اور اپنے سارے جلال اور بزرگی کو بیکبارگی کہو دیا میں ہرگز باور نہیں کرتا کہ کوئی دانا اس ذات کامل کی نسبت کہ جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے ایسی ایسی ذلتیں جایز رکھے اور ظاہر ہے کہ اگر ابن مریم کے واقعات کو فضول اور بیہودہ تعریفون سے الگ کرلیا جائے تو انجیلون سے اس کے واقعی حالات کا یہی خلاصہ نکلتا ہے کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ یعنے جیسے کہ بندے ہوا کرتے ہیں اور حضرت موسیٰ کے ماتحت نبیون میں سے ایک نبی تہا اور اس بزرگ اور عظیم الشان رسول کا ایک تابع اور پیرو تہا اور خود اس بزرگی کو ہرگز نہیں پہنچا تہا یعنے اس کی تعلیم ایک اعلیٰ تعلیم کی فرع تہی مستقل تعلیم نہ تہی اور وہ خود انجیلون میں اقرار کرتا ہے کہ میں نہ نیک ہون اور نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون بلکہ ایک بندہ عاجز ہون اور انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے گرفتار ہونیسے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت اپنے بچاؤ کیلئے دعا کی اور چاہتا تہا کہ دعا اسکی قبول ہوجائے مگر اسکی وہ دعا قبول نہ ہوئی اور نیز جیسے عاجز بندے آزمائے جاتے ہیں وہ شیطان سے آزمایا گیا پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہرطرح عاجز ہی عاجز تہا مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد پاکر مدت تک بہوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بہوک کے دکھ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پہلون سے خالی پڑی ہوئی تہی اسلئے محروم رہا اور یہ بہی نہ ہوسکا کہ دو چار انجیرین اپنے کہانے کیلئے پیدا کرلیتا غرض ایک مدت تک ایسی ایسی آلودگیون میں رہکر اور ایسے ایسے دکھ اٹھاکر اقرار عیسائیون کے مرگیا اور اس جہان سے اٹھایا گیا اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خداوند قادر مطلق کی ذات میں ایسی ہی صفات ناقصہ ہونی چاہیے کیا وہ اسی سے قدوس اور ذوالجلال کہلاتا ہے کہ وہ ایسے عیبون اور نقصانون سے بہرا ہوا ہے اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی ما یعنے مریم کے پیٹ میں سے پانچ بچے پیدا ہوکر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے ان بچارون کو خدائی سے کچھ بہی حصہ نہ ملا بلکہ قیاس یہ چاہتا تہا کہ جبکہ کسی مخلوق کے پیٹ سے خدا بہی پیدا ہوسکتا ہے یہ نہیں کہ ہمیشہ آدمی سے آدمی اور گدہی سے گدہا پیدا ہو تو جہان کہین کسی عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہو تو پہر اس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا نہ ہو

ملاحظہ قدر بچے پیدا ہوتے جاتے ہیں وہ سب خدا ہی ہوتے اور پاک جسم مخلوق کی شرکت سے منزہ رہے اور فقط خداؤن ہی کے پیدا ہونے کی ایک کان ہوتی قیاس متذکرہ بالا کے رو سے لازم تھا کہ حضرت مسیح کے دوسرے بھائی اور بہن بھی کچھ نہ کچھ خدائی میں سے بخرہ پاتے اور ان پانچون حضرات کی والدہ کو تو رب الارباب ہی کہلانا چاہیئے کیونکہ یہ پانچون حضرات روحانی اور جسمانی قوتون میں اسی سے فیضیاب ہیں عیسائیون نے ابن مریم کی بیجا تعریفون میں بہت سا افترا بھی کیا مگر پھر بھی انکے نقصانون کو چھپا نہ سکے اور اسکی آلودگیون کو آپ اقرار کر کے پھر خواہ نخواہ اسکو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا یون تو عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابون کے رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہیں بلکہ ایک پہلو کے رو سے آپ ہی خدا ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بدقسمت والے اپنے افترا اور اختراع میں اپنے ہی رہے کیونکہ انہون نے بندہ کو خدا ٹھہرا کر پھر ہرگز اسکی لئے یہ تجویز نہیں کیا کہ اس نے پلیدی اور ناپاکی کی راہ سے تولد پایا تھا یا کسی قسم کی نجاست کھائی تھی بلکہ ان کا بدھو کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ وہ مونہہ کے راستہ سے پیدا ہوا تھا پر افسوس عیسائیون نے بہت سی جعلسازیان تو کین مگر یہ جعلسازی نہ سوجھی کہ مسیح کو بھی مونہہ کے راستہ سے ہی پیدا کرتے اور اپنے خدا کو پیشاب اور پلیدی سے بچاتے اور نہ یہ سوجھی کہ موت جو حقیقت الوہیت سے بکلی منافی ہے اسپر وارد نہ کرتے اور نہ یہ خیال آیا کہ جہان مریم کے بیٹے نے انجیلون میں اقرار کیا ہے کہ میں نہ نیک ہون اور نہ دانا مطلق ہون نہ خود بخود آیا ہون نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون نہ دعا کی قبولیت میرے ہاتھ میں ہے میں صرف ایک عاجز بندہ اور مسکین آدم زاد ہون کہ جو ایک مالک رب العلمین کا بھیجا ہوا آیا ہون ان سب مقامون کو انجیل سے نکال ڈالنا چاہیئے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو عظیم الشان صداقت الحمد للہ کے مضمون میں ہے وہ بجز پاک اور مقدس مذہب اسلام کے کسی دوسرے مذہب میں ہرگز پائی نہیں جاتی لیکن اگر یہ لوگ کہیں کہ صداقت مذکورہ بالا کے ہم قائل ہیں تو جاننا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اس بیان میں جھوٹے ہیں کیونکہ ہم اسی مضمون میں لکھ چکے ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور خلق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہیں اور جو حقیقی اور کامل خدا ذاتی میں صفات کاملہ ہونی چاہیئے ان صفات سے ان کو خالی

سمجھتے ہیں بلکہ اسقدر ایمان بھی انہیں نصیب نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ اپنی ہستی اور الوہیت کو اس نے اپنے ارادے اور اختیار سے دنیا میں ظاہر کیا ہے برخلاف اس کے وہ تو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایک مردہ یا ایک پتھر کیطرح کسی گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا عقلمندون نے آپ محنتیں کر کے اس کے وجود کا پتہ لگایا اور اسکی خدائی کو دنیا میں مشہور کیا پس ظاہر ہے کہ وہ بھی شل ہے اور یہ لوگ انکے محامد کاملہ حضرت احدیت سے منکر ہیں بلکہ جن تعریفون سے اسکو یاد کرنا چاہیئے وہ تمام تعریفیں اپنے نفس کیطرف منسوب کرتے ہیں رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین اس جگہہ سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتیں بیان فرمائیں یعنے رب العلمین رحمان رحیم مالک یوم الدین اور ان چہار صفتون میں سے رب العلمین کو سب سے مقدم رکھا اور پھر بعد اس کے صفت رحمان کو ذکر کیا پھر صفت رحیم کو بیان فرمایا پھر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے پس سمجھنا چاہیئے کہ یہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیون اختیار کی اسمین نکتہ یہ ہے کہ ان صفات اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت میں اسی ترتیب سے یہ صفتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں اسکی تفصیل یہ ہے کہ دنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہر ایک عاقل اسکو سمجھ سکتا ہے پہلا فیضان **فیضان اعم** ہے یہ وہ فیضان مطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزون پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر ایک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور پھر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر جاندار اس سے باہر نہیں اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہر یک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لحظہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہو تو مخلوقات میں سے کچھ بھی نہ ہوتا اس کا نام قرآن شریف میں ربوبیت ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام رب العلمین ہے جیسا کہ اس نے دوسری جگہہ بھی فرمایا ہے وھو رب کل شیٔ الجزو نمبر ۸ یعنی خدا ہر یک چیز کا رب ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزون میں سے اسکی ربوبیت میں سے باہر نہیں سو خدا نے سورۃ فاتحہ میں سب صفات فیضانی میں سے پہلے صفت رب العلمین کو بیان فرمایا اور کہا الحمد للّٰہ رب العٰلمین یہ اسلئے کہا کہ سب فیضانی

صفتون میں سے تقدم طبعی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنے ظہور کے رو سے بھی صفت متقدم الظہور اور تمام صفات فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہر ایک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار مشتمل ہے پھر دوسرا قسم فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقع ہے **فیضان عام** ہے اسمین اور فیضان اعم میں یہ فرق ہے کہ فیضان اعم تو ایک عام ربوبیت ہے جسکے ذریعہ سے کل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہ فیضان جسکا نام فیضان عام ہے یہ ایک خاص عنایت ازلیہ ہے جو جانداروں کے حال پر مبذول ہے یعنے ذی روح چیزون کی طرف حضرت باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اس کا نام فیضان عام ہے اور اس فیضان کی یہ تعریف ہے کہ یہ بلا استحقاق اور بغیر اس کے کہ کسی کا کچھ حق ہو سب ذی روحون پر حسب حاجت انکے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہیں اور اسی فیضان کی برکت سے ہر یک جاندار جیتا جاگتا کھاتا پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہر یک ذی روح کیلئے تمام اسباب زندگی کے جو اسکے لئے یا اسکے نوع کے بقا کیلئے مطلوب ہیں میسر نظر آتے ہیں اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہیں کہ جو کچھ روحون کو جسمانی تربیت کیلئے درکار ہے سب کچھ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحون کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے یعنے روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہیں ان کیلئے قدیم سے عین ضرورتون کے وقتون میں کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے۔ غرض اسی فیضان رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑ ہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کیلئے سطح زمین روشنی کیلئے چاند اور سورج دم لینے کیلئے ہوا پینے کیلئے پانی کھانے کیلئے انواع اقسام کے رزق اور علاج امراض کیلئے لاکھون طرح کی ادویہ اور پوشاک کیلئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزین اور ہدایت پانے کیلئے صحف ربانی موجود ہیں اور کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ تمام چیزین میرے عملون کی برکت سے پیدا ہوگئی ہیں اور میں نے ہی کسی پہلے جنم میں کوئی نیک عمل کیا تھا جسکی پاداش میں یہ بیشمار نعمتیں خدا نے بنی آدم کو عنایت کین پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہزار ہا طور پر ذی روحون کے آرام کیلئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض میں نہیں فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ہر یک

جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچھ اسکی فطرت میں حاجتیں ڈالی گئیں وہ پوری ہو جائیں پس اس فیضان میں عنایت ازلیہ کا کام یہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے اور انکی بایست اور نا بایست کی خبر رکھے تا وہ ضائع نہ ہو جائیں اور انکی استعدادیں خیر کتمان میں نہ رہیں اور اس صفت فیضانی کا خدا تعالیٰ کی ذات میں پایا جانا قانون قدرت کے ملاحظہ سے نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اسمین کلام نہیں کہ جو کچھ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر وغیرہ ضروریات دنیا میں پائی جاتی ہیں جن پر تمام ذی روحون کی زندگی کا مدار ہے اسی فیضان کے اثر سے ظہور پذیر ہیں اور ہر یک متنفس بلا تمیز انسان و حیوان و مومن و کافر و نیک و بد حسب حاجت اپنے ان فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے محروم نہیں اور اس فیضان کا نام قرآن شریف میں **رحمانیت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ میں بعد صفت رب العلمین رحمٰن آیا ہے جیسا کہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن اور اسی صفت کی طرف قرآن شریف کے کئی ایک اور مقامات میں بھی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ ان کے یہ ہے۔ واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلٰما یعنے جب کافرون اور بد دینون اور دہریون کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمان کیا چیز ہے پھر بطور جواب فرمایا رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جسنے آسمان میں برج بنائے برجون میں آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہیں اسی رحمان نے تمہارے لئے یعنے تمام بنی آدم کیلئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہیں تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ ان دقائق حکمت سے فائدہ اٹھاوے اور جہل اور غفلت کے پردہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان خیالات کو جو انسان کے دل مین پیدا ہوتے ہین وہ دور کرتا ہے اور ان کو لمبا ہونے نہین دیتا تو کچھ شک نہین کہ وہ معافی کے قابل ہین لیکن جب اسکے سلسلہ کی درازی مین ایک لذت پاتا ہے اور اسکو بڑھاتا جاتا ہے پھر وہ قابل مواخذہ ہو جاتے مین کیونکہ انمین عزیمت شامل ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا ہے اس بات کو خوب یاد رکھو کہ کلام نفسی دو قسم کا ہوتا ہے کبھی شیطانی جو خیالی فسق و فجور کے سلسلہ مین چلا جاتا ہے اور آرزوؤن کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ جبتک ان دونون سلسلون مین انسان پھنسا ہوا ہے شیطان دخل کا اسے اندیشہ ہے اور ممکن ہے کہ وہ نقصان اٹھاوے اور شیطان اسے زخمی کرے۔ مثلاً کبھی کوئی منصوبہ ہی باندھتا ہے کہ فلان شخص میری فلان غرض اور مقصد مین مخل ہے اسکو مارا جاوے اس نے مجھے تو کہا ہے اسکا بدلہ لیا جاوے اس کی ناک کاٹنی چاہیئے۔ اس قسم کے منصوبے اور ادھیڑ بن مین لگا رہتا ہے یہ بعض سخت خطرناک حالت مین ہے۔ وہ نہین سمجھتا کہ نفس کا مین کیا نقصان کر رہا ہون اور اس سے میری اخلاقی اور روحانی قوتون پر کس قسم کا برا اثر پڑ رہا ہے اس قسم کے خیالات سے ہمیشہ بچنا چاہیئے جب کبھی کوئی ایسا بیہودہ سلسلہ شروع ہو فوراً اسکے دفع کرنیکی کوشش کرو۔ استغفار پڑھو۔ لاحول کے ذریعہ خدا سے مدد اور توفیق چاہو۔ اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے پڑھنے مین اپنے آپ کو مصروف کردو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اس سلسلہ سے فایدہ کچھ نہین نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر کوئی دشمن مر بھی جاوے تو کیا اور زندہ رہے تو کیا نفع و نقصان کا پہونچانا یہ خدا تعالیٰ کے قبضہ و اختیار مین ہے۔ کوئی شخص کسی کو کوئی گزند نہین پہونچا سکتا۔ سعدی نے گلستان مین ایک حکایت لکھی ہے کہ نوشیروان کے پاس کوئی شخص خوشخبری لیکر گیا کہ تیرا فلان دشمن مارا گیا ہے اور اسکا ملک اور قلعہ ہمارے قبضہ مین آگیا ہے نوشیروان نے اسکا کیا اچھا جواب دیا۔

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

پس آدمی غور کرے کہ اس قسم کے منصوبون اور ادھیڑ بن سے کیا فایدہ اور کیا خوشی یہ سلسلہ تو بہت ہی خطرناک ہے اور اسکا علاج ہے توبہ، استغفار لاحول اور خدا کی کتاب کا مطالعہ۔ بیکاری اور بے شغلی مین اس قسم کا سلسلہ بہت لمبا ہوتا ہے۔

دوسری قسم کلام نفس کی امانی سلسلے کو لمبا کرتے رہنا ہے یہ سلسلہ بھی چونکہ بیجا خواہشون کو پیدا کرتا ہے اور طمع، حسد، خودغرضی کے امراض اس سے پیدا ہوتے ہین اسلئے یونہی یہ سلسلہ پیدا ہو اسکی صف فوراً لپیٹ دو۔ یعنے یہ تقسیم کلام نفس کی ہے اور یہ دونو انجام کار انسان کو ہلاک کر دیتے ہین۔

لیکن نبی ان دونون قسم کے سلسلہ کلام سے پاک ہوتا ہے۔ نبوت کیا ہے یہ ایک جوہر خداداد ہے اگر کسب سے ہوتا تو سب نبی ہو جاتے انکی فطرت ہی اس قسم کی نہین ہوتی کہ وہ ان بیجا سلسلہ کلام مین مبتلا ہون۔ وہ نفسی کلام کرتے ہی نہین دوسرے لوگون مین تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ان سلسلون مین کچھ ایسے مبتلا ہوتے ہین کہ خدا کا خانہ ہی خالی رہتا ہے لیکن نبی ان دونون سلسلون سے الگ ہو کر خدا مین کچھ ایسے گم ہوتے ہین اور اس کے مخاطبہ مکالمہ مین ایسے محو ہوتے ہین کہ ان سلسلون کیلئے انکے دل و دماغ مین سمائی اور گنجایش ہی نہین ہوتی۔ بلکہ خدا ہی کا سلسلہ کلام رہجاتا ہے چونکہ وہی حصہ باقی ہوتا ہے اسلئے خدا انسے کلام کرتا ہے اور وہ خدا کو مخاطب کرتے رہتے ہین تنہائی اور بیکاری مین بھی جب ایسے خیالات کا سلسلہ ایک انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اسوقت اگر نبی کو بھی ویسی ہی حالت مین دیکھو تو شاید غلطی اور ناواقفی سے یہ سمجھ لو کہ اب اس کا سلسلہ تو خدا سے کلام کا نہوگا؟ مگر نہین وہ ہر وقت خدا ہی سے باتین کرتا ہے کہ اے خدا مین تجھ سے پیار کرتا ہون اور تیری رضا کا طالب ہون مجھ پر ایسا فضل کر کہ مین اس نقطہ اور مقام تک پہونچ جاؤن جو تیری رضا کا مقام ہے۔ مجھے ایسے اعمال کی توفیق دے جو تیری نظر مین پسندیدہ ہون دنیا کی آنکھ کھول کہ وہ تجھے پہچانے اور تیرے آستانہ پر گرے۔ یہ اسکے خیالات ہوتے ہین اور یہ اسکی آرزو۔ اسمین ایسا محو اور فنا ہوتا ہے کہ دوسرا اسکو شناخت نہین کر سکتا۔ وہ اس سلسلہ کو ذوق کے ساتھ دراز کرتا ہے اور پھر اسمین اس مقام تک پہونچ جاتا ہے کہ اس کا دل پگھل جاتا ہے اور اسکی روح بہ نکلتی ہے وہ پورے زور اور طاقت کے ساتھ آستانہ الوہیت پر گرتی اور انت ربی انت ربی کہکر پکارتی ہے تب اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم جوش مین آتا ہے اور وہ اسکو مخاطب کرتا اور اپنے کلام سے اسکو جواب دیتا ہے۔

یہ ایسا لذیذ سلسلہ ہے کہ ہر شخص اسکو سمجھ نہین سکتا اور یہ لذت ایسی ہے کہ الفاظ اسکو ادا نہین کر سکتے۔ پس وہ بار بار مستسقی کیطرح باب ربوبیت ہی کو کھٹکھٹاتا رہتا ہے اور وہان ہی اپنے لئے راحت و آرام پاتا ہے۔ وہ دنیا مین ہوتا ہے لیکن دنیا سے الگ ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی چیز کا آرزومند نہین ہوتا لیکن دنیا اسکی خادم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے قدمون پر دنیا کو لا ڈالتا ہے۔

یہ ہے مختصر حقیقت نبوت کے مقام کی۔ یہان کلام نفسی کے دونو سلسلے بھسم ہو جاتے ہین اور تیسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے جسکا مبدا اور منتہا خدا ہی ہوتا ہے اسوقت وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو جذب کرتا ہے جسمین اس قسم کے دخان اور اضغاث احلام نہین ہوتے جو نفسی کلام مین ہوتے ہین بلکہ وہ دنیا سے انقطاع کئے ہوئے ہوتا ہے جیسے ایک نفسانی خواہشون کا اسیر اعلیٰ درجہ کا محبوبہ سے تعلق پیدا کر کے ہمہ گوش ہو کر تصور کرتا ہے اور ایسے نفسانی لذات کا معراج پاتا ہے اور قطعاً نہین چاہتے کہ کسی دوسرے کو ملین۔ اسیطرح نبی خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو یہانتک پہونچاتا ہے کہ وہ اس تنہائی اور خلوت مین کسی دوسرے کا دخل ہرگز پسند نہین کرتے وہ اپنے محبوب سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسی مین لذت و راحت پاتے ہین۔ وہ الی الابد کیلئے بھی اس خلوت کو چھوڑنا پسند نہین کرتے لیکن خدا تعالیٰ انہین دنیا کے سامنے لاتا ہے تاکہ وہ دنیا کی اصلاح کرین اور خدا نما آئینہ ٹھہرین۔ نبی طبعاً ایک لذت اور کیفیت پاتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ ہی مین چاہتا ہے اس سے زیادہ مین اس کیفیت کو بیان نہین کر سکتا اگرچہ دل اس لذت سے بھرا ہوا ہے اگرچہ اس ذکر کی درازی اور بھی لذت بخش ہے مگر وہ الفاظ کہان سے لاؤن جسمین مین اسکو ظاہر کر سکون۔

بعض نادان لوگون کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جبکہ انبیاء علیہم السلام ایسے فنافی اللہ ہوتے ہین اور دنیا اور اسکی لذتون سے دور بھاگتے ہین پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ وہ بیویان اور بچے بھی رکھتے ہین۔ یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ ایک شخص تو ان باتون کا اسیر اور ان فانی لذتون مین فنا ہو جاتا ہے مگر یہ گروہ ان باتون سے پاک ہوتا ہے یہ چیزین ان کیلئے محض خادم کے طور پر ہوتی ہین اور اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی اصلاح کیلئے آتے ہین پس اگر وہ بیوی بچے نہ رکھتے ہون تو اس پہلو مین تکمیل اصلاح کیونکر ہوتی۔ اسی لئے مین کہتا ہون کہ عیسائی لوگ معاشرت کے متعلق مسیح کا کیا نمونہ پیش کر سکتے ہین؟ کچھ بھی نہین۔ جب وہ اس راہ سے ناواقف ہین اور ان مدارج سے بے خبر ہین وہ کیا اصلاح کریگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ ہر پہلو مین آپکا نمونہ کامل ہے۔ دنیا اور اسکی چیزین انبیاء علیہم السلام پر کوئی اثر نہین ڈالتی ہین وہ فانی لذتون کی کچھ بھی پرواہ نہین کرتے۔ بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کیطرف دریا کی ایک تیز دھاری کیطرح جو پہاڑ سے گرتی ہے بہتا ہے اور اسکی رو مین سب خس و خاشاک بہ جاتا ہے۔

غرض انبیاء علیہم السلام ان چیزون کے غلام نہین ہوتے بلکہ یہ چیزین ان کیلئے بطور خادم ہوتی ہین اور انکی اعلیٰ درجہ کے اخلاقی کمالات کا نمونہ انکے اس ذکر اور ذوق مین جو خدا تعالیٰ کے تصور اور محویت مین انہین ملتا ہے انسے کچھ حرج پیدا نہین ہوتا۔ وہ کچھ ایسے محو اور فنا ہوتے ہین کہ دنیا سے بالکل الگ ہوتے ہین جب اس قسم کی ربودگی ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کیطرف سے آوازین آنے لگتی ہین۔ اور مکالمات ہونے لگتے ہین یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جذب کی قوت لیکر نکلتی ہے وہ دوسرے کو جذب کرتی ہے۔ اس جذب مین اسقدر قوت ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کی ساری باتین اسمین بھسم ہو جاتی ہین اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور فیض کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہے۔ اور اسی سلسلہ کو باقی تمام سلسلون پر تقدم اور فوق ہو جاتا ہے۔ لیکن اسکے لئے مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس کے بغیر یہ راہ نہین کھلتی جیسا کہ فرمایا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اور اسی کیطرف اشارہ ہے ایاک نعبد مین اگرچہ ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر تقدم ہے لیکن پھر بھی اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت نے سبقت کی ہوئی ہے ایاک نعبد بھی کس قوت نے کہلوایا ہے اور وہ قوت جو پوشیدہ ہی پوشیدہ ایاک نعبد کا اقرار کراتی ہے کہان سے آئی کیا خدا تعالیٰ نے ہی وہ عطا نہین فرمائی کہ؟ بیشک وہ خدا تعالیٰ کا ہی عطیہ ہے جو اس نے محض رحمانیت سے عطا فرمائی ہے۔ اسکی تحریک اور توفیق سے یہ ایاک نعبد بھی کہتا ہے اس پہلو سے اگر غور کرین تو اسکو تاخر ہے اور دوسرے پہلو سے اسکو تقدم ہے یعنے جب یہ قوت اسکو اس بات کی طرف لاتی ہے تو نتیجہ تاخر ہو گیا اور بصورت اول تقدم اسیطرح یہ سلسلہ نبوت کی فلاسفی کا خلاصہ یا مفہوم ہے۔

باقی آئندہ

خطبہ عید الضحیٰ

(سلسلے کیلئے نمبر ۱ صفحہ ۷ دیکھو)

(سلسلے کیلئے نمبر ۱ صفحہ ۷ دیکھو)

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی۔ وہی تکبر علم تھا فرحوا بما عندھم من العلم انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ ہے صحف انبیاء اور صحف ابراہیم و موسیٰ ہمارے پاس ہیں ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں نحن ابناء اللہ و احباءہ کہکر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پرواکر سکتے ہیں۔ اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفیٰ اور شیرین چشمہ جاری ہوا

غرض

محرومی کا سب سے پہلا اور بڑا ذریعہ ابی (انکار) ہے اور پھر تکبر ہے آہ! اس سے بڑھکر کسی شخص کی بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک ہادی معلم اور مزکی کو معزز بنا کر بھیجتا ہے اور یہ اسکا ساتھ نہیں دیسکتا اور ان فیضانوں اور برکات سے جو اسکی معیت اور صحبت سے ملنے والے تھے محروم رہجاتا ہے۔ فرمانبرداری ہاں خدا کی فرمانبرداری ایسی راحت بخش اور زندہ جاوید بنانے والی دولت ہے کہ جس نے آجتک اور ابد الاباد تک ابراہیم کو زندہ رکھا ہے آج ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار تم ہر ایک گھر میں دیکھ سکتے ہو ایک غریب سے غریب آدمی بھی قربانی کا گوشت کھاتا ہے جو اسکی یادگار کو تازہ رکھتا ہے۔ یہ قربانی بتاتی ہے کہ ابراہیم نے اپنی جان اور مال تک بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریغ نہیں کیا۔ پس جبتک انسان ابراہیمی رنگ اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے عزیز مال اور جان تک کو جو دراصل اسکا ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کا ہے نثار کر دینے کیلئے شرح صدر سے طیار نہیں ہو جاتا۔ اسوقت تک وہ ان برکات اور فیضانوں کو پا نہیں سکتا جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملے۔

خدا تعالیٰ کے مامورین و مرسلین کا انکار سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ انکار بہت ہی خطرناک چیز ہے اس لئے ہمیشہ اس سے بچو۔ اپنی عقل اپنی تدبیر اور رائے اپنے علم و تجربہ کو خدا کے راستبازوں کے سامنے ہیچ سمجھ لو۔ اور بالکل خالی ہو جاؤ تب وہ تم میں راستبازی۔ اور حقیقی علوم کی روح پھونک دیگا۔

یہ ابی مختلف رنگ میں انسان کے اندر ہوتا ہے۔ کبھی زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل اسکے ساتھ متفق نہیں ہوتا جسکا نتیجہ نفاق ہوتا ہے اور یہ نفاق آخر کار کفر تک بھی لیجاتا ہے۔ اسلئے دل اور زبان کو ایک کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق اور فضل چاہو۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا مال و دولت۔ خدمت گزاری اور نیکی کا خیال ہی اس امر سے روکدیتا اور ان کے لئے سدراہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے۔ اگر ضرورت نہ تھی تو خدا تعالیٰ نے اسکو نازل کیوں فرمایا وہ اسپر نہیں خدا تعالیٰ کے فعل و فضل پر ہنسی کرتے اور اس کے پر حکمت فعل کو لغو (معاذ اللہ) ٹھہراتے ہیں۔ اسلئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ نفس اور شیطان کے اس دھوکہ سے ہمیشہ بچیں اپنی کسی بات پر تکبر نہ ہو کیونکہ وہی تکبر پھر کسی اور رنگ و صورت میں انکار کا باعث ہو جاویگا یہ بہر حال زہر ہے اس کی مطمئن ہو رہنا عقلمندی نہیں ہے۔

بعض نادان۔ ناحق شناس۔ ماموراور مرسلوں کے آنے پر یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ

لن نؤمن حتی نؤتیٰ مثل ما اوتی رسل اللہ

یعنے اسوقت تک ہم ایمان نہیں لائینگے جبتک ہم کو بھی وہی فیض اور فضل نہ دیا جاوے جو رسولوں کو دیا گیا ہے۔ یہ بھی محرومی کا بڑا بھاری ذریعہ ہے جو لوگ ایمان کو مشروط کرتے ہیں وہ محروم رہجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا ہاں خدا تعالیٰ کسی کو خالی نہیں چھوڑتا جو اسکی راہ میں صدق و ثبات سے قدم رکھتا ہے وہ بھی اس قسم انعامات سے بہرہ وافر لیتا ہے۔ جیسے فرمایا الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ جن لوگوں نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر انہوں نے اسپر استقامت دکھائی۔ انپر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں ربنا اللہ کا اقرار اور اسپر صدق و ثبات اور اظہار استقامت۔

ایک نادان سنت اللہ سے ناواقف ان مراحل کو تو طے نہیں کرتا۔ اور امید رکھتا ہے اس مقام پر پہنچنے کی جو ان کے بعد واقع ہے۔ یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے اس قسم کے شیطانی وسوسوں سے بھی الگ رہنا چاہیئے خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور عجز کے ساتھ قدم اٹھاؤ۔ قویٰ سے کام لو۔ اسکی مدد طلب کرو۔ پھر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وارث ہو جاؤ۔ اور حقیقی رؤیا اور الہام سے حصہ پاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کسی بات کی کمی نہیں

للہ خزائن السموات والارض وما ننزلہ الا بقدر معلوم

پھر سوال ہوتا ہے کہ اس قسم کے اوہام شیطانی اور وسوسوں سے بچنے کا کیا طریق ہے؟

اس کا طریق یہی ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار پڑھو۔ استغفار سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ طوطے کی طرح ایک لفظ رٹتے رہو بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ استغفار کے مفہوم اور مطلب کو ملحوظ رکھکر خدا تعالیٰ سے مدد چاہو۔ اور وہ یہ ہے کہ جو انسانی کمزوریاں صادر ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بدنتایج سے محفوظ رکھے اور آیندہ کیلئے ان کمزوریوں کو دور کرے اور ان جوشوں کو جو ہلاک کرنیوالے ہوتے ہیں دبائے رکھے۔ پھر لاحول پڑھتے پھر دعا سے کام لے۔ اور جہانتک ممکن ہو راستبازوں کی صحبت میں رہے اگر اس نسخہ پر عمل کروگے تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ تمہیں محروم نکریگا۔

پھر محرومی کا ایک اور سبب بھی ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اوقات انسان مشکلات اور مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کر لیتا ہے کہ یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے اور فلاں دکھ سے مجھے رہائی اور نجات ہو تو میں یہ فرمانبرداری کا کام کرونگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ان مشکلات سے نجات دیتا ہے لیکن وہ اپنے وعدوں کو بھول جاتا ہے اسکا نتیجہ پھر خطرناک ہوتا اور اسے محروم کر دیتا ہے میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنے کے برابر ہی وہ معاہدہ ہے جو انسان اپنے امام و مرشد کے ہاتھ پر کرتا ہے جیسا کہ تم نے کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا کہنے کو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن اسکے معانی پر غور کرو کہ کسقدر وسیع ہیں حی علی الصلوٰۃ کی آواز آتی ہے اور یہ سنتا ہے لیکن دیکھتا ہے کہ بہت سے ضروری کام کرنے کو ہیں اور اپنے اگر ذرا سی بھی لاپروائی کی تو حرج ہوگا۔ اسلئے فرض تنہائی ہی میں ادا کر لونگا۔ یہ خیالات دل میں ایکطرف ہیں دوسری طرف حی کا لفظ بتاتا ہے کہ جلدی کرو۔ اور اد ہر معاہدہ یہ کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔

اب اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مقدم کرتا اور حی علی الصلوٰۃ کی آواز پر مسجد کو جاتا ہے تو بیشک اس معاہدہ کو پورا کرنیوالا ٹھہرتا ہے لیکن اگر تساہل کرتا ہے تو اس معاہدہ کو توڑتا ہے اسیطرح دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے ہیں ایکطرف بیوی بچوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہے اور پھر قرآن کریم میں پڑھتا ہے لاتسرفوا اور ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ اور ایکطرف دین مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے اسوقت اپنی اندرونہ کا معاینہ کرے اور اپنے فعل سے دکھائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو

غرض

ہر عمل الہی میں اسکو سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو کسی تقریر اور چالاکی سے کام لے رہا ہوں یا سچے اخلاص سے اپنے ہر قول اور فعل کو پرتال کرے کہ کیا واقعی خدا تعالیٰ کیلئے ہے یا دنیوی اغراض و مقاصد پیش نظر ہیں ملیں اپنے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو ہر وقت پیش نظر رکھو یہ معاہدہ تم نے کسی معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے اور میں تو یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے

کیونکہ ید اللہ فوق ایدیھم آیا ہے۔

دیکھو اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کرو کہ کیا جسقدر تڑپ کوشش اور اضطراب دنیوی اور ادنیٰ ضروریات کیلئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی سہی وہ دینی ضروریات کیلئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے کہاں پورا کیا میں نے خود تجربہ کیا ہے ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جنمیں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کیلئے تو اسقدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کیلئے انہیں کوئی تڑپ نہیں باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں یہی بدظنی منصوبہ بازی تکبر۔ دوسرے کی تحقیر غیبت اور اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں شرک۔ ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔

باقی آئندہ

امیر

چند سوالون کے جواب

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین جن شاہجہانپوری سوالون کے جواب کا ذکر کیا گیا تھا۔ انکا جواب حضرت حکیم الامتہ کے ارشاد کی بنا پر جو مینے لکھا ہے اور حضرت موصوف کو دکھا لیا گیا ہے شائع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

سوال اول۔ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اسکا ثبوت کیا ہے؟

جواب۔ اس سوال کے جواب مین سب سے اول تو ہم یہ کہتے ہین کہ جب ہم دنیا کی عمر سات ہزار سال بیان کرتے ہین تو اس سے ہماری مراد دنیا کی وہ عمر ہے جو ہمارے آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے لیکر آدم ثانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور اختتام دنیا تک سمجھی جاتی ہے اس سے یہہ مراد ہرگز نہین ہے کہ خدا تعالےٰ سات ہزار برس سے ہی **خالق** ہے۔ بلکہ ہمارا اعتقاد ہے (اور ایسا ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اکابران اُمت کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے) کہ ہمارے آدم سے بھی پہلے لاکھون لاکھ آدم گذر چکے ہین اس سوال پر بحث کرنا اسوقت چونکہ ملحوظ خاطر نہین اسلئے اسکو یہین چھوڑ کر اب اس حصّہ کیطرف توجہ کرتے ہین کہ کیا یہہ واقعی امر ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے؟ اس کے جواب کے ہم تین حصّے کرینگے۔ **اوّل** قرآن شریف سے اسکا ثبوت دین گے پھر احادیث نبی کریم اور اکابران ملت کی تحریرون سے۔ اور تیسرے حصّہ مین آجکل کی تحقیقات کی رو سے اسپر کچھہ عرض کرین گے۔ پہلا حصّہ۔ قرآن کریم کر اس کا ثبوت۔

قرآن کریم سے اسکا ثبوت دینے وقت یہ امر قابل اظہار ہے کہ قرآن کریم چونکہ کوئی ایسی کتاب نہین جسکی غرض **مادیات** پر بحث ہو بلکہ وہ **ہدی للمتقین** ہے اسلئے اس نے **عمر دنیا** کے متعلق جو بحث کرنی چاہی ہے اوس کی غرض جیالوجی کے باریک مسائل کی تعلیم نہین بلکہ وہ اس راز کے انکشاف مین ایک عظیم الشان **مجدد** اور مامور کی پیشگوئی کرنی چاہتا ہے اور اسکا زمانہ اور اس زمانہ کے نشانات کو بیان کرنا اسکا مقصد اصلی ہے۔ وہ مجدد اور **مامور الف ششم** یا دنیا کے آخری ہزار مین آنیوالا تہا۔ اور اسکے زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے۔ ازینوجہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے۔

قرآن کریم اور سات کا عدد

یہہ بات بہی بحضور دل یاد رکہنی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی کتابون اور خاتم الکتب قرآن مجید مین بعض اعداد خاص مناسبت رکھا کرتے ہین منجملہ انکے سات و ۷۰ و ۷۰۰ و سات ہزار کے اعداد بہت بڑی خصوصیت رکھتے ہین انہین مین سے یہ **سات ہزار** کا ایک عدد ہے سات کے **عدد** کو جو خصوصیتین ہین انمین سے بعض حسب ذیل ہین۔

۱۔ قرآن کریم سات مختلف مذاہب سے بحث کرتا ہے۔

الف۔ دہریون یعنی منکران ذات باری سے۔

(ب) منکران نبوت برہمو‌ؤن سے۔

(ج) یہود۔ نصاریٰ۔ بت پرست۔ مجوس۔ منافق

۲۔ قرآن کریم سات عظیم الشان عقاید حقّہ کا بیان کرتا ہے۔

الف۔ خدا تعالیٰ کی ہستی۔ ذات۔ صفات۔ اسماء اور افعال کی لطیف بحث۔

(ب) ملائکہ کے وجود انکے افعال وصفات کی فلاسفی

(ج) کتب الہیہ کا دلچسپ تذکرہ۔

(د) رسالت کی ضرورت اور ایمان بالرسل کی بحث

(ہ) تقدیر۔ یعنے ان اندازون پر فلسفیانہ بحث جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کئے ہین۔

(و) ختم نبوت کی بحث۔

(ی) اعمال صالحہ وسیئہ پر جزا وسزا کے متعلق۔

۳۔ قرآن کریم سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے۔

(۱) اقرار (۲) نماز (۳) زکواۃ (۴) روزہ (۵) حج (۶) اخلاق فاضلہ۔ اور رذائل۔

۴۔ سات ہی نتائج حسنہ واسکے پیش کرتا ہے (۱) صحت جسمانی۔ (۲) جسمانی آرام (۳) روحانی آرام (۴) قبر مین آرام (۵) حشر مین آرام (۶) صراط پر آرام (۷) جنت پر آرام۔

ایسا ہی اور بہت سے امور ہین محض مثال کے طور پر یہ چند دکہا دیئے ہیں۔

غرض اس نہج پر سات ہزار کا عدد ایک ایسا عدد ہے جسکو الٰہی کتابون کے ساتھہ ایک مناسبت ہے اب مین قرآن سے وہ ثبوت پیش کرنا چاہتا ہون جو اس دنیا کے سات ہزار سال کے متعلق ہے۔

قرآن کریم مین زمین و آسمان کے چھہ دن کے اندر بنانے اور پھر خلق آدم کا ذکر کرنے کے اندر ایک روحانی سرّ موجود ہے اور وہ یہہ ہے کہ تمام اشیاء کی تکمیل کیلئے ایک ستہ ضرور یہ اللہ تعالےٰ نے رکہا ہے اور یہ اشارہ تہا روحانی نظام کی تکمیل کیطرف جسپر حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آخر ہزار ششم وہ آخری حصہ اس دنیا کا ہوا۔ جس سے ہر ایک روحانی اور جسمانی تکمیل وابستہ ہے کیونکہ خدائی کارخانہ قدرت مین چھٹے دن اور چھٹے ہزار کو الٰہی فعل کی تکمیل کے لئے قدم سے مقرر فرمایا گیا ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام چھٹے دن مین یعنی بروز جمعہ دن کے اخیر حصّہ مین پیدا ہوئے یعنی آپ کے وجود کا تمام وکمال پیرایہ چھٹے دن ظاہر ہوا گو خمیر آدم کا آہستہ آہستہ طیار ہو رہا تہا اور جمادی نباتی حیوانی پیدائشون کے ساتھہ ہی شریک تہا لیکن کمال خلقت کا دن چھٹا تہا۔ یہی سر ہے جو قرآن شریف بہی گو نجماً نجماً نازل ہو رہا تہا مگر اوس کا کامل وجود بھی چھٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہونچا اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** نازل ہوئی ایسا ہی انسانی نطفہ بہی اپنے تغیرات کے چھٹے مرتبہ پر ہی خلقت بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جسکی طرف **ثم انشاناہ خلقا اخر** مین اشارہ ہے اور وہ مراتب ستہ یہ ہین (۱) نطفہ (۲) علقہ (۳) مضغہ (۴) عظام (۵) لحم محیط عظام (۶) خلق آخر یہ ایک قانون قدرت ہے جس سے کوئی شخص بہی ہرچند وہ مذہب سے واسطہ نرکہتا ہو لیکن علم دوست ہو اسے ماننا پڑتا ہے۔ پس اس قانون قدرت سے جو روز ششم اور مرتبہ ششم کی نسبت معلوم ہو چکا ہے ماننا پڑتا ہے کہ دنیا کی عمر کا ہزار ششم بہی یعنی اس کا آخری حصّہ بہی عظیم الشان حصّہ ہے اور وہ بالطبع کسی آدم کی خلق کو چاہتا ہے۔ ان لوگون کے لئے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے واقفیت رکہتے ہین اور علمی مذاق سے آشنا ہین یہ لطیفہ بہت کچھہ مسرت بخش ہے کیونکہ اس سلسلہ کے امام کو خدا تعالےٰ نے اسی مناسبت کیوجہ سے براہین احمدیہ مین آدم کہا **اردت ان استخلف فخلقت ادم** ہمکو اس مقام پر اس مضمون پر بحث نہین کرنی بلکہ اصل مضمون عمر دنیا کی متعلق ہے لیکن ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ **عمر عالم** کا مسئلہ قرآن کریم نے محض اس بنا پر حل کیا ہے کہ آخری زمانہ مین ایک عظیم الشان مصلح آنیوالا تہا۔ ورنہ جیسا ہم پہلے بیان کرآئے ہین قرآن شریف کی غرض کچھہ اور ہے عمر دنیا یعنے دور آدم کا زمانہ سات ہزار سال جو قرار دیا گیا ہے اسکے ثبوت کے لئے اولاً **عالم کبیر** کی خلقت کا بیان ہے

ھوالذی خلق السموات والارض فی ستة ایام پہر انسان (جو عالم صغیر ہے) کی خلقت کیلئے چھہ مراتب بیان کئے۔ گویا وہ پیدائش بہی چھہ دن مین ہوئی۔ اور ایک دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ہزار سال کا ہوتا ہے **ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون** اسپر شہادت ہے۔

اب اس چھہ ہزار سال کے بعد جو آخری ہزار ہے وہ زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ **عصر** کا زمانہ قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین بھی والعصر ان الانسان لفی خسر فرمایا ہے۔ اس سورۃ کی اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت کی یعنی تیس برس کا تمام وکمال زمانہ یہ کل مدت زمانہ کی ساتھہ ملاکر ۴۷۳۹ برس دور آدم سے آنحضرت صلعم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہوتی ہین اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الف خامس مین مبعوث ہوئے۔

ایک علمی نکتہ اس مقام پر اس نکتہ کا بیان نکرنا خطرناک فرو گذاشت ہے کہ الف خامس مریخ ستارہ کیطرف منسوب ہے وجہ تہی کہ جو آنحضرت صلعم کو ان مفسدون کی قتل اور سزا دینے کا حکم ہوا جنہون نے مسلمانونکو قتل کیا اور قتل کرنا چاہا اور یہی خدا تعالیٰ کی اذن اور حکم سی مریخ کا حکم ہے لیکن آنحضرت صلعم کی ایک بعثت ثانی بہی ہے جو مہدی کے رنگ مین احادیث سے ثابت ہے وہ ہزار ششم مین مقرر کیگئی ہے۔ اور وہ اسم احمد کی تجلی ہوگی جو جمالی اسم ہے وہ ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے جو ماموریں کو خونریزی سے منع کرتا اور عقل و دانش اور مواد استدلال کو بڑہاتا ہے۔ **پس الف سادس یا چھٹا ہزار** ایک کامل ظہور اور بروز کو چاہتا تھا اور آدم چونکہ جلالی اور جمالی صفات کا مظہر تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی ہر دو صفات کی مظہر اتم تہے مگر آپ کا ظہور **جلالی الف** پنجم پر ہوا اور ظہور جمالی کیلئے الف سادس مقرر ہوا تہا۔ جو بروزی رنگ مین ہونیوالا تہا۔ اسلئے **مہدی** کا نام آنحضرت نے اپنا ہی نام ٹھہرایا۔

اس ظہور ثانی کیلئے آیت **و آخرین منہم لما یلحقوا بہم** بہی اشارہ کرتی ہے اور تمام مفسرین نے بالاتفاق اسکو تسلیم کیا ہے کہ **مسیح موعود** کے زمانہ سے متعلق ہے پہر قرآن شریف کی ایک اور آیت **ھوالذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله** ہے جو مسیح موعود کے زمانہ سے وابستہ ہے۔ اور **مسیح موعود** کا زمانہ آیت استخلاف کے ماتحت رکھکر چھٹا ہزار ہی قرار پاتا ہے کیونکہ بائبل کے حساب کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ۴۶۳۶ برس ہوتے ہین۔ اور انجیل متی کی بشارت کے موافق آپکے بعد چودہوین صدی مین مسیح موعود آنا چاہیئے جو چھٹے ہزار کو ظاہر کرتا ہے۔

پس جب ہم آیت **استخلاف** اور پہر ھوالذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله اور **و آخرین منہم لما یلحقوا بہم** کو ملاتے ہین تو چھٹے ہزار پر مسیح موعود کی بعثت قرار پاتی ہے جو بالکل صحیح ہے اور پھر اسکے ساتھہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** مین تکمیل کے دو شعبے **تکمیل** ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کو ملا دین تو اور بہی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا وہی زمانہ ہے جو لیظھرہ علی الدین کله کا زمانہ ہے۔ پس یہ ساری آیات مجموعی طور پر **الف سادس** کا پتہ دیتی ہین۔ اور یہ اشارہ تکمیل **آدم** مین پہلے سے مرکوز ہے جو چھٹے دن ہوں۔

(باقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسے قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الدعوت

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین | شد ظہور وعدہ ہائے انبیاء و مرسلین
تا بکے جنگ و نبرد و کارزارت با خدا ؟ | اے سیہ باطن ! بترس از خشم رب العالمین

چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے اسلئے مین دوبارہ ظاہر کرتا ہون اور مین قسم حضرت احدیت جلشانہ کی کھا کر کہتا ہون کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ مین اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی مین ایسے غرق ہو گئے ہین کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہین رہا اور وہ جو اوسکی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا ہے اوس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر گیا ہے پس خدا فرماتا ہے کہ مین اونسے جنگ کرونگا‡ اور میرے وہ حملے اون پر ہونگے جو انکے خیال و گمان مین نہین کیونکہ انہون نے جھوٹ سے اسقدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤن کے نیچے پامال کرنا چاہا پس خدا فرماتا ہے کہ مینے اب ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندون کے حملون سے بچاؤن اور سچائی کی حمایت مین کئی نشان ظاہر کرون اور وہ فرماتا ہے کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ کیسے دن ہین جو تم دیکھ رہے ہو سچ کہو کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادون نے سنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے کبھی پہلے بھی ایسا زور ہوا تھا اور جسطرح ابھی ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلون کو ہلا دیا اور عام نقصان پہونچا دیا اور لوگون کو دیوانہ سا کر دیا کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگون نے اس ملک مین دیکھا تھا ؟ اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلف اور بناوٹ سے پیشگوئیان قرار نہین دیئے گئے بلکہ سالہا سال اونکے وجود سے پہلے براہین احمدیہ مین خبر دیگئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابون مین جو میری تالیف ہین یہ خبرین شائع ہو چکی ہین اور یہ تو پرانی ہین ممکن ہے کہ اکثر لوگون کو بھول گئی ہونگی کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی یہ تینون جسجگہ اکٹھی ہو جائین وہان حافظہ کب درست رہ سکتا ہے خدا کے وعدے بھی ایمانداری سے ہی یاد رہتے ہین ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانون کو بھی آنکھون سے دیکھکر ایسا دل سے اتار دیتا ہے جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے غرض مین اسوقت پرانی پیشگوئیون پر اکتفا نہین کرتا بلکہ مین ان پیشگوئیون کو پیش کرتا ہون جنکی شائع کئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے دیکھو میرا اشتہار الوصیت جسکو مینے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا اور پھر دوبارہ الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ مین شائع ہوا ہے ان پیشگوئیون مین سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہین کہ ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جسکی صبح کو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء تھی مینے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی‡‡ لگ رہی ہے اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت۔ مقامونپر اور عارضی سکونت کے مقامونپر آفت آئیگی اور پھر مارچ کے مہینہ مین خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذبون کو ایک نشان دکھایا جائیگا ۔ اور یہ پیشگوئی بھی اوسی الحکم ۲۴ مارچ مین شائع ہو چکی ہے ۔ اب اے عزیزو ! سوچ کر کہو کیا یہ زلزلہ جو ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو صبح کو اس ملک مین ظاہر ہوا وہی نشان نہین ہے ؟ جسکی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے ۔ دیکھو کتابون مین لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ مین رمضان مین کسوف خسوف ہوگا اور مسیح موعود کی نسبت خود عیسائی صاحبون کی انجیل مین ہے کہ مسیح کے وقت مین مری پڑیگی یعنی طاعون ۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کریگا اور سخت زلزلے آئینگے پس تمنے ان تمام علامتون کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا پھر جبکہ تمام نشان ظاہر ہو چکے ہین اور ان دونون منصبون کا مدعی مین ہون جو تم مین اسوقت پچیس سال سے موجود ہون پس میرے بعد کس کا انتظار کروگے ؟ ان تمام علامتون کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانون کے ظہور کے وقت موجود ہے نہ وہ کہ جسکا ابھی دنیا مین نام و نشان نہین ۔ یہ عجب سخت دلی ہے جو سمجھ مین نہین آتی جبکہ میرے دعوے کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت مین کوششین بھی ہو کر انہین نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے ؟ ہان یہ سچ ہے کہ مین نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہون اور نہ مین دنیا مین جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہون مگر مین خدا کی طرف سے ہون مین یہ پیشگوئی کرتا ہون کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہین آئیگا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا مین ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئیگا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا ان دونون سے ہاتھ دھو لو یہ سب حسرتین ہین ۔ جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر مین لیجائینگے نہ کوئی مسیح اتریگا ۔ اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا آچکا وہ مین ہی ہون جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا جو شخص مجھے قبول نہین کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیون ایسا کیا حالانکہ ایسی غلطیان یہود سے بھی ہوتی رہی ہین اور ان کے علماء بھی پیشگوئیون کے سمجھنے مین ٹھوکر کھاتے رہے ہین کہ کچھ سمجھا اور آخر ظاہر ہو گیا کچھ ۔ عزیزو ! شرم اور حیا کرو کہ خدا کے دن آگئے اور آسمان تمہین وہ کرشمے دکھا رہا ہے جنکی تمہارے آباؤ اجداد کو خبر نہ تھی مبارک وہ جو میرے بارے مین ٹھوکر نہ کھاوین ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد ۔ ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

‡ جنگ سے مراد انسانی جنگ نہین ہے بلکہ فرشتون کا جنگ اور قضاء و قدر کا جنگ ۔ منہ ۔ ‡‡ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۳۰ پر بھی یہ الہام شائع ہو چکا ہے ۔ منہ

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

بنگر اے قوم نشان ہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانی است کبیر

۴-اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک ایسا عظیم الشان نشان خدا کے برگزیدہ مہدی و مسیح کی تائید اور صداقت میں ظاہر ہوا ہے جو صدیوں سے اہل دنیا نے نہ دیکھا ہوگا۔

میرا یہ کلام مبالغہ اور تاریخ سے بے خبری پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ میں واقعات کی بنا پر دکھاؤنگا۔ حق اور حقیقت پر مبنی ہے یہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور ٹروتھ (صداقت) ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا مگر وہی جو خدا تعالےٰ کے سنن سے ناواقف ہے

اس امر کو سمجھنے کے لئے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت چلی آتی ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل دنیا میں اصلاح خلق کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی طبیعتوں میں بیداری کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور بظاہر ان بداعمالیوں کی پاداش اور عقوبت کے لئے جن کی کثرت اس مامور کی بعثت کا موجب اور باعث ہوتی ہے خدا تعالےٰ نے مختلف رنگوں میں عذاب الٰہی نازل کرتا ہے۔ اس عذاب کے نزول میں ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ چونکہ خدا تعالےٰ کا مامور اور اس کی جماعت بھی انہیں **اسباب عادیہ** اور قوانین قدرتیہ کے ماتحت ہوتے ہیں جو دوسروں پر حکومت کرتے یا اثر ڈالتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ مامور اور اسکی قوم کے ساتھ خاص نشان رحمت ظاہر کرتا ہے جو دوسروں پر حجت اور مخلص مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہو جاتا ہے سنت اللہ سے ناواقف اور ماموروں کی سیرۃ پر نگاہ نکرنے والی قوم ان باتوں کو سن کر ہنستی اور بیباکی اور شوخی میں ترقی کرتی ہے لیکن خدا تعالےٰ کے مامور کو ماننے والے اور اسپر ایمان لانیوالے ان عذابوں اور عتابوں کو ایک نیا ایمان عطا کرنے والے مانتے اور تضرع کی حالت پیدا کرنے والے الارحم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ماموروں کے ارسال اور نزول عذاب کے متعلق فرمایا ہے وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون

اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وما کنا معذبین حتے نبعث رسولا۔

یعنی جب کوئی نبی اور رسول مامور اور مبعوث ہوتا ہے تو اوس کے ساتھ عذاب بھی آتا ہے۔ پس عذاب الٰہی اور خدا کے مامور و مرسل کی بعثت ایک پہلو سے لازم و ملزوم امر ہیں۔ دانشمند اور صاحبدل وہ انسان ہوتا ہے کہ اگر وہ کم از کم مامور کی بعثت اور اسکی اول دعوت پر کسی وجہ سے قبول کرنے کی توفیق نہ پاسکے تو جب آسمان کی حالت بدلی ہوئی دیکھے تو خدا کے خوف سے ڈر جاوے + مگر تہوڑے ہوتے ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہیں

اسکے نمونے ہر زمانہ میں جب خدا کے مامور آتے رہے ہیں دیکھے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ان امور پر پوری روشنی ڈالتی ہے اسوقت چونکہ خدا کے فضل سے پھر ایک **مامور** دنیا میں آیا ہے اور جیسا کہ پہلے سے مقدر تھا اور نبیوں اور رسولوں کی معرفت وعدہ دیا جاچکا تھا اسکے سارے نشان ظاہر ہو چکے اور ہو رہے ہیں تیس برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے کہ جب اس نے خدا تعالےٰ کیطرف سے وحی اور اطلاع پاکر اپنی کتاب **براہین احمدیہ** میں یہ الہام شائع کیا تھا جس کے چھپنے پر پچیس سال کا زمانہ گذرتا ہے۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔

جب اسے یہ وحی ہوئی اسوقت وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ زور آور حملے کونسے ہیں اسے ہرگز معلوم نہ تھا۔ کہ وہ دنیا میں ایک **رسول** اور **مامور** کی حیثیت سے آیا ہے ہاں وہ یہ جانتا تھا اور ایمان لاتا تھا کہ یہ خدا تعالےٰ کی **وحی** ہے اور اسپر اتری ہے اور اسکے متعلق ہے۔ اس **وحی** کو اسنے مختلف اوقات اور مختلف تصنیفات میں اپنی تائید میں پیش کیا۔ جب ۱۸۸۸ء میں اسنے خدا تعالےٰ سے مامور ہو کر بیعت کا اعلان شائع کیا تو اس میں یہ الہام شائع کیا۔

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔

خدا تعالیٰ کی مجید کتاب سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ وحی حضرت نوح علیہ السلام کو ہوئی تھی۔ اور انکے وقت میں جو خطرناک **طوفان** آیا۔ یہ وحی اسکی خبر دیتی اور مخلوق کے غرق ہونے کی پیشگوئی کرتی تھی۔ خدا کا یہ مامور بجائے خود سمجھتا تھا کہ دنیا پر کوئی عذاب شدید آنے والا ہے

اور دنیا میں ایک نذیر آیا۔ والا الہام بھی تائید کرتا تھا۔ اور اس **وحی بیعت** سے یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ خدا کا یہ **مامور نوح** کا بھی مثیل ہے۔ لیکن ابھی تک اہل عصر ناواقف تھے کہ کیا ہونے والا ہے۔ یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کھلی کھلی وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر کردیا کہ آنیوالا **موعود مسیح تو ہی ہے** اب اسکے بعد دنیا کی کتاب میں ایک نیا زمانہ شروع ہوا۔ ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوا۔ اور جو جس سے ہو سکا۔ اسنے اسکی مخالفت میں کیا اور اپنی ناکامی اور نامرادی کو خوب ہی دیکھا + مگر بلا بے حیائی کہ اسقدر نامرادیوں اور ناکامیوں پر بھی شوخی اور شرارت بڑہتی گئی میں اسوقت کوئی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا مجھے صرف عام واقعات کو یاد دلانا ہے جوں جوں مخالفت بڑہتی گئی شوخی اور شرارت میں ترقی ہوئی خدا کی غیرت بھی جوش زن ہوتی گئی۔ جب امن کے نشانوں سے لاپرواہی کی گئی تو آخر سنت اللہ کے موافق وہ نشان ظاہر ہونے لگے جو عذاب کے نشان تہے۔ چنانچہ سب سے پہلا نشان اور خدا کا زور آور **حملہ طاعون** کے رنگ میں ظاہر ہوا طاعون کی ذریعہ جو کچھ حالت ملک اور اہل ملک کی ہوئی ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں رہی مگر افسوس جب اس عذاب الٰہی کی اس دردمند قوم نے اہل ملک کو خبر دی تو ابنائے ملک نے اسکو بھی ہنسی اور ٹھٹھوں میں اڑایا اور اسکی کچھ پروا نہ کی یہانتک کہ ملک تباہ ہو گیا ہے اور یتیموں اور بیواؤں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے ایک اور امر واقعی پیش کروں شاید کسی سعید الفطرت کو فائدہ ہو۔ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے کھلے طور پر **زور آور حملوں** کا ذکر کیا۔ اور پھر **نوح** نام رکھا اور کشتی بنانے کا حکم دیا اور ایک غرق ہونے والی قوم کا نشان بتایا۔ اور اسی براہین میں **مسیح ابن مریم** بھی ٹھیرایا۔ اب اگر یہ انسانی منصوبہ اور خیالی باتیں نہیں۔ تو قطع نظر اسکے کہ مفتری علے اللہ فوز اور فلاح کا وارث نہیں ہوتا عام طور پر بھی کسی منصوبہ باز کی نظیر نہیں مل سکتی جو اسقدر عرصہ دراز پہلے خبر دے اور وہ واقعات اسکی زندگی میں پورے ہوں۔ یہہ ناممکن ہے کہ جب تک کوئی خدا کیطرف سے نہو۔ اور صادق ہو۔ انجیل جب ہم دیکھتے ہیں تو ان واقعات پر اور بھی بڑی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ مسیح نے اپنی دوبارہ آمد کے جو نشان بتائے ہیں۔ ان پر غور کرو تو عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں چنانچہ مسیح نے اپنے دوبارہ آنیکا نشان یہ بتلایا ہے کہ ان دنوں میں فوراً سورج اندہیرہ ہو جائیگا۔ اور چاند اپنی روشنی نہیں دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے اور وہ نرسنگے کے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وے اوسکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اس حد تک جمع کرینگے جب تم یہ سب کچھ دیکھو تو جانو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ ہو نہ لے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائینگے آسمان و زمین ٹل جائیگی پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی لیکن اوس دن اور اوس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے پہلے کہاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑہا اور نہ جانتے تھے جبتک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا اسطرح ابن آدم کا آنا بھی ہوگا یعنی جسطرح کہ نوح کی کشتی بنانے سے پہلے لوگ امن اور آرام سے بستے تھے کوئی ارضی یا سماوی حادثہ اونپر وارد نہ تھا اسی طرح ابن آدم یعنی مسیح بھی لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے وقت میں آئیگا اوس کے آنے سے پہلے کسی قسم کا حادثہ لوگوں پر نازل نہیں ہوگا بلکہ معمولی طور پر امن اور راحت سے دنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگی۔

دیکھو متی باب ۲۴۔

حضرت مسیح کے اس بیان میں بظاہر صورت جسقدر تناقض ہے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کیونکہ اونہوں نے اپنے اترنے سے پہلے اس امر کو ضروری ٹھیرایا ہے کہ سورج اندہیرا ہو جائے اور چاند روشنی نہ دیوے اور ستارے آسمان کے زمین پر گر جائیں۔ سو ان علامات کو اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ جس وقت سورج اندہیرا ہوگیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی تو پھر دنیا کیونکر نوح کے زمانہ کی طرح امن سے آباد رہ سکتی ہے بھلا یہ بھی جانے دو شاید دنیا سخت مصیبت کے ساتھ گذارہ کر سکے لیکن زمین پر ستاروں کے گرنے سے کیا زمین کے باشندوں میں سے کوئی باقی رہ سکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک بھی ستارہ زمین پر گرے تو تمام دنیا کے ہلاک کرنیکے لئے کافی ہے کیونکہ کوئی ستارہ عرض طول میں زمین کے ہیروہ سے کم نہیں ہے ایک ستارہ گر کر زمین کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے چہ جائیکہ تمام ستارے زمین پر گریں اور اون کے گرنے سے ایک آدمی کو بھی

آسیب نہ پہونچے بلکہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح مسیح کے اُترنے سے پہلے امن اور جمعیت سے آباد ہون اور مسیح کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلون پر آتے دیکھین۔

سوائے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ یہ سب استعارات ہین حقیقت پر ہرگز محمول نہین حضرت مسیح کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ دین کے لئے ایک تاریکی کا زمانہ ہوگا اور ایسی ضلالت کی تاریکی ہوگی کہ اوسوقت نہ آفتاب کی روشنی سے جو رسول مقبول اور اسکی شریعت اور اسکی کتاب ہے لوگ آنکھین کھولین گے کیونکہ اون کے نفسانی حجابون کیوجہ سے آفتاب شریعت اُنکے لئے اندھیرا ہوجائیگا اور ماہتاب بھی انہین روشنی نہین دیگا یعنی اولیا کے وجود سے بھی انہین کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ بیدینی کے بڑھ جانے سے مردان خدا کی محبت بھی اُنکے دلون مین نہین رہے گی اور آسمان کے ستارے گرینگے یعنی حقانی علماء فوت ہوجائینگے اور آسمان کی قوتین ہل جائین گی یعنی آسمان اوپر کیطرف کسی کو کھینچ نہین سکے گا۔ دن بدن لوگ زمین کیطرف کھینچے چلے جائین گے اوسوقت نہ لڑائیان ہون گی اور نہ عامہ خلائق کے امن اور عافیت مین خلل ہوگا بلکہ نوح کی زمانہ کیطرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے تحت مین* وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہون گے جن مین مسیح موعود نازل ہوگا یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت نوح کا زمانہ باعتبار اپنی معاشرت کے اصولون کے نہایت امن کا زمانہ تھا لوگ اپنی لمبی لمبی عمرون کو نہایت آسایش اور امن چین و عافیت سے بسر کر رہے تھے اسی وجہ سے لوگ سخت درجہ کے غافل ہوگئے تھے معلوم نہین کہ اُسوقت کوئی شخصی سلطنت تھی یا جمہوری اتفاق سے اس درجہ پر عامہ خلائق کیلئے ہرطرح سے آسودگی پیدا ہوگئی تھی بہرحال اس زمانہ کے لوگ آرام پانے مین اور امن اور عافیت مین زندگی بسر کرنے مین اس زمانہ کے اون لوگون سے بہت مشابہ ہین جو گورنمنٹ برطانیہ کے سایہ عاطفت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہین گورنمنٹ کی طرف سے جسقدر اسباب آرام اور امن اور خوشحالی کے رعیت کے لئے مہیا کئے گئے ہیں اونکا شمار کرنا مشکل ہے گویا انکی اس زندگی کو ایک نمونہ بہشت کا بنا دیا گیا ہے لیکن غایت درجہ کے آرام پانے سے اور نہایت درجہ کے امن کیوجہ سے یہ آفت دلون مین پیدا ہوگئی ہے کہ دنیا کی زندگی نہایت شیرین متصور ہوکر دن بدن انکی محبت دلون مین بڑھتی جاتی ہے جسطرف نظر ڈال کر دیکھو یہی خواہش جوش مار رہی ہے کہ دنیا کی یہ مراد حاصل ہوجائے اور بباعث اس بہشت جالنے کے دنیا کی ہر ایک چیز کا قدر بڑھتا جاتا ہے وہ مزروعہ زمین جسکو سکھون کے عہد مین کوئی مفت بھی نہین لے سکتا تھا لاکھون روپیون پر فروخت ہورہی ہے اور یہانتک مفاد کی راہین کھل گئی ہین کہ لوگ نجاست اور ہڈیون کی فروخت سے وہ فوائد حاصل کرتے ہین کہ اس سے پہلے زمانون مین اعلے درجہ کے غلون کی فروخت مین وہ فوائد حاصل نہین ہوسکتے تھے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتین ہین بلکہ نظر اٹھا کر دیکھو تو تمام اسباب معاشرت و حاجات سفر و حضر کے متعلق وہ آرام کی سبیلین نکل آئی ہین جو اس سے پہلے وقتون مین شاید کسی نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہون گی پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس امن کے زمانہ سے مشابہت دیجاوے جو حضرت نوح کے وقت مین تھا تو یہ زمانہ بلا دغدغہ اسکا مثیل غالب ہوگا۔

اب غور کرو کسطرح پر اس زمانہ کو نوح کا سا زمانہ قرار دیا اور ادہر حضرت مسیح علیہ السلام کو نوح کہا گیا پھر ملک اور قوم کی مذہبی اور دینی حالت کو ظاہر کیا اور اگر عام طور پر بھی اسکا مفہوم لیا جاوے تو کسوف خسوف اور ستارون کے ٹوٹنے سے بھی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ پھر اسی انجیل کے ہی ۲۴ باب مین بتایا ہے کہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت **چڑہائی کرے گی اور جگہ جگہ مری اور کال پڑین گے اور بھونچال آئین گے۔**

اگرچہ یہ باتین اپنے اندر کوئی حقیقت نہین رکھتی تھین اور معمولی آفتین تھین تو کیون یہ پیشگوئی قرار دی گئین - ہرچند یہ باتین عام ہین لیکن انکی اصلیت مین ایک خصوصیت ہے اب اسوقت ہر قسم کے نشان پورے ہورہے ہین اور دنیا دیکھ رہی ہے - خدا کے موعود مسیح نے ہر راہ سے ان لوگون کو سمجھایا مگر اکثرون نے انکی باتون کو ٹھٹھون مین اڑایا اور استہزاء کی یہانتک **بدزبانی اور لعن طعن** مین ترقی کی کہ زمین اس لعنتی نسل کو زیادہ دیر تک اپنی پشت پر رکھنے کے ناقابل ثابت ہوئی۔

اور آخر خدا وند تعالیٰ کا دوسرا حملہ جو **عظیم الشان نشان** ہے ۴-اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک خطرناک **زلزلہ** کی صورت مین نمودار ہوا اور یون خدا کا وعدہ پورا ہوا

اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

۳-اپریل کی شام تک کسی کو بھی کوئی خبر نہ تھی کہ ۴-اپریل کی صبح بے شمار انسانون کو نیست و نابود کردے گی اور لاکھون کروڑون کی عمارات تباہ ہوجائیں گی - اور یون خدا تعالیٰ کی وہ **وحی** بھی (جو اسنے تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے شائع کی تھی) پوری ہوجائیگی۔

عفت الدیار محلھا ومقامھا

جو وقت یہ پیشگوئی شائع ہوئی معمول کے موافق جلد باز اور بیباک لوگون نے استہزا ہنسی اڑائی اور شور مچایا لیکن خداتعالےٰ کی یہ وحی الحکم نمبر ۱۸ - جلد ۸ کے صفحہ ۹ پر اسی مئی ۱۹۰۴ء کو شائع کی گئی تھی - پھر اسی تاریخ کے الحکم مین خداتعالے کی یہ وحی بھی شائع ہوئی۔

سلام علیکم طبتم

جو بظاہر صاف بتاتی ہے کہ جب ایسی حالت اور فتنہ پیدا ہوگی اوسوقت تم پر سلامتی ہوگی ایسا ہی اس سے پہلے ۲۸-اپریل ۱۹۰۳ء کو ایک الہام ہوا جو انہین ایام مین منے الحکم مین چھاپ دیا تھا۔

امن است در مکان محبت سرائے ما

ان وحیون پر نظر کرو - اگر کوئی خطرناک وقت آنیوالا نہ تھا تو نوح کی طرح کشتی بنانے کا حکم کیون ہوا۔ اور پھر یہ کیون فرمایا کہ **سلام علیکم طبتم** پھر - امن است در مکان محبت سرائے ما - یہ ساری باتین کسی آنیوالے خطرہ کو ظاہر کر رہی ہین۔ جو معمولی خطرہ نہین ہوگا - پھر دوسرا اسی سال مین اس خوفناک زلزلہ سے پہلے ۲۷-فروری ۱۹۰۵ء کو دکھایا گیا کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا **موتا موتی لگ رہی ہے** اور پھر ۹-مارچ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کہ **مکذبون کو ایک نشان دکھایا جائیگا** اور ایسا ہی ۲۸ جنوری کا کشف اور الہام جو ۱۰ - جنوری ۱۹۰۵ء کے الحکم مین چھپا ہے

ایک چونکا دینے والی خبر

ان سب پیشگوئیون کو یکجا جمع کرو - اور دیکھو کہ کیا یہ کسی معمولی واقعہ کی خبرین دے رہی ہین یا کسی عظیم الشان امر کی - اور وہ امر بھی ایسا امر نہین جو خوشی کا ہو بلکہ خطرناک ہے اور اس مین خود حضرت **مسیح موعود کی ہر طرح سے سلامتی ہے۔** یہ ساری باتین قبل از وقت شائع ہوئین - یہانتک کہ وہ موعود گھڑی آپہونچی - اس سے پانچ روز بیشتر پھر اللہ تعالےٰ نے بطور بشارت القا فرمایا

سلاماً سلاماً

یہ الہام ۳۱-مارچ ۱۹۰۵ء کو الحکم کے صفحہ اول پر شائع ہوا - اب غور کن طبیعت اور انصاف پسند دل لیکر خدا کے لئے سوچو کہ کیا کوئی مفتری منصوبہ باز ایسی پیشگوئیان کرسکتا ہے پھر ایسی پیشگوئیان جو اسکے دست تصرف اور حیطہ قدرت سے باہر ایک ہی قانون قدرت کے نیچے جس مین وہ اور اسکے مخالف سب موجود ہین اور وہ اس مین اپنی **سلامتی** کا زور سے دعوی کرتا ہے۔

سوچو اور ان آیات اللہ کو بے قدری کی نگاہ سے مت دیکھو اور ہنسی مین مت اڑاؤ۔ خداتعالےٰ نے یہ نشانات عبرت کے لئے ظاہر کئے ہین لیکن افسوس کہ تم ہنسی کرتے اور انکو ٹھٹھے مین اڑاتے ہو۔

اے بدقسمت! لوگو! تم کہان گرے! کونسی چھپی ہوئی بدکاریان اور بداعمالیان نہین جو تمہین پیش آگئین تم نے نشان پر نشان دیکھے مگر تم نے انہین مشکوک کرنا چاہا اور لوگون کو بدظن کرنے کی کوشش کی تمہین رحمت اور فضل کے نشان دیئے گئے تم نے انہین کافی نہ سمجھا اور **خدا کے زور آور حملون سے اسکے نذیر کی سچائی کی** آزمایش چاہی!

۱۵! اگر تم مین ذرہ بھی نیکی ہوتی تو خدا انہین ضائع نہ کرتا ابھی کچھ وقت باقی ہے اگرچہ تم بہت سا ثواب کھو چکے لیکن اب تو بہ بازی باز آجاؤ! کیا تم خداتعالےٰ سے اس بیوقوف کی طرح لڑوگے جو خود آور کے آگے سے ہٹتا نہین جاتا یہانتک کہ مارے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے یہانتک کہ ہڈیان چور ہوکر اور وہ ادھ موا ہوکر زمین پر گرتا اور پھر دردون سے بیتاب ہوکر کراہتا ہے - دیکھو! یہودیون نے خداتعالےٰ سے جنگ کی اسکے برگزیدہ مسیح کو انہون نے قبول نہ کیا بلکہ اسکی اذیت رسانی مین انہون نے مشورے کئے انہون نے کیا پھل پایا تم اس جنگ سے کیا لوگے؟

دیکھو! مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا کے مسیح سے وہ تمام نشان اور کام ظاہر ہورہے ہین۔ جو خدا کے مرسلون اور تائید یافتہ بندون سے ہوا کرتے ہین تم ان نشانات کو دیکھکر بھی اپنے آپ کو دانستہ ہلاکت مین نہ ڈالو! بدظنیان چھوڑ دو بدگمانیون سے باز آجاؤ! انکا انجام اچھا نہین - **خدا تعالےٰ کے برگزیدہ مرسل کی توہین سے آسمان سرخ ہورہا ہے اور تم نہین دیکھتے - فرشتون کی آنکھون سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہین نظر نہین آتا - خدا تعالےٰ اپنے جلال مین ہے اپنے بندے کے لئے اسکی غیرت جوش زن ہے اور در و دیوار شجر و حجر لرزہ مین -** اس جوش اور لرزہ کو اب بچون تک نے بھی دیکھ لیا مگر آہ! تم دیکھنے والے نہ ہوئے - کہان ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی

حاشیہ * میرا یہ دعوی ہے کہ تمام دنیا مین گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہین جسنے زمین پر ایسا امن قایم کیا ہو مین سچ سچ کہتا ہون کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت مین اشاعت حق کر سکتے ہین یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بیٹھکر بھی ہرگز بجا نہین لا سکتے اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد کے وقت عیسائیون کی ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔

* اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی اسوقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنمنٹون مین ہوتی تو وہ دونو سلطنتین ابتک قایم رہتین - منہ

کہان ہین وہ آنکہین جو وقتون کو پہچانتی ہین آسمان پر ایک حکم لکہا گیا کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے پوچہو گے کہ تو نے ایسا کیون کیا؟ اے نادان انسان باز آجا کہ

صاعقہ کے سامنے کہڑا ہونا تیرے لئے اچہا نہین

خدا کا مامور تم کو ایک عرصہ پہلے یہہ الہام سُنا چکا ہے انی انا الصاعقہ پس خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے **جلال** کے سامنے سجدہ کرو۔

غرض

ان سب واقعات کو یکجا جمع کرکے غور کرو اور خدا کے مامور ومرسل کی توہین سے باز آجاؤ۔

اب مین مختصر طور پر اس زلزلہ کے متعلق ذکر کرتا ہون جسکے متعلق یہ آرٹکل لکہا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ کا یہہ **نشان** عظیم الشان قہری نشان اور زور آور حملہ تہا۔

۳ اپریل کی شام تک کسی متنفس کو یہہ خبر نہ تہی کہ کل صبح کیا ہونے والا ہے۔ سرکاری محکمہ موسمیات نے بہی کوئی پیشگوئی اس زلزلہ کے متعلق نہ کی تہی عام نجومیون اور پنڈتون کی تیز زبان اور قیافہ دانیان بہی ختم ہوچکی تہین اور کسی نے کوئی خبر اسکے متعلق قبل از وقت شائع نہین کی تہی جس سے اس نشان کی اور بہی **عزت** اور **عظمت** بڑہ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسی اطلاعین شائع ہوچکی ہوتین تو **مخالف** ہان بد اندیش مخالف کہہ اُٹہتے کہ یہہ کوئی نشان نہین ہے یہہ تو نجومیون نے بہی کہدیا تہا۔

مگر خدا تعالےٰ نے اپنی **قدرت** اور **تصرف** کو مشاہدہ کراکر سب کی زبانین گنگ ہوگئین اور سارے حساب دان اور اسطرلاب خاموش رہ گئے۔ اور ٹہیک اسی طرح جیسا کہ خود حضرت مسیح نے کہا تہا کہ اس دن اور اس گہڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتون تک کوئی نہین جانتا جیسا نوح کے دلون مین ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بہی ہوگا کہ جسطرح ان دنون مین طوفان کے آگے کہاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تہے اسدن تک کہ نوح کشتی مین چڑہا اور نہ جانتے تہے جبتک کہ طوفان آیا۔"

لاعلمی کا پورا اثر رہا۔ اور جیسا کہ خدا تعالےٰ کی مجید کتاب نے پہلے سے بتایا ہوا تہا کہ خدا کے عذاب ایسے وقت آجاتے ہین کہ لوگ بخیال خویش مست ہوتے ہین اور انہین کوئی وہم وگمان بہی نہین ہوتا۔ کہ یکایک عذاب الٰہی آپکڑتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۰ سورہ اعراف رکوع

اسی طرح یہہ عذاب الٰہی نازل ہوا کسی کو اس کے آنیکا سان وگمان بہی نہ تہا۔ اور لوگ آرام سے سورہے تہے یا بسترون سے اُٹہہ رہے تہے۔ اور وہ قرآن کریم کی اس آیت سے بے خبر سو رہے تہے۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ۔

یعنی کیا بستی والے اس بات سے امن مین آگئے تہے کہ ہمارا عذاب انپر رات کو آجاوے اور وہ سوتے ہی ہون۔

اسی مضمون کو قرآن مجید نے دوسرے موقع پر اسی سورہ اعراف مین یون فرمایا ہے۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ۔

ان آیات مین جو جو اوقات عذاب الٰہی کے بیان کئے ہین انہین انہین اوقات پر یہ عذاب زلزلہ نمودار ہوا۔

غرض خدا تعالےٰ کی سنت کے موافق قریبًا سوا چہہ بجے صبح کے یہ عذاب نازل ہوا اوسوقت کے حالات کا بیان کرنا نہ کسی نازک خیال شاعر کا کام ہے اور نہ کوئی دقیقہ رس مصور ہی اسی ہیئت کو دکہا سکتا ہے ہرچند اس زمانہ مین **نظارہائے رواں** (رننگ وبوز) کی تصویرین لینے کے سامان ایجاد ہوئے ہین مگر مین دعوے سے کہتا ہون کہ کسی قلم کی گلکاری یہان کام نہین دے سکتی۔

ابہی کچہہ لوگ بسترون سے اٹہے تہے بعض سست اور نیند کے مزے لینے والے خواب راحت مین پڑے ہوئے تہے کہ یکایک ایک دہکا لگا۔ اور زمین کے نیچے خطرناک گونج پیدا ہوئی جو اس سے پہلے نہ کانون نے سنی نہ وہم مین گذری تہی۔ اس دہکے کے ساتہہ ہی **جلال** الٰہی کی ہیبت سے در ودیوار حجر وشجر پر ایک **لرزہ** پیدا ہوگیا اور

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

کا پورا نظارہ نظر آنے لگا۔ اور خدا تعالیٰ کی **قہری تجلّی** نے قلوب پر وہ اثر ڈالا جو کسی وقت **رب ارنی** کہنے والے کو **انظر الی الجبل** کے نظارہ مین نظر آئی ہوگی۔ مین اپنے نفس اور حالت پر لحاظ کرکے کہتا ہون کہ اسوقت قریبًا ہر شخص کی یہ حالت ہورہی تہی کہ وہ سراسیمہ اور دیوانا سا ہوگیا تہا۔ اور کچہہ سمجہہ نہین آتا تہا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے معلوم نہین **قلوب** پر کیسا فوری اور مقناطیسی اثر پڑا کہ بے اختیار

رَبِّ ارْحَمْ رَبِّ ارْحَمْ

زبان سے نکلتا تہا اگر کچہہ نکلتا تہا۔ بچون۔ جوانون عورتون۔ بوڑہون کے آہ وبکا اور شور وشیون نے اس خوفناک نظارہ کو اور بہی بہیانک کردیا تہا۔ میرے دفتر کے پاس ہی ایک ڈہاب ہے جو قادیان کے ایک بڑے حصہ کو محیط ہے اس مین اسوقت اگرچہ بہت تہوڑا پانی ہے مگر اسوقت اس **قہری تجلّی** کے نیچے آکر وہ پانی گز دو گز اوپر اچہلتا تہا اور اس مین اسقدر شور پیدا ہو رہا تہا جیسے بہت بلند کراڑا سے گرنے کی وجہ سے ہو سارا پانی دودہ کی طرح بلویا جاتا تہا۔ درختون کا نظارہ اور بہی مہیب تہا اسی ڈہاب کے کنارے چند بوہڑ کے بڑے بڑے درخت ہین جو کہڑکی مین سے دکہائی دیتے تہے اسوقت وہ گہاس کی طرح لرزتے اور شاخین زمین پر سجدہ کرتی تہین۔

غرض جدہر نظر اُٹہاؤ۔ جدہر دیکہو یہہ قہری تجلّی اپنا اثر لئے ہوئے تہی۔ مجہے صحیح اور سچی ہان چشم دید روایت پر خبر ملی ہے کہ اسوقت جبکہ زلزلہ کا پہلا جہوکا آیا **خدا کا برگزیدہ اور معظم کیا ہوا مسیح** جسکی تائید اور تصدیق کے لئے یہ خدا کا زور آور حملہ ظاہر ہوا تہا۔ اپنی **موجودہ تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم** مین اس الہام **دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا** ۔ الآخرہ پر قلم اٹہانے کو تہا کہ اس زور آور **حملے** کا ظہور ہوا۔ وہ اس **آیۃ اللہ** کو دیکہتے ہی فی الفور **سجدہ مین گر پڑا**۔

اور اس زور سے **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْتَغِیْثُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ** پکارتا تہا کہ اسکی آواز دور دور سنائی دیتی تہی۔ اور پاس والون کے دلون پر خاص اثر پیدا کررہی تہی اور یہ قہری تجلّی اپنے پورے جوش اور جلال مین بہی زبان حال سے اپنے مسیح کے استغاثہ کا جواب یون دے رہی تہی

امن است در مکان محبت سرائے ما

اور

کبہی **سَلٰمًا سَلٰمًا** کی آواز در ودیوار سے نکلتی اور ملائکہ **سلام علیکم طبتم** کہتے اور **سلامت بر تو اے مرد سلامت** کی بشارت ملتی تہی۔

یہ باتین لفاظی کے رنگ مین نہین ہین بلکہ واقعات کی بنا پر ہین اور جو آج بہی **زندہ شہادت** کے لئے موجود ہین۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اپنے ان وعدون کے موافق اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسکی پاک جماعت کو اس صدمہ سے بالکل محفوظ رکہا کسی قسم کا کوئی خفیف سا نقصان بہی نہین ہوا والحمد للہ علےٰ ذالک۔

خدا تعالیٰ کی یہ **قہری تجلّی** تین منٹ تک تو پورے زور سے رہی یہان زلزلہ کا رخ اولاً شرقًا غربًا اور پہر شمالًا جنوبًا محسوس ہوا۔ اسکے بعد دن کے مختلف اوقات مین زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ بلکہ ۹ اپریل ۱۹۰۵ء تک جبتک مین یہ مضمون لکہہ رہا ہون دن رات کے بعض حصون مین ہر روز محسوس ہوتا رہا۔ اور کل کی خبر نہین۔

اب مین ناظرین الحکم کو ایک اور بات سنانی چاہتا ہون جو ہمارے ازدیاد ایمان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ جب اس قہری تجلی سے زمین اور اہل زمین نے کسیقدر سکون کیا تو آپ اہل دار کو لیکر باغ مین تشریف لیگئے۔ آپکو اسقدر گہبراہٹ اور خوف تہا کہ آپ کا رنگ زرد ہوگیا تہا مین خوب جانتا ہون کہ بیباک لوگ اس گہبراہٹ پر اعتراض کرینگے مگر معزز ناظرین یہہ ایک بین **ثبوت** ہے حضرت اقدس کی سچائی کا۔ ہر کہ عارف تر باشد خائف تر باشد۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ شہادت دیتی ہے کہ جب کبہی آندہی آتی تو آپ کا چہرہ زرد ہوجاتا اور اسقدر گہبراہٹ آپ پر طاری ہوتی کہ کبہی اندر اور کبہی باہر جاتے۔ دریافت کرنے پر اس سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا اسکا مفہوم اور منشاء یہہ ہی کہ کیا عجب اس شکل مین عذاب الٰہی ہو۔ پہلی قومین ایسے عذابون سے تباہ ہوچکی ہین۔ اب یہ امر کسقدر آپ کی بصیرت اور معرفت اور خدا تعالےٰ کے غناء ذاتی پر ایمان کو ظاہر کرتا ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات ہمیشہ ایسی ہی ترساں ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی **قہری تجلیون** سے ایسے لرزاں ہوتے ہین کہ بیباک اور شوخ لوگونکی نگاہ مین شاید ان سے بڑہ کر کوئی **بزدل** نہوگا ایسی کور فطرتین انکی شجاعت اور شوکت کا اندازہ کرنے مین غلطی کہاتی ہین خدا تعالیٰ کے عذاب اور قہر کا شوخی سے مقابلہ کرنا بڑی حماقت اور نادانی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شجاعت کا اندازہ کرنے کا وہ مقام ہوتا ہے کہ جب چاروں طرف سے مخالفت کا آہنی تنور انکے لئے گرم کیا جاتا ہے۔ اور ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کے پہاڑ انپر گرانے کی سعی کی جاتی اور ہر قسم کے ستم انپر توڑے جاتے ہین مگر وہ ایسے **کوہ وقار** ہوتے ہین کہ کوئی مصیبت دکہہ تکلیف انہین اپنی جگہ سے ہلا نہین سکتی۔ وہ اپنی تبلیغ رسالت مین سست نہین ہوتے اور نہین رکتے۔ وہ مقام ہے انکی شجاعت کے نظارہ کا اور یہ مقام ہے انکی **بصیرت اور معرفت اور تبتل الی اللہ کے نظارہ کا**۔

غرض حضرت اقدس باغ مین تشریف لیگئے ہین اور ابہی تک باغ ہی مین ہین۔ بڑی بڑی عمر کے لوگ

(سلہ یہ ایک نوٹ صفحہ ۱۲ پر دیکھو)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے اہل بیت اور اہل و ارادت تندرست ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس **عظیم الشان نشان** پر جو ۴۔ اپریل کو ظاہر ہوا سجدات شکر بجا لاتے اور اسکی حمد کرتے ہیں۔

۲۔ **نصرۃ الحق** نام کتاب جو حضرت اقدس لکھ رہے تھے اب اس کا نام **براہین احمدیہ حصہ پنجم** رکھا گیا ہے۔ اور وہ چھپ رہی ہے۔

۳۔ ۵۔ اپریل کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے اس نشان کے پورا ہونے پر **الدعوت** نام ایک اشتہار شایع کیا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم کارخانہ **الحکم** کی طرف سے بطور خاص پرچہ الحکم ۶۔ اپریل کو شایع ہو گیا۔ پھر ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک عظیم الشان لیکن منذر پیشگوئی پر مشتمل ایک اور اشتہار اعلیٰ حضرت نے دیا جو اسی روز کارخانہ الحکم نے خدا کے محض فضل سے شایع کیا جو الانذار کے عنوان سے الحکم میں درج ہے۔ **اعلیٰ حضرت کا منشا ہے کہ یہ اشتہار کثرت سے شایع ہوں** اسلئے ہر جگہ کی احمدی جماعت اسے چھپوا کر شایع کر دے۔

کارخانہ دفتر الحکم کی طرف سے جو اشتہار شایع ہوتے ہیں وہ حصہ رسدی کے طور پر بھیجے جا سکتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ اشتہارات کی کثرت اشاعت کا سوال قومی سوال ہے اور قوم کے حل کرنے کے قابل۔ حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ ایسے اشتہارات بہت کثرت سے شایع ہوں اور ہر ہندو مسلمان عیسائی کے ہاتھ میں پہنچ جاویں شاید کسی سلیم الفطرت کو فایدہ ہو۔

۴۔ بزرگان ملت کی کوٹھی خدا کے فضل سے عمدہ ہے اور وہ سب حضرت اقدس کے ساتھ باغ میں ہیں۔

۵۔ یکم اپریل سے مدرسہ تعلیم الاسلام کھل گیا ہے۔ قادیان میں بیماری سے امن ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۶۔ زلزلہ سے کوئی خفیف سا نقصان بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مکانات وغیرہ کو نہیں ہوا بلکہ سلسلہ عالیہ کو فایدہ ہوا ہے کیونکہ اس کے امام کی سچائی کا ثبوت ملا اور ہمارے ایمان تازہ ہوئے۔

اطلاع

زلزلہ کے اہم مضمون کی وجہ سے ڈائری نہیں دی جا سکی لکھی ہوئی کاپیاں رہ گئیں اور **نصرۃ الحق** کا ضمیمہ چھپا ہوا ملتوی کرنا پڑا۔ ایسا ہی دوسرے مضامین بھی نہیں آ سکے۔

حضرت اقدس کے رؤیا، کشوف، الہامات

۲۶ ؍ مارچ ۱۹۰۵ء ۔ چودھری رستم علی۔

یکم اپریل ۱۹۰۵ء۔ رات کے وقت نزول وحی ہوا۔ **محونا نار جھنم**۔ ہمنے جہنم کی آگ کو محو کیا۔ فرمایا اجتہادی طور پر ایسا خیال آتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اب قریباً طاعون کو دنیا سے اٹھانے والا ہے۔ واللہ اعلم۔ یا کہ اس گاؤں سے اٹھانے والا ہے۔

۲۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ موت دروازہ پر کھڑی ہے۔

۳۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ رؤیا۔ دیکھا کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے۔ اور سب لباس سر تا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اسیوقت معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہنکر کھڑا ہے اسوقت میرے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ تب دو فرشتے اور ظاہر ہو گئے اور میں کرسیاں معلوم ہوتی ہیں ان تینوں پر وہ تینوں فرشتے بیٹھ گئے اور بہت تیز قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا جسکی تیز آواز سنائی دیتی تھی۔ انکے اس طرز کے لکھنے میں ایک رعب تھا۔ میں پاس کھڑا ہوں (کہ بیداری ہو گئی)

اسی وقت حضرت اقدس نے یہ خواب سنایا اور فرمایا کہ کوئی ہیبت ناک نشان ہونیوالا ہے۔ اسکی تعبیر یوں ہے کہ سلطان احمد سے مراد ایسے دلائل اور براہین ہیں جو دلوں پر تسلط کرتے اور دلونکو پکڑ لیتے ہیں اور نظام الدین سے مراد ایسا نشان ہے جس سے دین اسلام کی صلاحیت ہوگی اور اسکا نظام درست ہو جائیگا سیاہ کپڑے ظاہر کرتے ہیں کہ اب کوئی ڈرانیوالا نشان ظاہر ہونے والا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس سے مراد ہے کہ یہ ہماری عادت کا نتیجہ ہے کیونکہ نتیجہ بیٹے کو بھی کہتے ہیں۔

۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ کُفِّفَتْ عَنْ بَنِی اِسْرَائِیلَ۔ فرمایا بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جس پر اس قسم کے واقعات تکلیف وارد ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے وہ لوگ جو ان پر بیجا ظالمانہ حملہ کرتے ہیں انکو خدا تعالیٰ نے فرعون سے مشابہت دی ہے۔ اور پیشگوئی کا ماحصل مطلب یہ ہے کہ ایسے بیجا حملہ کرنیوالے لوگ روک دیئے جاوینگے اور ایسے نشان ظاہر ہونگے کہ انکی باتوں کا لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔

۶۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ لڑکی روح کہتی ہے ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائیگا۔

۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ **تازہ نشان تازہ نشان کا دھکا زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق و زھق الباطل۔** (اسکے متعلق مفصل مضمون صفحہ ۲ پر الانذار کے عنوان کے نیچے ہے۔ ایڈیٹر)

۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ ۸ اور ۹۔ اپریل کی درمیانی رات کو ۱۲ بجے کے قریب ہوا اور ۲ بجے ظہر اور عصر کی نماز سے پہلے سنایا ۔ ۲۴

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کا آخری جواب

آج ۹۔ اپریل کو ظہر اور عصر کی نماز سے پہلے جو جمع کی گئی تھی اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مخالفوں کی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کا ذکر کیا گیا کہ وہ کس طرح پر درندگی سے حملے کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں یہہ ذکر اسوقت آیا جبکہ آپ خدا تعالیٰ کی وہ تازہ وحی جو دوسری جگہ درج ہے سنا چکے تھے مخالفوں کے اس ذکر میں **اہلحدیث** کے مضامین اور لاہور کے ڈیلی ٹائمز اور ست دہرم پرچارک وغیرہ کے اعتراضات کا ذکر کیا گیا۔

اسپر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اب ان سب کو تفویض الی اللہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی یہہ وحی بتاتی ہے کہ وہ آپ فیصلہ کرنیوالا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل میں اپنا دخل بھی معصیت ہے وہ خود احکم الحاکمین ہے۔ تمہارے قلم میں اتنا زور نہیں ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فعل میں ہوگا۔ اسنے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ وہ خود ہی ایک فیصلہ کریگا اور ہم اسی کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ مجھے اسی لئے اسنے فرمایا **فاصبر کما صبر اولوالعزم** انبیاء علیہم السلام کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے آخر انکے صبر کا انجام عجیب ہوتا ہے اب یقیناً سمجھو کہ وہ وقت بہت ہی قریب آ گیا ہے جو جسقدر زیادہ یقین کریگا اسی قدر اسکا ایمان بڑھیگا۔ خدا تعالیٰ پہلے سے مجھے فرما چکا ہے

قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا

غرض اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اپنے وجود پر روشن اور تازہ ایمان دینا چاہتا ہے میں یہی دعا کرتا رہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انکو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھہ لیوے"

خدا کے مامور و مہدی کی زبان سے یہہ باتیں سن لینے کے بعد گناہ ہے کہ میں کسی مخالف کے جواب پر قلم اٹھاؤں پس اہلحدیث ہو یا کوئی اور اخبار جو اس سلسلہ پر اعتراض کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مہدی اور مسیح کی توہین کرنا اور بیباکی اور شوخی کے ساتھہ گالیاں دینے میں اپنی کامیابی سمجھتا ہے وہ جس قدر گالیاں دینی چاہتا ہے دیتا رہے میں اس کو مخاطب نہیں کرونگا۔ اور خدا تعالیٰ کے فیصلہ پر نظر رکھونگا **آج سے یہہ سلسلہ الحکم میں بند کیا جاتا ہے** اور خدائی فیصلہ کا انتظار **فانتظروا انی معکم من المنتظرین**

ثواب کا کام

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جدید اشتہار لکھنا چاہا ہے جسکو وہ کثرت کے ساتھہ شایع کرنا چاہتے ہیں۔ سولہ ہزار اشتہار کارخانہ الحکم اپنے خرچ سے چھپوا دیگا جس میں چھپوائی کا خرچ اسکا ہوگا اس موقع پر جو لوگ اس ثواب میں شریک ہونا چاہیں وہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دیں یہہ اشتہار ایک خاص آدمی کے ذریعہ ہندوستان بھر میں شایع ہوگا۔ پس یہ وقت ہے کہ مجاہدہ میں احمدی جماعت شریک ہو جاوے۔

قربانی کرو

دارالامان میں ایک معصوم بچہ کو بذریعہ خواب بتایا گیا ہے کہ آنیوالے خوفناک نشان کے ظہور سے پہلے جو معلوم نہیں کب آئے اور کس رنگ میں ہر احمدی قربانی کرے تو وہ بچایا جائیگا۔

اس رنگ کے اور بھی رؤیا بعض لوگوں کو ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ دن بہرحال صدقات اور خیرات کے ہیں اسلئے ہر شخص اگر مقدرت رکھتا ہے **قربانی کر دے**۔ خود اعلیٰ حضرت نے آج ۹ ؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو **نو بکری** قربانی کر دیئے ہیں۔

---

[1] حضرت اقدس کا نام خدا تعالیٰ نے موسیٰ بھی رکھا ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں جہاں دنیا میں ایک نذیر آیا والی پیشگوئی ہے اسکے ساتھ ہی وہ الہام درج ہے جسکا اس عبارت میں میں نے اشارہ کیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ براہین کا وہ مقام نقل کر دیا جاوے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ اس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم

مراۃ الجہاد

مندرجہ بالا عنوان کتاب جو ایک عرصہ سے کا زیر طبع الحکم میں چھپ رہی تھی آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھپ کر طیار ہو گئی ہے۔

مین بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ اس مضمون پر آجتک ایسی عجیب اور مبسوط کتاب نہیں لکھی گئی مسئلہ جہاد کی تحقیق کو کسی طول کر بیان نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی آریہ مقتول کی کتاب تحقیقات جہاد کا دندان شکن جواب بھی دیا گیا ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہونی چاہیے بہرحال ہر احمدی کے گھر میں ضرور ہونی چاہیے۔ اس امر کا اندازہ کرنے کیلئے کہ کتاب کس پایہ کی ہے میں مختصر سی فہرست مضامین کی ذیل میں دیتا ہوں۔ کتاب تین سو سے زیادہ صفحہ پر ختم ہوئی ہے اور کسی چھپائی وغیرہ میں لئے مصنف نے کوشش سے فاصلہ پر کتابت خرچ اُٹھایا ہے باوجود ان باتوں کے قیمت صرف عہ رکھی گئی ہے محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا دفتر الحکم میں درخواست کرنیسے ملیگی یا مصنف کے نام بہاگلپور درکوٹھی مسٹر سید خلافت حسین بیرسٹر سید وزارت حسین احمدی کے پتہ پر درخواست

فہرست یہ ہے

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب جہار جوہر

لطلسمی حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں گر جسے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سب سے بڑھکر طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا کا مکسات اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ تفصیل شیشہ نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ بہا جو ہر پینے استعمال کنندہ کو ہیضہ طاعون، کھانسی بخار پیچش و سہال کی بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک کنٹھمالا۔ خارشت، داد اگرت، پھوڑا پھنسی سفید داغ، جذام کوڑھ ناسور۔ بالا۔ بواسیر۔ بواسیر۔ گنج۔ سوکھنڈی، وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کردیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک بکس میں مقفل کرکے مع کاغذ طریق استعمال کی خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس للعہ ۔ وی پی محصولڈاک علاوہ اکسیر حیات یعنی نمک نباتات سعد وقتی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کے ست و جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح وہی ہو کہ پیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کرکے از سرنو طاقت بخشنے والا اور کتنے ہی دنوں کا پرانا طحال در بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قایم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے۔ بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی ۲۴ خوراک ۔ ایک روپیہ محصولڈاک و پیکنگ ۔ ہزاروں آدمیوں نے کامل فایدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فایدہ اٹھائیے۔ یہ معمولی نمک نہیں بلکہ یہ نمک امراض ذیل میں فایدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض، بدہضمی، پیٹ میں درد اور نفخ ہونا۔ اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنے تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ۔ پیچش۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گٹھیا۔ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی جریان سے ہلاکت تلی بھوکر سینہ سودا وی امراض مثل آتشک، سوزاک۔ اور جلدی امراض مثل خارشت داد سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری۔ درباد گولہ وغیرہ کو کلی فایدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ افکار اور تردد کو دفع کرتا ہے فاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب دو ماہی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر قسم کی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ [illegible] طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوائیں کچون سلونت یہ دوسرے پٹر نک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ و مثانہ حضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے۔ فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کرکے دل و دماغ میں اولاد جگر کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ تیزی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۲۰ خوراک دوا رہتی ہے۔ پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ ۔ گٹھیکی اکسیر دوائی یعنے روغن اوجاع کیسی ہی سخت تکلیف وہ گٹھیا یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۔ آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری۔ اصلی ممیرا اور اکسیر مفید و مقوی بصارت و ادویات و حل جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا گیا ہے۔ جالا۔ پھولا۔ ڈھلکا۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑبال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوان کیطرح نئی روشنی از سرنو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قایم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۔ دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن۔ دانت اور آنکھیں یہ دونوں زندگی کا مزہ ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے ہر شخص کو انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے اس منجن کو چند روز ملیے پھر دیکھئے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے کیڑے ہیں اور مسوڑھوں کے ورم اور درد اور بدبوئے دہن اور ہونٹھ و زبان کے چھالوں کے دفعیہ کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۔ علاوہ ازیں آتشک، سوزاک، جریان، پیچش، اسہال، کھانسی، دمہ، بواسیر، رنگ، شاہترہ، طحال، خارشت، اختلاج قلب، سفید داغ، داد وغیرہ میں کی دوا اور حمل ہونے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دوا خانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ایک کارڈ بھیجکر بڑی فہرست اس دوا خانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات و طریق استعمال درج ہیں۔ پمفلٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ تمام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے۔ شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل حال مقیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ ۔ ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب چاہیں خط بھیجیں۔

کارخانہ احمدی کا روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ بعد کارخانہ کثرت سی ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔
راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور حسین کیلئے اعلیٰ اکسیر ہیں قیمت چوب کا بکس عا (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات اور میوہ جات سے مملو کرکے تیار کی گئی جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و سیلان اور سرعت انزال وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضا کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد دوبارہ خوراک ۔ اور بکس اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے عا
المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہو گی۔ اگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ کا بنا ہوا بالونکو سفید ہونیسے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں اور درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک بذمہ خریدار۔
المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

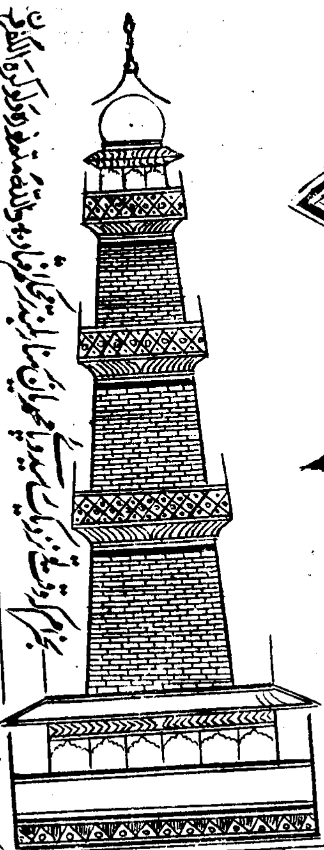

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم بازگرائی ہجادر قادیان بنی | دوا بنی شفا بنی غرض دار الامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قیمت پیشگی سالانہ) (۱) عوام سے ہے (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

فہرست مضامین

نمبر ۱۳ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱۔ صفر سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

استفسار اور اُن کے جواب

(از حکیم الامۃ)

استفسارات

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جناب کا طریق عمل دربارہ سورۃ فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رفع یدین کیا ہے۔

۲۔ نماز شام میں اکثر لوگ تیسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے رفع طاعون پڑھا کرتے ہیں اس طرح پر کہ امام باواز بلند پڑھتا رہتا ہے اور مقتدی باواز بلند آمین پکارتے ہیں کیا یہ امر موجب حدیث شریف درست ہے۔

۳۔ دبا رطاعون میں مسلمان کی موت شہادت ہے یا کیا

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مریدون کو غیر مسلمانون کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہیئے یا نہیں۔

راقم مہر الدین مدرس مدرسہ میانونڈ ڈاکخانہ خاص میانونڈ ضلع امرتسر

جوابات

۱۔ سورۃ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے ہیں ضروری پڑھنی چاہیئے۔ مین بھی پڑھتا ہون اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پڑھتے ہیں آمین بالجہر کو ہم پسند کرتے ہیں لیکن یہ موقوف ہے انسان کے دلی جوش پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جب تعلقات شدید ہون دل مین دعا کے لئے جوش۔ اضطراب اور کرب ہو تو بے اختیار انسان چلا اٹھتا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل ایسی اضطراری حرکات سے مستثنےٰ ہوتے ہیں انکے دل مین جوش۔ اضطراب۔ تذلل۔ انکسار سب کچھ ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور روتے چلاتے ہیں لیکن پاس والا معلوم نہین کر سکتا۔ ہم بھی بالجہر کرتے ہیں کبھی نہین بھی نماز دونو طرح ہو جاتی ہے۔ مگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے پر نماز نہین ہوتی۔ رفع یدین کو روایتاً قوی جانتے ہیں عملاً ترک بھی ثابت ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کی بھی ہے۔ اور عام طور پر نہین کرتے ہین۔ اور دونون حالتون مین نماز کا ہو جانا مانتے ہین

۲۔ اس طریق پر دعا مانگنا درست ہے اور نزول حوادث کے وقت ثابت ہے۔

۳۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی موت شہادت ہے لیکن ایمان ایک ایسی شئے ہے کہ اس کا پورا اور اصل حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون مومن ہے کون نہین

۴۔ غیر مسلمان کے ساتھ تو کسی کو بھی نماز پڑھنا جائز نہین۔ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ایک احمدی کو غیر احمدی کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہین تو یاد رکھو کہ اگر احمدی امام ہو تو اسکے مقتدی خواہ غیر احمدی ہون یا احمدی ایک احمدی انہین شامل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر امام غیر احمدی ہو تو ایک احمدی کو اسکے پیچھے نماز پڑھنی نہین چاہیئے۔ اسکے متعلق خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحفہ گولڑویہ مین یہ عبارت لکھی ہے۔

اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنیوالے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہین مین کہ میری جماعت مین سے کوئی شخص انکے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم مین سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو مین اشارہ ہے کہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ یعنے جب مسیح نازل ہو گا تو تمہین دوسرے فرقون کو جو دعوے اسلام کرتے مین بکلی ترک کرنا پڑیگا اور تمہارا امام تم مین سے ہو گا پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائین اور تمہین کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال مین مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہین کرتا اسمین تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤگے پس جانو کہ وہ مجھ مین سے نہین کیونکہ وہ میری باتون کو جو مجھے خدا سے ملی ہین عزت سے نہین دیکھتا اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہین۔

مرآۃ الجہاد

+

(یعنی بزرگان ملت کے کلام سے گوناگون پھول)

(مخدوم الملتہ سے)

ظہر کی نماز سے پہلے حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم صاحب کی صحبت مین مجھے حاضر ہونے کی عزت حاصل تھی۔ فرمایا "ان کیفیات کو جو ہم خدا کے مسیح کی حالت مین دیکھتے ہین بہلا ہم کسیکو دکھا سکین مجھے کہتے تھے کہ لوگ کہین گے کہ ہم نے ڈر کر مکان چھوڑ دیا ہے اور طاعون کے خوف سے بہاگے ہین۔ خدا تعالیٰ کے عذاب اور غضب کے سامنے دلیری سے کھڑا ہونا اور اس کا مقابلہ کرنا یہ تو بے باک دہریہ کا کام ہے خدا کے قہر کا مقابلہ کرنا یہ بہادری نہین ہے مومن ایسی بہادری پر لعنت بہیجتا ہے۔ مومن کا دل تو چڑیا کی طرح ہونا چاہئے جو ہر وقت دہڑکتا اور خوف کھاتا ہے۔ ہان یہ بالکل غلط ہے کہ ہم طاعون کیوجہ سے نکلے ہین۔ طاعون اگر اس شدت سے بھی پھیل جاتی کہ ہمارے اردگرد کیڑون کیطرح لوگ مرنے لگتے تو مین خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ الدار سے نکلنا مین معصیت سمجہتا تھا کیونکہ اسطرح خدا تعالیٰ کے اس نشان کی بے حرمتی تھی۔ مگر اب جو ہم نکلے ہین تو یہ خدا تعالیٰ کا ایک اور غضب ہے جو دنیا پر نازل ہوا ہے۔ الدار کی حفاظت کا وعدہ طاعون کے ساتھ ہے۔ ہم اسکی بخاذالی سے ڈرتے ہین۔ اور مومن کو ڈرنا چاہئے۔ اب ہم کو خدا تعالیٰ نے خود نکالا ہے معلوم نہین اسمین کیا سر ہے"

⁂

معلوم ہوتا ہے حضرت اقدسؑ کوئی اشتہار لکہ رہے ہین فرمایا کہ کسقدر جوش اعلاء کلمۃ اللہ سے اس پاک وجود کو دیا گیا ہے یہی اسکی سچائی کی دلیل ہے۔ مخلوق پر اتمام حجت کرنے کو ہر وقت آمادہ رہتا ہے اور شفقت اسقدر ہے کہ اپنی جان پر تکلیفین برداشت کرتا ہے مگر دوسرون کے آرام اور بہلائی کو پسند کرتا ہے"

⁂

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ زلزلے تھے جسقدر نشانات اب تک ظاہر ہوئے ہین ان پر حملون کا لفظ صادق نہین آتا جو اس الہام مین آیا ہے دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اب اس الہام کے موافق تو دو ہی نشان ہین جنپر حملون کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ ایک طاعون دوسرا زلزلہ۔ لیکن ہماری فراست کہتی ہے کہ ابھی کوئی اور حملہ بھی ہے۔

⁂

خاکسار ایڈیٹر نے عرض کیا کہ اس قہری تجلی کو دیکہ کر حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس پاک وجود کی کسقدر قدر منظور ہے۔ اس لئے وہ ایک عالم کو تباہ کر دینا بھی پسند کرتا ہے اسپر فرمایا کہ آمین کیا اچھا ہے دراصل خدا تعالیٰ کو توانی توحید منظور ہے اور اس سے ذوق لیتا ہے پھر مسیح موعود کو توحید کا سچا مظہر اور مؤید دیکھتا ہے اس کیلئے اپنے سارے نظام کو تہ و بالا کر دینا بھی پسند کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے اہل دنیا اس فلسفہ سے ناواقف ہین۔

⁂

فرمایا جو لوگ دور رہتے مین ان کو ہم اس بولتی ہوئی تقویر سے جو سبق لیتے ہین کسطرح سنا سکتے ہین۔ زیادہ سے زیادہ کلام اور تالیف سنا سکتے ہین مگر یہ **حال** کیونکر دکھائین۔ اسلئے معیت بھی بڑی ضروری شے ہے اسکے حرکات وسکنات مین جو علم بہرا ہوتا ہے وہ تو دیکھنے ہی سے آ سکتا ہے۔

⁂

مکرمی سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس سیالکوٹ (جو ایک پرانے مخلص اور رشید نوجوان مین اور حضرت اقدس کی محبت مین گداز ہوئے ہوئے ہین) نے حضرت اقدس کیلئے ایک لکھنے کا ٹرنک خاص ہدایت پر طیار کرایا ہے وہ پیش کیا۔ اس کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی مجلس مین بھی آگیا شاہ صاحب کو مولوی صاحب ممدوح سے بھی خاص انس ہے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک آپ کیلئے بھی تیار کراؤن آپکو بھی لکھنے پڑھنے کیلئے کاغذات کے رکھنے کے واسطے ضرورت ہے۔ اسپر فرمایا

آنچہ یار در کار دارم اکثرے درکار نیست

مینے اپنی ضرورتون کو بہت ہی کم کر دیا ہے مین جب کسی چیز کو لیتا ہون یا کسی دوست کو لکھتا ہون تو پہلے اپنے اندر معاینہ کرتا ہون کہ کیا واقعی مجھے اس کی ضرورت ہے یا محض لالچ ہے جبتک مین واقعی ضرورت محسوس نکر لون مین ہرگز ہرگز اسکے لینے کی جرأت اور آرزو نہین کرتا اور جب سے مینے حضرت سے سنا ہے کہ دو ہی طرح آرزو مین پورا ہو سکتی مین یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کر دے یا وہ آرزو ہی نہ رہے تب سے مین اب اس امر کیطرف متوجہ رہتا ہون کہ بہت آرزو مین ہی پیدا نہون۔

⁂

حکیم الامت سے

⁂

۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو جو اشتہار الدعوت نام شایع ہوا اسکا مسودہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب پڑہ رہے تھے جب اس مقام پر پہونچے کہ تم نے **ان تمام علامتون کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا** تو حضرت حکیم الامت بے اختیار ہو کر سجدے مین گر پڑے خاکسار ایڈیٹر ان کے بالکل قریب تھا اور وہ ان باتون کو باریک نظر سے دیکھنے کا عادی ہے اس نے دیکھا کہ حکیم الامت دیر تک سجدے مین پڑے رہے اور جب سر اٹھایا چہرہ **زرد** ہو گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ہیبت و جبروت الٰہی اسپر غالب تھی اسکی بے نیازی پر ایمان تھا اور اس کے فضل پر سجدہ شکر۔ پھر جب مولوی عبدالکریم صاحب اس مقام پر پہونچے کہ ہان یہ سچ ہے کہ نہ مین جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہون اور نہ مین دنیا مین جنگ اور خونریزی کرنے کیلئے آیا ہون **بلکہ صلح کیلئے آیا ہون مگر مین خدا کیطرف سے ہون** تو عین الفاظ پر آپ نے پھر ایک لمبا سجدہ کیا۔ جو معلوم ہوتا تھا کہ اس توفیق کا شکریہ تھی جو خدا تعالیٰ نے حضرت امام علیہ السلام کی شناخت کی عطا کی۔ اور اسے ہمارے زمانہ مین بھیجا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اشتہار پڑھا کر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی ایک لمبے سجدہ مین گر پڑے جس سے مینے اندازہ کیا کہ کیسے پاک قلوب مین جو متاثرات مین یکرنگی رکھتے ہین

اللہم اجعلنا منہم۔ آمین

⁂

جوالا مکھی کے تباہ ہونے کا ایک خط آیا۔ اسپر مجھے فرمایا کہ مجھے آج بہت بڑی خوشی ہوئی ہے اور مین دیر تک خدا کی حمد کرتا رہا اور سجدات شکر بجا لایا۔ میرا دل عجیب جوش سے بہرا ہوا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی **توحید** کے قایم ہونے کے واسطے یہ مبارک **فال** ہے یہ بت ایسا بت تھا جس کیلئے دلائل بیان کئے جاتے تھے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے **عفت الدیار محلہا ومقامہا** مین **الدیار** سے مراد یہی کانگڑہ کی **ویلی** ہے۔ یہ بڑا بھاری شرک کا مندر تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے تباہ کر دیا ہے۔ تم اسپر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھو۔ مینے عرض کی کہ جناب ہی لکہین کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاص ذوق عطا فرمایا ہے۔ فرمایا نہین تم لکہو۔ اسپر پھر مین نے عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ خواہ جناب چند سطر ہی لکہدین انمین برکت ہوگی۔ اسپر مین ختم کر دونگا۔ چنانچہ آج دوسری جگہ جو لیڈر **کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے** کے عنوان سے مینے لکہا ہے وہ حضرت حکیم الامتہ کی اسی تحریک کا نتیجہ ہے آپ نے چند سطور مجھے لکھدین اور حضرت امام کے حضور بھی سنا کر یہی کہا کہ تم اسے مکمل کر لو۔ اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایسا ہی فرمایا مین نے تعمیلاً ارشاد اس لیڈر کو لکہا ہے اسمین قبولیت اور برکت رکھدینی خدا تعالیٰ کا فضل اور فعل ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یاحی یاقیوم لا الٰہ الا انت۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم۔ اما بعد غور کرو۔

شرک ہی ایک ایسی بری بلا ہے جسکی نسبت الٰہی ارشاد ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اور شرک ہی ہے جسکو کہا گیا ہے۔ کہ لاعلمی اور جہالت پر اسکی بنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان جاہداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم۔ اور فرمایا لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ اور شرک ہی ہے جو ظلم عظیم ہے۔ جیسے فرمایا ان الشرک لظلم عظیم۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ دنیا عبرت حاصل کرنیکا مقام ہے۔ یوم الفصل نہین۔ اس مختصر تمہید کے بعد سوچو۔ کہ شرک کے دلائل گو ہمیشہ نسج العنکبوت ہوا کرتے ہین مگر عوام مظاہر قدرۃ مین اعجوبہ کے ایسی گرویدہ ہوجاتے کہ کوئی عمدہ دلیل انکے لئے کارگر نہین ہوسکتی دیکھو جوالا مکھی کا پہاڑ پنجاب بلکہ ہندا ور کشمیر مین اپنے اعجوبہ کے باعث ایک عظیم الشان معبد تہا اور طاعون کے دنون مین لوگ اس ملک کو امن یقین کرتے تھے اور صلیب پرست گو اس خیال سے نہین الا عمدہ آب وہوا کیلئے وہان بہت ہی جمع تھے۔ اور ... دی مخلوق کیلئے مادیات ہی معبود ہین۔ وہان زلزلہ آیا اور اسی اعجوبہ پر بھی آیا اور کب آیا جب ایک مامور من اللہ نے انبیاء کے قدم بقدم تبلیغ کا کام ایکمال تک پہونچایا۔ پہر اسی پنجاب مین اتمام حجت کے لئے سیکڑون تدبیرون سے کام لیا۔ مگر بے پروائی کی گئی۔ آخر راستبازی مصدق راستبازونکا ہو سکتا تھا کیونکہ اسی کی شان ہے مصدق لما معکم۔ اس راستباز نے عفت الدیار محلہا ومقامہا کی پاک وحی ۱۱ مہینے پیشتر شایع کی ہے۔ اور بتادیا کہ بیرونی عارضی طور پر ایک خاص دار کے رہنے والے اور وہان کے اصلی باشندے تباہ ہوجائینگے۔ آخر چار۔ اپریل کو اسکا ظہور ہوا اب دیکھیں جو دیکھنے کی آنکھین رکھتے ہین اور سنین جو سننے کے کان رکھتے ہین۔ فقط نورالدین۔

+ بزرگان ملت باغ مین مین اس مناسبت سے ان کے کلام کا گلدستہ بنا کر پیش کرتا ہوں ایڈیٹر

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں جو زمین پر بردباری سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں یعنے بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بیشمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ان آیات میں خداتعالیٰ نے اچھی طرح کھولدیا کہ رحمان کا لفظ ان معنوں کرکے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اسکی رحمت وسیع عام طور پر ہر ایک برے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہ اور بھی اسی رحمت عام کیطرف اشارہ فرمایا ہے عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شئی یعنے میں اپنا عذاب جسکو لائق اس کے دیکھتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے اور پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا۔ قل من یکلؤکم باللیل والنہار من الرحمٰن یعنے ان کافروں اور نافرمانوں کو کہہ کہ اگر خدا میں صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اسکے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنے اسی کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافروں اور بے ایمانوں کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہیں پکڑتا پھر ایک اور جگہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اولم یروا الی الطیر فوقہم صافات ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمٰن الجزو نمبر ۲۹ یعنے کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اڑتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمٰن ہی ہے کہ انکو گرنے سے تھام رکھتا ہے یعنے فیضان رحمانیت ایسا عام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین ملسکتے ہیں وہ بھی اس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں۔ اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں رب العٰلمین کی صفت بیان فرماکر پھر اس کے رحمان ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی انکی ملحوظ رہے۔ تیسری قسم فیضانکی فیضان خاص ہے اسمیں اور فیضان عام میں یہ فرق ہے کہ فیضان عام میں مستفیض پر لازم نہیں کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بناوے اور اپنے نفس کو حجب ظلمانیہ سے باہر نکالے یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اس فیضان میں جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خداتعالیٰ آپ ہی ہر ایک ذی روح کو اسکی ضروریات جن کا وہ حسب فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے لیکن فیضان خاص میں جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقعہ ہو شرط ہے اور اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ میں سعی کرنیوالے اور غافل رہنے والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر ایک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہو جانے میں ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے اس فیضان کے رو سے خداتعالیٰ کا نام قرآن شریف میں رحیم ہے اور یہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بہ شرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے مؤخر ہے کیونکہ خداتعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور میں آئی ہے پھر بعد اس کے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی پس اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ میں صفت رحیمیت کو صفت رحمانیت کے بعد میں ذکر فرمایا اور کہا الرحمٰن الرحیم اور صفت رحیمیت کے بیان میں کئی مقامات قرآن شریف میں ذکر موجود ہے جیسا ایک جگہ فرمایا ہے وکان بالمؤمنین رحیما یعنے خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنے بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں۔

اس جگہ دیکھنا چاہئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھ خاص نہیں کیا اور کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ کان بالمؤمنین رحمانا بلکہ جو مومنین سے رحمت خاص متعلق ہے ہر جگہ اسکو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے پھر دوسری جگہ فرمایا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین یعنے رحیمیت الٰہی انہیں لوگوں سے قریب ہے جو نیکوکار ہیں پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم ط یعنے جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنے اسکا فیضان رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہوتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں کوئی ایسا نہیں جس نے اسکو طلب کیا اور نہ پایا۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

چوتھا قسم فیضان کا فیضان اخص ہے یہ وہ فیضان ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہ ہے کہ یہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے بکلی معدوم اور منعدم ہو جائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیت کے بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکھلاوے کیونکہ اس آخری فیضان میں کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھ پہلے فیضانوں کی نسبت عندالعقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے یعنے نہ مفیض کے بالارادہ فیضان میں کوئی شبہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے میں کچھ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اسکی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کیطرح کھل جائے اور شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت میں وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اسکو عطا کر رہا ہے اور حقیقت میں اسکو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہایت اصفیٰ اور نہایت اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہیں ہے اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور ابقیٰ اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور کدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپایدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کیطرف انتقال کرے کیونکہ یہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے جنمیں یہ شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عریان اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جائے اور کوئی پردہ اسباب معتاد کا درمیان نہ ہو اور ہر یک دقیقہ معرفت تامہ کا کمن قوت سے حیز فعل میں آجاوے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اسکی نسبت یہ خدا نے ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اس فیضان میں وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذتیں ہوں جنکی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور ابقیٰ احاطہ رکھتی ہو کہ جس پر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصور نہ ہو اور یہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدر الصورت اور حالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے ان تجلیات عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیات دائمی کی برداشت نہیں کر سکتا اور وہ اشعہ تامہ کاملہ دائمہ اسمیں سما نہیں سکتے بلکہ اس کے ظہور کیلئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسباب معتادہ کی ظلمت سے بکلی پاک اور منزہ اور ذات واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔

ہاں اس فیضان اخص سے ان کامل انسانوں کو اسی زندگی میں کچھ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہیں اور اپنے نفس کے ارادوں اور خواہشوں سے الگ ہو کر بکلی خدا کی طرف جھک جاتے ہیں کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہیں اور اگرچہ بظاہر صورت اس عالم میں ہیں لیکن درحقیقت وہ دوسرے عالم میں سکونت رکھتے ہیں پس چونکہ وہ اپنے دل کو اس دنیا کے اسباب سے منقطع کر لیتے ہیں اور عادات بشریت کو توڑ کر اور بیکبارگی غیر اللہ سے مونہہ پھیر کر وہ طریق جو خارق عادت ہے اختیار کر لیتے ہیں اس لئے خداوند کریم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارق عادت ان پر اپنے وہ انوار خاصہ ظاہر کرتا ہے کہ جو دوسروں پر بجز موت کے ظاہر نہیں ہو سکتے غرض بباعث امور مذکورہ بالا وہ اس عالم میں بھی فیضان اخص کے نور سے کچھ حصہ پا لیتے ہیں اور یہ فیضان ہر یک فیض سے خاص تر اور خاتمہ تمام فیضانوں کا ہے اور اسکو پانے والا سعادت عظمیٰ کو پہنچ جاتا ہے اور خوشحالی دائمی کو پا لیتا ہے کہ جو تمام خوشیوں کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اس سے محروم رہا وہ ہمیشہ کے دوزخ میں پڑا اس فیضان کے بدست

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنا نام **مالک یوم الدین** بیان فرمایا ہے دین کے لفظ پر الف لام لانے سے یہ غرض ہے کہ تا یہ معنے ظاہر ہوں کہ جزا سے مراد وہ کامل جزا ہے جسکی تفصیل قرآن مجید میں مندرج ہے اور وہ کامل جزا بجز تجلی مالکیت تامہ کے کہ جو درمیان اسباب کو مستلزم ہے ظہور میں نہیں آسکتی چنانچہ اسی کی طرف دوسری جگہ بھی اشارہ فرما رکھا ہے **لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار** یعنے اسدن ربوبیت الٰہیہ بغیر توسط اسباب عادیہ کے اپنی تجلی آپ دکھائیگی اور یہی مشہود اور محسوس ہوگا کہ بجز قوت عظمیٰ اور قدرت کاملہ حضرت باری تعالیٰ کے اور سب ہیچ میں سارا آرام و سرور اور سب جزا اور سزا داش بنظر صاف و صریح خدا تعالیٰ لیطرف سے دکھلائی دیگا اور کوئی پردہ اور حجاب [illegible] درمیان نہیں رہیگا اور کسی قسم کے شک [illegible] کی گنجائش نہیں رہیگی تب جنہوں نے اسی کیلئے [illegible] ہے اپنے تئیں منقطع کرلیا تھا وہ اپنے تئیں [illegible] ایک کامل سعادت میں دیکھینگے کہ جو ان کے جسم اور [illegible] جان اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جائیگی اور [illegible] کسی حصہ وجود ان کے کا ایسا نہیں ہوگا کہ جو [illegible] اس سعادت عظمیٰ کے پانے سے بے نصیب [illegible] رہا ہو اور اس جگہ مالک یوم الدین کے لفظ میں یہ بھی [illegible] اشارہ ہے کہ اس روز راحت یا عذاب اور لذت [illegible] یا درد جو کچھ بنی آدم کو پہنچیگا اس کا اصل موجب [illegible] خدا تعالیٰ کی ذات ہوگی اور مالک امر مجازات کا حقیقی طور پر وہی ہوگا یعنے اسی کا وصل [illegible] یا فصل سعادت ابدی یا شقاوت ابدی کا موجب [illegible] ٹھہریگا اس طرح پر کہ جو لوگ اسکی ذات پر ایمان لائے تھے اور توحید اختیار کی تھی اور اسکی خالص محبت سے اپنے دلون کو رنگین کرلیا تھا انپر انوار رحمت اس ذات کامل کے صاف اور آشکار طور پر نازل ہونگے اور جنکو ایمان اور محبت الٰہیہ حاصل نہیں ہوئی وہ اس لذت اور راحت سے محروم رہینگے اور عذاب الیم میں مبتلا ہو جائینگے۔ یہ فیوض اربعہ ہیں جنکو ہم نے تفصیل وار لکھدیا ہے اب ظاہر ہے کہ صفت رحمان کو صفت رحیم پر مقدم رکھنا نہایت ضروری اور مقتضائے بلاغت کاملہ ہے کیونکہ صحیفہ قدرت پر جب نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل خدا تعالیٰ کی عام ربوبیت پر نظر پڑتی ہے پھر اسکی رحمانیت پر پھر اسکی رحیمیت پر پھر اسکے مالک یوم الدین ہونے پر اور کمال بلاغت اسی کا نام ہے

کہ جو صحیفہ فطرت میں ترتیب ہو وہی ترتیب صحیفہ الہام میں بھی ملحوظ رہے کیونکہ کلام میں ترتیب قدرتی کو منقلب کرنا گویا قانون قدرت کو منقلب کرنا ہے اور نظام طبعی کو الٹا دینا ہے کلام بلیغ کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ نظام کلام کا نظام طبعی کے ایسا مطابق ہو کہ گویا اسکی عکسی تصویر ہو اور جو امر طبعًا اور وقوعًا مقدم ہو اسکو وضعًا بھی مقدم رکھا جائے سو آیت موصوفہ میں یہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہے کہ باوجود کمال فصاحت اور خوش بیانی کے واقعی ترتیب کا نقشہ کھینچکر دکھلا دیا ہے اور وہی طرز بیان اختیار کی ہے جو کہ ہر ایک صاحب نظر کو نظام عالم میں بدیہی طور پر نظر آرہی ہے کیا یہ نہایت سیدھا راستہ نہیں ہے کہ جس ترتیب سے خدا کی صحیفہ فطرت میں واقع ہیں اسی ترتیب سے صحیفہ الہام میں بھی واقعہ ہوں سو ایسی عمدہ اور پر حکمت ترتیب پر اعتراض کرنا حقیقت میں انہیں اندھوں کا کام ہے جنکی بصیرت اور بصارت دونوں یکبارگی جاتی رہی ہیں۔ ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

اب ہم پھر تقریر کو دہرا کر اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے سورۃ ممدوحہ میں رب العالمین کی صفت سے لیکر مالک یوم الدین تک بیان فرمایا ہے یہ حسب تصریحات قرآن شریف میں چار عالیشان صداقتیں ہیں جنکا اس جگہ کھولکر بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ پہلی صداقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے یعنے عالم کے اشیاء میں سے جو کچھ موجود ہے سب کا رب اور مالک خدا ہے اور جو کچھ عالم میں نمودار ہو چکا ہے اور دیکھا جاتا ہے یا ٹٹولا جاتا ہے یا عقل اسپر محیط ہو سکتی ہے وہ سب چیزیں مخلوق ہی ہیں اور ہستی حقیقی بجز ایک ذات حضرت باری تعالیٰ کے اور کسی چیز کے لئے حاصل نہیں غرض عالم بجمیع اجزائہٖ مخلوق اور خدا کی پیدائش ہے اور کوئی چیز اجزاء عالم میں سے ایسی نہیں کہ جو خدا کی پیدائش نہ ہو اور خدا تعالیٰ اپنی ربوبیت تامہ کے ساتھ عالم کے ذرہ ذرہ پر متصرف اور حکمران ہے اور اسکی ربوبیت ہر وقت کام میں لگی ہوئی ہے یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ دنیا کو بنا کر اس کے انتظام سے الگ ہو بیٹھا ہے اور اسے نیچر کے قاعدہ کے ایسا سپرد کیا ہے کہ خود کسی کام میں دخل بھی نہیں دیتا اور جیسے کوئی کل بعد بنائے جانے کے پھر بنانیوالے سے بے علاقہ ہو جاتی ہے ایسا ہی مصنوعات

صانع حقیقی سے بے علاقہ ہیں بلکہ وہ رب العالمین اپنی ربوبیت تامہ کی آب پاشی ہر وقت برابر تمام عالم پر کر رہا ہے اور اسکی ربوبیت کا مینہہ بالاتصال تمام عالم پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی ایسا وقت نہیں کہ اس کے رشح فیض سے خالی ہو بلکہ عالم کے بنانے کے بعد بھی اس مبدا فیوض کی فی الحقیقت بلا ایک ذرہ انفکاک کے ایسی ہی حاجت ہے کہ گویا ابھی تک اس نے کچھ بھی نہیں بنایا اور جیسا دنیا اپنے وجود اور نمود کیلئے اسکی ربوبیت کی محتاج تھی ایسا ہی اپنے بقا اور قیام کیلئے اسکی ربوبیت کی حاجتمند ہے وہی ہے جو ہر دم دنیا کو سنبھالے ہوئے ہے اور دنیا کا ہر ذرہ اسی سے تر و تازہ ہے اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے موافق ہر چیز کی ربوبیت کر رہا ہے یہ نہیں کہ بلا ارادہ کسی شے کی ربوبیت کا موجب ہو غرض آیات قرآنی کے رو سے جنکا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہیں اس صداقت کا یہ منشاء ہے کہ ہر ایک چیز کہ جو عالم میں پائی جاتی ہے وہ مخلوق ہے اور اپنے تمام کمالات اور اپنے تمام حالات اور اپنے تمام اوقات میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی محتاج ہے اور کوئی روحانی یا جسمانی ایسا کمال نہیں ہے جسکو کوئی مخلوق خود بخود اور بغیر ارادہ خاص اس متصرف مطلق کے حاصل کر سکتا ہو۔ اور نیز حسب توضیح اسی رب پاک کے اس صداقت اور ایسا ہی دوسری صداقتوں میں یہ معنے بھی ملحوظ ہیں کہ رب العالمین وغیرہ صفتیں جو خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں یہ اسی کی ذات واحد لاشریک سے خاص ہیں اور کوئی دوسرا انمیں شریک نہیں جیسا کہ اس سورۃ کے پہلے فقرہ میں یعنے الحمد للہ میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ تمام محامد خدا ہی سے خاص ہیں۔ دوسری صداقت رحمان ہے کہ جو بعد رب العالمین بیان فرمایا گیا اور رحمٰن کے معنے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں یہ ہیں کہ جسقدر جاندار ہیں خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد ان سب کے قیام اور بقاء وجود اور بقائے نوع کیلئے اور انکی تکمیل کیلئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کے رو سے ہر ایک قسم کے اسباب مطلوبہ میسر کر دیئے ہیں اور ہمیشہ میسر کرتا رہتا ہے اور یہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہیں۔ تیسری صداقت رحیم ہے کہ جو بعد رحمٰن کے مذکور ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سعی کرنیوالوں کی سعی پر بمقتضائے رحمت خاصہ ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے نو

کمر تیوالوں کے گناہ بخشتا ہے مانگنے والوں کو دیتا ہے کھٹکھٹانے والوں کیلئے کھولتا ہے۔ چوتھی صداقت جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہے مالک یوم الدین ہے یعنے کمال کامل جزا سزا کہ جو ہر ایک قسم کے امتحان وابتلا اور توسط اسباب غفلت افزا سے منزہ ہے اور ہر ایک کدورت اور کثافت اور شک اور شبہ اور نقصان سے پاک ہو اور تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے اس کا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے اور وہ اس بات سے ہرگز عاجز نہیں کہ اپنی کامل جزا کو جو دن کیطرح روشن ہے ظہور میں لاوے اور اس صداقت عظمیٰ کے ظاہر کرنے سے حضرت احدیت کا یہ مطلب ہے کہ تا ہر ایک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلہ ذیل کھل جائیں۔ اول یہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالک حقیقی کی طرف سے اور اسی کے ارادہ خاص سے بندوں پر وارد ہوتا ہے اور ایسا کھل جانا دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ اس عالم میں یہ بات عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی کہ جو کچھ خیر و شر و راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیوں پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم و اختیار سے پہنچ رہا ہے اور کسی کو ان میں سے یہ آواز نہیں آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے اور کسی پر بطور شہود و محسوس منکشف نہیں ہوتا کہ جو کچھ وہ بھگت رہا ہے حقیقت میں وہ اس کے عملوں کا بدلہ ہے۔ دوسرے اس صداقت میں اس امر کا کھلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھ چیز نہیں ہیں اور فاعل حقیقی خدا ہے اور وہی ایک ذات عظمیٰ ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدا اور ہر ایک جزا سزا کا مالک ہے۔ تیسرے اس صداقت میں اس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کیا چیز ہے یعنے سعادت عظمیٰ وہ نور عظیم کی حالت ہے کہ جب لذت اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہو جائے اور کوئی عضو اور قوت اس سے باہر نہ رہے اور شقاوت عظمیٰ وہ عذاب الیم ہے کہ جو باعث نافرمانی اور ناپاکی اور بُعد اور دوری کے دلوں سے مشتعل ہو کر بدنوں پر مستولی ہو جائے اور تمام وجود فی النار والسقر معلوم ہو اور یہ تجلیات عظمیٰ اس عالم میں ظاہر نہیں ہو سکتیں۔

باقی آئیندہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ تو ممکن ہے کہ ہزاروں ہزار انسان ملہم ہونیکا دعویٰ کریں اور اثبات نبوت اور کلام الٰہی کی محبت قائم کرنیکے واسطے یہ ضروری امر ہے مگر امر نبوت میں مقصود بالذات ایک اور امر ہوتا ہے جو خاص نبیوں سے مخصوص ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شئے آتی ہے تو اسکے لوازم اسکے ساتھ ہوتے ہیں یہ نہیں کہ وہ لوازم سے الگ ہو مثلاً جب کھانا آئیگا تو اوسکے لوازم ساتھ ہی ہونگے ہر قسم کے برتن۔ پانی یہانتک کہ خلال بھی دیدیں گے۔ اسیطرح پر لوازمات نبوت اسکے ساتھ ہوتی ہیں اور منجملہ انکے ایک یہ بھی ہے کہ کلام نفسانی کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا ہے اور یہ امر اصل کیفیت کے لوازم میں سے ہے اور اسکے آثار و علامات کی دلیل وہ پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو خدا تعالےٰ انہیں عطا کرتا ہے۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ نبیوں کا ایک اور نام آسمان پر ہوتا ہے جس سے دوسرے لوگ آشنا بھی نہیں ہوتے اور بعض وقت جب وہ آسمانی نام دنیا میں پیش ہوتا ہے تو لوگوں کو ٹھوکر لگ جاتی ہے مثلاً میرے ہی معاملہ میں خدا نے میرا نام **مسیح ابن مریم** بھی رکھا ہے۔ بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا نام تو **غلام احمد** (علیہ الصلوٰۃ والسلام ایڈیٹر) ہے + وہ اس راز کو سمجھ نہیں سکتے یہ اسرار نبوت میں سے ایک بات ہے +

غرض

جب دونو قسم کے جھوٹے مکالمے ختم ہو جاتے ہیں تو پھر دل بولتا ہے ہر وقت بولتا رہتا ہے۔ حرکت کرتا ہے تب بھی اس سے آواز آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں ہزار لوگ اسکے پاس اور اور قسم کی باتوں میں مشغول ہوں یہ اپنے اس سلسلہ میں لذت پاتا ہے۔ اور اپنے **محبوب** سے کلام کرنے میں مصروف ہوتا ہے یہی وجہ انکی جمعیت قلب کی ہوتی ہے کوئی شور و شر اسکو پراگندہ نہیں کر سکتا۔ عام طور پر ایک عاشق چاہتا ہے کہ وہ اپنے معشوق اور محبوب کے حسن و جمال پر پوری اطلاع پاوے اور ہر وقت اس سے کلام کریں مگر یہہ سب کچھ ... ہے اور یہ خواہشیں ذلیل ہیں مگر خدا تعالےٰ کے ساتھ محبت کرنے والا اور اوسکے عشق میں گم شدہ قوم ... کی ان جھوٹے اور فانی عاشقوں کے عشق سے کہیں بڑھ کر اپنے اندر جوش رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا وہ ہے جو جھکنے والوں کی طرف جھکتا ہے یہانتک کہ اس سے زیادہ توجہ کرتا ہے خدا کی طرف آنیوالا اگر معمولی چال سے چلتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکی طرف دوڑ کر آتا ہے + پس ایسے خدا کی طرف جسکی توجہ ہو جاوے اور وہ اس کی محبت میں کھویا جاوے وہ **محبت** اور عشق الٰہی کی آگ ان امانی اور نفسانی خیالات کو جلا دیتی ہے پھر انکے اندر روح **ناطق** ہو جاتی ہے اور پاک نطق جو ادھر سے شروع ہوتا ہے وہ خدا تعالےٰ کا نطق ہوتا ہے دوسرے رنگ میں یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہہ دعا کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اسکو جواب دیتا ہے +

پس یہ ایک **کمال نبوت** ہے اور **انعمت علیہم** میں کہا گیا ہے۔ اسلئے جب انسان اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی دعا مانگے تو اس کے ساتھ ہی یہ امر پیش نظر رہے کہ اس **کمال نبوت** کو حاصل کرے۔

پھر دوسرا کمال **صدیقوں** کا کمال ہے **صدیق** مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنے جو بالکل راستبازی میں فنا شدہ ہو۔ اور کمال درجہ کا پابند راستبازی اور عاشق صادق ہو۔ اس وقت وہ صدیق کہلاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے جب ایک شخص اس درجہ پر پہنچتا ہے تو وہ ہر قسم کی صداقتوں اور راستبازیوں کا مجموعہ اور انکو کشش کرنیوالا ہو جاتا ہے جسطرح پر آتشی شیشہ سورج کی شعاعوں کو اپنے اوپر جمع کر لیتا ہے اسیطرح پر صدیق **کمالات صداقت** کا جذب کرنے والا ہوتا ہے۔ بقول **شخصے**۔

زر زر کشد در جہان گنج گنج

جب ایک شے بہت بڑا ذخیرہ پیدا کر لیتی ہے تو **اسی قسم** کی اشیاء کو جذب کرنے کی قوت اسمیں پیدا ہو جاتی ہے۔

صدیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکھ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق **اِیَّاکَ نَعۡبُدُ** کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جھوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کے رجس اور پلیدی سے جو جھوٹ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے دور بھاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولونگا نہ جھوٹی گواہی دونگا۔ اور جذبہ نفسانی کے رنگ میں کوئی جھوٹا کلام نہ کرونگا - نہ لغو طور پر نہ کسب خیر کے لئے نہ دفع شر کے لئے یعنے کسی ... اور حالت میں بھی جھوٹ کو اختیار نہیں کرونگا۔ جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا **اِیَّاکَ نَعۡبُدُ** پر وہ ایک خاص عمل کرتا ہے اور وہ عمل اعلےٰ درجہ کی عبادت ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ سے آگے **اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ** ہے خواہ یہ اسکے مونہہ سے نکلے یا نہ نکلے لیکن اللہ تعالےٰ جو مبدءِ الفیوض اور **صدق** اور **راستی** کا چشمہ ہے اسکو ضرور مدد دیگا اور صداقت کے اعلےٰ اصول اور حقایق اسپر کھولدیگا جیسے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ کوئی تاجر جو اچھے اصولوں پر چلتا ہے اور راستبازی اور دیانتداری کو ہاتھ سے نہیں دیتا اگرچہ وہ ایک پیسہ سے تجارت کرے اللہ تعالےٰ اوسے ایک پیسہ کے لاکھوں لاکھ روپیہ دیتا ہے۔

اسیطرح پر جب عام طور پر انسان راستی اور راستبازی سے محبت کرتا ہے اور صدق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو وہی **راستی** امر عظیم الشان **صدق** کو کھینچ لاتی ہے جو خدا تعالےٰ کو دکھا دیتی ہے۔ اور وہ صدق مجسم قرآن کریم ہے اور وہ صدق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے ایسا ہی خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل **حق اور صدق** ہوتے ہیں پس وہ اس **صدق** تک پہونچ جاتے ہیں تب اون کی آنکھ کھلتی ہے اور ایک خاص بصیرت ملتی ہے جس سے **معارف** قرآنی کھلنے لگتے ہیں +

میں اسبات کے ماننے کے واسطے کبھی طیار نہیں ہوں کہ وہ شخص جو **صدق** سے محبت نہیں رکھتا اور راستبازی کو اپنا شعار نہیں بناتا وہ قرآن کریم کے معارف کو سمجھ بھی سکے اسواسطے کہ اسکے قلب کو مناسبت ہی نہیں یہ تو **صدق** کا چشمہ ہے اس سے وہی پی سکتا ہے جس کو **صدق** سے محبت ہو۔

اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ معارف قرآنی صرف اسی بات کا نام نہیں کہ کبھی کسی نے کوئی نکتہ بیان کر دیا اسکی تو وہی مثال ہے

گاہ باشد کہ کودکِ نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے

نہیں قرآنی **حقائق اور معارف** کے بیان کرنے کے لئے قلب کو مناسبت اور کشش اور تعلق حق اور صدق سے ہو جاتا ہے پھر یہانتک اس میں ترقی اور کمال ہو جاتا ہے کہ وہ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی کا مصداق ہوتا ہے۔

اسکی نگاہ جب پڑتی ہے صدق پر ہی پڑتی ہے اسکو ایک خاص قوت اور امتیازی طاقت دی جاتی ہے جس سے وہ حق و باطل میں فی الفور امتیاز کر لیتا ہے۔ یہانتک کہ اسکے دل میں ایک قوت آجاتی ہے جو ایسی تیز حس ہوتی ہے کہ اسے دور سے ہی باطل کی بو آجاتی ہے یہی وہ بِتر ہے جو لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ میں رکھا گیا ہے۔ حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ کو ترک نہیں کرتا وہ مطہر نہیں ہو سکتا۔ نابکار دنیادار کہتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا۔ یہہ ایک **بیہودہ گوئی** ہے اگر سچ سے گذارہ نہیں ہو سکتا تو جھوٹ سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ افسوس ہے کہ یہ بد بخت **خدا کی قدر نہیں کرتے** وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ کے فضل کے بدوں گذارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جھوٹ کی نجاست کو سمجھتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے جھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کرکے قرآن کریم میں بیان کیا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خدا کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔ ہمارے جسم میں کیا کیا قوے ہیں لیکن کیا ہم اپنی طاقت سے کیا کر سکتے ہیں ؟ کچھ بھی نہیں۔

جو لوگ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کو چھوڑتے ہیں انکا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اسکے یہہ معنے نہیں ہیں کہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہنے کا نام خدا پر بھروسہ ہے اسباب سے کام لینا اور خدا تعالےٰ کے عطا کردہ قویٰ کو کام میں لگانا یہہ بھی خدا تعالےٰ کی قدر ہے جو لوگ ان قوے سے کام نہیں لیتے اور منہ سے کہتے ہیں کہ ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں وہ بھی جھوٹے ہیں وہ خدا تعالےٰ کی قدر نہیں کرتے خدا تعالےٰ کو آزماتے ہیں۔ اور اس کی عطا کی ہوئی قوتوں اور طاقتوں کو لغو قرار دیتے ہیں اور اسطرح پر اسکے حضور شوخی اور گستاخی کرتے ہیں۔ **اِیَّاکَ نَعۡبُدُ** کے مفہوم سے دور جا پڑتے ہیں اسپر عمل نہیں کرتے اور **اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ** کا ظہور چاہتے ہیں۔ یہہ مناسب نہیں جہاں تک ممکن اور طاقت ہو رعایت اسباب کرے لیکن ان اسباب کو اپنا **معبود** اور مشکل کشا قرار نہ دے بلکہ کام لیکر پھر تفویض الی اللہ کرے اور اسبات پر سجدات شکر بجالائے کہ اسی خدا نے وہ قوے اور طاقتیں اسکو عطا فرمائی ہیں۔

(باقی آیندہ)

حضرت مسیح الزمان کی ڈائری

قبل ظہر (۲۷ مارچ)

ظہر کی اذان ہو چکنے کے بعد اعلیٰ حضرت تشریف لائے۔ باہر سے آئے ہوئے مہمانوں نے شرف زیارت پایا۔ ازاں بعد حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب نے بابو عطاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر کی طرف سے حصول اجازت کے لئے عرض کیا۔ آپ نے بابو عطاء الٰہی صاحب کو بلا کر فرمایا۔

مئی جون - جولائی وغیرہ مہینوں میں کوئی موقع یہاں رہنے کے لئے نکالنا چاہئے - آئندہ جب رخصت لو تو ان مہینوں کو مدنظر رکھ لینا۔

اسکے بعد حضرت مخدوم الملۃ نے عرض کیا کہ مینے حضور کا وہ خط اخبار میں شائع کرنے کو دیدیا ہے اور اسپر ایک مضمون بھی لکھدیا ہے (یہ اس خط کی طرف اشارہ ہے جو نمبر ۱۱ جلد ۹ صفحہ ۸ پر درج ہے) فرمایا بہت اچھا کیا۔

ایک شخص نے اپنے مشکلات کے لئے عرض کی فرمایا استغفار کثرت سے پڑہا کرو۔ اور نمازوں میں یاحی یاقیوم برحمتک استغیث یا ارحم الراحمین پڑہو۔

پھر اس نے عرض کیا کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑہوں فرمایا کوئی تعداد نہیں کثرت سے پڑہو یہانتک کہ ذوق پیدا ہوجاوے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑہو بلکہ سمجھکر پڑہو خواہ اپنی زبان میں ہی ہو اسکے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ مجھے گناہوں کے برے نتیجوں سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہوں سے بچا

ازاں بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے مولوی مشرف الدین احمد صاحب کے صاحبزادہ کے لئے دعا کے واسطے عرض کیا۔ فرمایا انکا خط بھی آیا ہے۔ انکو لکھدو کہ یاد دلاتے رہیں۔ اور پھر وہ خواب بیان کیا جو کسی دوسری جگہ درج ہو چکا ہے۔

اسکے بعد آپنے نماز باجماعت ادا کی۔ اور معمول کے موافق تشریف لے گئے۔ (حضرت اقدس ظہر کی سنتیں عموماً گھر جاکر پڑہا کرتے ہیں ایڈیٹر)

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ کل جب میں اُٹھا تو میری زبانپر یہ جاری تہا جو حضور کا الہام ہے آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کل مجھے الہام ہوا تہا

چودہری رستم علی

اسکے ساتھہ اور کچھہ نہیں تہا۔

قبل ظہر (یکم اپریل ۱۹۰۵ء)

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر سے پیشتر تہوڑی دیر مجلس فرمائی۔

فرمایا کہ ”عصر کے بعد میری طبیعت خراب ہو جاتی ہے میں اسلئے شام کو آ نہیں سکتا“

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کو کثرت پیشاب کی دو تین دن سے پہر شکایت ہوگئی ہے اور آج اعلیٰ حضرت نے ان کا قارورہ منگوا کر دیکھا تھا جو کثیر مقدار میں تھا اس کے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے جو کچھہ فرمایا اس سے آپکی کمال شفقت اور ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے اسلئے میں خلاصۃً اسے اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔

فرمایا میں آپ کا پیشاب دیکھکر بہت حیران ہوگیا مینے تو اسکے بعد دعا ہی شروع کردی اور انشاء اللہ بہت دعا کرونگا۔ مجھے چونکہ خود کثرت پیشاب کی شکایت ہے میں جانتا ہوں کہ کسقدر تکلیف ہوتی ہے۔ دل گھٹتا ہے اور پنڈلیوں میں درد ہونے لگتا ہے بہت بے چینی اور گھبراہٹ ہو جاتی ہے مینے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کو ختم کر لینے کے بعد کچھہ دنوں تک صرف دعا ہی میں لگا رہونگا۔

مینے جو گولی آپ کو بنا کر دی تھی وہ مفید ثابت ہوئی تھی آپ اسکا استعمال کریں میں بہیجدونگا اور ختم ہونے پر اور دوا طیار ہو سکتی ہے اور آپ دودہ کثرت سے پئیں وہ اس مرض میں بہت مفید ہے اور میں انشاء اللہ بہت دعا کرونگا۔

آپکے اس پیشاب کو دیکھکر مجھے تو حیرت ہی ہوئی کہ آپ کسطرح التزام کے ساتھہ نمازوں میں آتے ہیں اور آپ کی آواز سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ آپکو شکایت ہے۔

اسپر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ حضور کی دعا ہی جو اس ہمت اور استقلال سے میں حاضر ہوتا ہوں۔ ورنہ بعض اوقات قریب بغش ہو جاتا ہوں

پہر حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں بہت دعا کرونگا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کی عافیت چاہیئے۔ فرمایا عافیت ہوہی جاتی ہے جب میں آپکے لئے دعا کرونگا حدیث میں آیا ہے من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہ جو اپنے بہائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا مددگار ہو جاتا ہے

اس کے بعد فرمایا کل الہام ہوا تہا۔ نحو نا نار جہنم اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ عجیب بات ہوتی ہے کہ بعض اوقات صرفی نحوی ایسی ترکیب پر اعتراض کر اٹھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے ماتحت تو نہیں ہے۔ طاعون کو بھی نار جہنم کہا ہے پہلے بھی ایک الہام ہوا تھا یاتی علی جہنم زمان لیس فیہا احد اس کے بعد آپنے نماز ظہر جماعت کے ساتھہ معمول کیموافق ادا کی اور آپ تشریف لیگئے۔

”حسن معاشرت پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کا ایک خط“

ذیل میں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط میں درج کرتا ہوں۔ یہ خط برادرم سید فضیلت علی شاہ صاحب غفراللہ لہٗ کے نام ہے۔ افسوس کہ اس پر تاریخ نہیں۔ یہ خط انشاء اللہ ہماری جماعت کے اکثر افراد کیلئے نہایت ہی مفید اور بابرکت ہوگا مینے بارہا توجہ دلائی ہے کہ جس شخص کے پاس حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرامت نامجات ہوں وہ میرے پاس اصل یا نقل ضرور بہیجدیں کیونکہ میں مکتوبات احمدیہ مرتب کر رہا ہوں۔ اور اسطرح وہ والا نامے نہ صرف یکجا محفوظ ہو جائینگے بلکہ بہتوں کے نفع کا موجب ہونگے ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

محبی اخویم سید فضیلت علی شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا عنایت نامہ چندروز ہوئے کہ پہنچا تہا مجھکو معلوم نہیں کہ میں نے جواب لکھدیا تہا یا نہیں غالباً یہی خیال ہے کہ جواب لکھدیا گیا تہا۔ اب باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ مینے بعض آپکے سچے دوستوں کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہیں سنا ہے کہ امور معاشرت میں جو بیویوں اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسیقدر آپ شدت رکہتے ہیں یعنے غیظ و غضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا۔ مینے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکہا کیونکہ اول تو بیان کرنیوالے آپ کی تمام صفات حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپسے رکہتے ہیں اور دوسری چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسام ازلی نے دے رکہی ہے اور ذرہ ذرہ سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھہ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے اسلئے مینے ضروری سمجہا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسیقدر اطلاع کروں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے عاشروھن بالمعروف یعنے اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جسمیں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو بلکہ انکو اس مسافرخانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجہو اور احسان کے ساتھہ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم باھلہ یعنے تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے۔ اور حسن معاشرت کے لئے اسقدر تاکید ہے کہ میں اس خط میں لکہہ نہیں سکتا۔ عزیز من انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جسکو خدا نے اس کے حوالہ کردیا اور وہ دیکہتا ہے کہ ہر ایک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے نرمی برتنی چاہیئے اور ہر ایک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جسکو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکہہ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بہی ایک خدا کی بندی ہے مجھے اسپر کونسی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہیئے بیویوں پر رحم کرنا چاہیئے اور انکو دین سکہلانا چاہیئے درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اسکی بیوی ہے میں جب کبہی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہوگی کہ مجہسے ایسا ہوا تب میں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرماویں اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں سو میں امید رکہتا ہوں کہ آپ بہی ایسا ہی کرینگے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسقدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکہوں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

پہلی سہ ماہی گذر چکی ہے معاونین توجہ کریں وی پی جاری ہو رہے ہیں وصول فرماویں

قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

چونکہ زلزلہ کا ایک عظیم الشان قہری نشان ظاہر ہوا ہے اسلئے اس کے متعلق جو کچھ اخبارات کی رائیں ہیں وہ یکجا ہول نمبر دری ہیں۔ ایڈیٹر

قرب قیامت سورج کا بے نور ہوجانا مری کا پھیلنا قحط کا آنا ندیوں سے فصلوں کا برباد ہونا ایک نشان کا دوسری بادشاہت پر فوج کشی کرنا یہ تمام باتیں جو آجکل پے در پے ظہور میں آ رہی ہیں قیامت کی ان چھوٹی چھوٹی نشانیوں میں سے ہیں جنکی پیشین گوئی کی جا چکی ہے۔ ان نشانیوں کے علاوہ آندھیوں اور بگولوں کی موجودگی اور سخت خوفناک زلزلوں کی آمد سے اس بات کا یقین ہوتا جاتا ہے۔ کہ قیامت جو ہر چند کہ ہر ساعت گذرنے پر نزدیک ہی ہوتی جاتی ہتی۔ اب وہ بہت ہی قریب آگئی ہے۔ اور ۴۔ اپریل کے زلزلہ اس خوفناک منظر کی شہادت دے رہا ہے۔ جو قرب قیامت کی آیندہ خوفناک نشانیوں کے ظاہر ہونے پر دنیا کو دیکھنا پڑیگا یہ دل دہلانیوالا اور ہلاکت زلزلہ چھ اور ۱/۴ ۶ بجے کے درمیان شملہ منصوری۔ ڈلہوزی۔ ڈیرہ دون۔ مری۔ دہرم سالہ انبالہ۔ الیرکوٹلہ۔ کرم آباد۔ وزیر آباد۔ مدراس۔ جالندھر۔ فیروز پور۔ سیالکوٹ۔ طالب پور ضلع گورداسپور۔ اور تقریباً صوبہ جات متحدہ کے ہر مقام پر محسوس ہوا بعض مقامات میں سہ پہر اور رات تک بھی متواتر زلزلے آئے۔ چنانچہ منصوری اور طالب پور میں ۳ ڈیرہ دون ۶۔ وزیر آباد ۷۔ اور پٹیالہ میں ۱۲ مرتبہ زلزلہ آیا۔ مگر نہیں پہلا زلزلہ جو ۶ اور سوا چھ بجے کے درمیان آیا وہ نہایت سخت زلزلہ تھا جن مقامات میں زیادہ نقصان ہوا۔ انمیں شملہ منصوری۔ لاہور۔ امرتسر۔ اور دہرم سالہ ہیں۔ لاہور میں وزیر خان کی مسجد کی مینار شق ہوگئی۔ سنہری مسجد کے طلائی گنبد گر گئے دفتر پیسہ اخبار کے دروازہ کی برجیاں اور دفتر کے کمرے کی برآمدہ کی چھت گر گئی۔ شاہی مسجد کی بیرونی ڈیوڑھی کے اوپر کی چھت میں شگاف آ گیا۔ اسلامیہ بورڈنگ ہوس کی چھت کا ایک حصہ گر گیا ٹاؤن ہال۔ لارنس ہال۔ منٹگمری ہال۔ ریلوے ورکشاپ۔ ریلوے مسافر خانہ و ٹلٹ گھر کو سخت نقصان۔ صدہا مکان گر گئے بہت سے آدمی ضائع ہوئے جنکی تعداد عام طور پر دو سو سے زیادہ مگر سرکاری رپورٹ سے صرف ۵۰ معلوم ہوتی ہے۔ ۴ کو صاحب ڈپٹی کمشنر و صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر نے شہر میں دورہ کیا اور ۵ کو خود صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ملاحظہ کیلئے شہر میں تشریف لے گئے۔ امرتسر میں علاوہ اتلاف جان کئی لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔ شملہ منصوری۔ ڈیرہ دون میں بھی بہت مکانات گر گئے کئی آدمی ضائع ہوئے۔ اکثر معابد بھی منہدم ہوگئے مگر سب سے زیادہ ہیبتناک منظر دہرم سالہ کا تہا۔ جہاں شہر اور صدر کے بیشمار مکان گر گئے بازار کی تمام دکانیں مسمار ہوگئیں۔ صدہا دیسی اور بیسیوں یورپین مر گئے اتلاف جان کا تخمینہ ۹۰ فیصدی خیال کیا جاتا ہے۔ بربادی کی نوبت یہانتک پہنچ گئی ہے کہ پسماندگان کیلئے رہنے کو مکان اور ضروریات زندگی کا میسر آنا مشکل ہو رہا ہے۔ صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے ۶ تاریخ لاہور سے پٹھانکوٹ کو بذریعہ اسپیشل ٹرین کچھ ذخیرے جنس خوراک۔ ادویات اور ڈاکٹروں کو روانہ کیا ہے مسٹر آرچی بنگ سپرنٹنڈنٹ قائم مقام کمشنر لاہور اور مسٹر سنہری اینڈرسن کمشنر جالندھر اس خوفناک منظر کو دیکھنے گئے ہیں۔ اور سفر مینا کی ایک جماعت سڑکوں کو صاف کرنے کیلئے تعینات کی گئی ہے۔

زلزلہ کی مندکرہ بالا آفت کے علاوہ ۱۰ مارچ کو قریب دو بجے دن کے موضع مین تحصیل کہاریاں ضلع گجرات پنجاب میں ایک ایسا خوفناک بگولا آیا جسکی مثال موجودہ نسل نے کبھی نہ دیکھی تہی۔ اس بگولہ کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ایک درستون جو چار پانچ قدم کے دور میں ہوگا مشرق کیجانب سے ظاہر ہوا اور گاؤں کے نصف جنوبی حصہ کو اور اکثر سنکھین بہنے یا بعض دیواریں قائم ہیں اور بعض گر گئیں۔ گاؤں کی مسجد کے گرد مینار اور گرد دو میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال سے ایک بستی ہیں جا پڑے موضع رتوال تحصیل کہاریاں میں بہی انہیں دنوں بعینہ اسیطرح کا ایک بگولا گاؤں والوں کے دیکھتے دیکھتے گھر میں داخل ہوا اور میں چار گھر میں گشت کرنے جاتے ہوئے ایک گھر کی چھت کو اڑا لے گیا۔

۴۔ اپریل کو بر وقت امرتسر سول کورٹ کی شمالی طرف سے ایک بگولا نمودار ہوا۔ جو سو فٹ بلندی تک ایک مدور ستون معلوم ہوتا تہا۔ اس بگولا میں دہوپوں کے بہت سے کپڑے جنکو انہوں نے خشک ہونے کیلئے پھیلا رکہا تہا مثل پتنگ آسمان میں اڑتے ہوئے نظر آ رہے تھے بعض مکانات کو سخت نقصان پہنچا ان مکانوں سے صرف موضع اتووال میں ایک آدمی ضائع ہوا ہے۔ زمیندار

عظیم خوفناک زلزلہ بیشمار نقصان جان و مال ۴ اپریل کو چھ بجے صبح کے ایک شدید اور مہیب زلزلہ لاہور میں آیا۔ لاہور میں بوڑھے سے بوڑھے آدمی بیان کرتے ہیں کہ ایسا سخت زلزلہ انہوں نے اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکہا گو ان سطور کے قلمبند کرنے کے وقت تک کئی عمارات کے نقصان کی مقدار صحیح نہیں ہوئی تاہم بعض کی شکست و ریخت کو پیسہ اخبار کے رپورٹرز اور ملازم دیکھ چکے ہیں۔ بلکہ مرزا علی حسین صاحب (جو پیسہ اخبار کے ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں) کے چار عزیز موچی دروازہ کے اندر ایک کوچہ میں مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے ہیں۔ اور وہ بیچارے انکی تجہیز و تکفین میں معروف ہیں بنصف سے زیادہ ملازمان کارخانہ بہی غیر حاضر ہیں۔ وکٹوریہ گرلز سکول لاہور میں جو راجہ نونہال سنگھ کی حویلی میں واقع ہے کچھ مکانات گر گئے ہیں۔ اور شاید ایک آدمی دب کر مر گیا ہے۔ اور کچھ زخمی ہوئے ہیں۔ ٹاؤن ہال لاہور جو ایک نہایت مضبوط عمارت تہی سب کی سب پاش پاش ہوگئی ہے۔ ریلوے سٹیشن لاہور کے کچھ حصہ کو صدمہ پہنچنے میں بڑے بڑے شگاف آ جانے کی خبر ملی ہے میو ہسپتال اور عظیم الشان نئے ڈاکخانہ میں بڑے بڑے شگاف آ جانے کی خبر ہے۔ مارکیٹ یعنی پورانا عجائب گھر اور کئی ایک سرکاری اور پرائیویٹ عمارات کو صدمہ پہنچا ہے۔ اور دیوار دن میں شگاف آ گئے ہیں۔ اور ایسی نقصان کی خبریں آ رہی ہیں۔ یہ تو باہر کی کیفیت ہے۔ کارخانہ پیسہ اخبار کے نقصان کا احوال سنئے۔ عالیشان داخانہ کے دروازہ پر جو دو بڑی اور کئی چہوٹی شاندار برجیاں تیسری منزل پر تہیں سب گر گئیں اندر کی عمارت کی تیسری منزل کے کچھ بیرون کی دیواریں گرنے کے صدمہ سے دو چھتوں کے کچھ حصے ٹوٹ گئے اور کئی ایک دوسری دیواروں کو شگاف آئے۔ جو بہت سا نقصان ہے مگر خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بہت سا مکان محفوظ رہا ہے۔ اور کارخانہ کے کارکنان میں سے کسی جان کا نقصان نہیں ہوا بحالیکہ نیاز مند ایڈیٹر پیسہ اخبار معہ اہل و عیال اسی مکان کے ایک حصہ میں مقیم ہے۔ یہ کہنا عبث ہے کہ زلزلہ کے وقت ناچیز انسان کی کیا حقیقت تہی۔ یوں تو شہر کا کوئی اور محلہ ایسا نہ ہوگا۔ جہاں اس تصادم سے شکست و ریخت کی نوبت نہ آئی ہو۔ مگر کچی دروازہ۔ موچی دروازہ۔ وچہووالی۔ جنگڑ محلہ۔ لنڈا بازار۔ سٹیشن۔ ڈبی بازار۔ اور جوڑے موری میں بہت نقصان ہوا۔ ریل کے کارخانہ کی دیواریں بیٹھ گئیں۔ اور آہنی شہتیر اپنی جگہہ سے ہلکر چھت کا ایک حصہ ٹیڑہا ہوگیا۔ بائلر شاپ تمام بیٹھ کر ناکارہ ہوگیا۔ ریلوے سٹیشن کے وہ کمرے جنمیں ڈی۔ ٹی۔ ایس کا دفتر تہا گر گیا۔ اور نئے پلیٹ فارم پر جو شمال کیطرف ہے اسکی ڈیوڑہی گر گئی اور ریفرشمنٹ روم کو صدمہ پہنچا سنہری مسجد کے دونوں میناروں کے گنبد گر پڑے۔ موچی دروازہ میں مشہور ٹہٹہیروں والی حویلی بیٹھ گئی۔ منشی محمد بخش صاحب سوداگر آسٹریلیا کا عالیشان مکان جو چند سال ہوئے انہوں نے بنوایا تہا اوپر سے بیٹھ گیا۔ مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے مکان کے پاس سید نتھے شاہ کا مکان گر گیا تمام کنبہ نیچے دب گیا۔ ۷ آدمیوں سے ۲ بچے باقی مر گئے دال ہول کی گلی میں بابو جودہامل دہلی والہ کا مکان گر گیا۔ گہر کے کئی آدمی دب گئے۔ اور ایک نئی دو سالہ لڑکی اور ایک عورت مر گئی۔ وچہووالی میں متصل استہان بہیروں لالہ سندر داس مہتہ کا مکان گر گیا گہر کے کئی آدمی دب گئے۔ چند سسکتے ہوئے نکالے گئے اور چند مر گئے۔ یہ بہی سنا گیا ہے کہ جلو کے سٹیشن کے پاس مسافر گاڑی الٹ گئی۔ مگر تصدیق طلب ہے۔ ریلوے شیڈ میں بہی بہت سی گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں۔ لوکو ورکشاپ کے سپرنٹنڈنٹ نے تمام کاریگروں کو ۳ گھنٹہ کی چھٹی اس غرض سے عطا فرمائی کہ وہ اپنے گھروں اور بال بچوں کی جا کر خبر لیں۔ جو لوگ قیامت کو ہزل اور ان یقینی واقعات کو لغو سمجھتے ہیں ان کیلئے یہ زلزلہ ایک نمونہ از خروارے تہا اس روز دوپہر تک ۲ دفعہ زلزلہ محسوس ہوا۔ ایک تو سبے بڑا اور سخت ہولناک پہلا زلزلہ جو چھ بجکر ۵ منٹ پر آیا تہا۔ دوسرا خفیف جہونکا ۱/۲ ۷ بجے اور تیسرا ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ تیسرے پہر رات کو اور دوسرے روز بہی خفیف صدمے محسوس ہوتے رہے۔ ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ مینار مسجد سردار خان مزنگ کا ایک حصہ گرا۔ مسجد وزیر خان کے شمال مغربی مینار کی چھتری کو صدمہ پہنچا۔ ڈاکخانہ کو کچھ نقصان پہنچا۔ ٹاؤن ہال کا نقصان شدید ہے۔

(پیسہ اخبار)

ایک بھاری زلزلہ ۴ ماہ حال کو صبح کو ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر لاہور میں ایک بہاری زلزلہ جس سے نقصان عظیم واقع ہوا۔ بیسیوں گھر مسمار ہو گئے۔ اور بیسیوں قیمتی جانیں تلف ہوگئیں۔ سرکاری عمارتوں کو بہی بہت نقصان ہوا ہے۔ پورے نقصان کی مقدار تو اسوقت بتلائی نہیں جا سکتی۔ لیکن اتنا کہا جا سکتا ہے کہ لاہور میں شائد ہی کوئی مکان ہوگا جسمیں چھوٹے یا بڑے مکان کو شگاف نہیں ہوگئے۔ بڑے بڑے بوڑھوں کا خیال ہے۔ کہ ایسا سخت بھونچال اس سے پہلے کبہی نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جو پہاڑ و نکی میخیں زمین پر گاڑ رکہی ہیں وہ مضبوطی سے نہیں گاڑی ہیں۔ کیونکہ باوجود پہاڑوں کے ہونے زمین ہلگئی۔ بلاشبہ یہ اس خالق کائنات کی دانائی پر حرف ہے خیر کچھ ہو انسان اس بہونچال سے نہایت قیمتی سبق سیکھ سکتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ ایشور کی طاقت کتنی بڑی ہے۔ جب ہوا جو کہ بلاشبہ اسکے قبضہ میں ہے اسقدر طاقت رکہتی ہے کہ پرتھوی کو جڑوں سے ہلا سکتی ہے۔ تو سوچو کہ ایشور کی طاقت کسقدر ہے۔ دوسرا سبق یہ ملتا ہے۔ کہ انسان کی زندگی بڑی ناپائیدار ہے۔ اسکو آج کا کام کل پر کبہی نہیں چہوڑنا چاہیے۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ کل وہ زندہ ہوگا۔ ۴ اپریل کا دن عملی حالت میں طلوع ہوا تہا۔ آسمان صاف تہا۔ کسی مصیبت کا خیال تک بہی نہ تہا لیکن یکایک ایسا زلزلہ آیا کہ بیسیوں ہونہار جانوں کو ساتھ لیگیا۔ کئی گہر ویران ہوگئے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ باتیں اپنا اثر دیرپا نہیں رکہتیں۔ وقوعہ کے وقت پر تو سب کچھ سیکھ لیا جاتا ہے لیکن وقت گذرنے پر سب کچھ بہول جاتا ہے اس واسطے ایشور پر دشواش لانے کی ضرورت ہے۔ جب تک اس پر دشواش نہیں لایا جاتا۔ کچھ فائدہ متصور نہیں۔

(پرکاش)

بھونچال

چوتھی اپریل ۱۹۰۵ء منگل کے دن کی ہولناک صبح مُدتوں یاد رہے گی - چھہ بجکر دس منٹ گذرے تھے، اور بہتر سے لوگ اپنے بستروں پر نیم خوابی مین انگڑائیان لے رہے تھے، اور بہتری زندہ دل عبادت الٰہی مین مصروف تھے، کہ شمال کی جانب ایک غیر معمولی آواز گڑگڑاہٹ کی سی سُنائی دی - جن لوگون کے مکانات لب سڑک واقع تھے، اُن سب نے اُسے گاڑیون کے گذرنے کی آواز سمجھا - مگر درحقیقت وہ گاڑیون کی آواز نہ تھی - بلکہ وہ جوش زمین کا خرّ وشر تھا، جو لہرین مارتا، اور زلزلہ کی آمد کی خبر دیتا ایلچی کی طرح چلا آرہا تھا، اس کا آنا تھا، کہ چند سیکنڈ کے بعد آنًا فانًا ہی زلزلہ کی وہ شدید حرکت محسوس ہوئی کہ الامان! الامان!! اونچے اونچے مکانات بالاخانے - گنبد - کلس، مینار - چھتین - برجیان - چمنیان غرض سارا شہر اپنی کل کائنات سمیت یون جھٹکے کہا رہا تہا - جیسے کوئی شخص بیری پر چڑھ کر بیر جھاڑنے کیلئے اُسکو زور سے جھٹکا دیتا ہے - جن لوگون کے ایک منزلہ مکان تھے وہ تو بے حواس ہوکر گھرون سے نکل پڑے کہ کہین چھتون کے نیچے آکر نہ دب جائین - مگر جو لوگ دوسری تیسری منزل کی چھتون پر تھے، اون کے مکان ہنڈولے کیطرح ڈول رہے تھے، اونکی کیفیت دل کا خیال کر دکبہی وہ ہنڈولا دائین ہاتہہ کو جہکتا تہا، کبہی بائین کو بچون کا سہمنا ماؤن کا رونا گنہگار انسان کا اللہ کے حضور مین گڑگڑانا، کلمہ پڑہنا خلقت کا شور وغل پرندون کا گھبرا کر اڑنا دو ڈہائی منٹ مین خواب ہولناک کیطرح سب کچھہ ہوگذرا اور ان دو ڈہائی منٹ مین ہی بے انتہا تباہی اور بربادی ظہور مین آئی شہر کے بے تعداد مکانات گر پڑے دیوارین شق ہوگئین چھتین بیٹھہ گئین سرکاری عمارات اور دفاتر کو سخت صدمہ پہونچا - ریل کے اسٹیشن کے بعض کمرون اور لاہور کے جدید عالیشان ٹاؤن ہال کے ایک حصہ کا وہ حال ہوا کہ جسے کھنڈرات کہنا بالکل بجا ہے لڑکیون کے وکٹوریہ گرل اسکول کی عالیشان عمارت کو بہی ایسا سخت صدمہ پہونچا کہ وہ آئیندہ کام کے قابل نہین رہی - لاہور کی مشہور سنہری مسجد کے سربلند مینارون کی دو برجیان بہی سربسجود ہوئین - جان کا نقصان بہی کچہہ کم نہین ہوا - ٹہیک ٹہیک اندازہ تو ابہی معلوم نہین ہوا - مگر جن جن مکانات کی چھتین بیٹھین، وہان عمومًا آدمی بال اور عورتین، مرد، بچے، جانور، غرض جو چھتون کے نیچے آئے، وہ نیچے ہی رہے -

چلتی چاکی دیکھہ کے دیا کبیرا رو
دو پاٹن کے بیچ آ ثابت گیا نہ کو

زلزلہ کی حرکت شمال سے جنوب کو تھی - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ کوہ ہمالیہ کے کسی آتش خیز مرکز سے جنوب کو یا شاید چارون طرف پھیلا - دو منٹ تک دم بدم زلزلہ کا زور بڑہتا گیا، اور اگر ایک آدھ منٹ تک دو ایک جھٹکے ایسے اور لگتے تو لاہور سب ویران ہوجاتا - ۱۵ منٹ بعد پھر ایک خفیف سی جنبش ہوئی، اور چند گھنٹے کے بعد تیسری دفعہ پھر زمین نے سانس سا لیا -

تمام شہر ایک نمونہ قیامت بن گیا، اور لاہور مین یہ دن رونے دہونے، تجہیز، تکفین، تعزیت، عیادت، عزیزون کی خیریت دریافت کرنیکے خطوط لکھنے، اور تار دینے مین گذرا - تار گھر مین خلائق کا وہ ہجوم تہا، جیسا کہ ہی میلہ مین ریل کے ٹکٹ گھر پر ہوا کرتا ہے - لاہور کے بڑے بڑے عمر رسیدہ جو تقریبًا ایک ایک صدی دیکھے ہوئے ہین، کہتے ہین کہ ہماری یاد مین کبہی ایسا زلزلہ نہین آیا -

لاہور مین جو تار خبرین باہر سے پہنچی ہین، اُن سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ زلزلہ ہندوستان کے دیگر مقامات مین بہی اسیطرح محسوس ہوا ہے - مگر خوش قسمتی سے سب جگہ اس شدت تک نوبت نہین پہونچی - البتہ کوہ دہرم سالہ مین اس سے مکانات کی بربادی اور ہلاکت بہت ہی زیادہ ظہور مین آئی - وہان بہت سے صاحب لوگ اور میمین بھی ہلاک ہوئین، اور تمام بازار برباد ہوکر بالکل تودہ خاک بن گیا -

اللہ کی قدرت کے اس خوفناک نظارہ کو آدمی نظر عبرت سے دیکھے، اور سوچے، کہ انسان کی ہستی کیسی بے ثبات ہے، اور یہ دنیا کیسی بے بنیاد اور قادر مطلق کو ہر وقت کل کائنات زمین و آسمان پر کیسا زبردست اقتدار حاصل ہے، کہ وہ کل کرۂ زمین کو مع دریاؤن، پہاڑون سمندرون کے یون اُچھال سکتا ہے، جس طرح اکول کا بچہ کسی گیند کو اچھالتا ہے - اس خلاق عالم اور رب العالمین کو کبہی نہین بہولنا چاہئے - وہ کیسے خوش قسمت لوگ تھے، جو اس زلزلہ سے پہلے نمازون سے فارغ ہوکر تلاوت کلام الٰہی مین مصروف تھے - موت کا کوئی وقت مقرر نہین - حکم الٰہی کو کبہی نہین بہولنا چاہئے اور سفر آخرت کے لئے ہمیشہ ٹکٹ ہاتہہ مین اور ہلکی پہلکی گٹھری بغل مین رہنی چاہئے - فسبحان

اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ؏

(تہذیب النسوان)

قہرناک زلزلہ
قیامت کا نمونہ

۴ - اپریل کے زلزلہ کی خبر نہایت اختصار کے ساتہہ پہلے پرچہ مین لکہہ چکے ہین - اب چاہتے ہین کہ اُس کی کیفیت ذرا تفصیل سے ہدیۂ ناظرین کرین لیکن جب وہ حالت عالم خیال مین پیش نظر آتی ہے - واللہ ایک بدحواسی اور سہمناکی سی چہاجاتی ہے - بدن مین لرزہ پڑجاتا ہی - ہاتہہ پاؤن عرق آلود ہوجاتے ہین اور کچہہ سمجہہ مین نہین آتا کہ کیا لکھین اور کیا کرین صبح کا وقت تہا - چھہ بجکر کچہہ منٹ گذر چکے تھے لوگ اکثر ابہی خواب راحت مین پڑے انگڑا رہے تھے اور جو بیدار ہوچکے تھے اور یاد الٰہی یا دنیوی کاروبار مین مصروف تھے انکے وہم و گمان مین بہی یہ بات نہ تہی کہ چند لمحہ کے اندر اندر غضب الٰہی کا ایک پُرہیبت نمونہ نظر آنیوالا ہی غرض خلقت اپنی معمولی حالت مین اور بے کھٹکے تہی کہ یکایک مکانون کی دیوارین لرزنی شروع ہوئین - حرکت لحظہ بلحظہ بڑہتی جاتی تہی حتی کہ سکنڈون مین عمارات کی چھتین اور در و دیوار اسطرح زور شور سے کانپنے اور جنبش کرنے لگے جیسے کوئی کشتی ایک بحر مواج کے تلاطم مین جہکولے کہاتی اور ڈگمگاتی ہو - ہر جہکولے پر یہی گمان ہوتا تہا کہ اب خاتمہ ہوا - اونچی اونچی عمارتین ہوا مین اسطرح جہونکے لے رہی تہین جیسے کسی درخت کی ٹہنی پر آشیانہ طائر ہوا کے جہونکے سے جہولتا ہو - خلقت اکثر اس غضبناک اور پُرجلال قہر الٰہی سے خوف کہا کر گہرون سے نکل بہاگی - زن و مرد - پیر و جوان ہر ایک کے چہرہ پر سخت سراسیمگی - بدحواسی - مایوسی اور تشویش پڑی برستی تہی - حقیقت مین اُس وقت کا صحیح سین کہینچنا محال معلوم ہوتا ہے - بغیر دیکھے ایسی حالت کا ٹہیک ٹہیک اندازہ ہو نہین سکتا مگر جنہون نے ابتک وہ سمان نہین دیکہا خدا آئیندہ بہی کبہی نہ دکہائے - نہ ہماری آنکہین دوبارہ ایسا منظر دیکہین - بالجملہ یہ زلزلہ اسدرجہ ہولناک و مہیب تہا کہ اسے قیامت صغریٰ کہنا کچہہ مبالغہ نہ ہوگا - بلکہ جس وقت وہ اپنی پوری شدت پر خدائے قہار کا جلال ظاہر کر رہا تہا اُس وقت تو لوگون کو عمومًا یہی یقین آگیا تہا کہ بس قیامت آہی گئی - خاص و عام کی زبان پر توبہ و استغفار کے کلمات جاری تھے جو شاید بعضون برسون بہی خدا کا نام نہ لیتے ہونگے وہ بہی اس تہلکہ سے خائف ہوکر اللہ اللہ اور رام رام ہی پکار رہے تہے قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولناک گہڑی کے جو آثار بیان فرمائے ہین انکا معمولی خاکہ کہینچکر ہی اس زلزلہ نے خلق اللہ مین انتہا درجہ سراسیمگی اور افراتفری ڈالدی - پہر روز محشر جو نفسی نفسی ہوگی اسکا کیا ٹہکانا ہے - نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات

اعمالنا - فی الواقع اسمین ذرا شک نہین کہ خدائے قادر یہ قہری نشانات محض ہم گنہگارونکی بداعمالی اور غفلت شعاری سے ناراض ہوکر دکہلاتا ہے اور جبتک کہ بندے اس کی رضاجوئی پر سے اپنی نفسانی خواہشات کو قربان نکردین جبتک تن آسانی اور تعیش کو قطعی ترک نکردین جبتک اپنے خلوت خانونکو عبادتگاہین نہ بنالین - خلاصہ یہ کہ جبتک وہ اپنی تسانہ روزانہ زندگی مین ایک پاک تبدیلی نکرین شاید اسکا غضب اسی طرح مختلف صورتون مین بہڑکتا رہیگا - (وکیل)

بھونچال

یہ نام ہی ایسا ہے کہ جس کے سنتے ہی بدن تہرا جاتا ہے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین روتے ہوئے معصوم بچے بہی اس نام کو سنتے ہی خاموش ہوجاتے ہین - جہان آنحضرت کا نام آیا - وہان درختون کے گرنے عمارات کے صفاچٹ وجانون کے ضائع ہونیکا پہلے ذکر آیا - غرضیکہ اون کے اوصاف دنیا کو حیران کرنے والے - زندون کو مردہ - تندرستون کو بیمار بے خوف کو باخوف بنانیوالی ہین مختصر الفاظ مین اگر اسکو عزرائیل کا بہائی کہاجائے تو بُرا نہ ہوگا -

۴ - اپریل کی صبح ہندوستان اور دنیا کے بعض حصون کو نہین بہولیگی - اور جہان سنہری حروف مین جاپانی بہادری کا ذکر لکہا جائیگا - وہان ہی اس کمبخت کے سلوک کا تذکرہ ہی آئیگا خواہ کتابون کو اُلٹ دو - ورق گردانی مین تضیع اوقات کردو سو برس سے زیادہ عمر کے بوڑہون سے دریافت کرلو پہر ایسے ہولناک زلزلہ کی حکایت پڑہا کیا سنو گے ہی نہین جس شد و مد سے عالم جناب کی فوج کو ہمراہ لیکر ۴ - اپریل کی صبح کو آیا - ایسی سختی تیزی سے کبہی خواب مین ہی نہین دیکہا ہوگا - وہ قیامت کا سمان وہ ہولناک سین جب آنکہون کے آگے آتا ہے تو جان ہوا ہوجاتی ہے - باپ نے بیٹا نہین سنبہالا - عورت نے خاوند کی پرواہ نہین کی -

بہونچال کے بعد تعلیم یافتہ پارٹی اس طرف مائل ہوگئی ہے کہ بہونچال کے آثار پہلے ہی سے دکہائی دے رہے تھے مگر نیٹفک مین خبر نہین کیون خاموشی ہے - اور کیون انہون نے دنیا کو بیدار نہین کیا -

اونکا قول ہے

کہ ابر ایک ہفتہ سے گرد و غبار آلود آسمان دکہائی دیتا تہا - سورج کے درشن نہین ہوتے تھے - جب صبح اٹہو تو ایک عجیب قسم کی مٹی جو ہندوستان اور پنجاب کے تختہ کی معلوم ہوتی تہی - کوچون سڑکون کہیتون مین پڑی ہوئی دکہائی دیتی تہی - وہ مٹی اوس آتش افشان پہاڑ کی تہی جس کے پہٹنے کا اوس وقت بہت نزدیک موقعہ تہا یا یون کہو - کہ جس کے پہٹنے سے ہزارون گہر تباہ ہوگئے سینکڑون خانہ برباد ہوئے سندو کہتے ہین کہ جب دنیا کا پیالہ گناہون سے لبریز ہوجاتا ہے

نشان زلزلہ کے خطوط

زلزلہ کے متعلق چارونطرف سے ایک شور قیامت کی صدا آرہی ہے۔ شملہ سے خبر آئی ہے کہ بہت سی سرکاری کوٹھیاں یہاں تک گورنمنٹ ہوس اور دیگر دفاتر کو سخت نقصان پہونچا ہے بہاگسو پہاڑی سے نی ٹیریم کے متعلق خبر ہے۔ کہ بالکل دب گیا ہے۔ اور اس کے اردگرد کے پہاڑ ون کے متعلق مولوی قایم الدین صاحب مدرس مدرسہ نورپور نے جو خط ہمارے پاس بہیجا ہے اوسکی نقل ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) جناب۔ تسلیم۔ یہان زلزلہ سواچہ بجے دن کے ۵ منٹ ہوا۔ لیکن نقصان بالکل نہین ہوا۔ پالم پور۔ کانگڑہ۔ دہرمسالہ۔ ریلو چڑی شاہپور مین جانور کا ازحد نقصان ہوا۔ اور شاذونادر گہر بچا۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ دس فیصدی آدمی ان قصبون مین سلامت رہے ہین اور ڈاک ان شہر مذکورہ بالا کی بند ہین اور تارین ٹوٹ گئی ہوئی ہین - ۵ - اپریل ۱۹۰۵ء

(قایم الدین مدرس نورپور)

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ —

اب تک تو خدا کے فضل سے خیریت سے ہون آگے اوس کی مرضی پہلے تو طاعون سے ہی پناہ مانگتے تھے اب ایسی وارداتین ہورہی ہین۔ کہ اس کو بہی لوگ بہول گئے۔ پرسون میرے مکان کے پاس ہی ایک مکان ہے اوسکو آگ لگی۔ اسقدر دہوان آتا تہا کہ دم بند ہونے لگا۔ جب شعلے بلند ہوئے۔ تو اتنی گرمی کہ بیٹہا نہ جاتا تہا یہی خطرہ تہا۔ کہ اب ہمارے گہر تک پہنچی کہ پہنچی۔ اسباب اٹہانے کے فکر مین ہی تہا کہ آگ بجہانی والے انجن آگئے۔ خدا خدا کرکے دوپہر سے لیکر شام تک وہ آگ کہین فرو ہوئی۔ آج اور ایک قہر شہر پر نازل ہوا۔ صبح کی نماز پڑہکر پلنگ پر لیٹا ہوا کتاب دیکہہ رہا تہا کہ یکایک چارپائی ہلنی شروع ہوئی مین سمجہا کہ معمولی زلزلہ ہے کوٹہے پر جا چڑہا۔ کہ اتنے مین ایک دم سے اس زور سے جہکولے آنے شروع ہوئے کہ خدا کی پناہ۔ پیر زمین پر نہین ٹکتا تہا مکان اس طرح سامنے ہلتے تہے۔ جس طرح بایوگراف مین جدہر نظر اٹہاکر دیکہو۔ کہین پاخانہ کہین دیوار کہین کٹہرا کہین چہت کسیکو نہ دکہادے۔ سرونت یہی خیال تہا۔ کہ اب مین بہی کوٹہے سمیت زمین پر۔ مکان وغیرہ اٹرنے سے ایسی مٹی اڑی۔ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ دکہائی نہ دیتا تہا اور گرد کے مارے سالنس رکتا تہا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن اوپر رہون تو نیچے گرنے کا خوف نیچے جاؤن تو مکانون کے نیچے دبنے کا ڈر۔ غرض عقل ماری ہوئی تہی۔ جب ذرا تہما۔ تو مین تو کپڑے پہن کالج بہاگا۔ وہان جتنے اعلے قسم کے کرایہ پر دینے والے کمرے ہسپتال کے تہے۔ سب شق۔ جو مریض کہ کروٹ بدل نہین سکتے تہے وہ جان کے ڈر کے مارے باہر دوڑے ہوئے نکل آئے غرض بہت سی جگہ دراڑین پڑگئین اتنے مین زخمی آنے شروع ہوئے کسی کا سر پہٹ گیا تہا کسی کا ہاتہہ۔۔ کسی کا پیر ٹوٹ گیا تہا۔ غرض کچہہ نہ پوچہو۔ ہسپتال مین ایک میلہ لگ گیا تہا۔ ایک بیمار تو آتے ہی جان بحق ہوا۔ ہمارے کہڑے کہڑے ایک اور چہوٹا سا جہونکا آیا۔ شہر کا یہہ حال ہے کہ بہت سے لوگ مرگئے کسی کے بچے دب گئے۔ ایک سارا کنبہ ہی مکان کے نیچے آگیا۔ بعض جگہ جہان گلیان تنگ تہین۔ وہان مقابل کے مکان بالکل مل گئے۔ سنہری مسجد کے دونون منارے زمین پر۔ شاہی مسجد کو بہی کچہہ نقصان پہنچا ٹاون ہال زمین سے پیوستہ ہوگیا۔ سٹیشن کا بہت سا حصہ غارت ہوگیا۔ غرض کوئی گلی یا بازار نہین ہے۔ جہان کوئی مکان نہ گرے ہون اور شاید کوئی مکان ہی شہر مین ہو جس مین کئی جگہ شق اور دراڑین نہ پڑگئی ہون۔ اگر آدہا منٹ بہی اور رہتا۔ تو سارا شہر صاف ہوجاتا۔

اب بہی یہہ حال ہے کہ معمولی سا زلزلہ آجائے تو سینکڑون مکان گرنے کو طیار کہڑے ہین۔ دفتر محکمہ ہیئت سے یہ اطلاع نکلی ہے۔ کہ چار روز تک پھر خطرہ ہے اور اب تک دو تین دفعہ آہستہ آہستہ برابر حرکت معلوم ہوتی رہی ہے۔ لوگ بے مکان پہر رہے ہین۔ مکان نہین ملتا۔ مزدور ایک روپیہ دہاڑی پر لگ رہے ہین۔ سب پر عجب ایک حالت وارد ہورہی ہے۔ لوگون بچون۔ جوانون بڈہون کے بیچ بن بن کر یا ستار سیا غفار اللہ سالطوالجتنہار۔ اسین بندے گنہگار۔ کہتے ہوئے گلی کوچے مین پہر رہے ہین غرض ایک قیامت کا نمونہ تہا۔ جو آج صبح نظر کے سامنے سے گزرا۔ اور کئی لوگون نے سمجہا کہ واقعی قیامت ہی آگئی اور جو مرگئے اُن کے لئے تو سچ مچ گویا قیامت والی ہی آما فاناً موت تہی۔ شملہ۔ دہلی کشمیر وغیرہ سے تارین آرہی ہین کہ وہان بہی سخت زلزلہ ہؤا ہے۔ امید ہے۔ کہ قادیان مین بہی ضرور ہوا ہوگا۔ کیونکہ ایک عالمگیر طوفان تہا۔ فی الفور لکہو کہ وہان تو خیریت رہی (الحمد للہ یہاں خیریت رہی۔ ایڈیٹر) رات کے ۱۲ بجے پھر زلزلہ آنے کی خبر ہے۔ بعض دفتر آج اسواسطے بند ہوگئے۔ کہ لوگ اپنا اپنا بندوبست گہر وغیرہ کا کرین۔ غرض وہ افراتفری ہے کہ ہر شخص اپنی جان کی فکر مین لگا ہوا ہے۔

یہانتک کہ ہمارا ایک ہمجماعت دہریہ تہا تب سب اس کے ساتہہ والے خدا کا نام لینے لگے تو وہ بہی رام رام وغیرہ کرنے لگا۔ جب زلزلہ بند ہوگیا۔ تو کہنے لگا کہ بڑی غلطی ہوئی کہ جان کے خوف سے میرے دلمین بہی خدا کا خیال پیدا ہوگیا۔ یہ مینے غلطی کی اور میری کمزوری ظاہر ہوگئی ورنہ مجہے اسوقت خدا کا نام لینا تو درکنار خدا خدا کہنے والون پر ہنسنا چاہیے تہا۔ امرتسر مین سنا ہے کہ اسٹیشن کو بہت صدمہ پہونچا ہے ابہی مفصل کیفیت معلوم نہین ہوئی تم خود اخبارون مین دیکہہ لینا بڈہے بڈہے لوگ کہتے ہین کہ ہم نے اپنی عمر مین ایسا زلزلہ نہ دیکہا تہا۔

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء محمد اسماعیل میڈیکل کالج لاہور

(۳) — بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدی و مولائی طبیب روحانی اسلمکم اللہ تعالے

السلام علیکم — یہان پرسون سخت زلزلہ آیا۔ قریباً تمام مکانات کو کم و بیش صدمہ پہونچا۔ سرکاری مکانات کو بہت صدمہ پہونچا ہے منٹگمری ہال۔ ٹاؤن ہال۔ سٹیشن ریل۔ مارکٹ۔ لائبریری۔ انکو بہت نقصان پہونچا ہے۔ سٹیشن کے جنوبی طرف دفتر اور وٹینگ روم سب گرگئے ٹاؤن ہال کی چہتین گرگئین۔ اور منٹگمری ہال کی بہی چہتین گرین۔ اور شاہی مسجد کے مناروں کے پتہر گرے اور سنہری مسجد کے منارون کے سر گر پڑے اسطرح بہت نقصان ہوا ہے۔ بہت سے مکان گرے اور اکثر شق ہوگئے۔ کسیقدر جانین بہی ضائع ہوئین۔ اسوقت تو محض لاہور مین ہی یہ زلزلہ نمونہ محشر سمجہا گیا مگر بعد مین۔ انبالہ۔ سوری۔ دہلی۔ لودہیانہ۔ کوٹلہ۔ جالندہر۔ امرتسر دہرمسالہ اور راولپنڈی وغیرہ سے خبرین اسی طرح سخت زلزلہ کی آئین ہین سنا ہے کہ دہرم سالہ تمام کا تمام زمین سے مل گیا۔ اور بہت سی جانین ضائع ہوئی ہین بلکہ ایک روایت ہے کہ صرف پانچ آدمی بچے ہین سالسلئے سخت تشویش دل مین پیدا ہوئی۔ کل حضور کیخدمت مین ایک تار بہی دیا تہا جو غالباً پہونچا ہوگا۔ اللہ تعالی اپنی حفاظت مین رکہے۔ امید کہ حضور معہ اہل و عیال اپنی خیریت سے مطلع فرمائین۔ تاکہ تشویش دور ہو۔ سخت تردد ہو رہا ہے یہہ زلزلہ تمام ملک مین سخت ہوا ہے۔ اور سب جگہ سے زیادہ دہرم سالہ مین کہ جہان قریباً ایک بہی مکان سلامت نہین رہا۔ سب گر کر زمین کے ساتہہ ہموار ہوگئے ہین۔ سول مین لکہا تہا کہ یورپین عورتین اور بچے باہر میدان مین سوتے ہین۔ درخت تک اکہڑ گئے۔ سب جگہ جان اور مال کا نقصان ہوا ہے۔ راولپنڈی سے سوری تک یعنی کوئی . . . میل تک شرقاً غرباً اور مدراس تک جنوب تک اس زلزلہ کی خبرین آئی ہین۔ ابہی اور جگہ کی خبر آئی نہین۔ نہایت ہی تنگ زمانہ آگیا۔ اور کوئی جگہ امن کی نہین رہی مگر ہائے افسوس ہماری غفلت وہی ہے سابق۔ استدعاء۔ دعا۔

راقم محمد علی خان

لاہور فیروزپور روڈ ۶ اپریل ۱۹۰۵ء

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم و مکرم بندہ جناب ماسٹر صاحب سلمکم اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ —

افسوس — کل کیسا ہی لوگون کو صدمہ دکہانے والا وقت تہا۔ اور منگل کی صبح کیسا ہولناک اور مصیبت کا نظارہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے آئی۔ جبکہ بعض تو ابہی اپنے بستر پر پڑے ہوئے سو رہے تہے اور بعض نماز فجر ادا کر رہے تہے۔ کہ اچانک خطرناک سخت دہشت ناک اور نہایت ہی ہولناک بہونچال نے انکو آگہیرا۔ اس ہولناک نظارہ کا نہ ہی تو فوٹو کہیچا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی بیان ہوسکتا ہے اس کا بیان کرنا مین اس فقرے مین کافی سمجہتا ہون۔ کہ جس قدر اس بار موسم سرما مین غیر معمولی سردی پڑی تہی ویسے ہی اس دفعہ غیر معمولی بہونچال آیا ہے۔ سردی کیطرح اکثر لوگ یہی بیان کرتے ہین کہ ایسا بہونچال نہ کبہی سنا اور نہ دیکہا۔

مین فجر کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا - اور ہاتھہ دہونے کے بعد کلی کرتا تہا کہ زمین مین دہمک سی محسوس ہوئی - مین نے خیال کیا کہ کسی چلنے والے کا پاؤن کسی دہمک چہت کے ذریعہ محسوس ہوئی - لیکن اسکے بعد فوڑاہی سخت خطرناک حالت ہوگئی - کہ سارا کا سارا مکان ایک پتنگ کی طرح کانپنے لگ گیا - اور مین حواس باختہ سا ہوگیا مین نے اس سے پہلے اپنی آنکہون کبہی بہونچال آتا نہ دیکہا تہا - یہہ پہلا ہی موقع تہا - مینے پہلے تو کلمہ شریف اور استغفار پڑہنا شروع کیا اور سمجہہ گیا کہ بہونچال ہے - اور اس کے بعد دونون ہاتہہ اُٹہا کر باآواز بلند یہی کہتا رہا - کہ ہمارے رب ہمپر رحم کر - ہماری توبہ - قریبًا یہ کوئی ۶ ½ بجے کا وقت تہا - مکان سب کے سب کانپ رہے تہے اور خطرناک شور شہتیرون مین برپا تہا - کسی کو اپنے بچنے کا پورا یقین نہ تہا - سب خیال کرتے تہے کہ بس اب مکان گرا - اور مرے - افسوس کہ شہر مین گاؤن کی طرح کوئی ایسا موقع نہین ہے - کہ ایسے خطرناک موقع کے وقت اپنے مکان سے نکل کر باہر کہلے صحن یا میدان مین ہو جاوین اگر اپنے مکان سے باہر نکلے - تو دوسرے چارون طرف بلند مکان ہین انکے گرنے سے دب جانے کا اندیشہ ہے اور ایسے سخت خطرناک حادثہ سے مبتلا ہوجانے سے بسا اوقات انسان کو مفر کی کوئی تدبیر بہی نہین سوجہتی ہے - اور جو سوجہی بہی تو اختتام وقت پر سچ تو یہ ہے کہ مجہے تو کچہہ پتہ نہین کہ کتنے منٹ تک رہا لیکن لوگ بیان کرتے ہین - کہ قریب دو منٹ کے رہا - اور بعض لوگ تو قریب سات آٹہہ منٹ کے بیان کرتے ہین - لیکن یہ مبالغہ ہے -

بڑے بڑے عالیشان مکان پہٹ گئے گر گئے اور چکنا چور ہوگئے - قریبًا سب مکانون کی بنیادین ہل گئین - کوئی مکان پختہ سے پختہ بہی ایسا نہ ہوگا - کہ جس مین کوئی دراڑ نہ آئی ہو - جو مکان پہٹ گئے اور چہتین چر گئین اور دراڑ آگئے - ان کا تو کوئی شمار ہی نہین اور جو گر گئے وہ بہی بے گنت ہین - عالیشان دفترون کی عمارتین گر گئین - ڈی - پی - ایس کا دفتر گر گیا - ورکس شاپ اور ٹون ہال اور لارنس ہال اور سنہری مسجد کے دونو مغربی منار گر گئے لاٹ صاحب کا دفتر فینانشل کا دفتر پہٹ گئے بہت سے لوگ مکان کے نیچے آکر مر گئے - اور بہت سے زخمی ہوئے - شہر مین جو مکان گرے انکا تو کوئی شمار ہی نہین - بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ زیادہ آدمی مرے ہین - لیکن پختہ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ پچیس آدمی مرے ہین - اور جو زخمی ہوئے ہین - وہ ان کے علاوہ - وزیر خان کی مسجد کے منار سنا ہی کہ جہک گئے ہین - مینے خود اپنی آنکہون ابہی تک نہین دیکہے مگر یہ سنا پختہ بات ہے - سنا ہے کہ شملہ کا پہاڑ گر گیا ہے اور ایک چیف کورٹ کے مترجم نے کل مجہے بتایا تہا - کہ مینے سنا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو تار آیا ہے - کہ

سری نگر تباہ ہوگیا -

الغرض خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارے رب نے ہمین بالکل محفوظ رکہا - اور ہر ایک قسم کی تکلیف سے بچایا اور مکان کو بہی ہر ایک طرح سے محفوظ رکہا - کل جہانتک خبر ملی ہے لاہور کی جماعت احمدیہ مین بہی ہر ایک طرح سے خداوند کریم کے فضل و کرم سے خیریت ہے - اور سب میرے احمدی احباب بخیریت ہین - باہر کے اور قادیان کے ہمارے احمدی بہائیون کے لئے خیال ہے کہ خدا نے انکو بہی اپنی حفاظت خاص مین رکہا ہو - آپ مہربانی فرماکر حضور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی اور اپنے بچون کی اور ہمارے قادیان کے دوسرے احمدی احباب کی خیر خیریت سے ہمین مطلع فرماوین - تاکہ تسلی ہو - اگر ہوسکے تو حضور علیہ السلام کے بخدمت مبارک مین میرا یہ خط پڑہ کر سنا دیا جائے - تاکہ آپ ہماری حالت پر رحم فرماکر ہمارے لئے اور زیادہ فرماوین - اپنی خیر خیریت مجہے ضرور پہونچا دین - امید ہے کہ قطعہ دعا الہامیہ کا ضرور پہونچا ہوگا - والسلام - خاکسار محمد نصیب احمدی از لاہور - ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

(۵) - بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مسیح موعود و مہدی مسعود و حجۃ اللہ علی الارض دام ظلکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ماہ مئی ۱۹۰۴ء ہر رنگ مین پورا ہو رہا ہے - اگر کوئی منکر تعصب اور ہٹ دہرمی کو چہوڑ کر اس ایک ہی الہام پر غور کرے - تو وہ حضور پر قربان ہونے کو طیار ہو جاوے -

عفت الدیار محلہا و مقامہا -

یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ - یہ الہامی پیشگوئی عزوجل ہر رنگ مین پورا کر رہا ہے -

(۱) پلیگ سے لوگ تباہ ہوتے تہے - اب کی تعداد اموات بتا رہی ہے کہ پچہلے سالون سے تعداد کسقدر بڑہ کر ہے -

(۲) لوگ امن کے واسطے گہرون سے باہر نکلا کرتے تہے - سو اس سال اس الہامی پیشگوئی کے پورا کرنے کے واسطے جاڑا اس کثرت سے پڑا - کہ گہرون سے باہر نکلے ہوئے لوگون کو سخت سردی سبب پہر واپس گہرون مین واپس آنا پڑا یہ اثر آدمیون تک ہی محسوس نہین رہا - بلکہ درختون تک کورے نے جہلس دیا - اور پرندون اور درندون کے رہنے کی جگہ نہ رہی - ہمارے ضلع میں آم کی فصل کثرت سے ہوئی تہی - جس فصل پر لوگون کی آمدنی کا بہت مدار تہا - اُن پر یہ اثر ہوا کہ اکثر آم تو جڑ تک سوکہہ گئے - اور جو زیادہ عمر کے تہے انکو کئی سال تک فصل کے ناقابل بنا دیا -

(۳) مورخہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو عذاب بہونچال کی شکل مین اس الہامی پیشگوئی کو سچا کرنے کو نازل ہوا - جس نے مخلوق اور مکانون اور ہر قسم کی چیزون کو تباہ کر دیا - ہر طرف سے متوحش خبرین آرہی ہین - پہاڑی لوگ پلیگ سے بچے ہوئے تہے - اب بہونچال نے کانگڑہ اور بہاگسو وغیرہ کو بہی تباہ کر دیا -

غرض کہ اس الہامی پیشگوئی نے مستقل اور عارضی کوئی جگہ بہی آرام کے قابل نہین چہوڑی -

آخر مین فدوی کی التماس ہے - کہ حضور کمترین کے حق مین دعا کرین - کہ اللہ جلشانہ فدوی کی کمزوریان دور کرے - اور حضور کے اقرار بیعت مین سچا ثابت کرے -

کمترین غلام نبی احمدی مدرس دوم مدرسہ
پور ہیران متصل ضلع ہوشیارپور
۶ / اپریل ۱۹۰۵ء

۶ - برخوردار - السلام علیکم - ایک کارڈ مین کچہہ حالات زلزلہ لکہہ چکا ہون - اب کسیقدر تفصیل کے ساتہہ لکہتا ہون - تحصیل کانگڑہ کا کل علاقہ اور تحصیل پالم پور کا کل علاقہ تحصیل ڈیرہ گوپی پور کا ایک حصہ اور تحصیل ہمیر پور کا اوس کے ساتہہ ملتا ہوا حصہ بالکل تباہ ہوگیا ہے - اس ضلع مین قیامت برپا ہوگئی ہے - میرے مکان کو بعض جگہ دراڑین آگئین - لیکن بفضل خداوند کریم مین - عبد الحمید خان - غلام نبی ہم تینون بخیریت ہین ضلع کا صدر مقام دہرم سالہ یا بہاگسو ہے - جیسے ضلع کانگڑہ بولا جاتا ہے ورنہ کانگڑہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے - دہرم سالہ مین سوائے خزانہ کے کوئی مکان نہین بچا - ڈاکخانہ تار گہر سب تباہ ہوگئے - اوسی روز سے ڈاک کی آمد و رفت دہرم سالہ و کانگڑہ بند ہے - یورپین افسران سول - مسٹر سوائی صاحب افسر مال و مسٹر نیک مہتمم خزانہ و ڈسٹرکٹ جج (جس نے ۳ - اپریل کو چارج لیا) طعمہ نہنگ اجل ہوئے - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دورہ پر تہے - اسلئے بچ گئے - اونکی میم معہ دو بچون کے راہی ملک عدم ہوئی - فوجی انگریزون مین سے بہی شاید ایک آدہ بچا ہوگا - فوج کے سپاہیون کا بڑا نقصان ہوا - جو جانین باقی بچ گئی ہین وہ بہوکون مرتی ہین کانگڑہ کا تحصیلدار - اور نائب تحصیلدار اپنے اہل و عیال سمیت دبکر مر گئے - نائب تحصیلدار نے اپنے بہائی کا کنبہ بہی یہان منگایا ہوا تہا - اون کے گہر مین ایک معروف خادمہ کے سوائے کوئی نہین بچا - نائب تحصیلدار پالم پور کے دو لڑکے مر گئے - خود بال بال بچ گئے - خاص کانگڑہ مین دیوی کا مندر بیخ و بن سے اوکہڑ کر معدوم ہوگیا تحصیل پالم پور - تحصیل کانگڑہ - علاقہ چنگر تحصیل ڈیرہ گوپی پور اور اون کے ساتہہ کے ملتے ہوئے علاقہ تحصیل ہمیر پور مین شاذ و نادر کوئی گہر رہ گیا ہوگا جو نہ گرا ہو - ہزارون خاندان بالکل تباہ ہوگئے - ہر طرف لاشین ہی لاشین ہین - قصبہ جوالامکہی مین بہت نقصان ہوا - مندر کی ڈیوڑہی گر گئی - اور کچہہ حصہ مندر کو بہی نقصان پہونچا مندر کے قریب ایک نالہ تہا جسکے پل پر سے گذر کر جاتری لوگ مندر مین داخل ہونتے تہے - وہ پل بہی گر گیا اور قصبہ کے باشندون کے علاوہ دور دراز حصہ ملک سے آئے ہوئے جاتری لوگ مکانات کے نیچے دبکر مر گئے - مگر اس بیوفا مورت ذات سے اونکی کچہہ امداد نہ ہوسکی ہر ضلع کے لوگ فخر کیا کرتے تہے کہ اس ضلع مین طاعون داخل نہین ہوتی - یہہ ضلع بالکل محفوظ ہے حالانکہ طاعون زدہ علاقون سے لوگ جوالامکہی و کانگڑہ والی دیویون کی پرستش کو آتے ہین - کوئی کہتا تہا کہ یہ کانگڑہ والی دیوی کی مہربانی ہے - کوئی کہتا تہا کہ لالان والی دیوی کے طفیل سے ہے - کوئی باقی دیویون کا سبب بتاتا تہا - اور بعض نئے خیالات کے لوگ مگر معدودے چند یہ کہتے تہے کہ آب و ہوا اچھی ہے اور آبادی متفرق طور پر ہے اسلئے طاعون کا اثر نہین ہوتا - مگر سب کی شیخی دہری کی دہری رہ گئی اور یہ سب عبرت

راقم عبد العزیز - از ڈیرہ گوپی پور ضلع کانگڑہ - ۸ - اپریل ۱۹۰۵ء -

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

قرآن کریم پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم جسکی اشاعت کیلئے وہ مبعوث ہوتے ہیں ہمیشہ یہ رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو جو تمام قسم کی ذہنی۔ اخلاقی اور روحانی ترقیوں کی جڑ ہے قائم کریں اور انکی بعثت ہمیشہ ایسے وقت میں ہوئی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا سے گم ہو جاتی ہے اسوقت اللہ تعالیٰ ایک شخص کو جو اپنے وقت کا آدم ٹھیرتا ہے پیدا کرتا ہے جو اس گمشدہ خدا کو پھر دکھا دیتا ہے اور پکار کر کہتا ہے

آن خدائے کہ از وہ اہل جہان بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

مامور کا وجود خدا نما اور اسکی مجلس خدا نما مجلس ہوتی ہے لیکن یہ بھی سنت اللہ ہے کہ جب کوئی ایسا مامور دنیا میں آتا ہے تو چونکہ دنیا کی اخلاقی۔ روحانی حالت مسخ ہو چکی ہوتی ہے اسلئے وہ صبر اور غور کے ساتھ اسکی باتوں کو سننے کی بجائے اسپر ہنسی کرتے اور ٹھٹھے مارتے ہیں جیسا کہ خود خدا تعالیٰ کی مجید کتاب شہادت دیتی ہے

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

پس یہی استہزا شوخی اور شرارت اللہ تعالیٰ کے غضب کو برانگیختہ کرنے والی ہوتی ہے اور پھر دنیا پر کسی نہ کسی رنگ میں عذاب الٰہی شروع ہو جاتا ہے اور وہ بہتوں کو تباہ کر دیتا ہے ۔ اس امر کو بخوبی یاد رکھنا چاہیے کہ نرا انکار جو محض سادگی اور لاعلمی سے ہو خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا نہیں ہوتا بلکہ ایات اللہ کے نزول اور اتمام حجت کے بعد شوخی اور شرارت مامور کی تبلیغ پر استہزا ایات اللہ کی تحقیر غضب الٰہی کے بھڑکانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اسکی ساتھ وہ اسباب اور مواد جمع ہو جاتے ہیں جنکا لازمی نتیجہ غضب الٰہی ہوتا ہے اسی سنت اور قاعدہ کے موافق اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا مامور آیا ہے اسکو مبعوث ہوئے مارچ ۱۸۸۸ء سے لیکر مارچ ۱۹۰۵ء تک سترہ سال ہو چکے اس عرصہ میں مختلف رنگوں اور ذریعوں سے اس نے ملک پر اتمام حجت کی اور دنیا کو ایک خدا کی طرف بلایا مجھے ضرورت نہیں کہ اس ملک کی اخلاقی اور روحانی حالت پر بحث کروں۔ یہ یقینی اور مسلم امر ہے کہ انڈیا میں خصوصیت کے ساتھ خدا پرستی کا نام و نشان مٹ چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا بھول گئی تھی۔ اسکی جگہ یورپ کی مصنوعات نے لے لی تھی۔ اور سلطنت کی طرف سے امن اور ہر قسم کی آسایش اور عیش کے سامانوں کی افزونی نے لوگوں کو دلیر اور بے باک بنا دیا تھا۔ خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑ دینا ایک معمولی امر سمجھ لیا گیا تھا اور فسق و فجور نے یہانتک ترقی کی کہ اسکی تشریح کرتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ ملک کے اخلاقی مذاق کو بگاڑنے کے واسطے ہزاروں ہزار مخرب اخلاق ناولوں کا ذخیرہ طیار کیا گیا۔ اور اخبارات کے لٹریچر کو گندے اور ناپاک لطیفوں سے متعفن بنایا گیا۔ عیاشی اور اوباشی کی ترقی کیلئے جسقدر اشتہارات ادویات کے نکل رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں غرض ہر طرح سے ملک کی حالت زبون اور ناپاک ہو رہی تھی۔ ایسی حالت بالطبع تقاضا کرتی تھی کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی نازل ہو کر اس لاتی نسل کو دنیا سے مفقود کر دے چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس مامور نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے لیکر اب تک اس نسل کو ڈرایا مگر اس سے فائدہ اٹھانے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکی ان باتوں کو خیالی ڈھکوسلے قرار دیا (استغفر اللہ) سب سے اہم امر جو اس کی بعثت کا قرار دیا گیا تھا وہ کسر صلیب ہے یعنے مخلوق پرستی اور مردہ پرستی کو کچل ڈالنا۔ صلیبی مذہب کی شان و شوکت کے آگے باقی تمام مذاہب باطلہ ہیچ ہیں اسلئے اسکا ذکر کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ابتدائے ماموریت کے ایام میں جبکہ وہ ابھی گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا اسے یہ الہام ہوا تھا۔

حان ان التوحید یا ابنا الفارس

یہ الہام صریح دلالت کرتا ہے کہ توحید کے قائم کرنے کی ازبس ضرورت ہے اور پھر اسی مناسبت اور ربط کلام کی وجہ سے اس مامور کو کہا گیا۔

انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی

نادانوں نے اس قسم کے الہامات پر اعتراض کئے اور انکو مشکوک کرنے کی کوشش کی حالانکہ اگر وہ ملک کی حالت پر اجماعی نظر کرتے تو انہیں یقین آ جاتا کہ لاریب اسوقت

آدم توحید

کے پیدا ہونے کی سخت ضرورت ہے مگر زمانہ کے امن اور عیاشی کے نشہ نے آنکھوں کو بند کر رکھا تھا اور دل و دماغ تاریک ہو چکے تھے۔ وہ ان خوبیوں پر نظر نہ کر سکے اور نہ اسکی باتوں کو سمجھ سکے۔ آخر جب خدا تعالیٰ کی توحید پر سخت حملے کئے گئے اور اس وجود کو جو خدائے وحید و فرید کو اپنی توحید اور عرش کیطرح عزیز تھا دکھ دیا گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق طاعون کے سوا دوسری قہری تجلی زلزلہ کی نازل کی، اور اس نے اس بت کو جو انڈیا بھر میں زیادہ ممتاز سمجھا جاتا تھا کچل ڈالا۔ یہ بت جوالا مکھی کا بت ہے۔ میں جب اس مقام پر پہونچا۔ تو ناگاہ میری طبیعت سوق حجبکی ان آیات کی طرف متوجہ ہوگئی۔

ولقد کذب اصحب الحجر المرسلین۔ واتینٰھم ایٰتنا فکانوا عنھا معرضین۔ وکانوا ینحتون من الجبال بیوتا امنین۔ فاخذتھم الصیحۃ مصبحین۔ فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون

ان آیات پر ٹھنڈے دل سے غور کرو اور سوچو کہ حی و قیوم خدا کے زندہ کلام کی اسوقت بھی زندہ شہادت موجود ہے۔ جاؤ! کانگڑہ ویلی کا نظارہ کرو اور دیکھو کہ ایک خوفناک اور بہیانک منظر ہے۔ وہ کانگڑہ کے پہاڑ جو راحت افزا اور پنجاب و ہند کا ایک مرجع سمجھے جاتے تھے۔ جہاں مختلف اغراض اور مفاد کی خاطر ایک دنیا آباد تھی، مگر آج وہاں لاشوں کے تعفن سے دماغ پراگندہ ہو رہا ہے۔ ان خبروں سے جو ان مقامات سے آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کانگڑہ۔ بہاگسو۔ بھجانورہ۔ پالم پور۔ رکھو وغیرہ وغیرہ مقامات بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کی وہ پیشگوئی جو تسے عفت الدیار محلھا ومقامھا کے رنگ میں کی گئی پوری ہوگئی۔ یہ ممکن ہے کہ ابھی کسی اور رنگ میں یا اس سے بھی بڑھکر قہری تجلی کے ذریعہ کوئی اور مقامات جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہوں تباہ ہونے والے ہوں لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اسوقت بڑی صفائی کے ساتھ یہ پیشگوئی پوری ہوئی، وہ خطوط جو ان مقامات سے آئے ہیں ہم اگلی اشاعت میں ملاحظہ کریں گے۔ سردست میں اسپر اس آرٹکل کو ختم کرتا ہوں کہ کانگڑہ کی ویلی، اور جوالا مکھی کے پہاڑ اور اس کے اردگرد کی تباہی ایک عظیم الشان نشان ہے ان لوگوں کیلئے جو چشم عبرت سے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ مقامات تباہ شدہ در و دیوار زبان حال سے دیکھنے والوں کو یہ کہہ رہے ہیں دیکھو! مجھے جو دید عبرت نگاہ ہو اور وہ سڑی ہوئی لاشیں جو ان کے گرے ہوئے مکانوں کے نیچے سے نکل رہی ہیں اپنی حالت دکھا کر انسانی ہستی کے انجام کو دکھاتی ہیں اور دیکھنے والوں کو کہتی ہیں۔

روزگار م شد بنادانی
من نکردم شما حذر بکنید

غرض

یہ بت خانہ اور اس کے بت اوندھے گر پڑے اور ان بتوں کے گرنے پر خدا کے جری کو یہ وحی ہوئی جاء الحق وزھق الباطل ٹھیک اسیطرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ آیت پڑھی تھی جبکہ وہ بت جو بیت اللہ میں رکھے ہوئے تھے توڑے گئے۔ آج احمد قادیانی کے منہ پر خدا کی اس وحی کا پھر نزول ہوا۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ (باقی پھر)

اپنے مطالب کی نظم

یہ بات کیا ہے زمانہ کو کیوں ابال آیا
مزاج اس کا کیا ہے کیوں برسر جلال آیا
یہ بیٹھے بیٹھے ہے قوموں کو کیا خیال آیا
کہ یک بیک ہے طبایع میں اشتعال آیا
پڑا ہے آکے زمین پر یہ زلزلہ کیسا
ہوا ہے ہند میں یہ شور الٰہی بپا کیسا
زمین پڑھتی ہے شاید کہ سورۂ زلزال
نکال پھینکے گی اپنے سبھی یہ کیا اثقال
یہ لوگ کر رہے آپس میں کیا ہیں قیل و قال
بتا رہے ہیں یہ سینوں کے کیا چھپے احوال
یہ وقت آیا ہے لوگوں کی آزمائش کا؟
کھلے گا بھید ہر ایک قوم کی رہائش کا؟
خدا نے لوگوں پہ کیا ابتلا یہ ڈالا ہے
وہ حکم دیوے جو چاہے کہ حکم والا ہے
اسی نے امر سے اپنے جہاں سنبھالا ہے
اسی کا بول زمین پر اسی کا بالا ہے
خدا کا قول ہی آخر کو پورا ہونا ہے
کسی نے پانا ہے پان پر کسی نے کھونا ہے

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور باغ میں مقیم ہیں آپ کے اہل بیت بھی خوش و خورم ہیں حضرت حجۃ اللہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تالیف میں مصروف ہیں۔

۲۔ آپ نے الانذار نام اشتہار کے بعد تیسرے اشتہار کا ارادہ فرمایا ہوا ہے جس کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے ذکر کیا تھا۔ حضرت اقدس فرماتے تھے کہ میں انتظار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کچھ اور اس کے متعلق ظاہر کر دے تو وہ بھی اسی اشتہار میں آجاوے۔

۳۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامۃ کا حلقہ درس اس باغ میں ہوتا ہے۔ مریضوں کو بھی دیکھتے کبھی شفاخانہ بھی تشریف لے آتے ہیں۔

یہ سب قافلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ باغ ہی میں خیمہ زن ہے۔

۴۔ قادیان کی موسمی حالت اب خداتعالیٰ کے کرم سے بہت اچھی ہے پلیگ کی شکایت قریباً نہیں رہی۔ گذشتہ سال کے انہیں ایام میں جبکہ روزانہ اموات کی تعداد بیس پچیس تھی سال رواں کے انہیں ایام میں بالکل امن ہے۔

۵۔ مدرسہ تعلیم الاسلام بھی باغ ہی میں درختوں کے سایہ میں جاری ہے۔

تازہ الہامات و کشوف

۱۴-اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا میں دیکھا کہ میں قادیان کے بازار میں جا رہا ہوں اور گاڑی میں بیٹھا ہوں ایسی گاڑی ہے جیسے ریل گاڑی۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے مگر اس زلزلہ سے ہمیں نقصان کچھ نہیں ہوا

۱۵-اپریل ۱۹۰۵ء۔ قبل ظہر تھوڑی سی ربودگی اور غنودگی ہو کر یہ الہام ہوا۔

انی مع الافواج اٰتیک بغتة

۱۱-اپریل ۱۹۰۵ء۔ (۱) ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین

(۲) قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ (۳) کففت عن بنی اسرائیل۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

ہر مقام کی احمدی جماعت اپنا فرض سمجھے کہ وہ اپنے ہاں سے اہم اور قابل اشاعت امور دفتر الحکم میں بھیجا کرے۔ ایڈیٹر

چودہری مولابخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ الانذار ایسے عجیب موقعہ پر انہیں ملا جبکہ ایک دعوت کی تقریب پر مجمع احباب تھا۔ جہاں اشتہار سنایا گیا اور معاً اشتہار مذکور اشاعت مزید کیلئے چھپنے کو دیدیا گیا۔

سید حامد شاہ صاحب جو سیالکوٹ کی جماعت کے گوہر تابان ہیں اور سیرۃ الانبیاء کا ایک نمونہ ہیں عہدہ سپرنٹنڈنٹی ضلع پر مامور ہوئے ہیں میں صدق دل سے انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ملک اور قوم کی خدمت میں حصہ وافر لیں

بنوڑ ریاست پٹیالہ کی جماعت اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی ہے

بڑی خوشی اور خداتعالیٰ کے شکر و ستائش کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ بابو گلاب خان صاحب اور سید دہرم سالہ اور منشی برکت علی صاحب نقشہ نویس اور دوسرے احمدی احباب جو دہرم سالہ میں زلزلہ کی وجہ سے دب گئے تھے محض خدا کے فضل سے زندہ سلامت نکل آئے اور حضرت اقدس کے الہام **کففت عن بنی اسرائیل** کو ایک رنگ میں پورا کرنے والے ٹھہرے۔ ایسا ہی منشی وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سجانپور ریترہ بھی بچ گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک امید ہے یہ احباب یہ نئی زندگی پا کر کوئی خاص قربانی کرینگے اور اس شکر گذاری میں اپنے خادم الحکم کی توسیع اشاعت کا ذریعہ ہو کر نافع الناس ٹھہریں

الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز امید کیجاتی ہے کہ حضرت اقدس باغ میں ایک عجیب مضمون ہوگا

خداتعالیٰ نے میرے مکرم مخدوم منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گھیب پر بڑا ہی فضل کیا ہے کہ انہوں نے خداتعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو شناخت کیا اور امام الوقت کے ساتھ سچا پیوند حاصل کیا خداتعالیٰ ان کیلئے یہ تعلق ہر قسم کی برکات اور فیوض کا ذریعہ بنائے۔ اور جسمانی اور روحانی صحت عطا کرے مجھے امید ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی شمولیت ان کے وجود کو ان کے عہدہ کے لحاظ سے پہلے سے زیادہ مفید اور بابرکت بنائیگی خدا کرے ایسا ہی ہو۔

اشتہارات اور انکی کثرت اشاعت

جب اشتہار چھپ کر شایع ہو جاتا ہے تو اکثر جگہ کی جماعتیں لکھتی ہیں کہ ہمارے لئے اسقدر اشتہار چھپوا کر بھیجدو۔ جسکے لئے الگ انتظام کرنا پڑتا ہے پس تمام جگہ کی احمدی جماعتیں یا ایسے بزرگ جو اپنے خرچ سے اشتہار چھپوانا چاہیں یاد رکھیں کہ اگر وہ ایک مستقل یادداشت دفتر الحکم میں بھیجدیں کہ ان کیلئے اس اس قدر اشتہار چھاپ کر بھیجدیا جایا کرے تو فوراً اشتہار چھپنے کیساتھ ہی انکو بھیجا جاسکتا ہے۔ ایسے تمام اشتہارات دفتر الحکم سستے نرخ پر انکو ہم پہنچائیگا چار سو سے اندر تعداد کیلئے ۱۲ فیصدی اور چار سو صرف ۶ میں آٹھ سو للعہ میں اب تینوں اشتہار الوصیت الدعوت اور الانذار اکٹھے ایک ہی تختہ پر ہمنے طیار کرائے ہیں چونکہ اس اشتہار کی کتابت میں زیادہ وقت اور اجرت صرف ہوئی ہے اسلئے یہ تینوں اشتہار ایک تختہ پر چار سو کے اندر ایک روپیہ فیصد اور چار سو ۶ میں اور ۸۰۰ چھ روپیہ میں بھیجے جائینگے۔ محصولڈاک اسکے سوا ہوگا۔ جو صاحب منگوانا چاہیں اسوقت اطلاع دیں اور آئندہ کیلئے مستقل طور پر یادداشت لکھوا دیں۔ ایڈیٹر الحکم

ایک عام جواب

اکثر احباب نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں تشریف لیجانے اور الانذار کے پڑھنے کے بعد مجھ سے دریافت کیا ہے کہ کیا وہ لوگ جو دو منزلہ یا سہ منزلہ مکانوں میں رہتے ہیں وہ باہر میدانوں میں چلے جاویں؟ میں نے اس سوال کو جمعہ کی نماز سے پیشتر ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کو مکرمی چودہری مولابخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے خط کے حوالہ سے پیش کیا۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ

"جن لوگوں کو آسانی کیساتھ میدان میں رہنے کا سامان میسر آسکتا ہے مناسب ہے کہ وہ کچھ دنوں کیلئے کھلے میدانوں میں چلے جاویں" ✗✗

دیہات کے رہنے والوں کیلئے یہ ضروری نہیں انکے مکان عموماً کچے اور یک منزلہ اور کھلے صحن والے ہوتے ہیں وہ اپنے صحنوں میں رہیں۔ اور یہاں دارالامان میں بھی خاکسار ایڈیٹر کو جس کے مکان کا صحن خدا کے فضل سے بہت وسیع اور فراخ ہے مکان ہی میں رہنے کی اجازت ہے یہ حزم اور احتیاط ان لوگوں کیلئے ہے جو بہت بلند مکانوں میں رہتے ہیں۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خداتعالیٰ کیساتھ معاملہ صاف ہو۔ انسان نافع الناس بننے کی سعی کرے حدود اللہ کی حفاظت کرے تب ہی کچھ کام بنتا ہے۔ اسی صورت میں عذاب الٰہی کے خطرناک طوفان میں بھی وہ بچایا جاتا ہے جیسا کہ خداتعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے دہرم سالہ اور سجانپور کی جماعتوں کو بچالیا اور وہ مکانوں کے نیچے دب کر بھی زندہ نکلے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

ایک لوکل تفتیش

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو ایک لڑکی کے بھگائے جانیکی خبر لکھی گئی تھی اسکا باقاعدہ مقدمہ دائر ہو کر منشی سندی خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ درجہ اول بٹالہ نے تفتیش کی۔ منشی سندی خانصاحب ایک نہایت دیندار اور شریف مزاج انسان ہیں پولیس کے محکمہ میں ایک معزز عہدہ پر ہو کر انہیں تکبر اور تندی نام کو نہیں اس مقدمہ کی تفتیش انہوں نے نہایت دیانتداری اور شرافت سے کی عین موقع پر جا کر پورے حالات سمجھنے کی کوشش کی۔ میں خود بھی انکے ساتھ شامل تفتیش تھا اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے جہانتک خدا نے انہیں سمجھ اور تجربہ دیا ہے اس مقدمہ کی تہ تک پہونچنے کی سعی کی ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ انکی رپورٹ مقدمہ کی اصلیت پر پوری روشنی ڈالے گی۔ لڑکی نے نہایت جرأت اور دلیری کیساتھ اپنا بیان دیا اور واقعہ بتایا۔ گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسکو موقع کی شہادتوں نے کہانتک مدد دی۔ کیونکہ مقدمہ کی نوعیت پر رائے زنی کرنا ایسی حالت میں جبکہ وہ عدالت میں دائر ہے میرا کام نہیں ہے۔ لیکن مجھے یہ معلوم کر کے نہایت افسوس ہوا جبکہ اس مقدمہ کی تہ میں نہایت شرمناک حالات ملزموں نے ظاہر کئے۔ وہ ملزموں کی خلاف لڑکی کی شہادت نہ لڑکی کے اپنے بیان سے اور نہ کسی اور کے بیان سے پائی ہی نہیں جاتی۔ ان کے خلاف سماعی شہادتیں ہیں۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ اس قسم کے مقدمے پیدا ہوتے ہیں اور طوفان بے تمیزی برپا کیا جاتا ہے۔ اگر عدالت میں رجوع کرنے کی بجائے قومی اثر سے شرارتوں کا دروازہ بند کیا جاوے تو بہت ہی اچھا ہو۔ مگر ایسا نہیں کیا جاتا۔ منشی سندی خانصاحب نے ۲۰ اپریل مقرر کر کے مستغیث کو اطلاع دیدی ہے دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے انہیں ایام میں اس لڑکی کی شادی بھی ہونیوالی ہے۔ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ مقدمہ قادیان میں ایک عداوت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

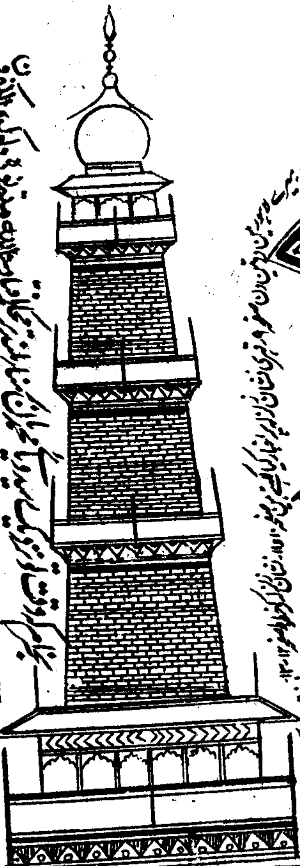

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گرا لی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان باہر سے ... (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ...

نمبر ۱۴	دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ - اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ صفر ۱۳۲۳ھ	جلد ۹

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت قدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے جمیع متعلقین بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہین اور باغ ہی مین موجود ہین ۲۔ دارالامان مین اس سے تعلیم الاسلام کالج کی امتحان ایف اے مین شریک ہونیوالے طالبعلمون مین سے تین کامیاب ہوکر خوبیت نتیجہ الحمد للہ علیٰ ذالک ۳۔ لاہور جمون۔ اہل پور ضلع ہوشیارپور۔ کپور تھلہ بھوارہ ضلع لودہانہ۔ گوالیار اور مظفر نگر نارووال کے حصول یار کیلئے احباب تشریف لائے۔ اور مظفر نگر کی جماعت داخل بیعت ہوئی۔

۴۔ اس ہفتہ کے تازہ الہامات یہ ہین۔

۱۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ دیکھا کہ زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر اساری اذان کہ رہا ہون اور باغ کے درخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے۔ اسکے بعد مین نے باواز بلند درود شریف پڑہنا شروع کیا اور اسکے بعد وہ آدمی نیچے اتر آیا اور اس نے کہا کہ سید محمد علیشاہ آگئے ہین اس کے بعد کیا دیکھتا ہون۔ کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اسطرح اڑ رہی ہے جسطرح روئی دہنی جاتی ہے اسکے بعد یہ وحی نازل ہوئی ہے سر رہ پر تمہارا وہ جو ہے مولا کریم

اطلاع

مین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایماسے "النداء من وحی السماء" کے عنوان سے شایع ہونے والا اشتہار چھپوا کر شایع کرنے کیلئے ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو چلا گیا تھا۔ لاہور جاکر مجھے اخبار کے ایڈٹ کرنے کی فرصت بالکل نہین مل سکی ایک دن کچھ تھوڑا سا وقت ملا تھا جسمین لاہور مین میرے دو تین دن والا مضمون لکھنا شروع کیا تھا ۲۳ کو بعد دوپہر مین واپس آیا تو جمع شدہ ڈاک کا ایک پشتارہ ملا جسکو ابھی تک مین پڑھ بھی نہین سکا۔ بعض خطوط کی تعمیل تو دفتر سے ہوگئی لیکن جن خطوط کا جواب میری ذات یا ہدایت دینے پر منحصر تھا انکا جواب نہین دیا گیا اسلئے مین اپنے ناظرین کی خدمت مین ادب سے التماس کرتا ہون کہ جن احباب کے خطوط کے جواب ابھی نہین دیئے گئے وہ مجھے معذور سمجھین اور یہی وجہ اخبار کے بدیر شایع ہونے کی بھی ہے۔ ایڈیٹر

مذہبی استفسارات کا سلسلہ بہت وسیع ہو چلا ہے اور مفید بھی بہت ثابت ہوا ہے اسلئے آیندہ کیلئے یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ اخبار کے ذریعہ جو جوابات شایع ہون گے وہ نمبروار اور بترتیب وصولی استفسارات پر شایع ہون گے اگر کوئی صاحب جلد جواب لینا چاہین تو وہ اپنے استفسار کے ساتھ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیا کرین۔ ایڈیٹر

برادرم بابو محمد افضل مرحوم

بعض اخبارات نے جن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے نہایت شدید بغض اور عناد ہے برادرم بابو محمد افضل صاحب مرحوم کی رحلت پر نہایت بیہودہ بکواس کی ہے جس سے بعض احمدی احباب کو مجھسے استفسار کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے مین ان اخبارات پر تو کیا افسوس کرون کیونکہ وہ تو

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

کے مصداق ہین لیکن مجھے اپنے ان احمدی بھائیون پر افسوس ہے جنہون نے مرحوم و مغفور افضل کی وفات کے متعلق ان اخبارات کی بنا پر استفسار کرنے شروع کردیئے۔ وہ بخوبی جانتے ہین کہ یہ لوگ سلسلہ عالیہ کے خلاف بیہودہ اور رنجدہ خبرین شایع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین پھر وہ کیون انکی باتون پر اعتبار کرتے ہین یہ نقص اور خرابی کیون ہے؟ صرف اسلئے کہ کثرت کے ساتھ احمدی احباب اپنے اخبارات کو نہین پڑہتے جن کے ذریعہ انہین دارالامان کے صحیح واقعات ... پہونچائے جاتے ہین اگر وہ اپنے اخبار پڑہین تو ایسے وسوسے ان کے دل مین خلل انداز نہون۔ یاد رکھو یہ ضروری بات ہے کہ ان وسوسون سے رہائی پانے کیلئے اخبارات کو پڑہین مین بابو محمد افضل صاحب مرحوم کی وفات کی خبر لکھ چکا ہون یہ محض جھوٹ اور افترا ہے کہ اس مرحوم کی مرض الموت مین کوئی پاس نہ تھا اور "وہ پانی پانی کرتا مرگیا" مرحوم کے آخیر دم تک متعلقین نے اور دوسرے احمدیون نے جہانتک جس سے ممکن ہوسکا پوری خبرگیری کی۔ اور اس نے نہایت اطمینان اور صبر کے ساتھ اپنی جان خدا تعالیٰ کو سونپی۔ اخیر وقت تک وہ نہایت صفائی کے ساتھ حضرت حجۃ اللہ کی مسیحیت و مہدویت پر ایمان رکھتا تھا۔ یہ بھی محض افترا ہے کہ تین دن تک مرحوم کا جنازہ نہین پڑہا گیا۔ اسی دن مرحوم قبل از عشاء دفن ہوا اور بعد عشاء سب احمدیون نے مرحوم کا جنازہ مسجد مبارک مین پڑہا۔ ہان یہ بالکل سچ ہے کہ مرحوم طاعون سے شہید ہوا۔ اور اس پر اعتراض کرنا سلیم الفطرت کا کام نہین۔

بعض مختصر استفسار اور انکے جواب

۱۔ (کریم بخش از مکندپور) قربانی جس کا ذکر الحکم مین ہے کسطرح دینی چاہیئے۔

جواب۔ یہ قربانی بطور صدقہ کے ہر شخص جو مقدرت اور استطاعت رکھتا ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی کو مد نظر رکھکر بکرا۔ بکری یا بھیڑی ذبح کرکے اسکا گوشت مساکین مین تقسیم کرے چمڑا فروخت کرکے تعلیم الاسلام سکول قادیان کے مساکین فنڈ مین قیمت بھیجدے

۲۔ اگر ایک احمدی امام ہو اور مقتدی غیر احمدی ہون کیا وہ فجر یا مغرب کی نماز مین باواز بلند دعا مانگے یا نہ مانگے

جواب۔ فجر یا مغرب کی نماز مین باواز بلند دعا مانگنا فرض تو ہے نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی التزام ثابت نہین اور یہان بھی التزاماً ایسا نہین کیا جاتا گو کثرت کے ساتھ دعائین مانگی جاتی ہین۔

تاہم اگر کوئی احمدی امام مقتدیون کے تنفر کے خیال سے دعا سے رکتا ہے تو یہ اسکی کمزوری ہے وہ مومن اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھتا ہے۔ دعا کا مانگنا اور باواز بلند مانگنا یہ سچے جوش اور تحریک قلب پر موقوف ہے جب ایسا جوش پیدا ہوا اور دل بے اختیار

نوٹ۔ بعض مضامین میری غیر حاضری کی وجہ سے درج نہین ہو سکے۔ ایڈیٹر

[illegible] کی تقریر جہلم پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے [illegible] کبھی نہیں کرسکتا جب [illegible] کیطرف انسان کھینچا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو اس سے وہ کام سرزد ہوتے ہیں جو خدائی کام کہلاتے ہیں [illegible] انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

انسانی کمزوری کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہے وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔ میں تو یہانتک یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے اسے مدد نہ ملے تو وہ رفع حاجت کے بعد ازاربند تک بھی باندھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا بلکہ بعض نے ایک مرض لکھی ہے کہ انسان چھینک کے ساتھ ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ انسان کمزوریوں کا مجموعہ ہے اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

خلق الانسان ضعیفا

اس کا اپنا تو کچھ بھی نہیں سر سے پاؤں تک اتنے اعضا نہیں جسقدر امراض اس کو لاحق ہوتے ہیں پھر جب وہ اسقدر کمزوریوں کا نشانہ اور مجموعہ ہے تو اس کے لئے امن اور عافیت کی یہی سبیل ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صاف ہو اور وہ اس کا سچا اور مخلص بندہ بنے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ **صدق** کو اختیار کرے جسمانی نظام کی کل بھی **صدق** ہی ہے جو شخص صدق کو چھوڑتے ہیں اور خیانت کرکے جرائم کو پناہ میں لانے والی سپر کذب کو خیال کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ آنی اور عارضی طور پر شاید کوئی فائدہ انسان سمجھے لیکن فی الحقیقت کذب اختیار کرنیسے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ [illegible] بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے پس اسیطرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے بیباکانہ جرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افترا کرلیتا اور خدا کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ **اظلم** ٹھہرتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب بآياته

یعنی اس شخص سے [illegible] ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے

یقیناً یاد رکھو کہ یہ جھوٹ بہت بری بلا ہے [illegible] انسان کو ہلاک کر دیتا ہے [illegible] جھوٹا نتیجہ [illegible] کیا ہوگا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کرکے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس **صدق** اختیار کرو۔

سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں درج ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے طلب علم کے لئے نکلے تو انکی والدہ صاحبہ نے ان کے حصہ کی اسی اشرفیاں انکی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جھوٹ نہ بولنا سید عبد القادر جب رخصت ہوئے تو پہلی ہی منزل میں ایک جنگل میں سے انکا گذر ہوا جہاں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا چوروں کا ایک گروہ انکو ملا۔ انہوں نے انکو پکڑ کر پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا کہ یہ تو پہلی ہی منزل میں امتحان پیش آیا۔ والدہ کی آخری نصیحت پر غور کی اور کہا کہ میرے پاس اسی اشرفیاں ہیں جو میری بغل کے نیچے میری والدہ نے سی دی ہیں۔ وہ چور یہ سن کر سخت حیران ہوئے کہ یہ فقیر کیا کہتا ہے ایسا راستباز ہم نے کبھی نہیں دیکھا وہ انہیں پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس نے جب سوال کیا تب پھر سید عبد القادر جیلانی نے وہی جواب دیا۔ آخر جب ان کے پیراہن کے اس حصہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو واقعی اس میں اسی اشرفیاں تھیں۔ ان سب کو حیرانی ہوئی اور اس سردار نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اسپر سید عبد القادر جیلانی نے اپنی والدہ کی نصیحت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں طلب دین کیلئے چلا ہوں اگر پہلی ہی منزل پر جھوٹ بولتا تو دین کیا حاصل کرتا اسلئے میں نے سچ کو نہیں چھوڑا۔ جب انہوں نے یہ بیان کیا تو وہ سردار چیخیں مار کر رو پڑا اور آپ کے قدموں پر گر گیا اور اپنے گناہوں سے توبہ کی کہتے ہیں کہ پہلا مرید آپ کا وہی ہوا تھا۔ غرض **صدق** ایسی شئے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل اوقات میں بھی نجات دیتا ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے کہ کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

پس جسقدر انسان صدق کو اختیار کرتا ہے اور صدق سے محبت کرتا ہے اسیقدر اس کے دل میں خدا کے کلام اور نبیوں کی محبت اور معرفت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ تمام راستبازوں کے نمونے اور چشمہ ہوتے ہیں گویا **مع الصادقین** کا ارشاد اسی اصول پر ہے۔

مختصر یہ کہ دوسرا کمال **انعمت علیہم** میں صدیقوں کا کمال ہے۔ اس کمال کے حاصل ہونے پر قرآن شریف کے حقایق اور معارف کھلتے ہیں۔ لیکن یہ فضل اور فیض بھی الٰہی تائید سے آتا ہے۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید اور فضل کے بغیر ایک انگلی کا ہلانا بھی مشکل ہے۔ ہاں یہ انسان کا فرض ہے کہ **سعی** اور مجاہدہ کرے جہانتک اس سے ممکن ہے اور اسکی توفیق بھی خدا تعالیٰ ہی سے چاہے۔ کبھی اس سے مایوس نہو کیونکہ مومن کبھی مایوس نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خود بھی فرمایا

لا ییئس من روح الله الا القوم الکافرون

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر ناامید ہوتے ہیں۔ ناامیدی بہت ہی بری چیز ہے اصل میں ناامید وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ پر **بدظنی** کرتا ہے یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع کیا ہے اور فرمایا

ان بعض الظن اثم

اگر مولوی ہم سے بدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ آکر ہماری باتیں سنتے ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہکر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے تو وہ الزام جو ہم پر لگاتے ہیں نہ لگاتے لیکن جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اسپر کاربند نہوئے تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنی کی اور میری جماعت پر بھی بدظنی کی اور جھوٹے الزام اور اتہام لگانے شروع کر دیئے۔ یہانتک کہ بعض نے بڑی بیباکی سے لکھدیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے نمازیں نہیں پڑھتے روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر وہ اس بدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے آنا پڑتا وہ اس سے بچ جاتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے۔ انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے صدیقوں کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان **بدظنی** سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس **معصیت** اور اس کے برے نتیجے سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنیوالا ہے۔ اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے

(باقی آئندہ)

اطلاع ضروری

(۱) جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ باقی ہے اگر وہ اطلاع اس امر کی دینگے کہ فلاں وقت انسے قیمت وصول کیجاویگی تو کارخانہ کو اختیار ہے کہ جب چاہے انسے بذریعہ وی پی قیمت وصول کرے پھر بھی اگر انکار کرینگے تو انسے ہرجانہ وی پی لیا جاویگا۔ اسلئے مطلع کیجاتا ہے وی پی ارسال ہو رہے ہیں جس صاحب کو حساب میں شبہ ہو۔ وی پی بمد امانت رکھکر بذریعہ خط وکتابت فیصلہ کرسکتا ہے

(۲) بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے کرمفرما ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خط وکتابت میں جو اخبار سے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر ضرور لکھدیا کریں مگر اکثر اسکی پروا نہیں کرتے۔ اسلئے آئندہ کیلئے ضرور یاد رکھیں کہ جس خریدار کی خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہوگا مطلع اسکی تعمیل کرنے پر مجبور ہوگا نمبر لکھا جاوے۔

منیجر الحکم

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کیونکہ اس تنگ اور منقبض اور مکدر عالم کو جو رو پوش اسباب ہو کر ایک ناقص حالت مین پڑا ہے اُنکی ظہور کی برداشت نہین بلکہ اس عالم پر ابتلا اور آزمایش غالب ہے اور اسکی راحت اور رنج دونون ناپایدار اور ناقص ہین اور نیز اس عالم مین جو کچھ انسان پر وارد ہوتا ہے وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزا کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہو رہا ہے اسلئے یہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنے یوم الجزا وہ عالم ہوگا کہ جو اس عالم کے ختم ہونیکے بعد آویگا اور وہی عالم تجلیات عظمیٰ کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہہ ہے اور چونکہ یہ عالم دنیوی اپنی اصلی وضع کے رو سے دار الجزا نہین بلکہ دار الابتلا ہے اس لئے جو کچھ عسر و یسر و راحت و تکلیف اور غم اور خوشی اس عالم مین لوگون پر وارد ہوتی ہے اُس کو خدا تعالیٰ کے لطف یا قہر پر دلالت قطعی نہین مثلاً کسی کا دولتمند ہوجانا اس بات پر دلالت قطعی نہین کرتا کہ خدا تعالیٰ اسپر خوش ہے اور نہ کسیکا مفلس اور نادار ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُسپر ناراض ہے بلکہ یہ دونون طور کے ابتلا مین تا دولتمند کو اسکی دولت مین اور مفلس کو اسکی تفلسی مین جانچا جائے۔ یہ چار صداقتین مین جنکا قرآن شریف مین مفصل بیان موجود ہے اور قرآن شریف کے پڑہنے سے معلوم ہوگا کہ ان صداقتون کی تفصیل مین آیات قرآنی ایک دریا کیطرح بہتی ہوئی چلی جاتی ہین اور اگر ہم اس جگہہ مفصل طور پر اُن تمام آیات کو لکھتے تو بہت سے اجزا کتاب کے اسمین خرچ ہوجاتے سو ہم نے اس نظر سے کہ انشاء اللہ عنقریب براہین قرآن کے موقعہ پر وہ تمام آیات بتفصیل لکھے جائینگے ان تمہیدی مباحث مین صرف سورۃ فاتحہ کے قول و دل کلمات پر کفایت کی۔

اب بعد اس کے ہم بیان کرنا چاہتے ہین کہ یہ چارون صداقتین کہ جو مین الثبوت اور بدیہی الصدق مین ایسے بے نظیر اور اعلے درجہ کے مین کہ یہ بات دلایل قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانے کے وقت یہ چارون صداقتین دنیا سے گم ہوچکی تہین اور کوئی قوم پردہ زمین پر ایسی موجود نہین تھی کہ جو بغیر آمیزش افراط یا تفریط کے ان صداقتون کی پابند ہو پہر جب قرآن شریف نازل ہوا تو اس کلام مقدس نے نئے سرے ان گمشدہ صداقتون کو ذاویہ گمنامی سے باہر نکالا اور گمراہون کو ان کے حقانی وجود سے اطلاع دی اور دنیا مین انکو پہیلایا اور ایک عالم کو انکی نور سے منور کیا لیکن اس بات کے ثبوت کیلئے کہ کیونکہ تمام قومین ان صداقتون سے بیخبر اور ناواقف محض تہین یہی ایک کافی دلیل ہے کہ اب بہی دنیا مین کوئی قوم بجز دین حق اسلام کی ٹہیک ٹہیک اور کامل طور پر ان صداقتون پر قایم نہین اور جو شخص کسی ایسی قوم کے وجود کا دعوے کرے تو بار ثبوت اسی کے ذمہ ہے ماسوا اسکی قرآنی شہادت کہ جو ہر ایک دوست و دشمن مین شایع ہونے کی وجہ سے ہر یک مخاصم پر حجت ہے اسبات کیلئے ثبوت کافی ہے اور وہ شہادتین جابجا فرقان مجید مین بکثرت موجود ہین۔ اور خود کسی تاریخ دان اور واقف حقیقت کو اس سے بیخبری نہین ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تک ہر یک قوم کی ضلالت اور گمراہی کمال کے درجہ تک پہنچ چکی تھی اور کسی صداقت پر کامل طور پر اُن کا قیام نہین رہا تھا چنانچہ اگر اول یہودیون ہی کے حال پر نظر کرین تو ظاہر ہوگا کہ ان کو خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ مین بہت سے شک اور شبہات پیدا ہوگئے تھے اور انہون نے ایک ذات رب العلمین پر کفایت نہ کرکے صدہا ارباب متفرقہ اپنے لئے بنا رکھے تھے یعنے مخلوق پرستی اور دیوتا پرستی کا بنہایت درجہ انمین بازار گرم تہا جیساکہ خود اللہ تعالےٰ نے ان کا یہ حال قرآن شریف مین بیان کرکے فرمایا ہے۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ یعنے یہودیون نے اپنے مولویون اور درویشون کو کہ جو مخلوق اور غیر خدا مین اپنے رب اور قاضی الحاجات ٹہرا رکہے مین اور نیز اکثر ون کا یہودیون مین سے بعض نیچریون کیطرح اعتقاد ہوگیا تہا کہ انتظام دنیا کا قوانین منضبطہ متعینہ پر چل رہا ہے اور اس قانون مین مختارانہ تصرف کرنیسے خدا تعالیٰ قاصر اور عاجز ہے گویا اس کے دونون ہاتھ بندہے ہوئے مین نہ اس قاعدہ کے برخلاف کچہہ ایجاد کرسکتا ہے اور نہ فنا کرسکتا ہے بلکہ جب سے کہ اس نے اس عالم کا ایک خاص طور پر شیرازہ باندھ کر اس کی پیدایش سے فراغت پائی ہے تب سے یہ کل اپنے ہی پرزون کی صلاحیت کیوجہ سے خود بخود چل رہی ہے اور رب العلمین کسی قسم کا تصرف اور دخل اس کل کے چلنے مین نہین رکہتا اور نہ اوسکو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق اور اپنی خوشنودی یا ناخوشنودی کے رو سے اپنی ربوبیت کو بہ تفاوت مراتب ظاہر کرے یا اپنے ارادہ خاص سے کسی طور کا تغیر اور تبدل کرے بلکہ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور مجسم قرار دیکر عالم جسمانی کیطرح اور اس کا ایک جز سمجھتے ہین اور انکی نظر ناقص مین سما یا ہوا ہے کہ بہت سی باتین کہ جو مخلوق پر جائز ہین وہ خدا پر بہی جایز ہین اور اسکو من کل الوجوہ منزہ خیال نہین کرتے اور انکی توریت مین جو محرف اور مبدل ہے خدا تعالیٰ کی نسبت کئی طور کی بے ادبیان پائیجاتی ہین چنانچہ پیدایش کے ۳۲ باب مین لکہا ہے کہ خدا تعالیٰ یعقوب سے تمام رات کشتی لڑتا رہا اور اسپر غالب نہ ہوا اسیطرح برخلاف اس اصول کے کہ خدا تعالیٰ ہر یک ما فی العالم کا رب ہے بعض مردون کو انہون نے خدا کے بیٹے قرار دے رکھا ہے اور کسی جگہ عورتون کو خدا کی بیٹیان لکھا گیا ہے اور کسی جگہ بائبل مین یہ بھی فرما دیا ہے کہ تم سب خدا ہی ہو اور مسیح تو یہ ہے کہ عیسائیون نے معلوم کیا کہ بائبل کی تعلیم بہت سے لوگون کو خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیان بلکہ خدا ہی بناتی ہے تو انہون نے کہا کہ آؤ ہم بھی اپنے ابن مریم کو انہین مین داخل کرین تا وہ دوسرے بیٹون سے کم نہ رہجائے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ عیسائیون نے ابن مریم کو ابن اللہ بنا کر کوئی نئی بات نہین نکالی بلکہ پہلے بے ایمانون اور مشرکون کے قدم بقدم چلا رہا ہے غرض حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہودیونکی یہ حالت تھی کہ مخلوق پرستی بدرجہ غایت انپر غالب آگئی تھی اور عقاید حقہ سے بہت دور جا پڑی تھی یہانتک کہ بعض انکے ہندؤن کیطرح تناسخ کے بھی قایل تھے اور بعض جزا سزا کے قطعاً منکر تھے اور بعض مجازات کو صرف دنیا مین محصور سمجھتے تھے اور قیامت کے قایل نہ تھے اور بعض یونانیون کے نقش قدم پر چلکر مادہ اور روحون کو قدیم اور غیر مخلوق خیال کرتے تھے اور بعض دہریون کیطرح روح کو فانی سمجھتے تھے اور بعض کا فلسفیون کیطرح یہ مذہب تھا کہ خدا تعالےٰ رب العالمین اور مدبر بالارادہ نہین ہے غرض مجذوم کے بدن کیطرح تمام خیالات ان کے فاسد ہوگئے تھے اور خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور مالک یوم الدین ہونے پر اعتقاد نہین رکہتے تھے۔ نہ ان صفتون کو اسکی ذات سے مخصوص سمجھتے تھے اور نہ ان صفتونکا کامل طور پر خدا تعالےٰ مین پایا جانا یقین رکھتے تھے بلکہ بہت سی بدگمانیان اور بے ایمانیان اور الحاد ان کے اعتقادون مین بھر گئی تہین اور توریت کی تعلیم کو انہون نے نہایت بدشکل جیسا کر لیا بنا کر شرک اور بدی کی بدبو کو پھیلانا شروع کر رکھا تہا۔ پس وہ لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور جسم قرار دینے مین اور اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت وغیرہ صفات کو معطل جاننے مین اور ان صفتون مین دوسری چیزون کو شریک گردانے مین اکثر مشرقین کے پیشو اور سابقین اولین مین سے ہین۔

یہ تو یہودیون کا حال ہوا مگر افسوس کہ عیسائیون نے تھوڑے ہی دنون مین اُن سے بدتر اپنا حال بنالیا اور مذکورہ بالا صداقتون مین سے کسی صداقت پر قایم نہ رہے اور جو خدا کی صفات کاملہ تھی وہ سب ابن مریم کو عطا دی اور ان کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ جمیع ما فی العالم کا رب نہین ہے بلکہ مسیح اسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچھ عالم مین پیدا ہوا وہ بزعم باطل اُن کے بطور قاعدہ کلیہ مخلوق اور حادث نہین بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صحیح مخلوق ہو کر پھر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے اور اسکی عجیبات مین ایک یہ بھی اعجوبہ ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اوسکا محکوم ہے مگر پھر بھی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہین اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے مگر پھر بھی عیسائیون کی بناء زعم مین قادر مطلق ہے اور عاجز نہین۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے امور غیبیہ کے بارہ مین نادان محض ہے یہانتک کہ قیامت کی بھی خبر نہین کہ کب آئیگی مگر پھر بھی نصرانیون کے خوش عقیدہ کے رو سے عالم الغیب ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیاء کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے مگر پھر بھی حضرات مسیحیون کی نظر مین خدا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بیگناہ نہین ہے مگر پھر بھی عیسائیون کے خیال مین نیک اور بے گناہ ہے غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہون نے ضدین کو

جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز سمجھ لیا اور ان بزرگوں کے اعتقاد کے قائم ہونے سے مسیح کا دروغ گو ہونا لازم آیا مگر انہوں نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا ایک ذلیل اور عاجز اور ناچیز بندہ کو رب العالمین قرار دیا اور رب العالمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دکھ اور تجسم اور حلول اور تغیر اور تبدل اور حدوث اور تولد کو روا رکھا ہے نادانوں نے خدا کو بھی ایک کھیل بنا لیا ہے عیسائیوں نے کیا جرم ہے ان سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے گئے ہیں کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے کوئی کہتا ہے نہیں کرشن کی خدائی اس سے فزون تر ہے اسیطرح کوئی بدھ کو کوئی کسیکو خدا ٹھہراتا ہے ایسا ہی آخری زمانہ نے ان سادہ لوحوں نے بھی پہلے مشرکوں کی ریس کر کے ابن مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرا لیا غرض عیسائی لوگ نہ خداوند حقیقی کو رب العالمین سمجھتے ہیں نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہیں اور نہ جزا سزا اس کے ہاتھ میں یقین رکھتے ہیں بلکہ ان کے گمان میں حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابن مریم ہی ہے اگر رب ہے تو وہی ہے اگر رحیم ہے تو وہی ہے اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے ایسا ہی عام ہندو اور آریا بھی ان صداقتوں سے منحرف ہیں کیونکہ انہیں سے جو آریہ ہیں وہ تو خدا تعالیٰ کو خالق ہی نہیں سمجھتے اور اپنی روحوں کا رب اسکو قرار نہیں دیتے اور جو ان میں سے بت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو اس رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور یہ ہر دو فریق خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی اور جو کچھ دنیا کیلئے خدا نے بنایا ہے یہ خود دنیا کے نیک عملوں کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا اور نہ پرمیشر خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسیطرح خدا تعالیٰ کو کامل طور پر رحیم بھی نہیں سمجھتے کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسا ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع اور زاری اور اعمال صالح میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے صادر ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشیگا جب تک وہ کئی لاکھ جونوں کو بھگت کر اپنی سزا نہ پالے۔ جب ہی کسی نے ایک گناہ کیا پھر نہ وہاں توبہ کام آوے نہ بندگی نہ خوف الٰہی نہ عشق الٰہی نہ اور کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مر گیا اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے بکلی نا امید ہو گیا علیٰ ہذا القیاس یہ لوگ یوم الجزا پر جسکے رو سے خدا تعالیٰ مالک یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں مذکورہ بالا کے رو سے انسان اپنی سعادت عظمیٰ تک پہنچتا ہے یا شقاوت عظمیٰ میں پڑتا ہے اُن کامل سعادت اور شقاوت کے ظہور سے انکاری ہیں اور نجات آخروی کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھ رہے ہیں بلکہ وہ نجات ابدی کے قائل ہی نہیں ہیں اور انکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کیلئے نہ اس جگہ آرام ہے اور نہ اس جگہ اور نیز انکے زعم باطل میں دنیا بھی آخرت کیطرح ایک کامل دار الجزا ہے جسکو دنیا میں بہت سی دولت دیگئی وہ اس کے نیک عملوں کے عوض میں کہ جو کسی پہلے جنم میں اس نے کئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی دنیا میں اپنے نفس امارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اُس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اسی جہان میں خدا تعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے دولت دنیا کہ وہ اُس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کے لئے آلہ بنا وے یہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف نسبت کرنا نہایت درجہ کی بے ادبی ہے کیونکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا ہندوؤں کا پرمیشر آپ ہی لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو ان کا نفس پاک ہو نفسانی لذات کے وسیع دروازے انپر کھولتا ہے اور پہلے جنموں کے نیک عملوں کا اجر ان کو یہ دیتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب تنعم پا کر اور نفس امارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثریٰ میں جا پڑیں اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ بھرا ہوا ہے کہ میرے ہاتھ میں جسقدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہے یہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے وہ کیا کچھ نفس امارہ کی پیروی نہیں کریگا لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دار الجزا نہیں ہے بلکہ دار الابتلا ہے اور جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمایش کے دیا گیا ہے تا یہ ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طور پر اس میں تصرف کرتا ہوں کوئی ایسی شئے نہیں ہے جو میری ملکیت یا میرا حق ہو تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اس بات میں دیکھتا کہ اپنا تمام مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ نہایت درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شکر کر سکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا اور بغیر کسی استحقاق کے مجھ کو ملا ہے غرض آریا لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العالمین ہے نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے۔

اب ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ برہمو سماج والوں کا معارف مذکورہ بالا کی نسبت کیا حال ہے، یعنے وہ ہر چہار صداقتیں کہ جو ابھی مذکور ہوئی ہیں برہمو لوگ ان پر ثابت قدم ہیں یا نہیں سو واضح ہو کہ برہمو لوگ ان چاروں صداقتوں پر جیسا کہ چاہیئے ثبات اور قیام نہیں رکھتے بلکہ ان معارف عالیہ کے کامل مفہوم پر ان کو اطلاع ہی نہیں۔ اول خدا کا رب العالمین ہونا کہ جو ربوبیت تامہ سے مراد ہے برہمو لوگوں کی سمجھ اور عقل سے ابتک چھپا ہوا ہے اور وہ لوگ ربوبیت الٰہیہ کا دنیا پر اس سے زیادہ اثر نہیں سمجھتے کہ اس نے کسی وقت یہ تمام عالم معہ اسکی تمام قوتوں اور طاقتوں کے پیدا کیا ہے لیکن اب وہ تمام قوتیں اور طاقتیں مستقل طور پر اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں اور خدا تعالیٰ کو قدرت نہیں ہے کہ انمیں کچھ تصرف کرے یا کچھ تغیر اور تبدل ظہور میں لاوے اور ان کے زعم باطل میں قوانین نیچریہ کی مستحکم اور پائیدار بنیاد نے قادر مطلق کو معطل اور بیکار کیطرح کر دیا ہے اور ان میں تصرف کرنے کیلئے کوئی راہ اسپر کھلا نہیں اور ایسی کوئی بھی تدبیر اسکو یاد نہیں جس سے وہ مثلاً کسی مادہ حار کو اسکی تاثیر حرارت سے روک سکے یا کسی مادہ بارد کو اسکی برودت کے اثروں سے بند کر سکے یا آگ میں اسکی خاصیت احراق کی ظاہر نہ ہونے دے اور اگر اسکو کوئی تدبیر یاد بھی ہے تو صرف انہیں حدود تک جن پر علم انسان کا محیط ہے اس سے زیادہ نہیں یعنے جو کچھ محدود اور محصور طور پر کوائف و خواص عالم کے متعلق انسان نے دریافت کیا ہے اور جو کچھ تا دم حال بشری تجارب کے احاطہ میں آچکا ہے یہیں تک خدا کی قدرتوں کی حد بست ہے اور اس سے بڑھکر قدرت تامہ اور ربوبیت عامہ کوئی کام نہیں کر سکتی گویا خدا کی قدرتیں اور حکمتیں انکی تمامی یہی ہیں جنکو انسان دریافت کر چکا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ کے مفہوم سے بکلی منافی ہے کیونکہ ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ وہ ہے کہ جو اس ذات غیر محدود کیطرح غیر محدود ہے اور کوئی انسانی قاعدہ اور قانون اسپر احاطہ نہیں کر سکتا۔

نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت تعالیٰ کا
خدائی قدرتوں کا حصر دعوے ہے خدائی کا

جاننا چاہیئے کہ جو امر غیر محدود اور غیر محصور ہے وہ کسی قانون کے اندر آ ہی نہیں سکتا کیونکہ جو چیز اول سے آخر تک قواعد معلومہ مفہومہ کے سلسلہ کے اندر داخل ہو اور کوئی جز اسکا اس سلسلہ سے باہر نہ ہو اور نہ غیر معلوم اور نامفہوم ہو تو وہ چیز محدود ہوتی ہے اب اگر خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ربوبیت تامہ کو قوانین محدودہ محصورہ میں ہی منحصر سمجھا جائے تو جس چیز کو غیر محدود تسلیم کیا گیا ہے اس کا محدود ہونا لازم آ جائیگا پس برہمو سماج والوں کی بھی بھاری غلطی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں اور ربوبیتوں کو اپنے تنگ اور منقبض تجارب کے دائرہ میں گھسیٹنا چاہتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جو امور ایک قانون مشخص مقرر کے نیچے آ جائیں ان کا مفہوم محدود ہونے کو لازم پڑا ہوا ہے اور جو حکمتیں اور قدرتیں ذات غیر محدود میں پائی جاتی ہیں ان کا غیر محدود ہونا واجب ہے۔ کیا کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ اس ذات قادر مطلق کو اس اس طور پر بنانا یاد ہے اور اس سے زیادہ نہیں کیا اسکی غیر متناہی قدرتیں انسانی قیاس کے پیمانہ سے وزن کی جا سکتی ہیں یا اسکی قادرانہ یا غیر متناہی حکمتیں تصرف فی العالم سے کسی وقت عاجز ہو سکتی ہیں بلاشبہ اس کا پرزور ہاتھ ذرہ ذرہ پر قابض ہے اور کسی مخلوق کا قیام اور بقا اپنی مستحکم پیدائش کے موجب سے نہیں بلکہ اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے اور اسکی ربانی طاقتوں کے آگے بیشمار میدان قدرتوں کے پڑے ہیں نہ اندرونی طور پر کسی جگہ انتہا ہے اور نہ بیرونی طور پر کوئی کنارہ ہے جسطرح یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مشتعل آگ کی تیزی فرو کرنے کے لئے خارج میں کوئی ایسے اسباب پیدا کرے جن سے اس آگ کی تیزی جاتی رہے اسیطرح یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس آگ کی خاصیت احراق دور کرنے کیلئے اسی کے وجود میں کوئی ایسے اسباب پیدا کر دے جس سے خاصیت احراق دور ہو جائے کیونکہ اسکی غیر متناہی حکمتوں اور قدرتوں کے آگے کوئی آن ہونی نہیں۔

(باقی آئندہ)

النداء من وحی السماء

یعنی

ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوم

(وحی الٰہی سے)

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سراہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہوگا چونکہ دو مرتبہ بار بار اس علیم مطلق نے اس آیندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلادیگا دور نہیں ہے مجھے خدا عز وجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دو نو زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے دو نشان ہیں انہیں نشانوں کیطرح جو موسےٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کیطرح جو نوح نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد بھی بس نہیں ہے بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہانتک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہوکر کہے گا کہ یہ کیا ہو اچاہتا ہے ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤنگا اور بس نہیں کرونگا جبتک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کریں اور جسطرح یوسف نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہانتک کہ کھانے کے لئے درختوں کے پتے بھی نہ رہے اسیطرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا اور جیسا کہ یوسف نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی تھی اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اسجگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائیگا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جاویگا۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ کیونکر کئی لوگ احمدی جماعت میں سے طاعون سے کیوں مرگئے؟ پس یاد رہے کہ اتنک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون یا زلزلہ سے نہیں مرا جس نے عملی حالت کو محبت کاملہ اور قوت ایمان اور پوری صدق و صفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جسکو میں نے ان علامات کے ساتھ شناخت کرلیا ہو یا جسکو اس کے اس مرتبہ کی خبر دی گئی ہو لیکن چونکہ لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہیں اور ہر ایک زمرہ میں جو ایک کچے کیطرح کمزور ہیں اور ایسے بھی ہیں جو کسی ابتلا کے وقت ثابت قدم بھی نہیں رہ سکتے اور ایسے بھی ہیں جو تھوڑے سے امتحان میں پڑکر مرتد ہونے کو طیار ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو یہ اقرار کرکے جھوٹے ہوتے ہیں جو ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرلیا ہے حالانکہ ابھی وہ دنیا کے گند میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا دن رات مردار دنیا میں مبتلا اور غم و ہم میں گرفتار ہیں اور ان کی عملی حالت اس پر گواہی دے رہی ہے کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا ہرگز نہیں کیا لیکن امید رکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ بڑی بڑی روحانی ترقی کریں گے غرض ممکن نہیں اور بالکل ممکن نہیں کہ جس شخص میں کو بیعت میں داخل کرتا ہوں اور جس راہ پر میں لے جانا چاہتا ہوں اس پر مضبوط پنجہ مار کر پھر بھی کوئی شخص مورد عذاب الٰہی ہو ہاں کمزوری کی حالت میں ان کیلئے طاعون سے فوت ہونا ایک شہادت ہے جو گناہ سے صاف کرکے انکو بہشت میں پہنچائیگی اور یہی خبر خدا نے مجھے دی تھی جس کو میں نے عام طور پر شایع کردیا تھا مگر لوگوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس الہام میں تحریف کرکے اپنی طرف سے یہ شایع کیا کہ گویا میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مرید میرا گو اسکی عملی یا ایمانی حالت کیسی ہی ہو طاعون سے نہیں مرے گا تعجب ہے کہ ہمارے مخالف لوگوں میں افترا کی عادت کسقدر بڑھ گئی ہے اصل الہام یہ تھا جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہوگا طاعون کی موت سے بچائیگا۔ اور وہ یہ ہے۔

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن وہم مہتدون

یعنے جن لوگوں نے مجھے قبول کیا اور مجھ پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم اور قصور اور کسی نوع کی ایمانی یا عملی تاریکی یا نقص کے ساتھ مختلط نہیں کیا وہ طاعون کے حملہ سے امن میں رہیں گے۔

پس وحی الٰہی سے کہاں سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ اپنے اندر کچھ نقص اور ظلم رکھتے ہیں یا کوئی ایمانی کمزوری ہے وہ بھی اس وعدہ الٰہی کے نیچے داخل ہیں **نعوذ باللہ من سوء الفہم و افراط الوہم** میں ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اس جماعت میں داخل ہوئے تھے اور پھر مرتد ہوگئے اگر وہ اس جماعت میں رہکر طاعون سے مرجاتے تو طبع باز اور ناواقف یہی کہتے کہ دیکھو اس جماعت سے یہ لوگ تھے جو طاعون سے مرگئے حالانکہ ان کے اندر ایک خبیث مادہ تھا جسکو خدا جانتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے اور وہ اس پھوڑے کیطرح تھے جو اوپر سے بہت چمکتا ہو اور اندر بجز پیپ کے اور کچھ نہ ہو ہاں خدا تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائیگی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائیگی سو آخر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی ہاں میں سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جو کیا گیا اور طاعون کے نشان کو دیکھکر لوگ (؟) سے پیش آئے یہ دوسرا نشان زلزلہ کا ظاہر ہوا جسکی خبر آج سے قریباً ایک برس پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کیگئی تھی اور پہلے اشتہار میں لکھا گیا جو زلزلہ سے پانچ مہینے پہلے الہام **عفت الدیار محلہا و مقامہا** ہوا تھا۔ وہ ملل سے لکھا گیا تھا بلکہ مئی ۱۹۰۴ء میں ان دونوں اخباروں میں خوفناک زلزلہ کی خبر شایع کیگئی تھی سا تھ اس کے یہ بھی الہام تھا کہ **زلزلہ کا دھکا*** اور عربی میں مذکورہ بالا الہام کا مفہوم یہ تھا کہ اس زلزلہ سے مکانات جو بطور سرائے کے ہونگے یا مستقل طور پر سکونت کے مکانات ہوں گے وہ حادثہ زلزلہ سے نابود ہو جائیں گے ان کا نام و نشان نہ رہیگا اور پھر اشتہار الوصیت میں زلزلہ سے پہلے شایع کیا گیا تھا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** کا **واقعہ آنیوالا ہے** جس سے شور قیامت برپا ہوگا غرض اے ناظرین آپ صاحبان بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو مہینے الحکم اور البدر میں شدید زلزلے کے بارے میں آجکی تاریخ سے ایک برس پہلے شایع کی تھی وہ کس زور سے پوری ہوئی۔ اور جو سخت حادثے کانگڑہ اور بھاگسو اور پالم پور اور سجانپور تیرہ اور ڈلہوزی اور دھرمسالہ میں ہوئے انکی تفصیل کی اسجگہ حاجت نہیں یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے دلوں پر بہت اثر ہونا چاہیئے تھا مگر میں نے سنا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاہور اور امرتسر میں اس پر بھی بہت سا ٹھٹھا کیا گیا خاص کر پیسہ اخبار کے اڈیٹر نے اس ٹھٹھے سے بہت سا حصہ لیا اور رد کے طور پر لکھا کہ ایسے زلزلے ہمیشہ آتے ہیں اور جاپان میں بہت زلزلے آتے ہیں اس شخص نے دیدہ و دانستہ سچائی کا خون کرنا چاہا ہے یہ تو سچ ہے کہ دنیا میں کوئی نئی بات نہیں نوح کے طوفان تک کا بھی پہلے ایک نمونہ گذر چکا ہے مگر خدا تعالیٰ جب کسی ایسے شدید حادثہ کی قبل از وقت خبر دے جو اس ملک کے رہنے والے اسکو ایک معمولی بات نہ سمجھتے ہوں اور رائے ایک ان ہونی خیال کرتے ہوں اور اپنے ملک میں ان کے باپ دادوں نے اسکی نظیر نہ دیکھی ہو اور ایسا امر ان کے ملک میں ظاہر ہونا ان کے خیال و گمان میں بھی نہ ہو اور پھر وہ امر واقع ہو جاوے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو پھر بھی اسکو معمولی بات سمجھنا اگر یہ دہری نہیں تو اور کیا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اس درجہ کا تعصب رکھنے والے اور دانستہ حق کو چھپانیوالے دنیا میں بہت کم ہوں گے شاید اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اس اپنی سیرت میں لاہور میں ایک ہی ہوں یا چند آدمی جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں ان کے ہم مشرب ہوں

بہر حال

جبکہ پہلی پیشگوئی کو ڈرنے والے دل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا اور مجھکو بقول پیسہ اخبار ایک دوکاندار یا افترا کے کاموں کا تاجر قرار دیا گیا ہے تو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب دوسرا نشان دکھاوے تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو اور تا توبہ کرنے والے توبہ کرلیں اور تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کی چھتوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگا دیں اس وقت بجز توبہ اور کیا علاج ہے۔ اس آنیوالے حادثہ کیلئے کوئی ٹیکا بھی تجویز نہیں ہو سکتا جس سے تسلی ہو۔ پس میں محض خیر خواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ کم سے کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور

*نوٹ۔ زلزلہ شدہ کی نسبت ان دونوں اخبارات میں زلزلہ سے بہت مدت پہلے یہ الہام بھی شایع ہو چکا ہے کہ جو کشتی کا ذکر ہے دینے والی خبر۔ اور اس زلزلہ کی نسبت براہین احمدیہ اور سبز اشتہار میں یہ وحی شایع ہو چکی ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ یعنے ہمارے روبرو اور ہمارے سامنے کشتی طیار کر۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں مجھ سے بات نہ کر کہ ان سب کو غرق کرونگا۔ منہ

[حاشیہ (دائیں کنارے پر عمودی، ناقابل خواندگی بیشتر)] ... کے واسطے بھی ایک پیشگوئی ہے اور جو زلزلہ ہو چکا ہے اسکی بھی پیشگوئی ہے جو قرآن شریف کی صداقت کا ایک نشان ہے۔ یہ پیشگوئی زلزلہ کی ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کی وحی الٰہی کی بنا پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خطرناک زلزلہ صرف ایک نہیں۔ غالباً اس کے ... [illegible]

...سے دلکش ہو جانا چاہئے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا چندہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دلکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالے کریم و رحیم ہے دوسروں کی نسبت اس پر رحم کریگا٭ بشرطیکہ شریر جماعتوں کے ساتھ اس کا پیوند اور تعلق نہ ہو۔ خوب یاد رکھو کہ جن قوموں کو خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے عذاب میں مبتلا کیا تھا جیساکہ نوح کی قوم اور فرعون کی قوم اور لوط کی قوم وہ اس لئے ہلاک نہیں کیگئی تھیں کہ محض مذہبی اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں کیوجہ سے ہلاک کیگئی تھیں نوح کی قوم نے نہ صرف حضرت نوح کو مفتری سمجھا بلکہ دن رات ٹھٹھا ہنسی انکا پیشہ ہو گیا اور فرعون اور اسکی قوم نے پہلے سے زیادہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا شروع کیا اور لوط کی قوم نے فسق و فجور میں جبر تک نوبت پہنچائی اور جب انکو سمجھایا گیا تو لوط اور اس کے اصحاب کی نسبت انہوں نے اپنے رفیقوں کو وہ کہا جو قرآن شریف میں درج ہے اور وہ یہ ہے اخرجوھم من قریتکم انھم اناس یتطھرون یعنی ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے باہر نکالو یہ تو طہارت اور تقوے میں بھرتے ہیں یعنے ہمارے مخالف اور باتیں لوگوں کو سکھاتے ہیں پس خدا کا غضب انہیں تو موں پر بھڑکا۔ اور ان کو صفحہ زمین سے ناپدید کر دیا

٭ درحقیقت اس زمانہ میں اسکی مثال ڈپٹی عبد اللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام ہیں۔ عبد اللہ آتھم نے پیشگوئی کو سنکر کوئی شوخی نہیں دکھلائی تھی بلکہ روتا رہا۔ اسلئے خدا نے جو رحیم و کریم خدا ہے اسکی میعاد میں تاخیر ڈالدی۔ جیساکہ پہلے الہام میں اسکا وعدہ تھا۔ مگر لیکھرام نے شوخی دکھلائی۔ اور پیشگوئی کو سنکر بدزبانی میں بڑھ گیا اور مجلس میں گالیاں دینا اپنا شیوہ اختیار کرلیا۔ اس لئے غیور خدا نے اسکی اصلی میعاد بھی پوری نہ ہونے دی۔ اور ابھی پانچ ہی برس گذرے تھے جو اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اور وہی زبان کی چھری دوسرے رنگ میں اسکو لگ گئی۔ منہ

پس کیا تم ان لوگوں سے زیادہ سخت ہو۔ یا تمہار پاس خدا تعالیٰ سے مقابلہ کا کچھ سامان موجود ہے اور انکے پاس موجود نہ تھا۔ اور یا تم عذاب سے بری کئے گئے ہو۔ اور یا خدا تعالیٰ میں اب وہ عذاب دینے کی قوت نہیں جو پہلے تھی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آنیوالے نشان کے بعد جو مجھکو قبول کریگا اس کا ایمان قابل عزت نہیں۔ جنکے کان ہیں سنیں، خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ پس جب ایک انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہو جاتی ہے۔ اور ہولناک سزا دیتی ہے پھر خدا کا غضب کیسا ہوگا۔ پس توبہ کرو۔ کہ دن نزدیک ہیں۔ اور اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الٰہی ہوئی ہے اس جگہ میں اسکو معہ ترجمہ لکھکر اس اشتہار کو...... ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

بخور آنچہ ترا بخورا نم۔

لک درجۃ فی السماء وفی الذین هم یبصرون۔

نزلت لک۔

لک نری آیات ونھدم ما یعمرون

قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون مکفضت عن بنی اسرائیل

ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃً

یعنے جو کچھ میں تجھے کھلاتا ہوں۔ وہ کھا۔ تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے۔ اور نیز انہیں ایک درجہ ہے۔ جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور میں تیرے لئے زمین پر اترونگا۔ تا اپنے نشان دکھلاؤں۔ ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے۔ اور وہ عمارتیں جنکو غافل انسان بناتے ہیں۔ یا آیندہ بنائیں گے۔ گرا دینگے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہوں گے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گرائیں گے٭۔ اور پھر فرمایا ہے کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور ہتوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤنگا اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے اسلئے وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کر دونگا کہ فرعون یعنے وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنے فرشتوں کے ساتھ نشانوں کو دکھلانے کیلئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنے اسوقت جب اکثر لوگ باز نہیں کریں گے اور ہنسی اور ٹھٹھے میں مشغول ہوں گے اور بالکل بے خبر ہوں گے۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کرونگا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اسکو راضی کریں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور تواب ہے جیساکہ وہ شدید العقاب بھی ہے

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شایع کی گئی تھی اگرچہ اسوقت تک اس خارق عادت بات کیطرف ذہن منتقل نہو سکا۔

لیکن اب ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو اسوقت نظر سے مخفی رہ گئیں چنانچہ پہلی پیشگوئی انمیں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے جسکی عبارت یہ ہے۔

فبرّاہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا واللہ موھن کید الکافرین

یعنے خدا اپنے اس بندہ کو ان تہمتوں اور بہتانوں سے بری کریگا جو اسپر لگائے جاوینگے وہ خود اپنے بندہ کیلئے کافی ہے پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کریگا تو اسکو پارہ پارہ کر دیگا اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہیں گے ان کے سب کمر سست کر دیگا۔ اب چونکہ انہیں دنوں میں مخالف لوگ طرح طرح کی تہمتیں لگانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ نے زلزلہ شدیدہ کی مجھے ایک برس پہلے خبر دی چنانچہ مطابق اسکے پہاڑوں پر زلزلہ سے سخت آفت آئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسجگہ پہاڑوں کے پارہ پارہ کرنیسے مراد یہ زلزلہ تھا جسکی اطلاع وغیرہ میں ایک برس پہلے خبر دیگئی۔ دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔

کہ میں اپنی چمکار دکھاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ اسجگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کیطرح صبر کر۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو انہیں پاش پاش کر دیگا۔ قوۃ الرحمان لعبید اللہ الصمد۔

عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جاویگا پس صبر کر خدا تجھے بری کرنے کیلئے ایک نشان دکھلائیگا اور وہ یہ ہے کہ پہاڑ پر اسکی تجلی ہوگی وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیگا یہ خدا کی قوت سے ہوگا تا وہ اپنے بندہ کیلئے نشان دکھاوے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ اور پھر رسالہ آمین میں جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا تھا یہی خبر نظم میں دیگئی تھی۔ اور وہ شعر یہ ہیں۔

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اب سنو اے عزیزو! کہ آج مینے تبلیغ کا حق ادا کر دیا٭٭ اب چاہو ٹھٹھا کرو اور گالیاں دو تہمتیں لگاؤ اور مفتری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو۔ مینے قبل از وقت بتا دیا۔ اے بدقسمتو تم آنے والے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے خدا برحق ہے اور اس کے وعدے برحق۔

والسلام علے من اتبع الہدےٰ

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء

٭٭ پہلے اکثر مسلمان جو اپنی غلط فہمی سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتار رہے تھے وہ بات صحیح تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح ہو کر آنیوالا یہی راقم تھا۔ لیکن ان لوگوں کا کچھ قصور نہیں کیونکہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے سمجھنے کرنے میں عوام تو ایکطرف بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ گو بعد اس کے پیشگوئی کے وقوع کیوقت معنی کھل جاتے ہیں۔ منہ

٭ یہ فقرہ روحانی اور ظاہری دونوں معنی رکھتا ہے۔ اسکے یہ بھی معنے ہیں کہ بداندیشوں اور منصوبوں کی

ہے جو پہلے سے عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے پس سوچو اور ایمان لاؤ تا نجات پاؤ۔ منہ

میرے لاہور میں دو تین دن

الحکم کے ناظرین کیلئے مندرجہ بالا عنوان بالکل نرالا ہے اور شاید سرسری نظر سے بعض بزرگ بھی خیال کریں کہ ایڈیٹر الحکم کا لاہور جانا اور وہان دو تین دن رہنا کونسی ایسی نرالی اور انوکھی بات تھی جسے ایک قومی اخبار کے قیمتی کالم لینے کی ضرورت پڑی لیکن میں ایسے محترم احباب کی خدمت میں بادب سے عرض کرونگا کہ وہ اسے پڑھ لینے کے بعد جو چاہیں کہیں۔ ایڈیٹر۔

بظاہر میرا لاہور جانا اور وہان دو تین روز قیام کرنا میرے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ لیکن اس مرتبہ میرا لاہور جانا فی الحقیقت ایک نئی بات تھی اور لاہور کی حالت بھی میرے لئے بالکل پہلے سے نرالی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مینے اپنے اس سفر کی کچھ باتیں ناظرین کو سنانی چاہی ہیں۔ اور لاہور ہی میں بیٹھ کر مجھے یہ لکھنی پڑی ہیں۔

الحکم کے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **زلزلہ** کے عظیم الشان اور ہیبت ناک نشان کے ظاہر ہونے کے بعد ایک اور **زور آور حملے** کے اعلان کا ارادہ فرمایا تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر فرمایا تھا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تھے کہ وہ اعلان اسقدر کثرت سے شایع ہو کہ قریباً ہر شخص کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو خبر ہو جاوے۔ اس اشتہار کا سر دست سولہ ہزار چھپوانا تجویز ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید اطلاع کے سننے کے منتظر تھے تاکہ کامل طور پر اعلان کیا جاوے لیکن غالباً الحکم کے ناظرین کے لئے یہ بات ضرور ایمان کے بڑھانے والی ہوگی جب وہ یہ معلوم کرینگے کہ حضرت اقدس نے آخر یہ سوچا کہ مبادا اس امر میں ابھی کوئی تاخیر ہو اور ہم اس تبلیغ کے کام میں آئندہ وحی کا انتظار کریں اور خدا تعالےٰ کا عذاب نازل ہو جاوے اور دنیا تباہ ہو جاوے اسلئے بہتر ہے کہ جسقدر اطلاع ہمکو مل چکی ہے وہ لوگوں کے کان تک پہونچائی جاوے شاید کوئی سعادتمند فایدہ اٹھائے۔

اللہ! اللہ!! کس قدر **رحم** اور **شفقت علیٰ خلق اللہ** آپ کی فطرت میں موجود ہے اور کسقدر جوش تبلیغ حق کیلئے آپکے دل میں بھرا ہوا ہے۔ ولیلہ درمن قال

حلم است ز آسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

تبلیغ کے لئے اسقدر جوش اور خدا تعالیٰ کے دین کے لئے غیرت کبھی کاذب کو دی ہی نہیں جاتی اور تصنع اور تکلف میں استقلال اور دیرپائی ہو نہیں سکتی۔ **فاصدع بما تؤمر** جو ایک عرصہ دراز پہلے کا الہام حضرت مسیح موعود کو ہو چکا ہے اسکی سچائی میں ان لوگوں کو جو قادیان سے دور رہتے ہیں کیونکر دکھاؤں۔ افسوس یہ ہے کہ الفاظ اس کیفیت کا مرقع نہیں دکھا سکتے جو آپ کی حالت اور ہیئت سے پائی جاتی ہے۔

۱۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ظہر کی نماز ادا کرنے سے پہلے آپ نے آکر ذکر کیا کہ "میں چاہتا ہوں وہ اشتہار جلد شایع ہو جاوے اور اس حادثہ سے پہلے لوگوں کو خبر ہو جاوے" حضرت اس قسم کا ذکر کر رہے تھے کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی پہونچ گیا۔ آپ نے ذرہ نوازی کی اور اسے خطاب کرکے فرمایا "مینے وہ اشتہار لکھنا شروع کر دیا ہے اور آج ختم کر دونگا۔ اسواسطے وہ بہت جلد شایع ہونا چاہیے"۔ جس پر مینے عرض کیا کہ حضور جلدی ہو جاویگا۔ اس کے بعد حضور نے آپ ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ادنیٰ خادم ایڈیٹر **الحکم** کو ہی لاہور پہونچ کر اس اشتہار کی طبع اور تقسیم کے کام کے لئے منتخب فرمایا۔ میں اپنی خوبی طالع اور بیداری بخت پر جسقدر ناز کروں وہ کم ہے اس لئے کہ خدا تعالےٰ کے اپنے ہاتھ سے معطر کئے ہوئے مسیح اور برگزیدہ رسولؐ نے اسے اپنے کام کے لئے **منتخب** کیا اور اہل سمجھا جو اسکی تبلیغ کو دنیا

کے کناروں تک پہونچانے کا ذریعہ ہے

میرے دل کا حال نہ پوچھو کہ وہ **مسرت** اور **خوشی** سے بھرا ہوا تھا اور اندر ہی اندر میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا تھا اور میرے سر میں وہ صدا گونج رہی تھی جو آج سے قریباً دس سال پیشتر الحکم کے وجود سے بھی پہلے گونجی تھی

لاجرم قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اس کے بعد حضرت حجۃ اللہ نے نماز ادا کی اور بعد نماز اس اشتہار کو لکھنا شروع کیا۔

۱۸ کو علی الصباح ہی مینے در دولت پر جا کر بذریعہ عریضہ اشتہار کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے کہلا بھیجا کہ "بیٹھ جاؤ میں لکھ رہا ہوں ابھی مکمل کرکے دیتا ہوں"۔ میں کوئی ادھ گھنٹہ بیٹھا ہونگا جو خود حضرت تشریف لے آئے۔ وہ وقت میرے لئے عجب سعادت کا وقت تھا میں **تھا اور میرا محبوب و مولا آقا**

آپ ایک روش پر ٹہل رہے تھے اور میں بھی ساتھ ہی ساتھ اپنی **بیداری بخت** پر الحمدللہ کہتا تھا مجھے فرمایا

"میرا اصل منشا یہ ہے کہ بہت ہی جلد لوگوں کو اس عذاب سے جو آنیوالا ہے خبر ہو جاوے تاکہ انہیں جو سعید ہیں تبدیلی کا موقع ملجاوے۔ میں دیکھتا ہوں کہ سخت عذاب آنے والا ہے رات بھی مجھے ایک شدید زلزلہ دکھایا گیا ہے ایسا زلزلہ کہ جس سے زمین روئی کے گالوں کیطرح اڑتی نظر آئی۔ خدا کا شکر ہے کہ اوسنے ہمیں کچھ ضرر نہیں پہونچایا۔ گو ہمینے سخت زلزلہ دیکھا ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ اشتہار شایع ہو جاوے اور اس کیلئے بہتر ہے کہ آپ+ لاہور چلے جاویں اور اسکو وہاں ہی چھپوا کر شایع کریں ایک فہرست میں خود بنا کر دونگا جن کو تقسیم کیا جاوے ہاں یہ ضرور کیا جاوے کہ اسکی کاپی بیان لکھوا کر مجھے دکھلائی جاوے تاکہ میں اسے درست کردوں"۔

پھر پوچھا کہ کس وقت تک کاپی طیار ہو سکتی ہے مینے عرض کی کہ ظہر تک امید ہے انشاء اللہ ہو جاویگی۔ جسپر آپ نے اظہار خوشنودی فرمایا اور اشتہار مجھے دیکر آپ تشریف لیگئے۔

اس بات کی تفصیل کی ضرورت نہیں کہ وہ اشتہار کس طرح ظہر تک طیار ہوا۔ بہرحال ظہر تک کاپی طیار ہو گئی حضرت نے اصلاح فرما دی اور درست ہونے کے لئے دی+ اس کے بعد ایک اور امر ہے جس کو میں ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز کے قریب میں حضرت مولانا المکرم مولوی محمد علی صاحب سے اشتہار کی اشاعت اور اسکے اخراجات کے متعلق مشورہ کر رہا تھا اور آخر وہ تجویز ہوئی۔ جو بذریعہ کارڈ مولوی صاحب موصوف نے احباب متعلقین کو لکھی ہے۔ مغرب کی نماز پڑھ چکنے کے بعد مینے پھر اطلاع دیدی کہ صبح میں لاہور جاؤنگا فہرست دی جاوے فرمایا میں فہرست بھیجونگا

اگر کاپیاں درست ہو چکی ہیں تو مجھے پھر دکھاؤ۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ اسپر کسقدر خرچ آئیگا"

یہ فقرہ جو جلی قلم سے لکھا گیا ہے میں پھر ناظرین کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ یہ وہ وقت تھا کہ ہر شخص بالطبع آرام کرنا چاہتا ہے اگر صبح کو بھی آپ کاپیاں دیکھنے کا منشا ظاہر فرماتے تو بھی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ وہ لوگ جو قرآن شریف پر نظر کرتے ہوئے دو کا نذار یا تاجر کہتے ہیں وہ اس مستعدی اور جوش کا اندازہ کریں اور سچ تو یہ ہے کہ وہ اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔

بدل دردے کہ دارم از برائے طالباں حق
نگردد بیان آں درد از تقریر کوتاہم

آپ نے آرام کو چھوڑ کر کاپیوں کو منگوا کر پھر پڑھنا شروع کیا۔ موسم کی یہ حالت باغ میں مچھر اور پتنگے بیٹھنے نہیں دیتے مگر یہ خدا کا **نور اور جری** لالٹین جلائے نوع انسان کے درد سے بھرا ہوا دل پہلو میں لئے بیٹھا ہے۔ اسوقت کی دوڑ دھوپ میں بے اختیار مجھے سرور ہوتا تھا اور میں یہ شعر پڑھتا تھا

دریاب گر عاقلی بشتاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

الغرض کاپیاں پڑھکر آپ نے مجھے واپس فرمائیں۔ اور میں تہیۂ سفر کے لئے واپس گھر آیا اور ۱۹۔ کی صبح کو ۴ بجے کے قریب دارالامان سے لاہور کو روانہ ہوا۔

(راستہ اور لاہور کے دلچسپ حالات سننے کے لئے ناظرین اگلی اشاعت کا انتظار کریں)

باقی آیندہ

+ فٹ نوٹ۔ یہ آپ کا اخلاقی معجزہ ہے اور تہذیب کلام کا نمونہ ہے کہ آپ ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کو بھی تو سے خطاب نہیں کرتے۔ ایڈیٹر

نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

لاہور میں قیامت خیز زلزلہ

ایسے زمانہ میں جبکہ انسانوں میں خود غرضی عیاشی اور بدکاری کا زور ہو اور ایک انسان دوسرے انسان کا خون پیتا اپنے خیال میں کوئی گناہ نہ سمجھتا ہو بلکہ ریاکاروں اور خود غرضوں کو ہوشیاری و دانائی کے خطاب لوگوں کیطرف سے دیئے جاتے ہوں۔ اور ایمانداری، راستبازی، خدا پرستی کا صرف نام ہی رہ گیا ہو۔ خدائی جلال کا کرشمہ نظر آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے۔ کہ ہمارے گناہوں کی حد گذر چکی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ سارے انسان گناہوں سے توبہ کریں اور راستی و حق پرستی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا دیں۔

۴۔ اپریل کی صبح کو بوقت ۶ بجے منٹ جبکہ بہت سے غافل انسان بستروں پر پڑے اونگھ رہے تھے اور چند خدا کے بندے معبود حقیقی کی بارگاہ میں بعجز و نیاز سربسجود تھے کہ یکایک خفیف سا زلزلہ محسوس ہوا۔ ہر شخص نے سمجھا کہ معمولی زلزلہ ہے اور ابھی ختم ہو جاویگا کہ فوراً زلزلے نے خوفناک جوش اور صورت اختیار کی۔ بڑے بڑے مکانات مثل بید لرزنے لگے۔ دروازے آپس میں ٹکرانے لگے۔ چھتوں اور دیواروں سے دل ہلا دینے والی کڑکڑاہٹ کی آواز نکلنے لگی۔ ہر جہان تماشہ حیران رہ گیا۔ عورتیں اور بچے زور سے چیخنے چلانے لگے۔ ہر شخص اپنی اپنی جان کے فکر میں پڑ گیا۔ بہت سے لوگ معہ اپنی بیوی اور بچوں کے گھروں سے نکل باہر میدانوں میں کھڑے ہوئے زلزلے کے دو زبردست جھٹکے ایسے سخت اور غضبناک تھے کہ بڑی بڑی مضبوط عمارتیں پاش پاش ہونے پر تیار ہو گئیں۔ چڑیاں اور دوسرے جانور اپنے گھونسلوں کو چھوڑ کر آسمان پر اڑنے لگے۔ چلتی ہوئی بیل گاڑیاں ادھر ادھر ہلنے لگیں۔ اگر ایک جھٹکا اور آجاتا تو سارا لاہور معہ انسانوں و حیوانوں کے برباد و تباہ ہو جاتا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس قیامت خیز زلزلہ کو بند ہو جانے کا حکم دیدیا۔ اس خوفناک موقعہ پر تمام ہندو و مسلمانوں کی زبان سے رام رام، اللہ اللہ اور ”توبہ ہے توبہ ہے“ کے کلمات نکل رہے تھے۔ یہ زلزلہ بمشکل ۲ منٹ رہا ہوگا۔ مگر شہر لاہور میں سینکڑوں پختہ مکانات مسمار ہو گئے ڈبی بازار میں مکانات کے علاوہ سنہری مسجد کے دو مینار گر گئے۔ وزیر خان کی مسجد کے ایک حصہ کو بھی نقصان پہنچا۔ ہندو و مسلمانوں کے ۲۴ زن و مرد و بچوں کے ہلاک ہونے کی خبر کوتوالی لاہور میں پہنچی۔ زلزلہ تھم جانے کے بعد تمام لوگ حیرت زدہ و دیوانہ وار اپنے عزیزوں بلکہ ناواقف اشخاص سے خیر و عافیت دریافت کرتے پھرتے تھے اور جن جن مقامات کو نقصان پہنچنے کی خبر ملی وہاں بھاگے چلے جاتے تھے۔ ریلوے اسٹیشن لاہور کے فسٹ کلاس ریفرشمنٹ روم اور ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کو سخت صدمہ پہنچا اور دونوں عمارتوں کی چھتیں گر پڑیں۔ گرجوں مندروں اور بڑے چھوٹے قریباً تمام مکانات کو ضرر پہنچا ہے۔ میونسپل کمیٹی کا ٹاؤن ہال قریب قریب کے بالکل ناکارہ ہو گیا۔ چھت گر کر نیچے آ پڑی۔ مارکیٹ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ کمرشیل بلڈنگ کے قریب پرانی انارکلی میں ایک بڑی عمارت کو سخت صدمہ پہنچا۔ انارکلی تھانہ کی ڈیوڑھی پھٹ گئی۔ مگر شکر ہے بالکل ڈھیر نہیں ہو گئی۔ ورنہ حوالات کے اندر جو دو اسامیاں تھیں ہلاک ہو جاتیں۔ الائنس بنک شملہ کے مقابل سلیم بلڈنگ کو جو مسٹر محمد بخش کی ملکیت ہے کئی مقامات پر نقصان پہنچا۔ انارکلی بازار میں ایک حلوائی کی دوکان کی چھت گر پڑی۔ موری دروازہ کے باہر اور پنجاب نیشنل بنک کے متصل چار پانچ جھکلیر تہ خانے ٹوٹ گئیں جس سے ایک بازاری عورت کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور اسکے ساتھی کے سر کو ضرر پہنچا۔ شہر میں ۲۴ آدمیوں کے علاوہ اور بھی کئی جانوں کا نقصان سنا جاتا ہے۔ چھتیں تو سینکڑوں زمین کو لگ گئیں لاہور کے مشہور کارخانہ پیسہ اخبار کی عالیشان عمارت کو بھی کئی جگہ سے سخت نقصان پہنچا۔ شکر ہے کہ ابھی کارخانہ کھلا نہیں تھا۔ ورنہ ممکن تھا کہ کئی آدمیوں کی جانوں کا نقصان ہوتا۔

(پولیس ایڈوکیٹ)

قیامت خیز زلزلہ

۴۔ اپریل بروز منگل علی الصباح قریباً سوا چھ بجے ایسا سخت زلزلہ آیا کہ الامان۔ دفعتہ مکان گرنے شروع ہو گئے۔ ہندو سراسیمہ رام رام اور مسلمان یا اللہ خیر یا اللہ خیر پکارنے لگے۔ اور بموجب ارشاد آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ جب قیامت آئیگی کوئی نفس کسی نفس کو نہیں بچا سکیگا۔ واقعی اسکی نظیر ان تین منٹوں میں پائی گئی کہ باپ بیٹے کو اور بیٹا ماں باپ کو نہیں بلا سکا۔ بس یہی معلوم تھا کہ اب ہی گئے اور اب ہی گئے۔ اور اسپر خطرناک تو یہ کہ وہ مکان آ پڑا وہ آ پڑا۔ رام دہرہ۔ توبہ! جب وہ وقت یاد آتا ہے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل کانپ کانپ اٹھتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب ہی بھونچال آیا ہوا ہے۔ ذرا سی ہوا کے چلنے سے جان سہم جاتی ہے۔ افسوس کہ وہ لوگ جو عمارت بنانے کیلئے بنیاد رکھنے کے وقت کسی غریب کی زمین ایک ادھ گز غبن کر جایا کرتے ہیں۔ اسوقت پکار رہے تھے کہ یہ مکان کوئی سنبھال لے اور ہمیں نکال کر ایسی جگہ پہنچا دے جہاں امن ہو۔ گویا اسوقت مکان سے بھی بیزار تھے مگر سوائے اس مالک کے کون بچا سکتا تھا۔ اللہ کی قدرت کہ بڑی بڑی پختہ عمارتیں اور عالیشان مکانات جو سالہا سال سے ہر ایک فتنہ سے محفوظ تھے۔ چشم زدن میں گر گئے۔ جو بچے رہے وہ پھٹ گئے کوئی ہی ایک آدھ شاید ایسا مکان نکلیگا جو آفت ناگہانی سے بچا ہو۔ ورنہ تمام مکانات پھٹے پڑے ہیں۔ بڑی بڑی عالیشان یورپین کی کوٹھیاں پھٹ گئیں۔ ریلوے اسٹیشن امرتسر کا بیرونی حصہ گر گیا۔ خیرالدین کی مسجد کے منار آ پڑے۔ گھنٹہ گھر کا اوپر کا حصہ قریباً دو گز کے آ پڑا۔ علاوہ اسکے بہت سی جائیں بھی اسکی پھٹ گئیں۔ اور یہ ہولناک زلزلہ صرف امرتسر پر ہی نازل نہیں ہوا۔ بلکہ تمام پنجاب ہندوستان میں سے کوئی ہی شہر اس سے بچ نہیں سکا۔ لاہور میں بڑا سخت نقصان ہوا۔ بادشاہی مسجد تک کے منار جو قریباً چار ساڑھے چار سو سال سے باامن کھڑے تھے۔ اور اس اثنا میں سینکڑوں زلزلے اندھیاں دیکھ چکے تھے۔ نہ بچ سکے۔ سنہری مسجد کا بڑا نقصان ہوا۔ ریل کے کارخانہ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ اور آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہل کر چھت کا ایک حصہ ٹیڑھا ہو گیا۔ بلکہ شاپ تمام پھٹ کر ناکارہ ہو گیا۔ ریلوے سٹیشن کے اکثر کمرے گر گئے۔ ریفریشمنٹ کو سخت صدمہ پہنچا۔ نیا پلیٹ فارم جو شمال کیطرف ہے اسکی ڈیوڑھی گر گئی۔ مسجد وزیر خان کے شمالمغربی مینار کو صدمہ پہنچا۔ ڈاکخانہ ٹون ہال کو شدید نقصان پہنچا۔ اکثر جانیں تباہ ہوئیں۔ لودہیانہ میں بھی اسی قسم کا زلزلہ آیا۔ یہی حالت سیالکوٹ کی ہوئی۔ مدراس میں بھی سخت نقصان ہوا۔ شملہ میں ۴ منٹ تک رہا۔ کرائسٹ چرچ کا گرجہ نیز گرینڈ ہوٹل کی عمارت بھی خستہ ہو گئی۔ جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ کوہ مسوری پر بھی ۳ منٹ میں سخت تباہی آئی مال و جان کے نقصان کا ابھی اندازہ نہیں لگا۔ توبہ۔ پٹیالے میں مارے زلزلے کے لوگ مارے گئے۔ عمارتیں مسمار جانیں تباہ۔ ترنتارن ضلع امرتسر میں سخت نقصان ہوا بہت سی جانیں ملبہ کے نیچے آ کر دب کر مر گئے۔ پٹھانکوٹ میں نہایت سخت زلزلہ آیا۔ دہرم سالہ کا تمام سٹیشن ہی برباد۔ سخت کہرام مچا ہوا ہے۔ لاہور میں تین سولین ایک انگلو انجنیئر بھی دب کر مر گئے میم صاحبات و بچوں کا بھی سخت نقصان ہے۔ بٹالہ میں بھی سخت زلزلہ آیا۔ تمام مکانات مسمار ہو گئے ایک جھونکے کے ساتھ لگ گئے اور دوسرے دھم سے آ پڑے تیسرے جھونکے نے لوگوں کی ملک الموت سے جا ملاقاتیں کرا دیں۔ غرضکہ فیروزپور۔ ملتان۔ جالندھر۔ کپورتھلہ۔ حصار۔ ہانسی۔ منٹگمری وغیرہ جدہر دیکھو یہی حال بگاڑ رہا ہے جو میں تحریر کر رہا ہوں جسقدر مختلف اضلاع سے خطوط آئے ہیں کسی میں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ ہمارے ہاں کچھ کم زلزلہ آیا بس یہی تحریر ہے کہ ہمارے شہر کا فلاں فلاں حصہ مسمار ہو گیا ہے۔ اتنے آدمی مر گئے ہیں الامان۔ سب سے زیادہ اثر اسکا سرینگر اور ڈیرہ دون اور دہرم سالہ کانگڑہ پر پڑا۔ یعنے دہرم سالہ کی چھاؤنی پر جو قریباً پانچ سو کے سوار مقیم تھے بسبب پھٹ جانے پہاڑ کے قریباً تین سو کے مر گئے۔ جو بچ رہے وہ بچ سکتے ہیں۔ علاوہ ان کے اور بہت سا نقصان ہوا۔ ڈیرہ دون کی یہ حالت ہے کہ اسقدر مکانات گرے اور لوگ نیچے دب کر مر گئے ہیں کہ کوئی لاش اٹھانیوالا میسر نہیں آتا۔ حضور گورنر صاحب تشریف فرما ہیں اور آپنے حکم دیا ہے کہ نہایت آرام کیساتھ لاشیں نکالی جاویں اور دفنائی جلائی جاویں۔ یہی حال سرینگر کا سننے میں آیا ہے۔ بلکہ ایک تار سے اسقدر پتہ لگا ہے کہ کشمیر تباہ ہوئی پڑی ہے تار سے واضح ہوا ہے کہ کشمیر میں ایک دن پہلے یعنے ۳۔ اپریل پیر وار کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ آنا شروع ہوا۔ اور ۴۔ اپریل کو صبح کے ۶ بجے تباہی آئی۔ اللہ اپنا فضل کرے۔ یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ کہ بیماری آئی تو ایسی کہ ادہر آدمی بیمار ہوا۔ ادہر چلتا ہوا۔ اگر کوئی سوئے سے خبر پرسی کو آ گیا۔ تو وہ بھی وہیں چت۔ سردی ایسی پڑی کہ اسکی نظیر پیشتر کئی سالوں میں نظر نہیں آتی اب اگر بھونچال آیا تو ایسا کہ خدا کی پناہ۔ دنیا کے تباہ ہونے میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ وہ لوگ جو کہا کرتے تھے کہ خدا کیا ہے۔ یہ سب زمانہ کی تاثیر ہے۔ بے اختیار حواس باختہ پناہ مانگ رہے تھے۔ اور اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ رات کے ۴ بجے ہی زلزلہ محسوس ہو رہا تھا۔ سوا چھ بجے کے بعد ۱۰ بجے تک تھوڑے تھوڑے منٹوں بعد زلزلہ آتا رہا۔ زمین کی رفتار بھی بہت تیز تھی پھر کوئی ۱۱ بجے پھر ۲ بجے پھر رات کے ۱۱ بجے پھر ۱۲ بجے پھر ۵ کو علی الصباح ۳ بجے زلزلہ آیا۔ لوگ پہلے دن شہر سے باہر جاکر توبہ استغفار کرتے رہے۔ بلکہ رات کو بھی اکثر دالانوں کے باہر اور باغات میں لوگوں نے آرام کیا۔ ہندو مسلمانوں نے خیرات حد سے بڑھکر کی۔ مسلمان لوگوں نے باہر جاکر جنگلے میں نفل ادا کئے اور سربسجود ہو کر گڑگڑاتے رہے۔ ۶ کی رات کو مسلمانوں کا ایک جم غفیر

مجمع تسبیح و تقدیس بازاروں میں کرتا پھرا خدا کی قدرت کہ ابھی زلزلہ کا خوف لوگوں کے دلوں سے دور نہیں ہوا تھا کہ آسمان ابر آلود ہو گیا اور ۶ کی رات کو ۱۱ بجے کے قریب بارش ہوئی۔ بوندیں کنکروں کی طرح پڑیں۔ لوگ پکار رہے تھے کہ اگر ایک آدھ گھنٹہ بھی بارش ہو گئی تو بس پھر خیر نہیں کیونکہ شہر تو پہلے ہی پھٹا پڑا ہے اب بارش سے تباہ ہو جائیگا۔ مگر اس ارحم الراحمین نے اپنے بے بہا فضل کرم سے بچا لیا۔ اگلے دن شیخ محمد جمیل صاحب اور دیگر روساء نے منادی کرادی کہ آج جمعہ کی نماز تمام لوگ عیدگاہ میں پڑھیں۔ جب مسلمان بڑی خوشی سے گئے اور نماز ادا کی خلقت کا ہجوم اسقدر تھا کہ کبھی عید کے دن بھی اتنے لوگ نہیں دیکھے گئے۔ مزید براں شہر کی بھی تمام مسجدیں معمول سے زیادہ لبریز تھیں بہت سے ایسے نماز میں شامل تھے جو کبھی عید کی نماز میں بھی شریک نہ ہوتے تھے سچ پوچھو تو خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا ہے اور دنیا کو دوسری بار پیدا کیا ہے ورنہ کس کو امید تھی کہ اب پھر کوئی کام کر سکیں گے۔ اکثر اصحاب دریافت کرتے ہیں کہ اس زلزلہ کا کیا باعث ہے۔ اول تو یہ کہ آج دنیا پر اسقدر ظلم اور زنا۔ جھوٹ۔ بدی۔ فریب دغا۔ عداوت۔ حسد وغیرہ پھیل رہے ہیں۔ جو محتاج بیان نہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر جرم سخت ہوتا ہے۔ اسیقدر سزا بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ کسی مجرم کی نسبت کہا جاوے کہ اسکا سر تلوار سے کاٹ دو۔ تو اگرچہ اسکا سر تلوار سے کٹیگا مگر اسکے سر اوڑنے کا موجب اسکا جرم ہے۔ اسیطرح اگرچہ یہ زلزلہ تباہ کن تھا۔ مگر دراصل تباہی لانے والے ہمارے فعل ہیں۔ اب یہ کہ زلزلہ کسطرح آتا ہے اسکا بیان اگرچہ مولانا مولوی احمد الدین صاحب سامعہ ہر ایک کے مضمون حرکت زمین میں مفصلاً آپکی نظر سے گذریگا لیکن میں مختصر عرض کئے دیتا ہوں۔ زمین کے اندر بیشمار آگ ہے جو پہاڑوں کے ذریعہ سے دبی ہوئی ہے وہ چاہتی ہے کہ نکلے اور سورج سے ٹکر لے۔ مگر قانون قدرت نے اُسے بند کر رکھا ہے۔ جب وہ کسی طرف کو نکلتی ہے۔ اور سامنے سے پانی ملتا ہے تو ایک سٹیم پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ایک عجیب قسم کا حادثہ وقوع میں آتا ہے کیونکہ پانی تو چاہتا ہے کہ اُسے بجھا دے اور وہ چاہتی ہے کہ اسے جلا دے پس جسوقت ان دونوں کا آپس میں مقابلہ ہوتا ہے۔ تو لوگوں کے لئے قیامت کا نمونہ پیش خیمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر زمین کا پھٹ جانا بعید نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ جو افواہ پھیل رہی ہے کہ ریلوے گاڑی کا فلاں فلاں مقام پر نقصان ہوا۔ ابھی تک پختہ طور سے معلوم نہیں ہوا خدا کرے خیر ہی ہو۔ آج ایک مولوی صاحب نے دوران وعظ میں جمعہ کے وقت فرمایا کہ بعض ایک کمبختوں نے فطرت کے خلاف زنا کیا ہے یعنے امرتسر کے کسی حصہ میں۔ بیٹی باپ۔ اور بہین بھائی نے زنا کیا مگر یہ خبر بایہ ثبوت کو نہیں پہونچی۔ کون بدبخت حواس قایم رکھکر ایسے آزادی کے زمانہ میں ایسے فعل شنیع کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ خیر کچھ ہی ہو جتنے مونہہ اتنی باتیں۔ دراصل تو جو کچھ دنیا پر قہر الٰہی طرح طرح نازل ہو رہا ہے۔ ہماری ہی بدعملی کا موجب ہے۔ آج جسقدر لوگ توبہ استغفار کر رہے ہیں اگر اسیطرح ایک عرصہ تک عجز و الحاح سے فریاد و پکار کرتے رہیں تو وہ احکم الحاکمین باقی شکایتوں کو بھی دفع کر سکتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ انکساری وعاجزی صرف چار گھڑی کیلئے ہے۔ پھر وہی حرص وہوس و دغا فریب اور لوگ ایسے نازک موقعہ پر عوام الناس کو بارگاہِ ایزدی میں رونا اور اور اپنی تقصیروں کی معافی مانگنا بہتر ہے (ضیاء الاسلام)

قیامت کا نمونہ

۴۔اپریل کو سورج کے نکلتے ہی قیامت کا نمونہ قایم ہوا۔ زلزلہ اسقدر زور سے آیا کہ الامان والحفیظ قریباً ۲½ منٹ زور دکھا کر دہما ہوا۔ پھر بھی تمام روز اور شب برابر ۶ کی صبح تک کئی دفعہ مرات کرات آتا رہا امرتسر لاہور میں پختہ مکانات قریباً سب پھٹ گئے کئی ایک آدمیوں کا بھی نقصان ہوا۔ حمل بھی ضایع ہوئے۔ لوگ دیوانہ وار ہو رہے تھے۔ دماغوں سے عقل پیروں سے خون اڑ چکا تھا۔ مکانوں سے نکل نکل میدانوں کو بھاگ رہے تھے۔ غرض قرآن شریف میں جو نمونہ قیامت کا بتلایا گیا ہے تذہل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها وترى الناس سکارى وما هم بسکارى ولکن عذاب الله شدید۔ آیت موصوفہ کے تمام اجزا کا نمونہ تھا۔ کشمیر سے اسکی رفتار شروع ہونے کی خبر آئی ہے اور یہ بھی خبر آئی ہے کہ کشمیر میں بہت تباہی ہوئی ہے۔ امرتسر کی بڑی مسجد شیخ خیرالدین مرحوم کے تین منارے گر گئے اور چھت بھی نکلی۔ لاہور کی سنہری مسجد کو بھی نقصان پہونچا اور بھی کئی ایک مسجدوں کے منار گرے۔ امرتسر کے گھنٹہ گھر کو بھی صدمہ پہونچا۔ آٹھ پہر لوگوں کے ہوش بحال نہیں ہوئے امرتسر میں سو سال سے زاید عمر کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا زلزلہ دیکھا نہ سنا دیکھیں اہالی ملک عموماً مسلمان خصوصاً اس نشان الٰہی سے کیا عبرت پاتے ہیں۔

خدائے ذوالجلال کی عظمت اور جلالت کو کہاں تک دلوں میں جگہہ دیتے ہیں اللّٰھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذالک۔ (اہلحدیث)

ہولناک زلزلہ

۴۔اپریل کی صبح کا زلزلہ جو ۱۰ منٹ اوپر چھ بجے شروع ہوا۔ ملک کے ہر ایک حصہ میں تباہی بخش ثابت ہوا ہے۔ شمالی ہند کے بڑے بڑے شہروں کی عظیم عمارتیں یا تو چکنا چور ہو گئی ہیں یا انکو سخت صدمہ پہنچا ہے سرکاری اور پرائیویٹ عمارتوں میں شگاف ہو گئے ہیں۔ اور اکثر عمارتیں پاش پاش ہو کر خطرناک حالت میں کھڑی ہیں۔ ہر ایک حصہ ملک میں زلزلہ قریباً ایک ہی وقت محسوس ہوا۔ اور یہ زلزلہ کی تیزی رفتار کے لحاظ سے حیرت انگیز بات ہے کوئی زندہ شخص پنجاب بھر میں اس زلزلہ کی نظیر کا ذکر نہیں کرتا۔ ہر جگہہ اس زلزلہ کی آمد ایک ہی تھی گویا کہ بادل گرج رہی تھی۔ یا ہزاروں توپوں کے ایک ہی بار منہ کھولدئیے گئے تھے۔ سخت احساس کا دورہ قریباً ڈیڑھ منٹ تک قیاس کیا گیا ہے۔ اسکی جنبش سے چھتوں نے دیواریں چھوڑ دیں۔ شہتیر دیواروں سے نکل گئے۔ اور بلند عمارتیں سرنگوں ہو گئیں۔ تمام منظر تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اور جانوں اور مکانوں کی سلامتی سخت خطرے میں ہو رہی تھی۔ ایک ہی اور سخت جھکولا سارے نظر آنے والے کھیل کی صورت کا نقشہ بدل دینے کو کافی تھا۔

امرتسر میں صدمہ سے شاید ہی کوئی مکان بچا ہو۔ بڑی بڑی عمارتوں کو عموماً زیادہ صدمہ پہنچا ہے۔ زرا آندھی کی کیفیت بھونچال کی نسبت بھی صحیح ثابت ہوئی ہے۔ جسطرح آندھی میں تناور درختوں کو جو ہوا کی تندی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں زبردست عنصر کے سامنے سربسجود ہونا پڑتا ہے۔ اور نرم پودے جو پہلے ہی سرنیاز خم کر دیتے ہیں۔ صدمہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسیطرح اس ہولناک زلزلہ نے بالعموم گرانڈیل اور مضبوط عمارتوں کے انجر پنجر ڈھیلے کر دیئے ہیں۔ اور ہلکی عمارتوں کو نسبتاً کم صدمہ پہنچا ہے۔ اور بے حقیقت کچی عمارتیں بالکل محفوظ رہی ہیں۔ گھنٹہ گھر امرتسر کا کسیقدر بالائی حصہ زمین پر آرہا۔ ٹون ہال اور کوتوالی کی عمارت کو صدمہ پہنچا ہے۔ سٹیشن کا بیرونی حصہ ٹوٹ گیا۔ شیخ خیرالدین کی مسجد کے تین منار زمین پر آرہے۔ گرجا گھروں کو سخت صدمہ پہنچا۔ دفتر ضلع کے ایک حصہ کی چھت سلامی مستطیع شکل میں ہو گئی ہے نئی پرانی عمارتوں اور کوٹھیوں میں سے کوئی بھی صدمہ سے بچ نہیں سکی + شہر میں عمارتوں کو صدمہ پہونچنے سے بہت کی حالت خطرناک ہو رہی ہے۔ ۴۔اپریل کی صبح کے بعد دوسرے دن ۵۔اپریل ۳ بجے صبح تک کم از کم دس دفعہ زلزلہ محسوس ہوا۔ لوگ اتنے ہراسان اور خوف زدہ ہو رہے تھے کہ باشندوں کی ایک کثیر تعداد نے گھر چھوڑ کر میدانوں میں اور شہر کے باہر پناہ لی خطرناک مکان گرائے جا رہے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو اس دن باہر گئے ہوئے تھے واپس آ گئے ہیں۔ اور سرگرمی سے انتظام میں مصروف ہیں۔ مکانوں کے گرنے سے جانوں کا بھی نقصان ہوا ہے۔ جنکی تعداد ۹ سے ۲۵ تک بیان کیجاتی ہے۔ ۷ سے ایک سو آدمیوں تک کو سخت چوٹیں پہنچنا ظاہر کیا جاتا ہے۔

لاہور میں بھی بڑی بڑی عمارتوں کو صدمہ پہنچا۔ وزیر خان کی مسجد۔ شاہی مسجد۔ سنہری مسجد۔ ٹون ہال منٹگمری ہال اور دوسری عمارتوں نے سخت صدمہ برداشت کیا ہے۔ شملہ۔ مسوری۔ پٹیالہ۔ جالندھر وغیرہ سے اسی قسم کی تاریں موصول ہوئی ہیں سب سے زیادہ مصیبت دہرم سالہ (کانگڑہ) پر پڑنے کی خبر آئی ہے۔ سارے مکانات زمین کے برابر ہو گئے ہیں۔ اور دیسی اور یورپین جانوں کی کثیر تعداد ضایع ہو گئی ہے۔ عموماً بڑے بڑے فوجی۔ سول اور انجنیرنگ افسر جو سٹیشن پر موجود تھے۔ جان بحق ہوئے ہیں باقیماندہ زخمی اور صدمہ رسیدہ جانیں کھلے میدان میں پڑی ہیں۔ اور علاج اور خوراک کی محتاج ہیں۔ صاحب کمشنر بہادر لاہور ڈویژن کے سپیشل ٹرین میں خاص امداد کو بھیجے جانے کی خبر ہے کشمیر میں اس زلزلہ سے سخت تباہی آئی ہے لیکن چونکہ تاریں ٹوٹ گئی ہیں۔ اسلئے ابھی تفصیل موصول نہیں ہوئی۔

ترنتارن میں ایک بنگلہ گر گیا۔ دربار صاحب ترنتارن کی چھت کو صدمہ پہنچا۔ یہاں ۹ جانیں ضایع ہوئیں اور ۷ آدمی زخمی ہوئے۔ ہر حصہ ملک سے پرائیویٹ تاریں تباہی کی تصدیق کرتی ہیں اور ابھی تفصیل کا انتظار ہر آن ہے۔

اس مہیب زلزلہ کا خیال کر کے ایک خیال ضرور مضبوط ہو جاتا ہے۔ کہ نیچر ہندوستان کو نہایتی درجوں سے گذار رہی ہے۔ یہاں قحط پڑتے ہیں جس میں لاکھوں جانیں ضایع ہو جاتی ہیں یہاں طاعون ہے۔ جو لاکھوں جانوں کو چٹ کئے جاتا ہے۔ یہاں ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے بے مثال اور سخت موسم سرما موجود تھا۔ اور اب ایک ایسے سخت بھونچال سے ملک کو مقابلہ کرنا پڑا ہے کہ جس نے ہزاروں جانوں کو قتل اور زخمی کرنے کے علاوہ کروڑوں۔ اربوں کی جائداد تباہ کر دی ہے۔

پبلک ہماریٔن

زلزلہ کے خطوط

نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

حضرت اقدس

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اما بعد گذارش آنکہ۔ آج تقریباً چہ بجے صبح کے امرتسر میں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ غالباً کوئی ایسا مکان ہو گا جو شکست و ریخت سے بچ رہا ہو۔ ساڑھے دس بجے تک تقریباً ۸ زلزلے آئے لیکن ان سب میں پہلا زلزلہ ایسا سخت تھا کہ الامان۔ مین چونکہ شہر کے ایک غربی پہلو مین رہتا ہون اس لحاظ سے میرے جیسے شخص کیلئے ایسے حادثے کا فوٹو کھینچنا ایسے شہر مین محال ہے۔ لیکن تاہم ایسی ناگہانی حیرانی اور پریشانی مین جو کچھ مجھکو محسوس ہوا وہ سخت عبرت کے لایق ہے۔ مین صبح کی نماز سے فراغت پاکر بالا خانے مین ہی قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ زلزلے کی دو متواتر جنبشین محسوس ہوئین۔ مین مضطربانہ باہر نکل آیا۔ اور مکان کے نیچے جانے والی صحن کی سیڑھیون کے بالائی سرے پر کھڑا ہو نیکو ہی تھا کہ نہایت شدت سے زلزلہ شروع ہو گیا۔ مکان اس کشتی کیطرح ہو گیا جو سمندر مین سخت طوفان مین ہچکولے کہا رہی ہے۔ مکان کبھی ایک پہلو پر جھکتا تھا کبھی دوسرے پر۔ سارے شہر مین ایکدم شور مچ گیا۔ اور تمام کوچہ و بازار مین دوڑا دوڑ اور بھاگو بھاگ کا کہرام مچگیا۔ مین بت کیطرح حیران پاؤن کہین جمتا نہین۔ ادہر زنان خانہ مین توبہ و استغفار کا نعرہ بلند ہو رہا ہے اودہر سبھی منزل مین گر کے نوجوان بڑے اضطراب اور گھبراہٹ مین یارب یارب یا اللہ یا اللہ پکارتے ہوئے دروازے سے باہر کیطرف مایوسانہ میری طرف دیکھ رہے ہین کہ کیا کرین مین ان سب کے درمیان ترسان و لرزان اپنی کشتی کی سلامتی کیواسطے اپنے مالک سے دعائین مانگتا جاتا ہون اور نوجوانون کو کہتا ہون کہ مکان کے باہر بھاگ جاؤ۔ اور اپنی جان بچاؤ۔ ادہر زنانون کو کہتا ہون کہ مکان چھوڑ دو۔ اور مکان کے سامنے کی پچھلی چھت پر جسطرح ہو سکے ہو بچ جاؤ۔ کسی نے کہا وہان پردہ کیونکر ہو۔ بچون کی نانی نے کہا کہ جانین بچ رہین گی تو سب کچھ ہے۔ نوجوان تو اشارہ پاتے ہی مکان کے باہر ہو گئے لیکن ننھے بچے خواب شیرین کی تلخکامی سے ناواقف ابھی بستروں مین سو رہے تھے۔ اور یہ اوقت یاد ... نہ زنانے مکان سے باہر ہونے کو ہوئے۔ ابھی بچون کا جگانا اور بھگانا مشکل ہو گیا۔ ادہر مین ان لوگون کو ڈانٹ رہا ہون کہ جسقدر جلد ممکن ہو بچونکو گھسیٹ کر لے بھاگو ادہر مکان کے ہچکولے اور چھت کی لرزش پاؤن نہین جمنے دیتی تھی غرض افتان و خیزان یہ ناتوان گروہ بصد مشکل مکان کے باہر ہوا۔ شہر کیطرف دیکھتا ہون تو شور و فغان نالہ و فریاد کی پکار چارون طرف سے کانون کو بدحواس کر رہی ہے لوگ دوڑا دوڑ ڈہاب کی خالی زمین میں ٹھہر رہی ہے یا جوق در جوق شہر کے باہر ریڈ کیطرف بھاگ رہے ہین۔ مکانون کے بکھرنے اور منڈیرین پڑاخ پڑاخ پھٹ کر نیچے گر رہے ہین یا دیوارون کے ہو ٹنے کے پٹاخے چل رہے ہین اور گرد و غبار کے بگولے ہوا مین معلق نظر آ رہے ہین۔ یا الٰہی یہ زلزلہ ہے یا صبح قیامت ہے۔ مکان گورستان معلوم ہوتے ہین اور کہین مردون کی تصویرین نفسی نفسی کا عالم ہے۔ مجھکو یقین ہے کہ اسوقت دہریون کو بھی اس اعلے اور برتر ہستی کا یقین آگیا ہو گا۔ جو مکانات سالہا سال سے آسایش کا ذریعہ تھے آن کے آن مین مصایب کا پہاڑ ہو گئے۔ اسوقت یہی معلوم ہو رہا تھا کہ اب جانون کا خاتمہ ہے۔ مگر جب یہ درد و الم حد سے گذر گیا تو اوس شافی مطلق نے زمین اور اہل زمین اور اہل زمین کی تسکین بخشی اور جان مین جان آئی۔ سنا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۰ آدمی دب کر مر گئے۔ اور چوٹ کے صدمات سے بہت لوگ مجروح ہوئے۔ نسبتاً جو مکان کچے یا نسبتاً کمزور تھے وہ بہ نسبت اونکے جو پختہ اور مضبوط تھے اچھے رہے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ لمبی دیوارین ایکدوسری کی متوازی ٹکر کھا کر ٹوٹ گئین۔ یہ بھی سنا ہے کہ دربار صاحب کے تالاب کا پانی پیرو کھنے کے مقام سے مین سیڑہی نیچے تھا لیکن جب زلزلہ کے باعث سے پانی اچھلتا تھا تو پیرو کھنے کے مقام پر ایک فٹ پانی ہو جاتا تھا۔ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمان پریڈ مین جاکر نفل پڑھین۔ اور ہندو اپنے اپنے مقامات پر پوجا پاٹ مین مصروف ہون۔

حضور میرے اور میرے بال بچون کیواسطے دعا فرماوین کہ وہ ارحم الراحمین ہمکو صراط مستقیم کی ہدایت کرے۔ اور عاجز کی کشتی کو دنیا کی تیز و تند صرصرون سے محفوظ رکھے۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار۔

خاکسار کرم الٰہی اسسٹنٹ شفاخانہ ڈبا کھٹیکان امرتسر مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء

نوٹ۔ دس بجکے بعد بھی چند خفیف زلزلے محسوس ہوئے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مشفقی و محبی جناب بھائی صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بندہ خیریت سے گھر تو پہونچ گیا تھا۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ صبح چہ بجے ایسا خطرناک زلزلہ آیا۔ کہ ہمارے دل کھینچے کو طیار تھے۔ ہمارے گھر مین خدا کے فضل سے بالکل آرام ہے۔ شہر مین بہت سے مکانات گر گئے ہین جو زمین پھٹ گئی ہے وہ مین نے بھی بچشم خود دیکھی ہے۔ ایک گاؤن جو اوہکی یہان سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وہان تمام مکانات ملیامیٹ ہو گئے ہین۔ اور چار سو کے قریب آدمی فنا ہو گئے ہین۔ باقی کا پتہ نہین۔ ایک جگہ سوجانپور دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وہان ایک مکان بھی نہین رہا سب زمین کے برابر ہو گئے ہین تقریباً تین سو کے قریب آدمی فنا ہو گئے۔ آٹا چاول نہین ملتا۔ لوگ فاقے مر رہے ہین۔ چند آدمی باقی ہین۔ ایک جگہ پالم پور یہان سے تیس کوس کے فاصلے پر ہے وہان مدرسہ۔ بورڈنگ۔ تحصیل تہانہ۔ ہسپتال۔ کوٹھیان شہر کی عمارتین اسطرح غرق ہوئی ہین۔ کہ گویا وہان کبھی آبادی بھی نہ تھی۔ وہان کا ہیڈ ماسٹر بھی مکان کے نیچے دب گیا تھا مگر لڑکون نے نکال لیا۔ مدرسہ کے چودہ لڑکے دب کر مر گئے ہین شہر مین دس پندرہ آدمیون کے سوا اور کسی کا پتہ نہین۔ پولیس کا پہرہ ہر وقت لگا رہتا ہے۔ غرضیکہ مین کیا لکھون قیامت برپا ہے ہائے ہو کا شور ہر طرف سے کان مین پڑتا ہے ۲½ منٹ تک زلزلہ اسطرح رہا۔ کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین الٹ کر ہمارے سر پر آ پڑیگی۔ مین تو پہلے گھر سے باہر نکل گیا تھا۔ مگر شکر خدا کہ ہمارا مکان گرا نہین۔ حضرت صاحب کا الہام "موتا موتی لگ رہی ہے" خوب پورا ہوا ہے۔ مختصر الفاظ مین یہ کہہ سکتا ہون کہ یہ پہاڑی علاقہ بالکل ویران ہو گیا ہے مفصل پھر لکھونگا۔

الراقم طفیل حسین از نادون ضلع کانگڑہ

بحضور جناب حضرت اقدس صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضور بھاگسو کی بربادی کی عجیب حالت ہے۔ ہمارے محکمہ کے بابو وہان پر موجود تھے۔ کہتے ہین کہ جب تمام مکانات گر چکے۔ تو ایک دو آدمی نے آکر ہمکو زمین یعنے مکان کے نیچے سے آکر نکالا۔ بیان کرتے ہین وہان پر ایک چھوٹی سی نہر چلتی ہے یعنے کل پانی نہر اور ملکون کا خون ہو گیا ہوا تھا۔ ہندؤن کی لالا دانی کا مندر وغیرہ سب کا سب فنا ہو گیا ہے حضرت جی! جو مکان ہندؤن کی پوجا کے اس ملک مین تھے فناہ ہو چکے ہین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یہ زلزلہ صرف بتون کی بربادی کے واسطے ہی کیا۔ مگر ہماری گورنمنٹ عادل کو بھی بہت نقصان پہونچا ہے کانگڑہ۔ بھاگسو دہرم سالہ۔ و پالم پور و نادون و المیو و لگروٹہ وغیرہ مین اسقدر نقصان آدمیون اور مکانون کا ہوا ہے جسکو بالعداد بیان نہین کر سکتا

مرسلہ نیاز احمدی عبدالکریم ہیڈ گارڈ از کہنی ڈاکخانہ نور پور ضلع کانگڑہ۔

عزیز نوازا۔ السلام علیکم۔ مین زلزلہ کے مختصر حالات ایک کارڈ مین لکھ چکا ہون۔ اب مفصل لکھتا ہون جس روز زلزلہ آیا۔ مین دورہ مین تھا۔ ایک قصوری واپسی کا حکم پہونچنے پر کل شام کو واپس آگیا ہون برخوردار عبدالحمید خان اور غلام نبی ڈیرہ پر تھے ہم تینون بفضل خدا خیریت سے ہین۔ اور ڈیرہ مین عام طور پر خیریت گذری۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم تینون بخیریت زندہ موجود ہین ورنہ اور لوگون کے مقابلہ پر ہمارا کیا خاص حق تہا۔ اس ضلع کی حالت ناگفتہ بہ ہے تحصیل کانگڑہ تحصیل پالم پور سارا ایک حصہ تحصیل ہمیر پور و ڈیرہ کا بالکل تباہ ہو گیا ہے کلو و بلاج چونکہ الگ حصہ ضلع ہین اسلئے وہان کی اسوقت تک کوئی معتبر خبر معلوم نہین ہوئی۔ اور معلوم بھی کسطرح ہو ڈاک و تار اوسی روز سے بند ہے۔ ڈیرہ گوپی سے آگے ڈاک کا اسوقت تک کوئی انتظام نہین ہوا۔ نہ معلوم کلو و بلاج و ریاست چمبہ وغیرہ مین جو یہان سے بھی زیادہ پہاڑی علاقہ ہے کیا کچھ تباہی ہوئی ہو گی یہان سے حالات معلوم کر کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ ہزارون خاندان بالکل تباہ ہو گئے۔ لاکھون گھر ایک چشم زدن مین سطح زمین پر آ رہے۔ دہرم سالہ یعنے بھاگسو مین کچھ حصہ مکان خزانہ کے سوائے باقی ایک جھونپڑہ بھی نہین بچا۔ یورپین افسران مسٹر ہیورنے سٹرنگ مہتمم خزانہ۔ ڈسٹرکٹ جج (جس نے ایک دن پہلے چارج لیا تھا) مر گئے۔ چند یورپین فوجی افسران بھی طعمہ اجل ہوئے سیکڑون فوجی سپاہی مر گئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو بڑی خواہش سے سر ضلع پسند کر کے سیالکوٹ سے تبدیل ہو کر آئے تھے اور اپنی بیوی اور بچون کو کانگڑہ مین چھوڑ کر دورہ مین چلے گئے تھے خود تو بچ گئے مگر بیوی و بچے دب کر مر گئے۔ علاقہ پالم پور مین شاذ و نادر کوئی گھر بچا ہو گا جو گرا نہ ہو۔ یہی حال تحصیل کانگڑہ و علاقہ چکہ تحصیل ڈیرہ و کچھ حصہ تحصیل ہمیر پور کا ہے

* ڈاکخانہ و تار گھر منسوائے ایک دو کلرک کے کوئی نہین بچا۔ ڈاک بے پار روانہ کرے تو کون کرے اور یہی حال تار کا ہے۔

لڑکو نکا کچہ ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ رات کو مکانات کے باہر شب باش ہون۔

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفےٰ سارسا پریلا یعنے عجیب و غریب چار جوہر

طلسمی و حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ایک بکس جس کا ہر جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں گویا ہے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشنے میں چار سو چار دوا و کمالات اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور تندرست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر حریرہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ ہماراجو اپنے استعمال کنندہ کو سفید، طاعون، کھانسی، بخار، بحرش، اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتے ہیں۔ آتشک، سوزاک، گٹھیا، خارشت، داد، آگوت، پھوڑا، پھنسی، سفید داغ، جذام، کوڑھ، ناسور، بالا اسیر، نواسیر، گنج، سکھنڈی وغیرہ کی فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کے معہ کنجی و کاغذ طریق استعمال خریدار کو ملو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس [illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور سو قسم کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ [illegible]

[illegible]

بھی لکھیے۔ ہمارا پتہ یہ ہے۔ **شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ** ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

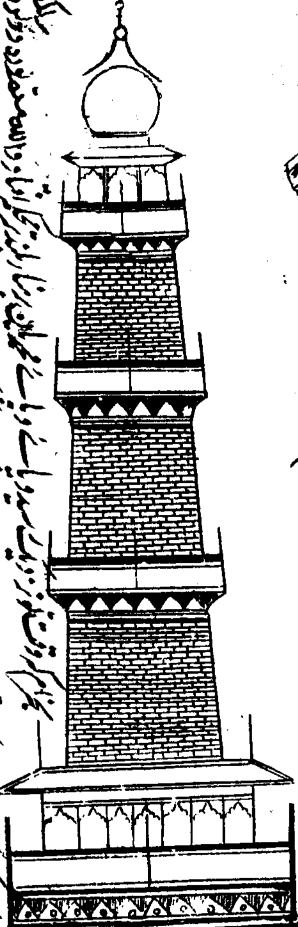

چو لوہم با توگرائی جہاد رقادیان بنی | دوا بنی شفا بنی غرض دارالامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنا ہندوستان سے باہر سے (۳) غیر مذاہب والون سے صہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ عہ

نمبر ۱۵ | دارالامان قادیان مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہلبیت اور بزرگان ملت سب کے سب باغ میں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف (اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم آمین)

۲۔ عالی جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جو کئی ماہ سے اپنے بعض ذاتی کاروبار کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے ۲۷ اپریل کی شب کو خیر و عافیت سے دارالامان واپس آپہنچے، اور باغ کے مغربی جانب ایک دوسرے باغیچہ میں خیمہ زن ہیں۔

۳۔ میان عالم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان آجکل نہایت مستعدی سے حفاظت قصبہ کر رہا ہے کیونکہ اکثر حصہ باہر نکلا ہوا ہے اور وہ بھی مختلف حصون میں ساری رات اسے ادہر ادہر بھاگنا پڑتا ہے۔ غرض ہر طرح سے تسلی بخش انتظام ہو رہا ہے اور ایسے وقت میں یہ نہایت قابل قدر ہے۔

استفسار اور ان کے جواب

سوالات

(۱) سجدہ اور رکوع میں قرآنی دعائیں مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑہنا درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وجہ بھی جناب امید ہے تحریر فرمائینگے۔

(۲) روزہ بغیر سحری رکھنا یعنے آٹھ پہری روزہ رکھنا برائے تزکیہ نفس درست ہے؟

(۳و۴) نماز میں آنکھیں بند کرنا کیا مکروہ ہے؟ اور نماز میں چادر جو اوڑہی ہوئی ہو اسکا لٹکنا اور زمین پر پڑنا بھی کیا مکروہ ہے؟

فاما الجواب

۱۔ سجدہ اور رکوع میں قرآنی دعائیں مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑہنا ہرگز جائز نہیں ہے تیرہ صدیون سے اسلام کا تعامل بتاتا ہے کہ رکوع سجود میں قرآن کریم نہیں پڑہا جاتا پھر اب اسکی کیا ضرورت پیش آئی۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

سجدہ اور رکوع میں قرآن کیون نہیں پڑہا جاتا؟ ایک باریک سر ہے ہر شخص شاید اسکو نہ سمجھ سکے تاہم مختصر طور پر یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم ملک العلام اور حی و قیوم خدا کا کلام ہے۔ شاہی کلام اور فرمان ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑہا جاتا ہے خصوصاً دربار شاہی میں سجدہ عبودیت اور ذلت کا مقام ہے اس موقع پر کلام الٰہی نہیں پڑہنا چاہیے۔ اس لئے عبودیت کے رنگ میں دعا ہو۔ اپنی زبان میں بیشک دعائیں کرو۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے ہر ایک نیکی کا کام اسیوقت نیکی کا کام ہو سکتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل درآمد کے موافق ہو۔ روزہ بغیر سحری کے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگون کیلئے پسند نہیں فرمایا دین یسر ہے یرید اللہ بکم الیسر خصوصیت کے ساتھ روزہ ہی کے ذکر میں آیا ہے۔

۳و۴۔ نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھلی رکھتے تھے مومن کو چست ہونا چاہیے۔ مومن ڈھیلا ڈھالا نہیں ہوتا فقہا نے منع کیا ہے۔

تازہ الہامات، رویا اور کشوف

۲۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا میں دیکھا کہ ایک سفید کپڑا اس پر کسی نے ایک انگشتری رکھدی ہے۔

اس کے بعد الہامات ذیل ہوئے۔ فتح نمایان ہماری فتح۔ صدقت الرویا انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔

۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ رات دو بجنے میں سات منٹ باقی تھے کہ مینے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہوئی۔ پھر ایک زور کا دھکا لگا۔ مینے رویا ہی میں گھر والون کو (حضرت ام المومنین سے مراد ہے۔ ایڈیٹر) کہا کہ اٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لیلو اسی حالت رویا میں یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی۔

(اسپر حضرت اقدس نے اشتہار جو البلاغ کے نام سے مینے چھاپا ہے شایع فرمایا۔ ایڈیٹر)

۳۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا میں دیکھا کہ ایک اشتہار ہے اسپر لکھا ہوا تھا المبارک پھر بطور وحی یہ زبان پر جاری ہوا۔ برکۃ زایدۃ علی ھذا الرجل یعنے ایک زیادہ برکت ہے اس جل پر

(اعلیٰ حضرت نے جب یہ رویا سنایا تو مینے عرض کیا کہ کل جو رویا ہوئی تھی کہ حضور نے فرمایا کہ مبارک کو لے لو یہ اسکی تائید کرتا ہے فرمایا "بہت صحیح بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رویا ان تمام امور کے نتیجہ کی خبر دیتی ہے"۔ ایڈیٹر)

ہز آنر لاٹ صاحب کے دفتر سے مندرجہ ذیل اطلاعیں موصول ہوئی ہیں۔

(۱) تا صدور مزید احکام ضلع کانگڑہ کا صدر مقام نور پور۔ تحصیل نور پور ضلع کانگڑہ کو تبدیل کیا گیا۔ (۲) ڈلہوزی سے سرکس

تصحیح۔ صفحہ ۲ کے بعد صفحہ ۱۲ پڑہا جاوے پھر صفحہ ۱۱ پڑہو۔

حضرت مسیح موعودؑ اخوت پر

۲۲ اپریل ۱۹۰۵ء کو بعد نماز جمعہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر باہم ہمدردی اور حقوق اخوت پر فرمائی۔ ایڈیٹر

مین صرف اسقدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دہوکا لگا ہوا ہے شاید اچھی طرح میری باتون پر غور نہین کی اور وہ غلطی وارد ہوئی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت مین سے طاعون سے فوت ہو جاوے تو اسقدر بے رحمی اور سرد مہری سے پیش آتے مین کہ جنازہ اٹھانے والا بھی نہین ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسین صاحب نے لکھا ہے یہ مصیبت تو ماتم سے بھی بڑھ کر ہے۔ یاد رکھو تم مین اسوقت دو اخوتین جمع ہو چکی ہین ایک تو اسلامی اخوت اور دوسری اس سلسلہ کی اخوت ہے پھر ان دو اخوتون کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو تو یہ سخت قابل اعتراض امر ہے مین سمجھتا ہون کہ اگر ایسے مسافر اپنے گہرون مین ہوتے تو وہ جو خارج از مذہب سمجھتے مین اور کافر کہتے ہین انہین بھی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی لیکن یہ سرد مہری کیون ہوئی ہے؟ دو باتون کا لحاظ نہین رکھا جاتا

افراط اور تفریط

کا۔ اگر افراط اور تفریط کو چھوڑ کر اعتدال سے کام لیا جاوے تو ایسی شکایت پیدا نہ ہو جبکہ تواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ کا حکم ہے تو پھر ایسے مردون سے گریز کیون کیا جاوے۔ اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جاوے اور وہ پکار فریاد کرے تو جیسے یہ گناہ ہے کہ شخص اس خیال سے کہ مین نہ جل جاؤن اس مکان کو اور اس مین رہنے والون کو جلنے دے اور جا کر آگ بجھانے مین مدد نہ دے ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے کہ ایسی بے احتیاطی سے اس مین کود پڑے کہ خود جل جاوے۔ ایسے موقع پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ آگ بجھانے مین اسکی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر یہان بھی سلوک ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ نے جا بجا رحم کی تعلیم دی ہے یہی اخوت اسلامی کا منشا ہے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس مین بھائی مین۔ ایسی صورت مین کہ تم مین اسلامی اخوت قائم ہو اور پھر اس سلسلہ مین ہونے کی وجہ سے دوسری اخوت بھی ساتھ ہو یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت مین گرفتار ہو۔ اور قضا و قدر سے ماتم پیش آجاوے تو دوسرا تجہیز و تکفین مین بھی اسکا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنگ مین شہید ہوتے یا مجروح ہو جاتے تو مین یقین نہین رکھتا کہ صحابہ انہین چھوڑ کر چلے جاتے ہون یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہو جاتے کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاوین۔

مین سمجھتا ہون کہ ایسی واردانون کے وقت ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل مین لائی جا سکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہین کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے ہان جسقدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے اس کے لئے ہی نص قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہان ایسا مرکز وبا کا ہو کہ وہ شدت سے پھیلی ہوئی ہو وہان احتیاط کرے۔ لیکن اس کے بھی یہ معنی نہین کہ ہمدردی ہی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشا نہین ہے کہ انسان ایک میت سے اسقدر بُعد اختیار کرے کہ میت کی ذلت ہو اور پھر اس کے ساتھ ساری جماعت کی ذلت ہو۔ آیندہ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہین کرنا چاہیئے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہین باہم بھائی بنا دیا ہے پھر نفرت اور بعد کیون ہے۔ اگر وہ بھی مر گیا تو اسکی بھی کوئی خبر نہ لیگا۔ اور اسطرح پھر اخوت کے حقوق تلف ہو جائین گے۔ خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے مین حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہین کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا بھی تو امر الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی چیز ہے یہ مت سمجھو کہ تم نری پرہیزون سے بچ سکتے ہو۔ جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اسکی کچھ پرواہ نہین کرتا خواہ وہ ہزار بہاگتا پھرے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون مین مبتلا ہوتے مین۔ وہ پرہیز نہین کرتے ہمنے سنا ہے کہ لاہور مین نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہو گیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے مین۔ ہزار پرہیز کچھ چیز نہین جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس آیندہ کیلئے یاد رکھو کہ حقوق اخوت کو ہرگز نہ چھوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہین گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہو گیا ہے کب تک جاری رہے لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

اللہ تعالیٰ کبھی حالت قوم مین تبدیلی نکریگا جبتک لوگ دلون کی تبدیلی نہ کرین گے۔ ان باتون کو سن کر یون تو ہر شخص جواب دے کو طیار ہو جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے مین استغفار بھی کرتے مین پھر کیون مصائب اور ابتلا آجاتے مین اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتون کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہوتا ہے اور سمجھا کچھ اور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہین ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فایدہ نہین ہوتا جو اسمین رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہیئے اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کیجاوے تو اس سے کیا فایدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہو سکے گا اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکے گا؟ ہرگز نہین۔ یہی حال اعمال کا ہے جبتک وہ اپنے پیمانہ پر نہون وہ اوپر نہین جاتے مین۔ یہ سنت اللہ ہے جسکو ہم بدل نہین سکتے پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پہلے باندہ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کرین تو طاعون نہوگا۔ پرہیز کرو جہانتک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجہیز و تکفین مین مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کیطرح ہی ہے یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق حق العباد کا ہے جو فرض ہے جیسے خدا تعالیٰ نے صوم و صلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسیطرح اسکو بھی فرض ٹھیرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبھی یہ مطلب نہین ہے کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چھوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہو اور پھر سلسلہ مین داخل ہو اور اسکو یون چھوڑ دیا جاوے جیسا کتے کو یہ بڑی غلطی ہے جس زندگی مین اخوت اور ہمدردی ہی نہو وہ کیا زندگی ہے۔

پس ایسے موقع پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جاوے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پاوین ہان مناسب احتیاط بھی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہن لے یا اسکا پس خوردہ کھالے تو اندیشہ ہے کہ وہ مبتلا ہو جاوے لیکن ہمدردی یہ نہین چاہتی کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکھکر اسکی خبر گیری کرو۔ اور پھر جو زیادہ وہم رکھتا ہو وہ غسل کر کے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے

من قتل نفسًا بغیر نفس او فساد الآیۃ

یعنی جو شخص کسی نفس کو بلا وجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے ایسا ہی مین کہتا ہون کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہین کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہین کی زندگی سے اسقدر پیار نکرو کہ ایمان ہی جاتا رہے حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو۔ وہ لوگ بھی تو لڑے مین جو دین کے لئے شہید ہوئے مین۔ کیا تم مین سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اسے پانی تک نہ دینے جاوے۔

خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو بعض لوگ ایسے مین جنہون نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مردون کو غسل دیا ہے اور انہین کچھ نہین ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے وبائی ایام مین اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہان سے نکل جاوے لیکن زور شور ہو تو مت بھاگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹون کو کہا تھا کہ تم ابواب متفرقہ سے داخل ہونا اس لحاظ سے کہ مبادا کوئی جاسوس سمجھ کر پکڑ لے احتیاط تو ہوئی لیکن قضا و قدر کے معاملہ کو کوئی روک نہ سکا۔ وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے لیکن پکڑے گئے۔ پس یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ مین۔ ایمان کو مضبوط کرو قطع حقوق معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہین ہے ایسا پرہیز اور بُعد جو ظاہر ہوا ہے وہ عقل اور انصاف کے رو سے صحیح نہین ہے ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ مین مضر ثابت ہوئے مین۔

یہ جماعت جسکو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اسکا بھی یہی حال ہوا کہ انمین اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی مین دوسرا پہلو نہ بیان کرتا لیکن مجھے چونکہ سب سے ہمدردی ہے اسلئے اسے بھی مینے بیان کرنا ضروری سمجھا۔ یعنے جس کے واقعہ ہو جاوے اسکے ساتھ ہی اور جو بچے تو مین انکے ساتھ ہی۔ افسوس ہے مین خود نہین آسکا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عصر کے بعد مجھے چکر آتا ہے اور مجھے خبر تک نہین ہوئی جبتک انہون نے نہین لکھا۔ بہر حال باہم ہمدردی ہو اور مین دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھا لے۔ آمین۔

تفسیر القرآن مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جب ہم اوسکی حکمتوں اور قدرتوں کو غیر متناہی مان چکے تو ہمپر یہ بھی فرض ہے کہ ہم اس بات کو بھی مان لیں کہ اوسکی تمام حکمتوں اور قدرتوں پر ہمکو علم حاصل ہونا ممتنع اور محال ہے سو ہم اوسکی ناپیدا کنار حکمتوں اور قدرتوں کے لئے کوئی قانون نہیں بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمیں معلوم ہی نہیں اُسکی پیمالیش کرنے سے ہم عاجز ہیں ہم بنی آدم کی دنیا کا نہایت ہی تنگ اور چھوٹا سا دائرہ ہے اور پھر اوس دائرہ کا بھی پورا پورا ہمیں علم حاصل نہیں پس اسصورت میں ہماری نہایت ہی کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اس قلیل پیمانہ سے خدائیتعالے کی غیر محدود حکمتوں اور قدرتوں کو ناپنے لگیں غرض خداء تعالے کی ربوبیت تامہ اور قدرتِ کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہردم اور ہر لحظہ آب پاشی کر رہی ہے اور جس کے عمیق در عمیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہیں اُس ربوبیت تامہ سے برہمو سماج والے منکر ہیں ماسوا اسکے برہمو سماج والے ربوبیت الہیہ کو روحانی طور پر بھی تام اور کامل نہیں سمجھتے اور خدائیتعالے کو اس قدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی ربوبیت تامہ کے تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام انسان کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔

اسی طرح وہ خدائیتعالے کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہیں لاتے کیونکہ کامل رحمانیت یہہ ہے کہ جسطرح خدائیتعالے نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دستِ قدرت سے ظاہر فرمائے ہیں اور اس چند روزہ جسمانی آسایش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صدہا چیزیں اپنے ہاتھ سے بنا دی ہیں اسی طرح اُس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اوس عالم کی آسایش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادتِ ابدی اور دائمی ہے روحانی نور یعنی اپنا پاک اور روشن کلام دنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہو اور جس علم کی مستعد روحوں کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات میں اُنکی ہلاکت ہے ان سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اس کامل رحمانیت کو برہمو سماج والے تسلیم نہیں کرتے اور اون کے زعم میں گو خدا نے انسان کے جسم کی پرورش کے لئے سرمایہ بہم پہنچانے میں کوئی دقیقہ نا مید کا

اُٹھا نہ رکھا مگر وہ مرد روحانی تربیت میں نہ کر سکا۔ گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے میں جو اصلی اور حقیقی تربیت تھی دانستہ دریغ کیا اور اوس کے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب نہ کئے جیسے اُسنے بدنی تربیت کے لئے پیدا کیے بلکہ انسان کو صرف اُسی کی عقل ناقص کے ہاتھ میں چھوڑ دیا اور کوئی ایسا کامل نور اپنی طرف سے اس کی عقل کی امداد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پرغبار آنکھ روشن ہو کر سیدھا راستہ اختیار کرتی اور سہو اور غلطی کے مہلک خطرات سے بچ جاتی۔ اسی طرح برہمو سماج والے خدائیتعالے کی رحیمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہیں رکھتے کیونکہ کامل رحیمیت یہ ہے کہ خدائیتعالے مستعد روحوں کو اون کے فطرتی جوشوں کے مطابق اور اون کے پُرجوش اخلاص کے اندازہ پر اور اونکے صدق سے بھری ہوئی کوششوں کے مقدار پر معارف صافیہ غیر محدودہ سے اون کو ملبب کرے اور جسقدر وہ اپنے دلوں کو کھولیں اُسیقدر اُنکے لئے آسمانی دروازے کھولے جائیں اور جسقدر اُنکی پیاس بڑہتی جائے اُسیقدر اونکو پانی بھی دیا جائے یہانتک کہ وہ حق الیقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہو جائیں اور شک اور شبہ کی موت سے بکلی نجات حاصل ہو لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے انکاری ہیں اور بقول اون کے انسان کچھہ ایسا بدقسمت ہے کہ گو کیسا ہے دلبر حقیقی کے وصال کے لئے تڑپا کرے اور گو اوسکی آنکھوں سے دریا بہ نکلے اور گو اوس یار عزیز کے لئے خاک میں ملجائے مگر وہ ہرگز نہ ملے۔ اور اونکے نزدیک وہ کچھہ ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبوں پر رحم ہی نہیں اور اپنے خاص نشانوں سے ڈھونڈنے والوں کو تسلی نہیں بخشتا اور اپنے دلبرانہ تجلیات سے دردمندوں کا کچھہ علاج نہیں کرتا بلکہ اون کو انہیں کے خیالات میں آوارہ چھوڑتا ہے اور اس سے زیادہ اونکو کچھہ بھی معرفت عطا نہیں کرتا کہ صرف اپنی اٹکلیں دوڑایا کریں اور اُنہیں اٹکلوں میں ہی ساری عمر کھو کر اپنی ظلمانی حالت میں ہی مر جائیں مگر کیا یہ سچ ہے کہ خداوند کریم ایسا ہی سخت دل ہے یا ایسا ہی بے رحم اور بخیل ہے یا ایسا کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈھونڈنے والوں کو سراسیمہ اور حیران چھوڑتا ہے اور کھٹکانے والوں پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اوسکی طرف دوڑتے ہیں اونکی کمزوری پر رحم نہیں کرتا اور اون کا ہاتھ نہیں پکڑتا اور ان سچے طالبوں کو گڑھے میں گرنے دیتا ہے اور خود لطف فرما کر چند قدم آگے نہیں آتا اور اپنے جلوہ خاص سے مشکلات کے لمبے قصے کو کوتاہ نہیں کرتا سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون اسی طرح برہمو سماج والے

خدائیتعالے کے مالک یوم الدین ہونے سے بھی بیخبر ہیں کیونکہ یوم الجزاء کے مالک ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ملکیت تامہ کہ جو تجلیات عظمیٰ پر موقوف ہے ظہور میں آکر پھر اوس ملکیت تامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندوں کو دیجائے یعنی اول اوس مالک حقیقی کی ملکیت تامہ کا ثبوت ایسے کامل الظہور مرتبہ پر ہو جائے کہ تمام اسباب معتادہ بکلی درمیان سے اُٹھہ جائیں اور زید وعمر کا دخل درمیان نہ رہے اور مالک واحد قہار کا وجود عریاں طور پر نظر آوے اور جب یہ معرفت کاملہ اپنا جلوہ دکھا چکی تو پھر جزا بھی بطور کامل ظہور میں آوے یعنی من حیث الورود بھی کامل ہو اور من حیث الوجود بھی۔ من حیث الورود اسطرح پر کہ ہریک جزا پانے کو جزا کے وارد ہونے کے ساتھہ ہی یہ بات معلوم اور متحقق ہو کہ یہ فی الحقیقت اُسکے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہ بھی متحقق ہو کہ اس جزا کا وارد کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے جو رب العالمین ہے کوئی دوسرا نہیں اور ان دونوں باتوں میں ایسا تحقق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہ جائے۔ اور من حیث الوجود اس طرح پر کامل ہو کہ انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہریک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دائرہ کیطرح محیط ہو جائے اور نیز دائمی اور لازوال اور غیر منقطع ہو تا وہ شخص جو نیکیوں میں سبقت لے گیا ہے اپنی اوس سعادت عظمیٰ کو کہ جو تمام سعادتوں کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدیوں میں سبقت لے گیا ہے اپنی اوس شقاوت عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتوں کی آخری حد ہے پہونچ جائے اور تا ہریک فریق اس اعلیٰ درجہ کے مکافات کو پالے جو اوس کے لئے ممکن ہے یعنی اوس کامل اور دائمی مکافات کو پالے کہ جو اس عالم بے بقا اور زوال پذیر میں جس کا تمام رنج و راحت موت کے ساتھہ ختم ہو جاتا ہے بمنصۂ ظہور نہیں آسکتی بلکہ اوس کے کامل ظہور کے لئے مالک حقیقی نے اپنے لطف کامل اور قہر عظیم کے دکھلانے کی غرض سے یعنی جمالی و جلالی صفتوں کی پوری پوری تجلی ظاہر کرنے کے قصد سے ایک اور عالم ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکھا ہے تا خدائیتعالے میں جو صفت مجازات ہے جسکا کامل طور پر اس منقبض اور فانی عالم میں ظہور نہیں ہو سکتا وہ اس ابدی اور وسیع عالم میں ظہور پذیر ہو جائے اور تا اون تجلیات تامہ اور کاملہ سے انسان اوس اعلیٰ درجہ کے شہود تام تک بھی پہونچ جائے کہ جو اوس کی بشری طاقتوں کے لئے حد امکان میں داخل ہے اور چونکہ اسلئے

درجہ کی مکافات عند العقل اسی میں منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا وارد ہے وہ انسان کے ظاہر و باطن جو جسم و جان پر بتمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہو جائے اور نیز اعلیٰ درجہ کا یقین مالک حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مالک حقیقی اسباب معتادہ کو بکلی نیست و نابود کر کے عریاں ظہور پر جلوہ گر ہو اسلئے یہ صداقت قصوی جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکافات ہے تب ہی متحقق ہو گی کہ جب وہ تمام باتیں مذکورہ بالا متحقق ہو جائیں کہ عند العقل اوسکی تعریف میں داخل ہیں کیونکہ انتہائی معرفت بجز اسکے عند العقل ممکن نہیں کہ مالک حقیقی کا جمال بطور حق الیقین مشہود ہو یعنی ظہور اور بروز تام ہو جسپر زیادت متصور نہ ہو علیٰ ہذا القیاس انتہائی مکافات بھی بجز اسکے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم اور جان دونوں دنیا کی زندگی میں ملکر فرمانبردار یا نافرمان اور سرکش تھے ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونوں مورد انعام ہوں یا دونوں سزا میں پکڑے جائیں اور مکافات کاملہ کا بحر مواج یکساں ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تام سے محیط اور مشتمل ہو جائے لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے بھی انکاری ہیں بلکہ اس صداقت قصوی کا وجود اون کے نزدیک متحقق ہی نہیں اور بزعم اون کے انسان کی قسمت میں نہ انتہائی معرفت کا پانا مقدر ہے نہ انتہائی مکافات کا۔ اور مکافات اون کے نزدیک فقط ایک خیالی پلاؤ ہے جو صرف اپنے ہی بے بنیاد تصورات سے پکایا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خدائیتعالے کیطرف سے بندوں پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہو جائینگے اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہیں ہوگا کہ جو خاص خدائیتعالے کے ارادے سے نیک بندوں پر بصورت نعمت اور بد بندوں پر بصورت عذاب اوتریگا پس اون کا یہ مذہب نہیں ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے اور وہی اپنے نیک بندوں پر اپنے خاص ارادہ سے خوشحالی اور لذت دائمی کا فیضان کریگا جس لذت کاملہ کو سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صورت مشہودہ اور محسوسہ میں بھی مشاہدہ کرینگے اور قوی انسانیہ میں سے کوئی قوت

ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذت اٹھانے سے محروم نہیں رہیگی اور جسم اور جان دونوں رات یلعذاب آخروی مین یعنی جیسی کہ صورت ہو شریک ہو جاینگے غرض برہمو سماج والوں کا اعتقاد بالکل اس صداقت کے برخلاف اور اسکے مفہوم کامل کی منافی ہے یہانتک کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجات اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے مناسب حال سعادت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن شریف مین بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح عذاب اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے مناسب حال شقاوت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے فرقان مجید مین مندرج ہے مورد اعتراض سمجھتے ہین مگر ایسی سمجھ پر پتھر پڑین کہ جو ایک بدیہی اور کامل صداقت کو عیب کی صورت مین تصور کیا جائے افسوس یہہ لوگ کیون نہیں سمجھتے کہ سعادت عظمیٰ یا شقاوت عظمیٰ کے پانے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ خداتعالےٰ توجہ خاص فرماکر امر مکافات کو کامل طور پر نازل ہونے کے یہی معنے ہین کہ وہ مکافات تمام ظاہر و باطن پر مستولی ہو جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی قوت باقی نہ رہے جسکو اُس مکافات سے حصہ نہ پہونچا ہو یہہ وہی مکافات عظیمہ کا انتہائی مرتبہ ہے جسکو فرقان مجید نے دوسرے لفظون مین بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور اپنی کامل اور روشن کتاب مین بتلا دیا ہے کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی دونون قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے اور اون دونون قسمون کو کتاب ممدوح میں مفصل طور پر بیان فرما دیا ہے اور سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی کہولدیا ہے مگر جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے ہین اس صداقت قصویٰ اور نیز دوسری گذشتہ بالا صداقتون سے برہمو سماج والے ناآشنا محض ہین۔

چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مندرج ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ اے صاحب صفات کاملہ اور مبدء فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور پرستش وغیرہ ضرورتون اور حاجتون مین مدد بھی تجہہ سے ہی چاہتے ہین یعنی خالصاً معبود ہمارا تو ہی ہے اور تیرے تک پہونچنے کے لئے کوئی اور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہین دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بت کو نہ اپنی عقل اور علم کو کچہہ حقیقت سمجھتے ہین اور ہر بات مین تیری ذات قادر مطلق سے مدد چاہتے ہین۔ یہہ صداقت بھی ہمارے مخالفین کی نظر سے چھپی ہوئی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بُت پرست لوگ بجز ذات واحد خداتعالےٰ کے اور اور چیزون کی پرستش کرتے ہین اور آریہ سماج والے اپنی روحانی طاقتون کو غیر مخلوق سمجہہ کر انکے زور سے مکتی حاصل کرنا چاہتے ہین۔ برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے مونہہ پھیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار دے بیٹھے ہین جو کہ اونکے زعم باطل مین خدا تک پہونچانے مین اختیار کلی رکھتی ہے اور سب الٰہی اسرار پر محیط اور متصرف ہے سو وہ لوگ بجائے خدا کے پرستش اور استمداد کے اُسی سے ایاک نستعین کا خطاب کر رہے ہین اور شرک خفی مین گرفتار اور مبتلا ہین اور جب منع کیا جائے تو کہتے ہین کہ عقل عطیات الٰہیہ سے ہے اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ تا انسان اپنی معاش اور مہمات مین اوسکو استعمال مین لاوے پس عطیہ الہیہ کا استعمال مین لانا شرک نہیں بن سکتا سو واضح ہو کہ یہہ انکی غلطی ہے اور بارہا یہہ امر معرض بیان مین آچکا ہے کہ جس یقین کامل اور جن معلومات حقہ پر ہماری نجات موقوف ہے اون مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے عقل ذریعہ نہیں بن سکتی ہان اون معارف کے حاصل کرنے کے بعد اونکی صداقت نور سچائی کو سمجہہ سکتی ہے لیکن وہ انکشاف صحیح اور کامل فقط اُس پاک اور صاف روشنی سے ہوتا ہے کہ جو خدائے تعالےٰ کی ذات مین موجود ہے اور عقل کی دود آمیز اور ناقص روشنی جو انسان مین موجود ہے اُس جگہ عاجز ہے سو شرک اسطرح لازم آتا ہے کہ برہمو سماج والے خدا کے اوس روشن کلام سے کہ جو انکشاف صحیح اور کامل کا مدار ہے مونہہ پھیر کر اور اوس سے بکلی بے نیازی ظاہر کر کے اپنی ہی عقل ناقص کو رہبر مطلق ٹہیراتے ہین اور بنائے کار بناتے ہین سو انکا دل بیمار اس گمان مین پڑا ہوا ہے کہ جس منزل عالی تک الٰہی قوتین اور ربانی تجلیات پہونچا سکتے ہین اُس منزل تک انکی اپنی ہی عقل پہنچاویگی اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا شرک ہوگا کہ اپنی عقل کی طاقت کو ربانی طاقت کے مساوی بلکہ اوس سے عمدہ تر خیال کر رہے ہین سو دیکھئے وہی بات سچ نکلی یا نہین کہ وہ بجائے خدا کے عقل سے ایاک نستعین پکار رہے ہین۔ عیسائیون کا حال بیان کرنا کچہہ ضرورت ہی نہیں سب لوگ جانتے ہین کہ حضرات عیسائی بجائے اسکے کہ خداوند تعالےٰ کی خالص طور پر پرستش کرین مسیح کی پرستش مین مشغول ہین اور بجائے اس کے کہ اپنے کار وبار مین خدا سے مدد چاہین مسیح سے مدد مانگتے رہتے ہین اور اونکی زبانون پر ہر وقت ربنا المسیح ربنا المسیح جاری ہے۔ سو وہ لوگ مضمون ایاک نعبد و ایاک نستعین پر عمل کرنے سے محروم اور رانده درگاہ الٰہی ہین

ساتوین صداقت جو سورۃ فاتحہ مین درج ہے اھدنا الصراط المستقیم ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ ہمکو وہ راستہ دکہلا اور اوس راہ پر ہمکو ثابت اور قایم کر کہ جو سیدہا ہے جس مین کسی نوع کی کجی نہین۔ اس صداقت کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کی حقیقی دعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے کا سیدہا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر یک مطلوب کے حاصل کرنے کے لئے طبعی قاعدہ یہ ہے کہ اون وسائل کو حاصل کیا جائے جن کے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہر یک امر کی تحصیل کے لئے یہی قانون قدرت ٹہیرا رکہا ہے کہ جو اوس کے حصول کے وسایل ہین وہ حاصل کئے جائین اور جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہین اختیار کی جائین اور جب انسان صراط مستقیم پر ٹہیک ٹہیک قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہین ہین اُنپر چلنا اختیار کرے تو پہر مطلب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہین ہو سکتا کہ اون راہون کے چہوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسایل کے ہین یونہی مطلب حاصل ہو جائے بلکہ قدیم سے یہی قانون قدرت بندہا ہوا چلا آتا ہے کہ ہر یک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرری طریقہ ہے جبتک انسان اوس طریقہ مقررہ پر قدم نہین مارتا تب تک وہ امر اوسکو حاصل نہین ہوتا پس وہ شئے جسکو محنت اور کوشش اور دعا اور تفرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب مین کوشش نہین کرتا اور نہ اوسکی کچہہ پروا رکہتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کجرو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتون کا طالب ہو تو حکمت الٰہی اسکو یہی جواب دیتی ہے کہ اے نادان اول صراط مستقیم کو طلب کر پہر یہ سب کچہہ تجہے آسانی سے ملجائیگا سو سب دعاؤن سے مقدم دعا جسکی طالب حق کو اشد ضرورت ہی طلب صراط مستقیم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اس صداقت پر قدم مارنے سے بھی محروم ہین عیسائی لوگ تو اپنی ہر دعا مین روٹی ہی مانگا کرتے ہین اور اگر کہا پیکر اور پیٹ بہرکر بھی گرجا مین آوین پہر بھی جہوٹ موٹ اپنے تئین بہوکے ظاہر کر کے روٹی مانگتے رہتے ہین گویا اون کا مطلوب اعظم روٹی ہی ہے۔ وبس۔ آریہ سماج والے اور دوسرے اُن کے بت پرست بہائی اپنی دعاؤن مین جنم مرن سے بچنے کے لئے یعنی اواگون سے جو اون کے زعم باطل مین ٹہیک اور درست ہے طرح طرح کے اشلوک پڑہا کرتے ہین اور صراط مستقیم کو خدا سے نہین مانگتے علاوہ اسکے اللہ تعالےٰ نے تو اسجگہ جمع کا لفظ بیان کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی انسان ہدایت طلب کرنے اور انعام الٰہی پانے سے ممنوع نہیں ہے مگر بموجب اصول آریہ سماج کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے اور خدا اوسکو ضرور سزا دیگا اور ہدایت پانا نہ پانا اُسکے لئے برابر ہے۔ برہمو سماج والون کا دُعاؤن پر کچہہ ایسا اعتقاد ہی نہین وہ ہر وقت اپنی عقل کے گھمنڈ مین رہتے ہین اور نیز اونکا یہی مقولہ ہے کہ کسی خاص دعا کو بندگی اور عبادت کے لئے خاص کرنا ضروری نہین انسان کو اختیار ہے جو چاہئے دعا مانگے مگر یہ اون کی سراسر نادانی ہے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدہا انسان کو لگی ہوئی ہین مگر حاجت اعظم جسکا دن رات اور ہر یک دم فکر کرنا چاہئے صرف ایک ہی ہے یعنی یہ کہ انسان اون طرح طرح کے حجب ظلمانیہ سے نجات پاکر معرفت کامل کے درجہ تک پہونچ جائے اور کسی طرح کی نابینائی اور کور باطنی اور بے مہری اور بے وفائی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل طور پر شناخت کر کے اور اوس کی خالص محبت سے پر ہو کر مرتبہ وصال الٰہی جس اوس کی سعادت تامہ ہے پالیوے یہی ایک دعا ہے جس کی انسان کو سخت حاجت ہے اور جس پر اوس کی ساری سعادت موقوف ہے سو اوس کے اصول کا سیدہا راستہ یہی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کیونکہ انسان کے لئے ہر یک مطالب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہون پر چلنے سے وہ مطالب حاصل ہوتا ہے ان راہون پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی راستہ اختیار کرے کہ جو سیدہا منزل مقصود تک پہونچتا ہے اور بے راہیون کو چہوڑ دے اور یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شئے کے حصول کے لئے خدا نے اپنے قانون قدرت مین صرف ایک ہی راستہ ایسا رکہا ہے جسکو سیدہا کہنا چاہئے اور جبتک ٹہیک ٹہیک وہی راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہین کہ وہ چیز حاصل ہو سکے جسطرح خدا کے تمام قواعد قدیم سے مقرر اور منضبط ہین ایسا ہی نجات اور سعادت اُخروی کی تحصیل کے لئے ایک خاص طریق مقرر ہے جو مستقیم اور سیدہا ہے سو دعا مین وضع استقامت یہی ہے کہ اوسی طریق مستقیم کو خدا سے مانگا جائے۔

آٹھوین اور نوین اور دسوین صداقت جو سورۃ فاتحہ مین درج ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔

(باقی)

تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر دو اشتہار بعنوان الدعوت و الانذار پڑھکر جو کچھ میرے قلب کی کیفیت ہوئی۔ وہ تو ایک وجدانی بات ہے جسکا اظہار مجھے مقصود نہیں صرف اپنے احمدی بھائیوں کو اس فقرے کی طرف (جو اسی اخبار مین کسی دوسری جگہ مطبوع ہے) توجہ دلانا مطلوب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہندو عیسائی وغیرہ مذاہب کے لوگون مین ان اشتہارون کی اچھی طرح اشاعت ہونی چاہئیے؟

اب میری عرض یہ ہے کہ شہرون مین تو پریس اور تعلیم و تعلم کا چرچا ہونے کے باعث حضرت اقدس کے ارشاد کی تبلیغ فوراً ہو سکتی ہے۔ بلکہ مجھے تو یہانتک امید ہے کہ اگر اشتہارات علحدہ طور سے چھپوا کر بھی تقسیم کئے جائین۔ تو بھی بذریعہ اخبارات و دیگر ذرائع یہ کام بوجہ احسن ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا ان دیہات کا بھی خیال آپ صاحبان کو ہے یا نہیں۔ جہان اس قسم کا کوئی ذریعہ نہین اسلئے وہ ان اشتہارون سے بالکل بیخبر رہتے ہین۔ حالانکہ وہ اس بشری کے بلحاظ سادگی کے شہری بھائیون سے زیادہ مستحق ہین۔

مین دیکھتا ہون کہ بعض ملانون اور گدی نشینون کی کارستانیون سے سلسلہ عالیہ احمدیہ دیہات مین نہایت بدنام ہو رہا ہے اور ایسے ایسے عقاید و اعمال انکی طرف منسوب کئے جاتے ہین۔ جو ہمارے وہم و خیال مین بھی نہین گذرے۔ اب ان عقاید و اعمال کے رو سے اگر سادہ مزاج دیہاتی ان پڑھ زمیندار ہمین یا ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو برا بھلا کہے۔ تو میرے خیال مین وہ اسوقت تک معذور ہے جبتک کہ اسپر اتمام حجت نہ ہو اور کھول کھول کر اسکے سامنے اپنے عقیدون کو بیان نہ کر دیا جائے۔

مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے کہے کا بھی ان کو اعتبار نہین آتا کیونکہ متواتر ان سے وہ ایسی ایسی باتین سنتے رہتے ہین جن سے بدگمانی و غلط فہمی کی انتہا ہو جاتی ہے۔ ابھی تھوڑے دنون کی بات ہے کہ ایک شخص احمدیون سے اپنا سخت تنفر ظاہر کر رہا تھا اور ان کو گالیان دینا ثواب کا کام سمجھتا تھا مین نے پوچھا۔ مرزائیون کو اتنا برا سمجھنے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا وہ تو اب کلمہ چھوڑ بیٹھے ہین لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ پڑھتے ہین اور اسکے علاوہ محرمات کا چندان لحاظ نہین۔ خود ان کا امام کہتا ہے مین (معاذ اللہ) خدا کا باپ ہون۔ وغیرہ ذلک۔ پوچھا گیا کہ تمہین کسطرح معلوم ہوا؟ تو اس نے ایسے ایسے بتانے والون کے نام لئے جو یہی قرب و جوار مین اپنے زہد و علم و تقوےٰ کے باعث رجوع خلایق ہین۔ مجھے افسوس آیا کہ ان لوگون نے اپنی دکانون کو چلانے کیلئے کسقدر جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنا شروع کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ جب انہین معلوم ہوا۔ کہ مسیح کی وفات وغیرہ اصول اسلام مین داخل نہین۔ اور صرف اس مسئلہ کے پھیلانے سے عام دیہاتی لوگون کو فرقہ احمدیہ سے نفرت نہین ہو سکتی اسلئے انہون نے خود بہتان باندھنے شروع کئے تاکہ اس طرف متوجہ ہونیسے باز رہین اور ہماری آمدنیون مین فرق نہ پڑے۔

اس سے بڑھ کر مشکل یہ تھی (جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حل ہو رہی ہے) کہ نازک علمی مسایل دیہاتی جہال کی سمجھ مین آنے بہت دشوار ہین وہ تو ایک سبق ہی پڑھے ہوئے ہین انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی آثارھم مقتدون۔

پس جبتک قہری نشان پے در پے ظاہر نہ ہوتے۔ جوق در جوق لوگون کا متوجہ ہونا قرین قیاس نہین تھا سو طاعون کے متواتر حملون نے کسیقدر خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ اب خوفناک زلزلہ کے دھکے نے دلون کو ہلانے مین کچھ کسر باقی نہین رکھی۔ اب صرف ایک تحریک کی صورت ہے وہ یہ ہے کہ اشتہار الوصیت۔ الدعوت الانذار لاکھون کی تعداد مین چھپوائے جائین اور ایسا انتظام ہو کہ ہر گاؤن مین دو دو چار چار اشتہار احمدی بھائیون کی معرفت تقسیم کرا دیئے جائین اگر ہمارے احمدی بھائی ہمت کرین تو کچھ بڑی بات نہین مین اپنے ضلع کیلئے تو جناب خانصاحب مکرم منشی محمد نواب خان سلمہ الرحمان و شیخ الٰہی بخش تاجر کتب۔ مولوی محمد فضل الدین صاحب کھاریان مولوی امام الدین صاحب گولیکی وغیرہ بزرگون کو تحریک کرتا ہون کہ وہ چندہ جمع کرکے یہ تینون اشتہار خود تخط چھپوا لین اور پھر ایسا انتظام کرین کہ ہر گاؤن مین ایک ایک اشتہار پہونچ جائے۔ اس سے نہ صرف ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہون گے بلکہ عند اللہ بھی ماجور ٹھہرین گے اسیطرح ہر ضلع کی جماعت کے اصحاب اہتمام کرکے سعادت دارین حاصل کر سکتے ہین ان ٹوٹے پھوٹے لفظون مین جو تحریک کی گئی ہے امید ہے قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔

(وہی احمدی گجراتی از گولیکی)

مواعظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وہ مواعظ و نصائح جو وقتاً فوقتاً آپنے اپنے زمانہ خلافت مین فرمائے کتاب ازالۃ الخفا تصنیف حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی سے نقل کئے جاتے ہین۔

(۱) عبد اللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک روز اپنے خطبہ مین فرمایا کہ اے لوگو مین تمہین وصیت کرتا ہون خدا سے ڈرنے کی اور اس بات کی کہ تم خدا کی تعریف کرو جو اسکے سزاوار ہوا اور خدا سے امید و خوف دونون رکھو اور دعا کرتے وقت گڑگڑایا کرو دیکھو اللہ نے حضرت زکریا اور انکے گھر والونکی اس بات پر تعریف فرمائی ہے فرمایا ہے کہ انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا و رھبا وکانوا لنا خاشعین (ترجمہ بیشک وہ لوگ نیکی مین جلدی کرتے تھے اور ہمین امیدوار خوف کیساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے گڑگڑاتے تھے) اے خدا کے بندو اللہ نے تمہاری جانین اپنے حقوق مین رہن کر دی ہین۔ اور اس بات پر تمسے عہد لیا ہے اور خدا نے تمسے ایک قلیل اور فانی چیز لیکر ایک کثیر اور باقی چیز کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ خدا کی کتاب تمہارے پاس موجود ہے جسکے عجایب کبھی فنا نہ ہونگے اور اسکی روشنی کبھی نہ بجھیگی لہذا تم اسکے قول کی تصدیق کرو اور اسکی کتاب سے نصیحت حاصل کرو اور تاریک دلون کیلئے اس سے روشنی حاصل کرو خدا نے تمہین عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور تمہارے اوپر لکھنے والے فرشتونکو مقرر فرمایا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ان فرشتونکو معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اے خدا کے بندو صبح شام مین تمہاری موت آنیوالی ہے جسکا تمہین علم نہین پس اگر تمسے ہو سکے کہ جس وقت تمہین موت آئے اسوقت تم خدا کے کام مین ہو تو ایسا کرو۔ اور اس بات کی توفیق خدا ہی کیطرف سے ہوتی ہے لہذا اپنی زندگی کی مہلت مین موت آنے سے پہلے جسقدر نیکیان تمکو کرنا ہین کر لو۔

۲۔ حضرت انس کہتے ہین کہ ایکمرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے خطبہ مین انسان کی ابتدائے پیدائش کی کیفیت بیان فرمائی اس ضمن مین بیان کیا کہ آدمی پیشاب کے مقام سے دو مرتبہ نکلتا ہے (ایکمرتبہ بوقت استقرار حمل باپ کے عضو سے دوسری مرتبہ وقت ولادت ماں کی عضو سے) اس بیان کا وہ اثر ہوا کہ ہم مین سے ہر شخص اپنے آپکو ناپاک سمجھنے لگا۔ (حضرت محدث دہلوی لکھتے ہین کہ یہ خطبہ تطہیر نفس کا عمدہ علاج ہے مگر یہ بیان موثر کسکو)

۳۔ ایکمرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے (دنیا کی ناپایداری کا نقشہ لوگونکی نظر مین کھینچا) خطبہ مین فرمایا کہ وہ حسین صبیح جنکو اپنی جوانی پر ناز تھا کہان گئے وہ بادشاہ جنہون نے شہر آباد کئے تھے اور قلعہ بنائے تھے کہان گئے وہ بہادر لوگ کہان ہین جو میدان جنگ مین غالب رہا کرتے تھے زمانہ نے انکو ملا دیا اور اب وہ قبر کی تاریک گوشون مین پڑے ہوئے ہین فریاد رس ہے۔

۴۔ ایکمرتبہ حضرت ابو بکر صدیق اپنی زبان کو پکڑے ہوئے کھینچ رہے تھے اسی اثنا مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے انہون نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کر رہے ہین فرمایا کہ اسی نے مجھے بڑی سخت سخت مہلکون مین ڈالا ہے بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدن کا ہر عضو زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔

۵۔ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی وفات سے ایک برس پہلے حضرت ابو بکر صدیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ پچھلے سال گرمیون مین مین نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر رونے لگے پھر کہا پار سال گرمیون مین مینے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر پھر رونے لگے پھر کہا کہ پار سال گرمیون مین مینے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ فرماتے تھے خدا سے صحت تندرستی اور گناہون کی معافی اور بخشش کی درخواست کرو اور باہم بغض و عداوت نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور اے خدا کے بندو سب آپسمین بھائی بھائی ہوکے رہو جیسا تمہین خدا نے حکم دیا ہے۔

۶۔ حضرت انس کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ ام ایمن کے پاس چلو تاکہ ہم انکی زیارت کرین جسطرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکی دیکھنے کو تشریف لیجایا کرتے تھے چنانچہ یہ دونون جب انکے پاس پہونچے تو وہ رو رہی تہین ان دونون نے انہین سمجھایا اور کہا کہ تم کیون روتی ہو جو کچھ اللہ کے ہان ہے وہ اسکے رسول کیلئے بہتر ہے راوی کہتا ہے کہ ام ایمن نے کہا کہ مین اس سبب سے نہین روتی کہ مین اس بات کو جانتی نہین ہون کہ جو کچھ اسکے ہان ہے وہ اسکے رسول کے لئے بہتر ہے بلکہ مین صرف اسی وجہ سے روتی ہون کہ وحی کا آنا موقوف ہو گیا اس بات کو سنکے ان دونون کا دل بھی بھر آیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

۷۔ ایکمرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے خطبہ مین فرمایا کہ خبردار کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ کم درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

۸۔ جب حضرت ابو بکر صدیق نے ملک شام کیطرف جہاد کرنے کیلئے لشکر بھیجا تو حضرت ابو بکر صدیق کی خطبہ پڑھا اس مین بیان فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اسلئے کہ مین سمجھتا ہون کہ یہ کام حد کمال کو پہونچیگا یہانتک کہ تم لوگ روٹی اور روغن زیتون سے سیر ہو جاؤ گے۔

یہ بشارت تھی فتح شام کی کہ وہان روغن زیتون بہت پیدا ہوتا ہے۔

۹۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے ایک خطبہ مین یہ بھی فرمایا

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالون کا جواب

کوئٹہ سے میرے ایک محترم بھائی نے ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کی ایک تحریر میرے پاس اس غرض سے بھیجی ہے کہ مین اسکو مع اسکے جواب کے الحکم مین چھاپ دون۔ یہہ تحریر میرے پاس دیر سے آئی ہوئی ہے لیکن مین بعض اہم امور مین مصروف ہونیکی وجہ سے اسپر توجہ نہ کرسکا۔ لیکن آج مجھے موقع ملا ہے کہ اسکو مع اسکے جواب کے چھاپ دون۔ بحولہ وبقوتہ تعالیٰ۔ ایڈیٹر

سوال

بخدمت جمیع علماء ملت محمدیہ بذریعہ عالمشیر خان التماس کہ موافق عقائد اصول فریق محمدیان قرآن منزل من اللہ ہے اور بدلائل و اسنادات قرآن صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب تسلط شیطان سے محفوظ کیا گیا تھا۔ **اوّل** بوقت تلاوت قرآن پناہ مانگنا ساتھ اللہ کے شیطان رانده ہوئے سے محمد صاحب پر فرض تھا پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۳+۱۰۰ پس رسول ہوکر ترک فرض نہین کرسکتا اور بعد تعمیل حکم تسلط شیطان سے محفوظ۔

دوسرا جو متوکل بخدا اور ایماندار ہین اونپر تسلط شیطان نہین ہے۔ اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور بہ نسبت ایمانداران و متوکلان بخدا پیروان اپنے کے محمد صاحب زیادہ تر ایماندار اور متوکل بخدا کہا جائیگا اسواسطے اوسپر ہرگز تسلط شیطانی ہو نہین سکتا۔

تیسرا تسلط شیطان کا مشرکون پر اور جو شیطان کے ساتھ مودت رکھتے ہین ہوتا ہے اِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ پس جبکہ محمد صاحب نہ مشرک اور نہ شیطان کے ساتھ مودت رکھتا ہے تو یہہ بہر صورت محفوظ ہوئے۔

چوتھا حفاظت اور نگہبانی ابلاغ کے واسطے جماعت فرشتون کی پس و پیش رہتی تھی پارہ ۲۹ سورہ جن رکوع ۲ باوجود اتنی حفاظت کے اگر پیغامون مین زیر بالائی ہو یا شیطان مداخلت کرے تو حاضر رہنا اور حفاظت کرنا فرشتون کا سراسر بیجا اور بیفائدہ ہوا۔

پانچوان سورہ والنجم کی تمہید مین محمد صاحب کی خدا نے بڑی زور شور سے قسم کھا کر فرمایا کہ محمد صاحب گمراہ نہین ہوا جو کچھ بولتا ہے ہوائے نفس سے نہین بلکہ وحی کی رو سے بولتا ہے اور اوسکو شدید القویٰ نے سکھلایا ہے اس موقعہ پر بھی شیطان کا تسلط کرنا بجائے خود ملکتا نہین سکتا۔ اور مفسر تفسیر معالم التنزیل متفق الرائے ابن عباس او محمد بن کعب القرظی وغیرہما من المفسرین بخلاف آیات قرآنی مذکورہ بالا تفسیر کیا۔ قولہ۔ فکان یوماً فی مجلس القریش فانزل اللہ تعالیٰ سورۃ والنجم فقرء ہا رسول اللہ و حتیٰ بلغ قولہ افرأیتم اللات والعزیٰ ومنات الثالثۃ الاخریٰ القی الشیطان علیٰ لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و یتمناہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترجی فلما سمعت قریش ذالک فرحوا بہ۔ مفسرین لکھتے ہین کہ بروز نزول سورہ والنجم جسوقت محمد صاحب پڑھنے لگا تو موافق صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کے شیطان نے اوسکی زبان پر کلمات تعریف بتون کے القاء کردئے اور قریش سنکر خوش ہوئے یہہ عجب حیرت انگیز تفسیر ہے کیونکہ جب صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کی پہلے سے تھی تو القاء کرنا شیطان کا کیا معنی رکھتا ہے۔ یعنی ہوالی ادانی اسباب کو جانتے ہین کہ جو کچھ دل مین ہوتا ہے وہ زبان پر آتا ہے ہان اگر صلاح نفس اور خواہش دلی کو مشورہ شیطانی کہا جاوے تو البتہ جائے دارد۔ اور وہ صلاح نفس اور تمناء دلی یہہ معنے رکھتی ہین کہ بتون کی تعریف کرنے سے مشرکان عرب خوش ہوکر مطیع ہوجاوینگے لیکن اونہون نے بخلاف اوس کے یہہ سمجھا ہوگا کہ پھر محمد صاحب نے پیروی اباء اجداد اپنے کی قبول کرلی اسواسطے خوش ہوئے ہونگے اور جب موافق صلاح نفس او مشورہ مجوزہ کے مطلب برآری نہ ہوئی تو ضرور باعث رنج خاطر ہوا ہوگا اور منسوخ کرنا اوس آئیت کا بھی لازم آیا۔ اب مضمون مفسرین کا اور آیات قرآنی مذکورہ بالا جن سے محمد صاحب کا محفوظ رہنا تسلط شیطان کے سے پایا جاتا ہے میزان عقل مین وزن کیا گیا تو قرآن کا مضمون مفسرون کی تفسیر اور تشریح سے زیادہ معتبر ہے پس تفسیر کرنا اونکا سراسر غلط بلکہ الزام اور افترا ہے کیونکہ اگر تفسیر کرنا اونکا صحیح ہو تو قرآن کو منزل من اللہ کہنا باطل بلکہ خود ساختہ کلام السان کہا جائیگا اور وعدہ الٰہی محفوظ ہونے تسلط شیطان سے محض پیغمبر بنکر حاضرین کی تسلی کرتے تھے ورنہ بیعات بے بنیاد تھی۔ لیکن جب مضمون آیت قرآن جسکا مفسرون نے تفسیر کیا بنظر غور دیکھا۔ تو فی الحق قول مفسرون کا صحیح اور درست ہے پارہ ۱۷ سورہ حج رکوع ۷+۱۵۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ اپنی بات کی درستی کیواسطے اوون پر الزام لگایا ورنہ کسی پیغمبر نے ایسا تمنا نہین کیا اور کلمات تعریف بتون کے شیطان نے اونکی زبان پر القاء نہین کئے الا محمد صاحب نے۔ اور متن قرآن سے یہ بھی صاف ظاہر ہوا کہ جو مضمون بصلاح نفس اور تمناء دلی رسولؐ کے ہو اوسمین القاء شیطانی ضرور ہوجاتا ہے اور جب القاء شیطانی ہوا تو تعمیل کرنا اوسکا داخلی گناہ اور صدور گناہ باعث ناراضگی خدا چنانچہ وہ آیت جسمین تعریف بتون کی تھی منسوخ کی گئی۔ اور دوسری جگہ قرآن مین فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہین ہم آیات کو سے یا بہلا دیتے ہین ہم لاتے ہین ہم بہتر اوس سے یا مانند اوسکے پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۳-۱۰۰ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ بہلا دینا تو خدا کی ذات کا خاصہ نہین کیونکہ جسمین سہو اور نسیان ہے وہ خدا نہین اور آیت منسوخ شدہ کے مانند یا بہتر اوس سے لانیکا یہہ معنی ہوگا کہ جسوقت محمد صاحب نے القاء کردیا کہ وہ بلند پرواز اور صاحب شفاعت ہین۔ وہ آیت تو منسوخ ہوگئی پس اوس سے بہتر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین رضا اور پسندی محمد صاحب کی تھی ثابت اور بتخانہ سجدہ گاہ محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ کا ہوگیا۔ پارہ ۲ سورہ بقر رکوع ۱۷+۱۳۵ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ اور تا زمان فتح مکہ بموجودگی جملہ بتون کے محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ اونکا سجدہ کرتے رہے اور بعد فتح مکہ کے اور تو سب معبود نکالے گئے لیکن ایک حجر الاسود منجملہ اون خداؤن کے رکھکر واحد پرستی معروف کی گئی۔ لہذا عرض رسان ہون کہ وہ آیت جسمین خواہش نفس اور تمنا تعریف بتون کی تھی منسوخ ہوگئی۔ اور جب بموجودگی اون سب بتون کے اون بتخانہ کا سجدہ کرنا محمد صاحب نے پسند کیا تھا اِس کو بھی تمناء دلی کہا جائیگا تو ضرور القاء شیطانی ہوا اور اگر القاء شیطانی کہنا ناجائیز ہو تو اوس کے ثبوت مین سند پختہ سے مطلع فرماوین۔

رقیمہ برخوردار خان مشن ہسپتال کوئٹہ

فاما الجواب

:- ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کا سوال ہی انکے اعتراض کی تردید کے لئے کافی ہے تاہم مین اسپر کسیقدر بسط سے کلام کرنا چاہتا ہون۔

لاریب انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ شیطانی تسلط سے پاک ہین آپ کی تو شان ہی ارفع اور اعلےٰ ہے شیطان کا تسلط قرآن کریم کے رو سے کسی پر بھی نہین جیسا کہ خود خدا تعالےٰ نے اپنی مجید کتاب مین فرمایا ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی اے شیطان میرے بندون پر تجھے ہرگز تسلط حاصل نہین۔ ہان مین انجیل کا ذکر ہرگز نہین کرتا۔ کیونکہ انجیل کی رو سے تو یسوع پر بھی جو ایک نادان قوم نے خدا بنا لیا ہے) شیطان کا بہت بڑا تسلط ہے وہ یسوع کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یسوع نے اسکی پیروی کی اور چالیس دن تک وہ بُس القریبا یسوع کو لئے پھرتا رہا۔ اگر ڈاکٹر برخوردار خان صاحب انکار کرین تو مین انہین مفصل بتا سکتا ہون۔ غرض قرآن کریم کی رو سے شیطان کا کسی پر بھی تسلط نہین + اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام انسان کو دعاؤن سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے برخلاف اسکے یسوع ناصری کا پیرو بجز آج کی روٹی کے اور کچھہ مانگتا ہی نہین۔

بہرحال

انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لاریب شیطانی تسلط سے بالکل پاک اور معصوم ہین بلکہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہوگیا۔ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھہ قرآن مجید نے فرمایا وہ سراسر حق اور صحیح ہے۔

یہہ امر کہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتون کی تعریف کی اور وہ القاء شیطانی تھا محض اتہام اور سراسر باطل ہے نہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتون کی تعریف کی اور نہ اس کا کوئی ثبوت قرآن مجید مین ہے نہ حدیث کے اعلےٰ طبقہ مین۔ اگر کسی مفسر کا قول ہمیشہ حجت ہو سکتا ہے تو کیا برخوردار خان انجیل مین مفسرین کے اقوال ماننے کو امادہ ہین۔ تعجب کی بات ہے کہ برخوردار خان قرآن شریف کی بنا پر اعتراض کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اتنا بھی علم نہین ہے کہ سارا قرآن شریف بتون اور بتون کی پرستش کی مذمت سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کی توحید تو مخالف سے مخالف پادریون اور دشمنون نے بھی تسلیم کی ہے + یہی اعتراض پنڈت لیکھرام آریہ مقتول نے بھی کیا تھا اسکا جواب جو بہت ہی صحیح اور لاجواب ہے حضرت حکیم الامتہ نے تصدیق مین دیا ہے۔ جسکو مین یہان درج کردیتا ہون۔

مکذب نے صفحہ نمبر ۲۶ تکذیب مین سورہ نجم کے حوالہ سے یہہ **لغو فقرہ** تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتہن لترتجی۔ اعتراض کرنے کو لکھا ہے **اسلام** کے مختلف فرقے دنیا مین موجود ہین سب کے پاس **قرآن** ہے مگر تعجب ہے کہ کسی مین یہہ موجود نہین اور ہو کیسے **قرآن کریم** کی شان اس سے اعلےٰ وارفع ہے کہ اس **مجموعہ توحید** مین ایسا

(باقی)

منشر کا نہ مضمون ہو اب حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض نہ رہا۔

مکذب فٹ نوٹ میں۔ "مفصل حال اسکا معالم جلالین بیضاوی معتمد میں ذکر ہے"۔

مصدق نے ان تفاسیر کیطرف رجوع کیا مگر ان میں یہہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض خدمت ہے **بیضاوی** نے اس واہی قصہ کو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ تلک الغرانیق العلی الخ پڑہا تہا لکہکر کہا ہے وھو مردود عند المحققین اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔ تفسیر **فتح البیان** میں لکہا ہے تلک الغرانیق کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم میں اسکو پڑہا۔ **صحیح نہین** چنانچہ کہتے ہیں لم یصح شئی من ھذا ولا ثبت بوجہ من الوجوہ ومع عدم صحتہ بل بطلانہ فقد دفعہ المحققون بکتاب اللہ سبحانہ۔

حیث قال اللہ تعالی وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔

وقولہ تعالی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى۔

وقولہ تعالی وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ۔ فنفی المقاربۃ للرکون فضلاً عن الرکون۔

قال البزار۔ ھذا حدیث لا نعلمہ یروی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم باسناد متصل +

قال البیہقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جہۃ النقل ثم اخذ یتکلم ان رواۃ ھذہ القصۃ مطعونون فیہم +

قال امام الائمۃ ابن خزیمہ ان ھذہ القصۃ من وضع الزنادقۃ +

قال الرازی ھذہ القصۃ باطلۃ موضوعۃ لا یجوز القول بھا +

قال اللہ تعالی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى +

وقال اللہ تعالی سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى۔

ولا شک ان من جوز علی الرسول تعظیم الاوثان فقد کفر لان من المعلوم بالضرورۃ ان اعظم سعیہ کان فی نفی الاوثان +

قال ابن کثیر فی تفسیرہ ان جمیع الروایات فی ھذا الباب اما مرسلۃ او منقطعۃ لا تقوم الحجۃ بشئی منہا۔ ثم قال نقد عرفناک انہا جمیعہا لا تقوم بہا الحجۃ لانہ لم یروہا احد من اہل الصحۃ ولا اسندہا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل۔

(فتح البیان مختصراً)

وقال فی الکبیر روی عن محمد بن اسحاق بن خزیمہ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتاباً۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ یسوع جنکا ذکر انجیل میں ہے اسپر یہہ اعتراض بڑی صفائی سے ہو سکتا ہے کہ اسنے چالیس دن تک جس القرین شیطان کے ساتہہ رہکر زندگی بسر کی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور آیت **ما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی** الآیۃ سے جو یہ مفہوم پیدا کیا ہے کہ نبیوں یا رسولوں کی تمنی میں شیطان القا کر دیتا ہے اسکو مردہ پرست عیسائی کب سمجھ سکتا ہے۔

اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو الہامات اور وحی نبیوں کو ہوتی ہے وہ انکے اپنے خیالات یا تمنی کا نتیجہ ہوتا ہے بلکہ یہ آیت تو ایک عظیم الشان **سر نبوت** کو بیان کرتی ہے۔ اسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول آتا ہے تو اوس کی خواہش اور آرزو اصلاح ملک وقوم ہوتی ہے اسکی تمنی بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ وہ فسق وفجور کے گڑہے میں پڑے ہوئے شریروں کو نکال کر خدائے قدوس کے آستانہ پر جہکا دیں مگر شریر اور ناپاک لوگ جو شیطان کا مظہر ہوتے ہیں اسکی راہ میں روکیں ڈالتے ہیں اور اسکی تبلیغ کو بند کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو ہر طرح اس سے دور رکہنے کی سعی کرتے ہیں۔ لیکن انجام کیا ہوتا ہے **فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان** شیطان اور اسکے مظاہر ناکام ونامراد رہتے ہیں اور خدا تعالے کے مامور ومرسل آخر کامیاب ہوتے ہیں۔

دور کی باتیں شاید آپ سمجھ نہ سکیں آج بہی دنیا میں خدا تعالے کا ایک مامور اور مرسل موجود ہے اسکی **تمنی** یہہ ہے کہ وہ **مردہ پرست نصرانیت** کے عقاید کو دور کرے اور حی وقیوم خدا کے حضور سب کو جہکا دے۔ لیکن خبیث شیطان چاہتا ہے کہ اسے اس مقصد میں کامیابی نہ ہو۔ وہ اپنے مظاہر کے ذریعہ اسکی راہ میں روکیں ڈال رہا ہے مختلف طرز وطرق پر اسے دکہہ دیا جاتا اور ستایا جاتا ہے اسکی جماعت پر افترا باندہے جاتے۔ جب دلائل وحجج میں عاجز آجاتے ہیں تو مقدمات اور جہوٹی مخبریوں سے اسے گزند پہنچانا چاہتے ہیں لیکن شیطان اور اسکا لشکر دیکہہ لیگا کہ **انجام کار فتح اسی مامور کی ہے** توحید کا جہنڈا گڑیگا اور مردہ پرست نصرانی استخوان پرستی سے باز آکر حی وقیوم خدا کو اپنا اکیلا اور یکتا خدا سمجہیں گے۔

اس آیت کا مطلب اور مفہوم تو یہ ہے۔ لیکن نادان انسان جو خدا پرستی کی راہوں کو چہوڑ کر شیطانی خیالات کا اسیر ہو کر اندہیرے میں چلتا ہے۔ وہ اپنے نفس کا غلام ہو کر الٹے معنے کرتا ہے۔

(باقی آئندہ)

سلہ اس قسم کی کوئی بات بہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہیں ہوئی۔ اگرچہ خود ہی اسکی عدم صحت اور اسکا بطلان ظاہر ہے۔ مگر محققین کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کی کتاب ہی تو اسے رد کر رہی ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اگر یہ (نبی) ہماری نسبت کوئی جہوٹی بات لگاتا تو ہم اسکا دہنا ہاتہ پکڑتے پہر ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہے۔ یہ نبی اپنی طرف سے نہیں بولتا۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اگر ہم تجہکو مضبوط نہ رکہتے تو تو ان کی جانب قریب تہا کہ مائل ہو جاتا۔ اب یہ آیت مقاربت میلان کی بہی نفی کرتی ہے چہ جائیکہ آنجناب کا میلان ان کی جانب ہوتا۔ بزار کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس حدیث کو متصل اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو۔ بیہقی کہتے ہیں۔ یہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے ثابت نہیں ہوا۔ پہر بیہقی نے یہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویوں میں طعن کیا گیا ہے۔ امام الائمہ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ اس قصہ کو زندیقوں نے وضع کیا ہے + امام رازی کہتے ہیں۔ یہ قصہ جہوٹا بناوٹی ہے اسکا ماننا ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ یہ نبی اپنی طرف سے کچہہ نہیں بولتا یہ تو وہی کہتا ہے جو اسکے دل میں وحی کی جاتی ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے عنقریب ہم تجہے قرآن پڑہاتے ہیں۔ پہر تو اوسے فراموش نہ کریگا۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہہ کہنا روا رکہے کہ آپ نے بتوں کی تعظیم کی ایسا شخص بے شک کافر ہے۔ اسلئے کہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہاری کوشش بتوں کا نابود کرنا تہا۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس باب میں جتنی روائتیں ہیں یا تو مرسل ہیں یا منقطع ہیں اور ایسی روائتیں حجت نہیں ہوا کرتیں۔ پہر امام صاحب فرماتے ہیں۔ ہم تجہے سمجہا چکے ہیں۔ کہ یہ تمام روائتیں حجت پکڑنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ اہل صحت میں سے کسی نے انہیں روایت نہیں کیا اور نہ کسی ثقہ نے سند صحیح یا سلیم متصل سے انہیں اسناد کیا۔ اور امام صاحب تفسیر کبیر میں کہتے ہیں۔ محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اوس سے اس قصہ کی بابت سوال کیا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ زندیقوں نے اسے گھڑا ہے۔ اور اوس نے اس بارہ میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے +

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

ماموروں کی زندگی معمولی زندگی نہیں ہوا کرتی بلکہ انکی ہر حرکت وسکون ہر آن وادا اپنے اندر ایک بیش قیمت اخلاقی روحانی سبق رکہا کرتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدا تعالے کی مجید کتاب ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نفرماتے۔ لیکن بہت ہی تہوڑے ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایک باریک نظر اور قلب سلیم سے شاہد مامور کی ہر حالت وادا کو دیکہنے کے عادی ہوتے ہیں جب سے کہ مجہے اللہ تعالے نے دار الامان میں رہنے کا فخر بخشا ہے اعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک لائف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنے کا ایک جوش اور شوق دے رکہا ہے اور میرے اکثر احباب جانتے ہیں کہ میں اس پاک لائف کے مواد جمع کرتا رہتا ہوں۔ انہیں سے بعض باتیں آج اپنے ناظرین کو سنانی چاہتا ہوں۔

دنیوی مقاصد پیش نظر نہیں

اعلے حضرت کے منجانب اللہ ہونے کے دوسرے دلائل وبراہین میں سے آپ کی عملی زندگی کا وہ حصہ بہی عجیب ہے جو آپ اندرون خانہ میں گذارتے ہیں۔ آؤ! میں تمہیں آپ کی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات سناؤں + یہہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے جو انسان کی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہوتا ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب **امتحان انٹرینس** دیکر امرتسر سے واپس آئے ہیں۔ آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا۔ کسی نے کہا **میاں صاحب** بہت دبلے ہو گئے ہیں دوسرے نے کہا۔ انکو اپنی **کمزوری** کا خیال کرکے سخت فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہو فیل ہو جاؤں۔

اسپر حضرت میاں صاحب سے کسی بہت ہی پیار کرنے والے نے کہا کہ آپ **دعا کریں** یہہ **پاس ہو جاویں**۔ اسپر اعلے حضرت حجۃ اللہ نے جو کچہہ فرمایا وہ آب زر سے بہی لکہا جاوے تو اسکی پوری قدر نہیں ہو سکتی۔ یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہیں اور آپ کی پاک **سیرۃ** کو عیاں کرکے دکہاتے ہیں۔ فرمایا ہمیں تو ایسی باتوں کیطرف توجہ کرنے سے **کراہت** پیدا ہوتی ہے۔

باتون کے لئے دعا نہیں کرتے ہکو نہ نوکریون کی ضرورت ہے اور نہ ہمارا یہ منشاء ہے کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاوین ہان اتنی بات ہے کہ یہ علوم متعارفہ مین کسیقدر دستگاہ پیدا کرلیں جو خدمت دین مین کام آئے **پاس فیل** سے تعلق نہیں اور نہ کوئی غرض"۔

ان فقرات پر غور کرو کہ کیا کسی دنیا دار دنیا طلب کے منہ سے نکل سکتے ہین ایسی حالت اور ایسے وقت مین جبکہ وہ اپنی بیوی بچون مین بیٹھا ہوا ہے - مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اسکے اردگرد نہین ہے - اس سے بڑھکر آپ کی سچائی اور صدق دعویٰ پر کس دلیل کی ضرورت ہے کہ برخلاف **ابناء دنیا** کے جو اپنے بیٹون کے لئے ایسی امتحانی منزلون کے طے کرانے کے لئے کسقدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہین اور اسکے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے بھی نہین ڈرتے۔

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ **کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہین** یہہ واقعہ تو آپ کی زندگی مین اسی سال اور پچھلے ہی مہینے کا ہے - ممکن ہے کہ کوئی کم فہم اپنی بدفہمی سے یہہ کہہ اٹھے کہ اسوقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور کسی قسم کی کوئی حاجت اور پروا نہین اسلئے ایسا فرمایا - لیکن مین ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہون جبکہ نہ یہ سلسلہ تھا اور نہ اسقدر خدام گرد وپیش موجود تھے بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کر رہے تھے اور گوشہ گمنامی مین اپنے **محبوب و مولا** سے راز و نیاز کی باتین کیا کرتے تھے -

اسوقت جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب حال افسر مال میانوالی جو اعلیٰحضرت کے سب سے بڑے صاحبزادے ہین امتحان تحصیلداری مین شریک ہوئے - انہون نے دعا کی درخواست کی - عصر کی نماز کا وقت تھا - آپ وضو کر رہے تھے اسوقت مرزا سلطان احمد صاحب کا عریضہ ملا - آپ نے وضو کرکے اسے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھ اسے چاک کرکے پھینکدیا اور فرمایا

مین ایسی باتون کے لئے دعا نہین کرتا - مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے - اسکے بعد معاً آپ کو الہام ہوا کہ **پاس ہو جائیگا** - یہہ خداتعالےٰ کا فضل تھا +

غرض جہانتک آپکی پاک لائف مین نظر کرتے جاوین اس قسم کے ہزارون واقعات ملین گے -

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے روایت فرماتے ہین کہ میان محمود والا واقعہ سن کر میرے دل مین آپ کے مستجاب اللہ ہونے کی نسبت اور بھی زیادہ مضبوط ایمان پیدا ہوگیا اسلئے کہ جیسا مین ہر موقعہ پر دیکھتا ہون اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا کہ حضرت اقدس کے پیش نظر دین اور اعلاء دین ہی ہے محض دنیا کی طرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے اور نہ متوجہ ہونا پسند کرتے ہین چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

"جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست کرتا ہے طبیعت مین بہت **کراہت پیدا** ہوتی لیکن جب کسی کی درخواست خداتعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا کوئی شخص کسی ابتلا مین محض دین کی خاطر مبتلا ہوتا اور ستایا جاتا ہے اسوقت دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوتی ہے -"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام آج کل باغ مین ہین آپ کے ساتھ بعض خاص خدام اور بزرگان ملت بھی ہین ایک **خادمہ** کی روایت پر مجھے معلوم ہوا کہ جب آندھی یا بارش کے سامان نظر آتے ہین تو حضرت اقدس بہت دعا کرتے اور گھبراتے ہین اور کہتے ہین **یا اللہ** تو اپنا رحم اور فضل کر تیرے یہ عاجز بندے یہان بے سروسامان ہین - (یہہ آپ کے کلمات کا مفہوم ہے ایڈیٹر) یہہ واقعہ نہ صرف اعلیٰحضرت کی کمال **معرفت** کا ثبوت ہے بلکہ اس سے آپکی اس **دلی ہمدردی** اور **محبت** کا بھی پتہ لگتا ہے جو آپ کو نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخلص احباب سے خصوصاً ہے کہ انکے لئے وہ کسقدر **بیتاب اور بیقرار** رہتا ہے اپنے آرام کو بھی انپر قربان کرتا ہے یہہ **ایثار** ماموروں کے سوا دوسرون کو نہین دیا جاتا - اور اسکے سوا اس واقعہ سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ **ماسوی اللہ** سے آپ کسقدر بیزار اور الگ ہین حقیقی ماوا اور ملجاء اللہ تعالیٰ ہی کی **ذات** کو سمجھتے ہین اور دعاؤن پر آپ کو بہت بھروسہ ہے -

حضرت ام المومنین کو کیا فرمایا

گھر مین بھی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے ایک روز حضرت ام المومنین کو مخاطب کرکے فرمایا!

دیکھو ! نوکرون پر سختی بالکل نہین ہونی چاہئے - انکو جو کچھہ سمجھانا ہو نرمی سے سمجھا دیا کرو - اور ان کے واسطے دعا کیا کرو -

اگر انکو ملامت کرو تو اسطرح پر کرو کہ خدا تمہین ہدایت دے - نیکی دے - سمجھہ دے - ایسا ہی بچون کی اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاؤ تو انکو بھی جھڑکو نہین انکے لئے دعا کرو - اور اسی قسم کے دعائیہ کلمات سے سمجھاؤ -

خداتعالےٰ کے غضب کے دن آئے ہوئے ہین وہ کسی کی پروا نہین کرتا - جہانتک ہوسکے خدا کی مخلوق پر رحم کرو تاکہ اللہ تعالےٰ تم پر بھی رحم کرے -

---

مندرجہ بالا بعض واقعات شمہ از شمائل آنحضرت ہین - انپر غور کرو اور وہ مفید نتائج اور سبق جو ان سے مل سکتے ہین حاصل کرو - دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان سے فائدہ اٹھانے والا دل دماغ عطا کرے اور توفیق دے - آمین -

---

لاہور مین میرے دو تین دن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سے لاہور

بٹالہ سے جس کمرہ مین مین سوار ہوا تھا اس کمرہ مین چند اور شریف آدمی بھی آ بیٹھے تھے جن مین سے ایک خاص رہکو سے آیا تھا جہان کا راجہ خاندان بالکل تباہ و برباد ہوگیا تھا - جو دردانگیز اور بھیانک حالات انہونے بیان کئے وہ اس سے کچھہ بھی کم نہ تھے جو ناظرین پڑھ چکے ہین - بلکہ وہان کی بربادی اور تباہی کے اور بھی خوفناک منظر دکھاتے تھے - وہ یہ بیان ہی کر رہے تھے کہ ایک جنٹلمین بول اٹھے

"سنا ہے مرزا قادیانی نے ایک اور زلزلہ کی پیشگوئی کی ہے -"

اسپر ایک دوسرے صاحب بول اٹھے "کیا انہون نے پہلے زلزلہ کی بھی پیشگوئی کی تھی؟ "

اسوقت تک کسی کو بجز ایک کے (جو کسی زمانہ مین میرے اوستاد تھے اور آجکل ملتان مین ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہین) معلوم نہ تھا کہ مین قادیان رہا کرتا ہون اور خدا کے محض کرم سے اسی آستانہ علیا کا ایک ادنےٰ خادم ہون - مینے اپنے فرض کے خلاف سمجھا کہ خاموش رہون چنانچہ مینے اس دوسرے صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ **ہان پیشگوئی کی تھی** میرا یہ کہنا تھا کہ سب کے کان کھڑے ہوگئے - اور ادہر ادہر سے آوازین آنے لگین -

کیا آپ قادیانی ہین

جسکا جواب مینے اس مفہوم کے لحاظ سے جو اس سوال کے اندر مرکوز ہے **اثبات** مین دیا - پھر دوسرا سوال یہ ہوا -

سائل - کیون صاحب یہ زلزلہ کی پیشگوئی کب کی تھی؟ اگر پہلے سے خبر دی تھی تو اسقدر مخلوق کیون تباہ ہوئی -

مین - جناب یہہ پیشگوئی اوّل اوّل آج سے قریباً پچیس ۲۵ برس پہلے ملک مین شائع ہوئی تھی - پہلے پھر ایک سال کے قریب عرصہ گذرتا ہے خداتعالےٰ نے اس **قہری نشان** سے دنیا کو اپنے صادق بندے کے ذریعہ آگاہ کیا اور پھر زلزلہ آنے سے چند روز پیشتر بھی اطلاع دی گئی تھی - یہہ تو آپ کے سوال کے پہلے جزو کا جواب ہے دوسرے حصہ کے متعلق یہہ گذارش ہے کہ مخلوق کیون تباہ ہوئی؟ اسکا جواب خداتعالےٰ کی مجید کتاب سے ملتا ہے

بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْهِمْ

اونہون نے خداتعالےٰ کے اس الارم اور اطلاع کی کچھہ پروا نکی - اطلاع دینے والے پر ہنسی ٹھٹھا کیا - اسکی نصائح کو خودغرضی پر محمول کیا - شوخی و شرارت مین پہلے سے زیادہ بڑھ گئے - کوئی تبدیلی نہکی - آخر خدا کے عذاب نے انہین پاش پاش کردیا - اور اسپر بھی ابھی شوخی کم نہین ہوئی - بلکہ بڑھی ہے اسلئے خداتعالےٰ نے اپنے بندہ کے ذریعہ پھر آگاہ کیا ہے کہ عذاب الٰہی آنیوالا ہے -

سائل - یہہ عذاب کب آئیگا -

مین - جسطرح پر خدا کے آیا کرتے ہین - بغتۃً ہی آئیگا یعنی یکایک - اچانک - بےخبری مین -

سائل - اگر بےخبری مین آئیگا تو ایسی اطلاع سے مخلوق کو کیا فائدہ ہوگا -

مین - مخلوق کو یہ فائدہ ہوگا کہ جو انمین سے سلیم الفطرت اور رشید ہین وہ اپنے اندر مستقل تبدیلی کر لینگے - اور جو شرارت اور شوخی مین ترقی کرینگے اور اپنے جرائم کو پاداش کی حد تک پہونچا دینگے وہ اس عذاب سے پارہ پارہ ہوکر دوسرون کے لئے موجب عبرت ٹھیرین گے -

سائل - میرا مطلب یہ ہے کہ اس عذاب کی کوئی تاریخ بھی مقرر ہے -

مین - ہان خداتعالےٰ کے حضور تو مقرر ہے اسی لئے اس الہام اور پیشگوئی مین جو اسکے متعلق ہوئی ہے اس کا نام **اَلسَّاعَة** رکھا ہے

مگر دنیا کو اس الساعۃ کا علم نہیں دیا گیا۔

سائل۔ تو کیا مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

مین۔ جہانتک میرا علم ہے مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

سائل۔ تو یہ تو کوئی پیشگوئی نہ ہوئی جبکہ خود پیشگوئی کرنے والا ملہم ہی نہیں جانتا کہ کب عذاب آئے گا۔

مین۔ مجھے آپ کے منہ سے یہ اعتراض سُنکر بہت افسوس ہوا اگر کوئی ہندو یا دہریہ اسپر اعتراض کرتا تو مین اوسکو کسی دوسرے رنگ مین جواب دیتا۔ لیکن ایک شخص جو مسلمان کہلاتا ہے قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتا ہے وہ ایسا اعتراض کیون کرتا ہے؟ اگر آپکا یہہ اعتراض صحیح ہے اور کسی نبی اور ملہم کے لئے یہہ **فرض** ہے کہ اس کی کوئی ایسی پیشگوئی تسلیم نہ کی جاوے گی تو پھر شاید آپ کو سارے نبیون کی نبوت سے انکار کرنا پڑیگا۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ آپ سلسلہ نبوت سے اگر کچھہ بھی واقف ہوتے تو کبھی ایسا اعتراض نکرتے۔

سائل۔ قرآن مجید ایسی بودی پیشگوئیان نہین کرتا جو بے سروپا ہون اور نہ نبیون کی شان ہے کہ وہ مبہم اور مجمل پیشگوئی کرین۔

مین۔ اگر قرآن شریف یا نبیون کے کلام مین ایسی پیشگوئیان موجود ہون تو پھر آپ کیا کہین گے؟

سائل۔ مین پھر مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر بھی نظر کرونگا۔

مین۔ نظر کرنے کے کیا معنی آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہہ پیشگوئی بھی اسی چشمہ سے آئی ہے۔

سائل۔ اچھا آپ کوئی ایسی پیشگوئی بتائین تو سہی

مین۔ کوئی کیا مین تو بطور قائدہ کلیہ آپکو بتاتا ہون کہ انذاری پیشگوئیان خصوصًا اور عمومًا ساری ہی پیشگوئیان اس رنگ کی ہوتی ہین۔ ہان بعض ایسی بھی ہوتی ہین جس مین وقت بھی بتا دیا جاتا ہے دیکھو حضرت مسیح نے صاف طور پر اقرار کیا کہ **اس گھڑی کو باپ کے سوا کوئی نہین جانتا** حالانکہ وہ اس گھڑی سے مخلوق کو ڈراتے تھے۔ پھر قرآن مجید صاف طور پر

لا ادری اقریب ام بعید بتاتا ہے جو اس زلزلہ والی پیشگوئی کی ایسی لاجواب نظیر ہے کہ آپ اس کا ہرگز جواب نہین دے سکین گے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طوفان کے آنے کی خبر دی تھی اور اوسوقت تک کہ نوح کشتی مین سوار ہوا کسی کو علم نہ تھا کہ طوفان آنیوالا ہے بلکہ قرآن شریف بڑے واضح طور پر بتاتا ہے کہ وہ لوگ نوح علیہ السلام پر ہنسی کرتے۔ جب اسے دیکھتے کہ وہ کشتی بنا رہا ہے بحالیکہ طوفانی موسم کے کوئی آثار اور علامات نہین ہین۔ اگر کوئی وقت خاص دیا گیا تھا یا علامات کو دیکھہ قیافہ اور فراست سے کہا گیا تھا تو پھر ان لوگون کی ہنسی کے کیا معنے۔ پیشگوئی کے سائنس اور فلسفہ سے بھی آپ ناواقف ہین اور سنن انبیاء سے بھی بے خبر رہنا یہی وجہ ہے جو مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے لوگ غلطی اور نادانی سے وہ وہی اعتراض کرتے ہین جو ہر زمانہ مین نبیون پر کئے گئے۔ اور ہم تو اسی وجہ سے تمام مخالفین کو جو مسلمان کہلاتے ہین چیلنج کرتے ہین کہ وہ کوئی ایسا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کرکے دکھائین جو پہلے کسی نبی اور راستباز پر نکیا گیا ہو۔

مینے جسوقت یہہ جواب دیا سائل پر خدا کی قدرت کچھہ ایسا رعب چھا گیا کہ **فبھت الذی کفر** کا پورا نمونہ مجھے نظر آیا۔ اس سے اور تو کچھہ بن نہ آیا آتھم کی پیشگوئی لے بیٹھا۔ لیکن جب مینے اسے یہہ کہا کہ آپ نے وہ پیشگوئی ہرگز نہین پڑھی تو کہا تو یہ کہا کہ آپ ناراض ہوتے ہین۔ مگر مین نہین سمجھتا اور غالبًا میرے ناظرین بھی اس تقریر سے نہ سمجھین گے کہ اس مین ناراضی کی کونسی بات ہے۔

اس قسم کی باتون مین امرتسر پہنچ گئے گاڑی کے آنے مین کچھہ دیر تھی ہم سب اُتر کر دوسرے پلیٹ فارم پر آ گئے محض اس خیال سے کہ پہلی ٹرین مین جو میل ٹرین تھی سوار ہو کر چلے جاوین پھر وہ میرے ساتھہ ایک کمرہ مین نہین بیٹھے۔

امرتسر کے پلیٹ فارم پر میری ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سے ملاقات ہوئی اور خدا تعالےٰ کے اس عجیب قہری نشان پر کچھہ باتین ہوتی رہین ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو مین فرمایا کہ خسرو کے ایک شعر مین کسی قدر تصرف کیا جاوے تو وہ اس نشان پر عجیب صادق آتا ہے اور اسے یون پڑہا جاوے۔

دبدبۂ عیسوم شد بلند
زلزلہ بر کوہ جوالا فگند

(باقی آیندہ)

سزا اور لاٹ صاحب پنجاب کے دفتر سے

مندرجہ ذیل اطلاعین دفتر الحکم مین موصول ہوئی ہین۔

۱۔ مالکان جایداد واقعہ دہرم سالہ سے نہایت تاکید کے ساتھ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ فورًا اسجگہ کے حکام کو اطلاع دین کہ انکا مال و متاع کس مقام پر اور کسکی تحویل مین رکھا جاوے۔

۲۔ آنریبل مسٹر اے اینڈرسن صاحب مرحوم سی۔ آئی۔ ای کی جگہ لی گارڈن واکر صاحب سی۔ ایس آئی کمشنر قسمت دہلی قایم مقام فنانشل کمشنر پنجاب مقرر ہوے۔ ڈبلیو ایم فنشن صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر گارڈن واکر صاحب کی جگہہ اور ایم۔ ایل ڈیرنگ صاحب بجائے فنشن صاحب قایم مقامی کرین گے حکم

۳۔ لاہور مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء دستخط ایل ڈبلیو مین قایم مقام جسٹرار پنجاب سول سیکرٹریٹ۔

بلاغ لقوم عابدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

البلاغ

یعنے

زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے سو مین محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر دنیا کو اطلاع دیتا ہون کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آویگی جسکا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے مین نہین جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھہ دنون کے بعد خدا تعالےٰ اُس کو ظاہر فرماویگا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہین ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کی خبر اور اُسکی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے اُس کے مقابل پر جو لوگ یہ شایع کر رہے ہین کہ کوئی سخت زلزلہ آنیوالا نہین ہے وہ اگر منجم ہین یا کسی اور علمی طریق سے اٹکلین دوڑاتے ہین وہ جھوٹے ہین اور لوگون کو دہوکہ دیتے ہین درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل مین گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اس کا علاج نہین۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سُنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہین اور ان کے دل ڈرتے نہین۔ خدا فرماتا ہے کہ **مین چھپ کر آؤنگا مین اپنی فوجون کے ساتھہ اس وقت آؤنگا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے** غالبًا وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھہ حصہ رات مین سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے پس اے عزیزو! تم خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہوشیار ہو جاؤ اور اپنی توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے۔ بجز توبہ کے کوئی پناہ نہین۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جن کا کلام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہین آتے اور ان کی مجلسین ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہین اور ان کی زبانین مردار سے بدتر ہین وہ بار بار کی شوخیون سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہین وہ دلون کے اندھے ہین اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس روز مین ان پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہین جو نہ بدی کرتے ہین اور نہ بدی کی مجلسون مین بیٹھتے ہین، اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لئے فتح نمایان ہوگی کیونکہ خدا اُس روز وہ سب کچھہ دکھلائیگا جو قبل از وقت دنیا کو سنایا گیا۔ خوش قسمت وہ جو اب بھی سمجھ جائے۔ یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے بجز ان خدا کے مرسلون کے جو جناب الٰہی مین برگزیدہ ہوتے ہین اور کسی پر نہین کھلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہین دیجاتی پس مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہین کرتے اور نہ مجھکو انکو پتہ لگجائے۔ مین محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہون کہ اگر لوگ بڑے بڑے مکانون سے جو دو منزلہ سہ منزلہ ہین اجتناب کرین تو اسمین رعایت ظاہر ہے آیندہ ان کا اختیار۔ والسلام۔

المشتہر

میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ

اصحاب رسول اللہ صلعم کی مراسلت

تعلیمات نبوت نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس کو ایسا پاک و صاف کر دیا تھا کہ ان کے دنیاوی تعلقات بھی پند و نصیحت سے خالی نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ کو ایک خط بھیجا تھا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"بعد حمد و نعت کے معلوم ہو۔ تمہارا جو مقصد ہے وہ اس وقت تک ہرگز نہ حاصل ہوگا جب تک تم ان چیزوں کو نہ چھوڑ دو جن کی طرف نفس راغب ہو۔ اور جن چیزوں کی تمہیں آرزو ہو وہ اس وقت تک ہرگز ہاتھ نہ آئیں گی جب تک ناگوار چیزوں پر صبر نہ کرو۔ لہذا چاہیئے کہ تم لب ہلاؤ تو ذکر الٰہی کیلئے ہو۔ خاموش ہو تو امور خیر میں خوض کرتے ہو اور کسی چیز کو دیکھو تو نگاہ عبرت سے۔ خوب جان لو کہ دنیا ہمیشہ کمالی رہتی ہے۔ اسکی یہ رونق بدل کے کچھ اور ہو جائے گی اسلئے اس دنیا پر غرہ نہ کرنا اور مسجد تمہارا گھر ہو۔ والسلام"

اس کے جواب میں ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ "سلام علیک۔ اس کے بعد میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اور بیماری کے خیال سے صحت کو۔ بڑھاپے کے خیال سے جوانی کو۔ عدیم الفرصتی کے خیال سے فرصت کو۔ موت کے خیال سے زندگی کو۔ اور ظلم کے خیال سے دوستی کو غنیمت سمجھنا اور اسکی زندگی غیر فانی کو یاد رکھو جو دو مقاموں میں سے ایک میں ضرور ہوگی۔ یا تو جنت میں اور یا دوزخ میں۔ تم نہیں جانتے کہ ان مقاموں میں سے کہاں جاؤ گے؟"

اسیطرح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عامر بن عبد القیس کو لکھا تھا "بعد سلام معلوم ہو کہ میں نے تم سے ایک بات کا معاہدہ کیا تھا مگر مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس کے خلاف کیا۔ لہذا اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو تو خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اس پر قائم رہو۔ اور اگر یہ خبر جو مجھے پہنچی صحیح ہے تو بھی خدا سے ڈرو اور پھر اپنے عہد کے پابند ہو جاؤ"

سبحان اللہ! کیا صفائی تھی! اور کیا پاک باطنی تھی! بے شک یہی فرض ہر بھائی کا بھائی کے ساتھ اور ہر مسلمان کا مسلمان کے ساتھ ہے مگر اس کو کتنے نباہتے ہیں؟

مگر اس کا کیا علاج کر
او خویشتن گم است کرا رہبری کند
(ایڈیٹر)

عجیب و غریب خطوط

(اپنی انگلش بہو کے نام ایک احمدی خاتون کا خط اور اس کا جواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳/ اپریل ۱۹۰۵ء — از موضع ادرین

عزیزہ ایلیس سلمہا! جیتی رہو، خدا تم کو سلامت رکھے! یہاں آپا کو آجکل حسنہ سلمہا کی پردہ میں رہنے کی بڑی فکر ہے اور اسی وجہ سے رنج بھی ہیں۔

پیاری ایلیس! اسمیں کوئی شک نہیں کہ ابھی پیاری حسنہ کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کبھی ایسے پردہ کی ضرورت ہے جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے۔ مگر ہاں، ابھی سے اگر حسنہ کو پردہ کی عادت نہ ڈالی جائیگی تو پھر آیندہ بہت مشکل ہو جائیگا، اور اس بیچاری کو بھی ناگوار معلوم ہوگا۔

پیاری ایلیس، اسلام عورتوں کو باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا، اور ضرورتاً غیر مردوں سے بھی بات چیت کرنے سے نہیں روکتا۔ عورتیں باہر جا سکتی ہیں مگر اسطرح کہ سوا ہتھیلیوں اور آنکھ، ناک اور منہ کے کوئی زینت کا مقام کھلا نہ رہے۔ یعنی باہر جاتے وقت ایک ایسا لباس زیب تن ہو کہ جو کل بناؤ سنگار خوبصورتی کے لباس اور چیزوں کو بال سے لیکر پاؤں تک ڈھانک لے تاکہ خواہ مخواہ مردوں کے دل اسکی طرف منتقل نہ ہوا کریں۔ ہاں، آنکھ، ناک، اور منہ کھلا رہے تو وہ آرام سے نکل نہیں سکتی، اسلئے ان کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے۔ اور غیر مردوں سے بلا ضرورت نہ ملے بلکہ عورتوں کی مجلس الگ ہو اور مردوں کی الگ۔ ہاں ضرورتاً ملنے کو منع بھی نہیں کرتا، مگر اسیطرح جسطرح کہ باہر نکلنے کا حکم ہے۔ بس یہی اسلامی پردہ ہے۔ اگر اسکا انتظام تم حسنہ کے ساتھ رکھو تو ہم لوگوں کو بڑی خوشی ہو۔

پیاری ایلیس! تم ہی انصاف کرو کہ عورتوں اور مردوں کی آزادانہ میل جول سے کہاں تک خرابی کا احتمال ہے؟ یہ کیا رسم ہے کہ عورتیں بن سنوار کر اپنی خوبصورتی کو دوبالا کر کے غیر مردوں سے اپنی خوبصورتی کی تعریف سننے کیلئے مردوں کی مجلسوں میں شریک ہوتی ہیں؟ کیا ہمارا، یا شوہر ہماری خوبصورتی اور ہمارے لباسوں کی تعریف کرنے کیلئے کافی نہیں جو ہم دوسروں کی قابل نفرت تعریف سننے کیلئے جائیں۔ اگر کسی مجلس میں جانے سے حقیقتاً فایدہ ہے تو جاؤ، اسلام منع نہیں کرتا، مگر اسطرح جاؤ کہ کوئی زینت کا مقام ظاہر نہ رہے، اور عورتیں ایک طرف بیٹھیں اور مرد ایک طرف ہوں پردہ سے۔ ایک ایسا سادہ لباس ہو کہ سب خوبصورتیوں کششِ انگیز لباسوں اور بناؤ سنگار کو چھپا لے۔ اسمیں کسی کا نقصان ہی کیا ہے؟ ہاں، ان کا نقصان ضرور ہے جو اپنی خوبصورتی اور اپنے لباس کے بھین کو نہ معلوم کس خیال سے اپنے پیارے خاوندوں کے سوا غیر مردوں سے سننا چاہتی ہیں۔

ایلیس پیاری! خدا کیلئے ایسے خیالوں سے پیاری حسنہ کو بچاؤ! اور بچانے کی کوئی تدبیر نہیں سوا اس کے کہ غیر مردوں، نالائق لونڈوں سے خلا ملا نہ ہونے دو۔ اور اگر کہیں جائے بھی تو اسطرح کہ کوئی خوبصورتی کی چیز ظاہر نہ ہو، ایک سادہ لباس سے سب کچھ چھپا ہے۔ ان نصیحتوں کو مانو اور جواب جلد دو۔ فقط۔

عاجزہ تمہاری امان

جواب

مورخہ ۱۵/ اپریل ۱۹۰۵ء — از شہر بھاگلپور

اماجان! آپ کا خط آیا ہم نے آنکھوں سے لگایا۔ میں نے آپ کے خط کو بہت غور سے پڑھا پڑھوا کر سنا، اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ آپ کا لکھنا محض صحیح ہے۔ ایک حد تک ہم لوگوں میں کمزوری ضرور ہے، اور میں آپ کی نصیحتوں پر عمل کر کے حسنہ کے ساتھ ان باتوں کا بہت اچھی طرح خیال رکھونگی۔ آپ تردد نہ فرمائیں۔ اور یہاں ہر طرح خیریت ہے فقط۔ عاجزہ آپکی پیاری ایلیس۔

نشان قہری زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

بربادی زلزلہ کی مزید کیفیت

سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے:- بربادی زلزلہ کی مزید حالات اتلاف نفوس کے سابقہ تخمینہ میں کسی قسم کی تخفیف کرتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے بلکہ بربادی کی ہولناک تصویر کو زیادہ روشن کرتے ہیں البتہ ساتویں گورکھا پلٹن کے نقصانات کے اندازہ کو کم کرتے ہیں۔ اگرچہ لاہور میں براہ راست صحیح اور معتبر اطلاع نہیں پہنچی ہے۔ مگر ساتویں گورکھا کی چار کمپنیوں کے نقصان کا پہلا تخمینہ سرسری طور پر کیا گیا تھا۔ مگر شملہ سے جو تار آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۴ سپاہی مر گئے -۱، گم ہیں اور ۱۱ زخمی ہوئی۔ کشمیر کی بابت معتبر ذرایع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں عموماً بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اسکے متعلق ایک صاحب کے چشمدیدہ حالات لاہور میں معلوم ہوئے ہیں اور کچھ خطوط بھی سرینگر سے مل گئے ہیں مگر اور مقامات کی خبریں کم تسلی بخش ہیں۔ پالم پور برباد ہوگیا ہے۔ اور صرف کھنڈرات کا ڈھیر ہی ڈھیر دکھائی دیتا ہے۔ ضلع کا سلسلہ تار اور ڈاک ٹوٹ گیا اور تار اور ڈاک کی آمد و رفت بند ہوگئی۔

دہرم سالہ سے اور فہرست آئی ہے جو یوروپین مردوں کی ہے۔ مسس کوپ لینڈ گوپال پور کے باغات چار کی مالکہ مسز گبسن جیحا کے باغات چائے کی مالک مسس اے ایچ ڈاکٹر جو مرحوم مسس نیوٹن کی ہمشیرہ تھی، اور مسٹر سیل کے ایک بچے کے مرجانے کی خبر ہے مسٹر سیل سلیٹ کی کان کے منتظم ہیں یہ کیفیت یوروپینوں کی ہے۔ مگر دیسیوں کی بربادی احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ امدادی پارٹیاں اپنا کام تیزی کے ساتھ کر رہی ہیں اور دبے ہوئے مردوں کو نکال رہی ہیں۔ انبالہ اور میانمیر سے پایونیر فوج کے دستے اور ان کی کمک کے دستے پہنچ رہے ہیں۔

دہرم سالہ نے سلسلہ تار برقی قائم کر دیا ہے اور پچھلے اتوار کو ارنیل رایمر کمشنر حفظان صحت دہرم سالہ کو روانہ ہو گئے تھے۔ ایک نامہ نگار دہرم سالہ کے بازاروں کی خوفناک حالت کی کیفیت لکھتا ہے جو زلزلہ کے دوسرے دن نظر آ رہی تھی۔ بچے کھچے آدمی سردی سے کانپتے ہوئے برباد مکانوں کے کھنڈرات میں جمع ہو کر آگ تاپ رہے تھے جو مکانوں کی چھتوں کی لکڑیاں جلا کر سردی سے محفوظ ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور فاصلے پر مردے جل رہے تھے۔ اور زندہ آدمی خائف تھے کہ زمین اپنا مونہہ کھولکر ہم کو ہڑپ نہ کرے۔ شملہ کی تار خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ وایسریگل لاج کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے حالانکہ پہلے اسقدر نقصان کا اندازہ نہ کیا گیا تھا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شملہ کالکا ریلوے کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ اور شملہ و کالکا کی درمیانی چھاونیوں میں زلزلہ بہت کم محسوس ہوا اسلئے انہوں نے رپورٹ کرنے کی پرواہ تک نہیں کی۔ پایونیر لکھتا ہے کہ چھبیس سال پہلے مینی تال میں دامن کوہ کا ایک حصہ گرنے سے جو نقصان جان انگریزوں کا ہوا تھا اسکے قریب قریب اب

نشان زلزلہ کے خطوط

نظارہ ہولناک ۴ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۳ بیساکھ ۱۹۶۲ بکرم مطابق ۲۸ ماہ محرم ۱۳۲۳ ہجری کی صبح صادق اپنی معمولی آب و تاب سے اس جہان فانی پر چمکی کسی کو کیا معلوم تھا کہ بچشم زدن و بطرفۃ العین کیا ہوگا اللہ ری تیری شان کبریائی کا بجز ذات پاک کسی کو علم ہو سکتا ہے۔

قریباً چھ بجے کے وقت جبکہ میں سڑک پر بجانب جنگل برائے رفع حاجات جا رہا تھا کیا دیکھا کہ مشرق کی طرف سے شرشر کی آواز سنائی دے اور ایک گرد و غبار کی دیوار بڑے زور شور سے آ رہی ہے سمجھا کہ یہ معمولی طوفان ہے اور کم از ایک سکنڈ وہ دیوار مجھ پر سے گذر گئی اور مجھے ایسا دھکا لگا یا کہ میں زمین پر گر پڑا آناً فاناً متصل کے مکانات سے گڑگڑ دہا دہم کی آوازیں سنائی دیں۔ اور ہر طرف میں سناٹا کا عالم چھا گیا میں جب گر پڑا تو چار دن شانے چت لیٹ گیا کیا محسوس کر رہا ہوں کہ کرہ ارضی اسطرح پرواز کر رہا ہے جسطرح کوئی شخص چارپائی پر لیٹا ہوا چارپائی کو زور سے ہسیٹنے سے محسوس کرتا ہے۔ کوئی دو منٹ تو ایسا سماں رہا کہ از خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ وہ وقت کیا تھا گویا قیامت تھی۔ والدین کو اپنی اولاد اور بچگان کو اپنے والدین کی نہ سوجھی۔ پیارے سے پیارے کو نہ جان سکتا تھا۔ کہ کہاں وہ ہے اور کہاں میں ہوں جب یہ آفت گذر گئی تو چاروں طرف سے آہ و زاری کے نعرے بلند ہوئے کیا دکھائی دیا۔ کہ تمام بازار مکانات کوٹھیات اپنی بنیادوں سے اکھڑ کر خاک ہو گئے ہزاروں مرد زن و بچہ ان کھنڈروں میں بوجھ کے نیچے دب گئے۔ کوئی کوئی شخص جو صحیح سالم اٹھ سکا تھا با آواز بلند پکار رہا تھا نکلو نکلو بھاگو بھاگو وہ گرا یہ گرا بعض مرد و زن و بچہ جنکو خداوند تعالیٰ نے رکھنا تھا صحیح سلامت برآمد ہوئے۔ سینکڑوں سخت مجروح و زخمی ہوئے۔ سینکڑوں دب کر مر گئے کئی نعشیں کئی کئی روز تک برآمد نہ ہوئیں جبتک کہ مکھی نے اسکے سبب بہن سے دیگر اشخاص کو آگاہ نہ کر دیا۔ الغرض وہ درد انگیز نظارہ وہ ہیبتناک سین۔ وہ خوفناک وقت کہ ایسا ڈراؤنا تھا گویا کہ قہر الٰہی بصورت جہنم مثل انسان ہو تجہا عجب تیری شان تجتبری شوکت۔ بتوبگاہ سے باہم گفتگو کے گلستان جار کر سارے گل کو دلکھا۔ نہ اسکی وہ رنگت نہ اسکی وہ بو ہزارہا خاندانات سے کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جو خاک میں نہ ملگیا ہو لوگوں کے ہزارہا روپیہ کا مال لکھو کھا روپیہ کا اسباب چاندی و سونا و زرکشی پارچات مٹی میں

اسطرح ملا ہوا ہے اگر کسی کے پاس تمہاری نہیں نیز اپنے مردہ خویش و اقربا کو لوگ کفن و دفن کر کے بعد گھر کے پاس آتے میں کوئی جنس نہیں پاتے نہ کسی ہمسایہ سے ہی یا سیدہ حصول طلب کر سکتے ہیں ایسے وقت میں خلق اللہ حیران و پریشان ہو رہی تھی۔ کہ کیا کریں۔ پیاری پیاری بچے رو رو کر اپنے والدین سے روٹی طلب کر رہے ہیں اور لوگ بیچارے سخت متشدد ہیں کہ کیا کریں بعض بعض تو جنس وغیرہ نکالنے میں کامیاب ہوئے اور ہزاروں آدمی بھوکے پیاسے ایسی بیاکل ہوئے ہوئے سرگردان دیوانہ وار دیکھ رہے ہیں۔ کہ کہاں جائیں اللہ کدھر ڈھونڈیں۔

اندریں وقت مسافر لوگ جو دو چار پانچ سات کوس سے آئے ہوئے وہاں سے گذر رہے ہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ کہ ایسی ہی تباہی ہر جگہ ہے۔ ہم اپنے گھروں کے مردوں کو نکالتے چلے ہوئے ہیں۔ جب تک آفت سے چھوٹ کر اس بھوک کا سامنا ہو رہا ہے تو لوگ الامان الامان پکار رہے ہیں۔ کہ اتنے میں خداوند کریم اپنے بندگان کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا کر اپنی صفت رحیم و کریم کو ظہور میں لاتا ہے وہ کیا کہ ایک منادی با آواز بلند کہ رہا ہے کہ سنو بندگان خدا اپنے مصیبت کے وقت جس کے پاس آٹا چاول دال نمک وغیرہ اشیاء خوردنی نہیں رہے یا پارچہ کفن کی ضرورت ہے وہ شیخ عمر بخش نگرزی ہوار بزاز کے پاس جاوے اوس نے جنس کی بوری کو کھول دیا ہے عوام الناس خلق اللہ کو مفت جنس تقسیم کر رہا ہے۔ تاکہ بندگان تعالیٰ کی مایوسی بصورت امید تبدیل ہوئی ہے اور ہر کوئی اپنی اپنی ضروریات کے رفع کیواسطے شیخ عمر بخش کی دکان پر جاتا ہے اور بامراد واپس آتا ہے۔

یہ امر مبالغہ نہیں ہے کہ شیخ عمر بخش نے سینکڑوں من دال اور سینکڑوں روپیہ کا کفن مفت تقسیم کیا۔ ایسے شہر خموشاں میں شیخ کی دکان پر گویا میلا لگ گیا یہاں تک ہی نہیں بلکہ شیخ نے خود ہر ایک غریب و فقیر عاجز و مسکین و امیر و وزیر کے گھر پر جا کر دست بستہ کہا کہ جس چیز کی ضرورت ہو حاضر ہوں حکم کرو مع شیخ معہ اپنی بیوی کے خود بھی دب گیا تھا۔ مگر الحمد للہ کہ وہ صحیح و سالم نکل آیا جب کوئی شخص کوئی معمولی کنواں یا باولی یا سرائے یا دھرم سالہ طیار کرتا ہے تو سرکار دولتمدار کی طرف سے سند خوشنودی مزاج عطا ہوتی ہے۔ کیا ایسے نیک مرد شیخ کی ایسے مصیبت کے وقت کی مدد بندگان تعالیٰ کو ہماری مہربان گورنمنٹ اپنے عواطف سلطانی میں نہ لاوے گی۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ہماری دادرس گورنمنٹ اسپر ضرور خیال فرماوے گی اور شیخ عمر بخش بزاز ہوار نہ کو اوسکی جوانمردی کا پورا پورا صلہ عطا فرماوے گی

راقم بھگوانداس بیچے گرداور قانونگو ہوار نہ ضلع کانگڑہ

پیارے سید۔ سلام مسنون۔ ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء کا مہربانی نامہ کل یہاں مجھے ملا۔ یادآوری کا شکریہ ہے۔ پیارے سید کیا پوچھتے ہو اس ۴ اپریل کے زلزلہ کی تباہی سب سے زیادہ مجھے برداشت کرنی پڑی ہے جسکا کنبہ کا کنبہ ایک چشم زدن میں پختہ مکانات اور قلعہ میں جا نیچے ہلاک ہوا افسوس کہ کنبہ بھر سے ایک بدقسمت میں اور میری خورد سال لڑکی باقی ہیں ۳۲ آدمی کی ہلاکت جسمیں شفیق ماں عزیز بھائی پیاری بیوی بچے بھتیجے بھانجے شامل ہیں سب اپنی اور دائمی مفارقت سے مجھے سخت رنج پہونچا یا۔ اچھا خدا کی مرضی مشیت ایزدی سے چارہ نہیں۔ دعا فرماوئیں کہ مرحوماں کو مغفرت اور مجھے توفیق صبر دیوے۔ میں ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء سے تین ماہ کی رخصت پر ہوں اور آجکل خانہ بدوشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ جملہ صاحبان حال پرس کی خدمت میں میرا سلام عرض کریں اور حالات سے مطلع فرماویں

محمد ولی اللہ عفی عنہ محرر دن۔ مقام ریلو ضلع کانگڑہ۔ ۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و معظمی جناب والد ماجد صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بخیریت نادون میں پہونچ گیا ہوں۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ کو ایسا خوفناک زلزلہ آیا۔ کہ الامان۔ نادون میں چند مکان گرے ہیں مگر جانوں کا نقصان نہیں ہوا۔ مگر سوجانپور کانگڑہ خاص دہرم سالہ اور پالم پور منڈی میں غضب ہو گیا۔ سوجانپور کا مدرسہ اور مکانات تمام خاک میں مل گئے ایک جھونپڑی بھی کھڑی نظر نہیں آتی۔ مولوی وزیر الدین صاحب بچ گئے ہیں۔ مگر یوں تقریباً ۳۰۰ کے آدمی ہلاک ہو گئے۔ کانگڑہ کی تباہی عبرت ناک ہے۔ ۶ ہزار کی آبادی میں سے بمشکل ایک ہزار آدمی نظر آتے ہیں باقی سب مکانوں کے نیچے دب کر مر گئے۔ مدرسہ کانگڑہ میں صرف دو استاد بچے اور ۲۰۰ لڑکوں میں سے ۲۵ لڑکے زندہ رہے باقی دب کر مر گئے بہت سے انگریز بھی سکار مرگ ہوئے۔ بھاگسو میں ایک گورکھوں کی پلٹن پانچ سو آدمیوں کی سب کی سب غارت ہو گئی ایک متنفس بھی نہ بچا اب ان جگہوں کی یہ حالت ہے کہ کان لم یغنو فیہا۔ روٹی کپڑا نہیں ملتا۔ فاقہ مر رہے ہیں۔ اور ابتک متواتر زلزلے آ رہے ہیں۔ معلوم نہیں کیا ہوگا۔

لفضل حسین از نادون

نقل چٹھیات لالہ ملک راج جی بھلہ

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں یہاں پہنچ گیا۔ راستہ میں جو قصبے شاہ پور سے یہاں تک تھے سب برباد ہو گئے ہیں ہر ایک جگہ سارے کے سارے مکان گر گئے ہیں اور اسطرح سے کہ کسی کی کوئی چیز نکالنے کی لائق نہیں۔ دیواریں گر گئی ہیں۔ ایسے اینٹ جدا ہوگئی ہے اور چھتوں کی کڑیاں بھی الگ الگ پڑی ہیں۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسکا لکھنا طاقت سے باہر ہے۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ بربادی کمال ہے۔ سنا ہے کہ دہرم سالہ کے سوائے کانگڑہ۔ پالم پور۔ جوالا مکھی منڈی۔ سوکیت۔ کلو۔ بیج ناتھ وغیرہ سب تباہ ہو گئے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے مکانات کوئی نہیں بچے دہرم سالہ میں کئی لاشیں ہیں۔ ان کے رشتہ داروں نے جلا دی ہیں۔ باقی فوج کے آدمی کل سے نکال رہے ہیں بعض اب ہی کل نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ راستہ میں بعض جگہ بوا سقدر سخت تھی کہ میرے خیال میں وہاں حیوانی اور انسانی لاشیں سڑ رہی ہونگی۔ جائداد کے متعلق تو کسی کو فکر ہی نہیں ابھی تک لوگ چپ چاپ ہیں اور کریں تو کیا کریں۔ قلم میسر نہیں۔ ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء

(۲)

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں آج کانگڑہ سے پہنچ گیا راستے کے جو جو گاؤں ملے میں قریباً سب دیکھے انہیں کل بربادی ہے۔ بہت سے دکھ اور مصیبت والے کیس دیکھے ہیں۔ مثلاً ایک شخص بندت سنی رام دہرم سالہ میں تھا۔ ان کا سارا کنبہ مر گیا صرف دو لڑکیاں باقی رہیں۔ ایک اور شخص کا سات آدمیوں میں سے ایک لڑکا باقی ہے سڑک پر ایک اندھا بوڑھا مانگ رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اپنے کنبے میں سے وہ اور اسکی بڑھیا بیوی بچے ہیں اور کوئی نہیں بچا۔ پاس ایک بھاری مکان کے کھنڈرات تھے۔ وہ اسکا تھا۔ ایک بوڑھا کھتری دیکھا جسکا اکلوتا بیٹا مر گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کے ۲۲ مکان تھے سب کے سب گر گئے ہیں۔ دہرم سالہ میں جو کچھ سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پلیڈر سب سے پہلے بھاگے۔ ایک صاحب نے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ہیں مکان میں اپنا دبا ہوا لڑکا چھوڑ کر میدان کا راستہ لیا۔ کہتے ہیں کہ بعض مکانوں کے اندر سے دو دو تین تین دن تک آوازیں آتی رہیں لیکن آبادی کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ مدد نہیں پہنچ سکی۔ اگر ہمارے دوست جنکا اوپر ذکر کیا ہے ہمت باندھ کر کام کرتے تو ایک بڑی بھاری تعداد آدمیوں کی زندہ نکل آتی۔ کانگڑہ اور بھون میں تو اس سے بھی زیادہ خراب حال ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ چار چار پانچ پانچ دن تک برابر آوازیں آتی رہیں چھٹے دن ایک عورت زندہ نکلی۔

نوٹ: میرے مکرم سید میر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے جناب لطیف اللہ خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر کو راجہ صاحب بلوہ کے (جنکے کئی مین کو اس مصیبت پر) تعزیت کا خط لکھا تھا جسکا جواب راجہ صاحب نے یہ دیا اللہ تعالیٰ انپر اپنا رحم کرے اور اس مصیبت میں انہیں صبر جمیل دے آمین۔ ایڈیٹر

دہرم سالہ اور پالم پور وغیرہ مین ہوا ہے۔

ہیبت ناک زلزلہ

ماہ رواں کی چوتھی تاریخ کو صبح کے چھ بجے پر دس منٹ کے وقت لاہور مین جس زور سے زلزلہ کا اثر محسوس ہوا۔ اور جس نے سینکڑوں مکانوں کو مسمار کر کے ہزارہا خطرناک سامان الرت کر دینے کے علاوہ جسقدر جانون کا نقصان کیا۔ وہ لوگون کو دیر تک بھولنے والا نہین ہے۔ اس نقصان جان ومال کی لاہور ہی تک خصوصیت نہین رہی۔ بلکہ ہندوستان کے ہر کونے گوشے سے اس خدائی قہر کے ہاتھوں خلقت کے عذاب مین مبتلا ہونے کی خبرین پر خبرین موصول ہوری ہین۔ وہ وقت یاد آکر جب لاہور کی عالیشان اور سر بفلک عمارتین سنگ لرزان بنی ہوئی نظر آتی تھین۔ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین تین چار منٹ تک درختون کی یہ حالت دکھائی دیتی تھی۔ گویا انہین تپ لرزہ نے آگھیرا ہے۔ اور وہ بڑے کانپ رہے ہین۔ ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے منکرون تک کے منہ سے توبہ! توبہ!! کے الفاظ نکل رہے تھے۔ فی الواقع وہ حالت ایسی ہی خطرناک تھی کہ خدائی شان جلال کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مشرق کیطرف بتائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے بوڑھے کہتے ہین۔ کہ انہون نے ایسا زلزلہ دیکھنا تو درکنار عمر بھر مین سنا تک نہین۔ اس مین مبالغہ نہین وہ بالکل سچ کہتے ہین۔ لاہور کے قلعے کو تعمیر ہوئے خدا جانے کتنی صدیان گذر گئی ہین اور اس عرصہ مین اس نے کتنی اندھیان کسقدر طوفان اور کتنے زلزلے دیکھے ہونگے مگر اسے خبر تک نہ ہوئی تھی۔ اس زلزلے نے اسکی بھی بنیادون کو ہلا دیا تھا۔ دیگران چہ رسد کوئی سرکاری عمارت ایسی نہین رہی جسے کچھ نہ کچھ صدمہ نہ پہنچا ہو۔ بہتون کی حالت تو ناقابل بیان ہو گئی ہے۔ مگر یہان پر اس زلزلہ کے تذکرہ سے ہمارا یہ مقصد نہین ہے کہ ہم ناظرین کو بتائین۔ کہ یہ زلزلہ ہندوستان کی تاریخ مین ایک قابل یاد واقعہ تصور کیا جائیگا بلکہ "اذا زلزلت الارض" کیطرف توجہ کرایا جاتا ہے مین۔ سورج پر داغون کے چھا جانے اور "اذا الشمس کورت" کی طرف اشارہ کرنے نے دنیا کو حیرانی مین ڈال دیا ہے اپریل کا نصف ہونے کو ہے اور ابھی تک سردی کا یہ عالم ہے۔ کہ رضائی اوڑھے بغیر رات نیند نہین آتی۔ ان کے علاوہ طاعون کی روز افزون ترقی ہے یہ سب باتین ایسی نہین جن سے غور مین طبائع کو نتیجہ نکالنے مین کچھ دقت پیش آئے۔ کہ ہندوستان کی روحانی اور اخلاقی حالت درجہ اعتدال سے گر چلی ہے جسکی تنبیہ کیلئے قدرت کی طرف سے حیرت انگیز واقعات ظہور مین آرہے ہین۔ سائینس ان سب کی وجوہات تک کچھ ہی کیون نہ تبلائے۔ مگر فطرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہین۔ کہ ایسے واقعات ہر روز واقع نہین ہوا کرتے۔ بلکہ ان کے لئے خاص ہی وقت مقرر ہوتے ہین۔ جب دنیا کے کسی حصہ پر ظلم و فریب بڑھ جائے۔ اور قدرت وہان کے باشندون کیلئے تنبیہ کی ضرورت محسوس کرے۔ بہر حال اولی الابصار لوگون کیلئے عبرت پکڑنے کی جگہہ ہے

(اردو اخبار)

۴۔ اپریل کا زلزلہ اور اسکے متعلق ضروری اطلاعات

۱۱۔ اپریل کو پیرس پایہ تخت فرانس کی میونسپل کونسل نے حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی خدمت مین اس زلزلہ سے متعلق ہمدردی کا پیغام بھیجا۔ اسی تاریخ مین ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک مراسلہ ٹوکیو دار الخلافہ جاپان سے مظہر ہے کہ وہان مجلس موسومہ جیجی شمپو نے مصیبت زدگان زلزلہ کی دستگیری کیلئے ایک چندہ کھولا ہے۔ ۱۲۔ اپریل کو ملک معظم نے میونسپل کمیٹی کی اس ہمدردی کا شکریہ بذریعہ تار ادا کیا۔

تازہ ترین تخمینہ ہے کہ تحصیل کانگڑہ مین دس ہزار آدمی مرا ہے اور پالم پور مین تین ہزار لیکن خیال یہ ہے کہ ابھی تک یہ شمار و اعداد زیادہ تر قیاسی و تخمینی ہین۔ بالکل ٹھیک نہین۔ دہرم سالہ مین سول نقصان کی کل میزان ۴۲۴ بیان کیگئی ہے۔ سول ملٹری گزٹ کو چیف سکرٹیری گورنمنٹ پنجاب سے یہ اطلاع ملی ہے:۔ حضور وائسرائے نے ایک چٹھی ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام بھیجی ہے۔ جو بغرض اشاعت ارسال کیجاتی ہے سر چارلس رِواز وادی کانگڑہ مین موقعہ پر تشریف لے گئے ہین تاکہ اصلی حالت بذات خود ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ آیا مصیبت زدون کی امداد بقدر امکان ہو رہی ہے یا نہین۔ ہز آنر کی عدم موجودگی مین آپ کی ہی ہدایات کے مطابق صوبہ کے بعض انگریز نیز دیسی ممتاز اشخاص کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ وہ مصیبت زدگان کی امداد کیلئے قومی چندہ وغیرہ کی غرض سے ایک جنرل کمیٹی مین شامل ہون۔ ہز آنر کے لاہور واپس آتے ہی اس کام کے واسطے ایک جلسہ عام منعقد کیا جائیگا

ہز اکسلنسی کی چٹھی کا مفہوم یہ ہے:۔

"مائی ڈیر سر چارلس۔ ہر تازہ اطلاع سے واضح ہے کہ کانگڑہ مین بیش از پیش ہی تباہی کا پتہ لگتا ہے قطع نظر اس سے کہ نقصان جان ٹھیک ٹھیک کسقدر ہوا ہے۔ ہزارہا آدمی مبتلائے مصیبت تو بالیقین ہو گئے ہونگے۔ پس مجھے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کیلئے امدادی چندہ کی فہرست کھولنے مین اب ہمین ڈھیل ذرا نہ کرنی چاہیئے۔ آپکی گورنمنٹ ہر ایک ممکن ذریعہ سے ان لوگون کی دستگیری کر رہی ہے اور زراعت پیشہ گروہ کو بھی بعد ازین جسقدر گورنمنٹ سے ہو سکیگی امداد خاص پہنچائیگی لیکن بہت سا نقصان مکانون وغیرہ کی تباہی سے جو ہوا ہے اسکی تلافی سرکاری اعانت سے کیا ہو سکتی ہے صرف پرائیوٹ فیاضی سے ہی اسکا علاج جلد تر اور زیادہ کارگر ہو سکتا ہے۔" یہ فرما کر لارڈ کرزن بہادر نے فہرست چندہ کے کھولنے کی رائے دی، اور دس ہزار روپیہ خود بھی اس کار خیر مین مرحمت فرماتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ "میرے خیال مین چندہ کی فراہمی و تقسیم کا مرکز لاہور مین ہونا چاہیئے" پھر فرماتے ہین "مجھے بھروسہ ہے کہ آپ وہان (لاہور مین) یا جہان کہین مناسب ہو بلا توقف اسکے متعلق کارروائی شروع کر دین گے۔ جو مصیبت زدون کی امداد کیلئے ہمیشہ تیار رہتے ہین یہ مصیبت دیسیون اور یوروپینون پر یکسان پڑی ہے۔ لہذا مجھے یقین ہے کہ دونو گروہ اس کار خیر مین بخوشی شامل ہون گے۔ چونکہ لیڈی کرزن بھی زلزلہ کی تباہی سے بال بال بچی ہین۔ اسواسطے مین سمجھتا ہون کہ مجھے شاید اس بارہ مین آپ کو مخاطب کرنیکا زیادہ حق ہے۔" الخ

لارڈ کرزن بہادر کی چٹھی سے پایا جاتا ہے کہ آپ اس ناگہانی آفت و مصیبت کے نتائج سے بہت متاثر ہوئے ہین۔ حتی کہ آپ نے دس ہزار روپیہ مصیبت زدون کی امداد مین جیب خاص سے بھی مرحمت فرمایا ہے۔ علی ہذا سر چارلس بہادر بالقابہ کو بھی اس حادثہ اور لوگون کی بربادی و مصائب کا یہان تک خیال پیدا ہوا کہ ہز آنر نے باوجود ساری تیاری کر چلنے کے اپنی روانگی ولایت بھی ملتوی کر دی۔ ہز اکسلنسی اور ہز آنر کی یہ شفقت شاہانہ بلا شبہ نہایت شکرگزاری و ستائش کے لائق ہے۔

اس زلزلہ کی مصیبت کوئی معمولی واقعہ نہین کہ جسکا چرچہ دو چار روز حدود ملک ہی کے اندر ہو کر رہ جاتا۔ بلکہ اسکی افسوسناک خبر قریب قریب تمام ممالک غیر مین پہونچ گئی ہے۔ اور کئی جگہ سے ہمدردی و اظہار افسوس کے پیغام پہونچے ہین۔ جنمین سے چند کا ہم قبل ازین ذکر کر چکے ہین۔ ۱۱۔ اپریل کی تار خبر ولایت مین ہم دیکھتے ہین کہ اسکے متعلق ایک ٹیلیگرام لارڈ ولیڈ کی رابرٹس کا بھی آیا ہے اور ایک لارڈ ملنر بہادر سابق کمشنر جنوبی افریقہ کا۔

شاہپور سے ۱۱۔ اپریل کی تار خبر ہے کہ لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے ساتھ صرف ان کے پرائیوٹ سکرٹیری آئے تھے۔ انڈر سکرٹیری صاحب لاہور سے بذریعہ سپیشل ٹرین بعد مین پہونچے۔ ہز آنر بذریعہ ٹانگہ سیدھے پٹھانکوٹ کے رستہ آئے ہین۔ صاحب کمشنر قسمت جالندھر بھی ان سے جا ملے ہین۔ انہون نے بھی ڈیرے وہین ڈالے ہوئے ہین اسی کیمپ سے تمام علاقہ کی خبرین عام طور پر آتی جاتی ہین۔ شاہپور مین تو ایک تار گھر کھولدیا گیا ہے جسکا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اور دہرم سالہ سے چھوٹے موٹے پیغام بذریعہ ہیلوگراف آتے جاتے ہین میجر جنرل کچنر اور کرنیل ملاب جو فوجی انتظام و اہتمام سے متعلق دہرم سالہ مین آئے ہوئے تھے وہ اپنا کام کر کے لاہور واپس چلے گئے ہین دیناٹکہ رستہ مین بنگلہ کوٹلہ پر وہ سر چارلس رِواز کو ملے تھے۔

مسٹر ینگ ہسبنڈ ۱۱۔ اپریل کو دہرم سالہ سے اترے۔ ان کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ وہان لاشون کے کھود کر نکالنے کا کام بسرگرمی ہو رہا ہے۔ اور یقین کیا گیا ہے کہ دہرم سالہ مین تو قریباً تمام لاشین نکال لیگئی ہین۔ گو ممکن ہے کہ معدودے چند ابھی تک ملبہ کے تباہ تودون مین دبی پڑی ہون۔ بازار کے ویرانہ مین ایک گھر سے ایک شخص کھود کر ایسا زندہ نکالا گیا جو پانچ دن تک ملبہ کے نیچے دبا رہا مگر خدائی شان کہ مرا نہین۔ سامان رسد بافراط ہے۔ کیونکہ وہ پٹھانکوٹ سے اونٹون اور خچرون کے ذریعہ دبادب پہونچ رہا ہے۔ آٹے اور دیگر خوردنی ضروریات کا ایک معقول ذخیرہ ہر وقت تیار اور محفوظ رہتا ہے کہ نہین معلوم کہ کب اور کتنی ضرورت پڑ جائے۔ لوگ جو زلزلہ کے خوف سے دیوانہ وار اپنے گھرون کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب ہر جگہ سے گاؤن کو واپس آگئے ہین۔ بنیون نے بھی اپنی دوکانین جنہین زیادہ ضرر نہین پہونچا تھا۔ اکثر کھولدی ہین۔ قصبہ کانگڑہ مین تمام مانگنے والون کو خوراک تقسیم کیگئی ہے۔

(باقی آئندہ)

حضرت اقدس کے شب و روز

غالبًا ناظرین الحکم کیلئے یہ معلوم کرنا بہت ہی عجیب اور مفید ہوگا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوقات شب و روز آجکل کس طرح گذرتی ہیں۔

۱- حضرت اقدس خدا تعالیٰ کی متواتر وحیوں کیوجہ سے جو آنیوالی آفت زلزلہ کی خبریں دے رہی ہیں بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذارتے ہیں اور غالب علی امرہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور صمدیت پر پورا اور کامل ایمان رکھتے ہوئے اسکی حفاظت اور پناہ چاہتے ہیں۔ جس حال میں وہ وجود پاک جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے وجود کا زندہ ثبوت اور آئینہ ہے جو اسکی توحید کے قائم کرنے کیلئے مخصوص کیا گیا ہے باوجود ان وعدوں کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے کر رکھے ہیں اسقدر ترساں اور لرزاں ہے پھر ہم اگر بے باکی سے خدانخواستہ اپنے اوقات بسر کریں تو ہم سے زیادہ خطاکار کون ہوگا؟

۲- اعلیٰ حضرت دعا کیلئے ہمیشہ بیت الدعا الگ رکھتے ہیں بلکہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ صحابہ بھی بیت الدعا رکھتے تھے ہر شخص کو بیت الدعا رکھنا چاہیئے جہاں وہ اوقات مقررہ پر کچھ وقت دعا میں گذارا کرے۔ باغ میں چلے جانے کے باعث آپکے اس معمول میں کوئی فرق نہیں آیا۔ پھر بھی آپنے ایک خاص چھولداری بیت الدعا بنانے کی غرض سے حال میں منگوائی ہے جہاں آپ خصوصیت کے ساتھ اپنی جماعت کیلئے دعائیں کریں گے اور ایک یہی دعا آپ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت میں سے طاعون کو اٹھا دے۔

۳- پھر حضرت اقدس کے اوقات میں سے ایک حصہ اندرون خانہ میں تبلیغ اور انذار کا ہے آپ ام المومنین اپنی اولاد اور دوسری عورتوں یا بچوں کو جو سمجھدار ہیں جنکو حضرت اقدس کے ہمراہ رہنے کا موقع حاصل ہے ہر روز تبلیغ کرتے رہتے ہیں جب کوئی تازہ وحی یا کشف ہوتا ہے آپ سب سے اول گھر والوں کو سناتے اور مناسب موقع وعظ فرماتے ہیں۔

۴- براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تصنیف میں وہ وقت گذرتا ہے جو مندرجہ بالا اوقات سے اور نمازوں کی ادائیگی سے بچتا ہے۔ اسی میں ضروریات روزمرہ بھی شامل ہیں۔ ۷۰ سال کی عمر میں اسقدر مصروفیت اور وہ بھی محض خدا تعالیٰ کی توحید اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں بجز خدا کے مامور مرسل کے دوسرے کی زندگی میں قطعًا نہیں پائی جا سکتی۔ عصر کی نماز کے بعد عمومًا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی نہیں رہتی چکر آنے لگتے ہیں اسلیئے مغرب اور عشاء کی نماز میں باہر تشریف نہیں لا سکتے بلکہ اندر ہی نماز پڑھتے ہیں اور وہ بھی عمومًا باجماعت۔ ناظرین سنکر حیران ہونگے کہ ایسے موقع پر حضرت اقدس کسی کسی لڑکے کو ہی ساتھ ملا لیتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

۵- باہر کی زندگی بھی انہیں امور خیر سے لبریز ہے۔ نمازوں میں شریک ہونے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ علی العموم نماز سے اول اور بعد کسی نہ کسی ذکر اور سلسلہ کلام میں تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ کا عام موضوع اور منشا کیا ہوتا ہے؟ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق۔ ایمان خدا کی وحی پر بور الیقین۔ اپنی کامیابی اور الٰہی نصرتوں کی بشارت خدا تعالیٰ پر پوری امید۔ خدا کی طرف توبہ و استغفار کا وعظ۔ مغرورانہ زندگی سے بچنے کی ہدایت نمازوں کی پابندی اور تہجد کے التزام کی تعلیم باہم ہمدردی اور مواسات کا سبق مخالفوں کی تحریروں اور دلکھ دینے والی کارروائیوں پر صبر کی تلقین اور تفویض الی اللہ اور تسلیم کی نصیحت۔

۶- پھر باہر کی زندگی کے اوقات میں مبایعین کی بیعت لینا۔ مہمانوں سے ملاقات اعلیٰ مہمانداری کے لوازم اور شرایط کو ملحوظ خاطر رکھنا۔

یہ ہے مختصر سا نقشہ آپ کے معمولات کا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی دم بھی اس کریم النفس انسان کا تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کے بغیر گذرتا ہے؟

اللّٰہم ایّد الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔ آمین

ریمارک

تہذیب النسواں لاہور یہ اپنے نام کا اکیلا اخبار ہے جو ایک شریف خاتون کی ایڈیٹری میں مستورات کے فایدہ کیلئے لاہور رفاہ عام پریس سے شایع ہوتا ہے اسکو جاری ہوئے قریبًا آٹھ سال ہوئے ہیں میں یقینًا سمجھتا ہوں کہ یہ اخبار مستورات کیلئے نہایت بیش قیمت اور مفید اخبار ہے۔ اگرچہ اسمیں بہت کچھ اصلاح کی گنجایش بھی ہے تاہم موجودہ حالت کسی صورت میں مستورات کیلئے فائدہ سے خالی نہیں جب یہ اخبار جاری ہوا تو آٹھ صفحہ کا تھا پھر رفتہ رفتہ اسکو مفید تر بنانے کیلئے منیجر صاحب نے اسکے چار صفحہ اور بڑھا دیے لیکن ۸ر اپریل ۱۹۰۵ء سے یہ اخبار مستقل طور پر پورے سولہ صفحہ پر شایع ہونے لگا ہے اور اسطرح پر اسکا حجم دوچند ہوگیا ہے اور قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہے وہ بدستور ہے سالانہ ہے۔ میری رائے میں عورتوں کی تعلیم کے حامیوں کا فرض ہے کہ اس اخبار کی اشاعت میں خاص طور پر مدد دیں بلکہ سر رشتہ تعلیم کے قابل کارپرداز صاحبان سے امید ہونی چاہیئے کہ وہ سر رشتہ تعلیم کیلئے بھی اخبار کی ایڈیٹرہ اور اسکی منیجر کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- منشی شیر خانصاحب پٹواری نہر حلکہ ملا ڈاکخانہ مریدکے ضلع گوجرانوالہ۔ مدرسہ عمہ
۲- بابو نور الٰہی صاحب کلرک سب ڈویژن ۲۲ ڈیرہ غازیخان عمہ
۳- میاں اسمٰعیل صاحب کشمیری بازار بمبئی چندہ مدرسہ ۱۲ر
۴- مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ شاملی (ماہواری چندہ مدرسہ) ۲ر
۵- منشی نظام الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر فتحگڈھ چوڑیاں ضلع گورداسپور ماہواری چندہ ۴ر
۶- منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافٹسمین الہ آباد ۴عہ
۷- شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد عنہ
۸- جماعت راولپنڈی معرفت محمد کرم صاحب عید فنڈ قربانی ۱عہ
۹- میاں محمد حسین صاحب و میاں نتھا صاحب مرحوم بیت پور ضلع [illegible] قربانی عمہ

میزان [illegible]

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- جماعت لاہور معرفت سکرٹری انجمن حمایت اسلام [illegible] عہ

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- شیخ نبی بخش صاحب بازار کلاں راولپنڈی (مدرسہ) عہ
۲- میاں الٰہی بخش و رحیم بخش تاجران کتب گجرات (عید فنڈ) عہ

۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- مولوی عبد الہادی ماچھی واڑہ (لدھیانہ) صہ
۲- قاضی شاہدین صاحب نمبردار بابت جماعت حال پور ضلع ہوشیارپور عہ
۳- میر حامد شاہ صاحب بابت جماعت سیالکوٹ عہ

۲۲ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- میاں رحمت علی صاحب ساکن ملکانہ ضلع منٹگمری عہ
۲- میاں اعظم سرگانہ باگڑ ڈاکخانہ سرائے سدھو (ملتان) عمہ
۳- حافظ نبی بخش صاحب پٹواری نہر ملکانہ ضلع منٹگمری عمہ
۴- جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد علی شاہ صاحب لعہ
۵- میاں محمد صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ للعہ
۶- منشی علاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر لالہ موسیٰ

۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- میر حسین علی صاحب سنڈ کلرک تربت حیدری ایران عہ
۲- میاں احمد الدین صاحب کمپونڈر تربت حیدری ایران عہ
۳- منشی محمد تقی صاحب احمدی مدرس اول پانی سرسند پٹیالہ عمہ

۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ہوس قادیان ۶ر
۲- منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ضلع پشاور بابت جماعت مردان عہ
۳- میاں فضل الدین صاحب سکنہ لوچپ ڈاکخانہ قادیان عمہ
۴- مولوی قطب الدین صاحب قادیان ماہانہ ۶ر
۵- ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ ضلع سیالکوٹ ۴ر
۶- جماعت گوجرانوالہ معرفت منشی احمد الدین صاحب عہ

۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ عہ

۲۷ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- مولوی محمد اکرم صاحب برمکان ملک الٰہی بخش صاحب راولپنڈی عمہ
۲- منشی گلزار محمد صاحب پوسٹ ماسٹر گڑھ شنکر ۴ر
۳- چوہدری عزیز بخش صاحب گڑھ شنکر ۱۴ر
۴- مسماۃ زینب بی بی " ۲ر
۵- منشی غنی خانصاحب کمپونڈر " ۴ر
۶- چوہدری غلام نبی خانصاحب " ۲ر
۷- چوہدری نبی بخش صاحب " ۱ر
۸- چوہدری سندے خانصاحب " ۴عہ

۲۸ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- منشی فخر الدین صاحب گھوگھیاٹ (میانی) عہ
۲- میاں چراغ الدین صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر سیالکوٹ صہ
۳- منشی برکت علی خانصاحب محرر دفتر الحکم قادیان ۱ر
۴- منشی گلاب الدین صاحب رہتاس ضلع جہلم ۸ر
۵- منشی عبد المجید خانصاحب پٹواری موضع کیو ضلع حصار عہ
۶- منشی نذیر الدین صاحب بہاسون ملک برہما عہ

[illegible]

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ — اِنِّی مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ — اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بجا در قادیان بینی | دو ابنی شفا بینی غرض دار الامان بینی

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے کو نصف ۱۲

نمبر ۱۶ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

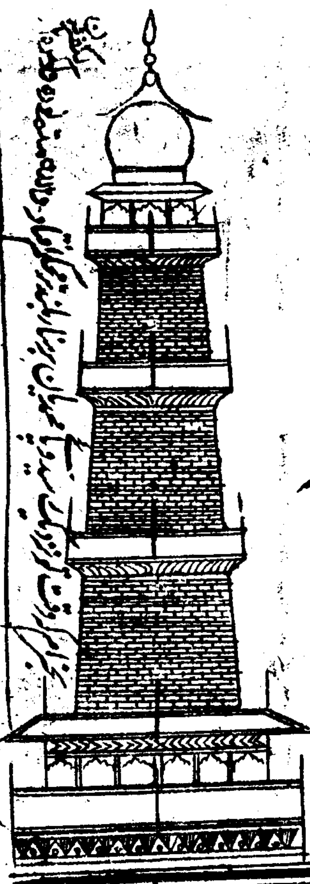

فہرست مضامین

مرأۃ الجہاد اور سرحد افغانستان

ناظرین الحکم! آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ وزارت حسین صاحب احمدی نے ابھی ابھی ایک کتاب موسومہ بہ مرأۃ الجہاد شایع کی ہے۔ تم میں سے جن لوگون نے اس کتاب کو مطالعہ کیا ہوگا وہ تو دیکھ چکے ہونگے کہ مصنف نے کسقدر عرق ریزی کی ہے، اور کس طرح مسئلہ جہاد کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے، اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پالیٹکل تعلقات کو یہ کتاب بلحاظ سادگی اور سادگی کے طریقہ سے ظاہر کرتی ہے کہ کسی اور طریقہ سے ممکن نہین۔ ہم اسوقت ہم کچھ اور لکھنا نہین چاہتے بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ مصنف سلمہ الرحمٰن نے اپنی تصنیف کے اصل مقصد کے مطابق سرحدی جرگون کے دلونسے مسئلہ جہاد کی غلط فہمیون اور خونخواری کے مٹانے کیلئے کابلی سوداگرون مین اس کتاب کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے، جسکا اثر گورنمنٹ برطانیہ اور مسلمانون کیلئے بہت اچھا ہوگا اور چونکہ یہ کتاب مخالفین اسلام کے مقابل مین لکھی گئی ہے اسلئے اسکا ایک خاص اثر ہوگا۔ مگر میری التجا یہ ہے کہ قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہون کو چاہئے کہ اس کام مین مصنف موصوف کا ہاتھ بٹائین۔ اور مضمون در بامین! ۳۳۶ صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف عہ ہے دفتر الحکم اور مصنف کے پاس موضع اورین ڈاکخانہ کھجرہ ضلع کونگیر بنگال سے ملسکتی ہے۔

الملتجی ایک خیر خواہ۔

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران منشی، امین خیلعدار، پٹواریان مال ونہر، نائب تحصیلدار، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تحصیلدار، افسران مال، ڈپٹی کلکٹر نہر مہتمم بندوبست غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ دارون تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر محکمہ مال اور نہر کا سچا مددگار ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایکدفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہین رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہون کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحون کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے۔ جسمین محکمہ مال اور نہر کی خبرین افسرون اور عام عہدہ دارون کے تغیر و تبدل، تنزلی و ترقی، موقوفی و بحالی اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کرین۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹواریون کی شبانہ روز محنت ساہی تنخواہ کی تکلیف کمی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو ضمیمہ کے ناول مفت ملتے ہین پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دیجاتی یا کم از کم مقررہ قیمت مین بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹوارون کے خاطر اخبار کی قیمت مین عہ کی اور رعایت کر دیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدینگے۔ تو ہمارے بنجاوینگے، اور ناول بھی مفت نذر ہونگے امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فائدہ اٹھاکر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو درحقیقت ان کی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر
منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام آپکے اہل بیت۔ بزرگان ملت سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست مین اور علیٰ قدر مراتب خدمت دین اور فرض تبلیغ مین مصروف مین۔

۲۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے امتحان انٹرنس مین ۳ طالبعلم تھے ۳ پاس ہوگئے۔ امسال جماعت ۲۲۰۰ طالبعلمون مین ۴۰ طالبعلمونکا کامیاب ہونا بتایا جاتا ہے یہ نتیجہ خاطر خواہ ہے۔

۴۔ ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات و کشوف درج ذیل ہین

۳۰ اپریل کو جو درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ رؤیا ہوا کہ مین رات کو اٹھا ہون پہلے بشیر احمد شریف احمد ملے پھر مین آگے جاتا ہون کہ پہرے والون کو دیکھون تو مین کہتا ہون۔ یا کوئی کہتا ہے۔ کہ اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہین۔

رؤیا۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔

۴ مئی ۱۹۰۵ء۔ مادمیت اذ رمیت ولکن (اللہ رمیٰ)۔ فرمایا اس سے اشارہ ان اشتہارات کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جو حال مین شایع ہو رہے ہین رؤیا صبح کو وقت لکھا ہوا دکھایا گیا ”وہ نادر شاہ کہان گیا“

۹ مئی ۱۹۰۵ء الہام (۱) یستنبئونک احق ھو قل ای

ف۔ مرأۃ الجہاد کی قیمت مصنف نے عمہ سے گھٹا کر عہ مقرر فرمائی ہے۔ اڈیٹر — تردید شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم مصنف اختیار الاسلام الملاعدیے مین کہ آریہ اخبار روز شنی جس عبد الرحمٰن (دیوان چند) کا ذکر کیا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا۔ یہ غلطی ہے …

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض

بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے یہان تک کہ جب دوزخی جہنم مین ڈالے جاوینگے تو اللہ تعالیٰ ان کو یہی فرماتے گا کہ تمہارا یہ گناہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بدظنی کی بعض لوگ اس قسم کے بھی ہین جو یہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ خطاکارون کو معاف کر دیگا اور نیکوکارون کو عذاب کریگا یہ بھی خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے اسلئے کہ اسکی صفت عدل کے خلاف کرتا ہے اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف مین اوس نے مقرر فرمائے ہین بالکل ضایع کر دینا اور بے سود ٹھہرانا ہے۔ پس یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے اس کو معمولی مرض نہ سمجھو بدظنی سے نا امیدی اور نا امیدی سے جرایم اور جرایم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات کو حاصل کرنے کیلئے دعائین کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ مین کیا کیا کمالات تھے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور حقیقت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو صدق دکھایا ہے اسکی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ مین جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اسے ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہانتک ممکن ہے مجاہدہ کرے اور پھر جہانتک ہوسکے دعا کرے جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہین لیتا اور اسی رنگ مین رنگین نہین ہوجاتا وہ کمالات حاصل نہین ہوسکتے۔ ابوبکری فطرت کیا تھی؟ اس پر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہین کیونکہ بہت عرصہ اس کے بیان کیلئے درکار ہے مختصر طور پر مین ایک واقعہ بیان کرتا ہون کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ابھی راستہ ہی مین تھے کہ ایک شخص انسے ملا۔ اس سے مکہ کے حالات پوچھے اور کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو اگر کوئی اہل وطن ملجاوے تو اس سے وطن کے حالات پوچھتا ہے اس نے کہا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعوے کیا ہے آپ نے سنتے ہی کہا اگر اس نے یہ دعوے کیا ہے تو بیشک وہ سچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کسقدر حسن ظن تھا معجزے کی بھی ضرورت نہین سمجھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو اور جہان غیریت ہو اور وہ تسلی پانے کیلئے کہتا ہو۔ لیکن جسکو انکار ہی نہین ہے۔ اسکو معجزہ کی کیا ضرورت غرض حضرت ابوبکر صدیق راستہ ہی مین سنکر ایمان لے آئے اور جب مکہ مین پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعوے کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان درست ہے اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ گواہ رہین مین آپ کا پہلا مصدق ہون لیکن یہ صرف قول ہی قول نہ تھا بلکہ اپنے فعل کے ساتھ اسکو مطابق کرکے دکھایا۔ اور ایسا مطابق کیا کہ اخیر دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا حقیقت مین اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہون اگر انمین مطابقت نہین تو کچھ بھی نہین اسی اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنے تم لوگون کو تو نیکی کا امر کرتے ہو۔ مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہین بناتے بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لم تقولون مالا تفعلون مومن کو دو رنگی اختیار نہین کرنی چاہئے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور انمین مطابقت دکھاؤ۔ جب صحابہ نے اپنی زندگیون مین دکھایا تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے نمونے کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ پر غور کرو جب ہر طرف سے قریش شرارت پر تلے ہوئے تھے اور کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑے ابتلا ابتلا کا زمانہ تھا آج جسقدر تم بیٹھے ہوئے ہو اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا آجاوے تو کون ہے جو ساتھ دے۔ یا مثلاً گورنمنٹ ہی کیطرف سے یہ تفتیش شروع ہو کہ کس کس نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہون گے جو دلیری کے ساتھ کہدین کہ ہم سابعین مین داخل ہین مین جانتا ہون کہ بعضون کے ہاتھ پاؤن سن ہو جاوینگے انہین فوراً اپنی جایدادون اور رشتہ دارون کے خیالات آجاوینگے کہ ہمین یہ چھوڑنے پڑینگے مشکلات کے وقت ساتھ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگون کا کام ہوتا ہے۔ تو اس زمانہ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ابتلا کا زمانہ تھا اور آپکے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے وہ حق رفاقت ادا کیا کہ اسکی نظیر دنیا مین پائی نہین جاتی۔ یہ طاقت اور قوت بجز ایمان کے نہین آتی۔ جبتک عملی طور پر انسان ایمان کو اپنے اندر داخل نکرے کچھ نہین بنتا۔ بہانہ سازی اسوقت تک دور ہی نہین ہوتی۔ عملی طور پر جب آگ لگی ہوئی ہو تو ثابت قدم نکلنے والے تھوڑے ہی ہوتے ہین حضرت مسیح کے حواری اس آخری گھڑی مین جو مصیبت کی گھڑی تھی ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعض نے سامنے ہی لعنت بھی کر دی۔

حقیقت مین یہ بڑی عبرت کا مقام ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ایک وقت آیا تھا کہ مسلم نے ۷۰ ہزار آدمیون کے ساتھ نماز پڑھی اور عہد لیا کسی ہے۔ [illegible] یزید کی خبر دی سب کے سب چھوڑ بھاگے۔ اس قسم کے واقعات ڈراتے ہین۔ اپنے ایمان کا وزن کرو عمل ایمان کا زیور ہے اگر عملی حالت درست نہین ہے تو حقیقت مین ایمان بھی نہین ہے مومن حسین ہوتا ہے جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کڑا بھی پہنا دیا جاوے تو اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے اسیطرح ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بدعمل ہے تو کچھ بھی نہین۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال مین ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے اسکی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ نماز پڑھتا ہے جو نماز پڑھنے کا حق ہے گناہون سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے ناپاک مجلسون سے نفرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے واسطے اپنے دل مین ایک جوش اور تڑپ دیکھتا ہے، وہی ایمان اسے مسیح کیطرح صلیب پر چڑھانے سے نہین روکتا وہ خدا کے لئے ہان خدا ہی کے لئے ابراہیم کی طرح آگ مین بھی پڑ جانے پر راضی ہوتا ہے جب وہ اپنی رضا کو رضاء الہی کے ماتحت کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو علیم بذات الصدور ہے اس کا محافظ اور نگران ہو جاتا ہے وہ صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ مین سے بھی صحیح سلامت نکال لیتا ہے۔ ان عجائبات کو وہی دیکھتے ہین جو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان لاتے ہین۔ غرض ابوبکر صدیق کا صدق اس آگ کے وقت ظاہر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا گو بعض کی رائے اخراج کی بھی تھی لیکن اصل مقصد قتل ہی تھا ایسی حالت مین حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکھایا جو ابدالاباد کیلئے نمونہ رہیگا۔ اس مصیبت کی گھڑی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیق کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وایسرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کیلئے انتخاب کرے تو وہ رائے بہتر اور صائب ہوگی یا ایک چوکیدار کی۔ ماننا پڑیگا کہ وایسرائے کا انتخاب بہرحال موزون اور مناسب ہوگا۔ کیونکہ جس حال مین سلطنت کی طرف سے وہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے تو اسکی وفاداری فراست اور تجربہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب زمام سلطنت اس کے ہاتھ مین دی ہے۔ پھر اسکی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھ لیا جاوے یہ نامناسب امر ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تھا اس وقت آپ کے پاس ۷۰، ۸۰ صحابہ موجود تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے مگر آپ نے ان سب مین سے حضرت ابوبکر ہی کو منتخب کیا۔ اسمین سر کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اس کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور الہام سے بتا دیا تھا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزون حضرت ابوبکر صدیق ہی ہین۔

باقی آیندہ

بقایا دار احباب توجہ کرین۔ وی پی جاری ہو رہے ہین

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

جسکے یہ معنے ہیں کہ ہم کو ان سالکین کا راستہ بتلا جنہوں نے ایسی راہیں اختیار کیں کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے لاپروائی سے سیدھی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اس باعث سے تیری تائید سے محروم رہ کر گمراہ رہے یہ تین صداقتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کی رو سے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہیں اور صدق اور عاجزی سے خدا کیطرف رجوع کرتے ہیں پس خدا بھی اونکا طالب ہو جاتا ہے۔ اور رحمت اور انعام کے ساتھ اُن پر رجوع کرتا ہے اس حالت کا نام انعام الٰہی ہے اسی کی طرف آیت ممدوحہ میں اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیھم یعنے وہ لوگ ایسا صفا اور سیدھا راستہ اختیار کرتے ہیں جس سے فیضان رحمت الٰہی کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں اور باعث اسکے کہ اُن میں اور خدا میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور بالکل رحمت الٰہی کے محاذی آپڑتے ہیں اس جہت سے انوار فیضان الٰہی کے اُن پہ وارد ہوتے ہیں۔ دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہیں اور دشمنوں کی طرح خدا سے مونہہ پھیر لیتے ہیں سو خدا بھی اُن سے مونہہ پھیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتھ اُن پہ رجوع نہیں کرتا اس کا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ عداوت اور بیزاری اور غضب اور غیظ اور نارضامندی جو خدا کی نسبت انکے دلوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہے وہی اون میں اور خدا میں حجاب ہو جاتی ہے اس حالت کا نام غضب الٰہی ہے اسی کی طرف خدا تعالےٰ نے ارشاد فرما کر کہا غیر المغضوب علیھم۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہیں اور سعی اور کوشش سے اُسکو طلب نہیں کرتے خدا بھی اون کے ساتھ لاپرواہی کرتا ہے اور اون کو اپنا راستہ نہیں دکھلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے میں آپ سستی کرتے ہیں اور اپنے تئیں اُس فیض کے لائق نہیں بناتے کہ جو خدا کے قانون قدیم میں محنت اور کوشش کرنیوالوں کے لئے مقرر ہے اس حالت کا نام اضلال الٰہی ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اونکو گمراہ کیا یعنے جبکہ انہوں نے ہدایت پانے کے طریقوں کو بجد و جہد طلب نہ کیا تو خدا نے بھی بپابندی اپنے قانون قدیم کے اُن کو ہدایت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ولا الضالین غرض ماحصل اور خلاصہ ان تینوں صداقتوں کا یہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کے ساتھ تین حالتیں ہیں ایسا ہی خدا بھی ہر یک حالت کے موافق اونکے ساتھ جدا جدا معاملہ کرتا ہے جو لوگ اوسپر راضی ہوتے ہیں اور دلی محبت اور صدق سے اسکے خواہاں ہو جاتے ہیں خدا بھی انپر راضی ہو جاتا ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اونپر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پھیر لیتے ہیں اور عمداً مخالفت اختیار کرتے ہیں خدا بھی مخالف کی طرح اون سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اوسکی طلب میں سستی اور لاپروائی کرتے ہیں خدا بھی اون سے لاپروائی کرتا ہے اور اونکو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح آئینہ میں انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے جو حقیقت میں شکل رکھتا ہے اسی طرح حضرت احدیت کہ جو ہر یک کدورت سے مصفّٰی اور پاک ہے محبت والوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے غضب والوں پر غضبناک ہے لاپروائی کے ساتھ لاپروائی رکھنے والوں سے رک جاتا ہے اور جھکنے والوں کیطرف جھکتا ہے چاہنے والوں کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بناؤ گے وہی انداز آئینہ میں بھی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالےٰ کے روبرو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کیطرف سے اسکے لئے موجود ہے اور جن لباسوں کو بندہ اپنے لئے آپ اختیار کر لیتا ہے وہی تخم بویا ہوا اُسکا اوسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہر یک طرح کے حجابوں اور کدورتوں اور آلایشوں سے اپنے دلکو پاک کر لیتا ہے اور صحن سینہ اُسکے کا مواد ردیہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے تو اوس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کھول دیتا ہے اور سورج کی کرنیں اُسکے گھر کے اندر چلی آتی ہیں لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلایشوں کو آپ اختیار کر لیتا ہے اور خدا کو حقیر چیز کیطرح خیال کرکے چھوڑ دیتا ہے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی روشنی کو ناپسند کرکے اور اوس سے بغض رکھکر اپنے گھر کے تمام دروازے بند کردے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعیں اوسکے گھر کے اندر آجائیں۔ اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ و ناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیوں اور آلایشوں میں گرفتار ہوا اور سستی اور تکاسل اور لاپروائی سے اون آلایشوں سے پاک ہونے کے لئے کچھ سعی اور کوشش نہ کرے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازوں کو بند پاوے اور تمام گھر میں اندھیرا بھرا ہوا دیکھے اور پھر اوٹھکر دروازوں کو نہ کھولے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور دل میں یہ کہے کہ اب اسوقت کون اوٹھے اور کون اتنی تکلیف اوٹھاوے یہ تینوں مثالیں اون تینوں حالتوں کی ہیں جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی ہی سستی سے پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سے پہلی حالت کا نام حسب تصریح گذشتہ کے انعام الٰہی اور دوسری حالت کا نام غضب الٰہی۔ اور تیسری حالت کا نام اضلال الٰہی۔ ان تینوں صداقتوں سے بھی ہمارے مخالفین بے خبر ہیں کیونکہ برہمو سماج والوں کو اوس صداقت سے بالکل اطلاع نہیں ہے جسکے رو سے خدا تعالےٰ سرکش اور غضبناک بندوں کے ساتھ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبوں میں سے ایک صاحب نے اس بارہ میں انہیں دنوں میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس میں صاحب موصوف خدا کی کتابوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اون میں غضب کی صفت خدا تعالےٰ کیطرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری لغزشوں پر چڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اس صداقت کی کچھ بھی خبر ہوتی تو کیوں وہ ناحق اپنی اوقات ضائع کرکے ایک ایسا رسالہ چھپواتے جس سے اون کی کم فہمی ہر یک پر کھل گئی ہے اور اون کو باوجود دعوی عقل کے یہ بات سمجھ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہو جائے اور خدا سے دوسری طرف مُنہ پھیر لے تو کیا وہ اس لائق رہ سکتا ہے کہ جو سچّے محبوں اور صادقوں پر فیضان رحمت ہوتا ہے اوسپر بھی وہی فیضان رحمت ہو جائے ہرگز نہیں بلکہ خدا کا قانون قدیم جو ابتداء سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راستباز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہیں اور اب بھی صحیح تجارب سے اوسکی سچائیوں کو مشاہدہ کرتے ہیں وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلماتی حجابوں سے نکلکر سیدھا خدا تعالےٰ کیطرف اپنے روح کا مونہہ پھیر کر اوسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اوسی پر فیضان رحمت خاصہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جو اثر رحمت کے برخلاف ہے یعنی غضب الٰہی اوسپر وارد ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اوس طریق مستقیم کو چھوڑ دیتا ہے کہ جو قانون الٰہی میں افاضہ رحمت الٰہی کا طریق ہے تو فیضان رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اسی محرومی کی حالت کا نام غضب الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اس جہت سے جو لوگ فیضان رحمت کے طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ خدا کیطرف سے اسی جہان میں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ جس کے شامل حال رحمت الٰہی نہیں ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذاب روحانی و بدنی اوسکی طرف مونہہ کریں اور چونکہ خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ اونہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو یاد کرتے ہیں اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم۔ و اللہ غنی عن العلمین یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے اگر تم دعا نکرو اور اوس کے فیضان کے خواہاں نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے اور آریہ سماج والے اور عیسائی بھی ان تینوں صداقتوں میں سے پہلے اور تیسری صداقت سے بیخبر ہیں کوئی اون میں سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ سب لوگوں کو کیوں ہدایت نہیں دیتا اور کوئی یہ اعتراض کر رہا ہے کہ خدا میں صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالےٰ کی ہدایت کی نسبت معترض ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہدایت الٰہی انہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اون راہوں پر چلتے ہیں جن راہوں پر چلنا فیضان رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الٰہی کی نسبت معترض ہیں اُنکو یہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالےٰ اپنے قواعد مقررہ کے ساتھ ہر یک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سستی اور تکاسل سے اوسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسے لوگوں کے بارے میں قدیم سے اوسکا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے اونکو محروم رکھتا ہے اور اونہیں کو اپنی راہیں دکھلاتا ہے جو اون راہوں کے لئے بدل و جان سعی کرتے ہیں بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اوسکو ڈھونڈتا ہے اسی طرف ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور وہ یہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم اُنکو بالضرور اپنی راہین دکھلا دیا کرتے ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ وہی صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جنکے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کس اعجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین اونکو خدا تعالےٰ نے بھر دیا ہے اور پھر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ ان سچائیون کے اور کمال اعجاز کے دوسرے کیا کیا لطائف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بھرے ہوئے ہین اگر ہم اسجگہ اُن سب لطائف کو بیان کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین

اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس سورۂ فاتحہ مین دعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور جمع ہین جو دعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ قبولیت دعا کے لئے ضرور ہے کہ اُس مین ایک جوش ہو کیونکہ جس دعا مین جوش نہو وہ صرف لفظی بڑبڑ ہے حقیقی دعا نہین مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ دعا مین جوش پیدا ہونا ہر ایک وقت انسان کے اختیار مین نہین بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کیوقت جو اُمور دلی جوش کے محرک ہین وہ اُسکے خیال مین حاضر ہون اور یہ بات ہر ایک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کرکے اوسکی رحمتون اور کرمون کو ابتداء سے انتہا تک اپنے وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا مبدء اوسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام ہمجنسون کو عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہین جن سے دعاؤن مین جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہین وجہ یہ کہ انسان کی دعا مین تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئین سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغایت درجہ کامل القدرت اور رب العالمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھہ انسانی حاجتین ہین سب کا پورا کرنا اوسی کے ہاتھہ مین ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتدا مین جو اللہ تعالےٰ کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیون کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالمون کی رب اور تمام رحمتون کا چشمہ اور سب کو اون کے عملون کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالےٰ نے بخوبی ظاہر فرما دیا کہ سب قدرت اوسی کے ہاتھہ مین ہے اور ہر ایک فیض اوسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت بیان کی کہ دنیا اور آخرت کے کامون کا قاضی الحاجات اور ہر ایک چیز کا علت العلل اور ہر ایک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹھیرایا جس مین یہ بھی اشارہ فرما دیا ہے کہ اوس کی ذات کے بغیر اور اُس کی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہین اور پھر بندہ کو تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین اسکے یہ معنے ہین کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھہ سے ہی مدد مانگتے ہین یعنی ہم عاجز ہین آپ سے کچھہ بھی نہین کر سکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو۔ پس خدا تعالےٰ نے دعا مین جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندون کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہین جنکا دعا کے وقت خیال مین لانا دعا کرنے والون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر چاشنی حاصل رکھتے ہین اونہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے ان دونون محرکون کی دعا ہو ہی نہین سکتی اور بجز اون کے آتش شوق الٰہی دعا مین اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہین رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کر سکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہین اوس روح اوس مولا کریم کی طرف ہرگز جھک نہین سکتی غرض یہ ایسی صداقت ہے جسکے سمجھنے کے لئے عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی اور متحقق طور پر دل مین منقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہین کہ حقیقت مین انہین دو چیزون کا تصور دعا کے لئے ضروری ہے یعنی اول اسبات کا تصور کہ خدا تعالےٰ ہر ایک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اوس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام مین لگی ہوئی ہین دوسرے اسبات کا تصور کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہین کر سکتا۔ اور بلا شبہ یہ دونون تصور ایسے ہین کہ جب دعا کرنے کے وقت دل مین جم جاتے ہین۔ تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہین کہ ایک متکبر اون سے متاثر ہوکر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہین یہی کل ہے جس سے ایک غافل مردہ مین جان پڑ جاتی ہے انہین دو باتون کے تصور سے ہر ایک دل دعا کرنے کیطرف کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی مین پہونچ جاتا ہے جہان اپنی مقدر ہستی کا نشان باقی نہین رہتا اور صرف ایک ذات عظمیٰ کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذات رحمت کل اور ہر ایک ہستی کا ستون اور ہر ایک درد کا چارہ اور ہر ایک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اس سے ایک صورت فنا فی اللہ کے ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کیطرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کیطرف نہ اپنے ارادہ کیطرف اور بالکل خدا کی محبت مین کھویا جاتا ہے اور اوس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزون کی ہستی کالعدم معلوم ہوتی ہے اس حالت کا نام خدا تعالےٰ نے صراط مستقیم رکھا ہے جس کی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اھدنا الصراط المستقیم یعنی وہ راستہ فنا اور توحید اور محبت الٰہی کا جو آیات مذکورہ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمین عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر خلاصہ یہ کہ خدا تعالےٰ نے دعا مین جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہین کہ دعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بے خودی اور نیستی کے عالم مین پہنچا دیتے ہین اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات ہرگز نہین کہ سورت فاتحہ دعا کی کئی طریقون مین سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے جس پر جوش دل سے دعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جیسے طبیعت انسانی بمقتضا اپنی فطرتی تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے امور مین قواعد مقررہ ٹھہرا رکھے ہین ایسا ہی دعا کے لئے بھی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہین جو سورت فاتحہ مین لکھے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جبتک وہ دونون محرک کسی کے خیال مین نہون تب تک اوس کی دعا مین جوش پیدا ہو سکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۃ فاتحہ مین ذکر ہو چکا پس سورہ ممدوحہ کے لطائف مین سے یہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ ہے کہ دعا کو معہ محرکات اوس کے کے بیان کیا ہے۔ فتدبر۔

پھر ایک دوسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیب کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصر عقلی کے رو سے ترغیب کامل اس ترغیب کا نام ہے جسمین تین جزین موجود ہون ایک یہ کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اوس کی ذاتی خوبی بیان کی جائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفت استقامت اور راستی سے موصوف ہے جس مین ذرا کجی نہین سو اس آیت مین ذاتی خوبی اوس راستہ کی بیان فرما کر اوس کے حصول کے لئے ترغیب دی۔ دوسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو تو اوس شئے کے فوائد بیان کئے جائین سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یعنی اوس راستہ پر ہمکو چلا جس پر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہو چکا ہے سو اس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرما کر اُس راستہ کا شوق دلایا۔ تیسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یعنی اون لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضب الٰہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اس آیت مین اُس سیدھا راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مترتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون جزون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی بھی بیان کی فوائد بھی بیان کئے اور پھر اوس راہ کے چھوڑنے والون کی ناکامی اور بدحالی بھی بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو سنکر طبائع سلیمہ اوس کی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پاکر جو لوگ فوائد کے خواہان ہین اون کے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کرکے اوس وبال سے ڈرین جو کہ ترک کرنے پر عاید حال ہوگا۔ (باقی آیندہ)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵)

نفس کو بھی توکل اور صبر کے مسائل پیش کر دیتا ہے لیکن جب ظاہری بیماریاں آکر غلبہ کرتی ہیں تو یہہ سب کچھہ بھول جاتا ہے اور زرد رو کر دیتا ہے لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھتا ہے۔ یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہدیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور ظاہری امور میں اسکا نام شدید البطش رکھا ہے۔ یہہ نادانی اور غلطی ہے خدا تعالیٰ نے دونو امور میں اپنی صفات کی یکسان جلوہ نمائی کی ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا میں تو سرتوڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسکو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اور اسکی **صفات** پر غور نہیں کرتے ہیں **اسلم** کے معنے تو یہہ تھے کہ فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور فرمانبردار رہو۔ پھر وجہ کیا ہے کہ مامور کے ہاتھہ پر خدا کا ہاتھہ کہلاتا ہے یہہ وعدہ کرکے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اس وعدہ کا کچھہ بھی پاس نہو۔ ہمارے امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسقدر چھوٹے لفظ سے کام لیتے ہیں اور وہ کسقدر وسیع ہے۔ یہہ زمانہ الفاظ کا ہے چنانچہ بڑی بڑی لمبی تقریریں لوگ کرتے ہیں لیکن جب انکے معانی اور مطالب پر نظر کرو تو بہت ہی چھوٹے اور تھوڑے۔ لیکن برخلاف اسکے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی مختصر الفاظ اختیار کئے مگر انکا مفہوم اور منشاء بہت ہی وسیع اور محیط ہے۔

مثلاً الفاظ بیعت میں سے ایک یہ جملہ بھی ہے جہانتک **میری طاقت اور سمجھہ ہے گناہوں سے بچتا رہونگا**۔ بظاہر یہہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن غور کرو اسکا مفہوم کسقدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہہ الفاظ کیسا محتاط بناتے ہیں کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں ہر حرکت و سکون میں ہر آن کو مدنظر رکھے کہ کیا میرا یہہ قول و فعل یہہ حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہے اور گناہ کے کسی شعبہ میں تو داخل نہیں؟ جب انسان ان امور پر نظر کرتا اور خدا تعالیٰ کی اطاعت اور رضا جوئی اپنا مقصد بنالیتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اسکی مدد فرماتا ہے اور اسکی مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو **فرمانبرداری بڑی دولت ہے**۔ یہی دولت ابراہیم کو ملی جسنے اسکو اسقدر معظم و مکرم بنا دیا۔

خدا تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ کے لئے شفیق اور فیضان اسی فرمانبرداری پر نازل ہوتے ہیں مگر تھوڑے ہیں جو اس راز کو سمجھتے ہیں۔

اسوقت خدا تعالیٰ پھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور اسپر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اسکے لئے بھی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا وہ کیا؟

سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری

اسکو اپنا شعار بناؤ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کرلو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کرکے دکھاؤ۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرتیں تمہارے ساتھہ ہونگی اسکے فضلوں کے وارث تم ہوگے۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے کچھہ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفا نہیں کرتا ایسا شخص منافق مرتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

فاعقبہم نفاقاً فی قلوبہم یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ وعدہ

اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا ملجاء و ماوا تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے اسوقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے پس تم پر بھی مشکلات آئیں گی اور آتی ہیں تم بہت وعدے خدا تعالیٰ سے نکرو۔ اور کرو تو ایفاء کرو ایسا نہو کہ ایفاء نکرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو۔ (خدا ہم کو محفوظ رکھے آمین)

اور ہم کو بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ہم سب ایک عظیم الشان وعدہ کرچکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور جہانتک طاقت اور سمجھہ ہے گناہوں سے بچتے رہیں گے اس وعدہ کو ایفاء کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اور پھر خدا تعالیٰ ہی سے توفیق اور مدد چاہو کیونکہ وہ مانگنے والوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اونکی دعائیں سنتا ہی اور قبول کرتا ہے۔

پھر ایک اور عیب بتایا ہے عیب ہی انسان کو محروم کر دیتا ہے اور منافق میں ہوتا ہے وہ جھوٹ بولنا ہے۔ عام جھوٹ بولنا تو وہ ہی ہے جو ایک حدیث میں آیا ہے **کفی بالمرء کذباً ما سمع**

یعنی یہہ بھی جھوٹ ہی ہے کہ انسان جو کچھہ سُنے بلا سوچے سمجھے اسے بیان کردے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد میں بڑی بڑی برائیوں سے روکنے کا نسخہ بنایا گیا ہے۔ خود داری سکھائی ہے اور سخن سازی سے بچایا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہو رہا ہے کہ دو تین آدمی جب مل کر بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آؤ ذرا مجلس گرم کریں وہ مجلس گرم کرنا کیا ہوتا ہے کسی کی تحقیر شروع کردی۔ کسی کے لباس پر کسی کی زبان پر کسی کے قد و قامت پر کسی کے علم و عقل پر غرض مختلف پہلوؤں پر نکتہ چینی اور ہنسی اوڑانا شروع کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے یہہ ناپاک اور بیہودہ سلسلہ کلام۔ مذمت۔ غیبت۔ اور دروغ گوئی تک جا پہونچا۔ پس تمہیں مناسب ہے کہ ایسی مجلسوں کو ترک کردو۔ جہاں سے تم بجز لعنت کے اور کچھہ لیکر نہ اوٹھو خدا تعالیٰ نے اس لئے فرمایا ہے

کونوا مع الصادقین

صادقوں کے ساتھہ رہو۔ کیونکہ وہاں تو بجز صدق اور کوئی بات ہی نہ ہوگی۔ ایسی تمام مجلسوں سے الگ ہو جاؤ جہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا ذکر نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ سوء ظن بہت بری چیز ہے اس سے بہت بری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غیبت اور دروغ گوئی یہہ بھی سوء ظن سے پیدا ہوتی ہیں اسواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا

ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث

سوء ظن سے انسان بہت جھوٹا ہوجاتا ہے اور ظنون بجائے خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ مینے دیکھا ہے کہ اس جھوٹ اور بدظنی سے بڑی ٹھوکریں لگتی ہیں اور انسان ہلاک ہوجاتا ہے۔ اس سے بچو! پھر بچو!! اور پھر بچو!!! اس معاملہ میں عورتوں اور مردوں میں ایک تفاوت ہے اور انکے مراتب مختلف ہیں۔ عام طور پر عورتیں ناقصات العقل والدین کہلاتی ہیں۔ ایک عظیم الشان عورت کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے میں کھولکر بتادوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سوء ظنی کی۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تطہیر فرمائی اور ان بدظنی کرنے والوں کے لئے حکم آیا۔

لولا اذ سمعتموہ

یعنی جب عائشہ صدیقہ کی نسبت کوئی بات تم نے سُنی تھی تو کیوں تمنے سُنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالنے ہی کے قابل نہیں بلکہ تم یہہ کہتے **سبحانک** پاک ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے مگر

ھذا بہتان عظیم

یہہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعظکم۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ ایسا پھر نہ کرنا۔ یہہ ابد کے لئے حکم ہے کہ جب کسی کی نسبت کوئی ایسی بات نہو تو کہدو کہ **بہتان** ہے۔ بدظنی کرنی شروع نکردو۔ پھر یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اس قسم کی بلاؤں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یعنی دوسرے کو متہم کرتے ہیں وہ ہرگز نہیں مرتے جب تک خود اس اتہام کا شکار نہولیں۔ اسلئے یہ بڑے ہی خوف اور خطرے کا مقام ہے۔ افسوس ہے لوگ ان باتوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت ہی ضروری امور ہیں۔ جہانتک تم سے ہوسکے سعی کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگو کہ وہ تمہیں سوء ظنی سے محفوظ رکھے پھر اسکے بدنتائج غیبت۔ دروغگوئی۔ دوسرے کی تحقیر۔ بہتان وغیرہ سے بچائے۔

غرض

خدا تعالیٰ کے ماموروں اور ان فیوضات و برکات سے محروم رکھنے کے اسباب مختصر طور پر یہہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ وعدہ اور پھر اسکی خلاف ورزی پھر جھوٹ۔ دیکھو تم جو احمدی کہلاتے ہو تمہاری ذمہ داری بہت بڑی ہوئی ہے تم نے وعدہ کیا ہے کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا**۔ تمہیں ہر وقت یہ وعدہ نصب العین رہنا چاہئے۔ کیسی وعدہ خلافی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہو اور پھر سنتے ہی سوء ظنی پیدا ہو۔ اس کی ذرا بھی پروا نہو کہ ان الظن اکذب الحدیث۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری نہ کرے تو ایسے لوگ جو سوء ظنی کے مرض میں گرفتار ہیں وہ خود ان سوء ظنیوں کا نشانہ ہو کر مرتے ہیں۔

پس خدا سے ڈرو۔ اور اپنے اس عہد کا لحاظ کرو جو تم نے خدا کے مامور کے ہاتھہ پر کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالیٰ سے آتی ہے وہی ہے جسکی یہ شان ہے **تعز من تشاء وتذل من تشاء** اور پھر حقیقی عزت انبیاء و رسل اور انکے سچے اتباع کو دی جاتی ہے۔

قل العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین جمیعا

ساری کی ساری عزتیں اللہ اور اوس کے رسول کے لئے ہیں اور سچے مومنوں کے لئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام اسلام کی وجہ سے دنیا میں معزز اور مکرم ہوئے۔

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ پھر وہ **ابراہیم الذی وفی** جسنے خدا تعالیٰ کے ساتھہ صدق و وفا کا پورا نمونہ دکھایا۔ پھر وہ ابراہیم **الذی اتی بقلب سلیم**۔ پس اس سے نتیجہ نکال لو کہ اللہ تعالیٰ تم سے کیا چاہتا ہے سچی فرمانبرداری۔ صدق و وفاداری اور قلب سلیم ان باتوں کے ساتھہ وہ راضی ہوتا ہے یہی باتیں ہیں جو اسلام تمکو سکھاتا ہے۔ انہیں کے احیاء کے لئے اسوقت خدا تعالیٰ نے تم میں اپنا مہدی اور مسیح نازل کیا ہے۔ ایسے دین میں ہوکر محرومی کے اسباب سے بچو ان اسباب کا علم قرآن مجید میں موجود ہے جو قرآن شریف پر تدبر کرنے سے آتا ہے اور اسکے ساتھہ تقوی کی بھی شرط ہے میں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتیں درس تدریس سے نہیں آتیں یہہ علوم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ درس تدریس سے آہی نہیں سکتے بلکہ وہ تقویٰ اور محض تقویٰ سے ملتے ہیں۔ **واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ** اگر محض درس تدریس سے آسکتے تو پھر قرآن مجید میں **مثل الذین حملوا التوراۃ کمثل الحمار** کیوں ہوتا۔ (باقی آئندہ)

زلزلہ کی پیشگوئی اور پیسہ اخبار

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

پیسہ اخبار کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور تعصب ہے وہ اسکی تحریرون سے ہمیشہ ثابت ہوتا رہاہے یہی وجہ ہے کہ علی العموم مین اسکی تحریر پر بہت ہی کم نوٹس لیا کرتا ہون اور در اصل اب ضرورت بھی نہین رہی جبکہ اللہ تعالیٰ کے کھلے کھلے تائیدی نشان اسکے صادق موعود کی تصدیق اور تائید مین ظاہر ہو رہے ہین اور آسمان اسکی نصرت پر جھکا ہوا ہے اور زمین اسکی تائید کے لئے بول رہی ہے۔ با این
حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم بیدار نیست
زلزلہ کی پیشگوئی جس خوبی اور صفائی سے پوری ہوئی اور خدا تعالیٰ کی اس قہری تجلی نے جو رنگ دکھایا اس کے بعد امید کیجاتی تھی کہ بہت سے شوریدہ سر اپنی اصلاح کر لینگے لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار بجائے اسکے فایدہ اوٹھاتا بڑی بے باکی کے ساتھ پہلے سے زیادہ شوخ ہوکر حملے کر رہا ہے چنانچہ ۲ مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین اس نے ایک نوٹ لکھاہے کہ "زلزلہ کی پیشگوئیان کرنا جرم قرار دینا چاہیے" مین نے اس نوٹ کو بالکل خالی الذہن ہوکر پڑہاہے اور مین بڑی جرأت سے یہ کہنے کو طیار ہون کہ یہ نوٹ پیسہ اخبار کی علمی واقفیت پر ہی پانی پہیرنے والا نہین بلکہ اسکے مذہب اور اعتقاد کی بھی حقیقت کہولتا ہے۔

اگر گورنمنٹ کی قانون بنانے والی کونسل مین ایسے لوگون کی ضرورت ہوتی جو اصول قانون سازی اور قانون سے محض ناواقف اور کورے ہون تو غالباً پیسہ اخبار کے جہان گرد ایڈیٹر منشی محبوب عالم کو اس کونسل مین داخل کر لینے کو ان کا یہ مضمون ایک اچھی سپارش کا کام دیتا۔ مگر افسوس ہے کہ واضعان قانون کی کونسل مین ایسے آدمیون کی ضرورت نہین اگر پیسہ اخبار کے **مسلمان کہلانے** والے ایڈیٹر کی آنکھ سے دیکھا جاوے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے زمانے مین پیسہ اخبار کا ایڈیٹر کسی معزز سرکاری عہدہ پر ہوتا تو مین یقین رکہتا ہون کہ منشی محبوب عالم کو یہ فخر سب سے پہلے حاصل ہوتا کہ وہ نبیون کی گرفتاری کا حکم صادر کرنے والا ہے۔

مین اس امر کو آگے چل کر بیان کرونگا کہ نبیون کے انذار اور تخویف مجرمانہ مین کیا فرق ہے سر دست مین یہ دکہانا چاہتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی فطرت اسپر کیا فتوے دے رہی ہے۔

اگر بنی نوع انسان کو خدائے حی و قیوم کی عبادت کی طرف متوجہ کرنا تخویف مجرمانہ ہے تو کیا اسکا ارتکاب پیغمبر نے کیا ہے؟ لیکن تف ہے اس منہ پر جو کسی نبی کی نسبت ایسا خیال کرے کہ انہون نے تخویف مجرمانہ کی۔

اگر فسق و فجور سے باز رکھنے کا نام تخویف مجرمانہ ہے تو سب نبیوں کی یہی تعلیم تھی کیا وہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے بیان کے موافق سب کے سب تخویف مجرمانہ کرنیوالے تھے؟ منشی محبوب عالم! دیکہہ تو ایک راستباز کی عداوت اور دشمنی کیوجہ سے کسقدر حد سے بڑھ چلا ہے تیرے حملے خدا کے مسیح موعود سے متجاوز ہو کر تمام راستبازون اور برگزیدون پر ہونے لگے ہین تو اپنے زہریلے تیر معصوم نبیون پر چلانے لگا ہے اسلئے
آسمان را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین
بالکل سچ ہے۔ کیا تونے نہین پڑہا کہ **انی انا النذیر العریان** کہنے والا کون تہا؟ بتا اور ذرا کہول کر بتا کہ کیا تیرے نزدیک وہ بھی تخویف مجرمانہ کرنیوالا تہا؟ اے نادان ذرا سوچ کر جواب دے! تو نبیون کی ہتک کرتا اور خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کو پس پشت ڈالتا ہے کیا تونے نہین پڑہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کیا کہا **انی لکم منہ نذیر مبین** اور پہر خدا تعالیٰ نے فرمایا **لتنذر ام القری وما حولہا** کیا یہ انذار تیری رائے مین تخویف مجرمانہ تہی؟ اے حق کے دشمن! نبیون اور راستبازون کی تعلیم اور ان کے مقاصد و اغراض سے ناواقف انسان! اپنے گریبان مین منہ ڈال اور اس اپنے اعتراض کو پڑھ اور پہر پڑہ اور پہر پڑہ اور پہر خدا کے راستبازون کی سیرت پر نظر کر۔ شاید تجھے کچھ سبق حاصل ہو۔

اگر نوح، موسیٰ، ہود، لوط، صالح، یونس، مسیح علیہم السلام اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر کہلا کر بھی **تخویف مجرمانہ کے مرتکب نہین** اور ہرگز نہین تو مین دعوی سے کہتا ہون کہ مرزا غلام احمد خدا کا مسیح اور مہدی بھی نذیر کہلا کر **تخویف مجرمانہ کا مرتکب نہین** ہے اور یقیناً نہین ہے۔

مین حیران ہوتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا؟ اس اعتراض سے پہلے اگر وہ تخویف مجرمانہ کی تعریف ہی پڑہ لیتا تو اچھا ہوتا۔ پیسہ اخبار اگر قانون کی اصطلاح سے ناواقف تہا اور مین سمجہتا ہون کہ ہے تو کیا اسے اپنی ۱۱ اپریل کی تحریر بھی یاد نہین رہی کہ حضرت مسیح موعود کا ان اشتہارون کے ذریعہ لوگون کو آگاہ کرنیکا منشاء کیا ہے؟ سن! مین خود ہی تجھے بتا دیتا ہون کیونکہ مرا یاد و ترا فراموش۔

"البتہ اتنی بات مین مجھے بھی مرزا صاحب سے اتفاق ہے کہ گنہگار بندے توبہ و استغفار کر کے نیکی اور خدا پرستی کیطرف مشغول ہون۔" (روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

اب انصاف کا خون اپنے لکھے پر خون کے آنسو بہا کیا حضرت اقدس کی غرض اور منشاء صاف طور پر ان الفاظ سے ظاہر نہین ہوتا؟ حضرت اقدس ان اعلانون کے ذریعہ کیا چاہتے ہین؟ یہی کہ مخلوق توبہ و استغفار کرے اور نیکی اور خدا پرستی مین مشغول ہو۔ اب اگر پیسہ اخبار کے دانشمند ایڈیٹر کے مشورہ پر عمل کیا جاوے تو اسکے یہ معنے ہین کہ لوگون کو ایسی دعوت کرنا تخویف مجرمانہ ہے اگر نہ تم زلزلہ کی پیشگوئی کے اعلان مخلوق کے لئے اور خود گورنمنٹ عالیہ کیلئے ایک ابر رحمت اور برکت ہین۔ اسلئے کہ ان اعلانون کے ذریعہ جسقدر لوگ بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح کا سچا عہد باندہ لین گے اور فسق و فجور سے باز آجاوینگے اسیقدر انکی اخلاقی اور مجلسی حالت درست ہوجاویگی اور اسیقدر **جرائم کم ہو جائین گے۔** جو گورنمنٹ کیلئے بیش قیمت امداد ہے۔

پس کیا پیسہ اخبار حضرت اقدس کے برخلاف یہ نہین چاہتا ہے کہ لوگ غافل ہو کر اپنی شرارتون اور فتنوں مین لا انتہا ترقی کرین اور اسطرح وہ نوع انسان کیلئے خونخوار دشمن اور گورنمنٹ کے لئے ایک دکھ دینے والے فرزند ثابت ہون کیونکہ جبکہ پیسہ اخبار ان اعلانون کی ہنسی اڑا رہا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی پیشگوئیون سے روکنے کا مشورہ دیتا ہے تو اسکے معنی اور کیا ہو سکتے ہین؟

یہ کہنا ہرگز درست نہین ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کو دیکھے اور ایسی پیشگوئیون کے کرنے کے بغیر ہی لوگون کی اصلاح ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہو سکتا تو کیا پہر پیسہ اخبار کے نزدیک خدا تعالیٰ معاذ اللہ ظالم اور سفاک تہا جو اس نے انبیاء علیہم السلام کے عہد مین زمینون کے تختے الٹ دیئے اور موجودہ نسلین قہر نیا تاکر دین

نہین ہرگز نہین۔ اسکا انصاف اقتضا تھا۔ **غرض**

اگر کسی نبی کا محض خدا تعالیٰ کے اور اس غرض سے انذار کرنا کہ کی اصلاح کرین ان کے معاملہ وہ بدمعاشیون اور بدکاریون خدا تعالیٰ کے فرمان بردار بنیں مجرمانہ ہے تو پہر مین نہین کہہ اور صلحکاری کس چیز کا نام پہر پیسہ اخبار لکہتا ہے کہ ایسی غیر ضروری انتشار پہیلتا ہے سمجھ نہین آتا کہ اس فقرہ کے معنی لوگون کو حفظ ماتقدم کے طور پر جان کی حفاظت کیلئے (علاوہ انکے جوان کے چال چلن کے اندر سعی کرنا غیر ضروری خوف ہے؟ ملک دار کیلئے نعمت! غالباً پیسہ ہوگا کہ لوگ غیر ضروری بے خوفی مین پڑ کر رندی اور اوباشی کرین خدا تعالیٰ سے رشتہ عبودیت اور اپنی بے باکیوں یا دانش مین کے بہکانے والے تحقیر کر ہلاک ہو پہر پیسہ اخبار کو موقع ملجاوے کہ پر اعتراض کرے کہ اس نے رعایا نہین کی زخمیون اور مجروحون مین کالون کا سوال اٹہائے؟ جیساکہ کے مجروحون کے متعلق اسنے لکہا اگر یہ غیر ضروری خوف اور انتشار کے نزدیک گورنمنٹ بھی بیہودہ کار ہے جو طبقات الارض کے ماہرین کی اس سوال کا فیصلہ چاہتی ہے کہ آیندہ کا خطرہ تو نہین اور اس کام کیلئے روپیہ صرف کرنے کو آمادہ ہے اس خاص رپورٹ طیار ہوگی + اسکے کے خیال مین خزانہ ہند پر ایک بیہودہ رکھ چھوڑا ہوگا جو حوادث ارضی کا ایک محکمہ تجویز کیا۔

اے حق کے دشمن! تیری زبان بہی نہین بچتا نظر آتا۔ تو اہل ملک کو کرنا چاہتا ہے اور گورنمنٹ کو غلط ڈالنے کی کوشش کرتاہے۔ مگر یاد تیری ایسی بیہودہ راؤن کی کچھ بھی نہین اور کوئی بھی اثر نہین۔

اب اس آرٹکل کو ختم کرنے سے پہلے دکہانا چاہتا ہون کہ حضرت اقدس مسیح

کا ان اشتہاروں سے کیا منشا ہے؟

اشتہار الوصیت میں یہ اپنا منشا ظاہر کیا۔

دوستو! اٹھو اور بیدار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں سو اب گھبراہٹ کر اور سوز وگداز اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقویٰ کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اسکا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں۔ نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھ کر وہ جو گریہ والوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے پس سونیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کیطرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتاں وخیزاں اسکی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں مردہ کیطرح اپنے اٹھائے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف وگزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اور اپنے دلوں سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو بجا کمینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اسکے وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانا سا بنا دے۔

بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانہ بنجاؤ۔)

پھر اکا نذار۔ الندا۔ اور البلاغ میں مندرجہ ذیل تبلیغ کی ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوئے اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کرلیں۔ پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو فسق وفجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور مرسلوں کو بدزبانی کر یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو! آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔

خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو! اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے۔ جسکی پہلی کتابوں میں خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اوسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔) (انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر فسق وفجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اس کا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کردے پس گو یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین)

پس میں محض خیرخواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کیساتھ یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرلیں چاہیئے۔ کم ازکم ظلم اور تعدی اور فسق وفجور اور ٹھٹھے اور ہنسی کے دنگلش ہو جانا چاہیئے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسیکا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق وفجور اور ظلم وتعدی اور ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ جو رحیم وکریم ہے دوسروں کی نسبت اسپر رحم کریگا۔)

(بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اسکا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں)

(پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہشیار ہو جاؤ اور اپنے توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنکا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور انکی زبانیں مردار سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں انہیں پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں)

کوئی سلیم الفطرت اور رشید انسان بتادے کہ اس کا نام تخویف مجرمانہ ہو سکتا ہے یا یہ اعلیٰ درجہ کی رفاہ عام ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ضرور اسکو تخویف مجرمانہ ہی کہیگا۔ انتہم آخر میں میں نہایت ادب سے عرض کیا چاہتا ہوں کہ پیسہ اخبار کا یہ طریق فی الحقیقت گورنمنٹ کیلئے قابل نوٹس ہے جو اہل ملک کو ایک ایسی راہ پر ڈالنا چاہتا ہے جو امن اور صلحکاری کے خلاف ہے ایک شخص خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک آفت آنے والی ہے اسلئے اے اہل ملک تم اپنی اصلاح کرو۔ وفاداری اور صدق سے کام لو۔ باہم کسی قسم کی بدمعاملگی۔ خون۔ چوری وغیرہ جرائم سے باز آؤ۔ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف کرو۔ اب ان ساری باتوں پر اگر کوئی قوم اور ملک عمل کرے تو وہ فرشتوں کی سرزمین ہو اور ان کے حکمران کیلئے شکرگذاری کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے۔ امن اور صلحکاری سے وہ زمین بھر جاوے لیکن ایک شخص بالمقابل اٹھتا ہے وہ کہتا ہے اسکو رد کرو یہ لوگوں کو ڈراتا ہے یہ مجرم ہے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون ملک اور قوم کا خیرخواہ ہے۔ رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے صبر کرو تجربہ خود بتا دیگا۔ میں صرف اسیقدر کہتا ہوں کہ میری تعلیم اس روحانی معالجے

سنہ ۱۹۰۲ء میں جبکہ ابھی پنجاب میں طاعون شروع ہی ہوئی تھی دی تھی اور کہا تھا کہ یہ آگ تمام ملک میں لگ جائیگی جو مجھے دکھایا گیا ہے کہ فرشتے اس کے پودے لگا رہے ہیں اسلئے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کریں اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں مگر نوع انسان کے دشمن پیسہ اخبار نے سب سے پہلے اس اشتہار پر ہنسی اڑائی اور ٹھٹھے اڑائے۔ لوگوں کو توبہ اور رجوع الی اللہ سے اسطرح پر روکا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پنجاب طاعون کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے اور گورنمنٹ اپنی رعایا کی تباہی پر سخت حیران ہے۔ اسیطرح اب یہ خطرہ سے نہایت نیک نیتی اور پاک اغراض کی بنا پر خبر دی گئی ہے کہ لوگ اصلاح کریں اور اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ طاعون کے اشتہار کیطرح اسپر بھی ہنسی اڑائی جاتی اور لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے جو بہت ہی بری فال ہے لیکن اے دانشمندو! اگر ملک اور قوم کی کچھ بھی ہمدردی تمہارے دل میں ہے تو اسوقت کو غنیمت سمجھو اور اس خبر دینے والے کی باتوں پر تمسخر نہ کرو اور اس پر عمل کرو وہ تم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ تم دنیا میں امن اور صلحکاری پھیلانے والے ہو جاؤ۔ اور ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہو جاؤ۔

اگر یہ تعلیم بری ہے تو بیشک چھوڑ دو لیکن اگر مفید ہے اور ضرور مفید ہے تو اپنے اور وطن کے دشمنوں کی باتیں مت سنو۔ وہ تمہیں غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

مرا د ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

الہامی دعا رب کل شیء خادمک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عجیب تاثیر الہامی دعا ہے اسکو میرے عزیز بھائی منشی محمد یوسف ملک رفاہ عام پریس لاہور نے نہایت عمدہ کاغذ پر منقش کرکے چھاپا ہے۔ انکی غرض یہ ہے کہ نا فضول اور لغو تصاویر کی بجائے یہ دعا گھروں میں اور یزان کیجاوے اور اسطرح پر ہر وقت جب اس دعا پر نظر پڑیگی تو امید کیجاتی ہے کہ اسپر ایک لذت پیدا ہوکر دعا کرنے کیلئے جوش پیدا ہوگا۔

اس دعا کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسم اعظم ہونیکا گمان کیا ہے۔ ایک رجسٹر کی قیمت ۱۰ آنہ رکھی ہے لیکن مجھ سے منشی محمد یوسف نے زبانی کہا تھا کہ میں دو سو سے زیادہ خریداروں کو ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے دونگا اور زیادہ خریداروں کو خاص رعایت سے دیدونگا۔

سید عبدالحی صاحب عرب نے بھی دو عجیب تحفے بھیجے ہیں جن میں سے ایک میں حضرت اقدس کی دعائیں جو عربی

وطن کیلئے تو خاموشی ہی بہتر تھی

اخوا ن بے لائق ایڈیٹر کو آجتک یہ عزت نہ ہوئی تھی کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھائے۔ اور جہانتک مجھے ایڈیٹر صاحب سے ذاتی تعارف اور واقفیت ہے مین جانتا ہون کہ وہ اس مذاق کو ہمیشہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ وطن مین ایسی بحثون کے اندراج سے انہون نے احتراز کیا ہے۔ مگر میری سمجھ مین نہین آتا کہ اب وہ کیا امور پیش آئے ہین جو انہون نے ۵ مئی ۱۹۰۵ء کے وطن مین دو نوٹ لکھے ہین جو انکی قابلیت پر سخت بدنما داغ ہین۔ میرا خیال ہے اور خدا کرے یہ صحیح ہو کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی غیر حاضری مین کسی نائب نے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ عناد ہو سیاہ اخبار کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے بہرحال مین بے لائق دوست کو انکی غلطی پر متنبہ کرتا ہون۔ اسلئے وہ فائدہ اٹھائین گے۔

قول۔ عوام تو کالانعام مشہور ہی تھے جنکو ہم مین سے اجتہاد و امامت بلکہ پیغمبری تک کا دعوی ہے انکو بھی جامع المتفرقین بننے کی بجائے جمعیت کو اور زیادہ منتشر اور پراگندہ کرنے مین ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

اقول۔ مجھے وطن کے لائق ایڈیٹر کا یہ فقرہ پڑھ کر نہایت ہی تعجب ہوا ہے کہ وہ اتنا نہین جانتے ہر مصلح اور مامور جب دنیا مین اصلاح کیلئے آیا ہے تو اس کے مخالفون نے سب سے پہلا خطاب اس کے لئے یہی تجویز کیا ہے کہ وہ لوگون مین پھوٹ ڈالتا ہے۔ مولوی صاحب کو شاید معلوم ہو گا کہ ابوجہل نے جب بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دعا کی تو منجملہ اور باتون کے ایک کا مفہوم یہ بھی تھا کہ اس نے قطع رحم کیا ہے اور پھوٹ ڈالدی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو صاف لفظون مین کہتے ہین کہ مین صلح کرانے نہین آیا بلکہ آگ لگانے آیا ہون۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے مامور اور مرسل دنیا مین ایک اخوت اور وحدت پیدا کیا کرتے ہین وہی وحدت قوم مین قومیت پیدا کرتی ہے۔ ہان یہ ضروری ہوتا ہے کہ اول اول لوگون کو اختلاف نظر آوے۔ کیونکہ خدا کا مامور ڈسٹرکشن اور کانسٹرکشن کے اصولون پر کام کرتا ہے نیک خیالی جنبون کو ہر علی الاثم ہوتا ہی

تو ڑتا ہی اور سعادتمندون کو الگ کر کے نیکی اور سعادت مندی کا نمونہ منتخب کرتا ہے۔ اسکی نظیر موجودہ **مسیح موعود** ہیں جسکو آپ قوم کو پراگندہ کرنیوالا کہتے ہین اسنے ایک ایسی قوم پیدا کر دی ہے جو ایک ہی سلطے پر نقطہ نظر عوالی ارادان کے کہڑی ہوگئی ہے اور کسی قسم کا کوئی فرق ملت مین باقی نہین رکھا۔ یہ ہے حقیقی اتحاد اور اتفاق جو پیدا ہی نہین ہو سکتا جبتک قوم کسی مامور کے ماتحت نہ آوے۔ ورنہ دوسری جگہ ہمیان۔ عالم۔ جاہل امیر و فقیر۔ شیعہ و سنی خون بدی وغیرہ کے جھگڑے برپا ہین کبھی اتفاق ہو سکتا ہی؟ کبھی نہین۔ پس پھر یہ کہنا کہ وہ جمعیت کے پراگندہ کرنے مین خوش ہوتے مین سخت غلطی ہے حقیقی جمعیت اور شیرازہ بندی قوم کی تو وہی کرتے مین کیا مولوی انشاء اللہ صاحب یا کسی دوسرے کی مقدرت مین ہے کہ وہ شیعہ سنی مقلد غیر مقلد۔ بدعتی خوارج وغیرہ کے جھگڑون کو مٹا کر ایک ہی امام کے پیچھے نماز مین کھڑا کرائے؟ ہرگز نہین لیکن اسے اس معجزہ کو دیکھنا ہو تو قادیان آئے اور دیکھے کہ ایک ہی امام کے پیچھے کن لوگون کو کھڑا کر دیا گیا ہے وہ پہلے کیا کیا تھے انمین مذہبی اختلافات کی وجہ سے کیا کیا صورتین اتحاد و اتفاق کی نہین لیکن اب وہ کیا ہو گئے مین!

قول۔ نماز مین آجتک کسی مجتہد نے تفرقہ نہ قائم کی تھی۔ آئمہ سلف کا بالاتفاق یہ فیصلہ تھا کہ کلمہ گو خواہ فاسق ہی ہو اگر پیش امام ہو گیا تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لینے مین ہرج نہین۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس ایک آتی ماندہ ذریعہ یگانگت کو بھی پیغمبری جلال مین آکر توڑ دیا ہے آپکا حکم ہے کہ کوئی مرزائی کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھے اسکی نماز ادا نہ ہوگی۔

اقول۔ یہ دوسرا اعتراض بھی مولوی صاحب کی ذات پر ایک بدنما داغ ہے۔ تاہم مین اسپر زیادہ بحث کی حاجت نہین سمجھتا۔ مولوی صاحب کے نزدیک اگر ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز درست ہی تو وہ ان مجتہدون اور شمس العلماء فضلاء سے دریافت کرین جنہون نے احمدیون کو **کافر** قرار دیا۔ اور انکے پیچھے نماز نادرست قرار دی۔ اور ایسے شدید فتوے دئیے جو آجتک کسی کو بھی نہین دئیے گئے۔ حالانکہ ہم اسی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے اسی طرح نماز پڑھتے۔ کلمہ گو قرآن کریم کو اپنا امام مانتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول اور خاتم النبیین یقین کرتے آپکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور آپکے اسوہ حسنہ کے خلاف ایک قدم بھی اٹھانا ہلاکت سمجھتے ہین ایسی حالت مین ان مجتہدون اور علماء پر کیا آفت گری جو انہون نے

بقول آپکے یگانگت کو توڑ دیا ہے۔ اگرچہ میرا حق ہے کہ مین آپسے پوچھون کہ کیا آپ بتا سکتے ہین کہ اس مسئلہ پر کسقدر علماء عمل کرتے ہین اور غیر مقلدون اور مقلدون کے دنگے جھگڑے اور دوسرے فرقون کی نزاعون کا انجام کیا ہے لیکن مین اس بحث مین نہ پڑ کر صرف اسقدر التماس کرتا ہون کہ آپ اس مسئلہ کو اجتماعی اور عملی طور پر ہمارے مخالفون سے ہی صحیح ثابت کرا دین جبکہ نماز ہو ہی جاتی ہے تو اسمین انکا کیا حرج ہے کہ وہ ہمارے پیچھے پڑھ لین اس پہلے نوٹ مین تو یہ دو امر آپ نے پیش کئے ہین مین مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر حسن ظن رکھتا ہون کہ انکی طبیعت مین ضد اور ہٹ نہین اگر وہ غور کرینگے تو کیا عجب فائدہ اٹھالین دوسرے نوٹ مین انہون نے حضرت اقدس کے زلزلہ کے خوف کیوجہ سے باغ مین چلے جانے پر اعتراض کیا ہے اول تو یہ **استقلال** نبوت کے خلاف ہے دوم اگر خدائی عذاب وارد ہی ہوا ہے تو کیا باغ وکیلئے میدان مکانات سے زیادہ محفوظ۔ مامن ثابت ہو گی؟ کیا زمین شق ہو کر مستحقین عذاب کو نہین نگل سکتی۔

یہ اعتراض بھی منہاج نبوت کی ناواقفیت پر مبنی ہین۔ مین نہین سمجھتا مولوی انشاء اللہ صاحب استقلال نبوت کسکو کہتے ہین اگر استقلال نبوت سے انکی یہ مراد ہی کہ انبیاء علیہ السلام خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون اور غضب الٰہی کے نمونون کا مقابلہ کیا کرتے ہین اور بے باکی سے انہین دیکھتے ہین تو اس سے بڑھکر انبیاء علیہم السلام کی سوء ادبی اور گستاخی کبھی نہین ہو سکتی۔ اسکی لئے لکین مولوی انشاء اللہ صاحب کو نہایت نیک نیتی سے رائے دیتا ہون کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور ایسی گستاخی کیلئے توبہ کرین اور کفارہ دین۔ کیا انہین معلوم نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک آندھی یا بادل کو دیکھکر کسقدر گھبرایا کرتے اور اندر باہر بیتابی سے نکلتے تھے کیا یہ **استقلال نبوت کے خلاف تھا؟**

یہ بالکل ہی لکھا ہی کہ جب سابقہ تباہ شدہ قومونکی بستیون سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو صحابہ کو بھاگ کر نکل جانیکا حکم دیا گیا کیا ان بستیون مین اسوقت بھی غضب الٰہی آیا ہوا تھا؟ اور یہ استقلال نبوت کے منافی تھا۔ یہ مقام جیسا کہ میرے نشان زلزلہ کو رحل مین ظاہر کیا ہی انبیاء علیہم السلام کی عبودیت اور معرفت کا مقام ہوتا ہی انکا **استقلال نبوت** اسوقت دیکھا جاتا ہے جب دنیا دار مخالفون کی کوئی تکلیف و مخالفت انکو اپنے فرض تبلیغ سے روک نہین سکتی اور پھر کیا ایڈیٹر صاحب وطن بتا سکتے ہین جبکہ خدا تعالیٰ کی آپکے ساتھ فتح و نصرت کے وعدے کئے تھے اور واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ بھی تھا پھر آپ اپنے چند روز مین کیون پہرا کرتے تھے کیا یہ استقلال نبوت کے خلاف تھا یا خدا تعالیٰ پر معاذ اللہ آپ کو ایمان نہ تھا؟

آپکے نزدیک تو ہجرت بھی استقلال نبوت کے خلاف ہوگی معاذ اللہ مولوی صاحب کا یہ ذہن تھا کہ مسیح موعود پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ہنسی کی بات لائیف پر غور کرتے اور سنت اللہ پر نظر کرتی۔ عذاب الٰہی اگر آپکے تجویز کردہ طریق کے موافق ہی آیا کرتا ہی تو پھر حضرت لوطؑ کو بستی سے نکل جانیکی وحی کیون ہوئی تھی کیا اس عذاب کے پتھر اور بارش مامور و مالکہ لوطؑ کو اس بستی مین شناخت نہ کر سکتے تھے۔ **طوفان** اگر مخالفون ہی کے غرق کرنیکو تھا اور یقیناً تھا تو پھر کشتی بنانیکی آپکے مذاق پر کیا ضرورت تھی؟ کیا آپ طوفان حضرت نوح اور آپکے مخلص اصحاب کو بچا نہ سکتا تھا؟ غرض مین کہانتک آپکو بتاؤن۔ آپ خدا ترس دل لیکر قرآن کریم پر نظر کرین اور پھر اپنے اس اعتراض کو وزن کر کے دیکھین کہ وہ کیسا بیہودہ اور ایمان سوز اعتراض ہے مین سمجھتا ہون کہ آپکے اعتراضات کا کافی جواب دیا جا چکا ہی اور عاقلے را اشارہ بس است

۹ مئی ۱۹۰۵ء
قبل ظہر

فرمایا کہ ہم تو زلزلہ کیوقت آئے تھے کہ باغ مین چلکر دعا کرین اب محض اسوجہ سے ٹھہرے ہوئے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہی اسکے متعلق کچھ اور معلوم ہو جاوے کہ وہ قریب ہے یا دور ہی اگر معلوم ہوا کہ دور ہے تو پھر ایکماہ کے بعد واپس چلے جاوینگے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ زلزلہ ایسے وقت آئیگا کہ کسیکو خبر بھی نہ ہوگی بلکہ لوگ ہماری تکذیب کر چکے ہونگے کہ وہ پیشگوئی جھوٹی نکلی قرآن شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے فلما نسوا ما ذکروا بہ یہ عادت اللہ ہی کہ ایسے وقت عذاب آتا ہی جب لوگ اسے بالکل بھول جاتے ہین۔ ایسا ہی ان الہامات سے معلوم ہوتا ہی کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا چپکے آؤنگا۔ گویا ہر شخص کا دل یقین کریگا کہ ہم نے جھوٹ بولا ہی۔ لعنتہ تمہاری منشاء طبقات الارض والے اور جوتشی سب ملکر فیصلہ کر دین کہ کوئی زلزلہ نہین آئیگا۔ پھر خدا تعالیٰ کی وحی کی پوری عظمت ظاہر ہوگی حقیقت مین اگر وہ بھی یہی رائے دیتی کہ زلزلہ آئیگا تو ہماری بات مشتبہ ہو جاتی اور کمزور سمجھی جاتی لیکن اب تو ان لوگون نے فیصلہ کر لیا ہی کہ زلزلہ نہین آئیگا۔

فرمایا۔ اگر اب خدا تعالیٰ چپ رہے تو پھر دہریت کے سوا کوئی اور مذہب نہ ہوگا اگر اسوقت اسکی چہرہ نمائی کیطرف سے نہین ہی تو پھر کب ہوگی۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر مین دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر تو نے آج اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہ ہوگی یہی دعا آج ہمارے دل سے بھی نکلتی ہی پس یقیناً یاد رکھو کہ اب اگر خدا تعالیٰ دستگیری نہ کرے تو سب ہلاک ہو جائین۔ اور یہ بالکل سچی بات ہی کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اگر نہ ہو تو قطعی یقین ہو جاتا ہے۔ بچہ کو اگر دودھ نہ ملے تو وہ کبتک جئے گا؟ آخر سسک کر مر جائیگا اسیطرح اللہ تعالیٰ کیطرف سے انقطاع امداد ہو تو انسان چونکہ کمزور اور ضعیف ہی ۲۴۳

۲۴۳ جیسا کہ فرمایا خلق الانسان ضعیفا پس وہ بھی آخر روحانی طور پر مر جائیگا اسکی طرف اشارہ کرکے براہین احمدیہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا مین اندھیر پڑ جاتا اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی

تحقیقات مسئلہ عزاداری

مجکو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی وساطت سے ایک کارڈ مرسلہ از بمبئی ملا ہے جسنے اسکو پڑھکر ارادہ کیا ہے کہ میں اسپر کچھ مختصر طور پر لکھوں اس کارڈ کے بھیجنے والے **اسماعیل عبد العلی** صاحب ہیں - وہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کے غم میں روتے تھے وہ اس حدیث نبوی کے مطابق عمل کرتے تھے (من بکا وابکا وتباکا علی الحسین وجبت لہ الجنۃ) اور محبان اہل بیت بھی اسی حدیث پر عمل کرکے روتے ہیں اور یہ حدیث بہت مشہور و معروف ہے سند کی محتاج نہیں اور کلام مجید میں - کہٰیٰعص - کی تفسیر ملاحظہ کرو - **سیف حسینی** معہ **صولت حیدری** مطبوعہ مطبع **یوسفی** منگوا کر مطالعہ کرو - **اب میں** اس سادہ لوح بھائی اور اسکے ہم خیال اشخاص کو متوجہ کرکے عرض کرتا ہوں کہ یہ زمانہ علم اور تحقیقات کا زمانہ ہے - یہاں کھرے اور کھوٹے کی پہچان رکھی گئی ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ غلط سے صحیح اور نقلی سے اصلی کی شناخت اور تمیز نہ ہو سکے - یہہ محک اور پہچان کیا ہے - خود قرآن کریم ہے - کیونکہ احادیث کی نسبت خود رسول اللہ صلعم فرما چکے ہیں کہ انکا محک قرآن کریم ہے - قال النبی قد کثرت علی الکذابون فما یروی لکم فعارضوہ بکتاب اللہ فما وافقہ فخذوہ واعملوہ وما خالفہ فاضربوہ الجدار وانرکوہ - (صفحہ ۲۵۱ تفسیر لاہوری شیعہ) و اخباریکہ معارض و منافی برہان و محکم قرآن باشد او موضوع و مختلق متروک العمل وجوباً است ہرچند صحیح الاسناد باشد چہ متون انہا فاسد و از احاد اند و اخبار احاد غیر ثابت قاطع و من باب الظنون می باشند و تمسک و عمل بظن جائز نیست (صفحہ ۱۵۶ تفسیر ابو القاسم شیعی)

اے عزیز **عبد العلی** سن اور ہمیں غور کر - الیطرف قرآن کریم کا صاف اور محکم حکم موجود ہے - ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس الخ الذین اذا اصابتہم مصیبۃ الخ - (پ ۲ - س البقرۃ)

کہ مصیبت کے وقت صبر کر دوسرے بہائی کیوں اس **امام العابدین** پر توشوخ چشمی سے یہہ حربہ چلاتا ہے کہ اسنے اپنے باپ کی مصیبت میں ۴۰ سال تک گریہ و بکا کیا اور ایک کچی اور بیہودہ روایت کے سہارے سے محکم قرآن سے انکار کرتا ہے - اب اگر علماء شیعہ میں کچھ بھی انصاف ہے تو ذرہ غور کریں اور حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کریں اور دیکھیں کہ یہہ حدیث یا اس جیسی اور احادیث کتاب اللہ کی محک پر کہری ثابت ہوتی ہیں یا نہ -

قرآن کریم کو **الحمد** سے لیکر **والناس** تک پڑھو - اور ہمکو ایک آیت ایسی نکالکر بتلاؤ کہ کسی انسان کے مرنے پر رونا موجب ثواب اور دخول جنت ہے - اگرچہ وہ انسان نبی ہو یا نبی زادہ ہو -

مجھکو شیعہ کے اس گروہ کی حالت پر بڑا رحم آتا ہے جو اپنی خوش اعتقادی سے زندہ درگور ہیں وہ کسی علمی اور تحقیقی بات کو اخذ کرنا پسند ہی نہیں کرتے - اللہ تعالیٰ انکو سمجھا دے اور اسی ذات کے سمجھانے سے انسان سمجھ سکتا ہے - بھلا اے عزیز یہ تو بتلا کہ حدیث سند کے لحاظ سے کس پایہ کی ہے اگر اس حدیث کو بسند صحیح و موثق تمنے یا کسی شیعہ عالم نے آنحضرت صلعم تک پہونچا کر ثابت کر دیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایکسو روپیہ نقد بطور انعام اسکی نذر کرونگا -

دیکھو تمہاری سادگی کس حد تک بڑہی ہوئی ہے - اگر تمکو کوئی کہے کہ (ک) سے مراد کشمیر اور (ی) سے مراد یارقند - اور (ع) سے مراد عربستان اور (ص) سے مراد (صورت) ہے تو تم کیا جواب دوگے -

اچھا ایک اور بات کہتے ہیں بالفرض وہی معنے ہیں جو تم کہتے ہو یا تمہارا بڑا فلاسفی میر باقر داماد کہتا ہے - مگر کیا نسبت ہے - ان حروف **مقطعات** کو اگلی عبارت سے ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداءً خفیا -

ہم کہتے ہیں کہ (ک) سے مراد کرب اور (ہ) سے مراد ہلاکت وغیرہ جو تم کہتے ہو مراد ہیں - مگر واقعہ متعلق اخبار حالات حضرت **یحیٰ** ہے نہ حضرت حسین کیونکہ سیاق و سباق اس قصہ پر منطبق ہوتا ہے - (تمہارے **فلاسفر** نے رجماً بالغیب جو کچھ جی میں آیا لکھدیا ہے) ہم تو تمام قرآن میں **حضرت حسین** علیہ السلام کا نام تک نہیں دیکھتے اور تم شیعی تمام قرآن کو انکی شان میں نازل خیال کرتے ہو - دیکھو زید کا نام قرآن میں مذکور ہے -

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اور میرے تمام شیعہ بہائیوں کو فہم قرآن اور سمجھ عطا کرے - اللہم آمین -

خاکسار نذر علی محرر از تحصیل صوابی -

تحقیقات مسئلہ عزاداری

مبحث دیگر استدلال گریہ در مصائب حسین از کتاب اللہ

علماء لاہوری کہ در تشیع معروف بہ مجتہد سند و سندہ و پنجاب است از قرآن کریم عجب استدلال گریہ حسین کردہ است -

دلیل اوّل مولوی صاحب بلفظہ) -

قولہ تعالیٰ - وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ آدَمَ الخ (بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند کہ جناب حضرت آدم بر شہادت ہابیل تا آنمدت گریست کہ او تعالیٰ بآنحضرت حضرت شیث عطاء فرمود) چشم بد دور چہ **استدلال** عالمانہ فرمودہ اند - مطلب مولوی صاحب مکرم اینست کہ چون حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باز مایان چرا از برائے حسین گریہ نکنیم - ازین آیہ شریفہ گریہ کردن حضرت آدم بر فرزند خود ہابیل ہرگز ثابت نمی شود نہ لفظاً و نہ معناً - نہ عبارتاً و نہ اشارۃً آراء بعضے مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید و فرقان حمید بعد المشرقین داشتہ باشد اگرچہ فخر رازی باشد یا **علامہ** حلّی یا وزیر ہلاکو بدرد مانمی خورد مقتداء و رہنماء ما قرآن کریم است و مارا عمل بکتاب اللہ باید کرد نہ بر آراء مفسرین - مفسرین ہم مثل ما انسان بودند اگر خطا کردند مارا نشاید کہ بخطاء شان عمل کنیم این بحث طول دارد و مطلب فوت می شود مختصر اینکہ دعوائے شما در نحن فیہ اینست - **قال المولوی بلفظہ** (قرآن ناطق است کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند)

حیف است اے مولوی کہ باین بزرگی در اثبات دعویٰ مے نویسی کہ (بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند) در عبارت دو سطر اینقدر تعارض کجا نطق قرآن و کجا نطق مفسرین شما را لازم بود کہ بگوئید مفسرین نوشتہ اند نہ اینکہ قرآن ناطق است باین الخ - یا اگر می نوشتید کہ در تواریخ نوشتہ است یا در صحیفہ آدم نوشتہ است یا در تورات نوشتہ است البتہ زیبائیش داشت تا آن تواریخ در حدیث رجوع مے کردیم و حقیقتش بشما عرض می کردیم - مگر مولانا صاحب شما دعویٰ کردید کہ **قرآن ناطق باین سخن کہ انبیاء علیہم السلام** الخ و در اثبات دعوے حوالہ بہ آراء مفسرین می دہید حالا حقیر تمام این واقعہ را از قرآن کریم ہدیہ ناظرین می کند - تا دروغ بے فروغ مولوی صاحب بر اطفال مکتب و عوام و جہلاء ہمہ اظہر من الشمس گردد - **وہو ہذا** -

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ج اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ج وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ط قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ج فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝

(پ ۶ - س المائدہ - ر ۹)

ما این تمام آیات قرآنی را نوشتیم تا ہر صاحب بصیرت در آیات غور و تدبر نماید کہ کدام جا نوشتہ است کہ حضرت آدم علیہ السلام از برائے پسر خود گریہ کرد در اینقدر قصہ طولانی یک جاء در ابتداء قصہ نام حضرت آدم مذکور است باقی در تمام قصہ نام آن حضرت ہم مذکور نیست - اگر حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باید کہ بعد از واقعہ قتل پسرش مذکور می بود - از طرف خود این الفاظ را کہ قرآن نگفتہ در تفسیرش داخل کردن تحریف معنوی است آخر اے صاحب دانش درین قصہ گریہ کردن ... کدام الفاظ قرآن است - پس این ادعاء کردن کہ قرآن **ناطق است** کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند ... شوخ چشمی و سوء ادب است با کتاب ... بالفرض اگر حضرت آدم در مصیبت پسرش گریستہ باشد - از برائے ماکے حجت نمی شود - شاید کہ در شرع خود ماذون گریستن باشد - و در **شرع محمدی** امر بصبر فرمودہ اند چنانچہ در تحریرات سابق دریافتی در تمام کتاب اللہ یک آیت قرآنی ہم ممد دعویٰ مولوی صاحب نیست و در اکثر جا ہا - امر فرمودہ اند کہ در مصائب وارده صبر کنید و تعریف صابرین در ہر جاء مذکور است و انشاء اللہ در مباحث دیگر ذکر خواہیم کرد -

خاکسار

نذر علی از صوابی

پنجاب زلزلہ سے کیا کیا تباہیاں ہوئیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دیہات اور چھوٹے چھوٹے قصبوں میں مکانوں اور جھونپڑوں کی از سر نو تعمیر و مرمت بھی ہونے لگی ہے مگر دھرمسالہ اور قصبہ کانگڑہ و پالم پور اور جوالا مکھی میں جہاں بالکل تباہی آگئی ہے ابھی ایسا ہونا غیر ممکن ہے لیکن لوگوں میں بلحاظ اطمینان اور دلجمعی پیر عموماً سب جگہ پیدا ہوگئی ہے ماہ ۱۱ اپریل کو زلزلہ کی خفیف خفیف حرکت بھی جو بعد ازان کئی روز تک محسوس ہوتی رہی بند ہوگئی تھی گویا اب قدرتی خطرہ بھی مٹ گیا ہے اور اس کے ساتھ بدمعاشوں کی لوٹ کھسوٹ کا بھی خاتمہ ہوگیا جو غیر علاقہ سے یا دیہات کے وحشی ادھر ادھر سے نکلکر لوگوں کے مال اسباب پر جو بچا پڑا آگئے ہی خود کے مارے ہوئے تھے دست درازی کر جاتے تھے۔ اسبارہ میں فوج کی موجودگی اور پولیس کی کمک نے بڑا عمدہ اثر ڈالا ہے اول الذکر کی جو جمعیت سب سے پہلے وہاں پہنچی ۱۴ نمبر پنجابی پلٹن کی نصف کمپنی تھی جو جالندھر سے بذریعہ ریل پٹھانکوٹ آئی۔ اور وہاں سے ۸۰ میل پیدل کوچ کرکے دو روز میں شاہپور پہونچی۔ اور ۳۴ وین پایونیرز کی ڈبل کمپنی ۱۰ اپریل کو روانہ کانگڑہ ہوئی ہے۔ ایک اور دستہ ۳۴ پایونیرز والا تھا۔ یہ سب دستہ بلحاظ ضرورت ڈاکخانہ کی سڑک کی مرمت کرینگے۔ آج ۱۱ کو ایک کمپنی سفر مینا کی سیدھی دریائے بیاس پر خیر لیٹ کو بھیجی گئی ہے۔ جہاں پالمپور اور شاہپور کی سڑک کا پل ٹوٹ گیا ہے۔ اسکی مرمت بڑا ضروری کام ہے۔ کیونکہ دریائے مذکور بہت گہرا ہے اور آجکل بڑی تیزی سے بہ رہا ہے۔

دھرمسالہ میں گورکھا پلٹن سے بازاروں اور کمسٹریٹ سے لاشین نکالنے کا کام بڑی مستعدی اور عمدگی سے انجام دیا ہے۔ پانچ میڈیکل افسر اور تین نرسین وہاں مجروحوں اور بیمارون کی نگرانی و تیمارداری پر مامور ہیں۔ اور ایک مستعد سول میڈیکل سٹاف بازار کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے۔ ڈاکٹروں کی بہم رسانی کا سب سے بڑا ڈپو کوتوالی بازار میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے بقدر ضرورت ہر طرف کو مدد پہنچ رہی ہے۔ وہاں میڈیکل افسر اور اسسٹنٹ سرجن مختلف سمتوں میں کام کر رہے ہیں۔

پولیس کے متعلق خبر ہے کہ ہر تھانہ میں کچھ زائد جوان یہ حکم دیکر بھیجدیئے گئے ہیں کہ تمام دیہات کا پھیر دورہ کرتے رہیں۔ جو تو کوئی رپورٹ کردیا کریں۔ اور جہاں کہیں زخمی لوگوں کو امداد کی ضرورت ہو اسکے متعلق فوراً اطلاع بھیجیں لیکن افسوس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجروحین میں اکثر و بیشتر ایسے ہیں جنکا جانبر ہونا محال ہے۔ بچنے والے وہی ہیں جنکے صرف خفیف خراشیں لگی ہیں۔ یا جن کے چوٹ بالکل لگی ہی نہیں۔ کثرت اموات کا بڑا سبب یہ ہے کہ زلزلہ اکثر جگہ بالکل اچانک آیا اور لوگ کسیطرح اپنی جان نہ بچا سکے۔

مرنیوالوں کی ٹھیک تعداد کے نامکمل رپورٹوں کی بنا پر ابھی تخمینے ہی تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ باور کرنے کی قوی وجوہ ہیں کہ تحصیل کانگڑہ اور پالم پور کی نسبت جو اعداد اور بیان ہوئے وہ قریباً صحیح ہونگے۔ اگرچہ کانگڑہ کی ایک رپورٹ میں وہاں کا نقصان جان صرف ۳۰۰ ہی بیان کیا گیا ہے اور ایک اور خبر میں ہزار اور ڈیڑھ ہزار کے درمیان ٹھیک ٹھیک اور تفصیلی حالات دریافت کرنے کی حتی الامکان بہتیری کوشش کیجا رہی ہے اور ابھی ان کے معلوم ہونے میں چند روز اور لگیں گے یہ تو یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ دھرمسالہ بازار میں منجملہ دو ہزار ساڑھے ۳ سو آدمی مرا ہے۔ اور خدا کی شان کہ جہاں آس پاس کے بہت سے گاؤں بالکل ہی بچ رہے وہیں چند میل کے اندر اندر بعضے بالکل تباہ و برباد ہوگئے۔ لاٹ صاحب بہادر قصبہ کانگڑہ دھرمسالہ اور غالباً پالم پور کو بھی ملاحظہ فرمانے تشریف لے جائیں گے۔ کرنل ممبر کمشنر حفظان صحت ۱۲ اپریل کو شاہپور سے روانہ دھرمسالہ ہونیوالے تھے۔ باوجودیکہ لاہور میں اس تباہی کی خبر ۵ کی صبح کو پہونچی پر معلوم ہوتا ہے کہ فوجی حکام نے وہاں اب تک حیرتناک کارگذاری اور مستعدی دکھلائی ہے۔

شملہ سے ۱۱ اپریل (۱۱ بجے صبح پر ۲ منٹ گذرے) کا تار ہے کہ یہاں دس بجے پر ۴۸ منٹ گذرے پر ایک زور کا جھٹکا محسوس ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حرکت برابر بڑھتی ہی جاتی ہے۔

لاہور۔ ۱۰ اپریل پالمپور کی ایک چٹھی سے جو کلو کو رنیل رنگیلے نے بھیجی معلوم ہوتا ہے کہ وادی میں اس زلزلہ سے کسی یورپین کو گزند نہیں پہونچا۔ مگر تباہ تحصیل ڈاک بنگلہ اور ڈسپنسار برج میں البتہ بڑا نقصان ہوا ہے۔ کئی انگریز اور ان کے اہل عیال کے صحیح سلامت ہونیکی خبر ہے جو وہاں سے بچکر نکل گئے تھے بعضوں کے خفیف چوٹیں آئیں مگر اب وہ تندرست ہیں پالم پور میں ۳ سو دیسی تو بالکل ہی ہلاک ہوگئے۔ اسیطرح دو سو تقریباً سلطانپور میں منڈی اور سکیت میں بھی بڑا نقصان ہوا بتاتے ہیں۔ سفارش کیگئی ہے کہ شملہ سے وہاں دوائیں وغیرہ کا ذخیرہ جانا چاہئے۔

صاحب کمشنر جالندھر دھرمسالہ سے ۱۰ کو رپورٹ کرتے ہیں کہ دھرمسالہ میں محکمہ سول کے دیسی کل ۲۴۴ مرے۔ یعنے ۴۸ ۳ تو بازار کے لوگ اور دفتروں کے ملازم اور ۱۴۳ آدمی جیل اور پولیس کے۔ یہ سب نکالکر جلا دیئے گئے یا دفن کردیئے گئے ہیں صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ میرے اندازہ سے پالم پور تحصیل میں ۳ ہزار آدمی تلف ہوا ہے۔ کانگڑہ کی تحصیل میں ۱۰ ہزار۔ ایک اور اطلاع آئی ہے کہ دھرمسالہ (کے سوا ملٹری سٹیشنوں) پالمپور کانگڑہ اور جوالا مکھی میں بڑی بڑی جگہوں پر میڈیکل امداد کے سنٹر قایم کردیئے گئے ہیں۔ دیہات کیلئے بھی ڈاکٹرون اور ذخیرہ ادویات وغیرہ کا انتظام ہو رہا ہے اور مدد برابر پہونچ رہی ہے۔ راجہ صاحبان نادون۔ گولار۔ اور لمبا گراؤن کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ آیا کچھ مزید امداد درکار ہے۔ اور مقامی نیٹو لوگوں سے صاحب کمشنر جالندھر بذات خود پوچھ گچھ اور خبرگیری کر رہے ہیں پولیس کو حکم ہوا کہ دیہات میں جاکر دیکھے کہ آیا جہاں جہاں ڈاکٹری امداد کی ضرورت تھی وہ پوری کیگئی ہے یا نہیں۔ چونکہ پٹھانکوٹ تک آمد و رفت بڑی آسان ہے اسواسطے بہت سے زخمی پنجاب کی طرف بھی اتر آئے ہیں۔ اگر منڈی۔ سکیت کلو میں ضرورت ہوئی تو شملہ سے ڈاکٹر وغیرہ ادھر بھی بھیج دیئے جائیں گے۔

۱۰ اپریل کو صاحب کمشنر جالندھر نے دھرمسالہ سے تار دیا کہ پالمپور تحصیل میں صرف ۳ یورپین ہلاک ہوئے ہیں اور باقی چند کے صرف خفیف چوٹیں لگی ہیں۔ راجہ صاحب منڈی کو کچھ گزند نہیں پہونچا۔ تحصیل پالم پور کے اکثر انگریز اسوقت پالم پور خاص ہی میں خیمہ زن ہیں۔ وہاں ڈیرے خیمے اور ضروری میڈیکل سامان پہونچ گیا ہے اور ابھی اور پہونچنے والا ہے۔ کلو کے یورپینوں کی بابت کوئی اطلاع نہیں ملی۔ مگر مسٹر ملر لکھتے ہیں کہ کلو منڈی اور سکیت میں نقصان جان بہت کم ہوا ہے۔ پالم پور کا سلسلہ تار ۱۰ کو پھر جاری ہوگیا ہوگا مسٹر ملر آئی۔ سی۔ ایس۔ اپنی ایک چٹھی میں بیان کرتے ہیں کہ میں راجہ صاحب منڈی کے ساتھ ۴ اپریل کو دھرمسالہ سے چلا تھا شب درمیان ۳ و ۴ پالم پور میں گزاری ۴ کی صبح کے ۶ بجے یکایک اینٹیں اور چونہ وغیرہ میرے سینہ اور سر پر گرنے لگا جس سے میں بیدار ہوگیا۔ میں اپنے بستر تلے چھپ گیا پھر مکان کی چھت مجھپر آ گری جس سے پلنگ ٹوٹ گیا اور میں دب گیا۔ نوکر نے جب میری چیخ پکار سنی تو وہ دوڑا آیا اور اس نے مجھے بعد دشواری نکالا پھر لوگوں نے جاکر راجہ صاحب کو کمرہ سے نکالا۔ ان کے سر میں خفیف سی خراشیں آئیں۔ کوئی منٹ بعد وہ مکان بالکل ہی مسمار ہوگیا۔

لاہور کے نوبی ڈویژن میں سے دھرمسالہ کی سڑک کو درست کرنے کیلئے ان فوجون کو حکم ملا تھا جو میاں میر سے پٹھانکوٹ تک بذریعہ ریل گئی ہونگی اور وہاں سے دھرمسالہ تک پیدل کوچ کرسکے۔ ایک ڈبل کمپنی ۳۴ وین پایونیرز کی جو ۶ اپریل کو میاں میر سے چلاگئی ایک اور کمپنی اسی پلٹن کی جو ۹ کو روانہ ہوئی ۳۰۰ آدمی فوجی بیرون کے جو ۸ کو گئے۔ اور ایک ڈبل کمپنی ۳۴ وین پایونیرز کی سیالکوٹ سے بذریعہ ریل جالندھر روانہ کیگئی وہان سے پیدل کوچ کرتی ہوئی ہوشیارپور کے رستہ کانگڑہ پہونچی ہوگی۔ ہوشیارپور کے لوگوں نے بھی کچھ کچھ سامان رسد سے لاد کر دھرمسالہ کانگڑہ کو بھیجے ہیں۔ لاہور کے آریوں نے بھی ایسا ہی کیا جسکا وکیل میں پہلے ذکر آچکا ہے۔ ان کے ۷ ایجنٹ کانگڑہ پہونچ گئے ہیں۔

مختلف نوٹ

اگرچہ دنیا کی مختلف سالی کتابوں پر بڑی محنت صرف کیگئی ہے کہتوڑا جو انڈے کے قریب بدھ کی یادگار ہے اسمیں سات سو سندر ہیں ہر سندر میں سنگ مرمر کی ایک سل ہے جسپر بودھ مذہب کی کل کتاب مقدس کندہ ہے اس کتاب میں ملفتی زیادہ مقطع الفاظ ہیں۔ یہ سناور ایک مربع میں ہیں اور بیچ میں بڑا مندر ہے۔

ہر ایک روز مبارک ہے۔ ہفتہ کے تمام دنوں کو کسی نہ کسی قوم نے **متبرک** مانا ہے شلاً یونانی پیر کی تعظیم کرتے ہیں ایرانی منگل کو متبرک سمجھتے ہیں اسیریا کے باشندے بدھ پر فدا ہیں مصری جمعرات کی قدر کرتے ہیں مسلمان جمعہ متبرک سمجھتے ہیں اور غریب یہودی سنیچر کو یوم السبت قرار دیتے ہیں۔ عیسائی اتوار کو

صرف ہندوستان ہی میں عیسائیوں کو بیجا رعایتیں نہیں دیجاتی ہیں اخبار پریس ہانگ کانگ رقمطراز ہے کہ ہانگ کانگ میں بہت سے چینی محض اس خیال سے عیسائی ہوتے جاتے ہیں کہ صوبہ کے مجسٹریٹوں کی اجلاس میں جب عیسائی اور غیر عیسائی فریقین کا مقدمہ پہونچتا ہے تو فیصلہ ہمیشہ عیسائیوں کے موافق دیا جاتا ہے۔

طاعون اور زلزلہ میں ایک عجیب فرق اور ایک عجیب مشابہت ہے۔ مشابہت تو یہ ہے کہ دونوں انسانی زندگی کے دشمن ہیں طاعون اور زلزلہ دونوں نے امسال ہزاروں کو بار زندگی سے نجات دی بس تو مشابہت ہی فرق یہ ہے کہ طاعون ان کو شکار کرتی ہے جو نچلی منزل میں رہتے ہیں اور زلزلہ ان لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے جو بالائی منزل

اسلامی تمدن و ہسپانیہ

جس مضمون پر مجھے لکھ دینے کو کہا گیا ہے وہ میرے لئے مدت مدید سے خاص دلچسپی کا باعث رہا ہے۔ میں اپنی تالیفات بالخصوص تاریخ عرب میں اس بحث پر مفصل لکھ چکا ہوں۔ اسلئے مجبوراً بہت سی پرانی باتوں کا اس لکچر میں اعادہ ہوگا۔ تاہم میں کوشش کرونگا کہ یہ اعادہ بھی دلآویزی سے خالی نہ رہے۔ واقعات ہمیشہ وہی رہتے ہیں ہم صرف انکے بیان کرنے کے طرز و انداز کو بدل سکتے ہیں۔

یہ اب عام طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ یورپ کے موجودہ تمدن میں جو بہترین باتیں ہیں وہ درحقیقت بالواسطہ یا بلاواسطہ عربی اثرات کا ہی نتیجہ ہیں۔ مگر عجیب امر ہے کہ اس اعتراف کے باوصف مسلمانوں نے ہسپانیہ میں تہذیب و تمدن کی جو کچھ خدمت کی اسکی نسبت ابھی تک یورپ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ امر چنداں حیرت انگیز نہیں پرانے تعصبات جلد دور نہیں ہوتے۔ اور صدیوں کی مذہبی و پولیٹیکل عداوت و مخالفت باسانی کم نہیں ہوتی۔ عام مغالطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہسپانیہ کی فتح مسلمانوں کی اس عام خواہش کا نتیجہ تھی کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا جائے۔ معترض یہ سوچنے کی [illegible] کے محرک مختلف خیالات و اسباب ہوتے رہے ہیں۔ زمانہ حال ہی کیطرف دیکھو۔ فی الواقع شائستہ قومیں تو درکنار روسیوں تک کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ پس افتادہ قوموں اور نسلوں کا مہذب و شائستہ بنانے کیلئے انکے مقبوضات کو بڑھا رہے ہیں۔ کانگو میں جو ابلیسانہ ظلم و ستم ہو رہے ہیں وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں لیکن باینہمہ تمام یورپ کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ محض اس انسانی فرض کو ادا کرنے کیلئے افریقہ میں تسلط بڑھا رہے ہیں کہ جہالت کو دور کیا جائے۔ اس ایک مثال سے حضرت انسان کے وضع کردہ علم اخلاق کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔ مسلمان بھی ایک مقصد مدنظر رکھتے تھے۔ جو یہ تھا کہ خالص ترین مذہب کو دنیا میں رائج کریں۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ قدرت نے انپر یہ فرض عاید کر دیا ہے کہ وہ دنیا کو بت پرستی کی خرابیوں سے پاک صاف کریں۔ پس اصولاً عربوں کے تسلط کی وسعت اور ہمارے زمانہ کی یورپین عظیم طاقتوں کی وسعت مقبوضات و دایرہ اثر میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانوں کے عمل بھی انکے زبانی دعوے کے مطابق ہوتے تھے۔ پولیٹیکل اسباب پر غور کیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ ٹھیک وہی اسباب مسلمانوں کے بتدریج ہسپانیہ تک پہونچ جانے کے محرک ہوئے جن اسباب نے انگریزوں کو بنگال سے پنجاب کی شمال مغربی سرحد تک پہونچا دیا ہے۔

فتح شام کے بعد مسلمان اسلئے مصر پر بڑھے کہ وہاں کے حکمرانوں نے شام میں مسلمانوں پر دراندازیں شروع کر رکھی تہیں۔ مصر لیلیا تو رومیوں نے طرابلس الغرب کیطرف سے مسلمانوں کو ستانا شروع کر دیا جسپر مسلمانوں کو مجبوراً تمام شمالی افریقہ پر بھی قبضہ کر لینا پڑا۔ اسلامی قبضہ سے اس سرزمین کا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ جو علاقہ اسوقت تک گوتھ، وندال اور رومی اقوام کے باہمی جدال و قتال کا رزمگاہ بن رہا تھا اب ایک پرامن خطہ ہو گیا۔

ہسپانیہ کی حالت ان دنوں ناگفتہ بہ تھی۔ حکومت نے ہر [illegible] ہر طرح کی صنعت و حرفت کا خاتمہ [illegible] کی زیادہ ستانی سے تنگ آ کر اپنے [illegible] تھے۔ نہ صنعت رہی تھی نہ حرفت۔ زمین بھی [illegible] بنجر ہو گئی تھی۔ اراضی بڑے بڑے [illegible] جنگلے دنیا دار اور پادری [illegible] عالیشان [illegible] دن رات رنگ رلیوں اور [illegible] عیش و عشرت میں غرق رہتے تھے۔ [illegible] دہقان ادا کرتے تھے [illegible] جن سے کاشتکاری کا کام [illegible] جیسے کہ [illegible] حبشی غلاموں [illegible] جنکی ملکیت [illegible] تھے حتیٰ کہ وہ اپنے مالکوں کی بلا اجازت شادی بھی نہ کر سکتے تھے۔ اور اگر کبھی ایسی صورت پیش آتی کہ غلام ایک مالک کے علاقہ میں رہتا ہو اور بیوی دوسرے مالک کے علاقہ کی باشندہ ہو، تو ان کے نکاح سے جو اولاد ہوتی اسے دونوں علاقوں کے مالک برابر برابر آپس میں بانٹ لیتے۔

عیسائیوں کی یہ حالت تھی تو یہودی رعایا سے کیسے نیک سلوک ہو سکتا تھا۔ یہ قوم بہ تعداد کثیر ہسپانیہ میں جا آباد ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں بادشاہ، پادری اور امرا سب ہر وقت انکا خون چوسنے کی فکر میں رہتے تھے حتیٰ کہ ایک موقعہ پر تنگ آ کر انہوں نے بغاوت کر دی مگر ناکام رہے۔ لاکھوں تہ تیغ ہوئے اور جو بچ رہے دوامی غلامی کا طوق ان کے گلے میں پڑ گیا۔ اسکے مقابل آبنائے پار اسلامی مقبوضات میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ عدل و انصاف کا دور دورہ تھا اور وہ غریبوں کا ملجا و ماویٰ بن رہے تھے۔ چنانچہ ہزارہا ہسپانوی بلاتمیز عیسائی و یہودی اپنے بادشاہوں اور پادریوں کی دست بیداد سے لاچار ہو کر پناہ لینے کو اسلامی علاقہ میں چلے آ رہے تھے۔ انہی دنوں راڈرک ہسپانیہ کا بادشاہ تھا جو وٹیزا کو قتل کر کے تخت پر قابض ہو گیا تھا۔ اسنے جولین گورنر سبطہ کی لڑکی فلورنڈا کی بے حرمتی کی جس سے مشتعل ہو کر مظلوم باپ نے دیگر ہسپانوی [illegible] سمیت عرب وائسرائے سے بالحاح و منت درخواست کی کہ خدا کیلئے ہسپانیہ کو ان ظالموں کے پنجہ سے رہائی دلائی جائے۔ انکی فریاد کو منظور کر کے وائسرائے نے باجازت خلیفہ طارق ابن زیاد کے ماتحت ایک لشکر ہسپانیہ میں بھیجا اور اوس نے دو برس کے قلیل عرصہ میں کل جزیرہ نما کو فتح کر لیا۔ طارق کی فوج ۱۲ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ وہ سب سے اول اس موقعہ پر اترا جو اب تک اسکے نام سے جبرالٹر یعنی جبل طارق کہلاتا ہے۔ ہسپانیہ کی حکمران مسیحی قوم گوتھ کے ایک لشکر نے وہاں اسکا مقابلہ کیا مگر تہ تیغ کر دیا گیا اور طارق راڈرک کے پایہ تخت ٹولیڈو پر سیلاب کیطرح بڑھا چلا گیا۔ ہسپانوی بادشاہ ایک لاکھ فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ اور [illegible] سدونیا کے موجودہ شہر کے شمال میں دریائے گوادی لیٹ کے کنارے زبردست خونریز مٹ بھیڑ ہوئی۔ باوجود قلت تعداد اسلامی لشکر نے ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو ہسپانوی لشکر کو ایکدم بھگا دیا اور راڈرک دریا کو عبور کرتے وقت اسمیں غرق ہو گیا۔ اس فتح کا اخلاقی نتیجہ جنگی نتیجہ سے بڑھکر نکلا۔ ہسپانویوں کو پھر کبھی میدان میں عربوں سے لڑائی کرنے کی ہمت و جرات نہ ہوئی۔

حکومت کا طرز و انداز قوم کی حالت کا آئینہ ہے۔ اگر حکومت [illegible] عادل اور بے تعصب ہو تو سمجھو [illegible] قوم [illegible] حکمران ہے۔ [illegible] ترقی یافتہ [illegible] ہسپانیہ کے مسلمان تہذیب [illegible] شائستہ قوم ہیں کہ [illegible] اسلامی فتوحات سے سرزمین ہسپانیہ میں اعلیٰ طبقوں [illegible] حقوق و اختیارات کو یکقلم کالعدم کر دیا۔ اور تمام [illegible] محاصل [illegible] صنعت و حرفت معدوم اور آبادی کا درمیانی طبقہ قلاش ہو گیا تھا موقوف ہو گئے۔ خود ایک مستند عیسائی کا قول ہے کہ مسیحی حکومت کی زمانہ کی سنگین [illegible] بے اصول و قاعدہ محاصل کی جگہ مسلمانوں نے تشخیص محاصل کا ایک برجستہ معقول اور عادلانہ طریقہ قائم کیا۔ متفرق محاصل کی بجائے انہوں نے زیر کاشت اراضی پر محصول باندھا جو مسلمان اور غیر مسلمان سب کے لئے یکسان تھا۔ معافی اراضی کے علاوہ مسلمانوں کیلئے زکوٰۃ کا ٹیکس تھا اور غیر مسلموں کیلئے جزیہ۔ جزیہ بہت ہلکا اور بہر صورت انکم ٹیکس کیطرح ہر شخص کی استطاعت کے حسب حال تھا اور سال میں بارہ ماہوار اقساط سے وصول کیا جاتا تھا۔ راہب، عورتیں اور بچے اس سے مستثنیٰ تھے۔ نیز اپاہج، نابینا، مریض، مفلس اور غلام [illegible] زمین کی حیثیت کے مطابق لگایا جاتا۔ بنابریں زرعی روزگار پر اس کا کبھی برا اثر نہ پڑتا تھا۔ مظلوم و مبغوض یہودیوں کو کامل مذہبی آزادی دی گئی۔ اور عیسائیوں کو اس کے علاوہ یہ مزید رعایت ملی کہ ان کے باہمی تنازعات انہی کی رسم و رواج اور قدیم قوانین کے مطابق انہی کے ہم مذہب جج فیصلہ کیا کریں گے۔ سب سے بڑھکر فایدہ جو اسلامی فتح سے ادنیٰ طبقہ کی آبادی کو پہونچا یہ تھا کہ جو غلامی کی [illegible] مساوات کے درجہ پر کر دیئے گئے۔

اسلامی پیشقدمی پر اکثر عیسائی باشندے شہر و دیہات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ مگر جب ان کو اس شریفانہ برتاؤ کی خبر ہوئی تو سب بلاتامل واپس آ گئے۔ بلکہ پادری اور راہب بھی بقول مورخ ڈوزی واپس آ کر بطیب خاطر مسلمانوں کے تابع ہو گئے۔ ایک اور زندہ دل مورخ لکھتا ہے "مسلمانوں نے جس خوش اسلوبی سے قرطبہ کی حیرت انگیز حکومت کو قائم اور وضع کیا، زمانہ وسطیٰ کیلئے وہ معجزہ سے کم نہ تھی۔ جبکہ تمام یورپ وحشیانہ جہالت اور جدال و قتال میں غرق تھا صرف یہی ایک حکومت تھی جس نے علم و فضل اور تہذیب و تمدن کی مشعل کو مغربی یورپ میں خوب روشن کر رکھا تھا۔ آجکل کے یورپین یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانوں سے پیشتر گوتھ اور وندال کی وحشی قوموں کے ٹڈی دل جسطرح جس ملک میں پہونچتے ویسے تباہ و ویران کر دیتے تھے اسیطرح عربوں نے بھی کیا ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس جیسے انصاف اور جس عقلمندی اور نرمی سے عربوں نے ہسپانیہ پر حکومت کی ویسی نہ پہلے کبھی نصیب ہوئی اور نہ بعد میں۔ چنانچہ یہ تک معترف ہیں کہ ان عربوں نے حکمرانی اور نظم و نسق کا یہ ملکہ سیکھا کہاں سے کیونکہ وہ صحاری عرب سے نکلکر گویا چشم زدن میں اندلس تک پہونچے تھے۔ مسلسل فتوحات کے سریع سلسلہ کے دوران میں غیر قوموں پر حکومت کرنے اور انکو قابو میں کر لینے کا ڈھب سیکھنے کیلئے کچھ بھی مہلت ان کو نہ ملی تھی۔"

ہسپانیہ میں جو عرب جا کر آباد ہوئے وہ زیادہ تر ایسے ممالک مثلاً مصر و شام و ایران سے آئے جو زرخیز تھے۔ نیز ساتھ ہی یہودیوں کیطرح جو عربوں کے بعد جلد وہاں پہونچ گئے تھے، عرب تجارت سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کے اس طبعی میلان کو پیغمبر کی تعلیم سے بھی بہت تقویت پہونچ گئی تھی کیونکہ انہوں نے کسب و محنت کو مذہبی فرض قرار دیدیا تھا۔ بنابریں عربوں نے ہسپانیہ کے طبعی وسائل پیداوار کو نشو و نما دلانیکا کام بے نظیر ہمت و مستعدی سے شروع کر دیا اور تھوڑی مدت میں مسلمانوں کے زیر حکومت اندلس یورپ بھر میں زرخیز ترین اور سب سے خوشحال و مہذب ملک ہو گیا۔ آٹھویں صدی مسیحی کے وسط میں مغربی ایشیا ایک عظیم انقلاب کا منظر بن رہی تھی جسکا اثر دور دور تک پہونچا۔ یعنی اسلامی حکومت جمہوری اصول کی تھی بنی امیہ نے اسکو منسوخ کر کے مطلق العنان سلطنت قائم کی۔ ان بادشاہوں نے قومی نخوت و تکبر اور اسکی وجہ سے دوسری قوموں سے علیحدہ اور کھنچے رہنے کی جو پالیسی اختیار کی اوس کا حسب معمول یہ نتیجہ نکلا کہ محکوم اقوام کو حکمران جماعتوں سے ہمدردی نہ رہی اور نا اتفاقی

۔ دال لیے راستہ صاف ہوگیا بشتہ۶ میں اس اس بدنصیب خاندان کا ایک فرو بھاگ کر ہسپانیہ جا پہونچا۔ اور وہان اوس نے اپنی سلطنت کی بنا قائم کی کہ ملک کو جو دولتِ ہی جہان کسی زمانہ میں نصیب نہوئی تہی۔ اسلامی ہسپانیہ کی کمال خوش قسمتی کا زمانہ وہ تہا جو قرطبہ کے اموی خلفا کے زیر فرمان گذرا۔ اس خاندان کا آٹھوان بادشاہ اندلس کے تمام فرمانرواؤن میں لائق و قابل ترین مانا جاتا ہے اس کے عہد میں سلطنت از سر تا پا خوشحالی کا مخزن تہی۔ پولیس کا انتظام اور صیغہ مکمل تہا۔ اور سیاح و تاجر شہروں سے کٹھن علاقون میں بے خوف و خطر گذر سکتے تہے ضروریات زندگی ارزان تہین عام دہقانون کا لباس بہی خاصہ قیمتی اور عمدہ ہوتا تہا وہ نہ تہے غریب پاس بہی سواری کیلئے گہوڑا موجود رہا۔ عام عامہ کی مرفہ الحالی کی ایسی نظیر دنیا کا کوئی ملک شاید ہی دکہا سکیگا۔ یہ نقشہ میلر کہتا ہے جسمین شیشہ عرف ایک قدیم مشہور جغرافیہ [illegible] کے الفاظ کا بعینہٖ ترجمہ کردیا ہے جس نے اس زمانہ میں [illegible] ہسپانیہ کی سیر کی اور جو کچہ دیکہا بلا مبالغہ لکہدیا۔ [illegible] ہسپانیہ کا بادشاہ [illegible] سے [illegible] قیمت [illegible] بادشاہ کی [illegible] میں سے تہا [illegible] نے عملی برکات کا [illegible] رواج [illegible] [illegible] پر منحصر۔ تمام مورخ متفق ہین کہ اس [illegible] والے ملک کی دماغی [illegible] اور ملک کی اقتصادی حالت میں ایک حیرت انگیز جولانی ڈالدی۔ اس نے تمام مذاہب و اقوام کو ملک کا یکسان [illegible] اور محب بناکر ایک نمایان قوم و ملت کردیا۔ اور کامل مساوات کو اپنی حکومت کا مقدم درس سمجہا۔ مگر بقول ڈوزی اس شخص سے کام تو حیرت انگیز نہین جتنا کہ خود وہ شخص ہے۔ اور اس کی دماغی قوت فراست اور استعداد ذہنی کا یہ عالم تہا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ تفصیلی وجزئی امر سے لیکر بلند ترین خیالات و تجاویز تک سب پر اسکی یکسان نظر تہی۔ اس کامل و دانا شخص نے تمام رعایا کو یکجان بنایا اور وحدت قومی کی بنا قائم کی۔ تمام کاروبار سلطنت کو ایک جنتری میں سے نکالا۔ بادشاہت کو اس کے اصلی معنون میں قائم کردکہایا۔ دوسری حکومتوں سے اتحاد کرکے دول عالم کے مابین ایک سیاسی مشکل موازنہ قائم کیا۔ کہ کسکو اسمین مخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی تعصب کا نام نہ تہا۔ ہر فرد رسا یہود و مسلم سب اسکی نظر مین ایک سے تہے اور اسکی مجلس شوریٰ مین ہر مذہب کا معتقد موجود تہا۔ یہ وصف زمانہ وسطیٰ کے کسی فرمانروا مین نہین ملسکتے۔ بلکہ زمانہ حال کے مدبرون اور بادشاہون سے بہی کم ہی اس معیار مین پورے اترین گے " یہ ایک عیسائی کے الفاظ مین صریح نہین۔ کہ کسیکو یہ خیال گذر جائے کہ مین اپنے ہم مذہب کی تعریف مین مبالغہ کر رہا ہون۔

اس نامور کا بیٹا حکم بہی ویسا ہی روشن خیال تہا۔ مورخ ابن خلدون لکہتا ہے کہ حکم ادب اور علوم و فنون کا عاشق تہا۔ علم و فن کا ہر شعبہ اسکے عہد مین کمال کو پہونچا۔ اندلس کی اسلامی حکومت کا اسلوب اور ڈہنگ بتا رہا ہے کہ مسلمانان ہسپانیہ تمدن و شایستگی کے کیسے اعلیٰ درجہ تک پہونچے ہوئے تہے۔ خلیفہ صدر اعلیٰ اور مرجع کل تہا مگر کاروبار سلطنت کا عملی انصرام وزرا کے ہاتھ تہا۔ ہر صیغہ ایک علیحدہ افسر کے تفویض تہا۔ جو کاتب الدولہ کہلاتا تہا۔ سکریٹری آف سٹیٹ اسکا ٹہیک ترجمہ ہے اس افسر کے ماتحت متعدد منشی ہوتے تہے یہ افسر وزیر کا خطاب رکہتے تہے۔ لیکن چونکہ خلیفہ کی مجلس شوریٰ کے عام ممبر بہی وزیر کہلاتے تہے جن وزرا کے ہاتہ مین محکمہ جات سلطنت کا انتظام ہوتا تہا وہ وزیر ذوالوزارتین بکہار سے جاسکتے تہے۔ اہم [illegible] ایک کاتب الرسائل کا تہا جسکے ذمہ خلیفہ کی [illegible] اور غرض [illegible] کا کام ہوتا [illegible] عہدہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطنت کے کسی محکمہ یا عہدہ مین مذہب کے [illegible] کسی عہدہ یا منصب [illegible] والون کیلئے [illegible] [illegible] [illegible] اور عیسائی [illegible] بے تعصبی اور مساوات و شایستگی کا دعویٰ کرنیوالی موجودہ سلطنتین اس قدیم اسلامی سلطنت اور شیر [illegible] حکومت کو سبق و اصل [illegible] مین۔

دیگر صیغہ جات حکومت حسب ذیل تہے۔ صیغہ مال صیغہ خارجیہ صیغہ عدالت عامہ۔ تعلیم۔ تریل جہاز و بحری فوج جو امیرالبحر کہلاتی تہی [illegible] صیغہ جدا گانہ تہا جسکا اعلیٰ افسر صاحب الاشغال [illegible] لفظ الگوازل اسیکا بگڑا ہوا ہے۔ پولیس کا محکمہ بہی ایک قایم بالذات صیغہ تہا۔ اور اس [illegible] فرائض تہے جو موجودہ زمانہ کی پولیس کے ہین۔ خفیف جرایم معمولی پولیس کے چالانی مقدمات کی سماعت کیلئے خاص مجسٹریٹ مقرر تہے جو صاحب المدینہ یا القائد کہلاتے تہے ہسپانوی لفظ القیڈ اسیکا بگڑا ہوا ہے۔ یہ مجسٹریٹ جج (قاضی علاقہ) کے زیر ہدایت کارفرما ہوتے تہے۔ رات کو تنخواہ دار چوکیدار لالٹینین اور محافظ کتے ساتہ لیے کوچہ و بازار مین باقاعدہ گشت کرتے تہے۔ بحری بیڑہ کا اعلیٰ افسر امیرالبحر یا امیرالبحر کہلاتا تہا ہسپانوی امیرال اسکی مسخ شدہ شکل ہے۔ امیرال سے انگریزی مین ایڈمرل ہوگیا۔ سرکاری کارخانے جہان آلات حرب تیار ہوتے تہے۔ دارالصنع کہلاتے تہے۔ انگریزی لفظ آرسنل اسی سے مشتق ہے۔ مسلمانان اندلس کی تاریخ کو بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ ترقی کے ہر شعبہ اور علم و ہنر کی ہر شاخ مین اپنا نشان چہوڑ گئے ہین۔

اموی حکومت کا پایۂ تخت قرطبہ تہا۔ ابتدائی عرب گورنرون نے بہی گو وہان عالیشان عمارتین تیار کر کے اسکی رونق و زینت کو بڑہایا۔ لیکن اسکے اقبال کا زمانہ اصل مین خود ہسپانیہ مین اموی بادشاہت قائم ہونے کیوقت سے شروع ہوا۔ پہلے سے لیکر آخری فرمانروا تک اسکی زیب و زینت کی افزایش کا سلسلہ برابر قائم رہا۔ سب سے مقدم کام شہر مین پانی لانیکا سمجہا گیا۔ اسکے متعلق انہون نے شہر کے ہر حصہ مین پختہ مسقف نہرین اور بلند حوض و تالاب تعمیر کئے۔ عرب پانی کے عاشق زار تہے۔ کوئی معمولی سے معمولی محل اور قصر ایسا نہ تہا جسکے ساتہ باغ نہ ہو۔ اور اسمین شفاف پانی کی نہرین نہ بہہ رہی ہون اور فوارے نہ اچہل رہے ہون آب رسانی کے کامل انتظام کے دوش بدوش تفریح عام کیلئے ہر شہر مین وسیع باغ تیار کئے گئے جنمین نایاب اور بہترین تاپ پہل دینے والے پودے اور درخت لگائے گئے۔ سڑکون اور بازارون کے دو رویہ پیدلون کیلئے [illegible] راستے بنائے گئے۔ پیرس مین چودہوین صدی عیسوی اور لندن مین سولہوین صدی مین شروع ہوا۔ مگر قرطبہ کے بازار نوین صدی مین صرف یہی نہین کہ نہایت ہموار اور پختہ تہے بلکہ ہر سڑک کے دو رویہ دوسری سطح سے کسیقدر بلند پیدل راستے بہی موجود تہے اندلون قرطبہ کی جو عظمت و شوکت تہی اسکا کچہ اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ انسان دس میل تک عالیشان مکانات کی دو رویہ قطار کے درمیان لیمپ کی روشنی مین چلا جاسکتا تہا۔ شہر ۲۴ میل لمبا اور ۶ میل چوڑا تہا۔ اور یہ تمام رقبہ تمام مکانات محلات مساجد اور باغات سے ڈہکا ہوا تہا جو دریائے وادی الکبیر کے کنارہ کنارہ پہیلے ہوئے تہے فصیل شہر سے باہر مضافات مین بہی اسقدر آبادی تہی کروہ ۲۱ حصون مین منقسم کی گئی تہی۔ اور سب جگہ کے باشندے یکسان آسودہ و مرفہ الحال تہے ہر محلہ مین وہان کے باشندون کی ضرورت کے حسب حال مسجدین۔ منڈیان اور حمام موجود رہتے۔ آٹہوین صدی سے لیکر پندرہوین صدی تک جو زرعی خوشحالی ہسپانیہ کو حاصل رہی۔ دنیا کا کوئی ملک اسکی برابری نہین کرسکتا۔ مسلمانون نے زراعت کو علم کے درجہ تک پہونچا دیا۔ اور حیرت انگیز مستعدی۔ محنت۔ لیاقت علم۔ پختہ و خام نہرون کی تیاری سے ملک کے طبعی وسایل پیداوار کو یہان تک نشوونما دلایا کہ مورخ و سیاح دیکہکر حیران رہجاتے۔ انکو اسبات کا بخوبی علم ہوگیا تہا کہ کونسی زمین کس فصل اور جنس کے مناسب حال ہے چنانچہ انہون نے اس استعداد معلومات اور لیاقت خداداد سے بنجر سے بنجر قطعات کو بہی رشک ارم بنالیا۔ چاول نیشکر کپاس۔ زعفران وغیرہ وغیرہ کے علاوہ سینکڑون اور پہل پہول اور میوے اول اول عربون نے ہی یورپ مین پہونچائے اور انہون نے ہی انکی کاشت وہان شروع کی۔ ان پہلون کے نام اگرچہ اسقدر بگڑ چکے ہین کہ اب بدقت انکی عربی الاصل ہونیکا پتہ چلتا ہے عربی الاصل ہونے مین کلام نہین ہوسکتا۔ انگریزی الفاظ اورینج (نارنج) سیفران (زعفران) کاٹن (قطن) اور شوگر (سکر) چند زبردست مثالین موجود ہین + ریشمی کیڑون کی پرورش اور ریشمی پارچات کی تیاری اور چینی کی صنعت عربون ہی ہسپانیہ مین رائج کی۔ اور نیل سے کپڑے رنگنے کے موجد بہی وہی ہین [illegible] رنگنے۔ اور اسپر نقش و نگار بنانے کے فن مین انکو یدطولیٰ حاصل تہا ہسپانیہ سے نکالے جانے پر وہ اس فن کو اپنے ساتہ فاس لے گئے۔ جہان سے وہ انگلستان پہونچا۔ اسی وجہ سے اسطرح کا کمایا ہوا چمڑا انگلستان مین مراکو و قرطبہ کہلاتا ہے۔ مٹی کی روغنی برتن بنانے کے پہلے موجد بہی وہی ہین عمارت پر بیل بوٹے و ارابیسک کاری کہنے کی طرز ابتک انہی کے نام سے یورپ مین عربسک کہلاتی ہے جاندار اشیاء کی تصویر بنانے کی مخالفت کیوجہ سے مسلمانون نے پہلے بیل بوٹون پر اکتفا کیا۔ پہر عربی حروف کی طرز املا سے فائدہ اٹہاکر خوبصورت کتبے بطور آرایش تیار کرنے شروع کئے۔ اور رفتہ رفتہ طیور و حوش کی تصویرین بہی بنانے لگ گئے۔ مگر عیسائی تصویرین صرف خلفاء و امرا کے ہی محلون تک محدود رہین عام طور پر انکا مسلمانون کی عمارات مین بالکل رواج نہ ہوا۔ تہذیب و تمدن کی کئی انسانی لوازمات کیلئے [illegible] یورپ دراصل عربون کا ممنون احسان ہے قمیص جسکا عربی نام ہی کچہ [illegible] مین رائج ہے عربون کی اختراع ہے۔ سوفا جسکا اب انگلستان مین رواج ہی نہین رہا یورپ مین عربون کی ہی یادگار ہے۔ سائن کو لیجئے جرمن زبان مین ابتک خالص عربی لفظ اطلس مروج ہے اس قسم کی سینکڑون مثالین پیش ہوسکتی ہین تاہم ایک اور مثال کا ذکر ضروری ہے۔ یورپین اقوام کا ایک نہایت ہی پیارا نسوانی نام مارگرٹ بہی دراصل عربی لفظ مروارید (موتی) کی کسیقدر بدلی ہوئی شکل مین چل رہا ہے۔

خلفاء قرطبہ کا یہ اصول تہا کہ علم جتنا عام ہو تہوڑا ہے۔ بنابرین انکی سلطنت مین مدارس اور کالجونکا کوئی حد و شمار نہ رہگیا تہا۔ بقول ڈوزی ہسپانیہ مین ہر شخص ہسپانیہ مین لکہہ پڑہ سکتا تہا۔ مگر مسیحی یورپ مین پادریون کے سوائے اعلیٰ مدارج کے لوگ بہی محض جاہل ہوتے تہے۔ ہر بڑے شہر مین متعدد کالج ہوتے تہے۔ جنکا مجموعہ یونیورسٹی کہلاتا تہا۔ قرطبہ کی یونیورسٹی بغداد و قاہرہ کی یونیورسٹیون سے برابری کا دم مارتی تہی اور انگلستان اٹلی و فرانس وغیرہ مسیحی ممالک سے سینکڑون عیسائی نوجوان وہان داخل ہوکر مسلمانون کی فلسفہ اور علم سے بہرہ ور ہوتے تہے۔ ہر یونیورسٹی ایک ریکٹر (اعلیٰ افسر) کے تابع ہوتی تہی۔ جو اپنے علاقہ کے نامور ترین علماء مین سے بلالحاظ مذہب و قوم منتخب کیا جاتا تہا۔ چنانچہ بارہا ان عہدون پر عیسائی اور یہودی قائم ہوئے عقلمندی و دانائی و علم۔ اکابر کا عدل و انصاف۔ اتقیاء کی نیکوکاری و عبادت اور شجاعون کی ہمت و شجاعت سے۔

علم و فضل صرف ایک طبقہ پر محدود نہ تہا۔ سلطنت قرطبہ اور اور بعد ازان سلطنت غرناطہ مین بیشمار خواتین استقلال اور تعلیم یافتہ گذری مین کہ ابتک اس سرزمین کو انکی وجود پر فخر ہے۔ ہسپانیہ کی مسلمان عورتین شعر و سخن ہی مین نہین۔ بلکہ فقہ۔ الٰہیات اور ریاضی مین بہی انہین سے اکثر نے کچہہ کم نام نہ پایا۔ اندلسی مسلمان موسیقی کی بڑی شایق تہی حتی کہ قدیم المعارفین لمبا بت ساتہہ فن موسیقی مین بہی کمال پیدا کرنیکو ضروری سمجہتے تہی۔ مشہور لوگون یا (ابن باجہ) نامور طبیب فلسفی ریاضی دان اور ماہر علم ہیئت و ہندسہ ہی نہ تہا۔ بلکہ کامل موسیقی دان بہی۔ مصوری و سنگتراشی سے گو مسلمان عموماً متنفر سمجہے گئی مین لیکن خلفا بغداد کیطرح خلفاء قرطبہ بہی مصوری و نقش نگار کی کم شیدا نہ تہی حتی کہ ایک بادشاہ تو یہان تک بڑہ گیا کہ اسنے اپنی پیاری بیگم کی سنگین مورت تیار کرا کے محل کے دروازہ پر نصب کرائی تہی۔ اہالی قرطبہ کے شوق علم کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بقول ابن خلدون شہر مین بیشمار کتب خانے موجود تہے۔ اور خواہ کوئی امیر کیسا ہی بے علم کیون نہو وہ محض اس نمود کیلئے کہ اسکے پاس قیمتی کتب کا بیشمار ذخیرہ موجود ہے۔ کتابین جمع کرنے مین علماء سے کم ساعی نہ رہتا۔ قرطبہ مین اسکے زمانہ عروج مین ۳۰۰ سو مساجد ۲۲ ہزار محل و قصر۔ دو لاکہہ مکانات عام باشندونکی رہائش کے سات سو حمام۔ اور اسی ہزار دوکانین بیشمار سوکون اور سراؤن کے علاوہ موجود تہین جرمنی تک سے علم کے شایق وہان دوڑے چلے آتے تہے۔ چنانچہ اس زمانہ کی ایک جرمن راہبہ ہروس وتہا کا قول ہے کہ قرطبہ اس دنیا کی زینت ہے۔ اس زمانہ مین قرطبہ کی آبادی دس لاکہہ تہی۔ آج اسمین ۵۳ ہزار خستہ حال انسان آباد مین۔

قرطبہ علم و ہنر۔ صنعت و تجارت کا ہی مخزن و منبع نہ تہا۔ بلکہ شہامت کا بہی اصل وطن و مولد وہی ہے۔ شہامت گو عربون کے رگ و پے مین ساری اور انکا طبعی خاصہ ہے۔ مگر اسکی ضوابط و قواعد سرزمین ہسپانیہ ہی مین ناصر اور حکم کے عہد مین مرتب ہوئے۔ اور یہین اسکو مہذبانہ جلا اور رونق حاصل ہوئی۔ قرطبہ کے بعد غرناطہ نے بہی اس ترکہ کو آخر وقت تک باحتیاط تمام سنبہال رکہا۔ ایک فرنچ مورخ لکہتا ہے۔ کہ شہامانہ خیالات کو اس زمانہ مین نشو و نما ہوئی اور انہی دلون بنی انسان کی کمزور جنس یعنی طبقہ اناث کی ادب و احترام اور حفاظت کا شریفانہ خیال شہامت کے فرایض مین شامل ہوا۔ ایک اور عیسائی مورخ لکہتا ہے ’’جب شہامت پر پچہلے دلون یورپ کو اتنا بڑا فخر تہا۔ ناصر حکم اور منصور کے زمانہ مین وہ مسلمانونکا معمولی شعار ہو رہی تہی۔ اندلونی مالک غیر کے شہسوار اسلامی حکومت کی حفظ و امان کی عام کفالت کی پناہ مین اسلامی شہسوارون سے زور بازو آزمائی کرنیکیلئے بخوف و خطر ہسپانیہ مین پہونچے ہون۔ اور معشوقون کے نام پر یا انکی سواری کی بار پر وہ مین داخل ہونیکی قدیم رخشانہ رسم متروک ہو گئی۔ اور اب شہسوار اپنی معشوقونکی کوئی نشانی خود پابند پر لگا کے مردانہ وار اکہاڑے مین داخل ہوتے۔ اکثر عرب خواتین بہی جہروکون مین بیٹہ کر وہان ایکا شوقا دیکہتی۔ انکی موجودگی مجالس مین مردونکی حرکات و سکنات کی شایستگی و پاکیزگی پر ایسا نیک اثر ڈالتی کہ ہم اسوقت اسکا کچہہ تصور بہی قیاس مین نہین لاسکتے۔‘‘

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

یکم اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت احمدیہ سامانہ معرفت مولوی محمد اکرم صاحب للعہ
۲۔ میان عبدالرشید صاحب سنامر ریاست پٹیالہ ہے
۳۔ جماعت امروہہ معرفت میان عبدالسمیع صاحب ہے
۴۔ میان امیر حسین خانصاحب ہانگ کانگ تمبئی صہ

۲ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جناب خلیفہ نورالدین صاحب جمون
۲۔ چودہری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان ۱۲

۳ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میان اللہ دتہ جیٹہی سان شاہدرہ ضلع لاہور ہے
۲۔ چودہری غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندہر بابت چندہ کریام
۳۔ بابو علی بخش صاحب سب اوورسیر نہر رنگ داکخانہ دریا لنبو ضلع ...
۴۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا افریقہ
۵۔ شیخ علی محمد صاحب ڈنگہ ہے
۶۔ مولوی ابوالحسن صاحب سنگیر و ٹہیہ ہے
۷۔ بابت جماعت مندرانی للعہ
۸۔ بابت مولوی خدا داد کی نرمان

۵ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ سید ناصر شاہ صاحب سب ڈویژنل افسر اسی ریاست جمون ہے
۲۔ میان نیاز اللہ صاحب ملازم ڈویژن صاحب نانگ اسلام عم
۳۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر لاہور عا
۴۔ میان عبداللہ خان ملازم راجہ عطا محمد خانصاحب یاریپور کشمیر عمصہ

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ چودہری رستم علیصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ
۲۔ منشی مولا بخش صاحب کلارک دفتر ریلوے لاہور عمصہ
۳۔ میان غلام رسول صاحب لکہوکے ... دگجراتی عا
۴۔ مرزا محمد شفیع صاحب ڈیرہ اسمعیل خان صہ

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگوئی ظفروال (سیالکوٹ) عمصہ
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان
۳۔ منشی فتح الدین صاحب مدرس مشن سکول جلال پور کنگا ۸

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن سیدگی عمصہ
۲۔ میان سلطان محمد صاحب قائم پور ضلع ملتان ہے
۳۔ مولوی جلال الدین صاحب موضع کہنہ ڈاکخانہ قصور ہے
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میان احمد علی صاحب برادر جناب مولوی محمد علیصاحب ایم اے عا
۲۔ جماعت لالہ موسیٰ معرفت میان مہر دین صاحب
۳۔ منشی محمد منعول صاحب میر منشی ولکنسار لکہنو عمصہ
۴۔ جماعت ننگہ معرفت میان رحمت اللہ صاحب
۵۔ میان شاہ دین صاحب موضع ماہل پور ضلع ہوشیارپور ۱۱

۶۔ حکیم محمد عمر خان صاحب فیروزپور عا
۷۔ جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی عا
۸۔ منشی عبدالخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر نورالاین بلوچستان ہے

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی غلام سرور خانصاحب ٹونک کی بست و ڈیرہ اسمعیل خان عا
۲۔ جماعت امرتسر ہے
۳۔ ابوسعید صاحب عرب قادیان دارالامان ۵
۴۔ میان چراغ الدین صاحب قادیان ۸
۵۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی ۱۰
۶۔ میان سفیان محمد بخش و رحمت علی بیگ عا
۷۔ میان شیخ محمد فضل احمد چراغ الدین محمد عہر

۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی قادیان عہر
۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور عے
۳۔ نا معلوم الاسم عمصہ
۴۔ منشی غلام محمد صاحب محرر میگزین قادیان ۸
۵۔ منشی حسین بخش صاحب نائب مدرس قانونگوئی ضلع منٹگمری ہے
۶۔ میان عنایت اللہ صاحب جماعت جہلیانوالہ سندہوان للعہ
۷۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان عے

۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ حکیم محمد حسین صاحب مالک لڈہ ضلع دہلی ہے
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان عے
۳۔ حاجی رحمت اللہ صاحب راہون
۴۔ عبدالرحیم صاحب محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان للعہ
۵۔ عطاء ربی دار اثر سم علیصاحب جنڈیالہ ...

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۲۔ سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ ۸
۳۔ جناب مولوی محمد علیصاحب ایم اے قادیان عا
۴۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان عا
۵۔ میان محمد حسین صاحب دفتری میگزین عمصہ
۶۔ مولوی قطب الدین صاحب حکیم ۶
۷۔ میان منظور محمد صاحب ہے
۸۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب عمصہ
۹۔ جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے عا
۱۰۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب عمصہ
۱۱۔ میان منظور علی صاحب ۱۱
۱۲۔ جناب حضرت حکیم الامت صاحب معرفت سکرٹری صہ
۱۳۔ بابو غلام حسن صاحب اسٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ عہ
۱۴۔ منشی عبدالعزیز صاحب سیکہوان عا

۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جمال الدین خیر الدین، امام الدین سیکہوان عمر
۲۔ چودہری حاکم علیصاحب چک پنیار ضلع گجرات عا
۳۔ حجاب شاہجہانپور معرفت سید محمد قاسم صاحب ہے
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان عے
۵۔ چودہری غلام قادر صاحب سرکوہ ضلع ہوشیارپور للعہ
۶۔ میان فضل الرحمن صاحب ہیلان ضلع گجرات صہ
۷۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرہ افریقہ ہے
۸۔ میان حسن علی صاحب حاملہ چاپن مل لاہور عا
۹۔ منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا عہر
۱۰۔ مولوی محمد فاضل صاحب کبہروالہ عا
۱۱۔ بابو گلاب خانصاحب پیشماسٹر راولپنڈی عمہ
۱۲۔ شیخ ضیاءالدین صاحب مانسہرہ ۸

میزان

مرا برف بارید بر پر زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیون کا خاتمہ ہے۔ اور خاصکر جلکے اولاد نہو ان کا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے۔ اگر آپ بہی اگر مایوسی کی حد تک پہونچ گئے ہون۔ تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین:۔

شاہی خضاب۔ مثل تیل بیلی کی لگایا جاتا ہے بالون کو دو منٹ مین سیاہ بہنور کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالونکو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔

روح افزا۔ نامردی سستی ملاولدی ضعف باہ و دماغ جریان و درد کمر کیواسطے اکسیر ہے۔ پیرکو نوجوان اور نوجوان کو پہلیتن پہلوان بناتا ہے۔ قیمت تین روپے فی شیشی

روح النسا۔ حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر سے یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے لاولدی ہو یا تو غیر سوزش ہو غرضیکہ عورتون کی سب بیماریون کے واسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپے فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ۔ چہرہ کی جہریان چہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

گولیان و روغن۔ ان کی استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتی مین اگر کچہہ سفید ہو گئی ہون تو بہی سیاہ ہو جاتے مین اور ہمیشہ

بال اُڑ انیکا تیل۔ بلکسی تکلیف و خارش دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کی بال بہی دور ہون۔ قیمت ۸ / فی شیشی۔

سرمہ ممیرا۔ دہند غبار۔ لالی پڑبال۔ پانی جانا۔ و ابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت دو روپے فی تولہ

بواسیر خونی۔ بادی جدی یا آتشک سے ہو سے اگر سہل تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔

دمہ۔ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پہیپہڑے خراب ہو گئے ہون شرطیہ علاج ہو۔ قیمت تین روپے۔

دوائی آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے۔ دوائی سوزاک تیر بہدف

خط و کتابت کا پتہ۔

ڈاکٹر الیس سنگہ ایم اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

[illegible]

اعلےٰ درجہ کا مقوی اور مصفےٰ سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر ۔ صفیات خون اور بدن کا مجموعہ ایک بکس چار جوہر کی چاروں شیشی کی دوا میں کچھ ہی کوخون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور ۔۔۔ ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا کی مکاسبت اور جوہر فی شیشی ۴ خوراک چار شیشیوں میں ۴۸ خوراک جو ۴۸ روز کی استعمال ہے مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح سالم ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ استعمال کنندہ کو ۔۔۔ طاعون کھانسی بخار ۔۔۔ اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے ۔ آتشک سوزاک ۔۔۔ خارشت داد ۔۔۔ سفید داغ جذام ۔۔۔ ناسور ۔۔۔ بواسیر ۔۔۔ وغیرہ کے فساد کو ہمیشہ کیلئے فنا کر دیتا ہے ۔۔۔ چاروں شیشیاں ایک ہی بکس میں مقفل ۔۔۔ قیمت فی بکس ۔۔۔ [illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات ۔ متعدد جڑی بوٹی اور تمام سفید دوائوں ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح ۔۔۔ خون صالح پیدا کر ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ مرد اور عورت دونوں ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کر کے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیے ۔ قیمت فی شیشی ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ ہزاروں آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

کشمیلی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع ۔۔۔ [illegible]

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری ۔۔۔ [illegible]

اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان اور خوشبودار منجن ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ دانتوں کی صفائی ۔۔۔ ضروری اور لازمی ہے ۔۔۔ [illegible]

[illegible] ۔۔۔ **علاوہ** ۔۔۔ [illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر ٹاؤن سٹی میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس ۔ نوٹ ۔۔۔ [illegible]

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے ۔ بلحاظ تعمیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئی بلحاظ قدامت اب ۔۔۔ ترقی دکھی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات ۔۔۔ سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش حالگی کے کارخانہ اہتمام دیکھ کر شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم

محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ مقوی اعضاء رئیسہ دل و دماغ ۔۔۔ سونے چاندی کی ۔۔۔ گولیاں جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ سفید اور سیاہ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ مقوی دل و دماغ و معدہ ۔۔۔ خون صالح پیدا کرتی ہے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ کو کافی ہے ۔۔۔

المشتہر

حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ لب گڑھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ کی ایجاد ہے ۔۔۔ بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ۔۔۔ آنکھوں اور دماغ وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۔۔۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

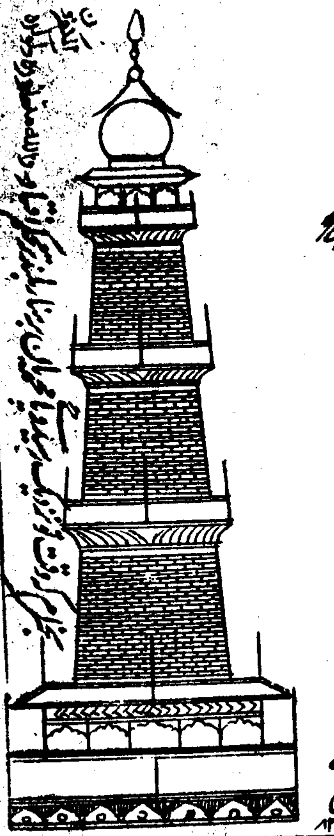

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

إنه آوى القرية

الحکم

چہ لوئم با تو گرانی چہادر قادیان مینی | دوا مینی شفا مینی غرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و مسادقین سے عہ (۳) ہندوستان باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں کو نصف ۱۲

جلد ۹ | نمبر ۱۷ | دارالامان قادیان مورخہ ۷ ارمئی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۳

فہرست مضامین

امور منزلیہ

نیاز مند ایڈیٹر الحکم اپنے محسن مولیٰ کریم کی لا انتہا فضل و کرم مین سے کسی ایک کی بھی شکر گزاری کے قابل نہین اسکے احسانات اس بحر زخار لاتعد ولاتحصی ہین + اس سے بڑھکر کیا احسان ہوگا کہ اسنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا ایک عظیم الشان کام اپنے فضل سے سپرد کیا جو وہ الحکم کے ذریعہ شان مہدویت کے اظہار مین کر رہا ہے پھر بقائے نوع کی فطری خواہش کے تقاضے کو اس ودود و کریم رب نے اولاد عطا فرما کر پورا کیا۔ چنانچہ ۱۸ مئی ۱۹۰۵ء کو جبکہ ۲ بجنے مین دو چار منٹ باقی تھے اس اپنے تازہ احسان سے اس عاجز کو بہرہ مند فرمایا یعنے اسکو محض اپنے ہی کرم سے پانچوان بچہ اور میرا لڑکا عطا فرمایا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ مولیٰ کریم مین محض ایک ناکارہ اور گمنام شخص تھا تیرے ہی فضل نے مجھے اٹھایا اور مسیح موعود کے قدمون مین لا ڈالا اور پھر اپنے انعام واکرام سے تونے مجھے مالا مال کردیا مین تیری نعمتون کا شکر کس زبان سے کرون + ناظرین الحکم اپنے خادم کی خوشی مین یقیناً شریک ہونگے مین انسے بمنت التجا کرتا ہون کہ وہ نہایت توجہ اور اخلاص کیساتھ اپنے خادم کےلئے خاص طور پر دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کو میرے لئے میری قوم اور ملک کے لئے مبارک کرے۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سچا خادم ہو سچے مسلمانون کا پورا نمونہ ہو اللہ تعالیٰ خدمت دین اور نوع انسان کی بھلائی مین اسکی عمر دراز کرے وہ نافع الناس وجود ہو اور میرے لئے

باقیات الصالحات کا سچا نمونہ آمین

آمین یا رب العالمین

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

مین اپنے مولیٰ کریم کا شکر کرتا ہون جس نے مجھے بخشا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان خدا کے فضل وکرم سے ہر طرح خیریت سے ہے -اعلیٰ حضرت ابھی تک باغ مین ہی رونق افروز ہین + براہین احمدیہ کی پانچوین جلد لکھ رہے ہین اور بہت بڑا حصہ آپکا دعا مین گذرتا ہے۔

۲- بزرگان ملت بھی حضور کے زیر سایہ باغ ہی مین خدا کی یاد اور خدمت دین مین مصروف ہین۔

۳- ہفتہ زیر اشاعت مین جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور سے تشریف لائے اور دو چار روز فیض صحبت حاصل کرکے واپس تشریف لے گئے۔

جناب شیخ طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ چونگی چنیوٹ سے جو اس علاقہ مین ایک سرگرم اور مخلص فرد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہین تین ہفتہ کی رخصت لیکر دارالامان وارد ہوئے اور کونوا مع الصادقین پر عمل کرکے فیض اٹھا رہے ہین

ایک بزرگ الہ آباد کے باشندے بنارس سے تشریف لائے ہوئے ہین۔

ابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر جنسی الحکم کے ناظرین خوب واقف ہین کئی مہینوں کے لئے رخصت لیکر آئے ہین۔

مکرمی سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر واپس چلے گئے۔

۴- مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی امروہہ مین تشریف رکھتے ہین - وہان جسقدر مخالفت کا بازار گرم ہے اسیقدر فاضل امروہی اور سید آل محمد صاحب تبلیغ کیلئے سرگرم ہین مولانا اپنی مجالس مین قرآنی حقایق ومعارف بیان فرماتے ہین اور مخالف یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہوکر لوگونکو شمولیت سے روکتے اور نامراد رہتے ہین۔

ہفتہ زیر اشاعت کے تازہ الہامات و کشوف حسب ذیل ہین۔

الہامات و کشوف

۱۰ مئی ۱۹۰۵ء - کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک -

۱۳ مئی ۱۹۰۵ء خواب مین دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت مین ہین گویا اور ایک مقدمہ پیش ہے گذرتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ہے جو ملتی ہے اور اسکا سررشتہ دار ہمارے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم ہین اور ہم تینون ایک ہی جگہ بیٹھے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم گویا مدعی ہین اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے مجسٹریٹ نے سررشتہ دار سے کان مین کچھ کہا جسکو ہم نے بھی سن لیا وہ کہتا ہے کہ عسہ طلبانہ داخل کردین اور فریق ثانی کو بلا یا جاوے ہم نے جیب سے عسہ دیدیے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔

۱۴ مئی ۱۹۰۵ء میان محمد اسحاق حضرت میر ناصر نواب صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ بیمار تھا ڈاکٹر صاحب کی رائے مین حالت اچھی نہ تھی فرمایا مینے دعا کی اور دعا کی اصل وجہ تو شماتت اعداء تھی ورنہ اولاد سے پیار کوئی اور عزیز موت فوت تو ساتھ ہی ہے غرض جب مین دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا -

اطلاع - امروز ایک ضروری ذاتی کام کیلئے ایڈیٹر کا پہلا روز بیتا کیا ... اسلئے اخبار دو دن بعد شائع ہوا یہی وجہ ہے کہ ۱۸ - کا واقعہ بھی درج کردیا ہے - ایڈیٹر

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسہ [illegible] کی تقریب پر

[illegible]

حضرت [illegible] ساعت عسرت میں آپکے ساتھ ہوئے [illegible] وقت خطرناک آزمائش کا تھا [illegible] جب [illegible] وقت آیا تو ان کے [illegible] اور ایک سا ہی [illegible] میں سے ہر ایک پوری [illegible] نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکر صدیق [illegible] ساتھ دیا اور ایک غار میں جسکو غار ثور [illegible] کفار جو آپکی ایذا رسانی [illegible] تلاش کرتے ہوئے اس [illegible] ہو گئے حضرت ابوبکر صدیق [illegible] بالکل [illegible] ہوئے میں اور اگر [illegible] تو وہ دیکھ لیگا اور ہم [illegible] اسوقت آپنے فرمایا

لا تحزن ان اللہ معنا

[illegible] اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ [illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ساتھ ملاتے میں یہ فرمایا

ان اللہ معنا معنا میں آپ دونوں شریک [illegible] اور [illegible] ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا ہے اور [illegible] حضرت صدیق کو اسوقت دو لو ابتلا میں میں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانیوالا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آکر ختم ہو جاتا ہے لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گذر اور دخل کیسے ہوگا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے انکو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھے آتے ہیں۔ لیکن آپ کے کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپ اپنے رفیق صادق صدیق کو فرماتے ہیں

لا تحزن ان اللہ معنا

یہ الفاظ بڑی صفائی کیساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں [illegible] اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پروا نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کیلئے تو یہ نمونہ کافی ہے۔ ابوبکر صدیق کی شجاعت کیلئے ایک دوسرا گواہ اس واقعہ کے سوا اور بھی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر نکلے کہ اگر کوئی کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا ہے تو میں اسے قتل کر دونگا ایسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق نے بڑی جرأت اور دلیری سے کلام کیا اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ ما محمد الا رسول

قد خلت من قبلہ الرسل۔

یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول ہی ہیں اور آپ سے پہلے جسقدر نبی ہو گذرے ہیں سب نے وفات پائی ہے۔ اسپر وہ جوش فرو ہوا۔ اس کے بعد بادیہ نشین اعراب مرتد ہو گئے۔

ایسے نازک وقت کی حالت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں ظاہر کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور بعض جھوٹے مدعی نبوت کے ہو گئے ہیں اور بعضوں نے نمازیں چھوڑ دیں اور رنگ بدل گیا ہے۔ ایسی حالت میں اور اس مصیبت میں میرا باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین ہوا۔ میرے باپ پر ایسے ایسے غم آئے کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے تو وہ بھی نابود ہو جاتے۔ اب غور کرو کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی ہمت اور حوصلہ کو نہ چھوڑنا کسی معمولی انسان کا کام نہیں۔ یہ استقامت صدق ہی کو چاہتی تھی اور صدیق ہی نے دکھائی۔ ممکن نہ تھا کہ کوئی دوسرا اس خطرہ کو سنبھال سکتا۔ تمام صحابہ اسوقت موجود تھے کسی نے نہ کہا کہ میرا حق ہے۔ وہ دیکھتے تھے کہ ایک آگ لگ چکی ہے۔ اس آگ میں کون پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں ہاتھ بڑھا کر آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی۔ یہ انکا ہی صدق تھا کہ اس فتنہ کو فرو کیا اور ان موذیوں کو ہلاک کیا۔ مسیلمہ کے ساتھ [illegible] آدمی تھا اور اس کے مسائل اباحت کے مسائل تھے لوگ اسکی اباحتی باتوں کو دیکھ دیکھ کر اسکے مذہب میں شامل ہوتے جاتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اس بیعت کو ہوتے [illegible] اور ساری مشکلات کو آسان کر دیا۔

خون مسیح پر ایمان لانا بھی سہل ہوا ہے کیونکہ اسپر ایمان لانے سے ایک تو دل کو [illegible] مل جاتی ہے دوسرے اباحت کی زندگی ہے تو اللہ اکبر کی آواز سنتے ہی نماز کیلئے اٹھنا پڑتا اور اب یہ خیال کہ خون مسیح پر ایمان لا کر رات کو شراب پی کر سو گئے اور جب جی چاہا اٹھے کوئی بازپرس نہیں کیونکہ بہشت مل چکی۔ ایسی حالت میں لوگوں کا رجوع عیسائیت کیطرف ہونا لازمی امر ہے۔ لوگوں کی حالت کچھ اس قسم کی ہو گئی ہے کہ کہتے ہیں

ایہ جہان مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا

اس جہان میں بدمعاشیاں کر لو۔ آگے دیکھا جاویگا اس قسم کے لوگ روٹی بے قیدی اور آرام کی زندگی عیسائیت ہی میں پا سکتے ہیں ان کیلئے کوئی ضروری امر نہیں خواہ دس برس تک بھی غسل جنابت نہ کریں۔ پس ان لوگوں کو جو عیسائی ہوئی ہیں دیکھ کر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ دہریہ منش جو مرتد ہوئی ہیں اگر عیسائی نہ ہوتے تو باطنی طور پر بھی مرتد ہی تھے۔ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک ازلی کافر جو بے قیدی اور اباحت کی زندگی کو چاہتے ہیں اور تین قسم کے مومن۔ ظالم لنفسہ۔ مقتصد۔ سابق بالخیرات۔ پہلی قسم کے مومن وہ ہیں جو ظالم ہیں یعنے انپر کچھ جذبات نفس غالب آ جاتے ہیں۔ دوسرے میانہ رو اور تیسرے خیر مجسم۔

اب ازلی کافر جو نفس کے غلام اور بندے ہیں جنکی غرض و غایت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ بے قیدی کی زندگی بسر ہو اور روٹی مل جاوے۔ انکو اسلام سے کیا مناسبت۔ وہ تو عیسائیت کو پسند کریں گے جہاں [illegible] خواہ کچھ [illegible] اور کسی چیز کی ضرورت نہ رہے۔ [illegible] میں گئے تو وہاں بھی محض اس غرض سے کہ خوبصورت عورتیں اچھے لباس پہن کر آتی ہیں وہاں بدنظری کیلئے جا بیٹھے۔ غرض اس قسم کی اباحتی زندگی والوں کو اسلام سے کوئی مناسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس زمانہ میں بھی مسیلمہ نے اباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ کسقدر مشکلات پیدا ہوئے ہونگے اگر وہ قوی دل نہ ہوتا اور ایمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اسکے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا لیکن صدیق نبی کا ہمسایہ تھا آپکے اخلاق کا اثر اسپر پڑا ہوا تھا اور دل نور یقین سے بھرا ہوا تھا اسلئے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسکی نظیر ملنی مشکل ہے انکی موت اسلام کی زندگی تھی یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اسپر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں اس زمانہ کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر نے کی ہے اسکا اندازہ کر لو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیق اس اسلام کیلئے آدم ثانی ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابوبکر صدیق کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوت ایمانی سے کل باغیوں کو سزا دی۔ اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ میں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کرونگا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیق کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دیدی۔ پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہیئے۔ نظائر سے مسائل بہت جلد حل ہو جاتے ہیں۔ اگر گذشتہ زمانہ میں اسکی نظیر دیکھی جاوے تو پھر یوسف کا صدق ہے ایسا صدق دکھایا کہ یوسف صدیق کہلایا۔ ایک خوبصورت معزز اور جوان عورت جو بڑی بڑی دعوے کرتی ہے میں تنہائی اور خلوت میں ارتکاب فعل بد چاہتی ہے لیکن آفرین ہے اس صدیق پر کہ خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑنا پسند نہ کیا اور اسکے بالمقابل ہر قسم کی ذلت اور دکھ اٹھانے کو آمادہ ہو گیا یہانتک کہ قید کی زندگی بسر کرنی منظور کی چنانچہ کہا رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔ یعنے یوسف نے دعا کی کہ اے رب مجھکو قید پسند ہے ان باتوں سے جسکی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں۔ اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک فطرت اور غیرت نبوت کا کیسا پتہ لگتا ہے کہ [illegible] یوسف اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کا گرویدہ اور عاشق زار تھا انکی نظر میں انکے محبوب کے سوا دوسری کوئی بات جچ سکتی نہ تھی وہ ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ حدود اللہ کو توڑیں۔

کہتے ہیں کہ ایک لمبا زمانہ جو ۱۲ برس کے قریب بتایا جاتا ہے وہ جیل میں پڑے رہے لیکن اس عرصہ میں کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا اللہ تعالیٰ اور اسکی تقدیر پر پورے راضی رہے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کو کوئی عرضی بھی نہیں دی کہ انکے معاملہ کو سوچا جاوے یا انہیں رہائی دیجاوے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس اثنا میں عورتوں نے تکالیف کا سلسلہ نہ رکھا ... مگر اس صدیق نے اپنا صدق نہ چھوڑا۔ خدا نے انکو صدیق ٹھہرایا۔ یہی صدیق کا ایک مقام ہے کہ دنیا کی کوئی آفت کوئی تکلیف اور ذلت اسے صدق کے توڑنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ جسقدر ... وہ اسی مقام صدق کو زیادہ مضبوط اور لذیذ پاتی جاتی ہیں۔ ... جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب انسان ایاک نعبد کہکر صدق اور وفاداری سے قدم اٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک بڑی نہر صدق کی کھول دیتا ہے جو اسکے قلب پر آکر گرتی ہے

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

پس یہ بھی ایک کامل لطیفہ ہے جسکا التزام اس صورت مین کیا گیا پھر تیسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ باوجود التزام فصاحت و بلاغت یہہ کمال دکہلایا ہے کہ محامد الہیہ کے ذکر کرنے کے بعد جو فقرات دعا وغیرہ کے بارہ مین لکہے ہین اون کو ایسے عمدہ طور پر بطور لف و نشر مرتب کے بیان کیا ہے۔ جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارج فصاحت و بلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ سخن مین صاحب مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اس قسم کے لف و نشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اول محامد الہیہ مین فیوض اربعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے اور پھر بعد اسکے فقرات نعبد اور استعانت اور دعا اور طلب جزا کو انہین کے ذیل مین اس لطافت سے لکھا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہایت مناسبت تہی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العالمین کے مقابلہ پر ایاک نعبد لکھا کیونکہ ربوبیت سے استحقاق عبادت شروع ہو جاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاک نعبد کا لکھنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاک نستعین لکھا کیونکہ بندہ کیلئے اعانت الٰہی جو توفیق عبادت اور ہر یک اسکے مطلوب مین ہوتی ہے جسپر اوسکی دنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہ اوس کے کسی عمل کا پاداش نہین بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفت رحمانیت سے بہ شدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اھدنا الصراط المستقیم لکھا کیونکہ دعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششوں پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے اور مالک یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین لکھا کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو ایسا فقرہ جسمین طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اوسکے نیچے رکہنا موزون ہے۔

چوتہا لطیفہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہ سورہ مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجاز لطیف ہے اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے انا اتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجہے اے رسول سات آیتین سورۃ فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اون کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے۔ ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ اُس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورۃ الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورت اجمالی مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑہا گویا اوس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا غرض قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ ممدوحہ ایک آئینہ قرآن نما ہے جس کی تصریح یہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالےٰ کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اوسکو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہ مقصد الحمد للہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اوس کے یہ معنی ہین کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العالمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتداء کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین داخل ہو چکا اوسکو مخلوق ٹھیراتا ہے اور اُن امور کے جو لوگ مخالف ہین اون کا کذب ثابت کرتا ہے سو یہ مقصد رب العالمین مین بطور بطور اجمال آگیا۔ تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اوسکی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد لفظ رحمان مین بطور اجمال آگیا۔ چوتہا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرتا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہ مقصد لفظ رحیم مین آگیا۔ پانچوان مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہ مقصد مالک یوم الدین مین آگیا۔ چہٹا مقصد قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد ایاک نعبد مین بطور اجمال آگیا۔ ساتوان مقصد قرآن شریف کا ہر یک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹھیرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علے الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اسی کیطرف سے اقرار دینا اور اون تمام امور مین اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہ مقصد ایاک نستعین مین بطور اجمال آگیا۔ آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراط مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور پھر اوسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دعا اور تضرع سے اوسکو طلب کرین سو یہ مقصد اھدنا الصراط المستقیم مین بطور اجمال کے آگیا۔ نوان مقصد قرآن شریف کا اون لوگون کا طریق و خلق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہ مقصد صراط الذین انعمت علیھم مین آگیا۔ دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق و طریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا یا جو راستہ بہولکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑ گئے تا حق کے طالب انکی راہون سے ڈرین سو یہ مقصد غیر المغضوب علیھم ولا الضالین مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین۔ جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہ تمام مقاصد سورۃ فاتحہ مین بطور اجمال آگئے۔

پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہ ہے کہ وہ اُس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالب حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیات قربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیات قربت کا شروع اُس نقطہ سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کرکے اور سختی اور آزارکشی کو روا رکہہ کر اُن تمام نفسانی خواہشون سے خالصًا للہ دست کش ہو جائے کہ جو اوس مین اور اوس کے مولیٰ کریم مین جدائی ڈالتے ہین اور اوس کے مونہہ کو خدا کیطرف سے پھیر کر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کیطرف پہیرتے ہین اور اون کے خوفون اور اُمیدون مین گرفتار کرتے ہین اور ترقیات کا اوسط درجہ وہ ہے کہ جو جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کیلئے تکالیف اُٹھائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑکر طرح طرح کے دُکہہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورت انعام مین ظاہر ہو جائین اور بجائے مشقت کے لذت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو۔ اور ترقیات کا اعلےٰ درجہ وہ ہے کہ سالک اسقدر خدا اور اوس کے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرے کہ اوسکا تمام اپنا عین و اثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الہیہ بلا شائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت و محلیت اوسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہو جائین اور فنا اتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جسنے سالک مین اور اوسکی نفسانی خواہشون مین غایت درجہ کا بُعد ڈالدیا ہے انعکاس ربانی ذات اور صفات کا نہایت صفائی سے دکہائی دے۔ اس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ انہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوف مشتبہ دہوکہ سے کہ جو سلوک ناتمام کی حالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز ریاضتون کا ایک نتیجہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سُکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اُس فرق کو نظر سے ساقط کر دیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوتون اور کمالات اور تقدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ قادر مُطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہین اور جس کیطرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہین ہو سکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اوس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤن مین مبتلا ہے کیا انسان جسکی روحانی ترقیات کے لئے اسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اوس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اسکا عین ہو سکتا ہے جسکے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہین؟ کیا جس کی ہستی فانی اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہو سکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتم اور اکمل ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون۔ بلکہ اس تیسرے قسم کی ترقی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک

خدا کی محبت مین ایسا فانی اور مستہلک ہوجاتا ہے اور اسقدر ذات بیچون و بیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھ اُس سے قریب ہوجاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اوسکو اپنی طرف کھینچ لیتے ہین جو اوسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہریک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغایرت کلّی اور عداوت ذاتی پیدا ہوجاتی ہے اور اسمین اور قسم دویم کی ترقی مین فرق یہہ ہے کہ گو قسم دویم مین بھی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہوجاتی ہے اور اوسکا ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اوس مین ایسا تعلق باللہ نہین ہوتا کہ جو ماسوی اللہ کے ساتھہ عداوت ذاتی پیدا ہوجانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الٰہی صرف دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت بھی ہوجائے۔ غرض قسم دویم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اوس کے غیر سے عداوت رکہنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اوس مقصد کے حصول سے وہ لذت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ اور اوسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہوجاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت مین چھوڑ نہین سکتا کیونکہ انفکاک الشیٔ عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اسمین انفکاک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہین پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن مین نہین وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اوسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کچہہ رگ و ریشہ ظلم کا اسمین باقی ہے کیونکہ اوس نے ربوبیّت کو جیسا کہ چاہیئے تہا ادا نہیں کیا اور نقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اسکی سرشت مین محبت الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی یہانتک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکھین ہوگیا جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا ہاتہہ ہوگیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پانوٗ ہوگیا جس سے وہ چلتا ہے۔ تو پھر کوئی ظلم اسمین باقی نہ رہا اور ہریک خطرہ سے امن مین آگیا۔ اسی درجہ کیطرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یخلطوا ایمانھم بظلم اُولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام دین کا لب لباب ہے سورۃ فاتحہ مین بتمامتر خوبی و رعایت ایجاز دخوش اسلوبی بیان کئے گئے ہین۔

چنانچہ پہلی ترقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے اوّل قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم کیونکہ ہریک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہوکر راہ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گھاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امور مالوفہ اور معتادہ کو یک لخت چھوڑ دینا اور نفسانی خواہشون کو جو ایک عمر سے عادت ہوچکی ہے یکدفعہ ترک کرنا اور ہریک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پھیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجھہ کر سیدھا خدا کیطرف رُخ کرلینا حقیقت مین ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی پیدائش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جبتک خاک مین نہین ملتا اور اپنی صورت کو نہین چھوڑتا تب تک نیا دانہ وجود مین آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدائش کا جسم اس فنا سے طیار ہوتا ہے جون جون بندہ نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اوسکا فعل اور ارادت اور رو بخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے توں توں پیدائش روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہین یہانتک کہ جب فناء اتم حاصل ہوجاتی ہے تو وجود ثانی کی خلعت عطا کی جاتی ہے اور ثم انشانا ہ خلقنا اٰخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فناء اتم بغیر نصرت و توفیق و توجّہ خاص قادر مطلق کے ممکن نہین اس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنی اھدنا الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہم کو راہ راست پر قایم کر اور ہریک طور کی کجی اور بے راہی سے نجات بخش اور یہہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہایت سخت کام ہے اور اول دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کیطرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹھہر گیا اور اوس موت کو قبول کرلیا تو پھر بعد اسکے کوئی اسے سخت موت نہین اور خدا اس سے زیادہ تر کریم ہے کہ پھر اوسکو یہہ جلتا ہوا دوزخ دکہا دے غرض یہہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلّی شکست پہونچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہریک خود روی کے فعل سے بیکبارگی دست کش ہونا پڑتا ہے اور یہہ مرتبہ سیر وسلوک کے مراتب مین سے وہ مرتبہ ہے جس مین انسانی کوششون کا کچہہ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بخوبی پیشرفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششین اور سالکین کی محنتین ختم ہوجاتی ہین اور پھر بعد اسکے خاص مواہب سماوی ہین جنمین بشری کوششون کو کچہہ دخل نہین بلکہ خود خدا تعالےٰ کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی بُراق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے دوسرا قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم یعنی ہمکو اُن لوگون کا راہ دکہلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے۔ اس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین۔ شداید سے خالی نہین ہین بلکہ اس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین اُنکو پہونچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مدد ایمانی اُسکی منقطع ہوجاتی۔ لیکن اس جہت سے اُن کا نام منعم علیہم رکہا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبہ محبت آلام کو برنگ انعام دیکھتے ہین اور ہریک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کیطرف سے اُنکو پہنچتی ہے بوجہ مستیٔ عشق اُس سے لذّت اُٹہاتے ہین پس یہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جس مین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذّت آتی ہے اور جو کچہہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبّت کامل اور تعلّق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہوجاتا ہے اور یہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس مین حیلہ اور تدبیر کو کچہہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو پھر سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجہہ اُسکے سر سے اُتارے جاتے ہین اور ہریک ایلام انعام ہی معلوم ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہین ہوتا پس یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ اون تلخیون سے بکلّی نکل آتا ہے جو پہلے درجہ مین تہین جن سے ہریک وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تہا مگر اب چارون طرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اسکی حالت کے مناسب حال یہی تہا کہ اُسکا نام منعم علیہ رکہا جاتا اور دوسرے لفظون مین اس حالت کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تہا اور اب زندہ ہوگیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکھتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہوجاتے ہین اور الوہیت کے مربیانہ انوار نعمت کیطرح برستے ہوئے دکہائی دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہریک نعمت کا دروازہ کہولا جاتا ہے اور عنایات الٰہیہ کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے کیونکہ اس مرتبہ مین ربوبیت کے عجائبات سالک پر کہولے جاتے ہین اور جو ربّانی نعمتین دوسرون سے مخفی ہین اُنکا اُسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوف صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرت احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالم ثانی کے باریک بہیدون سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتون سے بہت کچہہ اوسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ وہ اُس درجۂ یقین کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا امر حقیقی کو بچشم خود دیکھتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرار سماوی مین اُسکو بخشے جاتے ہین اسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہ وہ مرتبہ ہے جس مین محبّت الٰہی انسان کو دی تو جاتی ہے لیکن بطریق طبیعت اوسمین قایم نہین کیجاتی یعنی اُس کی سرشت مین داخل نہین ہوتی بلکہ اوسمین محفوظ ہوتی ہے۔

اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیھم والضالین یہہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی محبّت اور اوس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہوجاتی ہے اور بطریق طبیعت اوسمین قیام پکڑتی ہے اور حضّا اس مرتبہ کا اخلاق الٰہیّہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق احدیت مین محبوب ہین اور محبّت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اس قدر اُس کے دل مین آمیزش کر جاتی ہے کہ اوس کے دل سے محبت الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے اور اگر اوس کے دل کو اور اوسکی جان کو بڑے بڑے امتحانون اور ابتلاؤن کے سخت صدمات کے بیچ مین دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبّت الٰہیّہ کے اور کچہہ اُسکے دل اور جان سے نہین نکلتا اُسی کے درد سے لذّت پاتا ہے اور اوسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلارام سمجہتا ہے یہہ وہ مقام ہے جس مین تمام ترقیات قُرب ختم ہوجاتی ہین اور انسان اپنے اس انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے کہ جو فطرۃ بشری کے لئے مقدّر ہے۔

یہہ لطائف خمسہ ہین کہ جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہم نے لکہے ہین مگر عجائبات معنوی اس صورت مین اور نیز دوسرے حقائق و معارف اسقدر ہین کہ اگر اون کا عشر عشیر بھی لکہا جائے تو اوس کے لکہنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہیئے۔

(باقی آیندہ)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

دوم۔ قولہ تعالیٰ۔ حکایت یعقوب است۔
وقال یا اسفٰی علی یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم۔ (س یوسف)
یعنے یعقوب فریاد وا اسفٰی واحسرتا وافراقا بر مفارقت یوسف مے زد و سفید شد سیاہی دو چشم او از سبب اندوہ وگریہ بر یوسف۔
حاصل مطلب اینکہ حضرت یعقوب از برائے پسر خود گریہ کرد پس در مصائب حسین ہم گریہ کردن جائز بل مستحب موکد و موجب ثواب و دخول جنت باشد و این آیہ شریفہ دلالت دارد بر جواز گریہ بر مصائب خود و بر غیر خود۔ (قول مولوی)
مولوی صاحب لاہوری در رسالہ خود از اقوال بیضاوی و کشاف بناہ جستہ چنین میفرماید۔ نخشک نشد تراوت اشک در چشم یعقوب از وقت مفارقت تا وقت ملاقات او با یوسف ہشتاد سال۔ الخ (قول مولوی)
الغرض اصول محققین اسلام اہلسنت کہ ہر چہ از کتاب خدا ثابت شود تحسیم و سر با بدنہاد و قال محمول است بر آراء مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید و فرقان حمید مخالف باشند بجوے نمے ارزد۔ حاشا و کلا ثم حاشا کہ از مدلول آیہ و سیاقش گریہ کردن ثابت شود بچند دلیل۔ القرآن نفسرہ بعضہ بعضاً۔ ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا۔
دلیل اول اگر حضرت یعقوب گریہ و بکا مے کرد یا بقول مولانائے معظم وا اسفا واحسرتا وافراقا میگفت پس فصبر جمیل واللہ المستعان علٰی ما تصفون۔ و بجائے دیگر فصبر جمیل عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا چہ معنی دارد آیا بخیال مولویصاحب گریہ کردن بر مصائب وا ردہ واحسرتا وافراقا گفتن منافی صبر و شکر نیست اگر ہشتاد سال کسے در مفارقت پسر خود گریہ کنان باشد حسرتہا خوردہ باشد تراوت چشمش در مفارقت او خشک نشدہ باشد آیا اہل علم اینچنین شخص را کسے میتواند کہ صابر و شاکر نام نہد۔ جائے شرم است کہ باوجود این ہمہ تاپیے کلمہ (فصبر جمیل) بزبان آرد۔ آیا این کلمہ حضرت یعقوب لسانا گفتہ بود و عمل او این مخالفت با قرآن باہم اختلاف دارد۔ (ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا) دلیل دوم۔ معنی یا اسفٰی علی یوسف واحسرتا وافراقا واسفے کردن تحریف

است در قرآن عقلا مے دانند کہ معنی یا اسفٰی اے افسوس است بر یوسف۔ نہ آنچہ مولویصاحب تحریف معنوی کردہ اند۔ نظائر این از قرآن مے آریم۔ چون مولویصاحب سودائے عزاداری معروف در سر داشت از تحیرت بر وقت معنا کردن الفاظ قرآن کریم گمراہ شد۔ (واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ)۔ فلعلک باخع نفسک علٰی اثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا۔ آیا معنی (اسفا) فریاد وا اسفا واحسرتا وافراقا زدن است و ثابت است کہ حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز فریادہا مے زد۔ فرجع موسٰی الٰی قومہ غضبان اسفا۔ اینجا اسفا چہ معنی دارد فریادہا زدن۔ واحسرتا۔ وافراقا۔ واحسینا۔ گفتن آیا حضرت موسٰی علی نبینا علیہ السلام بعد رجوع از میقات۔ مطابق تفسیر مولانائے مکرم شب و روز نعرہ ہائے وا اسفا۔ وافراقا۔ واحسرتا مے زد۔ عجب است باین تفسیر دانی کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ (ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا) دلیل سوم۔ لفظ من الحزن در عبارت قرآنی موجود است نہ لفظ من البکاء پس شرم است کہ معنے حزن بکاء کردہ شود۔ طرفہ اینکہ مولانا صاحب بکرم ہمہ جا بکاء معروف و متداول اہل تشیع مراد مے گیرند۔ مثلاً واحسینا واعلیاہ وا رسولاہ۔ مشمول سینہ زنی مروج۔ مولویصاحب در ترجمہ رقم کردہ (از سبب اندوہ وگریہ بر یوسف ص ۹) پس اگر معنی لفظ من الحزن در ترجمہ (از سبب اندوہ) است پس گریہ معنی کدام لفظ عربیست کہ ترجمہ مولویصاحب ایزاد کردہ اند۔ الفاظ حزن و بکاء ہر دو جدا گانہ معنا دارند۔ غور کنید در آیات ذیل۔ (فرجعناک الٰی امک کی تقر عینھا ولا تحزن) پارہ ۱۶ (س طٰہٰ) (فناداھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا) (انما النجوٰی من الشیطان لیحزن الذین امنوا) (لا تحزن ان اللہ معنا) (وقالوا الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن)
در ہمہ این آیات قرآنی لفظ حزن واقع است و از ہیچ یک ثابت نمی شود کہ معنی حزن بکاء معروف مولویصاحب مراد باشد با این آیات کتاب اللہ را نظیراً آوردیم تا محققین اہل علم و دانش بدانند کہ محاورہ قرآنی در لفظ حزن ہمیست صاحبان معرفت میدانند کہ خداوند عالم جل و علا می توانست کہ بجائے من الحزن۔ من البکاء ارشاد فرماید تا ہیچکس

در اشتباہ نیفتد مگر خداوند علیم و خبیر کہ عالم السر والشھادۃ علیم بذات الصدور علم و قدرتش ازلی و ابدی بر ہمہ ما کان وما یکون محیط است میدانست کہ ہتے امامیہ باین آیہ استدلال خواہند کرد و ناکام خواہند شد پس کسیکہ اندک تدبر نماید بحقیقت مے رسد کہ سر درین نکتہ چیست کہ بجائے من الحزن من البکاء ارشاد نشد۔ (فتدبروا یا اولی الالباب)
دلیل چہارم۔ در لغت عرب معنی حزن فریادہا زدن و نوحہ کردن ننوشتہ۔ اگر در لغت خاص امامیہ باشد عجب نیست مفسرین امامیہ ہم معنی لفظ حزن اندوہ و غم کردہ اند۔ مفسر کاشانی در خلاصۃ المنہج زیر تفسیر آیہ (لا تحزن ان اللہ معنا) نوشتہ است۔ چون گفت پیغمبر یار خود را۔ اندوہ مخور علامہ طبری ذیل تفسیر ہمین آیہ نوشتہ لا تحزن اے لا تخف پس معنی لفظ حزن بکاء نیست چون گریہ کردن بر مصائب غیر برادران امامیہ در ارث دارند از تحیت در ہر جا سودائے بکاء معروف در دماغ شان متخیل است
دلیل پنجم۔ بعد از ذکر وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم واقع است و ازین کلمہ مستفاد می شود کہ حضرت یعقوب گریہ نکرد و ورنہ کلمہ فھو کظیم بے معنی مے شود۔ والکاظمین الغیظ۔ اذ نادٰی وھو مکظوم وانذرھم یوم الازفۃ اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین۔) پس معنے کظیم کہ بعد از لفظ حزن واقع است۔ ضبط کنندہ کہ از غم پر باشد و اظہار نکند۔ پس اگر حضرت یعقوب علیہ السلام ہشتاد سال گریہ باشد نعرہائے واحسرتا وافراقا زدہ باشد اطلاق کظیم بحالتش کے صادق آید۔ قاعدہ است کہ اگر کسے ضبط گریہ مے کند حزن یا غم و اندوہ از دیادے پذیرد چون بگریہ غم و اندوہ برود و دماغ سبک شود دل تحیر شدہ کہ از شدت حزن یا اندوہ اشک از چشم نمے آید۔ پس کظیم یعنے ضبط کنندہ گریہ است و ہمچنین ضبط گریہ موجب اندوہ یا حزن شدید می شود از ینجہت خداوند علیم و خبیر اندوہ یعقوب را بلفظ حزن تعبیر فرمود۔ و حزن یا اندوہ از امورات قلبیہ داخلیہ اند مثل بکاء کہ بر فعل خارجی ظاہری اطلاق مے شود اگر کسے بسیار غمگین و اندوہناک باشد مگر او را ہیچکس نمے گوید کہ گریہ مے کند بلے این صحیح است کہ گاہے غم یا اندوہ منجر بگریہ شود و اعضاء و جوارح ظاہری تقلید قلب کنند۔ وازینجہت اضطراب و بیقراری ظاہر گردد مگر بلحاظ (کلام الملوک ملوک الکلام) قرآن کریم کہ بغایت درجہ فصاحت و بلاغت واقع

است از اظہار لفظ کظیم این حقیقت ثابت مے کند کہ حزن حضرت یعقوب منحصر و متعدی بگریہ نشدہ ورنہ خداوند علیم در شان او فھو کظیم نمی فرمود۔
دلیل ششم۔ آیا جائز است کہ رب العلمین شخصے را کہ در مدت ہشتاد سال واحسرتا وافراقا وا یوسفا گفتہ جزع و فزع طولانی بنا نہمد بکاء شدید کند بلقب اسرائیل سرافراز سازد۔ چون خداوند عالم حضرت یعقوب را در ابتلا انداخت و آن نبی محترم را در امتحان پایا بود باز او را اینچنین لقب عطا فرمودہ و ابتلا حضرت یعقوب ہمین مفارقت یوسف بود نہ غیر این پس اگر حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام در مفارقت یوسف صبر و استقلال نگاہ نمے داشت ہرگز بلقب اسرائیل ممتاز نمے شد۔
دلیل ہفتم۔ احوال یعقوب را دیگر اولاد وے دیدہ گفتند (تاللہ تفتؤ تذکر یوسف) نگفتند تبکوا یوسف۔ یعنے ہمیشہ [illegible] یاد خواہی کرد نہ اینکہ مدام از برائے یوسف گریہ خواہی کرد۔
دلیل ہشتم۔ در جواب شان حضرت یعقوب علیہ السلام فرمود۔ (قال انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ) و نگفت شکایت [illegible] وگریہ وزاری خود بخدا میکنم بلکہ اینجا ہم لفظ حزنی ارشاد فرمودہ۔ فتفہم
دلیل نہم۔ از آیات دیگر مثلاً واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔ فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ۔ انی لاجد ریح یوسف وغیرہ معلوم میشود کہ حضرت یعقوب را ہرگز یقین کشتہ شدن یوسف علیہ السلام نبود و ہمیشہ متفحص احوال وے بود بلکہ از فقرات عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا۔ وتولی عنھم [illegible] قول ایشان را کذب صریح مے دانست و امید [illegible] داشت کہ بہ یوسف و برادرش ملاقات [illegible] کرد۔ پس باوجود اینقدر یقینیات کہ دا [illegible] آنرا اسلم میدانست ہشتاد سال گریہ بر مفارقت یک فرزند خود کردن بعید از عقل [illegible] مے نماید و از ذات نبی اللہ مستبعد است [illegible] تعلیم الٰہی کہ بر مصائب واردہ صبر باید کرد [illegible] و جزع بنا نہد۔ چون حالت نبی بشیر [illegible] فراق پسر خود این باشد افراد امت [illegible] بلا و مصائب چہ کیفیت باشد و چہ تعلیم [illegible] ہمت از خود حاصل کردہ باشند کہ خود [illegible] و شاکر در مصائب باشند۔ (باقی دارد)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس بارہ مین خود تجربہ کار ہون کتابون کو جمع کرنے اور انکے پڑہنے کا شوق جنون کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالت صحت کو دیکہکر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کی مشورے دیئے۔ مگر مین اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشورون کو عملی طور پر اسبارہ مین مان نہین سکا۔ مینے دیکہا ہے کہ ہزارون ہزار کتابین پڑہ لینے کے بعد بہی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہو جاوے اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہین ملتی۔

ان کتابون کے پڑہ لینے اور انپر ناز کرلینے کا آخری ڈپلوما کیا ہو سکتا ہے یہی کہ

فرحوا بما عندھم من العلم

میرے ایک شیخ تہے وہ فرمایا کرتے تہے کہ غایت العلم حیرۃ۔ غرض وہ بات جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے جس سے وہ راضی ہوتا اور اپنے فضلون سے انسان کو بہرہ مند کرتا ہے وہ نہ بہت باتون سے ملسکتی نہ بہت کتابون کے پڑہنے سے بلکہ وہ بات تعلق رکہتی ہے دل سے وہ اسکی ایک کیفیت ہے جسکو عام الفاظ مین وفاداری۔ اخلاص اور صدق کہہ سکتے ہین اور یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے ماموردن کی اطاعت سے اور سچی پیروی سے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اور کیا چاہتے ہو۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی نسل سے ہونیکا آج سب سلطنتین فخر کرتی ہین اس نے اس راہ کو اختیار کیا اس نے صدق دل سے اسلمت لرب العلمین کہا اور اسی ایک امر کی اولاد کو وصیت کی نتیجہ کیا ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایسا معزز و مکرم بنایا کہ اسکی اولاد کی گنتی تک نہین ہو سکتی وہ بادشاہ جو اس کے مقابلہ مین اٹہا آج کوئی اسکا نام تک بہی نہین جانتا۔

یقیناً سمجہو اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہین رکہتا وہ اس سے ہزارون لاکہون گنا زیادہ دیدیتا ہے جسقدر کوئی خدا کیلئے دیتا ہے۔ دیکہو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مکہ مین ایک معمولی کوٹہا چہوڑا ہو گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی کسقدر قدر کی اسکے بدلہ مین اسے ایک سلطنت کا مالک بنا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ونٹ چرانے والے کو کس وسیع مملکت کا خلیفہ بنایا جناب علی رض نے خدمت کی اسکی اولاد تک کو مخدوم بنا دیا۔ غرض مین دیکہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق و اخلاص سے چہوٹی سے چہوٹی خدمت بہی ہزارون گنا بدلہ پاتی ہے وہ تہوڑی سی بات کا بہت بڑا اجر دیدیتا ہے۔ پہر جو اس کے ساتہہ سچا رشتہ عبودیت قایم کرتا ہے اسکے عظمت و جلال سے ڈرجاتا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے جیسا کہ تم نے اپنے مرشد و مولیٰ مہدی و مسیح کے ہاتہہ پر اقرار کیا ہے تو خدا تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت مین ایسا لگ جاتا ہے کہ

بر کسے چون مہربانی میکنی
از زمینی آسمانی میکنی

کا اسے سچا مصداق بنا دیتا ہے۔ اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم سچ مچ وہ نمونہ دکہاؤ جو ابراہیم ع نے دکہایا۔ کہنے والون کی آج کمی نہین ہے تم سے تمہارا امام **عمل** چاہتا ہے۔ عملی حالت درست ہوگی تو خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام واکرام تمہارے شامل حال ہو جائین گے۔ وہ ہزارون ہزار ابراہیم بنا سکتا ہے تم ابراہیم ہو بہی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیم اور اس کے خاندان نے یہ مجرب نسخہ بتایا کہ تمہاری موت ایسی حالت مین ہو کہ تم مسلمان ہو۔ موت کا کیا پتہ ہے کہ کب آجاوے ہر عمر کے انسان مرتے مین بچے۔ بوڑھے۔ جوان۔ آجکل موسم مین جو تغیر ہو رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے انذار ہے۔ شروع سال مین زمیندارون سے سنا تہا کہ وہ کہتے تہے کہ اسقدر غلہ ہوگا کہ سما نہ سکے گا مگر اب وہی زمیندار کہتے ہین کہ سردی نے فصلون کو تباہ کر دیا ہے۔ آیندہ کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہین۔ اسلئے یہ وقت ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے صلح کرلو۔ اور اس ایک ہی مجرب نسخہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔

لا تموتن الا وانتم مسلمون

موت کی کوئی خبر نہین اسلئے ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان بنے رہو۔ یہ مت سمجہو کہ چہوٹے سے چہوٹے عمل کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیا کام آئیگا نہین خدا تعالیٰ کسی کے فعل کو ضایع نہین کرتا

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین جب کافر تہا تو اللہ کی راہ مین خیرات کیا کرتا تہا کیا اس خیرات کا بہی کوئی نفع مجھے ہوگا فرمایا اسلمت علی ما اسلفت تیری وہی نیکی تو تیرے اس اسلام کا موجب ہوئی۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور اسکو سچی فرمانبرداری کے نمونے سے ثابت کرو۔ ٹہیک یاد رکہو کہ ہر نیک بیج کے پہل نیک ہوتے ہین برے بیج کا درخت برا پہل دیگا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

مسلمان بنو۔ اسلم کی آواز پر **اسلمت** کا جواب عملی ہے۔ دوست احباب رشتہ دارون اور عزیزون کو نصیحت کرو کہ **اسلام** اپنے عمل سے دکہائین۔ تمہین خدا تعالیٰ نے بہت عمدہ موقع دیا ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کیطرف سے اپنے وقت پر آیا ہے جو راستبازون کا پورا نمونہ ہے اور تم مین موجود ہے۔ وہ تم سے یہی چاہتا ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اسپر عمل کروگے تو ناکام نہ رہوگے **مومن** کبہی ناشاد نہین رہ سکتا۔ بلکہ سدا ہی بہشت مین رہتا ہے اسکو دو بہشت ملتے ہین دنیا مین بہی اور آخرۃ مین۔

اللہ تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ان باتون پر عمل کرین کثرت کے ساتہہ استغفار کرو۔ اور لاحول پڑہو۔ دعاؤن مین مصروف رہو۔ پہر **خیرات** دو خیرات بہی ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن شریف عمل کیلئے ہدایت نامہ ہے نبی کریم کی سنت موجود ہے **امام** خود نمونہ ہے وہ حکم ہو کر آیا ہے پس اسکے حکم کو مانو کہ تمہارا بیڑا پار ہو۔

ان لوگون کیلئے جو یہان رہتے ہین اور احتیاجین رکہتے ہین نظر کرو۔ انکی مدد کرو ان ضرورتون کو جو سلسلہ کی ضرورتین ہین جنکی فتح اسلام مین حضرت امام نے ظاہر کیا ملحوظ رکہو۔ مختلف وقتی ضرورتین بہی پیش آجاتی ہین انکا بہی خیال رکہنا چاہئیے مین آخر مین حضرت امام کے حضور دردِ دل سے عرض کرتا ہون کہ وہ ہمارے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریون کو دور کرے سب سے زیادہ مین دعا کا حاجتمند ہون اسلئے کہ اکثر لوگون کو سناتا رہتا ہون پس اگر میرا نمونہ اچہا نہ ہوا تو بہتون کو ٹہوکر لگ سکتی ہے۔ اسلئے میرے لئے خاص طور پر دعا فرماوین۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے دعا کی پہر دوسرے خطبہ مین قربانی کے متعلق مختصر سے احکام سناکر ختم کر دیا۔

کیا حضرت مسیح بیوی رکھتے تھے

ایک زمانہ وہ تہا جب یہ کہنا کہ حضرت مسیح کے اور بہی بہائی اور بہنین تہین انکی شان کی ہتک سمجہا جاتا تہا۔ کیونکہ اس بات کو ناممکن سمجہا جاتا تہا کہ خدا کی ماں نے فانی بچے جنے۔ مگر اب یہ صورت نہین کیونکہ عیسائی صاحبان نے اب تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ کی سوائے مسیح کے اور اولاد بہی تہی لڑکے بہی اور لڑکیان بہی۔ مگر اس امر کو کہ حضرت مسیح بیوی رکہتے تہے ابتک بری نگاہ سے دیکہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس بات کو انکی شان الوہیت کے خلاف سمجہا جاتا ہے کہ خدا ہوکر وہ بیوی بہی رکہتے ہون اور حقوق زوجیت کو بہی ادا کرتے ہون حالانکہ شان الوہیت کو صدمہ پہنچانے والی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح کو بہوک بہی لگتی تہی اور کہانا بہی کہاتے تہے۔ بلکہ انجیل مین تو لکہا ہے کہ جی اٹہنے کے بعد بہی آپکو بہوک لگتی تہی اور آپ کہانا کہاتے رہے اور ایسا ہی جب آپکو پیاس لگتی تو آپ پانی پیتے تہے پس جس شخص کو یہ دو بشری تقاضے لگے ہوئے تہے وہ باقی بشریت کے تقاضون سے خالی نہ ہو سکتا تہا۔ چنانچہ قرآن شریف نے نہایت خوبصورت اور مختصر الفاظ مین انکی الوہیت کے بطلان مین صرف اسقدر فرمایا ہے اور اسکو پہیلاؤ تو کئی جلدین دلایل کی تیار ہو سکتی ہین کہ کانا یاکلان الطعام یعنی حضرت مسیح اور انکی والدہ دونون کہانا کہاتے تہے پس جو شخص دو یا تین وقت روٹی کہا کر بہی خدا رہ سکتا ہے بیوی رکہنے سے کیونکر اسکی کسر شان ہو سکتی ہے۔ مگر کلیسیا نے حضرت مسیح کے نکاح کے انکار پر اصرار کو ہی مفید سمجہا ہے۔ اور یہ کبہی خیال نہین کیا کہ اس انکار کا نتیجہ تو یہ ہے کہ کمال انسانی تجرد مین ہے نہ نکاح اور ادائگی حقوق زوجیت مین۔ علاوہ ازین اگر مسیح نے نکاح نہین کیا تو ہر ایک سچے عیسائی کا فرض ہے کہ وہ بہی اپنے آقا اور مرشد کے نقش قدم پر چلے اور نہین تو یہ فایدہ تو اس کا ضرور ہوگا کہ اس طریق سے دنیا اس جہوٹے عقیدہ والون سے خالی ہو کر ایک غلط عقیدہ سے نجات پا جائیگی۔ ہان عیسائیون مین فرقہ مارمن ایسا پیدا ہوا ہے کہ اسکی تعلیم عیسائیون کے اس خیال پر پانی پہیرتی ہے۔ اخبار اگناسٹک جرنل ۱۸ مارچ کے پرچہ مین ایک مضمون مارمنون پر لکہتا ہے جس کے اثنائے مین یہ دکہایا گیا ہے کہ حضرت مسیح نے صرف نکاح ہی نہین کیا بلکہ ایک ہی وقت مین کم از کم انکی تین بیبیان ضرور تہین۔ عیسائی اس بات کا منہ پر لانا بہت برا سمجہتے ہین مگر مارمنون کے نزدیک اسمین کیا بات ہے حضرت مسیح کے وقت مین تعدد ازدواج کا عام رواج تہا۔ اور آپ نے کبہی

جو ابتدا یا کنایتاً ایک لفظ بھی نہین کہا جسمین تعدد ازدواج کی مخالفت یا ہجاتی ہو۔ پس اگر وہ اسکے مخالف نہ تھے تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ تعدد ازدواج کے حامی تھے۔ پھر اسپر عمل کرنا کونسی تعجب کی بات ہو سکتی ہے۔ ہارسون کے پریزیڈنٹ ارمن ہائیڈ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے وعظ مین جو ایک عام جلسہ مین ۱۸۵۴ء مین بیان کیا یہ کہا تھا "مریم اور مارتھا۔ اور دوسری عورتون کے متعلق جو مسیح کے ساتھ ساتھ رہتی تھین کیا کہنا چاہئیے۔

پہلے زمانے مین اور یہ رواج آجتک چلا جاتا ہے عورتین اپنے خاوندون کو لارڈ (آقا) بعض زبانون مین لفظ ہسبنڈ (خاوند) کا مترادف ہے۔ اور ماسٹر (مالک) لارڈ (آقا) اور ہسبنڈ (خاوند) کے ایک ہی معنے ہین۔ جب مریم ہفتہ کے پہلے دن قبر پر آئی تو بجائے یسوع کے اس نے دو فرشتون کو سفید کپڑے پہنے دیکھا اور انہون نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اس نے جواب دیا اسلئے کہ وہ میرے آقا (یعنی خاوند) کو لے گئے ہین اور مین نہین جانتی کہ انہون نے اسے کہان رکھدیا ہے۔ اور جب وہ یہ کہہ چکی تو اس نے پھر کر دیکھا کہ یسوع کھڑا ہے مگر اس نے اسے پہچانا نہین۔ یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اور کسے تلاش کرتی ہے اس نے اسے باغبان سمجھ کر کہا کہ اگر تو نے اسے یہان سے اٹھایا ہے تو مجھے بتا کہ تو نے اسے کہان رکھا ہے اور مین اسے لیجاؤنگی۔ یسوع نے اسے کہا مریم۔ اس نے پھر کر دیکھا اور کہا ربونی یعنی اے میرے مالک۔ کیا یہ الفاظ اس محبت کو ظاہر نہین کرتے جو بیوی کو خاوند سے ہوتی ہے ضرور کرتے ہین اور صاف طور پر ان یگانگت اور ہمدردی کے تعلقات کو ظاہر کرتے مین جو شوہر اور بی بی مین ہوتے ہین۔ محض اشتراک مذہب کی بنا پر ایسی محبت (ایک عورت اور مرد کے درمیان) ہرگز نہین ہو سکتی۔

اسکے بعد اور ثبوت حضرت مسیح کے نکاح کرنے کا اور انجیل سے ہی دیا گیا ہے اور اس کیلئے انجیل یوحنا کے دوسرے باب کی ابتدائی آیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے جہان ایک دعوت کا ذکر ہے جو کسی شادی کی تقریب پر ہوئی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس دعوت مین ایکطرف تو حضرت مسیح اور آپکی مان شریک ہین۔ اور دوسری طرف آپکے حواری بھی اسمین شامل ہین دولہا کا نام تو نہین دیا گیا مگر ان قرائن سے اسکے نام کی تعیین ایک حد تک ضرور ہو سکتی ہے وہ کون شخص ہو سکتا ہے جسکی خاطر ایکطرف تو حضرت مسیح کی ماں شامل دعوت ہو اور دوسری طرف وہ لوگ بھی شامل ہون جنہون نے مذہبی طور پر آپ سے تعلق پیدا کیا تھا یعنی آپ کے حواری۔ ان دو فریقون کیلئے ایک ہی جگہ جمع ہونے کیلئے باعث کشش سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہ ہو سکتا تھا اسکے علاوہ وہ وجوہات مین جو مارمن پریزیڈنٹ نے اپنے وعظ مین بیان کئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ انجیل مین یہ لکھا ہے کہ جب انکو شراب کی ضرورت ہوئی تو یسوع کی ماں نے کہا کہ شراب نہین رہی۔ اگر یسوع کی ماں معمولی مہمانون کیطرح اس دعوت مین آئی تھی تو اسکو شراب کے ختم ہو جانے پر کیون تشویش ہوئی اور کیون اس انتظام کی فکر تھی کہ اور شراب مہیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانداری کا انتظام اسی کی طرف سے تھا۔ اور حضرت مسیح کو خطاب کر کے کہنے سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ یہ انہین کی شادی کی تقریب تھی یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت میرا تجھ سے کچھ کام نہین میرا وقت ابھی نہین آیا۔ اسکی ماں نے نوکرون کو حکم دیا کہ جو کچھ یہ یعنی یسوع تم سے کہے تم وہی کرو" اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نوکر مریم کے ہی تھے جنکو یہ حکم دیا گیا کیونکہ اگر وہ کسی اور کے نوکر ہوتے تو مریم کو یہ کہنے کا حق کیا تھا۔ علاوہ ازین یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکو اپنے بیٹے کا یہ جواب پسند نہین آیا اور اسلئے انہون نے نوکرون کو کہا کہ جو یسوع کہتا ہے وہی کرو۔ گویا ان کا منشا یہ تھا کہ مین اب دخل نہین دیتی تم جسطرح چاہو انتظام کر دو۔" اور وہان پتھر کے چھ مٹکے تھے جو یہودیوں کی رسم کے مطابق رکھے ہوئے تھے اور انمین سے ہر ایک مین دو یا تین مشکین پانی کی تھین اور یسوع نے انکو کہا کہ ان مٹکون کو پانی سے بھر دو اور انہون نے انکو لبالب بھر دیا۔ پھر اس نے انکو کہا کہ اب نکال لو۔ اور دعوت کے منتظم کے پاس لیجاؤ۔ اور جب اس منتظم نے پانی کو جو شراب بنا یا گیا تھا چکھا۔ اور اسکو معلوم نہین تھا کہ یہ کہان سے آیا ہے (مگر نوکرون کو جنہون نے پانی نکالا تھا علم تھا) تو دعوت کے منتظم نے دولہا کو بلایا اور اسکو کہا کہ ہر ایک آدمی شروع مین اچھی شراب دیتا ہے اور جب لوگ اچھی طرح سے پی لیتے ہین تو پھر وہ ناقص ہوتی ہے مگر تو نے ابتک عمدہ شراب دی ہے۔ صاحبان انجیل کی اس عبارت کی صفائی سے پتہ لگتا ہے کہ اس موقع پر برات کا دولہا خود مسیح ہی تھا کیونکہ شراب کا مہیا کرنا دولہا کا کام تھا۔ جیسا کہ بیان سے معلوم ہوتا ہے اور اس موقع پر شراب کا مہیا کرنیوالا خود یسوع تھا پس جسقدر کھلے لفظون مین انجیل کے مترجم اور کونسلین اس مطلب کو ادا کر سکتی تھین انہون نے ادا کر دیا ہے اور اصل راز بتا دیا ہے مین اس بات کو برا نہین سمجھتا کہ ابراہیم کا بیٹا کہلاؤن یا اپنی نجات دہندہ کا بیٹا یا بھائی یا اسکی نسل سے کہلاؤن اگرچہ مریم اور مارتھا اور بہت ساری اور عورتین اسکی بیویان تھین اور اگرچہ اس نے انہین مین سے سات شیطان بھی نکالے تھے میرے نزدیک یہ سب برابر ہے" (ریویو آف ریلیجنز)

برہمیوں کے بعض دلچسپ حالات

برہمی قوم مین رہبانیت کی کثرت ہے۔ برہمی زبان مین راہب کو پھونگی کہتے ہین۔ بدھ مذہب مین ہر شخص کو پھونگی ہونا فرض ہے۔ خواہ کوئی شخص کچھ دنون کیلئے پھونگی ہو یا چند گھنٹون کیلئے لیکن مدت العمر مین ضرور کچھ نہ کچھ عرصہ کیلئے پھونگی یعنی راہب ہو جانا لازم ہے۔ لیکن اصلی پھونگی وہ لوگ کہلاتے ہین۔ جو مدت العمر کیلئے پھونگی ہوتے ہین جو لوگ بطور دلی فرض یا رسم کے کچھ عرصہ کیلئے پھونگی بنتے ہین۔ وہ درحقیقت پھونگیون کے زمرہ مین شامل نہین سمجھے جاتے جسطرح عیسائیون مین مرد اور عورت دونون راہب ہوتے ہین۔ یا ہنود مین مرد و عورت دونون جوگ لیتے ہین۔ اسیطرح بدھ مذہب والون مین مرد اور عورت دونون پھونگی ہوتے ہین۔ اور مدت العمر کیلئے ترک دنیا کر دیتے ہین چنانچہ برما مین نہایت کثرت کیساتھ ہر عمر کے عورت و مرد پھونگی ہین۔ کوئی قصبہ اور گاؤن ایسا نہین ہے جہان پھونگی نہ ہون۔ رنگون مین بھی ان کے جھنڈ کے جھنڈ موجود ہین۔ مینے سنا ہے کہ برما کی مردم شماری مین ایک تہائی پھونگی ہین۔ پھونگی شہر مین نہین رہتے۔ بلکہ شہر سے باہر رہتے ہین۔ اکثر جہان کہین پھیا یعنی بدھ مذہب کے مندر بنے ہوئے ہین۔ اسکے قرب وجوار مین پھونگیون کے رہنے کے متعدد مکانات بنے ہوئے ہین پھیا کے قرب وجوار کے علاوہ بھی پھونگیون کے رہنے کے مکانات ہین۔ لیکن سب آبادی سے باہر جسطرح عیسائیون مین رہبون کیلئے خانقاہین اور ہنود مین دہرمسالہ یا مندرون شوالون کے قریب مکانات سادہوؤن کے رہنے کیلئے بنے ہوتے ہین۔ اسی طرح بدھ مذہب مین پھونگیون کے رہنے کیلئے جو مکانات بنے ہوئے ہین انہین چھیاہٹون کہتے ہین۔ یہ مکانات بنظر ثواب صاحب ثروت اشخاص بنا دیتے ہین بعض بعض چھیاہٹون اس غرض سے بھی بنا دئے جاتے ہین کہ انمین مسافر آنکر ٹھہرین یا ایسے پھونگی جو مستقل طور سے اس مقام پر بود و باش نہ رکھتے ہون۔ اور عارضی طور سے آوین تو وہ قیام کرین یہ چھیاہٹون بطور چھاؤنی کے بنے ہوئے ہین۔ یعنی ایک مقام پر متعدد چھیاہٹون بنا دئے گئے ہین۔ گویا دنیا اور انسانون سے بھاگتے بھی ہین۔ اور اکٹھے ہو کر سکونت بھی رکھتے ہین۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ انسان فطرتی طور سے تمدن پسند ہے۔ اور کسی انسان کیلئے ناممکن ہے کہ وہ انسانون سے علٰحدہ ہو کر رہے۔

جو مرد یا عورت مدت العمر کیلئے پھونگی ہونیکی نیت کرتے ہین وہ کبھی شادی نہین کرتے۔ پھونگیون کا تمام سر منڈا ہوتا ہے اور چار ابرو کا صفایا ہوتا ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت بعض جوتہ پہنتے ہین۔ اور اکثر ننگے پاؤن رہتے ہین۔ لباس مین صرف ایک تہ بند ہوتا ہے۔ اسکو باندھتے ہین اور اسی کو کندہون پر ڈالکر گردن سے کمر تک اوڑھ لیتے ہین۔ جسکی وجہ سے ایک ہاتھ ہمیشہ ننگا رہتا ہے سوائے تہ بند کے اور کسی قسم کے کپڑے کا استعمال نہین کرتے۔ سر ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ پھونگیون کے تہ بند کا اندازہ بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور انکے مریدون کا تہ بند ہوتا ہے جو فقیری اختیار کرتے ہین۔ پھونگی صرف زرد رنگ کا تہ بند باندھتے ہین اور عموماً یہ تہ بند ریشمی ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے پھونگی ہون گے جو سوتی کپڑے کے تہ بند باندھتے ہین۔ بعض پھونگیون کا تہ بند نہایت بیش قیمت ہوتا ہے جو چھیاہٹون مسافرون کیلئے بنائے جاتے ہین انمین کسی قسم کا اسباب نہین ہوتا لیکن جن چھیاہٹون مین پھونگی رہتے ہین۔ انمین نہایت اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم کی بیش قیمت مسہریان سونے کو عمدہ لمپ جلانے کو اور دوسرے اقسام کی آرائشی چیزین پھونگیون کے استعمال کیلئے موجود ہوتی ہین تمام قسم کی خیرات پھونگیون کو دیجاتی ہے چونکہ مثل ہنود کی قوم کے بدھ مذہب والے بھی تناسخ کے قائل ہین اور انکا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مردہ کو ایصال ثواب کو اگر وہ چیزین جنکی انسان کو اپنی زندگی مین ضرورت ہوتی ہے۔ خیرات مین دیجائینگی تو دوسرے جنم مین وہی چیزین انکو استعمال کرنیکو ملینگی لہٰذا یہ بھی مردون کے ایصال ثواب کیلئے

عالی درجہ کے مرغن خیرات کرتے ہیں۔ اسی طرح ہنود میں اس قسم کے تمام مال کے مستحق برہمن ہوتے ہیں جنکی تقلید میں مسلمانوں نے بھی بیان کنندہ ملاں کا ایک فرقہ بنا لیا ہے۔ اسی طرح بدھ مذہب والوں میں اس قسم کے تمام اسباب کے مالک بھکشو ہوتے ہیں۔

بھکشو کسی سے سوال نہیں کرتے بلکہ یہ لوگ ہر قسم کی خیرات در عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر بھکشوں کیلئے خانقاہوں میں بھیجتے ہیں خصوصاً مردوں کے ایصال ثواب کیلئے انواع و اقسام کے لذیذ کھانے تیار کرائے جاتے ہیں کیونکہ مثل ہنود کے بدھ مذہب والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس جس قسم کے کھانے خیرات میں دیئے جاویں گے۔ دوسرے جنم میں وہی کھانے ملینگے بعض اتفاقات سے کسی بھکشو کے پاس کھانا نہ پہنچے تو وہ بازار میں جاتا ہے۔ اور دروازہ پر جا کر خاموش کھڑا ہو جاتا ہے۔ سوال مطلق نہیں کرتا۔ جس دروازہ پر بھکشو جا کر کھڑا ہو جاوے مالک مکان کا فرض ہے کہ وہ ضرور کھانا کو دے۔ جب بھکشو کہیں بھیک مانگنے جاتے ہیں تو ہاتھ میں پنکھا یا جس کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ اسے منہ کے سامنے کر لیتے ہیں تاکہ عورت کی شکل نہ دیکھائی دے۔ لیکن خانقاہوں میں مرد و عورت ساتھ رہتے ہیں جس وجہ سے اکثر اخلاقی خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں چنانچہ عورت و مرد کا ساتھ رہنا اور بھیک مانگتے وقت منہ کے سامنے پنکھا کرنے پر گرد کھائیں گلگلوں سے پرہیز کی مثل صادق آتی ہے۔ اور جو اس امر کا ثبوت ہے کہ اعتدال سے گذر جانا کسقدر مضر ہے اسلام نے اسی وجہ سے اعتدال پر قائم رہنے کی تاکید کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات عبادت کرنے اور بارہ مہینے روزہ رکھنے کی اسی وجہ سے ممانعت کر دی کہ اسمیں اعتدال نہیں رہتا۔ بھکشو نہایت موٹے تازے اور مضبوط ہوتے ہیں گال چکنے چپڑے۔ یہ کوئی کام نہیں کرتے اور ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور سیر کرتے پھرتے ہیں۔ بےفکری اور عمدہ غذا کھانے کی وجہ سے اور سیر و تفریح کرنے سے یہ نہایت تندرست معلوم ہوتے ہیں۔ سوائے اسکے کہ دیہات میں جو لوگ پڑھنا چاہیں۔ انہیں پڑھا دیں۔ باقی ان کا کوئی کام نہیں ہے۔ برہما کی مردم شماری روز بروز ہونے کی وجہ سے بھکشوؤں کی کثرت بھی ہے جس قوم کا کثیر حصہ بالکل بیکار ہو اور بجائے اس کے کہ خود محنت کرے وہ دوسروں پر بار ہو۔ اس قوم کا ترقی پانا ناممکن ہے۔

بھکشوؤں کی زندگی پر کوئی بے تعصب و محقق شخص جس کا دماغ صحیح ہو اگر غور کی نظر ڈالیگا تو یقیناً اسلام کی صداقت کو تسلیم کرے گا۔ اسلام سے قبل دنیا کے تمام مشہور مذاہب میں تارک الدنیا ہونا اور رہبانیت کی زندگی بسر کرنا نہایت ثواب کا کام سمجھا جاتا تھا۔ سب سے پہلے کس نے دنیا کو رہبانیت کی خرابیاں بتائیں۔ وہ کونسا مذہب تھا جس نے رہبانیت کی نہایت سختی کے ساتھ اس وقت مخالفت کی۔ جبکہ یہود میں احبار عیسائیوں میں قسیس اور رہبان اور بدھ مذہب میں بھکشو اور ہنود میں سادھو جوگی۔ بیراگی اور سنیاسی ہونا سب سے بڑی عبادت تھی اور اس گروہ کی عظمت و اقتدار اپنی اپنی قوم کے دلوں میں بہت زیادہ بیٹھی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے ڈنکے کی چوٹ اسلام نے دنیا کو اس مذموم طریقہ کو بتایا۔ اسلامی روشنی سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت کو پروٹسٹنٹ بنا کر رہبانیت کا مخالف بنا دیا۔ اب ہنود میں انگریزی تعلیم کی بدولت ایک طرف بعض آریہ لیڈر اور دوسری جانب رائے بہادر لالہ بیجناتھ وغیرہ سادھوؤں کے گروہ کی خرابیاں دکھا رہے ہیں۔ اور سادھوؤں کے گروہ کی بیخکنی کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن افسوس ہے تو اس کا کہ خود اسلام کے پیرو اسلامی تعلیم سے بے پروائی کر رہے ہیں۔ تاہم اگر مسلمانوں میں دوسری اقوام کے اثر سے کچھ خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ تو یہ قصور مسلمانوں کا ہے۔ نہ خود مذہب اسلام کا۔

ہم بھکشوؤں کے حالات سے دوسرا نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ جو لوگ ترک دنیا کے مدعی ہیں وہ خود دنیا داروں سے زیادہ دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں بھکشوؤں کے بیش قیمت تہبند ان کا اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ان کی نفیس خوراک اس امر کا ثبوت ہے کیا یہ حالات دیکھنے کے بعد ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں میں اس طبقہ کی حالت کا کھوج لگا دیں جو دوسروں کی خیرات پر گذر اوقات کرنے والا ہے۔ اگر کھوج لگایا جاویگا تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ خیرات دینے والوں کی حالت بدتر ہے۔ خیرات لینے والوں کی حالت سے جو منشاء خیرات کے خلاف ہے دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ ہنود میں اور بدھ مذہب والوں میں تناسخ کا عقیدہ ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ خواہ کھانے کی چیز ہو یا استعمال کی۔ جو کچھ خیرات دیجاویگی وہ دوسرے جنم میں بجنسہ ملیگی۔ لیکن اسلام نے تناسخ کی تعلیم نہیں دی نہ کوئی ایسی تعلیم دی کہ جو چیز بنظر ایصال ثواب دیجاوے وہ بجنسہ ملیگی۔ اور نہ زمانہ رسول اللہ صلعم و صحابہ کرام اور آئمہ معصومین سے یہ ثابت ہے کہ وہ اس طریقہ کی خیرات کرتے تھے۔ آج جیسی کہ ہنود یا بدھ مذہب میں رائج ہے ایسی حالت میں یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ غور کریں کہ جس طریقہ سے اسلام میں خیرات کی اور میت کو ایصال ثواب کی تعلیم ہو۔ اور جو طریقہ ایصال ثواب کا قرون اولیٰ میں متحقق ہوا ہو اسی کی ہم کو پابندی کرنا چاہیئے۔ اسلامی تعلیم کی بموجب خیرات نام ہے۔ حاجت روائی کا حاجت خواہ کھانے کی ہو۔ یا پانی کی۔ کپڑہ کی ہو یا نقد روپیہ کی کسی دنیاوی کام کی ہو یا نیک مشورہ کی۔ خیرات کا مقصد ہے۔ کسی شخص واحد کو یا کسی جماعت و قبیلہ کو یا تمام قوم کو کسی تکلیف اتفاقیہ سے جسمیں وہ مبتلا ہو جاتا اور اسکی بہبودی کے اسباب فراہم کرنا خیرات کی غرض ہوتی ہے ثواب حاصل کرنا یا کسی میت کو ثواب پہونچانا پس پابندی طریقہ رسول اللہ یقیناً سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اور ہم میں ہر شخص کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ صرف عقیدہ بلکہ جو کچھ حیات النبی ارواحنا فداہ نے فرمایا یا خود کیا ہے۔ ہم بھی وہی کریں اور ہمیشہ دوسری اقوام کی تشبہ فی الدین سے احتراز کرتے رہیں۔ (البشیر)

التبلیغ

جب سے الحکم کے ذریعہ اخبار ملت اور قوم کی خدمت کا بوجھ میں نے اپنے سر پر لیا ہے میں ہمیشہ اس ٹوہ اور تلاش میں رہتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو امام الزمان کے ہر قسم کے ملفوظات اور مراسلات یکجا ہو جائیں۔ ڈائری کے التزام کے بعد الحکم نے جو قابل قدر کام کیا وہ اعلیٰ حضرت کے مکتوبات کا جمع کرنا تھا چنانچہ گذشتہ سالوں کے الحکم حضرت حجۃ اللہ کے بیش قیمت مکتوبات سے لبریز ہیں۔ اگرچہ بعض **ناقدر شناس** زبانوں سے میں نے یہ ناگوار الفاظ بھی سنے کہ الحکم کو بوسیدہ مکتوبات سے پر کیا جاتا ہے مگر میں نے ان کو ناواقف اور بیخبر سمجھ کر معذور سمجھا۔ جو لوگ ان گوہر نایاب کے قدردان تھے اور ہیں وہ ابتک میری ان مساعی کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اسے احسان عظیم سمجھتے ہیں۔ پھر الحکم کے ذریعہ حضرت حجۃ اللہ کی تعلیم کو یکجا کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ حضرت اقدس کی تفسیر القرآن کو یکجا کر دوں چنانچہ وہ سلسلہ الحکم میں جاری ہے اور اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے تمام اشتہارات کو بھی الحکم کے ذریعہ محفوظ کرنیکی سعی کروں۔ میں نے ۱۸۹۷ء میں مجموعہ اشتہارات چھاپنے کا ارادہ کیا تھا اور اکثر احباب نے زر نقد سے اعانت دینے کی آمادگی ظاہر کی مگر میں نے شکرگزاری کے ساتھ انکو باز رکھا اس مجموعہ کی ایک مجلد طیار کرنے پر صد ہا روپوں کی لاگت آتی ہے۔ میں نے بجائے اسکے کہ ایک کتاب کی صورت میں چھاپوں مناسب سمجھا ہے کہ الحکم ہی کے ذریعہ اسے محفوظ کر دوں امید ہے ناظرین الحکم اپنے بیچمدان خادم کی اس خدمت کو خاص نظر سے دیکھیں گے اور اسکی اشاعت کے بڑھانے میں پر جوش سے حصہ لیں گے۔ الحکم کی اشاعت ہزاروں تک ہونی چاہیئے۔ اور ہو سکتی ہے مگر افسوس ہے کہ احباب توجہ نہیں کرتے۔ اور وہ اس قومی **فرض** سے غافل ہیں۔ میرے مکرم **سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر** نے **الحکم کو ایک سو خریدار** دینے کا **وعدہ** فرمایا ہے اور وہ اسوقت تک پانچ خریدار دے چکے ہیں۔ اگر دس **امیر علیشاہ** الحکم کے ناظرین میں پیدا ہو جائیں تو الحکم دنوں میں ہزاروں تک پہونچ جاوے۔ تاہم میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے الحکم کی بہت بڑی ترقی کی امید کرتا ہوں۔

اسی ضمن میں منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ کا بھی شکرگذار ہوں جو الحکم کے کل خریداران کا ثریا توسیع اشاعت کی کام میں کفارہ ہو رہے ہیں وہ اس میدان میں بڑی ہمت سے کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔

بہر حال جو لوگ حضرت اقدس کے کل اشتہارات کے مجموعہ کے خواہشمند تھے انہیں بہت اچھا موقع حاصل ہے کہ وہ مجموعہ تو ان کو مفت ملجاویگا۔ اور الحکم کی قیمت ادا کر کے اور بھی بیسیوں عجیب پر معنی اور مفید مضامین سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

اطلاع

بعض احباب کی خدمت میں میں نے وی پی ارسال کئے اور وی پی کے ارسال کرنے سے پہلے خطوط اطلاعی لکھے ہمارے بقایا داروں نے ذرا بھی توجہ نہ کی فوراً وی پی انکاری کر کے واپس کر دیا جس سے مطبع کو دوہری زیرباری اٹھانی پڑی پس بقایا دار احباب کی خدمت میں ضروری التماس ہے کہ بقایا ارسال کریں اور جن احباب کی خدمت میں وی پی ارسال ہو وہ اسے واپس نہ کریں

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں والے خاص کر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ مینے شایع کیا وہ نیک نیتی سے نہیں ہے اور نہ کسیکو ڈرانا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے مینے پہلے اس سے ۱۹۰۱ء میں ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شایع کی تھی جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پھر مینے اسی زلزلہ کے بارہ میں ہی سنہ ۱۹۰۳ء میں بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گر جائیں گی اور جو عارضی طور پر فرودگاہ ہیں وہ بھی گر جائیں گی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائیں گی اور اس زمانہ سے پچیس برس پہلے مینے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ایسے زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائیں گے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کی حاجت نہیں تب بھی اس حادثہ سے اسقدر صدمہ ہوا تھا جسکی بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہون کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا درد ہوا ہوگا کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخبار اور دو رسالوں میں شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شایع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہون بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کیطرف سے ملی تھی مینے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اسیر کار بند ہو کر بعض

جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت میں سے دھرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی انمیں سے ضایع نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ مینے زلزلہ کی پہلی خبر کو کماحقہ کیوں شایع نہ کیا اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کرون اسی غرض سے مینے تین اشتہار شایع کیے تا لوگوں کو متنبہ کرون کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزل سہ منزل ہیں اور اب کی دفعہ مینے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کے لئے کئی ہزار اشتہار شایع کیے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شایع کرادیا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرادیا بلکہ اس اطلاع کے لئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے الکتابہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہون کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بتعیین تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کیلئے مینے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالے زلزلہ سے مینے دوسروں کو ڈرایا اس سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک ڈر رہا

ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے۔ مینے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں معہ اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرایط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں انکو کچھ خبر نہیں اور میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کو زور بناوٹ پیشگوئی نہیں کرنی۔ ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسبات کے باور کرنے کیلئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو مطلع نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے۔ ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خوری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہو تا تو انسانی گورنمنٹیں ان کیلئے جیلخانے کیوں طیار کرتیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسے اشتہاروں سے تشویش میں ڈالدیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونیکا دعویٰ نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعویٰ ہے صرف یہ دعویٰ ہے کہ میں خدا کیطرف سے وحی پاتا ہوں مگر اس وحی کی

یہ لوگ سخت مکذب ہیں اور اسی بنا پر مجھے اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر بیس برس کے عرصہ سے یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کیے ہیں کہ اس دعوے میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شایع کر چکے ہیں جن سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں۔ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا ایسی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اسطرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شایع کرنے میں کوتاہی نہ کرون اور کماحقہ شایع کر دون بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں لیکن اگر میرے ان اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط کیکام بند ہو جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کریں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے کیا مینے کبھی مرنا نہیں تا اپنی جان سے ایسی محبت رکھوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دون اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہارات اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کر لیں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ اصلاح نفس ضروری ہے اس کیلئے میری بیعت ضروری نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے۔ ہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالتگاہ نہیں ہے اس کے لئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قوموں کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر پڑے یا طوفان سے غرق کیے گئے یا زلزلہ نے انکو فنا کر دیا اسکا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قایم ہوتے تو کبھی ان پر عذاب نازل نہ

ف۱ اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی۔ بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ہم نے اس کے واسطے کوئی تاریخ مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئی میں جو بائبل سنت اللہ قدیمہ یا انجیل میں بھی ہے۔ ہاں ایک زلزلہ آوے گا تاریخ مقرر نہیں ہے بلکہ قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے منہ

ف۲ جگہ بہ نمونہ طور پر [illegible] کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس [illegible] کہ ہماری پیشگوئیوں کی [illegible]

لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گستاخ ہوگئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہوگئی اس لئے اسی دنیا میں ان پر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے اور نصیحت دیتا ہے کہ اگر اس زمانہ کے لوگ بھی بیسے شوخیوں اور بدکاریوں و ظلموں اور طرح طرح کے بیسے کاموں پر ایسے جرأت نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو پھر ایسے کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے ما یفعل الله بعذابکم ان شکرتم و آمنتم یعنے خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور اس کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل پر فرمایا ہے قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاءکم یعنے انکو کہہ دے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ رہو تو پھر خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا ہے اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری کے ساتھ اسکے تمام اعمال ہوں۔ تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جس کا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کہایا جاتا ہے اور کہال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر رشتہ لکہا ہے وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل سخت نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

بقیہ نوٹ کی بات ہے تو یہ پیشگوئیاں کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور لوگ اسے ڈر کر ہیں بلکہ بسیر مضحکہ اڑاتے ہیں چنانچہ ایک روزانہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکہاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے اور وہ عبارت یہ ہے میں آج ۷ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعوے کے ساتھ اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک دریچے ... دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔۸ اور ۲۹ اپریل کو اشتہاروں اور اخبار میں جو لکہا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ کسی آنکھ نے نہ دیکہا ہوگا اور کسی کان نے نہ سنا ... یہ زلزلہ کی کوئی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس ... کذاب مفتری نے دیکہا ... جوکہ عامی کی معرفت ... بہت ... مبارک ... سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوں جو خوشخبری ...

مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج

تعلیم الاسلام سکول جنوری ۱۸۹۹ء کو کہولا گیا تہا اور صرف پرائمری سکول تہا لیکن آج خدا کے فضل و کرم سے وہ تعلیم الاسلام سکول کالج تک ترقی کر گیا ہے سال گذشتہ میں چار طالب علم ایف اے کے امتحان میں شریک ہوئے تہے جنمیں سے تین کامیاب ہوگئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ نتیجہ میں سمجہتا ہوں انجام بہتر اول درجہ کا ہے۔

اب جبکہ انٹرنس کا نتیجہ بہی نکل آیا ہے مناسب سمجہا گیا ہے کہ فرسٹ ایر کلاس کہولدیا جاوے چنانچہ پہلی کلاس خدا تعالیٰ کے فضل سے کہل گئی ہے تعلیم الاسلام کالج اپنی طرز کا پہلا کالج ہے جہاں دنیوی اور رسمی علوم مروجہ کے ساتھ دینیات کی تعلیم کا کافی انتظام کیا گیا ہے اور خاص نگرانی کی جاتی ہے۔ طلباء کی اخلاقی اور مذہبی ترقی کا خاص لحاظ رکہا جاتا ہے۔ کالج کی فیس تین روپیہ ماہوار ہے لیکن پانچ روپیہ ماہوار تک حسب آمدنی اور تیسرے ... صرف ... روپیہ۔

کالج کے متعلق بورڈنگ ہاوس بہی ہے جسکے دونوں فیس ... ہے۔ بورڈنگ ... میں ہر طرح کی صحت و آسایش کا لحاظ رکہا گیا ہے۔ اور طبی مشورہ اور ضروری علاج کیلئے ایک ڈسپنسری ہی ایک تجربہ کار ڈاکٹر کے ہاتہہ میں ہے جو ... ہے انجمن تائید اسلام کی ڈسپنسری کا انچارج ہے۔

جو والدین اپنے بچوں کی روحانی بہلائی اور اخلاقی حالت کی اصلاح کے خواہشمند ہیں اور ساتھ ہی کالج کی تعلیم دلوانا چاہتے ہیں ان کیلئے قادیان کالج سے بہتر جگہ نہیں۔ ضروری دریافت طلب امور کیلئے پرنسپل صاحب کالج سے خط و کتابت کرو۔

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

تعلیم الاسلام ہائی سکول کیلئے ایک انٹرنس پاس جونیر ٹرینڈ ٹیچر کی اور ایک ... ڈرل ماسٹر کی ضرورت ہے تجربہ کار کو ترجیح دی جائیگی تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت ہو سکتا ہے درخواستیں معہ نقول اسناد بنام ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

صوفیاء ... نہیں آئیگا! نہیں آئیگا!! اور نہیں آئیگا!!! آپ ... بلکہ میں ... یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور ... کے ذریعہ ... ہے جو انشاءاللہ بالکل ... میں کہہ ... کہتا ہوں ... اس نور الہی سے جو مجہکو بذریعہ کشف دکہایا گیا ہے ... ہوکر اور اس کے اعلان کی اجازت پاکر ... کہتا ہوں ... ناکامی ہمیشہ کیطرح ... مثیل ... دلیل و رسوا ہوگا۔ ... اللہ خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے ... گنہگار مخلوق ... اس ... محفوظ رکہے ... آمین ...

... ہوگا۔

ملا محمد بخش حنفی سکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور۔

زلزلہ کی خبرین

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے زلزلہ کی سرکاری رپورٹ اور ریلیف کی روئداد شایع ہوگئی ہے دہرم سالہ کے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کی امداد میں ایک جدا فنڈ باہتمام لارڈ کچنر کھلیگا۔

زلزلہ ریلیف فنڈ کے لیے جو کم از کم ۵ لاکہ کی رقم مطلوب تہی اسمیں سے ۳ لاکہہ اب تک فراہم ہوچکا ہے ولایت سے بہی بہت روپیہ آیا ہے جسکی صحیح میزان ابہی معلوم نہیں۔

ڈاکٹر ایونگ پریذیڈنٹ اور رائے ... سندراس صاحب جوائنٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ نے کانگڑہ۔ پالمپور۔ دہرمسالہ اور دیہات میں گہومکر مفصل حالات دریافت کئے ہیں۔

سر چارلس ریواز بہادر نے رخصت پر جانے سے پہلے گورنمنٹ آف انڈیا کو ان تجاویز سے مطلع کیا ہے جو ضلع کانگڑہ میں زلزلہ کی تباہی کی مدافعت کیلئے اختیار کیجاتی ہیں۔

پالمپور کو اطلاع ملی ہے کہ منڈی اور باجورا کے مابین سڑک بہت خراب ہے اور بعض جگہ زلزلہ کے باعث خطرناک بہی ہوگئی ہے۔ ۲۰ اپریل کو ٹیلیگراف درست کرنے والی پارٹی سڑک پر سے گذر رہی تہی کہ یکایک پہاڑی کا کچہہ حصہ زمین پر آپڑا سب لوگ بال بال بچے۔ دیسی انسپکٹر کا بازو ٹوٹ گیا دو خچر کہڈ میں گر پڑے مگر صحیح و سلامت نکل آئے۔

زلزلہ سے ... ہیں کہ ... بہت ... فرق آگیا ہے کہ انکا دوبارہ پیمایش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کیمل بیک ... رکی چوٹی بہی نیچے دب گئی ہیں۔

لارڈ کچنر نے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کیلئے جو فنڈ کہولا ہے اسمیں ... ۱۲۰۰ پونڈ تک پہنچ چکی ہے۔

مسٹر ... کن اینڈ کو و بامبر اینڈ کو نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۵ ہزار دیا۔

کلو کے دور دراز حصہ سے اطلاع ملی ہے کہ گندہک کے چشمے کئی جگہ پہوٹ نکلے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہے کیونکہ منڈی اور کلو میں اکثر غیر آباد پہاڑ اور گرم چشمے پہلے سے موجود ہیں۔

مسٹر سیسن جے ڈیوڈ نے بمبئی سے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۲ ہزار روپیہ جمع کرکے سر ڈنزل ابٹسن کے پاس ارسال کیا ہے۔ آپنے بمبئی میں ایک خاص فنڈ اسکے لئے کہولا ہے جسکی یہ پہلی قسط ہے۔ ہز آنر نے مسٹر سیسن اور اہل بمبئی کی اس فیاضی پر جو انہوں نے عجیب طرح سے ساتہہ کی نہایت خوشنودی ظاہر فرمائی۔

مسٹر ... ایم ... باری نے بمبئی میں ریلیف فنڈ کیلئے بہت سا چندہ ...

بینک ... بنگال لاہور میں زلزلہ ریلیف فنڈ کے کیلئے ... ایک لاکہہ ۲۰ ہزار ۱۴ سو ... ہوچکی ہے۔

نیوزیلینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ ہندوستان کے زلزلہ کے وقت وہاں بہی خاصی حرکتیں محسوس ہوئیں۔

چترال سے اطلاع ملی ہے کہ ۴ اپریل کو وہاں بہی ہلکا زلزلہ محسوس ہوا۔

کلو میں سپر کمپنیوں کیلئے سامان خورد و نوش پہونچانیکا خاص انتظام کیا جارہا ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے فیصلہ کیا ہے کہ زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ کھولا جائے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ میں افواج سے علے العموم چندہ لیا جائیگا۔ چنانچہ بہن رجمنٹ نمبر اول نے فہرست میں سب سے پہلے ۵ سو روپیہ دیا۔

لاہور کے ٹاون ہال باغ میں ۹ مئی کو ۶½ بجے صبح کے زلزلہ ریلیف فنڈ کے متعلق ایک عام جلسہ کیا گیا۔

سرکاری تخمینہ کے مطابق ۴ اپریل کے زلزلہ سے شہر میں ۸ لاکہ کا نقصان ہوا۔

انیشا زلزلہ کے خوف سے کپورتہلہ کے حکمران خاندان نے شہر سے باہر خیموں میں رہنا اختیار کیا تہا راجہ ... کے خیمہ میں چوری ہوگئی جس میں منجملہ دیگر مال و اسباب کے ایک نہایت قیمتی ہار بہی چوری گیا۔

شہنشاہ انگلستان نے زلزلہ کچنر فنڈ میں ایک سو گنی (۵۰۷ روپیہ) دی۔

سکندر آباد ڈویژن کے افسر نے زلزلہ ریلیف فنڈ کہولا ہے اعلان کیا گیا ہے کہ کم و بیش کا کچہہ خیال نہ کریں سب لوگ حسب حیثیت چندہ دیں۔

بندر عباس سے ۳۰ اپریل کا تار مظہر ہے کہ ۲۵ اپریل کو ایک بجے دن کے یہاں سخت زلزلہ محسوس ہوا اسکا جٹکا نہایت خطرناک تہا۔ پھر ایک جٹکا ۵ منٹ پر اسی زور کا لیکن پہلے سے کم دیر تک رہا۔ غرض پانچ زلزلہ اسیطرح ۸ منٹ میں معلوم ہوئے مکان اسطرح لرزتے تہے کہ خوف معلوم ہوتا تہا۔ چند دوکانیں اور دیواریں گر گئیں۔ بندر عباس کی پشت پر جو کوہ غنا ہے ۳ سو گز تک نیچے دب گیا۔ اطلاع ملی ہے کہ ایک جگہ زمین شق ہوگئی اور پچاس آدمی تلف ہوگئے۔ قصبہ سرومین بہی بہت نقصان ہوا۔ ۲۶۔۲۷ اور ۲۹ کو بہی ہلکی حرکتیں محسوس ہوئیں برٹش انڈین کمپنی کے دفتر کو اول زلزلہ سے کسیقدر نقصان پہونچا۔ دیواریں کم و بیش شکستہ ہوگئیں۔

ڈپٹی کمشنر کانگڑہ کی رپورٹ ہے کہ ضلع کانگڑہ اور کلو میں غلہ اور خوراک بہت ہے اور سستا گران ہے بیخبر لوگوں کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع حصول ثواب کا نہ ہوگا۔ یہاں ایسے خاندان اسوقت بے سر و سامان ہیں جو زبان سے مانگنا تو کہی اگر انکی کچہہ امداد کی جاتی ہے تو بہی ایک خاص شریفانہ حیا انکے چہروں سے ظاہر ہوتی ہے گورنمنٹ ریلیف کمیٹی۔ آریہ سماج اور دیگر اقوام کی کوششوں کے باوجود ابہی وہاں کرنیوالوں کے لئے بہت کچہہ کرنیکا موقع ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے جو اسپیل زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے کہولا تہا اسمیں اب تک ۳۸ ہزار ۲ سو ایک روپیہ چندہ ہوچکا ہے۔ پہلی فہرست چندہ عنقریب شایع کی جائیگی۔ مسرز مکنیل اینڈ کو نے ۲ ہزار ۵ سو روپیہ اور مسرز گلبرن اینڈ کو نے ۵ ہزار چندہ میں دیا۔ چندہ دہندگان کم و بیش کا کچہہ خیال نہ کریں کمیٹی چہوٹی اور بڑی سب قسموں کو شکریہ کے ساتہہ منظور کرے گی۔

(وطن)

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں الٰہی بخش صاحب عرائض نویس تحصیل ضلع پشاور عہ

۲۔ منشی فضل احمد صاحب سپرنٹ جنگی جینڈری ۸ر

۳۔ میاں دین محمد صاحب قادیان ۶ر

۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی عہ

۲۔ منشی غلام محمد صاحب سیلوری ساکن سوکن ضلع گورداسپور عہ

۳۔ جماعت مالیر کوٹلہ معرفت مولوی محمد نور صاحب

۴۔ جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب

۵۔ احمد دار خانصاحب رسالدار ۔ جہاؤنی

کوئٹہ بلوچستان ؁

۔ میاں محمد بخش صاحب گوگشت علاقہ ملوٹ

ڈاکخانہ دیوال ضلع جہلم ۴ر

۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان با جماعت مردان ؁

۲۔ منشی میراں صاحب اپیل نویس مردان عہ

۳۔ جناب میر ناصر نواب صاحب قادیان عہ

۱۹ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی محمد صاحب سپرنٹ ڈاکخانہ حافظ آباد ۴ر

۲۔ منشی عبد المجید خانصاحب معرفت جماعت گوجرانوالہ للعہ

۳۔ منشی محمد دین صاحب اپیل نویس ضلع گجرات عہ

۴۔ منشی ارباب الدین صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان

۵۔ جماعت احمدیہ معرفت مولوی قمر الدین صاحب للعہ

۶۔ میاں محمد دین صاحب زرگر سید نگر ضلع منٹگمری

۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ چوہدری مولوی عبد السلام صاحب قادیان دار الامان ۲ر

۲۔ مولوی فضل کریم صاحب واعظ سنگہ تحصیل بڑر ۶ر

۳۔ جماعت سکندر ضلع گجرات

۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت لودھیانہ معرفت حافظ حسین بخش صاحب اعہ

۲۔ حضرت حکیم الامت صاحب بروز عید للعہ

۳۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھواں

۴۔ الفت ملازم دفتر سگڑہ میاں بخش ۱۴ر

۵۔ منشی ہاشم علی صاحب گرداور سرکل گڈھ ضلع فیروزپور ۸ر

۶۔ منشی امام الدین صاحب پٹواری لوہ چب

متصل قادیان دار الامان

میزان

۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں شیخ محمد ڈیریوالہ متصل قادیان دار الامان ۸ر

۲۔ حکیم نصیر الدین صاحب قادیان دار الامان ؁

۳۔ شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی ؁

۴۔ منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۸ر

۵۔ میاں دزیر خان صاحب سجو برہما عہ

۶۔ میاں محمد خانصاحب ذیلدار جستروال امرتسر ؁

۷۔ میاں غلام احمد صاحب بی ۔ اے اسسٹنٹ

ڈاکخانجات گلگت عہ

۸۔ سید علی شاہ صاحب برقی صدر بازار

نوشہرہ ضلع پشاور عہ

۹۔ منشی غلام داد صاحب سنوری (پٹیالہ) عہ

میزان

۲۵ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں الٰہی بخش صاحب و محکم دین صاحب

ملٹری پولیس گلوئی برہما ؁

۲۔ منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافٹسمین الہ آباد عہ

۳۔ جماعت مالیر کوٹلہ معرفت مولوی محمد نواب خانصاحب للعہ

۴۔ بابو شاہ دین صاحب اسٹیشن ماسٹر راولپنڈی ؁

میزان

۲۶ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ سید محمد شاہ صاحب دفعدار رسالہ ۲ نوشہرہ عہ

۲۔ سید ناصر شاہ صاحب مقام ریاسی (جموں) عہ

۲۷ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں محمد بن محمد خلیل بمبئی عہ

۲۔ ابو غلام رسول صاحب متصل بنگو ۱۵ر

۳۔ میاں رحمت اللہ صاحب بنگہ ؁

۴۔ مولوی الٰہی بخش صاحب مدرس اسلامیہ عہ

۲۸ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت ڈیرہ بابا نانک معرفت ابو غلام حسن صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ للعہ

۲۔ ابو غلام حسن صاحب اسسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ

۳۔ مولوی الٰہی بخش صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ

۴۔ مولوی فیروز الدین صاحب سجاپور عہ

۵۔ امام الدین صاحب محمد حسین ڈلہ باکاون ۶ر

۶۔ جماعت گجرانوالہ معرفت منشی احمد اللہ صاحب عہ

۷۔ جماعت قصور معرفت مرزا عبد العزیز بیگ صاحب عہ

۸۔ جماعت کیمبلپور معرفت منشی ولی داد خانصاحب عرائض نویس عہ

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ سید محمد شاہ صاحب احمد نور متصل قادیان ۴ر

۲۔ امام الدین فاسم حسب پور عہ

۳۔ جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب للعہ

میزان

درخواست دعا

چودہری جھنو خان صاحب احمدی ساکن ضلع ہوشیارپور اطلاع دیتے ہیں کہ میری ہمشیرہ اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہیں ۔ اس لئے ہر ایک مقام کی احمدی جماعت کو لازم ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ ۔ پٹوار گزٹ ۔ پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کو ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے ۔ محرران مثل خوان ضلعدار پٹواریان نہر اور مال ۔ نائب تحصیلدار ۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ۔ تحصیلدار ۔ افسران مال ۔ ڈپٹی کلکٹر نہر مہتمم بندوبست ۔ غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر آج تک محکمہ مال اور نہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہوا ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی ملازم نے ایک دفعہ دیکھا ہے ۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا ۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے کہ شروع ۱۵ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسروں اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل ۔ تنزلی ۔ ترقی ۔ موقوفی و بحالی اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب ۔ گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں ۔ اور اس امر کی کوشش کی جاوے کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت سے ان کی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کر کے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جاوے ۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو عیسیٰ کے ناول مفت ملتے ہیں ۔

پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دی جاتی یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کی جاتی ۔ مگر محض غریب پٹواریوں کی خاطر اخبار کی قیمت میں کمی اور رعایت کر دی جاتی ہے ۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیج دینگے تو پٹوار گزٹ جاری کر دیں گے اور ناول بھی مفت نذر ہوں گے ۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فائدہ اٹھا کر باعث ترقی کا ہونگا ۔ جو در حقیقت انکی اپنی ترقی ہے ۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ

نولکھا لاہور

درخواست دعا

(۱) چوہدری نور احمد صاحب احمدی ساکن ضلع ہوشیارپور سے اپنی والدہ ماجدہ کے اس دار فانی سے انتقال کر جانے کی اطلاع دیتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ سے درخواست کرتے ہیں کہ مرحومہ کا جنازہ پڑھا جاوے

(۲) عمر الدین صاحب بمبئی سے اپنے والد بزرگوار کی وفات کی خبر تحریر کر کے جماعت احمدیہ سے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہیں

[illegible]

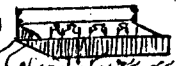

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفے سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب جوہر

... مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ایک بکس جس کا جوہر کی چار دن ... بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سرتے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۶ خوراک چار شیشیاں ... مرد اور عورت لڑکے اور لڑکیاں سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرایتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ ... استعمال کنندہ کو سفیہ طاعون ہیضہ ... بخار بحش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے آتشک سوزاک گٹھیہ خارشت داد اگوت ... سفید داغ جذام کوڑھ ناسور ... بواسیر ... وغیرہ کل فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۲۴ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین کے بکس میں مقفل کر کے معہ کنجی و کاغذ طریق استعمال کے خریدار کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس ... محصولڈاک ایک روپیہ ...

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

... اور تمام مفید دواؤں اور میووں کو ست اور جوہر کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ اور ہاضم غذا ... جگر ... خون صالح پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور ... طحال اور بخار یا ورم جگر ... صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں ... نمک کے استعمال سے ... امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی ... خوراک ... اسے معمولی نمک سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے ... اسہال ... درد گردہ ... سوداوی امراض ... سفید داغ ... قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش و بشاش رکھتا ہے ... حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال ... اکسیر حیات ... مقوی معدہ ... کمزوری ...

طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون التقویت ... طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ... قیمت فی بکس ... محصولڈاک ...

گنج کی اکسیر دوا یعنی روغن وجاع ...

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری ... آنکھوں کی تمام بیماریاں دفع کر کے ... قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ...

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن ... دانت اور آنکھ انسان دونوں کی زندگی کا مزا ہے ... قیمت فی ... محصولڈاک ...

علاوہ ازیں آتشک سوزاک جریان بخش اسہال کھانسی ... بواسیر ... سفید داغ داد ... کی دوائیں ... اس دواخانہ میں موجود ہیں ... تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ... فہرست ... اس دواخانہ کی ... مفصل حالات ... طریق استعمال ...

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل حال متصل گنج شہر بنارس۔ نوٹ ... ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے ...

کارخانہ احمدی احت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ شہرت ... بلحاظ قدامت اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر ... وغیرہ لوازمات استعمال سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش ... کارخانہ انجام رسالے ... بطور نمونہ ... طلب کریں۔

اکو محمد ... ان عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی ... واسطے ... ایک دوا ... کارڈ ... (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ ... خون میں ... جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید ... اکسیر ... حب ... (نخل مراد) ... طلب ... دماغ و معدہ ... اعضاء ... تقویت ... قیمت ...

المشتہر حکیم ... افراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ ... ضلع دہلی

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل ... مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی ... تیل ... سفید ... قیمت ...

المشتہر مہتمم کارخانہ ... قنوج

... شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر ... کے اہتمام سے ... شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

چہ گویم باتو گرائی چیا در قادیان مبنی | دوا مبنی شفا مبنی غرض دار الامان مبنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے ۵ (۲) خواص معاونین سے ۷ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگون سے ۲

نمبر ۱۸ || قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ || جلد ۹

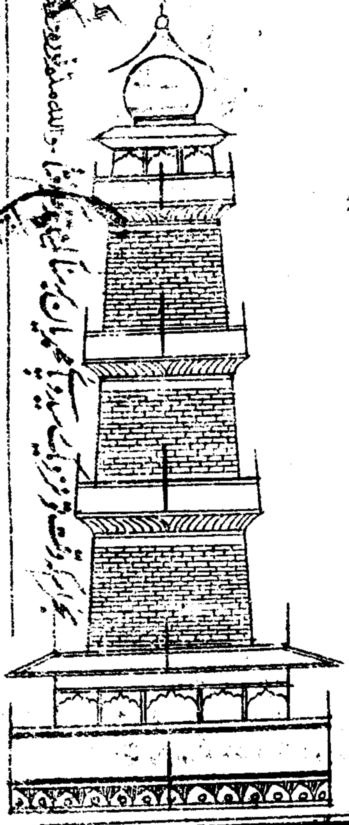

فہرست مضامین

امور منزلیہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں اپنے تیسرے لڑکے کی ولادت کی خبر لکھ چکا ہون۔ اس ولادت پر الحکم کے سرپرستون اور میرے مخدوم احباب نے جسقدر مبارکباد کے خطوط لکھے ہیں اور میری خوشی میں اظہار مسرت کیا ہے میں یکجائی طور پر ان سب کی مہربانیون کا شکر گذار ہون۔ اور دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء کو عقیقہ اور ختنہ کر دیا گیا بچہ کا نام حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **یوسف علی** کہا ہے خدا کرے کہ یہہ بچہ اسم بامسمی ثابت ہو۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح **صدیق** اور **محسن** ہو اور علی رضی اللہ عنہ کیطرح باب العلم ہو۔ آمین۔ میرے ایک محب صادق نے اپنی جودت طبع سے تاریخی نام **نظیر الاسلام** لکھ بھیجا ہے۔ یہ نام فی الحقیقت بے حقیقت ہیں اگر انمین وہ روح اور برکت پیدا نہو جو ان نام سے ہویدا ہے اسلئے میں پھر ایک بار اپنے سرپرستون اور احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہون۔ خاکسار یعقوب علی عفی اللہ عنہ

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت مسیح موعود اور بزرگان ملت کی خیریت کی خبر سلسلہ عالیہ کیلئے ہر طرح مبارک اور خوش کن ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ ہی میں بدستور سابق رونق افروز ہیں۔

۲۔ جدید مہمانون میں سے مخدومی مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب منشی سردار خان صاحب اور دیگر احباب گوجرانوالہ و منشی محمد دین صاحب مراد آبادی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ آپ کئی روز سے آئے ہوئے ہیں اور کئی دنون تک یہان صحبت سے حصہ لینے کے آرزومند۔ اللہ تعالیٰ دیگر احباب کو بھی ایسی توفیق دے۔ آمین۔

۳۔ ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء کو ناگہ وقت ایک خفیف سا زلزلہ آیا۔

۴۔ اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل کلام الٰہی نازل ہوا۔

تازہ رویا و کشوف

۱۹۰۵ء

۲۰ مئی۔ صدقنا الرؤیا انا کذالک نجزی المتصدقین۔

۲۴ مئی۔ (۱) زمین تہ و بالا کر دی (۲) انی مع الافواج آتیک بغتۃ (۳) لنگر اٹھا دو۔

فرمایا پہلے الہام کی تائید میں گھر میں بھی ایک رویا ہوئی تھی

۱۔ ۲۴ مئی کو بیان کیا کہ کئی روز ہوئے جب اسحاق بیمار تھا تو دیکھا ہوں کہ بہت سے خوار جانور لمٹے دہنگے ہیں اور پاس ہی ایک مردار پڑا ہوا ہے۔ رویا کے بعد اس جگہ کو بدل دیا وہ معاً اچھا ہو گیا۔ پہلے اس کے متعلق الہام ہوا تھا سلام قولاً من رب رحیم۔

۲۔ رویا میں دیکھا کہ زینب نام ایک خادمہ لڑکی ساتھ ہے اور اس کنوئین کیطرف جو باغ کے جنوبی مغربی کونے پر ہے میں گیا ہون تو کہتا ہون کہ ایسے کنوئین سے دور رہنا چاہیے زلزلہ کے وقت ایسے کنوئین خطرناک ہوتے ہیں۔ ایسا نہو کہ زمین کے اندر یہ کنوئین

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ذکر کر چکا ہون کہ الحکم کے ذریعہ میں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کل اشتہارات یکجا کر دونگا ان اشتہارات میں بعض اشتہار ایسے ہونگے جنکی خبر بھی بعض خاص حضرات کے کسی اور کو نہ ہوگی۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے میں انکے بہم پہنچانے میں ایک حد تک کامیاب ہو گیا ہون۔ یہہ سلسلہ الحکم کے پہلے صفحہ پر جاری رہیگا۔ اسطرح الحکم کے خریدارون کے پاس ایک وہ عظیم الشان کتاب ہوگی جو اگر جداگانہ چھاپی جاوے تو تین چار روپیہ سے کم قیمت کی نہوگی میں یہ بھی تمام احمدیون کو اطلاع دیتا ہون کہ اگر انکے پاس ۱۸۹۰ء سے پہلے کا کوئی اشتہار ہو تو اسکا عنوان اور تاریخ اشاعت مجھے لکھ بھیجیں تاکہ اگر میرے پاس نہو تو اسے منگوالوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو اسکی نقل بھیجدیا کریں حتی الوسع ایک اشتہار ہفتہ وار درج ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ ایڈیٹر۔

اشتہار پانسو روپیہ

اشتہار ہذا اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ ۷ دسمبر ۱۸۹۵ء کی کیسری ہندوستان وغیرہ اخبارون میں لائق فائق آریہ سماج والون نے بابتہ روحون کے اصول اپنا یہ شائع کیا ہے کہ ارواح موجودہ بے انت ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ پرمیشور کو بھی انکی تعداد معلوم نہیں اسی واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہتے ہیں اور پاتے رہیں گے مگر کبھی ختم نہیں ہونگے۔ دیدا اسکے ہم نے ۹ فروری سے ۹ مارچ تک سفیر ہند کے پرچون میں بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اصول مذکورہ سراسر غلط ہے

ایسا بطور اتمام حجت کے یہ اشتہار تعدادی پانسو روپیہ جواب الجواب باوا نارائن سنگھ صاحب سکرٹری آریہ سماج امرتسر کے تحریر کرکے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہون کہ اگر کوئی صاحب آریہ سماج والون میں سے بپابندی اصول مذکور اپنے کل دلائل مندرجہ سفیر ہند و دلائل مرقومہ جواب الجواب شمولہ اشتہار ہذا کے توڑ کر یہ ثابت کر دے کہ ارواح موجودہ سوا چار ارب کی مدت میں کل دورہ اپنا پورا کرتے ہیں بے انت ہیں اور الیشور کو تعداد انکا نامعلوم رہا ہوا ہے تو میں اسکو مبلغ پانسو روپیہ نقد بطور انعام کے دونگا اور درصورت توقف کے شخص مثبت کو اختیار ہوگا کہ بمد دعدالت اختیار کرلے لیکن واضح رہے کہ اگر کوئی صاحب سماج مذکور میں سے اس اصول سے منکر ہو تو صرف انکار طبع کرانا کافی نہوگا۔ بلکہ اسصورت میں بتصریح لکھنا چاہیے کہ پھر اصول کیا ہوا آیا یہ بات ہے کہ ارواح ضرور کسی دن ختم ہو جائینگے اور تناسخ اور دنیا کا ہمیشہ کیواسطے خاتمہ ہوگا یا یہ اصول ہے کہ خدا اور روحون کو پیدا کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ بعد مکتی پانے سب روحون کے پھر ایشور ان نہین مکتی یافتہ روحون کو کیڑے مکوڑے وغیرہ مخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجدے گا یا یہ کہ ارواح اگرچہ بے انت نہیں اور تعداد انکا کسی حد و معین میں منحصر ہے۔ مگر پھر بھی بعد نکالے جانے کے باقی ماندہ اوتنے کے اوتنے ہی بنے رہتے ہیں نکتی والونکی جماعت جنمین یہ تازہ مکتی یافتہ جا ملتے ہیں۔ اس بالائی آمدن سے پہلے کچھ زیادہ بن جاتے ہیں۔ اور نہ یہ جماعت جسے کسی قدر ارواح نکل گئے بعد اس خرچ کے کچھ کم ہونے پاتی غرض جو اصول ہو بہ تفصیل مذکورہ مفصل لکھنا چاہیے۔

المشتہر مرزا غلام احمد رئیس قادیان عفی عنہ ۲ ملیچ ۱۸۹۶ء

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

زمیندار ایسوسی ایشن

منشی سراج الدین احمد نے اخبار زمیندار کے اجرا سے زمینداروں پر جو احسان کیا ہے وہ بھی کچھہ کم شکرگذاری کے قابل نہیں اب منشی صاحب موصوف نے زمینداروں کے بہبود اور سود کی خاطر کرم آباد ضلع گوجرانوالہ مین ۲۵ و ۲۶ - جون ۱۹۰۵ء کو ایک زمیندار ایسوسی ایشن کا اجلاس کرنا چاہا ہے - یہ ایسوسی ایشن زمینداروں کی وکیل ہوگی اور زمینداروں کی ضروریات اور جائیز شکایتوں کو گورنمنٹ تک پہونچائے گی - یہہ ایسوسی ایشن کسی قوم یا فرقہ سے مخصوص نہ ہوگی ہان زمینداروں سے مخصوص ہوگی جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہین وہ ۱۵ - روز پہلے ایڈیٹر صاحب کو اطلاع دین فرد کشی اور مہمانداری کا کل انتظام منشی صاحب موصوف اپنے خرچ سے کرینگے مین انکی اس مفید اور کار آمد تحریک پر انہین مبارکباد دیتا ہون اور انکی کامیابی کا آرزومند ہون -

دل کیون سخت ہوگئے ہین ؟

کانگڑہ دہلی ۴ - اپریل کے زلزلہ سے جسقدر تباہ ہوئی ہے اور جو عبرتناک نظارہ وہان موجود رہا ہے اسکو دیکھنے والے چاہیئے تو یہ تہا کہ خدا تعالیٰ کی اس قہری تجلی سے اسقدر متاثر ہوتے کہ انکی زندگیون مین ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوجاتا وہ اپنے چال چلن اور رویہ کا وہ نمونہ دکہاتے جس سے دیکھنے والون کو معلوم ہوتا کہ فی الحقیقت وہ خدا تعالیٰ کے انتقام اور غضب کی کیفیون سے متاثر دل رکہتے ہین مگر نہین معلوم ابہی کیا ہونے والا ہے کیونکہ جو خبرین کانگڑہ سے آرہی ہین وہ سخت حیرت افزا ہین - معلوم ہوا ہے کہ جو قلی کام کرنے کے لئے وہان بہیجے گئے ہین باوجودیکہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کے آثار وہان دیکھتے رہے ہین لیکن انہون نے باوجود ڈبل مزدوریان لینے کے مفلوک زلزلہ زدگان کا مال مارنے سے بہی پرہیز نہین کیا - یہہ گری ہوئی حالت اور نوع انسان کے ساتہہ ظالمانہ برتاو کیا ظاہر کرتا ہے ؟ یہی کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے وجود پہ ایمان نہین ورنہ اگر سچا یقین ہو - اور ایمان موجود ہو تو یہہ وقت ہمدردی اور خدا ترسی کا ہے یا ایسی کمینہ حرکات اور بے حیائیون کا - اہل ملک یقین کرین یا نہ کرین لیکن مین ظاہر کرنا اپنا فرض سمجہتا ہون کہ جب کہ ملک کی ایمانی حالت یہانتک تنزل ہوچکی ہے گناہ کیلئے اسقدر جراءت اور دلیری پیدا ہورہی ہے پہر بھی اگر کسی **ایمان بخش** اور **خدا نما** وجود کی ضرورت نہین تو پہر کبہی بہی کوئی ضرورت نہین ہوسکتی ؟ مگر یاد رکہو کہ ضرورت ہے اور وہ اپنے وقت پر **ضرورت حقہ** کے ساتہہ آچکا ہے سعادتمند اس سے فائدہ اٹھاتے ہین شپرک سیرت اس کے وجود سے انکار کرتے اور تاریکی مین مارے مارے پہرتے ہین -

تعصب ہے یا جہالت

تعصب بجائے خود ایک ایسی تاریکی دماغ پر پیدا کرتا ہے کہ وہ عقل و فکر کی قوتون کو محض بیکار کر کے جاہل بنا دیتا ہے اخبارات مین کانگڑہ کے کسی سادہو کا قصہ چہپ رہا ہے کہ اسنے زلزلہ کے آنیکی خبر دی تہی - مین اس بات کو تعجب کی نظر سے نہین دیکہتا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندہ کو ایسی اطلاع وہان دیدی ہو - لیکن تعجب اس امر پر آتا ہے کہ ایک غیر معروف سادہو (جسکے صحیح حالات ابہی تک شائع نہین ہوئے) کی بات کو تو یقین کے درجہ تک پہونچایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک **مامور** ایک بات کہتا ہے جو پورے یقین اور **وثوق** پر مبنی ہے سالہا سال پہلے سے چہپی ہوئی موجود ہے اسپر ہنسی اڑائی جاتی اور اخبارون کے کالم کے کالم سیاہ کرنا ملک کی خدمت سمجہا جاتا ہے - تعجب ! اگر یہ جہالت نہ ہوتی تو یہ لوگ حقیقی خیرخواہ کو دشمن نہ سمجہتے - کیا وہ شخص جو کسی کو خبر دے کہ میان تیرے گہر مین آگ لگی ہوئی ہے اسے بجہا لے اسکا بدخواہ سمجہا جاوے گا یا حقیقی بہی خواہ !

موت

اگر تو موت کو اپنا دوست خیال کرے تو تجہکو اسکی خاطر اور مہمانداری کے سامان کی فکر لازم ہے اور اگر تو اسکو اپنا دشمن سمجہے تو اسکی تکلیفات سے بچنے کی تدبیرین واجب ہین

آفتاب ہند

عجیب جدت

پوپ روم کے کتب خانہ مین ایک رسالہ سانپون کے متعلق تین سو فیٹ لمبا اور ایک فیٹ چوڑا ہے جو ایک سانپ کی تین سو فیٹ لمبی آنت پر لکہا گیا ہے -

شفاخانہ فضل رحمانی

آج کے اخبار کے بہرہ اشتہارات مین شفاخانہ فضل رحمانی کا اشتہار میرے محترم بہائی مفتی فضل رحمن صاحب کیطرف سے شائع ہوا ہے حضرت حکیم الامۃ کی تصدیق کے بعد کچہہ ضرورت نہین ہے کہ مین مفتی صاحب کے متعلق کچہہ عرض کرون - البتہ اسقدر کہنا ضروری سمجہتا ہون کہ جو لوگ کسی قسم کی دوائی کی ضرورت سمجہتے ہون وہ مفتی صاحب کے تجربہ سے ضرور فائدہ اٹھائین کیونکہ اس طریق پر وہ مفتی صاحب کے ذریعہ حکیم الامۃ کے تجربات سے فائدہ اٹہائین گے جنکے تیار کرنے کا مفتی صاحب نے انتظام کیا ہے -

تحفۃ المشتاقین

اس نام کا ایک مجموعہ سید عبدالحی عرب صاحب نے حال مین ٹائیٹل سمیت چودہ صفحون پر شائع کیا ہے - یہہ پنجابی سی حرفی قصیدہ اور کافین وغیرہ کا مجموعہ ہے - قیمت صرف ۲ - ہے - عرب صاحب موصوف سے مل سکتا ہے - پنجابی زبان مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت اور آپ کی صداقت کے اظہار کا بہت اچہا ذریعہ ہے -

پیسہ اخبار کو مبارک ہو

لاہور مین ۲۲ - مئی کو دو دفعہ زلزلہ کے دہکے لگے پیسہ اخبار اور اس کے دوستون کو مبارک ہو جو کہتے تہے کہ لاہور وغیرہ مین کوئی زلزلہ نہین آئیگا - یہہ ابتداء عشق ہے - خدا تعالیٰ کا کون مقابلہ کرسکتا ہے اور اسکے علم کا کون احاطہ کرسکتا ہے ؟

پیسہ اخبار اور انجمن حمایت اسلام

پیسہ اخبار کی پالیسی کا پتہ لگانا جسقدر سہل ہے اسی قدر مشکل بہی ہے اگر اسکے فائلون کی پڑتال کی جاوے تو جسقدر رنگ اسنے بدلے ہوئے ہین ان سب کا نقشہ عیان ہوجاتا ہے - ایک زمانہ تہا کہ پیسہ اخبار انجمن حمایت اسلام کا بڑا مداح اور پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اور مینیجر ہر جلسہ مین نئی تجویزین پیش کرنے کے آرزومند رہا کرتے تہے جب سے کہ انجمن حمایت اسلام کی انتظامی کمیٹی مین بعض نئی روشنی کے نوجوانون نے اپنا دست تصرف دراز کرنا چاہا ہے اور ان لوگون کو (جنکی محنت اور مساعی جمیلہ سے انجمن اس پایہ تک پہونچی ہے) اپنی خود غرضیون کا شکار کرنا چاہا ہے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے بہی مخالفت کا ٹہیکہ لے لیا ہے اور ہر قسم کے غلط اور بے جا اعتراض انجمن کے کارکنون اور اسکے مقاصد پر کرنے شروع کر رکہے ہین - امسال سالانہ جلسہ کی تقریب پر اس مخالف پارٹی نے جو روس اور جاپان کی لڑائی کے نقشے دکہائے وہ میرے اپنے مذاق پر تو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ جری کی پیشگوئی کو پورا کر نیوالا تہے یعنی

مفتی الفونیں مین بہیونچال

لیکن باین ہمہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے سخت افسوس ہوا - اس مخالف پارٹی کا نام فرقہ اصلاح طلب رکہا گیا ہے جو سراسر بے محل ہے اگر یہ فرقہ محض اصلاح طلب ہوتا تو اس طرح مخالفت کا اکہاڑہ نہ جماتا -

ہرچند مین اپنے مذاق پر انجمن مین بعض باتون کی کمی پاتا ہون لیکن مین اس سے کبہی انکار نہین کرنا چاہتا کہ جسقدر انجمن سے ہوسکتا ہے وہ نوجوان مسلمانون کو دینیات سے واقف کر کے موجودہ زہریلے فلسفہ سے بچانا چاہتی ہے اور اب انجمن کی باگ ڈور وہ لوگ ہاتہہ مین لینا چاہتے ہین جنکا **اسلام** بجائے خود ایک ایسا **اسلام** ہے جسکے بانی وہ آپ ہین - اگر کالج یا انجمن کا انتظام ان لوگون کے ہاتہہ مین دیا جاوے تو کیا پہر یہ لوگ وہی اصلاحین نہ کرین گے جو **ریفارمر** کے ذریعہ **شریعت اسلام** اور **قرآن کریم** مین کرنا چاہتے ہین - ہر مسلمان ایسے امور مین جو مسلمانون سے تعلق رکہتے ہین رائے دینے کا مجاز ہے پس مسلمان اگر اسلام کی کچہہ بہی خیر منانا چاہتے ہین اور انجمن حمایت اسلام کے کارکنون کو حمایت اسلام کی کچہہ بہی غیرت ہے تو وہ ہرگز اس شور و پکار کی جو مخالف پارٹی کر رہی ہے پروا نہ کرین - اور ہرگز ہرگز انکو انتظامی معاملات مین دخل نہ دین کالج رہے یا جائے یہہ مسلمانون کے اپنے سوچنے کا سوال ہے لیکن تم کالج کو ان ہاتہون مین دیکر جو اسلام کو ایک نیا اسلام بنا دینا چاہتے ہین اور اسلام کو عیسائیت کے قالب مین لانا چاہتے ہین - اسلامیہ کالج کی بجائے کوئی اور کالج نہ بناؤ + اخلاقی جراءت سے کام کرو + **اصلاح طلب فرقہ** کالج کی اصلاح نہین چاہتا وہ تو سرے سے **اسلام** کی اصلاح کا خواہشمند ہے اگر کسی کو شک ہے تو ان تحریرات کو پڑہے جو اوریئنٹل میان شاہ دین صاحب اور مسٹر دلاور حسین صاحب وغیرہ کیطرف سے نکلی ہین - غرض مسلمانونکو مطلع رہنا چاہیئے کہ پیسہ اخبار کو حق کے ساتہہ ایک خاص دشمنی معلوم ہوتی ہے سلسلہ عالیہ کی مخالفت بہی وہ اسی تعصب کی وجہ سے کرتا ہے جو اسکو حق کے ساتہہ ہے ورنہ انجمن حمایت اسلام کی مخالفت ان لوگون کے مقابلہ مین کیا معنی رکہتی ہے جو اسلام کی ترمیم کرنا چاہتے ہین - انجمن حمایت اسلام کے خلاف جسقدر آرٹیکل اسنے لکہے ہین ان

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جو اس سورہ مبارکہ میں خواص روحانی ہیں وہ بھی ایسے اعلیٰ و حیرت انگیز ہیں جنکو طالب حق دیکھکر اسبات کے اقرار کے لئے مجبور ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ قادر مطلق کا کلام ہے چنانچہ منجملہ اُن خواص عالیہ کے ایک خاصہ روحانی سورۂ فاتحہ میں یہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز سے اُسکو ورد کر لینا اور اسکی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجھکر اپنے دل میں قایم کر لینا تنویر باطن میں نہایت دخل رکھتا ہے یعنی اوس سے انشراح خاطر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دور ہوتی ہے اور حضرت مبدء فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہوجاتے ہیں اور قبولیت الٰہی کے انوار اُسپر احاطہ کر لیتے ہیں یہانتک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز ہو جاتا ہے اور کشوف صادقہ اور الہامات واضحہ سے تمتع تام حاصل کرتا ہے اور حضرت الوہیت کے مقربین میں دخل پالیتا ہے اور وہ وہ عجائبات القاء غیبی اور کلام لاریبی اور استجابت ادعیہ اور کشف مغیبات اور تائید حضرت قاضی الحاجات اُس سے ظہور میں آتی ہیں کہ جنکی نظیر اُسکے غیر میں نہیں پائی جاتی اگر مخالفین اس سے انکار کریں اور غالباً انکار ہی کریں گے تو اسکا ثبوت اس کتاب میں دیا گیا ہے اور یہ احقر ہر یک طالب حق کی تسلی کرنے کو طیار ہے اور نہ صرف مخالفین کو بلکہ اسمی اور رسمی موافقین کو بھی جو بظاہر مسلمان ہیں مگر محجوب مسلمان اور قالب بے جان ہیں جنکو اس پُر ظلمت زمانہ میں آیات سماویہ پر یقین نہیں رہا اور الہامات حضرت احدیت کو محال خیال کرتے ہیں اور از قبیل اوہام و وساوس قرار دیتے جنہوں نے انسان کی ترقیات کا نہایت تنگ اور منقبض دائرہ بنا رکھا ہے کہ جو صرف عقلی اٹکلوں اور قیاسی ڈھکوسلوں پر ختم ہوتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالے کو بھی نہایت درجہ کا کمزور و ضعیف سا خیال کر رہے ہیں سو یہ عاجز ان سب صاحبوں کی خدمت میں بادب تمام عرض کرتا ہے کہ اگر ابتک تاثیرات قرآنی سے انکار رہے اور اپنے جہل قدیم پر اصرار ہے تو اب نہایت نیک موقعہ ہے کہ یہ احقر خادمین اپنے ذاتی تجارب سے ہریک منکر کی پوری اطمینان کر سکتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ طالب حق منکر اس احقر کیطرف رجوع کریں اور جو جو خواص کلام الٰہی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اسکو بچشم خود دیکھ لیں اور تاریکی اور ظلمت میں سے نکلکر نور حقیقی میں داخل ہوجائیں - ابتک تو یہ عاجز زندہ ہے مگر وجود خاکی کی کیا بُنیاد اور جسم فانی کا کیا اعتماد پس مناسب ہے کہ اس عام اعلان کو سُنتے ہی احقاق حق اور ابطال باطل کیطرف توجہ کریں تا اگر دعوی اس احقر کا بپایۂ ثبوت نہ پہونچ سکے تو منکر اور روگردان رہنے کے لئے ایک وجہ موجّہ پیدا ہو جائے لیکن اگر اس عاجز کے قول کی صداقت جیسا کہ چاہئے بپایۂ ثبوت پہونچ جائے تو خدا سے ڈر کر اپنے باطل خیالات سے باز آئیں اور طریقہ حقہ اسلام پر قدم جماویں تا اس جہان میں ذلت اور رسوائی سے اور دوسرے جہان میں عذاب اور عقوبت سے نجات پاویں سو دیکھو اے بھائیو اے عزیزو اے خلا سعرو اے پنڈتو اے پادریو اے آریو اے نیچریو اے برہمو دہرم والو کہ میں اس وقت صاف صاف اور علانیہ کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی کو شک ہو اور خاصہ مذکورۂ بالا کے ماننے میں کچھ تامل ہو تو وہ بلا توقف اس عاجز کی طرف صبوری اور صدق دلی سے کچھ عرصہ تک صحبت میں رہ کر بیانات مذکورۂ بالا کی حقیقت کو بچشم خود دیکھ لے ایسا نہ ہو کہ اس ناچیز کے گذرنے کے بعد کوئی نامنصف کہے کہ کب مجھ کو کھولکر کہا گیا تا میں اس جستجو میں پڑتا کب کسی نے اپنی ذمہ داری سے دعوی کیا تا میں ایسے دعوے کا ثبوت اوس سے مانگتا سواے بھائیو اے حق کے طالبو ادہر دیکھو کہ یہ عاجز کھولکر کہتا ہے اور اپنے خدا پر توکل کر کے جسکے انوار دن رات دیکھ رہا ہے اس بات کا ذمہ دار بنتا ہے کہ اگر تم دلی صدق اور صفائی سے حق کے جویان اور خواہان ہوکر صبر اور ارادت سے کچھ مدت تک اس احقر کی صحبت میں زندگی بسر کرو گے تو یہ بات تم پر بدیہی طور پر کھل جائیگی کہ فی الحقیقت وہ خواص روحانی جنکا اس جگہ ذکر کیا گیا ہے سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں سو کیا مبارک وہ شخص ہے کہ جو اپنے دل کو تعصب اور عناد سے خالی کر کے اور اسلام کے قبول کرنے پر مستعد ہو کر اس مطلب کے حصول کے لئے بصدق و ارادت توجہ کرے اور کیا بد قسمت وہ آدمی ہے کہ اسقدر انکشاف باتیں سُنکر پھر بھی نظر اوٹھا کر نہ دیکھے اور دیدہ و دانستہ خدا تعالے کی لعنت اور غضب کا مورد بن جاوے مرگ نہایت نزدیک ہے اور بازی اجل سر پر ہے اگر جلد تر خدا سے ڈر کر اس عاجز کی باتوں کیطرف نظر نہیں کرو گے اور اپنی تسلی اور تشفی حاصل کرنے کے لئے صدق اور ارادت سے قدم نہیں اُٹھاؤ گے تو میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا ہی انجام نہ ہو جیسا پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا کیونکہ اس احقر نے اونکو اون کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کیطرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور اونکے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے اُنپر ظاہر کیا اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے بادب تمام اونپر ثابت کر دیا کہ دہریوں کے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا تعالے کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اُسکو خالق اور رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم یہانتک کہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو اوسکا شریک ٹہراتے ہیں اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اوس کے برابر سمجھتے ہیں اگر انکو کہو کہ کیا تمہارا پرمیشر کوئی روح پیدا کر سکتا ہے یا کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دے سکتا ہے اور بار بار کتا بلا بننے سے بچا سکتا ہے یا اپنے کسی محبّ خالص کی توبہ قبول کر سکتا ہے تو ان سب باتوں کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہیں اوسکو یہ قدرت ہی نہیں کہ ایک ذرہ اپنی طرف سے پیدا کر سکے اور نہ اوسمیں یہ رحمیت ہے کہ کسی اوتار یا کسی رکھی منی کو یا کسی ایسے کو بھی کہ جسپر وید اُترا ہو ہمیشہ کے لئے نجات دے اور پھر اوسکا مرتبہ ملحوظ رکھکر مکتی خانہ سے باہر دفعہ نہ کرے اور اپنے اوس پیارے کو جسکے دل میں پرمیشر کی پریت اور محبت رچ گئی ہے بار بار کتا بلا بننے سے بچاوے -

مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگوں اور اوتاروں وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک یہی انکا ظن رہا کہ گو کیسا ہی اوتار ہو رامچندر ہو یا کرشن ہو یا خود وہی ہو جسپر وید اوترا ہے پرمیشر کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ اوسپر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بنا کر پھر بھی اونہیں کو کیڑے مکوڑے ہی بناتا رہے گا وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اوسکو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ اوسمیں خود بخود بنانے کی ذرہ طاقت نہیں - یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تہا جسکو پُر زور دلائل سے رد کر کے پنڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تہا کہ خدا تعالےٰ ہرگز ادہورا اور ناقص نہیں بلکہ مبدء ہے تمام فیضوں کا اور جامع تمام خوبیوں کا اور مستجمع ہے جمیع صفات کاملہ کا اور وحدہٗ لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور معبودیت میں اور پہر اس کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیت دین اسلام سے بدلائل واضح اونکو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے ایک معقولی دلائل جن سے اصول حقہ اسلام کی دیوار [illegible] کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں دوسری آسمانی آیات و ربانی تائیدات اور [illegible] مکاشفات اور روحانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتے ہیں جن سے حقیقی نجات ایسے جہان میں سچے ایماندار کو ملتی ہے یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز نہیں پائے جاتے اور نہ اونکو طاقت ہے کہ اس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں لیکن [illegible] میں وجود اسکا متحقق ہے سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوتوں میں سے کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آکر اپنی [illegible] کر لینی چاہیے اور یہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپکی آمد و رفت کا اور نیز واجبی خرچ خوراک کا ہمارے ذمہ رہیگا اور وہ خط اون کے بعض آریوں کو بھی دکھلایا گیا اور دونوں رجسٹریوں کی اون کی دستخطی رسید بھی آگئی پر انہوں نے بوجہ دنیا اور ناموس دنیوی کے باطن سے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی یہانتک کہ جس دنیا سے اونہوں نے پیار کیا اور ربط بڑہایا تہا آخر بصد حسرت اوسکو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار سے بہ مجبوری جدا ہو کر اس دار الفنا سے کوچ کر گئے اور بہت سی غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کفر کے پہاڑ اپنے سر پر لے گئے اور سفر آخرت کی خبر بھی کہ جو اونکو ۳۰ - اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیش آیا تخمیناً تین ماہ پہلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دیدی تہی چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بتلا بھی دی گئی تہی خیر یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ہے اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اس مسافر خانہ کو چھوڑنے والا ہے مگر یہ افسوس ایک بڑا واقعہ ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا [illegible] ہدایت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو انکی [illegible]

مگر وہ باوجود ... اس طرح ظاہر کی ہدایت پانے سے انہیں ... روشنی اسطرف انکو بلایا گیا مگر انہوں نے محبت دنیا کی وجہ سے اوس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پانو تک تاریکی میں پھنسے رہے ایک بندہ خدا نے بارہا انکو انکی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر انہوں نے اوس کی طرف قدم بھی نہ اوٹھایا اور یوں ہی عمر کو بیجا تعصبوں اور نخوتوں میں ضائع کر کے حباب کیطرح ناپدید ہو گئے حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کا اول نشانہ وہی تھے اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ براہین احمدیہ بھی اون کے لئے اعلان چھپوایا گیا مگر اون کی طرف سے کبھی صدا نہ اٹھی یہانتک کہ خاک میں یار الہی جا ملے۔

سوائے بہائیو انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو اور اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو سچی نجات کو ڈہونڈہو نا اسی جہان میں اوسکی برکتیں پاؤ۔ سچی اور حقیقی نجات وہی ہے جسکی اس جہان میں برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور خادر قوی کا وہی پاک کلام ہے کہ اسی جگہ طالبوں پر آسمانی راہ کہولتا ہے سو اپنے آپکو دہوکا مت دو اور جس دین کی حقیقت اسی دنیا میں نظر آرہی ہے اوس پاک دین سے روگردان ہو کر اپنے دلپر تاریکی کا دہبہ مت لگاؤ ہاں اگر مقابلہ اور معارضہ کرنے کی طاقت ہے تو اسی سورۂ فاتحہ کے کمالات کے مساوی کوئی دوسرا کلام پیش کرو اور جو کچھ سورۂ فاتحہ کے خواص روحانی کی بابت اس عاجز نے لکھا ہے وہ کوئی سماعی بات نہیں ہے بلکہ یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے ہم اس قدر عجائبات اس سورۃ کے پڑہنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر ومنزلت معلوم ہوتا ہے اس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اوس کے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اس درجہ تک پہونچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقت منکشف ہوئیں اور ہر ایک مشکل کیوقت اسکے پڑہنے کیحالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رویا صادقہ یاد ہے کہ جو اب تک اس عاجز سے ظہور میں آچکے اور صبح صادق کے کہلنے کی طرح پوری بہی ہو چکی ہیں اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیت دعا کے آثار نمایاں ایسے نازک موقعوں پر دیکھے گئے جن میں بظاہر کوئی صورت مشکل کشائی کی نظر نہیں آتی تہی۔ اور اسی طرح کشف قبور اور دوسرے انواع و اقسام کے عجائبات اسی سورہ کے التزام ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ

اگر انکو اون کے باپ دادوں کا کسی پادری یا پنڈت کے ... تو بیاعث خوف دنیا یہ قطع تعلق کر کے اسلام کے قبول کرنے کے لئے مستعد اور آمادہ ہو جائے اسی طرح بذریعہ الہامات صادقہ کے جو پیشگوئیاں اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہیں جنمیں سے بعض پیشگوئیاں مخالفوں کے سامنے پوری ہو گئی ہیں اور پوری ہوتی جاتی ہیں اسقدر ہیں کہ اس عاجز کے خیال میں دو انجیلوں کی ضخامت سے کم نہیں اور یہ عاجز بطفیل متابعت حضرت رسول کریم مخاطبات حضرت احدیت میں اسقدر عنایات پاتا ہے کہ جسکا کچھ تہوڑا سا نمونہ حاشیہ در حاشیہ نمبر تین کے عربی الہامات وغیرہ میں لکھا گیا ہے خداوند کریم نے اوسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقایق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ~

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اب وہ واعظان انجیل اور پادریان گم کردہ سبیل کہاں اور کدھر ہیں کہ جو پرلے درجہ کی ہٹ دہرمی کو اختیار کر کے محض کینہ اور عناد اور شیطانی سیرت کی راہ سے عوام کالانعام کو یہ کہکر بہکاتے تہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی سو اب منصفان حق پسند خود سوچ سکتے ہیں کہ جبکہ حالت میں حضرت خاتم الانبیاء کے ادنی خادموں اور کمترین چاکروں سے ہزارہا پیشگوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ تو پھر کسقدر بیحیائی اور بیشرمی ہے کہ کوئی کور باطن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے انکار کرے اور پادریوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے بارہ میں اس وجہ سے فکر پڑی کہ توریت کتاب استثنا باب ہژدہم آیت بست و دوم میں سچے نبی کی یہ نشانی لکھی ہے کہ اوس کی پیشگوئی پوری ہو جائے سو جب پادریوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا خبریں قبل از وقوع بطور پیشگوئی فرمائی ہیں اور اکثر پیشگوئیوں سے قرآن شریف بہی بہرا ہوا ہے اور وہ سب پیشگوئیاں اپنے وقتوں پر پوری بہی ہو گئیں تو اون کے دل کو یہ دہڑکا

شروع ہوا کہ ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے اور بایں ہمہ اپنا نظر ناسمجہی کہ جو کچھ توریت میں یعنی کتاب استثناء باب ۱۸ و ۲۲ آیت میں سچے نبی کی نشانی لکھی ہے وہ نشانی صحیح نہیں ہے سو اس پیچ میں آکر نہایت ہٹ دہرمی سے اون کو یہ کہنا پڑا کہ وہ پیشگوئیاں اصل میں فراستیں ہیں کہ اتفاقا پوری ہو گئی ہیں لیکن چونکہ جس درخت کی بیخ مضبوط ہے اور شاخیں قائم ہیں وہ ہمیشہ پہل لاتا ہے اس جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اور دیگر خوارق صرف اسی زمانہ تک محدود نہیں تہے بلکہ اب بہی انکا برابر سلسلہ جاری ہے اگر کسی پادری وغیرہ کو شک و شبہ ہو تو اوس پر لازم وفرض ہے کہ وہ صدق اور ارادت سے اسطرف توجہ کرے پہر دیکھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں کسقدر اب تک بارش کیطرح برس رہی ہیں لیکن اس زمانہ کے متعصب پادری اگر خودکشی کا ارادہ کریں تو کریں مگر یہ امید اونسے بہت ہی کم ہے کہ وہ طالب صادق بنکر کمال ارادت اور صدق سے اس نشان کے جویاں ہوں بہرحال دوسرے لوگوں پر یہ بات واضح رہے کہ جس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات اب بہی آفتاب کی طرح روشن ہیں اور دوسرے کسی نبی کی برکات کا نشان نہیں ملتا تو اس صورت میں لازم ہے کہ ایسے متعصب اور دنیا پرست پادری کسی بازار یا کسی شہر یا گاؤں میں کسی کو برخلاف اس حق الامر کے بہکاتے نظر آویں تو یہی موقع اس کتاب کا اُن کے سامنے کھولکر رکھدیا جاوے کیونکہ یہ کتاب دس ہزار روپیہ کے اشتہار پر تالیف کی گئی ہے اور اس سے معارضہ کرنے والا دس ہزار روپیہ پا سکتا ہے پس شرم اور حیا سے نہایت بعید ہے کہ جو لوگ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں وہ پنڈت ہوں یا پادری آریہ ہوں یا برہمو ہوں وہ صرف زبان ہی طریق فضول گوئی کا اختیار رکہیں اور جو دلایل قطعیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر ناطق ہو رہی ہیں اُنکے جواب کا کچھ فکر نہ کریں۔ یہ عاجز خواہ نخواہ انکو دین اسلام کے قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا لیکن اگر مقابلہ و معارضہ سے عاجز رہیں اور جو کچھ آسمانی نشان اور عقلی دلائل حقیقت اسلام پر دلالت کر رہے ہیں اُنکی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہ کر سکیں تو پھر بہی لازم ہے کہ جہوٹ کو چہوڑ کر سچے مذہب کو قبول کر لیں۔

اب پھر ہم اپنی اصل تقریر کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جسقدر ہم نے اب تک لطائف و معارف و خواص سورۃ فاتحہ لکھے ہیں وہ بدیہی طور پر بے مثل و مانند ہیں مثلاً جو شخص ذرا منصف

بنکر اول اون صداقتوں کے اعلے مرتبہ پر غور کرے جو کہ سورۃ فاتحہ میں جمع ہیں اور پھر اون لطائف اور نکات پر نظر ڈالے جن پر سورہ محدود مشتمل ہے اور پھر حسن بیان اور ایجاز کلام کو مشاہدہ کرے کہ کیسے معانی کثیرہ کو الفاظ قلیلہ میں بہرا ہوا ہے اور پھر عبارت کو دیکھئے کہ کیسی آب و تاب رکہتی ہے اور کسقدر روانگی اور صفائی اور ملائمت اس میں پائی جاتی ہے کہ گویا ایک نہایت مصفی اور شفاف پانی ہے کہ بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور پھر اُسکی روحانی تاثیروں کو دل میں سوچے کہ جو بطور خارق عادت دلوں کو ظلمات بشریت سے صاف کر کے مورد انوار حضرت الوہیت بناتی ہیں جنکو ہم اس کتاب کے ہر موقعہ پر ثابت کرتے چلے جاتے ہیں + تو اُسپر قرآن شریف کی شان بلند جس سے انسانی طاقتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں ایسی وضاحت سے کھل سکتی ہے جس پر زیادت متصور نہیں اور اگر باوجود مشاہدہ ان کمالات کے پھر بھی کسی کور باطن پر عدیم المثالی اُس کلام مقدس کی مشتبہ رہے تو اوسکا علاج قرآن شریف نے آپ ہی ایسا کیا ہے جس سے کامل طور پر منکرین پر اپنی حجت کو پورا کر دیا ہے اور وہ یہ ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ ۲۵ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

(حاشیہ: وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین)

یعنے اگر تمہیں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے میں کچھ شک ہے تو تم اوس کے کسی سورۃ کی مانند کوئی کلام بنا کر دکھاؤ اور اگر تم بنا نہ سکو اور یاد رکہو کہ ہرگز بنا نہ سکو گے سو اوس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے طیار ہے جسکا ایندہن کافر آدمی اور اونکے بت ہیں جو نار جہنم کو اپنے گناہوں اور شرارتوں سے افروختہ کر رہے ہیں یہ قول فیصل ہے کہ جو خدا تعالے نے منکرین اعجاز قرآنی کے ملزم کرنے کے لئے آپ فرما دیا ہے اب اگر کوئی ملزم اور لاجواب رہکر پھر بہی قرآن شریف کی بلاغت بے مثل سے منکر رہے اور بیہودہ گوئی اور ژاژخائی سے باز نہ آوے تو ایسے بے حیا منقلب الفطرت کا اس دنیا میں علاج نہیں ہو سکتا اسکے لئے وہی علاج ہے جسکا خدا نے اپنے قول فیصل میں وعدہ فرمایا ہے۔

بعض شریر اور کینہ پرور آدمی جنہوں نے ضد اور نفسانیت پر مضبوطی سے قدم مار رکہا ہے اور جن کو تعصب کی تند اندہیری نے بالکل اندہا کر دیا ہے۔

(باقی آیندہ)

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالون کا جواب

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵ جلد ۹ صفحہ ۶ و ۷)

الحکم کی مذکورہ بالا اشاعت مین ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کے اعتقاد شیطانی کے وسوسہ کا ازالہ خدا کے فضل سے کر چکا ہون ماننا نہ ماننا یہ جدا امر ہے جو میرے اختیار و قدرت مین نہین ہے۔

اب دوسرا وسوسہ ان کا یہ ہے کہ قرآن شریف مین بعض آیتین منسوخ ہو گئی ہین۔ اور اس دعوی کی تائید مین وہ آیت ما ننسخ من آیۃ الی الآیۃ پیش کرتے مین ان کے جواب مین اسیقدر گذارش کرنا کافی ہے کہ یہ دعوی بلا دلیل ہے اور اسلئے ناقابل تسلیم ہے قرآن شریف کا ایک شوشہ یا آیت منسوخ نہین۔ یہ آیت تو ایک عظیم الشان آیت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسکو برخوردار خان سا نصرانی سمجھ نہین سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنی قدرت کاملہ سے مناسبت وقت اور ضرورت وقت کا کسی قوم کی نسبت خود فیصلہ کرتا ہے اور ہر ایک شئے کا اندازہ خود اپنی قدرت سے کرتا ہے زمین و آسمان مین بے انتہا تغیرات اسی کے مالکانہ تصرف سے ہوتے مین حیات اور نفرت کے اسباب جس طرح اور جسقدر وہ چاہتا ہے آپ ہی اپنے تصرف سے پیدا کرتا ہے ہر قوم اور ہر زمانہ کے تغیر حالات پر جدید سامان اسی کے دست قدرت سے ظاہر ہوتے مین سوائے اسکے اور کوئی نہین ہے جو انسانون کی ضرورتین اور وہ سامان مہیا کر دینے کا متکفل ہو سکے در اصل اس کے سلسلہ نبوت مین کوئی بھی تغیر نہین ہوتا قومون کے حالات اپنی ترقی و تنزل مین اپنے اپنے وقت اور زمانہ کی مناسبت سے اس کے اسی کلام کے نزول کا باعث ٹھیر جاتے مین جس کے وہ لائق ہوتے ہین۔ اسیطرح جب نزول قرآن کریم کے وقت اہل زمین کی طبائع جس آسمانی امر کی مستحق تھین وہی امر انکے لئے نازل کیا گیا اپنے رسول کے ذریعہ سے اپنا کلام نازل کر کے خدا تعالی نے اس تفاوت کو پورا کیا کل زمین کے رہنے والون کیلئے کامل شریعت نازل کی گئی یہ راز ہے اس آیت مین جسکو ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا مین بیان کیا گیا ہے اس آیت کی پہلی آیت سے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے یہود اور نصاری اسلام اور اسکی ترقی کو دیکھ کر اندر ہی اندر کڑہتے تھے اور یہود اپنی بداعمالیون اور سیہ کاریون کیوجہ سے مغضوب قوم ہو چکی تھی اسلئے اللہ تعالی اس آیت مین عہد نبوت کو بنی اسماعیل مین منتقل فرماتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفون کے انجام کی زبردست پیشگوئی کرتا ہے چنانچہ دیکھ لو پیشگوئی کس زور کے ساتھ پوری ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل مین چار قومین تھین مشرکین عرب، یہود، عیسائی، مجوسی۔ اب دیکھو کہ مشرکون کا کیسا نام و نشان مٹا دیا گیا ننسخ او ننسہا کا اس سے بڑھ کر اور ثبوت مطلوب ہے؟ عیسائیون کی کتاب تک کا بھی پتہ نہین ملتا کہ کس زبان مین تھی اس پیشگوئی کا بہت بڑا حصہ جو عیسائیون کے متعلق تھی مسیح موعود کے زمانے سے وابستہ تھا کیونکہ وہ لکسر الصلیب کے لئے علی المنصوص آنے والا تھا اس کا نظارہ اب دیکھ لو۔ اور یورپ کے کلیسیائی اخبارون کو پڑھو کہ وہ عیسویت کی حالت زار پر کس طرح نوحہ زن مین اور انہون نے صاف الفاظ مین تسلیم کر لیا ہے کہ اگر یورپ اور امریکہ کو عیسائی رکھنا منظور ہے تو اس طرز استدلال کا معقول جواب دو جو مرزا غلام احمد مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) نے پیدا کیا ہے۔

یہود اور مجوس کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ بیچارے تو کسی شمار مین رہے ہی نہین۔

غرض

جس آیت کو آپ مورد اعتراض ٹھیراتے مین وہ تو اسلام کی بنا محکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زبردست نشان اور عیسویت اور یہودیت کے ابطال اور نسخ کے لئے کارگر حربہ ہے۔

رہا حجر اسود کا سوال وہ بھی سمجھ لیں کہ حجر اسود بھی ایک آیۃ اللہ ہے اور تعجب ہے کہ آپ عیسائی ہو کر اس راز کو نہین سمجھتے۔

اسکی فلسفی اور حقیقت کا بیان کر دینا میرا کام ہے سعادتمند فائدہ اٹھائین گے اور کوتاہ اندیش معترض جو تعصب سے تاریک دل رکھتا ہے اور عداوت کے غبار سے جس کا دماغ ناکارہ ہو چکا ہے وہ اسپر بھی ہنسی اڑائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہت مدت سے تصویری زبان کا دنیا مین رواج تھا اور اب بھی ہے مجھے امید ہے کہ میرے اس دعوے مین کسی کو انکار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو ہو تو سری رامچندر جی اور شیوجی کے تصویری قصص ہندوؤن کے پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصورون کے پاس موجود ہین دیکھئے) رومی سکندر جسکو دانیال نے ذوالقرنین ایک سینگ کا بکرا خواب مین دیکھا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸) اور دارا ایرانی بادشاہ کی تصویری زبان مین (گفتگو) عام نظمون مین موجود ہے پڑھ لو۔ اس تصویری زبان کی کتابین اور اخبارات ہند مین بکثرت موجود ہین۔ تصویری زبان ان بلاد مین جہان تعلیم کا کم رواج ہوتا ہے یا بالکل نہین ہوتا۔ زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے۔ بلکہ اکثر تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے۔ اسی واسطے یادگارون کو عقلاء اور حکماء اکثر تصویری تحریرون مین ادا کرتے ہین عیسائی جنکے بھروسہ پر آپ اسلام پر معترض بن بیٹھے ہین، اور اس زمانہ مین جس قوم کے اطوار نیو فیشن لوگون کے نزدیک آسمانی کتب سے بڑھکر مستحکم اور قابل اتباع نظر آتے ہین وہ قوم تصویری زبان کی کیسی قائل ہین کہ ان کے اخبار جنہین گرافک کہتے ہین تصویری زبان مین شائع ہوتے ہین۔ یہود مین ایک پولا باندھنے کی رسم تھی۔ جس کا ذکر احبار ۲۴ باب ۸ مین ہے عیسائیون نے اس کو کا بھی اٹھا یقین کیا۔ قرنتی باب ۱۵ باب ۲۰ یوشع بن نون نے یردن سے گذرتے وقت بارہ پتھر اٹھائے۔ یوشع باب ۴ وہ بقول عیسائیون کے بارہ حواریون کی پیشگوئی تھی یہود اور عیسائی غیر قومون کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے یہ ان کا محاورہ تھا پطرس کو پتھر اسی واسطے کہا کہ کلیسیا کے لئے وہ فونڈیشن سٹون ہوا۔ ان باتون پر غور کرو۔

اب اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ کتب مقدسہ مین ایک پیشگوئی بہ نسبت حضرت خاتم الانبیاء اصفی الاصفیاء بہت زور سے مندرج تھی۔ دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۷ و ۱۸۔ وہ پتھر جسے راجگیرون نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا اور دیکھو زبور ۱۱۸-۲۲۔ وہ پتھر جسے معمارون نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ متی باب ۲۱ آیت ۴۲-۴۴۔ غرض یہ ایک بشارت ہے جو کئی کتب مقدسہ مین مندرج ہے اسی بشارت اور اسی پیشین گوئی کے اظہار و تصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ مین بطور تصویری زبان کے حجر اسود کونے پر رکھا گیا تھا۔ محمد یونسی سے پہلے سالہا سال سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر منصوب تھا۔ اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے ہاتھ ملاتے گویا قدیم زمانے مین ہی عرب کے پہلے یہ فقرہ تصویری طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر لکھا تھا کہ اس شہر مین وہ کونے کا پتھر جسے یہود و عیسائی رد کرین گے ظاہر ہوگا جس کا ذکر مقدس کتب مین موجود ہے۔ اور روحانی طور پر یون کہا جائے گا کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو انبیاء اور رسولون کے وجود باوجود سے تیار ہوئی ہے۔ اس مین رسالتمآب کی گرامی ذات کونے کی آخری اینٹ ہے جن سے وہ عمارت پوری ہوئی ان کی بیعت رحمن کی بیعت اور ان کی اطاعت رحمن کی اطاعت ہے۔ کیونکہ جو کچھ وہ بولے الہی بلانے سے بولے۔ حضرت رسالتمآب نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ دیکھو مشکوۃ وغیرہ۔

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ موضع اللبنۃ الی ان قال فکنت انا سددت موضع اللبنۃ وفی روایت فانا تلک اللبنۃ

ترجمہ۔ میری اور دوسرے نبیون کی مثال اس محل کی سی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ اس مین خالی رکھی گئی مین وہی اینٹ ہون۔

کیسی صاف اور واضح صداقت ہے۔ اللہ تعالی کا شکر ہے جہان عدو ذکر عیب کے لئے انگلی رکھتا ہے وہین سے معارف کا خزانہ نکل آتا ہے۔ اگر مخالف خردہ گیری نہ کرتے تو یہ صداقتین دنیا پر کیونکر ظاہر ہوتین۔ فللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ۔

مین سمجھتا ہون کہ ڈاکٹر صاحب کے اعتراضون کا جواب کافی طور پر دئے جا چکے مین اور اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت اس پر کچھ حاجت نہین۔ خدا کرے کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائین۔

اس کے بعد اس ڈاکٹر برخوردار کے لکھے ہوئے بعض اعتراضات حضرت حکیم الامۃ کے پاس پہونچے تھے حضرت حکیم الامۃ نے ان کا جو نہایت ہی مختصر جواب بطور تعمیل دیا ہے مین اسپر ستہ ادکرکے انشاء اللہ کسی قریب کی اشاعت مین درج کرونگا

ایڈیٹر۔

قومی ضروریات اور قومی کالم

شیرازہ قوم

قوموں کے بننے اور بگڑنے کا دراصل ایک ہی راز اور **اصل** ہے جو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتٰی یغیروا ما بانفسہم کی تہہ میں مرکوز ہے۔ یہہ جدا امر ہے کہ کوئی **قوم** اس راز کو سمجھنے کی کوشش نکرے یا امتداد زمانہ کے باعث یہی اصل کسی اور رنگ اور طرز میں کسی قوم کے سامنے پیش ہؤا ہو اور اسنے عملی طور پر اسے اپنا رہنما قرار دے لیا ہو۔ مگر اس میں کوئی کلام اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ قومی **صعود** اور **نزول** کی علامتی اس آیت کے اندر موجود ہے چنانچہ ۱۸۹۷ء کی آخری سہ ماہی میں جب الحکم کے اجرا کا خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ تو مجھے الحکم کی پیشانی پر ایک **زرین اصل** لکھنے کی فکر ہوئی۔ اسوقت یہی آیت میرے دل میں گذری جو آجتک الحکم کی پیشانی پر ہمیشہ شایع ہوتی ہے۔ یہی آیت شریفہ ایک دوسرے وقت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی **وحی** ہوئی جو ظاہر کرتی ہے کہ **قومی ترقی** ایک خاص قسم کی تبدیلی کو چاہتی ہے جبتک وہ تبدیلی ہمارے اندر پیدا نہ ہوگی خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت نازل ہو کر ہمیں اٹھا نہیں سکتی۔ اور اس قعر مذلت سے نکلنا ہمارے لئے امر دشوار ہے۔

مسلمانوں میں خواہ وہ ربع مسکون کے کسی حصہ میں رہتے ہیں اس زمانہ میں اس سوال کا پیدا ہونا **کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان پستی کیطرف جارہے ہیں؟** ان لوگوں کے لئے جو سوچنے والا دل اور فکر کرنے والا دماغ رکھتے ہیں قابل قدر سوال ہے اس سوال کا پیدا ہونا صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی حالت علمی ہو یا عملی سیاسی ہو یا اخلاقی مذہبی ہو یا مجلسی ہر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اس سوال کے کچھہ ہی جواب دئے گئے ہوں اور ممکن ہو وہ اپنے اپنے مقام پر صحیح ہی ہوں لیکن میرا روئے سخن اسوقت اس قوم اور جماعت کیطرف ہے جو اس سوال کا جواب یہ سمجھتی اور تسلیم کرتی ہے کہ مسلمانوں کی یہ حالت محض اسوجہ سے ہے کہ

انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے

اور یہ نشان اور علامت تہی اس امر کی کہ وہ وقت ہوگا جبکہ خدا تعالےٰ کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود و **شہزادۂ امن** ہو کر آئیگا چنانچہ تسلیم کرنے والے آچکا اور **دیکھنے والوں** نے اسے **سننے والوں** نے اسکی بابت سنت اللہ کے موافق مسیح موعود کے پیغام کا سعادت مندوں اور صاف دل لوگوں نے **لبیک** کہہ کر جواب دیا اور **آمنا فاکتبنا مع الشاہدین** کہہ کر ساتھہ ہوئے لیکن جنکو سعادت نے مدد ندی اور تعصب اور عداوت کے تاریک غبار نے جنکی عقلوں اور فکروں کو صحیح نتائج پر پہونچنے سے روک دیا انہوں نے خدا کے اس مرسل اور **مہدی** کو ضال مضل اور مفتری کہا۔ ایسے لوگوں کے مقابلہ کی نہ ہمیں ضرورت نہ خواہش ہے اسلئے کہ اس مرسل کے مکذب اور اسکو دکھہ دینے والے اسکی تکذیب نہیں کرتے بلکہ وہ اسکی تکذیب کر رہے ہیں جسنے اسکو بہیجا ہے اسلئے یہہ تو اسی **غیور** خدا کا کام ہے جو اپنی جلالی نشانوں اور قہری تجلیوں سے اپنے بندہ کی سچائی کو ثابت کرے۔ پس اس فکر سے الگ ہو کر ایک اور ضروری **کام** ہے جسکے فکر میں ہم سب کو لگ جانا چاہئے۔ اور وہ ہے وہی **شیرازۂ قوم** کی درستی اور اصلاح۔ مسلمان جو دنیا میں اپنی **اخوت** کے لحاظ سے ایک زبردست قوم سمجھی اور مانی گئی تہی اسلام جسکی پہلی برکت دنیا پر یہ ظاہر ہوئی تھی کہ اسنے ہر ایک قسم کے نفاق اور شقاق انگیز امتیازوں کو اٹھا کر **نوع انسان** کی حقیقی بہلائی کی سطح پر مسلمانوں کو کھڑا کیا تہا۔ جسنے عرب جیسی متکبر اور اکھڑ **قوم** کو **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا** کا مصداق بنا دیا تہا۔ اسوقت مسلمان کہلا کر اور اسلام اپنا مذہب کہکر ایک دوسرے کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہو رہے ہیں ایسی صورت میں **قومی ترقی** **قومی ادبار** سے نجات ناممکن اور محض ناممکن ہے جبتک وہی حالت وہی روح قوم کے اندر پیدا نہو ہو نہیں سکتا کہ مسلمان فلاح اور فوز عظیم کے وارث ہوں۔

اتفاق! اتفاق!! کی پکار تو ہر طرف سے ہو رہی ہے اور سب سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ اسی کے ذریعہ سے کچھہ ہوگا اگر ہوگا مگر افسوس یہہ ہے کہ اس نسخہ کو تو سب جانتے ہیں مگر یہ **اتفاق** ترکیبی حالت کے نتیجہ کا نام ہے اسکے اجزا اور اسکی ترکیب سے یا تو محض ناواقف ہیں اور یا اگر واقف ہیں تو وہ ایسے کاہل اور سست ہیں کہ مرکب کر نہیں سکتے۔

لیکن میں اپنی جگہ یہہ سمجھہ کر کہ یہہ لوگ اس نسخہ کی ترکیب سے محض ناواقف ہیں یہہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اتفاق وہ اخوت وہ یکتائی اور وحدت کی روح جو ساری کامیابیوں کی جڑ اور ساری ترقیوں کی اصل ہے وہ کسی قوم میں کامل طور پر کبھی پیدا نہیں ہو سکتی جبتک وہ ایک **حکم** اور **امام** کے سامنے اپنا سر تسلیم نہ جہکا دیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی ایک کامل نظیر ہیں۔

پس

اسوقت وہ قوم جسکو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے وہی موقع مل گیا ہے کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے برگزیدہ **مرسل** اور **مہدی** کو اپنا امام تسلیم کر لیا ہے اور اسکے ہاتہہ پر توبہ کر کے یہہ عہد کر لیا ہے کہ **ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے**۔ انکا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کریں جو خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔

دنیا میں رہ کر انکی ضرورتیں مختلف ہیں ان ضرورتوں کے پورا ہونے کے اسباب اور ان اسباب کے حصول کے ذرائع ان ذرائع کے بہم پہونچنے پر نتائج کا نکلنا مختلف ہے۔ یہہ ناممکن ہے کہ ایک ہی ذریعہ تمام امور کے سرانجام دینے کے لئے کافی ہو ہاں یہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ بعض اصول ایسے ہیں کہ وہ کسی ذریعہ اور سبب سے کسی صورت میں الگ نہیں ہو سکتا۔

مثلاً ضروریات روزمرہ کے بہم پہونچانے کے واسطے کسی ذریعہ کا اختیار کرنا تو ضروری ہے لیکن رعایت تقویٰ اس میں بہی بطور اصل ہے یا مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ اور تعلق ہونے کی وجہ سے مختلف امور پیش آتے ہیں مگر تقویٰ کی نگہداشت وہاں بہی الگ نہیں ہو سکتی مختصر الفاظ میں اس اصل کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ ہماری ہر حرکت و سکون اخلاص اور صواب کے ماتحت ہو۔

اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں جو رہبانیت سکھاتا ہو۔ بلکہ وہ تو تخت شاہی پر بہی کامل درویشی کا نظارہ دکہا سکتا ہے۔ اور درویش بے سبب مصیبت زدہ کو بادشاہ کیطرح خوش و خورم رکھنا چاہتا ہے۔ کیا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاقان جہان ہو کر الفقر فخری کہنے والے نتہے؟ غرض یہ غلطی ہے جو یہہ سمجھتے ہیں کہ اسلام اور دنیا یکجا جمع نہیں ہو سکتے اس لمبی تمہید اور تحریر سے میری غرض صرف یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسوقت ایک سلسلہ قایم کیا ہے اور ہم لوگوں کو جو **احمدی** کہلاتے ہیں اس میں داخل ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے **کہ ایک قوم** بنا دے جو آخرین منہم لما یلحقوا بہم کی مصداق ہو وہ قوم یہی احمدی قوم ہوگی۔ پس اس قوم کو من حیث القوم قومی ضروریات ہیں اسلئے اس کی تمدن میں بہت سارے ایسے امور ہیں جنکی اصلاح کی ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ ہم لوگ ان ضروریات پر غور کرنے کے لئے اپنا وقت صرف کریں اور جو باتیں مفید اور ضروری ہوں انپر کاربند ہونے کی فکر

میرا یہہ بہی خیال ہے کہ ایسی تجاویز کا پیش کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو قلم کے ذریعہ خدمت قوم کرنا چاہتے ہیں + ایسے امور کا الفرام خود ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے حضرت حجۃ اللہ کے گرامی قدر اوقات کو اس طرف متوجہ کرنے کی حاجت نہیں ہاں یہ ضروری ہوگا کہ جب کوئی مفید بات فیصلہ ہو کر بطور دستور العمل قرار دیجاوے وہ اعلےٰ حضرت کے حضور پیش ہو کر دستور العمل قرار پاوے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ مستقل مضامین کے ذریعہ قوم کو ضروریات قوم سے آگاہ کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں اور یہ مضمون اس سلسلہ مضامین میں سے پہلا مضمون ہے + پس میں آج اس سلسلہ کو ایک ضروری تحریک کے ساتھہ شروع کرتا ہوں۔ اور ہر جگہہ کی **احمدی** جماعت کے سرگرم احباب کو خدا تعالےٰ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ وہ اس **تحریک کو مفید سمجھتے ہیں** تو اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہو جائیں۔ اور اگر غیر ضروری اور غیر مفید خیال کرتے ہیں تو قومی پرچوں میں اس سے بہتر تجویز پیش کریں۔ وہ تحریک یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ میں **قومی ضروریات** کو قوم کے سامنے پیش کروں یہ ضروری امر ہے کہ قوم کا ایک وجود مشخص ہو جاوے۔ اپنی اپنی جگہ ہم سب سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اسوقت تین لاکھہ کے قریب زن و مرد بچے شامل ہیں۔ ہر چند یہہ تعداد قرائن قویہ پر تسلیم کی گئی ہے اور کچھہ شک نہیں کہ یہہ تعداد صحیح ہے مگر پھر بھی تحریری طور پر ہمارے پاس کوئی اصل نہیں ہے اسلئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ فی الحال صرف پنجاب کے احمدیوں کی ایک مکمل فہرست طیار ہو جاوے اور اسکے لئے یہ انتظام کیا جاوے کہ **ضلع وار** ایک جنرل کمیٹی قرار دی جاوے اور وہ کمیٹی اپنے ماتحت تحصیل دار کمیٹیاں قایم کرے۔ ہر ایک تحصیلی کمیٹی اپنے اپنے ملحقہ دیہات کی فردیں طیار کر کے اپنے ضلع کی کمیٹی کے پاس بہیجدے۔ اور ضلع دار کمیٹیاں اپنے اپنے ضلع کی مکمل فردیں جنرل کمیٹی جو قادیان دارالامان میں قرار پائے بہیجدے۔ اسی طریق پر ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے متعلق عمل درآمد کیا جاوے سب سے پہلے اس کام کو کرنا چاہئے جب یہہ انتظام مکمل ہو جاوے اسکے بعد دوسرے ضروری امور جو قومی پہلو کے ہیں اور قومی ضروریات پر مفصل میں پیش کئے جاوینگے۔

میری اپنی رائے میں مندرجہ ذیل اشخاص اس کام کے اہل ہیں اگر وہ خدا کیلئے اس فرض کو اپنے ذمہ لیں تو بہت سے مفید نتائج اس تجویز سے نکلیں گے اور وہ بہت بڑے ثواب کے مستحق ہونگے۔

میں نے اس تجویز کو محض اخبار ہی میں نہ رہنے کے خیال سے ان بزرگوں کے نام مطبوعہ خطوط بھی بہیجے ہیں تاکہ وہ جواب دیں

[illegible] اس کام میں وہ کہان تک حصہ لے سکین گے۔

۱۔ ضلع گوردا سپور۔ میان جمال الدین صاحب

" سیکھوانی۔

۳۔ امرتسر۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کٹڑہ چمن سنگہ نمبر ۲

۔۔ [illegible] حکیم محمد حسین صاحب قریشی حویلی کابلی مل۔

۔۔ [illegible] منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس۔

۔ سیالکوٹ۔ چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری

" انجمن فرقانیہ۔

۔۔ گجرات۔ منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات۔

۔۔ جہلم۔ مولوی برہان الدین صاحب

۔۔ پشاور۔ مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار

۹۔ ڈیرہ غازیخان۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے

۱۰۔ ضلع جالندھر۔ میان رحمت اللہ صاحب سبزی

فروش بنگہ

۱۱۔ [illegible]۔ چودہری غلام احمد صاحب رئیس

کاٹھگڑہ

۱۲۔ لودہانہ۔ قاضی [illegible] صاحب ٹھیکہ دار شکرم

ایجنسی

۱۳۔ انبالہ۔ چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر

۱۴۔ دہلی۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب۔

۱۵۔ ریاست کپورتہلہ۔ منشی عبد المجید خانصاحب

" افسر بگھی خانہ۔

۱۶۔ ریاست [illegible]۔ منشی نواب خانصاحب ثاقب۔

۱۷۔ [illegible]۔ میان محمد بخش ولد احمد دین چھاپہ گر

۱۸۔ راولپنڈی۔ حکیم شاہ نواز صاحب

۱۹۔ جموں۔ خلیفہ نور الدین صاحب۔

۲۰۔ کشمیر۔ مولوی عبد اللہ صاحب

۲۱۔ ہزارہ۔ مولوی محمد یمین صاحب

۲۲۔ کانگڑہ۔ مولوی [illegible] الدین صاحب

۲۳۔ میانوالی۔ مولوی غلام محمد صاحب۔ بی۔ اے

۲۴۔ [illegible] (ضلع [illegible]) بابو غلام محمد صاحب بی۔ اے

۲۵۔ جھنگ [illegible] پور۔ بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر

۲۶۔ منٹگمری۔ مولوی عبد الحق صاحب سید والہ۔

۲۷۔ [illegible]۔ قاضی محمد اسماعیل صاحب پہاڑپور

۲۸۔ ریاست پٹیالہ۔ مولوی عبد اللہ خانصاحب

" مہندر کالج۔

۲۹۔ ریاست [illegible]۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب

" " سپرنٹنڈنٹ پولیس۔

بعض اضلاع ایسے ہین جنکا نام مینے نہین لکہا اسئے وہان کے بھائیون مین جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہو وہ اطلاع دے۔

جسوقت یہ بزرگ کام کرنے کے لئے آمادہ ہونگے اسوقت مین انکی اطلاع آنے پر اس مطلب کے نقشے سردست اپنے خرچ سے چہپوا کر دونگا جو بعد مین ان تقسیم شدہ ضلعون کی کمیٹیون کو ادا کرنا ہوگا۔

اور بطور حصہ رسدی اس خرچ مین مین بہی شریک ہوجاؤنگا۔

وہ لوگ اپنے اپنے طور پر اپنے ماتحت تحصیلوار کمیٹیان مقرر کر کے ان فہرستون کو مکمل کرا کے میرے پاس بہیجدین۔ اس تکمیل کے بعد جو مفید امور مین انشاء اللہ پیش کرونگا۔ وہ وہی امور ہونگے جو بزرگان ملتہ کے مشورے اور دستخط سے مین شایع کرونگا۔ اس تجویز کو بہی مینے بزرگان ملت کے حضور پیش کردیا ہے اور اسپر انکی مختصر رائے [illegible] درج کردی جائیگی۔

خدا تعالے قوم کے ان بزرگون کو اس قومی خدمت کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

آمین

ہماری شادیان کیسے ہون!

اگرچہ مندرجہ بالا مضمون ان مضامین کے سلسلے مین ایک مضمون ہوگا جو ابہی آپ پڑہ چکے ہین لیکن اس مضمون پر لکہنے کی تحریک سردست مجہے ایک شادی کی تقریب کی وجہ سے ہوئی جو ۲۱ مئی ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر باغ مین (جہان آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مقیم ہین) پیش آئی

حضرت حجتہ اللہ کی یون تو ہر ادا ہر حرکت و سکون آپ کی صداقت۔ راستبازی۔ اور منجانب اللہ ہونے پر زبردست شہادت ہے مگر ہمارے رسم و رواج مین جو حیرت انگیز انقلاب اور تبدیلی آپ کے باوجود وجود سے ہوئی ہے وہ ایک زندہ ثبوت اس امر کا ہے کہ آپ خدا تعالے ہی کی طرف سے **اصلاح امت** کے لئے مامور ہوکر آئے ہین۔

مین دیکہتا ہون کہ انڈیا کی ساری قومون مین شادی و غمی کی تقریبون پر مسرفانہ مصارف اور بیجا رسوم سے قومون کو نجات دینے کی تحریک انکے ریفارمر کر رہے ہین لیکن باوجود اسقدر مساعی اور تگ و دو کے وہ ابتک اس قابل نہین ہوئے کہ فخر کے ساتہہ اس امر کا اظہار کرسکین کہ ہم کامیاب ہوگئے ہین۔

خود مسلمانون مین صیغہ اصلاح ایک خاص مجلس قرار دی گئی ہے جو ایسے کامون کے لئے رسالہ شایع کرتی اور عہد لے کر ممبر بناتی ہے۔ لیکن اگر صیغہ اصلاح کے ممبر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان تقریبون کو دیکہین تو اپنے لئے اس سلسلہ کو اس پہلو کے لحاظ سے دنیا مین لانظیر نعمت تصور کرین۔ مگر مین دیکہتا ہون کہ چشم عداوت انہین مجبور کرتی ہے کہ وہ اس سے دور ہی رہین یہی وجہ ہے جو مین یقین کرتا ہون کہ ان کے اصلاحی ادعا محض نمایشی اور شہرت طلبی کے ذریعے ہین ورنہ اگر کوئی اور پہلو انہین اس سلسلہ مین سردست تسلی بخش نظر نہین آتا تہا تو کم از کم اپنے مذاق پر وہ اسی حیثیت سے دیکہتے۔ بہرحال مین جب اسی قسم کی تقریبون کو دیکہتا ہون تو میرا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش از پیش ترقی کرتا ہے کیونکہ اس آمد سے ہم نے

ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم

کا صحیح نظارہ دیکہا۔ یعنے وہ اپنے متبعین کے ان بوجہون اور طوقون کو اتار پہینکتا ہے جو انپر تہے یہہ طوق اور بوجہہ ہی رسومات بد اور مسرفانہ مصارف ہی تو ہوتے ہین جنکے بغیر دنیا دار سمجہتے ہین کہ ہماری ناک کٹ جائے گی۔

غرض

۲۱ مئی ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر ایسا ہی ایک موقع ازدیاد ایمان کا پیش آیا۔ یہ شادی عجیب و غریب تہی اسلئے کہ دلہا اور دلہن مین سے کوئی بہی یہان موجود نہ تہا بلکہ انکے جایز ورثا مین سے بہی کوئی نہ تہا۔ یہہ تقریب نکاح اس اجازت نامہ کے ذریعہ عمل مین آئی جو لڑکی اور لڑکے کے ورثا کیطرف سے تحریری طور پر آچکے تہے اور مجلس نکاح مین حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب لڑکون کی طرف سے اور جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویرہوس لڑکیون کی طرف سے وکیل تہے۔ خطبہ نکاح حسب معمول حضرت حکیم الامتہ نے پڑہا۔

یہہ شادیان سیالکوٹ کے ایک مشہور و معروف معزز خاندان سادات کی تہین یعنے جناب میر حامد شاہ صاحب کے دو صاحبزادون محمد اور عبد الحمید کا نکاح علے الترتیب رفعت اور مریم سید خصلیت علیشاہ صاحب مرحوم کی صاحبزادیون سے ہوا۔ اور میر محمود شاہ صاحب مرحوم (جو میر حامد شاہ صاحب کے بہائی اور حضرت اقدس کے ایک مخلص خادم تہے) کے صاحبزادہ کا نکاح فضیلت دختر سید خصلیت علیشاہ صاحب مرحوم کے ساتہہ ہوا۔ میر حامد شاہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت سیالکوٹ کے ایک درخشندہ نمونہ ہین انکی سیرۃ مین انبیا علیہم السلام کی سیرۃ کا نمونہ پایا جاتا ہے ایسا ہی سید خصلیت علی شاہ صاحب مرحوم بہی حضرت اقدس کے جان نثار عاشق تہے حضرت مسیح موعود سے انکو اعلےٰ درجہ کا اخلاص تہا۔ **الغرض** یہہ مبارک تقریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمولیت سے باغ مین ادا ہوئی حضرت حکیم الامتہ نے خطبہ نکاح پڑہا اور اس مین نہایت دردِ دل سے ظاہر کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ہمارے بہائی اپنے لڑکے اور لڑکیون کو حضرت امام کے حضور قربان کرنے۔ یعنے اس قسم کے تعلقات آپکے مشورہ اور منشاء کے موافق ہوتے مگر افسوس ہے کہ لوگ اپنی تجویزون کو مقدم کر لیتے ہین تاہم جو مخلص احباب ہین انکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ یہ پاک تقریب حضرت مسیح موعود کے حضور عمل مین آئے تاکہ انکی دعائین عمدہ نتایج پیدا کرنے والی ہون۔

مین امید کرتا ہون کہ حضرت حکیم الامتہ کی اس تقریر سے وہ لوگ جو اس جلسہ نکاح مین موجود تہے ضرور متاثر ہوئے ہونگے اسی اثر کیوجہ سے مین چاہتا ہون کہ ہمارے بیرونی احباب بہی ان باتون کی قدر کرین اور اس ضرورت کو محسوس کرین مین ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم کے ذریعہ اس امر پر اپنے ناظرین کو توجہ دلا چکا ہون کہ اگر وہ چاہتے ہین کہ یہہ رشتہ مبارک ہون انمین خیر و برکت پیدا ہو وہ قوم کے لئے ایک عمدہ نمونہ ایثار اور اخوت کا ہون تو میری اپنی رائے مین تو ہر شخص کو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشورہ یا اجازت کے بغیر خود بخود تجویزین کر لینی حرام سمجہہ لینی چاہئین۔ اور چونکہ حضرت اقدس سردست ان معاملات مین دخل دینا پسند نہین فرماتے اسلئے ان معاملات کو کلیتہً حضرت حکیم الامتہ اور مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی رائے پر چہوڑ دینا چاہئے۔ جہان اور جسکے لئے یہہ بزرگ تجویز کردین اسے **مبارک** یقین کیا جاوے۔ کیونکہ ان سے بہتر امین اور خیر خواہ ملنا ناممکن ہے۔ لیکن یہ یاد رکہین کہ یہ بزرگ بہی ان معاملات مین اسیوقت دخل دینے کو آمادہ ہونگے جب ہم لوگ اپنی رائون اور تجویزون کو قطعاً چہوڑ کر انکے سامنے عرض حال کرین اور بہ شرح صدر سے انکی تجویز کو تسلیم کرین۔

مین یقیناً کہتا ہون کہ قوم مین طیبت پیدا کرنے کے واسطے یہ سب سے زیادہ ضروری امر ہے۔ اور افسوس سے دیکہا جاتا ہے کہ قوم کی طرف سے غافل ہے ہماری آنیوالی نسلون کی اصلاح کیلئے یہ سوال بہت ہی قابل غور ہے۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مینے حضرت اقدس کے ایک اشتہار کے حوالہ سے دکہایا تہا کہ حضرت اقدس اس شخص کو اپنی جماعت سے الگ قرار دیتے ہین جو احمدی ہوکر بہی اپنے رشتہ ناطے غیر احمدیون سے کرے خصوصاً وہ شخص جو غیر احمدیون کو اپنی لڑکیان دے۔ البتہ ان کی لڑکیان لے لینے مین حرج نہین ہے۔

بس تمام احمدیونکو سچے دل سے یہ عزم اور عہد کر لینا چاہئے۔ اس سوال پر بحث کرنے کے لئے مجہے مولوی غلام نبی صاحب مدرس پورہیران نے بڑے زور سے توجہ دلائی ہے انہون نے یہی ذکر کیا ہے کہ کیا تین لاکہ آدمی کی جماعت مین شیخ غلام احمد صاحب نومسلم اور میان رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ کیلئے ایک بہی لڑکی نہین ہے؟ فی الحقیقت انکا یہ جملہ قوم کیلئے بہت غور کے قابل ہے مولوی غلام نبی صاحب لکہتے ہین کہ اگر قوم اسلامی اخوت کا لحاظ کرتی ہے تو یہ ناممکن ہے کہ دو لڑکیان بہی ساری جماعت مین قابل نکاح نہ ملین۔ مین مفصل مضمون الحکم کی کسی آنیوالی اشاعت مین لکہونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ فی الحال یہ تذکرہ ضمناً آگیا۔

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسہ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

شہید

تیسرا کمال شہدا کا ہے۔ عام لوگ تو شہید کے معنے اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جو تیر یا بندوق سے مارا جاوے یا کسی اور اتفاقی موت سے مرجاوے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کا یہی مقام نہیں ہے۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سرحد کے پٹھانوں کو یہی ایک غلط مسئلہ یاد ہو گیا ہے کہ وہ انگریزی افسروں پر آکر حملے کرتے ہیں اور اپنی شورہ پشتی سے اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر ہم کسی کافر یا غیر مذہب والے کو مار دیں گے تو ہم **غازی** ہوں گے اور اگر مارے جاوینگے تو شہید ہوں گے۔ مجھے ان کمینہ **فطرت** ملانوں پر بھی افسوس ہے جو ان شوریدہ سر پٹھانوں کو سکھاتے ہیں اور نہیں بتلاتے کہ تم اگر کسی شخص کو ناحق قتل کرتے ہو تو غازی نہیں ظالم ٹھیرتے ہو اور اگر وہاں مارے جاتے ہو تو شہید نہیں بلکہ خودکشی کرکے حرام موت مرتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ **لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ**۔ وہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور فساد کرتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ سخت سزا کے مستوجب ہیں۔ بہرحال عام لوگوں نے تو شہادت اتنی سمجھ رکھی ہے اور شہید کا یہی مقام ٹھیرا لیا ہے۔ مگر میرے نزدیک شہید کی حقیقت قطع نظر اس کے کہ اسکا جسم کاٹا جاوے کچھ اور ہی ہے اور وہ ایک **کیفیت** ہے جسکا تعلق **دل** سے ہے۔ یاد رکھو کہ **صدیق** نبی سے ایک قرب رکھتا ہے اور وہ اس کے دوسرے درجہ پر ہوتا ہے اور **شہید صدیق** کا ہمسایہ ہوتا ہے۔ نبی میں تو سارے کمالات ہوتے ہیں یعنے وہ صدیق بھی ہوتا ہے اور شہید بھی ہوتا ہے صالح بھی ہوتا ہے لیکن صدیق اور شہید ایک الگ الگ مقام میں۔ اس بحث کی بھی حاجت نہیں کہ آیا صدیق شہید ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ تمام کمال جہاں ہر ایک امر خارق عادت اور معجزہ سمجھا جاتا ہے وہ بلحاظ اولوالعزم ہونے اپنے رتبہ اور درجہ کے لحاظ سے پیدا ہے۔

اسلئے اللہ تعالیٰ اسے ایسی **قوت عطا** کرتا ہے کہ جو عمدہ اعمال ہیں اور جو عمدہ اخلاق ہیں وہ کامل طور پر ظہور پذیر ہوتے ہیں اصلی رنگ میں اس سے صادر ہوتے ہیں اور بلاتکلف صادر ہونے میں کوئی خوف اور رنج ان اعمال صالحہ کے صدور کا اسے نہیں ہوتا ہے اور وہ اسکی فطرت اور طبیعت کا ایک جزو ہو جاتے ہیں تکلف اسکی طبیعت میں نہیں رہتا۔ جیسے ایک سائل کسی شخص کے پاس آوے تو خواہ اسکے پاس کچھ ہو یا نہ ہو تاہم اسے کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑیگا۔ اگر نہ دے تو خوف سے نہیں تو خلقت کے لحاظ سے۔ مگر اس قسم کا تکلف شہید میں نہیں ہوتا۔

اور یہ قوت اور طاقت اسکی بڑھتی جاتی ہے جوں جوں بڑھتی ہے اسیقدر اسکی تکلیف کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بوجھ کا احساس نہیں کرتا مثلاً ہاتھی کے سر پر ایک چیونٹی ہو تو وہ اس کا کیا احساس کریگا۔ **فتوحات** میں اس مقام کی طرف اشارہ کرنے ایک لطیف بات لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان کامل درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کے لئے نماز ساقط ہو جاتی ہے جاہلوں نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ نماز ہی معاف ہو جاتی ہے جیسا کہ بعض بے قید فقیر کہتے ہیں ان کو اس مقام کی خبر نہیں اور اس لطیف نکتہ کی اطلاع نہیں اصل بات یہ ہے کہ ابتدائی مدارج سلوک میں نماز اور دوسرے اعمال صالحہ ایک قسم کا بوجھ معلوم ہوتے ہیں اور طبیعت میں ایک کسل اور تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے قوت پاکر اس مقام شہید پر پہونچتا ہے تو اسکو ایسی طاقت اور استقامت دیجاتی ہے کہ اسے ان اعمال میں کوئی تکلیف محسوس ہی نہیں ہوتی گویا وہ ان اعمال پر سوار ہوتے ہیں۔ اور صوم۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ ہمدردی بنی نوع۔ مروت۔ فتوت۔ غرض تمام اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کا صدور قوت ایمانی سے ہوتا ہے۔ کوئی مصیبت۔ دکھ اور تکلیف خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھانے سے اسے روک نہیں سکتی۔ شہید اسیوقت کسی کو کہیں گے جب اسکی قوت ایمانی اس سے وہ فعل کرا دیتی ہے کہ آرام سے ان افعال کا صدور ہو۔ جیسے پانی اوپر سے نیچے کو گرتا ہے اسطرح شہید سے اعمال صالحہ کا صدور ہوتا ہے شہید اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا ہے اور اسکی طاقتوں کا مشاہدہ کرتا ہے جب یہ مقام کامل درجہ پر پہونچے تو یہ ایک **نشان** ہوتا ہے۔ بعض آدمی دیکھے گئے ہیں کہ جب کوئی ابتلا آجاوے تو گھبرا اٹھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا شکوہ کرنے لگتے ہیں انکی طبیعت میں ایک افسردگی پائی جاتی ہے کیونکہ وہ صلح کلی طور پر جو خدا تعالیٰ سے ہونی چاہئے انکو حاصل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ سے اسی وقت تک صلح رہ سکتی ہے جب تک اسکی مانتا رہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایک دوست کا سا معاملہ ہے کبھی ایک دوست دوسرے دوست کی بات مان لیتا ہے اور دوسرے وقت اسکو اس دوست کی ماننی پڑتی ہے اور باستقامت خوشی اور انشراح صدر سے ہو نہ کہ مجبوراً۔

خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے **ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع الی الآیۃ** یعنے ہم آزماتے رہیں گے کبھی ڈرا کر کبھی بھوک سے کبھی مالوں اور ثمرات وغیرہ کا نقصان کرکے ثمرات میں اولاد بھی داخل ہے اور یہ بھی کہ بڑی محنت سے کوئی فصل طیار کی اور یکایک اسے آگ لگی اور وہ تباہ ہو گئی یا اور امور کے لئے محنت مشقت کی نتیجہ میں ناکام رہ گیا غرض مختلف قسم کے ابتلا اور عوارض انسان پر آتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی آزمائش ہے ایسی صورت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اسکی تقدیر کے لئے سر تسلیم خم کرتے ہیں وہ بڑی شرح صدر سے کہتے ہیں **انا للہ وانا الیہ راجعون** کسی قسم کا شکوہ اور شکایت یہ لوگ نہیں کرتے ایسے لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اولئک علیہم الصلوٰت** یعنے یہی وہ لوگ ہیں جنکے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت آتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو مشکلات میں راہ دکھا دیتا ہے یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا ہی کریم و رحیم اور بامروت ہے جب کوئی اسکی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اسکی مرضی پر راضی ہو جاتا ہے تو وہ اسکو اسکا بدلہ دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ غرض یہ تو وہ مقام اور مرحلہ ہے جہاں وہ اپنی بات منوانی چاہتا ہے دوسرا مقام اور مرحلہ وہ ہے جو اس نے **ادعونی استجب لکم** میں فرمایا ہے یہاں وہ اسکی بات ماننے کا وعدہ فرماتا ہے۔ پس شہید اس پہلے مقام پر کھڑا ہوتا ہے یعنے انشراح صدر کے ساتھ اسکی بات مانتا ہے۔ وہ دوست کی ایلام کو بھی ہر رنگ انعام مشاہدہ کرتا ہے۔

چوتھا درجہ صالحین کا ہے یہی جب کامل درجہ پر ہو تو ایک نشان اور معجزہ ہوتا ہے **کامل صلاح** یہ ہے کہ کسی قسم کا کوئی بھی فساد باقی نہ رہے بدن صالح میں اصلی قسم کا کوئی خراب اور زہریلا مادہ نہیں ہوتا بلکہ صاف اور موید صحت مواد اسمیں ہوتے ہیں اسوقت صالح کہلاتا ہے جب تک صالح نہیں ہوتا لوازم صالح نہیں ہوتے جیسا کہ شہد باوجودیکہ میٹھا ہے مگر بیمار کو کڑوی معلوم ہوتی ہے اسی طرح جب تک صالح نہیں بنتا اور ہر قسم کی بیماریوں سے نہیں بچتا اور خراب مادے نہیں نکلتے اسوقت تک عبادات کڑوی معلوم ہوتی ہیں نماز میں جاتا ہے مگر اسے کوئی لذت و سرور نہیں آتا وہ ٹکریں مار کر منحوس شکل بنا کر پھر کر رخصت ہوتا ہے لیکن مزا اسوقت آتا ہے جب گندے مواد نکل جاتے ہیں تو انس اور ذوق شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور صلاح انسانی اسی درجہ سے شروع ہوتی ہے۔

(اب دعا کرو)

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی۔

معجون دافع مرض گناہ

حیا کے پھول ہمہ و شکر کے پھل | نیاز و عجز کی جڑ تخم کی کونپل
نہال صدق کی ڈالی کے اوراق | ادب کی چھال تخم حسن اخلاق
ریاضت کا اگر ہاون ہو ممکن | تو اسمیں کوٹ ان سب کو رات دن
عرق اشک پشیمانی کا لے کر | کیا کر روز تو اسمیں انہیں تر
کسی قلیے ہی میں ہمول کرے | پھر ان کو دیکھ میں دل کی بھر
اجاع شوق پر رکھکر پکانا | رہے خامی تو جان اپنی جلانا
مناسب ہے کہ پیری سا ان | صفائے قلب کی صافی میں چھانا
جو چھن کر صاف ہو جاوے وہ پانی | ملانا شکر شیرین زبانی
کہ یہ معجون کہاتی بڑی آنچ | محبت کی آگ دنیا کر کی کانچ
غرض جب ہو چکے معجون تیار | رہے نقصان نہ باقی کوئی زنہار
تو رکھنا حفظ کی ڈبیا میں بھر کے | سوائے اتقا سے سرد کرکے
جہاں تک تجربہ ہے کہا نہ کھانا | کچھ اسکی قدر شرت سے جانا
ضرر ہونیکا اندیشہ نہیں کچھ | ضرر اسنے نہیں بخشا کہیں کچھ
مواد فاسد عصیاں کے حق میں | نہیں مثل اسکا ہستی کو درن میں
بڑا ہوجائیگا دردو معاصی | جو چاہے امتحان کر دیکھے عاصی
یہ نسخہ ہے نہایت آزمودہ | اطبا کے معارف کا ستودہ
کہا شبلی نے حضرت بارک اللہ | یہ نسخہ ہے کرامت بارک اللہ
یہ سن کر ہوگیا غائب وہ مجنون | پھر آئے شیخ شبلی دل جگر خون

(تہذیب النسوان)

ضروری اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب بات ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں والے خاص کر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شایع کیا وہ اپنی طرف سے نہیں ہے اور نہ کسی کو ڈرانا دھمکانا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے جیسا کہ میں نے ۱۹۰۴ء میں اپنے اخبار الحکم میں خبر شایع کی تھی جسکا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پھر میں نے اسی زلزلہ کی بابت مئی ۱۹۰۴ء میں بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گرینگی اور جو عارضی طور پر فرودگاہیں ہیں وہ بھی گر جائینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائینگی اور اس زمانہ سے پچیس برس پہلے بھی میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اسی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائیں گے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہو گئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کرنیکی حاجت نہیں تب مجھے اس حادثہ سے اسقدر صدمہ پہنچا کہ جسکے بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخباروں میں شایع ہوئی تھی اور یہ بڑی فروگذاشت ہوئی ہے کہ اس پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شایع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک ذرہ بھی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دلکو اس غم نے سخت گھیر لیا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کی طرف سے ملی تھی اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ سے بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت کے لوگ دھرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں رہتے تھے باوجود ... کے ایک بھی ان میں سے ضایع نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی حفاظت اور احتیاط بھی کی ہوگی۔ میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ پہلی زلزلہ کی خبر کو کما حقہ کیوں شایع نہ کیا اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پا کر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کروں اسی غرض سے میں نے تین اشتہار شایع کئے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہاں تک ممکن ہو ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزلہ سہ منزلہ ہیں اور اب کی دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کیلئے کئی ہزار اشتہار شایع کئے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شایع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کیلئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب لارڈ کرزن وایسرائے بالقابہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالی حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔ ارباب فطرت سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کیلئے میں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالی زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا ہے اسی سے میں آپ ڈرا اور ابتک قریباً ایک ماہ سے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے۔ میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے انہیں بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کونسا گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس کا مجھے یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصہ کو آگ لگنے لگی ہے اور گھر والے خواب میں ہیں انکو کچھ خبر نہیں اور میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑینگے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے ہی اسکے اس دعوی کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسبات کی باور کرانے کیلئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا مجھے فرماتا ہے سچ ہے تو پھر اسکے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو تبدیلی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خواری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑینگے سو بیشک انکی تشویش کی نہ خدا کو پرواہ ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر ان کو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کیلئے جیلخانے کیوں تیار کرتیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی اشتہاروں سے تشویش میں ڈالتا ہوں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیسی تشویش میں منجم ہونیکا دعوی نہیں کرتا مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوی ہے صرف یہ دعوی ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پاتا ہوں مگر اس دعوی کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کرتے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کئے ہیں کہ اس دعوی میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شایع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں*۔ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اسطرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کو شایع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کما حقہ شایع کروں بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط کرینگے ہوشیار ہو جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کر لیں اور بچ جائیں تو پھر میں تو میری جان کیا چیز ہے کیا مجھے کبھی مرنا نہیں ہے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے میں کرتا ہوں کہ لوگ ڈر کر بیعت قبول کریں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ ... میری یہ مراد نہیں ہے کہ ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائیں یا میری بیعت اختیار کریں بلکہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی کا مذہب غلط ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالت گاہ نہیں اسکے لئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قومیں ... آسمان سے پتھر برسے یا طوفان سے غرق کی گئیں یا زلزلوں نے انکو تباہ کیا اسکا باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست تھیں یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کی پرستار تھیں اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطی پر قائم ہوتیں تو کوئی عذاب ان پر نازل نہ ہوتا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سخت سخت گناہ کئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہو گئی اسلئے انکی ... آخر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے اور غضب میں دھیما ہے اگر سب نادان لوگ اس سے ڈریں اور بدکاریوں اور ظلموں اور طرح طرح کے برے کاموں پر ایسی جرأت نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو پھر ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ یعنی خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگذار بنجاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنی انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ ہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پرواہ کیا رکھتا ہے ... سچ یہی ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدائی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بدی و بدعملی کیساتھ اسکو تمام ... ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کام میں آجاتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکھا ہے وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل ٹیڑھے نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء

۱؎ اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی بعض اخبار والوں کو غلطی لگی ہے کہ ... سمجھ لیا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے میں نے کوئی تاریخ نہیں لگائی۔ ایسی پیشگوئیوں میں عموماً یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجھے ابتک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط رکھنا ضروری سمجھ کر میں ابتک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں اور خیموں کی خریدنے اور عمارتوں کی بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہو چکا ہے اور اسقدر حرج کون اٹھا سکتا ہے

*؎ نوٹ۔ اسجگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اسطرح تکذیب کیجاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کو انکی تشویش کا موجب نہیں ہیں بلکہ لوگ اس سے ڈرتے نہیں بلکہ ہنسی ٹھٹھا اڑاتے ہیں چنانچہ ایک آریہ اخبار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کر کے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور وہ عبارت یہ ہے: میں آج ۹ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑی زور اور دعوی سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اسبات کا یقین دلاتا ہوں اور خوفناک اور بجھے ہوئے دلونکو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔۸۔۲۱ اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کی اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا۔ گو کرشن قادیانی زلزلہ کے آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئیگا اسلئے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح اور مسلمانوں کو جو قادیانی کی صرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں۔ بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کی

۲؎ بجز اسکے کہ جو سچے دل سے ایک آنیوالے حادثہ پر یقین رکھتا ہے مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ ... پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی ... بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو۔ اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنے ہوں اور بہار سے ...

میری پرانی نوٹ بک مین سے کچھہ

خدا را بخدا توان شناخت

۱۹۰۲ء مین ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بمقام امرتسر ہوا تھا - اس جلسہ پر اعلےٰ حضرت مسیح موعودؑ نے بہی اپنے رُسل بغرض تبلیغ بہیجے تہے ۱۴ - اکتوبر ۱۹۰۲ء کو جلسہ سے واپس آنیپر بعض اور لوگ بہی دارالامان آئے سلسلہ کلام مین ندوۃ کے متعلق ذکر آیا کہ وہ بحث مباحثہ سے الگ رہ کر اصلاح چاہتے ہین - اسپر فرمایا

اگر ندوۃ کا دعوی اصلاح - ہے تو امر تنقیح طلب یہ ہے کہ اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور کن راہون سے ہو رہی ہے اور اسلام پر کیا حملہ ہو رہا ہے اسکی مدافعت اور انسداد کی تدابیر کا سوال بے محل اور ایسا دعوی خیالی دعوی ہوگا - پھر قابل غور یہہ امر ہے کہ ان ساری خرابیون کا انسداد ارضی طاقت سے ہوسکتا ہے یا آسمانی تائیدات سے -

اگر ندوہ والے یہ چاہتے ہین کہ لوگ پڑھکر سینے انگریزی تعلیم حاصل کرکے نوکر ہو جائیں اور انکو ملازمت کے لئے آسانیان ہون تو یہ دین کا کام نہین ہے یہہ تو قوم کو غلام بنانے کی تدابیر ہین اور اگر ان کی غرض دینی اصلاح ہے تو پھر یاد رکہین کہ

خدا را بخدا توان شناخت

اس اصل کو چہوڑ کر جو شخص چاہتا ہے کہ دینی اصلاح ہو جاوے وہ کبہی اس مقصد مین کامیاب نہین ہوسکتا - اس خشک اور خیالی اصلاح سے کیا فائدہ ہوگا جسکے ساتھہ خدا تعالے کی تائید ین اور ترتیب نہین ہین وہ باتین جو نری لفاظی کے طور پر بیان کی جاوین یا قصہ اور کہانی کی طرح گذشتہ امور پر جس کا حوالہ ہو انکی پہلے سے کیا ہی ہے جو ایک خاص جماعت اپنا وقت اور غریب مسلمانون کا روپیہ لیکر صرف کرے اور نتیجہ کچھہ بہی نہ ہو - مین اس قسم کی کارروائیون کو کبہی پسند نہین کرتا - اینمین تو سے ریاکاری اور نفاق کی بو آتی ہے - کیونکہ یہہ طریق اس مطلب اور غرض کے حصول سے کوسون دور ہے جسکے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور جسطرح دنیا کی اصلاح ہوا کرتی ہے وہ رنگ اس مین موجود نہین ہے +

اصلاح کا طریق ہمیشہ وہی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے جو اللہ تعالے کے اذن اور ایما سے ہو - اگر ہر شخص کی خیالی تجویزون اور منصوبون سے بگڑی ہوئی قومون کی اصلاح ہوسکتی تو پھر دنیا مین انبیاء علیہم السلام کے وجود کی ہی کچھہ حاجت نہ رہتی - جبتک کامل طور پر ایک مرض کی تشخیص نہ ہو اور پھر پورے وثوق کے ساتھہ اسکا علاج معلوم نہوے کامیابی علاج مین نہین ہوسکتی -

اسلام کی جو حالت نازک ہو رہی ہے وہ ایسے ہی طبیبون کی وجہ سے ہو رہی ہے جنہون نے اسکی مرض کو تو تشخیص نہین کیا اور جو علاج اپنے خیال مین گذرا اپنے مفاد کو مدنظر رکہکر شروع کر دیا - مگر یقیناً یاد رکہو کہ اس مرض اور علاج سے یہہ لوگ محض ناواقف ہین اسکو وہی شناخت کرتا ہے جسکو خدا تعالے نے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے اور وہ

مین ہون

اسلام کے اندر ایک خطرناک پھوڑا ہو گیا ہے اور ایک جذام باہر کی طرف سے اسے لگ رہا ہے اندرونی پھوڑے کا باعث خود مسلمان ہوئے ہین جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات اور **اسوہ حسنہ** کو چہوڑکر اپنی تجویز اور رائے کے موافق اس مین اصلاح اور ترمیم شروع کر دی وہ باتین جو کبہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہم وگمان مین بہی نہ آئی تہین آج **عبادت** قرار دی گئی ہین اور زہد و ریاضت کا بہت بڑا مدار انہین پر رکہا گیا ہے + ان باتون کو دیکھکر بیرونی دشمنون کو بہی موقع ملا - اور وہ تیر و تفنگ لیکر اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اسکے پاک وجود کو چھلنی کر دیا اور اسے ایسی مکروہ ہیئت مین دشمنون نے دکہانا شروع کیا کہ غیر تو غیر تہے ہی اپنون کو بہی متنفر کر دیا - ہر شخص نے اپنے طرز پر اسکی تصویر کو بہیانک بنانے کی فکر کی - ایسی صورت مین زمینی حربہ اور ارضی تدابیر کام نہین دے سکتی ہین اسکے لئے آسمانی حربہ اور **آسمانی تدابیر** کی حاجت ہے - اسلئے جبتک تمام کوشش آسمانی تائیدات کسی کو نہ دیجاوین - کامیابی ہو نہین سکتی؟ ضرورت انبیا علیہم السلام کا بہی بڑا بہاری ثبوت ہے کیونکہ اگر بگڑے وقت اصلاح دنیا ہوسکتی تو ہر زمانہ مین فلاسفر اور دانشمند مدبر ہوتے ہی رہے ہین - انبیاء علیہم السلام کے زمانہ مین بہی ایسے لوگ ہوگذرے ہین اب بہی موجود ہین لیکن وہ فلاسفر اور ریفارمر خدا تعالے سے اسقدر دور جا پڑے ہین کہ انکے نزدیک شاید خدا تعالے کا نام لینا ہی ایک گناہ اور غلطی قرار دیا گیا ہے پھر بتاؤ کہ یہہ فلسفہ اور یہہ اصلاح نہین کہانتک لے جائیگی + اس سے کسی بہتری کی امید رکہنا خطرناک غلطی ہے -

کیا تم نہین دیکہتے کہ خدا تعالے نے یہی سنت رکہی ہے کہ اصلاح کے واسطے نبیون کو مامور کرکے بہیجا ہے انبیاء علیہم السلام جب آتے ہین تو بظاہر دنیا مین ایک فساد عظیم نظر آتا ہے بہائی بہائی سے باپ بیٹے سے جدا ہو جاتا ہے - ہزار ہزار جانین بہی تلف ہو جاتی ہین - حضرت نوح علیہ السلام کے وقت طوفان سے ان کے مخالفون کو تباہ کر دیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوقت طاعون اور دوسرے کئی عذاب وارد ہوئے - اور فرعون کے لشکر کو غرق کیا گیا -

غرض

خوب یاد رکہو کہ قلوب کی اصلاح اسی کا کام ہے جسنے قلوب کو پیدا کیا ہے نرے کلمات اور چرب زبانیان اصلاح نہین کر سکتی ہین بلکہ ان کلمات کے اندر ایک روح ہونی چاہئیے -

پس جس شخص نے قرآن شریف کو پڑہا اور اس نے اتنا بہی نہین سمجہا کہ ہدایت آسمان سے آتی ہے تو اس نے کیا سمجہا +

الم یاتکم نذیر

کا جب سوال ہوگا تو پتہ لگے گا - اصل بات یہی ہے کہ خدا را بخدا توان شناخت اور یہہ ذریعہ بغیر امام نہین مل سکتا - کیونکہ وہ خدا تعالے کے تازہ بتازہ نشانون کا مظہر اور اسکی تجلیات کا مورد ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ

یعنی جس نے زمانہ کے امام کو شناخت نہین کیا وہ جہالت کی موت مر گیا -

---

ایک سیاح قادیان کے خیالات

مینے اور کیا دیکہا؟ قادیان دیکہا - مرزا صاحب سے ملاقات کی - مہمان رہا - میرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجہے شکریہ ادا کرنا چاہئیے میرے مونہہ مین حرارت کیوجہ سے چہالے پڑ گئے تہے، اور مین شور غذائیں کہا نہین سکتا تہا - میرزا صاحب نے جب دفعتاً گہر سے باہر تشریف لے آئے تہے - دودہ اور ساؤ روٹی تجویز فرمائی -

آجکل مرزا صاحب قادیان سے باہر ایک وسیع اور مناسب باغ مین (جو خود انہین کی ملکیت ہے) قیام پذیر ہین بزرگان ملت بہی وہین ہین - قادیان کی آبادی تقریباً ۳ ہزار آدمیون کی ہے مگر رونق اور چہل پہل بہت ہے - نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی شاندار اور بلند عمارت تمام بستی مین صرف ایک ہی عمارت ہے - رستے کچے اور ناہموار ہین - بالخصوص وہ سڑک جو بٹالہ سے قادیان تک آئی ہے اپنی نوعیت مین سب پر فوق لے گئی ہے آتے ہوئے یکہ مین مجہے جسقدر تکلیف ہوئی تہی نواب صاحب کے رتہہ نے لوٹنے کے وقت اسمین نصف کی تخفیف کر دی اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل مین موجزن نہ ہوتا تو شاید آٹہہ میل تو کیا آٹہ قدم بہی مین آگے نہ بڑھ سکتا -

اکرام الضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تہی - چہوٹے سے لیکے بڑے تک ہر ایک نے بہائی کا سا سلوک کیا - اور مولینا حاجی حکیم نور الدین صاحب جنکے اسم گرامی سے تمام انڈیا واقف ہے - اور مولینا عبدالکریم صاحب جنکی تقریر کی پنجاب مین دہوم ہے - مولوی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر جنکی تحریرون سے کتنے انگریز یورپ مین مسلمان ہو گئے ہین - جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی جو میرزا صاحب کے خسر ہین - مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - ایل ایل - بی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز - مولوی یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم - جناب شاہ سراج الحق صاحب وغیرہ وغیرہ - بڑے درجہ کی شفقت اور نہایت محبت سے پیش آئے - افسوس مجہے اور اشخاص کا نام یاد نہین - ورنہ مین انکی مہربانیون کا بہی شکریہ ادا کرتا -

میرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جسکا اثر بہت قوی ہوتا ہے - آنکہون مین ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے - اور باتون مین ملائمت ہے - طبیعت منکسر مگر حکومت خیز - مزاج ٹھنڈا مگر دلون کو گرما دینے والا - بردباری کی شان نے انکساری کیفیت مین اعتدال پیدا کر دیا ہے - گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے گویا متبسم ہین - رنگ گورا ہے - بالونکو حنا کا رنگ دیتے ہین - جسم مضبوط اور محنتی ہے - سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندہتے ہین - سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہین - پاؤن مین جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے عمر تقریباً ۶۶ سال کی ہے -

مرزا صاحب کے مریدون مین مینے بڑی عقیدت دیکہی اور انہین بہت خوش اعتقاد پایا میری موجودگی مین بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تہے جنکی ارادت بڑے پایہ کی تہی - اور بے حد عقیدت مند تہے -

مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ایک ادنےٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشون کے خاتمہ پر ان الفاظ نے مجہے مشکور ہونے کا موقع دیا "ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہین کہ آپ پھر آئین اور کم از کم دو ہفتہ قیام کرین" - (اسوقت کا تبسم ناک چہرہ ابتک میری آنکہون مین ہے -)

مین جس شوق کو لے گیا تہا ساتہہ لایا - اور شاید وہی شوق مجہے دوبارہ لیجائے - واقعی قادیان نے اس جملہ کو اچہی طرح سمجہا ہے کہ "حسّن خلقک ولو مع الکفار" - (میرزا صاحب کے خیالات کے متعلق عنقریب میری تحریر شائع ہوگی اس مضمون مین مینے صرف وہان کے

برتاؤ کو دکھایا ہے؟)

میں نے اور کیا دیکھا؟ بہت کچھ دیکھا - مگر تفصیل کرنیکا موقع نہیں۔ سنیئے تو جاپانیکا وقت ہے آپکا دو پھر کبھی بتاؤنگا کہ میں نے کیا دیکھا -

راقم - ا - ه - دہلوی

اسکے ساتھہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں وہ بات چیت لکھدوں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیاح مذکور سے کی -

۲ - مئی ۱۹۰۵ء قبل نماز ظہر ایک نئی روشنی کے نوجوان جو بمبئی سے کسی تقریب پر لاہور آئے تھے اور وہاں سے حضرت اقدس کے شوق ملاقات میں قادیان تشریف لائے تھے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے - حضرت انکا حال دریافت کرتے رہے اسکے بعد آپ نے فرمایا " زمانہ میں بہت انقلاب ہوتے ہیں لیکن اکثر آجکل لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایک طرف ایسے جھکے ہوئے ہیں کہ دوسری طرف نظر اٹھاکر بھی نہیں دیکھتے اور اپنے دنیوی کاموں میں یا رسمی معاملات میں ایسے منہمک ہیں کہ دوسری جانب یا تو نظر اٹھاکر بھی نہیں دیکھتے یا اوس سے قطعاً نفرت رکھتے ہیں لیکن جو بات خدا کیطرف سے ہونے والی ہے وہ خواہ نخواہ ہوکر رہتی ہے - دیکھو! ایک زور آور سیلاب جو آنیوالا ہوتا ہے اوسکو کوئی کتنا ہی روکے بہرحال وہ آہی جاتا ہے اور کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتا "

حضرت کے اس نوجوان سے دریافت کرنے پر کہ آپ کتنے روز ہمارے پاس قیام کرینگے انہوں نے عرض کی کہ مجھے کل واپس جانا ضروری ہے - آپ نے فرمایا کہ آپ اخلاص کے ساتھہ یہاں آئے ہیں آپ چند روز ٹھہرتے تو خوب ہوتا مگر آپ کا وقت تنگ ہے دوسرے پہلو کو بھی سمجھ لینا چاہئیے - کار دنیا کسے تمام نکرد - جیسا جیسا انسان کسی کام میں بڑھتا ہے ویسا ہی اس کام کے بڑھنے اور زیادہ ہونے کی بھی راہ کھلتے جاتے ہیں یہانتک کہ دوسری طرف توجہ کرنیکے واسطے انسان کے پاس نہ وقت رہتا ہے ورنہ ہمت - مگر رشید آدمی کے واسطے خدا تعالےٰ آپ ہی سامان مہیا کردیتا ہے - اور اوس کے دل کے اندر ہی ایک دھکا پیدا کردیتا ہے - حدیث شریف میں آیا ہے اذا اراد اللہ خیرا یفقهه فی الدین جب اللہ تعالےٰ کسی کے واسطے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اوسے دین میں فہم عطا کردیتا ہے آجکل لوگوں کو انگریزی تعلیم نے فریفتہ کررکھا ہے اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اون کو دوسرے گھر کا ایمان ہی نہیں اور اگر کسی کو ہے تو ایسا کہ ہونا نہ ہونا برابر ہے مگر اسوقت اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ

اپنا چہرہ دکھلاوے - مخلوق کی قساوت قلبی انتہا تک پہونچ گئی ہے اور لوگوں نے نرمی سے فائدہ نہیں اوٹھایا - اسواسطے اب وہ قہری نشان بھی دکھلا چکا ہے سعید ہیں وہ لوگ جو قبل ایسے نشانات کے وقوع ہوجانیکے ایمان لاوین ورنہ فرعون کی طرح آفت میں پڑکر ایمان لانا مفید نہیں ہوتا - جو لوگ بعد میں ایمان لاتے ہیں وہ برگزیدہ پاک جماعت میں داخل نہیں ہوسکتے آپکا ہمارے پاس آنا دو نتائج سے خالی نہیں یا تو قبل از وقت آپ پر اثر پڑے یا بعد میں آپکو حسرت حاصل ہو (نوجوان - خدا کرے دوسری بات نہو -)

جس سلطنت کے نیچے لوگ رہتے ہیں اوسکا اثر مخلوق پر ضرور ہی ہوتا ہے لوگ اگرچہ بظاہر ایک مذہب کہتے ہیں تاہم انکا سارا رخ دنیا کی طرف ہے اور خدا کی طاقتوں پر ایمان نہیں ہے - لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی سنت قدیمہ کے مطابق پھر جلوہ دکھاوے یہ زمانہ نوح کے زمانہ سے بہت ملتا ہے اوسوقت بھی لوگ اکثر دہریہ تھے - خدا فرماتا ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مخفیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ میں ایک مخفی خزانہ تھا پھر میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں - صرف انگریزی زبان میں کوئی کتنی ہی ترقی کرلے اوسکا نتیجہ بجز دنیا کے اور کچھہ نہیں یوں دیکھہ لینا چاہئیے کہ جو بچے ایسے ہیں کہ ان کے ماں باپ انگریز ہیں انکا انگریزی میں کمال انکو دین کے لئے کیا فائدہ دیسکتا ہے کیونکہ یہ زبان وہ نہیں جسکے ساتھہ فخر کیا جاسکے - معاش بے شک انسان پیدا کرسکتا ہے مگر معاش تو ایک مزدور بھی ویسی ہی پیدا کرلیتا ہے - بلکہ وہ مزدور اچھا ہے کیونکہ اوس کے ساتھہ وساوس نہیں ہیں - ہمارا منشاء یہ نہیں کہ انگریزی نہ پڑھو خود ہماری جماعت میں بہت انگریزی خوان ہیں اور بی - اے - ایم - اے تک تعلیم یافتہ ہیں اور معزز سرکاری عہدوں پر ملازم ہیں لیکن ہمارا منشاء یہ ہے کہ اوس سے نیک فائدہ اوٹھاؤ اور اوس کے برے فلسفہ سے بچو جو انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے ہر شے میں ایک اثر ہوتا ہے چونکہ انگریزی زبان میں بہت سی تعلیمیں اس قسم کی ہیں جو دہریت کیطرف جھکے ہوئے خیالات اپنے اندر رکھتی ہیں اسواسطے بغیر کسی زبردست رشد اور فضل الٰہی کے ہر ایک شخص اوس سے کچھہ نہ کچھہ حصہ ضرور لے لیتا ہے - آجکل دنیا کے لئے حد سے زیادہ زور لگایا جاتا ہے مگر معاش کے لئے سب دروازے کھلے ہیں - افراط کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا دنیا میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ خدا پر ایمان رکھنے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کیا آخرت کے لئے وہ اسقدر محنت اور جانفشانی کرتے ہیں جسقدر کہ وہ دنیا کے لئے کررہے ہیں - انکو معلوم ہی نہیں کہ اوسطرف کا معاملہ ہی کبھی پڑیگا -

نوجوان نے عرض کی میں نے عربی بھی ساتھہ ساتھہ پڑھی ہے

حضرت - ... اتنے پر ہی خوش نہیں ہوسکتے کیا ... ایسے نہیں ہیں جو بڑے بڑے علوم عربیہ کی تحصیل کرچکے ہیں مگر پھر بھی وہ اس سلسلہ حقہ کی مخالفت کرتے ہیں اور وہ علوم اون کے واسطے اور بھی زیادہ عذاب کا موجب ہورہے ہیں ہزاروں مولوی ہیں جو بجز گالیاں دینے کے اور کچھہ کام نہیں رکھتے - بیشک معارف قرآنی کا ذخیرہ سب عربی میں ہے - تاہم جب ایک مدت گذر جاتی ہے اور خدا کے ایک رسول کو بہت زمانہ گذر جاتا ہے تب لوگوں کے ہاتھہ میں صرف الفاظ ہی رہ جاتے ہیں جن کے معارف اور دقائق کسی پر نہیں کھل سکتے جبتک کہ اللہ تعالےٰ اون کے واسطے کوئی چابی پیدا نکردے - جب خدا کیطرف سے راہ کھلتا ہے تب کوئی منور قلب والا زندہ دل پیدا کیا جاتا ہے وہ صاحب حال ہوتا ہے اسواسطے اوسکی تفسیر درست ہوتی ہے زندہ دل کے سوا کچھہ نہیں - یہ باتیں بدیہی ہیں مگر افسوس ہے کہ ان لوگوں کو سمجھہ نہیں آتی - (نوجوان - جہالت ہے) خدا کہتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہوگئے - حدیث نبوی سے بھی یہی ثابت ہے کہ فوت ہوگئے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردوں میں دیکھا - پھر بھی ہمارے مخالف مولوی انکار کئے چلے جاتے ہیں - (نوجوان - جہالت اور بدقسمتی -) اللہ تعالےٰ آپ کی اور ہماری ملاقات سے فائدہ دے +

ہم اور ہمارے معاصر

کیا آسام کا زلزلہ سخت ترین تھا | پیسہ اخبار جو سلسلہ عالیہ کے خلاف بیہودہ گوئی کی قسم کھاچکا ہوا معلوم ہوتا ہے پھر آسام کے زلزلہ کا ذکر کرتا ہے اور سر ہنری کاٹن کی تقریر کے حوالہ سے اسکو سب سے زیادہ خطرناک زلزلہ بتاتا ہے مجھے تعجب ہے کہ لاہور میں رہ کر سر ہنری کاٹن کی تقریر ہزار ہا کوس کے فاصلہ پر اسکے نزدیک نہایت معتبر اور قابل وثوق ہے مگر اپنے کانوں بشپ لاہور کی تقریر کو وہ عملی طور پر کمزور بتاتا ہے کیا اسے یاد نہیں کہ بشپ صاحب نے اپنی تقریر میں اس زلزلہ کو نہایت شدید اور خطرناک تسلیم کیا ہے -؟

ایک بزرگ کے خیالات | وطن اس عنوان سے رقمطراز ہے کہ الانذار کے عنوان سے ایک اشتہار مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا جسپر ۸ - اپریل ۱۹۰۵ء کی تاریخ ہے ہماری نظر سے گذرا ہماری رائے میں ہر شخص کا عمل اسبات پر ہونا چاہئیے کہ کہنے والا کیا کہتا ہے نہ تفحص اور نہ تفتیش اس امر کی کہ کہنے والا کون ہے اور کیسا ہے؟ اس اشتہار میں کسی خطرناک آئندہ حادثہ آنیوالے کی خبر دیگئی ہے جو نہیں معلوم زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے - جو دنیا پر آئیگی اور غرض اس سے یہ ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور شرک - فسق و فجور دنیا پرستی انکار و دہریت باری تعالےٰ - نبیوں اور رسولوں کو بدزبانی سے یاد کرنا چھوڑ دیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں تقویٰ اور نیک اعمال کی راہ چلیں - اس نوٹ کو حضرت اقدس کے ان اشتہارات پر ختم کیا ہے جو الانذار کے شروع میں ترتیب از خدائے بے نیاز و سخت تہارے سے درج ہیں - پیسہ اخبار ردِ تخویف مجرمانہ لئے پھرتا ہے اسکے منہ پر یہہ ایک اور ندامت کا داغ ہے بشرطیکہ وہ حیا کرے -

حق برزبان جاری | سہسہ پرکاش روزنامہ جالندھر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ جب سے آنحضرت نے دعوے اپنے نبی ہونے اور امام مہدی آخر الزمان و مسیح موعود بننے کا کیا ہے تب سے ایسے صدمات طاعونی وغیرہ وبائی امراض و زلزلے آنے لگ گئے ہیں اس سے پیشتر ایک صدی کی تاریخ کو بغور دیکھا جاوے تو اس صدی میں کسی ایسے صدمہ کا آنا معلوم نہیں ہوتا " یہہ بات بالکل صحیح ہے اسلئے کہ قرآن کریم میں صاف درج ہے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا رسول کی بعثت پر جب انکار شوخی اور ٹھٹھا حد سے زیادہ گذر جاتا ہے تو آخر خدا تعالےٰ کی غیرت اور جلال جوش میں آکر قہری نشان دکھایا کرتا ہے - مبارک وہ جو اس سے عبرت پکڑیں -

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک اور فتح | دربار صاحب امرتسر کے سربراہ صاحب نے سکھوں کے مندر میں بتوں کا رکھنا ناپسند فرمایا اور برہمنوں کو حکم دیا ہے کہ وہاں مورتیاں نہ رکھیں - اسپر امرتسر کے ہندوؤں میں مخالفت کا جوش پھیلا ہے اور وہ ظاہر کرتے ہیں کہ سکھہ ہندو ہیں اور یہ مندر مشترکہ ہے + سالہا سال کے بعد موجودہ سربراہ صاحب کو ایسا پاکیزہ خیال پیدا ہونا قابل قدر ہے ایک پاک موحد کے مریدوں کے عبادت گاہ میں فی الحقیقہ بتوں کا ہونا تعجب خیز امر تھا - بابا نانک سچے موحد اور شرک سے بالکل الگ تھے یہہ فخر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ہے جسنے بابا صاحب کی پاک لائف کو جو سچے مسلمان کی لائف ہے کھولکر پبلک کے سامنے رکھدیا ہے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ سکھ مندروں سے بتوں کو نکلوانے لگے ہیں -

البدر کی ذہانت | بجنور میں تازہ نظام ایک جدید ہفتہ دار شائع ہونے لگا ہے اسکے نمبر ۱۸ کے دوسرے صفحہ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار کے عنوان سے اخبار کے اڈیٹر کالم ذہین صاحب سیاہ کئے ہیں ہم اسٹری بے ربط اور بے نظیر پر کسی نوٹس لینے کی حاجت نہیں تھی مگر ہم اپنے ناظرین کو سنانا چاہتے ہیں کہ کیسے کیسے بالغ نظر سلسلہ عالیہ پر معترض ہوتے ہیں - ذہین صاحب نے الہام عفت الدیار محلها ومقامها - اول تو اپنے ایسے محلها ومقامها عفت الدیار کی شکل میں خود ہی لکھدیا - اور پھر سنتے فرماتے ہیں -

= بجنور ... اجل اشعار تحمل نذکر کی تشریح میں ...

[illegible]

قہری تجلیوں کے آثار

زلزلہ کیوجہ سے جو تباہی خصوصاً کانگڑہ وغیرہ میں ہوئی ہے اسکی یاد ابھی بھولی نہ تھی کہ مختلف قسم کی آفات کی خبریں آ رہی ہیں جن کو میں محض عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔

پونا سے خبر ملی ہے کہ وہاں مینہ اور آندھی کا سخت طوفان آیا تمام ژالہ باری بھی ہوئی جس سے کسیقدر سردی ہوگئی ہے

۱۴۔ سے ۱۵ مئی تک **کشمیر میں** بڑے زور کی بارش ہوئی جس سے سیلاب آنیکا خوف ہوگیا کاروباری لوگ اپنا مال و متاع کشتیوں میں لے جا رہے ہیں مقام بارہمولا کا ایک حصہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے دو تین پل ٹوٹ گئے راستہ بند ہے

بعد کی خبر سے معلوم ہوا کہ خطرناک سیلاب کی وجہ سے ۲۲ گاؤں غرق ہوگئے چاول کی فصلیں تباہ ہوگئیں غرق ہونیوالے مویشیوں کا اندازہ مشکل ہوگیا۔

ایڈیٹر وقت اب نزدیک ہے آیا مظہر اسلام کی پیشگوئی **پوری ہوگئی۔**

بلجیم میں آندھیوں سے سخت نقصان ہوا۔

میڈرڈ پایۂ تخت سپین میں ایک بڑی کارخانہ کی دیوار گر پڑی ہزاروں مزدور اسمیں کام کر رہے تھے تقریباً تمام دب کر مر گئے۔ ابتک سو سے زیادہ لاشیں نکل چکی ہیں

امریکہ کے قصبہ ہیرسبرگ کے قریب شکاگو سے آنیوالی ٹرین ایک مال گاڑی سے جسمیں ڈائنامیٹ لدا ہوا تھا ٹکرا گئی دونوں ٹرینیں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں بہت سے مسافر ہلاک ہوگئے۔

ہنکن سے جو خبر موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوا کہ مقام ہارین کی ردی فوج میں نہایت شدت سے وبائی مرض پھیلا ہوا ہے ہفتہ عشرہ میں ہزار سپاہی مر چکے

کراچی کے ساحل پر لاکھوں مردہ مچھلیاں سمندر نے پھینکدی ہیں خیال ہے کہ پانی کے نیچے کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹا ہے اس کے زہریلے بخارات سے یہ مرگئیں ان کو دفن کر دیا گیا۔

پیشاور میں ۲۴ گھنٹے کے اندر تین طوفان باد و باران اور برق و رعد کے آئے۔

کئی روز سے کلکتہ میں باد و باران کا طوفان تقریباً ہر شام کو آتا ہے جو فصل کیلئے سخت ضرر رساں ہے

بیضہ مرغ کے برابر اولے ۔ ۱۶ اپریل کو موضع بہری ضلع جہلم میں پانچ بجے شام کے قریب بیضہ مرغ کے برابر اولے گرے بعض اولے دو دو جڑے ہوئے تھے ساڑھے تین تین تولہ وزن نکلا۔

۴ اپریل کے زلزلہ سے زمین میں تین تین سو فٹ لمبے اور ایک ایک فٹ چوڑے شگاف ہوگئے ہیں۔

شہر میں آگ ۔ ساتویں ماہ حال سہ پہر کو شملہ میں آگ لگ گئی سو گر یہ کہ بہت سی عمارتیں جل کر خاکستر ہوگئیں جا بجا سے ... آگ تھی شروع ہوئی ۔ اور یہ آگ ... آگ جو شملہ کا مغربی ... پانی ... اسکا ... آگ بہت ... کامل ... تک ... انتظام نہیں ہوا ... میں تو ... پانی بالکل بیفائدہ تھا جہاں آگ لگی تھی اس کے بچانے کی کوشش نہیں کی گئی اور جو عمارتیں قریب تھیں انکی طرف سب لوگ عقلمندی سے جھک پڑے ان تمام کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ... سہ پہر کو اس ... کی بڑی عمارت ... نصف ... خاکستر ہوگئی ۔ اور بعض بلند بلند دیواریں اور چھتیں زمین پر آ پڑیں ۔ ... اور ... انجن دریائی کی ... نہیں ... صرف اسقدر فائدہ ہوا کہ باقی عمارتوں کو آگ نہ لگی ... صبح تک جس بڑے مکان میں آگ لگی تھی اسمیں دوسرے دن صبح کو بھی کہیں کہیں شعلے اٹھتے ہوئے نظر آئے ۔ یہ مدرسہ جہاں آگ لگی بشپ کاٹن کلکتہ کا بنایا ہوا تھا ۔ اور اس مدرسہ کی بنیاد ... مدرسہ کے ... کی ... میں پادری صاحب نے ڈالی تھی ۔ ... سوختہ ہوگیا ... ماہ حال کی صبح کو ایک جلسہ ... ایک اطلاع ... مقامات ... سنڈے ... میں ... معاملات کا تصفیہ ہو جائیگا ۔ اور ... ایک ... مکان ... تعلیم ... گذشتہ شب ... دوستوں کے گھروں میں رہے ... مدرسہ کے ... کے لئے دوبارہ چندہ ہو رہا ہے عنقریب ... تیار ہو جائیگا۔

زلزلہ کی خبریں

ریلیف فنڈ کمیٹی کا جلسہ ... ہال لاہور میں ہوا ... تاہم چندہ موعودہ کی تعداد ۴ ہزار تک پہونچ گئی۔

وادی کانگڑہ ۔ کلو اور دیگر شمالی حصوں میں سرکاری تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ۴۔ اپریل سے پہلے کوئی علامت آتش فشان پہاڑ کی نہیں دیکھی گئی۔

کچھ ۔ ریلیف فنڈ کی دوسری فہرست بھی شایع ہو چکی ہے جسکی تعداد ۳۰ ہزار ۴ سو ۴ روپیہ ہے ۔ اسمیں مہاراجہ الور کے ۲ ہزار ۔ سکندر نبالین ۔ جونتی گورگیا چترال کے ایکہزار ۲ سو ۔ ... ریجمنٹ کے ایکہزار ایک سو ۴ ۔ الائنس بنک شملہ کے بھی ایک ہزار شامل ہیں ۔ لندن میں اس فنڈ کیلئے تقریباً ۴۰ ہزار پونڈ جمع ہو چکے ہیں ۔ ہندوستان کے تمام فوجی افسر اور سپاہیوں نے اس فنڈ میں بڑی دریا دلی سے چندے دیئے ۔ ... قائم ہونیسے پیشتر ہی گورکھا بٹالین نے ... کی مصیبت زدہ بیلی اور سالویشن آرمی کی ... اور بچوں کی فیاضی سے امداد کی۔

حکومت آسام گذشتہ ہفتہ کے زلزلہ کے بعد پیمایش کی گئی ... ضلع کانگڑہ اور دیگر ... افواج کی ... اور ... کی نگرانی میں پیمایش کیجائیگی تاکہ ... فرق پیدا ہوا ہے تو معلوم ہو جائے۔

آریہ سماج لاہور نے ایک ہزار من گندم اور ایک سو من دال خرید کی ہے تاکہ کانگڑہ کے مصیبت زدوں میں کم قیمت سے فروخت کرے اس سے پہلے بھی آریہ سماج مذکور نے بہت سی رسد کپڑا وغیرہ کانگڑہ میں زلزلہ زدوں میں تقسیم کیا ہے ۔ ... مسٹر ... ڈیلو ۔ ایچ ۔ ڈانلڈ اسسٹنٹ انجنیر ... شملہ سے کلو روانہ ہوگئے ۔ جہاں ... وغیرہ کرا لیگئے ۔ اور تخمینہ نقصان کی رپورٹ کرینگے تین چار روز تک برابر سو خچر روزانہ سامان ... شملہ سے کلو روانہ ہوتے رہے ... کمشنر شملہ نے مزدور بھیجنے کا انتظام کیا ہے ۔ ان کے بعد ... سامان اور ... کلو روانہ کئے جائینگے۔

لفٹیننٹ گورنر ... زلزلہ ریلیف فنڈ کے لئے ... ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ کیا گیا تاکہ کانگڑہ کے مصیبت زدوں کے لئے چندہ جمع کیا جائے ... روپیہ کا وعدہ ... کیا گیا۔

جنوبی افریقہ ... ہندوستان کے زلزلہ کا حال سنکر جنوبی افریقہ کے ہندوستانی گروہ کو نہایت افسوس ہے ریلیف فنڈ کے لئے چندہ وصول کیا جاتا ہے۔

پائنیر لکھتا ہے کہ ۲۳۔ اپریل کو انگلینڈ میں مختلف مقامات میں ۱ بجے اور ۲ بجے دن کے خفیف حرکتیں محسوس ہوئیں۔

والیسرائے بالقابہ اور لارڈ کچنر کی ریلیف فنڈ میں ملکہ انگلستان نے ایک سو گنی چندہ دیا۔

پرنس و پرنسس آف ویلز نے پچاس پچاس و پچیس پچیس پونڈ بالترتیب لارڈ کچنر اور ویسرائے بہادر کے ریلیف فنڈ میں چندہ دیا۔

بنک بنگال اپنے صدر مقام اور تمام شاخوں میں زلزلہ فنڈ کا روپیہ بلافیس داخل کریگا

دہرم سالہ میں مکانات تعمیر کرنے یا مرمت کرنے کے لئے عنقریب ... کی ایک کمیٹی جمع ہوگی

بعض برگزیدہ سائنس دان پیشینگوئی بھی کرتے ہیں کہ آیندہ عنقریب زلزلہ ... ممکن ہے

وادی کلو سے اطلاع ملی ہے کہ ابھی مصیبت زدوں کے خرچ کیلئے غلہ کافی ہے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ کیلئے مدراس ... برانچ نے جو چندہ جمع کیا ہے اسکی پہلی فہرست کی میزان ۹۰۵ روپیہ ہے۔

جاپان میں سوداگروں اور اہلکاروں نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ایک جلسہ کیا جسمیں ۱۲ سو روپیہ فوراً جمع ہوگیا۔

لارڈ کرزن بہادر نے کچنر ریلیف فنڈ میں ایک ہزار روپیہ دیا۔

گپتیری تحصیل میں ۴۔ اپریل کے زلزلہ سے ۱۰ لاکھ کا نقصان ہوا۔

کانگڑہ میں زلزلہ سے تمام مساجد شہید ہوگئیں مسلمان توجہ کریں اور اس کار خیر میں حصہ لیں ۔ ایک لالہ صاحب سنے دیوی کا مندر از سر نو تعمیر کیا جائیگا ایک لاکھ روپیہ دیا

گورنمنٹ پنجاب نے زلزلہ زدگان کیلئے وادی کانگڑہ میں زر تقاوی تقسیم کئے جانے کیلئے ایک لاکھ روپیہ کمشنر صاحب جالندھر کی تحویل میں دینے کا ارادہ کیا ہے ۔ اور تقاوی کی وصولی کے متعلق جو یہ قاعدہ تھا کہ ۲ سال کے اندر اندر ضرور ادا ہو جایا کرے وہ منسوخ کر دیا ہے ۔ پہلی قسط ۱۹۰۶ء کی فصل خریف سے پہلے طلب نہیں کیجائیگی ۔ سر چارلس ریواز سفارش کرتے ہیں کہ پانچ طریقوں سے زلزلہ زدگان کی گورنمنٹ کو مدد کرنی چاہیئے۔

(۱) سب سے پہلے اور بڑی ضرورت یہ ہے کہ آبپاشی کی نہروں کو بہت جلد درست کرا دیا جاوے۔

(۲) تمام تباہ شدہ دیہات میں فصل ربیع کا مالیہ جو ماہ جون میں واجب الادا ہے معاف کیا جائے۔

(۳) تمام قصبات اور دیہات میں جہاں تباہی زیادہ ہوئی ہو سال رواں کا انکم ٹیکس معاف کیا جاوے۔

(۴) مویشیوں کی خرید کے واسطے کاشتکاروں کو کیلئے زر تقاوی دیا جاوے جسپر سود نہ لیا جاوے ۔ اور اسکی ادائیگی میں آسانی بہم پہنچائی جائے۔

(۵) محکمہ جنگلات کو حکم دیا جائے کہ مکانات کی تعمیر کیلئے لوگوں کو لکڑی وغیرہ مفت دے اور سرکاری چراگاہوں میں مویشی کو بلا کسی معاوضہ کے چرانیکی اجازت دے۔

بنک آف انگلینڈ نے ۲ سو پونڈ ویسرائے بالقابہ کے اور ۲۰۰ پونڈ لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ میں چندہ دیا۔

مسٹر سین اینڈ وسٹ نے لارڈ کچنر کے فنڈ میں ۵۰ گنی چندہ دیا۔

لارڈ کچنر کا ریلیف فنڈ ۱۵ مئی کو بند ہوگیا۔

تازہ زلزلہ

سول ملٹری گزٹ دہرم سالہ ۲۰ مئی کی آمدہ ایک تار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ۱۸ مئی ۱۹۰۵ء کو ۱۲ بجے دن کے

صحت بڑی عمدہ چیز ہے یہ امر مسلم ہے
لوگ بیمار ہوتے ہیں امر مسلم ہے

مولی کریم نے اپنے فضل سے دنیا میں مختلف اشیاء میں کچھ ایسے خواص رکھدیئے ہیں کہ انسانی کمزوریوں اور بیماریوں کی تلافی کرسکتے ہیں بشرطیکہ کامل طور پر ان سے فایدہ اٹھانے کی سعی کی جاوے یہی راز ہے جو اذا مرضت فھو یشفین کہنے والے کے کلام میں ہے۔ میں نے اللہ تعالی پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمیں اصول صحت کی خلاف ورزی کی وجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہوں ان سے بقدر طاقت ہمدردی کروں میںنے نہ دنیا کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی سادہو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے

کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب میں انکی ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں۔ اور اب تک بھی یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت سے بیرونی مریضوں کی خط و کتابت دیئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے

پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپکی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقف کار موجود نہوں ان کیلئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوی کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے اور اب جو میںنے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمیں بھی یہ مد نظر ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہیں کا علاج تو ان ہزارہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کی ذریعہ ہوگا جو مولویصاحب کے **مطب** میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص خاص قابل غور امراض میں مولویصاحب ممدوح کے مشورہ سے نسخہ جات تجویز ہوا کرینگے۔

اس بنا پر شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے میںنے قادیان میں کھولدیا ہے۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے۔ اب ذیل میں میں حضرت مولویصاحب کی تصدیق کو بعد ان اشتہار دیتا ہوں تا کہ اس شفاخانہ کی معرفت تمام بیماریوں کی دوائیں مل سکیں گی

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجاربسے واقف ہے اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا میں امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقوی سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اسکے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچیگا الہی میرا گمان سچ ہو آمین۔ نورالدین

المشتہر مفتی فضل الرحمن مالک شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہیں ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات سے

(۱) اسکا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے

(۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانوں و تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے

(۳) دیسیوں کی ہاتھ میں انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے۔

(۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں انکی پس ماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی اس خوش معاملگی و حق شناسی سے خوب آگاہ ہے اسکے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی و ملکی فوائد کو مد نظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کی اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہیئے۔

آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کی ممبری اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں ہماری کمپنی کی پراسپکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپکو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کرادیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ کر منیجر یا سیکرٹر مذکور کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہونچ جاوے گا۔

گیان چند منیجر وایکچواری۔ یا

لالہ ہرکشن لال سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ ! پٹوار گزٹ !! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے محرران مینٹی میں ضلعدار۔ پٹواریان مال اور نہر۔ نائب تحصیلدار ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ تحصیلدار۔ افسران مال ڈپٹی کلکٹر نہر۔ مہتمم بندوبست۔ غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجراء سے لیکر آجتک محکمہ مال و نہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہورہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام **پٹوار گزٹ** ہر ہفتہ شایع کیا جائے جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسروں اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل تنزل۔ ترقی موقوفی و بحالی۔ اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت سے ہاں تنخواہ کی تکلیف کمی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے اخبار کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو علیحدہ کے ناول مفت ملتے ہیں۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہیئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دیجاتی۔ یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کے خاطر اخبار کی قیمت میں مدرکی اور رعایت کردیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدینگے۔ تو ۲ر لئے جاوینگے۔ اور ناول بھی مفت نذر ہونگے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فائدہ اٹھاکر باعث ترقی کا ہوگا جو درحقیقت انکی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

مرا برف بارید بر پر زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا زندگی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور جاء کار جنکی اولاد نہوانکا بڑھاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بھی گر بڑھاپے کی حد تک پہونچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل امور سے بہرہ مند

شاہی خضاب جس تیل میں یہ لگایا جاتا ہے بالوں کو جڑ تک مع سیاہ بنا کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔

روح افزا نامردی سستی لاولدی ضعف باہ درماں جریان وغیرہ دیگر کیواسطے اکسیر ہے پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

روح النساء حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلد تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے لاولدی ہو یا اندر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کیواسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ چہرہ کی جھریاں چھائیاں سیاہ داغ وکیل وغیرہ کو دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

گولیاں و روغن انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہوگئے ہوں تو بھی سیاہ ہوجاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے

بال اڑانیکا تیل بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہو قیمت ایک روپیہ

سرمہ ممیرا دھند غباری لالی پڑوال پانی جانا ابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ

بواسیر خونی بادی جبکی یا آتشک سے ہو گئے اگر ہوں تو بلا تکلیف گم قیمت دو روپے

دمہ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں بشرطیکہ شفا ہو قیمت تین روپیہ

دوائی آتشک مجرب اکسیر قیمت تین روپیہ

دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپیہ

خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر الیف سنگھ ایم اے ایل ایم ایس ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

تقاضا دار احباب
توجہ کریں وی پی
جاری ہو رہے ہیں۔

[illegible]

حسن الاتفاق

[illegible]

... احمدی اینڈ ... مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم

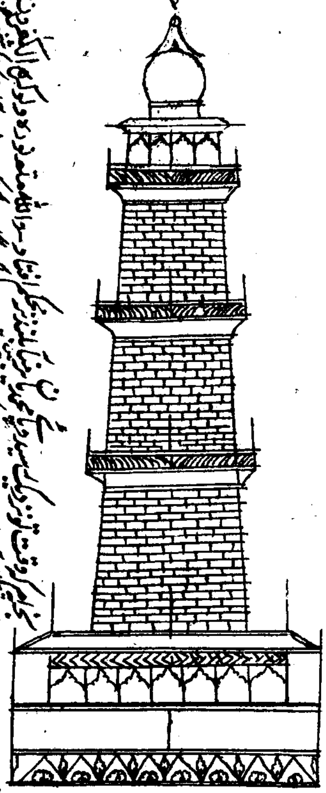

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲؎

نمبر ۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

اعلان

سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحون کا بے انت ہونا باطل کرکے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کا ثابت کیا ہے معرفت تین کس آریا سماج والون کے یہہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت مین بے انت نہین ہین لیکن تناسخ اسطرح پر ہمیشہ رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتے ہین تو پھر بوقت ضرورت مکتی خانہ سے باہر نکالے جاتے ہین اب سوامی صاحب فرماتے ہین کہ اگر ہمارے اس جواب مین کچھ شک ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہئیے چنانچہ اس بارے مین سوامی صاحب کا خط بھی آیا اس خط مین بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہین اسواسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ یہہ بحث بالمواجہ ہمکو بسر و چشم منظور ہے - کاش ! سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالونکا جواب دین مناسب ہے کہ سوامی صاحب کوئی مقام ثالث بالخیر کیواسطے انعقاد اس جلسہ کی تجویز کرکے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے تاریخ و مقام کو مشتہر کردین لیکن اس جلسہ مین شرط یہہ ہو کہ یہہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلےٰ کہ تین صاحب ہمین بھی ممبران برہمو سماج اور تین صاحب عیسی مذہب کے نگے قرار پاویگا - اول تقریر کرنیکا ہمارا حق ہوگا کیونکہ ہم معترض ہین پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط جو رکھے جاوینگے جواب دینگے پھر اسکا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا اور بحث ختم ہو جائیگی ہم سوامی صاحب کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کیون سوامی صاحب دور دراز دہندون مین لگے ہوئے ہین اور ایسی بحث اور اعتراض کا جواب نہین دیتے جنہنے سب آریہ سماج والونکا دم بند کر رکھا ہے اب اگر سوامی صاحب نے اس اعلان کا کوئی جواب مشتہر نہ کیا تو بس یہہ سمجھو کہ سوامی صاحب صرف باتین کرکے اپنے موافقین کے آنسو پونچھتے ہین اور مکتی یافتون کی واپسی مین جو جو مفاسد ہین مضمون مشمولہ متعلقہ اس اعلان مین درج ہین ناظرین پڑھین اور انصاف فرماوین -

المعلن مرزا غلام احمد رئیس قادیان ۱۰ ارجون ۱۸۷۸ء

نوٹ از ایڈیٹر الحکم :- اس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلےٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فطرتی طور پر اعلاء کلمہ اسلام کا کسقدر جوش بخشا گیا ہے جس مضمون متعلقہ اعلان کا ذکر اعلان مذکور مین کیا گیا ہے وہ بینے حضرت اقدس کی پرانی تحریرین مین چھاپا ہے جواب دوسرے نمبر چھپ ہی ہین اور اس دوسرے اڈیشن مین منشی گوردیال صاحب رس مڈل سکول چنیوٹ کے استفسار کا جواب بھی جو ۱۸۷۸ء مین حضرت اقدس نے دیا تھا اور رسالہ ہندو باندھو لاہور مین طبع ہوا تھا بڑھا دیا گیا ہے -

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت سبزہ گان ملت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین -

۲- حضرت ام المومنین کی طبیعت بضیب اعدا ناساز تھی اللہ تعالےٰ نے رد البلاء دیکھا اور دیکھا تھا کی جو بشارت دی اسکے بعد سے آپکی طبیعت اچھی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ -

۳- ۳۰-۳۱ مئی کی شب گرد و باد کا ایک طوفان آیا - الحمد للہ کہ کسی قسم کا نقصان نہین ہوا اسکے ساتھ گرج اور چمک بھی تھی -

۴- ہفتہ زیر اشاعت مین بھی زلزلہ محسوس ہوا -

۵- جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب تشریف لائے اور واپس تشریف لیگئے مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب بھی کئی روز کے قیام کے بعد تشریف لے گئے - کپورتھلہ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب حاضر ہوئے سیاح قادیان کے بھائی مولانا آزاد بھی ایک روز کیلئے آئے اور واپس گئے -

۶- امریکہ مین شائع کرنیکے لئے ایک اشتہار عنقریب حضرت اقدس لکھنے والے ہین جسکی اشاعت کا خرچ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب دین گے - جزاہ اللہ احسن الجزاء -

تازہ الہامات - رویا اور کشوف

۲۶ مئی کے الہامات تو الحکم کی گذشتہ اشاعت مین درج ہو چکے ہین انکے ساتھ مندرجہ ذیل رویا بھی تھے -

رویا - اسی وقت جبکہ مذکور بالا الہام ہوا دیکھا کہ کسی نے کہا کہ آنیوالے زلزلہ کی یہ نشانی ہے جب مینے نظر اوٹھائی - تو دیکھا کہ اس ہمارے خیمہ کے سر پر سے جو باغ کے قریب نصب کیا ہوا ہے - ایک چیز گری ہے خیمہ کی چوب کا اوپر کا سرا وہ چیز ہے جب مینے اوٹھایا تو وہ ایک لونگ ہے جو عورتون کے ناک مین ڈالنے کا ایک زیور ہے - اور ایک کاغذ کے اندر لپٹا ہوا ہے میرے دل مین خیال گذرا - کہ یہ ہمارے ہی گھر کا مدت سے کھویا ہوا تھا اور اب ملا ہے اور زمین کی بلندی سے ملا ہے اور یہی نشانی زلزلہ کی ہے -

۲۷ مئی کو عبد القادر رضی اللہ عنہ ادی رضوانہ - اللہ اکبر - پہلی وحی کے متعلق فرمایا کہ خدا اپنی کچھ قدرتین میرے واسطے ظاہر کرنیوالا ہے اسواسطے میرا نام عبد القادر رکھا رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا مین خدا کی طرف سے ایسا ظاہر ہونیوالا ہے جس سے ثابت ہوجائے اور دنیا پر روشن ہو جائے کہ خدا مجھپر راضی ہے - دنیا مین بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ مین بھی اس رضامندی کا کچھ اظہار ہوتا ہے - اسکے معنے یہ ہین کہ اسکی رضا پر دلالت کرنیوالے افعال دیکھنا ہون ——— مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا بہت پیاری ہے - ایک حدیث مین آیا ہے کہ مومنین جب بہشت مین داخل کئے جاوینگے تو انسے کہا جائیگا کہ اب تم جو کچھ مانگنا چاہتے ہو - تو وہ عرض کرینگے کہ اے رب تو ہمپر راضی ہو جا - جواب ملیگا اگر مین راضی نہوتا تو تم کو بہشت مین کیونکر داخل کرتا -

۲۸ مئی ۱۹۰۵ء - شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے - اور ایک ایسی چیز جیسے ترازو کی دو پلڑے ہوتے ہین یش جمہور ون کے بنگلی کے مین ایک ڈولی مین بیٹھا ہوا ہون پھر کسی نے میان شریف احمد کو اسمین بٹھا دیا اور اسکو چکر دینا شروع کیا اتنے مین گھڑی گر گئی اور اس جگہ قریب گری ہے مین کہتا ہون کہ اسکو تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ محمد حسین نالش کردے -

فرمایا - کہ خیال گذرتا ہے کہ شاید گھڑی سے مراد ساعت ہے - جو زلزلہ کی ساعت ہے جو معلوم نہین واللہ اعلم - اور وہ رحمت کی ساعت ہے یعنی یہ ساعت ہمارے واسطے رحمت الٰہی کا موجب ہوگی -

۲۹ مئی - یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق -

۳۰ مئی - قبل ظہر فرمایا - آج ایک عجیب الہام ہوا ہے جو پہلے کبھی نہین ہوا - صلوٰۃ العرش الی الفرش - یعنی رحمت الٰہی جو تم پر ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش سے لیکر فرش تک ہے فرمایا اسمین کی کیفی مبالغہ ہے گویا اللہ تعالےٰ کی رحمت نے فضاء کو بھر دیا یہہ الہام آئندہ بشارت پر دلالت کرتا ہے یہہ نفلی ہی نہین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
حامدًا و مصلیا

عریضہ بجناب عالی القاب حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

از خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

پس از حمد خداوند و پس از توصیف پیغمبر   گذارش خدمت اقدس میں ہے اے شاہ بحر و بر
بلاشک آپ عیسیٰ ہیں یہیں بیشک آپ ہی مہدی   یقیناً کل جہان کے آپ ہی ہیں ہادی و رہبر
کہاں وہ عیسیٰ مریم کہاں اسلام کا عیسیٰ   وہ ہوسکتا نہیں رتبہ میں ہرگز آپ کا ہمسر
یہ سچ ہے آپ ہی سے رہ گئی اسلام کی عزت   نہیں تو ہو چکا تھا اب یہ شیرازہ بہت ابتر
نہیں کچھ جھوٹ اس میں آپ ہی کے دم سے ہے یعنی   یہ اسلام کی رونق یہ سرسبزی یہ کر و فر
اگر اسلام گلشن ہے تو اوسمیں [illegible] بلبل   اگر یہ معرفت دریا تو اوس میں آپ ہیں گوہر
اگر ایمان کشتی ہے تو [illegible] ہیں کشتی بان   طریقت ہے اگر گردون تو آپ اسکے ہیں انور
گر وہ [illegible] تو آپ [illegible] شہنشاہ   کہ رتبہ میں غلام احمدی سے کم ہے اسکندر
بلاشک غیر ممکن ہے یہ ہوسکتا نہیں ہرگز   برابر آپ کے خدام کے ہوں طغرل و سنجر

نہیں دے سکتے ہرگز پاک کو ناپاک سے نسبت
نہیں ہوسکتی ہرگز خاک کو افلاک سے نسبت

وہ اندھے ہیں جہاں میں اور نہایت سخت جاہل ہیں   جو منکر آپ کے ہیں اور آبا پر جو مائل ہیں
ادا حق کر چکے ہیں آپ تو تبلیغ کا لیکن   وہ کیا سمجھینگے عقل و ہوش جنکے خود ہی زائل ہیں
تلے بیٹھے ہیں کیسے اشقیا تردید پر اب تک   مگر [illegible] ندامت سے وہ غافل ہیں
ہزاروں ہی نشان دیکھے مگر کیا کیجئے پھر بھی   نشان آسمانی کے جہالت سے وہ سائل ہیں
نشان زلزلہ دیکھا ہے اور دیکھینگے بھی آخر   ہدایت کیا ہو اون کو گمرہی ہیں جو کہ کامل ہیں
ہوا ابطال باطل آپ ہی کی ذات سے بیشک   بھلا احقاق حق کیا اون سے ہو جو خود ہی جاہل ہیں
ہیں کتّے اور گدھے بھی اور ایسے دنیا میں بہاتیرے   جو عقل و فہم سے عاری ہیں منصف ہیں نہ عادل ہیں
نہیں ہے فکر مطلق ذات والا ہم کو کافی ہے   بلا سے ہوں اگر دشمن ہمارے سب قبائل ہیں
اور پر کافی ہے مجھ جیسا بس اک خادم ہی حضرت کا   بشکل مولوی گر [illegible] ہیں جاہل ہیں

اگر کثرت شغالوں کی ہو اور شیروں کی قلت ہو
تو ہوسکتا نہیں شیر دنیہ حاصل انکو نصرت ہو

بزرگوں کو تو ہر سے فخر تھا اپنی نجابت پر   بہت نازاں تھے وہ اپنی شرافت اور شجاعت پر
مگر ہے اوس سے بڑھکر فخر مجھکو اس غلامی پر   کہ ہوں میں خادم حضرت فدا ہوں نام حضرت پر
کسی کو ہے بھروسہ اپنے روزوں اور نمازوں پہ   ہے کوئی زہد پر نازاں کوئی نازاں عبادت پر
کسی کو ہے گھمنڈ اپنے زکوٰۃ اور حج عمرے پر   مگر بے فکر ہوں میں آپ کی چشم عنایت پر
تعجب عام لوگوں کو دعاوی پر ہے حضرت کے   تماشا ہے کہ حیرت ہے مجھے خود اونکی حیرت پر
وہ جاہل جو کہ سرکش آپ سے ہیں سخت ظالم ہیں   مجھے آتا ہے رونا اور [illegible] اون کی شامت پر
نہ دنیا کا مجھے غم ہے نہ ڈر دنیا کے کتّوں کا   نہ پروا کچھ عزیزوں کی نہ حسرت اپنی عزت پر
میری ہمت نے کچھ دہشت نہیں کی اہل دنیا کی   خدا کیونکر نہ ہوگا پھر بھلا میری حمایت پر
یہ سر میرا جو اب تک رہ چکا ہے مخزن نخوت   تمنا ہے کہ قربان ہو یہ گرد کفش حضرت پر

مجھے دار الامان میں اب بلا لیجیے میری حضرت
مجھے اس قید غم سے اب چھڑا لیجیے میری حضرت

تمنا ہے خدا [illegible] دکھا دار الامان مجھکو   عجب آیا دمیں رہتا ہے اب قید گران مجھکو
تصور مجھکو [illegible] دن رات حضرت ہی کا رہتا ہے   نہ کچھ پروا مجھے تن کی نہ کچھ پروائے جان مجھکو
کسی کروٹ نہیں پہلو میسر ہی نہیں راحت   [illegible] سوز نہان مجھکو

دل بیتاب ہے بیتاب کی باتیں فرقت میں   سکون و طمانیت حاصل ہی نہیں ہوتا ہے یہاں مجھکو
ہزاروں ہیں یہ دشمن ہیں مگر پروا نہیں کچھ بھی   ڈرا سکتی نہیں ہرگز کوئی تیغ و سنان مجھکو
اگر میں خاک [illegible] افلاک سے بڑھکر   غلاموں سے بھلا ہے آپکے نسبت کہاں مجھکو
جدائی کی نہیں اب تاب ہے دل بیتاب ہے میرا   بلا لیجے خدمت میں امام انس و جان مجھکو
ہے وقت دستگیری المدد اے عیسیٰ دوران   [illegible] پاکر نا تواں مجھکو
میں جاکر یاں سے پھر واپس نہ آؤں التجا ہے یہ   نہ چھوڑیں قادیان کو میں نہ چھوڑے قادیاں مجھکو

دعا کیجیے مرے حق میں مری پوری تمنا ہو
کہ درد دل اگر اچھا یہ ہو جائے تو اچھا ہو

اگر تمکین مجھے دیجیے تو رنگ روئے تاباں ہوں   پریشاں گر مجھے کیجیے تو میں زلف پریشاں ہوں
بھلا فرمائیے تسکین ہو فرقت میں تو کیسے ہو   کہاں تک ہجر میں تڑپوں کہ آخر میں بھی انساں ہوں
ہزاروں آرزوئیں دفن ہیں اس خانہ دل میں   براہ استعارہ میں بھی اک گنج شہیداں ہوں
دعا کیجیے دعاؤں میں اثر دیدے خدا میری   فدا ہوں آپ پر جیسدن سے منسوب عزیزاں ہوں
یہ مانا اب نہیں ہے وقت شمشیر و سناں ہرگز   مگر دشمن کے زخم دل کو میں مثل نمکداں ہوں
شرف حاصل ہوا بیعت کا مجھکو اونکی کوشش سے   میں اب مخدوم ملت کا بہت ممنون احساں ہوں
بحق نور دیں کیجیے دعا میرے لئے حضرت   کہ روز و شب میں ہر جلسہ میں اونکا بھی ثناخواں ہوں
ہجوم فکر دنیا بھی بہت کچھ روح فرسا ہے   مگر میں فکر عقبیٰ سے نہایت ہی پریشاں ہوں
نہ دنیا پاس ہے میرے نہ حاصل دین کی عشرت   غلام حضرت اقدس ہوں میں اسپر ہی نازاں ہوں

بس اب خاموش ہو اکبر سنا تو نے نہیں شاید
خموشی معنئ دارد کہ در گفتن نمے آید

قصیدہ

درمدح حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلٰوۃ والسلام از طبعزاد یکے از خدام حضرت مسیح موعود۔ احقر محمد عبد اللہ المتخلص بہ محزون پوتالوی حال پٹواری نہر حلقہ مانگووال تحصیل و ضلع شاہ پور۔ غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ۔

میرے دل کا بھی کر درمان میرے پیارے مسیح زمان   کہ ہے پکڑا ترا دامان مرے اے مہدی دوران
میں ہو کر ناامید آیا ہوں بازار طبیبان سے   نہیں کوئی جانتا تجھ بن میرے اس درد کا درمان
سگ در ہوں ترے در کا نہ کر دور بیٹھا در سے   میرے احمد ترا در چھوڑ کر جاؤں بھلا میں کہاں
ارے او دلربا تو نے کشش کیسی لگائی ہے   کہ لاکھوں کرتے ہیں سو آرزو سے جان و دل قربان
ارے اے کرشن تو نے بنسری کیسی بجائی ہے   کہ نفخ صور سے تیرے ہوئے زندہ کئی بے جان
شراب معرفت سے مست اک عالم کیا تو نے   میرا بھی ساقیا بھر دے خدا کے واسطے پیمان
نہ پایا عطر ایماں ہم نے جز دکان تیری کے   لئے شیشہ پھرے ہم تو سبھی بازار عطاران
کئی مخفی حقائق اور معارف تھے جو قرآن میں   وہ سب تو نے کئے ظاہر مرے اے کاشف قرآن
نبی کی اور مرسل کی مجدد اور محدث کی   ضرورت کچھ نہ تھی ہوتا سمجھنا اسکا گر آسان
جو ہیں ناآشنا رحمان سے وہ قرآن کو کیا سمجھیں   وہی اسکو سمجھتا ہے جو ہوئے بندۂ رحمان
بناتا ہے جو کل کوئی وہی اسکو چلاتا ہے   نہ بتلائے وہ گر اسکو رہیں سب ششدر و حیران
ارے لوگو محبت ہے اگر کچھ تمکو قرآن سے   تو سن لو غور کر کے جو سناتا ہے امام زمان
ارے اے بے نصیبو بھاگتے ہو دور کیوں اس سے   وہ اپنا ہے نہ بیگانہ مگر تم لوگ ہو نادان
ہماری خوش نصیبی تھی کہ اس مامور کے آباء   [illegible] تھے ہند میں آ چھوڑ کر پیارا وطن ایران
کہ تا یہ شخص ہو مصداق آنحضرتؐ کے فرمان کا   کہ خوشبو سی ہی آئد مرا از طرف ہندستان
وہ تو ہی تھا کہ تیرہ سو برس پہلے تیری نسبت   سنا کر پیشگوئی چلدیا سردار ہر دو جہان
تیری ہی ہے یہ خوشبوئی میرے اے میرزا پیارے   کہ جسکے سامنے ہیں مات اب دنیا کی خوشبوئیاں
ہمیں اک اور بھی ہے فخر آیا ہے جو ہم ہی سے   سناتا ہے ہمیں قرآن بتاتا ہے رہ عرفان
بشر تو ہے وہ ہم سا ہی مگر درجہ میں بڑھکر ہے   نہ [illegible] آیا ہے وہ مہدی دوران
پرانا یا نیا کوئی نبی ہو کر [illegible]   تو ہم کو پھر [illegible] پیارا دین اور قرآن

نوٹ۔ [illegible] اس نظم کے [illegible] سے درج کر دیا ہے امید ہے کہ ناظرین حسب ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرینگے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن مسیح الزمان

(تفسیر سورۃ فاتحہ بصورت دیگر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ - اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ - صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ - غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ -
اٰمِيْن

ترجمہ - خدا جسکا نام اللہ ہے تمام اقسام تعریفوں کا مستحق ہے - اور ہر ایک تعریف اوسی کی شان کے لائق ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے - وہ رحمان ہے - وہ رحیم ہے - وہ مالک یوم الدین ہے - ہم (اے صفات کاملہ والے) تیری ہی پرستش کرتے ہین - اور مدد بھی تجھہ سے ہی چاہتے ہین - ہمین وہ سیدہی راہ دکہلا جو ان لوگون کی راہ ہے جنپر تیرا انعام ہے - اور ان راہون سے بچا جو اُن لوگون کی راہین ہین جنپر تیرا غضب طاعون وغیرہ عذابون سے دنیا ہی مین وارد ہوا اور نیز اُن لوگون کی راہون سے بچا کہ جنپر اگرچہ دنیا مین کوئی عذاب وارد نہین ہوا مگر اُخروی نجات کی راہ سے وہ دور جا پڑے ہین اور آخر عذاب مین گرفتار ہونگے -

واضح رہے کہ یہ سورۃ قرآن شریف کی پہلی سورۃ ہے جس کا نام سورہ فاتحہ ہے کیونکہ ابتدا اس سے ہے اور اس کا نام **ام الکتاب** بھی ہے کیونکہ قرآن شریف کی تمام تعلیم کا اس مین خلاصہ اور عطر موجود ہے - اور اس سورۃ مین ہدایت پانے کے لئے ایک دعا سکہلائی گئی ہے تا معلوم ہو کہ فیوض ربّانی حاصل کرنے کے لئے دعا کرنا ضروری ہے - اور اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے جس کے یہ معنے ہین کہ ہر ایک حمد اور تعریف اُس ذات کیلئے مسلّم ہے - جسکا نام اللہ ہے اور اس فقرہ الحمد للہ سے اسلئے شروع کیا گیا کہ اصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت روح کے جوش اور طبیعت کی کشش سے ہو اور ایسی کشش جو عشق اور محبت سے بھری ہوئی ہو ہرگز کسی کی نسبت پیدا نہین ہو سکتی جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ شخص ایسی کامل خوبیون کا جامع ہے جنکے ملاحظہ سے بے اختیار دل تعریف کرنے لگتا ہے - اور یہ تو ظاہر ہے کہ کامل تعریف دو قسم کی خوبیون کیلئے ہوتی ہے - ایک کمال حسن - اور ایک کمال احسان

اور اگر کسی مین دونون خوبیان جمع ہون تو پھر اوسکیلئے دل فدا اور شیدا ہو جاتا ہے - اور قرآن شریف کا بڑا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی دونون قسم کی خوبیان حق کے طالبون پر ظاہر کرے تا اوس بے مثل و مانند ذات کی طرف لوگ کہنچے جائین اور روح کے جوش اور کشش سے اوس کی بندگی کرین اس لئے پہلی سورۃ مین ہی یہ نہایت لطیف نقشہ دکہلانا چاہا ہے کہ وہ خدا جسکی طرف قرآن بلاتا ہے وہ کیسی خوبیان اپنے اندر رکہتا ہے - سو اسی غرض سے اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا جس کے یہ معنے ہین کہ سب تعریفین اوسکی ذات کے لئے لائق ہین - جسکا نام اللہ ہے اور قرآن کی اصطلاح کی روح سے اللہ اوس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیان حسن و احسان کے کمال کے نقطہ پر پہونچی ہوئی ہون اور کوئی منقصت اوسکی ذات مین نہ ہو قرآن شریف مین تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھیرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس مین پائی جائین پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اس مین پائی گئی تو حسن اوسکا ظاہر ہے اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ کا نور ہے جیسا کہ فرمایا ہے **اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** یعنی اللہ تعالےٰ زمین و آسمان کا نور ہے - ہر ایک نور اوسی کے نور کا پرتوہ ہے -

اور احسان کی خوبیان اللہ تعالےٰ مین بہت ہین جنمین سے چار بطور اصل الاصول ہین اور اونکی ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جسکو سورہ فاتحہ مین رب العالمین کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مطلوب تک پہونچانا تمام عالمون مین جاری و ساری ہے - یعنی عالم سماوی اور عالم ارضی اور عالم اجسام اور عالم ارواح اور عالم جواہر اور عالم اعراض اور عالم حیوانات اور عالم نباتات اور عالم جمادات اور دوسرے تمام قسم کے عالم اوسکی ربوبیت سے پرورش پا رہے ہین یہانتک کہ خود انسان پر ابتداء نطفہ ہونے کی حالت سے یا اُس سے پہلے بہی جو جو عالم موت تک یا دوسری زندگی کے زمانہ تک آتے ہین وہ سب چشمہ ربوبیت سے فیض یافتہ ہین - پس ربوبیت الٰہی اوسکے کہ وہ تمام ارواح و اجسام و حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ پر مشتمل ہے فیضان اعم سے موسوم ہے کیونکہ ہر ایک موجود اوس سے فیض پاتا ہے اور اوسی کے ذریعہ سے ہر ایک چیز وجود پذیر ہے - ہان البتہ ربوبیت الٰہی اگرچہ ... ہر ایک ... بحیثیت احسان کے سب سے زیادہ ... انسان ... ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کی تمام مخلوقات سے انسان ... انسان کو ... گیا

ہے کہ تمہارا خدا رب العالمین ہے تا انسان کی امید زیادہ ہو اور یقین کرے کہ ہمارے فائدہ کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرتین وسیع ہین اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور مین لا سکتا ہے - **دوسری خوبی** خدا تعالیٰ کی جو دوسرے درجہ کا احسان ہے جسکو فیضان عام سے موسوم کر سکتے ہین رحمانیت ہے - جسکو سورہ فاتحہ مین الرحمٰن کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے - اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالےٰ کا نام رحمٰن اس وجہ سے ہے کہ اوس نے ہر ایک جاندار کو جنمین انسان بہی داخل ہے اسکے **مناسب حال** صورت اور سیرت بخشی یعنی جس طرز کی زندگی اوس کے لئے ارادہ کی گئی اُس زندگی کے مناسب حال جن قوتون اور طاقتون کی ضرورت تہی یا جس قسم کی بناوٹ جسم اور اعضا کی حاجت تہی وہ سب اوسکو عطا کئے اور پہر اوسکی بقا کیلئے جن جن چیزون کی ضرورت تہی وہ اوس کے لئے مہیا کین - پرندون کیلئے پرندون کے مناسب حال - اور چرندون کیلئے چرندون کے مناسب حال - اور انسان کے لئے انسان کے مناسب حال طاقتین عنایت کین اور صرف یہی نہین بلکہ ان چیزون کے وجود سے ہزار ہا برس پہلے بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے اجرام سماوی و ارضی کو پیدا کیا تا وہ ان چیزون کے وجود کی محافظ ہو - پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالےٰ کی رحمانیت مین کسی کے عمل کا دخل نہین - بلکہ وہ رحمت محض ہے جسکی بنیاد ان چیزون کے وجود سے پہلے ڈالی گئی ہان انسان کو خدا تعالےٰ کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے - کیونکہ ہر ایک چیز اوسکی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے - اسلئے انسان کو یاد دلایا گیا کہ تمہارا خدا رحمان ہے - **تیسری خوبی** خدا تعالےٰ کی جو تیسرے درجہ کا احسان ہے **رحیمیت** ہے جسکو سورہ فاتحہ مین الرحیم کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے - اور قرآن شریف کے رو سے خدا تعالےٰ رحیم اوس حالت مین کہلاتا ہے جبکہ لوگون کی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤن اور تضیع اعمال سے انکو محفوظ رکہتا ہے - یہ احسان دوسرے لفظون مین فیض خاص سے موسوم ہے اور صرف انسان کی نوع سے مخصوص ہے دوسری چیزون کو خدا نے دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ نہین دیا مگر انسان کو دیا ہے انسان حیوان ناطق ہے اور اپنی نطق کے ساتھہ بہی خدا تعالےٰ کا فیض پا سکتا ہے - دوسری چیزون کو نطق عطا نہین ہوا - پس ہمیشہ سے ظاہر ہے کہ انسان کا دعا کرنا اوس کی انسانیت کا ایک خاصہ ہے جو اوسکی فطرت مین رکہا گیا ہے - اور جسطرح خدا تعالےٰ کی صفات ربوبیت اور رحمانیت سے فیض حاصل ہوتا ہے اسی طرح صفت رحیمیت سے بہی ایک فیض حاصل ہوتا

ہے - صرف فرق یہ ہے کہ ربوبیت اور رحمانیت کی صفتین دعا کو نہین چاہتین کیونکہ وہ دونون صفات انسان سے خصوصیت نہین رکہتین اور تمام پرند چرند کو اپنے فیض سے مستفیض کر رہی ہین بلکہ صفت ربوبیت تو تمام حیوانات اور نباتات اور جمادات اور اجرام ارضی و سماوی کو فیض رسان ہے اور کوئی چیز اوس کے فیض سے باہر نہین - برخلاف صفت رحیمیت کے کہ وہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے اور اگر انسان ہو کر اوس صفت سے فائدہ نہ اوٹہاوے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے جبکہ خدا تعالےٰ نے فیض رسانی کی چار صفت اپنی ذات مین رکہّی ہین اور رحیمیت کو جو انسان کی دعا کو چاہتی ہے خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے - پس اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ مین **ایک قسم کا فیض ہے جو دعا کرنے سے وابستہ** ہے اور بغیر دعا کے کسی طرح مل نہین سکتا یہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جس مین تخلف جائز نہین - یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی اُمتون کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے رہے - توریت مین دیکہو کہ کتنی دفعہ بنی اسرائیل خدا تعالیٰ کو ناراض کر کے عذاب کے قریب پہونچ گئے مگر اور پہر کیونکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور تضرع اور سجدہ سے وہ عذاب ٹلگیا حالانکہ بار بار وعدہ بہی ہوتا رہا کہ مین اون کو ہلاک کر دون اب ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ دعا محض لغو امر نہین ہے اور نہ صرف ایسی عبادت جسپر کسی قسم کا فیض نازل نہین ہوتا - یہ اون لوگون کے خیال ہین کہ جو خدا تعالےٰ کا وہ قدر نہین کرتے جو حق قدر کرنے کا ہے اور نہ خدا کی کلام کو نظر عمیق سے سوچتے ہین اور نہ قانون قدرت پر نظر ڈالتے ہین - حقیقت یہ ہے کہ دعا پر ضرور فیض نازل ہوتا ہے - جو ہمین نجات بخشتا ہے اسی کا نام **فیض رحیمیت ہے** جس سے انسان ترقی کرتا جاتا ہے اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہونچتا ہے - اور خدا تعالےٰ پر ایسا **یقین لاتا ہے کہ گویا آنکہون سے دیکہہ لیتا ہے** - مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بنا پر ہے - خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے ہی تقاضا کیا کہ اچہے آدمی برے آدمیون کی شفاعت کرین -

چوتھا احسان خدا تعالےٰ کا جو قسم چہارم کی خوبی ہے جسکو فیضان اخص سے موسوم کر سکتے ہین مالکیت یوم الدین ہے جسکو سورہ فاتحہ مین فقرہ مالک یوم الدین مین ... فرمایا ہے

ور اس میں اور صفت رحیمیت میں یہ فرق ہے کہ میت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ ہی کامیابی استحقاق قایم ہوتا ہے۔ اور صفت مالکیت یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے ان کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک انسان گورنمنٹ کا ایک قانون یاد کرنے میں محنت اور جد و جہد کرکے امتحان دے اور پھر اوس میں پاس ہو جاوے۔ ں رحیمیت کے اثر سے کسی کامیابی کے حقاق پیدا ہو جانا پاس ہو جانے سے مشابہ ہے۔ پھر وہ چیز یا وہ مرتبہ میسر آجانا جسکے لئے پاس وا تھا اس حالت سے مشابہ انسان کے فیض نے کی وہ حالت ہے جو پرتو صفت مالکیت م الدین سے حاصل ہوتی ہے۔ ان دونوں صفتوں میت اور مالکیت یوم الدین میں یہ فرق ہے کہ فیض رحیمیت خداتعالیٰ کے رحم سے حاصل ہوتا ہے۔ اور فیض مالکیت یوم الدین خداتعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مالکیت یوم الدین اگرچہ وسیع اور کامل طور پر عالم معاد میں متجلّی ہوگی مگر اس عالم میں بھی اس عالم کے دائرہ کی موافق یہ چاروں صفتیں تجلی کر رہی ہیں۔ ربوبیت عام طور پر ایک فیض کی بنا ڈالتی ہے اور رحمانیت اوس فیض کو جاندار ون میں نہایاں طور پر دکھلاتی ہے اور رحیمیت ظاہر کرتی ہے کہ خط ممتد فیض کا انسان پر جاکر ختم ہو جاتا ہے۔ اور انسان وہ جانور ہے جو فیض کو نہ صرف حال سے بلکہ مونہہ سے مانگتا ہے اور مالکیت یوم الدین فیض کا آخری ثمرہ بخشتی ہے۔ یہ چاروں صفتیں دنیا میں ہی کام کر رہی ہیں مگر چونکہ دنیا کا دائرہ نہایت تنگ ہے اور نیز جہل اور بےخبری اور کم نظری انسان کے شامل حال ہے اسلئے یہ نہایت وسیع دائرے صفات صفات اربعہ کے اس عالم میں ایسے چھوٹے نظر آتے جیسے بڑے بڑے گولے ستاروں کے دور سے صرف نقطے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن عالم معاد میں پورا نظارہ ان صفات اربعہ کا ہوگا۔ اس لئے حقیقی اور کامل طور پر یوم الدین وہی ہوگا جو عالم معاد ہے۔ اُس عالم میں ہر ایک صفت ان صفات اربعہ میں سے دوہری طور پر اپنی شکل دکھائیگی یعنی ظاہری طور پر اور باطنی طور پر اس لئے اسوقت یہ چار صفتیں آٹھ صفتیں معلوم ہونگی۔ اسی کیطرف اشارہ ہے جو فرمایا گیا ہے کہ اس دنیا میں چار فرشتے خداتعالیٰ کا عرش اُٹھا رہے ہیں اور اُسدن آٹھ فرشتے خداتعالیٰ کا عرش اُٹھائینگے۔ یہ استعارہ کے طور پر کلام ہے چونکہ خداتعالیٰ کی ہر صفت کے استقبال ایک فرشتہ بھی پیدا کیا گیا ہے اس لئے

چار صفات کے متعلق چار فرشتے بیان کئے گئے۔ اور جب آٹھ صفات کی تجلّی ہوگی تو اُن صفات کے ساتھ آٹھ فرشتے ہونگے۔ اور چونکہ یہ صفات الوہیت کی ماہیت کو ایسا اپنے پر لئے ہوئے ہیں کہ گویا اوسکو اوٹھا رہے ہیں اسلئے استعارہ کے طور پر اُٹھانے کا لفظ بولا گیا ہے ایسے استعارات لطیفہ خداتعالیٰ کی کلام میں بہت ہیں جنمیں روحانیت کو جسمانی رنگ میں دکھایا گیا ہے غرض خداتعالیٰ میں یہ چار صفات عظیمہ ہیں جنپر ہر ایک مسلمان کو ایمان لانا چاہیئے اور جو شخص دعا کے ثمرات اور فیض سے انکار کرتا ہے گویا وہ بجائے چار صفتوں کے صرف تین صفتوں کو مانتا ہے۔

اب واضح رہے کہ اللہ جلّ شانہ نے سورہ فاتحہ میں الحمد للہ کے بعد ان صفات اربعہ کو چار چشمہ فیض قرار دیکر اس سورۃ کے مابعد کی آیتوں میں بطور لف ونشر مرتب ہر ایک چشمہ سے فیض مانگنے کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ فقرہ الحمد للہ سے فقرہ مالک یوم الدّین تک پانچ جدا جدا امر ہیں (۱) ایک الحمد للہ (۲) دوسرے رب العالمین (۳) تیسرے الرحمٰن (۴) چوتھے الرحیم (۵) مالک یوم الدین۔ اور مابعد کے پانچ فقرے ان پانچوں کے لحاظ سے بصورت لف ونشر مرتب انکے مقابل پر واقع ہیں۔ جیسا کہ فقرہ ایّاک نعبد فقرہ الحمد للّٰہ کے مقابل پر ہے۔ جس سے یہ اشارہ ہے کہ عبادت کے لائق وہی ذات کامل الصفات ہے جسکا نام اللہ ہے اور فقرہ ایاک نستعین فقرہ ربّ العالمین کے مقابل پر واقع ہے جس سے یہ اشارہ مقصود ہے کہ سرچشمہ ربوبیت سے جو ایک نہایت عام سرچشمہ ہے ہم مدد طلب کرتے ہیں کیونکہ بغیر خداتعالیٰ کے فیض ربوبیت کے ظاہری یا باطنی طور پر نشوونما پانا یا کوئی پاک تبدیلی حاصل کرنا اور روحانی پیدایش سے حصہ لینا امر محال ہے۔ اور فقرہ اھدنا الصراط المستقیم فقرہ الرّحمٰن کے مقابل پر واقع ہے اور اھدنا الصراط المستقیم کا ورد کرنے والا الرحمٰن کے چشمہ سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ ہدایت پانا کسی کا حق نہیں ہے بلکہ محض رحمانیت الٰہی سے یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ اور فقرہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ فقرہ الرّحیم کے مقابل پر واقع ہے اور صراط الذین انعمت علیہم کا ورد کرنیوالا چشمہ الرحیم سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ اوس کے یہ معنے ہیں کہ اے دعاؤں کو رحم خاص سے قبول کرنیوالے اون رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی راہ ہمیں دکھلا جنہوں نے دعا اور مجاہدات میں معروف ہوکر تجربہ سے انواع واقسام کے معارف اور حقائق اور کشوف اور الہامات کا انعام پایا اور دائمی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ سے معرفت تامہ تک پہونچ گئے۔ اور فقرہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقرہ مالک یوم الدّین کے مقابل پر واقع ہے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا ورد کرنیوالا چشمہ مالک یوم الدین سے فیض طلب کرتا ہے اور اسکے یہ معنے ہیں کہ اے جزا وسزا کے دن کے مالک ہمیں اس سزا سے بچا کہ ہم دنیا میں یہودیوں کی طرح طاعون وغیرہ بلاؤں میں تیرے غضب کی وجہ سے مبتلا ہوں یا نصاریٰ کیطرح نجات کی راہ گم کرکے آخرت میں عذاب کے مستحق ہوں اس آیت میں نصاریٰ کا نام ضالین اسلئے رکھا ہے کہ دنیا میں اونپر کوئی غضب الٰہی کا عذاب نازل نہیں ہوا صرف وہ لوگ اُخروی نجات کی راہ گم کر بیٹھے ہیں اور آخرت میں قابل مواخذہ ہیں۔ مگر یہود کا نام مغضوب علیہم اسواسطے رکھا ہے کہ یہود پر دنیا میں ہی بشامت اعمال سے بڑے بڑے عذاب نازل ہوئے ہیں منجملہ اون کے عذاب طاعون ہے چونکہ یہود نے خداتعالیٰ کے پاک نبیوں اور راستباز بندوں کی صرف تکذیب نہیں کی بلکہ بہتوں کو انمیں سے قتل کیا یا قتل کا ارادہ کیا اور بدزبانی سے بہت تکلیفیں پہنچاتے رہے اسلئے غیرت الٰہی نے بعض اوقات جوش میں آکر انکو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا۔ بسا اوقات ہزاروں یہودی طاعون کے عذاب سے مارے گئے اور کئی دفعہ ہزاروں اُنمیں سے قتل کئے گئے اور یا اسیر ہوکر دوسرے ملکوں میں نکالے گئے۔ غرض وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ہمیشہ مغضوب علیہم رہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ یہ ایک ٹھٹھری قوم ہے اسلئے توریت میں اکثر دنیا کے عذابوں سے انکو ڈرایا گیا تھا۔ غرض انپر ہولناک طور پر خداتعالیٰ کا غضب نازل ہوتا رہا کیونکہ وہ لوگ خداتعالیٰ کے نیک بندوں کو ہاتھ اور زبان سے دکھہ دیتے تھے اسی وجہ سے دنیا میں ہی اُنپر غضب بھڑکا تا وہ اون لوگوں کے لئے نمونہ عبرت ہوں کہ جو آیندہ کسی زمانہ میں خدا کے ماموروں اور راستباز بندوں کو عمداً دُکھہ دیں اور انکو ستاویں اور اون کے قتل کرنے یا ذلیل کرنے کے لئے بد ارادے دل میں رکھیں۔ سو اس دعا کے سکھلانے میں درپردہ اسبات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ تم یہودیوں کے خلق اور خو سے باز رہو اور اگر کوئی مامور من اللہ تم میں پیدا ہو تو یہودیوں کی طرح اُسکی ایذا اور توہین اور تکفیر میں جلدی نکرو ایسا نہو کہ تم سچے کو جھوٹا ٹھہرا کر اور ہر طرح طرح کے دکھہ اُسکو دیکر اور بدزبانی سے اوسکی آبروریزی کرکے یہودیوں کی طرح مورد غضب الٰہی ہو جاؤ لیکن افسوس کہ اس امت کے لوگ بھی ہمیشہ ٹھوکر کھاتے رہے اور انھوں نے بدقسمت یہودیوں کے قصوں سے کوئی عبرت حاصل نہیں کی۔ یہ کیسی عبرت پکڑنے کی بات تھی کہ یہودیوں کو ایلیا نبی کے والپس آنیکا وعدہ دیا گیا تھا اور لکھا گیا تھا کہ جبتک ایلیا نہ آوے مسیح نہیں آئیگا۔ لیکن یہود نے کتب مقدسہ کے نصوص کے ظاہر معنے پر زور دیکر یہ عقیدہ اجماعی قایم کیا اور حقیقت ایلیا نبی کا ہی دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے اسی عقیدہ کی رو سے وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو قبول نہ کر سکے اور یہ حجت پیش کی کہ ایلیا ابتک وعدہ کے موافق دوبارہ دنیا میں نہیں آیا پھر مسیح کیسے آگیا۔ اس ظاہر پرستی سے وہ بڑی مصیبت میں پڑے اور درحقیقت اونکی تمام بدبختی کی یہی جڑ تھی کہ انھوں نے کتاب مقدس کے ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اور انکے تمام علماء کا اسپر اتفاق ہوگیا کہ مسیح نبی اللہ سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے اور اس تاویل پر انھوں نے ٹھٹھا کیا کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنے یحیٰی نبی ہے جو اپنے اندر ایلیا کی خو اور طبیعت رکھتا ہے۔ اور کہا کہ اگر یہ مطلب تھا کہ ایلیا نبی دنیا میں والپس نہیں آئیگا بلکہ اوسکا مثیل آئیگا تو خدا نے پیشگوئی میں یوں کیوں نہ فرمایا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا مثیل آئیگا *۔ غرض اس طرح پر اُنکے دل سخت ہوگئے اور ایک راستباز کو کذاب اور کافر اور ملحد قرار دیا۔ اسی شامت سے وہ غضب الٰہی کے مورد ہوکر سخت سخت عذابوں میں مبتلا ہوئے۔ اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کرکے ہر ایک زمانہ میں خدا کے مقدس لوگوں کو تکلیفیں دیں۔ دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ہزاروں نادان یزید کے ساتھ ہوگئے اور اوس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دُکھہ دیا آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس امت کے اماموں اور راستبازوں اور مجددوں کو ستاتے رہے اور کافر اور بےدین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزاروں صادق انکے ہاتھ سے ستائے گئے اور نصرف یہ کہ اُنکا نام کافر رکھا بلکہ جہانتک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہیں کیا۔ یہانتک کہ اب ہمارا زمانہ پہونچا اور تیرھویں صدی میں جا بجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئیگا۔ اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدّد پیدا ہوگا۔ لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور نصرف خداتعالیٰ کے الہام نے اوس کا نام مسیح موعود رکھا بلکہ زمانہ کے فتن موجودہ نے بھی بزبان حال یہی فتویٰ دیا کہ اوسکا نام مسیح موعود چاہیئے تو اوسکی سخت تکذیب کی اور جہانتک ممکن تھا اُسکو ایذا دی اور طرح طرح کے حیلوں اور مکروں سے اُسکو ذلیل اور نابود کرنا چاہا۔ اور اگر خداتعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہوتی تو مدت سے مجھکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے معدوم کر دیتے۔

* نوٹ:۔ یہ سب باتیں اس کتاب میں لکھی ہیں جو ایک یہودی فاضل نے تالیف کی ہے۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ منہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

میرٹھ کی جماعت نے باقاعدہ انجمن احمدیہ قایم کرلی ہے جو ایک عرصہ سے باضابطہ کام کرتی ہے سلسلہ عالیہ کی اشاعت میں سرگرم ہے مجھے مولوی عبدالرحیم صاحب نائب سکرٹری انجمن مذکور اطلاع دیتے ہیں کہ انہون نے انوپیسٹ الدعوت وغیرہ اشتہار سہ ہزار طبع کراکے شایع کئے ہیں۔ اگر کوئی احمدی جماعت بغرض اشاعت منگوانا چاہے تو صرف ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتی ہے۔

بنگہ ضلع جالندھر کی جماعت مین میان رحمت اللہ صاحب کو اللہ تعالے نے ایک خاص جوش تبلیغ کا عطا کیا ہے اونہون نے سلسلہ عالیہ کی آنیوالی ضرورتون کیلئے اپنی تجویز پر مناسب چندہ کا انتظام کیا ہے غالبًا بنگہ کی جماعت اس امر مین اپنی نظر آپ ہوگی۔ اس جماعت نے یہ تجویز کی ہے کہ ہروقت ایک مناسب رقم چندہ کی جمع رہے تاکہ جس وقت قادیان سے کسی وقتی ضرورت کی اطلاع ملے فورًا مناسب چندہ بھیجدیا جاوے۔ ایسا ہی اس جماعت نے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ اپنے [illegible] آٹے کے مٹکے رکھدئے ہین تاکہ ہر روز [illegible] آٹا ڈالدیا جاوے اسطرح ہر ہفتہ دو [illegible] ایک اچھی رقم جمع ہوجاتی ہے خداتعالے ہماری جماعتون کو ایسے نیک کامون کی توفیق دے آمین۔ بظاہر ایک آٹے کی چٹکی بے حقیقت شے نظر آیگی لیکن مین یقینًا جانتا ہون کہ آج یہ آٹے کی چٹکیان بھی وہی درجہ رکھتی ہین جو کسی زمانے مین نعیم رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ مین مٹھی بھر جو رکھتے تہے جسطرح پر ایک زمانہ آیا کہ احد پہاڑ کے برابر سونا بے حقیقت ہوگیا ایسا ہی ایک زمانہ آنیوالا ہے جب یہ چٹکیان لاکھون روپیہ سے بڑھکر قدر رکھنے والی ثابت ہونگی۔

بریلی سے ایک چھپا ہوا اشتہار میرے پاس آیا ہے جسکو پڑھکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ یہ اشتہار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفون نے دیا ہے اس اشتہار کے چند فقرے مین الحکم کے ناظرین کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے درج کرتا ہون کہ وہ وہان کے دو چار غریب احمدیون کے لئے نہایت درد دل سے دعا کرین۔

اس اشتہار مین لکھا ہے کہ ان لوگون سے میل جول رکھنا انکے ساتھ کھانا پینا انکے پاس اٹھنا بیٹھنا انکو سلام کرنا انکی موت و حیات مین شریک ہونا [illegible] موت [illegible] مین [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] سب حرام اور [illegible] [illegible] [illegible] اسیرانِ احمدی کی استقامت اور ثابت قدمی پھر الگ ہوکر بازار میں [illegible] کردیا ہے اشتغال کا [illegible] ایسا [illegible] موجب [illegible] [illegible] [illegible] خداوند [illegible] [illegible] عذاب نازل ہو [illegible] [illegible] ہے [illegible] ایسا اتفاق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قائم رہنا اور اپنی [illegible] [illegible] ہوا چاہئے ہو تو ان سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس اشتہار کے ذریعہ جسقدر گزند اور تکلیف احمدیون کو بریلی مین پہونچانے کا ارادہ اور منصوبہ کیا گیا ہے وہ صاف ظاہر ہے [illegible] [illegible] [illegible] تک روکا گیا ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] رحم فرماوے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی جماعت کو دکھ دئے [illegible] بریلی کے احمدیون کو حضرت اقدس کا ایک شعر سنا دیتا ہون

ملحد و کافر و دجال ہمین کہتے ہین
نام کیا کیا غم ملت مین رکہایا ہمنے

وہ ان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مشکلات اور [illegible] اللہ تعالے کی نصرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دعا [illegible] بلکہ [illegible] خشوع و خضوع سے [illegible] [illegible] ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کفار [illegible] [illegible] [illegible] کی اطاعت [illegible] [illegible] اطلاع [illegible] [illegible] [illegible] کافی ہے [illegible] [illegible] ہدایت کرے اور استقامت [illegible] [illegible] کرے بلکہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کچھ تقسیم مین مبارک [illegible] [illegible]

ولادت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نسپانڈ آبکاری میرٹھ [illegible] [illegible] [illegible] بیٹا پیدا ہوا اللہ تعالی اس مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے مبارک کرے وہ اپنے باپ کی طرح اسلام کی حمایت اور نصرت کا جوش رکھنے والا ہو اور سچے مسلمان کا کامل نمونہ ہو بالآخر اللہ تعالے خدمت دین مین آپکی عمر دراز کرے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صدق دل سے اپنے مکرم بھائی کو اس مبارک تقریب پر مبارکباد دیتا ہون [illegible] [illegible] [illegible] مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب نائب سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ نے جنکو خاص [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قابل تقلید اظہار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے کہ انہون نے اپنے [illegible] [illegible] [illegible] الحکم دینا منظور کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دعوت دی۔

سلسلہ عالیہ ممالک غیر مین

اللہ تعالے کے فضل و کرم اور اسی کے وعدہ کے موافق [illegible] تبلیغ کو زمین کے کنارون تک پہونچاؤنگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ممالک غیر مین [illegible] [illegible] کے ذریعہ [illegible] [illegible] ہے اور [illegible] [illegible] کہ وہ لوگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آتا ہے ایک علم الشان [illegible] مستحق [illegible] میگزین [illegible] ناظرین [illegible] لیڈی نے حال مین دو خط لکھے ہین جو میرے عزیز [illegible] نے ترجمہ کرکے چھاپ دئے ہین اس لحاظ سے کہ ان خطوط سے میرے ناظرین بھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوسایڈیٹر

جناب مرزا غلام احمد صاحب۔ جب پہلے مینے آپکی بابت [illegible] [illegible] [illegible] کا شوق ہوا لیکن یہ مجھے کچھہ سوجھتا نہ تھا [illegible] [illegible] جیسے کہ یہ بات کہ اب مینے آپکی تعلیمات کا کچھ حصہ ریویو آف ریلیجنز کے پرچون مین پڑھا ہے جو مجھے [illegible] قادیان سے باقاعدہ بھیجے جاتے ہین۔ مین خوش ہون کہ خدا کی سچائی ظاہر ہورہی ہے یعنی وہ پاک مذہب [illegible] [illegible] عیسے علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] موجودہ وقتون کے مذاہب اون سچائیون [illegible] [illegible] ہین۔ جو پہلے دی گئی تہین۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے جسکی بابت خدا نے کہا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لانیکے لئے اٹھونگا۔ [illegible] اب [illegible] [illegible] [illegible] آتی ہے مذہبی نیا [illegible] ملکی دنیا کی۔ مجھے یہ پڑھکر خوشی ہوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا [illegible] کہ تلوار حقیقی مذہب کو نہ قایم رکھ سکتی ہے۔ مین [illegible] [illegible] [illegible] جان کی حفاظت کرنیکے واسطے لگا ہو [illegible] [illegible] [illegible] مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی [illegible] [illegible] انگریزی مین رہتے ہین۔ جہان اپنے مافی الضمیر کے انکشاف کی اجازت ہے نہ مذہبی [illegible] کے واسطے کسی قسم کا تشدد اور تکلیف نہین ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اٹھارہ سال گذرے ہین اور [illegible] ۱۸۹۳ع مین شکاگو کے ورلڈ فیر (تمام دنیا کا میلہ) کے وقت مذہب کی پارلیمنٹ مین موجود تہی فاہر [illegible] جمیع مسلمانون کا وہان ذکر ہوا تہا۔ مگر مجھے معلوم نہین کہ آیا آپکی جماعت کے لوگ بہی وہان تہے یا نہین۔ لیکن اب کا خیال [illegible] نہین کیونکہ آپ کئی سال سے اپنے کام مین لگے ہو [illegible] چنانچہ مینے اوس بات کی نسبت پڑھا جسکی بابت آپ نے پچیس سال پہلے پیشگوئی کی تہی مین ان عمدہ باتون کو جو ریویو آف ریلیجنز مین ہوتی ہین پڑھکر محظوظ ہوتی ہون اور مجھے امید ہے کہ آپ اپنے کام مین جس سے مراد اس زمانہ کی سچائی اور علامات کا اظہار کرنا ہے کامیاب ہوجائینگے۔

خدا کے کام مین آپکی خادم

ایس۔ اے۔ ر۔ ج۔ د۔ مانچسٹر انگلینڈ

جناب مرزا محمد علی صاحب۔ آج ہم نے آپکا [illegible] اخبار شفا مرسلہ پہونچا مین اسے پڑھکر خوش ہوئی ہون۔ اور ریویو آف ریلیجنز کیلئے مین آپکا شکریہ ادا کرتی ہون۔ کیونکہ وہ مجھے اسوقت سے بالالتزام پہونچ رہا ہے جبکہ آپ نے مجھے مہربانی کرکے پہلا پرچہ ارسال کیا تہا۔ پرچہ مارچ کو پہونچے ہوئے تین ہفتے گذر گئے ہین مین بڑا تعجب کرتی تہی کہ آپکا اس خوفناک زلزلہ مین کیا حال ہوا ہوگا کیونکہ مینے اخبار مین پڑہا تہا۔ کہ لاہور کو سخت گزند پہونچا ہے مینے ریویو آف ریلیجنز مین پڑھا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے پچھلے سال پیشگوئی کی تہی کہ ملک پر ایک آفت آنیوالی ہے ایک یا دو ماہ گذرے ہین آپکو لکھنا شروع کیا تہا۔ مجھے ریویو آف ریلیجنز کے پڑھنے کا مذاق پیدا ہوگیا۔ کیونکہ اسمین مجھے نئی باتین معلوم ہوئی ہین جن سے مین خوش ہوئی ہون۔ مجھے مولوی عبداللطیف صاحب کی خطرناک موت کا حال پڑھکر افسوس ہوا۔ کیونکہ وہ اسواسطے قتل کیا گیا ہے کہ جہاد کے پھیلانے پر ایمان نہین رکھتا تہا۔ اور غازی مہدی کا قایل نہ تہا مجھے یہ بات کے پڑھنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کہ وہان دو لاکھ آدمی ایسے ہین۔ جنکا ایمان ہے کہ جہاد اور غازی مہدی کے عقاید اسلامی عقاید نہین ہین۔ مینے مارچ کے پرچہ مین ان باتون کی بابت پڑھا تہا۔ مجھے یہ پوچھنے کی اجازت دین کہ آیا وہ گورنمنٹ جس کی بابت آپنے ذکر کیا ہے۔ انگریزون کی گورنمنٹ ہے یا اور کوئی مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ مصلح انگریزی حکومت کے ماتحت رہتے ہین جہان اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی اجازت ہے۔ آپ کہتے ہین کہ [illegible] کے مریدون نے غلط راہ اختیار کی ہے مین جاننا چاہتی ہون۔ کہ کسطرح اور کہان؟ مینے دعا کی ہے کہ مجھے سچا راہ دکھادیا جاوے یعنی خدا کی سچائی خواہ کسی ذریعہ سے حاصل ہو اور مجھے ایک امر کے بعد دوسرا امر سمجھایا جاتا ہے۔ بہاؤ اللہ کے مرید بہی جہاد کے قایل نہین اور نہ ہی وہ کسی غازی مہدی پر ایمان رکھتے ہین کیونکہ اونکی تعلیم ہے کہ تمام قومون کے ساتھ صلح رکھی جاوے جیساکہ بہاؤ اللہ نے کیمبرج انگلستان کے پروفیسر براؤن کے ہمراہ ایک عام جلسہ مین کہا تہا۔ اوسکے مریدون مین کئی اپنے عقاید کی وجہ سے بے رحمی سے شہید کئے گئے ہین اور کئی ابتک قید خانون مین ہین۔ مین مرزا غلام احمد صاحب کو خوشی سے خط لکھونگی۔ چونکہ آپ لکھتے ہین کہ میرے خط کا ترجمہ انہین سنایا جاویگا۔ اور جواب اون کے حسب ہدایت دیا جاوے گا میرا یقین ہے کہ وہ اچھے آدمی ہین۔ اور اپنے دعاوی مین صاف ہین کیا مین مفصلہ ذیل باتین پوچھ سکتی ہون۔

اوّل یہ کہ کیا وہ ہندوستان کے رہنے والے ہین۔ اور کیا وہ عربی بولتے ہین۔ دوم یہ کہ کیا وہ فقرے جو آپکے رسالہ مین یا آپ کے خط کے عنوان پر ہوتے ہین۔ عربی زبان مین ہوتے ہین۔ مین دیکھتی ہون کہ آپ عیسائیون کی تاریخ اور سال کو استعمال کرتے ہین [illegible] [illegible] [illegible] جنکی بابت مین لکھنا چاہتی ہون [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لکھنا نہین چاہئے [illegible] [illegible] [illegible] وقت آگیا ہے [illegible] [illegible]

قومی ضروریات اور قومی کالم

ہماری شادیان کیسے ہون؟

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین ایک شادی کی تقریب پر مجھے اس تقریب کی اصلاح کے متعلق کچھہ لکھنے کی ضرورت پڑی تھی - اس مضمون کو پڑھکر شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور سے منشی غلام محمد پھلوری احمدی مجھے اطلاع دیتے ہین کہ مین ذیل کا اشتہار الحکم مین چھاپ دون -

"احمدی جماعت کے ایک قریشی النسب شخص جو نام ظاہر کرنا نہین چاہتے اپنی جوان خواندہ لڑکی کا رشتہ کسی اسی النسب کے احمدی سے کرنا چاہتے ہین خط وکتابت مین اپنا نام مع ولدیت وسکونت وکاروبار و جایداد وغیرہ کا حوالہ دیا جاوے اور اگر انہین کوئی بیماری ہو - تو اس کا اخفا نہ کیا جاوے اگر پہلی بیوی ہو اور اس سے کوئی اولاد ہو تو اسکا بھی حوالہ دیا جاوے - خط کتابت منشی غلام محمد صاحب پھلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور کی معرفت ہو"

یہہ اشتہار بجائے خود ایک تحریک ہے اور مین غنیمت سمجھتا ہون کہ میری تحریک کا ثمر [illegible] شروع ہوا ہے اور اگر اس مضمون پر [illegible] تحریکین ہوتی رہین تو کچھ تعجب نہین کہ اخلاقی جرأت پیدا ہو کر دوسری روکین بھی اٹھ جاوین [illegible] مین اپنے محترم اور عزیز قریشی بھائی کو [illegible] [illegible] [illegible] ذاتی [illegible] اور [illegible] لڑکے کا [illegible] اس امر کو اپنے محترم اور احباب [illegible] بزرگان [illegible] مشورہ [illegible] دین جو اپنی لڑکیون کیطرح ہماری لڑکیون کے لئے اپنی سمجھہ اور خداداد فراست سے موزون شوہر تجویز کر سکتے ہین - جو بات ان رشتون اور ناطون سے مین پیدا کرنی چاہتا ہون جو در اصل حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء ہے جس سے آگاہ کرنا مین اپنا فرض سمجھتا ہون وہ تو یہ ہے کہ ہمارے رشتون ناطون مین وہ پابندیان جو بالآخر وبال جان ہو جاتی ہین اٹھہ جاوین اور ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرح نہایت سہولت اور آسانی کے ساتھہ ان تمدنی ضروریات سے فارغ ہو جائین -

میرا اس سے یہ منشاء نہین ہے کہ اندھا دھند ناطے رشتے ہونے جاوین ضروری امور جو قابل لحاظ ہین انکو چھوڑنا کسی صورت مین مناسب وموزون نہین [illegible] نہین ہونا چاہئے کہ اصل مقصد ہی اس مین بیکہ کی تفتیش اور تلاش مین [illegible] ہے حضرت حکیم الامت نے بار بار نکاح کے مقاصد مین فرمایا ہے کہ بعض شادی کے اغراض مختلف کیے ہین کسی کی غرض محض حسن وجمال ہوتا ہے اور کسی کی غرض محض اعلے خاندان کی لڑکی لینا اور کوئی کسی کے مال و دولت پر مرمٹا ہوتا ہے - لیکن ایک سچا مسلمان کسی حالت مین ان باتون کو مقصود بالذات قرار نہین دیتا اس کی غرض محض حفاظت تقوی ہوتی ہے وہ تقوے کے لئے شادی کرتا ہے - (حقیقت مین تقوی اللہ بجائے خود ایک ایسی خوبی ہے کہ اسکے ساتھہ دوسرا کوئی وصف مقابلہ کر سکتا ہی نہین - ایک دولتمند ممکن ہے شادی کے بعد مفلس ہو جاوے اور ایسا ہی دوسرے بعض امور جو ملحوظ خاطر رکھے گئے تھے انکا جاتا رہنا ممکن ہے لیکن اگر تقوی ملحوظ ہو تو ناممکن ہے کہ کسی قسم کی تکلیف ہو - اس سے میرا یہ مطلب نہین کہ وہ حلقہ تکالیف سے نکل جائیگا نہین اگر اسپر تکالیف آئین بھی تو اللہ تعالے ان تکالیف کو بھی اسکے لئے اسباب راحت مین سے بنا دیگا کونسی خوبی اور بھلائی ہے جو متقی کو مل نہین سکتی - اگر اشتہا دہندہ کی تکریم کا خیال ہو تو اللہ تعالی کے نزدیک متقی سے بڑھکر کوئی معزز نہین کیونکہ جو شخص اللہ تعالی کے حضور مکرم ہو ناممکن ہے کہ دنیا پر اسکی قبولیت اور تکریم نہو متقی کو رزق من حیث لا یحتسب ہوتا ہے دشمن اسکے ہلاک ہو جاتے ہین پھر کیون ہم متقی کو تلاش نہ کرین - اور باقی قیدون کو شرائط مین داخل نہ کرین ہان اگر وہ [illegible] بھی ہون تو نور علے نور [illegible] متقی سے بڑھکر [illegible] [illegible] ہو کیا سکتی ہے - اور ہم مبارک [illegible] بزرگان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بزرگان [illegible] [illegible] کرین - جب اپنی مرضی کو کوئی مرضی اور مشورہ پر مقدم نکرتا ہو - اگر اپنی ہی مرضی کو کرنا ہے تو یہہ اشتہار کافی ہے لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ اس بیان مین سابقین بالخیرات اور نیکی نمونہ لے کے [illegible] پیدا ہون تا کہ ہماری قوم مین یہہ روح پیدا ہو جاوے جو کامیابی اور فلاح کی روح ہے -

بہر حال [illegible] بطور فرض کے سمجھ لیا جاوے کہ احمدیون کے ناطے رشتے احمدیون ہی مین ہون مجھے پہلے کسی قدر وہم ہو چلا تھا کہ شیخ غلام احمد اور میان رحمت اللہ صاحب کے لئے جو تحریک کی گئی تھی اور اسکا کوئی اثر نہین ہوا تو اسکی وجہ یہ ہوگی کہ چونکہ شیخ صاحب شیر فروشی کرتے ہین اور ایسا ہی میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروشی - لیکن اب یہہ معلوم ہوا ہے کہ یہ وجہ نہین ہے بلکہ محض سستی اور عدم توجہ ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب کے متعلق بھی کوئی درخواست نہین آئی حالانکہ وہ للعہ [illegible] ایک معزز عہدہ دار اور ایک معزز راجپوت خاندان کے اکلوتے وارث اور ایک سو جا گھماؤن اراضی کے مالک ہین -

اصل یہہ ہے کہ لوگ غالباً اخبار کے ذریعہ یا بذریعہ خط وکتابت شاید رشتہ ناطہ کرنا نامناسب سمجھتے ہین جو اور بھی غلطی ہے باہم تعارف کیلئے یہہ ایک اچھا ذریعہ ہے - اس سلسلہ کو جسقدر ہو سکے وسعت دی جاوے + اور مین امید کرتا ہون - کہ ناظرین ان باتون کو سرسری نظر سے نہ دیکھین گے - بلکہ عملی طور پر اسکو مفید ثابت کرینگے یہہ خیال کر کے مین اس ہفتہ سے الحکم مین ہمیشہ نکاح کے متعلق اشتہارات دیتا رہونگا + اور یہہ اشتہار ہمیشہ مفت چھاپے جاوین گے -

نکاح کی ضرورت

۱- شیخ غلام [illegible] صاحب ایک معزز کھتری خاندان سے ہین عرصہ سے نومسلم ہین - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مین رہنا ضروری سمجھتے ہین اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے شیر فروشی کرتے ہین اور اس حلال طیب روزی سے آسائش کے ساتھہ بسر اوقات کرتے ہین - جہانتک میرا علم ہے وہ ایک صالح اور دیندار بھائی ہین مزید حالات تسلی کے لئے حکیم الامتہ سے دریافت ہو سکتے ہین + وہ اپنی شادی کے لئے کوئی قید بجز اسکے پیش نہین کرتے کہ نیک بخت ماں باپ کی لڑکی ہو - اور احمدی ہو - قطع نظر اسکے کہ امیر ہو یا غریب کسی خاندان اور قوم کی ہو -

---

۲- میان رحمت اللہ صاحب احمدی [illegible] ضلع جالندھر مین سبزی فروشی کرتے ہین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک سرگرم ممبر ہین [illegible] سلسلہ کا خاص جوش اور فدائی ہے + اور [illegible] شریف آدمی ہے لاہور بہ [illegible] ایک شہر اور معزز قوم سے [illegible] ہو - امرتسر جیسے شہر مین کثرت سے آباد ہے - آمدنی معقول رکھتے ہین اور جہانتک میرا ذاتی علم ہے وہ بڑے ہی مخلص اور [illegible] اپنی قوم مین [illegible] رشتہ [illegible] سکتے ہین لیکن وہ احمدیون مین ہی کرنا چاہتے ہین عمر [illegible] سال سے زیادہ نہین ہے -

---

۳- ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب بھی راجپوت قوم سے ہین معزز عہدہ پر سیالکوٹ ملازم ہین پہلی بیوی کے مسلوب [illegible] ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہین اپنی قوم اور خاندان مین انہین بھی کئی رشتے مل سکتے ہین مگر وہ بھی احمدیون ہی کو ترجیح دیتے ہین انکے متعلق اگر کسی قسم کی خط وکتابت کرنا ہو تو خود صاحب ممدوح کو یا ایڈیٹر الحکم کو کیجاوے -

مین امید کرتا ہون کہ چودہری غلام احمد صاحب ذیلدار کاٹھگڑھ اور میر حامد شاہ صاحب اور چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ اور میان نبی بخش نمبردار تلونڈی اراپیان خاص طور پر ان معاملات مین سعی کرینگے - اللہ تعالی انہین جزائے خیر دیگا - (باقی پھر)

شیرازہ قوم

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان پر مین نے جو کچھہ شائع کیا ہے اسکے متعلق ابھی تک مفصلات سے مجھے کوئی اطلاع نہین ملی - اور اس لئے مین اس ہفتہ اسپر کچھہ لکھنا نہین چاہتا بجز اس کے کہ حضرت حکیم الامتہ کی رائے کو یہان درج کر کے اسپر مختصر سا ریمارک کر دون -

حضرت حکیم الامتہ کے حضور مینے اس مضمون کا مسودہ پیش کیا تھا آپ نے اسے نہایت غور سے پڑہا اور اپنے قلم سے اسپر مندرجہ ذیل رائے لکھدی -

"مین اس آگہی کو بہت ہی ضروری یقین کرتا ہون گو میرا دل ہرگز یہہ نہین چاہتا کہ ہماری قوم محدود ہو - ہم ابراہیم کی اولاد ہون جو گنی نہین جا سکتی - مگر سردست اس آگہی کی ضرورت ہے اور وہ ضرورت انشاء اللہ تعالے بعد کو ظاہر کیجاوے گی -

نور الدین"

یہہ رائے زرین آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے حکیم الامتہ کی اعلے آرزو جو جماعت کی ترقی کے متعلق انہون ظاہر کی ہے انشاء اللہ عملی رنگ مین بالاخر ایسی ہی ثابت ہوگی اور قوم لاانتہا اور غیر محدود ہوگی -

حکیم الامتہ نے اس آگہی اور واقفیت کو جو اس فردون کے ذریعہ مین بہم پہنچانی چاہتا ہون ضروری قرار دیا ہے اور حقیقت مین یہہ بہت ہی ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات اشتہارات کی اشاعت کرنی ہوتی ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ فلان جگہ کون شخص ہے اور کبھی ضروری اور قومی چندون کی ضرورت ہوتی ہے اور اکثر افراد ملت کو اس تحریک سے اطلاع ہی نہین ہوتی اور عدم اطلاع سے یہی نہین کہ وہ پیارے شمولیت کے ثواب سے محروم رہ جاتے ہین بلکہ ان قومی ضروریات کے لئے بھی بعض اوقات کسی قدر دیر ہو جاتی ہے - اس قسم کے مقاصد اور مطالب پیش نظر ہین - یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار رجسٹر بیعت کی اصلاح اور تکمیل کیلئے حکم دیتے ہین اور تاکید فرماتے ہین پس جو لوگ مجھے اس کام مین مدد دین گے وہ شیرازہ قوم کو مضبوط کرنے والے ہی نہ ہونگے بلکہ مفت مین بہت سے ثوابون اور نیکیون کے مستحق ہونگے + حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مبایعین کے نامون کو یکجا اور مکمل طور پر لکھے جانے کے کسقدر آرزومند ہین یہہ اندازہ مندرجہ ذیل سطور سے ہو سکتا ہے - جو حضور نے [illegible]

واضح ہو کہ یا لقاء رب کریم وجلیل جسکا ارادہ ہے کہ مسلمانونکو انواع واقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے انکو بے برکت ونکما و ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا ہے - نجات دیکر فاصبحتم

بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا کا مصداق بنادے) بجھے علوم ہوا کہ بعض نہایت منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت وسکونت مستقل و عارضی اور کسیقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پاویں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعداد موزون تک پہونچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کرکے اور چھپواکر ایک ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنیوالوں کا ایک معتدبہ گروہ ہوجاوے تو ایسا ہی اُن کے اسماء کی بھی فہرست تیار کرکے تمام مبائعین یعنے داخلین بیعت میں شائع کیجاوے اور ایسا ہی ہوتا رہے جبتک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقدرہ تک پہونچ جائے یہ انتظام جسکی ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہوکر وحدت مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اُس کے باسانی وصحت انجام پذیر نہیں ہوسکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھکر اپنا تمام پتہ ونشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنیکے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بتحریر خاص اپنے پورے پورے نام وولدیت وسکونت مستقل وعارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرادیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب وشائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنیوالوں کے نام وغیرہ پتہ ونشان درج ہو انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر وبرکت کا موجب ہوگا از انجملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہوجائیگا۔ اور باہم خط وکتابت کرنے اور افادہ واستفادہ کے وسائل نکل آئیں گے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعاء خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ ومحل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کرسکیں گے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق ودوستان صادق کیطرح مشغول ہوجائینگے اور ہر ایک کو اپنی ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانیسے معلوم ہوجائیگا کہ اوس کے روحانی بھائی دنیا میں کسقدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم اونپر ظاہر کریگا کہ خدا تعالےٰ نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت اور جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے اور اسی جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزون معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی ومحبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر اونکا قدر کرے اون سے جلد صلح کرلیوے اور دلی غبار کو دور کردیوے اور صاف باطن ہوجاوے اور ہرگز ایک ذرہ کینہ اور بغض اون سے نہ رکھے لیکن اگر کوئی عمداً اون شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مندرج ہیں اور اپنی بیباکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاویگا یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنے تقوے شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور انکا اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت ونتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک ومقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل وبیمصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ اُن نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ ونا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہونچایا ہے اور اوس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگادیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جنکو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہوجائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بنجائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کیطرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کیلئے کریں کہ اون کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکلکر اور ایک جگہ اکٹھا ہوکر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔

حضرت حجۃ اللہ کی اس تحریر کو پڑھ لینے کے بعد میں جانتا ہوں کہ ہر شخص اس کو اگر اس سلسلہ میں ہے مدد دیگا اور اسلئے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھتا اور انتظار کرتا ہوں کہ قوم کے دہریہ آورده لوگ جن سے اس کام میں مدد چاہی ہے کہاں تک میری مدد کرتے ہیں۔

استفسار اور انکے جواب

۱- جنازہ دارالامان میں کسطرح پڑھنے کا معمول ہے حنفی چار تکبیریں پڑھتے ہیں پہلی تکبیر کے بعد صرف سبحانک اللھم پڑھتے ہیں الحمد اور سورۃ کو جائز نہیں کہتے اہلحدیث سبحانک اللھم - الحمد ثنا تینوں پڑھتے ہیں - دوسری تکبیر کے بعد درود تیسری کے بعد دعا چوتھی کے بعد فوراً سلام پھیر دیتے ہیں اور اہلحدیث غالباً چوتھی کے بعد دعائیں پڑھکر سلام پھیرتے ہیں بلکہ پانچ اور ساتھ تکبیریں بھی اکابران ملت کا معمول کیا ہے اور جنازہ غائب کا جو حکم ہے تو کیا بہت سے آدمیوں کا ایک ہی نیت میں پڑھ لیا کریں یا علیحدہ علیحدہ۔

جواب - یہاں یہ معمول ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد اللھم الحمد ثنا پڑھتے ہیں دوسری کے بعد درود شریف تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد معاً سلام پھیر دیتے ہیں حضرت حجۃ الاسلام ایک ہی نیت میں کئی آدمیوں کا جنازہ غائب پڑھتے ہیں۔

۲- عقیقہ فرض ہے یا کیا اور کتنی مدت یا عمر تک دینا چاہیئے۔

جواب - عقیقہ ایک مسنون امر ہے۔ ساتویں دن ہونا چاہیئے۔ اور اگر ممکن یا میسر نہ ہو تو جب چاہے کرے۔

۳- فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے شروع کرکے سورج نکلنے کے بعد تک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے اگر سجدہ آوے تو اس زوال کے وقت جائز ہے؟ کیونکہ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک سجدہ ناجائز ہے؟

جواب - بے شک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یہ وقت تو قرآن شریف کے پڑھنے کے لئے بہت ہی مناسب اور موزون ہے دماغ تدبر کرنے کے لئے تازہ دم ہوتا ہے قرآن الفجر کان مشھودا اور اگر قرآن شریف کی تلاوت میں سجدہ آجاوے تو کرنا جائز ہے۔

۴- عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے؟

جواب - ہاں جائز ہے قادیان میں حکیم الامۃ کا درس قرآن ہمیشہ عصر کے بعد ہوتا ہے۔

۵- فجر کی نماز ہوتی ہو اور اسوقت سنت پڑھکر شامل ہونا چاہیئے یا جماعت میں شریک ہو اور سنت کب پڑھے۔

جواب - جماعت میں شریک ہوجاوے اور نماز پڑھکر سنت پڑھے۔

منشی نادر شاہ صاحب احمدی افریقہ سے دریافت کرتے ہیں کہ بابو محمد افضل خان مرحوم کے عیال واطفال کا بندوبست ہوا؟

جواباً گذارش ہے کہ بابو محمد افضل خانصاحب مرحوم کی پہلی بیوی مع اپنے بچوں کے اپنے والدین کے گھر جاری ہے اور مرحوم افضل کے بھائی بہادر دین سے اپنا مہر اور حصہ لینے کے لئے مرحوم کے چچا صاحب سے خواستگار ہوئی ہے دوسری بیوی مع اپنے بچوں کے مرحوم کے چچا کے پاس ہے۔ انکا چچا بذریعہ تقرر نالش غالباً فیصلہ کرنا چاہتا ہے + انکی بیوی کو یہاں رہنے کیلئے کہا گیا تھا لیکن جہانتک میرا علم ہے اونہوں نے اپنی اس جائداد پر ہی رہنا اور قبضہ کرنا ضروری سمجھا ہے +

۶ - کیا قادیان میں کوئی لڑکیوں کا سکول ہے اگر ہے تو لڑکیوں کی رہائش کا کیا انتظام ہے۔

جواب - فی الحال قادیان میں لڑکیوں کی تعلیم کیلئے کوئی سکول نہیں ہے لیکن اسکی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور معمولی ضرورت نہیں سخت ضرورت ہے میں عنقریب اس سوال کو بزرگان ملت کے مشورہ سے پبلک کرنا چاہتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے بعید نہ ہوگا کہ قادیان میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے بہترین سکول قائم ہو۔ سردست آپ انتظار کریں اور دعا کریں۔

۷ - دیوانی مقدمہ جو عدالت میں دائر کیا جاوے، اکثر اوقات اس میں بوجہ خرچہ ڈگری ہوتی ہے۔ کیا خرچہ لینا جائز ہے۔

جواب - ہاں خرچہ لینا جائز ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دیوانی مقدمہ دیوار میں عدالت نے خرچہ دلایا۔ گو آپ نے اپنی کریم النفسی اور اخلاقی معجزہ کی بنا پر فریق ثانی کو اسکی درخواست پر معاف کردیا۔ یہ جدا امر ہے۔ اسکے لینے میں کوئی امر ناجائز نہیں ہے۔

۸ - اگر عورت کو زیور مہر میں دیا جاوے اور قابل زکوٰۃ ہو تو چونکہ عورت مختار نہیں کہ خاوند کے روپیہ یا مال کو زکوٰۃ اس زیور کی ادا کرے تو پھر اس صورت میں کیا خاوند پر فرض ہے یا عورت پر اور اگر موخر الذکر پر ہو تو کس صورت میں ادا کرے۔

جواب - مہر میں جو چیز عورت کو دی جاوے وہ تو اسکا مال ہے خاوند کا اس سے کیا تعلق علاوہ بریں اسلام میں تو عورتوں کو اپنی جدا جائیداد تک خرید لینے کا حق حاصل ہے وہ اپنے مال سے قابل زکوٰۃ سال کی زکوٰۃ دے۔ البتہ زیور کے متعلق زکوٰۃ کا مسئلہ متنازعہ فیہ ہے حضرت حجۃ اللہ سے ایک مرتبہ استفسار ہوا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ جو زیور استعمال میں آتا رہتا ہے اسکی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے کبھی کبھار پہنا جاوے اسکی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ وہ عورت اپنے مال سے دیوے۔

بلہٖ قاضی صاحب کے دوسرے سوال کا جواب انشاء اللہ اگلی اشاعت میں دونگا کیونکہ وہ تفصیل طلب ہے - ایڈیٹر۔

متفرق باتیں

جنازہ غائب پڑھا جاوے

۱- ہمیں مخدوم مکرم جناب چودھری مولابخش صاحب بھی احمدی کی ساس مسماۃ دولت بی بی زوجہ چودھری نہالا اعلیٰ نمبردار موضع ملا فوت ہوگئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ جمعہ کو جنازہ پڑھا۔ احمدی جماعتیں بھی جنازہ غائب پڑھ دیں۔

۲ - مولوی محمد علی صاحب بن باجوڑ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ایک احمدی بھائی نبی بخش فوت ہوگیا ہے جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

۳ - مولوی محمد ابوالحسن احمدی بزدار صاحب کا اکلوتا بیٹا عبد القادر فوت ہوگیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔

ضرورت سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیئر آفیسر ریاست (جموں) کو ایک انٹرینس پاس احمدی کی ضرورت ہے، دس روپیہ ماہوار مع کھانا دیں گے جو صاحب جانا چاہیں مندرجہ بالا پتہ پر شاہ صاحب سے خط وکتابت کریں۔

منیجر بھارت انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر سے کمپنی مذکور کی خوش معاملگی کے متعلق مندرجہ ذیل چٹھی الحکم میں شائع

چندہ الحکم [illegible]

۳ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں مہدی صاحب [illegible] (مساکین فنڈ) [illegible]
۲۔ شیخ غلام احمد صاحب قادیان دارالامان [illegible]
۳۔ جماعت احمدیہ [illegible] (مساکین فنڈ) [illegible]
۴۔ حکیم نور محمد صاحب [illegible] ضلع [illegible]
۵۔ میاں نبی بخش صاحب [illegible]

۴ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ سیکرٹری صاحب معرفت [illegible] کمیٹی [illegible]
۲۔ " " " "
۳۔ میاں [illegible] سیکھواں معرفت [illegible] (مسکین فنڈ) ۱۲ر
۴۔ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد [illegible]

۵ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں مہر محمد صاحب [illegible]
۲۔ منشی عبد العزیز [illegible]
۳۔ منشی محمد [illegible]

[illegible] مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible]
۴۔ [illegible]
۵۔ سید [illegible]
۶۔ سید غلام شاہ [illegible] لاہور
۷۔ شیخ رحمت اللہ صاحب [illegible] سوداگر لاہور [illegible]

۷ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر قاضی کریم [illegible] (مدرسہ) [illegible]
۲۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر قادیان (مدرسہ) [illegible]
۳۔ [illegible] (مدرسہ) [illegible]
۴۔ سکرٹری صاحب کمیٹی [illegible] مدرسہ [illegible]

۸ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مانسہرہ (مدرسہ) ۸ر
۲۔ عبد الکریم مدرس مدرسہ [illegible] " ۸ر
۳۔ میاں سراج الدین صاحب کانپور عطیہ مدرسہ [illegible]
۴۔ حافظ نور احمد صاحب [illegible] " [illegible]
۵۔ منشی محمد اسمعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن مدرسہ [illegible]
۶۔ منشی گلاب خان صاحب پوسٹ ماسٹر راولپنڈی " [illegible]
۷۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام [illegible] (واپسی بحث [illegible]) ار
[illegible] قادیان دارالامان (واپسی [illegible]) [illegible]
" "
۸۔ صاحب سکرٹری کمیٹی مدرسہ [illegible] (فیس [illegible]) ۲ر
۹۔ منشی غلام سرور صاحب قانونگو بند و بست [illegible] مدرسہ [illegible]
۱۰۔ محمد مقبول صاحب میر منشی [illegible] انفنٹری [illegible] ۸ر
نامعلوم الاسم * (مدرسہ) یتیم [illegible]

[illegible]

---

۱۰ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ [illegible] خان صاحب [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ میاں غلام [illegible] ضلع سیالکوٹ
[illegible]
۴۔ [illegible] قادیان دارالامان [illegible]
۵۔ منشی [illegible]
۶۔ [illegible]
۷۔ مولوی [illegible]
۸۔ مولوی محمد حسین صاحب [illegible] مانسہرہ [illegible]
۹۔ منشی نواب الدین صاحب [illegible]
۱۰۔ مولوی [illegible]
۱۱۔ منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر [illegible]

۱۱ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ ہیڈ ماسٹر صاحب [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible]
۴۔ [illegible]
۵۔ [illegible]
۶۔ [illegible]
۷۔ [illegible]
۸۔ [illegible]
۹۔ [illegible]

۱۲ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ ہیڈ ماسٹر صاحب [illegible]
۲۔ ماسٹر [illegible] (مدرسہ) [illegible]
۳۔ صاحب سکرٹری کمیٹی [illegible]
۴۔ میاں اقبال [illegible] صاحب احمدی [illegible]
۵۔ میاں غلام [illegible] دوکاندار " (یتامی فنڈ) [illegible]
۶۔ جماعت [illegible] معرفت عنایت اللہ صاحب احمدی (مدرسہ) [illegible]

۱۳ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن [illegible] (مدرسہ) [illegible]
۲۔ صاحب سکرٹری کمیٹی مدد (ایک [illegible]) آمدنی مئی ۱۹۰۵ء [illegible]
۳۔ منشی حسین علی شاہ صاحب پٹواری [illegible] (مساکین فنڈ) [illegible]
۴۔ میاں محمد حسین صاحب سوداگر غلہ منڈی لائل پور " [illegible]
۵۔ میاں خدا بخش صاحب نیچہ بند لائل پور [illegible] مساکین [illegible]
۶۔ منشی نور الدین صاحب لائل پور مساکین فنڈ یتامی فنڈ [illegible]

۱۵ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ شیخ مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ہوس (مدرسہ) ار
۲۔ میاں محمد الدین صاحب احمدی قادیان دارالامان " ۱۲ر
۳۔ منشی محمد حسین علی صاحب الہ آباد مساکین فنڈ [illegible]
۴۔ بابو عطا محمد صاحب سب اوورسیئر [illegible] ضلع جہلم " ۲ر
۵۔ میاں عبد الکریم صاحب احمدی [illegible] (یتامی) [illegible]

---

۱۶ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں [illegible] صاحب [illegible] قربانی فنڈ [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible] (عطیہ مدرسہ) [illegible]
۴۔ [illegible]
۵۔ [illegible]

۱۹ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت [illegible] معرفت مولوی [illegible] صاحب
۲۔ [illegible] عطیہ [illegible] مساکین فنڈ [illegible]
۳۔ میاں محمد حسین صاحب [illegible]
۴۔ جماعت [illegible] معرفت سکرٹری صاحب [illegible]

۱۹ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام [illegible]
۲۔ [illegible] عبد العزیز صاحب [illegible] طالب علم تعلیم الاسلام قادیان
از راولپنڈی – مسکین فنڈ [illegible]
۳۔ قاضی محمد عثمان صاحب [illegible] الہ آباد [illegible]
۴۔ میاں عبد العزیز صاحب [illegible]
۵۔ مولوی محمد صدیق صاحب مدرس [illegible]

۲۰ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible]
[illegible] مئی ۱۹۰۵ء
۱۔ [illegible]
۲۔ [illegible]

۲۲ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible]
۴۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر لاہور [illegible]
۵۔ منشی ہاشم علی صاحب [illegible] (کالج) ۸ر

۲۳ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ سکرٹری کمیٹی مدد تعلیم الاسلام (ایک ڈیپوٹیشن [illegible]) [illegible]

زلزلہ کی خبریں

نند کار پور (سندھ) میں بھی زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ وصول کیا جارہا ہے [illegible] روپے پہلے بھیجے بھی جاچکے ہیں۔

[illegible] ۱۹ ماہ حال کو ۲ بجے دن کے زلزلہ محسوس ہوا جو [illegible] تھوڑی دیر تک رہا۔

کانگڑہ میں زلزلہ سے جو تباہی اور بربادی ہوئی تھی وہی بجائے [illegible] تھی [illegible] کہ اٹھارہ ماہ حال کو آدھ [illegible] تک سخت ژالہ باری ہوئی جس سے گندم کی فصلیں بالکل پامال ہوگئیں۔ سچ ہے مصیبت تنہا نہیں آتی۔

کابل اور قندھار سے کوئی رپورٹ ۲۸ اپریل کے زلزلہ کی نہیں آئی۔ البتہ جلال آباد کے مغرب میں سفید کوہ اور اسکے ہمراہیوں کو خفیف سی حرکت معلوم ہوئی تھی۔

پایونیر میں ایک چٹھی چھپی ہے جسمیں سر جیمس لاٹوش کے پرائیوٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے مزید چندہ کی اپیل کی ہے۔ کچہری ریلیف فنڈ میں علاوہ ۵۲ ہزار ۲ سو ۹۲ روپیہ وصول شدہ کے ایکہزار ۲ سو ۷۴ روپیہ فرسٹ پی فورتھ ہائلینڈرس سے اور ۸ سو پچاس روپیہ سیکنڈ گارڈن ہائلینڈرس سے اور وصول ہوئے ہیں۔

جنرل کمیٹی کانگڑہ ریلیف فنڈ کے پریزیڈنٹ نے کمشنر سندھ سے چندہ کی اپیل کی تھی جسپر سندھ سے وصول شدہ اور موعودہ چندہ کی تعداد ۲۰ مئی کو ۸ سو ۷۰ روپیہ تک ہوگئی۔

لنڈن کارپوریشن نے والیسرائے زلزلہ ریلیف فنڈ میں ۵۰ گنی (۷۵۰ روپیہ) بمبئے مسولرا و [illegible] کمپنی نے ۱۰۰ گنی (۱۵۰۰ روپیہ) اور ہندوستان میں ٹیلیگراف کمپنی نے ۱۰ گنی چندہ دیا۔

امرتسر میں ۲۲ ماہ حال کو بعد دوپہر ۲ بجکر ۵ منٹ پر اور شام کے ۷ بجے زلزلہ کے اچھے جھٹکے محسوس ہوئے۔

پچھلے ہفتہ فرانس اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کے بعض حصص میں زلزلے محسوس ہوئے ویلس میں بھی خفیف حرکت پائی گئی۔ بعض جگہ لوگوں میں گھبراہٹ بھی پھیل گئی مگر چنداں نقصان نہیں ہوا۔

میشرلیس فریشرپا [illegible] پولیٹکل ریلوی نے براہ انسانی ہمدردی بلا فیس [illegible] کو [illegible] تاکہ کانگڑہ کے تالاب آب نوشی کا پانی صاف کردیا جائے۔

بینک ہندوستان۔ اسٹریلیا اور چین کے لنڈن آفس نے زلزلہ ریلیف فنڈ میں بحساب ہندوستان برہما اور سیلون دس ہزار روپیہ چندہ دیا۔

لارڈ کرزن باالقاب نے صاحب وزیر ہند کی خدمت میں ایک تار میں مضمون ارسال کیا ہوا ہے کہ صرف ہندوستان کا چندہ موجودہ مصیبت زلزلہ کے رفع کرنیکے لیے کافی نہیں ہوسکتا۔ ولایت سے ۳۰ ہزار پونڈ کی امید تھی جس میں سے ابتک صرف ۲ ہزار ۰۰ پونڈ وصول ہوئے ہیں۔ امید کہ باقی رقم بھی جلد وصول ہوگی۔

جو سرکاری ملازم موجودہ زلزلہ کے شکار بن گئے گورنمنٹ پنجاب اون کے لیے پنشن یا عطیہ دیا جانے کے مسئلہ پر غور کررہی ہے۔

ٹھاکر لال جو حال میں کلو گیا تھا رپورٹ کرتا ہے کہ مولوی [illegible] منشی بالکل محفوظ ہیں۔ اونکو یا اون کے مشن ہوس کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔

دہرہ ۲۰ مئی کو دور کا زلزلہ محسوس ہوا جس سے بیچارے مصیبت زدہ لوگوں کی مستعار جھونپڑیاں بھی گر گئیں۔

بابو رگھپت رائے متوفی ٹھیکہ دار برہما ساکن کانگڑہ کی والدہ حسب وصیت متوفی ایک ہزار روپیہ اسلئے چندہ دیا ہے کہ کانگڑہ میں عوام کے آرام کے لیے دھرم سالہ بنائی جائے۔

ایوان تجارت بنگال کے ریلیف فنڈ میں اسوقت تک ۲ ہزار ۸ سو ۴۷ روپیہ چندہ ہوچکا ہے جسمیں سے ۵۰ ہزار کلکتہ کمیٹی ریلیف فنڈ [illegible]

[illegible]

پرانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

مستجاب اور مامور من اللہ کی صداقت کا بڑا نشان یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکو غیب کی خبریں دیتا ہے اور پھر ان خبروں میں ایک طاقت ہوتی ہے جو دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ نجومی جو خبریں دیتا ہے انمیں وہ طاقت اور شوکت نہیں ہوتی جو مامور کی خبروں میں ہوتی ہے علاوہ بریں مامور کی خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ فراست یا قیافہ شناسی انکی بنا نہیں ہوسکتی۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی میں جو بالکل بے سروسامانی اور بیکسی کی زندگی تھی اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئی کی تھی کیا کوئی عقلمند یا ملکی مدبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس وقت کی حالت کو دیکھکر اندازہ لگا سکتا تھا کہ یہ شخص کامیاب ہو جائیگا اور وہ قوم جو اسکی مخالفت پر آمادہ ہے ذلت کے ساتھ نامراد رہے گی؟ پھر دیکھ لو کہ انجام کیا ہوا! پس یہ ایک زبردست نشان مامور کو دیا جاتا ہے۔

عیسائیون کے حملے اسلام پر اس صدی میں بہت تیزی کے ساتھ ہوئے ہیں انکی زبان درازی اور پھاڑ بہت بڑھ گئی اللہ تعالےٰ چاہتا تو ایک دم میں انکی مخالفانہ کارروائیوں کا فیصلہ کر دیتا مگر وہ اپنا فیصلہ روز روشن کیطرح دکھانا چاہتا ہے اب وقت آگیا ہے کہ اس مذہب کی حقیقت دنیا پر کھل جاوے شیطان کی آدم کے ساتھ یہہ آخری جنگ ہے۔ ملائکۃ اللہ آدم کے ساتھ ہیں اور اب شیطان ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیا جائیگا۔ میں یقین رکھتا ہون کہ اگر میری طرف سے اس مردہ پرستی کے دور کرنے کے لئے کوئی تحریک نہ بھی ہوتی اور خدا تعالیٰ مجھے بھی نہ بھیجتا تب بھی اس مذہب کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ یہہ خود بخود نمک کی طرح پگھل جاتا۔ میں خدا تعالےٰ کی تائیدون اور نصرتون کو دیکھہ رہا ہون جو وہ **اسلام** کے لئے ظاہر کر رہا ہے اور میں اس نظارہ کو بھی دیکھہ رہا ہوں جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنیکو ہے۔ اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جسکو دیمک کھا چکی ہے اور یہ بوسیدہ لکڑی اسلام کے زبردست دلائل کے سامنے اب ٹھیر نہیں سکتی۔ اس عمارت کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو **اسلام** کیطرف توجہ ہوگی اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہوکر حقیقی مذہب **اسلام** کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کرین گے۔

توحید ماننے والوں میں ایک خاص رعب اور جلال ہوتا ہے، جو بت پرست کو حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسکا قلب منور کر دیتا ہے اور اس کے اعتقاد کی بنیاد علوم حقہ پر نہیں ہوتی بلکہ ظنیات اور اوہام پر ہوتی ہے۔ مثلاً عیسائیون نے یسوع کو خدا بنا لیا مگر کوئی ایسی خصوصیت آجتک دو ہزار برس ہونے کو آئے نہیں بتائی جو یسوع میں ہو اور دوسرے انسانوں میں نہ ہو۔ بلکہ جہانتک انجیل کے بیان کے موافق یسوع کی حالت پر غور کرتے ہیں اسقدر اسے انسانی کمزوریوں کا بہت بڑا نمونہ پاتے ہیں۔ بڑی خصوصیت اقتداری معجزات کی ہوتی ہے لیکن یسوع کی لائف میں اقتداری معجزات کا پتہ نہیں ملتا اور اگر عیسائیون کے بیان کے موافق بعض مان بھی لیں تو پھر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسی رنگ کے اقتداری معجزات یسوع کے معجزات سے کہیں بڑھ چڑھ کر پہلے نبیون کے بائیبل میں موجود ہیں۔ پھر خصوصیت کیا رہی؟ وہ کیا بات تھی جسپر اسے خدا مان لیا گیا اگر ایک مجلس میں اللہ تعالےٰ کے صفات بیان کئے جاویں اور اس میں آریا۔ عیسائی اور مسلمان موجود ہون تو اگر کسی کا ضمیر مر نہیں گیا تو بجز مسلمان کے ہر ایک خدا تعالےٰ کے صفات بیان کرنے سے شرمندہ ہوگا۔ مثلاً آریہ کیا یہہ بیان نکر کے خوش ہوگا کہ میں ایسے خدا پر ایمان لاتا ہون جسنے دنیا کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا وہ میری روح اور جسم کا خالق نہیں۔ مجھے جو کچھہ ملتا ہے میرے اپنے اعمال اور افعال کا ثمرہ ہے خدا تعالےٰ کا کوئی عطیہ اور کرم نہیں میرا خدا مجھے کبھی ہمیشہ کی نجات نہیں دیسکتا میرے لئے لازمی ہے کہ میں جونون کے چکر میں آکر کیڑے مکوڑے بنتا رہون یا کیا عیسائی صاحب یہہ بیان کرکے راضی ہوگا کہ میں ایک ایسے خدا پر ایمان لاتا ہون جو ناصرت نام بستی میں یوسف نجار کے گھر معمولی بچون کیطرح پیدا ہوا تھا وہ معمولی بچون کیطرح روتا چلاتا تا اور کبھی اپنی کمزوریون کی وجہ سے ماں باپ سے تھپڑ بھی کھاتا تھا۔ اسے اتنی بھی خبر نہ تھی کہ وہ انجیر کے پھل کے موسم کا علم رکھتا۔ وہ ایسا غصہ ور تھا کہ درختون تک کو بددعائیں دیتا تھا۔ وہ آخر ہمارے گناہون کی وجہ سے صلیب پہ لعنتی ہوا۔ اور تین دن ہاویہ میں رہا۔ بتاؤ کیا وہ یہ باتیں خوشی کے ساتھہ بیان کریگا یا اندر ہی اندر اسکا دل کھایا جائیگا لیکن ایک مسلمان بڑی جرأت اور دلیری سے کہیگا کہ میں اس خدا پر ایمان لایا ہون جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیون اور نقائص سے منزہ ہے وہ رب ہے بلا مانگے دینے والا رحمان ہے سچے محنتون کے ثمرات ضائع نکرنے والا ہے۔ وہ حیّ وقیوم ارحم الراحمین خدا ہے وہ ہمیشہ کی نجات دیتا ہے۔ اسکی عطاء غیر مجذوذ ہے۔ پس جب مسلمان اپنے خدا کی صفات بیان کریگا تو ہرگز شرمندہ نہیں ہوگا اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے جو ہم پر ہے ایسی ہی اور بہت سی باتیں ہیں بحرص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مان کر ہم کبھی کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتے۔

معجزات مسیح کی حقیقت ڈوئی نے خوب کھولی ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بھی سلب امراض کرتا ہون اسی طرح جسطرح یسوع مسیح کیا کرتا تھا۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ جہان کوئی شخص اچھا نہیں ہوتا وہان وہ شرمندہ نہیں ہوتا بلکہ کہدیتا کہ یسوع مسیح سے بھی فلان شخص اچھا نہیں ہوا۔

زہے خدائی

سلب امراض فی الحقیقت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسپر ناز کیا جاسکے یہودی بھی اس زمانہ میں سلب امراض کرتے تھے اور ہندوستان میں بھی بہت لوگ اس قسم کے ہوئے ہیں۔ اور آجکل تو ہزاروں ہزار دہریے اور ملحد بھی ایسے ہیں جو سلب امراض کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ایک فن اور مشق ہے جسکے لئے یہ بھی ضرور نہیں کہ اس فن کا عامل خدا پر یقین رکھتا ہو یا نیک چلن ہو۔ جسطرح پر دوسرے علوم کے حصول کیلئے نیک چلنی اور خداپرستی شرط نہیں ہے اسکے لئے بھی نہیں یعنے اگر کوئی شخص ریاضی کے قواعد کی مشق کرے تو قطع نظر اسکے کہ وہ دہریہ ہے یا موحد خداپرست وہ قواعد اسکے لئے کوئی روک پیدا نہیں کرین گے۔

برخلاف اسکے وہ روحانی کمالات جو اسلام سکھاتا ہے انکے لئے ضروری ہے کہ اعمال میں پاکیزگی اور صدق اور وفاداری ہو بغیر اسکے وہ باتیں حاصل ہی نہیں ہوسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سلب امراض والے مسیح کے اچھے کئے ہوئے مر گئے لیکن **قد افلح من زکّٰھا** کی تعلیم دینے والے کے زندہ کئے ہوئے آجتک بھی زندہ ہیں اور انپر کبھی فنا آہی نہیں سکتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں حواریون کو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے حواریون کی تعریف میں ساری انجیل میں ایک بھی ایسا فقرہ نظر نہ آئیگا کہ انہون نے **میری راہ میں جان دیدی** بلکہ برخلاف اسکے انکے اعمال ایسے ثابت ہونگے جس سے معلوم ہو کہ وہ حد درجہ کے غیر مستقل مزاج۔ غدار اور بے وفا اور دنیا پرست تھے اور صحابہ کرام نے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی راہ میں وہ صدق دکھلایا کہ انہیں **رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ** کی آواز آگئی۔ یہ اعلےٰ درجہ کا مقام ہے جو صحابہ کو حاصل ہوا یعنے اللہ تعالےٰ انسے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہوگئے اس مقام کی خوبیاں اور کمالات الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہیں۔ بلکہ یہ توکل۔ تبتل اور رضا و تسلیم کا اعلےٰ مقام ہے جہان پہونچکر انسان کو کسی قسم کا شکوہ اور شکایت اپنے مولے سے نہیں رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندے کے کمال صدق و وفاداری اور اعلےٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لئے تھے۔ اسکا نمونہ حواریون میں اگر تلاش کرین تو ہرگز نہیں ملسکتا۔ پس نرے سلب امراض پر خوش ہو جانا یہہ کوئی دانشمندی نہیں ہے اور روحانی کمالات کا شیدائی ان باتون پر خوش نہیں ہوسکتا۔

اسلئے

میں تمہارے لئے یہی پسند کرتا ہون کہ تم اپنے دل کو پاک کرو اور خدا تعالےٰ کے ساتھہ ایسے تعلقات پیدا کرو کہ وہ مولیٰ کریم تم سے راضی ہو جاوے اور تم اس سے راضی ہو جاؤ پھر وہ تمہارے جسم میں تمہاری باتون میں ایسی برکت رکھدیگا جو سلب امراض کرنے والے بھی انہیں دیکھکر حیران اور شرمندہ ہونگے۔

نکتہ ۔ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ کے نام کیساتھہ کوئی صفت مفعول کے صیغہ میں نہیں ہے قدوس تو ہے مگر معصوم نہیں ہے کیونکہ معصوم کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اسکو بچانے والا کوئی اور ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ تو اپنی ذات ہی میں بے عیب اور پاک خدا ہے اور وحدہ لاشریک اکیلا خدا ہے اسکو بچانے والا کون ہوسکتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں مفتی محمد صادق صاحب رسالہ بیگناہی مسیح سنا رہے تھے اس میں ایک مقام پر مصنف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر محض اس بنا پر حملہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیون کیا؟۔

اسپر فرمایا افسوس یہ لوگ ایسے بیہودہ اعتراض کرتے ہیں جنکو کوئی سلیم الفطرت پسند نہیں کر سکتا۔ ایسی باتیں کرکے یہہ لوگ کچھہ سنا چاہتے ہیں اگر یہ اعتراض کرنے سے پہلے اتنا سوچ لیتے کہ ایک شخص جو بیگانی اور بدوضع مشہور عورتون سے تعلق رکھتا ہے اسکی زندگی کو تو وہ بے عیب اور خدا کی زندگی قرار دیتے ہیں پھر جائز طور پر نکاح کرنے والے پر اعتراض کیون ہے! کیا یہہ شرم کی بات نہیں ہے۔ اپنے گھر میں انجیل کا مطالعہ کریں اور کفارہ کے برکات جو یورپ کو اخلاقی طور پر بیدروشن ملے ہیں انپر نظر کرے۔ پھر وہ اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے منہ کھولے۔ جنکے گھر میں اسقدر گند ہو اسے تو شرم آنی چاہئیے۔

الانذار اور گورنمنٹ کی توجہ

یہ بات سچ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں نے اسکے متعلق غبارہ ہو رہی بات کو ظاہر کیا جس کی جڑ یہ ہے کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبریں شائع کی ہیں لیکن نا اناظرین کو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شائع کیا وہ نیک نیتی سے نہیں تھا ورنہ کسی کو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا مقصد ہے۔ میں نے پہلے اس سے ۱۹۰۳ء میں ایک الہامی خبر شائع کی تھی جس کا یہ مضمون تھا کہ ایک سخت زلزلہ آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پھر میں نے اسی زلزلہ کے بارے میں ۱۹۰۴ء میں اخبار شائع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گر جائیں گی جو عارضی طور پر فرودگاہیں ہیں وہ بھی گرینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائینگی اور اس سے پچیس برس پہلے بھی میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب یہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جس کی تحریر کرنیکی حاجت نہیں تب مجھے اس حادثہ کا اسقدر صدمہ پہنچا کہ جسکے بیان کرنیکے لئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شائع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شائع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف ایک دو اخبار اور دو رسالوں میں شائع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی تھی کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شائع نہیں کرایا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کیطرف معروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدا علیم حکیم کیطرف سے ملی تھی میں نے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر کاربند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت میں سے دہرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی انمیں سے ضایع نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہوں گے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی۔ میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالی کیطرف سے خبر دی گئی کہ ایک اور زلزلہ آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میری جان پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں نے لکھا ہے دل میں سینہ ہے بہت ہی تہ بند حقیقت سینے زلزلہ کی پہلی خبر کو کما حقہ یوں شائع نہ کیا اور کرین تا بطرع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی بہ تدارک کروں اسی غرض سے میں نے اشتہار شائع کئے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتوں میں کم رہیں جو دو منزلہ سہ منزلہ ہیں اور اسی دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کیلئے کئی ہزار اشتہار شائع کئے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شائع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شائع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کیلئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے بالقابہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ اگر خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالی حادثہ سے مطلع فرما وے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلازاری یا ستانے کیلئے میں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالی زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور ابتک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وقت کب آنیوالا ہے میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جنکو مقدرت ہو انکو ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں یا جنگل میں رہیں اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اس خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس راستے سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس خبر کا یقین ہے اس سے کسی نوع کو ڈرانا بھی شرایط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے حصہ کو آگ لگی ہوئی ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں انکو کچھ خبر نہیں تو میں اگر انکو اطلاع نہ دوں کہ دون کہ وہ تشویش میں پڑینگے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہیں کیگئی ہے بلکہ اگر حکام کسیلئے فیصلہ ہی میرے اس دعوی کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی ہیں جبکہ میں نے خدا سے پیشگوئیوں کی سچائی کی تجربہ سے اسبات کو باور کرانے کیلئے ایک بہاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ کرنا ایک ظلم تھا لیکن یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم کہ جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خواری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پرواہ ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں انکے لئے جیلخانے کیوں طیار کرتیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈالدیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونیکا دعوی نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوی ہے صرف یہ دعوی ہے کہ میں خدا تعالی کیطرف سے **وحی پاتا ہوں** مگر اس دعوی کی یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجھ کو کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شائع کئے ہیں کہ اس دعوی میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شائع کئے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں۔ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شائع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھ کو کھینچکر اسطرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شایع کرنیکی تباہی نہ کروں اور کما حقہ شائع کروں بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط پر کاربند ہو جائیں اور کچھ اپنی اندرونی اصلاح کریں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے کہ اسکا مجھے کبھی غم ہو ہاں میں یہی محبت رکھتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی تجویز دوں اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کریں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ اصلاح نفس اور توبہ سے اسجگہ میری یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسیکا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالت کا دن نہیں ہے اس کیلئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قوموں کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر برسے یا طوفان نے غرق کیا گئے یا زلزلہ نے انکو فنا کیا اسکا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست تھے یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قائم ہوتے تو کوئی عذاب انپر نازل نہ ہوتا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالی کی آنکھ کے سامنے سخت گناہ کئے اور نہایت درجہ شوخیاں کھلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہوگئی اسلئے اسی دنیا میں انپر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے اور غضب میں دھیما ہے اگر اس زمانہ کے لوگ اس سے ڈریں اور بدکاریوں اور ظلموں اور طرح طرح کے برے کاموں پر ایسی جرات نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ[۱] یعنے خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگذار بنجاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل یہ فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ[۲] یعنی انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا ہے۔ اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بے قیدی اور دلیری کیساتھ اسکے تمام اعمال ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودھ دیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سی کاموں میں آجاتی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکھا وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل پتھر نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء

نوٹ اسجگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیاں جس طرح تکذیب کیجاتی ہیں تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کیلئے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ استہزا کرتے ہیں چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور وہ عبارت یہ ہے میں ۲۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس مرتبہ کے زور اور دعوی سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اسبات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور بچے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔۸۔۱۱۔۲۱ اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا اور گو قادیانی نے زلزلہ کی کوئی تاریخ یا وقت نہیں بتلایا مگر اس کے بہت زور دیا ہے کہ زلزلہ ضرور آئیگا سلسلہ میں ہلاں ہوا ہے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی صرف لفاظیوں اور مکاری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں بڑی زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوں خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز ہرگز نہیں آئیگا!!! اور نہیں آئیگا!!! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھیں مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور کشف کے ذریعہ سے دکھلایا ہے جو انشاء اللہ بالکل

ٹ اسکو پہلے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالی نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ۱۶ مئی ۱۹۰۵ء کی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے میں نے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئیوں میں عموماً یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آئینگے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجھے ابتک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط کرنا ضروری سمجھ کر میں ابتک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کر رہا ہوں اور خیموں کی خریدی اور عمارتوں کی بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب بار خرچ بھی ہو چکا ہے اور اسقدر خرچ کون اٹھا سکتا ہے بجز اسکے کہ جو

پیچ دل سے ایک آنیوالا حادثہ پر یقین رکھتا ہے مجھے اس زلزلہ کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اسپر غور کرکے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الہی کے یہی چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی شاید ان الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ بخصوصیت [illegible]

[۱] النساء: ۱۴۸

[۲] الفرقان: ۷۸

ضرورت امام

آخر ۱۸۹۸ء میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا تھا کہ میری جماعت میں سے ہر شخص بقدر اپنی لیاقت اور سمجھ کے ضرورت امام پر مضمون لکھے وہ مضامین حضرت اقدس کے حضور پڑھ کر سنائے گئے انہیں سے بعض میں یہاں درج کروں گا انشاء اللہ۔ ایڈیٹر

(منشی تاج الدین صاحب لاہوری کا مضمون)

بحضور فیض گنجور حضرت اقدس امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چندروز کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک والانامہ حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے حسب الارشاد برادران لاہور کو مخاطب کرکے تحریر کیا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہر ایک بقدر اپنی لیاقت اور خداداد فہم کے ایک مضمون زمانہ حال کے مفاسد اور مصلح کی ضرورت پر لکھکر حضور کی خدمت میں روانہ کرے سو اس ارشاد کی تعمیل میں یہہ عاجز بھی باوجود اپنی کم علمی اور کم لیاقتی کی صرف ثواب میں شامل ہونے کی غرض سے چند باتیں ذیل میں لکھتا ہے گو ایسے عظیم الشان مسئلہ پر کچھہ کہنا علماء عظام کا حصہ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

آج سے ۱۷ برس پیشتر کا ذکر ہے یعنے ۱۸۸۲ء کا جبکہ میں ضلع راولپنڈی میں تبدیل ہو کر گیا تھا تو وہاں اپنے خوش نصیبے سے ایک ایسے مخدوم کے یہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا جو اسوقت اہل حدیث میں ایک جلیل القدر عہدہ سرکاری پر ممتاز ہے لیکن مجھے اسبات کا نہایت افسوس ہے کہ انقلاب زمانہ نے اسکو اپنے پہلے معتقدات کا پابند نہیں رہنے دیا اور فرقہ نیچریہ کے بدخیالات اندنوں اسپر غالب ہوگئے ہیں یہانتک کہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کی بھی چنداں اوسے پرواہ نہیں اوسوقت اسکی ایسی حالت تھی کہ ہردفعہ بڑی رقت سے براہین احمدیہ کے اشعار پڑھتا اور لوگوں کو سنایا کرتا تھا یہہ پہلا موقعہ تھا کہ مینے اس کتاب کا نام سنا چونکہ مجھے ابتدائی عمر سے دینی مباحثات کی کتابیں پڑھنے کا شوق رہا ہے اسواسطے مینے اس بزرگ کی معرفت براہین کی موجودہ جلدیں عہ روپیہ نقد بھجوا کر دارالامان سے منگائیں جب مینے اس مبارک کتاب کو جو فی الحقیقت اپنے طرز استدلال کے لحاظ سے مخالفین اسلام کیلئے حجت قاطع کا حکم رکھتی ہے آخر تک مطالعہ کیا تو اسیرے پیر ومرشد میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرکے وکفے باللہ شہیدا یہہ اقرار کرتا ہوں کہ میرے نور قلب نے فوراً بلا کسی قسم کے دلولہ یا وہم کے قبول کرلیا کہ جن ہاتھوں سے یہہ در بےبہا نکلے ہیں وہ ضرور ضرور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں اس خداداد حسن ظنی کا باعث ہے کہ اسوقت سے آجتک کسی خشک ملا کی باتیں میرے دلپر کوئی مخالف اثر پیدا نہیں کرسکیں۔ مولوی غلام دستگیر قصوری جو انہیں ایام میں راولپنڈی کی جامع مسجد میں پکار پکار کر لوگوں کو اس کتاب کے مندرجہ الہامات سناتا اور انگیختہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کہ میرے ناقص فہم نے ذرا دہوکہ نہ کہایا اور وہ بیچارہ اس نور کے بجھانے کی کوشش میں اس دارفانی سے کوچ کر گیا۔ پھر مینے سرمہ چشم آریہ کو پڑہا جس سے اور بھی ایمان میں ترقی ہوئی اور روز بروز شوق بڑہتا گیا یہانتک کہ کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام شائع ہوئی۔ جنکے نکلتے ہی ان مولویوں نے وہ شور مچایا کہ بس گذشتہ خدمت پر پانی پھیر دیا مجھے بھی ان کتابوں کے پڑہنے کا شوق ہوا اور فوراً بذریعہ وی پی دارالامان سے یہ دونوں رسائل منگائے انکے ہمراہ حضور نے ازراہ کرم ایک نسخہ قول الفصیح مؤلفہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مفت مرحمت فرمایا ان تینوں رسائل کے پڑہنے سے خدا تعالیٰ نے میری رہنمائی کی اور مجھے سمجھہ آگیا کہ واقعی یہ وقت اسلام کے لئے کیا بلحاظ بیرونی مفاسد و کیا بلحاظ اندرونی فتن کے سخت خطرناک زمانہ ہے اسوقت حقیقی تقوے وطہارت اس جہان سے اُٹھہ گئی ہے اور نیکی کی جگہ بدی نے لے لی ہے اور مسلمانوں کی ذریت کو زمانہ حال کے فلسفہ اور علم نے اسقدر تباہ کردیا ہے کہ وہ نہ صرف دین اسلام کی پابندی کو حقارت کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں بلکہ بڑی جرأت سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی پرواہ نہ کرکے مرتکب کبائر کے ہوجاتے ہیں اور پھر ذرا شرماتے نہیں یہ حالت تو ان مسلمان بچوں کی ہے جو کلمہ گو والدین کی گود میں پرورش پارہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت کیوں ہوگئی سو ظاہر ہے کہ یہ سارا ادبار قرآن کریم کیطرف سے بےخبر ہونے کا ہے کاش جتنی محنت سے دنیوی علوم حاصل کئے جاتے ہیں اسکا عشر عشیر بھی اگر کتاب اللہ کے سیکھنے پر کرتے تو یہ تباہی ہرگز ہرگز نہ آتی۔ میرے اس بیان سے یہ غرض نہیں کہ ہماری قوم کے نوجوان بچے موجودہ علوم و فنون کیطرف سے توجہ اٹھالیں بلکہ ساتھہ ساتھہ دینی تعلیم کو بھی حاصل کرتے جائیں اس کم توجہی کا نتیجا ہے کہ بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لڑکے لڑکیاں عیسائیوں کی پھندے میں آکر اپنے سچے آبائی دین کو خیرباد کر بیٹھے اگر انکو ابتدا ہی سے دینی علوم سکہائے جاتے اور اسلام کی خوبیاں انکے دلوںپر نقش کیجاتیں تو ممکن نہ تھا کہ عیسائی مذہب جیسے باطل کو اختیار کرکے اسلام کے دشمن ہوجاتے پادریوں نے غریب اسلام پر اسقدر موہنہ زوریاں کی ہیں کہ جنکو پڑہتے ہوئے کلیجہ موہنہ کو آتا ہے کروڑہا رسالے اور اشتہارات بیہودہ افترا اعتراضات کے مختلف زبانوں میں ترجمے کرکے تمام دنیا میں شائع کررہے ہیں اور صرف اسپر اکتفا نہیں کی بلکہ یورپ میں تہیٹر کے ذریعہ اسلام کے نورانی چہرہ کو ایک خوفناک ڈراؤنی صورت میں دکھایا جارہا ہے درحقیقت یہ وہی پرفتن زمانہ ہے جسکی طرف ہمارے سید و مولا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک موہنہ سے فرمایا تھا کہ اس سے بڑھکر آدم سے قیامت تک کوئی ایسا فتنہ نہ ہوگا ذرا پادریوں کی سالانہ رپورٹوں کو تو پڑہو کس فخر سے انمیں لکھا جاتا ہے کہ اس قوم کو اس باطل کے پہیلانے میں کیا کچھہ کامیابی ہوئی ہے لاکھوں مسلمان ایک وحدہ لاشریک حی وقیوم خدا کے ماننے والے عاجز مردی کو خدا مان رہے ہیں اور اس پاک اور کامل انسان کو جسنے دنیا کو تاریکی کے گڑہے سے نکالکر نور اور ہدایت کے راستے دکہائے علانیہ بازاروں میں گالیاں دے رہے ہیں اس لاہور شہر میں جو پنجاب کا صدر ہے ہر روز شام کو مختلف اقوام وملت کے مرتدین جنکو فقط اس غرض سے مشن سے روٹی ملتی ہے کہ اسلام اور اسکے پاک ہادی کی توہین کسی نہ کسی پیرایہ میں عوام کے گوش گذار ہو جائے جابجا بکواس کرنے کو کہڑے ہیں لیکن میں نہایت درد بہرے دل سے یہ کہتا ہوں کہ کسیکو بھی ان اسلام کے نام لیوہ مولویوں سے یہہ توفیق نہیں کہ اپنے پاک دین کی سچائیاں انکے مقابل میں کہڑے ہوکر بیان کریں یہ کسقدر ظلم ہے خدا کے لئے ذرا تو سوچو اور غور کرو اس سے بڑھ کر اور کونسی پرفتن زمانہ کے منتظر ہو یہہ تو عیسائی دجل کا فتنہ ہے اور درحقیقت یہی بڑا بہاری فتنہ ہے اور جسقدر مذاہب والے ہیں انکے اعتراضات بجائے خود کوئی نئے نہیں ہوتے بلکہ اسکے فضلہ خور ہیں جنمیں سے پہلے نمبر پر آریہ مذہب کے پیرو ہیں جنہوں نے گالیاں دینے میں کوئی کسر نہیں چہوڑی اس مذہب کے بانی دیانند اور اسکے لائق چیلے لیکھرام پشاوری نے اپنی کتابوں میں وہ گند بکا ہے کہ جنکا اعادہ کرنا لاحاصل ہے جن لوگوں نے انکے خرافات کو پڑہا ہے وہ میرے اس بیان سے بکلی اتفاق کرینگے ان دونوں فتنہ اندیشوں کے علاوہ ایک تیسرا مرادآبادی پنڈت ہے جسنے پرانے ہندو مذہب کی حمایت کرکے وہ گالیاں دی ہیں کہ جسکے پاداش میں ہمیشہ کے جہنم میں داخل ہوگیا اسوقت عموماً دیکھا جاتا ہے کہ تمام دنیا میں مذہب کیطرف ایک خاص میلان پیدا ہوگیا ہے گویا ایک ایسی ہوا چلی ہے کہ وہ قومیں جنہوں نے صدیوں سے مذہب کیطرف کبھی توجہ نہیں کی تہی وہ بھی اپنے ملکوں میں جلسے اور کمیٹیاں کرکے مذہب کی تلاش کررہے ہیں یہانتک تو کچھہ مختصر بیان بیرونی مفاسد کا لکھا ہے اب تھوڑا سا مشت نمونہ خروار اندرونی مفاسد بھی عرض کرتا ہوں۔ جبکہ چاروں طرف سے دشمن اسلام پر حملہ کررہے ہیں تو علماء اسلام کا جنکو بڑی فخر سے اپنی لیاقتوں کا ناز ہے سب سے پہلا اور ضروری فرض یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ تن تنہا اس جہاد عظیم میں لگ جاتے اور کبھی بس نہ کرتے جب تک کہ خصم کو معقولی طور پر ساکت نکر دیتے لیکن مجھے نہایت افسوس کرنا پڑتا ہے کہ اس فرقہ نے اسلام کی خدمت ذرا بھی نہیں کی تہا بھی نہیں کہ ایسی مصیبت کے وقت انکا اصلی کام کیا ہونا چاہیئے تھا انہوں نے بجائے اسکے کہ غیر مذاہب والوںپر اسلام کی خوبیاں ظاہر کرکے انکے دلوںپر اسلام کی عظمت بٹھاتی اُلٹے رہے سہے مسلمانوں کو بس دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں اپنے اوقات کو ضائع کیا ذرا بھی حیا سے کام نہ لیا یہی سوچلیا ہوتا کہ ان چال بازیوں سے مخالف مذاہب پر کیا اثر پڑیگا خود اس قابل نہوں کہ غیر مذہب والوںکی اعتراضات کا جواب ایسے طرز سے دیں کہ پھر انکو دوبارہ اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے لیکن افسوس صد افسوس جس شخص کے ہاتھوں سے یہہ خدمت سالہا سال سے ہورہی ہے اور جو کبھی بھی کسی میدان جنگ میں ہارا نہیں اور جو روح القدس سے تائید پاکر اسلام کیطرف ہر ایک مخالف کو باآواز بلند بلا رہا ہے اور براہین جیسی لاجواب کتاب جسکے علاوہ دس ہزار روپیہ انعام تصنیف فرماکر مخالفین کو ساکت کیا ہے اسکو کافر اور دجال کے ناموں سے پکارا جائے شرم! شرم!! شرم!!!

اے قوم تو نے بڑی بہاری نعمت کا کفران کیا ہے پھر اگر علماء کیطرف سے یہہ ظہور میں آیا تھا تو کاش صوفیا اور فقراء کا گروہ ہی اس آفت عظیم کو محسوس کرتے اور اس پاک رسول کے دین کی غیرت کہاکر اپنے اپنے حجروں میں رو رو کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کرتے اور روح القدس سے تائید پاکر آسمانی نشانوں کے دکہانے سے دنیا کو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت کرتے لیکن اے میرے پیارے بھائیو اس گروہ نے بھی جو اپنے تئیں پیغمبر کی گدی کا وارث خیال کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

انسپکٹران ڈاکخانجات کی دردناک فریاد

الحکم میں ڈاکخانے کے متعلق مضامین کا ایک ایک خاص سلسلہ عرصہ تک چہپتا رہا ہے اور ڈاکخانہ کے اکثر ملازم الحکم کے خریدار ہیں جن میں چھٹی کے سال سے لیکر انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ تک شامل ہیں۔ ان لوگوں کی دردناک تکالیف بارہا میرے پاس آئی ہیں اور بسا اوقات انہوں نے مجھے بطور خود انکی خاطر ایک الگ پرچہ جاری کرنے کی خواہش کی ہیں لیکن میں ابھی تک انکی اس قسم کی خواہشوں کو پورا نہیں کر سکا۔ ملازمان ڈاکخانہ کی روز افزون مشکلات اس قابل ہیں کہ انپر پرزور آرٹیکل لکھے جاویں اور نوع انسان کے اس ایک مفید عنصر کی مدد کیجاوے۔

حال میں انسپکٹران ڈاکخانہ نے اپنی مشکلات کو بذریعہ ایک میموریل کے گورنمنٹ ہند تک پہونچایا ہے جسکا خلاصہ مین ذیل میں درج کرتا ہوں۔ امید تو کیجاتی ہے کہ لارڈ کرزن ان بیچاروں کی حالت زار پر رحم فرماوینگے۔

پھر مین کسی قدر تفصیل سے کسی اگلی اشاعت میں لکھونگا۔

بحضور رائٹ آنریبل جارج نیتھنیل بیرن کرزن آف کیڈلسٹن وائسرائے

حضور والا! ہم انسپکٹران ڈاکخانجات پنجاب و صوبہ سرحد شمال مغرب حضور والا سے نہایت عجز و ادب سے مستدعی ہیں کہ ہمارے حال زار پر بہی وہی توجہ مبذول فرمائی جاوے جو پبلک سروس کی دیگر شاخوں پر فرمائی گئی ہے۔ اگرچہ ہم نہایت ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں۔ اور اگر حضور والا اس دل و دماغ کے والیسرائے نہوتے تو ہمیں اس عریضہ کے پیش کرنے میں تامل ہوتا۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ حضور عالی حقیر سے حقیر اصلاحی تحریکوں کو بہی بغور ملاحظہ فرماتی ہیں۔ حضور کی بےمثیل انصاف پسندی اور رحمدلی ہمیں امید دلاتی ہے کہ ہماری اس ناچیز درخواست پر توجہ فرمائی جائے گی۔

انسپکٹران ڈاکخانجات اور ان لوگوں کے سوا جو ان سے براہ راست تعلق رکہتے ہیں۔ بہت کم لوگ اس امر سے واقف ہیں کہ انسپکٹران ڈاکخانجات کو نہایت ہی کم معاوضہ پر کسقدر ذمہ واری کا کام کرنا پڑتا ہے اور وہ بہی اس طرح کہ ان کے پاس کوئی کلرک ہے نہ چپراسی۔ اس محکمہ کے دیگر افسرون کے فرائض کا ہم اپنے فرائض کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں (الف) ہمیں تحریری کام بہت زیادہ ہے اور بہت کم وقت میں کرنا پڑتا ہے ہمیں ہمیشہ سفر درپیش رہتا ہے مگر اس کا سوائے فرض کے احساس کے کوئی معاوضہ نہیں۔ (ب) ہمارے فرائض اور ذمہ داریوں کو دیکہتے ہوئے ہمارا رتبہ اور ماہوار روپیہ مشاہرہ کا پیمانہ بہت ہی کم ہے۔ (ج) آسائش و آسایش کے لحاظ سے ہماری حالت نہایت ابتر ہے (د) پبلک کی نظرون میں ہماری بہت ہی کم وقعت ہے اور اوسکا ہم کو کافی معاوضہ بہی نہیں ملتا۔

اب ہم اپنی شکایتوں کو حضور عالی کے روبرو پیش کرکے انصاف کے ملتجی ہیں۔ (۱) ہمیں اتنا کام کرنا پڑتا ہے کہ ہمیں اپنے اور اپنے متعلقین کے حوائج کی جانب توجہ کرنیکی بالکل مہلت نہیں ملتی قواعد ڈاکخانجات کے بموجب ہر انسپکٹر کو چالیس ڈاکخانون کا معائنہ کرنا چاہئے مگر کمی اسٹاف کی وجہ سے اسّی سے نوّے ڈاکخانون تک کا معائنہ کرنا پڑتا ہے جسوقت چالیس ڈاکخانون کے معائنہ کا معیار قائم ہوا تھا تو کام بہی کم تہا مگر اب کام بہی بڑہ گیا ہے اور ایسا کام جسکو ڈاکخانہ سے کچہہ تعلق نہ ہونا چاہئے۔ جیسے فروخت کونین۔ منی آرڈر مال گذاری وغیرہ وغیرہ۔ (۲) زیادتی کام کیوجہ سے اگر کبہی معاملہ مین ڈاکخانہ والون کی غفلت ہوجاتی ہے۔ تو پبلک کی جانب سے شکایت ہوتی ہے جسکی تحقیقات انسپکٹر ونکو کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ یہی ایک کام ایسا ہے جس کے لئے جدا کام کرنیوالا ہونا چاہئے (۳) کلرک نہ ہونے کیوجہ سے ہمارا بہت سادہ بیش قیمت وقت جو مفید صلاحون پر غور کرنے میں صرف ہونا چاہئے ضایع ہوجاتا ہے۔ طرفہ یہ کہ دفتر ہمیں اپنے مکان پر رکہنا پڑتا ہے مگر مکان کا کرایہ ہم کو نہیں ملتا۔ کلرک کی یون بہی ضرورت ہے کہ انسپکٹر دورہ پر ہوتا ہے تو اوسکی غیبت میں بہت سے ضروری جواب طلب مراسلے یونہی پڑے رہتے ہیں (۴) دیہاتی ڈاکیون کے کام کا معائنہ اون کے حلقون مین جاکر کرنا سراسر ذلت و خواری کا کام ہے جو ایک انسپکٹر کے کسیطرح شایان حال نہیں (۵) ہمیشہ سفر کے لئے پا برکاب رہنے کی وجہ سے ہمیں گھربار کی دیکہہ بہال کا بالکل موقع نہیں ملتا باہر جاتے ہیں تو ہمارے لئے آسائش کا کافی سامان نہیں ہوتا۔ کیونکہ سول یا پولیس افسر کی طرح ہمارا اتنا اثر نہیں جو دیہات میں ہمیں آسائش مل سکے۔ بسا اوقات آسمان کے نیچے گوبر پر پڑکر رات بسر کرنی پڑتی ہے۔ سفر خرچ دو روپیہ یومیہ بالکل ناکافی ہے۔ تین روپیہ یومیہ ہونا چاہئے انسپکٹر کو ڈیوڑہے اور اوسکے ملازم کو تیسرے درجہ کا کرایہ ملتا ہے مگر ریل میں سفر کرنے میں چند در چند نقصانات ہیں بعض اوقات درجہ میں جگہ نہیں ہوتی۔ میل گاڑی میں تیسرا درجہ نہیں ہوتا جسکی وجہ سے سفر ملتوی کرنا پڑتا ہے ٹکٹ خریدنے کے لئے اسٹیشن پر وقت سے بہت پہلے جانا پڑتا ہے جو سراسر تضیع اوقات ہے۔ (۶) انسپکٹرون کے لئے کوئی چپراسی نہیں ہے جس کیوجہ سے خطوط کے لیٹر بکس اونکو اپنے ہاتھ سے ڈالنا پڑتا ہے حالانکہ انسپکٹر سپرمنٹ۔ پولیس انسپکٹر۔ انسپکٹر آف سکولز۔ داروغہ چنگی۔ غرض سب اس درجہ کے افسرون کے لئے ایک ایک دو دو چپراسی مقرر ہیں۔ (۷) انسپکٹران ڈاکخانجات کی تنخواہ انسپکٹر مدارس انسپکٹر پولیس انسپکٹر ریلوی وغیرہ وغیرہ سب سے کم ہے اور ضروریات زندگی کا نرخ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے ہمارے غم و الم کی داستان طویل ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ کسی حالت میں ہمیں تکالیف اور مصائب سے مفر نہیں۔ اُمّید ہے کہ حضور والا ہماری ناچیز عرض داشت پر توجہ فرمائینگے۔

ڈاکخانہ قادیان میں کام کی کثرت

قادیان کے ڈاکخانہ مین یوماً فیوماً کام کی اسقدر کثرت ہورہی ہے کہ جسکو خود ڈاکخانہ کے معائنہ کنندہ افسر بہی تسلیم کرتے ہیں۔ قریباً ہفتہ وار اڑہائی ہزار اخبار پوسٹ ہوتے ہیں اور اگر ماہواری رسالون کی تعداد بہی شامل کرلی جائے تو ہفتہ وار اجراشدہ پیکٹ مستقل اخبارون اور رسالون کی اوسط کسی صورت مین تین ہزار سے کم نہیں اور پھر اشتہار جو ہزار دو ہزار شائع ہوتے ہیں انکا تو شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔ بالا وسط وی پی اجراشدہ پارسلون کی تعداد ستر اسّی سے کسی صورت مین کم نہیں ہے اسی لحاظ سے منی آرڈرون کی تعداد کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

خطوط اور کتابون کی روانگی مزید برآن۔ باوصفیکہ ڈاکخانہ کا گریڈ بیس روپیہ ماہوار سے چالیس روپیہ ماہوار کردیا گیا ہے لیکن جیسا کہ مین نے شروع مین عرض کیا تھا۔ دیگر عملہ کا نہ بڑہایا جانا کثرت کام کے بوجھ کو ہلکا نہیں کرسکتا۔ اگرچہ موجودہ پوسٹماسٹر کی نسبت افسران معائنہ کنندگان نے تسلیم کرلیا ہے کہ وہ اکیلا شخص اس ڈویژن میں ہے جو قادیان جیسے ڈاکخانہ مین جہان ایسی کثرت کام کی ہو کام کر رہا ہے اور نبہا رہا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہوسکتے کہ ایک ہوشیار اور محنتی شخص کی قابلیت اور استعداد سے فائدہ اٹہاکر اوسکی صحت کو خطرہ مین ڈالدیا جاوے مجھے تعجب ہوتا ہے جب مین دیکہتا ہوں کہ افسران ڈاکخانہ پورا اسٹاف دیتے نہیں ہیں اور پھر ذراسی غلطی بہی اگر ہوجاوے تو اسپر خطرناک تہدید کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ بحالت موجودہ قادیان کے ڈاکخانہ کا کام ہرگز ہرگز ایک شخص کے بس کا نہیں ہے مین صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کا تو شکرگذار ہون کہ انکو میرے یا کسی اور کی یاددہانی کے بدون ہی ایسی باتون کا خیال رہتا ہے اور وہ پبلک کی سہولت اور اپنے ماتحت ملازمون کے حقوق کی نگہداشت کا بہت بڑا خیال رکہتے ہیں چنانچہ عرصہ گذرتا ہے کہ ڈاکخانہ قادیان کے سٹاف کے بڑہائے جانے کے متعلق تجویز بہیجی گئی تھی۔ لیکن ابھی تک اوس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ جسکے لئے مین پھر انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارہ مین خاص کوشش کرکے قادیان کی پبلک کو ممنون فرمادیں میرا خیال ہے کہ اگر خلیفہ فضل حسین صاحب رخصت پر نہ جاتے تو غالباً گذشتہ دو ماہ کے اندر کوئی نہ کوئی انتظام ہوگیا ہوتا اسلئے کہ وہ یہاں کے کام کی کثرت سے خوب واقف ہیں۔ اگر اور کچہہ نہ ہوتا تو کم از کم ایک پیڈ پیرو بیشتر ہی مدد کے لئے بہیجدیتے تاہم مجھے ان کی واپسی سے امید کرنی چاہئے کہ وہ جلدتر انتظام کردینگے۔ ایسا ہی ڈاکخانہ کے مکان کے متعلق بہی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے ۶۔ جون کے بعد غالباً ڈاکخانہ کے لئے کوئی مکان نہ ہوگا۔ موجودہ کرایہ دو روپیہ ماہوار پر کسی موزون اور مناسب مکان کا ملنا قطعی ناممکن ہے۔

ایک اور توجہ طلب امر

مین جناب خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن کی توجہ اس امر پر معطوف کرانی چاہتا ہوں کہ میرے عزیز ہمعصر البدر کی ڈاک کا جو کیس ایک عرصہ سے فیصلہ کے لئے گیا ہوا ہے ابتک اسکا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ منی آرڈر وغیرہ کے نہ ملنے کی وجہ سے ان رقوم کا اندراج البدر کے کاغذات مین نہ ہونے کی وجہ سے اخبار کے کاروبار مین ایک روک ہوہی ہے۔ اور حساب درست نہیں ہوسکتا۔ علاوہ برین اسقدر عرصہ تک معرض التوا مین پڑے رہنے کیوجہ سمجھ مین نہیں آتی۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔ جسکے فیصلہ کے لئے ایک لمبے عرصہ کی ضرورت نہیں ہوسکتی۔ امید کی جاتی ہے کہ میرے خاص نوٹ کے بعد بہت جلد یہ معاملہ فیصل کردیا جائیگا۔

مریضو! مولوی حکیم نور الدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

مینے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمین اصول طبابت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہون انسے بقدر طاقت ہمدردی کرون۔ مینے نہ ملیاں کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی سادہو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے [illegible] جو میری رائے مین بہت ہی کم مشہورین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے:۔ کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین انکے [illegible] مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون۔ اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضون کی خط و کتابت [illegible] کا تجربہ کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے۔ پس جو لوگ حضرت حکیم الامت کے طریق علاج اور آپکی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہون ان کے لیے اتنا ہی کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین بھی یہی اصول ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہین کا علاج نوان ہزارہا تجربہ آزمودہ اور مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرین گے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے مینے قادیان مین کھولدیا ہے۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت کی **طبی تحقیقات اور مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے۔

(لاکھ شہادت کی ایک شہادت)

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمٰن میرے تجارب سے واقف ہے اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اس کے باعث بہت لوگون کو نفع پہونچیگا۔ الہی میرا گمان سچ ہو۔ آمین۔ نور الدین۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بارہا مریضون پر آزمایا ہوا آنکھون کی بہت سی بیماریون خصوصاً جالا۔ دھند۔ سبل (یعنے آنکھونمین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈھلکا (آنکھون سے پانی کا زیادہ آنا) جرب جسمین پلکون کے اندر سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ عہ۔ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا [illegible] **مرہم آتشک** فی ڈبیا [illegible] **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) چند دن کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا۔ فی تولہ عہ۔ **سفوف سوزاک**۔ قیمت سات خوراک کیلئے [illegible] **حبوب باؤگولا**۔ یہ گولیان امراض ہسٹیریا (باؤگولا) مین ازبس مفید ہین عورتین عموماً اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین۔ اور بسبب جن بھوت کے آسیب کا وہم رکھنے کے بہت سادہ [illegible] گھبرا کر مرجاتی ہین۔ ان گولیون کے استعمال سے بہت فایدہ ہوتا ہے۔ قیمت فی ڈبیا عہ۔ **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی عہ۔ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲۔ **کھانسی کی گولیان**۔ قیمت فی ڈبیا [illegible] **حبوب بواسیر** قیمت فی ڈبیا [illegible] **روغن** [illegible] قیمت فی شیشی عہ۔ **بال اڑانیکا پوڈر**۔ فی ڈبیا [illegible] **حب ضیق النفس** قیمت فی ڈبیا عہ۔ **دوائی ناسور**۔ قیمت فی ڈبیا کھانے کیلئے [illegible] **حبوب ہاضم** [illegible] **روغن دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی [illegible] **مرض اٹھرا کی مجرب دوائی**۔ یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نور الدین صاحب کی آزمائی ہوئی اور خوب تجربہ کی ہوئی ہے اس سے سینکڑون عورتونکو فایدہ ہوتا ہے جنکے بچے کمسنی مین [illegible]

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے:۔ (۱) اسکا کل انتظام دیسیون کے ہاتھ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتھ مین انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی سے انتقال کر گئے ہین انکے پسماندگان کو بلاحیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب آگاہ ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستان باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی و ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہوجائے گا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہیئے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کے لیے ایک معقول رقم چھوڑ جانے کا انتظام کرین ہماری کمپنی کے پراسپکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعویٰ کی صحت کا قایل کرادیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھیجیے پراسپکٹس مذکور آپکی خدمت مین بذریعہ ڈاک مفت بھیج جاوے گا۔ **گیان چند منیجر و ایجوکیشن - یا** درخواستین بنام لالہ جیت رائے ساہنی سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہیئے۔

مرا بروف باریدبر پر زاغ + نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیونکا خاتمہ ہے اور خاصکر جنکے اولاد نہو انکا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بھی اگر بوڑہاپے کی حد تک پہنچ گئے ہون تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین:۔ **شاہی خضاب** مثل تیل بالون پر لگایا جاتا ہے بالونکو دومنٹ مین سیاہ بھونرا کردیتا ہے نہ جلد پر داغ رہتا ہے اور نہ بالونکو سخت کرتا ہے قیمت عا۔ **روح الافزا**۔ نامردی سستی لاولدی ضعف باہ درد دماغ جریان درد کمر کیواسطے اکسیر ہے بوڑہونکو جوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ **روح النسا** حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر سے ہونا یا بالکل بند ہونا سیلان الرحم سفید پانی آنا لاولدی ہو یا زہر سوزش ہو غرضکہ عورتونکی سب بیماریون کیواسطے مجرب ہے قیمت تین روپے فی شیشی **فرانسیسی گلگونہ**۔ چہرہ سے جہریان۔ چہائیان۔ سیاہ داغ دکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت ایکروپیہ۔ **گولیان و روغن**:۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچھ سفید ہوگئے ہون تو بھی سیاہ ہوجاتے ہین اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت دو روپے۔ **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ مین نازک سے نازک جگہکر بال بھی دور ہون قیمت [illegible] فی شیشی **سرمہ ممیرا**۔ دھند غباری۔ لال۔ پڑبال۔ پانی جانا و ابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت دو روپیہ فی تولہ **بواسیر** خونی۔ بادی۔ جدی یا آتشک سے ہوئے اگر ہون تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔ **دمہ**۔ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ حکیم سے خراب ہوگئے ہون شرطیہ شفا ہو قیمت تین روپے **دوائی آتشک** مجرب و اکسیر قیمت تین روپیہ۔ **دوائی سوزاک** تیر بہدف تین روپیہ۔ خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر کہیم سنگھ ایم اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفے سامان یعنی عجیب و غریب چہار جوہر جسمانی اور حکمی مصفیات خون اور بدن کا مجموعہ ہر ایک جسم کی چاروں شیشی کی دوا میں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چالیس دوا کا ست اور جوہر ہر شیشی میں ۳۲ خوراک چار شیشیوں میں ۱۲۸ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال کیلئے ہیں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور تندرست رکھتی ہیں شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ چہار جوہر کے استعمال کنندہ کو سفید داغ طاعون کھانسی بخار پیچش و اسہال کو ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گٹھیہ۔ خارشت۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ بکوڑا چھوڑا ناسور۔ مالا بواسیر۔ خون گنج۔ سوکھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۴ شیشی ۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کرکے مع کاغذ طریق استعمال کے خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس ۸ روپیہ ۸ آنہ محصولڈاک ایک روپیہ چار آنہ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کا ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح و سچی بھوک پیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کرکے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کتنے ہی دنوں کا پرانا ضعف اور بخار یا ورم جگر و بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ایک روپیہ محصولڈاک دس آنہ تک ہزارہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھایئے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھیئے یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے دائمی قبض۔ بدہضمی۔ پیٹ میں درد اور نفخ ہونا۔ کمی اشتہا یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا۔ اور بار بار ڈکار آنا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ۔ پیچش۔ اسہال۔ درد گردہ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گٹھیہ۔ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنے نامردی۔ جریان یعنے دھات پتلی ہو کر بہنا۔ سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک۔ اور جلدی امراض مثل خارشت و داد۔ سفید داغ اور عورتوں کے خون اجڑنے کا بیماری۔ وبائی بخار وغیرہ کو حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کو دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش و بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاص کر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اسکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجیئے تو قریب قریب ہر ایک بیماری ... اور نیا خون اور قوت ... پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا ہے کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنیسے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت کا عنصر پیدا ہوتا ہے کسی قسم کی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ معلوم ہوتا ہے گویا از سر نو زندگی حاصل کرتا ہے۔ **طاقت پیدا کرنیکا عمدہ دوا یعنی معجون تقویت** ۔ یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اعلیٰ درجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے حرارت بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جس میں ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ **گٹھیہ کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع** کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیہ یعنی دوا ... اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۸ **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نور** ۔ اصلی ممیرا اور ایسے ہی مفید اور مقوی بصر ادویات و مقوی جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ مالا۔ پھولی۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پربال۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد۔ کھٹک وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں کو نوجوانوں کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے۔ چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی** ... منجن ... دانت اور آنکھ یہی دو نعمت زندگی کا مزا ہے اگر انمیں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے ہر شخص پر انکی دانت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز استعمال کیجیئے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھیئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا۔ اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگینگے۔ دانتوں کا گرنا۔ ہلنا۔ اور مسوڑھوں کا ورم اور درد اور بدبوئے دہن اور منہ و زبان کو خالوں کے دفعیہ کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی ڈبیہ ۸ آنہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ **علاوہ** ازین آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ رگ شانہ۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم۔ پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست مفت منگا کر ملاحظہ فرمایئے جسمیں کل دواؤں کی مفصل حالات اور طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ اور نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھیئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھیئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے۔

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر ... شہر بنارس۔

نوٹ ۔ ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب چاہیں خط بھیجکر طے کر لیں۔

کارخانہ احمدی راحت روح عطر ...

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ ... اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ ... ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ ... سے تیار کئے جاتے ہیں ... انجام دیتا ہے ...

راقم
محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

... عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ ...
جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور ...
... کیلئے اکسیر ہیں قیمت حبوب کا بکس ع
... عمدہ قسم کی ... مقویات ادویات و میوہ جات مخلوط کرکے
... اور رقت و جریان و سرعت احتلام وغیرہ کو دور
... مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضا کو تقویت دیکر خون صالح
پیدا کرتی ہے ... خوراک ... بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے عہ

المشتہر
حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے
مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔
ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو
سفید ہونیسے روکتا ہے نزلہ آنکھوں و درد سر وغیرہ
کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر
منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰

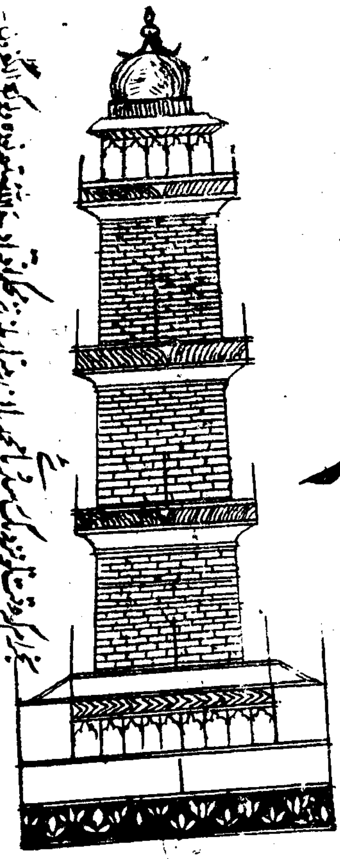

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

جگر کے ٹکڑے آج چھپا در قادیاں بہی | دوا بہی شفا بہی غرض دار الامان بہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ } عوام سے صر (۲) خواص معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۸ر
(۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ
سے کم آمدنی والے لوگون سے عنا ۱۲ر

فہرست مضامین

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان ۱۰ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

ایڈیٹر کی پوزیشن بھی کیسی نازک پوزیشن ہے کہ وہ ایک امر اپنے خیال مین اپنے ناظرین کیلئے مفید سمجھ کر پیش کرتا ہے۔ اگر چہ کچھ آدمی اسے مفید سمجھتے ہیں تو بہت سے ایسے بھی ہوتے ہین جو اسے بالکل غیر ضروری قرار دے لیتے ہین۔ حال مین مینے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہارات کو یکجا کر دینے کی نیت سے الحکم مین چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ابھی پہلا ہی اشتہار اس سلسلہ مین طبع ہوا تھا کہ جہان اکثر احباب نے اس سلسلہ کے مفید اور قابل قدر ہونیکی تعریف کی اور پسند فرمایا وہان بعض احباب نے کہدیا کہ اخبار کو پر کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے اور وہ اشتہارات کے مجموعہ کو کتابی صورت ہی مین لینا پسند کرتے ہین اخبار اسکے لئے موزون نہین ہے۔ مین حیران ہون کہ اس معاملہ کا فیصلہ کیا کرون۔ پریس کی یہہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ اخبار بھی بمشکل چھاپ سکتا ہے۔ مشین کے لئے مینے انتظام شروع کر رکھا ہے۔ اور کسی قدر روپیہ بھی بمد امانت مشین کے واسطے رکھا گیا ہے لیکن جو ہزارون کا کام ہو وہ سیکڑون سے ہو تو کیونکر۔ تفسیر القرآن بھی پریس کی وجہ سے نکل نہین سکا ایسا ہی نماز کی حقیقت اور سلک مروارید کی کاپیان پتھر پر لگی ہوئی ہین۔ اور پریس مین فرصت نہین پھر مین اشتہارون کے مجموعہ کو چھپواؤن تو کیونکر؟ اپنی نگرانی مین جب بہت سی سقیم رہ جاتی ہین تو دوسری جگہ چھپوانے مین وہ احتیاط کہان بہر حال مین آخیر جون تک اشتہارات کی اشاعت کو محض اس بنا پر ملتوی کرتا ہون کہ اگر کثیر تعداد خریداران الحکم کی یہ پسند کرتی ہے کہ وہ کتاب کی صورت مین شایع ہو تو پھر مین لاہور کے کسی سٹیم پریس مین چھپنے کو بھیجدونگا۔ بشرطیکہ کم از کم ۵۰۰ خریدار ایک روپیہ اسکی قیمت مین علی الحساب پیشگی دینے پر آمادہ ہون اور اگر کثرت اخبار مین ہی چھاپنے پر ہوئی۔ تو پھر وہ سلسلہ بدستور الحکم مین رہیگا۔ اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ الحکم مین چھپ جاوین اور ان کے محفوظ یکجا ہونیکا بہترین ذریعہ ہے اس سے اخبار کی اشاعت پر بھی مفید اثر پڑیگا کیونکہ جو لوگ ابتک اخبار کے خریدار نہین ہین وہ ان اشتہارات کی خاطر الحکم خرید لینگے۔ ایڈیٹر

اطلاع مجھے کسی ضرورت کیوجہ سے چند روز کے لئے ہیڈ کوارٹر سے باہر جانا پڑا ہے چنانچہ ۷ جون ۱۹۰۵ء کی شام کو مین قادیان سے باہر گیا ہون۔ اسی وجہ سے ۱۰ اور ۱۷ جون کے دو نمبر اکٹھے شایع ہوتے ہین۔ اور یہہ دونو نمبر صرف دس دس صفحون پر شایع ہوتے ہین۔ ناظرین معاف فرماوین۔ ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بدستور نصیب اعدا ناساز رہی اللہ تعالیٰ شفائے عاجل عطا فرماوے۔ ہان طبیعت مائل بہ صحت ہے۔

۲۔ موسمی حالت سخت خطرناک رہی۔ گرد باد کے طوفان روز آتے ہین جنکے ساتھ گرج اور برق بھی ہوتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کوئی نقصان ان طوفانون سے نہین ہوا۔

۳۔ حضرت اقدس براہین احمدیہ کی پانچوین جلد لکھ رہے ہین جو قریباً آٹھ جزو چھپ چکی ہے۔

تازہ رویا والہامات اور کشوف

حضرت کے گھر مین بیمار تھین اور سخت تکلیف تھی۔ کئی دوائیان کین کچھ فائدہ نہ ہوا آخر آپ دعا مین مشغول ہوئے الہام ہوا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ تحقیق میرے ساتھ میرا رب ہے مجھے راہ دکھلائیگا اور کامیاب کریگا۔ چنانچہ دو منٹ ابھی گذرے تھے کہ خدا نے مرض کی حقیقت کھولدی مرض نہایت تکلیف دہ تپ تھا۔ ساتھ اسکے اور عوارض تھے صبح کیوقت خواب مین کسی نے بلند آواز سے کہا کہ تپ ٹوٹ گیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

۲ یا ۳ جون ۱۹۰۵ء

نُنَجِّي النَّاسَ مِنَ الْأَمْرَاضِ۔ امراض سے لوگون کو نجات دیتا ہے اور دیگا فرمایا یہ میری طرف اشارہ تھا کہ بہتون کو میرے ذریعہ سے امراض خطرناک سے نجات ہوگی۔

۹۔ جون کو یہ الہام ہوا۔ اِنِّيْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ وَمَعَ كُلِّ مَنْ اَحَبَّكَ۔

درخواست دعا

۱۔ میرے مکرم مخدوم منشی ذوالفقار علیخان صاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ کی اہلیہ جن کے ہان ۲۳۔ مئی کو بچہ پیدا ہوا ہے بہت بیمار ہے ولادت کے بعد سے بخار اور اسہال کی شکایت ہے ہر جگہ کی احمدی جماعت مریضہ کیلئے دعائے صحت کرے۔

۲۔ منشی غلام صاحب سابق مدرس پور ہیران جہان اب تبدیل ہو کر گئے ہین وہان کسی فرد کے احمدی ہونے کیوجہ سے انہین سخت تکلیف کا سامنا ہے مخالف کوئی چیز مول نہین دیتے لڑکون کو مدرسہ نہین جانے دیتے اللہ تعالیٰ انہین ان مشکلات سے نجات دے۔ انکے لئے دعا کیجاوے۔

امور متنزلیہ

سید محمد علی صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام کاٹھ گڑہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آج ۸ جون کو ۸ بجے دن کے پہلا بیٹا عطا فرمایا۔ بچہ کی مان کی حالت نازک تھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس مردہ کو زندہ کیا اور فرزند نرینہ بخشا سلمہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کی عمر خدمت دین مین دراز کرے حضرت اقدس نے احمد علی

پرانی نوٹ بک سے ایک صفحہ

افسوس کا مقام ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے لیکن اسکے لئے وہ وہ کوششیں کیجاتی ہیں گویا کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں ہے - انسان کیسا غافل اور ناسمجھ ہے کہ علانیہ دیکھتا ہے کہ یہاں کسی کو ہمیشہ کے لئے قیام نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی آنکھ نہیں کھلتی اگر یہ لوگ جو بڑے کہلاتے ہیں اسطرف توجہ کرتے تو کیا اچھا ہوتا - دنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے جو ایک درد مند دل کو گھبرا دیتی ہے - بعض لوگ تو کھلے طور پر طالب دنیا ہیں اور انکی ساری کوششیں اور تگ و دو دنیا تک محدود ہے - لیکن بعض لوگ ہیں تو اسی مردود دنیا کے طلبگار مگر وہ اسپر دین کی چادر ڈالتے ہیں جب اس چادر کو اوٹھایا جاوے تو وہی نجاست اور بدبو موجود ہے یہ گروہ پہلے گروہ کی نسبت زیادہ خطرناک اور نقصان رسان ہے اکثر لوگ جب ان دینداروں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو وہ دہریے ہو جاتے ہیں اسلئے کہ انکے اعمال کو انکے اقوال کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا - سننے والے جب انکی باتوں کو سنکر پھر انکے اعمال کو دیکھتے ہیں تو انکا ایمان بالکل جاتا رہتا ہے اور وہ دہریے ہو جاتے ہیں میں دیکھتا ہوں اسوقت قریبًا علماء کی یہی حالت ہو رہی ہے لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق اکثر پائے جاتے ہیں اور قرآن شریف پر بگفتن ایمان رہ گیا ہے ورنہ قرآن شریف کی حکومت سے لوگ نکلے ہوئے ہیں - احادیث سے پایا جاتا ہے کہ ایک وقت ایسا آنیوالا تھا کہ قرآن آسمان پر اوٹھ جائیگا - میں یقینًا جانتا ہوں کہ یہہ وہی وقت آگیا ہے - حقیقی طہارت اور تقوٰے جو قرآن شریف پر عمل کرنیسے پیدا ہوتا ہے آج کہاں ہے؟ اگر ایسی حالت نہ ہوگئی ہوتی تو خدا تعالٰے اس سلسلہ کو کیوں قایم کرتا + ہمارے مخالف اس بات کو نہیں سمجھ سکتے لیکن وہ دیکھہ لیں گے کہ آخر ہماری سچائی روز روشن کیطرح کھل جائیگی - خدا تعالٰے خود ایک ایسی جماعت طیار کر رہا ہے جو قرآن شریف کے ماننے والی ہوگی - ہر ایک قسم کی ملونی اس میں سے نکال دی جائیگی - اور ایک خالص گروہ پیدا کیا جاوے گا - اور وہ یہی جماعت ہے اسلئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم خدا تعالٰے کے احکام کے پورے پابند ہو جاؤ اور اپنی زندگیوں میں ایسی تبدیلی کرو جو صحابہ کرام نے کی تھی ایسا نہو کہ کوئی تمہیں دیکھکر ٹھوکر کہاوے - ہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ افترا اور کذب کے سلسلہ سے الگ ہو جاوے پس تم دیکھو اور سمجھو کہ اس سلسلہ کو قایم ہوئے ستائیس برس ہو گئے ہیں کیا کسی کو یاد ہے کہ جب خدا تعالٰے کا فضل ہوتا ہے اور زمین پر بارش ہوتی ہے تو جہاں میں مفید اور نفع رسان بوٹیاں اور پودے پیدا ہوتے ہیں اسکے ساتھہ ہی زہریلی بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں - اسوقت خدا تعالٰے کا کلام اتر رہا ہے اور آسمان کے دروازے کہلے ہوئے ہیں چونکہ ایک سلسلہ حقہ قایم ہؤا ہے ضروری تہا کہ اسکے ساتھہ جھوٹے مدعی اور مفتری بھی ہوتے جو اکثروں کو گمراہ کرتے - پس ہر شخص کا فرض ہے کہ اسوقت خدا تعالٰے سے کثرت استغفار کرے اور دعاؤں میں لگا رہے - ہمارے سلسلہ کی بنیاد نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر ہے پھر اس سلسلہ کی تائید اور تصدیق کے لئے اللہ تعالٰے نے آیات ارضیہ اور سماویہ کی ایک خاتم لگا دی ہے یہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالٰے کی طرف سے آتا ہے اسے ایک مہر دیجاتی ہے اور وہ مہر محمدی مہر ہے جسکو ناعاقبت اندیش مخالفوں نے نہیں سمجہا -

میں بڑے یقین اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوت ختم ہو گئے وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قایم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے - اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے - یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جسکے پاس وہی مہر نبوت محمدی نہو - ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کہائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر کو توڑکر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنے کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مہر نبوت لیکر آتا ہے - اگر یہہ عقیدہ کفر ہے تو پھر میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جنکی عقلیں تاریک ہو گئی ہیں جنکو نور نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا اسکو سمجہ نہیں سکتے اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے

غرض

ہر مامور اور راستباز کو اللہ تعالٰے ایک نشان نبوت دیتا ہے اور وہ وہ آیات ارضیہ اور سماویہ ہوتے ہیں جو اسکی تائید اور تصدیق کیلئے ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کا فضل ہے کہ اس نے میری تائید اور تصدیق میں ایک دو نہیں لاکہوں لاکھ نشان ظاہر کئے ہیں - کوئی دیکھنے والا بھی ہو -

پھر میری تائید اور تصدیق اور اس سلسلہ کی سچائی کے لئے دلائل عقلیہ موجود ہیں کاش یہ لوگ اگر نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ناواقف نہیں تھے اور ان آیات ارضیہ اور سماویہ کو جو میری صداقت کے ثبوت میں میرے ہاتہہ پر ظاہر ہوئے نہیں دیکھہ سکتے تے تو عقل ہی سے کام لیتے

ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم میں ذکر آیا ہے کہ جب وہ دوزخ میں داخل ہونگے تو اوسوقت انکی آنکھیں کھلیں گی اور اپنی غلطی پر اطلاع ہوگی تو کہیں گے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ

اے کاش اگر ہم سنتے اور پھر سنکر عقل سے کام لیتے آج ہم جہنمی نہ ہوتے -

میں کہتا ہوں کہ اگر دوسرے امور پر نظر نہ بھی کریں تو ایک ضرورت موجودہ ہی ایسی ہے جو میری سچائی پر مہر کر دیتی ہے کیا اس طوفان اور جنگ کے وقت جب عیسائیوں نے اسلام کو نابود کرنا چاہا ہے اور ہر طرف سے اور ہر رنگ سے اسپر حملے کر رہے ہیں ہزاروں لاکہوں اخبارات اور رسالے ۲۹ ہا مخالفت میں شایع کر رہے ہیں اسلئے کہ آج ہم انکی راہ میں ایک روک اور پتھر ہے اسلام ہی انکی عینش میں تلخ ہے - اخبارات یورپ اپکار پکار کر کہتے اور وہان کے مدبر اور اہل الرائے اسلام ہی کو اپنی ترقی کی راہ میں روک قرار دیتے ہیں ایسی حالت میں اسلام کے نیست و نابود کرنے کی جسقدر فکر عیسائیوں کو ہوسکتی ہے اس سے وہ لوگ جو حجروں میں رہتے ہیں کب آشنا اور واقف ہو سکتے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ آئے دن دو چار آدمی مسلمان ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی ترقی ہو رہی ہے انہیں ان حملوں کی خبر نہیں جو مقدس اسلام پر مختلف رنگوں میں ہو رہے ہیں عیسائیت کی بربادکن آگ اسلام کے گھر کو لگ چکی ہے -

۲۹ لاکہہ تو ایسے ہیں جو اس آگ کی نظر ہو چکے ہیں اور اسلام کے لخت جگر کہلا کر مسلمانوں کے گہروں میں پیدا ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کہڑے ہو کر وعظ کہتے ہیں - یہ تو علانیہ دشمن ہیں پھر ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو گو کھلے طور پر عیسائی تو نہیں ہوئے - لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ انہیں اسلام کے ساتھہ کوئی محبت اور لگاؤ نہیں ہے وہ اسلام کے ارکان اور شعار پر ہنستے اور ٹھٹھے کرتے ہیں آئے دن اس میں لگے رہتے ہیں کہ جہانتک ممکن ہو اور بس چلے اسلام کے احکام نماز روزہ میں ترمیم کریں - اور اپنی تجویز اور تدبیر سے ایک ایسا اسلام پیدا کریں جسکے بانی مبانی وہ آپ ہی ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ اسلام سے خواہ وہ الگ ہی کیوں نہو - ان لوگوں کی حالت کسی صورت میں عیسائیوں سے کم نہیں ہے - وہ اگرچہ تہلا انکی وردی پہنتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک دشمن دین کی وردی وہ کیوں پہنتے ہیں اگر اسلام کے ساتھہ انہیں محبت اور پیار ہے -

اگر کوئی شخص ہماری جماعت سے نفرت کرتا ہے تو کرے لیکن اسے کم از کم غیرت اسلام کے تقاضا سے اور اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہہ بھی تو ضرور ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت کو تلاش کرے اور اسکا پتہ دے جو حجج و براہین اور خدا تعالٰے کے تازہ بتازہ نشانات اور روشن آیات سے کسر صلیب کر رہی ہو مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خواہ شرقًا غربًا شمالًا جنوبًا کہیں بھی چلے جاؤ - اس جماعت کا پتہ بجز میرے نہیں ملیگا اسلئے کہ خدا تعالٰے نے اس غرض کے واسطے مجھے ہی مبعوث کرکے بہیجا ہے -

میرے دعوے کو سنکر نری بدظنی اور بدلگامی سے کام نلو - بلکہ تمہیں چاہئے کہ اسپر غور کرو اور منہاج نبوت کے معیار پر اسکی صداقت کو آزماؤ - انسان ایک پیسے کا برتن لیتا ہے تو اسکی بھی دیکھہ بہال کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری باتوں کو سنتے ہی بغیر فکر کئے گالیاں دینی شروع کرتے ہیں - یہہ بہت ہی نامناسب امر ہے جو طریق مینے پیش کیا ہے اسطرح پر میرے دعوے کو آزماؤ - اور پھر اگر اس طریق سے بھی تم مجھے کاذب پاؤ تو بے شک افسوس کے ساتھہ چھوڑ دو لیکن میں تمہیں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں مفتری نہیں ہوں کاذب نہیں ہوں بلکہ

میں وہی ہوں

جسکا وعدہ نبیوں کی زبانی ہوتا چلا آیا ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے - وہی مسیح موعود ہوں جو چودہویں صدی میں آنے والا تہا اور جو مہدی بھی ہے - مجھے وہی قبول کرتا ہے جسکو خدا تعالٰے اپنے فضل سے دیکھنے والی آنکھہ عطا کرتا ہے - اور یہ جماعت اب دن بدن بڑھ رہی ہے خدا چاہتا ہے کہ یہہ بڑھے پس یہ بڑھے گی - اور ضرور بڑھے گی -

خاص اطلاع

دفتر سے اخبار سب خریداران کے نام برابر ارسال کیا جاتا ہے جس صاحب کو اخبار نہ ملے - اوس کو چاہئے کہ جس ہفتہ کا اخبار نہیں ملا اوسی ہفتہ میں طلب کرے ورنہ بعد میں اخبار نہ ملنے پر کارخانہ بری الذمہ ہے -

مسیح موعود جیت گیا دنیا چلا اٹھی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور شہادت پر اسقدر آیات ظاہر ہو رہی ہیں کہ انکی نظیر ملنی مشکل ہو گئی ہے - اور جس جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظمت اور صداقت اور آپ کی زندگی کا ثبوت زبردست ہوتا جاتا ہے - زمانہ کی حالت بجائے خود حضرت مسیح موعود کی ضرورت ثابت کر رہی تھی اور انفسی اور آفاقی آیات آپکی سچائی پر گواہ ہو رہے ہیں - اور

آسمان بار د نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

کی صداقت کھل رہی ہے - مشرق ہی اسکے حضرت کی صداقت پر نہیں بلا رہا - بلکہ مغرب سے ایسی آوازیں آ رہی ہیں - جو آپ کی سچائی کا اعلان کر رہی ہیں - ذیل میں میں ولایت کے ایک عیسائی میگزین کے ایک مضمون کا ترجمہ دیتا ہوں جو روزانہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے اسکو پڑھکر معلوم ہو جائیگا کہ کس طرح پر عیسائی دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ آنیوالا موعود مشرق سے آئیگا مجھے خود اس مضمون پر زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں ناظرین غور سے اس مضمون کو پڑھیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح موعود کا کشتی نوح طیار کرنا کیسا ضروری تھا - اور خدا تعالیٰ نے واقعی ہی آپ کا نام نوح رکھا ہے اور ایسے وقت یہہ نام رکھا کہ نہ یہہ طوفان تھا اور نہ اس کے حوادث اور لوازم ان باتوں کو دیکھکر اور ان آوازوں کو سنکر احمدیوں کی روح میں حمد الٰہی کیلئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے صادق کو قبول کیا ہے ایسا صادق جسکی سچائی کی آوازیں کرہ ارض کے دوسرے سرے سے آ رہی ہیں - والحمد للہ علےٰ ذالک - (ایڈیٹر الحکم)

آثار بد اور طوفان نوح ثانی کا احتمال

اس عنوان کا مضمون ولایت کے ایک مشہور و معروف میگزین میں کہ جس کی اشاعت دنیا کے ۶۰ ملکوں میں ہے اور "ہیرالڈ آف دی کراس" کا آرگن ہے - چھپا ہے - میگزین کا نام "ہیرالڈ آف دی کراس" ہے یہ میگزین اپنی آپ نظیر ہے مضامین ہمیشہ اعلےٰ پایہ کے ہوتے اور بنی نوع انسان کی روحانی تمدنی اور جسمانی فلاح کی ترقی کیواسطے شائع ہوتے ہیں - چنانچہ حسب ذیل "بطور مشتے از خروارے" درج کیا جاتا ہے جو ماہ اپریل کے پرچہ میں نکلا ہے - ایڈیٹر

مادہ اور روح کی معرکہ آرائی

مغرب کی سرزمین ان قوتوں کی جو روحانی افلاس اور مرگ کا موجب ہوتی ہیں رزمگاہ بن گئی ہے مغرب اسوقت ہرگز دون کے میدان کارزار کا نظارہ پیش نظر کر رہا ہے - جہاں ظاہری اور باطنی قواء کی فوجیں صف بستہ اور کیل کانٹے سے تیار نظر آتی ہیں - ہرگدون کوئی مقام اور جگہ نہیں ہے - بلکہ بطور استعارہ انسانی تہذیب کی ایک حالت کا نام ہے جسکو حضرت انسان نے اپنی بے دینی - مکاری اور الحاد سے پیدا کر لیا ہے - یہ حالت روحانی دنیا کی ہے - روح و مادہ کی جد و جہد مقدس ہے - اس کشمکش کا سبب یہ ہے کہ انسان متواتر روحانی اور الٰہی برکتوں اور نعمتوں کو قبول کرنے سے بضد انکار کرتا رہا ہے - کیونکہ اوس نے نفسانی خوشیوں کے واسطے تجسس کیا ہے اور اوس خوشی پر لات مار دی ہے - جو تسخیر ارواح سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی راحت کہلانے کی مستحق ہے - خواہشات نفسانی کے تجسس نے اوسکے جسمانی خیالات کو بالکل وحشیانہ بنا دیا ہے - اوس نے سایہ کو وجود حقیقی تصور کیا ہے - فانی چیزوں کو حقیقی اور اصلی سمجھا اور روحانی چیزوں کو غیر حقیقی - اوس نے اپنے ایمان کو محسوسات سے وابستہ کر دیا - اور غیر محسوس اشیاء کی حقیقت نہ سمجھی +

جو معرکہ آرائی مشرق کو صدیوں پیشتر کرنی پڑی تھی وہی اسوقت مغرب کر رہا ہے - کیونکہ اسوقت اقوام عالم کے درمیان وہی ارواح خبیثہ غالب ہیں جو کئی سو برس پیشتر نہیں اور شیر صداقت اُن کی بیخکنی کریگی انہی ارواح نے صدیوں پیشتر اہل مشرق کو گمراہ کیا تھا - اور نہایت خوفناک بربادی کی موجب ہوئی ہیں - یہی مادہ پرستی اور تجسس خواہشات نفسانی کی سیری کی ترغیب نے بندگان خدا کو گمراہ کر دیا تھا جنکی بد افعالیاں طوفان نوح کا موجب ہو چکی ہیں جس کا نام تاریخ عالم میں اٹلانٹس ہے - مگر وہ طوفان روحانی نوعیت کا تھا - اور حقیقت میں کچھ نہ تھا - اور جس کا نام اٹلانٹس ہے - وہ صرف اس طوفان کا ظاہری اثر تھا - جو فطرتی اور مادی دنیا پر ہوا تھا -

دوسرے طوفان نوح سے کیونکر بچ سکتے ہیں ؟

اوسی قسم کا دوسرا ہیبتناک حادثہ ضرور واقعہ ہوگا اگر مغرب اپنی طرز معاشرت کو نہ بدلے اس کرہ زمین پر پھر طوفان نوح نازل ہوگا کیونکہ اقوام عالم پر مادہ نے اپنا تسلط کر لیا ہے اگر یہی حالت رہی تو عالم روحانی پر اٹلانٹس پھر نازل ہوگا اور اُس کو برباد کر دیگا کیونکہ اس عالم اور باشندگان عالم کی بہبودی کیلئے یہی مناسب ہوگا کہ اسکی حالت وہی ہو جو طوفان نوح سے پیشتر تھی اور یہ تغیر جب ہی واقعہ ہو سکتا ہے کہ قومیں صداقت اور نیکی کی راحت قلبی کے حاصل کرنے کی کوشش کریں -

یورپ کی ذمہ داری

مغرب کی ذمہ داری کی کوئی حد نہیں ہے وہ بہت بے قیاس ہے کیونکہ اوسکی طرز معاشرت پر اس دنیا کی آئندہ حالت کا کل انحصار ہے - مغرب اس قابل ہے کہ وہ اقوام عالم کو خدا کے تخت کے پاس لائے کیونکہ یورپ کے ایمان کی عمارت نہ صرف ماضی پر ہی تعمیر ہوئی ہے بلکہ مسیح اسرائیل کے وجود نے اس عظیم الشان عمارت کو منور کر کے نئی صورت میں تبدیل کر دیا ہے مگر اتنک یورپ بظاہر ناکام رہا ہے وہ اقوام روئے زمین کو خدا کے پاس لانے میں کامیاب نہیں ہوا ہے کیونکہ اوس نے اپنی روحانی طاقتوں کو مادہ کے دیوتا کی نذر کر دیا ہے یعنی تمام سعی کو ملک گیری مال و دولت اور نفسانی خوشیوں پر مرکوز کر رہا ہے اور معبود حقیقی سے منحرف ہو گیا ہے - مغرب کی بے قیاس مادی دولت نے اوس کے دل اور روح کو بالکل ناقص کر دیا ہے وہ قدرت کے کرشموں کی تلاش میں سرگردان پھرتا ہے مادہ کی الفت نے اوس کے دل میں گھر کر لیا ہے اور وہ خداوند عالم کی پاک ہستی کو محسوس کرنے کے ناقابل ہو گیا ہے قوت تلوار مادی دولت اور فطرتی کرشموں اور عجائبات کی غایت درجہ کی محبت نے روحانی دنیا کا دروازہ اسکے لئے بند کر رکھا ہے

نور جو دنیا کو منور کر نہیں کامیاب نہ ہو سکا

اے ہمارے موجودہ مولد تجھکو سب سے زیادہ موقعے ملتے رہے ہیں تیری قوت و سطوت بے قیاس ہے تیرے زر و جواہر کے خزینہ نہایت عظیم الشان اور بے شمار ہیں تیری بدکاری کی کوئی حد نہیں ہے راحت حقیقی کا پیغام دنیا کو دینے میں تیرے بدکاروں کی آواز سب سے پرزور اور بلند تر ہی ہے تیری ذمہ داری کیسی عظیم اور غیر محدود ہے - جسکے پاس بہت مال و دولت ہے اوسکا سب سے بڑا مواخذہ حشر کے دن ہوگا اور وہ دن قریب آ رہا ہے جب تجھکو اپنی خدمت کا حساب خدا کے حضور دینا ہوگا اوس دن مشرق تیرا انصاف کرنیکے لئے مقرر کیا جائیگا کیونکہ تو نے دعوے کیا کہ تو مشرق کو روشنی دینے والا اور نجات دلانے والا ہے مگر تو نے اون قوموں کو خیکی دستگیری اور بہبودی کا بیڑا تو نے اوٹھایا تھا طرح طرح کی اذیتیں پہونچا کر ناک میں دم کر دیا جو روشنی تو نے اونکو دی اوس نے اونکی سیاہی کو اور گہرا کر دیا کیونکہ برادرانہ الفت کی دولت نے جو تو نے اونکو دی اقوام مشرق کو زیادہ مفلس بنا دیا کیونکہ مقدس ہمدردی کا زر جو تو نے اونکو دیا تھا وہ غلامی کا پیتل نکلا تو نے اونکو حقیقی شرافت کا خلعت پہنانے کی بجائے اون کو [illegible] چیتھڑے لا دے اون کی پاک اور [illegible] ترین خدمت کرنے کے بجائے تو نے اپنی روشنی سے ثابت کیا کہ تو اون سے غلاموں کی طرح من مانی خدمت کرانا چاہتا ہے تجھکو چاہیئے تھا کہ اپنے دل کی روحانی الفت کا ثبوت دیتا اور تو اون کو قائل کرتا کہ تیرا دل خدا کی پاک محبت کا مسکن ہے برخلاف اس کے تو نے اپنی حیوانی اور وحشیانہ فطرت کا ثبوت دیا تو نے اپنی شکم پوری کے لئے درجہ ادنےٰ کی مخلوق قتل کیا اور اون کو اپنے علم کے لئے عذاب میں ڈالا - جس سے ثابت ہوا کہ تو رحم اور خدا ترسی سے بالکل معرا ہے تجھکو چاہیئے تھا کہ تو خود کو ظاہر کرتا کہ تو حقیقی شریفوں اور عالی ہمت مردوں اور عورتوں کا وطن ہے مگر نہیں تو نے اپنے آپ کو عشرت پسند اور نفس پرست نسل کا مسکن ثابت کیا تجھکو واجب تھا کہ تو اپنے آپ کو پاک ترین اور اعلیٰ ترین عقیدہ کا معتقد ثابت کرتا مگر تو نے یہ ظاہر کیا کہ تو اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے کے سوا کچھ نہیں جانتا -

کیا تو مشرقی قوموں کو اپنے برخلاف برسر فساد دیکھکر حیران ہے کیا وہ تیری حکمرانی سے اکتا گئے ہیں اور تیرے مذہب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا درکھہ کہ وہ پیغام جو خدا تعالےٰ نے تجھکو دیگر اقوام عالم کے پاس بھیجا تھا وہ تجھسے چھین لینے کا وقت آگیا ہے کیونکہ رات ہو چکی ہے - اور شاہ خاور مشرقی اُفق سے طلوع ہوا چاہتا ہے !!!

قہر الٰہی کی تجلیاں

ٹرکی میں سخت زلزلہ البانیا میں زلزلہ نے سنوطری کو برباد کر دیا ایکسو آدمی ہلاک اور اڑہائی سو زخمی ہوئے -

نیٹال میں طوفان باد - ۵۰۰ ہندوستانی اور ۵۰ یوروپین نیٹال کے طوفان باد میں ضائع ہوئے -

ہوا کا زور - ۲۹ مئی کی شام کو سدرن انڈین ریلوی جو ارکونم سے جنگل پٹ کو جا رہی تھی ہوا سے الٹ گئی - مسافروں سے بھری ہوئی تھی -

زلزلہ کے جھٹکے - شملہ میں زلزلہ کے ابھی تک محسوس ہو رہے ہیں -

آندہی بارش اولے - لاہور میں ۳ جون کی رات کو سخت آندہی آئی - بارش اور اولے بھی برسے بجلی کی کڑک نہایت خوفناک تھی بارش کے ساتھ اس زور سے اولے پڑتے تھے جیسا کہ پتھر پڑتے ہیں -

یہ خوفناک نشان خدا تعالےٰ کی قہری تجلیوں کے ہیں مبارک وہ جو ان کو دیکھ کر عبرت پکڑیں -

ضرورت امام

گذشتہ اشاعت سے آگے

علماء نے اُرومائے طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا کچھ پاس نہ کیا اور ایسے بے فکر ہو کر اپنے اوقات بسر کر رہے ہیں کہ گویا کبھی بھی کسی شے اپنے حجرے سے نکل کر زمانہ کے مفاسد پر غور نہیں کیا کہ اسوقت اسلام پر کیا نازک وقت ہے یہ زمانہ مقابلہ کا زمانہ ہے بات بات میں کم بخت سے مذہب بھی وہی سچا اور اعلیٰ ہوگا جو تمام موجودہ مذاہب کے مقابل پہلے نمبر پر ہے مقدر مختلف مذاہب اس زمانہ میں ہیں ان کی نظیر کسی گذشتہ زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسلئے تو ضروری ہوا کہ حسب فرمودہ الٰہی موجودہ زمانہ کا مصلح ایسے عظیم الشان ہونگے مبارک انفاس کی برکت سے اسلام کو کل موجودہ ادیان پر غلبہ ہو جائے۔ اے میرے سید و مولا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری امت ذرا خدا کے لئے اپنے اپنے گھروں میں علیحدہ ہو کر سوچو تو سہی کہ اللہ تعالےٰ نے عین وقت پر تمہاری دستگیری کی ہے یا نہیں۔ مجھے پختہ امید ہے کہ اگر آپ پاک دل لیکر اس رحیم مالک سے نہایت ابتہال کے ساتھ دعائیں مانگیں گے تو وہ کبھی بھی آپ کو محروم نہیں کریگا اور ضرور ضرور اس صادق امام کا پتہ دیدیگا جو آج سے بیس سال پیشتر انہیں مفاسد کا ازالہ کر رہا ہے خدا کے لئے ذرا اس کے خدمات پر نگاہ کرو اور مقابل پر اپنا سلوک بھی دیکھو اور پھر بتاؤ کہ کسی مفتری میں بھی اس اعلےٰ درجہ کا استقلال ہوا کرتا ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کسی مفتری کو اتنی بڑی لمبی مہلت ملی ہو کہ وہ آئے دن اللہ تعالےٰ پر افترا باندھتا چلا جائے اور خدا تعالےٰ اپنے قسمی وعدہ کی بھی پروا نہ کرکے اسکو ہلاکت سے بچاتا رہے اور ہر ایک مقابلہ میں اس کو فتح ہو گیا تم نہیں جانتے کہ مخالفین نے جب دیکھا معقولی طور سے کسی طرح اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے تو تنگ آکر اسپر عدالتوں میں فوجداری مقدمات بنائے گئے تا اس نالائق طریق سے اسپر فتح پالیں۔ پر ایسا کب ہو سکتا تھا وہ ذوالجلال قادر مطلق خدا جس نے اپنے ہاتھوں سے یہ باغ لگایا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس شاخ سے کیا کیا عمدہ پھل اُترنے کو ہیں وہ اسکو ہر ایک مخالف ہوا سے ایسا بچا لیتا ہے دشمنوں کے سارے منصوبے خاک میں مل جاتے ہیں اور آخرکار فتح و نصرت کا تاج اسکے سر پر دھرا جاتا ہے۔ ورنہ سوچو اور غور کرو آخر ایک روز اس خالق کے روبرو ہوکر ان عقلا کاروں کا جواب دو گے یہ ماحور من اللہ جنہے ہر ایک مخالفت کے باوجود بمقدر تکالیف کے باواز بلند بلند کہا ہے

اور ابھی تک اس عزیمت میں رات دن لگا ہوا ہے ذرا سہی ٹھلنا تو وہی صادق امام ہے جس کی خبر اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں اور اسکے پیارے برگزیدہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں آج سے ... برس پیشتر دے رکھی تھی کہ وہ ایسے وقت میں آئیگا جبکہ چاروں طرف صلیبی مذہب کا غلبہ ہو اور اُسی کے ہاتھ سے کسر صلیب ہوگا اس مناسبت سے اسکا نام عیسےٰ بن مریم رکھا گیا چونکہ اسکا بھی پتہ دیا گیا تھا کہ اس کے زمانہ کے علماء کی حالت نہایت ہی ابتر ہو جائے گی جتے کہ قرآن اُنکے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا اور یہود کی طرح انپر بھی ظاہر پرستی غالب آجائے گی شریعت کے مغز کو چھوڑ دیں گے اسلئے اس امام کو ان کی اصلاح بھی کرنی پڑے گی وہ انکی غلط کاریوں کے لئے انہیں ملزم ٹھہرائیگا اس لحاظ سے اس کا دوسرا نام مہدی رکھا گیا ہے اب اے اسلام کے سچے بہی خواہو تعصب کو چھوڑو اور اس صادق مصدوق کے پیچھے ہو جاؤ۔ اگر اس بادصرصر سے بچنا چاہتے ہو تو تم خوب جانتے ہو کہ اسکے ہاتھوں پر کیسے کیسے عظیم الشان بارہیبت نشانات ظاہر ہوئے ہیں جن کی نظیر آپ لوگ کسی گذشتہ مجدد یا ولی کی سوانح میں دکھا نہیں سکتے تم نے اپنی آنکھوں سے ان نشانات کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے خسوف و کسوف حسب فرمودہ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں ہوئے سعید انیون آرلوں اور دیرلوں کے تین زندہ ثبت ہمارے دیکھتے دیکھتے جہنم میں جھونکے گئے اور عنقریب بیا کا مردہ خدا بھی اس نار کا ہیمہ ہوگا اب وقت ہے کہ سمجھو پھر جب خدا تعالےٰ کے وعدہ کا وقت آگیا تو پھر کچھ پیش نہ چلے گی تم دیکھتے ہو کہ طاعون کا دورہ کئی سال سے شروع ہے لاکھوں جانیں اسکا شکار ہو گئیں ابھی قحط بھی ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے حج کے راستے کئی سال تک بند رہے کیا ابھی بھی آپ صاحبوں کے نزدیک اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ وہ مصلح کہ جس کے لئے یہ سارے نشانات سماوی و ارضی ظہور میں آئے وہ وہی ہے جو اسوقت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں مرزا غلام احمد دام اقبالہ کے نام مبارک سے اللہ تعالےٰ کے سچے اور زندہ مذہب کی تائید میں شب و روز کتابیں اور اشتہارات مفت تقسیم کر رہا ہے۔ اب میں اس لوٹے پھوٹے مضمون کو بند کرتا اور اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔

اے میرے سچے مولا حی و قیوم خدا تو اپنے فضل وکرم سے مرتے دم تک اہل ایمان پر ثابت قدم رکھیو اور نیز میری اولاد کو جو اسوقت تو نے اپنے فضل وکرم سے عطا کی ہے اس امام برحق کا مرید کریو۔ میری یہ دلی آرزو ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے آپ ہی میری دستگیری کرکے اسکی صداقتوں کو نقش کر دیا ہے ان کو بھی اس سیدھے راستے کا پتہ دیدیگا۔ اگرچہ وہ اسوقت بلوغت کو نہیں پہنچے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

امامنا المسیح

معروضہ خاکسار احمدی گجراتی از گلیکی ضلع گجرات

ایکہ شدی احمد و عیش پابند ــــ صورت ثنائے تو ملائک سار
خواست خداوند چو عنائے دین ــــ از پئے این کار نمودت پسند
لیس پئے حق ابنہ بہت کر ــــ اینست ہاندی بیطالگینہ
بر سر ہر کفر چو مردانہ مرد ــــ حملہ نمائی وکنی قلعہ بند
حربۂ تو کلمہ اعجاز تست ــــ بشکند اندر دہن دجل و بند
نیز دعائے سحر خیز تو ــــ فوج سماوی ست نہر تبند

دبدبۂ احمدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

روئی تو مرأت احد لاشتباہ ــــ شمسۂ احمد شدہ ہمچو ماہ ۱
میم تو آئینہ توحید حق ــــ از تو دو جل چہ بود دستگاہ ۲
ہست جہل بہر رسالت نشان ــــ بود لو دو بتنیہ بر سال شاہ ۳
بود الف تو الفی اوّلا ــــ احمد یار اسب تو اینست پناہ ۴
این تو دو جل چونر فتح کہی ــــ آمدہ بر سال خلافت گواہ ۵
این الف تست بچہ تیر احمد ــــ لائے جو الا شد از ولا آلہ

دبدبۂ مہدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

بود مسیحائے موسیٰ جمال ــــ آمدہ از بہر یہود ان کمال
لیک مسیحائے محمد کہ ہست ــــ داد جز اسلام ہمہ را زوال
وعدۂ نو رہست کہ کردہ ظہور ــــ بدر کمالے بسمائے جلال
ختم رسل احمد مرسل بود زاد ــــ آمدہ بر قیصر و قصر شہ بال
اینست کمال کہ مسیحائے او ــــ دو دم شاہی بہ فخر الجبال

دبدبۂ عیسویش شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

بود نشانہ کہ بپا شد شگفت ــــ وحی خدا بود کلائی نہفت
در رہ براہین تجلی الجبل ــــ ہمارز و آوردی نیز ش بگفت
ہم عفت الدیار محل و مقام ــــ دید معانیش بالہام سفت
باز بانذار بلاغ و نمار ــــ راجفہ راپادفہ کردست کفت
وحی مسیح است بقرآن صحیح ــــ ہاں وہ ایماں بکا رفت
مہدی و عیسیٰ است نشانش بہین ــــ ناقل و انا نکند خوا صفت

دبدبۂ احمدیش شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

الم کے معاملہ ۴ اوتھیم کے ۹۰ ــــ ۹۰ کا ترقع ۱۰۰ ــــ اعد ۴ کا ۴
کل ۱۴۰۰ ہجر

کشتی نوح ہست بوقت عذاب ــــ پیر نری کاملہ آنجناب
بین کہ طوفان زلازل ہماست ــــ احمدیان جملہ نجات از عذاب
رجفہ ارضی ہست عذاب قلیچ ــــ کردہ بہ نشر بہر بشر انقلاب
لیک قلیچ ہست اند بیشتر ــــ زلزلہ دل برہ مستطاب
گر تو ہمین خواہی امان زیا ــــ دار امان ہست بر آیم آب
بیعت مہدی و مسیحائے حق ــــ کردہ بخوان از سر صدق یز خطاب

دبدبہ احمدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

نکاح کی ضرورت

ا۔ شیخ غلام محمد صاحب ایک معزز کھتری خاندان سے ہیں عرصہ سے نومسلم ہیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنا ضروری سمجھتے ہیں اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے شیر فروشی کرتے ہیں۔ اور اس حلال طیب روزی سے آسایش کے ساتھ بسر اوقات کرتے ہیں جہانتک میرا علم ہے وہ ایک صالح اور دیندار بھائی ہیں مزید حالات تسلی کے لئے حکیم الامتہ سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنی شادی کے لئے کوئی قید بجز اسکے پیش نہیں کرتے کہ نیک بخت ماں باپ کی لڑکی ہو اور احمدی ہو قطع نظر اسکے کہ امیر ہو یا غریب۔ کسی خاندان اور قوم کی ہو۔

۲۔ میاں رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ضلع جالندھر میوہ سبزی فروشی کرتے ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک سرگرم ممبر ہیں۔ تبلیغ سلسلہ کا خاص جوش اور مذاق ہے اور ایک معزز اور شریف آدمی ہے۔ بہ لاہور یہ آرائین ایک مشہور اور معزز قوم ہے جو لاہور اور امرتسر جیسے شہروں میں کثرت سے آباد ہے۔ آمدنی معقول رکھتے ہیں اور جہانتک میرا ذاتی علم ہے وہ بڑے ہی مخلص اور اہل عمل ہیں اپنی قوم میں انکو کئی رشتے مل سکتے ہیں لیکن وہ احمدیوں ہی میں کرنا چاہتے ہیں۔ عمر ۳۳ یا ۳۴ سال سے زیادہ نہیں۔

۳۔ ڈاکٹر ممتاز علی خانصاحب بھٹی راجپوت قوم سے ہیں معزز عہدہ پر بیا نمبر ملازم ہیں پہلی بیوی کے مسلول ہونیکی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں اپنی قوم اور خاندان میں انہیں بھی کئی رشتے مل سکتے ہیں۔ مگر وہ بھی احمدیوں ہی کو ترجیح دیتے ہیں انکے متعلق اگر کسی قسم کی خط وکتابت کرنا ہو تو خود صاحبان مذکور سے یا ایڈیٹر الحکم سے کی جاوے۔

میں امید کرتا ہوں کہ چودھری غلام احمد صاحب رئیس کانٹھ گڑھ اور سید حامد شاہ صاحب اور چودھری مولا بخش صاحب سیالکوٹ میں اور میاں نبی بخش نمبردار بلونڈ ملکی آلاشیاں خاص طور پر ان معاملات میں سعی کرینگے۔ اللہ تعالےٰ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰

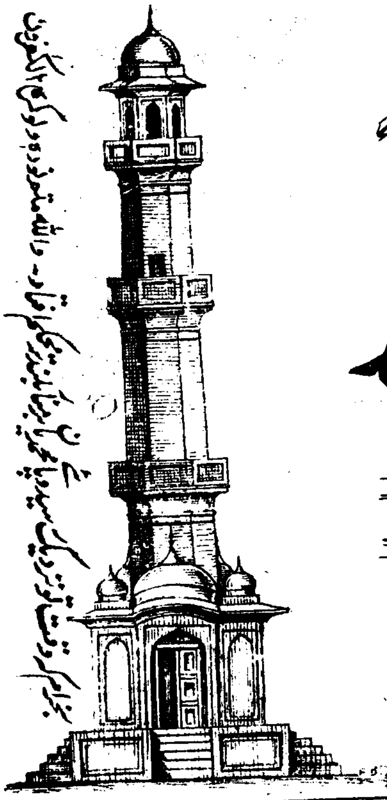

فہرست مضامین

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

إنه آوى القرية

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ ہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ عہ

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

درخواست نماز جنازہ

مکرمی چودہری مولا بخش صاحب احمدی سیالکوٹ سے مندرجہ ذیل دردناک خبر بھیجکر نماز جنازہ غایب کی درخواست کرتے ہین ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحوم کیلئے جنازہ پڑھ دین۔

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مین آپکو ایک سخت صدمہ جانکاہ کی اطلاع دیتا ہون۔ کہ موضع چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا سرتاج سلسلہ احمدیہ کا عملی نمونہ غریب احمدی بھائیون کا باپ سے زیادہ ہمدرد صلح کل۔ شکل وشباہت مین شاہزادہ ول کا حلیم چودہری غلام حسین خلف الرشید چودہری امین بخش ذیلدار متوفی مورخہ ۱۰ جون بوقت ۱۱ بجے رات بعارضہ تپ محرقہ اس جہان سے کوچ کرگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسکی نماز جنازہ ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ———— نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

پیام شوق بجناب رسالتمآب حضرت خاتم انبیاء سیّد الاصفیاء فداہ ابی وامی صلعم

از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی

اے صبا جاکر کے کہنا اس حبیب پاک سے
کوئی بھی تجھ سا نظر آتا نہین صاحب جمال
دعویٰ ہمتائی جانان ہو بھلا کسکی مجال ؟
صدمۂ فرقت سے ہون مضطر پریشان غم سے
پنجہ زن ہون تیرے دامان محبت سے حبیب
اب مدینہ مین بلا تو ہند سے مجھکو شتاب
ظالمون کے ہاتھ سے آقا مرے لاچار ہون
مین بیان کس سے کرون کیفیت سوز و گداز
ہے مری حالت سے واقف خالق کون ومکان
ہے مجھے شاہا ترے روئے منور کی قسم
تو نے دکھلایا بروزی طور سے اپنا جمال
جسنے پہچانا تجھے وہ بچ گیا آفات سے
ہے حیات جاودان مربوط تیرے نام سے
مرغ دل ممکن نہین صید حوادث ہو کبھی
چاک ہے فرقت سے دل چاک گریبان کیطرح

دھو رہا ہون شیشۂ دل دیدۂ نمناک سے
چشم پرنم سرمہ سا ہے تیرے در کی خاک سے
کس کو تاب ہمسری ہے سید لولاک سے
جان بلب آلودہ دامان ہون خس وخاشاک سے
ہون پنہ مین ...... مہدی دوران کی سفاک سے
تنگ جان آئی ہے میری امت بیباک سے
رحم کر مجھپر چھوڑا اس درد وحشت ناک سے
کون ہے واقف مری اس حالت غمناک سے
تو شفیع عاصیان ہے اس جناب پاک سے
تیری ہی الفت امان ہے گردش افلاک سے
قادیان ہے جلوہ گر اب تیرے روئے پاک سے
ورنہ ممکن ہی نہین بچنا اسے اہلاک سے
کنہ بالاتر ہے تیری فہم اور ادراک سے
دست قدرت نے اسے باندھا ترے فتراک سے
مرہم رحمت تری ہے چارہ گر اس چاک سے

ہین مبارک وہ ہوئے جو تیرے مظہر کے غلام
ہے غلامی بہتر اونکو دولت و املاک سے

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ ہفتہ اچھی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بھی رو بصحت ہے۔ بزرگان ملت خدا کے فضل وکرم سے اچھے ہین ۱۵ جون ۱۹۰۵ء کو حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت ناساز ہوگئی اسہال آئے جسکی وجہ سے ضعف ہوگیا بعد ظہر مجھے عیادت کیلئے جانیکا موقع ملا + فرمایا

میں موت سے ہرگز نہین گھبراتا۔ ایک لطیف مضمون شروع کیا تھا۔ جب ضعف زیادہ ہوا تو مجھے خیال آیا کہ یہ مضمون ناتمام رہا + مین کل پڑھا رہا تھا کہ یکدم ضعف کا غلبہ ہوگیا اور غش آگئی۔ ورنہ وہ ایسا لطیف موقع اور مضمون تھا کہ مین بہت کچھ اسپر بیان کرنا چاہتا تھا فرمایا مینے ایک وصیت اس تکلیف کی حالت کو دیکھکر لکھی ہے عربی مین ہے جی چاہتا ہے کہ اسے شائع کردو۔ ترجمہ کردیا جاوے۔ فرمایا میرے دل کو بڑا اطمینان رہتا ہے قرآن شریف میری غذا ہے مینے اسے اپنی والدہ ماجدہ سے جنہون نے ۸۵ برس کی عمر تک قرآن شریف پڑھایا اور جو محب قرآن تھین پڑھا ہے میرے والد صاحب کی ایک بڑی زبردست آرزو تھی وہ چاہتے تھے کہ اعلےٰ درجہ کا قاری ملے کہ اس سے مجھے قرآن پڑھائین۔ اور یون تو مین انکی زندگی مین ہی قرآن شریف پڑھاتا اور حدیث کا درس دیتا وہ خود میرے درس قرآن کو سنتے تھے۔

یہہ چند باتین ہین جو حضرت حکیم الامۃ نے اسوقت کین ناظرین اندازہ کرسکتے ہین کہ کیسا نفس مطمئنہ ہے بیماری کی تشکایت تکلیف اور کسی قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب قطعًا ظاہر نہین کیا اگر کوئی بات کی ہے تو وہ جو آپ کے قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت اور الفت کو ظاہر کرتی ہے۔

ایک اور بات مجھے دیکھنے کا موقع ملا۔ دوائی کھانیکے لئے پانی کی ضرورت تھی۔ ایک خادم نے صحن مین جاکر گھر مین کہا کہ مولویصاحب نے دوا کھانی ہے جلد پانی دو۔ فرمایا "جلد مت کہو" اللہ! اللہ کیسے اعلےٰ درجہ کے اخلاق ہین یہ بھی فرمایا دوائی خدا نہین۔ مین اسلئے کھاتا ہون کہ سنت ہے بہرحال آپکو اسہال کیوجہ سے ضعف کی شکایت تھی۔ طبیعت الحمد للہ رو بصحت ہے۔

۲- میرے مکرم مخدوم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آگرہ سے سید محمد شاہ صاحب ماچھی واڑہ سے۔ حاجی شہزادہ عبد المجید صاحب ماسٹر عبد الرزاق صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لودہانہ سے اور ہوشیارپور اور بعض دیگر مقامات سے اکثر احباب شرف زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔

۳- موسمی حالت بدستور ہے۔ گرد وباد کے طوفان آتے ہین ۱۴ جون کی شب کو باغ مین موضع تیل کے چور پکڑے جن مین سے ایک پکڑا گیا۔

تازہ الہامات

۴ جون ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر بیان کیا کہ دو تین دن ہوئے الہام ہوا تھا۔ **مرض صحت**

۱۳ جون ۱۹۰۵ء۔ آج صبح کیوقت مینے رویا مین پانچ سطرین

بے شرع وجودیوں کی حقیقت

موضع تیماپور کے قریب قصبہ گوگی میں وجودیوں کی ایک ٹولی ہے۔ اتفاقاً قصبہ مذکور میں ہمارے ایک احمدی بھائی مسمی محمد خواجہ صاحب کا جانا ہوا وہ وجودیوں کی سمع کی مجلس میں شریک ہوئے۔ ۱۲ بجے رات تک غزلیات پڑہی گئیں۔ احمدی بھائی نے انکی مجلس کی کیفیت خاکسار کے روبرو یوں بیان کی کہ اوس مجلس میں دلکو ایک سرور اور مزا حاصل ہوا۔ اور کل اہل مجلس توحید کے سرور میں مست پایا ان کی توحید بہت اچھی معلوم ہوتی ہے مگر اونکو نماز روزہ سے محبت نہیں ہے وہ کہتے ہیں جبتک انسان کو حضور قلب حاصل نہ ہو نری ٹکریں مارنے اور بھوکے مرنے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ چنانچہ اوس مجلس میں ایک غزل یہ بھی پڑہی گئی جسکے دو شعر اسوقت مجھے یاد ہیں وہ یہ ہیں ؎

اگر ہے شوق ملنے کا سمجھ کے رمز پاتا جا
جلا دے خودنمائی کو بھسم کا رنگ لاتا جا

نہ جا مسجد نہ جا کعبہ نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا
وضو کے توڑ کوزہ کو شراب شوق پیتا جا

اور اپنی تائید میں لا صلوٰۃ الا بحضور قلب سناتے ہیں اور اکثر مضامین کتاب کیمیا سعادت بیان کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ

خاکسار نے اون کے جواب میں کہا کہ وہ لوگ توحید کو جانتے ہیں مگر خداوند کریم کی اون کے دل میں قدر نہیں ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اون کو کامل محبت حاصل نہیں شرع شریف کے احکام کو ایک کھیل سمجھتے ہیں تقوے اونمیں نام کو نہیں ہوتا۔ غیر اللہ وغیرہ کہاتے ہیں بلکہ بعض مسکرات بھی جائز رکہتے ہیں تو احمدی بھائی نے کہا کہ وہ کہتے ہیں غیر اللہ ہے کہاں۔ جبتک انسان غیر کا اور خودی کا پردہ نہ اوٹھائے ہزار نماز پڑہے تو کیا ہوا۔ اسکو خدا کا دیدار حاصل نہیں ہوتا وہ یہاں بھی اندہا ہے اور وہاں بھی اندہا رہے گا ایک ساعت کی فکر ہزار برس کی عبادت سے بڑہکر ہے۔ ہم لوگ دل کے ساتھ باطنی نماز پڑہتے ہیں۔ ؎

ظاہر کی خوب نہیں فرزانگی
خوب ہے اوس راہ کی دیوانگی

اور قرآن شریف کی کئی ایک آیت بھی پڑہکر سنائی اور مجھے بھی اپنے مرشد سے بیعت کرنے کی ترغیب دی میں سچ کہتا ہوں انکی مجلس میں میرے دل کو ایک مزا آیا۔ اسلئے انکا طریقہ بھی مجھے ٹھیک معلوم ہوتا ہے خاکسار نے کہا پہلے انسان کو اللہ کا ولی ہونیکے لئے کامل مرشد کی تلاش چاہئے۔ کامل مرشد کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا سے مکالمات کا دروازہ کہولے اور اکثر دعائیں اوسکی قبول ہوں۔ مکالمات کا دروازہ کہلنے کی یہ نشانی ہے کہ اوسکی پیشگوئیاں پوری ہوں کیونکہ علم غیب سوائے خداوند تعالےٰ کے اور کوئی نہیں جانتا ہاں وہ اپنے ولی کو مانگنے پر یا کبھی بے مانگے اپنے فضل وکرم سے کچھ بتادیتا ہے وہ باتیں اون کی پوری ہوتی ہیں یوں تو خوش آواز سے قرآن شریف کی آئتیں فونوگراف میں بہرنے سے بھی دلکو ایک سرور آتا ہے کیا اس سے وہ باجا فونوگراف صوفی بن جائیگا۔ اب یہ علامتیں کامل طور سے حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوائے اسوقت روئے زمین پر کسی میں پائی نہیں جاتی اگر ہے تو کسی کو پیش کرکے میدان میں لائیں اون سے بڑھکر اب کوئی کامل مرشد و اللہ کا ولی نہیں ہے اوس احمدی بھائی نے اس میری تقریر کو سنکر کہا کہ مینے اون سے یہ باتیں کہی کہ ہمارے پیش امام صاحب نے (یعنی یہ خاکسار) اپنی قبولیت دعا وغیرہ کی وہ جو کچھ باتیں کہتے ہیں دس میں سے آٹھ ضرور پوری ہوتی ہیں کیا یہ بات تمکو بھی حاصل ہے تو ایک نے کہا یہ اون کی کرامت ہے یا استدراج غرض اس تقریر کے بعد تیسری کو خاکسار نے دعا کی کہ خداوندا اون لوگوں کا حشر کیا ہوگا اون کا طریقہ صحیح ہے یا کیا اس عاجز پر کہول دے۔ رات کو قبل از تہجد خاکسار کو کشف میں یہ دکہایا گیا کہ ایک جماعت ہنود کی صورت ولباس میں کوئی قوم کا بیڈر ہے کوئی حجام ہے کوئی دہوبی ہے وہ تمام کہانا کہانے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھے ہیں عمدہ بریانی گوشت ومصالحہ وغیرہ ڈالے ہوئے اون کے سامنے برتنوں میں رکہے گئے ہیں وہ اون برتنوں میں سے ٹٹول ٹٹول کے نلیاں نکالکر اندر کا گودا کہاتے ہیں اور ہڈیوں کو پہینکدیتے ہیں اور اون مصالحدار کہانے کی بھی کچھ قدر نہیں کرتے۔ اتنے میں بیدار ہوئی تو خاکسار کو یہ خیال ہوا غالباً اونکا طریق بھی ٹھیک معلوم ہوتا ہے یہ اصل اور نازک چیز کو یعنی مغز کو کہاتے ہیں اور اونہوں نے جو عمدہ کہانے کی قدر نہیں کی وہ شرع شریف کی قدر نہ کرنے کی تعبیر لیگئی میں نے یہ کشف ایک دوسرے احمدی بھائی مسمے محمد سرمست صاحب مدرس کے سامنے بیان کیا انکو بھی کچھ تصوف کا خیال تہا اونہوں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون میں بھی کچھ خوبی ہے وہ اصل مغز کو لئے ہوئے ہیں اسلئے وہ اپنی تائید میں یہ شعر بھی سنایا کرتے ہیں ؎

ما ز قرآن مغز را برداشتیم
استخوان پیش سگان انداختیم

گر وہ شرع شریف کے پابند نہیں ہوتے وہ سب شرع کے احکام کو پوست سمجھتے ہیں مغز ملنے کے بعد پوست کی حاجت کیا ہے اتنی باتیں ہونیکے بعد خاکسار مسجد میں ممبر کو تکیہ دیکے بیٹھا ہوا تہا وہ صاحب اخبار البدر دیکھ رہے تہے خاکسار کو اُسی وقت ایسے وجودیوں کی نسبت تہوڑی سی غنودگی کی حالت میں یہ الہام ہوا کہ (رانڈ بازی کرتے ہیں) ابہی وہ مدرس صاحب اخبار کا ایک کالم بھی پورا نہیں دیکھے ہوئے تہے اون سے کہدیا دیکھو ابہی اون وجودیوں کی نسبت یہ الہام ہوا کہ (وہ رانڈ بازی کرتے ہیں) یعنی اون کی توحید اور ہماری توحید میں بھی فرق کہ ہمارا تعلق خداوند کریم سے جایز طور پر ہے اور اون کا تعلق ناجائز طور پر یعنی جیسے عورت ومرد کے جوڑے کا آپس میں تعلق ہوتا ہے ویسی ہی خداوند کریم سے بندہ کا تعلق ہے ہم لوگ تعلق پیدا کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں۔ عقد خوانی کی مجلس قایم کرکے طرفین سے ایجاب وقبول کرواتے ہیں مہر کی تعداد وگواہ بھی مقرر کرکے عورت سے مزا حاصل کرتے ہیں مگر وہ لوگ اس کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ سارا تعلق دل سے ہے ظاہرا کہنے اور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ عورت ہی ہم سے راضی ہوگئی اور ہم بھی دل کے ساتھ اوس سے راضی ہو گئے یہ ایجاب وقبول ہے۔ اور آزو بازو والے پڑوسیوں کو معلوم بھی ہے کہ ہم اوس عورت کے ساتھ تعلق رکہتے ہیں گویا یہ بجائے گواہ کے ہیں ہم جو اوسکو خرچی دیتے ہیں وہ بجائے مہر کے ہے پھر اب دوسری باتوں کی جو ظاہرا نکاح کے وقت کئے جاتے ہیں وہ سب لوگوں کو دکہانے کے ہیں اوسکی ضرورت ہی کیا ہے نکاح میں تین فرض جو تہے وہ تو ہم سے ادا ہوئے زبانی نہیں بلکہ دل سے راضی ورضامندی کیساتھ بہلا اون کے اس کہنے سے یہ دونوں تعلقات پیدا کرنیوالے یعنی رانڈ بازی ونکاح کرنے والے برابر ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہوسکتے اس خاکسار کے الہام میں کئی ایک نکات ہیں وہ یہ ہیں کہ جو لوگ ظاہرا بموجب احکام شرع شریف نکاح کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ آتشک وسوزاک وغیرہ مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں جو لوگ بخلاف اسکے فقط عشق بازی سے تعلق پیدا کرتے ہیں وہ ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں ایسا ہی اونکو بھی ایک طرح کے دوزخ کی آگ کی جلن بہگتنی پڑے گی نیز جو تعلق عورت ومرد کا نکاح سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے اور جو تعلق خلاف شرع ہوتا ہے وہ تہوڑے دنوں کے لئے۔ ایسا ہی جو لوگ شرع شریف کے تابع ہوتے ہیں اون کا تعلق اللہ اور اوس کے رسول حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر ایک حرکت وسکون کے وقت ہمیشہ وہر وقت رہتا ہے چونکہ وہ اپنے ہر ایک کام کے پہلے یہ دیکھ لیتے ہیں کہ وہ خدا کی رضامندی کے لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق یہ ہے یا نہیں۔ اور اوسمیں تقوے کی کونسی راہ ہے ان بے شرع وجودیوں کا تعلق خداوند کریم سے فقط راگ ورنگ کے وقت ہی رہتا ہے باقی اوقات ان کے نفس پرستی میں گذرتے ہیں نیز اللہ اور بندہ کی دو محبتوں کے ملاپ سے ایک تیسرا نور پیدا ہوتا ہے وہ روح القدس ہے جس کیوجہ سے الہام کا دروازہ کہلتا ہے وہ نور گویا بطور ابن کے ہے مگر ناجایز طور سے جو تعلق ہوتا ہے اکثر اونکی اولاد سے محروم رہتے ہیں اگر ایک آدہ سچی خواب بھی آجائے تو حمل ساقط کیطرح وہ بھی ساقط الاعتبار ہوتا ہے اگر ایک آدہ اولاد بھی ہوجائے تو کیا وہ حقیقی نکاحی اولاد کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ نیز عورت ومرد میں شرع شریف کی رو سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے اون کے آپس کے برتاؤ میں ایک دوسرے کی عزت وبزرگی ظاہر ہوتی ہے بخلاف اسکے ناجائز تعلق کا جو برتاؤ ہوتا ہے وہ ٹھٹول وہنسی وبے عزتی کا سبب ہوا کرتا ہے سوچو اور سوچتے جاؤ پھر دو کشف والہام مذکورہ میں بہت سارے نکات اور بھی ہاتھ آئینگے۔ یہ تمام تقریر یہاں خاکسار کی سنکر بعض احمدی بھائیوں کے دلوں میں جو کچھ اوہام باطلہ ان وجودیوں کی نسبت تہے اون سبھوں نے اوس سے توبہ کرلی یہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا فضل وکرم اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا طفیل جو خداوند کریم نے اس مسئلہ کی اصل حقیقت کو بتادیا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر تیماپور ضلع لنگسگور

ضروری درخواست

برادران منشی محمد یوسف صاحب و خواجہ ظفر حسین صاحب متعلمان ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس کا آخری امتحان ۲۱ جون ۱۹۰۵ء کو شروع ہے لہٰذا جملہ ناظرین اخبار الحکم وقوم احمدی کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے۔ کہ ہر دو برادران کی کامیابی کے لئے درگاہ ایزد متعال میں دعا فرمائی جاوے۔

والسلام
عریضہ نیاز خاکسار حسن علی
متعلم ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس احاطہ چانس ہل متصل میڈیکل کالج لاہور
۵ - جون ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی انکے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضاء ہونا چاہیئے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بُری چیزیں لیں اسی طرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا نے سورۃ فاتحہ میں آیت اھدنا الصراط المستقیم میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائینگے نہ یہ کہ نرے یہودی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں اسی کیطرف سورۃ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اوس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسے اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اسبات کیطرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اوسکو ملے گا پھر اوسمیں عیسےٰ کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسےٰ نکل آئیگا یعنے وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کیطرف منتقل ہو جائیگا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ انّٰی لک ھٰذا یعنے اے مریم تو نے نعمت کہاں سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ یعنے اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اسکے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونکدی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نفخنا فیہ من روحنا۔ پس اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسےٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اسکے پیدا ہونیکے بارہ میں یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ۔

اس جگہ میرا نام عیسےٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسےٰ پیدا ہو گیا جسکے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ میں عیسےٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسےٰ ابن مریم اس امت میں اسطرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسےٰ کی روح پھونک دی جائیگی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائیگا اور اس طرح پر وہ عیسےٰ بن مریم کہلائیگا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالےٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوےٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنے یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسےٰ بنایا جائیگا گویا اسمیں سے پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اسوقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اُتار دی جاوے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تم کیوں ابن مریم کہلاتے ہو اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کیطرح مجھ میں بھی عیسےٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھدیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسےٰ بن گیا۔ اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کیوقت جبپر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اوسے براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اسلئے گو اوس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اوس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسےٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسےٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کیوقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اوس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسواسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفین کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوےٰ نہیں جبتک کہ خود خدا تعالےٰ مجھے نہ سمجھاوے سو اوسوقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میرے سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعوےٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔ اسجگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ اور مجھے یاد نہیں کہ میں وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میرے یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اوس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھٰذا وکنت نسیا منسیا یعنے پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درد زہ تنہ کھجور کیطرف لے آئی یعنے عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کیطرف اشارہ ہے جو ابتداء میں مولویوں کیطرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلے سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اوسوقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھکر میرے دلپر گذرا اسکا اسجگہ خدا تعالےٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اسکے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جئت شیئا فریا۔ ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا اور پھر اسکے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ولنجعلہ اٰیۃ للناس و رحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ ترجمہ اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے۔ مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دینگے اور یہ بات ابتداء سے مقدر تھی اور ایسے ہی ہونا تھا یہ عیسی بن مریم ہے جسمیں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسےٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اوسکی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائینگے اور یہی عیسےٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسےٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت کہا گیا کہ ہم اسکو نشان بنا دینگے کہا گیا کہ یہ وہی عیسےٰ بن مریم ہے [illegible] والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر ان کی نظر نہیں۔

نوٹ + اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے اون کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور سیدھا اور صاف دل مسلمان تھا ایسے ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوےٰ کیا۔

یہ بہی یاد رہے کہ سورہ فاتحہ کے عظیم الشان مقصدون مین سے یہ دعا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور جسطرح انجیل کی دعا مین خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتین مانگی گئی ہین جو پہلے رسولون اور نبیون کو دی گئی تہیں یہ مقابلہ بہی قابل نظارہ ہے اور جسطرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیون کو روٹی کا سامان بہت کچھہ ملگیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹہرائے گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس امت مین سے پیدا ہونا یہ بہی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کہلے کہلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کہڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجہہ مین آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہان تک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بہی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیساکہ عیسے ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسیطرح یہ مسیح بہی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا جیساکہ عیسے ابن مریم کی پیدایش پر بہت شور اٹہا اور اندہے مخالفون نے مریم کو کہا لقد جئت شیئاً فریا اسیطرح اسجگہ بہی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیساکہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا ولنجعله اٰية للناس ورحمة منّا وكان امرا مقضيا یہی جواب خدا تعالےٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ مین روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ مین تہا مخالفون کو دیا اور کہا تم اپنے فریبون سے اوسکو نابود نہین کر سکتے مین اسکو لوگون کے لئے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتداء سے مقدر تہا۔ اور پہر جس طرح یہودیون کے علماء نے حضرت عیسے پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتاء طیار کیا دوسرے فاضلون نے اوسپر فتویٰ دیا۔ یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم و فاضل جو اکثر اہل حدیث تہے۔ انہون نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہرین لگادین یہی معاملہ مجہہ سے ہوا اور پہر جیساکہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسے کی نسبت کی گئی تہی انکو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیان دی گئین تہمت ہوا اور بد گوئی مین کتابین لکہی گئین یہی صورت اسجگہ

پیش آئی گویا اٹہارہ سو برس کے بعد وہی عیسے پہر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پہر پیدا ہو گئے۔ آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تہے غیر المغضوب علیہم جو خدا نے پہلے سے سمجہا دیا تہا مگر ان لوگون نے صبر نہ کیا جبتک یہودیون کیطرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتہہ سے لگادی کہ مجہے عین چودہوین صدی کے سر پر جیساکہ مسیح ابن مریم چودہوین صدی کے سر پر آیا تہا مسیح الاسلام کرکے بہیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکہلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہین کہ ان کا مقابلہ کرے . . . . اور خدا کی دی مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کیطرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہین سکے گا مگر یہ اینٹ جب اوسپر پڑے گی تو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کردے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتہہ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفون نے

[illegible]

طیار کرکے اوس کے مقابل پر رکہدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیون نے کئے تہے یہانتک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بہی بنایا گیا جس کی میری خدا نے مجہے پہلے خبر دے دی تہی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسے ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تہا کیونکہ حضرت عیسے پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا ایک محض مذہبی اختلاف پر تہی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تہی بلکہ کچہہ بہی نہ تہی مگر میرے پر جو مقدمہ کہڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوے تہا اور جیساکہ مسیح کے مقدمہ مین یہودی مولویون نے جاکر گواہی دی تہی ضرور تہا کہ اس مقدمہ مین بہی کوئی مولویون مین سے گواہی دیتا اسلئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیساکہ سردار کاہن مسیح کو صلیب والون کے لئے عدالت مین گواہی دینے کے لئے آیا تہا یہ بہی موجود ہوے صرف فرق اسقدر تہا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت مین کرسی ملی تہی کیونکہ یہودیون کے معزز [illegible] گورنمنٹ رومی مین کرسی ملی تہی اور بعض انمین سے آنریری مجسٹریٹ بہی تہے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قاعدون کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کہڑا تہا لیکن میرے مقدمہ مین اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنون کی امیدون کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تہا مجہے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ با اخلاق ثابت ہوا۔ کیونکہ عدالت کے امر مین وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشون کی اوس نے کچہہ بہی پرواہ نکی اور قومی اور مذہبی خیال نے بہی اس مین کچہہ تغیر پیدا نہ کیا اور اوس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکہایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور احکام کے لئے نمونہ سمجہا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹہے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہین کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہین۔ کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے

طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تہا اس فرض کو اچہے طور پر ادا نہین کر سکا اور اوسکی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیفون کا نشان بنایا یہ فرق ہماری جماعت مین ہمیشہ تذکرہ کے لایق ہے۔ جب تک کہ دنیا قایم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکہون کروڑون افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کیساتہہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسکو چُنا۔ ایک حاکم کے لئے کسقدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آوین کہ اون مین سے ایک اوس کے مذہب کا مشتری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اوس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اوس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کر لیا اور اوسکو ان کتابون کے مقامات دکہائے گئے جن مین کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجہے گئے تہے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تہی مگر اوس کو پہرہ پر کچہہ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہونچ گیا تہا اور چونکہ اوس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اوس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اوسپر واقعی حقیقت کہولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اوسکو نظر آگئی اوس نے مجہے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کیطرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تہا مجہے کرسی پر بیٹہا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکہنے کے لئے میری نسبت اوس کی آنکہہ شوق رکہتی تہی آخر ذلت اوس نے نہ دیکہا تب مساوات کو غنیمت سمجہہ کر وہ بہی اوس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اوس پیلاطوس نے اوسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجہے اور تیرے باپ کو کبہی کرسی نہین ملی ہمارے دفتر مین تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہین۔ یہ فرق بہی غور کے لایق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیون سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہون کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تہے کہڑا رکہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تہا بلکہ مریدون کی طرح تہا اور اوسکی بیوہ مسیح کی خاص مرید تہی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہان تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بے گناہ مسیح کو یہودیون کے حوالے کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تہا۔ (باقی آیندہ)

نوٹ * حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت مین یہودی اگرچہ بہت فرقے تہے مگر جو حق پر سمجہے جاتے تہے وہ دو فرقے ہو گئے تہے۔

(۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تہے اوسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تہے۔

(۲) دوسرا فرقہ اہل حدیث تہا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجہتے تہے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد مین بہت پہیل گئے تہے اور ایسی ایسی حدیثون پر عمل کرتے تہے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تہی اور اون کی یہ حجت تہی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہین ہین انپر حدیثون کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تہا اور اس مین ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثین تہیں یہ حدیثین مدت تک زبانی رہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئین اس لئے اون مین کچہہ موضوعات کا حصہ بہی مل گیا تہا اور بباعث اسکے کہ اوسوقت یہودیون کے تہتر فرقے ہو گئے تہے اور ہر ایک فرقہ اپنی حدیثین جدا جدا رکہتا تہا۔ اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چہوڑ دی تہی اکثر حدیثون پر عمل تہا اور توریت گویا متروک اور مہجور کی طرح تہی اگر حدیث کے مقابل آئی تو اوسکو مانا ورنہ اوسکو رد کیا۔ پس اس زمانہ مین حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوئے اور اون کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تہے جو توریت سے زیادہ حدیثون کی عزت کرتے تہے اور نبیون کے نوشتون مین پہلے خبر دی گئی تہی

شریعت اسلام اور قوانین وضعیہ

جن لوگون کو ذرا بہی تاریخ عالم اور واقعات دنیا پر نظر ہے وہ جانتے ہین کہ اقبال وادبار اور ترقی وتنزل درحقیقت ڈہلتی پہرتی چہاؤن ہے جسکو سکون وقرار کبہی نہوگا - وہی قومین جو آج بڑی ٹہوکرین کہا رہی ہین اور نحوست وادبار کی گہٹائین قضائے مبرم بنکر انکے سر پر منڈلاتی پہرتی ہین کل سر اوج واقبال تہین اور سعادت ہر وقت انکا غاشیہ اٹہائے ہوئے نظر آتی تہی اور جو کل بالکل بے نام ونشان تہے اور کسی شمار وقطار مین نہ آتے تہے ذلت وخواری مین پڑے دن کاٹ رہے تہے وہی آج نامی ونام آور بنکر کوس "انا ولاغیری" بجا رہے ہین - اور اپنے مقابلہ مین کسیکو کچہہ نہین سمجہتے - اب زمانہ بہی جو کبہی اُن سے برسر پرخاش تہا اونہی کا حامی وناصر بن رہا ہے اور اقبال بہی اونہی سے قول ہار چکا ہے - دنیا مین اب اگر کوئی بات بہی ہے تو انہی کی بات - باقی سب خرافات - اور عقل ہے تو انہی کی عقل اور سب نقل - اور نقل بہی نقل بے عقل - اب سے پہلے جب مسلمانون کا دور دورہ تہا اور انکی اقبال مندی کا ستارہ چمکتا تہا تو دنیا مین مشرق سے مغرب تک انہین کے عقل وتمدن کی روشنی تہی - اور اون کی بات بات انتخاب بلکہ لاجواب مانی جاتی تہی اور اون کی بے راہ روی بہی اورون کے لئے رہنمائی کا حکم رکہتی تہی اور اب وہی مسلمان ہین کہ انکی اچہائی بہی برائی ہے اور اونکی نیکی بہی بدی انکی جو بات ہے قابل گرفت ہے اور جو کام ہے سرتاپا عیب ہے - حتی کہ وہی خوبیان جنکا زمانہ گرویدہ رہ چکا ہے اب عام نگاہون سے گر کر ہیچ پوچ ہوگئی ہین اور جنکو مسلمانون کی شاگردی پر ناز تہا وہ آج اون پر قہقہہ لگاتے نظر آتے ہین اور وہی قومین جو کبہی سلسلہ جہالت مین جکڑی ہوئی تہین اور ذلت وخواری کا بوجہ اونکی گردنین توڑے ڈالتا تہا - اپنا قدیم چولا بدلکر عزت واقبال کا لباس پہنے ہوئے اتراتی پہرتی ہین اب انہی کے علم وتمدن کا دور دورہ ہے اور انہی کی صنعت وحرفت کی گرم بازاری چار دانگ عالم مین انہی کی آواز گونجتی سنائی دیتی ہے - علم وعمل پر انکا مالکانہ قبضہ ہے غرض کہ دنیا بہر کی خوبیان اب انہی کی ذات مین جمع ہوگئی ہین اور کوئی انکی نگاہون مین نہین جچتا - انکے نزدیک دنیا سب کی سب جاہل اور غیر متمدن ہے ان کے سوا تمدن وترقی کے اصل راز کو کسی نے سمجہا ہی نہین مسلمانون کی نسبت ان قومون کا دعوے ہے کہ مسلمان اوس تاریک زمانہ مین ترقی کر چکے - اب ہمارے جدید تمدن کے زمانہ مین ان کا پنپنا محال ہے - کیونکہ اسلامی قانون انکو ترقی کے میدان مین قدم ٹہرانے سے روکتا ہے اور وہ اُس قانون کی پابندی سے دست کش ہوتے نہین - اس لئے ترقی سے بہی ہمیشہ محروم رہین گے - کیونکہ ترقی کا دارمدار تو آزادی ہے - جدید تمدن پر اور آئین اسلام اوس سے بالکل متنفر ہین - مجبوراً ایسی رائے قائم کرنی پڑتی ہے کہ مسلمان مسلمان رہ کر دنیاوی ترقی نہین کر سکتے -

یورپ کی غیر جنس اور غیر مذہب قومین اگر مسلمانون کی نسبت ایسی رائے لگائین تو ایک حد تک مجبور ہین تعصب اور غیریت آدمی کو پورا غور وخوض نہین کرنے دیتے - اسکے علاوہ اقبال مندی نے ان کے دماغ اور بہی عرش معلیٰ پر پہونچا رکہے ہین - لیکن بڑا تعجب تو یہ ہے کہ یورپ کی تہذیب کا ہلکا اور پہیکا سا رنگ بہی جن مسلمانون کو چہو گیا ہے وہ بہی یورپ کے ہم آہنگ ہوکر یہی پکارتے سنائی دیتے ہین کہ اس زمانہ مین انسان تمدن اور ترقی کے اوس بلند تر درجہ پر پہونچ گیا ہے جو اسلامی قانون کی پست عمارت سے کہین بالاتر ہے اسلئے اگر مسلمان ترقی کر سکتے ہین تو یورپ کے تمدنی قانون کی پابندی ہی کر سکتے ہین ان نوجوانون کا گویا یہ خیال ہے کہ اسلامی شریعت مین یورپ کے وضعیہ قانون کے اصول ومبادی موجود نہین - نہین یہ سب مخترعات جدید اور علماء یورپ کے تراشے اتاری ہوئی باتین ہین - جن تک علماء اسلام کی نظر بہی نہین پہونچی ہے -

لیکن جس شخص کو اسلامی فقہ سے ذرا بہی واقفیت ہے وہ اچہی طرح جانتا ہے کہ اس قسم کی بے سروپا باتین مذہبی وعلمی بیخبری کا نتیجہ ہین - ورنہ تمدنی واجتماعی ضروریات کا وہ کونسا مرحلہ ہے جو ہمارے اسلاف طے نہین کر چکے - تمدن کی ہر شاخ کے اصول ومبادی انہون نے تحقیق کئے اور انہی پر کاربند ہوکر اپنی ترقی سے دنیا کو حیرت مین ڈالدیا تہا - باوجودیکہ اس زمانہ کو ہزارہا سال گذر گئے - مگر اب بہی زمانہ کا قدم اس حد سے کچہہ آگے نہین نکل سکا ہے - ہان یہ ضرور ہے - کہ وہ باتین جو تمدن وترقی کا ذریعہ تہین ہم اپنی نالائقی سے کہو کر پیچہے ہٹ آئے ہین - اور یورپ انہی پر کاربند ہوکر اس معراج کمال کو پہونچ گیا ہے - یہ خود ہماری کوتہ نظری ہے کہ ہم قانون اسلام کو بدنام کرتے اور اپنا قصور اسکے سر تہوپتے ہین - اگر ہم قانون اسلام پر منصفانہ نظر ڈالین اور گڑے ہوئے خزانو کو اپنی بوسیدہ کتابون سے نکالکر دیکہنے کی تکلیف گوارا کرین تو ہمکو ابہی یقین ہو سکتا ہے کہ اسلام مین ترقی وتمدن کے مبادی واصول سب کچہہ باکمل وجوہ موجود ہین مگر اتنی تکلیف کون اٹہائے ؟ اور کون اتنی زحمت اپنے سر لے ؟ اس زمانہ مین ہماری بے خبری اور کوتہ نظری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہماری معلومات کا مبنی صرف متاخرین کی تالیف وتصنیف ٹہر گئی ہین - اور انکا طرز بیان اسقدر ژولیدہ پُر از تعقید اور لفظی بحثون سے مملو ہے کہ پڑہنے والے کی طبیعت انہین دیکہتے دیکہتے اکتا جاتی ہے - اور مطلب کی بات بہت ہی کم نکلتی ہے اور کوہ کندن وکاہ برآوردن کی مثل صادق آتی ہے - اور اس زمانہ کی عام طبیعتون کا میلان اس طرف ہے کہ جو بیان ہو صاف وصریح ہو - مطالب مربوط وپیوستہ ہون - عبارت پیش نظر آتے ہی مطلب ذہن مین اتر آئے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقہ اور قانون اسلام کی باریکیون کو سمجہنا چاہتے ہین مگر متاخرین کی بنائی ہوئی بہول بہلیان کے چکر مین آجاتے ہین اور منزل مقصود تک نہین پہونچ سکتے تو ہمات مین پڑ جاتے ہین اگرچہ مسلمان زمانہ تنزل کی ابتدا سے ہی اس بلا مین گرفتار ہو چکے تہے لیکن پہر بہی قانون اسلام کے برخلاف زبان کہولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تہی اب چونکہ طبیعتون مین آزادروی کا جوش بہت بڑہ گیا ہے اور بدون استقراء تمام رائے قائم کر لینا ایک معمولی سی بات ہوگئی ہے اسلئے کچہہ بے باک ہوکر اور کچہہ شرماتے ہوئے دبی زبان سے کہہ گذرتے ہین کہ قانون اسلام ناقص ہے - تمدن کی جزئیات تو کیا کلیات بہی بالاستیعاب اسمین موجود نہین - اب چونکہ زمانہ اسلامی قانون کی توجہ سے ۱۳ سو برس آگے نکل گیا ہے اسلئے اس مین بہی کچہہ تغیر وتبدل ہونا چاہئے - غرضیکہ قانون اسلام کے خلاف جو رائین قائم ہوتی ہین وہ اکثر لاعلمی کیوجہ قائم ہوتی ہین - اگر طالبان حق متاخرین کی کتابون کی جگہ متقدمین کی تصانیف کو ذریعہ تحقیق بنائین تو یقین ہے کہ اون کے دلون مین کبہی اسلام کے برخلاف کوئی خطرہ نہ گذرنے پائے - اور سمجہہ جائین کہ تمدن وترقی کے تمام اصول ومبادی شرائع اسلام مین موجود ہین اور جیسے ان کے ذریعہ سے گذشتہ زمانہ مین مسلمان ترقی کر چکے ہین اب بہی اونہی کی پابندی سے عروج واقبال اور کامل تمدن حاصل کر سکتے ہین - مختصر یہ کہ جاننے والی کے لئے اسلامی قانون مین تمام اصول ومبادی کامل ترین تمدن کے موجود ہین -

اسوقت متقدمین سے امام ابو یوسف کی ایک چہوٹی سی کتاب الخراج جو ہارون رشید کے ایماء سے لکہی گئی تہی ہمارے پیش نظر ہے - متقدمین کی ضخیم کتابون کے مقابلہ مین کتاب الخراج ایک چہوٹا سا رسالہ ہے لیکن اگر اسکے اہم مقاصد اور مفید مطالب پیش نظر رکہکر متاخرین کی ضخیم تر کتابون سے اسکا موازنہ کرین تو بلاتامل کہہ سکتے ہین کہ "ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر" - اس کتاب مین فقہی وغیر فقہی مسائل جو یورپ کے جدید قانون سے بالکل منطبق یا جزی وفروعی تفاوت کے ساتہہ متحد المبادی ہین بکثرت بہرے پڑے ہین - اونہین سے چند مسائل ہم اپنے اس مضمون مین درج کرین گے - تاکہ یورپ کے آئین وقوانین کے والہ وشیفتہ سمجہہ سکین کہ اسلاف اسلام کو جسقدر وہ قاصر النظر سمجہتے ہین وہ ہرگز ایسے نہ تہے بلکہ ضروریات تمدن مین سے انہون نے کوئی مہتم بالشان امر نہین چہوڑا ہے اور فقہ کے مسائل موجودہ زمانہ اور جدید طرز تمدن کے ہرگز مخالف نہین ہین - اور کوتہ نظرون کا یہ دعوے بالکل بے دلیل ہے کہ مسلمانون کو انکی دیرینہ شریعت اور بدیانہ فقہ موجودہ ترقی وتمدن سے روکتی ہے -

ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مسلمان سمجہہ لین کہ فقہ اسلام اور قانون یورپ باہم بہت کچہہ متحد اور بہت کچہہ متشابہ ہے اور جو اختلاف یا جدت ہے وہ بہت ہی کم اور جزئیات مین ہے - بلکہ اگر ہم یہ بہی دعوے کرین تو کچہہ بیجا نہ ہوگا کہ یورپ کو قانونا تمدن کے اصول ومبادی مسلمانون اور انکی شریعت ہی سے ملے ہین اسی سے وہ متحد النوع نظر آتے ہین ہم یہ نہین کہتے کہ اسلامی فقہ مین جو باتین بالکل نہین ہین اور قانون جدید مین بمقتضائے زمانہ پیدا ہوگئی ہین اور دین ومذہب پر بہی انکا کچہہ اثر نہین پڑتا ہے مسلمان انکو نہ لین "خذ ما صفا ودع ما کدر" پر وہ بے شک عمل کرین - لیکن اپنے ہی گہر مین ایک چیز موجود ہو تو وہی غیرون سے قرض لے کر ناحق زیر بار احسان نہ بننا چاہئے - دولتمند ہوکر اپنے آپ کو فقیر صورت بنانا اور فقیرون کی طرح ہاتہہ پہیلانا شیوۂ دانشمندی نہین ہے - اگر سلاطین اسلام بہی انہی اصول پر کاربند ہوکر قومی وملکی ترقی وتمدن کے آئین وقوانین مقتضائے وقت کو مد نظر رکہکر شریعت ہی سے نکالین یا بضرورت استنباط کرین تو یقین ہے کہ مسلمانون کی حالت بہت جلد اصلاح پذیر ہو جائے - اور انکی پابندی سے انکو فلاح دارین حاصل ہو سکے - اب ہم کتاب الخراج سے چند مسائل یہان نقل کرتے ہین - جو انگریزی قانون سے اصلاً وفرعاً بالکل متحد ہین -

۱ - یورپ کے قانون مین ایک دفعہ ہے کہ جج کے سامنے اگر کوئی واقعہ ہو - اور پہر اسکے متعلق اسکی پیشی مین مقدمہ آئے - تو مقدمہ کا فیصلہ اپنی رویت کو استدلال گردانکر نہین کر سکتا جب تک کہ مدعی اپنے دعوے کو بہ شہادت دلائل پایۂ ثبوت تک نہ پہونچادے -

کتاب الخراج مین امام صاحب رح لکہتے ہین کہ اگر حاکم بچشم خود دیکہے کہ ایک شخص نے چوری کی یا شراب پی یا مرتکب زنا ہوا وغیرہ وغیرہ تو ایسی حالت مین اُسے کوئی حق حاصل نہین ہے کہ محض اپنے مشاہدہ کی بناپر مرتکب جرم پر حد جرم جاری کرے -

۲ - حال کے قانون مین جرم کا اقبال کرانے کے لئے

...ب وتعذیب سے منع کیا گیا ہے - اور حاکم اگر ایسا کرے تو وہ خود مستوجب پاداش ٹھیرایا گیا ہے - امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ اگر کسی شخص پر ارتکاب جرم کا گمان نہ ہو تو مار مار کر اوس سے اقرار نہ کرانا چاہئے - اور نہ وعدہ وعید اور تہدید اور ترغیب کو ذریعہ اقرار بنانا چاہئے - اگر ایسا کرنے پر کوئی شخص مظنون جرم کا اقرار کرلے تو شرعًا وہ حد وتعزیر کا مستوجب نہوگا - کئی واقع بھی امام صاحب نے اسکی سند مین پیش کئے ہین - وہ لکھتے ہین کہ شام مین ایک شخص چوری کی علت مین قاضی کے سامنے پیش کیا گیا - دریافت کرنے پر اس نے چوری سے انکار کیا - مگر جب اسپر تشدد کیا گیا اور ایذا دیگئی تو اس نے ارتکاب جرم کا اقبال کرلیا - اس معاملہ مین عبداللہ ابن عمر سے دریافت کیا گیا کہ حد جاری کی جائے یا نہین ؟ آپ نے بوجہ متذکرہ بالا اجرائے حد سے منع فرمایا -

امام صاحب ایک جگہ لکھتے ہین کہ محض تہمت پر کسی کو قید نہ کرنا چاہئے - جبتک کہ متہم اپنے دعوے کو ثابت نہ کرے اگر وہ فورًا ثابت کردے تو خیر - ورنہ متہم علیہ کو ضمانت لیکر چھوڑ دینا چاہئے یہانتک کہ متہم تہمت کو ثابت کردے - اگر وہ ثابت نہ کرسکے تو متہم علیہ سے کچھ تعرض نہ کیا جاویگا -

امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم مقدمات حد مین کمال درجہ احتیاط فرماتے تھے - یہانتک کہ جب چور پیش کیا جاتا تو چور سے کہتے کہ تمکو ارتکاب سے انکار کرنا چاہئے تاکہ تمہارا مدعی اپنے دعوے کا کامل ثبوت دے تب حد جاری ہو - خود جناب ختمیت مآب (روحی فداہ) کے روبرو ایک شخص پیش کیا گیا اور لوگون نے کہا کہ اس نے شملہ چرایا ہے - آپ نے فرمایا کہ مین تو اسے چور نہین جانتا اور تمہارے کہنے سے بھی اسوقت تک تسلیم نہین کرسکتا جبتک کہ تم اسکا کافی ثبوت نہ دیدو - حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو یہانتک اسبارہ مین احتیاط فرماتے تھے کہ محض احتمال پر شاہدون کو دہمکا دیتے کہ خبردار جہوٹ نہ بولنا اور اکثر ایسا ہوا کہ آپکے دہمکانے کے بعد گواہ چلدیتے اور شہادت کا نام تک نہ لیتے - اور معلوم ہوجاتا کہ سمجھائے بجھائے جعلی گواہ تھے -

سوچنا چاہئے کہ اسلامی قانون مین کسقدر سلامت روی اور احتیاط کا حکم ہے - مگر آج مسلمان ان باتون کو بالکل بہول بسر گئے یہانتک کہ اسی حکم کو قانون یورپ مین دیکھکر اسکی جدت کا یقین رکھتے ہین -

مذکورہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مین ضمانت اور متہم علیہ سے عدم تعرض دونون کے اصول موجود ہین - جدید قانون بھی یہی کہتا ہے کہ ایسے جرایم مین ضمانت کا لینا درست ہے - اور متہم علیہ کا اقبال قابل اعتبار نہین ہے - یہانتک کہ اگر مدعی علیہ اقبال کرنا چاہے تو جج کا فرض ہے کہ اسے اعتراف کے خطرہ سے آگاہ کردے -

قانون تعزیرات مین ہے کہ اگر ایک شخص متعدد جرایم کا مرتکب ہو قبل اسکے کہ ایک جرم کی سزا محکمہ مجاز سے اسکے لئے تجویز نہ ہو تمام جرایم کی سزا اسکی بیس سال کی قید باشقت سے زیادہ نہ ہونی چاہئے - اور ایسی صورت پیش آنے پر کسی ایک جرم مین بھی ۶ سال قید بامشقت سے زیادہ سزا نہین دیجا سکتی - یہ دفعہ مصر مین حال ہی مین پہونچی ہے اور لوگ اسکو جدید خیال کرتے ہین - لیکن مسلمانون مین یہ پہلے سے موجود ہے - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین ایک جگہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی کسیکے مان باپ کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونون مسلمان ہون اور تہمت کیصورت پیش آجائے کہ پہلے مان باپ مین سے کسی ایک کو متہم کیا اور ابھی اسکی سزا کا اجرا نہ ہوا تہا کہ دوسرے کو بھی متہم کردیا تو حد ایک ہی جاری ہوگی - پس دونون گویا عدم تعدد عقوبات کا مبداء دونون جگہہ موجود ہے -

۳ - تمام جدید قانون مین مانا گیا ہے کہ جرم کے شروع کرنیکی سزا بہ نسبت اسکے کم ہونی چاہئے کہ جرم کو مجرم پورے طور پر کرچکے یعنی اقدام وارتکاب مین تمیز رکہی گئی ہے - اور شرح کے طور پر لکھا گیا ہے کہ چوری اوسوقت تک پوری نہین ہوتی جبتک کہ چور مال مسروقہ کو مکان یا اسکی اصلی جگہ سے الگ نہ کردے کتاب الخراج مین بھی بعینہ یہی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کوئی نقب لگائے اور مکان سے مال باہر نکالنے سے پہلے پہلے گرفتار کرلیا جائے تو اس کے ہاتھ کاٹنے نہ چاہئین بلکہ اسے اور جسمانی سزا دیجائے یا قید کیا جائے - قاضی شعبی کا بھی فتوے ہے -

شریعت مین شخصی حریت کی بھی کافی حفاظت ہے - چنانچہ فقہ کا مشہور مسئلہ ہے کہ اگر آزاد کوئی بیچے تو بیع باطل ہوگی - اور بائع قابل تعزیر ہوگا -

۴ - مصر مین گم شدہ اشیاء اور حیوانات کے متعلق اب قانون جاری ہوا ہے - باین مضمون کہ اگر کوئی گمشدہ چیز پائی جائے اور پانیوالا مالک کو نہ پہونچا سکے تو حوالہ پولیس کردے - مالک ایک برس تک وہ چیز لے سکتا ہے اور جانور ہو تو دس دن تک - اگر اس اثناء مین مالک طلبگار نہ ہوا تو اسے نیلام کردیا جائیگا - اور اگر کوئی چیز ایک سال تک رکہی رہنے سے بگڑ جانے والی ہے تو حاکم مجاز کی رائے سے جلد نیلام کردیجائیگی - اور اسکی قیمت بعد ادائے مصارف ضروریہ تین سال تک مالک لے سکتا ہے - بعد انقضائے مدت مقررہ قیمت مذکور بعد وضع مصارف خزانہ مین داخل کردی جائے گی -

قاضی صاحب نے بھی کتاب الخراج مین یہی مسئلہ بڑی تدقیق کے ساتھ لکھا ہے - فرق اتنا ہے کہ قانون جدید مین یہ دفعہ گم شدہ اشیاء اور حیوانات سے مخصوص ہے اور امام صاحب نے فراری غلام اور کنیز سے متعلق کرکے لکھا ہے - اور ظاہر ہے کہ اسلامی شریعت مین جو احکام فراری غلام وکنیز پر جاری ہونگے وہی گم شدہ اشیاء وحیوانات پر بھی بوجہ مماثلت ہوسکتے ہین - امام صاحب لکھتے ہین :-

امام کو چاہئے کسی ثقہ متدین شخص کے یہ کام سپرد کرے کہ وہ ایسے غلامون اور کنیزون کے نام ایک رجسٹر مین بقید سکونت - قومیت - حلیہ تاریخ فرار وگرفتاری وغیرہ لکھکر قید کردے - اگر ... مہینے تک کوئی اسکا مالک ومتلاشی نہ آئے تو قید سے نکالکر بطریق بیع مزید (نیلام) فروخت کردے - اور اسکی قیمت مع ایک یادداشت کے کہ فلان فراری غلام یا کنیز کی قیمت ہے بیت المال مین بھیجدے - اگر چھہ مہینے کے اندر اندر ہی مالک آجائے تو رجسٹر مین جسقدر خانے ہین انکے مطابق اس سے سوال کرے اور اسکے جوابون کو اپنی تحریر سے مطابق کرتا جائے - اگر اسکا بیان من وعن وہی ہو تو غلام یا کنیز اسکے حوالے کردے - اور اگر غلام کے فروخت ہونیکے بعد مالک آئے اور اسکا بیان بھی رجسٹر کی تحریر سے منطبق ہوجائے تو اسکی قیمت اسکے حوالہ کردے - ذمہ دار کو یہ بھی ضروری ہے کہ ہر وقت فروخت غلام یا کنیز کی قیمت بھی اپنے رجسٹر مین درج کرلے تاکہ حوالگی قیمت کے وقت زحمت ودقت نہ ہو - اور اگر فروخت کے بعد بھی ایک مدت تک مالک نہ آئے اور طلبگار نہ ہو تو قیمت کا مال بیت المال کا جزو ہوجائیگا - اور امام وقت حسب مقتضائے مسلمانون کے صلاح وفلاح کے کامون مین اسے صرف کرنیکا مجاز ہوگا -

۵ - اکثر لوگون کا خیال ہے کہ جب سے انجمن حامی حیوانات قائم ہوئی ہے اسیوقت سے حیوانات پر رحم کرنا اور بیرحمی کرنیوالون کو سزا دینا داخل قانون ہوا ہے ورنہ پہلے اسبات کا نام ونشان بھی نہ تہا لیکن درحقیقت ابھی اس انجمن کا سامان گمان بھی نہ تہا کہ اسلام مین یہ رحم وشفقت کا قانون جاری ہوچکا تہا - چنانچہ اسی رسالہ مین امام ابویوسفؒ ہارون رشید کو لکھتے ہین کہ آپکو عمر بن عبدالعزیز کی پیروی کرنی چاہئے - جس نے اپنے زمانہ خلافت مین حکم دیا تہا کہ زین مین لوہے کی کیل نہ لگائی جائے اور نہ گہوڑون کو بہاری لگام چڑہائی جائے - کیونکہ ان سے بے زبان حیوانون کو تکلیف وایذا پہونچتی ہے -

اسوقت ہم انہی مثالون پر اکتفا کرتے ہین مشتے نمونہ از خروارے کافی ہے -

اگر جنایات سے قطع نظر کرکے کلکٹری یا پولیٹیکل اکانومی کیطرف توجہ کرتے ہین تو بعد از تحقیق ثابت ہوتا ہے کہ متقدمین اسکے بھی اکثر مبادی کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کرچکے ہین - مثال کے طور پر ہم چند باتین یہان درج کرتے ہین -

۱ - پولیٹیکل اکانومی کے ماہر کہتے ہین کہ سلطنت کو مختصات تجارت اور عام امور اجتماعیہ مین خود کچھ دخل نہ دینا چاہئے بلکہ مقتضائے طبیعت کے موافق ان کامون کو چلنے دینا چاہئے - امام ابویوسفؒ اس معاملہ مین بھی ان لوگون سے ہزار برس پہلے گویا گوئے سبقت لے جاچکے ہین - انکا بھی بعینہ یہی مسلک ہے - اور اپنے مسلک کے ثبوت مین سفیان بن عینیہ سے بواسطۂ ایک حسن حدیث بیان کی ہے کہ ایکدفعہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین قحط پڑا لوگون نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ! آپ نرخ مقرر نہین فرماتے ؟ آپنے فرمایا ان اللہ ھو المسعر ان اللہ ھو القابض ان اللہ ھو الباسط وانی واللہ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ ولکن انما انا خازن اضع ھذا الامر حیث امرت وانی لارجوان القی اللہ ولیس احد یطلبنی بمظلمۃ ظلمتھا ایاہ فی نفس ولا دم ولا مال -

۲ - اسی طرح امام صاحب نے مرغزار اور بن وغیرہ کو جنکی حاجت ہر کسی کو ہوتی ہے مشترک الحق مانا ہے - چنانچہ لکھتے ہین - کہ اگر کسی گانون کے متعلق کوئی مرغزار ہے جہان گانون والے عام طور پر اپنے مویشی چرانے اور لکڑیان جلانیکے لئے لاتے ہین تو انکے مالک اسپر ملکیت کے پورے حقوق رکھتے ہین - اگر وہ چاہین کہ بیچین تو بیچ سکتے ہین - لیکن کسی حالت مین بھی جانورون کے چرانے اور پانی پلانیکو نہین روک سکتے - گانون والے بے تامل وہان اپنے جانور چرا سکتے اور پانی پلا سکتے ہین - ہان اگر اس زمین کے پانی مین سے کوئی اپنی زراعت کو سیراب کرنا چاہے تو مالک کی اجازت ضروری ہے - مرغزار کی گہاس اور پانی مین مرغزار کے مالک اور غیر مالک دونون برابر ہین - لیکن بن مین سے لکڑیان بغیر اجازت مالک لانا جائز نہین اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسپر تاوان عائد ہوگا - ہان اگر کوئی شکاری اسمین سے کوئی مچھلی یا طایر شکار کرے تو وہ اسی کا ہے بن کے مالک کا اسمین کوئی حق نہین لیکن اگر مچھلی اسمین مرگئی ہو اور بغیر شکار اسکا ہاتھ آنا محال ہو تو وہ جبتک شکار نہ کی جائے یا نہ کیگئی ہو اٹھانے والے کیلئے روا نہین - اور نہ وہ اسے بیچ سکتا ہے - اور اس بن کا مالک اپنے

بن کے تالاب کی مچھلیان فروخت کر سکتا ہے بحالیکہ وہ تالاب ہی مین ہون - اس صورت مین غیر شخص ہاتھ ڈالنے کا مجاز نہ ہوگا -

ان تمام موشگافیون کو دیکھنا چاہئیے کہ قانون کی کیسی صحیح مبادی پر مبنی ہین - اور انکی تدوین مین کس دقّتِ نگاہ سے کام لیا گیا ہے - امام صاحب نے جنگل وچراگاہ کی تمام گہاس کو کہود کر جمع کر لینے سے روکا ہے اسلئے کہ اس سے عام لوگون کو تکلیف پہونچنے کا یقین ہے - آجکل کے مقننونکی بہی یہی رائے ہے -

۳ - امام صاحبؒ نے مال پر ٹیکس لگانے کے لئے بڑی مذمت کی اور لکہا ہے کہ مال پر ٹیکس لگانا مالدارون کو ناحق ستانا ہے - یورپ مین مدت سے اس کا رواج ہے - اور دولت علیہ عثمانیہ نے بہی اس خصوص مین اسکی تقلید کی ہے لیکن دونون جگہ جو اس کے برے نتائج نکلے ہین وہ کسی سے پوشیدہ نہین - یہانتک کہ اب یورپ کے بڑے بڑے مدبرون کی رائے ہے کہ یہ ٹیکس ہرگز روا نہین آپ نے ہارون رشید کو ٹھیکہ دینے سے بہی منع کیا ہے بایندلیل کہ اگر ٹھیکہ کی رقم خراج سے زیادہ ہے تو خراجگذار وںپر ظلم ہوگا - اور ٹھیکہدار اپنی رقم وصول کر کے رہیگا - اور اگر ٹھیکہ کی رقم زیادہ نہ ہو تب بہی احتمال ہے کہ ٹھیکہدار بدنیتی سے رعایا کو ستائے اور ناواجب حد تک اُن سے روپیہ وصول کرے - اور یہ شرعًا ممنوع ہے - اللہ تعالےٰ ظلم و بربادی کو پسند نہین کرتا اسلئے زمین یا اور کسی چیز کا ٹھیکہ نہ دو -

امام صاحبؒ نے ہارون رشید کو یہ بہی نصیحت کی تہی کہ تمام قلمرو مین عاملون کے کامون اور انکی عادتون کی دیکہہ بہال کے لئے آدمی مقرر کرنے چاہئین - چنانچہ وہ لکہتے ہین کہ میری رائے مین آپ ثقہ - دیندار نیز قابل اعتبار آدمی اطراف ملک مین بہیجین تاکہ وہ آپکے عاملون کے پوست کندہ حالات دریافت کرین اور دیکہین کہ رعایا کے ساتہہ کیسا برتاؤ کرتے ہین - اور وصول خراج مین ظلم و زیادتی سے تو کام نہین لیتے ؟ تاکہ جب آپکو ان معتبر لوگون کے ذریعہ سے عمال کا حال اور انکی زیادتیان معلوم ہوجائین تو آپ انسداد کر سکین - میرے نزدیک ایسے عاملونکو ایسی سزا دیجائے کہ جو دوسرون کے لئے باعث عبرت ہو اور اُنہین ایسا کرنے کی پہر کبہی جرأت ہی نہ ہو ور حق واجب سے زیادہ وصول نہ کرین - اگر ایک عامل کے ساتہہ بہی رعایت کیگئی تو اور بہی سمجہہ لینگے کہ جو ایک کے لئے جائز سمجہا گیا ہے وہی ہمارے لئے بہی جائز ہے اور ہم سے بہی کچہہ بازپرس نہ ہوگی - برخلاف اسکے اگر ایک کو بہی سزا ملگئی تو دوسرے بہی ڈر جائینگے - اور سمجہین گے کہ اگر ہم نے ظلم و زیادتی کی تو ہمارا بہی یہی حال ہوگا اور جب کسی عامل کی بدنیتی اور زیادتی ثابت ہوجائے تو بعد سزا اُسے پہر کسی عمل پر ہرگز مقرر نہ کرنا چاہئیے -

۴ - چونگی کے متعلق بہی اسی کتاب مین امام صاحبؒ لکہتے ہین کہ اس کام پر خداترس اور ایماندار و نیک کردار لوگون کو مقرر کرنا کہ جو چونگی اور عشر مین زیادتی نہ کرین اور مقرر کرنے کے بعد انکے حال سے غافل نہ ہونا چاہئیے - انکے اعمال و افعال کی بہی پوری خبر رکہئے اور انکے کام کاج کی پڑتال کیلئے اور معتبر تر آدمی متعین کیجئے تاکہ اگر وہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر رکہین تو آپ کو فورًا اطلاع ہوجائے اور سزا دے سکین - ایسے لوگون کو کافی سزا دیجئے تاکہ ان کے ہم شربون کو زیادتی اور خیانت کا حوصلہ نہ ہو - اور جو لوگ امانت و دیانت سے کام کرین اُن کا ترقی اور احسان و اکرام سے حوصلہ بڑہانا چاہئیے -

۵ - امام صاحبؒ نے اس کتاب مین یہ بہی لکہا ہے کہ چونگی کے معاملہ مین غیر قومون اور غیر مذہب والون کے ساتہہ کیا اور کیسا سلوک کرنا چاہئیے ؟ اسبارہ مین بہی آپ نے وہی اصول اختیار کیا ہے جو اس زمانہ مین تجارتی معاہدون کا اصول ہے - یعنی مساوات کا حکم دیا - اور سندًا لکہا ہے کہ ایک دفعہ ابو موسیٰ اشعری نے خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لکہا کہ جب ہمارے مسلمان تاجر دار الحرب مین بغرض تجارت جاتے ہین تو دار الحرب والے اُن سے عشر لیتے ہین - ہمین کیا کرنا چاہئیے ؟ آپ نے جواب مین لکہا کہ جیسا کہ وہ مسلمان تاجرون سے کرتے ہین وہی تم بہی کرو اور اون سے عشر لیا کرو -

قانونِ جنگ کو دیکہو تو وہ بہی ہماری کتابون مین انہی اصول و قواعد کے ساتہہ موجود ہے جو اس زمانہ مین دُوَلِ عالم کا متفق علیہ ہین - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین لکہتے ہین کہ لڑائی مین سنگدلی اور غدر سے پرہیز کرنا چاہئیے - سندًا لکہتے ہین کہ جب رسولخدا امراء کو غزا کے لئے بہیجتے تو نصیحت فرماتے کہ اللہ سے ڈرو - مسلمانون کے ساتہہ اچہا سلوک کرو - اللہ کا نام لیکر غزا کرو - اور کافرونپر تلوار اُٹہاؤ - سنگدل نہ بنو اور بیوفائی نہ کرو - بچون اور عورتون کو قتل نہ کرو لیثؒ نے مجاہد سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب ختمیت مآبؐ (روحی فداہ) نے فرمایا ہے

لا تقتل فی الحرب الصبی ولا المرأة ولا الشیخ الفانی -

اسکے بعد امام صاحب لکہتے ہین کہ دشمن کے شہر مین آگ لگانا اور بغیر ضرورت پہلدار درخت اور نخل کو کاٹنا نہایت بُرا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئیے - جاننے والے جانتے ہین کہ یہ باتین دول عالم کے جدید نئے پاس شدہ قانون کے موافق ہین - اہلین اُسمین سرمو تفاوت نہین -

۶ - امام صاحب اسی کتاب مین قواعد جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکہتے ہین کہ جنگ صفین کے دن جناب علی کرم اللہ وجہہ کے پاس فریق ثانی مین سے جو شخص قید ہو کر آتا تہا آپ اُس سے گہوڑا اور سلاح اور یہ عہد لے لیتے تہے کہ جنگ مین واپس نہ آئیگا - اور چہوڑ دیتے تہے - (جیساکہ جاپانیون نے پورٹ آرتہر کے قیدیون کے ساتہہ کیا) آپ کو قیدیون کا قتل کرنا نہایت مکروہ معلوم ہوتا تہا - چنانچہ میدان بصرہ مین جسدن لڑائی ہوئی آپ نے پکار کر کہدیا کہ بہاگنے والے کا تعاقب نہ کرو - اور نہ زخمی کے پیچہے پڑو اور نہ قیدیون کو قتل کرو - اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے بیٹہہ رہے اُسے امان ہے اور جو ہتہیار ڈالدے وہ بہی ہماری طرف سے امن مین ہے اور ایسے لوگون کے مال و متاع پر بہی ہمارے ساتہی ہاتہہ نہ ڈالین -

۷ - آجکل اخبارات لکہتے ہین کہ عورتین زخمون کے علاج معالجہ کے لئے میدان جنگ مین جاتی ہین اور مسلمان ہین کہ اس امر کو نہایت ہی عجیب و غریب سمجہتے ہین حالانکہ ابتداء اسلام کے زمانہ مین مسلمان عورتین بکثرت اسی غرض سے میدان جنگ مین شریک ہوتی تہین اور مریضون اور زخمیون کی مرہم پٹی اور دوا درمن کرتی تہین - اور انکو غنیمت مین سے حصہ دیا جاتا تہا اب خیال کرنا چاہئیے کہ اوس زمانہ کی مسلمان عورتون اور آجکل کی عورتون مین کتنا بڑا فرق ہے - کیا اب بہی کسی مین یہ ہمت اور شجاعت ہے کہ اپنے عزیزون کے ساتہہ میدان جنگ مین جاکر مریضون اور زخمیون کی خدمت کرے -

۸ - جنگ کے زمانہ مین مسلمان ایک شخص کے ساختہ پرداختہ کی برابر سمجہتے تہے - جو ایک کر گزرتا تہا دوسرے ہرگز اسکے خلاف نہ کرتے تہے - اگر ایک کسی کو پناہ دیدیتا تو دوسرے بہی اسکے عہد کی پاسداری کرتے یہانتک کہ اگر عورتین بہی کچہہ کہہ گذرتین تو سب ان کی بات کو پورا کرتے اور اپنی ایک بہن کی دل آزاری جائز نہ رکہتے تہے اسی قسم کی اور بہت سی باتین امام صاحب نے اپنے اس چہوٹے سے رسالہ مین درج کی ہین -

ناظرین ! جو کچہہ ہم نے بیان کیا یہ سمندر مین سے ایک قطرہ کی برابر بہی نہین - پس اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فضلائے اسلام نے قواعد فقہیہ کے استنباط مین کیسی کیسی موشگافیان کی ہین باوجودیکہ ۱۲ سو برس گذر چکے لیکن ابہی تک انکے اختیار کردہ اصول مبادی مین بال برابر فرق نہین آیا - اور پہر جو بات اختیار کی ایسے اصول پر قائم ہے کہ جو نوع انسانی کی فلاح و صلاح کا ذمہ وار ہے

اور یہ باتین بہت بڑی دلیل ہین اسبات کی وہ شریعت جس سے ایسے مسائل استنباط ہوئے ضرور من جانب اللہ ہے - اور آج جو آئین و قوانین یورپ کے تمدن اور تہذیب کا باعث ہو رہے ہین وہ بہی سب اسی شریعت حقہ سے ماخوذ ہین - ہم نے جن موتیون کو کنکر سمجہکر اپنے ہاتہہ سے پہینکدیا - یورپ نے بکمال دانشمندی اُنہین اُٹہا لیا - اسلئے آج اسکا ستارۂ اقبال اوج کمال پر ہے - اور ہم ذلت و خواری مین پڑے ہین -

اے مسلمانو ! اب بہی کچہہ نہین گیا ہے - اپنی شریعت کی پابندی کرو - اور جو باتین فی الواقع اس زمانہ مین بمقتضائے وقت نئی نکلی ہین اور تم اون سے فائدہ اُٹہا سکتے ہو انہین بہی بے تامل اختیار کر لو - اس کوئی حرج نہین ہے کیونکہ شریعت بدعت فی الدین کو منع کرتی ہے - نہ کہ دنیاوی معاملات مین غیرون سے مستفید ہونے کو - قوم اور مذہب کی غیریت ایسی بُری چیز نہین ہے جیسی کہ سمجہی جاتی ہے - لیکن شریعت اسلام کو بے سوچے سمجہے بُرا کہنا اور اوس کے اصول و مبادی کو موجودہ زمانہ کے خلاف بتانا بہی کوئی عقلمندی کی بات نہین ہے اگر تم شریعت کی پابند رہکر ترقی کرنا چاہو تو تم کو غیر قومون سے بہت ہی کم معنوی قرض لینا پڑیگا - اور شریعت کو چہوڑ کر نیا راستہ نکالنا چاہتے ہو تو یاد رکہو کہ کبہی فلاح نہ پاؤگے ✚

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہ دین صاحب نمبردار و جاگیردار ماہل پور قریشی النسب ہین احمدی سلسلہ مین شادی کرنیکے خواہشمند ہین آمدنی معقول ہے - عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس بیوی سے اولاد بہی ہے - پرانے رشتہ دارون مین شادی نہین کرنا چاہتے -

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی ماہل پور درزی کا کام کرتے ہین پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے -

۳ - منشی عبد الرحمن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخان اصل متوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہین - احمدیون ہی مین شادی کرنا چاہتے ہین عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس سے دو لڑکے آٹہہ اور چار سال کی عمر کے ہین دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دوسو کنال اراضی کے مالک ہین -

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہین وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہین -

مراسلت

ایک نیا معترض

۳- جون کے روزانہ پیسہ اخبار کے اڈیٹوریل کالم مین حضرت مرزا صاحب کی زلزلہ والی پیشگوئی پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے کہ ”جو لوگ زلزلہ کی پیشگوئی کرکے خلق خدا کو پریشان کرتے ہین وہ تخویف مجرمانہ کے مرتکب ہین“۔

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ یہ نوٹ منشی محبوب عالم صاحب کا اپنا لکھا ہوا نہین ہے کیونکہ اس نوٹ کو غور سے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا راقم صحیح النظری سے بالکل محروم ہے ورنہ وہ دوسرے پیشگوئی کرنیوالون کو الگ رکھکر حضرت اقدس کے اشتہارات کے اقتباسات (جنکی وجوہات پر یہ پیشگوئی کیگئی ہے اور جو اس کے صحیح النظر نہ ہونیکی وجہ سے بہسڈی رہ گئی ہین) کے اندراج سے پہلو تہی نہ کرتا افسوس کہ معترض نے تخویف مجرمانہ کی کوئی تشریح نہین کی۔ اگر وہ اعتراض کرنے سے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کے اشتہارات کو ایک خدا ترس دل لیکر پڑھ لیتا تو کبھی بھی اسکو ایسا نوٹ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی ہان اسبات کی جوابدہی اُسی راقم نوٹ کے ذمہ ہے جس نے تخویف مجرمانہ کے ایکٹ کو ایک غیر متعلق معاملہ پر چسپان کرکے اوسکی ہئیت اور اصلیت کو بگاڑنا چاہا ہے۔ ہم معترض کو اسبات کا بھی یقین دلاتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے جس اشتہار مین) گورنمنٹ عالیہ کو متوجہ کیا ہے اوس کی اشاعت صرف اسی بات کو لئے ہوئے ہے کہ مخالفین کی غلط بیانیون“ ... کیا جائے ورنہ مخالفین کو چاہئے کہ اُس اشتہار سے کوئی ایسا فقرہ دکھائین کہ جس مین اُس آنیوالی آفت کی پیشگوئی کو واپس لیا ہو ہان قطعی اور شرطی کے الفاظ سے راقم نوٹ کو جو غلطی لگی ہے وہ اسی کا حصہ تھا شاید وہ اصلاح اعمال کی شرط کو مہمل اور غفلت سے زندگی بسر کرنیکو بہتر سمجھتا ہو معترض صاحب یاد رکھین اور ضرور یاد رکھین کہ انہون نے جو ایک داعی الی اللہ کے الہامات کی تضحیک اور تکذیب کی ہے۔ اس کا نتیجہ خلق خدا کے حق مین ایک خطرناک نتیجہ ہے جسکی جوابدہی سے معترض صاحب خدا کے سامنے ہرگز بری نہین ہو سکین گے باقی رہا یہ اعتراض (کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہے اسلئے وہ جنگل مین پڑے ہوئے ہین“) جس پر ہمین افسوس سے لکھنا پڑا ہے کہ اگر کسی حادثہ سے قبل از وقت اطلاع پاکر حفظ ما تقدم کے طریق پر عمل کیا جائے تو کیا اوسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عامل کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہوتا یہ ایک ایسا لچر اور لغو خیال ہے جو کسی دہریہ کے سوائے دوسرا کوئی کرہی نہین سکتا۔ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے تو پھر معترض کو اپنے حافظہ پر زور ڈالکر یہ بتانا پڑیگا کہ جن نبیون کا ان (قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین و اھلک الا من سبق علیہ القول ومن آمن ٭ فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد) آیات مین ذکر کیا گیا ہے وہ (نعوذ باللہ) اپنے چال چلن مین ٹھیک اور ایماندار تھے یا نہین ہم امید کرتے ہین کہ آئندہ معترض اپنی موجودہ حالت کا جو ایک مامور من اللہ کی مخالفت سے یہانتک پہونچی ہے کہ وہ خدا کے پاک نبیون کی بے عیب لائف پر بھی اعتراض کرنے سے نہین چوکا ملاحظہ کرکے جواب الجواب لکھنے کی کوشش نہین کریگا بلکہ خدائے رؤف الرحیم سے یون معافی مانگنی چاہئے کہ اے خدا چونکہ مین مخالفت کے جوش سے تیری سنت قدیمہ اور تیرے پاک کلام کو مد نظر نہین رکھہ سکا اسلئے تو مجھے معاف کردے۔

اخیر پر ہم اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے ملتمس ہین کہ وہ آئندہ ایسے مبتدیون کی غلط راؤن کو اپنی اخبار مین ہرگز جگہ ندین۔

راقم ایک احمدی نکتہ رس۔

ترجمۃ القرآن

ذیل مین مین اپنے مکرم مخدوم بھائی مولوی سید عبد الرحیم صاحب کنگی کی مراسلت دربارہ ترجمۃ القرآن شایع کرتا ہون اس مراسلت مین انہون نے محض اپنے حسن ظن سے چاہا ہے کہ مین اس خدمت کو سرانجام دون۔

مین نے اس ضرورت کو آج سے چھ برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اتبک یہ ضرورت میرے دل مین کھٹکتی رہتی ہے۔ اور فی الحقیقت قرآن کریم کے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے + جہانتک قابلیت اور لیاقت کا سوال ہے مین ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس لائق نہین پاتا کہ قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شایع کرسکون۔ تفسیر القرآن جو اس عاجز کی قلم سے نکلی ہے یہہ محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے اس لحاظ سے اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسکی نوازش کا جب سوال پیش ہوتا ہے تو مین یقین رکھتا ہون کہ اسکی توفیق رفیق حال ہو تو میرے جیسا کم سواد آدمی بھی اس پاک خدمت سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ اور محض اسی کے فضل و کرم اور اسکی ہی تائید و توفیق پر بھروسہ کرکے مین انشاء اللہ ترجمۃ القرآن کا ایک نمونہ ۳۰- جون ۱۹۰۸ء کے الحکم مین شایع کرونگا۔ اگر احباب نے مجھے کافی مدد دی تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے یہہ سعادت مجھے حاصل ہو۔ بہرحال وہ مراسلت یہہ ہے۔ ایڈیٹر۔

ترجمۃ القرآن

ہم بچشم خود دیکھتے اور چوطرف سے یہ آوازین ہمارے کان مین گونج رہی ہین کہ یہان قرآن کا ترجمہ شایع ہوا اور وہان سے تفسیر نکلی۔ جس طرح اسکے پہلے مسلمانون نے قرآن مجید کو مہجور کر رکھا تھا بحمد للہ آج مسیح موعود کے بابرکت زمانہ مین ہر ایک مسلمان خواہ ہمارا موافق ہو یا مخالف قرآنی آیات و فرقانی ہندلات پر اعتصام کے لئے بڑی مستعدی ظاہر کر رہا ہے۔ مگر افسوس موافق و مخالف دونون کا مطمع نظر وہی تفاسیر ہین جنکو ایسے ہاتہون نے لکھا کہ جنکے پاس محض روایات و اقوال تفہیم معنے قرآنی کے لئے حکم و قاضی کا حکم رکھتے ہین۔ روایت کشون نے جان فشانی کرکے اس قدر انبار کے انبار جمع کر ڈالے جنکے تاریک حجاب مین آیات قرآنی اور احکام ربانی کا نور بالکلیہ مستور ہوگیا ہے) مترجمون اور مفسرون نے اس امر کا خیال ایک ذرہ برابر بھی نہین کیا کہ ہمارا یہ ترجمہ اور ہماری یہ رائے دوسری آیات کے منشاء کے موافق ہے یا مخالف انکو صرف یہ فکر رہی ہے کہ ایک آیات کے تحت مین بہت سے اقوال گو باہم متضاد ہی اکھٹے کرکے وسعت نظر کی داد ناظرین سے لین چونکہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ان تمام رطب و یابس روایات سے دستکش ہوچکا ہے جو بصراحت کتاب مجید کے معارض مین پڑی ہوئی ہین اور اپنے امام آخر الزمان کی ہدایت پر قرآنی فیصلہ کو ہر حال مین مقدم رکھنا چاہتا ہے تو پس ایسی حالت مین اگر درست کوئی ترجمہ قرآن اوس کے ہاتہہ مین نہ دیا جاوے اور وہی پرانا سبق اس کا زیر مشق رہے تو میری رائے مین ہدایات امام علیہ السلام کی پوری اطاعت اور اسپر استقامت کا دعوے سراسر دعوے بے دلیل ہے۔ اور امین اور غیرون مین ما بہ الامتیاز من کل وجوہ غیر ممکن خدا گواہ ہے کہ جب اسبات پر غور کرتا ہون کہ ہمارے مخالفون کے ہاتہون مین متعدد قرآن مجید کے تراجم موجود ہین اور ہمارا ہاتہہ اس نعمت الٰہی سے علی العموم تہیدست ہے تو آنکھہ دل کے صدمہ سے متاثر ہوکر آنسو بہانے مین مصروف ہو جاتی ہے۔ کاش یہ میری درد انگیز صدا کسی دولتمند احمدی بھائی کے کان مین پہونچے اور میرے دینی درد کو اپنا درد محسوس کرے تو کوئی عجب نہین کہ بہت جلد میرے مخدوم جامع علوم حکیم الامۃ عارف قرآن مجاور المم حضرت مولوی نور الدین صاحب بھیروی کا ترجمہ شایع ہوکر احمدی جماعت کے دلون مین سرور اور آنکھون مین نور بخشے۔ اور بہت شکوک و اوہام کے ازالہ کا باعث ہو۔ میرا مجروح دل و مضطر قلب ایک اور سہل تجویز کئے بغیر رہ نہین سکتا کہ اگر اخبار الحکم کے فاضل ایڈیٹر اخی شیخ یعقوب علی صاحب ہمارے درد کے درمان کے لئے تہوڑی سی تکلیف گوارہ فرماوین اس مبارک کام کو انشاءاللہ شروع کردین تو غالباً ہماری آرزو کی کشتی آج نہین تو کل ساحل مقصود تک پہونچ سکتی ہے۔

الراقم

عاجز سید عبد الرحیم کنگلی نزیل حیدر آباد۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیارپور مین برادرم عبد السلام کی شادی کی تقریب پر چودہری حسین خانصاحب نے عام تبلیغ اور پرانی اور بیہودہ رسمون کے استیصال کی نیت اور غرض سے جالندہر اور ہوشیارپور کے ضلع کی احمدی جماعتون کو دعوت دی تہی اور قادیان۔ وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ دہرم کوٹ بگہ سے بھی چند احباب کو تبلیغ اور تحریک کے لئے بلایا تھا۔ اسی تقریب پر ایڈیٹر الحکم بھی کاٹھہ گڑھ حاضر ہوا تھا۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ یہہ مجمع نہایت مبارک مجمع ثابت ہوا کہ اس موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کی اشاعت کی گئی۔ رشتہ داریون اور ناطون کو احمدی قوم ہی مین محدود کرنے کے لئے پرزور تحریک ہوئی جسپر کاربند ہونے کا احباب نے اعتراف کیا۔ چونکہ راجپوت قوم مین بدقسمتی سے بیوگان کے نکاح کو معیوب سمجھا جاتا تھا اسکے خلاف اقرار کیا گیا کہ اس سلسلہ کو جاری کیا جاوے۔ اور حصص وراثت مین جو لڑکیون کو خلاف شرح محروم کیا گیا ہے اسی دستور کو اٹھاکر حصص دئے جاوین خدا تعالےٰ کا بڑا ہی احسان ہے کہ ایسے مبارک امور کے اجراء کی تحریک اس تقریب پر ہوئی + چودہری حسین خانصاحب اور چودہری غلام احمد خانصاحب جو دونون احمدی ہین اور کسی وجہ سے انمین پرانی نزاع چلی آتی تہی محض خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنیکے لئے دونو بھائی گلے مل گئے اور نہایت فراخدلی اور شرح صدر کے ساتہہ باہم عفو تقصیر کردیا۔ اس اتفاق سے احمدی جماعت کاٹھہ گڑھ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے اس لئے کہ چودہری غلام احمد خان صاحب اپنے ضلع مین ایک نہایت سرکردہ رئیس ہین خدا تعالےٰ اس اتفاق کو بہت ہی بابرکت کرے کسی قدر تفصیل سے اس شادی کے حالات پھر لکھون گا مین دونون بھائیون کو اور کاٹھہ گڑھ کی جماعت کو خصوصیت سے مبارکباد دیتا ہون۔

مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی بھی اس تقریب پر مدعو ہوئے تھے حافظ صاحب بہت جلد واپس آنا چاہتے تھے لیکن جماعت کاٹھہ گڑھ اور دوسری جماعتون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

(انہ اذی لقریہ)

الحکم

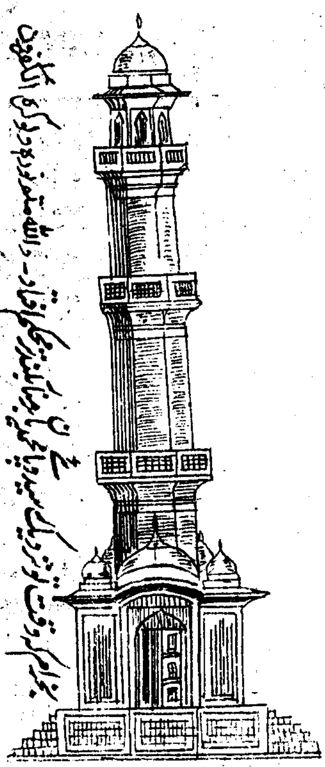

[illegible]

چیف پریس بالکل آلی چھاپ در قادیان بینی	دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر للعہ (۴) غیر ملازمت الون سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۲۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

الحکم

میرے مکرم محترم منشی نواب خانصاحب ثاقب میرزا خانی جاگیردار مالیرکوٹلہ الحکم کے متعلق ایک مراسلت بھیجتے ہیں۔ میں منشی صاحب موصوف کی عنایت کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ بحالت موجودہ الحکم حاشیہ زیرین جلد کے لئے کافی چھوڑا جاتا ہے اور اگر یہ بھی ناکافی ہے تو آئندہ اس امر کا اور بھی لحاظ رہیگا۔ درس قرآن مجید کے متعلق آپ کی رائے قابل قدر ہے مگر افسوس ہے کہ میری رائے میں محض اشارات کافی نہیں ہیں یہی وجہ ہے جو میں نے تفسیر القرآن کو الگ کرنے کا عزم کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ آپ بھی دعا کریں + اسکے ساتھ ہی آپ نے ایک نظم بھی ارسال فرمائی ہے جسکو میں ذیل میں چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

غزل در مدح الحکم

احمدیت کا مسلم ارگن ہے الحکم
اور انفاس مسیحا کا دہن ہے الحکم
دیکھنے سے اوسکے ہوتی ہے طبیعت باغ باغ
پُر فضا و دلکشا خندان چمن ہے الحکم
اک بشاشت ہے ٹپکتی صفحۂ رخسار سے
دافع صد زحمت و رنج و محن ہے الحکم
اوسکے ہر نقطہ کو گر کہئے اک رخ ایمان کہین
دلبر سیمین عذار و سیمتن ہے الحکم
ہفتہ بھر کے بعد ہوجاتا ہے خاصا جگمگاتا
احمدی احباب کی اک انجمن ہے الحکم
بھینی بھینی اسکی خوشبو پھیلتی ہے دور دور
گلستان یاسمین و نسترن ہے الحکم
حفظ ایمان کیلئے گر جزو جان رکھیں بجا
قوۃ روحانی غذائے جان و تن ہے الحکم
ہین صدائین میٹھی میٹھی اور نغمہ شکرین
خوب گویا طوطی شکر شکن ہے الحکم
اپنی رعنائی کے نشہ مین مگر ہے حال مست
دلبری و دلستانی مین مگن ہے الحکم
ٹکٹکی باندھے ہوئے رہتے ہین ہم مشتاق دید
چھپتے چھپتے منہ پہ کیون پردہ فگن ہے الحکم
چہرۂ زیبا چھپا لینا ہے کیون یہ ماجرا
مہر عالم تاب کی روشن کرن ہے الحکم
داغ فرقت مین پڑے جلتے ہیں اور روتے ہین ہم
سوز دل اور چشم تر پہ خندہ زن ہے الحکم
ہفتہ عشرہ بعد ہی آنکھین ملاتا ہے قسم
کیا ہی شرمیلی حیا پرور دلہن ہے الحکم
اوسکی شمع رخ پہ جان دیتے ہیں ہم پروانہ وار
سرد مہری کے سبب دل کی جلن ہے الحکم
ثاقبا بن بن کے ناصح اوسکو سمجھاتے ہو کیون
وعظ کہنے مین تو خود شیرین دہن ہے الحکم

خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیرکوٹلوی مرزا خانی۔

سرپرستان الحکم سے التماس

اخبار کی ضرورت اور پھر اسکے ضروریات کو مد نظر رکھنا قوم کا فرض ہے۔ میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اخبار میں بار بار ان مشکلات کا ذکر کرون جو آئے دن مجھے اپنے بعض سہل انگار ناظرین کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ باوجودیکہ قبل از وقت انہیں بذریعہ کارڈ ترسیل قیمت کے لئے یاد دہانی کی جاتی ہے اور وی پی کی اطلاع دیجاتی ہے۔ پھر بھی بعض بزرگ واپس کر دیتے ہین اور وجہ انکار کچھ بھی نہیں لکھتے مین نے آج کی تاریخ سے یہ التزام کر لیا ہے۔ کہ جو شخص مطبع کے مرسلہ وی پی کو (جبکہ اسے قبل از وقت اطلاع دی جاچکی ہو اور اسنے مطبع کو مطلع نہ کیا ہو کہ وہ کس وقت قیمت ادا کرے گا) واپس کرے گا۔ اسی تاریخ سے اسکے نام الحکم بند کر دیا جاوے گا۔ اگر قومی خدمت کا یہی عالم ہے کہ ایک شخص دل و دماغ کے قیمتی حصہ کو انکی نذر کرے۔ اور بہت ساری ذمہ واریون کو اپنے سر لیتا ہوا انکے لئے وہ ذخیرہ جمع کرے جو ان کی روحانی بھلائی کے لئے بہترین ذخیرہ ہو اور اسپر اسکی واجب الادا قیمت بھی عند الطلب نہ دی جاوے تو یہ بھی بری بات ہے۔ پس میں اس قاعدہ کو اہم قرار دیتا ہوں۔ سرپرستان الحکم سے امید ہے توجہ کرینگے۔ اور بر وقت چندہ ادا کرنے والے خریدارون کے بہم پہونچانے مین سعی۔ اللہ تعالیٰ انکے ارادون اور ہمت مین برکت دے + الحکم کی قیمت کے متعلق یہہ آخری التماس ہے ہان جس شخص کے حساب مین کوئی غلطی ہو اسکا فرض ہے کہ وہ اگر اطلاعی کارڈ پر اطلاع نہ دے سکے تو وی پی بطور امانت رکھ کر فیصلہ کرے واپس کرنے مین مطبع کا سخت نقصان ہوتا ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

+ ان امور کی حتی الوسع اصلاح کی گئی ہے اور وہ باقاعدہ شایع ہوتا ہے ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے خوب تندرست ہیں اور ابھی باغ ہی میں قیام پذیر ہیں - براہین احمدیہ جلد پنجم کا ایک ضمیمہ لکھ رہے ہیں جسکا ایک حصہ آج کے الحکم میں شائع کیا جاتا ہے - اس سے کہ وہ ایک مضمون کے متعلق ہے جو روزانہ پیسہ اخبار میں کسی شاہجہانپوری نے چھپوایا تھا - معلوم نہیں شاہجہانپور سے منشی محبوب عالم کو کیا انس ہے جو وہان کی مخالفانہ تحریرین جھٹ چھاپ دیتے ہیں قطع نظر اسکے کہ وہ کس پایہ کی ہیں -

۲- حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت بحمد اللہ اب بالکل صاف ہے اور خدا تعالےٰ کے وعدہ اور بشارت کے موافق ردّ علیہا روحہا و ریحانہا آپ نے شفا پائی - آنکھ کے اندھوں کو نشانات نظر نہیں آتے لیکن ہم یہاں ہر روز آیات اللہ کو دیکھتے ہیں والحمد للہ علےٰ ذالک -

۳- بزرگان ملت بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی طرح ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت بحال ہے - ضعف کی شکایت ہے باایں درس قرآن مجید اور طالبعلموں کے روزانہ سبق بدستور ہو رہے ہیں - آپکی اسقدر مصروفیت اور باوجود نحیف اور کمزور ہونے کے آرام نکرنے کی زندگی نے مجھے بتایا ہے - کہ آپ وقت کی کسقدر قدر کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ایسے محسن اور صاحب فیض انسان کو دیر تک زندہ رکھے آمین -

۴- حضرت فاضل امروہی صاحب امروہہ میں ہی تشریف فرما ہیں - اور تبلیغ کر رہے ہیں -

۵- منشی احمد عمر صاحب کشمیر سے دو ہفتہ سے آئے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس کے حضور حاضر ہیں - کریام - راہون - ضلع جالندھر سے اور شیر داغ ضلع ہوشیارپور کی جماعتوں میں سے ایک معقول تعداد حاضر ہوئی - ایسا ہی گجرات کے ضلع سے اور بعض دوسرے مقامات سے لوگ حاضر ہوئے - اور یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ٹھیرے -

۶- ۱۹- جون ۱۹۰۵ء کو منشی عبد الرحیم صاحب نے جو کچھ دنون آریہ سماج میں بھی شامل رہے ہیں مسجد مبارک میں آریہ سماج کی خدمت میں ایک گذارش سنائی جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدمت در پیش

سنو سنو اے آریہ ... جیت لائے
... کیون ... آئے
... ... -
... گذشتہ ایک ... ... آتا ہے -

(۲) دیانند کے شش ... دہرم کین ... -
پنڈت سمجھت ... ... -
دیانند کے ... ... ایمان کا ستیا ناس کر دیا ہے
جو کوئی ستیارتھ ... ... اپنی ... سمجھا ہے

(۳) بید ... نہیں ... آپ
ایشور کرتا ... دھرک ... باپ
بوڑھا دیا ... خود کچھ دعویٰ نہیں کرتا + خواہ مخواہ
کم عقلی سے اس کو خدا کا کلام بنا کر گنہگار ہوتے ہیں -

(۴) جیو انادی تم کہو پرکرتی آن آد -
کاہے گاوت ... ایشور کے ... یاد +
روح کو تم انادی سمجھتے ہو - اور مادہ کو ازلی خیال کرتے ہو
پھر کسلئے شانتی ... کا مذکورہ بھجن گاتے ہو -

(۵) موکھش تمرد چار دن پشتو آوت کال -
سوچن کر بتلائیو کہان گرو گھنٹال -
تمہاری نجات محض چار دن ہے اور پھر حیوان وغیرہ بننا ہے
ذرا دل میں غور کر کے بتلائیے کر ابگر و صاحب کہان ہیں -

(۶) اوستت سگری ... ہو پرتت نہ بولت ...
پاپ منہ جو بیا دیت کرے اس ... جگدیش
اگر کوئی تمام رات عبادت کرتا رہے تب بھی تمہارا ایشور
نہیں بولتا + اور اگر پاپ ہو تو جھٹ تناسخ کے
چکر میں ڈالتا ہے - یہ ہے تمہارا ایشور جگدیش +

(۷) ... بھیجے پراتی مجھے مہر دادیت
آتے ... نیوگ ... دیر ...
بیٹا لینے کی خاطر اپنی منکوحہ بیوی کو بھیج دیتے ہیں -
اور غیر آدمی سے نیوگ کرواکر دیر چ کا دان لیتے ہیں

(۸) واکو تم کا کہت ہو ... جو ...
... ہم ہان ...
اس شخص کو (دیانند) تم کیا کہتے ہو - جو ...
اور کہے مجھے یقین ہے - کہ میں ہی خدا ہوں -

(۹) چیتن شدھ مہاراج کی ... کرتوت
... دے کیو اکا پوت سپوت
بھائیو شدھ چیتن (دیانند کا پہلا نام) مہاراج
کی کرتوت ہے - اگر کوئی ان کا لائق چیلا ہے - تو
ہمارے اس اعتراض کا جواب بادلائل دے -

(۱۰) رتہبر آرج بھائیو ... نیا ... سیت
پرستو احمد کرشن سون ... لگس میت
(پاگل پن ... مسافر کا) ... بھائیو
تمہارا پرانا دوست ہے - مگر اب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) احمد کرشن اوتار کے خدام میں داخل ہے
الحمد للہ

۷- ہفتہ زیر اشاعت میں منشی کرم علی صاحب منکسا ضیاء الاسلام پریس کے ہان دوسرا بچہ پیدا ہوا + حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ کا نام ... رکھا - خدا تعالےٰ اس مولود کی عمر دراز کرے اور وہ خادم دین ہو - آمین - ایسا ہی میر مہدی حسن صاحب خادم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہان بھی بچہ پیدا ہوا - اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کی عمر بھی خدمت دین میں دراز کرے -

آمین

انا للہ وانا الیہ راجعون

مینے نہایت افسوس کے ساتھ سنا کہ میرے محترم دوست منشی چودہری عبد العزیز صاحب نایب تحصیلدار پالم پور کی اہلیہ حالت زچگی میں فوت ہوگئی - تھوڑے دن ہوئے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے منشی صاحب موصوف کو بچہ عطا کیا تھا - اس حالت زچگی میں بچہ کی والدہ بیمار ہو کر راہی ملک بقا ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون - اللہ تعالےٰ منشی صاحب موصوف کو صبر جمیل عطا فرمادے اور مرحومہ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے + اور اس بچہ کی عمر خدمت دین میں دراز کرے - احباب جنازہ غائب پڑھ دیں -

تازہ الہامات وکشوف

۱۶- جون ۱۹۰۵ء - قبل از نماز صبح میں اپنے مکان میں کمرے کے اندر کھڑا ہون اسوقت دیکھا کہ باہر ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے - وہ بہت بُری حالت میں ہے اور اسکے سر کے بال مقراض سے کٹے ہوئے ہیں کوئی زیور نہیں اور نہایت ردّی اور مکروہ حالت میں ہے اور سر پر ایک میلا سا کپڑا پگڑی کیطرح لپٹا ہوا ہے اسکے ساتھ بات کرنے سے مجھے کراہت آتی ہے نماز عصر کا وقت ہے میں جلدی سے اٹھا ہون کہ نماز کے لیے چلا جاؤں کچھ کپڑے مینے ساتھ لئے ہیں کہ نیچے جا کر پہن لونگا یہ جلدی اسلئے کی کہ اس عورت کو میرے ساتھ بات کرنیکا موقع نہ ملے پس مینے جلدی کے سبب پگڑی کو باندھا نہیں لیا اور پشمینہ کی سرخ چادر اوپر لے لی اور کمرے سے نکلا جب میں اسکے برابر گذرا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین - ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ "اُسپر آفت پڑی آفت پڑی" اور دیکھا کہ وہ عورت ایک نہایت ذلیل شکل میں کوڑہ ہونیکی طرح بیٹھی ہے فقط

نوٹ - یہ وہی عورت معلوم ہوتی ہے جسکے متعلق اسی اخبار میں درج ہوا تھا کہ میں انکو سزا دونگا میں اس عورت کو سزا دونگا" (ایڈیٹر)
تمہارا گناہ ہوں کوا ے خدا بخش ... بڑنے سے ہمکو ... یعنی

۱۹- جون ۱۹۰۵ء ہماری جماعت کے چار آدمیوں میں سے جو سخت بیمار ہو گئے تھے اسی جگہ یعنی ان میں سے ایک کے متعلق یہ الہام ہوا کہ خدا نے اسکو اچھا کرنا ہی نہیں تھا - یہ نیازی کے کام ہیں - اعجاز المسیح" یعنی اسکی ہوت

تقدیر مبرم کیطرح تھی گویا مبرم تھی مگر یہ معجزہ مسیح موعود ہے کہ اسکو خدا نے اچھا کر دیا مبرم تقدیر قابل تبدیل نہیں ہوتی - مگر بعض تقدیریں مبرم سے سخت شابہت رکھتی ہیں اور بنظر کشفی مبرم معلوم ہوتی ہیں ایسی تقدیر ایک صاحب برکت اور صاحب حال کی کامل توجہ اور اقبال علی اللہ سے دور ہو سکتی ہیں +

پیسہ اخبار اور ایک تازہ نشان کا دہکا

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

لاہور سے جو خبریں بذریعہ خطوط موصول ہوئی ہیں اور پنجاب سماچار نے غدر شکنی کی سرخی سے جو مضمون لکھا ہے اسے پڑھ کر سنت الٰہی کا عبرتناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے + پیسہ اخبار نے جس انداز سے حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا ٹھیکہ لیا ہوا اور اپنے اخبار میں بلاوجہ جس طرز اور طریق سے خدا کے جری کی اہانت اور ہتک کے سلسلہ کو جاری رکھا وہ پیسہ اخبار کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں - یہانتک کہ اس امر پر ناز کیا جاتا تھا کہ پیسہ اخبار ہی سب سے بڑھ کر مخالفت کرنے والا ہے + وہ لوگ (جو ماموروں اور انکے مخالفوں کے انجام کو شوق سے دیکھنے والے ہوتے ہیں -) اس آخری نظارہ کو دیکھنے کا انتظار کرتے تھے جبکا پردہ لاہور کے اخبار پنجاب سماچار نے آخر اٹھا دیا -

مینے جب ان حالات کو پڑھا اور سنا تو میری نظر کے سامنے وہ کلمات پھر گئے جو ۱۰- اپریل ۱۹۰۵ء کے الحکم میں پہلے اور دوسرے صفحہ پر نہایت جلی قلم سے لکھے گئے تھے اور وہ یہ ہیں:-

" بدقسمت نا عاقبت اندیش پیسہ اخبار اگر ہمارے ساتھ اپنے مقدمہ فوجداری کو زمین تک محدود رکھتا تو ممکن تھا کہ اسکا منحوس وجود بے اتفاقی اور اعراض کے تاریک گڑھے میں بے فائدہ کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا جاتا مگر شقاوت اور انانیت نے اسے صبر کرنے نہیں دیا جب تک اس نے خدا کے اپنے ہاتھ سے قایم کردہ سلسلہ کے ساتھ اپنے مقدمہ کو آسمان پر نہیں پہنچا لیا - اب وہ دیکھے گا اور دیکھنے والے دیکھیں گے کہ آسمان سے کھلا کھلا اور حق و باطل میں فرق کر دینے والا فیصلہ کس کے حق میں نازل ہوتا ہے "

اب وہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ نازل ہو گیا ہے جسکی تفصیل میں محض اسلئے کہ یہ ایک آیت اللہ ہے الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز کروںگا - ورنہ میں ایسے شرمناک اقعات کے اظہار سے ہی الحکم کو الگ رکھنا چاہتا تھا -

اور ان واقعات کے اظہار سے میری غرض صرف یہ ہوگی کہ تا نوع انسان کو فایدہ پہنچاؤں اور ان لوگوں کو جو اپنی تیز زبانیوں سے خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور ماموروں کی ہتک

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

نے معمولی طور پر مذہبی خلاف تھا لیکن وہ دوسرا پیلاطوس دل کا قوی نہ تھا جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کی جائے گی۔ اور یہ ایک [illegible] پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اسوقت جو مسیح ابن مریم عدالت میں پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھ پر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ یہ دونوں قول دونوں پیلاطوسوں کے بالکل باہم مشابہ ہیں اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کریں گے تو وہ ڈر گیا اور مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیوں کے حوالے کر دیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تھا اور اسکی عورت بھی غمگین تھی۔ کیونکہ وہ دونوں مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیوں کا سخت شور و غوغا دیکھ کر بزدلی ان پر غالب آگئی ہاں البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچا لیوے اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہو گیا مگر بعد اس کے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی میں آ گیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ دیکھو عبرانیان باب ۵ آیت ۷ بعد اسکے مسیح اوس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کیطرف آ گیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خانیار میں اوس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تھا لیکن تاہم اوس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اسپر کچھ بھی مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑ دینے پر قادر تھا مگر وہ قیصر کی دھمکی سے ڈر گیا لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریوں کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اسجگہ بھی قیصرہ کی بادشاہت تھی لیکن یہ قیصرہ اوس قیصر سے بدرجہا بہتر تھی۔ اسلئے کسی کے لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور ہنگامہ اٹھایا گیا تھا اور بہت سے [illegible] اور [illegible] ہو گئے تھے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکھایا کہ جو اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا تھا کہ میں آپ پر خون کا الزام نہیں لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کی [illegible] مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تھا اوس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس میں بزدلی کا رنگ نہ تھا جس دن میں بری ہوا اوس دن اس عدالت میں ملتی فوج کا ایک چور بھی پیش ہوا اس سے توقع تھی کہ پہلے مسیح کے ساتھ جو ایک چور تھا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو تو پکڑا گیا اور پہلے چور کی طرح جو پہلے مسیح کے ساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہیں چڑھایا اور نہ اسکی ٹانگیں توڑی گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی۔

اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں اس قدر حقائق و دقائق و معارف جمع ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وہ باتیں ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں ہم ایک حکیمانہ دعا کو لیتے ہیں کہ جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے یعنے اهدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی کنجی [illegible] پا سکتے اور نہ اوس کے فوائد سے منتفع ہو سکتے ہیں جبتک کہ ہمیں اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہیں خواہ وہ سلطنت اور وزارت کی ذمہ واریوں کے متعلق ہوں اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ [illegible] اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہوں اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور میں کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جبتک کہ اون کے بارہ میں ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت میں یہی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل سربستہ کے بارہ میں ایک لمبے وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تا کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور اچھے ہونے کام کو چاہنا اس بات کو چاہتا ہے کہ اوس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتھ میں آ جائے تو یقیناً وہ امر بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدائی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا جبتک اوس مرض کی حقیقت معلوم نہ ہو اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نہ نکل آوے کہ دل فتوے دیدے کہ اس راہ میں کامیاب ہوگی بلکہ کوئی انتظام دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا جبتک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصود کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیائی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ میں لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جس پر قدم رکھا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسلئے دوسری سورت میں جو سورۃ البقر ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع ہی میں فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یعنی انعام پانیکی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں *۔ پس یہ دعا یعنی دعا اهدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کیطرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی و دنیوی کے وقت میں اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف راہ ڈھونڈے جس سے باسانی مطلب تک پہونچ سکے۔ اور دل الیقین سے بھر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خداجوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا اوسکا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی تو پھر اوسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بناتا ہے اون کے گلے پڑ گیا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح ابن مریم میں دوسروں کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اوسکی خدائی کا خیال آیا۔ معجزات میں پہلے اکثر نبی اس سے بڑھکر تھے جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور الیاس نبی اور مجھے قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا جبکہ میں ایسا ہوں تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اس پاک رسول کا جسکی غلامی کیطرف میں منسوب کیا گیا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء اسجگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہیں جاتا خدا جو چاہے کرے جو اوس کے ارادہ کے مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد میں نامرادی نہیں بلکہ مر کر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اوس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سنت ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپنے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کے رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کسقدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں پس رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا کیا جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سی اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگوں کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو

---

* سورہ فاتحہ میں راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ میں گویا وہ دعا قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی ہے۔ منہ

* اہل حدیث فعل رسول و قول رسول دونوں کا نام حدیث ہی رکھتے ہیں ہمیں اون کی اصلاح سے کچھ غرض نہیں در اصل سنت الگ ہے جسکی اشاعت اہتمام خود آنحضرت نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہی جو بعد میں جمع ہوئی۔ منہ

... کی قرآن سمجھتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی ... کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت ... دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادمون کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤیدہ کے رنگ میں ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت ... زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈالدیا تھا سنت ان باتوں کا نام نہیں ہے جو سو ڈیڑھ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور **سنت** اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزار ہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے پس **حدیث** کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے جو قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہرحال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منسوب ہیں اور جب تک قرآن و سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اوسکی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے ایسی حدیثیں صدہا ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اوسکا متدین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کرو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہوں اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہوں اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دوگے پس اس صورت میں تم اسلام کے دشمن ٹھیرو گے اور اللہ تعالے فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُولٍ پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کھائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کر کے خدا نے غلطی کھائی اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی اس پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی ناف پر۔ اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں **كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ** ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حاکم ٹھیراتے تو ایک سورت نور ہی ان کو نور بخش سکتی تھی مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے جو اہل حدیث کہلاتے تھے[*] کچھ مدت سے ان لوگوں نے توریت کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ آجتک اون کا عقیدہ ہے اون کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو ان میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنی عنصری وجود کے ساتھ نازل نہو تب تک ان کا مسیح موعود نہیں آئیگا ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکر میں ڈالدیا اور وہ لوگ ان حدیث پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نکر سکے کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے جو الیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اوسکا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثوں کے سبب سے تھی جو آخرکار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہوگئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہ ہوگی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے انہوں نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتوے لکھا اور اون کو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو مانتا نہیں خدا نے الیاس کے دوبارہ آنیکی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ صادقہ کے ان خبروں کو کسی اور طرف کھینچ کر لیجاتا ہے[✗] اور حضرت مسیح کا نام اونہوں نے صرف کافر نہیں بلکہ ملحد بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ انکے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جھوٹی حدیثوں نے اونکو دھوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹھیرا کر اس حالت تک پہونچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو اونہوں نے کافر اور دجال کہا اور اس سے انکار کر دیا تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام وفات پا گئے۔ ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہیں۔

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھوڑاتا ہے یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے کہ جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسے ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چھڑائے گا ایسا جھوٹ مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کیلئے یقین کا محتاج تھا اور اس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے ان عیسائیوں پر جو یہ کہکر مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں وہ نہیں جانتے کہ ان کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت میں ہے شراب کی مستی ان کے دماغ میں ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اس سے وہ بیخبر ہیں۔

(باقی آئندہ)

نوٹ * انجیل میں نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی گئی تھی جو کہ طالمود کی حدیثوں اور روایتوں میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یہ حدیثیں سینہ بسینہ حضرت موسیٰ تک پہونچائی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ یہ موسیٰ کے الہامات ہیں۔ بالآخر یہ حال ہوگیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑھنے پر لگایا جاتا تھا بعض امور میں طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہود طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے۔ جالی مؤلفہ یوسف بارکلی مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء۔

✗ جس وقت حضرت عیسے علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اس وقت وہ پولوس بھی مکفرین کی جماعت میں داخل تھا جس نے بعد میں اپنے تئیں رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی میں آپ کا سخت دشمن تھا جس قدر حضرت مسیح کے نام پر ... بعد پولوس تو ایک رسول بن جائیگا اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت لکھنا ضروری نہیں کچھ ضرورت نہیں کہ عیسائی خوب جانتے ہیں افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک میں رہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریوں میں اپنے تئیں داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گھڑا اور عیسائیوں پر سور کو جو توریت کے رو سے ابدی حرام تھا حلال کر دیا اور شراب کی بہت کثرت دیدی اور

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

الحق یعلو ولا یعلیٰ

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا زور اور اثر خود عیسائیوں کے منہ سے ظاہر ہو رہا ہے ۔ بارہا الحکم کے انہیں کالموں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ کس طرح پر عیسائی اخبارات ۔ عیسائی علماء عیسویت کی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ حال میں چرچ آف انگلینڈ کے کئی سو پادریوں نے ملکر ایک اشتہار شائع کیا ہے جسکا مختصر سا مضمون ذیل میں درج کرتا ہوں اس اشتہار کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا ۔ کہ کس طرح پر صلیب ٹوٹ رہی ہے ۔ یہہ اندرونی حربے ہیں جو عیسویت کے بت کو پاش پاش کر رہے ہیں ۔ وہ مضمون یہ ہے ۔ کہ آجکل کی سائنس نے جو کہ دن بدن ترقی کر رہی ہے ہمیں یہ بتلا دیا ہے کہ بائیبل میں جو تواریخی حصہ ہے اس کو ہم الہامی کہکر ثابت نہیں کر سکتے ۔ اگر بائیبل کے پرانے اور نئے نامہ پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جاوے ۔ تو معلوم ہوگا ۔ کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کو تاریخی واقعات سے زیادہ وقعت نہیں دیجا سکتی ۔ ان کو اس امر کی خوشی ہے ۔ کہ ان کے بہت سے ہم پیشہ بھائی پرانے عہد نامہ کی بابت تو یہ خیال ظاہر کرنے لگ گئے ہیں ۔ لیکن نئے عہد نامہ کے متعلق وہ خیالات ظاہر کرنے کی جرأت نہیں ہوتی ۔ ان کو اس امر کی شکایت ہے ۔ کہ اگر وہ بائیبل کے تاریخی واقعات کو تنقیدی نظر سے دیکھیں ۔ تو ان کے عیسائی بھائی ان کو خارج کرنے کی دہمکی دیتے ہیں ۔ اور ان کے اس کام کو بری نظر سے دیکھتے ہیں ۔ انکا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ کنایہ ۔ کہ مرید عیسائی ان کو تنگ کریں ۔ اور اس طرح کئی سوالیق پادری چرچ سے علیحدہ ہو جائیں ۔ انکا خیال یہ بہی ہے ۔ کہ لوگوں کی روحوں کو ان تاریخی واقعات کی بنا پر جو کہ بواسطہ تاریخ کے مطالعہ کے ثابت نہیں ہو سکتے ۔ پرورش دینا عیسائی چرچ کے لیئے خطرناک ہوگا ۔

عیسائی کیونکر بنائے جاتے ہیں

ڈاکٹر پینیل ایک مشنری

ڈاکٹر پینیل جو بنوں میں رہتے ہیں ...... یہہ وہی ڈاکٹر پینیل ہیں جنہوں نے سادہو لباس میں انڈیا کے بعض بڑے بڑے شہروں کا سفر کیا تہا ۔ وہ قادیان بہی آئے تہے انہوں نے اپنے سفرنامہ میں عیسائی بنانے کے راز پر روشنی ڈالی ہے ۔ جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لیئے میں درج کرتا ہوں ۔ ڈاکٹر پینیل نے ۱۸۹۸ء میں بہی ایک لمبی چٹھی کے ذریعہ مشنریوں کو متنبہ کیا تہا چنانچہ ہم نے الحکم میں بہی اسوقت انکی اس تحریر پر نوٹس لیا تہا ۔ اور اب جو کچھ عیسائیت کی ترقی کا راز انہوں نے کہولا ہے وہ اور بہی قابل غور ہے +

کئی مشنوں میں یہ قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلا تحقیقات یا کچھ یونہی سا دریافت کرکے چوہڑوں اور چماروں کو اصطباغ دیکر ان کا نام بدل دیتے ہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ ان کے بد افعال مسیحی مذہب کے لیئے ایک سخت دہبہ ہوتے ہیں ۔ اور ہندوں اور مسلمانوں کے دلوں میں مسیح کی طرف سے ایک قسم کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے ۔ پنجاب کے بعض اضلاع میں مسیحیوں کو طنزاً " کرانی " کہا جاتا ہے لیکن اس علاقہ میں (مراد ضلع مرادآباد وغیرہ سے ہے) مسیحیوں کے لیئے عام طور پر لفظ چوہڑے اور چمار مستعمل ہیں ۔ ان میں زیادہ دقت لذا نے سے شاید یہ فائدہ متصور ہوگا کہ ان کی ایک بڑی تعداد بہت جلد اصطباغ پانے کو تیار ہو جاتی ہے اور یوں ان مہربانوں کو جو انگلستان اور امریکہ سے چندہ بہیجتے ہیں خوش کرنے کا ایک اچھا موقعہ ہاتھ آجاتا ہے لیکن اگر کوئی ان لوگوں کی زندگیوں کو دیکھے تو بہت کم فائدہ نظر آئیگا " اس کے بعد ڈاکٹر پینیل صاحب ایک فراخ کے مشنری کی زبانی ایک خاص واقعہ بیان کرتے ہیں ۔ سائیں کا کی نسبت پادری صاحب نے اپنی رپورٹ میں دیکھا کہ وہاں دو آدمی عیسائی ہونگے ۔ مگر ... نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ ایک عیسائی نہیں ہوا ۔ لیکن ایک آدمی شراب میں بدمست ہو رہا تہا ۔ لوگوں نے اسکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہی عیسائی ہے ۔ اسکے بعد پادری صاحب کے اپنے الفاظ ہی درج کرتا ہوں ۔ " میں نے اوس آدمی کو پاس بلایا اور دریافت کیا ۔ کہ تم عیسائی ہو ؟ اوس نے جواب دیا کہ نہیں تو سہی ۔ مگر چونکہ پادری صاحب نے میرے ساتھہ دعا کیا اس لئے ایسا ہی تو ہے ۔ میں نے پوچھا کہ کونسی دعا تمہارے ساتھہ کی گئی ۔ بولا کہ جب میں پچاس ساٹھہ رشتہ داروں کو بپتسمے کے لیئے ان کے پاس لے گیا تو وہ نہایت خوش ہوئے اور مجھے ۵ روپیہ کی جمعداری دی لیکن جب انہیں اور فائدہ نظر نہ آیا ۔ تو میری جمعداری بھی بند کردی " پھر ڈاکٹر پینیل صاحب لکھتے ہیں " اگر ان پادری صاحب نے ان آدمیوں کے بپتسمہ پانے کا حال اپنی رپورٹ میں درج کیا تہا تو واجب تہا کہ اب وہ انکا انجام بہی لکھہ دیتے ۔ ورنہ جمعدار کا الزام درست ہے کہ انہوں نے اس سے دغا کی اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی رپورٹ کے ناظرین کو بہی دہوکا دیا ۔ اکثر ان صاحبوں کی طرف سے جو ہزاروں ایسے آدمیوں کو بپتسمہ دیکر انکی تعداد بیان کرتے ہیں ۔ یہ عجب تماشا ہے کہ اگر یہ سچے عیسائی نہیں ہیں ۔ تو ایک دن ہم ان کی اولاد کو تو تعلیم دینگے ہی اور وہ ضرور سچے مسیحی ہونگے ۔ لیکن بائیبل سے کوئی ثبوت پیش کیاجا سکتا کہ سوائے اوس حالت کے جبکہ آدمی سچے دل سے تائب ہوتا اور اوس میں مسیحی ایمان کے نشان پائے جاتے ہیں ۔ کسی اور کو بھی بپتسمہ دینا روا ہے ۔ اور اگر یہ مان لیا جائے ۔ کہ اس آدمی کا دل تبدیل نہیں ہوا اور اسکی اولاد کے بچنے کی امید ہے تو اس حالت میں اسے تعلیم دینا چاہیئے نہ کہ بپتسمہ ۔

آریہ سماج کی ناکامی

آریہ سماج کی ناکامی کو خود آریوں نے قبول کر لیا ہے جو اس مذہب کے مردہ ہونے کے لیئے کافی دلیل ہے اور یہ پیش خیمہ ہے اس موت کا جو اس مذہب پر آنے کو ہے ست دہرم پرچارک جالندھر نے آریہ سماج کی ناکامی پر ایک مسلسل آرٹیکل شروع کیا ہے ۔ جس میں اس نے صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج اپنے مقاصد سے اسلیئے راستہ پر جا رہا ہے اور اندرونی شہادت کے لیئے جب آریہ سماج کے ممبروں کو مخاطب کرکے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ نوّے فیصدی کے دلوں سے بے اختیار یہہ آواز نکلے گی کہ چاروں طرف ناکامی ہی ناکامی نظر آرہی ہے ۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ دن قریب ہیں جب آریہ سماج کا نام صرف ہم کتابوں میں پڑہیں گے ۔ اور بس ۔

طمع زر اور تبدیل مذہب

ہمعصر مالابار ڈیلی نیوز لکھتا ہے کہ ایک مالاباری ہندو جسے لوگ بڑا نامی گرامی شخص بتاتے ان اطراف میں جا بجا سیر سپاٹا کرتا پہر رہا ہے اور جہاں جاتا ہے مقدس پادریوں کو مسیحی مذہب قبول کرنیکا دم جہانسا دیکر ان سے کچھ نہ کچھ رقم اینٹھ لیتا ہے عوام کا یہی بیان ہے کہ شخص مذکور اس فن میں بڑا چلتا پرزہ ہے اسکی عیاری کے طریقے بہت اور ایک سے ایک چڑہتے ہیں ۔ آپ اندنوں ریاست کوچین میں رونق افروز ہیں اور پولیس کو خوب ناک چنے چبا رہے ہیں ۔ اس عیاری چالاکی تو چنداں تعجب خیز نہیں ۔ لوگ دنیا میں طمع زر سے ہزار طرح کے مکر و فریب کرتے ہیں ۔ اس نے اگر مذہب کو مطلب براری کا آلہ بنایا تو کون اچنبھا ہو گیا ۔ لیکن حیرت اور افسوس تو ان مسیحی مقتداؤں کی عقل پر ہے جو اس فریبی کے دہوکے میں آتے ہیں ۔ انکا دین اگر سچا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ وہ کسیکو مال و زر کے زور سے اپنے دین کی ترغیب دیں ۔ بات یہ ہے کہ اسلام کے آفتاب صداقت و صداقت کی تیز شعاعوں نے اب صلیب پرستی کے مذہب کو ایسا مضمحل کر دیا ہے کہ اس قسم کے ذرائع کشش بغیر بیچارے پادریوں کا ایک دن کام نہیں چل سکتا ۔ آج ہی اگر مشنوں کو گرانقدر رقوم ملنی بند ہو جائیں تو پھر دیکھیئے ہندوستان میں انکی پُراسرار تبلیغ و اشاعت کا کیا حشر ہوتا ہے

عیسائی کیسے بنتے ہیں سفیر روس کی رائے

پیپرا ہی نے ایک قدم آگے بڑہکر لکھا تہا ۔ کہ اگرچہ جاپان عیسائی ملک نہیں ہے ۔ مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جنمیں ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہیں ۔ مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جن میں ایڈمرل ٹوگو بہی شامل ہے عیسائی ہیں مگر یہ کبھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ لوگ مہاتما بدھ کے پاک تعلیم کو نزدیک کرکے کیوں عیسائی ہوئے یا کسی تکلیف کے باعث یا روحانی زندگی حاصل کرنے کی غرض سے مسٹر ڈبلیو جے سٹیڈ ریویو آف ریویو کے لائق ایڈیٹر نے مسٹر ایم لیسر کے خیالات سوال جواب اپنے ماہواری میگزین میں کیا ہی عمدہ پیرایہ میں درج کیئے ہیں ۔

ایم لیسر سفیر روس ہے وہ کہتا ہے کہ ہم کو اسوقت دو تکلیف کا سامنا ہے ایک یہ چین کیلئے دانت پیسنا یعنی اوس پر قبضہ و اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشاں [illegible] دوسرا یہ کہ ساری کی ساری چین یسوع مسیح کی معتقد ہو جاوے وہ کہتا ہے کہ اگر آپ مجھ سے مشنری کی بابت سوال کریں تو میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ جب ایک آدمی مشنری سایہ میں آجاتا ہے تو اوسکا تعلق دوسری قوموں سے قطع ہو جاتا ہے بیشک یہ خیال اوس کے دل میں ہونا چاہیئے کہ یسوع مسیح ہے اوس کے لئے بہشت کی بادشاہت کا کامل ہے اگر جنگ میں قتل ہوکر وہ شہید ہوگا تو اس کا خون گرجا کا بیج بنے گا مگر جہانتک میرا خیال ہے ۔ ان خیالات کو لیکر کوئی عیسائی نہیں ہوتا جب آدمی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا کسی ہمسایہ کا مال سرقہ کرتا ہے تو یہ دیکھکر کہ اوسکو کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے ۔ جہٹ عیسائی ہو جاتا ہے یہ چینی حدود کا ہی حال نہیں بلکہ وہ کہتا ہے کہ پرشین سرحد پر جب ایک مسلمان کوئی جرم کرتا ہے اور اس خطرہ سے کہ وہ گرفتار بلا ہوکر سخت سزا کا مونہہ دیکھے گا ۔ تو وہ فوراً ارتھاڈکس گریک کرسچن بن جاتا ہے ۔ محض اس خیال سے کہ سزا سے بچ جاوے یہی تکالیف چین میں دکہائی دے رہی ہیں ۔ کوئی خوشی سے عیسائی نہیں ہوتا اور نہ ان خیالات کو لیکر عیسائی ہوتا ہے ان کا ذکر اوپر کیا گیا ہے +

اسلامی عہد تمدن کی بے نظیر تربیت

ناظرین! جب کسی اقبال مند قوم پر ادبار آتا ہے تو پہلے خدا تعالیٰ اس سے وہ محاسن و فضائل سلب کر لیتا ہے جنکی وجہ سے اُسے اقبال ملا تھا یا یوں کہو کہ وہ تمام سی ساری قوم خود بد اطواری میں پڑ کر اوصاف کمال سے بے اعتنائی کرنے لگتی ہے اور افراد قوم کے اخلاق میں برائیاں پیدا ہو کر روز بروز بڑھتی جاتی ہیں یہاں تک کہ ترشدہ شدہ آئندہ نسلیں اپنے اسلاف کے طور و طریق سے بالکل الگ جا پڑتی ہیں۔ آج مسلمان کیوں تباہ و خستہ حال ہیں اور کیوں دنیا میں عزت و اقبال کے بعد ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ان کے وہ اخلاق و اطوار جو کبھی ترقی و اقبال کا سبب تھے بگڑ گئے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ جو اوصاف ان کے اسلاف میں تھے خود انہیں نہ رہے۔ اور رہتے تو کیونکر؟ جس تربیت نے انہیں پال پوس کر بڑا کیا۔ اور آئندہ نسلوں کا نمونہ وار بنا یا وہ تو ناقص بلکہ سراپا نقص و عیب ہے۔ بے اختیار رونا آجاتا ہے جب ہم اپنی قوم کے اہل ثقہ کی بھی یہ ابتر حالت ہو تو پیر اوسط و ادنیٰ طبقات کا شکوہ ہی کیا ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ کی تقلید پیروی کرتا ہے۔ پس جب بڑے ہی خراب ہیں تو چھوٹوں کا خراب تر ہونا لازمی امر ہے۔

ہماری بدعنوانیوں اور بدکرداریوں نے صرف ہمیں کو ذلیل و خوار نہیں کیا بلکہ اسلام کے پاک نام کو بٹہ لگایا اور اسلاف کو ناحق بدنام کیا۔ چنانچہ غیر قومیں جب دیکھتی ہیں کہ مسلمانوں میں تربیت آج کیا کبھی تھی ہی نہیں۔ جب انکی تہذیب و مدنیت اور علم و فضل کا زمانہ تھا تب بھی تربیت کا رخ ان کے ہاں سیاہ ہی تھا۔ غیر قومیں جو چاہیں کہیں وہ معذور ہیں۔ ہمارے گھر کی بیچ کی باتیں۔ تربیت و پرورش کا حال انہیں کیونکر اور کہاں تک معلوم ہو سکتا ہے۔ ہاں ننگ قوم و ننگ اسلاف ہیں ہم کہ اسلاف کے اوصاف و کمالات کھوئے ہی اپنی بھی خبر نہ رکھو سکے کہ وہ لوگ کیسے تھے اور اس زمانہ کی تعلیم و تربیت کا کیا حال تھا۔ اور کس درجہ کی تھی کہ آج مخالفوں کو تو زبان سے کچھ جواب دیدیتے۔ اگر خود کسی لائق نہ تھے تو اسلاف کی قابلیت تو منوا دیتے۔ مگر نہیں اسلاف کی خوبی کا منوانا خود اخلاف کی قابلیت و لیاقت پر منحصر ہے۔ کاش اب بھی مسلمان اپنی غفلت شعاری اور بے راہ روی سے باز آئیں اور توفیق ان کے شامل حال ہو تاکہ اپنے اسلاف کو طریق تربیت سے آگاہی حاصل کرکے خود بھی اسی طریق کے پابند ہوں

اور ذیل کی چھوٹی سی حکایت کو پڑھکر آج سے بارہ برس پہلے کی اسلامی کامل تربیت کا اس زمانہ کی ناقص تربیت سے مقابلہ کرکے ذرا شرمائیں تو سہی۔ مگر وہ شرم بھی کس کام کی شرم ہے جو شرمناک کاموں کو نہ چھڑا سکے اور آدمی کو سیدھے راستہ پر نہ لے آئے۔

حکایت محمد ابن عبدالرحمٰن ہاشمی نے اپنے دوست احباب کو بیان کیا کہ جعفر ابن یحییٰ برمکی کی اس عنایہ اکثر میری والدہ سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ چونکہ وہ بڑی دانا اور شیریں گفتار تھیں جب کبھی وہ ہمارے گھر آتیں میں بہت خوش ہوتا۔ اور خواہ مخواہ ادھر اُدھر کی باتیں چھیڑ کر ان کے پاس بیٹھا رہتا۔ ایک دن اپنی ادھر اُدھر کی باتیں کرتے کرتے میں نے اُن سے کہا کہ بعض لوگ آپ کے فرزند جعفر کو فضل سے افضل سمجھتے ہیں اور بعض فضل کو جعفر سے۔ آپ بتائیے کہ ان میں سے کون افضل ہے؟ ام جعفر نے کہا ہاں فضل فضل ہی ہے۔ بیٹے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگوں کی رائے اسکے خلاف ہے۔ ام جعفر نے کہا اچھا لو میں تم سے ایک قصہ بیان کرتی ہوں۔ تم ہی فیصلہ کرو کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا اور کسکی برتری ثابت ہوتی ہے؟ مگر ذرا غور کرکے رائے قائم کرنا۔ بیٹے کہا بہت اچھا فرمائیے۔ ام جعفر نے یوں کہنا شروع کیا۔

ایک دن فضل و جعفر دونوں بھائی گھر میں میرے پاس کھیل رہے تھے۔ دفعۃً انکو ابا جان آگئے کھانے کا وقت تو تھا کھانا منگایا اور فضل و جعفر کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا لیا۔ دونوں نے سلیقہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور باپ بیٹوں میں پیار محبت کی باتیں شروع ہوگئیں اور آخر میں ذیل کی گفتگو تک نوبت پہونچی۔

یحییٰ۔ کیوں بیٹے تم شطرنج بھی کھیلنا جانتے ہو؟

جعفر۔ (جوذرا شوخ اور جری تھا) جی ہاں۔

یحییٰ۔ پھر کبھی اپنے بھائی کے ساتھ بھی کھیلے ہو؟

جعفر۔ جی نہیں۔

یحییٰ۔ اچھا ہمارے سامنے کھیلو تو دیکھیں کون جیتتا ہے؟

جعفر۔ بہت بہتر ابھی لیجئے۔

فوراً شطرنج لاکر بچھا دیگئی اور مہرے جمادیے گئے اور جعفر شطرنج کھیلنے کیلئے سنبھلکر ہو بیٹھا۔ فضل گرچہ جعفر سے بہت اچھی شطرنج جانتا تھا۔ لیکن اس نے کھیلنے سے انکار کیا۔

یحییٰ۔ فضل تمہیں کیا ہوگیا؟ شطرنج کیوں نہیں کھیلتے کیا جعفر تم سے نفضل ہے؟ کچھ میرا جی نہیں چاہتا۔

جعفر۔ جی نہیں۔ بھائی صاحب اپنے آپ کو بڑا شاطر سمجھتے ہیں۔ مجھے کمزور سمجھ کر کھیلنا نہیں چاہتے۔ مگر میں شرط سے کھیل سکتا ہوں۔

یحییٰ۔ دیکھو تو جعفر کیا کہہ رہا ہے؟!

فضل۔ مگر میں کھیلنا ہی نہیں چاہتا۔ میرا جی نہیں چاہتا۔

یحییٰ۔ اچھا ہم تمہاری طرف ہوئے کیوں جعفر منظور ہے؟

جعفر۔ جی بہت بہتر میں تیار ہوں۔

فضل۔ بہتر ہو کہ مجھے معاف کیا جائے۔

یحییٰ۔ اچھا تمہاری مرضی نہ سہی۔

اسقدر کہکر ام جعفر میری طرف متوجہ ہوئیں اور کہا اب انصاحبزادوں کے کیا فیصلہ کرتے ہو؟ بیٹے کہا کہ جو کچھ آپنے پہلے فرمایا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔

ام جعفر صاحبزادوں میں سے پہلے سے سمجھتا تھا کہ تم میری رائے کے موافق فیصلہ کروگے۔ دیکھو جعفر نے اتنی سی دیر میں چار ٹھوکریں کھائیں۔ اور فضل چاروں سے صاف بچ گیا۔ کیونکہ یحییٰ نے جدًا دریافت حال کے لئے شطرنج کی بابت سوال کیا تھا۔ جعفر نے پہلی ٹھوکر کھائی اقرار میں۔ دوسری لغزش یہ کہ بھائی سے کھیلنے کیلئے تیار ہوگیا۔ اور تعلّی جتلا بیٹھا تیسری غلطی یہ کہ شرط باندھ کر اپنے بھائی کو مال لینا چاہا۔ اور چوتھی بار تو بالکل ہی گر پڑا۔ اور باپ بھائی دونوں سے کھیلنے پر آمادگی ظاہر کر دی ان کے مقابلہ کی جرأت کی۔

ابن عبدالرحمٰن۔ والدہ آپ تو قاضی تھیں ہی بڑا بہتر فیصلہ کر سکتی ہیں۔ مگر بتائیے کہ فضل تو ان سب باتوں کو سمجھ گیا کہ جعفر کچھ بھی نہ سمجھا؟

ام جعفر۔ اچھا اب اسکی کیفیت بھی سن لو یحییٰ ابن خالد جب باہر چلے گئے بیٹے فضل کو الگ بلاکر پوچھا۔ بیٹا تم نے اپنے ابا کی خوشی سے کیوں انکار کیا؟

فضل۔ اماں جان اگر میں کھیلتا تھا جعفر پر غالب آ جاتا اور اسے شرمندہ ہونا پڑتا۔ ایک تو اس سبب سے میں نہ کھیلا۔ دوسرے یہ کہ ابا جان کو اپنا طرفدار بنا کر اپنا مغلوب کرنا مجھے اس سے بھی زیادہ معیوب معلوم ہوا۔

ابن عبدالرحمٰن۔ اچھا اسی طرح آپ نے جعفر سے بھی کچھ دریافت کیا؟

ام جعفر۔ ہاں بیٹے۔ فضل سے جب میں یہ جواب سن چکی تو تھوڑی دیر کے بعد جعفر کو الگ بلایا اور حسب ذیل گفتگو کی۔

میں۔ جعفر تمہارے ابا جان نے تم سے شطرنج کے متعلق صرف اصلی سوال کیا تھا کہ کہیں تم اپنا وقت کھیل ہی میں تو نہیں گذارتے؟ فضل تو چپ رہا۔ مگر تم نے کیسے اقرار کر لیا؟

جعفر۔ اماں۔ بیٹے۔ ابا جان کو کئی دفعہ کہتے سنا کہ محنت کے بعد کھیلنے سے طبیعت برقرار آجاتی ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ ابا جان کو معلوم ہے کہ میں تعلیم و ادب میں کسقدر زحمت اٹھانی پڑتی ہے اسلئے مجھے خیال ہوا کہ ہمارا شطرنج کھیلنا انکو معلوم نہ ہوگیا ہو۔ بھائی کیطرف سے مجھے انکار کرنیکا اندیشہ تھا۔ اسلئے بیٹے فوراً کہدیا ہاں ہم کھیلتے ہیں۔ تاکہ بھائی اور مجھ پر ابا جان خفا نہ ہوں اور اگر خفا ہوتے تو گویا بیٹے بھائی کو تو بچالیا تھا۔

میں۔ اچھا پھر تم نے بھائی سے شرط باندھکر کیوں کھیلنے کا ارادہ کیا کیا تم اس کا مال خود لینا چاہتے تھے؟

جعفر۔ جی ہرگز نہیں۔ بلکہ امیرالمومنین نے مجھے ایک دوات دی ہے جو بھائی صاحب کو بہت پسند ہے۔ بیٹے ہر چند اصرار کیا مگر انہوں نے نہ لی۔ میں صرف اسے ہارنا چاہتا تھا تاکہ بھائی صاحب خوشی سے لیں۔

ابن عبدالرحمٰن۔ یا امی ذرا یہ بھی بتائیے کہ وہ دوات کیسی تھی؟

ام جعفر۔ بیٹا۔ ایک روز امیرالمومنین کے پاس گیا تھا کہ ایک یاقوت سرخ کی مرصع دوات رکھی تھی امیرالمومنین نے دیکھا کہ جعفر اس دوات کو بغور دیکھتا ہے وہ اسے عنایت کردی۔

ابن عبدالرحمٰن۔ اچھا اب آپ باقی قصہ پورا کیجئے۔

ام جعفر۔ ہاں بیٹے۔ پھر بیٹے جعفر سے کہا کہ اچھا یہ بھی سہی مگر تم نے اپنے ابا اور بھائی دونوں کو فریق ثانی بنا کر کھیلنے کی جرأت کیسے کی؟

جعفر۔ اسلئے میں جانتا تھا کہ اول تو بھائی مجھ پر ہر طرح غالب آ جاتے ہیں۔ اور اگر بالفرض انکی بازی گرنے لگی تو ابا جان کی مدد سے ضرور غالب آجائینگے اور جیتنے سے انہیں ضرور خوشی ہوگی۔ اسی لئے میں ایسی جرأت کرنے چلا گیا۔

ابن عبدالرحمٰن۔ خوب بہت خوب! اگر مجھے اتنا اور بتا دیجئے کہ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ فضل و جعفر بالغ ہو چکے تھے؟

ام جعفر۔ بیٹا تم کیسی باتیں کرتے ہو ایسے بچوں کی نسبت بھلا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی بالغ ہوئے ہوں؟ بلوغ تو بالغ جب آئے تھے یہ بچے تھی عمر میں دس سال کی ہوتی تھیں ہم انہیں کھیل کو دے سے روک دیتے تھے۔ اور ہر شخص کے سامنے جانے تک کی اجازت نہ دیتے تھے۔

(قطعہ ابن عبدالحکم)

درخواست نکاح

۱۔ قاضی شہاب الدین صاحب نمبردار و جاگیردار بابل پور قریشی النسب ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنے کے خواہشمند ہیں آمدنی معقول ہے۔ عمر تیس و چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے پرانے رشتہ دار نہیں شادی نہیں کرنا چاہتے۔

۲۔ سید علی بخش صاحب احمدی۔ بابل پور درزی کا کام کرتے ہیں بچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے۔

۳۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخاں اصل متوطن تو نسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہیں۔ احمدیوں ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس کے دولڑکے آٹھ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دوسو کنال اراضی کے مالک ہیں

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے باراز لی اینہا ستم رسی تو مرا | بہتر ز ہزار خلد کوئی تو مرا
از مصلحتے دگر طرف بیم لیک | ہر لحظہ نگاہ ہست سوئی تو مرا
بر عزتمن اگر کسے حملہ کند | صبر است طریق ہمچو خوئی تو مرا
من چیستم و چہ عزتم ہست مگر | افسنگ است ز بہر آبروئی تو مرا

ایک صاحب محمد اکرام اللہ نام سنے رورانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ - مئی ۱۹۰۵ء میں میرے ان اشتہارات کی نسبت جنمین اوّل دفعہ اور دوم دفعہ کے زلزلہ کی نسبت پیشگوئیاں ہین - کچھ اعتراض شایع کئے ہین اور میرے خیال مین وہ اعتراضات صرف تعصب کیوجہ سے نہین ہین - بلکہ ناسمجھی اور نہایت محدود واقفیت بھی اون کا موجب ہے - قوم کی حالت پر اسی وجہ سے مجھے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرنے کیوقت کچھ تدبر نہین کرتے - اور جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے - یا خود نمائی کی وجہ سے یہ شوق دامنگیر ہوتا ہے - کہ کسی طرح معترض بنکر ہمین بہی اوّل درجہ کے مخالفون میں جگہ ملجائے - یا کم از کم لایق اور اہل علم متصور ہون - مگر بجائے لایق کہلانے کے خود اپنے ناحق سے اپنی پردہ دری کرتے ہین اے اہل انصاف اعتراضات کو سنین - اور ان کے جوابات پر غور کر کے دیکہین - کہ کیا ایسے اعتراضات کوئی منصف مزاج جسکو کچھ بہی عقل اور دین سے حصہ ملا ہے - کر سکتا ہے افسوس کہ یہ لوگ اول خود دہوکا کہاتے ہین - اور پہر لوگون کو دہوکے مین ڈالنا چاہتے ہین - اور اس حالت کا سارا باعث وہ جلاہوا تعصب ہے کہ جو جہنم کی آگ اپنے اندر رکہتا ہے

خلاصہ اعتراض - اوّل قولہ - اب ہم مرزا صاحب کے قول سے ثابت کرتے ہین کہ زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہین ہے - کیونکہ وہ اپنی کتاب ازالہ اوہام مین خود لکہتے ہین کہ زلزلہ کی پیشگوئی قابل وقعت چیز نہین بلکہ مہمل اور ناقابل التفات ہے - الجواب واضح ہو کہ معترض نے اس جگہ وہ میری عبارت پیش کی ہے کہ جو مینے انجیل متی کی ایک پیشگوئی پر جو حضرت مسیح کیطرف منسوب کیجاتی ہے - ازالہ اوہام مین لکہی ہے اور اس جگہ کافی ہوگا - کہ وہ عبارت زلزلہ کی نسبت جو انجیل متی مین حضرت مسیح کے نام پر مندرج ہے جس کو مینے ازالہ اوہام مین نقل کیا ہے - پہلے سلسلہ سے پیش کر دی جائے - اور پہر وہ عبارتین جو میری پیشگوئیون مین دونون زلزلون کی نسبت بذریعہ اشتہارات شایع ہو چکی ہین - بالمقابل اس جگہ لکہدی جاتی ہین - تا ناظرین خود سمجھ لین کہ کیا ان دونون پیشگوئیون کی ایک ہی صورت ہے یا ان مین کچھ فرق بہی ہے - اور کیا میری پیشگوئی مین بہی زلزلہ کی نسبت صرف معمولی الفاظ ہین جو ہر ایک زلزلہ پر صادق آسکتے ہین - جیسا کہ انجیل متی کے الفاظ ہین - یا میری پیشگوئی فوق العادت زلزلہ کی خبر دیتی ہے اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بہی بے موقعہ نہ ہوگا - کہ جس سرزمین مین حضرت مسیح تھے - یعنی ملک شام مین اس ملک کی قدیم سے ایسی صورت ہے کہ ہمیشہ اس مین زلزلے آیا کرتے ہین - جیسا کہ کشمیر مین اور ہمیشہ طاعون بہی اس ملک مین آیا کرتی ہے پس اس ملک کے لئے یہ تعجب نہین ہے کہ اس مین زلزلہ آوے - یا طاعون پیدا ہو - بلکہ کوئی بڑا زلزلہ بہی آنا عجیب بات نہین ہے - حضرت مسیح کی پیدایش سے بہی پہلے اس مین زلزلے آچکے ہین - اور ان کی زندگی مین بہی ہمیشہ سخت اور نرم زلزلے آتے رہتے تہے - پہر معمولی بات کی نسبت پیشگوئی کیا ہوگی مگر ہم آگے چلکر بیان کرینگے کہ یہ زلزلہ جسکی نسبت پیشگوئی مینے کی تہی اس ملک کے لئے کوئی معمولی بات نہ تہی - بلکہ ایک ان ہونی اور فوق العادت بات تہی جسکو تمام ملک کے رہنے والون نے فوق العادت قرار دیا بلکہ نمونہ قیامت سمجھا - اور تمام محقق انگریزون نے بھی یہی گواہی دی - اور تاریخ پنجاب بہی یہی شہادت دیتی ہے - اور نیز پرانی عمارتین جو قریباً سولہ سو برس سے محفوظ چلی آتین - بزبان حال یہی شہادت دے رہی ہین مگر سب کو معلوم ہے - کہ ملک شام مین تو اس کثرت سے زلزلے آتے ہین کہ جب ... پیشگوئی حضرت مسیح کی لکہی گئی - تو غالباً اس وقت بہی کوئی زلزلہ آرہا ہوگا -

اب ہم ذیل مین وہ پیشگوئی لکہتے ہین - جو زلزلہ آنے کی نسبت انجیل متی مین لکہی گئی ہے جسکو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے - اور وہ یہ ہے قوم قوم پر اور بادشاہت پر بادشاہت چڑہہ آویگی اور کال اور مری پڑے گی - اور جگہ جگہ بھونچال آوین گے - دیکہو انجیل متی باب ۲۴ - یہی پیشگوئی ہے - جسکی نسبت مینے ازالہ اوہام مین وہ عبارت لکہی ہے جو معترض نے اخبار مذکور کے صفحہ ۵ پانچ کالم اوّل سطر ۲۲ چوبیس مین درج کی ہے - اور وہ یہ ہے - کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیان ہین - کہ زلزلے آئین گے - مری پڑیگی لڑائیان ہونگی - قحط پڑینگے - معترض صاحب میری اس عبارت کو لکہکر اس سے بات نکالتے ہین - کہ گویا مینے یہ اقرار کیا ہے - کہ زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کرنا کوئی قابل وقعت چیز نہین اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے میرا یہ مدعا نہین ہے جو معترض نے سمجھا ہے - بلکہ غرض یہ ہے - کہ معمولی طور پر ایک بات کو پیش کرنا - جسمین کوئی اعجوبہ نہین اور جسمین کوئی فوق العادت امر نہین - پیشگوئی کے مفہوم مین داخل نہین ہو سکتا مثلاً اگر کوئی پیشگوئی کرے - کہ برسات کے دنون مین کچھ نہ کچھ بارشین ہونگی تو یہ پیشگوئی نہین کہلا سکتی - کیونکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ برسات کے دنون مین کچھ نہ کچھ بارشین ہوجایا کرتی ہین - ہان اگر کوئی یہ پیشگوئی کرے کہ اب کی دفعہ برسات کے دنون مین اس قدر بارشین ہونگی کہ زمین مین سے چشمے جاری ہو جائین گے - اور کوئین پر ہو کر نہرون کی طرح بہنے لگین گے اور گذشتہ سو برس مین ایسی بارش کی کوئی نظیر نہین ہوگی - تو اس کا نام ضرور ایک امر خارق عادت اور پیشگوئی رکہا جائے گا - سوای اصول کے لحاظ سے مینے انجیل متی باب ۲۴ کی پیشگوئی پر اعتراض کیا تہا کہ صرف اتنا کہدینا کہ زلزلے آئین گے خاصکر اس ملک مین جس مین ہمیشہ زلزلے آیا کرتے ہین بلکہ سخت زلزلے بہی آتے ہین یہ کوئی ایسی خبر نہین ہے جسکا نام پیشگوئی رکہا جائے یا اسکو ایک امر خارق عادت ٹہرایا جائے اب دیکہنا چاہئے کہ کیا ان پر اشتہارات مین بہی جو مین نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کے طور پر ملک مین شایع کئے ایسی ہی معمولی خبر پائی جاتی ہے - جس مین کوئی امر خارق عادت نہین اگر درحقیقت ایسا ہی ہے تو پہر زلزلہ کی نسبت میری پیشگوئی بہی ایک معمولی بات ہوگی زلزلہ کی نسبت میرے اشتہار کے الفاظ یہ ہین جیسا کہ -

مین مجھے خدا تعالےٰ کیطرف سے یہ وحی ہوئی تہی - جسکو مین نے اخبار الحکم اور البدر مین شایع کرا دیا تہا **عفت الدیار محلہا ومقامہا** یعنی اس کا ایک حصہ مٹ جائیگا اس کی وہ عمارتین جو عارضی سکونت کی جگہ ہین وہ عمارتین جو مستقل سکونت کی جگہ ہین دونون نابود ہو جائین گی اور ان کا نام ونشان نہین رہے گا ! الدیار پر جو الف لام ہے وہ دلالت کرتا ہے جو خدا تعالےٰ کے علم مین اس ملک مین سے وہ خاص خاص جگہ ہین - جنپر یہ تباہی آئیگی - اور وہ خاص حصہ ملک کے مکانات ہین - جو زمین سے برابر ہو جائیں گے - یہ کس قدر فوق العادت پیشگوئی اور کس شد و مد سے اس مین آئندہ واقعہ کا ذکر ہے جس کی سولہ سو ۱۶ برس تک بھی اس ملک مین نظیر نہین پائی جاتی چنانچہ انگریزی اخبارون کے پڑہنے سے معلوم ہوگا - کہ بڑی بڑی طبقات الارض کے محقق اس ملک کی نسبت - یہ فوق العادت واقعہ قرار دیتے ہین - یہانتک کہ یورپ کے بڑے بڑے محققون کی شہادت سے شایع ہو چکا ہے کہ سولہ سو برس تک بھی پنجاب مین اس زلزلہ کی نظیر نہین پائی جاتی - اور تمام اخبارین اس مضمون سے بھری پڑی ہین - کہ یہ زلزلہ نمونہ قیامت تہا - پس جبکہ اس وحی الٰہی مین جو میرے پر ہوئی - یہ فوق العادت مضمون ہے - کہ اس حادثہ سے عمارتین نابود ہو جائینگی - اور ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا تو پھر نہایت افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی کو جو ایک ملک کے تباہ ہونے کی خبر دیتی ہے - انجیل کی ایک معمولی خبر کے برابر ٹہرایا جاوے - جو زلزلے آئین گے اور وہ بہی اس ملک مین جو زلزلون کا گھر ہے - کیا کسی پیشگوئی کے اس سے زیادہ الفاظ ٹہرانے والے ہو سکتے ہین - ہر ایک منصف مزاج خود سوچ لے - کہ کیا اس ملک پنجاب کے لئے زلزلہ کی پیشگوئی کے الفاظ اس سے زیادہ فوق العادت ہو سکتے ہین - جو وحی ربانی **عفت الدیار محلہا ومقامہا** مین پائے جاتے ہین - جس کے یہ معنے ہین - کہ ایک حصہ ملک کا ایسا تباہ ہو جائیگا کہ اس کی عمارتین تمام نابود ہو جائینگی - نہ سرائین باقی رہین گی نہ مستقل سکونت کی جگہ اس جگہ ادنے عربی دان بھی الدیار کے الف لام کو ذہن مین رکہکر سمجھ سکتا ہے کہ الدیار سے ایک حصہ ملک کا مراد ہے اور عفت کے لفظ سے یہی مطلب ہے - کہ اس حصہ ملک کے سب مکانات گر جائین گے - نابود ہو جائین گے - ناپدید ہو جائینگے ×پس کوئی مجھکو سمجھاوے - کہ اس ملک کے لئے اس دفعہ پہلے اس سے کب پیش آیا تہا ورنہ ایمانداری سے بعید ہے کہ انسان بے حیا ہو کر جہوٹ بولے اور اس خدا کا خوف نہ کرے جسکا ہاتھ ہر ایک وقت سزا دینے پر قادر ہے اور پہر اشتہار الوصیت مین جو ۲۷ - فروری ۱۹۰۵ء مین زلزلہ سے پہلے شایع کیا گیا تہا یہ عبارت درج ہے - اسوقت جو آدہی رات کے بعد چار بج چکے ہین بطور کشف مینے دیکہا ہے کہ دردناک موتون سے عجیب طور پر شور قیامت برپا ہے - ساتھ ہی یہ بہی الہام ہوا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** اب سوچو کہ کیا ایک آئندہ واقعہ کی ان الفاظ سے پیشگوئی کرنا کہ وہ نمونہ قیامت ہوگا اور شور قیامت اس سے برپا ہوگا - وہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے متشابہ ہو سکتی ہے جو معمولی الفاظ مین کہا جائے جو زلزلے آوین گے خاصکر شام جیسے ملک مین جو اکثر زلزلون اور طاعون کی جگہ ہے اگر خدا تعالےٰ کا خوف ہو تو خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کے انکار مین اسقدر دلیری یہ میرے پر حملہ نہین بلکہ خدا تعالےٰ پر حملہ ہے

× اگر کسی کو ان معنون مین شک ہو تو اسے اللہ تعالےٰ کی قسم ہے کہ کسی مخالف عربی دان کو قسم دیکر پوچھ لے - کہ کیا ان ہام عفت الدیار مین عمارتون کا گرنا نابود ہو جانا اور ایسے مکانات کا گرنا جو عارضی آمد و رفت کے لئے مقرر ہونے ہین جیسا کہ دہرم سالہ اور کانگڑہ کے پہاڑ کی لالٹان حالی دیوی کا مندر یا دائمی بود و باش کے مکانات کا اگر اثبات نہین ہوتا ہو تو ظاہر ہے کہ ایسے ... پر لعنت ہو جس سے آگے ذبح بضرورت ...

جس کا وہ کلام ہے - اور یہ کہنا کہ عفت الدیار محلھا و مقامھا یہ لبید بن ربیعہ کے ایک بیت کا پہلا مصرعہ ہے - یہ بھی خداتعالےٰ پر گستاخانہ حملہ ہے - وہ ہر ایک شخص کے قول کا وارث ہے لبید ہو یا کوئی اور ہو اسی کی توفیق سے شعر بھی بنتا ہے - پس اگر اس نے ایک شخص کے کلام کو لیکر بطور وحی القا کر دیا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں - اور اگر یہ اعتراض ہو سکتا ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے - کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے - فتبارک اللہ احسن الخالقین - یہ بھی دراصل ایک انسان کا کلام تہا یعنی عبد اللہ بن ابی سرح کا جو ابتداء میں قرآن شریف کی بعض آیات کا کاتب بھی تھا - پھر مرتد ہو گیا - وہی کلام اس کا بغیر کمی بیشی کے فرقان مجید میں نازل ہو گیا - اور یہ وحی الٰہی کہ عفت الدیار محلھا و مقامھا اس کے حروف قرآن شریف کی آیت موصوفہ کے حروف سے بہی زیادہ نہیں ہیں - یعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین ہے بلکہ اس کے اکیس ۲۱ حرف ہیں - مگر آئیت قرآنی کے بائیس حروف - پھر معترض کا اس وحی الٰہی پر یہ کہاوت سنانا کہ - کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا - بھانمتی نے کنبہ جوڑا* اسکو ذرا سوچنا چاہئے - کہ اس نے درحقیقت قرآن شریف پر حملہ کرکے اپنی عاقبت درست کر لی ہے - اور قرآن شریف میں صرف یہی وحی نہیں جو اسبات کا نمونہ ہو - جو وہ پہلے انسانی کلام تہا - اور پھر اس سے خداتعالےٰ کی وحی کا توارد ہوا - بلکہ بہت سے ایسے نمونے پیش ہو سکتے ہیں - جہاں انسانی کلام سے خداتعالےٰ کے کلام کا توارد ہوا - جیسا کہ قرآن شریف کو بہت جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے توارد ہوا ہے - جس سے علماء بے خبر نہیں ہیں - اور جن کی نسبت ایک بڑی فہرست پیش ہو سکتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ معترض دراصل قرآن شریف سے منکر ہے ورنہ ایسا گستاخی اور بے ادبی کا کلمہ ہرگز اس کے منہ پر نہ آتا - کیا کوئی مومن ایسا اعتراض کسی پر کر سکتا ہے؟ کہ وہ اعتراض بعینہ قرآن شریف پر آتا ہے - نعوذ باللہ ہرگز نہیں -

پھر معترض کا پیشگوئی عفت الدیار پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ عفت کا لفظ جو ماضی کا صیغہ ہے - اسکا ترجمہ مضارع کے معنوں میں کیا گیا ہے حالانکہ اس کا ترجمہ ماضی کے معنون میں کرنا چاہئے تہا - اس اعتراض کے ساتھ معترض نے بہت شوخی دکھلائی ہے - گویا مخالفانہ حملہ میں اسکو بہاری کامیابی ہوئی ہے - اب ہم اس کی کس کس دہوکا دہی کو ظاہر کریں - جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے - کہ ماضی مضارع کے معنون پر بھی آجاتی ہے - بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو* - مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو - اور قرآن شریف میں اس کی بہت نظیریں ہیں - جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون اور جیسا کہ فرماتا ہے - واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ الخ قال اللہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین - اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونادی اصحاب الجنۃ اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم - اور جیسا کہ فرماتا ہے تبت یدا ابی لھب وتب ما اغنی عنہ مالہ وما کسب اور جیسا کہ فرماتا ہے ولو تری اذ وقفوا علی النار اور جیسا کہ فرماتا ہے - ولو تری اذ وقفوا علی ربھم - قال الیس ھذا بالحق - قالوا بلی وربنا - اب معترض صاحب فرما دیں کہ کیا یہ قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہیں یا مضارع کے اور اگر ماضی صیغے ہیں - تو ان کے معنے اس جگہ مضارع کے ہیں - یا ماضی کے - جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے - کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر حملہ نہیں - بلکہ یہ تو قرآن شریف پر بھی حملہ ہو گیا - گویا وہ صرف نحو جو آپ کو معلوم ہے - خدا کو معلوم نہیں اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیاں کہائیں - اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھدیا -

پھر اس کے ساتھ آپ کا ایک اور اعتراض بہی ہے اور وہ یہ ہے - کہ اس پیشگوئی یعنی عفت الدیار محلھا و مقامھا میں زلزلہ کا لفظ کہاں ہے - افسوس اس معترض کو یہ معلوم نہیں کہ مقصود بالذات تو پیشگوئی کا اسی قدر مفہوم ہے - جو الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے - غرض تو صرف اتنی ہے - کہ ایک حصہ ملک پر بڑی تباہی آئے گی - اس جگہ دانا خود سمجھ سکتا ہے کہ مکانات کا تباہ ہونا بذریعہ زلزلہ ہی ہوا کرتا ہے ہاں ممکن ہے کہ عظیم الشان ملک کی تباہی اور شہروں اور مکانات کا نابود ہو جانا کسی اور ذریعہ سے ظہور میں آوے - مگر تب بہی بہرحال یہ پیشگوئی سچی ثابت ہوگی - اور چونکہ سنت اللہ کے موافق اس تباہی کو زلزلہ پر دلالت التزامی ہے - اسلئے اسکا ذکر کرنا ضروری نہ تہا - لیکن چونکہ خداتعالےٰ جانتا تہا کہ بعض کم فہم جن کی فطرت نادانی اور تعصب کی معجون ہے - ایسا اعتراض بہی کریں گے اس لئے اس نے زلزلہ کا لفظ بھی بتصریح لکھدیا - دیکھو پرچہ الحکم مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء اور اگرچہ یہ پیشگوئی زلزلہ کی پیشگوئی سے الگ کرکے جو اس سے پہلے شائع ہو چکی ہے اور سخت تباہی آئے گی اور عمارات نابود ہو جائیں گی اور بستیاں کالعدم ہو جائیں گی اور یہ نہیں بتلاتی کہ کس خاص ذریعہ سے یہ تباہیاں وقوع میں آئیں گی - لیکن جو شخص سوچے گا - کہ شہر اور بستیاں کس ذریعے سے زمین میں دھنسا کرتی ہیں اور یکدفعہ عمارتیں کیونکر گر جاتی ہیں - اور اس پیشگوئی کے ساتھہ اس پیشگوئی کو بھی پڑھے گا - جو اسی پرچہ میں پانچ ماہ پہلے شائع ہو چکی ہے جس کے یہ لفظ ہیں - کہ زلزلہ کا دھکا - وہ ایسا اعتراض کرنے سے حیا کرے گا - کہ پیشگوئی میں زلزلہ کا ذکر نہیں - ہاں ہم یہ اب بہی کہتے ہیں - کہ خداتعالےٰ کے کلام میں استعارات بہی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی* - لہذا ممکن تہا - کہ زلزلہ سے مراد اور کوئی عظیم الشان آفت ہوتی - جو پورے طور پر زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکہتی - مگر ظاہر عبارت بہ نسبت تاویل کے زیادہ حق رکھتی ہے - پس دراصل اس پیشگوئی کا خلاصہ یہی تہا - لیکن خداتعالےٰ نے دشمنوں کا منہ کالا کرنے کے لئے ظاہر الفاظ کی رو سے بہی اسکو پورا کر دیا - اور ممکن ہے کہ بعد اس کے بعض حصے اس پیشگوئی کے کسی اور رنگ میں بہی ظاہر ہوں لیکن بہرحال وہ امر خارق عادت ہوگا جس کی بابت پیشگوئی ہے چنانچہ یہی زلزلہ جس نے اسقدر پنجاب میں نقصان پہونچایا اس کی نسبت تحقیقات کی رو سے سول ملٹری گزٹ وغیرہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے - اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ سوا سو برس تک اس ملک پنجاب میں ایسا کوئی زلزلہ نہیں آیا - پس یہ پیشگوئی بلاشبہ اول درجہ کی خارق عادت امر کی خبر دیتی ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ ایسے حوادث مختلف اسباب طبعیہ سے ظاہر ہوں جو ایسے تباہیوں کے موجب ہو جائیں جو خارق عادت ہیں پس اگر اس پیشگوئی کے کسی حصہ میں زلزلہ کا ذکر بہی نہ ہوتا - تب بہی یہ عظیم الشان نشان تہا کیونکہ مقصود تو اس پیشگوئی میں ایک خارق عادت تباہی اور جگہوں کی ہے جو بے مثل ہے زلزلہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے - پس جب کہ یہ شہادت مل چکی - کہ سوا سو برس تک اس تباہی کی ملک پنجاب میں نظیر نہیں پائی جاتی - تو یہ پیشگوئی ایک معمولی امر نہ رہا - جو صرف انسانی اٹکل سے ہو سکتا ہے -

اس پیشگوئی کے پہلے حصہ میں جو ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء میں اسی اخبار الحکم میں درج ہوئی تھی اور صریح لفظوں میں زلزلہ کا ذکر بہی شائع ہو چکا ہے تو ایسے معترض کی عقل پر ہنسیں یا رو دیں - جو کہتا ہے جو زلزلہ کی کوئی پیشگوئی نہیں کی -

اب یاد رہے کہ وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلھا و مقامھا یہ وہ کلام ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے خداتعالےٰ نے لبید بن ربیعہ العامری کے دل میں ڈالا تھا جو اس کے اس قصیدہ کا اول مصرعہ ہے جو سبعہ معلقہ کا چوتھا قصیدہ ہے اور لبید نے زمانہ اسلام کا پایا تھا اور مشرف باسلام ہو گیا تہا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل تہا اس لئے خداتعالےٰ نے اسکے کلام کو یہ عزت دی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ ایسی ایسی تباہیاں ہونگی جنسے ایک ملک تباہ ہوگا وہ اسی کے مصرعہ کے الفاظ میں بطور وحی فرمائی گئی جو اسکے منہ سے نکلی تہی - پس یہ تعجب سخت نادانی ہے کہ ایک کلام جو مسلمان کے منہ سے نکلا ہے وہ کیوں وحی الٰہی میں داخل ہوا کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں وہ کلام جو عبد اللہ بن ابی سرح کے منہ سے نکلا تہا یعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین وہی قرآن شریف میں نازل ہوا جسکی وجہ سے عبد اللہ بن ابی سرح مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا + پس جبکہ خداتعالےٰ ......

---

* اگرچہ گناہ ہزاروں قسم کے ہوتے ہیں - مگر نہایت درجہ کا لعنتی وہ شخص ہے جو خداتعالےٰ کے پاک کلام پر اعتراض کرے - جاہل جلدی سے اور گستاخی سے اور خوش ہو کر خداتعالےٰ کے کلام پر اعتراض کرتا ہے - اور اس قدوس سے لڑتا ہے مگر وہ مر جاتا - تو اس سے بہتر تہا - منہ

* مثلاً جس شخص کو بہت سی زہر دی گئی ہو - وہ کہتا ہے کہ میں تو مر گیا - اور ظاہر ہے - کہ مر گیا ماضی کا صیغہ ہے مضارع کا صیغہ نہیں ہے - اس سے مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور مثلاً ایک وکیل جس کو ایک قوی اور کھلی نظیر فیصلہ چیف کورٹ کی اپنے موکل کے حق میں مل گئی ہے - وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ بس اب ہم نے فتح پالی حالانکہ مقدمہ ابھی زیر تجویز ہے کوئی فیصلہ نہیں لکھا گیا - یعنی مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ ہم یقیناً فتح پا لینگے اسی وجہ سے وہ مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے - منہ

* اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بہی اندھا ہی ہوگا یعنی جسکو خدا کا دیدار اس جگہ نہیں اوس جگہ بہی نہیں اس آیت کے یہ معنے نہیں ہیں کہ جو بیچارے جسمانی طور پر اس جہان میں اندھے ہیں وہ دوسرے جہان میں بھی اندھے ہی ہونگے - یعنی استعارہ کے طور پر جاہل کا نام اندھا رکھا گیا - منہ

+ دیکھو تفسیر اتقان فی علوم القرآن للسیوطی علی ہامش التفسیر الکبیر ۲۷۶ + ۲۷۵ جلد ۲ -

کے کلام کا ایک مرتد کے کلام سے توارد ہوا تو اس سے کیون تعجب کرنا چاہئے کہ لبید جیسے صحابی بزرگوار کے کلام سے اسکے کلام کا توارد ہو جائے خدا تعالیٰ جیسے ہر ایک چیز کا وارث ہے ہر ایک پاک کلام کا بھی وارث ہے اور ہر ایک پاک کلام اسی کی توفیق سے منہ سے نکلتا ہے - پس اگر ایسا کلام بطور وحی نازل ہو جائے تو اس بارہ میں وہی شخص شک کرے گا جسکو اسلام مین شک ہو اور لبید کے فضائل میں سے ایک یہ بھی تھا جو اسنے نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا بلکہ زمانہ ترقیات اسلام کا خوب دیکھا اور ۴۱ ہجری مین ایکسو ستاون برس کے عمر پا کر فوت ہوا - اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے بھی کئی مرتبہ قرآن شریف کا توارد ہوا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال قال عمر وافقت ربی فی اربع یعنی چار باتین جو میرے منہ سے نکلین وہی خدا تعالیٰ نے فرمائین اور اگر ہم اس امت مرحومہ کے اولیاء کرام کا ذکر کرین کہ کسقدر دوسرون کے کلام بطور الہام انکے دلون پر القا ہوئے اور بعض کو مثنوی رومی کے اشعار بطور الہام منجانب اللہ دل پر ڈالے گئے تو یہ بیان ایک علیحدہ رسالہ کو چاہتا ہے اور مین جانتا ہون کہ جس شخص کو ایک ذرا واقفیت بھی اس کوچہ سے ہوگی وہ کبھی اس بات کو منہ پر نہین لائیگا کہ خدا کے کلام کو انسان کے کلام سے توارد نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک شخص جو کسی قدر علم شریعت سے حصہ رکھتا ہے وہ ایسے کلمہ کو موجب کفر سمجھے گا کیونکہ اس عقیدہ سے قرآن شریف سے انکار کرنا لازم آتا ہے اسجگہ ایک اشکال بھی ہے اور ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اس اشکال کو بھی حل کر دین وہ یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہے کہ کسی انسان کے کلام سے خدا کے کلام کا توارد ہو تو ایسا ہونا قرآن شریف کے معجزہ ہونے مین قدح پیدا کرتا ہے لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر اور دوسرے مفسرون نے لکھا ہے کوئی جائے اشکال نہین کیونکہ اسقدر قلیل کلام پر اعجاز کی بنا نہین ورنہ قرآن شریف کے کلمات بھی وہی ہین جو اور عربون کے منہ سے نکلتے تھے اعجازی صورت کے پیدا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا کلام کم سے کم اس سورۃ کے برابر ہو جو سب سے چھوٹی سورۃ قرآن شریف مین ہے یا کم سے کم دس آیتین ہون کیونکہ اسیقدر کو قرآن شریف نے معجزہ ٹھہرایا ہے مگر مین کہتا ہون کہ اگر کسی شخص کا کلام خدا کے کلام مین بطور وحی کے داخل ہو جائے تو وہ بہرحال اعجاز کا رنگ پکڑ لیتا ہے مثلاً یہی وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا جب لبید رضی اللہ عنہ کے منہ سے شعر کے طور پر نکلی تو

یہ معجزہ نہ تھی لیکن جب وحی کے طور پر ظاہر ہوئی تو اب معجزہ ہو گئی کیونکہ لبید ایک واقعہ گذشتہ کے حالات پیش کرتا ہے جنکا بیان کرنا انسانی قدرت کے اندر داخل ہے لیکن اب خدا تعالیٰ لبید کے کلام سے اپنی وحی کا توارد کر کے ایک واقعہ عظیمہ آئندہ کی خبر دیتا ہے جو انسانی طاقتون سے باہر ہے پس وہی کلام جب لبید کیطرف منسوب کیا جائے تو معجزہ نہین ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو بلا شبہ معجزہ ہے آج سے ایک سال پہلے اسبات کو لوگون تک پہنچا دیا گیا تھا کہ ایک حصہ اس ملک کا زلزلہ شدیدہ کے سبب سے تباہ اور ویران ہو جائیگا یہ کسکو خبر تھی کہ اسقدر شہر اور دیہات یکدفعہ زمین مین دھنس کر تمام عمارتین نابود ہو جائینگی اور سطح زمین کی ایسی صورت ہو جائیگی کہ گویا اس پر کبھی کوئی عمارت نہ تھی پس اس بات کا نام معجزہ ہے کہ کوئی ایسی بات ظہور مین آوے جو پہلے اس سے کسی کے خیال و گمان مین نہ تھی اور امکانی طور پر بھی اسکی طرف کسی کا خیال نہ تھا کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس ملک کے رہنے والون نے اس زلزلہ شدیدہ کو بڑے تعجب کی نظر سے دیکھا ہے اور اسکو ایک غیر معمولی اور ان ہونی بات اور نمونہ قیامت قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ محققان یورپ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس ملک کی تاریخ پر سوا سو برس تک نظر ڈالکر ثابت ہوتا ہے کہ پہلے اس سے ایسا خوفناک اور تباہی ڈالنے والا زلزلہ اس ملک مین کبھی نہیں آیا پس جس نے ایک زمانہ دراز پہلے ایسے غیر معمولی واقعہ کی خبر دی کیا وہ خبر معجزہ نہین ہے؟ کیا وہ انسانی طاقتون کے اندر داخل ہے؟*

جس ملک کے لوگون نے بلکہ انکے باپ دادون نے بھی قریباً دو ہزار برس تک ایک واقعہ کو نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو اور نہ انکے خیال و گمان مین ہو کہ ایسا واقعہ ہونیوالا ہے یا امکان مین ہے پھر اگر کوئی پیشگوئی ایسے واقعہ کی خبر دے اور وہ واقعہ بعینہٖ ظہور مین آجائے تو وہ خبر نہ صرف معجزہ کہلائیگی بلکہ اوّل درجہ کا معجزہ ہوگا۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہین کہ معترض صاحب نے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی عظمت دور کرنے کے لئے اور اس کو تمام لوگون کی نظر مین خفیف ٹھہرانے کے لئے انجیل کی اوس بے معنی پیشگوئی سے اسکو مشابہت دی ہے جسمین حضرت مسیح نے معمولی الفاظ مین کہا ہے کہ زلزلے آوینگے لیکن جو شخص ذرا آنکھ کھولکر میرے اشتہارات کی عبارت کو پڑھیگا ہمکو افسوس سے کہنا پڑیگا کہ ناحق معترض نے روز روشن پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ایک بھاری خیانت سے کام لیا ہے اس نے میرے اشتہارات کو پڑھ لیا ہے اور اس کو خوب علم تھا کہ میری پیشگوئی کے الفاظ جو زلزلہ کی نسبت بیان کئے گئے ہین وہ انجیل کے الفاظ کی طرح سست اور معمولی نہین ہین تاہم اوس نے دانستہ ہٹ دھرمی کو اختیار کر لیا - کسکو معلوم نہین کہ عربی الہام یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا ایک ایسے ہولناک دہشت ڈالنے والی خبر پیشگوئی کے طور پر بیان کرتا ہے جس سے بدنون پر لرزہ پڑ جاتا ہے کیا یہ ایک معمولی بات ہے کہ شہر اور دیہات زمین مین دھنس جائینگے اور اردو مین تصریح کی گئی ہے کہ وہ زلزلہ کا دھکا ہوگا دیکھو اخبار الحکم صفحہ ۱۵ کالم ۲ مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء - اور پھر ۱۹۰۱ء مین جو رسالہ آمین شایع کیا گیا تھا اسمین لکھا گیا ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ اوس سے قیامت یاد آجائیگی اور الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء مین شایع کیا گیا ہے کہ مکذبون کو ایک نشان دکھایا جائیگا - اور پھر اشتہار الانذار مین لکھا ہے کہ آنیوالا زلزلہ قیامت خیز زلزلہ ہوگا پھر الانذار مین لکھا ہے کہ آنیوالے زلزلہ سے زمین زیر و زبر ہو جائیگی پھر اسی مین لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان حادثہ محشر کے حادثہ کو یاد دلائیگا اور پھر اسی مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین تیرے لئے زمین پر اتر ونگا تا اپنے نشان

دکھلاؤن - ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور وہ عمارتین جنکو غافل انسان بناتے ہین یا آئندہ بنائین گے گرا دینگے اور مین وہ نشان ظاہر کرون گا جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا - پھر اوس اشتہار مین جسکی سرخی ہے زلزلہ کی خبر بار سوم - آنے والے زلزلہ کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنیوالا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل مین گذرا - اب ایمانا کہو کہ انجیل مین زلزلہ کے بارہ مین اس قسم کی عبارتین کہان ہین اور اگر ہین تو وہ پیش کرنی چاہئیں ورنہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے اس حق پوشی سے باز آنا چاہئے۔

قولہ - ترجمہ مین زلزلہ کا لفظ بھی داخل کر دیا تاکہ جاہل لوگ یہ سمجھیں کہ الہام مین زلزلہ کا لفظ بھی موجود ہے -

اقول - اے اندھے صاحب پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہین - زلزلہ کا دھکا - عفت الدیار محلہا ومقامہا - دیکھو اخبار الحکم ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء ان دونون کے معنے یہ ہوئے کہ ایک زلزلہ کا دھکا لگے گا اور اس دھکے سے ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا اور عمارتین گر جائینگی اور نابود ہو جائینگی - اب بتلاؤ کہ کیا ہمنے جاہلون کو دھوکا دیا ہے یا آپ جاہلون کو دھوکہ دیتے ہین - اور کیا ہمنے جھوٹ بولا ہے یا آپ جھوٹ بولتے ہین لعنت اللہ علی الکاذبین - اخبار الحکم موجود ہے اسکے دونون پرچون کو دیکھ لو اور یہ اخبار زلزلہ موجودہ سے ایک سال پہلے ملک مین شایع ہو چکی ہے گورنمنٹ مین بھی پہنچ چکی ہے - اب بتلاؤ کہ کیا تعصب نے آپکو اس جھوٹ پر آمادہ کیا جو آپ دعوے کر بیٹھے جو زلزلہ کا ذکر پیشگوئی مین موجود ہی نہین ہے -

قولہ یہ الہام اسی مئی ۱۹۰۲ء کے الحکم کے صفحہ کالم ۴ پر موجود ہے اور اوس کے سامنے صاف طور پر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے متعلق طاعون -

* معترض صاحب نے یہ اگرچہ ہم بیان کر چکے ہین کہ اخبار مین یہ اعتراض شایع کیا ہے کہ پیشگوئی عفت الدیار محلہا ومقامہا مین زلزلہ کا کہان ذکر ہے حالانکہ زلزلہ کا ذکر اس پیشگوئی سے پانچ ماہ پہلے اسی اخبار مین شایع ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی اسی زلزلہ کی صفات کا بیان ہے ہمارے مخالفین کی یہ دیانت اور امانت اور عقل اور یہ فہم ہے کیا ان لوگون مین کوئی بھی ایسا انسان نہین کہ خلوت مین اس شخص کو ملامت کرے اور اسکو گوشمالی کرے کہ ایسا دھوکا پبلک کو کیون دیا حالانکہ اسکو خوب معلوم تھا کہ پرچہ الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء مین زلزلہ کی پیشگوئی صاف لفظون مین موجود ہے جسکے ہیبت ناک نتایج الہام عفت الدیار مین ذکر کئے گئے ہین اور یہ دونون پیشگوئیان ان کے ظہور سے ایک سال پہلے شایع کی گئی ہین - بلکہ زلزلہ کی پیشگوئی صریح اور صاف لفظون مین مواہب الرحمٰن صفحہ ۸۶ مین بھی موجود ہے جسکو شایع کئے اڑھائی برس ہو چکے ہین - منہ

+ اخبار سول ملٹری گزٹ مین یہ امر تحقیقات شدہ شایع کیا گیا ہے کہ ہندوؤن کا مندر جو کانگڑہ مین زلزلہ سے نابود ہو گیا ہے دو ہزار برس سے یہ مندر چلا آتا تھا اگر ایسا زلزلہ پہلے اس سے آیا ہوتا تو یہ عمارتین پہلے سے ہی نابود ہو جاتین منہ

* جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہین میری کتاب مواہب الرحمٰن مین بھی جو ۱۹۰۲ء مین چھپکر شایع ہو گئی تھی صریح لفظون مین یہ پیشگوئی ہے اور زلزلہ کا نام لیکر ذکر موجود ہے پھر اس حالت مین جاہل تو وہ لوگ ہین کہ جو اتنی تصریح اور توضیح کے بعد بھی سمجھتے ہین کہ زلزلہ کا کہان ذکر ہے انکو چاہئے کہ آنکھین کھولکر اخبار الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء کو پڑھین اور رسالہ آمین کو پڑھین جو ۱۹۰۱ء مین شایع ہوا تھا اور پھر مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۸۶ کو پڑھین جو ۱۹۰۲ء مین شایع ہوئی تھی اور پھر اپنی ایمانی حالت پر رودین منہ

++ ایسا ہی میری کتاب مواہب الرحمٰن مطبوعہ ۱۹۰۲ء مین ایک سخت زلزلہ کی خبر ہے جس سے عمارتین گرینگی اور اسمین نہ صرف عمارتون کے گرنیکا ذکر ہے بلکہ صاف لفظون مین زلزلہ کا ذکر ہے دیکھو مواہب الرحمٰن صفحہ ۸۶ منہ

اول - اس مین کیا شک ہے کہ یہ زلزلہ ہی طاعون کا ایک ضمیمہ ہے اور اوس سے متعلق ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار فرمادیا ہے کہ زلزلہ اور طاعون دونون تیری تائید کے لئے ہین پس زلزلہ درحقیقت طاعون سے ایک تعلق رکھتا ہے کیونکہ طاعون ہی میرے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک نشان ہے اور ایسا ہی زلزلہ بھی ... سے دونون کو تعلق ہے اور دونون ایک ہی امر کے موید ہین اور اگر یہ وہم دل مین پیدا ہو کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون ہی ہے تو یہ وہم درحقیقت فاسد ہے کیونکہ جو چیز کسی چیز سے تعلق رکھتی ہے وہ درحقیقت اُسکا عین نہین ہوسکتی ماسوا اسکے قرینہ تو یہ آپکا موجود ہے کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون نہین ہے یعنی جبکہ پہلے اس سے یہ الہام موجود ہے کہ زلزلہ کا دھکا تو پھر ذرہ انصاف اور عقل کو دخل دیکر خود سوچ لینا چاہیئے کہ عمارتون کا گرنا اور بستیون کا ... ہونا کیا یہ طاعون کی صفات مین سے ... یہ تو زلزلہ کی صفات مین سے ہے ... ایک پرہیزگار انسان مین نہین ... کہ جو معنے ایک عبارت کے الفاظ سے ... ہوسکتے ہین اور جو اس کے سیاق اور سباق سے ... ہورہے ہین اور جو معنے واقعہ کے ظہور سے کہل گئے ہین اور انسانی کانشنس نے قبول کر لیا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ وہی ہے جو عفت الدیار کے الہام سے نکلتا ہے پھر اسکے انکار پر اصرار کرے اگر فرض بھی کرلین کہ خود ملہم نے اپنے اجتہاد کی غلطی سے اس حادثہ کو جو عفت الدیار کے الہام سے ظاہر ہوتا ہے طاعون ہی سمجھ لیا تھا تو اسکی یہ غلطی ... از وقوع ہے مخالف کے لئے ... نہین دنیا مین کوئی ایسا نبی یا رسول ... گذرا جسنے اپنی کسی پیشگوئی مین اجتہادی غلطی ... تو کیا وہ پیشگوئی آپ کے نزدیک خدا تعالیٰ کا ایک نشان نہ ہوگا اگر یہی کفر دل مین ہے تو دبی زبان سے کیون کہتے ہو پورے طور پر اسلام پر کیون حملہ نہین کرتے کیا کسی ایک نبی کا نام بھی لے سکتے ہو جسنے کبھی اجتہادی طور پر اپنی کسی پیشگوئی کے معنے کرنے مین غلطی نہین کھائی - تو پھر بتلاؤ کہ اگر فرض بھی کرلین کہ لفظ متعلق کے معنے بعینہٖ طاعون ہے تو کیا یہ حملہ تمام انبیاء پر نہین۔ عفت الدیار کے الہامی فقرہ پر نظر ڈالکر صاف ظاہر ہے کہ اس فقرہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اس سے گرجائین گی اور نابود ہوجائینگی اور ظاہر ہے کہ طاعون کا عمارتون پر کچھ اثر نہین ہوتا پس اگر ایڈیٹر اخبار الحکم نے ایسا لکھ بھی دیا کہ یہ فقرہ طاعون سے متعلق ہے اور تعلق سے وہ معنے سمجھے جائین جو معترض نے کئے ہین تو غایت مافی الباب یہ کہا جائیگا کہ ایڈیٹر الحکم نے ایسا لکھنے مین غلطی کی اور ایسی غلطی خود انبیاء علیہم السلام سے پیشگوئیون کے سمجھنے مین بعض دفعہ ہوتی رہی ہے جیسا کہ ذھب وھلی کی حدیث بخاری مین موجود ہے اور اس کے لفظ یہ ہین۔ قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا کہ مینے مکہ سے ایک ایسی زمین کیطرف ہجرت کی ہے جسمین کھجورون کے درخت ہین پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب - اب دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلکی رؤیا وحی ہے اور جنکا اجتہاد سب اجتہادون سے اسلم اور اقویٰ اور اصح ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی پس کیا یہ پیشگوئی آپ کے نزدیک پیشگوئی نہین ہے اور کیا آپ طیار ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک حملہ کردین پس جبکہ اجتہادی غلطی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہین تو پھر آپکا یہ کیا ایمان ہے کہ تعصب کے جوش مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی بھی کچھ پروا نہین کرتے اور خدا تعالےٰ سے کچھ شرم نہین - اور پھر سچے منصف ... ترسی کا دھیان رکھکر عفت الدیار کے الفاظ کی طرف دیکھنا چاہیئے کہ اسکے الفاظ طاعون پر صادق آتے ہین یا زلزلہ پر - کیا یہ ایمانداری ہے کہ جبکہ واقعہ موعودہ کے ظہور نے عفت الدیار کے معنون کو خود کہولدیا پھر بھی اس سے مراد طاعون ہی سمجھین اس پیشگوئی کے الفاظ صاف طور پر پکار رہے ہین کہ وہ ایک حادثہ ہے جس سے عمارتین گرجائین گی اور ایک حصہ ملک کی بستیون کا نابود ہوجائیگا اگر آپ عربی نہین جانتے تو کسی عربی دان سے پوچھ لین کہ عفت الدیار محلھا ومقامھا کے کیا معنے ہین اور اگر کسی پر اعتبار نہ ہو تو اوس مصرع کے معنے جو شارح نے لکھے ہین وہ دیکھ لین - اور وہ معنے یہ ہین اندرست دیار الاحباب والتی ما کان منھا للحول وما کان للاقامۃ دیکھو معلقہ چہارم شرح مصرع اول) یعنی دوستون کی بستیان اور انکے گھر نابود ہوگئے اور وہ عمارتین نابود ہوگئین جو چندروزہ اقامت کے لئے تھین جیسے سرائے یا قومون کی زیارت گاہین اور وہ عمارتین بھی نابود ہوگئین جو مستقل سکونت کی تھین اب تبلاؤ یہ معنے طاعون پر کیونکر صادق آسکتے ہین اور طاعون کو عمارتون کے گرنے سے کیا تعلق ہے - ان معنون مین اور خدا تعالےٰ کی وحی کے معنون مین صرف ماضی اور مضارع کا فرق ہے یعنی لبید نے اسجگہ ماضی کے معنے ملحوظ رکھے اور خدا تعالےٰ کے کلام مین اسجگہ استقبال کے معنے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ آئندہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اور بستیان نابود ہوجائین گی نہ عارضی سکونتین باقی رہینگی نہ مستقل سکونتین اب تبلاؤ کہ کیا یہ معنے طاعون پر صادق آسکتے ہین اب ہٹ دہری کرنا کیا فائدہ ناحق خدا کی ضد دو ہی آدمی کیا کرتے ہین یا سخت احمق یا سخت بے ایمان اور متعصب - پھر اگر آپ وہی اعتراض پیش کرین جسکا پہلے بھی جواب دیا گیا ہے یعنی یہ ماضی کا صیغہ ہے اور لبید رضی اللہ عنہ نے ماضی کے معنون پر استعمال کیا ہے - تو اسکا جواب پہلے بھی گذر چکا ہے کہ اب یہ کلام لبید کا نہین ہے بلکہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے - خدا تعالےٰ نے جابجا قرآن شریف مین عظیم الشان پیشگوئیون کو ماضی کے لفظ سے بیان کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تبت یدا ابی لھب وتب - ما اغنیٰ عنہ مالہ وما کسب ✱

اب ذرہ کچھ انصاف کو کام مین لاکر کہو اب دو کہ اس پیشگوئی کے الفاظ ماضی کے صیغہ مین ہین یا مضارع کے صیغہ مین عقلمند کے لئے تو یہ ایک سخت ندامت کا موقع ہے بلکہ ایسی غلطی مرنے کی جگہ ہوجاتی ہے جبکہ ایک شخص باوجود دعوے علم

(باقی آئندہ)

✱ بائبل مین بھی بہت جگہ آئندہ واقعات کو ماضی کے صیغہ مین بیان کیا گیا ہے جیسا کہ یہ فقرہ بابل گرپڑا بابل گرپڑا دیکھو یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۵ - اور جیسا یہ فقرہ ملک بنور کردہ ویران ہوگیا فرزنیم رسوا ہوا دیکھو یرمیاہ باب ۴۸ - آیت ۱ - منہ

سوالات

ذیل کا ایک عجیب اشتہار جو ۲۲ سوالون پر مشتمل ہے مولین (لودہری) کے علاقہ سے آیا ہے مین اسکو عام لوگون کے فائدہ کے لئے چھاپ دیتا ہون علماء کا جواب اگر کسی نے کچھ دیا اسی سلسلہ مین دلچسپ مضمون ہوگا۔

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

تمام علماء دین کی خدمت مین عموماً مولوی علی رضا صاحب رامپوری افسر مدرس مدرسہ اسلامیہ مولین اور مولوی عنایت اللہ خطیب مسجد پھیا گاؤن علاقہ بلوخنگ کی خدمت مین خصوصاً ہم چند سوال پیش کرتے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ ہمارے سوالون کا جواب رائے وقیاس سے نہ دیا جائے بلکہ قرآن شریف کی آیت بتائی جاوے یا ایسی حدیث لکھی جاوے جو امام اعظمؒ کے اصول کے موافق روایتاً و درایتاً باب عقاید مین قابل حجت ہوسکتی ہو اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو حضرت امام اعظمؒ کا قول بتایا جاوے جو کسی مستند کتاب مین مذکور ہو -

سوالات

(۱) زید نے اگر حضرت عیسےٰ ؑ کو فوت شدہ کہدیا تو کیا اسلام سے خارج اور کافر ہوگیا؟ کیا زید کے یہان آنا جانا یا کہانا پینا حرام ہوگیا؟ جو لوگ حضرت عیسےٰ کی وفات کا عقیدہ نہین رکھتے کیا وہ زید کے یہان صرف جانے سے یا اوس کے یہان کہانے پینے سے کافر ہوجاوین گے؟ -

(۲) حضرت عیسےٰ ؑ کے زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر جانے اور ابتک جسمانی زندگی کے ساتھ بے آب و دانہ موجود رہنے کا بیان قرآن مجید کی کس آیت مین ہے؟ -

(۳) آیت کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے کس مدعا پر استدلال لایا گیا ہے؟

(۴) رسول اللہ صلعم نے آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کا کیا مطلب سمجھا تھا؟

(۵) نزول قرآن کے پہلے یا نزول قرآن کے وقت محاورہ عرب مین کسی انسان کو زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھا لینے کے معنے مین توفی یا رفع الی اللہ کا استعمال ہوتا تھا یا نہین اگر ہوتا تھا تو اوسکی کوئی نظیر بتائی جائے اور اگر نہین ہوتا تھا تو کسی لفظ کو ایسے معنی مین استعمال کرنا جسمین وہ لفظ کبھی مستعمل ہوا ہو فصاحت وبلاغت کے برخلاف ہے یا نہین؟

(۶) مجتہدین اربعہؒ نے حضرت عیسےٰ ؑ کا زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھ جانا اپنی کسی کتاب مین لکھا ہے؟

(۷) حضرت ابن عباس کی جو تفسیر امام بخاری نے اپنی صحیح مین درج کی ہے وہ قابل اعتبار ہے یا نہین؟

(۸) کوئی صحابی اگر اپنے پیدا ہونے کے پہلے کا کوئی واقعہ روایت کرے تو اُسکی صحت کیلئے کیا شرطین ہین؟

(۹) کوئی راوی اگر اپنے پیدا ہونے سے سیکڑون برس پہلے کا کوئی واقعہ بلا سند روایت کرے تو یہ روایت قابل استدلال ہے یا نہین؟

(۱۰) مفسرون کے اقوال اور اُنکی توجیہین اور تاویلین اور اُنکی بلا سند روایتین عقائد اسلامیہ کے مستقل حجت ہین یا نہین؟

(۱۱) مفسرون نے اہل کتاب کی روایتین اپنی تفسیرون مین لکھی ہین یا نہین؟

(۱۲) اصطلاح مین تاویل کسکو کہتے ہین اور نصوص قرآنی مین تاویل کرنی کس صورت مین جائز یا ضروری ہے؟
(۱۳) باب عقاید مین صرف یقینیات کا اعتبار ہے یا ظنیات کا بھی؟
(۱۴) صحاح ستہ کی حدیثین متواتر ہین یا آحاد؟
(۱۵) احادیث آحاد مفید علم یقین اور قطعی کو ہین یا صرف ظن کو؟
(۱۶) آیت و حدیث مین جب تعارض ہو تو آیت مین تاویل کرنی چاہئیے یا حدیث مین؟
(۱۷) جو حدیث آحاد کے درجہ مین ہے جب کسی آیت سے معارض ہو تو آیت پر یقین لانا چاہئیے یا حدیث پر؟
(۱۸) کسی حدیث کا نص قرآنی کے معارض ہونا اسکی موضوعیت کی دلیل ہے یا نہین؟
(۱۹) پیشین گوئی کی حدیثین باب عقاید مین حجت قطعی ہین یا نہین؟
(۲۰) پیشین گوئی کی حدیثون پر تفصیلی یقین رکھنا ضروری ہے یا اجمالی؟
(۲۱) امام اعظم رح کے نزدیک حدیث احاد سے زیادتی علے الکتاب جائز ہے یا نہین؟
(۲۲) اگر حضرت عیسے علیہ السلام وفات پاکر زمین مین مدفون ہو گئے ہون تو پھر قیامت کے قریب اللہ تعالے اپنی قدرت کاملہ سے آنکو زمین پر نازل کرسکتا ہے یا نہین؟

العـــبد

حافظ احمد علی ایٹھوین مولوی حافظ حاجی غلام نبی صاحب مرحوم - چھپانڑوں علاقہ تلو خنگ ضلع مولمین (لور برہما)

لفظ مسیح کی نئی تاویل

ایک مسٹ صاحبہ کے نام سے الحکم کے ناظرین غالبًا ناواقف نہین اس ولایتی بی بی کے مذہب کا صحیح پتہ لگانا ہوسے بھالے ہندوؤن کو تو شاید مشکل ہو لیکن ایک زیرک اور صاحب فراست مسلمان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اندر ہی اندر یہ بی بی کس مذہب کی اشاعت کر رہی ہین حال مین آپنے لفظ مسیح کی ایک عجیب تاویل کی ہے اور یہ کوئی مسٹ دیوی کی خصوصیت نہین بلکہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا مین حضرت مسیح موعودؑ کے فیض اور اثر سے اندر ہی اندر یہ بات پیدا ہو رہی ہے کہ وہ عیسویت سے بیزار ہوتے جاتے ہین اور یا مرتا کیا نہ کرتا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی کے مصداق ہوکر ایسی نئی طرح عیسوی اصولون کی کر رہے ہین جو کبھی عیسائیون کے وہم مین بھی نہ گذرے ہون۔

"بھر حال مسٹ دیوی فرماتی ہین کہ مسیح کا نام جو کہ تمام عیسائی ممالک مین ایک مکمل انسان کے لئے مستعمل ہوتا ہے ایک انسان سے زیادہ وہ ایک حالت کا نام ہے انسان ترقی کرتے کرتے صدیون کے بعد مکمل حالت کو پہونچکر اطمینان کامل حاصل کرلیتا ہے اور وہ جس کو مسیح کے نام سے ملقب کرتے ہین ان چند آدمیون مین سے ہے جو کہ انسانی زندگی کے مقصد اصلی کو حاصل کر چکا ہو ہر شخص کو اس حالت تک پہونچنے کی کوشش کرنی چاہئیے"

اپنی لنبٹ کی رائے کیسی صاف اور حضرت مسیح موعود کی موئید ہے اپنی مسٹ مسیح کو شخصیت نہین کہتی بلکہ ایک خاص حالت اور وصف کا مظہر مانتی ہے۔ پھر مسیح موعود کے مسیح ابن مریم ہونے مین کیا شک رہا؟

عیسائیو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

شیرازۂ قوم

مین الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین اس ضرورت کو قوم کے سامنے پیش کرچکا ہون کہ ضلع وار احمدی جماعت کی فردین طیار کیجاوین اور ایسا ہی ضلع وار جنرل کمیٹیان قایم ہون جو اپنے ضلع کی دوسری احمدی جماعتون کو قومی ضروریات اور مقاصد سے اطلاع دیتی رہا کرین امر۔ سے پہلے کہ ایسی باقاعدہ جماعتین قایم ہو جائین یہہ ضروری امر ہے کہ افراد قوم کا پتہ لگایا جاوے جنکو شیرازۂ قوم مین یکجا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اسی ضرورت کو حضرت حکیم الامتہ کے الفاظ مین اور بالآخر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرزور الفاظ مین شایع کرچکا ہون لیکن اگر کوئی شخص اس قومی ضرورت کو پورا کرنے مین مددگار نہین ہوتا تو یاد رہے کہ وہ شخص قومی قصوروار ہوگا میری اس تحریر پر بابو چوہدری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ اور مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے ڈیرہ غازیخان نے تحریری طور پر اطلاع دی ہے کہ وہ اس کام مین ہر طرح سے مدد دینے کو آمادہ ہین۔ اور اونہون نے چھپے ہوئے فارم بھی طلب کئے ہین۔ اور چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹھ گڑہ نے زبانی مجھے فرمایا تھا کہ وہ اپنے صرف خاص سے ایک آدمی ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی مکمل فہرست طیار کرنے کو روانہ کرین گے ان کے سوا مجھے کسی احمدی بھائی نے جن پر مینے حسن ظن کے طور پر امید ظاہر کی تھی کہ وہ اس کام مین مجھے مدد دین گے) کوئی اطلاع نہین دی ۔۔۔ افسوس ۔۔۔ ہوتا ۔۔۔ کیا ۔۔۔ امید ۔۔۔ فضول ۔۔۔ تحریک کرتا ہون۔ کیا اسکا فائدہ اور نفع ایک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہے؟ اگر ایسا سمجھ لیا گیا ہے تو سخت غلطی ہے مین اپنے ان تمام احباب کو آگاہ کرتا ہون کہ وہ قومی ضروریات پر گہری نظر کرین اور اس تحریک کو بے سود نہ سمجھین جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر مین حصہ لین کیونکہ اس کی تکمیل پر ضروری قومی تحریکین کی جانے والی ہین۔ مین آج کے اخبار مین اس مقصد کی تکمیل کی خاطر ایک نقشہ بھیجتا ہون۔ ہر شخص جس کے پاس یہہ نقشہ پہونچے بشرطیکہ وہ احمدی ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے مقام کے ہر یک آدمی احمدی کی معرفت اسکی خانہ پوری کرے اگر وہ نقشہ کافی نہ ہو تو خود اپنے ہاتھ سے سادہ کاغذ پر کھینچ کر اسکے ساتھ شامل کرے۔ اور اسطرح پر مکمل فرد احمدی جماعت کی جو اس مقام پر ہو تیار کر ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے اس مین سستی اور کاہلی سے کام نہ لے۔ بلکہ اس نقشہ کے پہونچنے پر اسکا پہلا فرض یہہ ہونا چاہئیے کہ وہ اسکی خانہ پوری کرکے میرے پاس بھیجدے۔

ایک آنہ میں کالج بن سکتا ہے

کسی کام کی ابتدا اور اوائل مین جو جو مشکلات اور روکین ہوتی ہین وہ ایسی نہین کہ احمدی احباب انہین سمجھ نہ سکین۔ خصوصًا نبوت کے سلسلون مین ایسی روکون کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ تعلیمی ضروریات کے لئے تعلیم الاسلام سکول قادیان مین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما سے کہولا گیا جو ۱۸۹۸ء مین کہلا اور پہر ہائی سکول اور کالج تک ترقی کر گیا۔ کالج کی پہلی دو کلاس کہول دی گئی تہین اور سال گذشتہ کا نتیجہ بھی اعجاز سے کم نہ تھا لیکن یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت آئندہ جب تک کالج کی مالی حالت مستحکم اور سٹاف اور عمارت مکمل نہ ہو۔ کالج رہ نہین سکتا۔ اسلئے مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینجنگ کمیٹی کو نہایت درد دل اور افسوس کے ساتھ اسوقت تک کے لئے کالج کو بند کرنا پڑا حتے کہ اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے ایسے اسباب بہم پہونچا دے جو یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت ہمارا کالج قایم رہ سکے۔ کچھ شک نہین احمدی قوم پر بہت سے چندون کا بوجھ ہے اور کئی لاکھ روپیہ کالج کے واسطے جمع کرنا آسان امر نہین ہے۔ لیکن وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرچکی ہو۔ جو اپنے مال وجان کو خدا کے رسول کے ہاتھ پر بیچ کر چکی ہو اسکے سامنے اس قسم کا خیال بھی پیش کرنا شاید میری اپنی غلطی ہو۔ اور قومی حمیت کی ایک قسم کی لائبل ہو۔

حضرت حکیم الامتہ کو اس کالج کے التوا پر سب سے زیادہ رنج اور افسوس ہے یہان تک کہ خناک بیماری کے نحر مین بھی یہہ درد انہین زیادہ خطر اور تکلیف دہ تہا۔ افاقہ ہو جانے پر پہلے روز جب باہر تشریف لائے تو مجھے مخاطب کرکے **فرمایا** احمدی ہر چیز کے لئے خواہش کرتے ہین کہ انکی اپنی چیز الگ ہو۔ ترجمہ قرآن کے لئے چاہتے ہین احمدی کا کیا ہوا ترجمہ ہو نماز کی حقیقت اور کتاب کے لئے آرزو کرتے ہین کہ کوئی احمدی لکہے غرض ہر بات الگ چاہتے ہین۔

آپ میری طرف سے قوم کے سامنے یہہ **سوال** پیش کرین کہ کیا وہ یہہ نہین چاہتی **کہ اسکا اپنا کالج بھی الگ ہو؟** اور اگر وہ یہی چاہتی ہے تو پہر ہر احمدی ایک آنہ ماہوار دو سال تک کالج کے واسطے دے۔ اس مین کوئی الگ نہ رہے بچہ ہو بوڑہا ہو۔ عورت ہو مرد ہو۔ ایک گھر مین جسقدر احمدی ہون وہ سب کے سب دو سال کے لئے کرلین کہ ایک آنہ ماہوار اپنے دوسرے چندون کے علاوہ محض کالج کے لئے دین۔ دو سال کے بعد مین ان سے کوئی چندہ کالج کے واسطے انشاء اللہ نہین لونگا اور کالج قایم ہو جاویگا لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی احمدی اس چندہ مین شریک ہونے سے نہ رہے۔ چنانچہ اسی وقت خود اپنے گہر کے پانچ آدمیون کا چندہ **ایک روپیہ** مجھے تین ماہ کے واسطے نکال کر دیدیا ہے۔ فی الحال یہہ رقم میرے ہی پاس آپ نے رہنے دی ہے لیکن باقاعدہ یہ رقم حضرت حکیم الامتہ کے پاس جمع ہوگی اور اس کی باقاعدہ رسید الحکم مین چھپ جایا کرے گی۔ ۔۔۔ کرین تو ایک کالج کیا یونیورسٹی قایم ہو سکتی ہے۔ مین یقین رکھتا ہون کہ حضرت حکیم الامتہ کی یہ تحریک بے فائدہ نہ ہوگی۔ اور اپنا اثر کرکے رہیگی۔

ذیل مین مین ان احباب کی فہرست دیتا ہون جنکا چندہ وصول ہوا ہے یہہ تحریک آج ہی الحکم کے ذریعہ عام کی جاتی ہے اور امید ہے کہ آنہ فنڈ کالج کو قایم کرنے مین بڑی مدد دیگا۔ یہہ خوب یاد رہے کہ دوسری قومی ضرورتون اور قومی چندون پر اسکا کچھ اثر نہین ہونا چاہئیے بلکہ یہہ ایک الگ ضرورت ہے۔

حضرت حکیم الامتہ ۵ کس ا رفی کس کے حساب سے تین ماہ کے لئے
چودہری فتح محمد صاحب طالب علم کالج کلاس ا ر ۸ ماہ کے لئے
ایڈیٹر الحکم قادیان ۶ کس ا رفی کس کے حساب سے ۱۲ ماہ کیلئے
اور چند احباب نے چندہ لکھوایا ہے لیکن جبتک وصول نہ ہو درج نہین کیا جاویگا۔ بالآخر مین **الحکم** کے

ناظرین کی خدمت میں ایک التماس کرنی چاہتا ہون کہ اگر ہر ایک خریدار اس ایک **آنہ فنڈ** مین شامل ہوجاوے اور انکے اہل و عیال جو احمدی ہین وہ بہی شریک ہوجاوین تو مین یقین کرتا ہون کہ کم از کم دس ہزار روپیہ سالانہ الحکم کے خریدار **کالج** کو دے سکتے ہین +

بکوشید اے جوانان تا بہ دین ہمت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

جو لوگ اس کار خیر مین شریک ہون وہ مہربانی کر کے ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دین ـ

ہماری شادیان کیسے ہون

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ احمدی قوم اپنی ضروریات کا احساس کرنے لگی ہے مندرجہ بالا عنوان سے جو مختصر نوٹ الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین نکلے ہین تو یہہ تحریک عام ہوگئی ہے کہ ہماری شادیون کا حلقہ احمدیون مین محدود ہوجاوے ہے ... احباب کے لئے نکاح کی ضرورت کے ... اشتہار نکل ... ان مین سے بجز شیخ غلام احمد صاحب کے باقی سب کے لئے انتظام ہوگیا ہے یا حفظ ... ہورہی ہے جس سے توقع ہے کہ جلد تر انشاء اللہ ہوجائیگا ـ شیخ غلام احمد صاحب کے ... غلام احمد ... صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کو ... اور ... اہل الرائے ... کی تھی بلکہ انکا ذمہ قرار دیا تھا کہ آپ ... انتظام کریں ... ہر حال اس ضرورت کو قوم نے سمجھ لیا ہے اب ... ہے ... رنگ بہت جلد ... پڑہ جائیگا ـ

اس سلسلہ مین مین **خواجہ کرمداد** صاحب کی اخلاقی جرأت کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتا + جنہون نے محض خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑکی کا رشتہ میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروش سے کیا ہے خواجہ صاحب کے جاننے والے جانتے ہین کہ وہ ... معزز راجپوت خاندان کے ممبر ہین اور ان کی قوم مین غیر قوم مین لڑکی دینا سخت عیب اور گناہ سمجھا گیا تھا مگر خواجہ صاحب نے عملی نمونہ قایم کرنے کے لئے اس امر کی کچھہ پروا نہین کی ـ اور نہایت خوشی اور انشراح صدر کے ساتھہ میان رحمت اللہ صاحب کے ساتھہ تعلق پیدا کرنا منظور کیا ـ خواجہ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ احمدیت سے بڑہکر اور کون قوم معزز ہوسکتی ہے یہ وہ قوم ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح نے طیار کی ہے جو صحابہ سے ملنے والی ہے اور اس خلیفۃ اللہ کی قوم ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا حقیقت مین یہ قابل قدر نکتہ ہے اللہ تعالےٰ خواجہ صاحب کے اس اخلاص کی انہین جزا دے اور قوم مین یہ تحریک ...

زور سے جاری ہو + بعض لوگ مجھہ سے پوچھتے ہین کہ الحکم مین اس قسم کے مضامین کی کیا ضرورت ہے مین انکی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ وہ **اخبار** کے مقاصد اور فرائض سے ناواقف ہین ـ الحکم جو امر اور جو کام قوم کے لئے مفید اور بہتر سمجھے اسکا فرض ہے کہ قوم کے سامنے پیش کرے اور جو امر قومی مقاصد کی راہ مین روک ہو اس سے تنبیہ کرے ـ

ہماری معاشرتی اور تمدنی ترقیون کے لئے جو امور نافع ہونگے مین انہین پیش کرنا ضروری سمجھتا ہون اگر یہ امور ضروری نہ ہوتے تو خدا تعالےٰ اپنی مجید کتاب مین نکاح اور اسکے متعلقہ امور پر کیون بحث کی جاتی !

سٹیل ٹرنک

زمانہ کی ضروریات مین سے سٹیل ٹرنک بہی ایک بڑی ضرورت کی چیز سمجھے گئے ہین جو اپنی مضبوطی ـ خوشنمائی اور ہلکے پہلکے ہونے کی وجہ سے سفر اور حضر مین ایک کارآمد چیز ہیں + اور ٹرنکون کی تجارت مین سیالکوٹ شہر نے بہت بڑی ترقی کی ہے + چونکہ دجالی زمانہ ہے اسلئے ہر قسم کی تجارت مین یہہ اثر بہی کم و بیش پایا جاتا ہے اِلّا ماشاءَ اللّٰہ ـ

میرے مکرم مخدوم ... نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرنے کے واسطے مستری محمد دین احمدی سیالکوٹی کے کارخانہ سے ایک ٹرنک خاص آرڈر سے بنوایا جس مین لکھنے پڑہنے کے سامان کے لئے متفرق خانے بنے ہوئے تھے اس ٹرنک کو اعلےٰ حضرت نے بہت ہی پسند فرمایا کیونکہ وہ بلحاظ اپنی مضبوطی ـ خوبصورتی اور کارآمد شئے کے ہر طرح عمدہ تہا ـ انہین ... اور حکیم فضل الدین صاحب نے بہی ویسے ہی دو ٹرنکون کے لئے کارخانہ مذکور کو آرڈر دیا اور دو ٹرنک ... منگوائے ـ جو ہر طرح سے قابل تعریف ہین ساتہہ ہی مستری محمد دین صاحب نے الحکم مین نوٹس کرنے کے لئے ایک معمولی ٹرنک بہی بہیجدیا ـ

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مستری **محمد دین احمدی** کے کارخانہ کا ایک اشتہار بہی بطور ضمیمہ تقسیم ہوا ہے ـ مین اپنے ذاتی تجربہ اور علم کی بنا پر کہتا ہون کہ یہہ کارخانہ نہایت دیانت داری اور قابلیت کے ساتہہ ٹرنک طیار کرتا ہے ـ احمدیون کے لئے سب سے بڑی ضمانت اس کارخانہ کی عمدگی اور خوش معاملگی کی یہ ہے کہ وہ ایک **احمدی کا کارخانہ ہے** ـ یہہ ٹرنک نہایت خوبصورت وضعدار اور مضبوط ہین انکے قفل کوٹلی لوہارون کے ایک مشہور کارخانے کے بنے ہوئے ہین ـ اپنی قومی تجارت کو ترقی دینا ہر احمدی کا فرض ہے اسلئے مین سفارش کرتا ہون کہ اگر کسی احمدی کو کسی قسم کے ٹرنک کی ضرورت ہو تو وہ مستری محمد دین اینڈ کو نیو سٹیل ورکس سیالکوٹ شہر کے کارخانہ سے طلب کرے اگر کسی قسم کا نقص یا خلاف اشتہار کوئی امر اس ٹرنک مین پایا جاوے تو **الحکم** ذمہ کرتا ہے کہ اس کی قیمت واپس کراوے مین جانتا ہون کہ **ٹرنک** اس زمانہ کی معمولی ضروریات مین سے ایک ضرورت سمجہی گئی ہے ـ پس اگر کوئی شخص ٹرنک خریدے تو اسکا فرض ہے کہ وہ مستری محمد دین کے کارخانہ سے خریدے ـ جہان سے ہر طرح فائدہ بہی ہوگا ـ مستری محمد دین صاحب کے کارخانہ مین ہر قسم کے ٹرنک طیار ہوتے ہین ـ درخواست پر وہ مفصل فہرست بہیج سکتے ہین + احمدیون مین جو لوگ ٹرنکون کی سوداگری کرتے ہین لیکن اپنے کارخانہ مین نہین بنواتے انہین بہی لازم ہے کہ وہ اسی کارخانہ سے منگوائین + سیالکوٹ مین بہت سے ٹکٹون کے ذریعہ پبلک کو گمراہ کیا جاتا ہے خدا کے فضل سے یہی کارخانہ ہے جسنے اس قسم کی خلاف شرع بیہودگی کو اختیار نہین کیا ـ

شیرازہ قوم کا اخباری پہلو

مین الحکم و ریویو ... علاوہ دو اور اخبار منگواتا ہون جنپر ... روپیہ سالانہ ہے خرچ کرنا پڑتا ہے ـ کیا یہ امر شیرازہ قوم کے ... ط سے باہر نہین ہے ؟ ضرور ہے ـ اب سوال یہ ہے کہ مین انہین کیون منگواتا ہون ؟ جسکا جواب میری طرف سے تو یہ ہوگا کہ ہمارے الحکم مین ملکی خبرین نہین ہوتین ـ جنکا معلوم ہونا بہی ضروریات سے ہے ـ اب قوم سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا آپکا کوئی اخبار ملکی خبرین دینے والا ہے اگر ہے تو کونسا اور اگر نہین تو کیون ؟

کیا اگر قوم توجہ کرے تو الحکم سے یہہ خدمت نہین لے سکتی ـ میرے خیال مین لے سکتی ہے ـ الحکم کے پاس تبادلہ مین بہت سے ملکی اخبار آتے ہونگے جن مین بعض انگریزی بہی ہونگے سغرض ملکی خبرون کے لئے جس مصالحہ کا جمع ہونا ضروریات سے ہے بفضلہ الحکم کے پاس تو وہ افراط سے جمع ہے مگر قوم اُسے استعمال مین لانا یا دوسرے لفظون مین خرید کرنا نہین چاہتے ـ مجھے امید ہے کہ میری طرح میرے بہت سے احمدی بہائی ملکی خبرون کی خاطر اور اخبار بہی منگواتے ہونگے اور ضرور منگواتے ہونگے ـ ان سب کی خدمتین مودبانہ التماس ہے کہ آؤ ہم سب متفق ہوکر ایڈیٹر صاحب الحکم سے التجا کرین کہ آپ براہ مہربانی اپنے اخبار مین ملکی خبرون کے اندراج کی کمی نہ رکہین ـ ہمین الحکم کی موجودگی مین دوسرون کا دست نگر نہ ہونے دین ـ الحکم کو اخباری دنیا مین ہمہ صفت موصوف بنانے کی کوشش کرین ـ ہم اضافہ قیمت بڑی خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہین بشرطیکہ آپ ہمین دینی اور دنیوی خبرون سے مطلع کر دینے کا حتمی وعدہ کرین ـ اور الحکم مین جو ایک سب سے بڑا عیب وقت پر شائع نہ ہونے کا ہے اُسے بہی گوا دین ـ دیکھئے ملکی اخبار ... تو تاریخ اشاعت کے روز ہی اپنے چاہنے والون کی خدمتین حاضر ہوجاتے ہین ـ ورنہ دوسرے روز تو ضرور حاضر خدمت ہوکر دست بوس ہوتے ہین اور پیارے پیارے الفاظ مین ... کی خبرین سناتے ہین مگر ایک ہمارا الحکم ہے کہ ہفتون کی غیر حاضری کی بہی پرواہ نہین کرتا اپنے چاہنے والون کو بے کل بنائے رکہتا ہے ـ میرے خیال مین ہمارے ایڈیٹر صاحب کبہی خریداران اخبار کے زمرہ مین شامل نہین ہوئے ہونگے ـ اگر ہوچکے ہوتے تو انتظاری کا مزہ انہین معلوم ہوچکا ہوتا مگر ہمارا بہی اب اس شعر پر عمل ہے ؂

دیکہین تو کب تک نہین کرتے تری دل مین اثر
ہم بہی نالے اپنے جذب دل سے کہینچے جائینگے

بالآخر میرے احمدی بہائی اپنے ارادون سے بذریعہ الحکم اطلاع دین اور ایڈیٹر صاحب بہی اپنی رائے شائع کرین ـ

آخر مین دعا ہے کہ خدا ہمارے الحکم کو ایسا سرسبز اور ہمہ صفت موصوف کرے کہ جس کے ہوتے ہوئے ہمین دوسرے اخبارون کی ضرورت ہی نہ ہو اور وہ مکروہ تحریرین دیکھنے کا موقع ہی نہ ملے جو مخالف اخبارون مین ملکی خبرون کے ساتھہ ساتھہ دیکہنی پڑتی ہین ـ آمین ثم آمین ـ

خاکسار ابو عبد اللہ غلام محمد پہلوری
از شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور

ایڈیٹر ـ مین ہر طرح الحکم کو مفید قوم بنانے کیلئے ممکن اور مناسب محنت کرنے کو خدا کے فضل و کرم پر بہروسہ کر کے طیار ہون ـ اور خبرون کیلئے الحکم مین فی الحال ایک صفحہ اگلی اشاعت سے مختص کر دیتا ہون حجم کے اضافہ پر الحکم کی قیمت مین مین کوئی اضافہ نہین کرونگا ـ بشرطیکہ ہر خریدار ایک ایک خریدار جدید پیشگی قیمت دینے والا بہم پہونچائے ـ جب تک کل خریدار اس امر کے لئے سعی نہ کرین اضافہ حجم نا ممکن ہے ـ سالگذشتہ مین .... اضافہ حجم کی وجہ سے کارخانہ پر بہت سا بوجہہ پڑ چکے برداشت کرنیکو اب مین ہرگز طیار نہین ہون جب تک ہر خریدار ایک جدید خریدار نہ دے ـ ملکی خبرون کا اندراج وہ مین انشاء اللہ العزیز دیدیا کرونگا ـ وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم ـ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

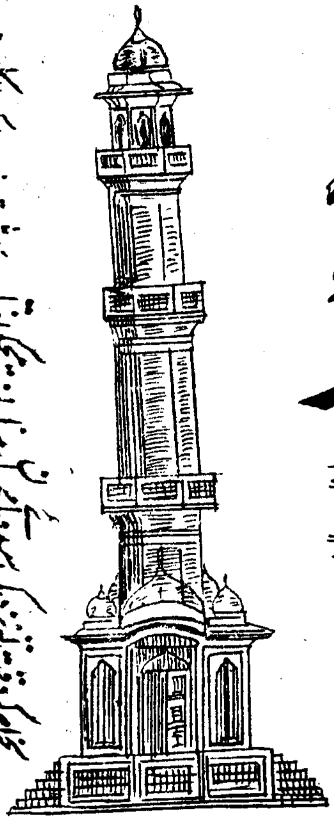

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ✕ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عللہ (۳) ہندوستان سی باہر سے ۷ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عما ۱۲ر

فہرست مضامین

نمبر ۲۳ ‖ قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ ‖ جلد ۹

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

ایک شخص کے چند سوالون کے جواب

شکارپور سندھ سے ایک شخص مسمی عبد القادر بیدل نے حضرت اقدس کی خدمت مین چند ایک سوالات لکھے ہین ۔ جن کے جوابات حضرت نے خود ایک خط مین تحریر فرمائے ہین اور وہ خط عاجز ایڈیٹر کو اخبار بدر مین درج کرنے کے واسطے عطا فرمایا ہے ۔ اس خط مین حضرت نے سائل کے سوالات کے جوابات لکھے ہین ۔ چنانچہ وہ خط ذیل مین درج کیا جاتا ہے ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ آپ کا خط مجھ کو ملا ۔ سوالات کے جواب حسب ذیل ہین ۔

(۱) جو شخص سچی ارادت سے مریدون مین داخل ہوگا ۔ اور سچا مسلمان بن جائیگا ۔ مین امید رکھتا ہون کہ خدا تعالے دنیا اور آخرت مین اُس سے بہتری کرے گا ۔

۲ ۔ اگر کوئی معجزہ دیکھنے پر بیعت کے لئے طیار ہے ۔ تو اس وقت تک دس ہزار کے قریب اللہ تعالے معجزات دکھا چکا ہے جنکے لاکھون انسان گواہ ہین اور اپنی مرضی سے ہمیشہ دکھاتا ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ گذشتہ معجزات میرے لئے کافی نہین اور مین اپنے افترا سے معجزہ چاہتا ہون اور ایسا آدمی شریر اور بدنصیب ہے خدا تعالے کو نہ اوس کی پروا ہے نہ اُس کی بیعت کی ۔

۳ ۔ کرشن ہونے کا دعوے خدا تعالے کی وحی سے ہے ہر ایک ملک مین نبی ہوتے رہے ہین پس یہ شرارت ہے کہ بغیر علم یقینی کے کرشن کو بُرا کہا جاوے ۔ وَاِنْ مِنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ ۔

۴ ۔ مینے ثناء اللہ کو ہرگز نہین کہا کہ میرے مکان پر نہ آوے لعنۃ اللہ علے الکاذبین بلکہ خود اُن آریہ سماج والون کے مکان پر اُترا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صدہا گالیاں نکالتے تھے جن کے گندے رسالے اب تک موجود ہین ایک غیرت مند مومن کا کام نہین کہ ایسے پلید گروہ دشمن اسلام کے گروہ مین آترے نہ میرے پاس وہ آیا نہ آنے کی خواہش ظاہر کی مینے اوسکو کب کہا کہ تم چورون کی طرح میرے پاس آؤ وہ ہرگز میرے پاس نہین آیا ہان قادیان مین آریہ سماج والون کے پاس آیا اور اس کی اس حرکت سے قادیان کے مسلمان بھی حیران تھے ۔ کیونکہ جو کہلا کر دشمنان اسلام کے پاس اُترا جن کا طریق توہین اسلام ہے کوئی غیرت مند مسلمان ہرگز قبول نہین کرسکتا کہ ایسے مکان پر کسی کے ملنے کے لیے جاتے ۔ جہان حضرت سیدنا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیان دیتے ہین اور دن رات توہین اسلام اُن کا کام ہے وہ میرے دروازہ پر نہین آیا تا میں اُس کی خاطر داری کرتا بلکہ دشمنان اسلام اور دشمنان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گیا اور اگر وہ اب اس واقعہ سے انکاری ہے تو مین بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہون کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین ۔

قولہ ۔ آپنے پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کا قادیان مین اثر نہ ہوگا ۔ اور میرے مریدون سے کوئی اس مرض مہلک مین گرفتار نہ ہوگا اور اس کے برعکس ہوا ۔

الجواب ۔ مین نے کوئی ایسی پیشگوئی نہین کی کہ قادیان مین طاعون سے کوئی نہین مرے گا بلکہ قادیان کی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی ۔ کہ لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَھَلَکَ الْمَقَامُ یعنی خدا تعالے فرماتا ہے کہ اگر مین تیری عزت کا پاس نہ کرتا تو قادیان کے تمام لوگون کو ہلاک کر دیتا کیونکہ اس گاؤن مین اکثر شریر اور خبیث ناپاک طبع ہین خدا تعالے نے فرمایا تھا ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی مین قادیان مین طاعون بھیجون گا اور مین ان سب لوگون کو بچا لونگا جو تمہارے گھر کی چہار دیوار کے اندر ہین اب ظاہر ہے کہ اگر قادیان کی نسبت عام طور پر بچانے کا وعدہ تھا تو پھر اس وحی الہی کے کیا معنی ہوئے ۔ کہ مین اس گھر کے رہنے والون کو بچاؤن گا اب مین یہ بھی بتلاتا ہون ۔ کہ شریر اور مفسد طبع لوگون نے کہان سے ایک جھوٹی بات بنالی ۔ پس اس کی جڑ یہ ہے ۔ کہ ایک یہ وحی الہی تھی ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ یعنی خدا تعالے اس بیماری کو اس ملک کے رہنے والون سے دور نہین کرے گا جب تک وہ اُن خیالات کو دور نہ کرین ۔ جو اُن کے دل مین ہین ۔ اور وہ اوس گاؤن کو یعنی قادیان کو بالکل تباہ ہونے سے بچا لے گا یعنی قادیان کی ایسی حالت نہ ہوگی کہ بالکل نابود ہو جائے ۔ جیسا کہ اس نواح مین کتنے دیہات نابود ہو گئے اور اُن کا نام و نشان نہ رہا ۔ یاد رہے کہ اوی کا لفظ جو اس وحی الہی مین ہے یعنی یہ فقرہ کہ انہ اوی القریہ ۔ اس لفظ کے عربی مین یہ معنے ہین کہ ایک حد تک مصیبت دکھلا کر پھر اپنی پناہ مین لے لینا اور بکلی برباد نہ کرنا ۔ یہ محاورہ قرآن شریف اور تمام عرب کی زبان مین ہے جیسا کہ اللہ تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے ۔ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی یعنی کیا خدا نے تجھ کو یتیم پا کر پھر پناہ نہ دی ظاہر ہے کہ

خدا تعالیٰ نے اوّل آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم کیا اور یتیمی ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ... ۔ اور پھر بعد مصائب کے پناہ دی۔ پس اویٰ کے لفظ میں شرط ہے۔ کہ جسکو پناہ دی جائے وہ اوّل کچھ مصیبتیں اٹھا چکا ہو۔ یہی فقرہ وحی الٰہی کا ہے۔ جس کے معنے مفسد طبع لوگوں نے اپنی قدیم عادت کے موافق یہ بنا ئے کہ گویا خدا نے یہ فرمایا تھا کہ قادیان میں طاعون سے کوئی نہیں مرے گا اب اسجگہ بھی بجز اسکے ہم کیا کہیں۔ کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔

اور یاد رہے کہ پیسہ اخبار والے کو نوحق سے قدیم بغض ہے۔ اور خلاف واقعہ لکھنا اور اپنی طرف سے بات بنانا اس کی عادت ہے * اور میں اس بارہ میں مدت ہوئی۔ چند کتابیں شایع کر چکا ہوں اور عام طور پر سنا چکا ہوں۔ کہ ایسی کوئی مجھے وحی نہیں ہوئی جس کے یہ معنی ہوں۔ کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں پڑے گی۔ اب اگر آپ کا دعوے ہو۔ کہ ضرور میں نے ایسی کوئی پیشگوئی شایع کی تھی۔ تو اسکو پیش کرنا چاہئے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ایسی کوئی وحی شایع نہیں کی۔ جس کے یہ معنے ہوں۔ کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑے گی اب اگر کوئی کہے۔ کہ شایع کی تھی۔ تو بجز اس کے کیا جواب دوں۔ کہ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ پھر یہ دوسرا اعتراض کہ مریدوں کے لئے یہ وحی شایع کی تھی۔ کہ ان میں سے کوئی نہیں مرے گا۔ یہ بھی سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ صرف یہ وحی الٰہی شایع کی تھی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ یعنے جو لوگ ایمان لائے۔ اور کسی قسم کا ظلم اور قصور ان کے ایمان میں نہ تھا۔ وہ امن میں رہیں گے۔ پس میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں۔ کہ ایک بھی ایسے مریدوں میں سے طاعون سے نہیں مرا۔ باقی

وہ لوگ جو بیعت میں داخل ہیں ... مگر ... اپنے اندر رکھتے ہیں اور ان کی ... وہ پاک تعلق نہیں جو ظلم اور قصور سے ان کو مبرّہ کرے۔ یہ پیشگوئی ان کی ذمہ دار نہیں۔ ابھی بہت تھوڑے ہیں۔ جو شخص مجھ سے سچی محبت رکھتا ہے۔ اور میں بھی اس سے محبت رکھتا ہوں۔ اور نفسانی اغراض سے پاک ہے۔ اور وفا اور صدق کامل طور پر رکھتا ہے اور ٹھوکر کھانے کا مادہ اپنے اندر نہیں رکھتا اور متقی ہے اور کسی ابتلا کے وقت مرتد ہونے کے لئے تیار نہیں اور میری عظمت اور مرتبہ کو سمجھتا ہے اور کوئی شک و شبہ اپنے اندر نہیں رکھتا اور نہ کسی ابتلا کے وقت شبہ پیدا ہونیکا خانہ اس کے دل میں موجود ہے وہ ضرور طاعون سے بچایا جائے گا کیونکہ ایک قسم کا مجھ سے اتحاد رکھتا ہے۔ مگر بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہم مرید ہیں مگر وہ مرید نہیں۔ وہ پورے زور سے تقویٰ کی راہوں پر قدم نہیں مارتے اور دنیا کے گندوں کے اندر ہیں اور پورے صدق سے مجھ سے تعلق نہیں رکھتے ایک ادنےٰ ابتلا کے وقت میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ گرے وہ گرے۔ پس درحقیقت ان کو مجھ سے تعلق نہیں اور نہ مجھے ان سے تعلق۔ اور اگر وہ قیامت کو بھی میرے پاس آویں۔ تو مجھے کہنا پڑیگا۔ کہ مجھ سے دور رہو کہ میں تمہیں شناخت نہیں کرتا۔ ہاں ایسے بھی ہیں کہ گو طاعون سے بوجہ عدم کمال تام کے فوت ہو جائیں یعنی ان میں شرائط متذکرہ بالا پورے طور متحقق نہ ہوں مگر شہیدوں میں لکھے جائینگے اور طاعون انکے بہشت کا ذریعہ ہو جائیگا کیونکہ ایک حصہ صدق کا ان میں ہے گو کامل نہیں۔

اعتراض نمبر ۵۔ مسماۃ محمدی کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا۔ اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی۔

الجواب۔ وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا۔ کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی۔ بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اوّل دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ ایک پیشگوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔ الہام الٰہی کے یہ لفظ ہیں فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَيَرُدُّهَآ اِلَيْكَ یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پھر اوسکو تیری طرف لائے گا۔ جاننا چاہئے کہ ردّ کے معنے عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جاوے اور پھر واپس لائی جاوے۔ پس چونکہ محمدی ہمارے اقارب میں سے بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی میرے چچا زاد ہمشیر کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بہائی کی لڑکی تھی۔ یعنی احمد بیگ کی۔ پس اس صورت میں ردّ کے معنی اوس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی۔ اور پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی۔ اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ

نکاح کے وقت ... واپس آئیگی سو ایسا ہی ہوگا مگر چونکہ آتھم کی پیشگوئی کی طرح یہ بھی شرطی پیشگوئی ہے۔ اس لئے کسی میعاد سے اسکو تعلق نہیں۔ اور اس کے ظہور کا منتظر رہنا چاہئے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ ردّ کے یہ معنی نہیں تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علے الکاذبین۔

بے شک یہ سچ ہے کہ میعاد اس شرطی پیشگوئی کی گذر گئی۔ مگر شرطی پیشگوئی میعاد کے گذرنے سے باطل نہیں ہوتی۔ بلکہ وعید کی پیشگوئیاں جو کسی کی عذاب کے متعلق ہوں۔ باوجود نہ ہونے کسی شرط کے اصل میعاد سے متاخر ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ یونس نبی کی پیشگوئی متاخر ہو گئی۔ اس میں راز یہ ہے کہ خدائے کریم کا تمام نبیوں کی زبانی وعدہ ہے کہ جس بلا کا اس نے ارادہ کسی کی نسبت کیا ہے۔ خواہ پیشگوئی کے پیرایہ میں خواہ کسی اور طرح۔ وہ اس بلا کو توبہ اور صدقہ اور خیرات کیوجہ سے ٹال سکتا ہے۔ یا اس میں تاخیر ڈال سکتا ہے اسپر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ اور منکر اسکا کافر ہے پس یہ اعتراض اعتراض نہیں ہے بلکہ جہالت ہے خصوصاً جس حالت میں پیشگوئی کی ایک شاخ پوری ہو چکی ہے یعنی محمدی کا باپ جس کی موت اس پیشگوئی میں داخل تھی۔ میعاد کے اندر مر گیا۔ پس یہ تو محل تصدیق ہے۔ نہ جائے اعتراض اور دوسرے شخص کی موت میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ آں پیشگوئی سے ایک بڑی موت فریق ثانی کے بزرگ کی۔ یعنے احمد بیگ کی میعاد مقررہ کے اندر وقوع میں آ گئی۔ اور اوس نے ان کے دلوں میں سخت خوف ڈالدیا کیونکہ جب کہ دو شخص پیشگوئی کے زد میں تھے اور ایک اون میں سے میعاد کے اندر مر گیا۔ تو یہ بات ایک طبعی امر تھا۔ کہ دوسرا شخص اور اسکے اقارب کو خوف دامنگیر ہو جاتا پس وہی خوف قرآن شریف کے وعدہ کے مطابق تاخیر بلا کا موجب ہوا۔ اور جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں ہے۔ کسی حد تک تاخیر ہو گئی۔ کیونکہ خوف کے وقت خدا تعالیٰ بلا کو جسکا ارادہ کیا گیا ہے ٹالدیتا ہے۔ یا تاخیر میں ڈالدیتا ہے۔

۶۔ آپنے فرمایا تھا کہ وہ ملعون مردار ہو کر مر جائے گا۔ یا وہ جگہ آپ کے ہاتھ آئے گی۔ مگر ابتک کوئی بات ظہور میں نہ آئی۔

الجواب۔ میں اس اعتراض کو سمجھا نہیں۔ آپ اس ملعون کا نام لیں۔ مجھے بالکل معلوم نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں وہ جگہ کونسی ہے اور وہ ملعون کون اور الہام کون سے ہے۔ اس کی تشریح آپکے ذمہ ہے۔

مکرر۔ اس قدر لکھنے کی ضرورت ہوئی کہ پیسہ اخبار والے کو ناحق طور پر سرزنش نہیں کی۔ بلکہ اس نے قادیان کی نسبت ایک لمبی فہرست دی تھی۔ کہ اتنے آدمی طاعون سے فوت ہو گئے ہیں حالانکہ اس فہرست میں بہت

سے ... خلاف واقعہ اموات درج ... اس سے ان کا مطلب ہو سکتا ... کہ کسی دوسرے وقت میں کچھ وارداتیں طاعون کی قادیان میں بھی ہوئیں تھیں۔ مگر نہ اس قدر جس پر پیسہ اخبار نے شور مچایا تھا۔ اور ضرور تھا کہ کسی قدر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوتیں تا پیشگوئی پوری ہوتی یہ آپ نے کس کے منہ سے سن لیا کہ کوئی الہام میں نے ایسا شائع کیا تھا کہ قادیان میں کوئی واردات طاعون نہیں ہوگی اور آپکا یہ کہنا کہ قادیان کی نسبت شکارپور دارالامان ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر ہنسی اور گستاخی ہے معلوم نہیں کہ آئندہ شکارپور کی نسبت کیا قہر الٰہی مخفی ہے کہ یہ گستاخی کے کلمات آپ کے منہ سے نکل گئے اور یہ آپ کا کہنا کہ اب قادیان میں صرف ۳۰۰ سو آدمی کی آبادی باقی ہے یہ آپ کو کس نے سنایا۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ قادیان کی آبادی قدیم سے ۳ ہزار سے کچھ تھوڑی ہے اور اب بھی اسی قدر ہے کوئی اس قصبہ کے اندر داخل ہو کر نظر خیال کر سکتا کہ ایک بھی مرا ہے۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد۔ مورخہ ۲۰۔ جون ۱۹۰۵ء

دار الامان کا ہفتہ

چونکہ اخبار ۲۔ جولائی ۱۹۰۵ء کو ختم ہوا ہے اسلئے اس تاریخ تک کی ضروری خبریں درج کردی ہیں ایڈیٹر۔

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں اور تصنیف اور دعا میں لگے ہوئے ہیں۔ ۳۰ جون کو آپ فرماتے تھے کہ اب بہت جلد قادیان چلے جانے کا ارادہ ہے میں صرف اس امر کا منتظر ہوں کہ ذرا بارش ہو جاوے یکم جولائی کی شب کو بارش کا آغاز ہوا۔ ۲۔ جولائی کی صبح کو اعلیٰ حضرت نے کوچ کا حکم دیدیا۔ چنانچہ ظہر کی نماز پڑھ کر حضرت اقدس خیریت اور خدا کے فضل کے ساتھ واپس قادیان آ گئے۔ باغ میں جو چہل پہل تھی وہ اب قادیان میں ہے۔ احمدی محلہ میں خوب رونق ہو گئی ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بھی الحمد للہ بہت اچھی ہے حضرت اقدس کے ہمراہ کل قافلہ واپس آ گیا۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں خفیف زلزلہ محسوس ہوا۔

۴۔ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء کا دن عجیب دن تھا حضرت حکیم الامۃ کے خلف الرشید عبد الحی کی ختم قرآن کی تقریب تھی۔ جمعہ میں پیشتر حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کے چند دعائیہ اشعار جو انہوں نے اس تقریب پر لکھے تھے اور جو انکی میں دوسری جگہ درج ہیں پڑھ کر سنائے۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ہنکو چھپا ہوا پہلے ہی روز تقسیم کر دیا تھا۔ پھر منشی عبد الرحیم صاحب مدرس انہوں نے پوربی زبان میں مبارکباد پڑھی اور محمد یحییٰ نام طالب علم نے اپنی نظم سنائی + اسکے بعد حاضرین میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ اور پھر نماز جمعہ پڑھی گئی۔ خطبہ میں حضرت مخدوم الملۃ نے بتایا کہ ہم کبھی بھی دنیا کے لئے کوئی خوشی نہیں کرتے اور نہ اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ خوشی کا اظہار محض اسلئے ہے کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کی نیت

* پیسہ اخبار کا خلاف واقعہ لکھنے کا یہ نمونہ کافی ہے۔ کہ قادیان میں بعض اموات جو اور اور بیماریوں سے ہوئی تھیں۔ اس نے طاعون میں داخل کر دیں اور ایک شخص کتے کے کاٹنے سے مرا تھا۔ وہ بھی طاعونی موت قرار دی اور اس طرح پر طاعون کی وارداتیں زیادہ دکھلائیں ورنہ اردگرد کے دیہات کی نسبت اسقدر قادیان میں طاعون کم رہی ہے۔ کہ گویا نہیں ہوئی۔ اور قادیان میں قدیم سے آبادی تین ہزار سے زیادہ نہیں۔ بلکہ کم ہے یہ کس دروغ گو کے منہ سے نکلا ہے۔ کہ اب صرف تین سو باقی ہیں۔ پیسہ اخبار کی بار بار کی خلاف بیانی اور عوام کو دھوکہ دینے کی نسبت بجز اسکے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین اس نے یہ بھی خلاف واقعہ لکھا کہ فلاں فلاں آدمی طاعون سے مر گئے۔ حالانکہ ان کو طاعون ہوئی اور نہ وہ مرے۔ بلکہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ منہ

تفسیر القرآن مسیح پاک کی زبان

گزشتہ اشاعت سے آگے

اور جو زندگی خدا کے ساتھ نہیں ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اس سے بے نصیب ہیں پس تم یاد رکھو جب تک کہ تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آتے اور روح القدس تمہیں نہیں ملتا ہے مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائینگے مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت دیجاوے کہ اسکے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو کیا تم ایسی کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش افشان سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسانی کو معدوم کر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کرکے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کیلئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اوسوقت تم میں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جب کہ تمہارے دل یقین سے بھر جائینگے شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اوسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچلو کہ جسکو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جسکو یقین ہے کہ اسکے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اوسکا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اوس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اوس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو

اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اونپر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہانتک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہونچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق و ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جسمیں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اوسکی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اوسکا نشان دکھانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جسکے معجزات صرف قصے ہیں جسکی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھکر انکی طرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اسکا حسن اسکو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اوسکو سراسر ردی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اسی وقت گناہ سے نجات پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اسکی جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے۔ ہر ایک بیباکی کی جڑ بےخبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پرزور سیلاب اسکے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اسکے گھر کے گرد آگ لگ گئی ہے اور صرف ایک ذرا سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعوے کرکے کیونکر اپنی خطرناک حالت پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اوس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ کبوتر بنو جو آسمان کی فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے تم توبہ کی بیعت کرکے پھر گناہ پر قایم مت رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کینچلی اتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اوس سے غافل ہو کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ

انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پاسکو اسکا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ انکی نماز اور انکا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا ہو کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے اون کا وارد ہونا ضروری ہے

(۱) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اسکے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جسکا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اوسوقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونیکو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اوسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اوسپر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اسکا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اوسوقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو سو یہ حالت اوس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اسوقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اسکی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تمکو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اسوقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے۔

(۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اوس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھکر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نکرو کہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لائیگا پس قبل اسکے جو دن چڑھے تم اپنے مولا کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اسکی تمام راہوں میں راستباز ہیں اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اوس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اوسکی گردن پر ہے ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجا۔ چرس۔ بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی

[illegible] کہ بچ کر تے تھے ہیں اور آخرت [illegible] ہے [illegible] [illegible] زیادہ مہربان اور تمہارا [illegible] برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر [illegible] کے حقوق اور انسان کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا [illegible] فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بیحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہونچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہاں تک کہ مریگا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکی سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھیر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔

اور وہ خود تمہاری حفاظت کریگا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری [illegible] [illegible] غم اور غصہ کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے [illegible] [illegible] اور آسمانی قہر و غضب سے ڈرتے رہو یہی راہ نجات کی ہے۔

اے علماء اسلام میری تکذیب میں جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ انسان جلدی سے سمجھ نہیں سکتا بات کو سنکر اسی وقت رد کرنے کے لئے تیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقویٰ کا طریق نہیں ہے اگر تم میں بعض غلطیاں نہ ہوتیں اور اگر تم نے بعض احادیث کے الٹے معنے نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حَکَم ہے آنا ہی لغو تھا تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ تم نے قدم رکھا ہے اسی جگہ یہودیوں نے رکھا تھا یعنے جیسا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئیگا جب کہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اٹھایا گیا دوبارہ دنیا میں آجائیگا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونیکا دعوے کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکھتے تھے بلکہ خدا کی کتاب سے کہ جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی [illegible] یہودیوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دعوے کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اترا جو اس دعویٰ کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہوئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ ایلیا نبی بجسمہ العنصری آسمان سے نازل ہوگا اس کے آخر کار یہ معنے کھلے کہ الیاس کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائیگا اور یہ معنے حضرت عیسیٰ نے خود بیان فرمائے جنکو دوبارہ آسمان سے اتار رہے ہو۔ پس تم کیوں ایسی جگہ ٹھوکر کھاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کھا چکے ہیں تمہارے علماء میں ہزار ہا یہودی موجود ہیں تم اونکو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وہ خدا جس نے مسیح کی خاطر ایلیا کو [illegible] سے نہ اتارا اور یہود کے سامنے [illegible] [illegible] سے کام لینا پڑا وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اتاریگا جس کو تم

دوبارہ اتارنے ہو ابھی یہ قبول بات تم منکر ہو اگر شک ہے تو کوئی اہل کتاب عیسائی اس ملک میں موجود ہیں اور ان کی انجیل بھی موجود ان سے دریافت کر لو کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا وہ یوحنا ہی ہے یعنی یحیٰی۔ اور اس بات سے کہ یہود کی پرانی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اگر اسی پیرایہ پر حضرت مسیح کی بات ہے کہ عیسیٰ ہی آسمان سے [illegible] [illegible] تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ سچا نبی نہیں ٹھیر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنت اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اس جگہ یحیٰی کو الیاس ٹھیرا کر تاویل سے کام لیا گیا عقلمند کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

اور نیز جبکہ آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئیگا یعنے یہ کہ مہدی ملکر لوگوں کو جبراً مسلمان کرنے کے لئے جنگ کریگا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ یعنے دین میں جبر نہیں ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائیگا یہاں تک کہ بجز اسلام یا [illegible] جزیہ بھی قبول نہ کریگا یہ تعلیم قرآن شریف کی [illegible] [illegible] اور کس سیپارہ اور کس سورہ میں ہے * سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شائع کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنے ان لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکال دیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ

یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونیکے مقابلہ کرنے کی اجازت دیگئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے۔ اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنے جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لئے پیش قدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کو شائع ہونے سے جبراً روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنیکے لئے لڑائی کی جاتی تھی بجز ان تین صورتوں کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اس کی دوسری قوموں کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اسکی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی پھر یہ عیسیٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہونگے جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دینگے یہانتک کہ کسی اہل کتاب سے بھی جزیہ قبول نہیں کرینگے اور آیت حَتّٰی یُعۡطُوا الۡجِزۡیَۃَ عَنۡ یَّدٍ وَّ ہُمۡ صٰغِرُوۡنَ کو بھی منسوخ کر دینگے۔ یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہوں گے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتوں کو بھی منسوخ کر دینگے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی منسوخ نہیں ہوئیں اور اس قدر انقلاب سے پھر ختم نبوت میں حرج نہیں آئیگا اس زمانہ میں جو ۱۳ سو برس عہد نبوت کو گذر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقوں پر پھیل گیا سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے نہ تلوار کے ساتھ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کیساتھ توڑ دے نہ یہ کہ اُن صلیبوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی کی بنائی جاتی ہیں اگر تم جبر کرو گے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس اپنی سچائی کی دلیل نہیں *

پس یورپ کے لوگوں کو جسقدر شراب نے نقصان پہونچایا ہے اسکا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کیوجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں [illegible] [illegible] کہلاتے ہو کس کی پیروی کرتے ہو قرآن [illegible] [illegible] شراب کو حلال نہیں ٹھیراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھیرانے ہو کیا مرنا نہیں ہے۔ منہ

* جو شخص نبی نوع پر فوت غضبی کو بڑھاتا ہے وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اسلئے خدا نے سورۃ فاتحہ میں یہود کا نام مغضوب علیہم رکھا یہ اسبات کیطرف اشارہ تھا کہ قیامت کو تو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزہ چکھے گا مگر جو ناحق دنیا میں غضب کرتا ہے وہ دنیا میں ہی اپنے غضب کا مزہ چکھ لیتا ہے نصاریٰ سے یہودیوں کی نسبت دنیا میں غضب ظہور میں آیا اسلئے سورۃ فاتحہ میں ان کا نام ضالین رکھا گیا ضالین کے لفظ کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ وہ گمراہ ہیں اور دوسرے معنے یہ ہیں کہ کھوئے جائیں گے یہ میرے نزدیک ان کے لئے بشارت ہے کہ کسی دن جھوٹے مذہب سے نجات پا کر اسلام میں کھوئے جائینگے اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقص یا قابل شرم رسوم کو چھوڑتے چھوڑتے بکلی مسلمین موحدین ہو جائینگے غرض الضالین کا لفظ میں جو سورۃ فاتحہ کے آخر میں ضالّ لنسل کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز میں محو ہونا اور کھوئے جانا ہے عیسائیوں کی آئندہ مذہبی حالت کے لئے ایک پیشگوئی ہے۔ منہ

* اگر کہو کہ عربوں کے لئے یہی حکم تھا کہ جبراً مسلمان کئے جائیں تو جواب یہ ہے کہ یہ قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہونچایا تھا اور بہت سے صحابہ مردوں اور عورتوں کو قتل کر دیا تھا اور بقیۃ السیف کو وطن سے نکال دیا تھا اس لئے وہ تمام لوگ جو مرتکب جرم قتل یا معین اس جرم کے تھے وہ سب خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنی خونریزی کے عوض میں خونریزی کے لائق ہو چکے تھے انکی نسبت بطور قصاص اصل حکم قتل کا تھا مگر ارحم الراحمین کیطرف سے یہ رعایت دی گئی کہ اگر کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے تو اسکا گذشتہ جرم جسکی وجہ سے وہ قابل سزائے موت تھا بخشا جائیگا پس کہاں یہ صورت رحم اور کہاں جبر۔ منہ

* بعض نادان [illegible] اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ صاحب المنار نے بھی کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لئے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر میں جھوٹ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو میں بار بار کیوں کہتا کہ عیسیٰ بن مریم صلیب سے نجات پا کر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر مر گیا اور نہ وہ خدا تھا اور نہ خدا کا بیٹا کیا انگریز مذہبی جوش والے میرے اس فقرہ سے مجھ سے بیزار نہیں ہوں گے۔ پس سنو! اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کیلئے ہم پر تلوار چلاتی ہے قرآن شریف کے رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی اور انکا شکر کرنا ہمیں اسلئے لازم ہے۔ منہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ ممالک غیر میں

ذیل میں ہم دو خط درج کرتے ہیں جن میں سے ایک انگلینڈ سے آیا ہے اور دوسرا نیوزیلینڈ سے آیا ہے۔ ان میں سے ایک خط تو ایک عورت کا ہے جو ریویو کو پڑھ کر مسلمان ہونے کو طیار ہے اور دوسرا اُس نو مسلم انگریز کی طرف سے ہے جو کچھ عرصہ ہوا قادیان بھی آیا تھا۔

مونٹ سنٹ بینڈ لٹن مانچسٹر ۔ انگلینڈ

۱۴ فروری ۱۹۰۵ء

پیارے دوست! آپ کا ارسال کردہ ایک پہلا پرچہ میگزین یعنی جلد دوم کا دسواں نمبر پہنچ گیا ہے جس کی بابت آپ نے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ مین نے اس رسالہ کو بڑی دلچسپی سے پڑھا ہے۔ مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق مختلف طرفوں میں بہت سی نظریں انتظار میں ہیں۔ مین نے رسل کی کتاب ملینیل ڈان کی چھ جلدیں پڑھی ہیں اور انکے یہاں بہت سے جلسوں میں حاضر بھی ہوتی رہی ہوں اور دو سال کا عرصہ ہوا کہ خود رسل امریکہ سے یہاں پر لیکچر دینے کے لئے آیا تھا اور اس شہر میں ایک کیتھولک اپاسٹولک نام کا گرجا ہے جس کے ممبر دیکھتے ہیں کہ مسیح کسی نہ کسی وقت ہمارے گرجے میں اُترے گا اور وہ اسکے اثبات کے لئے بہت سی علامات بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسیح پانچ لڑکیوں سے آئیگا۔ حاصل کلام یہ کہ تمام لوگ آمد مسیح کے خواہاں ہیں کچھ تو اسکی انتظار میں ہیں اور دوسرے اس موجودہ وقت میں اسکا زمین پر موجود ہونا نہیں رکھتے ہیں۔ مین خیال کرتی ہوں کہ مسیح زمین پر ضرور موجود ہے نہ صرف ایک روحانی موجودگی بلکہ جسمانی موجودگی میں بھی یعنی وہی روح ایک اور جسم میں حلول کر آئی ہے۔ مین اب تک نہیں جانتی تھی رمضان میں کسوف و خسوف کب واقع ہوا ہے [illegible] صفحہ ۹ [illegible] میں دیکھتی اور پڑھتی ہوں کہ کسوف و خسوف ۱۸۹۴ء میں واقع ہو چکا۔ اور زمانہ کی نبض پہلے جو نظارے دکھا چکی ہے وہ ہی نظارے پھر دکھاتی ہے۔

گذشتہ ہفتہ میں یہاں ڈاکٹر پیبلز نے جس کی ۸۴ برس کی ہے دنیا کے گرد پانچویں سفر کے متعلق لیکچر دیا۔ اور اب وہ اپنے وطن کو بیٹل کریک [illegible] کو جائیگا۔ گذشتہ ہفتہ [illegible] ہندوستان میں سفر کے متعلق لیکچر [illegible] آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟

میں نے اوپر کہا ہے کہ تاریخ کی ہمیشہ وہی ہے دیکھو خدا کے رسول بسبب مخالفت کے [illegible] اُٹھاتے تھے کسی نے کہا ہے کہ "بہتر ہے انسان جلا یا جاتے والا بنجائے بہ نسبت اس کے کہ ایک بڑی سچائی کا انکار کرے"۔ مین نے ریویو آف ریلیجنز کے چند رسالے دوستوں کو بھیجے ہیں۔ ایک لیڈی صاحبہ نے جو میسوٹا میں رہتی ہیں مجھے پچھلے ہفتہ میں خط کے ذریعہ پوچھا ہے کہ ہندوستان میں مسیح موعود کون شخص ہے اسکی تحریر بڑی عمدہ ہے میں یقین کرتی ہوں کہ مذہب عیسائی ایمان کی حدود سے بہت دور جا پڑا ہے۔ یہ یقیناً عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے آزمائش کا زمانہ ہے اور میں اثبات سے خوش ہو [illegible] خیالات رد کیا جا رہا ہے۔

مین مرہم عیسیٰ کے متعلق پڑھکر خوش ہوں۔ لیکن ان بنی اسرائیل کی گمشدہ دس قوموں میں حضرت عیسیٰ کی بابت حیران ہوں۔ یہاں ایسے گروہ ہیں جو انگریزوں کو اُن دس گم شدہ قوموں میں سے ایک قوم خیال کرتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب احمدیہ فرقہ کے بانی ہیں؟ اور کیا کتاب براہین احمدیہ انہی کی پہلی تصنیف ہے؟

پیارے دوست! اب میرے دو ہفتوں کا خط لکھا ہوا آپ کو ملیگا مین نے چاہا کہ مین اس نمبر کو پڑھنے کے بعد آپ کو پھر خط لکھوں کاش کہ مجھے آپ کے پاس پہونچنا نصیب ہو۔

مسیح کے مقاصد میں جو نیکی کے مقاصد ہیں میں سچی [illegible] ہوں۔

آپ کی مخلص [illegible] سج وے۔

اک لینڈ

نیوزیلینڈ ۔ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء میرے پیارے بھائی محمد علی صاحب ۔ مجھے آپکی چٹھی مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء معہ میگزین نمبر ۱ - ۲ - جلد ۴ کے ملی آپکی تمام ہدایات [illegible] میرے لئے بڑی دلچسپی [illegible] ۔ اور [illegible] آپ نے [illegible] اُٹھایا ہے میں پڑھ کر بہت خوش ہوا خاص کر کے رسم پردہ ۔ اور مسلم [illegible] نماز پر ۔ اشاعت اسلام کے متعلق [illegible] مسلمانوں کی بے پروائی پر بہت زور دیا ہے مین نے بھی یہ حالت دیکھی تھی جبکہ مین ہندوستان میں آیا ہوا تھا ۔ بمبئی اور مدراس میں مینے عام طور سے کہا تھا کہ میں اسلامی واعظ بننا چاہتا ہوں ۔ مگر ان آدمیوں [illegible] کو چاہئے تھا کہ ایسے موقعہ کو غنیمت [illegible] اور مجھکو پہنچ لیتے اس موقع کو ضائع کر دیا جو کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتھ میں ڈالا تھا اور یہ میری دلی خواہش تھی تاہم ہندوستان میں میرا سفر رائیگان نہ گیا اور مینے اس مقصد اور مدعا کو پا لیا [illegible] اسی قوم کی تلاش میں تھا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیرو ہے اور جو [illegible] آپ کو احمدی مسلمان کہتی ہے ۔ یہ خواہش مینے اپنے احمدی قادیانی بھائیوں کے سامنے بھی ظاہر کی تھی کہ مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ جس کے مین پیچھے لگا ہوا تھا وہ آخر مجھے مل گیا یعنی تم اور تمہارا امام ۔ میری یہ خواہش میرے ان سرٹیفکیٹوں میں بھی درج تھی ۔ جنپر بہت سے مسلمانوں کے دستخط ثبت تھے جو مجھپر کامل طور سے یقین رکھتے تھے مین اسوقت کو یاد کرکے جبکہ مینے اللہ کی مدد سے ہندوستان کا سفر کیا اندر ہی اندر مین خوش ہوتا ہوں اور روحانی طور سے اون لوگون سے ملاقات کرتا ہوں جنہوں نے خدا کے لئے اور اس کے رسول کے لئے میرے ساتھ برادرانہ محبت اور الفت ظاہر کی اور اپنے عمدہ خیالات سے مجھے مستفید کیا سوقت یا فاصلان لوگوں کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا جو کہ روحانی طور سے سفر کر سکتے ہیں اور کامل زہد کے ساتھ فرشتوں سے کلام کر سکتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے مین اکثر اپنے آپ کو آپ لوگوں میں ہی پاتا ہوں ۔ اور سب کچھ بہ چشم حقیقت دیکھتا ہوں جو کہ ہمارے بیت المقدس قادیان میں گذر رہا ہے ۔ اور جہاں کہ ہمارا آقا اور اُستاد رہتا ہے ۔

مین دلی خواہشمند ہوں کہ جسمانی طور سے آپکو ملوں اور اوس ہدیہ کو قبول کر لوں جو کہ ایک احمدی بھائی نے پیش کیا تھا کہ کم سے کم دو سال قادیان مین قیام کرنا ضروری ہے تاکہ مسیح موعود کی خدمت میں رہ کر وہ تمام علوم مجھے حاصل ہو جائیں جن کے لئے میری روح ازبس خواہشمند ہے ۔ مین آگے آگے سفر کر رہا ہوں اور دنیا کے اس حصہ میں پہونچ گیا ہوں جہاں کہ مین تین ہفتہ سے مقیم ہوں ۔ ۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء کو مین اپنی زاد بوم ملبورن سے روانہ ہوا یہاں تک تو آپ کی خط و کتابت مجھے ملتی رہی ہے اور اس عرصہ میں مین نئی خبریں آپ سے سننا چاہتا ہوں ۔

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب مین آگے ہی آگے سفر کرتا جاؤنگا اور انجام کار اگر امریکہ میں میرا کام کامرکز بن گیا جیسا کہ مین امید کرتا ہوں کہ انشاءاللہ یہ ضرور ہے گا تو مین اُن آدمیوں سے ضرور رشتہ اتحاد کر لونگا جو آپ کی چٹھی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں مسلمان ہیں ۔

اور اگر مجھے یہاں رہنے کا زیادہ اتفاق ہو گیا تو میگزین کی اشاعت ہر طرح سے کرونگا اور آپ کی امید بر آجائیگی کیونکہ مین [illegible] کاموں کے لئے وقف کر دی ہیں ۔

اب مین اس چٹھی کو ختم کرتا ہوں اور [illegible] بہت محبت والے سلام [illegible] کرتا ہوں ۔

اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اسی زندگی میں پھر ملنے کا اتفاق بنا دے اور میری طرف سے نیاز مندانہ سلام میرے آقا مرزا غلام احمد کی خدمت میں پہونچا دیں اور اُن کو یقین دلا دیں کہ مین ہمیشہ کے لئے آپ کا اور آپکے مقصد کا جاں نثار ہوں ۔ اور اون تمام بھائیوں کا بھی جاں نثار ہوں جن کی تمام امیدیں اوس سے لگی ہوئی ہیں جیسے کہ میرے بھائی کی ۔

آپ کا محب ۔ چارلس ۔ فرانسس ۔ سورابیت
محمد عبدالحق ۔ معرفت جنرل پوسٹ آفس
انگلینڈ

دوسری چٹھی

میرے پیارے بھائی ۔ ایک ہفتہ گذرا ہے کہ مین نے ایک چٹھی آپ کی طرف روانہ کی تھی اور اب مین نے مناسب سمجھا ہے کہ مین اپنا فوٹو بھی روانہ کروں ۔ حضرت مرزا صاحب کی نذر کے لئے اور اپنی یادگار کے طور پر جب سے مینے قادیان کو دیکھا ہے میری روح کو ایک کامل اطمینان حاصل ہو گیا ہے اس موقعہ پر مین پھر یاد دلاتا ہوں کہ مین اپنے آقا مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت کے لئے بہت ہی خواہشمند ہوں ۔ اور اگر ضروری اخراجات ہاتھ آجاتے ہیں تو مین اللہ تعالےٰ کی مدد سے فوراً امریکہ روانہ ہو جاؤنگا ۔ اور وہاں حضرت مرزا غلام احمد کی تعلیم کی اسی طرح اشاعت کرونگا ۔ جس طرح کہ مینے اس کے کام کو سمجھا ہے جس کے [illegible] مین ۱۷ - ۴ - ۱۹۰ مین ہندوستان آیا تھا ۔ ریویو آف ریلیجنز کا نمبر تین مجھے مل گیا ہے ۔ جس کے آخری صفحہ میں اَلدّعوۃ کو مینے بخوبی پڑھا ہے اور جو کہ [illegible] کرتا ہوں کہ طاعون کی کثرت اور زلزلہ کی آمد سے پوری ہو گئی مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے آقائے نامدار کے تمام [illegible] خوش ہونگے اور خوشی کرینگے ۔ اور حضرت مرزا صاحب کی [illegible] سچائی کو تمام لوگوں پر ظاہر کر دینگے اور مین اپنے طور پر بھی اور [illegible] جگہوں میں اس خبر کی اشاعت کر رہا ہوں اور اگر مین [illegible] سین فرینسسکو کو روانہ ہو گیا دخانی جہاز رستہ میں [illegible] اور سینڈوچ جزیروں پر ٹھہرتے ہیں اور وہاں [illegible] احمدی فرقہ کے اسوہ حسنہ اور مسیح موعود لیکچر دونگا ۔

اگر اللہ تعالےٰ تمام ضروری اخراجات [illegible] پہنچا دے تو مین فوراً اسکے نام کی خاطر اور اپنے قادیانی بھائیوں کے مقاصد کی خاطر سفر اختیار کر لونگا جبکہ مین دوبارہ [illegible] سلام کہتا ہوں ۔ اور اسلام میں انکا ایک جان نثار ہوں ۔ [illegible] کر کے میرے فوٹو گراف کی رسید ارسال فرماویں [illegible] خدا کے ساتھ دعا کیا ہے میری [illegible] اسلام کی طرف رجوع رکھتی ہے ۔

سورابیت ۔ محمد [illegible]

[illegible] حضرت مسیح علیہ [illegible]

[illegible] اسلام کی [illegible] کرتا ہون اور اسکی [illegible] عرض کی [illegible] ہے جو اسکے اوپر لکہا گیا ہے۔ جیسا کہ ناظرین ذیل مین ملاحظہ کرینگے۔ مین امید کرتا ہون کہ جو مقصد اس تحریر سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تہا اسکے پورا کرنے کا میرے ناظرین لحاظ رکہین گے اور پورے طور پر تبلیغ کرینگے۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار بغرض تبلیغ و انذار

چونکہ قرآن شریف و احادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر و ثابت ہے کہ ہر ایک شخص سے اپنے کنبہ کی عورتوں وغیرہ کی نسبت جن پر وہ کسیقدر اختیار رکہتا ہے سوال کیا جائیگا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت مین اس نے ان کو سمجہایا اور راہ راست کی ہدایت کی یا نہین اسلئے مینے قیامت کی بازپرس سے ڈر کر مناسب سمجہا کہ ان مستورات و دیگر [illegible] جو ہمارے رشتہ دار و اقارب اور واسطہ دار ہین اون کی بدراہیون و بدعتون پر بذریعہ اشتہار ہذا کے خبردار کرون کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ ہمارے گہرانے مین قسم قسم کی خراب رسمین اور نالایق عادتین جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہین اور اون بری رسمون اور خلاف شرع کامون سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہین جیسا کہ نیک اور دینداری کے کامون سے کرنا چاہئے ہر چند سمجہایا گیا کچہہ سننے نہین [illegible] ڈرایا گیا [illegible] نہین اب چونکہ موت کا کچہہ اعتبار نہین اور خدا تعالے کے عذاب سے بڑہکر اور [illegible] عذاب نہین اسلئے ہم [illegible] ان لوگون کے برا ماننے اور برا کہنے اور ستانے یا دکہہ دینے سے بالکل لاپروا ہوکر محض ہمدردی کی راہ سے حق نصیحت پورا کرنے [illegible] بذریعہ اس اشتہار کے ان کو اور دوسری مسلمان [illegible] بہائیون کو خبردار کرنا چاہا تا کہ ہماری گردن [illegible] باقی نہ رہ جائے اور قیامت کے دن [illegible] کہ ہم کو کسی نے نہین سمجہایا اور [illegible] نہین بتایا تو آج ہم کہلکر باواز بلند کہہ دیتے ہین کہ سیدہا راستہ جس سے انسان بہشت مین داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقون کو چہوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچہہ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے اوس راہ [illegible] بہ [illegible] خلاف [illegible] اور [illegible] کسی را [illegible] مین جو بدرسمین [illegible] ہوتی ہوتی رسمین بیان [illegible] دین خدا کی سے ڈر کر اونکو چہوڑ دین اور وہ یہ ہین (۱) ماتم کی حالت مین جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخین مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات زبان پر لانا۔ یہ سب ایسی باتین ہین جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ سب رسمین ہندؤن سے لی گئی ہین جاہل مسلمانون نے اپنے دین کو بہلا دیا اور ہندؤن کی رسمین اختیار کر لین۔ کسی عزیز اور پیارے کی موت کی حالت مین مسلمانون کیلئے قرآن شریف مین یہ حکم ہے کہ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہین یعنی ہم خدا کا مال اور ملک ہین اوسے اختیار ہے جب چاہے اپنا مال لے لے اور اگر رونا ہو تو صرف آنکہون سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ کرے وہ شیطان سے ہے + (۲) دوم برابر ایک سال تک سوگ رکہنا اور نئی نئی عورتون کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنون مین سیاپا کرنا اور باہم عورتون کا سر ٹکرا کر چلا کر رونا اور کچہہ کچہہ منہ سے بہی بکواس کرنا اور پہر برابر ایک برس تک بعض چیزون کا پکانا چہوڑ دینا اس عذر سے کہ ہمارے گہر مین یا ہماری برادری مین ماتم ہوگیا ہے یہ سب ناپاک رسمین اور گناہ کی باتین ہین جن سے پرہیز کرنا چاہئے +

(۳) سوم سیاپا کرنے کے دنون مین بے جا خرچ بہی بہت ہوتے ہین حرام خور عورتین شیطان کی بہنین جو دور دور سے سیاپا کرنے کے لیئے آتی ہین اور مکر و فریب سے مونہہ کو ڈہانپ کر اور بہنون کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر چیخین مار کر روتی ہین اون کو اچہے اچہے کہانے کہلائے جاتے ہین اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتلانے کے لئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ مین تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ لوگ واہ واہ کرین کہ فلان شخص نے مرنے پر اچہی کرتوت دکہلائی اچہا نام پیدا کیا سو یہ سب شیطانی طریق ہین جن سے توبہ کرنا لازم ہے۔

(۴) [illegible] اگر کسی عورت کا خاوند مرجائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا برا جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بہاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہکر یہ خیال کرتی ہے کہ مین نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور [illegible] دامن بیوی ہوگئی ہون حالانکہ اس کے لیئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے عورتون کیلئے بیوہ ہونے کی حالت مین خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے [illegible] عورت حقیقت مین بڑی نیک بخت [illegible] بیوہ ہونے کی حالت مین بڑے ہونے کی حالت مین بُرے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتون کے لعن طعن سے نہ ڈرے ایسی عورتین جو خدا اور رسول کے حکم سے روکتی ہین خود لعنتی اور شیطان کی چیلیان ہین جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے جس عورت کو اللہ رسول (صلعم) پیارا ہے اسکو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکہے کہ خاوند کی خدمت مین مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے۔

(۵) عورتون مین ایک خراب عادت یہ بہی ہے کہ وہ بات بات مین مردون کی نافرمانی کرتی ہین اور ان کی اجازت بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہین اور ناراض ہونے کی حالت مین بہت کچہہ برا بہلا ان کے حق مین کہہ دیتی ہین ایسی عورتین اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہین ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہین اللہ تعالے صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہین ہوسکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نکرے اور دلی محبت سے اوسکی تعظیم نہ بجا لائے اور پس پشت یعنی اسکے لئے اس کی خیر خواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتون پر لازم ہے کہ اپنے مردون کی تابعدار رہین ورنہ انکا کوئی عمل منظور نہین اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جایز ہوتا تو مین حکم کرتا کہ عورتین اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق مین کچہہ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اسکو دیکہتی ہے اور حکم ربانی سنکر بہی باز نہین آتی تو وہ لعنتی ہے خدا اور رسول اس سے ناراض ہین سو عورتون کو چاہئے کہ اپنے خاوندون کا مال نہ چرایا وین اور نامحرم سے اپنے تئین بچاوین اور یاد رکہنا چاہئے کہ بجز خاوند اور ایسے لوگون کے جن کے ساتہہ نکاح جائز نہین اور جتنے مرد ہین اون سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتین نامحرم لوگون سے پردہ نہین کرتین شیطان اون کے ساتہہ ساتہہ ہے عورتون پر یہ بہی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتون کو اپنے گہرون مین نہ آنے دین اور ان کو اپنی خدمت مین نہ رکہین کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتون مین یہ بہی ایک بدعادت ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہین اور گالیان دیتے ہین اور شور مچاتے ہین اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہین ایسی عورتین اور ان کے اقارب بہی نابکار اور خراب ہین کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جسمین صدہا مصالح ہین مردون کو اجازت دے رکہی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویان کر لین پہر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیون برا کہا جائے ایسی عورتین اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکمون کا مقابلہ کرتے ہین نہایت مردود اور شیطان کے بہن بہائی ہین کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے منہہ پہیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہین اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گہر مین ایسی بدذات بیوی ہو تو اسے مناسب ہے کہ اسکو سزا دینے کیلئے دوسرا نکاح ضرور کرے۔

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے ناتہ رشتہ کے وقت یہ دیکہہ لیتے ہین کہ جس کے ساتہہ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بہی ہے یا نہین۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہین چاہتے۔ سو یاد رکہنا چاہئے کہ ایسے لوگ بہی صرف نام کے مسلمان ہین اور ایک طور سے وہ ان عورتون کے مددگار ہین جو اپنے خاوندون کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہین سو ان کو بہی خدا تعالے سے ڈرنا چاہئے +

(۸) ہماری قوم مین یہ بہی ایک بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہین کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بہی پسند نہین کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے بنی آدم سب خدا تعالے کے بندے ہین رشتہ ناتہ مین یہہ دیکہنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت مین مبتلا تو نہین جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکہنا چاہئے کہ اسلام مین قومون کا کچہہ بہی لحاظ نہین صرف تقوی اور نیک بختی کا لحاظ ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تم مین سے خدا تعالے کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔

(۹) ہماری قوم مین ایک یہ بہی بدرسم ہے کہ شادیون مین صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے سو یاد رکہنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری مین بہاجی تقسیم کرنا اور اسکا دینا اور کہانا یہ دونون باتین عند الشرع حرام ہین اور آتشبازی چلانا اور رنڈی بہڑوون ڈوم ڈہاڑیون کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے اور گناہ سر پر چڑہتا ہے سو اس کے علاوہ۔ شرع شریف مین تو صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستون کو کہانا پکا کر کہلا دیوے۔

(۹) ہمارے گہرون مین شریعت کی پابندی مین بہت سستی کی جاتی ہے بعض عورتین زکوٰۃ دینے کے لایق ہین اور بہت سا زیور انکے پاس ہے مگر وہ زکوٰۃ نہین دیتین

بعض عورتیں نماز روزہ کے ادا کرنے میں بہت کوتاہی کرتی ہیں۔ بعض عورتیں شرک کی رسمیں بجالاتی ہیں جیسے چیچک کی پوجا۔ بعض فرضی بیویوں کی پوجا کرتی ہیں۔ بعض ایسی نیازیں دیتی ہیں جن میں یہ شرط لگا دیتی ہیں کہ عورتیں کہاویں کوئی مرد نہ کہاوے یا کوئی حقہ نوش نہ کہاوے۔ بعض جمعرات کی چوکی بھرتی ہیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب شیطانی طریق ہیں۔ ہم صرف خالص اللہ کے لئے ان لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ آؤ خدا تعالے سے ڈرو ورنہ مرنے کے بعد ذلت اور رسوائی سے سخت عذاب میں پڑو گے اور اس غضب الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے جس کی انتہا نہیں۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

مذہبی ریفارمیشن

مندرجہ بالا عنوان سے ایک دو صفحہ کا آرٹیکل معزز ہمعصر وکیل کی ۲۱ - جون ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے جس میں ایک لمبی تمہید کے بعد یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کی اگر کوئی تدبیر ہے تو وہ انکی **مذہبی اصلاح** ہے۔ اور مذہبی **اصلاح** کا مفہوم اور مطلب لائق مضمون نگار نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ادا کیا ہے۔

”مذہبی ریفارمیشن سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ مذہب اسلام کو اسکے اصلی نیچر میں لیا جاوے“

حقیقت میں یہ سوال قابل قدر سوال ہے اور ان لوگوں کو جو مسلمانوں کی نکبت اور فلاکت پر نوحہ خوانیاں کرتے اور دردمند دل رکھتے ہیں اسپر غور کرنا چاہیئے۔

اس میں تو کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ اسلام ! مقدس اسلام کو اصل حالت سے دور پھینکدیا گیا ہے اور وہ چیز جسکو **ایمان** کہتے ہیں جو انسان کو اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسکے صفات پر ایک روشن یقین عطا کر کے اسکی گناہ آلود زندگی پر **موت** وارد کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اسکی جگہ صرف چند الفاظ [illegible] لی جنکا محض زبان سے اقرار کرنا کافی سمجھ لیا گیا ہے ورنہ اسکی تاثیرات اور عمدہ نتایج کا کوئی وجود مومن کہلانے والے مسلمانوں میں پایا نہیں جاتا الاماشاءاللہ۔

اور وہ امور جو ایمان کا اس کے ساتھ بطور جزو لاینفک کے لگے ہوئے تھے اور جنکو زبان شرع میں **اعمال صالحہ** کہتے ہیں جو دنیا میں امن راحت اور عزت کی زندگی بسر کرنے کا ایک کامل ذریعہ ہیں انکو چھوڑ دیا گیا ہے اور ان کے قایم مقام چند رسوم اور لغو اور خود تراشیدہ ریا کاری کے کام قرار دئے گئے ہیں۔ ایسی حالت میں اسلام اپنی اصلی حالت سے بہت دور چلا گیا ہے اور یہہ تمیز کرنا کہ **اصل اسلام** کیا تھا مشکل ہو رہا ہے اور مسلمانوں کی فلاح اور بہتری کی یہی راہ ہے کہ وہ **مذہب اسلام** کے سچے عامل اور پابند ہوں۔ لیکن جب کہ یہہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مذہب السلام کی اصلی ہیئت کو بدل دیا گیا ہے اور اسکی خالص اور پاکیزہ تعلیم کو مختلف قسم کی خیالی تعلیموں کے ساتھ مختلط کر دیا گیا ہے اور مختلف فرقے اس میں پیدا ہو کر ہر ایک اپنے آپ کو برسر حق اور جادۂ مستقیم پر تسلیم کرتا ہے تو اسلام کو ان اندرونی اور مختلط صورتوں سے الگ کر کے اصلی حالت پہ لانا کس شخص کا کام ہو سکتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ

مذہبی ریفارمیشن کون لا سکتا ہے ؟ یا وہ مذہبی ریفارمر کون ہے ؟

تجربہ بتا رہا ہے کہ اگر ایسا مذہبی **ریفارمر** محض اپنے ہی دعوے سے کوئی شخص ہو سکتا ہے تو پھر آج ہر شخص مذہبی ریفارمر بنا ہوا ہے اور ان ریفارمروں نے ہی اسلام کا یہہ بیڑا غرق کیا ہے جس قدر اختلاف آئے دن پیدا ہوتے ہیں یہہ ایسی ہی خود رائیوں اور خود غرضیوں کے چشمہ سے آ رہے ہیں۔ اگر علماء اس درد کا درمان ہیں تو پھر اختلاف کے منبع اور مفساد کی جڑ کون ہیں۔ تکفیر کے فتوے کہاں سے آتے ہیں ؟ اور کون ہیں جو نئے نئے حاشیے چڑھا کر اصل اسلام کو چھپا رہے ہیں۔

تو کیا ایسا **ریفارمر** قومی **انتخاب** سے منتخب کیا جا سکتا ہے ؟ میں اس سوال کے جواب میں کہونگا کہ ہرگز نہیں اسلئے کہ **قومی انتخاب** سے اگر ایسا ریفارمر پیدا کیا جا سکتا تو ہر فرقہ نے اپنی اپنی جگہ بعض اشخاص کو مسند خلافت پر بٹھا رکھا ہے۔ اور یہ انتخاب مزید اختلاف اور نزاع کا باعث ٹھیرا ہے۔ علاوہ برین اگر بہہ بفرض محال مان بھی لیں کہ ایک شخص کو سب کے سب مل کر اس کام کے لئے منتخب کر لیں۔ تو اس امر کا کیا ثبوت ہوگا کہ جو اصلاح وہ کر رہا ہے وہ فی الواقع **اصلاح** بھی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس مسند **خلافت** پر کوئی شخص نہ توانی تجویز سے اور نہ دوسروں کے انتخاب سے بیٹھ ہی نہیں سکتا بلکہ کام ہے اس شخص کا جسکو **اللہ تعالےٰ** اس کام کیلئے **منتخب کرے**

چنانچہ قرآن شریف کے پُر غور مطالعہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ **خلیفہ کا تقرر** اور انتخاب خود اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا **انی جاعل فی الارض خلیفہ** اور **ولیستخلفنھم فی الارض**۔

جب تک کوئی شخص اللہ تعالےٰ کی طرف سے ماموراور منتخب ہو کر نہیں آتا اور آسمانی روشنی اور نور اس کی مدد اور ہدایت نہیں کرتا کوئی شخص اپنے سطحی اور زمینی خیالات سے کیا اصلاح کریگا۔ وہ تو اصلاح کے کام کو اور بھی خطرہ اور مشکل میں ڈال دیگا۔

جہانتک تمہاری نظر وسیع ہو سکتی ہے اسلامی دنیا پر ایسے شخص کی تلاش کرو کہ وہ کون ہے ؟ اس امر پر تو بحث کرنے کی مجھے ہرگز حاجت نہیں رہی کہ ایسے ریفارمر کی ضرورت کیا ہے کیونکہ

زمان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را

ربع مسکون کے ہر حصہ سے مسلمانوں کی نکبت اور خستہ حالی کی خبریں آ رہی ہیں انکی پریشانی اور پراگندگی کوئی مخفی امر نہیں رہا۔ البتہ قابل بحث یہی ایک امر ہے کہ وہ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

کا مصداق کون ہے جو اسوقت مسلمانوں کی دستگیری کرے ؟

پس میں نہایت ادب کے ساتھ اخبار وکیل کے معزز ایڈیٹر صاحب کو اسی امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اخبار میں اس سوال پر بحث کریں۔ جہانتک میری طاقت اور سمجھ میں ہے میں تو اسی نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ یہہ کام محض خدا کے **مامور و مرسل** کا ہو سکتا ہے جو اسکے منشاء کے موافق رموز شریعت سے آگاہ ہو کر عالم کو آگاہ کرے۔ جب تک ایک **امام** اور ایک **حکم** کے ماتحت کل قوم نہیں آتی وہ **فیض** اور **برکت** نہیں پا سکتی جو **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** پر عمل کرنے سے ملتی ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ ایک حاکم اور **بادشاہ** کے ماتحت رہے یہانتک کہ اس آزادی اور آزاد منشی کے بھی زمانہ میں بھی جبکہ شخصی حکومتوں پر جمہوری سلطنتوں کو ترجیح دیجاتی ہے ان جمہوری سلطنت والوں کو بھی اپنا ایک پریسیڈنٹ تجویز کرنا پڑا۔ نظام عالم میں بغیر اسکے چارہ ہی نہیں۔ اسی طرح پر روحانی نظام میں ضروری امر ہے کہ ایک ایسا فرد کامل ہو جسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا جوا گردن پر رکھا جاوے۔ چونکہ یہہ ایک فطرتی تقاضا تھا اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ سے انبیاء و رسل کے ارسال کا سلسلہ جاری رکھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **خاتم الانبیاء** ٹھیرا کر آپکی نبوت کو آئندہ کے لئے چشمۂ ہدایت قرار دیا۔ اور ہر صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجنے کا وعدہ کیا جو اسلام کے پاک چشمہ کو اس خس و خاشاک سے پاک کرتا رہے جو امتداد زمانہ سے اسمیں پڑ گئے ہوں۔

پس اسوقت جبکہ ہر طرف سے یہ آوازیں آ رہی ہیں کہ مذہبی ریفارمر کی ضرورت ہے میں ان لوگوں کو جو اس **ضرورت** کو محسوس کرتے ہیں **خوشخبری** دیتا ہوں کہ تمہارے درد کا درمان اللہ تعالےٰ نے کیا ہے اور تمہارے امراض کے دور کرنے کے لئے **مسیحا نازل ہو چکا ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔**

مُبارکباد تقریب ختم قرآن عزیزی عبد الحی سلمہ الرحمان

میرے مخدوم حضرت صاحبزادہ **بشیر الدین محمود احمد** سلمہ الاحد نے عبدالحی سلمہ الرحمن کے ختم قرآن کی تقریب پر مبارکباد کے چند شعر لکھے ہیں جسمیں انکے مضمون کی لطافت اور خوبی کیوجہ سے انہیں چھپوا دیا ہے اللہ تعالےٰ اس دعا کو جو ان اشعار میں کی گئی ہے قبول فرماوے۔ آمین۔ (ایڈیٹر الحکم)

پڑھ لیا قرآن عبدالحی نے
خوش بہت ہیں آج سب چھوٹے بڑے
ایسی چھوٹی عمر میں ختم قرآن
کم نظیریں ایسی ملتی ہیں یہاں
مولویصاحب مبارک آپ کو
اور عبدالحی کے اوستاد کو
جسنے محنت کی شب و روز اسکے ساتھ
اور پڑھایا اسکو قرآن ناظرہ
صد مبارک مہدی مسعود کو
کیون خوشی سب سے نہ بڑھکر اسکو ہو
جسکی سچائی کا ہے یہ اک نشان
جانتا ہے بات یہ سارا جہان
اے خدا تو نے جو یہ لڑکا دیا
کر اسے سب خوبیاں بھی اب عطا
یاالٰہی عمر طبعی اسکو دے
رکھ اسے محفوظ رنج و درد سے
ہو تو سرشار الفت دین میں مدام
رکھ اسے کونین میں تو شاد کام
خوف سے تیرے رہے دل پُر حذر
پہنچے اسکو اس دنیا سے نہ شر
مہربانی کی تو اسپہ رکھ نظر
کر عنایت اسپہ تو شام سحر
دین و دنیا میں بڑا ہو مرتبہ
عمر و صحت بھی اسے کر تو عطا

۳۰ - جون ۱۹۰۵ء

ہماری خوشی کی تقریبیں اور انکے اظہار کی صورتیں

کچھ شک نہیں انسان بالطبع راحت پسند ہے - اور بقائے دوام کی خواہش بھی اسکی فطری خواہش ہے میں اسکی اس فطری خواہش کو بھی روح کی ابدیت کی ایک دلیل سمجھا کرتا ہوں - اس مضمون میں میں نہ تو راحت کی حقیقت اور نہ ابدیت روح پر بحث کرنا چاہتا ہوں بلکہ میری غرض صرف یہہ ہے کہ میں یہ دکھاؤں کہ ہم کن باتوں میں خوش ہوتے ہیں اور اس خوشی کے اظہار کی کیا صورتیں اختیار کرتے ہیں؟

خدا تعالے کی مجید و حکیم کتاب نے ایک مقام پر انسانی فطرت کے تقاضوں کو یوں بیان فرمایا ہے

زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیوۃ الدنیا۔

یہہ آیت انسانی فطرت کی خواہشوں کا ہو بہو فوٹو ہے - لیکن اس کے ساتھہ ہی اللہ تعالے نے عام انسانوں میں سے ایک ممتاز اور برگزیدہ طبقہ کی خواہشوں کو بھی اسکے ساتھہ ہی بیان فرما دیا ہے۔

قل ء أنبئکم بخیر من ذالکم للذین اتقوا عند ربھم جنت تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان من اللہ۔

عام انسان اور متقی کے تقاضوں میں یہی فرق ہے کہ متقی کی آخری غرض و غایت رضاء الٰہی کا حصول ہے - اور عام لوگ رضاء الٰہی کو مقدم نہیں کرتے بلکہ ان کی غرض و غایت نری نمود اور نمائش ہوتی ہے یہی اصول خوشی کی تقریبوں پر بھی مدنظر رکہا جاتا ہے + ایک طرف ہمارے افلاس اور ناداری کا رونا رویا جا رہا ہے لیکن جب دوسری طرف کوئی شخص ہماری خوشی کی تقریبوں اور جلسوں میں شریک ہو تو وہ حیران ہو جائیگا کہ کس قسم کی فضولیاں اور لغویات ہو رہی ہیں - لیکن خدا تعالے کے لاکھوں لاکھہ درود اور سلام ہوں اسکے برگزیدہ مہدی اور مسیح پر جسنے اگر ہمارے کندہوں سے اس قسم کے بیہودہ بوجہہ اتار دے + میں ناظرین کو قادیان میں ایک خوشی کی تقریب دکہانی چاہتا ہوں - جس سے انہیں معلوم ہوگا کہ ایک مومن کی خوشی کیا ہوتی ہے اور وہ اسکو کن رنگوں میں ظاہر کرنا چاہتا ہے -

حضرت حکیم الامتہ سلمہ اللہ تعالے کے بچے

عبد الحی سلمہ اللہ نے ۲۷ - جون ۱۹۰۵ء کو قرآن شریف ختم کیا - یہہ تقریب حضرت حکیم الامتہ کے لئے ایک خوشی کی تقریب ہے - حقیقت میں کیسی مبارک تقریب ہے ایک دنیا دار اور دیندار باپ میں یہی فرق ہے - دنیا دار باپ بھی اپنے بیٹے کی تقریبوں پر خوش ہوتا ہے لیکن اس کی تقریبیں کیا ہوتی ہیں - بچہ پیدا ہوا ہے پھر اسکا ختنہ ہوا - پھر منگنی ہوئی - پھر شادی ہوئی - ان تقریبوں پر جسقدر بے حیائی - اور اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے وہ تہوڑی ہے لیکن ایک متقی باپ کے لئے بچے کی خوشی کی سب سے پہلی تقریب قرآن شریف کے شروع اور ختم سے شروع ہوتی ہے - اسکی خواہش اولاد بھی محض اللہ تعالے کے لئے ہوتی ہے - بہت کم لوگ ہونگے جنکو اس راز سے اطلاع ہوگی - حضرت حکیم الامتہ کے کئی بچے فوت ہو چکے تہے - اسپر مجہے ایک طبیب نے کہا کہ میں حکیم الامتہ کو ان کے علاج کی طرف متوجہ کراؤں -

میں حضرت حکیم الامتہ کی پاک زندگی پر غور کرنے کا کافی موقع نہیں پا سکا تہا میں اتنا ہی جانتا تہا کہ ایک جلیل القدر انسان ہے اولاد کی خواہش فطری خواہش ہے - یہہ رجوع کریگا - مینے جب اس معاملہ کو پیش کیا تو جو جواب مجہے دیا اسنے میرے ایمان کو بہت بڑہا دیا - اصل جواب حکیم الامتہ کے اپنے ہاتہہ کا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہے اسکا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ مجہے محض اولاد کی کوئی بھی خواہش نہیں ہے کئی اولاد ہوئیں اور مر گئیں - ہاں مجہے **اولاد صالح** کی بیشک خواہش اور ضرورت ہے اگر کسی کے پاس ایسی **اولاد کا نسخہ** ہو تو میں ہزار ہا ہزار روپیہ دینے کو طیار ہوں لاؤ "

یہہ جواب سنکر میں تو حیران ہو گیا + جس شخص کی اولاد کے لئے ایسی پاک خواہش ہو ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ وہ اسکے لئے کیسی دعائیں کرتا ہوگا - بہر حال اللہ تعالے نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان اور آیتہ کے طور پر **عبد الحی** پیدا ہوا اور چہہ سال چار ماہ کی عمر میں کہیلتے کودتے اس نے **قرآن** شریف ختم کر لیا -

حضرت حکیم الامتہ کو **قرآن شریف** سے جو محبت اور مناسبت ہے وہ ان کی آشنا دنیا سے چہپی ہوئی نہیں قرآن شریف آپ کی **غذا** ہے + بیماریوں کے حملے سے اٹہہ کر پہلا علاج آپ **درس** کے اجرا سے کیا کرتے ہیں جو گویا بیماری کی گئی ہوئی قوت کے اعادہ کے لئے یاقوتی ہے

پس حکیم الامتہ کی ایسی پیاری اور مرغوب کتاب کو انکا بچہ پڑہ لے تو ان کی خوشی کس حد تک پہونچ سکتی ہے یہ خوشی محض اسلئے نہیں کہ بچہ ہوشیار ہو گیا ہے یا تعلیم کیطرف توجہ کرنے لگا ہے بلکہ محض اسلئے کہ اسنے **خدا کی کتاب** پڑہی ہے - **عبد الحی** جب قرآن شریف ختم کرکے آیا تو اسے کیا فرمایا میں اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں

بیٹا! ہم تم سے دس باتیں چاہتے ہیں ایک سے ۱ آج تم نے کر لی ہیں - قرآن شریف پڑہو - پھر اسکو یاد کرو - پھر اسکا ترجمہ پڑہو - پھر اسپر عمل کرو - پھر اسی عمل میں تمہیں موت آ جائے -

قرآن شریف پڑہاؤ - پھر یاد کراؤ - پھر ترجمہ سناؤ - پھر عمل کراؤ - پھر اسی حالت میں تم کو موت آ جاوے -

یہہ دس نصیحتیں اور خواہشیں بتا سکتی ہیں کہ حکیم الامتہ اپنی اولاد کے لئے کیا چاہتا ہے اس میں نہیں ہے کہ تم فلاں عہدہ حاصل کرو - یا دنیا کے فلاں صیغہ میں ترقی کرو بلکہ

قرآن شریف اسپر عمل اسکی خدمت

ساری زندگی کی غرض بتائی کیا مبارک ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور کیسا مبارک ہے وہ بچہ جسکے باپ کے ...... یہ ارادے ہوں - (اے اللہ ہمکو بھی ایسی ہی پاک خواہشیں عطا کر - آمین) اس نصیحت کو سنکر چہہ سالہ بچہ کیا کہتا ہے -

اباجی مینے یہہ قرآن شریف تو پڑہ لیا ہے پہلے یہ تو کسی مسکین کو دیدو -

حکیم الامتہ کا دل ان کلمات کو سنکر اور بھی خوش ہوا

غرض

یہہ تقریب تہی خوشی کی اب اسکے اظہار کیلئے حکیم الامتہ نے کیا سوچا اور کیا کیا - اسکے اظہار کے لئے مختلف طریقے احباب نے پیش کئے کسی نے کہا کہ **یسرنا القرآن قاعدہ** کی طرز پر **قرآن مجید** چہپوایا جاوے - کسی نے کہا تفسیر لکہی جاوے - حکیم الامتہ نے فرمایا کہ جو **حضرت امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماویں وہ **مبارک** ہوگا -

اس میں بتایا کہ آپ نے کسطرح پر **رضائے امام** کو اپنی خواہشوں پر مقدم کر لیا اور کامل طور پر اس عہد کو نباہا ہی جو آپکے ہاتہہ پر کیا ہے (اے اللہ ہمیں بھی توفیق دے آمین) حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چونکہ مولویصاحب کی طبیعت کمزور ہے کوئی دماغی محنت کا کام مناسب نہیں ہے سردست مساکین کو کہانا کہلا دیں - اور احباب کی دعوت کر دیں -

چنانچہ ۲۸ - اور ۲۹ - جون ۱۹۰۵ء کو ایسی دعوت دی گئی یہاں تک تو جو کچہہ ہوا ہوا - مینے حضرت حکیم الامتہ کی

خدمت میں عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک **حافظ قرآن** جو عمدہ پڑہنے والا ہو مقرر کیا جاوے جو قرآن شریف یاد کرائے - فرمایا میرا بھی دل چاہتا ہے اللہ تعالے جو چاہیگا کرے گا -

چونکہ **کالج** کے بند کرنے کا آپ کو بہت بڑا صدمہ ہے اسلئے میری تحریک پر آپ نے نہایت انشراح صدر اور خوشی کے ساتہہ پسند فرمایا کہ **کالج فنڈ میں ایک سو روپیہ نقد عطا فرمائیں جو دیا گیا**

یہہ ایک فقرہ ہے جسپر میں قوم کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے گہروں میں بھی آئے دن خوشی کی تقریبیں ہوتی رہتی ہیں جنپر ہم صدہا روپیہ صرف کر دیتے ہیں لیکن نہیں سوچتے کہ اس روپیہ کے **مصرف** کیا اللہ تعالے کی رضا اور اسکے دین کی نصرت اور تائید کے لئے ہیں؟ کیا وہ حضرت امام کے منشا اور حکم کے ماتحت ہیں -

میں اس **تقریب خوشی** کو ایک

اسوہ

قرار دینا چاہتا ہوں - شروع سے آخر تک غور کرو کہ کس امر کو خوشی قرار دیا گیا ہے **خدا تعالے کی مجید کتاب کا بچے کا پڑہ لینا** ایک دیندار اور متقی باپ کی خوشی کا پہلا مرحلہ ہونا چاہئے - اور پھر اس خوشی کے اظہار میں **رضاء امام** کو مقدم کر لینا اسکا دوسرا مقصد - اور پھر اپنی **قومی درسگاہ** کے قیام اور استحکام کو اس تقریب پر مدنظر رکہنا ضروری امر ہونا لازمی ہے یہہ درسگاہ وہ **قوم** طیار کرنی چاہتا ہے جسکی ہم آرزو کرتے ہیں اور جو حضرت حجتہ اللہ کی خواہش ہے یہ وہ قوم ہوگی انشاء اللہ العزیز جو اللہ تعالے کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے والی ہوگی پس اسکے استحکام کے لئے جسقدر بہی ہم کوشش کرینگے وہ ہمارے لئے ایک **صدقہ جاریہ** اور نیکی کا مستقل فعل ہوگا + خدا کرے کہ ہم سب کو یہ توفیق ہو کہ ہم ہر تقریب خوشی پر اپنی اس قومی درسگاہ کے **مستقل فنڈ** کے لئے ایک خاص رقم علیحدہ کریں + اور یہہ کچہہ بہی مشکل نہیں اگر بیہودہ اور محض فضول اخراجات کو جو بطور اسراف کئے جاتے ہیں بند کر دیں اور وہ ساری رقم یہاں داخل کر دیں -

ہمیں کئی **لاکہہ** روپیہ مستقل سرمایہ کے لئے مطلوب ہے جسمیں پہلی رقم حضرت حکیم الامتہ کی **ایک سو روپیہ** کی داخل ہوئی ہے میں یہہ تحریک عام کرتا ہوں کہ ہر خوشی کی تقریب پر ہر احمدی کا یہہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ ہر قسم کی فضول اور بیہودہ رسوم کو چہوڑ کر محض **رضاء الٰہی** کو ملحوظ خاطر رکہے اور اس قومی درسگاہ کے **مستقل فنڈ** کی تقویت کے لئے اپنا مال نثار کرے -

ہر جگہ کی احمدی جماعت کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی تمام جماعت میں اس تحریک کو پیش کرکے اسپر عمل درآمد شروع کریں - اور حکیم الامتہ کے **اسوہ** کو ہمیشہ مدنظر رکہیں -

اللہ تعالے ہم سبکو توفیق دے کہ ہماری خوشی کی تقریبیں محض اللہ تعالے کے لئے اور اسکی رضا کا ذریعہ ہوں - آمین -

مسلمانوں کو اپنے مقاصد کیلئے ایک مرکز کی ضرورت

مرکز کو قدرت نے عجب برکت دی ہے اور مثیل قوت بخشی ہے اسلئے جبکہ آلات جر ثقیل کی کامیابی مرکزی بنیاد پر ہی ہے ہر شے جو اپنے مرکز کے گرد گھومتی ہے منتشر نہیں ہوتی۔ کہیں سے کہیں پہونچ جائے مگر آخر مرکزی کشش اُسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے لیکن اگر یہ مرکزی کشش نہ ہو تو منتشر ہونیکے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ایک شخص گوپیئے میں پتھر رکھکر پارسی کے سر میں پھرواند حکرا سپنے پہونچے کو مرکز بناتا ہے اور گوپیئے پارسی کو حکز دیتا ہے یہ مرکزی حرکت اس پتھر کو ایسی سرعت السیر عطا کرتی ہے اور ایسی طاقت بخشتی ہے کہ جو کام اب بندوقوں یا توپوں سے لیا جاتا ہے کسی زمانہ میں وہی کام اسی قسم کے آلات سے لیا جاتا تھا۔ مرکزی کشش کے احاطہ سے باہر نکلنے کے بعد ایسا پتھر کسی مخالف چیز سے ٹکراتا ہے اور اس صدمہ سے پاش پاش ہوجاتا ہے۔ مگر جبتک وہ مرکزی حیات میں رہتا ہے اپنا زور تو دکھلاتا ہے مگر نقصان اٹھانے سے بچا رہتا ہے۔

دیکھو کرہ ارض جسپر ہم بستے ہیں اپنے محور پر گھومنے سے کیسے کیسے مفید نتائج دنیا کے لئے پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ مرکزی حرکت نہ ہو نہ رات کا ٹھکانا رہے اور نہ دن کا پتہ چلے۔ سارا نظام عالم برہم ہو جائے۔ ہزاروں قسم کی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اگر زمین بحیثیت مجموعی اپنی مرکزی حرکت کی پابندی نہ کرے اور اسکے مختلف حصے مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ حرکتیں کیا کریں تو کیسے خوفناک نتائج پیدا ہونگے۔ جب زمین کا چھوٹا سا حصہ اندرونی بخارات کے زور سے کانپنے لگتا ہے ہم اُسے زلزلہ کہتے ہیں اور اُس سے کیسے ڈرتے ہیں ابھی چند روز ہوئے ضلع کانگڑہ کے زلزلے نے ساری دنیا کو پریشان اور اندوہگین کر دیا۔ اور میلوں کی آبادی کو خاک میں ملا دیا اگر ایسی بے قاعدہ حرکتیں روز ہوا کریں تو کیا ممکن ہے کہ زمین آباد رہ سکے؟ یہ تو قدرت نے مرکزی حرکت کو ہی برکت دی ہے کہ وہ ہر طرح مفید ثابت ہوتی ہے ایسے ہی مرکزی کشش مجبت چیزوں کو ٹھکانے پر رکھتی ہے۔ اگر ذرا دیر کو یہ مرکزی کشش اٹھ جائے تو تمام چیزیں تتر بتر ہو جائیں اور نشان کا پتہ بھی نہ رہے۔ یہ تو مرکزی کشش ہی

ایسی متبرک ہے کہ ربع مسکون کا انتظام قایم ہے یہی حال اور سیاروں کا بھی ہے اپنے اپنے مرکز انکے گرد گھومتے ہیں۔ اور اپنا فرض جو قدرت نے انکے ذمہ لگایا ہے ادا کرتے ہیں اور انسان کو مفید نتیجہ بخشتے ہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

عالم سماوی کو چھوڑو۔ اور متمدن ملکوں کو دیکھو۔ وہاں کے باشندوں نے اپنے اپنے ملک کو مرکز بنا لیا ہے اور اسی کے گرد گھومتے ہیں، اور اور منتشر شدہ لوگوں کو مطیع کرکے اپنے مرکز کے دائرہ کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ گو وہ اس مرکز سے کتنے ہی دور ہوں وہ مرکزی کشش انہیں ہمیشہ اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو علیحدہ ہوکر دمدار ستارہ کیطرح مہیب نہیں بننے دیتی۔ دمدار ستارہ سے ہمیشہ اندیشہ تصادم لگا رہتا ہے۔ ایسے ہی آدمی بھی جبتک اپنے لئے مرکز نہ بنالے کوئی نمایاں یا مفید کام نہیں کرسکتا بلکہ اپنی خود رائی اور نفس پرستی سے اپنی آزادی کو اور انکے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے۔ اور انہی کو اپنا مالک بنالیتا ہے۔ اسکی قوم معدوم ہو جاتی ہے اور دنیا کی نظر میں اسکی کچھ وقعت نہیں رہتی۔ تاریخ سے شہادت لو۔ جب آریہ قوموں نے ایک مرکز اپنے لئے چنا تھا دنیا بھر کو اپنے دائرہ دولت میں سمیٹ لیا تھا۔ پھر ایرانی۔ یونانی اور رومن قوموں نے اپنے اپنے مرکز کی حمایت سے اقطار عالم کو احاطہ کرلیا اور اپنی نیکنامی کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا تھا۔ آخر عرب کی بھی نوبت آئی اور نبی آخر الزمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہوکر لوگوں کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کی تلقین کی تو دیکھو کہ عرب کا کایا پلٹ گیا اور ان بادیہ نشین وحشی لوگوں نے تمام روئے زمین کو روند ڈالا اور روحانی برکتوں سے دنیا کو مالا مال کر دیا لیکن جسوقت سے مسلمانوں نے حبل اللہ کے مرکز کو چھوڑ دیا منتشر ہوگئے۔ اور اور قوموں کے غلام بن گئے ہندوستان ہی کی تاریخ ملاحظہ کرو جسکی سلطنت کا مرکز دہلی تھا اور اسکیطرف سبکی گردنیں جھکتی تھیں۔ آخر جب ناعاقبت اندیشوں نے مرکز سے انحراف کیا اور مرکزی کشش جاتی رہی۔ اتر دکھن پورب پچھم ہر طرف وہ اپنا مرکز بنا بیٹھے اور آخرالامر مرکز دریوگئی اور سرا جنبیوں کی اطاعت کا قلادہ گلے کا ہار ہوا اور نتیجہ وہ ہوا جو آج ہم دیکھتے ہیں۔ اور ایسی تنہا خوری کی عادتیں جبلت میں داخل ہو گئیں اور ایسی نفسانیت غالب ہوئی جسنے ہماری تمام اخلاقی خوبیوں کو محو کر ڈالا۔ اور تمام روحانی برکتیں سلب کرلیں اب ہم جو کام کرتے ہیں خود غرضی سے خالی نہیں ہوتا۔ جب قدرت کو یہ منظور ہی نہیں۔ قومی شرکت مدنظر نہیں ہوتی

ناموری چاہتا ہے۔ اور ناموری بھی کیسی؟ جھوٹی اور فانی۔ کوئی اپنے مخالفوں یا حریفوں کو زک دینے کیلئے ریاکاری سے ہمدردی قومی کا دم بھرتا ہے۔ جسکا آخری انجام سوائے پشیمانی اور دست تغابن برزانو زدن کے اور کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اب کوئی ہمارا مرکز ہے اور نہ کوئی مرکزی کشش ہمیں کھینچتی ہے۔ نہ ہم میں قدم اٹھانیکی طاقت ہے ہر کوئی نفسی نفسی کہتا ہوا غیروں کے دائرہ میں پابزنجیر ہوکر دست بدست دگر کا مصداق ہے۔ کاش! اب سب مسلمان اپنے لئے تحصیل علوم کو مرکز بنائیں اور ہر وقت اس مرکزی کشش میں دوڑ دہوپ کیا کریں۔ کیونکہ ع

العلم یحیی قلوب المیتین کما
تحیی البلاد اذا ما مسہا المطر
والعلم یجلی العمی عن قلب صاحبہ
کما یجلی سواد الظلمۃ القمر

علم مردہ دلوں کو ایسا زندہ کردیتا ہے جیسے بارش خشک زمین کو سرسبز کردیتی ہے اور علم ہی عالم کے دل سے تیرگی کو محو کرڈالتا ہے جیسے چاند رات کی اندھیری کو۔ اسلئے جب ہم علم کو اپنا مرکز بنائینگے دنیا کی کوئی ایسی چیز نہ رہیگی جو خود بخود ہمارے پاس نہ آجائے۔ جیسے اہل جنت کے پاس میوہ جات آپہونچتے ہیں ویسے ہی تمام کامیابیاں ہمارے اشارہ کی دست نگر رہینگی۔ پس لازم ہے کہ ہر شخص بیند بدیہ بحبل العلم معتصما۔ اور علم ہی کو اپنا مرکز بنائے اور صدقدل سے اس مرکز کی کشش سے کھنچتا رہے۔

لیکن تعلیم کا مسئلہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اگر ساری قوم بحیثیت مجموعی توجہ کرے اسکا حل کرنا دشوار نہیں رہیگا۔ مگر جو طریقہ اب ہمارے بزرگوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ کسیطرح مفید نہیں ہے اور نہ قومی قوت کو ضایع کرنے کے سوائے کسی اور مصرف کا ہوسکتا ہے۔ جا بجا گھٹیا مدرسے بنتے ہیں اور آناً فاناً میں ٹوٹ جاتے ہیں یا نالائق معلموں کے تختہ مشق بنکر بہت سے ہونہار بچے اپنا وقت عزیز کھوتے ہیں جو دنیا میں سرسبز نہیں ہوسکتے۔ اور قوم کو نیک نام نہیں کرسکتے۔

مرکز ہی نہ ہونیکا یہ نتیجہ ہے کہ بیسیوں برس کی کوشش پر بھی آجتک یہ چھ کروڑ سے زاید مسلمانوں کی آبادی ایک اچھا مکمل مدرسہ بھی نہ بنا سکی۔ ہم نے تخمینہ کیا ہے کہ اگر ہندوستان کا ہر مسلمان ایک پیسہ بھی قومی بیت المال میں جمع کردے تو یکمشت دس لاکھ روپیہ جمع ہوسکتا ہے "وقس علی ہذا"۔ اگر یہ رقم ماہوار وصول ہو تو ہر مہینہ ایک یونیورسٹی تیار ہو جائے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے صرف قومی طاقت کا ایک مرکز پر جمع ہونا ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ ہندوستان میں خیر لوگ کم ہیں نہیں خیر بہت ہیں لیکن خیرات کی تقسیم کے ذرائع منتشر ہیں اور وہ کبھی ایک مرکز پر جمع ہوکر اپنی مجموعی طاقت نہیں دکھلاتی مردم شماری کے حساب سے تخمینہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہوا مفت خوروں پر صرف ہو جاتا ہے یہ ایک بہت بڑی رقم ہے لیکن ذرا غور کرو کہ تیس کروڑ کی آبادی کے

مقابلہ میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی کیا وقعت ہے فی شخص ایک آنہ ماہوار بھی تو نہیں پڑتا۔

یہی مرکز کی کنجی ہے جو یورپ اور امریکہ کے قومی یا مذہبی مدرسوں کا دروازہ کھولتی ہے۔ ہمارے ہندوستانی بھائی یہی خیال کیا کرتے ہیں کہ یہ مدارس سرکاری امداد سے چلتے ہیں۔ مگر برعکس "بقدر ہمت اوست"۔ چونکہ یہ خود مرکز بنانے اور اپنی منتشرہ قوت کو جمع کرنیکی قابلیت نہیں رکھتے سلطنت ہی کو صاحب دولت سمجھتے ہیں اور اسکی سطوت اور ثروت سے ڈرتے ہیں۔ خیرات بھی اگر دیتے ہیں تو گورے چہرے کی ہیبت سمجھکر نہ کہ خاص خدا کے لئے۔

یاد رہے انکے مدرسوں۔ شفاخانوں اور یتیم خانوں کو دیکھو کیسے عمدہ انتظام سے جاری ہیں۔ یہ سب اسی خیراتی مد کے چلتے ہیں جو بغیر کسی کے مانگے خود بخود وقتاً فوقتاً بیت المال کو پہنچ جاتی ہے اور اس مرکز سے ہر دنیا میں کروڑوں کی ساتھ نمودار ہوتی ہے اور شاہی خزانہ کو اپنی فیاضی کے ساتھ شرمادیتی ہے۔ مسلمانوں کو تو ضرور خجل ہونا چاہئے کہ وہ خدا کا مقرر کیا ہوا قانون بھول گئے۔ زکوٰۃ کی یہی پیاری صورت تو تھی۔ لیکن اب ہمارے کرتوتوں سے تو وہ ایسی مسخ ہوگئی ہے کہ پہچانی نہیں پڑتی۔ کاش! مسلمان پہر سیدھی کروٹ لیں اور اپنی منتشر قوت کو جمع کر ڈالیں۔ اور ہاتھ پیر ہلانیکے قابل ہوں۔ اب تو ہماری مثال ایک مردہ دھڑ کی سی ہے کہ جسمیں سے دم نکل گیا ہو۔ صرف کہیں کہیں سسک رہی ہو۔ کوئی انگلی ہلتی ہو۔ کوئی پسلی پھڑک رہی ہو۔ کوئی ناخن دمکتا ہو۔ کوئی آنکھ حسرت بھری نگاہ ڈالتی ہو۔ لیکن اگر کوئی حکیم اس متفرق روح کو ایک دل و دماغ میں جمع کردے تو کیا وہ لوتھڑا پہر زندہ ہو بیٹھیگا

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

شاعر نے تو صرف دو دلوں کے جمع ہونے پر ایسی امید لگائی ہے اگر ہم چھ کروڑ مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو جائیں تو قلب کے استحکام کی کیا کیفیت ہوگی۔ اور قلب ہی پر مقدمہ و میمنہ و میسرہ اور ساقہ کو ناز ہوتا ہے اور اسی مرکز کی طرف سب رجوع کرتے ہیں۔

کیا اچھا ہو کہ مسلمان اپنے قومی کاموں کے لئے ایک مرکز بنائیں اور اپنی تمام منتشر قوتوں کو جمع کرتے جائیں اور پہر مدبر مرکز اور انکی مشیروں کی رائے کے موافق کاروبار جاری ہوں جیسے ابتدائے اسلام میں جاری تھے اور جنکی مثالیں اب صرف عیسائیوں کی بلاد متمدنہ میں پائیجاتی ہیں۔ اسلامی دنیا میں آج انکا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ جو آنکھیں کہولتے ہیں سوائے حسرت اور یاس کے اور کچھ نہیں دیکھتے کہیں بشاشت یا وجاہت کے آثار نہیں پائیجاتے سب یہی دعائیں مانگتے ہیں کہ کاش اسلام کی اصلی برکتیں پہر عود کرآئیں۔ چنانچہ ہمارے ایک مصری بھائی نے اپنے رسالہ "الاسلام فی عصر العلم" میں نہایت عالمانہ طور پر اس مسئلہ پر بحث کی ہے جسکا ایک حصہ کا ترجمہ ہم پیش

غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء

بہ تقریب مبارکباد ختم قرآن عزیزی عبد الحی سلمہ خلف حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ

ختم قرآن عزیزی عبد الحی سلمہ الرحمٰن

لا یمسہ الا المطہرون

ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارمان | تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قربان
اے میرے رب محسن کیونکر ہو شکر احسان | یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ۔ .... (اما بعد) .... والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

آمین

(۱) مین نہایت خوشی اور مسرت سے اللہ تعالےٰ کی حمد و ستایش کرتا ہوا عزیز عبد الحی کے ختم قرآن کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہون اور اسکے بعد حضرت حکیم الامۃ اور جمیع بزرگان ملت اور احمدی قوم کو اس تقریب سعید پر مبارکباد دیتا ہون۔

(۲) کسی بچہ کا ختم قرآن تو ایک معمولی بات ہے ہزارون ہزار بچے ہر روز دنیا کے مختلف مقامات پر قرآن شریف ختم کرتے ہونگے۔ لیکن عبد الحی کا ختم قرآن میرے نزدیک ایک غیر معمولی امر ہے یہی وجہ ہے جو اس تقریب مین غیر معمولی پرچہ شائع کرتا ہون عبد الحی کا وجود اسکی پیدایش چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت اور در اصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کریم کی زندگی اور بالآخر اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسکے حی و قیوم ہونیکے لئے ایک آیۃ ہے اسلئے مینے اپنے احباب کے ازدیاد ایمان اور مخالفون پر اتمام آیۃ اللہ کی تلاوت کے کی تقریب پاکر یہ پرچہ شائع کیا ہے۔ حضرت حکیم الامۃ کے یون تو کئی بچے فوت ہو چکے تھے (اللھم اجعلھم لنا فرطا) لیکن محمد احمد کے فوت ہونے پر ایک ہندو زادہ نو مسلم نے اسکی وفات کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تکذیب کی دلیل ٹھیرایا کہ وہ عیسائیون کے مباحثہ امرتسر کے بعد آتھم کی پیشگوئی کی میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اسپر اللہ تعالےٰ نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو اسکے اعتراض پر عبد الحی کی پیدائش کا ایک نشان دیا جو مین بجنسہ درج کرتا ہون یہ تحریر انوار الاسلام نام رسالہ مین ۱۸۹۴ء کی آخری سہ ماہی مین شائع ہوئی جو صفحہ ۲۶ پر یون درج ہے۔

اس تحریر کے لکھنے کے بعد مجھ پر نیند غالب ہو گئی اور مین سو گیا اور خواب مین دیکھا کہ اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب ایک جگہ لیٹے ہوئے ہین اور ان کی گود مین ایک بچہ کھیلتا ہے جو ان ہی کا ہے اور وہ بچہ خوشرنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی مینے مولوی صاحب سے کہا ہے کہ خدا نے بعوض محمد احمد آپکو وہ لڑکا دیا کہ رنگ مین شکل مین طاقت مین اس سے بدرجہا بہتر ہے اور مین دل مین کہتا ہون کہ یہ تو وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت بیمار سا اور نیم جان سا تھا اور یہ تو قوی ہیکل اور خوشرنگ ہے اور پھر میرے دل مین یہ عبارت گذری جسکا زبان سے سنانا یاد نہین اور وہ یہ ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علےٰ کل شیء قدیر اور مین جانتا ہون کہ یہ خدا تعالےٰ کیطرف سے اس عدو الدین کا جواب ہے کہ جو اوس عیسائیونکا حامی بنکر اسلام پر حملہ کیا اور وہ بھی بیجا اور بے ایمانی سے بھرا ہوا حملہ ۔ اور ایک جزو اس خواب کی رہگئی مینے دیکھا کہ اس بچہ کے بدن پر کچھ پھنسیاں یا لولون کی مشابہ بخارات نکل رہے ہین اور کوئی کہتا ہے کہ اس کا علاج جلدی اور ایک اور چیز ہے واللہ اعلم۔

اسکے بعد تقریبا ۳ سال کا عرصہ اس پیشگوئی پر گذر گیا۔ اور یہ اسلئے ہوا کہ تا کسی نادان معترض کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ محض قیافہ سے ایسا لکھدیا چنانچہ ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء جمعرات کی رات کو اپنے وقت پر عبد الحی پیدا ہوا اور یہ پیشگوئی پوری ہوئی والحمد للہ علی ذالک یہ بچہ مندرجہ بالا پیشگوئی کے موافق شکل و شباہت مین ہے اور پھوڑون کے نشان بخارات بھی نکلے۔ پس چونکہ یہ ایک آیۃ اللہ ہے اسلئے اس بچہ کی ہر خوشی کی تقریب (خدا کرے وہ بہت سی تقریبین دیکھین) اس نشان کا اظہار اور تکاوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام صداقت کا اعلان ہے۔ اسی مقصد کو مد نظر رکھکر مین یہ غیر معمولی پرچہ شائع کرتا ہون اور ہر قوم کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور حضرت حکیم الامۃ کو مبارکباد دیتا ہون اور اس غیر معمولی پرچہ کو حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کی آمین کے چند آخری اشعار پر ختم کرتا ہون ؎

قرآن کتاب رحمان سکھلائے راہ عرفان + جو اوسکے پڑھنے والے اونپر خدا کے فیضان
اونپر خدا کی رحمت جو اسپہ لائے ایمان + یہ روز ہے مبارک سبحان من یرانی
ہے چشمہ ہدایت جسکو ہو یہ عنایت + یہ ہین خدا کی باتین انسے ملی ولایت + یہ نور دلکو بخشے دلمین کرے سرایت + یہہ روز ہے مبارک سبحان من یرانی
قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا + فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا + اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا + یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

خادم قوم خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان ۔ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء

تعلیم الاسلام کالج کے متعلق

آنہ فنڈ کیلئے والنیٹروں کی ضرورت

قومی کام تو ہی حمایت اور حمیت اور قوم کی متفقہ کوشش سے سرانجام پاتے ہیں جب تک مجموعی طاقت کام نہ کرے اسوقت تک کامیابی کی راہ میں روک اور مشکلات کی چٹانوں کا آنا ضروری ہے لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سلسلہ نبوت میں آخر الامر یہہ چٹانیں دور ہو کر رہتی ہیں - مجھے کچھہ ضرورت نہیں ہے کہ میں تعلیم الاسلام کالج کی حمایت کے لئے احباب میں تحریک اور جوش پیدا کرنے کے لئے آجکل کے عرفی الفاظ میں توجہ دلاؤں - اگر آپ تعلیم الاسلام کالج کے ساتھہ محبت اور پیار رکھتے ہیں - اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو عزیز رکھتے ہیں تو پھر اسکے استحکام اور قیام کے لئے کام کرو - یہہ بالکل سچی بات ہے کہ احمدی قوم پر چندوں کا بہت کچھہ بوجھہ ہے تاہم میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر مستعد اور باہمت اصحاب اب بھی اس سے چندہ لینے والے ہوں تو یہ قوم خود بھوکی رہ کر بھی قومی ضروریات کو مقدم کرنے والی ہے - آنہ فنڈ والی تحریک اور تجویز پر عام طور سے اظہار مسرت کیا جاتا ہے اور اگر اس تحریک کو عام کرنے والے زیادہ دلچسپی لیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے میرے نزدیک آنہ فنڈ کے واسطے کچھہ لوگ اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کو وقف کریں اور احباب میں اس تحریک کی دلچسپی پیدا کر کے انسے روپیہ وصول کریں ایسے لوگ کالج کے نئے والنیٹر کہلائینگے - انکا فرض ہوگا کہ ماہ بماہ روپیہ وصول کر کے بھیجدیا کریں + اور کوشش کی جاوے کہ ایک معقول عرصہ کے لئے چندہ یکمشت بھیجا جاوے + جو احباب اس طریق پر والنیٹر ہونا چاہیں وہ اطلاع دیں -

کالج کے لئے مستقل فنڈ

کالج کے مستقل فنڈ میں خوشی کی تقریبوں پر مندرجہ ذیل رقوم لکھی گئی ہیں -

حضرت حکیم الامۃ عبدالحی کے ختم قرآن کی تقریب یکصد روپیہ

میاں رحمت اللہ سبزی فروش بنگلا اپنی شادی کی تقریب عـ۵ـہ

آنہ فنڈ کی وصولی

الحکم کی گذشتہ اشاعت کے بعد آنہ فنڈ میں مندرجہ ذیل رقوم وصول ہوئی ہیں -

مستری محمد عمر صاحب جموں ۸ /

میر محمد رشید صاحب میر عمارت نادیاں ۴ /

میاں حسین بخش صاحب نمبردار پنڈی گھیب ۱ /

میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی عـ۴ـہ

میاں عبدالمنان صاحب کاٹھ گڑھ عـ۴ـہ

منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھوان } ان احباب کی رقوم

میاں جمال الدین صاحب سیکھوان } چندہ کی تفریح اگلی

میاں امام الدین صاحب سیکھوان } اشاعت میں ہوگی -

منشی میر اکبر صاحب اپیل نویس مردان عـ۴ـہ

منشی میر اکبر صاحب اپنے خط میں بہت جلد دو سال کا چندہ ادا کر دینے کا وعدہ فرماتے ہیں - اگر ہر ایک احمدی اس فرض کو سمجھکر جلد ادا کر دے تو ایک دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے -

جناب چودہری عبداللہ خان صاحب نمبردار بہلول پور نے مجھے زبانی فرمایا - کہ تین لاکھہ کی جماعت میں سے اگر ایک تہائی بھی سات سات روپیہ داخل کر دیں تو ۷ لاکھہ جمع ہو سکتا ہے اور خود سات روپیہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے - تجویز بے شک معقول ہے لیکن ضرورت ہے عملی حصہ کی -

بقیہ دارالامان کا ہفتہ

(۵) - ۳۰ جون کو بعد نماز عصر میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ کا نکاح جناب خواجہ کرمداد صاحب ساکن جموں کی صاحبزادی زلیو دبیگم سے ہوا - اس تعلق اور رشتہ کے متعلق میں پہلے ہی لکھہ چکا ہوں خواجہ صاحب نے ایک عمدہ نظیر مروت اور ایثار کی قائم کی ہے انہوں نے محض خدا تعالے کی رضا کے خیال سے اور قوم میں ایک عمدہ نظیر پیدا کرنے کے لئے ذات پات کے سوال کو چھوڑ کر یہہ رشتہ کیا ہے - خواجہ صاحب نے بذریعہ خط حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو وکیل قرار دیا تہا چنانچہ ولی صاحب کی دلالت میں یہہ نکاح ہوا - یعنے لڑکی اور خواجہ صاحب کی طرف سے وہ وکیل تہے میاں رحمت اللہ صاحب خود حاضر تہے - اڑہائی سو روپیہ مہر پر نکاح کیا گیا حضرت حکیم الامۃ نے خطبہ نکاح پڑہا - اور مناسب موقع بیش قیمت وعظ کہا - اور فرمایا خواجہ صاحب ہمارے دوست ہیں انکے بہائی صاحب جو ایک لایق آدمی ہیں وہ بہی ہمارے دوست ہیں +

بہر حال یہ مبارک تقریب بہی اسی دن عمل میں آئی جبکہ ایک خاص جوش دعاؤں کے لئے احباب میں تہا اللہ تعالے اسکو بابرکت کرے اور قوم کے

ایک مفید نظیر ہو - میاں رحمت اللہ صاحب نے اس تقریب پر عـــہ کالج کے مستقل فنڈ میں چندہ دیا - میں خواجہ کرمداد صاحب کو انکی اخلاقی جرأت پر مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ بہی قومی کالج کو یاد رکہیں گے - لڑکی کی رخصت خواجہ صاحب کی واپسی کشمیر پر ہوگی -

(۶) - مستری محمد عمر صاحب واپس تشریف لے گئے ستر دعہ - کریام کی جماعتیں بہی واپس گئیں - ضلع گجرات - شکار ضلع گورداسپور اور ضلع کانگڑہ سے بعض احباب شرف نیاز کے لئے حاضر ہوئے -

اطلاع

احمدیوں کے اندراج اسماء کے لئے جو فرد بہیجی گئی ہیں اس میں بعض احباب نے بڑی بہاری فرو گذاشت کی ہے کہ صرف اپنا نام درج کر کے بہیجدیا ہے حالانکہ انکے گاؤں میں اور بہی احمدی ہیں - ان کے اسماء بہی درج ہونے ضروری تہے - یہاں تک ہی فرد گذاشت نہیں کی بلکہ اپنے گہر کے تمام آدمیوں کے نام بہی درج نہیں کئے حالانکہ وہ احمدی تہے - یعنے بیوی بچے وغیرہ

پس ان فردوں کو مکمل کر کے بہیجنا چاہیئے - اور ان کی تکمیل میں سستی سے کام نہ لیا جاوے - یہ ایک قومی اور ضروری کام ہے جہانتک ممکن ہے کسی احمدی کا نام درج ہونے سے رہ نہ جاوے -

ریمارک

قواعد انجمن احمدیہ سیالکوٹ - سیالکوٹ کے شہر کو وہ فخر حاصل ہے جو قادیان کے سوا کسی دوسری جگہ کو حاصل نہیں ہے خدا کے جری اور برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہی سیالکوٹ کی سرزمین کو قادیان ہی کے برابر عزیز سمجہا ہے - اور یہاں کی انجمن احمدیہ کو بہی میری رائے میں وہ عزت اور فخر حاصل ہے جو دوسری جگہ کی کسی انجمن اور جماعت کو نہیں - لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا -

سیالکوٹ کی جماعت اللہ تعالے کے فضل و کرم سے ایک سرگرم اور اہل قلم جماعت ہے سب سے اول سیالکوٹ ہی سے حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں رسائل شائع ہوئے - حال میں وہاں کی احمدی جماعت نے اپنے قواعد مشتہر کئے ہیں جنکی ایک کاپی دفتر الحکم میں بہی ارسال کی ہے + ان قواعد کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوری کے بعد شائع کیا گیا ہے - میری رائے میں یہ قواعد ایسے ہیں کہ ہر جگہ کی جماعت کو اپنے لئے انہیں قواعد کو دستور العمل قرار دینا چاہیئے -

اور اگر احمدی جماعتیں خواہش کریں گی تو کارخانہ الحکم یہہ قواعد ارزاں قیمت پر ان کے لئے مہیا کر دیگا -

حیرت کی حیرانی - مرزا حیرت دہلوی نے اپنے اخبار میں سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کچھہ بے سر و پا اعتراض کئے تہے - انکا جواب نہایت قابلیت اور معقولیت کے ساتھہ میرے عزیز بہائی منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اب ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا ہے جسکا پہلا حصہ شائع ہوا ہے اور جس کی قیمت ۵ ہے یہ رسالہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بہی بہت پسند فرمایا ہے - اور بزرگان ملت نے بہی اسے لاجواب مانا ہے - اسکی کثرت اشاعت کے لئے احباب سعی کریں رسالہ کی قدر و قیمت کے لئے میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اسکے جواب دینے پر مرزا حیرت کو پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ ہے - کسیقدر تفصیل سے پھر لکھوں گا -

طبع اشتہارات کا فیصلہ

الحکم میں جو سلسلہ اشتہارات کا شروع کیا گیا تہا ان کے متعلق یہی فیصلہ ہوا کہ وہ الگ کتاب کی صورت میں شائع ہوں -

متفرقات

قرآن کریم کی ایک علمی فتح مصر کے الاخلاص نامی اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مسٹر ہول نے آثار قدیمہ کی تفتیش کرتے ہوئے دیر البحری میں روٹی کا ایک ٹکڑا پایا ہے جو چار ہزار چار سو سال کا ہے اسکو انہوں نے لنڈن میں بہیجا لوگ دیکہکر سخت متحیر ہوئے کیونکہ ٹکڑا ابہی تک بالکل نہیں بگڑا ہے اور بجنسہ اپنی حالت اصلی پر موجود ہے - اس خبر کو پڑہ کر قرآن کریم کی علمی فتح کا انکشاف ہوتا ہے - جو لم یتسنہ کے اندر مخفی تہی -

انسانی رفاقت عیش کے سامان کی ترقی اور شہروں کی رہائش سے حضرت انسان نے نہ صرف اپنی عمر اور جسمانی طاقت کم کر لی ہے بلکہ جن حیوانات کو اس سے واسطہ پڑا ہے ان کی جسمانی حالت تندرستی اور طویل العمری کو بہی نقصان پہونچایا ہے چنانچہ ہر جنگلی جانور اہلی جانوروں کی نسبت زیادہ تندرست رہتا ہے - (آرمی نیوز)

خبروں کا گلدستہ

کانگو - یہاں حال میں سخت طوفان رعد و باران آیا۔ اور خفیف زلزلہ بھی محسوس ہوا۔

گذشتہ سہ شنبہ کی شام کو شملہ پر نہایت سخت زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوا۔

شدت گرما - بالائی ہند میں گرمی کی سخت شکایت ہے گذشتہ یکشنبہ کو الہ آباد۔ کانپور۔ میں پوری۔ بنارس گیا۔ ہزاری باغ میں۔ آلہ مقیاس الحرارت کا پارہ معمول سے بقدر ۱۵ و ۲۰ درجے کے چڑھا رہا۔

گذشتہ سال شاہی رصدگاہ اڈنبرگ میں پچاس زلزلے آلہ زلزلہ کے ذریعہ سے معلوم کئے گئے۔

دریائے گلگت میں طغیانی آنے سے سخت نقصان ہوا اس طغیانی کی وجہ یہہ ہے کہ پہاڑ سے برف پگھل کر بکثرت آئی - پل ٹوٹ گیا - اور جنگل کا کچھ حصہ بھی غرق ہوا -

اٹالین پروفیسر ماجو رانا کا بیان ہے کہ ایک فرانسیسی ... کے ذریعہ سے ٹیلیفون طیار کیا ہے جس کا تجربہ پیرس میں ... روان کے مابین کامیابی کا ساتھ ہوا۔

... یورپ بہر میں رومانیا جاہل ترین ملک ہے گذشتہ مردم شماری کے مطابق ۶۰ لاکھ کی آبادی میں تقریباً ۴۸ لاکھ ان پڑھ اور ۱۱ لاکھ سے کچھ زیادہ خفیف تعلیم یافتہ ہیں۔

شاہ ایران وائنا سے ہافبرگ کو روانہ ہوئے وانہا ... قیصر جرمن نے ان کا استقبال کیا۔

کراچی میں پانی کی سخت قلت ہے۔

سمالی لینڈ کے ملا شیخ محمد بن عبداللہ نے بربرہ میں ایک ڈیپوٹیشن اس غرض سے بھیجا ہے کہ باہمی صلح کے عہد و پیمان ہو جائیں اٹلی کے معتمد نے بھی ایلچ میں ملا کے ساتھ ملاقات کی اور صلح کا وعدہ کیا اور کہا کہ میں اپنی سکونت ... کو عنقریب اٹلی کی کسی مقبوضہ اراضی میں منتقل کرونگا اور تجارت بالکل آزاد رہے گی صرف اسلحہ پر ٹیکس لگایا جائیگا۔

... مارونیہ میں اب وہ شورش نہیں ہے گمان کیا جاتا ہے ربیع کے موسم میں باغی جو سردی کے خوف سے چلے گئے تھے ... ہوئے ہیں ضرور پھر کچھ شرارت کرینگے مگر چونکہ جابجا ... کی فوجی چھاونی قایم کردی گئی ہے اسلئے امن و امان ہے۔

ایک بابی مرزا محرم معہ ایک امریکن بابی کے رنگون سے آرہے ہیں وہ کلکتہ - علی گڈھ - دہلی ہوتے ہوئے لاہور آئیں گے۔ لاہوری پیسہ لکھتا ہے کہ اچھا موقعہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی ان سے اپنے دعاوی کا تصفیہ کرلیں۔

پیسہ اخبار کو خدا ہدایت کرے وہ اتنا نہیں سمجھتا کہ جو شخص علٰی وجہ البصیرت بولتا ہو خداتعالیٰ نے جس کی صداقت کے ثبوت میں ہزاروں ہزار نشان ظاہر کر دکھائے ہوں یہانتک کہ خود پیسہ اخبار اپنے گھر میں بھی نشان

دیکھ چکا ہے - زمانہ جسکی ضرورت کے لئے چلا رہا ہو۔ اسے کونسی حالت منتظرہ باقی ہے پیسہ اخبار ہو یا بابی یا کوئی ... اسے اگر حضرت اقدس کے کسی دعوے میں شک ہو تو وہ آپ کی تصانیف پڑھے ان تائیدات پر غور کرے جو خداتعالیٰ نے اپنے صادق مسیح کے لئے ظاہر کی ہیں۔ اور بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے فیصلہ چاہے۔

آگرہ چھاونی کے سٹیشن کے قریب سخت آتش زدگی ہوئی بہت سے مکانات جل گئے ان میں سے بہت سے مکانات بیمہ شدہ نہ تھے۔

چھاونی راولپنڈی سے سخت آتش زدگی کی خبر آئی کئی لاکھ کا نقصان بتایا جاتا ہے۔

سخت دہوکہ - اخبارات میں کلکتہ کی مختلف کمپنیوں کی طرف سے اس مضمون کے اشتہار شایع ہوتے ہیں۔ کہ ان کو فروخت اسباب کے لئے ایجنٹ درکار ہیں جن کو معقول کمیشن ملے گا اور دو سو روپیہ بطور ضمانت داخل کرنا ہوگا اس قسم کے ایک دہوکہ کا حال میں افشا ہوا ہے بنگلور کے دو آدمیوں نے بنگلور کے ڈپٹی کمشنر کے حضور دغائی نالش کی ہے۔

ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب نے سرکلر شایع کیا ہے کہ کوئی ماتحت ذاتی معروضات کے لئے انکی ملاقات کو نہ آئے بصورت خلاف ورزی سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔

ریلوی کے انتظام کے قواعد کی ترمیم مناسب کیلئے ۳۰ - جولائی سے افسران ریلوی کی کمیٹی شملہ میں بیٹھے گی۔ سرکار ہندوستان میں ریلوی کی توسیع پر بڑا زور دینے والی ہے تین کروڑ روپیہ عنقریب قرض لیا جاوے گا۔ اسکا بڑا حصہ بمبئی - بڑودہ لائن کے خریدنے پر صرف ہوگا۔

چیف کورٹ نے ایک فیصلہ میں نیلام کو منسوخ کر کے لکھا ہے کہ عملہ نیلام عموماً نیلاموں میں سخت بے ضابطگی اور لاپرواہی کا مرتکب ہوتا ہے جس سے مدیونوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے تعلیم نسوان کے مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی قایم کی تھی اسکی مفصل رپورٹ عام رائے کے اظہار کے لئے شایع کر دی گئی ہے لاٹ صاحب نے کمیٹی کی محنت و جانفشانی کا شکریہ ادا کیا ہے۔

جرمنی میں کاغذ کے فرش کا رواج بہت بڑھتا جاتا ہے یہ لکڑی کے فرش سے زیادہ سستا پڑتا ہے ملائم اور عمدہ ہوتا ہے اس میں جوڑ نہیں کاغذ لئی کی شکل میں پھیلا کر اس پر رول کیا جاتا ہے اور ایسا رنگ دیا جاتا ہے کہ لکڑی کا معلوم ہونے لگتا ہے۔

جاپانی سپاہیوں کے سینہ پر ایک عجیب ریشمی پوسٹ کارڈ لگا ہوتا ہے جس میں انکا پتہ و نشان وغیرہ اور اس شخص کا نام درج ہوتا ہے جسکو وہ اپنی موت کی اطلاع دینا چاہتے ہیں چنانچہ جنگ میں مارے جانے پر تصدیق واقعہ کے لئے پوسٹ کارڈ پر رجمنٹ کی مہر لگا کر جاپان روانہ کر دیا جاتا ہے۔

روس کے مسلمانوں کا اخبار ترجمان رقمطراز ہے کہ مقام باکو میں ایک اسلامی کالج کھولا گیا ہے جس میں علاوہ دینی تعلیم کے - جسکی میعاد ۸ سال رکھی گئی ہے دنیوی تعلیم بھی ہوگی۔

پنجاب یونیورسٹی کے پچھلے جلسہ سینٹ میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی منظور کی گئیں کہ امتحان انٹرنس کے امیدوار کو کم سے کم ۱۴ - برس کا ہونا چاہیئے - اس سے کم عمر کا امیدوار منظور نہیں کیا جائیگا - اسی امتحان میں فارسی مضمون کے نمبر ایک سو کی بجائے ایک سو بیس کر دئے گئے - انٹرمیڈیٹ امتحان پاس کرنے کو لازم ہوگا کہ تمام مضامین میں کم سے کم ۳۳ فیصدی نمبر پائے جائیں۔

زلزلہ زدگان کی امداد کے چندہ کی تعداد پونے نو لاکھ تک پہونچی ہے۔

مطبوعات مصر

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت بستی دریام کلانہ معرفت میاں نور احمد صاحب (مدرسہ) ۸ر

۲ - محرر کمیٹی مدرسہ (بک ڈپو اپریل ۱۹۰۵ء) ۳۶ ... ۱۲

۲۵ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی گل اللہ صاحب مدرس بناس ضلع جہلم مدرسہ ۸ر مساکین فنڈ ۸ر

۲ - سید عابد علیشاہ صاحب بدوملی - مدرسہ قربانی فنڈ ۸ر

۲۶ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت جموں معرفت جناب خلیفہ نور الدین صاحب مدرسہ ... یتامی ...

۲ - سید محمد قاسم صاحب ... بھانپور مدرسہ قربانی فنڈ ...

۳ - تا معلوم الاسم معرفت حضرت کریم اللہ صاحب مدرسہ ...

۴ - میاں غلام علی راجیکے حال جہوکر کلاں مدرسہ ۸ر

۲۷ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی جنڈیسی مدرسہ ۸ر

۲ - محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول (بک ڈپو مئی ۱۹۰۵ء) ... ۱۱

۳ - منشی گوہر علی صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ مدرسہ ...

۴ - جماعت سیالکوٹ مدرسہ ... عید فنڈ ...

۵ - شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مانسہرہ مدرسہ ...

۶ - ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر " ...

۷ - منشی وزیر خان صاحب مومن لوٹر ہریما " عہ

۲۹ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی فتح الدین صاحب دہرم کوٹ بگہ مدرسہ ...

۲ - منشی غلام محمد صاحب پہلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور مدرسہ ...

۳۰ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں دلدار علی صاحب قصبہ بلہور ضلع کانپور مدرسہ ...

۲ - محرر کمیٹی مدرسہ بک ڈپو ماہ مئی ۱۹۰۵ء ...

۳ - ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان فیس مدرسہ داخلہ فروخت ادویہ شفاخانہ ...

۴ - منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس ... افریقہ (مدرسہ) ...

۳۱ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت دہرم کوٹ بگہ معرفت مولوی فتح دین صاحب قربانی فنڈ ...

یکم جون ۱۹۰۵ء

۱ - جناب مفتی محمد صادق صاحب قادیان دارالامان مدرسہ عہ

۲ - جون ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت احمدیہ پٹیالہ معرفت حافظ نور محمد صاحب مدرسہ قربانی فنڈ ...

۳ - جون ۱۹۰۵ء

(۱) منشی برکت علی صاحب الحکم قادیان ۱ر (۲) منشی گلزار محمد صاحب سب پوسٹ ماسٹر گڑھ شنکر مدرسہ ... (۳) جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر دارالامان (قربانی فنڈ) ۱۰ر - (۴) پرنسپل صاحب کالج قادیان دارالامان داخلہ ... (۵) مرزا محمد شفیع صاحب سب پوسٹ ماسٹر ٹھٹھہ مدرسہ للعہ -

۵ جون ۱۹۰۵ء

(۱) محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان بک ڈپو ماہ مئی ۱۹۰۵ء ...

(۲) جماعت قصور معرفت مرزا افضل بیگ صاحب مدرسہ ... (۳) جماعت سنور معرفت حضرت کریم اللہ مدرسہ عہ

(۴) میر محمد رشید صاحب قادیان دارالامان ... " ۴ر

(۵) جناب ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان فیس بورڈنگ مئی ۱۹۰۵ء ...

(۶) ابو سعید صاحب عرب قادیان دارالامان مدرسہ عہ

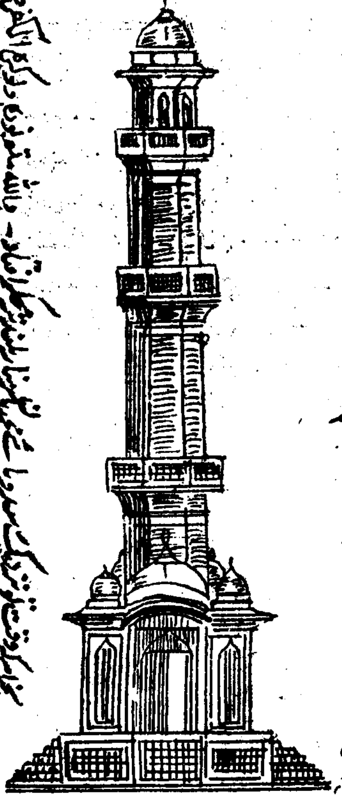

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳، (۲) خواص و معاونین سے ۱۰، (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔، (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔

نمبر ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق ۶ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کفر بالرسول کی عبرت انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری

خدا کے مرسل کے انکار سے سلب ایمان ہی نہیں ہوتا علم عقل۔ دانائی سب ہی کچھ چھن جاتا ہے۔ یہ مولوی ملا ہمیشہ درسی کتابیں پڑھتے پڑھاتے تھے بلکہ بہت سی ان میں کتابیں رسالے فتوے لکھتے لکھاتے تھے کبھی نہ کسیکو شبہ گذرا اور نہ یقین تھا کہ یہ لوگ عربی زبان سے ناآشنا ہیں۔ بدبختو نے غیرۃ اللہ خلیفۃ اللہ سے شقاوۃ ازلی کی تحریک سے لڑائی شروع کر دی اور جو ملمع عزۃ بنائے بیٹھے تھے اس کی قلعی اُتروا کر پردہ دری کرالی۔

بدقسمتی سے مولوی بٹالوی اپنے رسالہ میں لکھ بیٹھا کہ حضرۃ خلیفۃ اللہ مسیح موعود (صلوات اللہ علیہ وسلامہ) عربی زبان نہیں جانتے۔ خدا تعالے کی غیرت کب روا رکھ سکتی تھی کہ اُس کا مامور زمینی کیڑوں کی نیش زنی کا ہدف بنے۔ اُسکی توفیق اور فضل سے حضرت مرسل اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں اور اُن کے مقابلہ کے لیے تحدی کی۔ اب ملا بٹالوی بطرح پکڑے گئے۔ چاروں طرف سے مطالبے شروع ہوے کہ ان کا جواب لکھو ورنہ مرزا کی سچائی پر مُہر لگتی اور احمدیت کا کبھی نہ بند ہونے والا باب کُھلتا ہے۔ بدنصیب ناعاقبت اندیش کو یہ توفیق کہاں کہ عربی لکھنے سے عجز و قصور کا اعتراف کرتا۔ گذری ہوئی زندگی میں ہی کوئی سطر دو سطر کا نمونہ ہوتا تو اُسے پیش کرنے پر کفایت کرتا اور لوگوں کے آنسو پونچھتا آخر اس موت کے کڑوے پیالہ کو تلخ کام دہن سے یوں ٹالا کہ "میں مرزا کی عربی کا جواب کیا لکھوں وہ تو سراسر غلطیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اور غلطی کا نمونہ یہ پیش کیا کہ انھوں نے عجبت کا صلہ لام لکھا ہے اور من چاہیے تھا اس کے جواب میں دیوان عرب اور احادیث سے اُسے دکھایا گیا کہ عجبت کا صلہ لام بھی آیا ہے۔ یہ سارے واقعات الحکم میں شائع ہو گئے۔ جن جن لوگوں نے الحکم پڑھا انہوں نے انگلی دبا کر حیران سے ہو گئے کہ الٰہی اس مولوی کے علم اور عقل کو کیا ہو گیا ہم تو اسے بڑا مولوی سنتے تھے۔ اس کارروائی سے ہم پر یقین ہو گیا کہ بٹالوی مولوی کا یہ نکال و وبال کم سے کم اُسکے ہم اصلوں یا بروزوں یا مثیلوں کے لیے تو ضرور عبرت کا موجب ہوگا۔ مگر نہیں اُس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بٹالوی کا روحانی فرزند یا بروز ثناء اللہ امرتسری یہ جھگڑا لے بیٹھا کہ مرزا صاحب نے ید کا صلہ علی لکھا ہے اور الی ہونا چاہیے۔ اسپر جو اُس نادان متکبر کی پردہ دری ہوئی دشمنوں کو بھی اُسپر ترس آتا تھا۔ اس کے بعد ہمنے قطعی فیصلہ کر لیا کہ اب ان سبک سر جلد بازوں کو کافی سزا مل چکی ہے آیندہ کوئی بات سوچ سمجھ کر منہ سے نکالیں گے۔ مگر اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کو بھی تو کارگذاری کے لیے ہمیشہ موقع ملتے رہنا چاہیے اسے آئے دن کوئی نہ کوئی شکار مل ہی جاتا ہے۔ آج مولوی ابراہیم سیالکوٹی اسکے ہتھے چڑھ گئے ہیں اور کہاں جا مارا المورہ میں۔

المورہ میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے۔ اُس جماعت کے لائق مخلص کارکن سید صادق حسین صاحب مختار عدالت نے چار روز ہوے مجھے لکھا کہ یہاں مولوی ابراہیم سیالکوٹی تشریف لائے ہیں کسی تقریب سے ملاقات ہوئی اور ادھر اُدھر کی باتیں درمیان آئیں سید صاحب فرماتے ہیں میں نے مولوی صاحب سے کہا آپ لوگوں نے حضرت اقدس کی پر تحدی کتابوں کا کوئی جواب ابتک کیوں نہیں لکھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا جواب کیا لکھیں وہ تو غلط عربی لکھتے ہیں۔ میں نے کہا آپ بھی کچھ لکھدیتے مقابلہ کے بعد مرزا صاحب کی غلطیاں اور آپ کی کتاب کی پاکیزگی اور صحت باطل اور حق میں امر فارق ہو جاتی۔ مولوی صاحب نے جوش میں آ کر کہا کہ مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۶۴ میں لکھا ہے واحاط علی روحہ۔ احاط کا صلہ علی ایسی کھلی غلطی ہے کہ اس کا مرتکب خوفناک الزام کے نیچے ہے اور کوئی مرزائی اسکا جواب قیامت تک نہیں دے سکے گا۔ احاط کا صلہ ب آیا کرتا ہے۔

میں نے اس خط کو پڑھ کر بلا توقف لسان عرب کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ذرا سی کاوش کے بعد گوہر مدعا ہاتھ آگیا۔ قبل اسکے کہ اس سبک سر جلد باز کی پردہ دری پر کچھ لکھوں ایک دو باتیں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھنی ضروری ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا کتنا احسان اور ہمارے آقا و مولیٰ دو ولی نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر کسقدر بیّن دلیل ہے کہ جس جگہ سیاہ دل دشمن نے کبھی انگلی رکھی ہے اُسکے نیچے سے معارف و حقائق کا خزانہ نکلا ہے اگر ان اخلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے پرایویٹ زندگی پر کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ اعتراض بعینہٖ کسی نبی کی لائف کے کسی حصہ پر جا پڑا ہے اور اگر بیباک لائف پر منہ کھولا ہے تو وہی یا وہ گوئی ان کو بڑے کسی اولوالعزم نبی کی شان میں کرچکی ہیں اور اگر آپ کی زبان دانی پر حرف رکھا ہے تو دواوین عرب۔ کتب احادیث اور تفاسیر حضرۃ خلیفۃ اللہ کی طرف سے اعداء اللہ کا منہ توڑنے کو موجود ہوگئیں۔ اب میں جواب لکھتا ہوں و باللہ التوفیق۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ کی عبارت یہ ہے فرأیتُ انّ روحہ احاط علیّ و استوی علی جسمی ولفنی فی ضمن وجودہ حتی ما بقی منی ذرۃ وکنتُ من الغائبین۔ پھر میں نے دیکھا کہ خدا کی روح نے مجھے سموچا کا سموچا اپنا کرلیا اور میرے جسم پر مستوی ہوگئی اور اپنے وجود میں مجھے لپیٹ لیا یہانتک کہ میرا اپنا کچھ بھی نہ رہا اور میں غائب و فانی ہوگیا۔

اس مقام میں خدا کے بُلائے بولنے والے نے احاط کا صلہ علیٰ لکھا ہے۔ خلیفۃ اللہ کو مٹی اور پنے میں آگ کہنے والا اعتراض کرتا ہے کہ صلۂ علےٰ صحیح نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے احاط بی۔

قبل اسکے کہ میں ثابت کروں کہ اسمقام میں بجز صلۂ علیٰ کے اور کوئی صلہ اُس بلاغت اور فصاحت کو دکھا نہیں سکتا جو علیٰ نے دکھائی ہے میں بافسوس اتنا لکھنے سے رہ نہیں سکتا کہ ان مولوی لوگوں کی خطاکاری کی جڑ یہ ہے کہ اول تو ان کا دائرہ معلومات نہایت تنگ ہوتا ہے اور چند محدود اور تاریک کتابوں پر انکا سارا مدار ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ بغی اور عناد اور تعصب کی شامت سر پر سوار ہوتی ہے۔ یہ دو مرض ہیں جن کے استیلا سے ان کی رائے ہمیشہ سقیم اور علیل ثابت ہوتی ہے۔ سیالکوٹ میرا وطن ہے میں خوب جانتا ہوں اور دعوی سے کہتا ہوں کہ مدتوں سے اُس میں نہ کوئی ادیب ہوا ہے اور نہ اب ہے کوئی کتب خانہ نہیں جسمیں دواوین عرب اور بڑی بڑی لغت کی کتابیں اور شروح دواوین عرب موجود ہوں۔ چند مبتذل پرانی درسی کتابیں ہیں ان کے سوا کچھ نہیں۔ یہ مولوی ابراہیم اسے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اس نے اپنے اُستاد کے علم اور فہم سے زیادہ ترقی کی۔ اسے خوش قسمتی سے لسان العرب مل گئی۔ بس سارے شہر میں یہ پہلا نوجوان ہے جس کے ہاتھ ایسی نادر اور عظیم الشان لغت کی کتاب آئی۔ بڑی خوش قسمتی تھی جو اس سے فائدہ اُٹھاتا اور لسان عرب کی وسعت کا اُس کتاب سے سبق سیکھ کر کسی مصنف پر زبان اعتراض کھولنے میں جلدی نہ کرتا مگر بدقسمتی سے اُسے یہ فیض حاصل نہیں ہوا۔

اُسے اس اعتراض کو قوت اور حوصلہ سے منہ سے نکالنے کی جرأت معلوم ہوتا ہے اسلیے ہوئی کہ لسان العرب میں زیر لغت حاط یحوط اُسے احاط بہ صلۂ علیٰ نہ ملا اگرچہ میں عنقریب دکھاتا ہوں کہ اُسنے اس مقام میں بھی ٹھوکر کھائی ہے۔ اس سے اُسکو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اب اُس نے لغت عرب کا احاطہ اور استقصا کرلیا ہے۔ اگر وسیع واقفیت اور صحیح علم اسکا مساعد ہوتا تو سمجھ لیتا کہ لغت کا دائرہ بڑا وسیع بلکہ غیر محدود ہے۔ کسی ایک کتاب لغت نے ابتک عربی زبان کا احاطہ نہیں کیا اور نہ کسی نے دعویٰ کیا ہے۔ بہت سے لغات اور محاورات دواوین عرب کی شرحوں میں ایسی ملتی ہیں کہ لغات کے صفحات اُن سے خالی ہوتے ہیں۔ اور لغات نویس کوئی لغت کسی لفظ کی تشریح میں بیساختہ لکھ جاتے ہیں اور ترتیب مفردات لغات میں اُسکا ذکر نہیں کرتے۔

اس امر کے ثبوت کے لیے کہ احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ اس مقام میں لکھنے سے جو حضرۃ مسیح الموعود کا مقصود ہے وہ کسی اور صلہ سے پورا نہیں ہوسکتا تھا ایک حدیث لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے ملعونٌ ملعونٌ مَن اَحاطَ علی مشرَبۃٍ۔ اس کے معنے صاحب لغت خود کرتا ہے المشربۃ الموضع الذی یُشرب منہ کالمشرعۃ ویرید بالاحاطۃ تملکہ ومنع غیرہ منہ۔ حدیث کے معنے یہ ہیں ملعون ہے جسنے اپنے گھاٹ پر احاطہ کرلیا۔ پھر کہتا ہے کہ معنی احاطہ کے ہیں اپنے لیے اُسکا مخصوص کرلینا اور دوسروں کو اُس سے روک دینا۔ اس حدیث نے جو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ کے الفاظ سے ترکیب یافتہ ہے احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ لاکر نہ صرف اس اعتراض کی بیخکنی کردی ہے جو مولوی ابراہیم اہلحدیث نے نادانی اور کم علمی سے کیا اور ناعاقبت اندیشی سے دعوی کیا کہ اسکا خلاف نہیں ہوسکتا بلکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے مقصود و معنی کو بھی وضاحت سے حل کردیا ہے۔

جو معنی اس حدیث کے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے گھاٹ پر ایسا تصرف اور احاطہ کیا کہ اُسے بیگانوں سے روک کر اپنے لیے ہی خاص کرلیا وہی مقصود یہاں فقرہ زیر بحث میں حضرت حجۃ اللہ کا ہے۔ اُس فقرہ کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح نے مجھپر پورا پورا تصرف اور استیلا اور احاطہ کیا یعنی مجھے بالکلیہ اپنا بنالیا اور اغیار سے بکلی بیگانہ کردیا اور اس فقرہ کا خاتمہ اسپر کیا کہ میرا کچھ نہ رہا اور میں غائب اور فانی محض ہوگیا۔ اسی کی تائید میں دوسری سطریں ہیں یا یوں کہو کہ اُن ہی معنی کو دوسرے خوبصورت قالب میں ڈھالا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ونظرتُ الی جسدی فاذا جوارحی جوارحہ وعینی عینہ واذنی اذنہ ولسانی لسانہ۔ اخذنی ربّی واستوفانی والکّد الاستیفا حتی کنتُ من الفانین۔ ووجدت قدرتہ وقوتہ تفور فی نفسی والوھیتہ تتموّج فی روحی وضربت حول قلبی سرادقات الحضرۃ ودقّ نفسی سلطان الجبروت فما بقیتُ وما بقی ارادتی ولا منای وانھدمت عمارۃ نفسی کلھا وتراءت عمارۃ ربّ العالمین ومحت اطلال وجودی وعفت بقایا انانیتی وما بقیت ذرۃ ھویتی والالوھیۃ غلبت علیّ غلبۃ شدیدۃ تامۃ وجُذبتُ الیہا من شعر راسی الی اظفار رجلی فکنتُ لُبًّا بلا قشور ودھنا بلا ثفل وبذرو بوعد بینی وبین نفسی فکنت کشیٔ لا یُری اوکقطرۃ رجعت الی البحر فسترہ البحر بردائہ و کان تحت امواج الیمّ کالمستورین الخ۔ ترجمہ۔ اور میں نے اپنے جسم کیطرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سب جوارح خدا کے جوارح ہیں میری آنکھ اُسکی آنکھ ہے اور میرے کان اُس کے کان ہیں اور میری زبان اُس کی زبان ہے۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور مجھے سموچا لے لیا اور ایسا پوری طرح لیا کہ میں فانی ہوگیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اُس کی قدرت اور قوت میرے اندر جوش زن ہے اور اُس کی الوہیت میری روح میں موجیں مار رہی ہے۔ اور میرے قلب کے اردگرد حضرت عزت کے خیمے لگائے گئے ہیں اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو ایسا کوٹا اور پیسا کہ نہ تو میں ہی رہا اور نہ میرا کوئی ارادہ اور آرزو ہی رہی۔ میرے نفس کی ساری عمارت ڈھے گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ میرے وجود کے سارے نشان اور کھنڈر مٹ گئے اور میری انانیت کا بقیہ نابود ہوگیا اور میری بود کا کوئی ذرہ باقی نہ رہا۔ الوہیت نے مجھپر پورا پورا غلبہ پالیا اور میں سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک اُسکی طرف کھینچا گیا پھر میں مغز ہی مغز رہ گیا جسمیں کوئی چھلکا نہیں ہوتا اور روغن رہ گیا جسمیں کھلی اور پیچ نہیں ہوتے اور مجھمیں اور میرے نفس میں دوری ڈالدی گئی پھر میں ایک شے بنگیا جو دیکھی نہیں جاتی یا ایک قطرہ بنگیا جو بحر کیطرف گیا اور بحر نے اُسے اپنی چادر میں چھپا لیا اور وہ بحر کی موجوں میں مخفی و مستور ہوگیا۔

ان مبارک اور نورانی فقروں کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے مدعا کو کس فصیح عربی میں ادا کیا ہے۔ میں اپنے تجربہ اور ایمان اور بصیرت سے گواہی دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے کوئی صلات کی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کبھی دواوین عرب آپ کے مطالعہ میں رہے اور نہ رہتے ہیں اور نہ آپ کے کتب خانہ میں کوئی ایسی کتاب تھی۔ عالم الغیب ہمہ دان خدا نے یہ فقرہ (احاط علیّ) آپ کے قلم سے نکالا جس سے اُس کا منشا یہ تھا کہ ایک عدو دین یہود فطرۃ اسپر نکتہ چینی کرے گا اور اُس سے اس کلام کا معجزانہ رنگ ظاہر ہوگا۔

اگرچہ مجھے اس حدیث کے بعد کسی اور سند کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ کلام نبوی کے بعد اور سند تلاش کرنا یا اُسے کمزور سمجھنا بے ایمان کا کام ہے مگر میں لسان العرب دیکھتا ہوں کہ اُس نے کیسے بیساختہ احاط کا صلہ علی مذکور فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ لغت حاط یحوط کی بحث میں لکھتا ہے یقال للارض المحاط علیہا حائط وحدیقۃ فاذا لم یحیط علیہا فہی ضاحیۃ۔ یہاں اگر المحاط کا صلہ علی جائز نہ ہوتا اور وہ ابراہیم کی طرح زبان عرب سے نابلد ہوتا تو کہہ سکتا تھا المحاط بہا۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وقت پر حدیثیں ہی ان کے علم وتقویٰ کے کپڑوں کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔ آخر میں مجھے تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ بیان کرنا ہے کہ یہ حدیث جس نے لازوال رسوائی مولوی ابراہیم کی قسمت میں کی اور اُسکے کبر ونخوت اور دعوے کی سونڈ پر جلتے لوہے سے بدنما داغ لگایا ہے مجھے کیونکر ملی۔

میرے پیارے دوست سید صادق کے خط کو پڑھ کر لسان العرب کو اُٹھایا اور باب حاط یحوط کو پڑھنا شروع کیا۔ اگرچہ اوپر کی منقولہ عبارۃ سے مجھے خوشی ہوئی کہ احاط کا صلہ علی آگیا ہے مگر دل میں میں نے مزید شرح صدر اور تائید کے لیے پیاس محسوس کی۔ پھر میں نے تاج العروس شرح قاموس کو پڑھا۔ اُس میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ پھر اقرب الموارد کو اُٹھا کر دیکھا اُس میں کچھ نہ ملا۔ دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد تنہا مسجد مبارک میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اور کس کتاب کو پڑھوں اتنے میں خیال آیا کہ مدالقاموس کو بھی تو دیکھنا چاہیے (یہ ایک عظیم الشان کتاب لغت ہے۔ یہ ترجمہ ہے انگریزی میں تاج العروس شرح قاموس کا مع شئے زائد۔ اس کے مصنف ومترجم ایڈورڈ ولیم لین نے چالیس برس مصر میں رہ کر بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے بڑے بڑے علمائے مصر کی مدد سے اسے طیار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے زر کثیر خرچ کرکے ہم نے اسے بہم پہنچایا ہے) غرض حاط یحوط کا باب میں نے کھولا۔ اس نے احاط علیہ یعنی احاط کو بصلہ علی بیان کیا اور آگے چل کر لکھا کہ یہ ٹکڑا ہے حدیث کا جسے تاج العروس نے باب شرب یشرب میں بیان کیا ہے۔ میں نے اُسوقت سجدہ کیا اور اسلام کی کامیابی اور دشمن اسلام کی ذلت وفضیحت پر خدا کا شکر کیا۔ اس کے بعد میں نے تاج العروس میں باب شرب یشرب کو پڑھا۔ اُس نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث میں نے لسان العرب سے لی ہے۔ پھر لسان العرب میں باب شرب یشرب میں میں نے حدیث کو پایا اور میں نے عظیم الشان لغت کی کتابوں کو اپنی تائید میں پاکر اللہ تعالیٰ کے انعامات وبرکات کا شکر کیا۔ اس قصہ کے لکھنے سے میری بڑی غرض یہ ہے کہ علوم اور معلومات کی کوئی انتہا نہیں۔ ذرا سی معلومات پر غرّہ ہونا اور چند مبتذل کتابوں پر ناز کرنا شقاوۃ اور نادانی کی دلیل ہے۔ اُمید ہے کہ آیندہ مولوی بٹالوی اور مولوی امرتسری اور ابراہیم سیالکوٹی کی پردہ دری بہتوں کے لیے موجب عبرت ہوگی اور ان جوہڑ کے مینڈک مولویوں کے مقلد یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی سے پرہیز کرینگے اور معاً مجھے اُمید ہے کہ بہت سے سعادتمندوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ ان بے ادب بزدل مگر زبان دراز مولویوں میں سے جب کبھی کوئی اعتراض کرتا ہے یہی روز بد اُسے دیکھنا پڑتا ہے اور دور سے نہیں بلکہ قریب ہی سے یعنی حدیث سے ہی اُسے شرمندہ اور ذلیل ہونا نصیب ہوتا ہے۔ آخر بہت سے صافی اور سعید دل اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ خدا تعالیٰ کی یہ استمراری نصرۃ احمدیوں کے ساتھ اور اُس کا یہ خذلان دشمنان حق کے ساتھ بیّن دلیل ہے اسپر کہ ہمارا سلسلہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ ہے وللہ الحمد۔ خوب ہو اور حضرت کی بھی آرزو ہے کہ یہ مضمون سیالکوٹ میں خصوصاً اور دیگر بلاد میں خوب شائع ہو ممکن ہے کہ ان جاہل فریب دینے والے ملاؤں کی دستبرد سے کوئی روح بچ جائے۔

خاکسار عبد الکریم از قادیان

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

تفسیر سورہ فاتحہ بصورت دیگر

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین یعنے ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلّم ہے جسکی تربیت ہر ایک عالم میں یعنے ہر ایک رنگ میں ہر ایک پیرایہ میں اور ہر ایک فائدہ بخش صفت الٰہی کے ذریعہ سے مشہور اور محسوس ہو رہی ہے یعنے جن جن متفرق وسیلوں پر اس دنیا کی لوگوں کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے دراصل انکے پردہ میں ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے جس کا نام اللہ ہے چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچاکر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اس کے آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جس پر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھیراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہنچانے کیلئے منجملہ انسانوں کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اسکو بطور دل کے قرار دیتا ہے اور اسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کیلئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے پس وہ طبعاً اس خدمت میں لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف میں تقسیم کر دیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھوں کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزیں انپر کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہونچاکر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلوں کو پکاتا ہے اور ان میں حلاوت اور شیرینی ڈالتا ہے اور عفونتوں کو دور کرتا اور بہار کے موسم میں تمام درختوں کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلوں کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا اور خریف میں اس کے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختوں کے پتے گرا دیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلوں سے محروم کرتا اور بالکل ننگے کر دیتا ہے۔ بجز اُن ہمیشہ بہار درختوں کے جن پر وہ ایسا اثر نہیں ڈالتا یہی کام اس حقیقی آفتاب کے ہیں جو سرچشمہ تمام روشنیوں اور فیضوں کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلّی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلّی سے وہ خزاں لاتا ہے اور ایک تجلّی سے وہ عارفوں کے لئے معرفت کی حلاوتیں پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلّی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کر دیتا ہے پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اس حقیقی آفتاب کے ظل ہیں اور یہ نہیں کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جسقدر اس جسمانی سورج کے کام ہیں وہ اس کے اپنے کام نہیں ہیں بلکہ درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اسکے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے۔

یہہ تو ہم نے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کیطرف منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ کے صفات ہیں۔

جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہو رہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے۔ جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ برسے تو جیسا علم طبعی میں ثابت کیا گیا ہے کنوؤں کے پانی بھی ختم ہو جائیں یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش پانی بھی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت میں لاتا ہے اس طور پر آسمان ایک پہلا رب النوع ہے* جس سے پانی برستا ہے جس کو وید میں اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والسماء ذات الرجع اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرہ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت میں اس کرہ زمہریر کی قسم کھائی گئی جو مینہ برساتا ہے اور رجع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وحی کا ثبوت دینے کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہوں جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلوں کے پانی بھی خشک ہو جائیں عقل بھی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الٰہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے غرض جس خدمت میں آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا خدا تعالیٰ کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے ہے [illegible]

* قرآن شریف کی رو سے جو فضا یعنی پول اوپر کیطرف ہے جس میں بادل جمع ہو کر مینہ برستا ہے اسکا نام بھی آسمان ہے۔ جسکو ہندی میں اکاش کہتے ہیں۔ منہ

پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جسکو وید کی اصطلاح میں اندر کہتے ہیں مگر یہ سمجھنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور نہاں در نہاں طاقت عظمی جس کا نام خدا ہے اسکے کام کر رہی ہے اسی کو بیان کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنے سورۃ فاتحہ میں یوں فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

یعنے مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہے اسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے اس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورت میں ہے اندر دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوتی ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں آسمان یا اکاش کہتے ہیں اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام فیضان قدرت کو آسمان کیطرف منسوب کیا کرتے ہیں اور بت پرستوں کے نزدیک بڑا رب بالنوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے پس اس جگہ اسی کا رد منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر رب العالمین خدا ہے اسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العالمین وہی ہے جسکا نام اللہ ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جسکو نادانوں نے اکاش یعنے اندر کیطرف منسوب کیا ہے بات یہی ہے کہ اندھوں کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر یہ جلوہ دکھاتا ہے کہ یہی اسکی ایک صفت ہے پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اسکی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے دراصل یہ سب اسکی صفات کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے پھر دوسری ربوبیت خدا تعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے اس نقطہ رحمان سے بت پرستوں کے مقابل پر سورج دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ جب بت پرستوں کے خیال میں جیسا کہ اکاش یعنے آسمان پانی کے ذریعہ چیزوں کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی سورج بہار کے ایام میں تمام درختوں کو لباس پہناتا ہے گویا یہ اسکی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہیں پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار میں ننگے درختوں کو سبزی کی چادر پہناتا ہے اور اس وقت تک ان درختوں نے اپنے طور پر کوئی عمل نہیں کیا ہوتا یعنے کچھ ہرا یا سبز نہیں ہوتا نہ ان سے کوئی پھل ظاہر ہوا ہوتا ہے بلکہ وہ خزاں کی غارت گری کے باعث سے محض ننگے اور برہنہ کھڑے ہوتے ہیں پھر سورج کے پرتوہ عاطفت سے ہر ایک درخت اپنے تغیر رات کرنا شروع کر دیتا ہے آخر سورج کی مدد سے درختوں کا عمل اس حد تک پہنچتا ہے کہ وہ پھل بنا لیتے ہیں پس جبکہ وہ پھل بنا کر اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہیں تب چاند انہیں اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے اور رحیم اسی کو کہتے ہیں کہ عمل کرنے والے کو اس کے عمل کی تکمیل کیلئے مدد دے تا اسکا عمل ناتمام نہ رہ جاوے پس چاند درختوں کے پھلوں کو یہ مدد دیتا ہے کہ انکو موٹا کر دیتا ہے اور انہیں اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی میں یہ مسلم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی میں باغبان لوگ انار وں کے پھٹنے کی آواز سنا کرتے ہیں غرض استعارہ کے طور پر قمر تیسرے درجہ پر رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اسکا یہی ہے جو موجود شدہ پھلوں کی مدد کرتا ہے اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے پھر جب وہ پھل طیار ہو جاتے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو زمین انکو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزا سزا کو پہنچیں پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پھل ہیں تو زمین پر انکی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابلقدر جگہوں میں رکھے جاتے ہیں اور اگر وہ ردی ہیں تو خراب جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جو خدا نے اسکی فطرت کو دے رکھی ہے کہ اچھے پھل کا قدر کرتی ہے اور برے پھل کو ذلیل جگہ رکھتی ہے۔

غرض وید میں بطور استعارہ کے یہ چار نام ہیں جو چار بڑے دیوتاؤں کو عطا ہوئے ہیں اول اکاش یعنے آسمان جسکو اندر دیوتا بولتے ہیں اور وہ پانی کا دیوتا ہے اور قرآن شریف میں ہے کہ وجعلنا من الماء کل شیء حی یعنے ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے اسلئے یہ مجازی دیوتا یعنے اندر جسکو اکاش کہنا چاہئے سب مجازی دیوتاؤں سے بڑا ہے کیونکہ بغیر اسکے نہ سورج اور چاند پرورش پا سکتے ہیں اسلئے یہ بہ نسبت اوروں کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اس کے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے اسکی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنے اندر دیوتا سے کم ہے وہ کام جو اس کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ گویا مردے ہیں جو زمین میں گاڑے گئے ہیں اور تہیدست فقیروں کیطرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں موج میں آکر ان کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پھلوں اور پھولوں سے بھر دیتا ہے اور چند روز میں ان کے سر پر پھولوں کے سہرے باندھتا ہے اور سبز پتوں کے ریشمی قبا انکو پہناتا ہے اور پھلوں کی دولت سے ان کو مالا مال کر دیتا ہے اور اس طرح پر ایک شاندار نوشہ ان کو بنا دیتا ہے پس اسکی رحمانیت میں کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشوں پر اسقدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے۔ اس قسم کے استعارات وید میں بہت موجود ہیں کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہیں اور پھر ذرہ غور کریں تو کوئی علمی چمک بھی انمیں دکھائی دیتی ہے۔

پھر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزوروں کے عملوں کو دیکھکر اپنی مدد سے ان کے اعمال انجام تک پہونچاتا ہے یعنی بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن اگر چاند نہوتا تو یہ عمل انکا ناقص رہ جاتا اور پھلوں میں تازگی اور نرمی اور طراوت ہرگز نہ آتی پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لائق ہے کہ مجازی طور اسکو رحیم کہا جائے سو وید اسکو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کے طور پر کچھ حرج نہیں۔

پھر چاند کے بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافروں کو جگہ دینے کیلئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پھل درخت پر مسافر کیطرح ہوتا ہے آخر کار مستقل سکونت اسکی زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہاں چاہے اسکو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے اور جیسا کہ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا وحملنٰھم فی البر والبحر کہ ہم انسانوں کو زمین پر اور دریا پر خود اٹھایا ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین میں ہے وہ جسکو چاہے عزت کے مقام پر بٹھا دے اور جسکو چاہے ذلت کے مقام پر پھینک دے پس اسطرح پر زمین کا نام مالک یوم الدین ہوا یعنے استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ میں یہ چاروں الٰہی صفات نظر آتی ہیں۔ غرض اسیطرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں بھی ظاہر کرے تا طالب حق مثالوں کو پا کر اس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑے۔

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کبریٰ کی صفات اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ دیا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چاروں صفات مشہود و محسوس ہیں۔ انہیں امور کی وجہ سے موٹی عقل والوں نے درحقیقت انکو دیوتے قرار دیا ہے* اور ان کو رب النوع اور قابل پرستش سمجھا ہے پس ان لوگوں کے رد کیلئے خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنے سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے

(باقی آئندہ)

* کوئی یہ خیال کرے کہ حقیقت میں یہ سب دیوتا ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی مالک کی قبضہ میں ہیں اور انسان کے فائدہ کیلئے بنائے گئے ہیں ہم نے محض دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چار دیوتاؤں میں جب وید کا اکثر حصہ ختم ہو جاتا ہے گو یا اعتبار سے یہ فیض پہنچا رہے ہیں مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اپنے ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ کیا کام کر رہے ہیں گویا مردہ ہیں ست زندہ ہیں یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین میں پائے جاتے ہیں یہ انسانوں کو غور کرنے کیلئے دیئے گئے ہیں تا صفات الٰہی کو سمجھنے میں مدد دیں مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہیں حالانکہ وید سورج میں استعارہ کے رنگ میں خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے اسی غرض سے کہ انسانوں کو اس تقریب سے خدا کی رحمانیت پر نظر پڑے۔ منہ

* دیوتا سنسکرت میں رب کو کہتے ہیں جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے پس سورج بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے ان تمام ربوں یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا رب ہے جو مدبر بالارادہ ہے اور وہی خدا ہے اس کا نام رب العالمین ہے یعنی سب کا رب اور تمام ربوں کا بھی رب ارادہ اور اختیار سے کام کرنیوالا وہی ایک ہے باقی سب کلیں ہیں جو اسکے ہاتھ سے چلتی ہیں پس یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ لائق پرستش وہی ہے سو اسی طور فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ منہ

ربوبیت الٰہی

(نوشتہ شیخ عبد الرحیم نومسلم)

اللہ تعالےٰ نے جو ہمکو خاص پانچ صفات کا ملہ ہے۔ اس نے اُمت محمدیہ کو کمالات تامہ سے بہرہ ور کرنے کے لئے سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کے لئے کم از کم پانچ وقت کی نمازوں میں حکم دیا ہے۔ اور بہہ پڑھنا بطور فرض کے اسپر واجب کیا ہے +

اس سورۃ پر ذرا غور کرنیسے یہہ صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہہ چاہتا ہے کہ انسان ان چار صفات یعنی ربّ ۔ رحمٰن ۔ رحیم ۔ مالک یوم الدین ۔ کو بکثرت یاد کیا کرے تا سلسلہ ربوبیت والٰہیت کو موقع انقطاع لازم نہ آسکے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ صفت ربّ جس طرح انسان کے بدنی ضروریات کو پورا کرنا چاہتی ہے۔ اور زمین و آسمان و مافیہا کی بناوٹ اسکی عمدہ شاہد ہے۔ اسیطرح چونکہ انسان صرف خور و نوش ہی سے اپنے ایام زندگی بخوبی بلا خوف و خطر بسر نہیں کرسکتا اور طرح طرح کی قلبی حرقتیں اسے آرام نہیں لینے دیتیں اور طرح طرح کے قلق و اضطراب اور مایوسیاں جو انسان کے ساتھہ وقتاً فوقتاً لگی ہوئی ہیں اسکے نیست و نابود کرنے اور زندہ درگور کرنے کے لئے کافی طاقتوں اور حملوں سے اسپر چڑھ چڑھ کر آیا کرتی ہیں اور جو انسانی ضعیف فطرت سے مار پیٹ کر یہہ کہلا دیا کرتی ہیں کہ اے ربّ تیرے سوا اب مجھے کسی کا سہارا نہیں اور توہی میری کمزوریوں کو پورا کرسکتا ہے۔ انہوں نے ہی صفت ربّ کو جس نے انسان کو اپنی رحمت سے ... کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ عقاب ... کے لئے اس کمزوری کو پورا کرنیکے لئے اپنے ... دلایا۔ جو اس ضعیف ... کی پوری داد دیا کرتے ہیں مرسل ... لیا کچھہ کیا کرتے ہیں۔ وہ یہی ... وہ اُن مفاسد کو جن سے انسان ... و سوزش و حرقت میں کباب ... ہے۔ وقت کے مطابق دفع کیا ... اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسے مفاسد ... انسان کو صفت ربّ کے ہوتے ہوئے ... تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ گویا کہ صفت ربّ کے مقابلہ میں برعکس کام کرکے انسانوں کو ارحم الراحمین کے نیچے سے جھپٹ کر اپنے تیز دانتوں میں پیسکر دکہانے چاہتے ہیں کہ اب تک کونسے مفاسد پیدا ہوا کرتے ہیں اور محمدی زمانہ میں خاص طور سے ایک خاص قسم کے قوی اور ایسے مہلک جنکی اصلاح ہوا کرتی ہے جیسے اب گذشتہ زمانوں کے مفاسد کو ذکر کرنا منظور نہیں صرف یہی دکہانا ہے۔ کہ ان کی اصلاح کس طرح سے ہوگی۔ ہاں اگر بڑی ضرورت ہے تو یہی ہے کہ یہہ ثابت کیا جاوے کہ آجکل کونسے مفاسد متحدہ ہیں جن سے انسانی فطرت کو آزار دیا گیا ہے ... کہ اب بہ ذلت بوا کبھی بہ مانگے دیگر اور کبھی جہہ دل ذرہ کی فریاد ... رات ... ہے۔ اطمینان اور تسلیاں دیکر یامت کے دن پر بس توہی مالک ہوگا۔ اب میری آہ و زاری سن۔ اور مجھے بے کسوں کی طرح نہ چھوڑ۔ اور وقت پر میری خبر لے۔

سب سے بڑا ہوا مفسدہ آجکل یہی ہے کہ ہر کہہ و مہ نے اُس کتاب کو جسکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کو ختم کرتے ہوئے اس جہان میں لائے اور جس سے پیاسی جلی ہوئی انسانی فطرت اپنی حرقت اور پیاس بجہا کر اطمینان پاسکتی ہے، اور جسکو ذکر کہا گیا ہے۔ اور وہی جسکے بغیر قلوب اطمینان نہیں پکڑتے۔ بالکل پس پشت پھینکدیا۔ اور اس حبل اللہ کی کچھہ پرواہ نہ کی جسکے پکڑنے سے کسی قسم کی ہلاکت ہلاک نہیں کرسکتی۔

بڑی قوم جو اس کتاب کی وارث ہے اور اپنے آپکو مسلمان بن مسلمان کہلوا رہی ہے اُسنے تو اس کتاب کو یوں چہوڑا کہ ملک میں غیر اقوام کی ملک ہونیسے اپنی ذریت کو اُنکے علوم پڑہانے کیلئے مکلف کیا انکو اور اُن کے راہ و رسم کا ایسا مرید ہوا نا چاہا کہ پہر انہیں اپنی نہ سوجھنے دی۔ پہر انکی دوسری بدبختی یہہ ہوئی کہ انہوں نے اپنا عزت و فخر اور اپنا آرام وہ اسی دنیا کے اسبابوں اور مادوں کو سمجھکر اُن میں ایسا استغراق کیا کہ صفت ربّ کو پکارنے والی فطرت مارے گرنا ہون کے اُن میں بالکل مفقود ہوگئی۔ اور یہی ایک نہایت ضروری آہ بہری پکار جسکو دعا کے نام سے موسوم کرسکتے ہیں اور ہر طرح سے انسانی کمزوریوں کو اس ربّ سے پورا کروا سکتی ہے اُنکی فطرتوں میں نہ رہی۔ اب وہ ادبار اور بدبختی قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم کے مطابق ان پر جو آیا وہ یہی آیا کہ انہوں نے اپنا ربّ جسکو سمجہا تہا۔ اُسکا نتیجہ مادہ پرستی اور اسباب پرستی نکلا اور انہوں نے اسی لئے اُس نماز کو جسمیں انہیں یہہ کہنا پڑتا تہا۔ کہ توہی ربّ ہے اور توہی ہے مانگنے اور پکارنے سے دیا کرتا ہے اور پہر ایکدن ہمارے ضعیفوں کا تکفل توہی بہی ہلاکت سمجہکر ترک کیا ہے۔ اور یہہ قومی سمجہہ رہی ہے کہ نماز کو چہوڑنے یا ترک کرنے سے ہمارا کچہہ نہیں بگڑتا بلکہ بجائے اسکے کہ ہمارے آباؤ اجداد کی عادتیں اور شراب نوشی کی عادتوں کو گرم کیا اور پہر ہر قسم کے مفسدہ کو اختیار کیا۔ جتنی فعلی اور زنا اور جہوٹی عزت اور تکبر اور خود پرستی اور مولوی اور گرد بجز بیٹے کہلانے کے رنگ میں اپنا ظہور دلایا۔ اور بجائے آسمانی بننے کے یہہ ارضی ہوگئے اور قریب تہا کہ یہہ قوم زکورہ بالا جو نازئے۔ اور کچہہ اندرونی تنازعوں سے یعنی باہمی شیعہ سنی ۔ وہابی حنفی وغیرہ ہونے کے رات دن کے جہگڑوں میں ہلاک ہوکر ... ملاح کشتی کی طرح ضلالت کے گرداب میں ... کہاکر بیٹہہ ہی جاتی۔ مگر صفت ربّ نے موقعہ پر مرزا صاحب کو ... اپنی قہم کے ساتہہ وقت پر مجدد و اتوح کی طرح بناکر بہیجا۔ اور اس مخصوص قوم کی یوں نگرانی کی۔ اور اپنی ربوبیت کے اندر ہی اندر انکو رکہنا چاہا۔ مگر صفت ربّ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ دوسرے اقوام کو بہی یہہ دکہا کر کہ دیکہو بچاؤ اور بے خوف و خطر اور اطمینان وہ یہی راہ ہے۔ اور اسی طرز پر چلنے سے انسان اپنی بدنی اور روحانی پرورشوں سے بہرہ ور ہوکر ایام زندگی راحت سے بسر کرسکتا ہے ہر قسم کی تائیدوں سے انکی مدد کی۔

چونکہ صفت ربّ رسل اسلئے بہیجا کرتی ہے۔ کہ تا وہ انسانی فطرۃ کو طرح طرح کی نافرمانیوں کے بد نتائج سے جو حرقتوں اور قلقوں اور اضطرابوں سے پیدا ہوکر اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں چہڑائیں۔ اسلئے قوم نصاریٰ کی سوزشوں اور حرقتوں کی چارہ جوئی کے لئے جو کفارہ جیسے بیہودہ مسئلے کو اپنا آرام دہ تصور کئے بیٹہے تہے۔ مسیح بناکر مرزا صاحب کو بہیجا۔ اور اُن کی طبیعتوں کو اس مقدس روح کی مختلف قسم کی تائیدوں کے ذریعہ یوں تحریک دلائی کہ تمہارا مسیح تو یہہ ہے۔ اور غیر اقوام کے بہجے دلوں کی اصلاح بہی اسی طرح کی۔ کہ اپنی رات دن کی تائیدوں سے یہہ کہلا دیا کہ تمہیں اطمینان پذیر راحت وہ دل کبہی میسر نہیں آئیگا جب تک کہ تم اُس طرح ہدایت نہیں پاؤگے جسطرح کہ اس شخص نے مہدی بنکر تمہیں دکہلایا ہے +

یہہ قاعدہ ہے کہ جب تک انسان اُس شاخ کی طرح جو اپنی جڑھ والے پودے کے ساتہہ ہی تعلق رکہکر اپنی سرسبزی اور شادابی حاصل کرسکتی ہے اپنے ربّ سے پورا تعلق نہیں رکہتا تب تک اسکی بدنی پرورش اور روحانی پرورش جو طرح طرح کی نافرمانیوں اور خطاؤں کے وقت حرقت قلب اور بے آرامی سے مبتدل ہوکر انسان کو تمام دنیا کے اسبابوں اور سامانوں سے عیش نہیں اٹہانے دیتی۔ اس پوری طرح حاصل نہیں ہوتی۔ اور اس وجہ سے ادہوری رہ جاتی ہے۔ اسلئے وقت جبکہ آدمی اور اسباب کو اپنا ربّ بنایا جاتا ہے۔ اور اُن سے ہی آرام کی اُمید کی جاتی ہے۔ تو ربوبیت الٰہی اپنی ربوبیت کے جوش سے اپنے مرسل بہیجکر مخلوقات کو وہ راہیں دکہاتی ہے جن سے وہ اپنی روحانی پرورش کے لئے بار یک راہیں سیکہتے ہیں اور اسطرح وہ خوف و حزن سے ایکطرف ہوکر اطمینان قلب حاصل کیا کرتے ہیں اور لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کے مصداق بن جاتے ہیں ورنہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک رسول آکر نفس مطمئنہ نفوس میں تیار نہیں کروا لیتا تب تک انسان چاہے بظاہر کتنے ہی اسباب آرام رکہتا ہو اسے چین و آرام نہیں آتا۔ لہٰذا ایسے وقت جبکہ کفارہ سے جیسے گندے مسئلے نے دلوں کو گندہ کرنا چاہا تہا اور اُن راہوں کو جن سے انسان آرام سے اپنے ربّ ... کی ربوبیت سے بے خوف و خطر پرورش پاسکتا ہے۔ اپنے ہر ایک قسم کے دجل سے ملیامیٹ کرنا چاہا تو ربّ رحیم نے اپنے ہی کرم سے اس گندے مسئلے کے بد نتائج سے جنہوں نے دلوں کو سیاہ کر دینا تہا اور پہر عذاب الٰہی آنیپر برسنا تہا اس وجود کو مسیح موعود بناکر پوری مماثلت سے بہیجا۔ اسوقت میں پہر سورۃ الفاتحہ کے باقی حصہ کا کچھہ ذکر کرکے کچھہ ذکر کر دینا مناسب سمجہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اس اُمت کو یہ دعا اسلئے سکہائی کہ تا یہہ روحانی کمزوریوں کو پورا کرنیکے لئے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتے رہیں اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بار بار کہکر یہہ التجا کریں کہ یا الٰہ العالمین وہ راہ ہمیں دکہا جو منعمین کو تو نے عطا کی اور ضالین اور مغضوبین کی راہ سے ہمیں ہٹائے رکہہ +

ان آیات پر بہی ذرا غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے ہمجنسوں میں ویسے ہی نمونے کا نمونہ دیکہا کر ہی ترقی نہیں کرسکتا۔ جب تک اسکے پاس ایک زندہ ایسا شخص روح القدس کی تائید پاکر زندہ ... اپنے اندر نہ رکہتا ہو۔ تو گویا خدا تعالےٰ نے اس اُمت کو یہہ دعا کم از کم پانچ وقت مانگنے کا حکم دیا ہمیں ہمیشہ ایسے شخص انہیں کے الحاح و زاری کی وجہ سے آتے رہیں جو منعمین ہوں۔ اور اُن میں عمدہ تربیت سے نفس مطمئنہ تیار کروا دیں۔ اور انکو اسطرح نہ چہوڑ دیا جائے جس طرح کہ مغضوبین اور ضالین رات دن اطمینان حاصل نہیں کرتے اور انکی حرص بڑہکر انہیں جلاتی رہتی ہیں۔ جیسا کہ باریتعالےٰ سورۃ التوبہ میں فرماتا ہے۔ کہ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ۔

تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ آجکل جبکہ مغضوبین اور ضالین بڑھتے جاتے تھے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس زمانہ کے خاص خاص علامات بتا دیئے تھے اور اس زمانہ کے علماء کے حق میں بڑی مذمت کی تھی اور عام لوگ تو ایک طرف بلکہ مسلمان کہلا کر بھی ضالین اور مغضوبین میں رات دن مل رہے تھے اور انکے گندے علوم اور عجیب عجیب قسم کے دجلوں نے انکو بھی ضال اور مغضوب بنا دینا چاہا تھا اور انہیں انکی اولاد اور تکاثر اموال کی خواہش طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر رہی تھی ان میں ایک منعم علیہ نہ بھیجا جاتا۔ میری دانست میں اس سورۃ فاتحہ کا سیاق صاف بتا رہا ہے کہ امت محمدیہ میں جبکو یہ دعا سکھائی گئی ہے ہمیشہ مجدد اور مہدی آتے رہیں گے تو کیا وجہ ہے کہ آجکل ہی جبکہ ہر ایک روح ہلاک ہوا چاہتی تھی اور الٰہی کتاب کا کوئی محافظ منجانب اللہ نہیں رہا تھا اور انّا نحن نزّلنا الذکر و انّا له لحافظون باطل ہوا چاہتا تھا۔ اور قرآن شریف پر ملحدوں ہنسی اڑاتا تھا اور خود اس کتاب کے وارث اسے پس پشت پھینک چکے تھے ایک محافظ نہ آتا۔

میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں اسلامی محبت کبھی سرایت نہ کرتی اور میں کبھی اپنی جوانی کے عالم میں عمدہ روزگار چھوڑ کر اسلام میں داخل نہ ہوتا اگر مرزا صاحب کا مقدس وجود زندہ نمونہ اسلام کی صداقت کے لئے اپنے اندر نہ رکھتا ہوتا۔ کیا وہ مولوی جو یہودیوں کیطرح اعلےٰ درجہ کے بد اخلاق بن رہے تھے اور زندہ نمونہ اپنے اندر نہ رکھتے تھے۔ مجھے یا میرے بھائی فضل حق کو اسلام کیطرف منادی کرسکتے بعد کیا ہم اپنے مردہ مذہب سے پھر مردہ مذہب میں آجاتے۔ فقط دعووں پر اگر صداقت کا مدار ہے تو پھر تو سکھوں کی کتابوں میں بھی تھوڑی سی لاف زنی اور گپ زنی نہیں۔ ان جھوٹے ملاؤں کی بد اخلاقی کی حد تو خدا تعالےٰ ہی خوب جانتا ہے جس نے شر الخلائق کے نام سے انہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی موسوم کیا مگر میں نے بھی ایکدفعہ ایک مسجد کے خونخوار ملاؤں سے عجیب قسم کی دلشکنی حاصل کی۔ میں اور منشی جمال الدین صاحب کے دو لڑکے ایک دفعہ بارش سے پناہ لینے کیلئے جبکہ انسان اپنے بچاؤ کیلئے مضطر ہوا کرتا ہے۔ ایک مسجد میں گھسنے لگے تو ایک ملا صاحب مسجد اندر سے بولے کہ کہاں اس کافر کو ساتھ لئے آتے ہو آخر کار وہ بیچارے بھی میری خاطر ایک درخت کے تلے پناہ گزین ہوئے۔ خدا کا شکر جس نے میری دلشکنی کی قدر کی کہ میں اسی حالت میں ایک دفعہ قادیان میں بھی حضرت اقدس کے پاس آیا جو میرے دیکھے مسیح تھے اور آپ نے علاوہ اور احسانوں کے جو مجھپر کئے اپنی مسجد میں بٹھا کر اپنے دست مبارک پر جو یداللہ کہنا بجا ہے بیعت کرائی۔ وہ لذت اور ذوق جو مجھے اسوقت حاصل ہوا اس نے جلدی کفر سے مجھے نکالا اور اس سے زیادہ مسیح میرے نزدیک کیا کریگا۔ مجھ مردہ کو تو جلا دیا۔ اگر آجکل کسی کو مسیح کی ضرورت نہیں تو مجھے تو ضرورت تھی۔

راقم
عبدالرحیم از قادیان حضور کا خادم

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

(۱) لنگر خانہ کی ضروریات

ساری ضرورتوں سے بڑھ کر لنگر خانہ کی ضرورت ہی لنگر خانہ آجکل کمی روپیہ کے باعث حضرت اقدس عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اوقات گرامی میں تشویش کا باعث ہو رہا ہے لنگر خانہ کے اخراجات ڈیڑھ ہزار روپیہ سے تو کسی صورت میں کم نہیں ہیں اور بعض دنوں میں یہہ خرچ دو دو اڑہائی اڑہائی ہزار روپیہ تک پہونچتا ہے۔ اسواسطے حضرت اقدس کے اوقات گرامی کو ایسی تشویشوں سے بچانیکے واسطے ضروری ہے کہ قوم بڑی سرگرمی کے ساتھہ اسکے انتظام کی فکر کرے۔ لنگر خانہ کی ضرورتیں یقیناً یقیناً ہر روز بڑھیں گی اسلئے کہ خدا تعالےٰ کی پاک وحی

یاتون من کل فج عمیق

بتا رہی ہے کہ دور دراز ممالک اور شہروں سے لوگ آئیں گے اور اب جبکہ اس پیشگوئی کی تجدید ہوئی ہے پھر خدا کے مرسل پر یہہ وحی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی زور کے ساتھہ لنگر خانہ کی ضروریات بڑھنے والی ہیں۔ اور دوسری طرف اس پیشگوئی کا ایک جزو وسع مکانک کا بھی ہے یعنے وسعت مکانات مہمانوں کے لئے مہمان خانوں اور دیگر لوازمات رہائش کے سامان بہم پہونچانے لازمی امر ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ چونکہ یہہ اللہ تعالےٰ کے وعدے ہیں ضرور پورے ہونگے۔ ان آنیوالے مہمانوں کے لئے ہر قسم کے سامان اور وسعت مکانات کے اسباب ضرور ضرور پیدا ہونگے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو ان میں حصہ ملیگا یعنے جو ان اخراجات میں حصہ لیں گے اسلئے وہ قوم جو خدا تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو مشاہدہ کرتی اور ایمان لاتی ہے میں اسے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہمان خانہ اور لنگر خانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھکر ایسا انتظام کریں کہ تین ہزار روپیہ ماہوار ان اخراجات کیلئے مستقل چندوں کے ذریعہ بہم پہونچایا جاوے جو ہر مہینہ کی پہلی تاریخ تک پہونچ جانا چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ آج ہم قوم پر چندوں کا بہت بڑا بوجھ ہے لیکن اگر ہر احمدی ایک ایک روپیہ فی کس بھی دیوے تو لاکھوں جمع ہو سکتے ہیں کوشش کرو بات کچھ نہیں اور یہہ کام تو آخر ہو کر رہیں گے۔

در یاب گر عاقلے بشتاب گر صاحبدلے
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنیں ایام را

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

تعلیم الاسلام کیا پیارا نام ہے جسپر ہر مسلمان کو قربان ہو جانا چاہئے۔ تعلیم الاسلام سکول کی عظمت اور ضرورت مخالف الرائے لوگوں کی سمجھ میں آسکے یا نہ لیکن احمدی خوب سمجھتے ہیں کہ وہ سکول جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اغراض و مقاصد کے ماتحت کھولا گیا ہے وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کسقدر مفید اور ضروری ہے۔ مسلمان بچوں کو دیندار مسلمان بنانے اور اہل زمانہ کے بد اثروں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہہ سکول بطور حرز ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بچے جو اس سکول میں داخل ہوئے انہوں نے روحانی طور پر کس قدر فائدہ اس سکول سے اٹھایا ہے لیکن اس سکول کے قیام و بقا کے لئے مالی مشکلات بدستور چلی جا رہی ہیں ہر چند احمدی قوم کے ایثار اور بذل مال نے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کو ساتھہ لیکر ہر وقت اس سکول کی دستگیری کی ہے مگر سکول کی آئے دن کی ضرورتوں کی وسعت ہر روز قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتی ہے اور قریباً ایسا ہی تمام قومی ضرورتوں کا حال ہے میری ابتدائے تو یہہ ہے کہ قوم ہر وقت چندہ دینے کو آمادہ اور طیار رہے اور دیتی بھی ہے لیکن چونکہ وہ چندہ کسی اصول اور ترتیب سے نہیں لیا جاتا اسوجہ سے ضرورتیں بدستور ھل من مزید پکارتی رہتی ہیں۔ اور کالج کا تو یہ حال ہے کہ ابھی قطرہ شد دریا بھی نہیں تاہم میں اور سرپرستان کالج و سکول اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ناامید نہیں ہم سب یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کچھہ ایسے اسباب پیدا کر دیگا کہ یہ سکول اور کالج اپنے آپ نمونہ ہونگے اور قوموں کی ھدایت اور رہنمائی کے لئے یہی یونیورسٹی ہوگی (انشاءاللہ العزیز) ہاں تو وہ چھوٹی چندہ میں بے اصولا پن کیا ہے؟

میری رائے ہے کہ تمام احمدی اس چندہ میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں نہیں کیا جاتا صرف ایک محدود تعداد ہے جو بار بار کیا جب چاہو لبیک کہہ کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ لوگ چندہ دینے کو رضامند نہیں ہیں بلکہ ایک کثیر جماعت ایسی ہے جنکو معلوم ہی نہیں کہ سلسلہ میں وہ کونسی ضرورتیں ہیں جنکے لئے چندہ دینا چاہئے کوئی انکو بتاتا ہی نہیں اور وہاں تک ایسی تحریکوں کے نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے تمام اشخاص کا کوئی باضابطہ رجسٹر موجود نہیں ہے اور وہ اخبارات سلسلہ کو خرید نہیں کرتے جنکے ذریعہ انہیں ایسی اطلاعیں ملتی رہیں۔ اگر ہر ایک احمدی چندہ میں شریک ہو جاوے خواہ بچہ ہو یا لڑکا عورت ہو یا مرد تو ایک ہی دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے۔

خیر بات دور چلی گئی اسوقت میرا منشا یہ ہے کہ سکول کو مالی مشکلات سے نجات دینے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ کم از کم ایک ہزار روپیہ ہر وقت اسکے ریزرو فنڈ میں جمع رہے اور کم از کم پانچسو روپیہ ماہوار چندہ مستقل آتا رہے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے مستقل فنڈ میں تو اگر ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ ہی دے دیں تو جمع ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ماہوار چندوں کے لئے لوگوں کو آمادہ کریں۔

میں الحکم کے ایک ہزار خریداروں سے اپیل کرتا ہوں کہ کیا وہ اس فخر کو حاصل کرنا نہیں چاہتے کہ سکول کے ریزرو فنڈ میں سارا روپیہ انکا ہی ہو؟ کیا کوئی ہے جو میری آواز سنے؟

(۳) کالج کے لئے آنہ فنڈ

ایک ہی اخبار میں مختلف چندے کی تحریکیں شاید دنیادار کی نظر میں نامناسب ہوں لیکن جبکہ ایک ہی قوم سے لینا ہے اور قوم کا اپنا ہی کام اور اسکی مختلف ضرورتیں ہیں اور لگ رہی ہیں۔ اسے ان ضرورتوں سے مجھے آگاہ ہی کرنا ہے تو میرے نزدیک یہہ بالکل مناسب اور موزوں امر ہے کہ ساری تحریکیں ایک ہی مرتبہ ہوں تاکہ قوم میں اور بھی زیادہ احساس اپنے فرض شناسی کا پیدا ہو۔ کالج فنڈ کی تحریک عام ہو رہی ہے۔ جس جس قسم کے خطوط کالج کے آنہ فنڈ اور کالج کی ضروریات کے متعلق آرہے ہیں میں انشاءاللہ انہیں سے بعض اگلی اشاعت میں درج کرونگا۔

ہر شخص اپنا قومی فرض سمجھے کہ وہ آنہ فنڈ کے لئے تحریک کرے اور جو کچھ اس سے ہو سکے جمع کرکے ایڈیٹر الحکم کے نام بھیجدے وہ کاغذات میں اندراج کے بعد حکیم الامۃ کے پاس جمع کر کر الحکم میں رسید دیگا۔ جس شخص کی رسید درج نہ ہو وہ براہ کرم

مے ز خشم چون عمر تا ام چو رحمن ما ب	لوتر چشم از ان که در انکار ما افتاده اند
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا	منم محمد و احمد که مجتبے باشد
بعلم و فضل و کرامت کسے نا رسد	کجا است آنکه ز ارباب دعا باشد
از ان قفس پریدم برون که دنیا نام	کنون بکنگره عرش جائے ما باشد
مرا بگلشن رضوان حق شدست گذر	مقام من چنین قدس و اصطفا باشد
بروئے یار که هرگز نه رتبتے خواهم	مگر اعانت اسلام مدعا باشد
سیاه باد رخ بخت من اگر بدلم	دگر غرض بجز از یار آشنا باشد
نیامدم زپئے جنگ و کارزار و جهاد	غرض ز آمدنم درس اتقا باشد
ره خلاص کجا باشد آن سیه دل را	که با چنین دل من در پئے ایذا باشد
چو سیل دیده ما هیچ سیل و طوفان نیست	بترس زیں که چنین سیل پیش پا باشد
ز آه زمره ابدال حق باید ترسید	علی الخصوص اگر آه میرزا باشد
بهر زه طالب آن مهدی و مسیح مباش	که کار شان همه خونریزی و وغا باشد
عزیز من ره تائید دین دگر راهے است	نه تیغ برّاری اگر آه باشد
زمین مرده بودے خواست علیتو العقاما	ز وعظ بے عملان خود اثر کجا باشد
گشاده اند در فضل گر کنون نا لی	ز نا مساعدت بخت نا رسا باشد

بقیه حاشیه صفحه ۳ — لقد قرانا فی بعض جرائد انگریزیه انهم التنقبوا سقط راسه علی تخوم نیبال فی بقعة نصب فیها الاسوا طوا سوکه عمودا فی القرن الثالث قبل المیلاد لتعیین مولده والحلا تلک المدینة الان خرایب من انهدمیه تذکر ثم بینها الا اشجار الباسقة قد التفت منها الغابات الغطة و المظنون ان المدینة اسم الیاخربت قبل وفات بوذا

ے شاه عبد العزیز رحمۃ الله علیه در باب بروز فرموده اند بروز روح در روح حی باهیت دراصل از خواص حقیقة الحقائق تعالی و تقدس است و چون نسبت او تعالی با مخلوقات نزد ایشان نسبت ظاهر بمظاهر و قیومیت است در مخلوقات نیز ایں نوع تصرف ثابت است که صدور ایں نوع تصرف در بعض مخلوقات که ملائکه و جنیان باشند عادی و مسطور است و در بعضے دیگر مخلوقات که ارواح نبی آدم از خوارق عادت و در قصص الانبیا ازیں باب چیزے بسیار منقول است و خود شیخ اکبر ازیں باب قدرے کافی روایت کرده است و شیخ اشاره به بروز است

فتوی مسیح موعود در مخالفت جهاد سیف و السنان و تاکید جهاد قلم و البرهان درین زمان

ے قال حضرت السید المسیح الموعود فی ممانعة الجهاد اعلموا ایها المسلمون رحمکم الله الذی تولی الاسلام وکفل امورہ العظام جعل دینه هذا وصلة الی حکمه وعلومه ووضع المدار فی ظاهره ومکتومه فمن الحکمة التی اودع هذا الدین لیزید هدی المهتدین هو الجهاد الذی امر به فی صدر زمن الاسلام

زمانه اختراع اعتقاد تناسخ

و شباهت جواهر او بجواهر او باشد و ارواحت ممثل بر تمثیل نازل کرده میشوند پس ممثل بحصول ایں امر و حت مسیا به وجود را از ثمره آمدگان مے پندارد و لقین تام میکند که او بنفس خود نازل شده فائز المرام گشت پس بنے اندا ورا هیچ غم بعد از ان و خوش وقت میشود و ایں است راز فرود آمدن مسیح ابن مریم که دران مردم اختلاف و جدال مے کنند۔

ے سنت بروز و امثال از قدیم الایام از سنن مستمره ایزدی است و براهمه هنود از بروز بغلط فهمی خود اعتقاد تناسخ اختراع نموده اند و اختراع تناسخ بعد از زمانه کرشن و بده شده است ـ شور بختان کتب منزله من الله را تحریف نموده دران اعتقاد تناسخ و هفوات خود داخل نموده اند حضرت کرشن و بده معتقد تناسخ نبودند زیرا که اگر ایشان معتقد تناسخ و قائل ازلیت ماده مے بودند در کتب شان بعض مقامات متناقضه تناسخ و مخالف لوازم آن یافته نمے شدند مثلاً در بهاگوت گیتا در باب هفتم عبارت الهامیه آمده است من چشمه تمام کائنات هستم ـ هیچ از من بالاتر و بزرگ نیست ـ اے پسر پرتها بدان که من تخم تمام موجودات هستم ـ

فرق درمیان بروز و تناسخ

پس اینجا آریه بجانه خود غور کنند که ایں مقامات گیتا چه قدر از اعتقادات شان مخالف افتاده اند ـ درمیان تناسخ و بروز فرقے است بعید مثل کفر و اسلام ـ چه نسبت خاک را با عالم پاک ـ بروز محض تشبه اوصاف و اخلاق و تناسب جواهر طبیعت احدے بدیگرے و بباعث تناسب جاذبه روحانیت احدے بدیگرے می باشد ـ و اعتقاد تناسخ انتقال روح احدے بجسم دیگرے قرار دادن است پس بروز صحیح و ممکن الوقوع بلکه دائم در مخلوقات ایزدی دائر و سائر مے باشد و اعتقاد تناسخ غلط و ناممکن الوقوع است و اعتقاد آن سراسر الحاد و کفر است معتقد تناسخ اگرچه بزبان قائل خدا مے باشد از روئے اعتقاد و لوازم آن دهریه ثابت مے شود فنعوذ بالله من هذا الجهل و الفساد ـ معتقدان تناسخ که ادعائے اتباع تعلیم کرشن و بده میکنند حال شان مثل نصاری و یهود است ـ قالت النصاری المسیح ابن الله ـ و قالت الیهود عزیر ابن الله ـ ایں تمام اقوام سالفه از صراط مستقیم برگشته اند در اعتقادات نوشته خود را نسبت بتعالیم انبیائے ایزدی میکنند ـ از دلائل قاطعه و حجج ساطعه مبرهن شده است که رامچندر و کرشن و بده از عباد صالحین بوده اند اما در تعیین زمانه شان اختلاف است زیرا که اهل هنود در فن تاریخ خیلے سست و کاهل بودند لهذا اثبات تعیین تاریخ شان امرے است مستبعد و هر کسے بظن غالب و قرائن و تحرے خود چیزے دریں باب گفته است و محققان در حال تقدم و تاخر هر سه بزرگان مزبور اختلافے است ژرف ازینجا است که یکے از یوادر جرمن مسمی ڈاکٹر سورین سرد محققان دیگر قسوس دیار مغربیه باسفار مدونه خود زمانه تصنیف بهاگوت گیتا که در و احوال کرشن علیه السلام مذکور است و باقرب العهد او نوشته شد بحجت گستردن دام تنزیه و جاهلیت خود از برائے اثبات ماخذ فقرات و جملات بهاگوت گیتا از اناجیل بعد از زمانه مسیح بقرن سوم عیسوی قرار داده اند اما برین اعتبارے نیست ـ زیرا که ایں جاهلیت قسوس در نهر با اظهر من الشمس گردیده است ـ فقرات الهامیه الٰهیه که بر انبیاء و اولیاء نازل مے شوند اکثر متحد المطالب المفاهیم و متقارب المعنی مے باشند زیرا که منبع شان یکے مے باشد چنانچه در اناجیل موجوده بعض جملات الهامیه از دست برد تحریف شان بے تمیزی ایشان باقی مانده اند همچناں بر نسخے از جملات الهامیه الٰهیه در بهاگوت گیتا از دست ... باقی است ـ از اینجا است که بعض جملات بهاگوت گیتا بعض جملات اناجیل متحد المعنی اند جملا او در آن فقرات ما ماخوذ از اناجیل قرار مے دهند ان کمد لما تعبدون

پس دعوے حضرت امام الزمان علیہ السلام برحق و بعثت او منکشف حقیقت نزول مسیح است

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹ - اکثر حصص کتب مزبورہ از دست دجالین مسخ گردیدہ و شناخت فقرات منزل من اللہ متعسر شدہ است زیرا کہ بر حال اصل خود نماندہ اند بحالت کہ لسے این کتب را الہامیہ گفتہ سے شود حتّٰی من بکتب المنزلۃ من اللہ لا بتحریفات الدجالین۔ فضیلت محفوظیت محض قرآن کریم راست کہ خدا تعالے مے فرماید انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ زیادہ از عرصۂ سیزدہ صد سال روے بانقضا آوردہ است از قرآن کریم یک حرف ہم پس و پیش نگردیدہ است چونکہ خداوند تعالٰی را ہدایت جمیع اقوام عالم تا قیامت بکمل تعالیم قرآن کریم منظور بود لہذا کفالت حفظ قرآن کریم را بذمہ خود گرفت و کتب سابقہ مسخ و منسوخ گردیدند۔ و در حقیقت این تقاضائے رضائے ایزدی بود کہ بظہور آمد۔

> زمانۂ بعثت کرشن علیہ السلام

یکے از اہل ہنود مسمی کی ٹی تلانگ ساکن بمبئی نوشتہ است کہ زمانۂ تصنیف بھاگوت گیتا چار صد سال پیش از حضرت مسیح بودہ است۔ اما درین شکے نیست کہ حضرت کرشن علیہ السلام بزمانہ پانڈو کورو بودہ اند و جنگیکہ مابین پانڈو و کورو واقع شدہ بود دران حضرت کرشن علیہ السلام موجود بودند ولیکن در تعین تاریخ و زمانۂ شان معتبر سندے نیست کہ چہ قدر عرصہ قبل از مسیح بودہ اند۔ و آنچہ با بتدائے این کتاب ترتیب بعثت انبیائے ہند تحریر نمودہ ام بطور تخمین است اغلب است کہ از آن برعکس بود اما در صالح و مصلح بودن شان شکے نیست و نہ انحصار انبیائے ہند در سہ است بلکہ عقل و قرائن و حالت امم ہند شاہد است کہ پیش از کرشن علیہ السلام ہم در ہند انبیا گذشتہ اند و زمانۂ بدھ را بعد از زمانۂ کرشن قرار مے دہند و مے گویند کہ اگر بدھ از کرشن اول بودے ذکر بدھ در کتب کرشن وغیرہ مے آمد۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

> زمانۂ بعثت بدھ و حالات او

بعض مورخان فرنگستان زمانۂ بدھ را قبل از میلاد پنج صد سال و بعضے سہ صد سال قبل از میلاد مسیح قرار دادہ اند۔ چنانچہ یکے از مورخین مصرے نویسد:- البوذا ھو مؤسس الدیانۃ البوذیۃ المنتشرۃ فی الصین والیابان و واضع شرائعھا نشأ فی الھند فی القرن الخامس قبل المیلاد وقد شک بعض العلماء فی حقیقتہ فحسبوہ شخصاً وھمیا ولکن کتبہ وتعالیمہ تثبت حقیقتہ ولد فی اوائل القرن الخامس قبل المیلاد فی بیبال من بلاد الھند بین جبال ھمالۃ الصغری واواسط نھر رابتی فی الشرق الشمالی من بلاد الاودہ وعلی مائۃ میل علی الشمال من بنارس عند مصب نھر روحیم فی نھر رابتی حیث تکثر الامطار وتتعاظم السیول وکانت تسمی تلک البقاع بلاد الاقویا (ساکیاس) وکان والدہ من کبار الاغنیاء اصحاب الاملاک الواسعۃ ویسمی (سدھودانا) وکان بین نسائہ امرأۃ اسمھا ولدت لہ غلاماً سماہ سدھارتا۔ وماتت وھو طفل صغیر فنشأ قوی البنیہ فسموہ ساکیا ای القوی ثم ما لبث ان ظھرت مواھبہ العقلیۃ فلقبوہ (ساکیا الحکیم) وسمی بعد ذلک بوذا - ای المستنیر وانہ لما بلغ الحادیۃ والعشرین من عمرہ مال الی الخلوۃ والتنسک فقص شعرہ ولبس ثوباً اصفر وتقاتیا وھجر الوطن والاھل واخذ یطوف البلاد زاھدا واشتھر من ذلک الحین باسم (غوتاما الناسک) وکان لخروجہ من وطنہ رنۃ حزن

از ینجا است کہ آن حضرت مے فرمایند ؎

چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند	مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین	این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ - شدید بین اھلہ وذویہ فبکوہ وشقوا علیہ الجیوب وھو لا یبالی ولا ھم علموا السبب الذی حملہ علی ذلک الھجر فقضی فی طوافہ نحو اسبع سنوات قرأ فی اثنائھا العلم علی اثنین من مشاھیر علماء الھند ثم ترک العلم قبل استیعابہ وشخص الی مملکۃ ماگدھ حتی الی مدینۃ اورویلا فاقام فی غابۃ ھناک عدۃ سنوات فی الصدم وقھر النفس ینتظر ھبوط الوحی فابطاء علیہ وکان معہ خمسۃ نساک اخرون ملوا ملک المعیشۃ فترکوا الغابۃ وعادوا الی بلادھم اما ھو فما زال ثابتاً حتی ھبط علیہ الوحی تحت الشجر ھناک سماھا شجرۃ المعرفۃ فاصابتہ غیبوبات متوالیۃ تلقی فی اثنائھا سر التقمص واسرار اخری مقدسۃ وکان فی عزمہ الاکتفاء بما نالہ من السعادۃ ولم یخطر لہ السعی فی بث تعالیمہ ولکنہ التقی یوماً ببرھمی جری لہ معہ جدال طویلا فانکر الرجل علی بوذا انہ برھمی بناء علی ان مبادیہ الجدیدۃ تخالف دیانۃ البراھمۃ فاجابہ انہ برھمی حق وعول من ذلک الحین علی نشر تعالیمہ واصلاح دیانۃ البراھمۃ والسبب الحقیقی لقیامہ بالدعوۃ معقول اذ لا یقوم داع الی الخیر الا متی تکاثرت الشرور وکانت دیانۃ البراھمۃ فی زمن بوذا قد فسدت وانغمس اصحابھا فی الطمع والترف فقام یدعو الناس الفضائل ویحبب الیھم شظف العیش ویحثھم علی نبذ الدقل فی دینھم والتمسک بالاصل الثابت ومن قرأ تعالیمہ تحقیق جلیا انہ انما قام فی بادی الرأی مصلحاً لا شارعاً وکان لقیامہ نفع عظیم للبراھمۃ انفسھم لانھم افاقوا من غفلتھم فاصلحوا ذات بینھم وباشر بوذا الدعوۃ فی بنارس فدعا اولا اصحابہ النساک الخمسۃ وعلمھم السبیل المودی الی الراحۃ والمعرفۃ والنور والسعادۃ وجعل لذلک السبیل ثمانیۃ منافذ تؤدی الیہ وھی صدق الایمان وصدق العزیمۃ وصدق القول وصدق العمل وصدق التصرف وصدق الاجتھاد وصدق النیۃ وصدق التقشف ثم عاد بوذا الی اورویلا حیث تلقی المعرفۃ ودعا جماعۃ من النساک کانوا یقیمون ھناک فلبوا الدعوۃ بعد معجزات اجراھا بین ایدیھم فکانوا لہ عونا فی نشر تعالیمہ ولم یکن فی بادی الرأی یتجرأ علی نشر دعوتہ فی غربی بلاد الھند لان البراھمۃ ھناک کانوا اشداء فاقتصر علی ممالک کوسالا وماغادا وما جاورھما مما لا یخرج عن بلاد الاودہ والبھار وکان الناس یفدون الیہ زرافات ووحداناً سماع الدعوۃ فکان اذا اتاہ طالب قال لہ سر بالطھارۃ تنج من الشقاء توفی بوذا فی الثمانین من عمرہ بعد ان قضی فی نشر دعوتہ ۴۴ سنۃ واصبح بوذا بتوالی الایام الھاً یعبدونہ ولہ تماثیل عدیدۃ فی انحاء الصین والیابان وقد شاعت دیانتہ بالاکثر ھناک ویبلغ عدد اتباعہ الان نحو ۴۵۵۰۰۰۰۰۰ فی العالم

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمٰن

۳ - مارچ ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے مولوی محمد ابراہیم صاحب کو حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کیا مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ سے چند استفسار کئے آپ نے انکے جواب میں جو کچھہ فرمایا وہ درج ذیل ہے
ایڈیٹر

سائل - اطمینان قلب کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

حضرت اقدس - قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا الا بذکر اللہ... تطمئن القلوب پس جہانتک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہو گا ہاں اسکے واسطے صبر اور محنت درکار ہے - اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا - دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پھر کس صبر اور حوصلہ کے ساتھہ باہر اپنا غلہ بکھیر آتا ہے بظاہر دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کہ اس نے دانے ضائع کر دئے لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان بکھیرے ہوئے دانوں سے ایک خرمن جمع کرتا ہے - وہ اللہ تعالےٰ پر حسن ظن رکھتا ہے اور صبر کرتا ہے اسی طرح پر مومن جب اللہ تعالےٰ کے ساتھہ ایک تعلق پیدا کر کے استقامت اور صبر کا نمونہ دکھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اسپر مہربانی کرتا ہے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جسکا وہ طالب ہوتا ہے -

یہہ بڑی غلطی ہے جو لوگ کوشش اور سعی تو کرتے نہیں اور پھر چاہتے ہیں کہ ہمیں ذوق شوق اور معرفت اور اطمینان قلب حاصل ہو - جبکہ دنیوی اور سفلی امور کے لئے محنت اور صبر کی ضرورت ہے تو پھر خدا تعالےٰ کو پھونک مار کر کیسے پا سکتا ہے - دنیا کے مصائب اور مشکلات سے کبھی گھبرانا نہیں چاہئیے - اس راہ میں مشکلات کا آنا ضروری ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصائب کا سلسلہ دیکھو کسقدر لمبا تہا - تیرہ سال تک مخالفوں سے دکھہ اٹھاتے رہے مکہ والوں کے دکھہ اٹھاتے اٹھاتے طائف گئے تو وہاں سے پتھر کہا کر بھاگے - پھر اور کوئی شخص ہے جو ان مصائب کے سلسلہ سے الگ ہو کر خداشناسی کی منزلوں کو طے کر لے -

جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی محنت اور مشقت نکرنی پڑے وہ بیہودہ خیال کرتے ہیں اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کے دروازوں کے کہلنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے اور وہ مجاہدہ اسی طریق پر ہو جسطرح کہ اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے اسکے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے -

بہت سے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور پھر سبز پوش یا گیروے پوش فقیروں کی خدمت میں جاتے ہیں کہ وہ پھونک مار کر کچھہ بنا دیں - یہہ بیہودہ بات ہے ایسے لوگ شرعی امور کی پابندیاں نہیں کرتے اور ایسے بیہودہ دعوے کرتے ہیں وہ خطرناک گناہ کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول سے بھی اپنے مراتب کو بڑھانا چاہتے ہیں کیونکہ ہدایت دینا اللہ تعالےٰ کا فعل ہے اور وہ مشت خاک ہو کر خود ہدایت دینے کے مدعی ہوتے ہیں -

اصل راہ اور گر خداشناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھہ دعاؤں میں لگا رہے - ایک پنجابی فقرہ ہے

منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

حقیقت میں جب تک انسان دعاؤں میں اپنے آپکو اس حالت تک نہیں پہونچا لیتا کہ گویا اسپر موت وارد ہو جاوے - اسوقت تک باب رحمت نہیں کھلتا - خدا تعالےٰ میں زندگی ایک موت کو چاہتی ہے جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہ ہو کچھہ نہیں - خداجوئی کی راہ میں لفظ پرستی سے کچھہ نہیں بنتا بلکہ یہاں حقیقت سے کام لینا چاہئیے - جب طلب صادق ہو گی تو میں یقین کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اسے محروم نکریگا -

سائل - استقامت بھی تو ملنی چاہئیے -؟

حضرت اقدس - ہاں یہ سچ ہے کہ استقامت ہونی چاہئیے اور یہ استقامت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم ہی سے ملتی ہے - ایک ادنےٰ درجہ کا فقیر بھی ایک بخیل سے بخیل انسان کے دروازے پر جب دہرنا مارتا ہے تو کچھہ نہ کچھہ لیکر ہی اٹھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ تو کریم رحیم خدا ہے یہہ ناممکن ہے کہ کوئی اسکے دروازہ پر گرے اور خالی اٹھے - اگر چاہتے ہو کہ ساری مرادیں پوری ہو جاویں تو یہ تو اسکے ہی فضل سے ہو گی بعض اوقات انسان کو یہہ بھی دہوکا لگتا ہے کہ فلاں مراد پوری نہیں ہوئی - حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ احتیاج سے ہی انسان کو بری کر دیتا ہے لکہا ہے کہ ایک بادشاہ کا گذر ایک فقیر پر ہوا جسکے پاس صرف ستر پوشی کو چہوٹا سا پارچہ تہا - مگر وہ بہت خوش تہا - بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو اس قدر خوش کیوں ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ جس کی ساری ہی مرادیں پوری ہو جاویں وہ خوش نہو تو اور کون ہو - بادشاہ کو بڑی حیرانی ہوئی - اسنے پوچھا کہ کیا تیری ساری مرادیں پوری ہو گئی ہیں فقیر نے کہا کہ کوئی مراد ہی نہیں رہی -

حقیقت میں حصول دو ہی قسم کا ہوتا ہے یا پالے یا ترک - غرض بات یہی ہے کہ خدایابی اور خداشناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤں میں لگا رہے - زنانہ حالت اور بزدلی سے کچھہ نہیں ہوتا اس راہ میں مردانہ قدم اٹھانا چاہئیے - ہر قسم کی تکلیفوں کے برداشت کرنے کو طیار ہونا چاہئیے - خدا تعالےٰ کو مقدم کرلے اور گھبرائے نہیں پھر امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل دستگیری کریگا اور اطمینان عطا فرمائیگا - ان باتوں کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیہ نفس کرے جیسا فرمایا ہے قد افلح من زکٰھا

سائل - دعا جب تک دل سے نہ اٹھے کیا فائدہ ہو گا؟

حضرت اقدس - میں اسی لئے تو کہتا ہوں کہ صبر کرنا چاہئیے - اور [illegible] اس سے گھبرانا نہیں چاہئیے - خواہ دل چاہے یا نہ چاہے کشاں کشاں مسجد میں لے آؤ - کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا میں نماز پڑھتا ہوں مگر وساوس رہتے ہیں اسنے کہا کہ تو نے ایک حصہ پر تو قبضہ کر لیا دوسرا بھی حاصل ہو جائیگا -

نماز پڑھنا بھی تو ایک فعل ہے اسپر مداومت کرنے سے دوسرا بھی انشاء اللہ مل جائیگا - اصل بات یہ ہے کہ ایک فعل انسان کا ہوتا ہے اسپر نتیجہ مرتب کرنا ایک دوسرا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا فعل ہے سعی کرنا مجاہدہ کرنا یہہ تو انسان کا اپنا فعل ہے اسپر پاک کرنا استقامت بخشنا یہہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہے -

بہلا جو شخص جلدی کریگا کیا؟ کیا اس طریق پر وہ جلد کامیاب ہو جائیگا - یہہ جلد بازی انسان کو خراب کرتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کے کاموں میں بھی اتنی جلدی کوئی امر نتیجہ خیز نہیں ہوتا آخر اسپر کوئی وقت اور میعاد گذرتی ہے زمیندار بیج بو کر ایک عرصہ تک صبر کے ساتھہ اسکا انتظار کرتا ہے بچہ بھی نو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے - اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ پہلی ہی خلوت کے بعد بچہ پیدا ہو جاوے - تو لوگ اسے بے وقوف کہیں گے یا نہیں -؟ پھر جب دنیوی امور میں قانون قدرت کو اسطرح پر دیکھتے ہو تو یہہ کیسی غلطی اور نادانی ہے کہ دینی امور میں انسان بلا محنت و مشقت کے کامیاب ہو جاوے - جسقدر اولیا - ابدال - مرسل ہوئے ہیں انہوں نے کبھی گھبراہٹ اور بزدلی اور بے صبری ظاہر نہیں کی وہ جس طریق پر چلے ہیں اسی راہ کو اختیار کرو اگر کچھہ پانا ہے بغیر اس راہ کے تو کچھہ مل نہیں سکتا - اور میں یقیناً کہتا ہوں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو ادعونی استجب لکم پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے -

مجاہدات عجیب اکسیر ہیں - سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے [illegible] میں جن کا گذر رہے ہیں جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہا اللہ انکے حالات پڑہو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات انکو کرنے پڑے ہیں - مجاہدہ کے بغیر حقیقت کہلتی نہیں -

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فقیر کے پاس گئے اور اسنے توجہ کی تو قلب جاری ہو گیا - یہہ کچھہ بات نہیں ایسے ہندو فقرا کے پاس بھی جاری ہوتے ہیں - توجہ کچھہ چیز نہیں ہے یہہ ایک ایسا عمل ہے جسکے ساتھہ تزکیہ نفس کی کوئی شرط نہیں ہے نہ اس میں کفر و اسلام کا کوئی امتیاز ہے انگریزوں نے اس فن میں آجکل وہ کمال کیا ہے - کہ کوئی دوسرا کیا کریگا - میرے نزدیک یہہ بدعات اور محدثات ہیں -

شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لیکر آتے ہیں اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہیں جو تزکیہ نفس کی حقیقی راہ ہے وہ چاہتے ہیں اللہ تعالےٰ کی محبت دلوں میں پیدا ہو - اور شرح صدر حاصل ہو -

میں بھی اسی منہاج نبوۃ پر آیا ہوں پس اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ میں کسی ٹوٹکے سے قلب جاری کر سکتا ہوں یہہ غلط ہے میں تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لیجانا چاہتا ہوں جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالےٰ کی وحی کے ماتحت طیار ہوئی ہے - پاس انفاس اور آرہ وغیرہ کا ذکر ہماری کتابوں میں آپ نہ پائیں گے اور نہ اسکی ہم تعلیم دیتے ہیں اور نہ ضرورت سمجھتے ہیں - ہم تو یہی بتلاتے ہیں کہ نمازیں سنوار سنوار کر پڑہو اور دعاؤں میں لگے رہو -

سائل - حضور نمازیں پڑھتے ہیں مگر منہیات سے باز نہیں رہتے اور اطمینان [illegible]

حضرت اقدس - نمازوں کے نتائج اور اثر تو تب پیدا ہوں جب نمازوں کو سمجھہ کر پڑہو - بجز کلام الٰہی اور ادعیہ ماثورہ کے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو - اور پھر ساتھہ ہی یہہ بھی یاد رکھو - ایک ہی امر ہے جسکی بار بار تاکید کرتا ہوں کہ تھکو اور گھبراؤ نہیں مگر استقلال اور صبر سے اس راہ کو اختیار کرو گے تو انشاء اللہ یقیناً ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے - ہاں یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ ہی کو مقدم کرو - اور دین کو دنیا پر ترجیح دو - جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ بھی پاتا ہے وہ یاد رکھو کہ ابھی وہ اس قابل نہیں کہ دین کا نام بھی لے -

یہہ بھی ایک غلطی لوگوں کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہیں ہوتا - انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں آتے ہیں کیا انہوں نے دنیا کے لئے سعی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لئے -

اور باوجود اسکے کہ انکی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لئے ہوتی ہے پھر کیا وہ دنیا میں نامراد [illegible] ہیں؟ کبھی نہیں - دنیا خود انکے قدموں پر آگری ہے - یہہ یقیناً سمجھو کہ انہوں نے دنیا کو گویا طلاق دیدی تہی لیکن یہہ ایک

عام قانون قدرت ہے کہ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھیراتے اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف اسکے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھیراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کرلیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔ سچی خوشی اور اطمینان اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتا ہے یہ مجرد دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے اسلئے ضروری امر ہے کہ ان اشیاء کو اپنا معبود نہ ٹھیراؤ اللہ تعالےٰ پر ایمان لاؤ اور اسی کو یگانہ و یکتا معبود سمجھو۔ جب تک انسان ایمان نہیں لاتا کچھ نہیں۔ اور ایسا ہی نماز روزہ میں اگر دنیا کو کوئی حصہ دیتا ہے تو وہ نماز و روزہ اسے منزل مقصود تک نہیں لے جاسکتا بلکہ محض خدا کے لئے ہو جاوے۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

کا سچا مصداق ہو تب مسلمان کہلائیگا۔ ابراہیم کیطرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے جیطرح وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہوگیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی خواہشوں اور آرزوؤں کو جب تک قربان نہیں کرتا کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کیطرف اسکو ایک جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اسوقت اللہ تعالےٰ خود اسکا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر نقص اور خرابی ہوگی تو ہم میں ہوگی ... یاد رکھو کہ جب تک انسان خدا کا نہ ہو جاوے بات نہیں بنتی اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاتا ہے ... ہمیں بتاب کاری بہت ... مشکل یہ ہے کہ لوگ ... اور پھر شکوہ کرنے لگتے ہیں۔

سائل۔ ابتدائی منزل اس مقصد کے حصول کی کیا ہے۔

حضرت اقدس۔ ابتدائی منزل یہی ہے کہ جس کو سلام کا نتائج کرے جسم ایسی چیز ہے جو ہر طرف لگ سکتا ہے ... دیکھو جو چلچلاتی ہوئی دھوپ میں باہر جا کر کام کرتے ہیں۔ اور سخت سردیوں میں آدھی آدھی رات کو اٹھکر باہر جاتے اور ریل بناتے ہیں۔ پس جسم کو جس طریق پر لگاؤ اسی طریق پر لگ جاتا ہے ہاں اسکے لئے ضرورت ہے عزم کی کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ مٹی کھایا کرتا تھا۔ بہت تجویزیں کی گئیں مگر وہ باز نہیں رہ سکتا تھا۔ آخر ایک طبیب آیا اور اوس نے دعوےٰ کیا کہ میں اسکو روک دونگا۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو مخاطب کرکے کہا۔ ایھا الملک این عزم الملوک

یعنی اے بادشاہ وہ بادشاہوں والا عزم کہاں گیا؟ یہہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اب میں مٹی نہیں کھاؤنگا۔ پس عزم مومن بھی تو کوئی چیز ہے۔

سائل۔ عزم کرنے تو آپ کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت اقدس۔ بات یہ ہے کہ جب نفوس صافیہ کا جذب ہوتا ہے تو ممد و معاون بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کے دل اچھے تھے تو اللہ تعالےٰ نے اون کے لئے ایک رسول بھی پیدا کر دیا۔

ایسا ہی کہتے ہیں کہ مکہ سے جو مدینہ کی طرف ہجرت کی اس میں بھی یہی سر تھا کہ وہاں کے اصلاح پذیر خلوق کا ایک جذب تھا۔

مسیح موعود اور خدا پر ایمان

۲۶ - جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب نے جو سلسلہ کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دل میں مخفی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو یہ تبلیغ ہر ملک۔ ہر قوم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک خاص ... عیسائی لوگ کوشش کر رہے ہیں ... عیسائیت کا پرچم وہاں لہرا ... آریا بھی ... کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکھنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اسلئے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چھیڑا۔ میں خود اسموقعہ پر موجود نہ تھا حضرت مخدوم الملۃ نے مجھے وہ حالات سنائے اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ کرسکا جو حضرت قدس کے منہ سے نکلے) وہ شائع کئے ہیں اپنے ... میں بدر سے "مختصر تقریر" ... درج کرنے سے پہلے ... کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی ہے اور ابھی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا تھا۔ ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت۔ اس الہام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے۔ خصوصًا وہ لوگ جو دار الامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شائع نہیں ہوسکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ... واللہ اعلم بالصواب۔ ایڈیٹر

۲۶ - جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اسبات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کیجاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپکی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کرکے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس ... کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی ... بعض ذرا سے ابتلا سے ڈگمگا جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گو ایسے لوگ اس آیت کے ذیل میں آجاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے بیٹھ جاوے وہ ایسا فعل نہیں کرسکتے ... ابھی تو بہت اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ ... ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہوسکتی وہ قوم ... اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو اون کی پیروی ہمارے لئے ... ہوگی اور ہم دوقی کرینگے ... اگر خدا تعالےٰ نے جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھی تو خود ہمکو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور معاشی ... استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشا نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کرہی نہیں سکتے ہمارا دار و مدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی باتوں میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اوس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرینگے۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ کے انتظار میں ہیں اس وقت سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ... جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراسان و ترسان رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جاوے اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح ہوگے تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کریگا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کروگے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اوسکی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے۔ اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کرینگے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

یکم جولائی ۱۹۰۵ء۔ کچھ بیماریوں کا ذکر تھا فرمایا میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کرسکتا۔ طبیب ایک حد تک چلکر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے ... کے آگے خدا دعا کے ذریعہ سے راہ کھولدیتا ہے۔ خدا شناسی اور خدا پر توکل اسی کا نام ہے کہ جو حد ان لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں اون سے آگے بڑھکر جا پیدا ہو۔ ورنہ ... تو آدمی زندہ ہی مرجاتا ہے۔ اسی جگہ سے اللہ تعالےٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے مجھے ایسے معاملات میں مولوی رومی کا ایک شعر بہت پسند آیا ہے

ایکہ خواندی حکمت یونانیان
حکمت ایمانیان راہم بخوان

عام لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت تک پہونچ جاتا ہے خدا تعالےٰ اندر ہی اندر تصرفات شروع کرتا ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں ہر ایک کے لئے جو دعا کے واسطے لکھتا ہے دعا کرتا ہوں لیکن اکثر لوگ دعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہونچنے کے واسطے کسقدر توجہ اور محنت درکار ہے درحقیقت دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی ہے - خفیف ترشح ہوا تہا جس سے ہوا میں عارضی خنکی ہوئی تھی مگر پہر امساک بارش کی وجہ سے وہی حبس اور تلخی ہے اللہ تعالےٰ اپنے عاجز بندوں پر رحم فرماوے -

۲- سنور - لودہیانہ - لاہور - ملتان - بہیرہ لائل پور - اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب نے حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا جن میں سے مولوی الہ دین صاحب لودہانوی واعظ ردنصاریٰ بہی ہیں -

۳- **رویا**:- ۲- جولائی ۱۹۰۵ء دیکھا کہ ایک بڑا دریا ہے اوس میں سے کوئی چیز نکلی جس میں سے شعلے نکلتے ہیں اور ہمارے سامنے ہوئی جیسا کہ دریا بطور تحفہ کے کوئی چیز ہمارے آگے پیش کش کرتا ہے وہ چیز ہمنے لے لی تو وہ ایک ٹوپی تہی جسکو ہمنے سر پر رکہہ لیا اوس کے بعد دریا نے ایک اور چیز پیش کی جو ایک چغہ کی شکل میں تہی وہ بہی ہمنے لے لی +

فرمایا دریا سے مراد کوئی بڑا بادشاہ یا اوسی کی مانند کوئی اور ذی شان آدمی یا کوئی بڑا اہل علم وفضل وکمال ہوتا ہے اور اوسکے تحفہ دینے سے مراد حلقہ خادموں میں داخل ہونا یا معتقد ہونا یا مالی خدمت کرنا یا کسی غرض کے لئے رجوع لانا ہے واللہ تعالیٰ اعلم +

ریمارک

المنصور - یہہ ایک ماہوار رسالہ ہے کہ جو دہلی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید میں بابو محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس قریبًا دو سال سے شایع کر رہے ہیں میں نے اسکا ایک نمبر حضرت حکیم الامت کے پاس دیکھا ہے - **المنصور** ایک قابل قدر پرچہ ہے جس میں بعض مفید کتابیں بہی مسلسل چہپ رہی ہیں انمیں سے ایک کتاب اسرار الاناجیل بہی ہے - اس پرچہ کے ذریعہ منشی محمد اسماعیل صاحب مبائعین کے حالات لکہنے کا بہی ارادہ رکہتے ہیں جو ایک مفید اور ضروری کام ہے + یہہ رسالہ قلیل القیمت اور کثیر المنفعت ہے - میری رائے میں احباب کو ایسے مفید رسالوں کی مدد کرنی چاہئے - قیمت سالانہ صرف عہ۲ اور طالب علموں اور غربا سے صرف ۱۲؍ ہے -

کلمۃ الفصل - ایک بیس صفحہ کا عربی رسالہ ہے جسکا اردو ترجمہ بہی ساتہہ ہے مولوی غلام رسول صاحب ساکن راجیکے نے لکہا ہے اور عبد الحی عرب نے چہاپا ہے وہی اس رسالہ کو فروخت کرتے ہیں میں نے ابہی تک اسے پڑہا نہیں -

شیرازہ قوم

۱- میں نے جو فردیں الحکم کے ذریعہ شایع کی ہیں وہ اکثر آ رہی ہیں + بعض احباب پوچہتے ہیں کہ ایک جگہ کی جو احباب بسلسلہ ملازمت باہر ہیں کیا انکے نام اسی شہر یا گاؤں کی فرد میں درج کریں ؟ میری رائے میں اسی گاؤں کی فرد میں درج ہونے چاہئیں -

۲- چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ پوچہتے ہیں کہ جبکہ متفرق طور پر فردیں بہیجی گئی ہیں اور پہلے ضلع وار ایک ایک آدمی تجویز کیا گیا ہے کہ کل ضلع کی فرد بنا کر بہیجے تو اسطرح گڑبڑ ہو جائیگی - میں جوابًا عرض کرتا ہوں کہ بدقسمتی سے ابہی احباب میں کام کرنے کی روح پیدا نہیں ہوئی - بجز آپ کے مولوی عزیز بخش صاحب چودہری غلام احمد خانصاحب اور چودہری غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر میاں رحمت اللہ صاحب اور کسی نے اس کام میں قدم رکہنے کا نام تک نہیں لیا پہر میں کس امید پر ضلع وار فردوں ہی پر اکتفا کرتا + آپ اس نتیجہ کو سن کر حیران ہونگے + پس آپ تو اپنے ضلع کی مکمل فرد طیار کر کے بہیجیں -

سرکاری خبریں

(مندرجہ ذیل خبریں سول سکرٹریٹ آفس سے دفتر الحکم کو بہیجی گئی ہیں - ایڈیٹر)

خان بہادر خان عبد الغفور خانصاحب - خان زیدا - ڈویژنل جج جہلم کو یکم جولائی سے ۲ ماہ کی رعائتی اور اوس کے سلسلہ میں تعطیل ماہ ستمبر کی اول پندرہ یوم کی رخصت عطا ہوئی -

کپتان بی - ار رو صاحب - عارضی اڈیشنل ڈویژنل وسشن جج سیالکوٹ مشار الیہ کی جگہ کام کرینگے - خان بہادر خان عبد الغفور خان صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر کپتان رو صاحب بطور عارضی اڈیشنل وسشن جج جہلم میں مامور رہینگے -

ڈبلیو - اے - بی روسکنول صاحب جو آجکل جہلم میں بطور عارضی اڈیشنل ڈویژنل جج کام کرتے ہیں ماہ جولائی کے اختتام کے قریب دہلی میں ایس - ایل ٹی - کلفرڈ صاحب ڈویژنل جج کی جگہہ جو ۱۳ ماہ رواں کو ملازمت سے سبکدوش ہونگے تبدیل کر دئے جائینگے -

سی - ایم کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر کو ۲۱ جولائی سے ۶ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی اور جے بی طامس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ایچ - ایس ولیمسن صاحب جو آجکل کرنال میں قایم مقام ڈپٹی کمشنر ہیں کنگ صاحب کی جگہ قایم ڈپٹی کمشنر امرتسر مقرر کئے جائینگے -

ایچ - ای - اے ویکفیلڈ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انبالہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء تک رخصت سے واپس آکر ہوشیارپور میں تعینات کئے جائینگے -

بی - ٹی جبسن صاحب قایم مقام مہتمم بندوبست گوڑگانوہ نے ۶ جولائی ۱۹۰۵ء سے ۲ ماہ اور ۱۳ یوم کی رعائتی رخصت حاصل کی - جبسن صاحب کی غیر حاضری کے زمانہ میں شیخ امیر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست مہتمم بندوبست کے روزمرہ کاموں کی سرانجام دہی کیلئے مہتمم بندوبست سے سمجہے جائینگے -

میجر ایف - پوپہم ینگ صاحب مہتمم بندوبست پٹیالہ کو یکم اگست ۱۹۰۵ء سے ۳ ماہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی - لالہ گوری شنکر صاحب نائب مہتمم بندوبست میجر پوپہم ینگ صاحب کی جگہ قایم مقام رہیں گے -

ایف - ایچ برٹن صاحب قایم مقام ڈپٹی کمشنر روہتک کو یکم جولائی ۱۹۰۵ء سے ۳ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی منشی بدری پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر برٹن صاحب کی جگہ قایم مقامی کریں گے -

دستخط آر - اے - میتہیوز
سپرنٹنڈنٹ انچارج پنجاب سول سیکرٹریٹ -

خبروں کا گلدستہ

فارسی قونصل جنرل متعینہ تفلس کا بیان ہے کہ شاہ فارس کو شہنشاہ آسٹریا نے ویانا میں ۴ روز قیام کرنیکو بلایا ہے اور پریزیڈنٹ لوبے نے بہی پیرس میں ۴ روز ٹہرنیکے لئے عرض کیا ہے - سینٹ پیٹرسبرگ میں شاہ وقت واپس رونق افروز ہو گئے -

شمالی مقدونیا میں برف پگہلنے سے دریا یک لخت برسر طغیانی آگئے - برف کے انبار اس کثرت اور تیزی سے آئے کہ اکثر پلوں کو سخت صدمات پہونچے - بعض موقعوں پر راستے بند ہو گئے - تجارت مسدود ہو گئی -

جاپان کے نزدیک حال میں سمندر سے ایک جزیرہ نمودار ہوا ہے - گذشتہ نومبر میں یہاں سے زور کی کڑک کی آوازیں سنائی پڑتی تہیں - اور دہواں نکلتا دکہلائی دیتا تہا - دسمبر میں جزیرہ نظر آنے لگا - ابہی یہ جزیرہ ۴ ہزار ۸ سو گز کے محیط کا ہے اسمیں ایک قلہ کوہ ۲۴۴ فٹ اونچا ہے - اور ایک گرم پانی کی جہیل بہی ہے -

لارڈ نیوٹن نے برٹش گورنمنٹ اور افغانستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لارڈ لینسڈون کی رائے میں جو معاہدہ امیر صاحب نے کیا ہے وہ فریقین کے لئے مفید ثابت ہوگا - اور کہا کہ کسی مشرقی تاجدار کے خلاف قدم اٹہانا خالی از غلطی نہ ہوگا -

اس سال مصر میں ۲۳۲۲ طالب علم امتحان مڈل میں شریک ہوئے جنمیں سے ۱۰۲ کی سیکنڈ لنگویج فرانسیسی ہے باقی کی انگریزی -

مصری محکمہ اوقاف نے اپنا ایک معتمد مکہ معظمہ روانہ کیا ہے تاکہ مصری فقراء کے تکیہ کی حالت ملاحظہ کر کے اسمیں مناسب اضافہ وترمیم کرے - ۸۰۰۴ پونڈ سالانہ وظائف فقراء میں بہی بڑہائے ہیں - اور ۲۲۰۰ پونڈ بعض مساجد کی مرمت کے لئے منظور کئے ہیں -

مصر کے انجنیرنگ کالج کا نتیجہ امسال نہایت عمدہ رہا -

کربلائے معلّے میں مرحوم سلطان سلیم کی بنوائی ہوئی حینیہ نام ایک نہر ہے جسمیں دریائے فرات کی طغیانی کا پانی آتا ہے یہ نہر ابتداءً ۲۰ گز چوڑی اور ۱۰ گز گہری ہے اور پانی بکثرت آتا ہے - چونکہ مدتہائے دراز سے بے مرمت پڑی ہے اکثر طغیانی کے وقت ٹوٹ کر باغات وزراعت کو تباہ کرتی رہتی ہے - امسال بہی اسمیں طغیانی آئی اور ایسی آئی کہ اہالی کربلا کے روکے کسی طرح نہ رکی - اور پہلوؤں کو توڑ کر پانی ہر چہار طرف امنڈ آیا - صدہا باغات پانی کے زور سے اکہڑ گئے - اور تمام کربلا میں پانی ہی پانی ہو گیا - بہت سی آدمی مر گئے اور بہت سے مکانات گر گئے -

شیراز میں غلہ نہایت گراں ہو گیا ہے - اگر بوشہر جیسی تجارتی منڈی سے پے درپے غلہ نہ پہونچے اور نرخ گرگا نہ ہے تو غریب بہوکے مرجائیں -

افسوس ہے کہ ایران میں روسی اقتدار یہانتک بڑہ گیا کہ خاص ایران کی رعایا حقوق وطن کو فراموش کر کے روسی رعایا کے برابر حقوق حاصل کرنے کے لئے روسی بننے میں پس وپیش نہیں کرتی - گیلان کے چند ایرانی تاجروں نے روسی حمایت میں آکر سند حاصل کر لی ہے - والی گیلان نے اگرانی بامردی سے اس سند کو غلط ثابت کرنا تو کیا اس سے یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہے - کہ ایران میں ایرانیوں کے حقوق کی پامالی کی کوئی حد نہیں رہتی اور روسی رعایا کو بیش از بیش حقوق حاصل ہیں - اسی سے ایرانی تنگ آکر روسی بننا چاہتے ہیں -

بالائی برما میں سخت بارش کی وجہ سے سیلاب آگیا اور مودیلی ریلوی کی لائن ہوپن اور نامگنی کے مابین ۹ میل تک ٹوٹ گئی - مسافر کشتیوں کے ذریعہ سے گذرتے ہیں -

دینس میں ایک کاریگر شیشے کی ٹوپیاں ہزاروں کی تعداد میں طیار کر رہا ہے یہ ٹوپیاں ریشمی معلوم ہوتی ہیں پانی سے

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۶- جون ۱۹۰۵ء

۱- محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بک پو جون ۱۹۰۵ء عہ
۲- مولوی غلام حسن صاحب بابت جماعت پشاور یتامی صہ
۳- شاہ ولی خانصاحب تعلیعہ دار ضلع کوہاٹ مدرسہ عہ
۴- مستری محمد اسمٰعیل صاحب ملازم نواب صاحب (قربانی فنڈ) ۱۲/
۷- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- میاں مردخانصاحب ملازم نواب صاحب قادیان مدرسہ ۶/
۲- جناب پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام کالج قادیان فیس کالج ۱۲/
۳- جناب مولوی شیر علی صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج
" دارالامان چندہ مدرسہ عہ/
۴- شیخ غلام احمد صاحب احمدی قادیان مدرسہ ۴/
۵- منشی غلام سرور صاحب قانونگو بندوبست ڈیرہ اسمٰعیل خان
" " مدرسہ عہ
۶- میاں محمد یحییٰ صاحب سیگراں بابت جماعت سیگراں ۸/
۷- میاں مسیح اللہ ملازم بورڈنگ ہوس قادیان دارالامان مدرسہ ۱/
۸- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- بابو شاہدین صاحب اسٹیشن ماسٹر راولپنڈی مدرسہ عہ/
۲- مولوی نیاز محمد صاحب مدرس مزنگ ضلع لاہور ۱۲/
۳- شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیرآباد مدرسہ
۴- سید قاضی غلام حسین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ حصار ۸/
۵- شیخ عبداللہ صاحب پارچہ فروش بازار سیالکوٹ ۱۰/
۹- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- میاں فخر الدین صاحب سیکھواں (مدرسہ) عہ/
۲- چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ (مدرسہ) صہ/
۳- منشی اللہ دتہ صاحب مدرس مدرسہ رام نگر گوجرانوالہ " ۸/
۴- ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ حصار
" مدرسہ یتیم فنڈ } عصہ/
۵- سید قاضی غلام حسین صاحب حصار یتیم خانہ ۸/
۱۰- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- محرر کمیٹی منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان (بک پو جون)
۲- ہیڈ ماسٹر صاحب " " " (فیس کوارٹر اول جون)
۳- ہیڈ ماسٹر صاحب " " " فیس ماہ جون
۴- ذین الدین محمد ابراہیم صاحب احمدی بمبئی مدرسہ عہ/
۱۱- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر قادیان (کہال قربانی) عہ/
۲- ڈاکٹر عبادالله صاحب احمدی امرتسر (مسکین فنڈ) عہ/
۳- سید محمد شاہ صاحب مدرس ماچھیواڑہ ضلع لدھیانہ " عہ/
۱۲- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- منشی عبدالعزیز صاحب اہلکار سہارنپور مدرسہ عہ
۲- اہلیہ مولوی محمد صاحب معرفت منشی عبدالعزیز صاحب سہارنپور مساکین فنڈ
۳- میاں محمد یوسف صاحب طالب علم پشاور - یتیم فنڈ
۴- منشی عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور مدرسہ عہ

۵- سید عظیم الدین صاحب دکبع عثمان آباد ملک نظام مدرسہ ۱/
۱۲- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان (بک پو جون) ۲/
۲- عبداللہ خانصاحب دفتر گورنمنٹ صاحب رنگون یتیم خانہ
۳- ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی گھیپ مدرسہ عہ/
۴- سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور بندوبست
" پنڈی گھیپ مدرسہ ۸/
۵- شیخ رمضان احمدی ملازم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
" پنڈی گھیپ ۸/
۱۴- جون ۱۹۰۵ء

۱- منشی محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر انجینیر ریکوالنڈ
۲- بابو نواب الدین صاحب کلرک مس کوٹ ۲۳ مدرسہ ۸/
۳- شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر لاہور " عہ
۴- سپرنٹنڈنٹ صاحب بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام
" قادیان دارالامان آمد بورڈنگ } ۸/
۵- چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات مدرسہ
۶- منشی سید محمد رضوی صاحب حیدرآباد دکن مدرسہ
۷- منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا مساکین فنڈ صہ/
۱۶- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- جماعت خان فتح معرفت میاں شیر محمد صاحب کہال قربانی
۲- جماعت موضع کھیبی متصل قادیان معرفت مولوی سکندر علی صاحب
" مدرسہ
۳- بابو فرزند علی صاحب سٹیشن ماسٹر سرمتصل گوجرخان
" مدرسہ مساکین ۸/ } عہ
۴- منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا مدرسہ صہ/
۱۹- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- جماعت بنگہ معرفت رحمت اللہ احمدی یتامی فنڈ
۲۰- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- منشی محمد مقبول صاحب احمدی لکہنو مدرسہ ۸/
۲۳- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان
" دارالامان (فیس مدرسہ جون ۱۹۰۵ء قسط دوم) }
۲- مولوی عبدالقادر صاحب مدرس منصوران ضلع لدہیانہ
" مدرسہ ۱۲/ یتامی فنڈ ۴/ } عہ/
۳- میاں بشیر احمد خانصاحب طالب علم فورتہ ہائی کلاس
تعلیم الاسلام دارالامان کالج فنڈ } ۱/
۴- میاں محمد شفیع صاحب احمدی ساکن او جلہ " " ۱/
۵- میاں فضل الدین صاحب احمدی ساکن کہاریان
" طالب علم سوم مڈل کلاس تعلیم الاسلام قادیان } ۱/
۶- میاں عبدالرحمان صاحب سکنہ فیض اللہ
" چک طالب علم اسپیشل کلاس تعلیم الاسلام قادیان }
۷- میاں محمد حسین صاحب جنیوٹی طالب علم دوم مڈل کلاس " " ۱/
۸- میاں رحمت اللہ خانصاحب طالب علم
" چہارم پرائمری مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان " }
۹- سید حبیب اللہ شاہ صاحب طالب علم دوم مڈل " " ۱/

۱۰- سید ولی اللہ شاہ صاحب طالب علم سوم مڈل کلاس " " ۴/
۱۱- عبدالرحمن صاحب لدہیانوی طالب علم جماعت پنجم پرائمری " " ۱/
۱۲- حافظ عبداللہ صاحب وزیرآبادی " " "
۱۳- اطیع اللہ خانصاحب طالب علم جماعت پنجم پرائمری " "
۲۴- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- سید فضل شاہ صاحب موضع کہیر ضلع گجرات
" مدرسہ عہ/ یتامی فنڈ عہ/ } عہ/
۲- سید مقبول شاہ صاحب سیہے ڈاکخانہ ضلع گجرات مدرسہ ۴/
۲۵- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- حافظ محمد الدین صاحب موضع کہیر ضلع گجرات
" مدرسہ ۸/ یتامی فنڈ ۸/ } عہ/
۲- محمد مقبول حسین صاحب علیگڑہ مدرسہ ۸/
۳- میاں نور الدین صاحب کنجاہ ضلع گجرات " عہ/
۴- حکیم میاں عطا محمد صاحب بہرسیان ضلع جالندہر
" مدرسہ قربانی فنڈ صدقہ فطر }
۵- چودہری غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندہر مدرسہ
۲۶- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- میاں نیک عالم صاحب بوری والہ مدرسہ ۲/
۲- شیخ محمد حسین صاحب چنیوٹ ضلع جہنگ یتامی
۲۷- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک مدرسہ
۲۸- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- میاں فضل دین صاحب بوری والہ مدرسہ
۲- میاں نورداد صاحب چک سکندر " ۸/
۲۹- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- شیخ غلام احمد صاحب احمدی قادیان مدرسہ ۴/
۲- منشی ذوالفقار علی خانصاحب انسپکٹر آبکاری جہیتو معہ
۳- بابو غلام محی الدین صاحب میرٹھ " ۴/
۴- منشی محی الدین صاحب " ۸/
۵- شیخ عبدالرشید صاحب " مدرسہ
(عاجز اللہ داد نائب امین مدرسہ) میزان

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مال واسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہو۔ کہ اسکا مال واسباب محفوظ رہے؟ حفاظت مال واسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ۔ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے۔ جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو انکے ساتہہ خاص رعایت بہی کی جاویگی۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریبی ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاویگی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل میٹل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں۔

پنجاب سماچار ہفتہ میں تین بار

یہہ مشہور ملک و اہل ملک کا سچا خیرخواہ اخبار شہر لاہور سے سال سے شایع ہوتا ہے اسکے پرزور اور آزادانہ مضامین اور آرٹیکلز نے تمام اخباری دنیا میں دہاک باندہ رکہی ہے دہلی کی شستہ اور بامحاورہ زبان کا اعلےٰ نمونہ ہے اور لطف یہہ ہے کہ ہر ایک مذاق کا سامان اسمیں موجود ہے قیمت ہفتہ میں تین بار کے عوام سے ... طلباء کے لیئے سالانہ اور فی پرچہ قیمت ... المشتہر - منیجر اخبار پنجاب سماچار ...

ناپاک معترضوں میں امر فارق یا فرقان ہو جاتی ہے - اس سے اللہ تعالیٰ کو یہ دکھانا مقصود ہوتا ہے کہ اگر وہ ایسے ہی محل اعتراض اور مقام نکتہ چینی ہیں جیسا کہ اُن کا دشمن اُنکی تصویر دکھاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُنکی تائید کیوں کرتا ہے - اور کیوں اُن کے مخالفوں کو وہ بھی تو آخر اُس کے بندے اور اپنی اپنی جگہ مدعی راستی ہوتے ہیں سخت ذلیل کرتا اور آخرکار اُن کا نام ونشان مٹا دیتا ہے - یہی روشن اور سچا معیار ہے جس کی رو سے ہم عیسائیوں کو جواب دے سکتے ہیں اُن تمام جزدی نکتہ چینیوں کا جو وہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتے ہیں - قرآن کریم نے بھی معیار پیش کیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا فتحنا لك فتحاً مبيناً ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر - الآیہ یعنی اسبات کے ثبوت کے لیے کہ تو (ای محمد) مغفور ومعصوم ہے (یعنی تیری نسبت نکتہ چینیاں تمام بیجا اور ناروا ہیں) ہمنے یہ کام کیا ہے کہ تجھے فتح مبین دی ہے اس الٰہی نصرت اور آسمانی تائید سے ثابت ہو جاوے گا کہ تو راستی پر تھا اور تیرے مخالف جھوٹے تھے - خدا کی شان لا معلوم قدامت سے تمام اسماعیلیوں اور کل عرب کی فطرت میں مرکوز تھا کہ مکہ معظمہ کا فاتح کاذب اور بدچلن شخص نہیں ہو سکتا - جب سے قریش اور اُن کے حلفا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ شروع ہوئی وہ اسی فیصلہ پر مستقیم ہو کر منتظر تھے کہ آخرکار مکہ جس کے قبضہ میں آئیگا وہی حق پر ہوگا اور اُس کی جانب داری اختیار کریں گے - آخر خدا تعالیٰ نے وعدہ کے موافق آنحضرت کو مکہ پر متصرف کیا اور تمام عرب آپ کی راستی کا لوہا مان گئے - لیکن الحمد للہ اس معیار کی رو سے یسوع کے پرستار اور وکیل اُسکو کبھی سچا ثابت نہیں کر سکتے - اس لیے کہ کسی آسمانی نصرت اور الٰہی تائید نے اُس کے دعوی کی تائید نہیں کی - اور نہ ہی اُس معیار کے مقابل شیعہ اپنے معبودوں کی راستی ثابت کر سکتے ہیں فالحمد لله على ذلك حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه -

حضرت حجۃ اللہ امام مفترض الطاعۃ میرزا غلام احمد قادیانی کو بھی فتح مبین کی وحی بارہا ہو چکی ہے - اگرچہ اُس وقت سے جب سے جنگ شروع ہوئی ہے خدا تعالیٰ کی نصرت ایک ایک عدو حق کو نیچا دکھا کر اپنا چمکتا ہوا چہرہ دکھاتی چلی آتی ہے مگر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو بھی سچا کر دکھاوے - فانتظروا انی معکم من المنتظرین فقط

خاکسار عبد الکریم -

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے -

۲- موسم میں برساتی رنگ پیدا ہو گیا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہو گئی -

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لیے جو گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا گیا تھا کہ کم از کم ہزار روپیہ ہر وقت محفوظ رہنا چاہیئے - ہر چند یہ رقم بہت ہی قلیل ہے لیکن ابھی تک اسپر کوئی توجہ نہیں ہوئی - صرف بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودہانہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ بہت جلد ایک روپیہ بھیجدیں گے جیسا کہ خریداران الحکم سے چاہا گیا ہے اللہ تعالیٰ بابو عبد الرزاق صاحب کو جزائے خیر دے انہوں نے سابق بالخیرات ہونے کے لیے قدم مارا ہے - میری اپنی یہ رائے ہے - کہ اگر خریداران الحکم پسند کریں تو اس ایک ہزار کے لیے ایک روپیہ ایک آنہ کا وی پی بھیجکر اسقدر چندہ منگوا لیا جاوے - پس اگر کوئی صاحب اس تجویز کے مخالف ہوں تو وہ اطلاع دیدیں ورنہ ۱۰ اگست کے الحکم کا بہت بڑا حصہ اس چندہ کے لیے میں وی پی کر دونگا - آخر یہ کام ہونے ہیں اور ہم سب نے ہی مل کر کرنے ہیں -

شیرازہ قوم کے لیے میں نے ایک ہزار فہرستیں شایع کی تھیں جن میں سے بمشکل پچاس واپس آئے ہوں گے - اس قومی حرکت پر میں کیا کہوں؟ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے اور ہمیں کام کرنے کی توفیق اور طاقت دے ؟ اسکا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیئے کہ میں تھک کر خاموش ہو جاؤں لیکن ناظرین الحکم یاد رکھیں میں انشاء اللہ تھکتا نہیں یاد دلاتا ہی رہونگا جب تک کہ یہ خواب غفلت میں سونے والے بیدار نہ ہوں -

پیسہ اخبار کا مقدمہ لاہور میں

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

خدا تعالیٰ کے ماموروں اور راستبازوں کی بیجا مخالفت اور انکا استہزا اور توہین کسی نہ کسی وقت اپنا نتیجہ پیدا کیے بغیر نہیں رہ سکتی چونکہ اللہ تعالیٰ انسان کی شوخیوں اور شرارتوں پر جلد بازی نہیں کرتا اور جھنجلا کر اسے نہیں پکڑتا بلکہ اسے اپنی خطاکاریوں سے باز آنیکا ہر طرح سے موقع دیتا ہے اسلیے نادان اور کوتاہ اندیش انسان اپنی جان پر ظلم کرتا اور اس استہزا اور توہین کے سلسلہ میں ترقی کر جاتا ہے آخر خدا تعالیٰ اسے اپنی گرفت کا مزا چکھا دیتا اور اسے آگاہ کرتا ہے -

لاہور کے پیسہ اخبار نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت اور آپ کے سلسلہ حقہ کی بیجا مخالفت میں جسقدر زور مارا ہے وہ ناظرین الحکم اور دوسرے لوگوں سے مخفی نہیں ہے - مینے ہمیشہ مسٹر محبوب عالم صاحب کو زبانی اور الحکم کے ذریعہ بھی دلی ہمدردی اور خیر خواہی سے بارہا سمجھایا کہ آپ خدا کے صادق مصدق موعود کی ایسی بیجا مخالفت جسمیں بیجا شوخی اور استہزا پایا جاتا ہے چھوڑ دیں کیونکہ ایسی باتوں کے نتائج آخر برے ہیں خدا تعالیٰ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اسکے مرسل کی ہتک ہو -

لیکن میری ان ہمدردیوں کو ہمیشہ استہزا کے رنگ میں دیکھا گیا اور پہلے سے زیادہ مخالفت بیجا کا اظہار کیا گیا - تہتک آمیز کارٹون خدا کے برگزیدہ خلیفہ کے متعلق شایع کیے گئے اور مقدمہ گورداسپور کے حالات کے ضمن میں جس طریق سے ممکن ہوا تخفیف کرنے کے طریق اختیار کیے گئے لیکن وہ شخص لوگوں کی مخالفت سے کب ذلیل ہو سکتا ہے جسکی حمد آسمان پر خدا کرتا ہو - بہرحال ایک لمبی دوڑ کے بعد مسٹر محبوب عالم اور انکے خاندان نے ایک ایسی آسمانی بلا کا منہ دیکھا جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ ہمدردی اس معاملہ میں مسٹر محبوب عالم اور اسکے خاندان کے ساتھ ہمکو ہے اور میں اس شخص کو بڑا ہی دون ہمت سمجھتا ہوں جو کسی کے گرفتار بلا ہونے پر خوش ہو چنانچہ اس ہمدردی کا (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مسٹر محبوب سے ہے) تازہ ثبوت یہ ہی جو مجھے معلوم ہوا ہے کہ ظہور احمد مستغیث سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے وکیل چیف کورٹ لاہور کے پاس اس غرض سے گیا کہ وہ اس کے مقدمہ میں پیروکار ہوں یا قانونی مدد دیں لیکن خواجہ صاحب نے اتنا بھی پسند نہیں فرمایا کہ وہ اس شخص سے کلام تک کریں چہ جائیکہ اسکو قانونی مشورہ دیں -

انسانیت کی لحاظ سے شک مسٹر محبوب عالم کے ساتھ ہمیں ہمدردی ہے لیکن میں یہ بھی ناپسند کرتا ہوں کہ اس بلا اور تکلیف کے جو انہیں سبق دینے کیلیے نازل ہوئی ہے انہیں عبرت نہ دلاؤں -

یہ موقع ہے کہ مسٹر محبوب عالم اپنی اندرونی اصلاح کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات کو صاف کریں خدا تعالیٰ کے حضور رجوع کریں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہیں -

میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں چند سطریں اس مقدمہ کے متعلق اشارتاً لکھی تھیں - اب باقاعدہ وہ مقدمہ عدالت میں دائر ہو گیا ہے ۱۲- جولائی کو ظہور احمد مستغیث کے بیان بھی ہو گئے ہیں اور پولیس نے جو چالان کیا ہے ۱۵- جولائی کو مسٹر ہیرس صاحب بہادر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوا ہے صاحب موصوف نے پیروی کیلیے سرکاری وکیل کو حکم صادر فرمایا - آئندہ تاریخ پیشی ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے - ممکن اور مناسب ہوا تو روئیداد مقدمہ درج کر دی جائیگی -

آخر میں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ معزز معاصر زمیندار نے پنجاب سماچار کو اس امر پر ملزم کیا ہے کہ کیوں اس نے پیسہ اخبار کے متعلق واقعات کو پبلک کیا ساتھ ہی الحکم کے گذشتہ نوٹ کو بھی اسنے ناپسند کیا ہے - ہر چند معزز ہمعصر سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا باعث تھا جبکہ علی یوسف صاحب المؤید (قاہرہ) کے خلاف ایک مقدمہ مصر میں چلایا گیا تھا تو مصر ہمارے پنجاب اور ہندوستان کے اخبارات نے بھی اسپر مضمون لکھے اور طبع آزمائیاں شروع کردیں تو مصر میں تو ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہوا کہ بعض سنجیدہ اور متین لوگوں نے محض اس ایک مقدمہ کی وجہ سے (حالانکہ وہ ایک نکاح کا معاملہ تھا) المؤید کا پڑھنا بھی چھوڑ دیا تھا - اور غالباً پیسہ اخبار میں بھی اس کے متعلق مضامین نکلے اور ایسا ہی مسٹر اے کے متعلق جو مقدمہ ہوا اسپر کیا کیا حاشیے چڑھے - مدار المہام دکن کے نکاح پر کیوں بحث کی گئی ؟ ان امور پر گہری نظر کرنے کے بعد وہ بتائیں کہ پیسہ اخبار کے متعلق اگر سماچار نے کچھ لکھا تو کیا خلاف کیا - ہاں اگر اپنی ایسی کمزوریوں کو جنکا برا اثر پبلک پر پڑتا ہے چھپا لینا انسانیت کا اعلیٰ فرض ہے تو میں اس فلسفہ کو سمجھ نہیں سکا -

خبرونکا خلاصہ

ماؤنٹ ایورسٹ:۔ کوہ ہمالیہ واقع [illegible] دنیا میں سب سے اونچا پہاڑ [illegible] سطح سمندر سے [illegible] بلند ہے۔

ملکی پیداوار۔ جرمنی کے ۶ کروڑ باشندون میں سے ۵/۶ حصہ صرف اپنے ہی ملک کی پیداوار پر بسر اوقات کرسکتا ہے۔

چین کی آبادی:۔ چین کے صرف اٹھارہ صوبوں کی آبادی [illegible] چالیس کروڑ ستر لاکھ [illegible] بہ نسبت سلطنت برطانیہ کے [illegible] زیادہ ہے۔

طغیانی:۔ جنوبی [illegible] مشہور دریا [illegible] ایکبار ایک ہی رات میں [illegible] طوفان [illegible] آنے کیوجہ سے ۷۰ فیٹ بڑھ گیا تھا۔

قحط الرجال:۔ رینک ہرلین واقع منگر [illegible] میں ایک عورت محض اس وجہ سے لوکل مجسٹریٹ بنائی گئی کہ اوس جگہ کے تمام بالغ مرد امریکہ کو چلے گئے اور کوئی شخص ایسا نہیں رہا جو اس عہدہ کو پر کرنے کے قابل ہو۔

عورت پریسیڈنٹ:۔ سلطنت متحدہ کے سپریم جسٹس بریور نے دسر کالج کی زنانہ طالب علمون کو لکچر دیتے ہوئے کہا کہ ایک دن ایسا آنیوالا ہے کہ وائٹ ہاؤس واشنگٹن میں کوئی عورت پریسیڈنٹ بنکر بیٹھے گی۔ جس سے امریکہ کو وہی عزت حاصل ہوگی جو انگلستان کو ملکہ وکٹوریہ سے حاصل ہوئی۔

عجیب دہوپ گھڑی:۔ ڈروڈ ہل پارک واقع بالٹیمور (امریکہ) مین ایک عجیب دہوپ گھڑی ہے جو دنیا کے متعدد مقامات کا وقت بتاتی ہے اس کے بنانے والے کا نام پیٹر ہملٹن ہے۔

دربار:۔ پرنس آف ویلز بمبئی اور کلکتہ دونون مقامات پر ملاقاتی دربار منعقد کرین گے۔

توسیع ریلوے:۔ ریلوے بورڈ نے لوکل گورنمنٹون کو موجودہ لائنون کی توسیع یا جدید ریلون کی تعمیر کے متعلق وہ تجاویز پیش کرنے کی ہدایت کی ہے جن سے اون کے صوبجات کو فائدہ پہونچنے کی امید ہو۔

طاعون:۔ ہفتہ مختتمہ یکم جولائی مین کل ہندوستان کے اندر طاعون سے ۲ ہزار ۲ سو ایک موتین ہوئین۔ جن مین پنجاب مین ایک ہزار ۲ سو ترپن ہوئین۔ احاطہ بمبئی [illegible] سو ۱۹۔ صوبجات متحدہ ۱۳۲ برہما ۱۶۷۔

بارش۔ غازی پور مین ۲۰ دن کی سخت گرمی کے بعد [illegible] بارش ہوئی [illegible] گزشتہ کو آگرہ مین بھی [illegible] موسلا دھار پانی پڑتا رہا۔

عجیب ستہر۔ مدراس [illegible] بلاری سے خبر [illegible] ہے کہ وہان کو [illegible] اوس کے اوپر ستہر [illegible] رکھنے سے کھلے جاتی ہین [illegible] سے پتے پہلے [illegible] ہین اور وہ پھول بنجاتے ہین۔

مسلمان طلبہ:۔ یونیورسٹی الہ آباد کے امتحان انٹرنس مین بمقابلہ ۸۴۶ دیگر اقوام کے ۱۷۶ مسلمان کامیاب ہوے۔ اسکول فائنل کے امتحان مین ان کی تعداد ۳۶ بمقابلہ ۵۷۴ کے ہوا۔

برقی روشنی:۔ [illegible] ویسٹرن ریلوی مین برقی روشنی اور برقی پنکہون کا انتظام عنقریب چند ہفتون کے اندر ہوجائیگا۔

خیرامد۔ پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے موقع پر جو فوجی قواعد دہلی مین ہوگی اسکا کل خرچ بالکل علیحدہ رکھا جائیگا۔

مراجعت۔ [illegible] ولایت سے واپس ہوکر ۲۹ ستمبر تک بمبئی پہونچ جاوینگے اور وہان سے سیدہے شملہ جاکر لفٹنٹ گورنری پنجاب کا چارج لین گے۔

شیکسپیر کا ڈراما۔ ولایت مین ایک شخص کو شیکسپیر کا ایک قدیم ڈراما ملا ہے۔ جس کی قیمت ۸ سو پونڈ لگائی جاتی ہے۔

روس کی حالت۔ روس کی حالت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی ہے۔ بقیہ بیڑے بھی آمادہ بغاوت ہین۔ پولیس کے افسرون نے فوجی خدمات انجام دینے سے انکار کردیا ہے۔

نعش برآری کا کام۔ جنوبی افریقہ کی طوفان باد اور شکست ذخیرۂ آب سے جو لوگ مکانا کے نیچے دب گئے تھے۔ اون کی نعشین ابھی تک نکالی جارہی ہین۔

مزید تحقیقات۔ مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ایم ڈلیالنس وزیر اعظم یونان کے قاتل ہی نے اس کی بی بی کو بھی قتل کیا تھا۔

تخفیف۔ سُنا جاتا ہے کہ روسیون نے دریائے سیحون کے شمالی کنارے کی فوج مین تخفیف کردی ہے۔ روسی ترکستان مین بدامنی کی افواہین پھر گرم ہین۔

جواہرات کی چوری۔ ڈچز آف ویسٹ منسٹر کے جواہرات کی چوری مین ایک چوکیدار پکڑا گیا ہے۔ ان جواہرات کی قیمت ۷ ہزار پونڈ تھی۔

ریلوں سے حادثات۔ پچھلے سال ہندوستان کی ریلون سے (۱۱۵۷) آدمی ہلاک اور (۱۰۸۹) مجروح ہوئے تھے۔ اور ہزارہا ریل خود کشیان پچھلے سال (۱۴۴) اور گزشتہ سے پیوستہ سال مین (۱۳۴۴) ہوئی تھین۔

روشنی کا ٹھیکہ۔ کانپور کیلئے برقی روشنی کا ٹھیکہ میسرز کنگ سدرلینڈ اینڈ کو۔ کو دیا گیا ہے۔

سر ولیم نکلسن:۔ ولایت کے اخبارون مین خبر شائع ہوئی ہے کہ لارڈ کچنر کے سٹاف کے چیف سر ولیم نکلسن مقرر ہوگئے۔ کیونکہ اونہون نے جبرالٹر جانا منظور نہین کیا ہے۔

توسیع:۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ ایمپتھل کی مدت حکومت مین اپریل آئندہ کی توسیع کردی گئی ہے۔ تاکہ ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز کے موقع تشریف آوری پر ہندوستان مین موجود رہین۔

دعائے مغفرت۔ سادہو ہیرانند سرگباشی کے لئے میمو[illegible] حیدر آباد مین ۲۴ جولائی ۸ بجے شام کو دعائے مغفرت کیجانے والی تہی۔

ویٹرنری ہسپتال:۔ کوہ مری کا ویٹرنری ہسپتال وہان کی میونسپلٹی بہت جلد جاری کرنے والی ہے۔

سیر امرتسر:۔ سُنا جاتا ہے کہ جناب پرنس آف ویلز لاہور سے پٹیالہ جاتے ہوئے امرتسر بھی ضرور آتینگے۔

تخت دہلی۔ مسٹر ایڈون الجرنن ہیرٹس سفیر متعینہ روم انتظام کررہے ہین کہ قلعہ معلّیٰ کے مغلیہ تخت کی مرمت کے لئے اٹلی کے کسی ہوشیار کاریگر کو روانہ کرین۔

جلوس کی تصویر:۔ مسٹر ڈی۔ آر۔ میکنزی مشہور مصور۔ جو دربار دہلی کے موقع پر شاہی جلوس کی تصویر تیار کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے۔ اب ۱۸ فٹ طویل اور ۱۱ فٹ عریض کرمچ پر شملہ مین ہاتھیون کے جلوس کی تصویر اُس موقع کی تیار کررہے ہین جس وقت جلوس جامع مسجد کے قریب تھا۔ تصویر غالباً بڑے دن تک تیار ہوجائے گی۔

حادثہ:۔ بھکر کی خبر مظہر ہے کہ نیکر ایٹر کے سٹیشن پر ایک سقہ ریل سے کچل کر مرگیا۔ یہان یہ قاعدہ ہے کہ سٹیشن کے ادنے ملازم ریل کے آنے کی خبر سٹیشن ماسٹر کو کرنے کے لئے لائن پر کھڑے رہتے ہین اس طریقہ کا انسداد ہونا چاہئے۔

امیر صاحب کابل۔ ہز مجسٹی امیر صاحب کابل مع سردار نصر اللہ خان غزنی کے دورہ کا ارادہ کررہے ہین۔

دار السعادۃ مین ۱۰ و ۱۱ جون کو سخت آندہی آئی اور شہر بار طوفان بادچلا۔ جس سے اکثر مکانات اُلٹ گئے۔ جنرل وصفی پاشا اپنے مکان کے نیچے دب کر فوت ہوئے اور اکثر لوگ زخمی ہوئے محل چراغان کو بہت صدمہ پہونچا۔ یہ محل سلطان عبد العزیز مرحوم نے لندن کے محل بلورین کے نمونہ پر کئی کروڑ روپیہ خرچ کرکے تعمیر کروایا تھا۔ مسجد ایا صوفیا کا بہی ایک مینار مخدوش حالت مین ہے اور اسکی چوٹی کی برجی گرگئی ہے۔ بعد کی خبر ۱۲ جون کو سخت ہیبتناک طوفان باد چلا جو پہلے سے بہی بڑہ گیا بہت سے عالیشان محل گرگئے۔ دریائے باسفور مین بہت لوگ غرق ہوگئے۔ اور اسکدار مین شدید زلزلہ آیا جس سے لوگون کے مال و جان کا بہت نقصان ہوا۔ حضرت جلالتمآب نے مصیبت زدون کی اعانت کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اور اون کو مال سے امداد کرنے کا اہتمام عظیم فرمایا ہے کمیٹی نے مصیبت زدون کے رہنے کو فی الحال بہت سے لکڑی کے گھر بنادئے ہین اور فوجی افسرون نے مصیبت زدون کو [illegible] دئے ہین اور زخمی لوگون کے علاج کے واسطے بہی ایک الگ کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔

ہنار کے مسٹر ہارلی اینڈ ہملٹن نے اپنی ایک عجیب ایجاد پیٹنٹ کرائی ہے۔ یہ ایک قسم کی مٹی کی اینٹین ہین جنمین ابرق کا برادہ ملایا گیا ہے۔ اگر ان اینٹون کی چہت پر ایک تہ لگادی جائے تو سخت سے سخت گرم موسم مین بہی مکان نہایت سرد اور خوشگوار رہیگا اگر بیرونی جانب ایک ایک اینٹ آنار کی دیوارین بہی انہی کی بنائی جائین تو مکان مین مقیاس الحرارت ۲۵ و ۳۰ درجہ کے مابین ہوجائیگا۔

مارسیلز۔ (یورپ) مین ایک کسان تربوز کی کاشتکاری کرتا ہے۔ یہ اپنے تربوزونکو بجائے پانی کے دودہ سے سینچتا ہے۔ کسان کہتا ہے کہ اس طرح تربوز کی جسامت دوچند ہوجاتی ہے۔ مارسیلز کی نمایش مین اسی کو سب سے زیادہ انعام ملتا ہے۔

کرکٹ کے بعض شوقین بیٹ کو ہر وقت ہاتھہ مین رکہنے کے عادی ہوجاتے ہین بعض سوتے وقت بہی اسکو پاس رکھتے ہین۔ ایک شخص کا شوق اس سے بہی بڑہ گیا جس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اسکا بیٹ اسکے ساتھہ قبر مین رکھدیا جائے۔

افغان ترکستان مین چند یہودی دوکاندار اور سوداگر ہین جنکی نسبت ابتک کوئی شبہ پیدا نہین ہوا تھا مگر اب وہ روس کے جاسوس سمجھے گئے ہین اور انکو گورنر صوبہ نے چلے جانے کا حکم دیا ہے ان لوگون نے اپنی دوکانین بند کردین اور اپنے خریدارون سے حساب کتاب طے کرکے جانیوالے ہین۔

جنوبی ہند مین سخت طوفان آیا جس سے جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ جزائر کوٹن کیرالائن مین سے دو جزیرے تباہ ہوگئے۔ ہوا ایسی تند تہی کہ کوئی شخص [illegible] نہین ٹہر سکتی تہی۔

نفاق، طمع اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہو گئے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔ لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کیلئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو تو پھر اسکی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں کون ہے؟ جو اس کو تلف کر سکے۔ اگر یہ میرا سلسلہ انگریزی دوکاندار نے تو اسکا نام و نشان مٹ جائیگا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو خواہ ساری دنیا اسکی مخالفت کرے یہ بڑھیگا اور پھیلیگا اور فرشتے اسکی حفاظت کریں گے اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔

مخالفت کی میں پروا نہیں کرتا۔ میں اسکو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کیلئے لازمی سمجھتا ہوں یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو۔ دنیا کی تو عجیب حالت ہے انسان کیسا ہی صدق و فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے وہ تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمارے سلسلے کی ترقی فوق العادۃ ہو رہی ہے بعض اوقات چار چار پانچ پانچ سو کی فہرستیں آتی ہیں۔ اور دس دس پندرہ پندرہ تو روزانہ درخواستیں بیعت کی آتی رہتی ہیں اور وہ لوگ علیحدہ ہیں جو خود یہاں آکر داخل سلسلہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں۔

مسیح کی موت کا جھگڑا بالکل صاف ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے اور مسیح علیہ السلام نے اپنے اقرار سے فلما توفیتنی میں موت ثابت کر دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے معراج کی رات میں ان کو مردوں میں دیکھا۔ یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ جو شخص اس عالم سے رخصت ہو گیا وہ ان روحوں میں جو اس جہان سے گذر گئی ہیں کیونکر شامل ہو گیا؟

انفاق فی سبیل اللہ

مومن وہ نہیں جو صرف زبان سے کہے میں نے اللہ و رسول کو مان لیا۔ اگر زبانی جمع خرچ سے کوئی شخص مومن کامل ہو سکتا تو ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمؤمنین (بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے مگر وہ مومن نہیں) نازل نہ ہوتا۔ منافق اور مومن میں فرق یہی ہے کہ منافق کہتا ہے اور کرتا نہیں اور مومن جو کچھ زبان سے کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے۔ حقیقی ایمان عمل سے ظاہر ہوتا ہے اسی لئے فرمایا انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون (حجرات) مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی قسم کا شک نہیں کیا (اور نہ کوئی ایسا فعل جس سے قطع تعلق پایا جائے شک و ریب کے مفہوم میں داخل ہے) اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا پس یہی سچے مسلمان ہیں۔ پھر مومنوں کے حق میں فرمایا ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ (اللہ نے مومنوں سے انکی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا) اور اخیر پر فرمایا فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ (پس تم خوشیاں مناؤ اس سودے کی جو خدا کے ساتھ کیا توبہ) یہ اصلی کہ بیعت کے معنی ہی ہیں اپنے تئیں بیچ دینا۔ اچھا اب دیکھو کہ ایسی بیعت کرنیوالے ایک تو صحابہ کرام تھے۔ انہوں نے اس اقرار کو کسطرح نبھایا جانوں کے نثار کرنے کے بارے میں تو خدا تعالیٰ کی یہ شہادت موجود ہے۔ منھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر (بعض تو اپنی جان فدا کر چکے اور بعض منتظر ہیں) اور مالوں کی نسبت سنئے کہ ایک وقت آیا کہ حضرت ابوبکر نے سارا مال رسول اللہ صلعم کے حضور رکھ دیا پوچھا گیا ما خلفت لعیالک (تو نے اپنے عیال کیلئے کیا باقی رکھا) عرض کیا اللہ و رسولہ۔ ابو خیثمہ انصاری کی روئی پکائی ہی گھر میں کچھ نہیں۔ سو دیا بچا کر اپنا کہا۔ اسکو کہلا میں ایسا ہی نواح شام میں حذیفہ قریب المرگ شہید و مجروح میدان جنگ میں پانی دیتے ہیں مگر ہر ایک یہی کہتا ہے پہلے میرے بھائی کو دو۔ اسیطرح پانی پھر پہلے کے پاس واپس آتا ہے اور اتنے عرصہ میں سب داخل بحق ہو جاتے ہیں اور یوں یؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ (اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود تنگی کی حالت میں ہوں) کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ ابو داؤد دمشقی بھی کیسے باہمت جوانمرد تھے کہ گھر اپنا بیچ دیا۔ تلوار رکھ کے باقی سب جائداد بیچ دی۔ ابو عثمان نے اپنی لڑکیوں کو فروخت کر دیا۔ یہ تو سلف صالحین کا حال ہوا۔ اب تم اپنا حال سنو! پہلے یہ دیکھو کہ تم کونسی جماعت ہو حضرات! آپ وہی جماعت ہیں کہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم (وہ اخیر زمانے میں آنیوالا گروہ جو ابھی تک ان صحابہ میں شامل نہیں ہوا) جسکی شان میں وارد ہوا ہے کہ اسی اعتبار سے آپ صحابہ کرام میں داخل ہیں اور آپ میں بھی وہ پاک وجود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) موجود ہے جو تیرہ سو برس پہلے امیین میں موجود تھا جبھی فی الامیین رسولاً منھم فرما کر اٰخرین منھم میں کسی علیحدہ رسول کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ انہیں بھی وہی رسول مزکی معلم کتاب و حکمت ہوگا جو پہلوں میں تھا گویا مسیح موعود فداہ آبائنا کے وجود میں ایسا فنا ہوا کہ خود وہی ہو گیا۔ اسلئے علم نفسی کی تعلیم دے کر کہتا ہے یہ پہلا ثبوت ہے اس بات کا کہ تم میں رسول موجود ہے۔ (۲) پھر تم دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور فرماتا ہے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً (ہم عذاب نہیں دیتے جبتک رسول نہ بھیج لیں) پس پے درپے عذاب کا نزول رسول کی موجودگی کا ہماری ثبوت ہے (۳) ہم سورۃ فاتحہ میں روز دعا پڑھتے ہیں کہ الٰہی وہ راہ دکھا پھر ہم چلکر اپنے انعاموں کے وارث بنیں جو اگلے منعم علیہ گروہ (انبیاء علیہم السلام) نے پائے۔ اور مغضوب علیہم اور ضالین ہونے سے بچا۔ اسمیں پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ میں یہ تین گروہ پیدا ہو جائیں گے۔ سو ہم ایک ایسی جماعت بھی دیکھتے ہیں جو کتاب اللہ کو ورا ظہور ہم چھوڑ کر بے سروپا طالمودی روایات پر اعتماد کئے بیٹھی ہے اور فتویٰ فروشی اور لوگوں کا مال بالباطل کھانے اور کافر بنانے میں اپنے بھائیوں سے سبقت لیگئی ہے دوسری طرف وہ گروہ بھی موجود ہے جسکی نشان میں کسی نے کہا ہے۔ دیکھو تو کرسٹان؟ جو پوچھو تو مسلمان۔ پس تیسرے گروہ کی موجودگی بھی نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت شر الامم نہیں بلکہ خیر الامم ہے۔ میرے دوستو! یہی وہ گروہ ہے جسکا امام وہ وجود باجود ہے جسکی خبر وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ اور ولہ الحمد فی الاولیٰ والاٰخرۃ میں دی گئی ہے ان دونو آیتوں سے ظاہر ہے کہ آخری زمانے میں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہونیوالے تھے۔ اسی لئے آنیوالے مہدی کی نسبت فرمایا کہ میرا نام اسکا نام ہوگا۔ حتیٰ کہ والدین کا نام بھی ایک ہوگا اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوں گے مطلب یہ کہ میں ہی ہونگا۔ صرف جسم کا فرق ہوگا۔ جیسے چاند مختلف برجوں میں طلوع کرتا ہے مگر اسے تناسخ نہ سمجھ لیجئے۔ یہ بروز ہے جسکے معنی ہیں کسی کی روح و قوت میں آنا سو یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد مرسل ربانی کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے اسکی جماعت میں آپ صاحبان داخل ہیں۔ شکر کرو کہ جانوں کو میدان جنگ میں نثار کرنے کا ابتلا ہم کو پیش نہیں آیا۔ صرف مال ہے جس کے خرچ کرنے سے ہمیں دریغ نہیں چاہئے بعض لوگ چندہ طلبی پر اعتراض کرتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ کیا اگلے انبیاء کرام علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں ہمارے رسول الثقلین (روحی فداہ) کو ارشاد ہوتا ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا (ان کے مالوں سے صدقہ لیکر جمع کیجئے تاکہ انہیں اس کے ذریعہ پاک کرو اور ان کا تزکیہ کرو) اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام صدقات رسول و امام ہی کے پاس جمع ہونے چاہئے تاکہ وہ انہیں موقعہ و محل کے مناسب حال خرچ کرے۔ اگر اس وقت جہاد میں خرچ ہوتا تھا تو اب ایسے کئی محل ہیں۔ اول دیکھو لنگر خانہ جس کا یہ مقصود ہے کہ جو لوگ طلب حق و تحصیل علم و تحقیق حق کیلئے یہاں آتے ہیں ان کے خوراک پوشاک مکان وغیرہ کا انتظام ٹھیک رہے تاکہ وہ بجمعی سے سیکھ سکیں۔ اور ان لوگوں کو بھی مدد پہنچتی رہے جو وہاں عارضی طور سے محض خدا کیلئے اقامت پذیر ہیں میرے ایک دوست نے مجھے کہا۔ کہ جتنے اصحاب وہاں موجود ہیں وہ چندے کا حصہ لیتے ہیں اگر آج تم لوگ امداد بند کرو۔ تو یہ سب نوکر ہو جائیں۔ اسی وقت مجھے یہ آیت یاد آگئی جو میں نے پڑھ سنائی ھم الذین یقولون لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتیٰ ینفضوا وللہ خزائن السمٰوٰت والارض ولٰکن المنافقین لا یفقھون۔ (یہی ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں جو رسول اللہ کے پاس ہیں ان کو خرچ نہ دو تاکہ ادھر ادھر منتشر ہو جائیں۔ آسمان و زمین کے خزانے تو اللہ کیلئے ہیں یہ سمجھتے نہیں) پھر میں نے کہا۔ بندۂ خدا تم اتنا سوچو کہ جو لوگ وہاں رہتے ہیں کیا انکی غیر معمولی لیاقت اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ اپنے وجہ معاش کیلئے ہرگز کسی کے محتاج نہیں اور اگر کمانے پر آئیں تو دوسرے دنیاداروں سے ہرگز کم نہیں رہ سکتے میں تو جہاں تک سمجھتا ہوں، انمیں سے ہر ایک صرف دین کیلئے اپنی دنیا کا نقصان کر بیٹھا ہے۔ دوم مدرسہ جس کا فائدہ یہ ہے کہ پادریوں کی انجیلی تعلیم سے بچتے رہیں اور انگریزی کی ساتھ ساتھ اپنا دین بھی سیکھتے جائیں تاکہ یہ سب دنیا۔ دین کے رنگ میں آکر موجب اجر عظیم ہو۔ سوم۔ ریویو آف ریلیجنز یہ رسالہ تبلیغ اسلام کیلئے جاری ہے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی بعثت کی اصل غرض یکسر الصلیب کو پورا کرنیوالا ہے چہارم الحکم و بدر کہ وہ حضور کی شان مہدویت کی اظہار کیلئے ہیں پنجم چھاپہ خانہ جس کے ذریعہ معارف و حقائق سے بھری ہوئی کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ ان سب کی امداد ہم پر فرض ہے کیونکہ آپکا دعویٰ تسلیم کرنے کے معنے یہی ہیں۔ یوں زبان سے کہہ دینا کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں میں نہیں جانتا کیا فائدہ دیتا ہے جبکہ وہ ہماری تصدیق کا محتاج نہیں۔ اگر اسے کوئی بھی نہ مانے تو بھی وہ مسیح موعود ہی ہے۔ امامت کے عہدہ پر خدا نے مقرر کیا ہے۔ کوئی ہم نے نہیں کیا پس ہمارے ماننے سے یہ مراد ہے کہ اس کے کام میں تن من دھن سے مدد دیں۔ جتنا امداد سے پہلوتہی کرنے میں

اتنا ہی ایمان میں قصور ہے۔ دیکھو پچھلے سال جب زمینداروں کو معلوم ہوا۔ کہ ایک گھوڑی لینے سے نہر پر مربع ملتے ہیں تو کئی لوگوں نے اپنے زیور اپنے مکان بلکہ اپنی زمینیں بیچدی تہیں۔ وجہ یہ کہ زمین ملنے کا یقین تہا۔ ایسا ہی اگر بہشت کی زمین کے وارث بنانے کا یقین ہو۔ تو کیوں نہ بے دریغ مال خرچ کردیا جائے۔ بے شک۔ اولاد و دولت کی محبت ایسا نہیں کرنے دیتی۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ترجمہ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہاری بہائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے رشتہ دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جسکے سست پڑجانے کا اندیشہ ہے۔ اور مکان جو تمہیں پسند ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہیں۔ تو انتظار کرو یہاں تک کہ خدا کا عذاب آنازل ہو۔ پہر ایسی قوم کو فاسقین فرمایا جو مال خرچ کرنے اور چندہ دینے میں دریغ کرتی ہے۔ چونکہ انسان کو مال و دولت کی محبت بہت ہی ہے اسلئے کئی بار فرمایا (۱) وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصلحین۔ (جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس خرچ کر دو پہلے اس سے کہ تم میں سے کسی کو موت آوے اور کہے اے میرے رب اگر تو مجھے کچھ مہلت دے تو میں صدقہ کروں اور صالحین سے ہو جاؤں) (۲) لن تنالوا البر حتی تنفقوا (تم نیکی کو پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ خرچ نہ کرو) (۳) یا ایھا الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ (اے ایمان والو خرچ کرو اس سے جو تمہیں ہم نے رزق دیا پہلے اس کے کہ وہ دن آئے جسمیں کوئی بیع دخلہ وشفاعۃ نہیں) پس صحابہ کرام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو کل ہی دے دو۔ یہ وقت ہے کیونکہ جب پورے طور سے فتوحات شروع ہوگئے (چنانچہ ہو رہے ہیں) اور وامتازوا الیوم ایھا المجرمون کا وقت آگیا تو پہر خرچ کا وہ اجر نہ ملیگا جو کہ اب ملتا ہے۔ فرمایا لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا (حدید) (جو لوگ فتح سے پہلے خرچ کریں اور لڑیں وہ برابر نہیں بلکہ بڑا درجہ رکھتے ہیں ان سے جو بعد میں خرچ کریں اور لڑیں) (۴) لقد تاب اللہ علی النبی والمھٰجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ توبہ (اللہ نے نبی اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگی کے وقت میں ساتھ دیا بڑا فضل کیا ہے) پس اے میرے عزیزو۔ دل کھول کر چندہ دو اور ہر ایک قومی ضرورت کا لحاظ رکھو۔ اور اس کو اپنی سعادت و بہبودی کا وسیلہ سمجھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر احسان نہ جتلاؤ۔ کہ ایسے احسان جتلانے والے ہلاک ہوئے۔ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان حجرات (تجھ پر احسان جتلاتے ہیں کہ اسلام لائے کہدے مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ ایمان کی ہدایت دی۔ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو مبارک کرے اور مجھے اور سب بہائیوں کو اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

(احمدی گجراتی۔ اڈگولیکی ضلع گجرات)

انتقال

میرٹھ سے نہایت افسوس ناک خبر آئی ہے کہ میرے مکرم مخدوم بھائی جناب منشی ذوالفقار علیخان صاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ کی اہلیہ کلاں کا ۱۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو بوقت پانچ بجے شام انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ موصوفہ ایک دیندار اور مخلص احمدی خاتون تہی۔ خانصاحب موصوف اسکی بیماری کی حالت میں وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہے لیکن آخر وہ ہوا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی تہی۔ خانصاحب موصوف کو کچھ شک نہیں ایک سخت صدمہ پہنچا ہے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ انکا اخلاص اور خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق رضا بالقضا انہیں ضائع نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ خود انکی جزا ہو اور اس موقع پر انہیں خاص صبر عطا کرے مرحومہ کا جنازہ غایت پڑھا جاوے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

تازہ الہام

۱- روحانی عالم کا دروازہ تیرے پر کہولا گیا۔

۲- نَصَرَكَ الْيَوْمَ حَدِيْدَه

مُبارکباد

بریں مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ بہبودی جان ماست

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین۔

امّا بعد

نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ ظاہر کیا جاتا کہ میرے محسن ومخدوم زادہ جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہما اللہ الوہاب اسسٹنٹ سرجن کلاس کے آخری امتحان میں کامیاب ہوئے اور سب سے اوّل رہے ہیں اس کامیابی پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں خصوصاً مبارکباد عرض کرتا ہوں کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ موجہ اور قبولیت دعا کا نتیجہ ہے۔ میں مخدومی میر محمد اسماعیل صاحب کے واجب العزت والدین کو اور پھر حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور جنکے حقیقی بہائی ہونے کا ڈاکٹر صاحب کو فخر حاصل ہے نہایت ادب اور صدق دل کی مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ ؏

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عام مسلمانوں کے لئے بہی یہہ کامیابی قابل فخر ہے کیونکہ یہ پہلا احمدی اور مسلمان ہے جو میڈیکل کالج کے آخری امتحان میں پنجاب۔ یو۔پی اور سنٹرل انڈیا میں اوّل نکلا ہے۔ اللّٰھم زد فزد

یہہ کامیابی اور بھی مسرت اور خوشی کا موجب ہو جاتی ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب اپنے زمانہ تعلیم کالج میں ہمیشہ اعلیٰ اخلاق کے ساتھ سچے مسلمان کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں اور ذہن رسا اور نکتہ رس طبیعت کے ساتھ اپنے پاک چال چلن سے احمدیت کا ایک موثر نمونہ ثابت ہوئے ہیں جسکی وجہ سے ہمیشہ کالج کے اوستاد آپ سے خوش رہے ہیں۔

خدا کرے کہ ہماری قوم اور حضرت مخدومی میر محمد اسماعیل صاحب کے والدین اور دوسرے متعلقین میر صاحب کی بہت بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں اور انکا وجود خیر و برکت کا موجب ثابت ہو۔ آخر میں پھر ایک بار اپنے مخدوم ومحسن بزرگوں کو اس تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں۔

احقر العباد خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر

ایک آنہ فنڈ کالج کے لئے

میں نہایت شکر گذاری کے ساتھ ان احباب کی فرستادہ رقوم کی رسید دیتا ہوں جنہوں نے قیام کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ میں چندہ بہیجا ہے۔ یہ ایک آنہ ماہوار جو دو سال تک ہر احمدی دیگا ایک صدقہ جاریہ ہوگا۔ اور اسکی زندگی اور بعد الموت بھی ثواب کا باعث ہوگا۔ قوم توجہ کرے تو کچھ بات نہیں جن احباب نے چندہ دیا ہے اور ان کی رقوم درج رسید نہیں ہوئی ہیں وہ اطلاع دیں۔

یہہ غلطی اکثر کیجاتی ہے کہ مختلف چندوں کے ساتھ تداخل کردیا جاتا ہے اگر براہ راست یہہ چندہ بہیجا جاوے تو حساب میں غلطی کا احتمال نہیں رہتا۔ کالج کے آنہ فنڈ کا چندہ ایڈیٹر الحکم کے نام بہیجا جاوے لیکن کوپن پر جلی قلم سے آنہ فنڈ اور تفصیل درج ہو۔

رسید زر موصولہ یہہ ہے

جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب راولپنڈی ۱۲؍ دو سال کیلئے
جناب منشی غلام سرور صاحب اہلمد ڈیرہ اسماعیل خان عصہ
منشی عبدالعزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متہرا ۴ کس ۲ سال لعہ
نامعلوم الاسم بذریعہ غلام دستگیر شاہ ٹمکٹ ۸؍
اہلیہ منشی گلاب خانصاحب سب اور سیر دہرم سال عــہ
بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافس مین الہ آباد عصہ
معرفت ۸؍
بابو فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر ستہ کوال عصہ
معرفت ۱۵؍
منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی چندوسی ۱۰؍
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب دو سال کے لئے عــہ
سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور پنڈی گھیب ایک سال ۳؍
منشی محمد مقبول صاحب لکہنو ۶ ماہ عصہ
بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ ۲ سال عــہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لاولس پور عہ ۵ ماہ کیلئے
منشی ذوالفقار علیخانصاحب میرٹھ ایک سال ۳؍
ضیاء الدین طالب علم اسلامیہ کالج لاہور ۸؍
مستری محمد عمر صاحب جلالپور جٹاں عصہ
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۱؍
مولوی یار محمد صاحب قادیان ۳؍

اطلاع

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب کے نام پر جو خطوط آتے ہیں انمیں اکثر مجتہا اپنا نام یا تو لکھتے نہیں یا لکہنا بہول جاتے ہیں۔ اور پہر اعفے کے جواب کیلئے ٹکٹ ہی ہوتے ہیں۔ پس ایسے خطوط کا جواب بہت ہی مشکل ہوتا ہے اور چونکہ خطوط کثرت سے آتے ہیں اور

ضرورت امام

نبشتہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتہلوی

روحی فداک یا روح اللہ صلعم - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - مکرمی مولانا عبد الکریم صاحب کا ایک گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو حضور کے غلاموں سے ہیں وہ اس زمانہ کے فتنہ و فساد پر مضمون لکہیں سو جہانتک دیکہا گیا حضور نے کوئی بات بہی باقی نہیں چہوڑی جسقدر زمانہ کے فسادات حضور نے بسط کے ساتہہ ارقام فرمائے ہیں اب کوئی نئی بات نہیں نکال سکتا جو لکہیگا اونہیں کو دہرائیگا لیکن چونکہ حضور کے حکم کی تعمیل ہمارا ایمان ہے اسلئے یہاں سے سب نے اسپر لکہا ہے اور اسیوجہ سے حسب الحکم میں بہی ایک ٹوٹا پہوٹا مضمون ابلاغ خدمت بندگان عالی کرتا ہوں - میں تو سب سے زیادہ فتنہ اس زمانہ کے علماء کا دیکہتا ہوں خواہ وہ مسلمان ہیں یا پادری ایک ہیں - اور جو فتنہ عظیم الشان اس زمانہ کا ہے اور جس سے ہر ایک نبیؑ اور رسلؑ اپنی اپنی امتوں کو ڈراتا چلا آیا ہے اور ہمارے سید و مولی سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تمام علامات اور نشانات اور رفت تک ظاہر فرمادئے وہ سب اسوقت پورے ہوگئے سوا ون نشانات اور علامات کا پورا ہونا ہی اور دجالیت کا تمام عالم پر محیط ہونا نہ صرف ضرورت مصلح کی ظاہر کرتا ہے بلکہ اوس عظیم الشان مصلح کا جو بوجہ ان عظیم الشان فتنوں کی اصلاح کی وجہ سے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے موسوم تہا موجود ہونا ظاہر کر رہا ہے - بڑا فتنہ اس زمانہ کے علماء کا اسلئے ہے کہ جناب فخر الرسل سید الانبیاء مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ کے علما کی نسبت خبر دی ہے کہ وہ بدترین خلایق اوس زمانہ سے ہونگے بوجہ بیعلمی کے فتوی دینگے خود بہی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بہی گمراہ کرینگے اب اس حدیث شریف کا منشاء ان علماء کی تکفیر بازی ہے جو مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگاکر بمصداق حدیث شریف کہ جسکی تکفیر کیجاوے اگر وہ نہ ہو تو وہ کلمہ لوٹ کر اوسی پر آتا ہے خود بہی گمراہ ہوتے ہیں اور اپنے پیرؤں کو جو انکے فتووں کیوجہ سے مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں گمراہ کرتے ہیں اور باوجود کہلانے شیخ العرب والعجم اور شمس العلماء اور ابو البرکات اور ابو سعید کے - خدا جانے کیا کیا ان لوگوں نے اپنے لقب رکہے ہوئے ہیں پہر ان کی معلومات اور علم کتاب و سنت کا یہہ حال ہے کہ باوجودیکہ قرآن کریم میں اس تکفیر بازی سے بچنے کے لئے اللہ جلشانہ نے صریح اور بین طور پر فرما دیا۔

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا یعنی اوس کو بہی کافر نہ کہا جائے کہ جس سے محض اسلام علیکم ظاہر ہو اور حدیث شریف میں ہے من صلے صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمتہ اللہ و ذمتہ رسولہ ولا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری پر انکا کفر کا فتوے دینا صاف انکی بے علمی اور کتاب و سنت سے دوری ظاہر کرتا ہے اور اسطرح یہ بیعلمی سے فتوی دیتے ہیں خود بہی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بہی گمراہ کرتے ہیں ماسوائے اسکے اس زمانہ کا فلسفہ اور سائنس ایسا بہاری فتنہ ہے کہ جس سے تعلیم یافتے بہی عقاید حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہیں اور یہہ علماء بوجہ اپنی بے علمی کے ہرگز اس بہاری فتنہ کا مقابلہ کرکے حمایت اسلام کی نہیں کر سکتے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ بوجہ اتقا اوٹہہ جانیکے جو اس جماعت میں بالکل معدوم ہے فہم قرآن کریم کا نہیں رہا کیونکہ قرآن کریم کے جانیکے لئے اتقا کو ہی مولی کریم نے شرط ٹہیرایا ہے جیساکہ فرمایا

اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ

سو کون انکار کر سکتا ہے کہ اب ایسے مصلح کی ضرورت ہے جسکو علم قرآن کریم کا دیا گیا ہو جسکی وجہ سے وہ موجودہ فلسفہ اور سائنس کا مقابلہ کرکے انوار اور برکات کتاب اللہ کو پہیلاوے - دجالیت کے فتنہ کو تقویت اور جہان میں پہیلانیوالے بہی یہی اس زمانہ کے بے علم مولویصاحبان ہیں کیونکہ دجال اکبر کا بڑا فتنہ جو شرک کا قایم کرنا اور توحید الہی کا معاذ اللہ نیست و نابود کرنا ہے اوسکی بناء حضرت عیسے علیہ السلام کی حیات ہے جسکی وجہ سے وہ حی وقیوم اور خالق وغیرہ مانے جاتے ہیں اور جس سے شرک و ظلم کا ایک دریا تمام جہان میں بہ رہا ہے اور دیکہا جاوے تو جسقدر اسوقت خرابیاں اور انواع واقسام کے گناہ اور بدکاریاں پہیلی ہوئی ہیں اون سب کی بناء یہی مسئلہ حیات عیسے علیہ السلام ہے اسیوجہ سے آج آسمانی کتاب اور ہدایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ کا چراغ ٹمٹماتا نظر آتا ہے اور شرک و ظلم سب کا دتیرہ بنگیا جس سے ضلالت اور کفر کی ایک تیز آندہی چہار طرف چل رہی ہے کیا عیسائی اور کیا آریہ اور کیا برہمو اور کیا مسلمان سب کے مشرکانہ عقائد ہیں اور توحید الہی کے مصفا اور روشن چہرہ پر اعتقادات مشرکانہ کا گرد و غبار چہایا ہوا ہے جس سے اوسکا اصلی چہرہ نظر نہیں آتا عیسائیوں کا تو یہہ عقیدہ ہی ہے کہ باپ سے بیٹا پیدا ہوا اور بیٹے اور باپ کے ملنے سے روح القدس پیدا ہوئی - اور پہر باوجود اسکے ان تینوں کو نہ تقدم ہے نہ تاخر اور تینوں ایک ہی ہیں اور تینوں ہی ازلی ابدی جب تقدم و تاخر نہیں تو اسکے جہٹلانیکی کیا

دلیل ہے کہ روح القدس سے بیٹا پیدا ہوا اور بیٹے اور روح القدس کے ملنے سے باپ پیدا ہوا غرضکہ یہہ لوگ تو یسوع صاحب کو زمین و آسمان کا مالک حی و قیوم اور خدا کی سبہی صفات اون میں مانتے ہیں لیکن ان مولویصاحبان کا بہی عقیدہ اون سے کم نہیں ہے یہہ لوگ بہی حضرت مسیح کو حی وقیوم اور خدا کی صفات خاصہ میں شریک جانتے ہیں بلکہ وہ تو نبی ہی تہے یہہ کافر دجال پر بہی ایمان رکہتے ہیں کہ اوسکو خدائی کی تمام قدرتیں ہونگی اور یہی خدا کی صفات خاصہ میں شریک ہے - زمین و آسمان اوسکے قبضہ میں ہونگے دوزخ و بہشت اوسکے ساتہہ ہونگے اپنے حکم سے ماریگا اپنے حکم سے زندہ کریگا وغیرہ وغیرہ عقاید رکہتے ہیں اور اسپر ایمان رکہنے کو دوسروں کو مجبور کرتے ہیں اب یہ شرک کی تعلیم نہیں تو اور کیا ہے آریہ اور برہمو کا حال پوشیدہ نہیں ہے آریہ خدا روح مادہ کو انادی سمجہتے ہیں برہمو عقل کے پوجاری ہیں اور اونکا خدا ایسا کمزور ہے کہ نہ صفت گویائی کی اپنے اندر رکہتا ہے نہ یہہ طاقت کہ ہمیں پیدا کرکے اس زندگی کے لئے کوئی دستور العمل ہمارے واسطے بہیجتا بلکہ اوسکا پتہ بہی انکی ہی عقل نے لگایا ہے - غرضکہ یہ زمانہ ایمانی اور اعتقادی فتنوں کا ہے اسیواسطے فتنے بہی دو قسم کے ہیں ایک انسانی فتنہ جو طرح طرح کی بدکاریاں ہیں جیسے زنا اور شراب خواری وغیرہ بیحیائی کا ایسا عام ہو جانا کہ اوسکو برا نہیں سمجہا جاتا اور انسان اور حیوان میں تمیز باقی نہیں رہی اونکا نتیجہ دوسری قسم کے فتنے جو خدا کیطرف سے ہیں - بارشوں کا وقت پر نہ ہونا قحط سالی کا ہونا وبا ون کا پہیلنا طاعون کا مسلط ہونا سو ہر قسم کے فتنوں کا آج زور شور ہے اور مسلمان نام کے مسلمان ہیں شرک نے وہ زور پکڑا ہے کہ ایمان باللہ کسی میں باقی نہیں رہا - اس طرح محض مونہہ سے آمنا باللہ کہنے والوں کو تو خداوندکریم بہی بے ایمان بتاتا ہے جیساکہ فرمایا ومن الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین اور سچے آمنا باللہ کی یہہ علامت رکہی ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکہ وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون الخ

سو اس ایمان کو چہار طرف نظر اٹہاکر دیکہہ لو نہ شیخ العرب والعجم میں پایا جاتا ہے نہ دوسرے مولویصاحبان اور مسلمانوں میں اور یہ سب وجہ اسکی ہے کہ قرآن کریم کا علم اٹہہ گیا اور ان کے سینے اس سے خالی ہوگئے اور شرک میں گرفتار ہوکر وہ جو توحید الہی تہی اور جسیر قایم رکہنے کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر وقتاً فوقتاً ہمارے سید و مولی خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم تک لکہو کہانبی اور رسل آئے ہاتہہ سے کہو بیٹہے خوف الہی اور رجوع الی اللہ اور تقوے بالکل نہیں رہا یہی وجہ ہے کہ اوس پاک کلام پر جو منجانب اللہ ہماری ہدایت اور راہ نمائی کیلئے اونسنے آپ بہیجا اور جسکی وہ پاک و صاف تعلیم ہے کہ عالم اور حکیم فلسفی اور نیچریہ اور دہریہ اور عالم جاہلوں کی ہدایت کے لئے یکساں ہے اوسپر اور اوس نبی کریم سید الطاہرین حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر جسنے اپنا عملی نمونہ دکہاکر خلقت کو لوثہ پرستی کے گڑہے سے نکالا اور جسکا تمام جہان پر احسان ہے خاصکر عیسائیوں پر تو بڑا بہاری کیونکہ یسوع صاحب کے سوانح جو انجیل سے معلوم ہوتے ہیں اون سے تو وہ نبیؑ تو کیا معمولی آدمی بہی معلوم نہیں ہوتے اور یہودیوں کا اعتراض صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپکے خدا ہونے کے یہ دلائل ہیں کہ تمام عمر خوف کے مارے چہپتے پہرے اور اعلاء کلمۃ الحق بوجہ نہ بہروسہ ہونے خدا پر زبان سے مرد میدان بنکر نہ نکال سکے اور یہی تعلیم جہوٹ کی شاگردوں کو دیتے رہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ میں مسیح ہوں اور کہتے کچہہ اور کرتے کچہہ ہے اور جو دعوی کیا پورا کرکے نہ دکہایا اور آخر کو پکڑے گئے اور دشمنوں کے ہاتہہ سے جو گت ہوئی ظاہر ہے - اور بالآخر سولی پر لٹکائے گئے - اور یہودیوں کا قول کہ جہوٹا سولی پر لٹکایا جاتا ہے راست آیا اور ان نادان دوست پولوسیوں نے بہی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا ملعون ہونا یہود مردود کے اعتراضات نہ اوٹہانیکی وجہ سے مان لیا اور خداوندکریم سے آپکا ایسا گہرا تعلق تہا کہ تمام رات رو رو کر دعائیں کرتے رہے لیکن دعا قبول نہ ہوئی اور کامل ایمان باللہ ہونیکا یہہ ثبوت دیا کہ آخری وقت میں بجائے رضاء الہی کے کلمہ کے ایلی ایلی تونے مجہے کیوں چہوڑ دیا یہ کلمے آپ کے منہ سے نکلے اور آپکی کامیابی اور شاگردوں کی وفاداری کا حال جو آپکی فیض صحبت سے تہا ظاہر ہی ہے لیکن قرآن کریم نے ظاہر کیا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی اور مقرب الہی تہے اور آپ وجیہا فی الدنیا والاخرۃ خدا کے نزدیک تہے اور یہود مردود نے اور پادریوں نے جو یہود مردود کا جواب نہونیکی وجہ سے کمال بے شرمی اور بے ایمانی سے ایسے پاک اور برگزیدہ خدا کو اپنے جہوٹے کفارے کے بدلے میں کہ وہ معاذ اللہ معاذ اللہ ہماری حرام کاریوں اور بدکاریوں اور شرارتوں کیوجہ سے ملعون ہوکر دوزخ میں پڑا اور ہم کو نجات دیکر آزاد کر گیا اب

ہم جو چاہیں کریں بالکل بے ایمانی کا خیال ظاہر کرایا۔ ورنہ ہنایا وہ خدا کا راستباز اور پاک انسان نبی اللہ حبیب اللہ ملعون ہوکر سولی پر نہیں مرا بلکہ جیسا کہ اوس سے وعدہ کیا گیا تہا کہ یا عیسے انی متوفیک الخ اوسکو پاک کرکے موت دی جیسا کہ آیۃ شریفہ فلما توفیتنی مین اس وعدہ کا ایفاء ہے اور جسکی تفسیر بخاری شریف مین ہمارے سید مولیٰ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی سو اوس احسان کا بدلہ اس گروہ نے یہہ دیا کہ اوس سید معصوم و سید الطاہرین صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت او عفت پر حد درجہ کی بیحیائی اور بے شرمی اور بے ایمانی سے حملے کئے اور امہات المومنین کے درباری امہار جیسی ناپاک اور گندہ کتاب شائع کی اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام معاذاللہ دجال کذاب زانی فریبی دغاباز وغیرہ وغیرہ رکہا کیا یہہ وہ وقت نہین کہ غیرت الٰہی جوش مین آئے اور اگر کوئی مصلح اسوقت موجود نہ ہوتا تو زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے پھر یہی نہین کہ عیسائیون اور اون کے پس خوردہ کہانے والے آریون وغیرہ ہی نے آپ کی ایسی بے ادبی کی ہے بلکہ مسلمانون اور وہ مسلمان جو صاحب علم اور مولوی کہلاتے ہین اور صاحب عقل ہین ان لوگون نے بہی کم بے ادبی نہین کی دیکہو انکا اعتقاد حضرت عیسےٰؑ کی نسبت یہ ہے کہ سب دشمنون نے اونکو پکڑ کر قتل کرنا چاہا تو خدا نے اپنی قدرت سے ایک دشمن کو اونکا ہم شکل بنا دیا جسکو سولی دیگئی اور حضرت عیسے علیہ السلام کو بجسدہ العنصری اسی جسم کے ساتہہ آسمان پر اوٹہا لیا جو اب تک زندہ آسمان پر موجود ہین اور زمانہ کی عوارضات بہی اونپر اثر نہین کرتے لیکن جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن درپے قتل ہوئے تو آپ کے ساتہہ یہہ خاص مدد نہین ہوئی بلکہ آپ مثل اور انسانون کے رات کو چھپکر نکلے اور غار مین پوشیدہ رہے اور آپکو دشمنون کے ہاتہون سے تمام تکالیف اوٹھانی پڑین یہانتک کہ دندان مبارک بہی شہید ہوئے اور آپ پر عوارض زمانہ نے بہی اثر کیا جوان ہوئے بوڑہے ہوئے اور آپ برخلاف عیسے علیہ السلام موت کا پیالہ پیکر مثل اور انسانون کے اسی زمین مین دفن ہوئے۔ حضرت عیسےٰؑ کو یہہ قدرت تہی کہ وہ اندہون کو آنکہین دیتے تہے اور مریضون کو اچہا کرتے تہے اور مردون کو زندہ کرتے تہے اور بہت سے جانورون کے خالق تہے اور غیب کا علم رکہتے تہے یعنی تمام صفات خاصہ الٰہی مین شریک تہے لیکن آنحضرتؐ سے کوئی بات ایسی ظہور مین نہین آئی اور آپ بمصداق آیۃ شریفہ انما انا بشر مثلکم صرف بشر تہے فرق محض وحی کا تہا۔ حضرت مسیح کو خدا نے اسی جسم خاکی کے ساتہہ آسمان پر اوٹہا لیا لیکن جب آسمان پر چڑہنے کا معجزہ ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا گیا تو حکم ہوا قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ حضرت عیسےٰؑ سے کسیوقت تائید روح القدس کی جدا نہوتی تہی ہر وقت روح القدس خدمت مین رہتے تہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کبہی کبہی ضرورت کیوقت آتے تہے اور ایک دفعہ انشاء اللہ نہ کہنے پر وہ عتاب ہوا کہ عرصہ تک وحی کا سلسلہ بند ہوگیا اور معاذاللہ خدا کی لعنت ایسے عقاید والون پر کہ آپ کی وحی مین شیطان ایسا دخل دیدیتا تہا کہ آپ بتون کی تعریف نماز مین قرآن شریف پڑہتے ہوئے کر گئے تہے خدا کی پناہ اس عقیدہ سے اور آپ پر سحر کا بہی اثر ہوا جو عرصہ تک رہا۔

حضرت عیسےٰؑ کی نبوت منفقہ ہے اور آپ بطور قایم مقام اونکے آسمان پر چلے جانیکے بعد آئے جو وہ پہر خود آئینگے اور آخر زمانہ کے نبی وہی ہونگے آپ قرآن کریم کے خلاف کچھہ نہین کرسکتے تہے۔ کیونکہ وہ خدا کا کلام قیامت تک کیلئے ہے اور جزیہ حسب فرمان خدا قبول کرلیتے تہے لیکن حضرت مسیحؑ اس حکم کی کچھہ پروا نہ کرکے ہرگز جزیہ قبول نہین فرمائینگے۔ آپ کی ذات پاک کی نسبت اور تمام جہان کی نسبت اگر خداوند کریم لفظ توفی کا استعمال فرمائیگا تو اوس کے معنی موت کے ہونگے اور اگر عیسے علیہ السلام کی نسبت یہ لفظ توفی کا آئیگا تو اوس کے معنی آسمان پر اوٹہائے جانے کے ہونگے اس قسم کی بہت سی باتین ہین جو ان لوگون نے اختیار کی ہوئی ہین اس گروہ کو تو اس زمانہ کے عاقل نامعقول کہتے ہین اور جو صاحبان ذیعلم معقول ہین اونہون نے بہی کچھہ کسر تنک اور توہین اسلام اور بانی اسلام کی باقی نہین رکہی یعنی نیچری صاحبان جو دراصل برہمو کی ایک شاخ ہے اور جو دہریت کے رنگ سے رنگین ہین انکا اعتقاد وحی والہام کی نسبت یہہ ہے کہ وہ انسان کے ہی دلی خیالات ہوتے ہین اور اسکی نسبت دیوانون اور پاگلون سے دیتے ہین کہ جیسی اون کی آوازین آتی ہین اور خارج مین اون کا کوئی وجود نہین ہوتا یہی حال وحی والہام اور انبیاء علیہم السلام کا ہے قرآن کریم خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی دلکے خیالات ہین اور وہی باتین ہین جو اہل کتاب سے سنی تہین کیونکہ وحی والہام اوسیکا ہوتا ہے جسکا اسکو پہلے سے علم ہوتا ہے دوزخ وبہشت اور وجود ملائکہ سے انکاری ہین اور نعماء بہشت کو رنڈیون کے چکلے سے مشابہت دیتے ہین اور خدا کی تمام قدرتون پر ان لوگون کا اعلطہ ہے جس سے باہر وہ کچھہ نہین کرسکتا اور وہ اسباب کا مثل ہماری ہی محتاج ہے کیونکہ بلا اسباب مہیا ہوئی خواہ کسی شئ کی طلب مین انسان خدا سے دعائین کرتا کرتا مر بہی جائے لیکن وہ نہین دیسکتا کیونکہ خلاف قانون قدرت ہے جسکی ایک فہرست انکے پاس مرتب ہوئی موجود ہے۔ معجزات انبیاء سابقین اور قرآنی معجزات کو بوجہ خلاف نیچر ہونیکے تسلیم نہین کرتے بلکہ ہنسی اور ٹہٹہہ اوڑاتے ہین اور کہتے ہین کہ اس قسم کی باتیں تمام مذاہب مین کم و بیش موجود ہین [illegible] اصل یہی اعتراضات ایک ایسے مصلح [illegible] ضرورت کو ثابت کر رہے ہین کہ جو اون باتون کو جواب تصوف کے رنگ مین ہوکر نہ رہنے دے بلکہ عملی رنگ مین لاکر اون کا پوشیدہ چہرہ دکہلاوے۔ سو تہم قرآن کریم کا اوٹہہ جانا فلسفہ اور سائنس کے زہر یلہ ہود سے تمام جہان کا متاثر ہوکر عقاید حقہ سے دست بردار ہونا اور علماء وقت سے اونکا مقابلہ نہونا اور اون نشانون اور علامات کا جو مسیح معہود اور مہدی مسعود کے وقت اور ظہور کے لئے تیرہ سو برس قبل مخبر صادق صلعم نے خبر دی تہی پورا ہونا اور دجالی فتنون کا اس کمال کو پہونچنا کہ جس سے کوئی بچا نہین رہا۔ اور رمضان المبارک مین خسوف و کسوف کا ہونا کہ جو مہدی کیلئے ایک ایسا نشان ظاہر کیا گیا تہا کہ جو ابتدائی دنیا سے نہین ہوا تہا اور خاص مہدی کے زمانہ کیلئے مخص تہا۔ اور شروع صدی مین حسب فرمودہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجدد وقت کا ظہور فرمانا یہہ تمام وہ باتین ہین جو خود دیتہ دے رہی ہین کہ مسیح موعود و مہدی مسعود مجدد وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوقت موجود ہے۔ جو اسوقت قادیان مین ہے اور جسکا نام پاک غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جس نے وہ کسر صلیب کیا کہ صلیبی اعتقاد والون کا دل جانتا ہے اور اوس کے دم سے خنزیر قتل ہوتے تمام جہان دیکہہ رہا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اوسنے وہ ہدایت پہیلائی کہ شرک کے گڑہے سے ہمکو نجات دی اور توحید کا پاک و مصفا اصلی چہرہ اوس کی بدولت پہر نظر آنے لگا وہ اسلام اور بانی اسلام کا انصار بنا اونکی صداقت پر دعوے الہام کا کیا اور خدا نے اون کی مدد فرمائی کتابین وہ لکہین کہ اعدا کو دم مارنیکی جگہ نہین ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کا مزہ چکہا دیا اور اون باتون کو یعنی معجزات انبیاء علیہم السلام کو جو قصون کے رنگ مین ہوکر ناقابل اعتبار سمجہے جاتے تہے عملی رنگ مین لاکر دکہا دیا اور وحی والہام کی کیفیت اور حقیقت کو ظاہر فرما دیا بلکہ اس چشمہ الٰہی سے بہت سون کو پانی بہی پلا دیا اور علم کتاب الٰہی کا نمونہ ابہی بمقام لاہور ہوتو جلسہ تحقیق مذاہب ماہ دسمبر ۹۶ء مین اور آپکی عظمت اور جلال کو اسطرح دکہایا کہ تمام مذاہب کے علماء اور فضلاء جو اپنے مذہبون کی وکالت کرنے آئے تہے بے اختیار ہوکر اپنی عجز بیانی کا اقرار اور قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کی صداقت زبان حال سے کرکے اوس کے کلام معجز بیان کے روبرو مدہوش ہوکر سر بسجود ہوگئے اور بول اوٹہے کہ اسلام کی فتح ہے۔ جسکی آنکہہ دیکہنے کی ہون دیکہے فقط

خاکسار حضور کا ایک ناکارہ اور عاجز غلام
ظفر احمد از کپور تہلہ

اطلاع

بقایا دار توجہ کرین پہلی ششماہی گذر چکی ہے وصولی بقایا کیلئے وی پی جاری ہو رہی ہین۔ ناظرین قومی حمیت و پاسداری کا لحاظ کرکے اور اپنی خوش معاملگی سے انہین وصول کرین ورنہ واپسی وی پی پر اخبار بند کردیا جاویگا۔ شکایت معاف۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مباہلہ

دہلی کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں فروری ۱۹۰۵ء سے ایک مباحثہ حیات اور وفات مسیح کے متعلق ہو رہا تھا عیسائیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ قرآن مجید سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے لیکن مسلمان اپنی کم فہمی اور نادانی کی وجہ سے اس امر پر معترض ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے وفات نہیں پائی بلکہ وہ اس جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ یہ دعویٰ کچھ ایسا کمزور اور بودا ہو چکا ہے کہ ایک معمولی اردو خواں طالب علم بھی اس بیہودہ اور غلط دعویٰ کے مدعی علماء کو تنگ کر سکتا ہے چہ جائیکہ مقابل میں ایک پرانا مناظر حافظ ہو۔ جو ایک عرصہ تک مسلمان رہ کر بھی مباحثہ کرنے کا عادی تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دہلی کے ان علماء کو جو اس مناظرہ میں عیسائیوں کے سامنے آئے سخت حیران اور لاجواب ہونا پڑا۔ اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم ایسی مجید کتاب ایسے بیہودہ اور لغو دعویٰ کی کب موید اور مصدق ہو سکتی تھی۔

میں نے اس مناظرہ کی اعلان کو پڑھ کر تعجب کیا ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لیفرائے صاحب دہلی میں مشنری تھے جو آجکل پنجاب کے بشپ ہیں وہی احمد مسیح حافظ جو اس وقت مسلمان تھا لیفرائے صاحب سے مناظرہ کیا کرتا تھا۔ اور ان دنوں جب لیفرائے صاحب دہلی سے لاہور آئے اور وہاں کے رنگ محل میں انہوں نے تین لیکچر دیئے جن میں سے پہلا لیکچر ضمناً حیات و وفات کا مضمون اپنے اندر رکھتا تھا اس وقت لاہور کی اکثر پبلک کو معلوم ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے جو ابھی طالب علم تھا پادری لیفرائے صاحب سے اس مضمون پر گفتگو کی۔ اور پادری صاحب کو صاف لفظوں میں اقرار کرنا پڑا تھا کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مریدوں سے مناظرہ نہیں کرتے۔ پادری لیفرائے صاحب اس وقت حیات مسیح کے مدعی تھے اور میں بالمقابل وفات ثابت کرتا تھا آج چودہ سال کے بعد کیا عجیب بات ہے اس لیفرائے کا شاگرد احمد مسیح قرآن شریف سے وہی وفات مسیح کا مسئلہ لیکر مسلمانوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔ اور مسلمان محض اپنی نادانی کی وجہ سے ہر مجلس میں شرمندہ ہوتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وجہ سے ایک صداقت کا انکار کیا جس کا خمیازہ انہیں احمد مسیح کے مناظرہ میں بھگتنا پڑا۔

پادری حافظ احمد مسیح نے جب دلائل کے زور سے دہلی کے مناظر مولوی کو حیران کر دیا تو اس نے اتمام حجت کی ایک اور صورت نکالی یعنی وفات مسیح پر مباہلہ کیلئے فریق مقابل کو بلایا۔ چنانچہ میں ذیل میں وہ اشتہار جو احمد مسیح صاحب نے شائع کیا ہے درج کرتا ہوں۔ مولوی عبدالمجید صاحب نے بلطائف الحیل مباہلہ کے پیالہ کو ٹال دیا ہے میں اس مباہلہ پر انشاء اللہ ایک عجیب رنگ میں لکھوں گا لیکن چندے انتظار کے بعد۔ دہلی کے ان علماء کو جنہیں احمد مسیح صاحب نے مخاطب کیا ہے واجب ہے کہ وہ حیات مسیح کے ثبوت کیلئے میدان میں نکلیں۔ اور یا مولوی عبدالمجید صاحب کو مباہلہ کیلئے اکسائیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ خدا کا مسیح اس دہلی میں حیات مسیح پر شیخ الکل کو قسم دیتا تھا اور وہ قسم کھانے سے بچتے تھے آج مولوی عبدالمجید صاحب بھی مباہلہ سے گریز کرتے ہیں۔ میں اب ذیل میں وہ اشتہار درج کرتا ہوں جو پادری احمد مسیح صاحب نے دیا ہے۔ ایڈیٹر

اشتہار برائے آگاہی اولی الابصار

مولوی محمد عبدالمجید صاحب مشہور مناظر و واعظ اہلحدیث دہلوی منجانب اہل اسلام اور مولوی حافظ احمد مسیح واعظ۔ ایس۔ پی۔ جی مشن دہلی منجانب عیسائیاں کے مباحثہ وفات مسیح کا انجام

فروری ۱۹۰۵ء سے ہمارا مباحثہ کٹرہ سیٹھ الہی واقعہ بازار سرکی والان میں جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی سے دربارہ وفات مسیح ابن مریم ہفتہ وار بروز جمعہ متواتر پانچ چھ جمعہ تک ہوتا رہا۔ ہمارے دلائل قاہرہ اور شکست خصم کے جوابات سے مجبور ہو کر مولوی صاحب نے آخری جمعہ میں اپنے دعویٰ کو جو لفظ توفی کے لغو معنی پورا پورا لینا جیسے کا تیسا لینا وغیرہ کا تھا چھوڑ کر ہمارے دعوے کو نہایت سنجیدگی و متانت سے قبول کر لیا کہ توفی کے معنی مطلق قبض کے ہیں۔ مگر اس پر جو ہمارا سوال پیش ہوا کہ قبض مطلق کے جبکہ ذی روح انسان اس کا مفعول ہو کیا معنے ہوتے ہیں آیا قبض روح یا قبض جسم۔ یا قبض جسم مع الروح۔ یا قبض شکم جو ثقیل غذا وغیرہ کھانے سے پیدا ہو جاتی ہے؟ اس کا جواب ماہر علوم دینی جناب مولوی صاحب موصوف نے کچھ نہ دیا اور نہ دے سکتے تھے اور نہ اب حقیقی جواب اس کا دے سکیں گے۔ اس تقریر کے بعد چند جمعہ تک بوجہ پیش آجانے دیگر ضروریات دینی کے مباحثہ ملتوی رہا آخر ۵ مئی ۱۹۰۵ء کے جمعہ کو مولوی صاحب نے بجواب ہماری چٹھی مورخہ ۳ مئی ۱۹۰۵ء یہ تحریر فرمایا کہ "ہم نے احمد مسیح کے دعویٰ کو جرح کر کے منقوص کر دیا ہے اس لئے جب تک وہ اپنے دعویٰ کی ترمیم یا دوسرا دعویٰ پیش نہ کریں گے میں گفتگو نہ کرونگا کیونکہ میں مجادلہ کرنا نہیں چاہتا اور کہ پادری پرٹن صاحب جب تک پچھلی بحث کا فیصلہ اور آئندہ کے واسطے کسی دیگر مسئلہ مناظرہ کا تقرر نہ کریں گفتگو نہ کرونگا۔" اگرچہ مولوی صاحب نے ایک دل خوش کن فقرہ کہ "ہم نے احمد مسیح کے دعویٰ کو مجروح و منقوص کر دیا ہے" لکھ کر اپنا پیچھا چھوڑانا چاہا ہے جس کا مفصل اور محکم اور معقول جواب اپنے رسالہ میں جو اس مباحثہ کی بابت ہم شائع کرنے والے ہیں انشاء اللہ دینگے اس جگہ صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب اس حیلہ سے اپنے نادان دوستوں میں شاید فاتح سمجھے جاویں اہل علم و عقل تو آپ کے ہر جلسہ کی تقریر سے جو کچھ آپ ہمارے دلائل و براہین کے جواب میں فرماتے رہے ہیں مثلاً لفظ شُبِّهَ میں ضمیر کونسی ہے یا شُبِّهَ کی ھ کیسی ہے یا شُبِّهَ لَهُم کی تفسیر میں کَانَّهٗ مَذْبُوْح اور مسیح کو مشبّہ اور قتل و صلیب کو مشبّہ بہ یا ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اَيْدِيْهِمْ یا وُفِّيَتْ اُجُوْرَهُمْ یا فانی درھما وغیرہ وغیرہ یا ھو الذی یتوفکم باللیل یا اللہ یتوفی الانفس حین موتھا بیان کرنے سے بخوبی نتیجہ نکال چکے ہیں کہ آپ نے کہاں تک حمایت قرآن یا حفاظت اسلام و اثبات عقائد دیرینہ مقلدانہ خود کی فرما کر تاج کامیابی پہنا ہے جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ آپ نے ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء کے جمعہ کو ایک عام مجمع اہل اسلام میں ہمارے اس ترمیمی دعویٰ اور آسمانی فیصلہ کی درخواست پر پوری کر دی جس کے لئے ہمیں اس اشتہار کی تحریر کی تکلیف گوارا کرنی پڑی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم نے حسب خواہش مولوی صاحب اپنے دعویٰ کی ایسی ترمیم کر دی کہ جس کے انکار و اقرار ہر دو سے ہماری ڈگری ہوتی تھی اور ہوئی یعنے ہم نے مولوی عبدالمجید صاحب سے حسب آیت مباہلہ قرآنی یہ درخواست کی وہ مجمع عام میں اللہ جل شانہ کے روبرو کھڑے ہو کر ان الفاظ میں قسم کھاویں کہ "میں اس خدا قادر مطلق کی قسم کھا کر جس نے محمد صلعم کو نبی اور قرآن کو اپنی وحی سے نازل فرمایا ہے اپنے یقین دلی اطمینان قلبی سے ایمان کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی وفات قرآن اور حدیث سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوئی میرا ایمان ہے کہ قرآن و حدیث سے مسیح کی حیات و صعود آسمانی بجسد عنصری خاکی بشری ثابت ہوتا ہے اور احمد مسیح نے جو دلائل وفات پیش کئے ہیں وہ بالکل غلط اور خلاف قرآن و حدیث ہیں ان سے تو حیات ثابت ہے نہ وفات۔ پس اگر میں اپنی اس شہادت میں جھوٹا ہوں تو اے خدا عزیز مجھکو مورد اس آیت مباہلہ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کا فرما" اس پر جملہ حاضرین آمین کہیں۔ ایسی ہی میں احمد مسیح از روئے توریت و انجیل وفات مسیح کے حق ہونے پر قسم کھاؤں گا اور بصورت کذب ما لعنۃ اللہ علی الکاذبین کرونگا۔ اسپر بھی جملہ حاضرین آمین کہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے دعویٰ وفات مسیح کو واپس لے لیں گے۔

اے اہل اسلام یہ تھا قطعی فیصلہ کہ ہم نے اپنا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کرنا چاہا مگر مولوی صاحب نے خدائی فیصلہ کو بوجہ خاص منظور نہ کیا۔ افسوس صد افسوس کہ وہی مولوی عبدالمجید صاحب جو اپنے تئیں حمایت اسلام پر فدا شدہ اور اپنی زندگی اشاعت قرآن میں وقف کئے ہوئے ظاہر کرتے تھے اور ابھی تھوڑا عرصہ ہوا جنہوں نے ایک جلسہ بھی انجمن اشاعت القرآن کا کیا تھا جس کی تعریف و توصیف میں دہلی کا مقامی اخبار کرزن گزٹ رطب اللسان ہے اور جو جلسہ مناظرہ میں شعروں پر شعر اور دعاؤں پر دعائیں فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ پڑھتے تھے۔ اور جو اپنے اظہار علمی کے واسطے ثمّہ کی ستر اور ناک کی بہتر معنے بیان کرنے لگتے تھے مگر لفظ "توفی" کے پورے چار پانچ معنی بھی بیان نہ کر سکے اور جو بڑے زور سے دعویٰ کرتے تھے کہ تیرہ سو برس سے کوئی تاریخ اٹھا کر دکھاؤ کہ کسی عیسائی نے جرأت مباہلہ کی ہو اور جو یہ فرماتے تھے کہ میرا قرآن کے ایک ایک لفظ پر ڈیرا پڑا ہوا ہے وہی آج ایک قرآن کی آیت مباہلہ سے تجاہل عارفانہ کے طور پر یا واقعی اپنی ناواقفیت کا اظہار کر کے حمایت قرآنی و اسلام سے دست بردار ہو گئے۔ اور وہی آج ایک عیسائی کے ساتھ مسیح ابن مریم کی وفات پر مباہلہ کرنے سے حیلہ کر گئے۔ اور بری طرح حیلہ کر گئے۔ اے اہل دہلی اور اے وہ لوگو جو اس جمعہ میں موجود تھے تم نے سنا تھا اور یاد ہے جو کچھ مولوی صاحب نے ہماری اس درخواست مباہلہ کا جواب باصواب اپنی قلب واجف سے مرجوفانہ دیا تھا۔ جس سے اپنی تبحر علمی اور وسیع معلومات و ہمدردی اسلامی کا بھی پورا ثبوت دیا اگر نہیں یاد تو ہم پھر تمکو سنا کر یاد دلواتے ہیں سنئے جناب معلی القاب "قَاطِعُ الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ" حامی اسلام و سنت سید المرسلین

حامی فروع و اصول جامع معقول و منقول فخر اسلام محدث خیر الانام مولوی محمد عبد المجید صاحب نے یہ جواب دیا تھا کہ میں اس مباہلہ کے لئے تیار ہوں اور پھر تیار ہوں مگر اس شرط کے ساتھ پادری ہرٹن صاحب پریذیڈنٹ مجلس مناظرہ اور جملہ عیسائیان دہلی مع اپنے زن و فرزند کے آویں اور میں بھی اپنے رفیق و مطیع فرمانبردار مسلمانوں کو حتی الوسع مع اہل و عیال کے لیکر آؤنگا پھر مباہلہ ہو سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ سبحان اللہ کیا جواب ہے اور کس آب و تاب کا کہ جسکے سنتے ہی جزاک اللہ و مرحبا کے نعرے بلند ہوں۔ بعض نہایت ہی کچے مسلمان جن کے دل اور کان مخالف کے کلام کے سننے کی ناقابل ہیں وہ تو شاید اس مضطربانہ جواب سے خوش ہوگئے ہوں گے۔ مگر سلیم الفطرت اور تہ کو پہونچنے والی طبیعتیں تو سنتے ہی تاڑ گئیں ہیں کہ جو کچھ راز مخفی اور حقیقت پنہانی اس پُرحیلہ جواب میں تھی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارے نیک دل مولوی صاحب بھی اس جواب سے مطمئن ہوگئے ہوں۔ اور شادمانی کے نقارے بجواتے ہوں۔ مگر نہیں۔ یہ خوشی اور شادمانی مولوی صاحب کی ہو خدانخواستہ یا دیگر نورانی مسلمانوں کی محض فانی اور بناوٹی اور ظاہری خوشی ہے جو عنقریب مبدل برنج و غم ہو جانے والی ہے حقیقی خوشی وہ ہے جو لازوال ہے اور وہ ہم کو بفضل ایزد متعال نصیب ہوئی اور ضرور ہوئی اور پھر ہوگی فانظروا یا اھل الاسلام۔

اے صدق کے دلدادہ لوگو اور اے حق کے متلاشیو ذرا سوچو اور خوب سوچو کیا یہ شرط بھی مباہلہ کے واسطے ہے کہ جو آپکے فخر قوم مولوی صاحب نے پیش فرمائی ہے؟ کیا میری یہ درخواست تھی کہ تمام اہل اسلام دہلی کو آپ مع عیال و اطفال کے لاویں تو مباہلہ کریں؟ کیا نصاریٰ نجران کے ساتھ مجراں کے تمام عیسائی مع زن و فرزند کے طلب ہوئے تھے یا رسول عربی نے اپنے تمام اصحاب کو مع اہل و عیال کے مباہلہ کیواسطے ساتھ لیا تھا ہرگز نہیں پھر کیوں مولوی صاحب نے یہ حیلہ کیا۔ کیا اب بھی اسکے حیلہ ہونے میں آپ صاحبوں کو شک ہے؟ اگر شک ہے تو ثابت کردو کہ یہ شرط مباہلہ ہے۔ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

کیا یہ جواب مصداق اس مثل مشہور کا نہیں ہے کہ "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی"؟ فتدبروا وتفکروا ولا تکن من الغافلین والمحجوبین۔

ہمارا جواب الجواب بھی سنو اور موازنہ کرو۔ ہم نے کہا کہ مولوی صاحب مناظرہ میرے اور آپ کے درمیان ہے آپ اہل اسلام کی جانب سے اور میں مشن دہلی کی جانب سے مناظر ہوں اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں۔ پس آپ اپنے عیال و اطفال اور میں اپنے بیوی بچے لے آؤں گا۔ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ اس کا جواب مولوی صاحب نے آئیں بائیں شائیں دیا اور ہمارے بیان وفات مسیح پر مہر کردی۔ اب ہم بذریعہ اشتہار ہذا عوام اور خصوصاً اہل اسلام دہلی سے نہایت ادب کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ اگر مولوی محمد عبد المجید صاحب اس میدان کے مرد ثابت نہ ہوئے تو کچھ تعجب نہیں۔ آپ اپنے دیگر مشاہیر علماء دہلی سے عموماً اور جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی و مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی سے خصوصاً عرض کرکے اس ناکامی کے داغ کو مٹانے کی سعی فرماویں اور صاحبان ممدوح سے کسی صاحب کو آمادہ کریں کہ ثبوت حیات بشری و صعود بجسد خاکی و نزول بجسم عنصری مسیح علیہ السلام کا ہمارے سامنے ظاہر فرماویں اور اگر ان صاحبان نے بھی حیلہ و عذرات پیش کرکے اثبات دعویٰ و عقیدہ خود سے بچنا چاہیں تو آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کہاں تک وہ اس کمزور اور بادر ہوا مسیح کے صعود و نزول و حیات جسمانی والے عقیدہ کے حامی مددگار ہیں۔

اے ناظرین آپ خوب یاد رکھیں اور ذہن نشین رکھیں کہ حضرات نامبردگان آپ کو طرح طرح کی گندم نما تقریروں سے بہلا دیں گے مگر اثبات دعویٰ کے لئے مستعدی نہیں دکھلا دیں گے اور اگر جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب کو بھی دوبارہ ڈھلمس بندھانے سی کچھ حرکت پیدا ہو تو جناب ممدوح بھی دوبارہ تشریف لا کر وفات مسیح کے مباحثہ سے اگر خوف ہو یا اس کے متعلق وہ معلومات نہ رکھتے ہوں تو بسم اللہ وہ اس دوسرا پہلو یعنے اصل دعوے حیات مسیح و صعود و نزول بجسد عنصری بشری جسکے وہ مدعی ہیں اسی کو ثابت فرماویں مگر براہ مہربانی جو صاحب اس میدان میں قدم رنجہ فرماویں وہ ذرا اپنے منصب اور فرض کا زیادہ لحاظ رکھیں غلط مبحث کے طور پر نزول کو صعود سے اور فروع کو اصول سے نہ ملاویں اور مدعی و منکر کی حیثیت کا اندازہ کرتے رہیں ایسا نہ ہو کہ مدعی خود ہو کر منکر سے دلائل اثبات دعویٰ طلب کرنے لگیں یا منکر کو مدعی قرار دیدیں ہر ایک مناظر کا ضروری فرض ہوگا کہ جس بات کا وہ مدعی ہو اس کے اثبات کے دلائل وہ پیش کرے اور حیات و صعود و نزول جسمانی مسیح علیہ السلام کے مدعی اہل اسلام میں انہی کا فرض ہے کہ اپنے اس عقیدہ اور دعوے کا اثبات فرماویں نہ کہ ہم سے اسکے دلایل اپنے دعوی کے مانگنے لگیں۔ مولوی عبد المجید صاحب سے اسوقت جو فدیہ پیش ہوا ہے۔ یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب لودہیانوی۔ وہ اس بحث کی طرف آتے ہیں نہ آویں گے اس لئے وہ فدیہ و کفارہ قبولیت کی عزت حاصل کرنیوالا نہیں ہے۔

آخر میں ہم یہ بھی اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ مباحثہ مولوی عبد المجید صاحب کا مفصل حال مع سوال و جواب فریقین کے عنقریب شایع کریں گے جسمیں نہایت بسط کے ساتھ مولوی صاحب موصوف کی چٹھی مرقومہ ۵ مئی ۱۹۰۵ء متذکرہ صدر کا جواب بھی مندرج ہوگا۔ مگر اس اشتہار کے جواب آنیکے بعد ہم اس رسالہ کو طبع کرائیں گے تاکہ اس کا جواب الجواب بھی اسمیں آجاوے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

المشتہر

خاکسار حافظ احمد مسیح واعظ۔ ایس۔ پی۔ جی۔ اینڈ کیمبرج مشن۔ دہلی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء۔

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

جب انسان حجۃ اللہ کے مقام پر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے جوارح ہو جاتا ہے ما ینطق عن الھویٰ کے یہی معنے ہیں۔ اور یہ اسوقت ہوتا ہے جب کہ انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار اور اسکا وفادار بندہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ اسے کامل صلح ہوتی ہے اسکی کوئی حرکت کوئی سکون اللہ تعالیٰ کے اذن اور امر کی ایک کل ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اسپر ما ینطق عن الھویٰ کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ مقام کامل اور اکمل طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔

مکر کا لفظ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے استعمال کیا ہے پھر یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی آیا ہے اور براہین احمدیہ میں میرے متعلق بھی ایک الہام ہے مکر کی حد اسوقت تک ہوتی ہے جبتک وہ انسانی تدبیر اور منصوبوں تک ہو لیکن جب انسانی منصوبوں کیطرح نہ ہو تو پھر وہ خارق عادت ہوتا ہے مکر نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار نے جو منصوبے کئے وہ انہیں پورے ناکام اور نامراد رہے اور اللہ تعالیٰ نے خارق عادت طریق سے آپ کو وعدہ کے موافق بچا لیا۔

مذہب کبھی سرسبز نہیں ہو سکتا جبتک کہ اسکی روحانیت کا بروز نہ ہو۔ اسلئے ضروری تھا کہ اسلام کے کامیاب اور بامراد ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے اور مدینہ طیبہ میں قبر کے اندر رکھے گئے مگر میں یہ ماننے کو طیار نہیں ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہی ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قبر میں رکھے گئے وہ ایک پاک دانہ کی طرح رکھے گئے ہیں جس کو بہت سے خوشے لگے ہیں جو اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کا سچا مصداق ہیں۔ اگر کوئی شخص اس امر کو نہیں مانتا تو وہ گویا تسلیم کرتا ہے کہ معاذ اللہ آپ ضایع ہوگئے حالانکہ آپکے برکات اور فیوض کا تو یہاں تک اثر ہوا کہ مدینہ طیبہ کا نام یثرب بھی نہیں رہنے دیا کیونکہ یثرب ہلاک ہونے کو کہتے ہیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس حقیقت کو کھولدیا ہے کہ آپ مدینہ کی خاک میں اس دانے کیطرح ہیں جس سے ہزارہا دانے اگیں۔ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں وہ تعصب اور ضد میں اندھے ہو کر آپکو اس دانہ سے مشابہ سمجھتے ہیں جو معاذ اللہ کرم خوردہ ہو

اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سے عادت ہے کہ نبی کے اخلاق عادات اور توجہ کسی اور کو بھی دیئے جاتے ہیں جو اسکی اتباع میں اسکی محبت میں کامل طور پر فنا ہو گیا ہو اور ظلی طور پر اس کے کمالات اور خوبیوں کو اپنے اندر جذب کرتا ہو، اس صورت میں اس نبی کا لے ملگوا اسکو دیا جاتا ہے اسوقت اسکا نام اس نبی کا ہو جاتا ہے یہی سر ہے جو انجیل میں لکھا ہے مسیح نہ آئیگا جبتک ایلیا نہ آئے۔ اور دوسرے مقام پر ایلیا کے آنے سے مراد اسکی خو اور طبیعت اور طاقت پر آنے سے لی گئی ہے۔ پس مہدی کے متعلق جو کہا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آئیگا اس سے یہی مراد ہے کہ وہ ظلی اور بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہوگا۔

میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قایم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔

اور عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور انکا مصنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا اس کو بالکل بھول جاوے خدائے واحد کی عبادت ہو۔

میرے ان مقاصد کو دیکھکر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اَوَى الْقَرْيَة

الحکم

قادیان

چہ گویم با تو از آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ٰ(۲) خواص و معاونین سے ۱۰ٰ (۳) ہندوستان سے باہر ۷ٰ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳ٰ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ٰ

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۵ء ۲۰ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

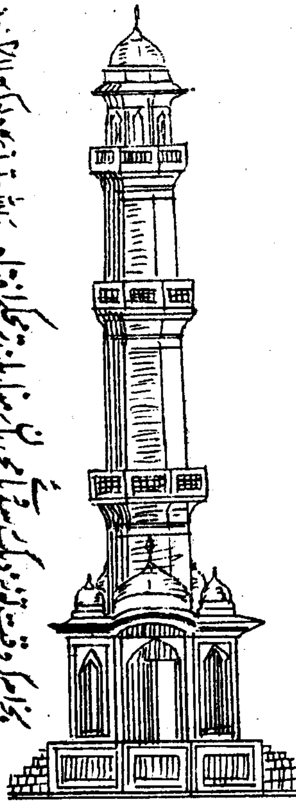

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد - واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون -

فہرست مضامین

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کیلئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رہے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہ رعایت جاری نہ رہے گی۔ اس اثنا میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل خریدنے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہیں۔

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم ۵ٰ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء " ۵ٰ "
ازالہ اوہام ہر دو جلد عمہ "
آسمانی فیصلہ ۲ٰ
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا ۱ٰ
رد شیعہ و خط نسخ ۱ٰ
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۱ٰ صرف پچیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دھرم ۱ٰ
تفسیر سورہ بقرہ عہ صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ٰ
برہان الحق ۲ٰ

النصح ۱ٰ
سلک مروارید حصہ اوّل ۳ٰ صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی
اصلاح النظر ۲ٰ صرف بیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
الانذار ۲ٰ صرف ۸۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ٰ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳ٰ

تمام

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اور بزرگان ملت خیریت سے ہیں۔
۲۔ موسم سخت ہے۔ گرمی اور حبس کا کچھ نہ پوچھو۔ اس قصبہ کی صفائی کا حال بدتر ہے میں اپنے مکرم بابو ہنت رام صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ قادیان آئیں اور قصبہ کی حالت کا معائنہ کریں کہ کیسی ہے؟ سخت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وبائی موسم میں صفائی کیطرف خاص توجہ ہو۔ اور خوردنی اور نوشیدنی اشیاء کا بھی کبھی کبھی ضرور معائنہ کیا جاوے۔

تعلیم اسلام سکول

سکول کے ریزرو فنڈ کیلئے مینے جو تحریک کی تھی۔ اسکے لئے سب سے اوّل منشی الٰہی بخش صاحب اور بابو منظور الٰہی صاحب نے بہٹنڈہ سے منظور کیا ہے کہ ایک ایک روپیہ فی خریدار کے حساب سے بے شک ۱۰۔ اگست کا الحکم وی پی کر لیا جاوے۔ اگر دوسرے خریداروں نے کوئی جواب نہ دیا تو سمجھا جاویگا۔ کہ وہ اس تجویز کو لیں۔ فرماتے ہیں۔ سکول کی مالی حالت قوم کی توجہ کے قابل ہے۔ بہت جلد سرمایہ کی فکر کرنی چاہئے۔ ورنہ اس مہینہ کی تنخواہیں دینے کے لئے ہی منتظمان سکول کو سخت فکر ہو رہی ہے۔

کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ

ایک آنہ فی کس کالج فنڈ کے لئے جو مانگا گیا ہے۔ اکثر احباب نے وہ چندہ بھیجدیا ہے اور بعض بھیج رہے ہیں ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کے لئے سعی کرے اور خاموش نہ ہوجاوے۔ رسید اگلے ہفتہ درج ہوگی۔

شکریہ

مینے جب سے الحکم میں شادی کے اشتہارات دینے شروع کئے ہیں اکثر درخواستیں اندراج کے لئے آتی رہتی ہیں۔ جسکو میں ایک مبارک تحریک سمجھتا ہوں۔ اس سلسلہ میں میں میاں اللہ دتا احمدی بھی کی قابل قدر اخلاقی جرأت کی تعریف کرتا ہوں کہ جہاں شیخ غلام احمد صاحب کی غربت اور مسکینی کو ملحوظ رکھکر بعض لوگوں کو انہیں لڑکی دینے میں تامل اور مضایقہ ہوتا تھا میاں اللہ دتا صاحب نے نہایت اخلاص اور ہمدردی کیساتھ کسی قسم کی شرط کے بغیر اپنی دختر نیک اختر کو انکے نکاح میں دینا پسند فرمایا۔ لیکن چونکہ انکی صاحبزادی کی عمر بہت چھوٹی ہے اسلئے شکر گذاری کے ساتھ انکار کرنا پڑا ورنہ ایسے مخلص اور محسن کی فرزندی میں داخل ہونا شیخ غلام احمد صاحب بھی از بس پسند فرماتے تھے اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور قوم کو ایسی مبارک تحریک کی تقلید کی توفیق دے۔ کہ وہ ہر ایک احمدی کو احمدیت کیوجہ سے اپنی جیسی عزت اور رفعت دیں۔

درخواست دعا

میں کئی امر مشکل دینی میں سخت گرفتار ہو گیا ہوں۔ جو میرے حضور خشوع وغیرہ دینی کام میں خلل انداز ہے۔ امید ہے میرے واسطے ناظرین الحکم دعا فرماوینگے۔ راقم ملک غلام احمد دوکاندار

اسلامی دنیا

مدینۃ الجزائر سے مشرق کی جانب بلاد القبائل کے نام سے مشہور ایک علاقہ ہے یہاں سلسلہ وار پہاڑیاں دور تک چلی گئی ہیں جن میں سے بعض بہت بلند ہیں یعنی تین چار ہزار میٹر تک ان پہاڑیوں پر ایام سرما و گرما میں ہمیشہ برف جمی رہتی ہے پہاڑی راستے نہایت تنگ ہیں۔ کوئی فرد بشر وہاں سے ہرگز گذر نہیں سکتا اسواسطے وہاں کے رہنے والے کسی کے محکوم نہیں ہو سکتے اور انہیں کسی دشمن کا خوف نہیں بربری قومیں وہاں جا کر کسی زمانہ میں سکونت پذیر ہوئیں۔ مورخین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ وہ قومیں شمالی افریقہ سے آئی تھیں۔ ان کی طبیعتیں ہمیشہ سے بوجہ آزاد و غیر محکوم ہونیکے اپنی قدیم دلیری وعظمت بزرگانہ سے کچھ بھی متغیر نہیں ہوئیں۔ تمام لوگ اعلےٰ درجہ کے نیک بخت مسلمان ہیں کوئی شخص انمیں غیر مذہب کا نہیں ہے تمام لوگ مع اہل و عیال نماز کے پابند اور شریعتہ اسلام کے فدائی ہیں۔ ان میں بڑے بڑے فاضل اور زبردست فقیہ موجود ہیں جن کے کہنے پر یہ لوگ جان تک دینے کو طیار ہو جاتے ہیں ان کی اپنی ایک خاص زبان ہے جو لکھنے میں استعمال نہیں کرتے۔ اور تحریری معاملات مثل خط کتابت وغیرہ عربی سے کام لیتے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگ نہایت زبردست اور دلیر ہوتے ہیں چنانچہ ان کی بہادری کی یہ اعلےٰ دلیل ہے کہ فرانس کے ساتھ وہ پونصدی برابر لڑتے رہے اور ۱۸۵۷ء سے پہلے انہوں نے فرانس کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ آخر ۱۸۵۷ء میں فرانس نے ان پہاڑوں کے درمیان بڑی بھاری فوجکشی کر کے ہموار سڑکیں تیار کیں۔ اور پہاڑوں کے اوپر ایک قلعہ شاہی تیار کیا۔ جہاں فوجیں اور توپیں بسہولت تمام پہونچ سکیں مگر دولت فرانس باوجود اتنی کوشش کے ان لوگوں کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکی اور ۱۸۷۱ء میں جبکہ فرانس کا محاربہ جرمن سے ہوا اسی سال فرانس کی لڑائی ان مسلمانوں سے بھی چھڑ گئی جو برابر دو سال تک ہی اس لڑائی میں فرانس کی بعد فوجیں قتل ہوئیں اور خزانہ کا ایک بھاری حصہ اس شدید مقابلہ میں برباد ہو گیا۔ جو تلخی فرانس کو اس محاربہ میں اٹھانی پڑی وہ آجتک نہ بھولا ہو گا لیکن۔ ان پہاڑی مسلمانوں کا استقلال پہاڑ سے بھی زیادہ مستحکم تھا جو ذرا بھی متزلزل نہ ہوا۔

یہ علاقہ نہایت زرخیز اور بڑی بھاری آمدنی کا ملک ہے لیکن جب اجنبی ملک کا کوئی مسافر وہاں جاتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی فرد بشر ہرگز موجود نہیں اور تمام علاقہ خالی پڑا ہے وجہ یہ کہ وہاں کے لوگ پہاڑوں کی تلیٹی یا کھوؤں میں کہیں ایسے چھپے رہتے ہیں کہ جہاں سے دیکھنے کو نظر نہیں آتے یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایسے سنگ قلعے ہیں یا یوں سمجھو کہ ایک گاؤں ایک پختہ حصار ہے جسپر کسی فاتح کو فتح کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ پہاڑوں کے نچلے حصوں میں میدان وسیع ہیں جن میں نہریں جاری ہیں اور باغ لہلہاتے نظر آتے ہیں۔ میوہ بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے کھیت دور سے دکھائی دیتے ہیں جن میں قسم قسم کے غلے پیدا ہوتے ہیں پہاڑوں کے بالائی حصوں کو درختوں نے ایسا چھپایا ہوا ہے کہ وہ دور سے کم ہی نظر آتے ہیں۔ خود رو میوے۔ انجیر۔ زیتون۔ مشمش بہت پیدا ہوتے ہیں یہ لوگ جنگ و جدال کے طبعی طور پر شائق ہیں جیسا کہ پہاڑی لوگ ہوتے ہیں برخلاف میدانی لوگوں کے کہ وہ طبعی طور پر ڈرپوک اور نیچے حاکموں کے محکوم ہونیکے خوگر ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی دلیری و شجاعت کے باعث فرانس نے ان قبائل سے اکثر جوان چن چن کر اپنی فوج کی زینت بڑھانے کو ملازم رکھے ہیں بلکہ انواع زواف جو فرانس کے عساکر میں ایک زبردست فوج کا نام ہے اسی علاقہ کے ایک قبیلہ (زواف) کے نام سے موسوم ہو گئی ہے یہ لوگ بڑے قد آور۔ خوبصورت اور چھریرے جوان ہوتے ہیں۔ ان قوم کے بہادر جوانوں نے فرانس کے ساتھ بڑی بڑی خیر خواہیاں اور وفاداریاں کی ہیں۔ اور بڑے بڑے معرکوں میں جانیں لڑائی ہیں اب دولت فرانس کیطرف سے ان مسلمانوں کو بڑے بڑے فوجی عہدے بھی ملنے لگے ہیں اور فرانس کے دلمیں انکے ساتھ کمال محبت جوش زن ہے اگر یہ لوگ تعلیم جدید سے بھی بہرہ مند ہوتے تو امید تھی کہ ان کو فوجی عہدوں کے علاوہ ملکی عہدے بھی نصیب ہوتے مگر یہ اکثر جاہل ہوتے ہیں۔

مدینۃ الجزائر تمام سرزمین میں دوسرے قبائل سے بلاد القبائل کے پہاڑی باشندے کیا بلحاظ تجارت کے اور کیا بلحاظ صنعت و حرفت کے اور کیا بلحاظ زراعت کے سربرآوردہ اور اعلےٰ درجہ کے آسودہ لوگ ہیں چنانچہ فرانس کے بڑے بڑے شہروں میں ان کی تجارت ہوتی ہے اور پایۂ تخت جرمنی و انگلستان میں انکی کوٹھیاں و ایوان تجارت کھلے ہیں۔ گماشتے بیٹھے ہیں۔ یورپ میں مشرقی تجارت کے نام سے مدینۃ الجزائر کے تاجروں کی مصنوعات جا کر فروخت ہوتی ہے شہر تیزی اور زواف دو بڑے شہر ہیں ان میں فرانس کیطرف سے ریلوی جاری ہے ان شہروں سے مدینۃ الجزائر ایک سو سات میل کے فاصلہ پر ہے۔

فرانس کیطرف سے پادری لوگ مسلمانوں کا لباس پہنکر اور بڑی بڑی تسبیحیں ہاتھ میں لیکر صوفیوں کے بھیس میں وہاں گئے تھے جوا ب وہاں ایک گرجا بنا کر رہتے ہیں پہاڑی مسلمان ان سے سخت متنفر ہیں کبھی کوئی ان کی طرف رخ نہیں کرتا اور نہ وہ بازاروں میں جا کر کہیں مسیحی وعظ کر سکتے ہیں۔ لیکن لاوارث یتیموں کو خرید کر تعلیم دیتے ہیں تاکہ اپنی تعلیم بھی خفیہ طور پر دیتے ہیں۔ ۲۴ سال سے آجتک مسیحی مشنریوں کو وہاں کوئی کامیابی نہیں ہوئی حکومت کی طرف سے تنخواہیں معقول پاتے ہیں اور وحشیوں کی طرح تن تنہا زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان مسیحی مشنریوں کو آئندہ بھی مدینۃ الجزائر میں کسی کامیابی کی امید نہیں کیونکہ وہ لوگ دین اسلام میں ایسے پکے ہیں کہ کلمۃ التوحید کے خلاف کسی کی زبان سے ایک کلمہ بھی سن پاویں تو اسیوقت اسکو قتل کر ڈالیں۔

(وکیل)

مسلمانان جاوہ کے حالات

۸۲۳ھ ہجری میں بلاد جاوہ کیطرف اہل اسلام سلاطین نے توجہ کی اور فتح کرنے کے بعد تمام جزیرہ کے مالک ہو گئے اور اسلامی دعوت سے اس بلاد کے لوگ کمال متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور گیارہویں صدی تک اسلام لوگوں کے دلوں پر اپنا سکہ جما تا رہا حتیٰ کہ سماٹرا۔ اور بورنیو۔ اور سلیبز تک جا پہونچا جن کا صدر مقام شہر مکاسر ہے لیکن اسوقت مسلمان حاکموں کی حکومت کا اس ملک میں یہ حال تھا کہ ہر ایک شہر میں الگ بادشاہ بناہوا حکومت کر رہا تھا۔ یہ بڑے بڑے شہر جہاں حکومتیں قائم تھیں شہر بانٹن۔ مستر کورنلیس۔ بوقر۔ شانخور۔ باندوگ قاروت۔ جوگجہ۔ سوراکرتہ۔ سرابایا۔ سرباراگ۔ بیکلونگن۔ تیگال بھیے۔ یہہ بارہ شہر گویا مسلمانوں کی بارہ حکومتیں تھیں۔ جو اب اون کے ہاتھ سے جاتی رہی ہیں صرف سوراکرتہ اور جوگجہ میں مسلمانوں کی کسی قدر حکومت باقی ہے۔ اور سب ممالک گورنمنٹ ہالینڈ کے ماتحت ہیں۔ ان دو شہروں میں بھی مسلمانوں کی برائے نام حکومت ہے۔ یہاں کے لوگ ہالینڈ کے سوا کسی کو اپنا بادشاہ نہیں سمجھتے۔ آج کل اہل جاوہ کا یہ حال ہے کہ مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر دین اسلام کی اون کو کوئی بات معلوم نہیں گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے انپر ہر وقت ظلم ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ بیچارے مظلوم صبر و تحمل کیسا تھ برداشت کرتے ہیں۔ عرب کے لوگ جو اواخر ۱۱۰۰ ہجری میں یہاں آکر آباد ہوئے۔ اکثر تجارت پیشہ ہیں علاقہ سماٹرا اور فونتیاک میں اور فیلا کے قریب کی بستیوں میں بکثرت رہتے ہیں ان کی عادات بھی جاوہ کے لوگوں سے ملتی جلتی ہیں۔ اسکا سبب مدت سے علم و تعلیم کا چھوٹ جانا اور حکومت ہالینڈ کے زیر اثر رہنا ہے پھر بھی ٹوٹی پھوٹی عربی بول سکتے اور لکھ پڑھ لیتے ہیں۔ آجکل گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے اسلام کے برخلاف مدارس قائم ہوئے ہیں۔ جنکے قائم کرنیکا اصلی مقصد اہل جاوہ کو اسلام کی محبت سے برگشتہ کرنا اور عیسائی مذہب کیطرف رغبت دلانا ہے۔ چنانچہ انکے بچوں کو تعلیم عربی سے بلکہ سادہ کلام اللہ پڑھنے سے بھی روکا گیا ہے۔ یہ ظلم اس حد تک پہونچا ہے کہ جاوہ کے لوگوں کو عربی لوگوں سے ملنے تک کا حکم نہیں۔ اگرچہ اہل عرب بھی وہاں کے بالکل جاہل ہیں۔ لیکن انتہا ہے کہ کلام اللہ کی دو چار سورتیں انمیں سے کسی کسی کو یاد ہونگی۔ نماز کوئی کوئی پڑھتا ہو گا یہ عیسائی لوگ نے انکو بڑا دیندار اور قائم علی الدین سمجھا ہوا ہے۔ جاوہ کے لوگوں سے انکو ملنے نہیں دیتے۔ کہ یہ دین اسلام کی انکو تعلیم دینگے۔ عربی کی کتاب سیکھنا جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا دل دکھانیوالی مصیبت ہو گی۔ کہ پہلے جاوہ کے لوگ مولود شریف پر جمع ہو کر عربوں سے کلام اللہ سنتے اور وعظ و نصیحت کی مجلس قائم کرتے تھے۔ اسپر حکومت کیطرف سے انکے لئے بڑی بڑی سخت سزائیں مقرر کی گئیں۔ اسلامی کتابیں چھین کر جلائی جاتی ہیں جس کے پاس سے کوئی کتاب مسائل دین کی نکلے وہ مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے اہل علم باوجود ان عظیم خطرات کے دین اسلام کی تعلیم میں کوشش کرتے تھے۔ اس خناس گورنمنٹ نے اکثر علماء کو گرفتار کر کے جیل میں ٹھوک دیا۔ اور بہتوں کو ملک بدر کر دیا۔ اسقدر متعصب گورنمنٹ روئے زمین پر کم ہو گی جس نے ملک سے سادات عظام و علماء اکرام اہل اسلام کی بیخ اکھاڑ دی ہے۔ سو ان گذشتہ حالات سے آئندہ حالات کو قیاس کر لینا چاہیئے کہ وہاں آنے والی نسلوں میں اسلام کب رہ سکے گا؟

جزیرہ سماٹرا کے تاریخی حالات یہ ہیں کہ خلافت عباسیہ کے وقت شہر آسہ میں ایک جنگ جو بہادر جوہان شاہ نام تین ہزار نبرد آزما لیکر اس جزیرہ پر چڑھ آیا اور فتح پا کر وہاں حکومت قایم کی جو ابتک چلی آتی ہے مسلمان امیر اس امارت پر جانشین ہوتے آئے اب بتیس برس سے ہالینڈ کی حکومت نے ان مسلمانوں سے جنگ شروع کر رکھی ہے اس جنگ کا باعث سونیکی کان کا لالچ ہے جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہے لیکن خدا تعالیٰ کی تائید سے ابتک اس سلطنت نے مسلمانوں پر فتح نہیں پائی تمام جزیرہ سوماطرا مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اس جزیرہ کے علاوہ تین جزیرہ اور بھی اسلامی حکومت کے ماتحت ہیں جن میں کان الماس و زمرد اور بڑے قیمتی جواہرات برآمد ہوتے ہیں سا اور سونیکی کان بڑی وسیع ہے۔ یہاں کے مسلمان ان معدنوں کے سبب سے نہایت مرفہ الحال ہیں کوئلہ کی کان اور مٹی کے تیل کی کان بھی اس جزیرہ کے پہاڑوں میں ہے۔ گورنمنٹ ہالینڈ ان جزائر کے گرد و نواح میں چند سواحل پر قابض ہے۔ جیسے بادانگ۔ فلیبانگ۔ جانبی۔ ڈیلی۔ ان شہروں پر بھی ایک مسلمان امیر حکومت ہالینڈ کیطرف سے متعین ہے اور جزیرہ سیلبز کبھی ہالینڈ کے ماتحت نہیں ہوا مگر مکاسر انکے قبضہ میں ہے اور تمام مشرقی جزائر جو آسٹریلیا کے قریب ہیں سب ہالینڈ کے تابع ہیں۔ تھوڑا سا علاقہ پرتگیزوں کے قبضہ میں بھی ہے اور جزیرہ بورنیو میں کچھ قبضہ سرکار انگریزی بھی ہے جہاں سے قلعی۔ چاندی۔ الماس۔ اور کوئلہ کی کانیں برآمد ہوئی ہیں۔ حکومت ہالینڈ کے قوانین گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں اسی سال رواں کی ابتداء میں عربوں اور چینی تاجروں کی راہداری میں کچھ تخفیف کی تھی۔ اور ابھی اس قانون مشتہرہ کو بدل ڈالا اور مسافروں کی راہداری گران کر دی۔ تاجروں پر بھاری ٹیکس لگا دیا۔ ہالینڈ کا موجودہ حاکم نہایت جابر و طامع ہے۔ ہر سال ٹیکس اور محصول زیادہ کر دیا جاتا ہے چنانچہ سالہائے گذشتہ کی نسبت امسال چوگنا محصول بڑھا دیا ہے۔ سال رواں کی ابتداء میں مسافروں کی راہداری پانچ روپیہ پر ملتی تھی اب دس روپیہ کر دی ہے اور درخواست کا محرر بھی ایک روپیہ لے لیتا ہے اسی طرح دوسرے ظلم جن کا شمار نہیں ہو سکتا اس حکومت میں مسافروں پر ہوتے ہیں۔

(وکیل)

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ ملک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔

ترجمہ۔ حمد اور ستائش اور مدح اس بڑے رب کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے۔ اور رحمان العالمین ہے۔ اور رحیم العالمین ہے۔ اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اسکی بے انتہا رنگوں میں ظاہر ہوتی ہیں کوئی انکا انتہا نہیں پا سکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنے پرورشیں ایک خاص رنگ۔ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس لیے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اسلئے ایسی چیزیں پرستش کے لایق نہیں۔ علاوہ اس کے ان کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الٰہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے وہ سچے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لایق تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لایق نہیں ہیں اسیطرح دوسرے مقام پر فرمایا۔ **لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن** یعنے نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزیں سورج چاند آسمان۔ آگ۔ پانی وغیرہ کی ہیں۔ چاند اور سورج کا ذکر کرکے پھر بعد اس کے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جنکی غیر قومیں پرستش کرتی ہیں تم ہرگز انکی پرستش مت کرو۔ پھر اس سورۃ میں یعنے سورۃ فاتحہ میں اس بات کا جواب ہے کہ جب آکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فائدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں تو دعا کے پیرایہ میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اسکو شناخت نہیں کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں سے اپنے تئیں شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اس سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کرکے اور اسکو اپنے پاس سے معرفت عطا کرکے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا۔ یہ سورہ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نماز میں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک انسان اس دعا کو درد دل کے ساتھ خدا کے حضور میں کھڑے ہوکر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اس نماز میں تین چیزیں سکھائی گئی ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی صفات کی توحید تا انسان چاند۔ سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے مونہہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جاوے اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے

ایاک نعبد و ایاک نستعین

یعنی میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسری یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں کو شریک کرے اور اسطرح بنی نوع کا حق ادا کرے اس لئے دعا میں **اھدنا** کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ یہ معنے نہیں کہ مجھ کو اپنی سیدھی راہ دکھا۔ پس اس طور کی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں یہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ بلکہ وہ ہمیں روحانی نعمتیں عطا کر جو تو نے پہلے راستبازوں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب اُن پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اسپر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کیطرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کیوجہ سے ہلاک کئے گئے۔ اور بارہا طاعون کا عذاب ان پر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جب اس دنیا سے وہ گذر جائے گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ رگوید میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں اس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو ان کے پردہ میں کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جسقدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قایم رکھنے کیلئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسمار اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کے آب و تاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور ان کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پس اسیطرح خدا کی ایک تجلی بھی موسم خریف سے مشابہ ہے کہ ایک نیا مادہ انسانوں پر آتا ہے کہ اُن کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور یاد الٰہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کہلے کہلے معصیت اور فسق کا دور ابھی نہیں آتا مگر انس الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس کو کلجگ کا پیش خیمہ کہنا چاہیئے

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے جب کہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اس آفتاب حقیقی کے جس کا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ خدا کی محبت دلوں سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اس کو چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری۔ قمار بازی۔ زناکاری اور جھوٹ فریب۔ دغا۔ بدزبانی۔ تکبر۔ دنیا پرستی۔ چوری۔ خیانت۔ خونریزی۔ ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لایق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر بھی جائے تو اس کی یادگاریں قایم ہوتی ہیں۔ ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے شاذونادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے کہ گویا اسکو کلجگ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ ربیع کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جب کہ مردہ پودے نئے سرے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے سو اسی طرح وہ آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھائی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اترتا ہے ....

....

کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب کرکے اس کے دل کو اس پانی کا ابر بہار بناتا ہے تب وہ پانی اس بادل میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودوں پر پڑتا ہے جن کو خریف کی یا دھوپ نے تباہ اور خراب کر دیا تھا اور انہیں معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول انہیں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک عمال کے پھلوں سے بہرہ دیتا ہے۔

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ صیف کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج اُن پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسیطرح خدا کی تجلی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنے موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کرکے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اسکی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الٰہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے معنے سے ست جگ کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالےٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اسکی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہیں پس اسمیں کلام کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائیجاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالےٰ میں موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہمپر کھولدیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں یہ اسی کی طاقت زبردست ہے جو پردہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے وہی ہے جو چاندکو پردہ پوش اپنی ذات کا بناکر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہوکر انکو منور کردیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے اسی کی طاقت آگ میں ہوکر جلاتی ہے اور ہوا میں ہوکر دَم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے یہ اُسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسّم ہوکر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھارہی ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑہ جو آگ میں پڑکر آگ کی شکل بنگیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اسکی نہیں بلکہ آگ کی ہیں اسیطرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جسقدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو انمیں پائیجاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے کلمے تھے جو اسکی قدرت نے انکو مختلف رنگوں میں ظاہر کردیا۔ نادان سوال کریگا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے کیا خدا انکی علیحدہ ہونے سے کم ہوگیا مگر اسکو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشی[*] آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدایش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور اُستت کی اس کا بھی یہی مقصد ہوگا کہ الٰہی طاقت ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ سب اجرام بطور چھلکے کے ہیں اور وہ مغز ہے اور سب صفات اسی کیطرف رجوع کرتی ہیں اسلئے اس کا نام آگ رکھنا چاہئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل انکے فعل نہیں بلکہ یہ سب اس کے فعل ہیں اور انکی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اسکی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں کہ الحمد للہ رب العٰلمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ یعنے دنیا ایک شیش محل ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک تیسری جگہ بھی فرمایا۔ وحملناھم فی البر والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اٹھاتی ہے یا کشتیاں دریا میں تمہیں اٹھاتی ہیں بلکہ ہم خود تمہیں اٹھا رہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

حاشیہ[†] آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پرمیشر نے زمین اور آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجودہ چیزوں کو جو قدیم سے تھیں باہم جوڑا ہے جیسا کہ جیو جو قدیم ہے اور انادی ہے اور پرمانو یا پرکرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہیں وہ قدیم اور انادی ہیں۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کی وجہ سے اسقدر آریہ صاحبوں پر غصہ نہیں کرتے جسقدر ہمیں انکی بدقسمتی پر رحم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہیں کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل گیان انکو حاصل ہوا۔ وہ خدا جس نے اسقدر بڑے بڑے اجرام آسمان میں پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اسقدر ستارے پیدا کئے جنکا اب تک انسانوں کو پتہ نہیں لگا۔ بقیہ حاشیہ کالم ۲ کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادہ کا محتاج تھا۔ جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور انکی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادہ الٰہی سے اور اسکے اشارہ سے ہی یہ سب کچھ ہو گیا تو میری روح بے اختیار بول اٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور ورا العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اسنے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا۔ افسوس کہ آریہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کے بنانے میں انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادہ کے کچھ بنا نہیں سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہیں سکتا پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک دیوار کے بنانے میں اندازہ کرتے ہیں کہ ایک معمار اتنے دنوں میں اسکو تیار کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ایسا ہی ہمیں یہ اندازہ کرنا پڑیگا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے میں اسقدر وقت کی ضرور حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اسکے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے یہ حدیں مقرر کرنا اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کیلئے اس کو محتاج سمجھنا کفر ہے اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلدی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہیں پس اس صورت میں وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی ضعف کیلئے جو منطق بنائی گئی ہے اس منطق سے اسکے حق میں بھی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کونسی حماقت ہوگی۔ میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے پنڈت صاحب نے جب دیکھا کہ بغیر روٹی کھانے کے وہ جی نہیں سکتے اور بغیر پانی کے انکی پیاس نہیں بجھتی اور بغیر مشقت اور سفر خورچ کے وید نہ پڑھ سکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کی حصول کیلئے مادہ کے محتاج ہیں ایسا ہی انکا پرمیشر بھی مادہ کا محتاج ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کاموں کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتیں ہرگز سمجھ نہیں سکتیں کہ دنیا میں پاکدامن اور پاک دل عورتیں بھی ہوتی ہیں جسکو آنکھیں ملی ہیں وہ آنکھوں کے بعد اپنے تئیں اندھا نہیں کر سکتا اور جسکو کوئی حصہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پھر جہالت کو پسند نہیں کر سکتا ہم نے صدہا امور اپنی آنکھوں سے ایسے خارق عادت دیکھے ہیں کہ اگر ہم بعد اس کے گواہی نہ دیں کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہیں تو ہم سخت گنہگار ہوں گے شائد چودہ سال کے قریب ہوگیا ہے یا کم زیادہ جو میں نے دیکھا تھا کہ عالم کشف میں ایک کاغذ پر میں نے بعض باتیں لکھی ہیں اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہونی چاہئے، اور میں نے دیکھا کہ میں وہ تحریر اپنے قادر خدا کے روبرو پیش کی کہ اسپر دستخط کردیں کہ ایسا ہی ہو جائے تب پھر خدا نے ایک قلم سے ایک سرخی کی سیاہی سے جو خون کے مانند تھی اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ خون ہی ہے اسپر دستخط اپنے کر دیئے اور دستخط سے پہلے قلم کو چھڑک دیا اور وہ چھینٹے خون کی میرے پر پڑے تب وجد اور شوق محبت سے میری آنکھ کھل گئی کہ خدا نے میرا منشا پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دیئے۔ اسوقت میرے پاس ایک دوست موجود تھا یعنی میاں عبداللہ سنوری اس نے شور مچایا کہ یہ قطرے سرخ کہاں سے گرے اور جیسا کہ عالم کشف میں دیکھا تھا درحقیقت خارج میں بھی وہ سرخ قطرے تر بتر میری کرتہ پر پڑے تھے اور کچھ عبداللہ پر بھی۔ اب بتلاؤ کہ یہ تمام کشفی معاملہ تھا ظاہر میں ان خونی قطروں کا وجود کیونکر پیدا ہوگیا اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا آریہ صاحبان بجز انکے کیا جواب دیسکتے ہیں کہ یہ قصہ جھوٹا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصہ بیمثل سرمہ چشم آریہ میں لکھا ہے کیونکہ انہیں نونمیں وہ کتاب تالیف ہوئی ہے اور دیکھتے ہیں

[*] کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہیں ہو سکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت اور اندیشہ اسکی ناراضگی کے دور نہیں ہو سکتا۔ محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہے جیسا کہ آگ میل کو جس سونے کو ہر روز آگ میں ڈالو گے کیا اسپر کوئی میل رہ سکتی ہے اگر وہ شخص جو نہ خدا کی حسن کا قائل ہے یعنے اسکو پورا قادر نہیں جانتا اور نہ خدا کی احسان کا قائل ہے یعنی یقین نہیں کرتا جو اسکی روح جو اسکے اندر بول رہی ہے وہ خدا ہے کردہ خاک اپنے پرمیشر سے محبت کرے گا۔ منہ

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۳

(الطریق معارضۃ بالقلب)

اثبات بطلان بعض عقائد فاسدہ علی حائری لاہوری علیہ ما یستحقہ کہ در ملک پنجاب اسباب ضلالت فراہم آوردہ است۔

باعث تحریر این مضمون و دیگر مضامین شخصے کشمیری الاصل اجہل الناس علیہ ما علیہ موسوم بہ علی حائری میباشد۔ حالات عجیبہ و مقالات غریبہ وے کہ کمتر از مضحکہ صبیان و حیلے نسوان نیست خواستم کہ درین مضمون و دیگر مضامین برائے ملاحظہ احباب اطیاب و مطالعہ اصحاب انجاب بالجملہ نوشتہ باشم تا عرفا دانستہ باشند کہ از جملہ شصت کذابان کہ ذکر آنہا در حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم رفتہ است این کشمیری عجیب نمیباشد کہ بحیلہ و فریب و کذب و دروغ میخواہد کہ خلق اللہ از صراط مستقیم دور اندا ختہ ہمراہ جہنم ببرد۔ خدا لعنت کند گروہے را کہ فروختند دین را بدنانیر و دراہم و دست ظلم و تعدی با نسبت با امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان و متبعانش دراز کردہ اند۔

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ قبل ازین دو مضمون در رد کتاب غایۃ المقصود جلد دوم مصنفہ این کشمیری علیہ ما یستحقہ در جریدہ الحکم بطبع در آمدہ بود کہ اخویم مفضل چنگوی در کتاب خود نصرۃ الحق نام در پے انجام و اسکات مخالفین شد و دلائل و براہین ضعیفہ و واہیہ مخالفین را عموماً و علی حائری را خصوصاً اوہن من بیت العنکبوت باثبات رسانیدہ ناچار ارادہ تحریر جواب غایۃ المقصود را ترک گفتم و فارغ نشستم مگر سپس معلوم شد کہ این کشمیری علیہ ما علیہ و مقلدانش کتاب غایۃ المقصود جلد چہارم را کتابے لاجواب پندارند و بدان فخر و مباہات آرند و چونکہ کتاب مستطاب نصرۃ الحق ہنوز مجموعاً زیور طبع نپوشیدہ است لہذا خواستم کہ چند اغلاط مجتہد المتشیعین را کہ در غایۃ المقصود جلد چہارم بکمال جہالت و کوتاہ نظری از و سرزدہ درین مضمون و مضامین آیندہ بدین ناظر سازم بنا بر آن این چند سطر منوط قلم سازم۔ و باللہ التوفیق و علیہ التکلان۔

غایۃ المقصود صفحہ ۱۱ قولہ۔ تسلط طاعون بر ہندوستان آیا بطریق غضب اللہ مثل از منہ سابقہ بر امم انبیاء سابقہ نازل شدہ است یا بہیچ امراض و آفات و بلیات متداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص و جذام وغیرہا بنا بر اول مخالفت قرآن عظیم لازم آید زیرا کہ در شان رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآن ناطق و صادق است وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان و تفسیر این میکند آیۃ شریفہ سورہ انفال قولہ تعالے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسم خداوندی نیست کہ عذاب کند ایشانرا و حال آنکہ نور رحمت عالمیان میان ایشان موجود باشی پس جزا و سزا است ہر قوم این نبی رحمت را منحصر در آخرت گذاشت تا رحمت عالمیان بودن آنحضرت صلعم ثابت گردد۔

اقول ایہا الناظرین! این اولین دلیلی است کہ مجتہد شیعیان در جلد چہارم غایۃ المقصود بتردید امامنا حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ تعالےٰ [1] نوشتہ است پس ہرگاہ این دلیلش بآیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ ضعیف و مردود ثابت بشود دیگر اوراد وے را در جلد چہارم مندرج ساختہ بر آن قیاس توان کرد۔

حالا ببانگ بلند میگوئیم کہ مجتہد علیہ ما علیہ درین مسئلہ طریق صواب نہ پیمودہ بلکہ از منہج ہدایت دور افتادہ۔ فی الحقیقت نزول عذاب بر منکرین و معاندین اسلام و کفار و منافقین لیام منافی رحمت نیست و تفسیر آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ نہ چنین باشد کہ مجتہد پنداشتہ ناظرین باید قرآن کریم را در دست گیرند و سورہ انفال را نیک تلاوت فرمایند۔

قال اللہ تعالے (۱) واذ قالوا اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک۔

و انگاہ کہ گفتند بار خدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو۔

واذ قالوا اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ٭ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ط وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون ٭ وما لہم الا یعذبہم اللہ وہم یصدون عن المسجد الحرام وما کانوا اولیاءہ ط ان اولیاؤہ الا المتقون ولکن اکثرہم لا یعلمون ٭ وما کان صلاتہم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔

ترجمہ:۔ و انگاہ کہ گفتند بار خدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو پس برسان سنگ را از آسمان ہا ببار بر ما عذاب دردناک را و نیست خدا کہ عذاب کند ایشانرا در میان ایشان باشی و ہرگز نیست خدا عذاب کنندہ ایشان و ایشان استغفار میکنند یعنی سنت اللہ آنست کہ تا پیغمبر در میان قوم باشد عذاب عام نمیکند و ہمچنین تا ایشان استغفار میکنند عذاب نمے آید و نیست مر ایشانرا یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان کہ عذاب نکند ایشان را خدا و حال آنکہ ایشان باز میدارند یعنی مردمانرا از مسجد الحرام و نیستند سزاوار آنجا۔ نیستند سزاوار آنجا مگر متقیان۔ لیکن بیشترین ایشان نمیدانند یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بودن پیغمبر در میان ایشان مانع بود و الحال مانع برخاست و نیست نماز ایشان نزدیک خانہ کعبہ بجز صفیر کردن و دستک زدن پس بچشید اے کافران عذاب را بسبب کافر شدن خود

از آن آیہ کریمہ ظاہر و روشن است کہ چون کفار مکہ درخواست نزول عذاب کردند خداوند فرمود کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تا آنکہ از مکہ ہجرت نمیکند عذاب نازل نمیشود یعنی بعد ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عذاب نازل خواہد شد چنانچہ آیہ کریمہ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔ دلالت صریحہ دارد برین۔ پس استدلال مجتہد علیہ ما علیہ بآیہ کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین و آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ بجز ارزو۔ مغالطہ بیش نیست۔

علاوہ برین دیگر آیات قرآنیہ نیز بر تکذیب مجتہد المتشیعین گواہ ہستند چنانچہ خداوند کریم در پارہ دہم سورہ توبہ میفرماید۔

(۱) وبشر الذین کفروا بعذاب الیم ٭ الا الذین عاہدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاہروا علیکم احدا فاتموا الیہم عہدہم الی مدتہم ان اللہ یحب المتقین ٭

و خبردہ کافران را بعذاب دردہندہ مگر آنانکہ با ایشان عہد بستہ بودند از مشرکان باز کمی نکردند با شما از چیزے و مدد ندادند بر شما کسے را پس بوفا رسانید بسوے ایشان عہد ایشان را تا مدت ایشان ہر آئینہ خدا دوست میدارد پرہیزگاران را۔

(۲) قاتلوہم یعذبہم اللہ بایدیکم و یخزہم و ینصرکم علیہم و یشف صدور قوم مؤمنین ٭ و یذہب غیظ قلوبہم و یتوب اللہ علی من یشاء و اللہ علیم حکیم ٭ پارہ دہم سورہ

ترجمہ:۔ جنگ کنید با ایشان تا عذاب کند ایشان را خدا بدست شما و رسوا سازد ایشان را و فتح دہد شما را بر ایشان و شفا بخشد سینہائے گروہ مسلمانانرا۔ و دور کند اندوہ دل ایشان را و رحمت باز گردد خدا بہر کہ خواہد و خدا دانا و استوار کار است۔

(۳) ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علے المؤمنین و انزل جنودا لم تروہا و عذب الذین کفروا ط سورہ توبہ رکوع ۴

پس فرو فرستاد خداوند سکینت بر رسول خود و بر مومنین و فرو فرستاد لشکر کہ شما بدیدند و عذاب کرد کافران را۔

(۴) یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنفقین و اغلظ علیہم ط وماواہم جہنم ط و بئس المصیر ٭ یحلفون باللہ ما قالوا ط ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامہم و ہموا بما لم ینالوا ج وما نقموا الا ان اغنہم اللہ و رسولہ من فضلہ ج فان یتوبوا یک خیرا لہم ج وان یتولوا یعذبہم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ ج وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر ٭ سورہ توبہ رکوع ۱۰۔

ترجمہ:۔ اے پیغمبر جہاد کن با کافران و با منافقان و درشتی کن بر ایشان و جائے ایشان دوزخ است و وے بد جائیست سوگند میخورند بخدا کہ نگفتہ اند و ہر آئینہ گفتہ اند سخن کفر و کافر شدہ اند بعد اسلام خویش و قصد کردند انچہ نیافتند یعنی ایذائے پیغمبر و انکار نکردند الا بران کہ توانگر ساخت ایشانرا خدا و رسول از فضل خود پس اگر توبہ کنند بہتر باشد ایشانرا و اگر بر گردند از توبہ عذاب کند ایشانرا

---

[1] اگر این استدلال مجتہد صحیح باشد عقیدہ رجعت کہ شیعیان بران نازکنند مغالطہ محض ثابت شود۔ سید حکیم الدین احمدی کرہی

خدا بعذاب دردہندہ در دنیا و آخرت و نیست ایشانرا در زمین ہیچ کارساز و ہیچ کارساز یاری دہندہ۔

(۵) وممن حولکم من الاعراب منفقون ومن اہل المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم سنعذبہم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم۔ سورہ توبہ رکوع ۱۳

ترجمہ۔ و از آنکہ حوالی شما از اعراب منافقانند و بعض اہل مدینہ خوگرشدہ اند بنفاق تو نمیدانی ایشانرا ما میدانیم ایشانرا۔ عذاب خواہیم کرد ایشانرا دو بار یعنی درمیان مسلمانان ذلیل شوند و در اموال و اولاد آفات بینند باز گردانیدہ شوند بعذاب بزرگ۔

ایہا الناظرین ازین آیات کریمہ و دیگر آیات قرانیہ ظاہر و باہر است کہ نزول عذاب بر کفار و منافقین مطابق نصوص قرانیہ جایز و واقع و ثابت و متحقق است پس اعتراض مجتہد علیہ ما علیہ سراسر غلط است۔ صرف نظر ازین مصنف علیہ ما تحقہ در صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ مرض طاعون را علامت حضرت امام مہدی علیہ السلام تسلیم میکند پس از مصنف بلند نظر این سوال جواب طلب میباشد کہ طاعون مذکور در زمانہ حضرت امام ہمام علیہ السلام چہ طور ظاہر خواہد شد آیا بطریق نزول عذاب بر منکران حضرت امام علیہ السلام و یا امراض و آفات و بلیات متداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص و جذام بصورت ثانیہ طاعون را علامت مہدی علیہ السلام قرار دادن چہ معنی دارد بصورت اول اعتراض مصنف را اگر سفاہت و جہالت نگفتہ شود دیگر چہ توان گفت **قولہ** حضرت خواجہ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم و اہل بیت اطہارش را با وجود رسیدن اینقدر زحمت مشقات و ظلم ایشان نفرین و دعائے بد ہم درحق این امت مرحومہ نکردند تا خلاف وعدہ خدا لازم نیاید۔

اینست معنی رحمة اللعالمین بودن ایشان پس ہرگاہ بوقت ظلم کردن بجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اہلبیتش نظر بوعدہ وما کان اللہ لیعذبہم ایشان را خدا عذاب نکند چگونہ ممکن است کہ بوجہ بدگفتن تو نزول عذاب فرماید **اقول** این تحریر مجتہد عدیم النظیر ہم بکرسی تحقیق نمی نشیند بلکہ صراحتا دلالت دارد بر آنکہ مجتہد شیعان چنانچہ از کتاب و سنت بے خبر است از اصول و فروع امامیہ نیز خبری ندارد تنبیہ الغافلین باسکات و افحام معاندین روایتی چند از اصح الصحاح المتشیعین نقل میکنم در فروع کافی مطبوعہ لکھنؤ جلد اول کتاب الجنائز بصفحہ ۹۹ روایتی چند از امام جعفر صادق علیہ السلام مروی است کہ دو تا روایت از انجملہ بطریق نمونہ نقل کردہ میشود چون عبد اللہ بن ابی بن سلول بمرد نبی صلے اللہ علیہ وسلم بجنازہ او تشریف ارزانی داشتند پس عمر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است رسول اللہ علیہ وسلم ہیچ نگفت عمر بار دگر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خرابی باد ترا تو چہ دانی کہ من چہ گفتم و چہ طور دعاء کردم۔ گفتم من بدین طور دعاء کردہ ام کہ خداوندا شکمش را با آتش پر کن و قبر او را با آتش پر کن و او را بجہنم برسان۔ روایت است

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما مات عبد اللہ بن ابی بن سلول حضر النبی صلے اللہ علیہ والہ جنازتہ فقال عمر یا رسول اللہ علیہ والہ ... یا رسول اللہ انی قلت اللہم احش جوفہ نارا واملاء قبرہ نارا واصلہ نارا

روایتی دیگر نیز در ہمین صفحہ منقول است وہی ہذا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین ابن علی صلوات اللہ علیہما یمشی معہ فلقیہ مولے لہ فقال لہ الحسین علیہ السلام این تذہب یا فلان قال فقال لہ مولاہ افر من جنازة ہذا المنافق ان اصلی علیہا فقال لہ الحسین علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی فما سمعتنی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسین علیہ السلام اللہ اکبر اللہم فلان عبدک الف لعنة مؤتلفة غیر مختلفة اللہم اخز عبدک فی عبادک وبلادک واصلہ حر نارک واذقہ اشد عذابک فانہ کان یتولی اعدائک ویعادی اولیائک ویبغض اہل بیت نبیک۔

ترجمہ مرویست از امام جعفر صادق علیہ السلام کہ شخصے از منافقین بمرد امام حسین علیہ السلام ہمراہ جنازہ او میرفت غلامی از غلامان امام بحسین علیہ السلام دوچار شد امام حسین علیہ السلام از و پرسید کہ اے فلان کہ کجا میروی گفت از نماز جنازہ این منافق میگریزم امام فرمود نزد راست من ایستادہ شو بشنو آنچہ من بگویم تو ہم مثل آن بگو چون ولی آن میت تکبیر گفت حضرت امام حسین دعا کرد بار خدایا برین بندہ فلان خود لعنت بفرست ہزار لعنت کہ پے در پے باشد مختلف نباشد بار خدایا رسوا کن این بندہ خود را در بندگان خود و او را بجہنم برسان و او را سخت ترین عذاب خود بچشان کہ او دشمنان ترا دوست میداشت و با دوستان تو دشمنی میکرد و با اہلبیت نبی تو بغض میداشت۔

حالا ناظرین انصاف بفرمایند کہ مجتہد شیعان باین طمطراق ہمہ دانی از اصول و مبانی طائفہ خود ہم چہ قدر بیخبر است **قولہ** و بنابر ثانی این آفات و بلیات و الالام و امراض و اسقام من اللہ العلام تنبیہا للخواص والعوام برائے امام مقرر و معین اند و در نزول و تسلط آنہا مصالح و حکم بے شمار باشند۔

الی قولہ پس بخیال فقیر حقیر نزول چنین ابتلا از جملہ مراحم و الطاف مقربہ الی الجنة و مکارم و اعطاف مبعدہ از جہنم برائے خواص و عوام است پس چنین الطاف مقربہ را عذاب و غضب اللہ نامیدن البتہ موجب غضب خداست کہ مستحقش بجز مرزائی کادیانی دیگری نمیتواند شد اللہم لقہ منک عضبا مکشوفا موفورا انتہی بالفاظ الخبیثہ۔

اقول ایہا الناظرین ہرگاہ بہ تحقیق مجتہد علیہ ما علیہ بوضوح پیوستہ کہ تسلط طاعون بر اہل ہندوستان از جملہ مراحم و الطاف مقربہ الجنة و مکارم و اعطاف متعددہ از جہنم برائے خواص و عوام و ہر ظاہر کہ بر مسلک امامیہ اثنا عشریہ لطف بر خدا واجب است پس ما را میرسد کہ بگوئیم کہ خدا را واجبست کہ جملہ امامیہ اثنا عشریہ و نیز امام غایب الزمان را عموما و مجتہد علیہ ما علیہ را خصوصا ذایقہ طاعون بچشاند اللہم لقہ منک عضبا مکشوفا موفورا کہ بہترین مستحقش بجز حایری لاہوری و قوم او دیگری نمیتواند شد۔

و آنچہ مجتہد علیہ ما علیہ در فلاسفی ابتلاء آفات و آلام من اللہ العلام حوالہ قلم ساختہ مصداق این شعر است۔

حرف درویشان بدزد و مرد دون
تا بخواند بر سلیمی صد فسون

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ تجویز نزول عذاب بر مقربان بارگاہ الہی سخنیست کہ بجد کفر میرسد البتہ انبیا و اولیا و صلحا و اصفیا را ابتلا پیش آمدن بطریق عقل و نقل رواست مگر آن ابتلا بطریق عذاب نمی باشد بلکہ در آن مصالح و حکم بیشمار میباشد۔

قولہ۔ ہرگاہ فی الواقع و الحقیقت این طاعون علامت مہدویت تو میبود البتہ میبایست کہ تمام روے زمین شورہ و شیرین حادث میشد زیرا کہ امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ محض برائے ہندوستان بنابران نزول عذاب طاعون برائے اہل ہند مخصوصا معنے ندارد۔

اقول۔ درین مضمون از آیات قرانیہ باثبات رسانیدہ ایم کہ عذاب قتل بر کفار مکہ نازل شد پس معترضی ہمچو مجتہد علیہ ما علیہ نیز آن گفت کہ ہرگاہ فی الواقع و الحقیقت نزول عذاب قتل بر کفار مکہ علامت صادقہ رسالت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میبود البتہ میبایست کہ بر تمام میکرد مخالفین روی زمین میشد زیرا کہ حضرت رسول عربی بقول خود برائے تمامی اہل زمین ہادی بودند نہ محض برائے عرب بنابران نزول عذاب قتل برائے اہل عرب مخصوصا معنے ندارد فما ہو جوابکم فہو جوابنا۔

ثانیا مجتہد علیہ ما علیہ در ہمین کتاب خود بہ صفحہ ۱۲۰ از نسخہ اکمال الدین مطبوعہ ایران آوردہ است قدام القائم موتان موت احمر و موت ابیض حتے یذہب من کل سبعة خمسة فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون۔ حالا از و استفسار میرود کہ این طاعون بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث خواہد شد یا نے بصورت اول حاجت ظہور مہدی چیست بصورت ثانی امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ مخصوص برائے ملکی از ممالک بنابران نزول عذاب طاعون برائے ملکی مخصوصا معنے ندارد فما جوابکم فہو جوابنا۔

ثالثا این عذاب طاعون کہ باقرار مجتہد علیہ ما علیہ از علامات امام مہدی علیہ السلام است آیا در آن واحد بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث خواہد شد یا در اوقات مختلف بصورت اول دلیلے بر آن و حاجت ظہور مہدی و موت احمر چیست بصورت ثانیہ فما ہو جوابکم فہو جوابنا۔

(باقی دارد)

راقم
صادق حسین مختار۔ سکرٹری
انجمن احمدیہ اٹاوہ
۱۹ جولائی ۱۹۰۵ء

وصیت نوردین

ناظرین الحکم کو معلوم ہوگا کہ پچھلے دنوں جب حضرت حکیم الامۃ (الضیب اعدا) بیمار ہو گئے تھے تو اُس وقت آپ نے خاکسار ایڈیٹر سے فرمایا تھا کہ اس حالت کرب و اضطراب میں میں نے ایک مضمون لکھا ہے وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کو مل گیا ہے جسے وہ ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل میں چھاپتا ہے ۔ اصل مضمون چونکہ عربی میں ہے اسلئے پہلے اصل چھاپتا ہوں اور اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اسکا ترجمہ مع بعض ضروری حواشی کے میں درج کروں گا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم (ایڈیٹر)

ھٰذا شھادتی امانۃ عند کل متبع او ناظر تفہم بعد ان اشھدت اللہ تعالٰی وملائکتہ علیھا - وانا الفقیر الی رب العلمین - نور الدین - اللھم اجعلہ کاسمہ - آمین -

ان اللہ تعالٰی ربی رب العالمین - الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین - و ان اللہ الاحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد - وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد - الحی القیوم - وانہ بکل شئ علیم یدبر الامر من السماء الی الارض - القادر - الفعال لما یرید السمیع البصیر - کلم اللہ موسیٰ تکلیما ولہ الاسماء الحسنیٰ وھو الغنی من العلمین - استوی علی عرشہ ولیس کمثلہ شئ - احاط بکل شئ علما وخلقا ووسع کل شئ علما واحصی کل شئ عددا یعلم السر واخفی الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر - عالم الغیب والشھادۃ فتعالی عما یشرکون - ھو الاول لیس قبلہ شئ ھو الاٰخر لیس بعدہ شئ ھو الظاھر لیس فوقہ شئ ھو الباطن لیس دونہ شئ لا راد لقضائہ ولا معقب لحکمہ بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر و تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا - لا مبدل لکلماتہ ولیس بظلام للعبید و لا یظلم ربک احدا وللہ الحجۃ البالغۃ ولو شاء لھدی الناس جمیعا یغضب ویرضی ویفرح بتوبۃ العبد - ولا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار . . . . وھو اللطیف الخبیر ومع ھٰذا وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ -

والقرآن کلام اللہ نزل بہ الروح الامین علی مولینا ورسولنا خاتم النبیین وسید ولد آدم رحمۃ للعلمین - ارسل الی الناس نعم الی الناس کافۃ قال تعالٰی قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا - و نزل احسن الحدیث ووعد انہ حافظہ کما قال تعالٰی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - وھو ھدی ورحمۃ وشفاء وروح - وفضل - وکفایۃ وقد کفی -

والملائکۃ حق والرسل حق وکتب اللہ وما انزل من قبل حق ولم یزل اللہ ربا رحیما متکلما ولا یزال - وخلق کل شئ فقدرہ تقدیرا والقبر والسوال فیہ والنشر والحشر حشر الاجساد والحساب و فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر والصراط والشفاعۃ لاھل الکبائر - فضلا عن الصغائر ورفع الدرجات حق - نعماء الجنۃ حق فھی عطاء غیر مجذوذ وآلام النار - وان علیھا تسعۃ عشر حق و ان ربک فعال لما یرید وقد سبقت رحمتہ غضبہ - وانہ ارحم الراحمین واحکم الحاکمین واکرم الاکرمین -

ثم الاسلام بنی علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ والصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج - وان الصلوٰۃ وسواھا کما ثبتت فی التعامل والسنۃ وکما بینت مشرحا فی الموطا والبخاری ورائیناھا فی المومنین والیقنا انھا سبیل المومنین وقال تعالٰی ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا وان اللہ سبحانہ تعالٰی کما امرنا باتباع ما انزل الینا امرنا باتباع محمد رسولہ کما قال قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وکما امر باطاعتہ امر باطاعۃ رسولہ واطاعۃ ولی الامر - فقال واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم - بل و قال فی اطاعۃ الوالدین وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا -

ولا بد ان نقدم اطاعۃ اللہ واطاعۃ کتابہ علی اطاعۃ الخلق واطاعۃ رسولہ اطاعۃ تعالٰی عن سلطانہ کما قال و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ واحب اتباع السابقین الاولین من المھاجرین والانصار کما قال تعالٰی السابقون الاولون من المھاجرین والانصار و الذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ - فانھم اول من تزکی بتزکیۃ حبیبنا وسیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - والخلفاء الراشدون منھم ابوبکر وعمر وعثمان ما کانوا ولا واحد منھم منافقا ابدا فان اللہ تعالٰی وصف المنافقین بانھم ھموا بما لم ینالوا وھولاء نالوا ما ھموا - وھم مصداق وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض - وھم الغالبون کما ذکر فی المائدۃ وعلی منھم ھو رسول اللہ وختنہ وزوج بنت الرسول فاطمۃ البتول وحبہ ایمان وبغضہ نفاق وھو اخ رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بمنزلۃ ھارون من موسیٰ -

ومنھم سید وھو حسن المجتبیٰ اللّٰھم نوی فی قلبی حبہ رضی اللہ عنہ - فانہ مصداق یصلح اللہ بہ بین الفئتین من المسلمین - واحب اخاہ الحسین سید شباب اھل الجنۃ قتل غرا مظلوما شھیدا وابغض فی مقابلتہ العنید ذا الخبیثۃ فانہ ما اثنی علیہ احد خیرا - بل اثنوا علیہ شرا -

واحب العشرۃ المبشرۃ واصحاب البدر وبیعۃ الرضوان ومن قتل فی احد وجمیع من بشرہ سیدنا وقرأنا فی الصحاح - بل ومن اسلم علی یدہ الکریمۃ ومات علی الاسلام - کمعاویۃ ومغیرۃ ابن شعبۃ ماکذب منھم احد فی امر الدین عن الرسول الاکرم وما کان احد منھم ارتش - وترکت من بدو الشعور - الروافض والشیعۃ - والخوارج والمعتزلۃ والمقلدۃ الجامدۃ التارکین لنصوص القرآن والسنۃ و الاحادیث الصحیحۃ الثابتۃ لقول احد والحمد للہ رب العالمین - ومع ھذا احب ابا حنیفۃ ومالکا والشافعی واحمد ومحمد بن اسمٰعیل البخاری واصحاب السنن والفقھا والمحدثین رحمھم اللہ واعظم ما علیھم واحب اتباعھم فانھم ھم القدوۃ واثنی علیھم خیرا - واحتاج الی تحقیقاتھم ومع ھذا اقدم من قدمہ اللہ ورسولہ -

واعتقد ان عیسیٰ علیہ السلام توفاہ اللہ قبل رفعہ الیہ کما وعد اللہ تعالٰی فی انی متوفیک ورافعک الی - وما قتل و ما صلب وثبت رفعہ لقولہ تعالٰی بل رفعہ اللہ الیہ وقدم سبحانہ فی الوعد توفیہ وما قدمہ اللہ قدمنا وما اخرہ اخرنا ثم اللہ جعل الارض کفاتا احیاء وامواتا - وقال تعالٰی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - فخلی علیہ السلام کما خلت الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام -

وان عیسیٰ ابن مریم الذی نازل نزل صلوات اللہ وسلامہ علیہ فان اللہ سبحانہ وعدنا فی القرآن فی النور بان اللہ یستخلف من یستخلف منا - و صرح رسولنا سید الاولین والاٰخرین سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم بان انا زل امامکم منکم -

وشھد اللہ وملائکۃ واولو العلم بانہ ھو وشھد الشمس والقمر بانہ المھدی والطاعون والجدب والقتال بانہ المرسل کما قال ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذنا اھلھا بالباساء والضراء وفوزہ وفلاحہ مع مخالفیہ الاریہ والبراھمہ والنصاریٰ وسکہ والعلماء والمتصوفین والحکام واقاربہ بنی عمہ بیکرۃ ابیھم بانہ ھو المطاع - وتجدیدہ ونصرتہ بانہ ھو علی الحق -

حضرت اقدس مرزا صاحب کی تصویر کی پوسٹ کارڈ

	سیکڑا	ہزار
بڑھیا دو رنگے	۲ر	عصر۸
یک رنگے	۲ر	عصر۲

دس ہزار کے لئے ۱ر اور پچاس ہزار سے اوپر کے لئے ۲ر ہزار رعایت - دیگر سب قسم کا مال معمولی کمیشن پر مل سکتا ہے -

حکم چند الیشر داس - مارواڑی بازار بمبئی

جاپانی چٹھی

دربارہ تبلیغ واشاعت اسلام وغیرہ

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم۔ ذیل کا خط درج اخبار فرماکر مشکور فرمایئے۔

(نیازمند خاکسار محمد اسحاق پراچہ از جاپان)

بخدمت مکرمی جناب محمد یعقوب شریف صاحب مترجم ملٹری سکرٹری سرکار عالی نظام حیدرآباد دکن گوشہ محل حیدرآباد۔

نوازش فرماے بندہ السلام علیکم۔ مجھے آپکا نوازشنامہ ملا۔ یادآوری کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں آپ کا خط پڑھکر مجھے حد سے زیادہ خوشی ہوئی اور خوشی ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ ایک ایسی اسلامی ریاست سے جسپر ہماری قوم کی ترقی کا بہت کچھ دار مدار ہو سکتا ہے قومی ہمدردی کی صدا سنی۔ آپ نے اگر میرے مضامین جو قبل اس کے مختلف قومی اخبارات میں نکل چکے ہیں ملاحظہ فرمائے ہیں اور آپ نے میری چٹھی جو بندہ نے مولوی ہدایت اللہ خانصاحب کے نام وکیل اخبار میں پچھلے مہینے بغرض اشاعت بھیجی تھی ملاحظہ فرمائی ہے تو آپ کو اپنے خط کا جواب بہت کچھ معلوم ہوگیا ہوگا۔ لیکن تاہم اسوقت بھی میں حتی الوسع وضاحت کے ساتھ آپ کے خط کا جواب عرض کرونگا۔ آپ کے خط میں چونکہ کوئی پرائیویٹ بات نہیں ہے اسلئے مناسب ہے کہ ناظرین کے ملاحظہ کیلئے جواب سے پہلے اسی کو یہاں پر درج کردوں۔ تاکہ میرے جوابات تسلی بخش نہ ہونے کی حالت میں دوسرے بھائی اپنی راے ظاہر کر سکیں۔ وھو ہذا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجمع محاسن اشفاق معدن مکارم اخلاق جناب مسٹر محمد اسحٰق صاحب زاد الطافکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار وکیل مطبوعہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء میں آپ کے اس وعدہ سے کمال ہی ممنون کیا کہ جو آپ سے صنعت وحرفت جاپان کے متعلق کچھ استفسار کرے آپ اس کو جواب دیں گے۔ آپکی اس ہمدردی سے جو محمدہ تشویق ایسے کام کی دلارہی ہے جسکی اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے علی العموم اہل ہند اور بالخصوص اپنی قوم کو شکر گذار ہونا چاہیئے واقعی یہ آپ نے اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپکے نیک ارادوں میں آپکی مدد کرے اور قوم کو اس سے منافع کثیر پہنچاوے۔ "دی ایسٹ" نامی جاپانی اخبار سے اللوا مصری اخبار نے ایک نوٹ کا ترجمہ کیا تھا۔ اسکا ترجمہ اردو اخبار وکیل مطبوعہ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء میں طبع ہوا ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:۔

"اسلام کی تعلیم نے ہمارے دل پر گہرا اثر ڈالا ہے اور ہم اسلام اور مسلمانوں دونوں کے ثناخواں ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمیں عقاید اسلام کے متعلق اور بہت کچھ علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر مغایرت زبان ہماری سد راہ ہے اسلئے اگر مسلمانان چین اسلام کی تعلیمات کا لب لباب جاپانی زبان میں ترجمہ کردیں۔ تو ہم ان کے بہت ہی ممنون ہوں گے۔ اور ہمیں پورا موقعہ ملجائیگا کہ عقاید اسلام پر ایک محققانہ اور مناظرانہ نظر ڈالکر اپنے لئے کوئی فیصلہ کرلیں"۔

تبلیغ اسلام فرض کفایہ ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ ایک قوم خود اسلام کی ماہیت کی تحقیق کیطرف مائل ہو۔ پس آپ (۱) یہ بتایئے کہ آیا اہل ہند کسطرح اس خدمت کا شرف حاصل کرسکتے ہیں۔ (ا) اگر چند ماہر علماء کو آمادہ کیا جاوے کہ وہ جاپانی زبان سیکھیں تو اس کے کیا وسایل ہیں۔ اور اسمیں کیا کیا دقتیں حایل ہونیکا اندیشہ ہے (ب) یہ بھی معلوم ہونیکی ضرورت ہے کہ اسوقت اہل جاپان کے معتقدات کیا ہیں۔ انکی معتقدات کی کتب کا غالباً ترجمہ کرانیکا انتظام کرنا بھی مقصد مذکور کے لئے ضروری ہوگا۔ تاکہ اس سے پوری واقفیت ہوکر اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ پر ہمارا شن عمل کرسکے (ج) جاپانی قوم میں بھی آیا مسلمان ہیں اور انکی حالت مذہبی کیسی ہے؟

(۲) دوسری غرض یہ ہے کہ اسوقت اخبار وکیل کی پرزور تحریرات سے کچھ تحریک مسلمانوں کے قلوب میں کسب صنعت وحرفت کی ہو چلی ہے۔ اگر اسیطرح سلسلہ جنبانی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ پوری بیداری بھی ہوجاوے۔ اسوقت ضرورت اسکی ہے کہ مفصل طور پر ملک کو اس سے آگاہ کیا جائے (الف) کون کونسے صنایع ایسے ہیں جو جلد حاصل ہوسکتے ہیں اور ہماری موجودہ حالت کے موزون ہیں (ب) ان کے حصول کے لئے کسقدر انگریزی دانی کی ضرورت ہے۔ یا اور کیا شرائط ہیں؟ (ج) مصارف سفر ومصارف تحصیل اور مصارف ضروریات ماہوار کم سے کم جاپان میں طلباء کو کیا برداشت کرنی پڑتے ہیں۔ (د) وہاں تعلیم صنعت وحرفت مدارس میں حاصل کرنے کے بعد تجربہ حاصل کرنے کیلئے کارخانجات میں کام کرنیکا موقعہ ملتا ہے یا کیا صورت ہے؟ (ہ) یہاں سے جو مصارف طالبعلم کو ماہوار بھیجے جاویں تو وہ کسطرح وہاں پہنچیں گے۔ امید کہ اگر طلباء کیلئے سہولت اور مصارف میں کمی کی تدابیر بتائی جائیں تو قبل اس کے کہ عام طور پر وظائف وغیرہ کا انتظام ہو خاص وہ لوگ جو ان مصارف کو برداشت کرسکیں پرائیوٹ طور پر اپنے اعزہ کو بھیجنے کی ہمت کرینگے میں اب اخیر اس نیازنامہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپکو آپکے مقاصد میں پوری کامیابی عطا کرے والسلام خیر الختام۔ (نیازمند محمد یعقوب شریف)

صاحب من! آپ کا خط تو ختم ہوا۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔ لیکن اسموقعہ پر یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ مجھے برادران وطن کیطرف سے قریب قریب اسی مضمون کے متعدد خطوط ملے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے میرے تمام بھائی اس خط کو مشترکہ جواب سمجھیں۔

آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے اور بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں اور اپنے اس پیارے مذہب کی خدمت تن دہی سے کریں جسنے ہمکو بت پرستی سے بچایا۔ جس نے ہمکو جہالت سے نکالکر روشنی کے میدان میں ڈالا۔ اور جس نے ہمارے متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا۔ اور پھر ایسے وقت میں جبکہ ہر ایک قوم اپنی دینی اور دنیاوی ترقی اور اعزاز کیلئے سرتوڑ کوشش کررہی ہو۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تثلیث جیسے بے بنیاد مذہب کے پھیلانے کیلئے دوسری قومیں کروڑوں روپیہ خرچ کررہی ہیں۔ اور اپنا مذہبی جاہ وجلال پیدا کرنے کیلئے یا یوں سمجھنے کہ تمام دنیا کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اور عیسوی جھنڈے کے نیچے لانے کے لئے پانی کیطرح روپیہ بہار ہے ہیں تو ہمارا بھی یہ فرض موقت ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت پورے طور سے کریں۔ اور اسلام کو دہریہ منش لوگوں کے حملوں سے بچاویں۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ ہم ایسے وقت میں تبلیغ اسلام کیونکر کریں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر طرف مغربی تعلیم اور مغربی خیالات پھیلے ہوئے ہیں اور ہر ایک شخص موجودہ سائینس اور فلسفہ سے اور عقلی دلایل سے جواب مانگنے کو طیار ہے۔ اور ادہر ہماری خود مذہبی کیا اور دنیاوی کیا ہر قسم کی حالت سخت نازک ہورہی ہے۔ ہماری قوم میں نہ اب قوت ہے نہ سلطنت ہے۔ نہ حکم ہے نہ جاہ وحشم ہے نہ پیسہ ہے نہ علم ہے۔ اور نہ ہم میں اب مذہبی جوش ہے۔ ہم مسلمان کیا ہیں صرف کہنے کو برائے نام مسلمان ہیں۔ اور مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد دکھانیکو ہیں ورنہ سچ پوچھو تو ہم آجکل کے مسلمان اسلام کے لئے باعث ننگ ہیں اور اپنے بزرگوں کے نام کو بٹہ لگا رہے ہیں۔ ہمارے علماء ہیں تو تعصب کے پتلے ہیں انکو مذہبی خدمت سے یا تبلیغ اسلام سے سروکار نہیں ہے بلکہ وہ تو اسلام کا دایرہ اسقدر محدود کئے ہوئے ہیں کہ ایک مسلمان نماز پڑہنے والا۔ خدا کو وحدہ لاشریک جاننے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والا اور تمام اصول اسلام کو ماننے والا۔ ایک فروعی مسئلہ پر ان سے اختلاف کرجائے یا عقلی دلیل مانگے تو وہ کفر کا فتوے ملنے تیار بیٹھے ہیں اور اسلام کے دایرہ سے اس کو نکالنے پر آمادہ ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بھی اس بیچارہ کو اسلام سے خارج کرنے کے لئے فتوے لکھانے کو مستعد ہیں اور صرف تیار نہیں بلکہ عملی صورت میں بھی کر دکھاتے ہیں اور ایسی مثالیں بے شمار آپ دیکھتے ہوں گے۔ کسی خاص شخص کا نام لینے کی کیا ضرورت۔ یہ تو اپنے گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگانے کو تیار ہیں۔ اور آپ ہیں کہ ان سے غیر ممالک میں تبلیغ واشاعت اسلام چاہتے ہیں۔ ہماری قوم میں ایک مرض نہیں جس کا علاج کیا جائے یہاں تو سینکڑوں لا علاج بیماریاں ہیں کس کس کا درمان کیا جائے۔ ہماری اسلامی انجمنیں ہیں تو نام کیلئے اور نمود کے لئے اور اگر وہ سچے دل سے اسلام کی خیر خواہ اور اسلامی انجمنیں ہیں تو اہل اسلام کے لئے کیوں نہیں وہ کام کرتیں۔ جنسے مسلمانوں کو فائدہ اور اسلام کی ترقی ہو۔ اور کیا وجہ ہے کہ وہ اپنا جا ہا کرنا چاہتی ہیں اور دوسروں کی نصیحت کو نہیں سنتیں؟ میں کسی کا دل دکہانا نہیں چاہتا مگر اتنا کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اب ہماری قوم میں وہ طاقت کہاں ہے کہ جس سے وہ صرف تبلیغ اسلام کے لئے علماء کو اول گھر پر عرصہ تک تیار کرے اور بعد ازاں صرف کثیر کرکے ان کو جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیجے۔

اس موقعہ پر تو ہماری انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض تہا کہ وہ جب سے حمایت اسلام کا دعویٰ کرتی ہے وہ اپنے ہاں طلباء کو مذہبی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی۔ اور ساتھ ہی انگریزی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی اور ایسے با خبر ہوشیار طلباء کو جاپان میں وظائف دیکر صنعت وحرفت کی تعلیم کے لئے بھیجتی وہ یہاں پر علوم وفنون سیکھتے اور ایک آدھ گھنٹہ ہر روز تبلیغ اسلام پر بھی خرچ کرتے۔ وہ اپنے ملک کے لئے در یتیم بنتے اور اشاعت اسلام کا مقصد بھی حل ہوتا گویا کہ ایک پنتھ دو کاج کے مصداق ہوتے۔ ہماری انجمن کو مناسب ہے کہ وہ اسوقت عقل سے کام لے۔ میں خود پنجابی ہوں اور پنجابی بھائیوں کے خیالات سے خوب واقف ہوں۔ ہمارے کارکنان انجمن کو شرم آنی ہے کہ وہ اپنے سابقہ دستور العمل کو چھوڑ دیں میں انکی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں کہ انسان آخر انسان ہے اس سے غلطی ہونا لازمی ہے اور مناسب یہ ہوتا ہے کہ جب اپنی غلطی معلوم ہوجائے تو اس کو دور کیا جائے نہ کہ اپنی بے جا مردی اور خودداری دکھانیکی غرض سے غلطی پر غلطی کیجائے اور ہٹ دہرمی سے کام لیا جائے۔ آپ نے کالج قایم کیا کس بات کے لئے؟ صرف اسی بات کے لئے تاکہ غریب مسلمان دوسرے کالجوں کی فیس ادا نہیں کرسکتے انکو آپکے کالج میں سستی تعلیم دیجائے گی اور قوم کا فائدہ ہوگا۔ بیشک آپکا یہ نیک ارادہ تہا خدا آپکو جزاے خیر دے۔ مگر افسوس ہے کہ آپکی یہ کوشش لاحاصل ثابت ہوئی ہے اور قوم کو بجائے فائدہ کے نقصان پہونچا۔ آپکی امسال رپورٹ نتیجہ امتحانات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کالج میں سے صرف ایک شخص بی۔ اے پاس ہوا ہے۔ اب سخت افسوس کی بات ہے کہ ایک بی۔ اے نکلے اور قوم کا بیس بائیس ہزار روپیہ سالانہ کالج پر خرچ ہو۔ اور یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم قوم کی خیر خواہی کررہے ہیں اور ہم اسلام کی حمایت کررہے ہیں

حیف ہے ایسی سچی اسلامی حمایت اور اسلامی خیر خواہی پر۔ مجھے آپ کے کالج میں چند روز تک پڑہنے کا فخر حاصل ہے مگر افسوس ہے کہ پڑہائی ناقص انتظام خراب اور قومی سپرٹ کا نام و نشان نہ پاکر فوراً کالج کو چھوڑ کر ولایت کی راہ لی۔ آپ ہی انصاف سے فرمایئے اگر آپ کا کالج ہماری ضروریات پوری کر سکے تو کیا ضرورت کہ ہم مشن کالج گورنمنٹ کالج وغیرہ میں جائیں۔

ذرا کان کہولئے! اور سنئے! حیدرآباد سے صدا آرہی ہے کہ جاپان میں تبلیغ اسلام کیلئے اسلام سے باخبر علماء کو بہیجا جائے۔ اب ہماری قوم میں اتنی طاقت و ثروت تو ہی نہیں کہ اس فرض کو پورا کر سکے اگر آپ کو اسلامی حمیت کا دعوی اور آپ کے کالج میں اسلام سے باخبر انگریزی تعلیم یافتہ طلبا موجود ہیں جیسے کہ آپ کا دعوی ہے کہ ہیں تو یہ وقت ہے کہ کالج کو توڑ دو جسکی تعلیم قوم کیلئے گراں ثابت ہو چکی ہے۔ اور صنعتی تعلیم کیلئے وضایف دیکر طلباء کو جاپان بہیجو۔ وہ علوم و فنون یہاں پر سیکہیں اور نیز اشاعت اسلام کریں تبلیغ اسلام کیلئے اور ہر ایک مذہب کی اشاعت کے لئے ابتو تمام مہذب ممالک میں راستہ صاف ہے اور کوئی مشکل نہیں رہی کہ کیکو تلوار نہیں چلانی پڑتی۔ ابتو صرف تقریر اور تحریر سے سب مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ تم باخبر مسلمان طلباء کو بہیجو۔ وہ یہاں پر صنعتی تعلیم حاصل کرنیکے علاوہ جاپانی اخبارات میں اسلام کے متعلق مضامین لکہیں اور لوگوں میں اسلامی خیالات پہیلائیں۔ پبلک مقامات پر ہر روز ایک آدہ گہنٹہ لکچر دیں۔ اگر اتنا ہی نہیں تو صرف ہفتہ وار اتوار کے روز لکچر دیں۔ اپنے حسن اخلاق و اطوار کا نمونہ غیر قوموں کو دکہائیں پہر دیکہیئے اسلام کی اشاعت ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ مگر یہاں تو افسوس ہے کہ قوم کے نوجوان جن پر قوم کی ترقی کا دارومدار ہے یورپ و جاپان وغیرہ میں جاتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ اپنے مذہب کو بالکل خیرباد۔ خدا و رسول کا ذکر کبھی خواب میں نہیں آتا۔ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں رہکر ان کو اپنی سادی زندگی سے نفرت ہو جاتی ہے اور اس قسم کی زندگی بسر کرنیکا خیال دماغوں میں سما جاتا ہے جو ہماری مالی حالت کیلئے کسیطرح موزون نہیں ہوتی۔ عیش پسندی۔ اور فضول خرچی یہ پہلے دو اثر ہیں جو ہمارے نوجوانوں پر غیر ممالک میں پڑتے ہیں گویا ان کا وجود بجائے مفید ہونے کے ملک کیلئے الٹا مضر ثابت ہوتا ہے۔ اس خرابی کو رفع کرنے کیلئے ہماری قوم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس خرابی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بالکل ناقص ہے اور ہمکو ایام طفلی میں مذہب سے بالکل ناواقف رکہا جاتا ہے اور یہ قصور ہمارا نہیں ہے بلکہ ہماری قوم کا ہے جو ادہوری تعلیم پر بیجا روپیہ صرف کر رہی ہے اور موجودہ تعلیم کے نقایص رفع کرنیکی کوشش نہیں کرتی۔

مجھے تعجب اور سخت تعجب ہے کہ ہماری اسلامی انجمنیں ندوۃ العلماء اور دیگر تمام اسلامی مجلسیں خواہ وہ سنی ہوں شیعہ ہوں وہابی ہوں یا کچھ ہوں جو اسلام کی حمایت کا دعوی کرتی ہیں اور اسلام کے نام سے قوم کا روپیہ نئے نئے بہانوں سے کہینچ لیتی ہیں آخر وہ کس مرض کی دوا ہیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں انکا عدم وجود برابر ہے انکی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص کے سر میں درد ہو اور ڈاکٹر علاج اس کے پاؤں کا شروع کر دے اور کہے کہ میں علاج کر رہا ہوں اور اپنی طبابت کا فرض جو میرا کام ہے پورا کر رہا ہوں عقلمند آدمی اسکی بات کو کب باور کریگا وہ تو اسے صاف سنائیگا کہ احمق تو اپنی دوا بہی ضایع کر رہا ہے اور مریض کا دوسرا اچہا کرنیکی بجائے تو اس کا اور عضو بدن ضایع کر رہا ہے اسیطرح ہماری یہ اسلامی مجلسیں ہماری قوم کا علاج کر رہی ہیں اور ناواقف پبلک سے روپیہ اکٹہا کرنے کیلئے کسی نہ کسی ٹٹی کی آڑ لئے ہوئی ہیں۔ افسوس ایسی حالت قوم اور اسلام کی دیکہکر یہی کہنا پڑتا ہے ؎

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکہے
اسلام کا گرکر نہ ابہرنا دیکہے

جائے افسوس ہے۔ ہم انہی مسلمانوں کی اولاد ہیں جنکی فتوحات عرب سے چین تک پہونچ چکی تہیں اور ادہر اندلس اور پیرس میں اسلامی جہنڈا جا گاڑا تہا۔ اور جہاں جاتے تہے اسلام کو ساتہ لیجاتے تہے۔ انہوں نے تبلیغ اسلام کیلئے کوئی خاص مشنری سسٹم جاری نہیں کیا تہا۔ اور نہ اشاعت اسلام کیلئے خاص طور سے مسلمان پادری مقرر کئے تہے بلکہ ہر ایک شخص خود پادری تہا۔ جہاں وہ جاتے تہے سیر و سیاحت کیلئے تجارت کیلئے۔ ملکی فتوحات کیلئے ان اغراض کے ساتہ ہی وہ غیر قوموں کو تلقین اسلام بہی کرتے تہے۔ اپنا پاک نمونہ پیش کرتے تہے۔ آخر ہم بہی انکی اولاد ہیں جو تمام علوم کے بانی تہے۔ ہم انکی اولاد ہیں جو یورپ کے استاد تہے۔ اور آج وہی ہم ہیں کہ اپنے شاگردوں سے نیم وحشی اور جنگلی کہلاتے ہیں۔ اور اپنی حالت پر خوش اور قناعت کئے بیٹہے ہیں۔

ایک تو یہ تجویز ہے کہ اسلام کی اشاعت کی جو میں نے عرض کی کہ دین سے واقف ہوشیار طلباء کو بہیجئے کہ وہ یہاں پر صنعت و حرفت سیکہیں اور نیز تقریر و تحریر سے اسلامی خیالات پہیلائیں۔ دوسری اس سے بہی آسان تجویز عرض کرتا ہوں جاپان میں جسقدر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں وہ عموماً انگریزی اور جرمن و فرنچ زبانوں سے واقف ہیں اور یہاں پر انگریزی اور جرمن اخبارات بہی نکلتے ہیں۔ اسلئے اسلام پر جو کتابیں انگریزی اور دیگر یورپین زبانوں میں لکہی گئی ہیں ان کو یہاں کے کالجوں، بڑے بڑے کتب خانوں پبلک لائبریریوں اور عام کلبوں میں مفت تقسیم کیا جائے۔ اور اسلام پر جو ماہواری رسالے انگریزی زبان کے اندر ہندوستان مصر وغیرہ میں شایع ہوتے ہیں وہ یہاں مفت بہیجے جاویں۔ چند ایک ایسی کتابوں کا نام عرض خدمت کرتا ہوں جیسے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ۔ پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ صاحب۔ لائف آف محمد (صلعم) یعنی خطبات احمدیہ انگریزی مولفہ سر سید احمد خاں اور علی ہذا القیاس اسیطرح کی انگریزی کتابیں جو اسلام کے متعلق ہوں۔ ماہواری رسالوں میں۔ ریویو آف ریلیجنز جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے نکلتا ہے اور ایسے رسایل جو اسلام کی تائید میں نکلتے ہوں یہاں بہیجنے چاہئیں۔ مرزا صاحب کا ذکر کرتے ہوئے مجھے اسوقت بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے قومی اخبارات اپنا فرض کما حقہ ادا نہیں کر رہے ہیں۔ انکا مقصد سوائے معدودے چند روپیہ کمانا اور اپنے خریدار و نکو خوش کرنا ہوتا ہے نہ کہ ان کی اصلاح کرنا۔ بعض اخبارات جنکا نام ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں اس پالیسی کو مدنظر رکہتے ہوئے یہانتک تجاوز کر جاتے ہیں کہ وہ کسی فریق کے پیر و مرشد یا کسی مذہب کے بانی کی توہین اسوجہ سے شروع کر دیتے ہیں کہ پبلک اس شخص کو برا سمجہتی ہے لہذا ان کا اخبار عام پسند ہوگا اور جاہل پبلک کی نظر دکمیں باوقار سمجہا جائیگا اور لوگ کہیں گے کہ شاباش فلاں اخبار نے فلاں مردود کی خوب خبر لی ہے۔ میں ایسے اخبارات کی خدمت میں باادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری قوم کو تو پہلے ہی سے گہن لگ رہا ہے اور اپنے پاک مذہب کے پرانے دستور العمل کو چہوڑنے کیوجہ سے جس نے ہماری متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا تہا۔ ہم پہر ایک قوم سے متفرق گروہ ہو گئے ہیں۔ اسوقت تو آپ کا یہ فرض تہا کہ ایسی تجاویز اختیار کرتے کہ مذہبی عداوت تعصب بغض عناد قوم سے دور ہو جاتا اور ہم ایک قوم بنجاتے اور ہمارے ذاتی خیالات کیوجہ سے ہمارے دوسرے مسلمان بہائی کو ہم سے نفرت نہ ہوتی۔ آپکی ایسی تحریرات اور ہتک آمیز کارٹون دیکہکر فریق ثانی کا کلیجہ مارے غصہ کے خون ہو جاتا ہوگا۔ اور نتیجہ یہ کہ قوم کے افراد میں عداوت و بغض و عناد کی آگ دن بدن اور بڑہتی جاتی ہے اور جو اس کا انجام ہوگا وہ روز روشن کیطرح ظاہر ہے۔ ہماری قوم ایسی گر جائیگی کہ اس کا کوئی نام لیوا نہیں رہیگا۔ آپکو مناسب ہے کہ قوم کی گری ہوئی حالت کو سنبہالو۔ یورپ کیطرف نگاہ کرو۔ وہاں بہی مختلف مذاہب ہیں اور وہاں بہی ہمارے ملک کیطرح سچے یا جہوٹے مجدد و مذہب ہونیکا دعوی رکہتے ہیں۔ ابہی حال میں ایک انگریز نے دعوی کیا ہے کہ اسپر وحی اترتی ہے اور وہ مسیح کا ایلچی ہے۔ مجہے ٹہیک اسکے دعوی کے الفاظ یاد نہیں۔ مگر انگریزی اخبارات میں اس نئے رسول کا بہت کچہہ چرچا رہا ہے مگر کسی نے اس کے بارے میں ذرا بہی برا بہلا نہیں کہا۔ وجہ کیا؟ صرف یہی کہ اگر اس کا کوئی ماننے والا ہو تو اس کی دل آزاری نہو۔ اور قوم میں بغض و عداوت کی آگ نہ پہیلے۔ آپکو بہی یہی دستور العمل اختیار کرنا چاہیئے۔ ہمارا یہ فرض ہر وقت ہونا چاہیئے کہ جو شخص ملک قوم اور مذہب کی بہتری کیلئے کچہہ کر رہا ہو اسکی ہم امداد کریں۔

بہائی اگر امداد نہیں تو مخالفت ہی تو نہیں چاہیئے یہی بہائی کی قوم نے سر سید کے ساتہ کی اسکے مذہبی خیالات کچہہ ہی کیوں نہ تہے۔ قومی کام میں اسکی مخالفت شروع کی اور یہ نہ سمجہا کہ ہماری ملک و قوم کی ترقی کیلئے ہمکو کارکنان کی ضرورت ہے اسکے ہمکو کیا غرض کہ وہ کون ہیں؟ اور کس خیالات کے ہیں۔ بہائی تم یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انگریز تمہاری قوم یا مذہب کی ترقی کے لئے تمہاری مدد شروع کرے تو تم اسوجہ سے اسکی امداد کو منظور نہیں کروگے کہ وہ عیسائی ہے نہیں بلکہ تجربہ تو یہ بتاتا ہے کہ تم بڑے خوش ہوگے۔ آرنلڈ صاحب نے ایک پریچنگ آف اسلام لکہدی تو تمہاری قوم مارے خوشی کے پہولی نہیں سمائی۔ ماریسن صاحب نے تمہاری قوم کی بہبودی کیلئے لیکچر دیدیا تو تم آفرین آفرین کہنے لگے۔ مگر ایک غریب مسلمان خدا کو ماننے والا قرآن پاک پر عمل کرنے والے شخص نے سچائی سے یا کسی حکمت عملی سے یا اپنی اجتہادی غلطی سے تمہارے خیالات سے مخالفت کی تو تم نے اسکو کافر و ملحد قرار دینا شروع کر دیا۔ بہائی ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مذہب کچہہ رکہے۔ ہمکو کام سے کام ہے یا ہمکو نام سے کام ہے؟ ہمکو تو وہی پیارا ہے جو ہماری قوم کیلئے کچہہ کرتا ہے خواہ وہ احمدؐ (سید احمد) بانیٔ کالج ہو۔ خواہ وہ احمدؐ (مرزا غلام احمد) بانیٔ مذہب ہو۔ خواہ وہ مہدی (سید مہدی حسن نواب محسن الملک) مصلح قوم ہو۔ خواہ وہ مہدی (مرزا غلام احمد) مصلح مذہب ہو۔ وہ نیچری ہو یا مرزائی۔ سنی ہو یا شیعہ ہمکو اس سے غرض نہیں۔ ہمیں یہ دیکہنا ہے کہ وہ اپنے دعوی کے بموجب قوم کی یا مذہب کی خدمت کہاں تک کر رہا ہے۔ اور اسکی خدمت ہماری قوم و مذہب کے لئے کہاں تک مفید ہے۔ اگر اسکی خدمات واقعی مفید اور قابل قدر ہیں تو ہم بڑے ناشکرے ہوں گے اگر بجائے قدر دانی کے اسکی مخالفت شروع کر دیں۔ اور مخالفت بہی کس وجہ سے صرف اسوجہ سے کہ اس کے عقائد ہمارے عقائد کے برخلاف ہیں اور اسی بنا پر اسے گالیاں دینا شروع کر دیں۔

اس عبارت معترضہ کے بعد ملتمس ہوں کہ اسلام پر انگریزی کتب یا ماہوار رسالے جو واقعی اچہے ہوں اور غیر موقعوں پر اچہا اثر ڈال سکیں بغیر اس خیال کے کہ وہ کسکی قلم سے نکلے ہیں یہاں بہیجنے چاہئیں اسپر خرچ ہی بالکل کچہہ نہیں ہوگا یعنی جس شخص کے پاس ایسی کتاب ہو یا جسکے ہاں ایسا مذہبی رسالہ آتا ہو وہ خود پڑہکر یہاں میرے پاس بہیجدیوے۔ مناسب مناسب کتب خانوں اور جاپان کے مختلف شہروں میں میں اپنے خرچ سے تقسیم کر دیا کرونگا اور کتب خانوں میں کتابیں درج کرا دونگا۔ جاپانی زبان کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس زبان کا لکہنا پڑہنا نہیں سیکہتے بلکہ صرف بول چال سیکہتے ہیں تاکہ اپنی بات دوسرے کو سمجہا سکیں اور دوسرے کی تقریر کو خود سمجہ سکیں اور یہ بول چال کا سیکہنا بہت آسان ہے چند مہینوں میں آجاتی ہے۔ اور بول چال سیکہنے کیلئے انگریزی زبان میں بہت کتابیں چہپ چکی ہیں جنکو معمولی انگریزی دان پڑہکر اپنا مطلب نکال اور بغیر استاد کے جاپانی بول چال سیکہ سکتا ہے۔ ایسی کتب کا نام اور انکے ملنے کا پتہ دریافت کرنے کیلئے آپ میری چٹہی جو اس سے قبل

عیسائی بنانے والی مشین

بینے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین طمع زر اور تبدیل مذہب کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا۔ جسپر ہنون کے اخبار تحفہ سرور کو خصوصیت کے ساتھہ جوش آیا ہے اور اس نے ۲۰۔جولائی کی اشاعت مین اسپر ایک لیڈر لکھہ دیا ہے۔

اس لیڈر مین اس بات سے انکار کیا گیا ہے کہ لوگ جو عیسائی ہوتے ہین وہ طمع زر کیوجہ سے نہین ہوتے ہین۔ ممکن ہے ایڈیٹر صاحب تحفہ سرور کا خیال صحیح ہو اور جن دیسی اور ولایتی مشنریون نے سالہا سال کے بعد عیسائیت کی ناکامی پر مضامین لکھے ہین اور دیسی کلیسا مین شامل ہونے ...... والون کو لالچی ہونے کا خطاب دیا ہے انہون نے بے وقوفی کی ہو۔ مین مسٹر شاکر کو بہت سی مثالین ایسے لوگون کی دے سکتا ہون مگر میرے نزدیک یہہ ایک فضول بحث ہوگی۔ یہہ مین تسلیم کرتا ہون کہ عیسائیت کی طرف کشش اور جذب کا باعث صرف روپیہ ہی نہین بلکہ اور بہی بہت سی باتین ہین جنکا بہول جانا انکے ذکر کرنے سے بہتر ہوگا۔

۱۸۹۸ء کے ستمبر مین ڈاکٹر پینل صاحب نے لودہانہ کے ایک مسیحی اخبار نور افشان مین ایک مضمون مشنری اور دیسی کلیسیا کے عنوان سے چہپوایا تہا۔ اگر مسٹر شاکر اس مضمون کو پڑہ لیتے تو شاید وہ اس لیڈر کے لکھنے کی جرأت نکرتے۔ مین انکی واقفیت کے لئے اس مضمون کا کچہہ اقتباس ذیل مین درج کرتا ہون شاکر صاحب ڈاکٹر پینل سے پوچھہ لین کہ کیون صاحب وہ کون لوگ ہین جنپر آپ یہ الزام لگاتے ہین؟ گہر مین ہی فیصلہ ہوجائیگا۔ اسکے بعد بہی اگر شاکر صاحب کو کوئی شبہ دیسی کلیسیا کے متعلق رہا تو مین انشاء اللہ انکے فاضل مسیحی بزرگون کی تحریرون ہی سے انکی تسلی کرنے کی سعی کرونگا۔ لیکن کیا اس سے مسٹر شاکر مان لین گے کہ عیسائی طمع زر کی وجہ سے ہی ہوتے ہین؟ الحکم یا سلسلۂ عالیہ کے متعلق جو کچہہ انہون نے لکہا ہے انمین کوئی امر ایسا نہین جسکا مین جواب دون۔ سردست ڈاکٹر پینل کی چٹھی کا انتخاب ان کے لئے بہتر سبق ہوگا۔ وہ صراحت سے کہہ سکتے ہین کہ آیا ڈاکٹر صاحب جہوٹے ہین یا شاکر صاحب خود!۔

آج کل فنڈ کی کمی اور نکتہ چینیان اور دیگر واقعات ایسے پیش آئے کہ اصلاح کرنے کی افواہین کثرت سے آنے لگین۔ پس چند خیالات جو مین نے پانچ سال کے تجربہ اور لوگون کے طرز معاشرت سے معلوم ہوگئے ہین ظاہر کرنا بے موقع نہ ہوگا۔ گو اس سے کچہہ اور فائدہ نہ ہو مگر اتنا تو ضرور ہے کہ مشنری صاحبان جواب دینے کا موقع پائینگے پنجاب کی ہندوستانی کلیسیا کا اصل حال معلوم کرنا میرے لئے گویا ایک میٹھی نیند سے جاگ اٹھنا تہا۔ نو مریدون کی بابت مجھے امید تھی کہ وہ اپنی پہلی محبت اور لوگون کو بھی مسیح کی روشنی مین لانے کی کوشش کرین گے شاید ہو اکہ دل میں یہ حساب لگا رہے ہین کہ پادری صاحب اس بارش دینی خدمت کے لئے کیا کچہہ دین گے۔ یا انجیل کی منادی کرنے سے مجھے کیا کچہہ دنیوی ترقی یا فائدے ہونگے اور بجائے اس کے کہ چہوٹے بچو ایک دوسرے سے پیار کرو گہر کے جہگڑے حسد۔ بغض۔ چغلی پائی جاتی ہے یہہ ہمارا فرض ہے کہ جہان تک ممکن ہو اس بات کا حقیقی سبب دریافت کرین کہ دیسی کلیسیا مین حد درجہ ریاکاری اور دنیا پرستی کہان سے آگھسی ہے پھر ہم سب حتی المقدور اپنے طریقون کی اس قدر اصلاح کرین کہ کم سے کم ہم خود اس باعث نہ ٹھہرین سب سے بڑی مشکل مالی تعلقات کی ہے۔ جو اکثر مشنری اور اون کے مریدون اور دیگر ہندوستانی مسیحیون کے درمیان ہے مشنری نہ فقط روحانی صلاح کار اور رہنما ہے بلکہ ساتھہ ہی اون کی ماہواری تنخواہ دینے والا ہے۔ اور اوسکی خوشنودی مزاج پر اُنکی دنیوی بہبودی اور ترقی کا مدار رہتا ہے اس طور سے مین نے دیکھا ہے کہ مشن احاطہ جس کے ساتھہ میرا بہت گہرا تعلق تھا بالکل ریاکاری اور چغلخوری اور خوشامد پرستی کا گھر بن گیا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جب کوئی نیا متلاشی آتا ہے۔ خواہ اوس کا حقیقی مقصد کیسا ہی پاک صاف کیون نہ ہو خواہ مخواہ دنیوی فوائد اور مشن کی نوکری کی طمع اسے دلائی جاتی ہے۔ اس طور سے مسیحی تعلیم اور دنیوی مقاصد اور حرص کے لئے پردہ بن جاتا ہے۔ اور مشنری گو بلا ارادہ مگر تو بھی سچ مچ اور قابل الزام طور پر اس سب کا باعث ہے۔ ایک متلاشی جو مسیحی ہوکر فی الفور مشن کا وظیفہ خوار ہوجاتا ہے اس سے غیر اقوام کی نظر مین اسکی صلیب برداری کی محبت کا ثبوت بہت کم باقی رہجاتا ہے تنخواہ دار مناد جو اس لیاقت کا آدمی ہے کہ اگر مشن اوسکو نکالدے تو آدھی تنخواہ بھی اُس کو دوسری جگہہ نہین ملیگی مشن کیلئے بے عزتی کا سبب ہے۔ اور جب وہ بازار مین منادی کے لئے کہڑا ہوتا ہے تو ایک سست اور بے اصول آدمی کے لئے جس کے نزدیک مذہب فقط ایک روٹی کمانے کا وسیلہ ہے۔ ایک کشش کا باعث ہے لیکن ساتھہ ہی اس کے ایک دیندار اور ایک نیک ہندو مسلمان کے لئے ایک اشارہ ہے کہ وہ ایسے مذہب سے جسکا کہ وہ نمونہ ہے دور دور بھاگین یہ شیطان کی بڑی حکمت ہے کہ ہم مشن کے روپیون سے ایسے آدمیون کی پرورش کرین۔ جو بد معاش اور مکارون کو کلیسیان مین لاوین اور حق کے طالبون کو اُس سے دور رکھین۔ جب تک مشن ایسے لوگون کو مسیحی خدمت کے لئے لگائیگا۔ جن کو اور جگہہ بہت کم تنخواہ ملے تب تک یہ الزام اون سے دور نہ ہوگا۔ کم سے کم مشنری سوسائٹی کے نقصون کے بارہ مین جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ خداوند کے روپیہ کو بدمعاشون اور ریاکارون کے بڑھانے مین استعمال نہ کرنا چاہئے۔ ایسے لوگون کا مسیحی مذہب مین ہونا بت پرستی سے بدتر ہے۔ موجودہ زمانہ مین فی الحقیقت اکثر مفصلہ ذیل باتین ہین جو ایک آدمی کو مسیح ہونے سے روکتی ہین۔ مثلاً مشن کے وظیفہ پر پڑا رہنا ریاکاری سے نفرت۔ چاپلوسی کی لیاقت کا نہ ہونا۔ نیز ایک قسم کی حب الوطنی اون کے دل پر چوٹ لگاتی ہے کیونکہ کئی مغربی رسمین اور سوشیل روایتین مسیحی مذہب کے ایک جزو کے طور پر پیش کیجاتی ہین علاوہ اس کے بہت سی نفرت انگیز وہ باتین بھی ہین جو اون لوگون مین پائی جاتی ہین جن مین مشنری لوگ کام کرتے ہین اور اون باتون کو پسند کرتے ہین مثلاً غلامی کی روح بغیر غور کرنیکے ہان مین ہان ملانا۔ چاپلوسی جو اون کو ہر طرح کا کام کرنے کے لئے تیار کردیتی ہے۔ اور مشنری کی ہر ایک بات ماننے کے لئے جس سے کہ وہ تنخواہ پاتے ہین آمادہ کردیتی ہے۔

مزید بران ایک متلاشی جو اپنے لوگون اور مذہب کو برا بہلا کہنا شروع کرتا ہے۔ وہ حقیقت مین اپنی صداقت کو پورے پورے طور پر ظاہر نہین کرتا اور یہی طریقہ اکثر کیتہکسٹ اپنی منادی مین دکہلاتے ہین اون کو روحون کو تبدیل کرنے کا اسقدر فکر نہین ہے جتنا اون مشنریون کو خوش کرنیکا جن سے وہ تنخواہ پاتے ہین۔

...... بپتسمون اور طالبان حق کی بڑی بڑی فہرستون کی خواہش موجودہ مشنون مین بڑی خرابی پیدا کرری ہے جبکہ مناد خالص منادی سے ناکامیاب ہوتے ہین تو اور لوگون کو شہ دیگر مسیحی مذہب مین لے آتے ہین۔

.... وہ ایک بڑی خوشی کا دن ہوگا جب کہ حامیان انگلستان اس بات کو سیکہہ لین گے۔ کہ ایک نئے ملک مین بپتسمون کی فہرست مسیحی مذہب کی ترقی کا ایک اصلی پیمانہ نہین ہے۔

تحقیقات الشیعہ

مولوی عبد الباسط صاحب کو آپ جانتے ہونگے درویش وضع انسان معلوم ہوتا ہے۔ اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تخمیناً بارہ سال تک اہل حدیث کیخدمت کرکے بڑی محنت سے علم حاصل کیا ہے مگر وہابیت مین اسکو اطمینان قلب حاصل نہوا اسواسطے تہوڑے عرصہ سے شیعہ مذہب کو اختیار کیا ہے۔ اور اب مختلف شہرون مین شیعیت کی تائید مین وعظ کرتا پہرتا ہے۔ اغلباً ۵ مئی ۱۹۰۵ء مین اوسکو شہر پشاور مین امام باڑہ میر حیدر شاہ صاحب مرحوم مین چند دفعہ وعظ کرنیکا موقع ملا۔ ایک دفعہ حسب تحریک شیعہ دوست کے وہین مجلس وعظ مین شریک ہوا۔ مولویصاحب نے قرآن وحدیث کو اچہے لب لہجہ مین ادا کیا۔ اور ایسی سنجیدگی اور شائستگی سے وعظ کیا کہ کسی شیعہ مولوی سے کم امید ہوسکتی ہے۔ اسمین زیادہ خوبی یہ تھی کہ استدلال اونکا قرآن مجید سے تہا چونکہ میرا قلب مجکو ہدایت کرتاہے۔ کہ مین مولوی صاحب موصوف کا وعظ اپنی الفاظ مین قوم کے سامنے پیشکردون اور جہان کہین کوئی سوال پیدا ہوتا ہو اوسکا ذکر بہی کردون ممکن ہے کسی اہل دل کو فائدہ پہنچ جاوے اور علماء اہل تشیع کو نیز موقع حاصل ہے۔ بنابران۔ مولویصاحب کا وعظ پانچ حصون مین تقسیم ہوکر پیش کیا جاتا ہے۔ وھوھذا۔ ع۱ حضرت علی علیہ السلام بمثیل ہارون تھے۔ ع۲ حضرت علی خلافت بلافصل سے بسبب نااہلیت محروم نہین کئے گئے۔ ع۳ آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الی ازواج مطہرات کے حق مین نہین ہے۔ ع۴ انبیا اولیا نے معجزات دکہا لئے ہین۔ ع۵ ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام۔ باقی آیندہ محمد رمضان علی

مراسلت

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
و
کان حقا علینا نصر المومنین

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتی نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور عالیجناب فیض ظہور حضرت مولانا و بالفضل اولنا حضرت کریم الملت صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ الحمد للہ رب العالمین جو سب کا خالق اور مالک اور رازق اور بخشنہار ہے اور سلام و صلوٰۃ اور برکات اور رحمتیں ہوں اوس محمد پر جس نے ہم کو ایسا رب دکھلایا۔ اور اوس کے غلام پر جس نے اس زمانہ میں اسلام کی لاج رکھ لی ہے۔ اور آبپاشی سے موسم خزان کو موسم بہار بنا رہا ہے۔

امابعد واضح رائے عالی ہو کہ ان دنوں راقم بتقریب رخصت متصل قصبہ حافظ آباد موضع گڑہی آورن وطن مولوف میں موجود ہے۔ ضروری امور خانگی کیوجہ سے سہ ماہ کے لئے سیالکوٹ کی جماعت سے مہجوری ہے۔ تاہم تمام شکر ہے۔ کہ اس بار کے علاقہ سے بھی بندگ خدا مناسبت رکھتے ہیں کچھہ اون کے میل جول سے اور زیادہ تر الحکم کے ذریعہ سے آگاہ رہتا ہوں۔ مجھے اب زیادہ تر محسوس ہوا ہی کہ الحکم ہی اس سلسلہ عالیہ کا ارکن اور نہائی کا اعلیٰ رفیق ہے۔ فضل مرحوم کا نہایت ہی رنج ہوا ہے اوسکی دعا کی تحریک اخبار کے ذریعہ احمدی جماعت کی یاد دہانی کے لئے فرماتے رہیں۔ میں دل سے دعا کرتا ہوں۔ کہ حق سبحانہ تعالیٰ مرحوم مغفور کو دائمی زندگی نصیب کرے۔

آمین ثم آمین۔

میں آپ کو اس علاقہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کو ہمیشہ قوم شناخت کیا کرتی ہے اور قوم کے آگے جو روکاوٹیں ہوں۔ وہ کس طرح نابود ہو جاتی ہیں۔ قصبہ حافظ آباد کے غرب میں موضع پریم کوٹ ایک چھوٹا سا موضع ہے۔ جو تقریباً دو تین میل کا فاصلہ ہے۔ وہاں پر مولوی نبی بخش صاحب امام مسجد سلسلہ عالیہ کے مخلص مرید رہتے ہیں۔ اور ساکنان دیہہ کی ایک جماعت رکھتے ہیں۔ دیہات قرب و جوار میں سلسلہ تبلیغ جاری رکھا ہوا ہے۔ موضع پنڈی باوری میں رمضان گذشتہ سے ایک مولویصاحب ابراہیم نامی جو وطن اپنا موضع ٹھٹہ تھانہ سنگ جانی ضلع راولپنڈی ظاہر کر کے اپنے آپ کو شاگرد گولڑوی صاحب بیان کرتے ہیں۔ میاں غلام رسول امام مسجد کے پاس فروکش ہیں۔ اور مدعی حیات عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام بن بیٹھے ہیں۔ تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پاکر زمیندار کسانوں کو ورغلاتے ہیں کہ یہ مولوی نبی بخش مرزائی ہے۔ اور مذہب میں اونہوں نے تبدیلی کر لی ہے۔ اور لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف مولوی نبی بخش کی نیک اطواری سالہا سال کی اور حسن ظنی لوگوں سے دور نہ تھی۔ ہر چھوٹا بڑا جانتا اور بعض اون کے لنگوٹیہ یار بھی تھے۔ لوگوں نے جب ان کو مدعی وفات اور مولوی ابراہیم صاحبکو مدعی حیات پایا۔ تو گویا قوم نے ان سے فیصلہ کرنا چاہا۔ اور موضع مالوچک میں یہہ مجمع کیا گیا اور مسئلہ متنازعہ فیہ پر گفتگو کرائی گئی۔ بیان ہوتا ہے۔ کہ مدعی وفات نے جب قرآن کریم اور احادیث سے دعویٰ اور دلیل کی۔ اور مدعی حیات کو اپنی وفات کا سامنا نظر آیا۔ تو کہا۔ کہ میں مرزا یا اوس کے کسی مرید کی کتاب سے خواہ اوس میں عربی کی آیات ہی ہوں۔ کوئی بات سننا نہیں چاہتا۔ اور نہ اس طرح پر وفات کا قائل ہو سکتا ہوں۔ تب مولوی نبی بخش نے قرآن کریم سے ہی پڑھا۔ مگر وہ مولوی کب ہیں خداترس انسان کی بات کو سنتا تھا۔ اور جب حیات ثابت کرنے لگا۔ کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کی۔ اور مسئلہ متنازعہ فیہ کو دھندلا کر دیا۔ انجام کار لوگوں سے کہا کہ اے لوگو اس زمانہ میں یہ ہونا چاہئے تھا۔ وہ ہونا چاہئے تھا۔ جنگلی سور اور گرجا کی ریختہ دیواریں اُٹھ جانی چاہئے تھیں۔ یہ مولوی نبی بخش قرآن کے معنوں میں اختلاف ڈالتا ہے۔ اور علم صرف نحو جو کچھہ میں جانتا ہوں۔ اوسکی اسکو کہاں خبر ہے متوفیک و رافعک و فلما توفیتنی وعدی کے صیغہ اور لیومنن بہ قبل موتہ کا کیونکر آتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں جانتا۔ کوئی کوئی مولوی آپنے جانتا ہے صرف نحو کی کمی معلومات سے یہ لوگ غلطی کھاتے ہیں تب اکثر لوگوں نے کہا کیا قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ جس سے صرف مولویوں کو وفات اور حیات مسیح کی صرف نحو آوے اور دیگر احکام جو سات صد میں اوس سے اطلاع ہو ہم کو صاف صاف مطمئن کر دو۔ تاکہ روزمرہ کا خرخشہ دور ہو۔ تب مولوی صاحب بولے۔ کہ یہاں میرے مقابلہ کا کوئی مولوی نہیں۔ البتہ مرزا صاحب اہل علم سُنے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کو یہ لوگ بلوا دیں۔ میں مباحثہ کروں گا۔ اس طرز کلام مولوی سے پایا جاتا ہے۔ کہ اوس کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب (جو تمام دنیا کو تبلیغ فرما رہے ہیں) اور مباحثہ ہائے کے نسبت کئی مرتبہ فیصلہ کر چکے ہیں وہ تشریف تو لا ئینگے نہیں۔ جھوٹی ڈفلی بجاؤنگا افسوس ان زید اور بکر لوگوں پر یہہ حضرت امام مامور رحمان اور مرسل یزدان کو کیا سمجھتے ہیں۔ کاش کہ ان کے دل ہوتے حق کو پا لیتے کان ہوتے سن لیتے۔ لیکن اگر مولویوں کے علم اور ان کے مباحثات پر مدار تھا۔ تو میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ دنیا میں کسی راستباز کی شناخت نہ ہوتی۔ جب کہ راستبازوں کا فیصلہ ہمیشہ قوم پر موقوف رہا ہے۔ تو ضرور تھا کہ ایسا ہی ہو۔ چنانچہ اس دیہات کے رہنے والوں کی سدہارا اور صاف سینہ والی طبیعتیں نہ رہ سکیں۔ اور احمدی جماعت سے یہ مشورہ ہوا کہ ہم بھی اور مولوی بلواتے ہیں اور احمدی جماعت کا بھی کوئی مولوی آوے اور موضع مولوچک میں جو ان دیہات کے درمیان ہے مسئلہ متنازعہ فیہ فیصلہ کر لیا جاوے۔ مولوی ابراہیم چاہتے ہیں کہ میرے مقابلہ میں کوئی بڑا عالم لایا جاوے۔ چنانچہ مولوی نبی بخش نے منظور کیا اور فریقین نے ۱۰- اپریل ۱۹۰۵ء تاریخ مقرر کی۔ اور دیہات گرد نواح میں اس جلسہ کی شہرت ہوئی مولوی نبی بخش نے بمشورت احباب احمدی مولوی محمد حیات سکنہ بڈی شاہ عبدالرحمان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ وزیرآباد جاویں۔ اور مولانا بالفضل اولنا حافظ غلام رسول صاحب کو خدا کا فضل اون کے شامل حال ہو۔ لاویں۔ ادہر قوم میں حق کی تڑپ تھی۔ اور انتظار پر انتظار تھا۔ اور خدا سے دعا مانگتی تھی۔ کہ یا مولائے کریم تو سب کا مولا اور ناصر ہے۔ اور تیرے آستانہ پر جو گرتا ہے وہ خالی نہیں رہتا۔ حق اور باطل میں فرق کر دے۔ چنانچہ ۹- اپریل ۱۹۰۵ء کو حافظ جیو صاحب وزیرآباد سے ریلوی سٹیشن حافظ آباد پر فروکش ہوئے مولوی صاحبان معہ دیگر احباب جماعت احمدیہ استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہہ خدا کے بندوں کا قافلہ تھوڑا عرصہ اس خاکسار کے مکان پر ٹھہر کر موضع پریم کوٹ کو چلا گیا۔ صبح دس تاریخ تھی۔ دیہات قرب وجوار کا اجتماع مولوچک میں شروع ہوا۔ یہہ خاکسار راقم بھی معہ اخی مکرمی ملک شہباز خان صاحب جو سلسلہ عالیہ کے معزز ممبر ہیں۔ پہنچا۔ اور بہت سے اصحاب اثناء راہ سے ساتھ ہو لئے۔ مولوچک پہنچنے سے پہلے پریم کوٹ پہنچکر حافظ صاحب جو معہ دیگر احباب کے منتظر تھے۔ ہمراہ ہوئے۔ مولوچک پہنچتے ہی ایک ٹولہ مولوی صاحبان آراستہ اور پیراستہ اپنے آگے بڑی بڑی مجلد کتابیں۔ کتب ہائے کا انبار لگائے ہوئے بیٹھے پایا گیا۔ اب میں ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس مجمع میں کون کون صاحب شامل تھے۔ فریق مخالف میں" مولوی ابراہیم صاحب اول الذکر۔ مولوی غلام رسول پنڈی باوری۔ مولوی احمد الدین سکنہ برتالی ضلع گجرات۔ حافظ احمد الدین صاحب سکنہ گوجرکے۔ مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد و حافظ امیر علی صاحب سکنائے گڑہی آورن۔ موخر الذکر اگرچہ نابینا تھے۔ مگر وہ اپنی بغل میں سیف چشتیائی دبائے ہوئے تھے۔ جو اس خاکسار نے دیکھی تھی۔ اور احمدیہ فریق سے جناب حافظ صاحب وزیرآبادی اور مولوی عنایت اللہ صاحب سکنہ چیہ سندھوان مولوی محمد حیات صاحب خلف حکیم مولانا مولوی جلال الدین صاحب مرحوم سکنہ سیر کوٹ مولوی محمد حیات صاحب سکنہ بڈی شاہ عبدالرحمان۔ مولوی نبی بخش صاحب سکنہ پریم کوٹ باتفاق رائے احباب مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد گڑھی آورن میر مجلس یعنے سپرنٹنڈنٹ جلسہ مقرر ہوئے اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ مسئلہ حیات وفات مسیح پر اور چودہویں صدی والے امام کے متعلق جس جس فریق کا مولوی گفتگو کرنا چاہے۔ وہ جلسہ عام میں بطور لکچر بیان کرے اور لکچر کے وقت میں کوئی آدمی کسی فریق کا مخل نہیں ہوگا۔ (باقی ہفتہ آیندہ)

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - پیر برکت علی صاحب رمل ضلع گجرات صدقہ عہ قربانی فنڈ ۱۱ر کالج عہ ۸ر
۲ - مولوی فتح دین صاحب دہرم کوٹ بگا عہ ۱ر (قربانی فنڈ)
۳ - مولوی وزیر الدین صاحب مدرس سجان پور ٹیرا عہ ۱ر
۴ - منشی گلاب دین صاحب مدرس تناس ۸ر مدرسہ
۵ - منشی عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی ہ مدرسہ
۶ - جماعت مردان ضلع پشاور عہ مسکین فنڈ

۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی محمد فاضل صاحب نوالہ ضلع ملتان عہ ۱۲ر مدرسہ

۶ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں محمد علی صاحب بستی دربام کملانہ عہ عید فنڈ
۲ - منشی اللہ دتا مدرس مڈل سکول رام نگر گجرانوالہ ۸ر مدرسہ
۳ - منشی احمد حسن صاحب مدرس شاملی مظفر نگر ۴ر مدرسہ
۴ - سید قاضی غلام حسین صاحب ٹرزی اسسٹنٹ حصار ۱۲ر مدرسہ ۱۲ر یتامی فنڈ عہ

۷ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن للعہ مدرسہ
۲ - منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ للعہ مدرسہ

۸ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی غلام سرور صاحب گرداور ڈیرہ اسمٰعیل خان عہ مدرسہ چندہ جون ۱۹۰۵ء
۲ - جماعت مردان ضلع پشاور عہ مدرسہ
۳ - چودہری رستم علی صاحب انبالہ ہ مدرسہ
۴ - جماعت کوئٹہ معرفت منشی خدا داد خان رسالدار للعہ مدرسہ

۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - سید سعید الدین صاحب موضع کوسمی صالح پور (کٹک) ہ مدرسہ

۱۰ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں محمد حسین صاحب (معہ اہل وعیال) نمبردار پرم جت پور ہ مدرسہ چندہ سال ۱۹۰۵ء
۲ - جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی عہ مدرسہ
۳ - منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا میزان ہ (مساکین فنڈ) عہ (مدرسہ) للعہ
۴ - بابو نور الدین صاحب نقشہ نویس لائل پور عہ مدرسہ
۵ - شیخ محمد حسین صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۶ - شیخ خدا بخش صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۷ - میاں محمد حسین صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۸ - جناب سردار احمد صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۹ - جماعت لاہور میزان للعہ ۴ر ۹ پ عہ مدرسہ چندہ اپریل ۴ر ۹ پ مساکین فنڈ

۱۱ - جولائی ۱۹۰۵ء

جماعت بمبئی معرفت مولوی سکندر علی صاحب احمدی مدرس قادیان ۱ر

۱۲ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں عبد الرحمان طالب علم قادیان سپیشل کلاس ۸ر مسکین فنڈ
۲ - میاں نظام الدین درزی احمدی جہلمی از افریقہ (للعہ) عہ مدرسہ میزان عہ مسکین فنڈ
۳ - میاں امیر اللہ صاحب موضع اسماعیلہ ضلع پشاور عہ مدرسہ
۴ - جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ہ مدرسہ

۱۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیپ عہ مدرسہ چندہ جولائی ۱۹۰۵ء
۲ - سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور ۴ر
۳ - میاں مسیح اللہ صاحب ملازم لڈنگ (جاپان) ۱ر مدرسہ
۴ - منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ضلع پشاور عہ مدرسہ
۵ - منشی غلام محمد صاحب پٹواری شاہپور کنڈی ۴ر مدرسہ

۱۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد معقول صاحب احمدی میر منشی لکھنؤ ۸ر مدرسہ جون ۱۹۰۵ء

۱۵ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ۴ر (میزان ۶ر) ۶ر (مدرسہ) ۶ر (مساکین)
۲ - جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ للعہ مدرسہ اپریل تا جون ۱۹۰۵ء
۳ - جماعت کہاریان معرفت منشی ولی داد صاحب عرائض نویس عہ مدرسہ

عاجز اللہ داد نائب امین مدرسہ قادیان

خبروں کا گلدستہ

تار تہ امریکہ میں مسس سپی بہت بڑا اور مشہور دریا ہے ۱۲ - جون سے اس میں بڑے زور سے طوفان آنا شروع ہوا ہے۔ سینکڑوں انسانوں اور ہزاروں جانوروں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ دریا کا پاٹ پہلے دو میل تہا اب بڑہتے بڑہتے ۸ میل تک ہو گیا ہے مقام کیکوک کی ریل بالکل غرق ہو چکی ہے تقریبًا ۶۰ لاکہ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے لیکن دریا بجائے گہٹنے کے روز بروز بڑہتا جاتا ہے۔ اہل امریکہ بہت پریشان ہیں۔ خداوند کریم یہی دعا ہے کہ وہ جلد اہل امریکہ کو اس طوفان سے نجات دلائے۔ ورنہ الٹی لینے کے دینے پڑ جائینگے۔

روس میں جو ایک جدید اسلامی کالج وہاں کے مسلمانوں کی کوشش سے قایم ہوا ہے اسمیں عربی۔ ترکی۔ تاتاری اور روسی زبانیں پڑہائی جاتی ہیں اور علوم و فنون جدیدہ کے علاوہ مذہبی تعلیم بہی ہوتی ہے۔ مگر پہر بہی روسی گورنمنٹ کیطرف سے بعض ایسے مضامین لازمی قرار دئے گئے جو محض درس اصلی تعلیم میں حارج ہونگے۔

الہ آباد میں ایک محفل میلاد کے موقع پر منشی کندن لال صاحب نے انتظام و مصارف میں خاص حصہ لیا۔ علاوہ ان کے اور بہی اہل ہنود اور یوروپین صاحب شریک تہے۔

امرتا بازار پتر کا نے ۲۰ مئی کو بیچک پلز (چادو کی گولیاں) کا ایک اشتہار شائع کیا جسپر کمشنر پولیس نے اعتراض کیا مشتہر اور چہاپنے والا دونوں عدالت میں طلب کئے گئے جنہوں نے معافی مانگی اور آیندہ اس اشتہار کی اشاعت سے انکار کیا۔ لہذا معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

گورنمنٹ مصر نے یہ جدید فرمان صادر کیا ہے کہ جس شخص کا کتا دیوانہ ہو جائے اسکو اسی دن اپنے قریب کے تہانہ میں رپورٹ کرنا چاہئے۔ یہ رپورٹ مالک سگ یا وٹرنیری ملازم جو اسکے علاج کو بلایا جاوے اسی روز تہانہ میں کرے۔ اگر نہ کریگا تو ایک سو قرش تک جرمانہ کا سزایاب ہوگا۔ کتے کا مالک ذمہ وار ہے کہ کتے کو لوگوں اور جانوروں کے کاٹنے سے الگ رکہے۔ یا اسی روز قتل کر دیوے۔ اگر ایسا نہ کرے تو پولیس کو دست اندازی کا اختیار ہوگا جن جن لوگوں نے کتے رکہے ہوئے ہیں انکو حکم سنایا گیا ہے کہ ہر ایک اپنے کتے کے گلے میں ایک ایسا لوہے کا پٹہ ڈالے جسپر کتے کے مالک اور اوسکے محلہ کا نام منقوش ہو۔

حکومت فرانس نے شہر الجزائر میں اسلامی ممالک کی فنی مصنوعات کی نمایش قایم کی ہے۔ وہ آثار قدیمہ جن سے سلاطین ماضیہ کے تاریخی حالات معلوم ہوتے ہیں اس نمایش میں پیش کئے جائینگے۔ یہ نمایش عنقریب کہولی جائیگی۔

بعلبک میں جرمن کمپنی آثار قدیمہ نے جو قدیم آثار کہود کر نکالے ہیں انسے قدیمی عبادت گاہوں کے تاریخی حالات عجیب عجیب معلوم ہوئے ہیں۔ اور مسیو ڈولنس غور منیجر آثار قدیمہ نے ایک ضخیم کتاب انکے تاریخی حالات میں لکہی ہے جو فرانس میں چہپکر شایع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں نہایت مفید معلومات بعلبک کی تاریخ پر لکہے گئے ہیں۔ خصوصًا شہر ہیلیو پولیس قدیم اور شاہ انطوان کے اس شاہی محل کے حالات جو ایک بے نظیر مقام تہا۔ اور نیز عبادت گاہوں کے حالات جو قدیم زمانہ میں نہایت مشہور تہے جنمیں معبد الشمس اعلےٰ درجہ کا معبد تہا۔

پٹیالہ ہسپتال کے کمپونڈر کی وردی پر ایک کراس مارک (نشان) صلیب لگایا گیا ہے جس سے پٹیالہ کی پبلک ڈاکٹر جیمس سولس جن کے خلاف ہو گئی ہے۔

لنڈی کوتل میں اسسال سخت گرمی پڑی ۱۳ کو کسیقدر بارش ہوئی۔ جس سے مقیاس الحرارت ۹۶ ڈگری سے گر کر ۷۰ ڈگری پر آگیا۔ ایک قافلہ کے ۴ آدمی شدت گرمی سے مر گئے۔

کالیکٹ کے ایک پادری صاحب نے ایک انگریز پر اسلئے دعوے کر دیا کہ اس کی شادی کے باجے نے پادری صاحب کی نماز میں خلل ڈالا تہا۔

آسام سے مولوی نذیر الدین احمد جاپان کو ریشم بافی اور دیا سلائی بنانے کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتی ہیں۔

شاہ کابل نے جو سامان برقی روشنی کا منگایا تہا۔ وہ ۹ جولائی کو لنڈی کوتل سے معہ انجنیر اور ایک انجن کے روانہ کابل ہو گیا۔

ہائیکورٹ بمبئی نے فیصلہ کیا ہے کہ جو وصیت کسی مسلمان نے لکہی ہو اوسپر گواہوں کی شہادت کی ضرورت نہیں خواہ نویسندہ کسی ایسی قوم کا ہی فرد کیوں نہو جو بجائے شریعت کی رواج کی پابند اور ہندو قانون وراثت کی تابع ہو۔ کسی انگریزی عدالت کے فیصلہ یا اسلامی شریعت دونوں رو سے شہادت ضروری نہیں عیسائی اور ہنود کی وصیت پر گواہوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ وصیت بیکار سمجہی جائیگی۔

ہندوستان سے جو خطوط وغیرہ سیستان یا علاقہ فارس میں بہیجے جائینگے اون کا محصول حسب ذیل ہوگا خطوط وزنی نصف اونس (۱½ تولہ) پر ۲½ آنہ پوسٹ کارڈ پر ۱ر چہپے ہوئے کاغذ جن میں اخبارات و کتب بہی شامل ہیں فی دو اونس (۵ تولہ) پر نصف آنہ محصول ادا کرنا ہوگا۔

حضور وائسرائے کی لیجسلیٹو کونسل میں ایک بل پیش ہوا ہے جسکی رو سے ہندوستان میں نکل سلور کا ایک سکہ جاری کیا جائیگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

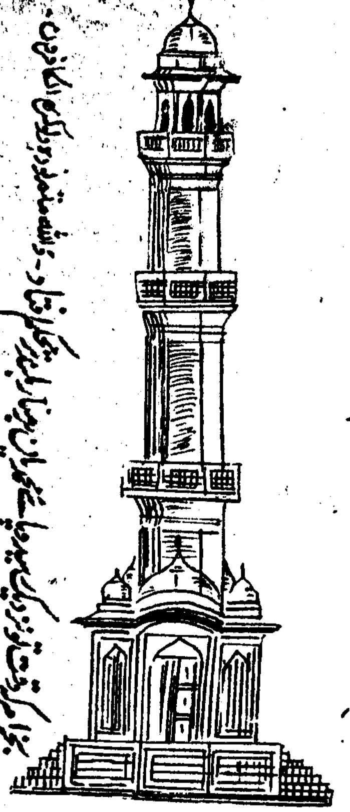

الحکم

فہرست مضامین

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی   دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ
(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و سعادتمندوں سے عنہ (۳) ہندوستان سے باہر للعہ (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء ۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کے لئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نہ رہیگی۔ اس اثنا میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل خریدنے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دوچند قیمت پر دئے جاتے ہیں۔

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم صہ ۔ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء " صہ "
ازالہ اوہام ہر دو جلد عصہ "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا ۵ر
رد شیعہ و خط لنسخ ۵ر
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریرین ۱۰ر صرف پچیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ ۸ر صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ار
برہان الحق ۲ر
النصح ار
سلک مروارید اوّل ۲ر صرف سو درخواستوں کی ہوگی۔
اصلاح النظر ۲۰ر صرف بیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
الانذار ۲ر صرف ۵۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں۔ بزرگان ملت کی صحت بھی الحمد للہ اچھی ہے۔ حضرت مسیح موعود براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھہ رہے ہیں جو ۱۲۰ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے۔

۲۔ موسمی حالت بدستور ہے البتہ ہفتہ زیر اشاعت میں بارش ہوگئی تاہم جو وقت دہوپ نکلتی ہے سخت جانگداز ہوتی ہے۔ اور حبس جب ہوتا ہے تو دم گھٹنے لگتا ہے۔

۳۔ ۲۶۔ جولائی ۱۹۰۵ء کی صبح کو قبل نماز صبح زلزلہ کا ایک شدید دہکا لگا الحمد للہ ہر طرح خیریت رہی ہے۔

۴۔ مدرسہ تعلیم الاسلام موسمی تعطیلات کیلئے غالباً اگست کے آخری ہفتہ میں بند ہوگا۔

انتقال

جناب مولوی عبد الحق صاحب سید والہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ انکی اہلیہ جو مغفور مولوی جمال الدین صاحب کی دختر نیک اختر تہیں کچھہ عرصہ تک بیمار رہ کر ۲۲۔ جولائی ۱۹۰۵ء کو فوت ہوگئیں۔ مرحومہ سلسلہ عالیہ میں داخل تہیں۔ آخر وقت تک یہہ خواہش کرتی رہیں کہ مجھے قادیان لے چلو تاکہ میرا جنازہ خود حضرت امام علیہ السلام پڑہیں۔ لیکن مرحومہ کی یہہ التجا جنازہ غائب کیصورت میں ہی پوری ہونی مقدر تہی۔ بہرحال ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحومہ کا جنازہ پڑہ دے۔ مولوی عبد الحق صاحب مرحوم مولوی جمال الدین صاحب کی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پرجوش مبلغ ہیں اور اپنے علاقہ میں نہایت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں بڑے ذہین اور زیرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور مولوی صاحب ممدوح کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے۔ آمین۔

خریداران الحکم کی توجہ طلب

۱۔ ہر خریدار ہر قسم کی خط و کتابت متعلقہ اخبار میں اپنی چٹ کا نمبر ضرور درج کرے ورنہ عدم تعمیل ارشاد کی شکایت معاف۔

۲۔ جو صاحب عند الطلب قیمت ادا کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں وہ آئندہ الحکم کی خریداری کے لئے ہرگز درخواست نکریں کیونکہ بدون وصولی قیمت پیشگی آئندہ الحکم کسی کے نام جاری نہوگا۔

۳۔ جن احباب کے ذمہ الحکم کا مطالبہ باقی ہے انکے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں کارخانہ پابند نہیں ہے کہ انکو علیحدہ اطلاع بھی دے۔ ہاں اگر حساب میں کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت رکھکر اسکا تصفیہ کرسکتے ہیں واپس کرنے میں ایک خادم دین کارخانہ کے قیمتی وقت کے نقصان کے علاوہ مالی نقصان بھی ہوتا ہے جسکے ذمہ وار دہی بزرگ ہیں۔ — عمر

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(۱) ہم عصر عصر جدید مالیرکوٹلہ کی مئی ۱۹۰۵ء کی شاعت میں ایک سوال جواب طلب ایڈیٹر صاحب کیطرف سے شائع ہوا ہے ایڈیٹر صاحب نے سوال مذکور کے جواب کے لئے بارہ اخبار نویسون اور آٹھ اہل قلم علماء کو توجہ دلائی ہے اخبار نویسون کے ضمن میں ایڈیٹر صاحب نے ہمکو یعنی ایڈیٹر الحکم کو بھی متوجہ کیا ہے۔ مین آجتک منتظر تہا کہ ان مخاطب اخبار نویسون یا علماء مین سے کوئی صاحب اس سوال پر قلم اٹھاتا۔ لیکن مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ میری نظر سے ابھی تک کوئی جواب سوال مذکور کا نہین گذرا۔ پس جہانتک اللہ تعالے نے مجھے سمجھ اور قوت تحریر دی ہے مین اسکے موافق اس سوال کے جواب پر قلم اٹھاتا ہون وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اس مضمون پر قلم اٹھانے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل سوال کو اول درج کر دیا جاوے۔

سوال

مسلمانون کے مذہب مین کچھہ ایسے بیج زوال۔ بے اعتدالی۔ اور انحطاط کے موجود ہین کہ جہاں یہہ مذہب جاتا ہے خرابی لاتا ہے۔ ایران یا کشمیر کی آب و ہوا مین نسلون کو اور خوشگوار ... تاتاری اور مغل کی جری قومون پر نظر ڈالو تب۔ عرب اور افریقہ کے صحراؤن مین جاؤ تو۔ ہندوستان کی مخلوط النسل اقوام کو لو تو ہر جگہ آپ کو یکسان بے اعتدالی۔ جہالت۔ خرابیان سستی اور پستی ملے گی۔ پس نسل آب و ہوا۔ زبان وغیرہ کے اضافی اختلافات کو دور کرو۔ اور ان سے قطع نظر کرو تو اصل مشترک مذہب باقی رہ جاتی ہے۔ ہندو **مسلمانون کا زوال انکے مذہب کیوجہ سے ہے؟**

تم کلامہ

یہہ سوال ہے جو مالیرکوٹلہ کے چیف جج اور ہمعصر جدید کے ایڈیٹر صاحب نے پیش کیا ہے مین اس سوال کا جواب اجمالی اور تفصیلی دونگا۔ اجمالی تو اسیقدر ہے کہ یہہ محض غلط ہے کہ **مسلمانون کا زوال انکے مذہب کیوجہ سے ہے۔**

اسلام فی نفسہ ایک ایسا مذہب ہے جو ہر قسم کی ترقیون اور بلند پروازیون کو فطرتی طور پر چاہتا ہے۔ تفصیلی جواب کے لئے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا انکے تنزل سے مراد انکی مذہبی زوال پذیر حالت مراد ہے یا انکا دنیوی تنزل؟

اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ نفس اسلام ایک کمزور اور زوال پذیر مذہب ہے اور اسکے اصولون مین طبعی طور پر ایسی کمزوری ہے جو انحطاط کیطرف لئے جاتی ہے تو یہ بالکل غلط اور بیہودہ امر ہے اور ایسا دعوے ہے جسکی کوئی دلیل کبھی پیش نہین کی جاسکتی۔ اسلئے کہ قرآن کریم جو اسلامی ہدایتون کا مجموعہ اور کوڈ ہے وہ ایک کامل کتاب ہے۔ اور ایسی کامل کہ دنیا کی کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہین کرسکتی۔

اسکی صداقتین اور ہدایتین تیرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی باوصفیکہ متمدن قومون مین انکے خیال کے موافق بہت کچھہ ترقی ہوئی ہے ایسی ہی سچی اور لازوال اور لاتبدیل ہین جو ایام نزول وحی مین تہین۔ قرآن مجید نے اپنی نسبت نہایت صفائی اور زور کے ساتھہ دعوے کیا ہے جیساکہ ذیل مین مین چند مقامات درج کرتا ہون جن سے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم اپنی نسبت آپ کیا فرماتا ہے۔

پس یاد رہے کہ قرآن شریف اپنی نسبت فرماتا ہے

۱- لَا رَیْبَ فِیْهِ پ۱ اس کتاب مین کوئی شک و تردد اور ریب نہین۔

۱- هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ پ۱ متقیون کے لئے ہدایت نامہ ہے۔

۳- بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًی وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ پ۴ لوگون کے لئے بیان ہے اور متقیون کے لئے ہدایت نامہ اور ... نصیحت نامہ ہے۔

۴- فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ پ۳۰ قرآن شریف تمام صداقتون پر مشتمل تمام مضبوط اور پکی باتین اس مین موجود ہین۔

۵- كِتٰبًا مُّفَصَّلًا۔ وہ مفصل کتاب ہے۔

۶- یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ پ۶ وہ اون لوگون کو جو اس کی خوشنودی کے پیچھے لگتے ہین سلامتی کی راہون پر لگاتا اور چلاتا ہے۔ اور ان کو رسم۔ عادۃ اور جہالت کی تاریکیون سے نکال کر نور کیطرف لے جاتا ہے۔

۷- یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ پ۲ تمکو وہ حقائق اور معارف سکھاتا ہے جنکا تم کو علم نہ تھا۔

۸- اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی۔ ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے۔

۹- لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ پ۲۴ باطل اس کیطرف کسی طرف سے راہ ہی نہین پاسکتا۔

۱۰- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ پ۱۵ بیشک یہ قرآن سب سے زیادہ سیدھی مستحکم اور مضبوط راہ بتاتا ہے۔

۱۱- اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ پ۱۷ اس کتاب مجید مین فرمانبردار قوم کے لئے تبلیغ ہے۔

۱۲- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ پ۲۷ اور بیشک وہ حق الیقین ہے اسمین ظن اور شک کی جگہہ ہی نہین۔

۱۳- حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ پ۲۷ وہ حکمۃ بالغہ ہے۔

۱۴- تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ پ۱۴ اس مین ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

۱۵- رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا پ۲۵ قرآن روح ہے ہمارے امر سے یعنی زندگی بخش شے ہے۔

۱۶- نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ پ۱۸ نور ہی نور ہے۔

۱۷- اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ پ۲۵ نازل کیا کتاب کو جو خود حق ہے اور میزان حق ہے یعنی آپ بھی سچا اور سچ کی شناخت کا معیار بھی۔

۱۸- هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی پ۲ وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتون کے لئے اسمین تفصیل ہے۔

۱۹- الفرقان۔ حق و باطل مین امتیاز کرتا ہے۔

۲۰- اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ پ۳۰ بیشک وہ قول فصل ہے۔

۲۱- وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ پ۱۴ اور ہم نے تمپر ایسی ... کھول کھول کر بیان کرتی ہے تمام اختلافی امور کو اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

۲۲- شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ پ۱۱ امراض قلبی کے واسطے شفا ہے۔

۲۳- نُوْرٌ مُّبِیْنٌ۔ حق کو باطل سے جدا کرنے والا نور۔

۲۴- حق مبین۔ کھلا کھلا حق۔

۲۵- بالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ ضرورت حقہ کیوقت تمپر اسے اتارا اور ضرورت حقہ کے تمام سامانون کو لیکر اترا۔

یہہ مختصر محامد قرآن شریف کے ہم نے قرآن شریف سے بیان کئے ہین جنکا خلاصہ ہم ذیل کے چند پیراگرافون مین بیان کرتے ہین۔

(الف) قرآن مجید ایک ایسا بین نور ہے جو انسان کو ہر قسم کی تاریکیون سے نجاۃ دیتا اور دلکو منور کرتا ہے جس سے روحانی عالم کی حقیقت صاف صاف منکشف ہو جاتی ہے۔ قلبی امراض کی دوا ہے سکینت اور اطمینان کا ذریعہ ہے۔ مبارک وہ جو اس نور سے مستفیض۔

ب- قرآن مجید اللہ تعالے کی طرف سے انسان کی ہدایت اور نجات کے لئے خاص وعظ ہے اور روحانی بیماریون کی شفا ہے اسکے احکام کو ماننے والا ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

ج- قرآن کریم انسان کی فطرت کا سچا معلم اور مزکی ہے اور اسکے فطرتی دین کو تازہ کرتا ہے تہوڑے ہین جو اسکے احکام سنکر سر تسلیم خم کرتے ہین۔ اور اکثر ہین جو پہلو تہی کرتے اور تکبر اور سرکشی سے کام لیتے۔ مومن فوراً مان جاتا ہے اور ابا و انکار سے بچتا ہے۔

د- حقیقی زندگی کا سرچشمہ قرآن ہے زندگی زندگانی کا مایہ حیات یہی ہے اور مردون کیلئے زندگی کا باعث۔

س- قرآن کو نہ ماننا انسان کی بے ایمانی و بدکاری کی دلیل ہے کیونکہ یہ انسان کی فطرت کا سچا معلم ہے۔

اب ایک صحیح الفطرت دانشمند جب قرآن کریم کی اس شان بلند پر نظر کرتا ہے تو اسے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کیسی کامل اور مکمل کتاب ہے اور یہہ بالکل سچ ہے جو اللہ تعالے نے فرمایا۔ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔**

ایسی مکمل کتاب کے ہوتے ہوئے اسلام ایسی مذہب کی نسبت یہہ خیال کرنا کہ اس مین انحطاط اور زوال کے بیج ہین۔ بہت بڑی کمزوری اور تنگ نظری ہے + اور یہ نرا دعوے ہی دعوے نہین ہے بلکہ مین انشاءاللہ العزیز واقعات صحیحہ کو پیش کرکے بتاؤنگا کہ اسلام نے کسطرح پر قومون مین ترقی کی روح پیدا کی۔ ہان ان قومون مین جو دنیا کی تاریخ مین کوئی نمبر اور مرتبہ ہی نہ رکھتی تہین۔ یہہ مضمون مختصر مضمون نہین ہو سکتا بلکہ اس کے لئے میرا فرض ہوگا کہ جن ممالک کا ذکر عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب نے کیا ہے) انکی ہوقت کی حالت پر نظر کیجاوے جو اسلام سے پہلے وہان کی تہی اور پہر اسلام نے جو تبدیلی ان ممالک مین کی اسکو بھی مطالعہ کیا جاوے۔

بہر حال نفس اسلام مین کوئی نقص اور کمزوری معترض صاحب نے پیش نہین کی اور نہین بتایا کہ وہ زوال کے بیج اسلام کی تعلیم مین کونسے ہین + اس لئے مین یہی سمجھتا ہون کہ وہ اسلام کو فی نفسہ تو ایک کامل مذہب تسلیم کرتے ہین لیکن دنیوی طور پر شاید اسکو ناقص قرار دیتے ہین؟ اگر سائل کا یہ منشاء ہے تو مین سمجھتا ہون یہہ بجائے خود بہت ہی بودا اور کمزور ہے اسلئے کہ کامل مذہب کا یہ ایک نشان ہے کہ وہ ہر پہلو اور ہر حالت مین مکمل ہو۔ اگر کوئی مذہب دنیا مین انسان کی تمدنی زندگی کیلئے زرین اصول پیش نہین کرتا اور اسکی زندگی کے ہر نشیب و فراز اور عام منازل کے لئے رہنما اور روشنی بخش نہین ہے تو اسے کامل کیونکر کہا جاویگا؟ اسطرح پر تو ہر ایک اہل مذہب یہ دعوی کرسکتا ہے کہ میرا مذہب کامل مذہب ہے اور جب اس مین کوئی نقص اور کمزوری دکھائی جاوے تو اسکا صاف جواب ہو سکتا ہے کہ اس پہلو سے اسکی کمال کا دعوی نہین ہے +

دربار شام

۲۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

بعد ادائے نماز مغرب حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے اور عشاء کی نماز کی اذان ہوتے ہی تشریف لاکر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔

شیخ مظہر الدین صاحب انسپکٹر پولیس پشاور چند روز سے اپنی محترم ہمشیرہ صاحبہ کو لیکر آئے ہوئے تھے شیخ صاحب کی ہمشیرہ ایک صدمہ رسیدہ خاتون ہے۔ اور متواتر موت کے صدموں نے انہیں سخت شکستہ خاطر بنا دیا ہے وہ اپنے معزز بھائی کے ہمراہ اس غرض سے دارالامان آئی تھیں کہ حضرت اقدس سے دعا کرائیں تاکہ درد رسیدہ دل پر سکینت کا نزول ہو۔ اور آپ کی پر اثر نصائح سے اطمینان خاطر ہو۔ حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت حکیم الامۃ کے اشارہ سے شیخ صاحب کیلئے اجازت چاہی کہ وہ ایک ضروری کام اور تفکر کیوجہ سے جلد جانا چاہتے ہیں۔ فرمایا

مینے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کو بہت کچھ سمجھایا ہے اور ان کے لئے دعا بھی کی ہے اور وعدہ بھی کیا ہے کہ دعا کروں گا ہاں اتنی بات ہے کہ آپ یاد دلاتے رہیں مینے انکو کہدیا تھا کہ مولویانہ وعظ و نصیحت سے آپ کے دلکو تسلی نہیں ہوگی۔ یہہ تسلی تو خدا تعالے کی ہی طرف سے آئیگی کیونکہ جسنے دل بنایا ہے وہ دل پر اثر ڈال سکتا ہے۔ اور یہ سب کچھہ دعاؤں سے ہی ممکن ہے۔ مین دیکھتا ہوں کہ انہیں بہت فائدہ ہؤا ہے۔

فرمایا دعاؤں میں جو ر و بخدا ہو کر توجہ کی جاوے تو پہر ان میں خارق عادت اثر ہوتا ہے۔ لیکن یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ دعاؤں میں قبولیت خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور دعاؤں کے لئے بہی ایک وقت جیسے صبح کا ایک خاص وقت ہے اس وقت میں خصوصیت ہے وہ دوسرے اوقات میں نہیں اسیطرح پر دعا کے لئے بہی بعض اوقات ہوتے ہیں۔ جب کہ امنیں قبولیت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا - عام انسان صدموں کو برداشت نہیں کر سکتے یہہ انبیاء علیہم السلام ہی کے قلوب ہوتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی صدمات اور مشکلات کو برداشت کرتے ہیں اور ذرا بھی نہیں گھبراتے۔

فرمایا - بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ تقریر سے دل تسلی پکڑ لیتا ہے لیکن بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ محض اللہ تعالےٰ کی رحمت ہی کام کرتی ہے اللہ تعالےٰ کے کام میں صدہا مخفی اسرار ہوتے ہیں جنکو انسان کبھی سمجھہ لیتا ہے اور کبھی نہیں۔ انسان کو چونکہ آخرۃ کے ذخیرہ کی ضرورۃ ہے۔ اور بعض اوقات انسان کے اعمال ایسے نہیں ہوتے جو آخرت میں کام دیں اسلئے اللہ تعالے نے قضاء و قدر سے اسکا تدارک کر دیتا ہے۔ جسطرح جو انسان روزہ رکہتا ہے تو اس روزہ کے ساتھہ سحری بھی ہے اور اس میں اسکو اجازت ہے کہ جو چاہے سو کہائے۔ لیکن قضاء و قدر کا جو روزہ ہے اسکے لئے کونسی سحری ہے۔

فرمایا آج اللہ تعالےٰ نے میرا ایک اور نام رکہا ہے جو پہلے کبھی سنا بھی نہیں تہوڑی سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا

محمد مفلح

زلزلہ کے متعلق مختلف ذکر ہونے سے فرمایا

اموری کا پتہ رکہنا چاہیئے تاکہ جب پیشگوئی پوری ہو تو اسکو بہی اشتہار کیا جاوے (اس کو اس یقین اور بصیرت کا پتہ ملتا ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ اور اسکے وعدوں پر ہے ایڈیٹر)

فرمایا عام لوگوں کا علم یہیں تک محدود ہے کہ عام اسباب مادیہ کے ماتحت تحریکات ہوتی ہیں لیکن اسی حد تک ختم کر دینا یہہ سخت غلطی ہے قضاء و قدر کے اسباب بعض اوقات وراء الورا ہوتے ہیں اور انکا تعلق محض کن فیکون سے ہی ہوتا ہے جسے دوسرے لوگ سمجھہ بھی نہیں سکتے اگر یہہ اسباب اسی حد تک ہوتے جہاں تک یہہ لوگ سمجھے بیٹھے ہیں تو پہر تو گویا خدائی ہی کو اپنے قبضہ میں لے آتے

پہلی امتوں پر جو جو عذاب آئے ہیں اگر انکے حکماء کو انکے اسباب کی خبر ہوتی تو وہ انکو بچا کیوں نہ لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ اسباب وراء الورا تہے۔ مین یقین رکہتا ہوں کہ اس خارق عادت نشان سے بہت سے لوگ سیدہے ہو جائیں گے۔

پرانی نوٹ بک میں سے کچھہ

قوت ذوق شوق علم سے پیدا ہوتی ہے جب تک علم اور معرفت نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ رب زدنی **علماً** کی دعا میں یہہ بہی ایک سر ہے کیونکہ جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا اسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا پس اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالے کے ساتھہ محبت میں اسے ذوق شوق پیدا ہو تو اسکو اللہ تعالے کی نسبت صحیح علم حاصل کرنا چاہیئے اور یہ علم کبھی حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان صادق کی صحبت میں نہ رہے اور اللہ تعالےٰ کی تازہ بتازہ تجلیات کا ظہور مشاہدہ نہ کرے۔

*

اللہ تعالےٰ کے ساتھہ صحیح اور سچا تعلق اوس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان پورا وفادار اور مخلص ہو۔ جو شخص وفادار نہیں اگر وہ ہر روز اس قدر روتا رہے۔ کہ اس کے آنسوؤں کا ایک چھپڑ لگ جاوے تو بھی خدا تعالےٰ کے نزدیک اسکی کوئی قدر نہیں ہے اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمہارا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھہ کامل وفاداری کا نمونہ ہو۔

*

انسان کی عجیب حالت ہے کہ اگر کہیں سانپ نکلے تو اس سے دہشت کہاتا ہے اور جس اندر کی بابت اسے گمان ہو کہ جہاں سانپ ہے وہاں جاتے ہوئے ڈرتا ہے لیکن ہزاروں تجارب موت فوت کے اسکے سامنے ہیں اور پہر بھی نصیحت نہیں پکڑتا۔ ورنہ ایک موت ہی کا واعظ اس کی اصلاح کے لیئے کافی تہا۔

*

جہوٹے قصوں سے جہوٹا بہروسہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر اصلیت سے بھی ہاتھہ دہو بیٹھتا ہے جیسے کیمیا کی وہمی باتوں کے بہروسہ مین انسان اگلی دولت بھی کہو بیٹھتا ہے۔

جہوٹے خیالات اور خیالی قصوں کا بھی اثر ایمان پر ہوتا ہے جو لوگ قرآن شریف کو جو اللہ تعالےٰ کی کلام ہے چھوڑتے ہیں وہ آخر اسی مرض میں گرفتار ہو کر اپنے ایمان کو ضائع کر لیتے ہیں۔ قرآن شریف میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو انسان کو دہوکہ دے۔

*

اصل میں انسان کے ایمان کی تازگی اسیوقت شروع ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالےٰ ہی پر ایمان لاتا ہے۔ اسیوقت اسکے گناہ دور ہونے لگتے ہیں حقیقی ایمان جب تک پیدا نہیں ہوتا گناہ کی زہر سے انسان بچ نہیں سکتا میرے نزدیک ایمان کی شناخت کا بھی بڑا معیار ہے اور ہر شخص اپنے ایمان کو اس پر آزما سکتا ہے اس لیئے دلیل ظاہر ہے کہ جو لوگ سم الفار کو زہر سمجھتے ہیں وہ اسے نہیں کہاتے ہیں اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اسکو کہا کر ہلاک ہو جاوینگے اسی طرح پر گناہ بھی ایک زہریلا پہل ہے جسے کہاتے ہی انسان مر جاتا ہے لیکن اگر اللہ تعالےٰ پر ایمان ہو تو انسان اس پہل کے نزدیک جانیسے ڈرتا ہے۔ اسپر اسکی ہلاکت کی تاثیروں کا دروازہ کہل جاتا ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہہ بے حیائی اور کہلی بدکاری کی بیماری جو دنیا میں پہیل رہی ہے یہہ دہریت کے روگ سے . . . . . شروع ہوئی ہے۔ اور اس کی جڑ کفارہ کے جہوٹے فسانے ہیں۔

*

دنیا پرستی کی حد ہو گئی ہے ہر شخص دنیا ہی کا شیدائی نظر آتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جدہر آنکھہ اٹہاتا ہے ابنائے دنیا ہی کو دیکھتا ہے چونکہ ایسے مخلصوں کی نظریں بہت ہی کم ہیں جو خدا تعالےٰ کے ساتھہ کامل تعلقات کا نمونہ ہوں اسلئے اس طرف توجہ ہی نہیں برخلاف اسکے دنیا پرستوں کی نظریں نظر آتی ہیں اسلئے ہر شخص اسی طرف کو جہکتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کیطرف بہت ہی کم لوگ آتے ہیں کیونکہ **خدا کی راہ اختیار کرنا دنیا سے باہر ہو جانا ہے** جب تک انسان ایک موت اختیار نہیں کر لیتا اس راہ سے داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے فرمایا ہے **موتوا قبل ان تموتوا**۔

*

۳۰ - جولائی دربار شام

حسب معمول جب اعلیٰ حضرت قبل عشاء تشریف لائے تو سب سے اول لودی ننگل کے متصل آئے ہوئے چار آدمیوں نے بیعت کی۔ بعد بیعت تذکرہ ہوا کہ موضع نیچہ متصل لودی ننگل میں **مولوی ثناء اللہ** امرتسری گیا تہا۔ وہاں اوس نے عام مجمع میں اثناء وعظ میں کہا کہ مرزا صاحب کے مرید

لا الٰہ الا اللہ مرزا غلام احمد رسول اللہ

یہہ کلمہ پڑہتے ہیں۔ اسپر ایک مخالف مگر انصاف پسند شخص نے کہڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب! اگر یہ کلمہ مرزا صاحب کی کسی تصنیف سے نکال دیں تو میں پانچسو روپیہ ابھی آپ کو نقد انعام دیتا ہوں۔ یہہ تحدی سنکر مولوی صاحب چکرائے اور اکثر لوگ بیزار ہو کر حلقہ وعظ سے اٹھہ گئے مولوی صاحب اپنا سا منہ لیکر واپس آئے

نکتہ معرفت

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے درمیان یہہ فرق ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لاکر امت بناتے ہیں اور ہم امت کو مسیح بناتے ہیں۔

پیسہ اخبار کا مقدمہ

پیسہ اخبار کے مقدمہ کے تفصیلی حالات کے درج کرنے کیواسطے میرے اکثر ناظرین نے مجھے خطوط لکھے ہین آجتک الحکم مین پیسہ اخبار کے مقدمہ کے حالات درج نہین ہوئے تھے لیکن اب جبکہ مقدمہ باضابطہ شروع ہوگیا ہے مین چاہتا ہون کہ ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے ان حالات کو شائع کردون۔ مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے زنی کرنا میرا کام نہین ہے ہان مقدمہ کے فیصل ہونے پر انشاء اللہ بعض ضروری بیان کردئے جاوینگے۔ فی الحال جوکچھہ دوسرے اخبارات اس مقدمہ کے متعلق لکھین گے مین درج کرتا رہون گا۔ مقدمہ کے ابتدائی حالات بیان کرنے کی بہی مجھے حاجت نہین ہے اسلئے کہ سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات سے سب کچھہ ظاہر ہے۔

یہ اشتہار ۱۰- جولائی ۱۹۰۵ء کو مستغیث نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی عدالت مین دائر کیا۔ جو بعد مین سٹی مجسٹریٹ صاحب کی عدالت مین بہیجا گیا مستغیث کی طرف سے بابو درگا سہائے۔ بی۔ اے۔ مختار عدالت پیروی کرتے تھے ۱۲- جولائی کو سٹی مجسٹریٹ کی عدالت مین مستغیث کا بیان ہوا۔ ۱۲- جولائی کو ملزمان کی طرف سے مسٹر ہربرٹ وکیل کمرہ عدالت مین موجود بتائے جاتے ہین بعد بیانات تحقیقات پولیس طلب ہوئی۔ ۱۵- جولائی کو مسٹر ہری صاحب کے اجلاس مین منشی محبوب عالم وغیرہ کا چالان پیش ہوا۔ صاحب موصوف نے سرکاری وکیل کو پیروی کا حکم دیا اور ۲۷- جولائی مقرر ہوئی۔ ۲۷- جولائی کی کارروائی مین اگلی اشاعت مین دونگا فی الحال استغاثہ اور بیان مستغیث جو روبروے سٹی مجسٹریٹ صاحب ہوا درج کرتا ہون۔

(ایڈیٹر)

نقل استغاثہ

بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع لاہور

سید ظہور احمد ولد سید احمد اللہ ذات سید سکنہ شاہجہانپور وارد حال لاہور۔

بنام

عبدالکریم ولد نامعلوم سکنہ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ حال وارد چینگڑ محلہ لاہور۔

عبدالعزیز ولد نامعلوم سکنہ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ حال منیجر پیسہ اخبار لاہور۔

محبوب عالم ولد نامعلوم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور خدا بخش ڈبہ سکنہ لاہور کریم بخش ولد نامعلوم ملازم پیسہ اخبار لاہور۔ خدا بخش شیر فروش ولد نامعلوم سکنہ لاہور متصل پیسہ اخبار۔ میران بخش کوچبان پیسہ اخبار لاہور۔ رمضان ملازم پیسہ اخبار لاہور۔

جناب عالی۔ تمہید استغاثہ یہ ہے کہ واقعہ ۱۵- جون ۱۹۰۵ء کو ملزم نمبرا مستغیث کو جبرا کھینچکر مکان ملزم ۱ و ۲ مین لیگیا جہان ملزمان نے اپنی سازش سے مستغیث کو کوٹھری مین بند کردیا۔ ملزم ۱ نے زدوکوب کیا اور دیگر ملزمان بہی معاون رہے ملزم ۴ و ۵ و ۶ نے مستغیث سے جرم خلاف وضع فطری کیا اور ملزمان نے سازش کرکے مستغیث کے مکان کی تلاشی کرکے اسباب وغیرہ بہی نکال لیا ملزمان نے مستغیث کو دہمکی دی کہ جان سے مار دینگے۔ یا ہمارے اہتمام مین یہان سے چلے جاؤ۔ ملزم ۸ کی حراست مین مستغیث کو ریل پر سوار کرکے شاہجہانپور بہیجدیا مستغیث پر بڑا ظلم ہوا ہے اسکی قانونی تحقیقات ہونی ضروری ہے اسلئے ملزمان سے قانونی سلوک کیا جائے شہادت موجود ہے۔

عرضے

فدوی سید ظہور احمد ولد سید احمد اللہ لاہور۔

مورخہ ۱۰- جولائی ۱۹۰۵ء

بیانات مستغیث

واقعہ ۱۵- جون ۱۹۰۵ء سے ۴ یا ۵ روز پہلے عبدالکریم کہا کرتا تہا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکہدو اس مضمون کا کہ مین وہان جاکر لوہار کا کام کردون۔ مین نے وعدہ کیا کہ لکہدونگا۔ اس نے ۱۵- جون کو جب مین مکان سے اترا کہا کہ مراسلہ لکہدو۔ مین نے کہا کہ کالج سے واپس آکر لکہدونگا جب ½ ۱۰ بجے پبلک لائبریری سے واپس آیا تو رمضان چپراسی پیسہ اخبار مجھے ملا۔ اس نے کہا کہ عبدالکریم تجھے بلاتا ہے مین نے کہا کہ کہانا کہانے کے بعد ملون گا۔ یہ کہکر جب مین مکان کی طرف چلا۔ جب مکان ۱۰ قدم رہ گیا تو عبدالکریم تیزی کے ساتھہ میرے مکان کی طرف آرہا تہا اس نے کہا کہ مراسلہ کی بڑی ضرورت ہے ابہی لکہدو اور یہ کہ میرے مکان پر جاکر لکہدو۔ مین نے عذر کیا۔ اس نے خوشامد کی کہ چلو۔ پھر وہ میرا ہاتھہ پکڑکر کشتان کشتان مجھے لے چلا جس مکان مین وہ مجھے لے گیا۔ جب وہ دس قدم کے فاصلہ پر رہا تو اوس نے مجھے ایک گالی دی۔ مین رک گیا اور آگے جانے سے انکار کیا تو اوس نے میرا ہاتھہ پکڑکر اپنی طرف کہینچا اور پیچھے رمضان چپراسی نے دھکا دیا۔ اور مین مکان مین داخل کردیا گیا۔ عبدالکریم کا مکان تہوڑے فاصلہ پر ہے مکان کے اندر پہنچا کر مجھے ایک کوٹہری مین داخل کیا گیا۔ وہان دو شخص موجود تھے جو کچھہ کام کررہے تھے۔ جنکا حلیہ ایک کا بتا سکتا ہون۔ کوٹہری مین مجھے چھہ یا سات آدمی موجود ملے عبدالکریم مجھے مارنے لگا۔ دوسرے لوگون مین سے رمضان۔ خدا بخش شیر فروش خدا بخش مہروص میران بخش۔ کریم بخش مجھے مارنے لگے۔ زیادہ تر عبدالکریم مارتا تہا۔ یہہ بہی مارتے تھے تھپڑ مکے اور لات مارتے تھے۔ اسی اثنا مین عبدالکریم نے میرے پہلو پر مکا مارا جسکے صدمہ سے بیہوش ہوکر مین گر پڑا۔ پھر جب مجھکو ہوش آیا تو عبدالکریم میرے سر پر بیٹہا تھا اور ہاتھہ پکڑے ہوئے تھا۔ ایک شخص نے پاؤن پکڑے ہوئے تھے۔ میرا پائجامہ ہٹا دیا گیا تہا۔ مین پیٹ کے بل پڑا تہا۔ خدا بخش شیر فروش خدا بخش مہروص اور کریم بخش ان تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل کیا۔ ہر ایک شخص جب یہ فعل کرنے کو ہوتا تہا تو یہ بتا دیا جاتا تہا کہ یہ شخص فعل کرتا ہے۔ دیکہہ لو۔ چنانچہ مہروص خدا بخش نے یہہ بہی کہا کہ میرے عضو کو دیکہو کہ یہ بالکل سفید ہے اسکا آلہ دکہلایا گیا جسکے منہہ پر سفید داغ ہے جو داغ برص جیسا نہین ہے۔ بعد مین کسی نے دروازہ ہلایا تو عبدالکریم باہر نکلا۔ اس نے آہستہ آہستہ باتین کین۔ اس شخص کی آواز محبوب عالم کی تہی۔ اور وہ یہ کہہ رہا تہا کہ خطوط لے لو۔ جب عبدالکریم کوٹہری مین داخل ہوا کہ قد مین محبوب عالم کا سا تہا۔ اور چہرہ نہین دیکہا تہا۔ وہ دروازہ کے باہر جارہا تھا۔ جب عبدالکریم اندر آیا تو اوس نے کہا کہ خطوط مجھے دیدو۔ مین نے کہا کہ میرے مکان پر جو میز ہے اسمین خطوط ہین۔ عبدالکریم نے مجھے ہنسکر کہا کہ تمہین خبر نہین۔ تمہارے کمرے کا قفل توڑکر ہم وہ صندوقچہ لے آئے ہین تمہارے ٹرنکون کے تالے بہی توڑکر ہم نے اچھی طرح دیکہہ لیا مگر خطوط نہین ملے۔ اس کے بعد عبدالکریم نے مٹی کے برتن مین پیشاب کیا اور وہ میرا منہہ چیرکر میرے منہ مین ڈالا۔ اسکے بعد پھر دروازہ کمرہ کا کہلا۔ اور عبدالعزیز اندر داخل ہوا۔ اس نے آکر گالیان دین اور ٹہوکر ماری اور کہا کہ اب جان سے مارے جاؤ گے۔ چنانچہ جب مین ہوش مین آیا تہا اسوقت کئی آدمی چاقو لئے کہڑے تھے اون کو شناخت نہین کرسکتا ہون اور میرے منہ مین کپڑا بہی ٹہونس دیا گیا تہا۔ جسوقت خلاف وضع فطری کام کیا گیا تب کپڑا ڈالا گیا۔ فعل کے بعد کپڑا نکالا گیا۔ سب لوگون نے چاقو دکہائے اور کہا کہ مار ڈالے جاؤگے لیکن ایک طرح سے تمہاری جان بخشی ہوسکتی ہے کہ تم آج ہی اور اسی وقت لاہور چھوڑدو۔ مین نے کہا کہ کرایہ نہین ہے مین نہین جاسکتا ہون۔ تو عبدالعزیز اور عبدالکریم نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام مین جاؤ۔ اور اگر اس کے بعد کسی سے یہہ بات بیان کی تو ہم تم کو جان سے مارڈالین گے۔ اسی طرح اور دہمکاتے رہے۔ مین نے اون سے دریافت کیا کہ کیا مین اپنے مکان پر جاسکتا ہون مجھے مکان مین ½ ۱۰ بجے کے قریب داخل کیا گیا۔ اور قریبا دو بجے نکالا گیا جب مین مکان پر گیا تو کمرہ کا تالا ٹوٹا ہوا تہا اندر فرش بالکل الٹا ہوا پڑا تہا۔ دو ٹرنک تھے اس کے تالے ٹوٹے ہوئے تھے اور ان کے پارچات بکہرے ہوئے پڑے تھے صندوقچہ غایب تہا۔ میرے ساتھہ خدا بخش ڈبہ اور رمضان آئے تھے۔ وہ مکان کے اوپر نہین گئے تھے۔ مین نے مکان پر آکر اپنا پائجامہ دہویا۔ اور اون کپڑون پر جو دریدہ تھے مین نے اور کپڑے پہنے۔ خدا بخش ڈبہ مجھے بلانے آیا اور میری اترنے سے پہلے وہ اتر گیا۔ پھر رمضان مجھے اسٹیشن پر لے گیا۔ وہان اوس نے ٹکٹ خریدا اور مجھے شاہجہان پور جانے والی گاڑی پر سوار کردیا رمضان ہر وقت میرے ساتھہ رہا اور بات چیت بہی کرتا میرے ساتھہ گیا۔ پھر نہین معلوم ہے خلیفہ امام الدین مجھہ سے ملے تھے اور راد ہا کشن بہی کمرے مین بیٹھے تھے جو ڈپٹی انسپکٹر پولیس مقیم حال بازار امرتسر مین اون کی سکونت کا حال ہی دن معلوم ہوا تہا۔ اس تمام کارروائی کا باعث یہ ہوسکتا ہے کہ مین مضامین پیسہ اخبار کے برخلاف دیا کرتا تہا۔ اور یہ وجہ بہی ہے کہ منشی محبوب عالم کی لڑکی سے اور مجھہ سے خط و کتابت تہی۔ یہہ

خط و کتابت قریبًا سال بہر سے ہتی - اور لڑکی نے اپنے ہر ایک خط مین اظہار محبت کیا - یہہ معلوم نہین کہ اسکے والدین کو کس طرح خبر ہتی - لیکن مین کہہ سکتا ہون کہ خبر اونکو ڈیڑہ ماہ وقوعہ سے پہلے ہتی - یہہ خبر مجہے لڑکی نے دی ہتی اس واقع سے آگاہ ہو کر جب اس کے والدین نے مزاحمت کی تو جیسا وہ مجہے لکہتی ہے زہر یا کسی زہریلی دوا کا استعمال ہوا اس نے یہ تحریر کیا - یہہ خطوط اسوقت تہانہ انارکلی مین موجود - یہہ وہی خطوط ہین جو عبدالکریم نے مجہہ سے مانگے تہے - اس نے سب سے پہلے خط مین مجہے یہ بہی بتایا کہ اوسکی کوئی سہیلی انوری بیگم ہے جسکے گہر سے اس کی شادی کا پیام آیا - تو یہ لکہدیا کہ کسی طرح نہین ہو سکتا ہے مین انکار کر دینے کو آمادہ ہون - مار پیٹ کا واقعہ اسکا نتیجہ ہو سکتا ہے - لڑکی کی عمر غالبًا ۱۷ یا ۱۸ سال ہوگی - مجہے اندر داخل ہو کر عبدالکریم نے کہا تہا کہ ہماری بہن سے خط و کتابت کا نتیجہ ملتا ہے - جب مین شاہجہانپور گیا تو مجہے ۴ یا ۵ یوم بعد کوتوالی مین طلب کیا گیا اور میرا معائنہ ڈاکٹری ہوا - کوئی تقریبًا ۲ یوم بعد معائنہ ہوا تہا - پہر میرے بیانات مجسٹریٹ کے روبرو ہوئے - وہان سے مجہے ایک لانے گیا تہا - وہ لایا - اس سے پہلے تفتیش ہوئی - مجہے خبر نہین ہے کہ یہان پولیس کو کسطرح اطلاع ملی - مین نے یہان کسی سے تذکرہ نہین کیا - وہان مینے صرف شرم اور خوف کیوجہ سے بیان نہین کیا تہا یہان بہی مینے اسی لئے ذکر نہین کیا تہا کہ خوف دلایا گیا تہا - میرا یہان بجز سرکار کے کوئی معاون نہین ہے -

(سماچار)

لاہور

۲۷ - ماہ حال کو پیسہ اخبار کا مقدمہ چالان ہو کر بعدالت مسٹر ہیرس صاحب بہادر پیش ہوا سید ظہور احمد مستغیث کے اظہار لئے گئے نہایت شرمناک اور دلخراش اظہار پائے گئے ہین - اور ان پر جرح بہی کی گئی کچہہ خطوط بہی پیش کئے گئے - پیسہ اخبار والون کو شکایت ہے کہ اون کے دشمن بہت ہین اور انہون نے یہ شگوفہ کہڑا کیا ہے - آیندہ پیشی ۸ - اگست مقرر کی گئی ہے - مفصل حالات آیندہ درج ہونگے - تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ لاہور محلہ سرین سے دو عورتون کو (ایک بالغ اور ایک نابالغ) مسمیان کیشو رام و ٹہاکر داس ملازم ریل بعہدہ گارڈ و دہنی ساکنان لاہور نے رفوچکر کیا - مگر پتہ لگ گیا - اور ہر سہ ملزمان پکڑے گئے مقدمہ بعدالت مسٹر ہیرس صاحب بہادر چلایا گیا - آج مورخہ ۲۴ - جولائی کو عدالت موصوف نے شہادت استغاثہ لیکر ہر سہ ملزمان پر فرد جرم قرارداد زیر دفعہ ۳۶۶ تعزیرات ہند لگادی اور ملزمان سے شہادت صفائی طلب ہوئی ہے دیکہا چاہئے اونٹ کس کروٹ بیٹہتا ہے - نتیجہ سے اطلاع دی جائیگی - (اخبار عام)

بکوشید ای جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

*

کالج کیلئے آنہ فنڈ کی تحریک پر دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے لیکن اس عرصہ مین ایک ہزار روپیہ کا بہی جمع نہ ہو جانا کسقدر حیرت افزا بات ہے - جہان کئی لاکہہ کی ضرورت ہو اور وہان ابہی تک تین سیکڑون تک بہی نوبت نہ آئی ہو اس کام کی راہ مین آپ اندازہ کرلین کسقدر روک سمجہی جا سکتی ہے - اگر ایسی ہی سست رفتار سے کالج کے لئے چندہ جمع کیا گیا تو شاید نصف صدی سے زیادہ عرصہ احمدیون کو اپنا کالج بنانے کے لئے درکار ہو - مین تسلیم کرتا ہون کہ انپر ہر قسم کے چندون کا بوجہہ ہے لیکن یہہ بہی تو سچ ہے کہ ان قومی ضروریات کو آخر انہون ہی نے پورا کرنا اور اس کے لئے سعی کرنا انہین کا کام ہے جب تک وہ خود کوئی محنت اور ہمت نہ کرینگے اللہ تعالےٰ کا فضل کیسے انکی دستگیری کریگا - وہ سعی کرین تو اللہ تعالیٰ کا فضل اس سعی پر مفید ثمر پیدا کر دیگا - کالج کے قیام کیلئے اس آنہ فنڈ مین کام کرنے والے سوالنٹیر جب تک نہ ہونگے پورے طور پر یہہ تحریک کام نہین دیگی - اکیلا الحکم کا ایڈیٹر کہانتک اس تجویز کو پہونچائیگا اس مقام پر مین اپنے عزیز ہم عصر بدر کو توجہہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے صحیفہ مین اس تحریک کو عام کرے اور قوم کو متوجہ - یہہ کام میرا یا کسی خاص شخص کا ذاتی نہین ہے یہ قومی کام ہے اسلئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کو ہر احمدی تک پہونچائے اور کالج فنڈ کے لئے اس سے چندہ لے -

چندہ دینے والون کی رسید الحکم کے ذریعہ مشتہر کی جاتی ہے - اور گنجائش کے لحاظ سے ہر اشاعت مین کچہہ نہ کچہہ جگہ اسکے لئے نکالی جاتی ہے اگر کسی بہائی کی رسید چندہ نہ چہپے تو ... ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دے اسلئے کہ یہ کام اسی کا ہے اور ایسی صورت مین یہ بہی لکہنا چاہئے کہ روپیہ کسکی معرفت بہیجا گیا ہے اگر ایڈیٹر الحکم کی معرفت روپیہ بہیجا جاوے البتہ حساب فہمی مین سہولت رہتی ہے - کوپن پر چاہے قلم سے کالج فنڈ لکہنا چاہئے

رسید زر گذشتہ اشاعت سے آگے

حکیم فضل الدین صاحب قادیان دو سال کیلئے ــــــ ےر
مولوی قطب الدین صاحب قادیان ــــــ ۲ر
مولوی محمد شاہ صاحب طالب علم ــــــ ۱ر
ایک خاتون معرفت منشی جہنڈے خان مدرس بیٹالی ــــــ ۲ر
منشی جہنڈے خان صاحب مدرس " ــــــ ۲ر
منشی غلام نبی صاحب مدرس مدرسہ بہلووال ــــــ عا
چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات ــــــ ے
منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ــــــ ۲ر
منشی نصیر احمد خانصاحب شاہ آباد ریاست رامپور ــــــ عصہ
منشی محمد رحیم الدین صاحب کوہ دلون ــــــ عا
سید الف شاہ صاحب کالا چپچی شکر گڑہ ــــــ عصہ
اسماعیل آدم صاحب بمبئے ــــــ ے

باقی آئیندہ

(اسکے علاوہ ابہی اور احباب کا بہی روپیہ آیا ہے انکی رسید اگلی اشاعت مین انشاء اللہ درج ہوگی)

ایڈیٹر

مدرسہ تعلیم الاسلام

تعلیم الاسلام سکول کے متعلق ماہوار مستقل چندون کا خاص اہتمام ہونا ضروری ہے ریزرو فنڈ کے لئے مینے جو تحریک سرپرستان الحکم کی خدمت مین کی تہی - خدا کا شکر ہے کہ وہ عمومًا قبولیت کی نظر سے دیکہی جا رہی ہے اور اکثر احباب نے میری تجویز کو پسند فرمایا ہے اور ایک ایک روپیہ دینے کے لئے وہ آمادہ ہین -

بار بار کن الفاظ مین آپ لوگون کو توجہ دلاؤن مدرسہ کی وقتی اور اتفاقی ضروریات کے لئے ایک ہزار روپیہ ہر وقت ریزرو فنڈ مین رہنا ضروری ہے اس لئے بہت جلد اس رقم کو پورا کر دینا چاہئے - مینے جو تجویز ۱۰ - اگست کے الحکم کے وی پی کی پیش کی تہی وہ اکثر سرپرستان الحکم نے تو منظور کر لی ہے لیکن مین اس کو ۲۴ - اگست تک ملتوی کرتا ہون اگر کوئی صاحب اس تجویز کے **ساتہہ متفق نہون تو وہ اطلاع دین** ورنہ ۲۴ - اگست کا الحکم ریزرو فنڈ مدرسہ کے لئے ایک ایک روپیہ مین وی پی ارسال ہوگا -

شیرازہ قوم

شیرازہ قوم کے لئے جو فارم مینے الحکم کے ذریعہ شائع کئے تہے وہ اکثر واپس آ رہے ہین اور فہرستون کی خانپری احتیاط سے کیجاتی ہے - لیکن ابہی تک انکی واپسی کی رفتار بہت سست ہے - بعض جگہ کے احباب نے تو مطلق توجہ نہین کی یا اگر کی ہے تو مجہے اس کا علم نہین خصوصًا **لاہور** اور **امرتسر** سے ایک فرد بہی واپس نہین آئی - مین یہ تو یقین نہین کرتا کہ وہان کی جماعتین اس ضرورت کو محسوس نہین کرتین پر سمجہہ مین نہین آتا کہ کیون اسپر توجہ نہین ہوئی ہر شخص جسکے پاس وہ فرد پہونچا ہے اسکا قومی فرض ہے کہ اسکو خانہ پری کرکے - ایڈیٹر الحکم کے پاس بہیجدین -

خلیفہ منتخب ہونیکے بعد حضرت صدیق کی پہلی تقریر

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت کے لئے منتخب ہوئے تو آپ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع مین کہڑے ہوئے - خداوند جل و علا کی ثنا و صفت بیان فرما کے ارشاد کیا " لوگو ! مین تمپر حاکم مقرر کیا گیا - باوجودیکہ تم سب سے اچہا نہین ہون - (سبحان اللہ کیا انکسار ہے) لہذا اگر تم مجہے راہ راست پر چلتے دیکہو تو میری مدد کرو - اور اگر مجہے غلط راستے پر چلتے دیکہو تو روکو - جب تک تمہارے بارے مین خدا کی فرمانبرداری کرتا ہون تم میری اطاعت کرو - لیکن اگر اوس کی نافرمانی کرون تو میری اطاعت تم پر فرض نہین ہے یا شک تو جمہور کی قوت اور اوسکے سامنے حاکم کی کمزوری کا ذکر تہا - اب حاکم کی قوت دکہلانے کی مہذب و شائستہ شان ملاحظ ہو - ان الفاظ کی فصاحت کو اگر کرامت کہا جائے تو بہی بجا ہے - فرمایا آگاہ ہو جاؤ - تم مین کا سب سے زبردست شخص بہی اوسوقت تک میرے آگے کمزور ہے جب تک اوس کے ذمے کسی کا حق باقی ہو - اور تم مین کا سب سے کمزور شخص بہی اوسوقت تک میرے مقابل مین زبردست ہے جب تک کہ وہ اپنا حق نہ پالے - مین اپنا یہ قول کہتا ہون - اور اپنے لئے اور تمہارے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہون -

(العرفان)

جاپان میں اسلام کی خواہش

جاپان کے بندرگاہ ناگاساکی سے شیبو کیما نام ایک ماہوار میگزین جاپانی انگریزی اور فرنچ تین زبانوں میں شایع ہوتا ہے یہ رسالہ فقط جاپان ہی میں مشہور ومعروف نہیں بلکہ اکثر بلاد مغرب میں بھی اوس نے خاص منفعت عزت اور شہرت حاصل کی ہے چنانچہ یورپ اور امریکہ تک بڑے بڑے وقائع نگار - ادیب فلاسفر اور مدبر اکثر اپنے آرٹیکل اسمیں شایع کرتے رہتے ہیں گذشتہ اپریل کے ایک جاپانی فاضل کا مضمون مسلمان چین کی نسبت چھپا ہے جسکا ترجمہ اللواء مصری نے عربی میں شائع کرکے اسلامی دنیا پر ہماری رائے میں ایک قابل شکر گذاری احسان کیا ہے - کیونکہ اس مضمون سے پایا جاتا ہے کہ اقصائے مشرق کے باشندوں میں خدائے برحق نے اپنے دین حق کی قبولیت اور اشاعت کی خاص صلاحیت ودیعت فرمائی ہے جسکی وجہ سے چین میں تو آج بفضلہ لکھوکہا بنی آدم اسلام کے نام لیوا موجود ہیں مگر جاپانی قوم کے افراد بھی جسکی ترقی اور کامیابی اسوقت جمیع دول اور ملل عالم کو حیرت میں ڈال رہی ہے - قبول اسلام کی عموماً کافی صلاحیت رکھتے ہیں بلکہ عملی طور پر وہ اصول و احکام اسلام کے ہم جیسے ننگ اسلاف مسلمانوں سے کہیں زیادہ پابند ہیں - کسر ہے تو صرف اتنی کہ دنیا بھر کے کروڑوں پیروان اسلام سے گنتی کے چندہی فدایان ملت اُٹھیں اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقدس مشن کی خدمت پر کمربستہ ہوکر انہیں بتائیں کہ لحاظ اسلام کون ہو اور کیسے ہو تاکہ وہ کلمہ توحید کی تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کرکے کھلم کھلا مشرف باسلام ہو جائیں -

فاضل موصوف لکھتا ہے کہ اہالی جین میں بہتیرے ایسے بھی ہیں جو دین اسلام کے معتقد ہیں یہ وہی دین ہے جس کی تحقیقات پچھلے دنوں ہمارے ملک کی دینی مجلس نے شروع کی تھی - مگر چونکہ جنگ چھڑ جانیکے باعث مسلمان طلبائے چین جو جاپان میں تعلیم پانے آئے تھے اور آتے - اور جنسے ہمیں اسلام کے کچھ حالات معلوم ہو سکتے اپنے وطن کو لوٹ گئے اور آنے بند ہوگئے - اسواسطے مجوزہ تحقیقات سردست بند کردینی پڑی لیکن حالمیں جو ایک جدید کتاب موسومہ کا دو یا یا (دین توحید) مسٹر حسان یوشن نام اک فاضل چینی مسلمان نے فصیح جاپانی زبان میں تصنیف و شایع کی ہے اس نے اس تحقیقات کو بہت کچھہ آسان کر دیا ہے

مصنف موصوف نے حمد و نعت وغیرہ تمہیدی امور کے بعد حضرت سرور کائنات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بنی نوع انسان میں عدل نیکوکاری و پرہیزگاری وغیرہ پھیلانے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا آنحضرت کا جسد مبارک مدینہ طیبہ میں مدفون ہے جہاں حج کے موقع پر ہرسال دس لاکھ سے زیادہ مسلمان جمع ہوکر اپنا ایک ضروری مذہبی فریضہ ادا کرنے کے علاوہ دنیوی معاملات میں بھی صلاح و مشورہ کرتے ہیں - پھر لکھتے ہیں کہ میں نے جاپانیوں کے سوائے اور کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں دیکھی جس میں فضیلت و شرافت کے تمام آثار و اسباب موجود ہوں جاپانی عملی طور پر پورے پورے مسلمان ہیں کمی صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہے - اگر وہ اس کی بھی تصدیق و اقرار کرلیں تو بلاشبہ سچے اور پکے مسلمان بن جائینگے - فاضل مصنف نے دین اسلام کے احکام کو عبادات معاملات اور عقوبات تین حصوں پر منقسم کرکے ہر ایک کی یوں توضیح کی ہے - عبادات سے کلمہ شہادت کا اعتراف اور نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ - اور معاملات میں اسلامی ہدایات اور تعلیمات کا منشا حقوق العباد کا بوجہ احسن ملحوظ رکھنا اور شفقت علےٰ خلق اللہ ہے - اسی طرح عقوبات کا مدعا یہ ہے کہ انسان کا طرز عمل سختی و نرمی یا افراط و تفریط کے بین بین بالکل معتدل ہو کتب اسلام میں ان تعلیمات کی بڑی شرح و بسط کے ساتھہ توضیح کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لئے اس سے بہتر و اعلیٰ تر دستور العمل وضع ہونیکے کیا معنے خیال میں بھی نہیں آسکتا -

جاپانی مضمون نگار اس کتاب توحید پر ریویو کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہمیں فاضل مصنف کی صداقت اور درست بیانی میں کچھہ بھی شک و شبہ نہیں ہے کیونکہ بہت سے چینی مسلمانوں کے ساتھہ ہمکو سابقہ پڑ چکا ہے اور ہم نے اونکو بلا اشتباہ نظافت (پاکیزگی) شہامت - مستعدی ہمت - ذکاوت و فراست اور حسن اخلاق وغیرہ اعلےٰ اوصاف سے کامل طور پر بہرہ ور پایا ہے حالانکہ دوسرے (بت پرستی) چینیوں میں یہ صفات قریباً مفقود ہیں جس سے صریحاً نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کو یہ شرف محض اپنے پاک مذہب کی برکت سے حاصل ہوا ہے اور اسی لئے ہم اپنے ہم وطنوں کو جو اسوقت کسی سچے مذہب کے متلاشی اور ادیان عالم کی تحقیقات میں مشغول ہیں بڑے زور سے توجہ دلاتے ہیں کہ مذہب اسلام کے متعلق بھی پوری پوری چھان بین اور پرکھہ پڑتال کریں - ساتھہ ہی ہم اپنے سررشتہ تعلیم سے بھی پُرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ چینی مسلمان طلباء کو مدارس جاپان میں داخل ہونے کے لئے حتی الوسع آسانیاں اور سہولتیں پیدا کریں اور ان کے واسطے خاص مراعات منظور کی جائیں تاکہ وہ ہمارے ملک میں بکثرت آنے لگیں - اور اُن کے میل جول سے اس عظیم الشان مذہب کے جوہر جو اب تک ہمارے لئے اسرار مخفی کا حکم رکھتے ہیں ملک میں بخوبی شایع ہو جائیں اور اس طرح ہم اپنے قومی اصول خذ ما صفا کے موافق دین حق کی جستجو میں کامیاب ہوکر اسکی پابندی سے سعادت دارین حاصل کر سکیں "

جاپانی مضمون نگار کی تحریر سے صاف عیاں ہے کہ اس ہونہار اور محمود مسعود عالم قوم قبول اسلام کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے اگر ہند یا بلاد اسلامیہ سے چند پُرجوش محبان اسلام جو سچی مسلمانی کا آلہ اور موثر نمونہ ہوں - ان لوگوں کو محاسن و برکات اسلام سے آگاہ کرنے کا بیڑہ اٹھائیں تو انشاءاللہ جزیرہ کا جزیرہ کچھہ عرصہ کی کوشش میں باسانی اسلام لا سکتا ہے ہم نے یہ بھی سُنا ہے کہ چین کے ایک پُرجوش مسلمان نوجوان نے تبلیغ کا سلسلہ شروع بھی کر دیا ہے اور جاپانی قوم نے اسکی ندا پر بخوشی لبیک کہا ہے - نیز ہمیں ذاتی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حالمیں ہانگ کانگ سے ایک ہندی مسلمان نوجوان نے بھی فضائل اسلام پر اُردو و انگریزی کی کچھہ کتابیں اور رسالے جاپان والوں کو دعوت اسلام کرنے کے لئے طلب کئے ہیں - الحمدللہ کہ یہ مبارک تحریک مختلف شکلوں میں شروع ہوگئی ہے کیا عجب ہے کہ اس قوم کی قسمت میں جسے اسوقت فخر ایشیاء بلکہ فخر مشرق کہنا بیجا نہ ہوگا خدا نے سعادت اسلام اسی زمانہ کے واسطے مقدر رکھی ہو - اذا اراد اللہ شیئاً ھیأ اسبابہ

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہندوستان کے حامیان اسلام اس اعلےٰ درجہ کی خدمت اور حمایت دین میں کب اور کیا کچھہ حصہ لیتے ہیں اسلامی انجمنوں کی رگ حمایت اس موقع پر خاص طور سے جوش میں آنی چاہئے خدا انہیں توفیق دے کہ وہ بھی مفت میں کچھہ سعادت حاصل کرلیں ورنہ یہ خدا کے کام ہیں اسکی قدرت سے یوں بھی کسی نہ کسی طرح پورے ہو کے ہی رہیں گے -

(وکیل)

چوہے اور مچھر

مرطوب بخار ایسی مقامات میں بھی پایا جاتا ہے - جہاں بالکل مچھر نہیں ہوتا اور پلیگ ایسی مقامات میں بھی نمودار ہو جاتا ہے جہاں چوہے نہیں ہوتے لیکن یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ مرطوب بخار کو مچھر پھیلاتے ہیں اور پلیگ کو چوہے جب یہ معلوم ہوا تھا کہ بیماریوں کے کیڑے ہوتے ہیں تو علم الادویہ کے استعمال میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہوگیا تھا اگر جب یہ بہت عمدہ طور سے ثابت ہو جائیگا کہ کیڑے مکوڑے اور جانور بیماریوں کے کیڑوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں تو دنیا بھر میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوگا جنگ آرائی کے فنون کے متعلق جسقدر ایجادیں ہو چکی ہیں وہ بہت عجیب اور بیش بہا ہیں مگر جب ہم انکا اس نئے علم سے جو مچھروں کی متعلق معلوم ہوا ہے مقابلہ کرتے ہیں تو کچھ بھی ان کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی بہت زیادہ عرصہ نہیں گذریگا کہ وہ دماغ جو انتظام دنیا میں مصروف ہیں جنگ و جدل کے مسائل سے دستکش ہو کر اپنی توجہ کو اس مجادلہ کیطرف منعطف کریں گے جو مچھروں - چوہوں پسوؤں اور دیگر بیمقدار جانوروں کے ساتھہ چھڑ جائیگا اور جو انسان و حیوان کی بربادی و ایذا رسانی کے موجب ہوتے ہیں - دنیا کے برباد اور اُجاڑ مقامات کو صاف کرکے صحت بخش اور قابل آبادی بنانے کا کام کبھی آدم

بقیہ مراسلت

الحکم نمبر ۲۶

چنانچہ حافظ جی صاحب نے سٹیج کے طور پر ظاہر کیا" کہ حضرت مولوی صاحبان میں سے جو شخص کہ حیات مسیح کا مدعی ہے۔ وہ مجمع عام میں قرآن کریم اور احادیث سے بیان کرے۔ اور مولوی صاحبان کو اختیار ہے۔ کہ وہ اپنا وقت مقرر کرکے گفتگو کریں" اور وفات مسیح کا میں مدعی ہوں۔ خداوند تعالے سے توفیق پاکر میں کلام کرونگا۔ اس مضمون پر کہ حضرت عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پاچکے ہیں۔ زندہ بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے۔ اور اللہ تعالے کی عادت نہیں۔ کہ بجسد عنصری آسمان پر کسی کو لے گیا ہو۔ اور نہ اللہ تعالے کی یہ عادت ہے۔ کہ مرکر کوئی دوبارہ دنیا میں آیا ہو۔ اور میں ثابت کرونگا۔ کہ حضرت عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ بجسد عنصری ماننے میں اسلام اور قرآن کریم اور ہمارے ہادی سرور کائینات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) کسر شان ہوتی ہے۔ اور پھر دکھا دونگا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اللہ جلشانہ کے مرسل اور مامور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔ اور اس خدا کے فرستادہ نے دنیا میں کیا کیا کار نمایاں کی ہیں اور اسلام کی جاتی ہوئی کشتی کو کس طرح سے پار اُتارا ہے۔ اور خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اوسکی شامل حال ہوں۔ اور یہہ بھی جتلا دونگا کہ مرزا کو نہ ماننے میں مولائے کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نارضامندگی ہے نجات یافتہ وہی لوگ ہیں۔ جو اس کشتی میں سوار ہوجاویں جو اس امام برحق نے طیار کی ہے۔ اور ثبوت میں پیش کرونگا قرآن کریم اور احادیث اور دلائل عقلی ونقلی و اقوال ایمہ دین۔

اور فریق مخالف سے بمشورہ مولوی صاحبان مولوی ابراہیم صاحب مقرر ہوئے"، چنانچہ اسقدر کارروائی کے بعد کہ ایسے لوگون کی آمد ورفت جاری تھی۔ مولوی عنایت اللہ صاحب نے جو مخلص مریدون میں سے ہیں۔ وعظ فرمایا۔ کہ اب خدا سے دعا مانگنی چاہئے۔ کہ وہ فیصلہ کردیوے۔ ۹ بجے دن کے قریب افتتاح جلسہ شروع ہوا۔ پہلے مولوی ابراہیم صاحب نے حیات مسیح پر گفتگو شروع کی۔ اور نزول مسیح پر بڑا زور دیتے رہے۔ مگر افسوس کہ جسمانی رفعہ نہ ثابت کرسکے۔ سارا دارمدار ان اللہ علے کل شیٔ قدیر پر رکھتے رہے۔ دعوی ہی دعوی جتلایا کوئی دلیل پیش نہ کی۔ آیات قرآن کریم اور احادیث سے دور دور رہے۔ اور جو دعوے باندہا۔ اُس میں بیان کیا۔ کہ میرے پاس کتابیں موجود ہیں حدیث دکہلا سکتا ہوں۔ حالانکہ کارروائی جلسہ کا عین فرض یہہ تہا۔ کہ آیت اور حدیث پڑھ سناتے۔ کہیں پنجابی شعر پڑھ سنایا۔ اور کہیں توتی کو ادھر سے اٹھایا اُدھر دے مارا اور کتاب اٹہائی۔ رکھدی۔ دوسری اوٹھائی مگر کوئی حدیث آیت پڑھ نہ سنائی۔ اور ورق گردانی میں پانچ پانچ حتی کہ دس منٹ تک بہی نوبت پہونچی۔ کہ سکتہ میں رہ جاتے۔ اور جب سامعین کو ہنسی اور تمسخر میں پاتے۔ کوئی ایک بات منہ سے نکال دیتے انجام کار ہونٹون پر لب ملتے اور ما قتلوہ وما صلبوہ کہتے کہتے بغیر اس کے کہ اس آیت کا ترجمہ کرتے۔ بیٹھ گئے۔ البتہ بیٹھے بیٹھے پھر اس قدر فرمایا کہ میں بڑا کچھ ثبوت رکھتا ہوں پھر سناؤنگا ازان بعد حافظ صاحب وزیر آبادی کا وقت آیا۔ اور مرد میدان بن کر سب سے پہلے قرآن کریم سنایا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب سے قرآن مجید لیکر آیات قرآن کریمہ پڑھیں اور خداداد توفیق اور ملکہ سے وہ وہ معارف بیان کئے جس کے اظہار کے لئے کوئی الفاظ نہیں مل سکتے۔ کہ آن کے حُسن وخوبی کا اظہار کرین اون کے مقابل میں احادیث کہہ سنائیں۔ کسی کسی ایمہ دین کا قول بہی جو احادیث اور قرآن شریف سے مطابق ہوا۔ پڑھ سنایا اور ایسا سماں چھایا۔ کہ گویا مدعیان حیات کو اپنی وفات نظر آرہی تہی۔ القصہ کلام جیسا کہ حافظ صاحب پہلے بیان کر چکے تھے۔ اپنے دعاوی کو نہایت فصاحت وبلاغت سے پایۂ ثبوت کو پونچایا جس کی داد غیر احمدی لوگون نے دی۔ افسوس کہ بوجہ عدم موجودگی کسی مصالحہ کے اس ساری تقریر کو میں اخذ نہیں کرسکا۔

ازان بعد مولوی ابراہیم صاحب نے جواب الجواب لکچر پڑہا۔ مضمون وہی رکہا جو پہلے ادا کر چکے تھے رفع الی السماء ہرگز ثابت نہ کرسکے"۔

پہر مولوی صاحب نے اپنے لکچر کو ختم کردیا۔ اور ہمارے سلسلہ کے حافظ صاحب تقریر فرمانے لگے۔ تو حافظ امیر علی صاحب باجازت پریزیڈنٹ صاحب کہڑے ہوئے۔ تو ذیل کی گفتگو کی۔ جس سے ناظرین کو واضح ہوجاویگا۔ کہ باوجودیکہ حافظ صاحب اس سلسلہ کے سخت مخالف ہیں لیکن منصفانہ داد دی۔ اس راقم کو آن سے امید نہ تہی مگر یہ اللہ تعالے کی حکمت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سلسلہ کی روکاوٹیں اپنے ہاتھ سے دور کرتا ہے۔ چنانچہ حافظ امیر علی صاحب نے کہا۔ کہ اس جلسہ کا میں فیصلہ کرتا ہون۔ حافظ صاحب وزیر آبادی ایک عالم اور فاضل اور مفسر خداداد سنت اور اخلاص سے بہرا ہوا دل رکہتے ہیں۔ قرآن کریم سے ہی دعوے بیان کرتے ہیں اور دلیل بہی ساتھہ ہی ہے۔ مگر مولوی ابراہیم صاحب اپنا مضمون ادا ہی نہیں کرسکتے۔ نہ کوئی دعوے ہے اور نہ دلیل ہے۔ اور موجودہ مولویان میں سے کوئی حافظ غلام رسول کے مقابلہ کا نہیں ہے سبحان اللہ فیصلہ وہ سُناتا ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کا سخت منکر ہے۔ الحمد للہ علے ذالک۔ اور مولوی صاحبان جو ورق گردانی اور حدیثون کی تلاش میں ادہر اودہر اور اُدھر کی ادہر کتابیں پٹک رہے تہے۔ ٹہنڈی سانس لینے لگے۔ اور چہرہ پر ایک رنگ آتا دوسرا جاتا تہا۔ اور گواہی مل رہی تہی۔ کہ حق آگیا اور باطل اُڑگیا۔ اور لوگون میں حق پسندی کا نعرہ بلند ہوا" پھر حافظ غلام رسول صاحب نے غیر احمدی لوگون کے اصرار پر قرآن کریم میں سے رکوع عباد الرحمٰن پ ۱۹ سنانا شروع کیا۔ اور اخلاقی مضامین پر وعظ فرمایا۔ اور وہ معارف بیان کئے۔ کہ ناظرین سے سوائے جزاک اللہ اور مرحبا کے کچھ موہنہ سے نہ نکلتا تہا۔ اور قرآن کریم سے ایسا نقشہ دلون پر نقش کیا۔ کہ امام برحق کی صداقت پر کئی آیات قرآن کریم مزین ہیں بوڑھے اور جوان لوگ کہہ رہے تھے کہ سبحان اللہ ایسے ایسے لوگ مرید مرزا کے ہیں۔ مرزا صاحب واقعی مہدی اور مسیح ہیں (بہائی آسین تان واٹہیان کرکے ضرور قادیان جاوینگے۔ اور بیعت کران گے) مخالفانہ مولویون کی جماعت خالی ہاتھ آئی اور خالی چلی گئی۔ اور جلسہ ختم ہوا"

اس موقع پر میں تعریف کرونگا اور دعا کرونگا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دعا چاہتا ہون۔ حق میں چوہدری نکہن نمبردار مولو چک کے۔ جس نے حق مہمان نوازی عمدہ طور سے بہ اسلوبی انجام دیا۔ اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہونیکا راقم اور چند احباب دیگر کے پاس اقرار کیا اگر تمامی قومی بہائی اس طریق سے فیصلہ کرتے۔ تو کب کا فیصلہ ہوجاتا مگر وہ آنکھ نہیں رکہتے۔ اور وہ دل نہیں رکہتے جس سے یہ امام دیکھا اور قبول کیا جاتا ہے۔

آخیر میں اپنے مہربان اور محسن گورنمنٹ کا بہی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جس میں یہہ مذہبی آزادی حاصل ہے۔ حسن خوبی انتظام امن خلایق کی وجہ سے۔ پولیس کا نسٹبل بہی وہاں وردی پہنے کہڑا تہا۔ کیا محسن گورنمنٹ ہے۔ ابہی کل کا زمانہ سکھہ صاحبان کا بہت سے آدمی ہون گے۔"

جنہون نے بچشم خود دیکہا کہ کیسی بے امنی اور گہبراہٹ کا زمانہ تہا۔ مگر خالصہ جیو جلدی ہی کافور ہوگئے۔ خداوند تعالے سے دعا ہے کہ اس سلطنت میں زیادہ برکت کرے۔ کیونکہ یہہ مبارک زمانہ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ یعنی کہ وہ وقت امن کا ہوگا۔ سبحان اللہ والحمد للہ کہ اس امام برحق نے ہمیں ان باتون کا وقت پر پتہ بتا دیا" اب حافظ غلام رسول صاحب سے احمدیہ جماعت نے اصرار کیا کہ وہ چند روز اس نواح ٹہر کر تبلیغ کریں حافظ صاحب کو اگرچہ چند ایک کام ضروری تہے مگر وہ مخلصانہ جماعت کی درخواست کو نامنظور نہ کرسکے۔ اور تجویز قرار پائی۔ کہ سوموار سے بدہ وار تک جا بجا مواضعات کو سنا ترہیں گے اور جمعہ موضع پیرکوٹ میں ہوگا۔ اس مشورہ کے بعد احمدی جماعت منتشر ہوئی۔ اور جمعہ مبارک موضع پیرکوٹ میں ہوا۔ قریباً ۳ صد مردمان کے انبوہ میں جمعہ ہوا۔ مختلف دیہات سے لوگ شامل وعظ تہے۔ قریباً ۷۰ کس مردمان نے بیعت کے لئے خط بحضور حضرت امام صاحب قادیان مرسل کئے۔ اور ایک فہرست طیار کی گئی جمعہ میں جو رقت طاری ہوئی۔ اوس کی کیا کیفیت بیان کی جاوے اکثر لوگون کو وجد ہوا" اور آسمانی بارش ہوتی ہوئی دکہائی دیتی تہی۔ اور معلوم ہوتا تہا۔ کہ آج موضع پیرکوٹ میں رحمت الٰہی تقسیم ہورہی ہے۔ اور وہ میدان دائرہ جو بوجہ عدم گنجائش مردمان نماز کے لئے مہیا کیا گیا تہا وہان خدا کا قرآن پڑہا گیا۔ ابہی کل کا ذکر ہے کہ وہان کنجریون کا مجرا یہہ جاٹ کرایا کرتے تہے۔ اور دعائے مغفرت کی گئی۔ حق میں مولوی جلال الدین صاحب مرحوم کے جو حضرت اقدس کے مخلص مریدون میں سے تہے۔ اور تالیف براہین کے وقت سے حضرت کے خدامون میں سے تہے" مولوی صاحب مرحوم کے چہہ بیٹے ہیں جو دردمندانہ اخلاص رکہتے ہیں اور جوش بہری طبیعتون سے تبلیغ حق میں معروف .... رہتے ہیں۔ احمدی جماعت کیلئے خصوصاً دیہات کے رہنے والون کے لئے چیلنج ہے۔ کہ وہ اس جماعت کا نمونہ ملاحظہ کریں اور سبق حاصل کریں۔ ازان بعد حافظ صاحب جماعت کے مواضعات جبید کے۔ جہلیانوالہ۔ ٹہری شاہ عبدالرحمان کو روانہ ہوئے۔ اور اسی راستہ حذیر آباد جاوینگے"، حافظ

خبرون کا گلدستہ

دار السعادۃ کے محلہ خاصکوئی مین جسمین سب یہودی رہتے تھے ۱۳۔ ربیع الثانی شنبہ کی رات کو آگ لگ گئی۔ چونکہ مکانات لکڑی کے اور سب باہم ملے ہوئے تھے اور ہوا نہایت چل رہی تھی۔ پانی کہین قریب نہ تھا۔ اسلئے آگ چارون طرف پھیل گئی۔ ان سب باتون کے علاوہ یہودیونکی مذہبی روک نے اور بھی غضب ڈھایا کہ شنبہ کی رات اور شنبہ کے دن کو وہ آگ کی طرف ہاتھ نہین اوٹھاتے۔ نتیجہ یہ کہ چند منٹون مین ایک سو گہر اور چھ دوکانین جل گئین۔ یہودیون کا ایک مدرسہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ آخر افسران پولیس نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس خانمان سوز آگ کو فرو کیا۔

احمد آباد مین ۲۳ و ۲۴ جولائی کو ۲۷ انچہ راجکوٹ مین ۱۲۔ انچ اور سورت مین ۵½ انچہ بارش ہوئی۔ دریائے تاپتی۔ نربدا۔ ماہی اور سیندی نہایت طغیانی پر ہین۔ برہانپور مین سخت پانی بڑہا تاپتی سورت کے قریب معمولی سطح سے ۳۰ فٹ زیادہ چڑھ گئی۔ اکثر مقامات پر راستے بند ہوگئے ریلوے لائنین ٹوٹ گئین ٹیلیگراف کو نقصان پہونچا۔

مدراس کے نواح سے شہر مین کثیر التعداد آدمی بیکاری اور فاقہ سے تنگ آکر آگئے۔ انمین کئی کیس ہیضے کے بھی ہو چکے ہین۔ اگر کوئی انتظام نہ ہوا تو شہر کی آب و ہوا کے خراب ہو جانیکا اندیشہ ہے۔

مقام ڈلیسہ مین کثرت بارش سے سخت نقصان ہوا پنٹور جنکشن کی بارگین سیلاب سے بہہ گئین۔ یک صد بندوقون سے زیادہ اور بہت سا گولی بارود پانی مین ڈوب گئے تھے جواب نکالے جا رہے ہین۔

لاہور کا ایک اخبار مندرجہ ذیل درخواست کسی شخص کیطرف سے گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کرکے اوسکو معقول بھی بتلاتا ہے۔ جناب عالی باادب ملتمس ہون کہ مین تھرڈ مڈل مین تعلیم پاتا ہون اور ٹہولڈر کے کلام سے واقف ہون حضور کا مذہب عیسائی اختیار کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ مجھے خوبصورت لیڈی اور اچھی ملازمت دلا دی جائے۔

آسام مین ایک قسم کی بیماری پھیل گئی ہے جسے کالا آزار کہتے ہین گورنمنٹ آسام اسکے دفعیہ کے لئے ساعی ہے۔

برہما کے ضلع مابن کے ایک موضع چانگ گیہیو پون کسی درخت مین برگد کا بوٹا تقریباً گز بہر صرف ایک شب مین نکل آیا۔ اسکا رنگ بالکل سنہرا ہے اور بیل کیطرح دوسرے درخت پر لپٹا ہوا ہے۔ اسکے سرے سے شفاف پانی ٹپکتا ہے۔ جو تمام امراض کے لئے مفید بتلایا جاتا ہے ہیشمار آدمی اسکی پرستش کرتے لگے اور مریض تندرست ہوکر جاتے ہین۔ لوگ اسکو تاخن یا چاقو سے چھیلتے بھی ہین۔ لیکن یہ اندر سے بھی سنہرا نکلتا ہے۔ اور تراشا ہوا حصہ فوراً سنہرا ہو جاتا ہے۔

اٹلیا کے مقام سفرطی مین یکم جون کو ۷ بجے صبح کے قریب شدید زلزلہ آیا اس سے ۲۸ آدمی آدمی مر گئے۔ اور ایک ہزار ۲ سو زخمی ہوئے۔ ۹۰ فیصدی مکانات دوبارہ تعمیر کئے جائینگے۔ کلیسا مین صبح کی نماز ہو رہی تھی۔ اس حادثہ کیوقت سب لوگ بے حواس ہوکر بھاگے۔ اسمین دو آدمی کچلکر مر گئے اور بہت سے کم و بیش زخمی بھی ہوئے اب تک بھی ہلکی حرکتین محسوس ہوتی ہین

کیلیفورنیا مین ایک جہاز کا بائلر پھٹ گیا صحن جہاز جدا ہوکر خلا مین اڑ گیا ۴۹۔ آدمی ہلاک ۸۰ زخمی ہوئے۔ ۲۱ کی نعشون کا پتہ نہ لگا۔

امریکہ مین کالاریڈو نامی ایک صحرا ہے جہان سخت سے سخت بارش ہونے پر بھی زمین پر ایک قطرہ نہیں گرتا۔ بلکہ سب ہوا ہی مین جذب ہو جاتا ہے۔ یہان گرمی اکثر ۱۲۸ درجہ پر رہتی ہے۔

ایک سائینس دان نے دریافت کیا ہے کہ اکثر غور و خوض مین مصروف رہنے سے انسان کی خوبصورتی مین اضافہ ہوتا ہے۔

از کانگڑہ (۲۸۔ جولائی) آج رات کے ۳۔ اور ۴ بجے کے مابین کانگڑہ مین ایک اور زلزلہ محسوس ہوا دو جہونکے آئے۔ یہ زلزلہ پہلے زلزلون سے جو کبھی کبھی ہوتے رہتے ہین کسیقدر زیادہ ہوا۔ لوگ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ایک شور محشر بپا ہوگیا ڈرے ہوئے اور مصیبت زدہ لوگ اب ان زلزلون کے باعث اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے ہین۔ اور اس پر طرہ یہ کہ ہر روز ایک نہ ایک متوحش خبر کانگڑہ مین پھیل جاتی ہے جو مزید مایوسی کا باعث ہوتی ہے۔ خدا اپنا رحم کرے۔ بارش کے وقت جب برق کا زور ہوتا ہے اور جہونپڑے ٹپکتے ہین اور خدا یاد آتا ہے۔ اور تمام رات آنکھون مین کٹ جاتی ہے۔

کلکتہ مین سخت بارش۔ ۲۸۔ جولائی کا تار مظہر ہے کہ کلکتہ مین ۲۴۔ گھنٹون سے سخت بارش ہو رہی ہے۔ تالاب بھر گئے ہین بازارون مین سیلاب آیا ہوا ہے گاڑیون کی آمد و رفت بند ہے کچھ مکانات بھی گر گئے ہین کثیر التعداد کلرک و دیگر ملازم اپنے کام پر حاضر ہونے کے ناقابل ہین۔

زلزلہ کا دھکا

پروفیسر اموری اور اسکے ہم خیال سمجھے تھے کہ دو سو سال تک کوئی زلزلہ آنیوالا نہین۔ لیکن خدا تعالے کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ ۲۶۔ جولائی کی صبح کو جو زلزلہ آیا وہ باتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کسی صورت مین وہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے کم نہ تہا۔ صرف اتنا فرق تہا کہ ۴۔ اپریل کا زلزلہ بہت دیر تک رہا اور ۲۶۔ جولائی ۱۹۰۵ء کا زلزلہ بہت ہی کم عرصہ تک رہا۔ چنانچہ سول ملٹری گزٹ رقمطراز ہے کہ ۲۶۔ جولائی کو ۴ بجے صبح کے شملہ مین ایک شدید زلزلہ آیا بہت لوگ خوف کے مارے اپنے مکان چھوڑ کر باہر نکل پڑے اور اگرچہ یہہ زلزلہ بہت تھوڑی دیر رہا مگر اکثر لوگون کا بیان ہے کہ یہ زلزلہ بھی ۴ اپریل کے بعد سخت زلزلہ تہا فیروزپور مین بھی اسی تاریخ ۴ بجکر ۵ منٹ پر زلزلہ آیا اور اسے بھی سخت بتایا جاتا ہے مسوری مین بھی زلزلہ آیا۔

کیا ایسی حالت مین کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ایک رنگ مین پوری نہین ہوئی۔ اے بندگان خدا خدا کے فرستادہ کی تکذیب سے باز آجاؤ! اور خدا کے نشانات کو مت جھٹلاؤ۔

بنگہ ضلع جالندہر سے خبر آئی ہے کہ اسی تاریخ کو یہہ زلزلہ سخت محسوس ہوا۔ سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو گئے۔ ایک احمدی کے گھر کے پاس کچھ ہندو رہتے ہین وہ زلزلہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ **مرزا صاحب کا کہنا ٹھیک ہوتا جاتا ہے۔**

ماہل پور ضلع ہوشیارپور سے میان **علی اکبر** اطلاع دیتے ہین کہ ۲۶۔ جولائی ۱۹۰۵ء کو شدید زلزلہ آیا لوگ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور چار و نطرف شور و غوغا مچ گیا۔

گورداسپور سے اخبار زمیندار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اسی تاریخ اور اسی وقت پر ایسا زلزلہ آیا کہ تمام لوگ خواب سے بیدار ہوکر خدا خدا پکارنے لگے اگرچہ شدت کے ساتھ تو دو ایک جھکولے آئے لیکن اسکا اثر تقریباً پانچ منٹ تک رہا۔ شوالہ گنیش گر کے متصل جو تالاب ہے اسکے کنارہ پر پیپل کا ایک درخت اسی زلزلہ کے صدمہ سے گر گیا۔

شمالی ہند کے مختلف حصون سے اس زلزلہ کی خبرین آئی ہین۔ کچھ تفصیلی حالات بشرط ضرورت آئندہ درج ہون گے۔

انتقال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

۲۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ قبل نماز عصر حضرت حکیم الامت کی اہلیہ کلان نے ایک عرصہ کی بیماری کے بعد اس جہان سے رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کا جنازہ انکی دلی خواہش کے ..... موافق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کثیر جماعت موجودہ قادیان کو لیکر پڑہا اور دیر تک دعائے مغفرت فرماتے رہے۔ مین مرحومہ کی زندگی پر ایک مختصر سا نوٹ اگلی اشاعت مین انشاء اللہ دونگا۔ فی الحال اسی پر اکتفا ہے کہ اللہ تعالے اسے اپنے جوار رحمت مین جگہ دے۔ آمین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انا الہادی القدیر

الحکم

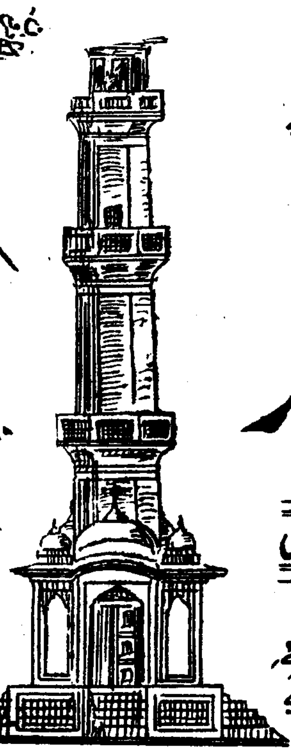

چہ گویم بانو گرانی جہاد در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ر - (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۲ر

نمبر ۲۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ - اگست ۱۹۰۵ء ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد

فہرست مضامین

۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کے لئے جگہ نکالنے کے واسطے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہ رعایت جاری نرہیگی - اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالون کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہین -

سنہ ۱۹۰۳ء کا فائل الحکم ۵ر صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی -
سنہ ۱۹۰۴ء " ۵ر "
انالہ اوہام ہر دو جلد ۱ر "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور دعا ۳ر
رد شیعہ و خط نسخ ۳ر
حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۱ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ ۶ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی
وحدت وجود پر خط اور تقریر بر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر
النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۳ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی -
اصلاح النظر ۲ر صرف ۲۰ درخوستون کی تعمیل ہوگی -
الانذار ۲ر صرف ۸ درخواستون " "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی -
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

۱۲ - اگست ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا بچہ **عبد القیوم** (جو بہت دیر سے بیمار چلا آتا تھا) آخر فوت ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - مرحوم ۲۲ ستمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوا تھا اور ۱۲ - اگست ۱۹۰۵ء کو اس کی عمر ۱۰ - دن کم دو سال کی تھی - حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کے ہمراہ تھے لیکن سر درد کی وجہ سے حضرت حکیم الامۃ ہی کو جنازہ پڑہانے کا حکم دیا - **عبد القیوم** کو قبر مین رکھنے سے پہلے حکیم الامۃ نے اسکا کفن کہولا - اسکے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرہ آنسوؤن کے انکی آنکھ سے نکلے - دفن کرکے واپس آتے ہوئے ٹھیر کر فرمایا - مینے **عبد القیوم** کا منہ کیون کہولا؟ اس کی ایک وجہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بچہ ابراہیم جب فوت ہوگیا تو آپ نے اسکا کفن کہول کر اسکے منہ کو چوما اور اللہ تعالیٰ کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل سے خوش ہین - البتہ چند روزہ جدائی کا رنج ہے اسپر آپ کے آنسو نکل آئے تھے مینے اس **سنت** کو پورا کیا ہے - خدا تعالے کے ہر ایک فعل پر بحمد اللہ مین بہی خوش ہون یہ اسکا فضل ہے اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پورا کرنے والی ہو یہہ میرے لئے خوشی کا باعث ہے اس قدر بیان کرنے پر حکیم الامۃ پر رقت طاری ہوگئی اور صرف یہ کہکر کہ "یہہ باعث تہا" چلدئے -

مین اگلی اشاعت مین اسپر انشاء اللہ ایک نوٹ لکہونگا فی الحال اسی پر اسکو ختم کرتا ہون - کہ اللہ تعالے مرحوم **عبد القیوم** کو ہمارے لئے اجر - فرط - اور شافع بنائے اور حضرت حکیم الامۃ کو نعم البدل دے آمین -

نوٹ - اخبار کے دیر شائع ہونیکی وجہ سے یہ خبر اسی اشاعت مین درج ہوئی ہے ایڈیٹر -

حکیم الامۃ کی سرکلر لیٹر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

احباب و برادران و عزیزان - آپ لوگون مین سے بہت سارے ہین - جنہون نے مجہے تعزیت کے خطوط لکہے اور مین سچ کہتا ہون ان کی تحریر نے مجہہ پر خصوصیت سے محبت بڑہانے کا اثر کیا ہے - فجزاہم اللہ احسن الجزاء - اب مین سب کا جواب دون اور ان کا شکریہ کرتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء لکہون - تو کم سے کم پیسے لیکر نصف آنہ خرچ ہوتا ہے اور آپ لوگون پر ضروری اخراجات کا آگے بوجہہ ہے ہان اگر انکا واقعی علم ہوتا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا - تو آپ کو بوجہہ ہی معلوم نہوتا اور بہت ہین جنکو بوجہہ معلوم ہوتا مگر یہی خرچ اگر ایک جگہ جمع ہو جاتا - تو ایک بڑا دینی کام نکلتا - اب آج میرا چہوٹا بچہ عبد القیوم فوت ہوگیا ہے مجہے ڈر لگتا ہے کہ پہلی تعزیت کے خطوط پہر پہونچین - اسلئے میری درخواست ہے کہ بجائے اسکے آپ صاحبان ایسے خرچون کو دینی کامون مین دو یہہ میرا دلی جوش ہے - اور مجہے ڈر ہے - کہ یہ کہین اسراف مین داخل نہ ہو سالہ تعالے اپنے فضل سے فراست عطا فرمائے - وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

دربار شام

یکم اگست ۱۹۰۵ء

سردوعہ ضلع ہوشیارپور سے آئے ہوئے دو بہائی داخل بیعت ہوئے۔

فرمایا بیعت مین داخل ہونے والون کے اسماء کو باقاعدہ لکہا جاوے اگر یہہ سب نام لکہے جاوین تو ان مشکلات کا سامنا نہو جو بعض وقت پیش آتی ہین۔

ایڈیٹر۔ اس سے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشاء ہے کہ ہر شخص کو جو بیعت مین داخل ہوتا ہے ضرور چاہئے کہ وہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کے لیئے چندہ مین شریک ہو۔ قطع نظر اس کے کہ وہ رقم چندہ کی قلیل ہے یا کثیر۔

۲۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک خط کا ذکر ہوا۔ جو انہون نے منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گہیب حال رخصتی قادیان کے نام لکہا ہے۔

فرمایا معلوم نہین وہ کونسی بدی تہی جسنے اسکو اس سلسلہ کی شناخت سے محروم رکہا۔ تاہم جب تک وہ زندہ ہے ہم اس پیشگوئی کی کوئی تاویل نہین کرتے جو اس کے متعلق ہے کہ وہ آخر رجوع کریگا۔

مین جانتا ہون کہ اوائل مین وہ بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تہا بٹالہ کے سٹیشن پر خود اس نے حامد علی سے لوٹا لیکر مجہے دضو کرایا اور جب مین اٹہتا تو میرا جوتا اٹہا کر آگے رکہہ دیتا تہا۔

اس مین دوسرے مولویون کی نسبت ایک بات تو ہے وہ یہہ کہ جب یہہ کسی بات کو مانے تو دلیری کے ساتہہ اسکا اعلان کر سکتا ہے۔

۳۔ **فرمایا** مین حیران ہون میرا معاملہ تو بالکل صاف تہا۔ تین باتین تہین ان لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ بہی تسلیم کرلیا۔ اور امت کے مثل یہود ہوجانے کا بہی اقرار کرلیا۔ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بہی تسلیم کیا ان ساری باتون کو تو مثیل کے طور پر مانا لیکن **مسیح** کے متعلق یہ کہتے ہین کہ وہی آئیگا۔ یہہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

یہہ تو ایسی مثال ہے کہ جیسے دو بہائی ہین جب انمین کوئی تقسیم ہو تو ہر ایک قسم کی چیزین انہین دیجاتی ہین جب کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مین یہودیون کے مثیل مانتے ہین تو اس مین کیون موت پڑتی ہے کہ ایک **مسیح** بہی تسلیم کرین۔

۴۔ فرمایا مین دیکہتا ہون براہین مین میرا نام اصحاب کہف بہی رکہا ہے۔ اس مین یہ سر ہے کہ جیسے وہ مخفی تہے اسی طرح پر تیرہ سو برس سے یہہ راز مخفی رہا اور کسی پر نہ کہلا۔ اور ساتہہ ... رقیم کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مخفی ہونے کے اس کے ساتہہ ایک کتبہ بہی ہے اور وہ کتبہ یہی ہے کہ تمام نبی اسکے متعلق پیشگوئی کرتے چلے آئے ہین۔

دربار شام

۳۔ اگست ۱۹۰۵ء

شام کی نادیکی قلم بند کرنے کی اجازت ندیتی تہی اسلئے مینے خداداد قوت حافظہ کی مدد سے اپنے الفاظ مین اس رویداد کو لکہا ہے جو بزرگ اس اجلاس مین موجود تہے وہ اسے پڑہ کر انشاء اللہ سمجہہ لین گے کہ مین اسکے لکہنے مین بہت بڑی حد تک کامیاب ہوا ہون والحمد للہ علےٰ ذالک۔

ایڈیٹر

سلسلہ کلام اس امر سے شروع ہوا کہ تمام نبیون اور راستبازون کے کلام مین عجز وانکسار کے الفاظ اور اپنی کمزوری کا اظہار پایا جاتا ہے اسپر اعتراض نہین کرنا چاہئے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اشتہار متعلقہ زلزلہ مین اس قسم کے الفاظ ہستعمال کئے ہین اسپر مولوی محمد حسین بٹالوی نے اعتراض کیا ہے۔ اعلےٰ حضرت نے میرے معزز بہائی مفتی محمد صادق صاحب کو غالبًا بائبل مین ایسے مقامات دیکہنے کے لیئے ارشاد فرمایا تہا۔ اس کا ذکر مفتی صاحب نے کیا اسپر اعلےٰ حضرت نے فرمایا۔

اس قسم کے الفاظ تمام نبیون کی کتابون مین پائے جاتے ہین چونکہ ان کی معرفت بہت بڑہی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جبروت کے مقام کو شناخت کرتے ہین اسلئے نہایت انکسار اور عاجزی کا اظہار کرتے ہین۔ نادان جنکو اس مقام کی خبر نہین ہے وہ اسپر اعتراض کرتے ہین حالانکہ یہہ انکی کمال معرفت کا نشان ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا آیا ہے اس مین صاف فرمایا ہے تو استغفار کر۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے یہی مراد ہے کہ تبلیغ کا جو عظیم الشان کام تیرے سپرد تہا دقائق تبلیغ کا پورا پورا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہے اسلئے اگر اس مین کوئی کمی رہی ہو تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کردے۔ یہہ استغفار تو نبیون اور راستبازون کی جان بخش اور عزیز چیز ہے۔ اب اسپر نادان اور کوتاہ اندیش عیسائی اعتراض کرتے ہین جہان استغفار کا لفظ انہون نے سن لیا جہٹ اعتراض کردیا۔ حالانکہ اپنے گہر مین دیکہین تو مسیح کہتا ہے کہ مجہے نیک مت کہہ۔ اس کی تاویل عیسائی یہ کرتے ہین کہ مسیح کا منشاء یہ تہا کہ مجہے خدا کہے۔ یہہ کیسے تعجب کی بات ہے کیا مسیح کو انکی والدہ مریم یا ان کے بہائی **خدا** کہتے تہے جو وہ یہی آرزو اس شخص سے رکہتے تہے کہ وہ بہی خدا کہے۔ انہون نے یہ لفظ تو اپنے عزیزون اور شاگردون سے بہی نہین سنا تہا وہ بہی **استاد استاد** ہی کہا کرتے تہے پہر یہ آرزو اس غریب سے کیونکر انکو ہوئی۔ کیا وہ خوش ہوتے تہے کہ کوئی انہین خدا کہے یہہ بالکل غلط ہے انکو نہ کسی نے ادستاد کہا اور نہ انہون نے کہلوایا پہر ایک اور توجیہ کرتے ہین کہ دراصل وہ شخص منافق تہا۔ اسلئے حضرت مسیح گویا خفا ہوئے کہ تو نیک کیون کہتا ہے کیونکہ تو مجہے نیک نہین جانتا۔ یہہ بہی بالکل غلط بات ہے کہان سے معلوم ہوا کہ وہ منافق تہا۔

غرض اصل بات یہی ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے رہتے ہین۔ اور دعاؤن مین لگے رہتے ہین احمق ان باتون کو عیب سمجہتے ہین۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤن کو دیکہا جاوے تو پہر ایسے احمق اعتراض کرنے والے تو خدا جانے کیا کیا کہین جیسے اللھم باعد بینی وبین خطای کما باعدت بین المشرق والمغرب۔

ایک مخلص نے پہاڑ پر جانیکے لئے اجازت چاہی اسکے متعلق تذکرہ آنے پر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ کے وعدے بالکل سچے ہین جبکہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی عذاب شدید آنیوالا ہے تو اسکا کوئی وقت تو ہمین معلوم نہین ہے اس لئے بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ پہاڑون پر کیا ہے ہم تو گرمیان یہان ہی بسر کرتے ہین کوئی ایسی تکلیف نہین ہوتی بلکہ مین ایک مرتبہ ڈلہوزی گیا کسی مقدمہ کی تقریب تہی۔ جب مین وہان پہونچا تو خلاف عادت دیکہا نہ گرمی ہے نہ پسینا آتا ہے بارش ہوتی ہے اور بادل گہرون مین اندر گہس آئے۔ ہر وقت اندر بیٹہے رہنا نہ چلنے پہرنے کے لئے موقع ملے اگر ہر روز جائے نہ بیٹین تو اسہال آجائین ایک دو دن مین نے گذارے پہر سخت تکلیف محسوس ہونے لگی۔ اور مین جب تک پٹہانکوٹ نہ پہونچ گیا طبیعت مین نشاط اور انشراح پیدا نہ ہوا۔ انکو لکہدو کہ وہ یہان آجائین اگر بارش ہوتی رہی۔ تو یہان بہی موسم اچہا ہے اور ۱۵۔ ستمبر تک تو امید ہے موسم مین بڑی تبدیلی ہوجائیگی۔ **فرمایا** مین دیکہتا ہون کہ گرمیون کو بہی روحانی ترقی کے ساتہہ خاص مناسبت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ جیسے شہر مین پیدا کیا اور پہر آپ ان گرمیون مین تنہا **غار حرا مین** جاکر اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کرتے تہے وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اٹہا کر لے جایا کرتے ہونگے۔

(اللہ! اللہ! کیسا پرلطف نظارہ ہوگا ایڈیٹر)

اصل بات یہہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کے ساتہہ انس اور ذوق پیدا ہوجاتا ہے تو پہر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہوجاتی ہے۔ بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہی یہی حالت تہی اللہ تعالےٰ کی محبت مین آپ اسقدر فنا ہو چکے تہے کہ آپ اس تنہائی مین ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تہے۔ ایسی جگہ مین جہان کوئی آرام اور راحت کا سامان نہ تہا۔ اور جہان جاتے ہوئے بہی ڈر لگتا ہو۔ آپ وہان کئی کئی راتین تنہا گذارتے تہے۔ اس سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہادر اور شجاع تہے۔ جب خدا تعالےٰ سے تعلق شدید ہو تو پہر شجاعت بہی آجاتی ہے اس لئے مومن کبہی بزدل نہین ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہین انہین حقیقی شجاعت نہین ہوتی ہے۔

اس بات کو سن کر کہ خدا تعالےٰ سے جسقدر تعلقات شدید ہوتے ہین اور ایسے لوگ تنہائی اور خلوت کو پسند کرتے ہین بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ پہر ان نبیون اور رسولون کے بیوی بچے کیون ہوتے ہین وہ بازارون مین چلتے پہرتے ہین اور کہاتے پیتے ہین۔

مگر افسوس ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والے نہین سوچتے کہ ان لوگون کی تو ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص تو کسی کے دروازے پر بہیک مانگنے جاوے اور ایک اسکا دوست ہو۔ اور وہ محض اس سے ملنے ہی کے لئے گیا ہو اب اگر وہ دوست اپنے دوست کے سامنے پلاؤ وغیرہ لاکر رکہدیتا ہے تو اس مین اسکا کیا قصور ہے۔ اس دوست کو تو اسکے کہانے مین لذت آتی ہے اور وہ گدا جو ہے اسکو خشک روٹی کا ٹکڑا دیدیا جاتا ہے اگر زیادہ ٹہیرے تو پہر دہکے دے کر باہر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ دوست سے نہین ہوتا بلکہ اس کے زیادہ قیام اور اسکے کہانے پینے سے خود اسے ایک لذت آتی ہے۔

یہی حال ان نبیون اور ماموروں کا ہوتا ہے انکے سامنے جو کچہہ آتا ہے وہ انکی نفسانی خواہشون کا نتیجہ نہین ہوتا وہ تو ساری لذت اور راحت اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر اور شغل مین پاتے ہین اور فی الحقیقت تنہائی ہی کو پسند کرتے ہین جہان وہ اپنے محبوب سے اپنے دل کی آرزوئین اور تمنائین پیش کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ اس حالت مین کوئی انکو نہ دیکہے۔

علاوہ بریں یہ تعلقات انکی تکمیل کیلئے ہوتے ہیں۔ مینے بارہا بیان کیاہے کہ اخلاق کے سارے پہلو پورے نہیں ہوتے ہیں جب تک ہر قسم کی حالتیں پیش نہ آئیں - نبیوں اور رسولوں کے لئے شداید اور مشکلات بھی آتے ہیں اور یہ مشکلات بھی انکے اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جیسے تمام اخلاق کا اظہار ہوا ہے کسی دوسرے کو یہہ موقع نہیں ملا - مکہ معظمہ میں جب تک آپ رہے تو ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کا سامنا رہا جس میں آپکے کمال صبر اور رضا بالقضا کے پہلو کا ظہور ہوا - پھر جب آپ فاتح ہو کر ایک بادشاہ کی حیثیت سے داخل ہوئے تو حالانکہ آپ ان سب کو قتل کر سکتے تھے - اور اس قتل میں حق پر بھی تھے لیکن باوجود مقدرت کے ان سب کو معاف کر دیا جس سے آپ کے کمال ایثار سخاوت - عفو اور درگذر کا ثبوت مل گیا - حضرت مسیح کو یہ موقع نصیب نہیں ہوا - اور وہ ان دونوں پہلوؤں کو ظاہر نہیں کر سکے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہلبیت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف میں مصروف ہیں براہین احمدیہ کا ضمیمہ چھپ رہا ہے۔

۲ - بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے خوشی اور شادمانی کا باعث ہے۔

۳ - عام طور پر قادیان میں خسرہ کی مرض کی شکایت ہے خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک یہہ مہلک نہیں ثابت ہوا - بارش کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

۴ - مکرمی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لگڑھ سے تین ماہ کی رخصت لیکر آئے ہیں + انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے۔

۵ - حضرت فاضل امروہی اور عالی جناب سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراس سے غالباً آنے والے ہیں۔

۶ - اگست ۱۹۰۵ء - رویا میں دیکھا کہ ایک لفافہ ہے جسمیں کچھ پیسے ہیں - کچھ پیسے اسمیں سے نکل کر باہر سامنے بھی پڑے ہیں - اس کے بعد الہام ہوا -

"تیرے لئے میرا نام چمکا"

ڈائری - فرمایا - اس الہام سے پہلے اگرچہ خواب میں پیسے دیکھے گئے جو کسی جھگڑے یا غم پر دلالت کرتے ہیں سگر وحی الٰہی صریح لفظوں میں دلالت کرتی ہے کہ اس کے بعد کوئی نشان ظاہر ہوگا جسکے ذریعہ سے خدا تعالےٰ اپنے نام اور اپنی ہستی کو لوگوں پر ظاہر کریگا۔

دربار شام ۵ اگست ۱۹۰۵ء

حضرت حجۃ اللہ کے تشریف فرما ہوتے ہی ایک حاجی صاحب دردنے پیش ہو کر بیعت کی درخواست کی جسپر اعلےٰ حضرت نے فرمایا کہ ایک دو دن کے بعد کرلینا - اسکے بعد سلسلہ کلام یوں شروع ہوا کہ کثرت کے ساتھہ لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں - بظاہر اس کے وجوہ اور اسباب کا ہمیں علم نہیں ہماری طرف سے کونسے واعظ مقرر ہیں؟ جو لوگوں کو جا کر اس طرف بلاتے ہوں - یہہ محض خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کشش ہے - اور جب خدا تعالےٰ کیطرف سے کوئی سلسلہ قایم ہوتا ہے تو اس میں ایک کشش لگی ہوئی ہوتی ہے جسکے ساتھہ لوگ کھنچے چلے آتے ہیں یہی حال یہاں بھی ہے کہ اسنے ایک کشش رکھدی ہے جہانتک اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو پہونچانا چاہتا ہے اسی حد تک اس نے کشش رکھدی ہے۔

پھر ذکر آیا کہ بعض لوگ بیعت کے خطوط بھیجتے ہیں تو انمیں درج ہوتا ہے کہ ہمارا فلاں کام ہو جاوے یا اسقدر روپیہ ملجاوے تو بیعت کرلیں - اسپر فرمایا

ایسی شرائط والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں **صدیقی فطرت** والے تو کسی نشان یا معجزہ کا طلب کرنا اپنی **ہتک شان** سمجھتے ہیں - حضرت ابوبکر صدیق نے کونسے نشانات دیکھے تھے وہ جانتے تھے کہ عرب کی موجودہ حالت اس امر تقاضا کرتی ہے کہ کوئی **مصلح** آوے - اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ کیا تو آپ کے **اخلاق** اور آپ کی **راستبازی** ہی ایک عظیم الشان **معجزہ** ان کے واسطے ہو گئی اور انہوں نے دعوے کے سنتے ہی قبول کرلیا - ایسے لوگوں کے لئے کسی نشان کی کبھی حاجت نہیں ہوئی - جو لوگ اس قسم کے شرائط پیش کرتے ہیں کہ اس قدر آمدنی ہو جاوے تو ایمان لائیں گے وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لاکر اللہ تعالےٰ پر یا اسکے رسول پر **احسان** کرتے ہیں - وہ احمق نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ کو ان کی پروا کیا ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اسنے **ہدایت** کی راہ انکو بتائی اور اپنے مامور کو ہدایت کے واسطے بھیجا - یہہ اللہ تعالےٰ کا صاف احسان ہے وہ الٹا خدا تعالےٰ پر احسان رکھنا چاہتے ہیں + قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ نشان اللہ کے پاس ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے زمین و آسمان میں نشان ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہہ ظاہر کرتا ہے کہ یہہ لوگ کیسے بے وقوف ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کہ کیا یہ وقت کسی نبی کی ضرورت کا ہے یا نہیں؟ حالت زمانہ خود اسپر شہادت دیتی ہے پھر اس سے بڑھ کر اور وہ کیا نشان چاہتے ہیں؟

ہر شخص اس امر کا محتاج ہے کہ اسکا خاتمہ ایمان پر ہو اور وہ اطمینان کے ساتھہ اس دنیا سے جاوے جب اس امر کی ضرورت ہے تو یہ شرط کیسی بیہودہ اور فضول ہے کہ وہ کام ہو یا اسقدر آمدنی ہو تو بیعت کرونگا - ضرورت جو ہر وقت مد نظر ہونی چاہئے وہ تو **حسن انجام** کی ضرورت ہے -

مین دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں کیوں ہوتی ہیں اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی **عظمت** دلپر نہیں ہے اگر اللہ تعالےٰ کے **جلال و جبروت** کا دلپر اثر ہو اور اسکی ہستی پر ایمان ہو تو دل ٹھر جاوے اور یہ فسق و فجور اور شر ور نفسانی جن میں دنیا مبتلا ہے اس سے نجات پا جائیں - اور اس کیطرف آنے میں ایسی شرطیں نہ لگائیں -

کیسی حیرانی کی بات ہے کیا **بیمار طبیب کے پاس جا کر اسے کچھہ نذرانہ دیتا ہے یا اس سے یہ شرط کرتا ہے کہ اگر میں اچھا ہو جاؤں تو مجھے اسقدر نذرانہ دینا ؟**

جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کیطرف آتے ہی نہیں انکا مقصد اور غرض تو وہ کم بخت دنیا ہوتی ہے جسکو وہ پیش کرتے ہیں - ان کے دل میں یہ سوز و گداز اور جلن نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ تعلق ہو اور اسکی طرف دلی رجوع اور توجہ ہو جاوے اگر یہ قلق اور کرب پیدا ہو تو ایسی باتیں نہ کریں - کیونکہ بیمار خواہ جسمانی ہو یا روحانی جب وہ اپنی مرض کو محسوس کر لیتا ہے تو وہ تو بے اختیار ہو کر تڑپتا پھرتا ہے - اور طبیب کے کہنے پر اسقدر ایمان لاتا ہے کہ جو کچھہ وہ دیدے اسے اپنی بہتری کے لئے کھا لیتا ہے - یہہ عجیب بات ہے کہ آنا تو **دین** کیطرف اور اسکے لئے **دنیا کی شرط** لگانا !!!

بعض لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ ذرا دنیا کا کوئی ابتلا پیش آجاوے تو سارا جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے اگر ایسے ہی لوگ **ہماری جماعت** میں داخل ہوں تو ان سے کیا فائدہ اور صحابہ سے کیا مقابلہ **صحابہ** کی عجیب حالت تھی انکے بیوی بچے بھی تھے پھر بھی ہزاروں خدا تعالےٰ کی راہ میں مارے گئے اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم نہ کر لیتے تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنی جانوں کو مطح پر خدا کی راہ میں دیدیتے - لکھا ہے کہ ایک صحابی کے ہاتھہ میں کچھہ کھجوریں تھیں اور وہ کھا رہا تھا اسے معلوم ہوا کہ دوسرا شہید ہو گیا ہے اسنے اپنے نفس کو سخت ملامت کی کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا ہے اور تو ابھی باقی ہے - یہہ تھی ان لوگوں کی ایمانی حالت -

مین سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھہ دنیا جمع نہیں ہو سکتی ہاں خدمتگار کے طور پر تو بے شک ہو سکتی ہے لیکن **بطور شریک** کے ہرگز نہیں ہو سکتی +

یہہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جسکا تعلق صافی اللہ تعالےٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے اللہ تعالےٰ تو اسکی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگا کر ضدین جمع کرتے ہیں **ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں** جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھہ کر اللہ تعالےٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو طاقت دیدیتا ہے۔

صحابہ کی حالت کو دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالےٰ نے انکو پاک صاف کر دیا - حضرت عمرؓ کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں آکر کیسے تبدیل ہوئے - اسی طرح پر ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کون سے لوگ ہیں جنکے ایمانی قویٰ ویسے ہی نشو ونما پائیں گے اللہ تعالےٰ ہی عالم الغیب ہے اگر ایسے لوگ نہوں جنکے قوےٰ نشوونما پا کر ایک جماعت قایم کرنے والا ہوں تو پھر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے مگر یہہ خوب یاد رکھو کہ

جس جماعت کا قدم خدا کیلئے نہیں اس سے کیا فائدہ ؟

خدا کے لئے قدم رکھنا امر سہل ہی ہے جبکہ خدا تعالےٰ اسپر راضی ہو جاوے اور روح القدس سے اسکی تائید کرے یہہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں جب تک اپنے نفس کی قربانی نکرے اور اسپر عمل ہو من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هي الماوىٰ -

ہی الماوی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے - اگر ہوائے نفس کو روک دیں - صوفیوں نے جو فنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نہی النفس عن الہوی کے نیچے ہو۔

میرا جواب :- اہلحدیث لکھتا ہے کہ کرشن قادیانی نے اپنے مقرب خاص حکیم فضل دین بھیروی کو نکال دیا کیوں ؟ ایڈیٹر الحکم بتلاویگا" میرا جواب اسکے متعلق اتنا ہی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین کیا ایڈیٹر اہلحدیث جواب دیگا ؟

حکیم الامۃ کی اہلیہ کلان کا انتقال

مینے الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مرحومہ کی لایف پر ایک نوٹ لکھنا چاہا تہا۔ لیکن بعد مین جب میرے مکرم بہائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے اپنے اخبار مین مرحومہ کی زندگی پر کچھہ لکھا تو مینے اسی تحریر کو کافی سمجھا اسلئے کہ مفتی صاحب بوجہ قرابت داری مرحومہ کے عادات وخصائل سے بہت زیادہ واقف تہے مین جو کچھہ لکھتا وہ محض سماعی باتین ہوتین اسلئے مین مفتی صاحب کے نوٹ ہی کو ذیل مین درج کر دیتا ہون۔ تاہم میرا جی چاہتا ہے کہ ایسی واجب الاحترام اور قابل نمونہ عورت کی زندگی کے حالات کسی قدر تفصیل سے شائع ہونے چاہئین۔ اور اگر خود **حضرت حکیم الامتہ** اس پر لکہین تو غالباً بہت مفید ہوگا۔ مین مکرمی مفتی صاحب کی تحریر مین کسیقدر اضافہ کرنا چاہتا ہون۔ **مرحومہ** نے اپنے **واجب العزت** شوہر حکیم الامتہ کی دنیوی زندگی کے مختلف مدارج دیکھے تہے اور ایک معمولی مشاہرہ سے لیکر ہزارون روپیہ ماہوار تک کی **آمدنی** اور ایک جلیل القدر شاہی طبیب کی اہلیہ ہونے کا زمانہ اسنے پایا تہا۔ لیکن مرحومہ کی زندگی مین اس انقلاب نے کوئی ایسا اثر در انقلاب پیدا نہین کیا جس مین تکبر۔ نخوت۔ خود نمائی اور ریاکاری پیدا ہوئی ہو بلکہ انکی طبیعت مین جو سادگی۔ خدا ترسی اور نوع انسان پر شفقت فروتنی اور انکسار اسوقت تہا جبکہ حضرت حکیم الامتہ شاہی طبیب ہوئے تہے وہی عادات اور خصائل آپ مین اس وقت بہی پائی جاتی تہین جبکہ انہین یہ فخر حاصل تہا یہ بات بہت تہوڑے آدمیون مین پائی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کے دل پر دنیوی مال ومتاع نے کوئی بیہودہ اثر پیدا نہین کیا۔ مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے وہ اپنے واجب الاحترام شوہر کے رنگ مین پوری رنگین تہین جسطرح انکی طرز زندگی ہمیشہ یکسان رہی ہے اسی طرح مرحومہ کے مزاج مین کوئی تغیر واقع نہین ہوا اور مین اس **استقامت** اور استقلال اور وقار کو کامل ایمان کا نشان سمجھتا ہون۔ اور یا وہ قومی خصایص مین سے ہے جو بڑہون کے تہے۔ اور اس عادت اور خصلت نے مرحومہ کو ہمیشہ خوش رکہا جہانتک کہ جب حضرت حکیم الامتہ اس شاہی منصب سے الگ ہوکر ایک درویش کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمون مین آکر رہے تو اسے ذرا بہی خیال نہین ہوا کہ ہزارون ماہوار کی آمدنی اب اسکے ہاتہہ مین نہین۔ مرحومہ کی سادگی ہمیشہ تعجب سے دیکھی جاتی ہے جو حضرت حکیم الامتہ کی پاک لایف پر بہی ایک روشنی ڈالتی ہے جنکے شباب کا بہت بڑا زمانہ مرحومہ کے ساتہہ گذرا ہے۔

مرحومہ مین ایک اور عجیب وصف بہی تہا جو مستورات کے لئے خصوصاً ایک عمدہ نمونہ ہے۔ مرحومہ کے بہت سے بچے انکی زندگی مین فوت ہوئے لیکن کبہی بے صبری اور جزع فزع انسے ظاہر نہین ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ کیسی مسالمت اور مصالحت تہی۔ پہر ایک اور بات بہی قابل ذکر ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر اور اشارہ سے جب حضرت حکیم الامتہ نے دوسرا نکاح کیا تو مرحومہ نے کبہی بہی ملال خاطر ظاہر نہ کیا۔ برخلاف دنیا کی عام عورتون کے مولویصاحب کی دوسری بیوی کی اولاد کو ہمیشہ عزیز از جان سمجہتی رہین جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ عزیز **عبدالحی** سلمہ اللہ الرحمان کی **آمین** دیکہنے سے پہلے مرنے کی آرزو نہ تہی بلکہ یہہ خواہش تہی کہ **بچے کا ختم قرآن** دیکہہ لون۔

مرحومہ کو بچون اور عورتون کے علاج مین خاص مذاق اور ملکہ تہا۔ اور **حافظہ** بہت قوی تہا۔ سستی اور کاہلی باوجود بڑہاپے کے آپ کے پاس نہ آتی تہی۔

غرض

مرنے والی مین بہت سی خوبیان تہین حق مغفرت کرے۔ اب مین مفتی صاحب کا نوٹ درج ذیل کرتا ہون۔ ایڈیٹر۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ابی الکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب کی زوجہ کلان جن کا نام فاطمہ تہا۔ بتاریخ ۲۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی بہیروی کی لڑکی تہین اور حضرت مولوی صاحب موصوف کے نکاح مین اسوقت آئی تہین۔ جب کہ مولویصاحب ہند وعرب سے تحصیل علوم کرکے کوئی تیس سال کی عمر مین اپنے وطن بہیرہ کو واپس تشریف لائے تہے اور قریب ۴۳ سال تک آپکی محرم رازرہ کر قریباً ۶۵ سال کی عمر مین وفات پائی۔ بہیرہ مین تقلیدی رسوم اور بدعات کی مخالفت سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب نے ہی کی تہی۔ جس کی وجہ سے بہیرہ مین آپ کی سخت مخالفت ہوئی تہی اور یہی گروہ مخالف اس نکاح مین حارج اور مانع ہوا تہا۔ مگر مفتی شیخ صاحب نے اس کی پرواہ نکرکے اس کام کو تکمیل تک پہونچایا اور مرحومہ یوم نکاح سے لیکر مرتے دم تک اپنے خاوند کے ساتہہ ہم مذہب وہم عقیدہ تہین۔ مرحومہ صلہ رحمی کی صفت مین کمال رکہتی تہین اپنے نواسون اور نواسیون (یعنی مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی اور اخویم مفتی فضل الرحمن صاحب کی اولاد) کی پرورش مرتے دم تک اپنے ذمہ لی ہوئی تہی۔ اور مفتیون کے گہر مین ان کی چہوٹی لڑکی کا رشتہ انہین کی کوششون کا نتیجہ تہا۔

باوجود اسقدر بیماری کے جو مدت سے انکے لاحق حال تہی گہر کا یہ سب کام کہانے پکانے وغیرہ کا خود کرتی تہین دور ونزدیک کے رشتہ دارون کے ساتہہ ہمیشہ نیک سلوک کرتی رہتی تہین اور سب کی خبر گیری کرتی تہین۔ مرحومہ اس عاجز کی بہت قریبی رشتہ مین خالہ تہین اور میرے ساتہہ بہت محبت کیا کرتی تہین۔ انہین ایام کی بات ہے کہ ایک دن بسبب تپ لرزہ کے مین بیمار ہوگیا تو مرحومہ نے میری بیماری کی خبر سنکر ارادہ کیا کہ میری بیمار پرسی کو آوین لیکن خود سخت بیمار تہین اور ضعف اسقدر تہا کہ ایک قدم چلنا مشکل تہا اسواسطے نہ آسکین۔ مرحومہ کو حضرت مسیح موعود کے ساتہہ سچا اخلاص اور ایمان تہا مجہے کہا کرتی تہین کہ یہ مولویصاحب کا احسان ہے کہ ہم نے خدا کے مسیح کو شناخت کر لیا لیکن اب تو میرے دل مین خدا کے رسول کی اسقدر محبت ہے کہ اگر کوئی بہی اس سے پہر جائے مین اوس سے منہ نہین پہیر سکتی۔ بعد از نماز عصر مرحومہ کا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمع جماعت کثیر باہر میدان مین پڑہا۔ نماز جنازہ مین دعا کو بہت ہی لمبا کیا قبل مغرب مرحومہ کو قادیان کے شمال مشرقی جانب کے قبرستان مین دفن کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ اسکو جنت مین بلند جگہ نصیب فرماوے۔

رات (۲۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء قبل از عشا حضرت مسیح موعود کی مجلس مین حضرت نے خود ہی مرحومہ کا ذکر کیا۔ فرمایا "وہ ہمیشہ مجہے کہا کرتی تہین میرا جنازہ آپ پڑہائین۔ اور مینے دل مین پختہ وعدہ کیا ہوا تہا کہ کیسا ہی بارش یا آندہی وغیرہ کا بہی وقت ہو مین ان کا جنازہ پڑہاؤنگا آج اللہ تعالےٰ نے ایسا عمدہ موقع دیا کہ طبیعت بہی درست تہی اور وقت بہی صاف میسر آیا اور مینے خود جنازہ پڑہایا۔

عاجز نے عرض کی اون کی یہ بہی خواہش تہی کہ میری وفات جمعہ کے دن ہو۔ فرمایا "ہان۔ وہ ایسا کہا کرتی تہین۔ خدا تعالےٰ نے یہ خواہش بہی اون کی پوری کر دی چند روز ہوئے۔ ابہی ہم باغ مین تہے کہ وہ ایک دن سخت بیمار ہوگئین اور قریب موت کے حالت ہوگئی تو کہنے لگین کہ آج تو منگل ہے اور ہنوز جمعہ دور ہے اور ابہی عبدالحی کی آمین بہی نہین ہوئی قدرت خدا اسوقت طبیعت بحال ہوگئی اور پہر خواہش کے مطابق عبدالحی کی آمین کی خوشی بہی دیکہی اور آخر جمعہ کا دن بہی پایا۔

فرمایا۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک بزرگ کسی شہر مین بہت بیمار ہوگئے اور موت تک حالت پہونچ گئی تب اپنے ساتہیون کو وصیت کی کہ مجہے یہودیون کے قبرستان مین دفن کرنا۔ دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زاہد آدمی ہین یہودیون کے قبرستان مین دفن ہونے کی کیون خواہش کرتے ہین۔ شاید اسوقت حواس درست نہین رہے انہون نے پہر پوچہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ بزرگ نے کہا۔ کہ تم میرے فقرہ پر تعجب نہ کرو مین ہوش سے بات کرتا ہون اور اصل واقع یہ ہے کہ تیس سال سے مین دعا کرتا ہون کہ مجہے موت طوس کے شہر مین آوے پس اگر آج مین یہان مرجاؤن۔ تو جس شخص کی تیس سال کی مانگی ہوئی دعا قبول نہیں ہوئی وہ مسلمان نہین ہے۔ مین نہین چاہتا کہ اس صورت مین مسلمانون کے قبرستان مین دفن ہوکر اہل اسلام کو دہوکا دون۔ اور لوگ مجہے مسلمان جانکر میری قبر پر فاتحہ پڑہین۔ قدرت خداوندی وہ اوسوقت تندرست ہوگیا اور پہر دس پندرہ سال کے بعد شہر طوس مین بیمار ہوکر فوت ہوگیا۔

فرمایا۔ مرحومہ نے اپنی عمر مین بہت شدید اور مصائب اٹہائے کتنی اولاد مرگئی۔ یہہ مصائب جو قضا وقدر سے انسان پر پڑتے ہین اس کی کمی پورا کر دیتے ہین جو انسان سے اعمال حسنہ مین رہ جاتی ہے۔

جب حضرت کے ہان صاحبزادہ میان بشیر احمد تولد ہوئے تہے تو حضرت نے مرحومہ کو فرمایا تہا۔ کہ یہ تمہارا بیٹا ہے اسواسطے بشیر احمد کے ساتہہ مرحومہ کو خاص محبت تہی۔ صاحبزادہ بشیر احمد جنازہ کے ساتہہ اور دفن کے وقت اس طرح موجود رہے کہ انکا چہرہ اس اندرونی محبت کو ظاہر کرتا تہا۔

ہم تمام احباب کی خدمت مین درخواست کرتے ہین کہ وہ **مرحومہ کا جنازہ** اپنی جماعت کے ساتہہ اپنے اپنے شہر مین پڑہین اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرین۔

مرحومہ کی عادت مہمان نوازی کا یہ حال تہا۔ کہ ان کی دلی خواہش تہی۔ کہ ہمارا باورچی خانہ مین ایک سیر پختہ نمک روزانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ موسومہ بہ تنبیہ الغافلین بمدح حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

من تصنیف خاکسار ترکی شاہ مخاطب بہ امیر الشعراء ملازم سلطان

گر مباش اے قوم از بہر خدا — پنبۂ غفلت برار از گوشہا
تا بکے خفتن چو مستِ جام مے — زیر طاقِ آسمان فتنہ زا
تا بکے بگریختن از راہ راست — تا بکے بیرہ شدن از رہ نما
تا بکے سر تافتن از امرِ حق — تا بکے سستی ز فرمانِ خدا
تا بکے از بہر دنیائے دنی — روز و شب بگذاشتن در حیلہ ہا
تا بکے مانند حمالِ حطب — ریختن خارے بپائے مصطفےٰ
تا بکے از کبر و کین و بغض و جہل — رخ بنا دادن بخاصانِ خدا
تا بکے بربستن از روئے حسد — بر رسولان تہمتِ کذب و دغا
تا بکے اخلاص با روئے بتان — تا بکے با عاشقانِ حق دغا
تا بکے از یادہ گوئی ہائے خویش — گوش نہ نہادن بقولِ پیشوا
تا بکے از بد نہادی ہائے خویش — زشت گفتن بندگانِ نیک را
تا بکے تبدیلِ معنی ساختن — در کلامِ خالقِ ارض و سما
تا بکے از زشتیٔ اعمالِ خویش — دور تر ماندن ز فرمانِ خدا
تا بکے رفتن نہ از ریش و مژہ — آستانِ قادیانی میرزا
تا بکے نشنیدن از جہل و غرور — امرِ حق را از لبِ آن باصفا
شد چہ گر از جانبِ پروردگار — رہ نمایک آمدہ سوئے شما
ترسم اے یاران کہ ہمچون قوم لوط — آتشے بارد نہ بر فرقِ شما
می شود اینجا کہ تکذیبِ امام — زود سازد حق تباہ آن قوم را
باز آ اے قوم جاہل باز آ — از خیالِ دشمنیٔ میرزا
چیست گر از جانبِ یزدان رسید — اشرف المخلوق و تاج اولیا
تا کہ از ہر کارِ شرک و بدعتی — باز دارد مشرکان زشت را
صد تأسف بہر این اندر زمند — کافرش کردی خطاب اے ناسزا
این چنین گفتن برائے این چنین — توبہ کن اے مولوی بہرِ خدا
صد تأسف تہمتِ کذبش دہی — آنکہ بنماید ترا راہِ صفا
بر فتد ہر کس کہ با وے بیگمان — بشکند پشت و سرش چرخِ دوتا
دوستِ او دوستِ یزدان بود — دشمنِ او دشمنِ ربُّ العلا
زود تر سر زیرِ فرمانش نہید — تا نہ نازل گردد از گردون بلا
ترک یا کن مطلع ثانی رقم — در ثنائے آن امام رہنما

مطلع ثانی

اے ز نورِ روئے تو ارض و سما — گشت روشن ہمچو مہرِ پرضیا
تا شدی مبعوث ای مہدی وقت — کعبہ دانم خطۂ پنجاب را
مس زر خالص بود از دستِ تو — می شود از خاک پایت کیمیا
کور مادر زاد بینائے شود — بر ز رخش گر افگند مہرت ضیا
حاسدان گویند از روئے حسد — رفت نامِ قادیانی تا کجا
عالمان باریاہ خوردہ بین — فتوئ کفرت دہند اے با خدا
در لبِ عیسیٰ دمِ مریم عنبرِ تو — حق عطا کرد است این قدرت ترا
در جہان کز یک نگاہ جنبشِ تو — صد تن مجذوم بے یابد شفا
قدر والائے ترا نشناختند — کوتہ اندیشان ز گردِ کینہ ہا
شک ندارم در بزرگی ہائے تو — بر کلامِ خود کنم حق را گوا
او نمی پیچد سر از فرمانِ تو — نیک کردن ہر کرا خواہد خدا
در نصیبِ آنکہ دوزخ کردہ اند — ہرگز او آرد نہ حکمِ تو بجا
از زمین تا عالمِ بالا رسد — ذکرِ تو اے جانشینِ مصطفےٰ
موردِ طعنِ ملائک مے شود — ہر کسے کذاب می گوید ترا
عاقبت شد جانبِ ملکِ عدم — آنکہ از حق خواست بہرِ تو فنا

ق

کس نہ جان بر می شود از قہرِ حق — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
با امامان این چنین دشنامِ سخت — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
بر امامان این چنین جور و ستم — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
ہمرہ نیکان بدی ہا این چنین — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
این چنین با رہنمایان گمرہی — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
این چنین خصمی با یزدِ دوستان — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
این چنین تکلیف دادن با امام — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
ہمرہ پاکان چنین بغض و حسد — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
بر امامان سنگ رانی این چنین — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
ترکِ حق کردن ز حبِ مال و جاہ — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
از امامِ وقت بد خوئی چنین — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
مستعد گشتن بقتلِ رہنما — الحذر اے قوم از خشمِ خدا
جاہ کندن در رہِ خاصانِ حق — نیست واجب اے رفیقان بر شما
کاذبش بیدانشان گویند حیف — کردہ آن کس حق و باطل را جدا
عاشقِ احمد نباشد چون خدا — آشنا را می شناسد آشنا
تا عیانت رتبۂ احمد شود — از حسد اے خصمِ دین بیرون برآ
می شود خورشیدِ چرخِ چارمی — ہر کہ می گردد ز میرزا خاک پا
مولوی ہرگز نہ چون عیسیٰ بود — عالمی گردد نہ مثلِ انبیا
پیر گولڑہ مثلِ مرزا کے شود — ہمچو بینا بے بصر باشد کجا

اظہار جوش عشق و ارادت خویش بحضرت میرزا

در غمِ عشقِ تو اے یوسف لقا — پارہ کردم جیب و دامانِ قبا
بر زبانم ہست نامِ پاکِ تو — ہر نفس ہر لحظہ ہر صبح و مسا
کاشکے آن صبحِ روشن بردمد — تا ببینم جلوۂ روئے ترا
کاشکے روید بجسمم بال و پر — تا پرم سویت چو مرغان در ہوا
کاشکے بینم جمالِ پاکِ تو — تا کنم در پائے تو جان را فدا
کاش گردد طے زمین در پائے من — تا رسم پیشِ تو چون بادِ صبا
کاش بیند بر درِ تو در سجود — فرقِ خود این عاشقِ غم مبتلا
چشمِ خود بستم ز روئے دیگران — در نظر تا جلوۂ تو کرد جا
من ترا دانستہ ام از صدقِ دل — ہادی و مہدی امامِ دوسرا
بر زمین از چرخِ چارم آمدی — بالیقین اے آفتابِ پرضیا
در دلِ ہر شب بگویم از نیاز — داورا بنما جمالِ میرزا
آن قدر ماتم کہ بینم روئے او — نیست غم گر بعد زان آید قضا
در گریستن می گذارم روز و شب — عاشقِ روئے تو شد تا دیدہ ہا
جہد کن ای دل کہ کاخش بنگری — پیش زان افتد کہ از حسبت بنا
تا کنم وصفش ز بامِ آسمان — قدسیان خوانند ہر دم این نوا
حبذا اے ہادی و مہدی عہد — حبذا اے شمعِ انوارِ خدا
حبذا اے موجۂ بحرِ کرم — حبذا اے معدنِ شرم و حیا
حبذا اے کانِ الطاف و سخا — حبذا اے لولوئے لالائے ما
حبذا اے محیی دینِ رسول — حبذا اے گوہرِ صدق و صفا
حبذا اے رہنمائے گمرہان — حبذا اے جانشینِ مصطفےٰ
حبذا اے دستگیرِ عاجزان — حبذا اے یاورِ خلقِ خدا
بر ثبوتِ دعوئے تو نیست دور — چون محمد گر شود آہو گوا
منکرِ تو منکرِ پیغمبر است — منکرِ تو منکرِ روزِ جزا
منکرِ تو چون رود زین خاکدان — باشدش در آتشِ سوزندہ جا
صبر کن بر تو ستمہا گر کنند — روز و شب این قومِ جاہل برملا
یعنی از تو پیشتر ہر قوم نیز — کردہ صد جور و ستم بر انبیا
عاقبت گردید پیوندِ زمین — ہمچو قومِ عاد از بادِ فنا

ق

باز مخاطب با قوم

التجا بحضرت کبریا برائے دیدن دیدار میرزا

کے بود یا رب کہ چشمِ تیرہ ام — نور یابد از جمالِ میرزا
کے بود کین چشمِ گریان بنگرد — سرزمینِ قادیان را دادرا

مخاطب با صبا

اے نسیمِ صبحدم گر بگذری — جانبِ گلزار کوئے میرزا
اولش از من رسان صد سلام — باز بر گویا ہزاران التجا
ہست مشتاقِ لقایت در دکن — اثر کی زار و نزار و بے نوا
دشمنش شد یک جہان از مہرِ تو — گویدش گمراہ ہر اہلِ جفا
مدعی یک سو کہ ہر یک یارِ غار — بر تنش افتد بسانِ اژدہا
منحرف گردید ہر یارش چنان — شمر کز ابنِ علی در کربلا
ہر یکے شاگردِ او بیگانہ شد — در غمِ عشقِ تو شد تا مبتلا
جملہ عالم تشنۂ خونش شدہ ست — کافرش ہر یک بگوید برملا
او مگر اندر سنتِ منصور وار — سر نتابد از دمِ شمشیرہا
کارِ او باکس نماندہ در جہان — تا بیفتاد است کارش با شما
شعلۂ دردِ فراقت سر زند — از دلِ آن تفتہ جانی دائما
چشمِ رحمت برفگن بر حالِ او — تا رسد پیشِ تو آن بشکستہ پا
اے امامِ عہد می خواہم بجبر — کز پئے این بندہ فرمائی دعا

تا ببوسم آستانِ پاکِ تو
با ہزاران اتحاد و التجا

حسب ایمائے فتح محمد احمدی جمعدار جمعیت الفخری
ملازم نواب سر آسمان جاہ مرحوم حیدرآباد دکن

خدا آسمان و زمین کا نور ہے

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اللّٰہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء ویضرب اللّٰہ الامثال للناس واللّٰہ بکل شیئ علیم

(الجزو نمبر ۱۸)

خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت اللّٰہ نور السموات والارض میں ظاہر فرمایا گیا یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فائض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور انہیں افراد خاصہ پر فائض ہوتا ہے جنہیں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنی نفوس کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جنہیں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقایق حکمیہ میں سے ایک

دقیق مسئلہ ہے اس لئے خداوند تعالیٰ نے اول فیضان عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح الخ اور بطور مثال اس لئے بیان کیا تا اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صور محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر یک عبی و بلید بھی باسانی سمجھ سکتا ہے بقیہ ترجمہ آیات ممدوحہ یہ ہے اس نور کی مثال (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفی ہے (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے اور تعلقات ما سوی اللہ سے بکلی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب دری کہتے ہیں (یعنے حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف کہ کوکب دری کی طرح نہایت منور اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتون کے شجرۂ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے (شجرۂ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جن کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علی سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور شجرۂ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے اور احسن تقویم پر مخلوق ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرۂ مبارکہ کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ہے سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمۂ صافی سے پرورده ہیں

اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کر کے ہے کہ ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر یک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے سو اسجگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرۂ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جسمیں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔ اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیت عقل لطیف روغن ظہور روشنی وحی قرار پائی ان کی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے انک لعلیٰ خلق عظیم (نمبر ۲۹) یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ جسقدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اسمیں موجود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہونچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔ اور خلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی اور حسن اختلاط

یا نرمی و تلطف و ملایمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خلق بفتح خا اور خلق بضم خا دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں خلق بفتح خا سے مراد وہ ظاہری صورت ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی جس صورت کیساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں میں متمیز ہے۔ اور خلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں جن کی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتا ہے پس جسقدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں اور شجرۂ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں ان سب کا نام خلق ہے اور چونکہ شجرۂ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر ایک افراط و تفریط سے جو قویٰ حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (الجزو نمبر ۳۰) اسلئے خلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہیں جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں جیسے عقل۔ ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن۔ حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدق لہجہ۔ سخاوت فی محلہ۔ ایثار فی محلہ۔ کرم فی محلہ۔ مروت فی محلہ۔ شجاعت فی محلہ۔ علو ہمت فی محلہ۔ حلم فی محلہ۔ تحمل فی محلہ۔ حمیت فی محلہ۔ تواضع فی محلہ۔ ادب فی محلہ۔ شفقت فی محلہ۔ رافت فی محلہ۔ رحمت فی محلہ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ انس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ (یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسی کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقع کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) نور علیٰ نور۔ نور فائض ہوا نور پر (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا پس اسمیں یہ اشارہ فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے

تخرج الصدور الی القبور۔ خان بہادر ڈپٹی برکت علی خان صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی موت اس الہام کو پورا کر نیوالی ٹھیری مفصل یہ ہے

کچھ مناسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا ایسا ہی فیضان نور میں بھی اسکا ... کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں جاتا جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور بھی زیادہ ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جنکو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (نمبر۶) وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا (نمبر۲۲) یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیا کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا پس اب اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جو مثال مقدم الذکر میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بطلان ان لوگوں کے قول کا ظاہر ہے جنہوں نے باوصف اس کے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قایل ہیں پھر محض حمق و جہالت کی راہ سے یہ خیال کر لیا ہے کہ جو نور افراد کامل الفطرت کو ملتا ہے وہی نور افراد ناقصہ کو بھی مل سکتا ہے ان کو دیانت اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ فیضان وحی کے بارے میں کسقدر غلطی میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں صریح دیکھتے ہیں کہ خدا کا قانون قدرت ان کے خیال باطل کی تصدیق نہیں کرتا پھر شدت تعصب و عناد سے اسی خیال فاسد پر جمے بیٹھے ہیں ایسا ہی عیسائی لوگ بھی کور فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جس دلپر نور وحی نازل ہو اس کے لئے اپنے کسی خاصہ اندرونی میں نورانیت کی حالت ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبت الٰہیہ کے کمال درجہ کا محب دنیا اور بجائے زہد و ورع و امانت کے بڑا بھارا چور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت و حیا کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور ... مقرب ہو سکتا ہے بلکہ ایسے کو باہر نکال کر دوسرے تمام انبیاء جنکی نبوت کو بھی وہ مانتے ہیں اور انکی الہامی کتابوں کو بھی مقدس مقدس کر کے پکارتے ہیں وہ نعوذ باللہ بقول ان کی ایسے ہی تھے اور کمالات قدسیہ سے جو مستلزم عصمت و پاک دلی ہیں محروم تھے عیسائیوں کی عقل اور اور خدا شناسی پر بھی ہزار آفرین۔ اچھا نور وحی کے نازل ہونے کا فلسفہ بیان کیا مگر ایسے فلسفہ کے تابع ہونے والے اور اس کو پسند کرنے والے وہی لوگ ہیں جو سخت ظلمت اور کور باطنی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ورنہ نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری ہونا ایسی بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل بھی اس انکار نہیں کر سکتا مگر ان کا کیا علاج۔ جنکو عقل سے کچھ بھی سروکار نہیں اور جو کہ روشنی سے بغض اور اندھیرے سے پیار کرتے ہیں (اور چمگادڑ کیطرح رات میں انکی آنکھیں خوب کھلتی ہیں لیکن روز روشن پر وہ اندھے ہو جاتے ہیں) خدا اپنے نور کی طرف (یعنی قرآن شریف کیطرف) جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو بخوبی جانتا ہے (یعنی ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اسی کو ہوتی ہے جسکو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہیں ہوتی اور خدا مسائل دقیقہ کو مثالوں کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے تا حقایق عمیقہ قریب افہام ہو جائیں مگر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالوں کو سمجھیگا اور حق کو اختیار کریگا اور کون محروم و مخذول رہیگا) پس اس مثال میں جس کا بیان تک اجلی قلم سے ترجمہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مصفیٰ سے تشبیہ دی جسمیں کسی نوع کی کدورت نہیں یہ نور قلب ہے پھر آنحضرت کے فہم و ادراک و عقل سلیم اور جمیع اخلاق فاضلہ جبلی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہ دی جسمیں بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے یہ نور عقل ہے کیونکہ منبع و منشاء جمیع لطایف اندرونی کا قوت عقلیہ ہے پھر ان تمام نوروں پر ایک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا یہ نور وحی ہے اور انوار ثلاثہ ملکر لوگوں کی ہدایت کا موجب ٹھہرے یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارہ میں قدوس قدیم کیطرف سے قانون قدیم ہے اور اسکی ذات پاک کے مناسب پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا اور پہلے اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمال عقل و کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشریہ میں ہوتا ہے کل میں نہیں ہوتا اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر بپایہ ثبوت پہونچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فرد بشر کو۔

وفائے عہد

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سادہ دربار خلافت گرم تھا۔ اکابر صحابہ موجود تھے۔ اور مختلف معاملات پیش ہو ہو کے طے ہو رہے تھے کہ ناگہاں ایک خوش رو نوجوان کو دو اور خوبصورت نوجوان پکڑے ہوئے لائے اور فریاد کی کہ "یا امیر المومنین۔ اس ظالم سے ہمارا حق دلوا دیجئے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو مار ڈالا"۔ حضرت فاروق نے اس نوجوان کی طرف دیکھ کر فرمایا "ان دونوں کا دعوے تو تو سن چکا اب بتا تیرا کیا جواب ہے؟" اس نے نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے پورا واقعہ بیان کیا۔ جسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہاں مجھ سے یہ جرم ہوا ہے اور میں نے ایک پتھر کھینچ کے مارا جس کی ضرب سے وہ مر گیا ہے۔ حضرت فاروق نے فرمایا "تو تجھے اعتراف ہے۔ لہذا اب قصاص کا عمل لازمی ہو گیا۔ اور اوس کے عوض تجھے اپنی جان دینی ہو گی"۔ نوجوان نے سر جھکا کر عرض کیا "مجھے امام کے حکم اور شریعت اسلام کے فتوے کے ماننے میں کوئی عذر نہیں لیکن ایک بات کی درخواست ہے"۔ ارشاد ہوا "وہ کیا؟" عرض کیا "میرا ایک چھوٹا نابالغ بھائی ہے۔ جس کے لئے والد مرحوم نے کچھ سونا چھوڑا تھا۔ اور میرے سپرد کیا تھا کہ بالغ ہو تو اس کے حوالے کر دوں۔ میں نے اس سونے کو ایک جگہ زمین میں دفن کر دیا اور اوسکا حال سوا میرے کسی کو نہیں معلوم ہے۔ اگر وہ سونا اوسکو نہ پہونچا تو قیامت کے دن میں ذمہ دار ہونگا اس لئے اتنا چاہتا ہوں کہ تین دن کے لئے ضمانت پر چھوڑ دیا جاؤں"۔ جناب فاروق نے اس بارہ میں سر جھکا کر ذرا غور فرمایا اور پھر سر اٹھا کے ارشاد کیا "اچھا کون ضمانت کرتا ہے کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص کے لئے چلا آئے گا"۔ فاروق اعظم کے اس ارشاد فیض بنیاد پر اس نوجوان نے چاروں طرف دیکھا۔ حاضرین مجلس کے چہروں پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اور پھر ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا "وہ میری ضمانت کر لیں گے"۔ حضرت فاروق نے پوچھا "ابو ذر تم ضمانت کرتے ہو؟" انہوں نے فرمایا "بے شک میں ضمانت کرتا ہوں کہ یہ نوجوان تین دن میں آکر حاضر ہو جائے گا"۔ یہ ایسے جلیل القدر صحابی کی ضمانت تھی کہ حضرت فاروق بھی راضی ہو گئے۔ ان دونوں مدعی نوجوانوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور وہ شخص چھوڑ دیا گیا۔

اب تیسرا دن تھا۔ حضرت فاروق کا دربار بدستور قایم ہوا۔ تمام جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے۔ وہ دونوں نوعمر مدعی بھی آئے۔ حضرت ابو ذر بھی تشریف لائے اور مجرم کا انتظار کیا جانے لگا۔ اب وقت گذرتا جاتا ہے اور اس کا پتہ نہیں۔ صحابہ میں ابو ذر کی نسبت تشویش پیدا ہو چلی ہے دونو مدعیوں نے بڑھ کر کہا "اے ابو ذر ہمارا مجرم کہاں ہے" انہوں نے کمال استقلال و ثبات قدمی سے جواب دیا "اگر تینوں دن گذر گئے اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم میں اپنی ضمانت پوری کرونگا"۔ عدالت فاروقی بھی جوش میں آئی۔ حضرت فاروق سنبھل بیٹھے اور فرمایا "اگر وہ نہ آیا تو ابو ذر کی نسبت وہی کاروائی کی جائیگی جسکی شریعت اسلامیہ متقاضی ہوگی"۔ یہ سنتے ہی صحابہ میں ہول پڑ گئی۔ بعضے آبدیدہ ہو گئے۔ اور بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مجبور ہو کے لوگوں نے دونوں مدعیوں سے کہنا شروع کیا کہ تم خون بہا قبول کر لو۔ انہوں نے قطعی انکار کیا کہ ہم تو خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہیں۔ غرض لوگ اسی پریشانی میں تھے کہ ناگہاں وہ مجرم نوجوان نمودار ہوا۔ مگر اس حالت سے کہ پسینے میں ڈوبا تھا اور سانس پھولی ہوئی تھی وہ آتے ہی حضرت فاروق کے سامنے آیا۔ خندہ جبینی سے سلام کیا اور عرض کیا "میں نے اوس بچے کو اس کے ماموں کے سپرد کر دیا اور اوس کی جائداد انہیں بتا دی۔ اب آپ جو خدا و رسول کا حکم ہو بجا لائیں"۔ اب حضرت ابو ذر نے فرمایا "امیر المومنین خدا کی قسم میں جانتا بھی نہ تھا کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ اور آج سے پہلے کبھی اسکی صورت دیکھی تھی۔ مگر اور سب کو چھوڑ کے اوس نے مجھے اپنا ضامن بنا لیا تو مجھے انکار کرنا مروت کے خلاف معلوم ہوا اور اسکے بشرے نے یقین دلایا کہ یہ شخص اپنے عہد میں سچا ہو گا اسلئے ضمانت کر لی اور اسکی آبرو بخشی ہے"۔ حاضرین میں ایسا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا تھا کہ دونوں مدعی نوجوانوں نے خوشی میں آکے عرض کیا "امیر المومنین ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کیا"۔ سب طرف سے ایک نعرہ مسرت بلند ہوا۔ اور حضرت فاروق کا چہرہ مارے خوشی کے چمکنے لگا۔ اور فرمایا "مدعی نوجوانو۔ تمہارے باپ کا خون بہا میں بیت المال سے ادا کر دونگا۔ اور تم اپنی نیک نفسی کے ساتھ فایدہ بھی اٹھاؤ گے"۔ انہوں نے عرض کیا "امیر المومنین ہم اس

پیسہ اخبار کا مقدمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے) ۲۷- جولائی کی روئداد

۲۷- جولائی سنہ حال کو مسٹر الیس ہیرس صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت مین مقدمہ سید ظہور احمد بنام محبوب عالم مالک ایڈیٹر پیسہ اخبار وغیرہ پیش ہوا - ملزمان کی طرف سے منشی احمد دین صاحب و منشی گلاب دین صاحب و لالہ گوبند رام صاحب و لالہ درگا داس صاحب اور مسٹر ہربرٹ صاحب وکلاء بغرض پیروی موجود تھے اور مستغیث کیطرف سے پی - ی - چیٹرجی - پبلک پراسیکوٹر اور لالہ درگا سہائے صاحب بی - اے مختار تھے ملزمان کی جانب سے کثیر تعداد اشخاص بھی موجود تھے گویا تمام آدمی ۲۰۰ کے قریب تھے مقدمہ سوا گیارہ - بجے سے ساڑھے چار بجے تک رہا لیکن پھر بھی ملزمان کے وکلاء کیجانب سے جرح وغیرہ ختم نہ ہوئی جسکے واسطے ۸- اگست تاریخ مقرر ہوئی ہے - دوران مقدمہ مین بہت سے اخبارات وغیرہ بھی پیش ہوئے جن کے متعلق مستغیث سے سوالات کیئے گئے ٹھیک سوا گیارہ بجے سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات شروع ہوئے جن کی نقل حسب ذیل ہے :- بیانات سید ظہور احمد عمر ۱۸ یا ۱۹ سال - مین اصل باشندہ شاہجہانپور کا ہون مین اورنٹیل کالج کا طالب علم ہون - لاہور مین چنگڑ محلہ انارکلی مین رہتا تھا - میرا ایک سگا بھائی یہان علیحدہ رہتا تھا مین اکیلا رہتا تھا ایک اور طالب علم بھی میرے ساتھ رہتا تھا جسکا نام یوسف علی ہے میرا بڑا بھائی واحد علی موچی دروازہ مین رہتا ہے جو لاہور شہر مین ہے - مین جس مکان مین رہتا تھا اوس کے مالک کا نام گلاب دین وکیل ہے مین اوس مکان مین صرف پندرہ دن رہا اوس سے پہلے مین چنگڑ محلہ مین جمّا کے مکان مین رہتا تھا - محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار کا مکان جمّا کے مکان سے بائین جانب مشرقی حصہ مین ۲۵ یا ۳۰ قدم پر ہے - مین چوبارہ مین رہتا تھا میرے مکان سے محبوب عالم کا مکان دکھائی دیتا تھا اون کا چوبارہ بھی نظر آتا تھا اس چوبارہ مین محبوب عالم رہتے ہین اون کی ایک بیٹی فاطمہ کا نام جانتا ہون اوس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال کی ہوگی وہ لڑکی کنواری ہے - وہ بالاخانہ پر چڑھا کرتی تھی وہ وہان سے ایسی حرکات کرتی تھی - جس سے میری توجہ اوس طرف مائل ہوئی - چند دن بعد جسکو ۹ یا ۱۰ ماہ ہوئے اوس نے ایک

خط اپنے ملازم لڑکے کے ہاتھ بھیجا مینے اوس کو پڑھ کر رکھ لیا - پھر دوسرے دن لڑکا آیا تو خط وکتابت جاری ہوگئی کچھ چٹھیاں چوری ہوگئی ہین - اور کچھ جو تقریباً ۲۰ - ۲۵ - ہین وہ پولیس مین موجود ہین یہی خط وکتابت پوشیدہ طور پر تھی خط وکتابت مین اظہار محبت اور شادی کا عہد و پیمان ہوا - اس کے ایک ماہ پہلے لڑکی نے اپنے خط مین تحریر کیا کہ اوس کے والدین کو خبر ہوگئی ہے کہ جس کے باعث لڑکی سے مزاحمت ہوئی جسکی خبر لڑکی نے دی اور اس مین یہ بھی تحریر کیا کہ مینے مرجانا پسند کیا بعد مین جو خط آیا اوس سے زہر کا استعمال کیا جانا معلوم ہوتا تھا تب بھی مجھے کچھ نہ کہا اس کے بعد لڑکی نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ کوئی ہفتہ بھر شادی کا پیغام آیا تھا اوس نے لکھا کہ مین انکار کردون گی - اس کے دو تین روز بعد عبد الکریم کہنے لگا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکھدو - یہی عبد الکریم محبوب عالم کا بھائی ہے یہی میرے مکان پر آیا اور کہا کہ مراسلہ فارسی زبان مین لکھدو - اس نے کہا کہ مین لوہاری کا کام وہان جاکر کرون گا وہ لوہاری کا کام کرتا ہے وہ چاہتا تھا کہ اس مراسلہ مین یہی لکھا جاوے کہ مین لوہاری کا کام اچھی طرح سے جانتا ہون وہ آگے بھی میرے مکان پر آیا جایا کرتا تھا مین نے اوسے کہا کہ مین لکھدونگا وہ تقاضا برابر کرتا رہتا تھا - ۱۵- جون کی صبح کو جب مین اپنے مکان سے اُترا تو عبد الکریم مجھے ملا اور کہنے لگا کہ مراسلہ لکھدو مین کالج کو جارہا تھا مین نے کہا کہ واپس آکر لکھدونگا مین کالج سے پبلک لائبریری کو گیا مینے چند کتب ایسے مراسلہ کی بابت دیکھین اسکے بعد ۱۲ بجے کے قریب مکان کو واپس آیا - جب میرا مکان بیس قدم کے فاصلہ پر تھا تو مجھے محمد رمضان چپراسی پیسہ اخبار ملا اوس نے کہا کہ عبد الکریم بلاتا ہے مین نے کہا کہ کھانا کھا کر آؤنگا - جب آگے بڑھا تو میرا مکان ۶ یا ۷ قدم پر تھا عبد الکریم میری طرف تیزی سے آرہا تھا اوس نے کہا کہ مراسلہ لکھدو مینے اوس سے عذر کیا تو اوس نے خوشامد کی اور کہا کہ ابھی وقت لکھدو - مین انکار کرتا تھا تو وہ مجھے کشان کشان مدرسہ کیطرف لے چلا - مین اوس کے ساتھ مدرسہ کی طرف چلا وہ خوشامد کرتا ہوا لے چلا - جب مکان کا دروازہ تھوڑی دور رہ گیا کوئی دس قدم کا فاصلہ ہوگا - تو اوس نے مجھے گالیان دین - محمد رمضان میرے ساتھ نہ تھا عبد الکریم نے گالی دی - مین نے جانے سے انکار کیا - جب مین رُکا تو اوس نے میرا ہاتھ کھینچا - تب رمضان نے آکر پیچھے سے دھکا دیا - دروازہ سے داخل ہوکر صحن مین گئے

پھر کوٹھڑی مین لے گئے - نقشہ پی نمبر ا کوٹھڑی A مین لے گئے یہہ کوٹھا سکول کا نہین تھا وہ بالکل خالی تھا اوس کوٹھے مین ایک ہی دروازہ ہے جو بند تھا یہہ دونون مجھے اندر لے گئے محمد رمضان اور عبد الکریم میرے ساتھ داخل ہوگئے اور ۵ یا ۶ آدمی اور اوس کمرہ مین تھے - جہانتک مجھے یاد ہے وہ پہلے سے ہی وہان تھے انمین سے ایک کا نام جانتا ہون وہ خدا بخش شیر فروش تھا باقی کا نام معلوم نہین ہے اونکو پہچانتا ہون - اسکے بعد عبد الکریم نے مارا پھر رمضان نے پھر اورون نے مارا - دروازہ اندر سے بند نہ تھا - کوئی فٹ کے قریب کھلا تھا - عبد الکریم ہاتھ سے مُکّے اور طمانچے بھی مارتا تھا - محمد رمضان اور سب نے مارا - ایک مٹی کا لوٹا وہان پڑا تھا وہ بھی مارا - یہہ معلوم نہین کہ کس نے مارا - عبد الکریم نے ایک مُکّا بائین پہلو پر مارا جس سے غش آگیا اور مین گر پڑا - جب ہوش آیا تو دیکھا کہ عبد الکریم سر پر بیٹھا ہے اور اوسے دبائے ہوئے تھا اور میرے ہاتھ پکڑے ہوئے تہا - یہہ نہین کہہ سکتا کہ پاؤن کس نے دبائے ہوئے تھے - مین بائین پہلو کیطرف پڑا تھا اور لوگ چاقو دکھا رہے تھے چاقو کھلے ہوئے تھے میرا پاجامہ کھولا گیا مین اوسوقت بے اختیاری سے چلایا میرے منہ مین عبد الکریم نے کپڑا ٹھونس دیا تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل علیحدہ علیحدہ کیا - جب ایک شخص کر چکتا تھا تو یہ بتایا جاتا تھا کہ اس نے کیا ہے اور اسکا عضو تناسل بھی دکھایا جاتا تھا کریم بخش اور خدا بخش ڈبہ اور خدا بخش شیر فروش نے یہ فعل کیا تھا - خدا بخش ولد میران بخش ڈبہ نے مجھے دکھلایا خلاف وضع فطری کرنے سے پہلے اس کے آلہ تناسل .... پر سفید سفید داغ تھے پھر میرا پاجامہ باندھا - اور اٹھا کر بٹھلایا تو کسی نے باہر سے دروازہ کو دستک دی عبد الکریم ملزم مجھے باقی ملزمان کے سپرد کرکے باہر نکل گیا - عبد الکریم ایک شخص سے باتین کرتا تھا جسکی آواز مین شناخت کرتا ہون وہ آواز محبوب عالم کی تھی جب عبد الکریم اندر داخل ہوا تو مینے دیکھا کہ محبوب عالم واپس جارہا ہے جب عبد الکریم سے باتین کرتا تھا تو محبوب عالم نے اسکو کہا کہ پہلے خط لے لو - عبد الکریم نے کہا کہ ہماری دختر کے جو خطوط ہین وہ دیدو مینے کہا کہ میرے مکان پر بکس ہے - اسمین خطوط ہین - اگر چھوڑ دو تو مکان پر چلکر تمکو سب خطوط دیدونگا - اسپر عبد الکریم نے سنکر کہا کہ بکس

کے علاوہ اگر خط ہین تو بتاؤ کیونکہ تمہارے مکان پر جاکر تمہارے ٹرنک توڑ دیئے اور بکس توڑا وہ خط ہمکو ملگئے ہین اور تمہارے مکان کا قفل توڑا ہے اور جو خطوط ہین وہ دو - عبد الکریم ملزم نے مٹی کے برتن مین میرے روبرو پیشاب کیا اور میرے منہ مین چیر کر ڈالا اسکے بعد عبد العزیز کوٹھڑی مین داخل ہوا اور گالی دی اور ٹھوکر مار کر کہا کہ ہمارے خطوط دو عبد العزیز بھائی محبوب عالم ہے اور کہا کہ تم نے بہت بدمعاشی کی ہے - اب تم جان سے مارے جاؤ گے - ایک صورت سے تمہاری خلاصی ہوسکتی ہے اگر تم آج ہی لاہور چھوڑ دو اور چلے جاؤ - اور پھر عبد العزیز نے کہا کہ اگر نہ جاؤ گے تو جان سے مارے جاؤ گے مینے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ نہین تو اس نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام سے جاؤ گے پھر مینے اجازت مانگی تو محمد رمضان خدا بخش ڈبہ ولد میران بخش کو اس نے میرے ساتھ مکان پر بھیجا محمد رمضان خدا بخش ملزمان سڑک پر پہرہ رہے تھے مکان کے اندر گیا تو پائجامہ جو بالکل خراب تھا وہ مینے دھویا اور رو دیدہ پاجامہ کے اوپر دوسرے پارچے پہن لیئے مکان پر گیا تو قفل ٹوٹا تھا اور ٹرنک کا قفل ٹوٹا ہے اور پارچے بکھرے ہوئے پڑے ہین - مظہر اوپر تھا کہ خدا بخش اوپر آیا اور کہا کہ چلو مکان پر پارچے اسی حالت مین چھوڑ کر نیچے چلا آیا پھر لوہاری دروازہ کے اڈہ پر آئے پھر اڈہ سے خدا بخش ڈبہ ملزم علیحدہ ہوگیا مظہر محمد رمضان ملزم دونون ریلوے سٹیشن پر گئے وہان محمد رمضان نے ٹکٹ خریدا اور مجھے گاڑی پر بٹھلا دیا پہلے خود گاڑی مین میرے ساتھ بیٹھ گیا اور بعد مین ریل چلنے سے پہلے اُتر گیا - ٹمٹم والا نہ تھا تانگہ والا تھا - جسکو مینے شناخت نہین کیا - ٹکٹ شاہجہانپور کے واسطے دیا تھا چار بجے شام کی گاڑی روانہ ہوگئی - لاہور سے کوئی بستر پارچہ ہمراہ نہین لے گیا - پونچ گیا جب مین اپنے مکان رہائشی پر گیا تو یوسف علی طالب علم موجود تھا اوس سے میری کوئی بات نہین ہوئی - عبد القادر بھی وہان تھا جب محمد رمضان - خدا بخش ڈبہ میرے ساتھ میرے مکان پر آئے یہ سب طالب علم میرے مکان پر تھے خلاف نام کہا گیا ہے اونہون نے دریافت کیا کہ کیا ہے مینے کوئی جواب نہ دیا - ۱۷- جون ۱۹۱۶ء کو شاہجہانپور مین بوقت صبح پہنچکر اپنے مکان پر چلا گیا مکان پر صرف میری والدہ اور چھوٹا بھائی منظور محمد تھا - وہان کسی سے مینے یہ تذکرہ نہین کیا کیونکہ شرم دامنگیر تھی

اس کے دو تین یوم بعد پولیس نے مجھے جو بلایا - تہانہ میں وہان سے مجھے شفا خانہ مین بہیج دیا - پولیس کے کہنے پر مینے انگوٹہا تہہ اپنا بیان لکھا ہے میرے رشتہ دار عزیز میرے ساتہہ تہے اون کے خوف اور شرم سے مینے دو باتین باتین تحریر نہین کین ایک یہ کہ محبوب عالم کی دختر سے میری خط و کتابت ہی اور دوسرے خلاف وضع فطری وہ بیان جو (P) ۲ میرا ہے اور میری قلم کا لکھا ہوا ہے اور اسپر میرا دستخط بہی ہے دو باتین خط و کتابت اور خلاف وضع فطری کی بابت مینے شرم کے باعث اور چند میرے رشتہ دار تہے ان کے لحاظ سے نہین لکھا یہ میرا بیان ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء کا ہے جو مینے سن لیا ہے اوسیروز اسسٹنٹ سرجن نے میرا ملاحظہ بہی کیا تہا اس نے میرا تمام بدن دیکہا پولیس نے مجہہ سے دریافت کہ تم کو کسی نے مارا پیٹا اور خلاف وضع فطری کی ہے ان کے جواب مین مینے یہ جواب پی ۲ مورخہ ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء لکھا اسوقت میرے جسم بدن پر کوئی نشان نہ تہا پہلے جب خلاف وضع فطری کرنے لگے تو کچہہ دقت پیش آئی پہر تیل منگوا کر استعمال کیا گیا تیل اُنہون نے میری مقعد پر لگا کر فعل ناجائز کیا - ڈاکٹری ملاحظہ کے بعد مین گہر چلا گیا اس کے بعد ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کو میرا بیان مجسٹریٹ کے روبرو ہوا - ۲۰ جون ۱۹۰۵ء اور ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے درمیان کوئی خط لاہور سے مجھے نہین ملا - نہ کوئی آدمی آیا ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء سار جنٹ لاہور سے گیا - اور بیان لکھایا میرے بڑے بہائی نے لاہور سے میرے چہوٹے بہائی کے نام تار دی جو ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء پہلے آئی ہے تار مین یہ الفاظ تہے کہ ظہور احمد شاہجہانپور پہنچا ہے یا نہین - مجسٹریٹ کے روبرو مجھے حلف دیا گیا تو مینے ایمان سے سچ لکہایا تہا اسواسطے شرم نہ کی اور سچ سچ مجسٹریٹ کے روبرو لکہایا کیونکہ ایمان سے شرم زیادہ نہ تہی - سوال لالہ گوبندرام صاحب وکیل ملزمان - کہا کہ یہ سچ ہے کہ مینے جو لکھا کہ محبوب عالم اڈیٹر ہے اور مین مضمون نویس ہون ان کے برخلاف مضمون لکھتا ہون اسواسطے محبوب عالم ناراض ہے - قریباً ایک سال سے مین مضمون برخلاف محبوب عالم نہین کے اخبار مین لکہا کرتا تہا نہ معلوم وہ کب سے ناراض ہین مرزائی جماعت کے برخلاف اور مرزا صاحب قادیان کے برخلاف مضمون ہوتا ہے مین اوس کی جماعت کے کسی مرید سے واقف نہین ہون خواجہ کمال الدین صاحب وکیل احمدی کا نام سنا ہے واقف نہین ہون -

ان کا مکان پیسہ اخبار کے نزدیک ہے - اس مقدمہ کی پیروی کے واسطے مین ان کے مکان پر نہین گیا - نہ مدد کیواسطے گیا ہون نہ صلاح پوچھی ہے ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء سے پہلے جو مینے بیان اب لکھایا ہے کسی کے پاس کچہہ ظاہر نہین کیا نہ زبانی نہ تحریری ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے اخبار پنجاب سماچار مین جو مضمون خلاف وضع فطری میری بابت تحریر ہوئے مینے کسی کو نہ کہا نہ لکھنے کو دیا مضمون لاہور مین سال ۱۹۰۵ء کا عدد مینے مضمون اخبار پنجاب سماچار لاہور ...... ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کا سنا ہے جو ڈی ۱۰ مین لکھا ہے - ہیرا لعل مالک اخبار پنجاب سماچار اور اوس کے ایڈیٹر ہندو کو جانتا ہون دو ہفتہ آج سے اوسکو مین جانتا ہون اتفاق سے اون کے پریس کے پاس سے گذرا تو ملاقات ہوگئی اوس نے کہا کہ تم پر ظلم ہوا ہے اور ہم کو تم سے ایک نوع کی ہمدردی ہے وہ میرا نام پہلے سے جانتا ہے مجکو وہ کسی وکیل کے پاس نہین لے گئے - نہ کوئی اور مدد دی مجھے معلوم نہین کہ مالک اخبار پنجاب سماچار لاہور اور مالک اخبار پیسہ لاہور کی دشمنی ہے یا نہین سوا سال سے مجھے پیسہ اخبار روزانہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے ہفتہ وار اخبار کے بہت کم پرچے پڑھے ہین شاید ۱۴ - جون ۱۹۰۵ء کو مین لاہور مین آیا اور تہانہ مین ٹھیرا پہر چہاپہ خانہ منشی سید ممتاز علی صاحب مین شام کو گیا - جہان میرا بہائی واجد علی ملازم ہے میرا بہائی وہان کام کرتا اور رہتا ہے اور ممتاز علی بہی وہان رہتا ہے ممتاز علی سٹیم پریس کہتا ہے نام اوس کارخانہ عام سٹیم پریس ہے - ۱۵ - ۱۴ یوم تک مین وہان رہا اوس کے بعد کوئی خاص جگہ پر نہین رہتا کیونکہ خوف جان سے ہے خوف کے سبب سے سید احمد شاہ صاحب کے مکان پر کبہی کبہی سوتا ہون انکے اخبار کا نام گلزار ترقی ہے تین ہفتہ سے سید احمد شاہ صاحب سے میری واقفی ہوئی راستہ مین جانے ہوئے وہ مجہے ملے تہے وہ جانتا ہے کہ مین وہ شخص ہون جسکا تنازعہ پیسہ اخبار سے ہے مین ان کے پاس اس واسطے جاتا ہون کہ وہ میرے پاس آیا تہا - مین نے سید احمد شاہ کو کمرہ کچہری مین آج نہین دیکہا کچہری کے باہر جب آیا تو اوسکو دیکہا اس نے سلام کیا تہا - کرم بخش مالک چہاپہ خانہ اسلامیہ سٹیم پریس کو جانتا ہون اور عبد الحق کو بہی جانتا ہون اوس کو دو سال سے جانتا ہون کرم بخش کو سال سے جانتا ہون - ایک رات وہان بیٹہا تہا کہ میری طبیعت سخت علیل ہوگئی بیمار ہو کر وہان رات گذری جسکو ۵ - ۶ - یوم ہوئے ہین -

وہ میرے واقف تہے ملاقات کے واسطے گیا تہا کوئی خاص کام نہین تہا - اونہون نے کوئی روپیہ نہین دلوایا نہ کسی وکیل کے پاس گئے مجھے خبر نہین کہ انہون نے میرے واسطے چندہ کیا ہے یا نہین کرم بخش کی بابت مجھے خبر نہین کہ پیسہ اخبار سے کیا سلوک ہے - الا عبد الحق سے پیسہ اخبار کی دوستی ہے پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ - مئی ۱۹۰۵ء مین اصلاح انجمن حمایت اسلام لاہور کے بابت تحریر ہے - یکم جون ۱۹۰۵ء مین صفحہ ۳ کالم دو پر کارکنان انجمن حمایت اسلام کی مخالفت پائی نہین جاتی کارکنان انجمن حمایت اسلام اور پیسہ اخبار مخالفت کی مجھے خبر نہین نہ معلوم کرم بخش مالک سٹیم پریس لاہور کارکن حمایت اسلام ہے یا نہین نہ معلوم کام چہپائی انجمن حمایت اسلام کرم بخش - عبد الحق کرتے ہین یا نہین میری تحریر ۲ - جون ۱۹۰۵ء مین یہ عبارت غلط ہے اور مجھے کہنے لگے کہ چونکہ ہم تمکو معزز اور شریف سمجھتے ہین - (۲) اس مار پٹائی کی وجہ مین بالکل نہین سمجہہ سکتا - باقی سب صحیح اور درست ہین اور یہ بہی غلط ہے کہ ایک دو اور آدمی جنکو مین بالکل نہین پہچانتا میرے حواس درست نہین تہے اسواسطے تیسرا فقرہ بہی غلط لکھا گیا - شاہجہانپور سے پولیس کے خرچ سے لاہور آیا وہان میرے پاس روپیہ نہین تہا - یہان لاہور روپیہ میری پاس تہا - پیسہ اخبار مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۵ء مین مضمون مین کرم بخش کی مخالفت صفحہ ۵ اول مین ہی جو کارکن مجلس منتظمہ انجمن ہین جو خطوط مینے پولیس کو دیئے وہ میری میز کے تارچہ کے نیچے تہے - یہ خطوط وہ ہین اور بعض میرے بہائی واجد علی نے میرے آنے سے پہلے پولیس کو دیئے جو اسکو میرے مکان سے ملے او کچہہ مینے دیئے جو خطوط مینے پولیس کو دیئے وہ بہی بہائی سے لے کر دیئے لاہور مین آیا تو مینے کچہہ اسباب اپنا اپنے بہائی کے پاس دیکہا نہ معلوم وہ کب اور کس طرح ملگیا اس نے کہا کہ مین ٹم ٹم کرایہ کرکے لے آیا ہون - ہر روز میرا بہائی شام کو میرے مکان پر آیا کرتا تہا سوال عدالت یہ ۲۳ خطوط موجودہ عدالت مسماۃ فاطمہ کے ہین یعنے پی ۱۰ لغایت ۳۲ وہ ہین جو مسماۃ فاطمہ کیطرف سے ہین اور اسکے دستخطی ہین کیونکہ بعض دفعہ وہ میرے روبرو لکہا کرتی تہی اپنے گہر سے اور مین اسکو اپنے گہر سے دیکہتا تہا - دوسری اخبارون مین جو مضمون مسماۃ فاطمہ کے ہین دیکہتا تہا تو وہ اسی قسم کے ہوتے تہے - میرے روبرو لکہکر مجھے خط روانہ کرتی تہی - گفتگو بہی میری اس سے

ہوئی تہی اور مسماۃ فاطمہ میرے مکان پر تین دفعہ آئی تہی - سوال وکیل لالہ گوبندرام نے پہر کیا کہ جو خط ۳۳ عدالت مین پیش ہوئے ہین کسی پر مسماۃ فاطمہ کے دستخط نہین ہین یہ خط مسماۃ فاطمہ کو مینے لکھتے نہین دیکہا مسماۃ فاطمہ جو مضمون دوسرے اخبار والون مین لکہکر روانہ کرتی اس نے میرے روبرو نہین لکہا وہ مضمون جو مینے تہذیب النسوان کے مالک سید ممتاز علی اور پیسہ اخبار کے اڈیٹر پاس دیکھے ہین ممتاز علی کے کاتب پاس وہ تحریری مضمون دیکہا تہا ان مضمونون پر اس کے دستخط تہے عرصہ یاد نہین کئی بار مضمون اس کے دیکھے ہین الہ بخش اڈیٹر بچون کے اخبار پیسہ اخبار کے پاس بہی مضمون فاطمہ کا دستخطی دیکہا ہے ایک سال کے درمیان مین دیکھے ہین - تہذیب النسوان مین اور کئی عورتون کے مضمون چہپتے ہین اس کا ایڈیٹر عورت ہے مسماۃ شریف بی بی عورت کا نام ہے - ممتاز علی کی کوئی دختر ہے یا نہین - یہ علم نہین کہ ممتاز علی کی عورت خواندہ ہے یا نہین اور کسی عورت کے مضمون ایڈیٹر تہذیب النسوان کے پاس نہین دیکھے ان بیان پر عدالت نے ظہور احمد سے دستخط کرائے اور تاریخ مقدمہ ۶ - اگست ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے - (باقی آئندہ)

درخواست نکاح

۱ - شیخ محمد حسین صاحب ساکن چنیوٹ عمر ۳۷ سال اپنی جماعت مین شادی کرنا چاہتے ہین پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے صرف ایک پانچسالہ لڑکی ہے - لایلپور مین تجارت کرتے ہین - اچھے آسودہ حال ہین -

۲ - میان احمد دین زرگر ساکن پنڈی چیری عمر ۳۰ سال پہلی بیوی کے فوت ہوجانے کیوجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہین -

۳ - جناب مولوی عبد الحق صاحب ساکن سید والہ جنکی اہلیہ کے انتقال کی خبر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین درج ہو چکی ہے اپنی جماعت مین شادی کرنے کے خواہشمند ہین مجھے ان کے متعلق کچہہ زیادہ کہنے کی حاجت نہین مولوی صاحب ایک مشہور عالم اور احمدی سلسلہ کے ایک سرگرم مخلص مبلغ ہین - جوان اور وجیہ آدمی ہین -

۴ - منشی محمد سلیمان صاحب مدرس لئے پور ضلع لودہانہ ایک شریف الطبع مخلص نوجوان احمدی ہے - مین انکے زمانہ طالب علمی کو واقف ہون معقول آمدنی رکھتے ہین -

درخواست

میرا والد بزرگوار مرزا جیون بیگ صاحب جلالپور جٹان ضلع گجرات مین قریباً عرصہ ۱۲ سال سے بیمار ہین - جنکو ضعف دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے سب احمدی احباب کیخدمت مین عرض ہے کہ میرے والد بزرگوار

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(نمبر ۲)

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر پہلو سے ایک کامل اور مکمل مذہب ہے۔ معترض کا منشاء اسکی تعلیم کے کسی حصہ پر اعتراض کرنے کا نہین ہے بلکہ اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانون کی عام حالت گری ہوئی ہے اور قریبًا ہر پہلو کمزور ہو رہی ہے اسلئے اسے یہ گمان کرنے کا موقع ملا کہ مسلمانون کا تنزل انکے مذہب کے باعث سے ہے؟

لیکن جو مذہب فطرتی اور طبعی طور پر انسان کو عالی ہمت اور صاحب حوصلہ بنانا چاہتا ہے وہ انسان کو انحطاط کیطرف نہین لے جاسکتا۔ ہان ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اگر کوئی خرابی اور کمزوری پیدا ہوئی ہے تو اس کی جڑ مذہب سے پرے ہٹ جانا ہے۔ نہ کہ نفس مذہب پر عمل کرنا۔ مین اپنے اس مقصد کے اثبات کے لئے سب سے اول اس پاک سرزمین کو لینا چاہتا ہون جہان اسلام نے نشو و نما پایا یعنے عرب یہہ مضمون ایک ایسا مبتذل مضمون ہے کہ قریبًا ہر شخص جو ذرا بھی تاریخی مذاق رکھتا ہے اس امر کو سمجھتا ہے کہ عرب کی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے ایسی ناگفتہ بہ تھی کہ وہ عرب جو ظہور اسلام کے بعد تاریخی دنیا مین سنہری حروف سے لکھا گیا بالکل کس مپرسی اور گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تہا۔ عربون کی روحانی اخلاقی اور مجلسی اور سیاسی غرض کوئی بھی کل درست نہ تھی لیکن اسلام کے ظہور کے بعد جو کچھہ حیرت انگیز تبدیلی عربون کیحالت مین ہوئی اسکو ان لوگون نے بھی جو اسلام کے دشمن ہان خطرناک دشمن ہین مجبورًا تسلیم کیا ہے جیسا کہ مین ان کی شہادتین اس امر پر پیش کرتا ہون۔

مین قرآن کریم سے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالون گا لیکن چونکہ مالیر کوٹلہ کے چیف جج صاحب یورپ کو اپنا مقتدا اور امام سمجھتے ہین اور اسی کی ترقی کو وہ ہر قسم کی قومی اور ملکی ترقی کا نمونہ اور معیار مانتے ہین اسلئے بہتر ہوگا کہ پہلے اسی یورپ کے رہنے والون کی رائین چیف جج صاحب کے سامنے پیش کی جاوین اور پھر قرآن کریم سے اصلاح عرب بلکہ اصلاح عالم کے مضمون پر بحث کیجاوے۔ اونیبل سر ولیم میور صاحب جو اسلام کے متعلق مختلف کتابین لکھنے کے لئے مشہور ہین اور جنہون نے اسلام پر سخت حملے کئے ہین باوجود تلخ دشمنی کے وہ اپنی کتاب لایف آف محمد کی جلد دوم سے صفحہ ۲۶۹ - ۲۷۱ مطبوعہ ۱۸۶۱ء مین یون لکھتا ہے۔

اگرچہ محمدؐ کے اوامر و احکام اسوقت تک تہوڑے سے اور سادہ طور کے تہے جیسا کہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر اونہون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جب کہ دین مسیح نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تہا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عظیم کیا تہا اوسوقت سے حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تہا جیسا کہ دین اسلام مین ہوا۔ اس دین کے پیروان خوش اعتقاد نے کیسے کیسے نقصانات صرف اپنے ایمان کی خاطر اٹہائے اور اون نقصانات کی تلافی مین مال غنیمت کس خوشی سے لیا۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور تمام جزیرہ نماء عرب کی روحانی حالت بالکل بے حس و حرکت ہوگئی تھی۔ اور اگرچہ شریعت موسوی اور دین مسیحی اور فلسفاء یونان کا کچھہ اثر عرب پر ہوا تہا مگر وہ ایسا ناپائیدار اور خفیف تہا جیسے کسی جہیل کے پانی کے سطح پر کبھی کبھی کوئی لہر آجاتی ہے۔ مگر پانی کے نیچے کہین ذرا سی بھی حرکت نہین معلوم ہوتی۔ الغرض عرب کے لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بے رحمی اور بد اعمالی کے دریا مین غرق تہے چنانچہ یہی عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویون کو جو اور جائداد کی مانند میراث مین آتین بیاہ لیتا تہا۔ اون کے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بھی اون مین اسی طرح جاری ہوگئی تھی جسطرح فی زماننا ہندوون مین جاری ہے۔ انکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تہا۔ اور اون کا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تہا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیبت کا سا اون کا ایمان تہا انہین کی رضامندی مناتے تہے اور انہین کی ناراضی سے احتراز کرتے تہے۔ قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اوس کی انہین خبری نہ تھی۔ ہجرت سے ۱۳ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تہا مگر اون ۱۳ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چہوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الہٰی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے اسی قادر مطلق سے بکثرت و بہ شدت دعا مانگتے۔ اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکہتے۔ اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تہے اب انہین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تہا۔ اور یہہ کہ وہی رزاق ہمارے ادنےٰ حوائج کا بھی خبر گیران ہے ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگی مین۔ اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیر مین۔ اوسی کے ید قدرت کو دیکھتے تہے اور اس سے بڑہکر اس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد کنان رہتے تہے۔ خدا کے فضل خاص اور رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تہے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کئے ہوئے خذلان کی نشانی جانتے تہے محمدؐ کو جو اون کی ساری امیدون کے ماخذ تہے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تہے اور ان کی ایسے کامل طور پر اطاعت کرتے تہے جو اون کے رتبہ عالی کے لائق تھی ایسے تہوڑی ہی زمانہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہو گیا تہا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپئے مخالفت و ہلاکت تہے مسلمانون نے مصیبتون کو تامل و شکیبائی سے دریافت کیا اور گو ایسا کرنا اون کی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین۔ ایک سو مرد اور عورتون نے اپنا گھر بار چہوڑا۔ لیکن ایمان عزیز سے موہنہ نہ موڑا۔ اور جبتک کہ یہہ طوفان مصیبت فرو ہوئے حبش کو ہجرت کر گئے۔ پہر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اون مین نبی بھی شامل تہے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو اون کی نظر مین تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تہا چہوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر آئے اور یہان بھی اسی جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ مین ان لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبی اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو گئی طیار کر دی"۔

میور کی اس رائے کو غور سے پڑہو پھر چند اس کے فقرہ فقرہ سے عیسائی تعصب نمایان ہے تاہم صاف الفاظ مین اسے اعتراف کرنا پڑا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے عربون مین ایسا فوق العادت اثر پیدا کیا جو شریعت موسوی۔ دین مسیحی۔ اور فلسفہ یونان بھی نہ کر سکے تہے پھر ریورنڈ جی ایم سراڈول صاحب ایک پادری ہین جنہون نے قرآن کریم کا ترجمہ سورتون کی ترتیب نزولی (بخیال خویش) کے لحاظ سے کیا ہے انہون نے اپنے ترجمہ کے دیباچہ مین اس تاثیر کی نسبت جو عربون پر اسلام نے کی لکہا ہے۔

عرب کے سیدہے سادے خانہ بدوش بدوا ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔ بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور مادیات کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قایم کرنے اطفال کشی کی رسم کے نیست و نابود کرنے۔ بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازدواج کی تعداد کو گہٹا کر ایک حد معین کرنے مین قرآن بے شک عربون کے لئے برکت اور قدم حق تہا۔

یہہ حالت اور اثر ہے جو اسلام نے عربون پر ڈالا پھر دنیا کی تاریخ اس امر کی زبردست شہادت پیش کرتی ہے کہ وہ عرب جو دنیا کی تاریخ مین کوئی حصہ اور بخرہ نہ رکہتے تہے جو ہر قسم کی بدیون اور بدکاریون مین فرد تہے جب اسلام انہون نے قبول کیا یہی نہین کہ انہون نے دینی طور پر ترقی کی اور ان برائیون کی جگہ اعلےٰ درجہ کی نیکیون اور پاکیزہ اخلاق نے لی۔ بلکہ دنیوی طور پر بھی انپر ہر قسم کی آسایش اور راحت کے دروازے کہولے گئے۔ وہ جو حکومت کے لفظ سے بھی قریبًا ناآشنا تہے۔ ربع مسکون پر ایک زبردست اور واجب التقلید حکومت کے بانی ہوئے۔ ایسی حکومت جسکے اصول اور قوانین آج بھی بڑی عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہین۔ کیا کسی کے وہم مین اسوقت آسکتا تہا کہ وہ قوم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طیار کر رہے ہین یہ قوم ایک دن روئے زمین کی فاتح اور تمام مہذب ممالک کی اوستاد تسلیم ہوگی؟

اگر اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی مین کوئی فوق العادت تاثیر اور قوت نہ تھی تو ہمین بتاؤ کہ وہ کیا بات تھی جسنے عربون کی حالت مین ایسی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی۔ قرآن شریف پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک چیز تھی جو ان کے رگ و پے مین سرایت کر گئی تھی۔ اور سچے مسلمان ہونے کی حیثیت ہی نے انہین خاک مذلت سے تخت عزت پر بٹہا دیا۔ اور یہ کبھی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص جبکہ حقیقی طور پر اللہ تعالےٰ کا صادق اور وفادار بندہ ہو پھر خدا تعالےٰ اسکے لئے یہہ روا رکہے کہ وہ دنیا مین ہر قسم کی ذلت اور خواری کا نمونہ اور اسوہ ٹہرے خدا کی مجید کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے

العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین جمیعًا۔

نوٹ × ایک روایت کی رو سے بیاسی اور ایک رو سے تراسی مرد اور ستّرہ عورتین ایک چھوٹی لڑکی اور دو لڑکے تہے جو حبش کو گئے تہے ۱۲۔ مولف۔

خبرون کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف مین تخفیف کردی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے عہ جزائر عرب الہند کے لئے ۱۲؎ برٹش کا ٹینا کے لئے ۱۲؎ فی لفظ ہے یہہ شرح براہ طہران یا لوبز ہے اور براہ ٹرکی اس مین فی لفظ ۲؍ کی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس مین شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس چڑہ گیا ہے۔ دریائے کابل بہی لبالب چل رہا ہے۔

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونجن جس سے اندرون جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہین اسکا انسٹیٹوٹ ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون قایم ہوگا میڈیکل آفیسرون اور ماتحتون کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جائے گی۔

استانہ علیا ترکی نے تمام مطابع کو استنبولی طرز کے سطلا قرآن مجید دن اور دلایل الخیراتون کے چہاپنے سے روکدیا گیا ہے جنکی تمام ملکیتین دور دور مانگ ہے انکے چہاپنے کی اجازت صرف دارالسعادۃ کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کو ہی پہونچے۔

امرتسر سے جو ڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس مین سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ مین آگ لگ گئی تمام مسافرون کو انبالہ مین اتار دیا گیا اور آگ بجہائی گئی۔

امریکہ مین ایک موسی پیغمبر کے پیرو چارسو پچاس فیٹ لمبی ۷۵ فٹ چوری اور ۵۴ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہین انکے پیغمبر بنجمن نے پیشگوئی کی ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ء مین ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تہا۔

امرتسر اور حصار مین قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجہانا شروع ہوگئین۔

مدراس مین ہیضہ کی سخت وبا پہیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۲۷۸۹ فی ہزار اوسط رہی تعض میونسپل حلقون مین فی ہزار دو سو آدمیون کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵۔ ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک مین تخفیف کردی گئی ہے اب ۱/۲ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ا؍ کے ٹکٹ مین جاسکے گی۔

پچھلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی مین ایک گہر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات مین تباہی طوفان سے ۷۰ لاکہہ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکہا ہے کہ سپین کے مقام بیرگوس مین ایک عورت ۱۲۔ برس گذشتہ سے سوتی رہی ہے۔ چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تہی۔ (عام ۶ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جہیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہان کے لوگون کے دل ہل گئے ہین ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جو کہ راہ سلسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ مین ایک بڑا پربت آپڑا ہے اس سے ایک بڑی بہاری جہیل بن گئی ہے یہہ بہاری ٹیلہ پچہلے سال کی طغیانی کے زور سے پہسل کر دریائے مذکور کے پاٹ مین آپڑا تہا اور اب وہان بڑی بہاری جہیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہہ جہیل دفعتاً پہٹ گئی تو خوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا برد ہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار رگہبیر سنگہ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت مین ایک عمر رسیدہ مولوی اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچے کے ساتہ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش مین دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل

والدہ اللہ دتا - موضع نارووال ضلع سیالکوٹ - اخیر جون
برادر اللہ دتا - " " " "
اللہ دتا کی چاچی " " " "
عمر دین ولد کرم بخش - جبرہ اول - امرتسر - حال وارد ملک افریقہ بمقام بمبنی
نور بی بی زوجہ عمر الدین " " "
غلام نبی ولد عمر دین " " "
محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ "
منشی شیخ محمد بخش صاحب - چہاونی کامل پور صدر بازار اٹک -
سید علی اکبر شاہ سپاہی پلٹن ۱۳۰ چہاونی بنی - اصل متوطن موضع گجرات کہاریان ڈاکخانہ خاص سنہ -
محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پورینہ بنگالی ٹولہ -
اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رعنی پٹیالہ ڈاکخانہ رحیم یار خان
فتح علی ولد کرم الدین کچہ گران گجرات ٹانڈہ
ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندہر تہانہ بنگہ
گوہر علی ولد مامون لدیانہ
محمد امیر - امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ بگہیان
سلطان محمد موضع بن باجوہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور
سعادت علی قزلباش موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری
اسد اللہ ٹوار موضع نارووال ضلع سیالکوٹ
فضل دین قصاب " "
قادر بخش ولد الہی بخش موضع مانڈو ضلع لاہور تحصیل لاہور
امام الدین ولد فضل دین " " جولائی
کالو ولد کیمان " " "
علم الدین ولد چندا " " "
سلاہی ولد کالو " " "
نانک ولد گلاب " " "
فیر الدین ولد عید " " "
نواب ولد ماہی "
امام الدین ولد نانک " " "
شادی ولد بہو " " "

ہفتہ اول جولائی

لبہا ولد بوٹا " " "
چراغ شاہ " " "
نبی بخش انگریز " " "
رانجہا " سبحان " " "
چراغ دین ولد کیمان " " "
اللہ رکہا " میران بخش " " "
اللہ دکہی بیوہ نبی بخش " " "
بہاگن بیوہ ولد الہی بخش " " "
زینب دختر غلام حسین " " "
غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین " " "
مساۃ کیمون زوجہ جوایا " " "
کرم بی بی بیوۂ احمد الدین " " "
رحمت بی بی زوجہ کالو " " "
فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ " " "
رحیم بی بی زوجہ عیدا " " "
عائشہ زوجہ قادر بخش " " "
سردار خان ولد چودہری فتح دین بن باجوہ سیالکوٹ پسرور
زوجہ چودہری فتح دین " " "
سردار بی بی " " "
خوشی محمد " " "

یعنی ہر قسم کی عزت اللہ اور اسکے رسول کے لئے ہے اور پھر ان تمام مومنون کو دی جاتی ہے جو سچے دل سے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہین - اگر خدا کے مخلصون اور برگزیدون پر ہی ہر قسم کے دکھہ اور ذلت کی مار ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی حکومت **متمیز حکومت** نہو اور **نیکی** اور **اخلاق** کی ہدایتون کا سارا دفتر تقویم پارینہ اور بیکار محض ہو اور نہ اسکی کوئی ضرورت کسی زمانہ مین سمجھی جاوے - اگر ساری دنیا مین تہذیب اخلاق اور تمدن اور سیاست کے اعلےٰ اصولون کی کوئی قدر کی جاسکتی ہے؟ اور ضرور کی جاتی ہے اگر عزۃ کا کوئی مفہوم ہے؟ اور ضرور ہے - اگر امن اور سلامتی کی زندگی کے کچھہ معنے ہین؟ اور ضرور ہین تو پھر یقیناً سمجھو کہ خدا کی ہدایت اور کتاب سے بڑھ کر کوئی قانون اور نوشتہ ان اصولون اور آئینون کو پیش نہین کر سکتا - اور پھر یہہ ناممکن ہے کہ انپر عمل کرنے والے دنیا مین ذلیل اور خوار ہون -

(باقی تیسرے نمبر مین)

دربار شام

۸ - اگست ۱۹۰۵ء

فرمایا - آج مینے بارش کے لئے دعا کی تھی - دعا کے ساتھہ ہی دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ حبس اور امساک باران اللہ تعالےٰ کے قضا و قدر کے موافق ہے - اور اس مین دخل دینا مناسب نہین اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے دنیا مین ایک نذیر آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا پر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا - ہر قسم کے مصائب شدائد اس کے زور آور حملون مین آتے ہین اور یہ سب ایک قسم کی پیشگوئیان ہین اور جو کچھہ ہو رہا ہے بہر حال ہمارے لئے مفید ہے کیا عجب کہ قحط کے رنگ مین ہی کوئی حملہ ظاہر ہونے والا ہو -

فرمایا - دنیا کی حالت اور رنگ دیکھا جاوے تو وہ بہت کچھہ بدلا ہوا ہے - مین دیکھتا ہون کہ ایسی حالت ہو گئی ہے کہ گویا حسن ظن کا موقع ہی نہین رہا کیونکہ اگر ہر پہلو سے بدظنی ہی ظاہر ہو تو انسان کہانتک اسپر حسن ظن کریگا - مین حیران ہوتا ہون جب دیکھتا ہون کہ دنیا مین سوائے دہریت - مکر و فریب کے اور کوئی بات نظر نہین آتی بالکل طبیعتین دنیا ہی پر مائل ہو گئی ہین یہانتک کہ دین کا کام بھی اگر کوئی اپنے ہاتھہ مین لیتا ہے تو اس مین بھی ان باتون کا دخل ہے یا تو وہ محض دنیا کا لالچ ہے یا دنیا کی ملونی ہے - ایسی حالت مین مینے سوچا کہ **اگر کوئی مرتا ہے تو پھر مرے** -

مین حیران ہوتا ہون کہ لوگ نواور اور باتون کے لئے روتے ہین (یعنی دنیا کی فلان ترقی نہین ہوئی مسلمان فلان صیغہ مین کمزور ہین وغیرہ ایڈیٹر) مین کہتا ہون کہ اور باتون کو چھوڑ دیجے تو اس کا فکر ہو رہا ہے کہ **خدا کی ہستی ہی پر ان کو یقین نہین رہا** -

اس مقام پر حضرت حکیم الامتہ نے عرض کی کہ کل مینے اپنے درس مین ایک موقع پر اپنی جماعت کو خطاب کر کے کہا کہ **سنو!** تم نے اس سلسلہ مین داخل ہو کر کیا لیا؟ دنیا تو تم پر لعنت بھیجتی ہے اگر خدا کے ساتھہ ہی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور باہم **بغض کینہ** اور دشمنی رہی تو پھر خدا سے کیا لیا **حضرت اقدس** نے فرمایا خدا سے کیا لینا تھا کچھہ بھی نہین بالکل سچ ہے -

---

منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور مشہور صوفی لودہانوی کے ذکر خیر مین حضرت حکیم الامتہ نے عرض کیا کہ انہون نے طب روحانی کے سلسلہ مین اور بھی دو تین جلدین لکھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن حضور کے دعوے کو سنکر انہون نے اس طریق کو چھوڑ دیا اور اسے محض کہیل تماشا قرار دیا - جس سے مجھے انکے ساتھہ بڑی محبت ہو گئی حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا مجھے بھی انہون نے ایسا ہی خط لکھا تھا غرض آپکا ذکر خیر ہوتا رہا انکے اخلاص کے ذکر مین **توجہ** اور **سلب امراض** کے علم کا ذکر ہوا - اسپر فرمایا

اللہ تعالےٰ نے اسلام مین جو طریق شفا کا رکھا ہے وہ تو **دعا** ہی کا طریق ہے - اپنے نفس اور توجہہ پر بھروسہ کرنا یہہ بھی ایک قسم کا شرک ہے لیکن جب انسان خدا سے دعا کرتا ہے تو یہہ سب باتین فنا ہو جاتی ہین اور انسان پھر **اصل پناہ** کیطرف دوڑتا ہے - پس یاد رکھو کہ دعا ہی اصلیت ہے باقی جو کچھہ ہے وہ نرا خبط ہے -

دعا کی عجیب عجیب تاثیرین مینے تجربہ کی ہین ایک بار مین درد دانت سے سخت تکلیف مین تھا عمر دراز نام ایک گرد اور ہمارے ہان آیا ہوا تھا مینے اس سے پوچھا کہ دانت کے درد کا علاج بھی آپکو معلوم ہے اس نے کہا علاج دندان اخراج دندان - مینے جب یہ بات سنی تو خیال کیا کہ دانت کا نکلوانا بھی ایک عذاب ہے - مین اسوقت ایک چٹائی پر بیٹھا ہوا تھا - اور درد کی بیقراری کیوجہ سے سر چارپائی کی پائٹی پر رکھا ہوا تھا - اسوقت مجھے ذرا سی غنودگی ہوئی - اور الہام ہوا -

واذا مرضت فھو یشفی

اور اسکے ساتھہ ہی معًا درد جاتا رہا -

مین یقیناً جانتا ہون کہ دعا کے سلسلہ مین ہزارہا خزائن معارف کے مخفی ہین جو شخص دوسری طرف توجہ کریگا وہ ان خزائن سے محروم رہ جائیگا - کیونکہ جب انسان اس راہ کو جسپر سایہ دار درخت ہون اور پانی کا سامان ہو چھوڑ دے تو وہ ان تمام آرام کے سامانون سے محروم رہیگا یا نہین - کسی کے پہلو مین دو دل تو نہین ہو سکتے - ایک ہی طرف توجہ کریگا - فرق ضالہ نے اسی وجہ سے نقصان اٹھایا کہ حقیقی راہ کو انہون نے چھوڑ دیا شیعہ وغیرہ جو حسین حسین پکارتے رہتے ہین اسی سبب سے محروم رہے کہ انہون نے انسان کو بت بنالیا + اور انکے سینہ مین وہ نور عرفان کا نہ رہا -

(اسکے بعد اپنے زمانہ طالب علمی اور شیعہ استاد کے بعض حالات بیان فرماتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ قوم کہانتک حقایق و معارف سے محروم رہ گئی ہے ایڈیٹر -)

میر محمد اسماعیل اسسٹنٹ سرجن دہلی

ناظرین الحکم الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین معلوم کر چکے ہین کہ میرے **مخدوم** زادہ جناب میر **محمد اسماعیل صاحب** خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب میڈیکل کالج لاہور کے آخری امتحان اسسٹنٹ سرجن مین اعلےٰ درجہ مین **کامیاب** ہوئے ہین یعنے اپنے امتحان مین صوبہ بھر کے طلباء اور یو - پی - اور سنٹرل انڈیا وغیرہ مین **اول رہے** ہین - اب یہ خوشخبری سنکر انہین اور بھی مسرت ہوگی کہ **میر صاحب** ممدوح **دہلی** متعین ہو کر تشریف لے گئے ہین اور اسطرح مجھے پھر موقع ملا ہے کہ مین اس تقرر پر حضرت مسیح موعود اور آپ کے اہلبیت کے حضور **مبارکباد** عرض کرون -

دہلی کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ **میر محمد اسماعیل صاحب** ایسا با اخلاق اور دقیق الفہم ڈاکٹر وہان متعین ہوتا ہے اس سے پہلے احمدی سلسلہ کے ایک مشہور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب وہان کے ریفارمیٹری سکول کے انچارج ہین - ڈاکٹر سید محمد اسماعیل صاحب کے تقرر نے دہلی کی احمدی جماعت مین ایک اور معزز رکن کا اضافہ کیا -

(اللھم زد فزد)

دہلی اس لئے بھی خوش قسمت ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب دراصل دہلی ہی کے رتن ہین کیونکہ آپ خواجہ میر درد صاحب مرحوم اہل اللہ کے خاندان سے ہین + اگرچہ بظاہر یہ تقرر دہلی مین چند روزہ معلوم ہوتا ہے تاہم امید کی جاتی ہے کہ یہہ ہونہار نوجوان اپنے اخلاق اور ہمدردی نوع انسان کا پورا نمونہ دکھا کر **احمدیت** کا خارق عادت اثر **دہلی** پر ڈالیگا - کیا عجب کہ دہلی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہی طریق مقدر کیا ہو - بہرحال ڈاکٹر صاحب کا یہ تقرر قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے اور مین خادم قوم ہونے کی حیثیت سے میر صاحب کے واجب الاحترام والدین کو پھر **مبارکباد** عرض کرتا ہون -

میر محمد اسماعیل صاحب کے کامیاب ہونے کے متعلق جو پیشگوئی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باعلام الٰہی کی تھی وہ پہلے درج ہو چکی ہے اور اب جبکہ وہ **اسسٹنٹ سرجن** مقرر ہو گئے ہین اس پیشگوئی کی اور بھی عظمت ثابت ہوتی ہے - سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ڈاکٹری جماعت مین میر محمد اسماعیل صاحب کا اضافہ ہر طرح سے **قابل ناز** ہے والحمد للہ علےٰ ذالک -

مدرسہ اور کالج

مدرسہ اور کالج کے متعلق رسیدات کی اشاعت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کے آخری پرچہ مین رسیدات دی جایا کرین - اسلئے جن احباب نے مدرسہ اور کالج کے لئے چندہ روانہ کیا ہے وہ اس اگست کے الحکم مین اپنی رسیدات کو پڑھین گے - دیری کیلئے معاف کیجیو -

معذرت

الحکم کی رفتار کچھہ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ ہرچند اسکی اشاعت کے توقف کے دور کرنے مین مین سعی کرتا ہون پھر بھی کوئی نہ کوئی وجہ آکر روک ڈالدیتی ہے - اگرچہ الحکم کے ناظرین بھی کچھہ تو عادی ہو گئے ہین اور کچھہ واقعی پریس کی مشکلات سے مطلع بھی ہین اور اسی وجہ سے مجھے مورد اعتراض نہین بناتے تاہم مین بجائے خود اس نقص کو ایک سخت نقص سمجھتا ہون - خسرہ کی بیماری کچھہ ایسی عام ہوئی ہے کہ بعض خوش قسمت بچے اس کے حملے سے اس مرتبہ بچے ہین میرے چارون بڑے بچے یکے بعد دیگرے اسمین مبتلا ہوئے - الحمد للہ اسوقت تک ہر طرح آرام ہی ہے جس سے مین کچھہ اور بھی مصروف رہا - اب تیسرا پریس جاری کر دیا گیا ہے اگر اللہ تعالےٰ کی مرضی ہو تو کیا عجب کہ یہہ توقف نکل

خبروں کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف میں تخفیف کردی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے عیص جزائر عرب الہند کے لئے عام برٹش کا مینا کے لئے ۲ نی لفظ ہے یہہ شرح براہ طہران یا لوبز ہے اور براہ ٹرکی اس میں فی لفظ ۲ آنہ کی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس میں شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس چڑہ گیا ہے - دریائے کابل بھی لبالب چل رہا ہے۔

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونٹجن جس سے اندرونی جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہیں اسکا انسٹیٹیوٹ ہندوستان میں بمقام ڈیرہ دون قائم ہوگا میڈیکل آفیسروں اور ماتحتوں کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جاویگی۔

استانہ علیا کے تمام مطابع کو استنبولی طرز کے مطلاّ قرآن مجیدوں اور دلایل الخیراتوں کے چھاپنے سے روکدیا گیا ہے جنکی تمام ملکیتیں دور دور مانگ ہے انکے چھاپنے کی اجازت صرف دار السعادۃ کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کو ہی پہونچے۔

امرتسر سے جوڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس میں سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ میں آگ لگ گئی تمام مسافروں کو انبالہ میں اتار دیا گیا اور آگ بجھائی گئی۔

امریکہ میں ایک موسمی پیغمبر کے پیرو چار سو پچاس فیٹ لمبی ۵۷ فٹ چوڑی اور ۵۴ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہیں انکے پیغمبر بنجمن نے پیشگوئی کی ہے کہ سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تھا۔

امرتسر اور حصار میں قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجھانا شروع ہوگئیں۔

مدراس میں ہیضہ کی سخت وبا پھیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۲۷ ء۹ فی ہزار اوسط رہی بعض میونسپل حلقوں میں فی ہزار دو سو آدمیوں کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵ - ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک میں تخفیف کردی گئی ہے اب ½ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ایک ٹکٹ میں جاسکے گی۔

پچھلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی میں ایک گھر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات میں تباہی طوفان سے ۰ ۷ لاکھ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکھا ہے کہ سپین کے مقام بیرگوس میں ایک عورت ۱۴ - برس گذشتہ سے سوتی رہی ہے - چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تہی - (عام ۴ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جہیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہاں کے لوگوں کے دل ہل گئے ہیں ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جو کہ راہ سالسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ میں ایک بڑا پربت آپڑا ہے اس سے ایک بڑی بہاری جہیل بن گئی ہے یہہ بہاری ٹیلہ پچھلے سال کی طغیانی کے زور سے پہسل کر دریائے مذکور کے پاٹ میں آپڑا تھا اور اب وہاں بڑی بہاری جہیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہ جہیل دفعتاً پہٹ گئی تو خوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا برد ہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار گہبیر سنگہ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت میں ایک عمر رسیدہ مولوی اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچے کے ساتھ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش میں دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل

والدہ الہ دتا - موضع نارووال ضلع سیالکوٹ - اخیر جون
برادر الہ دتا - " " " "
الہ دتا کی چاچی " " " "
عمر دین ولد کرم بخش - جبرہ اول - امرتسر - حال وارد ملک افریقہ بمقام ممباسہ
نور بی بی زوجہ عمر الدین " " "
غلام نبی ولد عمر دین " " "
محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ "
منشی شیخ محمد بخش صاحب - چہاونی کامل پور صدر بازار اٹک -
سید علی اکبر شاہ سپاہی پلٹن ۱۳۰ چہاونی بنی - اصل متوطن موضع گجرات کہاریاں ڈاکخانہ خاص سنہ -
محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پورینہ بنگالی ٹولہ -
اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رمنی پٹیالہ ڈاکخانہ رحیم یار خان
فتح علی ولد کرم الدین کجہ گران گجرات ٹانڈہ
ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندہر تھانہ بنگہ
گوہر علی ولد مامون لدہانہ
محمد امیر - امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ گھیاں
سلطان محمد موضع بنہاجوہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور
سعادت علی قزلباش موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری
اسد اللہ ٹہار موضع نارووال ضلع سیالکوٹ
فضل دین قصاب " "
قادر بخش ولد الٰہی بخش موضع ہانڈو ضلع لاہور تحصیل لاہور
امام الدین ولد فضل دین " " جولائی پہلا ہفتہ
کالو ولد کیمان " " " "
علم الدین ولد چندا " " " "
سلاہی ولد کالو " " " "
نانک ولد گلاب " " " "
فیروز الدین ولد عیدو " " " "
نواب ولد ماہی "
امام الدین ولد نانک " " " "
شادی ولد بہو " " " "

ہفتہ اول جولائی

لبہا ولد بوٹا " " " "
چراغ شاہ " " " "
نبی بخش انگریز " " " "
رانجہا " صبحان " " " "
چراغ دین ولد کیمان " " " "
اللہ رکہا " میراں بخش " " " "
الہ دوکی بیوہ نبی بخش " " " "
سہاگن بیوہ ولد الٰہی بخش " " " "
زینب دختر غلام حسین " " " "
غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین " " " "
مساۃ کیموں زوجہ جولایا " " " "
کرم بی بی بیوۂ احمد الدین " " " "
رحمت بی بی زوجہ کالو " " " "
فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ " " " "
رحیم بی بی زوجہ عیدا " " " "
عائشہ زوجہ قادر بخش " " " "
سردار خان ولد چودہری فتح دین بن باجوہ سیالکوٹ پسرور
زوجہ چودہری فتح دین " " " "
سردار بی بی " " " "
خوشی محمد " " " "

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟ حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں۔

جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائدار - نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں - چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکھٹے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائیگی - مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی - تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی زندہ مثال

یعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابیں بالکل مفت

وہ کسطرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب بلا صرف کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت بھیجدیں - جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خطوں میں تحریر کر دو مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو - آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ - اگست سے شروع ہوگا - طالب علموں کیلئے خصوصاً و دیگر کتابی شوقوں کے لئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے۔

درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی تک قیمت نصف

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کا ڈائیل پہولدار خاص چینی کا ہے - جیب میں بھی لگ سکتی ہے - دیکھنے میں ۳۰ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہیں بڑی پختہ و پائدار ہیں قیمت ہر قسم ۱۲ - (محصول معاف)

ملنے کا پتہ حمید آرٹ ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

راسکوپ سسٹم واچ جو نہایت پختہ و پائدار اصل قیمت رعایتی ہے

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۷)

بمن اللہ اذ بخیر جابقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

(انا الحکم وی الفرح)

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو ا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ﷲ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ۔ (۳) ہندوستان سے باہر ﷲ (۴) ... والون سے ﷲ (۵) اپنی جماعت کے غیرہ مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ...

نمبر ۲۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۱۹۰۵ء ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۳ | جلد ۹

فہرست مضامین

۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کے لئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نہ ہیگی۔ اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالون کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دیئے جاتے ہین۔

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم ﷲ، صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء " ﷲ، "

ازالہ اوہام ہر دو جلد عصہ "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور دعا ﷲ
ردشیعہ و خط نسخ ﷲ
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریرین ۱ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ ﷲ صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر

النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۲ر صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی۔
اصلاح النظر ۲۰ر صرف بیس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
الانذار ۲ر صرف ۸۰ درخواستونکی "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر ۴ر

فوٹو ... ام

درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں

اس سستی کی بھی حد ہے؟

مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ جب کوئی مفید تحریک قوم مین کیجاتی ہے تو بہ استثنائے بعض اکثر اسپر عملدرآمد کرنے کو آمادہ نہین پائے جاتے یا کم از کم حد درجہ کی سستی دکھاتے ہین۔ حالانکہ ہر جدید فرقہ یا قوم اپنے ابتدائی ایام مین نہایت سرگرم ہوتا ہے جبکہ سرگرمی کے دلومین یہہ حال ہے تو پھر آئندہ کے لئے توخدا ہی حافظ ہے۔ بھلا شیرازہ قوم کے متعلق جو فردین شائع کی گئی تہین انکی خانہ پری بہی کوئی ناقابل برداشت محنت اور تکلیف کا موجب تہی جواب تک وہ مکمل ہوکر پوری نہین آسکین۔ جن احباب کی نسبت حسن ظن کے طور پر ظاہر کیا گیا تہا کہ وہ اپنے اپنے ضلع کی فردین مکمل کرکے بہیجینگے انمین سے تین چار کے سوا کسی اور نے اپنے ضلع کی فرد تو کجا اپنے شہر بلکہ اپنی اور اپنے خاندان کی بہی خانہ پری کرکے نہین بہیجی۔ ہماری یہ سرگرمی اور ہوشیاری کیا آئندہ کیلئے یادگار رہیگی اور مفید اور موثر ہوگی؟ میری سمجھہ مین نہین آتا کہ کن راہون سے اس اہمیت کو جناب کے گوش گذار کرون۔ شیرازہ قوم کی تحریک مین سب سے اعلےٰ درجہ کا کام تو سیالکوٹ کی جماعت نے (جو ہر مفید تحریک مین سابق بالخیرات ٹہیر چکی ہے) کیا ہے۔ چودہری مولا بخش صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ نہایت حزم و احتیاط سے ضلع کی فہرست طیار کی گئی ہے غالباً ایک بہی فرد اس فہرست سے باہر نرہیگا۔ اور پہر چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹہہ گڑہ نے اس پیرانہ سالی مین کل ضلع کا سفر کیا ہے اور ضلع ہوشیارپور کی فرد طیار کی ہے انکے متواتر خطوط میرے پاس آئے ہین جن سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت سرگرمی سے اس خدمت مین مصروف ہین۔ مین پہر اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ان فردون کی طیاری مین جلدی حصہ لین جس جس صاحب کے پاس یہ فرد پہونچ گئی ہے اسکا فرض ہے کہ اس کی خانہ پری کرکے میرے پاس بہیجدے وہ بعد مین دیکھین گے کہ یہ فرد کہانتک مفید ثابت ہوتی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

۲۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک مین جسقدر مستعدی کی ضرورت ہے ابہی تک اس سے کام نہین لیا گیا اور اسکی وجہ یہی ہے کہ باقاعدہ کمیٹیان مقرر نہین ہین اور نہ پرجوش آدمی اس تحریک کی عام اشاعت کے لئے طیار ہوئے ہین۔ جو بہت ضروری امر تہا۔

درخواست دعا

اخی گلاب خانصاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی احباب سے دعا کے خواستگار ہین۔ کہ اللہ تعالےٰ مخالفون کی سازشون اور منصوبہ بازیون سے انہین امن مین رکہے۔

درخواست نماز جنازہ

میان غلام حبیب حجام ساکن راولپنڈی فوت ہوگیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑہین

اطلاع

بقایاداران الحکم اپنے ذمہ کی حساب جلد بیباق کرین۔ وی پی جاری ہورہے ہین۔ وصول فرماکر کارخانہ کی اعانت کرین۔ یعقوب علی۔ ایڈیٹر الحکم

دربارشام (۹ اگست ۱۹۰۵ء)

پشاور سے ایک نوجوان ہندو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیواسطے آیا ہوا تھا۔ اسنے مختصراً اپنے حالات بیان کئے کہ کس طرح پر الحکم کے پڑہنے اور ایک احمدی کی صحبت نے اسے مشتاق زیارت بنایا اس تحریک پر حضرت حجتہ اللہ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

سب سے بڑی بات تو دین ہے جسکو حاصل کرکے انسان حقیقی خوشحالی اور راحت کو حاصل کرتا ہے دنیا کی زندگی تو بہرحال گذر ہی جاتی ہے

شب تنور گذشت وشب سمور گذشت

یعنے راحت اور رنج دونو گذر جاتے ہیں۔ لیکن دین ایک ایسی چیز ہے کہ اسپر چل کر انسان خدا تعالےٰ کو راضی کرلیتا ہے۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالےٰ اسوقت تک راضی نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص اس تک پہونچ سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے۔ وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالےٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے اور ان راہوں اور ہدایتوں پر عمل درآمد کرے جو اسکی مرضی اور منشاء کے موافق ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہیئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور یہ کچھ مشکل امر نہیں دیکھو انسان پانچ سات روپیہ کی خاطر جو دنیا کی ادنےٰ ترین خواہش ہے اپنا سر کٹا لیتا ہے پہر جب اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو اور اسکی رضا کی کرنا چاہے تو کیا مشکل ہے

انسان حقیقی دین سے کیوں محروم رہ جاتا ہے اس کا بڑا باعث **قوم** ہے خویش و اقارب دوستوں اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط کرلیتا ہے کہ وہ انکو چہوڑنا نہیں چاہتا ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اسپر کہل سکے یہ ایک قسم کی نامردی اور کمزوری ہے لیکن یہ شہیدوں اور مردوں کا کام ہے کہ ان تعلقات کی ذرا بہی پروا نہ کرے اور خدا تعالےٰ کی طرف قدم اٹھائے۔

بعض کمزور فطرت لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت ہی کرنی ہے خواہ کسی مذہب میں ہوں مگر وہ نہیں جانتے کہ آج جسقدر مذاہب موجود ہیں امین کوئی بہی مذہب بجز **اسلام** کے ایسا نہیں جو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے مبرا ہو۔ وہ **سچا** اور **زندہ** خدا جس کی طرف رجوع کرکے انسان کو حقیقی راحت اور **روشنی** ملتی ہے جسکے ساتھہ تعلق پیدا کرکے انسان اپنی گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاتا ہے وہ **اسلام** کے سوا نہیں مل سکتا۔ یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی ترقیوں کا ہے اگر اس کی توفیق مل جاوے تو پھر **خدا اسکا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔**

یہہ سچ ہے کہ جب ایک شخص محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کسی قسم کے نفسانی اغراض کے بغیر ایک قوم سے قطع تعلق کرتا ہے اور خدا ہی کو راضی کرنے کے لئے دوسری قوم میں داخل ہوتا ہے توان تعلقات قومی کے توڑنے میں سخت تکلیف اور دکھہ ہوتا ہے۔ مگر یہ بات خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی قابل قدر ہے۔ اور یہ ایک **شہادت** ہے۔

جسکا بہت بڑا اجر اللہ تعالےٰ کے حضور ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ یعنے جو شخص ایک ذرہ برابر بہی نیکی کرتا ہے اسے بہی ضایع نہیں کرتا بلکہ اجر دیتا ہے تو پہر جو شخص اتنی بڑی نیکی کرتا ہے اور خدا کی رضا کے لئے ایک **موت** اپنے لئے روا رکھتا ہے اسے **اجر** کیوں نہ ملے؟ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے اپنے تعلقات کو توڑتا ہے وہ فی الحقیقت ایک موت اختیار کرتا ہے کیونکہ اصل موت بہی ایک قسم کا قطع تعلق ہی ہے یعنے روح کا جسم سے قطع تعلق ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے ان تعلقات کو توڑنا جو اپنی قوم اور خویش و اقارب سے ہوتے ہیں خدا کے نزدیک بہت بڑی بات ہے بسا اوقات یہ روک بڑی زبردست روک انسان کو خدا کی طرف آنے کے لئے ہو جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دوستوں کا ایک گروہ ہے ماں باپ بہن بہائی اور دوسرے رشتہ دار ہیں انکی محبت اور تعلقات نے اسکے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کی ہوئی ہے کہ وہ **اسلام** کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کرتا ہے اور سمجہتا ہے کہ بجز اسکے نجات نہیں لیکن ان تعلقات کی بنا پر اقرار کرتا ہے کہ یہ راہ جس پر میں چلتا ہوں خطرناک اور گندی راہ ہے مگر کیا کرں جہنم میں پڑنا منظور ان تعلقات **قومی** کو کیونکر چہوڑ دیں۔ ایسے لوگ نہیں جانتے کہ یہ صرف زبان سے کہنا تو آسان ہے کہ جہنم میں پڑنا منظور اگر نہیں اس دکہہ درد کی کیفیت معلوم ہو تو پتہ لگے۔ ایک آنکہہ میں ذرا درد ہو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قدر تکلیف ہے پہر جہنم تو وہ جہنم ہے جسکی بابت قرآن شریف میں آیا ہے لا یموت فیہا ولا یحیی

ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں۔ اسکا تو فیصلہ آسان ہے دنیا میں دیکہہ لے کہ کیا وہ دنیا کی بلاؤں پر صبر کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں تو پہر یہ کیونکر سمجہہ لیا کہ عذاب جہنم برداشت کرلیں گے۔ بعض لوگ تو دوسروں کو دہوکا دیتے ہیں مگر یہہ لوگ اپنے آپ کو دہوکر دیتے ہیں۔ یقیناً سمجہو کہ جہنم کا عذاب بہت ہی خطرناک ہے اور یہ بہی یاد رکہو کہ اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الاٰیۃ

یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہو۔ وہ آخر کار ٹوٹے میں رہیگا۔

جسطرح پر انسان کا ایک حلیہ ہوتا ہے اور وہ اسی سے شناخت کیا جاتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کی ذات اور اسکے **صفات** بہی ایک طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ یہہ بہی نہیں ہو سکتا کہ مختلف مذاہب والے خدا تعالےٰ کی جو شکل اور صفات پیش کرتے ہیں وہ سب کی سب درست ہوں عیسائی۔ ہندو۔ چینی ہر ایک جدا جدا صفات پیش کرتا ہے پہر کون عقلمند یہہ مان لیگا کہ ہر ایک اپنے اپنے بیان میں سچا ہے۔

ماسوا اسکے سچائی کے خود انوار اور برکات ہوتے ہیں یہہ بہی تو دیکہنا چاہئے کہ وہ نشانات اور انوار و برکات کس خدا کو مان کر ملتے ہیں اور کس دین میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک نسخہ کو استعمال کرتا ہے اگر اس نسخہ میں کوئی خوبی اور اثر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ چند روز کے استعمال کے بعد ہی اسکی مفید تاثیریں معلوم ہونے لگیں گی لیکن اگر اس میں کوئی خوبی اور تاثیر نہیں ہے تو خواہ ساری عمر اسے استعمال کرتے جاؤ کچہہ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس معیار پر **اسلام** اور دوسرے مذاہب کی سچائی اور حقیقت کا بہت جلد پتہ لگ جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی تاثیرات اور انوار و برکات کے لئے کسی گذشتہ قصہ کا حوالہ نہیں دیتا۔ اور نہ صرف آئندہ کے وعدہ ہی پر رکہتا ہے بلکہ اس کے پہل اور آثار ہر وقت اور ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں اور اسی دنیا میں ایک **سچا مسلمان** ان **ثمرات** کو کہا لیتا ہے۔

بتلاؤ ایسے مذاہب انسان کو کیا امید دلا سکتے ہیں جن میں تو بہ تک منظور نہیں ایک گناہ کرکے جنبک کروڑوں جونیں نصیب نہ ہولیں خدا سے صلح ہی نہیں ہو سکتی۔ وہاں انسان کیا پائیگا۔ اسکی روح کو راحت اور تسلی کیونکر مل سکے گی۔

مذہب کی سچائی کی بڑی علامت یہ ہے کہ **اس راہ سے دور افتادہ خدا کے نزدیک آجاتا ہے** جیسے جیسے وہ نیک عمل کرتا جاوے اسی اسی قدر تاریکی دور ہو کر معرفت اور روشنی آتی جاوے۔ اور انسان خود محسوس کرلے کہ وہ نجات کی ایک یقینی راہ پر جا رہا ہے اسکی ہدایتیں ایسی صاف اور واضح ہوں کہ انسان ان کے ماننے اور اسپر عمل کرنے میں اٹکے نہیں۔

بہلا یہہ بہی کوئی تعلیم اور اصول ہے کہ ذرہ ذرہ کو خدا قرار دیدیا جاوے جیسے خدا ازلی ابدی ہے اسیطرح پر ذرات عالم اور ارواح کو بہی ازلی ابدی تسلیم کیا جاوے اگر ایسا کوئی خدا ہے کہ جسنے ایک ذرہ بہی کسی قسم کا پیدا نہیں کیا تو اسپر بہروسہ کیسا اور اسکا ہم پر حق کیا ہے جو عبادت کریں۔ کیونکہ عبادت کے لئے حق بہی تو ہونا چاہئے جب کوئی حق ہی نہ ہو تو ایک ذرہ ذرہ اسے کہہ سکتا ہے کہ تیرا ہم پر کیا حق ہے؟ اس عقیدہ کو رکہہ کر انسان کسطرح پر خدا پرست ہو سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک خدا کی ہستی پر دلیل ہی قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر آریوں سے کوئی دہریہ پوچہے کہ پرمیشر کی ہستی کا کیا ثبوت ہے تو اس کا جواب وہ کیا دے سکتے ہیں؟ کیونکہ صانع کو مصنوعات سے شناخت کرتے ہیں جب کہ مصنوعات ہی کا وجود نہیں تو صانع کا وجود کہاں کو آیا۔ جیو اور پرکرتی کو جو خود بخود تسلیم کرتے ہیں تو پہر ان کے جوڑنے جاڑنے کے لئے کیا حاجت ہو سکتی ہے؟ اسطرح پر کوئی دلیل اللہ تعالےٰ کی ہستی پر انکے ہاتہہ میں نہیں ہے اور جب تک اس کی ہستی پر کوئی دلیل نہو کس طرح کوئی مان لے کہ وہ ہے ماسوا اسکے ان لوگوں کا یہ بہی اصول نہیں کہ خدا رحم کرنے والا ہے۔ ہر شخص کی اس ہستی پر توجہ ہوتی ہے جسے رحیم۔ کریم اور فیاض تسلیم کرے لیکن انہوں نے یہ مانا ہے کہ بغیر کرموں کے پہل کے اور کچہہ عطا ہی نہیں کر سکتا۔ اگر کرموں پر ہی سارا مدار ہے تو اس خدا پر کیا بہروسہ اور کیا امید جسکا ذرہ بہر بہی احسان نہیں ہے۔ یہہ تمام امور ہیں۔ جب انسان انکو بنظر غور دیکہتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ سوائے اسلام کے دوسروں میں سچی ہدایتیں نہیں ملتی ہیں۔ ماسوا اسکے ایک اور بڑی بات قابل غور ہے کہ اسلام میں بہت بڑی خاصیت یہ ہے کہ انسان جس مطلب کے لئے بنایا گیا ہے وہ اسلام کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ کیا ہے؟ یہ کہ خدا کی محبت بڑہے اور اسکی معرفت ترقی کرے۔ جس سے وہ ایک کامل شوق ذوق کے ساتہہ اسکی عبادت کرے لیکن یہ مطلب کبہی پورا نہیں ہو سکتا جب تک تعلیم اور ہدایت کامل نہو اور پہر اس تعلیم اور ہدایت پر عمل کرنے کے جو نتائج اور ثمرات ہیں انکا نمونہ موجود نہو۔ جسکو دیکہکر معلوم ہو کہ **خدا قادر خدا ہے۔**

یہہ ساری باتیں اسوقت سمجہہ میں آتی ہیں جب

انسان پُرغور مطالعہ کرتا ہے۔ عقلمند اور سعید کے دل مین تو اللہ تعالےٰ خود ہی ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے اور وہ اسلام اور دوسرے مذہب مین ایسی طرح امتیاز کر لیتا ہے جس طرح پر تاریکی اور نور مین کر لیتا ہے۔ لیکن بعض شخص ایسے ہوتے ہین کہ ان کے دل پر ایک مہر ہوتی ہے وہ حقیقت تک پہونچنے کی سعی نہین کرتے بلکہ بیہودہ اعتراض کرتے ہین۔ سعادت خدا تعالےٰ کی عطا اور بخشش ہے کوئی شخص جب تک روح **حق اور راستی** سے مناسبت نہین رکہتا اس طرف آ نہین سکتا۔ اور یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اعمال سے شناخت ہو سکتا ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے تو وہ لوگ جو رہزنی اور قزاقی کرتے ہین انسے پوچہا جاوے تو وہ اسکو مکروہ خیال نہین کرتے بلکہ ایک شکار سمجہتے ہین اسیطرح اور لوگ جو فسق و فجور مین مبتلا ہین وہ برا نہین سمجہتے یہ کوئی بات نہین ہے اصل یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض کے برکات اور انوار ساتہہ ہون۔

غرض **اول** یہہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کے متعلق غور کرے اور سمجہے سب سے اول اسکا **فرض** ہے اور یہہ ملنا اسکے فضل پر موقوف ہے پہر **دعا** کرے اور نیک صحبت مین رہے اور یہی خیال کرے کہ عمر کا کوئی اعتبار نہین۔ بعض لوگ اس انتظار مین رہتے ہین۔ کہ فلان وقت اس نیکی کو کر لین گے۔ مگر وہ اس انتظار ہی مین رہتے ہین اور موت آجاتی ہے اسلئے نیکی کے اختیار کرنے مین دیر نہین چاہئے۔

دربار شام (۱۰ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت مخدوم الملتہ نے عرض کی کہ ولایت کے ایک اخبار نے مضمون لکہا ہے کہ اسلام مہذب اقوام مین کامیاب نہین ہوا چنانچہ ہندوستان مین آٹہہ صدیون سے کچہہ بہی ترقی نہین ہوئی اسپر آپ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تہذیب کا لفظ ان کے نزدیک خاص ہے اور وہ معنے اس کے انکی اپنی ایجاد ہے۔ **آسمانی تہذیب** تو اور ہے جس مین ایمان۔ تقوےٰ دیانت۔ صلاحیت اور نیک کرداری شامل ہے مگر انکے نزدیک دنیا کے جوڑ توڑ ہر قسم کے مکر و فریب کا نام تہذیب ہے یہہ تہذیب انکے ہی نصیب رہے ہم اسکو لینا نہین چاہتے ÷ چند بیہودہ رسوم وعادات کا نام جو اخلاق سے گری ہوئی ہین تہذیب نام رکہتے ہین۔ اور خدائی رسوم و ادب کی توہین اور استخفاف کرتے ہین حالانکہ ان رسوم وعادات کے نتائج اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہین جن سے سوسائٹی مین امن۔ اخلاق اور نیک اعمالی پیدا ہوتی ہے۔ اپنی رسوم وعادات کو جنکے نتائج بد ہین پسندیدہ سمجہتے ہین۔

اس مقام پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ سید احمد خان صاحب نے ایک مضمون لکہا تہا کہ **سویلیزیشن** (تہذیب) کا مترادف عربی زبان کی مین نہین۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ مسٹر بیک نے ایک مرتبہ علی گڈہ کالج کے طلبا کے سامنے تہذیب پر لیکچر دیا جسکا خلاصہ یہ تہا کہ اگر تم راستہ مین چلو تو لیڈی تمہارے دائین طرف ہو اور اگر کوئی تار وغیرہ آجاوے تو اسکو پاؤن سے دبا کر لیڈی کو آرام سے گذرنے دو۔ کہانا کہاؤ تو اپنی بیوی کے ساتہہ نہین بلکہ تمہاری بیوی کسی اور کے ساتہہ کہائے اور تم کسی غیر کی بیوی سے۔ الآخرہ ایڈیٹر۔

فرمایا یہہ تہذیب انکو ہی مبارک ہو۔ قرآن شریف نے ہی سچی تہذیب دنیا کو سکہائی ہے یہہ **تہذیب** وہ ہے جس سے **انسانیت** آتی ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان مابہ الامتیاز حاصل ہوتا ہے اور پہر سچے اور جہوٹے مذاہب کے درمیان مابہ الامتیاز عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ تہذیب کسی کو نہین ملی تو اسے تہذیب سے کوئی حصہ ہی نہین ملا۔ یہہ دنیا کے کیڑے ہین **اباحت** سے ملی ہوئی باتون کا نام **تہذیب** قرار دیتے ہین۔

خدا تعالےٰ نے جس تہذیب کے پہیلنے کا ارادہ فرمایا ہے اسے اب کوئی روک نہین سکتا جیسے جب کوئی بڑا بہاری سیلاب آتا ہے تو اسکے آگے کوئی بند نہین لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کا ارادہ اس سیلاب سے بہی بڑہ کر زبردست ہے کون ہے جو اس کے آگے بند لگائے؟ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سچی تہذیب اور روحانیت پہیلے اور یہ اس کے بالمقابل عیسائیت کے گندے خیالات پہیلانا چاہتے ہین۔ اب خدا تعالےٰ سے انکی **لڑائی** ہے معلوم ہو جاویگا کہ **اسکا انجام** کیا ہے ÷ خدا تعالےٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا وہی خدا ہے جسنے زمین و آسمان بنایا ہے وہ چاہے تو نئے سرے سے اس زمین و آسمان کو بنا سکتا ہے۔ اب اسی کا کام ہے کہ وہ دنیا پر **اثر** ڈالے۔

ہم جو کوشش کر رہے ہین یہہ تو گویا بچون کا کہیل ہے ہمین کیا مقدرت ہے کہ لوگون مین سچائی کی روح پہونکدین اور انمین حقیقی اتحاد اور یگانگت پیدا کر دین نہ کیفیت اور کمیت اس اتحاد کی پیدا کر سکتے ہین۔ نہ ایک وجود بنا سکتے ہین۔ یہہ صرف خدا ہی کا کام ہے۔ جسنے پہلے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین یہ کرشمہ دکہایا چنانچہ فرمایا

لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم —

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو جو کچہہ زمین مین ہے۔ خرچ کرتا تب بہی وہ محبت و الفت جو ہم نے صحابہ مین پیدا کر دی ہے نکر سکتا حقیقت مین یہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ جیسا پہلے اللہ تعالےٰ نے کیا اب بہی اسی کے فضل سے امید ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جس قوم مین اللہ تعالےٰ کے ارادے سے روح نہین پہونکی جاتی اور جسکا نشو و نما خود اسی کے ہاتہہ سے نہین ہوتا جیسے باغبان ایک پودے کی خبرگیری کرتا ہے اور وہ اس کی نگرانی مین پرورش پاتا ہے اسوقت تک اس قوم مین بہتری اور ترقی کے آثار پیدا نہین ہوتے۔ اگر عارضی طور پر اس مین **وحدت** بہی ہو جاوے تو چند روز کے بعد وہی تفرقہ اور پریشانی آجاتی ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہین اسی قیاس پر ہماری جماعت کو سمجہتے ہین جیسے برہمو وغیرہ فرقون کو سمجہتے ہین اسی طرح اس فرقہ اور قوم کو سمجہتے ہین کہ یہہ بہی کسی شخص کی خیالی تجویزون کا نتیجہ ہے مگر مین جانتا ہون کہ **خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا** ہے اور اسی کے فضل سے اسکا نشو و نما ہو رہا ہے اصل یہ ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ کا ارادہ نہو کوئی قوم ترقی نہین کر سکتی اور نہ اسکا نشو و نما ہو سکتا ہے لیکن جب اللہ تعالےٰ کسی کے لئے چاہتا ہے تو وہ قوم بیج کیطرح ہوتی ہے جیسے قبل از وقت بیج کے نشو و نما اور اسکے آثار کوئی نہین سمجہہ سکتا۔ اس قوم کی ترقیون کو بہی محال اور ناممکن سمجہتے ہین ہماری جماعت اگر بیس پچیس لاکہہ ہو کر پہر اسکی ترقی ٹہیر جاوے تب بہی کچہہ نہین پہر بہی یہ سلسلہ کی حقانیت کی دلیل نہین ٹہیرتی اسلئے ضروری ہے کہ یہہ **ساری زمین پر پہیل جاوے اور مقدار اور محبت کے رو سے غالب ہو جاوے**۔ کیونکہ یہہ خدا کے بغیر کب ہو سکتا ہے یہ اسی کے کام ہین اور وہی کریگا۔

مین یقیناً جانتا ہون کہ سب سے بڑا **معجزہ** یہی ہوتا ہے کہ جسکو اسنے بہیجا ہے اسکی **علت غائی** باطل نہو۔ اور مامور کی یہی علت غائی ہوتی ہے میرے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزارون لاکہون معجزہ ہین لیکن آپ کا یہ معجزہ بڑا ہی زبردست ہے آپ نے

جو دعویٰ کیا تہا وہ کر دکہایا

جیسے ایک طبیب دعوےٰ کرے کہ مین **حاذق طبیب** ہون اور پہر اسے دعوے کو مریضون کی صحت اور تندرست ہونے سے ثابت کر دکہائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچہہ اپنے دعوےٰ کے موافق کر دکہایا اسکی تو کوئی نظیر ہی نہین ملتی۔ عرب جیسی جاہل اور خونی قوم جو کبہی کسی کی بات مان ہی نہین سکتی تہی کیا کوئی اس قوم کی نسبت خیال کر سکتا تہا کہ یہ قوم باہم متحد ہوگی۔ اور خدا تعالےٰ سے ایسا قوی تعلق پیدا کر لینگے کہ باوجودیکہ یہ فرعون سیرت ہین لیکن اسکی اطاعت مین ایسے محو اور فنا ہونگے کہ **جان عزیز** کو بہی اسکی راہ مین دیدین گے غور کرو کہ کیا یہ آسان امر تہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایک ایسی قوم مین ایسی محبت الٰہی کا پیدا کر دینا کہ وہ مرنے کو طیار ہو جائین خود آپ کی اعلےٰ درجہ کی **قوت قدسی** کو ظاہر کرتا ہے۔

مین دیکہتا ہون کہ لوگ بیعت مین تو داخل ہوتے ہین لیکن ذرا سا بوجہہ پڑ جاوے تو ابتلا مین پڑ جاوین۔ مگر صحابہ مین کیسی کشش تہی کہ مال اور آبرو تو کیا چیز سب سے بڑہ کر جان ہے وہ بہی انہون نے دیدی۔ اگر کوئی کشش نہ تہی تو اس درجہ تک وہ کیونکر پہونچے؟ دوسری طرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حالت سے جب مقابلہ کرتے ہین تو تعجب ہوتا ہے گویا انمین کچہہ بہی کشش نہ تہی۔ پطرس نے آخری وقت پر جو مدد کا وقت تہا انکار کر دیا اور یہودہ نے بہیدیا باقی بہاگ گئے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل کشش نہ تہی۔ کامل نبی مین ایک کامل کشش اور جذب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنا جذب انمین رکہدیتا ہے مکہ کی زندگی ابتلاؤن سے بہری ہوئی تہی مگر وہ کمزور جماعت ہر قسم کے مصائب شدائد کو برداشت کرتے رہے اور جب انہین ایک بڑی جماعت کا مقابلہ کرنا پڑا تو اس سے بہی نہین گہبرائے اور نہ پیچہے ہٹے۔ غرض جس قسم کا ابتلا انپر آیا۔ بڑی دلیری اور خوشی کے ساتہہ اسکا مقابلہ انہون نے کیا۔ مین یقیناً جانتا ہون کہ ان کی نہ اول نظیر پائی جاتی ہے نہ بعد مین۔ انہون نے **بیعت** کے مفہوم کو خوب سمجہا اور اپنے عمل سے اسے ثابت کر دکہایا ہان اللہ تعالےٰ چاہے تو ہر ایک وقت مین ایسا ہو سکتا ہے مولوی **عبد اللطیف** (رضی اللہ عنہ) نے بہی ایسا کامل نمونہ دکہایا۔ ان نمونون سے دوسرون کو بہی فائدہ

ہوتا ہے جس سلسلہ میں کوئی نمونہ نہو وہ سلسلہ قابل تعریف نہیں ہو سکتا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا نمونہ دکہایا کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی بڑی تعریف کی ہے

منھم من قضے نحبہ ومنھم من ینتظر ایسے عمدہ الفاظ مین ظاہر کیا کہ وہ سب کے سب اللہ تعالےٰ کی راہ مین جان دینے کو طیار تہے اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کی تعریفین اگر قرآن شریف کی مختلف آیات سے جمع کی جاوین تو وہ ایک عجیب اسوہ حسنہ **بیعت** کے مفہوم کے لئے عجیب مخلوق تہی جسنے اللہ تعالےٰ کو مقدم کر لیا تہا بنی اسرائیل مین شہرت یافتہ دو ہی نبی تہے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان دونون مین سے کسی کے صحابہ کا ذکر کر کے طبیعت خوش نہین ہوتی حضرت موسیٰ کی قوم انکو ہی سنگسار کرنے کو آمادہ ہو جاتی تہی اور اکثر ان کے ساتہہ جہگڑتے اور انکار کر دیتے تہے۔ وہ سرکش اور کج طبع قوم تہی۔ اور حضرت مسیح کے صحابہ کا وہ حال تہا جو مینے ابہی بیان کیا کہ اُسی وقت انکار کر دیا۔

اس تقریر کے بعد صحابہ کرام کے اس محبت و اخلاص کا ذکر فرماتے رہے جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رکہتے تہے اسی ضمن مین یہ ذکر آگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر وہ کسقدر بے قرار ہو گئے تہے۔ انہین قرار نہین آیا جب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑہکر سب انبیاء علیہم السلام کی وفات پر اجماع نہ کرالیا۔ فرمایا یہہ کیا ہی مبارک اجماع تہا اگر یہ اجماع نہ ہوتا تو بڑا بہاری فتنہ اسلام مین پیدا ہوتا۔ اسلام مین سب سے پہلا اجماع

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

ہی پر ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کا منشاء تو اس صدمہ ہی کو دور کرنا تہا۔ اور وہ مرگ یاران جشنے دارد ہی سے دور ہوتا تہا۔ اگر اس آیت کے استدلال مین حضرت مسیح کو مستثنے کیا جاتا تو صحابہ کے درد کا کیا علاج ہوتا؟ پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیح سے کم درجہ پر تہے جو زندہ نہ رہتے۔ **قد خلت** کے معنے تو خود اسی آیت مین **افان مات او قتل** نے کر دئے ہین کیا اس مین رفع بجسد العنصری بہی کہین لکہا ہے؟ غرض جسطرح پر کسی کی قوت شامہ ماری جاوے تو اسے خوشبو کا احساس نہین رہتا۔ اسیطرح پر ان لوگون کی ایمانی قوت شامہ مرگئی ہے جو مسیح کو زندہ آسمان پر لے جاتے ہین اگر یہ عقیدہ صحیح ہے تو پہر حالت بہت خطرناک ہے یہی عقیدہ انکی خدائی کی پہلی اینٹ قرار دیا گیا ہے

(اسکے بعد موجودہ گرد و غبار جو آسمان پر چہایا ہوا ہے اس کا ذکر ہوتا رہا۔ فرمایا یہ سب کچھہ ہمارے لئے ہی نشان ہین۔ اللہ تعالےٰ ہمارا متولی اور متکفل ہے ہمین کیا غم ہے۔)

دربار شام (۱۱ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت حکیم الامۃ کا بچہ عبد القیوم بیمار تہا گذشتہ شب کو اسے تکلیف تہی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکا حال پوچہہ رہے تہے اسی ذکر مین حضرت حکیم الامۃ نے کہا کہ مین اس سوال پر سوچتا رہا کہ آریہ جو اعتراض کرتے ہین کہ بچون کو دکہہ یا تکالیف انکے پچہلے جنم کا نتیجہ ہے۔ اس تحریک پر حضرت اقدس نے ذیل کی تقریر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر۔

یہہ تو بالکل بیہودہ عقیدہ ہے۔ اول تو یہ ہی قابل غور امر ہے کہ آیا بچے اسقدر تکلیف محسوس ہی کرتے ہین یا نہین جسقدر ماں باپ محسوس کرتے ہین کیونکہ حس ہی عقل ہی کے ساتہہ بڑہتی ہے اور علاوہ برین بچہ ہی جو بہشت مین داخل ہوگا۔ تو کسی حق ہی سے ہوگا۔ اسلئے اس قسم کی تکالیف اٹہاتا ہے۔

تکالیف اور مصائب کا فلسفہ اصل بات یہ ہے کہ انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ زد و کوب ہی سے درست ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی ربوبیت انسان کی تکمیل چاہتی ہے اور خود **عبودیت** کا ہی تقاضا ہے کہ کسی نہ کسی طرح تکمیل کرے۔ اسلئے منجملہ تکمیل کی صورتون کے ایک شدائد اور مصائب بہی ہین۔ انبیاء علیہم السلام جو بالکل معصوم اور مقدس وجود ہوتے ہین وہ بہی تکالیف اور شدائد کا نشانہ بنتے ہین اور ایسے مصائب ان پر آتے ہین کہ اگر کسی اور پر آئین تو وہ برداشت ہی نکر سکے ہر طرف سے ان کے دشمن اوٹہتے ہین کوئی باتون سے دکہہ دیتا ہے کوئی حکام **وقت** کے ذریعہ تکلیف دینے کا منصوبہ کرتا ہے کوئی قوم کو اسکے برخلاف اکساتا ہے غرض ہر پہلو کر اسکو تکلیف دی جاتی ہے اور ہر طرح کی بے آرامی اور حزن و غم ان پر آتا ہے باوجود اسکے ان ساری باتون کا کچھہ بہی اثر ان پر نہین ہوتا اور وہ پہاڑ کیطرح جنبش نہین کرتے کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ گنہگار ہین؟ ہرگز نہین اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑہ کر بیہودگی اور کیا ہوگی؟ بچون کی تکالیف کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ سے خوب حل ہوتا ہے۔ معصومیت کے لحاظ سے بچہ سمجہہ لو۔ یہہ مصائب عبودیت کی تکمیل کے لئے ہین اور عالم آخرت کے لئے مفید ہین۔ اگر ایسی حالت ہوتی کہ مرنے کے بعد بچہ کی روح مفقود ہو جاتی تو بہی اعتراض کا موقع ہوتا لیکن جبکہ جاودانی عالم اور ابدی راحت موجود ہے تو پھر یہ سوال ہی کیون ہے؟ اگر یہ سوال ہے کہ بغیر تکلیف کے اس ابدی راحت مین داخل کر دے تو پہر کہین گے کہ معاصی کا بکھیڑا کیون ہے؟ اس کے ساتہہ ہی داخل کر سکتا تہا اسکا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات مین غنی بے نیاز ہے۔ انسان کو نجات اور ابدی آسایش کے حصول کے لئے کچھہ نہ کچھہ تو کرنا چاہیئے۔

جبتک وہ تکالیف اور شدائد نہین اٹہاتا راحت اور آسائش نہین پا سکتا۔ یہہ شدائد دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو وہ ہین جو انسان خود مجاہدات کرتا ہے اپنے نفس کے ساتہہ جنگ کرتا ہے اور اسطرح پر اکثر تکالیف مین سے ہو کر گذرتا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ قضا و قدر خود اسپر کچھہ تکالیف نازل کر دیتی ہے اور اس ذریعہ سے اسے صاف کرتی ہے۔ اس طریق مین بچے اور انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ ہوتے ہین وہ بے گناہ اور معصوم ہوتے ہین اسپر بہی مصائب اور شدائد ان پر آتے ہین وہ محض انکی تکمیل اور ان کے اخلاق اور صدق و وفا کے اظہار کیلئے۔ انسان کے لئے سعی اور مجاہدہ ضروری چیز ہے اور اسکے ساتہہ مصائب اور مشکلات بہی ضروری ہین۔

لیس للانسان الا ما سعی

جو لوگ سعی کرتے ہین وہ اسکے ثمرات سے فائدہ اُٹہاتے ہین۔ اسی طرح پر جو لوگ اللہ تعالےٰ کی راہ مین مجاہدہ کرتے ہین اور نفس کی قربانی کرتے ہین اسپر الٰہی قرب و انوار و برکات اور قبولیت کے آثار ظاہر ہوتے ہین اور بہشت کا نقشہ ان پر کہولا جاتا ہے۔ یہہ لوگ اس راہ سے بے خبر ہین اور ان انعامات سے بے بہرہ اسلئے ایسے گندے اور بیہودہ اعتراض کرتے ہین انکے ہان تو نجات کسی کو ملتی ہی نہین ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تناسخ مان بیٹھے ہین۔ ہم یقین سے کہتے ہین اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس عالم کی تکالیف کا اجر دوسرے عالم مین ملتا ہے جسطرح پر انبیاء و رسل کو ملتا ہے اسی طرح پر دوسرے لوگون کو ملتا ہے سنت اللہ یہی ہے اور انسانی تکمیل کو ضروری تہی تاکہ وہ خدا تعالےٰ کا ہمسر نہو مان بعد تعالےٰ کا قرب حاصل کر کے مظہر تجلیات الٰہیہ ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ **مصائب** اور شدائد اٹہائے اور بہت سی مارین کہائے یہہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اسکی سچائی تجربہ سے ثابت ہو رہی ہے۔ پس جب ایک واقعہ تجربہ سے ثابت ہو جاوے تو اسپر بحث فضول ہے۔

فرمایا تناسخ کی دلیل مین جو امیر اور مفلس کا تفاوت پیش کیا جاتا ہے یہہ ہی ایک بیہودہ بات ہے اس لئے کہ غنی کے لئے زکوٰۃ اور صدقات رکہے ہین کہ وہ ادا کرے اور مفلس کے لئے صبر رکہا ہے اور دونون کے لئے اجر ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو چار کوس کا راستہ طے کرنا ہو ایک شخص کے پاس تو عمدہ عمدہ کہانے ہون اور دوسرے کے پاس ستو ہی ہون دونون ہی اس راستہ کو طے کر لین گے اور منزل مقصود پر جا کر اپنے اعمال کے موافق فائدہ اٹہائین گے۔

تناسخ پر تو اسقدر اعتراض ہوتے ہین کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے مثلاً ایک طرف تو یہہ لوگ ناطہ رشتہ مین دور دراز کے گوتون اور ذاتون کا لحاظ کرتے ہین دوسری طرف اگر ایک بچہ کی ماں یا بہن اس کی چہوٹی عمر مین مر جاوے اور کسی دوسری جگہ جنم لیکر اسکے ساتہہ بیاہی جاوے تو اس کے روکنے کا کیا انتظام ہے اور پہر تناسخ کے لئے یہ بہی ضروری ہوگا کہ جرائم کے انواع بہی تجویز کرین کیونکہ جس کثرت سے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہین یہ سب جرائم ہی کی وجہ سے ہونگے؟ اور پہر بچون کا گناہ الگ چاہئیے۔ اس قسم کے بہت سے اعتراض اس مسئلہ پر وارد ہوتے ہین۔

دربار شام (۱۲ اگست ۱۹۰۵ء)

ایک نو مسلم صاحب رحیم آباد سے آئے ہوئے تہے حضرت حکیم الامۃ نے انکی زبانی بیان کیا کہ وہ پنڈت دیانند صاحب کیساتہہ سات سال تک رہے ہین۔ پہر تو نو مسلم صاحب نے بیان کیا کہ مینے ویدون کو اشوک کے سے پڑہا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے پوچھا کہ آپ کے قبول اسلام کی کیا تقریب ہوئی۔ جواباً کہا کہ اصل تو آپ کی پیشگوئیوں پر میری نظر تھی اور اسکے بعد **دلیپیا** کے مباحثہ میں مجھ پر اسلام کی سچائی واضح ہو گئی اور میں مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے سوال کیا کہ **معراج** کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے کیا وہ جسمانی تھا یا روحانی؟ اسکے جواب میں حضرت اقدسؑ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

فرمایا جب تک انسان بے خبر ہوتا ہے اُسکی باتیں نری اٹکلیں ہی ہوتی ہیں۔ ایسا ہی معراج کے متعلق لوگوں کا حال ہے وہ اسکی **حقیقت** اور **صلیت** سے بیخبر ہیں ہم تو **معراج** کو بالکل بیداری تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں ایک بیداری دنیا داروں کی ہے اور ایک بیداری عارفوں صادقوں نبیوں اور خدا رسیدہ لوگوں کی بیداری ہوتی ہے اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام صادقوں اور عارفوں کے سردار ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مرتبہ بھی آپکا سب سے بڑھا ہوا ہے۔ **معراج** ایک کشفی معاملہ تھا۔ یہہ بھی یاد رہے کہ کشف دو طرح کا ہوتا ہے ایک کشف ایسا ہوتا ہے کہ اس میں غیبت حس زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا کشف ایسا ہوتا ہے کہ وہ بالکل بیداری کے رنگ میں ہوتا ہے اور دراصل ہوتی ہی بیداری ہے اس قسم کے **کشف** کو خواب کبھی کہہ ہی نہیں سکتے بلکہ ایسے کشف کو خواب کہنا ایسی غلطی ہے جیسے کوئی دن کو رات کہدے۔

اس حالت کشف میں صاحب کشف وہ دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور وہ اسرار مشاہدہ کرتا ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتے۔ اس بیداری میں (جو عام لوگوں کی حالت ہوتی ہے) اس بیداری کے مقابلہ میں صدہا پردے اور حجاب ہیں۔ اگر اس کو اندھا کہیں تو زیادہ مناسب ہے اور اگر بہرہ کہیں تو موزوں ہے۔ لیکن اس کشفی بیداری میں اعلےٰ درجہ کی بینائی اور شنوائی عطا ہوتی ہے۔ جس میں صاحب کشف وہ حالات دیکھتا ہے جو کسی نے نہ دیکھے ہوں اور وہ باتیں سنتا ہے جو کبھی نہ سنی ہوں پس اسی قسم کی بیداری کے ساتھ وہ **معراج** تھا اور ایک لطیف اور روحانی جسم کے ساتھ تھا۔

انسان کے جسم دو ہیں **ایک زمینی** اور دوسرا آسمانی جسم ہے۔ **زمینی جسم** کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے

الم نجعل الارض کفاتا

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج جس جسم کے ساتھ ہوا وہ آسمانی جسم تھا وہ معراج قابل تعریف نہیں جو عوام مانتے ہیں۔ چونکہ ہر شخص اپنی حد تک بات کرتا ہے بچہ اس حد تک ہی کہتا ہے جو کہیں تک محدود ہو کم علم اپنی حد تک اسی طرح یہہ لوگ چونکہ اس حقیقت سے محض ناآشنا اور ناواقف تھے انہوں نے یہانتک ہی اس راز کو سمجھا لیکن خدا تعالےٰ نے مجھ پر اس کی حقیقت کھولدی ہے اور عوام اس سے محض ناواقف ہیں اسلئے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ ایسا کشفی رنگ تھا کہ اسکو ہرگز خواب نہیں کہہ سکتے یہہ سچی بیداری تھی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہؤا۔ اور یہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کامل درجہ کا **تقدس** اور تطہر نہو۔

اس تقریر کو سنکر شیخ عبدالحق صاحب (یہہ اس نو مسلم کا نام ہے) نے کہا یہہ تو بالکل سچ ہے افسوس یہ مخالف مولوی منبروں پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ وہ معراج سے ہی منکر ہیں۔ اسپر پھر حضرت اقدسؑ نے سلسلہ تقریر شروع کیا۔ ایڈیٹر۔

فرمایا۔ جو کچھ اسلام کا زیور تھا جس پر **اسلام** کو ہمیشہ ناز تھا اور جو اسلام اور دوسرے مذاہب میں مابہ الامتیاز تھا اس سے اس سے یہ لوگ بالکل بےخبر ہیں۔ اسلام کے سوا جسقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں انکی یہ حالت ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے محبوب کی بڑی تعریف کرے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہدے کہ ہاں ایک آنکھ اسکی نہیں اور دوسرا ساری تعریفیں کرنے کے بعد کہدے کہ اس کی شنوائی نہیں یا ایک ٹانگ نہیں غرض کوئی نہ کوئی نقص ضرور مانتے ہیں پورے طور پر کامل محبوب تسلیم نہیں کرتے۔ **اسلام** میں یہ خوبی ہے کہ اس نے احسن طور پر خدا تعالےٰ کو دکھایا ہے اور کبھی انسان شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ جس قسم کا خدا انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے وہ ایسا ہی اسلام میں پائیگی۔ کوئی نقص اور کمزوری اس میں نہیں ہے۔ **اسلام** ایسا مذہب ہے جو ایک ہی **زندہ** اور ابدی مذہب ہے کیونکہ اسکی تاثیرات اور پہل ہمیشہ تازہ بتازہ موجود رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالف علماء اسلام کی عام خوبیاں تو بیان کرتے ہیں کہ وہ توحید کی تعلیم دیتا ہے لیکن ایک اعلےٰ درجہ کی خوبی کا انکار کرتے ہیں۔

ایسا تو ایک برہمو بھی کر سکتا ہے فرض کرو اگر ایک برہمو کہے کہ بےشک لا اله الا الله کی تعلیم عمدہ ہے اور میں بھی مانتا ہوں۔ خدا تعالےٰ کی صفات بھی مانتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہوں اور تمہاری طرح ہم بھی تناسخ کے نقص بیان کرتے ہیں اور اسکی تردید کرتے ہیں۔ باوجود ان باتوں کے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرتا ہے۔ تو کیا اسکی اتنی باتیں قابل قدر ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں اسلئے کہ اسلام کی جو اعلےٰ درجہ کی خوبی تھی وہ تو اسنے فروگذاشت کردی۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا **یقینی** ثبوت اور زندہ ثبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی تھی۔ جب اسے وہ نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ باقی جو کچھ ہے وہ بھی محض خیالی امر ہے۔ اسی طرح پر ہمارے مخالف علماء کی حالت ہو رہی ہے۔ وہ چیز جو میں دنیا کو دینی چاہتا ہوں وہ انکے پاس نہیں اور اس سے وہ غفلت کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان جب تک اللہ تعالےٰ کی ہستی کو سمجھ نہیں لیتا اور **انا الموجود** ہونے کی آرزو نہیں سن لیتا **نفس امارہ** پر غالب نہیں آتا۔ اسلام کی اصلی غرض یہی تھی جو اب مفقود ہو چکی تھی۔ اسی کے احیا کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔

یاد رکھنا چاہئیے کہ دنیا میں جسقدر کوئی کسی سے خوف کرتا ہے یا کسی کی طرف رغبت کرتا ہے وہ **معرفت کا ثمرہ** ہوتا ہے دیکھو اگر کسی کو یہہ معلوم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے تو وہ کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ رات کے وقت اس مکان میں بھی داخل نہ ہوگا ایسا ہی اگر معلوم ہو کہ یہاں **ایک خزانہ مخفی** ہے تو اس کیطرف التفات پیدا ہوگی۔ اندھیرے میں ایک چیز کو اگر **بکرا** سمجھتا ہے تو جبتک اسے بکرا سمجھتا ہے تو پاس کھڑا رہے گا لیکن یونہی جب یہہ خیال ہوگا کہ وہ **شیر** ہے پھر وہاں نہیں رہ سکتا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی محبت اور خوف معرفت سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی آدمی دانستہ زہر نہیں کہا سکتا سنکھیا خواہ شہد میں بھی ملا ہوا ہو پھر بھی کوئی اسے نہیں کہائیگا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ یہ ہلاک کرنے والی زہر ہے۔

لیکن اسی طرح پر **گناہ** بھی ایک **زہر** ہے جو انسان کی روح کو ہلاک کرتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ اگر خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان رکہتا ہے تو پھر بڑی دلیری اور جرأت سے گناہ کیوں کرتا ہے؟ اگر اسے یہ معرفت ہو کہ کوئی محاسب بھی ہے تو اسقدر دلیری نہ کرے۔ یہہ دلیری اور جرأت **عدم معرفت** کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

غرض اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام **حقیقی معرفت** عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلودہ زندگی پر موت آجاتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر اسے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے اعراض صوری یا معنوی نہو تو اللہ تعالےٰ اس میں اور اسکے غیر میں **فرقان** رکہدیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے اسکی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے اسکی معرفت بڑہتی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اسکو وہ حواس اور قوے دئے جاتے ہیں کہ وہ ان چیزوں اور اسرار قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے وہ ان باتوں کو سنتا ہے کہ اوروں کو اس کی خبر نہیں۔ اسی لئے فرمایا من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس جہان کے لئے انسان اسی عالم سے حواس لے جاتا ہے اسی جگہ سے وہ بصارت لے جاتا ہے جو وہاں کی اشیاء اور عجائبات کو دیکھے۔ اور یہاں ہی سے وہ شنوائی لے جاتا ہے جو سُنے۔ گویا جو اس جہان میں وہاں کی باتیں دیکھتا اور سنتا نہیں وہ وہاں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

یہہ تھا مابہ الامتیاز اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان جسکو میرے مخالف پیش نہیں کرتے۔ اور خدا تعالےٰ نے اسی **فرقان** کو دیکر مجھے بھیجا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ جبکہ یہہ مابہ الامتیاز ہے تو کیوں ہر شخص نہیں دیکھہ لیتا اسکا جواب یہ ہے کہ **سنت اللہ** یہی واقع ہوئی ہے کہ یہ بات بجز مجاہدہ توبہ اور **تبتل تام** کے نہیں ملتی چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

یعنے جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرینگے انہیں کو یہ راہ ملے گی۔ پس جو لوگ خدا تعالےٰ کے وصایا اور احکام پر عمل نکریں بلکہ اُنسے اعراض کریں انپر یہ دروازہ کس طرح کہل جائے یہہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہاں ایک خزانہ مدفون ہے اور دس بارہ دن کی محنت کے بعد نکل سکتا ہے اور کوئی شخص محنت تو کرے نہیں اور یہ کہے کہ خزانہ مل جاوے کیونکر ملے گا؟ اسی طرح پر یہہ خزانہ اللہ تعالےٰ نے اسلام میں رکہا ہے لیکن اس خزانہ کی کلید احکام اور ہدایتوں پر عمل ہے۔ اسکی وصیت اور ہدایت پر عمل کرنا اور محض خدا کے لئے نفس کو روک رکہنا یہہ کنجی ہے اور اسلام ہی میں یہہ ملتی ہے۔

من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

اسلام ایک چشمہ ہے اگر کوئی شخص اس پر جا بیٹھا

اور بعد دیکھکر اس سے سیراب ہوکر نہیں پیتا تو اسکا اپنا قصور ہے اس چشمہ کا کیا قصور ہے؟ اگر کوئی شخص آفتاب کیطرف سے اپنے دروازے اور کھڑکیاں بند کر لیتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے کمرہ میں تاریکی آجاوے اس میں آفتاب کا کوئی قصور نہیں۔ اسلئے جب تک انسان سچا مجاہدہ اور محنت نہیں کرتا وہ **معرفت کا خزانہ** جو اسلام میں رکھا ہوا ہے اور جس کے حاصل ہونے پر گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوتی ہے انسان خدا تعالے کو دیکھتا ہے اور اس کی آوازیں سنتا ہے اسے نہیں مل سکتا۔ چنانچہ صاف طور پر اللہ تعالے فرماتا ہے۔ .... **واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوٰی۔**

یہہ تو سہل بات ہے کہ ایک شخص متکبرانہ طور پر کہدے کہ میں اللہ تعالے پر ایمان لاتا ہوں اور با وجود اس دعوے کے اس ایمان کے آثار اور ثمرات کچھہ بھی پیدا نہوں۔ یہہ نری لاف زنی ہوگی ایسے لوگ اللہ تعالے کی کچھہ پروا نہیں کرتے اور اللہ تعالے بھی ان کی پروا نہیں کرتا۔

اصل بات یہی ہے کہ یہہ دولت مجاہدہ اور محنت کے بغیر ہاتھہ نہیں آتی ہے اور ان راہوں پر چلنا سب کے لئے ضروری ہے یہانتک کہ انبیاء ورسل کے لئے بھی یہی راہ ہے انکو جو فتوحات دیئے جاتے ہیں وہ اسی راہ سے ملتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو اس راہ میں فنا ہو جاتے ہیں اور وہی حالت ہوتی ہے جب ان سے معجزات صادر ہوتے ہیں وہ عام لوگوں سے بالکل نرالی قوم ہوتی ہے ہر شخص تو یہہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکی تعریف کریں اسکی عزت اور شہرت ہو برخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام اپنے نفس کو بالکل بھلا دیتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالے ہی کی عزت اور عظمت کے بھوکے پیاسے ہوتے ہیں۔ خدا تعالے کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لئے وہ ہر قسم کی ذلت کے برداشت کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ وہ تمام دکھوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں مگر ذرا بھی پروا نہیں کرتے ان کی ساری خواہشیں اور آرزوئیں اس ایک بات پر آکر ختم ہو جاتی ہیں کہ کسی طرح اہل دنیا **خدا تعالے پر** ایمان لاویں۔ انہیں سخت تکلیف پہونچتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ شرک اور خدا سے دور لوگ اپنے بتوں اور معبودوں کی ایسی تعریف کرتے ہیں جو خدا تعالے کی ہونی چاہئے۔ ایسا ہی وہ اسکو بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ لوگ ہر قسم کے فسق و فجور اور بد اعمالیوں میں مبتلا ہو کر خدا تعالے کی طرف سے منہ موڑیں۔ ایسی

صورت میں انکے دلپر قلق اور کرب کا استیلا ہوتا ہے پس جب انکے دکھوں اور تکالیف کا اندازہ حد سے گذر جاتا ہے تو اللہ تعالے پھر گوارا نہیں کرتا کہ وہ اسطرح پر دکھ اٹھائیں۔ اسلئے وہ **کرامت یا نشان ظاہر** کرتا ہے۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ راستباز دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو انبیاء ورسل یہہ تو اعلے درجہ کے **راستباز اور مقدس** وجود ہیں دوسری قسم کے وہ راستباز ہیں جو عام مومن ہوتے ہیں لیکن ان میں کچھہ نہ کچھہ بقایا نفس بھی موجود ہوتا ہے ان دوسرے درجہ کے لوگوں کو بھی اللہ تعالے کچھہ نہ کچھہ خوارق کا حصہ دیدیتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے نشانوں کے مستحق وہی قوم انبیاء ورسل کی ہے جو کسی صورت میں بھی خدا تعالے کے غیر کا جلال نہیں دیکھہ سکتے ان کی مصیبت اور دکھ اسلئے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالے کے خلاف نہ دیکھہ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔ میرا ایمان یہی ہے کہ نوح علیہ السلام کا طوفان جو آیا اس طوفان سے پہلے ایک طوفان خود **نوح** پر بھی آیا تب وہ طوفان آیا جسنے لوگوں کو غرق کیا۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون غرق ہوا مگر اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ایک سخت مصیبت دیکھی جو لوگوں کی نظر سے مستور تھی مگر وہ ایسی مصیبت تھی کہ اسے انکا ہی دل برداشت کر سکتا تھا۔ اور ایسی بھاری مصیبت تھی جسنے یہ نمونہ غرق دکھایا۔ نوح علیہ السلام کا غم خیال کرو کہاں تک پہونچا ہوگا جو خدا تعالے کا غضب اسطرح پر بھڑکا۔

یقیناً سمجھو کہ یہہ **قوم** ایک عجیب قوم ہوتی ہے لوگوں کے ہم وغم اپنے گھر کے دائرہ کے اندر رہتے ہیں بیوی بچوں کا غم ہوا۔ یا اپنی عزت و دولت کے لئے اور اس لئے خدا تعالے انکی پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن اس قوم کے غموں کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف مخلوق کی ہمدردی انہیں ہم وغم میں مبتلا کرتی ہے دوسری طرف اللہ تعالے کی عظمت اور شان بلند کے لئے کڑھتے ہیں۔ اور یہہ بات تکلف یا بناوٹ سے پیدا نہیں ہوتی انکی فطرت ہی اس قسم کی بنی ہوئی ہوتی ہے اس قوم کو اس رنگ میں گویا آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔

ایسی حالت میں اللہ تعالے گوارا نہیں کرتا کہ وہ غم میں مر جاویں وہ دیکھتا ہے کہ انکا غم محض اس کے لئے ہے انسے اگر پوچھا جاوے کہ وہ کیوں اسقدر غم کھاتے ہیں تو بتلا نہیں سکتے۔ کیونکہ انکے **تعلقات ذاتیہ** ہوتے ہیں اور خدا تعالے کی عظمت کے اظہار کے لئے وہ طبعی طور پر بیقرار ہوتے ہیں۔ اور اس میں انکے نفس کا کچھہ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ کامل نفوس کے تعلقات جو اللہ تعالے کے ساتھہ ہوتے ہیں وہ اس قسم کے ہیں کہ اگر بہشت و دوزخ بھی نہ ہوتب بھی وہ دور نہیں ہو سکتے بغرض انسان ہر گز کنہہ تک نہیں پہونچ سکتا کہ وہ اللہ تعالے کی عظمت و جبروت کے لئے کس کس قسم کے قلق و کرب میں ہوتے ہیں۔ جب یہہ اضطراب حد سے بڑھ جاتا ہے تو پھر

آسمانی نشان

ظاہر ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالے بے پروا ہے اگر ساری دنیا اسکی حمد و ستائش کرے اور کوئی بھی اس کے خلاف ورزی نکرے تو اسکی شان ربوبیت اور الوہیت میں کچھہ بھی زیادتی نہیں ہو سکتی اور نہ اس سے کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے اگر سب کے سب فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں۔ مگر بات یہ ہے کہ جب ایک انسان اسکے لئے ہی کھپتا ہے تو آخر اسے اپنی **مستور ذات** کو ظاہر کرنا پڑتا ہے۔

یہی ستر ہے اس حدیث میں

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف

اور یہ اسیوقت ہوتا ہے جب اللہ تعالے کے ماموروں اور مرسلوں کا **قلق و کرب** حد سے بڑھتا ہے انبیاء علیہم السلام کے مجاہدات کا اتنا ہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالے کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں بلکہ دنیا پر بھی احسان کرتے جاتے ہیں کیونکہ اسے بھی دکھا دیتے ہیں۔

پس **نرے چھلکے** پر کفایت کر لینا کافی نہیں ہے ایسی متاع چوری جا سکتی ہے لیکن جو **متاع حقیقی** اسلام پیش کرتا ہے جو اس میں اور اسکے غیروں میں مابہ الامتیاز ہے اسے کوئی چرا نہیں سکتا۔ یہہ بات ہے جو ہم پیش کرتے ہیں کہ **خدا موجود ہے اور اسکے امتیازی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔**

اسلام کے ثمرات اب بھی ایسے ہی ہیں اگر کوئی ان پھلوں کو نہیں کھاتا تو اسلام کا کیا قصور طبیب اگر ایک نسخہ بنا دے اور کوئی اسے استعمال نکرے تو اس میں طبیب کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ اسلام میں یہہ ایسی **نعمت** ہے جو کسی اور دین میں نہیں مل سکتی اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالے نے فرمایا **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی**۔ لیکن یہ نعمت نہیں مل سکتی **جب تک اسطرف قدم نہ اٹھاوے** اور افسوس کے ہمارے مخالف اس نعمت کی طرف متوجہ نہیں۔

دربار شام (۱۴ اگست ۱۹۰۵ء)

شیخ عبد الحق صاحب آریہ نو مسلم نے اجازت چاہی اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ چند روز اور رہو۔ دین کی تپش اور تلاش انسان کو مقدم ہونی چاہئے۔ اسپر انہوں نے ذیل کا سوال کیا اسکا جو جواب حضرت اقدس نے دیا وہ بھی درج ہے۔ ایڈیٹر

سوال- اولو الامر سے کیا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ہر ایک مولوی اولو الامر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی نہیں۔

جواب (از حضرت اقدس) اصل بات یہ ہے کہ اسلام میں اسطرح چلا آیا ہے کہ اسلام کے بادشاہ جنکے ہاتھہ میں عنان حکومت ہے انکی اطاعت کرنی چاہیئے وہ بھی ایک قسم کے اولو الامر ہوتے ہیں لیکن اصل اولو الامر وہی ہوتے ہیں جنکی زندگی پاک ہوتی ہے اور ایک بصیرت اور معرفت جنکو ملتی ہے اور وہ خدا تعالے سے امر پاتے ہیں یعنے **مامور الٰہی**۔

بادشاہوں کے پاس حکومت ہوتی ہے وہ انتظامی امور میں تو پورا دخل رکھتے ہیں لیکن دینی امور کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ سچے اولو الامر وہی ہیں جنکے اتباع سے معرفت کی آنکھہ ملتی ہے اور انسان معصیت سے دور ہوتا ہے ان دونوں باتوں کا لحاظ اولو الامر میں رکھو۔ اگر کوئی شخص بادشاہ وقت کی بغاوت کرے تو اسکا نتیجہ اسکے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالے فتنہ کو پسند نہیں کرتا۔ اسیطرح پر مامور کی مخالفت کرے تو سلب ایمان ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی مخالفت سے لازم آتا ہے کہ مخالفت کرنے والا خدا کی مخالفت کرتا ہے۔

سوال پھر اسوقت جو مولوی ہیں کیا انکو اولو الامر سمجھیں؟

جواب- او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے کسی کی آنکھہ نہ کھولے آنکھہ کھلتی نہیں۔ ان لوگوں نے **دین** صرف چند رسوم کا نام سمجھہ رکھا ہے حالانکہ دین رسوم کا نام نہیں ہے ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہہ باتیں محض رسم اور عادت کے طور پر سمجھی جاتی ہیں۔ یہہ لوگ اسی قسم کے ہو رہے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنکو نماز اور روزہ سکھایا گیا تھا انکا اور **مذاق** تھا وہ حقیقت کو لیتے تھے اور اسی لئے جلد مستفیض ہوتے تھے پھر مدت کے بعد وہی **نماز** اور روزہ جو اعلے درجہ کی طہارت اور خدا رسی کا ذریعہ تھا۔ ایک رسم اور عادت سمجھا گیا۔ پس اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اصل امر **دین** کو جو مغز ہے تلاش کرے۔ **یاد رکھو** انسان کو اللہ تعالے نے **تعبد ابدی** کے لئے پیدا کیا ہے اسلئے اسکو چاہئے کہ اسی میں لگا رہے اس جہان کی جسقدر چیزیں ہیں۔ بیوی۔ بچے۔ احباب رشتہ دار مال و دولت اور ہر قسم کے املاک انکا تعلق اسی جہانتک

اس جہان کو چھوڑنیکے ساتھہ ہی یہ سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہین لیکن خدا تعالےٰ کا اس جہان مین بھی اور اُس جہان مین بھی اس کی ضرورت ہے اس لیئے سچا تعلق اسی کے ساتھہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ **نجات ابدی** اسی کے ساتھہ وابستہ ہے جو خدا تعالےٰ کی معرفت۔ محبت اور صدق و وفاداری کے تعلق پیدا کرنے سے ملتی ہے۔ یہان تک تو سب مذاہب متفق ہین وہ نجات کا یہی ذریعہ سمجھتے ہین مگر سوال یہ ہے کہ یہہ باتین حاصل کیونکر ہون؟ یہی وہ مقام ہے جہان سے مذاہب کا **تفرقہ** شروع ہوتا ہے۔ اب جس مذہب نے حصول نجات کے عمدہ وسایل پیدا کئے ہین اور جو مذہب تاثیر۔ اور جذب اور کشش اپنے اندر رکھتا ہے وہ سچا ہے لیکن جس مذہب کے اندر وہ تاثیر اور جذب نہین جسکی عملی تاثیرون کا کوئی نمونہ پایا نہین جاتا وہ خواہ خدا تعالےٰ کو واحد ہی کہے لیکن جھوٹا ہے یہ توحید اسکی محض **قال** کے رنگ مین ہے **حالی** کیفیت اسمین پائی نہین جاتی۔ حالی کیفیت تو اسوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ غیر کا وجود بالکل نابود ہو جاوے اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسہ کرنے والا ہو اسی سے ہر ایک امید و خوف ہو۔ جب تک یہہ بات عملی طور پر پیدا نہ ہو نرے قال سے کچھہ نہین بنتا مثلاً اللہ تعالےٰ کو واحد سمجھتا ہے پھر دوسرے سے بھی تعلق رکھتا ہے تو توحید کہان رہی یا خدا تعالےٰ کو رازق مانتا ہے مگر کسی دوسرے پر بھی بھروسہ کرتا ہے یا دوسرے سے محبت کرتا ہے یا کسی سے امید اور خوف رکھتا ہے تو اس نے واحد کہان مانا۔ غرض ہر پہلو سے اللہ تعالےٰ کو واحد ماننے سے **توحید حقیقی** متحقق ہوتی ہے مگر یہہ اپنے اختیار مین نہین اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی ہستی پر کامل **یقین** سے پیدا ہوتی ہے۔

یک طرفہ خیال رفتہ رفتہ ضایع ہو جایا کرتے ہین مثلاً ایک شخص خیال کرے کہ اس چوبارہ کے اندر آدمی ہے جب وہ بیدار ہوگا تو اسکو کہوے گا۔ لیکن جب اسپر دو دن چار دن مہینا دو مہینے یہانتک کہ کئی برس گذر جاوین اور کوئی آواز نہ آوے نہ کھڑکا ہو۔ تو آخر اسے اپنا اعتقاد بدلنا پڑیگا اور خیال پیدا ہونے لگے گا کہ اگر اسکے اندر کوئی آدمی ہوتا تو ضرور بولتا معلوم ہوا کوئی آدمی ہے ہی نہین۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ جو ان آنکھون سے پوشیدہ ہے اسکی بابت بھی **طالب حق** چاہتا ہے کہ اسکا پورا پتہ لگے تا کہ ایمان ترقی کرے۔ ضرور ہے کہ اسکی قدرتون کے عجائبات نظر آدین۔ اسکی آواز بھی سُنائی دے۔ اور اسکے سننے کا پتہ لگے۔ لیکن اگر کسی بات کا پتہ ہی نہین چلتا تو پھر رفتہ رفتہ ایمان کمزور ہو کر انسان دہریہ ہو جائیگا۔

یہہ تو سب اہل مذاہب مانتے ہین کہ اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے اور ہماری دعائین سنتا ہے مگر مین کہتا ہون کہ وہ جسطرح سنتا ہے کیا یہہ ضرور نہین کہ اسی طرح **بولتا** بھی ہو۔ اگر **بولتا** نہین تو پھر اسکا سننا بھی باطل ہوگا اور پھر دوسرے صفات بھی باطل ہو جائینگے۔

آریہ بھی اتنا تو مانتے ہین کہ وہ سنتا ہے لیکن جب ہم پوچھتے ہین کہ کیا وہ **سنتا** بھی ہے تو یہان آکر خاموش ہو جاتے ہین تو پھر یہ کیونکر مان لیا جاوے کہ اسکے کان تو ہین مگر زبان نہین یہ تو ادھورا خدا ہُوا۔

سچا معلم اور **مذہب** وہی ہو سکتا ہے جو خدا تعالےٰ کی **ہستی** کا ثبوت دے۔ جو سننے کا ثبوت دیتا ہے وہ بولنے کا بھی دیتا ہے۔ اس معیار پر آکر صرف **اسلام** ہی ہے جو سچا ثابت ہوگا۔ آریہ کہتے ہین کہ کسی قدیم زمانے مین بولتا تھا اب نہین بولتا۔ مگر ہم کہتے ہین اسکا کیا ثبوت ہے کہ پہلے بولتا تھا؟ ایسا ہی عیسائیون کا بھی حال ہے وہ بھی اسبات کا ثبوت نہین دے سکتے کہ خدا **بولتا** ہے۔

مان

ہم کہتے ہین کہ جسطرح خدا کو دیکھتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ وہ دیکھتا ہے اور **سنتا** ہے اسی طرح ہم یقین رکھتے ہین اور اپنے **تجربہ** سے کہتے ہین کہ وہ **بولتا بھی ہے**۔

یہہ سچ ہے کہ اسکی آواز سننے کے لیے خود تمہارے کان بھی کھلے ہوئے ہونے چاہئین اگر تم اپنے کان مین روئی دیدو گے تو ہرگز نہین سن سکتے۔ یا آفتاب اور ماہتاب کے نور سے بھاگ کر کسی تہ خانہ مین چھپ جاؤ تو روشنی کیونکر آسکے گی۔ ہر چیز کے حصول کے لئے ایک قانون ہوتا ہے اگر کوئی اس قانون کو چھوڑ کر اور اس سے منحرف ہو کر اسے حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہین کر سکتا۔ مثلاً آنکھہ کان مین جو قوتین ہین اگر ان سے کام نہ لے تو اثر نہین رہتا اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے یہ قانون مقرر کیا ہے کہ انسان اول اپنے دل کو پاک کرے اور نفسانی خواہشون کی مخالفت کرے اس سے درمیانی گرد و غبار اٹھہ جائیگا۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ اللہ تعالےٰ سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ جو لوگ عارف ہوتے ہین انپر یہ باتین کھل جاتی ہین وہ اسی دنیا مین خدا تعالےٰ کے صفات کو مشاہدہ کرتے ہین۔ جو شخص ان صفات کو دیکھتا نہین وہ صرف طوطے کی طرح رٹتا ہے۔ آریون نے جو صفائی کی ہے وہ تو پہلے سے بھی گیا گذرا والا معاملہ ہُوا ہے اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو زبانی لاف و گزاف کچھہ نہین کر سکتی مین یقیناً کہتا ہون کہ ان لوگون کے سارے دعوی باطل ہین اسلیئے کہ انکو رویت کی توفیق نہین ملی ہے۔ جبتک اس جہان کی کھڑکی نہین کھلی وہ کیا دیکھے گا۔

پنڈت دیانند نے جو کچھہ بیان کیا ہے وہ نری اٹکل ہے جیسا ایک اندھا کسی کو ہاتھہ لگا کر اسکے متعلق بیان کرتا ہے اسی طرح سے انہون نے کیا ہے محض اپنے مذہب کے تعصب کی جہالت سے کہا جو کچھہ کہا اسکو وہ آنکھین نہین تھین جو وہ اس عالم کے عجائبات کو مشاہدہ کرتا۔ اسکو بالکل خبر نہین کہ خدا کیا ہے؟ اور اس کے صفات کیا ہین۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز کے صفات دور ہو جائین تو وہ چیز بھی جاتی رہتی ہے پھول کیصورت نوعی بھی جاتی رہے گی جب اس کے خواص اور صفات نہون اسیطرح آریون کے قول کے بموجب پرمیشر کا وجود نہین رہتا جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ اسکے صفات نہین کیونکہ وہ نہین کہ سکتے کہ وہ کسی سے **بولتا** بھی ہے جب بولتا نہین تو سننے پر کیا دلیل ہوگی اسیطرح **قدرت** بھی باطل ہوئی۔

خدا تعالےٰ کے صفات قدیم سے چلے آتے ہین جب ایک صفت باطل ہوئی تو ممکن ہے کوئی دوسری بھی باطل ہو جاوے سچا مذہب وہی ہے جو **زندہ خدا** کو پیش کرے اور وہ **اسلام** ہے۔

ہمارے مخالف اسلام کا اقرار کرتے ہین مگر افسوس ہے کہ وہ **اسلام** کی اس قابل قدر خوبی سے انکار کرتے ہین جب سے اسلام ہُوا ہے اس مین ہمیشہ عملی نمونے رہے ہین لیکن وہ انکار کرتے ہین کہ **اب نہین** افسوس!

فرمایا ایک اور بڑی خرابی ہوتی ہے کہ انسان مین علم ہو سمجھہ ہو پھر دنیا کے خیال اسپر غالب ہو جائین تو اسطرح دینی سرگرمی نہین رہتی وہ مردہ یا منافق ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس جماعت مین ملنے والا تو وہ ہوگا جو ہر قسم کے مصائب اور شدائد کا نشانہ بننے کو آمادہ ہو۔ لیکن محبت ہو تو سب کچھہ ہو سکتا ہے جیسے ایک مست اونٹ پر جسقدر بوجھہ چاہو لاد دو۔

فرمایا قوی القلب آدمی ہو تو یہی نہین کہ وہ مخالفون کے شور و شر سے امن پاتا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ نے اس مین **جذب** اور **کشش** رکھدیا ہے۔

مراسلات

زلزلۃ الساعۃ

الحکم کے معزز ناظرین سراج الاخبار کے نام سے واقف ہو گئے۔ یہ وہی اخبار ہے جسکے قابل ایڈیٹر و معزز نامہ نگار کو برادرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ میں جرمانہ ہو چکا ہے اب ہی نامہ نگار مولوی محمد کرم الدین صاحب اسکے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔ مولویصاحب ہر ہفتہ سید المعصومین خاتم الخلفاء علیہ التحیۃ والثناء کے بارے مین کچھ نہ کچھ گلفشانی کر دیا کرتے ہیں چنانچہ ۲۱ جولائی کے پرچے مین ایک نظم چھپوائی ہے جسمین یہ لکھا ہے کہ مرزاجی زلزلہ کے خوف سے باہر بھاگ گئے۔ اور پھر جب وعدہ زلزلہ آیا تو نادم ہو کر گھر چلے آئے۔ اگر مکذبین کے لئے زلزلہ تھا تو ان لوگوں نے خوف نہ کھایا جو باہر نکلے۔ اخیر مین ایک بڑا بھاری افترا و بہتان باندہا ہے کہ آپ کی واپسی بیت کی ناراضی سے ہوئی مین بڑا تعجب کرتا ہون کہ یہ لوگ کوئی اتہام لگاتے ہوئے کیون خدا تعالےٰ سے نہین ڈرتے۔ آخری شعر سے پہلا شعر ایسا فحش ہے کہ مجھے حیرت ہے ایک کوئی متقی کے قلم سے نکل کیونکر گیا۔ مین اسے نقل کرکے الحکم کے پاک کالمون کو ملوث نہین کرنا چاہتا۔ یہ نظم میرے ایک دوست نے فخریہ دکھائی۔ چونکہ اس کے ناظم کو سلسلہ احمدیہ سے ایک خاص تعلق تھا کیونکہ ان کا وجود ایک عظیم الشان نشان بلکہ کئی نشانون کے دکھانے کا موجب ہوا۔ اسلئے مین سمجھتا ہون کہ وہ میرے آقا کی صداقت کے اظہار کے موجب ہوئے۔ اور اسی خیال سے مین اسکا جواب لکھتا ہون امید ہے تحمل سے خدا ترسی سے پڑھا جائیگا۔ وان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ مخفی نرہے کہ مین نے اس دوست کے سامنے اس نظم کا جواب ترکی بترکی شروع کر دیا تھا۔ پس بوجہ عجلت فروگذاشت قابل درگذر ہے۔ وہ نظم یہ ہے۔

(ناچیز احمدی گجراتی از کوٹلیہ ضلع گجرات)

نظم

حضرت جو گھر کو چھوڑ کے جنت مین جاتے ہین
بابا آدم اسکی سنت کی صحت جتاتے ہین
ہے کیسی اعلیٰ قوت قدسیہ اسلام
دنیا مین تابعین کو جنت دکہاتے ہین
مامور ہین خدائے عزیز و حکیم کے
جو حکم آتا ہے وہی سب کو سناتے ہین
ڈرتے نہین ملامت خلقت سے زینہار
بلکہ وہ اپنی قوم کو ہر دم ڈراتے ہین
کہتے ہین باز آؤ بھی فسق و فجور سے
ورنہ فرشتے زلزلہ اک سخت لاتے ہین
چھوڑینگے گر نہ شوخی شرارت کو یہ عباد
دم بھر مین دیکھ لین سبھی کچلے جاتے ہین
فرمایا ہے خدا کہ نہین بھیجتے عذاب
جب تک نہ لوگ شوخیان بیحد دکھاتے ہین
اور نیز ہم عذاب نہ بھیجینگے زینہار
جب تک نہ اک نبی کے ذریعے ڈراتے ہین

گھر سے نکلنا حکم خداوند سے ہوا
نادان کس خیال سے یہ غل مچاتے ہین
گر یہ ہی بزدلی ہے تو پھر سارے ہی رسول
اس طرح بزدلی کا نمونہ دکھاتے ہین
حیرت ہے آپ بھول گئے لوطؑ کا وہ حال
جب راتون رات بستی سے بستر اٹھاتے ہین
طوفان واٹر دیکھ کے ہوتا تھا چہرہ زرد
کیا بزدلی یہ ختم رسلؐ کی بتاتے ہین
دیکھو نہ اعتراض کرو ایسا تم کوئی
ورنہ انبیاء جسکے نشانے مین آتے ہین۔
ہے تو مکذبون کے لئے ہی یہ زلزلہ
پر اہل حق بھی خوف خداوند کھاتے ہین
وہ ذات بے نیاز ہے جو چاہے کرتا ہے
اسکے مقابلے مین تو گستاخ آتے ہین
ہر اک مین کچھ نہ کچھ تو ہوا کرتا ہے قصور
اپنے کئے کی سب ہی سزا سخت پاتے ہین
آنے لگا عذاب تو نکلے تھے لوطؑ کیون
آپ ان کے حق پہ ہونے مین کچھ شبہ لاتے ہین؟
کیا انمین پاکبازی نہ تھی؟ بولئے جناب!
یونس کی طرح کس لئے پھر بھاگ جاتے ہین
ان کو بھی کہنا تھا کہ اگر موت آ گئی
تو پھر یہ حیلے مرنے سے کیونکر بچاتے ہین
جانا وہان گنہ ہے جہان آگ جلتی ہو
جو جانتے ہین ان کو وہ اپنے جلاتے ہین
بس یہ ہی تھا ہمارے نکلنے کا بھی سبب
نادان ہین جو اسپہ تمسخر اڑاتے ہین
تابع ہین جان و دل سے جب اپنے امام کے
ہم اپنے ڈیرے اسلئے باہر لگاتے ہین

نوٹ۔ یہ وہی الہام ہے جو چھیسا برس کو ہو چکا تھا اور یہ پیشگوئی اب پوری ہوئی ہے اسکے متعلق دیکھو میرا مضمون بدر مین۔

مانجبسۃ نکلتا ہے ان کی زبان سے
کیون کافرون کی بولی زبانون پہ لاتے ہین
کس نے سکہائی شوخی مری پیاری قوم کو
اللہ کے عذاب کو جلدی بلاتے ہین۔
لولا اجل جواب ہے یستعجلون کا
قرآن پاک سے یہی آیت سناتے ہین
قہار کے عذاب کی سنکر کوئی خبر
جو ہین سعید وہ تو بڑے کانپ جاتے ہین
لیکن یہ کیسے لوگ ہین ڈرتے نہین ذرا
بلکہ بڑی دلیری سے باتین بناتے ہین

کوئی بھی وقت اس کا مقرر نہین کیا
پھر کیون "نہ آنے" کی یہ دہائی مچاتے ہین
کیون جلدی کر رہے ہو کر دیا وقت نوحؑ
جب آپ حکم باری سے کشتی بناتے ہین
اور قوم ٹھٹھے کرتی ہے بڈہے کو کیا ہوا
پھر اسکے بعد جلدی سب ڈوب جاتے ہین
پہلے ہی یہ خدا کے نبی نے تھی دی خبر
آئیگا جب کہ لوگ اسے بھول جاتے ہین
ٹھٹھے کرینگے جیسا کہ نہین آیا وہ عذاب
الہام جھوٹے میرزا صاحب سناتے ہین
یا ہر رہے تھے آپ اسی انتظار مین۔
تا کچھ خبر مزید گھڑی والی پاتے ہین
جب موسم بہار مقرر ہوا تو پھر
جلدی کے تصور لوط کے بستی مین آتے ہین
جو پوچھتے ہین لوگ کہ یہ وعدہ ہوگا کب
ان کو ہم ایک آیت قرآن سناتے ہین
دیکھین وہ سورۃ ملک علم ہے اسکا خدا ہی کو
اور مین تو ہون نذیر جو پہلے ڈراتے ہین

سن لو وہ زلزلہ تو ضرور آئے گا ضرور
اچھے ہین جو ابھی سے تضرع دکہاتے ہین
مہلت کو سمجھو رحمت رب رحیم ہے
دانا ہین جو وہ نیکیان اسمین کماتے ہین
اور بدنصیب اور بھی کرتے ہین سرکشی
اپنے تئین لعنت حق مین بڑھاتے ہین
دیتے ہین روز گالیان ظل رسولؐ کو
کس منہ سے پھر امید شفاعت کی لاتے ہین
یارب ہماری قوم کو فہم سلیم دے
تیری جناب پاک مین ہم سر جھکاتے ہین

(احمدی گجراتی از کوٹلیہ ضلع گجرات)

ایک رؤیا معہ تعبیر

مکرمی و معظمی جناب شیخ صاحب۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دو ڈہائی ماہ کا عرصہ ہوا۔ ہے کہ مین آپ کو کوئی خط نہین لکھ سکا جس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مین اس عرصہ مین کئی ایک پریشانیون کا نشانہ بنا رہا ہون کہ جن مین سے فی الحال ایک کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہون ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہین کہ مین نے رات کو بحالت خواب دیکھا تھا کہ پولیس کے چند آدمی میرا اور میرے بعض متعلقین کے نام لکھ رہے ہین جو صبح اٹھتے ہی مین نے گھر کے لوگون کے علاوہ دفتر کے چند آدمیون کو بھی مطلع کر دیا اور مین نہایت حیران تھا کہ پردہ غیب سے معلوم نہین کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے آخر سات آٹھ روز کے بعد ایک شخص نظام الدین نامی نے اپنے علاقہ کے تھانہ مین رپورٹ کر دی کہ میرا دو سو روپیہ کا جوزیور کھویا گیا ہے اوس کے چرانے والے یہی لوگ ہین۔ پھر جب مجھے اس رپورٹ سے اطلاع ہوئی تو مین نے بارگاہ ایزدی مین نہایت عاجزانہ دعائین کین۔ کہ اے خدائے کریم چونکہ میرا اس معاملہ سے محض بے خبر ہونا تجھپر بخوبی روشن ہے اسلئے تو مجھ بے قصور کو اس کش مکش اور پریشانی سے بچالے۔

اب مین خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو رپورٹ میرے خلاف لکھی گئی تھی وہ بالکل بے بنیاد ثابت ہو چکی ہے اور مجھ سا عاجز کو کسی نے پوچھا تک نہین۔ ہان رپورٹر کے ساتھ جو ہوا ہے وہ ہمارے مخالفین کے لئے واقعی قابل عبرت ہے۔ تعجب ہے کہ جس قسم کے الزام مین وہ مجھے مبتلا کرنا چاہتا تھا اوس مین وہ خود ہی پھانسا گیا ہے اور اب ملازمت سے برطرف ہو کر چاہ کندہ را چاہ درپیش کے مقولہ کو سچا ثابت کر رہا ہے۔ مگر مخالفین اپنی زیادتیون سے پھر بھی باز نہین آتے غالباً آپکو بھی معلوم ہوگا کہ بریلی مین سلسلہ احمدیہ کے ممبرون کو وہان کے مخالف مولویون نے از حد تنگ کر رکھا ہے جس پر میئنے محمد عبد العزیز صاحب ایڈیٹر روہیلکھنڈ گزٹ بریلی کو ایک مفصل کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ اپنے معزز اخبار کے ذریعہ اپنے ہان کے مولویون کے خلاف قرآن کی اصلاح کر دین تو باعث مشکوری ہوگا مین نہین سمجھ سکتا کہ انہون نے میرے کارڈ کا تذکرہ کرنا پسند نہین کیا۔ ان میان کے اخبار ذوالقرنین نے بریلوی مولویون کو خوب ہی متنبہ کیا ہے کاش کہ وہ خطرناک اشتہار کا شائع کرنا اور دشنام دہی کی عادت کو ترک کر دین قبلہ ہم مولویانہ وراثت کو دفعتاً چھوڑنا مشکل سمجھتے ہون جناب یکم اگست کے روہیلکھنڈ گزٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بریلی حافظ سید تصور حسین صاحب جنکی عمر طویل اسی مجذوب حالت مین ہین جو اپنے ایک مختصر سے مضمون بعنوان فریاد مین لکھتے ہین کہ وہ ہمکو گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو رہا ہے شکوہ سر بہت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

(اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَه)

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ، (۲) خواص و معاونین سے عہ، (۳) ہندوستان سے باہر سے، (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ ، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۳۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

جاپان مین اشاعت اسلام

جاپان اسوقت اپنی مادی ترقیات کیوجہ سے دوسری قومون کے لئے مطمح نظر بنا ہوا ہے علاوہ دوسری باتون کے مختلف مذاہب کے پیرو کوشش کرنا چاہتے ہین کہ جاپان کو اپنے مذہب مین تبدیل کرلین جنرل بوتھ جو ملکتی فوج کا بانی مبانی ہے وہ جاپان پر اپنی فوج کو لیکر مذہبی یورش کرنا چاہتا ہے اسکا خیال ہے کہ وہ جاپان کو اور پھر جاپان کے ذریعہ کل ایشیا کو عیسائی بنا لیگا۔ مجھے اس پر بحث کرنے کی حاجت نہین ہے کہ وہ کہانتک اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہوگا بلکہ صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ چونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت **کسر صلیب** کے لئے ہے اسلئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ایسی حالت مین جبکہ جاپان پر ملکتی فوج کی یورش ہونے والی ہے۔ ہم بھی اپنے **میگزین** کو جاپان کے مختلف مقامات پر پہونچا دین جو عیسویت کی زہر کا ناقابل خطا تریاق ہے الحکم کی اس اشاعت مین کسی دوسری جگہ شیخ نور احمد صاحب بلیڈر کی چٹھی بھی درج کیجاتی ہے امید ہے احباب اسے توجہ سے پڑھین گے۔ اس نوٹ کی تحریک کا یہ بھی باعث ہوا کہ سیالکوٹ سے چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نے مجھے لکھا ہے کہ وہان کی جماعت نے ۲۵ رسالہ جاپان کے لئے اپنے خرچ سے بھیجنے منظور کئے ہین۔ اس صورت پر اگر بیس مقامات کی جماعتین بھی۔۔۔ اسی قدر تعداد اپنے خرچ سے جاپان بھجوائین تو وہان کافی اشاعت ہو سکتی ہے اس تجویز کو سرسری نظر سے نہین دیکھنا چاہئے بلکہ اس سے پیشتر کہ جنرل بوتھ عیسویت کی بیہودگی کو جاپان لے جائے۔ میگزین کے ذریعہ اس کی شناعت جاپانیون پر کھل جانی ضروری ہے اور میگزین کے اعلےٰ درجہ کے مضامین کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفون نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اسلئے اگر مسلمانون مین ملیّت کا مفہوم مفقود نہین ہوگیا۔ تو میری رائے مین مسلمان اخبارات کے ایڈیٹرون کو چاہئے کہ وہ اپنے جراید کے ذریعہ اس سال کی عام اشاعت کیلئے مسلمانون کو توجہ دلائین۔ وہ تنگ دلی سے کام نہ لین۔ اسلام کی اشاعت ہر مسلمان کا قومی اور مذہبی فرض ہے اس مین کسی فرقہ کی تخصیص نہین۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کی طبیعت اچھی تھی اور آپ براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف مین مصروف تھے کہ یکایک ۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء کو آپ کے سر مین الماری کے تختہ سے چوٹ لگی۔ جسکی وجہ سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی ۲۲۔ اگست ۱۹۰۵ء کو بعد عصر جناب شیخ رحمت اللہ صاحب حصول اجازت کے لئے آپ کے حضور حاضر تھے مجھے بھی اس تقریب پر حصول ملازمت کا موقع مل گیا فرمایا

" خدا کا شکر ہے کہ زخم مل گیا ہے۔ لیکن ابھی ضعف باقی ہے۔ نماز مین سجدہ کرتا ہون تو سر چکرانے لگتا ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ ذرا آرام ہو جائے تو اپنے کام مین لگ جاؤن "

اللہ اللہ! کیا سچ ہے ع

من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم

اعلائے کلمۃ الاسلام کیلئے اس حالت مین بھی مضطر رہتا ہے۔ اگر کوئی فکر ہے تو اسی کا اور تکلیف ہے تو اسی کی۔

بہرحال حضور کی طبیعت بہت اچھی ہے۔ آپکے اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے سب اچھے ہین ہین اثنا مین ایک تازہ الہام اور رویا ہوئی جو دوسری جگہ درج ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحۃ: بھی الحمد للہ اچھی ہے

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام ۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء سے ایک مہینہ کی موسمی تعطیلات کی تقریب پر بند کیا گیا ہے بورڈر اپنے گھرون کو چلے گئے ہین امسال طلباء اور مدرسین کو کہا گیا ہے کہ وہ چندہ وصول کرکے لائین۔ امید ہے مدرسہ تعلیم الاسلام سے محبت رکھنے والے اپنے ان قومی فقرا کو تہیدست نہ پھیرین گے۔

۴۔ حافظ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صحت خدا کا شکر ہے یوماً فیوماً ترقی کر رہی ہے۔ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی جیسا کہ لکھا جا چکا ہے تشریف لے آئے ہین۔ اور ۱۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء تک انشاء اللہ العزیز قادیان مین رہینگے۔

تازہ الہامات و رویا

۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء فَرَغَ عَلَيْهِ وَمَنْ مَعَهٗ

۲۲۔ اگست۔ صبح کی رویا چند آدمی سامنے ہین۔ ایک چادر مین کوئی شے ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لین دیکھا تو اس مین چند مرغ ہین اور ایک بکرا ہے مین ان مرغون کو اٹھا کر دوسرا بچا کر لے چلا تا کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ مین ایک بلی ملی جسکے منہ مین کوئی شے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اسطرف توجہ نہین کی اور مین

ایک مولوی صاحب کی قابلیت

انبالہ کے ایک مدرس صاحب نے آجکل ایک نیا اشتہار نکالا ہے - اور اشتہار کا عنوان یہ رکھا گیا ہے کہ "مہدی بنی فاطمہ میں سے ہوگا وغیرہ وغیرہ"۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان مولوی صاحب کو خبر نہیں کہ انکے پیش کردہ اعتراضات کی تردید یا جواب بارہا شائع ہو چکا ہے - اور یا انہیں یہ نیا شوق دامنگیر ہوا ہے - کہ مرزا صاحب کے مشہور مخالفین کی فہرست میں انکا بھی نام درج ہو جائے۔ خدا تعالیٰ ایسے مولوی صاحبان کو ہدایت کرے۔ تاکہ وہ عوام الناس کو دانستہ یا نادانستہ دھوکہ دیکر اپنے نامۂ اعمال کو خراب نہ کریں۔

مشتہر صاحب اور ان کے ہمخیالوں کو معلوم ہو کہ:-

(۱) مہدی کے متعلق جسقدر احادیث و آثار وارد ہیں - ان میں سے اکثر پر محدثین نے سخت جرح و قدح کی ہے - اور انکو ضعیف یا موضوع ٹھہرایا ہے جسکو مرزا صاحب کے سخت مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اپنے اس رسالہ میں ظاہر کیا ہے۔ جو اس نے ایک دفعہ گورنمنٹ کو بھیجا تھا۔

(۲) آپ نے جو روایات درج اشتہار کی ہیں - ان میں سے اکثر ایسے طبقہ کی ہیں جنکی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ - اس قسم کی احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو وہ ضعیف کے برابر ہیں - اور اگر ضعیف ہوں تو انہیں موضوع سمجھنا چاہیئے۔

(۳) آپنے ان روایات کے بعض حصے جو مرزا صاحب کے موئید تھے - عمداً چھوڑ دیئے ہیں - یا کچھ گول مول بیان کر کے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ مرزا صاحب میں فلاں بات نہیں پائی جاتی - مثلاً کسوف و خسوف رمضان والی حدیث کو آپ نے ناحق مشتبہ کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسا ہی بعض اور علامات مہدی جو علانیہ مرزا صاحب کے دعوے کی مصدق تھیں - آپ نے عمداً یا لاعلمی سے انہیں درج اشتہار نہیں کیا - مثلاً طاعون کا نمودار ہونا - علما کا بدترین خلق ہونا - اونٹوں کا بیکار ہونا - علما کا مہدی کو کافر اور گمراہ کہنا وغیرہ وغیرہ۔

(۴) ایسی سب احادیث کو صحیح مان کر بھی اگر آپ ہر ایک لفظ کو ظاہر معانی پر حمل کرینگے تو آپ کو سخت مشکل پیش آ جائیگی - کیونکہ دین اسلام میں ایسے بہت سے الفاظ و فقرات ہیں جنکو استعارات کے رنگ لینا پڑتا ہے - کیا آپ کو آنحضرت کی بھی ناہموں والی بیوی کا بچہ بیٹے اور انکی والدہ کے ہر لمیسر (مومن و غیر مومن) کو مس کیا ہے - معاذ اللہ - ایسے ہی اور کئی نظائر ہیں - لیکن اگر بقول آپکے ہر ایک روایت کے معنی ظاہر پر محمول ہیں تو آپ ہی بتلائیں کہ آسمانے والے مہدی کو کافر اور گمراہ وغیرہ کیوں کہا جائیگا - جیسا کہ آثار میں ہے - جب وہ مہدی علماء کے موافق ہوگا - تو علما کیوں اسکی مخالفت کرینگے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ علما کا اور اسکا ضرور کچھ اختلاف ہوگا۔

(۵) سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ آنحضرت نے کئی مہدیوں کی بابت پیشگوئی کی ہے جنکی علامات (بشرط صحت روایت) جدا جدا آئی ہیں - مگر آپ جیسے موٹی سمجھ والے آدمی ان سب علامات کو ایک ہی شخص (حضرت مرزا صاحب) پر وارد کرنا چاہتے ہیں - حالانکہ ان میں سے بعض علامات کے مصداق کئی مہدی گذر چکے - جن کا مفصل حال کتب تواریخ میں درج ہے۔

(۶) آپ نے فرمایا ہے کہ مرزا صاحب میں علامات مندرجہ اشتہار میں سے بھی پائی نہیں جاتی - جسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی علامت مہدی ابھی واقع نہیں ہوئی - لیکن نواب صدیق حسن خان وغیرہ مدت گذر گئی - کہ حجج الکرامہ میں لکھ گئے ہیں کہ "آنچہ باقیست ہمیں ظہور مہدی است" یعنے سب علامات مقررہ پوری ہوگئیں - صرف مہدی کا انتظار ہے"۔ اب فرمائے کہ آپ کا یہ اشتہار بے سروپا مانا جائے - یا ایک محدث کی معقول اور سچی بات پر اعتماد کیا جائے - بہرحال آپ کی پیش کردہ تمام رطب و یابس روایات کا جواب دینے سے پہلے سردست میں صرف دو باتوں کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں - جو بطریق قولہ و اقول درج ذیل ہیں۔

(۱) قولہ - آپ فرماتے ہیں کہ مہدی بنی فاطمہ میں سے ہونا چاہیئے۔

اقول - مہدی نسبت چار روایتیں ہیں - کہ وہی بنی فاطمہ بنی عباس بنی امیہ یا افراد امت میں سے ہوگا - فرمائیے کونسی ایک صحیح ہے - یا سب موضوع ہیں - یا ان میں سے ہر ایک کے مصداق گذر چکے ہیں - یا اگر بقول آپ کے ایک ہی شخص انکا مورد ہے - تو کیا معاذ اللہ مہدی کے کئی حصے سمجھے جائینگے۔

(۲) قولہ - مہدی مکہ یا مدینہ میں ظاہر ہونگے۔

اقول - مقام خروج مہدی کی نسبت کئی روایتیں ہیں مکہ - مدینہ - کدعہ - مشرق - مغرب - خراسان - قحطان - بیت المقدس - دمشق فرمائیے کسکو صحیح سمجھیں - یا معاذ اللہ انکے کئی حصے مختلف مقامات میں نازل ہونگے۔

(باقی آئندہ)

راقم ایک احمدی مسلمان

فہرست مبائعین

محمد شریف علی ولد محمد عمر خان صاحب کلارک دفتر ریونیو کمشنر صاحب بہادر پشاور۔
عمر الدین صاحب ولد اللہ بخش صاحب سیالکوٹ
رمضان خان صاحب ولد چاند خان صاحب فیروز پور ضلع ملتان
میاں بوٹا صاحب - میانوالی - ضلع سیالکوٹ۔
زوجہ میاں کوڑا صاحب۔
رحمت بی بی دختر نبی بخش نمبردار ۱۰۸
ڈاکخانہ چنیوٹ روڈ۔
زوجہ نبی بخش صاحب "
اہلیہ منشی محمد بخش صاحب - چھاؤنی کامل پور صدر بازار اٹک
محمد عمر ولد منشی محمد بخش صاحب "
محمد ظفر صاحب ولد " " "
خادم بتول دختر " " " "
غلام سکینہ " " " "
بی بی سہاگن زوجہ احمدیار صدر بازار میانمیر دوکان نمبر ۳۲۱ -
میاں خوشی صاحب ولد میاں جیون صاحب ساکن گوئے کے - ضلع گجرات
میاں علی صاحب ولد مصلی صاحب "
محبوب خان صاحب ولد جیون خان صاحب ناڑہ -
حامد حسین صاحب - رکونہ ضلع بہرائچ -
میاں نور حسین صاحب وڈالہ سندھواں - ضلع سیالکوٹ -
اہلیہ " " " " "
والدہ " " " " "
دختر " " " " "
برخوردار " " " " "
محمد شریف صاحب محرر علاقہ پنجگور بلوچستان
سید محمد شاہ صاحب - وڈالہ سندھواں
اہلیہ " " " " "
فرزند " " " " "
قایم الدین صاحب چچکا - ضلع راولپنڈی
معز خان صاحب کنسٹبل پولیس جانگلہ حال وارد شفاخانہ ضلع بیلڑی گہیپ -
حوالدار قطب شاہ ساکن پنجوڑیاں ضلع گجرات تحصیل کھاریاں
ڈاکخانہ آڑہ -
اہلیہ عبد السلام - کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور -
عبید اللہ صاحب امرتسر کٹرا جیل سنگھ کوچہ میاں

اسد اللہ صاحب وکیل -
محمد عظیم کلرک ٹڈا مینز آفس - لاہور
برکت علی صاحب سپاہی مع اہل و عیال ولد فقیر محمد پلٹن نمبر ۱۲۶ گوہد پور ضلع سیالکوٹ -
رحمت اللہ بیگ صاحب چنگی کلرک دہلی چھڈا ماگلڈام لاہور
محمد عبد الرزاق صاحب کواٹلہ جگتیال الگیدل علاقہ نظام حیدر آباد دکن -
محمد عبد العزیز صاحب پٹواری - قصبہ روڈکور تعلقہ نارائن پیٹھ ضلع محبوبنگر علاقہ نظام حیدرآباد دکن
محمد حسین صاحب " " " "
محمد علی صاحب " "
سردار خان صاحب - چودہری فتح دین صاحب باجوہ ضلع سیالکوٹ
اہلیہ چودہری فتح دین - "
سردار بی بی بنت چودہری فتح دین صاحب "
خوشی محمد "
سید محمد " "
موسیٰ اینڈ سنز سوداگران نیلا گنبد لاہور
منشی سید غلام طاہر صاحب ساکن قصبہ کرل ازاباد ...
اہلیہ سید محبوب عالم صاحب از بدر رحمانی ... قائم ڈیری ضلع ...
مسماۃ فاطمہ زوجہ مولوی تاج محمد مقام پڑ الہین گیاہ
مستہو ولد وسیرار سبہو پٹیالہ
تاج دین رانجہ " "
رحیم بخش اللہ بخش ہوڑ "
عبد الرحمان صاحب ولد صندل خان سٹروعہ
عبد الغفور ولد اخلاص خان
جناب شیخ صاحب
ہمشیرہ جناب شیخ صاحب
دختر ہمشیرہ جناب شیخ صاحب
اللہ دتا صاحب ولد نور دین صاحب بورہ والی - گجرات کھاریاں
رلیا خان " امام الدین ماہون - جالندھر نواں شہر
ایوب علی صاحب " اسلام احمد صاحب مہوٹہ لوگڑا "
وزیر محمد " بہہ کرام ضلع جالندھر نواں شہر
احمد علی صاحب ولد نجابت علی صاحب "
عبد السلیم " دل محمد پسرور ضلع سیالکوٹ
محمد ظہور صاحب ولد قادر بخش صاحب سیالا تیجہ تینہ ننگ
عیدا ولد ہاگا موضع مانڈو ضلع لاہور
کالو پہلا "
مولوی غلام حسین صاحب ولد احمد " "
جوایا ولد بڈھا "
فضل دین " دتو "
ابراہیم " مولا بخش رائپور ریاست نابہہ
کریم بخش " نبی بخش خانپور پٹیالہ سرہند
اللہ بخش " دیوی "
وزیر علی صاحب مالپور ہوشیارپور
اہلیہ وزیر علی صاحب " "

پیسہ اخبار کا مقدمہ

۸ - اگست کی روئداد

۸ - اگست سنہ حال کو عدالت مسٹر ایس ایس ہیرس صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور مین مقدمہ سید ظہور احمد بنام عبد الکریم وغیرہ کی پیشی تھی - سب سے پہلے لالہ گوبند رام صاحب وکیل ملزمان نے سید ظہور احمد مدعی سے حسب ذیل سوالات کئے۔

سوال - کیا شاہجہانپور مین غلام حسین تمہارا کوئی بہائی پولیسمین ہے ؟

جواب - آجکل کا حال معلوم نہین کہ کہان ہے پہلے پولیس مین تہا - ۲۰ - جون کے بیان پر موجود نہین تہا - ۲۲ - جون کو مجسٹریٹ کے روبرو بہی وہان موجود نہین تہا عبد الکریم اور رمضان نے کہا تہا کہ مراسلہ امیر کے نام لکھدو - (اس موقعہ کو دکہلانے کے لئے نقشہ جو ۱۵ جون کو مکان محبوب عالم مالک پیسہ اخبار کا اُتارا گیا تہا پیش ہؤا) ہان نقشہ پر دکہلا سکتا ہون -

پائنٹ B وہ جگہہ دکہلائی گئی جہان عبد الکریم وغیرہ نے ظہور احمد کو مارا تہا - بازار سے غرب کی طرف -

سوال - عبد الکریم نے جب مراسلہ لکھنے کی بابت کہا تہا تو اوسوقت کوئی آدمی پاس تہا -

جواب - مجھے معلوم نہین -

سوال - اب تم کو یاد ہے تم بتلا سکتے ہو کون کون آدمی موجود تہا -

جواب - جب پہلے نہین معلوم تہا تو اب کیسے بتلا سکتا ہون

نقشہ دکہلا کر پوچھا گیا کہ چہڑی کس جگہ چہینی گئی تہی اس کا موقعہ نقشہ سے مستغیث نے دکہلایا -

سوال - جس جگہ چہڑی چہینی گئی تہی وہ جگہ آباد ہے یا غیر آباد -

جواب - وہان مکان بہت سے ہین مگر یہہ نہین معلوم کہ آباد ہین یا غیر آباد اور چہڑی کے چہینے ہوئے ہی کسی کے دیکھنے کا مجھے علم نہین اس موقع تک مین خوشی سے نہین جاتا تہا بلکہ وہ جبراً لیجاتے تہے -

(یہہ موقع بہی نقشہ سے دکہایا گیا ہے اور یہہ نشان ڈالا گیا) یہہ وہ جگہ تہی جہان مجھے گالی دی گئی وہان کے مکانات مین آبادی کا مجھے علم نہین -

سوال - کسی نے گالی دیتے ہوئے سنا یا نہین ؟

جواب - مجھے اسکا علم نہین -

سوال - اسکول کا دروازہ کہلا تہا یا نہین ؟

جواب - مجھے علم نہین - محبوب عالم اس موقع پر اُسی دروازہ سے داخل ہؤا تہا جس دروازہ مین مجھے بند کیا تہا - اسکے اندر کے دروازہ سے وہ آیا تہا - اسکے بعد عدالت نے سوال کیا -

سوال عدالت - تم نے محبوب عالم کو صحن مین دیکہا تہا ؟

جواب - جی حضور -

س - جُتا کے چوبارہ مین تمہاری رہائش تھی اسکے نیچے کوئی رہتا تہا ؟

ج - اسوقت یہہ دوکان بالکل بند تہی ہان آجکل وہان ایک سنار رہتا ہے -

س - ابراہیم کو تو نے اپنی موجودگی مین کتنی دفعہ دیکہا ؟

ج - تقریبًا دو مہینے ہین -

س - تم نے اس دوکان مین پہر کبہی اسکو دیکہا ؟

ج - نہین -

س - کیا اس سنار نے یہہ واقعہ دیکہا ہے ؟

ج - مجھے علم نہین -

س - عزیز کو جانتے ہو ؟

ج - مجھے اسکا علم تہا یا نہین - مگر اب بخوبی علم ہے کہ اسنے دیکہا ہے اب اوس کی زبانی معلوم ہؤا ہے -

س - تمہین دوسرون کی زبانی کس طرح معلوم ہؤا ؟

ج - عام طور پر معلوم ہؤا -

س - رحیم سے بہی پوچہا کہ اس نے دیکہا ہے یا نہین - ؟

ج - اس کی زبانی اب معلوم ہؤا -

س - عزیز کس مکان مین رہتا ہے ؟

ج - مجھے اس امر کا ابہی تک علم نہین -

س - ۱۵ جون کو تم نے عزیز کو دیکہا ؟

ج - مجھے یاد نہین - ہان وہ کہتا ہے کہ مجھے سب کچھ معلوم ہے مگر مجھے اسنے ظاہر نہین کیا -

س - عطا حسین کہان رہتا ہے ؟

ج - اُسی محلہ مین رہتا ہے مگر اسکا خاص مکان مجھے معلوم نہین -

س - اوس نے تمہین ۱۵ - جون کو دیکہا ؟

ج - یاد نہین -

س - مراتب علی کو اوس روز دیکہا ؟

ج - نہین حضور -

س - امیر شاہ کو ۲۵ - جون کو دیکہا ؟

ج - مجھے علم نہین -

لالہ گوبند رام صاحب وکیل کی جرح ختم ہوئی پہر درگاداس صاحب وکیل ملزمان کی جرح شروع ہوئی جسکے جواب مین مدعی نے یہہ کہا - کریم بخش کو مین نے اس واردات سے پہلے کبہی نہین دیکہا تہا اور وقوعہ کے وقت مجھے یاد نہین - مینے اسکو بدفعلی کے وقت بہی نہین پہچانا کہ یہ کون ہے - مجھکو جب شاہجہانپور سے آکر محبوب عالم کے مکان پر جانے کا اتفاق ہؤا - اور اسی روز محبوب عالم کے مکان وغیرہ کی تلاشی ہوئی تہی اوس روز مین نے اوس کو محبوب عالم کے مکان پر دیکہا اور اوسکو اوسی وقت شناخت کر کے کہہ دیا تہا کہ یہ بہی ملزم ہے تلاشی اسی دفعہ ہوئی تہی جس روز مین شاہجہانپور سے لاہور آیا اس کے بعد سے اوسے عدالت مین پیشی پر دیکہا - بدفعلی کے وقت مینے پائجامہ - کرتہ - انگرکہا اور صافہ پہنا ہوا تہا - اس کشمکش مین پائجامہ - کورتہ - اور انگرکہا پہٹ گیا تہا مین نے مکان پر آکر صرف انگرکہا بدلا تہا - اور کورتہ کے اوپر کُرتہ اور پائجامہ پر پائجامہ پہن لیا تہا - مینے وہ پائجامہ شاہجہانپور کی پولیس مین نہین بلکہ لاہور کی پولیس مین پیش کیا تہا جب مین یہان آیا تہا - مین نے اس سے پہلے کبہی بدفعلی نہین کرائی - میری عمر ۱۹ سال ہے - اس بدفعلی مین شاید خون نہین نکلا تہا - صرف آلائش لگی ہوئی تہی جسکے باعث مینے پائجامہ دہویا تہا اور میرے اندر سے کچھہ نہین نکلا - ہرسہ اشخاص نے میرے اندر نصف دخول کیا تہا - مجھے اسکا کیا علم ہے کہ تینون خلاص ہوئے تہے یا نہین - مجھے شاہجہانپور جا کے تین چار روز تک خفیف درد رہا اسی وجہ سے مینے علاج نہین کرایا کہ درد خفیف تہا - مینے پائجامہ کو خالص پانی سے ہی دہویا تہا -

(پائجامہ عدالت مین بہی پیش ہؤا اور اس پر نمبر P ۱ دیا گیا) پائجامہ پر تیل کا نشان بہی تہا زان بعد پبلک پراسیکیوٹر کی طرف سے جرح ہوئی جسکا جواب مدعی نے یہہ دیا - ایک سال کا عرصہ ہؤا کہ مرزائیون کے خلاف ایک نظم انجمن حمایت اسلام لاہور مین مینے پڑہی تہی جو پیسہ اخبار مین چہپی تہی وہ نظم خاص میری ہی تہی اور پیسہ اخبار مین یہ لکہا ہؤا تہا کہ " مرزائیون کے خلاف ظہور احمد نے یہ نظم پڑہی "

اس کے بعد رائے گنگا رام صاحب انسپکٹر پولیس انارکلی لاہور کے حلفیہ بیانات ہوئے جو حسب ذیل ہین :-

۱۷ - جون کا ذکر ہے کہ دو شخص بہی پال اور سیمن پال منٹگومری کرسچن جو جنگڑ محلہ مین رہتے ہین معلوم نہین کہ بہائی ہین یا کیا ہین - پس وہ دونو شخص ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کوٹہی پر حاضر ہوئے اور انہون نے صاحب بہادر کے روبرو بیان کیا کہ جس بیان کو صاحب بہادر نے میرے پاس بہیجا مینے پڑہا کہ انہون نے یہ اظہار دیا ہے اور مجھے حکم ہؤا کہ مین جا کر تحقیقات کرون کہ آیا یہ حالات درست ہین یا نہین - ۱۷ - جون کو وقت مجھے یاد نہین مخبرون کے ہمراہ سٹی پہر نگ میرے پاس آئے مخبرون سے دریافت کرنے پر بہی اون کے وہی بیانات معلوم ہوئے جو صاحب بہادر نے لکہہ کر بہیجے تہے - پہر انہین مخبرون کو ہمراہ لیکر مین جنگڑ محلہ گیا اور وہ مکان جا کر دیکہا جس مکان کا ذکر تہا - مسمی کہیدو اور مخبرون نے دکہایا کہیدو نے کہا کہ مینے یہ بات سنی ہے مگر دیکہا نہین کہیدو اور پال دونون اس مکان پر گئے جو مہر سنگہ کے برادرزادہ کا ہے اوس مکان پر جا کر کل کوٹہڑیون کو ہم نے دیکہا دریافت کرنے پر معلوم ہؤا کہ یہ مکان پیسہ اخبار والون نے کرایہ پر لیا ہے اس سے پہلے یہان جرابون کا کارخانہ تہا اوسوقت عبد الرزاق اور میر محمد موجود تہے جو جراب والے تہے ایک کوٹہڑی مین پرالی پڑی ہوئی تہی مگر لاش وغیرہ کچھہ نہین تہی پہر معلوم ہؤا کہ انہون نے اس کوٹہڑی مین خود پرالی ڈالی ہوئی تہی جو اس سے پہلے نہ تہی ایک جگہ زمین تہوڑی سی تہی جسکو مینے خود دیکہا جب اطمینان ہوگیا کہ کوئی لاش نہین ہے تو عبد الرزاق اور میر محمد سے دریافت کیا - عبد الکریم نے ۱۵ - جون کو ایک لڑکے کو شمالی دروازہ کی طرف آکر کہا کہ یار تم یہان سے چلے جاؤ - ہم بار چلے آئے عبد الرزاق اور میر محمد کے اظہارات لکہہ لئے تہے ان کے بیانات سے مجھے معلوم ہوا کہ عبد الکریم شمالی دروازہ کی طرف سے اندر لایا معہ ایک دوسرے شخص کے - غرضیکہ جو حالات پرچۂ علت مین موجود ہین وہ بالکل درست ہین - ۲۴ - مین سے ۵ چٹھیان مدعی کے بہائی نے مجھے دین ۲۰ - جون کو - جن مین دو لفافے بہی ہین - اور ۲ چٹہیان ۱۷ و ۱۸ جون کو دین - مدعی کے پاس جب سارجنٹ گیا تو وہ اپنے ہمراہ اسکو لایا جس نے مجھے وہ ۲۴ جون کو دین - سارجنٹ کا نام منظور اس تہا ۱۶ چٹہیان ۲۵ جون کو مدعی نے پیش کین ۲۴ - جون کو جب مدعی آگیا تو پیسہ اخبار والون کی تلاشی لی گئی تہی - مدعی کے اظہار سے معلوم ہؤا کہ ایک انگلش پن میری ہے چنانچہ وہ قلم وہان سے برآمد ہوئی -

ان بیانات کے بعد رائے گنگا رام صاحب کو روکدیا گیا اور اب باقی بیانات آئندہ ہونگے

اسکے بعد حسب ذیل گواہون کی شہادتین گذرین :

گواہی عزیز ولد عبد اللہ سدوزئی پٹہان عمرہ ۴۵ سال کباب فروش جنگڑ محلہ انارکلی - مین ایمان سے سچ کہون گا - مین بیری کے درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹا ہوا تہا رمضان میرے پاس آکر بیٹہہ گیا - عبد الکریم اور ڈوبہ میرے سامنے سے گذر کر گئے

چلے گئے - پھر ظہور احمد آیا - ظہور احمد کا گھر میرے گھر سے ۳۰ یا ۴۰ قدم کے فاصلہ پر ہوگا میرا گھر ظہور احمد کے گھر سے ۳۰ یا ۴۰ قدم کے فاصلہ پر ہوگا میرا گھر ظہور احمد کے گھر سے جانب شمال ہے ظہور احمد آکر میرے سامنے سے آگے چلا گیا عبد الکریم اور ڈبہ - کریم بخش میرے سامنے ظہور احمد سے لڑنے لگے ان میں سے ایک آگے تھا ایک پیچھے ظہور احمد کو دھکے دیتے ہوئے میرے مکان سے آگے کی طرف لیگئے جو راستہ چجی کی طرف جاتا ہے - رمضان جو میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اوسوقت پیسہ اخبار کیطرف چلا گیا میں اون کے ہمراہ نہیں گیا مراتب علی آٹھ گھنٹہ کے بعد آیا میں اپنی چارپائی سے اوٹھکر اسکے پاس شربت لینے گیا تو میں نے سارا حال ظہور احمد اور ڈبہ و عبد الکریم کا اسکو بتایا وہ چجی کیطرف جاتا ہے - گواہی مراتب علی ولد محمد علی ذات سید عمر ۱۷ سال ساکن انارکلی چنگڑ محلہ - میں اورینٹل کالج میں پڑھتا ہوں میں ظہور احمد کو جانتا ہوں میری دکان ظہور احمد کے چوبارہ کے نیچے ہے ظہور احمد بھی اورینٹل کالج میں پڑھتا ہے اوس روز کالج سے میں اوس کے ساتھ نہیں آیا میں گیارہ بجے واپس آکر دکان پر بیٹھا پھر عزیز میرے پاس آیا اوس نے کہا کہ وہ لڑکا جو تمہارے ساتھ کالج میں پڑھتا ہے جسکا نام ظہور احمد ہے اوسکی اور ڈبہ کی بڑی لڑائی ہوئی ہے اور ظہور احمد کو مارا ہے میں نے پوچھا وہ کسطرف گئے ہیں تو کہنے لگا مجھے نہیں معلوم - اسکے بعد میں سامنے والی مسجد میں نہانے کے لیے چلا گیا - اوسوقت ساڑھے گیارہ بجے ہونگے میں پھر گھر جاکر اور کھانا کھاکر آیا اوس وقت تقریباً ۱۲ بجے ہونگے میں نے اوسوقت ظہور احمد کو آتے ہوئے دیکھا کہ وہ قمیص کے بٹن لگاتا ہوا اپنے مکان پر جارہا تھا مجھ سے کوئی بات نہیں ہوئی زاں بعد ڈبہ میری دکان پر آکر اسٹول پر بیٹھ گیا میں نے اوس سے کہا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو میں نے اسٹول اٹھاکر اندر رکھ دی پھر وہ چلا گیا میں نے پھر کبھی ظہور احمد کو نہیں دیکھا -

گواہی امیر شاہ ولد حسین شاہ ذات سید عمر ۲۰ یا ۲۲ سال حال ساکن چنگڑ محلہ نزد ابا بازار ... میں بچہ فولادین کاپی نویسی کرتا ہوں اور دن رات وہیں رہتا ہوں میں نے اوس روز کچھ نہیں دیکھا اور نہ اس مقدمہ کا حال مجھے معلوم ہے -

گواہی ابراہیم پسر احمد ذات زرگر کشمیری عمر ۴۰ سال ساکن چنگڑ محلہ انارکلی لاہور - میں ظہور احمد کو جانتا ہوں اوس کی بیٹھک اون دنوں میری دکان کے سامنے ہی تھی - یہ بات مہینے یا دو مہینے کی ہے میں کو ... لیکر دکان کو آتا تھا وقت دن کا تھا ٹھیک وقت یاد نہیں - میں نے دیکھا کہ خدا بخش ڈبہ اور ظہور احمد میری دکان کے سامنے بازار میں دو تین دکانوں کے فاصلہ پر لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو کھینچ رہے تھے اس کے علاوہ اور میں نے کچھ نہیں دیکھا اور نہ میں نے پھر ظہور احمد کو دیکھا جب وہ لڑ رہے تھے تب پانچ چار آدمی اور بھی کھڑے تھے میرا بیان پولیس میں بھی ہوا تھا وہاں بھی یہی لکھایا تھا -

زاں بعد عطا حسین گواہ کو آواز دی گئی مگر معلوم ہوا کہ وہ حاضر عدالت تھا لیکن بلا اجازت نہ معلوم کہاں چلا گیا اس لئے سنا گیا ہے کہ اون کی حاضری کے لئے وارنٹ بلا ضمانت جاری کیا جائے گا -

عدالت سے آئندہ پیشی کی تاریخ ۳۰ - اگست قرار پائی ہے -

(باقی آئندہ)

طبیب حاذق

لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ قرآن کریم کا ایک سنہری اصول ہے جس میں حفظ صحت اور حفظ ما تقدم کے تمام اصولوں کو جمع کر دیا گیا ہے لیکن دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو حفظ صحت کے اصولوں کی ناواقفی کیوجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہو کر دکھ اٹھا رہے ہیں - اور اسی طرح اشتہاری ادویہ کی کثرت نے اور بھی لوگوں کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے - میں نے حضرت حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب کے مجربات کی بنا پر شفاخانہ فضل رحمانی کے ذریعہ حتی المقدور مخلوق کو فائدہ پہونچایا جاتا ہے شفاخانہ کے اغراض میں طبی کتابوں اور ماہواری طبی رسالوں کا شائع کرنا بھی ظاہر کیا گیا تھا - اسلئے اس اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے ایک ماہواری طبی رسالہ **طبیب حاذق** نام شفاخانہ فضل رحمانی سے شائع کیا جائیگا جسکا حجم فی الحال دو جزو ماہوار ہوگا - ۱۶ صفحوں میں مستقل طور **حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے بیش قیمت مجربات** ہمیشہ شائع ہوتے رہیں گے - اور ۱۶ صفحوں میں متفرق طبی مضامین ہونگے جنکے متعلق اس اشتہار میں کچھ لکھنا بے سود ہے - خود رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس قدر مفید و سہل ہیں - **مولانا مولوی نورالدین صاحب کے مجربات** سلسلہ وار ہونگے اور اس طریق پر انہیں قلمبند کیا گیا ہے جس سے علم طب کے مشکل مسائل بھی نہایت صاف اور سہل ہو گئے ہیں - ہر ایک مرض کے اسباب اسکی علامات تشخیص اور علاج یونانی - ویدک اور بالآخر موجودہ تحقیقات ڈاکٹری کی رو سے بتایا گیا ہے - یہہ رسالہ اسعد خوان دنیا کے لئے ایک قابل قدر نعمت ہوگی - یہہ مستحکم اصول قرار دیا گیا ہے کہ بلا وصول قیمت پیشگی یا بہ اجازت وی پی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہ ہوگا - قیمت سالانہ عہ مع محصول ہوگی - **تمام** درخواستیں منیجر شفاخانہ فضل رحمانی و مہتمم رسالہ طبیب حاذق کے نام آنی چاہئیں ۵ ستمبر تک رسالہ شائع ہو جائیگا -

مسیح کے زندہ آسمان پر جانیکے قائل مسلمانوں سے سوال

علماء مخالف جو حضرت عیسے علیہ السلام کو معہ اس جسم خاکی کے آسمان پر زندہ مانتے ہیں وہ آیات قرآن مجید اپنے دعوی کی دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ یہ آیات صاف بتلا رہی ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے بزعم یون کہ وہ کسی وقت نہ معلوم اس جہان میں تشریف لاکر فوت ہو جاوینگے وہ بتلائیں کہ جب حضرت عیسے علیہ السلام اس جہان میں تشریف لاکر اپنی میعاد پوری کر کے فوت ہو جاوینگے تو یہی آیات قرآن مجید جنکے معنی کردہ حیات مسیح علیہ السلام بجسمہ العنصری علی السماء ثابت کرتے ہیں بدستور قرآن کریم میں موجود رہیں گی اور ان کے وہی معنی ہونگے جواب یہ لوگ کرتے - یا اب مسیح کی وفات کے برسوں بعد ایک شخص مسلمان یہی آیات قرآن مجید پڑھ رہا ہے جنکے معنی یہ ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اوٹھائے گئے ہیں ایک مخالف عیسائی یا یہودی ان آیات کو سنکر کہتا ہے کہ یہ آیات جھوٹی ہیں کیونکہ یہ آیات بتلاتی ہیں کہ حضرت عیسے اسی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ ہیں مگر وہ درحقیقت دنیا میں آکر فوت ہو گئے اور ان آیات میں یہ نہیں لکھا کہ وہ پھر دنیا میں آکر فوت ہو جاوینگے - اسصورت میں وہ کیا جواب دینگے - یا تو قرآن شریف کو معاذ اللہ جھوٹی کتاب ماننا پڑیگا - یا سخت شرمندگی اٹھانی پڑیگی -

(راقم ایک ا)

مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لیگئے تو آپ نے اول مرتبہ اہل مدینہ کو مخاطب کر کے جو خطبہ پڑھا وہ اپنے مضامین کی عالیت اور جامعیت کے لحاظ سے ایسا اعلے درجہ کا ہے کہ اسکی نظیر کوئی مذہبی کتاب پیش نہیں کر سکتی - تا ناظرین اسپر غور کریں اور پھر اور اپنے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالے ہمیں ان کلمات طیبات پر جو بہت خیر اور خیرات و برکات سے بھرے ہوئے ہیں عمل کرنے کی توفیق دے - (آمین) ان کلمات میں انسان کے انجام کار اور عمل کے نتائج قبیحہ اور ایثار و احسان کی خوبیوں کو خوب واضح کیا ہے - ایڈیٹر -

"اَیُّھَا النَّاسُ! فَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِکُمْ - تَعْلَمُنَّ وَاللّٰہِ لَیُصْعَقَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ لَیَدَعَنَّ غَنَمَہٗ لَیْسَ لَھَا رَاعٍ - ثُمَّ لَیَقُوْلَنَّ لَہٗ رَبُّہٗ لَیْسَ لَہٗ تُرْجُمَانٌ وَّلَا حَاجِبٌ یَّحْجُبُہٗ دُوْنَہٗ - اَلَمْ یَاْتِکَ رَسُوْلِیْ فَبَلَّغَکَ وَاٰتَیْتُکَ مَالًا وَّاَفْضَلْتُ عَلَیْکَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِکَ؟ فَلَیَنْظُرَنَّ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا فَلَا یَرٰی شَیْئًا - ثُمَّ لَیَنْظُرَنَّ قُدَّامَہٗ فَلَا یَرٰی غَیْرَ جَھَنَّمَ - فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّقِیَ وَجْھَہٗ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقَّۃٍ مِّنْ تَمْرٍ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ فَاِنَّ بِھَا تُجْزَی الْحَسَنَۃُ عَشْرَ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ - وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ"

یعنی - اے لوگو - قبل اس کے کہ تم اس جہان کو چھوڑو اپنے لئے اعمال نیک کا ذخیرہ آگے بھیج - یقین جانو قسم ہے خدا کی کہ بالضرور تم میں سے ہر ایک شخص ہولناک بلا میں پڑنے والا اور بیشک دنیا کو اسطرح چھوڑنے والا ہے جیسے کوئی اپنی بکریوں کو محافظ کے بغیر چھوڑ دے - اور بیشک خدا پھر ایک سے ایسے طور پر کہ نہ اوس کے لئے کوئی ترجمان ہوگا اور نہ روک ٹوک کرنیوالا دربان یعنی گویا منہ در منہ پوچھے گا کہ کیا ہمارا کوئی پیغمبر تیرے پاس نہیں آیا تھا؟ اور اوس نے ہمارے احکام تجھ کو نہیں پہونچائے تھے اور کیا تجھ کو ہم نے بہت سامال نہیں بخشا تھا؟ [تاکہ ہماری راہ میں دے] اور اپنا فضل و احسان تجھ پر نہیں کیا تھا؟ [تاکہ اپنی بنی نوع کے ساتھ مہربانی اور نیکوئی سے پیش آئے] پس بتا کہ تو نے کیا چیز اپنے لئے آگے بھیجی تھی - پس یقیناً [اوسوقت] انسان دائیں بائیں دیکھے گا اور کوئی چیز دکھائی نہ دے گی جسکو بتا سکے - پھر سامنے کی طرف نظر کرے گا اور اودھر بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا - پس جس سے ہو سکے اپنے تئیں اوس آگ سے بچالے - خواہ کھجور کے دانے کا ایک ٹکڑا ہی خدا کی راہ میں دیکر کیوں نہ بچائے اور جس کو اتنا بھی مقدور نہ ہو وہ کسی کے حق میں کوئی کلمہ خیر ہی کہے - کیونکہ بے شک آخرت میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا بلکہ سات سو گنے تک دیا جائیگا - خدا کی سلامتی اور رحمت اور برکت تم پر ہو -

مراسلت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب زاد عنایتکم - اسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - مینے ایک خط پہلے بخدمت جناب ارسال کیا ہے - اسکے جواب سے تاحال سرفرازی نہین بخشی - مین امید کرتا ہون کہ آپ خدا کے فضل سے بخریت ہون گے - اور سلسلہ الٰہی کے پھیلانے مین سرگرم - مین انشاءاللہ شروع ستمبر مین حاضر ہوکر زبانی بہت کچھہ حالات عرض کرونگا - اس وقت ایک خاص امر کے لئے عرض کرتا ہون - وکیل و دیگر اردو کی ایک دو اخبارون مین یہ سلسلہ آجکل چھڑا ہوا ہے کہ جاپان مین اشاعت اسلام کس طرح کی جاوے - مین سخت حیران ہون کہ آپ کے اخبار مین ابھی تک ہماری جماعت کے کسی فرد نے اس مضمون کو دلچسپی سے نہین دیکھا - اور نہ آپ نے بجز ایک مضمون کے نقل کر دینے کے کوئی خاص دلچسپی لی ہے - مین چاہتا ہون کہ آپ اس کے متعلق خاص طور پر دلچسپی لیوین - اور جماعت کے معززین کو اشاعت اسلام ملک جاپان کے لئے خاص توجہ دلاوین - تاکہ جو فرض ہمارے ذمہ ہے - وہ ادا ہو جاوے - جو کام کہ اس سلسلہ کی معرفت سے ہوسکتا ہے - وہ دوسرے مسلمان نہین کرسکتے - اور نہ دوسرے مسلمانون مین اشاعت اسلام کی ایسی جوش اور حمیت ہے جو خداوند کریم نے اپنے مسیح موعود کے انفاس مبارکہ کیوجہ سے اس قوم مین ڈالدیا ہے - بالفعل چونکہ اہل اسلام مین سے کوئی بھی جاپانی زبان کا واقف اور عالم نہین ہے - وہان جاکر تبلیغ کرنا ان ابتدائی شرطاہر بہت مشکل ہے - اور اسکے لئے درکار ہے ایک سرمایہ کثیر - جو نہ مسلمانون مین طاقت ہے اور نہ حوصلہ - پس میرے خیال مین یہ تحریک آپکے اور بدر اخبار کے ذریعہ سے ہونی چاہئے کہ وہ کتابین جاپان مین کثرت سے شائع کی جاوین جو زبان انگریزی مین مذہب اسلام پر ہون - اور اگرچہ دیگر مسلمانون کی تصنیف شدہ کتابون مین جو بالفعل انگریزی زبان مین موجود ہین وہ حقایق اور معارف مین نہین پائی جاتی جو اشاعت اسلام کی غرض سے ہونی چاہئیں - تاہم موجودہ حالات مین ایک ضرورت کو پورا کرنے مین کم و بیش ممد و معاون ہوسکتی ہین - یہ کام جملہ اہل اسلام کو کرنا فرض ہے - اسوقت خداوند تعالےٰ نے اپنی مشیت خاص سے مسیح موعود کو ہم مردون کی روحانی زندگی کے لئے بھیجا ہے ہمکو یہہ وقت غنیمت جانکر اسکو کھونا نہین چاہئے - اور وہ حقایق و معارف جو خدا کے مرسل کی زبان پر جاری ہوئے ہین بزبان انگریزی مین ترجمہ کرکے بذریعہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاپان اور دیگر ممالک غیر مین کثرت سے شائع کرنی چاہئین - اگر اس کے متعلق آپ کثرت سے اپنی جماعت کو تبلیغ کرین تو کم از کم دو سو رسالہ جاپان مین ہی صرف ماہواری ریویو آف ریلیجنز کا جاسکتا ہے - جس کے ذریعہ سے اہل جاپان حقیقت اسلام سے آگاہ ہوسکتے ہین - مینے مولانا مکرمنا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی اڈیٹر رسالہ مذکورہ کو اطلاع دیدی ہے کہ میری طرف سے چار رسالہ انگریزی زبان کے ماہواری ملک جاپان کے لئے مذہبی سوسائٹی مین یا جس جگہ وہ مناسب خیال فرماوین ارسال کیا کرین اسکی قیمت مین ادا کرونگا - یہ علاوہ اس کے ہین جو میری طرف سے دیگر رسالہ جات خریدی جاتی ہین - اور اگر خدا کے فضل سے ساٹھہ ستر آدمی ایسے میسر آجاوین جو کم سے کم چار رسالہ ملک جاپان مین بھیجنے کی غرض سے خرید کرین تو ایک معقول تعداد صرف ریویو آف ریلیجنز کی جاسکتی ہے - یہہ آپکا فرض ہے کہ بڑے زور سے جماعت احمدیہ کی توجہ کو اس معاملہ کیطرف - جو بڑا اہم ہے اور ویسا ہی عظیم الشان ہے دل کرادین - جہانتک مجھے علم ہے یورپ اور امریکہ مین بھی یہ رسالہ جارہا ہے اور اپنا اعجازی اثر کررہا ہے - وہان کے مذہبی جہازون مین کثرت سے اسلام کے متعلق نوٹ نکلے - اور چند معزز محققین نے اسلام کی صداقت کو تسلیم کرلیا - لیکن مین یہ کہے بغیر نہین رہ سکتا - کہ جسقدر اشاعت مطلوب تہی نہین ہوئی - یورپ اور امریکہ کی وسیع آبادی کو مدنظر رکہکر اگر دیکھا جاوے تو یہ اشاعت حد کے درجہ تک پہونچی ہے - مشنری لاکھون روپیہ اپنے جہوٹے اور پرانہ افسانہ مذہب کی اشاعت مین خرچ کرتے ہین - جبکا آخری نتیجہ بجز مایوسی کے انکو کچھہ نہین ملتا - لیکن تاہم ان کی ہمتین سست نہین ہوتین - مسلمان خود مفلس اور نہ کوئی باضابطہ اس قسم کی سوسائٹی جو لاکھون روپیہ جمع کرکے غیر ممالک مین اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیوے - یہ سلطنت کا کام ہے غریب اہل اسلام کیا کرسکتے ہین - لیکن اس کا یہ مطلب نہین ہے کہ جتنا ہم کرسکین وہ بھی نکرین - ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جسقدر اہل اسلام کی دست قدرت مین تہا اتنا بھی اس نے نہین کیا - دیگر مسلمانون کا ہمارے ساتھہ اشاعت اسلام مین مشارکت کا خیال فضول ہے - کیونکہ وہ تو اس سلسلہ کی مفیدیات کو بھی بدظنی سے دیکھتے ہین - ورنہ کیا ممکن نہ تہا کہ اگر جملہ اہل اسلام اسکو مفید خیال کرتے ہیں تو آج ہزارون تک تعداد ریویو آف ریلیجنز کی پہونچ جاتی جو دیگر ممالک کو ہم مفت دے سکتے - اور جب کثرت سے ایک بات کی اشاعت کی جاوے تو آخر خدا کے بندے نکل ہی آتے - جو سائل حق پڑھکر صدق دل سے غور کرتے اور اسلام کے نورانی چہرہ کو دیکھکر کلمہ توحید پڑہتے - پس ہم کو دوسرے مسلمانون سے اس کام کی امداد سے مایوس ہونا چاہئے اور سوائے ان لوگون کے جو حضرت مرزا صاحب کی جماعت مین داخل ہین - یا ہوتے جاتے ہین - یا ہوجاوینگے - دست سوال پھیلانا چاہئے - اگرچہ مین جانتا ہون کہ پہلی ہی چندون کی بہرمار اس جماعت کی افراد پر ہے لیکن کیا اپنی خانگی ضروریات کے لئے خرچ نہین کیا جاتا - اگر اس جماعت کے معززین ہی اس کام کو نہین لیوین گے تو پہر وہ لوگ کہان سے پیدا ہون گے جو اشاعت اسلام کا کام کرینگے - مسلمانون کی بدبختی کے آثار ہین - کہ وہ حضرت مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم - کے مشن کی غرض و غایت کیطرف توجہ نہین کرتے - اور چند فروعی اختلافات کیوجہ سے سب و شتم کرنے کو کھڑے ہوجاتے ہین - عوام کالانعام کا تو ذکر ہی کیا ہے - بڑی بڑی مجالس مثلاً حمایت اسلام - اعانت اسلام - اشاعت اسلام وغیرہ کے ممبرز بھی جو بڑی بڑی فضیلتون کے دعویدار ہین اسلامی اصولون سے بہت دور جا پڑے ہین - خدایا تو ہی میری ابتر حالتون پر اب نظر ترحم فرما - آمین -

مسلمانون کے مقابلہ پر آریہ قوم کو لیجئے - کہ انکی درمیان قومیت کا کسقدر جوش ترقی کر گیا ہے انکے گریجوئٹون نے اسی جوش کیوجہ سے جو نیشنلٹی کے خیال سے انکے درمیان ہے - اپنی زندگیان قوم کو دیدین - اور دیتے رہتے ہین - اب جاپان سے ایک گریجویٹ منگواکر انہون نے کالج مین جاپانی زبان کی تعلیم شروع کرادی - جس سے نہ صرف زبان ہی سیکھنا مطلوب ہے بلکہ اہل جاپان کی ہمدردی کو اپنے ساتھہ کرنا - مگر ہمارے کالج ہین کہ آپس کے خانگی تنازعات سے ہی انکو فرصت نہین ہوتی - وہ قوم کی ترقی کا خیال کیا سوچینگے -

آن خویشتن گم است کرا رہبری کند -

اس وقت مسلمانون کو بڑی ضرورت اندرونی طور پر اصلاح کی ہے - اور پہر صنعتی تعلیم کی ہے - افسوس کہ ان دونون سے ابتک لاپروائی ظاہر کی جاتی ہے - مسلمانون کی جو جماعت یا مجلس ہوتی ہے وہ بجائے اس کے کہ قوم مین اتفاق و ہمدردی کا بیج بوئے اور قوم کی بہتری کے سامان مہیا کرے - بدقسمتی سے قوم کے حق مین نقصان دہ ثابت ہوتی ہے - یہی حال مسلمانون کے اخبارون کا ہے -

مگر میرے خیال مین قوم کی موجودہ خرابیون کا بوجہ کا زیادہ تر حصہ اخبارون کے سر پر ہے - جن کا فرض تہا کہ یگانگت کی روح قوم مین پھونکتے اور نیک تحریکات کے ذریعہ سے قوم کو اکساتے رہتے - اور معاملات مین نیک نیتی سے رائے زنی کرتے اور پبلک رائے کے قایم کرنے مین ایک زبردست ذریعہ ثابت ہوتے - لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سب سے ردی حالت مسلمانون کے اخبارون کی ہے - باستثنائے ایک دو مثلاً کل اتفاق سے وکیل اخبار کا پرچہ میرے ہاتھہ آیا - مینے اس مین دیکھا کہ ایک بڑا لمبا مضمون غیب دانی پر لکھا ہوا ہے - جس سے راقم کا مقصد مرزا صاحب کے دعوے کی تکذیب ثابت کرنا ہے - مین تمام مضمون کو پڑہ گیا جو دو اخبارون مین نکل چکا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ راقم نے پبلک کو غلط بیانی کی رو سے دہوکہ مین ڈالنے کی کوشش کی ہے - ایکوئی ایڈیٹر صاحب یا نامہ نگار سے دریافت کرے کہ کتب مرزا صاحب کا یہ دعوے ہے کہ مین ہر معاملہ مین بذریعہ غیب دانی بتلاسکتا ہون - غیب کا علم تو خدا کے پاس ہے - ان انبیاء اور مرسلان کو صرف اسی بات کا علم غیب دیا جاتا ہے جو خدا چاہتا ہے - اور اس کی اصلاح خلق مقصود ہوتی ہے - کہ لوگ اس نبی یا مرسل کی صداقت کا اندازہ کرسکین - اگر اعتراض ہے کہ کسی نبی یا مرسل کو پیشگوئی کے طور پر غیب کے کسی امر سے خداوند تعالےٰ نے بذریعہ اپنے الہام کے اطلاع کبھی نہین دی - تو پہر اسلام کا سارا تانا بانا بگڑ جاویگا اور وہ اعتراضات نفس اسلام پر ...... اور دیگر الہامی مذاہب اور انبیاء کی صداقت پر وارد ہوتے ہین کہ بلکہ - راقم کو یا ایڈیٹر کو چاہئے تہا - کہ پہلے مرزا صاحب کا مذہب دربارہ غیب دانی بیان کرتا - پہر اسلام کا عقیدہ - پہر مرزا صاحب کے مذہب پر جائز اعتراض - اڈیٹر کا فرض تہا کہ وہ خود مرزا صاحب کی کتب دیکھہ کر یا اس امر کی تکلیف وہ گوارا نہین کرسکتا تہا تو امرتسر کے کسی احمدی سے مرزا صاحب کا دعوےٰ دربارہ غیب دانی دریافت کرکے اولاً درج کرتا - جہانتک پبلک کو علم ہے مرزا صاحب خاص امور یا واقعات یا حادثات کے متعلق خدا سے خبر پاکر پیشگوئی

کرتے ہیں - اُسی طرح جسطرح کہ دیگر انبیا سابقین کرتے چلے آئے ہیں - خالص غیب کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا - مگر ہان جتنا اور جسقدر خدا چاہے اپنے مرسلین کو پہلے اطلاع دیتا ہے - الحمد للہ کہ وہ باتین جو قبل از وقت مرزا صاحب کیطرف سے بتلائی جاتی ہین - اس طرح پوری ہو رہی ہین جسطرح کہ دیگر انبیا کی - اگر دیگر انبیا کی پیشگوئیان محض اماموں اور جوتشیون کی پیشگوئیون سے ممیز ہو سکتی ہین - تو اڈیٹر صاحب کو چاہیئے کہ اس معیار پر یہان بھی پرکھے - اور پھر اتفاقاً اخبار مین اسے درج کرے -

یہہ تو ضمناً ذکر آگیا - اصل مطلب یہ ہے کہ تمام دیگر مسلمان اپنے فرائض ادا نہین کرتے جیسا کہ ان کو ادا کرنا چاہیئے اب صرف مرزا صاحب کی جماعت ہے جسکو واجب ہے کہ مسیح موعود کی دعاؤن سے فائدہ اٹھا کر قومی کامون مین دلچسپی لیوے -

اے خدا تو مجھے اپنے مسیح مرسل یزدانی کے قدمون پر چلنے کے لئے پوری طاقت بخش - آمین

والسلام
نور احمد وکیل ایبٹ آباد

ایک اور نشان ظاہر ہوا

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی آخر کار اس جہان سے چلدئے چنانچہ ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو انکا انتقال ہو گیا - مرنے سے ۱۴ روز پیشتر انکو سانپ سونگھ گیا تھا - اسی زہر نے انکا کام تمام کیا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن -

افسوس کی بات ہے کہ مولوی رشید احمد خدا تعالےٰ کے موعود و مرسل کے زمانہ کو پاکر بھی اسکے فیض سے محروم گیا - اخبارات مین انکے متعلق بڑے بڑے تعریفی مضامین شائع کرائے جا رہے ہین - جنکو پڑھکر مجھے اور بھی اللہ تعالےٰ کی بے نیازی پر ایمان بڑھتا ہے - اور یقین ہو جاتا ہے کہ

امتیان سا مے دہی فہم و ذکا

بالکل صحیح ہے - ہدایت اور سعادت اسی کے فضل سے ملسکتی ہے - ورنہ ایسا آدمی جسے لوگ عالم قرار دیتے ہین تو آمد کو کیون دیکھہ نسکا تہ پھر مولوی رشید احمد صاحب کی موت دوسرون کے لئے باعث عبرت ہے - یقیناً اب انپر اس مسئلہ کی حقیقت کہل گئی ہوگی اور انہین معلوم ہوا ہوگا - کہ وہ شخص جسکو دنیا مین وہ کذاب اور مفتری سمجھتے اور قرار دیتے تھے فی الحقیقت حضرت احدیت مین وجیہ و عالی رتبہ ہے -

وہان کے حالات تو مرنے والون پر ہی کہلینگے لیکن انکی موت تو اس دنیا مین بھی حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی پر مُہر کرتی ہے - جسکی تفصیل یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو عرصہ ہوا یہہ الہام ہوا تھا تَخْرُجُ الصُّدُوْرُ اِلَی الْقُبُوْر یعنے جو لوگ بڑے بڑے مسندنشین اور اکابر قرار دئے گئے ہین وہ قبرون کی طرف نکالے جائینگے - کیا مطلب کہ یہہ بڑے بڑے بزرگ اور صاحب وجاہت جو بنے ہوئے ہین وہ عنقریب مرنے والے ہین - یہہ پیشگوئی ہمیشہ نئے رنگ مین پوری ہوتی رہتی ہے - جسطرح سید نذیر حسین اس پیشگوئی کا مصداق ہوا اسی طرح رشید احمد صاحب بھی اسکے مصداق ٹھیرے -

اگر یہہ کہا جاوے کہ انکی عمر ۸۰ کے قریب ہو گئی تھی - تو ایسی بات بالکل بیہودہ قرار دی جائے گی کیونکہ حوادث زمانہ کے ماتحت حضرت مسیح موعود بھی ہین وہ اس سے باہر تو نہین - پھر ان کی زندگی مین ان لوگون کا فوت ہو جانا قدرت خداوندی کا عجیب تماشا نہین تو کیا ہے؟ یہہ محض اسکی صداقت کے اظہار کے لئے ہے -

علاوہ برین مولوی رشید احمد صاحب کی موت ایک اور پہلو سے بھی نشان عظیم ہے اور وہ یہ ہے کہ انجام آتھم مین جن لوگون کو مباہلہ کیواسطے بلایا گیا تھا انہین سے مولوی رشید احمد صاحب بھی ایک تھے - اور اس مباہلہ کا نتیجہ مندرجہ ذیل عذاب آپ نے قرار دئے تھے -

کسیکو اندھا کردے اور کسی کو مجذوم - اور کسیکو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسیکو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا وغیرہ الآخر -

مولوی رشید احمد صاحب نے اس اثر سے دو حصے لئے - آپ کی بینائی بھی جاتی رہی اور بالآخر سانپ نے بھی کاٹا کیا موت کی اور صورتین نہ ہو سکتی تھین ؟ پھر کیا وجہ ہوئی ہے جو مولوی رشید احمد صاحب کو سانپ ہی نے کاٹا - اگر حضرت مسیح موعود مفتری تھے تو مولوی رشید احمد صاحب کے لئے اگر سانپ کے ذریعہ موت مقدر تھی تب بھی اللہ تعالےٰ کو دنیا کو فتنہ مین پڑنے سے بچانے کے لئے انہین اس موت سے بچانا چاہیئے تھا مگر یہ کیا ہوا - کہ آسمان سے ایسا امر صادر ہوا جو اسی مفتری (بخیال شان) کی تائید کا باعث ٹھیرا - اسکی وجہ یہی ہے - کہ در اصل وہ راستباز اور خدا کا مرسل ہے اور آسمان اسکی تائید پر جھکا ہوا ہے - پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے طالبان حق کے لئے -

بیہودہ طور پر مباحثہ کرنا اور ہر بات کے جواب کے لئے قلم اٹھانا سہل ہے لیکن عقلمند وہی ہین جو سچائی کو ضائع نہین کرتے بلکہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہین - مولوی رشید احمد صاحب کے شاگرد اور مرید انکی وفات سے سبق لین اور خدا تعالےٰ کے راستباز کی تکذیب سے باز آئین -

بالآخر مجھے مولوی رشید احمد صاحب کی وفات سے محض اس لئے افسوس ہے کہ انہون نے **صادق** کا زمانہ پایا اور اس سے فیض حاصل نہ کیا اور پھر یہ افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے جب مین دیکھتا ہون کہ وہ نہ صرف خود محروم رہے بلکہ ان کی وجہ سے بہت سے لوگ حجاب مین پڑے رہے خدا کرے انکی موت ان لوگون کے لئے چشم کشا ہو - آمین -

عبد القیوم کی وفات اور تعزیت

عبد القیوم کی وفات کی خبر الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مین درج کرچکا ہون - اسکے متعلق مجھے کچھہ اور اضافہ کرنے کی حاجت نہین بجز اس کے کہ **عبد القیوم** کے ساتھ حکیم الامتہ کو اپنے رنگ مین خاص الفت تھی وہ بات **عبد القیوم** مین کیا تھی جو حکیم الامتہ کی مزید توجہ اور التفات کا باعث ہو سکتی ہے - ناظرین اس راز سے محض ناواقف ہین -

عبد القیوم ایک عرصہ سے بیمار چلا آتا تھا - باایں جبسے اسنے بولنا سیکھا تو پہلا لفظ جو اس نے خلاف عادت و معمول سیکھا وہ **اللہ** کا لفظ تھا جسنے حکیم الامتہ کو خاص طور پر متوجہ کیا - پھر دوسرا لفظ **حی علی الفلاح** تھا اس لفظ کو پورے طور پر ادا کرنے کی طاقت نہ تھی اسلئے وہ **الفالح** کے پکارا کرتا - اور پھر کچھہ عرصہ تک بیٹھہ کر کچھہ ایسے انداز سے ہلتا اور سانس لیتا جس سے معلوم ہوتا کہ کسی ذکر مین مصروف ہے غرض یہہ ادائین تھین جو حکیم الامتہ ایسے باپ کے لئے دلفریب تھین -

عبد القیوم کے سوا حضرت حکیم الامتہ کی کئی اولادین چھوٹی عمر کی اور بڑی عمر کی بھی فوت ہوئین - انہین سے بعض میری موجودگی مین بھی فوت ہوئین - مینے ہمیشہ دیکھا ہے کہ **حکیم الامتہ** نے کبھی کسی قسم کا اضطراب یا بیقراری ظاہر نہین کی اولاد کی محبت ایک فطرتی محبت ہوتی ہے اور لوگ کہتے ہین کہ بڑھاپے کی اولاد بہت ہی عزیز ہوتی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ حکیم الامتہ نے اپنی ان اولادون کی وفات پر بھی استقلال اور حوصلہ دکھایا ہے جو عام طور پر آپ مین پایا جاتا ہے - جس سے اس قلب کی کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ اسکو اللہ تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھہ کیسی صلح اور سالمت ہے -

ایسے موقع پر تعزیت کرنا مسنون امر ہے حضرت کریم الملتہ نے مخدومی خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک بچے نصیر احمد کے فوت ہو جانے پر تعزیت کا ایک خط لکھا تھا جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اب بھی ویسا ہی قابل قدر ہے اسلئے مین اسے ذیل مین درج کرتا ہون -

وَھُوَ ھٰذَا

ایک تعزیت کا خط

ذیل مین ہم ایک تعزیت نامہ درج کرتے ہین جو ہمارے محسن و مخدوم مولانا حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے برادر معظم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور کے عزیز شیرخوار بچہ **نصیر احمد** کی وفات پر ۵ - جون ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر لکھا ہے اس خط کے اندراج سے جہان ایک طرف ہم اپنی قوم کو رضا بالقضا اور صلح بالقدر کی تعلیم دینا چاہتے ہین دوسری طرف اپنے بداندیش مخالفون کو یہہ دکھانا چاہتے ہین کہ وہ اس خط کو تعصب اور عناد سے خالی ہو کر پڑھین اور سوچین کہ جس قوم کے مدنظر ہر حال مین رضاء الٰہی ہو دنیا اور اسکی عارضی اور فانی تکلیفین اسکے ارادون اور حوصلون کو کیونکر پست کرسکتی ہین ؟ - وہ قوم جو مقادیر الٰہی پر یون اظہار مسرت کرے اور ہر تکلیف اور مصیبت مین سے اپنے لئے شرح صدر کے ساتھہ ایک راحت اور مسرت پیدا کرے غدار دنیا دارون کے منصوبے اور اذیت رسانی کے بد ارادے اُن پر کب فتح پا سکتے ہین ؟ یقیناً یقیناً جنت کی کلید ہر حال مین ان ہی لوگون کے ہاتھہ مین ہے جو قضاء الٰہی کے ساتھہ پوری سالمت اور مصالحت کرتے ہین پس کوتاہ اندیش مخالف کے لئے ہر آن ایک نیا جہنم اور نئی مصیبت ہے اور خوش قسمت مومن کے لئے ہر لحظہ ایک نئی زندگی اور نئی جنت ہے مبارک ہے وہ شخص اور وہ قوم جو رضاء الٰہی کے ساتھہ پوری صلح رکھے اور خدا تعالےٰ کے ہر فعل کو اپنے لئے ایک نعمت کا موجب سمجھے - اللّٰھم اجعلنا منھم آمین

اب ہم ذیل مین وہ تعزیت نامہ بلا کم و کاست درج کرتے ہین ہم کو امید ہے کہ یہ خط ہماری زندگی کی اُن کٹھن منزلون مین جو مشیت ایزدی سے

سے پیش آجاتی ہیں ایک رہبر شفیق کا کام دیگا اور ہم میں سے بہتوں کے لئے مفید ثابت ہوگا مولیٰ کریم ہمکو ایسی توفیق عطا فرماکہ زندگی اور موت رنج اور راحت میں تیرے سچے شکر گذار ہوں آمین۔ ایڈیٹر

برادرم! اعمال کی صورتیں ہیں اگر اخلاص درمیان ہو۔ اگر احتساب ہو یعنی خدا کی رضا اور قدر سے پوری موافقت تو کسقدر غنیمت ہاتھ آئی ایک دنیادار کو جسے اس کدر زندگی سے سکون اور طمانینت حاصل ہے اور آخرۃ پر بیٹھا دیکر بیٹھ رہا ہے یہ باتیں تلخ معلوم ہوں گی مگر وہ فوت شدہ چیز کے واپس لانے کا کوئی چارہ تو بتائے۔ یا لاکر دکھائے۔ مومن کسقدر نفع میں ہے کہ ولادت وموت دونوں شکر وصبر کے وسیلہ سے اسکی ترقی درجات کا موجب ہیں۔

خود ہی دے اور خود ہی لے جاوے اور یہ لے جانا اس کا لاتبدیل قانون ہے جسے عقلاء کی عقلیں اور حکماء کی حکمتیں تحویل نہیں کرسکتیں پھر ہمارا شکر کرے اور اجر جزیل کا وعدہ دے یہ فضل عظیم نہیں تو کیا ہے؟ قربان جائے اس حامد محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جسنے علم و عمل دونوں سے دنیا کو رضا بقضا کا درس دیا۔ مکی زندگی میں بھی الحمد للہ آپ کی زبان پر جاری رہا جب مصائب کے پہاڑ آپ کے سر پر ٹوٹ رہے ہ اور چاروں طرف سے درندے آپ پر مسلط ہ اور مدنی کامیاب زندگی میں بھی وہی ہ جس سے خدا تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھ ... ری صلح اور سلم کی عجیب خوشبو آتی ہے۔ گیارہ بچے ہی آپ کے فوت ہوئے تو کر آپ ہر رنج میں صبر کا کامل نمونہ ٹھیریں بچوں کی وفات پر آپ کا یہ فرمانا للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ باجل مسمی کسقدر صبر۔ مسالمت بالقدر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے ہمارے ہمسایہ میں آج دو مہینے کے قریب ہوئے ایک ہندو مرگیا ہے۔ اُن کے ہاں ہر روز سیاپا ہوتا ہے چونکہ میرا مکان بسبب بلندی کے انکی ساری حرکات کو مجھ تک پہونچا دیتا ہے میں اون کے شیون اور نوحہ سے اپنے محبوب ومولیٰ سرور عالم وعالمیان علیہ صلوات الرحمن پر درود ارسال کرنے کی عجیب لذت محسوس کرتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ موت اور زندگی کی مسٹری جس کی گرہ کھولنے میں عقلاء دہر کے ناخن بالکل گھس گئے ہیں اور ہنوز وہ گرہ

ویسی ہی زندہ ہے کیسی صفائی سے اُس مظہر اسرار غیب پر کھلی۔ اولاد کا مرنا نقد نقد خسارہ ہے عرف عام میں اور ظاہر بین نگاہ میں ہے بھی اسی طرح۔ کدورتوں اور مصیبتوں اور دکھوں کا آنا ابنائے دنیا کو کسقدر ناگوار ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر قوت خدا کی قدر سے موافقت کرنے کی کس راہ سے ملی؟ اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کے اوراق کے مطالعہ سے بے خبر اور ہر کی نظیر کے واقعات سے ناواقف ہے تو کافی ہے اسکے لئے کہ اسی سورہ فاتحہ کے آغاز میں غور کرے یعنی الحمد للہ رب العلمین میں اسپر پیچ اور پر انقلاب زندگی میں قدم قدم پر کیسے ناگفتنی واقعات پیش آئے اور اس اثنا میں نماز کا وقت بھی آگیا اگر آپ کی روح پر فتوح کو اللہ تعالےٰ سے پوری صلح نہ تھی تو کیونکر آپ کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا الحمد للہ رب العلمین رات دن میں حوادث بھی پڑتے ہی رہے اور ان سب وقفوں کی چھ نمازوں کے افتتاحی کلمات ہمیشہ گواہی دیتے رہے کہ خدا تعالےٰ کی قاہر ارادوں اور حکیمانہ تقدیروں سے طوع دل سے صلح کرنے والا ایک ہی انسان دنیا میں پیدا ہوا ہے قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں جائیں گے اور آسے پورا دارالسرور پائیں گے تب جوش سے الحمد للہ رب العلمین کہیں گے اُس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت اور پر سرور قلب کا اندازہ کیجئے جو شروع ہی میں الحمد للہ رب العلمین بولا۔ اور اس عالم کے گرم وسرد میں ہمیشہ یہی اوس کی زبان پر جاری رہا۔ غرض ان بدنصیب ہندوؤں کے سیاپے سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شقی قوم پر خدا تعالےٰ کی صفات کا راز نہیں کھلا اور بید بے ثمر نے تناسخ کے اصول کی تعلیم سے انہیں سخت گھاٹا دیا۔

جب صورت حال یہ ہو تو میں آپ کو مبارکباد دوں کہ آپکی طرف سے ان دشوار گذار گھاٹیوں کے صاف کرنے کو سیپر یا بنیر ز پلٹن کا ایک قوی فرد آگے گیا اور وہ براہ راست خدا کے ہاں پہونچکر آپ کے لئے دست شفاعت اور زبان ضراعت دراز کریگا یا ابنائے جنس کی پیروی کرکے آپ کی تعزیت کروں یا ایک بدبخت منکر قدر اور صلح بالقدر سے جاہل رافضی کی طرح آپ کو روتے ... کی ترغیب دوں خدا تعالےٰ آپ ... کہ اس انعام کو آپ ضائع نہ کریں جو امر ... تقریب

پر آپ کو ملنے والا ہے۔ والسلام۔

عاجز عبد الکریم

پروفیسر اموری کا لیکچر زلزلے پر

روانگی لاہور سے پہلے پروفیسر "اموری" مشہور جاپانی ماہر علم زلزلہ نے مقامی اینگلو انڈین معصر کے قائم مقام سے ملاقات کرکے زلزلے کے متعلق بعض مفید خیالات ظاہر کئے تھے۔ جنکا خلاصہ ذیل میں ہدیۂ ناظرین ہے۔

صاحب موصوف نے فرمایا کہ بڑے زلزلے شاذو نادر ہوتے ہیں نامہ نگار نے پوچھا کہ آپ کی نسبت وثوق کے ساتھ یہ پیشینگوئی کرنے کی خبر مشہور ہے کہ کانگڑہ اور دہرم سالہ کے قرب وجوار میں عرصہ دراز تک بڑے زلزلے نہ آئینگے۔ اور غالباً ایک صدی تک امن رہے گا؟

(جواب) ہاں! بالکل اسی طرح ہے۔ لیکن ٹھیک مدت مقرر کرنا ناممکن ہے۔ کہ سو برس یا اکیس بیس برس تک کوئی زلزلہ نہ آئیگا لیکن برخلاف اس کے سائینس کا ایک اصول ہے کہ بڑے زلزلے شاذو نادر آتے ہیں اور کسی مقام پر اُن کا تواتر نہیں ہوتا۔ آسام کے زلزلے میں بہت سی لہریں جو رُکی ہوئی تہیں ٹوٹ پڑیں اگر اوس قرب وجوار میں کوئی بڑا زلزلہ آتا تو یہ صورت پہلے سے واقع ہوگئی ہوتی۔ اسیطرح ضلع کانگڑہ کی نسبت میرا خیال ہے کہ وہاں بڑا زلزلہ سینکڑوں برس سے نہ آیا ہوگا۔ ورنہ پرانے مندروں کو ضرور نقصان پہنچتا۔ یہ بات کہ آسام میں بڑا زلزلہ ۱۸۹۷ء میں آیا تہا۔ ظاہر کرتی ہے کہ اس سال بڑے زلزلے کی کارروائی کا زمانہ کوہستان ہمالیہ کی بیرونی جانب شروع ہوا اور کانگڑہ کا زلزلہ ایک پہلو سے اُس زیر زمین شورش کا سلسلہ سمجہا جاسکتا ہے۔ یہ بتلانا ممکن ہے کہ آیا زلزلہ کی کارروائی کا زمانہ کانگڑہ والی کی سوزش کے ساتھ ختم ہوگیا ہے یا باقی ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن اُسکے ثابت کرنے کیلئے میرے پاس شمار واعداد نہیں ہیں۔ ایک بات یہ بہی ہے کہ سخت زلزلے سخت زمین کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور زلزلہ آنے سے وہ کمزوری بالکل رفع ہوجاتی ہے۔ اور اسیوجہ سے بڑے زلزلہ کے بعد نہایت محفوظ وہ جگہہ ہوسکتی ہے جہاں بہت زیادہ لرزہ محسوس ہوا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تاریخ میں بہی یہ بات لکھی ہوئی نہیں ہے۔ کہ کسی ایک مقام پر دو بڑے زلزلے بغیر طویل وقفہ کے آئے ہوں۔ مگر ہمالیہ کے علاقہ میں کوئی زلزلہ آنیوالا ہے تو وہ غالباً اُن دو بڑے زلزلوں کے مقامات پر نہیں ہوسکتا جہاں اوس کی دست برد زمانہ حال میں ہوچکی ہے اور اس سے زیادہ وثوق کے ساتھ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ میرے یقین میں اس قرب وجوار میں بڑا زلزلہ نہیں آسکتا۔ تاوقتیکہ شورش دار مادہ پھر زمین کے نیچے جمع نہ ہوجاوے اور اُسکے لئے ایک عرصہ دراز درکار ہے۔

مابعد کے جہٹکے

مابعد کے چہوٹے جہٹکے۔ جو بعد زلزلے آتے رہتے ہیں اور جنکو بڑے زلزلے کا بقیہ سمجہا جاتا ہے نہایت ضروری بدرقہ ہیں کیونکہ اُن کے ذریعہ سے چہیڑا ہوا زمین کا پوست آہستہ آہستہ ایک خاص اعتدال پر آجاتا ہے۔ مابعد کے ہر ایک جہٹکے سے سمجہا جاتا ہے کہ زمین کے نیچے جو تہوڑی بہت کمزوری باقی رہ گئی ہے وہ بالکل جاتی رہیگی۔ لرزہ گو بظاہر قدرت کے پوشیدہ عجائبات میں سے ہے مگر اُن کا انتظام بالکل سادہ قوانین کے مطابق ہوتا ہے اور انسان کے کاموں کی طرح اُن میں پیچیدگی مطلق نہیں ہے بشرطیکہ کوئی شخص پوری صحت کے ساتھ بعد کے جہٹکوں کی تعداد کا مشاہدہ کرے۔ جو بڑے لرزہ کے بعد ابتدائی چار یا پانچ روز میں آتے ہیں تو اُس مشاہدہ سے ہم ریاضی کا ایک معقول اصول نکال سکتے ہیں جسکے ذریعہ ہم آیندہ عجائبات قدرت کی بابت پیشگوئی کرسکتے ہیں۔

۱۸۹۱ء میں ایک بڑا زلزلہ جاپان میں آیا تہا۔ اور جہٹکوں کی تعداد ... جو اندازہ پہلے چند روزوں میں کیا گیا ... اسپر اعتبار کرکے میں نے پیشینگوئی کردی تہی کہ پچھلے جہٹکے غالباً دس سال تک رہینگے اور اُن کی تعداد ۳ ہزار کے قریب ہوگی اور یہ اندازہ بالکل سچا ثابت ہوا۔ مابعد کے جہٹکے جو بالکل غیر مضر ہوتے ہیں ایک خاص وقفہ رکھتے ہیں اُن کی کیفیت بخار کے مریض سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو اوس کے ٹمپریچر کے نقشہ میں ہر روز دو دفعہ یا تین دفعہ درج کی جاتی ہے جہٹکوں کی تواتر اور اُن کی شدت اور خفت سے ہم ایک لہردار خط تیار کرسکتے ہیں جس سے اُن کا تواتر قلیل یا کثیر عرصہ میں معلوم ہوجائیگا۔ اسمیں اندیشہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس اثناء میں مابعد کے چند جہٹکے رجسٹر کئے جاتے ہیں تم بہت سے جہٹکوں کی تعداد دیکہا یا حاصل

کرتے ہو۔ جنکا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اور یہ صرف اسواسطے ہے کہ تم جھٹکون کے نقشے مین ایک دوسرے لہرا رہنے کے سرے پر پہونچ گئے ہو۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ کانگڑہ کے زلزلہ کے بعد جو جھٹکے آئے تھے۔ اُن کا صحیح رجسٹر کسی شخص نے تیار نہین کیا ہے تاہم یہ پیشگوئی کرنا بالکل قرین قیاس ہے کہ ان جھٹکون کا تواتر کم از کم ایک سال تک رہیگا۔

مرکزی منطقہ

۴ اپریل کو جو زلزلہ آیا تھا اُسکے مرکز کے بارے مین مینے کوئی خاص اور اخیر رائے قائم نہین کی۔ لیکن جہان تک حالت پیش کردہ سے اندازہ کر سکتا ہون وہ ایک منطقہ تھا۔ اور اکیلا نقطہ نہین تھا۔ یہ منطقہ مغربی جانب سے کانگڑہ اور دھرم سالہ کے درمیان شروع ہوتا ہے اور غالباً جنوب دمشرقی سمت مین قریباً ۱۰۰ میل تک پہیلتا ہے۔ اور اس کی رفتار کوہ ہمالیہ کی سمت سے بالکل متوازی ہے۔

لاہور کے ٹاؤن ہال کی حالت

پروفیسر اموری نے کہا۔ مجھکو افسوس ہے کہ مین لاہور کو کچھ روز پہلے نہ دیکھ سکا۔ اسلئے کہ بہت سا نقصان جو زلزلہ سے ہوا تہا۔ اسکی مرمت ہو چکی ہے۔ مجھکو ٹاؤن ہال سے زیادہ دلچسپی ہے۔ کیونکہ اُس عمارت کا معمولی نقصان یہ ہے کہ محرابین بیٹھ گئین اور بالا منزل کو بہت نقصان پہنچا ہے لیکن یہ کیفیت ہمیشہ ایسی عمارت کی ہوتی ہے جسکی تعمیر خراب ہوتی ہے دہرہ بار کے بعض آدمیون کو خیال ہوا تہا کہ محراب کے نیچے نہایت محفوظ جگہ ہوتی ہے لیکن محراب درحقیقت کمزور جگہ ہے اور یہ کہ محراب کہڑی رہ جاتی ہے درحالیکہ اور اس سے گر پڑتے ہین ایسا ثابت نہین کرتی کہ محراب بہت مستحکم ہے۔ بلکہ اُس سے باقی ماندہ حصون کی کمزوری اور خرابی ظاہر ہوتی ہے اب مینے لاہور کے ٹاؤن ہال مین دیکھا ہے کہ صرف ... صدمہ سے محفوظ رہ گئی ہین اور اون مین خفیف شکن آئی ہے لیکن پیش دروازہ کا بڑا حصہ گر گیا ہے اسکی وجہ یہ تہی کہ بالائی حصہ زیادہ وزنی تہا۔ اور سہارنے والی دیوارین برج اور لداؤ کی چھت کا وزن برداشت نہ کر سکین۔ اخیر مین پروفیسر اموری نے کہا کہ مینے خیال کر کے حکام لوگون کو ذہن نشین کر دیا ہے۔ کہ بارک مکان اور سرکاری عمارتون کی تعمیر مین زلزلہ کے مقابلہ کا انتظام ضرور کرنا چاہئے یہ بات لازمی ہے کہ ہندوستان مین وقتاً فوقتاً سخت زلزلے آوین لیکن اگر مناسب احتیاط کے ساتھ کام اور ہدایات بالا پر عمل کیا جائیگا تو ممکن ہے کہ زلزلون کی آمد سے جان و مال کا زیادہ نقصان نہ ہوگا۔

ہمارے مظلوم احمدی بھائی

... مقامون مین مخالفین نے غریب احمدی مسلمانون کے سوا موجود ہین لیکن جو ... مخالفین احمدیون کی ... سے ... مسلمانون کی تو ... بائیکاٹ اور ... کی ... ہین کیجاتی۔ بریلی اور شاہجہانپور سے مجھے خبرین پہونچی ہین کہ وہان کے غریب احمدیون کو بے طرح دکھ دیا جاتا ہے یہان تک کہ بریلی کے ... غریب ... حسین صاحب کو تو باہر نکلنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ یہ جو طریق ایذادہی کا بریلی کے مسلمانون کی سمجھ مین آیا اس سے انہون نے فرق نہین کیا۔ کیون ہو اسلام کا مفہوم ان کے نزدیک یہی ہوگا!!!

اسی طرح اب شاہجہانپور کی غریب احمدی جماعت کو دکھ دینے کے منصوبے کئے جاتے ہین اور انکو اشتعال دلانے کے لئے گندے اشتہار جاری کئے جاتے ہین مگر وہ بیچارے صبر کرتے ہین اور اللہ کے حضور ہی اپنی اس تکلیف کو پیش کرتے ہین۔ اس موقع پر مین اپنے مخلص بھائی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کا ذکر کرنے کے لئے اپنے دل مین جوش پاتا ہون۔ انہون نے جب سنا کہ بریلی کے مسلمانون نے بیکس احمدیون کے گہرون مین سقہ اور بھنگی تک کو روک دیا۔ تو انہون نے ان کی اس تکلیف سے متاثر ہو کر مجھے لکھا۔ کہ

مین بڑی خوشی کے ساتھ اپنے احمدی بھائیون کے ہان سقہ اور بھنگی کا کام کرنے کو طیار ہون

حقیقت مین جب تک ہم اس درجہ تک اپنے احباب اور بھائیون کی ضرورتون اور تکلیفون کو محسوس نہین کرتے **قومی روح** پیدا نہین ہو سکتی۔ اللہ تعالےٰ ایسے مخلص بھائی کو بے انتہا اجر دے۔

بہرحال بریلی اور شاہجہانپور مین خصوصیت کے ساتھ احمدیون کی تکالیف بڑھ رہی ہین لیکن احمدی اسپر بھی شکرگذار ہین وہ جانتے ہین کہ **برٹش گورنمنٹ** کا مبارک عہد ہے اسلئے وہ ان بے حیائی کی تکالیف سے تو بچے ہوئے ہین جو کفار مکہ ابتدائے اسلام مین صحابہ کو دیتے تھے۔ میری رائے مین بریلی اور شاہجہانپور کے احمدیون کو مناسب طریق پر مقامی حکام کو اپنی تکالیف سے مطلع کر دینا چاہئے۔ اور صبر کے ساتھ وہ مخالفون کی زیادتیون کو برداشت کرین۔ اللہ تعالےٰ خود ہی کوئی راہ پیدا کر دیگا انکی اشتعال آمیز تحریرون پر کوئی نوٹس نہین۔ خدا جس جماعت کو بنانا چاہتا ہے اسکو کوئی روک نہین

سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ بریلی اور شاہجہانپور کے مقامی حکام اس غریب اور کمزور جماعت کی تکالیف پر لحاظ فرمائینگے +

عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

لارڈ کرزن صاحب بالقابہ کا عہد حکومت جن خوش آیند امیدون کے ساتھ شروع ہوا تہا۔ افسوس ہے اسکا انجام اچھا نہ ہوا۔ خود لارڈ کرزن کو بھی اپنی وایسریلٹی کا جو لطف آرہا تہا وہ کرکرا ہوگیا۔ پائونیر جیسے مقتدر اور نیم سرکاری اخبار کو لکھنا پڑا کہ اسبات کو ابھی پورا سال نہ گذرا ہوگا کہ موجودہ وایسرائے تمام برٹش پبلک اور وزرا کی نظر مین ہندوستان کے لئے بمنزلہ **قلب یا عضو رئیس** کے سمجھا جاتا تہا اور جس طرح کوئی بت ادہر ادہر پہیرا جاوے اور اس کی وہی خوبی قایم رہے بالکل یہی حیثیت رکھتا تہا اور یہان تک رسوخ بڑہ گیا تہا کہ اسکے واسطے نیا قاعدہ وضع کر کے اور عہدہ کی میعاد بڑہا کر اسے ہندوستان بہیجا گیا اب بڑا تعجب ہے کہ وہی وزیر اعظم اور انگلستان کے وزرا جو ہر ایک چھوٹی یا بڑی بات اُنکی رائے کے موافق کرتے تہے اب یہانتک متغیر ہو گئے ہین کہ انکی کارروائیون سے اگر وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوجاوے تو کچھ پروا نہین کرتے ،،

چنانچہ نتیجہ یہی ہوا۔ لارڈ کرزن کا استعفا منظور ہو گیا۔ نئے وایسرائے لارڈ منٹو صاحب آپ کی جگہ مقرر ہوئے ہین + لارڈ کرزن اور وزارت ہند کی کل خط و کتابت شائع ہوگئی ہے جو ہر طرح سے قابل دید ہے۔ افسوس لارڈ کرزن کا عہد حکومت بہت سی ایسی باتون کے لئے یادگار رہیگا جو کسی طرح سے بھی یاد رکھنے کے قابل نہین ہین۔

ضروری التماس

چونکہ دیش اونٹی سبھا ڈلہوزی نے اسبات کا بیڑا اٹھایا ہے کہ تمام ملک ہند مین چرچا کیا جاوے کہ تمام اہل ہند اپنے ہی ملک کی اشیاء استعمال کرین اور غیر ملک کی چہوڑ دین۔ لہذا جملہ کارخانہ دارانکی خدمت مین التماس ہے کہ مہربانی کر کے جو اشیاء اُن کے کارخانون مین روزانہ استعمال کی بنتی ہون انکی فہرست سردار میان سنگھ سیکرٹری دیش ادنتی سبھا ڈلہوزی کو ترسیل فرما کر اس سبھا کو مشکور فرماوین۔

جملہ صاحبان اڈیٹران اخبار کی خدمت مین گذارش کہ اس عرض کو اپنے اپنے اخبار مین درج فرما کر سبھا ہذا کو ممنون و مشکور کرین۔

محمد خان پریذیڈنٹ دیش انٹی سبھا ڈلہوزی

رجسٹرڈ ایل نمبر

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی — دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے

نمبر ۳۱ — قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء — ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ — جلد ۹

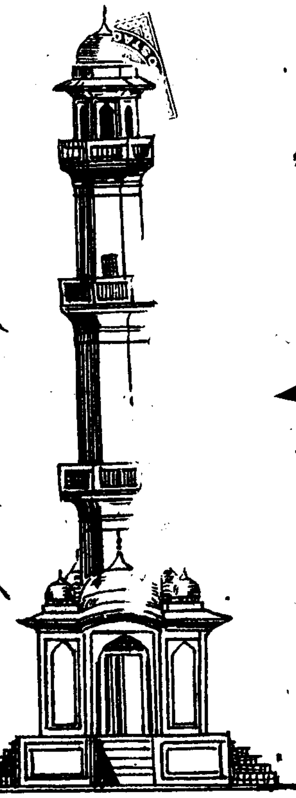

فہرست مضامین

کون ہے؟ جو میری آواز سنتا ہے

بعض اہل الرائے لوگون کے نزدیک ایک ہی بات کا بار بار دوہرانا اور تکرار کرنا پر لطف نہین رہتا اور اپنے اثر کو زائل کر دیتا ہے لیکن ایک اور فریق ہے جو یہ کہتا ہے کہ

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن ہست وبس + دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اس دوسرے گروہ کا یہہ بہی خیال ہے کہ ایک ہی بات کا تکرار آخر اثر کئے بغیر نہین رہتا۔ یہانتک کہ ایک موّاج دریا جو ایک پہاڑ سے جا کر ٹکر کہاتا ہے اور پیچھے ہٹ آتا ہے وہ بہی جب بار بار ٹکرین کہاتا ہے تو اپنا راستہ اس سنگلاخ مین بنا لیتا ہے۔ پہر انسانی قلوب مین ایک بات کا گہر کرنا کونسی بات ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی یہی سنت چلی آتی ہے کہ وہ تہکتے نہین ہارتے نہین لوگ انکی باتون سے بے اعتنائی ظاہر کرتے انہین سڑی اور مجنون کہتے بعض بیوقوف اور سفیہ خود غرض کہہ اُٹھتے لیکن وہ ایسے کوہ وقار ہوتے ہین کہ اپنی بات کہے جاتے ہین انکا یہ **استقلال** عزم الامور مین سے ہوتا ہے اور آخر ایک خارق عادت اثر پیدا کرتا ہے۔ پس مین بہی اس اسوہ حسنہ کو مد نظر رکہکر کہتا ہون۔

ہر چند اس سے پہلے بہی بارہا عرض کیا گیا لیکن محض اس خیال پر کہ ان تحریرون پر کافی اور پورا نوٹس نہین لیا گیا آئندہ بھی خاموش رہین بالکل نامناسب ہے۔ کیونکہ قلوب کی مختلف حالتین ہوتی ہین بعض اوقات وہ ایک تحریر پڑہتے یا سُنتے ہین اور اس کا کچہہ اثر نہین ہوتا لیکن دوسرے وقت وہ ایسی بیدار حالت مین ہوتے ہین کہ وہی تحریر یا تقریر ایک گہرا اثر کئے بغیر نہین رہتی۔ کیا عجب کہ یہہ مضمون میرے کرمفرما ناظرین بیداری کی حالت مین پڑہین + **الحکم** کے چلانے مین جو مالی مشکلات میری راہ مین آپڑتے ہین وہ بعض اوقات ایسے پشت شکن ہوتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص انہین محسوس بہی نہین کرسکتا + مینے ایک مرتبہ اپنی مشکلات کا ایک مرقع ہدیہ ناظرین کیا تہا اکثرون نے اس سے متاثر ہوکر میرے ساتہہ اظہار ہمدردی کیا۔ لیکن اکثر دوستون نے اسے ایک معمولی طبع آزمائی کا نتیجہ سمجہا +

آپ بخوبی جانتے ہین کہ الحکم کے ذریعہ جن خدمت کا کرنا مقصود رکہا گیا ہے جسقدر فوائد الحکم سے قوم کو پہونچے ہین وہ قوم خود محسوس کر چکی ہے اور اقرار کر چکی ہے لیکن اس کے مقاصد کی اشاعت کا دائرہ اسقدر محدود ہے جو ایک **قومی** اور **مذہبی** اخبار کی حیثیت سے بہت ہی کم ہے۔ وہ قوم جو **اشاعت حق** کیلئے ایک خاص جوش اپنے اندر رکہتی ہے۔ جس جوش کی روح انکے اندر خدا تعالے کے ایک **مامور و برگزیدہ** کے انفاس قدسیہ کے ذریعہ آتی ہے اسکے مسلّم قومی آرگن کی اشاعت کا ایک ہزار کے اندر محدود ہو جانا اور اس سے متجاوز نہونا نہایت ہی تعجب خیز امر ہے مین جانتا ہون کہ الٰہی سلسلون کی ترقی **تدریجی** ہوتی ہے اور انکے ماتحت نشوونما پانے والے سلسلون کا بہی یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنے نہین ہین کہ ہم ہاتہہ پاؤن توڑ کر بیٹہہ رہین اور اسباب کے حصول کے لئے کچہہ بھی سعی نہ کرین۔ مین اس امر کا بہی اعتراف کرتا ہون کہ الحکم کی موجودہ اشاعت اسکے اخراجات کی کفیل ہے لیکن اس مین بہی کوئی کلام نہین کہ بعض احباب کا ادائے قیمت کی طرف سے بے پروا ہونا اور اجراشدہ وی پی پیکٹون کا واپس کرنا اور اسی قسم کے مزید اخراجات پڑ کرنا کافی ہو جاتی ہے اور مطبع کی بعض دوسری مدّات پر بھی ہاتھ پہیر جاتی ہے۔

اور پھر بھی آئے دن کسی نہ کسی قسم کے مشکلات کا سامنا رہتا ہے + ان باتون کے علاوہ ضروری امر ہے کہ اخبار کی **اشاعت** بڑہائی جاوے کیونکہ جسقدر اسکی مالی حالت مستحکم اور اچہی ہو گی اسیقدر وہ زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکے گا + اس لحاظ سے مین سرپرستان الحکم کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ اس کی ترقی اشاعت کیلئے سعی کرین اگر ہر ایک ضلع کی جماعت الحکم کی ایک ایک سو کاپی اپنے ضلع کے لئے لے لیدم اسکی تعداد کئی ہزار ہو سکتی ہے۔ ہمت اور سعی کیجاوے تو یہ کوئی بڑی بات نہین۔

تاہم مین اسے کسی قدر ناقابل عمل سمجہہ کر ہر **خریدار** الحکم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ کم از کم مہینے مین ایک خریدار **جدید** تو الحکم کے لئے بہم پہونچائے + جو لوگ الحکم کی **خدمات** اور اسکے **مفاد** کے دائرہ کو وسیع کرنے کے آرزومند ہین وہ میری اس تحریر پر توجہ کرین گے + مین امید کرتا ہون کہ میری یہ تحریر اپنا اثر کئے بغیر نہ رہیگی۔

اور دراصل یہ سب کچہہ موقوف ہے اللہ تعالے ہی کے فضل اور توفیق پر۔ اسلئے اس سے دعا ہے کہ وہی قلوب کو ادہر متوجہ کرے۔ مین الحکم کی اگلی اشاعت مین **توسیع اشاعت الحکم** کا کالم پہر لکہونگا انشاء اللہ۔ اور ناظم الحکم کو اس امر کیطرف متوجہ کرتا ہون کہ وہ اپنی متفقہ سعی سے اسی سال کے آخر تک اور کچہہ نہین تو دو ہزار تک ہی اسکی اشاعت کو بڑہا دین

حجۃ اللہ

حیدرآباد دکن مین مخالفین سلسلہ احمدیہ کے درمیان خطرناک ہل چل مچی ہوئی ہے اسلئے کہ وہ معلوم کر چکے ہین کہ اس سلسلہ کی سچائی عام طور پر پہیل چکی ہے اور لوگون مین عام رجوع پایا جاتا ہے پس وہ اس قبولیت کے روکنے کے لئے ہر طرح ہاتھ پاؤن مارتے ہین مگر وہان کی احمدی جماعت انہین ان کے منصوبون مین کامیاب ہونے نہین دیتی اور ہر قابل جواب تحریر کا جواب شائع کر دیتی ہے مندرجہ بالا مضمون سے ابہی ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جسکی اشاعت کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی ہے جسکو مین بڑی خوشی سے چھاپ دیتا ہون - ایڈیٹر۔

ایک سچے فیصلے کی تیسری بار درخواست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

اذا تخش عاقبۃ اللیالی + ولم تستحی فاصنع ما تشاء

جب تو انجام کار سے مر عوب نہ ہو اور نہ شرم کرے تو جو تیرا دل چاہے کر

فلا و اللہ ما فی العیش خیر + ولا الدنیا اذا ذہب الحیاء

خدا کی قسم جینے مین کچھ مزا نہین جبکہ حیا نہ ہو

اما بعد

آج ایک سال سے یہ حجۃ الجبار میری نظر سے گذرا جس مین مؤلف نے سراسر تحکم سے کام لیا ہے اور انوار اللہ کو اپنی ہرزہ درائی سے ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

کا مصداق ٹہرایا ہے اور اپنے مونہہ کی پہونک سے اس نور اللہ کو بجہانا چاہتا ہے - انوار اللہ کے مقابل مؤلف صاحب کا یہ نقرہ انہی کے حسب حال خوب ہے (کہ آفتاب پر خاک اڑانا گویا خود ہی کو خاک مین ملانا ہے) ہم حیران ہین کہ انوار اللہ جیسی کتاب جو ابتداء سے انتہا تک قرآنی دلائل سے مالامال ہے اور جس کا حجم بیس جزو کا ہے - یہ چہہ ورقی رسالہ جس مین سوئے نقل[1] ایک چٹھی کے کوئی بادلیل بات

سلہ - ۱۲ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ شب جمعہ حسب رویائے صادقہ غلام رسول - سلہ اسماء بینہ مندرجہ رسالہ حجۃ الجبار صفحہ ۱۲ الخ کے بجز بعض ایسے ناواقف اطفال ہین جنہین ابہی تک فیراز و نشیب میز نہین نہ وہ مباہلہ جانین اور نہ وجوہ مباحثہ - اور بعض ایسے حضرات گرامی کا نام درج کیا گیا ہے جنکی ذاتی تحریر معلوم ہوا کہ وہ مشتہرہ چٹھی چھاپنے ہی بالکل بیخبر ہین -

نہین کچھ کہ غبار پریشانی ڈال سکتا ہے - حالانکہ نقل چٹھی مذکورہ کی لغویت اور مرسل کی چالاکی خود مؤلف رسالہ کی بینہ تاریخ رجسٹری ۱۳ - اگست ۱۹۱۰ عیسوی مطبوعہ صفحہ ۲ سطر ۱ حجۃ الجبار اور میعاد محررہ مولوی محمد علی صاحب من ابتداء ۲۷ - جون ۱۹۱۰ء لغایت ۱۵ - اگست ۱۹۱۰ء مطبوعہ حاشیہ صفحہ ۲ سطر ۱ رسالہ مذکور سے ظاہر ہے کہ ایک ماہ ۱۹ یوم کی میعاد دی گئی تہی - اگر مؤلف رسالہ کو معلوم نہ ہو تو کسی سے دریافت کرے کہ ۱۳ - اگست اور ۱۵ - اگست مین کتنا فرق ہے اور حیدرآباد و قادیان مین کتنا فاصلہ - کیا مؤلف رسالہ حجۃ الجبار نے انوار اللہ کے خلاف پر **حیات مسیح** کا ثبوت دیا ہے - یا **معراج جسمانی** کو حسب زعم خود ثابت کیا ہے - یا **شخصی دجال** کو منوایا ہے یا **مردہ** کے دوبارہ دنیا مین لوٹنے کو ثابت کیا ہے - یا **جنت آدم** کا معقول جواب دیا ہے - کچھ بہی نہین پہر کس منہ سے اس بابرکت و مدلل کتاب کو " محض لغو و ناقابل التفات " کہتا ہے - ناظرین خدا کے لئے انصاف فرماوین کہ مؤلف رسالہ جو اپنے کو اہل سنت اور فرقہ احمدیہ کو محدثہ قرار دیتا ہے تو ہم تو پوچھتے ہین کہ اس سے اس کی کیا مراد ہے اگر یہہ ہے کہ قرآن و حدیث و اسوۂ حسنۂ صحابہ کرام کے **عاملین** کا نام اہل سنت - ہے تو چشم ما روشن و دل ما شاد - ہم دعوے سے کہتے ہین کہ اس فرقہ **احمدیہ** کے مخلصین سے بڑھکر آج کوئی روئے زمین پر ان تینون کا عامل نہین ہے اور حق تو یہہ ہے کہ آپ حضرات افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کے سچے مصداق بنے ہین کہ **تیس**[3] سے بہی زیادہ آیات سے وفات مسیح ثابت مگر آپ اپنے احبار کی اتباع مین اس کا انکار کرتے ہین - **موت** خضرؑ و الیاسؑ و ادریسؑ پر قرآن ناطق ہے - مگر آپ ان کے حیات کے مدعی ہین - صحیح بخاری کی روایت موت مسیح بصراحت بتلاتی ہے - مگر آپ اسکے انکاری ہین - حیرت ہے کہ راگ و رنگ کے فدائی خلاف سنت نماز معکوس و نماز ہول وغیرہ کے پڑہنے والے - قبرون کے پاس ڈہولک ستار کے ساتہہ قوالی سننے والے اور اسکو عبادات و ذریعہ نجات اعتقاد رکہنے والے - حبس دم اجرائے قلب - ذکر کی ضرب دل پر لگانیوالے ذکر ارہ کرنے والے - صندل مالی - گور پرستی کرنے والے اور بے سود لوبان دعود شوار ع عام پر اپنے مرشد کے گرد جلانے اور جلوانے والے اور عبث پہول و بہنکڑی قبرون پر چڑہانیوالے تو اہل سنت کہلائین جو - برعکس نہند نام زنگی کافور کے صحیح مصداق ہین - اور قرآن و حدیث اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے مبتدعی اور فرقہ محدثہ - العجب ثم العجب مؤلف صاحب کا وہ مصرع - برعکس نہند نام زنگی کافور - یہان کیا خوب چسپان ہے - آپکا ارشاد کہ عالیجناب مولانا مولوی الحاج الحافظ محمد انوار اللہ خان صاحب بہادر عم فیضہ کی نسبت بہت گستاخانہ کلمات لکہے ہین - اہل انصاف انصاف کرین کہ انہون نے جیسا کہا ویسا سنا - سچ ہے ؎

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد
اور ؎
این جہان کوہست و فعل ما ندا
سوے ما آید نداہا را صدا

انوار اللہ مین کئی مقام پر اس کا تذکرہ ہوا ہے آپ یا تو عمداً اوس سے اغماض کرتے ہین یا عوام کو اشتعالک ہو - جیسا کہ آپ حضرات کی عادت شریف ہے - یا **انوار اللہ** کو سرے سے پڑہا ہی نہین - صرف اس کے ضمیمہ پر اکتفا کیا ہے اور بہڑک اٹہے اور مرغ بسمل کی طرح پہڑکنے لگے **بندہ خدا** اگر مردی ہے تو فقط ضمیمہ ہی کا جواب دیجئے و انی لکم ذالک الی یوم **القیامہ** - ہم آپ کے چٹھی کے چہاپ دینے اور اوس کی اشاعت کا شکریہ تہہ دل سے ادا کرتے ہین - مگر افسوس جس رنگ کے مباہلہ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اربعین مین آپ حضرات کو مدعو کیا ہے اُس سے آپ نے گریز کر کے ایسے پہلو کو اختیار کیا ہے جس مین چند در چند قباحتین ہین - منجملہ اس کے چٹھی مشتہرہ مشت بعد از جنگ کی صحیح مصداق ہے اور نیز سلالہ بدعت ہونے کے باعث جو نصوص صریحہ کے بالمقابل مردود و ناقابل التفات سمجہی گئی - اگر فی الحقیقت درخواست چٹھی مذکور نفاق و دروغ بیانی و اطراء و تبختر کی بنیاد پر نہین اور ؎

پارسایان روے در مخلوق
پشت بر قبلہ مے کنند نماز

کی غیر مصداق ہے - تو بسم اللہ آئیے اور رو برو ئے قبلہ حق ہو جائیے آپکو اور ہم کو حق جوئی منظور ہے - اور خاص کر ہم کو دلائل قرآن و حدیث و ظہور کرامات و تائیدات سماوی بحق مدعی **مسیحیت و مہدویت** سے قطعاً قطعاً و یقیناً یقیناً ثابت ہو چکا ہے کہ **مدعی** اپنے دعوے مین راست باز اور سچا ہے اور ہمارے مقابل آپ کو زبردستی بلا تحقیق اس امر پر اصرار ہے کہ **مدعی** مذکور جہوٹا ہے لہذا اس حق و ناحق کے فیصلہ کے لئے اللہ رب العالمین مالک یوم الدین رب عرش عظیم و صاحب بطش شدید و قہار و قدیر و جبار و بصیر کے حضور وجلہ البصیر ہم خود حاضر ہین - اور بمقابل آپ کے مدعیانہ رنگ مین ہم یہ دعا کرنا چاہتے ہین کہ اے پروردگار اگر مدعی مسیحیت و مہدویت درحقیقت تیری طرف سے مامور ہو کر بہیجا گیا اور راستباز ہے تو فریق مخالف کے سرگروہ پر ذلت کی مار نازل فرما یا اور اگر وہ درحقیقت کاذب و مفتری ہے جیسا کہ مخالفین یقین رکہتے ہین تو اوسے فریق مخالف کے سرگروہ کے روبرو وفات دیکر حق اور ناحق کا فیصلہ فرما دے - اس پر فریقین آمین کہین - پہر اسی طرح فریق مخالف کی طرف سے ایک یا جسقدر مجمع ہو دعا کرے - کہ اے پروردگار میرزا **غلام احمد** قادیانی جو مدعی مسیحیت و مہدویت ہے درحقیقت سچا ہے اور ہم ناحق اوس سے دشمنی رکہتے ہین - تو ہمارے سرگروہ کو مدعی مذکور کے روبرو وفات دے - اگر وہ درحقیقت کاذب و مفتری ہے جیسا کہ ہم یقین رکہتے ہین تو اسے ہمارے سرگروہ کے روبرو وفات دے کہ حق و ناحق کا فیصلہ ظاہر فرما دے - اسپر فریقین آمین کہین - اس **فیصلہ کا انتظار** شعبان ۱۳۲۸ھ کی اوس رات کی صبح تک کیا جائیگا جس کی نسبت مشہور ہے کہ ارزاق و اموات و حیات کی چٹھیان ملکوت سے تقسیم ہوتی ہین[2] مباہلہ سے بیشتر مناسب ہوگا کہ فریق مخالف مدعی مذکور کے دلایل کو اوس کی کتابون سے بخوبی دیکہہ لے تاکہ عند اللہ اتمام حجت ہو اور بعد مطالعہ دلائل عام طور پر اشتہار دیدے جیسا کہ کتاب انوار اللہ کے ضمیمہ مین از سطر ۱۵ صفحہ ۳۴۳ تا سطر ۸ صفحہ ۳۴۵ لکہا گیا ہے اور سرگروہ کا نام بہی خواہ وہ ایک ہو یا کئی بقلم جلی چہاپ دے معتمد صاحب اس سے آپ اور آپ کے مرشد کیون گہبراتے ہین کہ یہین بیٹہے بیٹہے بموجب تحریر بالا آپ اور ہم ملکر حق و باطل کا فیصلہ کر لین اور دشمن دین و اسلام اور حق پوش باطل کوش کا مونہہ کالا کر دین - جس طرح ہماری درخواست پر آپ نے یہہ چٹھی چہاپ دی ہے اسی طرح ہم بڑی امید کے ساتہہ منتظر ہین کہ ہماری اس دوسری **درخواست** پر ایک عظیم الشان جلسہ فرما کر سب مسلمانون کی خوشی بحق آرزو پوری کرینگے اور اپنے برسر حق اور خالص اہل سنت و جماعت ہونے کا اور فریق مخالف کے ضال و گمراہ ہونیکا ثبوت دینگے جس سے **حضرت میرزا غلام احمد قادیانی** کا فتنہ جہان سے اٹہہ جائے اور

ایک جہان اِنّ مویدیاں من اللّٰہ کا گرویدہ ہو
اور وہ صاحب العلم کہلائے اور ہم بھی اس
کے مخلص خادموں میں شریک ہو جائیں ۔ تمام
قوم گواہ رہے کہ اس طریق فیصلہ کو جو بہت ہی
آسان ہے ۔ غالباً شاہ صاحب اور اون کی
ذریات ہرگز پسند نہ کریں گی مگر افسوس و
حیرت ہے کہ جب آپ لوگ برسرِ حق ہیں اور خدا
آپ کے ساتھ ہے پھر اس قسم کی دعا سے کیوں
ڈرتے ہیں ۔ کیا ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ
آپ جیسے راست باز اور اسلام کے غم
خوار دن کو چھوڑ کر **میرزا غلام احمد قادیانی**
کا ساتھ دے گا جو بزعم شما دجال کافر مفتری
علی اللہ ہے ۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ۔ کیا ایک
کاذب ۔ صادق کے روبرو ایسی عزت پا سکتا
ہے ۔ کیا کبھی ایسا ہوا بھی ہے کہ حق اور باطل
کے مقابلہ کے وقت ایک مفتری دجال کامیاب
ہو جائے اور میدان اس کے ہاتھ آئے ۔ اور
راست بازون کی عظیم الشان جماعت خائب
اور خاسر ہو ۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لئے بہت
ہی جلد اس درخواست کو منظور فرما کر فتنہ
و رحمت میں امتیاز کر دیجئے اور خاص و
عوام کو رات دن کے انتظار میں نہ رکھئے ۔ اور
یہ جو فرمایا کہ قیامت کے پہلے ایسے اشخاص کا
ظہور جو دین اسلام میں فساد برپا کرنیوالے اور نئی
نئی باتیں کرنیوالے ہوں گے احادیث نبویہ
سے بخوبی ثابت ہے ۔ تو یہ ساری باتیں آپ
حضرات میں بخوبی پائی جاتی ہیں ۔ اس لئے کہ اسلام
کے خلاف دنیا بھر کے بدعت کا دروازہ آپ
لوگوں نے عوام پر کھول رکھا ہے اور نئی نئی باتیں
بول رہے ہیں جن کا نام ونشان اسلام میں نہیں
اور جن کی تشریح کی چندان ضرورت نہیں سب
پر عیان ہے (عیان راچہ بیان) پیرو مرشد
آئے دن جو دین اسلام میں فساد برپا ہو رہا ہے
اور نفس اسلام اور قرآن اور مہبط قرآن پر جو جو
حملے ہو رہے ہیں کیا کبھی آپ نے یا آپ کے
کسی مشائخ نے معقول جواب و دندان شکن جواب
دینے کی طرف توجہ کی ہے ۔ دیکھئے ترک اسلام[سلہ]
اور تہذیب اسلام اور ستیارتھ پرکاش وغیرہ
کتابیں جو مرتدین و مشرکین کے قلم سے نکلی ہیں
جو آیات کی تفسیروں سے لیکر اعتراض کئے گئے
ہیں ان کا یہ جواب تو کچھ نہیں کہ یہ فضول و لغو
ہیں ان کا کیا جواب دیا جائے ۔ جائے انصاف
ہے کہ ایک شخص قرآن مجید و نبوت محمدی کا بالکل
منکر ہے اور قرآن مجید کو خلاف عقل اور خلاف
فطرت کہتا ۔ اور اس کو مجموعہ افترا در افترا قرار
دیتا ہے ۔ اور مہبط وحی خدا یعنی حامی
کو نعوذ باللہ کاذب و مفتری علی اللہ
کہتا ہے تو کیا اسلامی ہمدردی کا یہی تقاضا ہونا
چاہئے ۔ کہ اس کے جواب سے سکوت کر کے
اک طرفہ ڈگری کا موقع دیا جائے ۔ سکوت کی وجہ
یہی ہے کہ خصم آپ کے مسلمات پیش کرتا ہے ۔
اور آپ اپنے مسلمات کا جواب بھلا کیا دے
سکتے ہیں ۔ ہاں اگر سماع موتیٰ ۔ اور آمین بالجہر
و رفع یدین ۔ یا عُرس اور صندل مالی وغیرہا
فروعی مسائل ہوتے تو البتہ آپ دیکھتے کہ شاہ
صاحب اور مولوی صاحب ۔ اور مشائخ صاحب
وغیرہ وغیرہ القاب والے کیسے اچھلتے اور کودتے
اور کئی صفحہ کی کتاب لکھ ڈالتے اور عوام میں
پکارتے پھرتے وہ وہابی ہو گیا وہ وہابی ہو گیا
سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہہ کام **سلطان القلم**
اسد اللہ مامور من اللہ ہی کا ہے جو ایسے حملوں کو
بے حقیقت کر کے مخالفین اسلام کا منہ کالا اور
نیلا کرتا ہے اور اپنے آقا کی طرح رات دن حمایت
اسلام ہی میں لگا ہوا ہے ۔ براہین احمدیہ وغیرہ
کتابوں کا مطالعہ کرنے والا انسان ہمارے
اس سچے بیان پر حلفیہ شہادت دے سکتا ہے
اور اگر نئی نئی باتوں سے آپ کی مراد وفات مسیح
اور الہام و وحی ہے ۔ تو براہ کرم انکار دو قرآن
اور حدیث سے کیجئے اور اپنی پرانی باتوں کا ثبوت
دیجئے ۔ الی الکم ذالک الی یوم القیامۃ
نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی تاویل کے متعلق یہہ
گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر پھر دوبارہ اس بحث
کو انوار اللہ میں ملاحظہ فرمایئے کہ جواب باصواب
وہاں ملے گا آپ صفحہ چار میں خداداد عقل کی توہین
کرتے ہیں ۔ حالانکہ دین و دنیا کا دار ومدار اسی
پر ہے اور قرآن پاک نے اس نعمت عظمیٰ سے
فائدہ لینے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس باب
میں حضرت اقدس میرزا صاحب کے کلام میں
تناقض سمجھنا ۔ آپ کی منطق اور یہہ دانی بلکہ
اردو فہمی کی قلعی کھلنے کی بڑی بھاری دلیل ہے
جو شخص یہ کہے کہ حق جوئی کے تین ذریعے ہیں ۔
خدا کی کتابیں ۔ خداداد عقل ۔ تائید آسمانی ۔
اور یہاں ہمارا مقصود تائید آسمانی سے ہے
خداداد عقل سے نہیں ۔ اس سے اسکی غیر ضرورت
عند الضرورت سمجھنا آپ ہی کا حصہ ہے ۔

سلہ آپکے مرشد کے پاس رسالہ ترک اسلام جس (۱۱۷) اعتراض
قرآن مجید پر کئے ہیں اس غرض سے بھیجا گیا کہ اسکا جواب
شائع کر کے قرآن و اسلام کی حمایت فرمائیں ۔ کیا آپ نے بھی
سنا ہے کہ پیرو مرشد نے کیا جواب دیا ۔ یہی کہ یہ فضول و
لغو ہے ۔

ان عزم آپ نے صفحہ ۵ میں دھوکا کھایا ہے ۔ بالعموم
کو پہلو دہی کی کوشش کی ہے جو علما کی شان کے
خلاف ہے **بھائی صاحب** ۔ تائید آسمانی
اور چیز ہے اور عمل الترب اور ۔ یہاں دعا کے
ذریعہ آسمانی تائید کو اپنی طرف جذب کرنا ہے اور
وہاں ایک عامل معمول پر اثر اپنی نظر کا ڈالتا ہے ۔
یہہ سچ ہے کہ مرض کا ازالہ جس طرح ایک طبیب
و ڈاکٹر کے علاج اور مسمریزمی طریق سے ہو سکتا
ہے اسی طرح ایک مقبول مولیٰ کی دعا سے ممکن الوقوع
ہے ۔ تو کیا آپ کے نزدیک یہ تینوں کام عند اللہ
مساوی الرتبہ ہیں اور یہ تینوں صادق و راستباز
کہلا سکتے ہیں ۔ کیا کوئی معالج و مسمریزمی ۔ کافر
و کاذب دنیا میں ہے یا نہیں ۔ کیا آپ نے کہیں
مستجاب الدعوات کافر کو دیکھا ہے خاصکر حق و
باطل کے امتحان کے وقت ۔ حق تو یہ ہے کہ
آپ کی بے سروپا تقریریں صرف اس غرض کیلئے
ہیں کہ کسی طرح صدق و کذب کا امتحان سر سے
ٹل جائے اور یہ ذلت کا پیالہ کسی نوع پینا نہ
پڑے ورنہ ہماری درخواست منظور فرما کر
ایک جلسہ دعائی منعقد فرمائیے اور خدا سے سچا
فیصلہ طلب کیجئے ۔ تاکہ طالب حق اور جویائے
راستی کامیاب ہو ۔ ہمیں تو یقین ہے کہ امام وقت
مجدد زمان کے بالمقابل آپ کی ساری کوششیں
بیکار رہیں ۔ دعا کرتے کرتے آپ کے ہاتھ شل
ہو جائیں اور سجدہ کرتے کرتے آپ کی ناک گھس
جائے مگر ہرگز سنی نہ جائے گی ۔ اس **کلیم اللہ**
کے مقابلہ میں آپ کا وہی حال ہو گا جیسا کہ **بلعم**
کا موسیٰ علیہ السلام کے ہوا ۔ اور یہ جو آپ نے
لکھا ہے کہ جب تک کسی فریق کو غلبہ نہ ہو ۔ اور
دوسرا ہلاک نہ ہو تب تک دونوں فریق کے
سرگروہ[سلہ] اسی ایک جائے پر رہیں ۔ اور اپنی
اپنی دعاؤں اور وحی اثروں سے ایک دوسرے
پر اثر ڈالیں تو عرض ہے کہ یہہ شرط کہاں سے

سلہ معلوم نہیں ہوا کہ آپکا سرگروہ کون ہے اون کا نام لیجئے ہمارا
خیال ہے کہ آپکے مرشد واعظ شہر مکہ مسجد اسکے لئے منتخب ہونگے
ہم انکو دوستانہ نصیحت کرتے ہیں کہ ہرگز ہرگز ان کو اس اہم کام کیلئے
منتخب فرمائیں ۔ اس لئے کہ انہوں نے اور اون کے ہم خیال علماء نے
توحید الٰہی کی سخت توہین کی ہے ۔ دجال جیسے ملعون کافر کو خدا کی
صفات میں شریک مانا ہے ۔ اور مارنے جلانے پانی برسانے وغیرہ امور
مختصہ الٰہیہ میں ذات واجب الوجود کا ہمسر قرار دیا ہے ۔ بلکہ
آسمان و زمین وما فیہا کو اسکا تابع فرمان بدل و جان تصور کیا ہے
پس ایسی صورت میں بجائے اسکے کہ نصرت خدائی و رحمت الٰہی
انکی شامل حال ہو غضب الٰہی کی آگ بھڑک اٹھیگی اور اسوقت دنیا کی بھی
ہرگز پروا نہ کیجائیگی ۔ کیونکہ قرآن مجید میں ولا یخاف عقبٰہا ۔

مستنبط ہوتی ہے ۔ کیا احادیث میں اس کا ذکر ہے
نہیں ہے تو فضول محض ہے ۔ اور **ترک غذا**
کی شرط بالکل نرالی ہے ۔ کیا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے مباہلہ کے وقت نصارائے نجران
کو اس کی ہدایت فرمائی تھی ۔ یہ تو ولا تلقوا
بایدیکم الی التھلکۃ سے ممنوع ہے
پس یہ من گھڑت شرط بھی التفات کے قابل نہیں ۔
بلکہ محدثات و بدعت تازہ ہے ۔ اس بدعت
پر پھر اہل سنت و جماعت ہونے کا دعوےٰ
جائے شرم ہے **وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا
لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ ۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا
قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَأْكُلُوْنَ
الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ** ۔
وغیرھما نصوص قطعیہ آپ کی ان شرطوں
کو بالکل مردود و باطل ٹھیراتی ہیں ۔ اور افسوس
کہ حدیث مذکورہ رسالہ کے محل و موقع کو آپ
نے سمجھا ہی نہیں ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

اور یہاں آپ اپنی لکھی ہوئی اس عبارت کو کہ
(آنکھیں نیچی کریں اور اپنا گریبان جھانکیں) اپنے
حال سے ملائیں ۔ مماثلت کے لئے مغائرت
شرط ہے ورنہ عینیت لازم آئیگی پس خاتم النبیین
صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کی نسبت یہہ گذارش
ہے کہ سوائے خداوند عالم کے جس کی شان **لیس
کمثلہ شیٔ** ہے تمام مخلوقات میں مماثلت ممکن
ہے ۔ اور اصل کے تمام حسن و کمالات مثیل میں
پائے جانا ضرور نہیں جس کو آپ بھی جانتے ہیں اور
کتب بلاغت و معانی و بیان اس بیان سے مملو ہیں ۔
پس شریعت حقہ اور احکام قرآنیہ کے سوائے
دوسرے کمالات میں مثلاً معجزہ نمائی و مکالمۂ
الٰہی و پیش گوئی وغیرہ کمالات میں جو مذاہب حقہ
کی روح و رواں و بمنزلہ جان کے ہیں اور اسلام
کے زندہ مذہب ہونے کی بڑی بھاری علامت
ہیں اور جس میں حضرت اقدس میرزا صاحب مسیح
موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشک
ولاریب مثیل **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** ہیں و با
این ہمہ **غلام احمد** اگر کبھی آپ نے **اِھْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ** کی دعا کی تعلیم اور سورۂ نور
کی آیت استخلاف وغیرہ پر غور کیا ہوتا تو اس مماثلت
کے دعوے پر بجائے معاذ اللہ سنہا کہنے کے
سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ۔ کیسی الٹی سمجھ ہے کہ وعدہ
الٰہی کے رو سے ایک شخص جانشین مصطفےٰ ہو اور
خلیفۃ اللہ کہلائے اور ہدایت خلق کے لئے اللہ تعالےٰ
اوسے مبعوث کرے اور اس میں **کمال محمدی** نہ
افسوس آپ لوگوں میں نہ تدبر قرآن کا مادہ رہا اور نہ

امام زمان عارف قرآن مسیح دوران کی علاوہ اور اس کے پر معارف کتابوں کے مطالعہ کی توفیق ملی جس سے کورے کے کورے کٹ ملاً و زاہد خشک حقایق و معارف قرآنیہ سے بے نصیب رہے - خدا کی ذات ایسے فعل عبث سے بالکلیہ مبرّا ہے کہ کسی کو مامور کرے اور پھر اس مین انوار احمدیہ کا کچھہ حصہ نہ ہو - خلیفہ رسول اللہ تو ایک عظیم انشان انسان ہوتا ہے مولانا رومی تو مرشد کامل کو بہی نبی وقت قرار دیتے ہین - وہ فرماتے ہین ؎

ا ے نبیٔ وقت خویش است ای مرید
تا از و نور نبی آید پدید

یعنے اپنے ہر وقت کا ہر انسان کامل مثیل نبی ہے جب ہی تو اسکو نور نبی کا جامع اور قاسم قرار دیتے ہین اور ایک جگہ فرماتے ہین ؎

گفت پیغمبر ایام خویش
تکیہ کم کن بر فن و بر کام خویش

مجہس مجدد اعظم صدی چہاردہم - کاسر صلیب کی مشیت سے آپ کو استجاب و انکار کیون ہے - نعتد مرول الستعجل - کیا آپ چاہتے تہے اور چاہتے ہین کہ مذاہب باطلہ کی طرح دین اسلام بہی ایک مردہ مذہب بن کر رہے - اور کوئی کامل و اکمل فرد اس مین پیدا نہ ہو - جو نبوت، قدسی و برکات محمدی و استجابت دعا کا نمونہ اپنے اندر رکہتا ہو اور تمام ادیان ازین جہان تا آن جہان کے سامنے اسلام ہی کو الہام الٰہی و مکالمۂ ربّی و پیش گوئی و دلایل عقلی و نقلی کے ذریعہ زندہ مذہب ثابت کرکے بتلائے -

خلاصہ مدعا

اگر ہماری درخواست مباہلہ جو اسی رسالہ کے صفحہ ۴ وسطر ۷ مین درج ہے بے سبب ہی نامنظور کردی جائے تو للہ تمام مسلمانون کے حال زار پر رحم فرماکر اتنا تو ضرور کرین کہ ایک مجمع عام فرماکر باشتہار تمام اللہ جل جلالہ کے سامنے ضرور ضرور دعا فرمادین کہ اے پاک پروردگار - تو **کاذب صادق** کا فیصلہ اپنے عرش عظیم سے جاری فرما اور ہم دونون مین سے جو تیرے علم مین کاذب ہے اس کو ذلت کی موت نصیب کر تاکہ **کاذب صادق** کے سامنے مرجائے اور یہ بات فریقین کے لئے ایک معیار ہو - جسپر سب حاضرین آمین کہین اور انتظار فیصلہ حق جل وعلا اپنے اپنے گہرون مین بیٹہے ہوئے کرین جیساکہ **پگٹ** مدعی مسیحیت بمقام لندن اور **مسیح موعود** مقیم قادیان مین

ـــ بیان اپنا اور حضرت میرزا صاحب کا نام صراحۃً یاد فرمادین -

فیصلہ حق کا نمونہ دکہلا رہے ہیں -

(طالبین حق جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن هداہم اللہ تعالٰے عن شرور سیدالفتن)

اللّٰہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منہم - اللّٰہم اھدنا سواء الطریق و اجعل لنا التوفیق خیر رفیق - اللّٰہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالٰے علٰی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین -

انگلستان مین عیسائی مذہب کا زوال

معزز معصر ریویو آف ریلیجنز قادیان نے اپنی تازہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان سے ایک مختصر سا آرٹکل لکہا ہے جسکو پڑہکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت پر قوی دلائل پیدا ہوتے ہین اپنے ناظرین کی عام واقفیت اور دلچسپی کے لئے اسکو ذیل مین درج کرتا ہون - ایڈیٹر -

میری کوریلی کی کتاب "آزاد رائین" حال مین شائع ہوئی ہے اور انگریزی پریس مین اس کی بہت کچھہ مخالفت اس وجہ سے ہوئی ہے کہ عیسائی ممالک کی موجودہ مہذب سوسائٹی کے بعض حالات اس نے کہولکر بیان کردئے ہین اور آج کل کے مہذب مورخین کی طرح عیبون کا اخفا نہین کیا - دو بڑی باتین جو اس مین بیان کی گئی ہین وہ بدکاری کی کثرت اور مذہب کا زوال ہین اور ان دونون امور مین کتاب کی مصنفہ کے بیان مین کسی کا مبالغہ نہین پایاجاتا - کیونکہ بڑے بڑے لوگون نے اس سے بہی بدتر نقشہ مہذب سوسائٹی کا کھینچا ہے ایک حملہ اس کتاب پر یہہ بہی کیا گیا ہے کہ اسکی طرز تحریر سخت ہے مگر جہان سوسائٹی اپنے بعض عیبونکا اخفا کرنا چاہتی ہو ان کا اظہار ضرور ہے کہ سخت معلوم ہو -

انگلستان مین مذہبی عقاید کے زوال کے متعلق پہلے یہ دو سوال کئے گئے ہین "کیا تم اس مذہب پر دل و جان سے ایمان رکہتے ہو جسکے پیرو ہونیکا تم زبانی اقرار کرتے ہو؟ کیا یہہ سچ نہین کہ تم اس کے ایک لفظ پر بہی ایمان نہین لاتے اور صرف رسم و رواج کے طور پر اسکے پیرو بنے ہوئے ہو؟" ان سوالون کا جواب دیتے ہوئے عام حالت یون بیان کی گئی ہے -

"تم ایمان نہین لاتے مگر رسم و رواج کی خاطر جہوٹا اقرار ایمان لانے کا کرتے ہو - سوچو کہ تم کیا ہو تم اپنے آپکو نیک اور معزز سمجہتے ہو - مگر واقعات واقعات ہی ہین اور تم ایمان کا دعوٰی کرنے مین کذاب ہو - دن کی صاف روشنی تمپر پڑتی ہے اور تم کو منافق جانتی ہے تم ایک بدبخت انسان ہو جو رسم کی دلوانہ وار تقلید مین خدا کو بھی دہوکا دینے کی نکمی کوشش کر رہے ہو - مرد ہو یا عورت جو کوئی تم ہو جہوٹ بولنے سے شرم کرو - صاف طور پر اقرار کرو کہ تم ایمان نہین لاتے پھر کم از کم اس صاف گوئی کے لئے تمہاری عزت کیجائیگی رسم کیخاطر یہ نہ دکہاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اوس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اس فرقہ کیطرف پھر ہم تمہین کذاب یا منافق نہ کہین گے" یہ حالت صرف عوام کی ہی نہین بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ دارون کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہین - اس سے بہی بدتر بیان کی گئی - رسم کی خاطر یہ نہ دکہاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اوس فرقہ کی طرف - پھر ہم تمہین کذاب یا منافق نہ کہین گے" یہ حالت صرف عوام کی ہی نہین بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ دارون کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہین اس سے بہی بدتر بیان کی گئی ہے" یہ بالکل سچ ہے کہ ہمارے اکثر گرجے مسیح کی اصلی تعلیم کے بالکل مخالف پڑے ہوتے ہین اور یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ہم اپنی روزانہ زندگیون مین ٹہیک اس طرز پر چل رہے ہین جس پر مسیح نہایت سخت الفاظ مین لعنت بہیجتا - عوام کی حالت کو مدنظر رکہکر یہ کہدینا تو آسان ہے کہ لندن کافر ہو رہا ہے لیکن اگر پادریون اور پیشوایان مذہب کو کافر کہاجائے تو یہ بالکل درست ہوگا - ان بڑے بڑے عہدہ دار ان کلیسیا کی حالت پر غور کرو جو جو اس عقیدہ کے ایک لفظ پر بہی ایمان نہین لاتے جسکا اقرار وہ زبانی کرتے ہین اور جو ہر روز مسیح کے ساتہہ دہوکا بازی کرکے روپیہ کے وصول کرنے مین یہودا اسکریوطی کا کام کرتے ہین ان دین کے خادمون کی حالت پر غور کرو جو اپنی روزمرہ زندگیون کے ہر ایک لفظ اور فعل مین اہل عیسائیت سے الٹا چل رہے ہین ان جبون والے منافقون کو دیکہو جو دوسرون کو وعظ کرتے ہین مگر خود اسکے ایک لفظ پر بہی عمل کرنیکی کوشش بہی نہین کرتے ان بے ایمان اور دنیا دار پادریون کو دیکہو جو دولتمندون اور لارڈون کے گہرون مین ہمیشہ دیکہے جاتے ہین نہایت عمدہ پوشاک پہنے ہوئے اور عمدہ عمدہ کہانے کہاتے ہین اور پہر سوسائٹی کی بدکاریون کا ایسے مزے لیکر ذکر کرتے ہین جیسے کوئی عام رند جو دوسرے کی بیوی کو نیکی کی راہ سے پھیر کر اغوا کرتا ہے - ان کینہ ور سنگدل جہگڑالو چہوٹے چہوٹے گرجاؤن کے پادریون کی حالت پر غور کرو جو اپنے اہل محلہ کو بجائے احسان ادائگی حقوق ہمسائگی نیکی اور وحدت کا سبق دینے کے اون کو ایک دوسرے سے لڑواتے ہین - اور کافرون سے بدتر بلکہ خالص وحشیانہ سلوک ان سے کرتے ہین"

اس مین شک نہین کہ کلیسیا ان باتون کے کہنے کو برا سمجہتی ہے بلکہ بعض لوگ انکو مبالغہ سمجہتے ہین مگر میرا خیال ہے کہ جو بیحیائی اور بدکاری اس نام کے مقدس دائرہ کے اندر ہوتی ہے اس کا پورا پورا اظہار نہ ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے روزمرہ ہم امریکہ اور انگلستان کی اخبارون مین پادریون کی بدمستی شرابخوری اور زناکاری کے قصے پڑہتے ہین یہان ہندوستان مین ہی ایک پادری صاحب جو ہیڈ کہلانا اور بہیڑئے کا کام کرنا پسند کرتے ہین پکڑے گئے کیونکہ انکے متعلق یہ معلوم ہوا تہا کہ وہ یتیم لڑکیونسے جو ان کے سپرد تہین بدفعلی کرتے رہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ سترہوین غریب لڑکی تہی جسکی عفت پر حملہ ہوا - اور اگر پادری صاحب اپنے وحشیانہ جذبات کو سولہ تک ہی محدود رکہتے تو کون انکے تقدس ما ہونے مین شک کرسکتا تہا - سو یہ کمتر ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ظاہر ہو - انگلستان مین جو ایسے واقعات پبلک ہوتے ہین انکے متعلق میری کوریلی لکہتی ہے "جب عام طور پر بدنامی کا سیہ داغ ایک پادری کے دامن پر لگتا ہے تو زیادہ شرم اور مایوسی اور افسوس کا مقام ہوتا ہے - جب ہم ان طبقون مین ان لوگون کے حالات کو دیکہتے ہین اور اکثر ایسے حالات ہمارے دیکہنے مین آتے رہتے ہین جو بجائے زندگی کی پاکیزگی اور چال چلن کی صفائی کا نمونہ دکہلانے کے اپنے آپ کو اور اپنے اعلیٰ مرتبہ کو بدترین سیہ کاریون سے جو جاہل سے جاہل وحشی مین بہی بری معلوم ہوتی ہین ذلیل کرتے ہین

ـــ دعا فرمانے سے ایک ہفتہ پہلے مذکورہ دعا چہاپ کر تقسیم بھی فرمادیجائے - یا کسی مشہور اخبار مین چہپوا دیجائے تاکہ ہر مومن اگر وہ کسی عذر سے حاضر جلسہ نہو سکتا ہو تو بجائے خود صادق کا دعاؤن سے بکار حق معین ہو اور انصار اللہ بنے ۱۲ -

تو سخت ہی افسوس اور حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ جنسے یہ امید رکہی جاتی ہے کہ وہ غلط کار انسانونکو سیدہی راہ پر لائین ان کی اپنی یہ حالت ہے۔ گذشتہ چند سالون مین بہت سے آدمیون کی ایسی مثالین ملتی ہین جو کلیسیا کے عہدہ دارون مین تہے اور جنہون نے عمداً شوخی اور بدمستی سے عزت اور نیکی کے ہر ایک پاک قانون کو توڑا اور ان کی سیہ کاریان اور بہی سیاہ معلوم ہوتی ہین۔ جب ہم انکے سفید (چہرون نہین ملکہ) عقاید کو دیکہتے ہین ؟

روحانیت کی یہ گری ہوئی حالت کیون پیدا ہوئی ہے اسلئے کہ دنیا اور دولت کی محبت بڑھ گئی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جو عیسائی ممالک مین اعلےٰ سے لیکر ادنے تک کو لگی ہوئی ہے یہ بالکل سچ ہے کہ انسان کے دل مین دو معبودون کی محبت نہین ہو سکتی۔ یا خدا کی پرستش کے لئے جگہ ہوگی اور یا دولت کے دیوتا کی پرستش کیلئے۔ عیسائی دنیا کی کل توجہ اور عقد ہمت اسوقت دولت کے جمع کرنے اور دنیوی آسایشون کے حصول مین لگی ہوئی ہے چنانچہ کتاب زیر ریویو کی مصنف لکہتی ہے " ایک نظر ان منکبرون کی طرف اٹہا کر دیکہو جو خداوند کے خادم کہلاتے ہین اور پرلے درجہ کے خود پرست جہگڑالو اور اسکے تنگ خیال ہین یعنی پوپ اور اسکے بڑے بڑے عہدہ دار یا کنٹربری کا لاٹ پادری۔ اور اسکے بشپ ڈیکن ڈین اور چہوٹے چہوٹے عہدیدار۔ یہ لاکہون نے اور یہ امیرانہ ٹہاٹہ والے اور دنیا کے طلبگار جو یہ کہتے ہین کہ ہم انجیل کی وعظ کرنے کے لئے بلائے گئے ہین ان سے پوچہو کہ تمہارے پاس تمہارے ایمان لاتے کی کونسی شہادت ہے۔ اور کونسی شہادت اس امر کی ہے کہ تم اسی آقا کے پیرو ہو جو عیاشی کو کبہی پسند نہین کرتا تہا اور جسکے پاس سر رکہنے کے لئے بہی جگہ نہ تہی۔ اور تم عام لوگو! تم کیونکر یہ دعوے کر سکتے ہو کہ تم اس غریب اور معمولی انسان کے پرستار ہو جبکہ تم اپنی زندگی کے ہر ایک فعل سے یہ ثابت کر رہے ہو کہ تم زمین و آسمان کی سب چیزون سے زیادہ دولت سے پیار کرتے ہو اگر تم جو کروڑ ہا روپیہ کے مالک ہو کبہی دین کے لئے خرچ بہی کرتے ہو تو صرف اسقدر اور اس غرض سے کہ تمہاری شہرت ہو اور تمہارا نام بڑا ہو۔ کیون تم اتوار کے دن اپنے منافق سرون کو یسوع کے نام کے آگے جہکاتے ہو جو بظاہر ایک بڑہئی کا بیٹا تہا۔ اور بڑہئی کا کام کرتا تہا۔ اور حالانکہ تم ایسی تمام غریبون اور مزدوری پیشہ لوگون کو حقارت کی نگاہ سے دیکہتے ہو اور جب فقیر تمہارے دروازہ پر آتا ہے تو اسے لات مار کر نکال دیتے ہو "

بدکاری کے پہیل جانیکو عیسائی اور غیر عیسائی سب نے مانا ہے مگر اس کتاب کی مصنف اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹی مین اسکے بہت ہی زیادہ پہیلجانے پر نہایت افسوس کرتی ہے " مگر تمدن کے دائرہ مین سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ بدکاری کا ارتکاب دن بدن زیادہ کہلے طور پر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور جائز نکاح سے نہایت بیحیائی سے لاپروائی دکہائی جاتی ہے اس بارے مین انگریزون کے سب سے اعلےٰ طبقہ کی سوسائٹی سب سے بڑہی ہوئی ہے اور اس زمانہ کی سب سے بری مثالین اس مین ملتی ہین۔ یورپ یا امریکہ مین جو کچہہ کہ خدا سے دوری اور زندگی کی زندگیان بسر کیجاتی ہون ہمین کہنا پڑتا ہے کہ گریٹ برٹن مین وہ لوگ موجود ہین جو تاریخی طور پر اپنے نامون کی عزت اور اپنی وجاہت کے سبب سے تمام ملک مین مشہور ہین جو اپنے گہر مین اپنی بیویون سے زنا ہوتا ہوا دیکہکر بہی نہایت بزدلی سے خاموشی اختیار کرتے ہین۔ اور دوسرون کے لڑکون کو اپنے لڑکے تسلیم کرتے ہین حالانکہ انکو خوب علم ہوتا ہے کہ وہ بچے ولدالزنا ہین۔ ہم نے ایک بڑے ذی رتبہ امیر کا حال سنا ہے جو ایک دوسرے آدمی کی عورت سے زنا کیا تہا اور جب اس بات کا چرچا عام ہو گیا تو دیوث خاوند نے اس بے حیائی پر پردہ ڈالنے کے عوض ساٹہہ ہزار پونڈ کی رقم قبول کی اور اسی بات پر بالکل خاموشی ہوگئی اور اب وہ دونون فریق اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹی مین اس سے بہی زیادہ عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکہے جاتے ہین جیسے کہ وہ پاک اور بے عیب ہونے کی حالت مین دیکہے جاتے اس لیڈی کی تصویر جسکی زناکاری کی قیمت ساٹہہ ہزار پونڈ لی گئی تہی با تصویر تحریرون مین عموماً دیکہی جاتی ہے اور اس کے نیچے یہ موزون الفاظ درج ہوتے ہین کہ وہ عفت اور پاکیزگی کی ایک مجسم تصویر اور سفید کبوتری ہے۔ اس بیحیائی کے قصے مین اصل ملزمون سے بہی بڑہکر وہ فیشنیبل لوگ قابل الزام ہین جو ان کے اس چال چلن کو معمولی سمجہتے ہین "

اس کے علاوہ اس کتاب مین اور بہت سی چہوٹی چہوٹی بدیون کا ذکر ہے جیسے مہمان نوازی کا مفقود ہونا۔ گہر کے اندر کی خوشحالی کا زوال۔ فاخرہ لباس کا جنون۔ عورتون کا اُجرت دیکر اخبارون مین اپنے متعلق یہ شائع کرانا کہ فلان عورت نہایت خوبصورت اور جوان اور دلفریب ہے۔ اخبارون کی گندہ حالت جو کالمون پر کالم یہی بیان کرنے مین سیاہ کر دیتی ہین کہ فلان ناچ یا عیش کی مجلس مین فلان عورت کا لباس ایسا اعلےٰ اور ایسا چمکیلا اور ایسا دلکش تہا۔ اور اس نے فلان فلان جواہرات یا زیورات پہنے ہوئے تہے۔ دولت اور دنیا کی محبت۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر مین سمجہتا ہون کہ یہ تمام بدیان انہین دو کے فروع ہین جو مینے ابتداء مین بیان کی ہین۔ اور اسی لئے ان پر تفصیل سے لکہنے کی کچہہ حاجت نہین۔ اگر وہ دو عیب دور ہو جاہین یعنی ایمان اور اخلاق کا زوال تو چہوٹے چہوٹے نقص خود ہی دور ہو جائینگے۔ درحقیقت وہ چیز جس کی اسوقت مذہب سوسائیٹی کو سخت ضرورت ہے وہ خدا تعالےٰ پر پاک اور سادہ اور یقینی ایمان ہے۔ وہ ایمان جس کی روشنی کی شعاعین ہر ایک ظلمت کو دور کر دین اور دل کو تمام بدخواہشات سے پاک کر دین۔ وہ ایمان جو زندہ اور طاقتور خدا کا چہرہ اسی دنیا مین دکہا دے۔ جب تک اللہ تعالےٰ پر ایمان پیدا نہ ہوگا اور اس پاک ذات سے ایسا مضبوط اور خالص تعلق نہ ہوگا حقیقی پاکیزگی کبہی حاصل نہین ہو سکتی مغربی دنیا کا مذہب روا جاً اسکو عیسائی مذہب ہی کہلو خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنے اور اس کے ساتہہ ایسا تعلق قایم کرنے اور اسکی ایسی محبت اور عظمت دل مین قایم کرنے سے قاصر ہے اور یہی جڑ سب بدکاریون کی ہے دنیا مین دو ہی قسم کی کشش ہے یعنی ایک خدا کی اور دوسرے دنیا کی محبت اور آسایش اور روپے کی کشش۔ عیسائی دنیا اسوقت بکلی اس دوسری کشش کے نیچے آئی ہوئی ہے اور تمام افعال مین اور اقوال مین اور ارادون مین انکے مدنظر دنیا اور دنیا کی آسایش ہی ہے۔ اسلئے یورپ مین سوسائیٹی کی یہ حالت ہے جس سے خدا کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے اور دنیا کا تعلق دن بدن بڑہ رہا ہے۔ خدا کا نام اتوار کے دن وعظ مین لینے کے لئے رکہا ہوا ہے اور دل مین خدا کی محبت بالکل نہین کیونکہ دل دنیا کی محبت سے پُر ہے اور خدا کی محبت کے لئے اس مین کوئی جگہ خالی نہین۔

اگر کوئی یورپ مین طالب حق ہے تو اسے یاد رکہنا چاہئے کہ صرف اسلام ہی وہ پاک مذہب ہے جو دل کو گناہ اور جذبات نفسے آزاد کرتا ہے اور اوس دنیا کی محبت کی آگ پر پانی ڈالتا ہے یہی وہ مذہب ہے جو خدا کی راہ دکہاتا ہے اور انسان کو ان تمام برکات کا وارث بنا دیتا ہے جو پہلے راستبازون کو دی گئین۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام ہی ایک وہ مذہب ہے جو گناہ سے نجات کا سچا راہ بتاتا ہے اور وہ راہ یہ ہے کہ وہ اپنی عجیب تاثیر والی تعلیم سے اور اللہ تعالےٰ کی ہستی پر خارق عادت نشانون سے اور دعاؤن کی قبولیت سے ذات باری پر وہ پختہ اور یقینی ایمان پیدا کرتا ہے جسکے سامنے بدی کی طاقت کمزور ہو کر نابود ہو جاتی ہے کیونکہ جب انسان اس یقینی ایمان سے جس پر اسلام اسکو پہونچاتا ہے یہ جانتا ہے کہ خدا ہے جو دل کے بہیدون کو جانتا اور انسان کو اوس کی بدکاری اور احکام آلٰہی کی خلاف ورزی پر گرفت کر سکتا ہے اور اسکی طاقت کے بالمقابل سب طاقتین ہیچ ہین تو وہ کبہی نہ خفیہ اور نہ ظاہر اسکی خلاف ورزی مین قدم رکہہ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو خدا کے غضب کی آگ اسکو بہسم کر جائے گی۔ یہ وہ پاک اور مضبوط ایمان ہے جسکی اسوقت یورپ کو بلکہ کل دنیا کو ضرورت ہے اور اس کے سوائے دنیا کی نجات کہین نہین۔

ہندوستان کا آیندہ وایسرائے - لارڈ منٹو جو بجائے ہز اکسیلنسی لارڈ کرزن بہادر ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوکر عنقریب تشریف لانے والے ہین انکی نسبت ناظرین کو یہ معلوم کرکے بہت بڑا اطمینان ہوگا کہ آپ اس نسل سے تعلق رکہتے ہین جس کا ایک شخص پہلے ہی ہندوستان کا گورنر جنرل رہ چکا ہے اور یہ چوتہے لارڈ منٹو ہین۔ جو اب ہندوستان آرہے ہین۔ پہلے ارل آف منٹو ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۳ء تک ہندوستان مین بعہدہ وایسرائے ممتاز رہ چکے ہین وہ لارڈ منٹو جنہون نے ۱۸۰۹ء مین شاہ ایران اور امیر صاحب سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی پالیسی کو کام مین لاکر نپولین بونا پارٹ شاہ فرانس کے حملہ سے ہندوستان کو بچالیا تہا۔ اور جن کے لئے انکا زمانہ وایسرائے ۱۸۰۷ء لغایتہ ۱۸۱۳ء خاص طور پر مشہور ہے۔ آپ کے جد امجد ہین۔

یہی نہین کہ آپ موروثی عہدہ وایسرائے پر ممتاز ہوئے ہین۔ بلکہ آپ کو ہندوستانی معاملات کا ذاتی تجربہ بہی ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۹ء کی جنگ افغانستان مین آپ شریک رہ چکے ہین۔ ملکی و فوجی معاملات کے تجربہ کا یہ کافی ثبوت ہے کہ آپ ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۶ء تک گورنر جنرل کنیڈا کے ملٹری سکرٹری اور بعد از ان کنیڈا ۱۸۹۵ء مین چیف آف اسٹاف ممتاز عہدہ پر تعینات تہے

جاپان میں اشاعت اسلام

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مسٹر محمد اسحاق پرنسپل کی ایک جاپانی چٹھی شایع کی گئی تھی اسکے بعد جناب شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کی ایک مراسلت شایع ہوئی ہے۔

ان چٹھیوں کو پڑھ کر ناظرین الحکم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جاپان میں اشاعت اسلام کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ اور چونکہ آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بھی اسطرف مائل ہوئی ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ وہ دن قریب ہیں جو جاپان میں اسلامی سلطنت ہو۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ جن ایام میں اعلےٰ حضرت دعا کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ لاہور نے حضرت اقدس کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اعلےٰ حضرت کو استغراق خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا چنانچہ اسوقت جو کچھ آپنے فرمایا تھا اور جسے میں ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء کے الحکم میں شایع کر چکا ہوں۔ مناسب موقع کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کے ازدیاد ایمان کی خاطر اس کو پھر ذیل میں درج کر دوں

"مسیح موعود اور خدا پر ایمان"

۲۷ جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب نے جو سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دل میں مخفی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جسطرح ممکن ہو یہ تبلیغ ہر ملک ہر قوم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک خاص مرکز ہو رہا ہے عیسائی لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ عیسائیت کا پرچم وہاں لہرائے آریا دہرم کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں ان حالات کو مدنظر رکھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکھنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چھیڑا۔ میں خود اس موقع پر موجود نہ تھا۔ حضرت مخدوم الملۃ نے مجھے وہ حالات سنائے اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ کر سکا جو حضرت اقدس کے مونہہ سے نکلے) وہ شایع کئے ہیں اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ مختصر تقریر درج ذیل کرتا ہوں اور درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی ہے اور ابھی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا تھا۔ "ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت" اس الہام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے خصوصًا وہ لوگ جو دارالامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شایع نہیں ہو سکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایڈیٹر

۲۷ جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اسبات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قایم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مہدی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گویا ایسے لوگ اس آیت کے ذیل میں آجاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے۔ فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قایم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو اون کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی اور ہم کو وحی کرنے والے گویا دہی ٹھیریں گے اگر خدا تعالےٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب تک پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشاء نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اوس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرینگا۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراسان و ترسان رہو ایسا نہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے اگر تم دوسرے لوگوں کیطرح بنو گے تو خدا تم میں اور اون میں کچھ فرق نہ کرے گا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اوس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ کہ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی اگر ہم اپنے آپ کو درست نکریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے ان زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

اس تقریر کو پڑھ کر صاف کھل جاتا ہے کہ اعلےٰ حضرت محض کسی شخص کی ذاتی تحریک یا کسی اور مذہبی فرقہ کی تقلید کے طور پر کوئی کام نہیں کرتے بلکہ آپ اسوقت تک دخل ہی نہیں دیتے جب تک اللہ تعالےٰ کی خفی یا جلی وحی آپ کو متوجہ نکرے۔ اسوقت جو اعلےٰ حضرت کو اسطرف توجہ ہوئی ہے۔ اور آپ نے خصوصیت کے ساتھ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جاپان کے لئے ایک کتاب لکھو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے۔ حضرت اقدس کی تقریر میں ایک جملہ ہے۔ "ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں تو ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دیگا" چنانچہ اب جو خبریں خاص جاپان کی شایع ہوئی ہیں وہ نہایت ہی مسرت بخش ہیں انکو پڑھ کر اسلام کی روشنی کے اطراف عالم میں پھیلنے کا خواہشمند لوز العبد وجد میں آگیا۔

اخبار عام نے ۲۶ اگست ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں مندرجہ ذیل خبر شایع کی ہے۔

آجروز کی فالتو خبروں میں ایک خبر خاص وقعدار پائی جاتی ہے جاپان کے اہل قلم اپنی قوم کو مائل کر رہے ہیں کہ دین اسلام کو بہت غور اور توجہ سے مطالعہ کریں۔ اونہوں نے تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ فوجی لڑائی کا طریق بزرگان اسلام کی ایجاد ہے اس سے پہلے لڑائی کا طریق اس طرح تھا کہ ایک ادہر سے نکلا ایک ادہر سے اور تعداد میں مل کر میدان میں آتے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر یورش کرنا اور بجائے منفرد کے مجموعی طاقت سے مقابلہ کرنا اوسکو سراسر اسلامی ایجاد قرار دیتے۔ انہوں نے ذاتی تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ آجکل کے فن جنگ کے بنیادی اصول اسلام سے اخذ کئے ہیں اسی لحاظ سے وہ سمجھے جاتے ہیں کہ اس مذہب کی خوبیوں کی تحقیقات کرنا بہت مفید ہوگا وہ قوم کو ہی اسکا شوق نہیں دلاتے ہیں بلکہ جاپانی گورنمنٹ کو بھی مائل کرتے ہیں کہ اہل جاپان کو اس کے قیمتی مطالبہ کے ضروری وسایل بہم پہنچائے تاکہ اہل جاپان کو اسلام کی اصلی خوبیوں کے معلوم کرنے میں سہولت ہو۔ چین میں بھی بہت مسلمان ہیں اور جاپان میں بھی مسلمان پائے جاتے ہیں۔ عیسائی مذہب کی اہل جاپان نے بخوبی تحقیقات کی ہے لیکن اس سے ان کے مذہب میں فرق نہیں آیا ہے۔ ملکی فوج کے جنرل بوتھ نے جاپان کو عیسائی بنانے کا بیڑا اوٹھایا ہے اس میں کامیابی مشکل ہے بالفعل علمائے جاپان اسلام کے اصلی رازوں سے واقف ہونے کی کوشش کرتے ہیں اون کو اس میں بعض خاص خوبیاں نظر آئی ہیں اس سے شوق تحقیقات مزید کا چمک اٹھا ہے

یہہ اقتباس حضرت اقدس کی تقریر کے ان فقرات

کی صداقت کو کیسا ظاہر کرتا ہے جو جیسے ابھی جلی قلم سے لکھے ہین جبکہ خود جاپان والون کو اسلام کی تحقیق کا شوق غالب ہوا ہے -

تو بڑی امید ہوتی ہے کہ کیا عجب جاپان دولت اسلام سے مالامال ہو جائے - عام طور پر بہی مسلمانو نے محسوس کیا ہے کہ جاپان مین مسلمان مشنری جانی چاہئین جو وہان جاکر اسلام کی اشاعت کرین مین اس سوال پر بعد مین غور کرون گا - فی الحال یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ پولیٹکل پہلو سے بہی جاپان اگر اسلام قبول کرے تو گویا سات کروڑ چینی مسلمانو اور لاکہون دوسرے جزائر کے مسلمانون کا ملکی خلیفہ اور مقتدا بن جائیگا - اور یون تمام چین پر انکا رعب اور اقتدار غالب ہو جائیگا -

چینی مسلمان نہایت بہادر جری اور راستباز ہین اور اس قسم کی سات کروڑ آبادی کا مرجع بن جانا کوئی تہوڑی اسی بات نہین ہے -

اس سوال کو چہوڑ کر اب اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ جاپان مین کون سا اسلام شائع کیا جاوے؟ ناظرین میرے اس جملہ پر شاید چوکنے ہون - لیکن مین انہین اس امر پر غور کرنے کے لئے منتظر چہوڑ کر انکا حل دوسری اشاعت مین بتاؤنگا -

تیرہ سوالون کا جواب

مولانا مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور نے تیرہ سوالون کا جواب لکہا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل مین درج کرتا ہون - مولانا ممدوح ایک مخلص اور سرگرم صاحب حال احمدی ہین اللہ تعالے ہم سب کو ایسا اخلاص عطا فرماوے - آمین - ایڈیٹر -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا فتاح
نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

امر اوّل - کیا فرماتے ہین علماء راسخین العارفین الحق الیقین شرع متین اس بارہ مین جو آیہ شریفہ لکہا ہے کہ ہو اہذا وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اب ختم نبوت کے بعد کسی ایسے نبی کو جو صاحب شریعت ہو خواہ وہ نبی نیا ہو خواہ وہ نبی پرانا ہو اوس کو ماننا کیسا ہے سچ کہو اجر خدا سے پاؤ -

امر دوم - کیا نبی یا رسول کا لفظ کسی دوسرے شخص پر بول سکتے ہین جو مجدد یا محدث ہو یا امام مہدی ہو کیا حکم ہے بموجب قرآن حدیث کے ہو -

امر سوم کیا وحی کا لفظ عام ہے یا خاص ہے کیا نبی کے سوائے غیر نبی پر بہی بول سکتے ہین یا نہین اسکا کیا ثبوت ہے قرآن کریم سے دو تو اجر خدا سے پاؤ -

امر چہارم - معجزات کے بارہ مین جو ذکر حیات اور ممات کا چلا آتا ہے وہ محکمات ہین یا متشابہات ہین اسکا ثبوت قرآن کریم اور حدیث سے ہو -

امر پنجم - حضرت عیسےٰ امام مہدی آخر الزمان کی شان مین یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آئی ہے كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کیا یہ دونون شخص الگ الگ ہین یا دونون کا ماحصل ایک شخص ہے ثبوت اس کا قرآن کریم ہو -

امر ششم - خسوف اور کسوف اور دیگر نشانات جو اسوقت ظہور کرتے جاتے ہین کیا یہ اتفاقی امر ہین یا کسی مدعی کے دعوے کی دلیل ہین انصاف سے جواب ہو -

امر ہفتم - سورۂ تحریم مین مومنون کو خدائے کریم نے مریم اور آسیہ کا خطاب دیا ہے اسکا کیا سبب ہے جبکہ عیسےٰ نبی اسرائیلی آنے والا تہا یا احمدی عیسےٰ سے غرض ہے انصاف سے جواب دو اجر خدا سے پاؤ -

امر ہشتم - ایمان کی صفت کیا ہے کیا کہلے کہلے نشان دنیا پر دیکہنا ہے یا پوشیدہ غیب پر ایمان لانا ہوتا ہے - ایمان سے جواب دو -

امر نہم - قرآن کریم مین پکتیس نبیون کا ذکر ہے اور اور توریت مین کچہہ زیادہ نبیون کا بیان مگر حدیث شریف مین ایک لاکہہ چوبیس ہزار نبیون کا ثبوت -

امر دہم کیا قرآن کریم مین انبیاء ماسبق کے قصہ کہانیان ہین یا ہمیشہ کی موجودہ صداقت کی پیشینگوئیان ہین قرآن سے جواب دو -

امر یازدہم - اور جب امام مہدی آویگا تو اوس کے دعوے کی کیا دلیل ہے اور اوسکا کونسا زمانہ ہے اور قرآن کریم سے اوسکے زمانہ کا ثبوت کیا ہے -

امر دوازدہم - اور امام مہدی آخر الزمان کی جو لوگ مخالفت کرین گے اون کا انجام کیا ہو گا کیا وہ مومن بہی بنے رہینگے یا کچہہ اور -

امر سیزدہم - اور امام مہدی آخر الزمان کیا کل مذہبون کا فیصلہ کریگا یا سب لوگون کی ہان مین ہان ملاتا پہریگا بینوا توجروا مستفتی خلیفہ عبد الوہاب عفی عنہ

امر اوّل کا جواب - حضرت رسول کریم نے فرمایا ہے میرے پانچ نام ہین محمد احمد ماحی حاشر عاقب یعنی نامحب پیچہے آنے والا وہ شخص میرا نائب ہو اور اب خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی یا رسول جو صاحب شریعت ہو تو وہ نبی یا رسول جو صاحب شریعت ہے قدم زمین پر رکہے تو شریعت محمدی کا منسوخ ہونا ضرور لازم ملزم ہو گا اور آپکو ختم نبوت کی مہر کا توٹنا لازم آئیگا - اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ بہی تو موجود اور بعد قرآن کریم کے حضرت عیسےٰ کو اُتار کر کے انجیل پر سب کو عمل کرا کر کے نصاری بنانا ہے کیا حضرت عیسےٰ نبی نہین ہین یا صاحب انجیل کتاب نہ تہے یا نبوت باطل ہو جائیگی فہو بس -

امر دوم کا جواب - دیکہو قرآن کریم مین نبی اور رسول کا لفظ آیت وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ الخ 15/2 ترجمہ - اور ہم ہی حمل کرنیوالی ہوائین بہیجتے - اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ 16/1 ترجمہ کہ ہم شیطان کو کافرون پر بہیجتے اور دیکہو حضرۃ عیسےٰ کے شاگردون کو قرآن کریم مین مرسلون کا خطاب خدا نے فرمایا ہے آیت وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ 12/22 ترجمہ - اور اونکو اُس بستی کی مثال دیکر سمجہادے جب اون کے پاس رسول بہیجے جب ہمنے اُن کی طرف دو کو بہیجا انکی انہون نے تکذیب کی پس ہم نے تیسرے سے مدد کی پس اون سب نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بہیجے گئے ہین اور نبی کا لفظ نبا سے نکلا ہے دیکہو آیت عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ پس دیکہو نبا سے نبی بنا ہے اور خدا اپنے کامل بندون کو غیب کی خبرین دیتا ہے اس سبب سے وہ نبی رسول کے لقب سے ملقب کئے جاتے ہین دیکہو حدیث مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْاَنْبِيَاءِ عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اس سے بہی نبی کا لفظ عام بہی ہے خاص بہی ہے مگر ملا نتاء اللہ کی بات تو مثل اونٹ کے گوز کی ہے نہ زمین کی ہے نہ آسمان کی - افسوس صد افسوس افسوس -

امر سوم کا جواب - دیکہو لفظ وحی غیر نبی پر بہی خدا نے فرمایا ہے آیت وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى 20/1 یعنے ہم نے موسیٰ کی مان پر وحی نازل کی آیت وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ یعنے اور تیرے رب نے شہد کی مکہیون پر وحی بہیجی اور دیگر آیت وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اور جب حواریون پر وحی کی آیت شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ 8/11 ترجمہ شیطان آدمیون کے اور جنون کے وحی ڈالتے ہین آیت وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا -

امر چہارم کا جواب - قرآن کریم سے ثابت ہے کہ فوت شدہ انسان دوبارہ دنیا مین نہین آیا کرتے اور نہ اُسکی کوئی نظیر قائم ہے دیکہو آیات مندرجہ ذیل فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ یعنے جسپر موت وارد ہو گئی خدا تعالے اُسے دنیا مین آنے سے روک دیتا ہے - (۲) وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ یعنے قریہ جسکو ہم نے ہلاک کر دیا یعنے حقیقی موت انپر وارد ہو گئی اون کا دنیا مین دوبارہ آنا حرام ہے - دیکہو حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ - یعنے جب کافرون مین سے ایک کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے رب مجکو پہر دنیا مین بہیجدے کہ مین نیک عمل کرون اور تدارک مافات مجہسے ہو سکے تو اوسکو کہا جاتا ہے کہ یہ ہرگز نہین ہو گا یہہ صرف اوسکا قول ہے یعنے خدا تعالے کی طرف سے ابتدا سے کوئی بہی وعدہ نہین کہ مردہ کو پہر دنیا مین بہیجے اور پہر آگے فرمایا کہ جو لوگ مر چکے ہین اُن مین اور دنیا مین ایک پردہ ہے جسکی وجہ سے وہ قیامت تک دنیا کی طرف رجوع نہین کر سکتے ہین 18/6 ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ یعنے پہر تم قیامت کے دن ہی قبرون سے اوٹہائے جاؤگے - 15/8 وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ یعنی وہ اس سے نکالے نہین جائینگے اور دیکہو حدیث مشکوٰۃ رواہ الترمذی یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجکو ملے اور فرمایا اے جابر کیا سبب ہے کہ مین تجہے غمناک دیکہتا ہون مین نے کہا یا رسول اللہ صلعم میرا باپ شہید ہو گیا اور میرے سر پر عیال اور قرض کا بوجہہ چہوڑ گیا آپنے فرمایا کہ مین تجہے اسبات کی خوشخبری دون جسطور سے اللہ جل شانہ تیرے باپ سے ملا - مین نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ مجہے بتلائیے تو آپنے فرمایا کہ اللہ جل شانہ کسی کے ساتہہ بغیر حجاب بات نہین کرتا ہے مگر تیرے باپ کو اوسنے زندہ کیا اور بالمواجہ گفتگو کی اور کوئی درمیان حجاب نہ تہا اور پہر اوسنے تیرے باپ کو کہا اے میرے بندے کچہہ مجہہ سے مانگ کہ مین تجہے دون گا تب تیرے باپ نے عرض کی کہ اے میرے رب مجہکو زندہ کر کے پہر دنیا مین بہیجدے تا تیری راہ مین دوبارہ دنیا مین شہید کیا جاؤن تب اللہ تبارک تعالے نے فرمایا کہ ایسا نہین ہو گا کیونکہ مین ابدی طور پر عہد کر چکا ہون کہ جو لوگ فوت ہو جائین پہر وہ دنیا مین بہیجے نہین جائینگے انتہے لَا يَرْجِعُوْنَ قرآن کریم کی آیت ہے آیات محکمات هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ یعنی آیات محکمات کبہی بہی نہین بدلتا ہے مگر متشابہات

ارادہ سے نہ آوے - الراقم اکبر شاہ خان ہیڈ مولوی انگریزی اسکول نجیب آباد ضلع بجنور

بدلتے رہتے ہیں اور یہی قانون قدرت ہمیشہ کا ہے۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۵ ۸۲ اب اسکے بعد جو اختلاف ڈالتا ہے وہ جانے۔

امر پنجم کا جواب - حدیث میں فیکم و امامکم منکم میں واؤ عاطفہ ہے ابن مریم مضاف مضاف الیہ ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اور اسکی تفسیر قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے - ہو ہذا تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ آیات الکتاب مضاف ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اب اس سے تو صاف ثابت ہوگیا دونوں کا ما حصل ایک شخص ہے اور اس کی صداقت کی گواہی آل عمران اور سورہ تحریم نے بھی دیدی ہے اور یہ شعر الہامی نعمت اللہ ولی کا جو دہلی کے گرد تواح کے ہیں ؎

مہدی وقت و عیسٰی دوران
ہر دو را شہسوارے بینم

یہہ شعر رسالہ اربعین سے نقل کیا گیا ہے۔

امر ششم کا جواب - اگر یہہ خسوف کسوف اور دیگر نشانات اتفاقی امر ہیں اور کسی مدعی کے دعوے کی دلیل نہیں ہیں تب تو یہ دین بھی دوسرے مذہبوں کی طرح مردہ ہے کیونکہ اسکے نشان بھی پیچھے رہ گئے ہیں اور آگے کو کچھ باقی نہیں رہا ہے افسوس ہے ہمارے علماء پر جو تمام قرآن اور حدیث میں نشان بھرے ہیں اور وہ ظہور بھی کرتے جاتی ہیں علماء سر سے پانی سب پیہ پیر نے جاتے ہیں۔

امر ہفتم کا جواب - آل عمران اور سورہ تحریم میں خطاب ابن مریم کا دیا گیا ہے پر کیا وجہ ہے جو اسرائیلی بیسے جو آسمان سے اتارا جائے اور ختم نبوت کی مہر کو توڑا جائے اور حضرت ابراہیم کا ورثہ جو حضرت اسحاق کو ملا تھا اور باقی ورثہ حضرت اسمعیل کا جو رسول اکرم کو ملا تھا وہ ورثہ مسلمانوں کو خدا سے مانگنے کے واسطے نماز میں درود شریف کی تعلیم فرمائی گئی ہے کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور کَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ یعنے جیسے انبیاء حضرت اسحاق کی نسل میں ہوئے حضرت عیسٰی پر آکر سلسلہ ختم ہوا ویسا ہی حضرت اسمعیل سے سلسلہ شروع ہو کر محمدی مسیح پر جاکر سلسلہ ختم ہو ذرا غور کرکے دیکھو دین محمدی کے دشمن مت بنو اس اُمت کی نسبت خدا نے فرمایا ہے وَكُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہے خیر امت تو بنے مگر ورثہ دوسرا لیجائے - افسوس -

امر ہشتم کا جواب - ایمان بالغیب کی صفت میں آیا ہے اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ یعنے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور آیت اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ترجمہ - جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اُسپر قایم رہے اُنپر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف مت کرو نہ غم کہاؤ اور اُس جنت کی خوشخبری لو جسکا تم کو وعدہ دیا گیا تھا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رائی کے دانہ کی برابر جسکا ایمان ہوگا وہ کرامات دکہائیگا اور ایسا ہی انجیل میں بھی ہے دیکھو انجیل مرقس ۱۶ اور لوقا ۱۷ اب ہر ایک شخص کو لازم ہے اس معیار پر پہلے اپنے ایمان کو پرکھنا چاہئے تب دوسرے کو کافر کہنا چاہئے مگر اپنے ایمان کی تو کچھ خبر بھی نہیں ہے مگر دوسروں پر جلد فتوے طیار کرکے کافر بنا دیا کیا اس سے پہلے اولیاء اللہ کے مقابل میں علما نے ٹھوکر نہیں کہائی ہے افسوس صد افسوس اور جن اماموں کو تم مانتے ہو اُن کی سوانح کو تو دیکھہ لیا ہوتا جلد بازی کرنے۔

امر نہم کا جواب - اور خدا نے فرمایا کوئی ملک اُحیا باقی نہیں جس میں کو مصلح الدین ہمنے نہیں بھیجا کہ آیت وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنے اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں نذیر نہیں ہو گذرا اور ایک لاکہہ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر حدیث میں ہے اور ویسا ہی اور کی حدیث میں آیا کہ آپکی پیشانی سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار قطرہ گرے جس سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار انبیاء پیدا ہوئے اب دن کا تفصیل ہی تو اس اُمت مرحومہ میں سے ہونا چاہیئے تھا اور آیت وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنی اور نہیں بھیجا ہمنے تمکو مگر واسطے تمام عالموں کی رحمت کے اور اب سچوں کو سچائی اور جھوٹوں کو لعنت کا طوق نہ ملے اور سچ اور جھوٹ میں فرق نہ کیا جائے تو رحمت عالم کہاں سے ثابت ہونگے اور قومیں اپنے مذہب کو مت کہتے ہیں اور اس . . . . اُمت کو امم کا خطاب ملا ہے اب اس کو چاہیئے شل بچوں کے صادق کے سر پر صداقت کا تاج عطا کرے تب تو خیر الامم کے لقب سے ملقب ہو

امر دہم کا جواب - اب دیکھو قرآن کریم قصہ کہنے والوں کو کیا کہتا ہے آیت يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۲۵ یعنے منکر کہتے ہیں کہ یہہ تو محض پہلوں کے قصے ہیں اور اس آیت کے مثل آیت قرآن کریم میں سات یا آٹھہ مقام پر ہے اب جو شخص قرآن کریم کے قصوں کو قصہ کہے تو وہ شخص کافر بنتا ہے بموجب قرآن کریم کے کیونکہ وہ تو ہمیشہ کی موجودہ صداقت کی پیشگوئیاں ہیں اور پیشین گوئیوں کو قصہ کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے افسوس صد افسوس جلد بازوں پر جو آگا پیچھا نہیں دیکھتا ہے۔

امر یازدہم کا جواب - مہدی کا لفظ مہد سے مشتق ہے اور مدعی موعود کے دعوے کی دلیل موجود ہے دیکھو آیت وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۵ ۲۸ یعنے اور زمین کو ہمنے فرش بنایا پس ہم کیا اچھا مہد بنانے والے ہیں + اب دیکھو خدا نے ریل کا کیسا فرش بچھا دیا ہے دیگر آیت اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۲۵ یعنے جسنے تمہارے واسطے زمین کو گہوارہ بنا دیا اور اس میں تمہارے واسطے راستے بنا دئے تاکہ تم راستے معلوم کرو اور اونٹ اور اونٹنیاں معطل ہو جائیں اور چاند اور سورج کا رمضان میں گہن ہونا اسکے صداقت کی گواہ ہے اور اسم با مسمیٰ کے ساتھہ ظہور کرتا جاتا ہے۔

امر دوازدہم کا جواب - پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً الْجَاهِلِيَّةِ یعنے جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا افسوس لوگ منہاج نبوت کو بھی نہیں جانتے ہیں۔

امر سیزدہم کا جواب - یہہ جب قرآن کریم کے حمار اسفار بن جائیں گے تو پھر وہ کسکی تقلید کرتا پھریگا وہ تو حاکم عادل ہوکر آئیگا اور خلیفہ کے لقب سے ملقب ہوکر قرآن کریم کے مطابق فیصلہ اپنی عدالت سے دیگا دیکھو آیت مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۵ ۲۸ یعنی جن لوگوں کو توراۃ اوٹھوائی گئی پھر اونہوں نے اُسکو نہیں اوٹھایا وہ اوس گدہے کے مانند ہیں جو کتابیں اٹھاتا ہے دیکھو حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں ہے لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ - ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اوس کی جسکے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اتریگا تم میں عیسیٰ بیٹا مریم کا حاکم عادل ہوکر توڑیگا صلیب کو اور قتل کریگا سور کو اور موقوف کر دیگا لڑائی کو اور علما نے خنزیر کو ستواں میں خنزیر صفت انسان سے مراد لی ہے جو ہر ایک قوم اور مذہب میں ملے جلے چلے آتے ہیں سو حضرت اقدس بھی اون سبکو قتل کرتے جاتے ہیں اور صادقوں کے سر پر صداقت تاج بھی رکھتے ہیں۔

راقم احقر غلام امام احمدی عزیز الواعظین ابن شاہ محمد بن محمود ساکن شاہجہانپوری ۳ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق جمادی الاول ۱۳۲۳ھ عفی عنہ۔

طبیبِ حاذق

لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ قرآن کریم کا ایک سنہری اصول ہے جس میں حفظ صحت اور حفظ ماتقدم کے تمام اصولوں کو جمع کر دیا گیا ہے لیکن دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو حفظ صحت کے اصولوں کی ناواقفی کیوجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہوکر دکہہ اٹھا رہے ہیں - اور اسپر طرہ یہہ کہ اشتہاری ادویہ کی کثرت نے اور بھی لوگوں کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے + ہمنے حضرت حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب کے تجربات کی بنا پر **شفاخانہ فضل رحمانی** کے ذریعہ حتی المقدور مخلوق کو فائدہ پہنچانا چاہا ہے شفاخانہ کے اغراض میں طبی کتابوں اور ماہواری طبی رسالوں کا شائع کرنا بھی ظاہر کیا گیا تھا - اسلئے اس اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے ایک ماہواری طبی رسالہ طبیب حاذق نام شفاخانہ فضل رحمانی سے شائع کیا جائیگا جسکا حجم فی الحال دو جزو ماہوار ہوگا - ۱۶ صفحوں میں مستقل طور پر **حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے بیش قیمت تجربات** ہمیشہ شائع ہوتے رہیں گے - اور ۱۶ صفحوں میں متفرق طبی مضامین ہونگے جنکے متعلق اس اشتہار میں کچھ لکھنا بے سود ہے - خود رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا - کہ وہ کسقدر مفید اور سہل ہیں - **مولانا مولوی نورالدین صاحب کے تجربات** سلسلہ وار ہونگے اور اس طریق پر انہیں قلمبند کیا گیا ہے جس سے علم طب کے مشکل مسائل بھی نہایت صاف اور سہل ہو گئے ہیں - ہر ایک مرض کے اسباب اسکی علامات تشخیص اور علاج یونانی - ویدک اور بالآخر موجودہ تحقیقات ڈاکٹری کی رو سے بتایا گیا ہے - یہہ رسالہ اردو خوان دنیا کے لئے ایک قابل قدر نعمت ہوگی - یہہ مستحکم اصول قرار دیا گیا ہے کہ بلا وصول قیمت پیشگی یا بہ اجازت وی پی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہ ہوگا - قیمت سالانہ عہ مع محصول ہوگی۔

تمام درخواستیں منیجر شفاخانہ فضل رحمانی و مہتمم رسالہ طبیب حاذق کے نام آنی چاہئیں ۱۵ ستمبر تک رسالہ شائع ہو جائیگا۔

مخدوم الملت کی ناسازی طبیعت

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت نصیب اعدا یون تو عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین ناساز چلی آتی ہے مگر پچھلے دنون زلزلے سے پہلے کثرت پیشاب کیوجہ سے آپ پر شدید حملہ ہوا تہا۔ اس حملہ مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیم شبی دعاؤن نے اعجاز مسیحائی دکہایا اور آپ کو صحت ہوگئی لیکن کچہہ نہ کچہہ اثر اسکا چلا جاتا تہا۔ جو ہفتہ زیر اشاعت مین بہت خطرناک صورت مین نمودار ہؤا، وہ یہہ کہ حضرت مخدوم الملتہ کی پیٹہہ پر بین الکتفین ایک چہوٹی سی پہنسی نمودار ہوئی جسکو انہون نے ایک معمولی پہنسی سمجہا۔ لیکن جب اسکا زور بڑہتا ہؤا معلوم ہؤا تو مخدومی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے (جو مین مہینہ کی چہٹی لے کر آئے ہوئے ہین) اسے چیرا اور یہہ پہنسی سرطان تشخیص ہوئی جس روز اس پہوڑے کو چیرا گیا اسی روز مولوی صاحب ڈاڑہ کے درد شدید مین بہی مبتلا تہے صبح کو اسے نکالا گیا اور شام کو اس پہوڑے کو چیر دیا گیا۔

اسکی تکلیف سے درد اور کرب کی وجہ سے مولویصاحب رات بہر آرام نہ کر سکے اور پیٹہہ پر ورم ہوگیا مگر اللہ تعالےٰ نے فضل کیا اور وہ ورم کم ہوگیا۔ لیکن پہر اس مواد ردیہ اور سمیہ کے باعث جو پہوڑے کے اندر تہا اور حرام مغز پر واقع ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف اور اضطراب رہا اور اسکے ساتہہ ہی بخار ہوگیا۔ بخار اسقدر شدید تہا کہ کچہہ کہا نہین جا سکتا۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے آرام ہے اور طبیعت رو بصحت ہے یہہ تو بیماری کے معمولی حالات ہین۔ لیکن اس بیماری کے متعلق بیان کرنے کے قابل بعض اور ضروری امور ہین جنہون نے ہم لوگون کو جو یہان قادیان مین موجود ہین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایک لذیذ اور جدید ایمان عطا کیا۔ اور خود حضرت مخدوم الملتہ کی وقعت کو ہمارے دلون مین مستحکم کر دیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ کے لئے اس دن سے کہ مولوی صاحب پر عمل جراحی کیا گیا رات کا سونا قریباً حرام ہو گیا۔ باوصفیکہ چوٹ لگنے اور بہت سا خون نکل جانے کیوجہ سے حضرت اقدسؑ کو تکلیف تہی اور دوران سر کی بیماری کی شکایت بہی لیکن یہہ کریم النفس وجود ساری رات رب رحیم کے حضور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے دعاؤن مین لگا رہا۔ اور سچ مچ اسکا مصداق ثابت ہؤا۔

چہ دستہا کہ نماید بروز کشتی و جنگ
باین امید کہ نفسے مگر رہا باشد
ہمین ہست طائفہ برگزیدگان خدا
ہمین علامت شان از خدا نما باشد
بجنگ و حرب گذارند ہر دمے کہ بود
کہ تا حفاظت مردم ز فتنہ ہا باشد
بخیر و عافیت بگذرد شب اندر خواب
کہ پاسبانی ایشان بصد عنا باشد

یہہ ہمدردی اور ایثار ہر شخص مین نہین ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندون اور مامورون کی ہی یہہ شان ہے کہ اپنی تکالیف کو بہی دوسرون کی تکالیف کے مقابلہ مین بہول جاتے ہین اور نہ صرف بہول جاتے بلکہ قریب بہ موت پہونچ جاتے ہین۔ لیکن ہان ان کے دلمین کسی بندہ کے لئے خاص طور پر اضطراب اور قلق کا پیدا ہونا خود اس بندہ کی عظمت اور وقعت کو بہی ظاہر کرتا ہے ۔ حضرت اقدس نصف شب سے آخر شب تک دعاؤن مین مصروف رہے اور اس اثنا مین مولوی صاحب ممدوح کے دروازہ پر آکر حال بہی پوچہا ساری دنیا سوتی تہی مگر یہ خدا کا جری جاگتا تہا اپنے لئے نہین اپنی اولاد کے لئے نہین اپنے کسی ذاتی مقصد اور غرض کے لئے نہین بلکہ صرف اس لئے کہ تا **رحیم و کریم مولیٰ کے حضور اپنے ایک مخلص کی شفا کے لئے دعا کرے۔**

معزز ناظرین! مین سچ کہتا ہون اور خدا تعالےٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ خدا کے برگزیدہ رسولؑ کا یہہ اضطراب اور قلق اپنے ایک خادم کے لئے ان ساری تکلیفون ۔ اور مصائب کا انعام البدل ہو سکتا ہے جو اس کے دامن پکڑنے پر آئین اگر آئین۔ ماں باپ مین ایک ہمدردی ہوتی ہے اور کچہہ شک نہین وہ ذاتی ہوتی ہے لیکن یہ ایثار اور یہہ محبت جو خدا کے رسول اپنے مخلص خدام کے لئے ظاہر کرتے ہین اسکی نظیر دنیا کے کسی **ماں باپ** کی زندگی مین بہی نہین مل سکتی اور ہرگز نہین مل سکتی۔

کیا یہ امر اس کی سچائی پر ایک وجدانی دلیل نہین؟ گہر کے اندر اسے کون دیکہتا ہے لیکن اس کی اندرونی اور بیرونی زندگی ایک ہی قسم کی واقع ہوئی ہے جو اس کی راستبازی اور منجانب اللہ ہونے پر زبردست دلیل ہے۔ اور سب سے بڑہ کر جو بات اس طرز زندگی سے معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ آپ کو **خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے تصرفات پر کس قدر یقین اور ناز ہے اور دعا اور اسکے خارق عادت تاثیرون پر کیسی بصیرت ہے۔**

یہہ یقین اور بصیرۃ بجز ایسی حالت کے کہ اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہو کر خود اسکی آواز انسان نہ سن لے پیدا ہی نہین ہو سکتی ۔ ورنہ وہ کیا بات ہے جو دس دس بارہ بارہ گہنٹون تک متواتر دعا کرتے ہوئے بہی انکو تہکا نہین سکتی۔ انسان ایک دعا کے لئے ہاتہہ اٹہاتا چند منٹ کے بعد تہک جاتا اور اسے الفاظ نہین ملتے آخر رہ جاتا ہے مگر خدا تعالےٰ کے حضور انکے لئے وہ کیا جذب اور مقناطیس ہے جو یہہ ایسا سلسلہ سخن دراز کرتے ہین کہ ختم ہونے مین نہین آتا۔ بیماری ضعف نقاہت کوئی اور امر انکو تہکا نا نہین الفاظ کی کمی انکو پست حوصلہ نہین کر سکتی! وہ جذب اور مقناطیس بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ پر زندہ ایمان اور لذیذ ایمان ہوتا ہے دوسرون کی طرح اللہ تعالیٰ کو خیالی اور سماعی طور پر نہین مانتے بلکہ اس کو دیکہتے اور اس سے کلام کرتے اور جواب پاتے اس کی قدرتون کا مشاہدہ کرتے اور اس کے وراء الورا حسن اور احسان کیوجہ سے اسکی طرف کہچے جاتے اور اس کے حضور ہی لذت پاتے ہین۔

مین یقیناً جانتا ہون کہ جو لوگ اس امر پر غور کرین گے۔ کہ اتنی لمبی لمبی دعائین پہر ایک دن نہین ہر روز ایک شخص کرتا ہے اگر وہ اپنی **دعاؤن کی قبولیت** پر ... ۔ ایمان اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ وفادارانہ تعلق نہین رکہتا تو اسے ایسی توفیق ہی کیونکر مل سکتی ہے اپنی دعاؤن پر قیاس کرو کہ وہ کتنی لمبی ہو سکتی ہین اور پہر اسپر غور کرو۔

غرض

حضرت کئی رات بالکل نہین سوئے۔ جس سے طبیعت کو بہت مضمحل ہوگئی مگر اس اضمحلال نے آپ کو تہکایا نہین۔ ایک دن فرماتے تہے۔ کہ مین نے بہت دعا کی ہے اسقدر دعا کی ہے کہ اگر تقدیر مبرم نہین تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگی۔ پہر فرمایا کہ مین اللہ تعالےٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ کبہی اس قسم کا **اضطراب اور فکر مینے اپنی اولاد** کے لئے بہی نہین کیا نہ خود دعاؤن مین مصروف رہے بلکہ دوسرے خدام کو بہی خاص طور پر دعاؤن کے لئے تاکید فرماتے رہے یہان تک کہ رات کو بعض خدام کو بلا کر کہا کہ تم ساری رات دعائین کرو۔ اور اسطرح پر اپنے بہائی کی مدد کرو۔ مین الفاظ نہین لا سکتا جو اس نقشہ کو دکہاؤن اور کیونکر دکہاؤن مصور کا قلم بہی دکہا نہین سکتا۔ کہ آپ **دعاؤن کی قبولیت** پر کیسا ایمان رکہتے ہین اور اس کو کیسی اکسیر اپنے تجربہ سے مانتے ہین۔

فرمایا مینے ہر چند چاہا کہ دو چار منٹ کیلئے ہی سو جاؤن مگر مین جانتا ہی نہین کہ نیند کہان چلی گئی۔ یہہ باتین آپ نے ایک روز صبح کو بیان فرمائین بعض خدام نے عرض کی کہ حضور اسوقت جا کر آرام کر لین۔ فرمایا یہ اپنے اختیار مین تو نہین مین کیونکر آرام کر سکتا ہون جب کہ میرے دروازہ پر ہائے ہائے کی آواز آتی ہے مین تو اس **قلق اور کرب** کو جو مولویصاحب کو ہوا دیکہہ بہی نہین سکتا (الدرے رقت قلب ایڈیٹر) اسلئے مین اوپر نہین گیا۔" پہر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو اس کے متعلق مناسب ہدایتین فرماتے رہے اور تپ کے علاج کیطرف بہی توجہ دلائی۔ فرمایا کہ مین کونین اور کافور سمجہتا ہون وہ بہی دو تاکہ بخار رک جاوے۔

غرض

آپ کو بہت درد اور کرب ہے مین یقیناً کہتا ہون کہ حضرت مخدوم الملتہ کو تو جو درد اور تکلیف ہے وہ ہے ہی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کو اس سے کہین زیادہ اور کہین بڑہ کر اسکا درد ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آپ نے ... فرمایا ہے کہ دین ... ہو نہین سکتی **جب تک دوسرے کے درد اور دکہہ کو مین اپنے پر نہ لے لون۔** وہ نظارہ اب دیکہا گیا ہے۔

ان ایام مین جو رویا اور الہامات ہوئے وہ مین اس مضمون کے آخر مین درج کرونگا اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود مخدوم الملتہ کی حالت سے بہی ناظرین کو آگاہ کرون۔

جس دن وہ پہوڑا چیرا گیا اور ڈاڑہ نکالی گئی۔ رات کو تکلیف رہی۔ صبح کے وقت اکثر احباب عیادت کے لئے گئے۔ ضعف اور نقاہت بہت تہی تاہم بڑے حوصلہ اور استقلال سے احباب کو مخاطب کیا اور فرمایا

> خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ موت کا ذرا بہی خوف نہین وہ تو ایک پل ہے جس سے سب کو گذرنا ہے۔ اور ہمارے لئے تو ملاقات یار کا ذریعہ ہے مگر میرے دل مین یہ کرب ہے کہ خدمت دین کے لئے ایک مضمون شروع کیا تہا۔ وہ ابہی ناتمام ہے خدا کرے وہ پورا ہو جاوے۔ مین نے اپنے دل مین اس تکلیف اور گہبراہٹ کے وقت بہی نظر کی الحمدللہ مین یقین رکہتا ہون کہ خدا کا مسیح بالکل سچا اور راستباز ہے اور یہہ سلسلہ سچا سلسلہ ہے ہم نے اس کو قبول کرنے مین ذرا بہی اپنے نفس کو دہوکا نہین دیا۔ پہر خاکسار ایڈیٹر کو مخاطب کر کے

پوچھا کہ کچھ لکھا ہے (بدر جدید کے ایک مضمون کے جواب کے متعلق اشارہ تھا-) ایڈیٹر

مینے عرض کیا کہ ابھی کچھ نہیں لکھا- اسپر فرمایا اس تکلیف مین اسکے متعلق عجیب عجیب راہین میرے دل مین آئین اور خدا تعالٰے نے اس باطل کے کچلنے کی خوب تفہیم سمجھائی- اب توفیق کا ملنا اسی کے فضل پر موقوف ہے- مجھے اپنی بیماری مین اگر کوئی حسرت ہوتی ہے تو یہی کہ فلان رسالہ یا کتاب ختم ہو جاوے اور فلان خدمت دین ہو جاوے اور کچھ نہیں-

پھر حضرت اقدس کی دعاؤن کے تذکرہ پر فرمایا کہ ایسی شفقت اور ہمدردی والدین مین بھی مینے نہین دیکھی- رات خود آواز دی اور حال پوچھا- جسقدر عرصہ تک احباب بیٹھے رہے ایسی ہی باتین کرتے رہے جن سے انکے قوی الایمان اور راستباز رضا بالقضا کے سچے عامل ہونے کا یقین ہوتا ہے- پھر ڈاکٹر صاحب نے پٹی کھولی- اور زخم کو دھو کر دوسری پٹی لگائی اور احباب چلے آئے- دوسرے دن تکلیف اور بھی بڑھ گئی بخار شدید ہو گیا- اسکی صبح کو پھر احباب حاضر ہوئے- آج بہت ہی ضعیف تھے اور ساری رات سخت تکلیف مین کٹی تھی- بیٹھتے ہی فرمایا-

رات بہت تکلیف تھی مگر مین اس حالت مین بھی اللہ تعالٰے کو رب- رحمان- رحیم یقین کرتا ہون موت سے ہرگز مجھے کوئی خوف نہین اور مین اس سے نہین ڈرتا- مین اللہ تعالٰے پر اسکی کتابون اور رسولون پر ایمان رکھتا ہون+ یہہ کہتے ہوئے ٹیس نے بیقرار سا کر دیا- آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے- جسنے حاضرین پر بھی رقت پیدا کر دی پھر بڑے حوصلہ اور برداشت سے جیسے تندرستی کی حالت مین بات کرتے ہین باتین کرتے رہے جن کا خلاصہ اپنی درد و تکلیف کا اظہار ہی نہ تھا بلکہ حضرت حجۃ اللہ پر قوی ایمان اور عشق کا اظہار تھا- پھر پٹی کھول کر دوسری پٹی باندھی گئی- اسوقت بخار نہین تھا- الحمد للہ علی ذالک

تازہ الہامات و رویا

۳۰- اگست ۱۹۰۵ء- مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے جسکو چیرا دیا گیا ہے- فرمایا- مین نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی رویا مین دیکھا- کہ

مولوی نورالدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہین اور رو رہے ہین"

فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور میری رائے مین طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے-

۳۰- اگست ۱۹۰۵ء (۱) رویا- دیکھا کہ میرے ہاتھ مین چابیاں ہین ایک صندوق کھولنے کا ارادہ ہے- فرمایا اس مین اشارہ حل مشکلات کی طرف ہے-

۳۱- اگست ۱۹۰۵ء- نماز پڑھ رہے تھے اور فاتحہ کے بعد سورہ والعصر پڑھنا تھا- اتنے مین غنودگی ہو کر سورۃ والعصر کی جگہ بڑے زور سے زبان پر یہ سورت بطور الہام جاری ہوئی

اذا جاء نصر اللہ والفتح

نصف رات سے فجر تک مولوی عبدالکریم کے لئے دعا کی گئی- صبح کی نماز کے بعد جب سویا تو یہ خواب آئی- ۳۱- اگست کی رات کو دیکھا- مینے دیکھا عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر مینے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے- میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہین دستخط نہین ہوتے اسوقت مینے عبداللہ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرہ پر ٹپک رہی ہے- مینے اوسکو کہا کہ یہ لوگ روکھے ہوتے ہین نہ کسی کی سفارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت- مین تیرا کاغذ لے جاتا ہون آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص شتھن لال نام جو کسی زمانہ مین بٹالہ مین اکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اسکے عملہ کے لوگ ہین مین نے جا کر کاغذ اوسکو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے- اسپر دستخط کر دو اس نے بلا تامل اسیوقت لے کر دستخط کر دئیے- پھر مینے واپس آ کر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا ہوش سے پکڑو ابھی دستخط کئیے ہین اور پوچھا کہ عبداللہ کہان ہے او نہون نے کہا کہین باہر گیا ہے- بعد اسکے آنکھ کھل گئی اور ساتھ ہی پھر غنودگی کی حالت ہو گئی تب مینے دیکھا کہ اسوقت مین کہتا ہون مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر دستخط ہو گئے ہین یہ جو شتھن لال دیکھا گیا ہے- ملائیک طرح طرح کے تمثلات اختیار کر لیا کرتے ہین شتھن لال سے مراد ایک فرشتہ تھا- سنوری سے یہ مراد ہے- کہ سنور عربی مین بلی کو کہتے ہین اور علم تعبیر کی رو سے بلی ایک بیماری کا نمونہ ہے عبداللہ سنوری سے مراد ہوئی وہ عبداللہ جو بیمار ہے فرمایا طب تو ظاہری محکمہ ہے ایک اس کے در محکمہ پردہ مین ہے جب تک وہان دستخط نہو

کچھ نہین ہوتا- (۴) ۳۱- اگست ۱۹۰۵ء بعد ظہر الہام ہوا- اَرُنی زلزلۃ الساعۃ-

محاکمہ بابت تصلیب مسیح و شمعون

پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۳- جولائی ۱۹۰۵ء مین شیخ عبدالواحد صاحب کی طرف سے مسیح کی جائے شمعون کی تصلیب پر ایک مضمون چھاپا گیا تھا- جس کی مسٹر جی ڈانیل صاحب تردید کر کے زور دیتے ہین کہ صلیب پر جو شخص مصلوب ہوا- وہ مسیح ہی تھا لیکن درحقیقت ان دونون صاحبان مین کوئی اصل مقصود تک نہین پہونچا- زیادہ افسوس شیخ عبدالواحد صاحب پر آتا ہے جہون نے قومی تواتر در کنار قرآن مجید کی بھی کچھ پروا نہین کی- کیونکہ قرآن مجید کو اگر تدبر کے ساتھہ پڑھا جائے تو مسیح کی بابت صلیب کی نفی ہرگز ثابت نہین ہوتی- ہان صلیب کی جو علت غائی تھی- اس کی بڑے زور سے نفی کی گئی ہے- اگر شیخ صاحب کے خیال کے مطابق مصلوب کوئی دوسرا شخص تھا- تو قرآن اور احادیث نے کیون اوسکو بیان نہین کیا- اگر آپ کو قرآن دانی کا دعوی ہے تو جملہ ولٰکن شُبِّہ مین جو ھُوَ ضمیر مضمر ہے- اسکا مرجع بھی کوئی تجویز کیا ہوتا- ورنہ کسی ضمیر کا خود بخود پیدا ہو جانا نحو کے کونسے قاعدہ سے درست ہے- میرا اسبات پر کامل ایمان ہے کہ آج روئے زمین پر قرآن کریم ہی ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے جو بلاغت و فصاحت وغیرہ ایسی بے شمار خوبیون کو رکھتے ہوئے ایک یہ خوبی بھی رکھتی ہے- کہ اس مین اختلاف کا نام تک نہین- یہ ایک الگ بات ہے- کہ کسی نے ترجمہ کرتے وقت قرآن کے ہر ایک مقام کو مد نظر نہ رکھا ہو- یہی وجہ ہے کہ اب تک اس بے عیب کلام پر جس قدر اعتراضات کئیے گئے ہین- وہ ان ترجمون اور شخصی رایون کا نتیجہ ہے- جو خود بھی ایک دوسری کے مخالف ہین- ورنہ قرآن شریف اپنے اصل الفاظ کے ساتھہ ابتک بدستور موجود ہے- کیا کوئی ہے جو اس کے ایک حرف پر بھی نکتہ چینی کر سکے- کاش کہ ہمارے موجودہ علماء مسیح سے کسی دوسرے شخص کو متشکل کرتے وقت آیت (اختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لایات العالمین کو بھی پڑھ لیا کرین-

مین اسبات کو تو ضرور مانتا ہون- کہ صلیب پر جو شخص چڑھایا گیا- وہ واقعی مسیح تھا- مگر صلیب کے ذریعہ جو اس کا مارنا اور ملعون کرنا مطلوب تھا اس سے مجھے قطعی انکار ہے- کیونکہ یہودیون کا اس سے نامراد رہنا انجیل سے بھی ثابت ہے- اگر مسٹر جی ڈانیل صاحب خواہش کرینگے تو سب انجیلی آیات کی تفصیل سے دریغ نہین کرون گا- دیگر قرآن کریم نے اس واقع کو جس خوبی سے بیان کیا ہے- اس مین غیر متعصب اہل تحقیق کے لئے کوئی کمی نہین رکھی گئی- مجھے بھی ایک بڑے تفکر کے بعد یہی معلوم ہوا ہے- کہ قرآن شریف مین یہودیون کی جس بیان کردہ (یعنی قتل بالصلیب) موت کی نفی کیگئی ہے- حقیقت مین وہ ایک ایسی موت ہے- جو تقرب اللہ سے روکتی ہے- یہودیون کا اعتراض بھی تو اسی روحانی رفع پر تھا چنانچہ وہ یہ کہتے تھے- کہ اس کی پیدائش (نعوذ باللہ) صحیح نہین- جس سے وہ اس کو دعوے رسالت مین بھی صادق نہین سمجھتے تھے- یہی وجہ تھی- کہ وہ اس کو صلیبی یعنی لعنتی موت سے مارنا چاہتے تھے- حتے کہ انہون نے اپنے خیال مین مار بھی دیا- مگر قرآن کریم مین اسکی اس طرح تردید کیگئی ہے- کہ صلیب دیئے جانے کا جو مفہوم تھا- وہ اس پر وارد نہین ہوا- ہان صلیب چڑھائے جانے سے مشابہ بالمصلوب ضرور ہو گیا تھا- جس سے یہودیون نے مسیح کو مردہ سمجھ لیا- اناجیل سے بھی یہی پایا جاتا ہے- کہ مسیح ہرگز صلیب پہ نہین مرا- اگر مرجاتا تو بھالا مارنے پر اسکی پسلی سے لہو او پانی کیون نکلتا- آجتک کسی نے بھی نہین سنا کہ مردہ جسم سے کبھی خون نکلا ہو انجیلون سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے- کہ مسیح تین گھنٹون سے زیادہ صلیب پہ نہین رکھے گئے- ورنہ پلاطوس کا تعجب کرنا کیا معنے رکھتا تھا- اگر مسٹر جی ڈانیل صاحب کو واقعی اس معاملہ مین تحقیق منظور ہے- تو انجیل متی کے اس مقام کو غور کر پڑھین- کہ جہان مسیح نے فقیہون اور فریسیون کے نشان مانگنے پر یہ جواب دیا- کہ اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہین- پر یونس نبی کے نشان کے سوائے کوئی نشان دکھایا نہ جائیگا- کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ مین رہا- ویسا ہی ابن آدم تین دن رات کے اندر رہیگا اب یہان چند اعتراضات پیدا ہوتے ہین- کہ کیا یونس مچھلی کے پیٹ مین زندہ گیا تھا- یا مر کر صاف ظاہر ہے- کہ یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ مین گیا تھا- برخلاف اسکے اگر مسیح مر کر زمین مین گیا- تو مماثلت کہان ثابت ہوئی- دوسرا یہ کہ مسیح نے تمام عمر مین اس نشان کے سوا دوسرا کوئی نشان نہین دکھایا- تیسرے یہ کہ مسیح خدا اور ابن اللہ بھی نہین تھا- بلکہ دوسرے انسانون کی طرح وہ بھی ایک انسان ہی تھا

راقم خاکسار محمد حسین احمدی از مزنگ لاہور-

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام و آپکے اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہین حکیم الامت کی صحت بھی اچھی ہے-

۲- موسمی حالت خطرناک ہے امساک باران کیوجہ سے فصلین خشک ہو رہی ہین اللہ رحم کرے-

درخواست دعا

حضرت مخدوم الملت مولوی عبدالکریم

مراسلت

احاطَ علٰی

بتر برمیدان فصاحت مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے مضمون بلاغت مشحون کفر بالرسول کی حیرت انگیز سزا مین جوکچھہ لکہا وہ نادان معترض کے لئے بالکل کافی بلکہ کافی سے بڑہکر تہا کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ الفاظی توپون نے کذب وتزویر کی قلعی کو بالکل مسمار کردیا۔ اور مخالف کو کوئی جگہ پناہ لینے کی نہ رہے۔

حقیقت مین ایک سچے مسلمان کو رسول اکرم افصح العرب والعجم کی حدیث دیکہہ لینے کے بعد جسمین احاطہ کا صلہ علٰے آیا۔ ہے۔ کوئی بھی شک وشبہ نہ رہنا چاہئے بلکہ بڑی خوشی سے اپنی تمام تحریر کو جو مخالفانہ رنگ مین نادانی سے لکہی گئی ہو۔ جمنی فائر کردینا چاہئے۔ مگر افسوس کہ بیجا تعصب اپنی بات کی پچ اور معاصرین مین نمایشی عزت۔ غلطی تسلیم کرنے سے مانع رہی اور رہے گی

تعجب ہے کہ جب مولویصاحب مکرم نے حدیث **ملعون من احاط علی مشربۃ** پیش کی اور یہ بہی بیان فرمادیا کہ جیسے یہان علٰے بلحاظ تصرف و استیلا آیا ہے اور اس نے یہ فائدہ دیا کہ اسے بیگانون سے روک کر اپنے لئے خاص کرلیا ایسے ہی فقرہ زیر بحث مین علٰے صلہ لانے سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ اللہ تعالٰے کی روح نے تجہیر پورا پورا تصرف اور استیلا کیا یعنی مجھے بالکلیہ اپنا بنالیا اور اغیار سے بیگانہ کردیا۔ پھر لسان العرب سے احاطہ کا صلہ **احاط علیہا** اور **اذا لم یحیط علیہا** سے دکہایا۔ اور مد القاموس سے بہی احاطہ علیہ بتلایا۔ تو اسکے بعد کونسی کسر علمی پردہ دری مین رہ گئی تہی۔ جو کہلی چہٹی لکہکر اپنی فضیحت کے موجب ہوئے! حضرت سنئے مین ایک اور طریقہ مین آپ کو یہ مسئلہ سمجہاتا ہون۔ امید ہے کہ آپ نے صرف میر کا نام لیا حالانکہ اس مین اس مسئلہ کا نام ونشان نہین معلوم ہوتا ہے کتاب وغیرہ کبہی دیکہی نہین یونہی نام لے دیا۔ ہم آپ کو اس مسئلہ کے سمجہنے کے لئے **کافیہ** اور اس کی شرح فوائد ضیائیہ (شرح ملاجامی) مع حواشی کا پتہ دیتے ہین۔ اسکے پڑہ لینے کے بعد آپ کو ایسے صلات کے ذکر کا قاعدہ کلیہ مل جائیگا۔ اور پھر فصحاء کے کلام پر اعتراض کرکے خواہ مخواہ عرضہ تیر ملامت نہ بنینگے۔ **کافیہ** مین ہے **الاعراب ما اختلف** الخ **بہ لیدل علے المعانی المعتورۃ علیہ** دیکہئے یہان صلہ علٰے آیا ہے حالانکہ اس کا صلہ علٰے نہین ہوتا۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین۔ اے علے **المعرب علے تضمین مثل معنی الورود و الاستیلاء** - امیر ملاجمال وغیرہ لکہتے ہین **التضمین ھو ان یلاحظ فی فعل او صفتہ معنے فعل وصفتہ آخر۔ بقرینتہ ذکر متعلق الملاحظ بعدہ بحیث یکون الاول مقیدًا والثانی قیدًا یعنی یقصد بلفظ فعل معناہ الحقیقی ویلاحظ معہ معنی فعل آخر بذکر شئے من متعلقات الآخرۃ او حذف۔**

اب سنئے حضرت اقدس علیہ السلام نے احاط کے ساتہہ ملاحظ معنی استیلاء کو **واستوی علی جسمی ونفسی فی ضمن وجود حتی ما بقی منی ذرۃ** اور **غلبت علے غلبۃ شدیدۃ** وغیرہ سے بتادیا اور بخوبی سمجہادیا کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ "احاط مستولیا ومتصرفا علٰے روحہ" یعنی صلہ علٰے ساتہہ ذکر کرکے ملاحظ معنی استیلاء بطور قید جتلادیا ہے اور یہ کہین نہین فرمایا کہ احاطہ کا اپنا صلہ علٰے ہی ہے۔ (دیت نہین) مولوی صاحب نے بہی بہت سی مثالین دیکر آپکو مبہوت کردیا۔

پھر مین پوچہتا ہون کہ اس مین کیا شک ہے کہ یہان احاطہ کا صلہ علٰے آگیا ہے۔ ترکیب نحوی علٰے کو احاط کے متعلق کہوگے یا نہین۔ آپ نے خود تقدیر عبارت بیان کرکے علٰے کو احاط کے متعلق کردیا جہان فرمایا ملعون من احاط بالمشربۃ علٰے سبیل التملک۔ فرمائیے یہ علٰے کس لفظ کا صلہ ہے احاط کا ہے یا کسی اور کا۔

پھر آپ فرماتے ہین جن معنون کی رعایت سے حدیث مین علٰے آیا ہے وہ اس عبارت مین مفقود ہے۔ یہ کیسے؟ ذات باری کا "تصرف" اشیاء پر پہلے سے ہی ہونا اس بات کا منافی نہین کہ اولی تصرف کے ماسوا کسی اور قسم کا تصرف و استیلاء واقع نہ ہو۔ بلکہ نئے استیلاء و تصرف کا اظہار جو یہان بالتخصیص ضروری ہے۔ وہ بغیر صلہ علٰے کے ہوہی نہین سکتا تہا۔ اسلئے اس نئے استیلاء کو جتانے کے لئے یہ صلہ لایا گیا۔ اگر علٰے نہ لایا جاتا۔ تو استیلاء روحانی وفناء نفسانی کا مزید فایدہ حاصل نہ ہوتا۔ (حالانکہ آپ کہتے ہین علٰے نے مزید فایدہ نہین دیا۔)

استوٰی کو احاط علٰے کا مفسر کیون ٹہیراتے ہو۔ وہ تو دوسرے مضمون میں ہے واستوی علے جسمی جو ان روحہ احاط علٰے کے متصل ہے

ع‍لہ مضاف مضاف الیہ مین تغایر اعتباری ہے لیس آپکا اعتراض صحیح نہین - ۱۲

کیا وہ نظر نہین آیا؟ مولویصاحب کی کم نظری کی شکایت اور اپنا یہ حال **فبئس الاعمی عمی القلب**۔

قرآن مجید مین "**وَاللهُ مُحِيطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ**"۔ آنا اس بات کا ثبوت نہین کہ احاطہ کا صلہ علٰے نہین آتا۔ یہان تو احاطہ علمی مراد ہے۔ اگر غضب کا احاطہ مراد ہوتا تو ضرور صلہ علٰے آتا۔

یہ بہی غلط ہے کہ منع غیرہ منہ اور آپ کو غیرون سے بیگانہ بنادیا مین فرق بین ہے۔ غرض تو مشابہت ہے ولو بوجہٍ ہر ایک امر اور ہر ایک وصف مین اتحاد ضروری نہین۔

اور یہ جو کہا کہ وہ گہاٹ پہلے اسکے قبضہ مین نہ تہا۔ اس کا جواب سنئے! کہ جیسے گہاٹ پر اس کا استیلاء پہلے نہ تہا ایسے ہی یہ **تصوف و استیلاء** صفات ربانی بہی سالک کی روح وجسم پر پہلے واقع نہ ہوا تہا بلکہ یہ خدا تعالٰے کی تجلی بطور تحدد واقع ہوئی ہے اور ایک خاص حالت کا نام ہے ہر ایک پر ایسا احاطہ نہین ہوتا۔ ورنہ عوام الناس اور اولیاء اللہ مین فرق کیا ہوا۔

معلوم ہوتا ہے آپ قاعدہ تضمین کو جسمین اعلٰے درجہ کی بلاغت ہے نہین جانتے ورنہ آپ یہ نہ کہتے کہ علٰے اظہار صورت کے لئے آتا ہے اور نہ تقدیر عبارت غلط کرتے۔ صحیح تقدیر یون ہے **من احاط متملکًا علے المشربۃ یا من تملک علے المشربۃ محیطا** کیونکہ تضمین مین قاعدہ تقدیر یہ ہے کہ فعل یا صفت مذکور کو اپنی جگہ ذکر کرکے فعل ملاحظ کو بطور حال ذکر کیا جائے۔ یا فعل ملاحظ کو مع صلہ ذکر کرکے فعل مذکور کو بطور حال لایا جائے۔ چنانچہ **المعانی المعتورۃ علیہ** کی تقدیر یہ ہے۔ **المعانی المعتورۃ واردۃ علیہ المعانی الواردۃ علیہ معتورۃ**۔

احاطت الظلمۃ علے کل جھۃ مین بہی یہی قاعدہ سمجہئے یعنی دراصل **احاطت الظلمۃ مستولیا علے کل جھۃ** ہے۔ اسکی تائید کل جہۃ سے ہورہی ہے کہ بوجہ غلبہ ظلمت کا احاطہ بطور تملک وتصرف واستیلاء ہے۔

آپ کی تمام علمی باتون کا جواب ہوچکا۔ باقی اڑہائی ورق غیر متعلق ہین۔ جنمین سوائے استہزاء وطعن وتشنیع کے کچہہ نہین۔ مین حیران ہون کہ مسئلہ علمی ہوتا ہے اور زنانہ طبیعتین طعنے دیکر فتح حاصل کرنا چاہتے ہین۔ یہ یہ **شہادت القرآن** جس پر آپکا بڑا ناز ہے۔ مدت ہوئی مین اس کی دہجیان اڑاچکا ہون۔ ایک ضخیم کتاب چہپ رہی ہے جسمین علاوہ دیگر مخالفین کی کتابون (سیف چشتیائی۔ الہامات مرزا۔ ذرہ تا ذرہ غایت المقصود) کی اس شہادت کا جواب بھی ہے عنقریب حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر نور افزائے چشم تحقیق ہوگی۔ یہ کتاب ایک برس سے لکہی جاچکی ہے۔ مگر ایسے موانع پیش آگئے کہ پریس مین ادہوری پڑی رہ گئی۔ **سلم الوصول و نزول الملائکہ** کا جواب میری دوسری تصنیف مین دیکہئے جس کا حجم اڑہائی سو اوراق سے زیادہ ہوگا۔ اور جسمین احمدی مذہب کے تمام عقائد کو بالتفصیل بادلائل بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پریس پر دینے کا انتظام ہو رہا ہے۔

وہ کون سا میدان ہے جو آپ نے جیتا! کیا زبان کی چالاکی سے جاہلون کو بھڑکا کر تالیان بجوا دینے کا نام فتح ہے؟ شرم! کب آپ قلم ہاتہہ مین لے کر ٹھنڈے دل سے تحقیق کرنے پر تیار ہوئے۔ آپ کا تو یہ کام ہو گئے اور احمدیون کے خلاف ایک جوش پیدا کردیا۔ پھر عوام الناس نہ کسی کی سنتے ہین اور نہ سمجہتے ہین ایسی صورت مین کلمۂ حق کو کوئی کیا سمجہے۔

مورخہ ۵۔ اگست ۱۹۰۵ء - احمدی گجراتی از گولیکے ضلع گجرات

کفارہ کے ثمرات

عیسائی ممالک مین اتوار کے دن خاص مذہبی تعلیم کا مدرسہ لگا کرتا ہے ایسے ایک مدرسے کے ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم مین گرفتار ہوئے کہ وہ جلتی بتیان بچون کی انگلیون پر لگانے کی سزا دیا کرتے تہے۔ اور ایسے ہی عیسوی دینی مدرسہ کے ایک اور سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم مین ماخوذ ہوئے ہین کہ انہون نے بعض لڑکیون کے ساتہہ جو ان کے مدرسہ مین تعلیم پانے آتی تہین۔ ناقابل ذکر فعل کا ارتکاب کیا اس کا نام ایڈورڈ نالی طو بخیر ہے۔

انڈیا مین پادری شلٹز صاحب گرجا سے موقوف کئے گئے۔ جرم یہ ہے کہ کسی مد مین سات سو روپے کا پتہ نہین لگتا۔ اور بعض دروغگوئیان پادری صاحب سے واقع ہوئی ہین اور ہمسائیون کے ساتہہ آپ سخت بدسلوکی۔ بلکہ مارپیٹ کے ساتہہ پیش آتے رہے ہین۔ وغیرہ۔

لاکراس کے پادری ہوفر صاحب ایک ۱۸ سالہ لڑکی کے ساتہہ موںہہ کالا کرنے کے جرم مین گرفتار ہین چار ہزار کی ضمانت پر مقدمہ چل رہا ہے۔

(بدر)

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۷ر جولائی ۱۹۰۵ء

۱-بابو غلام رسول صاحب سٹیشن ماسٹر تونغ مدرسہ ۱۵ر
۲-مولوی محمد اسماعیل صاحب جماعت نزگراہی
ر ضلع گوجرانوالہ مدرسہ عہ
۳-میاں الہی بخش صاحب و رحیم بخش کتب فروش گجرات مدرسہ
۴-بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور مدرسہ عہ

۱۸- جولائی ۱۹۰۵ء

۱-میاں دولت خان صاحب ازبیاس قربانی فنڈ مدرسہ بیرزان
۲-میاں محمد علی صاحب ر مدرسہ عہ
۳-مولوی محمد یمین صاحب و دیگران مانسہرہ مدرسہ
۴-بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافسمین الہ آباد مدرسہ عہ
۵-بابو فرزند علی صاحب سٹیشن ماسٹر میتہ نیامی ۸ر
۶-منشی عنایت اللہ صاحب سندھوان ضلع گوجرانوالہ مدرسہ
۷-شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ عہ
۸-منشی محمد ابراہیم صاحب ویکسی نیٹر اٹک مساکین مدرسہ
۹-مولوی جان محمد صاحب لالیاں ضلع جھنگ مدرسہ عہ
۱۰-منشی محمد دین صاحب بلالی ضلع گجرات مدرسہ ۲ر
۱۱-منشی نور بخش صاحب ٹریژری اسسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ مدرسہ
۱۲-منشی طفیل احمد صاحب چندوسی مدرسہ ۱۲ر

۱۹-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا (افریقہ) مدرسہ
۲-ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر مدرسہ

۲۰-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور مدرسہ ۸ر
۲-ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مدرسہ سے
۳-مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل
ہائی کورٹ حیدر آباد دکن مدرسہ سے

۲۰-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-مرزا عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ مدرسہ
۲-بابو عطا الہی صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لالہ موسیٰ مدرسہ

۲۲-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس مدرسہ ۸ر

۲۳-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-مولوی شیر علی صاحب بی-اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ قادیان

۲۴- جولائی ۱۹۰۵ء

۱-اسماعیل آدم صاحب بمبئی مدرسہ سے
۲-حافظ نور محمد صاحب ڈھک بازار پٹیالہ مدرسہ عہ

۲۵-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن شاہپور مدرسہ
۲-چودہری فضل دین صاحب مندرانوالہ ضلع سیالکوٹ مدرسہ
۳-جان محمد صاحب مدرس اول فارسی سکول ڈسکہ مدرسہ
۴-میاں رحیم بخش صاحب سکنہ ڈسکہ مدرسہ ۴ر

۲۶-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-شیخ ضیاء اللہ صاحب مانسہرہ ضلع ہزارہ مدرسہ ۸ر
۲-میاں محمد علی صاحب لیس دفعدار کور ۲۹ انبالہ مدرسہ عہ
۳-قاضی عبد الرحیم صاحب نقشہ نویس نہر جموں مدرسہ عہ
۴-میاں عبد الواحد صاحب جانسامان مس کوٹھ جہانسی مدرسہ ۸ر
۵-میاں حافظ نور احمد صاحب اینڈ کو احمدی
ر اکولہ تاجنا بیٹھیہ مدرسہ عہ
۶-جماعت راولپنڈی معرفت حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی مدرسہ

۲۷-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ جے پور سکلین فنڈ
۲-مرزا ظہور علی صاحب احمدی شاہجہانپور مدرسہ ۴ر

۲۹- جولائی ۱۹۰۵ء

ماسٹر عبد الرؤف صاحب ٹیچر بھیسری کپورتھلہ مدرسہ ۶ر
۲-جماعت سمٹریال معرفت حسن محمد خان سمٹریال ضلع سیالکوٹ
۳-منشی فضل الہی صاحب ویکسی نیٹر مانسہرہ ضلع ہزارہ مدرسہ ۷ر

۳۰- جولائی ۱۹۰۵ء

۱-پیر برکت علی صاحب منع رنگل ضلع گجرات مدرسہ ۸ر

۳۱-جولائی ۱۹۰۵ء

۱-ڈاکٹر محمد علی خانصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کنڈی کہا مدرسہ
۲-جماعت احمدیہ میرٹھ معرفت سکرٹری انجمن احمدیہ مدرسہ
۳-جماعت مردان معرفت منشی محمد یوسف صاحب
ر اپیل نویس مردان مدرسہ

درخواست نکاح

ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۸ سال خواندہ جنکی دوکان سوداگری کتب فروشی وجلد سازی شہر جموں میں ہے اچھی حیثیت اور معقول گذارہ رکھتا ہے کسی احمدی بھائی کے ہاں شادی کا خواہشمند ہے۔ مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ جو شیخ رحیم بخش فیروز الدین احمدی تاجران کتب وسوداگران اردو بازار جموں کے نام ہونی چاہئے۔

۲-مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی ہیں بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہیں غیر احمدیوں میں ناطہ کرنا برا سمجھتے ہیں نوجوان ہیں عمر کوئی پچیس چھبیس سال کی ہوگی۔
میں ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہوں بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہیں۔ جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط وکتابت کریں۔

کالج فنڈ کی رسید زر

منشی عبد الغنی صاحب محکمہ جنگلات بیاس ۲ر
میاں کرم داد صاحب ساکن دوالمیال عہ
میاں عبد الواحد خان صاحب جہانسی عہ
منشی برکت علی کلرک ایمن آبادی ۵
بابو برکت علی صاحب از شملہ
میاں محمد حسین پنجابی از مدراس عہ
شیخ محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات پنڈی
حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور ۱۲ر
میاں رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ۱۵ر
منشی ولایت شاہ صاحب مدرس لورالائی ۱۲ر
منشی غلام نبی صاحب پٹواری مرید والہ عہ
بابو غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ مری ۸ر
بابو غلام حسن صاحب بابو قادر بخش صاحب از ٹوبہ ٹیک سنگھ
منشی محمد شفیع صاحب اپر چناب نہر گوجرانوالہ ۲ر
منشی نور الدین صاحب کلرک گورداسپور ۴ر
مرزا نذر علی صاحب صوابی ۴ر
مولوی فضل حق صاحب پٹیالہ دوسال عہ
مولوی محمد عبد اللہ صاحب ناظر سررشتہ تعلیم پٹیالہ دوسال عہ
منشی سراج الحق صاحب محرر پٹیالہ ر
منشی غلام نبی صاحب ساکن چن تحصیل بھیرہ عہ
جماعت شملہ
منشی عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متھرا
بابو غلام محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر بیرٹی (افریقہ)
میاں عظیم شاہ باورچی ر
میاں عظیم خان ر
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس ر
میاں چاند خان صاحب احمدی جہالسی عہ
بابو غلام محمد صاحب لاہوری
متفرق از لاہور معرفت قریشی صاحب ۸ر
منشی امام الدین صاحب پٹواری لوہ چپ ۵
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۲ر
بابو قادر بخش صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ۶ر
بابو اصغر علی صاحب کلرک دو ماہ ۶ر
محمد عارف طالب علم قادیان ۲ر
پیر برکت علی احمدی ۸ر
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مرار
ماسٹر ہدایت اللہ صاحب از جہلم
بابو فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر
میاں مہر الدین و کرم الدین از لالہ موسیٰ
معرفت مولوی جان محمد صاحب ڈسکہ
بابو محمد اسماعیل صاحب لنب گراؤں
بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودانہ عہ
میاں نیاز احمد خانصاحب گوالیار عہ
(باقی آئندہ)

مخدوم الملت کی ناسازی طبیعت

۴ ستمبر کو مولویصاحب پر عمل جراحی کیا گیا جو میری محترم مخدوم ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور نے نہایت کامیابی اور چابکدستی سے کیا۔ ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ بھی مدد کے واسطے ساتھ تھے۔ اس روز مولویصاحب کی حالت بہت نازک تھی۔ جو عمل جراحی کیوجہ سے ضروری تھی + کئی دنوں سے مولوی صاحب کچھ کھا بھی نہیں سکتے تھے اس لئے ضعف بہت ہو گیا ... اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل ہاں محض فضل ہی سے مولویصاحب کو اس مرحلہ سے نجات دی +

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام گفتگوؤں اور تقریروں کا موضوع آجکل حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور ان کی علالت طبع ہی ہے + لحظہ بہ لحظہ آپ کے حالات کی خبر منگواتے ہیں۔ اوپریشن کے دن کسی نے یونہی جا کر سنا دیا کہ مولویصاحب کی نبض بہت کمزور ہو گئی اور پیشاب پاخانہ بھی نہیں آیا نفخ زیادہ ہو گیا ہے اس خبر کا سننا تھا کہ اعلےٰ حضرت کی حالت قریب بہ غش ہو گئی اس سے دون ہمت مخالف جو ہر غندہ اور اعلےٰ بات کو مورد اعتراض ٹھیراتا ہے کچھ نتیجہ نکالے مگر سعید الفطرت سمجھتے ہیں کہ اس سے آپ کی محبت اور ہمدردی مخلوق اور علے الخصوص اپنے مخلص اور وفادار احباب کے ساتھ کس حد تک پہونچی ہے۔ اور وہ شرط وفا جس کا ذکر خود کریم الملۃ نے اپنی کتاب سیرۃ المسیح میں کیا ہے عام طور پر دیکھی جاتی ہے میں جانتا ہوں کہ الحکم کے ناظرین میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سیرۃ کو نہیں پڑھا اسلئے ان کے فائدہ کے لئے سیرۃ کا وہ پیرگراف یہاں درج کرتا ہوں۔

"حضرت کے تعلق کی اپنے خدام سے ایک عجیب بات + ایکدن فرمایا کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اوس سے قطع نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اوس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اسکو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہئے۔ بھائیوں کو اس سیرت سے بڑا بھاری سبق لینا چاہئے بات بات میں بگڑ جانا اور اشتعال کے وقت عامیوں اور اجنبیوں کا سا ایک دوسرے سے سلوک کرنا اُس عہد کے خلاف ہے جو ید اللہ سے باندھا گیا ہے۔ افسوس بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے ابتک اس راز کو سمجھا نہیں کہ قوم کسطرح بنتی ہے ہم سب کا یہ اصول ہونا چاہئے کہ اگر ایک کتے کی مُنہ سے بھی وہ پیارا نام نکل جائے جسکو ہم نے آج تمام دنیا و مافیہا سے گرامی سمجھا ہے تو اوس کا مُنہ چاٹ لینے میں ذرا لیس و پیش نہ کرنا چاہئے۔ پھر آپس میں تکرار اور رنج کسقدر نامناسب بات ہے۔ سیٹھ صاحب نے اپنے کسی ضروری کام کے لئے ۱۰ جنوری کو اجازت مانگی اور آپکو بلانے کے لئے مدراس سے تار بھی آیا تھا حضرت نے فرمایا آپ کا اس مبارک مہینہ میں یہاں رہنا ازبس ضروری ہے اور فرمایا ہم آپ کے لئے وہ دعا کرنے کو طیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے فرمایا میں آجکل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں یہ احباب کے حق میں ازبس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اور رات کو بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے +"

اب غور کرو کہ یہ وفاداری اور نباہ کسی ایسے شخص میں جو مفتری علے اللہ ہو ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

عمل جراحی کے دوسرے دن حضرت اقدس نے مولویصاحب کو مندرجہ ذیل پیغام بھیجا۔ فرمایا کہ میں نے مولویصاحب کے لئے بہت دعا کی ہے اور یہ مرض بہت خطرناک تھی اللہ تعالےٰ نے انہیں شفا دی ہے اور وہ بچ گئے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے وہ فرشتوں سے مل جاتا ہے۔ اسلئے مولویصاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میرے جو مقاصد ہیں اللہ تعالےٰ مجھے انمیں کامیاب کرے" یہہ حضرت اقدس کی تقریر کا مفہوم یا مطلب ہے۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے مولوی صاحب کو یہہ پیغام سنایا۔ سنانا تھا کہ حضرت کی شفقت۔ اور ہمدردی اور بندہ نوازی پر غور کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ یہانتک کہ ہچکی بندھ گئی۔ کئی منٹ کے بعد جا کر طبیعت درست ہوئی۔

اور فرمایا۔ اسکی سچائی کا یہہ کیسا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھ کر اپنے اندر ہی اندر سوچا کرتا تھا کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے ابھی نہیں ہے + لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں + اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین **فضل** ہے لیکن ہمارا اس کے لئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں **کامیاب** ہو یہ ہمارا **فرض** ہے۔ میں آپ کی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے" اس کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حسب معمول پٹی کھولی اور دوسری پٹی لگا دی۔ اوپریشن سے ایک دن پہلے جناب سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کو حضرت اقدس نے بذریعہ تار بلایا سو وہ دوسرے دن بعد دوپہر آپہونچے۔ اور پوری ہمدردی اور توجہ کے ساتھ ڈاکٹر میرزا کے ساتھ مصروف علاج ہوئے اور ۵ ستمبر کو واپس چلے گئے + حضرت حکیم الامتہ کی حالت بھی قریب قریب حضرت اقدس کی سی حالت ہو رہی تھی۔ مولویصاحب کی تکلیف اور کرب کو آپ بھی دیکھ نہیں سکتے۔ باوجود اتنے بڑے قوی الحوصلہ ہونے کے انکی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے فرماتے تھے "مولویصاحب کی علالت نے مجھے سب کچھ بھلا دیا ہے میرے دل میں انکے لئے بہت محبت ہے۔ ایسا آدمی ہم میں دوسرا پیدا نہیں ہو سکتا + اللہ تعالےٰ ان کو شفا دے تو میں بعض مضامین کو مکمل کروں گا"

ایک بات ذکر کرنے سے رہی جاتی ہے ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے جب اعلےٰ حضرت کی یہ بیقراری دیکھی تو ان کے دل پر بھی اسنے خارق عادت اثر ڈالا وہ بہت متاثر ہوے اور آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل اسے تسلیم کیا۔ حقیقت میں جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں وجدانی طور پر یہہ بڑی بھاری دلیل آپ کی سچائی کی ہے + حضرت اقدس کو یہاں تک خیال ہے کہ ہر روز قریبًا بلا ناغہ پٹی کھولنے سے پہلے یا پیچھے بعد غیر معمولی طور پر مسجد میں تشریف لانے اور ڈاکٹر صاحب سے حالات دریافت کرتے ہیں پھر ہر نماز سے پہلے پورے حالات پوچھتے اور وقتاً فوقتاً خبریں منگواتے رہتے ہیں۔ اس اپریشن کے بعد حالت کسی قدر اچھی ہوئی تھی کہ یکایک ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو بائیں طرف اسی زخم کے قریب اماس اور سرخی نظر آئی۔ اور تشخیص ہوا کہ ابھی ایک اور کاربنکل (سرطان) ہے حضرت اقدس کو اطلاع دیگئی جس سے آپ کا تردد اور بھی بڑھ گیا۔ فرمایا میں دعا کروں گا دعاؤں میں بڑی تاثیر ہے اور ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ اسکو بھی کھولدو۔ چنانچہ ۹ ستمبر کو وہ بھی کھول دیا گیا اور مردہ گوشت نکال کر پھینکا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے کچھ ایسا فضل کیا کہ مولوی صاحب کی حالت صحت بہت ہی عمدہ ہے۔ آج ابھی پٹی نہیں کھولی گئی تھی۔ جو حضرت اقدس حسب معمول تشریف لے آئے۔ اور ایک رویا بیان کی۔ جو بڑی ہی مبارک اور مبشر رویا ہے۔ جسکو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کر دیا ہے + فرماتے تھے کہ آجتک جقدر الہامات اور مبشرات ہوئے تھے انمیں نام نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالےٰ نے خود مولوی عبدالکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔ اس رویا کو سن کر جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے ہیں تو خدا کی عجیب قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ سارے زخم پر انگور آگیا ہے والحمد للہ علی ذالک + غرض اسوقت تک زخم کی حالت اچھی ہے اور مولوی صاحب رو بصحت ہیں ضعف اور نقاہت ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ کئی دن سے کھایا کچھ نہیں + تھوڑی سی یخنی یا دودھ پیتے ہیں۔

بہرحال رب کریم کے حضور سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ اپنے بندے کو ضایع نہ کرے گا۔

جماعت کا فرض ہے کہ وہ **مولویصاحب کے لئے خاص طور پر دعائیں کرے۔**

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات اور لکھنا چاہتا ہوں جو امید کی جاتی ہے بڑی مفید اور مولویصاحب کی سیرت کا ایک جزو ہے۔ ایک دن حسب معمول ہم لوگ پٹی کھولنے اور دوسری پٹی لگانے کے واسطے آگئے تھے۔ مولویصاحب کی حالت نسبتًا اچھی تھی + وہ بیٹھے ہوئے تھے پٹی الگ کی تھی۔ خود ہم لوگوں میں ایک معمولی ذکر کسی شخص کے متعلق ہو گیا۔ آپ سخت برافروختہ ہوئے۔ باوجودیکہ ہم سب سے آپ کو بڑی محبت اور **خاص تعلق** ہے لیکن اظہار حق اور نصیحت سے کبھی نہ رکنے والی طبیعت خدا نے آپ کو دی ہے۔ **فرمایا** دیکھو میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم لوگ کسی کا ذکر کرو۔ یہ گناہ میں داخل ہے۔ میں نے اب سمجھا ہے کہ جوانی میں ہی ہر ایک قسم کی **عبادت** ہو سکتی ہے۔ اور اسکا لطف آتا ہے۔ میں اب بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھتا ہوں۔

یہہ دن ہنسی کے نہیں۔ پھر فرمایا اہ! ساری عمر میں **دو دن** کی نمازیں ضایع ہوئی ہیں۔

(یہہ وہ دو دن تھے جن میں اپریشن کیا گیا تھا اور ۵ ستمبر ۱۹۰۵ء) ...اور رحم کرے۔"

... بات نے ایک خاص اثر ہم سب پر کیا۔ خدا کرے کہ وہ اثر دیر پا اور مفید نتائج پیدا کرنے والا ہو آمین

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے معمولی چیرا دینے سے دوسرے دن بعد فرمانے لگے کہ میں خدا تعالے کی عجیب در عجیب قدرتوں پر ایمان لایا ہوں۔ کہ کس طرح پر اسنے مجھے اس بیماری میں مبتلا کرنے سے پہلے دو مختلف سمتوں سے دو ڈاکٹر بھیجد ئے۔ یہہ اسکی سامان سازی ہے اور اصل میں تو اسوقت سے حیران تہا کہ جب ایک عرصہ ہوا مینے خواب میں دیکھا تہا کہ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مجھسے عربی پڑہنے آئے ہیں اور مینے کہا کہ انکے ساڑے بیس روپیہ تنخواہ منظور ہے اور کسی کی کئی سو بہی منظور نہیں ہے۔ اب معلوم ہوا کہ اس خواب کا تعلق اس وقت سے تہا۔" غرض جب مولوی صاحب کے پاس جاؤ۔ تو رضا بالقضاء اور خدا تعالیٰ کے احسان و کرم اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کے تذکرہ کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے معمولی بات پر ایک دو لفظ بیماری کے متعلق کہد ینگے پہر اگر کوئی بات ہے تو اسکا مضمون وہی ہے جو مینے اوپر بیان کیا ہے۔ میں سردست ان عام واقعات اور حالات کو جو مجھے مل سکتے ہیں بلا لحاظ ترتیب جمع کئے دیتا ہوں۔ اگر خدا تعالے نے مجھے توفیق دی یا کسی اور کو موقع ملا تو ان واقعات سے مفید سبق پیش کر سکے گا۔ اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ الحکم کے ناظرین مولویصاحب موصوف کا اپنا کوئی آرٹیکل اس علالت پر پڑہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

تازہ الہامات و مکاشفات

۲ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ سینتالیس سال کی عمر۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (اس سے دوسرے دن ۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک شخص کا خط آیا جس نے اپنی بدکاریوں اور غفلتوں پر نہایت افسوس کی تحریر کر کے لکہا۔ اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فرمایا۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خط باہر سے آنے والا ہوتا ہے۔ اس کے مضمون سے پہلے ہی سے اطلاع دی جاتی ہے۔

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ما کان لنفسٍ ان تموت الا باذن اللّٰہ۔

۱۔ ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکہایا گیا جیسا کہ منی آرڈر کا فارم ہوتا ہے۔ اور ساتھ اس کے پاس ۱۵ پندرہ رکہے ہوئے ہیں (اس کشف کے تہوڑی دیر بعد پندرہ کا ایک منی آرڈر آیا۔)

۲۔ ایک کاغذ دکہائی دیا۔ اس پر لکہا ہوا تہا۔

آتش نشان

۳۔ پھر ایک کاغذ دکہائی دیا۔ اس پر لکہا تہا۔

مصالح العرب۔ مسیر العرب

۴۔ پھر ایک کاغذ دکہائی دیا۔ اس پر لکہا تہا۔

بامراد

پھر ایک کاغذ دکہائی دیا۔ اس پر لکہا تہا۔

ردبلا

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ قبل ظہر۔ واما بنعمت ربک فحدث۔

۸ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ اذا جاء افواجٌ و سُمٌّ من السماء۔

کفن میں لپیٹا ہوا

فرمایا۔ معلوم نہیں یہ الہامات کس کے متعلق ہیں۔

۹ ستمبر ۱۹۰۵ء ان النار بانار لطیفین سہام ...

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء مذکورہ بالا الہامات سنا کر فرمایا کہ بعض دفعہ وحی اس طرح پر نازل ہوتی ہے۔ کہ کوئی کاغذ یا پتھر وغیرہ دکہایا جاتا ہے۔ جس پر کچھہ لکہا ہوا ہوتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالے کے نشان اس طرح کے ہوتے ہیں۔ کہ ان میں قدرت اور غیب ملا ہوا ہوتا ہے اور انسان کی طاقت نہیں ہوتی۔ کہ ان کو ظاہر کر سکے۔

فرمایا۔ مولویصاحب کی زیادہ علالت کے وقت میں بہت دعا کرتا تہا۔ اور بعض نقشے میرے آگے ایسے آئے جن سے نا امیدی ظاہر ہوتی تہی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ موت کا وقت ہے۔ اور ظاہر طب کی رُو سے بہی معاملہ خوفناک تہا۔ کیونکہ ذیابیطس والے کو سرطان ہو جائے۔ تو پہر بچنا مشکل ہوتا ہے اس دعا میں مینے بہت تکلیف اُٹہائی یہانتک کہ اللہ تعالے نے بشارت نازل کی۔ اور عبداللہ سنوری والا خواب مینے دیکھا۔ جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفی ہوئی۔ جو گذشتہ اخبار میں چہپ چکا ہے

اُمّت بمنزلہ عورت اس دعا میں مینے ایک شفاعت کی تہی جیسا کہ خواب کے الفاظ سے بہی ظاہر ہے۔ کہ یہ شخص میرا دوست ہے۔ خدا کی قدرت اور اس کا عالم الغیب ہونا ظاہر ہوتا تہا۔ کہ مولوی صاحب بچ گئے۔ خدا کی کتب میں نبی کے ماتحت اُمّت کو عورت کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ایک جگہ نیک بندوں کی تشبیہ فرعون کی عورت سے دی گئی ہے۔ اور دوسری جگہ عمران کی بیوی سے مشابہت دی گئی ہے۔ اناجیل میں بہی مسیح کو دولہا اور اُمّت کو دُلہن قرار دیا ہے۔

اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ امت کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت لازم ہے جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے اسی واسطے ہماری رویا میں عبداللہ نے کہا۔

تعبیر رویا کہ میری بیوی بیمار ہے۔ عبداللہ نبی کا نام ہے قرآن شریف میں بہی انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عبداللہ آیا ہے۔ مٹہن سے مراد وہ لذت اور راحت صحت کی ہے۔ جو بیماری کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ مقبول سے مراد ہے کہ دعا قبول ہو گئی۔ یہ سب گہرے استعارات ہیں اور تمثلات ہیں جبتک آسمان پر نہ ہو زمین پر کچھہ ہو نہیں سکتا مولویصاحب کا اس بیماری سے صحت پانا ایک بڑا معجزہ ہے۔

مطالعہ کتب سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑہ لیا کریں۔ کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے جسکو علم نہیں ہوتا۔ مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ذکر تہا۔ ایک دوست نے عرض کی کہ کہیں مرنے کے وقت توبہ کریگا۔ فرمایا اللہ تعالے ہر شئے پر غالب ہے۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ ہماری جوتیاں جہاڑ کر آگے رکہتا تہا۔ ہمکو وضو کرانا ایک بڑا ثواب جانتا تہا۔ براہین کا ریویو اس نے خود بخود لکہا۔ ہماری درخواست نہ تہی تعجب نہیں کہ وہ کسی وقت پہلی حالت پر پہر لوٹ آئے۔ جیسا کہ ہم رویا میں دیکہہ چکے ہیں بعض خوابیں مدت کے بعد پوری ہوتی ہیں یہ رویا چہپ چکا ہے جسمیں مینے دیکہا تہا کہ وہ ایک چہوٹا لڑکا ہے ننگا۔ رنگ سیاہ اور بدشکل ہے مینے اوسکو اشارہ سے بلایا تب وہ آیا اور میرے گلے لگا اور پورے قد کا ہو گیا اور اس پر لباس بہی ہے اور رنگ سفید ہے تب مینے کہا کہ آپ کا ہمارا اس قدر مقابلہ رہا۔ ممکن ہے۔ کہ قلم سے یا زبان سے کوئی سخت لفظ نکل گیا ہو تم بخش دو۔ اس نے کہا اچہا مینے بخشا تب میں نے کہا کہ تم نے جو ایذا ہم کو دی تہی۔ وہ بہی ہم نے بخش دی تب ہم نے اوسکی دعوت کی جسکو اوس نے کچھہ تردد کے بعد قبول کیا۔ اور ایک شخص جان کندن میں ہے تب مینے کہا کہ یہ مقدر تہا کہ جس دن یہ شخص مرے اسدن تم توبہ کرو۔

ہجرت آجکے الہام مسیر العرب کا ذکر تہا فرمایا۔ اسکے یہ معنے بہی ہو سکتے ہیں کہ عرب میں چلنا۔ شاید مقدر ہو کہ ہم عرب میں جائیں۔ مدت ہوئی کہ کوئی ۲۵-۲۶ سال کا عرصہ گذرا ہے ایک دفعہ مینے خواب میں دیکہا تہا کہ ایک شخص میرا نام لکہہ رہا ہے تو آدہا نام اوس نے عربی میں لکہا ہے اور آدہا انگریزی میں لکہا ہے۔ انبیاء کے ساتہہ ہجرت بہی ہے لیکن بعض رویا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تہیں۔ تو وہ ممالک حضرت عمرؓ

حمد و سپاس حق

شکرِ خدا کہ ہم نے۔ پایا ہے وہ زمانا
جس میں کہ تہا مقدر۔ عیسےٰ مثیل آنا
آیا مثیل عیسےٰ۔ حضرت غلام احمدؐ
تبلیغ حق سنانے۔ لیکن نہ تمنے مانا
تمنے سنایا اوسکو۔ عیسےٰ ہے آسمان پر
آوے گا نا وہ مارے۔ دجال جو ہے کانا
قتل دجال کر کے۔ جاوے گا سوئے مسجد
مہدئ کے پیچھے صف میں۔ کرنے ادا دوگانا
اُس نے کہا کہ عیسےٰ۔ کشمیر میں ہے مدفون
جہوٹی ہے سب کہانی۔ عیسےٰ مسیح کا آنا
فرقان کی کونسی آیت۔ اور کس حدیث میں ہے
عیسےٰ ناصری کا۔ زندہ فلک پہ جانا
جتنے بڑے تھے عالم سب نے کہا مرا ہے
کس نے لکہا ہے زندہ۔ ہمکو ذرا بتانا
آویگا جو زمین پر۔ ہوگا مثیل عیسےٰ
مہدئ اُسیکو سمجہو۔ دہوکا کہیں نہ کہانا
دونو جدا نہیں ہیں۔ وہ ایک ہی بشر ہے
جو قادیان میں آیا۔ لیکن نہ تمنے جانا
ارض و سما برابر۔ تصدیق کر چکے ہیں
تکذیب تم نہ کرنا۔ مت گالیاں سنانا
مہمان ہوا ہمارا۔ یہہ مصطفےٰ کا خادم
خدمت سے پیش آو۔ ہرگز نہ جی چُرانا
ہاں قادیان میں جاکر۔ کرلو نیاز حاصل
تکذیب کرنا چہوڑو۔ چہوڑو یہ دل دکہانا
مانو یہی مسیح ہے۔ آنا تہا جس نے آیا
اسوقت کو عزیزو۔ اچہا نہیں گنوانا
کیا تم جواب دو گے۔ پوچہیگا جبکہ خالق
آیا تھا تم میں عیسےٰ۔ مانا تھا یا نہ مانا
خاموش ہو رہو گے۔ الزام سر پہ لیکر
سننا نہیں ہے اُس نے۔ تمسے کوئی بہانا
اب وقت ہے عزیزو۔ محزون کی بات مانو
ہرگز نہیں ہے ہرگز۔ اس عمر کا ٹہکانا

(رقیمہ نیاز محمد یوسف احمدی محزون از مردان ضلع پشاور

کیا ضروری نہیں ہے

(۱) خریداران الحکم کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ بوقت خط و کتابت اپنی خریداری کا نمبر جو کہ انکی چٹہوں پر نام کے ساتہہ ہی چہپا ہوا ہے۔ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین جو بیش بہا ہین

(خاص الحکم کے کالمون مین شایع ہونے والے مضامین)

مراتب توحید

مراتب توحید کی باعتبار ترقیات معرفت نفس کے تین ہین

پہلا مرتبہ توحید کا یہہ ہے جو خدا کو شرک جلی سے جو بدیہی البطلان ہے منزہ اور پاک سمجھے اور وہ ظلم صریح اور کذب فاش جو بہ نسبت ذات باری کے مشرک لوگ اختیار کرتے ہین اس سے توبہ کرے یہہ وہ مرتبہ معرفت نفس کا ہے جو معلومات بدیہیہ مین سے ہے کہ جسمین کسی نوع کی نظر اور فکر کی حاجت نہین اور یہہ توحید اسلئے بدیہی ہے جو مشارکت ممکن الہالک الذات کے ذات واجب باری سے متصف نہین پایگا بلکہ خلاف مراد باتون کے تحت مین مقہور اور مغلوب دیکھے گا اور یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ باوجود اسکے مقہور چیزون کو ایک ذات قاہر کے ساتھہ برابر کرنا سخت حماقت اور اشد سفاہت ہے پس یہ وہ توحید ہے جو ملاحظہ صفت قاہریت باری تعالیٰ سے جو اجلی بدیہات ہے پیدا ہوتی ہے اسلئے یہہ توحید کسی نظر اور فکر پر موقوف نہین بلکہ بدیہی توحید ہے اور اسی وجہ سے اس توحید کے لئے ہر ایک شخص سے مواخذہ ہے خواہ وہ ادنےٰ سے ادنےٰ عقل رکھتا ہو اور اسی بات سے ترک کرنا اس توحید کا قابل بخشش نہین۔

اور اثر اس توحید کا خوف اور توبہ اور التزام حق اور ترک ناحق ہے کیونکہ مشاہدہ صفت قاہریت باری تعالےٰ سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف کے غلبہ سے انسان ایک قسم کا ظلم چھوڑتا ہے اور حق اختیار کرتا ہے اسی جہت سے توریت مین جو اس توحید کے قایم کرنے کی تاکید کرتی ہے التزام حق اور ترک ناحق کی تاکید ہے اور اسی کے مناسب حال ہے جو توریت مین دانت کے عوض دانت اور آنکھہ کے عوض آنکھہ فرمایا گیا تا انسان التزام حق کی ورزش پیدا کرے اور کثرت التزام سے حق پر قایم ہونے کا ملکہ حاصل ہو۔

غرض شرک جلی وہ ہے جو اُن چیزون کو خدا کا شریک ٹھیرانا کہ جنکو بہ بداہت نظر خدا کے کامون سے کچھہ واسطہ اور تعلق نہین بلکہ مقہور اور مجبور ہین مثلاً کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ فلان دیوتی نے مجھکو بیٹا دیا ہے حالانکہ کسی دلیل سے ثابت نہین کہ اولاد بخشنے کا اس ہستی کو اختیار ہے۔ بلکہ اوس کا مقہور ہونا ثابت ہے۔

دوسری توحید یہ ہے جو خدا تعالیٰ کو شرک خفی سے کہ جسکا دریافت کرنا نظر اور فکر پر موقوف ہے منزہ اور پاک سمجھے اور وہ توحید یہ ہے جو اس شرک سے توبہ کرنا جو بظاہر نظر وہ شرک صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور اون چیزون کا اُن کامون سے تعلق پایا جاتا ہے۔ جیسے واقعاً دیکھا جاتا ہے جو آگ جلاتی ہے اور پانی سردی پہونچاتا ہے اور سورج سے روشنی پہونچتی ہے اور کوئی دیتا ہے اور کوئی ہٹتا ہے لیکن دقیق نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے جو موثر حقیقی ایک ہی ہے اور سب عطا اور منع اور عزت اور ذلت اور راحت اور رحمت اُسی ایک کی طرف سے ہے اور یہ توحید ملاحظہ تصرف باری تعالےٰ سے پیدا ہوتی ہے یعنے جب انسان بغور تمام تصرفات الٰہیہ کو دنیا پر دیکھتا ہے اور اُسے تجارب کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کیونکر خدا تعالےٰ عقلمندون کی تدبیرون کو توڑ کر اپنی تقدیر ظاہر کرتا ہے تو اسکو خدا کی تقدیر کے آگے تمام اسباب منقطع نظر آتے ہین یہہ مرتبہ اگرچہ نظر اور فکر سے سمجھہ مین آسکتا ہے لیکن کمال بصیرت اس مین جو حق الیقین کا مرتبہ ہے بجز تنبیہات خاص باری تعالےٰ کے حاصل نہین ہوتی اور اس کامل بصیرت کے لئے انسان خدا کی تنبیہ کا محتاج ہے۔ جو اُسکو اس معرفت کامل پر تنبیہ کرے اور خدا نے بطور نمونہ کے اس تنبیہ کو اپنے کلام معجز نظام مین بیان فرما دیا ہے تا جو شخص اپنا ذاتی تجربہ نہ رکھتا ہو تو وہ اُس یقینی واقعہ کو سنکر یہہ درجہ معرفت کامل کا حاصل کرے۔ اور اس تنبیہ سے سارا قرآن شریف بھرا ہوا ہے کیونکر معاندین اور مخالفین دین نے بالاتفاق یہہ ارادہ کیا جو نور اسلام کو بجھا دین مگر خدا نے پہلے ہی سے بتلا دیا جو اُس نور کو وہ نہین بجھا سکینگے۔

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اور ایسا ہی فرمایا سنریھم ایاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم اور ایسا ہی فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ پس ان آیات مین خدا نے ثابت کرکے دکھلا دیا ہے جو خدا کے ارادہ کے مقابلہ پر کوئی تدبیر پیش نہین جاتی اور وہی عزت دیتا ہے اور وہی ذلت جیسا فرماتا ہے

قل اللّٰھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔

پس خدا نے کمال یقین کے دلانے کے لئے یہہ نمونہ قایم کیا پس یہ نمونہ تصرفات الٰہیہ پر ایسا یقین پیدا کراتا ہے جو مجرد عقل سے وہ یقین حاصل نہین ہو سکتا۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ یہ درجہ توحید کا ملاحظہ تصرفات باری تعالےٰ سے پیدا ہوتا ہے اور اثر اس توحید کا توکل اور امید اور صبر اور خدمت اور تقویٰ اور طہارت اور کرم اور عفو اور رحم ہے۔

تیسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ جسکے سمجھنے کے لئے مجرد نظر اور فکر کافی نہین اور نظر اور فکر بطور ظن غالب کے تو اوس تک پہونچا سکتی ہے لیکن مجرد نظر سے کوئی درجہ یقین کا اُس مین حاصل نہین ہوتا بلکہ کم سے کم اس کا علم الیقین بھی تبھی حاصل ہوتا ہے کہ جب ساتھہ اوس کے کسی قدر تزکیہ نفس کا ہو اور مرتبہ حق الیقین کا اُسمین تب حاصل ہوتا ہے کہ جب کامل طور پر تزکیہ نفس کا ہو کہ جسمین کامل طور پر محبت الٰہیہ لازم ہے۔

یہہ وہ مرتبہ توحید کا ہے کہ جسمین انسان شہود ہستی حقیقی باری تعالےٰ سے اپنی ہستی اور دوسری تمام مخلوقات کی ہستی کو کالعدم اور لاشے اور نابود سمجھے اور احدیت ذات باری تعالےٰ کا ایسا اُسپر غالب آجائے کہ اُسکی آنکھہ دوسری چیزون کے دیکھنے سے بالکل خیرہ اور اندھی ہو جائے اور اپنے وجود سے ایسا کھویا جائے کہ کچھہ بھی اوس کا نام و نشان نہ رہے یہہ مرتبہ بذریعہ محبت کامل کے ملتا ہے اور بذریعہ محبت کامل کے ہی کامل طور پر سمجھہ آتا ہے۔ اسی مرتبہ کے حصول پر سعادت عظمیٰ انسان کی موقوف ہے۔ مگر اب یہ سوال ہے کہ یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مرتبہ تکمیل قوت نظریہ اور تکمیل قوت عملیہ سے حاصل ہوتا ہے تکمیل قوت نظریہ کی ضرورت اسلئے ہے کہ اس مرتبہ کے حصول کے لئے جہانتک ممکن ہو اسبات پر یقین کامل حاصل ہونا ضروری ہے کہ خداوند تعالےٰ جو صانع عالم ہے موجود ہے اور وہ مبدء ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مرجع اور محتاج الیہ ہے تمام مخلوقات کا اور اوس کا ہر یک نفس پر احسان ثابت ہے اور اوس کی ہر یک شے پر رحمت محیط ہے اور اُسکی ہر یک چیز پر قدرت نافذ ہے اور وہ بےمثل ہے اپنی ذات مین اور بےنظیر ہے اپنی خوبیون مین اور لاثانی ہے اپنے احسانات مین اُسکے ارادہ اور خواہش کا کوئی مانع نہین اور اوس کے تصرفات کا کوئی مزاحم نہین اور اُسکے ملک مین کوئی شریک نہین ہر ایک چیز اُس کے ہاتھہ مین مقہور اور مغلوب ہے اور ہر یک وجود اُسکی صنعت اور ہر یک بقا اوس کے سہارے اور آسرے سے ہے اس مین کسی نوع کا نقصان نہین اُسمین کوئی بھی عیب نہین اسمین کسی طرح سے کمزوری نہین اور وہ کسی چیز سے غافل اور بےخبر نہین۔ اخلاق فاضلہ مین کوئی اُسپر سبقت نہین لے جا سکتا اُسکے رحم کی طرح کسی کا رحم نہین اوس کے احسان کی طرح کسی کا احسان نہین اُسکی پردہ پوشی اور ستاری اُسکی مغفرت اور غفاری بےمثل ہے اوس کے فضلون کا کوئی حد اور کنارہ نہین اُسکی نعمتون کا کوئی شمار نہین اور اوس کی مانند کوئی وفادار نہین ایک ہی نہین ہر ایک خوبی جو سوچو اس مین موجود ہے اور ہر یک عمدہ خلق جو خیال کرو وہ اُسی مین ہے اوس کو کس سے مثال دین وہ تو اپنی تمام خوبیون مین بےنظیر ہے وہی محبوب ہے اگر کوئی سوچے وہی خوب ہے اگر کوئی خیال کرے اُسکے حسن کی تجلیات دلون کو کھینچ لیتی ہین اُسکی نگہ کے لطیف جذبات روحون کو مست کر دیتے ہین۔ اے انسان جس لذت کو تو چاہتا ہے وہ خدا مین ہی ہے اور جس خوشی کا تو طلبگار ہے وہ اُسی مین ہے تیری ساری نیکنامی تیری تمام عزت اُسی کے پیوند مین ہے وہی حاکم ہے جسکے ہاتھہ مین تیری جمیع مہمات مین وہی معالج ہے جسکے پاس تیری تمام دردون کا علاج ہے وہی دانا مدبر ہے جسکو تیری بگڑے ہوئے کامون کی تدبیر یاد ہے اُسی کو تیری بہتری کے طریق معلوم ہین اور وہی اخلاص سے تیری بہتری کا خواہان ہے۔ اے مغرور جب تو عاجز ہو جائے گا تو بغیر اوس کے تجھہ پر کون رحم کریگا اور جب تو دردمند ہوکر گر پڑے گا بجز اوس کے کون تیرے دردون کا معالج ہوگا اور جب تو ناکارہ ہوکر بستر پر پڑیگا تو بجز اوس کے کون تجھے پوچھے گا۔ بجز اوس کے کون وفادار ہے جو ہر حال تیری بہارون کو اٹھاتا رہے گا۔ اے نادان وفاداری کس سے ڈھونڈھتا ہے کیا انسان سے جو سخت خود مطلب ہے اور محبوب کسکو بناتا ہے جس مین ہزار کثافت موجود ہے۔

جو شخص اس جہان مین اندھا رہا ہے وہ دوسرے جہان مین بھی اندھا ہوگا خدا سے الگ رہنا بڑا بھاری وبال ہے اُس سے منہہ پھیرنا بڑی بدنصیبی ہے۔ اُسکی الوہیت کا یہی تقاضا ہے جو ہر یک بندہ اُسکے سامنے تذلل کرے موت اور فوت اور ہر یک طرح کی عجز اور درماندگی جو خدا نے بندہ کو لگا دی ہے یہہ صریح اس بات پر دلیل ہے جو خدا نے کسیکو اپنے ساتھہ برابر کرنا نہین چاہا اور ہر یک چیز کا تذلل دیکھنا چاہا ہے پس سعادت انسان کی اسی مین ہے کہ جو اُس نے چاہا ہے وہ حال آپ قبول کرے اور موتوا قبل ان تموتوا کا جامہ پہن لے اور اگر ایسا نکرے گا تو اس جہان مین بھی اُس جہان مین بھی ذلت دیکھے گا اور حضرت قدیم کو اُسکی کچھہ پروا نہین کہ جب یہ تمام امور علے وجہ البصیرت معلوم ہون تو موجب توجہ الی اللہ ہونگی اور محبت الٰہیہ کی تحریک کرینگے۔

مسلمانان جاوا کی آیندہ حالت

مصر کے ایک نامی صحیفہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کسی فرنگستانی اخبار مین مندرجہ بالاعنوان پر میری نظر سے ایک مضمون گذرا تھا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعلق جس قدر حالات سے مین واقف ہو چکا ہون انہین ہدیہ ناظرین کرون -

اسوقت جزائر جاوا ہالینڈ کے ماتحت ہین جزیرۂ جاوا مین عرب ۱۸۲۳ء مین گئے - اور اسپر قابض ہو گئے - ملک اوس کے قرب و جوار کے اور بہت سے شہرون پر اونہون نے اپنا تصرف جما لیا - ابتدائی حکومت ہی سے ہر مین اسلام پہیلتا گیا - اور جاوا کا اکثر حصہ مشرف باسلام ہو گیا اس کے بعد بارہوین صدی ہجری مین سوماترا اور بورنیو اور سیلبیز تک اسلام پہیل گیا لیکن بلحاظ سلطنت یہان کی کیفیت یہ ہے کہ یہان کوئی مستقل بادشاہ نہین سمجہا جاتا - بلکہ ہر ایک شہر کی سلطنت الگ تہی چنانچہ یہان کے مشہور شہر پانٹن بنٹر کیوبانس - بوفر - شامعنور - بابذرخ - غاروت - جوکجہ - سوراکرتہ - سمربا - سمارانغ - ماکلنوغن - اور تنیغل وغیرہ کی یہی کیفیت تہی - اور اب یہ تمام شہر ہالینڈ کے ماتحت ہین لیکن ڈچ حکومت ان پر نہایت سختی کرتی ہے اسلئے وہ گورنمنٹ سے نہایت خائف رہتے ہین -

اسپر زیادہ تر افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانان جاوہ امور دینیہ سے محض جاہل اور ناواقف ہین انمین ایسا کوئی بہی شخص نہین ہے جو انہین مذہبی امور کی تعلیم دے سکے - بارہوین صدی ہجری مین بہی اس جزیرہ مین بہت سے عرب آئے - لیکن وہ سب تجارتی کاروبار مین مصروف رہتے ہین امور دینیہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اُن کے اخلاق وعادات اور افعال بہی جاویون جیسے ہی ہین -

ہالینڈ نے جاویون کی تعلیم کا اچہا انتظام کر رکہا ہے اور جابجا اون کے لئے مدارس کہول رکہے ہین - مگر وہان کے عرب اس سے مستثنٰے ومحروم ہین - اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ عرب ان کی اس تعلیم سے ناخوش ہین - اسلئے کہ ان کے مدارس مین مسیحی مذہب کی تعلیم دیجاتی ہے اور ابتداءً ان مسائل کی تعلیم ہوتی ہے - جو مذہب اسلام کے برخلاف ہین - قطع نظر اسکے تعلیم قرآن اور عربی خط وکتابت سیکہنے کی اُن کو ممانعت کر دی گئی ہے - اسلئے وہ عربی زبان نہین لکہہ پڑہ سکتے حکومت نے اُن کو جاویون سے خلط ملط رہنے کی بہی ممانعت کر دی ہے اور ان پر اس حد تک تعصب روا رکہا ہے کہ اگر کوئی حاکم انہین قرآن کریم یا کوئی اور مذہبی کتاب پڑہتے ہوئے دیکہہ لے تو اُن کو سخت سزا دیجاتی ہے - میلاد شریف پڑہنے کی بہی سخت ممانعت ہے - جاوہ کے مسلمانون پر چونکہ جہالت غالب ہے اسلئے اُن کی طبیعت جاویون سے بہی زیادہ سخت ہے - اُن مین کچہہ علماء بہی ہین وہ حتی الامکان اُن کی اصلاح کی بہت کوشش کرتے رہتے ہین گو حکومت کی سیاست کے لحاظ سے اُن کی جانب سے جو کچہہ بہی سعی ہوتی رہتی ہے وہ نہایت خطرناک ہوتی ہے - اسلئے کہ حکومت کو انکے علماء سے خصوصیت کے ساتہہ تعصب ہے - چنانچہ وہ اون کے علماء کو اکثر قید کرتی رہتی ہے - بلاد جاوہ مین ہم اس قسم کے امور کا ہر روز مشاہدہ کرتے رہتے ہین -

ناظرین! مسلمانان جاوہ کی اس حالت سے اُن کی آیندہ حالت کا خود اندازہ کر سکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ مسلمانان جاوہ کا انجام کیا ہونا ہے -

اسکے قریب ایک جزیرہ اور واقع ہے جو سوماترا کے نام سے مشہور ہے - سلطنت عباسیہ کے اخیر زمانہ مین جو ہالنشاہ نامی شخص ۱۰ ہزار سپاہ سے اسپر متصرف ہوا تہا جب سے اب تک اس جزیرہ پر مسلمانون کا قبضہ ہے - یہ لوگ جاویون کا برابر مقابلہ کرتے رہتے ہین اور اب قریب ۵۰ سال سے جاویون سے جنگ کر رہے ہین اور یہ جنگ صرف جاویون کیطرف سے ہے - اور اس لئے ہے کہ سوماترا مین ایک سونے کی کان ہے - جاوی چاہتے ہین کہ اُن سے کسیطرح یہ کان چہین لین - مگر اب تک وہ اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہو سکے - تمام بلاد سوماترا اسوقت تک اسلامی حکومت ہی کے تابع ہین - مگر ہالینڈ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ سوماترا اسکے قبضہ مین آجائے اور گو اُسے اب تک کامیابی حاصل نہین ہوئی ہے - تاہم اُسے سوماترا کے بعض بعض سواحل پر تسلط کر لیا ہے اسکے قریب کے برنیو جلا - فونتیانک وغیرہ اور دیگر جزیرون کا بہی یہی حال ہے کہ وہ بہی مسلمانون کے قبضہ مین ہین - ان جزیرون مین الماس اور دیگر قیمتی پتہرون کی کانین بہی پائی جاتی ہین - اور سوماترا مین سونے کے علاوہ کوئلہ کی بہی کانین ہین -

---

تقسیم بنگال کے متعلق گورنمنٹ کا اعلان

ذیل کا اعلان (جسکے متعلق صاحب وزیر ہند باجلاس کونسل نے حضور ملک معظم کی منظوری کا حوالہ دیا ہے) شائع کیا جاتا ہے -

جدید صوبۂ مشرقی بنگال و آسام

گورنر جنرل بہادر اُن اضلاع کو جو فی الحال چیف کمشنر آسام کے زیر انتظام ہین انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء (ہم ۲ و ۲۵ و کٹورما سی ۶۷) کے بموجب ایسا صوبہ بنانا چاہتے ہین جس پر احاطۂ فورٹ سینٹ جارج وبمبئی کی امن وفلاح کے لئے وضع قوانین وضوابط کے متعلق اُس قانون کی دفعات منطبق ہو سکینگی - ہز ایکسیلینسی یہ بہی ہدایت کرتے ہین کہ صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کے نام سے معروف ہوگا اور پکارا جائیگا اور آنریبل مسٹر جاسف بامپفلڈ فلر سی ایس آئی - سی آئی ای - آئی سی ایس حال چیف کمشنر آسام اس صوبہ کے پہلے لفٹنٹ گورنر معہ اُن اختیارات کے ہونگے جو اس عہدہ سے متعلق ہین - گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اکتوبر ۱۹۰۵ء کی سولہوین تاریخ کو وہ دن مقرر کرتے ہین جبکہ "قانون مذکورہ نفاذ پذیر ہوگا - اور پندرہوین تاریخ اسکے لئے مقرر کرتے ہین - کہ صاحب لفٹنٹ گورنر قوانین وضوابط مرتب کرنے مین اپنی مدد کے واسطے ممبر نامزد کر لین گورنر جنرل بہادر مزید اعلان کرنا چاہتے ہین کہ صوبۂ مذکور کے بجانے پر اضلاع ڈہاکہ - میمن سنگہ - فریدپور - باقرگنج - ٹپرا - نواکہلی - چاٹگام - کوہستانی اضلاع چاٹگام - راجشاہی - دیناج پور - جلپگوری رنگپور - بوگرا - پبنا - اور مالدہ جو اب بنگال ڈویزن احاطہ قلعہ ولیم کا جزو ہین - آیندہ سے اوس ڈویزن کے ماتحت یا اُس کی حدود مین شامل نہین رہینگے - اور صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کی لفٹینٹ گورنری مین شامل ہو جائینگے -

دوسرا اعلان حسب ذیل ہے :-

ان اختیارات کے بموجب جو اُن کو گورنمنٹ ہند کے ایکٹ ۱۸۶۵ء کی دفعہ ۴ کی رُو سے حاصل ہین - گورنر جنرل بہادر اعلان کرنا چاہتے ہین کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے ضلع سنبہلپور (سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور پہلجہر کے) جو اب ممالک متوسط کا جزو ہے آیندہ سے بنگال ڈویزن احاطۂ قلعہ ولیم مین شامل ہوگا -

(اختیارات ہائی کورٹ)

ذیل کا اعلان بصیغہ ہوم شائع کیا جاتا ہے بموجب اختیارات عطا کردہ انڈین ہائی کورٹ ایکٹ ۱۸۶۵ء دفعہ ۴ - گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر قلعۂ ولیم بنگال کو اختیار دیتے ہین کہ ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۵ء سے حضور ملک معظم کی سلطنت ہند کے اُس حصہ مین جسمین سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور پہلجہر کے ضلع سنبہلپور بہی شامل ہے تمام وہ اختیارات عمل مین لائے جو ہائیکورٹ مذکور وقتاً فوقتاً اُن مقامات پر استعمال کرے جسکے لئے وہ قایم ہوئی تہی -

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوسکا مال واسباب محفوظ رہے ؟

حفاظت مال واسباب کیلئے آپ میر کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی - مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سر بہی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائدار نہ دیمک کا خطرہ اور نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہین چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگائین گے تو ان کے ساتہہ خاص رعایت بہی کی جائے گی - بہت مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرنے وقت قریبکے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو بلٹی بذریعہ قیمت طلب ڈاک کیجاوے گی - تمام درخواستین بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے -

درخواست نکاح

۱ - ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۸ سالہ خواندہ جسکی دوکان سوداگری کتب فروشی وجلدسازی شہر جمون مین ہے اچہی حیثیت اور معقول گذارہ رکہتا ہے کسی احمدی بہائی کے ہان شادی کا خواہشمند ہے - مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہو سکتے ہین جو شیخ رحیم بخش فیروز الدین احمدی و سوداگران اردو بازار جمون کے نام ہونی چاہئے +

۲ - مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی ہین بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہین غیر احمدیون مین ناطہ کرنا بُرا سمجہتے ہین نوجوان ہین عمر کوئی ۲۵ - ۲۶ سال کی ہوگی -

مین ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہون بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہین جو صاحب اُن سے رشتہ کرنا چاہین بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط وکتابت کرین -

نورالدین
معین

ملکِ شام کی سیر

معزز معصر وکیل نے الموبد سے ترجمہ کرکے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون شایع کیا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کی دلچسپی ورعام واقفیت کے لئے درج کرتا ہون ۔ لیکن مین یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ بعض مقامات میری اپنی رائے مین اصلاح طلب ہین ۔ مثلاً کنیسہ مریم مین مریم علیہا السلام کی قبر کا ذکر ہے مین یقیناً سمجھتا ہون کہ یہہ فرضی قبر ہے کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر در اصل کشمیر مین ہے ۔ مسیح کی صلیب کے وقت مسیح کے شاگردون کا خاص منشاء یہ تہا کہ وہ اس واقعہ کو مشتبہ کرین اور کسیکو اس طرف متوجہ نہ ہونے دین کہ حضرت مسیح کشمیر کی طرف چلے آئے ہین ۔ اسلئے جو باتین عام طور پر مشہور ہوگئیں وہ مشہور چلی آئی ہین ۔ ایسا ہی اور بھی بعض مقام اصلاح طلب ہین ۔ ایڈیٹر ۔

ہمارا نامہ نگار اپنے سفر شام کے حالات حسب ذیل لکھتا ہے ۔ اُمید ہے کہ وہ خاص دلچسپی سے پڑہے جائینگے کیونکہ انمین مزارات انبیاء علیہم السلام اور قبور اولیاء کرام کی عجیب و غریب کوائف مندرج ہین ۔

اس سفر مین پہلے ہم بمقام یافا پہونچے اور اس کے دلپسند اور لطیف باغون کو دیکہا ۔ زیتون ۔ سنگترے ۔ لیمون یہان عمدہ پیدا ہوتے ہین ۔ یہان کے سنگترون کی سالانہ آمدنی محاصل دولت عانیہ کو پچاس ہزار پونڈ سے کم نہین ہوتی ۔ سنگترے دور دراز ممالک تک جاتے ہین کیونکہ یہان کا سنگترہ دوسرے ممالک کے سنگترون سے کہین زیادہ لذیذ ہوتا ہے یافا کے سیر سپاٹے سے فارغ ہوکر ہم روانہ قدس شریف ہوئے ۔ راستہ مین میدان کم اور پہاڑی زمین بہت ہے ۔ قدس مین پہونچکر ہم نے پہلے پہل باب الخلیل اور قلعۂ داؤد کا سیر کیا ۔ اس مقدس شہر کی مسجد اقصےٰ مسلمانون یہودیون ۔ عیسائیون سب کی نظرون مین باعزت ہے جسکے حق مین باریتعالے کلام پاک مین فرماتے ہین سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ شہر کے لوگ اسکو حرم شریف کہتے ہین اس مسجد مین قبہ صخرہ شریفہ ہے جسکے نقش ونگار دیکہکر عقل دنگ رہجاتی ہے ۔ اس کے اندر اور باہر تمام کلام اللہ کی آیات منقش ہین جو سنہری اور روپہری حروف مین اسطرح جگمگا رہے ہین جیسے ستارے آسمان پر ۔ اس قبہ صخرہ کے نقش ونگار اور آیات کلام اللہ کی خوشخطی و زرنگاری پر خلفاء بنی امیہ نے بہت کچہہ مال و متاع صرف کرکے اسقدر مزین کیا ہے کہ دور ہی سے بقعۂ نور نظر آتا ہے ۔ یہ قبہ صخرہ الگ ہے اور ۔۔۔ مبارک الگ جسپر حضرت سلیمانؑ کا ہیکل تہا ۔ اور جسپر مدت تک حضرت ابراہیم کا مذبح رہا ۔

اسی مسجد اقصےٰ مین حضرت ذکریا کا عبادتخانہ ہے جسکو محراب شریف کہتے ہین ۔ کلام اللہ مین بھی اسکی ذکر کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد بھی وہین ہے جسکی بنا آپنے بیت المقدس مین داخل ہونیکے وقت رکہی تہی ۔

مسجد اقصےٰ کی ایک پُرانی دیوار ہے جسکے پاس ایک خاص مقام پر عصر کے وقت یہودی لوگ خصوصًا ۔۔۔ ۔۔۔ جمعہ کے دن جمع ہوتے اور زار زار روتے ہین اور ان باتون کو یاد کرکے چیختے چلاتے ہین کہ کبہی ملک پر ہم بھی حکمران تہے ۔ عیسائیون کے آنے سے ہماری جمعیت بکہر گئی ۔ اور ہماری حکومت ایسی گئی کہ پہر واپس نہ آئی ۔ اسی گریہ وزاری کے وقت ہر ایک یہودی کے ہاتہہ مین کتاب تلمود کا ایک نسخہ ہوتا ہے جسکو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکہتا ہے ۔ یہود کے اس مقام اجتماع کو ابراج یا مبکی الیہود یعنے یہود کے رونے کی جگہ کہتے ہین ۔ حرم کے اندر یہود کے لئے داخل ہونا حرام ۔ ہے لیکن عیسائیون کو مباح ہے جب چاہین داخل ہون

مسجد کے اردگرد ایک وادی ہے جسکو وادی یوشافٹ کہتے ہین ۔ یہود کا اعتقاد ہے کہ جو مردہ اس زمین مین دفن کیا جائے وہ بہشت مین پہونچ جاتا ہے ۔ اسی وادی مین وہ چشمہ * ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ حضرت مسیح اسکے پانی سے کوڑھیون اور مادرزاد اندہون کو اچہا کرتے تہے ۔ اس چشمہ کا نام عین السلوان (یعنے تسلی کا چشمہ) ہے ۔

بیت المقدس مین کئی گرجے ہین ۔ بڑا گرجا کنیسۃ القیامۃ ہے یعنے حضرت مسیح کے دوبارہ مرکر جی اُٹھنے کی جگہ ۔ جس قبر مین حضرت مسیح دفن کئے گئے تہے وہ عیسائیونکی حج کا مقام ہے ۔ اس کی وہ نہایت تعظیم کرتے ہین ۔ اسی کنیسہ کے پاس جبل الجلجلہ ہے ۔ جہان حضرت مسیح عیسائیون کے زعم مین صلیب پر چڑہائے گئے جیساکہ انجیل مین ہے عمر آپکی اوسوقت ۳۳ سال تہی آپ کے ساتہہ ۲ چور بھی سولی دئے گئے تہے وہان ایک غار ہے جس سے وہ اصلی صلیب دستیاب ہوئی تہی جسپر آپ کو مصلوب کیا گیا تہا اس گرجا مین یہود کو داخل ہونے کی اجازت نہین بلکہ اگر اس کے آگے سے بھی گذر جاوین تو مجرم قرار دئے جاتے ہین ۔

دوسرا کنیسہ مریم ہے جس مین مریم صدیقہ کی قبر ہے اور تیسرے کنیسہ مین حضرت مریم کے والدین کی قبرین ہین چوتہے گرجا کا نام کنیسۃ الصعود ہے یہ گرجا ایک پہاڑی پر ہے جسکو جبل الزیتون و جبل الطور بھی کہتے ہین عیسائیون کا خیال ہے کہ اس پہاڑ سے حضرت مسیح علیہ السلام اُٹہائے گئے تہے ۔ اس پہاڑ پر آجکل ایک جدید گرجا نہایت عالیشان تعمیر کیا گیا ہے جو اپنے بانی ماسکاب کے لحاظ سے اوس کا بیہ کہلاتا ہے پانچوان وہ گرجا ہے جس مقام مین یہود نے حضرت مسیح کو قید کر رکہا تہا اس مقام کو متبرک سمجہکر عیسائیون نے گرجا تعمیر کیا ہے ۔

چہٹا گرجا یعقوب کے نام سے جبل صیہون پر واقع ہے بیت المقدس سے ڈیڑہ گہنٹہ کی مسافت پر ایک گرجا کنیسۃ المہد کے نام سے ہے جہان حضرت مسیح علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ غار جس مین اون کی والدہ دودہ پلاتی رہین اوسپر ایک عالیشان گرجا تعمیر کیا گیا ہے اس کنیسہ سے بیت المقدس کو جاتے ہوئے راستہ مین حضرۃ یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل کی ایک قبر آتی ہے ۔

بیت اللحم اور اوسکے علاقہ مین بچون کے بادشاہ ہیرو ڈیس نے اطفال کے قتل کا حکم دیا تہا اور مریم صدیقہ اپنے بیٹے مسیح کو لیکر مصر کو بہاگ گئی تہین ان تمام مقامات پر نہایت خوشنما اور پختہ گرجے تعمیر کئے ہوئے ہین جن کی زیارت کو دور دور سے پادری اور عیسائی آتے ہین اور بڑے بڑے قیمتی ۔۔۔۔۔۔ چڑہاوے چڑہاتے ہین کنیسۃ الحبس اور دیر یعقوب یہ دونو آرمینیہ کے قبضہ مین ہین بعض کو بادشاہ قسطنطین نے اور بعض کو اوس والدہ ہیلانہ نے تعمیر کرایا ان گرجون کی چوٹیون پر ایسے ایسے قیمتی جواہرات جڑے ہوئے ہین کہ ان کی قیمت مشخص کرنے سے بڑے بڑے جوہر شناس بھی عاجز آجاتے ہین ۔

قدس کے اندر حضرت داود کی قبر ہے اوس کے برج مین عشاء ربانی کا مقام ہے جہان حضرت مسیح اپنے ۱۲ شاگردون کے ساتہہ شام کا کہانا کہاتے تہے جن مین یہودا اسکریوطی بھی تہا جس نے آپکے ساتہہ کہانا کہا کر یہ حق ادا کیا کہ یہودیون کو خبر کرکے آپکو گرفتار کرا دیا اور قدس مین وہ مقام بھی ہے جہان حضرت مسیح نے مہمانون کے پاؤن دہوئے اس جگہ بیت ضیاء ہے جہان الیعاذر مدفون ہے جسے حضرت مسیح نے مرنے سے چار روز بعد زندہ کیا تہا (عیسائیون کے عقیدہ کے موافق ایڈیٹر الحکم)

قدس سے دو گہنٹون کی مسافت پر ایک عالیشان گرجا ہے جس کا نام عین المکارم ہے یہ یوحنا رسول یعنی حضرت (یحیٰ) کے تولد کا مقام ہے ۔ دو سو سال سے یہ گرجا لاطینی لوگون نے تعمیر کیا ہے اسی کے پاس وہ وادی ہے جہان حضرت داود علیہ السلام نے جالوت بادشاہ پتہر سے ہلاک کیا تہا اور قدس سے چار گہنٹہ کی مسافت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد ہے جس مین حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق و حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام اور اون کے ازواج مطہرات کے مزار مبارک ہین ۔ ان مزارون مین سوائے مسلمانون کے کسی یہودی اور عیسائی کو اندر جانے کی اجازت نہین اور حضرت موسی علیہ السلام کا مزار مبارک قدس سے ۲ گہنٹہ کے راستہ پر ہے ۔ یہان سال کے بعد مسلمان ایک عظیم الشان جلسہ کرتے ہین اور ایک خاص تاریخ پر دور دور سے مسلمان اس مزار کی زیارت کو آتے ہین حضرت مسیح کے گرجاؤن سے کنیسۃ القیامۃ ایک بڑا مہتم بالشان گرجا ہے ۔ جس زیارت کو لاکہون عیسائی اطراف عالم سے آتے ہین اس گرجا کی کنجی بھی مسلمانون ہی کے ہاتہہ مین ہے ۔

بیت المقدس ایک عالیشان شہر ہے جس مین ہر ملک اور ہر مذہب کا آدمی پایا جاتا ہے نصف کے قریب تو یہود ہین ۔ جو چارون طرف عالم سے وہان آکر آباد ہوئے ہین اور قدس مین کنوؤن کا پانی پیتے ہین وہان چشمے بھی ہین جن کے سبب سے باغون مین بڑی رونق رہتی ہے ۔ یہان کے باشندے زیتون کی لکڑی سے عجیب عجیب صنعت کی چیزین طیار کرتے ہین اور بیت اللحم کے باشندے صدف کی صنعتون مین کمال درجہ کے ماہر ہین ۔

بیت المقدس کی نسبت حضرت سلطان المعظم کا ایک لطیفہ مشہور ہے جو یہ ہے کہ یورپ کے بادشاہون مین سے ایک نے آپ سے سوال کیا ۔ کہ تمہارے پیغمبر مکہ سے بیت المقدس تک کونسی سواری پر سوار ہوکر پہونچے تہے ۔ تو آپ نے فی الفور تبسم کرتے ہوئے جواب دیا کہ اُسی گاڑی پر جس پر حضرت مسیح سوار ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے تہے ۔ فی الحقیقۃ حضرت امیر المومنین نے ایک لطیف اور دندان شکن جواب دیا جس سے بڑہکر خصم کو ساکت و لاجواب کرنے والا جواب ہو نہین سکتا ۔

علاقہ فلسطین اگرچہ خیر و برکت کا گہر ہے مگر شام تو زمین پر خدا کا بہشت ہے ۔ عام طور سے شام کا لفظ دمشق پر بولا جاتا ہے ۔ ہم بیروت سے ریل پر سوار ہوکر دمشق کو روانہ ہوئے اور سات گہنٹہ مین دمشق پہونچے ۔ ریل سے اُترتے ہی جامع اموی دور سے نظر پڑی اِس کے دیکہنے کو روانہ ہوئے تمام دنیا کی جامع مسجدون سے سوائے جامع قرطبہ اندلس کے کوئی اس کی برابری نہین کر سکتی ۔

پانچ سال گذرے ہین کہ اس مسجد کو آگ لگی تہی ۔ اس سے پہلے یہ مسجد بیت المقدس قبہ صخرہ سے بھی زیادہ خوشنما تہی ۔ سو وہ آگ اسکی حسن خوبصورتی کو ملیا میٹ کرگئی ۔ جنہون نے اس کے وہ نقش ونگار و صنعت کے گلزار دیکہے ہین وہ اون کو یاد کرکے آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین اور تمام یورپ کے تاریخ دان فاضل ان تاریخی خزائن کے گم ہوجانے کا سخت افسوس کرتے ہین ۔ جنپر اوس آگ نے یکقلم پانی پہیر دیا ۔ اس لاثانی عمارت کو چار ہزار سال گذرے ہین ۔ پہلے یہ آفتاب پرست بادشاہون کا معبد تہا ۔ پہر اسی کو گرجا بنایا گیا پہر

* سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانو! کہو کیا کہتے ہو ؟ مسیحی معجزات کی حقیقت کچہہ سمجہہ سکتے ہو ایڈیٹر الحکم ۔

مسلمان بادشاہون نے اس گرجا کو جامع مسجد بنا دیا اس مین ایک مقام ہے جس مین کہتے مین کہ حضرت یحیٰی بن ذکریا علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے - اس مسجد مین تین منار نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند ہین انہین سے ایک کا نام حضرت مسیح کا منار ہے اس کی نسبت بعض* کا اعتقاد ہے کہ اخیر زمانہ مین اسپر حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان سے اترینگے - اس جامع مسجد کے صحن کے متصل ایک مقام مین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا مزار مبارک ہے -

دمشق مین نورالدین شہید محمود ابن زنگی اور ظاہر بیبرس کی قبرین ہین - جس محل مین نورالدین شہید خاص سکونت رکھتا تھا جامع مسجد کے آگے وہ محل اب تک موجود ہے - اور اسی محل کے اندر اس کی قبر ہے -

دمشق مین ہی معاویہ کبیر (یزید کے باپ) اور معاویہ صغیر (یزید کے بیٹے) کی قبرین ہین - اور معاویہ کبیر کی قبر قرافہ مین بھی ہے باوجودیکہ تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جب خلفاء عباسیہ کو خلافت ملگئی تو انہون نے بنی امیہ کی قبرین اکھاڑ کر اون کی ہڈیان جلادی تھین اور اون کی راکھ کو ہوا مین اڑا دیا تھا -

اور قرافہ مین بعض اہل بیت اور مشاہیر علماء و شعراء کی قبرین بھی ہین - مثلاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت کے مؤذن کی قبر اور عبداللہ بن ام مکتوم کی قبر جنکے حق مین آیہ کریمہ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى نازل ہوئی تھی - اور وہین حضرت ابی عبیدہ بن جراح مبشر بالجنت فاتح شام کی قبر مبارک ہے - اور آپ کے پڑوس مین یزید بن معاویہ امیر شام کی قبر ہے -

محلہ صالحیہ دمشق کے ایک کنارہ مین صوفیۂ کرام کے امام ملقب بہ شیخ اکبر مصنف فتوحات مکیہ و فصوص حضرت محی الدین ابن عربی رح کا مزار مبارک ہے اور اس کے ایک طرف ایک حجرہ مین امیر عبدالقادر جزائری کی قبر ہے جو کئی سال دولت فرانس سے لڑتا رہا -

دمشق مین نہایت خوشنما منظر وہ چبوترہ ہے جو شاہ جرمن کے آنے پر بنایا گیا تھا - یہ جبل قیسون کے نیچے نہایت تکلف سے آراستہ کیا گیا ہے - اس چبوترے پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے شہر دمشق درختون کے جھنڈ اور سبزہ زار کے درمیان نہایت خوش منظر اور دلربا نظر آتا ہے - یہی سبزہ زار اور باغات کا خوشنما نظارہ ہے جس کا نام کتابون مین غوطۂ دمشق کے نام سے موسوم ہوا ہے - یہان کھڑے ہو کر دیکھنے سے انسان کو یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ دمشق لاکلام دنیا پر جنت ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

دمشق کے باغات اور زراعتین نہر بردی سے سیراب ہوتی ہین - جو نہر تو رد سے نکلتی ہے - اور جسکا معاون چشمہ فیجہ ہے - اس چشمہ کا پانی شیرین اور نہایت صاف ہے - ایسا عجیب پانی سارے ملک شام مین کسی چشمہ کا نہین -

دمشق کے باشندے آزاد مزاج - شریف طبع مہذّب اور خوش خُلق ہین - کسی اجنبی سے ملاقات کرین تو سیّدی "سیّدی" کرکے بولتے ہین - اور نہایت مہربانی و لطف سے پیش آتے ہین - یہان مسلمان - یہود - عیسائی تینون مذاہب کے لوگ ہین - جو آپس مین بڑے اتفاق سے رہتے سہتے ہین - بخلاف بیروت کے - کہ وہانکے لوگ اکثر بدخلق اور فتنہ پرداز ہین -

دمشق مین عجیب عجیب میوجات پیدا ہوتے ہین - چنانچہ زرد آلو آٹھ نو قسم کا پایا جاتا ہے - بلدی - حموی - مشتوی - تامری - عجمی - موٹی قسم کے نہایت شیرین اور اعلےٰ درجہ کے لذیذ ہوتے ہین - مونہہ مین ڈالو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حلوے کا لقمہ ہے اور طرفہ یہ کہ یہان اس قسم کے لذیذ میوے اتنے ارزان ہین کہ باغون مین جاکر ایک دو پیسہ دیدو اور سیر ہو کر کھالو - اتنا میوہ اگر مصر مین خریدین تو ایک ریال (۲ روپے) مین بھی نہ مل سکے - ایسے ہی یہان توت بھی بڑے موٹے موٹے اور شیرین کئی قسم کے پائے جاتے ہین - اور پھر سستے ایسے کہ باغون مین تو انکی کوئی قیمت ہی نہین -

پانی کی یہان وہ کثرت ہے کہ شہر کے گلی کوچون مین صاف شفاف پانی کی نالیان پڑی بہہ رہی ہین - یہان کے قابل دید مقامات مین یہود کے محلہ مین خواجہ شمعا یہودی کا محل ہے جسپر سونے کے نقش و نگار ایسی صنعت سے کئے گئے ہین کہ دیکھکر عقل حیران رہ جاتی ہے - ان نقش و نگار پر ۲۰ ہزار پونڈ خرچ ہوا ہے اس مکان کی کاریگری دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہین - اس یہودی کی رلیس پر دمشق مین کئی ایک دولتمند مسلمانون اور عیسائیون نے بھی ایسے ہی مکان بنوائے اور نقش و نگار پر ہزارون پونڈ خرچ کئے مگر اس کی برابری نہ ہوسکی دمشق کی آبادی تین لاکھ پچاس ہزار کی ہے -

دمشق کی سیر سے فارغ ہو کر مین بعلبک کو روانہ ہوا وہان پہونچکر اس شہر کے مشہور قابل دید معبد قدیم کو دیکھا جو پرانے قلعے کے نام سے مشہور ہے جسکی تعمیر کو چار ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور وہ مصر کی تمام عمارتون سے بڑی اور عالیشان عمارت ہے اور اپنی پختگی اور خوبصورتی کے باعث روئے زمین کی عمارتون سے سبقت لے گئی ہے - اس عالیشان عمارت کی ایک ایک اینٹ آج تک مشتاقی کاریگرون کے علم ہندسہ اور علم عمارت میں بےنظیر [illegible] جز دیتے ہین اور اس کے بے مثل نقش و نگار سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا پر اس عمارت کی کوئی نظیر آج تک کسی کاریگر سے نہین بن سکی اس کے اندر جانے کا ٹکٹ ترکون کو ایک ریال مجیدی اور دوسرے لوگون کو غیر سکون کے حساب سے اسی رقم کے مساوی پر ملتا ہے - اس عمارت کے پاس ایک پہاڑ ہے جس سے پتھر کاٹ کاٹ کر اس عمارت مین لگایا گیا ہے وہ آج تک معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے پتھر کاٹا گیا ہے کسی زمانہ مین جرمن حکومت نے اس معبد پر بیس ہزار پونڈ خرچ کر کے اس کی زینت کو اور بھی بڑھا دیا ہے - میری موجودگی مین شہر بعلبک کے اندر ایک عظیم جلسہ تھا جس مین گورنر شام بھی موجود تھے - مشاہیر علاقہ - ارکان دولت عثمانیہ اور شام کے بڑے بڑے فاضل بھی آئے ہوئے تھے - جلسہ مین بڑے بڑے پُرزور لکچر عربی زبان مین دئے گئے جلسہ قابل دید تھا اتفاق سے مین بھی شامل ہو گیا اور جلسہ کا لطف اٹھایا آخر حضرت جلالتمآب کے لئے دعائین مانگی گئین اور سب اہل جلسہ آمین آمین پکارنے لگے -

بعلبک مین راس العین نام ایک مشہور چشمہ ہے - اس کا پانی نہایت صاف اور شیرین ہے - اسی چشمہ کے طفیل بعلبک مین عجیب عجیب باغات ہین - جنکے سبب سے دور دور علاقون تک سیرابی و سرسبزی ہی نظر آتی ہے - اس چشمہ سے جو نہر نکلتی ہے بہت سارے علاقہ کو سیراب کرتی چلی گئی ہے - اس کے دونون طرف درختون کے جھنڈ نظر آتے ہین -

سیر بعلبک سے فراغت پاکے مین ریل پر سوار ہو کر شہر حمص کو روانہ ہوا پہلے پہل مینے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ شیر خدا کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کی اس مزار مبارک کی تعمیر کو اکیس بیس سال گذرے ہین - امیر احمد پاشا عکا کے گورنر نے اسکو نہایت خوبصورت طرز پر تعمیر کرایا تھا - آج تک اس کے خوشنما نقش و نگار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی عمارت ختم ہوئی ہے اور معمار ابھی کام ختم کر کے اترے ہین مزار کے اردگرد چینی پر خط طغرا مین آیات کلام اللہ خود امیر احمد پاشا نے لکھی ہین - جن کا ہر ایک حرف ستارے درخشان کیطرح آسمان جلالت پر چمک رہا ہے الغرض امیر مرحوم کی خوشخطی دیکھکر عقل حیران رہ جاتی ہے حضرت خالد شیر خدا کا مزار بھی ایسا پُر رعب ہے کہ سچ مچ اسکو دیکھتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس مکان مین کوئی قاتل کفار فاتح ممالک و امصار خواب راحت مین آسودہ ہے اور اسی شہر مین عمر بن عبدالعزیز خلیفہ اموی کا مزار مبارک ہے - یہی مزار ہے جسکو خلفاء عباسیہ نے بنی امیہ کی قبرون سے باقی چھوڑا اور کچھ نقصان نہین پہونچایا - کیونکہ صاحب قبر کے عدل اور تقوی پر سب کو اتفاق ہے - یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چارون خلیفون کے بعد یہ پانچوان خلیفہ آنحضرت کا مانا گیا ہے -

حمص مین ایک ویران قلعہ ابراہیم پاشا کی یادگار ہے - جسمین دلچسپی کے سامان مفقود ہین - علی ہذا نہر عاصی کا نظارہ بھی کچھ دلکش نہین - کیونکہ پانی اسکا ہمیشہ گدلا رہتا ہے شام کی تمام نہرون سے یہ بے مزہ نہر ہے اسکے کنارہ پر شہر عکا کو دیکھا - یہ بڑا عالیشان شہر ہے - ستر ہزار آدمی کی آبادی ہے تجارت کی یہان بڑی بھاری منڈی ہے حمص سے مین ریل پر سوار ہو کر جبل لبنان کے شہرون مین سے ایک شہر زحلہ مین گیا - یہ دو پہاڑی وادیون مین آباد ہے - جنکے درمیان نہر بردونی جاری ہے - اس نہر کا پانی نہایت میٹھا اور ٹھنڈا اور بہت ہی صاف ہے یہانتک کہ اسکی تہ مین پڑے ہوئے پتھر کنکر اوپر سے نظر آرہے ہین -

شہر زحلہ کی عمارتین پہاڑ پر سیڑھیونکی طرح اوپر کو چلی گئی ہین جو رات کو اندھیرے مین چراغون کے جلنے سے ایک ستارون والا آسمان معلوم ہوتا ہے - اور دور سے یہ نظارہ عجیب لطف دیتا ہے - اس شہر مین جدہر جاؤ اوپر نیچے دائین بائین آگے پیچھے ہر ایک طرف پانی چلنے کا آوازہ نہایت دلکش سنائی دیتا ہے - اور میوہ دار باغ ہر طرف لہراتے ہوئے عجیب لطف دکھلا رہے ہین - اس شہر مین ۲۰ ہزار کی آبادی ہے - اگرچہ اس مین لبنانی لوگ ہی آباد ہین لیکن علاقہ شام کا ہی شمار کیا جاتا ہے -

اسکے بعد مین شہر صوفر مین پہونچا - یہ شہر سمندر کی سطح پر ۱۴۰۰ میٹر بلند واقع ہوا ہے - اگر مین کہون کہ بلحاظ اعتدال آب و ہوا کے یہ شہر تمام روئے زمین کے شہرون سے معتدل اور خوشگوار ہے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا - اس شہر کا سیر کر کے پھر مین بیروت کیطرف واپس ہوا - بیروت کو شام کے شہرون سے کوئی ایسا امتیاز نہین سوائے اس کے کہ علم کا بڑا چرچا ہے مدارس بہت ہین - کتب خانے قسم قسم کے موجود ہین - اہل علم بکثرت ہین - چھاپہ خانے اور جرائد کی بہار ہے گرمی مصر کی سی پڑتی ہے - پہاڑ پر عمارتین سیڑھیون کی طرح نہایت خوشنما ہین - ضروریات زندگی کے تمام سامان موجود ہین - تجارت گاہ تمام ملکون کی ہے - حتی کہ یہان کی مطبوعات روئے زمین پر جاتی ہین - بیروت کی زمینین نہر الکلب سے سیراب ہوتی ہین - شہر کی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار ہے +

* اڈیٹر الحکم - لفظ بعض خاص توجہ کے قابل ہے +

پُرانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

اطمینان قلب الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب اس کے عام معنے تو یہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور فلسفی یہہ ہے کہ جب انسان سچے اخلاص اور پوری وفاداری کیساتھ اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کے سامنے یقین کرتا ہے اس سے اس کے دل پر ایک خوف عظمت الٰہی کا پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوف اسکو مکروہات اور منہیات سے بچاتا ہے اور انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کے ملائکہ اسپر نازل ہوتے ہیں اور وہ اسکو بشارتیں دیتے ہیں اور الہام کا دروازہ اسپر کھولا جاتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالےٰ کو گویا دیکھ لیتا ہے اور اسکی وراء الورا طاقتوں کو مشاہدہ کرتا ہے پھر اسکے دل پر کوئی ہم و غم نہیں آسکتا اور طبیعت ہمیشہ ایک نشاط اور خوشی میں رہتی ہے۔ اسی لئے دوسرے مقام پر آیا ہے لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ اگر کوئی ہم و غم واقع بھی ہو تو اللہ تعالےٰ اپنے الہام سے اسکے لئے خارجی اسباب انکے دور کرنے کے پیدا کر دیتا ہے یا خارق عادت صبر انکو عطا کرتا ہے۔

(۲۱ ستمبر ۱۹۰۱ء)

دنیٰ فتدلیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اوپر کیطرف ہو کر نوع انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلےٰ درجہ کا کمال ہے جسکی نظیر نہیں ملسکتی اور اس کمال میں آپ کے دو درجہ بیان فرمائے ہیں ایک صعود۔ دوسرا نزول۔ اللہ تعالےٰ کی طرف تو آپکا صعود ہوا یعنے خدا تعالےٰ کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھینچے گئے کہ خود اس ذات اقدس سے دنو کا درجہ آپ کو عطا ہوا۔ دنو۔ اقرب سے ابلغ ہے اسلئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا۔ جب اللہ تعالےٰ کے فیوضات اور برکات سے آپ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لیے نزول فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جسکا اشارہ اللہ تعالےٰ نے ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین فرمایا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سر ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ سے لیتے ہیں اور جو کچھ لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہونچاتے ہیں۔ پس مخلوق کو پہونچانے کے واسطے آپکا نزول ہوا۔ اس دنیٰ فتدلیٰ میں اسی صعود اور نزول کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبہ کی دلیل ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو استعارات کو حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں یہ گروہ ان کی شناخت سے محروم رہ جاتا ہے لیکن ایک اور گروہ ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسکی تائید سے اصل حقیقت کو پا لیتے ہیں وہ استعارہ کو استعارہ اور حقیقت کو حقیقت ٹھیراتے ہیں۔ جیسے یہودیوں نے حضرت مسیح کی آمد کے وقت ملاکی نبی کے صحیفہ کی بنا پر کہا کہ مسیح کے آنے کی یہہ نشانی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے آوے مسیح علیہ السلام سے جب انہوں نے یہی سوال کیا تو انہوں نے اس پیشگوئی کو تو تسلیم کر لیا لیکن یہ فیصلہ کر لیا کہ آنے والے ایلیا سے مراد یحیٰ ہے۔ یہودی اس فیصلہ کو سنکر یحیٰ کے پاس پہونچے وہ اس مباحثہ سے بکلی بے خبر اور ناواقف تھے۔ انہوں نے ایلیا ہونے سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کی مخالفت اور بھی تیز ہو گئی۔ اور انہوں نے اصل حقیقت سے بے خبر ہو کر ظاہر الفاظ پر زور دیا اور اسطرح پر خدا تعالےٰ کے ایک سچے نبی کا انکار کر دیا نہ صرف انکار کیا بلکہ ہر طرح سے اسکی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی اور آخر خدا تعالےٰ کے نزدیک ایک مغضوب اور لعنتی قوم ٹھیر گئے۔ اب غور کرو کہ اگر ایلیا کا آنا درست تھا اور حضرت یحیٰ کی شکل میں ایلیا کا بروزی رنگ میں آنا درست نہیں تو ہمارے مخالف مسلمان بتائیں کہ ملاکی نبی کے صحیفہ کی پیشگوئی کو مدنظر رکھکر حضرت عیسےٰ کی نبوت کا کیا ثبوت ہے؟ پھر یقیناً وہ نبوت ثابت نہیں ہو سکتی اور دوسری مشکل یہہ پڑتی ہے کہ حضرت عیسےٰ جو مردوں کو زندہ کرنے والے تھے کیوں انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا۔ اس سے دو باتیں اور بھی ثابت ہوتی ہیں اول یہہ کہ اللہ تعالےٰ کی یہ عادت اور سنت نہیں کہ وہ مردوں کو دوبارہ دنیا میں بھیجے اور زندہ کرے دوسری یہ کہ مسیح نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پس خوب غور کرو اگر بروزی آمد ایلیا کی مراد نہ ہوگی تو مسیح کی نبوت جاتی رہے گی۔ اور پھر اسکی زد اسلام اور قرآن شریف پر پڑیگی۔

اسوقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر دوسرے وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے اسلئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں میں آئے تھے غرض میں تو پیر وفر کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو محدثات میں داخل ہے۔ محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت کی راہ ہے۔

یہودیوں پر غضب الٰہی اسیوجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے انکو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ **مغضوب** قوم ٹھیر گئی۔ اس کا ہم شکل مقدمہ اب بھی پیش ہے مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہہ اپنی نمازوں میں غیر المغضوب کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک پیغمبر کے حضور فیصلہ ہو چکا ہے اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی مسیح نے ایلیا کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور بتا دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں یحیٰ آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اسوقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتار لیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اتر آوے پھر دیکھ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر تم ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے تمہارے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئیگا کیونکہ آنیوالا تو آچکا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ یہی وقت تو ہے جو اسے آسمان سے اترنا چاہیئے اگر اترنا ہے کیونکہ تمہارے خیال میں ایک مفتری اور کاذب مدعی مسیح ہونے کا دعوی کرتا ہے اگر فی الواقعہ یہی سچ ہے کہ مسیح نے آسمان سے آنا ہے تو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اب اسے اتارے تاکہ دنیا گمراہ نہ ہو کیونکہ ایک کثیر جماعت تو مجھے مسیح موعود تسلیم کر چکی ہے اگر اسوقت وہ نہ آیا تو پھر کب آئیگا؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کاذبوں اور مفتریوں کی مدد کرے؟ اگر ایسا کبھی ہوا ہے تو نظیر پیش کرو اور پھر بتاؤ کہ راستبازوں کی سچائی کا کیا معیار ہے۔

اس مقدمہ میں خوب غور کر کے دیکھ لو کہ حق پر کون ہے؟ عقل اور نور فراست ہمارے ساتھ ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ہیں کیونکہ آپ نے معراج کی رات حضرت مسیح کو مردوں میں دیکھا۔ پھر صحابہ کا اجماع مسیح کی وفات پر ہو چکا ہے قرآن شریف میری تائید کرتا ہے۔ اور اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے خاص تائیدات سماویہ سے میرے دعوے کو سچا کیا ہزاروں ارضی اور سماوی نشان میری سچائی کے ظاہر کیئے۔ اسقدر شواہد اور دلائل کے ہوتے ہوئے میں کیونکر تسلیم کر لوں کہ جو کچھ یہہ کہتے ہیں صحیح ہے۔ جب کہ خدا تعالےٰ کی کھلی کھلی وحی مجھے مسیح موعود ٹھیراتی ہے پھر میں ان ملانوں کی بات مانوں یا خدا کی وحی پر ایمان لاؤں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی وحی کو میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا میری دشمن ہو جاوے اور ایک بھی شخص میرے ساتھ نہ ہو۔ میں خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ کلام کو کیونکر جھٹلا سکتا ہوں پھر ایسی حالت میں کہ اسکی روشن تائیدیں میرے ساتھ ہیں۔

اگر قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح کے فیصلہ کو یہ سب کے سب کاٹ دیتے ہیں تو دین خدا تعالےٰ خود ان سے مطالبہ اور محاسبہ کرے گا۔

ایک اور عجیب بات ہے کہ جب ہم ایلیا کا قصہ پیش کرتے ہیں اور یہودیوں کا اعتراض سناتے ہیں جو حضرت مسیح پر انہوں نے کیا تو اور کچھ جواب نہیں آتا تو کہدیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدل ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ سہی قومی تواتر اور تاریخ کو کیا کہو گے وہ بھی تو کوئی چیز ہے اسے کیونکر رد کرو گے؟ اگر قومی تاریخ اور تواتر بھی رد کرنے کے قابل ہے تو پھر بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں کے وجود پر کیا دلیل ہوگی؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قومی تواتر اور تاریخ کو ہم کبھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور یہ مسئلہ نزول ایلیا کا ایسا ہے کہ یہودی اور عیسائی بالاتفاق اسکو مانتے ہیں۔ خود حضرت مسیح بھی اس پیشگوئی کے قائل تھے اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ تھی تو انکو اس کی تاویل کرنے کی کیا حاجت تھی وہ سرے سے اسکا انکاری کر دیتے اور کہدیتے کہ یہ جو ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہوا تم پیش کرتے ہو بالکل غلط ہے؟ مگر نہیں انہوں نے اسکو صحیح تسلیم کیا اور پھر اسکی تاویل کی۔ یہودی تو یہانتک چلاتے ہیں کہ ایک یہودی کی کتاب میرے پاس ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے مواخذہ ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر رکھ دیں گے۔

غرض۔ نزول ایلیا کا مسئلہ بڑا صاف اور یقینی مسئلہ ہے اور خود حضرت مسیح کی زبان سے فیصلہ پا چکا ہے اور اس کیساتھ ہی انہوں نے اپنی آمد ثانی کا بھی ذکر کر دیا ہے مگر افسوس ہے لوگ سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ مگر کب تک انکار کریں گے آخر یہہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائیگی اور لوگ اسطرف رجوع کرینگی اسیطرح جیسے مسیح ابن مریم کے لئے ہوا۔

توحید کا ثبوت اللہ تعالےٰ کی توحید پر یوں تو ہزاروں دلائل ہیں لیکن ایک دلیل بڑی عام اور صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ وضع عالم میں ایک کرویت واقع ہوئی ہے اور کرویت میں توحید ہی پائی جاتی ہے پانی کا قطرہ لو تو وہ بھی گول ہے زمین کی شکل بھی گول ہے آگ کا شعلہ بھی گول ہے ایسا ہی ستارے بھی گول ہیں۔ اگر تثلیث درست ہوتی تو چاہیئے تھا کہ ان اشیاء کی اشکال وصور بھی سہ گوشہ اور مثلث نما ہوتیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے آدم سے ایک سلسلہ شروع کیا اور آدم ہی پر اسے ختم کیا چنانچہ مسیح موعود کا نام بھی آدم رکھا ہے۔ چنانچہ یہ آدم نئی قسم کا ہے

مطلب از ختم نبوت

معنے آیت مزبور ،چنین است کہ نیست محمد پدر کسے از مردان شما ولیکن فرستادہٴ ایزدی وخاتم انبیاء است۔
مطلب ختم نبوت این است کہ جملہ خوبیہا وکمالات نبوت بر محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ختم شدہ است چنانچہ صاحب القول المستحسن ۔ مے نویسد ولا یخفی انہ صلے اللہ علیہ وسلم اعطی دحلۃ ما اوتی الانبیاء والمرسلین اجمعین ۔ اگر کمالات نبوت از ہر گونہ ختم شدہ بودے پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این چنین نمی فرمودند مامن نبی الا لہ نظیر فی امتی فابو بکرؓ ابراھیم وعمرؓ نظیر موسٰی وعثمانؓ نظیر ھارون وعلےؓ نظیری ومن سرہ ان ینظر الی عیسٰی فلینظر الی ابی ذر۔

اگر معنے آیت مزبورہ بحسب رائے مخالفین ما است وباب نبوت از ہر گونہ مسدود است پس محققین صوفیائی کرام واولیاء عظام چرا مثل ذیل در کتب خود مے نوشتند آیا ایشان معنے این آیت را نفہمیدہ بودند چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی در فتوحات مکیہ مے نویسد۔

فالنبوۃ مقام عند اللہ ینالہ البشر وھو مختص بالاکابر من البشر یعطی للنبی المشرع ویعطی للتابع لھذا النبی المشرع الجاری علی سننہ ووھبنا لہ اخاہ ھارون نبیا۔ فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخا لشرعہ ولا یزید فی شرعہ حکما اخر وھذا معنی قولہ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی + الجزء الثانی من الفتوحات المکیہ الباب الثالث والسبعون صفحہ ۳ سطر ۱۶۔

وحضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ السلام در کتاب ستین مجالس مے نویسد صورۃ النبوۃ ارتفعت و معناھا باق الی یوم القیامۃ +

صاحب کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن بطور حاشیہ بذیل صفحہ ۲۲۴ مے نگارد۔
محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودہ اند وحضرت امیر حامل کمالات ولایت ولہذا کار انبیاء کہ جہاد با کفار وترویج احکام شریعت واصلاح امور ملت است از شیخین خوب سر انجام یافت وکار اولیاء از تعلیم طریقت وارشاد باحوال ومقامات سالکین وتنبیہ بر غوائل نفس وترغیب زہد در دنیا از حضرت امیر بیشتر مروی گشت وعقلی است کہ استدلال بر ملکات نفسانیہ بصدور افعال مختصہ بان ملکات میتوان کرد مثلاً اگر شخصے در ہر معرکہ ثبات مے کند ودر مقابلہ افراد صفت سیف وسنان کار از پیش مے برد دلیل صریح بر شجاعت نفسانی او است ملکہ حب وبغض وخوف وسخاو دیگر امور باطنیہ از ہمین راہ افعال ومعاملات معلوم توان کرد بر ہمین قیاس امتیاز در کمالات باطنیہ شخص مے توان کرد کہ آیا از قسم کمال انبیاء است یا از جنس کمال اولیاء۔ وزمان شیخین بقیۃ زمان نبوۃ بود + انتہی المحال ترجمہ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام در باب ختم نبوت نگاشتہ می شود ملاحظہ فرمایند۔ معنے ختم نبوت ہمین است کہ جملہ خوبیہا وکمالات نبوۃ بر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ختم شدہ اند وبرائے آیندہ باب کمالات نبوت مسدود است کہ ہیچ نبی مستقل نخواہد آمد لفظ نبی بہ زبان عربی وعبرانی مشترک است معنے نبی از خدا تعالے خبر یابندہ وپیشگوئی کنندہ است کسانیکہ براہ راست بخداوند تعالی مکالمہ مے کردند واز وے خبر ہا مے یافتند ایشان را نبی مے گفتند گویا این اصطلاح شدہ بود مگر از این آیت معلوم می شود

ملت واحدہ خواہد گشت در عہد مسیح موعود علیہ السلام

ویؤمن بہ من ادرکہ فمن ادرکہ فلیقرأ بہ منی السلام رواہ ابن ابی شیبۃ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸
ترجمہ ۔ از ظاہر شدن مسیح موعود مسجد ہا با رونق خواہند شد زیراکہ چون مسیح موعود ظاہر خواہد شد کسر مذہب صلیبی خواہد نمود وخنزیر را قتل خواہد کرد وکسیکہ او را خواہد شناخت بروا ایمان خواہد آورد پس کسیکہ از شما او را دریابد پس بروے لازم است کہ از جانب من مسیح موعود را اسلام گوید درحدیث نواس بن سمعان آمدہ است ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی دمشق رواہ ابن عساکر۔ **ترجمہ** ۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند کہ من (بمکاشفہ دیدہ ام) کہ مسیح ابن مریم از زیر منارہ سفید کہ از دمشق جانب مشرق واقع است خواہد بر آمد عوض بحدیث مذکور کہ در حق مسیح موعود بجائے لفظ نزول خروج آمدہ است وبحدیث ذیل لفظ بعث آمدہ است ۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واللہ خلیفتی وعلی کل مسلم الی قولہ اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم
ترجمہ ۔ وخدا تعالے مسیح موعود را خواہد فرستاد وآنچہ می گویند کہ در عہد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملت واحدہ خواہد شد بر حق است زمانہ آنچنانکہ مدعیان حیات گویند کہ در عہد حضرت مسیح موعود ہیچ کافرے در دنیا نخواہد ماند۔ زیرا کہ آیت فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ شاہد است برین کہ در بعض اقوام یہود ونصاری تا قیام قیامت وانقراض زمن عداوت ودشمنی باقی خواہد ماند واز عداوت ودشمنی ایشان اظہر من الشمس معلوم می شود کہ افراد کفار ہم تا قیامت خواہند ماند وبحدیث نبوی آمدہ است تقوم القیامۃ والروم اکثر الناس ۔ البتہ بموجب آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۔ در زمان مسیح موعود دین اسلام بحجج باہرہ وادلہ کاملہ وبراہین ساطعہ بفیوضات قدسیہ وانفاس طیبہ مسیح موعود بر ادیان باطلہ غالب خواہد گشت ۔ وبتدریج رجوع تمام اقوام عالم بطیب خاطر بسوئے اسلام خواہد شد زیرا کہ جملہ ترقیات ملل ودول بحسب قانون قدرت تدریجا می باشند این سبق از حالت بدو اسلام حاصل کردہ مے آید ۔ واما آنچہ مردم منتظر مسیح قاتل ومترصد مہدی جابر می باشند کہ او بقہر ہیبت وشوکت شمشیر مردم را در اسلام داخل کردہ ملت واحدہ قائم خواہد نمود ما ہرگز این چنین مہدی ومسیح را قائل نیستیم زیراکہ این عقیدہ بالکل خلاف قرآن کریم وبر عکس اصول دین متین است زیرا کہ نور حق بنفس خود شمشیر است وبخود قوتے دارد کہ پیش او اعناق الرؤسا والملوک خم می شوند واز جبر وقہر طبائع متنفر می باشند اعتقاد حق چیزے است کہ تا وقتیکہ دل انسان بآن مطمئن ومتیقن نباشد آن انسان را مومن آن اعتقاد گفتہ نمی شود وکسے چہ طور با ایمان شدن مے تواند کہ بظاہر زبان او گوید ہان ودل او گوید نہ قال اللہ تعالے لا اکراہ فی الدین۔ القرآن جزو ۳۔ **ترجمہ** یعنے در اسلام جبر واکراہ جائز نیست (یعنے کسے را بجبر وقہر در اسلام داخل کردہ نمی شود۔ افانت تکرہ الناس حتے یکونوا مومنین ۔ **ترجمہ** ۔ آیا تو بمردم جبر واکراہ خواہی نمود کہ مومن شوند جزو ۱۱ ۔ قال اللہ تعالے وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون ۔ القرآن ۔ جزو ۱۰
ترجمہ : ۔ واگر کسے از مشرکین پیش تو آمدہ پناہ طلبد او را امن دہ تا کلام ایزدی را بشنود بعد از شنودن

کلام الٰہی او را بجائے امن او برسان زیرا کہ مشرکین قومیست بے علم و نادان۔ پس غور کنید بآیات مزبورہ کہ برائے اسلام جبر و اکراہ تا ابدالآباد منع آمدہ است۔

مشرکین وغیرہ اقوام منکران اسلام بے علم و نادان مثل اطفال معذور می باشند و بر معذور جبر و اکراہ و قہر نمودن خلاف شعار انصاف و عدل است وَاِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ **ترجمہ**:- ہر آئینہ خدا تعالےٰ امر می فرماید برائے عدل و نکوئی و بخیر خواہی اقربا و منع می فرماید از بے حیائی و بدی و از بغاوت پادشاہ خود پس ما ہرگز قائل نیستیم کہ دین اسلام ظلم و بے انصافی را روا دارد دین اسلام بنفس خود جذبے و اثرے دارد کہ خود بخود دلہا جانب او مجلوب می شوند پس صورت ملت واحدہ اسلام تدریجاً نمودار خواہد شد۔

پیشگوئی مسیح موعود علیہ السلام در باب قیام ملت واحدہ اسلام (۱)

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام در تذکرۃ الشہادتین تحریر فرمودہ اند اے مردمان گوش ہوش را وا کردہ بشنوید این پیش خبری آن کسے است کہ زمین و آسمان را برپا ساختہ است او بفضل خود جماعت خویش را در جمیع اقطار بلاد شایع سازد بلکہ از روے حجت و برہان بر جمیع ادیان نصرت دہد فرا رسیداست آن عہد وخیلے قریب است آن روزگار کہ در کل عالم ہمین یک مذہب باشد کہ بعزت تمام یاد کردہ آید حقتعالیٰ این جماعت و این مذہب و این سلسلہ را برکت فوق العادت کرامت نماید و کسیکہ ارادۂ معدوم نمودنش داشتہ باشد البتہ نامراد بماند و غلبۂ این سلسلہ تا قیام قیامت خواہد بود اگر مرا استہزا می نمایند مرا از ان چہ نقصان زیرا کہ ہیچ نبی بدنیا مبعوث نگشتہ باشد کہ اہل دنیا با او استہزاء[*]
یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ÷ واستہزاے مردم بانبیاء از جانب خدا علامتی است مگر شخصے کہ روبروے مردم و بین یدی الناس با فوج ملائکہ از آسمان فرود آید باو کہ استہزاء تواند نمود پس ازین دلیل نیز روشن شد و ہر عقلمند صاحب بصیرت نیز تواند فہمید کہ از آسمان نازل شدن مسیح موعود خیالے است محض خام بخاطر داشتہ باشید ہیچکس از آسمان فرود نہ آمدہ و نخواہد آمد جمیع مخالفین و معاندین این سلسلہ آلٰہیہ کہ دریں زمان بقید حیات اند شربت ممات خواہند چشید و احدے از ایشان از آسمان نزول ابن مریم نخواہد دید و بدین سان اولاد و احفاد شان درگذرند و ہیچکس نزول عیسیٰ را برای العین مشاہدہ نخواہد کرد از ان پس انقلاب عظیم در دل ایشان نمودار گردد کہ زمان غلبۂ نصاری نیز منقضی گردید و دنیا حالت جدید گرفت لاکن ابن مریم از آسمان نزول نکرد پس قاطبۃ عقلائے آن عصر ازین عقیدہ باطلہ بیزار گردند و ہنوز سہ صد سال بر عہد من منقضی نشدہ باشد کہ جمیع منتظران نزول ابن مریم خواہ از ملت اسلام باشند خواہ پیروان کیش نصاری سخت نومید گشتہ این عقیدہ را ترک دہند و در کل دنیا یک مذہب و یک امام باشد من بجہت تخم پاشیدن صداقت فرستادہ شدہ ام و حالا بدست خود آن تخم افشاندہ ام کہ عنقریب نشو و نما خواہد یافت در دنیا کسے نیست کہ آنرا از نشو و نما باز دارد۔ انتہی کلامہ الشریف۔

ما ایمان داریم کہ این پیشین گوئی با تمام خواہد رسید زیرا کہ ہر پیشگوئی کہ حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام مے فرمایند آن بتخرص و تحری نے باشد بلکہ بوحی حق مے باشد چنانچہ آنحضرت در جائے در باب نبوتے تحریر فرمودہ اند۔ ؎

[*] بیشنگرده باشند پس این هم ضروری بود که مسیح موعود نیز استهزاء کرده شود۔

این ہمہ وحی است از رب السماء کافرم گر این نباشد از خدا
وحی حق است این ز نور ذات پاک صادقیم و بر سر کذاب خاک

نزول مسیح موعود در دو زرد چادر

(سوال) در احادیث آمدہ است کہ مسیح موعود در بُردین زرد رنگ نزول خواہد فرمود یک بُرد بر اعلے و بُرد دیگر بر اسفل بدن او باشد۔

(جواب) مراد از بُردین دو مرض است این اشارت باین کہ مسیح موعود با امراض مبعوث گردد زیرا کہ در علم تعبیر الرویا مراد از جامۂ زرد بیماری و مرض ہست چنانچہ دو مرض لاحق حال حضرت مسیح موعود است یکے کثرت بول و دیگر دوران سر کہ بواسطہ ہر دو بیماری اندام حضرت اقدس مسیح موعود خیلی اصفر شدہ است۔

در احادیث صحیحہ نبویہ آمدہ است کہ بعد از بعثت عمر مسیح موعود چہل سال یعنی از ابتدائے ولادت تا انتہا ایام زندگی او ہشتاد سال باشد درین وقت عمر حضرت اقدس مسیح موعود قریباً شصت و شش سال ہست کہ از عرصہ بعید حضرت اقدس بوحی الٰہی در باب عمر خود ہمچنان مشتہر فرمودہ اند کہ خداوند تعالےٰ ما خبر کردہ است نُحْیِیْنَکَ ثَمَانِیْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ یعنے زندہ خواہم داشت ترا ہشتاد سال یا قریب آن علاوہ از ہزارہا آیات و خوارق کہ بر دست حضرت اقدس مسیح موعود ظاہر شدہ اند تجربۂ این الہام زندہ ثبوت نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صداقت مسیح موعود است زیرا کہ آنحضرت صلعم فرمودہ اند کہ عمر مسیح موعود بعد از بعثت چہل سال باشد و مسیح موعود ہم ہمچنان از عرصۂ سی سال مشتہر فرمودہ اند محک تجربہ بر صداقت این الہام گواہی می دہد کہ این کلام ایزدی است اگر این کلام ایزدی و پیشگوئی محمد رسول اللہ صلعم نبودے مدعی این الہام قبل از وقت فوت گردیدے زندگی ہر متنفس بقبضۂ قدرت ایزدی است حضرت مسیح موعود را امراض دوران سر و کثرت بول مدام می باشد و احیاناً درد گردہ ہم پیدا مے شوند اطبائے حاذق مے گویند کہ مریض این امراض زود فوت مے گردد مگر قدرت و پیشگوئی ایزدی ہمین حال از عرصہ بعید با تمام رسیدہ است گوئی کہ بسبب مرض حضرت مسیح موعود بکنارہ گور نشستہ اند و چون از عیسائیان و آریہ وغیرہ اعتراضے بر اسلام وارد شود این چنین ہوشیار مے شوند کہ گاہے مریض نبودہ اند در نصرت دین ہیچ پہلوانے این چنین ہوشیار و دلاور دیا ہمت بعد از محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چشم زمانہ ندیدہ باشد۔ ؎ جہان آفرین تا جہان آفرید + چو احمد مسیحے نیامد پدید۔

مولف موازنۃ الحقائق بصفحہ ۲ می گوید نبوۃ از ہر گونہ ختم است ہر کہ دعوی نبوۃ و رسالت از ہر گونہ پیش کند خلاف قرآن و سنت است۔
و ہمچنان پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہ در سیف چشتیائی از صفحہ ۶ تا ۲۲ و مسلمان پٹیالوی صاحب در تائید الاسلام حصہ دوم بصفحہ ۱۲۰ شبہات در باب ختم نبوت و اعتراضات ناشائستہ تحریر نمودہ اند۔

بجواب شان ما می گوئیم بو جہیکہ در باب ختم نبوت خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بآیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ارشاد فرمودہ است بران ایمان ما ست و تجاوز از ان الحاد بلکہ افراط و تفریط دران کفر است مگر افسوس کہ مخالفین ما از این آیت معنے ختم نبوت و راز ختم نبوت را نفہمیدہ اند بباعث عدم امعان و غفلت۔ در لفظ پرستی او فتادہ اند و از سوء الفہم براہ افراط و تفریط افتند۔

مولوی ثناء اللہ صاحب تیجہ مین

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین لکھا گیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے موضع تیجہ مین یہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کلمہ پڑھواتے ہین اسپر انسے مطالبہ ہوا اور پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ دیا گیا وغیرہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مین خود تو کچھ نہین لکھا البتہ حکیم محمد دین صاحب سے ایک مضمون اسکی تردید مین لکھوادیا کہ وہ واقعہ ہوا ہی نہین وغیرہ اسپر مین تو خاموش ہوگیا لیکن میان عبد العزیز صاحب نے مقام تیجہ سے مجھے ایک مضمون حکیم محمد دین صاحب کی تردید مین بھیجا ہے جسکو مین ذیل مین درج کئے دیتا ہون - مولوی ثناء اللہ صاحب اسپر غور کرین - حق کو چھپاتے سے انسان کا منشا نہین ہوسکتا وہ خدا سے ڈرین اور اپنا محاسبہ خود کرین - ایڈیٹر

مکرم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ - بعد سلام سنت الاسلام روشن رائے انور ہو - مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے پرچہ اہلحدیث بابت ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء مین میان محمد دین سے درج کرایا ہے - کہ موضع تیجہ مین آپنے یہ نہین کہا - کہ مرزائی لوگ **لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ** پڑھتے ہین - اور نیز اس کے حوالہ کا مطالبہ وغیرہ نہین ہوا - مکرم من یہ اسکا سیاہ جھوٹ ہے - اس بات کا ایک علاقہ گواہ ہے - کہ اس نے اپنے وعظ مین بالضرور ایسا کہا ہے - مین نے اوّل عین مسجد مین انکے دو رفیق اعظم خلیفہ بدر الدین و حبیب بیوپاری پشمینہ کو کہا - کہ مین وعظ سننے سے معذور ہون - کیونکہ مولوی صاحب نے خطبہ مین بڑا جھوٹ بولا ہے - کہ مرزائی لوگ آپکا کلمہ پڑھتے ہین نام بردگان نے مجھے مجبوراً بٹھایا - اور کہا - کہ ہم مولویصاحب کو اس سے منع کر دیتے ہین - اور ایک خط لکھکر منبر پر آپکے ہاتھ مین دیا - کہ آپ مرزا صاحب کا تعارض نہ کرین کیونکہ لوگ آپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین - مگر آپنے اس خط کو دیکھکر رکھ لیا - اور آنحضرت کی شکایت مین رواں ہوئے اس واسطے مین بیزار ہوکر اٹھ کھڑا ہوا - اور میری بعد اکثر لوگ اسی واسطے اٹھ گئے - کہ یہ مرزا صاحب کی شکایت کرتا ہے - وعظ نہین کرتا - اور آپ کمال خفت سے منبر پر سے اترے - اور محمد دین کو اوپر چڑھا دیا جسکے بیٹھتے ہی تمام لوگ رفو چکر ہوئے - جس سے بڑی بے رعبی اور سخت ندامت آپ کو دامنگیر ہوئی - یہانتک کہ ازان بعد ایک آدھ ہی نماز مسجد مین پڑھی ہوگی - باقی نمازین دیوان خانہ پر یا راجباہ پر ادا کرتے رہے - اور دوسرے روز بوقت ظہر وعظ کرنے بیٹھے - تو گاؤن کے لوگ بھی حاضر نہ ہوئے - اور حاضرین مین دس گیارہ رہ گئے - انہین کے طرفدارون کی زبانی معلوم ہوا - کہ وعظ کا کچھ مزا نہین آیا - آخر تو دس منٹ بات چیت کرکے حسرت پر حسرت لیکر مسجد سے رخصت ہوئے -

دوئم - خلیفہ بدر دین کے مکان پر جو مولوی صاحب نے وعظ کا جبر نقصان کرنے کے لئے مجکو بلایا - تو مینے بالمشافہ آپ پر وہی اعتراض کیا کہ آپ مرزا صاحب کی تحریر سے وہ کلمہ نکال دین تب آپنے کہا - کہ وہ اپنے آپ کو رسول کہتے ہین - مینے کہا - کہ رسول کہلانے سے کلمہ پڑھانا لازم نہین آتا - دیکھو مسیح علیہ السلام کے حواریون کو خداوند تعالیٰ نے سورت یٰسین مین مرسل کہا ہے - مگر اونہون نے اپنا کلمہ نہین پڑھایا - بلکہ مسیح علیہ السلام کی رسالت کی دعوت کرتے رہے ہین - یہہ سنکر بیچکے رہ گئے اور اب تو آپ پانچ پیسہ مانگتے ہین - اور مین تمہارا اسوقت آپکے کل اخراجات نان و نفقہ وغیرہ کا ذمہ وار ہوتا تھا - اور کہتا تھا - کہ ایسے امور کی تحقیق کے واسطے مولوی نور احمد صاحب کو بلاؤ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا - کہ ہمین کچھ ضرورت بلانے کی نہین - آخر چارا کی کی راہ سے خلیفہ بدر دین کے ہاتھ سے ایک خط لکھوایا - اور جسکا جواب موضع لودی ننگل کی طرف سے آیا - جسکو آپ نے دبا لیا - مگر مینے اصرار کرکے وہ خط نکلوایا - تب آپ بڑے نادم ہوئے - اور چنانچہ آجتک اسکا جواب مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے نہین دیا -

طرّہ یہ کہ اب اس قول کو کھینچ تانکر انکار کرنا چاہتے ہین - کہ قادیانی کہتا ہے - کہ تم **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی طرح مرزا رسول اللہ بھی جانو - بجواب اس کے ظاہر ہو - کہ اول تو یہ کلام ہی مہمل ہے - کیونکہ **لا الہ الا اللہ** کلمہ ہے نہ رسول جیکی طرح **مرزا رسول اللہ** بھی جانین - دوئم جو اس کے معنے مین کہا - یعنے جسطرح تم حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکھتے ہو - میری (مرزا کی) رسالت کا یقین بھی رکھو - یہ بھی غلط ہے - کیونکہ آنحضرت کی تحریر و تقریر سے کہین ثابت نہین کہ میری رسالت کا ایسا یقین رکھو - جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکھتے ہو - چہ جائے کہ آپ مجدد دین رسول اللہ ہین - آنحضرت کو متبوع اور اپنے آپکو مطیع و خادم رسول یقین کرتے ہین اور اگر آنحضرت صلعم کی برابری کا دعویٰ مضمون رسالت مین مولوی ثناء اللہ وغیرہ رسالہ **دافع البلا یا معیار الاخیار** وغیرہ سے نکال دین - تو مین اب بھی آپکو مبلغ **پانچسو روپیہ** انعام دینے پر آمادہ ہون - پانچ پیسے کیا ہوتے ہین یہ تو ان لوگون کا کام ہے جو بازارون مین مانگتے پھرتے ہین سیاق رہا دعوے رسالت سوا کابران امت جیسے شیخ اکبر وغیرہ فرماتے ہین کہ **رسالت مطلقہ** سے کچھ حصہ باقی ہے جو اولیاء امت کو دیا جاتا ہے - اور حدیث مین ہے - کہ رؤیا صالحہ کے چھیالیس حصومین سے ایک حصہ باقی ہے - چنانچہ اس روز بھی مینے یہی مطلب کو چھیڑنا چاہا تھا - مگر مولویصاحب نے کہا - کہ شیخ اکبرؒ ولی اللہ نہین - اور اسواسطے بات اور طرف ادلٹ گئی - اور آپ تو آپ پانچسو کو روتے ہین - مگر شرط کی نوبت تو ہزارون تک پہونچگئی تھی - کیونکہ مولوی نور احمد صاحب نے لکھا تھا - کہ آپ نے اعجاز احمدی کا جواب نہین دیا - جسکا دس ہزار روپیہ انعام ہے - اور نیز اشتہار مجریہ ۸ فروری ۱۹۰۳ء کا جواب نہین دیا - جسمین فی آیت و حدیث مبلغ ۲۰ روپیہ انعام ہے - فرمائیے - کہ ہماری طرف سے اب بھی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے - تو نکال دین -

لطف یہہ کہ آپ کو اسوقت انعام خاک سوجھتا تھا - جناب کو تو ہمہ متعلقین بدہضمی نے گھیر رکھا تھا - چرب نوالون کے لالچ اور طمع خام نے آپ کے بند ڈھیلے کردئے تھے - اور دست بردست جا رہے تھے - اور اسی واسطے آپ براہ بٹالہ امرتسر کو جلد واپس ہوئے - ورنہ ابھی تو آپ کی گت فتح گڑھ مین بھی بننی تھی - جہان آپ کی تفسیر موجب تکفیر کا کھنڈن کیا جاتا تھا -

والحمد للہ اولاً و آخراً ظاہراً و باطناً

مورخہ ۶ - ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء

الملتمس

خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ

اطلاع

از طرف اسلامک ڈبیٹنگ کلب امرتسر

بخدمت جمیع مخالفین اسلام خصوصاً آریہ صاحبان

چونکہ اس کلب کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۳ - ۲۴ - ستمبر ۱۹۰۵ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہونے والا ہے - جس مین بڑے بڑے اکابر علماء اسلام (کثرھم اللہ تعالیٰ) تشریف لائینگے اور زبردست و روشن دلائل سے اسلام کی سچائی پبلک پر ظاہر کرینگے - لہذا وہ لوگ جو اسلام پر معترض ہوتے ہین انکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ۱۵ - ستمبر سن رواں تک بذریعہ خط اسسٹنٹ سکرٹری کلب ہذا کو مطلع فرماوین کہ وہ اسلام کے کس مسلمہ اصول یا مسئلہ پر بحث کرنا چاہتے ہین - تاکہ اُن کو وقت مقرر کرکے اطلاع دی جائے - اور غیر مذاہب کے مسلمہ اصولون مین سے جن پر کلب ہذا بحث کرے گی وہ مضامین سکرٹری سے دریافت ہو سکتے ہین +

المطلع

فیروز الدین احمد اسسٹنٹ سکرٹری اسلامک ڈبیٹنگ کلب امرتسر ڈباب کٹھیکان متصل مکان ڈاکٹر جھنڈے خان

درخواست نکاح

قاضی شاہ دین صاحب نمبردار و جاگیردار ساکن تال پور ضلع ہوشیارپور قریشی النسب ہین احمدی سلسلہ مین شادی کرنے کے خواہشمند ہین - آمد معقول ہے عمر تیس و چوبیس سال کے درمیان ہے - پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے - اس بیوی سے اولاد بھی ہے - [illegible] رشتہ دارون مین شادی کرنی نہین چاہتے ہین +

ایک شریف لڑکی کی مراسلت

پہلا موقع ہے کہ الحکم مین ایک شریف لڑکی کی مراسلت چھاپی جاتی ہے - مین امید کرتا ہون کہ یہہ مضمون نہایت توجہ سے پڑھا جاوے گا -

ایڈیٹر

مجوزہ زنانہ نارمل سکول علیگڈھ

نواب محسن الملک آجکل بمبئی مین زنانہ نارمل سکول علیگڈھ کے لئے چندہ جمع کرنیکو گئے ہوئے ہین - آپنے اوسپر ۱۵ - اگست کو ایک لکچر بھی بمبئی مین دیا ہے - مین حیران ہون کہ نواب صاحب کے کالج نے مردونکی ابھی تک کونسی اصلاح کی ہے ؟ جو نواب صاحب میری پردہ نشین بہنون کو ترقی کی دُہن مین یا لالچ مین لاکر بے پردہ کرکے دیکھنا چاہتے ہین -

بھلا وہ کونسے غیور والدین ہونگے جو علیگڈھ مین اپنی عزیز عفت مآب لڑکیون کو بھیجنا پسند کرینگے ؟ مینے سکول مذکور کے برخلاف ایک مضمون وکیل مین بھیجا تھا جو وکیل مطبوعہ ۲ ستمبر کالم ۳ مین شائع ہوا ہے - تعجب ہے کہ یہہ لوگ تعلیم قرآن کریم سے کیون فائدہ نہین اٹھاتے حال مین میرے حقیقی بھائی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مولانا مولوی نور دین صاحب کے درس

قرآن کریم ۲۔ستمبر سے کچھ تھوڑا سا اقتباس کر کے میرے مطالعہ کے لئے بھیجا ہے جسے میں مشتاقان بے پردگی کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھتی ہوں۔ وَلَا لِنِسَآءِهِنَّ (ترجمہ) "عام طور پر عورتوں کو گھروں میں نہیں آنے دینا چاہئیے" قبلہ مولانا صاحب موصوف نے اس آیۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے والدہ عبدالحی سے شادی کی تو اسوقت بہت سی عورتیں آئیں۔انمیں میرے ایک دوست کی بیوی بھی تھی۔جس نے گھر میں جا کر والدہ عبدالحی سے یوں کہنا شروع کیا کہ تمہارے اوپر تو بڑا ظلم ہوا ہے جو تم ایک بوڑہے سے بیاہی گئی ہو وغیرہ وغیرہ والدہ عبدالحی نے اسی وقت مجھے بلوا بھیجا میر آنا تھا کہ وہ عورت تو رفوچکر ہو گئی بعدہٗ مجھے اسکی ساری باتیں سنائی گئیں۔سبحان اللہ وبحمدہٖ قرآن کریم کی کیسی اچھی تعلیم ہے جو غیر جنس مستورات کے خلا ملا سے بھی مستورات کو روکتا ہے چہ جائیکہ علیگڈہ کالج میں غیر مردوں سے تعلیم پانے کی تحریک! قبلہ نواب صاحب! کیا آپ اپنی ملکی اور قومی بہنوں کو مصر کی مسلمان آزاد عورتیں بنا کر دیکھنا چاہتے ہیں؟ بقول شخصے ع

ابھی فتنہ ہے کوئی دن کو قیامت ہوگا

از شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور ۶۔ستمبر ۱۹۰۵ء
بنت منشی غلام محمد پہلوری

پتہ مطلوب ہے

سید مقبول شاہ صاحب احمدی ساکن موضع سہنہ ڈاکخانہ کہاریاں ضلع گجرات اطلاع دیتے ہیں کہ انکا ایک لڑکا قمر علی شاہ نام عمر ۱۶ سال بے ریش سفید رنگ جو گجرات پڑہتا تھا کہیں چلا گیا ہے اسکا پتہ نہیں اگر کسی صاحب کو ملے تو اسے اپنے پاس ٹہیرا کر سید صاحب مذکور کو اطلاع دے۔

اور ایسا ہی انکا ایک بہتیجا جسکا نام اصغر علی شاہ ہے وہ مڈل سکول کہاریاں سے بہاگا ہے اسکی عمر ۱۴ سال درمیانہ قد ہے اسکا پتہ ملے تو اس سے بھی اطلاع دے۔

ریمارک

سائنس و تعلیم:۔ یہہ ماہواری رسالہ سائنٹفک و ٹیکنیکل ورکشاپ لاہور کیطرف سے شائع ہونا شروع ہوا ہے اسکے ایڈیٹر بہاری لال بہاٹیہ بی۔ایس سی ہیں۔اسکے ساتھ چار صفحہ کا انگریزی ضمیمہ بھی ہوتا ہے قیمت برائے نام ایک روپیہ سالانہ ہے۔رسالہ مفید اور دلچسپ ہے اور ملک میں ایسے رسالوں کی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہے۔اسلئے امید کیجاتی ہے کہ تعلیم یافتہ جماعتیں ایسے رسالوں کی قدردانی کریں گی۔

المصباح:۔ یہہ جدید رسالہ جے پور سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔میرے پاس اسکا پہلا نمبر آچکا ہے۔اس رسالہ کے مقاصد روحانیت۔صنعت و حرفت۔حفظ صحت۔زندہ جاوید۔ورزش جسمانی قرار دئے گئے ہیں۔اور ہر ایک مضمون کے لئے صفحوں کے جداگانہ نمبر دئے گئے ہیں تاکہ آخر میں ایک جدا کتاب طیار ہو سکے۔رسالہ کی چہپوائی۔کتابت اور کاغذ ہر نوع اچھا ہے۔میری رائے میں یہ رسالہ مفید ہے۔قیمت سالانہ چار روپیہ البتہ کسی قدر زیادہ ہے۔نمونہ کا پرچہ ۵ر کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتا ہے درخواستیں مینیجر رسالہ المصباح جے پور کے نام ہوں۔

ایسٹ اینڈ ایسٹ خالق باری

خالق باری ایک مشہور کتاب ہے اسکی طرز پر پہلے مرادآباد سے ایک انگریزی خالق باری شائع ہوئی تھی۔ابھی مرادآباد سے ایک مشہور شخص کے قلم سے یہ رسالہ نکلا ہے اس کے مصنف مولوی احمد الدین خانصاحب مرحوم ترجمان دفتر صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند ہیں۔اور اب منشی محمد فضل حسین صاحب بسمل نے اپنے مطبع میں کسی قدر ترمیم و تصحیح کے بعد چہاپا ہے۔اس خالق باری میں انگریزی زبان کے الفاظ اور ان کے ہندی فارسی یا عربی معانی کو نظم میں بیان کیا ہے۔انگریزی زبان کے نوآموزوں کے لئے ایک مفید کتاب ہے بچے اسے خوشی اور آسانی سے یاد کر سکتے ہیں+جدا جدا عنوان کے نیچے تقسیم مضامین اور بھی قابل تعریف ہے۔۴۸ صفحہ کی اچھی چھپی ہوئی کتاب ہے۔قیمت فی جلد ۶ر ہے۔منشی فضل حسین صاحب بسمل مرادآباد سے ملے گی۔

النظر۔ یہہ ایک فارسی رسالہ ہے جو مرزا نذر علی صاحب احمدی سابق شیعہ نے حال میں کارخانہ الحکم کے انوار احمدیہ پریس میں چہپوا کر شائع کیا ہے۔یہہ رسالہ فارسی زبان میں لکھا ہے اور سید علی حائری مشہور لاہوری شیعہ عالم کی کتاب غایت المقصود حصہ دوم پر لطیف ریویو کیا ہے۔اس رسالہ کی قیمت ۱ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔اور سید عبدالحی عرب صاحب سے مل سکتا ہے۔

لغات القرآن۔ سید عبدالحی عرب آجکل ایک عمدہ قابل قدر اور مفید تالیف میں لگے ہوئے ہیں وہ قرآن شریف کی ایک لغت لکھ رہے ہیں جو کئی مستند کتب لغت سے انہوں نے انتخاب کی ہے مجھے انہوں نے مسودہ کا کچھ حصہ دکھایا ہے میں سمجھتا ہوں وہ انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا۔اور قرآن مجید سے محبت رکھنے والوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔عرب صاحب اس کتاب کو عمدہ چھپوانا چاہتے ہیں اور یہ بھی انکا خیال ہے کہ قیمت بھی ۸ر سے زیادہ نہو۔ اسلئے جو صاحب اس کتاب کو لینا چاہئیں وہ عرب صاحب کو اطلاع دیں۔اور اگر پیشگی قیمت بھیجکر انہیں مدد دیں تو کتاب کے چھپنے میں اور بھی سہولت ہو سکتی ہے+عرب صاحب قادیان میں رہتے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مع **اہل بیت** اچھے ہیں۔آجکل حضور کی توجہ زیادہ تر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت کی طرف ہے۔دعا میں مصروف ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے امیدوار فرماتے تہے مولوی صاحب کی **صحت احیاء موتی** ہے۔آپ کے بالکل شفا پانے پر ہماری جماعت کا خدا تعالیٰ پر ایمان اور امید بہت بڑھ جائیگی+مجھے ان دعاؤں میں کئی مقاصد مدنظر ہیں۔

۲۔مولویصاحب کی صحت خدا کے فضل سے اب یوماً فیوماً اچھی ہے زخم مندمل ہو رہا ہے✱ اور آئندہ بڑہنے کا خطرہ الحمدللہ اسوقت تک تو نہیں رہا۔اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو شفاء عاجل عطا فرماوے۔بیمار پرسی کے خطوط آرہے ہیں+خدا تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے آمین۔

۳۔حکیم الامۃ کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔فاضل امروہی میرٹھ میں ہیں۔

۴۔موسمی لحاظ سے یہہ ہفتہ بہت ہی مبارک گذرا ہے بارش خاطر خواہ ہو رہی ہے نرخ غلہ جو یکدم گر گیا تہا اب چڑھ رہا ہے۔گران فروشی کی آرزوئیں کرنے والے حیران ہو رہے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹۔ستمبر کو فرمایا کہ مجھے بہت ہی فکر تہا کہ بعض الہامات انمیں متوحش ہیں۔آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دلمیں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچہے ہو جاتے ہیں چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے میرے دلمیں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے اِذَا جَآءَ اَفْوَاجٌ وَسُمٌّ مِنَ السَّمَآءِ اور کفن میں لپیٹا گیا اور اِنَّ الْمَنَایَا لَا تَطِیْشُ سِہَامُہَا یہ اسبات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضا و قدر تو ایسی ہی تہی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد بلا کر دیا۔

۱۰ستمبر نماز صبح کے وقت رویا۔ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے اس کے آگے ایک بڑا چبوترا ہے جسکی کرسی بہت بلند ہے اوپر مولوی عبدالکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پر بیٹھے ہیں اس جگہ میں ہوں اور پانچ چار اور دوست ہیں جو ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں میں نے کہا مولوی صاحب میں آپ کو آپ کی صحت کی مبارکباد دیتا ہوں اور پھر میں رو پڑا اور میرے ساتھ کے دوست بھی رو پڑے اور مولوی صاحب بھی رو پڑے پھر میں نے کہا دعا کرو۔اور دعا میں تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑہی فرمایا اس خواب کے تمام اجزا مولویصاحب کی صحت کی بشارت دیتے ہیں سورہ فاتحہ کے پڑہنے کی تعبیر بھی یہی ہے کہ انسان کوئی ایسا امر دیکھے جو اسکو خوش کرنیوالا ہو اور فرمایا جو الحمد خواب میں پڑہتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے*

۱۲ستمبر "دو شہتیر ٹوٹ جائینگے" اسکے بعد زور سے الہام ہوا۔ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ۔

✱ اسی دن مولویصاحب کی پشت پر پہلے کاربنکل کے قریب ایک دوسرا کاربنکل ہو گیا جسکو چیرا گیا اور حالت پہلے سے بہتر رہی

ایک تازہ الہام

(جو ۱۳ستمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر ہوا)

عَفَتِ الدِّیَارُ کَذِکْرِیْ

فرمایا کذکری سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے پیشگوئی ہو چکی ہے۔

(زلزلہ کی خبر)

اٹلی میں سخت زلزلہ آیا۔تفصیل پہر۔

*نوٹ۔ [illegible]

گذارہ کرلیں گے۔ ہمارے دل میں خیال آیا۔ کہ معلوم نہیں۔ مرزا صاحب نے کیوں روٹی بند کر دی ہے بزرگوں کے کام پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ فقط۔

پھر الہام ہوا۔ انی انا الرحمن لا یخاف لدی المرسلون قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔

ترجمہ۔ تحقیق میں رحمان خدا ہوں۔ مرسل میرے پاس نہیں ڈرا کرتے۔

کہ یہ خدا کے کام ہیں۔ پھر ان کو چھوڑ دے جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ اُن میں لہو لعب کریں۔

مندرجہ بالا رویاء کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک پُر معنی خواب ہے۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ روٹی مدار حیات ہے کیونکہ خوراک کے ساتھ زندگی کا بقا ہے۔ روٹی کا بند ہونا۔ اس دنیا سے فوت ہو جانا ہوتا ہے۔ سو بنظر اسباب ظاہری یہ سخت بیماری ایک موت کا پیغام ہے۔ لیکن روٹی پھر لگ گئی ہے۔ کیونکہ منظور محمد نے رحمت اللہ کو رکھ لیا ہے۔ رحمت اللہ سے مراد خدا کی رحمت ہے۔ اور منظور محمد سے مراد وہ امر ہے جو محمدؐ کو منظور ہے۔ وحی الٰہی نے یہ نام محمد ہی رکھا ہے۔ پس اس سے مراد مولوی صاحب کی صحت اور زندگی ہے جس کے واسطے ہم دعائیں کرتے ہیں۔ تجارت سے مراد دعا کرنا۔ خدا پر ایمان رکھنا اس پر بھروسہ کرنا اور اعمال صالحہ کا بجا لانا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ اے مومنو میں تمہیں ایک تجارت کی خبر دیتا ہوں۔ جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ غرض معمولی زندگی جو بغیر کسی عوض کے تھی۔ وہ تو بند ہو چکی ہے لیکن اب تجارتی زندگی باقی ہے یعنی وہ زندگی جو دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اسی نے رحمت اللہ کو جاتے جاتے روک لیا ہے۔

ڈائری میں سے چند باتیں

(رقم زدہ مفتی محمد صادق صاحب)

مولوی عبدالکریم صاحب

۱۶-ستمبر ۱۹۰۵ء۔ شیخ نور احمد صاحب جالندھر سے اور منشی نبی بخش صاحب کوٹلہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھتے ہیں۔

اُولٰئک علٰی ھُدی من ربھم واُولٰئک ھم المفلحون

فرمایا۔ اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فرمایا یہ مرض مہلک ہے۔ اور آثار مرض بھی خطرناک ہیں۔ لیکن دعا بہت کی گئی ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہ چاہتا ہے ایک تنکے سے شفا ہو جاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا لاکھ دوائی بے سود ہے۔

میاں نبی بخش صاحب نے عرض کی ہے کہ ایک ہندو نے مجھے تاکید کی تھی۔ کہ میرے واسطے حضرت سے دعا کرائیں۔ فرمایا۔ ہندو یا کسی اور مذہب کا آدمی جو دعا کے واسطے درخواست کرے۔ ہم سب کے واسطے دعا کرتے ہیں۔

ذکر آیا۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام استغفر اللہ رکھا ہے۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ جتنی دفعہ اسکو بلائیگا خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہیگا۔

مولوی نورالدین صاحب کے صاحبزادہ عبدالحی کا ذکر تھا۔ کہ اس کے متعلق پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ فرمایا۔ اجنبی دشمن اور دور رہنے والا کیا حاصل کر سکتا ہے۔ جو لوگ قریب رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ نشانات دیکھتے ہیں۔ پاس رہنے والے تو آپ بیتی کے نشان بھی دیکھ لیتے ہیں۔

۱۶-ستمبر ۱۹۰۵ء۔ صبح۔ ایک دوست نے عرض کی میرے گھر سے خبر آئی ہے۔ کہ تمہارا لڑکا سخت بیمار ہے جلد آؤ۔ مگر بیماری کی تفصیل نہیں حضور دعا فرماویں۔

فرمایا۔ میں دعا کروں گا۔ لیکن بعض دفعہ عورتیں صرف بلانے کے واسطے بھی ایسا لکھ دیا کرتی ہیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم اسجگہ قادیان میں تھے۔ کہ میر ناصر نواب کے گھر سے خط آیا۔ کہ والدہ اسحاق فوت ہو گئی ہے۔ اور اسحاق بھی قریب المرگ ہے (خدا تعالیٰ ہر دو کو با صحت و عافیت لمبی عمر عطا فرماوے) یہ خط اسحاق کے بھائی کا لکھا ہوا تھا۔ جو اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا میں اس خط کو پڑھ کر بہت پریشان ہوا۔ کیونکہ اس وقت ہمارے گھر میں بیمار تھے۔ بخار چڑھا ہوا تھا۔ ایسی حالت میں ان کو والدہ کی وفات کی خبر سنانا ہرگز مناسب نہ تھا۔ میں اسی فکر میں تھا۔ کہ الہام ہوا۔ ان کیدکن عظیم جس سے میں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ صرف بلانے کا بہانہ ہے۔ ورنہ دراصل خیر ہے۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب (خدا ان کو صحت دے) اس جگہ تھے۔ ان کو سنایا گیا۔ اور حافظ حامد علی کو بھی سنایا گیا۔ اور اسی کو وہاں بھیجا گیا۔ تو بات وہی نکلی۔ جو خدا نے بذریعہ الہام ہم کو بتلائی تھی۔

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی۔ کہ اس دن میں بھی اسی جگہ تھا۔ اور اس واقع کا گواہ ہوں۔

۱۷-ستمبر ۱۹۰۵ء۔ فرمایا۔ خدا کی طلب میں جو شخص پوری کوشش نہیں کرتا۔ وہ بھی کافر ہے۔ ہر ایک چیز کو جب اسکی حد مقررہ تک پہنچایا جاتا ہے تب اس سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جیسے اس زمین میں چالیس یا پچاس ہاتھ کھودنے سے کنواں طیار ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص صرف چار یا پانچ ہاتھ کھود کر چھوڑ دے اور کہہ دے۔ کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ تو اس کی غلطی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس شخص نے حق محنت کا ادا نہیں کیا۔

۱۷-ستمبر ۱۹۰۵ء قبل از ظہر۔ فرمایا۔ یہ جو قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ فبھدٰھم اقتدہ۔ پس ان کی یعنی گذشتہ نبیوں کی جن کا اوپر ذکر آیا ہے اقتدا کر۔ اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جسقدر گذشتہ انبیاء ہوئے۔ اور انہوں نے مخلوق کی ہدایت مختلف پہلوؤں سے کی اور مختلف قسم کی انہیں خوبیاں تھیں کسی میں کوئی خوبی اور کمال تھا۔ اور کسی میں کوئی۔ اور ان تمام نبیوں کی اقتدا کرنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ان تمام متفرق خوبیوں کو اپنے اندر جمع کرلینا چاہیئے اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جو شخص جامع ان تمام خوبیوں کا ہے جو متفرق طور پر تمام انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ تمام متفرق کمالات اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ اسلئے وہ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کی خوبی اسمیں موجود ہے۔ اور وہ تمام متفرق خوبیوں کا جامع ہے مگر پہلے ان میں کوئی نبی ان تمام خوبیوں کا جامع نہ تھا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکا خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہے حضور براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھ رہے ہیں جو ۱۲ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے اچھے ہیں اور خدمت دین میں مصروف۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت طبع کے باعث آپ ہی نمازیں پڑھاتے ہیں

۳۔ **مخدوم الملۃ** کی صحت کے متعلق اسقدر اطلاع غالباً کافی ہوگی کہ پہلا زخم دن بدن مندمل ہو رہا ہے ایک حصہ میں کسیقدر ورم پائے جاتے کیوجہ سے پھر اپریشن کرنا پڑا۔ ضعف اور نقاہت بدستور ہے۔ جو کثرت پیشاب کیوجہ سے بعض اوقات بڑھ جاتی ہے۔ بہر حال حضرت مخدوم الملۃ کی بیماری احباب کے لئے تشویش اور فکر کا باعث ہو رہی ہے۔ خود اعلیٰ حضرت کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذرتا ہے **ڈاکٹر** مرزا یعقوب بیگ صاحب نہایت ہمدردی اور جستی کے ساتھ علاج میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ انکی مساعی کو بار آور کرے۔ (آمین)

کسی شیعہ نے انہیں ایام علالت میں حضرت مخدوم الملۃ کو خط لکھا ہے کہ یہ بیماری محض اس وجہ سے آئی ہے کہ آپ نے شیعہ مذہب کے خلاف لکھا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دانشمند شیعہ اس کے ساتھ اتفاق کر سکے۔ اس سے بڑھ کر بیہودگی کیا ہوگی۔ کاش شیعہ مذکور بتا سکتا کہ اسنے یہ رائے حضرت امام حسینؓ کے ایماء سے ظاہر کی ہے اور کسی کشف میں آکر امام حسینؓ یا انکے فرضی علی نے اسکو کہا!

وہ یاد رکھیں کہ خدا کا ولی اور خلیفہ جو خدا کی وحی کے موافق امام حسینؓ سے افضل ہے اب بھی اپنی کامیابی اور ترقی اور سماوی تائیدات کے ساتھ اس بیت کو توڑ رہا ہے مصائب۔ امراض اور دوسری قسم کے ابتلا مومنوں کو آتے ہیں اور وہ ان کی ترقی درجات کا موجب ہوتے ہیں۔ ہاں خدا کے ماموروں اور خلیفوں اور مرسلوں کے شدید ایذا رسانوں اور شریر اور گستاخ منکروں پر جو عذاب وعدہ کے موافق آتا ہے۔ وہ اس لحاظ سے کہ قبل از وقت اسکی پیشگوئی کی جاتی ہے اپنے اندر جلالی ہیبت رکھا کرتا ہے اور وہ لوگ محسوس کر لیتے ہیں کہ ہم پر یہ بیماری فلاں شرارت کے باعث ہے۔ لیکن جو شخص اس بیماری اور سخت تکلیف میں بھی اعلان کرتا ہے کہ بحمد اللہ میں اسوقت بھی اس سلسلہ کو خدا کیطرف سے یقین کرتا ہوں اور خدا کے برگزیدہ مسیح کو صادق مانتا ہوں اسکی نسبت ایسا خیال کرنا بڑی بیہودگی ہے۔ جو شخص اس امام پر ایمان لاتا ہے اور اس مصیبت اور تکلیف کی گھڑی میں جو اپنے آپ کو امام حسین سے افضل سمجھتا ہے اور یہ اسے کہہ سکتی ہو کہ شیعہ مذہب کی مخالفت کا نتیجہ ہو۔ اگر شیعہ مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کے اظہار سے یہ تکلیف انپر آئی ہے تو مہربانی کرکے بتا تو دو امام حسین علیہ السلام پر وہ کربلا کی مصیبت کسیوجہ سے آئی تھی؟ اور اس میں خدا تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کو بامراد اور فائز المرام کیوں کر دیا؟

بہر حال مجھے اسوقت اس شیعہ کے خط پر مفصل ریمارک کرنا مقصود نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اسکے فضل اور کرم سے کچھ بھی بعید نہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ خود مخدوم الملۃ شفا پاکر (خدا انہیں جلد شفا دے) اسپر لکھیں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

مولوی صاحب کی حالت مرض و صحت پر کوئی قطعی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔ خدا کے مسیح کی دعائیں انکے ساتھ ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کریگا تمام زنگ میں چاہیگا۔ زخم کی حالت الحمد للہ اچھی ہے کثرت پیشاب کی شکایت بدستور ہے ضعف اور نقاہت بھی ہے۔

۱۲-ستمبر کی رات کو اعلیٰ حضرت مولوی صاحب کے لئے بہت

الحکم نمبر ۳۳ جلد ۹

کہ اللہ تعالے آئندہ آن را بند فرمودہ و مہر نہادہ است کہ کسے بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی نمی تواند شد و تا وقتیکہ در امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل نشود و از فیضان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مستفیض نشود بمکالمہ ایزدی مشرف نمے تواند شد اگر کسے بجز از داخل شدن درین امت و بدون طلب فیوض از چشمہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شرف مکالمہ الٰہی حاصل می تواند کند او را روبروئے من بیارید۔ ہمین دلیلے است زبردست برین امر کہ ما آن را پیش مے کنیم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ در دنیا نخواہد آمد بلکہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود۔

بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسے فیضان نبوت حاصل نمی تواند کرد تا وقتیکہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استفاضہ نہ کند آیت مزبورہ کہ در باب ختم نبوۃ است صریحاً حضرت عیسیٰ را بند مے کند پس او چسان آمدن مے تواند یا حضرت عیسے علیہ السلام را از نبوۃ معزول کنید و این ہتک و بے عزتی ایشان را روا دارید و یا این کہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود و اصطلاح نبی بر نبی مستقل اطلاق مے یابد مگر الحال بعد از خاتم النبیین این نبوۃ مستقلہ نماندہ است از ینجا است کہ گفتہ اند ؎

خارقے کز ولی مسموع است + معجزۂ آن نبی متبوع است

پس این امر را خوب یاد دارید کہ ہرگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است و حضرت عیسیٰ را شرف نبوت پیشتر حاصل است پس چگونہ مے تواند شد کہ حضرت عیسے واپس آید و نبوۃ را از دست دہد این آیت بعد از حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی مستقل را از آمدن باز مے دارد والبتہ این ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مے افزاید کہ شخصے از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از فیض آنحضرتؐ درجہ حاصل کند کہ بوقتے از اوقات نبی مستقل را آن درجہ حاصل مے تواند شد و اگر حضرت عیسے خود بیاید پس صاف ظاہر است کہ تکذیب این آیت لازم مے آید۔ و خاتم الانبیاء حضرت عیسے علیہ السلام مے گردد و آمدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیر مستقل مے شود زیرا آنکہ چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در دنیا آمدند بعد از عرصۂ قلیل رخصت شدند و حضرت عیسے علیہ السلام پیش از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم ماندند و آخر ہم ماندند الغرض ازین عقیدہ کہ آئندہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام است خیلے مفاسد پیدا مے شوند اکثر علماء بمفہوم ختم نبوت بغلطی افتادہ اند و بآیت مذکورہ کہ خاتم النبیین آمدہ است و بران الف و لام آمدہ است از آن ہم صاف معلوم مے شود کہ نبوت تشریع ختم شدہ است پس الحال اگر کسے مدعی نبوۃ شرع جدید شود او کافر است۔

و اگر انکار مکالمہ الٰہی باشد پس اسلام مذہبے مردہ قرار دادہ مے شود + نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ اگر دروازہ مکالمہ الٰہی ہم بند قرار دادہ آید پس ہمین است قہر است زیرا نکہ باین اعتقاد این امت خیر الامم قرار دادہ نمے شود و دعائے اہدنا الصراط المستقیم بے سود قرار دادہ شود۔ تعجب است کہ این امت یہود گردد و مسیح از دیگران آید۔

مکالمہ نبوۃ بکثرت مے باشد و عام مکالمہ الٰہی بکثرت نمے باشد۔ و کیفیت مکالمہ نبوت صاف مے باشد آیا شخصے کہ پیش او یک دو درہم باشد برابر آن بادشاہ مے تواند شد کہ پیش او خزانہا ئے پر از دراہم باشند آیا درمیان آن ہر دو فرق مے باشد یا نہ۔ حالانکہ ہر دو از دار مے باشد۔ ہمچنان بوحی و مکالمۂ نبوت و بمکالمہ دیگران فرق کثرت و کیفیت و کمیت مے باشد۔

مکالمۂ نبوت چنان اجلے و اصفے مے باشد کہ ہر یک شریف برداشت آن نمے تواند کرد مگر آن کہ بدرجہ اصفیٰ باشد۔

باز شان نبوت این است فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول خداوند تعالے رضائے خود نخستین بذریعہ خواب باز بذریعہ کشف باز بذریعہ وحی و بعد آن بر نبی ظاہر مے کند حتے کہ امر مخفی و غائب پیشتری

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء

علام

شیخ عبد القادر جیلانی را ملاحظہ کنید۔

ورنہ خدا تعالے کہ مے فرماید من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرۃ اعمیٰ اگر خدا تعالے خود این امت را اعمے گرداند پس تعجب است کہ خود او را نابینا کرد و باز برائے نابینا زجر و توبیخ کند کہ در آخرت ہم اعمیٰ باشند امت بیچارہ چہ اختیار دارد۔ مثال این چنانست کہ شخصے کسے را گوید کہ اگر تو ازین مکان بیفتی بزندان گرفتار کردہ خواہی شد مگر باز خود او را پس بیفگند گویا سلسلہ نبوت مسدود کردہ فرمود کہ ترا از مکالمات و مخاطبات بے بہرہ کردہ شد و برائے بسر بردن زندگی ترا مثل بہائم گردانیدہ شد و بجائے فرماید کہ من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرۃ اعمیٰ الحال این عقیدہ را حل کنید کہ جواب این تناقض چیست جائے خیر الامت فرمود و بجائے دیگر فرمود کہ تو نابینا ہستی و در آخرت ہم نابینا خواہی بود۔ نعوذ باللہ۔ مردم چہ قدر عقیدہا ناشائستہ تراشیدہ اند اگر کسے برائے اصلاح این امت از امم اخری آید ہم مشکل است زیرا کہ باین وجہ ہتک شان نبی این است و بے عزتی قوم است کہ گویا کسے درین امت باین قابل نماندہ است کہ اصلاح قوم خود کند و نہ کسے بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف شد بلکہ برین ہم بس نیست بلکہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلا تشبیہ اعتراض عاید مے گردد کہ آنحضرت این قدر نبی عظیم الشان باشند و امت ایشان تا باین حد ضعیف و کمزور گردد۔ و در اصل امر نہ چنانست کہ مردم فہمیدہ اند بلکہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در امت آنحضرتؐ نبوت موجود است و انبیاء ہم مے باشند مگر لفظ نبی بوجہ عظمت نبوت استعمال کردہ نمے شود لیکن برکات و فیوض موجود اند۔

خداوند تعالے ما را آن نبی عطا فرمودہ است کہ خاتم المومنین و خاتم العارفین و خاتم النبیین است و ہمچنان آن کتاب بران حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمودہ است کہ جامع الکتب و خاتم الکتب است و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین است مگر نہ آنچنان نبوت بران حضرت ختم شدہ است کہ گلو را مخنوق کردہ ختم کنند چنین ختم قابل فخر نمے باشد بلکہ از ختم شدن نبوت بران حضرت این مراد است کہ طبعاً جملہ کمالات نبوت بران حضرت ختم شدہ است یعنے تمام کمالات متفرقہ کہ از حضرت آدم تا حضرت مسیح ابن مریم انبیاء را دادہ اند آن جملہ در ذات والا صفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدہ اند لہذا آنحضرت را خاتم النبیین قرار دادہ شد و جملہ تعلیمات و وصایا و معارف کہ بکتب مختلفہ آمدہ اند آن بقرآن شریف ختم شدہ اند و قرآن شریف خاتم الکتب گشت درین جا ہم یاد باید داشت کہ مردم بر من و بر جماعت من این الزام وارد مے کنند کہ ما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم النبیین نمے دانیم حالانکہ این بر ما افترائے عظیم است ما بآن قوت و یقین و بصیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء مے دانیم و یقین مے کنیم کہ مخالفین ما بمقابلہ آن حصۂ ہزار ہم ندارند نہ این قدر ظرف شان است کہ ایشان این حقیقت و راز را کہ در ختم نبوت خاتم الانبیاء است بفہمند۔ اوشان حرف از آباؤ و اجداد خود لفظے شنیدہ اند و از حقیقت آن بے خبر اند نمے دانند کہ ختم نبوت چیست و بران مفہوم ایمان آوردن چیست مگر ما ببصیرت تام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء یقین مے کنیم و خداوند تعالے بر ما حقیقت ختم نبوت را چنان واضح و منکشف فرمودہ است و از شربت عرفان آن کہ ما را نوشانیدہ اند چنان لذتے خاص مے یابیم کہ کسے اندازہ کردن نمے تواند۔ مثال ختم نبوت از امثال دنیا چنان بیان کردہ آید کہ چنانکہ ماہتاب از ہلال شروع مے شود و بتاریخ چاردہم رسیدہ کمال آن ختم مے شود کہ او را دران حالت بدر گفتہ مے شود ہمچنان جملہ کمالات پیشینیان بران حضرت ختم شدہ اند کسانیکہ این رائے و مذہب دارند کہ نبوت بزبردستی ختم شدہ است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را بر یونس بن متی ترجیح نباید داد اوشان این حقیقت را نفہمیدہ اند

۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء

مثل امر مشهود و محسوس مے گردد۔
اجلی و اصفی مکالمہ الٰہی کسانے مے باشد کہ تزکیۂ نفس بدرجۂ اعلےٰ رسانیدہ باشند برائے آن خیلے ضرورت تقویٰ و طہارت مے باشد لہذا اللہ تعالےٰ فرمودہ است ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔

پس فرق کثرت و قلت و صفائی و تکدر ثابت مے گردد اند کہ مکالمۂ نبوت چیست و دیگر چیست۔ عوام را ہم خوابہائے صحیح مے آیند کہ بان تصدیق سلسلۂ نبوت مے شود زیرا کہ اگر خوابہا عام نبودے امر نبوت مشتبہ شدے پس خدا تعالےٰ برائے اتمام حجت این مادہ را بہر کس نہادہ است۔

بیک دو خواب کسے نبی نمی گردد

لیکن بیک دو خواب کسے نبی نمے گردد شان نبوت دیگرے باشد بالہامات ما کہ نبی آمدہ است شرطہا دارد اول اینکہ شرع جدید نداریم دیگر اینکہ واسطۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داریم۔

خدام سلسلۂ محمدی را چرا نبی نگفتند

(سوال)

چون بمیان سلسلۂ موسوی و سلسلۂ محمدی مماثلت است پس چہ وجہ است کہ خدام سلسلۂ موسوی را نبی گفتند مگر خدام سلسلۂ محمدی را نبی نہ گفتند۔

(جواب)

بہ مشابہت این امر از ضروریات نمے باشد کہ مشبہ و مشبہ بہ عین یکدیگر باشند و ہیچ تفاوتے درمیان آنہا نباشد مثلاً ما مے گوئیم کہ فلانے شیر است پس آیا در ان این امر ہم از ضروریات است کہ بر جسم آن کس موہائے دراز باشند و چار پائے و یک دم داشتہ باشد و بصحاری و بیابان صائد ہم باشد بلکہ چنانکہ من وجہ تشابہ مے باشد ہمچنان من وجہ مخالف بودن آن ہم از ضروریات است اللہ تعالےٰ خیر امت این امت را فرمودہ است خیرات و برکات کہ بدرجۂ اعلےٰ بودند باین امت جمع شدہ اند۔ زمانۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحدے رسیدہ بود کہ قوائے دماغیہ و عقلیہ بہ نسبت قرون اول خیلے ترقی کردہ بودند۔ دران زمانہ یک گونہ جہالت بود الحال اگر کسے گوئید کہ این ہم تشابہ نمے باشد پس این گفتن او درست نمے باشد۔

[ف] ... بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ...

نہ تنہا کہ خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حرام کردہ است معنے اش این نیست کہ ابدون ہیچ خیر و برکت را این امت نخواہد یافت و نہ او را شرف مکالمات و مخاطبات باشد بلکہ مراد این است کہ ہیچ نبوت بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاری نخواہد شد۔ ہر بردم ... این است کہ لفظ نبی اطلاق نیافت وجہ اش صرف این است کہ بعد از حضرت موسیٰ نبوت ختم نہ شدہ بود بلکہ تا ہنوز مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی اولوالعزم صاحب شریعت کاملہ آئندہ آمدنی بود۔ لہذا برائے امت حضرت موسیٰ لفظ نبی جاری ماندہ بود مگر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جملہ اقسام نبوت کہ بلا اجازت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نباشد بند شدہ بود لہذا این امر از ضروریات بود کہ از جہت عظمت سرور کائنات

نبوت مآب بر دیگرے لفظ نبی اطلاق نیافت این اعتراض و جواب را بصورت دیگر مکرر بیان مے کنیم یعنے ہر گاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل حضرت موسیٰ است و خلفاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل انبیاء بنی اسرائیل اند پس چہ وجہ است کہ نام مسیح موعود در احادیث بلقب نبی آمدہ است مگر دیگر خلفاء را این نام نہ دادہ شد۔

در احادیث مسیح موعود بلقب نبی آمدہ است

(جواب) ہر گاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بود و بعد آنحضرت کسے نبی نہ بود لہذا اگر تمام خلفا را نبی گفتہ مے شد امر ختم نبوت مشتبہ مے شد و اگر ہیچ فردے لقب نبی نہ یافتے پس اعتراض عدم مشابہت باقی مے ماند زیرا کہ خلفائے موسیٰ نبی اند لہذا حکمت الٰہی تقاضا فرمود کہ نخستین بسیار خلفا در رعایت ختم نبوت بفرستد و نام ایشان نبی نہ نہد و این مرتبہ ایشان را دادہ نشود تا بر ختم نبوت این نشان باشد باز آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود را بنام نبی دادہ شد تا در امر خلافت مشابہت ہر دو سلسلہ ثابت شود و ما بارہا گفتہ ایم کہ نبوت مسیح موعود ظلی است زیرا کہ او بوجہ بروز کامل بودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از نفس نبی مستفیض شدہ مستحق نام نبی گشت چنانکہ بیک وحی خداوند تعالےٰ مرا خطاب کردہ فرمود یا احمد جعلت مرسلاً یعنے اے احمد تو مرسل گردانیدہ شدی خداتعالےٰ در آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ از جہت جسمانیت نفی اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است و از جہت روحانیت اثبات اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ یعنے از جہت روحانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پدر اند و صاحب اولاد اند و نبوت روحانیہ و سلسلۂ فیض آنجناب بعد آنحضرت جاری خواہد ماند و آن محض بوسیلہ جمیلہ ذات آنحضرت خواہد بود و علاحدہ ہیچ نبوتے جاری نمے تواند شد کہ بران مہر آنحضرت نباشد ورنہ اگر دروازہ نبوت بالکل مسدود فہمیدہ شود پس نعوذ باللہ ازین امر انقطاع فیوض لازم آید۔ و این بحث نحوست و ہتک شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است گویا اللہ تعالےٰ کہ این امت را لقب خیر الامم فرمودہ بود آن نعوذ باللہ دروغ بود اگر این معنے کردہ شود کہ برائے آئندہ باب نبوت از ہر وجہ مسدود است پس این امت بجائے خیر الامم لقب شر الامم مے گیرد۔ زیرا کہ ہر گاہ او را شرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ نصیب نہ شد پس این امت حکم کالانعام بل ہم اضل مے گیرد و او را بہایم سیرت گفتہ شود۔ نہ کہ خیر الامم و نیز دعائے سورۂ فاتحہ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ہم لغو مے گردد زیرا کہ در سورۂ فاتحہ کہ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم آمدہ است ازین این نباید فہمید کہ درین دعا شرب و اکل و ماکل و ملابس ادلین طلبیدہ شد و خواہش لذات جسمانی ایشان کردہ شد۔ نہ نہ۔ بلکہ مراد ازین نعمائے روحانیہ است اگر ہمین معنی کردہ شود پس در اسلام باقی چہ ماندہ است۔ کہ از ان علو اسلام ثابت شود۔

برین وجہ نعوذ باللہ بلا تشبیہ قوت قدسی آنحضرت چیزے قرار دادہ نمے آید و آنجناب بمرتبہ از حضرت موسیٰ فروتر می گردد کہ بعد از حضرت موسیٰ در امت او صدہا انبیا آمدند مگر از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خداتعالےٰ را نفرت است کہ بیکے از ایشان مکالمہ نہ فرمود زیرا کہ بہ کسیکہ محبت مے باشد آخر باو کلام ہم کردہ مے شود۔

نے بلکہ سلسلۂ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بواسطۂ ذات آنحضرت و بمہر آنحضرت جاری است از ینجا است کہ ہزارہا مردم ازین امت بشرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مشرف شدہ اند و خصائص انبیا در ایشان موجود بودہ اند صدہا چنین اکابر گذشتہ اند کہ دعاوی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کردہ اند چنانچہ فتوح الغیب ... حضرت

۱۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

جب سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت ناساز ہوئی ہے اور نیز اکثر احباب رخصت لیکر آئے ہیں اعلیٰحضرت کا معمول سا ہو گیا ہے کہ قبل دوپہر تشریف لاکر مسجد مین بیٹھتے ہیں اور مناسب موقع کلام فرماتے ہیں - ۱۶ ستمبر کو شیخ نور احمد صاحب جالندہری چودھری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ سے آئے ہوئے تھے اور بہی کئی احباب بیرونجات سے آئے ہوئے تھے شیخ نور احمد صاحب نے بنک کے سود کے متعلق تذکرہ کیا کہ بنک والے ضرور سود دیتے ہین پھر اسے کیا کیا جاوے ؟

اس پر **فرمایا**

ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالے نے یہی ہمارے دل مین ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ **اشاعت دین** کے کام مین خرچ کیا جاوے - یہہ بالکل صحیح ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کیواسطے اللہ تعالے کے قبضہ مین جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہین رہسکتی ہے کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالے کے واسطے - پس سود اپنے نفس کے لئے بیوی بچون احباب رشتہ دارون اور ہمسایون کے لئے بالکل حرام ہے لیکن اگر یہہ روپیہ خالصتہً **اشاعت دین** کے لئے خرچ ہو تو ہرج نہین ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر اس پر دوسری مصیبت یہہ ہے کہ لوگ **زکواۃ** ہی نہین دیتے - مین دیکھتا ہون کہ اسوقت دو مصیبتین واقع ہو رہی ہین اور دو حرمتین روا رکھی گئی ہین - اوّل یہہ کہ زکواۃ جسکے دینے کا حکم تہا وہ دیتے نہین اور سود جسکے لینے سے منع کیا تہا وہ لیتے ہین - یعنے جو خدا تعالیٰ کا حق تہا وہ تو دیا نہین اور جو اپنا حق نہ تہا اسے لیا گیا جب ایسی حالت ہو رہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف مین مبتلا ہے تو مین یہی فتویٰ دیتا ہون کہ ایسے سودون کی رقمین جو بنک سے ملتا ہے یکمشت **اشاعت دین** مین خرچ کرنی چاہین - مینے جو فتوےٰ دیا ہے وہ عام ہے ورنہ سود کا لینا اور دینا دونو حرام ہین مگر اس ضعف اسلام کے زمانہ مین جبکہ مالی ترقی کے ذریعہ پیدا نہین ہوئے اور مسلمان توجہ نہین کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام مین لگانا حرام نہین ہے -

قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے یہہ بہی یاد رکہو جیسے سود اپنے لئے درست نہین کسی اور کو اسکا دینا بہی درست نہین - ہان خدا تعالے کے قبضہ مین ایسے مال کا دینا درست ہی اور اسکا یہی طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام مین خرچ ہو - اسکی ایسی مثال ہے جیسے جہاد ہو رہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے ہان ہو اسوقت محض اس خیال سے رک جانا کہ یہہ گولی بارود مال حرام ہے ٹھیک نہین بلکہ مناسب یہی ہو گا کہ اسکو خرچ کیا جاوے اسوقت تلوار کا جہاد تو باقی نہین رہا اور خدا تعالے نے اپنے فضل سے ہمین ایسی **گورنمنٹ** دی ہے جسنے ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی عطا کی ہے - اب قلم کا جہاد باقی ہے اسلئے **اشاعت دین** مین ہم اسکو خرچ کر سکتے ہین -

---

مسلمانون کی عام حالت کا ذکر کرتے ہوئے **فرمایا**

مسلمانون کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے ہر ایک قسم کی علمی اور عملی کمزوریان ان مین آگئی ہین - ہر قسم کے فسق و فجور مین مبتلا ہین جرائم پیشہ والے کثرت کے ساتھ مسلمان ہین جیلخانون مین جاکر دیکھو جسقدر شدید اور سنگین جرائم ہین انکے مرتکب مسلمان نظر آئینگے اب یہ کسقدر عار کی بات ہے -

---

زکواۃ کیا ہے ؟ یوخذ من الامراء و یرد الی الفقراء - امرا سے لیکر فقرا کو دی جاتی ہے اس مین اعلےٰ درجہ کی ہمدردی سکہائی گئی تہی - اسطرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبہل جاتے ہین - امرا پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کرین - اگر نہ بھی فرض ہوتی تو بہی انسانی ہمدردی کا تقاضا تہا کہ غربا کی مدد کی جاوے - مگر اب مین دیکھتا ہون کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پروا نہین اپنے عیش و آرام سے کام ہے - جو بات خدا تعالے نے میرے دل مین ڈالی ہے مین اسکے بیان کرنے سے نہین رک سکتا اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ مین ہو تو اسکے لئے شرعاً حج جائز نہین مقدم ہمدردی اور اسکی خبرگیری ہے کیونکہ حج کے اعمال بعد مین آتے ہین مگر آجکل عبادات کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز مد نظر نہین رکہا جاتا - بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ مین ادا کیا جاتا ہے - اور وہ نری رسمین ہی رہ گئی ہین یہی وجہ ہے کہ لوگون مین **حاجیون** کے متعلق بدظنیان پیدا ہوئی ہوئی ہین - کہتے ہین ایک اندہی عورت بیٹھی تہی کوئی شخص آیا اور اسکی چادر چہین کر لے گیا وہ عورت چلائی کہ حاجیا ! حاجیا ! میری چادر دے جا - اس نے اسکو پوچہا کہ مائی تو یہ تو بتا کہ تجہکو کیسے معلوم ہوا کہ مین حاجی ہون اسنے کہا کہ یہ سب معلوم ہے کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہین - پس اگر ایسی ہی حالت ہو تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ ؟

حج مین قبولیت ہو کیونکر ؟ جبکہ گردن پر بہت سے حقوق العباد ہوتے ہین - انکو تو ادا کرنا چاہئے - اللہ تعالے فرماتا ہے **قد افلح من زکّٰھا** - فلاح نہین ہوتی جبتک نفس کو پاک نہ کرے اور نفس تب ہی پاک ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ کے احکام کی عزت اور ادب کرے اور ان راہون سے بچے جو دوسری کے آزار اور دکہہ کا موجب ہوتی ہین -

انسان مین ہمدردی اعلےٰ درجہ کا جوہر ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** - یعنے تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہین کر سکتے - جبتک اپنی پیاری چیزون کو اللہ کی راہ مین خرچ نکرو -

یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہین کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جاوے اور وہ کہے کہ اچہا اسکو **منس** (راہ خدا پر دینا) دیتے ہین - بہت سے لوگ ایسے بہی ہوتے ہین کہ باسی اور سڑی بسی روٹیان جو کسی کام نہین آسکتی ہین فقیرون کو دیدیتے ہین اور **سمجھتے** ہین کہ ہم نے خیرات کر دی ہے ایسی باتین اللہ تعالےٰ کو منظور نہین اور نہ ایسی خیرات مقبول ہو سکتی ہے وہ تو صاف طور پر کہتا ہے -

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

حقیقت مین کوئی نیکی نیکی نہین ہو سکتی جبتک اپنے پیارے مال اللہ تعالےٰ کی راہ مین اسکے دین کی اشاعت اور اسکی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نکرو -

(اس موقع پر ایک بہائی نے عرض کی کہ حضور بعض فقیر بہی کہتے ہین کہ ہمین کوئی باسی روٹی دیدو پہٹا پرانا کپڑا دیدو وہ مانگتے ہی پرانا اور باسی ہین ؟)

فرمایا کیا تم نئی دیدو گے ؟ وہ کیا کرین جانتے ہین کہ کوئی نئی نہین دیگا اسلئے وہ ایسا سوال کرتے ہین - جہانتک ہو سکے مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کرو - یاد رکہو شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہین حقوق اللہ اور حقوق العباد - مگر مین جانتا ہون اگر کوئی بدقسمت ہو تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے اسلئے کہ وہ تم سے کہانے کو نہین مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہین وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہ لاشریک خدا سمجھو - اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسولون پر ایمان لاکر انکی اتباع کرو لیکن **حقوق العباد** مین آکر مشکلات ہین جہان نفس دہوکہ دیتا ہے ...

پراسوتی ... بہائی کا حق

ہے اور اسکے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے مقدمات ہوتے ہین تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبہ نہ ملے سب کچہہ مجہہ ہی کو مل جاوے غرض حقوق العباد مین بہت مشکلات ہین اسلئے جہانتک ہو سکے انکی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہئے ایسا نہو کہ آدمی دوسری کے حقوق تلف کرنے والا ٹہیرے اور یہہ سب کچہہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جسکے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے -

یہان تک آپ نے بیان فرمایا تہا کہ اور احباب تشریف لے آئے حضرت حکیم الامت بہی آگئے ہ اسلئے سلسلہ کلام بند کر دیا - اور پھر آپ نے مکرر مسئلہ سود بنک کے متعلق فرمایا جو مین اوپر درج کر آیا ہون بعد جاپان اور **اشاعت اسلام** کے مضمون پر سلسلہ کلام شروع ہو گیا جسکا مفہوم درج ذیل ہے -

ایڈیٹر

مجہے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیون کو اسلام کیطرف توجہ ہوئی ہے اسلئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس مین اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو - جسطرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لیکر پاؤن تک کی تصویر کہینچدیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب مین اسلام کی خوبیان دکہائی جاوین اسکی تعلیم کے سارے پہلوؤن پر بحث ہو اور اسکے ثمرات اور نتائج بہی دکہائے جاوین - اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا جاوے - **فرمایا** میرے نزدیک تو یہ ضرورت ایسی ضرورت ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے اسکو یہی چاہئے کہ وہ اپنا روپیہ اس دینی جہاد مین صرف کر دے - ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچون نمازین اکہٹی پڑہنی پڑی تہین لیکن اب چونکہ تلوار کا جہاد نہین بلکہ صرف **قلم کا جہاد** رہ گیا ہے اس لئے اسی ذریعہ سے اس مین ہمت وقت اور مال کو خرچ کرنا چاہئے - خوب سمجہہ لو کہ اب مذہبی **لڑائیونکا زمانہ نہین** ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تہا جو لڑائیان ہوئی تہین اسکی وجہ یہہ نہ تہی کہ وہ جبر سے مسلمان بنانا چاہتے تہے بلکہ وہ لڑائیان بہی دفاع کے طور پر تہین - جب مسلمانون کو سخت دکہہ دیا گیا اور مکہ سے نکال دیا گیا اور بہت سے مسلمان شہید ہو چکے تب اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اسی رنگ مین انکا مقابلہ کرو - پس وہ حفاظت خود اختیاری کے رنگ مین لڑائیان کرنی پڑین مگر اب حضور نہ ہتیار ہر طرح سے امن اور آزادی ہے - ہان اسوقت

پر جو حملے ہوتے ہین وہ **قلم** کے ذریعہ ہوتے ہین اسلئے ضروری ہے کہ **قلم** ہی کے ذریعہ انکا جواب دیا جاوے -

اللہ تعالے قرآن شریف مین ایک مقام پر فرماتا ہے کہ جس قسم کی طیاریان تمہارے مخالف کرتے ہین تم بہی ویسی ہی طیاریان کرو - اب کفار کی طیاریان جو اسلام کے خلاف ہو رہی ہین انکو دیکہو وہ کس قسم کی ہین ؟ یہہ نہین کہ وہ فوجین جمع کرتے ہون ؟ نہین بلکہ وہ تو طرح طرح کی کتابین اور رسالے شائع کرتے ہین اسلئے ہمارا بہی فرض ہے کہ ہم بہی انکے جواب مین **قلم** اٹہائین اور رسالون اور کتابون کے ذریعہ انکے حملون کو روکین یہہ نہین ہوسکتا کہ بیماری کچہہ ہو اور علاج کچہہ اور کیا جاوے اگر ایسا ہو تو اس کا نتیجہ ہمیشہ غیر مفید اور برا ہوگا -

یقیناً یاد رکہو کہ اگر ہزار دن ہزار جانین بہی ضائع کردی جائین اور اسلام کے خلاف کتابون کا ذخیرہ بدستور موجود ہو تو اس سے کچہہ بہی فائدہ نہین ہوسکتا اصل یہی بات ہے کہ ان کتابون کے اعتراضون کا جواب دیا جاوے - پس ضرورت اس امر کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک کیا جاوے -

مخالفون کی طرف سے جو کارروائی ہو رہی ہے اسکا انسداد بجز **قلم** کے نہین ہوسکتا - یہ نری خام خیالی اور بیہودگی ہے جو مخالف تو اعتراض کرین اور ... تلوار ... ہو - خدا تعالے نے کبھی اسکو پسند نہین کیا ... جو **مسیح موعود** کے وقت مین اس قسم کے جہاد کو حرام کردیا -

اس ملک مین تو عیسائیون کی ایسی تحریرین شائع ہوتی ہی رہتی ہین اور سب سے بڑہ کر یہہ فتنہ اسی ملک مین ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ دوسرے ملکون مین بہی اس قسم کی شرارتین ہو رہی ہین مصر اور بلاد شام بیروت وغیرہ مین بہی ایسی تحریرین شائع کی جاتی ہین یہانتک کہ لغت تک کی کتابون مین شرارتین کی جاتی ہین -

اس مقام پر حضرت حکیم الامتہ نے عرض کیا کہ حضور ! فقہ اللغتہ ثعلبی کی ایک کتاب ہے اسے عیسائیون نے چہاپا ہے اس مین الحمد للہ والصلوٰۃ تاآلہ لکہدیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہی نکال دیا ہے یہانتک دشمنی مدنظر ہے -

---

پہر جاپان مین اشاعت اسلام کے سلسلہ پر فرمایا **مین** دوسری کتابون پر جو لوگ اسلام پر لکہکر پیش کرین بہروسہ نہین کرتا کیونکہ انمین خود غلطیان پڑی ہوئی ہین ان غلطیون کو ساتہہ رکہکر اسلام کے مسائل جاپان یا دوسری قومون کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے اسلام وہی ہے جو **ہم** پیش کرتے ہین -

ہان اشاعت اسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور اسپر اگر وہ روپیہ جو بنکون کے سود سے آتا ہے خرچ کیا جاوے تو جائز ہے کیونکہ وہ خالص خدا کے لئے ہے - خدا تعالے کے لئے وہ حرام نہین ہے جیسے مین نے ابہی کہا ہے کہ کسی جگہ کا سکہ و بارود ہو وہ جہاد مین خرچ کرنا جائز ہے یہہ ایسی باتین ہین کہ بلاتکلف سمجہہ مین آجاتی ہین - کیونکہ بالکل صاف ہین اللہ تعالے نے سور کو حرام کیا ہے لیکن باین فرماتا ہے فمن اضطر غیر باغ ولاعاد فلا اثم علیہ - جب اضطراری حالت مین محض اپنی جان بچانے کی خاطر سور کا کہانا جائز ہے تو کیا ایسی حالت مین کہ اسلام کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ہے اور اس کی جان پر آبنی ہے اسکی جان بچانے کے لئے محض اعلائے کلمہ اسلام کے لئے سود کا روپیہ خرچ نہین ہوسکتا ؟ میرے نزدیک یقیناً خرچ ہوسکتا ہے اور خرچ کرنا چاہئے -

---

فرمایا - دنیا تو ایسی ہے کہ کار دنیا کسے تمام نکرد - اللہ تعالے کا یہ ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر نہین کہلا کہ موت کس وقت آجاوے پہر جب موت آگئی تو سب مال و اسباب یہان کا یہان ہی رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اسکے وارث وہ لوگ ہوتے ہین جنکو اگر مرنے والا زندہ ہوتا تو ایک حبہ بہی انکو دینا پسند نہین کرتا تہا -

پہر کیسی غلطی ہے کہ انسان اپنے مال کو ایسی جگہ خرچ نکرے جو اسکے لئے ہمیشہ کے واسطے راحت اور آسائش کا موجب ہوجاوے -

مین حیران ہوتا ہون جب یورپ کیطرف دیکہتا ہون کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے لئے انمین اسقدر جوش اور سرگرمی ہے اور ہم مین خدا تعالے کی **عظمت اور جلال** کے ظاہر کرنے کے لئے کچہہ بہی نہ ہو یہ کسقدر بدقسمتی ہے ؟

مسلمانون کو چاہئے کہ وہ محض اللہ تعالے کی رضا کو مقدم کرلین - اگر اسے خوش کرین تو سب کچہہ مل سکتا ہے مگر ان کی یہی تو بدقسمتی ہے کہ وہ اسکو ناراض کر رہے ہین مجہے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب مین دیکہتا ہون کہ مسلمانون کو خدا نے ایک سچا **دین** اسلام عطا کیا تہا - مگر انہون نے اس کی قدر نہین کی خدا جانے یہ بے پروائی کیا نتیجہ پیدا کرے - دین کی کچہہ بہی پروا اور غیرت نہین باہم اگر جنگ و جدل ہے تو اس مین شیخی رِیا عُجب مقصود ہے - نہ کہ اللہ تعالے کا جلال اور اسکی عظمت لیکن جو شخص ہر امر مین اللہ تعالے کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیت اور غیرت مین ایسا محو ہو کہ ہر کام مین اللہ تعالے کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اسکا مقصود خاطر ہو ایسا شخص اللہ تعالے کے دفتر مین **صدیق** کہلاتا ہے -

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کرسکتے ہین دوسرا نہین کرسکتا مگر مشکلات یہ ہین کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ **غربا** کا ہے لیکن اللہ تعالے کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہہ غربا کی جماعت ہے تاہم مین دیکہتا ہون کہ ان مین صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجہکر حتی المقدور اسکے لئے خرچ کرنے سے فرق نہین کرتے - اللہ تعالے ہی کا فضل ساتہہ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہین -

جسطرح ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کردیگا - اسیطرح اسلام پر طوفان آرہے ہین مخالف ہر وقت ان کوششون مین لگے ہوئے ہین کہ اسلام تباہ ہوجاوے لیکن مین **یقین** رکہتا ہون کہ اللہ تعالے اسلام کو ان تمام حملون سے بچا لیگا - اور وہ اس طوفان مین بہی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہونچادے گا -

انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی ہین تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تہی کہ وہ راتون کو اُٹہہ اُٹہہ کر دعائین کرتے تہے - قوم تو صم بکم ہوتی ہے وہ ان کی باتین سنتی نہین بلکہ تنگ کرتی اور دکہہ دیتی ہے اسوقت راتون کی دعائین ہی کام کیا کرتی تہین اب بہی یہی صورت ہے باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت مین ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن مین دیکہتا ہون کہ ہم سے جب اس کوشش مین لگے ہوئے ہین ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے - یہہ میری مخالفت نہین خدا تعالی سے **جنگ** ہے مین تو یہانتک یقین رکہتا ہون کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان مین شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بہی جا پہونچین - لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے -

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جسکا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالے کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہان ہو کیونکہ اللہ تعالے اسکو دوسرون پر مقدم کرلیتا ہے جو لوگ میری مخالفت کرتے ہین انکا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالے ہی کے سامنے ہے - وہ ہمارے اور ان کے دلون کو خوب جانتا ہے اور دیکہتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالے ہی کے لئے اپنے دل مین سوز و گداز رکہتا ہو - یہ خوب یاد رکہو کہ **کبہی روحانیت صعود نہین کرتی جب تک دل پاک نہو** جب دل مین پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس مین ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہوجاتی ہے پہر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہوجاتے ہین اور وہ ترقی کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہو کہ بالکل اکیلے تہے اور اس بیکسی کی حالت مین دعوے کرتے ہین یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کون اسوقت خیال کرسکتا تہا کہ یہ دعوے ایسے بے یار و مددگار شخص کا بارآور ہوگا - پہر ساتہہ ہی اسقدر مشکلات آپ کو پیش آئے کہ ہمین تو انکا ہزارون حصہ بہی نہین آئی - وہ زمانہ تو ایسا زمانہ تہا کہ سکہا شاہی سے بہی بدتر تہا - اب تو گورنمنٹ کیطرف سے **پورا امن** اور آزادی ہے - اسوقت ایک چالاک آدمی ہر قسم کی منصوبہ بازی سے جو کچہہ بہی چاہے دکہہ پہونچاتا ... مگر مکہ جیسی جگہ مین اور پہر عربون جیسی وحشیانہ زندگی رکہنے والی قوم مین آپ نے وہ **ترقی** کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہین کرسکتی -

اس سے بڑہ کر کیا ہوسکتا ہے کہ خود ان کی مذہبی تعلیم اور عقاید کے خلاف انہین سنایا کہ یہ لات اور عزیٰ جنکو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو یہہ سب پلید اور حطب جہنم ہین - اس سے بڑہ کر اور کونسی بات عربون کی ضدی قوم کو جوش دلانے والی ہوسکتی تہی - لیکن انہین عربون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشو و نما پایا اور ترقی کی انہین مین سے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جیسے بہی نکل آئے - اس سے ہمین امید ہوتی ہے کہ انہین مخالفون سے وہ لوگ بہی نکلین گے جو خدا تعالے کی مرضی کو پورا کرنے والے اور پاک دل ہونگے اور یہہ جماعت جو اسوقت تک طیار ہوئی ہے آخر انہین مین سے آئی ہے -

کئی دفعہ میر صاحب (میر ناصر نواب صاحب مراد ہین ایڈیٹر) نے ذکر کیا کہ دلّی سے کوئی امید نہین رکہنی چاہئے مگر میرے دل مین یہی آتا ہے - کہ یہ بات درست نہین **دلّی** مین بہی بعض پاک دل ضرور چہپے ہوئے ہونگے جو آخر اسطرف آئین گے اللہ تعالے نے جو ہمارا تعلق دلّی سے کیا ہے یہہ بہی خالی از حکمت نہین - اللہ تعالے سے ہم کبہی ناامید نہین ہوسکتے - آخر خود میر صاحب بہی دلّی ہی کے ہین - (منشی عبدالعزیز یا بو محمد اسماعیل صاحب وغیرہ بہی دہلوی ہی ہین - حکیم الامتہ) غرض یہ کوئی ناامید کرنے والی بات نہین ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ مکہ والون نے کیسی مخالفت کی اور پہر اسی مکہ مین سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

(الحکم مین شائع ہونے والے مضامین)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ ۔ پس جس حالت کو خدا تعالیٰ نے عدل سے موسوم کیا ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو احسان وہی قابل تعریف ہے کہ جسمین عدل کی رعایت مفقود نہ ہو یعنے وضع شے کا غیر محل مین نہ ہو کیونکہ عدل کے یہی معنی ہین جو ہر ایک شے کو اپنے محل پر وضع کرنا ۔ پس ایسا احسان کہ مثلاً کوئی شخص چوری کرے اسی کو مروت کچھ دیدے یہ احسان جائز نہین ہے کیونکہ یہ عدل کی پابندی سے نہین یا مثلاً ایسا احسان کہ حقدار کے حق سے تلافی کرکے کسی دوسرے سے سلوک کرے ۔ اسیطرح ایک تعلق ذوالقربیٰ جو احسان مین داخل ہے وہ عدل کی پابندی سے مخصوص ہے اور اگر عدل کی پابندی نہ ہے یعنے ایسا رحم ہو کہ جس مین عدل فوت ہو جائے یا ایسا عفو ہو کہ جسمین عدل فوت ہو جائے وہ جائز نہین مگر اسجگہ یاد رہے کہ احسان کے معاملہ مین ہر ایک شخص کو ایثار کو پسند ہے یعنے اپنا حق بطور احسان کے دوسرے کو دیدے مگر یہ جائز نہین کہ کسی دوسرے کا حق احسان مین تلف کرے اسی طرح عفو مین یہ جائز نہین کہ ایسے موقع مین کہ مقتضا عدل کا قصاص ہو عفو کرے لیکن یاد رہے کہ عدل سے مراد وضع شے فی محلہ ہے اور جمع ہونا عدل کا عفو یا عدل اور احسان اور یا عدل اور انتقام کا ایک محل مین اجتماع [illegible] مین سے نہین ہے اور عدل مین بہرحال سزا دینا لازم نہین بلکہ وصفیت عدل کی یہ ہے کہ جو ایک امر باعث اکثر اغلب لوگون کی بھلائی کا ہے وہی بجالایا جائے یعنے وضع شے کا اپنے محل پر کیا جائے اس صورت مین عدل اور اخلاق فاضلہ مین کچھ تضاد نہین بلکہ اخلاق فاضلہ وہی اچھے ہین کہ جب عدل کے ساتھ جمع ہون اور جو علت غائی اخلاق فاضلہ کی ہے یعنے اتصال بالمبدا کے لئے ذریعہ ہونا وہ تبھی متحقق ہو سکتی ہے کہ جب بشمول عدل اخلاق فاضلہ صادر ہون کیونکہ خداوند تعالیٰ احق محض ہے اور ہر ایک امر جو حقانیت سے خالی ہو وہ ذریعہ اوس کے حصول کا نہین ہو سکتا بلکہ اوس سے بُعد اور دوری پیدا ہوتی ہے اور اس جگہ یہہ یاد رکھنا چاہئیے جو اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھ چیز نہین بلکہ وہ اسلئے استعمال لائی جاتی ہین کرنا حصول اتصال الٰہی کے لئے وسائل ہون پس وہ اسی حالت مین وسیلہ ٹھہر سکتے ہین کہ جب علی وجہ الحق والحکمت صادر ہون کیونکہ جب اخلاق علی وجہ الحق

والحکمت صادر ہون گے تو انسان کو التزام حق کا ایک ملکہ پیدا ہو جائے گا اور وہ حقانی طرح کا آدمی بن جائیگا اور یہہ امر اوس کے لئے باعث اتصال بالمبدء کا ہے کیونکہ التزام حق کو بجز مبدء قدیم کے اور کسی چیز سے تشبیہ اور مناسبت نہین اور جب تک انسان تخلق باخلاق اللہ اختیار نہ کرے درجہ محویت کا اسکو حاصل نہین ہو سکتا ۔

اب اسبات کا سمجھنا بھی ضروری ہے جو التزام حق سے کیا مراد ہے سو اسکی توضیح یہ ہے کہ ضروری امر انسان کے لئے یہ ہے جو اسکے سارے کام خدا کے لئے ہو جائین اس کا عفو اس کا رحم اس کا احسان اس کا انتقام اس کا قصاص اس کی نرمی اسکی درشتی محض خدا کے لئے ہو جائے اور کوئی غرض درمیان نہ ہو تا وہ اپنے تمام قول و فعل اور تمام حرکات مین اپنے وجود سے بکلی کھویا جائے [illegible] عظمی اور نجات ہے اور یہی آخری مرتبہ اسکے کمال کا ہے لیکن اسبات [illegible] انسان کو تمام اخلاق محض خدا کے لئے [illegible] درجہ [illegible]

[illegible] درکر [illegible]

[illegible] ہو جاتا ہے [illegible] ہے اور [illegible] ہے لیکن ہم اس سے نیکی نہین کرتے ۔ علاوہ اسکے یہہ سمجھنا چاہئیے کہ اخلاق فاضلہ کی ورزش سے یہہ غرض ہے کہ وہ اتصال بالمبدء کے لئے ذریعہ ہون یعنے ایسے طور سے استعمال مین ہون کہ جس سے انسان اپنے ذات سے بالکل محو ہو کر اتصال بالمبدء حاصل کرے اور وہ طریق بجز اسکے اور کوئی نہین کہ انسان اپنے اخلاق کو محض اس نیت سے استعمال کرے جو وہ خدا کے اخلاق کے تابع ہو جائین اور جیسے سایہ اپنے وجود مین کچھ چیز نہین بلکہ وہ اصل سے ہی پیدا ہوتا ہے اور اصل کی ہی متابعت مین محو ہوتا ہے ویسا ہی سالک کے لئے لازم ہے کہ اسکو اپنی ذات مین نفی اخلاق کا درجہ حاصل ہو یعنے ایسا ہو کہ اسکے لئے کوئی بھی صفت نہین نہ اسمین رحم کی صفت ہے نہ عفو کی نہ قہر کی نہ لطف کی اور ان صفتون کو اسمین پیدا کرنے والا محض اخلاق الٰہی ہون اور یہ اخلاق اس طور سے اوس سے صادر ہون کہ جیسے توحید فعلی پیدا ہوتی ہے اور توحید فعلی اخلاق کی نفی سے پیدا ہوتی ہے کہ تب اخلاق انسان کو یہ تعلیم اخلاق اپنے خالق کے صادر ہون اور مخلوق کے تمام اخلاق [illegible]

حقیقی نیکی کہہ رہی ہی ہے جو حق اور حکمت پر مبنی ہے دنیا مین تعریف جس کا لطف ہی نہین پایا جاتا بلکہ قہر بھی پایا جاتا ہے لیکن خالق کا مقصود بالذات نہ لطف ہے نہ قہر ہے بلکہ حقیقی نیکی مقصود بالذات ہے اور لطف اور قہر اسکے لباس ہین اور جسطرح تبدیل لباس سے صاحب لباس کی ذات مین فرق نہین آتا اسی طرح تبادل لطف اور قہر سے حقیقی نیکی مین کچھ بھی تبدل واقعہ نہین ہوتا چونکہ خدا اپنے بندون سے حقیقی نیکی بجالاتا ہے اسلئے وہ شخص جو توحید فعلی کے حصول کا خواہان ہو اسکو سمجھنا چاہئیے کہ یہہ توحید فنائی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے اور مرتبہ فنائی اخلاق اللہ کا تب متحقق ہو سکتا ہے کہ جسطرح خداوند تعالیٰ حقیقی نیکی کو بجالاتا ہے [illegible] عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم ۔

[illegible] حقیقی نیکی کا مصدر ہو جاتے پس حقیقی نیکی کا مصدر ہونا گویا عین فنائی اخلاق اللہ کے مرتبہ توحید فعلی کا پانا ہے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھ چیز نہین بلکہ وہ توفیق خدا [illegible] کو اس لئے عطا فرمائی ہین کہ تا انسان فنائی اخلاق اللہ کا مرتبہ حاصل کرکے توحید فعلی کو حاصل کرلے ۔

اب جبکہ مدار فنائی اخلاق اللہ کا حقیقی نیکی ٹھہری تو اسے حقیقی نیکی پر قدم مارنا صراط مستقیم ہے اور اسی کا نام توسط اور اعتدال ہے کیونکہ توحید فعلی جو مقصود بالذات ہے وہ اسی سے حاصل ہوتی ہے اور جو شخص اس نیکی کے حاصل کرنے مین متساہل رہے وہ درجہ تفریط مین ہے اور جو شخص اس سے آگے بڑھے وہ افراط مین پڑتا ہے ہر جگہ رحم کرنا افراط ہے کیونکہ محل کے ساتھ بے محل کا پیوند کر دینا اصل پر زیادتی ہے اور یہی افراط ہے اور کسی جگہ بھی رحم نہ کرنا یہہ تفریط ہے کیون اسمین محل بھی فوت کر دیا اور یہی تفریط ہے اور وضع شے کا اپنے محل پر کرنا یہہ توسط اور اعتدال ہے کہ جو صراط مستقیم سے موسوم ہے جسکی تحصیل کے لئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض کیا گیا ہے اور اس کی دعا ہر نماز مین بھی مقرر ہوئی ہے جو صراط مستقیم کو مانگتا ہے کیونکہ یہ امر اوسکو توحید پر قایم کرنے والا ہے کیونکہ صراط مستقیم پر ہونا خدائی صفت ہے علاوہ اسکے صراط مستقیم کے حقیقت حق اور حکمت ہے پس اگر وہ حق اور حکمت خدا کے [illegible] بجا لایا جائے تو اوس کا نام حقیقی نیکی ہے اور اگر بندہ کے ساتھ بجا لایا جائے تو اوس کا نام اخلاص اور احسان ہے اور اگر اپنے نفس [illegible] کا نام تزکیہ نفس ہے اور صراط مستقیم [illegible] ہے

کہ جسمین حقیقی نیکی اور اخلاص مابعد اور تزکیہ نفس تینون شامل ہین ۔

اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہئیے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے علمی اور عملی اور حالی اور پھر یہ تینون تین قسم پر ہین ۔ علمی مین حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے ۔ اور عملی مین ان حقوق کو بجالانا ۔

مثلاً حق اللہ علمی یہ ہے کہ اوسکو ایک سمجھنا اور اوسکو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیون کا مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا اور قابل عبودیت ہونا اسی مین محصور رکھنا یہہ تو حق اللہ مین علمی صراط مستقیم ہے ۔ اور عملی صراط مستقیم یہہ ہے جو اسکی طاعت اخلاص سے بجالانا اور طاعت مین اوس کا کوئی شریک نہ کرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا اور اسی پر نظر رکھنا اور اسی کی محبت مین کھوئے جانا یہہ عملی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ہے ۔

اور حق العباد مین علمی صراط مستقیم یہہ جو انکو اپنا ہی نوع خیال کرنا اور انکو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے ۔ جو ان کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہین یہہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک کی ذات کی نکلتی ہے کہ جسمین کوئی نقصان نہین اور اپنی ذات مین کامل ہے ۔

اور عملی صراط مستقیم یہ ہے جو حقیقی نیکی بجالانا یعنے وہ امر جو حقیقت مین اون کے حق مین اصلح اور راست ہے بجالانا یہہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اسمین یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق مین فانی ہون اور حق النفس مین علمی صراط مستقیم یہہ ہے کہ جو جو نفس مین آفات پیدا ہوتی ہین جیسے عجب اور ریا اور تکبر اور حقد اور حسد اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم ان سب سے مطلع ہونا اور جیسے وہ حقیقت مین اخلاق رذیلہ مین ویسا ہی اون کو اخلاق رذیلہ جاننا یہہ علمی صراط مستقیم ہے اور یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جس مین کوئی عیب نہین اور اپنی ذات مین قادر ہے ۔

اور حق النفس مین عملی صراط مستقیم یہہ ہے جو نفس سے ان اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا اور صفت تخلی عن الرذائل اور تحلی بالفضائل سے متصف ہونا یہی صراط مستقیم ہے ۔ یہہ توحید حالی ہے کیونکہ موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے ۔ کہ تا اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے

[illegible]

اور اس میں حق العباد میں جو عملی صراط مستقیم ہے ایک فرق باریک ہے -

اور وہ یہ ہے جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے - اور ایسا بالمعنے شرف ہے خواہ خارج میں کبھی ظہور میں آوے یا نہ آوے - لیکن حق العباد جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج میں اس کا اثر پہونچے اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے غرض تحقق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت میں ہے اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہیں بیہہ تزکیہ نفس ایک جنگل میں اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہیں ہو سکتا۔

اب جاننا چاہیئے جو صراط مستقیم علمی اور عملی سے غرض اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے یعنے وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور وہ توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو - پس یاد رکہنا چاہیئے جو قرآن شریف میں بجز توحید کے اور کوئی مقصود اصلی قرار نہیں دیا گیا اور باقی سب اوس کے وسائل ہیں ایسا ہی اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا توحید عملی کے قایم کرنے کے لئے ہے کہ تا انسان کے آئینہ وجود میں اخلاق اللہ کا عکس منعکس ہو کر اوسکو بالکل خودی اور ہستی سے محو کرے پس اگر انسان بطور خدمت مخلوق کے اپنے اخلاق کو معرض ظہور میں لاتا ہے تو یہ سارا کام اس غرض سے ہوتا ہے کہ تا اپنے افعال کو مبدء قدیم کے افعال میں فانی اور گم کرے جیسا فرمایا ہے ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین - اور جیسا فرمایا بی یسمع و بی یبصر و بی یمشی و بی یبطش - اور اس حالت میں کہ افعال اوس کے افعال الہی کا ایک سایہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں بجز التزام حق اور حکمت کے اور کسی چیز کا التزام اُسکے افعال میں نہیں آتا اور جو مقتضاء حق اور حکمت کا ہو وہی اُس سے صادر ہوتا ہے اور اُسی کو وہ اصل محکم سمجہہ کر اُس سے جو کمی بیشی ہو اوسکو افراط اور تفریط سمجہتا ہے -

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت میں توحید عملی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلاشبہ اخلاق رذیلہ سب غیر اللہ ہیں جو کسی خود غرضی کے منشاء سے پیدا ہو جاتے ہیں ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اُسکو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مدنظر ہوتا ہے - ایسا ہی عجب میں بھی اپنے ہی نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے بخل میں بھی اپنی ہی خودداری منظور ہوتی ہے حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے - پس انسان کی فلاح کلی شرک سے اسی میں ہے کہ وہ اخلاق ذمیمہ سے تزکیہ اپنے نفس کا کر کے توحید عملی اختیار کرے اور اسی کی طرف اشارہ ہے قد افلح من زکٰھا - اور اسی طرف اشارہ ہے جو فرمایا

الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی نوع کے شرک سے ملبوس نہیں کیا انہیں کو خطرات عذاب سے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں یعنے اُن کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا ایمان بھی خالصاً خدا پر لائے اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی صفات اللہ کا درجہ پایا - اور پھر اپنے اخلاقی قوتوں کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اختیار کی -

اور یہ توحید یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اسلئے توحید ہے جو اس سے اپنے صفات سے فنا لازم آتی ہے -

اور پھر توحید آخری جو توحید حالی ہے یہہ ہے جو نفس کو اخلاق رذیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوا اللہ سے پاک کر کے اُنس اور شوق الٰہی میں مستغرق کریں یہہ اسلئے توحید ہے جو اسمیں فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تبھی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان میں نرہے -

صیقل زدم آن قدر کہ آئینہ نماند

یہہ توحید بوجہہ کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنے خواہشوں سے بکلی منقطع ہو جانا وضع عادت انسان کے برخلاف ہے اسلئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے اور عبودیت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہیں اسی لئے اس توحید کے حاصل کرنے کے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کی دعا ہے - کیونکہ بجز فضل الٰہی کے یہہ توحید حاصل نہیں ہو سکتی -

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم کی ہے

ایک توحید علمی کہ جو تصحیح عقاید سے حاصل ہوتی ہے -

دوسری توحید عملی کہ جو قوی اخلاقی کو خدا کے راستہ میں کرنے سے یعنے فنا فی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے -

تیسری توحید حالی جو اپنے ہی نفس کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنے نفس کو کمال تزکیہ کے مرتبہ تک پہونچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا - اور نابود اور بے نمود ہو جانا یہہ توحید بوجہہ کامل تب میسر آتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی انسان کو پکڑے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے اور بجز فضل الٰہی کے نہ یہہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے - اسی کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ ایاک نستعین ہے ان اللہ یزکی من یشاء لیکن جو شخص ظلم صریح اور کذب فاش کو چہوڑ دے اور حتی الوسع دستطاعت تزکیہ نفس میں مجاہدہ کرے اوسکو جناب الٰہی سے امیدوار ہونا چاہیئے جو اس توحید کا پیالہ اُسکے نصیب کرے - گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند - ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - والذین اٰمنوا ولم یلبسوا بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون -

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے - توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ - توحید بہ تخلق اخلاق اللہ - توحید بہ شہود وجود اللہ - توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب تمام اسم باطلہ کو لا نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنے لا الٰہ الا اللہ کے مضمون کا قائل ہو اور اسی کے ضمن میں توحید فی صفات اللہ بھی متحقق ہو جاتی ہے کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے پہر زیادہ تر تشریح اسکی کلمہ وحدہٗ لا شریک لہٗ میں ہے جسکے یہ معنے ہیں جو کسی نوع کا شریک خدا کے لئے جائز نہیں یہ تو توحید علمی ہے -

اور توحید عملی یعنی عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب ہر ایک فعل اوس سے بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو یعنے افعال اس کے مرضیات الٰہی میں ایسے محو ہوں جو اخلاق الٰہی کے اظلال اور آثار ہو جائیں اور یہ حالت اسوقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہوں کیونکہ خدا کی اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہے اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹہرینگے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہو - یا اقسام توحید کے بہ تفصیل ذیل ہیں -

توحید اعتقادی - توحید فی العباد ت - توحید اخلاقی - توحید شہودی -

توحید اعتقادی ظاہر ہے - توحید فی العبادت یہ ہے کہ عبادات میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹہراویں توحید اخلاقی یہ ہے جو ہر یک فعل بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو - توحید شہودی یہ ہے جو بہ شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالےٰ کے صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جائے -

مرزا صاحب کی تعلیم کا اثر

انصاف پسندی اور بے تعصبی قابل قدر

جو ہر ہیں جہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں دیسی پریس خواہ نخواہ اپنے فرایض منصبی کی کچہہ بھی پروا نکرتا ہوا حد اعتدال سے گذر جاتا ہے وہاں بعض معقول پسند اور بے لوث اخبار نویس ایسے بھی ہیں جو بلا خوف لومۃ لائم اپنی بے لگاؤ رائے کے اظہار سے رک نہیں سکتے - ایسے ہی اخبار نویسوں میں سے ایک معزز معصر پیسہ اخبار بھی ہے جسے جب کبھی اسے موقع ملا ہے سلسلہ عالیہ پر لکہتے ہوئے صاف دلی سے اظہار رائے کیا ہے چنانچہ ۲۸ اگست ۱۹۰۵ء کو اسنے مندرجہ ذیل نوٹ شایع کیا ہے -

مرزا غلام احمد صاحب مدعیئے مسیحیت و مہدویت وغیرہ اپنے دعاوی میں سچے ہیں یا جھوٹے اس خیال جانے دو - ایک ایسے شخص کو جو کسی دشمن کی نصیحت سے بھی مستفید ہونا چاہتا ہے - ان جھگڑوں سے کیا سروکار اُن کے مریدوں کی اخلاقی اور دینی حالت پر نظر ڈالو جو اکثر برائے نام مسلمانوں سے بہترین و افضل نظر آئے گی - قریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا ایک مقام پر ایک مرزائی (احمدی) اور ایک مشہور مولوی صاحب بحث کر رہے تھے - پانچ سات اور معزز مسلمان بھی بیٹھے تھے - مولوی صاحب جوش سے آنکھیں سرخ کرتے - مرزا مرزا پکارتے اور مخاطب سے کسی قدر ترشروئی و سختی سے پیش آتے تھے - اسپر کمال یہ تھا کہ جب مرزائی کی باری جواب دینے کی آتی تو مولوی صاحب درمیان ہی میں بول اُٹھتے اور اسکا سلسلہ سخن بند نہ ہونے دیتے برخلاف ان کے مرزا صاحب کا مرید نہایت متانت و اخلاق اور ادب سے گفتگو کرتا اور مولوی صاحب کے غیر مہذب الفاظ (جو وہ مرزا صاحب کے حق میں کہتے تھے) نہایت صبر اور تحمل سے کام لیتا تہا اس سے ہزار درجہ بڑہکر صبر و تحمل کا ایک واقعہ قادیان میں حکیم مولوی نور الدین صاحب کی طرف سے ظاہر ہوا ہے - ۲۸ - جولائی کو مولوی صاحب کی عورت کا انتقال ہو گیا - اور ۱۲ اگست کو دو سال کا ایک بچہ بھی نذر اجل ہو جس کے متعلق الحکم اور بدر سے معلوم ہوا - کہ مولوی صاحب نے قبر میں رکہنے سے پہلے لڑکے کا کفن کہولا - اُس کے مُنہ کو بوسہ دیا اور چند قطرے آنسوؤں اوکی آنکہہ سے نکلے دفن کرنے کے بعد مرحوم کا کفن کہولنے اور منہ چومنے کے متعلق فرمایا کہ جب آنحضرت کا بچہ ابراہیم فوت ہو گیا تو آپ نے بہی ایسا ہی کیا اور خدا کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل پر خوش ہیں - البتہ چند روز

ملفوظات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء آج کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کا ذکر تھا۔

فرمایا۔ بڑے بڑے مکفرین اور ایذا دہندہ جو ہیں۔ ان کو خدا تعالے ہمارے سامنے ہی اس زمین سے ناکام اٹھا رہا ہے اور ان کی مرادوں کے برخلاف دن بدن اس سلسلہ کو ترقی دے رہا ہے ابتدا میں جن لوگوں نے بہت زور شور سے مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ان میں سے کوئی چودہ پندرہ ایسے یاد ہیں۔ جو ہماری مخالفت کے معاملہ میں ناکام مرچکے ہیں ان میں سے مولوی غلام دستگیر قصوری تھا جو مکہ سے کفر کا فتوے لایا تھا۔ نواب صدیق حسن خان لکھو کے کا مولوی محمد اور عبد الحی۔ رشید احمد گنگوہی لدھیانہ کے تین مولوی۔ سید احمد خان جو کہتا تھا کہ ہماری تحریریں بے فائدہ ہیں۔ محمد عمر مولوی شاہدین لدھیانوی۔ نذیر حسین دہلوی۔ محمد حسین بھینی مولوی محمد اسماعیل علیگڑھی۔ رسل بابا امرتسری۔

جس نے جلد معجزہ دیکھنا ہو۔ اسے چاہیئے کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرے یا تو سخت مخالف بنے یا محبت کا کامل تعلق پیدا کرے۔

خدا تعالے کا وعدہ ہے۔ کہ جو تیری اہانت کریگا اس کی میں اہانت کرونگا۔ اور جو تیری اعانت کرے گا اس کی میں اعانت کرونگا معمولی پر مخالفت کرنے والا اور اپنے کاروبار میں چلنے پھرنے والا ماخوذ نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدا حلیم اور کریم ہے وہ اس طرح نہیں پکڑتا۔

بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ چونکہ خدا تعالے علی کل شئ قدیر ہے۔ اس واسطے وہ اسبات پر بھی قادر ہے کہ جھوٹ بولے۔ ایسا اعتقاد بے ادبی میں داخل ہے ہر ایک امر جو خدا تعالے کے وعدہ اس کی ذات جلال اور صفات کے برخلاف ہے وہ اس کی طرف منسوب کرنا بڑا گناہ ہے۔ جو امر اس کے صفات کے برخلاف ہے ان کیطرف اس کی توجہ ہی نہیں۔

صدیق حسن خان نے ادریس کے آسمان پر جانے کی تکذیب کی ہے اور لکھا ہے کہ اگر وہ آسمان پر گیا۔ تو اس کی موت کس طرح سے ہوگی کیونکہ سب کا مرنا زمین پر ضروری ہے۔ تعجب ہے۔ کہ مسیح کے معاملہ میں یہ بات اسکو سمجھ نہیں آئی۔

اگر خدا تعالے نے حضرت عیسٰے کو موت نہیں دی اور ویسے ہی آسمان پر اوٹھا لیا ہے تو لفظ رفع کا قرآن شریف میں کافی تھا رفع سے پہلے توفی کے لفظ لانے کی پھر کوئی ضرورت نہ تھی۔ آسمان پر جانے کا مفہوم تو لفظ رفع سے ہی پوری طرح نکل سکتا تھا۔

اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ کہ امام حسین آنحضرت سے افضل ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ امام حسین کو شہادت کا درجہ ملا۔ جو آنحضرت کو نہ ملا تھا یہ ایک غلط خیال ہے کیونکہ شہادت صرف امام حسین کو نصیب نہیں ہوئی۔ کئی ہزار صحابہ کو ہوئی۔ اسمیں سب برابر ہیں اور آنحضرت کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی پیشگوئی ہے۔ کہ واللہ یعصمک من الناس۔ اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر زمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا۔

علاوہ ازیں فضیلت کا معاملہ اللہ تعالے کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے خدا کی پاک کتاب نے آنحضرت کو سب سے افضل قرار دیا امام حسین نے کہیں یہ دعوٰے نہیں کیا کہ میں سب سے افضل ہوں نہ انکی کسی تحریر سے اور نہ کسی تقریر سے ایسی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ تمام امت سے افضل ہیں۔ اور اگر ان کا کوئی ایسا دعوٰے ہوتا تب بھی ماننے کے قابل نہ تھا کیونکہ قرآن شریف کے برخلاف تھا۔ امام حسین کی شہادت سے بڑھکر حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادۃ ہے جنہوں نے صدق اور وفا کا نہایت اعلے نمونہ دکھایا اور جنکا تعلق شدید بوجہ استقامۃ سبقت لے گیا تھا۔ اللہ تعالے جانتا ہے۔ کہ لوگوں کے مراتب اور درجات کیا ہیں۔ اسی نے مجھے الہام کیا ہے کہ۔ انی فضلتک علے العالمین۔

اگر سارا زمانہ ایک طرف ہو جاوے اور میں اکیلا ایک طرف رہ جاؤں۔ تب بھی خدا کے الہام کے بالمقابل کسی کا کہنا نہیں مان سکتا۔ اگر امام حسین کو یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ قیامت تک سب سے افضل ہیں۔ تو دوسری وحی اسی خدا نے اسکے برخلاف مجھے کس طرح سے کر دی اگر یہ وحی شیطانی ہے تو دن رات خدا تعالے کی تائید اور نصرۃ اس کے ساتھ کیوں ہے عجب خدا ہے جو پچیس تیس سال سے مفتری کو مہلت دیتا ہے بلکہ دن بدن اس کے سلسلہ کو ترقی دیتا ہے اور اس کے مخالفوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اس طرح سارے انبیاء کی صداقت پر شبہ پڑ سکتا ہے افتراء اور کذب تو ایک مکروہ اور غیر طبعی امر ہے انسان کب تک اسکو اختیار کر سکتا ہے۔ ہمارے دشمن تو ہمیشہ منتظر رہتے ہیں کہ یہ اب مارے گئے اور اب ہلاک ہوئے۔ مگر ہر دفعہ انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے ہر طرح سے ایذا دیتے ہیں قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں ہمارے قتل کے جواز کے فتوے دیتے ہیں۔ خون کے مقدمات بناتے ہیں مگر خدا ہر امر میں بقول ان کے کاذب کی طرفداری کرتا ہے ہماری دشمنی کے سبب ان کی شریعت بھی بدل گئی خدا جو صادق کا معاون ہوا کرتا تھا۔ اب ان کے نزدیک کاذب کا معاون ہونے لگا یہ عداوت انکو کستان کہاں لے جائیگی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ عناد ان کو رفتہ رفتہ لا الہ الا اللہ کے حلقہ سے باہر نکال دیگا۔ صادق کے لئے ایک امر مابہ الامتیاز ہوتا ہے۔ اگر وہ نہیں تو انبیا کی صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ فرمایا۔ اگر بعض لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے دعا کی تھی۔ تو بارش ہوگئی مگر ان کی یہ دعائیں قابل قدر نہیں ہیں کیونکہ یہ صرف مصیبت کے وقت کا رونا ہے۔ اور مصیبت کے ذرا ہٹنے کے بعد پھر وہی سخت دلی ان میں پائی جاتی ہے۔ اس بارش پر بھی خوش نہیں ہونا چاہیئے جو بات الہام الٰہی سے ہم کو معلوم ہوئی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اس زمانہ کے لئے دن خیر کے نہیں ہیں۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ اگر خدا ان بلاؤں کو نازل نکرے تو پھر دین کی خیر نہیں۔ تین قسم کے لوگ ہیں۔ خواص۔ اوسط درجہ کے لوگ اور عوام۔ خواص تو دہریہ مذہب بن رہے ہیں۔ انکو دین کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ دین پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اوسط درجہ کے لوگ خواص کے تابع ہیں۔ عوام مثل وحشیوں کے ہیں تمام دنیا کیحالت اسوقت بگڑی ہوئی ہے مقدمہ والے ہیں تو جھوٹے گواہوں کے بنانے میں مصروف ہیں زمیندار ہے تو شریعت کو چھوڑ بیٹھا ہے ملازم ہے تو اپنی ملازمت کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ تاجر ہے تو اپنی تجارت میں قسما قسم کے دھوکھوں میں مصروف ہے۔ جب تک لوگ تقوے اختیار نہیں کرینگے خدا ہرگز اون پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ یہ بلائیں ان کے سر سے ٹلیں گی۔

زندہ آدمی کا زمین میں دفن ہونا

(از جناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی)

ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کا عام دستور ہے کہ جب کسی عزیز کو دیکھتے ہیں کہ اسکی نبض نہیں چلتی سانس بند ہے۔ سارا بدن ٹھنڈا برف ہوگیا۔ جبڑا اور سارے اعضاء اکڑ گئے ہیں چہرہ پر مردنی چھا گئی ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ کان کی لو مڑ گئی ہے۔ ناک کا بانسا پھر گیا ہے تو اوس کے مر جانے کا بالکل یقین کر لیتے ہیں۔ مگر بعض بیماریاں جیسے سکتہ۔ بیہوشی اور غشی ایسی ہوتی ہے کہ مزید احتیاط کے لئے طبیب کو بلا کر ان کا امتحان کراتے ہیں۔ بدن میں سوئیاں چبھو کر دیکھتے ہیں۔ کہ خون نکلتا ہے یا نہیں؟ جب نہیں نکلتا تو جان لیتے ہیں کہ اس کی جان نکل گئی۔ پھر جہانتک جلدی ہوسکتی ہے مردہ کو مرگھٹ یا قبرستان میں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مردہ جب تک گہر میں پڑا رہے ہندو مسلمان دونوں کہانا حرام سمجھتے ہیں۔ ہندو مردہ کو نجس جانتے ہیں۔ اسلئے دونوں مردہ کی تجہیز اور تکفین میں جلدی کرتے ہیں۔ اس جلدی کا نتیجہ شاذ و نادر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مردہ کو ارتھی میں رکھکر یا جنازہ بنا کے لے چلے۔ کہ رستہ میں مردہ متحرک ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ہنوز مردہ میں جان باقی ہے۔ یہ دیکھکر ہمراہی ڈر جاتے ہیں۔ بعض ہندو تو ایسے وہمی ہوتے ہیں کہ وہ مردہ کو گھر میں نہیں لاتے وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خبیث روح اسکے اندر گھس گئی ہے اسکے گہر میں لے جانے سے ضرور کوئی خرابی ہوگی۔ اور پارسیوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسے آدمی کو گھر میں لائینگے تو ضرور گھر میں وبا یا کوئی بلا آئیگی۔ اسلئے اوسکو گھر سے باہر رکھتے ہیں مگر مسلمان اوسکو خوشی خوشی گھر لے آتے ہیں۔ اور خدا کا شکر کرتے ہیں بعض دفعہ مرنے کی ساری علامتیں جو اوپر بیان ہوئیں نمودار ہوتی ہیں۔ ارتھی اور جنازہ کی تیاری ہو جاتی ہے مگر مردہ گھڑی میں ایسی حرکت کرتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جان نکلکر پھر آگئی۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو علامتیں موت کی اوپر بیان ہوئیں وہ یقینی موت کی نہیں۔ اکثر اون سب کے نمودار ہونے پر بھی جان باقی رہتی ہے جس کا ظہور گھڑی میں یا ارتھی اور جنازہ میں ہوتا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ کتنے ایسے زندہ مرگھٹوں میں جل جاتے ہونگے۔ یورپ اور امریکہ میں ڈاکٹروں نے تحقیق کیا ہے کہ یقینی موت کی اگر کوئی علامت ہے تو وہ صرف ایک ہی ہے یعنے جب بدن بکس کر سڑ جائے اور متعفن ہو جائے مگر اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے کوئی ایسا مرض نہ ہو جس میں بدن سڑ کر متعفن ہوتا ہو۔

آدمی کو نہ جلانے سے نہ دبانے سے نہ ریل کی ٹرین کے نیچے کچل جانے سے ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسی کہ زندہ دفن ہونے سے ہوتی ہے۔ پس اس سے زیادہ جانکاہ اور درد انگیز کوئی اور واقعہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی زندہ دفن کر دیا جائے۔ اس سے بچنے کے لئے مصریوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ کوئی آدمی مرتا تو اسے اپنے پروہت کو امتحان کے لئے دے دیتے۔ جب وہ کہہ دیتا کہ ہاں! اسے یقینی موت آگئی ہے۔ تو اوسکو خوشبو دار گوند اور ممی ملتے۔ یونانیوں کو بھی یہی خوف تھا کہ ہم کسی

[illegible] کا [illegible]
[illegible] روز تھی
[illegible] حالیف تھے
[illegible] پانی سے
[illegible] معلوم
ہوجائے - بعض آدمی [illegible] کہ مرنے
سے پہلے وصیت کرتے [illegible] کے بعد
ہمارا سر کاٹ [illegible] پھر زندہ دفن
ہونیکی [illegible] احتمال [illegible] نہ رہے -
بعض [illegible] کہ یہ خوف
ہی [illegible] زندہ مردہ سمجھا
[illegible] قبر میں دفن [illegible] تو ایسا سیکڑے
زیادہ [illegible]

[illegible] جلد دفن کرنے کا رواج
ہے ان کے [illegible] کے باعث
[illegible] دیکھا گیا کہ کسی
[illegible] سے نیچے ہوئے
زمین پر [illegible] سر قبر کے پتھر ون سے
[illegible] بعض اوقات ایسی
[illegible] یقینی ہے کہ
قبرون میں دفن ہونے کے بعد [illegible] کر
[illegible] اون سے مر [illegible]

کبھی قبرون سے ایسی آوازین بھی سننے مین آئی
ہین کہ جیسے مردہ فریاد کرتا ہو - بعض آدمیو نے
اپنے عزیزون کی صورت دیکھنے کے لئے قبرون
کو کہولا ہے تو وہ زندہ نکلے ہین - مسلمانون کے
ہان دستور ہے کہ جب قبر کو پکا بناتے ہین تو گہڑا
کہول کر کیوڑے یا گلاب کے شیشے مردہ پر ڈالتے
ہین - اس گرہا کہولنے مین کبھی یہ دیکھا گیا ہے
کہ مردہ کو جسطرح قبر مین لٹایا تہا اسطرح وہ نہین
لیٹا ہے یا تو بیٹہا ہوا ملا ہے یا کسی کروٹ سے
پڑا ہوا -

پارسیون کے ہان دخمہ کے طاقون مین مردے
رکہنے کا ایسا اچھا دستور ہے کہ اگر مردہ مین ذرا بہی
جان ہو تو معلوم ہوجاتی ہے پارسیون کا یہ پرانا اعتقاد
ہے کہ کتا دار کتے مین زندہ اور مردہ کے شناخت
کرنے کی جیسی جبلی قابلیت ہے ویسی کسی طبیب
حاذق مین ہوہی نہین سکتی - اسلئے جب کوئی آدمی
ان کا مرتا ہے تو گہر پر کتے کو لاتے ہین - اور جب
دخمہ پر پہنچتے ہین تو وہان بہی کتے کو لاکر دکہاتے
ہین - اس رسم کا نام انہون نے سگ دید رکہا ہے
کہتے ہین کہ [illegible] کتے ہونے کی بہت
سی مثالین لکہی ہوئی ہین -

ایک کتا اپنے [illegible] کے جنازہ کیساتھ
بڑا مضطر اور بیتاب چلا جاتا تہا - جب جنازہ قبر
کے پاس لایا گیا تو وہ [illegible]
تابوت زمین پر گر پڑا - اور [illegible] تختہ ٹوٹ
گیا اور اس صدمہ سے مردہ [illegible] ہو آیا اور معلوم
ہوا کہ زندہ ہے -

ایک دفعہ ایک شخص مر گیا - اسکا کتا اس کی قبر
پر جا بیٹہا کئی دفعہ تو اسے پکڑ کر گہر لیگئے - مگر وہ
رسی توڑ کر پہر قبر پر چلا گیا اسکے ایک برس بعد گرجے
کا صحن بڑہانے کے لیئے وہ قبر کہودی گئی تو اس
مین ایسی علامتین پائی گئین جن سے معلوم ہوتا تہا
کہ قبر مین زندہ ہوکر اس مردے نے کچھ کام یعنے
حرکتین کی تہین -

پارسیون کے ہان اس سگ دید کی رسم کے سوا
مردون کو دخمہ کے طاقون مین رکہدیتے ہین -
جنکے گوشت کو گدھ کہا جاتے ہین اور گدھ کبہی
اس گوشت کو مونہہ نہین لگاتا جو مردار نہو - اس
لئے گدھ کا گوشت کہانا اسکے مرنے پر صاف
اور یقینی دلالت کرتا ہے -

اب ایک اور بات انسان اور حیوان مین
روح کے معطل ہونیکی ہے جسکے سبب سے زندہ
آدمی کچھ دیر کے لئے مردہ معلوم ہوتا ہے جس سے
یہ سمجہا جاتا ہے کہ جسم سے روح باہر نکل کے پھر آتی
ہے - اسکو عالم رویا مین جانا بہی کہتے ہین - اس
روح کے باہر جانے کے اکثر حکماء قائل نہین جنکے
سبب سے زندہ آدمی مردہ معلوم ہوتے ہین - اور
پھر جی جاتے ہین - مگر ان مشاہدات کی وجہہ ہونے
روح کے معطل ہوتے یا اوس کے باہر جانے اور
اندر آنے کے کچھ اور بتائی نہین جا سکتی تالابون
کے خشک ہوجانے سے مچھلیان بالکل مردہ معلوم
ہوتی ہین اور جب ان پر پانی ڈالو تو وہ پہر زندہ
ہوجاتی ہین - سانپ جاڑے مین ٹھٹھر کر بالکل
سو کہہ جاتے ہین اور ذرا بہی جان اون مین معلوم
نہین ہوتی مگر جب اون کو گرمی پہنچائی جاتی ہے تو
وہ لہرین لینے لگتے ہین - مینڈک کیچڑ مین لتھڑ پتھڑ ہو
جاتے ہین اور کیچڑ اون پر خشک ہو کر ایک خول بنجاتی
ہے جسکے اندر یہ مینڈک بالکل مردہ ہوجاتے ہین
مگر اوس مٹی کے خول کو اتار کر پانی مین ڈالدو تو
وہ ٹرانے لگتے ہین - یہ تو حیوانون کی مثالین تہین -
اب انسانون کی سنئے - !

ایک جوگی مین یہ کمال تہا کہ جب اوسکو روپیہ
دیکر کہتے کہ مرجا تو وہ مرجاتا تہا - اس حالت مین
جب سب طرح اسکا امتحان کر کے دیکھتے تہے مگر
ان کی یہی رائے قرار پاتی تہی کہ یہ بیشک مرگیا ہے
اور پہر تہوڑی دیر کے بعد زندہ ہوجاتا تہا - روح
کا معطل کرنا اوس جوگی کے اختیار مین تہا - مگر
بحال کرنا اوس کے قابو سے باہر تہا - گو روح خود
بخود دیر مین سویر مین آجاتی تہی - ایک دفعہ اوسنے
اپنی روح کو معطل کیا - پہر وہ کسی طرح بدن مین نہ آئی
اور وہ سچ مچ مرہی گیا - اور اسی بیشہ مین کہ وہ
مردہ بنکر پہر زندہ ہوا اسکی جان گئی -

ضعیف آدمیون اور بچون مین یہ بات بہت
دیکہنے مین آتی ہے کہ روح اون کی معطل ہوجاتی ہے -
اور پہر بحال ہوجاتی ہے امتداد مرض حیات کا چشمہ
خالی اور موت کا عمل مختصر کردیتا ہے - غم والم اور
تکالیف اور مصائب کی کثرت اور بہت سی بیماریان
موت کو لے آتی ہین مگر جان کی رمق باقی رہجاتی ہے
اور ان کی موت جو معلوم دیتی ہے - وہ ضعف
غش اور بیہوشی ہوتی ہے جو روح کو معطل کر
دیتی ہے بہ نسبت مردون کے یہ حالت عورتون
پر زیادہ طاری ہوتی ہے بعض بچے ایسے پیدا
ہوتے ہین کہ ان کی روح معطل معلوم ہوتی ہے
اور وہ مردہ معلوم دیتے ہین - مگر پہر کچھ عرصہ کے
بعد روح ان مین بحال ہوجاتی ہے -

ولیم ٹب صاحب نے ایک کتاب اسی باب مین
لکہی ہے وہ کہتے ہین کہ جب مین ہندوستان کی
سیر کو گیا - تو بابو سنسار چند سین میونسپل سکریٹری
مہاراجہ جے پور ۸ - مارچ ۱۸۹۶ء کو مجھے ایک معزز
عالم فقیر کے پاس لیگئے وہ اپنی چوکی پر آلتی پالتی
مارے بیٹہا تہا - مہاراجہ کے باغ کے پاس اس کا
بڑا دالان مکان تہا - اس فقیر کے اختیار مین تہا کہ
جب چاہے اپنی روح کو جسم سے باہر لے جائے اور
لے آئے - سچ یہ ہے کہ وہ اپنی روح کو معطل کرنا جانتا
تہا اور یہ عمل کرکے وہ بالکل مردہ بنجاتا تہا اور پھر
زندہ ہوجاتا تہا - دسمبر ۱۸۹۵ء مین مردہ ہونے کی
حالت مین ۲۰ دن رہا - اسکا امتحان بہی نہایت
نگہبانی اور ہوشیاری سے کیا جاتا تہا -

ڈاکٹر ہیمچندر سین دہلی نے اور اون کے بہائی سنسار چندر سین
نے اس فقیر کا امتحان اس حالت مین کیا کہ وہ ایک مکان
مین جاڑا بسر کرنے کے لئے بند تہا کچھ دیر تک
اسکی نبض آہستہ آہستہ چلی اور پھر موقوف ہوگئی اور
انہون نے وہ آلہ اسکے دل پر لگایا جس سے دل کی حرکت
دریافت کرتے ہین تو اسکے دل مین ذرا بہی حرکت محسوس
نہین ہوئی - فقیر کو سفید کفن پہنایا گیا اور زمین کے اندر
ایک تہ خانہ چھہ فٹ لمبا چھہ فٹ گول کہودا گیا اور سیمنٹ
اور گارے سے چنکر فقیر کو اسمین اتار دیا اور دروازہ
اسکا بند کر دیا اور مقفل کر کے قفل پر ڈاکٹر ہیم سین نے
اپنی مہر لگادی اور آدہنالال مجسٹریٹ شہر کے وہان
اپنا چوکی پہرہ بٹھا دیا - ۴۰ روز کے بعد مدفن کہولا گیا
تہا البتہ مردنی اسپر چھائی ہوئی تہی - اعضاء اکڑ اور
ٹھٹھر گئے تہے اور وہ مدفن سے باہر نکالا گیا تو اوس کی مونہہ مین
پر شہد اور دودہ اور جسم اور جوڑون پر تیل ملا گیا شام کو زندگی کے
آثار معلوم ہوئے اور فقیر کو دودہ کا ایک چمچہ پلایا گیا - دوسرے
دن دال کا پانی اور تیسرے دن کے بعد وہ دودہ روٹی کہانے لگا
جو اسکی معمولی غذا تہی -

اس فقیر کی یہ باتین دہلی اور جے پور مین مشہور ہین یہ فقیر سنسکرت
کا بڑا پنڈت تہا اور ہندو جو علم اور مذہب کا شوق رکہتے تہے
وہ اسکے چیلے ہوتے چلے جاتے تہے اسکی دانشمندی اور عقلمندی
ظاہر تہی اس نے کبہی کسی سے روپیہ طلب نہین کیا - دولت کے
ذکر سے اوسے نفرت تہی -

۱۱ - مئی ۱۸۹۵ء کے میڈیکل ٹائمز مین مسٹر بریڈ کا ایک مراسلہ
چہپا ہے وہ لکہتے ہین کہ مین نے اس باب مین شہادت کی جمع کرنی مین
کوئی موقع ہاتھ سے نہین دیا کیونکہ اس قسم کے کارہائے عظیم مین بہت
سی شعبدہ بازیان اور دھوکا بندیان اور لاگین ہوتی ہین - مگر اس
مین بہی کوئی شک نہین کہ بعض حالتین بالکل بے لاگ بہی ہوتی ہین -
اہل سائنس کو چاہئے کہ اس مشکل کام کو یقین ہی کرلین - پہر وہ ان
دو نوشتون کا ذکر کرتے ہین جنہین لوگون نے اپنے چشمدید واقعات
لکہے ہین جنکو وہ پہلی شہادت کیساتھ ملاکر کہتے ہین کہ زندہ کا
مردہ بنکے دفن ہونا - اور پہر زندہ نکلنا ایک ایسا واقعی اثبات
ہوتا ہے کہ جس مین شعبدہ بازی اور دھوکا دہی اور لاگ کو ہرگز دخل
نہین اوس کی ایک مثال یہ لکہی ہے کہ ایک فقیر چھہ ہفتہ تک زمین کے
اندر دفن رہا وہ کہانے پینے ہی سے محروم نہین رہا بلکہ ہوا اور روشنی سے
بہی - جب وہ زمین کے اندر سے نکالا گیا تو اوس کے بازو اور ٹانگین
کانپتے تہے - اور ٹھٹھر اور اکڑ گئے تہے - لیکن اس کا چہرہ صاف تہا
اور نبض نہین چلتی تہی تین برس تک مین ایک جنرل کی مصاحبت
مین رہا وہ نہایت عقلمند اور معزز تہا - مدت سے ہندوستان مین
ملازم تہا اس نے ایک حالت خود دیکہی تہی کہ ایک فقیر کئی فٹ نیچے زمین
مین دفن رہا اور اسکی نگرانی کے واسطے پہرہ چوکی بڑی احتیاط سے
مقرر کیا گیا کہ اسکے ساتھ کوئی آمد و رفت نہ رکہہ سکے اور مزید احتیاط
کے لئے اسکے مدفن پر اناج بو دیا گیا - جو اگ کر بڑہ بہی گیا تہا سو وہ
۴۲ دن تک اسی طرح دفن رہا اس عرصہ مین وقتاً فوقتاً جنرل صاحب نے
خود جا کر دیکہا کہ اناج بدستور بڑہتا چلا آتا ہے - جب وہ زمین سے نکالا
گیا تو اسوقت بہی جنرل صاحب موجود تہے انہون نے فقیر سے سوال و جواب
بہی کئے اور کہا کہ مجہے اس مین شعبدہ بازی کا شبہ ہوتا ہے تو فقیر نے کہا
کہ اب مجہے دلوائیے اور خود امتحان کر لیجئے - تو پہر جنرل صاحب نے
خود اپنے باغ مین امتحان کیا - فقیر اتنے ہی دن زمین مین دفن رہا جتنے
دن پہلے رہ چکا تہا - اور ان کو پہر اس واقعہ مین کوئی شبہ نہ رہا ایسے
واقعات کی اور شہادتون کا بہی اضافہ ہوسکتا ہے - سر کلاد ویڈ صاحب
جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار مین لاہور کے پولیٹکل ایجنٹ تہے
انکی زبانی مسٹر بریڈ کو یہ اطلاع ہوئی کہ مین اس بات کو کہ آدمی زمین مین
زندہ دفن ہو کے پہر ایک مدت کے بعد زندہ نکلتا ہے بالکل خلاف عقل جانتا
ہون وہ ہماری فزیالوجی یعنے علم الاعضا کے برخلاف تہی لیکن
مین نے اس کے برعکس ایسا ظاہر ثبوت اسکا دیکہا ہے کہ اس کے واقعی ہونے مین
مجہے ذرا شبہ نہین رہا - ویڈ صاحب نہایت معزز اور شریف آدمی تہے
انہون نے رنجیت سنگہ کے دربار مین ایک فقیر کو زمین مین دفن ہوتے
ہوئے دیکہا تہا اور اسکی تحقیقات مین ابتدا سے مشقت شاقہ کو

ایسے ہونے مین کہ مریض مین سو [illegible] علامات [illegible] ہوجاتی ہین پہر بہی اسمین جان رہتی ہے - ایسی صورت مرگ اتفاقی مین ہیضہ مین جسکے مین زیادہ واقع ہوجاتی ہے کہ ان مین موت کی علامات مقرر [illegible] کچھ یقینی [illegible] جلدی نہ دفن
کرادیا جاے - بلکہ انتظار کر [illegible] منتفعن نہو بہی صرف ایک علامت یقینی موت کی ہے [illegible] متعفن ہونے کا نہو (۱۸) راقم [illegible]

کرنے والے ٹھیرے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) انہیں میں سے تھے وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جنکی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کی قدر و منزلت اللہ تعالے کے نزدیک اسبات سے ہے جو اسکے دل میں ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مکہ والوں میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ بڑے بھاری مخالف تھے یہانتک کہ ایک مرتبہ مشورہ قتل میں بھی شریک اور قتل کے لئے مقرر ہوئے لیکن آخر خدا تعالے نے ان کو وہ جوش اظہار اسلام کا دیا کہ غیر قومیں بھی ان کی تعریف کرتیں اور ان کا نام عزت سے لیتے ہیں۔

غرض

ہمکو وہ مشکلات پیش نہیں آئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے باوجود اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے جبتک پورے کامیاب نہیں ہو گئے اور آپ نے **اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا** کا نظارہ دیکھہ نہیں لیا۔

آج ہمارے مخالف بھی ہر طرح کی کوشش ہمارے ذکر نے کی کرتے ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکے اور انہوں نے دیکھہ لیا ہے جسقدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی ہے اسی قدر **ناکامی** اور **نامرادی** انکے شامل حال رہی ہے اور اللہ تعالے نے اس سلسلہ کو بڑھایا ہے یہہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہہ شخص مر جاویگا اور جماعت متفرق ہو جاوے گی۔ یہہ فرقہ بھی دوسرے فرقہ برہموؤں وغیرہ کیطرح ہے کہ جن میں کوئی کشش نہیں ہے۔ اسلئے اسکے ساتھہ ہی اسکا خاتمہ ہو جاویگا۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالے نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کو قایم کرے اور اسے ترقی دے۔ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرقے نہ تھے۔ اسوقت انکے مخالف بھی یہی سمجھتے ہونگے کہ بس اب ان کا خاتمہ ہے لیکن خدا نے ان کو کیسا نشو ونما دیا۔ اور پھیلایا۔ انکو سوچنا چاہیئے کہ اگر کوئی فرقہ تھوڑی سی ترقی کر کے رک جاتا ہے تو کیا ایسے فرقوں کی نظیر موجود نہیں جو عالم پر محیط ہو جاتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالے کے ارادوں پر نظر کر کے حکم کرنا چاہیئے۔ جو لوگ رہ گئے اور ان کی ترقی رک گئی انکی نسبت ہم یہی کہیں گے کہ وہ اس کی نظر میں مقبول نہ تھے وہ اس کی نہیں بلکہ اپنی پرستش چاہتے تھے۔ مگر میں ایسے لوگوں کو نظیر میں پیش کرتا ہوں جو اپنے وجود سے جل جاویں اور اللہ تعالے ہی کی عظمت اور جلال کے خواہشمند ہوں اسکی راہ میں ہر دکھہ اور موت کے اختیار کرنیکو

اما دہ ہوں پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالے انہیں تباہ کر دے؟ کون ہے جو اپنے گھر کو خود تباہ کر دے؟ انکا سلسلہ خدا کا سلسلہ ہوتا ہے اسلئے وہ خود اسے ترقی دیتا ہے اور اس کے نشو نما کا باعث ٹھیرتا ہے۔

ایک لاکھہ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں ہوئے ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ انمیں سے کون تباہ ہوا؟ ایک ہی نہیں اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجموعی طور پر دیکھہ لو کیونکہ آپ جامع کمالات تھے۔ ساری قوم آپ کی دشمن ہو گئی اور آپ کے قتل کے منصوبے کئے مگر آپ کی اللہ تعالے نے وہ تائید کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

ایک دفعہ اوایل دعوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری قوم کو بلایا یہہ ابوجہل وغیرہ سب انمیں شامل تھے۔ (یہاں حضرت اقدسؑ نے وہ سارا واقعہ بیان فرمایا جسکو حالی نے نظم کیا ہے ہمنے مناسب موقع کے لحاظ سے وہ شعر یہاں درج کر دئے ہیں ایڈیٹر)

اشعار

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر

یہہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا — کبھی ہمنے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا — تو باور کروگے اگر میں کہونگا

کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پاکر

کہا تیری ہر بات کا یہاں یقین ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے
کہا گر مری بات یہ دلنشین ہے — تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — عرب کی زمین جسنے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سبکے لگا دی — اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اوٹھے دشت و جبل نام حق سے

اہل مجمع نے سمجھا تھا کہ یہہ مجمع بھی کسی دنیوی مشورہ کے لئے ہوگا لیکن جب ان کو اللہ تعالے کے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا تو ابوجہل بول اٹھا۔

تبت لك سائر اليوم الهذا جمعتنا

غرض باوجود اسکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ صادق اور **امین** سمجھتے تھے مگر اس موقع پر انہوں نے خطرناک مخالفت کی اور ایک آگ مخالفت کی بھڑک اٹھی۔ لیکن آخر آپ **کامیاب** ہو گئے اور آپ کے مخالف سب نیست و نابود ہو گئے۔

فرمایا لوگ چاہتے ہیں کہ **ترقی** ہو مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کسطرح ہوا کرتی ہے۔ دنیاداروں نے تو یہی سمجھہ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہوگی مگر میں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ **راستبازی** سے ہوا کرتی ہے اسکے لئے اللہ تعالے نے نمونہ رکھا ہوا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کا نمونہ دیکھو۔ ترقی اسیطرح ہوگی جیسے پہلے ہوئی تھی۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ صلاح اور تقوے اور راستبازی سے ہوئی تھی۔ وہ اللہ تعالے کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے۔ اب بھی جب ترقی ہوگی اسی طرح ہوگی۔

سید احمد خان قومی قومی کہتے تھے مگر افسوس ہے کہ وہ ایک بیٹے کی بھی اصلاح نکر سکے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعوی کرنا اور چیز ہے اور اس دعوی کی صداقت کو دکھانا اور بات اصل یہی ہے جو کچھہ اللہ تعالے نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جسقدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسیقدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے

اللہ تعالے نے تجارت زراعت اور ذرایع معاش سے جو حلال ہوں منع نہیں کیا مگر ہاں اس کو مقصود **بالذات** قرار نہ دیا جاوے بلکہ اسکو بطور **خادم دین** رکھنا چاہیئے۔ **زکوٰۃ** سے بھی یہی منشاء ہے کہ وہ مال خادم دین ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے جب تک قوم اللہ تعالے کے لئے قدم نہیں اٹھاتی اور اپنے دلوں کو پاک و صاف نہیں کرتی کبھی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کر سکے یہہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑھنے اور انگریزی لباس پہننے اور شراب پینے اور فسق و فجور میں مبتلا ہونے سے ترقی ہو سکتی ہے یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو قوم رہتی تھی کیا وہ معاش اور آسایش کے سامان نہ رکھتے تھے؟ کیا وہ انگریزی ہی پڑھے ہوئے تھے؟ اسی طرح لوط علیہ السلام کے زمانہ میں بھی معاش کے ذریعے تھے۔ اسطرح اس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جنمیں سے ایک یہہ **زبان** بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے لیکن وہ **زبان** جو خدا کی زبان ہے اسے اللہ تعالے نے علم و معرفت کی **کنجی** بنایا ہے جب انسان تعصب سے پاک ہو کر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی سے باز رہیگا بلکہ دعاؤں میں لگا رہیگا تب ترقی ہوگی۔

یہہ لوگ جو **قومی ترقی قومی ترقی** کا شور مچا رہے ہیں میں ان کی آوازوں کو سن کر حیران ہوا کرتا ہوں کہ شاید انکو مرنا ہی بھولا ہوا ہے اور ناپایدار زندگی کو انہوں نے مقدم کر لیا ہے یہ چاہتے ہیں کہ یورپ جیسے امیر کبیر بن جاویں۔ ہم منع نہیں کرتے کہ حد مناسب تک کوئی کوشش نکرے مگر افراط تو مذموم امر ہے پھر ان ترقی چاہنے والوں کے نزدیک عملی طور پر ایک بدی حلال ہے یہانتک کہ زنا بھی۔ جیسا کہ یورپ کا عملی طرز بتا رہا ہے۔ اگر یہی ترقی ہے تو پھر ہلاکت کیا ہوگی؟ لیس تم اپنی نیتوں کو صاف کرو۔ اللہ تعالے کو رضامند کرو۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ اور دین کی اشاعت کے لئے دعا کرو پھر منع نہیں ہے کہ خدا تعالے نے جس قسم کی استعداد اور مناسبت معاش کے لئے دی ہے اس سے کام لو۔ زراعت ہو یا ملازمت یا تجارت کرو مگر یہہ نہیں کہ اس کو مقصود بالذات سمجھکر دل اس سے لگا لو۔ بلکہ دل اس سے ہمیشہ اداس رکھو اور اسے ایک ابتلا سمجھو اور دعا کرتے رہو کہ خدا تعالے وہ زمانہ لاوے کہ فراغت کا زمانہ یاد الٰہی کے لئے میسر آوے۔

میری غرض اور تعلیم تو یہ ہے جو اسپر مخالفت کرے اسکا اختیار ہے ہنسی کرے اختیار ہے مگر **حق یہی ہے**۔

جو لوگ آزاد مشرب ہیں وہ ایسی باتوں پر سخت ہنسی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اطفال کے درجہ پر ہیں اور ہمیں تیرہ سو برس پیچھے لے جاتے ہیں۔ مگر جن میں تقوے ہو۔ اور موت کو یاد رکھتے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے؟

میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جب تک صحت ہے اسوقت تک یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں لیکن جب ذرا مبتلا ہوتے ہیں تو ہوش میں آجاتے ہیں۔ نیچری مذہب کے لوگ اسیقدر مستحکم ہوگا جسقدر دنیوی آسایش و آرام میسر ہوگا۔ جسقدر مصائب ہونگے ڈھیلا ہوتا جائیگا۔ جو شخص دنیوی وجاہت اور عہدہ پاتا ہے اور قوم میں ایک عزت دیکھتا ہے وہ کیا سمجھہ سکتا ہے کہ دین کیا چیز ہے۔؟

جو گروہ نمازوں میں تخفیف کرنی چاہتا ہے اور روزوں کو اڑانا چاہتا ہے اور قرآن شریف کی ترمیم کرنے کا خواہشمند ہے اگر اسے ترقی ہو تو تم سمجھہ لو کہ انجام کیا ہو؟

(اسکے ضمن میں آپ نے نواب محمد حیات خان مرحوم کا ذکر کیا کہ اللہ تعالے نے کس طرح پر قبل از وقت مجھے اس کی بحالی کی اطلاع دی جسکی میں نے اسکو بھی خبر دیدی تھی۔ لیکن جب بحال ہو گیا تو پھر وہ ساری باتیں جو معطلی کے زمانہ میں تھیں بھول گئیں۔

حوادث روزگار کی خبرین

۸ ستمبر کی صبح اٹلی مین شمالی ہندوستان مین ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہے کیونکہ اس تاریخ اٹلی مین سخت زلزلہ سے جان و جائداد کا بھاری نقصان ہوا۔ خاص کلابریا مین ۷۴۴ جانین مکانات گرنے سے دب کر ضائع ہوئین۔ اسکے ارد گرد کے قریباً بارہ دیہات کو نقصان پہنچا۔ اور پیزو۔ مونٹین اور مارٹی رینو قصبے بالکل تباہ ہو گئے۔ مارٹی رینو مین جانون کے نقصان کی تعداد دو ہزار ہے۔ مقام پارگلی سی تین سو اور رجا پلو سے دو سو لاشین ملین۔ صدمہ سے سارا علاقہ ویرانہ معلوم ہوتا ہے۔ ملک کیحالت ایک وسیع قبرستان کے مشابہ بتائی گئی ہے۔ لاشین عفونت پھیلا رہی ہین۔ شوریدہ سرابادی نے سامان اعانت کی ٹرین کو گھیر لیا۔ اور شور اعانت مچانا شروع کیا۔ میلون تک زمین مین شگاف ہو چکے ہین۔

ماہ روان کی پیشینگوئی:۔ ولایت کے ایک مشہور منجم نے ماہ ستمبر کے واسطے مندرجہ ذیل پیشین گوئیان کی ہین۔ دیکھئے ان مین سے کون کون درست ثابت ہوتی ہین۔ (۱) فرانس مین کسی بات پر سخت جھگڑا ہوگا۔ (۲) روس کی خواتین پر بہت ظلم ہوگا۔ (۳) ۲۴ اور ۲۶ ستمبر کو زلزلہ آئیگا۔ (۴) ٹرکی مین گڑبڑ مچیگا۔ (۵) جس شخص کی سالگرہ کا دن ۲۴ ستمبر ہوگا اس کے خاندان کو مصیبتون کا سامنا ہوگا (۶) جس عورت کی سالگرہ ۲۴ کو ہوگی وہ ضرور بدچلن ثابت ہوگی۔ (۷) زار روس کے خلاف شرمناک سازشین کی جائینگی جنسے قتل کرنے کی کوشش کی جاوے گی سب واہیات ڈھلین ہین +

زلزلہ زدگان اٹلی:۔ اٹلی کے زلزلہ زدہ علاقہ مین مصیبت زدون کے لئے جھونپڑیان بنائی جارہی ہین۔ اور دیگر امدادی کام بھی سرگرمی سے ہو رہے ہین۔

کوہی علاقہ کے دور دراز مقامات پر امداد کے پہنچانے اور مزدورون کی قلت سے سخت تکلیف پیش آرہی ہے۔

اٹلی مین ایک اور زلزلہ۔ گذشتہ ہفتہ اٹلی مین سخت زلزلہ آنے کی خبر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے۔ ۱۴ ستمبر کو لندن سے خبر ملی کہ وہان ۱۲ ارکو ۸ بجے شام اور ۲ بجے ۱۳ ارکی صبح کو پھر زلزلہ آیا جس سے بہت کچھ نقصان ہوا۔ وہ لوگ جو پہلے زلزلہ سے پریشان ہو رہے تھے گھبرا اٹھے ہین سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے

ملکہ اٹلی نے ۲ ہزار پونڈ غربا اور مصیبت زدگان مین تقسیم کرنے کے لئے مرحمت کئے ہین۔ اسی طرح کنگ وکٹر ایمینوایل نے بھی ۴ ہزار پونڈ عنایت فرمائے۔

برہم پتر مین طوفان۔ امسال دریاے برہم پتر مین نہایت خوفناک طوفان آرہے ہین۔ بنگال کے مقامات میمن سنگھ۔ جمالپور وغیرہ بالخصوص اس طغیانی کے شکار ہوئے ہین۔ دھان وغیرہ کی فصل بالکل ڈوب گئی ہے جسکا سرسبز ہونا غیر ممکن ہو گیا ہے۔ غربا و مساکین لوگ سخت پریشان اور مایوسی کی حالت مین زندگی کے دن پورے کر رہے ہین۔ مکانون مین رہنے کا ٹھکانا نہین بیچارے ناؤمین یا بانسون کے پاڑ باندھکر رہتے ہین۔ مال و اسباب کی فکر تو درکنار۔ جانون کے لالے پڑے ہین۔ جانورون کے لئے چارہ میسر نہین آتا۔ بعض غریب ایک وقت بمشکل کھانا پاتے ہین۔ اس دریا مین سینکڑون برسون سے اس قسم کے قیامت آمیز طوفان نہ آئے تھے۔ مگر امسال گردش زمانہ نے یہ بھی رنگ دکھلا دیا۔ خدا جانے اہل ہند پر کیون اسقدر آفتین آرہی ہین کہ ایک پل چین سے نہین گذرتا کہین طاعون ہے کہین خشک سالی ہے کہین ہیضہ ہے۔ کہین زلزلہ ہے بہرحال ہر ایک صوبہ کسی نہ کسی مشکل مین پھنسا ہے

سری نگر کشمیر مین بارانی طوفان کی خبر ہے ہے بارش لگاتار ۲۴ گھنٹہ تک اس زور سے ہوتی رہی کہ تمام جل تھل ایک ہو رہے تھے۔ یہان کی انگریزی بستی بالکل تہ آب ہے۔ امیر الکدل کے پل کے ارد گرد پانی ہی پانی پھیل رہا ہے۔ پوسٹ آفس ناؤ مین اور انگریز سیاحی لوگ بھی مکانات چھوڑ کر ڈونگون مین بود و باش رکھتے ہین ۱۹۰۳ء کا طوفان بہت سخت تھا۔ اس کی نسبت پانی کا چڑھاؤ صرف ڈیڑھ فٹ کے کم تہا۔ دریا اسوقت سمندر سے باتین کرتا ہے۔ سڑک کشمیر پر جا بجا ٹیلے آپڑے اس باعث آمد و رفت بہت دقت طلب ہے۔ سری نگر سے بیکرہ میل تک تمام سڑک پانی مین ڈوبی پڑی ہے۔ اس طوفان کے کارن غریبون کے لئے مصیبت پر مصیبت ہے۔ خدا کی شان۔!

جہلم۔ دریاے جہلم ۱۲ ستمبر کو سخت طغیانی پر تھا۔ لکڑی کے بہت سے گودام بہ گئے۔ تیرا کیا نے ۳ ہری سلیپر اور ہم فی ٹھالیکر سینکڑون ٹھے اور سلیپر نکال لئے۔ کشمیر سے بھی سیلاب کی خبر آئی ہے۔ ۱۴ کو رات بھر ترشح ہوتا رہا۔ اور آسمان پر ابر غلیظ چھایا ہوا تھا۔

کوہ مری:۔ ۱۱ ستمبر کو ۸ بجے صبح سے بارش شروع ہوئی اور ۳۰ گھنٹے مین ۱۵۔ انچ پانی برسا۔ فوجی لوگ خیمون مین ہین جنکے اندر بھی پانی بھرا ہوا ہے اسلئے میزون پر بستر لگا رکھے ہین۔ اگر بارش جلد نہ تھمی تو بخار لو بخار اور زکام کا حرج ہوگا۔

مزید زلزلے۔ کوسنزا (کلابریا) مین ۱۲ ستمبر کو ۸ بجے شب کے زلزلہ کے تین تازہ جھٹکے اور دو ۱۳ کی صبح کو محسوس ہوئے۔ جن سے مزید نقصان واقع ہوا۔ لوگون مین عام اضطراب پھیل رہا ہے۔

نقصان اور مصیبت۔ امسال کی سیلاب سے بسین ہنزاڈا ریلوے (برہما) کو جو نقصان پہنچا تہا وہ اندازہ سے بہت زیادہ ہے۔ دو ماہ سے پیشتر آمد و رفت نہ ہو سکے گی۔ مزید بارش سے جو طغیانی ہوئی ہے اس سے رہی سہی فصلین بھی غارت ہو جائین گی۔ سیلاب زدہ رقبہ پر حکام نقصان کا اندازہ کر رہے ہین۔

سیلاب:۔ بہار کے سیلاب سے عام مصیبت طاری ہے سڑکین اور کھیت ایک مہینے سے تہ آب ہین ہزارون مکانات گر پڑے کاشتکارون کی حالت قابل رحم ہے۔

بارہ مولا۔ آتشزدگی سے تباہ ہو گیا۔

خواجہ صمد جو صاحب رئیس اعظم بارہ مولہ کے بہت سے مکانات جل گئے اور سب سے زیادہ خواجہ امیرہ جو صاحب تحصیلدار جاگیر راجہ امرسنگھ صاحب کا نقصان ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۵ ہزار کے نوٹ اور ۲۵ ہزار کا کرایانہ اور ۱۰ ہزار کی مالیت کے مکان جل گئے۔ گویا خواجہ امیر جو صاحب کا ۵۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ یہان علاوہ مسلمانون کے ہندون کا بھی لاکھون تک نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے اور بالکل تباہ ہو گئے ہین کل مکانات (۱۷۰) جل گئے۔ علاوہ چھوٹے چھوٹے مکانون کے یہ آتشزدگی ایک قہر الہی کا نمونہ تھی بارہ مولہ کا وہ درمیانی حصہ جس سے بارہ مولہ کی رونق تھی ایک سنسان اور بھیانک سین دکھلا رہا ہے۔ وہ غریب لوگ جن کی استعداد بہت کم ہے میدان مین گریہ و زاری کر رہے ہین۔ امید کہ راجہ صاحب بہادر ان کے حال پر رحم فرما کر فوری امداد سے ان کی دستگیری فرمائین گے۔

اور رحم دل مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ کی خدمت مین مفصل حالات بیان فرما کر معقول امداد کا بندوبست فرمائین گے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ { (۱) عوام سے ؎ ۔ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر ؎ (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲؍

نمبر ۳۵ | قادیاں دارالاماں مورخہ ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰؍ شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

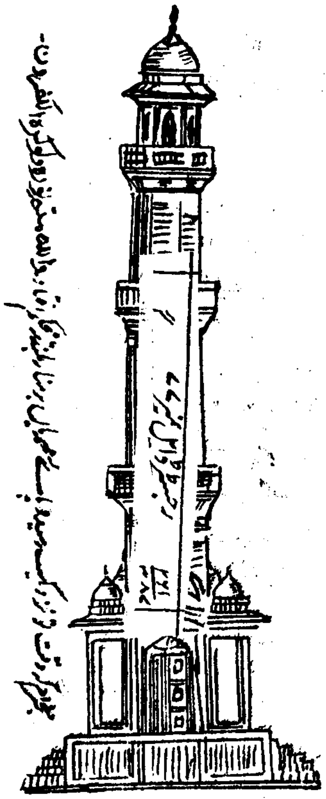

فہرست مضامین

تازہ الہامات و کشوف

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔ کسی شخص نے ہمارے ہاتھ پر سو نفٹ رکھدی ہے۔

۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔ دیکھا کہ ایک مکان ہے اُس پر چڑھنے کے لئے ایک زینہ لگا ہوا ہے جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤں رکھنے کے بھی ہیں اوپر ایک دروازہ ہے۔ میں اس زینہ پر چڑھتا ہوں۔ مگر چڑھ نہیں سکتا اتنے میں اوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے اور فوراً پہونچ سکتے ہیں مگر دوسرا راستہ اور ہے کوئی دو تین سو گز کا فاصلہ ہے پس ہم اُس دوسرے راستہ سے جانے لگے تو دیکھا کہ میں ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہوں اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے جو آگے آگے چلتا ہے میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل۔ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔ رہا گو سفندان عالیجناب

۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔ بوقت صبح پیش از نماز فجر میں نے دیکھا کہ میں گورداسپور سے آیا ہوں۔ اور ایک مضبوط گوٹ (گھوڑا) گکے رنگ پر سوار ہوں۔ گھوڑے پر ہی نماز پڑھی ہے اور اور سجدہ بھی کیا ہے مجھے خیال آیا کہ جب میں گورداسپور گیا تھا تو اپنے بھائی غلام قادر کو سخت بیمار چھوڑ گیا تھا۔ اور ان کے بچنے کی امید نہ تھی معلوم نہیں اس کا اب کیا حال ہے۔ گھر کے پاس کوچہ میں میراں بخش حجام ملا۔ وہ بڑی خوش خوش باتیں کرتا تھا۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب تندرست ہوں گے۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

۷؍ اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔ بوقت صبح پیش از نماز فجر ایک عورت قریباً تیس برس عمر فوت ہوگئی (چنانچہ اس روز تابی ملازمہ حضرت اقدس کی پوتی جو عمر تیس سال تھی ۔ بچہ جننے کے بعد بعارضہ کزاز (یعنی ٹٹ نس) فوت ہوگئی ۱۰؍ اکتوبر ۔ خواب میں دیکھا کہ کسی جگہ ہوں اور رفع حاجت کے لئے ایک جگہ صاف کرانی چاہتا ہوں بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں میں نے شادیخاں کو بلانا چاہا یہ خیال ہے کہ اتنے آدمیوں میں اسے کسطرح شناخت کروں ۔ اس پر میں نے آواز دی تو شادیخاں کھڑا ہوگیا ۔ اس کے ساتھ الہام ہوا ۔

اذ کففت عن بنی اسرائیل یعنے جب میں نے بنی اسرائیل کو دشمنوں کے شر سے بچالیا۔

یاد رفتگان

اپنے دینی بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں ایک درخواست

آپ میں سے اکثر صاحبان کو یاد ہوگا کہ عرصہ چار پانچ سال کا ہوا ہے کہ میں نے اپنے عزیز بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی سوانح شایع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کچھ اپنی سستی کی وجہ سے اور کچھ قلت فرصت سے میں اس کار خیر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکا۔ آجکل میں تین ماہ کی رخصت پر دارالاماں میں مقیم ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس مبارک بھائی کی سیرت کو اس رخصت کے ایام میں تکمیل تک پہونچاؤں ۔ اب قریب ۴۴ صفحہ کے یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ اس لئے میں سب صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیتا ہوں ۔ جو ایوب بیگ مرحوم سے اخلاص رکھتے ہیں ۔ کہ اگر وہ اس نیکی یا دگار میں حصہ لینا چاہیں تو ان کے لئے اب موقع ہے ۔ اس لئے پندرہ بیس روز تک مجھے مفصلہ ذیل امور میں سے جس کے متعلق ان کا علم اس مرحوم کی نسبت ہو اطلاع دیں۔

(۱) سوانح میں قابل درج علمی یا دینی اور اخلاقی حالات (۲) مرحوم کے خطوط جو کسی دوست یا بھائی کے نام ہوں جنمیں کوئی امر قابل اندراج ہو (۳) مرحوم کے خواب یا مرحوم کے متعلق خواب جو کسی کو آیا ہو (۴) جو اصحاب مرحوم کے متعلق اس کے حالات اخلاص و دینی محبت کے متعلق کوئی نظم ارسال کریں گے وہ بھی انشاء اللہ درج کیجائیگی۔

نوٹ ۔ جن احباب نے پہلے مرحوم کے متعلق خاکسار کو خطوط تعزیت اور اس کے دیگر حالات کے متعلق خطوط بھیجے تھے وہ محفوظ ہیں ۔ موقع پر درج کئے جائینگے نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالے نے مجھے اس کار خیر کی اتمام کی توفیق دے ۔ آمین

خاکسار

مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن ۔

قادیاں

اطلاع ۔ ڈاکخانہ گورداسپور کے پوسٹ ماسٹر صاحب کے متعلق اکثر شکایات بغرض اندراج پہونچی ہیں جنہیں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ نوٹس لونگا ۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تبلیغ الحق

واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اسکے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں مگر ساتھ اسکے میرے دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرّا اور لعن و طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اسلیے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہدی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بد زبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کے رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُنکے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اُسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اُسکو اندھا کر دیا تھا۔ مگر **حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا** اور بلاشبہ اُن برگزیدوں سے ہے جنکو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ **سرداران بہشت** میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجب **سلب ایمان** ہے اور اس امام کا تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے **اُسوۂ حسنہ** ہے اور ہم اُس **معصوم** کی ہدایت کے **اقتدا** کرنے والے ہیں جو اُسکو دی گئی تھی۔ **تباہ** ہو گیا وہ دل جو اُسکا **دشمن** ہے اور **کامیاب** ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُسکی **محبت** ظاہر کرتا ہے اور اُسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ **یہ لوگ** دنیا کی آنکھوں سے **پوشیدہ** ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کی قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت **دور** ہیں یہی **وجہ حسین** کی شہادت کی تھی کیونکہ **وہ شناخت نہیں کیا گیا**۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُسکے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو **آئمہ مطہرین** میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اُنکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اسکے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے ایسے موقعہ پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ **مجھے جانتے** کہ میں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجّال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ **میں نے** جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ **میں نے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا**۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان بحثوں کو طول دوں۔ اگر میں درحقیقت مفتری اور دجّال ہوں اور اگر درحقیقت میرا اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں **خدا کی وحی** کی طرف انکو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہوگا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے کیونکہ **محبوب اور مردود** دونوں یکساں نہیں ہوا کرتے۔ سو اے عزیزو۔ صبر کرو کہ آخر وہ امر جو مخفی ہے کھل جائے گا۔ خدا جانتا ہے کہ میں **اُسکی طرف سے ہوں** اور وقت پر آیا ہوں۔ مگر وہ دل جو سخت ہو گئے اور وہ آنکھیں جو بند ہو گئیں میں اُنکا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ **خدا میری نسبت** اشارہ کر کے **فرماتا ہے کہ** "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔ پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈالکر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ **نرمی کرو اور دعا** میں لگے رہو اور سچی **توبہ** کو اپنا شفیع ٹھہراؤ۔ اور زمین پر **آہستگی** سے چلو۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تم نے اُسکی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمہارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کریگا کیونکہ تمہاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سو گئے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمہاری کچھ حاجت ہے اگر تم اُسکے حکموں پر نہیں چلو گے۔ اگر تم اُس کی حدود کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کرے گا۔ اور ایک اور قوم تمہارے عوض لے آئے گا جو اُسکے حکموں پر چلے گی۔ اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ میں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یہ تو مسلمانوں کے دلوں سے ایک روک کا اُٹھانا اور سچا واقعہ انپر ظاہر کرنا ہے بلکہ **میرے آنے کی** اصل غرض یہ ہے کہ تا **مسلمان** خالص **توحید** پر قائم ہو جائیں اور انکو **خدا** تعالیٰ سے **تعلق** پیدا ہو جائے اور ان کی **نمازیں** اور عبادتیں **ذوق** اور **احسان** سے ظاہر ہوں اور ان کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جائے اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارے میں مجھ میں اور انمیں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا منشا ہے بیشک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو انکو اُسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا کہ آدمؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور داؤدؑ اور یحییٰؑ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دنیا میں دوبارہ آنیوالے تھے جیسا کہ آگئے صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سُنَّۃُ اللّٰہ ہے اُنکا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا پس سوچنا چاہیے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے جو ضرور ہونا چاہیے تھا اسقدر شور مچایا کسقدر تقویٰ سے دور ہے آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے **حَکَم** بنکر آیا ضرور تھا جیسا کہ لفظ حَکَم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اُس قوم کی ظاہر کرتا جنکی طرف وہ بھیجا گیا ورنہ اُسکا حکم کہلانا باطل ہوگا۔ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہکر کہ اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اس اعلان کو ختم کرتا ہوں وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

المعلن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی - ۸ر اکتوبر ۱۹۰۵ء

متفرق باتیں

بنک کے سود کے متعلق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بنک کے سود کے متعلق اعلیٰ حضرت کی ایک تقریر شائع کی گئی ہے ہر چند وہ کافی طور سے اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ یہ سود اضطراری حالت میں محض اشاعت اسلام کے لیے جائز ہے یہ مطلب نہیں کہ اس سے سود کے عام جواز کا فتویٰ حاصل کیا جاوے۔ لیکن مزید اطلاع کی خاطر خود حضرت اقدسؑ کے وہ الفاظ بھی درج کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں جو اُسے بلا کے عام ہونے کو روکتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

ایک دوست نے عرض کی کہ اگر اسطرح سے ایک خاص امر کے واسطے سود کے روپیہ کا لین دین کی اجازت دیجئے ہو تو لوگوں میں اسکا رواج وسیع ہو کر عام قباحتیں پیدا ہو جاینگی **فرمایا** کہ بیجا عذر تراشنے کیواسطے تو بڑی حیلے ہیں۔ بعض شریر لاتقربوا الصّلوٰۃ کے یہ معنے کر دیتے ہیں کہ نماز نہ پڑھو۔ ہمارا منشا صرف یہ ہے کہ اضطراری حالت میں جب خنزیر کھانیکی اجازت نفسانی ضرورت کے واسطے جائز ہے تو اسلام کی ہمدردی کے واسطے اگر انسان دین کو ہلاکت سے بچانیکے واسطے سود کے روپیہ کو خرچ کرے تو کیا قباحت ہے یہ اجازت مختص المقام اور مختص الزمان ہے۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ کیواسطے اس پر عمل کیا جاوے۔ جب اسلام کی نازک حالت نہ رہے تو پھر اس ضرورت کیواسطے بھی سود لینا ایسا ہی حرام ہے۔ کیونکہ دراصل سود کا عام حکم تو حرمت ہی ہے۔

گذارش بحضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مندرجہ ذیل نظم مولوی علی احمد صاحب حقانی کلانوری نے جوش محبت اور حسن ارادت سے لکھی ہے جو اپنی سلاست اور عمدگی مضمون سے قابل قدر ہے افسوس ہے ہماری جماعت میں اکثر لوگ نظم لکھتے ہین لیکن وہ اس خداداد ملکہ سے کام نہین لیتے۔ نظم انسان کو فطرتاً پسند ہوتی ہے اور وہ موثر ہوتی ہے اگر سلسلہ عالیہ کی سچائی کے دلایل نظم مین لکھے جاوین تو بہت مفید ہو سکتے ہین۔ ایڈیٹر۔

اے سایۂ رحمتِ خدائی ۔۔۔ اے نورِ ظہورِ مصطفائی
مقبولِ جنابِ کبریائی ۔۔۔ محبوبِ حضورِ مجتبائی
اے زینتِ مسندِ خلافت ۔۔۔ اے زیورِ تختِ اولیائی
صدیون سے ہے انتظار میں ہم ۔۔۔ تب قرنِ سعید تیری پائی
دنیا کا چمن اجڑ چلا تھا ۔۔۔ یہ لوٹ خزان نے تھی مچائی
کملائے تھے پھول۔ زرد پتے ۔۔۔ پودون پہ نحوست اک تھی چھائی
بگڑی تھی ہوا کچھ ایسی نہ باقی ۔۔۔ بلبل اور گل مین آشنائی
گل تھے کہ نگین تھے کھاتے ۔۔۔ کانٹون پہ تھی شان کبریائی
بدعت مچا ہوا تھا اندھیر ۔۔۔ اک شور تھا دے رہا سنائی
عصمت رہتی تھی ڈر کے مارے ۔۔۔ اور صدق تھا دے رہا دہائی
توحید کا خون ہو رہا تھا ۔۔۔ بیزار خدا سے تھی خدائی
قبضے مین ہوئے نفس کے عقل ۔۔۔ مفقود تو قع رہائی
دنیائے دنی کی عشق بازی ۔۔۔ تھی پاؤن تک ترنگا لگائی
اس حال کو ہم پہنچ چکے تھے ۔۔۔ ناگاہ تری سواری آئی

آنا ترا دم بہار لایا
دنیا کی پلٹ گئی ہے کایا

بس ہی ہی زمین نہ آسمان ہے ۔۔۔ ظلمت ہے نہ ظلم کا نشان ہے
ایک جان سی پڑ گئی زمین پر ۔۔۔ پھولا پھولا کچھ آسمان ہے
جاگے جاگے نصیب اپنے ۔۔۔ پھر بخت ہمارا مہربان ہے
اندھی جو نہ دیکھیں تو نہ دیکھیں ۔۔۔ جو رنگ جما ہوا یہان ہے
آنکھون والے تو دیکھتے ہین ۔۔۔ جیسے خلص کے درمیان ہے
بولے شمس و قمر کہ ثمن ہے ۔۔۔ بولی یہ زمین کہ ہان یہان ہے

اے وقت پر اپنے آنیوالے ۔۔۔ اے سچے نشان دکہانیوالے
اے پیرِ طریقتِ محمد ۔۔۔ پیرون کو جوان بنانیوالے
اے سلسلۂ مماثلت کی ۔۔۔ کامل صورت دکھانیوالے
اے عشق محمدی کی مے کے ۔۔۔ پینے والے پلانیوالے
اے جذبۂ شوق احمدی مین ۔۔۔ ہستی اپنی مٹانے والے
اللہ کے دیئے سے کچھ ہمین بھی ۔۔۔ دلوا دے کا وخزانیوالے
ہان ایک نگاہِ لطف ادہر بھی ۔۔۔ او خاک کو زر بنانیوالے
قربانی کو ہین آپ اپنے پہرتے ۔۔۔ ہم رد ہمین ... ...
احسان ہے کا یا دہیرا ۔۔۔ اے ... ... لانیوالے
حقانی کو حق سے رنج زرا ۔۔۔ او روح قدس کو لانیوالے

توفیق عمل خدا سے لے دے
اے ہم کو دعا سکہانے والے

تصویر والے کارڈون کی ممانعت

بمبئی کے ایک سوداگر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر والے کارڈ چھپوائے تھے اور ان کا اشتہار الحکم مین بھی شایع کر دیا گیا جو ایک معمولی اشتہار سمجھ کر شایع ہوتا رہا اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ میری نیت اس اشتہار کی اشاعت سے کیا تھی؟ میرا ذاتی خیال یہ تھا کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہوگا لیکن یہ مرض تصویر بازی کا کچھ ایسا ترقی کرنے لگا کہ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصیت کے ساتھ اسپر توجہ کرنی پڑی اور پر زور الفاظ مین اس کی **حرمت** اور **ممانعت** کا فتویٰ دیا اور اس طرح پر اس باب البدعۃ کو کھلتے ہی بند کر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مختصر طور پر یہ اعلان دے دیا گیا تھا آج تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس کی تقریر کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

آج کے بعد یقین کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا کارڈ استعمال نہ کیا جاویگا۔

ایڈیٹر

ذکر آیا کہ ایک شخص نے حضور کی تصویر ڈاک کے کارڈ پر چھپوائی ہے تاکہ لوگ ان کارڈون کو خرید کر خطوط مین استعمال کرین۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میرے نزدیک یہ درست نہین بدعت پھیلانے کا یہ پہلا قدم ہے۔ ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی وہ اسواسطے تھی کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہین اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہین۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہین۔ ان کے لئے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو۔ کیونکہ جیسا تصویر کی ... رکھتی ہے بعض اوقات مجتہد لگا دیتے ہین کہ کوئی فائدہ ہے اور نقصان نہین تو وہ حسب ضرورت اسکو استعمال کر سکتا ہے خاص اس یورپ کی ضرورت کے واسطے اجازت دی گئی۔ چنانچہ بعض خطوط یورپ۔ امریکہ سے آئے جن مین لکھا تھا کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل وہی مسیح ہے ایسا ہی امراض کی تشخیص کے واسطے بعض وقت تصویر سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ شریعت مین ہر ایک امر جو ماینفع الناس کے نیچے آئے اس کو دیر پار کہا جاتا ہے لیکن یہ جو کارڈون پر تصویرین بنتی ہین ان کو خریدنا نہین چاہیئے **بت پرستی کی جڑ تصویر ہے**۔ جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے۔ ایسی باتون سے بچنا چاہیئے اور ان سے دور رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ **ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جائے**۔ مینے اس ممانعت کو کتاب مین درج کر دیا ہے جو زیر طبع ہے۔ جو لوگ جماعت کے اندر ایسا کام کرتے ہین ان پر ہم سخت ناراض ہین اور خدا ناراض ہے۔ ہان اگر کسی طریق سے کسی انسان کی روح کو فائدہ ہو تو وہ طریق مستثنیٰ ہے۔

(ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا) دیکھکر فرمایا یہ بالکل ناجائز ہے ایک شخص نے اس قسم کے کارڈون کا ایک بنڈل لا کر دکھایا۔ کہ مینے یہ تاجرانہ طور پر فروخت کے واسطے خرید کئے تھے اب کیا کرون فرمایا ان کو جلا دو۔ اور تلف کر دو اس مین اہانت **دین اور اہانت شرع ہے** نہ ان کو گھر مین رکھو اس سے کچھ فائدہ نہین بلکہ اس سے آخر کار بت پرستی پیدا ہوتی ہے۔ اس تصویر کی جگہ پر اگر تبلیغ کا کوئی فقرہ ہوتا تو خوب ہوتا۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء۔

کلمات طیبات امام الزمان علیہ الرحمان

۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر۔ جیسا اثر دعا مین ہے ویسا اور کسی شئے مین نہین ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتون مین پیدا نہین ہوتا۔ بلکہ معمولی باتون مین تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کیطرف راغب رہتی ہے۔ ہان مشکلات کے وقت دعا ... پورا جوش دل مین پیدا ہوتا ہے۔ تب کوئی خارق عادت ظاہر ہوتا ہے۔

کہتے ہین دہلی مین ایک بزرگ تھا۔ بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ کہین باہر جاتا تھا۔ حکم دیا۔ کہ واپس آکر مین تم کو ضرور پھانسی دون گا۔ اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی۔ جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا۔ تو اس بزرگ کے دوستون اور مریدون نے غمگین ہو کر عرض کی۔ کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ **ہنوز دہلی دور است**۔ جب بادشاہ ایک دو منزل پر آگیا۔ تو انہون نے پھر عرض کی۔ مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دہلی دور است۔ یہان تک کہ بادشاہ عین شہر کے قریب آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا تب لوگون نے اس بزرگ کی خدمت مین عرض کی۔ کہ اب تو بادشاہ شہر مین داخل ہونے لگا ہے۔ یا داخل ہو گیا ہے۔ مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دہلی دور است۔ اسی اثناء مین خبر آئی۔ کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا۔ تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ مِن جانب اللہ معلوم ہو چکا تھا۔

ایسا ہی شیخ نظام الدین کا ذکر ہے۔ کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب اون پر ہوا۔ اور حکم ہوا۔ کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ جب وہ دن آیا۔ تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوتے تھے۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رو دیا اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا۔ اور پوچھا۔ کہ تو کیون روتا ہے۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا۔ اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے شیخ نے کہا۔ کہ تم غم مت کھاؤ۔ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی مین نے ابھی خواب مین دیکھا ہے۔ کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے مین نے اس کے دونو سینگ پکڑ کر اسکو نیچے گرا دیا ہے چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا۔ اور ایسا سخت بیمار ہوا۔ اور اسی بیماری مین مر گیا۔ یہ تصرفات الٰہی ہین۔ جو انسان کی سمجھ مین پہلے نہین آسکتے جب وقت آجاتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے۔ سب دل خدا کے ہاتھ مین ہین۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہین ہونا چاہیئے۔ اس کے اذن کے بغیر تو کوئی ...

۱۳ ستمبر قبل دوپہر

آج اتفاق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں میاں چراغدین ساکن جموں کا ذکر اس تقریب پر شروع ہو گیا کہ اس کی ایک کتاب مسمّاۃ ... حال میں شائع کی ہے۔ غالباً چراغدین کے نام سے ناظرین الحکم کے کان آشنا ہونگے مگر انہیں تفصیلی طور پر اسکے متعلق کوئی علم نہیں تو مجھے اسکے متعلق زیادہ انفرمیشن دینے کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں البتہ اسقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ وہی چراغدین ہے جسکا ذکر خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **دافع البلاء** کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں فرمایا ہے۔ جس میں سے بعض ضروری فقرات کا یہاں درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہہ ہیں۔

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعوےٰ کر کے اور اسبات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شایع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ اون کا سنا تھا۔ اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کیوجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دیگئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلہ اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوا العزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں **صلح** کرا دے اور قرآن اور انجیل کا **تفرقہ باہمی** دور کر دے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہہ دعوےٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص کے کمالات کا ... جس نے کو ... ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل اور توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھہ چیز نہیں اور ناقص اور محرف اور مبدل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لا یمسہ الا المطھرون۔ دیکھو براہین احمدیہ ۵۱۱ یعنے اون کو کہدے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہہ وحی ہوتی ہے۔ کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مردہ اور ناتمام کلام ہے پھر زندہ کو مردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہہ ہے۔

ولن ترضیٰ عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے۔ (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لا شریک ہے جو موت اور تولد سے ...... پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لا شریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اوس کا ثانی پیدا کرونگا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنے احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے — کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھہ ہوں انبیا مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہمنے پھل کھایا — میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھہ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لئے مکر کرینگے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے یہہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ اب تک میں سمجھتا ہوں اس کے معنے یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائیگی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی۔

اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کسقدر بعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھہ کچھہ چھوڑنا چاہیں لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائیگا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کرینگے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھہ بھی ملاپ نہیں۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات مونھ پر لاوے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں لعنۃ اللہ علی الکافرین۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں کیا اس سے صلح؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گویا پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھہ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے۔ اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں کسی کو دعویٰ نہیں پہونچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے۔

اور ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھہ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھہ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک انکی نصرت ثابت ہو چکی ہے مگر چراغدین نے کونسی نصرت کی اوس کا تو وجود اور عدم برابر ہے۔ قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے پیدائش لی ہے اور میں اوس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کر سکتا کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ہماری صحبت میں رہا اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے کیا عربی نویسی کے نشان میں یا معارف قرآنی کے بیان میں میرا مددگار ہوگا یا اون مباحث دقیقہ میں میری اعانت کرے گا

....

....

جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ میں عیسائیوں اور دوسرے فرقوں سے پیش آتے ہیں؟ میں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کوچوں سے محروم ہے اور **نفس امّارہ** کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔

چراغدین کی نسبت میں یہ مضمون لکھہ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھکو خداء عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا **نزل بہ جبیز** یعنے اسپر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رؤیا سمجھہ لیا۔ جبیز در اصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اتر سکے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جس کی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو

اس کتاب کو پڑھنے سے اس کی حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ شخص برائے نام اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ مگر اسے حضرت کی فیض صحبت سے کبھی حصہ نہ ملا۔ اور ہمیشہ وہ اپنے بدبودار خیالات کیوجہ سے معتوب رہا۔ اب اسنے مناظرۃ المسیح نام کتاب شائع کی جس میں اسلام کی سخت ہتک کی گئی ہے اس کتاب کے تذکرہ پر اعلیٰ حضرت نے **فرمایا**

کہ وہ اسلام کا سخت مخالف ہے ہر امر میں اسنے حضرت مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی ہے پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت میں میں صلح کرانے آیا ہوں یہہ کیسی عجیب بات ہے اسلام اور عیسائیت میں آسمان زمین کا فرق ہے اور وہ صلح کراتا ہے مجھے اس کتاب میں بہت گالیاں دی ہیں۔

مسیح کی قبر واقعہ **کشمیر** کا ذکر تھا۔ اسکے متعلق جو کچھہ فرمایا اسکا خلاصہ یہہ ہے + کہ **بہت** سے شواہد اور دلائل سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ یہہ مسیح علیہ السلام ہی کی قبر ہے اور یہاں نہ صرف ان کی قبر ہی ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ انکے بعض دوستوں کی قبریں بھی یہی جگہ ہیں۔

اوّل **یوز آسف** کا نام ہی اسپر دلالت کرتا ہے اسکے علاوہ چونکہ وہ اپنے وطن میں باغی ٹہرائے گئے تھے اس لئے اس گورنمنٹ کے تحت حکومت میں کسی جگہ رہ نہ سکتے تھے پس اللہ تعالےٰ نے انپر رحم کرکے پسند کیا کہ شام جیسا سرد ملک ہی ان کے لئے تجویز کیا جہاں وہ ہجرت کرکے گئے۔ اور یہودیوں کی دس تباہ شدہ قومیں جنکا پتہ نہیں ملتا تھا وہ بھی چونکہ یہاں ہی آباد تھیں اسلئے اس فرض تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے بھی یہاں ان کا آنا ضروری تھا۔ اور پھر یہاں کے دیہات اور دوسری چیزوں کے نام بھی بلاد شام کے بعض دیہات وغیرہ سے ملتے جلتے ہیں (اس موقع پر مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی کہ حضور کاشیر کا لفظ خود موجود ہے یہہ لفظ اصل میں کا شیر ہے م تو ہم لوگ ملا لیتے ہیں اصلی کشمیری کا شیر بولتے ہیں اور وہ کاشمر کہلاتے ہیں اور اشیر عبرانی زبان میں ملک شام کا نام ہے اور **ک** معنی مانند ہے یعنی شیر کی مانند۔ ایڈیٹر)

پہر اور بہت سے نام ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ سب نام جمع کرو تاکہ ان کا حوالہ کسی جگہ دیا جاوے۔ اسی سلسلہ کلام میں فرمایا۔ کہ **اکمال الدین** جو پرانی کتاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ انیس سو برس کا ایک نبی ہے پہر کشمیریوں کے رسم ورواج وغیرہ یہودیوں سے ملتے ہیں برنیر فرانسیسی سیاح نے بھی انکو بنی اسرائیل ہی لکھا ہے۔ اس کے سوا وہ تہوما حواری کا ہندوستان میں آنا ثابت ہے

(اس مقام پر مفتی صاحب نے عرض کی کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جب حضرت مریم بیمار ہوئیں تو انہوں نے **تہوما** سے جو اسوقت ہندوستان میں تہا ملنا چاہا۔ چنانچہ ان کے تابوت کو ہندوستان میں پہونچایا گیا اور وہ تہوما سے ملکر بہت خوش ہوئیں اور اسکو برکت دی اور پہر تہوما نے اسکا جنازہ پڑہا۔ اس ذکر پر کہا گیا کہ کیا تعجب ہے اگر فی الحقیقت یہہ ایک ذریعہ اختیار کیا گیا ہو بیٹے کے پاس آنے کا اسکے متعلق مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ایڈیٹر)

مندرجہ بالا سلسلہ کلام میں آپ نے فرمایا کہ ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت **فلما توفیتنی** پیش کرتے ہیں تو اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تھے تو پہر ان کو بجائے **فلما توفیتنی** کے یہ کہنا چاہیے تہا کہ جب تونے مجھے کشمیر پہنچا دیا۔

اس **اعتراض کا جواب** یہ ہے کہ یہہ اعتراض ایک سفسطہ ہے یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور موقع پاکر وہ وہاں سے کشمیر کو چلے آئے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مخالفوں کا حال تو پوچھا نہیں وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچھتا ہے۔ مخالف تو بدستور **کافر کذّاب** تہے۔

دوسرے یہاں مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بھی فرمایا ہے **مادمت فیہم** یعنی جب تک انہیں تہا یہہ نہیں کہا **مادمت فی ارضہم** **مادمت فیہم** کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بھی جائیں یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالےٰ کا ایک مامور ومرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جاوے اور پھر وہ خدا تعالےٰ کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو اور حواری اسے بالکل تنہا چھوڑ دیں اور اس کا پیچھا نکریں؟ نہیں بلکہ وہ بھی انکے پاس یہاں آگئے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ یکدفعہ ہی سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آگئے ہوں۔ چنانچہ تہوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے۔

اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے حالانکہ مکہ میں آپ کے وفادار اور جان نثار خدام موجود تہے لیکن جب آپ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھہ لے لیا۔ مگر اس کے بعد جب آپ مدینے پہونچ گئے تو دوسرے صحابہ بھی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہونچے۔ لکھا ہے کہ جب آپ ہجرت کرکے نکلے اور غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بھی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہونچے۔ انکی آہٹ پاکر حضرت ابوبکر رض گبہرائے تو اللہ تعالےٰ نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لا تحزن ان اللہ معنا** کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اسکو دیکھنے بھی گئے مگر خدا کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تہا۔ اسے دیکھکر ایک نے کہا کہ یہہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ واپس چلے آئے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر اکابر عنکبوت سے نسبت کرتے آئے ہیں۔

غرض

جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایک گروہ کثیر کے اسوقت تہوڑے ہی کو ساتھہ لینا پسند کیا اسیطرح پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف تہوما کو ساتھہ لے لیا اور چلے آئے + پس جب حواری ان کے ساتھہ تہے تو پہر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

دوسرا سوال اسپر یہہ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ ۱۲۰ سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں ترقی کی ہوگی لیکن حوادث روزگار نے ہلاک کر دیا ہوگا۔ کشمیر میں اکثر زلزلے اور سیلاب آتے رہتے ہیں۔ مدت دراز کے بعد قوم بگڑ گئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ ایک قوم تہی۔

آوینٰہما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ شام ہی میں تہا میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف خود اس کے مخالف ہے اسلئے کہ آوی کا لفظ تو اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں ایک مصیبت کے بعد نجات ملے اور پناہ دی جاوے۔ یہہ بات اس رومی سلطنت میں رہ کر انہیں کب حاصل ہوسکتی تہی؟ وہ تو وہاں رہ سکتے ہی نہ تہے۔ اسلئے لازمی طور پر انہوں نے ہجرت کی۔

فرمایا۔ زندگی اعتبار کے لائق نہیں ہے مختلف امراض اور خصوصًا طاعون نے ویسے ہی خوف پیدا کر دیا ہے۔

---

۲۳ - ستمبر ۱۹۰۵ء قبل عصر

حضرت مخدوم الملتہ کی بیماری کا تذکرہ تہا۔ ایک بزرگ نے باتوں ہی باتوں میں حکایتًا عن الغیر ذکر کیا کہ بعض مسمریزم کے عامل توجہ سے مرض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بدل دینے کے دعوے کرتے ہیں۔

اسپر **فرمایا**

یہہ کچھہ چیز نہیں میری طبیعت اس سے سخت نفرت کرتی ہے اصل طریق **دعا** ہے اس سے بہتر اور کوئی راہ نہیں ہے۔ میں تو اس کے سوا دوسرے طریقوں کو (مسمریزم وغیرہ مراد ہیں ایڈیٹر) ایسا سمجھتا ہوں جیسے قے کے ساتھہ کسی بیماری کا علاج کیا جاوے۔ پس کون پسند کرتا ہے کہ قے کے ساتھہ علاج ہو۔ سچا اور خدا شناسی کا جو طریق ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے استعمال کیا وہ یہی **دعا** ہے +

---

۲۴ - ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(مخدوم الملتہ کی بیماری کے تذکرہ پر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی)

اگر انسان کا **وجود** اللہ تعالےٰ کے بغیر ہوتا تو کچھہ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی مگر اب تو ذرّہ ذرّہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے۔ پہر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اسکی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مان کر مومن کبہی غمگین نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھہ کرتا ہے اسی میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔ مومن اور غیر مومن میں **ایمان** ہی کا تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والے کی زندگی اسوقت تک عمدہ اور بے خوف وخطر ہوتی ہے۔ جب تک اسپر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا

. . . .

لیکن جب حقیقت سے مشکلات بھی آکر ظاہر ہوتی ہیں

ذاس کی عقل مار دیتے ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی امید اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہی نہیں اور اسباب اسے مایوس کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آجانے پر بعض اوقات یہہ لوگ خودکشیاں کر لیتے ہیں + یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ کسی اور ملک میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ ہم وغم اور مصائب کی برداشت نہیں کر سکتے ان کے دل کمزور ہو جاتے ہیں لیکن برخلاف اس کے **مومن** قوی دل ہوتا ہے اسلئے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اسپر اگر مصائب آئیں تو وہ اسکو پست ہمت نہیں بناتیں بلکہ وہ مصائب میں اور بھی قدم آگے بڑہاتا ہے اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزا اور لذت انہیں دنوں میں آتی ہے اور ایمان انہیں ایام کے لئے ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسائش اور امن ہو اسوقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکساں ہو سکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسرے مشکلات میں ان باتوں کا امتحان ہو جاتا ہے۔ اور ثابت ہو جاتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ سے قوی تعلق رکھتا ہے اور اسکی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون اسکا شکوہ کرتا اور اس سے ناراض ہوتا ہے۔ مصیبت اور دکھ ایمان کا ایک کامل معیار ہے اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے؟ صبر کیا ہے یہہ بھی ایمان ہی کا نتیجہ ہے۔ مصیبتوں میں جب مومن صبر کرتا ہے تو یہ صبر ہی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر میں مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک **نیا خدا** معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ اسپر ایمان لا کر معرفت میں ترقی ہوتی ہے جب مشکلات اور مصائب کیوجہ سے مومن **دعائیں** کرتا ہے تو دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ **مصائب** بجائے خود اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں دوسرے ان دعاؤں کے ذریعہ ان سے نجات بھی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر اور اسکی قدرتوں پر ایمان بڑہتا ہے۔ مصیبت سے انسان کی زندگی کبھی خالی نہیں رہ سکتی کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی مصیبت انسان پر آہی جاتی ہے خواہ **بیماری** کے رنگ میں ہو خواہ عزت و آبرو کے متعلق ہو۔ یا مال و اسباب کی صورت میں ہو۔ لیکن مومن کی مصیبت اسپر سہل ہو جاتی ہے اور اس کے

گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے وہ اس مصیبت کو اپنے لئے خدا تعالیٰ سے تعلقات بڑہانے کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے مگر وہی مصیبت بے ایمانوں کے لئے **عذاب** کے رنگ میں ہو جاتی ہے۔ کبھی دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے خود بھی اسکے لئے طیار رہنا چاہئے۔ یہہ بھی یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی مرہم ایسا **تسکین دہ** اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر **بھروسہ** کرنا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر **تسلی اور اطمینان** پاتا ہے۔ وہ اپنے قلب میں تلخی اور عذاب کو محسوس نہیں کرتا۔ نہایت کار اس مصیبت کا انجام یہہ ہو سکتا ہے کہ اگر **تقدیر مبرم** ہے تو **موت** آجاوے لیکن اس سے کیا ہوا؟ دنیا کوئی ایسی جگہ تو ہے ہی نہیں جہاں کوئی ہمیشہ رہ سکے آخر ایک دن اور وقت سب پر آتا ہے کہ اس دنیا کو چھوڑنا پڑیگا + پھر اگر اسے موت آگئی تو ہرج کیا ہوا؟ مومن کے لئے تو یہہ **موت** اور بھی راحت رسان اور وصال یار کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کی قدرتوں پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگلا جہان اسکے لئے ابدی **راحت** کا ہے پس نری مصیبت خواہ بیماری کی ہو یا کسی اور قسم کی تکلیف یا عذاب کا موجب نہیں ہو سکتی بلکہ وہ مصیبت دکھ دینے والا عذاب ٹھیرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور بھروسہ نہو ایسے شخص کو البتہ سخت عذاب ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ موت ہی نہ آوے تو یہ خیال خام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ناپائیدار قرار دیا ہے۔ ایسے شخص کے لئے دوسرے جہان میں سخت دردناک جہنم ہوگا جسکے لئے اسے طیار رہنا چاہئے **موت** ضرور آنے والی ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ اس پیالہ کے پینے سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ خدا تعالیٰ کے تمام برگزیدہ بندوں اور انبیاء و رسل کو بھی اس راہ سے گذرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جاوے حکیم اور فلاسفر جو سمجھ دار ہوتے ہیں انکو بھی یہہ بات سوجھ گئی ہے اور انہوں نے اعتراف کیا بلکہ موت کو ضروری سمجھا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ زمین تو ربع **مسکون** ہے اور اس میں بھی بہت ہی تھوڑا حصہ آبادی اگر وہ تمام لوگ جو ابتدائے آفرینش سے پیدا ہوئے اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ

اور مقام نہ ملتا یہانتک کہ وہ کھڑے بھی نہو سکتے۔ پس اسقدر کثرت خود چاہتی ہے کہ **موت**[*] تاکہ پہلے چلے جاویں تو دوسروں کے لئے جگہ ہو۔ **موت** کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ مر کر انسان بالکل گم ہو جاتا ہے نہیں بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹھڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹھڑی میں چلا جاتا ہے۔ اسکی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجھ میں آسکتی ہے کیونکہ خواب بھی گویا ہمشیرہ موت ہے۔ خواب[*] میں بھی ایک قسم کا قبض **روح** ہی ہوتا ہے۔ دوسروں کے خیال میں جو سونے والے کے پاس بیٹھے ہیں وہ بالکل بے خبری اور محویت کے عالم میں ہے لیکن خواب دیکھنے والا معاً دوسرے عالم میں ہوتا ہے اور وہ سیاحت کر رہا ہوتا ہے۔ اب بظاہر اسکے حواس اور قوی سب معطل ہوتے ہیں لیکن سونے والا اور خواب دیکھنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قوی سب کام میں لگے ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر **مرنے والا** موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم میں دیکھتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے اپنی عمر عزیز کو دنیا کے حصول میں ہی ضایع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کیا تھا۔

وہ چونکہ ابھی اپنے بہت سے کاموں کو ناتمام اور ادہورا پاتا ہے اسلئے اسپر **حسرت** اور افسوس کا استیلا ہو جاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گھونٹ معلوم ہوتی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان دل بستگی پیدا نکرے اور اپنے اوقات کو ضایع نہ کرے ہر لحظہ کو غنیمت سمجھ کر اور یہہ یقین کر کے کہ شاید ابھی موت آجاوے مرنے کے واسطے طیار رہنا چاہئے۔ جب اس طیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان اپنے تعلقات کو بڑہائیگا اور اس دوسرے جہان میں آرام پانے کا خیال کریگا۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ دنیا آخرۃ کی **کہیتی** ہے جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دکھ اور تکالیف اٹھاتا ہے اسیطرح مومن تو اس کی حفاظت کے لئے کرنا چاہئے تاکہ دوسرے جہان میں آرام پاوے اگر اسکی پروا نہ کریگا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پھر اسکو موت سخت افسوس اور حسرت ہوگی جب اس جہان سے رخصت ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑیگا۔ اور وہاں اس کے لئے بجز دکھ اور درد کے اور کیا ہوگا۔ اس دنیا میں وہ اس دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہا اور اس عالم میں اس ہم و غم کے نتائج میں۔

حاشیہ[*]۔ خواب کے متعلق غالباً خواب کی فلاسفی کا بیان کر دینا غیر ضروری نہوگا بلکہ میری رائے میں اسجگہ اس کا اندراج ازبس ضروری ہے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ یہ فلاسفی خود اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی ہے اور وہ آجکی نہیں بلکہ ۱۹ مارچ ۱۸۸۶ء کی جسکو آج بائیس برس اور قریباً سات مہینے ہو گئے ہیں۔ الحکم کے **ایڈیٹر** کو اس امر پر خاص ناز ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی پرانی سے پرانی تحریروں کے جمع کرنے کا ازبس شایق ہے اور خدا کا فضل ہے کہ وہ اکثر ایسے نایاب موتیوں کو پا لیتا ہے + آج ان باتوں کے قدردان شاید بہت نہوں لیکن ایک زمانہ آئیگا کہ **آب زر** سے انکو لکھ کر رکھیں گے اور پھر بھی انکی قدر و قیمت کے شایان نہ کہیں گے + بہرحال یہ مضمون بہت ہی لطیف ہے یاد رہے **مندرجہ ذیل** مکتوب میں حضرت اقدس نے **خواب کی فلاسفی** (حقیقت الرؤیا) بیان فرمائی ہے **علم الرؤیا** پر غیروں نے کمال تحقیق اور تدقیق سے فلسفیانہ مباحث کئے ہیں اور بڑی ضخیم کتابیں اس علم میں آجتک موجود ہیں جن میں خواب کی اصلیت۔ اقسام اور علم تعبیر کی خوب چھان بین کی ہے اس امر پر بحث کرنے کے لئے میں کافی وقت اور گنجائش نہیں پاتا کہ یہ بیان کروں کہ خواب کیا چیز ہے؟ اردو زبان میں کوئی ایسی مبسوط اور مستند کتاب اس مضمون پر نہیں لکھی گئی اور اصل تو یوں ہے کہ کوئی بدوں تجربہ صحیح ذاتیہ کے لکھ کیونکر سکتا ہے جب تک کوئی حالت انسان پر خود نہ گذرے وہ جو کچھ اوس کی نسبت بیان کریگا وہ قیاسی اور سماعی باتیں ہونگی۔ بہرحال یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الرؤیا جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ کہ رویا صالحہ اجزائے نبوت میں سے چھیالیسواں جزو ہے حضور کے اس ارشاد سے اتنا پتا ملتا ہے کہ خواب صالحہ عموماً واقعات آئندہ کی ایک تصویر یا عکس ہوتی ہے۔ کیونکہ نبوت کے معنے خبر دینے کے ہیں اور اس کا اطلاق عموماً واقعات آئندہ کی خبر پر ہوتا ہے۔ اور جزو رسالت نہ فرمانے میں یہ سر معلوم ہوتا ہے کہ رویا **صالحہ** کے لئے رسول ہونا لازم اور ضروری نہیں یعنی کبھی کبھار ایسے اشخاص بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں جو مامور من اللہ اور مکلم باللہ نہیں ہوتے حدیث میں آیا ہے کہ سچے خواب اوسی شخص کے ہوتے ہیں جو بیداری میں سچ بولنے کا عادی ہو۔ جو لوگ تزکیہ نفس اور

بقیہ

جو شخص اس عالم کے ہم و غم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر بھی نہیں گر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اسکا کیا حال ہوگا - ؟

موت تو ایک بازیگاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں تو قبل از وقت جاتا ہوں ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے طیار نہ تہا - اگر طیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے - اسلیئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اسوقت موت آجاوے تو کیا وہ طیار ہے یا نہیں ؟ حافظ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر نا پیدا است بارے آں اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

ان کا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت طیار و مستعد رہنا چاہیئے - اور کسی وقت بھی اس طیاری سے بے فکر اور غافل نہ ہونا چاہیئے ورنہ عذاب ہوگا - بالکل صاف بات ہے کہ جو شخص ہر وقت سفر کی طیاری میں ہے اور کمر بستہ بیٹھا ہے اگر یکایک اسے سفر کرنا پڑے تو اسے کوئی تکلیف اور گھبراہٹ نہ ہوگی لیکن اگر اس نے کبھی یہہ خیال بھی نہیں کیا تو پھر ایسے موقع پر سخت گھبراہٹ کا سامنا ہوگا - ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے -

ولم یتفق حتیٰ مضیٰ بہ سبیلہ
وکم حسرات فی بطون المقابر

یعنے اس وقت تک اس امر سے اتفاق نہ کیا یہانتک کہ کوچ کرنا پڑا تب اقرار کیا کہ بہت ساری حسرتیں قبروں میں دفن کی گئی ہیں -

مگر یہہ بات اللہ تعالےٰ کے فضل بغیر میسر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کی طیاری میں لگا رہے سننے کو تو ہر ایک کان سن سکتا ہے کیونکہ سننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے -

انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے لیکن جب وہاں سے اوٹھتا ہے اور مجلس تغیر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ دہیں کے دہیں رہیں ایسے لوگ سخت نقصان اوٹھاتے ہیں اور دفعتہً موت کے آجانے پر انہیں بہت کچھہ حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے - موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں -

فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے ایک دن صبح ہی صبح جب آکر انہوں نے دوکان کہولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا - فرید الدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی تو بوہنی نہیں کی - فقیر نے اون کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دہندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی - فرید الدین نے اسکو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی - فقیر یہ سنکر وہیں لیٹ گیا اور کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کے ساتھہ ہی جان نکل گئی - فرید الدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا - اسیوقت ساری دوکان لٹا دی اور ساری عمر یاد الٰہی میں گذار دی - یہہ طیاری ہوتی ہے - طیاری میں رنج نہیں ہوتا - کش مکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے -

---

فرمایا - صوفیوں کی جو کتابیں ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں موت کا خیال دامنگیر رہا ہے - لیکن مولویوں کے نام سے جو لوگ گذرے ہیں وہ عموماً محجوب رہے ہیں - بہت ہی کم جو در اصل وہ بہی فقیر تھے وہ تو اس حجاب سے بچے ہیں ورنہ اہل تصوف سے عموماً الگ رہے ہیں اور ایسے پاک باز لوگوں پر کفر ہی کے فتوے دیتے رہے جو دنیا سے انقطاع کرنے والے تھے صوفی تو ایسے ہیں جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو طیار رہتا ہے - ان کی کتابوں کو پڑہ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور ان سے خوشبو آتی ہے کہ وہ صاحب حال ہیں صاحب قال نہیں - اگر فراست صحیحہ ہو تو انسان ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے -

سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب بڑی ہی عمدہ کتاب ہے میں نے اس کو کئی مرتبہ پڑہا ہے بدعات سے پاک ہے بعض کتابیں صوفیوں کی اس قسم کی بہی ہیں کہ انمیں بدعات بہی داخل ہو گئی ہیں لیکن یہہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے - فقیروں میں بہی ایک آفت پڑی ہے یعنے بعض فقیر تو ہوئے مگر وحدت وجودی ہو گئے - اور خود ہی خدا بن بیٹھے -

ہمارے ملک میں دوآبہ (بست جالندہر) میں اکثر وجودی ہیں اور جو وجودی کہلاتے ہیں انکا مذہب عموماً اباحتی دیکھا گیا ہے اور حقیقت

اور مدارج [illegible] نہیں کر سکتے آئندہ خواب خواب پریشان یا مزاج اور حواس کے اختلال کا نتیجہ ہوتے ہیں [illegible] النفس در صالحہ آدمیوں کی ایسی رویائے صادقہ ایک شعبہ الہام کا ہے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے مقام پر بہی اس نکتہ لطیفہ کو نقل کیا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنے نبوۃ میں سے بجز مبشرات کے اور کچھہ باقی نہیں رہا - اور مبشرات کی تفسیر بہی خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ وہ رویا صالحہ ہے کہ [illegible] آدمی دیکھتا ہے یا اور کوئی اس کے لئے دیکھتا ہے - اور اللہ تعالےٰ نے بہی قرآن کریم میں لہم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا فرمایا ہے -

فی الجملہ رویاء صادقہ کی فلاسفی حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے گرامیقدر مکتوب میں بیان فرمائی ہے بجائے خود ایک بہت ہی دقیق مضمون تہا اور اردو زبان میں اس کے متعلق کوئی رسالہ یا کتاب نہ تہی الحمد للہ کہ مختصر سے مکتوب ہی میں حضور نے وہ مشکلات حل کر دئے ہیں جو خواب کے متعلق پیش کی گئی ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء + ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خواب کی فلاسفی تصوف کی جان

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپکی خوابکے آثار یوں ہی نظر آتے ہیں [illegible] رویا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب حیز قوت سے حیز فعل میں آوے بہت سی [illegible] درکار ہیں - خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہیں کہ جو [illegible] مٹی کے نیچے [illegible] ہے جسکے وجود میں تو کچھہ شک نہیں لیکن بہت سی جانکنی اور محنت چاہیئے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے [illegible] دور ہو جائے اور نیچے سے پانی شیریں اور مصفا نکل آوے [illegible] صدق و دعا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے - والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا - گویند سنگ لعل شود در مقام صبر آرے شود ولیک بخون جگر شود [illegible] قدر ایسا دل کہ توانی بکوش - آپ کی ملاقات

کیلئے میں بہی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں - بیوقت حج بہی فائدہ نہیں کرتا اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کو جاتے ہیں اور پھر دل سخت ہو کر آتے ہیں اس کا یہی باعث ہے کہ اونہوں نے بے وقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھہ کے اور کچھہ نہ دیکھا اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا دل سخت ہو گیا علیٰ ہذا القیاس ملاقات جسمانی بہی کئی ایک قسم کے ابتلاء پیش آجاتے ہیں الا ماشاء اللہ -

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال میں آتا ہے مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہ سوال کیا ہے کہ پورا پورا علم جیسا بیداری میں ہوتا ہے خوابمیں کیوں نہیں ہوتا اور خواب کا دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا -

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمولی سے معطل ہو جاتے ہیں پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور اعتبار اور تیقظ بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب میں بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہیں تو بالضرورت اوس فعل میں بہی فتور آجاتا ہے پھر بعلت اوس فتور کے انسان نہیں سمجھہ سکتا کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری - لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ و حضور و استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس اونپر وارد ہو جاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے - اوس حالت میں چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر بیدار ہے خواب میں نہیں - اور نیز اپنے مکان اور اوس کے تمام وضع پر بہی اطلاع رکھتا ہے یعنی جس مکان میں ہے اوس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کی آواز بہی سنتا ہے اور اوس مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر بجذبہ غیبی غیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت میں اپنی رویا میں اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے یہ علم بذریعہ حواس نہیں بلکہ اس علم کا منشاء فقط روح ہے -

ہیں اس مذہب کا خاصہ اور اثر ہونا بھی یہی چاہئیے۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے متصف نہیں مانتا۔ جو قرآن شریف میں بیان ہوئی ہیں اور اپنے اور خدا تعالیٰ میں کوئی فرق نہیں کرتا بلکہ خود ہی خدا بنتا ہے وہ اگر اباحتی ہو تو اور کیا ہو زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہہ لوگ دوزخ اور بہشت پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ایمان لا کر بھی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی خدا ہیں۔ اور ایک اور بڑی غلطی ہے جس میں یہہ لوگ مبتلا ہیں اور وہ یہہ ہے کہ اپنے مذہب کو اکابر سے منسوب کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مذہب دو ہیں۔ وجودی اور شہودی۔ وجودیوں نے فلسفیوں کی طرح یہہ سمجھ لیا ہے کہ انسان کے سوا خدا کچھہ نہیں ہے یا خدا کے سوا اور کچھہ نہیں۔ مگر شہودی انکے سوا ہیں اور وہ ٹھیک ہیں۔ جنہوں نے استیلاء محبت اور تجلیات صفات الٰہی سے ایسا معاملہ کیا کہ خدا ہے انہوں نے اسکی ہستی اور وجود کے سامنے اپنی ہستی اور وجود کی نفی کر لی۔ اور من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہوئے حقیقت میں محبت کے ثمرات میں سے نفی وجود ضروری ہے ہم اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ قرآن شریف سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جو فنا فی اللہ کہلاتا ہے لیکن وجودیوں کا یہہ حال نہیں انکا تو یہ حال ہے کہ گویا انہوں نے [illegible] کی طرح تشریح کرکے خدا تعالیٰ کو دیکھہ لیا ہے تب ہی تو یہ خود بھی خدا بنتے ہیں حالانکہ یہ صریح غلط اور بیہودہ امر ہے اللہ تعالیٰ تو صاف فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار۔

وجودیوں کا یہ مذہب ہے کہ ہم ہی لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور ہم ہی سچے موحد ہیں باقی سب مشرک ہیں۔ اس کا نتیجہ عوام میں یہہ ہوا کہ اباحت پھیل گئی اور فسق و فجور میں ترقی ہو گئی کیونکہ وہ اسے حرام نہیں سمجھتے۔ اور نماز روزہ اور دوسرے اوامر کو ضروری نہیں سمجھتے اس سے اسلام پر بہت بڑی آفت آئی ہے میرے نزدیک وجودیوں اور دہریوں میں ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہے۔

یہہ وجودی سخت قابل نفرت اور قابل کراہت ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ جسقدر گدیاں ہیں انمیں سے شاید ایک بھی ایسی نہیں ہوگی جو یہ مذہب نہ رکھتی ہو سب سے زیادہ افسوس یہہ ہے کہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرقہ جو قادری کہلاتا ہے وہ بھی وجودی ہو گئے ہیں حالانکہ سید عبد القادر وجودی نہ تھے انکا طرز عمل اور انکی تصنیفات اهدنا الصراط المستقیم کی عملی تصدیق دکھاتی ہیں۔

علماء صرف یہ سمجھتے ہیں کہ اهدنا الصراط المستقیم صرف پڑھنے کے لیئے ہے لیکن اسکے اثرات اور نتائج کچھہ نہیں مگر وہ عملی طور پر دکھاتے ہیں کہ ان منعم علیہ لوگوں کے نمونے اس امت میں ہوتے ہیں۔

غرض

یہہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ گو ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں لیکن ہیں ضرور جو خدا تعالیٰ سے کامل محبت کرتے ہیں اور اسی دنیا میں رہکر انقطاع اور سفر آخرت کی طیاری کرتے ہیں۔ یہ امور ایسے ہی لوگوں کے حصے میں آتے ہیں جیسے سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ مگر اب برخلاف انکے وجودیوں کی کثرت ہے اور اسی وجہ سے فسق و فجور میں ترقی ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اسقدر استیلا کرے کہ ماسوی اللہ جل جاوے۔ یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہیں اور یہی وہ نسخہ ہے جو اسی عالم میں انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اس عالم کی برکات اور فیوض کو اس عالم میں پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتھہ یہاں سے رخصت ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اس زمرہ سے الگ ہیں۔ من کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الاخرة اعمیٰ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے و لمن خاف مقام ربه جنتان یعنے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں انکو دو جنت ملتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسکی حقیقت یہ ہے کہ ایک جنت تو وہ ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے دوسری جنت اسی دنیا میں عطا ہوتی ہے اور یہی جنت اوس دوسری جنت کے ملنے اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹھیر جاتی ہے ایسا مومن دنیا میں بہت سے دوزخوں سے رہائی پاتا ہے مختلف قسم کی بداخلاقیاں یہہ بھی دوزخ ہی ہیں جن چیزوں سے شدید تعلق ہو جاتا ہے وہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے کیونکہ پھر انکو چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے مثلاً مال سے محبت ہو اور اسے چور لے جائیں تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔

. . . .

. . . . یہانتک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہیں یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے میراث پر اور جن فانی اشیاء سے محبت ہے وہ اگر تلف ہو جائیں یا مر جاویں تو اسکو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے۔ مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مر گیا جسکے غم میں وہ رو رہا تھا اس سے پوچھا گیا کہ تو کیوں روتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز دوست مر گیا اسنے کہا کہ تو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیوں کی۔

اصل بات یہہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جدائی ضروری ہوگی یا یہ خود جائیگا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے پس وہ مفارقت عذاب کا موجب ہو جائے گی۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہیں اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہیں ہوتے وہ اس عذاب سے بچا لیئے جاتے ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے

دشتِ دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہمارا اصل منشاء اور آنے کی غرض یہہ نہیں کہ عیسیٰ فوت ہو گیا یہ تو ایک سچائی تھی جو ہم نے پیش کی اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہی ظاہر کیا ہم نے اسی طرح اسکو دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ ہمیں حضرت عیسیٰ کے ساتھہ کوئی دشمنی نہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول اور پیغمبر ہیں یہہ کہتے ہیں کہ وہ جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر نہیں گئے ہمکو ان کی تذلیل منظور نہیں مگر ہم کیا کریں اصل بات ہی یہ ہے جو امر ہم کسی نبی اور رسول کے لیئے نہیں مانتے ہم کیونکر ان کے ساتھہ اسے مختص کریں۔ ہاں ہم کو بخل نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جس جسم کیساتھہ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہیں حضرت عیسےٰ بھی اسی جسم کے ساتھہ گئے ہیں۔ مگر ان لوگوں کی غلطیوں اور خود تراشیدہ خیالات کو کیسے مان لیں۔

یہ خوب یاد رہے کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر روح بلا جسم ہرگز نہیں مانتے ہم مانتے ہیں کہ وہ وہاں جسم ہی کے ساتھہ ہیں ہاں فرق اتنا ہے کہ یہ لوگ جسم عنصری کہتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ جسم وہی جسم ہے جو دوسرے رسولوں کو دیا گیا ہے۔

دوزخیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تفتح لهم ابواب السماء یعنی کافروں کے لیئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاویں گے۔ اور مومنوں کے لیئے فرماتا مفتحة لهم الابواب اب ان آیات میں لهم کا لفظ اجسام کو چاہتا ہے تو گویا یہ کہے

دوسرا سوال آپکا یہ ہے کہ فناء اتم اعنی غائت المواج و نہائت الوصال میں علم حق رہتا ہے یا نہیں اول سمجھنا چاہیئے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہیں بلکہ امارات اور آثار وصال میں سے ہے کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے کہ طالب حق خلق اور ارادت اور نفس سے بکلی باہر ہو جاوے اور فعل و ارادت الٰہی میں بکلی کھویا جاوے یہانتک کہ اوسی کے ساتھہ دیکھتا ہو اور اوسی کے ساتھہ سنتا ہو اور اوسی کے ساتھہ پکڑتا ہو اور اوسی کے ساتھہ چھوڑتا ہو پس یہ تمام آثار وصال کے ہیں نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جسکو اہل وصال شناخت کرتے ہیں مگر بیان نہیں کر سکتے خلاصہ کلام یہ کہ جب طالب کمال وصال کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اسکا اپنے لیئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھہ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت میں اوسکو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکھہ میں باقی نہیں رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غائت سیر اولیا ہے اور اسی مقام میں غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہونچا دیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہہ آیت مشابہ ہے فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا و خر موسیٰ صعقا۔ لیکن حالت تام وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے ما زاغ البصر و ما طغیٰ یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہوگی پس غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرمایا ہے۔ وجوه یومئذ ناضرة الیٰ ربها ناظرة واللّٰه اعلم بالصواب۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۸- مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۸- جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

سب پہر اسی جسم عنصری کے ساتہہ جاتے ہیں؟
نہیں ایسا نہیں جسم تو ہوتے ہیں مگر وہ وہ جسم ہیں جو مرنے کے بعد دئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی بہی اجسام کو چاہتا ہے پہر تیسری شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت ہی معراج میں آپ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو حضرت یحیٰی کے ساتہہ دیکہا وہاں آپ نے روحین تو نہ دیکہی تہیں یعنے جسم صرف حضرت عیسےٰ کا ہوا اور باقی نبیوں کی روحین تہیں اور مسیح ہی کا جسم تہا۔

سچی اور بالکل سچی اور صاف بات یہی ہے کہ اجسام ضرور ملتے ہیں لیکن یہہ عنصری اجسام یہاں ہی رہ جاتے ہیں یہہ اوپر نہیں جاسکتے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جواب میں فرمایا۔

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا

یعنے ان کو کہدے میرا رب اس سے پاک ہے جو اپنے وعدوں کے خلاف کرے جو وہ پہلے کر چکا ہے * میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں۔ سبحان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ سابق جو وعدے ہو چکے ہیں انکی خلاف ورزی وہ نہیں کرتا۔ وہ وعدہ کیا ہے؟

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین

اور ایسا ہی فرمایا الم نجعل الارض کفاتا اور پہر فیہا تحیون وفیہا تموتون

ان سب آیتوں پر اگر یکجائی نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسم جو کہانے پینے کا محتاج ہے آسمان پر نہیں جاتا۔ پہر ہم دوسرے نبیوں سے بڑہ کر مسیح میں یہ خصوصیت کیونکر تسلیم کرلیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے شرارت سے یہی سوال کیا تہا کہ آپ آسمان پر چڑہ جائیں۔ اسکی وجہ یہہ تہی کہ وہ پہلے وہ آیات سن چکے تہے جس میں اس امر کی نفی کیگئی تہی۔ انہوں نے سوچا کہ اگر اب اقرار کریں تو اعتراض کا موقع ملے۔ لیکن وہ تو اللہ کا کلام تہا اسمیں اختلاف نہیں ہوسکتا تہا اسلئے انکو یہی جواب ملا۔ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا * یعنے انکو کہدو کہ ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اپنے پہلے قول کے خلاف کرے۔

غرض

یہہ کس قدر موٹی باتیں جو اللہ تعالیٰ نے بار بار پیش کی ہیں مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہہ انکو سمجہتے نہیں اور خواہ مخواہ حضرت مسیح میں کچہہ ایسی خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جو دوسروں میں نہیں ہے۔ قرآن شریف کی یہہ تعلیم اور بخاری اور مسلم کو دیکہو اور صحاح کو پڑہو وہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت موجود ہے آپ نے حضرت مسیح کو یحیٰی کے ساتہہ دیکہا ویسے ہی حضرت مسیح کو اسوقت انمیں کوئی خاص بات نہ تہی جو بطور جسم کے الگ ہو۔ یعنی ان کا تو جسم ہو اور حضرت یحیٰی کی مجرد روح ہو۔ جب قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح شہادت موجود ہے پہر یہ نرالا جسم کیسا؟ اگر نرالا نہیں تو بسم اللہ ایمان لاتے ہیں کہ وہ جسم جو مرنے کے بعد ملتا ہے وہ مسیح کو بہی دیا گیا۔ پہر نزاع لفظی نکلی * یہ ہم کبہی تسلیم نہیں کرسکتے کہ مسیح کو کوئی الگ جسم دیا گیا کیونکہ یہ شرک ہے۔ ہم سمجہتے قائل ہیں لیکن اس جسم عنصری کے قائل نہیں۔ انجیل سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی جسم تہا۔ اور ایسا جسم [illegible] ہمارا مذہب یہی ہے کہ بہشت میں [illegible] لیکن یہ یاد رکہنا چاہئے کہ [illegible] بہشت میں دودہ اور شہد کی [illegible] تو اس سے کیا سمجہنا چاہئے [illegible] ہوگا اور بہت سارے [illegible] دودہ دودہ کر ایک نہر میں [illegible] گے۔ یا بہت سے چہتے شہد کے [illegible] ہونگے اور پہر انکا شہد جمع کرکے نہروں میں گرایا جاوے گا۔ یہہ مطلب نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جو مجہہ پر ظاہر کیا ہے وہ یہہ ہے کہ یہ بات نہ ہوگی اگر یہی خربوزہ اور تربوز یا انار ہونگے تو پہر بات ہی کیا ہوئی کافر بہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے یہاں اس دنیا میں کہالئے تم نے آگے جاکر کہائے۔ اسکی حقیقت جو اللہ تعالیٰ نے مجہہ پر کہولی ہے وہ یہہ ہے کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لہم جنت تجری من تحتہا الانہار یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور اچہے عمل بجالاتے ہیں وہ ان باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو باغ کے ساتہہ مشابہت دی جسکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس آیت میں بہشت کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے گویا جو رشتہ نہروں کو باغ کے ساتہہ ہے وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتہہ ہوتا ہے اور جسطرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا اسیطرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہوں تو ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریا کاری ہیں۔ پس قرآن شریف نے جو بہشت پیش کیا ہے اسکی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ایک ظل ہے۔ اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اس دنیا میں ہی اسکی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہریں نظر آتی ہیں لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کہلے طور پر محسوس ہوں گے۔ اور ان کا ایک خارجی وجود نظر آجائیگا۔ قرآن شریف سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہوجاتا ہے پس یہاں دو باتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے دوسرا ان درختوں کی نہروں سے آبپاشی ہوتی ہے قرآن شریف کو پڑہو اور اول سے آخر تک اسپر غور کرو تب اسکا مزا آئیگا کہ حقیقت کیا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالیٰ جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالیٰ جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقیناً انسان کے ایمان کو اشجار سے متمثل کریگا اور اعمال کو انہار سے متمثل کریگا۔ اور واقعی طور پر دکہاوے گا۔ یعنی ان کا وجود فی الخارج بہی نظر آئیگا۔ اسکی مختصر سی مثال یوں ہی سمجہہ میں آسکتی ہے کہ جیسے انسان خواب میں عمدہ اور شیریں پہل کہاتا ہے اور ٹہنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے اور فی الواقع وہ پہل اور آب سرد ہوتا ہے اسوقت اس کے ذہن میں کوئی دوسرا امر نہیں ہوتا۔ پہلوں کو کہاکر سیری ہوتی اور پانی پی کر فی الواقعہ پیاس دور ہوتی ہے لیکن جب اُٹہتا ہے تو نہ ان پہلوں کا کوئی وجود ہوتا ہے۔ اور نہ اس پانی کا۔ اسیطرح پر جیسے اس حالت میں اللہ تعالیٰ ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کردیتا ہے عالم آخرت میں بہی ایمان اور اعمال صالحہ کو اوس صورت میں متمثل کردیا جائیگا۔ اسی لئے فرمایا ہے ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا۔ اسکے اگر یہہ معنے کریں کہ جنتی جب ان پہلوں اور میووں کو کہائیں گے تو یہہ کہیں گے کہ یہہ وہ پہل اور خربوزہ ہے یا تربوز یا انار ہیں جو ہم نے دنیا میں کہائے تہے تو یہہ ٹہیک نہیں کیونکہ اسطرح پر تو وہ لذت بخش چیز نہیں ہوسکتے اور نعماء جنت کی حقارت ہے اگر کوئی شخص مثلاً کشمیر میں جاوے اور وہاں کی ناشپاتیاں کہاکر کہے کہ یہ تو وہی ناشپاتیاں ہیں جو پنجاب میں کہائی تہیں تو یہہ صریح ان ناشپاتیوں کی حقارت ہے پس اگر بہشت کی نعماء کی یہی مثال ہے تو یہہ خوشی نہیں بلکہ ان سے بیزاری ہے اسلئے اسکا یہہ مفہوم اور مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہشتی لوگ جو اس دنیا میں بڑے عابد اور زاہد تہے جب وہ اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے تمثلات سے لطف اٹہائینگے تو ان کو وہ ایمانی لذت آجائیگی اور ان مجاہدات اور اعمال صالحہ کا مزا آجائیگا جو اس عالم میں انہوں نے لُوٹے تہے اسلئے وہ کہیں گے ھذا الذی رزقنا من قبل

غرض

جس قدر قرآن شریف کو کوئی شخص تدبر اور غور سے پڑہیگا اسیقدر وہ اس حقیقت کو سمجہیگا کہ ان لذات کا تمثیلی رنگ میں فائدہ اٹہائینگے۔

محبت الٰہی کے لذات ہیں لذت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکہتا ہے۔ ۔ ۔

. . . .

وہ جسمانی لذت کے مفہوم سے ہزاروں درجہ زیادہ مفہوم روحانی لذت میں رکہتا ہے اگر اس محبت کی لذت میں غیر معمولی سیری اور سیرابی نہو تو اللہ تعالیٰ کے محب جسمانی لذات کو ترک کیوں کرتے۔ یہاں تک کہ بعض اس قسم کے بہی ہو گذرے ہیں جنہوں نے سلطنت تک کو چہوڑ دیا چنانچہ ابراہیم ادہم نے سلطنت چہوڑدی۔ اور انبیاء علیہم السلام نے ہزاروں لاکہوں مصائب کو برداشت کیا اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی نہیں نہ تہا جو انہیں کشاں کشاں لئے جاتا تہا تو وہ پہر کیا بات تہی کہ اسقدر مصائب کو انہوں نے خوشی کے ساتہہ اٹہا لیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اس درجہ میں سب سے بڑہے ہوئے ہیں اس لئے آپ کی زندگی کا نمونہ بہی سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں اور عزتیں پیش کیں مال و دولت۔ سلطنت۔ عورتیں۔ اور کہا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں او

یہہ توحید کا مذہب پیش کرین اس خیال کو جانے دین وہ دنیا دار تہے انکی نظر دنیا کی فانی اور بے حقیقت لذتون سے پرے نہ جا سکتی تہی انہون نے سمجہا کہ یہ تبلیغ انہین اغراض کے لئے ہوگی مگر آپ نے ان کی ان ساری پیش کردہ باتون کو رد کر دیا اور کہا کہ اگر میرے دائین بائین آفتاب اور ماہتاب بہی لا کر رکہدو تب بہی مین اس کو نہین چہوڑ سکتا - پہر اسکے بالمقابل انہون نے آپ کو وہ تکالیف پہونچائین جنکا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف مین نظر نہین آتا - لیکن آپ نے ان تکالیف کو بڑی لذت اور سرور سے منظور کیا مگر اس راہ کو نہ چہوڑا اب اگر کوئی **لذت** اور ذوق نہ تہا تو پہر کیا وجہ تہی جوان مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا - وہ وہی لذت تہی جو اللہ تعالے کی محبت مین ملتی ہے اور جسکی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہین کیا جا سکتا -

خدا تعالے نے اسوقت ایک **صادق** کو بہیجکر چاہا ہے کہ ایسی جماعت طیار کرے جو اللہ تعالے سے محبت کرے - مین دیکہتا ہون کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہین اور پہر ذرا سی دہمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہین تو پہر خط لکہدیتے ہین کہ کچہہ تقیہ کر لیا ہے ؟ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہین ؟ کبہی نہین وہ دلیر ہوتے ہین - اور انہین کسی مصیبت اور دکہہ کی پرواہ نہین ہوتی - وہ جو کچہہ لیکر آتے ہین اسے چہپا نہین سکتے خواہ ایک شخص بہی دنیا مین انکا ساتہی نہ ہو - وہ دنیا سے پیار نہین کرتے انکا **محبوب** ایک ہی **خدا** ہوتا ہی وہ اس راہ مین ایک مرتبہ نہین خواہ ہزار مرتبہ قتل ہون اسکو پسند کرتے ہین اس سے سمجہہ لو کہ اگر اللہ تعالے کے ساتہہ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہین تو پہر یہ گروہ کیون مصائب اٹہاتے ہین ؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑہو کہ کفار نے کسقدر دکہہ آپ کو دئے آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا - طائف مین گئے تو وہان سے خون آلود ہوکر پہرے - آخر مکہ سے نکلنا پڑا - مگر وہ بات جو دل مین تہی اور جسکے لئے آپ مبعوث ہوئے تہے اسے ایک آن کے لئے بہی نہ چہوڑا - یہہ مصائب اور تکالیف کبہی برداشت نہین ہو سکتین جب تک اندرونی کشش نہ ہو - ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بہی ہون وہ تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر وہ جسکا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجہہ کو برداشت کرے گا - اگر قوی تعلق نہو

عقل اسکو قبول نہین کرتی - مختصر یہہ کہ خدا تعالی کی محبت کی لذت ساری لذتون سے بڑہ کر [illegible] مین ثابت ہوتی ہے - پس وہ لذات جو بہشت مین ملین گی - یہہ وہی لذتین ہین جو پہلے اٹہا چکے ہین اور وہی انکو سمجہتے ہین - جو پہلے اوٹہا چکے ہین -

اگر کہو کہ وہ نعمتین کیونکر ہونگی ؟ تو اس کا جواب صاف ہے اللہ تعالے خلق جدید پر قادر ہے خود انسان کا اپنا وجود ہی خیالی ہے جس قطرہ سے پیدا ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے ؟ پہر خیال کرو کہ اس سے کیسا اچہا انسان بناتا ہے کیسے عقلمند - خوبصورت بہادر - پہر وہی خدا ہے جو دوسرے عالم مین خلق جدید کریگا - دیکہو وہ لذات اور میوہ جات ہمرنگ ہون گے لیکن کہانے مین ایسے لذیذ ہونگے کہ نہ کسی آنکہہ نے انکو دیکہا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی زبان نے ان کو چکہا اور نہ وہ کسی خیال مین گذرے -

بہشت کی لذات مین ایک اور بہی خوبی ہے دنیا کی لذتون مین اور جسمانی لذتون مین نہین ہے مثلاً انسان روٹی کہاتا ہے تو دوسری لذتین اسے یاد نہین رہتی ہین - مگر بہشت کی لذات نہ صرف جسم ہی کے لئے ہون گی - بلکہ روح کے لئے بہی لذت بخش ہونگی دونون لذتین اسمین اکہٹی ہون گی - اور پہر اس مین کوئی کثافت نہ ہوگی - اور سب سے بڑہ کر جو لذت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کا **دیدار** ہوگا - مگر دیدار الہی کے لئے یہہ ضروری ہے کہ یہان ہی سے طیاری ہو اور اس کے دیکہنے کے لئے یہان ہی سے انسان آنکہین لے جاوے - جو شخص یہان طیاری کر کے نہ جاوے گا - وہ وہان محروم رہیگا چنانچہ فرمایا - من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی اسکے یہہ معنی نہین کہ جو لوگ یہان نابینا اور اندہے ہین وہ وہان بہی اندہے ہونگے نہین اسکا مطلب یہ ہے کہ دیدار الہی کے لئے یہان سے حواس اور آنکہین لے جاوے اور ان آنکہون کے لئے ضرورت ہے **تبتل** کی - تزکیہ نفس کی اور یہہ کہ خدا تعالے کو سب پر مقدم کرو - اور خدا تعالے کے ساتہہ دیکہو - سنو - اور بولو ! اسیکا نام **فنا فی اللہ** ہے اور جب تک یہ مقام اور درجہ حاصل نہین ہوتا - نجات نہین - ہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کے ساتہہ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہو سکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے ؟ دنیا اس قسم کے شبہات

کے ساتہہ خراب ہوتی ہے بہت سے تو کہلے طور پر دہریہ ہو گئے ہین اور بعض ایسے ہین جو دہریہ تو نہین ہوئے مگر ان کے رنگ مین رنگین ہین اور اسی وجہ سے دین مین سست ہو رہے ہین - اسکا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالے سے دعا کرتے رہین تا انکی معرفت زیادہ ہو اور صادقون کی صحبت مین رہین جس سے وہ اللہ تعالے کی قدرت اور تصرف کے تازہ بتازہ نشان دیکہتے رہین پہر وہ جسطرح پر چاہیگا اور جس راہ سے چاہیگا معرفت بڑہا دیگا اور بصیرت عطا کریگا اور ثلج قلب ہو جائیگا *

یہہ بالکل سچ ہے کہ جسقدر اللہ تعالے کی ہستی اور اسکی عظمت پر ایمان ہوگا اسیقدر اللہ تعالے سے محبت اور خوف ہوگا - ورنہ غفلت کے ایام مین جرائم پر دلیر ہو جائیگا - اللہ تعالے سے محبت اور اسکی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزین ہین جن سے گناہ جل جاتے ہین اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جن اشیاء سے ڈرتا ہے پرہیز کرتا ہے مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے اسلئے آگ مین ہاتہہ نہین ڈالتا یا مثلاً اگر یہہ علم ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہین گذرے گا - اسیطرح اگر اسکو یہہ یقین ہو جاوے کہ گناہ کا زہر اسکو ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالے کی عظمت سے ڈرے اور اس کو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اسکو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو - زمین پر پہر اسطرح سے چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے اسکی روح ہر وقت خدا کے پاس ہوتی ہے یہہ امور ہین جو ہم اپنی جماعت مین پیدا کرنا چاہتے ہین اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے - مین یقیناً جانتا ہون اور کہول کر کہتا ہون کہ انہین امور کی پابندی سے مسلمان مسلمان ہونگے اور اسلام دوسرے ادیان پر غالب آئیگا - اگر اللہ تعالے نے مسیح کی موت یا مسیح موعود ہونے کے امور کو ہماری راہ مین نہ ڈال دیتا تو ہمین کچہہ بہی ضرورت نہ تہی - کہ عیسیٰ کہلاتے - مگر مین کیا کرتا ہون جبکہ خود اس نے مجہے اس نام سے پکارا اور اس کی اشاعت اور اعلان پر مجہے حکم دیا - مین خوب جانتا ہون کہ خدا تعالے کے ساتہہ تعلقات بڑہانے کے لئے مجہے عیسےٰ کہلانے کی کچہہ بہی حاجت نہ تہی اور منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے اسکی کچہہ بہی حاجت نہین اور نہ قرآن شریف مین یہ لکہا ہے - مگر اللہ تعالے نے ایسا ہی چاہا

اور اس لئے چاہا کہ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا اظہار ہو - اور ایک عاجز انسان جسکو غلطی سے خدا بنا لیا گیا ہے اس کی حقیقت دنیا پر کہل جاوے * مین یہہ بہی ظاہر کرتا ہون کہ ہم نیکی کے ثمرات کو محدود نہین کرتے اور نہ خدا تعالے کے فضل اور فیوض کی حدبندی کرتے ہین کہ وہ اب ختم ہو گئے ہین اور کسی دوسرے کو نہین مل سکتے ؟ یہہ بالکل غلط بات ہے اللہ تعالے کے ہان کسی بات کی کمی نہین ہے - اور کوئی شخص بہی جو مجاہدہ کرے اور اس راہ پر جو اس نے بتائی ہے چلے محروم نہین رہ سکتا - ہان یہ بالکل سچ ہے کہ جو کچہہ ملیگا وہ **آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت اور اتباع** سے ملیگا * اگر یہہ مان لیا جاوے کہ بس اب خدا کے برکات کا دروازہ بند ہے تو اللہ تعالے کو یا تو بخیل ماننا پڑیگا اور یا یہہ کہنا پڑیگا کہ اب خاتمہ ہو گیا - مگر سبحان ربی وہ اس قسم کے نقصون سے پاک ہے * جو شخص سچے دل سے خدا تعالے کے حضور آتا ہے وہ خالی نہین جاتا * پاکیزہ قلب ہونے کی ضرورت ہے ورنہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم** کی تعلیم اور تاکید بیفائدہ ہو جاتی ہے اگر وہ انعام اکرام اب کسی کو ملتے ہی نہین ہین تو پہر پانچوقت اس دعا کے مانگنے کی کیا حاجت ہے ؟ یہہ بڑی غلطی ہے جو مسلمانون مین پہیل گئی ہے - حالانکہ یہی تو اسلام کا حسن اور خوبی تہی کہ اس کے برکات اور فیوض اور اس کی پاک تعلیم کے ثمرات تازہ بتازہ ہمیشہ مل سکتے ہین - تمام صوفیون اور اکابران امت کا یہی مذہب ہے بلکہ وہ تو کہتے ہین کہ کامل متبع [illegible] ہی نہین جب تک بروزی رنگ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو اپنے اندر نہ رکہتا ہو - اور حقیقت مین یہہ بات صحیح ہی ہے کیونکہ کامل اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم ہے کہ اسکے ثمرات اپنے اندر پیدا کرے جب ایک شخص کامل اطاعت کرتا ہے اور گویا عین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین محو اور فنا ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک شیشہ سامنے رکہا ہوا ہو - اور تمام وہ کمال عکس اس مین پڑتے ہین مین کبہی اللہ تعالے کے فضل اور برکات اور ان تاثیرات کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ملتی ہین محدود نہین کر سکتا بلکہ ایسا خیال کرنا کفر سمجہتا ہون -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا

کہ بہشت میں ایک مقام ہے جو مجھے ہی ملیگا ایک صحابی یہہ سن کر رو پڑا آپ نے جب پوچھا کہ تو کیون رو پڑا تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کے ساتھہ محبت ہے جب آپ اس مقام میں ہونگے تو مین کہان ہون گا آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اس کے وجود کو اپنے اندر لے لیا۔ غرض یہہ یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضایع نہین ہو سکتے یہہ نبوت کا مسئلہ ہے اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء امت تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تہا جس سے بایزید نے محمد کہلایا اور اس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتوے انکے خلاف دیا گیا اور انہین شہر بدر کیا گیا غرض یہ کہ لوگ جو ہماری مخالفت کرتے ہین انہین اسباب کا علم نہین اور وہ اس حقیقت سے بے خبر ہین۔ کاش! وہ ان حالی کیفیات سے واقف ہوتے تو انہین معلوم ہوتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر اور حقیقت ان لوگون نے سمجھی ہی نہین اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی تاثیرات اور ثمرات بہی باقی نہین ہین تو پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ثبوت ہی کیا ہے؟ اور اسلام کی فضیلت ہی کیا۔ اور اس شریعت کے اتباع کی حاجت ہی کیا جب کہ اس سے نتائج اور برکات ہمکو مل نہین سکتے؟ مین سچ سچ کہتا ہون کہ یہہ ایک بیہودہ اور کفریہ خیال ہے اسلام کے اتباع کے ثمرات اب بہی اور ہمیشہ مل سکتے ہین اللہ تعالیٰ کی ذات مین بخل نہین اور نہ اس کے ہان کسی بات کی کمی۔

بعض آدمی اپنی بے وقوفی اور شتاب کاری سے یہہ بہی کہدیتے ہین کہ کیا ہم نے **ولی** بننا ہے؟ میرے نزدیک ایسے لوگ کفر کے مقام پر ہین اللہ تعالیٰ تو سب کو **ولی** کہتا ہے اور سب کو ولی بنانا چاہتا ہے اسی لئے وہ **اھدنا الصراط المستقیم** کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم منعم علیہ گروہ کی مانند ہو جاؤ۔ جو کہتا ہے کہ مین ایسا نہین ہو سکتا وہ اللہ تعالیٰ پر بخل کی تہمت لگاتا ہے اور اسلئے یہہ کلمہ کفر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہہ تہا کہ آپ **محبوب الٰہی** تہے لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگون کو بہی اس مقام پر پہونچنے کی راہ بتلائی۔ جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے انکو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمکو اپنا محبوب بنا لیگا۔ اب غور کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع **محبوب الٰہی** تو بنا دیتی ہے۔ پہر اور کیا چاہیئے۔ مگر اصل یہ ہے کہ ان لوگون نے اللہ تعالیٰ ہی کو شناخت نہین کیا **ما قدروا اللہ حق قدرہ**۔

ایسا ہی شیعہ ہین انہون نے فقط اتنا ہی سمجھہ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ یہہ کبہی ان کو خواہش نہین ہوتی کہ ہم امام حسین رضی اللہ علیہ کے اتباع مین ایسے کہوئے جاوین کہ خود حسین بن جاوین۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ اسوقت تک نجات نہین جب تک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے۔ وہ انسان جو اپنے مراتب اور مدارج مین ترقی نہین چاہتا وہ مخنثون کی طرح ہے۔

مین کہول کر کہتا ہون کہ جسقدر انبیاء و رسل گذرے ہین ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہین اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تہی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں۔

یہہ امور ہین جنکی وجہ سے ہم کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ موت حیات مسیح کا مسئلہ تو یونہی درمیان مین آگیا بہت سے مسائل الٰہی تہے جو یہ مسئلہ بن گیا ورنہ اصل مقاصد اور اغراض ہماری بعثت کے اور ہین۔ ہان یہہ مسئلہ چونکہ تعلیم الٰہی کے خلاف تہا اور اس مین **توحید** کے مصفا چشمہ کو مکدر کرنے والے اجزا موجود تہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اسکا ازالہ کر دیا اور صاف کر دیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہین۔ مسیح علیہ السلام مین کوئی ایسی خصوصیت نہین جو دوسرے نبیون کو نہ ملی ہو۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر گیا ہے لیکن مین یہ کبہی تسلیم نہین کر سکتا کہ دوسرے نبی جسم کے بغیر آسمان پر گئے ہین۔ جس قسم کے جسم انکو عطا ہوئے ہین وہی جسم مسیح کو دیا گیا ہے۔ اور یہہ وہ جسم ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوتا ہے۔ یہہ پرانی باتین تہا ہین نئی نہین چونکہ انہون نے قرون ثلاثہ کی باتین بہلا دی ہین اس لئے بار بار کہتے ہین کہ کیا ہمارے باپ دادے غلطی پر تہے؟ مین نہین کہتا کہ وہ غلطی پر تہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ وہ زمانہ **فیج اعوج** ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر بہی کفار ایسا ہی کہتے تہے کہ یہ ہمارے باپ دادون کے خلاف ہے۔ یہہ باپ دادے کی سند صحیح نہین ہو سکتی۔ ایک زمانہ قرون ثلاثہ کے بعد گذرا ہے جسکو شیطانی زمانہ کہتے ہین۔ یہ درمیانی زمانہ ہزار سال کا زمانہ ہے جسقدر خرابیان اور فسق و فجور پہیلا ہے اس زمانہ مین ہی پہیلا ہے۔ اگر صحابہ کرام ہوتے تو وہ بہی شناخت نکر سکتے اس زمانہ کا تو حوالہ دینا ہی عقلمندی نہین۔ **وفات مسیح** کا مسئلہ تو ایسا صاف ہو چکا ہے کہ اب کوئی عقل اسکے خلاف تجویز نہین کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا کہ فوت ہو گئے۔ خود مسیح نے اپنی وفات کا اقرار کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردون مین دیکہا اور پہر صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع اسی پر کیا۔ اور فیصلہ کر دیا صحابہ کا اجماع غلطی پر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہونے کی فضیلت ہے۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل مین کہتے ہین کہ **خلت** کے معنے موت کے نہین مگر یہ تو ان کی غلطی ہے اسلئے کہ خود اللہ تعالیٰ نے **خلت** کے معنے کر دئے ہین افان **مات** او **قتل** اگر اس کے سوا کوئی اور معنے ہوتے جو یہ کرتے ہین تو پہر رفع الجسد العنصری ہی ساتھہ ہوتا۔ مگر قرآن شریف مین تو ہے نہین پہر ہم کیونکر تسلیم کر لین۔ ایسی صورت مین درمیانی زمانہ کی شہادت کو ہم کیا کرین؟ اور پہر تعجب یہ ہے کہ اس زمانہ مین ہی اس مذہب کے لوگ موجود ہین جنہون نے اس کی وفات کا اقرار کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اگر میرا نام عیسیٰ رکہا تو اس مین اسلام کا کیا برا ہوا؟ یہہ تو اسلام کا فخر ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فخر ہوا کہ وہ شخص جسے چالیس کروڑ انسان خدا سمجہتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ان کمالات کو پا لیتا ہے بلکہ اس سے بڑہ جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے لکہا ہے کہ ہارون رشید نے مصر کا علاقہ ایک حبشی کو دیدیا۔ کسی نے پوچہا تو جواب دیا کہ یہ وہی مصر ہے جسکی حکومت سے فرعون نے خدائی کا دعوے کر دیا تہا اسیطرح مسیح کی خدائی پر زد مارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے **مجہے مسیح بنا دیا** تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علو شان اس سے ظاہر ہو۔

مین حیران ہوتا ہون جب دیکہتا ہون کہ ان لوگون نے مسیح کو بہت سی خصوصیتین ایسی دے رکہی ہین جو اور کسی کو نہین دی گئین۔ مثلاً کہتے ہین کہ **مس شیطان** سے وہی پاک ہے؟ حالانکہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ کسی نبی کو بہی مس شیطان نہین ہوا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندون مین سے کسی کو مس شیطان نہین ہوتا۔ مطلب اس سے اور تہا اور انہون نے کچہہ اور سمجہہ لیا۔ اگر صرف یہہ اعتقاد رکہا جاوے کہ مسیح ہی مس شیطان سے پاک تہے اور کوئی پاک نہ تہے تو یہہ تو کلمہ کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ یہودی مریم علیہا السلام کو معاذ اللہ زانیہ اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ولد الزنا کہتے تہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انکی اس الزام سے بریت کی اور مریم کا نام **صدیقہ** رکہا۔ اور حضرت مسیح کے لئے کہا کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے اولاد دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو مس شیطان سے ہو۔ وہ ولد الحرام کہلاتی ہے دوسری وہ جو روح القدس کے مس سے ہو وہ ولد الحلال ہوتی ہے۔ یہودیون کا اسپر زور تہا کہ وہ مسیح پر ناجائز پیدائش کا الزام لگاتے تہے اور ان کے ہان یہ لکہا تہا کہ ولد الحرام سات پشت تک بہی خدا تعالیٰ کی بادشاہت مین داخل نہین ہو سکتا۔ چونکہ ان کے اس شبہ اور الزام کا جواب ضروری تہا اسلئے انکے متعلق یہ کہا گیا۔ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہ تہے ایسا اعتقاد کفر صریح ہے کیا کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت آمنہ کی نسبت ایسا الزام لگایا؟ کبہی نہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مخالفون نے **امین اور صادق** تسلیم کیا۔

برخلاف اسکے مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہودیون کے بیہودہ الزام تہے ہی خود عیسائیون نے سائیکلو پیڈیا مین مان لیا ہے کہ نعوذ باللہ وہ ولد الحرام تہے۔ پہر ایسی صورت مین کسقدر ضروری تہا کہ اس کا ازالہ ہوتا۔ اب یہ ہمارے مخالف اندہے ہو کر انکی خصوصیت بناتے ہین اور منبرون پر چڑہ کر بیان کرتے ہین حالانکہ یہ تو حضرت مسیح کا ایک داغ تہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دہویا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تہی کیونکہ مثلاً اگر ایک شخص کے چہرہ پر سیاہی کا داغ ہو اور اسے صاف کر دیا جاوے تو یہ کیسی حماقت ہو کہ ایک شخص جسکے چہرہ پر وہ داغ ہی نہین بلکہ خوبصورت اور روشن چہرہ رکہتا ہو اس سے اس سیاہی کے داغ والے کو افضل کہا جاوے صرف اس لئے کہ اسکا داغ صاف ہوا ہے۔

اس قسم کی غلطیوں میں ہمارے مخالف مبتلا ہیں۔ ہم ان پر صبر کرتے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسلام اور ملت پر زد نہ ہوتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تو جب آسمان پر جانے کا معجزہ مانگا جاوے تو انہیں **قل سبحان ربی** کا جواب ملے اور مسیح کے لیئے تجویز کر لیا جاوے کہ وہ **آسمان پر چڑھ گئے۔**

ایسی خصوصیتوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اسے خدا بنایا جاوے پھر توحید کہاں رہی؟ انہوں نے تو ان چالیس کروڑ کی مدد کی جو اسے خدا بنا رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے اصل شریعت کو چھوڑ دیا اور عجوبہ پسند ہو گئے۔ میرے متعلق یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے مردے زندہ کئے تھے انہوں نے کتنے کئے ہیں؟ میں اسکا کیا جواب دوں پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ مسیح نے کتنے مردے زندہ کئے تھے؟ پھر اس کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مجھسے پہلے ہے میں تو آپ کا ایک ادنے خادم ہوں آپ کے پاس ایک مردہ کی بابت کہا گیا جسکو سانپ نے کاٹا تھا اور کہا کہ اس کی نئی شادی ہوئی ہے آپ اسے زندہ کر دیں آنحضرت نے فرمایا کہ اپنے **بھائی کو دفن کرو** اگر حقیقی مردے زندہ ہو سکتے تو سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ دیا جاتا۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ بعض اوقات سخت امراض میں مبتلا اور ایسی حالت میں کہ اس میں آثار حیات مفقود ہوں۔ اللہ تعالے اپنے ماموروں اور مرسلوں کی دعاؤں کیوجہ سے انہیں شفا دیدیتا ہے اس قسم کا احیا ہم مانتے ہیں اور یہاں بھی ہوا ہے اور اس کے سوا دوسری حیات روحانی حیات ہے غرض یہ دو قسم کا احیاء موتی ہم مانتے ہیں۔ روحانی طور پر مسیح کا اثر بہت کم ہوا۔ کیونکہ یہودیوں نے مانا نہیں اور جنہوں نے مانا انکی تکمیل نہ ہوئی۔ ایک نے لعنت بھیجی دوسرے نے پکڑوا دیا اور باقی بھاگ گئے ہاں جسمانی طور پر بعض کے لیئے دعائیں کیں اور وہ مریض اچھے ہو گئے۔ اب بھی ہو رہے ہیں۔

غرض

ہماری اصل غرض اور مقصد اور تعلیم وہ ہے جسکا میں ذکر کر آیا ہوں یہہ امور وفات مسیح وغیرہ ہماری راہ میں آگئے جو مشرکین کا غلبہ توڑنے کے لیئے مصلحت الٰہی نے ایسا ہی پسند فرمایا۔ کہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے آخری سلسلہ میں مسیح آیا تھا ویسے ہی یہاں بھی ضروری تھا کہ مسیح آتا چنانچہ آگیا۔

بعض یہ بھی کہدیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مثیل موسیٰ تھا اسلئے یہاں بھی مثیل مسیح ہوتا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر وہ ابن موسیٰ ہوتا تو شبہ پڑ جاتا۔ لیکن یہاں الیاس کی نظیر موجود تھی اسلئے یہاں مسیح ہی کہدیا۔

فرمایا۔ ہماری جماعت کو قیل وقال پر محدود نہیں ہونا چاہئیے یہہ اصل مقصد نہیں تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جسکے لئے اللہ تعالے نے مجھے مامور کیا ہے۔

متفرق مضامین

انی مھین من اراد اھانتک | بریلی میں غریب

حافظ انور حسین صاحب احمدی پر محض اسوجہ سے کہ وہ احمدی ہے جو جو ستم واں کے مخالف مسلمانوں نے روا رکھے ہیں ناظرین الحکم کو میں پہلے سنا چکا ہوں۔ ان ساری بیجا تعدیوں کے بانی مبانی مولوی احمد رضا خاں صاحب تھے حال میں بریلی سے ایک مقدس کی مختصر روئداد میرے پاس پہونچی ہے جو اس الہام کی تصدیق کرتی ہے اسلئے میں اسے بجنسہ یہاں درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ بریلی کی حالت سے تو واقف ہو ہی چکے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں کیطرف سے ہمکو بے حد اذیتیں پہونچیں اور پہونچ رہی ہیں مگر انی مھین من اراد اھانتک۔ حضرت اقدس کے الہام کی ایسی تصدیق ہوئی ہے کہ شاید مولوی صاحب موصوف جب ہم لوگوں پر خوب ہاتھ صاف کر چکے تو وہابیوں کیطرف رجوع ہوئے اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتابوں سے نکتہ چینی کر کے ایک دوسرا فتویٰ مرتب کیا اور اسمیں لکھدیا کہ یہ لوگ ایسے سخت کافر ہیں کہ اگر ان سے کپڑا چھو جائے تو بغیر کاٹ ڈالے ہوئے پاک ہو ہی نہیں سکتا اور مولوی ہدایت رسول کو لکھنؤ سے بلا کر جابجا وعظ کہلوانا شروع کرا دیا سبحان اللہ وعظ کیا تھا اچھا خاصہ تبرا تھا علماء کے نام لے لے کر وہ مغلظات گالیاں علانیہ دیجاتی تھیں کہ معاذ اللہ اور جہلا کو یہ بتیسہ دیا جاتا تھا کہ تم لوگ صرف رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے رہو روزہ نماز اگر نہ بھی کرو گے یا طرح بطرح کے گناہ میں آلودہ ہو گے تو تمہاری حضرت قیامت کیدن شفاعت کریں گے مگر یہ لوگ قطعی جہنمی ہیں جنکی پیشانی پر گٹھہ پڑا ہوتا ہے اور نیچا کرتا نیچے دائری رکھتے ہیں حضرت رسولخدا کو عالم الغیب نہ جاننے والے شفاعت سے محروم ہیں ان عابدوں سے تم گنہگار ہزار درجہ اچھے ہو لیں جاہل اترائے پھرتے تھے اور ہر کسی سے ہر ہر جگہ بحث اور نصیحت کرنیکیلیے مستعد موجود رہتے تھے طلبہ اور عالم الغیب جاننے والوں کی عافیت تنگ کر دی مسجدوں میں جابجا یورش کرنا ملانیہ کافر مردود ملعون کہنا شروع کر دیا پھر اور دوسرے ہی وعظ شروع ہوئی انہوں نے بھی ہر نا گفتنی کا اظہار کیا غرض دونوں فریق ایکدوسرے کے موہنسے کافر بن گئے اب مولوی صاحب کو یہ سوجھی کہ جو انکے پاس گیا اسکو ان مولوں کی کتابیں دکھانا اور کافر کہلانا شروع کر دیا یہانتک کہ ایک طالبعلم پر کچھہ زیادہ سختی کی اسنے عدالت مجسٹریٹی میں جہٹ دعویٰ دائر کر دیا جب مولوی صاحب کے پاس سمن طلبی عدالت سے پہونچا تو عذر کیا کہ میں بیمار ہوں اور گوشہ نشین ہوں حاضر عدالت ہونے سے معذور ہوں میرا وکیل جوابدہی کریگا عذر مسموع نہ ہوا پھر درخواست کی کہ عدالت میں مجھکو کرسی ملنا چاہیئے ہر چند وکلا نے بھی سفارش کی منظور نہ ہوئی اس کے بعد صاحب ضلع کے یہاں اپیل کیگئی کہ کرسی ملنا چاہیئے منظور نہ ہوئی آخر مولوی صاحب نے ضلع طرفین کی سفارش کرائی اور تاریخ موعود پر معرفت وکیل کی یہ درخواست گذرانی کہ راضی نامہ ہوتا ہے تاریخ مقدمہ ۱۳ اکتوبر منظور فرمائی جاوے حکم ہوا کہ بے حاضری مدعاعلیہ منظور نہیں ہو سکتی آخر مولوی صاحب کو حاضر ہونا پڑا اور با ضابطہ طرفین سے بیان ہو کر راضی ہو گئے ایک طالبعلم کے پاس آکر تے ہونے سے عار کرتے تھے آخر خدا نے اس تکبر کو خاک میں ملا دیا آج ۲۳ ستمبر کو فیصلہ ہو گیا کہ کوئی کسیکو ملانیہ کافر مردود وغیرہ نہ کہے پس مگر بیہودہ گردن افرازد۔ خویشتن را بگردن اندازد۔ بہت دن بھی نہ گذرے جو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ مامور من اللہ کی اہانت خدا کو پسند آتی ہی نہیں اگر مولوی صاحب کو اب بھی عبرت نہ ہوئی تو ابھی بہت کچھ دیکھنا پڑیگا اپنے اشتہار میں لکھدیا تھا کہ قادیانی کو تیار رہنا چاہیے کہ قہار کا قہر شمال سے نازل ہو گا سو کچھہ تو یہ نازل ہو گیا مگر عبرت والے کو یہ بھی تھوڑا نہیں ہے اور ابھی بہت کچھہ باقی ہے۔

دائمی جنتری | مرزا عزیز بیگ مسیحی احمدی نے ایک صفحہ پر (جو ۱۸ + ۲۲ کا ہے) ایک دائمی جنتری شایع کی ہے اس جنتری کی قیمت صرف ۲ روپے اور دو روپیہ کی اکٹھے خریدار کو پچاس فیصدی کمیشن دیا جاوے ملنے کا پتہ مرزا نور محمد بیگ امین بندوبست ہوائی گڈھ ریاست پٹیالہ

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہو گا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پایدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کر کے لے جاسکتے ہیں چونکہ یہہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگائیں گے تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھیں بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ خیریت سے ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا کام تصنیف ہو رہا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ بھی الحمد للہ اچھے ہیں آپکے درس قرآن کا وقت مدرسہ کے اوقات کی تبدیلی کیوجہ سے بدل گیا ہے اور صبح کو ہونے لگا۔ اس تبدیلی وقت پر مولوی صاحب فرماتے تھے خوب ہے **و قرآن الفجر کان مشہودا۔**

۳۔ حضرت مخدوم الملۃ کے لئے بدستور دعا کی حاجت اور ضرورت ہے۔

۴۔ فاضل امروہی کے آنے کی خبر ہے۔

۵۔ خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب واپس تشریف لیگئے۔ لاہور سے منشی تاج الدین صاحب اور دوسرے احباب حاضر دار الامان ہوئے میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جماعت کے دوسرے آئے ہوئے احباب واپس گئے چوہدری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور بہت سے احباب مختلف جگہ سے آکر سعادت اندوز ہیں۔

۶۔ مدرسہ اور آنہ فنڈ کی رسیدات اگلی اشاعت میں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الحکم

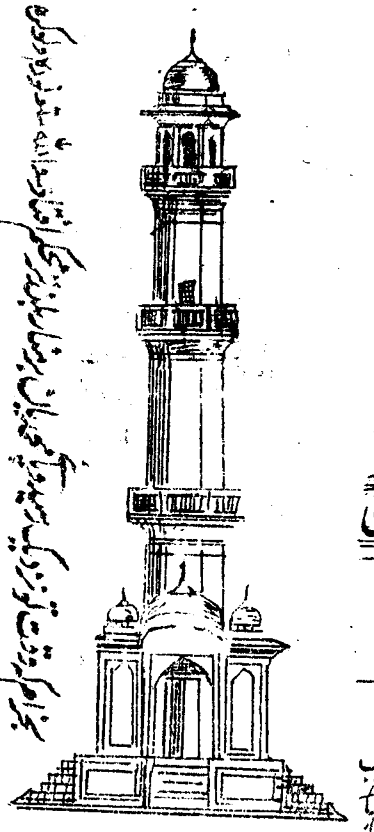

چہ لوئیم باتو گر آئی جہاد رقادیان بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـه (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷- اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۷ اشعبان سنہ ۱۳۲۳ | جلد ۹

فہرست مضامین

مرحوم مخدوم الملتہ (رضی اللہ عنہ)

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

آخر ۱۱- اکتوبر ۱۹۰۵ء چہار شنبہ کے دن ظہر اور عصر کے مابین ۲ بجے کے قریب وہ واقعہ پیش آیا جسکا ایک عرصہ سے خوف لگ رہا تھا یعنے حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ نے عالم جاودانی کو رحلت کی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا عبدالکریم لمحزونون + مخدوم الملتہ کی وفات جو ایک قسم کی شہادت ہے ایک مفصل آرٹکل لکھوانا چاہتی ہے مگر میں اسوقت اس قابل نہیں کہ دل دردمند کو ہاتھ میں لیکر اس پر کچھ لکھ سکوں - ہاں اللہ تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اسی مہینے میں انشاء اللہ العزیز میں اپنے محسن و مخدوم (رضی اللہ عنہ) کے کوچ کے حالات اپنے ناظرین کو سناؤں گا + اسوقت میں یہ نوٹ بطور ایک عام خبر کے درج کرتا ہوں اور ناظرین کو یادگار کریم کے عنوان سے لکھے ہوئے نوٹ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ احمدی بھائی مرحوم و مغفور کا **جنازہ غایب** پڑہیں + مرحوم کا ڈہیر میرے گھر کے سامنے ہے جب میری نظر پڑتی ہے دل کی عجب حالت ہوتی ہے ان چند سطروں کی تحریر میں بہی مرحوم کی **یاد** اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہتی۔

مرحوم کی ایک پرانی نظم جو ۱۵- ستمبر ۱۸۸۱ء کی اپنے قلم کی لکہی ہوئی ہے اسکے چند شعر بے اختیار زبان پر آگئے ہیں جواب اسکی لوح مزار زبان حال سے سنا رہی ہے - آپ بہی سن لیں اور سمجھ لیں کہ جس کے گھر کے سامنے اسکا مخدوم اور محترم قبر میں پڑا ہوا ہے اسکے دل پر ان اشعار کے بے اختیار نکلنے سے کیا اثر ہو سکتا ہے اور وہ کہاں تک اس مضمون کو لکہنے کے قابل ہو سکتا ہے -

عندلیب نو گرفتارم نوا آمیزم
بے گل روئے کسے یا ہو و یا ہا میزنم

کس مہیم ناتوان افتادہ در کنج خمول
بر فراق دوستان بانگ دریغا میزنم
از سر رد و قبول اہل عالم بگذرم
حرف سری با دل دیوانہ آسا میزنم

اور کبہی زبان حال سے وہ اپنا یہہ شعر مجھے سنا دیتا ہے ؎

بسے با کام دل بودیم در دنیاء دون صافی*
وداعی دوستان حالا جلیدن آرزو دارم

بس اب زیادہ نہیں لکہہ سکتا بجز اس کے کہ اس زمین گورستان سے کہوں کہ ؎

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

اور رب کریم کے حضور ہاتہہ اٹھا کر کہوں کہ ؎

رحمت حق باد بر روح شریفش مستدام
این دعا لیش از من و آمین ز ہر دیندار شد

---

* بہت ہی کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مرحوم شاعر تھے اور صافی تخلص کرتے تہے (رضی اللہ عنہ) ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلےحضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالے کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔

۲- حکیم الامتہ کی صحت بہی الحمد للہ اچہی ہے - فاضل امروہی ۱۵- اکتوبر کو قادیان چلے + جناب سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی ۱۳- اکتوبر کو بروز جمعہ دارالامان پہونچے۔

۳- حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ ۱۲- اکتوبر کو قبل دوپہر ایک صندوق میں رکہے گئے اور سپرد زمین ہوئے - اعلےحضرت کا منشاء ہے کہ اپنی جماعت کے لئے ایک خاص زمین قبرستان کے لئے مخصوص کیجاوے اور اسکے گرد ایک احاطہ بنایا جاوے - اس میں یہہ صندوق نکال کر پہر دفن کیا جاوے -

۴- ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب خدا کے فضل کرم سے اچہی طرح تندرست ہو کر ۱۲- اکتوبر کو واپس آگرہ چلے گئے +

۶- ۱۳- اکتوبر کی صبح کو لاہور کی جماعت کے معزز ارکان تعزیت کے لئے قادیان آئے اور واپس گئے -

مراسلت

محبت اساس معنی رس جناب اخوی منشی یعقوب علی صاحب زاد عطوفتہ

بعد اہداء تحیت سلام مکشوف ضمیر مہر تنویر ہو - مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر بڑی تکلیفون سے رہائی بخشی -

اب مین ملتمس ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پرچہ اہل حدیث بابت ۱۱ - اگست ۱۹۰۵ء مین ایک امر غیر محقق درج کیا ہے - اوسکا کشف فرماکر ایک عالم کو گرداب غفلت سے نکالینگے - یا گویا غار مین سوئے ہوؤن کو جگا دینگے - اور وہ یہ ہے - آپ لکھتے ہین کہ غار اصحاب کہف کو ایک شخص میان جواہر قوم زرگر دیکھ آیا ہے - جو خواجہ اعلون سے نصف میل پر واقع ہے اوسمین اصحاب کہف چار اور ایک سوئے ہوئے ہین - اور اون کا کتا صحیح سالم آنکھین کہولے بیٹھا ہے - جسکا سرخ و سیاہ رنگ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوٹھکر ابھی کاٹ کہائیگا - اور قریب ہے - شہر دقیانوس کے آثار پائے جاتے ہین یہہ ملک ترکستان علاقہ چار جوی کہلاتا ہے اور رود روس کی سرحد پر واقع ہے ''

لہٰذا مین اس امر کا تذکرہ مین نے مولوی نور احمد صاحب پنشنر لودی ننگل کے پاس کیا انہون نے مجہے تحقیق کرایا - کہ یہہ وہان کے مجاورون کی بناوٹ ہے ورنہ آج تک غار مین اصحاب کہف یا اونکی کتے کا صحیح و سالم باقی رہنا عقل نقل کے برخلاف ہے تب مجہے اس فاضل کی اس تحریر پر جو بار بار محررہے بڑا افسوس آیا - لہٰذا وہ تحقیق ذیل مین عرض کرتا ہون از راہ نوازش نفروس الحکم مین درج فرماوین - عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہونگے -

یہہ واقعہ نقل کے برخلاف اسواسطے ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان تین سو برس سے اوس غار سے جاتی رہی ہین - قال قتادة غزا ابن عباس معه حبیب ابن سلمة فمروا بالکهف فاذا فیه عظام فقال هذه عظام اصحاب الکهف فقال ابن عباس فقد ذهبت عظامهم منذ اکثر من ثلث مائة (تاریخ طبری) اور گیبوس متہس کا مصنف مسٹر بارنگ گولڈ لکہتا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان ایک بڑی پتھر کے بکس مین بند کرکے مارسلیس واقعہ ملک اٹلی مین بہیجی گئین جو اب بہی سینٹ وکٹر کی گرجا مین دکہائی جاتی ہین انتہی عسل مصفی -

تعجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہ صرف اون کی لاشین بلکہ اونکا کتا بہی اب تک صحیح سالم تسلیم کرتے ہین حالانکہ زمانہ نبوی سے کئی برس پہلے اون کی ہڈیان بہی اٹھائی گئی ہین -

ہان اس مقام مین ایک اختلاف کا رفع کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے امیر معاویہ کو غار کے اندر جانیسے منع کیا ہے - اور اس روایت مین خود آپ نے کشف حال کا بخوبی طور پر ارادہ کیا تہا جس سے آپ نے منع کیا اور خود بدولت نے سرسری نگاہ سے دیکہا ہے جو موقع کے مناسب ہوگا -

اور یون بہی مطابقت ہوسکتی ہے کہ عوام کے لئے دیکھنا منع فرمایا ہے اور خواص کے لئے جائز رکہا گیا ہے - یا پہلے آپ منع سمجھتے ہونگے اور آخر مین جواز مقرر فرما دیا - یا **اول** ظاہر قرآن پر عمل فرمایا ہے اور **ثانیاً** بطن قرآن کی مطابق جواز کا فتویٰ دیا -

اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ظاہر قرآن مجید سے تو یہ سات آٹھ بزرگون کا قصہ معلوم ہوتا ہے اور باطن مین یہ اوس قوم کی اقبالمندی کی پیشخبری ہے جو غارون اور بلون مین بسیرا رکہتی ہے ولہٰذا حضرت ابن عباس نے جب اوس قوم کا لحاظ کیا ہے تو غار کا ملاحظہ منع فرمایا ہے کیونکہ قوم اوس غار کی اندر نہین بلکہ باہر میدان مین غار سے پرلی طرف چنانچہ لفظ **وهم فی فجوة منه** ظاہر کر رہا ہے اور جب چند اشخاص کا لحاظ کیا ہے تو اون کے حالات بذات خود دیکھے ہین اور فرمایا کہ وہ نہ صرف مرگئے ہین بلکہ اون کی ہڈیان بہی یہان سے جاتی رہی ہین -

اور وہ قوم بارعب غارون مین رہنے والی وہی ہے جنکے رعب کا ذکر احادیث مین بتن ہے - اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالهم یعنے مسیح موعود کے زمانہ مین مینے وہ بندے ہیبت ناک نکالے ہین جنکے ہنگامہ کی برداشت دو ہتہ لڑائی سے نہین ہوسکتی -

ہان یہہ وہی قوم ہے جسکی خبر نہ صرف موسیٰ و مسیح نے دی بلکہ کل انبیاء علیہم السلام نے اور یہ وہی قوم ہے کہ مسیح پر ایمان لاکر زندہ ہوئی اور اوس مین سے چند بزرگ اپنا دین لیکر غار مین داخل ہوئے **چنانچہ** تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ اصحاب کہف کے زمان اور مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام سے بیشتر تہے اور موسیٰ نے اون کا ذکر توریت مین کیا ہے اور اسواسطے یہود نے رسولخدا صلعم سے اون کا حال دریافت کیا تہا اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے داخل ہوئے اور مسیح علیہ السلام نے اون کی خبر دی تہی اور پہر وہ مسیح علیہ السلام کے بعد زندہ ہوئے اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام کے بعد وہ غار مین داخل ہوئے تہے یہہ محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ نہ مرے ہین اور نہ قیامت تک مرین گے اور اون کے مکان کی نسبت قفال نے محمد بن موسیٰ خوارزمی منجم سے حکایت کیا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے اوسکو روم کیطرف روانہ کیا تاکہ اصحاب کہف کے حالات دریافت کرے وہ کہتا ہے کہ شہنشاہ روم نے میرے ساتہہ بہت سا گروہ ہمراہ کرکے مجہے اوس مقام کیطرف روانہ کیا جہان کہا جاتا ہے کہ اون کا غار ہے جب وہان پہنچے تو مجاورون نے مجہے اندر داخل ہونیسے بہت ڈرایا لیکن مین اندر چلا گیا دیکھتا ہون کہ اون کے بال اون کے سینہ پر ڈالے ہوئے تہے **ابن موسیٰ** نے کہا اور مینے شناخت کیا کہ وہ بناوٹ اور مجاور لوگون کی حیلہ سازی تہی اونہون نے اُن جثون کی تدبیر کررکہی ہے یعنی خشک ادویہ مردون کے بدن پر لگا کر رکہی ہوئی تھی تاکہ بوسیدہ ہونیسے محفوظ رہین **مثلاً** ایلوا وغیرہ سے آلودہ کیا ہوا تہا پہر قفال نے کہا کہ ہمارے نزدیک متحقق بات یہ ہے کہ اسبات کا یقینی علم نہین کہ یہہ وہی جگہ ہے یا وہ کوئی اور جگہ ہے جو اصحاب کہف کے اصلی غار ہے اور جسقدر خداوند تعالےٰ نے خبر دی ہے وہ قطعی امر ہے اور اہل روم کے قول کا کچہہ اعتبار نہین کہ یہی وہ غار ہے اور مین کہتا ہون کہ اون کی زمانہ و مکان کی نسبت جو علم ہے اس مین عقل کو کچہہ بہی گنجائش نہین یہہ امور نص سے مستفاد ہوسکتے ہین اور نص یہان مفقود ہے پس ثابت ہوا کہ اون کے مکان یا زمان کے معلوم کرنیکی کوئی سبیل نہین انتہا تفسیر کبیر کا مضمون خلاصۃً ختم ہوا -

اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ اکثر اخبار واشعار کے موید ہین کہ وہ غار بلاد روم مین ہے اور حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ ایلہ مین ہے اور بعض نے کہا قریب طرسوس کے اور بعض نے کہا ایلہ و فلسطین کے قریب نشان دیا ہے اور بعض نے قریب زیزاء کے اور بعض نے غرناطہ اندلس مین موقع بتایا ہے -

لفظ رقیم کے معنے مین بہی اختلاف ہے ابن عباس نے کہا کتاب ہے بعض نے کہا وہ جنگل ہے جسمین وہ غار ہے بعض نے گاؤن کا نام بتایا ہے - بعض نے کہا ہے رقیم کلب کا نام ہے بعض نے کہا اوس غار کا نام ہے جسمین تین آدمی بند ہوگئے تہے بعض نے کہا رقیم پتھر ہے اور نیز ابن عباس نے کہا وہ قلعی کی تختی ہے جسمین اون کے نام لکہے گئے تہے اور بعض نے کہا اوس مین اون کی شریعت لکہی ہوئی تہی بعض نے کہا رقیم دوات ہے بعض نے کہا **اصحاب رقیم** کا قصہ خداوند تعالےٰ نے مفصل بیان نہین فرمایا -

ایسا ہی لفظ **کلب** مین اختلاف ہے بعض نے کہا وہ زرد رنگ کا کتا ہے بعض نے اور رنگ کا بتایا ہے اور بعض نے کہا وہ باورچی آدمی تہا اونکے پیچھے ہو گیا تہا اور حقیقۃً کلب نہ تہا اور پہلا امر معتمد ہے انتہےٰ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اگر یہ روایات دیکھی ہوتین تو کبہی ثقاہت راوی پر بہروسہ کرکے یہ مضمون درج اخبار نکرتے کیونکہ جبکہ اونکا زمان اور مکان منصوص نہین تو آج ایک زرگر کے قول پر کون اعتماد کرسکتا ہے شائد منطق بہی بہلا بیٹھے ہین ورنہ اس قضیہ متحمل صدق کذب پر استناد نکرتے - اور تفسیر حقانی مین لکہا ہے کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بہی کہتے ہین ایشیاء کوچک کا ایک شہر ہے اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غائب ہوئے تہے یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخین ہیبت ناک درے ہین یہہ شہر قیاصرہ روم کے عہد مین بڑی رونق پر تہا اب اس کے خرابات پڑے ہین ایک قصبہ سا ہے یہان حضرت سلطان روم کی عملداری ہے -

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہین غالباً یہ وہی

(باقی)

خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یہہ وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قایم ہے - یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشش (دقیانوس) قیصر کے عہد مین ہوا ہے جو عیسائیون کی حق مین ظالم اور سفاک جیساکہ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چھٹے باب مین لکھتے ہین کہتے ہین افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشش کے ظلم سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار مین جا چھپے تھے اور وہان دوسو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور اونمین سے ایک شہر مین گیا تو وہ وہان تمام حاکم و محکوم کو لورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب مین آیا انتہے اور اخیر مین صاحب تفسیر حقانی بطور نتیجہ یہ امر لکھتے ہین یہہ بات کہ اصحاب کہف اس غار مین اتبک سوتے ہین اور قیامت تک وہین سوتے رہین گے یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار مین جاکر مر گئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اوس کے چارون کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمین آنحضرت صلعم بیٹھے اور آڑا کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے ان سے آنحضرت صلعم نے ملاقات کرکے اونکو اسلام تلقین فرمایا یہ قرآن واحادیث سے اونکا لگنا نہین لگتا مورخین کی راتین اور ان کے اقوال ہین والله اعلم انتہے۔

دیکھئے اتنا بڑا محقق معاصر حنفی المذہب ظن غالب سے بتلاتا ہے کہ یہ وہی غار ہے یا اوس کی جگہ اور عمارت قایم کی گئی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب یقین کر بیٹھے ہین کہ اس مین کسی قسم کا دہوکہ یا فریب نہین ہے۔

مین مولوی صاحب سے پوچھتا ہون کہ اگر اسمین کوئی دہوکا و فریب نہین ہے تو حسب مسلک آپ لوگون کے اس آیت کے کیا معنی ہین لو اطلعت علیھم لولیت منھم فرارًا وللمئت منھم رعبًا یعنے اگر تو ان کو دیکھے تو پشت دے کر بہاگے اور دہشت سے بہر جائے - پس برخلاف منفقتی قرآن کریم کے میان جواہر زرگر نے کیسے دیکھہ لیا اور کیون نہ وہان سے پشت دیکر بہاگا اور نہ دہشت سے پر ہوا۔

اور ایسا ہی آثار مین ہے ابن عباس غزا مع معاویۃ الصائفۃ فمروا بالکھف الذی ذکر اللہ فی القرآن فقال معاویۃ ارید ان انکشف عنھم فمنعه ابن عباس فصمم وبعث ناسا فبعث اللہ ریحًا فاخرجتھم رواہ عبد بن حمید باسناد صحیح (فتح الباری پ ۱۴)

یعنے حضرت ابن عباس ایک جنگ روم مین جو صائفہ یعنی تابستان مین کیا جاتا ہے حضرت امیر معاویہ رض کے ساتھہ تشریف لے گئے جب اوس غار سے گذرے جسکا ذکر قرآن مجید مین خدا تعالیٰ نے کیا ہے تو امیر معاویہ نے کشف حال غار کا ارادہ کیا تب ابن عباس نے اس سے منع کیا مگر انہون نے مصمم ارادہ کرکے کچھہ آدمی بھیجے پس خداوند نے ایک ہوا چلائی جسنے اون کو نکالدیا:-

وعن شھر بن حوشب قال کان لی صاحب قوی النفس فمر بالکھف فاراد ان یدخله فانفر علیھم فابیضت عیناہ وتغیر شعرہ رواہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ - (فتح الباری پ ۱۴)

ابن حوشب نے کہا کہ میرا ایک یار بڑا دلاور تھا - وہ اوس غار مین گذرا اور اندر جانیکا ارادہ کیا جس سے منع کیا گیا اوس نے انکار کیا اور جاکر دیکھنے لگا پس اوسکی آنکھین سفید ہو گئین اور بالون کا رنگ بہی بدل گیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ان شہادات و آیت قرآن مجید کے جواب دینے کے ذمہ دار ہین کہ میان جواہر زرگر پر ایسا تغیر کیون نہ آیا۔

اور نیز آیت مین ہی وتحسبھم ایقاظًا وھم رقود - یعنے تو خیال کرتا ہے کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہین۔ اور آثار مین ہے کہ وہ مرے نہین اور نہ مرینگے بلکہ سوئے ہوئے ہین پہر کیا ہی بہتر ہے کہ میان جواہر زرگر کو سفر خرچ دیکر واپس بہیجا جائے جو انکو جگا کر پوچھہ آئے کہ یہہ زمانہ امام مہدی اور نزول مسیح کا ہے - یا نہین - کیونکہ ابن عباس سے مروی ہے ان اصحاب الکھف اعوان المھدی یعنے اصحاب کہف مہدی کے انصار ہون گے اور ایک روایت مین ہے انھم یحجون مع عیسیٰ بن مریم یعنے وہ ابن مریم کے ہمراہ حج کو تشریف لے جائین گے -

الغرض اگر وہ غار اور اصحاب غار واقعی طور پر ہین تو چشم ماروشن و دل ماشاد کیونکہ آسان ہی فیصلہ ہوگیا اور بصورت دیگر مولوی ثناء اللہ کے دعوئے فضیلت پر بڑا حرف آتا ہے اور علماء نگینہ کا قول صحیح پڑتا ہے کہ اس فاضل کے معلومات وسیع نہین بلکہ محدود خیالات کا آدمی ہے -

بڑے تعجب کی بات ہے کہ شہر کا نام دقیانوس لکھتے ہین حالانکہ شہر طرطوس عامہ تفاسیر مین لکہا ہوا موجود ہے۔

ہان اگر آپ ان مختلف روایات کو جو اصحاب کہف کے حالات مین مذکور ہوئین ظاہر معنی پر محمول کرکے تطبیق دیدین تو شاید آپ کی فضیلت شہرۂ آفاق ہو جائے - ورنہ امر خطرناک ہے۔

اور تعجب پر تعجب یہ ہے کہ موافق و مخالف کی تحقیق رو سے اس غار کا مقام ایشیاء کوچک مین معلوم ہوتا ہے جیساکہ حضرت ابن عباس کے سفر بلاد روم سے اور میور صاحب کی تاریخ سے ثابت ہے اور آپ علاقہ چارجوی ملک ترکستان مین نشان دیتے ہین حالانکہ ایشیاء کوچک اور ملک ترکستان مین باقی تمام ملک روم کا بطور حد فاصل واقعہ کیا ہے آپ نقشہ ملاحظہ کرکے اوس سرحد روم و روس کا جو ملک ترکستان کے متصل واقعہ ہے پتہ بتلا سکتے ہین محققین تو کہتے ہین کہ وہ غار ایشیاء کوچک مین ہے جو ملک روم کا ایک حصہ ہے اور آپ میان جواہر زرگر کے حوالہ سے ملک ترکستان مین بتلاتے ہین ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست

تفسیر حقانی کے حاشیہ پر جواقیہ فرہاد مرزا سے منقول ہے کہ شہر افسوس مغربی ایشیائی کوچک مین ہے اور ازمیر سے تخمیناً سینتیس میل کی مسافت پر واقع ہے اور یہ افسوس ازمیر کی جانب جنوب کے قریب ہے اور اسوقت اوسکو ایاز لوک کہتے ہین انتہے ص ۱۱۴

(باقی آیندہ)

امرتسر مین محمڈن ٹمپرنس لاج

یون تو ہر ایک شہر مین ہر ایک مسئلہ پر کئی کئی انجمنین قایم ہین - مگر کچھہ عرصہ سے امرتسر مین منشیات اور دیگر مضر صحت اور قانون قدرت کے برخلاف افعال کی بیخکنی کے لئے ایک نوجوانون کی لاج مسمی "محمڈن ٹمپرنس لاج" قایم ہے - اس مین ہر ایک مذہب و ملت کے نوجوان بڑی خوشی سے دلچسپی لیتے ہین - جو کہ اس کی کامیابی کی بین دلیل ہے خصوصًا ۱۲ ستمبر کا اجلاس بہت ہی تسلی بخش تہا جسمین بہت مسلمان نوجوانون خصوصًا احمدی نوجوانون اور ہندو بہائیون نے مسکرات اور مروجہ سگار سگرٹ کے خوفناک نقصانات مذہبًا اور عقلاً بڑی خوبی سے ادا کئے - اور خواجہ محمد شفیع صاحب خوش نے اتحاد کے مضمون پر بڑی دلچسپ تقریر کی اور میر ضیاء اللہ اور ظہور احمد اور محمد شریف صاحبان نے بہت ہی پرجوش تقریرین کین - اور آخر مین پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر پر اجلاس ختم ہوا - اسکے مقاصد و فرائض یہ ہین -

(۱) کسی فرد کے مذہبی معاملات پر تعرض نکرتے ہوئے نوجوانون مین مسکرات کے نقصانات کی اشاعت۔

(۲) علاوہ مسکرات کے اون افعال کی بیخکنی مین کوشش کرنا - جو صحت یا اخلاقی طاقتون کی کمی کرتے ہون -

(۳) ہندو مسلمان مین جہانتک ہو سکے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا -

(۴) وقتًا فوقتًا مختلف مضامین پر بہی بحث کرنا۔

یہ چند اصول مین نے قواعد لاج مین سے ارسال کئے ہین - جہان آپکے ذی شان اخبار مین اور ذی وقار آرٹیکل نکلتے ہین - اس ناچیز مراسلت کا شایع کر دینا بہی بعید از مروت نہوگا - مین آپکا تہ دل سے مشکور ہونگا اگر آپ اسکو بجنسہ درج اخبار فرماوین گے - زیادہ نیاز

الراقم نیاز مند خاکسار

درخواست دعا

:- اس عاجز کا منجھلا لڑکا محمد عظیم سخت بیمار ہے ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے -

خاکسار محمد حسین قانونگوی صدر سیالکوٹ

واجب التقلید کام اور علمی فیاضی :-

برادرم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ - برادر عزیز محمد نور الدین کا نکاح اس مہینے کے اوائل ایام مین کیا گیا ہے اسکی یادگار مین الحکم چھ ماہ کیلئے کسی غریب احمدی کے نام جاری کرانا چاہتا ہون اخبار مین نوٹس دیکر ایسے مستحق کا پتہ دریافت کرین مگر شرطیہ ہے

عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست ۱۹۰۵ء کا عصر جدید میطالب میرے پاس بھیجا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ مضامین مندرجہ رسالہ میں خصوصًا پڑھوں اور قابل ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین کی دماغ سوزی کی داد دوں۔ میں اپنے دوست کو محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے مضمون مندرجہ کو بغور پڑھا اور اب رائے پیش کرتا ہوں امید ہے کہ ہمارے لائق ایڈیٹر عصر جدید اس ناکسار کو بھی ناکام نہ رہنے دیں گے۔ لائق ایڈیٹر نے جیسا ظاہر کیا ہے کہ اس جدید مذہبی تحریک کو میاں بھر سے کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ ہے، افسوس ہے کہ ایسا قابل ایڈیٹر تعلیم یافتہ ہو کر یا اسدرجہ پریشان دماغ ہو کہ حافظہ ہی نہ رہے یا خلاف واقعہ امور پر قلم اُٹھانے کی جرأت کرے اس تحریک جدید پر تو وہ ۱۹۰۱ء سے طبع آزمائی کر رہا ہے اُسے یاد ہونا چاہیے کہ البشیر کے کالم جب ہمدردی کے عنوان سے سیاہ کیے جا رہے تھے تب بھی اس طبعًا نکتہ چیں کا قلم نہیں رُکا تھا میرٹھ کے قیام یعنی ۱۹۰۲ء میں بھی وہ چٹکیاں لیتا رہا ۱۹۰۴ء میں بھی ہمیں اس طبعًا نکتہ چیں کی خدمت گذاری بھلی معلوم ہوئی تھی اور آج بھی ہم بادب اسکی حق خدمتگذاری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں ۱۹۰۵ء میں اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اُٹھانے اور طبعًا نیش زنی کرنے کی تحریک اصل میں اسکو اسلیے ہوئی کہ فاضل سیالکوٹی مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک ذاکر ہرزہ سرا بدلگام کی تحریک ناشایستہ اور سخت گندی مخش کذب بیانی پر قلم اُٹھایا اور ذاکر اور اُسکے ابنائے جنس پر بجلیاں گرائیں۔ ہمکو تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ عصر جدید کا ایڈیٹر ان نیزوں سے بلبلایا ہوا ہے بے چینے چلائے بیچارہ کیسے رہجائے گا۔ لہٰذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمدًا چھپایا ہے مگر واقعات حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام نکالنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جسے اسنے کبھی برا سمجھا ہو۔ یہ صفت عالی مذہبی ورثہ میں پائی ہے پھر کیوں ضرورتًا اس سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے ہم ذاکر اور عصر جدید کے ایڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ کفنان کا ٹرہ تھا اس لیے سخت ایٹر کی ضرورت ہوئی ایٹر کھا کر چُپ ہو گیا مگر ایڈیٹر عصر جدید نئی روشنی کا آدمی ہے اسکے لیے اسکے موافق علاج کی ضرورت ہے تا فاسد مواد اس موقعہ پر بھی عود نہ کرے۔ طرز تحریر پہلے کا ناشایستہ تھا اسلیے فاضل سیالکوٹی کو تلخ نسخہ دینا پڑا۔ عصر جدید کی طرز تحریر زنانہ تہذیب کی ہے اسکے لیے عمدہ کونین مگر شہد کے غلاف میں درکار ہے تا آہستگی سے گلے سے اُتر جائے لہٰذا ہم انشاءاللہ تعالیٰ اسکی مرضی کے موافق خدمت کرینگے مرزا صاحب ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے ہمکو تو آج ہندوستان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جسکے عروج نے ایڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بھڑکایا ہو۔ اور وہ محسود اس کے قلم سے بچا ہو یا تو حقیقتًا یہ آگ ہی اسمیں موجود ہے جو اسے بعض ایسے موقعوں پر پریشان کر دیتی ہے یا وہ کمزور طبع ضعیف الدماغ اپنے دماغی قویٰ کو کار عالم کے قابل نہیں پاتا اور پریشان ہو کر مجنونانہ بڑ ہانکنے لگتا ہے بہرحال ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

عصر جدید کی بے تعصبی

یہ طبعًا نکتہ چیں قبل اسکے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے کہ پبلک کو اپنے بے تعصبی اور بے لاگ تحریر کا یقین دلائے اور اس غرض کے لیے وہ قرآن شریف کی آیت کریمہ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے مگر کیا اس کی تحریر یعنی نفس مضمون اسکی تائید کرتا ہے ہرگز نہیں متعصب لوگ ہمیشہ پہلے اپنی بے تعصبی کا اظہار کیا کرتے ہیں اور اسے بطور مقدمہ بیان پیش کرتے ہیں تا لوگوں یا اپنے دل کو تسلی رہے یہ دھوکا ہوا کرتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سب سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتًا وہ بے تعصب ہوتا تو پبلک خود سمجھ لیتی اسے مزید یقین دلانے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ کیا پبلک بے اعتباری تھی یا اپنے دل پر وہ لکھتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے بموجب ہمیشہ ہمکو صحیح اور سچ بات بے تکلف ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیے مگر سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیے تو ایک فرض ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے اس کا منشا علم فرضی سے ہے یا واقعی وہ عملًا ایسا کرتا ہے، افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہیں ہے جیسا اس طبعًا نکتہ چیں کا دعویٰ بے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مدظلہ کے عیوب کے ساتھ اگر وہ اُن کے محاسن اور اُن کے گروہ کے کچھ خوبیاں بھی لکھدیتا تو یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ نظر عمیق ڈالی گئی ہے اور بے تعصبی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے کہ جب ایڈیٹر عصر جدید تک میں بعض اوصاف حمیدہ بھی ہیں تو مرزا صاحب مدظلہ میں نہ ہونگے جو باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر میں خلیق منکسر درگذر کرنے والے راستباز ہیں یا اگر فرض کرلو اس طبعًا نکتہ چیں کی رائے میں وہ ان اوصاف سے نہ سہی کسی اور صفت حسنہ سے متصف ہیں تو کیا اسکا اظہار اسکے لیے باعث شرم تھا۔ کیا سچی تحقیقات شہادتوں میں سے صرف برائیاں چن لینے کو کہتے ہیں۔ آفریں اے بے تعصب مالیر کوٹلہ کے جج۔ صد آفریں!

نئے انبیاء سے بغض

اس عنوان کے تحت میں یہ طبعًا نکتہ چیں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے اخبار نویس حواری وغیرہ اسبات کو دوہراتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے اسلیے ایک عالم رسول اور مجدد اور ہادی کی ضرورت ہے اس دعوے کے پہلے حصہ سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہمکو ملے تو ہم بے تامل ایک ہادی اور ایک رسول اور مجدد کو لینے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ خط کیسا پبلک سے فیصلہ چاہتا ہے کہ اس اوپر کی تحریر میں پہلا حصہ کونسا ہے جس سے اُسے اتفاق ہے اور وہ دوسرا حصہ کونسا ہے جس سے نااتفاقی ہے میری عقل رہبری نہیں کرتی کہ ایک جملہ میں جو یہ کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی حالت سقیم ہے اسلیے ہادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کونسا ہے اور دوسرا حصہ کونسا ہے اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لیے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے تو انکار کس حصہ سے ہے۔ افسوس! ججی کی کرسی پر بیٹھ کر ایک اردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہونا کسقدر جیبہ ذلت و خواری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اخبار نویس و حواری اپنے دلائل کو اور اظہار حق کو دوہراتے کیوں تھکیں گے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منطق اصلاح تمدن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف میں ہی موجود ہے بار بار دوہراتے نہیں تھکتا اور محض فضول قوم کا روپیہ صرف کرا رہا ہے اور اپنی نفس کے لیے پاپیٹ پالنے کے لیے اسقدر سرگرم ہے کہ ہر ماہ ایک پرچہ اسی رٹ سے بھرا ہوا نکال رہا ہے اور پھر نہیں تھکتا۔ اے طبعًا نکتہ چیں اپنے گریباں میں منہ ڈالکر ہی قلم ہاتھ میں لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو سارا عالم نے مانا ہے۔ جب اسی کی تعلیم فاضل ایڈیٹر کو راہ راست پر نہ لاسکی تو اب وہ اگر جدید رسول کو عزت قبول سے محروم ہی رکھے تو اولیٰ ہے کیونکہ قبول کرنا معلوم جب تک طبعی نکتہ چینی باقی ہے اور طبیعت بدل نہیں سکتی پھر سعادت قبول حق نصیب کیونکر ہو سکتی ہے وما تاتیہم من آیۃ من آیات ربہم الا کانوا عنہا معرضین یحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن جو گروہ ان اوپر کی آیات کریمہ میں شامل ہے یعنی رسولوں سے اور الٰہی نشانات سے اعراض کرنیوالے اور استہزا کرنیوالے خدا کے مرسلوں کے ہمیشہ ہدایت سے بے نصیب رہتے ہیں۔ شروع ابتداء اسلام ہی میں جب مرسلین خدا کا استہزا اس شدت سے کیا گیا کہ آجتک کبھی عصر جدید کا ایڈیٹر اور اسکے ابنائے جنس اس لعنت کو دُہراتے نہیں تھکتے تو خدا کے صدیق گروہ پر کی جارہی ہے تو اب کیونکر اُمید ہو کہ وہ کسی جدید رسول کے قبول کرنے پر واقعی آمادہ ہے جس نے ان اگلوں کو قبول نہیں کیا جنکو ایک حیثیت مذہبی سے کروڑوں قبول کیے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے حاکمانہ حیثیت سے ہر قوم کے بعض باستثناء ایڈیٹر عصر جدید و اخوانہ ملتے چلے آتے ہیں جنکی صداقت کے زندہ نشان آجتک موجود ہیں تو پھر کیا توقع کی جائے کہ یہ جانباز اپنے ابنائے جنس سے بڑھا چڑھا ہیرو پیدا ہوا ہے جس کے لیے کوئی قومی روک مذہبی خندق حارج نہیں ہو سکے گی بہرحال اگر وہ قبول کرنے پر آمادہ ہے تو دلائل کا ایک دفتر موجود ہے وہ اپنے حقیقی اعتراضات جو حضرت مرزا صاحب کی براہین قاطعہ پر اسکو ہیں پیش کرے اور پبلک پر احسان کرکے موقعہ دے کہ وہ اس کی اس جرأت کا نمونہ بھی آنکھوں سے دیکھ لیں ہم حاضر ہیں اسکے اعتراضات سُننے اور بقدر ہمت و توفیق جواب دینے کے لیے ہاں دل بدلدینا اور دل کی کھڑکیاں کھولنا تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اسکے لیے ہر دلیل کافی بھی ناکافی ہے۔ ابوجہل نے کبھی وہ باتیں نہیں مانیں جنکو صدیق رضی اللہ عنہ نے فورًا قبول کر لیا تھا اسلیے ہم یہ وعدہ نہیں کر سکتے کہ منزل کے چھوڑینگے۔

حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو باجیوں کا... مرزا صاحب مدظلہ کے دعوے کو مضبوط کرتا ہے کیونکہ یہ شہادتیں منہاج نبوۃ کے اعتبار سے دعویٰ صداقت کے لیے ہیں۔ اس نکتہ چیں جیسے لوگ جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کو بھی اساطیر الاولین اور توریت کا انتخاب کہا کرتے تھے یہ تو کوئی تحقیقات کا طریقہ نہیں ہے اگر مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تحریر کسی اوان کو

الیسی سلسلہ موسوی ہوتی ہے تو چاہیے تھا کہ آپ گروہ یا خود بابِ کی تصانیف کا حوالہ معہ سند کے پیش کرتا اور پبلک پر فیصلہ چھوڑتا محض اٹکل کے تیر چلانا اور دل لگی کے لیے چند فقرات چلتے ہوئے لکھ جانا کیا بے تعصبی اور بے لاگ ہونیکی دلیل ہے کسی مقدمہ کا دوسرے مقدمہ سے ہم نوع ہونا تو انتخاب اول کی دلیل نہیں ہے توریت میں زنا کے خلاف تعلیم ہے اور قرآن شریف میں اس سے بہت عرصہ کے بعد زنا کی ممانعت دیکھنے میں آئی تو کیا قرآن شریف توریت کا انتخاب ہے ممکن ہے کہ بابیوں کی کتب میں کچھ ایسی باتیں ہوں جو مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تصانیف میں ہوں۔ اکثر اخلاقی امور مشترکہ کتب میں ہوتے ہیں مگر وہ کتاب کہاں ہے پیش کی جاوے تو راست بازی ہے ورنہ افترا۔

پھر آگے چلکر ہمارا دوست لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حقیقی رسول ملجاوے تو ہم اپنی پرانی احادیث اور روایات کو چھوڑنے پر آمادہ ہیں۔ یاعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اسکی تاویل پر آمادہ ہو جاوینگے۔

قابل ایڈیٹر کو چاہیے تھا کہ اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے پوری حدیث لکھ کر اپنی وجوہ پیش کرتا تا پبلک کو اسکی بے تعصب تحقیقات سے معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے مسیح ماننے پر یہ حدیث نبوی کس طرح بطور روک کے واقع ہوئی ہے۔ اگر اس دانشمند حدیث خواں کو تاریخ اور حدیث پر عبور ہوتا تو اسی حدیث کو اثبات دعویٰ مرزا صاحب مدظلہ کے لیے ایک شاہد صادق سمجھتا ہم اسکو اطمینان دلاتے ہیں کہ یہ حدیث نبوی ہرچند کہ اصطلاح محدثین میں متفق علیہ حدیث نہیں ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں اس کا ذکر نہیں ہے تاہم یہ عاجز اسے صحیح باور کرتا ہے۔ اسکا منشاء صرف اسی قدر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عالیجاہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ میں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے اسلیے مثیل موسیٰ نے اپنے بھائی علی مثیل ہارون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ محمدیہ قائمقام سلسلہ موسویہ کے تھا جیسا قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ - ان آیات بینات اور اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ سلسلہ محمدیہ مثیل سلسلہ موسوی ہے اور یہ دونوں پاک بزرگ بھی ایکدوسرے کے مثیل ہیں۔ پس باعتبار مماثلت خلفاء موسوی کے ہوتے ہوئے خلفاء محمدی سے کیوں انکار ہوا پہلے بزرگ و پاک خلیفہ صدیق اکبر کے انکار کے بعد ہمارا زبردست ہیرو آخری خلیفہ کے لیے اظہار فیاضی سے کام لیتا ہے واقعی دلیرانہ ہمت ہے اگر یہ ہمت قصور نہ کرے تو وہ ضرور وعدہ الٰہی سے مستفید بھی ہوگا۔ اب رہی یہ بات کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ تشریعی اصول مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر اور مماثلت کا خیال کر کے حدیث پاک کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ خلفاء کا سلسلہ قائم رہے گا یا تا آنکہ آخری موقعہ پر مثیل مسیح خلیفۃ اللہ ہو کر آوے گا البتہ نبی تشریعی جو قرآن شریف میں ردوبدل کر یا گھٹاوے یا بڑھاوے جیسے ہمارے ایڈیٹر عصر جدید کے گروہ نے علماء نے دس پاروں کا اضافہ مانا ہے اور پھر اُن کا منسوخ ہونا ثابت کرنے کی کمزور کوشش کرکے عدم تمیزی اور معرفت الٰہی کا ثبوت دیا ہے۔ ہاں ایسا نبی نہیں آوے گا کیونکہ اس سلسلہ موسوی میں کوئی ایسا نہیں آیا جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ پس اے قابل جج یہ موٹی سی بات جناب کے قانونی دماغ میں کس لیے جگہ نہ پا سکی۔ ہائیکورٹ کی نظیریں تو ازبر ہیں اور بغیر ان کے ایک قدم بھی ججوں کے اجلاس میں نہیں اُٹھایا جا سکتا پھر نظائر قانون الٰہی سے جناب کو کیوں اسقدر اعراض ہے۔ افسوس! باوجود بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کے تو جناب کا دماغ اسقدر عالی ظرفی دکھا رہا ہے خدا جانے اسوقت کیا حال ہوگا اگر آپ کو تھوڑا سا الاؤنس تعصب کا دیا جاوے۔

خاتم النبیین کے معنے اگر مہر نبوۃ کے نہیں تو اور کیا ہیں۔ آپ ان معنوں کو بطور فرض کیوں قبول فرماتے ہیں اور مرزا صاحب پر احسان رکھتے ہیں۔ اس عزت لحسان کو اگر آپ مرزا صاحب کیلیے تجویز نفرمائیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس معصوم رسول و خلیفہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت تو ان ہاتھوں میں ہے جن ہاتھوں میں حضرت ابوبکر و عمر علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عزت تھی وہ نہ آپ کے اگلوں سے چھینی اور نہ یہ آپ کے پچھلوں سے چھنے گی۔ اگر فی نفسہ یہ آیت کریمہ کچھ اور مفہوم رکھتی ہے تو وہ پیش کر کے مرزا صاحب سلمہ ربہ کے منشاء کا ابطال کیا ہوتا تا عصر جدید کے دیکھنے والے فیصلہ کا موقع پاتے۔ بہرحال ان کمزوریوں پر بھی اور اس منکرانہ متکبرانہ تصدیق پر بھی اگر آپ متلاشی حق ہیں بشرطیکہ دین و دنیا کی کوئی ایسی چیز آپ کو ملے جس پر آپ اپنا عزیز مگر تقویم پارینہ ایمان قربان کردیں تاہم صلاح عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے آپ سے عرض کرتے ہیں کہ قرآن شریف پر عمل خالص کرو اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے اولیاء کے ساتھ اخلاص و محبت و صدق و صفا دکھلاؤ دین جیسی باعظمت دولت اور دنیا جو متاع قلیل ہے اور جس پر آپ شہد کی مکھی کی طرح مفتون ہیں مل ہی جاوے گی مرزا صاحب مدظلہ العالی کی یہی تعلیم ہے اور بس۔ پھر خانہ بدوشی اور جولاہے کی نلی کی طرح مسافرت کی ضرورت نہ رہے گی ورنہ اگر اس تحریر لایعنی سے صرف پیسہ اخبار کی تقلید منظور ہے تو چند روز اور صبر کیجیے۔ میرٹھ سے جیسا پینڈ خیمہ اُٹھا ہے ایسا ہی سبق کوئی اور بھی ملجاوے گا تا پیسہ والے کی طرح آپ بھی اپنی ہستی عالی سے ایک شاہد قانون الٰہی کی چھوڑ جائیں +

ہر جگہ سے ہدایت	یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ کے حکم سے اس کی عالیشان زبردست مرضی سے قائم

ہوا ہے اور وہی ثبوت بہم پہنچا رہا ہے اگر جناب من شمہ بھر بھی جوہر صداقت ہے تو ضرور آپ کے امراض نہانی اور ضعف جسمانی و روحانی کا علاج ہو جاوے گا ورنہ بطب یورپی و یونانی۔ یہ پولیٹیکل اکانمی اور یہ کارلائل کی روح اور میکالی کی تقلید کچھ کام نہ آوے گی۔ کانگرہ و دہلی کا سبق راہ کھو گیا ہے اور اس لیے اگر یہاں ہماری بے نیولی اور مستحقین لعنت پر لعنت نہ کی تو آگے چلکر خدا ہے جس کی لعنت صفحہ ہستی سے منکروں کو مٹا رہی ہے۔ ~

لعنت آنست کہ از سوے خدا می بارد
لعنت بدگہر آنست کہ یکے ہرزہ نفیر

جس سنۃ اللہ پر چلنے والی قوم کو ۱۳۰۰ برس کی لعنت نہ مٹا سکی اُسے اب کسی فرد واحد کی لعنت کیا ہرگز نہ پہنچا سکے گی۔

دلائل نبوۃ	اس عنوان کے تحت میں ہمارا دلیر ایڈیٹر نہایت جرأت سے وفات مسیح اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا

امکانی مسیح ہونا تسلیم کرتا ہے۔ غریب بیکس کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت ہی ضعیف مسئلہ ہے لہذا چلتے چلاتے جھٹ پٹ تسلیم کرکے دلیری کا ثبوت دیدیں تا ضیق نفس پیدا نہ ہو۔ اچھا یوں ہی سہی ہم آگے قدم بڑھانے والے کو بیدل نہیں کرنا چاہتے آڑ بھگت کے لیے موجود ہیں۔ یہ طبعاً نکتہ چیں عصر جدید کا ہیرو کوئی نشان باخصوصیت دیکھنا چاہتا ہے تا جملہ مسیحی مرزا صاحب علیہ السلام پر ناگوار نہ گذرے اور وہ خوشی سے اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ قبل اسکے کہ وہ ہم سے طالب خصوصیت ہو اُسے یہ بتانا چاہیے تھا کہ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو براہین و دلائل اپنے مسیح موعود ہونیکے پیش کی ہیں وہ کبھی اس کی نکتہ چیں نگاہ سے گذری ہیں یا نہیں۔ اگر گذری ہیں تو یہ حق سے چشم پوشی اور تجاہل عارفانہ کیوں؟ کیا وجہ کہ باوجود دعوے بے تعصبی ان دلائل پر جرح نہیں کی اور اپنے استدلال سے ان بینات کو نہیں توڑا۔ کیا الضاف اس کا مقتضی نہ تھا کہ پہلے اپنا مفروضہ معیار شناخت مسیح موعود کے لیے پیش کرتا اور پھر مدعی کو اسپر آزما کر دیکھ لیتا۔ آخر اُسے بھی تو مسیح موعود کی آمد کا انتظار ہے ہم سچے آنے والے کی پہچان جو اسکے (ایڈیٹر) پاس ہو وہ پیش کرے اور پھر مرزا صاحب سلمہ ربہ کے دعوی کی تصدیق و تکذیب کی اصلیت کھل جاوے گی +

اس صاف طریقہ امتحان سے پہلو تہی کرنا یا عمداً ہے جو دلیل تعصب اور عناد ہے اور یا نا قابلیت دماغ ہے جج کی کرسی پر بیٹھ کر کسی تحقیقات کے لیے ایک روتنقیح بھی قائم نہ کر سکنا شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے برخلاف کارلائل و میکالی بنکر یاوہ گوئی کرنا عجیب تر ہے۔ یا تو ہمارا جدید ہیرو اپنا معیار شناخت پیش کرے یا لاعلمی ظاہر کرے یا پھر صاف صاف کہدے کہ اُسے کسی مسیح کی آمد اور کسی مہدی خونی یا سفرہ و روپوش کی آمد کا انتظار ہی نہیں ہے تو پھر معاملہ ہم سلجھا دینگے ان شاء اللہ تعالیٰ +

معجزات	تا چیز ایڈیٹر عصر جدید (بقول خود ہمتو اُسے کوئی چیز سمجھتے ہیں)

دکھلائے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر معجزہ یا خرق عادۃ محال ہوتا ہے۔ سید صاحب اگر معجزات کی تاویل کرتے تھے اسلیے قابل تسلیم نہ تھے اور مرزا صاحب سلمہ ربہ بقول اسکے شعبدہ بتاتے ہیں تو کیا یہاں اسقدر گنجایش نہ تھی کہ یہ طبعاً نکتہ چیں ہی سامنے

انہی مضامین کے بارے میں لکھ کر موقع جانچ کا دیتا تا بے تعصبی کی تحقیقات قوم و ملک کو مشکور کرتی انصافانہ تحقیقات تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ احیاء موتی مسیح علیہ السلام کے پیش کرتے وقت آپ اپنا عقیدہ بھی پیش کرتے اور اپنی تاویل بھی کھول کر سامنے لاتے۔ خیر اگر ہم چٹکیاں نہ لیتے تو ذرا کہیں پر گدگدا کر دیکھ لیتے کہ کہاں لوچ ہے اور کہاں نہیں کہاں نشیب ہے اور کہاں فراز۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنے معجزات کے ساتھ ہی معجزات انبیاء سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے اشعار آبدار سے واضح ہے ؎

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارش کند از اشقیاست

ہاں آدمی کو بندر بننے کی مورتوں کو کوا کو ہوئے گوشت کا پھر پرندہ بنکر اڑنا۔ سڑی ہوئی ہڈیوں مسیح کے قدبعثتے زندہ ہونا آسمان پر ستاروں کا اڑ جانا اور پھر وہاں سے دمشق کے منارہ پر فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اترنا اور سیڑھی مانگنا گویا اندر سبھا کی پری کے برابر بھی وقعت و قوت نہیں ہے کہ وہ تو کوٹھے سے ایک تار پر اتر آتی ہیں۔ اور یہ غریب باوجود حمایت فرشتگان کے ادھر ہی لٹک رہا ہے۔ انسانوں کا دو ہزار سال تک بغیر تغیر و تبدل آسمان پر بے آب و دانہ رہنا اور پھر زمین پر آنا ایک چھ برس کے معصوم بچہ کو فرشتوں کا بھگا لے جانا اور سرداب سرمن رائی میں رکھنا صدیوں بعد اس بھونرے کے پلے ہوئے کا نکلنا اور ہدایت کرنا زائرین کا سرداب سرمن رائی میں جانا اور معصوم مہدی سے ملاقات کرنا خطوط لانا قوم کی قوم کا گمراہ ہو جانا اور اس ہادی کا جزیرہ میں تہ خانہ کے اندر بیٹھے ہوئے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بننا ایک قوی ہیکل کانے برق دم گدھے پر سوار ہو کر مسیح و مہدی کے مقابلہ پر آنا پھر گدھا بھی مالیر کوٹلہ کا سا نہیں بلکہ ایسا تیز دم کہ دڑبے میں بھی جواب نہ نکلے دن بھر میں بعد المشرقین طے کرے اور اس کانے کی حکومت کا مشرق سے مغرب تک پھیلنا اور بجلی آگ پانی جنگل پہاڑ سب پر حکومت کرنا دو ہزار سالہ مصلوب الحواس اور صدیوں کے روپوش کا ملک کانے پر غلبہ پانا اور پھر اس کے بعد کا وہ منظر جس کی نظیر لکھنؤ کے جانڈو خانوں کی

گپ بازاروں میں بھی نہ ملتی ہوگی۔ یعنی دولوں کا سامنا ہونے کے وقت قبلہ آپ پڑھائیے نہیں قبلہ آپ پڑھائیے کہنا پھر آسمان کے اترے کا مردود ہونا اور بھونرے کے پلے ہوئے اندھیر کے فرزند کا مقبول ہو کر امام بننا اس مزہ دار چٹ پٹی داستان کو البتہ مرزا صاحب مدظلہ اور ان کے صداقت پسند گروہ کا قبول نہ کرنا تو ایک بات ہے۔ اسلام پاک کے ذکر کے ساتھ سن بھی نہیں سکتے یہ مذہب تو انکا ہو سکتا ہے جو ہنومان کی دم کو ہزاروں گز کی مشعل بنا کر لنکا میں آگ لگاتے ہیں۔ مصری۔ اسفنکس یونانی دیوتاؤں اور دیبیوں کی لڑائی۔ حد سکندری۔ دیوار قہقہہ۔ امیر حمزہ کے کارنامے طلسم ہوش ربا بیرتقی خیال کی بڑائی سب کے ساتھ ساتھ یہ مذہب عمر عیار کی زنبیل میں رہ سکتا ہے۔ ہمارے دلوں میں جنکو خدا نے اپنی پاک وحی محمدی کے ذریعہ سے تخم ایمان کے لیے کشت زار بنایا ہے ایسے جھاڑ جھنکاڑ کی جگہ نہیں ہے۔ اب ہمارا میر درد بنانے کا اگر ہم نے پرانی افسانے نہیں قبول کیے تو کیا جرم کیا مرزا صاحب کے اخبار اور مردہ بیٹے کے زندہ کرنے کی پوری حقیقت یا اس کی نقل ہی کیوں نہ پیش کی تا بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کا نقشہ کھنچ جاتا اور واقعات حقہ کے چھپانے کی عادت موروثی اس جرأت جدیدہ کے ساتھ عجب بات ہے بھلا آپ میں تقیہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مرزا صاحب کا ایک لڑکا شدید علیل ہو گیا تھا متواتر صرع کے دوروں سے ضعف و نقاہت بیہوشی تک پہنچ گئی تھی بظاہر اسباب طبیب زندگی سے مایوس تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی دعاؤں سے اللہ تعالے نے باوجود ناامیدی کے اس معصوم بچہ کو صحت عطا فرمائی۔ ایک احمدی اخبار نے "تو مردہ زندہ ہو گیا" کے عنوان سے یہ لکھا تھا کہ اسی طرح اگلے نبیوں کی دعاؤں سے بھی اللہ تعالی صحت بخشتا رہا ہے اسی کو بظاہر مردہ کا زندہ ہونا بنا لیا گیا ہے سلسلہ ظاہری کی ناامیدی اور پھر حیات کا لوٹ کر آنا یہی زندگی ہے جو معجزہ ہے ورنہ حقیقی موتیٰ جن کا سانس بند ہو چکا اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہو نہ زندہ ہوئے ہیں نہ بجز حشر اجساد کے موقعہ کے کبھی زندہ ہوں گے۔ یہ واقعہ اس مردہ قوم کے لیے مثل نصیحت کے تھا جو آجتک مردوں کے زندہ ہو جانیکے قائل ہے اور باوجود ہر روز کا قائل ہونیکے ایسے افسانہ پرستی کے خلل سے محفوظ نہیں ہے۔

پیشین گوئیاں	اس سے بڑھ کر اس طبعًا نکتہ چیں کی بے تعصب تحقیقات

کا ثبوت اور کیا ہوگا کہ بغیر لکھے ہوئے کسی ایک پیشین گوئی کے لکھتا ہے کہ سب سوائے ایک مشتبہ کے صریح غلط نکلیں بے تعصب تحقیقات تو ایسی ہوتی ہے کہ سب نہیں آدھی نہیں وہی دو چار بڑی بڑی تحدی والی پیشین گوئیاں لکھ کر ان کے متعلق واقعاتی شہادت پیش کرتا اور دکھاتا کہ ہر چہار غلط نکلیں اپنے واقعات مرزا صاحب کے واقعات تحریر کردہ دونوں پبلک کے سامنے پیش کر کے پھر ثابت ہو جانے پر حق رکھتا تھا جو چاہتا لکھتا۔ دعوے بے دلیل بلے بغیر نفس مقدمہ دینا اور پھر داد کی امید رکھنا سبحان اللہ مرزا صاحب کو تو تاویل کا جامہ پہنانے پہناتے شرم کی ضرورت کبھی نہ پڑی۔ مگر ہاں غیرت دار جج کے لیے ضرور ڈوب جانے کی بات ہے کہ جج ہے اور بغیر مقدمہ پیش کیے بغیر شہادت فریقین لیے فیصلہ لکھے اور پھر شرمانا در کنار داد چاہتا ہے مرزا صاحب مدظلہ کو تو اپنی پیشین گوئیوں کے لیے تاویل بنانے کی ضرورت کبھی نہیں پڑی۔ مگر غریب ہیرو کو مصیبت کا سامنا ہوگا اور ساری سنگر مشین کمپنی کو مشغول کرنا پڑے گا تا جامے تاویل طیار کیے جائیں اور اسوقت دشواری و برہنگی زیادہ ڈالے جبکہ صدیوں سے بھونرے میں پلنے والا تاریکی کا فرزند (چھ برس کی جان) کانے برق دم گدھے سوار کے مقابلہ میں میدان میں لایا جائے گا۔ دشمن لوکا نا ہی ہوگا۔ مگر اس بچہ کی تاریک پسند نگاہیں آفتاب عالمتاب سے کیسے ہونگی وہ کیونکر آفتاب صداقت کی روشنی میں ٹھہر سکے گا بھلا جس بیکس کے پاس اسقدر قوت نہ ہو کہ باہر نکلے اور بگڑی قوم کو بنائے نہ خانوں ہی میں بیٹھ کر رفتہ بازیاں کرے وہ ایسے دیو کے مقابلہ میں کیا کرے گا جس کے تابع بجلی ہوا۔ جنگل۔ پہاڑ۔ پانی۔ آگ۔ دنیا کی سلطنت مشرق سے مغرب تک مردے جلانے کی قوت ہو۔ خدائی اور نبوت کے دعوے کرتا ہو اور لوگ اس سے خوش ہوں۔ ہاں یہ نازک وقت معرکہ کربلا سے زیادہ سخت ہوگا اسوقت ضرورت ہوگی کہ تاویلی معنے پہنائے اور جھوٹھے سچے ہوں۔ ہمکو ابھی کیا ضرورت ہے اور کیوں شرم آئے۔ کسی پیشین گوئی کو لیجیے اور دیکھ لیجیے۔ اعتراض کے لیے تو کلام

الٰہی میں بھی تراش خراش کے بغیر آپکے ابنائے جنس نہیں رہے * یہ توصرف امام وقت کی پیشین گوئیوں کا ہی ذکر ہے ہمدردی تو اس قابل ایڈیٹر کو محض ذاکر کے ساتھ ہے جس کی بدزبانی اور فحش بیانی تو اسے نہ شرما سکی۔ ہاں اسکا دندان شکن جواب جب نکلا تو دلپر بجلیاں گر پڑیں اور فضول رسالہ کا کاغذ سیاہ کر کے نامہ اعمال کے لیے سیاہی تیار کر لی۔ مرزا صاحب کے یہاں تنخواہ یاب گروہ سے کیوں اسقدر عناد ہے جبکہ خود ہمہ داں نکتہ چیں حق نمک ہی کی وجہ سے اسقدر جامہ سے باہر ہو گیا ہے اجرت پر رونے والوں کی فہرست کیا نگاہ سے نہیں گذری۔

منہاج نبوۃ	اس عنوان کے تحت میں اس نکتہ چیں کو غضبناک جوش نے آدبایا مجبورًا اُسے دانت دکھانا پڑے وہ

لکھتا ہے۔ مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوۃ کے معارج تک نہیں پہنچ سکتے تو انھوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے گھسیٹنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا ...... وغیرہ وغیرہ غرضکہ اسکو مرزا صاحب پر یہ الزامات ملے کہ انھوں نے اولاں کے ایک منہ پھٹ حواری نے شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور حسین ابن علی اور سردار انبیاء محمد مصطفی اور حضرت عیسیٰ اور قرآن شریف کی ہجو کی ہے۔ وغیرہ یہ نہایت دلچسپ عنوان ہے اور اسمیں ہمہ داں نکتہ چیں نے عجیب نقش باطل کھینچا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہی مضمون یوں لکھنا راست بازی کا ثبوت تھا کہ چونکہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے صادق اور صحیح مدلل دعووں پر قوم کے نادان صدوں کو اعتراض ہوئے وہ اعتراض اگر تسلیم کیے جائیں اور وہ عیوب جنکو عناد و بغض کی آگ سے مجبور ہو کر بد اندیش مرزا صاحب پر تھوپتے ہیں صحیح تصور کیے جاویں تو مجبورًا انکو ان سب پیشوایان ملت اور قرآن شریف پر بھی اپنے مفروضہ عقائد باطلہ کی وجہ سے وہ اعتراض تسلیم کرنے پڑیں گے۔ مرزا صاحب نے انکے اعتراضات کی بنا پر الزامی جوابات بھی دیے ہیں غریب ناچار جب اعتراض نہ اٹھا سکے تو قوم کو بھڑکانا شروع کیا۔ پہلے بھی ابو جہل اور ابو لہب کا گروہ شیوخ عرب کو یہ کہکر بہکایا کرتا تھا اور مشتعل کیا کرتا تھا کہ لات و منات اور خداوندگان ابو طالب و عبد المطلب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

* دیکھو اصلاح بابت ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ در تنقید بخاری"

برا کہتا ہے اور جھوٹی بتاتا ہے۔ وہ گروہ بھی جہلا کی ایک فوج جمع کرنے پر کامیاب ہوا اور یہ گروہ بھی کامیاب ہو رہا ہے لیکن انجام ابوجہل اور فتح مبین کا نظارہ آنکھوں کے سامنے نہیں ہے ورنہ یہ عبرتناک حالت نہ بنا لی گئی ہوتی۔ بے تعصب تحقیقات تو یہ تھی کہ کتابوں سے حوالے لکھ کر پیش کرتے یا حوالے ہی کتابوں کے دیدیتے اور قوم سے داد چاہتے جس شان کے مسیح اور جس شان کے علی وحسین اور جس طرز کا پیغمبر اور جس وضع کا قرآن ہمارا ہیرو بنے بیٹھا ہے ہم اس کے نہ پابند نہ وہ گروہ ہمارا مقتدا نہ ہم اس کی ناکام موتوں پر رونے والے۔ ہم اپنے مسیح اپنے علی اپنے حسین اپنے محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اپنے قرآن پاک کی جس قدر عزت کرتے ہیں وہ ہمارے رب پر روشن ہے جس کے ہاتھ میں فتح مبین ہے اور وہ دکھا رہا ہے۔ منہاج نبوۃ نے تو حقیقتاً اس گروہ کو بے بس کر دیا ہے۔ جن واقعات کا اشارہ کر کے فقرے کسے ہیں وہ واقعات صریح دھوکا دینے والے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ اصل معاملات کو صاف صاف نہیں لکھا میاں ان کتابوں اور صفحات کا حوالہ دیا ہوتا۔ تب ایڈیٹر نکتہ چین کی قابلیت اور بے تعصبی کھلتی +

ایک بڑا مذہبی خطرہ

جس ملحد گروہ کی مرزا صاحب نے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عالم آشکار میں بیخکنی کی ہے اگر وہ لاکھوں لعنتیں بھی مرزا صاحب پر بھیجے تو کیا عجب ہے۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کا کوئی فعل خلاف عدل خلاف اجتماع قومی خلاف کفایت شعاری خلاف سعی و محنت نہیں ہے۔ البتہ جس ملحد ناپاک گروہ کو انبیاء سابقین کی عزت وحرمت حقیقی طور پر نہیں ہے صرف اس کی آڑ میں ذاکرینکر روٹیاں توڑنا آتا ہے وہ مرزا صاحب کے عروج کو اپنا دشمن رزق جانکر دل کے پھپھولے توڑتا ہے اسے بھلا مرزا صاحب کی سعی جمیلہ اور تعلیم پاک کی کیا قدر ہوگی۔ ہماری رائے میں تو یہ نکتہ چین عشرہ محرم میں برابر پانی پی پی کر مرزا صاحب کو کوسا کرے اور سینہ زنی کر کے دل کی جلن مٹا لیا کرے تو اچھا ہے تضییع اوقات پبلک سے کیا حاصل۔ مرزا صاحب کے اقوال و اعمال سے دیکھ کر تو انسان صفات عالیہ سیکھتا ہے۔ بزرگان دین پر بدظنی کیا۔ ہاں گریہ کے حدیث خوانوں اور روٹیوں پر نوحہ گری کرنے والوں اور رومال منہ پر رکھ کر گلا پھاڑنے آنکھوں کو آنسوؤں سے نہ آشنا کرنے والوں اور مٹھائی بوندی کے ٹھیکروں پر سینہ کوبی کرنے والوں کی مثالیں ضرور ایک لعنتی گروہ اعلیٰ درجہ کا بدظن نکتہ چین گروہ بنا رہی ہیں۔ پناہ بخدا۔ ہم ان دونوں نمونوں کو قوم کے آگے پیش کرتے ہیں اور فیصلہ خدا کے سپرد۔ جو شخص سچے مرسلوں کا معیار ہی نہیں جانتا وہ اپنے ابنائے جنس کی مصنوعی عبادات دیکھ کر دوسرے راستبازوں پر منہ آئے اور جھوٹا جائے تو کچھ شکوہ نہیں ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اصل یہ ہے کہ ان اگلوں میں جنھوں نے معصوم نبی کو سولی پر چڑھایا اور ان پچھلوں میں جو ایک معصوم کی ترقی جاہ اور نورانیت کو دیکھ نہیں سکتے امور متشابہ فیہ بہت ہیں فرق یہ ہے کہ وہ سولی پر چڑھانے پر کامیاب ہوئے اور یہ عدالتوں سے ناکام نامراد پھرتے ہیں وہ خدا کی لعنت کے مزے چکھ چکے اور چکھ رہے ہیں۔ یہ امیدوار ابتدائے سبقوں سے عبرت پذیر نہیں ہوئے بڑے سبق کے متوقع ہیں مگر اَللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ +

صیغہ اصلاح کی نظر

اس ظاہری اصلاح باطنی فساد کی نظر بھی عجیب چیز ہے۔ عجیب اسلیے کہ ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است +

ہر عمدہ خلق ہر سنت نبوی اسکے لیے عیب اور اور عدل سے خلاف ہے۔ ابوبکر و عثمان و عمر کی خلافت غصب و ظلم۔ مرزا صاحب کا کسی سے نکاح کرنا متعہ سے بدتر۔ یہ قلیل ایڈیٹر کیا ان بیچ والوں میں شامل تھا جو نکاح کا پیام سلام لیجایا کرتے تھے اگر وہ اس دلالی میں نہ تھا تو اسے کیا علم ہے کہ نکاح کے لیے بغیر مرضی کچھ ہو رہا ہے بے تعصبی کی تحقیقات تو یہ تھی کہ واقعات اور پیشگوئی نکاح کی پیش کرکے واقعاتی شہادت سے اپنے دعوے کو ثابت کیا جاتا۔ نکاح بغیر ایجاب و قبول ہوتا ہی نہیں پھر اسے کیوں اسقدر گھبراہٹ ہوئی غالباً اسنے نکاح ہوتے نہیں دیکھے بھگالیجانے کے واقعات اسکے سر میں اسقدر جاگزین ہیں کہ نکاح کی فلاسفی بھی غتربود ہو گئی۔ افسوس! نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے۔ جب فریقین میں سے کوئی مر جاوے ابھی تو بفضلہ تعالیٰ دونوں موجود ہیں خدا کی وحی پہنچانے میں مامور کبھی ڈر نہیں کرتے چاہے کوئی دھمکی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نکاح میں کوئی مقررہ میعاد نہیں تھی اسکو ایڈیٹر محقق نے بے تعصب بے لاگ (بیباک) ثابت کرے ورنہ اس دھوکہ دہی سے کیا حاصل جن واقعات کو بیٹے اور بیٹے کی بی بی اور مرزا صاحب کی اہلیہ کے متعلق لکھا ہے انکو ثابت کرنا چاہیے تھا بغیر ثبوت ہم کیونکر کہدیں کہ یہ جج کی بے تعصبانہ تحقیقات ہے۔ اگر ثناء اللہ چھاپ چکا ہے تو اسکی بلا تردد کیوں کیا جاتا کہ ہزاروں بار تردید ہو چکی ہے وہ خدائے غیور کی ایک وحی تھی جس کے بطلان کی کوشش بیٹا بیٹے کی زوجہ اور خود بیٹے کی ماں محض رنج کی وجہ سے کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی وحی کی تکذیب و تخریب کرنے والے ہمیشہ چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ یہی سنت انبیاء ہے حضرت نوح کا بیٹا۔ حضرت لوط کی بی بی اسی قسم کے نظائر میں ہیں۔ اسکو خلاف عدل کہنا کیسے نادان کا کام ہے اور پھر وہ بھی بغیر کسی شہادت کے بغیر انکشاف اصلیت کے اور چلیے اور کونسا واقعہ خلاف عدل آپکے انبار بے تمیزی میں ہے اسے بھی پیش کیجیے +

قومی اتفاق

مرزا صاحب نے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اول تو انھوں نے خود جہاد تیغ سے انکار کیا۔ یہ دلچسپ فقرہ کسی ملکی نمک حرام کے قلم سے نکلتا تو اچھا تھا۔ یا کسی اسلام کے مرتد کی تحریر میں ہوتا تو مجھے صدمہ نہ ہوتا۔ افسوس ایسے تعلیم یافتہ کی حالت اسقدر رکیک اور ردی ہو گئی ہے کہ اسے عناد ذاتی کی وجہ سے کچھ امتیاز حق و باطل نہیں رہا۔ جہاد کا دوست سیف کا شیدائی ہنوز اس غلامی پر اس زمانہ جرأت پر جہاد کا خواہشمند ہے۔ بفرض محال اگر آپ کے دست حنائی میں سیف دیدیجاے تو آپ کیا کر دکھلائینگے کتنے پاپڑ توڑیں گے کوئی جرأت کی مثال پیش کیجیے ہم کوشش کرینگے کہ گورنمنٹ میں آپ کی جرأت کے متعلق میموریل اور آپ کسی ہجڑوں کے فوج کے سپہ سالار بنائے جائیں یہ مسلمانوں کے لیڈر اور مصلح ہیں اللہ کی شان مسلمانوں میں سے جہاد کے بیہودہ خلاف شرع محمدی خیال کو مٹتا دیکھ کر مٹانے والے کو قومی بدخواہ فرماتے ہیں۔ کیا برا کیا کہ اسلام کا دامن تمھارے خود آلودہ پنجوں سے چھڑا کر ان کروڑوں کے لیے سایۂ امن بنا دیا جو ایسی خونریزی کو خلاف قانون الٰہی سمجھتے ہیں اگر اسلام پر خاک ڈالنے والے مولوی تباہ ہوں اور وہ قوم سب کی سب غرق ہو جائے جو تعلیم و معارف قرآنی کی منکر ہے باوجود دعویٰ اتباع کے اور کیا چاہیے چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمکو اللہ تعالیٰ کے دین کے مقابلہ میں وہ قوم کب عزیز ہے جو اسقدر بے تمیز ہے۔ اس سے زیادہ نیک نیتی کیا ہوگی کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ نے ساری قوم کی پروا دین اسکے مقابلہ میں نہیں کی۔ ذاتی غرض مالی منفعت کا خیال ہوتا تو وہ بھی تمھاری طرح پیسہ کا اصول پیش نظر رکھتے قوم سے نہ بگاڑتے اور تمھاری طرح قوم کا خون چوسنے امام مہدی کو خونی وہ قرار دیتے ہیں جو جہاد کے پرفساد عقیدہ کو دل میں پالے ہوئے نکبت و فلاکت قومی میں دلکو اس کی آمد کے سہارے تسکین دے لیتے ہیں کہ وہ گئی ہوئی سلطنت بخشے گا۔ جہاد نبوی کی تذلیل کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے آیندہ جہاد ہو یا نہ ہو۔ جہاد نبوی حفاظت خود اختیاری کے لیے تھا نہ طمع سلطنت کے لیے جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو۔ یہودی بھی اصل مسیح سے سلطنت کے متمنی تھے مگر آسمانی بادشاہت کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ سلطنت جہانبانی اصولوں کی پیروی سے ملتی ہے۔ سعی و محنت سے ملتی ہے یا کسی تاریکی کے فرزند کی بدولت ملے گی۔ تمسے اپنے بس جب کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر دوسرے کے سہارے عورتوں کی طرح آس لگائے بیٹھنے سے کیا ملیگا۔ انگریزوں۔ جرمن۔ روسیوں جاپانیوں کی طرح اخلاق سلطنت پیدا کرو۔ محنت و سعی کرو۔ عدل و انصاف کو روزانہ زندگی میں برتو سلطنت بھی ملجائے گی۔ کیا محض مہدی روپوش سرداب سے نکلکر تمکو اس روش غلامی سے چھڑا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لے آؤ اگر نہیں مانتے چار جوان کس پلٹن کے قلعی کھولدینگے۔ وہ

مہدی امام ہمام علیہ السلام جس کا وعدہ سردار

انبیاء نے فرمایا تھا آگیا اور آسمانی بادشاہت کا وارث ہے۔ وہ اسلام کے چہرہ کو زمانہ کے سامنے لا رہا ہے اور ہر کہ و مہ فیضیاب ہوتا ہے چاہو تم مانو چاہو نہ مانو۔ چور بنکر چور کو جیلخانہ سے چھڑا لینا عدل ہے۔ ماشاءاللہ۔ سرسید اگر وہابی نہ تھے اور وہابی دھوکا دینے کے لیے بن گئے اور نقیہ آپ کی طرح گوارا کیا تو نہایت برا نمونہ اخلاق کا دکھایا۔ سرسید نہ وہابی تھے اور نہ انھوں نے

کبہی دہوکہ دیا - عیب ہر جگہ اور ہر وقت عیب ہے، مرے ہوئے سید کو کیون اپنے ساتھ ذلیل کرتے ہو خدا سے ڈرو سچ کہا ہے - نادان دوست سے دانا دشمن بہلا - دوسرا امر مرزا صاحب کے خلاف یہ ہے - کہ ایڈیٹر ناعاقبت اندیش کے نزدیک مرزا صاحب کا مسلمانون کی موت کی پیشگوئیان کرنا اور کسی کی قلبی تکلیف کی پروا نہ کرنا سخت اخلاقی جرم اور قومی اتفاق کے خلاف ہے یہ وہی بات ہے کہ جسکا جواب الزامی دیا جائیگا - تو ایڈیٹر کو مالیخولیا کا اندیشہ ہے - کیا آنحضرتؐ کا اپنی قوم کے لوگون کو قتل کرنا اور بیدریغ عزیزون سے عزیزون کو کٹوانا تو روا تھا یہ ناروا ہے - کیا حرب جمل اور حضرۃ علیؓ کے وقت کی لڑائیان اور حضرت امام حسین کا کوفہ جاکر بیعت کر لینا اجماع قومی کے اصول سے قابل نکتہ چینی نہین ہے - علیگڈھ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابت افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ چینی نہین ہوئی اے نادان ناسمجھ ماموریٰن اللہ اور مرسل حق کبہی مداہنہ نہین کرتے وہ اظہار حق مین کسی سے نہین ڈرتے جناب سید انبیا رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی الٰہی کے ماتحت تہا اور عدل وہی تہا - کیونکہ حفاظت خوداختیاری اسی مین تھی - اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام امر الٰہی مین کسی سے نہین ڈر سکتا - مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تہا وہ ایک خاص شخص کے ساتھہ معاہدہ تہا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالم نے بہی صلح حدیبیہ مین کیا تہا - یہانتک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تہا اور مکہ سے بے حج مراجعت کی تہی کیونکہ آلٰہی مصلحت اسی مین تہی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان نکرنا مجسٹریٹ کے ڈر سے قبول کر لیا اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تہی - چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین موتین بطور حجت کے ہو چکی تھیں، آئندہ نہ اس کی ضرورت تہی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تہی پھر معاہدہ سے کیا حرج ہوا - اور اگر یہ خیال ہو کہ کوئی پیشگوئی ہی شایع نہ ہوگی تو یہ بیہودہ خیال ہوگا کیونکہ سیکڑون پیشگوئیان جب سے آج تک شایع ہو چکی ہین ایک قسم نہ اس کی پیشگوئی کے شایع نکرنے کا معاہدہ تہا نفی خاص سے عدم عام لازم نہین آتا ادنےٰ طالب علم بہی اس امر کو جانتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ معترض کو منطق سے مس تک نہین پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہین ظاہر کر سکتا - ہر وہ شے جو تمہارے چہوٹے سے دماغ مین نہ آسکے تو وہ کیون لغو خلاف اصلیت ہے؟ تم کو یہ عقیدہ آجتک نہین کہلا - کہ کس طرح تم اختلاط والدین سے اس عالم مین تشریف لائے - تو پھر نہ سمجھنے پر تم کو کبہی اپنی پیدائش پر لغویت اور خلاف اصل ہونے کا شبہ ہوا؟ کبہی نہین اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو - سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو - اسے لغو سمجھو - مسیح نے تن تنہا مصلوب ہونا - حسینؓ نے تین دن کی بہوک پیاس مین ہزارون زخمون سے شہید ہونا قبول کیا - اور کلمہ حق کو نہ چہوڑا - بے شک کوئی دوسرا امام دینی بھی ایسا نہین کرے گا کلمہ حق کو چہوڑنا اور بات ہے - اس کی یہی مثالین درست ہین - مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریر کی روش کے متعلق وہ امر ہے - جس کی مثال ہمنے بتائی مگر اے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بابت جناب کا شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسینؓ شہید کی بابت کیا خیال ہے وہ کلمہ حق کا چہپانا ادنیٰ ادنیٰ انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزادی پسند حق جو گذرا کرتی ہے؟

سچ ہے اگر آپ جیسے خوش دماغ جج ہون - اور قوم کے مصلح ہون - تو ہدایت نگونگی اور اندھی ہی رہی مگر تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی نبی کی بہی لیے مزدرت ہے - کہ اکثر لوگ کم عقل مکارون اور دجالون کے فتنون مین پہنسے ہوئے ہین -

مرزا صاحب کے عدم اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تم واقعات کو ایمانداری سے لکہتے - اور اس عرضی کو تحقیقات کی حد تک لیجا کر صحیح ثابت کر دیتے چلتے ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے -

لنگر کا چندہ محض نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اونھین اختیار ہے جس مد مین چاہین صرف کرین تم کو کیا حق حاصل ہے - کہ تم خوردہ گیری کرو تم کو ثابت کرنا چاہئیے کہ یہ رقوم بدامانت مرزا صاحب کے پاس بھیجی جاتی ہین اور ان مین خیانت ہوتی ہے - ورنہ منجملہ اور خرافات کے ایک یہ بہی ہے - اپنے اوقات اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالو اور مجتہدان کی پاک کمائیون اور پاک مصارف پر نگاہ کر کے کچھہ کہا جائے - تو خیر صبر ہوگا

طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ

مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جائداد خرید کی ہے اور اپنی حالت درست کرنیکی کوشش سب پیرون فقیرون مولویون اور امام باڑون اور تعزیون کی چراغی پر خوش پوشی کرنے والون سے زیادہ کی ہے محض افترا پر افترا ہے - ہم کیا کہین بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین مرزا صاحب سلمہ ربہ کی جائداد اللہ تعالیٰ خود بڑہا رہا ہے قادیان کا ملک مرزا صاحب کا خاندان ہے شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصبہ مین لاوارث فوت ہو جائے تو اوس کی آراضی کے مالک مرزا صاحب ہین - اس طرح اللہ تعالےٰ روز بروز توسیع ملکیت کر رہا ہے - اس بارہ مین انسان کی امداد کی حاجت ہی نہین ہے - رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنی بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے - اسکی حالت یہ ہے کہ جس کے گھر پر بہت سے مہمان آئین گے وہ شریف میزبان ضرور اون کی خاطر داری کرے گا - چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور مین صدہا مہمان آتے ہین - اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجہا - ہان وہ بخیل میزبان کیون اس کی قدر کریگا اور کیون اوسے ضرورت ہوگی جس کے پاس کوئی آتا ہی نہو - جس قوم کے اخلاق مین اسقدر وسعت نہو - کہ بارہ امامون سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے - چاہے دنیا کی عمر ہزارون سال ہی کی بعد جناب رسول اللہ کیون نہون - تو اس کے دل مین مہمانون کے لئے کہان جگہ - یہ منطق تو ہر مجتہد مالدار شیعہ پر صادق آسکتی ہے - کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکونہ مکانات کے سامنے تھی ہین - اور مکانات کی توسیع کے موجب بنے ہین - آپ مشاہدہ نے بدظنی سکہائی ہے مقتضائے تجربہ بہی تہا - اسلئے ہم بیچارہ کو زیادہ خفیف کرنا نہین چاہتے عاقلان را اشارہ کافی -

مرزا صاحب کا خدا اگر کفیل نہ ہوتا - اور اگر وہ قوم کو دلہن مین کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا - تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیون ہی مین فیصلہ کر دیتے - آپنے اس ماموریٰن اللہ پر کون سی مصیبت توڑنے کی کوشش نہین کی - اور کس وقت چین سے بیٹھنے دیا - تجارت اور مفت کے روپیہ سے عیش تو البتہ وہ مولوی کر رہے ہین جن سے جناب کو سابقہ پڑتا ہے - اور چونکہ مشاہدہ نے ڈھکو سلے باز - شعبدہ باز ہمیشہ دکہائے ہین - اس لئے آپکو کیونکر اس افترا پرداز زمانہ مین کسی استباز کی قدر ہو سکتی ہے - زائرین کربلا کے دل سے کوئی پوچھے کہ کسطرح جیب تمنا وجیب جامہ خالی کر کے لوٹتے ہین حذر اوس لوٹ سے جو لوٹ ہو - مالی واخلاقی - مالی لوٹ کا یہ حال ہے - کہ کاغذ اور کھپچیون کے سنگہار کی بدولت قوم کے لاکہون کروڑون روپیہ نکلے جاتے ہین - اخلاقی لوٹ کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کے دل رکہنے کیلئے جہوٹ بولدو مخالفون کو زبان ہاتہہ پاون غرض ہر طرح سے نقصان پہنچا دو چاہے آبرو ہی کیون نہ جائے - مگر موقع پا کر گنہگار بنا دو - فاسق بنا دو - زانی بنا دو ؎

ہر عیب بزہ بسکہ طاعت باشد + مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

مرزا صاحب کا گھر اگر ہزار روپیہ مین کسیقدر وسیع ہو جائے - تو ناگوار - لیکن مشہد مقدس مین چار چار انگل زمین لاکھون روپیہ کہا جائے - تو پسند - زندہ انسان بندگان خدا امن وعافیت پائین - تو ناروا - سڑیون کے قافلے کے قافلے زمین گڑتے چلے جائین - اور لاکہون کے خرچ مین تو عزیز خاطر چاہے مہینے بہر کے بعد نکالکر پھینک دئے جائین - افسوس آپنے اپنی اس قدر علتیں دکہا کر ناحق اپنے آپ کو ہر چہ گیرد علتی علت شود کا مصداق بنا لیا - علت غائی آپ کی اور اس تحریر کی زمانہ پر روشن ہو گئی - جو معیار جناب کا ہے - اس پر تو سوائے تاریکی کے فرزند کے اور کوئی پورا نہ اترا ہے - نہ اتریگا - مناسب تو یہ ہے - کہ سرداب سرمن رائے جائے - اور اصل کو لاکر ہم سب کی قلعی کھولدیجئے - اس تو تو مین مین کیا حاصل - بھنورے کا پلا دیکھکر ہم خود فیصلہ کر لین گے اصل قرآن شریف بہی مل جائے گا - بہتر تو یہی ہے کہ آپ رخصت لیکر سرداب جائے اور اس معصوم روپوش کو لے آئے - کیا زندہ کو زندون مین لانا مشکل ہے جبکہ مردہ مسیح کو زندہ کرنا آسمان سے لانا آسان ہے -

الغرض اس تمام تحریر سے یہ نتیجہ نکلا - کہ آپ سے اگر ممکن ہو تو کبہی اللہ تعالےٰ کے چہرہ کو دنیا مین چمکنے ندین - کیونکہ نور حق سے تو کروڑون کی جعلسازیان اور افترا پردازیان کہل رہی ہین - اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر رحم فرماتا ہے اور ہادی بہیجتا ہے - اور وہ چاہتا ہے - کہ دنیا راہ راست پر آئے - لیکن مدعی کیون اپنی کرنی سے باز آتے ہین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھین گے جب تک قدرت ہے - مگر اے نادانو! "اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

کم سے کم اس بحثا بحثی مین یہ بات تو کھل گئی - کہ ماموریٰن اللہ اور مرسل من اللہ کے ساتھہ اس طرح دنیا عناد رکہتی ہے - اگلون پر ہنستے ہین کہ کیسے نادان تھے کہ راستی سے منہ موڑا - کیا عقل نہ تھی - لیکن ہمنے اپنی آنکہون سے دیکھہ لیا - کہ مفسد ہمیشہ مصلح بنکر قوم کو راستبازون کی طرف جانے سے روکتے ہین - اللہ تعالےٰ کے ہزارون ہزار شکر - کہ اس نے امام معصوم کی صداقت اپنے لاکہون نشانات آسمانی سے قایم کر دی - اور ثابت کر دیا کہ تاریکی کے فرزند اور ان کے چیلے چاپڑے نجات سے بے نصیب اور اس پاک سے کوسون دور پڑے ہوئے ہین - زمانہ سنت اللہ پر چل رہا ہے - اور سنت اللہ ہی ایک غیر قابل تغیر قانون ہے - سنت اللہ تو ڑنے والون پر زمانہ تیار کہڑا رہتا ہے یہی خدا کی لاٹھی ہے - پیسہ اخبار کو لگ چکی - عصر جدید بھی راہ طے کر رہا ہے - عنقریب اس منزل پر پہونچے گا جہان

یادگار کریم

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت **مخدوم الملتہ** مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی **زندگی اور موت** ہر صورت اور ہر پہلو سے مبارک ہی تھی۔ زندگی خدمت دین میں گذری اور اسی جہاد اکبر میں آپ نے جام شہادت پیا **موت** (جو در حقیقت زندگی ہی ہے کیونکہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

قوم کو بہت سے مفید سبق دیتی ہے اور اس طرح پر مرحوم کا سنگ مزار ہمیشہ مرحوم کی زندگی کا آئینہ ہو کر اپنا کام کرتا رہے گا۔ مرحوم کا صدمہ ...... ایسا صدمہ نہیں جو دلوں سے یکدم بھولجائے اور نہ یہ موقع ہے کہ مین **قوم** کے اس معزز ہیرو کی وفات کا نقشہ کھینچ کر قوم کو رلاؤں اس کے لئے کئی درد انگیز مرقع اور مرثیہ کی حاجت نہیں **مخدوم الملتہ** کے نام کے ساتھ **مرحوم** کا لفظ ہی اپنے اندر غضب کی تاثیر اور رقت رکھتا ہے تاہم مین مرحوم کی شہادت پر ایک مفصل آرٹکل بہت جلد لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں جب دل بیقرار کو کچھ ڈھارس ملے۔ اسوقت ایک ضروری امر **قوم** کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور در اصل مین اس پیغام رسانی کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہوں اور ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
انچہ استاد ازل گفتہ ہمان میگویم

کا مصداق ہوں + یہ امر نہایت **ضروری** اور نہایت **مفید** اور انشاء اللہ العزیز **بابرکت** امر ہے جسکے پیش کرنے کا مجھے حضرت **حکیم الامتہ** کیطرف سے ایما ہوا ہے اور حضرت حکیم الامتہ نے ہی حضرت **امام الملتہ** حجتہ الاسلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرکے اجازت لے لی ہے۔ حضرت حجتہ اللہ نے اسکو از بس پسند فرمایا و ضروری سمجھا ہے۔ پس اس سے اس کی **اہمیت** اور **ضرورت** کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔

حضرت **مخدوم الملتہ** رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کے ساتھ خاص **محبت اور عشق** تھا۔ وہ قرآن شریف کے **حقایق اور معارف** کے بیان کرنے مین جیسے قادر الکلام اور پر جوش تھے ویسے ہی انکی قرات کے لئے ایک دلکش اور موثر لہجہ اور لحن رکھتے تھے۔ چونکہ **مخدوم الملتہ** نے کوئی صلبی اولاد بھی نہیں چھوڑی اسلئے حضرت حکیم الامتہ نے یہ **تجویز** کی ہے کہ مرحوم کی روح کو خوش کرنے اور **ایصال ثواب** کے لئے **صدقہ جاریہ** کے طور پر یہان قادیان مین **قرآن شریف** کی ایک جماعت کھولی جاوے جس مین ایک عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا **قاری** قرآن شریف پڑہانے کے لئے رکھا جاوے اور چند مستعد اور ہوشیار طالب علم اسکے پاس تجوید اور قراءت کے ساتھہ قرآن شریف پڑہیں اور پڑہائین ترجمہ سنین اور سنائین گویا قرآن شریف کے مبلغین کی جماعت وہ جماعت ہو۔ اور اسطرح پر ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی مصداق ہو۔ (انشاء اللہ العزیز) یہہ بہت مختصر سا کام ہے۔ اسکے لئے بجائے خود ساری جماعت **مخاطب** ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ **جماعت سیالکوٹ** (جسکو اپنی جگہ مخدوم الملتہ کے وجود پر خاص ناز تھا) جماعت لاہور اور اس مین سے علی الخصوص عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (جنکو مخدوم الملتہ کے ساتھ اور جنکے ساتھ مخدوم الملتہ کو کامل درجہ کی للہ محبت تھی) منشی تاج الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور قریشی صاحب مخاطب ہین۔ اور اسیطرح پر منشی گلاب خان صاحب (دہرم سالہ) چودہری رستم علی (انبالہ) بابو عطا محمد صاحب اور سیر منشی محمد عبد العزیز ماسٹر ٹیلر سترا اور دوسرے دوست (جنکو مخدوم **الملتہ** کے ساتھ خصوصیت سے محبت تھی اور جان سے ارادت رکھتے تھے) اس موقع پر مخاطب ہین۔ کہ وہ اس جماعت کے **متعلمین اور معلمین** کے **مصارف** کو اپنے ذمہ لین اور اس کار خیر مین مدد دین آہ! ایک وقت تھا کہ دار الامان کی دینی ضرورتوں کے پیش آنے پر **مخدوم الملتہ** رضی اللہ عنہ انہین احباب کی ارادت اور **محبت** و اخلاص اور سعی فی الدین کا اندازہ کرکے بیڑا اٹھا لیا کرتے تھے کہ مین اسقدر روپیہ جمع کر دون گا۔ اور آج اسی مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کی **نیت** سے ان احباب کے سامنے مجھے **اپیل** کی حاجت پڑی !!!

مجھے کچھہ بھی ضرورت نہیں کہ مین اس مقصد کے لئے زمانہ کے عرفی اور چلتے چپڑے الفاظ استعمال کرون۔ اللہ تعالےٰ قوم اور **احباب مخدوم الملتہ** کے دل مین خود اس ضرورت اور مقصد مفید کا **القا کرے**۔ آمین

چونکہ **الحکم** کے ساتھہ اور اسکے ہیچمرز **ایڈیٹر** کے ساتھہ بھی مخدوم الملتہ کو خاص **محبت** تھی اور وہ **الحکم** کے لئے اپنے دل مین خاص **جوش** اور **غیرت** رکھتے تھے۔ اسلئے مین خود **پانچ روپیہ ماہوار** کے قلیل چندہ سے اسے شروع کرتا ہون اللہ تعالےٰ اسے قبول فرماوے (آمین) یہہ یاد رہے کہ اس مد مین **مستقل** ماہوار چندون کی مستقل اخراجات کے لئے اور یک مشت عطیون کی اتفاقی اور ابتدائی اخراجات کے لئے ضرورت ہے **تمام** روپیہ **حضرت حکیم الامتہ** کے نام آنا چاہیئے اور اس کی اطلاع ایڈیٹر الحکم کو دیجاوے کوپن پر جلی قلم سے **یادگار کریم** لکھا جاوے + آخر مین رب کریم کے حضور التجا ہے۔

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

(ایڈیٹر الحکم)

نوٹ۔ حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی خبر وصال پاکر لاہور کے اکثر احباب تعزیت کے لئے دار الامان بیقرار ہو کر تشریف لائے تھے مینے عالی جناب شیخ **رحمت اللہ** صاحب سے خصوصاً اسکا ذکر کیا انہون نے بھی بڑی دلچسپی سے اس تجویز کو سنا اور پسند کیا۔ مجھے امید ہے کہ تمام احباب بڑی عجلت اور سرگرمی کے ساتھہ اس تجویز کی تائید مین عملی حصہ لین گے۔

ایک ضروری اطلاع

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری جمع کرنے کا ہیچمرز ایڈیٹر الحکم نے ارادہ کیا ہے اور کسیقدر میٹریل (مصالحہ) آپؓ کی **سیرت** کا اسنے جمع بھی کرلیا ہے اس لئے سب صاحبان خصوصاً مخلص احباب مخدوم الملتہؓ کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی تحریر مخدوم الملتہ کی ایسی ہو جس سے آپؓ کی **سیرت** کیلئے مواد مل سکتا ہے وہ مجھے **اصل** بھیجدین مین اس کی صحیح نقل کے بعد انہین واپس بھیجدون گا۔ ایسا ہی اگر کسی کے پاس مخدوم الملتہ رضؓ کے **خطوط** ہون وہ بھی بھیجدین۔ یا انہین خود کوئی **واقعہ** مخدوم الملتہ رضؓ کی زندگی کا معلوم ہو تو اس سے **اطلاع** دین اور نیز ان رویا اور کشوف سے بھی مجھے اطلاع دیجائے جو **مخدوم الملتہ** رضؓ کی وفات کے بعد کسی نے ان کے متعلق دیکھے ہون (ایڈیٹر الحکم)

فزع عیسیٰ و من معہٗ

(رقمزدہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے)

اس الہام الٰہی سے بڑھکر کوئی الفاظ اس سانحہ جانگداز کی حقیقت کو بیان نہیں کرسکتے جو ۱۱۔ اکتوبر کو بدھ کے روز پیش آیا۔ جس دن یہ الہام سنایا گیا یعنی ۲۱۔ اگست ۱۹۰۵ء اسی دن حضرت مخدوم و مکرم مولوی عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہٗ کی گردن کے نیچے ایک چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوگئی جو مولوی صاحب مرحوم کی مرض کی ابتدا تھی۔ اور ۵۱ دن کی مرض کے بعد ۱۱۔ اکتوبر بدھ کے روز ۲½ بجے دن کے حضرت مرحوم سینتالیس سال کی عمر مین حسب الہام الٰہی سینتالیس سال کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون اس دار ناپائیدار سے انتقال فرماکر حیات ابدی مین جا داخل ہوئے۔ اللہم اغفر لہ وارحمہ و عافہ و اعف عنہ و اکرم منزلہ و وسع مدخلہ۔ اس لمبی مرض کے اثناء مین کئی دفعہ صحت کا رنگ آیا اور پھر مرض کا عود ہوا اور آخر کار ذات الجنب کے حملہ سے جس مین ۱۰۶ درجہ کا بخار ہوگیا جان سپرد خدا کی صحت کا ہونا اور پھر بار بار بیماری کا عود کرنا گویا اس تردد کی ایک صورت تھی۔ جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے کبھی ایسا تردد نہین ہوتا جیسا مومن کی قبض روح مین تردد ہوتا ہے مومن کی زندگی نفسانی خواہشات یا دنیا کی محبت کے لئے تو ہوتی نہین بلکہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کے جلال کو پھیلانے کے لئے ہی دنیا مین زندگی بسر کرتا ہے اور محض اسی غرض کے لئے چاہتا ہے کہ اسے عمر دیجاوے لیکن جب موت کا وقت آجاتا ہے اور تقدیر مبرم آجاتی ہے تو پھر آخر اسے سفر آخرت کے لئے چلنا پڑتا ہے۔

چنانچہ جن احباب کو ایام بیماری مین حضرت مرحوم کی خدمت کا موقعہ ملا ہے انہون نے بھی

لفظ آپکے منہ سے سُننے کہ فلان مضمون میرے سر مین ہے اگر خدا توفیق اور صحت دے تو اسی لکھا جائے - یہی سچی مومنانہ زندگی کا ایک نقشہ ہے اور خدا نے آپ کے ساتھہ وہی معاملہ کیا جو وہ اپنے اولیاء کرام سے کرتا ہے ورنہ اس تیز ذیابیطس کے ساتھہ جو ایک سال سے زور پکڑ گیا تھا - کاربنکل اسقدر مہلت نہیں دیتا چہ جائیکہ اچھا ہو جائے - حضرت مولویصاحب مرحوم کی صحت کیحالت ایک دفعہ تو ایسی ہوگئی کہ فرمانے لگے کہ اب تو مین دو چار دن مین چلنے پھرنے لگونگا اب خوب طاقت آگئی ہے اور گردن پر تو اب کچھہ معلوم بھی نہین ہوتا در اصل گردن کا کاربنکل بہت اچھا ہو گیا تھا - اور زخم بھر گیا تھا مگر ساتھ ہی اسکے مرحوم ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے تھے اور ایک لحظہ بھی اسطرف سے غافل نہین ہوئے ان درمیانی صحت کے دنون مین اطلاع بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا مین ہوتی رہی - مگر تقدیر مبرم وہی تھی جسے اللہ تعالٰے نے ان الفاظ مین بیان فرمایا کہ اذا جاء افواج وسمع من السماء - یعنی جب آسمان سے فوجین اور زہر آچکی - اور پھر اس کے ساتھہ ہی کفن مین لپیٹا گیا - اور پھر یہ کہ ان المنایا لا تطیش سہامہا - یعنی موت کا تیر خطا نہین جاتا - یہ سب مع الہام سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون تقدیر مبرم کی خبرین تھین - جو رویا ابتدا مین مبشر سمجھی گئی تھین انکو ایک طرف اللہ تعالٰے نے ایک حد تک صحت دیکر پورا بھی کر دیا مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ انسان کا ذہن ہمیشہ خیر کیطرف متبادر ہوتا ہے اور یہی طریق انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ جبتک کوئی امر جو بظاہر مصیبت کے رنگ مین ہوتا ہے واقع نہین ہو جاتا تب تک وہ اللہ تعالٰے کے فضل کو ہی تلاش کرتے ہین اور فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - ایسا ہی جب فال لیتے ہین تو نیک ہی لیتے ہین اور کبھی بد فال نہین لیتے وہ ایک طرف اللہ تعالٰے کی بے نیازی کو سمجھتے ہین اور باوجود بڑے بڑے فضل کے وعدون کے درد ناک دعاؤن مین لگے رہتے ہین جیسا کہ آنحضرت صلعم بدر کی لڑائی مین اور دوسری طرف جب کوئی مصیبت یا غم نازل ہونیوالا ہوتا ہے تو اس وقت وہ فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی

موت جہان ایک طرف جماعت کے لئے غم کی خبر ہے دوسری طرف جماعت کے لئے ایک عملی نصیحت کا سبق دیتی ہے - اور وہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی محبت کو کم کرکے آخرت کیطرف دل لگائین - کوئی نبی نہین آیا جسکی یہ تعلیم نہ ہو کہ یہ دنیا اور اسکی زندگی ہیچ ہے - چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعا حضرت مولانا مرحوم کیلئے کی تو الہام ہوا - تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا یعنی حیات دنیا پر بہت زور نہین دینا چاہیئے یہ دنیا تو اسی قابل ہے کہ اس سے دل کو توڑ کر اسجگہ دل لگایا جاوے جہان حیات ابدی ملتی ہے - حضرت مسیح موعود ع نے اسموقعہ پر فرمایا کہ صحابہ کے نمونہ کو مد نظر رکھنا چاہیئے وہ سوائے خدا کی راہ مین جان فدا کرنے کے اور کچھہ جانتے ہی نہ تھے اور اس زندگی کی مطلق کوئی پروا نہ کرتے تھے بلکہ ہر وقت منتظر تھے کہ کب شہادت پاکر خدا سے جا ملین - یہہ جس قسم کی مصیبت اور غم ہمین مولوی صاحب مرحوم کی مفارقت سے پہونچا ہے ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر روز ایسے غم پہونچتے تھے - اور آپ کے نہایت عزیز صحابہ آپکی آنکھون کے سامنے قتل ہو جاتے تھے - مگر خدا تعالٰے نے آپکو دل ہی ایسا دیا تھا - کہ وہ سب صدمات کی برداشت کرتے اور کسی کو اگر اسقدر غم پہنچتا جسقدر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو وہ انہی غمون سے ہلاک ہو جاتا -

یہہ ایک عجیب بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مولویصاحب مرحوم کی وفات پر نہ صرف جماعت ہی روتی تھی بلکہ آسمان بھی رویا - آپ کی وفات سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا اور کئی دنون سے اسیطرح صاف چلا آتا تھا لیکن جبہی کہ آپ نے آخری دم لیا آسمان پہ بادل نمودار ہوگیا اور آخر جب آپ کا جنازہ میدان مین رکھا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ نماز جنازہ کیلئے تشریف لائے تو ایسے قطرے آسمان سے برسنے شروع ہوئے جو بالکل رونے سے مشابہ تھے - جو احمق نادان اس موت پر ہنستا ہے وہ یاد رکھے کہ یہ ہنسنے کا وقت نہین یہی موت کا دروازہ ہے جس سے سب نبی و ولی ہو کر گذرے اور آخر اسی سے سب نے گذرنا ہے دوسریطرف اللہ تعالٰے اس جماعت کو یہی حکم دیتا ہے کہ حد سے زیادہ غم نکرین - مولویصاحب

مرحوم کی وفات سے چند گھنٹے پہلے یہہ الہام الٰہی ہوا - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - یعنی خدا کی ہی عبادت کرو جسنے تمہیں ناچیز نطفہ سے پیدا کیا - اسمین یہ اشارہ ہے کہ حد سے زیادہ محبت کرنی بھی ایک آدمی کو معبود بنا لینے کے برابر ہوتی ہے یہ اسی کے مشابہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا کہ من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت +

تازہ الہامات و رویا

۱۱ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - قبل وفات حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ - رویا - دیکھا - کہ قدرت اللہ خان کی بیوی روپیون کی ایک ڈھیری پیش کرتی ہے اس مین ایک لکڑی بھی ہے -

(۱) الہام ہوا - اُرید الخیر - ترجمہ مین خیر کا ارادہ کرتا ہون -

(۲) الہام - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - ترجمہ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جسنے تم کو پیدا کیا -

فرمایا - مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اسکی نسبت یہہ خیال کر لینا کہ اسکے بغیر اب فلان ہرج ہوگا - ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے کیونکہ جس سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد سے زیادہ اسکی جدائی کا غم کیا جاتا ہے - وہ معبود کے حکم مین ہو جاتا ہے خدا تعالٰے ایک کو بلا لیتا ہے دوسرا اسکے قایم مقام کر دیتا ہے قادر اور بے نیاز ہے - پہلے اس سے ایک یہہ بھی الہام ہوا تھا جو ۲۷ ستمبر کے قریب کا ہے تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا - یعنے تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو +

ضروری اطلاع لنگر خانہ

کا تمام روپیہ جو بعض احباب حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام بھیجتے تھے وہ آیندہ براہ راست حضرت اقدس کے نام روانہ کرین + ہان اگر کوئی صاحب مخدوم الملۃ کے ضعیف والدین کیلئے کوئی رقم بھیجین تو وہ میان محمد سمعیل سیالکوٹی

نظم مشتمل بر وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ

(از میر مہدی حسین صاحب موج)

غم سے آتا ہے کلیجہ منہ کو اور دل ہے دو نیم
آہ دنیا سے سدھارا آج اک عبد الکریم
خاصۂ ارباب حق عاشق رسول اللہ کے
راہئ ملک بقا ہو کر ہوئے جنت مقیم
کاربنکل کے جراحت مندمل ہوتے رہے
درد ذات الجنب سے رخصت ہوئی جان سقیم
آسمان پر باب رحمت یک بیک سب کھل گئے
جسم خاکی سے اڑا جب طائر روح سلیم
واہ رے شان نبی عاشق کا دم نکلا جبھی
آسمان پر گرد پہونچی چھا گیا بادل جسیم
اضطراب اہل دل لایا اوٹھا کر گرد باد
خاک گلیون مین اڑاتی پھر گئی یکدم نسیم
عبد مومن کا جنازہ جب رکھا میدان مین
بجلیان کوندین گھٹا اٹھی ہوا حشر عظیم
کیا بیان اُس کا زبان میری سے ہو سکتا آہ
منہ پہ بوسہ دیکے بولے جب یہ امت کے حکیم
کہتے تھے رحلت پہ ابراہیم کی جو کچھہ نبی ؐ
ہم وہی لفظون مین کہتے ہین مرے پیارے حمیم
یعنے ہم احکام خالق پر نہین ہین لب کشاء
پر تیری فرقت نے ہمکو کر دیا تصویر جحیم
بوندیان برسین او سیدم اشک خون کیطرح سے
دیکھتے تھے جب کہ چہرہ کو مسیحائے وسیم
پھر جنازہ پر نماز آخری ہونے لگی
آسمان روتا تھا ہمراہ محبان صمیم
منہ سے کرتے تھے دعا آنکھون سے پانی تھا رواں
جوش مین آیا یہہ حالت دیکھہ باران رحیم
یوسف چاہ لحد کے غم مین یعقوب حزین
ہچکیان لیتے رہے از بسکہ تھے نار کظیم
والدہ کو آپ کی اللہ دے صبر جمیل
اُس سے کب اٹھیگا یہہ اندوہ کا کوہ عظیم
ہم کہین گے بالضرور اس مرد میدان کو شہید
گو خامت سے کرے یاد آپ کو کوئی لئیم
ہم کو یا رب صبر دے اور عاقبت محمود کر
اور بہت نعم البدل ہمکو عطا کر یا علیم
مصرع تاریخ لکھا موج نے بے دخل باک
فات عبد الٰہنا فاللہ رحمٰن رحیم

۱۳۲۳ ھ

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کیمسٹری مدرسے کے ممبر کیمیکل اگزامینر ولیم رسٹرن کریپر صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے اسوجہ سے حالت تندرستی میں اسکے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے - اور غذا ہضم ہوکر خون صالح پیدا ہوتا ہے اگر پورے پرہیز کے ساتھ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن میں پیدا ہو سکتا ہے جسکی وجہ سے ہر طرح کی کمزوری اور سستی رفع ہوکر چستی اور مردانگی پیدا ہو سکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست رہ سکتا ہے یہ نمک سلیمانی امراض ذیل میں جو کہ معدہ کی خرابی کیوجہ سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً ہیضہ تخمہ - بدہضمی - نفخ - قراقر - کھٹی یا جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا - پیٹ کا درد - اسہال - پیچش - ریاح کا درد - کمی اشتہا - بواسیر - قبض - ان سب شکایتوں میں مثل جادو کے اپنا اثر دکھلاتا ہے - کیونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ او مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہ سے بار بار پیشاب آنے کو بھی روکتا ہے - دمہ یا سانس کا پھولنا جو کہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہو اس میں بھی یہ مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسد کو تحلیل کرتا ہے اسوجہ سے تلّی کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے ہیضہ یا طاعون کے دنوں میں اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے -

ہزاروں میں سے دو چار سرٹیفکیٹوں کا خلاصہ

جناب معلی القاب دبیر الدولہ فصیح الملک ناظم یار جنگ استاد جہاں مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن ۲۲ تاریخ ماہ جون ۱۹۰۲ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور انہیں اوصاف کے ساتھ موصوف پایا جیسا اشتہار میں درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اوس نے بھی تعریف کی - جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمن خان صاحب بہادر ... نواب صاحب بہاولپور مرحوم ۹ ستمبر ۱۹۰۴ء کو مقام لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی ... کھٹی ڈکار - نفخ - درد - ریاح - درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدہ کی شکایات کے ... آپکا نمک سلیمانی انکو دیا خدا کے فضل ... انکو آرام ہوا - درحقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - اور میں خود - درد ریاحی اور کھٹی ڈکاروں کے مرض میں مبتلا تھا اس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفا ... جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تھا اور ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہوں جس سے اوسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیاں نمک سلیمانی کی اور بھیج دیجئے - جناب بابو سالک رام سنگھ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۲۰ اگست ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپکا نہایت ممنون ہوں کہ آپ کے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر میں جو کہ مجھکو جاپان آتے وقت پیش تھا بہت مدد ملی - سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ میں اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تھا - آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتوں کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کھانے میں نہایت خوش ذائقہ ہے -

جناب بابو بٹھل رام صاحب زمیندار ڈیرہ اسمعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ و امریکہ وغیرہ ... اکتوبر ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کے واسطے اکسیر نہیں ہے بلکہ سمندر کی بیماریاں مثل متلی - چکر - بخار وغیرہ میں بھی اپنا اثر بہت اچھا دکھاتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنیوالے لوگ اپنے ساتھ رکھکر ضرور فائدہ اٹھاوینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریوں سے محفوظ رہینگے -

کلکٹر و مجسٹریٹ بلیا جناب ... صاحب ... ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی کا ہضمہ کی قوت بڑھانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے -

جناب منشی ... عالم صاحب ... ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور ... ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ - سوء ہضمی میں متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا گیا اور جلی ہوئی ڈکاروں کو روک دیتا ہے - غرضیکہ امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگوں کو کھانا نہ ہضم ہوتا ہو تو وہ کھانے کے بعد ... استعمال ...

مفت

اگر آپ ہمارے سرمہ کی شیشی کی ہمیشہ آفتاب کی طرح بازار میں ... وہ جھلی ... ۵۰ ہزار پیکٹ بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑھا کر پچاس ہزار پیکٹ کر دی گئی ہے . ایک ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا - کم قریب قریب جہد ہیں اس کے خریدار موجود ہیں سیکڑوں سارٹیفکیٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹروں اور حکیموں رئیسوں اور عہدہ داروں کے موجود ہیں جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زائد اور کیا ثبوت ہوگا کہ یکم دسمبر سے صرف ۱۴ - دسمبر تک تین ہزار پیکٹ نمونہ کی لوگوں نے منگائیں اسپر تجربہ کے بعد ۵۷ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہیں اور یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہیں جس پر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض میں بیحد مفید ثابت ہوا ہے - ابتدائی نزول الماء میں اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں جالا - پھولا - دھند - غبار - سبل بالی جانا - پڑبال - خارش موتیا بند ابتدائی - سرخی ناخنہ - وغیرہ وغیرہ کو چندہی روز کے استعمال سے جڑ سے کھوتا ہے بصارت بڑھاتا ہے عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی حاجت نہیں اور حالت مرض لگائے تو ازالہ مرض کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے ہر حصہ ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے تاجران دوا فروشوں اور ڈاکٹروں کو اس طرف متوجہ ہونا چاہئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے فرمائشات ویلیو پے ایبل منگوانے میں جانبین کا اطمینان ہوگا - محصول وغیرہ ذمہ خریدار بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۸ - سرمہ سیاہ بھری فی تولہ ۸

کم خرچ بالا نشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے خاص طور پر سوتی - لنگی اور سرخ وغیرہ اور مختلف وضع پختہ رنگ کی تیاری کا بھی انتظام کیا ہے جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی میں یہاں کے چابکدست کاریگروں نے یہ کمال دکھایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہیں اور پائیداری میں تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ایک دفعہ منگا کر ملاحظہ تو فرمایئے - قیمت فی تھان قسم اول طول ۱۰ گز ۔ ۸ گرہ عرض ۱۰ گرہ ... + قیمت فی تھان قسم دوم طول ۱۰ گز ۸ گرہ عرض ۔ ۸ گرہ ...

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دھوکہ سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے سرمہ سلیمانی - یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے - جسکے چند روز کے استعمال سے جالا - پھولا - دھند - آشوب چشم - پڑبال - آنکھوں سے پانی بہنا - نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ... **سنون دندان** جس کے استعمال سے ڈاڑھ خواہ مسوڑھ ہے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا دورہ ہو یا مسوڑھ ورم کر گیا یا دانتوں سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفعہ ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہیں - قیمت فی بکس ۲ **پوڈر بالصفا** یہ پوڈر دیگر پوڈروں کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور تین منٹ میں فارغ کر دینا اسیکا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ڈبیا کلاں ۴ -

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلبگڈھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی احسن روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہو گئے ہیں بلحاظ قدامت اب ترقی دی گئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں -

راقم محمد عبد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی - ناگر تیل - یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے سنزلہ آنکھوں - درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار -

المشتہر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

پتہ رونہال سنگھ بھارگو مینیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس - (انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا -)

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجرّبات سے فائدہ اوٹھاؤ

مینے اللہ تعالیٰ پر بہروسہ کرکے ایک شفاخانہ کہولنا چاہا ہے جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکہہ اٹھا رہے ہون انسے بقدر طاقت ہمدردی کرون مینے نہ نیپال کا سفر کیا ہے۔ نہ مجہے کسی سنیاسی نے کوئی نسخہ بتلایا ہے۔ ہان مجہے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین صاحب بہیروی ثم القادیانی کے مطلب مین انکے ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون اور ابتک بہی مجہے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتہہ بیرونی مریضونکی خط وکتابت اور انکے لئے نسخہ جات تجویز کرنیکا میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامت کے طریق علاج اور آپکی علمی تحقیقات اور واقفیت ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہ ہون ان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس حقیقت کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بہی ہوتی ہے۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس مین بہی میرا یہی معمول ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب علاج کے ماتحت ہوتے ہین کا علاج ان مجربات اور مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے **مطب** مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرینگے۔ اسی بنا پر شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکہا گیا ہے مینے قادیان مین کہولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بہی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت کی **علمی تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے۔ بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزار ہا مریضون پر آزمایا ہوا آنکہونکی بہت سی بیماریون خصوصاً جالا۔ دہند۔ پہل (دہینی آنکہون مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈہلکا آنکہون مین پانی زیادہ آنا۔ جرب جسمین پلکون کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ ۸/ **سرمہ نورالعین** مولوی نورالدین صاحب کا مجرب اور آزمودہ ہر ایکقسم کی آنکہون کی بیماریون مین اکسیر ہے جسمین بڑا جزو ممیرا ہے قیمت فی تولہ عہ/ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا ۸/ **آتشک کی قبیان**۔ خواہ کیسا ہی زخم آتشک ہو صرف تین دن میں دہوئی دینے سے خشک ہو جاتا ہے قیمت تین بتی ۸/ **سفوف جریان** (مرد کو سویا عورت کو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸/ **سوزاک**۔ قیمت سات خوراک کیلئے ایک روپیہ ۸/ **حبوب بادگولا**۔ یہ گولیان امراض ہسٹیریا (بادگولا) مین ازحد مفید ہین۔ عورتین جو اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین اور بسبب جن بہوت کے آسیب کا وہم کہنے کے بہت سا روپیہ خرچ کرڈالتے ہین اور اندر ہی اندر گہل گہل کر مر جاتی ہین ان گولیون کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ/ **سفوف ...** **کی گولیان** قیمت فی ڈبیا ۸/ **حبوب بواسیر** فی ڈبیا عہ/ **روغن ...** **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی عہ/ **حب طحال**۔ قیمت فی ڈبیا ۸/ **کہانسی النفس**۔ قیمت فی ڈبیا عہ/۔ **دوائی ناسور**۔ قیمت فی ڈبیا کہانے کے **شمیم** قیمت فی شیشی عہ/ **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا عہ/ **حب ضیق** **مجرب دوائی** ۸/ **روغن دافع امراض گوش**۔ قیمت فی شیشی ۸/ **مرض اٹہرا کی** مجرب دوائی جو حاذق حکیم مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑون عورتون کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچپن مین اس مرض سے فوت ہو جاتے ہین یہ مولوی صاحب کی مجرب چند دوائیں ہین۔ کچہہ تو گولیان ہونگی جو عورت کو ابتدائے حمل سے شروع کرکے وضع حمل تک کہانی ہونگی کچہہ خاص قسم کی دہی ہوئی اجوائن اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑے گی۔ قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاوے گی عنہ/۔ **منجن** قیمت فی ڈبیا ۸/ **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸/

لاکہہ شہادت کی ایک شہادت

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون و نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہون اگر وہ تقوی سے کام لیگا تو خدا کے فضل سے خوبی اور اسکے طفیل بہت لوگون کو نفع پہونچیگا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ آمین

نورالدین

ہر مرض کیلئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بہیجی جاویگی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہین ہو سکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکہنے کے نہین کیا جاویگا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہین بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہان ہمین ذاتی نفع بہی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبون کی طرح نہین۔

نوٹ کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہین دیا جاویگا۔ ایسے صاحب جواب نہ آنے کی شکایت نکرین۔

المشتہر **مفتی فضل الرحمن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان**

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیون کے ہاتہہ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتہہ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہین انکے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اسکے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکہیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہئے آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بن کر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کیلئے ایک معقول رقم چہوڑ جانیکا انتظام کرین ہماری کمپنی پر اسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپکو ہمارے دعوے کی صحت کا قائل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام وپتہ لکہہ بہیجئے پراسپیکٹس کو آپکی خدمت مین بذریعہ ڈاک بہیج جائیگا گیان چند منیجر و انچارج یا درخواستین بنام لاجپت رائے صاحب سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہیے۔

مرا برف بارید بر پر زاغ — نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیون کا خاتمہ ہے جنکے اولاد نہو انکا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ ہی اگر بڑہاپے کی حد تک پہونچ گئے ہین تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین۔ **شاہی خضاب** مثل نیل پہلیں کا لگایا جاتا ہے بالوکو دو منٹ مین سیاہ بہنور کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے نہ بالون کو سخت کرتا ہے قیمت عا/۔ **روح افزا** نامردی لاولدی سستی ضعف باہ ودماغ۔ جریان۔ درد کمر کیواسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلتن بناتی ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ **روح النساء** حیض بے قاعدہ کم یا زیادہ دیر یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا اون پر سوزش ہو غرضیکہ عورتونکی سب بیماریونکے واسطے مجرب ہے فی شیشی قیمت تین روپیہ **فرانسیسی گلگونہ** چہرے جریان جہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اجلا بنا دیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت عہ/ **گولیان در دغن**۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگرچہ سفید ہو گئے ہون تو بہی سیاہ ہو جاتے ہین اور پہر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت عا/۔ **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی خارش وتکلیف کے دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بہی دور ہون قیمت ۸/ **فیشنی سرمہ ممیرا**۔ دہند۔ غبار وی۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ وابتدائی موتیا بند کے واسطے اکسیر ہے قیمت عا/ فی تولہ **بواسیر** خونی۔ بادی۔ جدی۔ یا آتشک ہو سے اگر ہون تو بلا تکلیف کم

خط وکتابت کا پتہ ڈاکٹر کالیسنگہ ایم۔ اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

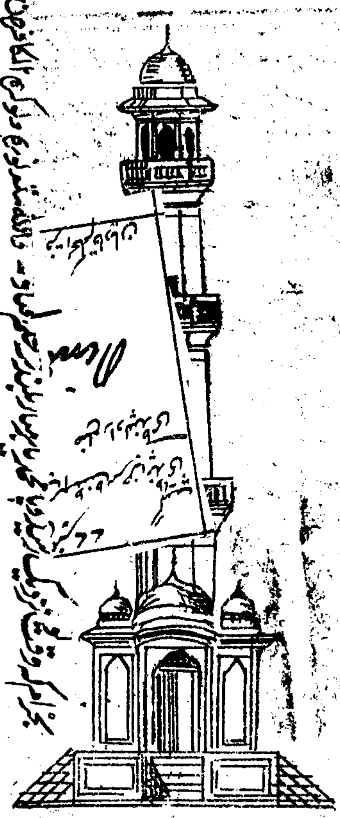

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَة

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی بغرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۷
(۴) ہمر مذاہب والوں سے ۶ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عیہ ۱۲

فہرست مضامین

KADIAN 25 10 05 3.30 PM

نمبر ۳۷	قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ	جلد ۹

تازہ الہامات و رویاء

۱۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو - رسید مژدہ کہ آن یار دل پسند آمد ۔ رسید مژدہ کہ ایوار ز میان برخاست -

۱۸ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - انّی مع الرسول اقوم والوم ملیلوم واعطیك مایدوم -

رؤیاء - ایک شخص نے مجھے کنوئیں کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا - پھر الہام ہوا - آبِ زندگی

اس کے بعد الہام ہوا - قل میعاد ربك -

پھر الہام ہوا - **خدا کیطرف سے سب پر اُداسی چھا گئی** -

رؤیاء - خواب میں دیکھا - کہ ایک چغہ ہے وہ اٹھا ہے مگر اسپر زربفت کا کام کیا ہوا ہے دھاگا نظر نہیں آتا -

۱۹ - اکتوبر - لا تقوموا ولا تقعدوا الا معه لا تردوا موردًا الا معی - انی معك و مع اهلك - فقط -

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت

مورخہ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو دار الامان سے دہلی تشریف لے گئے - آپ کے ہمراہ جناب سید محمد احسن صاحب امروہی - و جناب سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراسی اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مفتی محمد صادق صاحب و جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب ہیں -

۲ - حکیم الامت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - اور درس قرآن کریم برابر ہوتا ہے -

۳ - میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ بہ جماعت احمدیہ برائے حصول نیاز تشریف لائے اور دو روز کے بعد واپس بنگہ چلے گئے -

ضروری اطلاع

خاکسار ایڈیٹر الحکم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ سفر دہلی میں ہے اسلئے اگر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضری کیوجہ سے بعض احباب کے گرامی ناموں کی تعمیل نہ کر سکے تو اسے معذور سمجھا جاوے - وہ ۲۱ - اکتوبر کی صبح کو دار الامان سے اعلیٰحضرت کے ایماء سے اپنے ہیڈ کوارٹر کو چھوڑتا ہے - اور اسی وجہ سے اس ہفتہ کا اخبار بھی ۱۰ ہی صفحوں پر شائع ہوتا ہے -

ایڈیٹر

ذوالنون مصری

مسلمانوں میں ذوالنون کی غیر معمولی شہرت ہے - انکا نام ادب سے لیا جاتا ہے - اور ان کی کرامتیں نہایت دلچسپی سے بیان کی جاتی ہیں - لیکن باین ہمہ شہرت یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ذوالنون کیمیا میں بھی صاحب فن تھے - اور مرکبات کے تجزیہ و تحلیل اور مفردات کی ترکیب تالیف میں ان کو خاص دستگاہ تھی - اس آرٹیکل میں ہم ان کے اسیقدر سوانح سے گفتگو کریں گے - جن کا تعلق کیمیا سے ہے - اور بقیہ واقعات کو حدیث و تصوف کیلئے اٹھا رکھتے ہیں -

کیمیا کا شوق ہر قوم کو تھا - اہل مصر و بابل سونا چاندی بنانے میں وقت صرف کرنے کیلئے ضرب المثل تھے - یونانیوں میں اغاذیمون - انطوس - افلاطون اور دیمقراطیس - ایرانیوں میں کیماس - اور جاماسپ اور ہندوستانیوں میں حافظ ہندی - کو اسمیں بڑا انہماک تھا - لیکن یہ سب صنعت گر تھے - کیمیا میں بہ حیثیت فن صرف مسلمانوں نے توجہ کی اور انہیں کی غیر معمولی توجہ سے اس صناعت کا مستقل فن قائم ہوا -

اس فن کی ابتداء مسلمانوں میں بھی اسی سونے چاندی بنانیکے شوق سے ہوئی - اور گو ہم یہ نہیں جانتے کہ اس مقصد میں انہیں کہاں تک کامیابی ہوئی - لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ انہوں نے اس انہماک کی بدولت ایسی ایسی اہم چیزیں دریافت کیں اور بنائیں جن سے علم معرفت الاشیاء - طبقات الارض - انجنیری اور اصول دواسازی وغیرہ کو بہت بڑی مدد ملی - اہل یورپ اس کیمیا کو اسلامی کیمیا کہتے ہیں اور انہیں صاف اعتراف ہے کہ جدید کیمسٹری جن اصول پر قائم کی گئی وہ مسلمانوں ہی کے ایجاد ہیں -

علم کیمیا میں مسلمانوں کی کوشش جس مبالغہ کی حد تک پہنچی ہوئی تھی - اسکا سرسری اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ابو بکر رازی کا قول ہے کہ "جب تک کسی عالم کو کیمیا میں دخل نہ ہو نہ اسکو علم و فلسفہ میں مہارت ہو سکتی ہے اور نہ اسے فلاسفر کہنا صحیح ہے"[1]

موسیو فلاماریہ اسکی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فی الواقع یہ قول صحیح ہے کیونکہ کیمیا ہی ایک ایسا علم ہے جس سے فلسفہ کی حقیقت اور سائنس کی فلاسفی معلوم ہوتی ہے[1] - اہل عرب کی عادت تھی کہ اس میدان میں خوشی سے قدم رکھتے تھے جسکی زمین سنگلاخ - اور راستہ دشوار گذار ہو اسی دقت پسندی نے کیمیا کی منزلیں طے کرنے پر ان کو مائل کیا اور ایسا مائل کیا کہ بلآخر ان ہی میں کامیابی کا سہرا انکے سر پر لہراتا رہا -

ہجرت کی پہلی صدی میں یہ فن اسلام میں داخل ہوا - اور

[1] ابن الندیم جزء دہم مقالہ دہم صفحہ ۳۵۲ علم الکیمیا صفحہ ۲

کچہہ کم ۵۰۰ برس تک ترقی کرتا رہا۔ اس مدت مین بہت سے اور مجتہد الفن پیدا ہوئے۔ جن مین ۱۵ شخصون کے نام ابن الندیم نے بہی لکہے ہین۔ اور انہین ارباب اجتہاد مین ذوالنون مصری بہی شامل ہین گو کیمیاء کا چرچا سالوین صدی مین بلکہ اوس کے بعد بہی رہا۔ مگر ابو الحسن انصاری لکہتے ہین کہ اس زمانہ کے صنعت گر کیمیا ساز نہ تہے۔ کیمیا فروش تہے۔

ذوالنون کے واقعات - ذوالنون نام ثوبان تہا اور ابو الفیض کنیت تہی۔ از نوبہ (نوبیا واقع افریقہ) کے ایک گانون مین پیدا ہوئے اور سودانیون کے طرز ماند و بود کے مطابق ابتدائی زندگی بہت معمولی حالت مین بسر کی۔ ان کے والد ابراہیم ایک مصری امیر کے غلام تہے اور اون کی حیثیت ایک ادنے شخص سے زیادہ نہ تہی۔ آقا نے کچہہ دنون بعد اخمیم مین اقامت اختیار کی جہان ملازمت کیضرورت سے ابراہیم اور اون کے بال بچون کو بہی قیام کرنا پڑا آقا دل کا امیر تہا اوس نے اہل وعیال کی خاطر سے ابراہیم کی تنخواہ بڑہا دی تہی۔

تعلیم و تربیت - ذوالنون کی معیشت پہر بہی معمولی تہی اور تربیت بہی ہوئی تو ایک غلام زادہ کی حیثیت سے ہوئی لیکن المرء ابن استعدادہ لا ابن ابائہ و اجدادہ[1] ذوالنون نے اپنی استعداد سے اسی چہٹی حالت مین ترقی کرلی۔ اور آقا زادے جن کی تعلیم کا خاص اہتمام تہا۔ یونہی رہگئے[2] درس قرآن کے بعد ذوالنون نے تعلیم ترک کردی اور کسی عرب کی ملازمت اختیار کرلی۔ شباب کا زمانہ تہا۔ امنگین زورون پر تہی اور طبیعت مین جوش بہرا ہوا تہا۔ اس پر طرہ صحبت بد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہوا و ہوس مین پڑ گئے۔ اور شراب کا ایسا چسکا پڑا کہ اکثر اوقات بزم عیش آراستہ رہتی۔ اور تسلسل کے ساتہہ جام کا دور رہتا مورخ ابن یونس کہتے ہین کہ اسی حالت مین اونہون نے ایک روز کسی صاحبدل کو یہ آیت پڑہتے سنا۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ[3] اوس کا اونپر ایسا اثر ہوا کہ تمام مناہی سے توبہ کرلی اور پہر کبہی اوسطرف متوجہ نہ ہوئے[4] توبہ کے بعد حج کے قصد سے عرب

[1] انسان اپنی استعداد کا لڑکا ہے۔ اپنے باپ دادا کا لڑکا نہین ہے۔

[2] صاحب علم الکیمیا لکہتے ہین کہ ایک وہ وقت آیا کہ ذوالنون کے آقا زادے اون سے تعلیم حاصل کرنے آتے تہے اور اونکو شیخ طریقت کہا کرتے تہے میری رائے مین یہ صحیح نہین کیونکہ ذوالنون کی مشیخت کے زمانہ مین آقا زادون سے اون کی ملاقات ثابت نہین۔ ۱۲

[3] ایمانداروں کیلئے کیا ابہی وہ وقت نہین آیا کہ اون کے دل مین ذکر الٰہی سے خشوع پیدا ہو۔ [4] ابن خلکان نے ایک اور روایت توبہ کی لکہی ہے لیکن ابن یونس کی روایت موصول السند ہے۔ لہذا زیادہ قابل تسلیم ہے ۱۲

کا سفر کیا۔ اور ینبوع کے راستہ سے پہلے مدینہ منورہ پہونچے۔ وہان امام مالک رح کا دور تہا۔ اور اون کے حلقہ درس مین مختلف مقامات کے طلبہ کا مجمع تہا حدود چین سے لیکر سواحل دریائے لوآر (واقع فرانس) تک کے مسلمان حدیث پڑہنے کے لئے آستانہ امامت پر حاضر رہتے تہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے خود آکر حدیث پڑہی تہی۔ اور عام طالب علمون کے ساتہہ بیٹہ کر موطا کا سبق لیا تہا۔ ذوالنون کے دل مین بہی حدیث پڑہنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور بڑے شوق سے امام مالک بن انس کی شاگردی اختیار کی اور اس فن مین کچہہ ایسی مہارت بہم پہونچائی۔ کہ خود امام صاحب اون کے مداح تہے۔

دربار خلافت سے تعلقات - دربار بغداد سے بہی ذوالنون کو تعلق تہا۔ مگر نہایت سادگی سے۔ وزیر اعظم فتح بن خاقان اور خلیفہ زادہ عبداللہ بن معتز بڑی عزت کرتے تہے۔ اور جب کبہی مجلس مین آجاتے تو خلیفہ متوکل خود انکی تعظیم کرتے۔ بٹہاتے۔ وعظ سنتے۔ اور روتے۔ ایک مرتبہ لوگون نے اونکی بدگوئی کی۔ خلیفہ نے اونہین مصر سے بلوا بہیجا۔ دربار مین آئے تو کچہہ زر گذاشت نہین ہوئی۔ لیکن جب انہون نے سر مجلس ان بعض الظن[1] اثم کی تفسیر ایک دلگیر پیرایہ مین بیان مین بیان کرنا شروع کی تو خلیفہ بے اختیار ہوکر رونے لگا[2]

فضل و کمال یہہ عجیب بات ہے کہ ذوالنون کے فضل و کمال کا ہر طبقہ معترف ہے۔ محدثین انکو شیخ الحدیث لکہتے ہین۔ اور موطا کے رواۃ مین اون کو شمار کرتے ہین شعراء اونکو مخضرمین کا ہمپایہ سمجہتے ہین[3] اہل تصوف طبقہ اول مین اونہین جگہ دیتے ہین[4] اور فلاسفر کیمیا اون کی نسبت لکہتے ہین کہ لہ آثار خصوصۃ فی الصنعۃ وعمل الراس[5] واللاکسیر التام۔

مزاج اور صورت و شکل - مزاج بہت سادہ تہا۔ تمکنت نام کو بہی نہ تہی۔ کسی کام مین عذر نہ تہا اور بے کسون کی حاجت روائی اپنا فرض سمجہتے تہے۔ نحیف الجثہ تہے۔ دبلا پتلا بدن تہا۔ رنگ گورا سرخی مائل تہا۔ ڈاڑہی سفید نہ تہی

آثار قدیمہ - ذوالنون کو آثار قدیمہ دریافت کرنے اور اوس کے رموز حل کرنے کا بڑا شوق تہا مصر کے قدیم خط ہیرو غلیف سے بہی اونکو واقفیت تہی۔ اور ہیرو غلائی کتابے روزمرہ اکثر پڑہتے۔ اور اوس کے معانی حل کرتے تہے[1]

[1] بعض بدگمانیان گناہ ہین۔ ۱۲ [2] ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ وتحاضرات صفحہ ۲ [3] مصر کے نامور فاضل نقیب الاشراف سید توفیق آفندی نے ذوالنون کے بہت سے اشعار نقل کئے ہین۔ [4] جواہر العلوم صفحہ ۳ [5] کتاب الفہرست طبع مصر [6] خطط و آثار مقریزی جلد اول ذکر عجائب و برابی۔ صفحہ ۳۹ و ۴۰ +

تصوف صاحب جواہر العلوم لکہتے ہین کہ تصوف مین اسرافیل مغربی سے تعلیم پائی تہی لیکن ابن خلکان شقران زاہد کو انکا شیخ طریقت بتاتے ہین اوس زمانہ تک پیری و مریدی رسم نہین سمجہی جاتی تہی۔ ارادتمند خاص طور پر اخلاقی تعلیم حاصل کیا کرتے تہے۔ اکثر صاحب استعداد مرد اور عورتین ذوالنون کی گرویدہ تہین سہل بن عبداللہ تستری اور آیہ عدویہ کو خاص عقیدت تہی خلیفہ متوکل پر جب کسی مذہبی تقریر کا اثر ہوتا۔ ذوالنون کو یاد کرتے[1]

کیمیا کا شوق - ذوالنون کو خالد بن یزید کی صحیفہ صغیر و صحیفہ کبیر دیکہہ کر کیمیاء کا شوق ہوا۔ اور جابر بن حیان کے مقالات عشرہ سے (جس مین جابر نے فن کیمیا متعلق فیثاغورس سقراط - افلاطون - ارسطو - ارسنجالس - ارکاغانیس - امورس - دیمقراطیس اور حرنی کی غلطیون کی تصحیح کرکے آخر مین خود اپنی رائے تفصیل کے ساتہہ بیان کی ہے) اس فن مین بڑی مدد ملی۔ اور انہین کتابون کی اعانت سے حکماء سابقین کی تقلید سے آزاد ہوکر تجربہ پر اس فن کی بنیاد ڈالی۔

اجتہاد اور رائین - ذوالنون کی کیمیاء کا مدار خود اونکے تجربہ اور اجتہاد پر ہے انکے نزدیک اعمال کیمیا کو افلاک سے بڑا تعلق ہے لیکن اونکی رائے مین فلک کے یہ معنی نہین ہین جو آجکل مشہور ہین وہ کواکب اوس مدار کو فلک کہتے ہین جو طبائع اور عناصر کے طرح طرح کے تغیرات و انقلابات کی آخری حد ہو۔ افلاک کو عناصر کا آخری تغیر اس لئے کہتے ہین کہ عناصر مین تدریجی ترقی ہوتی ہے ارضیت سے مائیت مین۔ مائیت سے ہوائیت اور پہر ناریت مین لیکن نہایت اتصال سے جسمین ہر ایک جسم بالقوہ مستعد ہوکر صعود خواہ ہبوط کے ذریعہ سے جسم متصل مین مستحیل ہوجاتے ہے صعود سے جن اجسام کا استحالہ ہوگا۔ اون مین لطافت زیادہ ہوگی اور افلاک تک پہنچکر یہ استحالہ ختم ہوجائیگا۔ خود افلاک کسی جسم مین مستحیل نہین ہوسکتے۔

آجکل کے مذاق کے مطابق استحالہ کی کیفیت یون سمجہنی چاہئے کہ مثلاً پانی ایک ظرف مین رکہا ہو حرارت کا درجہ اگر تحت الصفر تک آگیا تو وہی جاری پانی ایک جسم جامد (یعنی برف) مین مستحیل ہوجائیگا اور اگر حرارت بڑہتے بڑہتے سو درجہ سے تجاوز کرگئی تو بخارات پیدا ہونگے اور پانی کی گیس (غاز) بن جائیگی اگر اس گیس کی تحلیل ہو تو ایک ایسا جزو محترق مل سکتا ہے جو لیمپ مین پیٹرول (مٹی کے تیل) کی طرح روشن ہوجائیگا بڑے بڑے شہرون مین سڑکون پر اسی ہوائے گیس کی روشنی ہوتی ہے۔ جو دراصل ہیڈروجن یعنی وہ جزو۔ جس سے پانی کی تولید ہوا کرتی ہے۔

بڑی بات یہ معلوم کی کہ ہوا مین کوئی چیز ایسی ہے جس سے شعلے نکلتے ہین سانس پیدا ہوتی ہے اور وہ نہ صرف کرہ ہوا مین ہے بلکہ نیز آب مین بہی اوس کا وجود ممکن ہے یہ رائے نہایت اہمیت رکہتی تہی اور بعد مین اہل یوروپ کو[2] فاپر ایر[3] کے دریافت

[1] ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۰۱ [2] اجتہاد کی پوری بحث علم الکیمیا سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

مین ذوالنون کی اسی رائے سے مدد ملی[1]

ذوالنون کی رائے مین سونا مرکب ہے[2] اور اوسکے اجزاء ترکیبی مین زیادہ زرد جزو کو دخل ہے[3] ایک تو لطیف پارہ دوسرے صاف رنگ کی گندہک لیکن یہ رائے ذوالنون کی نہین جابر بن حیان کی ہے۔ ذوالنون نے اس طریقہ مین محض جابر کی پیروی کی ہے بہرحال کسی کی رائے ہو صحیح رائے ہے پہلے اہل یوروپ اسکے قائل نہ تہے لیکن اب فرانس کی کیمیکل سوسائٹی نے مان لیا ہے کہ سونا مرکب ہے بسیط نہین ہے۔

انکشافات - کیمیا کے متعلق ذوالنون نے بہت سی باتین دریافت کین جن مین بعض باتین موجودہ کیمسٹری کی جان ہین۔ برودت اور حرارت کی مقدار کا مسئلہ پہلے غیر مشخص تہا ذوالنون نے دریافت کیا کہ حرارت کی کمی یا زیادتی سے جب کوئی ذریعہ مل سکے گا فوراً اون جسمونکی تعداد بڑہ جائیگی جنمین فعلاً استحالہ ممکن ہے اور یہ طریق پر ہوسکتا ہے کہ فلزات صلبہ سیال بنالی جائین۔ اون دنون یہ ایک معرکۃ الآراء بات تہی لیکن اب ہر شخص سمجہ سکتا ہے کہ لوہا یا پلاٹینم (امریکن سلور) جیسی سخت دہاتین بہی ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار درجہ تک کی حرارت سے پگہل سکتی ہین۔ اور آزوت و آکسیجن کا پگہلانا بہی درجات حرارت تحت الصفر کم کرنے سے ممکن ہے۔ ذوالنون کی رائے مین ہوا کو پانی کی صورت مین لاسکتے ہین[4] اور سخت و صلب بہی بناسکتے ہین مگر اسکا کوئی قاعدہ اونہون نے نہین لکہا۔ یا لکہا ہو تو ہمین معلوم نہین آجکل اسکا قاعدہ یہ ہے کہ ہوا سیال بنانا چاہو تو آزوت کے ۱۱۸ درجہ تحت الصفر سے کم آکسیجن کیلئے ۱۴۶ درجہ سے کم اور ہیڈروجن کیلئے ۲۴۴ درجہ سے حرارت کم کردینی چاہئے اور ٹہوس ہوا بنانے کے لئے ہر تامیٹر سنٹیگراد سے فوق الصفر ہونا چاہیئے۔

ذوالنون کو معلوم تہا کہ ہوا مین ایک ایسی کیفیت موجود ہے جس سے نباتات کو نشو و نما مین اور حیوانات کو زندگی مین مدد ملتی ہے ہوا مین جبتک یہ کیفیت بقدر معتد بہ رہتی ہے اوسکا وزن گران ہونا چاہئے اور جب کم ہوجاتی ہے تو ہوا کو ہلکا ہوجانا چاہئے[5] ذوالنون نے نوین صدی عیسوی کے شروع مین اس مسئلہ کو دریافت کیا تہا اور اسی انکشاف کی بناپر سترہوین صدی مین جان مئو صاحب نے دریافت کیا کہ ہوا کی یہ دو نون کیفیتین اکسیجن اور نائیٹروجن ہین بہاری اکسیجن اور ہلکا نائیٹروجن۔

تصنیف و تالیف - فن کیمیا مین ذوالنون نے بہت سی کتابین لکہی تہین جنمین سے اب اکثر کا نام و نشان مفقود ہے۔ ۳۷۷ھ تک بغداد مین بہت کتابین موجود تہین جنمین دو کتابین رکن الاکبر۔ اور کتاب الثقہ کا تذکرہ علامہ ابن الندیم نے بہی کیا ہے۔

وفات - ذوالنون نے ذیقعدہ سن ۲۴۵ ہجری مین وفات پائی بغداد مین جب خبر پہونچی تو اہل علم نہایت متاسف

[1] علم الکیمیا الحدیث للشیخ عبدالقادر العادی صفحہ ۱۳۰ [2] ذوالنون نے سونے کو نہان لکہا ہے آفتاب لکہا ہے اور جابر بہی لکہتے ہین۔ محرم کے الندوہ صفحہ ۱۲ کے حاشیہ مین چاندی لفظ آفتاب بتایا گیا ہے۔ لیکن یاد رکہنا چاہئے یہ حاشیہ صاحب مطبع کا ہے [3] علم الکیمیا صفحہ ۱۷ [4] ملاحظہ ہو علم الکیمیا الحدیث صفحہ ۷۱ [5] علم الکیمیا صفحہ ۲۴ ـــــ

[illegible]

الحکم روزانہ کردیا جائیگا

الحکم کو جاری ہوئے نوان سال گذر رہا ہے اس عرصہ مین اسنے قوم کی جو کچھ بہلی یا بُری خدمت کی ہے وہ حق شناس قوم کے سمجھدار اور دقیقہ رس افراد سے مخفی نہین مین اس خدمت کو اپنی کسی قابلیت اور دانش کا نتیجہ نہین سمجھتا حاشا! وکلاّ!!

یہہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس پاک خدمت کا ہی نتیجہ ہے جو مینے اللہ تعالےٰ کی تائید اور توفیق سے اختیار کی۔ کیونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو آفاق اور زمین کے کنارون تک پہونچانے کا خود مولیٰ کریم وعدہ کرچکا تہا پس جو شخص اس سلسلہ اشاعت تبلیغ مین حصہ لیتا ضرور تہا کہ اللہ تعالےٰ خود اس کا تکفل فرماتا اور اسکی تائید کے لئے سعید الفطرت دلون مین القا کرتا +

جسوقت الحکم جاری کیا گیا تہا۔ یعنے ۱۸۹۷ء مین وہ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ادعاء مسیحیت کا ابتدائی زمانہ تہا۔ جماعت قلیل اور اس مین اخبار اور اسکی ضرورت سے آشنا بہت ہی کم۔ میرا ذاتی رسوخ اور بہی کم۔ ایسی حالت مین جس قسم کے مشکلات اور ابتلاؤن نے مجہے مختلف اوقات مین دہمکیان دین وہ الحکم کی تاریخ مین یادگار رہین گے۔ اور جو لوگ اسکو یوم اجرا سے آجتک پڑہتے چلے آئے ہین۔ وہ ان سے ناواقف نہین۔ اللہ تعالےٰ کے فضل نے میری دستگیری کی اور محض اپنے برگزیدہ رسولؐ کے طفیل اس پودہ کو سرسبز کیا جس سے قوم نے اور مینے وہ ثمرات کہائے جو

تؤتی اکلہا کل حین

کے مصداق ہین + ہزارون ہزار روحون نے الحکم کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے اس قائم کردہ سلسلہ کی حقانیت اور صداقت پر اطلاع پائی۔ اور ہزارون ہزار نے ان کلمات طیبات کے ذریعہ جو اس مین شایع ہوتے ہین اپنی بہت سی کمزوریون کی اصلاح کی +

غرض

الحکم نے قوم مین اخبار بینی کے مذاق کو ہانتک پیدا کیا کہ سب قوم اخبار کے بغیر رہ نہین سکتی اور یا تو ایک اخبار بہی نہ تہا اور یا اب خدا کے فضل سے دو ہفتہ وار اور ایک ماہواری رسالہ شایع ہورہا ہے اور قوم ان سب کے اخراجات کو بڑی خوشی سے برداشت کررہی ہے + مین جب قوم مین اخباری مذاق کی اسقدر ترقی کو دیکھتا ہون تو مجہے سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اسلئے کہ اس مذاق کو پیدا کرنے مین جہانتک اسباب کو تعلق ہے اس حد تک الحکم کو سابق اور اوّل ہونے کا فخر حاصل ہے۔ گو مین اپنی سمجھ اور عقل اور تجربہ کے موافق کہلے الفاظ مین کہونگا۔ کہ جس منزل اور مقام تک اس مذاق کو پہونچنا چاہیئے۔ ابہی اس سے بہت دور ہے + اخبار بینی کے مذاق کے ساتھ اخبار نویسی کا مذاق بہی ہونا ضروری ہے جسکی امید ہے کہ اللہ تعالےٰ وہ بہی پیدا کرہی دیگا۔

المختصر

اخبار ایک زبردست طاقت ہے اور قومی ترقی اور حقوق قوم کی حفاظت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور میری اپنی رائے اور خیال میں ہماری قوم ہی ایک قوم جسکو اخبار کے ذریعہ بہت بڑا فائدہ اٹہانا چاہیئے اور اسی قوم مین اصل وقعت اور عظمت اخبار کی پیدا ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس قوم کے اغراض اور مقاصد دوسری قومون کے برخلاف بالکل الگ اور جدا ہین۔

وہ پولیٹیکل (ملکی) معاملات سے بالکل جُدا رہ کر اس مقصد کو حاصل کرنا چاہتی ہے جو آفرینش انسان کی اصل غایت اور مقصود ہے اور جو انسانیت کا خاصہ اور منشاء ہے ار جس مقصد عظیم کو قایم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ بندہ

مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کے نام سے بہیجا ہے جو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کے کل راستبازون اور مرسلون کا موعود ہے۔ پس جس عظیم الشان انسان کا زمانہ ہم نے پایا ہے اور خدا کے فضل نے ہمین اس تک پہونچا ہی دیا ہے پہر ہماری کسقدر بدقسمتی اور محرومی ہوگی اگر ہم اس سے تعلق رکہہ کر بہی اس سے دور اور اس کے مقاصد و اغراض سے ناواقف اور ناآشنا ہون ؟

اگر

ہم وجود پاک اور اس کے کلمات کی قدر کرلیتے ہین تو ناممکن ہے کہ ہم اخبار کی ضرورت کو اپنی حوائج اور ضروریات سے بڑہ کر اور مقدم نہ سمجہ لین۔ اس صورت اور حالت پہ غور و فکر کرکے صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ اخبار

ہماری سبعہ ضروریات کو سبعہ ضروریات

بنا دینے والا ہو۔ اور جیسے اسکی روزانہ ضرورت ہے ویسے ہی زندگی کا جزو لاینفک ہوکر اسکی بہی

روزانہ ضرورت ہی

اسی غرض اور مقصد کو مدنظر رکہکر مینے محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پہ بہروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے الحکم کا ایک

روزانہ اڈیشن

شایع ہو۔ مین جانتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ اخبار کے روزانہ ہونے کی صورت مین کسقدر محنت کسقدر اخراجات کا بوجہ مجہہ پر پڑیگا اور مین اس سے بہی ناواقف نہین کہ ہفتہ وار کی صورت مین بہی آئے دن توقف و تعویق کے عذر بقایا داران کے نام نوٹس اور مالی مشکلات کی شکایات کا ایک سلسلہ چلا جاتا ہے تو روزانہ کردینے کی صورت مین ان مشکلات اور عذرات سے رہائی کیونکر ہوگی؟ سمجہدار اور نکتہ رس بزرگ کہین گے کہ اس سی تو بہتر ہے کہ ہفتہ واری کو باقاعدہ اور وقت پر نکالا جاوے مین ان تمام اعتراضات کو تسلیم کرتا ہون اور انہین مضبوط پاتا ہون لیکن مین ایسی صورت پیش کرتا ہون جو ناظرین اور سرپرستان الحکم کے لئے تسلی کا موجب ہوگی۔ اور وہ یہ ہے کہ مین اس کام کو امتحاناً کرنا چاہتا ہون اور عالم السر والخفی میری نیّت کو دیکہتا ہے کہ وہ کیسی ہے +

اگر قوم اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے اور اسے کرنا چاہیئے اگر وہ اپنی روحانی ضروریات کو دنیوی ضروریات پر مقدم کرسکتی ہے اور اسے کرنا چاہیئے تو کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ روزانہ کے اجرا مین مجہے مایوسی اور ناکامی ہو۔ لیکن اگر قوم نے توجہ نہ کی اور اس نے اپنی جسمانی ضروریات کے بیسیون اور بعض صورتون مین صدہا روپیہ ماہوار کے اخراجات کیساتہ اپنی اخلاقی اور روحانی بہلائی اور غذائے روح کے لئے دو روپیہ ماہوار نثار کرنے کی بہی جرأت نہ کی تو البتہ مجہے اس ارادہ سے باز آکر کسی دوسرے وقت کا انتظار کرنا پڑیگا۔ روزانہ کے اجرا مین میرا قوم کے ساتھ سب سے پہلا معاہدہ یہہ ہوگا کہ روزانہ کے لئے ایک حبہ بہی انشاء اللہ العزیز کسی سے

پیشگی نہ لونگا

اور اگر کوئی پرچہ کسی وجہ سے شایع نہ ہوسکے گا تو اسکی قیمت بہی

مجرا نہ لیجاویگی

ایسی صورت مین آپ اندازہ کرسکتے ہین کہ اس روزانہ کے اجرا کے لئے مین کس محنت اور جانفشانی سے سعی کرونگا ہان اس مین برکت ڈالنا اور توفیق عطا کرنا یہہ میرے اختیار سے باہر ہے یہہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم پر موقوف ہے اگر مجہے یہہ توفیق مل گئی تو مین اپنے لئے بڑا خوش قسمت سمجہونگا اگر ابہی موقع نہین آیا تو خدا تعالےٰ کے فضل کے وقت کا انتظار کرون گا۔ جب تک وہ چاہے اور راہ کہولے۔

بہرحال

اگر مین زندہ رہا اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم نے میری مدد کی تو جنوری ۱۹۰۶ء سے مین انشاء اللہ العزیز الحکم کو

روزانہ کرکے

دیکہونگا + اب مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس روزانہ اخبار کی صورت کیا ہوگی؟ سردست یہہ روزانہ الحکم کی موجودہ تقطیع کے ½ سایز کے آٹھ صفحون پر شایع ہوگا جسکے مضامین کی تقسیم یہہ ہوگی۔

۱ - حضرت اقدس کی ڈائری یعنے روزانہ حالات اور آپ کے کلمات طیبات - روزانہ الہامات (اگر ہون)

۲ - قومی ضرورتون پر چہوٹے چہوٹے نوٹ اور مناسب آرٹیکل -

۳ - روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹس - (یاد رہے کہ یہ نوٹ ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ خود لکہا کریگا - اور الحکم کے ناظرین سمجہ چکے ہین کہ خدا تعالےٰ نے اسے ان نوٹس کی ترتیب کا ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے ولللہ الحمد -)

۴ - سلسلہ عالیہ کی روزانہ خبرین -

۵ - متفرق مضامین -

مضامین کی یہ ترتیب ہمیشہ قایم رکہنے کی کوشش کی جاویگی - حضرت اقدس کے روزانہ حالات اور کلمات اور الہامات کو سب سے مقدم کیا جاویگا اگر کسی دن سارے اخبار مین یہی مضمون آسکے گا تو باقی مضامین ملتوی کئے جائینگے -

روزانہ الحکم کی اشاعت ہفتہ وار الحکم کی اشاعت مین کوئی فرق پیدا نہ کرے گی بلکہ وہ بدستور شایع ہوتا رہیگا ہان ان لوگون کی سہولت اور آسانی کے لئے جو روزانہ خرید سکین لیکن ہفتہ مین دوبار یا تین بار یا ہفتہ وار روزانہ کا مجموعہ لینا چاہین خاص انتظام بہی کیا جاویگا انشاء اللہ

مگر

یہہ یاد رہے کہ روزانہ کا اجرا فی الحال مشروط ہوگا کم از کم ایک سو درخواستون کے آجانے پر -

اور جب تک ۶۰۰ خریدار نہ ہوجاوین روزانہ کی قیمت عما ماہوار ہوگی جو ہر مہینہ کے ختم ہونے پر دوسرے مہینے کے شروع مین بذریعہ قیمت طلب وصول کیجائیگی گویا اخبار کی قیمت بشرح مابعد لی جائیگی۔ اخبار پہلے دیا جائیگا قیمت پیچھے وصول ہوگی۔ جو صاحب ہفتہ مین تین بار لین آنسے عہ ۱۲ اور دو بار لینے والون سی عہ ۱ سالانہ لیا جاویگا اور روزانہ کے ہفتہ وار مجموعہ کی قیمت سالانہ ملے ہوگی۔ لیکن ۶۰۰ خریدارون کے بعد قیمت عہ سالانہ اور لعہ اور عہ سالانہ علی الترتیب کردیجاویگی۔ جمعہ کا اخبار کبہی شایع نہ ہوگا۔ اور سال کے آخری ہفتہ کی رخصت ہوا کرے گی +

پس

جو صاحب دل سے اس روزانہ کے اجرا کے خواہشمند ہین اور حضرت حجۃ الاسلام علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات کے خواہشمند ہین وہ اس وقت اپنی درخواستین بہیجکر میری حوصلہ افزائی کرین کیونکہ روزانہ کے اجرا کے انتظام کے لیئے ایک مہینہ پہلے سے کام شروع ہوگا۔ اسلیئے اگر ۱۵ دسمبر تک بہی ستو درخواستین آگیئں تو مین یکم جنوری سے انشاءاللہ اسے شروع کردونگا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ختم کرنیسے پہلے مین اپنے **محترم مخدوم مولوی عبدالرحیم صاحب میرٹہی** کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون جنہون نے میرے اس ارادے اور تجویز کی پرزور الفاظ مین تائید کی اور

پانچ خریدارون

کی درخواست کی۔ اب گویا **۹۵** ہی درخواستین اجرا کے لیئے ضروری ہین۔

راقم

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

قادیان دارالامان

۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ قبل دوپہر

فرمایا

یہہ بہی غنیمت ہے کہ انسان اسجگہ کی صحبت کو غنیمت سمجہے جو شخص یہ سمجہتا ہے کہ یہان آنے یا رہنے سے دنیاوی کاروبار مین ہرج ہوگا وہ بیمار ہے۔ اسے اس بیماری کا علاج کرنا چاہیے دنیا کے کام توکبہی ختم نہیں ہوتے اور نہ ہوسکتے ہین جبتک خود انسان خدا سے توفیق پاکر ان کا خاتمہ نکردے۔

ابہی ہماری جماعت کو سمجہنے کے لیئے بہت سی باتین ہین رفتہ رفتہ تحریک ہوتی ہے کسی مجمع مین کوئی تحریک ہوگئی اور کسی مین کوئی + اس لیئے جب تک یہان انسان ایک عرصہ تک نرہے یا کثرت کے ساتہہ نہ آتا رہے کم فائدہ ہوتا ہے۔ اور یہ بڑی خامی اور بیقدری ہوتی ہے اور سلسلہ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے جب ایک شخص سلسلہ مین داخل ہوتا ہے اور وہ توجہ کے ساتہہ ان مسائیل پر جو ہم پیش کرتے ہین نظر نہین کرتا اور پہر اگر اس سے کوئی سوال کرتا ہے تو اسے چپ ہونا پڑتا ہے۔ اسلیئے ضروری ہے کہ ہماری کتابون کو غور سے پڑہین اور فکر کرین اور یہان رہین اور ان ایام کی قدر کرین۔

جو لوگ اس سلسلہ مین داخل ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین وہ سمجہہ سکتے ہین کہ کیا یہہ دن وہ نہین ہین جنکے لیئے بہت سے سعید لوگ حسرت کرتے چلے گئے ہین اور یہ امور کتابون مین درج ہین کہ کسطرح ہزارون رجیئز اس آرزو مین اس دنیا سے رخصت ہوئین کہ وہ **مسیح موعود** کے زمانہ کو پالیتین۔

مگر اس زمانہ کے لوگ جس طرح پران ایام کی قدر نہین کرتے اور مخالفت سے پیش آتے ہین کیا تعجب اگر وہ یہہ زمانہ پاتے تو وہ سیر ہوجاتے۔

اسیطرح پر آجکل لوگ کہا کرتے ہین کہ اگر ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہوتے تو ہم اسطرح خدمت کرتے اور یہہ اخلاص دکہلاتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے لیکن سچ یہی ہے کہ اگر یہہ لوگ اسوقت ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بہی وہی سلوک کرتے جو آجکل ہمارے ساتہہ کر رہے ہین۔ زمانہ کی معاصرت بہی ایک روک ہے اس سے لوگون کے دل تنگ ہوجاتے ہین یہہ بہی ایک رنگ کا ابتلا ہے۔

ذوالنون مصری ایک باکمال شخص تہا اور اسکی شہرت باہر دور دور پہونچی ہوئی تہی ایک شخص اسکے کمال کو سنکر اس سے ملنے کے واسطے گیا۔ اور گہر پر جاکر اسے پکارا تو اسکو جواب ملا کہ خدا جانے کہان ہے نہین بازار مین ہوگا وہ جب بازار مین ان کی تلاش کرتا ہوا پہونچا تو وہ بازار مین معمولی طور پر سادگی سے کچہہ سودا خریدتا تہا لوگون سے پوچہا تو انہون نے بتایا کہ وہ **ذوالنون** ہے اسنے دیکہا کہ ایک سیاہ رنگ پست قامت آدمی ہے معمولی سا لباس ہے چہرہ پر کچہہ وجاہت نہین معمولی آدمیون کی طرح بازار مین کہڑا ہے اس سے اس کا سارا اعتقاد جاتا رہا اور کہا کہ یہ تو ہماری طرح ایک معمولی آدمی ہے ذوالنون نے اسکو کہا کہ تو کس لیئے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے ذوالنون نے اسکے مافی الضمیر کو دیکہہ لیا اسلیئے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے تجہے کچہہ دکہائی نہین دیتا ایمان تب سلامت رہتا ہے کہ باطن پر نظر رکہی جاوے کہتے ہین لقمان بہی سیاہ منظر تہے۔ یہی وجہ ہے جو لکہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندون اور برگزیدون کے پاس ارادت سے جانا سہل ہے لیکن ارادت سے واپس آنا مشکل ہے کیونکہ امنین بشریت ہوتی ہے اور انکے پاس جانے والے لوگون مین سے اکثر ایسے ہی ہوتے ہین جو اپنے دل مین اسکی ایک فرضی اور خیالی تصویر بنا لیتے ہین لیکن جب اسکے پاس جاتے ہین تو وہ اسکے برخلاف پاتے ہین جس سے بعض اوقات وہ ٹہوکر کہاتے ہین اور انکے اخلاص اور ارادت مین فرق آجاتا ہے اسی لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہول کر بیان کردیا۔ کہ قل انما انا بشر مثلکم۔

یعنے کہدو کہ بے شک مین تمہارے جیسا ایک انسان ہون۔ یہہ اسلیئے کہ وہ لوگ اعتراض کرتے تہے وقالوا ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق اور انہون نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کہانا کہاتا ہے اور بازارون مین بہی چلتا پہرتا ہے۔ انکو آخر یہی جواب دیا گیا کہ یہہ بہی ایک بشر ہے اور بشری حوائج اسکے ساتہہ ہین اس سے پہلے جسقدر نبی اور رسول آئے وہ بہی بشر ہی تہے۔

یہ بات انہون نے بنظر استخفاف کہی تہی۔ وہ جانتے تہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی بازارون مین عموماً سودا سلف خریدا کرتے تہے۔ انکے دلون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو نقشہ تہا وہ تو نری بشریت تہی جس میز کہانا۔ پینا۔ سونا۔ چلنا پہرنا وغیرہ تمام امور او لوازم بشریت کے موجود تہے۔ اسو اسطے اا لوگون نے رد کردیا۔ یہہ مشکل اسلیئے پید ہوتی ہے کہ لوگ اپنے دل سے ہی ایک خاص تصویر بنا لیتے ہین کہ نبی ایسا ہونا چاہیئے پس چونکہ اس تصویر کے موافق وہ اسے نہین پاتے اس لحاظ سے ٹہوکر کہاتے ہین۔ یہ مرض یہان تک ترقی کرگیا ہے کہ بعض شیعون کا ان ائمہ کی نسبت خیال ہے کہ وہ منہ سے نہ پیدا ہوئے تہے۔ لیکن یہ باتین ایسی ہین کہ ایک عقلمند انکو کبہی قبول نہین کرسکتا بلکہ ہنسی کرتا ہے اصل یہ ہے کہ جو شخص گذر جاوے اسکی نسبت جو چاہو تجویز کرلو کہ وہ آسمان سے اترا تہا یا منہ کے راستہ پیدا ہوا تہا۔ لیکن جو موجود ہین انمین بشری کمزوریان موجود ہین وہ روتا بہی ہے کہاتا بہی ہے اور پیتا بہی ہے غرض ہر قسم کی بشری .... کمزورتون اور کمزوریون کو اپنے اندر رکہتا ہے اسکو دیکہہ کر ان لوگون کو جو انبیاء و رسل کی حقیقت سے واقف ہوتے ہین گہبراہٹ پیدا ہوتی ہے یہی وجہ تہی جو اللہ تعالےٰ کو انکے اس قسم کے اعتراضون کا رد کرنا پڑا۔ اور قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ۔ کہنا پڑا۔ یعنے مجہہ مین بشریت کے سوا جو امر تمہارے اور میرے درمیان خارق اور مابہ الامتیاز ہے۔ وہ یہ ہے کہ مجہہ پر اللہ تعالےٰ کی وحی آتی ہے دوسری جگہ قرآن شریف مین یہہ اعتراض بہی منقول ہوا ہے کہ یہ تو بیویان کرتا ہے اسکے جواب مین بہی اللہ تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے کہ کوئی نبی اور رسول ایسا نہین جو بیوی نرکہتا ہو + غرض ایسی باتون سے دہوکا نہین کہانا چاہیئے۔

اسیطرح پر بعض لوگ حج کو جاتے ہین اسوقت انکے دل مین بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے لیکن جس جوش اور تپاک سے جاتے ہین۔ اکثر دیکہا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لیکر واپس نہین آتے ہین۔ بلکہ واپس آنے پر بسا اوقات پہلے سے بہی گئے گذرے ہو جاتے ہین ؎

سہل ہست رفتن بہ ارادت
مشکل ہست آمدن بہ ارادت

واپس آکر انکے اخلاق مین کوئی نمایان تبدیلی نہین ہوتی بلکہ وہ تبدیلی کچہہ الٹی تبدیلی ہوجاتی ہے وہ جانیسے پہلے سمجہتے ہین کہ خانہ کعبہ مین ایک عظیم الشان تجلی نور کی ہوگی اور وہان سے انوار و برکات نکلتے ہونگے اور وہان فرشتون کی آبادی ہوگی لیکن جب وہان جاتے ہین تو کیا دیکہتے ہین تو کیا دیکہتے ہین کہ خانہ کعبہ جسکی تصویر انہون نے اپنے خیال اور ذہن سے کچہہ اور ہی قسم کی تجویز کی تہی وہ محض ایک کوٹہا ہے اور اسکے ہمسایہ مین جو لوگ رہتے ہین انمین بعض جرائم پیشہ بہی ہین وہ دنگہ فساد بہی کرلیتے ہین اور اکثر انمین ایسے مفسد طبع دیکہے جاتے ہین کہ بعض خام طبیعت کے آدمی انہین دیکہکر متردد ہوجاتے ہین۔ ایسے لوگون کو دیکہہ کر وہ نتیجہ نکال لیتے ہین کہ

کی ساری آبادی کا یہی حال ہے اور کل عرب ایسے ہی ہین اور اسطرح انکے دل مین کئی قسم کے شبہات پیدا ہوجاتے ہین کیونکہ نہ وہان وہ تجلی انوار و برکات کی دیکھتے ہین جو اُنہون نے بطور خود تجویز کرلی تہی اور نہ ملائک کی بستی پاتے ہین اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خود خام طبع ہوتے ہین اسیوجہ سے وہ ٹہوکر کہاتے ہین - یہ انکی اپنی غلطی ہے جو وہ ایسا سمجہہ لیتے ہین اس مین خانہ کعبہ کا کیا قصور! یہہ کوئی ضروری امر نہین ہے کہ خانہ کعبہ مین سارے قطب اور ابدال اور اولیاء اللہ ہی رہتے ہون - خانہ کعبہ نے اس وقت بہی تو گذارہ کرہی لیا تہا - جب اسکے چارون طرف بت پرست ہی بت پرست رہتے تہے اور خود خانہ کعبہ بتون سے بہرا ہوا تہا -

اس مین کچہہ بہی شک نہین کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے اور اس کی بزرگی مین کوئی کلام اور شبہ نہین - پہلی کتابون مین بہی اسکی بزرگی کا ذکر ہے مگر یہہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکہہ سے نظر نہین آسکتے اسکے لئے دوسری آنکہہ کی حاجت ہے اگر وہ آنکہہ کہلی ہو تو یقیناً انسان دیکہہ لیگا کہ خانہ کعبہ مین کس قسم کے برکات نازل ہورہے ہین -

ایک زمانہ تہا کہ وہ بتون سے بہرا ہوا تہا اور اسکے زائرین مین ابو جہل جیسے شریر تہے پہر انسے مقابلہ کرکے اگر ایسے خام طبع لوگ کوئی بات کہتے تو انہین شرمندہ ہونا پڑتا - کیونکہ اگر غور سے دیکہا جاوے تو وہ لوگ جو بیت اللہ کے جوار مین رہتے ہین عوام سے ہزارہا درجہ اچہے ہین اور یہ امر مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے حقیقت مین کثرت کے ساتہہ امین نیک اور اچہے لوگ ہین اور انکو دیکہہ کر آدمی سمجہہ سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کی مجاورت نے انکو بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہے -

یہہ تو قانون قدرت ہی نہین کہ دنیا مین اگر فرشتے آباد ہون پہر ایسا خیال کرنا کیسی غلطی اور نادانی ہے - انسانیت کے لازم حال زلات تو ضرور ہین - پس مکہ مین جب انسان آباد ہین تو انکی کمزوریون پر نظر کرکے مکہ کو بدنام کرنا یا اسکی بزرگی اور عظمت کی نسبت شک کرنا بڑی غلطی ہے - سچ یہی ہے کہ کعبہ کی بزرگی اور نورانیت دوسری آنکہون سے نظر آتی ہے جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہے - ؎

بیت المقدس درون پر ز تاب
کردہ دیوار بیرون خراب

اولیاء اللہ کی بہی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان مین تکلفات نہین ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہین -

انکے لباس اور دوسرے امور مین کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہین ہوتا - مگر اسوقت اگر پیرزادون اور مشائخون کو دیکہا جاوے تو انکین بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہین انکا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلف سے خالی ہو - گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امت محمدیہ ہی مین سے نہین ہین ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے انکی پوشاک دیکہو تو اس مین خاص قسم کا تکلف ہوگا - نشست برخاست اور ہر قسم کی حرکات مین ایک تکلف ہوگا - یہانتک کہ لوگون سے ملنے جلنے اور کلام مین بہی ایک تکلف ہوتا ہے انکی خاموشی محض تکلف سے ہوتی ہے گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلف سے ہی وابستہ سمجہتے ہین - برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے -

وما انا من المتکلفین

اور ایسا ہی دوسرے تمام انبیاء و رسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے اور اپنی زندگی بسر کرتے تہے ان کے قول و فعل مین کوئی تکلف اور بناوٹ نہ ہوتی تہی - مگر ان کے چلنے پہرنے اور بولنے مین تکلف ہوتا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اپنی شریعت جدا ہے جو اسلام سے الگ اور مخالف ہے بعض ایسے پیر بہی دیکہے گئے ہین جو بالکل زنانہ لباس رکہتے ہین یہانتک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتہون مین چوڑیان بہی رکہتے ہین پہر ایسے لوگون کے بہی بہت سے مرید پائے جاتے ہین اگر کوئی انسے پوچہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تہی تو انکا کوئی جواب انکے پاس نہین ہے - وہ ایک الگ شریعت بنانا چاہتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چہوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہین -

مین یقیناً جانتا ہون کہ اس قسم کی باتین شعائر اسلام مین سے نہین ہین بلکہ ان لوگون نے یہ بطور رسوم ہندوؤن سے لے لئے ہین اور یہی نہین بلکہ اور بہی بہت سی باتین ہین جو انسے لی گئین ہین جیسے دم کشی وغیرہ یاد رکہو کہ یہہ امور اسلام کے بالکل برخلاف ہین اور ان سے کوئی بہی مطلب اور مراد حاصل نہین ہو سکتی اصل غرض تو انسان کی یہ ہونی چاہیئے تہی کہ دل پاک ہوجاوے - اور ہر قسم کے گند اور ناپاک مواد جو روح کو تباہ کرتے ہین دور ہوجاتے - تاکہ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور برکات نازل ہونے لگین اگر یہہ امر حاصل نہین تو پہر نرے تکلفات کو لیکر کیا کرو گے - تمہارا مقصود ہمیشہ یہی ہونا چاہیئے کہ جسطرح ممکن ہو دل صاف ہوجاوے اور عبودیت کا منشاء اور مقصد پورا ہو - اور خطرناک زہر جو گناہ کی زہر ہے جس سے انسان کی روح ہلاک ہوجاتی ہے اس سے نجات ملے اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ ایک صاف اور سچا تعلق پیدا ہوجاوے - مگر یہہ باتین تکلف سے حاصل نہین ہو سکتی ہین ان کے حصول کا ذریعہ تو وہی اسلام ہے جس مین سادگی ہے - یقیناً یاد رکہو کہ اسلام مین اللہ تعالےٰ نے ایسی سادگی رکہی ہے کہ اگر دوسری قومون کو اسکی حقیقت پر اطلاع ہو تو وہ اس کی سادگی پر رشک کرین ایک سچے مسلمان کے لئے کچہہ ضرور نہین کہ ہزار دانہ کی تسبیح اسکے ہاتہہ مین ہو اور اس کے کپڑے بہگوے یا سبز یا اور کسی قسم کے رنگین ہون - اور وہ خدا رسی کے لئے دم کشی کرے یا اور اسی قسم کے حیلے حوالے کرے - اس کے لئے ان امور کی ہرگز ہرگز ضرورت نہین اس لئے کہ یہ سب امور زائدہ ہین اور اسلام مین کوئی امر زائد نہین ہوتا ہان یہ سچ ہے کہ اسلام چاہتا ہے کہ تم اندرونی طور پر بڑی بڑی ترقیان کرو اور اپنے اندر خصوصیتین پیدا کرو - پیرزادی خصوصیتین نری ریاکاریان ہین اور ان کی غرض بجز اسکے اور کچہہ نہین کہ لوگون پر ظاہر کیا جاوے کہ ہم ایسے ہین اور وہ رجوع کرین - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے پیرزادون اور فقیرون کے عجیب عجیب حالات لکہے ہین وہ کہتے ہین کہ افسوس ہے بڑی ابتری پہیل گئی ہے کیونکہ یہہ فقیر جو اس زمانہ مین پائے جاتے ہین وہ فقیر اللہ نہین ہین بلکہ فقیر الخلق ہین اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہر حرکت و سکون لباس - خور و نوش اور کلام مین حکمت عملی کرتے ہین -

مثلاً کپڑون کے لئے وہ دیکہتے ہین کہ اگر ہم عام غریبون کی طرح گزی گاڑہے کے کپڑے پہنین تو وہ عزت نہوگی جو امرا سے توقع کی جاتی ہے وہ ہمکو کم حیثیت اور ادنےٰ درجہ کے لوگ سمجہین گے - لیکن اگر اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہین تو پہر وہ ہمکو کامل دنیادار سمجہہ کر توجہ نکرین گے - اور دنیادار ہی قرار دین گے اسلئے اس مین یہ حکمت نکال لی کہ کپڑے تو اعلےٰ درجہ کے اور قیمتی اور باریک لے لئے - لیکن انکو رنگ دے لیا - جو فقیری کے لباس کا امتیاز ہو گئے -

اسیطرح حرکات بہی عجیب ہوتی ہین مثلاً جب بیٹہتے ہین تو آنکہین بند کرکے بیٹہتے ہین اور اس حالت مین لب ہل رہے ہین گویا اس عالم ہی مین نہین ہین حالانکہ طبیعت فاسد ہوتی ہے نمازون کا یہ حال ہے کہ بڑے آدمیون سے ملین تو بہت ہی لمبی لمبی پڑہتے ہین - اور بطور خود سر سے ہی نہ پڑہین - ایسا ہی روزون مین عجیب عجیب حالات پیش آتے ہین مثلاً یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ نفلی روزے ہم رکہتے ہین - وہ یہہ طریق اختیار کرتے ہین کہ جب کسی امیر کے ہان گئے اور وہان کہانے کا وقت آگیا اور کہانا رکہا گیا تو یہہ کہدیتے ہین کہ آپ کہائیے مجہے کچہہ عذر ہے - اسکے معنے دوسرے الفاظ مین یہ ہوئے کہ مجہے روزہ ہے اس طرح پردہ گویا اپنے روزون کو چہپاتے ہین اور دراصل اسطرح پر ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ظاہر کرین کہ ہم نفلی روزے رکہتے ہین - غرض انہون نے اپنے زمانہ کے فقرا کے اس قسم کے بہت سے گند لکہے ہین اور صاف طور پر لکہا ہے کہ ان مین تکلفات بہت ہی زیادہ ہین - ایسی حالت اس زمانہ مین بہی قریب قریب واقعہ ہوگئی ہے - جو لوگ ان پیرون اور پیرزادون کے حالات سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ ہر قسم کے تکلفات اور ریاکاریون سے کام لیتے ہین - مگر اصل بات یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور اسی سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے درست کرتا ہے اور اسطرح پر درست کرتا ہے جسطرح اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے لیکن جو شخص مخلوق سے ڈرتا اور مخلوق سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو مخلوق کے لئے درست کرتا ہے - خدا والون کو مخلوق کی پروا نہین ہوتی بلکہ وہ اسے مرے ہوئے کیڑے سے بہی کمتر سمجہتے ہین اسلئے وہ ان بلاؤن مین نہین پہنستے -

(باقی آیندہ)

مراسلت

(جواب نوٹس مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)

مکرم شفیق معظم رفیق مخدوم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ - بعد اہدائے تحیت سلام سنت خیر الانام مشہود ضمیر مہر تنویر ہو - مین آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر بڑی کلفتون سے رہائی بخشی - اب مکلف ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی امرتسری نے پرچہ اہل حدیث بابت ۶ - اکتوبر ۱۹۰۵ء مین میرے نام ارسال کیا ہے جس مین برائے نام اوس مضمون کا بطور نوٹس جواب دیا ہے جواب کیا دیا ہے صرف منہ چڑایا ہے مولوی ثناء اللہ نامبردہ کو معلوم ہو کہ مین ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتا مین کوئی درویش مکتب نہین ہون بفضل خدا ساہوکار ہون ساہوکار کا بیٹا ہون بوقت ضرورت جہان مناسب سمجھونگا روپیہ جمع کرادونگا اور نیز آپ کو جتلا دونگا کہ ہر ایک وقت شکار کرنا مشکل ہے آپ تو اپنے کپڑون سے باہر ہوئے جاتے ہین اور دعوے مرد میدان بننے کا کرتے ہین **مولوی صاحب** آپ تو ذرا ذرا سی بات پر ہمارا دل دکہانے کو تیار ہوتے ہین اور ہم نے تو ابہی تہوڑا سا اشارہ کیا ہے جسپر آپ نے جہٹ پٹ روپیہ گنوانے کی درخواست میرے نام بہیجدی ہے - حوصلہ کرو دامون کو رو لیے آخر دامون سے مانگے مگر آپ التانی من الرحمان پر عمل کرو انشاء اللہ العزیز مین آپ کا پورا حساب دیکر گہر تک پونہچاونگا -

آپ کو یاد ہوگا کہ پرچہ ۱۴ - جولائی سنہ ۱۹۰۵ء مین میان محمد دین مُطّبب سے آپ نے درج کر لیا ہے " کہ نواح تیجہ مین ایک مرزائی مولوی بہاگ گیا کیونکہ اوسنے آپ کو جواب دیا کہ اگر مباحثہ کرنا ہے تو پندرہ روز مورچہ بندی کرو تو ہم آئینگے کیون نہو - نہ نو من تیل ہو نہ رادہا ناچے "

مولوی صاحب اب آپ اس آخری فقرہ کو واپس لے لین کیونکہ آپ نے گمان کیا ہے کہ نہ پانچسو روپیہ جمع کرینگے اور نہ ہمین اس امر کی جوابدہی کی نوبت پونہچیگی کہ مرزا صاحب نے کہان رسولخدا کی ہمسری کا دعوی کیا ہے بحکم قفعی جل علے نفسہ اپنا فقرہ (نہ نو من تیل ہو نہ رادہا ناچے) ورد زبان کرین اور ساتہہ ہی یہ بہی بتلادین کہ فقط وہ بہاگا جو آپ نے لکہا ہے سراسر کذب ہے یا نہین - کیا پندرہ روز نہ سہی پانچ روز ہی صحیح سلامت آپ بمقام تیجہ معلوم ٹہر کر پہر ایمان سے بتلاؤ کہ کون بہاگا -

دوم آپ نے پرچہ اہل حدیث ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء مین درج کیا ہے کہ **پانسو کی عوض پانچ پیسہ ہی دینے کا وعدہ کرے تو ہم اوسکو معیار الاخیار ص۳۲ سے او دافع البلاء کے ہر ایک صفحہ سے دکہادینگے** - سو مین نے آپ کو پانسو دینے کا وعدہ کر دیا ہے اب آپ دکہادین مردون کے بول پورے ہونے چاہئین برخلاف وعدہ یہہ عذر بدتر از گناہ مبلغات جمع کرائے جائین تو دکہائینگے اب سرپڑی تو پانسو جمع کرانا یاد آیا یہ تو **مشت بعد از جنگ** کا مصداق ہے

سوم آپنے اسی پرچہ اہل حدیث ۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء مین بجواب **مرزا حیرت** صاحب دہلوی تحریر کیا ہے کہ " ہم نے آپکے قومی بہائی (مرزا صاحب قادیانی) کا انعام ایک لاکہہ پندرہ ہزار انکے آسمانی نکاح کی تنبول مین جمع کرادیا ہے آپ کا مبلغ پانچسو بہی آپ کی کمپنی مین بغیر حصہ لینے کے جمع کرادینگے "

سو مین آپ کو یاد دلاتا ہون کہ جس بنک گہر مین آپ نے یہ ایک لاکہہ ساڑہے پندرہ ہزار جمع کرا دیا ہے اوسی مین مینے بہی آج کی تاریخ سے پانچسو جمع کرادیا ہے آپ وہان سے اطلاع پاکر ہمارا مطالبہ دکہادینگے - اسکے بعد وہ جمع کرایا آپ کو بالضرور مل جاویگا حوصلہ نہ ہارین -

چہارم اگر یہہ سب کچہہ آپ کا زبانی جمع خرچ نہین تو آپ یون ہی حساب لے سکتے ہین کہ ایک لاکہہ پندرہ ہزار جو ہمارا روپیہ آپنے جمع کرادیا ہے اوس مین سے پانچسو اپنی منظور نظر منشی حبیب اللہ ہوپاری وغیرہ کے پاس جمع کرادین تاکہ تسکین خاطر حزین ہو - ہماری طرف سے اجازت ہے اور اگر یہ تمام کاروبار آپ کا صرف زبانی جمع خرچ ہے اور **مشعبد صفت کیسہ دوست پاک** ہے اور صرف تمسخر اور استہزاء کو ہتکنڈا بنایا ہے تو مین اس آیت کو ورد زبان کرتا ہون اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین کیونکہ ہمارے کام کی بنیاد جد پر ہے نہ ہزل پر یہ عمل آپ کا زیر آیت لا یسخر قوم من قوم کفر کی بات ہے

پنجم - آپ نے رسالہ الہامات مرزا کے سرورق مین اشتہار دیا ہے کہ **اس رسالہ کا جواب دین تو مبلغ پانسو روپیہ انعام ان کی پیشکش کیا جاویگا بشرطیکہ منصف مسلم الفریقین انکی حقیت فیصلہ دے محض کسی کتاب کا لکھدینا کافی نہین** - آپ کو بخوبی یاد ہے کہ یہ روپیہ آجتک آپ نے جمع نہین کرایا کیونکہ مشروط بشرط تہا مگر آپ کے اس عمل سے اس امر کا جواز نکل آیا کہ روپیہ جمع کرانا ضروری نہین بلکہ التزام مالا یلزم ہے - ایسا ہی ہمارا قول بہی مشروط بشرط ہے دوبارہ مطالعہ کرو وعلی ہذا القیاس صرف آپ کا دکہادینا کافی نہین بلکہ جب آپ دکہا چکینگے - تو ہم پہلے **صوفیہ کرام** اور **اولیاء عظام** اور **انبیاء علیہم السلام** کی تحریر اور تقریر سے اوس کی دلائل و نظائر پیش کرینگے اور نیز متقدمین علماء راسخین مسلم الفریقین کی کتب پر فیصلہ ڈالکر انصاف کرائینگے پہر اگر وہ فیصلہ آپ کے حق مین بہتر ہوگا تو بلا عذر و حیلہ آپ کو پانسو معلوم دینیکے ذمہ وار ہونگے اگر مرد میدان ہین تو دکہلائیے اور پانسو کی عوض پانچ پیسہ کیا ایک لاکہہ ساڑہے پندرہ ہزار لیجائیے بدون اس کے حرف قنا دہے اور دعوے بے بنیاد -

مولوی صاحب آپ کو غور عمیق کرنے کی حاجت نہین سہل سمجہہ سکتے ہین کہ **مجدد الوقت** کا دعوے **مہدویت** کا ہے اور آپ جانتے ہین کہ **امام مہدی** - **شبیل محمد** ہے - پس اگر آپ مرزا صاحب کو **امام مہدی** تسلیم کرلین تو کیا اونکو یہہ حق نہین پونہچتا کہ وہ خواص جنہین رسولخدا نے انکی مثلیت بیان فرمائی ہے اپنی ذات پر صادق کرکے دکہائین کیا آپ اونکو ہمسری و برابری پر محمول کرینگے اگر ایسا کرینگے تو عوام کو سر بسر دہوکا دینگے -

ہان اگر آپ انکو امام مہدی نہین مانتے تو اون کی کتابون مین جو اس امر کی ثبوت کا ایک بڑا بہاری سلسلہ ہے اوسکو تلوار توڑ کر دکہلائین پہر مین خود وزن کن کا یا موازنہ کرالونگا اگر آپ کی تحقیق یہ حقانیت رکہیگی تو مین مطیع ہوجاونگا والا کائی بد برلیش خاوند ماروںگا لیکن مجے امید ہے کہ یہ کام آپ پانچ سال مین بہی پورا کر سکین گے کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ آپ سال ہا سال کی کوشش کا نتیجہ الہامات وغیلہ آدہ رسالہ ہے جو کوہ کندن و موش برآوردن کا مصداق ہے - پہر مین کس امید پانچ سال تک مبلغ پانچسو روپیہ کی رقم کو بلا نفع قید کردون - جو عقل و نقل کے خلاف ہے - مین اس عمل سراپا زیان کا مرتکب ہو سکتا -

اور اگر آپ اسکو ضروری سمجہتے ہین تو بحساب ساہوکاران اگر فیصدی مبلغ عہ۵ پچیس روپیہ سالانہ منافع کا اندازہ لگایا جائے تو کم سے کم پانچسو کا منافع ۲۲۵ روپیہ بنتا ہے آپ براہ نوازش یہہ روپیہ بطور حرجانہ کسی ساہوکار کے پاس مجہسے پہلے جمع کرادین تاکہ میرا حرج نہو ما جعل اللہ فی الدین من حرج امر منصوص ہے جس سے آپ روگردانی نہین اور نہ مین ہی خلاف قرآن شریف کر سکتا ہون اور اگر مبلغ ۲۲۵ روپیہ جمع کرانا آپ حرج سمجہتے ہین تو پہر آپ دلائل مثلیت و مہدویت اور اون کے مقدمات کو سلسلہ وار تردید کرکے دکہلائین اگر آپ اپنے مقصود پر پہونچ گئے تو پانچسو روپیہ کیا چیز ہے جسکو سنکر آپ کے منہ مین پانی بہر آیا اور لالچ پیدا ہو گیا ہے مین اور میرا خاندان اور جان مال سب کچہہ آپ پر فدا ہوگا - و الّا نہ حسرت بر حسرت تو آپ کے لاحق حال یقینی ہے بس دیر نہ کیجیے اور وہی حلف جو جناب مرزا صاحب سے آپ نے تلقی کی ہے ورد زبان کرین یعنے لعنت اللہ علے من تخلف جو اس سے ہٹے اوسپر خدا کی لعنت بالضرور مبلغ ۲۲۵ روپیہ اپنے رفیق ساکن تیجہ خورد یا کسی مہاجن کے پاس جمع کرادین اور پہر مجہسے روپیہ رکہوانیکے خواستگار ہون -

اور یہ جو کہا کہ **کسی معتبر آدمی کو منصف مقرر کرین** " عجیب امر ہے کہ ایک ذات پاک کو ملہم الٰہی مانکر فیصلہ معتبرون سے کرائین جو خدا کے حکم پر راضی نہین اوس سے خدا سمجہے -

اور اگر آپ **حضرت اقدس** کو حکم و نہیں مانتے تو اس سے ہرگز ہرگز گریز نہین کر سکتے کہ بحیثیت ایک **مرد صالح** ہونیکے براہ راست اون سے دریافت کرلین کہ کیا آپ کا دعوی ہمسری رسولخدا صلعم کا ہے اگر وہ اس سے انکار کرین اور اپنے آپ کو خادم رسول خدا قرار دین - تو پہر زید و عمر کی شائین مائین کی کچہہ حاجت نہین -

اور میرے نزدیک تو یہ بہی ایک بیہودہ کارروائی ہے کیونکہ اون کی تحریر و تقریر اس سے پر ہے کہ وہ آنحضرت کی غلامی کا مرتبہ رکہتے ہین اس امر کی تفتیش کرنا اوس **احمق** کی کار ہے جو آفتاب روشن مین چراغ لیکر گلی کوچہ مین اپنی چیزین تلاش کرتا پہرے - اور آپ جو اس امر کے قائل ہین آپ کی یہ کرتوت **دروغ گویم بر روئے تو** کا مصداق ہے وہ تو علی رؤس الاشہاد اعلان کر رہے ہین کہ مین دین اسلام کی حمایت کیواسطے

مبعوث ہؤا ہوں اور آپ لوگ یہ تہمت دیتے ہین کہ وہ جو کچھ کر رہے ہین ایک منافقانہ کار کر رہے ہین یہ نری بدظنی ہے اور بدظنی کوئی مرتبہ نہین ان بعض الظن اثمٌ کبیر کا ارتکاب بڑا جرم ہے جسمین آپ عند اللہ ماخوذ ہونگے مضمون ظن المومنین خیرًا خدا کے رسول کا ارشاد ہے جسکا خلاف کرنیسے آپ کو ذرا ڈر نہین لگتا آپ آنکھون پر پٹی باندہکر حامیان اسلام کی عزت و آبرو پر ناجائز حملہ کرتے ہین خداوند آپ کو ہدایت کرے آپ کی تکذیب کے لئے تو صرف یہ دو شعر کافی ہین جو مدت سے شہرۂ آفاق ہوچکے ہین واللہ عالم آپ کس اندھیر مین پڑے ہین یا کہ جان بوجھکر تعصب اختیار کر لیا ہے۔ ~

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

جانم گداخت از غم ایمانت اے عزیز
دین طرفہ ترکہ من بگمان تو کافرم

اور اگر باوجود ان تمام روشن انوار کے آپ انکار پر کمر بستہ رہین تو پہلے ایمان و صلاحیت کا ثبوت دے لین تاکہ آپ کا قول کسی صدق پر جلوہ گر ہو۔ کیا آپ بالشت بہر زمین بہی اونچا چلتے ہین یا کیا آپ نے ہمارا دل چیر کر دیکھ لیا ہے جو کاذب کاذب کہتے ہین۔ ظاہری اعمال اسلام پر اگر فیصلہ ہے تو اوس مین دونون فریق یکسان ہین بلکہ ادہر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

اور اگر دقیق امور ہین جو آپ کی سمجھ مین نہین آتے تو پہر تخمینًا اسّی آدمیون نے آپ پر **کفر الحاد زندقہ یہودی عیسائی بدعتی دجال ضال** ہونیکا فتوے نہین دیا پہلے اپنی نسبت تو فیصلہ کرالین پہر اورون کا فیصلہ کرانے پر آمادہ ہون۔ **خود را فضیحت و دیگران را نصیحت** کے مصداق کیون بنتے ہو اور اگر خدائی فیصلہ کرنا ہے تو ابرار وغیرہ تہوڑا کو لیکر میدان مین نکلین تاکہ ع

سیہ روی شود آنکہ در وغش باشد

وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

باقی رہی یہ بات کہ "جو واقعہ نتیجہ مین لے بیان کیا ہے جہوٹ ہے" یہ نری آپ کی ہٹ دہرمی ہے اگر آپ چاہین تو اکثر شرکاء جلسہ کے العبیدین کرا کر بہیجدین اور ساری کیفیت کہولدون تاکہ باقی کسر ہی نکل جائے

اور یہ جو کہا کہ "اتنا ہی کافی ہے کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہین جو سچائی کے لئے ایک اچھا سرٹیفکٹ ہے"

بالکل بے تکہ ہانکدیا ہے۔ مولوی صاحب اگر مرزا صاحب کے مرید سچے نہین تو آپ حاجی محمد جو حبیب اللہ بیوپاری پشم وغیرہ کو ہمراہ لیکر قرآنی فیصلہ کرلین بس حولان حول مین پتہ لگ جائیگا کہ کون صادق ہے اور کون کاذب والحمد للہ علے ذالک۔

الملتمس

خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور۔ مورخہ ۱۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

استفسار اور انکے جواب

بخدمت امام الدین ولد مولوی خیر الدین مرحوم مقام سیدوالہ تحصیل گوگیرہ ضلع منٹگمری کارڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۔ قرآن شریف مین لکہا ہے ان المساجد للہ۔ مسجد کی چیز کسی خاص شخص کا مال نہین خدا تعالے کی چیزین خدا ہی کی راہ مین لگائی جائین۔

۲۔ جو خدا تعالے کے مقرر کئے ہوئے امام کو امام نہین مانتا۔ وہ اسکے مرید کو بلا وجہ کسطرح امام بنانا منظور کرتے ہین اور پھر امامؑ کا وہ مرید ہی کیسا ہے کہ جو اوس کے امام مامور من اللہ کو نہین مانتے اونکا وہ جا کر امام بنتا ہے جو جس کے پیچھے چلتا ہے وہ اوسکا امام اور وہ اوس کا مقتدی۔

۳۔ حمل مین نکاح کسی صورت مین بھی جایز نہین ہے اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔

جناب حضرت اقدس امام آخر الزمان دام اقبالہ

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

السلام علیکم کے بعد غلامان دفد ویان سے گذارش ہے آنحضرت کی صحت خداوند سے نیک خواستگار۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مسجد مین بیٹھکر روبرو دو گواہون کے کہدین لڑکے کا ارادہ تو نہین تہا مگر قاضی کی شرارۃ تہی قاضی کے کہنے سے اس لڑکے نے تین طلاق کہدین گواہ ایک تو مسجد کا درویش تہا اور ایک زمیندار تہا۔ اور لڑکی کو بالکل خبر اس بات کی نہ تہی جب طلاقین ہوچکین تو پہر لڑکی کو خبر ہوئی تو لڑکی بہت روئی اور چلانے لگی پھر کیا ہوتا تہا بعد ہونے طلاق کے دس یا بارہ روز کے بعد پھر نکاح کیا گیا اور لڑکی پیدا ہوئی اور پہر اوس لڑکی کو گہر سے نکال دیا اور پہر جہگڑا پڑگیا اوس لڑکے نے تو لڑکی کو گہر سے جدا کر دیا مگر لڑکی بہت نیک تہی۔ اب لڑکی کہتی ہے مین اس گہر کے سوا اور کسی گھر مین نہین جاتی اور دوسرا خاوند اختیار نہین کرتی جب طلاق ہوچکی تو اوسوقت مہر کا ذکر تک نہین ہوا اور ایک سو روپیہ مہر کا ہی اب وہ لڑکی اپنے والد اور والدہ کے پاس ہے اور بہت فساد مچ رہا ہے اب اس مسئلہ کا کس طرح پر حکم ہے۔ نکاح ہوسکتا ہے یا کہ نہین ہوسکتا اگر ہوسکتا ہے تو کسطرح ہوسکتا ہے آیت اور حدیث کے ساتہہ لکہکر روانہ کرین تاکہ یقین کامل ہووے جو آنحضرت کی طرف سے فتوے ہوگا اوسپر عمل کیا جاویگا اور نکاح کا اور مہر کا کسطرح حکم ہے۔ لڑکیوالون نے لاہور خط لکہا تہا وہان سے فتوے آیا اسپر کچہہ اعتبار نہین اور مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور فتوےٰ لکہتے ہین کہ نکاح ہرگز نہین ہوسکتا۔ فتوائے عالمگیری جلد ۲ - صفحہ ۵۹ - کا حوالہ دیتے ہین اور مولوی عبد الواحد بن مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم امام مسجد چینیانوالی لاہور فرماتے ہین کہ نکاح فاسد نہین ہوتا۔ اور پہر ہو سکتا ہے اور کسی کتاب کا حوالہ نہین دیتے حضرۃ عمرؓ کا کچہہ کسطرح کا جہگڑا بتاتے ہین اور جو شخص حلالہ کرے اور پھر طلاق دیدیوے تو اسپر مہر کا کیا حکم ہے اور حلالہ کسوجہ سے ہوسکتا ہے اور لڑکی پیدا ہوئی کو ۹ - یا ۱۰ ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ پس اس سے زیادہ کیا لکھون زیادہ حد ادب۔ جواب طلب ضروری۔

سب احباب کی خدمت مین سلام مسنون

الراقم کمترین محمد الدین از چینیان ریاست فرید کوٹ امام مسجد

الجواب۔ نسائی کی کتاب الطلاق مین یہ ایک واقعہ لکہا ہے باب الثلاث المجموعۃ وما فیہ اخبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعًا من التغلیظ فقام غضبان ثم قال أیلعب بکتاب اللہ و انا بین اظھرکم حتے قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ - ۲ - پھر قرآن کریم مین الطلاق مرتان ہے جسکے معنے یہ ہین کہ طلاق یک دفعہ نہین دینی چاہئے احادیث اور آثار جو اس باب مین ہین اونکے پڑہنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے پس جب اوس کو تین طلاق شرعی ابہی تک نہین دی گئین پہر اس لمبے حاشیہ چڑہانے کی کیا ضرورت ہے حلالہ کے متعلق اس باب مین نسائی مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا۔

لعن اللہ المحل والمحلل لہ۔ نسائی باب احلال المطلقہ ثلاثا ص۹۸

اور نسائی باب طلاق الثلاث المتفرقۃ قبل الدخول بالزوجۃ ص۹۶ جلد اول مین ہے ان الثلاث کانت علے عھد رسول اللہ صلعم وابی بکر وصدر من عمرؓ ترد الی الواحد

نور الدین ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء

میان سراج الدین صاحب احمدی تحصیل علی پور ضلع مظفر نگر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔ جنازہ قبل از ادائے فرض مغرب جائز ہے حضرت نبی کریمؐ نے یہ تین وقت مین جنمین نماز جنازہ پڑہنا منع فرمایا ہے اور امنین اسکو داخل نہین کیا۔ دیکہو نسائی شریف کتاب المواقیت باب النھی عن الصلوٰۃ نصف النھار اوسمین یہ حدیث لکہی ہے ثلاث اوقات کان ینھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتے ترتفع حین یقوم قائم الظھیرۃ حتے تمیل وحین تضیف للغروب حتے تغرب جلد اول صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر۔

۲۔ کتنے صحابہ کا عمل ہے کہ دو رکعت فرض مغرب سے پہلے پڑہ لیتے تہے بلکہ تاخیر مغرب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نسائی جلد اوّل ص۹۶ باب الرخصۃ قبل المغرب ھذا صلوٰۃ کنا نصلیھا علی رسول اللہ صلعم اور اسی کتاب کے باب آخر وقت مغرب ص۹۰ مین تاخیر مغرب لکہا ہے۔

۳۔ میت کے ماتہہ مین کچہہ لکہکر دینا قرآن و حدیث سے ثابت نہین۔

۴۔ الصلوٰۃ سنۃ رسول اللہ آذان کے بعد کہنا محدثات سے ہے صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے ہرگز ثابت نہین۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آذان وہ ہے

جو خطبہ کے وقت نہیں کہی جاتی بلکہ اعلان کیلئے اب پہلے دیجاتی ہے۔ نسائی جلد اول صفحہ ۳۰ مین لکہا ہے باب الاذان للجمعۃ۔
۶- باب مقام الامام فی الخطبہ مین منبر کے متعلق لکہا ہے جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا خطب یستند الی جذع نخلۃ من سواری المسجد فلما وضع المنبر استوے علیہ اور آپ ہمیشہ خطبہ پڑہا کرتے تہے خطبہ مین بیٹہنا نسائی باب کم یخطب النبی مین لکہا ہے عن جابر بن سمرۃ قال جالست النبی فما رأیتہ یخطب الا قایما ویجلس ثم یقوم فیخطب الخطبۃ الاخرۃ۔
۷- خطبہ مین بیٹہکر دعا مانگنا ثابت نہین بلکہ نسائی مین الفصل بین الخطبتین الجلوس کا باب باندہا ہے اور باب السکوت فی القعدۃ بین الخطبتین مین یہ لکہا ہے کان رسول اللہ صلعم یخطب یوم الجمعۃ قایما یقعد قعدۃ لا یتکلم۔
۸- تراویح مین جلسہ کوئی فرض واجب سنت ہو کہ وہ مسنون شرع سے ثابت نہین۔
نور الدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مولوی چند وکلا اصاحب کے جوابات مین ۱ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کا قول جناب عثمان سے اور رسم اہل مدینہ سے تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ بلا ثبوت ہے اور مولوی غلام حسین صاحب کا استدلال بہی عجیب ہے کہ اگر ایسی بلا مرجح ممنوع ہے تو کسی فرض کے پہلے سنن ونوافل کا پڑہنا جایز ہو۔
۲- مولوی غلام حسین صاحب حقیر ہین۔ ایسا ہی ۳ مین مولوی غلام حسین صاحب حقیر ہین اسیطرح ۴ و ۵ کا حال ہے جو ہڑے پنجاب مین قسم قسم کے ہین ہندو جہان بکثرت ہین اور زور پر ہین جو ہڑے ہندو ہین نام مین رسومات مین اور جہان مسلمان ہین وہان رسومات اہل اسلام کے ساتہہ ملتے ہین مگر جو لوگ ادمنین سے حرام کہانا مردار کہانا جایز سمجہتے ہین وہ صریح قرآنی نص کے منکر ہین پہر اپنے آپکو گنہگار نہین جانتے تو مسلمان کیسے ہو سکتے ہین ہان شوہر مسلمان ہو جاوے یا بی بی مسلمان۔ تو یہ امر حکومت کے متعلق ہے نہ ہمارے تمہارے متعلق نہین۔ والسلام
نور الدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
بحضور فیض گنجور مسیح موعود مہدی معہود امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام - دام ظلکم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
گذارش ہے کہ زید کا بوجہ دوسری شادی کرنے کے مسماۃ اندان زوجہ خود کے ساتہہ تنازعہ رہا کرتا تہا زید کے برادران ومسماۃ اندان کے رشتہ داران کے رفع فساد کے لئے زید کو مجبور کیا کہ زوجہ خود یعنے مسماۃ اندان کو طلاق دیدے۔ چنانچہ نامبردہ نے طلاقنامہ تحریر کر دیا جسکی نقل حضور والا کی خدمت مین پیش ہے بعد طلاق دینے مسمی زید اپنی والدہ اور اپنے برادران وغیرہ سے بہت دفعہ یہی کہتا رہا کہ مجکو تنگ کیا گیا جو طلاق دیدیا گیا اب زید کی زوجہ کا اتفاق ہو چکا اسلئے زید چاہتا ہے کہ مین اپنی زوجہ مسماۃ اندان کو پہر اپنے گہر آباد کر لون۔ طلاق سے بعد آجتک جسکو عرصہ چار سال دس ماہ گیارہ یوم کا ہوا زید نے اپنی عورۃ مطلقہ کے ساتہہ کچہہ تعلق نہین رکہا۔ اب حضور کی خدمت مین یہ معاملہ پیش کر کے التماس ہے کہ ایسی حالت مین کیا زید اپنی عورۃ مسماۃ اندان کو اپنے گہر مین آباد کر سکتا ہے زید کا دلی منشاء طلاق دینے کا نہین تہا رفع فساد کے لئے اوسکے برادران نے اسکو مجبور کیا تہا زید کے برادران وہمشیرگان اس امر کے گواہ ہین کہ واقعی زید نے برادران کے مجبور کرنے سے ہی طلاق دیا تہا۔ مسماۃ اندان بہی اپنے خاوند زید کے گہر جانے مین رضامند ہے اصل سوال معہ جواب نیازمند کے پاس ارسال فرماوین۔
الراقم عبد الغنی خان افسر فراشخانہ پٹیالہ سکرٹری انجمن احمدیہ قصبہ سنور
منکہ زید ابن بکر ساکن افضل نگر کا ہون چونکہ مسماۃ اندان بنت عمر سکنہ افضل نگر زوجہ ام نے خواہش کی کہ مجکو طلاق دے چنانچہ حسب خواہش اوسکے مینے مہر اوسکا مبلغ ۲ روپیہ دیکر طلاق حسب طریق شرعی دیدیا اب اوسکا حق ودعوٰے مجہپر کچہہ نہین اور نہ اوسپر کچہہ ہے زیور وپارچات ہر قسم مینے اوس کے لے لئے ہین ایک حبہ باقی نہین رہا اوس نے مجہہ سے مہر شرعی ۲ لیلیا رسید لکہدی لہذا چند کلمہ بطریق طلاقنامہ کے لکہدئے کہ سند ہون اور وقت حاجت کام آوین۔ المرقوم ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء
گواہ شد العبد گواہ شد
زید

الجواب - آجکل کچہہ پوشیدہ اعتراض کے لئے اکثر مسائل علماء کے پاس بہیجے جاتے ہین اصل نہ معلوم کیا ہوتا ہے بظاہر جو کچہہ معلوم ہوتا ہے اوس کے مطابق حضرۃ صلعم کے زمانہ کا ایک واقعہ لکہتا ہون۔ نسائی کی کتاب الطلاق مین ہے اخبر رسول اللہ صلعم من رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعًا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتے قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ اور ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تین طلاق یکبارگی دیدے تو شرع مین ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے اوسکے متعلق صفائی سے اسی کتاب کے بین لکہا ہے ان الثلاث کانت علی عہد رسول اللہ والی بکر وصدر من خلافۃ عمر ترد الی الواحد۔
نور الدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
کیا حکم فرماتے ہین علماء دین مسئلہ سماع موتے مین جب انسان فوت ہو جاوے تو مردہ سنتا ہے یا نہین یا قبرون مین جاکر سلام علیکم کہا جاتا ہے وہ اوس کا جواب سنکر دیتے ہین یا نہین اس مسئلہ مین جو صحیح مسئلہ ہے قرآن وحدیث سے مرقوم فرماکر رحمت فرماوین۔
السائل محمد ولایت شاہ عفی عنہ از مقام راہون ضلع جالندر تحصیل نوان شہر۔
الجواب:- نسائی مطبوعہ مطبع مصر کی جلد اول باب ازواج المومنین صفحہ ۲۹۳ کی شرح مین امام جلال سیوطی نے ایک لمبی بحث اسکے متعلق لکہی ہے اسمین لکہا ہے قال النبی من صلی عند قبری سمعتہ ومن صلے علی غائبًا بلغتہ اور ایسکے باب التسہیل فی غیر السبتیۃ مین ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ صحابہ انہ لیسمع قرع نعالہم صفحہ ۲۸۸
اور اسی مضمون کو شرح بلوغ المرام سبل السلام جلد اول صفحہ ۲۰۱ مین مفصل لکہا ہے اور سبل السلام جلد اول صفحہ ۲۰۲ مین ہے کہ جب کوئی قبرستان مین سے گذرتا ہے اور وہ سلام کہتا ہے تو وہ اوس کے سلام کو سنتے ہین اور اون کو دعا اون سے نفع بہی ہوتا ہے جسکو سبل السلام کے صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۲ مین مفصل بیان کیا ہے واقرؤا علی موتاکم یٰسین کا ارشاد بہی کیا ہے جسکی تفصیل انہین مضمون مین لکہی ہے

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ایک قسم کا ادراک اور سماع ہے مگر قبور پر بیٹہکر قرآن کریم پڑہنا شریعت مین ثابت نہین۔ نبی کریم تمام صحابہ کرام کو احب الناس تہے مگر آپ کی قبر پر کسی صحابہ کا قرآن کریم بیٹہکر پڑہنا ثابت نہین ہوتا بلکہ نسائی جلد اول صفحہ ۲۸۷ مین ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی جمرۃ حتی تحرق خیر لہ من ان یجلس علی قبر سے ایک قسم کی نہی مطلق کا استنباط ہوتا ہے۔
نور الدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃ

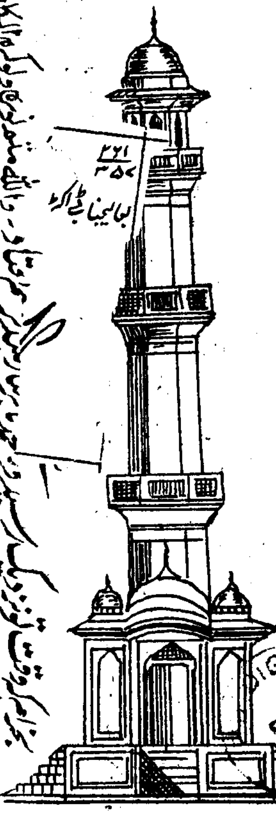

الحکم

فہرست مضامین

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے للعہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـہ ۱۲

نوٹ

روزانہ الحکم کی خریداری کی درخواستین دفتر الحکم مین پہونچ رہی ہین - الحمد للہ علے ذالک - محرر دفتر الحکم -

نمبر ۳۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کا اعلان پچھلے الحکم مین ہوچکا ہے - اس سفر مین دہلی کے مقام پر اکثر احباب نے مجھسے زبانی گفتگو کی - اور انہوں نے روزانہ کی اہمیت اور ضرورت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی خریداری کا مصمم ارادہ ظاہر فرمایا -

مکرمی خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب نے (جو الحکم کے ایک سرپرست ہین) روزانہ کے اجراء پر مجھے بڑی مسرت کا خط لکھ کر مجھے حوصلہ دلایا تھا جزاہ اللہ احسن الجزاء - مجھے امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ روزانہ کے لئے سو کیا کئی سو درخواستین آجائین گی + افراد قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی جگہ اس ضرورت اور اسکی تکمیل کی صورتون پر غور کرین - اور سرسری نظر سے اسکو نہ ٹالدین - جو درخواستین اب تک آئی ہین وہ حوصلہ دلاتی ہین کہ جلد یہ تعداد پوری ہو جاوے گی -

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ناظرین الحکم سے ایک بات

مین چونکہ قادیان سے باہر ہون اسلئے اگر کسی بزرگ کے کسی خط کا جواب مین نہ دے سکون یا کسی ارشاد کی تعمیل نہ ہو سکے تو وہ مجھے معذور سمجھین - اور حضرات بقایا دار بہ لحاظ کرکے کہ میری غیر حاضری مین مطبع کیضرورت کے لئے روپیہ کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے بہت جلد اپنے بقایا مطالبات خود بھیجدین یا مطبع کے ابرا شدہ وی پی وصول کرکے کارخانہ کو شکر گذاری کا موقعہ دین -

+

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق میرا مضمون اگر الحکم مین شائع نہ ہوسکا تو انشاء اللہ العزیز السیرۃ الکریمہ مین اس کی تلافی ہوگی -

تازہ الہامات و رویا

۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - رویا دیکھا کہ دہلی گئے ہین تو تمام دروازہ بند ہین - پھر دیکھا کہ اون پہ قفل لگے ہوئے ہین -

پھر دیکھا - کہ کوئی شخص کچھ تکلیف دینے والی شئے میرے کان مین ڈالتا ہے مینے کہا - تم مجھے کیا دکھ دیتے ہو - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دکھ دیا گیا تھا -

۲۴ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - صبح حضرت نے فرمایا کہ آج رات مینے خواب مین دیکھا ہے - کہ تھوڑے چنے بھنے ہوئے سفید ہین اور ان کے ساتھ ہی منقہ بھی ہے - فرمایا - ہمارا تجربہ ہے - کہ چنے مولی بینگن یا پیاز خواب مین دیکھین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن منقہ دل کو قوت دینے والی شئے ہے اور اس کا دیکھنا اچھا ہے - اس خواب سے معلوم ہوتا ہے - کہ کوئی امر مکروہ چھوٹا یا بڑا در پیش ہے جو منقہ کی آمیزش سے وہ کراہت جاتی رہے گی - فرمایا انسان کی زندگی کے ساتھ مکروہات کا سلسلہ بھی لگا ہوا ہے اگر انسان چاہے کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے - تو یہ ہو نہین سکتا - اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا - یہ زندگی کا چکر ہے - جب تنگی آوے تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے بعد فراخی بھی ضرور آئے گی -

تازہ خبر

۲۹ - کو دہلی مین ماہ رمضان کا چاند نظر آیا -
۳۰ - اکتوبر کو پہلا روزہ ہوا -

ضروری اطلاع

ناظرین الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے - کہ وہ خط و کتابت مین اسبات کا ضرور لحاظ رکھا کرین - کہ جو خط الحکم کے حساب وغیرہ کے بارے مین ارسال کیا جاوے - اوسمین اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک خریدار کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کیا کرین - میرے پاس بعض ایسے خطوط اسوقت موجود ہین - کہ جنمین خریداران نے اپنا نمبر خریداری نہین لکھا - اسی وجہ سے آجتک اون کی تعمیل بھی نہین کی گئی - اس لئے جن اصحاب نے اپنے خطوط پر نمبر مذکور نہین دئے - وہ مجھکو اونکی عدم تعمیل سے معذور سمجھ کر معاف فرماوین - اور آئندہ کے لئے دل مین نوٹ کر لین کہ جو خط الحکم کے متعلق ارسال کیا جاوے - اسمین نمبر خریداری ضرور درج کرین - ہان یہ بھی خیال رہے کہ نمبر درج کرتے وقت ایل نمبر نہ لکھین - کیونکہ وہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے - بلکہ وہ نمبر درج کرین جو پتہ کی چٹ پر نام کے ساتھ چھپا ہوا یا دستی ہوتا ہے -

محرر الحکم

(کتبہ محمد حسن بجنوری عفی عنہ)

حضرت اقدس کا سفر دہلی

ناظرین الحکم کو الحکم کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو چند روز کے لئے دہلی روانہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بٹالہ سے ۱۰ بجے دن کی گاڑی میں سوار ہو کر دہلی میں ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ۳ بجے کے قریب پہنچے۔ اس سفر اور قیام دہلی کے حالات کچھ ایسے تو ہیں نہیں کہ الحکم کی ایک ہی اشاعت میں درج ہو سکیں اور بدقسمتی کہو یا خوش قسمتی مجھے ایسے ضروری سفروں کے حالات مختصر لکھنے کی عادت نہیں اور نہ میری طبیعت کبھی گوارا کرتی ہے کہ ادھورے اور لنگڑے لولے ہوئے حالات لکھوں جو ناظرین کی دلچسپی کا موجب تو کجا ہو سکتے ہیں پہلے میری اپنی ہی دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتے ہیں اس قسم کے مضامین کو ہمیشہ ایک مورخ کی حیثیت سے لکھا جانا پسند کیا کرتا ہوں۔ اور اگر اس حیثیت سے نہ لکھے جاویں تو اس سے بہتر ہے کہ نہ ہی لکھوں۔ چنانچہ سفر سیالکوٹ کے حالات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ان حالات کے تلمبند کرنے میں کیسے ضروری امور کو نظرانداز نہیں ہونے دیا۔ یہی مشکل کہو یا مذاق مجھے ابھی کہ حالات سفر دہلی کے لکھنے میں حارج ہو رہا ہے۔ اگر یہہ حالات لکھنے لگے تو انشاء اللہ بسط سے لکھونگا۔ دراز مختصر خبروں پر اکتفا کرونگا۔ سر دست میں تازہ خبریں اور حالات ناظرین الحکم تک پہونچاتا ہوں۔ بعد میں توفیق ملنے پر مفصل حالات انشاء اللہ لکھونگا۔

دار الامان سے اعلیٰ حضرت ۲۲ اکتوبر کی صبح کو چند خدام اور اہل بیت کو ساتھ لے کر بٹالہ سے ۱۰ بجے دن کے روانہ ہوئے اور دوسرے دن ۲۳ کو بعد دوپہر ۳ بجے کے قریب دہلی پہونچے۔ دہلی کی احمدیہ جماعت اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری سے ناامید ہو چکی تھی بعض وجوہ سے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب اور صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید حضرت مسیح موعود اور ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی سے واپس قادیان کو تشریف لے گئے تھے اسلئے حضرت اقدس کی تشریف آوری بغتۃً تھی آپ الف خان سیاہی والے کے مکان واقعہ چتلی قبر متصل مسجد سید رفاعی صاحب مقیم ہیں۔

۲۴ اکتوبر کی صبح کو اعلیٰ حضرت مع خدام حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی مزار پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھا۔ ۲۵ اکتوبر کو آپ کی طبیعت کسیقدر ناساز تھی اسلئے باہر تشریف نہ لے گئے۔ ورنہ آپ نے ارادہ فرمایا تھا کہ یہاں جو اکابر اور ابرار مدفون ہیں انکی قبر پر جائینگے اور دعا کرینگے۔

۲۶ اکتوبر کو آپ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے جماعت کو ساتھ لے گئے اور دیر تک دعائیں کرتے رہے وہاں سے فارغ ہو کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے والد بزرگوار کے مزار پر گئے بہت دیر تک دعا کی۔

۲۹ اکتوبر کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ کے مزار پر گئے اور فاتحہ پڑھی۔ دہلی کے لوگ علی العموم آتے ہیں۔ اسوقت تک کوئی شوخی اور شرارت ظاہر نہیں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہلی بدل گئی ہے جو ۱۸۹۱ء میں تھی جب کہ اعلیٰ حضرت پہلے تشریف لائے تھے۔ آپ مناسب موقع تقریر میں بھی فرماتے رہے اور فرماتے ہیں۔

لاہور۔ مظفرنگر۔ میرٹھ۔ گڑھی بخشہ۔ پٹیالہ۔ انبالہ۔ لودیانہ۔ اٹاوہ۔ امروہہ۔ شاہ آباد ضلع ہردوئی۔ لائل پور (پنجاب)۔ رعیہ ضلع سیالکوٹ اور بعض دیگر مقامات سے اکثر خدام حاضر ہو چکے ہیں اور آ رہے ہیں۔ لودہیانہ سے مولوی عبد القادر صاحب بطور سفیر حاضر ہوئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت واپسی پر خواہ ایک ہی دن کیلئے ہو لودہیانہ ٹھیریں۔ اعلیٰ حضرت نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے اور امید ہے انشاء اللہ العزیز اگر کوئی ضروری حرج نہ ہوا تو آپ لودہانہ ایک یا دو دن مناسب مصلحت وقت قیام فرمائینگے۔

پٹیالہ کی جماعت کی طرف سے منشی عبد الغنی صاحب افسر فراش خانہ واپسی پر قیام کی درخواست لیکر آئے ہیں اور بعد میں تار بھی جماعت پٹیالہ کی طرف سے آیا ہے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ آیا حضرت وہاں ٹھیرینگے یا نہیں۔ فرمایا ہے کہ روانگی سے پہلے اطلاع دیجاویگی۔

بنگہ ضلع جالندھر کی جماعت کی بھی استدعا ہے کہ حضرت پھگواڑہ سے اتر کر ایک دن بنگہ چلیں۔ مگر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

عام لوگوں میں اسوقت دلچسپی پیدا ہو رہی ہے ابھی پورے طور پر کہہ نہیں سکتے کہ کیا اثر و نتیجہ ہو۔ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی بھی آرہ جاتے ہوئے یہاں اترے اور بعض مولویوں کو کچھ سبق دیکر رخصت ہوئے۔

۲۷ اکتوبر کی صبح کو حضرت حکیم الامۃ مولانا و مخدومنا مولوی نورالدین صاحب بھی دہلی آپہونچے۔ حضرت اقدس نے آپ کو بذریعہ تار بلایا تھا۔ عجیب بات ہے چونکہ تار میں لکھا تھا۔ فوراً چلے آؤ۔ مولوی صاحب جس لباس میں بیٹھے تھے اسی حالت میں چلے آئے۔ تعمیل حکم ہو تو ایسی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ مقام عطا فرماوے۔ آمین۔

حضرت اقدس کا منشاء ہے یہ کہہ کر دل چاہتا ہے کہ اگر موقع ہوا تو کوئی تحریر تبلیغ کے طور پر یہاں پڑھی جاوے۔ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ نہ حضرت نے لکھنا شروع کیا۔

یہہ ہیں عام حالات۔ باقی سفرنامہ میں اپنے طرز پر لکھونگا۔

۲۹ کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت نے ایک تقریر فرمائی اور مدرسہ حسین بخش کے بعض طالب علم کچھ سوال کرتے رہے آخر حضرت نے ایک پرچہ مختصر سا وفات مسیح پر املا کر کے دیا کہ یہ دلائل وفات مسیح کا خلاصہ ہے۔

تازہ وحی۔ یکم نومبر ۱۹۰۵ء۔ دست تو دعاء تو ترحم زخدا۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

(۲۶-ستمبر قبل دوپہر)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور دراصل وہ انکو کیا کرے الله تعالے خود اسکے ساتھ ہوتا ہے اور وہی اس کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ وہ الله تعالے پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ خدا اپنی مخلوق کو خود اسکے ساتھ کردیگا۔ یہی سر ہے کہ انبیاء علیہم السلام خلوت کو پسند کرتے ہین اور مین یقیناً اور اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ وہ ہرگز ہرگز پسند نہین کرتے کہ باہر نکلین لیکن الله تعالے انکو مجبور کرتا ہے اور پکڑ کر باہر نکالتا ہے۔ دیکہو موسیٰ علیہ السلام کو جب الله تعالی نے مامور کرنا چاہا اور فرعون کیطرف ہدایت اور تبلیغ کی خاطر بہیجنے کی بشارت دی۔ تو انہون نے عذر شروع کردیا کہ میںنے انکا ایک خون کیا ہوا ہے۔ بہائی کو بہیجدیا جاوے یہہ کیا بات تہی یہ ایک قسم کا استغنا اور اہل عالم سے الگ رہنے کی زندگی کو پسند کرنا تہا۔ یہی استغنا ہر مامور اور مرسل کو ہوتا ہے اور وہ اسی تنہائی کی زندگی کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور یہی انکے اخلاص کا نشان ہوتا ہے اور اسی لئے الله تعالے انکو اپنے لئے منتخب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ انکے دل پر نظر کرکے خوب دیکہہ لیتا ہے کہ اس مین غیر کیطرف قطعاً توجہ نہین ہوتی اور وہ الله تعالے کی رضا اور تعمیل امری کو اپنی زندگی اور حیات کا ذریعہ سمجھتے ہین۔ ؎

آن کس کہ ترا شناخت جہان راچہ کند
فرزند وعیال وخانمان راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دوجہانش بخشے
دیوانۂ تو ہردوجہان راچہ کند

اسکے دل مین بڑا بننے سے طبعاً نفرت اور کراہت ہوتی ہے مگر وہ لوگ جو خود اس قسم کی کبریٔ کی بیہودہ خواہشون کے غلام اور اسیر ہوتے ہین وہ اپنے نفس پر قیاس کرکے انکی نسبت بہی یہی سمجھتے ہین کہ وہ بڑا بننے کی خواہشون سے ایسے دعوے کرتے ہین۔ حالانکہ وہ اتنا نہین دیکہتے کہ ان کا دعوے تو انپر ایک آفتون اور مصائب کا طوفان لے آتا ہے اور ان کو خطرہ مین ڈالدیتا ہے ہر طرف سے ان کی مخالفت کے لئے ہاتہہ اور زبان چلتی ہے اور کوئی دقیقہ انکو دکہہ دینے مین اٹہا نہین رکہا جاتا۔ پہر یہ کیسی بے انصافی اور ظلم ہے کہ ان کی نسبت یہ وہم کیا جاوے کہ وہ خواہش کبریائی سے ایسا کرتے ہین یہہ بہتان عظیم ہے۔ وہ تو صرف الله تعالے کا جلال اور اس کی عظمت کے اظہار اور اس کی کبریائی کے اعلان کو پسند کرتے ہین اور انکے لئے اپنی جان ایک جان کیا ہزار جان بہی دینے کو طیار رہتے ہین۔ افسوس اہل دنیا ان کے حالات سے بے خبر اور ناواقف ہوتی ہے۔ اسلئے اس قسم کے اعتراض کرتی ہے۔ اصل یہہ ہے کہ الله تعالے کے مصالح پسند فرماتے ہین کہ انکو باہر نکالا جاوے اور وہ دنیا کے سامنے نکلین۔ اور وہ خدا جو اہل دنیا سے مخفی ہوتا ہے انکے وجود مین نظر آوے۔

یہہ بہی یاد رکہو کہ جس چیز سے انسان نفرت کرتا ہے وہی اسکو دیا جاتا ہے اور جس کی طرف بہاگتا ہے اس سے محروم کیا جاتا ہے انبیاء ورسل کا گروہ ہرگز ہرگز اپنی جاہ وعظمت کو نہین چاہتا لیکن الله تعالے اپنے مصالح کی بنا پر انہین عطا کرتا ہے۔ ایک لاکہہ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہین۔ اور اس لحاظ سے ان سب کو گویا ایک ہی سمجہو کیونکہ سب کے ساتہہ ایک ہی معاملہ ہوا ہے الله تعالے نے ان مین سے کسی ایک کو بہی ذلیل اور خوار نہین کیا۔ اس لئے کہ ان کی ذلت خود الله تعالے کی ذلت ہے و تعالے شانہ جو لوگ انکے خلاف کرتے ہین اور مخلوق کو عظمت دیتے ہین گویا الله تعالے کی کبریائی کی ردا مخلوق کو پہناتے ہین۔ وہ الله تعالی کی نظر مین مردود ہوتے ہین۔

یہہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیاء ورسل اور خدا تعالے کے مامورین اہل دنیا سے نفور ہوتے ہین اور دوسری طرف مخلوق کے لئے انکے دل مین اسقدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسکے لئے بہی خطرہ مین ڈالدیتے ہین اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔* چنانچہ الله تعالے انحضرة صلے الله علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف مین فرماتا ہے۔

فلعلك باخع نفسك ان لا یکونوا مومنین

یہہ کسقدر ہمدردی اور خیر خواہی ہے الله تعالے نے اس مین فرمایا ہے کہ تو ان لوگون کے مومن نہ ہونے کے متعلق اسقدر ہم وغم نکر اس غم مین شاید تو اپنی جان ہی دیدے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمدردی مخلوق مین کہانتک بڑہ جاتے ہین۔ اس قسم کی ہمدردی کا نمونہ کسی اور مین نہین پایا جاتا یہانتک کہ ماں باپ اور دوسرے اقارب مین بہی ایسی ہمدردی نہین ہوسکتی۔

مخلوق تو انہین کاذب اور مفتری کہتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے مرتے ہین۔ یقیناً یاد رکہو کہ یہ ہمدردی والدین مین بہی نہین ہوتی اس لئے کہ وہ جب دیکہتے ہین کہ اولاد سرکش اور نافرمان ہے یا اور اس مین پاتے ہین تو آخر اسے چہوڑ دیتے ہین مگر انبیاء ورسل کی یہہ حالت نہین ہوتی۔ وہ مخلوق کو دیکہتے ہین کہ انپر حملے کرتی اور ستاتی ہے لیکن وہ اس کے لئے دعا کرتے ہین آنحضرت صلے الله علیہ وسلم لوگون کی ہدایت کے لئے اسقدر دعا کرتے تہے جسکا نمونہ الله تعالے نے اس آیت مین بیان کیا ہے۔ الله تعالے نے آپ کے دل مین ایک پیاس لگادی تہی کہ لوگ مسلمان ہون اور خدائے واحد کے پرستار ہون۔ جسقدر کوئی نبی عظیم الشان ہوتا ہے اسی قدر یہہ پیاس زیادہ ہوتی ہے اور یہہ پیاس جس قدر تیز ہوتی ہے اسیقدر جذب اور کشش اس مین ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے الله علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء اور جمیع کمالات نبوت کے مظہر تہے اسلئے یہہ پیاس آپ مین بہت ہی زیادہ تہی۔

حضرت حجۃ الله مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے چند اشعار مین آنحضرت صلے الله علیہ وسلم کے اس معجز نما نصح کا ذکر کیا ہے جسکو مین مناسب موقع کے لحاظ سے یہان درج کرتا ہون۔ ایڈیٹر

؎

جان خود دادن پئے خلق خدا در فطرتش
جان نثار خستہ جانان بیدلان را غمگسار
اندران وقتے کہ دنیا پر ز شرک وکفر بود
ہیچکس راخون نشد دل جز دل آن شہریار
ہیچکس از خبث شرک وجنس بت آگہ نشد
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کزان نالہا باشد خبر
کان شفیع کرد از بہر جہان در کنج غار
من نمیدانم چہ دردے بود واندوہ وغمے
کاندران غارے درآوردش حزین ودلفگار
نے زتاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کژدم ونے بیم مار
کشتۂ قوم و فدائے خلق وقربان جہان
نے بجسم خویش میلش نے بنفس خویش کار
نعرہا پُردرد میزد از پئے خلق خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل ونہار
آخر از عجز ومناجات وتضرع کردنش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک وتار
در جہان از معصیتہا بود طوفان عظیم
بود خلق از شرک وعصیان کور وکر در ہر دیار
سخت شورے بر فلک افتاد زان عجز ودعا
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
منت او بر ہمہ سرخ وسیاہی ثابت است
آنکہ بہر نوع انسان کرد جان خود نثار

اور چونکہ یہہ پیاس بہت تہی اسی وجہ سے آپ مین

۴ جان کو خطرہ مین ڈالتے ہین اس سے انکی غرض کیا ہوتی ہے؟ صرف یہی کہ مخلوق کو اپنے خالق کے آگے جہکاو اور الله تعالے کی کبریائی اور عظمت کا انہین قائل کراد۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت اور ہمدردی کے بڑے اعلے اعلے نمونے دیکہے گئے ہین مگر افسوس اہل دنیا آنکہین بند کئے ہوئے ہین خود اعلے حضرت نے اپنے اس جوش ہمدردی کو یون بیان فرمایا ہے

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبان حق
نمیگردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم
دل وجانم چنان مستغرق اندر فکر اوشان است
کہ نے از دل خبردارم نہ از جان خود آگاہم
بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازین در لذتم کز درد میخیزد ز دل آہم
مرا مقصود ومطلوب وتمنا خدمت خلق است
ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند ونصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر وزور واکراہم
غم خلق خدا صرف از زبان خوردن چہ کار است این
گرش صد جان بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم
چو شام پر غبار وتیرہ حال عالمے بینم
خدا بروے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

*فٹ نوٹ۔ فی الحقیقت انبیاء ورسل ومامورین جو نمونہ شفقت علی خلق الله کا دکہاتے ہین وہ خارق عادت ہوتا ہے اور اس لحاظ سے وہ ان کی صداقت کا ایک زبردست معیار ہوتا ہے وہ ہمدردی اور ایثار کسی شخص مین تکلف اور تصنع سے پیدا نہین ہوسکتا بلکہ انکی فطرت اور طبیعت کا ایک جزو لاینفک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مخلوق انہین ستاتی اور دکہہ دیتی ہے لیکن پہر بہی وہ اسکے لئے دکہہ اٹہاتے ہین اور اپنی ۴

جذب اور کشش کی قوت بھی تمام راستبازون اور مامورون سے بڑھ کر تی۔ جسکا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ آپ کی زندگی ہی مین کل عرب مسلمان ہو گیا۔ یہ کشش اور جذب جو مامورین کو دیا جاتا ہے وہ مستعد دلون کو تو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور ان لوگون کو جو اس سے حصہ نہین رکھتے دشمنی مین ترقی کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید در بوم شورہ خس

اسی طرح پر انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہوتی ہے کہ مومن اور کافر انکے طفیل سے اپنے کفر اور ایمان مین کمال کرتے ہین۔ لکھا ہے کہ ابو جہل کا کفر پورا نہ ہوتا اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔

پہلے اسکا کفر مخفی تہا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اسکا اظہار ہو گیا۔ اسیطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدق بہی مخفی تہا جو اسوقت ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روحانی دعوت کی ایک نے اس دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگون کے لئے اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

انبیاء و رسل آکر اس خباثت اور شقاوت کو جو ان کے اندر ہوتی ہے ظاہر کر دیتے ہین۔ قرآن شریف نے انبیاء و رسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ
والذی خبث لا یخرج الا نکدا ط۔

یہہ تمثیل اسلام کی ہے جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتون کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہین۔ ان کے ظہور کا یہہ خاصہ اور علامات ہین۔ کہ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت مین ترقی کرتے ہین اور شریر شرارت مین بڑھ جاتے ہین۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتین کرنی شروع کین اور دکھہ اور ایذا رسانی کے منصوبے کئے اسوقت معلوم ہوا کہ کیسی کیسی خبیث طبعین ہین۔ ایک وہ لوگ تہے کہ انہون نے آپ کی راہ مین اپنے سر کٹوا ڈالے۔ انکے حالات اور واقعات کو دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ ان مین کیسا اخلاص اور ارادت تہی فی الحقیقت ان کا اسوہ اسوہ حسنہ ہے یہانتک کہ ان مین سے اگر کسی کا ایک ضرب سے سر نہین کٹا تو اس کو شک ہو کہ شہید نہین ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالے کی راہ مین کیسے فدا تہے لکھا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری اسکے نہ لگی مگر اپنے لگی دوسرے نے کہا کہ شہید نہین ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور پوچھا کہ کیا شہید نہین ہوا۔ آپ نے فرمایا دو اجر ملین گے ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا کے لئے خطرہ مین ڈالا۔

اس قسم کا ایمان ان لوگون کا تہا پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالے کے لئے حاصل نہ کچہہ نہین بنتا۔

مین یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت مین دیکھنا چاہتا ہون کہ اللہ تعالے کو وہ مقدم کر لین اور کوئی امر ان کی راہ مین روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجہین مین دیکھتا ہون کہ بعض لوگون کے کارڈ آتے ہین کسی تجارت یا اور کام مین نقصان ہوا یا اور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جھٹ شبہات مین پڑ گئے ایسی حالت مین ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کسقدر دور ہین۔ غور کرو کیا فرق ہے صحابہ مین اور ان لوگون مین۔ صحابہ یہ چاہتے تہے کہ خدا تعالے کو راضی کرین خواہ اس راہ مین کیسی ہی سختیان اور تکلیفین اٹھانی پڑین۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات مین نہ پڑتا اور اسکی دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاتا تہا۔ وہ سمجہہ چکے تہے کہ ان ابتلاؤن کے نیچے خدا تعالے کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے ؎

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اسکو کہول کر دیکھو صحابہ کی زندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تہا صحابہ جس مقام پر پہونچے تہے اسکو قرآن شریف مین اسطرح پر بیان فرمایا ہے۔

منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر

یعنے بعض ان مین سے شہادت پا چکے اور انہون نے گویا اصل مقصد حاصل کر لیا اور بعض انتظار مین ہین اور چاہتے ہین کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہ دنیا کی طرف نہین جہکے کہ عمرین لنبی ہون اور اسقدر مال و دولت ملے اور یون بے فکری اور عیش کے سامان ہون۔ مین جب صحابہ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہون تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے انکی کایا پلٹ دی اور انہین بالکل رو بخدا کر دیا۔ (اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک وسلم) خلاصہ یہہ کہ ہمارا فرض یہہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالے کی رضامندی کے جویا اور طالب رہین اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دین۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دو اللہ تعالے کے رضا کے حاصل کرنے مین ہونی چاہئے خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہہ رضاء الہی دنیا اور اس کی تمام لذات سے افضل اور بالاتر ہے۔

یہہ بہی یاد رکہو کہ یہی شہادت نہین کہ ایک شخص جنگ مین مارا جاوے بلکہ یہہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالے کی راہ مین ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دکہہ درد اور مصیبت کو اٹھانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اٹھاتا ہے وہ بہی شہید ہے۔ **شہید** کا مقام وہ مقام ہے جہان وہ اللہ تعالے کو گویا دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنے اللہ تعالے کی ہستی اسکی قدرتون اور تصرفات پر وہ اسطرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہونچ جاوے پہر اسکو اللہ تعالے کی راہ مین جان دینا کچہہ بہی مشکل معلوم نہین ہوتا بلکہ وہ اس مین راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ مین استقلال اور ثبات قدم ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ مین اور نہ تمنا کی مر گیا وہ نفاق کے شعبہ مین۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مومن کامل نہین ہوتا جب تک اللہ تعالے کی راہ مین مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نکرے۔ پہر یہ کیسا گران مرحلہ ہے ان لوگون کے لئے جنہون نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجہا۔ خدا تعالے کی راہ مین مرنے کے یہہ معنے نہین کہ انسان خواہ نخواہ لڑائیان کرتا پہرے بلکہ اس سے یہہ مراد ہے کہ خدا تعالے کے احکام اور اوامر کو اسکی رضا کو اپنی تمام خواہشون اور آرزوؤن پر مقدم کرے اور اور پہر اپنے دل مین غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو اور خدا کی راہ مین اگر اسپر مصائب اور شدائد بہی پڑین تو وہ ایک لذت اور خوشی کے ساتہہ انہین برداشت کرے۔ اور اگر جان بہی دینی پڑے تو تردد نہو۔ پس یہی وہ امر ہے جو مین اپنی جماعت مین پیدا کرنا چاہتا ہون کہ ان مین صحابہ کا نمونہ قایم ہو۔ مجہے افسوس ہوتا ہے کہ جب کثرت سے ایسے خطوط آتے ہین کہ جن مین دنیا اور اسکی خواہشون کا ذکر ہوتا ہے اور لکہا جاتا ہے کہ میرے لئے فلان امر کیواسطے دعا کرو۔ میری فلان آرزو پوری ہو جائے۔ بہت ہی تہوڑے لوگ ہوتے ہین جو محض خدا کی رضا ہی کو مقدم کرتے ہین اور اسی کی ہی خواہش اور آرزو کرتے ہین۔ بعض ایسے ہوتے ہین کہ مکر سے لکہتے ہین۔ یعنے پہلے تو ذکر تے ہین کہ آپ دعا کرین کہ ہمارے دل مین ذوق شوق عبادت کا پیدا ہو جاوے اور یہ ہوا اور وہ ہو۔ پہر آخر مین اپنی دنیوی خواہشون کو ظاہر کرتے ہین مین ایسی بدبودار تحریرون کو شناخت کر لیتا ہون اسکہ ان کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ نہین جانتے کہ خدا تعالے عالم الغیب ہے اور وہ نیات کو خوب دیکھتا ہے اسطرح پر تو گویا خدا کو دہوکہ دینا ہے اس طریق کو بالکل چہوڑ دینا چاہئے۔ تمہین چاہئے کہ خالصتاً اللہ کے لئے ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ تعالی کی رضا جوئی کو مقدم کروگے تو یقیناً سمجہو دنیا مین بہی ذلیل اور خوار نہین رہوگے۔ اللہ تعالی کو اپنے بندون کے لئے غیرت ہوتی ہے وہ خود انکا تکفل فرماتا ہے اور ہر قسم کی مشکلات سے انہین نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے۔ مین یقیناً جانتا ہون اور کہتا ہون کہ اگر تم مین وہ تخم بویا گیا جو صحابہ مین بویا گیا تہا۔ تو اللہ تعالے ہر طرح اپنے فضل کریگا۔ ایسے شخص پر کوئی شخص حملہ نہین کر سکتا اس امر کو خوب یاد رکہو کہ اگر خدا تعالی کے ساتہہ سچا اور مضبوط تعلق ہو جاوے تو پہر کسی کی دشمنی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ مینے پہلے بہی کہا تہا کہ میرے نزدیک عیسیٰ یا موسیٰ کا دعویٰ کوئی حقیقت نہین رکہتا۔ اصل غرض تو یہہ ہے کہ مین مقام رضا حاصل کرنا چاہتا ہون اور یہی سب کو کرنا چاہئے۔ یہہ اس کا فضل اور محض فضل ہے کہ وہ اپنے انعامات سے حصہ دے اور اس کے حضور کوئی کمی اور اس کی ذات مین کوئی بخل نہین۔ یہ کبہی خیال نہین کرنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی اور ایثار کا وہ نمونہ اور خاتم الخلفاء کی ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ کا یہہ نمونہ جو یقیناً آپ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی اور زندہ ثبوت ہے۔ مگر ان لوگون کے لئے جو طالبان حق ہون اور آنکہین کہلی رکہتے ہین۔ پہر آپکی ہمدردی کا جو نمونہ ہم دن رات قادیان میں دیکھتے ہین اس کا ذکر مین اس مضمون مین انشاء اللہ بسط سے کرونگا۔ حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکہنا چاہتا ہون۔ اللہ تعالے اسکی توفیق دے۔ ایڈیٹر۔

میرے نزدیک جو شخص ایسا گمان کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان انبیاء و رسل کے انعامات کو حاصل نہیں کر سکتا تو پھر دنیا میں ان کے آنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟ خدا تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے والوں اور راستبازوں کی ساری امیدوں کا خون ہو جاوے اور وہ تو گویا زندہ ہی مر جاویں۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہے اللہ تعالےٰ ہر شخص پر وہی انعام کر سکتا ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ بندوں پر کئے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا دل اور اخلاص لیکر اس کے حضور آؤ۔

میں نے از خود کوئی دعویٰ نہیں کیا میں اپنی خلوت کو پسند کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے مصالح نے ایسا ہی چاہا اور اس نے خود مجھے باہر نکالا۔ چونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جب کسی شخص کو اسکی مناسب عزت سے بڑھ کر عظمت دیجاتی ہے تو اللہ تعالےٰ اس عظمت کا دشمن ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ اسکی توحید کے خلاف ہے اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے وہ عظمت تجویز کر دی گئی تھی جسکے وہ مستحق نہ تھے یہانتک کہ انہیں خدا بنا دیا گیا اور خانہ خدا خالی ہو گیا۔ عیسائیوں سے پوچھ کر دیکھ لو وہ یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح ہی خود خدا ہے۔ اب جس انسان کو اس قدر عظمت دی گئی اور اسے خدا بنا یا گیا (نعوذ باللہ) اور اسطرح خدا کا پہلو گم کر دیا گیا۔ تو کیا خدا تعالےٰ کی غیرت مخلوق کو اس انسان پرستی سے نجات دینے کے لئے جوش میں نہ آتی۔ پس اس تقاضا کے موافق اس نے مجھے مسیح کر کے بھیجا تا کہ دنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ مسیح بجز ایک عاجز انسان کے اور کچھہ نہ تھا۔ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس کفر کی اصلاح کرے۔ اور اس کے لئے یہی راہ اختیار کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد کو اسی نام سے بھیج دیا تا ایکطرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو اور دوسری طرف مسیح کی حقیقت معلوم ہو۔

یہہ ایسی موٹی بات ہے کہ معمولی عقل کا انسان بھی اسکو سمجھ سکتا ہے دیکھو اگر ایک بڑے آدمی کو معمولی اردلی سے مشابہت دی جاوے تو وہ چڑتا ہے یا نہیں؟ پھر کیا خدا تعالےٰ میں اتنی بھی غیرت نہیں کہ ایک عاجز انسان کو اسکی الوہیت کے عرش پر بٹھایا جاوے اور مخلوق تباہ ہو اور وہ انسداد نہ کرے؟

خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ میں خدا ہوں اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو میں جہنم میں ڈالدوں۔ ایک مقام پر یہہ بھی فرمایا ہے کہ مسیح سے اسکا جواب طلب ہوگا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھ اور میری ماں کو خدا بنا لو۔ تو حضرت مسیح اس مقام پر اس سے اپنی بریت ظاہر کریں گے اور آخر یہہ کہیں گے۔

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

یعنے جب تک میں ان میں زندہ رہا تھا میں نے ہرگز نہیں کہا ہاں جب تو نے مجھے وفات دیدی تو پھر تو آپ انکا نگران تھا۔ اس سے پہلے مادمت فیہم کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جب تک حضرت مسیح زندہ رہے ان کی قوم میں یہہ بگاڑ پیدا نہیں ہوا۔ ساری ضلالت بعد وفات ہوئی ہے اگر حضرت مسیح ابھی تک زندہ ہیں تو پھر یہ ماننا پڑیگا کہ عیسائی نہیں بگڑے بلکہ حق پر ہیں۔ پر غور کر کے بتاؤ اسلام کی حقانیت پر یہہ کسقدر خطرناک حملہ ہوگا۔ کیونکہ جب وہ ایک سچا مذہب موجود ہے اور اس میں کوئی خرابی ہی پیدا نہیں ہوئی تو پھر جو کچھہ وہ کہتے ہیں مان لینا چاہیئے۔ مگر نہیں خدا تعالےٰ کا کلام حق ہے اور یہی سچ ہے کہ وہ مر گئے اور عیسائی مذہب بھی ان کے ساتھہ ہی مر گیا اور اس میں کوئی روح حق اور حقیقت کی نہیں رہی۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے کا اقرار اپنی موت کے بعد کرتے ہیں اگر انہوں نے آنا تھا تو وہ یہہ جواب نہ دیتے۔ ورنہ یہ جواب اللہ تعالےٰ کے حضور جھوٹا سمجھا جاویگا اور رب العرش العظیم کے حضور حلف دروغی ہوگی؟ کیونکہ اس صورت میں تو انہیں کہنا چاہیئے تھا کہ میں گیا اور جا کر ان کی صلیبوں کو توڑا اور ان میں پھر توحید قائم کی وغیرہ وغیرہ۔

غرض

یہہ میرا دعویٰ جو اللہ تعالےٰ کے ایماء اور حکم صریح سے کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان مصالح اور حکمت سے ایسا ہی چاہا ہے تا کہ مسیح کی عظمت کو توڑا جاوے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ نے ایسا کیا ہے یہودی خدا تعالےٰ کی برگزیدہ قوم کہلاتے تھے لیکن جب انہوں نے شریعت کی بے حرمتی کی اور وہ حد سے زیادہ بگڑ گئے تو اللہ تعالےٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ ان میں نبوت کا سلسلہ رہے اور نبوت کو خاندان بنی اسماعیل میں منتقل کر کے ختم کر دیا جیسا کہ خود حضرت عیسےٰ نے بھی باغ والی تمثیل میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہودیوں کی اس شوخی اور گستاخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انپر ذلت کی مار ماری گئی اب وہ ہر سلطنت کے ماتحت ذلیل ہیں۔ بلکہ بعض سلطنتوں سے کئی دفعہ نکالے گئے ہیں۔ اب جبکہ یہود پر ذلت پڑ چکی اور نبوت ان کے خاندان سے منتقل ہو چکی تو کیا یہہ انتقال نبوت تنزل کے طور پر تھا اور ناقص تھا؟ اگر ایسا تھا تو پھر یہودی ناز کر سکتے ہیں اور وہ یہ پیش کر سکتے ہیں کہ ہم پر یہہ فضل ہؤا اور وہ انعام ہؤا منجملہ اس کے ایک یہ بھی کہ توریت کی خدمت اور اس کے استحکام کے لئے برابر خلفاء اور رسل آتے رہے لیکن قرآن شریف کو یہہ مرتبہ حاصل نہ ہؤا (نعوذ باللہ من ذالک) سو چکر بتاؤ۔ کہ کیا یہ اسلام کی بے عزتی اور نقص کی دلیل ہوگی یا اس کے لئے عظمت کا ذریعہ؟ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالفوں نے میری مخالفت میں یہاں تک غلو کیا ہے کہ اسلام کی بھی سخت ہتک کر لینی انہوں نے گوارا کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء اور تمام نبیوں سے افضل اور اکمل تھے۔ (صلے اللہ علیہ وسلم) معاذ اللہ ناقص نبی ٹھیرایا۔ جب یہ تسلیم کر لیا اور اپنا عقیدہ بنا لیا کہ اب کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ پا سکے۔ اور خدا تعالےٰ اس کے ہاتھہ پر تائیدی نشان ظاہر کر سکے۔ تم خود بتاؤ کہ اس عقیدہ سے اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ اگر خدا تعالےٰ پہلے بولتا تھا مگر اب نہیں بولتا تو اسکا ثبوت کیا ہے؟ کہ وہ پہلے بولتا تھا اگر خدا تعالےٰ پہلے خارق عادت تصرفات دکھاتا تھا مگر اب نہیں دکھاتا تو اسکا کیا ثبوت ہے؟ قصے کہانیاں کون قوم بیان نہیں کرتی۔ افسوس ان کو تعصب نے ایسا اندھا کر دیا ہے کہ کچھہ بھی انکو سوجھائی نہیں دیتا اور میری مخالفت میں یہہ اسلام کو بھی ہاتھہ سے دیتے ہیں۔

غرض

اگر یہودی ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق ہو چکے ہیں اور نبوت اس خاندان سے منتقل ہو چکی ہے تو پھر یہہ ناممکن ہے کہ مسیح دوبارہ اسی خاندان سے آوے؟ اگر یہہ تسلیم کیا جاوے گا تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ادنےٰ نبی مانا جاوے اور اس امت کو بھی ادنےٰ امت حالانکہ یہہ قرآن شریف کے منشاء کے صریح خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف نے تو صاف طور پر فرمایا

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

پھر اس امت کو خیر الامۃ کی بجائے شر الامۃ کہوگے؟ اور اس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر حملہ ہوگا! مگر یقیناً یہہ سب جھوٹ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اعلےٰ درجہ کی تھی اور ہے اسلئے کہ وہ ابتک اپنا اثر دکھا رہی اور تیرہ سو سال گذرنے کے بعد مطہر اور مقدس وجود پیدا کرتی ہے اللہ تعالےٰ کا انتقال نبوت سے یہی منشاء تھا کہ وہ اپنا فضل و کمال دکھانا چاہتا تھا جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اھدنا الصراط المستقیم میں۔ یعنے اے اللہ ہم پر وہ انعام و اکرام کر جو پہلے نبیوں اور صدیقوں شہیدوں اور صالحین پر تو نے کئے ہیں۔ ہم پر بھی کر۔ اگر خدا تعالےٰ یہہ انعام و اکرام کر ہی نہیں سکتا تھا اور انکا دروازہ بند ہو چکا تھا تو پھر اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی؟ اسرائیلیوں پر تو یہ دروازہ بند ہو چکا تھا اگر یہاں بھی بند ہو گیا تو پھر کیا فائدہ ہؤا؟ اور کسی بات میں بنی اسرائیل پر اس امت کو فخر ہؤا۔ جو خود اندھا ہے وہ دوسرے اندھے پر کیا فخر کر سکتا ہے؟

اگر وحی۔ الہام۔ خوارق یہودیوں پر بند ہو چکے ہیں! تو پھر یہہ بتاؤ کہ پھر کیا کسی جگہ جا کر کھلا بھی یا نہیں۔ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ نہیں ہم پر بھی یہ دروازہ بند ہے یہ کیسی بدنصیبی ہے پانچ وقت اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے ہیں۔ اور اسپر بھی کچھہ نہیں ملتا! تعجب!!

اللہ تعالےٰ کا خود ایسی دعا تعلیم کرنا تو یہہ معنی رکھتا ہے کہ میں تم پر انعام و اکرام کرنے کے لئے طیار ہوں جیسے کسی حاکم کے سامنے پانچ امیدوار ہوں اور وہ ان میں سے ایک کو کہے کہ تم یہاں حاضر رہو تو اسکے یہی معنے ہوتے ہیں کہ اسکو ضرور کام دیا جاویگا۔ اسیطرح پر اللہ تعالےٰ نے یہ دعا تعلیم کی اور پانچوں وقت یہ پڑھی جاتی ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ اس کا کچھہ بھی اثر

عدل

اور نتیجہ نہیں ہوتا؟ کیا یہ قرآن شریف کی ہتک اور اسلام کی ہتک نہیں؟ میرے اور انکے درمیان یہی امر دراصل متنازعہ فیہ ہے میں یہہ کہتا ہوں کہ **اسلام کے برکات** اور تاثیرات جیسے پہلے تھیں ویسے ہی اب بھی ہیں وہ خدا جو پہلے تصرفات اب بھی دکھاتا ہے اور کلام کرتا ہے مگر یہ اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اب یہہ دروازہ بند ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ نعوذ باللہ گونگا ہو گیا وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ نعوذ باللہ اسلام میں تاثیر اور قبولیت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات پیچھے رہ گئی ہیں۔ افسوس انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف اور اسلام کی قدر نہیں کی۔ اسلام زندہ مذہب ہے اور ہماری کتاب **زندہ کتاب** ہمارا خدا **زندہ خدا** اور ہمارا رسول **زندہ** رسول ہے پھر اسکے برکات انوار اور تاثیرات مردہ کیونکر ہو سکتی ہیں؟ میں اس مخالفت کی کچھ پروا نہیں کر سکتا انکی مخالفت کے خیال سے میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اسکی کتاب کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔

لاہور میں عبد الحکیم نام ایک شخص سے میری گفتگو ہوئی۔ اسنے کہا کہ الہام پہلی امتوں کا خاصہ تھا یہانتک کہ عورتوں کو بھی وحی ہوتی تھی مگر اس امت میں یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے کیا یہ امت بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گذری ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے اسکے لئے یہی چاہا ہے کہ وہ خیر الامم کہلا کر بھی محروم رہے؟ اس عبد الحکیم نے تو یہانتک کہدیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی محدث نہ تھے وہ بھی صرف انکی ایک خوش کرنے کی بات تھی محدث وہ بھی نہ تھے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کی ہتک اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہہ لوگ کرتے ہیں پھر میں ان کی مخالفت کی کیا پروا کروں یہہ لوگ اسلام کے دوست نہیں دشمن ہیں۔ اگر بقول ان کے سب بے نصیب ہیں تو پھر کیا فائدہ؟ ہزار اتباع کریں معرفت نہ بڑھیگی تو کوئی احمق اور نادان ہی ہوگا جو اس پر بھی اتباع ضروری سمجھے۔ حضرت عیسیٰ کا آنا نہ آنا تو امر ہی الگ ہے اس سوال کو پیچھے چھوڑ دو پہلے یہ تو فیصلہ کر دو کہ کیا اس امت پر بھی وہ **برکات اور فیوض** ہونگے یا نہیں؟

جب یہ فیصلہ ہو لے تو پھر پیچھے کی آمد کا سوال جھٹ طے ہو سکتا ہے۔

یہہ لوگ جن مہلکات میں پھنسے ہوئے ہیں وہ بہت خطرناک مرض ہے اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہوگی؟ کہ اس امت کی نسبت باوجود خیر الامم ہونے کے یہہ یقین کر لیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل شرف مکالمہ سے محروم ہے اور خواہ ساری عمر کوئی مجاہدہ کرتا رہے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا (نعوذ باللہ) جیسے کہدیا جاوے کہ خواہ ہزار ہاتھ تک کھودتے چلو مگر پانی نہیں ملے گا۔ اگر یہہ سچ ہے جیساکہ ہمارے مخالف کہتے ہیں تو پھر مجاہدہ اور دعا کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ جسکو ممکن الحصول سمجھتا ہے اسے تلاش کرتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا ہے اور اگر اسے یہ خیال اور یقین نہ ہو تو وہ مجاہدہ اور سعی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جیسے ہما یا عنقا کی کوئی تلاش نہیں کرتا اسلئے کہ سب جانتے ہیں کہ یہہ چیزیں ناممکن الحصول ہیں۔ پس اسیطرح جب یہ یقین کر لیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف ملنے کا ہی نہیں اور خوارق اب دیئے ہی نہیں جا سکتے تو پھر مجاہدہ اور دعا جو اس کے لئے ضروری ہیں محض بیکار ہوں گے اور اس کے لئے کوئی جرأت نہ کریگا۔ اور اس امت کے لئے نعوذ باللہ من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی صادق آئیگا۔ اور اس سے خاتمہ کا بھی پتہ لگ جائیگا کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ جہنمی زندگی ہے پھر آخرت میں بھی جہنم ہی ہوگا۔ اور اسلام ایک جھوٹا مذہب ٹھیریگا۔ اور نعوذ باللہ خدا نے بھی اس امت کو دھوکا دیا کہ خیر الامۃ بنا کر پھر کچھ بھی نہ دیا۔

اس قسم کا عقیدہ رکھنا ہی کچھ کم بدقسمتی اور اسلام کی ہتک نہ تھی کہ اسپر دوسری مصیبت یہہ آئی کہ اسکے لئے وجوہات اور دلائل پیدا کرنے لگے چنانچہ کہتے ہیں کہ یہ دروازہ مکالمات و مخاطبات کا اسوجہ سے بند ہو گیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے بعد یہہ فیض اور فضل بند ہو گیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ختم نبوت کے ساتھ ہی اگر معرفت اور بصیرت کے دروازے بھی بند ہو گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بھی ثابت نہو نگے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے کہ تا اللہ تعالیٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو۔ اور ایسا ایمان پیدا ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اسکی قدرتوں اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ یہی مکالمات و مخاطبات اور خوارق عادات ہیں لیکن جب یہہ دروازہ ہی بند ہو گیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز قدر نہیں کی اور آپ کی شان عالی کو بالکل نہیں سمجھا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہہ نہ تراشتے اس آیت کے اگر یہ معنے جو یہ پیش کرتے ہیں تسلیم کر لئے جاویں تو پھر گویا آپ کو نعوذ باللہ ابتر ہوگا کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور روحانی کی یہہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا؟ اصل بات یہہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپ کی **روحانی** اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آیندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور حالت میں ملسکتی ہے جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرلے بدوں اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذّاب ہوگا۔ اسلئے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں آسکتا۔ ہاں فنافی الرسول اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے براہین میں یہ الہام درج ہے۔

کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم۔

یعنے یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف مجھے دیا گیا ہے یہہ محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے یہ آپ ہی کے ظہور میں آرہے ہیں جسقدر تاثیرات اور برکات اور انوار ہیں وہ آپ ہی کے ہیں۔

اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتویٰ دو کہ اُنکے متعلق تم کیا سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ہوگا ان کو جو کچھ دیا جائیگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی ہونے اور آپ کے کامل اتباع کیوجہ سے نصیب ہوگا یا پہلے سے انہیں دیا گیا ہے؟ یہ مانتے ہیں کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متبع تھا۔ پھر یہ تو توریت کا فخر ہوا۔ نہ کہ قرآن مجید کا۔ پھر کیسی بیہودگی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھا جاوے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی ہتک شان کا موجب ہو۔

اسلئے یہ ضرور ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہو اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے برکت اور تعلیم پائے۔ اور آپ ہی کے فیض اور ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔ ہمنے دیکھا ہے کہ ہمارے مخالف اس موقع پر چالاکی سے یہ کہدیتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ امتی ہوگا۔ یہہ مصیبت انہیں بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ اس میں اما مکم منکم اور امکم منکم لکھا ہوا ہے۔ اسلئے حضرت عیسیٰ کو امتی بناتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ امتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بغیر گمراہ تھا جو رشد اور سعادت اسنے پائی وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تھے اور اب بھی گمراہ ہیں جبوقت آئیں گے اسوقت آپ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کرنیسے وہ درجہ اور عزت انہیں ملے گی۔ پھر اما مکم منکم کا مفہوم اسصورت میں تو درست نہ ٹھیرا افسوس کا مقام ہے ان لوگوں نے قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے اور وہ جو حکم ہو کر آیا تھا اسکا انکار کر دیا پھر انکو سمجھ آوے تو کیونکر۔ اما مکم منکم صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تھا کہ آنیوالا امام تم میں سے ہی ہوگا مگر یہہ اسپر راضی نہیں ہوتے۔ یہہ امت کو خیر الامم اور یہودی بنا کر تو خوش ہو جاتے ہیں لیکن مسیح اور امام کا آنا اس امت سے تسلیم نہیں کر سکتے۔ الا ایسا تو حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کریں کہ وہ گمراہ ہیں (معاذ اللہ) جیساکہ عیسائیوں نے اقرار کر لیا کہ وہ ملعون ہیں (نعوذ باللہ) عیسائیوں نے ملعون تو انکو کہدیا مگر لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہے اگر انکو پہلے خبر ہوتی کہ لعنت کا یہ مفہوم ہے تو کبھی نہ کہتے بیٹے نے مسیح کو کہا کہ لعنت کا مفہوم تو یہ ہے کہ ملعون راندہ درگاہ ہو اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو۔ اور شیطان سے جا ملے اب بتاؤ کہ تم مسیح کیلئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو؟ تو آخر وہ جواب نہ دے سکا بلکہ حقیقت میں انکا جواب ہی نہیں۔ انہوں نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بیخبر رہکر یہ لفظ ان کے

شاہ آباد ضلع ہردوئی میں اعلائے حق

ناظرین الحکم جناب مولانا مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس ہردوئی کے نام سے واقف ہیں صاحب موصوف ایک ذی وجاہت رئیس ہونے کے علاوہ ذی علم اور قابل آدمی ہیں۔

شاہ آباد میں وہ تنہا احمدی ہیں۔ خان سید مظفر علی صاحب (برادر حقیقی حکیم سید امجد علی صاحب جو محلہ سید والہین رہتے ہیں) نے منشی نثار الحق صاحب دہلوی محرر پنچ مجسٹریٹ شاہ آباد کے توسط سے حیات مسیح کے متعلق گفتگو کرنے کی دعوت دی اس مسئلہ کے متعلق مولوی انوار حسین خان صاحب نے اسکا تحریری جواب ان کے پاس بھیجا اور اس میں انہیں دوسرے علماء مخالف سے مدد لینے کا بھی اختیار دیا۔ سید صاحب نے اسکا جواب جو کچھ بھیجا ہے وہ ناظرین خود دیکھ لیں گے۔ ہرچند اس خط وکتابت کی اشاعت کی چنداں ضرورت نہ ہوتی لیکن محض اس خیال سے کہ کیا عجب شاہ آباد کی مسلمان آبادی پر اسکا اچھا اور مفید اثر پڑے میں بغیر کسی قسم کے حاشیہ اور اضافہ کے دونوں خطوں کو چھاپ دیتا ہوں اور شاہ آباد کی مسلمان خصوصاً رئیس پارٹی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے اس معاملہ پر غور کریں۔ — ایڈیٹر۔

مشفقی سید مظفر علی صاحب

بعد سلام مسنون کے التماس ہے کہ آج مجھے منشی نثار الحق صاحب کا آپکا پیغام پہونچایا۔ کہ سید صاحب فرماتے ہیں کہ ہم دعاوی حیات و ممات میں انوار حسین کو بہت تھوڑے عرصہ میں سمجھا دینگے بشرطیکہ وہ یہ اقرار کریں کہ مطالبہ روپیہ دستاویزی ہمکو چھوڑ دیں یا دستاویز واپس کر دیں ورنہ میں قادیانی ہو جاؤں گا۔ جناب من اس کے جواب میں عرض ہے کہ مجھکو کوئی نفع آپ کے قادیانی ہونے سے نہیں ہے۔ میری غرض تو صرف اس قدر ہے کہ جو بات کہ حق ہو اوسکو قبول کرنا چاہئے۔ یا میں اوس حق بات کو جو معلوم ہو کانوں تک دوسرے کے پہونچا دوں۔ اگر وہ شخص اوسکو قبول کرے تو اوسکا فائدہ ہے ورنہ میں اوس الزام سے کہ جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس۔ یعنے خاموش رہنے والا نیک بات سے گونگا شیطان ہے بری ہو سکوں۔ اور میرے نزدیک کیا شاید دوسروں کے نزدیک بھی یہہ بات معقول ہوگی کہ حق جس جگہ پاوے اوس کی پیروی کرے اور پابند ہو خواہ وہ حق دار القادیان کا ہو یا بٹالہ کا یا کسی دوسرے مقام کا اور آپ میں تو "گستاخی معاف" احمدی جماعت میں داخل ہونے کی ہمت بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ منجملہ دس شرائط بیعت کے شرط پنجم یہہ ہے کہ ہر حال میں رنج و راحت عسر و یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالے کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت و دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اوس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔ ششم یہہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ دیکھو شرائط مندرجہ اخبار بدر و اشتہار مطبوعہ ۱۸۹۰ء۔ میں خود اپنی طرف سے یہ بات ظاہر نہیں کرتا بلکہ آپ کا ابتدا ہی سے شرط ادائگی مطالبہ آپکے استقلال و عزت دین پر گواہ ہے۔ رہی دوسری بات مطالبہ کی ادائگی اور واپسی دستاویز وغیرہ اوسکی بابت عرض ہے کہ۔ میں بطیب خوشی سے اس بات کو منظور کرتا ہوں اور مجھکو کوئی کلام نہیں۔ اگر آپ صرف جواب معقول مع استدلال قرآنی کے میری تحریر کا جو آپکی طلب پر پیش کر سکوں گا جواب بالاستیعاب تحریری دیدیں۔ یا کسی دوسرے صاحب سے شاہ آباد میں اعانت لیکر جواب لکھدیں۔ مگر واضح رہے کہ آپ اگر شاہ آباد کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے مدد لینگے تو مجھکو بھی اختیار ہوگا کہ میں بھی دوسرے مقام کی مدد لے سکوں۔ اگرچہ ابھی خدا کے فضل سے مجھکو ضرورت نہیں۔ اور اوس وقت آپ کو اختیار تام ہوگا کہ آپ جس کو چاہیں تمام ہندوستان میں سے اپنا شریک بنالیں۔ خواہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہوں یا مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی یا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا مولوی عبد الحی صاحب دہلوی وغیرہ وغیرہ جسکو چاہیں آپ اپنا شریک کر سکتے ہیں۔ اور اوس وعدہ یا اقرار میں جو اس خط میں لکھا ہے خواہ شریک حصہ آپ اون کو کریں یا نہ کریں مگر میں اوس کے خلاف

اشتعال نہ کروں گا جو میں تحریر کر آیا ہوں جیسا ظاہر ہے کہ میں شاہ آباد میں منجملہ آبادی مسلمانوں کے کہ بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء کے نو ہزار نو سو ہے ایک منفرد شخص ہوں۔ اور باقی جملہ اشخاص اس مسئلہ میں میرے مخالف۔ مگر میں تو علاوہ آپ کو وسعت دیتا ہوں کہ شاہ آباد کے حضرات کی شراکت کے آپ مجاز ہیں کہ جس سے چاہیں مدد لیں۔ اور میں بعد فیصلہ پانچ ایسے منصف مزاج اشخاص کے کہ حق گو ہوں۔ اور حق کہنے میں کسی کی بھی پروا نہ کرتے ہوں خواہ یہہ کہ مال جاوے یا جان۔ اور وہ اون دونوں فریقوں میں سے بھی نہوں یعنے نہ حیات کے قائل ہوں اور نہ ممات کے اور اون کا تعین میری مرضی پر ہوگا۔ ورنہ آپ اور میری دونوں کے جس میں آپ ایسے اوصاف ثابت کر دیں۔ اور وہ یہہ کہیں کہ جملہ تحریر کا جواب بے کم وکاست ہوگیا اور کوئی سوال یا جزو تحریر بغیر تحریر جواب معقول کے باقی نہیں رہا اوسوقت میں صرف میں وہی مبلغ مایعہ جو میری بابتی آپ کے ذمہ حسب شرائط جواب ہیں واپس نہیں کردوں گا بلکہ اوس کے علاوہ مبلغ یکصد روپیہ اور بطور نذرانہ پیش کش کروں گا۔ اگر آپ کو اس تحریر پر اعتقاد نہ ہو تو بذریعہ رجسٹری کے اسٹامپ پر تحریر مکمل کر دوں گا یا جس طرح آپ کا اطمینان ہو اوس کے کرنے کے واسطے تیار و مستعد ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ صرفہ اسٹامپ و رجسٹری وغیرہ آپ کے ذمہ ہوگا بعد کامیابی کے آپ مجاز مجھسے مایعہ یعنے مایعہ دستاویزی یافتنی میرے اور ما نقد بطور نذرانہ مع اضافہ خرچ رجسٹری وغیرہ کے مستحق ہونگے اور اسی قدر نہیں بلکہ یہہ بھی اقرار ہے اور بذریعہ رجسٹری کے بھی تحریر کر دوں گا۔ اگر صرف شاہ آباد ہی کے آپ کے معین ہونگے تو مجھ منفرد سے اور یا کسی دوسری جگہ کے علاوہ شاہ آباد کے مجیب ہونگے تو درحالت جواب معقول حسب شرائط متذکرہ صدر مستحق پانے جائداد چکات کے جو الگ کہاتہ ۱۲۴ میں تعدادی ۱۸ بیگہ میرے نام ذاتی ہے اور اب تک کسی جگہ نہ کفالت میں ہے نہ ضمانت میں۔ اور اگر اس کے خلاف ہو تو آپ دریافت کر سکتے ہیں جس میں سے عہ اراضی میں باغات قلمی ہیں جنکی بابت آپ بھی خود علم رکھتے ہوں گے کہ یہ باغات قریب شاہ آباد میں اعلے درجہ کے قرار دئے جا سکتے ہیں جسکی قیمت فروخت

کی بحساب جناب کے جو آپکے اپنے کہیت واقع عقب جامع مسجد کے فرمائی تھی کہ للعہ فیصدی میں فروخت ہوتا ہے دس ہزار ہوگی۔ ...... اراضی کی جو قیمت ہو یہہ سب حسب اقرار کے میں دینے کو تیار و مستعد ہوں آپ نے تو صرف مبلغ مایعہ کی بابت طمع ظاہر فرمائی ہے مگر میں اوسکے علاوہ ایک رقم کثیر ادا کرنیکو طیار ہوں کیونکہ دین کی عزت کے مقابلہ میں میرے نزدیک مال کوئی چیز نہیں۔ اور یہ تجارت آپ کی تمام تجارتوں سے بڑھکر اور چڑہ کر ہے آپ کو بذریعہ ملازمت کے ایکسو روپیہ سالانہ کا محاصل ہے اور اس حالت میں شاید تھوڑے عرصہ میں اس حساب سے سو یا ڈیڑہ سو برس کا منافع حاصل ہو سکتا ہے۔ اب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کسقدر اس منافع کے حصول کی کوشش فرماتے ہیں اور مجھکو بھی جہالت و نادانی سے اپنے خیال کے موافق راہ ہدایت پر لاتے ہیں مگر شرط یہی ہے کہ تجاوز کسی شرط سے یا جواب تحریری سے جو اوس کاغذ میں تحریر ہونگے جسکی بابت میں لکھہ چکا ہوں اور وہ عند الطلب آپکی خدمت میں باخذ رسید دیا جاوے گا نکریں۔ اور جواب یک ہفتہ سے ایک ماہ کی مدت میں بھیجدیں کیونکہ جب آپ تھوڑی مدت میں سمجھا سکتے ہیں تو بہت مدت میں بدرجہ اولی تحریر اور علاوہ قرآن شریف یا حدیث مرفوع متصل اور متواتر کی کوئی آیت ذی الوجوہ و متشابہ پیش نکریں وما علینا الا البلاغ

راقم الحروف

انوار حسین خان۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء

مولوی صاحب مخدوم و مکرم و معظم بندہ دامت عنایتکم

بعد سلام مسنون نیاز مقروں آنکہ آپکا والا نامہ شرف صدور لایا آپ کی شان محققانہ سے بہت بعید تہا کہ کسی کے کہنے پر آپ پورا یقین کر بیٹھے کہ مظفر علی دعوی حیات و ممات میں آپ کا اطمینان کر دینے کا ذمہ کرتا ہے خیال تو فرمائیے کہ جبکہ آپ نائب رسول علماء اور اون کے اجماع ہو جانے پر بھی اطمینان نہیں فرماتے ہیں اور خلاف کیطرف راہ نکالتے ہیں تو مجھ بیچارہ کو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ محض جاہل ہوں علم فارسی عربی درکنار اردو بھی نہیں جانتا اور پھر آپ کے مقابلہ میں جبکہ اللہ تعالے نے مولوی ہونیکا فخر عطا فرمایا ہے کیا زبان کہولنے کی ہمت کر سکتا ہوں بفائدہ آپ بغیر مجھسے دریافت کئے ہوئے بلائے ناگہانی کی طرح مجھپر ٹوٹ پڑے بجز اس کے اور کیا خیال

جنازہ غائب۔ بابو برکت علی صاحب کلرک دفتر محاسب تحریر کرتے ہیں۔ کہ میری چھوٹی ہمشیرہ اہل آباد میں فوت ہو گئی ہے۔ احمدی جماعت سے التماس ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا دے۔

کیا جا سکتا ہے کہ طلب حق نہین نفس کی یہہ تحریز ہین اگر طلب حق ہوتی تو اپنے ہمعصر علماء سے تحقیق کی کوشش فرماتے کچھہ دشوار نہین موجودہ حالت مین صرف ہردوئی تشریف لے جائیے آپکو معلوم ہوگا وہان ایک جلسہ علماء کا ہے ان سے تحقیق اور اپنے اطمینان کی کوشش فرمائیے مجھکو محض جاہل پاکر اپنے دل کے بخار نکالنے کے لئے مستعد ہوگئے ہے

نہ قاضیم نہ مشایخ نہ محتسب نہ فقیہ
مرا غرض چہ کہ منع شراب خوار کنم

دوسرے یہ آپ مجھہ حقیر کیطرف یہہ خطاب فرماتے ہین کہ مین ..... تجھہ مین احمدی جماعت کے داخل ہونیکی ہمت ہی نہین پاتا ہون صرف اسکا جواب اس قدر کافی ہے کہ اللہ تعالے اپنے حبیب پاک کے صدقہ مین اگر احمدی جماعت راستی پر ہو تو مجھکو اوسمین داخل ہونے کی ہمت مرحمت فرماوے۔ ورنہ آپ کو اوس سے خروج کی ہدایت فرماوے آمین ثم آمین۔

تیسرے یہ کہ مین آپ کا قرضدار ضرور ہون اور اللہ پاک کی درگاہ مین اوسکی ادائے واسطے عرض کرتا ہون جسکی نسبت آپ یہہ ارقام فرماتے ہین کہ آپ کے شرائط ادائگی مطالبہ آپ کے استقلال اور عزت دین پر گواہ ہین۔ مولویصاحب اگر مین آپکا قرضدار نہوتا تو کیون آپسے صاف صاف سنتا آپ بجا فرماتے ہین میرے پاس جب دنیا نہین تو دین کیسے ہو سکتا ہے دین تو شاید فی زمانہ دنیا ہی کا نام ہے کم ہمت فرمائیے بے ایمان فرمائیے مین کیا بدترین مخلوقات مین آنم کہ من دانم۔ مگر آپ کا اپنے زہد اور عبادت پر ایسا فخر فرمانا ایسا نہو ناپسند حق ہو۔ آج تک تو لوگ اس حقیر کو آل رسول کے ساتھہ خطاب فرماتے تھے اور آپ کی تحریر مین یہہ بھی ہے کہ مین شاہ آباد مین بجملہ آبادی مسلمانون کے کہ جو بموجب مردم شماری ۱۹۰۱ء کے نو ہزار کوئی سو ہے مین ایک منفرد شخص ہون اور باقی میرے مخالف۔ لہذا آپنے خطاب ہی ہم رنگون کے لئے نیا تجویز فرمایا یعنی بے ایمان بروز حشر مین اپنے جد سے مصطفے اسکا انصاف چاہون گا جواب یاد فرما رکھین ایسا نہو کہ آپکو آپ کے ایمان کا گھمنڈ بہت شرمندہ کرے مین آپکا قرضدار ضرور ہون جسوقت اللہ تعالی نجات دیگا سجدہ شکر بجالاؤن گا اسوقت تک جو کچھہ مزاج مین آئے فرمائیے مین بہت شوق سے سننے کو تیار ہون ایک مثل یاد تھی اسنے بڑی تسکین دی اور وہ یہ ہے۔

کہ ایک یہودی کے ہمارے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرضدار تھے وہ آپ کے پاس تقاضے کو آیا اور کہنے لگا کہ محمد تم بڑے نادہند ہو میرا روپیہ نہین دیتے ہو اور بھی بہت کچھہ سختی کی آپ نے اوسکی سختی پر صبر فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حضوری مین حاضر تھے آپکو اوس کی گستاخی بہت ناگوار ہوئی اور آپ نے اوس یہودی سے فرمایا کہ اے شخص تو نے اگر اب کی مرتبہ پھر ایسا کہا تو تجھکو قتل کرون گا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی خاموش ہو جاؤ اور حق کی طرف رہو مجھکو کیون نہین سمجھاتے ہو کہ مین روپیہ جلد کا ادا کرون یہہ سنکر وہ یہود بہت شرمندہ ہوا۔

جب ہمارے جد کو بوجہ قرضدار ہونیکے ایک یہود سے ایسی سخت باتین سننی پڑین اور حضور انور نے برداشت فرمائین تو مین بھی تو اوسی درخت کی شاخ ہون جو جی مین آئے فرمائیے سب کچھہ سننے کے واسطے حاضر ہون

چوتھے یہ کہ آپ فرماتے ہین کہ اگر تم میرا اطمینان کردو گے تو اسقدر زمین باغات وغیرہ اور مال میرے پاس ہے تجھکو دیدون گا۔ آپکی زمین اور باغات اور مال اللہ تعالے آپ کا آپکو مبارک کرے اور روز افزون ترقی فرمائے اوس کی مجھہ کو ضرورت نہین۔ مین بیچارہ آپ کا اطمینان کیا کر سکتا ہون اور کوئی کیا کر سکے گا۔

ماراچہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت

کسی کے کہنے پر خیال نفرمائیے اور مجھکو معاف فرمائیے اور اگر آپ اپنے دل کے حوصلے مجھہ ہی پر پورا کرنا چاہتے ہین تو مجھہ کو بھی گریز نہین ہے جسوقت جی چاہے تشریف لائیے۔ دو باتون مین قصہ تمام ہے۔

نیازمند مظفر علی بالقلم خود
۷ شعبان ۱۳۲۳ھ

یادگار کریم

زیر عنوان سے نیچے الحکم مین جو تحریک حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ایماء سے کی گئی ہے وہ اپنے اندر ہی ایک ایسا جذب اور اثر رکھتی ہے کہ قوم ہمین حصہ لینے کے لئے کسی کی ترغیب تحریص کی محتاج نہین۔ کیونکہ یادگار ہو وہ ایک سچے عاشق قرآن کی اور ماحصل اسکا ہے تعلیم و تلاوت قرآن کریم۔ وہ پیارا وجود جسکی یادگار کے لئے ہم آج یہ تجویزین کر رہے ہین جیسا اپنی زندگی مین قوم کو تعلیم دیتا تھا ویسا ہی وہ اپنی موت مین بھی قوم کو ایک تعلیم دے گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہماری محبت اسکے جسم فانی سے نہ ہونی چاہئے بلکہ اس کی روح سے اور ان چیزون سے جنسے وہ محبت کرتا تھا جو ہمیشہ رہنے والی ہین اور جیسا اسکے ہر ایک خطبا اور ایک تحریر اور ہر ایک تقریر اور ہر ایک خط اور ہر ایک گفتگو سے قرآن کریم کی سچی اور خالص محبت کی شہادت ملتی ہے مین ذاتی طور پر بھی یہہ شہادت دیتا ہون کہ اس کے دلمین قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جب سے مین قادیان مین آکر رہا ہون یعنی ۱۸۹۹ء سے مشکل سے ہی کوئی دن ایسا گذرا ہو گا جب مین اور وہ مخدوم مرحوم اکٹھے نہ بیٹھے ہون۔ اور گھنٹون کی تنہائی کی گفتگو بھی اگر ان کے دل کے اندر کوئی بات ملنے دیکھی ہے تو وہ کلام الٰہی سے خالص اور سچی محبت اور مہبط وحی صلے اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق تھا۔ کوئی دنیا کی گفتگو اسکو بھلی ہی سکتی تھی بلکہ اگر اتفاقاً کوئی بات درمیان مین آ بھی جاوے تو جھٹ اسے قطع کر کے وہی قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کا ترانہ شروع کر دیتے تھے۔ انکے قرآن کریم کے پڑھنے مین ایسا درد تھا کہ رلا رلا دیتے تھے اور جن لوگون کو آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اس جماعت مین شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو گا جسکو یہہ اتفاق نہ ہوا ہو۔ وہ خود واسطے سے واقف ہین کہ کیسا ذوق اور خضوع انکے پیچھے نماز مین حاصل ہوتا تھا۔ اے مرحوم تیری روح پر ہزارون ہزار درود ہون کہ تیری زندگی ہمارے لئے ہزارون ہزار برکات کا موجب تھی۔ خدا کرے تیری یہ ابدی زندگی اس سے بھی زیادہ برکات کا موجب ہو۔ ایسے پیارے اور ایسے بابرکت اور ایسے قیمتی اور ایسے غمخوار دوست کی مفارقت یہہ ہے تو قدرتی امر تھا کہ دل غم سے اور آنکھین آنسوؤن سے بھر جائین مگر یہ تو کچھ بھی نہین۔ جو میت رونے دھونے اور مرثیہ خوانی تک ہی رہ جائے وہ ایک معمولی موت ہے مگر ہمارے اس مخدوم مرحوم کی موت معمولی نہ تھی اور اسکی شہادت خود خدا نے آسمان سے دی۔ یادگارین تو لوگ دنیا مین ہزارون قسم کی بناتے ہین۔ مگر سچی یادگار وہی ہے جو جدا ہوئے ہوئے دوست کی روح کا سچا نقشہ سامنے لاوے سو اگرچہ ہمارے مدرسہ مین قرآن شریف پڑھایا جاتا ہو گا مگر بات یہہ ہے کہ معمولی دنیوی اور مروج تعلیم کے ساتھہ آٹے مین نمک کی طرح ہے۔ اگر قوم اس قسم کے قرآن شریف سے محبت رکھنیوالے وجود کو بہت پیار کرتی ہے جس قسم کا ایک وجود ہمارے درمیان سے اٹھہ گیا ہے۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ بہت جلدی قرآن شریف کی تعلیم کا ایک الگ سلسلہ کھولا جائے جسکی اصل غرض صرف تعلیم کتاب الٰہی ہی ہو۔ یہی بات ہے جو ہمارے مرحوم دوست کی روح کو خوش کر سکتی ہے اور یہی وہ بات ہے جو ہماری اس سے محبت کو ظاہر کر سکتی ہے۔ اور اس کی صداقت پر یہ کم شہادت نہین کہ سب سے پہلے اس تجویز کو خدا نے اسکے دل مین ڈالا جسکو اسنے اپنے فضل سے ہماری اس احمدی قوم مین سب سے زیادہ فہم عطا کیا ہے۔ اسکے لئے ضرورت ہوگی عمدہ عمارت کی جو میرے خیال مین پختہ ہونی چاہئے تعلیم کے کمرے اور متعلمین کی رہائش کے کمرے اور پھر ایک مستقل ماہوار آمد جو مستقل مصارف کیلئے مکتفی ہو۔ پس سب سے پہلے تو ضروریات عمارت کا فکر چاہئے اسکے لئے خصوصیت سے جماعت سیالکوٹ مخاطب ہے جنسے سالہا سال تک مرحوم کے وعظ اور درس قرآن کا فائدہ اٹھایا ہے اور اس جماعت مین خصوصیت سے مخاطب ہین۔ کرم مخدوم چودہری محمد سلطان صاحب جنکا مرحوم اکلوتا بیٹا تھا اور چودہری محمد بخش صاحب۔ چودہری صاحب کا نام آپکے سامنے میرے سامنے الحکم کا ایک نوٹ آگیا ہے جس کو پڑھ کر مجھے بہت ہی افسوس ہوا ہے اور خود چودہری صاحب کو بھی ہوا اور انکے دوستون اور اقربا کو بھی افسوس ہوا ہو گا اس نوٹ مین خدا جانے کسطرح یہ لکھدیا گیا کہ " اگر کوئی صاحب مخدوم الملت کے ضعیف والدین کے لئے کوئی رقم بھیجین تو وہ فلان شخص کو بھیجدین" ہم تو خود چودہری صاحب سے یادگار کریم کے لئے بڑی بھاری رقم کے امیدوار ہین چہ جائیکہ وہ کسی دوست کی مدد کے محتاج ہون۔ چودہری صاحب خدا کے فضل سے صاحب جائداد ہین اور ۴۷ سال تک سیالکوٹ کے میونسپل کمشنر رہے ہین۔ اسی طرح کا ایک نوٹ اخبار بدر مین بھی غلطی سے شائع کر دیا گیا ہے۔ ہم مولوی صاحب کے پس ماندگان کے لئے قوم سے قطعاً ایک پیسہ نہین مانگتے بلکہ حضرت مرحوم کی یادگار کے لئے مانگتے ہین۔ جب مین اوس محبت کو دیکھتا ہون جو قوم کو حضرت مولوی صاحب مرحوم سے تھی تو مین خیال کرتا ہون کہ یہ ایک بہت ہی چھوٹی سی درخواست کی گئی ہے۔ اس ظاہر حصہ کو اگر قوم پورا کر دے تو خدا اس مین برکت ڈالکر اس سلسلہ کو دنیا کے لئے بہت سی برکات کا موجب بنا دیگا۔ عمارت کیلئے میری سمجھہ مین تین چار ہزار روپیہ کافی ہو گا اور ماہوار اخراجات کا اندازہ بعد مین لگ سکیگا۔ راقم محمد علی ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم بالو گر آئی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر کے - (۴) غیر مذہب والون سے ہے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے دو روپیہ بارہ آنہ

نمبر ۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۲۳ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود دہلی مین

(۱) اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت قیام دہلی مین علے العموم اچھی رہی - آخری ایام مین درد پا کی کسیقدر تکلیف ہوئی مگر حضرت بدستور مجلس مین آکر تبلیغ کرتے رہے - یکم نومبر کو آپ جناب خواجہ صاحب کے مزار پر جو قطب صاحب کرکے مشہور ہے اور دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر قصبہ مہرولی مین واقع ہے تشریف لے گئے - ایک جماعت آپ کے ہمراہ تہی دیر تک وہان دعا کرتے رہے اور ۴ بجے کے قریب واپس آئے -

جب وہان سے واپس ہوئے تو مقبرہ منصور صفدر جنگ وزیر ہمایون کے پاس الہام ہوا -

دست تو - دعائے تو - ترحم ز خدا

(۲) دہلی مین احباب کے اصرار سے تجویز ہوا کہ ایک لیکچر حضرت حکیم الامتہ کیطرف سے دیا جاوے چنانچہ ۳ نومبر کو دہلی کے مقامی دستور کے موافق اسکی اجازت وغیرہ کے لئے سعی کی گئی - جو معلوم ہوا کہ اتوار تک نہین ہو سکتا - اور فی الحقیقت ایساہی ہونا چاہئے تہا کیونکہ دہلی کے دروازے پہلے ہی سے بند ہو چکے تہے ...

اعلےٰ حضرت کی رؤیا قبل از روانگی دہلی ظاہر کرتی ہے -

(۳) - دہلی سے ۴ - نومبر کی شام کو اعلےٰ حضرت قادیان کو واپس ہوئے - لودہیانہ کی جماعت نے بہ اصرار والحاح درخواست کی تہی کہ واپسی پر اعلےٰ حضرت لودہانہ قیام کرین چنانچہ حضور نے درخواست منظور کر لی - ۵ - نومبر کو ۱۱ بجے کے قریب لودہانہ گاڑی پہونچی سٹیشن پر بہت بڑا انبوہ اور ہجوم تہا چنانچہ وہان کا مقامی اخبار لکہتا ہے کہ ایک میلا لگا ہوا تہا اور فی الحقیقت ایساہی تہا - ہزارہا انسان جمع تہے - اور ضلع لودہانہ اور جالندہر کے اکثر مقامات سے خدام جمع ہو گئے تہے - مخالفین کیطرف سے سب و شتم سے بہرے ہوئے اشتہار شائع ہوئے -

جنکا مناسب جواب بذریعہ اشتہار ایڈیٹر الحکم کیطرف سے دیا گیا -

۶ - نومبر ۱۹۰۵ء کو اعلےٰ حضرت کی ایک عام تقریر کئی ہزار کے مجمع مین ہوئی جو برابر تین گہنٹہ تک ہوتی رہی - جسکا اثر بہت اچہا پڑا - پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف اور قابل قدر تہا مین شہر لودہانہ کو منشی حاکم خان صاحب ایسے افیسر پولیس کے قیام پر مبارکباد دیتا ہون حقیقت مین وہ شہر بڑاہی خوش قسمت ہے جہان ایسے افیسر ہون جو امن جو اور رعایا کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہون - خدا کرے ایسے آفیسر ہر جگہ ہون - منشی حاکم خان صاحب نے جس دیانتداری اور مستعدی سے اپنے فرض کو ادا کیا وہ نہایت ہی قابل قدر ہے باوجودیکہ جلسہ مین کئی ہزار آدمی موجود تہے اور پولیس کا کوئی بہت بڑا عملہ وہان موجود نہ تہا تاہم ایسا کامل انتظام تہا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہین ہلا اور کسی قسم کی آواز یا حرکت جلسہ مین نہین ہوئی - غرض پوری خاموشی اور شوق کے ساتہہ لیکچر سنا گیا - لودہانہ مین بیعت کا سلسلہ ریلوی سٹیشن تک جاری رہا - ۷ - نومبر کی صبح کو آپ وہان سے روانہ ہوئے - امرتسر کی جماعت نے دو مرتبہ اپنا سفیر قیام امرتسر کے متعلق بہیجا - اسلئے حضرت نے وہ درخواست منظور کی اور آپ ۷ - نومبر کو ۴ بجے کے قریب امرتسر پہونچے - سٹیشن پر لاہور کے بعض افراد اور امرتسر کی جماعت کا خاصا اژدہام تہا - حضرت اقدس اور جماعت کو اس مکان مین جو جنگ مقدس (مباحثہ عیسائیان ۱۸۹۳ء) کے ایام مین حضرت اقدس کا قیام گاہ تہا ٹہیرایا گیا ہے - غالباً حضرت اقدس کی ایک عام تقریر ہوگی - امرتسر سے ۱۰ - نومبر کو اعلےٰ حضرت امید کیجاتی ہے قادیان کو روانہ ہونگے -

سردست یہہ اجمالی حالات اور کوائف درج کر دیئے جاتے ہین -

(ایڈیٹر الحکم از امرتسر ۸ - نومبر ۱۹۰۵ء)

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کے اجرا کا اعلان گذشتہ سے پیوستہ الحکم مین ہو چکا ہے - ہر وقت تک جو درخواستین دفتر مین موصول ہوئی ہین - وہ امید دلاتی ہین - کہ انشاء اللہ العزیز روزانہ الحکم یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے جاری ہو جاویگا اگر حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان کے کلمات طیبات روزانہ کی پیاس رکہنے والے احباب توجہ کرین تو تعداد مقررہ کا پورا ...

تازہ خبر ... نومبر ... قریب ۱۱ بجے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ سفر دہلی سے بخیر و عافیت تمام بمع خدام دارالامان مین رونق افروز ہوئے - الحمد للہ علیٰ ذالک

مرثیۂ وفات حسرت آیات حضرت مخدوم الملت رضی اللہ عنہ

از نتیجۂ طبع اندوہگین اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی المتخلص بہ اکبر

کیا ہوا کیون لٹ گئی فصل بہار
آسمان بھی غم سے ہے کیون اشکبار
کیون خزان گلشن مین آئی یک بیک
پھول کیون مرجھا گئے سب ایکبار
دوستون کی چشم کیون پرنم ہے آج
ہے دلون مین سب کے کیون یہ انتشار
اے دل غمگین تجھے کیا ہو گیا
کیون نہین آتا تجھے اکدم قرار
سیل اشک آنکھون سے جاری آج ہے
لب پہ نالے آتے ہین بے اختیار
دل نہین سینے مین اپنا آج کل
اور جگر پہلو مین ہے سیماب وار
بیقراری بڑھ گئی ہے کس قدر
ضبط سے ہون مین نہایت شرمسار
ہائے میرے مقتدا و پیشوا
مولوی عبدالکریم با صفا

ڈھونڈنے تمکو کہان پر جاؤن مین
کس طرح خدمت مین اب آجاؤن مین
[illegible]
دل کیا [illegible] ہے کیا تڑپاؤن مین
[illegible]
[illegible] آج ہی مر جاؤن مین
[illegible] صدمہ سے بھی ہو آب آب
ایسا پتھر دل کہان سے لاؤن مین
رنج و حسرت سے ہے سینہ چاک چاک
دل کو اپنے کس طرح سمجھاؤن مین
کیا تماشا ہے کہ غم کیا آتا ہے نہین
[illegible] ہے تجھ کو کیا دکھلاؤن مین
[illegible]
کس طرح دار الامان کو جاؤن مین
[illegible]
[illegible] حال دل میرا امام

وہ محبت وہ مروت وہ عطا
[illegible] تا روز جزا
اب کہان کون [illegible]
کون اب دے [illegible]

اب امام وقت کی خدمت مین کون
میری جانب سے کریگا التجا
خواب اپنی لکھہ کے بھیجونگا کسے
کون اب تعبیر لکھیگا بھلا
کون دے گا داد میری نظم کی
کس سے لون جاکر صلہ اشعار کا
آپ مین اوصاف تھے بے انتہا
یاد کس کس کو کرے اکبر بھلا
کل جماعت آج کل ہے سوگوار
رنج و غم ہر وقت کی ہے اب غذا
احمدی لوگون کو ہے رنج عظیم
چل بسے ہین مولوی عبدالکریم

ہوگئی چپ بلبل خوش داستان
یک بیک کیا ہو گیا اے باغبان
اے امام وقت ہے وقت مدد
ہے بہت بیتاب اکبر شاہ خان
قلب کو حاصل نہین ہوتا سکون
ہے جگر ہر وقت پہلو مین تپان
کاٹے کھاتا ہے نجیب آباد اب
[illegible] سوئے قادیان
مین بہت غمگین ہون اور زار و حزین
دل ہے [illegible] اور نہ [illegible] زبان
[illegible] ہون ہر گھڑی
[illegible] امام انس و جان
ایکدن کیجے دعا بہر خدا
[illegible] اے [illegible]
ہون بہت غمگین و دل خوردہ [illegible]
رنج سے پژمردہ و افسردہ ہون
ہے دعا اب تجھ سے رب العالمین
رکھیو مرحوم کو خلد برین
ردّ باطل مین لگا رہتا تھا وہ
کام ہر دم اوسکا تھا امداد دین
مین کہون کیا تجھ کو خود معلوم ہے
[illegible]
اوسکی [illegible] تو کیجیو معاف
تھا نڑا [illegible] نہایت پاک دین
دوسرون کی طرح رہتا تھا دلیر
تھا لرزتا اوس سے شیطان لعین
اوس سے بیدین [illegible] سب
وہ کسی سے بھی دبا ہرگز نہین
جبکہ خادم تھے بہت گردون شکوہ
آج وہ مدفون ہے زیر زمین
[illegible] فیل [illegible]
کیا لکھون اب رنج و غم کا حال مین

از شیخ محمد یوسف عزیز ٹھیکہ دار کمسریٹ کیمپ انبالہ بازار توپخانہ

دیگئے غم اپنا ہم کو مولوی عبدالکریم
چلبسے ملک عدم مین آپ تو بے خوف و بیم
اشک جاری دوستون کی آنکھہ سے تھے دمبدم
یہ وہ غم ہے جسکے صدمہ سے ہے سبکا دل دو نیم
عابد و عبد خدا وہ خاص تھے مقبول حق
جبتلک دنیا مین تھے وہ تھے براہ مستقیم
دار فانی سے گئے وہ جانب دار البقا
بے تکلف ہو گئے وہ باغ جنت مین مقیم
اون مین تھی دینی لیاقت علم مین یکتا تھے وہ
باہمہ اوصاف تھے موصوف وہ دُرِّ یتیم
مولویصاحب کو کہا مین خواب مین گر ہم کو شکل
جسکے دل سی دور ہو جاوے الف درام میم
فضل رحمان کے جو دروازہ تھے وہ سب کھل گئے
جسم اطہر سے ہوئی [illegible] روان روح سلیم
شان شیدائے نبی [illegible] اے عاشقو
جب [illegible] وہ آسمان پر چھا گیا بادل جسیم
اُمڈی آتی ہے ہمارے دل سے ساون کی گھٹا
چلتی ہے جسطرح ہر وقت سحر باد نسیم
جبکہ نعش مولویصاحب رکھی میدان مین
روتے تھے آٹھہ آٹھہ آنسو جتنے تھی اونکی ندیم
اوس گھڑی کا حال کیا ہو میرے خامہ سی رقم
چوم کر پیشانی اون کی بولے اُمت کے حکیم
[illegible] سونپا خدا کو حشر مین ملنا ضرور
[illegible] تم نے اے عبدالکریم
[illegible] چار دن کہا سب کا چلنا ہے
[illegible] تمہاری ہو گئے ہم شکل یتیم
مومنون نے جب پڑھی اون کے جنازہ کی نماز
پھوٹ کر روتے تھے غم سی سب محبان صمیم
آسمان روتا تھا اور نالان فرشتے بھی تھے
خوش تھے رضوان خورم و شادان تھین حوران [illegible]
[illegible] جنت کو کرو آراستہ
کون ہے وہ [illegible] مولوی عبدالکریم
[illegible] مغفرت [illegible]
جوش مین آتا ہے جیسے ابر باران رحیم
[illegible] یوسف کے [illegible]
روتے ہین [illegible]
والدہ کو مولویصاحب کی یارب صبر دے
اوس ضعیفہ سے نہ اوٹھیگا یہ اندوہ عظیم
[illegible] اوس مرد میدان کو شہید
[illegible] یاد آپ کو کوئی [illegible]
صبر کر ہمکو عطا اور عاقبت محمود کر
یہہ دعا درگاہ مین تیری ہے اے رب رحیم
مولویصاحب کے حق مین یہ دعا کرتا ہے عزیز
اونکو بخشے اپنی رحمت سے خداوند کریم

انسپکٹران ڈاکخانجات

پنجاب کے بعد اب سارٹرون کیطرف سے ایک میموریل پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کیخدمت مین پیش ہوا ہے جس مین صاف طور پر جتا دیا گیا ہے کہ عملہ کی کمی اور کام کی زیادتی سے پبلک کا سخت نقصان ہو رہا ہے۔ اور ڈاک کا انتظام بہت کچھہ بگڑ رہا ہے اسکا جلد تدارک فرمایا جاوے۔ اس عرضداشت کی معقولیت مین یقیناً اعلے حکام محکمہ کو بھی کچھہ شبہہ نہین ہوگا جنکے پاس اب معمول سے بدرجہا زیادہ شکایتین پہنچ رہی ہین اور بطور سابق زیادہ حصہ اب فضول نہین ثابت ہوتا اس مین شک نہین کہ انگریزی عملداری کے تمام محکمون مین سے اب بھی صرف یہی ایک محکمہ ہے جس کی پبلک از حد ممنون ہے اور وہ اوس کے حق مین سرتاپا رحمت ہے۔ کسی قسم کا گزند نہین رکھتا لیکن کچھہ عرصہ سے پیمانہ رحمت دن بدن گھٹتا جارہا ہے شکایات بڑھ رہی ہے خاصکر کارخانہ دار تو بعض اوقات سخت زچ آجاتے ہین عملہ کی قلت کے علاوہ خرابی کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نگرانی بھی کما حقہٗ نہین ہوتی اور اگر شکایت ہو تو اسے بسا اوقات یونہی ٹالنے کی کوشش کیجاتی ہے۔

مولوی نورالدین صاحب تاجر کتب مصریہ کانپور کی شکایت کے جواب مین منشی ابوالکلام آزاد تحریر کرتے ہین وی پی انہون نے واپس نہین کیا تھا۔ ڈاکخانہ والون نے میری عدم موجودگی اور مسافرت کیوجہ سے واپس کر دیا تھا اور اسیوجہ سے وخردطن لاہور کا بھی ایک وی پی واپس چلا گیا تھا لیکن یہ جواب کافی نہین آزاد صاحب ڈاکخانہ سے باز پرس کرتے اور کارخانون کو محصول ادا کر دیتے کیونکہ جو بنہ انہون [illegible] پارسل [illegible] پتہ پر بھیجے گئے تھے ان کا [illegible] ان کی کتابین الگ خراب ہوئین اور محصول کی زیرباری جدا۔ ڈاکخانہ کے بعض عمال بھی [illegible] اب بہت کچھہ لاپروائی سے کام کر رہے ہین لیکن [illegible] پبلک ہی کا [illegible] کو کچھہ کم نقصان نہین پہونچا [illegible] یہ عالم ہے کہ کلکتہ مین ایک وی پی کا روپیہ ۲۷ جولائی کو وصول ہوا مگر وہ ابتک پایندہ کو نہین ملا حالانکہ وہ کئی بار یاددہانیان کر چکا ہے بیرنگ خطوط و پیکٹون کا تو خدا ہی حافظ ہے رجسٹری پارسل تک بھی اس زمانہ مین چندان محفوظ نہین رہگئے ڈلیوری کی یہ حالت ہے کہ خود پوسٹ ماسٹر لاہور کے نام

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمان

۲۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسیطرح پر اگر یہ لوگ امتی کے مفہوم پر نظر ڈالیں اور غور کرین تو غلطی نہ کہائین ۔ کیونکہ امتی کے معنے یہی ہین کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان و برکات سے مستفیض ہو اور ترقی کرے لیکن جس کے لئے یہ کہتے ہین وہ تو پہلے ہی پیغمبر ہے اسکو کون سا موقع ملا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کرے ۔

پھر نبی کے لفظ پر بہی بحث کرتے ہین اور کہتے ہین ...... کہ دعوائے نبوت ہے مین کہتا ہون یہ تو نری لفظی نزاع ہے نبی تو خبر دینے والے کو کہتے ہین اب جس شخص کے ساتھہ اللہ تعالے کے مخاطبات اور مکالمات ہوتے ہون اس کا کیا نام رکہا جاویگا ۔ اور یہہ نبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی طفیل اور اتباع کا نتیجہ ہے مین اسکو کفر اور لعنت سمجہتا ہون اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کئے بغیر کوئی شخص نبوت کے چشمہ سے حصہ لیتا ہے اور مستقل نبوت کا مدعی ہے یہہ نرے دہوکے ہین جو ان لوگون کو لگے ہوئے ہین اور بعض باوجودیکہ اس امر کو بخوبی سمجہتے ہین لیکن جہلا اور عوام کو بہڑکانے کے لئے ایسی باتین کرتے ہین ۔ تاکہ وہ میری کتابون سے بیزار ہوجائین اور انہین پڑہ کر فائدہ نہ اٹہا سکین ۔

کاش یہ لوگ سمجہتے کہ انہون نے حضرت مسیح کے لئے جو خصوصیتین تجویز کی ہین ان کا نتیجہ کیا ہے ؟ مثلاً وہ کہتے ہین کہ مس شیطان سے وہی پاک ہے اور روح القدس کے سایہ سے پیدا ہوا ہے اس مین اس کا کوئی شریک نہین جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر وہی گئے ہین اور کوئی دوسرا اس مین شریک نہین پہر وہی آسمان سے اُتریگا اور قیامت کے قریب آخری قاضی وہی ہون گے اور پہر یہہ بہی خصوصیت کہ دو ہزار برس ہونے کو آئے وہ اب تک آسمان پر اور کہانے پینے اور دیگر حوائج انسانی کے محتاج نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو بہوک کے پتہر پیٹ پر باندہ لیتے مگر انکو اس کی بہی ضرورت نہین ۔ کوئی اثر زمانہ کا اُس پر نہین ہوا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا اثر ہو مسیح پر بالکل نہین ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شیب اور پیرانی سالی کے آثار ظاہر ہون مگر مسیح ان سے بہی محفوظ ۔ اب سوچو اور بتاؤ کہ اسکا کیا نتیجہ نکلے گا ؟ یقیناً یہی نتیجہ ہوگا کہ انہین ساری دنیا سے الگ اور نرالا مانا جاوے یا دوسرے الفاظ مین انکو خدا ہی کہا جاوے اس لئے کہ ایسی خصوصیتین یقیناً انہین خدا بناتی ہین اور عیسائی اسکو پیش کرتے ہین ۔

غرض

اللہ تعالے نے حضرت مسیح کو یہودیون کے ہاتہہ سے نجات دیکر اُن کے الزامون سے انکو بری کیا تہا تاکہ انکو زک دے اور پہر اس سلسلہ محمدیہ کو قایم کرکے بتا دیا تہا کہ خدا تعالی کا فضل جسطرف وہ چاہتا ہے آتا ہے خواہ اسرائیلیون مین ہو خواہ اسماعیلیون مین اب تو یہودیون کے ہاتہہ مین نرا حسد ہے لیکن اگر وہ دیکہین کہ ان کے کمالات کا سلسلہ بند نہین ہوا تو پہر نری رسالت سے کیا حسد اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود معاذ اللہ برابر ہو جائیگا ۔ کیونکہ آپ کے کمالات فیوض اور برکات کا سلسلہ بجائے آگے چلنے کے انہین پر ختم ہوگیا مجہے سخت تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ میری مخالفت مین کچہہ ایسے اندہے ہو رہے ہین کہ وہ اس کے انجام اور نتائج سے بالکل بے خبر اور بے پروا ہو رہے ہین ۔ کیا یہ سچ نہین ہے ؟ کہ اگر آپکا سلسلہ آپ سے ہی شروع ہو کر آپ ہی پر ختم ہو گیا تو آپ ابتر ٹہیرین گے (معاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنے تجہے تو ہم نے کثرت کے ساتھہ روحانی اولاد عطا کی ہے جو تجہے بے اولاد کہتا ہے وہی ابتر ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جسمانی فرزند تو کوئی تہا نہین اگر روحانی طور پر بہی آپ کی اولاد کوئی نہین تو ایسا شخص خود بتاؤ کیا کہلاوے گا ؟ ۔ مین تو اسکو سب سے بڑہ کر بے ایمانی اور کفر سمجہتا ہون ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس قسم کا خیال بہی کیا جاوے ۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کسی دوسرے نبی کو نہین کہا گیا یہہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے آپ کو اسقدر روحانی اولاد عطا کی گئی جسکا شمار بہی نہین ہو سکتا ۔ اسلئے کہ قیامت تک یہ سلسلہ بدستور جاری ہے روحانی اولاد ہی کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہین کیونکہ آپ کے انوار و برکات کا سلسلہ برابر جاری ہے اور جیسے اولاد مین والدین کے نقوش ہوتے مین اسیطرح روحانی اولاد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فیوض کے آثار اور نشانات موجود ہین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صوفیون نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور فی الحقیقت یہ صحیح ہے اور یہودیون پر اسی سے مار پڑتی ہے کیونکہ خدا تعالے نے اس امت کو ایسا شرف عطا فرمایا کہ علماء امت کو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل ٹہیرایا ۔ علماء کے لفظ سے دہوکا نہین کہانا چاہئے عالم وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالے سے ڈرتا ہے ۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

یعنے بیشک جو لوگ اللہ تعالے سے ڈرتے ہین اسکے بندون مین سے وہی عالم ہین ۔ انہین عبودیت تامہ اور خشیت اللہ اس حد تک پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اللہ تعالے سے ایک علم اور معرفت سیکہتے ہین ۔ اور اسی سے فیض پاتے ہین اور یہ مقام اور درجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ سے پوری محبت سے ملتا ہے یہانتک کہ انسان بالکل آپ کے رنگ مین رنگین ہو جاوے ۔ اسی لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔

یعنے اگر تم اللہ تعالے سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اس اتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تم سے محبت کریگا ۔ اور تمہارے گناہون کو بخشدے گا ۔

پس اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب تک انسان کامل متبع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہین ہوتا وہ اللہ تعالے سے فیوض و برکات پا نہین سکتا اور وہ معرفت اور بصیرت جو اسکی گناہ آلود زندگی اور نفسانی جذبات کی آگ کو ٹہنڈا کر دے عطا نہین ہوتی ۔ ایسے لوگ ہین جو علماء اُمتی کے مفہوم کے اندر داخل ہین ۔

غرض

ایک طرف تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا کہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور دوسری طرف اس امت کو کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کہا ۔ تاکہ یہودیون پر زد ہو ۔ مگر میرے مخالف عجیب بات کہتے ہین کہ یہ امت باوجود خیر الامۃ ہونے کے پہر شر الامۃ ہے ۔ بنی اسرائیل مین تو عورتون تک کو شرف مکالمہ الٰہیہ دیا گیا مگر اس امت کے مرد بہی خواہ کیسے ہی متقی ہون اور خدا تعالے کی رضا جوئی مین مرین اور مجاہدہ کرین مگر ان کو حصہ نہین دیا جائیگا اور یہی جواب ان کے لئے خدا کی طرف سے ہے کہ بس تمہارے لئے مہر لگ چکی ہے !!!

اس سے بڑہکر اللہ تعالے کے حضور گستاخی اور اسپر سوءظن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی ہتک کیا ہوگی ؟ دوسری قومون کو ملزم کرنے کے لئے یہی تو زبردست اور بے مثل ہتہیار ہمارے ہاتہہ مین ہے اور اسی کو تم ہاتہہ سے دیتے ہو ۔

پہر ایک اور بات قابل غور ہے اللہ تعالے نے دو سلسلے قایم کئے تہے پہلا سلسلہ سلسلہ موسوی تہا ۔ دوسرا سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ یعنے محمدی سلسلہ ۔ اور اس دوسرے سلسلہ کو مثیل ٹہیرایا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی مثیل موسیٰ کہا گیا تہا ۔ توریت کی کتاب استثنا مین یہی لکہا گیا تہا کہ تیرے بہائیون مین سے تیری مانند ایک نبی اٹہاؤن گا ۔ اور قرآن شریف مین یہہ فرمایا اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۔ یعنے بیشک ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بہیجا جو تم پر شاہد ہے اسی طرح یہہ رسول بہیجا گیا ہے جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بہیجا گیا تہا (یعنے موسیٰ کی طرح) ۔

اب غور کرو کہ اس مین كَمَا کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس سلسلہ مین بہی کمالات و برکات کی کمی نہوگی پہر سورۂ نور مین آیت استخلاف مین بہی یہی كَمَا کا لفظ آیا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ

اسی اُمت کے اب مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والون سے خلافت کا وعدہ کیا گیا اسی طرح پر جس طرح بنی اسرائیل مین خلفاء کئے گئے تہے ۔ یہان بہی وہی كَمَا کا لفظ موجود ہے ایک طرف تو اس سلسلہ کو سلسلہ موسوی کا مثیل ٹہیرایا دوسری جگہ سلسلہ موسوی کی طرح خلفاء بنانے کا وعدہ کیا ۔ پہر کیا دونون سلسلون کا طبعی توافق ظاہر نہین کرتا کہ اس امت مین خلفاء اسی رنگ کے قائم ہون ؟ ضرور کرتا ہے ۔

اور اس مین تو کوئی کلام ہی نہین کہ سلسلہ موسوی مین تیرہوان خلیفہ مسیح تہا ۔ پہر کیا وجہ ہے کہ سلسلہ محمدیہ مین تیرہوان خلیفہ مسیح نہ کہلائے ؟ اس لئے ضرور تہا کہ آنے والے کا نام مسیح رکہا جاتا ۔ یہی سر ہے جو خدا تعالے نے اس

امت میں بھی ایک مسیح کا وعدہ کیا۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ رکھا ہے مگر آخر میں آنیوالے خلیفہ کا نام عیسےٰ رکھا ہے مثیل عیسےٰ نہیں رکھا اسلئے وہ آپ ہی آجائیگا۔ اس قسم کے اعتراض بظاہر دہوکہ دہ ہیں اور ممکن ہے کہ وہ آدمی جو اصل حالات سے واقف نہیں اس کوشش کر گھبرا جاوے مگر حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ ہی ہونا چاہیئے تھا اسلئے کہ توریت کی کتاب استثنا میں مثیل موسیٰ ہی کہا گیا تھا پس اگر آپ موسیٰ ہونے کا دعوےٰ کرتے تو کتاب والے کہتے کہ ہمیں تو مثیل موسیٰ کا وعدہ دیا گیا ہے نہ کہ موسیٰ کا۔ اسلئے انکو توجہ دلانے کے واسطے وہی لفظ رکھا جو وہاں موجود تھا مگر یہاں اسکے خلاف بات تھی۔ پہلی کتابوں میں اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسےٰ آئیگا مگر جب یہ ثابت ہوچکا کہ وہ وفات پاچکے ہیں اور آچکے ہیں تو کوئی خیال بھی نہیں کریگا کہ وہ زندہ ہوکر آجائیں گے۔

رہا وفات کا مسئلہ وہ ایسا صاف ہے کہ اس پر زیادہ کہنے کی حاجت ہی نہیں خدا تعالےٰ نے اپنے قول سے یا عیسیٰ انی متوفیك اور حضرت مسیح نے اپنے اقرار سے فلما توفیتنی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رویت سے جبکہ معراج کی رات حضرت عیسےٰ کو حضرت یحییٰ علیہما السلام کے ساتھ اکٹھا دیکھا ثابت کردیا ہے۔ کہ وہ وفات پاچکے ہیں ورنہ اگر وہ زندہ ہیں تو مردہ کے پاس رہنے کا کیا تعلق؟ اور اس کے علاوہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع یہی کیا کہ مسیح فوت ہوگیا۔ جیساکہ بارہا بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر تلوار نکال لی اور کہا کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہے گا تو اُس کا سر اُڑا دوں گا اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہیں اور آپ سے پیشتر سب رسول وفات پاچکے ہیں۔ اب بتاؤ اس میں مسیح یا کسی اور کی کیا خصوصیت ہے؟ کیا حضرت ابوبکر نے کسی کو باہر رکھ لیا تھا۔ اور صحابہ کب گوارا کرسکتے تھے کہ وہ کسی اور کو تو زندہ تسلیم کریں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ تجویز کریں کہ آپنے وفات پائی ہے

غرض صحابہ کا اجماع بھی موت پر مُہر کرتا ہے اور پھر عقل سلیم تو دور سے اسکو دھکے دیتی ہے۔ عام طور پر ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں اگر عقل کے سامنے یہ پیش کریں کہ کانوں سے دیکھتے ہیں تو وہ کب اسکو مان لے گی؟ اسی طرح جب آدم سے لیکر اب تک آسمان پر زندہ اسی جسم کے ساتھ جانے کی کوئی نظیر نہیں ملتی تو ہم کیونکر مان لیں کہ مسیح زندہ اور اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلا گیا۔ نظیر اگر کوئی ملتی ہے تو وہ ایلیا کی آمد کی نظیر ہے جسکا وعدہ ملاکی نبی کی کتاب میں کیا گیا تھا اور اسکے آنیکا فیصلہ خود حضرت مسیح نے کیا کہ آنے والا ایلیا یہی یوحنا ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ اب اس نظیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ آمد کے یہی معنی ہوتے ہیں اور ایسے کلمات بطور استعارہ کے استعمال کئے جاتے ہیں اسکے بعد بھی اگر فیصلہ موت میں شک ہو تو پہلے ان دلائل کو توڑو۔ اور پھر آنے والے کا جو فیصلہ حضرت عیسےٰ کی اپنی عدالت سے ہوا اسکے خلاف کوئی فیصلہ پیش کرو۔ انہوں نے تو ثابت کیا کہ آنے والا بروزی رنگ میں آیا کرتا ہے تم کہتے ہو کہ وہ حقیقی مردے زندہ کردیا کرتے تھے پس اگر یہ سچ ہے تو کیوں انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کرلیا تاکہ ان کی نبوت مشتبہ نہ ہوتی اور یہودیوں کی قوم تباہ نہ ہوتی۔ انہوں نے ملاکی نبی کی پیشگوئی ہی کا تو سوال کیا تھا۔ ان کے راہ میں روک اور ٹھوکر یہی امر ہوا نہ کوئی اور اس تاویل پر جو حضرت مسیح نے کی تھی وہ راضی نہ ہوئے اور انکار کرکے لعنتی ٹھیرے۔

بعض اوقات جب اس دلیل کا نقض ہمارے مخالف نہیں کرسکتے تو پھر کہدیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرّف مبدّل ہیں میں کہتا ہوں کہ محرّف مبدّل ہی سہی لیکن تواتر قومی کو کیا کروگے۔ یہودی اب تک موجود ہیں۔ ان سے پوچھ لو کہ کیا وہ اس امر کے منتظر نہیں ہیں کہ مسیح سے پہلے ایلیا ضرور آئے گا۔ اور عیسائی بھی اس کے قائل۔ اگر وہ قائل نہ ہوتے تو ایلیا کا بروز یوحنا کو کیوں تسلیم کرتے؟

پس یہودی اور عیسائی باوجودیکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں مگر اس امر پر بالکل متفق ہیں۔ ایسی صورت میں یہہ امر بالکل صاف ہوجاتا ہے کہ یہ امور ہمارے زبردست مویدہیں جیسے یحییٰ کا نام الیاس رکھا اسی طرح اللہ تعالےٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ اس نام میں حکمت کیا تھی؟ اس کے جواب میں یاد رہے کہ یہود اپنی شرارت کی وجہ سے منحرف ہوئے تھے کہ ایلیا نہیں آیا۔ چنانچہ ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے جسنے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ بلکہ یہانتک لکھا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے سوال ہوگا تو ہم ملاکی نبی کا صحیفہ پیش کریں گے کہ اس میں کہاں لکھا ہے کہ مثیل آئیگا؟ پس یہودیوں کے لعنتی اور منحرف ہونے کے لئے یہہ ابتلا پیش آگیا۔ اس امت کے لئے سلسلہ موسوی کی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ ایک مسیح آتے اور علاوہ بریں چونکہ اس امت کے لئے یہہ کہا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں وہ یہود کے ہمرنگ ہوجائے گی۔ چنانچہ بالاتفاق غیر المغضوب میں مغضوب سے مراد یہود لی گئی ہے۔ پھر یہہ یہودی تو اسیوقت ہوتے جب انکے سامنے بھی ایک عیسےٰ پیش ہوتا اور اسیطرح پر یہہ بھی انکار کردیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنے والا عیسیٰ آگیا اور انہوں نے انکار کردیا۔ اس میں میرا کیا قصور ہے یہہ تو زیادہ ملزم ہیں اس لئے کہ ان کے سامنے انبیاء کی نظیر موجود تھی مگر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے غور ہی نہیں کیا اور نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ انپر رحم کرے۔ آمین۔

---

۲۷ ستمبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔

اللہ تعالےٰ بہت رحیم وکریم ہے وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اسپر رحم کرتا ہے۔ اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور رسولوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اسکے لئے روحانی موت ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہوتا ہے۔ اسلئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل وخوار کیا۔ اسلئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار۔ عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے انمیں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں یہہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ سچ تو یہہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ (اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارك وسلم) یہہ ہے نمونہ اعلےٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد وپیش حاضر رہتے ہیں۔ اسلئے اگر کسی کے انکسار وفروتنی اور تحمل وبرداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کردیں یا تازیانہ لیکر مارنا شروع کردیا۔ اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہوگیا بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔

دوسرے غربا کے ساتھ معاملہ تب پڑتا ہی کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہیں اور خشک روٹی پر گذارہ کرلیتے ہیں۔ مگر یہ باوجود علم ہونے کے بھی ان کی پروا نہیں کرتے وہ انکو امتحان میں ڈالتے ہیں جب بصورت سائل آتے ہیں۔ خدا تعالےٰ تو ذرہ ذرہ کا خالق ہے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا یہہ غریبوں کے ساتھ ہی معاملہ کرکے سمجھا جاتا ہے کہ کسی قدر تا خدا ترسی یا خدا ترسی سے حصہ لیتا ہے یا لیگا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالےٰ بعض بندوں سے فرمائے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں بہت بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا میں ننگا تھا تم نے کپڑا دیا میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ تو تو ان باتوں سے پاک ہے تو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا تب وہ فرمائیگا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے تم نے انکی خبرگیری کی وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا۔ پھر ایک اور گروہ پیش ہوگا ان سے کہیگا کہ تم نے میرے ساتھ برا معاملہ کیا میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ پیاسا تھا پانی نہ دیا ننگا تھا مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں بیمار تھا میری عیادت نہ کی تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ تو تو ایسی باتوں سے پاک ہے تو کب ایسا تھا جو ہم نے ایسا کیا اسپر فرمائیگا کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تھا اور تم نے ان کے ساتھ کوئی ہمدردی اور سلوک نہ کیا وہ گویا

میرے ہی ساتھ کرتا تھا۔

عزتِ نفس

نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی **عبادت** ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ اس پہلو مین بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسرون کو حقیر سمجھا جاتا ہے انپر ٹھٹھے کئے جاتے ہین ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل مین مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غربا کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہین آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہین مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت مین مبتلا نہ ہو جاوین۔ اللہ تعالےٰ نے جن پر فضل کیا ہے اسکی شکر گذاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کرین اور اس خدا داد فضل پر تکبر نکرین اور وحشیون کی طرح غربا کو کچل نہ ڈالین۔

خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے اسکے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علےٰ خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے لیکن اگر وہ اسکی شیخی اور گھمنڈ مین آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا ہو اور پاس کنوان بھی ہو۔ لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک متمول انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اسکو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہے گی۔ اس نیکی سے محروم رہ جائیگا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اور خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے آیا۔ پھر اس سے کیا فائدہ پہونچا۔ یہہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہین کہ اس نے زہر کھائی ہے۔ لیکن تھوڑے دنون کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دیگی۔

یہہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ مین ہے اسلئے انہین امیرون کی امیری اور تمول پر رشک نہین کرنا چاہئے اسلئے کہ انہین وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہین۔ ایک غریب آدمی بے جا ظلم۔ تکبر۔ خود پسندی۔ دوسرون کو ایذا پہونچانے۔ اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی برائیون سے مفت مین بچ جائیگا۔ کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتون پر اسے مجبور کرتی ہے اس مین نہین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل آتا ہے تو سب سے پہلے اسکی جماعت مین غرباء داخل ہوتے ہین اسلئے کہ انہین تکبر نہین ہوتا۔ دولتمندان

کو یہی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اسکے خادم ہو گئے تو لوگ کہین گے کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر فلان شخص کا مرید ہو گیا ہے اور اگر ہو بھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتون سے محروم رہ جاتا ہے الا ماشاء اللہ۔ کیونکہ غریب تو اپنے مرشد اور آقا کی کسی خدمت سے عار نہین کریگا۔ مگر یہ عار کریگا۔

ہان اگر خدا تعالےٰ اپنا فضل کرے اور دولتمند آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نکرے اور اسکو بندگانِ خدا کی خدمت مین صرف کرنے اور ان کی ہمدردی مین لگانے کے لئے موقع پائے۔ اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سب مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العبادہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اسکا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔

میرا تو یہ مذہب ہے کہ **دشمن** کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہین کہ جہانتک ہو سکے اسکی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے۔ پھر وہ اس فکر مین پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہین کرتے۔ اسکو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اسپر لگانے افترا کرتے اور اسکی غیبت کرتے اور دوسرون کو اس کے برخلاف اکساتے ہین۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کسقدر برائیون اور بدیون کا وارث بنا اور پھر یہ بدیان جب اپنے بچے دین گی تو کہانتک نوبت پہونچے گی۔ مین سچ کہتا ہون کہ تم کسی کو اپنا **ذاتی دشمن** نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا کے ہو جاؤ تو وہ دشمنون کو بھی تمہارے خادمون مین داخل کر سکتا ہے لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہین بلکہ خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے پھر خدا سے بڑھکر تمہارا **دشمن** کون ہوگا۔ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب **خدا دشمن** ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہین ہو سکتا۔ اسلئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا **طریق** ہو۔ خدا تعالےٰ کا منشا یہی ہے کہ **ذاتی اعدا** کوئی نہ ہون۔ خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہان اللہ اور اسکے رسول کی عزت کے واسطے الگ

امر ہے۔ یعنے جو شخص خدا اور اسکے رسول کی عزت نہین کرتا بلکہ انکا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ لیکن اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنے نہین ہین کہ تم اس پر افترا کرو۔ اور بلا وجہ اسکو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہین بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ۔ اور خدا تعالےٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اسکی اصلاح کے لئے دعا کرو۔ اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اسکے ساتھ شروع نکرو۔ یہ امور ہین جو تزکیہ نفس سے متعلق ہین۔ کہتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علی رضؓ نے اسکو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اسنے جھٹ حضرت علی کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اسکی چھاتی پر سے اتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اسلئے کہ اب تک تو مین محض خدا کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھہ حصہ اس مین شریک ہو جاتا ہے۔ پس مین نہین چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہین قتل کرون۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہین سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دکھ دیتے اور عداوت کے سلسلون کو وسیع کرتے ہین تو اس سے بڑھ کر خدا کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی۔

ایک شخص نے ایک جائداد کے متعلق جو فروخت ہونے والی ہے۔ کہا کہ آپ اسکو خرید لین ایسا نہ ہو کہ فلان سکھہ یا کوئی اور خرید لے۔ فرمایا۔ ہمین ان باتون سے کیا غرض ہم جائدادین اور زمینین خریدنے کے واسطے نہین آئے۔ ہمکو کیا سکھہ خریدے یا کوئی اور خریدے۔ ہمیشہ اس شعر کو یاد رکھا جاوے۔ ؎

خواجہ در بندِ نقشِ ایوان است
خانہ از پائے بست ویران است

ہم سے **دو شغل** نہین ہو سکتے۔ یہی خدمت جو خدا نے ہمارے سپرد کی ہے پورے طور پر ادا ہو جاوے تو کافی ہے اسکے سوا ہمین اور کسی کام کے لئے نہ فرصت ہے نہ ضرورت۔

ایک شخص نے کہا کہ تجارت کے متعلق خواہ نخواہ سود دینا پڑتا ہے۔ فرمایا ہم جائز نہین رکھتے مومن ایسی مشکلات مین پڑتا ہی نہین اللہ تعالیٰ خود اسکا متکفل کرتا ہے۔ عذرات سے شریعت باطل ہو جاتی ہے کون امر ہے جسکے لئے کوئی عذر

آدمی نہین تراش سکتا۔ ہے خدا سے ڈرنا چاہئے۔

کسی نے پوچھا کہ بعض آدمی غلہ کی تجارت کرتے ہین اور خرید کر اسے رکھہ چھوڑتے ہین جب مہنگا ہو جاوے تو اسے بیچتے ہین کیا ایسی تجارت جائز ہے؟ فرمایا اسکو مکروہ سمجھا گیا ہے مین اسکو پسند نہین کرتا۔ میرے نزدیک شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے **ایک آن کی بدنیتی بھی جائز نہین اور یہ ایک قسم** کی بدنیتی ہے۔ ہماری غرض یہ ہے کہ بدنیتی دور ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تھوڑی سی نجاست جو ان کے کپڑے پر تھی دہو رہے تھے کسی نے کہا کہ آپنے اسقدر کے لئے تو فتوی نہین دیا۔ اسپر آپنے کیا لطیف جواب دیا۔ کہ

آن فتوی است و این تقوی

پس انسان کو دقایق تقوے کی رعایت رکھنی چاہئے سلامتی اسی مین ہے اگر چھوٹی چھوٹی باتون کی پروا نکرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتین کبائر کا مرتکب بنا دین گی۔ اور طبیعت مین کسل اور لاپروائی پیدا ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔ تم اپنے زیر نظر تقوے کے اعلے مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقایق تقوے کی رعایت ضروری ہے۔

اسیطرح کہتے ہین ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ چالیس مُہر کی کیا زکوٰۃ دینی چاہئے۔ تو ذوالنون نے کہا کہ چالیس مُہر کی زکوٰۃ چالیس مُہر۔ سائل اس جواب پر حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کیون؟ اسپر ذوالنون نے کہا کہ چالیس اس نے رکھی ہی کیون۔ گویا کیون خدا کی راہ مین خرچ نکر دین۔ جمع ہی کیون کیا؟ شریعت سے ایسا ہی پایا جاتا ہے۔

کہتے ہین کہ کوئی محدث وعظ کرتا تھا۔ ایک صوفی نے بھی سنا اور اسکو کہا کہ محدث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ اسنے کہا میرے پاس تو مال ہی نہین زکوٰۃ کس چیز کی دون۔ صوفی بولا چالیس حدیثین لوگون کو سنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کر لیا کرو۔

فرمایا۔ اسلام مین انسان کے تین **طبقے** رکھے ہین۔ ظالم لنفسہٖ۔ مقتصد۔ **سابق بالخیرات**۔

ظالم لنفسہٖ تو وہ ہوتے ہین جو نفس امارہ کے نیچے مین گرفتار ہون اور ابتدائی درجے پر ہوتے ہین۔ جہانتک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہین کہ اس حالت سے نجات پائین۔

مقتصد وہ ہوتے ہین جنکو میانہ رو کہتے ہین

ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پاجاتے ہیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی اسکا حملہ ان پر ہوتا ہے۔ اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔

مگر سابق بالخیرات وہ ہوتے ہیں کہ ان سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں انکے حرکات و سکنات طبعی طور پر اس قسم کے ہوجاتے ہیں کہ ان سے افعال حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے گویا ان کے نفس امارہ پر بالکل موت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالت میں ہوتے ہیں۔ انسے اسطرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اسکو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہیں

حسنات الابرار سیئات المقربین۔

مثلاً چندہ کی حالت پر ہی لحاظ کرو۔ ایک آدمی غریب اور ۲ روز کا مزدور ہے اور ایک دوسرا آدمی دو لاکھ روپیہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہزاروں کی روزانہ آمدنی ہے وہ ۲ کا مزدور بھی اس میں ۲ پیسہ دیتا ہے اور وہ لاکھ پتی ہزاروں کی آمدنی والا دو روپیہ دیتا ہے۔ تو اگرچہ اسنے اس مزدور سے زیادہ دیا ہے مگر اصل یہ ہے کہ اس مزدور کو تو ثواب ملیگا مگر اس دولتمند لاکھ پتی کو ثواب نہیں بلکہ عذاب ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق قدم نہیں بڑھایا۔ بلکہ گویا بخل کیا ہے۔

غرض یہہ ہے کہ جس قسم کا انسان ہو اسے اپنی طاقت اور قدرت کے موافق قدم بڑھانا چاہیئے۔ ہر شخص اپنی معرفت کے لحاظ سے پوچھا جائیگا۔ جسقدر کسی کی معرفت بڑھی ہوئی ہوگی اوسیقدر وہ زیادہ جوابدہ ہوگا۔ اسی لئے ذوالنون نے زکوٰۃ کا وہ نکتہ سنایا۔ یہہ خلاف شریعت نہیں ہے۔ اسکی شریعت کا یہی تقاضا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مال رکھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ اسے خدمت دین اور ہمدردی نوع انسان میں صرف کرنا چاہیئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں آخری وقت ایک مُہر تھی آپ نے اسے نکلوا دیا۔ اصل یہی ہے۔ کہ ہر امر کے مراتب ہوتے ہیں۔ بعض آدمی شبہ کرینگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی کہلاتے تھے انہوں نے کیوں مال جمع کیا؟ یہہ ایک بیہودہ شبہ ہے اسلئے کہ وہ مہاجن نہ تھے خدا بہتر جانتا ہے کہ اس غنی کے کیا معنے ہیں؟ میں اتنا جانتا ہوں کہ جو مال خدمت دین کے لئے وقف ہو وہ اسکا نہیں ہے۔

اس نیت اور غرض سے جو شخص رکھتا ہے وہ اپنے لئے جمع نہیں کرتا۔ وہ خدا کا مال ہے۔ لیکن جو اپنے اغراض نفسانی اور دنیاوی کو ملحوظ رکھ کر جمع کرتا جاتا ہے وہ مال داغ لگانے کے لئے ہے جس سے آخر اسکو داغ دیا جائیگا

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھہ مال چھوڑنا چاہیئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنیکا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال انکو نہیں آتا کہ اسکا فکر کریں کہ **اولاد صالح ہو طالح نہ ہو** مگر یہ وہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پرواکی جاتی ہے۔

بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہیں کرتے وہ اپنی زندگی ہی میں اولاد کے ہاتھہ سے نالاں ہوتے ہیں اور اس کی بداطواریوں سے مشکلات میں پڑجاتے ہیں۔ اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شرابخوری میں صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے۔

اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہوسکتی ہے۔ خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے **ھو یتولی الصالحین** یعنے اللہ تعالےٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بدکاریوں میں تباہ کرکے پھر قلاش ہوجائیگی۔ اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑیگی جو اس کے لئے لازمی ہیں + جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالےٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہوجاتا ہے۔ اور وہ اسیطرح پر ہے کہ اسکی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالےٰ اسکا تکفل کریگا۔ اور اگر بد چلن ہے تو جائے جہنم میں اسکی پروا تک نہ کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا جوان ہوا اب بوڑھا ہوگیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اسکی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالےٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہوجاؤ۔ اور اسکو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو + جسقدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسیقدر کوشش اس امر میں کرو۔

خوب یاد رکھو کہ جب تک خدا تعالےٰ سے رشتہ نہ ہو اور سچا تعلق اسکے ساتھہ نہ ہوجاوے کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی۔ یہودیوں کو دیکھو کہ کیا وہ پیغمبروں کی اولاد نہیں یہی وہ قوم ہے جو اسپر ناز کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی۔

نحن ابناء اللّٰہ و احباءہ ہم اللہ کے فرزند اور اسکے محبوب ہیں۔ مگر جب انہوں نے خدا تعالےٰ سے رشتہ توڑ دیا۔ اور دنیا ہی دنیا کو مقدم کرلیا کیا نتیجہ ہوا۔ خدا تعالےٰ نے اسے **سور اور بندر** کہا اور اب جو حالت انکی مال و دولت ہوتے ہوئے بھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پس وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔ اور اسکے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلےٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالےٰ کو راضی کرلوگے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد کے ساتھہ بھی اچھا معاملہ کریگا۔ قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے۔ کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی وہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **وکان ابوھما صالحا** ان کا والد صالح تھا۔ یہہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاویں پھر کیا اس قسم کے امور اکثر لوگوں کو پیش آجاتے ہیں بددیانتی خواہ تجارت کے ذریعہ جس میں حقوق شرکاء کو تلف کیا جاتا ہے۔

اسکی وجہ یہی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اولاد کے لئے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحب جائداد لوگوں کو یہ کہتے سُنا ہے کہ کوئی اولاد ہوجاوے جو اس جائداد کی وارث ہو تاکہ غیروں کے ہاتھہ میں نہ چلی جاوے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون سب ہی تیرے لئے تو غیر ہیں۔

اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔

غرض

حق العباد میں پیچ در پیچ مشکلات ہیں جب تک انسان ان میں سے نکلے نہیں مومن نہیں ہوسکتا۔ نری باتیں ہی باتیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا کسی سے رشتہ ناطہ نہیں اسکے ہاں اسکی بھی کچھہ پروا نہیں کہ کوئی سید ہے یا کون ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہہ خیال مت کرنا کہ میرا باپ پیغمبر ہے اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا آپ بھی۔ فرمایا ہاں میں بھی۔

مختصر یہ کہ نجات نہ **قوم** پر منحصر ہے نہ مال پر۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے اور اسکو اعمال صالحہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔

قوم کا ابتلا بھی مال کے ابتلا سے کم نہیں۔ بعض لوگ دوسری قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس ابتلا میں سید سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ ایک عورت گداگر ہمارے ہاں آئی وہ کہتی تھی کہ میں سیدانی ہوں اسکو پیاس لگی اور پانی مانگا تو کہا کہ **پیالہ دھو کر دینا کسی امتی نے پیا ہوگا۔**

اس قسم کے خیالات ان لوگوں میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے حضور ان باتوں کی کچھہ قدر نہیں اسنے فیصلہ کردیا ہے۔

ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم

ایک مخلص اور معزز خادم نے عرض کی کہ حضور میرے والد صاحب نے ایک مسجد بنائی تھی وہاں جو امام ہے اسکو کچھہ معاوضہ وہ کچھہ دیتے تھے اس غرض سے کہ مسجد آباد رہے وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں میں نے اسکا معاوضہ بدستور رکھا ہے اب کیا کیا جاوے؟

فرمایا۔ خواہ **احمدی ہو یا غیر احمدی** جو روپیہ کے لئے نماز پڑھتا ہے اسکی پروا نہیں کرنی چاہیئے نماز تو خدا کے لئے ہے۔ اگر وہ چلا جائیگا تو خدا تعالےٰ ایسے آدمی بھیجدیگا جو محض خدا کے لئے نماز پڑھیں اور مسجد کو آباد کریں۔ ایسا امام جو محض لالچ کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے میرے نزدیک خواہ وہ کوئی ہو احمدی یا غیر احمدی اس کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی۔

امام اتقی ہونا چاہیئے بعض لوگ رمضان میں ایک حافظ مقرر کرلیتے ہیں اور اس کی تنخواہ بھی ٹھہرا لیتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی محض نیک نیتی اور خدا ترسی سے اسکی خدمت کردے تو یہ جائز ہے۔

دیانندی ڈراما

بجواب
مرزائی چٹکلے

آریہ مسافر ماہ جولائی ۱۹۰۵ء

ہمارے مخالف دیانندی صاحبان کا جب اسلام کے مقابلہ پر دلائل و براہین سے کام نہیں چلتا تو وہ عورتوں اور بھٹیاروں کی طرح کوسنا شروع کر دیتے ہیں اور نقالوں کو اپنی طفلانہ تحریروں سے مات کر دیتے ہیں کچھ عرصہ سے ایک مختون آریہ عجیب عجیب تماشے کرکے دیانندیوں کو خوش کر رہے ہیں اور جولاہوں کے تیر کی طرح کبھی اس طرف پھدکتے ہیں اور کبھی بے بس ہو کر اوس طرف پہنچتے ہیں۔ آپ نے پہلے دیانندی سماج کی مدد سے ایک الول جلول کتاب لکھی نہیں بلکہ نقل کی جسے آپ نے نصف گھنٹہ کا لکچر قرار دیا حالانکہ آپ اسے نصف گھنٹہ میں پڑھ بھی نہیں سکینگے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ دیانندیوں نے بیچارے کے گلے میں ہار ڈال دی۔ جونہی وہ پبلک کے ہاتھوں میں پہنچی۔ تو اس نے اس کی ایسی ہی قدر کی جیسی کہ ایسی عامیانہ کتاب کی ہوا کرتی ہے۔ مختون صاحب کو اور تو کوئی دلیل نہ ملی آپ نے برائے نام ایک جواب لکھ مارا جسے اگر کہا جاوے کہ کسی ناول نویس بھانڈ نے اپنے ہم خیالوں کو پرچانے کے لئے گھڑ مارا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ اسے ایک مدلل مذہبی کتاب کا خطاب دیا جاوے مگر چونکہ آج کل ناول نویس اور یورپین بھانڈوں و مسخروں کی تقلید کا مادہ ہمارے کالجوں کے طلباء میں حد درجہ تک سرایت کر چکا ہے اسلئے مختون آریہ نے اگر ایسا کیا تو وہ مجبور تھا۔ مذہبی تعلیم تو اسکی جیسی تھی وہ تو اسکی طرز تحریر سے ہی ظاہر ہے۔ بیچارہ لڑکوں کی پیروی نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ اسپر بھی ہمیں امید تھی کہ اگر وہ جیسا کہ دعوے کرتا ہے۔ مذہب کی خاطر دیانندی ہوا ہے تو ضرور اس طفلانہ روش کو چھوڑ کر مدلل اور پر از براہین و مہذبانہ طرز تحریر پر کاربند ہوگا۔ کیونکہ سچا مذہب ضرور اپنے پیروؤں کو منکسر المزاج اور مہذب بنا دیتا ہے مگر افسوس کہ نتیجہ ہماری امید کے خلاف نکل رہا ہے اور مختون آریہ کی ہر ایک تحریر بجائے مہذب ہونے کے طفلانہ ہذیان اور شوخانہ ہوتی جا رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانندیوں کی سنگت نے اسپر پورا تسلط کر لیا ہے اور وہ ان کے رنگ میں پورے طور پر رنگا گیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ہم بھی اس پنتھ کے عامی آدمیوں کی طرح اس سے سلوک کریں۔

اس وقت ہمارے زیر نظر مختون آریہ کا مندرجہ بالا ہیڈنگ "مرزائی چٹکلے" ہے جسمیں اُسنے شوخی اور دریدہ دہنی کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا اور پیٹ بھر بھر کر حضرت اقدس کی نسبت گستاخی کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسکی نادلانہ باتوں کو دیانندی تہذیب کے حوالے کرکے اصل اعتراضات کا جواب ثواب دیں۔ تاکہ اسکی تسلی ہو جائے۔

عمر عیار کی زنبیل

لوگ حیران ہوں گے کہ یہ عجیب بہروپیا پن ہے عمر عیار کو گذرے کئی صدیاں ہو گئی ہیں۔ پھر یہ عمر عیار کی زنبیل کیسی۔ مگر ہم ناظرین کو اتنی دیر حیرانگی میں نہیں رہنے دیں گے سنئے لالہ دیانند اور اس کے چیلوں نے بہت تگ و دو کے بعد رشی کیش کے پہاڑوں سے اس زنبیل کو نکال مارا ہے۔ جسے سنسکرت میں بجائے عمر عیار کی زنبیل کے دیانندی وید کہتے ہیں ہم نے خود اس زنبیل کے کرتب ملاحظہ کئے ہیں۔ اس میں [illegible] تو کبھی تثلیث پرستی نکل آتی ہے کبھی نیوگ پرستی۔ کبھی اواگون پرستی۔ کبھی ہون پرستی۔ کبھی ریل کبھی تار اور کبھی فضولیات کا مجموعہ۔ [illegible] دنیا جوں جوں ترقی کرتی چلی جائیگی ان پہیلی کے باٹوں کا کبھی خاتمہ نہ ہوگا۔ ذرا سی الفاظ کی گھڑت بڑھت کرنے سے [illegible] نکلتے چلے آئیں گے۔ [illegible] ایک ایک [illegible] کے ساتھ گیارہ گیارہ نیوگی نکلتے چلے آویں [illegible] دے کر [illegible] سیپارہ [illegible] دیانند ایسے لائق چیلوں نے اس کے منہ پر سے پردہ اٹھا کر [illegible] عزت کرکری کر دی۔ یہانتک ہی بس نہیں کی بلکہ ماں بیٹی کی باہمی مباشرت بھی بڈھے بابا کے ذمے لگا دی۔ اپنی ایسی بے عزتی دیکھکر باباجی سے اور تو کچھ نہیں ہو سکا مگر سنچار ولطف یہی دکھائی دے دی کہ برائے خدا مجھے کسی بڑے باعزت بزرگ کیطرف منسوب نکرنا۔ تاکہ دیانندی کے ڈھکوسلوں کی خاطر اس کی بے عزتی بھی نہ ہو پس دیانندیوں کا بڑھے بابا کے سپوت فرزند بنکر اخباری دنیا میں مشہور ہونا قدرے گران سودا ہے۔ اس سودے کا سودا اس بڈھے میاں کے ایک مختون نو زائیدہ فرزند با حلقہ بگوش کے مختل دماغ میں سمایا ہے اور آپنے نقالوں کیطرح ساڑھے تین ورقے سیاہ کرکے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر لیا ہے۔ اتنے ورقوں میں مطلب کی بات یا بڈھے میاں بید کی تعلیم کا عکس سوائے اسکے اور کوئی نظر نہیں آتا کہ شاید ایسی ہی طرز تحریر بڈھے میاں کی بھی ہوگی جس میں سے مختون دیانندی چھانٹ چھانٹ کر پبلک کے سامنے نمونے رکھ رہا ہے۔

عقل کے اندھے ادہرم پال خدا کا خوف کر اور سچائی کا خون نہ کر اخبار بدر پڑھ کر تو تیرے سینہ پر سانپ لوٹ گئے کہ کیوں حضرت اقدس کو آدم کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اگر تجھ میں ذرا بھی عقل ہوتی تو تو اپنے گرو دیانند کے حالات سے ہی سبق لیکر خاموش رہتا۔ بھلا جس چیلے کا گرو مول شنکر سے شد چیتن بنا اور پھر شدہ چیتن سے دیانند بن بیٹھا وہ دوسروں پر کس منہ سے اس قسم کے اعتراض کر سکتا ہے شرم ہے تیری حالت زار پر۔ اگر سیاپے کی کیفیت دیکھنی ہے تو بجائے اخبار بدر کے اپنی گریبان میں منہ ڈال اور اپنی پھکڑ بازی اور طفلانہ حرکت پر رو۔ افسوس کہ تیرا گرو بھی تو تیکے آگے ناچتا رہا اور ایک عرصہ تک شیطان اسے نچاتا رہا۔ تب تیرے جیسے حامی شیطان کہاں گئے ہوئے تھے۔ جو ناچ شیطان نے تیرے گرو کو نچائے ہیں وہ اس کی سوانح عمری پڑھنے سے ظاہر ہیں اب اسپر تو خاک ڈالکر چھپانا چاہتا ہے۔ شیطان کا تسلط ہمیشہ تیرے جیسے جھوٹوں پر ہوا کرتا ہے۔

گرو بڑا یا چیلا

جبتک ہم نے ادہرم پال کی طفلانہ حرکات نہ دیکھی تھیں ہم سمجھتے تھے کہ لالہ دیانندی دشنام دہی میں بڑھا ہوا ہے۔ اور گروں کے کان کٹنے میں گویہ سبقت لے گیا ہوا ہے گو معقول مکذب اور اس کے شاگرد رشید ادہرم پال جی گرو سے چار انگل بڑھ گئے ہیں اور بیچارے گرو جی منہ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ بظاہر تو مختون دیانندی اپنے آپ کو دیانند کا چیلا کہکر انکساری ظاہر کرتا ہے لیکن اگر اس کی [illegible] یا وہ گوئی دیکھو تو اپنے گرو کے پیش کردہ اعتراضوں پر ملمع چڑھا کر اس سے تین انگل اچھل کر باتیں بناتا ہے۔ بیچارہ دیانند تو ساری عمر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا کبھی [illegible] کی مالا جانوروں تک پہنا کر خود بھی [illegible] رہا اور کبھی گلستے کا ذبیحہ کو جائز بنا مارتا رہا۔ آخر کار نیوگ جیسی بے حیائی کا پردہ وید پرستی [illegible] کر چلتا بنا۔ جب کبھی معترضوں نے اعتراض کیا لالہ جی دہوتی سنبھالتے دوسری جگہ پہنچتے تھے اور یہ جادہ جا سماج مندری میں جا براجے۔ زیادہ کسی نے زور دیا تو ویدک لغات میں سے دو چار گالیاں اُگل دیں۔ بیچارہ معترض خود ہی ٹھنڈا ہو کر چپ ہو رہا۔

لالہ مختون جی فرماتے ہیں کہ بموجب عقیدہ اہل اسلام فرشتے بادلوں کو پکڑ کر نہیں لاتے بلکہ بارش کے لئے قوانین ہی کچھ اور ہیں۔ مہربان ناظرین اگر آپ لالہ مختون سے دریافت کریں کہ بدر کے کون سے پرچہ میں لکھا ہے کہ فرشتے بادلوں کو پکڑ کر لاتے ہیں۔ شاید بادلوں کا لفظ آپکی چشم پر تعصب کو بدر میں نظر آگیا ہوگا۔ ورنہ جو حوالہ آپنے بدر سے لکھا ہے اسمیں تو یہی لکھا ہے کہ فرشتے اوس کے پورا کرنے کے اسباب بہم پہنچانے میں لگ گئے۔ معلوم ہوتا ہے مختون نے اسباب کے معنی ویدک لغات میں بادل کے دیکھے ہیں۔ واہ رے مختون دیانندی تیری عقل کے صدقے۔

ذرا گرو کا حال تو ملاحظہ کر کہ کہنے کو تو پیشگوئیاں کرتا رہا (ملاحظہ ہو سوانح عمری دیانند [illegible]) کہ کھداگوت کا سپتناہ کرنے کا پھل دکھ اور تکلیف ہے اور راجہ گو الیار اس سے تکلیف اٹھائے گا مگر لالہ جی کے مسلمہ مسائل کا حال ناگفتہ بہ ہے ستیارتھ پرکاش کے اول اڈیشن کو تو آگ کے حوالے کر دینا چاہئے کیونکہ وہ تو خلل دماغ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ رہا دوسرا اڈیشن سو وہ بھی قدر خلل دماغ کی [illegible] پر ہے۔ اسکے بعد والے اڈیشن چیلوں کی تیزی طبع کے نتائج ہیں فرمائیے اگر لالہ جی ایسے ہی یوگی تھے تو پہلے درست مسائل کیوں نہ لکھے کیا اسوقت رشی کیس میں بھنگ نوشی فرما رہے تھے۔ جسکے باعث سدہ بدہ سے جواب مل چکا تھا۔ لالہ مختون کیسی بیہودہ ڈینگیں مار رہا ہے؟

مختون دیانندی نیا جنم دہارین

مختون دیانندی ایک طرف تو وید کی پہاڑی گیون کو دیکھتا ہے۔ اور دوسری طرف یورپین تہذیب کو۔ پہاڑی گیون کو مانتا ہے تو سمجھدار آدمی [illegible] کاگ بناتے ہیں اگر یورپین تہذیب کو پکڑتا ہے تو ویدانگی کے ہون کنڈ میں جاتے ہیں غرض اس گرما گرمی میں مجنون لالہ کی بری گت بن رہی ہے

کبہی تو ڈاڑہی موچہہ منڈا بچون مین قدم دہرنا پڑتا ہے اور کبہی بنگالنون کا ساجمپر بدل کر عجیب ..... اُنگلیان نچاتے ہین - نیوگ - باپ بیٹی کی مجامعت - ہون کنڈ پر عجیب عجیب نقشے چڑہا کر زٹلین اُڑا رہے ہین - اور بقول جہاج تو بولے جیتی کیون بولے جسمین خود ہی ہزارون چہید ہین - ازلی پیدائش کا نکتہ تو ہم تم کو سمجہا دیتے ہین - مگر اس کے بدلے ہم آپ سے دریافت کرتے ہین کہ ستیارتہ پرکاش ص ۲۲۸ ونیز دیگر ویدک منترون مین جو پرمیشور کو روحون کا پتا - ماتا کہا گیا ہے - کہان تک سچ ہے کیا پرمیشور پتا (باپ) اپنے بیٹے روح کی عمر کے برابر ہے یا کم وبیش - اگر پرمیشر حقیقی پتا ہے تو حدوث روح ثابت ہے ورنہ وہی مثل ہوئی کہ جب سے باپ تب سے بیٹا - اوہو خوب یاد آگیا - روح اس کا حقیقی بیٹا نہین بلکہ تبنّی بیٹا ہے - کہو مختون جی کون دہرم ہے -

ازلی پیدائش کی حقیقت لیجئے - قدیم اور حادث کی چار اقسام ہوسکتی ہین (۱) قدیم بالذات (۲) قدیم بالزمان (۳) حادث بالذات (۴) حادث بالزمان - قسم اول خدا تعالےٰ کے لئے ثابت ہوئی ہے - قسم دوم مین آکاش داخل ہین - جو حادث بالذات اور قدیم بالزمان ہین - قسم سوم مین ممتنعات داخل ہین - قسم چہارم مین مرکبات عنصریہ - ان چار اقسام مین باہمی نسبت یہ ہے کہ قدیم بالذات خاص ہے قدیم بالزمان سے کیونکہ جو قدیم بالذات ہے وہ قدیم بالزمان ضرور ہے اور جو قدیم بالزمان ہے اسکے لئے قدیم بالذات ہونا ضروری نہین جیسے روح پس ان ہر دو مین نسبت عموم خصوص مطلق کی ہوئی - قدیم بالزمان عام من وجہ ہے حادث بالذات سے کیونکہ روح قدیم بالزمان اور حادث بالذات ہین - پس یہ ایک مادہ اجتماع کا ہوا اور خدا قدیم بالزمان بہی ہے جیسا کہ وہ قدیم بالذات ہے پس حادث بالذات نہ ہوگا - لالہ مختون کی موٹی سمجہ مین اگر نہ آیا تو ہم اس مضمون پر پہر لکہہ دین گے -

ازلی پیدائش تو آپ نے دیکہہ لی اب آپ ازلی بیٹے کی حقیقت آشکارا کرکے ویدک فلاسفی کی ٹانگ توڑین -

مختون تو تہے ہی ڈاڑہی موچہہ بہی صفاچٹ

جیسے بعض بوڑہے آدمی اپنے آپ کو نوجوان اور بچہ ظاہر کرنے کے لئے ڈاڑہی کا صفایا کرا دیا کرتے ہین ایسا ہی لالہ مختون بہی بدو کل کے بچون کے ساتہہ ہولی کہیلنے کے لئے ڈاڑہی موچہہ کا صفایا کرکے بچے بن بیٹہے ہین - اب دیکہتے ہین کہ بی ..... تو رستہ ہوگئے کہ اینٹ اٹہانے سے حشرت الارض کی طرح نکل آتے ہین - ہمارے جیسے ٹٹ پونجیون کو کون پوچہیگا جہٹ ڈاڑہی موچہہ منڈا کر سماج کی ڈہولکی بجانی شروع کردی - اور تو آپ سے کچہہ ہو نہ سکا اپنے نامہ اعمال کی سیاہی اور اندرونی کالک کی ایک کونچی اپنے منہ پر بہی پہیر دی - لوگون نے اوسے دہونے کی کوشش کی مگر طفلانہ طبیعت سے ایک کی بجائے چار کونچیان اور اپنے منہ پر پہیر دین -

اب بال اکہڑوانے کا لیجئے - ہم انصاف آپ ہی پر چہوڑتے ہین - مہربانی کرکے بتائے کہ آپ کے عقیدہ کے بموجب اسلام بڈہا ہے یا ویدک پنتہہ - ان مین سے جو بڈہا ہوگا اسکے بال ہی زیادہ سفید ہونگے اور اکہیڑنے کے لائق ہونگے - دیانند سے پہلے تو مسلمان اس بڈہے بابا کے سفید بال اکہیڑ کر اسے اپنے ساتہہ جوان بنا رہے تہے مگر لالہ دیانند کے آنے سے اسنے تو ایک سار قینچی سے ہی اسکے بال اتار کر رکہہ دیئے اور ایک نئی مصنوعی ٹوپی جیسے یورپین جہلک نمودار تہی اسکے گنجے سر پر رکہہ دی - بس پوچہو نہین پہر بابا کی کیا عمدہ تصویر بن گئی - اس کا فوٹو سماج کے نیوگ خانہ کی دیوارون پر لگا ہوا دیکہو -

آپ کہتے ہین کہ تمام مسلمان کہتے ہین کہ حضرت آدم سے پہلے کوئی انسان نہ تہا واہ رے مختون دیانندی - تیرے جہوٹ کے صدقے کب ہونو پوری ہے -

لالہ مختون قرآن شریف کو تدبّر سے پڑہتے تو پہ ..... ظاہر ہوجاتا ہے کہ آدم سے پہلے مخلوق تہی تبہی تو کہا گیا کہ کان من الکافرین یعنی وہ کافرون مین سے تہا یعنی شیطان - احادیث سے بہی ثابت ہے کہ اس آدم سے پہلے بہی کئی آدم ہو گذرے ہین - کہو لالہ جی اب سیاہی کی کونچی آپ کے منڈے ہوئے چہرہ پر پہر گئی یا نہین تم کیا جانو کہ قرآن شریف مین کیا لکہا ہے خواہ مخواہ کی ڈینگین نہ مارو - بہلا جس کتاب کا ایک حرف بہی تم نہین جانتے اسکی علمیت کا دعوےٰ کرنا کیسی حماقت ہے تمہین کاگ بہاشا ہی مبارک رہے -

آپ کا یہ لکہنا کہ محض آدم سے ہی تمام انسان پیدا ہوئے یہانتک کہ اسکی بیوی بہی - عجیب نادانی وجہالت ہے آپکی اس خرافات کے بدلے کونچیان سیاہی کی آپکے چہرہ مبارک پر پہر چکی ہین جنہین ان کو گنگا جل سے دہوکر باتین کرنا -

دیانندی بہروپیا

ویدک زمانہ مین دستور تہا کہ راجاؤن کے خوش کرنے کے لئے نقال کئی کئی قسم کے عجیب عجیب بہروپ بدلا کرتے تہے تاکہ ان کو دیکہنے والے ہنسین - موجودہ زمانہ مین مختون دیانندی وہی فرائض ادا کر رہا ہے - کہین تو آپ لکچرار بنکر دوسرون کی چہاچہہ پر موچہین منڈاتے ہین اور کہین بنگالنون کا سا جامہ زیب تن کرکے استری سماج مین نیوگ پرچار کرتے ہین اور کسی جگہ ڈاڑہی موچہہ منڈا کر بچون کے ساتہہ الف بے تے رٹنا شروع کر دیتے ہین - مگر ہمین کچہہ عرصہ سے معلوم ہوا تہا کہ آپ بیمار ہین جسے ہم نے حمل کا سوانگ ہی سمجہا تہا - اب معلوم نہین کہ وضع ہونے پر کیا نتیجہ نکلا - سوانگ تو آپنے خوب بہرا مگر اپنے پتی کا نام ہم سے کیا چہپایا تہا - خیر ہم بہی دل کو سمجہالین گے کہ نیوگ کے حمل کا سوانگ ہی سہی جسمین پتی کے تقرر کی ضرورت نہین - جو آئے سو اس کا بیڑا پار ہے -

بیڑا ہی ڈوب گیا

اسلام کی لہرون نے بیچارے وید کی کشتی کو جو نقصان پہنچایا تہا وہ تو سب کو معلوم تہا - مگر کچہہ عرصہ سے لالہ دیانند اور اس کے چیلون نے ویدک ٹوٹی ہوئی کشتی پر کاغذون کے جوڑ لگانے شروع کر دیئے تہے اور کئی پاپنتون نے تو اس کاغذی ناؤ کا خیال چہوڑ کر علیحدہ علیحدہ کاغذی مشکیزے بنائے تہے - جناب مرزا صاحب کے نزول نے ایک ایسا جوش دریائے اسلام مین ڈال دیا کہ اس ویدک کاغذی ناؤ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور باوجودیکہ اسکی مرمت برابر جاری ہے مگر وہ بجائے جڑنے کے اور علیحدہ علیحدہ ہوئے جاتے ہین - اور اسمین ذرا شک نہین رہا کہ بیڑا آج ڈوبا کہ کل ڈوبا - گو اسی ڈر کے مارے دیانندی رشی کیش کسی چوٹی کی طرف بہاگے ہین مگر اس جوش وحدّت کے سامنے ٹہیرنا کاغذی ناؤ کا کام نہین - تمہاری طفلانہ باتون کے جوابات تہذیب الاسلام کے جواب مین دئے جاوینگے اور خاطر جمع رکہو تمہارے بخیئے پورے طور پر ادہیڑ کر رکہہ دئے جاوینگے - مجہے معلوم ہوا ہے کہ تم کوئی رسالہ بہی اسلام کے خلاف نکالنا چاہتے ہو - سو اب خبردار ہو جاؤ - اور طفلانہ باتون کو چہوڑ کر مہذبانہ طور پر گفتگو کرنا سیکہو - ورنہ مین تمہارے ایک ایک مضمون کے ٹانکے ادہیڑتا چلا جاؤن گا - پہر گاجرون کا حلوا کہاکر بہی تمہارا کچہہ نہ بنے گا - مین تم کو اپنی حالت درست کرنے کا ایک آدہ موقع دیتا ہون - اگر میرے نام سے تمہین معلوم نہین تو آریہ مسافر سے پوچہہ لو - جو شرم کے مارے منہ سامنے نہین کرتا -

راقم

احمدی جس سے تم بخوبی واقف ہو -

منظورِ الٰہی

اے دلِ پژمردہ کیون مغموم ہے تو کر بیان
ہم سے یہ دیکہی نہین جاتین تری بینا بیان
چشمِ نم تو ہی بتادے تجہہ پہ کیا گذری ہے آج
کس کا غم ہے کس کے ماتم مین ہین یہ آنسو روان
کر رہا تہا صبحدم مین چشم ودل سے یہ خطاب
یون کہا اک کسی نے مجہہ سے باآہ وفغان
فاضل مشہور یعنی مولوی عبد الکریم
ہوگئے دنیائے فانی سے سوئے عقبیٰ روان
حق تعالےٰ انکا جنّت کو کرے آرام گاہ
دل سے تہے وہ تابعِ حکم مسیحائے زمان
تہے فصاحت اور بلاغت مین وہ حسانِ عجم
قرأت وقرآن خوانی مین تہے مشہورِ جہان
دوستون کو اپنے وہ داغِ جدائی دے گئے
اب سنے گا اُن کا قرآن مجمعِ روحانیان
گیارہوین تہی ماہ اکتوبر کی اور تہا بدھ کا دن
اُڑ گیا تن کے قفس سے سوئے جنّت مرغِ جان
حق تعالےٰ سے ہے منظورِ الٰہی کی دعا
اے خدا رکہہ دوستون پر ان کے فضلِ جاودان

وی پی

مطبع اُن خریداران کی طرف وی پی ارسال کر رہا ہے جنکی طرف سال روان یا گذشتہ سالہا کا چندہ واجب الوصول ہے - اسلئے اطلاع دیجاتی ہے کہ جن کی طرف چندہ قابل وصول ہے مطبع کے مرسلہ وی پی وصول کرکے مشکور کرین یا اطلاع دین کہ وہ کب تک چندہ ارسال کرینگے یا کونسا پرچہ وی پی ارسال کیا جاوے - تاکہ مطبع باربار کی خط وکتابت اور زیرباری سے محفوظ رہے امید ہے کہ خریداران الحکم جن کی طرف چندہ واجب الوصول ہے توجہ کرینگے - !!!

محرر دفتر الحکم

مرثیہ وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ

(از چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ)

اے راحت دوستان کجائی   اے یاور دلستان کجائی
سرتاج مہاجران کجائی   اے اوّل ناصران کجائی
اے عبد کریم ما کجائی
وے یار قدیم ما کجائی

مجروح شدیم در فراقت   مذبوح دلیم زاشتیاقت
چون صحبت ما شدست شاقت   افسوس کجاست آن رفاقت
جان تن انجمن کجائی
بر ہمزن انجمن کجائی

اے طائر روح چون پریدی   بر کنگرۂ فلک رسیدی
از ما تو بگو چرا بریدی   از ما چہ خلاف طبع دیدی
طیر ناک آشیان کجائی
اے بلبل خوش بیان کجائی

جسم تو کہ بود سرپاک   ہیہات نہادہ شد بہ خاک
آن طوطی روح تو چالاک   پرواز نمود و شد بر افلاک
اے فرش گزین من کجائی
اے چرخ نشین من کجائی

ویران شدہ بے تو محفل ما   ویران شدہ بے تو منزل ما
آتش افتادہ در دل ما   آبست بخانۂ گل ما
اے مرہم زخم ما کجائی
اے دارو سقم ما کجائی

اے زبدۂ خادمان مہدی   اے قدوۂ بندگان مہدی
اے خادم دوستان مہدی   اے ساکن آستان مہدی
نور دین خدا کجائی
اے بندہ باصفا کجائی

تحریر تو ہست پُر ز تاثیر   تقریر تو دل برد بہ تسخیر
ذات تو بہ سقف خانہ شہتیر   ما را بود و شکست تقدیر
اے باعث شادیم کجائی
زیب آبادیم کجائی

بودیم بہ زندگیت دلشاد   آباد ز تو ہمہ بر آزاد
لیکن شدیم بے تو برباد   نقصان رسید و شکل فتاد
اے راحت جان ما کجائی
اے روح روان ما کجائی

بے تو نہ چرا دل ما   بر مرگ تو گفت رب اعلیٰ
بر زبان مسیح فرزع عیسیٰ   ہم من سنہ زصدق وعدہ
زین کریم و گوہیت کجائی
ہم بوئیم و جوئیت کجائی

دادند ترا شناخت حق   شد قسمت تو رفاقت حق
شد نور تو صرف طاعت حق   وا دست تو شد اشاعت حق
خاموش نشستہ کجائی   روپوش شدی خفتہ کجائی

آن صحبت ما شدت فراموش   یا کنج لحد شدی ہم آغوش
چون یاد تو میزند دل جوش   گریم وے صبور و خاموش
اے غم خور غمزدہ کجائی
وے شادئ جان و دل کجائی

گو عمر تو ہفت و چہل سال ست   در ذات تو جمع ہر کمال ست
بے روئے تو بدر ما ہلال ست   آن نیز بعوض زوال ست
اے نور نگاہ ما کجائی
وے پشت و پناہ ما کجائی

پژمردہ گل بہار خوبی   آن بادشہ دیار خوبی
چون بود تمیم دار خوبی   آخر شدہ در مزار خوبی
اے رونق باغ ما کجائی
وے باغبان دماغ ما کجائی

قرآن غذائے روح تو بود   فرقان کہ دوائے روح تو بود
دارو شفائے روح تو بود   گوید کہ کجا روح تو بود
اے عاشق زار من کجائی
جان باز و نثار من کجائی

در وقت دعا بہ پاسداری   اظہار جلال حضرت باری
با ہمہ دعا ما و زاری   جان باختن آفرین سپاری
شیدائے جلال حق کجائی
مولائے جمال حق کجائی

در ہجر تو چشم ماست پرنم   شد سینۂ ما خزینۂ غم
بر مرگ تو میکنیم ماتم   بطریق رسول پاک اکرم
اے بے تو ہم ترین کجائی
دوری دیار قرین کجائی

ادعیۂ آن مسیح موعود   ہم زاری آن امام محمود
ضائع نہ شود ز لطف معبود   شد بہر فقہ زدان مفقود
یکتا حبیب ما کجائی
تنہا غریب ما کجائی

اے ذات تو مرجع خلائق   لیکن بری از ہمہ علائق
اے طوطی ایزدی حدائق   بگذشتہ از ہمہ عوائق
راہی رہ عدم کجائی
مخزون بے خدم کجائی

تقریر تو شکرست و قندست   تحریر عجیب و سودمند ست
حالاکہ بسینہ گفت بند ست   این شیوہ ازدل پسند ست
خوش لہجہ مقرر ہم کجائی
اے قندر مکرم کجائی

دست تو کمان و خامہ ات تیر   بر طائر زد ز کرد نخچیر
دادند ترا زبان تفسیر   بر حلق دجال مثال شمشیر
اے تائب باقی کجائی
اے ہر صدا نشین کجائی

در جان تو شوق کو شخیز   جان باز و نثار روح شخیز
شمشیر بے عدو شہ شخین   خلقت ہمہ عکس خوبے شخیز
اے خاک در علی کجائی
اے دوست ہر ولی کجائی

اتفاق تو ... است   با طاعت جدم بود بامت

اے عاشق شوق داستقامت   حالات مئے طہور و جامت
مے نوش وے بگو کجائی
خاموش وے بگو کجائی

طبع تو کہ بود نازک از گل   برداشت نکرد شور بلبل
چون تر تو دہ گل اے گل   روئیدہ سبزہ گیاہ و سنبل
اے غنچہ دہان ما کجائی
اے بستہ زبان ما کجائی

واقف حقائق شریعت   کشاف دقائق شریعت
گل چین حدائق شریعت   پابند علائق شریعت
اے عالم باعمل کجائی
اے عالم بے بدل کجائی

اے کشتۂ راہ مہدی حق   سردار سپاہ مہدی حق
اے یوسف چاہ مہدی حق   خوش لہجہ گواہ مہدی حق
اے نام تو با نشان کجائی
از چشم زمان نہان کجائی

اے عاشق زار نام احمدؐ   وے شیفتۂ کلام احمدؐ
داری خبر مقام احمدؐ   اے خاک رہ غلام احمدؐ
اے یار مسیح ما کجائی
قربان مسیح ما کجائی

رشک است بہ بخت روشن تو   چون قادیان ہست مامن تو
در زندگی بود مسکن تو   شد بعد وفات مدفن تو
اے زیر زمین رہین کجائی
روپوش تہ کفن کجائی

ہجرت رگ جان ما خراشد   بر زخم دلم نمک بپاشد
چون تیشۂ غم نہ جان تراشد   گر عبد کریم ما نباشد
مجروحم و مرہمم کجائی
بے تو در ماندہ ام کجائی

یاد تو بحضرت مسیحا   زاد تو محبت مسیحا
آزاد بخدمت مسیحا   دلشاد بصحبت مسیحا
بودی و درین زمان کجائی
از دیدۂ ما نہان کجائی

قرآن تو با چنین خوش آواز   تاثیر چہ داشت بود اعجاز
بیخود شدمے و داشتے باز   لاریب ظہور راز پرواز
یا خوش خوان من کجائی
پاکیزہ بیان من کجائی

در ہجر تو گرچہ بیقرارم   این قصۂ درد دل گذارم
در حفظ خدا ترا سپارم   دیگر ز قلم نہ بر نگارم
اے پیش روندہ ام کجائی
در پیت دوندہ ام کجائی

حق لائق کند بحالت تو   قرآن ہمہ در رفاقت تو
در خلد بود اقامت تو   احمد ز پئے شفاعت تو

واکردہ لبا ے فتا کجائی
زود آ و بیا بیا کجائی

اے مالک ما مہیمن ما   درگاہ مسیح مامن ما
چون عبد کریم مسکن ما   یا دو پس مرگ مدفن ما
زین پس نہ بخواہش کجائی
نہ پیام رسانش کجائی

اطلاع

خریداران الحکم خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔

کل ایک خط ضلع کرنال سے پہونچا جس پر نمبر وغیرہ نہیں ہے اور نیز پتہ واضح طور پر اپنا نہیں لکھا ہے۔ اس سے کارخانہ کو حساب وغیرہ میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ لہذا آئندہ نمبر دیا کریں۔

تعلیم الاسلام سکول اور کالج

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت کی اصلاح اور استحکام کے لئے ایک گشتی چٹھی خاص حباب کی خدمت میں بھیجی گئی ہے امید ہے توجہ سے دیکھی جاویگی مدرسہ کی آمدنی اور کالج کے آنہ فنڈ کی آمدنی کی رسید زر ایک وقت سے چھپ نہیں سکی آج مدرسہ کی رسیدات کیلئے جگہ نکالی جاتی ہے اسکے بعد آنہ فنڈ کی رسیدات چھاپی جاوینگی یعنے آخر نومبر ۱۹۰۵ء تک انشاء اللہ تمام رسیدات چھپ جاوینگی یعنے آخر نومبر تک کی پوری ہوکر آخر نومبر تک کی آمدنی کی رسیدات شائع کردی جائینگی۔ اسلئے جب تک کل رسیدات شائع نہ ہولیں فرلیسندگان روپیہ رسیدات کے چھپنے کے لئے تقاضا نکریں۔ ایڈیٹر

مساکین اور یتامی اور جاڑا

سردی کا موسم آگیا ہے اور ہمارے مدرسہ کے یتامی اور مساکین کے لئے سردی کے کپڑے اور سامان کی ضرورت ہے ایک عرصہ گذرتا ہے۔ حضرت حکیم الامتہ نے ایک اشتہار اعلام کے نام سے جاری کیا تہا جس میں اس امر کیطرف توجہ دلائی تہی کہ اگر احباب پرانے کپڑے بہیجدیا کریں تو وہ ان لوگوں کے کام آسکتے ہیں اس پر چندان توجہ نہیں ہوئی اب یہہ ضرورت سخت محسوس ہوئی ہے اسلئے ہر جگہ کی احمدی جماعتیں خصوصیت کے ساتہہ اسپر توجہ کریں ہر قسم کے کپڑے جو پرانے کارآمد ہوں یہاں بہیجدئے جاویں یا کپڑوں کے لئے روپیہ بہیجا جاوے۔ یہہ ایسی ضرورت ہے کہ اسپر بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے۔

ایڈیٹر

رسید زر آمدنی مدرسہ

۱۶-اگست ۱۹۰۵ء

منشی عبد العزیز صاحب ٹیلیگراف ماسٹر متہرا مدرسہ ۴۸
غلام نبی صاحب سکنہ چک تحصیل بہیرہ ؍ عہ؍
نور الدین صاحب ٹانک لگوئی ابر برہما ؍ ملے ۱۲؍
بابو عبد الرحمان کلرک انبالہ ؍ ۱۲؍
۱۸-اگست ۱۹۰۵ء
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب مساکین ۴؍

مدرسہ للعہ ریزو فنڈ لہ عہ
جماعت وزیر آباد معرفت شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر مدرسہ لہ عہ ۹؍
جماعت لویریانوالہ ضلع گوجرانوالہ مدرسہ صہ؍
۱۹-اگست ۱۹۰۵ء
جماعت احمدیہ بہینی متصل قادیان معرفت ماسٹر سکندر مدرسہ ۷؍
جماعت احمدیہ سامانہ معرفت محمد اکرم صاحب مدرسہ ۴؍
۲۱-اگست ۱۹۰۵ء
منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن مدرسہ عا
محمد رمضان صاحب عدن ؍ عا
بابو عبد الکریم صاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی مدرسہ ۸؍
غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ ؍ مدرسہ عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور مدرسہ عہ
مرزا عباس علی ملک گارڈ کوہاٹ یتامی عہ مدرسہ ۲؍
۲۲-اگست ۱۹۰۵ء
جماعت احمدیہ گولیکی یتامی عہ؍
جماعت جہلیانوالہ حافظ آباد مدرسہ عہ؍
منشی مولا بخش صاحب مدرس سنگہول مدرسہ عہ؍
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ عہ
محمد علی وٹرنری اسسٹنٹ دفعدار انبالہ چہاونی مدرسہ عہ
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی مدرسہ ۸؍ لنگر
متفرق معرفت غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ حال ساکن
یتامی للعہ مدرسہ عہ
غلام طاہر ولد سید نجم الدین احمدی قصبہ کرنال مدرسہ ۴؍
رمضان خان ولد چاند خان احمدی ؍ مدرسہ ۴؍
ناسعلوم الاسم از پٹیالہ یتامی ۴؍
۲۴-اگست
مولا بخش صاحب بکہلور- پہلور مدرسہ ۱۰؍
منشی اللہ رکہا ولد میاں الہ دین سمبڑیال مدرسہ ۱۲؍
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب مدرسہ عہ
۲۵-اگست
غلام محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر نروبی (افریقہ) مدرسہ عا
عظیم شاہ صاحب باورچی نروبی ؍ مدرسہ عہ ۸؍
عمر الدین صاحب ؍ مدرسہ عا ۸؍
۲۶-اگست
محمد موسیٰ کمسکل میکل مارٹ لاہور مدرسہ عہ
جماعت کاٹہہ گڑہ معرفت محمد علی سکرٹری انجمن چکارحق مدرسہ عہ ۱۵؍
جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی مساکین ۲؍ مدرسہ ۴؍
مولوی اسماعیل صاحب ترگڑی- گوجرانوالہ مدرسہ عہ؍
جماعت جہلم معرفت سلطان محمد گہڑی ساز
مساکین عہ ۱۲؍ ... مدرسہ عہ
۲۸-اگست
سید محمد شاہ لیس دفعدار نوشہرہ مدرسہ عہ
یعقوب خان وٹرنری اسسٹنٹ موزر یمونٹ ڈپو یتامی للعہ

بابو فیروز علی کیسوال متصل گوجرخان مساکین ۸؍
یکم ستمبر ۱۹۰۵ء
جماعت بستی وریام معرفت محمد علی صاحب وریام مساکین ۴؍
۴-ستمبر
جماعت احمدیہ کریام معرفت سلطان خان مدرسہ ۴؍
سلطان خان ڈاکخانہ ملوارہ ضلع لودہیانہ مدرسہ ۴؍
عبد الحی خان کلرک منٹگمری مدرسہ عہ
۴-ستمبر
مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ اسماعیل خان مدرسہ عا
مولوی محمد احسن کنگام کشمیر حال مقیم دلیسہ یتامی ۲؍
۵-ستمبر
ولایت شاہ صاحب سکول ماسٹر بارکہالور الائی مدرسہ عہ
۶-ستمبر
جماعت احمدیہ لودہیانہ معرفت ماسٹر عبد الحق صاحب یتامی و مساکین للعہ
قاضی عبد المجید صاحب سکنہ جہانگا مانگا مدرسہ عا
عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور مدرسہ ۸؍
محمد شفیع صاحب گوجرانوالہ مدرسہ ۱۲؍
محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ راولپنڈی ؍ ۸؍
۷-ستمبر
محمد حسین صاحب پنجابی اوڑ کال بنگلہ مدراس مدرسہ عہ
مولوی سید محمد رضوی صاحب پلیڈر- حیدرآباد دکن ؍ عہ
۹-ستمبر
جماعت احمدیہ لودہیانہ معرفت قاضی خواجہ علی صاحب مدرسہ ۴؍
سید لعل شاہ صاحب از نوشہرہ مساکین ۲؍ مدرسہ عا
مرزا نیاز بیگ صاحب از کلانور مساکین ۴؍
منشی محمد علی صاحب محرر پہلورا مدرسہ عہ
میاں الٰہی بخش صاحب ٹھنڈڑا مساکین عہ
ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور مدرسہ عا
بابو عبد الرحیم صاحب سارٹر ریلوی انبالہ مدرسہ ۸؍
محمد تقی صاحب مدرس سرہند ۴؍ یتامی مدرسہ ۴؍
منشی مولا بخش صاحب مدرس سنگہول یتامی ۸؍ مدرسہ ۱۰؍
۱۱-ستمبر
عطا محمد صاحب ایس- او- ڈونڈوت کولیری مدرسہ عا
حافظ احمد الدین صاحب چک اسکندر- برنالی مدرسہ ۲؍
۱۴-ستمبر
اسماعیل آدم بمبئی مدرسہ عہ
زین الدین محمد ابراہیم بمبئی مدرسہ للعہ
منشی وزیر خانصاحب احمدی انجیر بیگو برہما مدرسہ ما
علی بخش صاحب تلونڈی کہو روالی مدرسہ عہ
منشی گلزار محمد صاحب پنڈی گہیب مدرسہ عہ
۱۴-ستمبر
چندہ جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ مدرسہ ۷؍

صاحب وسعت احباب توجہ کریں

میاں احمد نور صاحب مہاجر کے مکان کیلئے کئی دفعہ پہلے بہی تحریک ہوچکی ہے کچہہ روپیہ جمع ہوا تہا وہ خرچ ہوچکا ہے چونکہ زمین جو مکان کے لئے تجویز ہوئی تہی وہ نشیب میں ہے قریباً ایکسو روپیہ تو اس کے برابر کرنے میں خرچ ہوگیا اب مکان کی تعمیر شروع ہوگئی ہے مگر گذارہ کے موافق مکان تیار ہونیکے لئے دوسو روپیہ کی اور ضرورت ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ قوم پر طرح طرح کے چندوں کا بوجہہ پڑا ہوا ہے اور خصوصاً لنگر خانہ کیحالت ان دنوں میں بہت ہی قابل توجہ ہے جسکے لئے حضرت اقدس نے بہی تحریک کا ارشاد فرمایا ہے مگر اس قوم کیلئے جو اسوقت ہزارہا روپیہ مجموعی طاقت سے نیکی کے کاموں میں خرچ کررہی ہے دوسو روپیہ کی رقم کچہہ بہی چیز نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسی خفیف رقم ہے کہ دو چار صاحب وسعت احباب ہی توجہ فرما کر اسے پورا کر سکتے ہیں۔ زکوٰۃ کی مد میں آخر سینکڑوں نہیں ہزاروں روپیہ اس جماعت کے نکلتے ہیں۔ پس ادنیٰ سی توجہ سے یہ رقم پوری ہوسکتی ہے۔ کل قوم کے سامنے اسلئے تحریک کی گئی ہے کہ تہوڑی تہوڑی مدد سے ہی مدعا حاصل ہوجاوے مگر یہ کام بہت جلد توجہ کو چاہتا ہے تا تعمیر کا کام درمیان میں نہ رک جاوے۔ ماہ رمضان کا مہینہ بہی صدقات کا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے احباب کو توفیق دے کہ اس کار خیر میں وہ حصہ لیں۔

راقم محمد علی مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہوگا کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو انکے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائیگی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں۔ فقط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

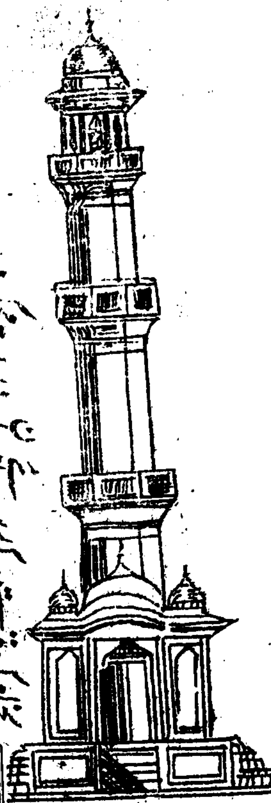

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۸ (۴) غیر مذہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ / ۱

نمبر ۴۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۹ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

سفرنامہ دہلی

دہلی کے سفرنامہ کے متعلق بعض دوستون نے رائے دی ہے کہ وہ جداگانہ کتاب کی صورت مین شائع کیا جاوے مگر مین اسکی ضرورت نہین سمجہتا۔ اسلئے الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ العزیز ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا سفرنامہ چھپنا شروع ہو جائیگا جس مین جہانتک ہو سکے گا۔ پورے کوائف درج کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

سال رواں ختم ہونیکو آیا۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہے وہ براہ کرم اب تو بھیجدین۔ مطبع کیطرف سے جو وی پی روانہ ہو رہے ہین انہین وصول کرکے مطبع کی بروقت اعانت کی جاوے۔ یہہ بہی یاد رہے کہ حسب معمول ۱۰۔ڈسمبر ۱۹۰۵ء کا الحکم سالانہ قیمتون کے لئے وی پی کیا جائیگا ناظرین آگاہ رہین۔ اگر قومی کامون کو اپنے ذاتی کامون کی طرح سمجہہ لیا جاوے تو پہر کوئی وجہ نہین ہو سکتی کہ وی پی واپس ہون اور کارخانہ کو نقصان پہونچے

درخواست دعا

بابو عبد الحق صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور اسکی ترقی اشاعت مین بہت بڑا حصہ لینے والے نوجوان ہین اور پہلے سنکہترہ مین سب پوسٹماسٹر تہے اور اب دار الامان کی اقامت کو باعث سعادت سمجہہ کر مدرسہ تعلیم الاسلام مین کام کرتے ہین۔ وہ ایک مقدمہ کی لپیٹ مین آگئے ہین احمدی احباب اپنے بہائی کی دعاؤن سے مدد کرین۔ رمضان کے ان ایام مین اچھا موقع ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر و عافیت سے ۱۲ بجے کے قریب دار الامان آپہونچے۔ اکثر خدام استقبال کے لئے راستہ مین جا ملے۔ آپنے دار الامان پہونچکر نماز جمعہ جماعت کے ساتھہ ادا کی۔ آپ اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔

(۲) حضرت حکیم الامۃ کی صحت بہی الحمد للہ اچھی ہے اور آپ خدمت دین مین بدستور مصروف۔

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی بجائے اب نماز پنجگانہ کے امام آپ ہی ہوتے ہین۔

(۳)۔ فاضل امروہی امرتسر سے چندروز کیلئے واپس امروہہ تشریف لے گئے ہین فاضل امروہی قرآن شریف کی ایک تفسیر لکہنا چاہتے ہین اس کام کو انہون نے شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔ آمین۔

تازہ الہامات اور رؤیا حسب ذیل ہین

امرتسر۔ ۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ صبح کو رؤیا مین دیکھا کہ بہت سے گنے ہین فرمایا اس سے مراد کوئی مفسدہ یا ہنگامہ ہوتا ہے۔ اسکے ساتھہ ہی الہام ہوا۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ یعنے مین اپنے رسول کے ساتھہ کہڑا ہونگا۔

یہہ رؤیا اور الہام آپ نے لیکچر سے پہلے سنا دیا تہا لیکچر شروع کرنے کے آدہ گہنٹہ بعد پورا ہو گیا۔ کوتاہ اندیش مخالفون اور مفسدون نے اسقدر شور و شر پیدا کیا کہ اپنی طرف سے وہ اپنے منصوبے مین کامیاب ہو گئے۔ (اسکا مفصل ذکر سفرنامہ مین ہوگا)

قادیان۔ ۱۱۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ

ترجمہ۔ یا تو بعض وہ باتین ہم تجہکو دکہائینگے جنکا انکو ہم نے وعدہ دیا ہے یا تجہے وفات دینگے۔

لَا یُقْبَلُ عَمَلٌ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ مِنْ غَیْرِ التَّقْوٰی۔ یعنے تقوےٰ کے بغیر کوئی عمل ذرہ برابر بہی قبول نہین کیا جاتا۔ (یہہ دونو الہام نماز ظہر کے وقت سنائیے۔

۱۴۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ ایک کاغذ دکہایا گیا جس پر عربی عبارت مین ایمان کے اقسام لکہے ہوئے ہین وہ عبارت یاد نہین رہی۔ مگر اوس کا مطلب غالباً یہ تہا کہ ایمان چار قسم ہے ایک روایتی ایمان دوسرا وہ جو بصیرت سے حاصل ہوتا ہے تیسرا حالی ایمان۔ چوتہا استغراقی جو محویت سے حاصل ہوتا ہے۔

۱۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ "ہوئی یہ زندگیون کا خاتمہ"

اطلاع

اب بھی اکثر دیکہا جاتا ہے کہ خریداران خط و کتابت مین نمبر خریداری جو کہ چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے نہین دیتے آئندہ توجہ کرین۔

حضرت مولانا مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ

مخدوم الملتہ کی شہادت نے قوم کے وجود میں ایک خاص حرکت پیدا کر دی ہے اور اس صدمہ کو پورے طور پر محسوس کیا ہے سفر دہلی کے اثنا میں مجھے کئی جگہ جماعتوں اور احباب سے ملنے کا موقع ملا۔ اور ہر ایک سے یہ درد دل سُنا منفاد یر الٰہی پر ہم خدا ہی کے فضل سے خوش ہیں اور ایسے ادبد الخیر کے وعدہ کے موافق سلسلہ کیلئے کسی خیر کثیر کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں لیکن بشری فطری تقاضے ہجوم افکار سے دلکو چوٹ لگا ہی دیتے ہیں اور فی الحقیقت ایسا ہونا ہی چاہئے تھا ورنہ اللہ تعالےٰ اپنے مامور اور برگزیدہ رسول کو یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم کی وحی کیوں کرتا؟ **مخدوم الملتہ** کا صدمہ یوں تو ہر شخص نے محسوس کیا ہے لیکن جس جس قدر مرحوم کے تعلقات کسی سے زیادہ تھے اسی قدر صدمہ اس کے دل نے محسوس کیا ہے۔ **سیالکوٹ** کی جماعت (جو شہید مرحوم کے وجود پر **ناز** اور **فخر** کرتی تھی اور جسکا یہہ فخر بجا اور درست تھا) کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ہے اللہ تعالےٰ خود انکی جزا ہے۔ مکرمی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے جس درد اور رقت کیساتھ مجھے خط لکھا ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ انہیں کسقدر دکھ ہوا ہے مگر میں اور خود شاہ صاحب بحمد اللہ یقیناً جانتے ہیں کہ جسقدر عظیم الشان یہ ابتلا ہے اسیقدر عظیم الشان اجر اسکے صبر میں مرکوز ہے ؎

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

میں شاہ صاحب کے خط کو کسی دوسری جگہ درج کرتا ہوں اور ذیل میں انکی ایک نظم کو جگہ دیتا ہوں جو سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے خاص جلسہ میں (جو شہید مرحوم کی تعزیت کا جلسہ تھا) شاہ صاحب نے پڑھی۔ مخدوم الملتہ مرثیہ گوئی کو ہمیشہ ناپسند کرتے تھے اسلئے کہ کہنے والوں کے صرف الفاظ ہی الفاظ ہوتے ہیں۔ وہ عملی رنگ زیادہ چاہتے تھے اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس نظم پر یا ان مضامین پر جو شہید مرحوم کے متعلق شائع ہو رہے ہیں پوری فکر کریں اور ان سے عملی فائدہ اٹھائیں تاکہ مرحوم کی شہادت بھی ایک رکن [illegible] ہو کر آپکے اعمال صالحہ کا ایک جزو ٹھہر جاوے انشاءاللہ [illegible] مجھے اور میرے ناظرین کو یہ توفیق عطا فرماوے آمین۔ [illegible] نظم کے بعد شاہ صاحب کا مراسلہ بھی درج کرتا ہوں اس میں **یادگار کریم** کے متعلق جو بحث کی گئی ہے وہ خصوصیت سے قوم کی توجہ کے قابل ہے۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

موت کا جینے کو جب ہے انتظار
ایسے جینے پر ہو کیون کر اعتبار
جس اقامت کا نتیجہ ہو سفر
اوس اقامت پر کہان آوے قرار
زندگی خود موت کا پیغام ہے
اس پہ ہر دم ہے فنا کا اختیار
مر گئے آخر کو جو پیدا ہوئے
موت کا سب نیک و بد ہونگے شکار
زندگی کا جس نے مقصد پا لیا
موت کا اوسکو نہیں ڈر زینہار
زندگی ہے زندگی کے واسطے ؛؛
اس جہان کا اُس جہان پر ہے مدار
ہے یہ عالم ایک عالم کے لئے
اوس کو وہ پاتے ہیں جو ہیں بختیار
تخم ریزی کو ملی ہے یہہ زمین
کر زراعت اس مین تو اے کاشتکار
اس فنا کے بعد ہے پر اک بقا
تجھکو محنت کے ملینگے وان ثمار
جن سعیدون نے یہہ کی ہیں محنتین
اُن کو نظر غور سے دیکھہ ہوشیار
کیا سعادتمند وہ انسان ہین
صدق سے جو حق کے ہین خدمتگزار
کل وہی خوش ہون گے مالک کے حضور
سوچتے ہین آج جو انجام کار
ان سعیدون مین تھے اک **عبد الکریم**
قوم مین پایا اونہون نے افتخار
عاشق قرآن تھا مرد خدا
خدمت قرآن تھا اُسکا شعار
جب سے ہوش آیا اسی دُھن مین رہے
چہرہ تا دکہلائے وہ زیبا نگار
کوچہ و بازار مین واعظ بنے
ہاتھہ مین قرآن لئے مستانہ وار
جاگتے سوتے مین اُٹھتے بیٹھتے
فکر یہ ہر دم رہی لیل و نہار
وہ اندہیرے گہر کے تھے روشن چراغ
نور فرقان کا تہا دل مین انتشار
عندلیب گلشن قرآن نے
اس چمن مین خوب دکہلائی بہار
مرحبا قرآن کے نغمہ سراء
حق نے کیا بخشا تہا لحن خوشگوار
پڑھ کے بسم اللہ جب کرتے شروع
مست ہو جاتے تھے سارے ہوشیار
کیا تلاوت مین غضب کا تھا اثر
جہومتے ازت [illegible] تھے اغیار و یار
درس قرآن کی [illegible] کی مجلسین
کہینچ [illegible] لوگون کے آگے باربار
جستجوئے حق رہی ان کو مدام
بندگان حق کے تھے وہ دوستدار
وہ پہرے ہر سو تلاش یار مین
چہوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار
دیکھہ کر قرآن کو پہر دیکھا نہ کچھہ
دیکھا گر دیکھا تو اک قرآن کا یار
حامئ دین محمدؐ مل گیا
بیٹھے پر دامن پکڑ کر استوار
قادیان مین مل گیا آخر امام
بن گیا دار الامان دار القرار
مدتون سے کر دیا ترک وطن ؛؛
اور فراموشی مین تہا سب کاروبار
آستان حضرت موعود پہ
چہوڑ کر بیٹھے تھے سب خویش و تبار
اک ندا آئی کہ مین مامور ہون
دین احمدؐ کا ہون مین خدمتگذار
مین کرون گا ظلمت باطل کو دور
نور حق کا مجھہ سے ہوگا انتشار
نور فرقان کا جہان مین ہو ظہور
ہوگا ثابت وہ کلام کردگار
خدمت اسلام کو آیا ہون مین
مین وہ ہون جس کا تہا سبکو انتظار
حملے جو اسپر ہوئے ہین آجتک
رد کرون گا با دلیل استوار
دل مین تہی فرقان کی ان کے لگن
قدردان اسکا ہؤا جب آشکار
جانب مشرق سے آئی یہہ ندا
اس ندا پر دوڑے وہ دیوانہ وار
جنکے تھے مشتاق وہ پیدا ہوئے
پایا مقصد آگیا دل کو قرار
اب تو من مانی مرادین مل گئین
کہولکر دل کا نکالا سب بخار
تیغ بُران کی طرح نکلا قلم
سر پہ باطل کے پڑا جون ذوالفقار
حضرت موعود کا وہ پہلوان ؛؛
نکلا جب میدان میں بہر کارزار
حربۂ فرقان کے جوہر کہلے
ہاتہہ دکہلائے گئے باطل پہ وار
اُن کے حملون کی پڑی عالم مین دھوم
پڑ گئی باطل پرستون مین پکار
چیخ اوٹھے سارے افسانہ پرست
حق کا پیدا ہو گیا مضمون نگار
تہا مظہر قلب قرآن کا امین
معنئ قرآن تہا اک رازدار
اُن کو ازبر تھے مسیحا کے اصول
جن سے باطل ایک دم مین ہو فرار
اس الٰہی کارخانہ کے لئے
آخر شش اُٹھے وہ دیگر اشتہار
حق سے پایا قوم کا لیڈر خطاب
حق نے خود بخشا اونہین عز و وقار
خدمت دین کا صلہ ان کو ملا
قوم پر پایا خدا سے افتخار
حق خدمت کر گئے اپنا ادا
جنّت الماوا ہؤا اُن کا قرار
گل کہلینگے اس چمن مین اور اب
تا کہ دکہلاوین وہ سب اپنی بہار
اے خدا تو ہے دلیل و کارساز
اور ہر اک کا تو ہے حاجت برار
سب خوشی تیری رضا جوئی مین ہے
بندگان حق کا ہے تجہپر مدار
اپنی خدمت کی ہمین توفیق دے
دین کا ہم سے کرا کچھہ کاروبار
ہم مین پیدا ہون بہت عبد الکریم
ایک کے بدلے مین دے تو صد ہزار
جان سپاری کا سبق سب ان سے لین
یون فدا کرتے ہین جان خدمت گذار
محو تھے قرآن مین وہ رات دن
عاشق قرآن کی قرآن یادگار
تیرے قرآن کے لطائف اے حبیب
یاد کرتے ہین بچشم اشکبار
اے مسیحا دم کے شاگرد رشید
اپنے مقصد مین ہؤا تو کامگار
واہ تیرا صدق اے مرد خدا
یار کے قدمون مین کر دی جان نثار
حامد خستہ کے دیرینہ رفیق
رحمتین حق کی ہون تجہہ پر بے شمار

مکتوب حامد

بسم اللہ نحمدہ ونصلے

میرے مکرم و محترم بہائی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
اللہ تعالےٰ نے کا منشاء پورا ہو گیا۔ اور ہمارے لئے فیصلہ

کیا گیا کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے
ذریعہ حضور مسیح موعود کے دربار سے جو فیوض
و برکات لینے کے عادی ہین اس سے محروم کئے
جائین - عادت بہی ایک طبیعت ثانیہ ہوتی ہے
اور طبیعت کا بدلنا اور عادات راسخہ کا چہوٹ
جانا گو ناممکن تو نہین مگر محال ضرور ہے - اب
ہم کو ہمارے مخلص غمگسار محسن کے بجائے
کوئی ایسا مونس غمگسار ملنا چاہئے جو ہماری اس
کمی کو پورا کرے - ایسے نعم البدل کا ملنا ہم کو
سردست مشکل نظر آتا ہے مگر اللہ تعالےٰ کے آگے
کیا مشکل ہے ان مع العسر یسراً فان مع
العسر یسراہ حضور مقدس کی خدمت مین
سوائے نہایت ہی ضروری امور کے عریضہ ارسال
کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات گرامی
کو مکدر کرنا ہے - معمولی خط و کتابت نہایت دور
افتادہ حضوری سے معذور خادمون کے لئے
ضروری ہے اس خبر رسانی کا ذریعہ ہونا چاہئے -

. . . .

. . . . مولوی صاحب مرحوم کی محبت
اس خبر رسانی کا کافی ذریعہ تہی اصحاب بیرو نجات
خصوصاً لاہور سیالکوٹ کپورتہلہ ان کے مراسلہ جات
سے فیضیاب ہوتے رہتے تہے - ہمارے پیارے
اڈیٹران اخبار حضور کے کلمات طیبات اور ملفوظات
پاک کے اندراج سے حتی الوسع دور افتادہ معذور
بہائیون کو بہت خوش رکہتے ہین مگر مولوی صاحب
کی تحریرات کا نرالا رنگ تہا - اور ان پرائیویٹ
خطوط سے - جو حضور اقدس کے الہامات اور
دیگر خاص خاص فقرات سے آراستہ ہوتے
تہے دلون پر ایک عجیب اثر پڑتا تہا - اب ہم
لوگون کو بالفعل کمی ہے تو اسبات کی - خیر جائے
شکایت نہین اللہ تعالےٰ کی مرضی یون ہی تہی -
اور سب خوشی اس کی رضاجوئی مین ہے - اب
اب بجائے اسکے کہ ہم مولویصاحب مرحوم کے
ذریعہ سے ترقی یاب ہوتے - اب ان کے مخلص
اور نہایت پیار کرنے والون کو یہ فکر لگ رہی ہے
کہ مولوی صاحب کو ان کی لایف کے ذریعہ سے
آئندہ آنے والی نسلون اور موجودہ پبلک مین
پیش کیا جائے اور ان کے پاک حالات سے ان کو
فائدہ پہونچایا جائے - اور ایک یادگار قایم کی
جاوے جس سے مرحوم کے یادر ہنے اور اس کی
نیکیون کو ہمیشہ تازہ رکہنے کا خیال باقی رہے -
ان دو امرون کی بابت آپ کے الحکم مین نوٹ
شائع ہوئے ہین اور مخلص جماعتون اور مونس
اور محب بہائیون کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے
لایف کے لکہنے کا کام خود آپ نے سنبہالا ہے

اور **یادگار کریم** کی تصریح کی ہے کہ وہ کیا ہونی
چاہئے اور کس طرح اس کا قیام ہو سکتا ہے - بزرگان
ملت نے حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایما
اور منظوری سے ایک عاشق قرآن کی یادگار قرآن
ہی قایم کی ہے جو ایک قاری کے مقرر کرنے اور
چند ذہین اور جائے امید ترقی کرنے والے نوجوانان
کو تعلیم قرآنی بامعنی معہ اسلوب تلاوت قرآن
سکہلانے سے پوری ہو سکتی ہے - کل ۲۱ - اکتوبر
روز ہفتہ کی شام کو احباب سیالکوٹ کا ایک
خاص جلسہ خاص اعلان کے ذریعہ ہوا اور
انجمن احمدیہ نے اسبارہ مین گفتگو کی - مذاکرہ
سے اسبات کی زیادہ ضرورت پائی گئی کہ یادگار کریم
کو صرف معمولی شخصی چندون مین جن کے ماہواری
وصول کرنے کا بکہیڑا لگا رہے محدود نہ کیا جائے
بلکہ یادگار کو زیادہ پائیدار بنانے کے لئے دارالامان
کے سکول کی عمارات مین ایک تخمینہ موزون خاص
مکان کے ایزاد کرنے سے جس کا نام کریم منزل
ہو ظاہر کیا جائے - مدرسہ مین تعلیم قرآن کی شاخ
کا کہل جانا - کوئی ایسی نمایان یادگار نہین ہان
اگر کریم منزل بہی ساتہہ ہو اور ایک مناسب
عمدہ عالیشان عمارت کے اندر درس قرآن
یعنی یادگار کریم قایم ہو تو ہمادرین و اردین
پر ایک خاص اثر اس یادگار کریم کا پڑ سکتا ہے
اور مولوی صاحب کی پائیدار یادگار باقی رہ
سکتی ہے - ورنہ صرف معمولی طور پر کسی قاری
صاحب کا ایک معمولی کمرہ مین بیٹہہ کر قرآن کریم
کا تعلیم دیدینا اس غرض کو صحیح معنی مین ظاہر
نہین کر سکتا جو ایک یادگار مین ہونی چاہئے -
جو کچہہ بزرگان ملت نے فرمایا ہے وہ بجا ہے اور
درست ہے مگر کریم منزل کا قیام ہو جانا اس یادگار
کریم کو زیادہ باوقعت اور قابل توجہ بنا دیگا -
بے شک اسکے واسطے کئی ہزار کے سرمایہ کی
ضرورت ہے مگر جب ساتہہ ہی یہ خیال ہو کہ
یہ ضرورت ہمارے نہایت ہی قابل ادب اور
خادم قرآن مخدوم الملت کے متعلق ایک آخری
ضرورت ہے تو پہر مین نہین خیال کرتا کہ اس
مرحوم مخدوم الملت کے اس آخری منزل کے
سنوارنے مین کسی مخلص جماعت کو دریغ ہو
سیالکوٹ کی جماعت نے ارادہ کیا ہے کہ وہ
اس روپیہ کی بہم رسانی مین ایک کافی رقم پیش
کرنے مین نمونہ بنے اور اس جماعت کا حق بہی
ہے کہ ایسا کرے - چنانچہ اگلے جلسہ مین جو
عنقریب ہونے والا ہے وہ اسبات کے ظاہر
کرنے کے قابل ہوگی کہ کسقدر رقم وہ اس یادگار
مین پیش کر سکتی ہے یہ جلسہ ایک نظم کے

پڑہنے پر ختم ہوا جو ایک خاص خط کے ذریعہ چوہدری
مولا بخش صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن احمدیہ
آپ کے پاس بہیجینگے اور اسکی الگ اشاعت
ہونے کی تجویز پاس ہو گئی ہے - باقی رہا لایف
کے لکہنے کا کام یہ تو خود آپ نے اپنے ذمہ لیا
ہے اللہ تعالےٰ اس کام مین آپ کی مدد کرے
مین نے حضرت مولانا مرحوم کے پرانے مراسلات
جو وقتاً فوقتاً پہنچتے رہے آج نکالے ہین -
آپ نے مجہہ سے فرمایا تہا کہ مین یہ مکاتیب آپ
کے پاس بہیجدون اسوقت تو میرا اور آپ
کا اور خیال تہا - مگر اب جس ضرورت کیواسطے
یہہ مکاتیب کار آمد ہو سکتے ہین وہ اب
مولویصاحب کے متعلق آخری ضرورت ہے
اور مولویصاحب کی اس دلسوزی اور محبت
اسلام اور حضور مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ساتہہ تعلق خاص کی نسبت وہ گہرا نقش
ظاہر ہوگا جس کی خاص ضرورت لایف مین ہے
مین اسبات کی ضرورت نہین سمجہتا کہ آپ کو
لایف کریم کی ترتیب سمجہانے بیٹہون مگر اس
مین کچہہ شک نہین کہ مجہے یا مولوی صاحب
مرحوم کے کسی اور پرانے واقف کو بعض
حالات کے پیدا کرنے مین آپ کو مدد دینی چاہئے -
ماسٹر غلام محمد صاحب کا بہی اس بارہ مین
خاص اطلاع دینے کا خیال آپ کو ہے - کیا
آپ اس تقسیم سے مجملاً ہم لوگون کو اطلاع
دیسکتے ہین جو آپ نے اس لایف کریم مین ملحوظ
رکہی ہے - مولویصاحب کے مکاتیب کے
درج کرنے کا ایک الگ حصہ ہونا چاہئے -
اور خطبات کریم کا الگ حصہ - سیالکوٹ کی لایف
کا الگ حصہ - اور پہر قادیان کی لایف کا الگ
حصہ - مولوی حضرت نورالدین صاحب حکیم الامۃ
کی صحبت سے فیضیات ہونے کا الگ حصہ -
سیالکوٹ کی لایف کے متعلق تو کچہہ نوٹ ہم لوگ
جمع کر سکتے ہین جسکو بوقت فرصت مرتب
کرکے پیش کرنے کا ارادہ ہے - مکاتیب کریمہ
کے لئے مین وہ جملہ مراسلات ارسال کرتا ہون
جو اس عاجز کے نام مرحوم مخدوم الملت
نے وقتاً فوقتاً ارسال فرمائے تہے اور جہان
تک میرے پاس موجود تہے بہیجتا ہون ان
خطوط مین بعض پرائیویٹ حالات بہی ہین -
مگر آپ ان کو برابر نہایت غور سے ملاحظہ کرین
انہین آپ بہت نور اور ہدایت کے مواد پائینگے
گے - یہ بہی ایک بات ہے جس کی
کمی حضرت مرحوم مغفور کے جدا ہو جانے سے
ہوئی - دارالامان مین بیٹہکر اس قسم کے خطوط

کا تحریر کرنے والا اور نہایت محبت اور دلسوزی سے
اپنے بیرونجات کے بہائیون مین تحریک پیدا کرنے
والا اب کہان - خیر آپ ان مکاتیب پاک کو غور سے
دیکہین اور احباب نے بہی شاید آپ کی خدمت
مین ایسے خطوط ارسال کئے ہونگے کپورتہلہ مین برادرم
منشی ظفر احمد صاحب کے پاس بہی ہون گے ان سب
کو جمع کرین - اور مجموعی نظر سے انتخاب کرکے مکاتیب
کریمہ کے حصہ مین اپنے خاص نوٹون کے
ساتہہ لایف کریم مین درج کرین - بالفعل مینے
اسی قدر عرض کرنا ضروری سمجہا ہے -

مرحوم کا دیرینہ رفیق خستہ حال
میر حامد ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء از سیالکوٹ

روزانہ الحکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل مین الحکم کی خاص وقعت ہے
اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لاینفک جزو
سمجہتے ہین الحکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش و
حوصلہ افزا تحریرین بہیج رہے ہین جو امید دلاتی ہین
کہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۵ء تک مطلوبہ درخواستین پوری
ہو جاینگی - ابہی تک جسقدر درخواستین آئی ہین گو
انکی تعداد کیسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجرائے
روزانہ کے لئے جسقدر درخواستین [illegible] تجویز
کی گئی تہین انمین صرف پچاس درخواستون کی
کمی ہے - گویا نصف درخواستین آچکی ہین تو یہ کمی
کمی نہین بلکہ اطمینان بخش ہے - مین اب روزانہ کی
ضرورت اور **اہمیت** پر کچہہ لکہنے کی
ضرورت نہین سمجہتا بلکہ قدردان [illegible]
الحکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کرین [illegible]
اپنی درخواستین نہین بہیجی ہین وہ جلد بہیجدین -
روزانہ کی صورت اور ترتیب کا اندازہ کرنے کیلئے [illegible] نومبر ۱۹۰۵ء
کے الحکم کے ساتہہ نمونہ کا ایک پرچہ شائع کر دیا جائیگا -
مین اس سے زیادہ کچہہ نہین کر سکتا - اگر قوم نے پسند کیا اور
اسکی خریداری اور اعانت مین میرا ہاتہہ بٹایا اور درخواستین
پوری ہو گئین تو انشاء اللہ العزیز اسکا اجرا ہو جائیگا - اور
جیسا مینے پہلے ظاہر کیا تہا مین اللہ تعالیٰ کی اس فضل و
کرم کیوقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجرا کیلئے مقدر
ہوگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم -

بعض احباب نے قیمت کے متعلق بہی لکہا ہے کہ موجودہ
اردو کے روزانہ اخبارون سے زیادہ ہے - یہ سچ ہے مگر اس
کی وجہ صرف کمی اشاعت اور قادیان ایسے مقام پر اسکا
اجرا ہے مین لکہہ چکا ہون کہ جسوقت اشاعت چہہ سو
ہو جائیگی فوراً قیمت عہ سالانہ کر دیجائیگی - اور
حجم بہی بڑہا دیا جاویگا - آئندہ جس طرح رب کریم کو منظور ہو
خاکسار **یعقوب علی** ایڈیٹر الحکم قادیان

مراسلت

ذیل کی مراسلت بغیر کسی قسم کے تصرف کے درج کی جاتی ہے یہہ دکنی اردو ہے چونکہ مطلب صاف سمجہہ مین آتا ہے اسلئے ہمنے اصلاح کیضرورت نہین سمجہی۔ اتنا کہنا ضروری ہے کہ عیسائیون نے یسوع کو **لعنتی** مان کر انکی بہت بڑی ہتک کی ہے خدا کرے کہ عیسائیون کو اسکی اصلاح کا خیال پیدا ہو اور وہ اسی صورت مین ہو سکتا ہے کہ وہ لعنت کے مفہوم سے آگاہ ہون اور مسیح کی لعنتی موت سے انکار کرین۔ جو فی الواقعہ صحیح نہین ہے۔ ایڈیٹر۔

ایک ہندو کو یسوع کی لعنت نے عیسائی ہونے سے بچالیا

ایک ہندو جسکی مادری زبان کنڑی تھی کرسٹان ہونا چاہتا تھا۔ خاکسار سے سلسلہ گفتگو یون شروع کیا۔

ہندو۔ مجہے سچے مذہب کی تلاش ہے اسرا لیئے مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ کیا آپکے یہان بہی گناہون سے پاک ہونے کے لئے کوئی ... ہے۔ جیسے پادری صاحبون کے یہان اون گناہون کے بدلے مین یسوع کی قربانی ہو چکی ہے۔ چنانچہ اون کی کتاب گلیتون کے ۳ باب ۱۳ آیت مین لکہا ہے کہ۔

مسیح نے ہمین مول لیکر شریعت کی لعنت سے چہڑایا کہ۔ وہ ہمارے بدلے مین لعنت ہوا کیونکہ لکہا ہے جو کوئی کاٹہ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے۔

احمدی۔ ہم اپنے گناہ ایک برگزیدہ خدا کے سر تہوپ کر اوسکو ہمیشہ کے لئے مردود و خدا سے برگردان ماننے سے لاکہہ درجہ بہتر ہے کہ گناہون کے بدلے مین خود ہی دوزخ مین چلے جائین۔ ہمارا مذہب ایسے بیہودہ گوئیون اور بے سود باتون سے بالکل صاف و پاک ہے۔

ہندو۔ پادری صاحبان یہ کب کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ بلکہ وہ تو یہہ کہتے ہین کہ تین روز کے لئے لعنتی ہوا۔ اسکے بعد وہ باپ کے سیدہے ہات پر جا بیٹہا۔

احمدی۔ لعنت کا ترجمہ تمہاری کنڑی زبان مین کیا ہوتا ہے معلوم نہین۔ مگر اوس کا مفہوم یہہ ہے کہ جسپر لعنت پڑتی ہے وہ خدا کا دشمن اور خدا کے نیک بندون کا دشمن ہو جاتا ہے۔ چند دنون کے لئے نہین بلکہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوتا ہے۔ دیکہو شیطان پر لعنت پڑی تو وہ ہمیشہ کے واسطے خدا کی درگاہ سے راندا گیا و مردود ہوا۔

ہندو۔ ہان ایک رو سے آپکا کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ سرکار مین جو کوئی ایک دفعہ کسی جرم کے بدلے مین سزا پاتا ہے تو اوسکا نام ہمیشہ کے لئے **بدمعاشون** مین لکہا جاتا ہے۔ ایسا تو ہو نہین سکتا کہ وہ چند دنون کے لئے بدمعاش گنا جائے۔ پہر اوس کے بعد وہ نیک معاش کہلائے۔ چونکہ یسوع جب ہمارے گناہون کے بدلے مین ایک دفعت واجبی سزا پہنچنے کیوجہ سے اوسکو لعنتی کہا گیا ہے تو غالبًا ضرور وہ تو ہمیشہ کے لئے اسی نام کے نیچے رہیگا۔

احمدی۔ بزرگان دین و محبان خدا کی نسبت ایسے القاب بولتے ہوئے ہمارا دل کانپ اٹہتا ہے معلوم نہین اوس کو ایسا لقب کیون دیا گیا۔ بہلا تم خیال کر سکتے ہو کہ جس مذہب کی پیشوا ہی ایسے ناپاک و تاریک گڑہے مین گرا ہے تو اوس کے تابعدارون کی نجات کی کیا امید ہے۔

این خیال است و محال است و جنون

ہندو۔ پہر تمہارے مذہب مین گناہون سے نجات پانے کا کیا طریق ہے بیان کرو۔

احمدی۔ گناہ روح کی بیماری ہے جیسے جسم کی بیماری اپنے جسم کے لئے رنج و درد کا باعث ہوتی ہے ویسا ہی گناہ بہی روح کی بیماری کا باعث ہے گویا گناہ ہی عین دوزخ ہے۔ اوس سے نجات پانے کے لئے ہمارے مذہب مین یہ طریق ہے کہ جیسے جسم کا بیمار اپنی صحت و شفا کے لئے خود ہی دوا کہاتا ہے۔ ویسا ہی روح کی بیماری کے لئے خود بیمار ہی توبہ اور پشیمانی کی گولیان کہائے۔ اور استغفار کا کاڑہا پیا کرے۔ اور آئندہ آنیوالے دنون مین اون کامون سے پرہیز کرے جن سے بیماری عود کرتی یا کرنے کا اندیشہ ہے۔ مگر ایسا تو کبہی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص بیمار ہوا اور دوسرا شخص اوسکے لئے دوا کہائے۔ یا مر جائے۔ اور وہ بیمار صحت پائے۔

ہندو۔ واقعی آپکا کہنا ٹہیک معلوم ہوتا ہے مین اب کرسٹان ہونے مین جلدی نہین کرونگا اور خوب سوچ سمجہہ کر دریافت کرکے حق کیا ہے معلوم کرونگا۔ اگر میرے قیاس کے مطابق یسوع کو لعنتی مانا جائے۔ تو دو باتون مین سے کوئی ایک بات تو ضرور جہوٹی ہوگی۔ یا تو یسوع نبی نہوگا۔ اگر سچا ہے تو لعنتی موت سے نہین مرا ہوگا۔

احمدی۔ بے شک لعنت و نبوت ایک جگہ جمع نہین ہو سکتی۔ یہہ اجتماع ضدین محال ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت یسوع تو لعنتی موت سے ہرگز نہین مرے بلکہ وہ اوس سے نجات پائے دیکہو خود اون کی کتابون مین لکہا ہے۔ ۲ باب دوسری آیت قرنتیون مین ہے۔ خدا کہتا ہے۔

مینے قبولیت کے وقت مین تیری سُنی اور نجات کے دن تیری مدد کی یعنے یسوع رات کیوقت جو اکثر دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے رو رو کر موت کا پیالہ ٹلنے کے لئے جو دعا کی تہی وہ سُنی گئی۔ اور الله نے اوس کی مدد کر کے لعنتی موت سے نجات دی۔

چنانچہ دوسری جگہ عبرانیون ۵ باب ۷ آیت مین لکہا ہے کہ یسوع نے (بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اوس سے جو اوسکو موت سے بچا سکتا تہا دعائین اور منتین کین اور تحمل کے سبب اوسکی سُنی گئی۔ سُننے سے مراد یہان دعا کا قبول کرنا ہے۔ یہہ تو ہو نہین سکتا کہ خدا کبہی بہرا ہوتا ہے اور کبہی سُنتا ہے وہ تو ہمیشہ سُنتا ہے۔ مثلًا ایک شخص کو ہم کہین کہ پانی لاؤ۔ اور وہ نہ لاوے تو اوس کو الزام دیتے ہین کہ تو نے ہماری بات نہ سنی۔ حالانکہ وہ کانون سے سُن چکا تہا مگر اوس پر عمل نکرنے کی وجہ سے اوسکو نہین سُنا کرکے الزام دیا جاتا ہے۔ ایسے الله جل جلالہ کے یہان اُنکی دعا سُنی گئی۔ یعنی جیسے اونکی آرزو لعنتی موت کا پیالہ ٹلنے کی تہی ٹال دیا۔ اور اوسکو رحمتی موت سے فوت کرکے لعنتی موت سے بچالیا۔ اسپر جو لوگ اپنے گناہون کا بوجہہ اوتار لینے کے لئے اوسکو لعنتی موت مارتے ہین وہ جانے اور اون کا یسوع ہم تو اس عقیدہ سے پاک ہین۔ فقط

خاکسار عبد الله احمدی نیماپور

استفسار اور اُنکی جواب

سوال اوّل۔ اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم الله بہول جاوے تو ذبیحہ کے استعمال مین آپ کیا فرماتے ہین۔

سوال دوم۔ بندوق پر بسم الله پڑہ کر شکار مارا جاوے اور وہ شکار قبل ذبح کے مرجاوے۔ تو اس کے کہانے مین آپ کیا رائے فرماتے ہین۔

جواب

(۱) اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم الله بہول جائے تو ایسے ذبیحہ کا کہانا جائز ہے اگر بظاہر اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ شریفہ (ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه) کی مخالفت کیجاتی ہے لیکن اگر عمیق نظر سے دیکہا جائے تو کسی قسم کی مخالفت نہین بلکہ ناسی مسلم ذاکر کے حکم مین داخل ہے کیونکہ ناسی حکمًا ذاکر ہے۔ طبیعت داعیہ الی الاسلام ذکر کے قایم مقام ہے یہی معنی اوس حدیث کے ہین۔ جو دار قطنی اور در منثور وغیرہ مین ہے (المسلم یذبح علی اسم الله۔ سمی اولم یسم مالم یتعمد) پس وہ ذبیحہ جسپر بصورت نسیان بسم الله نہین پڑہی گئی۔ (لم یذکر اسم الله علیه) کے تحت مین داخل نہین ہے۔ بلکہ (ذکروا اسم الله علیه) کے تحت مین داخل ہے۔

(۲) بندوق پر بسم الله پڑہ کر جو شکار حلال جانورون مین سے مارا جائے۔ اور شکار قبل ذبح مرجاوے تو اوسکا کہانا جائز ہے دیکہو کتب فتاوی شامی وغیرہ کو۔

مرقومہ الراجی الی عفو ربہ الکریم عبد الرحیم

استفسار

عصر اور فجر کی فرض نماز کے بعد سجدہ حرام بتلایا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اگر کوئی شخص فجر کی نماز مین جماعت کے ساتہہ بغیر ادا کرنے سنت کے ثواب جماعت فوت ہونے کے خیال سے شامل ہو جائے اور بعد سلام سورج نکلنے کے قبل دو رکعت سنّت ادا کر سکتا ہے یا نہین اور عصر کے بعد جو سجدہ حرام بتلایا جاتا ہے وہ کسطرح سے؟

یہہ امر یقینی ہے کہ سورج کے نکلتے وقت اور ڈوبتے وقت سجدہ نہ کرنا چاہیئے!

(نوٹ)۔ براہ کرم استفسار بالا کا جواب درج اخبار فرما دیجئے۔

خاکسار محمد عمر احمدی صدر مدرس مدرسہ کورٹلہ تعلقہ ....

.... نمبر خریداری اخبار الحکم ۱۲۲۱

الجواب

(۱) عصر اور فجر کی فرضی نماز کے بعد سجدہ حرام نہین ہے مگر اولیٰ تاخیر ہے - دیکھو کتب دینیات - کبیری و مظاہر حق وغیرہ شرح مشکوٰۃ کو کہ اوس مین لکھا ہے - اگر سجدہ تلاوت ان اوقات مین کرے تو جائز ہے - مگر افضل یہہ ہے کہ اس سجدہ کو تاخیر سے ان اوقات مین ادا کرے کیونکہ اس سجدہ کی تاخیر مین سجدہ کا فوت ہونا لازم نہین آتا اور نہ سجدہ کا قضا ہونا لازم آتا ہے کیونکہ جو کسی وقت کے ساتہہ مقید نہین اوس کی تاخیر مین یہ نہین کہہ سکتے - کہ وہ فوت ہوگئی اور قضا تاخیر کے بعد جو اوسکو کیا جائے تو یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ وقت قضا ہے بلکہ جب کیا جائے پس وہ ادا ہے اور سجدۂ تلاوت بہی اسی قبیل سے ہے کہ وہ کسی وقت کے ساتہہ مقید نہین -

(۲) فجر کی سنتین اگر قضا ہو جائین تو پڑہنا انکا بعد فرضون کے قبل طلوع آفتاب منع نہین اور بعد طلوع آفتاب کے بہی پڑہنا انکا جائز ہے چنانچہ درباره پڑہنے ان سنتون کے بعد صلوٰۃ مفروضہ اور قبل طلوع شمس - ابن حزم نے المحلی مین ایک حدیث لکہی ہے اور وہ یہ ہے عن عطا ابن ابی رباح عن رجل من الانصار قال رای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رجلاً یصلی بعد الغداۃ - فقال یا رسول اللہ لم اکن صلیت رکعتی الفجر فصلیتہما الآن فلم یقل لہ شیأً) اور انہی کے قریب قریب ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور درباره پڑہنے سنتون کے بعد طلوع شمس کے ابوبکر ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے - عن نافع عن ابن عمرؓ انہ صلی رکعتی الفجر بعد ما اضحیٰ اور ترمذی مین ہے عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلہما بعد ما تطلع الشمس -

میرے نزدیک محقق امر یہ ہے کہ بعد ارتفاع شمس کے سنتون کا پڑہنا افضل ہے - واللہ اعلم بالصواب - حررہ الراجی الیٰ ربہ الکریم عبد الرحیم - عفی اللہ عنہ -

کون توجہ کریگا؟

ذیل مین مین اپنے عزیز بہائی منشی غلام محمد صاحب پہلوری کا ایک چہوٹا سا مراسلہ درج کرتا ہون جو انہون نے اپنے بچے کے متعلق لکہا ہے - مین یقین رکہتا ہون کہ بعض احمدی جو چرم کے سوداگر ہین اور ایک وسیع پیمانہ پر ان کے کارخانہ ہین - وہ منشی غلام محمد صاحب کے صاحبزادہ کو اپنے کارخانہ مین رکہہ کر کام سکہائین گے خصوصاً مین **شیخ نیاز احمد صاحب** وزیرآبادی کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے بہائی کو مدد دین -

فی الحقیقت صنعتی اور حرفتی تعلیم کی طرف قوم کے بچون کو توجہ دلانا اور ان کے لئے ایسی تعلیم کا سامان بہم پہونچانا قوم کا فرض ہے - لیکن جس حال مین ابہی تک سکول کے لئے بہت سی ضرورتین ہر وقت دست سوال دراز کئے ہوئے ہین کسی اور شعبہ اور شاخ کی طرف کیسے توجہ ہو تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید کی جاتی ہے کہ وہ وقت آجائیگا کہ ہم آپ ہی ایسی ضرورتون کو پورا کر سکین گے -

شیخ نیاز احمد صاحب (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشندہ نمونہ ہین اور خدا کے فضل سے ایک عمدہ کارخانہ چرم کار رکہتے ہین) اگر اس بچہ کو اپنے کارخانہ مین رکہہ کر کام سکہائین تو بہت مفید ہوگا - اور مجہے یقین ہے کہ اس نوٹ کو پڑہ لینے کے بعد انہین تامل نہ ہوگا - ایڈیٹر -

الغیاث! الغیاث!!

میرا لڑکا جو بفضلہ آج بیس برس کی عمر کا ہے چودہ سال متواتر بیمار رہنے کے باعث علم جیسی بے بہا نعمت سے محروم رہ گیا - جب سکول کے ماسٹرون نے اُسے علمی لائن کے قابل نہ پایا اور اوسکی پڑہائی سے جواب دیدیا تو پہر مینے اُسے سلائی کا ہنر سکہانا چاہا مگر ہائے بخل ہنر استیانا س ہو تو نے قوم کے عروج مین روڑا اٹکایا ہؤا ہے اگر تو نہ ہوتا تو قوم کی افراد اس ذلیل حالت مین نظر نہ آتی -

آہ! بعض وہ فیاض دل ہین جو اپنی جیب سے خرچ دیکر قوم کے بچون کو ولایت بہیجتے ہین - اور ایک وہ ہین جو اپنے ہاتہہ کا ہنر بتانے ہی بخل کرتے ہین - ایک روز مین اپنی قوم کے ایسے بخیل ہنرمندون کا گلہ کر رہا تہا کہ اسی اثنا مین میرے ایک ماتحت نے مجہے کہا کہ اگر آپ اوزار جلد بندی صاحبزادہ کو منگوا دین تو مین سکہا دون - مینے فورًا اوزار منگوا دیئے جسکا نتیجہ یہ ہؤا کہ وہ لڑکی کو ادہورا چہوڑ کر ہی چلتا ہؤا - **بتا اے قوم!** اگر مین تیرا گلہ نہ کرون تو کیا کرون؟ ایک دن وہ تہا - کہ تیرے چشمۂ فیض سے غیر قومین سیراب ہوکر دور دراز ملکون مین جاکر تیری فیاضی کے گیت گایا کرتی تہین -

اور ایک دن یہ ہے کہ تیرا ہی بہائی تیرے ہی ملک مین تیرے بخل کے گیت گا رہا ہے ؎

قوم گنتی مین ہو گو مور و ملخ سے بہی سوا
مر گئے جب قوم کے دل قوم مین پہر کیا رہا

چپکے چپکے حاجتین کرتی تہی سب اُنکی روا
فقر و فاقہ انکا خلقت پر عیان ہوتا نہ تہا

ہنرمندون کے اس بخل کو دیکہکر مینے اپنے لخت جگر کو تجارت پیشہ مین لگانے کی صلاح کی ہمین تجربہ کیہ ضرورت محسوس ہوئی اسلئے پہر مجہے قوم کے تجارت پیشہ اصحاب کی طرف جہکنا پڑا -

ہنرمندون کے فعل نے گو میری امیدون پر پانی پہیرا ہؤا تہا مگر میرا دل تجارت پیشہ اصحاب کی طرف سے گواہی دیتا تہا کہ وہ بڑے وسیع الاخلاق ہوتے ہین -

بمبئی اور رنگون مین اکثر تجار قوم کے بچون کو اپنے کارخانون مین بڑی خوشی سے رکہتے ہین اور انہین بلا دخل بخل تجارت پیشہ مین ماہر کرتے ہین - غرض یہی امید مجہے مالکان کارخانہ چرم کی خدمت مین لے گئی - مگر افسوس کہ کسی بہائی کو بہی مجہپر اور میرے لخت جگر پر رحم نہ آیا مین نے یہانتک کہ مین لڑکے کی ضروریات کا بوجہہ اپنے ذمہ لیتا ہون اگر آپ اسے اپنا فرزند سمجہین تو زہے قسمت ورنہ بلا تنخواہ خدمتگار ہی سمجہ لین مگر ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

کہان ہادیٔ قوم کے وہ آب زر سے لکہنے والے کلمات "انما المومنون اخوۃ" اور کہان مذکورہ بالا سلوک ؎

کہول کر کچہہ اپنی آنکہین دیکہہ اے قوم تین
گم ہوئی جاتی ہے تجہسے عزت دنیا و دین

ایک رونا ہو تو رو ئین روئینگے کس کس کو ہم
اینٹ گویا کل ہماری ایک ہی سیدہی نہین

اے قوم! مجہے تو اس لڑکے کی حالت پر رحم آتا ہے اور میرا دل رات دن اس غم مین بیٹہا جاتا ہے - بہلا بتا تو سہی کہ کیا یہ تیری نام کہانی تیرے دل مین بہی کچہہ گدگدی پیدا کریگی؟ اور کیا تو لبیک کہیگی؟

تقاضۂ بشریت تو یہی ہے کہ تو لبیک کہے
اور اس لخت جگر سے جگری محبت کرے ؎

کرو اہل اسلام سے تم بہلائی
کہ مومن ہین آپس مین ماں جائے بہائی

تفاوت نہ اپنے پرائے مین سمجہو
کہ کافی ہے پیوند اسلام تم کو

از شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور } خاکسار غلام محمد پہلوری
۶ - نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لنگرخانہ کی آمد

یہ چند سطرین مین آپ کی خدمت مین حضرت امام علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق لکہتا ہون - لنگرخانہ کی آمد کی کمی بسا اوقات باعث تشویش ہوتی ہے اس سے دو تین سال پہلے جب حضرت اقدس نے خود ایک اشتہار بعنوان لنگرخانہ کے انتظام کے لئے شائع فرمایا تہا تو اُس وقت بہی یہی تکلیف پیش آئی تہی اب خرچ تو اوسوقت سے ڈیوڑہا ہو گیا ہے یعنی اوسوقت آٹہہ سو روپیہ ماہوار تہا تو اسوقت بارہ سو روپیہ ماہوار ہو گیا ہے اور آمد کی یہ حالت ہے کہ دن بدن کم ہوتے ہوتے ان دنون مین خصوصًا بہت ہی تنزل کی حالت مین ہے اور حضور کی اوقات گرامی جو ایسی تشویشون سے خالی ہونی چاہیئے ان مین یہ باتین مخل ہو جاتی ہین مین امید نہین کرتا کہ کوئی اس سلسلہ کا مخلص اسبات کو گوارا کر سکے گا کہ حضور کو یہ تکلیف تشویش مین ڈالنے والی ہو - اگرچہ یہ سارا انتظام توکلاً علی اللہ ہی ہو رہا ہے مگر تاہم یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا انتظام کیا جاوے جیسا حضور نے پہلے بہی ایک دفعہ اشتہار دیا تہا - اس اشتہار مین حضرت اقدس نے یہ تحریر فرمایا تہا کہ "ان لوگون کے ساتہہ جو مرید کہلاتے ہین مین یہ آخری فیصلہ کرتا ہون مجہے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین ... سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے - کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بہیج سکتا ہے ... گو ایک پیسہ ماہواری ہو -

اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکیگا ... اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا"

تین طرح سے موجودہ آمد میں ترقی کی صورت ہوسکتی ہے اور امید ہے کہ مخلص احباب ان تینوں طریق پر پوری سعی فرماویں گے۔

اوّل۔ فہرست چندہ میں جو اسوقت موجود ہے صرف دو ہزار چندہ دہندگان کا نام موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت احباب ایسے ہیں جنکو ابھی تک حضرت اقدس کے ارشاد کا پورا علم نہیں ہوا یا انہوں نے ٹھیک طرح سے اوس کو سمجھا نہیں۔ پس جہاں جہاں کسی دو احمدی احباب کا پتہ معلوم ہے جو ابھی تک چندہ دہندگان میں شامل نہیں وہ اونکو شامل کرنے کی کوشش کریں اور ان کو حضرت اقدس کے اس منشاء سے پوری طرح سے آگاہ کریں۔ اور ان میں ایک مستعد آدمی کو مقرر کریں جو باقاعدہ چندہ وصول کر کے ماہوار بھیجدیا کرے۔ دوئم اس فہرست میں اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں سے ایک آدمی کو چندہ دینے والا مقرر کیا گیا ہے۔ اور باقی افراد عورتیں ہوں یا لڑکے لڑکیاں وہ اس فرض سے سبکدوش سمجھے گئے ہیں حالانکہ یہ فرض کفایہ نہیں۔ بلکہ حضرت اقدس کے یہ لفظ ہیں کہ ہر ایک شخص کو جو اپنے آپ کو اس سلسلہ میں سمجھتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا لڑکا الگ الگ چندہ دینا چاہیئے۔ اور کوئی بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ دو لاکھ یا اس سے بھی زیادہ مریدوں میں سے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکے ہوں صرف دو ہزار چندہ دینے والے ہوں۔ گویا بحساب اوسط سو سو سے بھی زیادہ بیعت کرنے والوں میں سے صرف ایک چندہ دینے والا ہوا۔ اور پھر جیسا کہ مرد کو اس اعانت میں حصہ لینا چاہیئے۔ عورتیں کیوں الگ رہیں۔ اور ایسے ہی گھر کے دوسرے افراد سب کے سب شامل ہونے چاہئیں۔ صرف پنجاب ہی میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ (۱۱۰۸۷) احمدی تھے اگر یہ کل احمدی فی کس ایک پیسہ ماہوار کے حساب سے بھی چندہ دیں تو پونے دو سو روپیہ ماہوار چندہ اس حساب سے آنا چاہیئے حالانکہ اب تو تعداد اور بھی بڑھی ہوئی ہے۔ اسی طرح سے ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے چندہ اپنے اوپر فرض کرے خواہ مرد ہو یا عورت تو ایک ایک پیسہ بھی دیں تو لنگر خانہ کا انتظام باسانی چل سکتا ہے پس سب سے زیادہ زور دینے کے قابل یہی دو باتیں ہیں۔ اوّل تو جہاں حضرت اقدس کے ارشاد کی پوری طرح خبر نہیں پہنچی وہاں خبر پہنچا کر ان لوگوں کو ماہوار مستقل اعانت پر آمادہ کیا جاوے اور اپنے اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو بھی اس میں شریک کیا جاوے۔ اور فہرست چندہ میں جو کچھ انکا چندہ ہو خواہ وہ ایک پیسہ ہو یا دھیلہ الگ دکھایا جاوے۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی بہ نیت حصول ثواب اس میں شامل کر لیا جاوے۔ سوئم۔ تیسری تجویز یہ ہے کہ جو صاحب آمدنی کا ذریعہ رکھتے ہیں وہ اپنے اپنے چندہ کو بڑہا دیں انکے تھوڑا تھوڑا بڑہانے سے مجموعی آمد میں بہت بڑی ترقی ہو سکتی ہے مجھے کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ احباب اگر اپنی آمد کا دسواں حصہ خالص سلسلہ کی ضروریات کے لئے الگ کر دیا کریں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ جن احباب کی آمدنی مثلاً دس روپیہ ماہوار سے بھی کم ہے وہ حسب استطاعت دسویں حصہ سے کم دیدیا کریں اور جنکی آمدنی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے وہ حسب استطاعت زیادہ دیدیا کریں۔ آخر جو وعدہ بیعت کے وقت کیا جاتا ہے اسکو بھی تو کسیقدر پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا سہل امر نہیں مگر جہانتک ہو سکے دین کیلئے دن بدن قدم آگے ہی رکہنا چاہیئے۔ یاد رہے کہ میری غرض یہ ہے کہ دسواں حصہ صرف ضروریات سلسلہ کے لئے دیا جاوے جس میں لنگر خانہ اور مدرسہ اور اشاعت کا کام شامل ہیں۔ یہی سلسلہ کی اصل اور بڑی شاخیں اور مقدم ضرورتیں ہیں اخباروں یا کتابوں کی قیمت ایک الگ چیز ہے کیونکہ وہ معاوضہ میں دیجاتی ہے اور ان ضروریات میں بھی لنگر خانہ سب سے مقدم ہے کیونکہ اسکے اخراجات بہ نسبت دوسری شاخوں کے بہت زیادہ ہیں۔

زکوٰۃ۔ ان باتوں کے علاوہ ایک اور ضروری عرض ہے اور وہ بھی میں بایماء حضرت امام علیہ السلام ہی لکھتا ہوں۔ اور وہ ہے زکوٰۃ کے متعلق۔ اسی اشتہار کے متعلق لنگر خانہ میں جس کا پہلے اوپر ذکر کیا ہے۔ حضرت اقدس نے اخیر پر یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ "یہہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ اس عاجز کی سپرد کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے" مگر اس کی طرف بہت ہی کم میں کہہ سکتا ہوں شاذ و نادر احباب نے توجہ کی ہے۔ جس دن حضور علیہ السلام کے لنگر خانہ کے متعلق تحریک کے لئے حکم دیا اوسی دن یہ بھی عرض کیا تھا اور یہ بعض احباب سیالکوٹ و لاہور کی تحریک سے تھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ اکثر لوگ یا تو شاید الگ کر کے نکالتے ہی نہیں اور یا نکالتے ہیں تو اپنی اپنی جگہ پر مناسب موقع پر خرچ کر لیتے ہیں۔ جسپر آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ کا روپیہ بھی سب یہاں آنا چاہیئے اور پھر یہاں حسب ضرورت خرچ ہونا چاہیئے۔ اوّل تو زکوٰۃ دی بہت کم جاتی ہے حالانکہ بہت گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں اگر نقد مال جمع نہ ہو تو کم از کم زیور ضرور اسقدر مالیت کا ہوتا ہے جسپر زکوٰۃ ضروری ہے۔ اور اس طرف توجہ اس لئے نہیں ہوتی کہ زکوٰۃ کا فنڈ الگ جمع نہیں ہوتا ورنہ اگر یہ روپیہ سب اکٹھا جمع کیا جاوے تو خود تحریک کا باعث ہوتا ہے۔ دوئم زکوٰۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیشہ ایک جگہ جمع ہوتی رہی اور یہہ کبھی اجازت نہ تھی کہ ہر شخص جہاں چاہے اسے خرچ کرے پس اب بھی وہی صورت ہونی چاہیئے یہی حضرت مولوی نور الدین صاحب نے بھی ایک استفسار پر فرمایا تھا۔ پس نہایت ضروری ہے کہ آئندہ زکوٰۃ کا کل روپیہ ایک جگہ قادیان میں جمع ہو۔ اور یہ روپیہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے پاس جمع ہوگا مگر بھیجنے والے صرف اس پتہ پر بھیجیں۔ **امین زکوٰۃ فنڈ قادیان** تا کہ یہ روپیہ الگ کا الگ جمع ہوتا رہے اسکا سارا حساب کتاب الگ ہوگا۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ مخصوص ہو کر الگ فنڈ زکوٰۃ میں آنا چاہیئے اور اسکا تعلق دوسرے کسی چندہ یا مد سے کچھہ نہیں پھر بموجب ارشاد حضرت اقدس اسکو مناسب موقع پر خرچ کیا جاوے گا۔

آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ چٹھی ہر ایک دوست کے نام تو بھیجی نہیں جا سکتی مگر جسقدر جماعتوں کے پتے رجسٹر آمد میں موجود تھے ان سب جماعتوں میں ایک ایک آدمی کے نام بھیجی جاتی ہے جنکی معرفت چندہ آتا ہے۔ وہ خود جماعت میں پوری تحریک کر کے ایک فرد تیار کرکے اور ماہوار چندہ ہر ایک کا اس کے نام کے سامنے لکھکر وہ فرد یہاں بھیجدیں تا کہ ان فہرستوں کا ایک رجسٹر میں اندراج کر لیا جاوے۔ اور جب چندہ ماہوار آوے تو درج کر لیا جایا کرے۔ یا بقایا کی صورت میں مطالبہ کیا جایا کرے۔ حضرت اقدس کا منشاء ہے کہ یہ کام بہت سرگرمی سے ہونا چاہیئے۔ ایسی فہرستیں خاکسار راقم کے نام آنی چاہئیں۔ تا کہ انکا اندراج ہوتا رہے مگر روپیہ لنگر خانہ کا صرف حضرت اقدس کے نام آنا چاہیئے اور روپیہ کے ساتھ ایک فہرست آنی چاہیئے۔ خواہ اگر گنجائش ہو کوپن میں دے دیجاوے ورنہ الگ خط میں بھیجدی جایا کرے۔

والسلام

خاکسار **محمد علی** از قادیان ۳۱ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں

(۱) حضرت اقدس کے نام جو منی آرڈر بھیجا جائے وہ ایسا ہونا چاہیئے۔ جو لنگر خانہ یا صرف حضرت کی ذات خاص کیلئے ہو بعض احباب کل مدات کا روپیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بھیجکر پھر اسکی تفصیل دیتے ہیں کہ فلاں مد میں اسقدر اور فلاں فنڈ میں اسقدر جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپ کے اوقات ایسے فضول حسابوں سے خالی ہونے چاہئیں۔ اسلئے سوا اون دو مدات کے جنکا ذکر اوپر ہوا احباب روپیہ مدات متعلقہ میں بھیجا کریں۔ یا اگر اکٹھا بھیجنا ہو تو بجائے حضور علیہ السلام کے نام پر بھیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بھیجدیا کریں جسکو اس قسم کی تقسیم کی فراغت ہو۔

(۲) منی آرڈر کوپن عموماً خالی ہوتے ہیں یا ان پر ضروری باتیں نہیں ہوتیں۔ مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ابھی حضرت اقدس کی جانب سے چند کوپن آئے ہیں ان میں سے ایک کوپن پر یہ عبارت ہے عہ چندہ لنگر عہ مدرسہ۔ عہ میگزین۔ ۸ مسکین فنڈ ۵ کالج فنڈ نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کسطرح اور کس صاحب کے نام یہ روپیہ لکھا جاوے۔ ایک اور کوپن میں ہے کہ للعہ اشاعت میگزین کے لئے بھیجے جاتے ہیں نام عبد المجید بی اے درج ہے مگر پتہ ندارد۔ اوّل تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام منیجر آنا چاہیئے۔ اور پھر دقت یہ ہے کہ رسید کسکو بھیجیں۔ ایک تیسرے کوپن میں ہے۔ چندہ لنگر ماہ اکتوبر و نومبر ارسال ہے قبول فرمایا جاوے۔ عاجز عطاء اللہ۔ رقم چندہ درج نہیں نہ کوئی تفصیل ہے نہ فرستندہ کا کوئی پتہ ہی۔ ایک اور کوپن میں درج ہے کہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ بقدر ارسال ہے مگر تفصیل نہیں کہ لنگر خانہ کا کسقدر ہے اور مدرسہ کا کسقدر اور کس کس مہینہ کا۔ پھر نام درج ہے پتہ ندارد۔ ایک کوپن بالکل خالی ہے۔ غرضیکہ سوائے ایک دو کے کسی پر کچھہ بھی نہیں کسی پر پتہ نہیں کسی پر تفصیل نہیں

[illegible] جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] تو ریت یا کسی اور کتاب کے لئے نہیں کیا [illegible] ان کتابوں مین انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اسکی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے۔

اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے، اور انہیں کوئی اثر اور قوت باقی نہیں رہی جو انکی موت پر دلالت کرتی ہے۔

یہودی۔ مسلمان قیامت پر ایمان لاتے ہین وہ کونسے علامات ہین جنکی وجہ سے وہ ایمان لاتے ہین؟

حضرت اقدس۔ انسان کا اپنا جسم ہی اسکو حشر نشر پر ایمان لانے کے لیے مجبور کرتا ہے۔ کیونکہ ہر آن اس مین حشر نشر ہو رہا ہے۔ یہانتک کہ تین سال کے بعد یہہ جسم رہتا ہی نہیں اور دوسرا جسم آجاتا ہے یہی **قیامت** ہے اس کے سوا یہہ ضروری امر نہیں کہ کل مسائل کو عقلی طور پر ہی سمجھ لے۔ بلکہ انسان کا فرض ہے کہ وہ اسبات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال اور صفات کے ساتھہ موجود ہے اور اسکی صفات مین سے یہ بھی ہے **یخلق ما یشاء** اور **علیٰ کل شئ قدیر**۔

تو اسبات کے ماننے مین کہ **قیامت ہوگی** کیا شک ہوسکتا ہے۔ خصوصًا ایسی حالت مین کہ ہم اسکا ثبوت یہان بھی رکھتے اور دیکھتے ہون۔ بے شک قیامت **حق** ہے۔ اور اسکی قدرتون کا ایک نمونہ۔

الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر ونشر پر بھی قادر ہے اور حشر ونشر قدرت ہی پر موقوف ہے یہہ اسلام کی خصوصیات ہین کہ اسلام نری تعلیم ہی نہین دیتا بلکہ جب انسان اس تعلیم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نشانات اور آیات بھی دکھاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور اسپر ایمان لاتا ہے تو وہ آیات اللہ کو دیکھتا ہے جس سے اسکا ایمان عرفان کے رنگ مین مضبوط ہوجاتا ہے دوسرے ادیان کے متبعین مین یہ آیات اور نشانات نہین ہین یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین ہی کو ملتے ہین۔ جو اپنے دل کو صاف کرتے ہین اور ان مین کوئی شک وشبہ نہین رہتا۔ اسوقت انہین یہ نشانات دیئے جاتے ہین جو ان کی معرفت اور قوت یقین کو بہت بڑہا دیتے ہین۔

یہودی۔ اگر خدا قادر ہے تو کیون نہین ہوسکتا کہ وہ مسیح کو آسمان سے لے آوے؟

حضرت اقدس۔ بے شک خدا تعالیٰ قادر ہے مگر اس کے یہ معنے نہین کہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے یا ایسے افعال بھی اس سے صادر ہوتے ہین جو اسکی صفات کاملہ اور اسکی قدوسیت کے خلاف ہون۔ کبھی نہین ہوسکتا کہ وہ اپنے آپ کو قتل کردے یا کوئی اپنا مثیل پیدا کرے۔ اسیطرح پر جب کہ وہ ایک عہد کر چکا ہے کہ مردے واپس اس دنیا مین نہین آتے تو وہ اسکا خلاف کیونکر کرے+ قادر سمجھہ کر خدا تعالیٰ کے لئے ایسے امور تجویز کر لینا جو اس کی صفات کاملہ کے منافی ہون۔ اللہ تعالیٰ کی سخت ہتک اور توہین ہے اور اس سے ڈرنا چاہیئے یہ محل ادب ہے۔

{اس مقام پر یہودی صاحب بھی خاموش ہوگئے اور سلسلہ کلام ختم ہوگیا ہے۔ اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے۔ ایڈیٹر}

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئیگا؟

اسپر **فرمایا**۔ اس مین کیا ہرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی **مجدد** آجاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی اسلئے مسیح علیہ السلام پر آپ کے خلفاء کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اسلئے اس مین قیامت تک ہی مجدد دین آتے رہین گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھہ شک نہین کہ کوئی اور بھی آجائیگا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہین کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہین گے اور بغتۃً قیامت آجائیگی۔

مولویون کے ذکر پر فرمایا

اگر تزکیہ نفس اور اتباع سنت انہین ہوتا تو اس قدر اختلاف اور جھگڑا کیون ہوتا۔ کوئی ہرج اسلام کا بھی نہ ہوتا مگر اب تو عام طور پر ہر شخص جانتا ہے کہ ان لوگون کی حالت کیسی ہوگئی ہے۔ آزمایش کے لئے دو چار مولوی لے آؤ پھر دیکھہ لو کہ کیا ہوتا ہے ہم ایکبات کہین گے قطع نظر اس سے کہ وہ اس پر غور کرین فورًا اسکی تردید پر آمادہ ہوجائینگے۔ مین افسوس سے کہتا ہون کہ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ یہودیون کی سی حالت ہوجاویگی۔

[illegible] ری حالت ہو چکی ہے [illegible] محبت اور خواہش تھی اور [illegible] درندگی چھوڑ کر انصاف [illegible] اور اسکا جواب غور سے [illegible] بھی رہتا [illegible] اور خوش تھا کہ یہان [illegible] پاس رہتے ہم ہر طرح سے انکی خاطرداری اور تواضع کرتے۔ وہ ٹھنڈے دل سے اپنے [illegible] پیش کرتے اور بعض الفاظ لوگون کی طرح جواب سنتے پہر جو اعتراض رہتا یا اس جواب پر [illegible] پیش کرتے مگر انہون نے اس طریق کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور عمدًا حق پوشی کی ہے وہ چاہتے نہین کہ انکی آنکھہ کھلے اور حق ظاہر ہو۔ اگرچہ وہ اس مین کامیاب نہین ہوسکتے اسلئے کہ یہہ ارادہ انکا اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا صریح مخالف ہے۔ کونسی گالی ہے جو انہون نے ہمکو نہین دی اور کونسا نام ہے جو انہون نے ہمارا نہین رکہا۔ انسان کا فرض تو یہ ہے کہ اگر اسے راستی ملے تو اس کے لینے مین چون وچرا نہ کرے مگر انہون نے ذرا سے اختلاف کیوجہ سے (جو وہ بھی اختلاف نہ تہا) ساری صداقتون کا خون کر دیا۔ ہمارا انکا بہت سے امور مین اتفاق تہا صرف ایک بات پیش کی تھی مسیح ابن مریم مر گیا ہے اور آنیوالا موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق تم ہی مین سے آیا ہے۔ مین حیران ہون کہ ایک طرف تو یہہ تسلیم کرتے ہین کہ آنیوالا موعود **حَکَم** ہو کر آئیگا۔ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ ایک بات بھی ماننے کو طیار نہین پھر وہ **حَکَم** کس بات کا ہوگا۔ اگر ان کے زعم اور خیال کے موافق مسیح آسمان سے بھی آجاتا تب بھی یقینی امر تھا کہ اسے ہرگز تسلیم نکرتے۔ کیونکہ بہ حیثیت حَکَم ہونے کے اسکا تو کام یہہ ہوتا کہ وہ سب کی غلطیان نکال کر **صراط مستقیم** پر سب کو لاتا۔ اور یہ اپنی غلطیون کو چھوڑنے والے نہین۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شیعہ خوارج۔ وغیرہ وغیرہ ہر فرقہ والا اپنی بات اسے منوانی چاہتا اور جسکی وہ نہ مانتا اُس کے نزدیک ہی کافر اور بیدین ٹھہرتا۔ پہر ایسی صورت مین ہم کیونکر مان لین کہ یہ اپنے **فرضی مسیح** کو مان لین گے۔ **حَکَم** اسے کہتے ہین جو قاضی ہو اور غلطیان نکال کر اصلاح کرے۔ ہم تو ذراسی ہی غلطی پیش کی تہی کہ مسیح مر گیا ہے اور وہ نہین آئین گے آنیوالا اُمتی ہے جیساکہ قرآن منکم کہتا ہے اور بخاری اور مسلم مین بھی منکم ہی آیا ہے۔ اب اس **غلطی** کہ یہہ اسلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کی صریح مخالف ہے یہہ چھوڑ نہین سکتے۔ اور میرا فیصلہ تسلیم نہین کرتے [illegible] جھگڑا ہونا چاہتے ہین + افسوس ہے [illegible] اختلاف کی وجہ سے جو اسلام کی [illegible] ذریعہ ہے کفار [illegible]

[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور جان نثار صحابہ کو سب وشتم کرتے ہین اور انکو کافر و مرتد بتاتے ہین اور پھر بھی وہ شیعہ کے شیعے۔ اب اگر کوئی انصاف کرے کہ وہ آنیوالا حَکَم انہین اگر کہیگا [illegible] کیا وہ بھی ان کے ساتھہ تبرّا مین شامل ہوگا یا اس سے انکو باز رہنے کی ہدایت کریگا؟

اگر ان مین خوف خدا ہوتا اور یہ تقویٰ سے کام لیتے اور **لا تقف ما لیس لک بہ علم** پر عمل کرتے۔ اور میری باتون کو غور سے سنتے اور پھر انپر فکر کرتے اسکے بعد حق تہا جو چاہتے کہتے+ مگر انہون نے اسکی پروا نکی اور خدا کے خوف سے نڈر ہو کر جو منہ مین آیا کہہ گذرے۔

مین سخت افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ ان لوگون کی حالت مسخ ہوگئی ہے یہی **توفی** کا لفظ یوسف علیہ السلام کے لئے ہو تو موت کے معنے کرین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو تو موت کے معنے کرین۔ لیکن مسیح کی نسبت ہو تو اسکے معنے جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر جانا ہو کسقدر جرأت اور دلیری ہے کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذرا بھی عزت ان کے دل مین نہین؟ اگر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی یہی معنے کرتے تو ہم سمجھہ لیتے کہ یہ کوئی خصوصیت پیدا نہین کرتے مگر اب تو یہ خاص طور پر مسیح ہی کے ساتھہ اس امر کو مخصوص کرتے ہین۔ حالانکہ جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر جانے کا کوئی بھی قائل نہین نہ یہودی قائل نہ عیسائی۔ یہودی تو رفع روحانی کے بھی قائل نہین۔ عیسائی جلالی جسم کے قائل ہین گو وہ اس مین جھوٹے ہین اس لئے انہون نے جب مسیح کو دیکھا تو وہ وہی عنصری جسم تہا۔ کیونکہ اسمین زخم موجود تھے اور خود انہون نے ہاتھہ ڈالکر دیکھا یا ان عیسائیون نے سمجھہ لیا۔ کہ جسم عنصری آسمان پر نہین جاتا اسی لئے انہون نے **جلالی جسم** تجویز کیا۔

حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ بہت صاف تہا اور اس کے لئے خود مسیح کا اپنا اقرار اللہ تعالیٰ کا قول اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چشم دید

شہادت - صحابہ کا اجماع کافی دلائل تھے - مگر انہوں نے ذرا بھی پروا نہ کی - اور سچ پوچھو تو یہ یہودیوں سے بھی گئے گذرے ہوئے اس لئے کہ وہ تو ایک جماعت بنا کر مسیح کے پاس گئے اور ان سے ان کے دعاوی کی تحقیق کی - مگر یہ کبھی میرے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا -

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

مولوی غلام رسول صاحب راجیکے نے اپنا بے نقط عربی قصیدہ سنایا - اسی تحریک سے فرمایا

ایک پادری نے مجھ پر اعتراض کیا کہ فیضی کی تفسیر اعلےٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت میں ہے کیونکہ ساری بے نقط لکھی ہے میں نے اس کا جواب دیا کہ بے نقط لکھنا کوئی اعلےٰ درجہ کی بات نہیں یہ ایک قسم کا تکلف ہے اور تکلفات میں پڑنا لغو امر ہے مومنوں کی شان یہ ہے والذین ھم عن اللغو معرضون - یعنے مومن وہ ہوتے ہیں جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں اگر بے نقط ہی کو معجزہ سمجھتے ہو تو قرآن شریف میں بھی ایک بے نقط معجزہ ہے اور وہ یہ ہے لاریب فیہ اس میں ریب کا کوئی لفظ نہیں - یہی اسکا معجزہ ہے لا یاتیہ الباطل - اس سے بڑھکر اور کیا خوبی ہوتی میں نے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی سچائی پیش کرو - جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں - لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین - یہ ایک ناپیداکنار سمندر ہے اپنے حقایق اور معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں -

اگر بشر کا کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھایا جاتا مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے اس میں باوجود اعلےٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود و نمایش بالکل نہیں خود فرمایا کہ امیوں کے لئے ہے - اور پھر لطف یہ ہے کہ ظاہر تو امیوں کے لئے ہے اور باطن ہر ایک کے سیراب کرنے والا ہے -

---

خواجہ صاحب نے پوچھا کہ سورۂ رحمان میں اعادہ کیوں ہوا ہے ؟ فرمایا !

اس قسم کا التزام اللہ تعالےٰ کے کلام کا ایک ممتاز نشان ہے انسان کی فطرت میں یہ امر واقع ہوا ہے کہ موزون کلام اسے جلد یاد ہو جاتا ہے اسی لئے فرمایا ولقد یسرنا القرآن للذکر -

یعنے بے شک ہم نے یاد کرنے کے لئے قرآن شریف کو آسان کر دیا ہے - یاد رکھو اللہ تعالےٰ کی ساری چیزوں میں ایک حُسن ہے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ اسکے کلام میں بھی حُسن ہو ؟ یہ اسکا ایک حُسن ہے - اگر قرآن مجید ژولیدہ بیان ہوتا تو اس سے کیا فائدہ ہوتا - طبائع کو اسکی طرف توجہ ہی نہ ہوتی - اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں عجیب عجیب قسم کی مخلوق دیکھی جاتی ہے -

عجائب خانہ میں جا کر بعض جانور اس قسم کے دیکھے گئے ہیں کہ گویا وہ ایک خوبصورت چھینٹ ہیں - ان ساری باتوں پر نظر کرکے معلوم ہوتا ہے کہ زینتی خلق خدا تعالےٰ کی عادت ہے -

یہانتک بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جانور انڈی خود دیتے ہیں اور اسکے بچے اور جانور نکالتے ہیں کویل انڈے خود دیتی ہے اور کوّے کے آشیانہ میں رکھ دیتی ہے - پس جس جس قدر کوئی مخلوقات الٰہی کا اور افعال اللہ کا مشاہدہ کریگا - اسی قدر اسکا تعجب بڑھتا جائیگا - اسی طرح اسکے اقوال میں لا انتہا اسرار ہوتے ہیں - جنکا مشاہدہ افعال اللہ کی خوردبین سے ہو جاتا ہے

حضرت حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ

شاعر اور فصیح تو اس طرز بیان پر اعتراض کر ہی نہیں سکتا - اسلئے کہ خود انکو اس امر کا التزام کرنا پڑتا ہے

پھر

حضرت حجۃ اللہ نے اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ فبای آلاء ربکما تکذبان بار بار توجہ دلانے کے واسطے ہیں - اسی تکرار پر جاؤ قرآن شریف میں اور بھی تکرار ہے - میں خود بھی تکرار کو اسی وجہ سے پسند کرتا ہوں - میری تحریروں کو اگر کوئی دیکھتا ہے تو وہ اس تکرار کو بکثرت پائیگا حقیقت سے ناواقف انسان اسکو منافی بلاغت سمجھ لیگا اور کہیگا کہ یہ بھول کر لکھا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید پڑھنے والا پہلے جو کچھ لکھا ہے .... اسے بھول گیا ہو - اس لئے بار بار یاد دلاتا ہوں تا کسی مقام پر تو اسکی آنکھ کھلے

انما الاعمال بالنیات

علاوہ بریں تکرار پر اعتراض ہی بے فائدہ ہے اسلئے کہ یہ بھی تو انسانی فطرت میں ہے کہ جب تک بار بار ایک بات کو دوہرائے نہیں وہ یاد نہیں ہوتی - سبحان ربی الاعلےٰ اور سبحان ربی العظیم بار بار کیوں کہلوایا ایک بار ہی کافی تھا ؟ نہیں اس میں یہی سِرّ ہے کہ کثرت تکرار اپنا ایک اثر ڈالتی ہے اور غافل سے غافل قوتوں میں بھی ایک بیداری پیدا کر دیتی ہے - اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا

اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون -

یعنے اللہ تعالےٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ -

جسطرح ذہنی تعلق ہوتا ہے اور کثرت تکرار ایک بات کو حافظہ میں محفوظ کر دیتی ہے اسیطرح ایک روحانی تعلق بھی ہے - اس میں بھی تکرار کی حاجت ہے بدوں تکرار وہ روحانی پیوند اور رشتہ قائم نہیں رہتا - اور پھر سچ تو یہ ہے کہ اصل بات نیّت پر موقوف ہے جو شخص صرف حفظ کرنے کی نیّت سے پڑھتا ہے وہ تو وہیں تک رہتا ہے اور جو شخص روحانی تعلق کو بڑھاتا ہے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک آیت اتنی مرتبہ پڑھتا ہوں کہ وہ آخر وحی ہو جاتی ہے صوفی بھی اسی طرف گئے ہیں اور واذکروا اللہ کثیرا کے یہ معنے ہیں - یعنے اسقدر ذکر کرو کہ گویا اللہ تعالےٰ کا نام کنٹھ ہو جاوے -

انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ وہ ایک امر کو بار بار اور مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں - ان کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ تا مخلوق کو نفع پہونچے - میں خود دیکھتا ہوں اور میری کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اگر چار صفحے میری کسی کتاب کے دیکھے جاویں تو انمیں ایک ہی امر کا ذکر بچاس مرتبہ آئیگا - اور میری غرض یہی ہوتی ہے کہ شاید پہلے مقام پر اسنے غور نہ کیا ہو اور یونہی سرسری طور سے گذر گیا ہو -

قرآن شریف میں اعادہ اور تکرار کی بھی یہی حکمت ہے یہ تو احمقوں کی خشک منطق ہے جو کہتے ہیں کہ بار بار تکرار سے بلاغت جاتی رہتی ہے - وہ کہتے رہیں - قرآن شریف کی غرض تو ایک بیمار کا اچھا کرنا ہے وہ تو ضرور ایک مریض کو بار بار دوا دیگا - اگر یہ قاعدہ صحیح نہیں تو پھر ایسے معترض جب کوئی ان کے ہاں بیمار ہو جاوے تو اسے بار بار دوا کیوں دیتے ہیں اور آپ کیوں دن رات کے تکرار میں اپنی غذا لباس وغیرہ امور کا تکرار کرتے ہیں - پچھلے دنوں میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک انگریز نے محض اسی وجہ سے خودکشی کر لی تھی کہ بار بار وہی دن رات اور غذا مقرر ہے اور میں اسکو برداشت نہیں کر سکتا -

---

معجزات مسیح کے متعلق کہا گیا کہ انا لرسلنا میں جو تصریح کی گئی ہے اس سے انکار پایا جاتا ہے ؟

فرمایا !

تعجب کی بات ہے کہ وہ انکار ہے ! یا اقرار - معجزات مسیح کا تو اقرار کیا ہے اور ہم اب بھی اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے خوارق کا ظہور ہوا - لیکن یہ سچ ہے کہ ان معجزات کی حقیقت جو خدا تعالےٰ نے ہم پر کھولی اسے ہم نے بحیثیت حَکَم ظاہر کر دیا ہے - اس کی ہمکو کچھ پروا نہیں کہ یہ لوگ اسپر گالیاں دیتے ہیں یا کیا کہتے ہیں - یہ لوگ اگر میری بات سے انکار کرتے ہیں تو پھر مجھ سے نہیں بلکہ قرآن شریف سے انکار کرتے ہیں - کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اپنی طرف سے تو لکھا ہی نہیں قرآن شریف ہی سے لکھا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ حقیقی مردے واپس نہیں آتے فیمسک التی قضی علیھا الموت کے کیا معنے ہیں -

پھر اگر میں نے یہ کہا کہ وہ مردے جو حضرت مسیح نے زندہ کئے وہ حقیقی مردے نہ تھے جو آیت فیمسک التی قضی علیھا الموت کے وعدے کے موافق واپس نہیں آتے تو کیا برا کیا - اس سے معجزات کا انکار کیونکر ثابت ہوا ؟ میرا معجزات سے انکار تو ثابت نہیں ہوتا البتہ ایسا اعتراض کرنے والے کا قرآن شریف سے انکار ثابت ہوتا ہے - کیونکہ نہ ایک جگہ نہ دو جگہ بلکہ قرآن شریف کے متعدد مقامات سے یہ امر ثابت ہو رہا ہے ایک اور جگہ فرمایا

وحرام علےٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون

اب بتاؤ کہ جب اللہ تعالےٰ کھول کھول کر ایک امر کو بیان کر دے کہ مردہ حقیقی واپس نہیں آیا کرتا - تو پھر قرآن شریف کی تعلیم سے یہ کیسا انحراف ہے کہ خواہ مخواہ یہ تجویز کیا جاوے کہ فلاں شخص ایسا کرتا تھا - خدا سے ڈرنا چاہیئے ایسی باتوں کو منہ سے نکالتے وقت اللہ تعالےٰ کا ادب کرو -

ہاں یہ سچ ہے کہ بعض لوگ جو مردہ ہی کی طرح ہو جاتے ہیں اور کوئی امید زندگی کی باقی نہیں ہوتی صرف دم باقی ہوتا ہے ہر قسم کی تدابیر کی راہ بند ہوتی ہے اسوقت اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے اپنے کسی بندہ کی دعاؤں سے اس مردہ کو زندہ کر دیتا ہے یہ بھی احیاء موتی ہی ہوتا ہے - اور یہاں بھی اس قسم کی مثالیں موجود ہیں - نواب صاحب کے لڑکے عبدالرحیم کو جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ اسکی شہادت دے سکتے ہیں کہ اس کی کیا حالت تھی اسکی زندگی بفضلہ تعالےٰ میں نے خود اس مردہ کو زندہ ہوتے دیکھا ڈاکٹر اکی کوئی امید بھی باقی نہ تھی -

ایساہی خود میرے لڑکا مبارک ایسی حالت تک پہونچگیا تہا کہ گہروالوں نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون بہی پڑھ دیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے پہر اسے **زندہ کر دیا**۔ یہہ **احیاء موتیٰ** ہوتا ہے اور علاوہ اس کے **روحانی احیا** بہی ہوتا ہے جو لوگ اللہ تعالےٰ کی ہدایتوں سے بے خبر ہوتے ہیں اور ان کی زندگی ایک گمراہی کی زندگی ہوتی ہے وہ بہی مردہ ہی ہوتے ہیں کیونکہ روحانی طور پر مرچکے ہوتے ہیں پس ایسے لوگوں کا ہدایت یاب ہوجانا یہہ ان کا زندہ ہونا ہے یہہ حقیقت احیاء موتیٰ کی ہے جو قرآن شریف نے بیان کی ہے اور اسی کے موافق خدا تعالےٰ سے علم پاکر میں نے اسکی تصریح کی۔ اب اگر یہ انکار معجزات ہے ایسا الزام لگانے والا خود سوچ لے کہ وہ مجہے منکر نہیں ٹہیراتا بلکہ خود قرآن شریف سے انحراف اور انکار کرتا ہے۔

یہہ کسقدر ناسمجہی اور ناواقفی کی بات ہے کہ انسان اس طرز اور کلام کو اختیار کرے جسمیں قرآن شریف پر حملہ ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہو۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ کیا ان کو معجزات مسیح پیارے ہیں یا خدا تعالےٰ کا کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم؟ یہہ اگر معجزات مسیح کے لئے خدا کے کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چہوڑ سکتے ہیں تو چہوڑ دیں! **ہم سے یہہ نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالےٰ کے کلام کو چہوڑ دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کریں** ۔ اس عقیدہ پر اگر ساری دنیا مجہکو چہوڑتی ہے تو چہوڑ دے مجہے اس کی پروا نہیں۔ اس لئے کہ **خدا میرے ساتہ ہے**۔

انکو اعتراض کا حق تو اسوقت ہوتا جب ہم خدا تعالےٰ کے کلام کے خلاف کرتے لیکن جب ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو مکرم مانتے ہیں تو ان کا اعتراض خدا تعالےٰ کے کلام پر اعتراض ہے نہ مجہہ پر۔ اگر مسیح واقعی مردوں کو زندہ کرتے تہے یعنے ایسے مردوں **کو جو قضیٰ علیہا الموت کے نیچے آچکے تہے** تو پہر کیوں انہوں نے ایلیاء کو زندہ کرکے نہ دکہادیا تاکہ یہودی ٹہوکر نہ کہاتے؟ اور خود ہی صلیبی ابتلاء سے بچ جاتے۔

سعدی بہی یہی مذہب رکہتا تہا اور یہی سچا مذہب ہے کوئی اکابر اسکے خلاف نہیں ہوسکتا سعدی کہتا ہے

گر مردہ باز گردیدے ✦ بسرائے قبیلہ و پیوند
رد میراث سخت تر بودے ✦ وارثان را ز مرگ خویشاوند

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

{ ٹرک نے مندرجہ ذیل دو سوال کئے اور جواب پایا ۔ ایڈیٹر }

سوال۔ اگر کوئی چوری یا زنا کے ارادے سے جاوے مگر نکرے تو کیا گناہ ہوگا۔

جواب۔ جو خیالات وسوسہ کے رنگ میں دل میں گذرتے ہیں اور انپر کوئی عزم و ارادہ انسان نہیں کرتا انپر مواخذہ نہیں ہے لیکن جب کوئی خیال بد دل میں گذرے اور انسان اسپر مصمم ارادہ کرے تو اسپر مواخذہ ہوتا ہے اور وہ گناہ ہے جیسے ایک اُچکا دل میں خیال کرے کہ فلاں بچہ کو قتل کرکے اسکا زیور اتار لونگا تو گو قانونی جرم نہیں لیکن اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ مجرم ہے اور سزا پائیگا۔ یاد رکہو دل کا ایک فعل ہوتا ہے مگر جب تک اسپر مصمم ارادہ اور عزیمت نکرے اسکا کوئی اثر نہیں۔

سوال۔ جو لوگ لڑائیوں میں جاتے ہیں اور وہاں قتل کرتے ہیں کیا وہ قتل انکا گناہ ہے یا نہیں۔

جواب علمہا عند ربی۔ میں اسکے متعلق کچہہ نہیں کہہ سکتا اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے اچہا کیا یا برا کیا۔

۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

مسئلہ جہاد کے متعلق ذکر تہا۔ اسکے متعلق جو کچہہ فرمایا اسکا خلاصہ یہ ہے۔

اسلامی جہاد پر یہہ اعتراض تو محض فضول ہے۔ کہ وہ لڑائیاں **مذہب** اور اشاعت اسلام کی خاطر تہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک مکہ میں کفار کے ہاتہوں سے سخت تکلیف اٹہاتے رہے اور آپ کے جان نثار صحابہ نے دکہہ اٹہائے اور جانیں دیں بعض غریب اور بیکس ضعیف عورتوں کو شرمناک تکالیف کفار نے پہونچائیں۔ یہانتک کہ آخر آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور ان کفار نے وہاں بہی آپ کا تعاقب کیا ایسی صورت میں جب ان کی شرارتیں اور تکلیفیں حد سے گذر گئیں تو پہر خدا تعالےٰ نے سدباب اور دفاع کے طور پر حکم دیا کہ ان سے جنگ کرو۔ چنانچہ پہلی آیت جس میں جہاد کا حکم ہوا وہ یہہ ہے

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا

یعنی ان لوگوں کو اجازت دی گئی کہ وہ جنگ کریں جنپر ظلم ہوا ہے۔ مسلمان مظلوم تہے ان کی طرف سے ابتدا نہیں ہوئی تہی۔ بلکہ بانی فساد کفار مکہ تہے۔ ایسی حالت میں بہی جب ان کی شرارتیں انتہائی درجہ تک جا پہونچیں تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو مدافعت کے واسطے مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ پس یہ اعتراض محض فضول اور لغو ہے۔ کہ وہ لڑائیاں مذہب کے لئے تہیں۔ اگر محض مذہب کے لئے ہوتیں تو **جزیہ** دینے کیصورت میں ان کو کیوں چہوڑا جاتا۔ پہر میں کہتا ہوں کہ عیسائی تو اس قسم کا اعتراض کرہی نہیں سکتے۔ وہ اپنے گہر میں دیکہیں کہ اسلامی لڑائیاں موسوی لڑائیوں سے زیادہ ہیں۔ اور جبکہ وہ حضرت عیسےٰ کو موسیٰ علیہ السلام کا بہی (معاذ اللہ) خدا مانتے ہیں تو پہر ان لڑائیوں کا الزام عیسائیوں پر بدستور قائم ہے خصوصًا ایسی حالت میں کہ وہ لڑائیاں اسلامی جنگوں سے زیادہ سخت اور خون ریز تہیں۔ اسلامی لڑائیوں میں بچوں عورتوں اور بڈہوں کا لحاظ کیاجاتا تہا اور ان کو قتل نہیں کیاجاتا تہا۔ مگر موسوی لڑائیوں میں تو ان امور کی پروا نہیں کیجاتی تہی۔ ایساہی اسلامی جنگوں میں مذہبی عبادت گاہوں اور پہل دار درختوں کو بہی ضائع نہیں کیاجاتا تہا مگر موسوی لڑائیوں میں پہل دار درخت تباہ کردئے جاتے۔ غرض اسلامی جنگ موسوی لڑائیوں کے مقابلہ میں کچہہ چیز ہی نہیں۔

فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی ہمیشہ سے یہی عادت چلی آئی ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل اس کیطرف سے آتا ہے تو اولًا اس کی جماعت میں ضعفاء اور غرباء ہی آتے ہیں بادشاہوں یا امرا کو توجہ نہیں ہوتی ہے۔ اور آخر اللہ تعالےٰ غرباء کی جماعت کو ہر قسم کی ترقیاں دیدیتا ہے۔ میرا ایک الہام ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈہونڈیں گے۔ وہ بادشاہ مجہے دکہائے بہی گئے تہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زمانہ آئیگا جب اللہ تعالےٰ بعض کو اس سلسلہ کی سچائی کا فہم عطا کردیگا۔

فرمایا **پنجاب** کی سرزمین نرم ہے ان لوگوں میں وہ شور اور شرارت نہیں ہے جو ہندوستانیوں میں ہے ہندوستانیوں نے غدر کر دیا تہا مگر پنجابی گورنمنٹ کے ساتہہ تہے ۔ ہمارے مرزا صاحب نے بہی پچاس گہوڑے اُسوقت مدد کے لئے گورنمنٹ کو دئے تہے۔

پنجابیوں نے جسقدر مجہے قبول کیا ہے ہندوستان کو ابہی اس سے کچہہ نسبت ہی نہیں ہے۔

۳۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔ نبی کا انکار موجب کفر ہوتا ہے مگر ولی کا انکار بہی سلب ایمان کا موجب ہوجاتا ہے اور آخر کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے من عاد ولیًالی فاذنتہ للحرب یعنی جو شخص میرے ولی کے ساتہہ دشمنی کرتا ہے۔ میں اسکو لڑائی کے لئے پکارتا ہوں۔

خدا تعالےٰ نے **بلعم** کا قصہ بیان کیا تہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کیوجہ سے اس حد تک گرگیا کہ اسکی کتّے سے مثال دی گئی۔

نبی کا انکار صریح کفر کو مستلزم ہے۔ مگر ولی کا جب دشمن بنتا ہے تو اندر ہی اندر توفیق چہن جاتی ہے۔

کسی نے پوچہا کہ عبادت میں ذوق شوق کسطرح پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق شوق اپنی طرف سے نہیں ہوسکتا یہہ خدا کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان گہبرائے نہیں اور خدا تعالےٰ سے اس توفیق اور فضل کے واسطے دعائیں کرتا رہے۔ اور ان دعاؤں میں تہک نہ جاوے۔ جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہوکر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالےٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کردیتا ہے جسکے لئے اس کے دل میں تڑپ اور بیقراری ہوتی ہے۔ یعنے عبادت کے لئے ایک ذوق وشوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے اور یہ سمجہے کہ پہونک مارکر کوئی کردے یہہ اللہ تعالےٰ کا قاعدہ اور سنت نہیں۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو آزماتا ہے وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ خوب یاد رکہو کہ دل اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتہہ میں ہے اسکا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جاکر عیسائی ہو جاوے۔ یا کسی اور بے دینی میں مبتلا ہوجاوے۔ اسلئے ہر وقت اسکے فضل کے لئے دعا کرتے رہو۔ اور اسکی استعانت چاہو تاکہ صراط مستقیم پر تمہیں قائم رکہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہوجاتا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تاکہ وہ زہر اور جوش پیدا نہ ہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

بعض آریہ سماجیوں کی شرارت

تمام پبلک کو عام طور پر اور اہل اسلام کو خاص طور پر اس بات سے مین مطلع کرنا چاہتا ہون کہ جو کہ مین نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور رسالہ ترک ویدیزم کے ذریعہ اس امر کی ایک معمولی رپورٹ مشتہر کردی ہے اسپر اخبار ستیہ دہرم پرچارک جالندہر مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر بعنوان **مبلغ اسّی روپیہ کا بکاؤ دھرم** ایک مضمون شائع ہوا ہے اسکا لب لباب یہ ہے کہ مینے ایک رقعہ دیکر اسّی روپیہ دہلی آریہ سماج والون سے مانگا تہا اور روپیہ نہ ملنے پر مین مسلمان ہوگیا۔ پس چونکہ یہ بات بالکل بناوٹی ہے اسلئے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی باتون کا اعتبار نہ کرین۔ چونکہ میرے پاس کئی خطوط ادھر ادھر سے اس قسم کے آرہے ہین کہ یہ کیا بات ہے اسوجہ سے اس تحریر کو شائع کرانا مناسب سمجہتا ہون۔ اور مفصل کیفیت بعد مین عرض کیجائیگی کہ کس طور پر مجہے [illegible] لیا گیا یا کیا واقعات گذرے وغیرہ (اس داستان کو اگر مین لکہون تو اخبار کا ایک دو صفحہ بلکہ زائد گھر جائیگا بس مجہے جناب ایڈیٹر صاحب کی جانب سے وعدہ ملنا چاہیئے کہ وہ ایسے شخص کے احوال کو اپنے اخبار مین ضرور جگہ دیوین گے اور میری محنت رائیگان تو نہ جائیگی)

ہان ایسے شریر لوگون کو ان کے افعال کی سزا دینے ہی کیلئے عدالتین بنائی گئی ہین پس ناظرین کو معلوم ہو کہ اس بات کا مناسب انتظام کیا جاویگا۔ لیکن مجہے افسوس اس بات کا ہے کہ ان آریون کو ابہی تک ایسی .... باتون کی پختہ مشاقی حاصل نہین ہوئی۔ کیونکہ وہ کچے .... ثابت ہو رہے ہین۔ یعنی مذکورہ بالا اسّی روپیہ کا انعام دینے والون مین اسقدر عقل کی کمی ہے کہ وہ یہہ نہ سوچ سکے کہ جو شخص للعہ اور ۹۰؎ ماہوار تنخواہ کی ملازمت (بر ہماد افریقہ مین) کر چکا ہو اور جسکو ایک ساتہہ ہی کئی کئی ملازمتون کی .... ملا کرتی ہون ایسے شخص کے بارہ مین ۸۰؎ پر دہرم نیلام کرنے کی بات کو تو سننے والے عقلمند صاحبان کبہی ہرگز بہی تسلیم نہ کرین گے۔ ہان البتہ کوئی بہاری رقم کا رقعہ بنایا ہوتا تو شاید کوئی اعتبار بہی کر سکتا۔ جن لوگون نے اس مضمون ستیہ دہرم پرچارک مین پڑہا ہے وہ ضرور سمجھ سکتے ہین کہ اگر میری طرف سے ایسا کوئی پرچہ (فہرست ۸۰؎ کی) ہوتا تو اوسمین ایسے اندراج ہوتے کہ ایک شخص کا دنیا ہی عم ...... ایک شخص کا اور دیتا ہی عم "۔ واہ! کیا وہ دینے والا ان دونون شخصون کے نام نہ لکہہ سکتا تہا۔ شاباش۔

اب مین اپنے آریہ سماجی بہائیون سے اسقدر عرض کرنا چاہتا ہون کہ اگر مین نے اسّی روپیہ پر اپنا دہرم نیلام کر دیا تو اس سے انکا چندان نقصان نہین ہؤا (اگر ہؤا ہوگا تو وہ میرا ہؤا ہوگا) لیکن وہ اون لوگون سے ہوشیار رہین جو ہم ہزار کا نجس کر رہے ہین یا کمپنی کہول کر عوام کا اٹہائیس ہزار روپیہ لوٹ رہے ہین (مفصل دیکہو آریون کا اخبار ستکاری امرتسر) اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ رسالہ ترک ویدیزم مین (جس نے مذکورہ بالا انعام ۸۰؎ کا دلادیا ہے) جو دس اعتراضات آریہ سماج کے اصولون کی رد مین ان کے نقلی حوالجات کے ذریعہ کر دئے گئے ہین ان کی تردید کا کسی نے آجتک نام ہی نہ لیا۔ مین پوچہتا ہون کہ کیون؟ کیا آریہ سماجیون کا صرف یہی کام کہ وہ ایسی ایسی ...... باتون سے اپنا دل ٹہنڈا کر لیا کرین۔ جہان مین نے ان کو چیلنج کیا ہے کہ جو صاحب چاہین اردو۔ ہندی خواہ انگریزی مین بہی ان اعتراضات کے متعلق مجہہ سے تحریری بحث کر سکتے ہین۔ (جو کہ ہر ایک شخص دور دراز فاصلہ سے بہی کر سکتا ہے) وہان آجتک کسی نے سانس ڈکار تک نہ لی۔ اور اگر کچہہ ایکشن لیا تو یہ کہ ایک طرف سے اسّی روپیہ پر دھرم نیلام ہونے کی صدا کانون مین آرہی ہے اور دوسری طرف (کالج پارٹی کا آرگن آریہ گزٹ) سے یہ کہ اس شخص نے چونکہ ہمارے پاس ایک مرتبہ ایڈیٹری کے لئے درخواست بہیجی تہی پس وہ ضرور ملازمت کے باعث مسلمان ہؤا ہوگا۔ واہ کیا خوب! یہہ عجیب دل سمجہوتا ہے۔ کیا ایڈیٹری کی درخواست یا کسی محکمہ کی نوکری تلاش کرنا کوئی گناہ ہؤا کرتا ہے۔

پبلک کو معلوم ہو کہ رسالہ ترک ویدیزم مین دس ایسے اعتراضات پیش کر دئے گئے ہین جنکو اگر خود شری سوامی دیانند سرستی مہاراج بہی واپس آجاوین تو رد نہین کر سکتے" تاوقتیکہ وہ اپنی تصنیفات کو منسوخ نہ کر دیوین۔

مسلمان صاحبان کو خاصکر معلوم ہو کہ مینے دوسری کتاب موسومہ آریہ سماج کی پول تہا کرلی ہے۔ یہہ جنہ لسو صفحون (۲۶ × ۲۰) سے کم ضخیم نہ ہوگی۔ اور اسمین آریہ سماج کی تسلیم کردہ کتابون کے ہی اقوال سے ان کے اصولون کو رد کیا گیا ہے۔ اور اکثر مضامین انعامی ہونگے یعنی یہ کہ اگر میرے دعوے کی کوئی آریہ پنڈت خود اپنی تصنیفات کے نقلی حوالجات سے رد کر سکے تو وہ انعام حاصل کر لیوے اسطور پر جملہ میزان انعامات کی غالباً دس ہزار روپیہ ہوگی۔ اور میرا یہہ دعوی ہے کہ جو عیسائی، مسلمان صاحب اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑہ لیوینگے وہ ہرگز ہرگز بہی کبہی آریہ سماج کے اندر داخل ہونے کی خواہش نہ کرین گے۔ اس کتاب کی چہپائی کا انتظام ہو رہا ہے اور اگرچہ قیمت ابہی مقرر نہین کی جاسکتی لیکن جو صاحب ابہی سے اپنا نام اس کی خریداری مین درج کرادیوینگے ان کے ساتہہ ڈاک محصول کی رعایت رہے گی۔ فقط۔

خاکسار
عبدالعزیز المعروف بہ جگدسا پرشاد ورما سابق آریہ اپدیشک ملک برہما از مقام زینت محل شہر دہلی - ۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء

زیور کی زکوٰۃ

بعض دوستون کے استفسار پر حضرت اقدس نے زیور کی زکوٰۃ کے متعلق مفصلہ ذیل سطور لکہی ہین جو تمام احباب کی اطلاع کے لئے شائع کی جاتی ہین تا اسپر سب کا عملدرآمد ہو۔

جو زیور پہنا جائے اور کبہی کبہی غریب عورتون کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اسکی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اسکی کچہہ زکوٰۃ نہین اور جو زیور پہنا جائے اور دوسرون کو استعمال کے لئے ند یا جائے اسمین زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اسی پر ہمارے گہر مین عمل کرتے ہین اور ہر سال کے بعد اپنی موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہین اور جو زیور روپیہ کی طرح جمع رکہا جائے اسکی زکوٰۃ مین کسیکو بہی اختلاف نہین۔ والسلام

سب احباب کو اسی کے مطابق اپنا عمل رکہنا چاہیئے اور زکوٰۃ کا کل روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ قادیان بہیجنا چاہیئے پھر مناسب موقعہ اور مناسب مدات مین اسے خرچ کیا جائیگا۔

محمد علی
۱۳۔ نومبر ۱۹۰۵ء

مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند

لودہانہ کے عیسائی اخبار نے ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ایک مراسلت نورپوری نامہ نگار کی چہاپی ہے۔ ہر چند اس یاوہ گو نے اپنا نام چہپایا ہے مگر مین خوب جانتا ہون کہ یہ کون ہے؟ آپ نے عیسائیون کو خوش کرنے کی خاطر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر دل کہول کر جہوٹے اور ناپاک حملے کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چہوڑی مگر وہ نہین جانتا کہ

مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند

انیس سو برس گذر چکے کہ اس زمانہ کے لوگون نے بہی ایک برگزیدہ بندہ کو دکہ دیا تہا جو اسکی زبان سے آخر حرا مکار اور سانپ کے بچے کہلائے اسلئے ضروری تہا کہ ابن آدم آج بہی ستایا جاتا۔ تاہم نورپوری نامہ نگار کی تحریر کا جواب قولہ و اقول کرکے لکہتا ہون۔

قولہ ۔ ہمین اکثر خدا کے کمال پر تعجب آتا تہا کہ باوجود قادیانی کے ایسے کفر کے خدا اس سے باز پرس نہین کرتا۔

اقول۔ بے شک لعنت مسیح سے بچائے ہوئے عیسائی کو تعجب ہونا چاہیئے تہا اسلئے کہ ناصری یسوع اپنے کفر کے باعث (کیونکہ یہی فتویٰ کفر گوئی کا اسپر لگایا گیا تہا) اپنی دعوت کے تین ہی سال مین ماخوذ ہؤا اور یہودیون کے ہاتہون سے طمانچے کہاتا ہؤا کاٹھ پر لٹکایا گیا۔ اور یہان پچیس سال سے زیادہ کا زمانہ گذر رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہی تو صادق کی سچائی کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکی حمایت کرتا اور اپنی نصرتون اور تائیدون سے اسکی حقیقت پر مہر کر دیتا اور اسے مہلت دیتا ہے۔ کاذب اور مفتری کبہی اسقدر دراز زمانہ نہین پا سکتا +

کفر تو اُسنے بولا جسنے آدم زاد اور خاکی پتلا ہو کر خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور پہر تعجب اسپر کہ اس نے اپنی خدائی کا کوئی بہی کرشمہ نہ دکہایا اور مجہے حیرت ہے کہ لعنت مسیح کے بچائے ہوئے عیسائی کو خدا پر تعجب کیون ہؤا؟ کیا اس کا وہی خدا نہین جسکے بیٹے سے یہودیون نے مار کہائی اور صلیب پر لٹک گیا۔ اور ان یہودیون کا کچہہ بہی بگاڑ نہ سکا۔

باخویشتن چہ کردی کہ باما کنی نظیری
حقا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

اپنے خدا سے کوئی امید رکھتے ہیں تو ان کا دوسرا سر منقلی ہے۔ جسنے پہلے کیا گیا جواب کریگا۔

قولہ۔ خدا کو یوں منظور تھا اور ہے کہ مرزا قادیانی کا جوڑ جوڑ الگ کیا جاوے اور مرنے سے پیشتر اسی زندگی میں اسکی ذلت بخوبی ہوئے۔

اقول۔ یہہ شاید ناصرت کے مارکھا ہوئے خدا نے آپ کو بتایا ہوگا۔ اور غالبًا اپنے تجربہ سے بتایا ہوگا کہ اسپر یوں گذری ہے کہ یہود یوں نے پکڑ کر مار مار آدمی بنا دیا۔ اور اسکو ہمہ عجز کی تصویر بنا کر دکھا دیا۔

ورنہ القادر اور الحی القیوم خدا تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے اور اسے بشارت پر بشارت دیتا اور یومًا فیومًا بلکہ آنًا فانًا ترقی پر ترقی عطا کرتا ایسی ترقی کہ جسکی نظیر انیس سو برس پیشتر آنے والے خدا میں بھی پائی نہیں جاتی۔ جسنے ٹھوکریں کھا کر جان دی تھی۔ اور جو آپ کے نزدیک **ملعون** بھی ہے۔

اسقدر تائیدات اور نصرتوں کو دیکھکر جو حضرت مسیح موعود کی ہو رہی ہیں یہہ کہنا کہ خدا اس کی ذلت چاہتا ہے ایک سخت یاوہ گوئی ہے۔ شاید آپ کا ملعون خدا ایسا چاہتا ہوگا جس سے کبھی کچھہ نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ العزیز ہوگا۔ بلکہ یہ خدا کا برگزیدہ رسول انشاء اللہ العزیز دنیا سے نہ اٹھیگا جب تک **مردہ پرستی** کے بت کو پاش پاش نکردے اور آدم زاد کو خدائی کی کرسی سے اتار کر **عبودیت** کے آستانہ پر نہ لے آئے۔

قولہ۔ ناظرین اخبارات مرزا کی الہامی چار یاری کونسل کو جانتے ہیں جن میں ایک (حکیم نورالدین صاحب نہیں دوسرے تھے) صاحب بھیروی تھے جو چند روز ہوئے قادیان سے تائب ہوکر چلتے بنے۔

اقول سب سے اوّل تو میں ایسے کذّاب کے لئے قرآن شریف کی آیت لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھتا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے یسوع کی لعنت پر ایمان لاکر راستبازی اور حیا کی بھی نورپوری عیسائی نے ضرورت نہیں سمجھی ورنہ وہ ایسا گندہ جھوٹ نہ بولتا۔ یا اس جھوٹ کی تعلیم بھی اس خدا نے ہی دی ہوگی جو عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوا تھا۔ اور جسکو منصوبہ بازی کی عادت بھی تھی جیسا کہ انجیل سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اگر نورپوری انکار کرے تو میں ایسے ایسے مقامات دکھا دونگا۔

میں کہتا ہوں کہ لعنت ہے اس شخص پر جس نے یہاں جھوٹ بولا اور کہدیا کہ ایک حکیم صاحب بھیروی تائب ہو کر قادیان سے چلے گئے۔ بھیرہ کے دوسرے حکیم صاحب حکیم فضل دین صاحب ہیں۔ جو قادیان ہی میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اس سلسلہ کے ایک مخلص خادم ہیں۔ اور جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود سے دوری اور بُعد کو اپنے لئے موت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ مگر کیا لعنتی مسیح کے زر خرید غلام نورپوری کو یاد نہیں رہا کہ انکا مُردہ خدا صلیب پر چڑھانے کے لئے پکڑا گیا تو اعظم الحواریین **پطرس** نے نہ ایک مرتبہ بلکہ تین مرتبہ **خداوند یسوع** پر **لعنت** کی تھی۔ اور ایک نے جو جنر سے آپ خزانچی بھی تھا صرف تیس روپیوں کے لالچ میں تمہارے خدا صاحب کو پکڑوا کر طمانچے مروائے اور صلیب پر کھچوا کر تمہاری **مکتی** کرادی۔ اور باقی سب بھاگ گئے یہہ باتیں تمہیں کیوں بھول گئیں۔ اور کیا وہ پانچسو آدمیوں کا مرتد ہونا بھی یاد نہ رہا جو ایک ہی دن میں ہو گئے تھے؟

اے نادان اور ناواقف انسان! بتا ان باتوں کا تیرے پاس کیا جواب ہے؟ ذلّت کس کی ہوئی؟ ایک وہ ہے جو اپنی زندگی میں دو لاکھ سے زیادہ روحوں کا فاتح ہے اور روز بروز اسکے حلقہ بگوش بڑھ رہے ہیں۔ باوجودیکہ اسکا دعویٰ محض خدا کا **برگزیدہ بندہ** ہونے کا ہے اور ایک وہ جو تمہارے اعتقاد کے موافق **خدا** تھا ساری عمر میں ۱۲۰ سے زیادہ آدمی طیار نہ کرسکا۔ اور پھر جو ان میں **اخص** تھے انہوں نے وہ شرمناک بے وفائی ظاہر کی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہ ملے گی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

گھر کے الزام اور دن پر ہنو پتے ہو کچھہ تو شرم کرو۔

اسکے بعد حضرت **مخدوم الملۃ** مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات شہادت آیات کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ خدا نے جھوٹے نبی کی نہ سنی اور عبدالکریم کو نہ صرف صحت ہی عطا نہ کی بلکہ دنیا سے بھی اٹھا دیا۔

اس کے جواب میں اوّل بھی لعنت اللہ علی الکاذبین ہی کہونگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے سچے اور برگزیدہ بندے کی دعاؤں کو جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق تہیں سُنا اور مولوی عبدالکریم صاحب کو کاربنکل سے پوری شفادی۔ رہا یہ امر کہ انہوں نے وفات پائی۔ موت تو ایسی شئے ہے کہ اس نے عیسائیوں کے خدا کو بھی نہیں چھوڑا اسے بھی کشمیر کے محلہ خان یار کی قبر میں لا ڈالا۔ اور اس خدا کی ماں اور پھر اس خدا کے دوسرے رشتہ داروں تک کو اپنے اپنا شربت پلا دیا۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب کی موت پر اعتراض کرنا کیسی نادانی اور حماقت ہے۔ ہاں یہ بالکل صحیح ہے کہ جیسے اس مرد خدا کی زندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے اظہار کے لئے وقف تھی اس کی موت نے بھی اسی کی سچائی پر مُہر کی اسلئے کہ اس نے قبل از وقت سنا دیا تھا۔ ان المنایا لا تطیش سہامہا کفن میں لپٹا گیا۔ اور پھر بالآخر **۴۷ برس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

اور خدا کی باتیں جو اس نے اپنے پیارے بندے پر ظاہر کی تہیں آخر اپنے صحیح مفہوم کے موافق مولویصاحب کی وفات شہادت آیات کے رنگ میں پوری ہوئیں اور یوں اسکی سچائی کا ثبوت ٹھیریں۔ پس مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں زبان قلم اور قلم زبان سے جری اللہ کی سچائی کا گواہ تھا اور اب اسکی تربت ایک **زندہ نشان** ہے اور ان لوگوں کیلئے جو انکار کرتے ہیں قرآن کریم کی یہ آیت بہت ہی موزوں ہے۔

ویل یومئذٍ للمکذبین

عید آگئی اور اظہار مسرت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اسنے پھر ایک موقع خدمت دین کا دیا ہے۔ یعنی **عید الفطر** قریب آگئی ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت (جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں یہ خواہش اور آرزو ہو (آمین)) کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ جو آج **عید فنڈ** کے نام سے کئی سال ہوئے کی تھی۔ اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا۔ ہر چند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جس زور اور انتظام کے ساتھ اسپر عمل ہونا چاہئے ابھی تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی اسلئے کہ **عید فنڈ** کی تقریب پر **ایک روپیہ** تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کے لئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجھہ لے۔ پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھ کی جماعت میں سے پانچ ہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو **عیدین** کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہنے دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس **عہد** پر **عید فنڈ** کی تکمیل کا حتمی عہد کر لیں اور اپنے گاؤں اور شہر کی جماعت کو خصوصًا اس ضرورت سے آگاہ کریں اور خود **عید فنڈ** کا روپیہ وصول کرکے **امین مدرسہ** کے نام بھیجدیں۔ الحکم کے ایکہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بھائیوں سے بھی عید فنڈ وصول کریں تو پانچہزار وہ دے سکتے ہیں مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض میں کا ایک **جزو** ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے۔ پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیوں کے لئے بیسیوں اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالےٰ کے لئے **ایک روپیہ** بھی الگ نہیں کر سکتے؟

میں امید کرتا ہوں کہ اس **عید** پر آئے ہوئے **عید فنڈ** میں گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کرے گی۔

اس کے علاوہ یہہ بھی یاد رہے کہ **صدقۃ الفطر** **مساکین فنڈ** کے لئے بھیجا جاوے اور روپیہ بھیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کردی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکھا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃ

الحکم

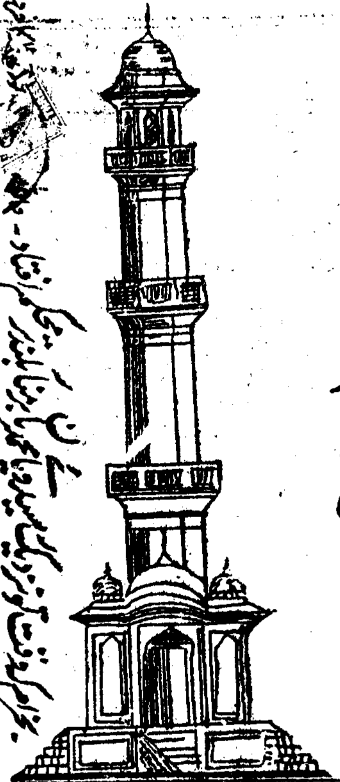

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲ –
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے (عہ)

فہرست مضامین

نمبر ۴۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ ۔ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

روزانہ الحکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل میں الحکم کی خاص وقعت ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لاینفک جزو سمجھتے ہیں الحکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش اور حوصلہ افزا تحریریں بھیج رہے ہیں جو امید دلاتی ہیں کہ ۱۵ ڈسمبر ۱۹۰۵ء تک مطلوبہ درخواستیں پوری ہو جائینگی ۔ ابھی تک جسقدر درخواستیں آئی ہیں گو ان کی تعداد کیسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجرا روزانہ کیلئے جسقدر درخواستیں سردست تجویز کی گئی تھیں ۔ ان میں صرف پچاس درخواستوں کی کمی ہے ۔ گویا نصف درخواستیں آچکی ہیں ۔ تو یہ کمی کمی نہیں بلکہ اطمینان بخش ہے ۔ میں اب روزانہ کی **ضرورت** اور **اہمیت** پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ قدردان و سرپرستان الحکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کریں ۔ جن حضرات نے ابھی تک اپنی درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ جلد بھیجدیں **روزانہ** کی صورت اور ترتیب کا اندازہ کرنیکے لئے ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء کے الحکم کے ساتھ نمونہ کا ایک پرچہ شائع کر دیا جائیگا ۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا اگر قوم نے پسند کیا اور اسکی خریداری اور اعانت میں ہاتھ بڑھایا اور درخواستیں پوری ہو گئیں تو انشاء اللہ العزیز اسکا اجرا ہو جائیگا ورنہ جیسا میں نے پہلے ظاہر کیا تھا ۔ میں اللہ تعالےٰ کے اس فضل و کرم کیوقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجرا کے کیلئے مقدر ہوگا ۔

وما توفیقی الّا باللّٰہ العلی العظیم ۔

بعض احباب نے قیمت کے متعلق بھی لکھا ہے کہ موجودہ اردو کے روزانہ اخباروں سے زیادہ ہے ۔ یہ سچ ہے مگر اسکی وجہ صرف کمی اشاعت اور قادیان ایسے مقام سے اسکا اجراء ہے میں لکھ چکا ہوں کہ جسوقت اشاعت چہہ سَو ہو جائیگی ۔ فوراً قیمت ۸ سالانہ کر دی جائیگی اور حجم بھی بڑھا دیا جائیگا ۔ آئندہ جسطرح رب کریم کو منظور ہو

خاکسار **یعقوب علی** ایڈیٹر الحکم قادیان

دار الامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ اچھے ہیں ۔

(۲) حضرت حکیم الامۃ کی صحت بھی نسبتاً اچھی ہے اور وہ بدستور خدمت دین و اشاعت کلام مبین میں مصروف

(۳) مولوی عزیز بخش صاحب بی ۔ اے ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخان مع اہل و عیال سعادت اندوز حضرت ہوئے ہیں ۔ انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہو گئی تھی ۔ الحمد للہ اب اچھے ہیں ۔

ایسا ہی چودہری غلام احمد صاحب بی ۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات ایک ماہ کے لئے رخصت لیکر یہاں آنے والے ہیں ۔

(۴) ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات اور رؤیا درج ذیل ہیں ۔

تازہ الہامات و رؤیا

۱۹ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء ۔ کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھدو ۔ ایک رؤیا میں دیکھا کہ سانپ نے میری ایڑی پر کاٹا ہے مگر اس سے کوئی زخم اور درد نہیں ہوا خفیف سا خون نکلا ہے والد صاحب مرحوم نے اسے دیکھا ہے تو علاج بھی بتایا ہے اور جو کچھہ فرمایا ہے اسکا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فکر کی بات نہیں ۔

۲۰ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء ۔ اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
ترجمہ ۔ میں تیرے ساتھہ ہوں ۔ اے رسول اللہ کے بیٹے ۔

(۲) سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں ۔ جمع کرو ۔ علٰی دینٍ واحدٍ ۔

چندروز ہوئے ۔ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کو رؤیا میں دیکھا ۔ پہلے کچھہ باتیں ہوئیں ۔ پہر خیال آیا کہ یہ تو فوت شدہ ہیں ۔ آؤ ان سے دعا کرائیں ۔ تب میں نے ان کو کہا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں ۔ کہ میری اتنی عمر ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے ۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ۔ تحصیلدار ۔ میں نے کہا ۔ یہ آپ غیر متعلق بات کرتے ہیں ۔ جس امر کے واسطے میں نے آپ کو دعا کے واسطے کہا ہے ۔ آپ وہ دعا کریں ۔ تب انہوں نے دعا کے واسطے سینہ تک ہاتھہ اٹھائے ۔ مگر اونچے نہ کئے ۔ اور کہا الیس ۔ میں نے کہا ۔ کہول کر بیان کرو ۔ مگر انہوں نے مجھہ کہولکر نہ بیان کیا ۔ اور بار بار الیس الیس کہتے رہے ۔ اور پھر چلے گئے ۔

فرمایا تحصیلدار کے لفظ سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ تحصیلدار کے دو کام ہوتے ہیں ۔ ایک رعایا سے سرکاری لگان وصول کرنا ۔ دوسرے رعایا کے باہمی حقوق کا تصفیہ کرنا اور ان میں باہم عدل قایم کرنا ۔ اسی طرح مسیح موعود کا یہ کام ہے ۔ کہ خدا کے حق کا مطالبہ کرے ۔ اور توحید کو زمین پر پہیلاوے ۔ دوسرے یہ کہ حَکَم عدل ہو کر امّت محمدیہ کو باہمی عدل پر قایم کرے ۔

درخواست دعا

۱ ۔ ماسٹر عبد الحق صاحب سابق سب پوسٹماسٹر بدستور دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔

۲ ۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نومسلم مصنف اختیار الاسلام عرصہ سے بیمار ہیں ان کے لئے دعا کی جاوے ۔

۳ ۔ ایڈیٹر الحکم کے لئے کہ اللہ تعالےٰ اسے اپنی گرانبار ذمہ داریوں کے ادا کرنے کی توفیق دے ۔

حیرت کی حیرانی

مضمون جو بالا نام کی کتاب کا پہلا حصہ میرے عزیز اور واجب الاحترام بھائی منشی عبد العزیز صاحب دہلوی نے شائع کیا تھا اور پھر حضرت حجۃ اللہ کے قیام دہلی کے ایام میں اسکا دوسرا حصہ بھی شائع کیا۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس کتاب کی جسقدر اشاعت ہونی ضرور تھی اسپر پوری توجہ نہیں کی گئی۔ برادرم منشی عبد العزیز صاحب کا اس کتاب کی اشاعت سے محض رضاء الٰہی اور اعلاء حق مقصود رہا ہے۔ اور ایک کثیر تعداد اس سالہ کی اس زہر کے تریاق کیلئے شائع کی جو مرزا حیرت نے اپنے اخبار کے ذریعہ پھیلایا جاتا ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں اور اپنے محترم بھائی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں احمدی جماعت کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کتاب کی ہر دو جلدوں کی قیمت بالطور اعانت زر نقد برادرم عبد العزیز کے پاس بھیجدیں تاکہ وہ اسکی مفت اشاعت کے سلسلہ میں وسعت دے سکیں۔ بہرحال اسوقت میرا مقصد اس مضمون پر ایک نوٹ لکھنا ہے جو آج ۲۲ نومبر کی ڈاک میں منشی عبد العزیز صاحب نے الحکم میں شائع ہونے کو بھیجا ہے اگرچہ میں پہلے سے ہی اس امر کا بڑے تجربے سے اعتراف کرتا ہوں کہ منشی عبد العزیز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دہلی کے سانپ کے کچلنے کے لئے خاص دل ودماغ دیا ہے مگر اس مضمون کو پڑھ کر میری مسرت اور زیادہ بھی بڑھ گیا۔ اپنے مضمون میں انہوں نے مرزا حیرت کے چیلنج مباحثہ کے جواب میں لکھا ہے اور جزاء اللہ تعالیٰ میں نے نہیں انفاک کیا تھا کہ وہ جو حقیقت حیرت کی ایسی ہی تحریرین پیش کیا کرتے ہیں ابھی انہوں نے کمال کر دیا ہے۔ میں اس مضمون کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ کاش مرزا حیرت آزاد اخبار نویسی کے مفہوم سے واقف ہوتا۔ اور وہ حق وباطل کے فیصلہ کا دلی خواہشمند ہوتا تو ایسے مضامین اسی اخبار میں چھاپنا اسکا فرض تھا۔ کیا وہ اپنی آزاد منشی اور انصاف پسندی کا ثبوت دے سکتا ہے اس مضمون کو اپنے اخبار میں چھاپ کر؟ کبھی نہیں۔ اب میں کسی لمبی تمہید کے بدون اس مضمون کو درج کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس کی دہلی تشریف آوری پر حیرت صاحب کی حیرانی میں مزید اضافہ

ہوا وہ یہ کہ حیرت صاحب نے حیرت زدہ ہو کر یکم نومبر ۱۹۰۵ء کے کرزن گزٹ میں حضرت اقدس کو مناظرہ کا چیلنج دیدیا۔ حیرت صاحب کی اس قسم کے چیلنجوں کی حقیقت کا پردہ اچھی طرح سے حیرت کی حیرانی حصہ دوم میں اٹھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس قسم کی حرکات حیرت صاحب کی معمولی باتوں میں شامل ہیں۔ اب تک تمام مشاہیر قوم کو وہ یکے بعد دیگرے چیلنج دے چکے ہیں اور جب کسی نے انکی ان حرکات پر توجہ نہ کی تو جھوٹی اور بے بنیاد باتیں انکی طرف منسوب کر کے انکو اشتعال دلانے کی کوشش کی تاکہ کسی نہ کسی طرح وہ حیرت صاحب کی طرف توجہ کریں لیکن جب کسی نے بھی حیرت صاحب کو مونہہ نہ لگایا اور انکو قابل خطاب نہ سمجھا تو ہتک کے داغ کو مٹانے کیلئے انکی نظرین قادیان کی طرف اٹھیں اور چند بے سرو پا مضامین کے ذریعہ احمدی مشن پر حملے کرنے شروع کر دیئے جنکا قرار واقعی جواب حصہ دوم میں ہی دیا جا چکا ہوں۔ حیرت صاحب کا یہ فرض تھا کہ ان مسائل کی طرف توجہ کر کے وہ اپنی حیرانی کو رفع کرنے کی کوشش کرتے لیکن ایسا کرنا تو درکنار اپنے اخبار کے کسی پرچہ میں بھی ان مسائل کا اشارہ تک کرنے کی انکو جرأت نہ ہوئی جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انکا کیا کچھ اثر حیرت صاحب کے دل ودماغ پر ہوا ہے۔ بجائے اسکے کہ وہ ان مسائل کیطرف توجہ کرتے ہیں انہوں نے اس موقعہ کو اپنی نمود کیلئے غنیمت سمجھ کر نئے سرے سے حضرت اقدس کو چیلنج دیا۔ میرے محترم بھائی شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اس چیلنج کا معقول جواب دیکر خود مناظرہ کرنیکے لئے مستعدی ظاہر کی نیز جماعت دہلی نے بھی ایک اشتہار کے ذریعہ حیرت صاحب کو جواباً لکھا کہ خواہ شیخ صاحب سے اور خواہ مفتی صاحب سے جو دونوں ایڈیٹران اخبار ہونیکی وجہ سے آپ سے مناظرہ کرنیکا حق رکھتے ہیں آپ مناظرہ کر لیں۔ اگر حیرت صاحب کی غرض دراصل حق طلبی ہوتی تو سادگی کے ساتھ مناظرہ کیلئے تیار ہو جاتے لیکن انہوں نے ایک اور اشتہار جواباً شائع کر دیا جسکی چند باتیں غور طلب ہیں۔ اوّل میں حیرت صاحب کے اشتہار کی اصل عبارت نقل کر دیتا ہوں اور آسانی کیواسطے مختلف مقامات پر نمبر لگاتا جاتا ہوں بعدہ اسی سلسلہ سے نمبروار ہر ایک فقرہ کے متعلق مختصر سی بحث کرونگا۔ تاکہ ناظرین بآسانی اصل حقیقت کو سمجھ لیں۔

حیرت صاحب کے اشتہار کی عبارت یہ ہے "(۱) یعنے یکم نومبر کے کرزن گزٹ میں یہ لکھا تھا کہ آپ آجکل دہلی میں تشریف لائے ہیں یہ موقع بہت اچھا ہے اسکا جواب آپ نے تو دیا نہیں لیکن اپنے مرید کی طرف سے دلوا دیا اور نہ صرف جواب (۲) بلکہ خلاف تہذیب مجھپر ذاتی حملے کئے یعنے یہ لکھا کہ مرزا حیرت جو اپنی شہرت اور نمود کے بڑے دلدادہ اور شیدا معلوم ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ (۳) حالانکہ مینے اپنے اخبار میں کوئی خلاف تہذیب بات نہ لکھی تھی نہ انشاء اللہ آئندہ میں لکھونگا۔ ...... (۴) آپنے اپنے مرید سے خواہ مخواہ ایک طول طویل جواب لکھوا دیا جس کا سر نہ پیر مرید نے خود ہی شرطیں بھی طے کر لیں اور لکھا کہ ممات وحیات مسیح پر مناظرہ ہوگا (۵) افسوس ہے انہوں نے کرزن گزٹ میں میری گذشتہ تحریرین نہیں دیکھیں میں ایسی بحثوں کو محض لغو اور بیکار سمجھتا ہوں میری طرف سے حضرت مسیح ایک بار نہیں سو بار فوت ہو جاویں اسپر کچھ اسطرح کا دارومدار نہیں ہے (۶) ہاں ایک شخص کو خواہ مخواہ مسیح ابن مریم تسلیم کر لینا بحث طلب ہے۔"

مذکورہ بالا حیرت زدہ خیالات پر اب میں نمبروار بحث کرتا ہوں۔

فقرہ نمبر ۱- حق وباطل کا لفظ زبان وقلم سے نکال دینے کے لئے تو بہت آسان بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا حیرت صاحب نے ان الفاظ کے مفہوم کو سمجھنے کی بھی کبھی تکلیف اوٹھائی ہے یا نہیں۔ اور ان کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ ان الفاظ کا کیا مفہوم ہے اور جسکو میں ابھی ثابت کئے دیتا ہوں۔ مذکورہ بالا فقرہ نمبر ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں حیرت صاحب کی مراد حق وباطل سے حضرت اقدس کا دعویٰ مسیح موعود ہے لیکن حیرت صاحب اپنے اون اعتراضات کے سلسلہ میں جن کا ذکر انہوں نے فقرہ نمبر ۵ میں کیا ہے کرزن گزٹ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں مفصلہ ذیل خیالات ظاہر کر چکے ہیں۔ "جو جدید مسائل مرزا صاحب ابتک پیش کر چکے ہیں ہمیں ان سے کچھ بحث نہیں اسلئے کہ ہم ان مسائل کو بہت معمولی بات سمجھتے ہیں اگرچہ مرزا صاحب کے حریفوں نے بہت سی ضخیم کتابیں ان مسائل میں لکھدی ہیں اور مرزا صاحب سے کئی سال تک ان کی بابت توتو میں میں بھی۔ مگر ہمارے خیال میں وہ باتیں ایسی نہیں ہیں۔ جنکا ذکر بھی کیا جاوے ہم نہایت فراخ دلی اور خندہ پیشانی سے ان معاملات میں مرزا صاحب ہی کو ڈگری دیتے ہیں۔"

مذکورہ بالا عبارت کے بعد حیرت صاحب نے دو نمبروں میں وفات مسیح اور انکا کشمیر میں مدفون ہونے کی بابت ڈگری دی ہے اور ان دو ڈگریوں کے بعد نمبر ۳ کو اسطرح سے شروع کیا ہے۔

"تیسری بات یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے کو مثیل مسیح کہتے ہیں اچھا ہم تسلیم کرتے ہیں آپ مثیل مسیح سہی جبکہ حضور انور صلعم کی مرحوم امت کا ہر فرد مثل انبیائے بنی اسرائیل کے ہے اور ہو سکتا ہے پھر اگر مرزا صاحب مثیل مسیح ہو گئے تو کیا غضب ہو گیا ہمیں اسکی تردید کی کیا ضرورت ہے"

اب کون شخص اسبات سے انکار کر سکتا ہے کہ حق وباطل کے مفہوم کو حیرت صاحب سمجھ ہی نہیں سکتے ہیں بلکہ اس قسم کے الفاظ کی حد قلم وکاغذ تک ہی محدود رہے ہے ان حالات پر میں حیرت صاحب ہی کی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایمانداری کے ساتھ اسبات کا فیصلہ کر کے بتائیں کہ کسی معاملہ میں اوّل تو فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے ڈگری دیدینا اور بعد میں اسی کو باطل قرار دینا کیا تنگ دلی اور کم ظرفی کی دلیل نہیں ہے اور کیا آپ کی یہ حرکات ایڈیٹر الحکم کے اون الفاظ کی تصدیق نہیں کرتے جنکو آپ نے لکھا ہے کہ وہ خلاف تہذیب ہیں اور فقرہ نمبر ۲ پر اوپر لکھے جا چکے ہیں۔

فقرہ نمبر ۳- حیرت صاحب کے گذشتہ حالات اسبات کی شہادت دے رہے ہیں کہ خلاف تہذیب الفاظ لکھے بغیر وہ مشکل سے کوئی سطر بھی لکھ سکتے ہوں جیسا کہ مینے حیرت کی حیرانی حصہ دوم میں اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۰۵ء کے اخبار میں حیرت صاحب نے اسی قسم کی امید دلائی تھی کہ آپکے مضامین ہماری جماعت کے متعلق مہذبانہ اور شریفانہ الفاظ میں ہونگے۔ لیکن جن الفاظ سے احمدی جماعت اور حضرت اقدس کو یاد کیا ہے اور جنکی فہرست میں رسالہ مذا کے صفحات ۶ و ۷ پر دے چکا ہوں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھٹیارہ بار جو اپنے فن میں کامل اور پورا مشاق ہو ہرگز ان الفاظ سے بڑھکر گالیاں نہیں دے سکتا ہے۔

فقرہ نمبر ۴:- شیخ صاحب نے وفات مسیح کے مسئلہ کو مقدم کرنے میں دراصل یہ حکمت سمجھی تھی کہ میاں حیرت نے اپنی ذاتی تحرات میں کسی جگہ بھی قطعی طور پر یہ نہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح زندہ ہیں لیکن ترجمہ قرآن میں (جسکی بابت مینے رسالہ حیرت کی حیرانی میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ کسی کرایہ کے آدمی کا کیا ہوا ہے) کسی کرایہ کے آدمی نے اپنے خیالات کو داخل کر دیا ہے ممکن ہے کہ وہ حیرت صاحب کی نظر سے پوشیدہ رہ گئے ہوں۔ اسلئے ترجمہ قرآن کی اصلاح ہو جاوے جس سے عوام الناس کو بھی فائدہ پہنچ جاوے۔

فقرہ نمبر ۵- یہ افسوس سب سے پہلے حیرت صاحب پر ہے اسلئے کہ ایڈیٹر الحکم پر تو آپ گذشتہ تحریرات نہ دیکھنے کیوجہ سے افسوس کرتے ہو لیکن تم کو خود یہ پتہ نہیں ہے کہ میں پہلے کیا لکھ چکا ہوں۔ جیسا کہ اوپر ڈگری والے معاملہ میں اسبات کو بھی ثابت کر چکا ہوں اور آپ کی تحریرات سے ہم اسقدر واقف ہیں کہ آپ خود ان سے اسقدر واقف نہیں ہیں اور ان کا حسن وقبح اچھی طرح سے ۳ حصوں میں دکھایا گیا ہے۔

حیرت صاحب نے اپنے اشتہار کے اوس مضمون کے بعد جسپر ابھی میں بحث کر چکا ہوں اسبات پر زور دیکر مضمون کو ختم کیا ہے کہ چونکہ یہ معاملہ مرزا صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اسلئے انہی کو بالمشافہ مجھسے گفتگو کرنی چاہیئے۔ میاں حیرت کا یہ خیال محض لغو ہے طالب حق کے لئے کیا ضرورت ہے کہ وہ اس قسم کی قیدیں لگاتا پھرے حضور صاحب کے دہلی کے مختلف لوگ برابر حضرت اقدس سے بالمشافہ سوال کرتے اور جواب پاتے تھے اگر نمود اور شہرت طلبی کا خیال آپکے دماغ میں نہ ہوتا تو آپ کو بھی ایسا ہی موقع دیا جاتا۔ لیکن جس حالت میں کہ ہمارے پاس اسبات کے کافی ثبوت موجود ہیں کہ آپکی اغراض سوا نمود کے اور کچھ بھی نہیں تو آپکے خطاب کرنا بھی فضول تھا آپ خود خیال کریں کہ کبھی تو مسیح موعود ہو کر آپ آسمان سے فیج گروہ کی چھت پر اترتے ہیں کبھی الہامات آپکو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے ایک ایک لفظ سے اپنے دعوے کی تصدیق پیش کرنا لیکن جب آپکے اس قسم کے خیالات کو مختلف پہلوؤں سے جانچ کر آپ سے کچھ دریافت کیا جاتا ہے تو بجائے اسکے کہ معقول طور پر کچھ بیان کرو غور تو کسی طرح سے آپ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ "مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کا دینا نہیں آتا ہے وغیرہ وغیرہ" (اسپر حصہ اوّل میں میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔) آپکی اسحالت کیوجہ سے بھی آپسے اعراض کرنا اور حضرت اقدس کا آپ کو خود مخاطب نہ کرنا ضروری تھا۔ یہ چند سطرین میاں حیرت کے اشتہار کے جواب میں عام واقفیت اور فائدہ کے واسطے لکھدی ہیں اسلئے کہ اس بارے میں میرے پاس کئی خط بطور استفسار آ چکے ہیں۔ - عبد العزیز بزاز دہلی دفتر نہر جمن مغربی۔

سفرنامہ دھلی

ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا تھا کہ اگلی اشاعت سے سفر دہلی کا سفرنامہ شایع کرنا شروع کروں گا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں آج اس سلسلہ کو شروع کرنے کے قابل ہوا ہوں - اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ میں اسکو ختم کر سکوں-

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

ایڈیٹر

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کا تعلق دھلی سے

اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان عظیم الشان نشانات میں سے (جو آپ کی تصدیق دعوے کے رنگ میں اللہ تعالےٰ نے ظاہر کئے ہیں) **دہلی بھی ایک مظہر نشان** ہے - میرے اپنے مذاق اور اعتقاد میں یہ سفرنامہ ناکمل رہ جائیگا **اگر اس نشان** کا ذکر میں نہ کروں - اور یہی **نشان حضرت اقدس** کے تعلقات دھلی کا اصل باعث ہے -

ممکن ہے بعض جلد باز طبیعتیں سفرنامہ میں ایسی باتوں کا اندراج غیر ضروری یا باعث طوالت سمجھیں مگر میں اس کی پروا نہیں کروں گا- اسلئے کہ **آیات اللہ** کی تلاوت اور تکرار ہمیشہ مومنین کے ازدیاد ایمان اور اطمینان کا موجب ہوا کرتا ہے - اس سے ان کی امیدیں اللہ تعالیٰ پر وسیع ہوتی ہیں اور انکے ایمان میں رسوخ اور جدت پیدا ہوتی ہے - اور اس **نشان** ذی شان کا بیان نکرنا گونہ معصیت ہے خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فخر کے ساتھ (جو امّا بنعمت ربك فحدث کے ماتحت ضروری تھا) اس **نشان** کو ظاہر کیا ہے - اور یہ ایک نشان نہیں بلکہ کئی نشانوں کا مجموعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود اعلےٰ حضرت ہی کے الفاظ میں ان کا ذکر کیا جاوے - وہو ہذا-

تخمیناً اٹھارہ برس کا ہوا ہے کہ میں نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر چند آدمیوں کو ہندو و مسلمانوں میں سے اس بات کی خبر دی کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ انا نبشرك بغلام حسین - یعنے ہم تجھے ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں - میں نے یہ الہام ایک شخص حافظ نور احمد امرتسری کو سنایا جو اتبک زندہ ہے اور بباعث میرے دعوے مسیحیت کے مخالفوں میں سے ہے اور نیز یہی الہام شیخ حامد علی کو جو میرے پاس رہتا تھا سنایا اور دو ہندوؤں کو جو آمد و رفت رکھتے تھے یعنے شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو بھی سنایا اور لوگوں نے اس الہام سے تعجب کیا کیونکہ میری پہلی بیوی کو عرصہ بیس سال سے اولاد ہونی موقوف ہو چکی تھی اور دوسری کوئی بیوی نہ تھی- لیکن حافظ نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے - اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کرینگے - بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دیکر پوچھا جائے اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اسکو بھی سچ بولنے پر مجبور کریگی-

---

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے ؟ میں نے اسکو یہ الہام سنایا جسکو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ **بکر و ثیب** - جس کے یہ معنے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ - چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اسوقت بفضلہ تعالےٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے - میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدت عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کر سکے لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیجائے تو اس صورت میں امید ہے کہ سچ بول دے -

---

تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوامل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کرے گا اور وہ قوم کے سید ہونگے + اور اس بیوی کو خدا مبارک کرے گا اور اس سے اولاد ہوگی - اور یہ خواب ان ایام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کیوجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تھا جبکہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی اور بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تاہل سے دل سخت کارہ تھا اور عیالداری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی تو اس حالت پرملالت کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا تھا

ہرچہ باید نوعروسے را ہمہ ساماں کنم

یعنے اس شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا سو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہونچا - کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اس نے میری کی - اور کوئی والدہ پوری ہشیاری سے دن رات اپنے بچے کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اس نے میری رکھی - اور جیسا کہ اس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ **یا احمد اسکن انت وزوجك الجنۃ** - ایسا ہی وہ بجا لایا - معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اس نے میرے لئے خالی نہ رکھی اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا - ایک ابتلا مجھکو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا - اور دو مرضیں یعنے ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اسلئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اسلئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط جسکو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلایا ہے جیسے اخویم مولوی نورالدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے - اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے - یہ ایک چھوٹے سے کاغذ پر رقعہ ہے - جو اتبک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستوں نے بچشم خود اسکو دیکھ لیا اور خط پہچان لیا ہے اور مجھے امید نہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کریں اور اگر کریں تو پھر حلف دینے سے حقیقت کھل جائیگی - غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اسقدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے

+ **نوٹ** :- ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا اس میں عادۃ اللہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ دادیاں ہماری شریف سادات کی لڑکیاں تھیں - چنانچہ خدا تعالےٰ کے بعض الہامات میں بھی اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے اور درحقیقت وہ کشف براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ کا جس میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادر مہربان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہوا ہے اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے - الہام مندرجہ براہین صفحہ ۴۹۰ میں یہ بشارت دی تھی **سبحان اللہ وتبارك وتعالےٰ زاد مجدك ینقطع آباءك ویبدء منك** یعنے سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے اس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا اب سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے کیا جائیگا یعنے جسطرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا ایسا ہی تو بھی ہوگا کیونکہ الہام میں بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶۱ میں یہ الہام ہے **سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم - تفردنا بذلك فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی** - یعنے اے ابراہیم تجھ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اس کو غم سے نجات دی - ہم ہی اس بات سے خاص ہیں پس اگر تم مقام اصطفاء چاہتے ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم عبودیت رکھو جو ابراہیم یعنے اس عاجز کا مقام ہے - منہ

معلوم ہوگیا کہ وہ پر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔ اگر دنیا اس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی تو میں اس جگہ اس موقع حقہ کو جو اعجازی رنگ میں مجھے بخشے گئے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر قیوم کے نشان ہر رنگ میں ظہور میں آتے ہیں اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دنیا کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کیوجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قایم مقام دیکھا اس لئے میرا یقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

تخمیناً اٹھارہ برس سے ایک یہ پیشگوئی ہے **الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر و النسب** - ترجمہ - وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دلی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی جن میں سے ایک شیخ حامد علی اور میاں جان محمد اور بعض دوسرے دوست ہیں اور ایسا ہی ہندوؤں میں سے شرمپت اور ملاوامل کھتریان ساکنان قادیان کو قبل از وقت یہ پیشگوئی بتلائی گئی تھی اور جیسا کہ لکھا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہو گئی اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد میں سے ہے جو مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہے جنکو سلطنت چغتائی کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تھے اور اب تک اس جاگیر میں سے تقسیم ہو کر اس خاندان کے تمام لوگ جو خواجہ میر درد کے ورثاء ہیں اپنے اپنے حصے پاتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ خاندان دہلوی جس سے دامادی کا مجھے تعلق ہے صرف اسی وجہ سے فضیلت نہیں رکھتا کہ وہ اہل بیت اور سیدی سادات ہیں بلکہ اس وجہ سے بھی فضیلت رکھتا ہے کہ یہ لوگ دختر زادہ خواجہ میر درد ہیں اور دہلی میں یہ خاندان سلطنت چغتائیہ کے زمانہ میں اپنی صحت نسب اور شہرت خاندان سیادت اور نجابت اور شرافت میں ایسا مشہور رہا ہے کہ اسی عظمت اور شہرت اور بزرگی خاندان سیادت کیوجہ سے بعض نوابوں نے ان کو لڑکیاں دیں جیسا کہ ریاست لوہارو کا خاندان۔ غرض یہ خاندان اپنی ذاتی خوبیوں اور نجابتوں کیوجہ سے اور نیز خواجہ میر درد کی دختر زادگان ہونے کے باعث سے ایسی عظمت کی نگاہ سے دہلی میں دیکھا جاتا تھا کہ گویا دہلی سے مراد انہی عزیزوں کا وجود تھا۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اسلئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جسطرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہان بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کیطرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔ سو اس میں وہ پیشگوئی مخفی ہے جس کی تصریح براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰ و صفحہ ۵۵۷ میں موجود ہے۔ اور وہ یہ الہام ہے **سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع آباءک و یبدء منک نصرت بالرعب واحییت بالصدق ایھا الصدیق نصرت وقالوا لات حین مناص۔** میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اور عربی الہام کا ترجمہ یہ ہے کہ تمام پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو بڑی برکتوں والا اور عالی ذات اس نے تیری خاندانی بزرگی کو تیرے وجود کے ساتھ زیادہ کیا۔ اب ایسا ہوگا کہ آئندہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کیا جائیگا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے ہوگا۔ تجھے رعب کے ساتھ نصرت دی گئی ہے اور صدق کے ساتھ تو اے صدیق زندہ کیا گیا۔ نصرت تیرے شامل حال ہوئی اور دشمنوں نے کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور اردو الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ میں اپنی قدرت کے نشان دکھلاؤں گا اور ایک چمک پیدا ہوگی جیسا کہ بجلی سے آسمان کے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس چمک سے میں لوگوں کو دکھلاؤں گا کہ تو سچا ہے اگر دنیا نے قبول نہ کیا تو کیا حرج کہ میں اپنا قبول کرنا لوگوں پر ظاہر کردوں گا اور جیسا کہ سخت حملوں کے ساتھ تکذیب ہوئی ایسا ہی سخت حملوں کے ساتھ میں تیری سچائی ظاہر کردوں گا غرض اس جگہ عربی الہام میں جیسا کہ نصرت کا لفظ واقع ہے اسی طرح میری خاتون کا نام نصرت جہان بیگم رکھا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ جہان کو فائدہ پہونچانے کے لئے آسمان سے نصرت شامل حال ہوگی۔ اور اردو الہام جو ابھی لکھا گیا ہے ایک عظیم الشان پیشگوئی پر مبنی ہے کیونکہ یہ الہام یہ خبر دیتا ہے کہ وہ وقت آتا ہے جو سخت تکذیب ہوگی اور سخت اہانت اور تحقیر ہوگی۔ تب خدائی غیرت جوش میں آئے گی اور جیسا کہ سختی کے ساتھ تکذیب ہوئی ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے سخت حملوں کے ساتھ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ سچائی کا ثبوت دیگا۔ اور اس کتاب کو پڑھ کر ہر ایک منصف معلوم کرے گا کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی اور الہام مذکورہ بالا یعنے یہ الہام کہ **الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر و النسب۔** جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے تجھے ہر ایک پہلو اور ہر ایک طرف سے خاندانی نجابت کا شرف بخشا ہے۔ کیا تیرا آبائی خاندان اور کیا دادی کے رشتہ کا خاندان دونوں برگزیدہ ہیں یعنے جس جگہ تعلق دامادی کا ہوا ہے وہ بھی شریف خاندان سادات ہے اور تمہارا آبائی خاندان بھی جو بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے مرکب ہے خدا کے نزدیک شرف اور مرتبت رکھتا ہے۔

ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ جن سادات کے خاندان میں دہلی میں میری شادی ہوئی تھی وہ تمام دہلی کے سادات میں سے سیدی سید ہونے میں اول درجہ پر ہیں اور علاوہ اپنی آبائی بزرگی کے وہ خواجہ میر درد کے نبیرہ ہیں اور اب تک دہلی میں خواجہ میر درد کے وارث متصور ہو کر خواجہ ممدوح کی گدی انہی کو ملی ہوئی ہے کیونکہ خواجہ موصوف کا کوئی لڑکا نہ تھا یہی وارث ہیں جو ان کی لڑکی کی اولاد ہیں اور ان کی سیادت ہندوستان میں ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی ہے بلکہ سوچنے سے معلوم ہوگا کہ ان کا خاندان خواجہ میر درد کے آبائی خاندان سے بڑھ کر ہے کیونکہ خواجہ میر درد نے ان کی عظمت کو قبول کرکے انکے بزرگ کو لڑکی دی اور اس زمانہ میں یہ خیال اب سے بھی زیادہ تھا کہ لڑکی دینے کیوقت عالی خاندان کو ڈھونڈتے تھے اور خواجہ میر درد باخدا اور بزرگ ہونے کی وجہ سے سلطنت چغتائیہ سے ایک بڑی جاگیر پاتے تھے اور دنیوی حیثیت کی رو سے ایک نواب کا منصب رکھتے تھے اور پیران کی وفات کے بعد وہ جاگیر کے دیہات انہی میں تقسیم ہوئے اور اس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات میں جسقدر اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سید اور بنی فاطمہ ہیں یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگوں کے لئے ہے۔ اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا ایسا ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر انکی تعظیم کی ہو بلکہ خدا نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اس کی تصدیق کر دی ہو۔ یہ تو ان کے خاندان کا حال ہے اور میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے مگر میں اس پر ایمان لاتا اور اسی پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے کیونکہ اسی پر الہام الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

غالباً ناظرین الحکم کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **دہلی** سے کیا تعلق ہے؟ یہ تعلق جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان **نشانات** کا موجب اور **برکات** کا باعث ہوا ہے میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس تعلق سے بہت سی پیشگوئیاں قبل از وقت شائع ہوئیں اور پورا ہو کر ازدیاد ایمان کا باعث ٹھیریں یہ موقع نہیں کہ ان سب کی تفصیل کی جاوے۔

سفر دہلی کا باعث

غرض دہلی کے ساتھ جو یہ تعلق ہے۔ ہر چند ہمارے واجب الاحترام مخدوم حضرت میر ناصر نواب صاحب جو جناب

خواجہ میر درد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ اور حضرت ام المومنین کے والد ہونیکا فخر رکھتے ہیں دہلی سے ہجرت کرکے دارالامان ہی میں آرہے ہیں لیکن پہر بہی انکے بعض عزیز و اقارب دہلی میں رہتے ہیں - اور سالہا سال سے کوئی تقریب اور موقع ایسا نہیں نکلا تہا کہ حضرت ام المومنین اپنے عزیز و اقربا سے ملنے کیلئے جاسکتیں - گو بارہا ایسا ارادہ کیا اور تجویزیں بہی ہوئیں - مگر قدرتی اسباب اور موانع ایسے ایسے پیش آآجاتے رہے کہ تہیہ سفر کے بعد ارادہ ملتوی کرنا پڑا - سال گذشتہ میں بہی اس قسم کا ارادہ کیا گیا مگر اصل یہی ہے -

کل امر مرھون باوقاتھا

ہر کام کے لئے اللہ تعالے نے کوئی وقت مقدر کیا ہؤا ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سفر دہلی کے لئے یہی وقت تہا - امسال بہی حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی علالت کے باعث یہ ارادہ فسخ ہوچکا تہا لیکن جب ان کی بیماری کی شفا کا نتیجہ بہی **شہادت** اور **رحلت** ہی ہؤا تو پہر اس سفر دہلی کے عزم و ارادے میں نئی تحریک شروع ہوئی - اس تحریک کا ایک اور باعث جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کا قیام دہلی بہی تہا + قادیان میں کس کس طرح یہہ طیاریاں ہوتی اور فسخ ہوتی رہیں - اس سے یہاں کے رہنے والے خوب جانتے ہیں - وجہ یہ تہی کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تہی آپ تکالیف سفر کا لحاظ کرکے ارادہ نہ فرماتے تہے اور حضرت ام المومنین آپ کی ناسازی طبع کے باعث جانا ناگوار فرماتی تہیں دراصل بات یہ ہے کہ **مامور من اللہ** کی حرکت و سکون اذن الٰہی کے ماتحت ہوتی ہے بلکہ میرا تو یقین ہے کہ یہ لوگ (مامور) قضا و قدر آسمانی کے **بادنما** ہوتے ہیں انکی حرکات و سکنات بتادیتی ہیں کہ آسمان پر کیا طیاریاں ہورہی ہیں ...... مبارک وہ جو ان کی اس زندگی سے فائدہ اٹہائیں -

استخارہ مختصر یہ کہ آخر اعلےٰ حضرت نے اس امر پر فیصلہ کیا کہ میں استخارہ کروں گا پہر جو اللہ تعالےٰ ظاہر کرے گا اس پر عمل کریں گے چنانچہ آپ نے استخارہ کیا اور اسپر ۱۹ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو یہہ الہام ہؤا -

لا تقوموا ولا تقعدوا الا معہ + لا تودوا امر دگا الا معی الی معاد رجع

الہامات -

یہہ الہامات ۲۴ - اکتوبر کے الحکم میں معمولاً شایع ہوچکے ہیں ان الہامات کے ہونے پر سفر کا ارادہ کیا گیا اور خاکسار **ایڈیٹر** ۲۱ - اکتوبر کی صبح کو حسب الحکم اعلےٰ حضرت گاڑی ریزرو کرانے اور بعض دوسرے ضروری امور متعلقہ سفر کے انصرام کے لئے روانہ ہؤا - اور قادیان سے آپ کی روانگی ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو مقرر ہوئی - اور یہ قرار پایا - کہ بٹالہ سے آپ ۱۰ بجے کی گاڑی میں سوار ہوکر امرتسر سے رات کے نو بجے کی گاڑی میں دہلی کو روانہ ہوں یہہ مسافر گاڑی ۲۳ کو ۳۰ بجے دہلی پہونچنے والی تہی -

(باقی آیندہ)

سلسلہ عالیہ کی ضروریات اور مہمات

ابہی الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مخدومی مکرمی جناب مولانا مولوی محمد علیصاحب نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے لنگر خانہ کے متعلق ایک چٹہی شایع کی ہے + اور جو غالبًا سب احباب پڑہ چکے ہونگے + اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کس طرح یومًا فیومًا بڑہ رہی ہیں اور یہ ترقی کی اس زبردست رو کے لئے جو اس سلسلہ کے لئے مقدر ہوچکی تہی ضروری نہیں - جبکہ قریبًا تیس سال پہلے اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندے کو فرماچکا تہا

یاتون من کل فج عمیق

یعنے دور دراز راہوں سے لوگ تیرے پاس آئیں گے - اور پہر **لا تصعر لخلق اللہ** کہہ کر انکی کثرت کی طرف بہی ایما کردیا تہا - پہر یہہ ناممکن تہا کہ سلسلہ کی ضروریات میں ترقی نہ ہوتی - اگرچہ جہاں اللہ تعالےٰ نے کثرت مخلوق کا وعدہ کیا تہا وہاں اسکے تکفل اور اخراجات مہمانداری کے پہونچانے کا بہی وعدہ کرلیا ہے یہہ کہکر

یاتیک من کل فج عمیق

مگر جس طرح پر سنت اللہ واقع ہوئی ہے یہہ ضروریات اسی طریق پر فراہم ہونگی + اور اسباب کا تقاضا یہی ہے کہ قوم ان کے بہم پہونچانے کا فکر کرے -

میں ایک عرصہ سے چلارہا ہوں کہ چونکہ قومی ضروریات کا دامن اور دائرہ وسیع ہورہا ہے اسلئے قوم کو ان ضرورتوں سے آگاہ کرنے کیواسطے قوم کا وجود مشخص کرنا چاہئے + حضرت اقدس نے اس ضرورت کو اعلان بیعت کے وقت سے محسوس کیا اور باضابطہ اسماء مبایعین کو محفوظ رکہنے کی ہدایت کی مگر مختلف اشخاص کے ہاتہہ میں یہ کام جاکر بجائے مکمل ہونیکے بہت ہی ناقص رہ گیا + اسپر میں نے **شیرازہ قوم** کے عنوان سے مضامین لکہے اور قوم کو توجہ دلائی - جن لوگوں کے دلوں میں جوش اور دماغوں میں ضروریات قوم کی حس تہی انہوں نے اسکی اہمیت کو سمجہ کر اس حصہ میں مجہے مدد دی اور فردیں اور فہرستیں مکمل کرکے بہیجدیں مگر اکثروں نے پرواتک نہ کی حالانکہ چہپی ہوئی فردیں یہاں سے بہیجدی گئی تہیں ایسی حالت میں ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل میں قوم کی طرف سے خود روک پیدا ہوئی جو نہیں ہونی چاہئے تہی - اب وہی ضرورت جو میں سالہا سال سے پیش کر رہا تہا آخر پہر پیش آئی - اور مولانا محمد علی صاحب کو ایک سرکلر کے ذریعہ قوم کو آگاہ کرنا پڑا - گویا جو کام ہم کو آج سے آٹھ سال پیشتر کرلینا چاہئے تہا اب اسے پہر کریں گے - ان امور کو دیکہکر دل میں درد ہوتا ہے -

دیکہو! تم ایک ایسی قوم ہو جسکو آج زمین کی پشت پر اللہ تعالےٰ نے فیج اعوج کا زمانہ گذرنے کے بعد پسند اور انتخاب کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی قوم کہلاؤ - اور اسکا **موعود** ضرور ضرور ایک قوم بناکر رہیگا اسلئے کہ اللہ تعالےٰ اس سے وعدہ کرچکا ہے اسکی فطرت تنہا رہ سکتی ہی نہیں کیا تم نہیں جانتے کتنے سال پیشتر اسے الہام ہوچکا ہے **رب لا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین** پہر یہہ کیسی بدقسمتی اور افسوسناک بات ہوگی اگر وہ قوم جو اس کو عطا کیجاوے گی ہماری بجائے کوئی اور ہو - یقینًا یاد رکہو کہ اس کی ضروریات کا خود اللہ تعالےٰ سامان ہے اسنے اپنے بندے کا آپ **متوکل** نام رکہا ہے وہ خود بندوبست کریگا - مگر افسوس ہوگا (خدا نکرے کہ ہو) ہم پر اگر ہم ان برکات اور فیوض کے وارث نہ ٹہیرے جو ان نصرتوں اور تائیدوں کے رنگ میں قوم کو ملنے والے ہیں -

اسلئے ضروری ہے کہ **قومی ضرورتوں** کو سرسری نظر سے نہ ٹالدیا کرو - بلکہ ان کو اپنے مقاصد کا جزو اعلےٰ سمجہ کر سب سے اوّل ان ضرورتوں پر غور کرو - اور ان کی تکمیل کی فکر کرو - حضرت مولانا مولوی محمد علیصاحب نے لکہا ہے کہ حضرت کے اوقات گرامی کو بڑی تشویش ہوتی ہے اور فی الحقیقت یہ بات سچ ہے مگر میں تمہیں اس سے بہی زیادہ یہ کہتا ہوں کہ قوم کو مولوی محمد علیصاحب ایسے گران قدر انسان کے اوقات کو بہی مشوش نہیں کرنا چاہئے - تم نہیں جانتے کہ وہ ساری قوم کیطرف سے **کفارہ** ہوکر حضرت اقدس کے منصب **کسر صلیب** کے لئے کمربستہ ہوکر یورپ کی مذہبی دنیا سے جنگ کررہا ہے ایسی حالت میں ان کے اوقات کو مشوش کرنا بہی میرے نزدیک ایک قسم کی معصیت ہے - یہ ضرورتیں ایسی ہیں کہ ان کے لئے ہمکو اکابر امّت کو تکلیف اٹہانے کی نوبت ہی نہیں آنے دینا چاہئے - خود فکر کرنا چاہئے + مجہے امید ہے کہ قوم اس مضمون کے بعد بیدار ہوجائیگی اور ان ضرورتوں کا پورے طور پر انتظام کرے گی - اور بار بار کی تحریکوں اور تجویزوں سے اپنے اور دوسروں کے اوقات کو ضایع نکرے - جن امور کیطرف اس چٹہی میں توجہ دلائی گئی ہے اسپر پورا عمل کیا جاوے - یعنے اول مکمل فہرستیں طیار ہوں اور پہر کوئی فرد چندہ سے باہر نہ رہنا جاوے - خواہ ایک پیسہ اور ایک دہیلا ہی کیوں نہو - آپ لوگ غالبًا اس امر سے ناواقف نہونگے کہ چندوں کا ادا کرنا ایمان میں ایک خاص تقویت پیدا کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت سے ثابت ہے کہ کوئی بہی مالی امداد کرنے والوں میں سے ضعیف الاعتقادی یا کسی کمزوری کا ملزم نہیں ہؤا - اگرچہ خدا کے فضل سے قریبًا سب وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جہان کے نور تہے مگر **ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو شرف ملا** اس میں کوئی شریک نہیں ہوسکا - اس لئے کہ سب سے پہلے مکہ کی مصیبت کی گہڑیوں میں صدیق رضؓ نے چالیس ہزار روپیہ خدا کی راہ میں خرچ کیا - ہماری جماعت کی نسبت خدا کی کتاب نے **آخرین منہم** فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کی جماعت بہی صحابہ کے رنگ اور خو بو کی جماعت ہوگی قطع نظر اور مماثلتوں سے ایک بہاری مماثلت اس وقت ان دونوں گروہوں میں ہونی چاہئے صحابہ کو اسوقت دو خطرے درپیش تہے ایک **خطرہ جان** اور ایک **انفاق مال** - اسوقت خدا کی مشیت نے صرف ایک ہی خطرہ **آخرین** کے لئے رکہا ہے یعنے **انفاق مال** + اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ کی طرف سے درخواست پر درخواست ہو اور وہ شرح صدر سے اسکی تکمیل [illegible]

یہی ایک ذریعہ ہے جس سے رات دن سلسلہ سے تعلق اس کے مقاصد سے دلچسپی بہی ممکن ہے۔ ورنہ یہ بات کچھ ہی مفید نہیں ہوسکتی کہ ایک شخص آیا۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے چلا گیا اور گھر مین جا بیٹھا۔ اور پھر اس سلسلہ کے بہبود اور منافع سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ ارادہ کرچکا ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی سیرت اور فضائل سے متحلی ہو جاوے۔ اس لیے اس نے ہماری راہ مین مالی ابتلاء رکھدیا ہے۔ اور اگر یہ ابتلا ہی نہ ہوتا تو کوئی اور صورت نہ تہی کہ ہم ان ثوابون کو حاصل کر سکتے جو پہلی جماعت نے حاصل کئے۔

آخر مین **لنگر خانہ** کی ضروریات کو خصوصیت سے پیش کرتا ہون کہ اسکا خرچ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور لنگر خانہ کے متعلقات مکانات کی وسعت۔ چارپائیون اور مہمان داری کے دیگر لوازما بڑھ رہے ہین۔ اور جن کی طرف مختلف وجوہات کے سبب احباب کی توجہ نسبتاً کم ہوگئی ہے۔ اس لئے بہت جلد اس کی طرف مستقل توجہ ہونی چاہیئے ان اخراجات کی روز بروز افزونی اور قوم کا ضعف اور بے سامانی متفقاً اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ قوم کے قوم بننے کا وقت دراصل اب آیا ہے۔ اب ارادتمندون کی ارادت مخلصون کا اخلاص اور عشاق کی جان نثاری معرض امتحان مین ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود کے انفاس کے طفیل اُمید ہے۔ کہ ان سب امتحانون مین ہماری جماعت پاس ہو جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز

مین سمجہتا ہون کہ اس ضرورت پر مین کافی لکھ چکا اللہ تعالیٰ ان کلمات مین برکت رکھدے اور انہین مفید اور موثر ثابت کرے۔ آمین

یادگار کریمی

حضرت مخدوم الملۃ کی یادگار کے متعلق مین ایک تحریک کر چکا ہون اور وہ تحریک حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے پاس ہو چکی ہے تو قوم مین اس کے متعلق ابہی سرسراہٹ شروع ہوئی ہے حالانکہ اسوقت یہ تحریک بڑے زور سے کام کر چکی ہوتی **سیالکوٹ** کی معزز جماعت جسنے فی الحقیقت **دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ** دکہادیا ہے اور جو یہان کی ہر ایک تحریک پر پُرجوش عملی کوشش کرنے کی عادی ہوگئی ہے اپنے ارادہ کر لیا ہے کہ **کم از کم ایک ہزار روپیہ** یادگار کریمی کے لئے [illegible] کرے مجہے بعض خطوط سے یہہ بہی معلوم ہوا ہے کہ انہون نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر شخص اپنی ماہوار آمدنی کی **ایک چوتھائی** اس یادگار مین عطا کرے۔ اور اسپر عملدرآمد شروع ہوگیا ہے میری رائے مین یہ تجویز بہت پسندیدہ اور قابل تقلید ہے۔ اگر ہماری جماعت اس تجویز پر عمل کرنے والی ٹہری تو تہوڑے دنون مین انشاء اللہ العزیز **یادگار کریمی** کا فنڈ کافی رقم پیش کریگا۔ لاہور کی جماعت اور امرتسر۔ کپورتہلہ۔ وزیرآباد۔ جہلم۔ پشاور۔ گجرات انبالہ۔ میرٹھ۔ لدہیانہ۔ بنگہ۔ کریام۔ کاٹھ گڑھ سٹروعہ۔ ملتان۔ سیدوالہ۔ پٹیالہ۔ حیدرآباد دکن مینی پور وغیرہ کی جماعتون کی طرف سے ابہی خبر نہین آئی کہ انہون نے کیا کیا ہے؟

امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد مندرجہ بالا جماعتین باقاعدہ اطلاع دین گی۔ اور ہر ایک جماعت کا یہہ بہی فرض ہے کہ وہ **اس روپیہ** کو جو **یادگار کریمی** کے طور پر جمع ہو بڑہانے کی تجاویز لکھے۔ باہر کی جماعتون کو توجہ دلا چکنے کے بعد مین اپنی دارالامان کی جماعت کو مخاطب کر کے پوچہتا ہون کہ کیا وہ بتا سکتی ہے کہ اسنے کسقدر روپیہ **یادگار کریمی** کے لیے تجویز کیا ہے۔ قادیان کی جماعت سب سے اول اس امر کی حقدار ہے کہ وہ دل کہولکر اس فنڈ کی تکمیل کا فکر کرے۔ حقیقت مین یہ افسوسناک امر ہوگا۔ اگر قادیان کی جماعت بالکل بے فکر ہو مگر مین امید کرتا ہون کہ قادیان کی جماعت اس معاملہ مین **سیالکوٹ** کی جماعت سے پیچہے نہ رہیگی۔ **یادگار کریمی** کے روپیہ کو بڑہانے کے لئے جو تجاویز میرے اپنے ذہن مین ہین وہ مین دوسرے وقت پیش کرونگا۔ فی الحال اسبات کی ضرورت ہے کہ روپیہ فراہم کیا جاوے۔ مین قادیان کی جماعت کے معزز ارکان کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ **یادگار کریمی** کے لئے ایک **باقاعدہ** سب کمیٹی تجویز کرین جب تک تقسیم محنت کے اصول پر کام نہین ہوگا مشکلات آتی رہین گی۔

استفسار اور اونکی جواب

---

(۱) لسٹری پگڑی کیا مرد کو باندہنی جائز ہے؟ لسر سے میری مراد سوت اور ریشم ملا ہوا نہین ہے بلکہ لسر کی پگڑی بالکل ریشم کی مانند ہوتی ہے۔ خدا جانے ریشم سے علیحدہ ہے یا ریشم ہی کی ایک قسم ہے یہی پگڑیان عام ملتی ہین۔

(۲) نکسیر یا قے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہین؟ کبہی کبہی وضو کرتے وقت دانتون پر انگلی پہیرنے سے خفیف سا خون نکل آتا ہے۔ اوس سے تو وضو نہین ٹوٹتا۔ کبہی اتنا خفیف ہوتا ہے کہ تہوک مین صرف تہوڑی سی سرخی کی جہلک ہوتی ہے۔ قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہین؟

(۳) (ا) نکسیر یا قے سے روزہ تو نہین ٹوٹتا؟

(ب) روزہ مین اپریشن یا عمل جراحی کرایا جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(ج) روزہ مین بدن پر کسی قسم کا تیل دوا کے طور پر مالش کرنا روزہ کو توڑتا تو نہین؟

(د) روزہ مین کلوروفارم سونگنے سے روزہ مین تو کوئی ہرج نہین واقع ہوتا؟

(ہ) روزہ مین خوشبو سونگہنا سر مین تیل ڈالنا۔ سرمہ ڈالنا روزہ کو مکروہ تو نہین کرتا؟

(۴) اگر عورت حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو تو کیا اوسکو روزہ رکہنا چاہیئے یا صرف ایک مسکین کو روز کہانا کہلا دینا چاہیئے۔ اور اگر رکہنا چاہے توکسی کو اگر روزہ سے دودھ مین کمی کا خیال ہو۔ یا حمل مین نقصان کا اندیشہ ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

(۵) یہان چاند رمضان کا دکہائی نہین دیا۔ کیونکہ اوسدن ابر تہا۔ صبح ۱۰ بجے دوسرے دن روایت آئی کہ چاند دیکہا گیا اور آج روزہ ہے۔ چنانچہ اسوقت سے روزہ رکہا گیا۔ مگر صبح کو ناشتہ کر چکے تہے۔ اسلئے ارشاد ہو کہ آیا یہ روزہ ہو گیا یا نہین ہوا۔ اور کیا اسکے بدلے دوسرا روزہ رکہنا چاہیئے۔

(۶) سر پر پگڑی ہو تو محض پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے؟

(۷) اگر کسی فرش کی نسبت اشتباہ ناپاکی کا ہو۔ اور اوس فرش پر پانی گر جاوے اور اوس پانی مین کپڑا بہیگ جاوے تو کیا کپڑا دہونا چاہیئے یا اگر بہیگے ہوئے پاؤن اوس فرش پر پڑین تو کیا پاؤن ناپاک ہوگئے؟

(۸) اگر با جماعت نماز ہوتی ہو۔ اور آدمی پیچہے سے آکر ملے۔ اگر امام رکوع مین ہو۔ تو کیا کرے۔ کیا نیت باندہتے ہی رکوع مین چلا جاوے۔ اور اسکی وہ رکعت ہوگئی یا نہین؟ یا ضروری ہے کہ حمد و ثنا اور سورۂ فاتحہ پڑھکے شامل ہو۔ تو اوسصورت مین امام شاید سجدہ مین بہی پہنچ جائیگا۔ اور اگر رکوع مین شامل ہونے سے اسکی وہ رکعت ہو جاتی تو اب گویا وہ رکعت ضائع ہوگئی۔ یا اگر سورۂ فاتحہ پڑھی اور رکوع مین گیا اور امام سجدہ سے اوٹھکر دوسری رکعت شروع کرے تو پھر کیا کرے۔ وہ امام کے ساتھ تو شامل نہین ہو سکا۔ اور اپنا اسکی رکعت ہوگئی یا نہین؟

(۹) تیمم کیلئے ایک ضرب کافی ہے یا دو؟ اور کیا ضرب کے بعد صرف ہاتھون پر کلائی تک ہاتھ پہیرے یا کہنی تک؟

(۱۰) بلی کو مارنا کیا گناہ ہے؟ بعض دفعہ جنگلی بلیان بہت دق کرتی ہین۔

(۱۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ من حلف بطلاق او . . . . . وقال انشاء اللہ تعالیٰ متصلاً . . . . . علیہ۔

مین یہ مطلب تو جناب کے ارشاد کے مطابق سمجہہ گیا کہ انشاء اللہ کہنے سے طلاق نہین پڑتی۔ مگر یہ کس موقع پر ہوا کرتا ہے؟ کیونکہ جو طلاق دیگا وہ مجبور ہو کر دیگا۔ اور عورت کو چہوڑنا چاہیگا۔ اور اگر وہ چہوڑنا نہین چاہتا تو طلاق کیون دیتا ہے؟ غرض اس حدیث شریف کا موقع اور محل دریافت کرنا چاہتا ہون۔

(۱۲) تسبیح کے متعلق جس شخص نے مجہے حدیث لکہکر دی ہے اوسکی نقل کئے دیتا ہون۔

هو العالم

نسخۃ للہ

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیل من اللیالی بذکر اللہ ذاکراً کثیراً وفی یدہ الیمنی شیاء فقلت یا رسول اللہ ای شی ھذا فی یدک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ھذا التسبیحۃ عدد علی ھذا السماء الانبیاء ورضوان اللہ علیہم اجمعین فقالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک التسبیحۃ من خطب ذکر او حدیدا او تراب فقال من رافۃ تلک من حطب بعضاہ۔ ۱۲ فتح البخاری شرح صحیح البخاری فی باب شمائل النبی ۱۲۔

عرض ہے آیا یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع۔ اور اسکا کیا مطلب ہے؟

جواب

(۱) لسر ریشم نہین ہوتا۔ لسر تو درخت کی چھال ہے وہ سن کی قسم ہے ریشم جلانے سے اکٹہا ہو جاتا ہے اور سن وغیرہ سیدہا رہتا ہے۔

(۲) نکسیر اور قے سے وضو کے ٹوٹنے مین علماء کا اختلاف ہے میری تحقیق مین وضو نہین ٹوٹتا۔ اور نہ قہقہہ سے ہاں احتیاط اور بات ہے۔

(۳) نکسیر یا قے سے روزہ نہین ٹوٹتا + اپریشن سے روزہ نہین ٹوٹتا + نہ مالش روغن سے اور نہ سونگہنے سے نہ خوشبو کے نہ سر مین تیل ڈالنے سے نہ سرمہ سے نہ کلوروفارم سے۔

(۴) حاملہ اور دودہ پلانیوالی روزہ نہ رکہے۔ (۵) روزہ ناشتہ کے ساتہہ نہین ہوتا۔ اسواسطے آپ ایک روز رکہدین (۶) پگڑی پر مسح مین اختلاف ہے میری سمجہہ مین جائز ہے اور احتیاط ہے کہ سر پر مسح کرے۔ (۷) فرش پر بظاہر پلیدی نہ ہو تو پاک ہے۔ جو رکوع مین شریک ہوا تو وہ رکعت پانیوالا ہو گیا۔ یہ بات حدیث سے ثابت ہے (۹) تیمم ایک ضرب ہے اور ہاتہہ کا مسح کلائی تک کافی ہے۔ (۱۰) بلی کیا کسی کو دکھ دینا جائز نہین بلی کی خصوصیت نہین۔ (۱۱) انشاء اللہ کہنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر اللہ چاہتا اور اللہ کی مشیت سے منافی ہے جبھی انشاء اللہ کے ساتہہ طلاق نہین ہوتی۔ موقع اسکا یہ ہے کہ انسان کسی لحاظ سے ڈر سے خاطر طلاق تو دیتا ہے مگر اسکا دل نہین چاہتا تو انشاء اللہ کو

مرثیہ وفات حسرت آیات مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب صافی مرحوم مغفور

اے کریم خوش مقال اے صافیِ روشن خیال
تیری فرقت نے کیا ہم کو بہت آشفتہ حال
تیری تقریریں معانی خیز و دلکش دل پسند
وہ تری سحر بیانی بے نظیر و بے مثال
تیرے اخلاق کریمانہ میں تہا صدق و صفا
تیری طرزِ زندگی تھی راستبازی کی مثال
تیری خلوت اور جلوت میں تھا اخلاص و وفا
معرفت کے رنگ میں رنگین تھا تیرا حال و قال
اے گلِ خندانِ باغِ معرفت تو ہے کہاں
اب تجھے لائیں کہاں سے ڈھونڈ کر اے خوش خصال
تیری خوش الحانیاں کانوں میں پہرتی ہیں مگر
تیرا چہرہ اب نظر آتا نہیں اے خوش جمال
تیرے چھٹنے سے ہمیں صدمہ ہے بیشک اے اخی
عالمِ فانی سے کرنا ہے سبھی کو انتقال
موت اپنے وقت پر لازم ہے ہر شئے کے لئے
ٹل نہیں سکتا کبھی حکمِ خدائے ذو الجلال
ضعفِ انسانی سے ہمکو ہے یہ سارا رنج و غم
ورنہ مومن کے لئے یہ وقت ہے وقتِ وصال
خوش نصیبوں کو ملا کرتی ہے ایسی زندگی
یہ حیاتِ طیبہ ہے اس کا کیا رنج و ملال
خوش نصیب اوسکے جسے ہو جلد یہ فرقت نصیب
وہ مبارک جس کے حق میں نکلے ایسی نیک فال
یہ حیاتِ دنیوی مومن کو ہے اک ابتلاء
ہے یہ وہ دار المحن رنج و الم جس کا مآل
اے خدائے مرجع خورد و بزرگ جزو کل
تو ہمیں بہی ان مصائب ان بلاؤں سے نکال
اے خدا ہم کو بہی ہو یہ نعمت قربت عطا
تا نہ ہو تیری بہری محفل میں شرم و انفعال
خوش نصیبوں میں کسی سے کم نہ تھا عبد الکریم
اس کی مرگ و زندگی دونوں ہیں اچھی خود مثال
یہ رہا جب تک جہاں پر دل میں اس کا گھر رہا
کس خوشی سے اس نے کاٹے اپنے سینتالیس سال
جب زمانہ میں ہوا دورِ بہارِ دل کشا
مہدیٔ آخر زمان کا جب نظر آیا جمال
لگ گئی اک آگ سی ہر سمت ہندوستان میں
دشمنِ حق ہو گئے اکثر شیوخ با کمال
عالموں کی نوج برسانے لگی تیر و تفنگ
کوئی کافر مفتری کہتا کوئی دجال ضال
تھا بظاہر بیکس و بے یار مامور خدا
نصرتِ حق کے لئے تھا ہند میں قحط الرجال

یوں تو کہنے کے لئے لاکہوں مسلمان ہو رہے تھے
شیفتہ اسلام کے ان میں تھے لیکن خال خال
چھا گئی تہی مطلعِ اسلام پر کالی گھٹا
چھپ گیا تہا آفتابِ صدق کا حسن و جمال
یہ کریم النفس رکھتا تہا ۔ مگر قلبِ سلیم
سر میں نخوت تھی نہ دل میں آگ حبِ جاہ و مال
دل میں پہلے ہی سے تہی عشقِ الٰہی کی چمک
مل گیا نسخہ مسیحِ وقت سے جب حسبِ حال
بڑھ گیا جوشِ محبت صدق و اخلاص و وفا
بھر گیا رگ رگ میں اسکی بادۂ ذوقِ وصال
ابتدا ہی سے محبت تہی کلام اللہ کی
ہو گیا اوس سوزِ پنہاں میں یکا یک اشتعال
تشنہ روحی کھینچ لائی سوئے بحرِ معرفت
پہلوئے احمد میں آ بیٹھا یہ مردِ خوش خصال
سخت مشکل کام ہے اپنے وطن کو چھوڑنا
فرقتِ خویش و اقارب فرقتِ اہل و عیال
سخت تر اس سے بہی ہے نبیوں کی صحبت میں قیام
یہ رفاقت چاہتی ہے استقامت کا کمال
اے ہمایوں بخت السابق اے اخی عبد الکریم
یہ اقامت قوم کے حق میں تہی اک عمدہ مثال
شدتِ امراض میں بہی تو رہا ثابت قدم
تو نے آخر تک نہ چہوڑی یاد غافل لوگوں کی چال
تربیت تو عجب یاد اے انیس و جان نثار
بر تو بر اہل و عیالت باد فضل کردگار

بند دوم

اے دلِ غمناک بس اے دیدۂ خون بار تھم
نامناسب ہے یہ ماتم نامناسب ہے یہ غم
ہے دعائے مغفرت اس دردِ فرقت کا علاج
دیدۂ خون بار شوق وصل خالق میں ہو نم
رنج دل میں ہو تو ہو اس اپنے رہجانے کا رنج
کچھ الم ہو بہی تو ہو اس قیدِ ہستی کا الم
دل دکہاتی ہے ہمیشہ فطرتاً مرگِ اخی
صابر و شاکر قضا پر اس زمانہ میں ہیں کم
لیکن اے بیتاب دل اچھا نہیں یہ اضطراب
واجب التعمیل ہے تیرے لئے حکمِ حکم
جانے والی چیز کا دنیا میں غم کرنا فضول
جو گیا اس کو نہیں پہر لوٹ کر لینا جنم
جیسے اگلے چل بسے ہم کو بہی چلنا ہے ضرور
رہنے والی ہے ہمیشہ ذاتِ ربِ ذو الکرم
مرنے والے پہ خدا کی رحمتیں ہوں تا ابد
رہنے والوں کو مناسب ہے بنیں نقشِ قدم
نقش بر آب اس حیاتِ چند روزہ کا ہے نام
اس جہانِ ستی زہر ہے آمین تو غافل ہے ستم
چاہیے کچھ زادِ راہِ آخرت اے ہوشمند

اس سفر میں کام آئیں گے نہ دینار و درم
مرنے والے کی طرح ہاں چاہیے حسنِ عمل
تا رہے ہم پر ہمیشہ سایۂ فضل و کرم
تا ہماری مشکلیں آساں ہوں منزل سہل ہو
تا نہ سدِ راہ ہوں دنیا کے یہ ناز و نعم
کچھ بہت دوری نہیں ہاں فضل ہو جائیگی
عنقریب اے صافی مرحوم ملجائیں گے ہم
غم غلط کر نیکو یا رب دے کوئی نعم البدل
تا بچھڑنے والے کی فرقت کا کچھ صدمہ ہو کم
ہم کو تقویٰ ہم کو نورِ معرفت درکار ہے
ہم نہیں ہیں تجھ سے یا رب طالبِ جاہ و حشم
اتباعِ سنتِ احمد کی تو توفیق بخش
اپنی راہِ راست پر تو ہم کو رکھ ثابت قدم
دوستو تیار رہنا لگ رہا ہے چل چلاؤ
کوئی آگے کوئی پیچھے جا رہا ہے دمبدم
ساتھ نہ جائیں گی نہ خویش و اقربا کی مجلسیں
جیتے دم تک کے ہیں یہ فرزند و زن یہ جاہ و حشم
ہست گو سر باغِ دنیا را بہار چند روزہ
دل مدہ ہرگز بہ عیار یکہ یار چند روز

(ذو الفقار علی خان بیرسٹر)

مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب ۔ امید ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار مفخر قوم یا قومی آرگن الحکم میں درج کر کے مشکور و ممنون فرماوین گے۔

وھو ھذا

عالم کا اک سہارا احمد کا جان نشین ہے
شاہد ہے اسپہ فرقان منہم جو آخرین ہے
مہدی یہی مسیح ہے کلا جسپہ اک گواہ ہے
آخر میں گرچہ یہ ہے رتبہ میں اولین ہے
انصاف تجھپہ چہوڑا آنکھیں کہاں ہیں تیری
شاہد نوشتہ سرکش ۔ منی ھدی کہیں ہے
دل سے زبان سے جان سے کیوں ہوں فدا نہ میر
بھیجے سلام جسپر خاتم جو مرسلین ہے
اہل تباہ ہیں بے جس بت گر گئے ہیں اوندہے
کافر کشندہ دم ہے یا تیغ آہنین ہے
حربہ سے جسکے بہاگا دجال دُم دبا کر
منکر فسردہ جس سے آج بہی شرمگین ہے
دشمن کا گہر ٹٹولا توڑی صلیب جس نے
روتا کلیسا جس سے شیطان غم گزین ہے
برکت سے جس کے دم کی عالم ہوا ہے زندہ
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

عالم نے رنگ پلٹا الفت اٹھی جہان سے
بھائی کا بہائی دشمن آزردہ بیٹی ماں سے
رنگ قمر ہے پھیکا خورشید بے ضیا ہے
ٹوٹے ستارے سارے پردے گرے مکان سے
پورب سے بجلی چمکی پچھم ہوا اجالا
اے اہلِ چیرخ جاگو آئی ندا نہاں سے
سر تو اوٹھاؤ اپنا دیکھو جلال آدم
تم کو تسلی دینے آیا وہ مہربان سے
ابدی حیات یہ ہے پانی ہے زندگی کا
آؤ پیو پیاسو اس چشمۂ رواں سے
زندہ خدا نے بھیجا اپنا وکیل یہ ہے
مردہ خیال چھوڑو جھگڑو نہ گلہ بان سے
آنکھوں نسے پردے اولٹو دیکھی ہے جنگ اقدس
توڑا کفارہ باطل تائید آسمان سے
جھانکو نہ آسمانکو تم پھاڑ پھاڑ آنکھیں
الیاس ! یہی اترا آتا نہ کوئی وہاں سے
احمد ہے نورِ عالم جس کی ضیا تو یہ ہے
عیسےٰ ضیا موسےٰ نسبت زمین زماں سے
محکوم مادہ واں تہا یا روح زیرِ فرمان
جاں تہی عزیز اس جا زندہ ہوئے یہاں سے
سن لی دعا خدا نے آئی زمین پہ شاہی
دنیا کے گندے کیڑے بیشک ہوئے زبان سے
کہتے تھے ابن آدم اب ہے حوشتان احمد
آخر یہ ہارا یہ ہے اپنا خدا کے ہاں سے
شیر دہان وہ نکلا گھنتے نہے جس کو بیرہ
تیرِ دعا ہدف پر پہنچا جو نہی کمان سے
پردہ اٹھایا جس نے تینوں سے اک دکہلایا
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

اے دیش ہند سن لے چھوٹی سی داستاں ہے
سر پہ ہے کال کروا کے گردش میں آسمان ہے
بہولے ہیں قصے تجھکو اپنی پرانی باتیں
غفلت کی نیند سیا گذرا جو کال رہتان ہے
خوابِ عدم میں ست ہے ڈنکا بجے بہت کا
کلیگ ہے کہتے جس کو آیا وہ ناگہاں ہے
بچہ جدا ہے ماں سے برکنیا نے ملا نگا
الفت اٹھی دلوں سے پر لوبھ جو نسان ہے
مادہ بذاتِ خود ہے روح ہے بغیر خالق
حرکت سے ہستی قائم ایشور تو اک گمان ہے
مکتی اصل میں مکدی ایک قید ہے سراسر
زنجیر یہ جنم ہے اپنا جو آشیان ہے
تعداد روح بھلا دی اکیلا اتی الیشور ہے
بہر حال اس سے وہ ہے تو نکلا گزر مہان ہے
کلیگ کے دلیش تجھکو پچھن ستانے ہیں کیا کیا
ہے بات اگر سچی ہی جیوں نا مرادِ زندہ ہے
شرم و حیا میں خفا غیرت اٹھی زمین سے
عصمت کی کشتی ڈوبی تہذیب تجھ نہ

بیرج مرادیہ کی شوہر مرید زن ہے
پیرون کی ہے لمائی اپنا عزیز جان ہے
مردہ ہوئی زمین تہی برساہے ابر رحمت
باد صبا چلی ہے جوبن پہ بوستان ہے
شاخین سبز شگفتہ کاٹی ہین خشک جڑ سے
آیا فلک سے اے ہند اپنا تو باغبان ہے
آیا کرشن جی ہے دل منتظر تھے جس کے
لے ہے سنادی اپنی اپنونکا جو نشان ہے
چکر سے یہ جنم کے دیگا رہائی تم کو
دنیا مین رہنما ہے عقبے کا رازدان ہے
اک ہی شنید پہلے آنکھون سے دیکھ لو اب
اوتار آخری یہ مکتی جو بے گمان ہے
ایشور نے کرپا کی ہے بھیجا فضل سے اپنے
کشتی سنبھالی جس نے رحمت کا سایہ بان ہے
رونق قدم سے جس کی شیطان ہوا مقید
اپنا مسیح ہے وہی مہدئ دین وہی ہے

اک تو نظر ادھر کر بیجا گمان والے
دیکھے ہین تو نے کس جا ایسے نشان والے
آنکھون پہ ڈالا پردہ تیرا مسیح بنایا
آمنت کی خبر لیجو میرے قرآن والے
اک نصرت خدا ہے اپنی جو ساتھی اب ہے
دشمن سبھی ہوئے ہین فانی جہان والے
فضل خدا ہے شامل تائید حق یہی ہے
زور رون پہ یہ نکلے ہین تیغ و سنان والے
ہی اچشم عبرت ۔ غافل رہیگا کبتک
لاکھون ہوئے ہین مردہ تجھ سے بیان والے
آ تھم ہوا ہے لیکن بدنام مولوی ہے
پنڈت گدھر ہے دیکھو صاحب گیان والے
دشمن بھاگ ہین ہمارے آیا مسیح ہم مین
ہم کو بچایا تو نے میٹھی زبان والے
داعی زمانہ تیرا داعی تہی مرض عصیان
دم ہے خدنگ تیرا زیبا کمان والے
انجم سما کے سارے ٹھیرے ہین تیری شاہد
حق پہ فلک پکارا اور آن بان والے
لاکھون ہی مردہ زندہ دم سے تیرے ہوئے ہین
نظر کرم ادہر بہی کون و مکان والے
چارون طرف جہان مین ڈنکا بجا ہی تیرا
احمد زبان ہے تیری صاحب زبان والے
میرے مسیح ہون مین کمتر غلام بندہ
بندے کی عرض سن لو دونو جہان والے
لو ہے غلام احمد احمد ہے شاہ محشر
محشر مین یاد کہیو باغ جنان والے
صدف زبان نے تیری المجید دکہایا گوہر
دست دعا تیرا اعجز و بیان والے
طوطی زبان نے تیری گائے ہین گیت جس کے
اپنا مسیح وہ ہے مہدئ دین وہی ہے

احقر العباد محمد عبد المجید امجد ۔ الف ۔ اے
کلاس اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب اخویم صاحب ۔ السلام علیکم ۔
مین امید کرتا ہون ۔ کہ آپ ان مندرجہ ذیل چند سطور کو اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر نیازمند کو سرفرازی بخشین گے ۔ وہو ہذا ۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک اعتراض کا جواب

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب موسومہ (الہامات مرزا) مین لیکھرام کی پیش گوئی کی الہامی عربی عبارت کے لفظ ستۃ سنۃ پر اپنے شاگرد رشید علم الدین کے نام سے اعتراض کیا ہے ۔ کہ نحو کے قواعد کے مطابق یہہ غلط ہے ۔ کیونکہ تین سے دس تک تمیز جمع ہوا کرتی ہے ۔ اور سنۃ کی بجائے سنین چاہیے تہا ۔ مگر مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون ۔ کہ امرتسری مولوی نے حضرت مسیح موعود صاحب دام ظلہ پر اعتراض کرتے ہوئے قرآن شریف کا بہی کچھہ لحاظ نہ کیا ۔ اور اسکو بہی اپنی صرف و نحو کے مطابق غلط ٹھیرایا ۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے قرآن شریف کی اتباع ضرور کی ۔ گو شرح مائۃ کی نہین کی ۔ اب نیازمند مولویصاحب کے اعتراض کا جواب دیتا ہے ۔

مولوی صاحب ۔ سنیئے ۔ امام عبد القاہر صاحب جرجانی نے اپنی کتاب اسرار البلاغۃ اور اسکے محشی نے دیباچہ مین خوب لکہا ہے ۔ کہ بعض نحویون کے محدود قاعدون نے قرآن ۔ حدیث اور عربی کی وسعت کو لوگون سے چھین لیا ہے ۔ اور نیز ایک مشہور کتاب مفصل نحو کا مختصر متن ہے ۔ اور زمخشری صاحب ۔ کشاف کی تصنیف ۔ اس کی بحث عدد مین لکہا ہے ۔ کہ تین سے دس تک تمیز جمع ہوا کرتی ہے ۔ مگر مولوی صاحب قرآن حمید مین ثلاث مائۃ آیا ہے ۔ اور مائۃ واحد ہے ۔ پس گویا آپ کی نحو کے لحاظ سے قرآن حمید بہی غلط ٹھیرا ۔ کیونکہ اس نے ثلاث مائۃ کہا ہے ۔ اور مائۃ جمع نہین واحد ہے پس اگر مرزا صاحب دام برکاتہ نے بہی ستۃ سنۃ مین مفرد تمیز بیان کی ۔ تو کیا حرج ہوا مگر ہان آپ جیسے متعصب مولوین کو اعتراض کا موقع مل گیا ۔ اور ساتھہ قرآن پر بہی اعتراض کر دیا ۔ افسوس ۔ نام کو مولوی ۔ اور قرآن شریف کو غلط کہنا ۔ شرم ۔

آگے سنو ۔ زمخشری صاحب کو خود یہ اعتراض کھٹکا ہے ۔ کہ عرب لوگ واحد کو جمع کیجگہ استعمال کرتے ہین اور یہ بات اسکی نہایت ہی صحیح ہے اس لیئے اس نے مفصل مین یہ شعر لکہا ہے ۔

کلوا فی بعض بطنکم تعفوا
فان زمانکم زمن الخمیص

مین کہتا ہون ۔ کہ کلوا کے مخاطب اور تعفوا اور زمانکم کے مخاطب جمع تھے ۔ کیا ان سب کا ایک بطن تہا ۔ نہین وہ تو ذو بطن تھے مگر یہان بطون کی جگہ بطن نہین بولا ۔ اسیطرح قرآن شریف مین بہت جگہ واحد کو جمع کے موقع پر بولا ہے ۔

چنانچہ مین سے نیازمند مولوی صاحب امرتسری کی تسلی کی خاطر چند ایک آیات نقل کر دیتا ہے ۔ والذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار ۔ یہان الحمار واحد ہے مولوی صاحب کے قاعدہ کے مطابق الحمر چاہیئے ۔

ثم یخرجکم طفلاً ۔ یہان طفل واحد ہے الاطفال چاہیئے ۔

وخضتم کالذی ۔ یہان مولوی صاحب کی نحو کے مطابق کالذین چاہیئے تہا ۔

کیون مولوی صاحب تسلی ہوئی ۔ یا کچھہ کسر باقی ہے ۔ اور مین امید کرتا ہون کہ آپ ایسے بیہودہ اعتراض کرنے سے گریز کرینگے ۔ ہان اگر مولوی صاحب اس پر کچھہ اور لکہنا چاہین تو براہ نوازش نیازمند کو بہی اطلاع بخشین

والسلام

مین نے بسبب کم فرصتی کے صرف ایک اعتراض کا جواب دیا ہے ۔ مگر انشاء اللہ دیکہنا ۔ کہ آپ کے اعتراضون کی کیونکر دھجیان اڑاتا ہون ۔ والسلام ۔

....
....
....
....
....
....

خادم محمد اسلم احمدی مدرس اول ۔ از کاموکی ۔

اللہ
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مو یر ایڈیٹر

سچ ہے ” دشمن دانا بہتر از دوست نادان “ ہمارے مخالفین پر یہی مثل صادق آتی ہے ۔ یہہ حضرات بزعم خود اپنے کو محب قرآن واحادیث کہتے ہین لیکن غور کیا جائے تو ان سے بدتر دشمن اور مخالف کوئی نہین ہے ۔ یہہ اصل مین یہودیت کا لباس پہنکر ان دونون کے شیرازہ کو اکہاڑ رہے ہین اور اصل غرض ان کی اگر دیدہ و دانستہ نہین بہی تو یہی ہے کہ قبل الذکر کتاب کی کل تعلیمات برباد و ملیا میٹ کر دیجائے مفصلہ ذیل وجوہات قابل غور ہین اگر مخالفین کو غیرت و حمیت قرآن و حدیث واقعی ہے تو للہ سوچین اور غور کرین اور یہودیت سے توبہ کرین ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ کے منتظر رہین ۔ یہودی تو صرف آیات متشابہات کے خلاف تھے یہہ تو بینات کے بہی خلاف ہین نعوذ باللہ من ذالک جو باتین پیش کیجاتی ہین غالبًا مخالفین کے مانے ہوئے معنی کے نتائج ہین ۔

یا عیسی انی متوفیک الخ ہمارے مخالفین متوفیک کے معنی ہنوز امر نے کی ایک ٹانگ آسمان پر جا لیتے ہین ۔ بہت اچھا اب جیسا حضرت عیسٰی دوبارہ تشریف لائین گے اور اس آیت کی تلاوت کرین گے اور حسب منشاء معتقدان حیات مسیح پھر وہ آسمان ہی پر اوٹھا جائینگے کیونکہ یہ جملہ وعدہ کا ہے جس کے معنے کسی حالت مین بدل نہین سکتے ہین اور قیامت تک یکسان رہین گے چونکہ اس مین موت کا وعدہ نہین ہے صرف اوٹھانے ہی کا وعدہ ہے جو ہر وقت ایک حالت پر رہیگا ۔ پس حضرت عیسٰی کی وفات اس سے ثابت نہین ہوتی بلکہ ہمیشہ کی زندگی بجسدہ العنصری ۔ اگر وہ دو ہزار بار بہی آمد و رفت کرتے رہین نتیجہ یہہ ہوا ۔ کہ حضرت عیسٰی ہمیشہ کے لیئے زندہ رہے جو خدا کی خاص صفت ہے اور اگر حضرت عیسٰی دوبارہ آکر وفات بہی پا جائین تب بہی یہہ آیت اپنی حالت پر رہیگی اور صریح تکذیب لازم آئیگی ۔

قال سبحانک ما یکون لی ......

فانک انت العزیز الحکیم (سورۃ مائدہ)

جو وقت حضرت عیسٰی پڑہینگے وہ تعین وقت قیامت ہوگا جیسا کہ یوم ینفع الصادقین سے ثابت ہوتا ہے پہر حضرت عیسٰی کا ۴۰ برس یا ۔ ے برس دنیا مین مع اہل و عیال رہنا اور اس آیت کی قبل از قیامت تلاوت کرنی محض غلط ٹھہرتی ہے مخالفین کہتے ہین کہ حضرت عیسٰی امتی ہو کر

آئینگے - لیکن بوقت تلاوت قرآن شریف اونکے متبعین اون کی زبان سے سنینگے اور خود بھی تلاوت کرینگے -

(الف) یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم (ب) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (ج) اتنی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا - اب ان آیات کو اون کے متبعین سنکر اور نظر ڈالکر اونہین امتی جانینگے یا رسول شاید اوسوقت امتی کا عقیدہ اون کے متبعین یعنی اوسوقت کے موجودہ مسلمانون سے الا رسول کی جگہ الا امت پڑہوا دے تو کیا عجب ہے یہہ واضح رہے کہ قرآن کے معنی تو کسی حالت مین بدل نہین سکتے کیونکہ یہ دوامی قانون ہے -

عـ۴ـ پہر جب یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم سے آگے بڑھکر تلاوت کرینگے تو سامنے اون کے یعنی انکے ہاتہہ مین قرآن شریف ہوگا نہ اور کہینگے مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ (ماشاءالله)

عـ۵ـ چلئے آگے بڑھکر اونکی تلاوت سنئے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد

عـ۶ـ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کی تلاوت کرتے وقت وہ کیا خیال کرینگے کہ محمد صاحب میرے بعد آئینگے یا قبل آچکے اور پہر جب آیت تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم پڑہینگے تو کہینگے کہ مین آسمان پر ہون یا زمین پر یا عالم خواب مین -

عـ۷ـ والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئا وهم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴) کی تلاوت تو اور بھی انہین چکر مین ڈالے گی کیونکہ حسب آیت کریمہ لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم وہ بھی تو الہ باطل ہین - اور اوس وقت آپ زمین پر زندہ تشریف رکہینگے -

عـ۸ـ جب آیت بل رفعه الله الیه پر نظر پڑیگی تو وہ حالانکہ مخاطب قرآن ہونگے اور آیت اونکو بلاوجہ غائب سے پکاریگی . . . .

. . . .

. . . . اول یہہ قرآن کی فصاحت کے خلاف ہوتی ہے - دوئم اس معنی کے تحت مین اونکو آسمان ہی پر رہنا چاہئے مگر خلاف اس کے اپنے کو زمین پر دیکہین گے کیا اس آیت کی وہ اوسوقت تصدیق کرین گے یا تکذیب -

عـ۹ـ مخالفین اس آیت ان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته سے یہہ معنی نکالتے ہین کہ جب حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا مین تشریف لائینگے تو کل یہود و نصاریٰ اونپر ایمان لے آئینگے اور کوئی فرد ان مین کا باقی نہین رہیگا اب حضرت عیسےٰ یا مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام معہ متبعین نماز پڑہائینگے اور پڑہینگے سورہ فاتحہ ضرور پڑہی جائیگی اور مغضوب و ضالین سے بچنے کے لئے دعا بھی مانگی جائیگی مگر جائے تعجب ہے کہ جب ان دونون کا وجود ہی نہین رہیگا تو پہر حفاظت کی دعا کیسی بجلی چمکتی نہین ہے - رعد گرجتا نہین ہے - شیر موجود نہین ہے - یعنی کل ہمیشہ کے لئے لاوجود ہوگئے - پس ایسے زمانہ مین ایک شخص جبکہ کل امن ہی امن ہے - ان چیزون سے حفاظت کی دعاء کرے تو ایسے شخص کو قائم الحواس کہینگے یا مخبوط الحواس اور مغضوب و ضالین سے مفسرون کی رائے یہود و نصاریٰ ہے - اور جب اس سے اوپر والی آیت انا قتلنا المسیح عیسےٰ ابن مریم رسول الله . . . .

. . . . . . کان الله عزیزا حکیما (سورہ نساء) پر غور کیا جاتا ہے تو اور بھی اعتراض اوٹھتا ہے اور مخالفین کے مانے ہوئے معنی پر سخت طوفان نازل ہوتا ہے یعنی جب سب لوگ بغیر استثناء احدے حضرت عیسےٰ پر ایمان لے آئینگے اور کسی قسم کا شک و شبہ نہین رہے گا یا یون کہو کہ اہل کتاب کا وجود ہی معدوم ہو جائیگا اب بعد ایمان لانے کے وہ سب ذکر کردہ آیت کو پڑہینگے اور الزام کا مفہوم وہی رہیگا جیسا کہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے بیچارے سخت ورطۂ تحیر مین پڑینگے اور کہینگے کہ یہہ کون قوم ہے جبر یہ الزام لگایا جاتا ہے اور اپنے چارون طرف ایماندارون کو دیکہکر سوچینگے اور اس نتیجہ پر ضرور پہونچینگے کہ یہ آیت زمانہ موجودہ کے لئے لغو اور فضول ہے لیکن یہہ ناممکن ہے کہ قرآن کا ایک شوشہ بھی کسی زمانہ مین لغو اور فضول ہو - علاوہ ازین جب اہل کتاب کا وجود ہی نہین ہوگا تو کل مقامات قرآن کے جہان جہان یا اهل الکتب وغیرہ کے لفظ آئے ہین تفریح و دل لگی ہو جائینگے یعنی منادی کا پتہ نہین اور پہر بھی اوس کو ندا دے رہا ہے الله تعالےٰ پر سخت اعتراض وارد ہوتا ہے - نعوذ بالله من ذالک -

محبوب علی احمدی از مونگیر

شاہی سیاحت

چونکہ ویر رائل ہائنس پرنس آف ویلز اینڈ پرنسس آف ویلز سیاحت ہند کے لئے تشریف لائے ہین اور احمدی جماعت اپنی ارادت اور فرمانپذیری کیوجہ سے جو خصوصیت کے ساتہہ وہ قیصر ہند اور سلطنت برطانیہ کے ساتہہ رکہتے ہین ان کے حالات سفر کے معلوم کرنے کے ازبس خواہشمند ہے اس لئے الحکم مین بالالتزام یہہ حالات درج ہوتے رہین گے - مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے ان شاہی مہمانون کو مبارک باد دیتا ہون اور دلی جوش کے ساتہہ انکا خیر مقدم کرتا ہون - خدا کرے کہ وہ اس سفر ہند سے مفید اور بابرکت نتائج حاصل کرین اور رعایائے ہند کی حالت اور اسکی ضرورتون سے کماحقہ واقفیت بہم پہونچائین - ایڈیٹر

حضور ولیعہد بہادر کا ورود مسعود

ویر رائل ہائنس پرنس و پرنسس آف ویلز بابُ الہند بمبئی مین پہونچ گئے - ۹ نومبر کو بمبئی مین بڑی رونق تہی - تیس سال ہوئے جب حضور ملک معظم بحیثیت ولیعہد اس جزیرہ پر رونق افروز ہوئے تھے - اسوقت سے اسے بہت کچھ ترقی ہوئی ہے - اس کی حرفت و تجارت بڑہ گئی ہے - اس کے باشندون کے تمول مین بہت کچھ اضافہ ہوگیا ہے - جس وقت حضور ولیعہد بہادر اپالو بندر پر اترے - اس وقت سے ان کے گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہونے تک چارون طرف سے وفاداری اور عقیدتمندی کے اظہار ہوتی رہی - اس روز دن بھی بہت اچھا تہا معمولی طور پر صبح کو ہر جانب کہر سا چھایا ہوتا ہے - لیکن ۹ - نومبر کو آفتاب کے طلوع ہوتے ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور مطلع بالکل صاف ہوگیا جس سے سڑکون کی آراستگی کا منظر دوبالا ہوگیا - لوگ نور کے تڑکے ہی کام کاج مین مصروف ہوگئے - کچھ تو اپنے مکانات کی باقی ماندہ آراستگی مین مصروف ہوگئے - اور اکثر نے اپالو بندر کا راستہ لیا - کچھ سات ہی بجے آدمیون سے کہچا کہچ بھر گیا تہا ان مین سب قومون فرقون اور جماعتون کے لوگ تھے سفید اور سرخ شامیانے جو حضور ولیعہد بہادر کے استقبال کے لئے کئے گئے تھے - عجیب لطف دے رہے تھے سب کی نظرین سمندر کیطرف لگی ہوئی تہین - آٹھ بجے جھنڈے کے جہاز پر بگل بجا ہوا - اور چشم زدن مین ہر جہاز پر پھریرے اڑنے لگے - یہ بحری سلامی حضور ملک معظم کی سالگرہ کیوجہ سے ہوئی تہی - ورنہ یہ سلامی گھنٹہ بعد ہوتی - اس کے بعد افق پر جہاز کی جھلک نظر آئی - اور ۱۰ بجکر ۴۰ منٹ پر شاہی سلامی کی سر ہوئین - جس کا یہ مطلب تہا کہ جنگی جہاز بندرگاہ مین داخل ہوئے - سب کے آگے آگے فاکس اور پراسپرین تھے جن پر ہز رائل ہائنس کا جھنڈا شاہی جھنڈا جھنڈا اور سفید نشان اڑ رہے تھے - اس وقت بندرگاہ کی رونق قابل دید تہی - گیارہ بجے کی اکیس توپین سر ہوئین - اور چارون طرف دہوان چھا گیا - جسے دیکہکر خیال آتا تہا کہ لڑائی مین جہان بارود سے کام لیا جاتا ہے کیا حشر برپا ہوتا ہوگا - رناؤن ٹہیک اپالو کے مقابلہ مین رکا سوا گیارہ بجے ہر جہاز لنگر انداز ہوگیا - جہاز رناؤن پروگرام کے وقت سے ۴۵ منٹ پہلے لنگر انداز ہوچکا تہا - چونکہ سرکاری طور پر حضور ویسرائے کے ہونے مین چار گھنٹہ کی دیر تہی اس لئے کوئی بڑی رسم عمل مین نہین آئی - اس غرض کہ ہز رائل ہائنس شہر کے اندرون مین ہوجائیں والیسرائے بہادر مقررہ وقت سے ۱۵ منٹ پیشتر روانہ ہوگئے - اب مہمان استقبالی شامیانے مین ہز رائل ہائنس کا استقبال کرنے کے آنے لگے - جن مین والیان ریاست جہان ہا کورٹ سکریٹری اور قنصل تھے گھوڑون کی ٹاپون اور توپون کی سلامی نے والیسرائے کی آمد کا اظہار کیا - لارڈ کرزن گاڑی سے اترے ہز اکسلینسی کی مریضانہ حالت دیکہکر ہر شخص کو صدمہ ہوتا تہا وہ لکڑی کے سہارے چلتے تھے ٹھیک تین بجے لارڈ کرزن معہ ہز اکسلینسی جہاز مین سوار ہوکر رناؤن کو روانہ ہوئے ۱۵ منٹ بعد لارڈ لیمنگٹن بہادر معہ بمبئی ڈپوٹیشن جس مین چیف جسٹس بشپ آف ڈائیوسیز اور ممبران کونسل شامل تھے روانہ ہوئے - ویر رائل ہائنسز اسی جہاز سے اترے جو انہین بندر پر لایا تہا اور کل بیڑے نے شاہی سلامی سر کی بندر پر پہونچے ہز اکسلینسی الیسرائے اور پھر علے الترتیب ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز ہر رائل ہائینس پرنسس آف ویلز اور ہز اکسلینسی

آرٹ - سیرا ہیون کے نیچے افسران اسٹاف جمع تھے - جن مین سب سے نامور سر پرتاب سنگھ آنریری کرنل امپیریل کیڈٹ کور تھے جو وقت ہز رائل ہائینس نے ہندوستان مین قدم رکھا سر پرتاب سنگھ نے مناسب طریقہ سے سلام کیا - اس کے بعد چند منٹ تک حضور ولی عہد بہادر نے اپنے اسٹاف سے گفتگو کی - اسکے بعد مین لارڈ کرزن و ہز رائل ہائینس و لیڈی کرزن وہ سیڑہیون پر چڑھکر بندر کو روانہ ہوئے - جہان اعلٰے حکام ان کا انتظار کر رہے تھے - ہز رائل ہائینس وائس ایڈمیرل کی ٹھنڈی سفید گرمیون کی وردی پہنے ہوئے تھے - سر پر آفتابی خود تھا صرف نمایان چیز ستارہ ہند کا فیتہ تھا - ہز رائل ہائینس کی پوشاک بھی بالکل سادہ تھی - اور وہ انڈین آرڈر کا تمغہ زیب تن کئے ہوئے تھین -

ہز رائل ہائینس کی صحت نہایت اچھی معلوم ہوتی تھی اور بحری سفر کی وجہ سے وہ اور بہی قوی ہو گئے تھے - اعلٰے حکام اور ہندوستانی والیان ریاست پیش کئے گئے - اس کے بعد رائل پارٹی میونسپلٹی کا ایڈریس لینے کے لئے دوسری جانب متوجہ ہوئے - ایڈریس سر فیروز شاہ مہتہ نے پڑھا - جسکا جواب ہز رائل ہائینس نے صاف اور گونجتے ہوئے الفاظ مین دیا جنہین سب لوگ سن سکے - ہار پہننے کے بعد دیر رائل ہائینسز معہ جلوس شہر مین ہوکر گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہوئے - سڑکون پر دورویہ جم غفیر تھا - لوگ نہایت خلوص کا اظہار کر رہے تھے شہر کی سجاوٹ اعلٰے پیمانہ پر تھی - ۱۲ - بجے رات کے حضور وایسرائے آگرہ کو روانہ ہو گئے -

حضور ولیعہد بہادر کی پہلی تقریر

۹ - نومبر کو بمبئی میونسپل کارپوریشن .... کے ایڈریس کا ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے جو جواب دیا تہا - اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے -

مسٹر پریسیڈنٹ اینڈ جنٹلمین آف دی میونسپل کارپوریشن آف بمبئی ! آپ نے [illegible] پرنسس آف ویلز کا [illegible] کیا ہے اس کے لئے مین آپ کا [illegible] دل سے ممنون ہون - آپنے [illegible] نے کا ذکر کیا ہے اس سے ہم [illegible] ہوئے ہین - درحقیقت [illegible] قدم رکھنے کے لئے پہلی پرنسس [illegible] ماذان ہین - آپ کے ایڈریس کے الفاظ با این ہمہ فصاحت جو کچہ آج ہم یہان دیکھتے ہین - اس سے ہماری ہم جنس رعایا کو جو سلطنت کے دوسرے حصون مین ہین - مطلع نہین کر سکتے - نہ وہ ہندوستان کے اس عظیم الشان مغربی بندر کے باشندون کی جو اس شاندار رسم مین شریک ہین - کوشش اور عقیدت مندی کو کماحقہ سمجھ سکتے ہین - ٹہیک ۴۰ سال ہوئے - کل کی بات ہے - میرے پیارے والد ملک معظم اسی جگہ کے قریب کھڑے ہوئے فرما رہے تہے - کہ ہندوستان دیکھنا میرے لئے خواب وخیال تہا - یہی کیفیت میری اور پرنسس کی تہی - اور جس طریقہ سے آپ اور آپ کے رفقاء ان خوابون کو معرض ظہور مین لائے اسکے لئے ہم آپ کے تہ دل سے ممنون ہین - اس طرح اپنے پدر بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے مین ہم اس رسم کو پورا کرتے ہین - جو انہون نے قایم کردی ہے - اور جو مین یقین کرتا ہون - نسلاً بعد نسل دوہرائی جاتی رہے گی مجھے امید ہے - بلکہ یقین ہے - کہ وہی محبت آمیز دلچسپی اس بڑے ملک کے ساتہہ جو ہندوستان آنے سے میرے والد کے دل مین پیدا ہو گئی تہی - اور اس کے بعد سے کبھی زائل نہین ہوئی - وہی ہمین حاصل ہوگی اگر اس وسیع سلطنت کے مختلف ممالک کے سفر کے دوران مین پرنسس اور مین باشندگان ہند کی ہمدردی اور عقیدت مندی حاصل کرسکین تو ہم اس سفر کا جس کا ہمین موقع ملا ہے - نتیجہ پھر پا ئین گے - چار سال ہوئے ہز میجسٹی کی مادرانہ ہجر قلمرو کو جو قابل یادگار اور خوش نصیب مشن گئی تہی - اس کی یہ آخری منزل ہے - اگرچہ اس شہر مین ہم بالکل اجنبی ہین لیکن آپ کی کوششون اور کامیابیون کے متعلق ہم نے بہت کچہ پڑہا اور سنا ہے - مغربی ہند کا صدر مقام اور ایسا بندرگاہ ہونیکی حیثیت سے جو اس مشرقی براعظم اور یورپ کو ملاتا ہے بمبئی کو شاید ہر دوسرے مشرقی شہر سے زیادہ اپنے آپ کو زمانہ حال کی ضروریات زندگی کے مطابق کرنا پڑا ہے - اسے اپنے درجہ کے مطابق رہنا پڑتا ہے - اور خوشنما اور دلکش سرزمین کا دروازہ ہونے کی حیثیت سے یہ درجہ کسی قدر بہاری ہے لیکن اگر مین سمندر کے مختصر اثر اور جو کچہ یہان دیکھہ رہا ہون اس سے اندازہ کرون - تو بمبئی نے اپنے احسانات مین کمی نہین کی - علاوہ اپنی عمارات کی خوبصورتی اور قدرتی فوائد کے اسے تجارتی سہولتون اور ۸ لاکہہ باشندون کی صحت اور بہبودی کا خیال ہے - مین خوش ہون - کہ نئی گودی اور پہلی بڑی گلی کو جو کمیٹی توسیع شہر نے تعمیر کی ہے مجہہ سے منسوب کیا گیا ہے - اور تمام بڑے بڑے شہرون کی طرح جن کا مدار تجارت پر ہے - بمبئی پر بہی مختلف حالتین گذری ہین - اور آپ کی میونسپل تاریخ ہماری سلطنت کے بہت سے دوسرے شہرون سے مشابہ - جن کی مین نے سیر کی ہے آپ کی سرسبزی کے زمانہ مین آپ کو ایسی عمارتین اور دوسری چیزین مل گئی ہین جن پر آپ بخوبی فخر کرسکتے ہین - لیکن آپ کی آبادی بہی بہت بڑی ہے - اور آپ اب راہ عقلمندی ایسے مسائل کی جانب متوجہ ہو گئے ہین - جو مغرب مین ہمین مصروف کئے ہوئے ہین - یعنی وسیع گلیان اور صحت بخش حرفتی مقامات - مسٹر چیرمین ! مین آپ کی اور تمام ان لوگون کی جو بمبئی کی بہبودی کے لئے کام کر رہے ہین - ترقی متمنی ہون - میرے خیال مین اس سے زیادہ فیاضانہ کوئی کام نہین ہے - کہ کوئی شخص اپنے شہر کی ترقی کے لئے کچہہ کرے - اس قسم کے سفرون مین جیسا اب پرنسس کو اور مجھے درپیش ہے - ایک نقص ہے - تمام چیز دیکھنے کا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے - جو لوگ ہمارے استقبال مین شریک ہوئے ہین - ہم انہین فرداً فرداً نہین بتا سکتے - کہ ہم کتنے ممنون ہین - مجھے اپنے والد اور اپنے گذشتہ فرمانروا آپ کی پہلی ملکہ قیصرہ سے ہندوستان اور ہندوستانیون کی محبت وراثتہً ملی ہے - عنفوان شباب ہی سے ہندوستان کے نام کو مہربانی و فاداری ملاطفت اور بہادری جیسے اوصاف سے منسوب کیا ہے اور مجھے ذرا بہی شک نہین ہے - کہ ابتدائی خیالات آیندہ چند ماہ کے تجربہ سے قوی مستحکم ہوجائینگے - جیسا کہ ہم چاہتے ہین ہم آپ کی کل انسٹیٹیوشین نہین دیکھہ سکتے - لیکن ہمین امید ہے کہ ہندوستان کے دیگر حصون مین اسی قسم کی دوسری انسٹیٹیوشنون کا کچہہ حال معلوم کرسکین گے ہم دونون کو امید ہے کہ ہم اپنے ساتہہ وطن کو نہ صرف ہندوستانیون کی ہمدردی اور محبت بلکہ ہندوستان کی ضروریات اور مسائل کے ساتہہ بڑہی ہوئی دلچسپی بھی لیجائینگے - اور مختلف سرکاری وغیر سرکاری برٹش و ہندوستانی طبقون سے واقفیت پیدا ہوجائے گی جو خدا کے فضل سے ایک ہی مقصد کے لئے کام کر رہے ہین - یعنی ہندوستان کی بہبودی اور اس کے باشندون کی خوشی وخرمی مین ملک معظم سے آپ کی اس وفاداری اور عقیدت مندی کا ضرور ذکر کرون گا - جو آپ کو ان کے تاج اور ذات سے ہے اور یہ یاد کرکے کہ آج ہم ہز میجسٹی کی سالگرہ منا رہے ہین - یہ تبرا ان کی خاص مسرت کا باعث ہوگی - اور مجھے یقین ہے - کہ یہ بڑی جماعت میرے ساتہہ یہ دعا کرنے مین شریک ہوگی کہ یہ دن سالہا سال تک آتا رہے -

حضور ولیعہد بہادر کی سیاحت ہند

ولیعہد بہادر بمبئی مین

الگزنڈرا گودی سے دیر رائل ہائینسز سیدہے رائل بمبئی یکٹ کلب کو چائے نوشی کے لئے گئے آنریبل مسٹر ہفرچیرمین اور مسٹر والٹر نیگ آنریری سکرٹری نے استقبال کیا - پارٹی مین ہز اکسلنسی گورنر اور لیڈی ایمپتھل بھی تھین - دیر رائل ہائینسز نے کلب مین ایک گھنٹہ صرف کیا - اور یار کشائرز کا بینڈ سنتے - اور ان لوگون سے باتین کرتے رہے - جن کو شرف باریابی حاصل ہوتا تہا - ۱۴ کی شام کو ڈنر کے بعد دیر رائل ہائینسز ہائیکلا کلب کے جلسہ بال مین شریک ہوئے - آراستگی ایسی اعلٰے پیمانہ پر کی گئی تہی کہ کلب کی معمولی عمارت پری خانہ بن گئی تھی - کلب کے دروازہ پر روشنی کا ایسا انتظام تہا کہ درختون اور جہاڑیون مین بہی بتیان لگی ہوئی تہین - ایک خوبصورت شامیانہ بہی طیار کیا گیا تہا - بال کے کمرہ کی دیوارون پر ایسے نقش ونگار سے آراستہ کیا گیا تہا کہ طلائی کام کا شبہ ہوتا تہا - دیر رائل ہائینسز کیلئے ایک ڈرائنگ روم خاص طور پر تیار کرکے اسے فرانسیسی وضع پر سجایا گیا تہا - کلب کے احاطہ ہی مین شامیانے اور مسقف روشین تیار کی گئی تھین - جن مین دو ہزار سے زیادہ چینی قندیل اور بے شمار چہوٹی بتیان روشن تہین - ۱۴ نومبر کو گورنمنٹ ہاؤس مین ہز رائل ہائینس نے مسٹر اسٹیننگ ولیم الجرلی اور مسٹر ہربرٹ جارج جل کمشنر پولیس کو تمغے دیئے مسٹر سیسو جیکب اور مسٹر کریم بھائی ابراہیم کو بھی تمغے عطا ہوئے - اس موقع پر ہز اکسلنسی گورنر بہی موجود تہے ہز رائل ہائینس نے پرائیویٹ طور پر شہر کے حسب ذیل ۵ سربرآوردہ لوگون کو شرف باریابی بخشا سر جمسیٹ جی جی جی بھائی - مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی بہنڈارکر - مسٹر بی - ایم ملاباری اور سر فیروز شاہ مہتہ - اس کے بعد ہز رائل ہائینس کے راج کمار کالج

راجکوٹ کے بائیس ۲۲ کماردن سے ملاقات کی جن مین پرنس رنجیت سنگھ بھی ہین شام کو مشہور مندر الفنٹا کی سیر کا وقت تہا - لیکن اس کے لیئے ضروری تہا - کہ سویرے روانہ ہون - اس لئے وئسرائی ہائینس نے دہوپ کے خیال سے وہان جانا ملتوی کردیا - اور اسکی بجائے کشتی مین سوار ہوکر بندرگاہ کا گشت کیا - اس موقع پر مسٹر ایلف ساؤتہول پاپٹر سینئر ڈاک ماسٹر وئیزرائی ہائینس کے ارشاد کے بموجب پیش کئے گئے - اور انہون نے مسٹر پاپٹر کو مٹی کے تیل کی کشتی مین آگ لگ جانے کے وقت بہادری دکہلانے پر مبارکباد دی بعد ازان جنگی جہاز پر ڈنر تناول فرمایا - اور اپالو بندر سے بی بی سی آئی - ریلوے سے اندرون ملک کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے - ایک کثیر التعداد گروہ نے خیر باد کہا -

۱۴ کی شب کو شہر مین نہایت اعلے پیمانہ پر روشنی کا انتظام تہا - بمبئی مین ایسی روشنی اور رونق وچہل پہل کبھی نہین ہوئی تہی جس سے تمام پہلے نظارے ماند پڑ گئے تھے تمام پبلک عمارتین رشک عروس بنی ہوئی تہین - گورنمنٹ ہاؤس ہزارون رنگارنگ بتیون سے بقعہ نور نظر آتا تہا جو گلیان نسبتاً تنگ ہین - ان مین روشنی ایک سمت سے دوسری سمت تک مسلسل ہوگئی - اور روشنی کی چہت بن گئی تہی - بندرگاہ مین تمام جہازون پر برقی روشنی تہی - حضور کا ... پر تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ آتشبازی چہوٹ رہی ہے ہزارون کی تعداد مین تماشائی قرب وجوار سے آگئے تہے - پولس کا انتظام ایسا عمدہ تہا کہ باوجود اس بہیڑ بہاڑ کے کسی قسم کی بدمزگی نہین ہوئی - جلوس ۶ بجے شام کے نکلا تہا - لیکن عام نگاہین آدہی رات گذرنے پر بہی اس دلفریب نظارہ سے سیر نہین ہوئی تہین - اور یہ معلوم ہوتا تہا - کہ سارا شہر گہرون سے نکل پڑا ہے -

ولیعہد صاحب کا پروگرام لاہور

چٹھی آمدہ گورنمنٹ پنجاب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور پرنس آف ویلز بہادر ۲۸ - نومبر کو ۱۲ بجے دن کے وقت لاہور تشریف لائین گے - ہز آنر نواب لفٹننٹ گورنر صاحب پنجاب وافسران ورؤسا کے خیر مقدم کرین گے اور ۶۲ خاندانی مستورات حضور پرنس آف ویلز کا خیر مقدم کرین گی - ان بعد حضور پرنس وپرنسس آف ویلز معہ شاہی جلوس کے سٹیشن سے روانہ ہوکر لنڈا بازار ہوتے ہوئے گون سڑک سے قلعہ مین جائین گے - راستہ مین سے تمام راجگان ورؤسا شامل جلوس ہون گے وہان سے جلوس ضلع کی کچہری کے سامنے سے ہوتا ہوا انارکلی بازار مین جائیگا جہان میونسپل کمیٹی ایڈریس دیگی - اسی شام کو لارنس ہال مین صوبے کے شرفاء کی ملاقاتین ہون گی - ۲۹ نومبر کو والیان ریاست سے ملاقات ہوگی اور دوپہر کو شاہزادی صاحبہ ڈفرن ہسپتال معائنہ کرین گی رات کو شالامار باغ مین جلسہ ہوگا - ۳۰ - نومبر کو والیان ریاست سے ملاقات بازدید ہوگی اور دوپہر کو ایچیسن کالج تشریف لیجائین گے رات کو صوبہ کے انگریزون کیطرف سے جلسہ بال دیا جاویگا - یکم دسمبر کو میدان اچہرا مین امپیریل سروس ٹروپس کا ملاحظہ ہوگا - اور دوپہر کو لیڈی ریوازصاحبہ دعوت دین گی - شام کو جہ برجی کے قریب آتشبازی ہوگی اور رات کو ۱۰½ بجے حضور موصوف پشاور کی طرف روانہ ہون گے -

برہما کا پروگرام

برہما کے لئے شاہی سیاحت کا مکمل پروگرام حسب ذیل ہے -

رنگون مین پبلک داخلہ ۱۳ - جنوری روز شنبہ وقت ۸½ بجے صبح - میونسپل ایڈرس - افتتاح وکٹوریا - پارک بوقت ۴½ بجے شام شرکت شاہی ضیافت ۸½ بجے شام -

یکشنبہ : - نماز اور شوئی ڈیگن پیگوڈا کی سیر -

دوشنبہ : - ۱۱ بجے صبح ٹیک یارڈز کی سیر - گارڈن پارٹی مین شرکت - جہیل اور ڈلہوزی پارک مین ۹½ بجے شام کے روشنی کا معائنہ - مانڈلے کو پرائیویٹ روانگی ۱۱ بجے شام -

سہ شنبہ : - مانڈلے مین پبلک داخلہ ۴½ بجے شام - میونسپل ایڈریس -

چہارشنبہ : - صبح کو محل - ارلکان پیگوڈا اور زئیو بازار کا معائنہ چار بجے شام کے گارڈن پارٹی - اور کشتون کی دوڑ - گیارہ بجے شب کے پرائیویٹ روانگی -

پنجشنبہ : - سارا دن دریا کی سیر مین صرف ہوگا -

جمعہ : - پوکہی مین مرغابی کا شکار -

شنبہ : - پردم مین پرائیویٹ ورود - رنگون ۷½ بجے صبح کے پہنچ جائینگے - یکشنبہ کو ۸ بجے صبح کے مدراس کو پرائیویٹ طور پر روانہ ہوجائین گے -

ایک ضروری خط

میرے ایک احباب لائق احترام مخدوم چودہری غلام احمد خان صاحب رئیس کاہٹہ گڑہ نے روزانہ کے متعلق مجھے ایک خط لکہا ہے جو کم از کم مین چاہتا ہون کہ الحکم کے ناظرین ضرور پڑہ لین - بحالات موجودہ آخر مین چودہری صاحب نے مجھے روزانہ کے اجراء سے روکا ہے لیکن ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کیون ؟ اسلئے مین امید کرتا ہون کہ چودہری صاحب کا یہ خط نہایت غور سے ناظرین الحکم پڑہین گے اور ان امور کی تکمیل کی طرف توجہ کرین گے جو ضروری ہین - چودہری صاحب سلسلہ کے لئے ایک غلو جوش اور قوم کے لئے دل مین درد رکہتے ہین پیرانہ سالی مین انہون نے ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی فرد طیار کرنے کیلئے خود سفر کیا - جزاہم الله احسن الجزاء

ایڈیٹر

حامداً ومصلیاً - میرے مکرم شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ الله وبرکاتہ - مینے اخبار الحکم مین بعض صاحبان کی پرزور تحریک اسکے روزانہ اشاعت کے بارہ مین دیکہی ہے - اور جناب کی منوا درخواست کے آنے پر آمادگی معلوم ہوئی ہے - اس معاملہ مین میری جو کچھ ناقص رائے ہے اسکو بہی ظاہر کردینا اسلامی اخوت کا فرض سمجھتا ہون - اس امر سے تو انکار نہین ہوسکتا کہ اس اخبار نے اسلام کی اشاعت اور اہل اسلام کی ہدایت مین نہایت سعی اور جانفشانی سے کام کیا ہے - اور احمدی جماعت کے لئے خصوصاً اسکا وجود نہایت ضروریات مین سے ہے لیکن اب اسکو ترقی دینا اور اعلے پیمانہ پر قائم کرنا دو باتون پر منحصر ہے - آپکی ہمت اور قوم کی مدد - پہلے امر کی نسبت تو ہم کو کوئی کلام نہین - اور آپ اسکو بڑی آسانی سے روزانہ چلا سکتے ہین - اب رہا دوسرا امر جسپہ سارا دار ومدار ہے - اسمین پہلے یہ بات دریافت طلب ہے کہ ہماری جماعت ایسی قوم بن گئی ہے کہ دینی کامون کو نہایت خلوص نیت اور دلی جوش کے ساتہہ بسہولیت سرانجام دے سکے مین اپنے علم اور تجربہ سے کہہ سکتا ہون کہ ہنوز دلی دور است - کہنے کو تو احمدی جماعت کی تعداد لاکہون تک پہنچ گئی ہے لیکن اگر حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایات کے بموجب دیکہا جائے تو اگر دو لاکہہ مین دو ہزار سچے احمدی اور مسیح موعود کے متبع ہون تو بہت بڑی تعداد ہے اور بہت کچھ کرکے دکہلا سکتی ہین مگر چونکہ قوم کے سارے کام میگزین لنگرخانہ مدرسہ ادہورے پڑے ہین - اور ہفتہ وار اخبار الحکم نے بہی مناسب اندازہ تک ترقی نہین کی تو ہماری امید اور بہی کمزور اور مایوسی کے قریب پہنچ جاتی ہے - ہماری جماعت مین بہت سے ایسے باثروت اور متمول آدمی موجود ہین - کہ اگر وہ صرف الہی احکام کی تعمیل کیطرف متوجہ ہون اور اپنے مال سے زکواۃ ادا کرین تو قوم کے سارے کام باسانی حل ہوسکتے ہین - مگر ان کے دلون نے مسیح کی تعلیم سے پورا اثر نہین کیا - خداوند تعالے نے اسلام کی امداد کے لئے ہمکو بہت اچہا زمانہ عطا فرمایا تہا - اگر ہم مین اسلام کی سچی محبت ہوتی تو دنیا مین اسلام ہی اسلام ہوتا جناب من یہ تو میرا تو پورا یقین ہے کہ اسلام کی اعانت اور حفاظت کے جو وعدے احکم الحاکمین نے اپنے رسول کے ساتہہ کئے تہے انکی ایفا کا یہی وقت ہے اور اس شخص کی معرفت پورے ہونگے مگر موجودہ مسلمانونکی یہ قوم وہ قوم نہین ہے جو خدا کے ان وعدون کے ایفا کا ذریعہ بنینگے - بلکہ الله تعالے اپنے فضل سے کوئی اور ایسی پرجوش اور باہمت قوم اسلام کو عنایت فرما دیگا جو خدا کی منشاء کو پورا کرنے والی ہوگی - صاحب من ضرورت تین قسم کی ہوتی ہے - ضروری - عنایت ضروری - اشد ضروری ہمارے لئے اشد ضروری کام غیر ملکون مین اسلام کی اشاعت کا ہے جو بذریعہ میگزین بخوبی پورا ہوسکتا تہا سو اسکی اشاعت مناسب تعداد تک بہی ہم سے نہین ہوسکی - دوسرا نہایت ضروری کام ہمارے لئے مدرسہ تہا - کیونکہ مسلمانون کی قوم کے بچون کے لئے ایک ہی مدرسہ تہا جو انکو دیندار مسلمان بناکر ہوشیار دنیادار بنا سکتا تہا - سو اسکی جو کچھ حالت ہے وہ بہی آپسے پوشیدہ نہین ہے - تیسرے ضروری کام مین لنگرخانہ واجرائے اخبارات وتصنیف کتب کا کام ہے - سو ان تینون کامون کو ذرا سرسری نظر سے ملاحظہ فرماکر آپ بہی الحکم کو روزانہ جاری کردین - میری رائے مین آپ ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ فرمادین اگر آپ ایسا کرین گے - تو میرے ان الفاظ کو حفاظت سے یاد رکہین " کہ آپ نقصان اٹہائینگے " آپ اسی ہفتہ وار کو ہی ترقی دینے مین سعی کرتے رہین - اور اسکی کمیون کے پورا کرنے کی کوشش کرین - وما علینا الا البلاغ

آپکا سچا خیر خواہ غلام احمد

ٹرسٹیان مدرسہ

چار پانچ سال کا عرصہ ہوا کہ مجلس منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے ایک تجویز بغرض تقرر ٹرسٹیان مدرسہ شائع کی تھی جس میں ممبری کی شرط صرف ماہوار چندہ کی ادائیگی اور کوئی خدمت رکھی گئی تھی۔ اور مجلس کیطرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ بجٹ اور سکیم کا فیصلہ اجلاس ٹرسٹیان میں ہوا کرے گا اور ایک سالانہ رپورٹ سب ٹرسٹیوں کی خدمت میں بھیجی جایا کرے گی۔ مگر بعض امور کیوجہ سے نہ کوئی اجلاس ٹرسٹیان ہوا اور نہ ہی اب تک ان باتوں پر عمل درآمد ہوا جنکا اعلان کیا گیا تھا۔ اب بعض احباب اور بزرگوں کی تحریک سے دوبارہ اس تجویز کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اور ٹرسٹیان کا اجلاس آخری ایام دسمبر میں ہوگا جس پر تمام امور کا فیصلہ ہوگا کہ مجلس ٹرسٹیان کے کون کون سے عہدہ دار ہونے چاہئیں۔ اور اسکے کیا کیا قواعد ہونے چاہئیں اور اس میں احباب کی شمولیت کس طریق پر ہونی چاہئے اور کون کون سے حقوق یا ذمہ داریاں اسکو مدرسہ کے متعلق حاصل ہونی چاہئیں۔ بالفعل اس میں صرف وہ احباب شامل سمجھے جاوینگے جنہوں نے بجواب سرکلر لیٹر جو منتظمین مدرسہ اور بعض دیگر احباب کیطرف سے شائع ہوئی تھی۔ پانچ روپیہ ماہوار چندہ دینا منظور کیا ہے۔ آخر میں تمام احباب سے یہ میری استدعا ہے کہ جو صاحب توفیق ہوتے انکو ایسے مشوروں میں ضرور شامل ہونا چاہئے تاکہ مدرسہ کا استحکام دن بدن بڑھے اور اسکی حالت روبہ ترقی ہو اور تمام احباب کو اس مدرسہ میں ایک نیا شوق پیدا ہو کر وہ اپنے اپنے یا اپنے دوستوں اور اقارب کے بچوں کو اسجگہ بغرض حصول تعلیم بھیجنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہی ایک بات ہے جس سے مدرسہ سے وہ پورا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے جسکے حصول کے لئے اسے قایم کیا گیا ہے۔

اسی اثنا میں یہہ بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ سرکلر لیٹر میں بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ علاوہ ٹرسٹیان کے ایک گروہ معاونین مدرسہ کا ہو جس میں وہ تمام لوگ شامل ہوں جو ایک روپیہ ماہوار چندہ دے سکتے ہوں اور اسکو بھی بذریعہ رپورٹ کے وقتاً فوقتاً حالات و آمدنی و اخراجات مدرسہ سے اطلاع رہے۔ اور وہ اسکی بہتری کی تجویز سوچتے رہیں۔ الغرض احباب نے جن کے نام چٹھی لکھی گئی تھی ٹرسٹی یا معاون ہونا منظور فرما لیا ہے جنہوں نے ابھی تک اطلاع نہیں دی وہ بہت جلد مطلع فرما کر مشکور فرماویں۔ ابتداء میں یہ تجویز بھی کی گئی تھی کہ چونکہ خود بخود چندہ دینے میں بعض احباب سے تساہل ہو جاتا ہے اسلئے جو احباب خود بخود ماہوار چندہ بھیجنے کی ذمہ واری نہ اٹھا سکیں ان سے آخیر مہینہ پر بذریعہ وی پی انکا ماہوار مقرر کردہ چندہ وصول کر لیا جاوے۔ بعد اس کے بعض دوستوں نے یہ کہا کہ وی پی کرنے میں مفت کا نقصان مدرسہ کا ہوگا اور اس لئے وی پی کی تجویز کو ملتوی کر دیا گیا تھا مگر ایک ہی مہینہ کے تجربہ نے بتا دیا ہے کہ وی پی کے ذریعہ وصولی مفید ہے۔ کیونکہ جب زیادہ چندہ جمع ہو جاتا ہے تو اسکا دینا دشوار ہوتا ہے کہ خود بخود بعض وقت یاد نہیں رہتا یہ گویا ایک ایسی تحریک ہوگی جس سے احباب کو اپنا مقرر کردہ چندہ وقت پر یاد آ جایا کرے گا۔ اور اسکی ضرورت کو بھی وہ محسوس کر سکینگے۔ بنابریں پھر یہی تجویز کی گئی ہے کہ ماسوائے ان احباب کے جو خود ہی چندہ بھیجنے کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں دیگر احباب سے بذریعہ وی پی چندہ وصول کر لیا جایا کرے۔ یہ تھوڑا سا خرچ وی پی کا انشاء اللہ بہت سے فوائد کا موجب ہوگا۔

آخر میں یہ التماس ہے کہ وی پی صرف اس لئے بھیجا جائیگا کہ بعض احباب نے خود اس طریق کو پسند فرمایا ہے کہ خود بھیجنے میں بعض وقت کسل ہو جاتا ہے۔ اور بہت بقایا جمع ہو جاتا ہے اور یہ عین موقع پر ایک تحریک ہو جایا کرے گی۔ والا اس سے یہ منشاء ہرگز نہیں کہ کسی دوست سے بالکراہ و جبر کچھہ وصول کیا جاوے۔ پس وی پی کو جو احباب بانشراح صدر وصول فرماویں فرماویں ورنہ دفتر میں اطلاع دیدیں کہ وہ خود ہی بھیجدیا کرینگے اسکے نام وی پی نہ بھیجا جاوے۔

الراقم۔ محمد علی سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ

چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں

(۱) حضرت اقدس کے نام جو منی آرڈر بھیجا جاوے وہ ایسا ہونا چاہئے۔ جو لنگر خانہ یا صرف حضرت کی ذات خاص کیلئے ہو بعض احباب کل مدات کا روپیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بھیجکر پھر اسکی تفصیل دیتے ہیں کہ فلاں مد میں اسقدر اور فلاں فنڈ میں اسقدر جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپکے اوقات ایسے فضول حسابوں سے خالی ہونے چاہئیں۔ اسلئے سوا ان دو مدات کے جنکا ذکر اوپر ہوا احباب روپیہ مدات متعلقہ میں بھیجا کریں۔ یا اگر اکٹھا بھیجنا ہو تو بجائے حضور علیہ السلام کے نام پر بھیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بھیجدیا کریں جسکو اس قسم کی تقسیم کی فراغت ہو۔

(۲) منی آرڈر کوپن عموماً خالی ہوتے ہیں یا ایسی ضروری باتیں نہیں ہوتیں مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ابھی حضرت اقدس کی جانب سے چند کوپن آئے ہیں ان میں سے ایک کوپن پر یہ عبارت ہے ۳ چندہ لنگر ۴ میگزین ۸ مسکین فنڈ ۲ کالج فنڈ نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کسطرح اور کس صاحب کے نام یہ روپیہ لکھا جاوے۔ ایک اور کوپن میں ہے کہ للعہ اشاعت میگزین کیلئے بھیجے جاتے ہیں نام عبدالمجید بی۔ اے درج ہے مگر پتہ ندارد اول تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام منیجر آنا چاہئے اب دوسری دقت یہ ہے کہ رسید کسکو بھیجیں ایک تیسرے کوپن میں ہے چندہ لنگر ماہ اکتوبر و نومبر ارسال ہے قبول فرمایا جاوے عاجز عطاء اللہ۔ رقم چندہ درج نہیں نہ کوئی تفصیل ہے نہ فرستندہ کا کوئی پتہ ہے۔ ایک اور کوپن میں درج ہے کہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ اسقدر ارسال ہے مگر تفصیل نہیں کہ لنگر خانہ کا کسقدر ہے اور مدرسہ کا کسقدر اور کس کس مہینہ کا ہے۔ نام درج ہے۔ پتہ ندارد۔ ایک کوپن بالکل خالی ہے غرضیکہ سوائے ایک کوپن کے کسی پر کچھہ بھی نہیں کسی پر پتہ نہیں کسی پر تفصیل نہیں۔ غرضیکہ ایسی صورت میں کوپن آتے ہیں کہ حساب کتاب صاف نہیں بن سکتا۔ پس آئندہ ہر ایک دوست جو چندہ بھیجے کوپن پر پوری رقم۔ اپنا نام (اور پتہ بہ تفصیل کہ کس مد کا چندہ ہے کس ماہ کا ہے سبب لکھا کریں تا حساب صاف رہ سکے۔ الراقم۔ محمد علی۔

عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اپنی مہربانی سے ایک موقع خدمت کا ہمیں دیا یعنی عید الفطر قریب آگئی ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم سب میں ہر ایک کے دل میں یہ خواہش اور آرزو ہو (آمین) کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ جو اسنے عید فنڈ کے نام سے کئی سال ہوئے کی تھی اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا ہر چند اس تحریک پر عمل ہوتا ہے لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جس جوش اور انتظام کے ساتھہ اسپر عمل ہونا چاہئے ابھی تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی اسلئے کہ عید فنڈ کی تقریب پر ایک روپیہ تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کیلئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجھہ لے پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھہ کی جماعت میں سے پانچ ہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو عیدین کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کیلئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہنے دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس عید پہ عید فنڈ کی تکمیل کا حتمی عہد کر لیں اور اپنے گاؤں اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کریں اور خود عید فنڈ کا روپیہ وصول کر کے اپنی مدرسہ کے نام بھیجدیں۔ الحکم کے ایکہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بھائیوں سے بھی عید فنڈ وصول کریں تو پانچہزار وہ دے سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض میں کا ایک جزو ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے۔ پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیوں کیلئے بیسیوں اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالےٰ کے لئے ایک روپیہ بھی الگ نہیں کر سکتے؟

میں امید کرتا ہوں کہ اس عید پر آئے ہوئے عید فنڈ میں گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی انشاء اللہ العزیز۔ اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کریگی۔

اس کے علاوہ یہہ بھی یاد رہے کہ صدقۃ الفطر مساکین فنڈ کیلئے بھیجا جائے اور روپیہ بھیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کر دی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکھا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میری کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی۔ اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائینگے تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی۔

تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیے۔ فقط

درخواست دعا۔ منشی محمد صدیق صاحب ... کا بچہ چند یوم سے بیمار ہے اسکے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ بچے کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوى القريه

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر للعہ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے - عـہ فقط

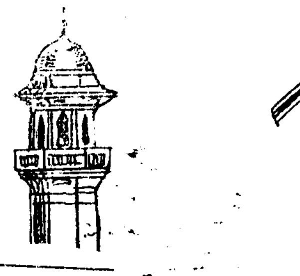

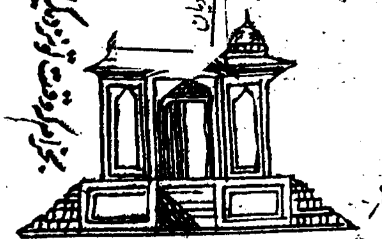

فہرست مضامین

نمونہ روزانہ الحکم

نمبر ۱/۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ - نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

پہلے اسکو پڑھ لیجیے

ناظرین الحکم اس قاعدہ اور دستور سے خوب واقف ہیں کہ ۱۰ - دسمبر کا الحکم ہمیشہ سالانہ قیمتوں کے وصول کرنیکے لئے وی پی کیا جاتا ہے + چنانچہ امسال بھی **حسب معمول** ۱۰ - دسمبر کا الحکم وی پی ہوگا + اس **اطلاع** کے سوا کوئی اطلاع کسی کارڈ کے ذریعہ ضروری نہیں سمجھی گئی جو صاحب ۱۰ - دسمبر کا الحکم وی پی لینے کو کسی وجہ سے طیار نہ ہوں وہ ۹ دسمبر **تک اطلاع دیں** کہ کونسا پرچہ انکے نام وی پی ہو + بصورت ثانی وہ اس امر کی احتیاط کریں کہ پرچہ کو واپس بھیجکر خادم دین وملت کارخانہ کو نقصان نہ پہونچائیں - سال گذشتہ میں بسا اوقات ہمدردان الحکم کی طرف سے یہ ناقابل ذکر سلوک کارخانہ سے ہوا ہے جو بجا زیر باری کا موجب ہوتا ہے - حقیقت شناس قوم کے لئے **قومی اخبار** کو ایسی شکایت پیدا ہونے کا موقع دینا سخت نامناسب ہے - **بہرحال ۱۰ - دسمبر کا الحکم** وی پی آتا ہے + **یاد رکھیے** -

ایڈیٹر

روزانہ الحکم کا اجرا

میں حسب وعدہ آج کے الحکم کے ساتھ **روزانہ** کا نمونہ شایع کرتا ہوں میں اسکے متعلق کوئی رائے اپنی طرف سے قایم کرنی بے سود سمجھتا ہوں - ہاں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یہ نرا نمونہ ہے اور کسی اخبار کے متعلق پوری رائے جب تک اسکے متعدد پرچے نہ پڑھے جائیں قائم نہیں کی جا سکتی + اسلیئے بعض صورتوں میں تو نمونہ بڑی محنت اور سعی سے طیار کیا جاتا ہے اور پھر اسکی حالت میں نمایاں انحطاط ہوتا جاتا ہے اور بعض اوقات نمونہ محض ایک ڈھانچا ہوتا ہے اور آئیندہ یوماً فیوماً حالات وقت کے لحاظ سے **ایک نمایاں ترقی** ہوتی جاتی ہے + اسلیئے اگر ناظرین الحکم پسند کرتے ہیں کہ اس قسم کا **روزانہ** ان کے لئے طیار کیا جاوے تو وہ درخواستیں بھیجیں اور بھجوائیں - اب کوئی زیادہ وقت نہیں رہا - صرف ۱۵ - یوم باقی ہیں اگر ان دنوں کے اندر پوری سو درخواستیں ہو گئیں تو سمجھیے **روزانہ کا اجرا** ہو گیا ورنہ ۱۰ - دسمبر کے الحکم میں روزانہ کے اجرا کے متعلق آخری اور انقطاعی فیصلہ شایع کر دیا جائیگا اگر روزانہ کے لئے **سو درخواستیں** بھی نہ آسکیں تو فی الحقیقت ایک افسوسناک امر ہوگا -

لیکن میں سمجھونگا دیر آید درست آید -

بعض احباب نے یہ رائے بھی دی ہے کہ اگر روزانہ جاری نہ ہو سکے تو الحکم کو ہفتہ میں **دو بار** کر دیا جاوے + میں اس تجویز کے متعلق بھی سردست کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا + بجز اسکے کہ پہلے روزانہ کے متعلق تو آخری نتیجہ دیکھنا چاہیئے - ہاں اگر **ناظرین الحکم کلی طور اس امر کا فیصلہ ایڈیٹر الحکم پر چھوڑ دیں کہ اگر وہ الحکم کو ہفتہ میں دو بار کرنا چاہے تو باضافہ قیمت عـہ/۸ مہینے میں آٹھ مرتبہ الحکم شائع کر دینے کا مجاز ہے اور ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید چندہ دیدینگے تو اسی سوال پر غور ہو سکیگا اسصورت میں صرف اس شخص کو اطلاع دینی چاہیئے جو اس تجویز سے** متفق نہ ہو - بہرحال روزانہ کے اجرا کا سوال قوم کے سامنے ہے خواہ وہ اسے مسترد کر دے یا قبول

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

تازہ الہام

۲۸ نومبر

(۱) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں -
(۲) قل میعاد ربک -
(۳) اسدن سب پر اداسی چھا جائیگی -
(۴) قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكرا -

بائبل کے اجماع نقیضین

یہ ایک ایسی دلچسپ اور قابل دید کتاب ہے کہ جسمیں انجیل کی تمام متضاد تحریروں کو ایکجگہ جمع کرکے کتاب کی صورت میں چھاپا گیا ہے اسکے مطالعہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ مروجہ اناجیل کو الہامی سمجھنا سخت غلطی ہے - عیسائیوں کو انکی غلطی منوانے کیلئے ہر ایک مسلمان کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے - قیمت ۲ محصول ۱

جناب سید امیر علیشاہ صاحب سیالکوٹ آگئے ہیں ان کے خطوط یہاں آئیں +

ڈائری

۲۰- نومبر ۱۹۰۵ء

آج کل اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا علی العموم معمول ہے کہ صبح کو دس بجے کے قریب بیت مہمان خانہ میں جہاں سیٹھ عبد الرحمان صاحب فروکش ہیں۔ تشریف لے آتے ہیں دوسرے احباب بھی حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور ۱۲ بجے کے قریب تک وہاں بیٹھے رہتے ہیں۔

کل آپ نے قبل ظہر اپنا تازہ الہام سنایا جو ۱۹ کی شب کو ہوا۔ فرمایا

رات عجیب طرز کا الہام تھا۔ اگرچہ اس سے پہلے اس مفہوم کا ایک الہام ہو چکا ہے۔ مگر یہ طرز عجیب ہے۔

انی معک یا ابن رسول اللہ

دوسرا الہام اس کے ساتھ یہ ہے۔

سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ **علیٰ دین واحد** اسپر فرمایا۔ پہلے ایک الہام ہوا تھا جس کو عرصہ ہوا ہے سلمان منا اہل البیت علیٰ مشرب الحسن۔ **بصالح بین** الفئتین۔ یہ الہام ۱۹۰۱ء کا ہے اور الحکم میں چھپا ہوا ہے۔ ترجمہ۔

اور اب یہ الہام ہوا ہے۔ جسمیں مجھے ابن رسول اللہ کہا گیا ہے۔ دوسرے الہام کے متعلق فرمایا۔ کہ یہ امر جو ہے۔ کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دین واحد۔ یہ ایک خاص قسم کا امر ہے۔

احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ خون نہ کرو وغیرہ۔

اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو اس کی خلاف ورزی کرینگے۔ جیسے یہود کو کہا گیا۔ کہ توریت کو محرف مبدل نہ کرنا۔ یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غرض یہ امر شرعی ہے اور یہ اصطلاح شریعت ہے۔

دوسرا امر کونی ہوتا ہے۔ اور یہ احکام اور امر قضا و قدر کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ جیسے

قلنا یا نار کونی بردا سلاما

اور وہ پورے طور پر وقوع میں آگیا۔ اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے یہ بھی اس قسم کا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ مسلمانان روئے زمین علیٰ دین واحد جمع ہوں۔ اور وہ ہو کر رہینگے۔ ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ ان میں کوئی کسی قسم کا ہی اختلاف نہ رہے۔ اختلاف بھی رہیگا۔ مگر وہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں۔

۲۶- نومبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

سید امیر علی شاہ کے ساتھ مخدوم الملۃ کا ذکر چل پڑا۔ حضرت مولوی عبد الکریم ؓ کے ذکر پر فرمایا مولوی صاحب ہر تقریب اور ہر جلسہ پر یاد آجاتے ہیں۔ انکے سبب لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ وہ بڑی زبردست تقریر کرنے والے تھے۔ میں نے مقابلہ کر کے خوب دیکھا ہے۔ انکے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور بجز اس کے میں سمجھتا ہوں۔ اور کچھ تھا ہی نہیں۔ اور اس حد تک تھا۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دوسروں میں وہ نہیں۔ میں ان سے بہت عرصہ سے واقف ہوں۔ اسوقت بھی میں نے ان کو دیکھا تھا۔ جب وہ نیچری تھے۔ اسوقت بیعت بھی کر لی تھی۔ لیکن ابھی بعض امور ان کے دل میں تھے۔ چنانچہ مسیح کے بے پدر ہونے پر مجھ سے گفتگو ہی کیا کرتے تھے۔ اور کئی بار کہا کرتے کہ ان کا ہی فیصلہ کر دو۔ مگر میں انہیں جواب دیا کرتا کہ ہمارا یہی مذہب ہے۔ کہ وہ بن باپ ہوئے اس کا زبردست ثبوت یہ ہے۔ کہ یحییٰ اور عیسیٰ کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا ہے۔ پہلے یحییٰ کا ذکر کیا۔ جو بانجھ سے پیدا ہوئے۔ دوسرا قصہ مسیح کا اس کے بعد بیان فرمایا۔ جو اس سے ترقی پر ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ وہ بن باپ ہوئے۔ اور یہی امر خارق عادت ہے اگر بانجھ سے پیدا ہونے یحییٰ کے بعد باپ سے پیدا ہونے والے کا ذکر ہوتا۔ تو اسمیں خارق عادت کی کیا بات ہوئی۔ اور عیسائی جو ان کے بن باپ ہونے سے خدا بنا تے ہیں۔ اس کا جواب دوسری جگہ دیدیا

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔

اب اگر بن باپ پیدا ہونے والا خدا ہو سکتا ہے۔ تو پھر جس کا ماں اور باپ دونوں نہ ہوں۔ وہ تو بدرجہ اولیٰ خدا ہوگا۔ مگر انکو وہ خدا نہیں مانتے۔ اور ایسا ہی یحییٰ میں بھی خدائی ماننی چاہئے۔ کیونکہ وہ بانجھ سے پیدا ہوئے تھے۔

غرض

اوائل میں اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی تھیں۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے انکی معرفت زیادہ کی تو ایک دن کہنے لگے

آپ گواہ رہیں۔ آج سے میں نے سب گفتگو بیکار ترک کر دیں۔ اس کے بعد موت تک بجز تسلیم اور کچھ نہ ہوگا۔

اور پھر میں نے دیکھا۔ کہ اس دن کے بعد موت تک واقعی یہی حالت رہی کہ رضا اور تسلیم کے سوا کوئی اور بات تھی ہی نہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کے خطبات سنے ہیں۔ وہ بات جانتے ہیں کہ ان میں بجز میرے حالات اور ذکر کے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات میں نے سنا۔ کہ بعض آدمی اس امر کو کسی حد تک پسند نہیں کرتے۔ مگر وہ بجز اس کے اور کچھ کہنا نہ چاہتے تھے۔"

اس مقام پر میں نے عرض کی۔ کہ حضور! مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ تقریر اور کلام میرے نزدیک حرام ہے جس میں حضرت مسیح موعود کی سچائی کا ذکر نہ ہو۔ یہ الفاظ سنکر میں نے دیکھا۔ کہ آنحضرت کی آنکھوں پر نم ہو گئی تھی۔ لیکن ان لوگوں کا ضبط اور صبر (یا مومور) لا نظیر ہوتا ہے۔ اس لئے ضبط کا نمونہ دکھلایا۔ مگر چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اور اس میں خاص قسم کی درخشندگی پائی جاتی تھی۔ پھر اس ذکر کے سلسلہ میں فرمایا۔ کہ ان کی بڑی بیوی نے رؤیا دیکھا تھا۔ کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ میری محبت میں فنا ہو گئے تھے۔ اچھا اللہ تعالےٰ مغفرت کرے۔ آمین ثم آمین۔

مولوی صاحب کے اس ذکر کے بعد سید امیر علی شاہ نے جماعت علی کا ذکر کیا۔ کہ وہ ان کی موت کو اپنی پیشگوئی کی بنا پر ظاہر کرتا ہے۔

اسپر فرمایا۔ موت فوت سے تو کوئی نہیں رہ سکتا انبیاء علیہم السلام پر بھی موت آئی۔ انہیں ٹھٹھا کرنا اور اس قسم کی شیخیاں اچھی نہیں ہوتی ہیں اسی طرح شیعہ بھی کہتے ہیں۔ اگر پیشگوئیاں اور خوارق یہی ہوتے ہیں تو پھر یزید کی کرامت کا بھی ان کو قائل ہونا پڑے گا۔ افسوس یہ لوگ نہیں سوچتے۔ کہ راستباز وہی ہے جسکی شہادت خدا دے۔ اور کسی قہر کے وقت امتیازی رنگ اسکے ساتھ ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعونی تباہ ہوئے۔ مگر موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں کو اللہ تعالےٰ نے بچا لیا۔

اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ طاعون کا ذکر چل پڑا۔ آپ نے پرانی رؤیا ہاتھی والی بیان کی۔ اور بالآخر فرمایا۔ کہ میرا الہام تو یہی ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔

جب تک پوری تبدیلی اور اصلاح نہیں ہوتی خدا تعالےٰ کا یہ عذاب ٹلتا نظر نہیں آتا۔

دار الامان میں عید الفطر

(۱) ۲۸- نومبر ۱۹۰۵ء کو دار الامان میں عید ہوئی کپورتھلہ۔ تلونڈی ضلع سیالکوٹ۔ ضلع ہوشیارپور ضلع جالندھر۔ ضلع ملتان سے بعض احباب نماز عید میں شریک ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔

(۲) حسب معمول سابق حضرت حکیم الامۃ نے نماز عید پڑھائی اور نماز کے بعد ایک لطیف پُر مضمون اور ضروریات وقت کے حسب حال خطبہ پڑھا جو کسی دوسرے وقت الحکم میں انشاء اللہ شایع ہو سکے گا۔

اس خطبہ میں اول آپ نے خطیب یا لیکچرار کے اقسام بیان کئے پھر اسی ضمن میں ان کے مقاصد اور اغراض کی تقسیم کی۔ ازاں بعد یہ ظاہر کیا کہ الحمد شریف قرآن شریف کا متن ہے اور سارا قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی اور صحابہ کرام کے مساعی جمیلہ اسکی تفسیر۔

اس دعوے کو آپ نے نہایت قابلیت اور لطافت کے ساتھ قرآن شریف کے پہلے چار رکوعوں میں دکھایا یعنے سورۃ فاتحہ کو بطریق مختلفہ دکھایا کہ کس طرح ان رکوعات میں اسکی تفسیر موجود ہے۔ خطبہ پانچویں رکوع پر تھا۔ اسلئے پہلے تمہید کے طور پر ظاہر کیا کہ انسان کس طرح بعض اوقات منعم علیہ ہو کر مغضوب ہو جاتا ہے۔ یہودی قوم کو تمثیلاً پیش کیا۔ پھر نصاریٰ کے حالات ظاہر کئے۔

بالآخر مسلمانوں کو بتایا کہ تم خیر الامم کہلائے سب سے بڑھ کر تم پر انعام ہوئے لیکن باوجود یکہ تمہیں غیر المغضوب کی دعا سکھائی گئی تھی۔ مگر تم نے اس کی پروا نہ کی۔ مسلمانوں کی حالت موجودہ علماء۔ صلحاء۔ امراء کے نظارہ سے دکھائی اور بتایا کہ علماء قوم کا دماغ۔ صلحاء قوم کا دل اور امراء اعضاء تھے۔ مگر اب سب میں فساد ہے۔ اس فساد سے **ضرورت امام** پر بحث کی اور پھر امام کے خواص اور صفات کا ذکر کیا۔ اس کی صحبت اور عقد ہمت سے بہرہ مند ہونے کی راہیں دکھائیں + قوم کو وحدت کی طرف متوجہ کیا + بالآخر قومی ضرورتوں سے آگاہ کیا یہ نہایت مختصر خلاصہ میرے اپنے الفاظ میں اس خطبہ کا ہے جو حضرت حکیم الامۃ نے پڑھا۔ اس خطبہ کے ضمن میں آپ نے قوم کو قوم بنانے کے اصولوں کی بھی تعلیم کی۔ اور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد اور اغراض کی طرف پورے زور کے ساتھ متوجہ کیا۔ **جزاہ اللہ احسن الجزاء**۔ دو گھنٹہ تک خطبہ پڑھا +

ترکیب بند

متضمن تعزیت حضرت مخدوم الملت اخو معظم مولینا مولوی عبدالکریم صاحب صافی سیالکوٹی طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

(ازخاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی)

چیست عالم راکہ شد تاریک وتار
آسمان راچیست گرد بیقرار
ازچہ مہر وماہ روپوشیدہ اند
در دوائے نیلگون لیل ونہار
ازچہ میگرید سحاب نوحہ زن
یادہم سر برزند از اضطرار
لرزہا اندر زمین افتادہ است
جنبشے آوردہ درکوہ وحصار
چشمہا گریان زاندوہ درون
سنگہا غرقاب اشک آبشار
دشتہا رانیش خار اندر جگر
سبزہ فرش ماتمی در مرغزار
وحشتے افتادہ درجان وحوش
درطیور آمد فراق وانتشار
ازچمن رونق برون بنہادہ پا
وازخزان افسردہ شد باغ وبہار
ازنوائے نالہائے عندلیب
گل گریبان چاک کردہ باربار
ازشکست رنگ گلہا بوئے یاس
دررسید اندر مشام شاخسار
ہیچۂ ماتم زدہ در گوش خلق
نوحۂ نالئے نواہائے ہزار
سینہا را مجمع البحرین کرد
رودبار دیدہ ہائے اشکبار
ہست اظہار عزائے بندۂ
مومنے سرپیش حق افگندۂ

جان پاکان نور حق عبدالکریم
جانفدائے حضرت رب رحیم
پاک بازے زاہدے خوش منظری
طلعت پاکش شفائے ہر سقیم
زنگ دلہارا کلامش صیقلے
چون ید بیضائے موسائے کلیم
منطقش آرایش حسن کلام
حجتش چون تیغ بر فرق لئیم
مبلغ علمش صفا وصدق ودین
فہم او گلہائے معنی را نسیم
شمع بزم مہدی عیسے خطاب
گلبن تو یادۂ باغ نعیم
رفض را از بیخ وبن انداختہ
تعبت تثلیث راکردہ دو نیم
دمغ باطل بومقصود دلش
بہر حق استادہ باقلب سلیم
آنچنان افگند بتہا راکہ حق
کافرے را افگند اندر جحیم
بلبل شیدائے جنت آشیان
نغمہ سنج حرف وحدت در حریم
طوطی شکرفشان شیرین لبے
شاخ طوبائے فصاحت رامقیم
رفت سوئے خلد اعلے دردمے
زد پر پرواز برعرش عظیم
مرحبا گویان ملائک در رکاب
قدسیان استادہ بہر فتح باب
پہلوانے صالحے ۔ دین پرورے
ازبرائے دین احمدؐ چاکرے
نصرت دین جسم وجانش راغذا
پیش روئے دشمنان چابک ترے
غیرت دین قوت جان ودلش
بس ہمین خوردہ زشیرے مادرے
ازریا وعجب ونخوت دورتر
جامۂ تقوی کشیدہ دربرے
الفت جان محمدؐ جان او
بربلند بہائے الفت برترے
جذب حبش آنچنان ممتاز کرد
شد بعشاق محمدؐ فاخرے
دیدۂ جانش بروئے مصطفےٰ
چشم خوش بینش نہ دیدہ دیگری
الفتش درجان ونامش برزبان
صورتش درچشم ودردل دلبرے
پیش احمد بہر احمد آمدہ
درتلاشش یار شوریدہ سرے
دید احمد را باحمد آشکار
صورتش درصورتش جلوہ گرے
زان نشست اندر حریم قادیان
تادم آخر نہ جنبید از درے
دلفگارے عاشق روئے کسے
والۂ شیدائے گیسوئے کسے
مومنے ۔ متخشّعے ۔ مستغفرے
ازپئے دین برمصائب صابرے
درس قرآن مقصد جان ودلش
قاریٔ درعلم قرآن ماہرے
تا بپاہوس راکشیدے قرنش
حسن صورت قرنش را زیورے
خوش خطیبے ۔ چون بمنبر آمدے
گل فشاندے ازلبش یا گوہرے
نقش کردے حرف حق برلوح دل
دورکردے نفس را ازہر شرے
چون پئے تبلیغ حق حاضر شدے
نصب کردندے برایش منبرے
پیش روئے خلق استادے چوشیر
نے بدل رعبے نہ بارش برسرے
سامعین رادل ربودے ازبیان
حسن صوتش ہمچو سحر ساحرے
درصماخ گوشہا حق برزدے
مومنے پیش آمدے یا منکرے
بہر الزام خصیم حیلہ گر
چشم عالم زو ندیدہ بہترے
دردعاہا اشک حسرت ریختے
جامۂ اخلاص کردہ دربرے
رونق اسلام ازحق خواستے
چہرۂ دین متین آراستے
مخلصے ۔ درعلم وایمان محکمے
مشفقے ۔ مر دوستان راہمدمے
عارفے عالی دماغے شاعرے
خوشگافے ۔ نکتہ سنجے ۔ عالمے
مرغ فہمش برپریدے چون باوج
صید معنے راگرفتے دردمے
چون بہ بزم دوستان گفتے سخن
بردل خستہ نہادے مرہمے
چون کشادے عقدۂ اسرار حق
منتشر کردے گہر چون شبنمے
گل فشاندے وقت شرح مدعا
وازسرتہا غلط کردے غمے
قانعے ۔ کز بہر این دنیائے دون
پیش کس پشتش نگردیدہ خمے
شیشۂ اسکندری عکس دلش
صورت تدبیر او جام جمے
نعمت حق بود بہر مومنان
طالب دین راعطائے منعمے
صحبتش تریاق بود ازبہر دل
فرقتش ازبہر جان بودہ سمے
بود شادی زو نصیب دوستان
قسمت اعدائے ملت ماتمے
بلبلان رادرچمن بنواختے
زاغ راکاشانہ جرہم ساختے
رفت پیش یار خود شادان شدہ
روئے او ازنور حق تابان شدہ
ازوصال دلبرش آرام یافت
رستگار ازکلفت ہجران شدہ
قدسیان زیر لوار رتبتش
ازعلو مرتبت حیران شدہ
سعی او مشکور بہر دین حق
برصد افتہائے دین قربان شدہ
دیدۂ اخوان زدرد ہجراو
ریختہ خون جگر گریان شدہ
دل پئے تحصیل اطمینان وصبر
دردعاہا پیش حق نالان شدہ
آمد ازحق مر مبارک را نوید
کاے رفیقت داخل رضوان شدہ
دیدمش درحمد وتسبیح خدا
زینجہان بے بقا پنہان شدہ
یافتہ ازحق حیات جاودان
تاج پوشش مسند غفران شدہ
گفتمش اے پاک باز روزگار
این حیاتت آیت رحمان شدہ
خلق میگوید کہ صافی مردہ است
زندہ مے بینم ترا خوش جان شدہ
متقی را ازجناب کبریا
زندگی بخشند ہمچون انبیا
حبذا آن نخلبند باغ دین
رفت ازیک جست درخلد برین
مرحبا خوش ہمتے کز یک قدم
طے نمود ازآخرین تا اولین
زینجہان بانیکنامی ہاگذشت
بود اندر نیکوان مسند نشین
بود مقصودش رضائے کردگار
شغل او پیش خدا سر برزمین
داستان حضرت رب الجلیل
خط مقبولی کشیدہ برجبین
درمیان ملاء اعلےٰ دررسید
برزبان قدسیان صد آفرین
درگروہ عارفان سلسلہ نام یافت
حق نما وحق ستا وحق گزین
ہرکجا تصدیق حق رابرنشست
شمع بزم کذب را بازد آستین
حب او داخل شدہ درجذر قلب
جان او با جان ہر مومن قرین
مومنے ۔ گروزن ایمانش کند
کوہ ہم باشد سبکتر بالیقین
کیست آن کز فیض او باشد تہی
کوکہ بود منت او را رہین
رحمت حق باد برجان او
یاد در فردوس نقش شان او

[illegible]

آخر این دارِ فنا رحلت است
زین سوئے شہرِ خموشان ہجرت است
بادشاہا نزا ازین ہم چارہ نیست
انبیا را ہم فنا از حکمت است
کس نماندہ کس نماند در جہان
دوستان - این ماجرا بے شبہت است
اہل دنیا را فنا ذلّت بود
اہلِ حق را مرگ عز و رفعت است
تلخ نز از بہرِ شان جامِ ہلاک
بہرِ اینان ہمچو شیرین شربت است
فکرِ دنیا اہلِ دنیا را جحیم
ترکِ دنیا اہل را جنت است
غافلے سوزد بنارِ حرص و آز
ہوشیارے روز و شب در راحت است
دل بجندلے دوست در دنیا ردون
الفت آن درد و رنج و زحمت است
دل بجنّت آخرت مشغول دار
غفلت از عقبیٰ نشانِ شقوت است
کارِ دونان فکر این فانی سرا است
کارِ پاکان بہرِ عقبیٰ محنت است
ہمچو مردِ حق گزین عبد الکریم
کآشنائے موجِ بحرِ رحمت است
مرغِ جانش چون بحق پرواز کرد
دستِ رضوان بابِ جنّت بازکرد
اے خدا اے ذو الجلال کردگار
اے رحیم بندگان آمرزگار
اے عزیزِ خاطرِ ہر خستہ جان
اے رفیقِ جانِ ہر محنت گزار
اے نصیرِ حامیانِ دینِ حق
فاتحِ ابوابِ رحمت بر خیار
اے فدائیت خاطرِ صافی دلان
اے بنامت جانِ ہر مومن نثار
ہمچو جان بندۂ عبد الکریم
بر روانش ابرِ رحمتہا ببار
رونق افزا جنان کن روحِ او
جانِ او کن باغِ جنت را بہار
سازِ قرآن را شفیعِ تربتش
ہمچنان کو بود بہرش غمگسار
خادمِ قرآن ز اہلِ ملتش
مثلِ آن مخدومِ ملت کن ہزار
اہلِ ملت را بگردان مثلِ او
بہرِ فرمانِ مسیحا پاسدار
اہلِ ملت را بدہ ایفاءِ عہد
ہمچو آن مردِ نکوکن برقرار
محو کن نقشِ بدی از لوحِ دل
واز ہوائے نفس و شیطان دور دار
جملہ را کن بر رہِ طاعت روان
واز عقوبتہا بدار اندر امان

سفر نامۂ دہلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا)

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

رؤیا ۲۲- اکتوبر کی صبح کو جیسا کہ قرار پاچکا تھا اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دار الامان سے سوئے دہلی روانہ ہونے کو تھے - اسی رات میں آپ نے ایک رویا دیکھی جو الحکم میں چھپ چکی ہے مگر سفر نامہ کے ضمن میں بھی اسکا درج ہونا ضروری ہے اور وہ یہہ ہے

"دیکھا کہ دہلی گئے ہیں تو تمام دروازے بند ہیں پھر دیکھا کہ ان پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ پھر دیکھا کہ کوئی شخص کچھ تکلیف دینے والی شے میرے کان میں ڈالتا ہے میں نے کہا تم مجھے کیا دکھہ دیتے ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دکھہ دیا گیا ہے"

اس رؤیا کے دو حصّہ ہیں ایک وہ جو میں نے جلی قلم سے لکھا ہے اور دوسرا وہ حصّہ جس میں کسی تکلیف دہ شے کا کان میں ڈالا دکھایا گیا ہے - یہ رؤیا آپ نے روانگی سے پہلے قادیان میں سنادی تھی اور سٹیشن بٹالہ پر خاکسار اور دوسرے احباب نے اعلےٰ حضرت ہی کی بلاواسطہ سُنی - میں اس رؤیا کی تصدیق آگے چلکر بتاؤں گا - سر دست یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس سفر میں دہلی اور دوسرے مقامات پر جو پیش آنے والا تہا اسکی خبر اللہ تعالے نے اپنے برگزیدہ بندہ کو پہلے سے دیدی تھی۔

ضمنی بات میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سفر دہلی کی تقریب بظاہر تو حضرت ام المومنین علیہا السلام کے اپنے اقارب و اعزا سے ملنے کی تھی لیکن اللہ تعالے کے مامور و مرسلوں کی اوقات بڑے قیمتی ہوتے ہیں اور وہ کبھی ایک دم بھی اپنے غرض سے غافل نہیں ہونا چاہتے بظاہر کچھہ شک نہیں یہی امر تہا مگر جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اسباب اہل مدینہ کی روحانی تربیت مقصود تھی جو مکہ نہ آسکتے تھے۔ اسی طرح یہ اس سفر میں حضرت حجۃ اللہ کا منشاء تبلیغ منشاء ربانی تہا اور یہ سفر اسکے لئے بہانہ ہوگیا - وللہ در من قال -

من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم

غرض

روانگی از قادیان اعلےٰ حضرت ان پاک اغراض کو لیکر دار الامان سے ۲۲ راکتوبر ۱۹۰۵ء کو اتوار کے دن صبح کو آٹھ بجے کے قریب روانہ ہوئے - اسباب ایک گڈے پر رکھہ رات کے چار بجے کے قریب افغانی احباب اور پیر مہدی حسین صاحب کی نگرانی میں پہلے بہیجد یا گیا تھا -

چونکہ آپ نے قیام دہلی کے لئے صرف چند روز تجویز کئے تھے اسلئے آپ کے ہمراہ دار الامان سے بہت ہی مختصر جماعت خدام کی ساتھہ ہوئی - یعنے آپکے اہل بیت اور خاد مہ عورتوں کے سوا مندرجہ ذیل خدام کو آپکے ہمراہ ہم سفر ہونے کا شرف حاصل ہوا (۱) حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی - (۲) عالی جناب سیٹھہ عبد الرحمان صاحب مالک ساجن کوٹھی مدراس (۳) ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور (۴) مولوی عبد الرحیم صاحب میرٹھی - (۵) مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر (۶) خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری - (۷) شیخ غلام احمد صاحب نومسلم (۸) بابو نور الدین صاحب کلرک ڈاکخانہ (۹) شیخ حامد علی صاحب - (۱۰) خاکسار ایڈیٹر الحکم -

میں چونکہ حضرت اقدس کے ایماء اور ارشاد سے ایک دن پہلے بٹالہ سٹیشن پر گاڑی کے ریزرو کرانے کے لئے آگیا تہا اسلئے دار الامان سے روانگی کا نظارہ پورے طور پر نہیں دکہا سکتا - لیکن عام طور پر جیسا کہ پہلے کئی مرتبہ مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے) - قادیان کی جماعت اپنے ولی نعمت آقا و مرشد کی مشایعت میں دور تک ساتہہ آئی - اور بعض طالب علم جیسا کہ برادرم مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں حضرت اقدس کی سواری کے ساتہہ جوش محبت و اخلاص میں بٹالہ تک دوڑتے آئے یعنے مولوی احمد نور صاحب کابلی - شیخ عبد الرحیم صاحب اتالیق صاحبزادگان نواب صاحب - میاں شادیخان صاحب - اور یہ لڑکے بہی ساتہہ تہے - عبد الرحمان بن شادی خان - صوفی عبد اللہ - عبد اللہ درزی میاں مظہر حق -

بٹالہ سٹیشن حضرت اقدس کی روانگی کی خبر سکہوں ہی کسی طرح پہونچ گئی تھی اسلئے وہاں کے مخلص احباب میاں جمال الدین اور برادر عزیز منشی عبد العزیز صاحب پٹواری بہی شرف زیارت کے لئے آگئے تہے اور بٹالہ کی جماعت بہی موجود تھی - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۰ بجے کے بعد بٹالہ پہونچے - اور سٹیشن پر ایک خاصہ اژدہام زایرین کا ہوگیا -

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملاقات ابھی اعلےٰ حضرت تشریف نہ لائے تہے اور میں اور دوسرے احباب سٹیشن پر موجود تہے اتنے میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سٹیشن پر ۱۰ بجے کی گاڑی میں امرتسر جانے کے لئے تشریف لے آئے - ساتہہ انکا ایک بچہ بہی تہا - میں نے انکو اور انہوں نے مجھے دیکھ لیا - اپنے بہائی صاحب کو کسی امر کے متعلق تاکید کر رہے تہے اور ایک شیعہ صاحب بہی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تہے - مجھے دیکھتے ہی کہا - **یعقوب** کدہر؟

خاکسار - حضرت اقدس دہلی جاتے ہیں میں بہی آپکے ہمراہ جاؤں گا -

محمد حسین - تم ابہی تک مرزائی ہو -

خاکسار - الحمد للہ اسوقت تک خدا تعالے کے فضل سے احمدی ہوں اور دعا ہے کہ اسی پر خاتمہ ہو اور آپ کو بہی شامل ہوتا ہوا دیکھ لیں -

محمد حسین - میرا رسالہ پڑھ لیا ہے -

خاکسار - ہاں آپ نے مجھے تو بہیجا نہیں لیکن بیٹے سے پڑھ لیا ہے - اس رسالہ کو پڑھ کر مجھے آپ پر بہت رحم آتا ہے -

محمد حسین - (شیعہ صاحب سے خطاب کرکے) تم میرا احسان مانو -

شیعہ - تمہارا احسان کس بات کا -

محمد حسین - تم نے وہ اشتہار مرزا کا نہیں پڑہا - جو ابہی اس نے شایع کیا ہے جس میں حضرت امام حسین کی بڑی تعریف کی ہے -

شیعہ - اس میں تمہارا احسان کیا ہے؟ اشتہار مرزا صاحب نے دیا اور احسان تمہارا -

خاکسار - مولوی صاحب! اس سے بہتر تہا کہ آپ یہ احسان نہ جتاتے تاکہ آپکو شرمندہ نہ ہونا پڑتا - یہ مرض آپکا ابہی گیا نہیں ہے جا فخر آپ کو خوا مخواہ ہے

محمد حسین - ان کو معلوم نہیں وہ اشتہار میرے رسالہ ہی کو پڑھکر انہوں نے شایع کیا ہے -

خاکسار - آپ کے رسالہ کو تو انہوں نے دیکھا بہی نہیں اور وہ دیکھنے کے قابل چیز ہی کیا ہے - اس رسالہ کو تو جو شخص پڑہیگا اسکو آپ کی حالت پر بہت رحم آئیگا -

محمد حسین - تم تو پیشگوئی کرتے تہے کہ رسالہ بند ہوجائیگا نکلا یا نہیں -

خاکسار - آپ ہی بتائیں بند ہوا یا نہیں یہہ نکلنا تو بند ہونے سے بدتر ہے دو دو سال کے بعد بہی کبہی نکلا - اور پہر بیچ میں ایک ایک سال گم - جو حالت رسالہ کی ہے وہ اس مرتبہ کے رسالہ کا دوسرا صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے -

یہاں رسالہ محمد حسین کے صفحہ ۲ کے بعض حصّے میں ناظرین الحکم کی خاطر

درج کرنے ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہین

محمد حسین - اب دیکھو گے کیا ہوتا ہے ؟

خاکسار - پہلے آپ نے کہکر لیا ہے جو آیندہ کرلوگے + آپ کو انہین تعلیون نے خراب کیا - جب یہ تکبر نکل جائیگا - پھر خدا تعالے کے وعدہ کے موافق رجوع کرلوگے -

محمد حسین - مین ہرگز نہین کرونگا -

خاکسار - یہہ اسوقت کی بات ہے اسوقت آپ کو ندامت ہوگی کہ میرے کیا دعوے تھے - آپ کے اس رجوع کی خبر کیوجہ سے آپ پر بہت رحم آتا ہے - اور ہم منتظر ہین کہ آپ کی اس حالت کو بھی دیکھ لین -

مولوی صاحب ! آپ کی **خانہ بربادی** کا بھی بڑا افسوس ہے - مرزا صاحب کی مخالفت آپ کو سستی نہ پڑی اولاد کا وہ حال ہوا - گھر ویران ہوگیا - رسالہ کی یہ حالت -

محمد حسین - مین تو جانتا ہون مرزائی کرامت مشہور کرے گا - اسلئے مین نے پہلے ہی اس کے جواب کا فکر کیا ہے - دوسرے رسالہ مین جواب نکلے گا اسپر بحث کرونگا - اس رسالہ کو جب مین نے شائع کیا تھا مجھے خیال ہوگیا تھا کہ وہ کہدیگا -

اے بپئے تکفیر من بستہ کمر

خانہ ات ویران تو در فکر دگر

خاکسار - مولویصاحب ! جادو وہ جو سر چڑہ بولے ! آپ کو خود معلوم ہوگیا ہے کہ یہہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے ورنہ آپکو اسکی تردید کی فکر کیون ہوئی - اور آپ کا رسالہ اسپر شاہد ناطق ہے -

اس کے بعد سلسلہ کلام بدل گیا - مینے کہا سُناؤ آپ کے **روحانی فرزند** کے حق مین فیصلہ آرہ شائع ہوگیا ہے -

محمد حسین - اسی غرض کے لئے تو مین امرتسر جاتا ہون اور پھر آرہ جاؤن گا - وہ فیصلہ غلط ہے مینے چالیس ورق کا ایک اپیل لکھا ہے - مین اس دفعہ آرہ جانا نہین چاہتا تھا مینے ان کو لکھدیا تھا کہ کیتی ہی اہل حدیث نہین اسپر انہون نے مجھے لکھا کہ آپ **اصلاح** کے لئے آئیے - اسواسطے اب مین جاؤنگا - چنانچہ یہہ خطوط دیکھو جو انہون نے مجھے لکھے -

چند خطوط مجھکو دکہائے کہ مین اب ثابت کرونگا کہ کوئی اہلحدیث نہین ہے

خاکسار - یہہ بڑا اچھا کام ہے صفایا کرو -

محمد حسین - ہان تم تو چاہتے ہو کہ یہ گھر مین لڑتے رہین اور ہمارا کام بن جاوے -

خاکسار - تمہارے گھر مین پہوٹ پڑنا تو لازمی امر ہے - اللہ تعالے نے پہلے سے اس کی خبر دیچکا ہے باقی یہ کہ تمہاری باہمی مخالفت یا اتفاق سے ہمارا کیا فائدہ یا نقصان ہے - ہمارے مقابلہ مین تو آپ سب اکہٹے ہین اور ہم تو چاہتے ہین کہ آپ سب اکہٹے ہوکر ہمارا مقابلہ کرتے رہین تاکہ اللہ تعالے کی عظمت اور سلسلہ عالیہ کی سچائی اور بھی زور سے ثابت ہو - کیا آجتک آپ سب نے مل کر ہمارے سلسلے کے خلاف کارروائیان نہین کین اور اس رسالہ مین تو آپ نے حد کی ہے کہین کسی کو بہڑکایا ہے کہین گورنمنٹ کو اکسایا ہے -

محمد حسین - مرزا صاحب نے جو چٹھی گورنمنٹ کے نام شائع کی تو مین نہ لکھتا - یہہ تو مین جانتا ہون کہ ان تحریرون پر کوئی نوٹس نہین لیگا -

خاکسار - خوب ! آپ کو پہلے ہی سے اپنی ناکامی کا علم بھی ہے - اور باوجود اس ناکامی کے علم کے پہر قلم اٹھانا آپ ہی کا کام ہے -

محمد حسین - مینے تو صرف مقابلہ کردیا ہے - خواہ کوئی سنے یا نہ سُنے -

خاکسار - پہر اس مقابلہ مین آپ کو سچ جہوٹ کی کیا غرض - ایک مقصد جو مقابلہ رکھہ لیا کہ وہ جو کچھ کہین اسکا جواب ضرور دینا - یہہ طریق اچھا نہین ہوسکتا -

محمد حسین - تم تو کہانے کے لئے ایسا کرتے ہو !

خاکسار - حب آپ تائید کرتے تھے کیا کہاتے کیواسطے کرتے تھے - اور اب مخالفت بھی اسی وجہ سے کر رہے ہو اور اگر مرزا صاحب نے پیسہ دیکر تائید کرائی ہو تو سب سے پہلے تو سب سے پہلے آپ ہی کو نساہتہ ملاتے - حالانکہ آپ کہتے بھی تھے کہ مجھے ذرا تخلیہ مین سمجھا دو مین سب کو منوادونگا اور خاموش کرادونگا -

پھر آپ نے کہا کہ مین گرادونگا ابتدائے دعوے کا زمانہ تھا مخالفت عام تھی آپ کے پاس کسقدر روپیہ انہون نے بھیجا کہ آپ مخالفت نہ کرین -

پہر اور جنہون نے مخالفت کی اور آپ بھی اومین سے اکثرون کو جانتے ہین کہ وہ کرایہ کے مخالف ہین اگر ان کو دو چار آنے بھی دیدیے جاوین تو آج تعریف کرین - ایمان سے کہو کہ کسی مخالف کو کچھہ دیا کہ ہماری مخالفت نکرو - معلوم ہوتا ہے آپ کے سارے کام اسی غرض اور مقصد کے لئے ہونگے - جو اورون کو اسپر قیاس کرتے ہو - آپ مجھے نہین جانتے مین کب سے اس سلسلہ مین ہون ؟

محمد حسین - تم نے مجھے ایک مرتبہ کہا تھا کہ کچھہ شکوک ہین ؟

خاکسار - لعنت اللہ علی الکاذبین مولویصاحب آپ میرے سامنے جہوٹ کہتے ہین اور مجھہ پر ہی مینے کب آپ سے کہا بلکہ ہمیشہ آپ سے اس مسئلہ مین اپنی سمجھہ کے موافق کلام کرتا رہا - اور آپ کو بھی سمجھاتا رہا -

ایک مرتبہ بمقام امرتسر مولوی محمد حسین صاحب نے مجھکو کہا کہ تم بچے ہو تمہاری سمجھہ مین نہین آتا اگر تم کچھہ عرصہ میرے پاس ٹہرے رہو تو مین تمہین سمجھا سکتا ہون اور امید ہے تم سمجھ جاؤ گے مینے کہا تھا کہ اگر آپ نے **ریویو** مین سب کچھہ جہوٹ لکہا ہے تو قسم کہا کر شائع کردو - کہ مین نے جہوٹ بولا تھا - پہر دیکھا جاویگا -

اسپر مولویصاحب نے کہا کہ اسوقت مرزا صاحب کی حالت اچھی تھی اب مجھہ پر کہل گیا ہے کہ وہ غلطی پر ہین - اسپر مین نے کہا کہ اوسوقت کی اچھی حالت کی شہادت آپ نے دیدی اور اب جس حالت کو آپ خراب کہتے ہین اسکو ہم نے اپنی آنکہون سے دیکھہ لیا کہ اعلے درجہ کی ہے اور اسی طرز و طریق پر جو نبیون مین ہوتی ہے پہر آپکی بات کیونکر مان لین جو دو رد ہتے ہین اسپر آپ تیز ہوگئے تھے کہ مجھے معلوم نہین تو تمہین معلوم ہے مینے کہا تھا کہ ہان نہین معلوم نہین مجھے معلوم ہے یہہ واقعہ ہے جسکو مد نظر رکھکر اس نے کہا کہ تم کہتے تھے شکوک ہین اور یہ ۱۸۹۴ء کا واقعہ ہے -

اسی حیص بیص مین گاڑی آگئی اور مولویصاحب اپنے بچے کو تلاش کرنے لگے تاکہ اوسکو اپنے بہائی صاحب کے سپرد کرین مینے کہا مولوی صاحب وہ سیٹی کہان گئی جس سے آپ اپنے بچون کو بلایا کرتے تھے -

ناظرین الحکم کو غالباً معلوم نہین جب کلارک کا مقدمہ ہوا اور آپ شہادت کے لئے بٹالہ کے مقام پر حاضر آئے تو ایک بچہ بھی ساتھہ تھا اسکو آواز دینے کی بجائے آپ گلے مین ایک سیٹی رکھا کرتے تھے اور وہ اس سیٹی پر لگا ہوا تھا اس سیٹی کی طرف مینے اشارہ کیا -

محمد حسین - نہین وہ اب نہین رکہتے - پہر مولوی صاحب گاڑی مین بیٹھ گئے اور مجھے فرمانے لگے کہ آجاؤ یہان ابھی وقت ہے مین نیچے ہی کہڑا رہا اور مینے کہا کہ

مولویصاحب آپ کے اس رسالہ نے ایک اور فایدہ بھی دیا ہے وہ یہ کہ آپ نے حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم مان لیا ہے افسوس ہے ہم یہ بات کہین تو کافر اور آپ کہین تو مومن -

مولویصاحب - تم نے غور سے نہین پڑھا - احمق ! وہان لکھا ہوا ہے کہ وہ وہبی ہوتا ہے -

خاکسار - حضرت ! پہر ہم بھی تو وہبی ہی کہتے ہین ہم نے کہان لکھا ہے کہ وہ اکتسابی طور پر انہون نے حاصل کیا تھا

مولوی صاحب ! - اچھا خدا تمہین ہدایت دے -

خاکسار - ہان اللہ تعالے ہم کو کامیاب کرے آمین اور آپ کی بھی اس عینک کو اتارے اور آپ کی نظر صاف ہو -

محمد حسین - تم بڑے شریر ہو -

ناظرین سوچین اس مین شرارت کی کیا بات ہے -

خیر

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی

جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

گاڑی نے دہسل دیا اور مولویصاحب رخصت ہوئے -

(باقی آیندہ)

اطلاع برائے خاص و عام

میرا لڑکا ایس این احمد احمدی (شیخ نصیر احمد احمدی) کچھہ روپیہ لیکر یہان سے مفرور ہوگیا ہے اگر اب کسی کو کچھہ روپیہ میرے نام سے طلب کرے ہرگز ہرگز اوسکو مت دین - اگر کوئی شخص دیویگا بندہ ذمہ دار نہوگا - اطلاعاً تحریر ہے - المشتہر شیخ یوسف احمدی ٹھیکہ دار کمسریٹ کیمپ انبالہ بازار توپخانہ - ۲۴ - نومبر ۱۹۰۵ء (۲-۲)

نوٹ

مولوی محمد حسین صاحب کا رسالہ اشاعت السنۃ افسوس ہے - اسوقت مجھے نہین مل سکا اور وہ اقتباس جس کا اوپر ذکر کیا گیا تھا یہان درج نہین ہوسکتا مگر مین اپنے الفاظ مین اسکا خلاصہ یا مفہوم یہہ درج کرتا ہون کہ مولوی صاحب نے التوائے رسالہ کے وجوہات اس مین بیان کئے ہین - جن مین سے اپنے لڑکون کی آوارگی - بیوی کا فوت ہوکر خانہ بربادی - بھی درج کیا ہے اور پہر خلاف معمول سابقہ رسالہ کو بلا درخواست بھیجنے کے ذکر کیا ہے - اور پریس کی مشکلات مین مابعد اجرت دینے والون کی بُری حالت دکہائی ہے - غرض ایسے امور پیش کئے ہین جو ایک سمجھ دار اور صاحب فہم و فراست کے نزدیک **عبرت انگیز** ہین -

ایڈیٹر

شاہی سیاحت

حضور ولیعہد بہادر نے ہز اکسلینسی لارڈ لیمنگٹن کو جو پرائیویٹ چٹھی لکھی ہے اس میں باشندگان بمبئی کا نہ دل سے شکر ادا کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جب ہماری سواری گذرتی تھی۔ اور کثیر التعداد باشندگان شہر اظہار مسرت کرتے تھے۔ تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گو یا ہم اپنی ہی قوم میں ہیں۔ اور جس اعلےٰ پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ کسی قسم کا حادثہ نہیں ہوا" بوڑھے سے بوڑھے لوگ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ ہم نے بمبئی میں ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بدنصیبی سے بمبئی سے گذر کر جب ٹرین گجرات میں پہونچی۔ تو اندھیرا ہو چکا تھا۔ اور ہز رائل ہائینس نے اہل ہندوستان کا جو پہلا منظر دیکھا۔ وہ بیچ محل تھا جو بمبئی کے تمام ضلعوں میں کم آباد اور بنجر ہے۔ راستہ میں جو اسٹیشن پڑتے تھے۔ ان پر بھی آراستگی اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام تھا سڑکوں پر دیہاتی مشتاق کھڑے نظر آتے تھے۔ رتلام پر رائل ہیڈ کالج سرتین کا معائنہ ہوا۔ تاکہ ہز رائل ہائینس معلوم کر سکیں۔ کہ انگریزی نگرانی میں ہندوستانی محنت کاریگری کا کیسا اعلےٰ نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ جنبل کے قریب پہنچکر منظر بدل گیا۔ باجرے کے کہیت کٹنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ جو کے کہیت گولر سے لدے ہوئے تھے غرض کہیتوں میں زراعتی دولت پہٹی پڑتی تھی۔ اندور کا اسٹیشن چہوٹا سا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی آرائش اور سجاوٹ کی بہت کم گنجائش ہے۔ نہ اس قسم کی کوئی کوشش ہوئی۔ لیکن اس کی کمی والیان ریاست کی زرق برق پوشاکوں نے پوری کردی تھی۔ کل وسط ہند کے شہزادے یہاں موجود تھے۔ درجہ کے لحاظ سے بیگم صاحبہ بھوپال اول نمبر تھیں کیونکہ صرف وہی ایک مسلمان فرمانروا دنیا بھر میں ایسی ہیں۔ جو پردہ میں بیٹھکر حکومت کرتی ہیں۔ اس کے بعد مہاراجہ ریوان آئے۔ جو سبز پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ مہاراجہ اورچہ جی سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ لگائے ہوئے تھے۔ ان کی پوشاک بہت بہاری تہی۔ نسبتاً مہاراجہ دتیا کی پوشاک بالکل سادہ تہی رتلام اور جرا کے شہزادے امپریل کیڈٹ کور کی وردی میں تھے۔ اور ان کے چہروں سے وہ تعلیمی ترقی ظاہر ہوتی تہی۔ جو ہندوستانی امرا نے کی ہے۔ مہاراجہ چارکہاری اور نواب صاحب بستی بہی قیمتی پوشاک زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ جو سنہری کام سے لدی ہوئی تہی۔ پوشاک کے علاوہ مختلف وردیاں بہی کچہہ کم دلچسپ نہ تھیں۔ جو اس چھوٹے سے اسٹیشن پر جمع ہوگئی تہیں۔ راجپوتوں کے گھونگریالے بال مرہٹوں کے داڑھی منڈے چہرے۔ بھوپال اور بستی کے افغان جن میں اوس قدیم تیری کا مجسم نمونہ پیش نظر تہا جس نے وسط ہند کو سلطنت برطانیہ نے نکالا۔ مہوا اور دتیا کے افسران اور بعض بمبئی گیر ہیڈ سیند کے گا۔ آف آنر کی پوری وردیاں نہایت دلفریب سماں دکہا رہی تہیں۔ ہز رائل ہائینس کے اسٹیشن پر پہنچتے ہی چہ رسم ادا ہوئیں۔ وہ بالکل سادہ تہیں۔ جس وقت شاہی ٹرین اسٹیشن پر پہونچی۔ تو ہز رائل ہائینس اپنے سیلون کے پلیٹ فارم پر والیس ایڈمرل کی وردی پہنے کہڑے ہوئے تھے۔ ستارہ ہند کا تمغہ بھی لگا ہوا تہا۔ معمولی سلامی کے ساتھ وہ مع ہز رائل ہائینس اور سرد النڈ لارنس پلیٹ فارم پر اُترے۔ سر والٹر نے میجر سف ڈیلی سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای کو پیش کیا جو مشہور سر ہنری ڈیلی کے بیٹے ہیں۔ جن کا نام سنٹرل انڈیا کی گھوڑ چڑہی فوج کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہیگا۔ اب میجر ڈیلی نے نوجوان مہاراجہ ہلکر والیٔ اندور کو پیش کیا۔ جو چاہزدہ سالہ اور دیبر رائل ہائینس کو مدعو کرنے کے لئے بیٹے حکمران ہیں۔ تعداد توپ سلامی کے لحاظ سے والیان ملک پیش ہونے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے بیگم صاحبہ بھوپال پیش ہوئیں اس کے بعد مہاراجہ ریوا جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ اورچہا جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ دتیا کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ رتلام۔ راجہ دیواس شاخ کلاں راجہ دیواس شاخ خرد۔ مہاراجہ سمتھر۔ نواب صاحب جاؤرا۔ راجہ نرسنگڑھ مہاراجہ چہرکھاری کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ بیجاوا۔ نواب صاحب باؤنی۔ راجہ سیتامئو۔ راجہ سیلانا کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ راجہ راجگڈھ۔ راجہ جہلنا راناعلی پور۔ راؤ صاحب پلی پور اس کے بعد سربرآوردہ انگریزی حکام پیش ہوئے۔ گارڈ آف آنر کے موائنہ کے بعد خاص رسم ختم ہوئی۔ ویبر رائل ہائینسز سیدھے تاریخی رزیڈنسی کو گئے اور قیام لاہور کے زمانہ میں وہیں مقیم رہینگے۔ جلوس کے موقع پر سنٹرل انڈیا کی گھوڑ چڑہی فوج کا سکوڈرن جلو میں تہا۔ اس کے پیچھے مہاراجہ ہلکر کی امپریل سروس فوج دو بھوپال وکٹوریا لانسرز تھے۔ بھوپال کی فوج عربی گھوڑوں پر سوار تہی۔ شاہی گاڑی میں ویبر رائل ہائینسز کے سامنے سر والٹر لارنس بھی بیٹھے ہوئے تھے گاڑی کے چاروں گھوڑے نہایت نفیس تھے اور رائل ہارس آرٹیلری کے دو جوان سُرخ اور سُنہری وردیاں پہنے تا نکتے تھے۔ اس کے بعد علے ترتیب مدارج والیان ریاست کی سواریاں تھیں۔ مہاراجہ ہلکر کی گاڑی زرد نیلے رنگ کی تہی۔ اس کے ساتھ چوبدار تھے۔ وہ نہایت مکلف تاریخی لباس پہنے ہوئے تھے۔ بیگم صاحبہ لینڈو میں سوار تھیں۔ اور ان کے سوار کا کریزی وردی پہنے ہوئے تھے۔ ریوا کی گاڑی نیلے رنگ کی اور چاندی کے کام سے لدی ہوئی تہی۔ اورچھا کے گھوڑوں کی گھنٹیاں بجتی چلتی تہیں۔ دیواس کے دونو راجہ بھی نہایت شان وشوکت کے ساتھ تھے اور ۵ خادم مورچھل جہلتے جاتے تھے۔ ان کے بعد چہوٹے چہوٹے ریاست دار آئے اگرچہ انکی چمک دمک اگلے جلوس کی سی نہ تھی تاہم جلوس انکا بھی دلچسپ تہا۔ کیونکہ ان کے سوار اپنی قدیمی وضع پر غیر شائستہ گھوڑوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ اس طرح ویبر رائل ہائینسز پورے جلوس کے ساتھ اندور کی گلیوں سے گذرے۔ صدر بازار میں بمشکل کوئی گہر ایسا ہوگا جو آراستہ نہ ہو۔ مفصلات سے ہزاروں آدمی ویبر رائل ہائینسز کا خیر مقدم کرنے آئے تھے ہزاروں پر سہری سر نظر آتے تھے۔ اگر بمبئی کی طرح یہ لوگ مغربی طریقہ پر نعرہ ہائے خوشی بلند نہیں کرتے تھے۔ تاہم ان کے مودبانہ سلام ظاہر کرتے تھے۔ کہ نفس عقیدت مندی میں یہ لوگ کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اس تزک و احتشام کے ساتھ ویبر رائل ہائینسز رزیڈنسی کے دروازہ پر پہونچے اور سلامی کی توپوں کی گرج ہوا میں گونجنے لگی۔ روشنی ویبر رائل ہائینسز نے رزیڈنسی کی چہت پر سے دیکھی۔ سارے اندور میں چہوٹی سے لیکر محلات تک میں آگ لگی ہوئی تہی۔ وہ نہایت رونق اور خوشی کی رات تہی۔ چاند آسمان پر پوری روشنی دے رہا تہا۔ ہوا بھی تیز نہ تھی موسم بھی معتدل تہا۔ اس لئے کوئی بات ایسی نہ تہی۔ جس سے سرور منغص ہوتا۔ ہزاروں بتیاں اور چینی لالٹینیں کام میں لائی گئی تھیں رزیڈنسی کی جہیل پر عجیب دلفریب منظر تہا۔ اس جہیل میں چہوٹے چہوٹے جزیرے کثرت سے ہیں جن پر درخت اُگے ہوئے ہیں۔ چاندنی میں یہ منظر عجیب بہار دے رہا تہا۔ درختوں میں جہیل کے چاروں طرف ہزاروں بتیاں اور رنگین لالٹینیں تھیں۔ جن کی روشنی پانی پر پڑکر آنکھوں کو چوندہیائے دیتی تہی۔ ان جزیروں میں ایک پر بینڈ کی ہلکی ہلکی سُریلی گیتیں لطف دو بالا کر رہی تہیں۔ غرضیکہ یہ منظر ایسا تہا۔ جو اندور کے باشندوں کو سالہا سال تک یاد رہیگا۔ والیان ریاست ہند ملکہ نے ویبر رائل ہائینسز کو جلسہ ایٹ ہوم میں مدعو کیا۔

حضور ولیعہد بہادر کا اندور میں آخری دن

۱۷۔ نومبر کی صبح کو ویبر رائل ہائینسز سویرے ہی خیمہ گاہ سے باہر تشریف لے گئے اور ناشتہ سے پہلے دو شاندار رسمیں ادا کیں۔ امپریل سروس لانسرز بھوپال کا معائنہ اور یارک ولنکا شائر رجمنٹ کی پہلی بٹالین کو نیا نشان تفویض کیا۔ امپریل سروس لانسرز بھوپال کا معائنہ کرنے کے وقت ہز رائل ہائینس برٹش جنرل کی وردی پہنے ہوئے اور ایک خوبصورت گہوڑے پر سوار تھے۔ ہز رائل ہائینس اور بیگم صاحبہ بھوپال کل کاروائی تہوڑے فاصلہ پر ایک خیمہ سے ملاحظہ فرما رہی تہیں۔ سب سے پہلے فرسٹ بھوپال وکٹوریہ نے جس کی کمان صاحبزادہ سید اللہ خان ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کے منجھلے صاحبزادہ کے سپرد تہی۔ کوچ کیا۔ یہ فوج ہر طرح چست وچالاک اور مستعد ہے یہ لوگ اچھے سوار اور ساز و براق سے بخوبی آراستہ ہیں۔ اور ان میں اکثر ان افغانوں کے بیٹے ہیں۔ جو ریاست بھوپال میں رہ رہے ہیں۔ سبز لنگیاں سر پر باندہے اور کُرتے پہنے ہوئے یہ لوگ نہایت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ گھوڑے بھی نہایت شائستہ و آراستہ تھے۔ اس کے بعد سوار جائزہ کی ترتیب سے بڑھے اور سلامی کی جگہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوئے ہز رائل ہائینس آگے بڑھے اور کرنل عبید اللہ خان کو ان کی کمان کی سپاہیانہ وضع پر ان کو مبارکباد دی۔ انہوں نے فرمایا کہ اسکواڈرن کو دیکھکر میں بہت خوش ہوا اور اس کی قواعد مجھے بہت پسند آئی۔ اس کے بعد لانسرز کوچ کر گئے اور یارک اینڈ لانکاسٹر رجمنٹ آگے بڑھے۔ اور جہنڈے دیئے جانے کی مبارک رسم کا آغاز ہوا۔ یارک اینڈ لنکاسٹر رجمنٹ نہایت نفیس رجمنٹ اور اس عزت کی مستحق ہے۔ اس نے متعدد موقعوں پر نہایت قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ پہلی بٹالین تیگرس یل اور جنگ جنوبی افریقہ میں شریک تہے۔ لیڈی اسمتھ کی فتح اور انطبل و تمائی کی لڑائیوں میں بہی حصہ لیا تہا۔ دوسرے ایک خصوصیت یہ بہی ہے کہ پرانا جہنڈا رجمنٹ کو ۱۸۶۷ء بمقام آگرہ لیڈی میو کے ہاتھ سے ملا تہا۔ پرانا جہنڈا رجمنٹ کے گرد پھرایا گیا۔ اور کچھ مذہبی رسوم بہی ادا ہوئیں۔ ہز رائل ہائینس نے ایک مختصر سی تقریر میں کرنل میں افسران نیکشنڈ افسروں اور پہلی یارک اینڈ لنکاسٹر رجمنٹ کے سپاہیوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ میں اسموقعہ پر آپکو نیا جہنڈا دیکر نہایت خوش ہوا۔ ٹہیک پندرہ سال ہوئے۔ کہ یہی رسم میں نے بارسیلز ود

مین آپ کی دوسری بٹالین کے لئے ادا کی تھی۔ مجھے فخر ہے ۔ کہ آپ کی رجمنٹ کے دونون بٹالین کو جھنڈے میرے دیئے ہوئے ہین ۔ یاد رکھو ۔ کہ جھنڈے گذشتہ کارہائے نمایان کی علامت ہوتے ہین ۔ وفاداری اور کارگذاری کے جو خیالات اس سے پیدا ہوتے ہین ۔ وہ بہادرانہ افعال کا سبب ہوتے ہین ۔ آپ کے بٹالین نے جن جن معرکون مین جوانمردیان دکھائی ہین ۔ وہ سب ان جھنڈون پر لکھی ہوئی ہین ۔ اور مین یقین کرتا ہون ۔ کہ جب کبھی آپ ملک معظم اور ملک کی خدمت کے لئے طلب کئے جائین گے ۔ تو آپ اس جوانمردی کو قائم رکھین گے ۔ سب مین یہ نشان آپ کے سپرد کرتا ہون ۔ اور مین جانتا ہون ۔ کہ وہ آپ کے ہاتھ مین محفوظ اور بے داغ رہیگا

اس تقریر کے جواب مین کرنل میانی نے ہز رائل ہائینس کو اس طرح مخاطب کیا ۔ بٹالین کیجانب سے اس اعزاز کے واسطے جو آپ کے ہاتھ سے ملا ہے ۔ اور ان الفاظ کے لئے جو آپ نے فرمائے ہین ۔ آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون ۔ اس اعزاز کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب کہ ہم معلوم کرتے ہین ۔ کہ یور رائل ہائینس نے باوجود کثرت کار اور عدیم الفرصتی کے اتنا وقت نکالا ۔ اور اس بٹالین کو نشان عطا کرنے کا اعزاز بخشا ۔ مین یقین کرتا ہون کہ آئندہ جو لوگ اس جھنڈے کے نیچے کام کرینگے ۔ وہ یہ معلوم کرکے کہ یہ کس کا دیا ہوا ہے ۔ بہ نسبت سابق کے اپنے بادشاہ اور ملک کے لئے اور بھی اعلےٰ کام کرنے کی کوشش کرینگے ۔ اس تقریر پر یہ رسم تمام ہوئی ۔ ناشتہ کے بعد مہاراجہ ہلکر نے ہز رائل ہائینس سے اور ہز رائل ہائینس نے مہاراجہ ہلکر سے ملاقات کی ۔ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے بیگم صاحبہ بھوپال سے ملاقات کی ۔ اندور کی آخری رسم کنگ اڈورڈ ہال کا افتتاح تھا ۔ جو دربار اندور نے ملک معظم کی تاج پوشی کی یادگار مین تعمیر کیا تھا ۔ ہال بالکل سادہ ہندو وضع کا بنایا ہوا ہے ۔ ۱۱۲ فٹ طویل ہے چارون گوشون پر برجیان ہین ۔ جنوبی جانب ۹۰ فٹ بلند ہے ۔ ایک گھنٹہ گھر ہے ۔ جو وقت ہز رائل ہائینس کی رزیڈنسی سے روانگی کا تھا ۔ اس سے بہت پہلے لوگ ولیعہد بہادر اور ولیعہد بیگم کے آخری دیدار کے لئے جمع ہو گئے تھے مہاراجہ بہادر نے ہال کی سیڑھیان پر استقبال کیا ۔ تمام والیان ریاست جمع تھے اور بہت سی لیڈیان چلمنون کے پیچھے سے یہ نظارہ دیکھ رہی تھین سب سے پہلے مہاراجہ نے اپنی تقریر پڑھی جو حسب ذیل ہے :-

یور رائل ہائینس ۔ جو اعزاز یہان تشریف لاکر آپ نے مجھے اور میری ریاست کو بخشا ہے اس کی وجہ سے آج کا دن مجھے عمر بھر یاد رہیگا یہی اعزاز حضور ملک معظم نے بحالت شہزادگی میرے دادا کو بخشا تھا ۔ اور میرے والد جو اس سے ۳۰ سال پہلے کی خوشی مین شریک تھے ۔ وہ سمان اب تک ہو بہو یاد ہے ۔ انہون نے ہی ملک معظم کی تخت نشینی کی یادگار مین اس عمارت کی تعمیر کی تجویز نکالی تھی ۔ اور مین ان کا مشکور ہون ۔ کہ انہون نے اس وفادارانہ خدمت کی انجام دہی اور یور رائل ہائینس کے خیر مقدم کے اعزاز کو میرے لئے چھوڑا ۔ اور مین خوش ہون ۔ کہ مجھے اتنا موقع ملا ۔ کہ اپنے بھائی والیان ریاست کے مجمع مین اس عزت کا افتخار حاصل کرتا ہون یہی مین ہز میجسٹی کی بیشمار رعایا یور رائل ہائینس کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار رہتی ۔ گویا ان کا خیر مقدم ان کروڑون باشندگان ہند کے خیر مقدم کا قائم مقام ہے ۔ جو یور رائل ہائینس کے ملک مین دورہ کرنے کو بنظر ابتہاج دیکھتے ہین ۔ اور ہم اپنے آپ کو نہایت خوش نصیب سمجھتے ہین ۔ کہ سب سے پہلے سنٹرل انڈیا کو یہ شرف حاصل کرنے کا موقع ملا ۔ اور ہم اپنی اور اپنی رعایا کی جانب سے حضور ملک معظم اور ان کے خاندان کے ساتھ اظہار عقیدت کر سکتے ۔ یور رائل ہائینس سے کنگ اڈورڈ ہال کا افتتاح کرنے کی درخواست کے علاوہ مین ایک اور مہربانی کا بھی خواستگار ہون ہم چاہتے ہین کہ اندور مین یور رائل ہائینسز کی تشریف آوری کی یادگار قائم ہونی چاہئے ۔ اور یور رائل ہائینس کی مرضی سے ہم تجویز کرتے ہین ۔ کہ وہ جدید عدالت ہائے انصاف ہونی چاہئین ۔

ہز رائل ہائینس نے نہایت مختصر تقریر کے ساتھ ہال کا افتتاح کیا ۔ اس کے بعد ایک پیچ دبانے سے ہال سینکڑون برقی بتیون سے روشن ہو گیا ۔ اس رسم کے بعد ویز رائل ہائینسز ادہر ادہر چلے پھرے اور باغ مین جہان ریفرشمنٹ کا سامان کیا گیا تھا ۔ ویز رائل ہائینسز ایک گھنٹہ تک والیان ریاست سے بات چیت کرتے رہے بعد غروب باغ مین روشنی ہوئی ۔ اور آتشبازی چھوٹی ۔ ۷½ بجے شام کے ویز رائل ہائینسز سٹیشن کو روانہ ہوئے ۔ حضور ولیعہد بہادر نے مہمان نوازی کے لئے میجر ڈالی کا شکریہ ادا کیا ۔ اور تمام افسرون سے ہاتھ ملایا ۔ مہاراجہ ہلکر سے بھی باتین کین اندور سے ویز رائل ہائینسز بہت خوش گئے ۔

حضور ولیعہد بہادر کا دورہ اندور مین

ہندوستان کے نزاع صدر مقامون مین اندور گویا بالکل ابتدائی حالت مین ہے ۔ خاندان ہلکر کے بانی ملہار راؤ کے مرنے کے بعد اس شہر کی بنیاد اہلیہ بائی نے ڈالی تھی ۔ ۱۸۱۸ء مین دربار یہان منتقل ہوا ۔ اندور اتنا پرانا نہین ہے ۔ جو اپنی شان و شوکت مین اضافہ کر سکے ۔ اگرچہ اس قسم کے امور پر ہندوستانی اپنی دولت خرچ کرنے کے نہایت شائق ہین ۔ یہان قابل دید مقام صرف رزیڈنسی ہے ۔ جہان ویز رائل ہائینسز ٹھیرے ہوئے ہین ۔ اور جس پر غدر کے زمانہ کی گولیون کے نشان اب تک موجود ہین ۔ اور رزیڈنسی کا باغ ہے ۔ لیکن یہ ساری کمی ہزارون آدمیون کے مجمع سے پوری ہو گئی ۔ جو مضافات سے ویز رائل ہائینسز کے خیر مقدم مین شریک ہونے کے لئے جمع ہو گئے تھے ۔ ۶۰ والیان ریاست کیمپ مین ہین اور ان کے ہمراہیون سے شہر کی تنگ گلیان پٹی پڑی ہین ۔ سب سے دلچسپ نظارہ ان گنوارون کا تھا ۔ جو بیرونجات سے آئے تھے ۔ جن کے سرون پر بھاری بھاری عمامے تھے اور جو موٹی موٹی دیسی دہوتیان باندہے ہوئے تھے ۔ انگریز مہمان رزیڈنسی کے کیمپ مین مقیم ہین ہر دروازہ پر برٹش انفنٹری کا پہرہ ہے ۔ پہرہ دارون کی وردی گہرے سرخ رنگ کی اور سپاہیون کی چمکدار تھی ۔ ۱۲ ۔ نومبر کو صبح کی خاموشی گرجنے والی توپون کی آواز سے ٹوٹی ۔ والیان ریاست رسم مزاج پرسی ادا کرنے رزیڈنسی مین گئے ۔ ابتداءً یہ ارادہ تھا ۔ کہ صبح کی سیر کے اثنا مین ہز رائل ہائینس بعض والیان ریاست کے کیمپون مین خود رونق افروز ہون ۔ مگر سفر کی تکان کی وجہ سے یہ غرض حاصل نہ ہو سکی ۔ اس لئے اس دن کی کارروائی کا آغاز رسم مزاج پرسی سے ہوا ۔ شاہی دربار ہوا ۔ جس مین والیان ریاست شریک ہوئے ۔ اس کے لئے رزیڈنسی کے قریب بہت بڑا شامیانہ نصب کیا گیا تھا ۔ جس مین سرخ اور سنہری پردے لٹک رہے تھے ۔ فرش بھی نہایت شاندار گلنار رنگ کا تھا ۔ ایک سرے پر چبوترا تھا جس پر دو کرسیان بچھی ہوئی تھین ۔ چاندی کی کرسی پرنس آف ویلز کے لئے تھی ۔ اور اس سے کچھ پیچھے ہٹ کر ایک کرسی پرنسس کیلئے ۔ چبوترے کے اوپر چار روپہلی ستونون پر نہایت خوشنما سائبان تھا ۔ راستہ کے دونون طرف والیان ریاست کی ترتیب مدارج نشست تھی ۔ اول درجہ پر بیگم صاحبہ بھوپال تہین ۔ اور آخر مین راؤ صاحب کھچی پور ۔ والیان ریاست نہایت مکلف پوشاکین اور قیمتی جواہرات پہنے ہوئے تھے ۔ ہر والی ریاست کے پیچھے ان کے جاگیر دار تھے ۔ جن کی پوشاکین بھی کچھ کم بھاری نہ تہین ۔ جب بیگم صاحبہ اپنی جگہ پر بیٹھ چکین تو ہز رائل ہائینس پرنسس مع لیڈی ایونڈ گارڈن ہمچھیر پرنسس خاموشی کے ساتھ پیچھے سے چبوترہ پر آئین اس کے بعد ہز رائل ہائینس مع اپنے سٹاف اور پولٹیکل افسرون کے تشریف لائے ۔ ہز رائل ہائینس مع اپنے سٹاف سفید لباس پہنے ہوئے تھے میجر ڈیلی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے افتتاح دربار کی اجازت چاہی ۔ اور درخواست منظور ہونے پر نذرون کی رسم ادا ہونی شروع ہوئی سب سے پہلے بیگم صاحبہ بھوپال کا نمبر تھا ۔ مگر جتنے والیان ریاست جمع تھے ان مین صرف بیگم صاحبہ ہی نذر سے مستثنےٰ رہین ۔ اس لئے مہاراجہ صاحب ریوا بڑھے اور ان کی نذر دیگر والیان ریاست کی نذر کیطرح چھو کر واپس کر دی گئی اس کے بعد مہاراجہ اورچھا ۔ مہاراجہ دیتیا ۔ راجہ صاحب دہار ۔ راجہ صاحبان دیواس نے نذرین پیش کین ۔ اب تک والیان ریاست کے نام مسٹر ریڈلیس پکارتے تھے ۔ اور ان کو چبوترہ میجر مکسول اور ان کی رائٹ پولٹیکل افسرے جاتے تھے ۔ اس کے بعد میجر مکسول بیٹھ گئے ۔ اور ان کی جگہ مسٹر ور برٹن نے لی لیکن دلچسپی مین کسی نوع کا فرق نہین آیا ۔ غرض کہ یہی منظر کچھ دیر تک پیش نظر رہا ہز رائل ہائینس ہر سلام نہایت تپاک سے قبول کرتے تھے ۔ چوبدار زرق برق پوشاکین پہنے ہوئے پیچھے کھڑے چوریان اور مورچھل ہلا رہے تھے اور سنہری چھتریان اور دمکتی ہوئی سورج مکہیان اٹھائے ہوئے تھے جب نذرین گذر چکین ۔ تو ہز رائل ہائینس نے میجر ڈیلی کو حسب ذیل مخاطب کیا جو چبوترے کے قریب ہی کھڑے ہوئے تھے ۔

میجر ڈیلی ! کیا آپ والیان ریاست وسط ہند کو مطلع کر دینگے ۔ کہ مین انہین دیکھنے کا یہ موقع حاصل کرکے کسقدر مسرور ہوا ہون ۔ جیسا کہ وہ پہلے سے واقف ہین ۔ مجھے ان مین سے بعض سے آگرہ مین ملنے کی امید تھی جہان مین ان سے ملاقات باز دید کر سکتا ۔ مگر راجپوتانہ کی گرانی کے سبب آخر وقت مین ہمارا پروگرام بدل گیا ۔ اور مین اندور آ سکا ۔ جہان حسن اتفاق سے وسط ہند کے تمام والیان ریاست جمع ہین ۔ مین چاہتا ہون ۔ کہ آپ انہین سمجھا دین کہ مین اپنے خاندان کے جملہ اراکین کی طرح رسم و رواج کو بہت اہمیت دیتا ہون اور اگر مجھے وقت اجازت دیتا ۔ تو مین والیان ریاست سے بمبئی کی طرح ضرور ملاقات باز دید کرتا ۔ مگر وقت مین گنجائش نہین ۔ اور مین اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہون ۔ کہ آج کے دربار مین ان سے مل سکا ۔ یہان میری ملاقات

تو یہ بیقاعدگی ہے ۔ اور مین جملہ حاضرین کو صفا صاف بتائے دیتا ہون کہ محض قلت وقت کی وجہ سے جو فروگذاشت ہو ۔ وہ کوئی مثال نہین ہو سکتی ۔ نہ اس سے وہ حقوق اور رسوم محو ہو سکتی ہین ۔ جنکو مین اتنا پسند کرتا ہون ۔ جتنا ہندوستان کا کوئی والی ریاست کر سکتا ہے ۔

حضور ولیعہد بہادر کی یہ تقریریان والیان ریاست کے دلون پر اثر کئے بغیر نہ رہ سکی ۔ جو اپنی قدیم رسوم کو دلعزیز رکھتے ہین ۔ اور اگر ان مین کچھہ کمی ہو جائے تو پژمردہ خاطر ہوتے ہین ۔ اور جو انگریزی سمجھتے تھے ۔ انہون نے اظہار خوشی ہی کیا ۔ میجر ڈیلی نے اس کا ترجمہ ہندوستانی مین سنایا ۔ تو سب کے چہرون سے خوشی ظاہر ہونے لگی ۔ اب صرف عطر و پان کی مشرقی رسم باقی تھی وہ خادم مخملی وردیان پہنے ہوئے ظروف زرین مین عطر و پان لائے اور حضور ولیعہد بہادر نے باری باری سے والیان ریاست کو پیش کئے آغاز بیگم صاحبہ بھوپال سے ہوا ۔ ساتھہ ہی مصافحہ بھی ہوتا جاتا تھا ۔ والیان ریاست کے جاگیر دارون کو عطر و پان مسٹر رینلڈس نے پیش کئے ۔ اس کے بعد میجر ڈیلی نے دربار برخاست کرنے کی اجازت چاہی ۔ ہز رائل ہائینس ۔ جس طرح تشریف لائے تھے ۔ اسی طرح واپس گئے ۔ شام کو وقت ریذیڈنسی مین گارڈن پارٹی ہوئی ۔ صبح کو جو لوگ دربار مین موجود تھے ۔ ان مین سے اکثر سے ویز رائل ہائینسز نہایت بے تکلفی سے ملے ۔ اس وقت والیان ریاست میجر ڈیلی کے مہمان تھے ۔ ویز رائل ہائینسز والیان ریاست سے نہایت متواضعانہ طور سے ملے ۔ میجر ڈیلی اور سر والٹر لارنس ترجمان کا کام کرتے تھے ۔ سنٹرل انڈیا ہارس کا بینڈ چیدہ چیدہ گیتن بجا رہا تھا ۔ راجہ صاحب بھاڑھیا کے ہاتھی کے کرتب سے ویز رائل ہائینسز نہایت مسرور ہوئے ۔ سارے والیان ریاست مین بیگم صاحبہ بھوپال پر خاص طور پر نظر پڑتی تھی ۔ باوجودیکہ وہ سر سے پاؤن تک برقعے مین لپٹی ہوئی تھین ۔ دربار مین بھی وہ اول درجہ پر تھین ۔ صرف وہی نذر سے مستثنیٰ رہی تہین ۔ کیونکہ ۱۹۰۳ء مین لارڈ لینسڈون نے انہین اس سے مستثنیٰ کر دیا تھا ۔ اسی روز شام کو ہز ہائینس کو ریذیڈنسی مین پرائیویٹ ملاقات کو شرف حاصل ہوا ۔ جہان انہون نے حضور ولیعہد بہادر کو بھوپال کے تاریخی ذخیرے دکہائے جو کلکتہ کے وکٹوریا میموریل مین رکھے جائینگے ان مین زردوزی کے کام اور پرانے ہتھیار تھے ۔ ولیعہد ریاست اور کمانڈر سٹینڈنگ کیوری

ویز رائل ہائینسز کے روبرو پیش ہوئے بیگم صاحبہ کے یازدہ سالہ پوتے صاحبزادے بھی پیش ہوئے جو دربار دہلی کے موقع پر لارڈ کرزن کے ذیل بردار تھے اسی رات کو ہز ہائینس کو جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای کا تمغہ عطا ہونے والا تھا ان شاہانہ دعوتون کے دوران مین غربا کو فراموش نہین کیا گیا ۔ ۵ بجے اندہے لولے لنگڑے اور دیگر مساکین کو گیہون کی روٹیان مٹھائی اور ترکاری تقسیم ہوئی ۔ بعد غروب دن کے مسلمان فقرا کو کھانا کھلایا گیا ۔ کیونکہ وہ روزہ دار تھے ۔ پنجشنبہ کی شام کو ریذیڈنسی کے قریب بہت بڑے شامیانے مین اسٹیٹ ڈنر ہوا ۔ قریب سو کے مہمان تھے ۔ شامیانہ افسرون کی وردیون اور مہمانون کی زرق برق پوشاکون سے جگمگا رہا تھا ۔ ڈنر کے بعد ہز رائل ہائینس نے ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا ۔ اور میجر ڈیلی نے ویز رائل ہائینسز کا ۔ دونون جام نہایت گرمجوشی سے نوش کئے گئے ۔ بیگم صاحبہ بھوپال کو جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای اور راجہ صاحب سیلانا کو کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای کا تمغہ عطا ہوا ۔ راجہ صاحب سیلانا نے اپنی ریاست مین تعلیم کو بہت کچھہ ترقی دی ہے ۔ اس رسم کے ادا ہونے کے بعد ویز رائل ہائینسز کچھہ دیر تک حاضرین سے باتین کرتے رہے ۔ اور اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا ۔

عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اس نے پھر ایک موقع خدمت دین کا دیا ہے یعنی **عید الفطر** قریب آگئی ہے ۔ سیالکوٹ کی جماعت (جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم مین سے ہر ایک کے دل مین یہ خواہش اور آرزو ہو ۔ آمین) کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی ۔ جو اس نے عید فنڈ کے نام سے کئی سال ہوئے کی تہی اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا ہر چند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے ۔ لیکن مین کہہ سکتا ہون کہ جس روز اور انتظام کے ساتھہ اس پر عمل ہونا چاہئے ابھی تک وہ بات پیدا نہین ہوئی ۔ اسلئے کہ **عید فنڈ** کی تقریب پر **ایک روپیہ** تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کے لئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجھہ لے پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھہ کی جماعت مین سے پانچہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو **عیدین** کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہنے دیتا ۔ لیکن ایسا نہین ہوا اس لئے مین اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس

عید پر عید فنڈ کی تکمیل حتمی عہد کرین اور اپنے گاؤن اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کرین اور خود **عید فنڈ** کا روپیہ وصول کر کے **امین** مدرسہ کے نام بھیجین ۔ الحکم کے ایک ہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بھائیون سے بھی عید فنڈ وصول کرین تو پانچہزار دے سکتے ہین ۔ مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے ۔ یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلے حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی اغراض مین کا ایک جزو ہے اس لئے اس کی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے ۔ پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیون کے لئے ۔ بیسیون اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو ۔ کیا اللہ تعالے کے لئے **ایک روپیہ** بھی الگ نہین کر سکتے !

مین امید کرتا ہون کہ اس **عید** پر آتے ہوئے **عید فنڈ** مین گذشتہ سالون کی نسبت نمایان ترقی ہوگی ۔ انشاء اللہ العزیز ۔ اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کرے گی ۔

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ **صدقۃ الفطر** **مساکین فنڈ** کے لئے بھیجا جاوے اور روپیہ بھیجنے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کر دی جاوے ملایا نہ جاوے ۔ کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکہا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے ۔ ایڈیٹر ۔

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب نذر ہے محفوظ ؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہو کہ اوسکا مال و اسباب محفوظ نہ رہے ؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین ۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہین ۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے ۔ جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکٹھے منگوائین گے نوان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کی جائیگی ۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن

کا پتہ ضرور لکھو ۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی ۔ **تمام** درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئین ۔

خواب سے جاگو + آنکھین کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیان کس قدر سستے دامون پر فروخت کر رہے ہین ۔ اب بھی اگر آپ نے گھڑیان نخریدین تو پھر کب خریدو گے ۔ صاحبان جلدی گھڑیان خریدین ورنہ پھر ایسا بہترین موقعہ نہ ملیگا ۔

اصلی راسکوپ سٹم واچ گارنٹی ۴ سال قیمت تین روپے علاوہ محصول

اگر یہ گھڑی عرصہ گارنٹی مین بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اس کے پختہ اور پائیدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے قیمت تین روپے علاوہ محصول بکس شیشہ بزنگ ہمراہ گھڑی مفت

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت للعہ علاوہ محصول یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت پختہ و پائیدار ہین کھلے منہ کی کیلس گھڑی ہے جیب مین بھی الگ رہ سکتی ہے جیبون نہین بگڑتی ۔ قیمت چار روپیہ علاوہ محصول ۔

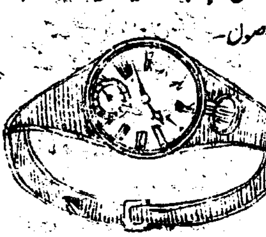

ملنے کا پتہ } منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

روزانہ الحکم کی قیمت

روزانہ الحکم کا مفصل اعلان

الحکم ۲۴ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۱ مین بعنوان " الحکم روزانہ کر دیا جائیگا " ہو چکا ہے ۔ شاید بعض ناظرین کی نظر سے پرچہ مذکورہ نہ گذرا ہو ۔ اس لئے روزانہ الحکم کی قیمت کا درج کرنا ضروری ہے ۔ لہذا روزانہ الحکم کی قیمت حسب ذیل ہوگی ۔

جب تک ۰۰ ۵ خریدار نہ ہو جاوین ۔ روزانہ کی قیمت عللعہ ماہوار ہوگی ۔ جو ہر ماہ کے اختتام پر بذریعہ وی پی لیجاویگی ۔ جو صاحب ہفتہ مین تین بار لین ان سے ۱۲ دو بار لینے والون سے عللعہ سالانہ لی جاویگی ۔ روزانہ کے ہفتہ وار [illegible]

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ھہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۴۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

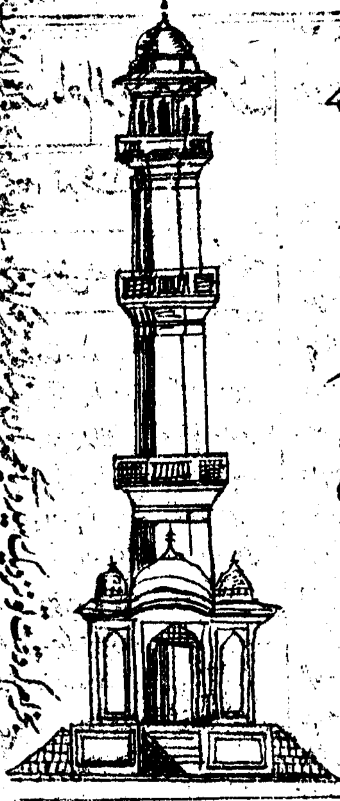

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

۴- دسمبر ۱۹۰۵ء - رؤیا دیکھی - کہ ایک دیوار ایک مرغی ہے - وہ کچھ بولتی ہے سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا - یہ تہا -

اِن کُنتُم مُسلِمِین

ترجمہ - اگر تم مسلمان ہو - اس کے بعد بیداری ہوئی یہ خیال تہا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں - پھر الہام ہوا -

اَنفِقُوا فِی سَبِیلِ اللہِ اِن کُنتُم مُسلِمِین

ترجمہ - اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرو - اگر تم مسلمان ہو - فرمایا - کہ مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کیطرف تہے دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے - چونکہ آج کل روپیہ کی ضرورت ہے - لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے - اسواسطے جماعت کو چاہیئے کہ اس حکم پر توجہ کریں -

فرمایا - مرغی اپنے عمل سے دکہاتی ہے - کہ کس طرح انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیئے - کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے - اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے - اسی طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتھ ہر روز انسان کے کہانے کے واسطے انڈا دیتی ہے -

ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آگئی جنگل کا ویرانہ و سردی کا موسم درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تہا - نر اور مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے - کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے اس کے واسطے ہم کیا کریں - سوچ کر انہیں یہ صلاح قرار پائی - کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینکدیں اور وہ اسکو جلا کر آگ تاپے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا - پہر انہوں نے کہا کہ یہ بھوکا ہے اس کے واسطے کیا دعوت طیار کی جائے - اور کوئی چیز موجود نہ تہی ان دونوں نے اپنے آپ کو نیچے اس آگ میں گرا دیا - تاکہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کہانا ہو جائے - اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قایم کی - سو ہماری جماعت کے منیر اگر ہماری آواز کو نہیں سنتے - تو اس مرغی کی آواز کو سنیں مگر سب برابر نہیں - کتنے مخلص ایسے ہیں - کہ اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں لگے ہوئے ہیں - خدا ان کو جزائے خیر دے

۶- دسمبر ۱۹۰۵ء - قرب اجلک المقدر

ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا -

قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا -

۷- دسمبر ۱۹۰۵ء - یہی الہامات پہر ہوئے اور ساتھ یہ الفاظ زاید تہے - واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین -

۹- دسمبر ۱۹۰۵ء - نئے قبرستان کی زمین کے متعلق الہام ہوا -

انزل فیہا کل رحمۃ

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - بزرگان ملت بھی بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں - فاضل امروہی بہی مع الخیر تشریف لے آئے - اور انشاء اللہ العزیز لمبا قیام فرمائیں گے -

۲- حضرت حجۃ اللہ کی توجہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی خاص اصلاح کیطرف ازبس ہے آپ چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام کیا جاوے جو ایسے عالم طیار ہو سکیں جو علوم عربیہ دینیہ میں مہارت رکہنے کے علاوہ یورپ کی زبانوں میں ماہر ہوں اور وہ اپنی زندگیاں خدمت دین اور اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے وقف کریں - وہ پورے قادر الکلام اور صاحب القلم ہوں - قادیان کے اہل الرائے احباب اس معاملہ پر غور کر رہے ہیں کہ کیا صورت اختیار کی جاوے - غالباً جلسہ دسمبر میں یہ سوال عام طور پر مشورہ کے لیے قوم کے سامنے پیش ہوگا جو فی نفسہ ایک اہم اور عزیز مطلب ہے - الخ

۳- باہر سے احباب آنے شروع ہو گئے - حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور شیخ نیاز احمد صاحب آئے ہیں - شیخ صاحب سردست واپس گئے ہیں پہر آئیں گے - اور احباب بہی آ رہے ہیں - اہلاً و سہلاً و مرحبا -

حیات صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکہنے کے لیے میں مٹیریل بہم پہنچا رہا ہوں - اسلیے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چہپا ہو - کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجہے اسکی نقل صحیح بہجوا دیں - اور یا آپ کی لائف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بہی لکہہ بہیجیں علاوہ بریں اگر کسی اخبار میں مولوی صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چہپا ہو تو ایسا اخبار ہی مجہے بہیجدیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار - میں اگر زندہ رہا اور اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری میں اسکام کو شروع کرونگا - ایڈیٹر الحکم

حضرت امام الزمان کی ڈائری

۲۹ - نومبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر

مدرسہ سے کیا غرض ہے؟ فرمایا ہماری غرض مدرسہ کے اجرا سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے ۔ مروجہ تعلیم کو اسلئے ساتھ رکھا ہے کہ یہ علوم خادم دین ہوں ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف ۔ اے یا بی ۔ اے پاس کرکے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔

مشکل یہہ ہے کہ جسکو ذرا بھی استعداد ہو جاوے وہ دنیا کیطرف جھک جاتا ہے ۔ مین چاہتا ہوں ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہین ۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اب وہ اکیلے ہین ۔ کوئی انکا ہاتہہ بٹانے والا یا قایم مقام نظر نہیں آتا۔

سلسلے کے تعلیم یافتہ غور کرین مین دیکھتا ہوں کہ آریوں کی یہ حالت ہے کہ ایکطرف تو وہ ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہین اور اسطرح پر اللہ تعالیٰ کی معرفت سے بے نصیب اور حقوق کے سمجھنے سے قاصر ہین ۔ اور حقوق العباد کی طرف سے ایسے اندہے ہین کہ نیوگ جیسے مسئلہ کو مانتے ہین ۔ باوجود ایسا مذہب رکہنے کے پہر ابین اسکی حمایت کے لئے اسقدر جوش ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ اپنی زندگیاں مذہب کی خاطر وقف کر دیتے ہین۔

اور یہاں یہ حال ہے کہ جو مدرسہ سے نکلتا ہے اسکو دنیوی امور کیطرف ہی توجہ ہو جاتی ہے ۔ جہانتک ہو سکے یہی آرزو ہے کہ کوئی دینی خدمت ہو جاوے ۔ رات پہر دہی الہام ہوا جو پہلے ہی ہو چکا ہے ۔

تازہ الہام
۱ - بہت تہوڑے دن رہ گئے ہین
۲ - قُلْ میعاد ربّک
۳ - اسدن سب پر اداسی چہا جائے گی ۔
۴ - قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا ۔

ان الہامات پر غور کرکے مین یہی سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ بہت ہی قریب ہے ۔ پہلے بہی یہ الہام ہوا تہا ۔ اس وقت اسکے ساتھ ایک رؤیا بہی تہی کہ ایک شخص نے مجھے کنوئین کی ایک کوری ٹنڈ مین ٹھنڈا پانی دیا وہ پانی بڑا ہی مصفا اور مقطر تہا ۔ مگر وہ تہوڑا سا تہا اور اس کے ساتھ الہام ہوا تہا ۔

آبِ زندگی

غرض
زندگی کا زمانہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو پھر بھی تھوڑا ہی ہے ۔

قبل عصر

۲۹ - نومبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراسی واپس وطن کو جانے والے تہے ۔ اسلئے حضرت اقدسؑ سیٹھ صاحب کی ملاقات کیواسطے **مہمان خانہ جدید** مین جہان سیٹھ صاحب اور دوسرے احباب فروکش تہے تشریف لائے اور سیٹھ صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا رات مجھے یہ الہام ہوا ہے ۔ (وہی الہام جو اوپر درج ہو چکے ہین سنائے)

الہام سنانے کے بعد فرمایا **ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا** سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کوئی رسوا کرنیوالا ذکر باقی نہ چہوڑین گے یہہ بڑا مبشر الہام ہے یعنے تیرے آنے کی جو **علت غائی** ہے اسکو ہم پورا کر دین گے ۔ کسی مامور و مرسل کے لئے رسوا کرنے والا ذکر یہی ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ اپنے مقاصد و اغراض مین ناکامیاب ہو ۔ سو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ تیرے آنے کی جو غرض اور مقصد ہے اسکو ہم پورا کر دین گے ۔

مگر یہ سنت اللہ ہے کہ جسقدر مامور دنیا مین آتے ہین یہ ضروری نہیں سمجہا جاتا کہ ان کے ہی زمانہ مین پوری تکمیل ہو جاوے بلکہ بہت سے امور ایسے ہوتے ہین کہ ان کے متبعین کے ہاتہوں سے پورے ہوتے ہین اور ان کے ہی ہاتہہ پر وہ تکمیل سمجھی جاتی ہے ۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت مین مکہ مدینہ اور بعض نواح تک اسلام تہا ۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضہ کے زمانہ مین اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ۔ اور بہت سے امور کی تکمیل صحابہ کے ہاتہہ پر ہوئی جو در حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی کامیابی اور آپ کے دست مبارک پر ہی تکمیل تہی ۔ انکے بعد بنو امیہ اور دوسرے سلاطین کے ذریعہ ان ترقیوں مین اور ترقی ہوئی ۔ اور **محمود غزنوی** نے بہی ان مین حصہ لیا ۔ اور یہ سلاطین ہند جو سات سو برس تک حکمران رہے کسی حد تک ان کو بہی حصہ ملا ۔ انہوں نے ایسی ایسی جگہ مساجد تعمیر کرائین جو ہندوؤں کے مرکز تہے ۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ جو مامور ہو کر آتا ہے ضروری نہیں کہ سب مقاصد اسکے وقت ہی مین مکمل ہوں ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑہ کر اور کون ہو سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئی ہین لیکن وہ کنجیاں آپ کے بعد حضرت عمر رضہ کو دی گئین ۔ یہہ کہنا کہ وہ آپ کو نہین ملین غلط ہے ۔ کیونکہ اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے ۔ کہ متبعین کے فتوحات اور کامیابیاں بہی دراصل متبوع ہی کی فتوحات ہوتی ہین ۔

اس دن سب پر اداسی چہا جائیگی ۔ اسکے متعلق فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کا کوئی مامور دنیا سے اٹہتا ہے تو ہر چیز پر ایک اداسی چہا جاتی ہے ۔ خصوصاً ان لوگوں پر جو اس کے ساتہہ تعلق رکہتے ہین ۔ انسان کی عادت مین یہ بات داخل ہے کہ وہ ہر بات کو قبل از وقت سمجہتا ہے اسلئے جب اسکی کوئی محبوب چیز جاتی رہے تو پہر ضرور غمگین ہوتا ہے یہ ایک فطرتی تقاضا ہے ۔ صحابہ کیحالت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تہی ۔ انکو تو قریباً ایک قسم کا جنون ہو گیا تہا ۔ اس غم مین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جدائی مین انپر آیا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو وہ جوش آیا کہ انہوں نے تلوار ہی نکال لی کہ جو شخص کہے گا کہ آپؐ وفات پا گئے ہین مین اسے قتل کر دونگا گویا وہ یہہ لفظ ہی سننا نہ چاہتے تہے پہر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے **خطبہ** پڑہا ۔ اور آیت **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** پڑہی تو انکا جوش فرو ہوا ۔ یہہ آیت دراصل ایک جنگ مین نازل ہوئی تہی جبکہ شیطان کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی آواز دی گئی ۔ مگر اسوقت جب حضرت ابوبکرؓ نے اس آیت کو پڑہا تو صحابہ سمجہتے تہے کہ گویا آیت ابہی اتری ہے ۔

فرمایا ایسے امور مین حیرت اور بیکلی ایک لازمی امر ہوتا ہے یہہ اختیاری بات نہیں کہ نہو ۔ مین جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو قبل از وقت ان امور کو بار بار ظاہر کرتا ہے اس مین ستر ہے کہ تا جماعت کی تسلی اور اطمینان کا موجب ہو ۔

ہم یہہ ایمان رکہتے ہین کہ دو عالم ہین جو **یقینی الوجود** ہین ایک تو یہی عالم جس مین ہم اب ہین اور زندگی بسر کر رہے ہین دوسرا وہ ہے جس مین مرنے کے بعد ہم داخل ہوتے ہین چونکہ انسان کو اس کا وسیع علم نہیں ہوتا اسلئے ۔ وہمی سمجہتا اور اس سے کراہت کرتا ہے اسکی وجہ اس کے اور کچہہ نہیں کہ اسکی خبر نہیں اور عالم مین چونکہ رہتا ہے اور اسکی خبر اور اطلاع ہے اسلئے اس سے محبت کرتا ہے ۔ اور اسی مین رہنا چاہتا ہے اگر اس عالم پر پورا یقین ہو جاوے تو اس عالم سے چلا جانے کا کوئی غم اسکو نہ ہو اور ایسی صورت مین یہ عالم تو اسی قدر ہے کہ جیسے **مسافر** کسی جگہ کو کوچ کرنے کی طیاری کرے تو زاد راہ کا بندوبست کر لیتا ہے ۔ اسی قدر یہہ عالم ہے کہ اس عالم کے سفر کے لئے زاد راہ کا بندوبست کرے ۔ اور نہ اس سے زیادہ شریعت حکم دیتی ہے ۔ اگر یہ عالم ہمیشہ کے لئے ہوتا تو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا و رسل اس دنیا مین گذرے ہین ۔ انکے ہمیشہ یہاں رہنے کی بہت بڑی ضرورت تہی ۔ اور اسکو اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون سمجہہ سکتا ہے! مگر دیکہہ لو اللہ تعالیٰ نے جب تک انکے لئے اس عالم مین رہنا پسند کیا وہ یہاں رہے ۔ اور آخر اپنا کام کرکے اس دنیا سے رخصت ہوئے ۔ خواہ دوسروں کے نزدیک انکی وہ رخصت قبل از وقت ہی سمجہی گئی ہو ۔ اوروں کا ذکر چہوڑ کر بنی اسرائیل مین بہیجے ہوئے رسولوں مین حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بڑے اولوالعزم رسول تہے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بڑے بڑے وعدے فرمائے منجملہ ان کے **ارض مقدس** مین داخل ہونے کا وعدہ تہا مگر اس **ارض مقدس** کے راستہ ہی مین انکو موت آگئی اور وہ اس وعدہ کی زمین مین داخل نہو سکے ۔ پہر خدا تعالیٰ نے انکے بعد یشوع بن نون کو برگزیدہ کیا اور وہ اس زمین مین داخل ہوا ۔ غرض یہہ ایک قسم کے اسرار ہوتے ہین جنکو ہر شخص نہیں سمجہہ سکتا ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رو رو کر دعائین کرتے تہے اسکے یہ معنے نہیں کہ وہ موت سے ڈرتے تہے یا اس زندگی سے پیار کرتے تہے بلکہ ان کو ناکامی کا اندیشہ تہا کہ ایسا نہو مین ناکام دنیا سے اٹہوں ۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انکی دعائین کو سنا مگر یہ نہیں کہ وہ موت کا پیالہ ان سے ٹل گیا اپنے وقت پر انہوں نے پیا اور رخصت ہوئے ۔

فرمایا ہم تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو **مقدم** کرتے ہین اور ہم یقین کرتے ہین کہ جو کچہہ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے یہہ ہست خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کے کاروبار مین جنکا اسنے ارادہ کیا ہوتا ہے کسی قسم کا فرق آجاتا ہے ایسا تو وہم کرنا ہی سخت گناہ ہے نہیں بلکہ وہ کاروبار جسطرح پر وہ چاہتا ہے بدستور چلتا ہے اور جسطرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اُسے چلاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ابہی مینے ذکر کیا ہے کہ وہ راستہ ہی مین فوت ہو گئے قوم چالیس دن تک ماتم کرتی رہی مگر خدا تعالیٰ نے وہی کام یشوع بن نون سے لیا ۔ اور پہر

نوٹ :- آج دس بجے سیٹھ صاحب روانہ ہوئے ۔ احباب نے دعاؤں کے ساتہہ رخصت کیا ۔ بسلامت روی و باز آئی (آمین)

چھوٹے چھوٹے اور نبی آتے رہے یہانتک کہ مسیح ابن مریم آگیا - اور اس سلسلہ میں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے شروع کیا تھا کوئی فرق نہ آیا -

پس یہہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالےٰ کے قایم کردہ سلسلہ میں کوئی فرق آجاتا ہے یہہ ایک دہوکا لگتا ہے اور بت پرستی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اگر یہہ خیال کیا جاوے کہ ایک شخص کے وجود کے بغیر کام نہیں چل سکتا - **مین تو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور طرف نظر اٹھانا کبھی پسند نہیں کرتا -**

فرمایا میرے ایک چچا صاحب فوت ہو گئے تھے عرصہ ہوا - مین نے ایک مرتبہ اون کو عالم رؤیا مین دیکھا - اور ان سے اس عالم کے حالات پوچھے کہ کس طرح انسان فوت ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ اُسوقت عجیب نظارہ ہوتا ہے جب انسان کا آخری وقت قریب آتا ہے تو دو فرشتے جو سفید پوش ہوتے ہین سامنے آتے ہین اور وہ کہتے آتے ہین **مولا لبس مولا لبس -**

(فرمایا حقیقت مین ایسی حالت مین جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے یہی لفظ **مولا لبس** موزون ہوتا ہے)

اور پہر وہ قریب آکر دونو انگلیان ناک کے آگے رکہدیتے ہین

اے روح جس راہ سے آئی تھی اسی راہ سے واپس نکل آ!

فرمایا طبعی امور سے ثابت ہوتا ہے کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے اسی راہ سے معلوم ہوتا نکلتی ہے -

توریت سے بہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نتہنون کے ذریعہ زندگی کی روح پہونکی گئی -

وہ عالم عجیب اسرار کا عالم ہے جنکو اس زندگی مین انسان پورے طور پر سمجھہ بہی نہین سکتا -

---

فرمایا اگر دن تہوڑے ہی ہون اور اللہ تعالےٰ کی رضا مین بسر ہون تو غنیمت ہین - حضرت عیسےٰ علیہ السلام جس ملک مین رہے تھے وہان کی زندگی صرف ساڑہے تین سال کی ہی رسالت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ رسالت ۲۳ سال تھا مگر مین جانتا ہون کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوش قسمتی ثابت ہوتی ہے اور کوئی دوسرا اس مین شریک نہین - امور رسالت مین یہہ کامیابی اور سعادت کسی اور کو نہین ملی - آپ کی آمد کا وہ وقت تہا جسکو اللہ تعالےٰ نے ظہر الفساد فی البر والبحر سے بیان کیا ہے یعنے نہ خشکی مین امن تہا نہ تری مین مراد اس سے یہ ہے کہ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب بگڑ چکے تہے اور قسم قسم کے فساد اور خرابیان ان مین پہیلی ہوئی تہین گویا زمانہ کی حالت بالطبع تقاضا کرتی تہی کہ اسوقت ایک زبردست **ہادی اور مصلح** پیدا ہو - ایسی حالت مین اللہ تعالےٰ نے آپ کو **مبعوث فرمایا** - اور پہر آپ ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے جب آپکو یہہ آواز آگئی - **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** - یہ آواز کسی اور نبی اور رسول کو نہین آئی - کہتے ہین جب یہ آیت اُتری اور پڑہی گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس آیت کو سنکر رو پڑے - ایک صحابی نے کہا کہ اے بڈہے آدمی تجہے کیا ہو گیا آج تو خوشی کا دن ہے تو کیون رو پڑا - حضرت ابو بکر رض نے جواب دیا کہ تو نہین جانتا مجہے اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بُو آتی ہے - حضرت ابو بکر رض کی فراست بہت تیز تہی انہون نے سمجہہ لیا کہ جب کام ہو چکا تو پہر یہان کیا کام - قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی بندوبست کا افسر کسی ضلع کا بندوبست کرنے کو بہیجا جاتا ہے وہ اوسوقت تک وہان رہتا ہے جب تک وہ کام ختم نہ ہو لے جب کام ختم ہو جاتا ہے تو پہر کسی اور جگہ بہیجا جاتا ہے - اسی طرح پر مرسلین کے متعلق بہی **سنت** ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب یہہ امر دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر سچ کہتا ہے - اور پھر یہہ بہی فرمایا **اگر مین کسی کو دنیا مین دوست رکہتا تو ابو بکر کو** -

یہہ جملہ بہی قابل تشریح ہے حضرت ابو بکر رض کو آپ دوست تو کہتے تہے پھر اسکا کیا مطلب؟ بات اصل مین یہ ہے کہ **خلت** اور دوستی تو وہ ہوتی ہے جو رگ و ریشہ مین دہنس جاوے وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ اور اسی کے لئے مخصوص ہے دوسرون کے ساتہہ محض **اخوت** اور دوری ہے **خلت** کا مفہوم ہی یہی ہے کہ اندر دہنس جاوے جیسے یوسف زلیخا کے اندر گیا تہا - بس یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ کے اس پاک فقرہ کے ہین کہ اللہ تعالےٰ کی خلت مین تو کوئی شریک نہین دنیا مین اگر کسی کو دوست رکہتا تو ابو بکر کو رکہتا -

یہہ ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی کو بیٹا بناتا تو ایک قرب کو بنا لیتا - ایک مفسر کہتا ہے قرب سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہین جنکو مقام لدنّی حاصل ہے غرض یہہ امور تکمیل کے لئے ضروری ہین جنکو ہر شخص سمجہہ نہین سکتا -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہزارون آدمی مرتد ہو گئے حالانکہ آپ کے زمانہ مین تکمیل شریعت ہو چکی تہی - یہانتک اس ارتداد کی نوبت پہونچی کہ صرف دو مسجدین رہ گئین جن مین نماز پڑہی جاتی تہی باقی کسی مسجد مین نماز ہی نہین پڑہی جاتی تہی - یہہ وہی لوگ تہے جنکو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا مگر اللہ تعالےٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دوبارہ اسلام کو قایم کیا اور وہ آدم ثانی ہوئے -

میرے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت بڑا احسان اس امت پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ انکے زمانہ مین چار جہوٹے پیغمبر ہو گئے مسیلمہ کے ساتہہ ایک لاکہہ آدمی ہو گئے تہے اور انکا نبی انکے درمیان سے اُٹہہ گیا تہا مگر ایسی مشکلات پر بہی اسلام اپنے مرکز پر قایم ہو گیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو بات بنی بنائی ملی تہی پھر وہ اسکو پہیلاتے گئے یہان تک کہ نواح عرب سے اسلام نکل کر شام و روم تک جا پہونچا اور یہہ ممالک مسلمانون کے قبضے مین آگئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ والی مصیبت کسی نے نہین دیکہی تہی نہ حضرت عمر رض نے نہ حضرت عثمان رض نے اور نہ حضرت علی رض نے -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور میرا باپ خلیفہ ہُوا - اور لوگ مرتد ہو گئے تو میرے باپ پر اسقدر غم پڑا کہ اگر پہاڑ پر وہ غم پڑتا تو وہ زمین کے برابر ہو جاتا - ایسی حالت مین حضرت ابو بکر رض کا مقابلہ ہم کس سے کرین - اصل مشکلات اور مصائب کا زمانہ وہی تہا جس مین اللہ تعالےٰ نے انہین کامیاب کیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت کوئی فتنہ باقی نہ تہا اور حضرت عثمان رض کو تو مین حضرت سلیمانؑ سے تشبیہ دیتا ہون ان کو بہی عمارات کا بڑا شوق تہا - حضرت علی رض کے وقت مین اندرونی فتنے ضرور تہے ایک طرف معاویہ تہے اور دوسری طرف علی رض اور ان فتنون کے باعث مسلمانون کے خوب خون بہے ۲ سال گئے اندر اسلام کے لئے کوئی کارروائی نہین ہوئی - اسلام کے لئے تو عثمان رض تک ہی ساری کارروائیان ختم ہو گئین پہر تو خانہ جنگی شروع ہو گئی - حضرت **حسن** رض نے میری دانست مین بہت اچہا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہو گئے پہلے ہی ہزارون خون ہو چکے تہے انہون نے پسند نہ کیا کہ اور خون ہون اسلئے معاویہ سے گذارہ لے لیا چونکہ حضرت حسن رض کے اس فعل سے شیعہ پر زد ہوتی ہے اسلئے امام حسن رض پر پورے راضی نہین ہوئے - ہم تو دونون کے ثناخوان ہین - اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جُدا جُدا قویٰ معلوم ہوتے ہین حضرت امام حسن نے پسند نہ کیا کہ مسلمانون مین خانہ جنگی بڑہے اور خون ہون - انہون نے امن پسندی کو مد نظر رکہا - اور حضرت امام حسین رض نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتہہ پر بیعت کرون کیونکہ اس سے دین مین خرابی ہوتی ہے - دونون کی نیت نیک تہی -

انما الاعمال بالنیات -

یہہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتہہ سے بہی اسلامی ترقی ہوئی یہہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے وہ چاہے تو فاسق کے ہاتہہ سے بہی ترقی ہو جاتی ہے - یزید کا بیٹا نیک بخت تہا - اصل یہی ہے کہ ہر شخص اپنے قویٰ کے موافق کام کرتا ہے **قل کل یعمل علےٰ شاکلتہ**

بعض لوگ دنیاداری مین بڑے کامل ہوتے ہین - بعض سادہ ہوتے ہین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکہا کہ لوگ کہجور کو پیوند کر رہے ہین یہہ پیوند نر کا مادہ کو ہوتا ہے آپ نے ان کو منع کیا - انہون نے نہ لگایا اس سال کہجورین نہ لگین تو آپ نے فرمایا انتم اعلم بامور دنیاکم یعنے تم اپنے دنیوی معاملات کو بہت جانتے ہو -

انبیاء علیہم السلام باوجود اسکے کہ بڑے قوی الحوصلہ اور صاحب ہمت لوگ ہوتے ہین لیکن اگر انہین قلبہ رانی کے لئے کہا جاوے تو انہین کب توفیق ہو سکتی ہے؟ اسلئے کہ وہ اس غرض کے لئے بنائے ہی نہین جاتے - جس مقصد اور غرض کے لئے وہ آتے ہین اور اس راہ مین جو تکالیف اور مصائب انہین اُٹہانے پڑتے ہین کوئی دوسرا شخص دنیا کا خواہ وہ کیسا ہی بہادر اور تنومند کیون نہ ہو وہ ان مشکلات کو ہرگز ہرگز برداشت نہین کر سکتا مگر اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کو کچہہ ایسا دل اور حوصلہ عطا کرتا ہے - کہ وہ بڑی **جرأت** اور **دلیری** کے ساتہہ انکو برداشت کرتے ہین -

خود انسان کو دیکہو کہ باوجودیکہ بڑا عقلمند اور عجیب عجیب ایجادین کرتا ہے مگر بئے کا سا گہونسلا نہین بنا سکتا - اسلئے کہ اس قسم کے قویٰ اسے نہین ملے - شہد کی مکہی شہد بناتی ہے انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس قسم کا شہد بنا سکے وہی بوٹیان موجود ہین مگر انسان عاجز ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے جُدا جُدا طاقت دی ہے - اسیطرح ایک طبقہ انسان کا وہ ہے جنکو **روحانی قوتین** دی جاتی ہین -

ایک شخص نے سوال کیا کہ زندگی مین کسی مرد سے تعلق ہو یا مرید کا اپنے پیر سے ہو کیا وہ بہی اس سے فیض پا لیتا ہے

فرمایا صوفی تو کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد بھی فیض پاتا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں ایک دائرے کے اندر محدود ہوتا ہے اور مرنے کے بعد وہ دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اس کے سب قائل ہیں۔

چنانچہ یہانتک بھی مانا ہے کہ حضرت عیسےٰ جب آسمان سے آئینگے تو چونکہ وہ علوم عربیہ سے ناواقف ہونگے کیا کرینگے؟ بعض کہتے ہیں کہ وہ علوم عربیہ پڑہیں گے۔ اور حدیث اور فقہ بھی پڑہیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہہ امر تو ان کے لئے موجب عار ہے کہ وہ کسی نوی کے شاگرد ہوں اسلئے مانا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں بیٹھیں گے اور وہاں بیٹھ کر استفاضہ کرینگے۔ مگر اصل میں یہہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مگر اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ انکا عقیدہ ہے کہ قبور سے استفاضہ ہوسکتا ہے لیکن یہہ یاد رہے کہ یہہ امر لطریق شرک نہ ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔

فرمایا۔ ہماری نصیحت یہی ہے کہ ہر شخص گور کے کنارے بیٹھا ہے یہہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی کو اطلاع دیدے۔ اور کسی کو اچانک موت آجاوے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہہ گھر ہے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کے سارے آدمیوں کو مٹی میں دبایا اور اولادوں کو دفن کیا مگر کچھہ ایسے سخت دل ہوتے ہیں کہ وہ موت اپنا اثر نہیں کرتی۔ اور **تبدیلی** انمیں نہیں پائی جاتی۔ یہہ بدقسمتی ہے۔ یہہ تماشا سلاطین کے ہاں بہت دیکھا جاتا ہے۔ لاکہوں لاکہہ خون ہوجاتے ہیں اور انپر کوئی اثر نہیں مسالین سے مال لیتے ہیں اور خود عیش کرتے ہیں بڑی بہاری غفلت کا نمونہ انکے ہاں دیکھا جاتا ہے۔

سفرنامہ دھلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا۔)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سٹیشن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احباب نے دوپہر کا کہانا یہاں ہی کہایا۔ اور ظہر اور عصر کی نماز سفر کیوجہ سے جمع کرکے پڑہی گئی۔ حضرت اقدس کا عموماً معمول دیکہا گیا ہے کہ جب آپ سفر میں جاتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں اور ظہر عصر کی نماز ضرور تاً جمع کرلیتے ہیں۔ اس سفر میں چونکہ فاضل امروہی ساتھہ تھے اسلئے وہی امام نماز تھے۔

نماز سے فارغ ہوکر خاکسار ایڈیٹر نے آپ کی ریزرو گاڑی میں اسباب وغیرہ رکہوایا۔ اور آپ کو سوار کرادیا۔ یہہ گاڑی حضور کی بالکل الگ تہی۔

پردہ پر ایک نظر مجھے متعدد مرتبہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی صورتوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جبکہ آپ سفر میں ہوں اور حضرت ام المومنین علیہا السلام آپ کے ہمراہ ہوں۔

آپ ایسے موقع پر عام دنیاداروں کی طرح کبھی ایسا پسند اور گوارا نہیں فرماتے کہ آپ تو آگے آگے ہوں اور مستورات پیچھے ایک اچھے خاصہ فاصلہ سے ہوں۔ یہہ نظارہ ہم لوگ آئے دن سٹیشنوں پر دیکھتے ہیں کہ اس کو وضع داری کے خلاف سمجھا جاتا ہے کہ مستورات کے ساتھہ ساتھہ چلیں مگر حضرت حجۃ اللہ جو ہر معاملہ میں ایک اسوہ اور نمونہ ہیں اور جنہوں نے آکر دنیا میں **عورت ذات** کی کہوئی ہوئی عزت کو پھر قایم کیا ہے اور **خیرکم خیرکم لاھلہ** پر پورا عمل کرکے دکہایا ہے سفر میں کبھی ایسی باتوں کی پروا نہیں کرتے بلکہ ایک **مستعد ہوشیار** انسان کی طرح (جو انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے) سفر کرتے ہیں۔ آپ حضرت ام المومنین علیہا السلام کے بالکل ساتھہ ساتھہ چلتے ہیں اور سب بچوں اور مستورات کو خوب احتیاط کے ساتھہ گاڑی میں سوار کراچکنے کے بعد خود سوار ہوئے۔

سٹیشن بٹالہ پر بیعت یہہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میاں امام بخش سپاہی سکنہ چکواں ۱۰ بجے والی گاڑی میں اپنی اہلیہ سمیت قادیان جانے کے واسطے سٹیشن بٹالہ پر اترا تہا لیکن جب اس نے دہلی جانے والے قافلہ کو دیکہا اور معلوم کیا کہ حضرت اقدس تشریف لارہے ہیں تو وہیں ٹہیر گیا آخر سٹیشن پر ہی حضرت اقدس سے اسکی اہلیہ نے بیعت کی اور وہ بہی اسی گاڑی میں جس میں حضرت اقدس دہلی جانے والے تہے امرتسر تک واپس ہوا۔

بٹالہ سے امرتسر بٹالہ سے گاڑی ایک بجکر ۵۰ منٹ گذرے روانہ ہوئی۔ راستہ میں کوئی ایسا امر قابل ذکر نہیں روانگی سے پہلے دہلی روانگی کا تار دیدیا گیا۔

امرتسر ریلوی سٹیشن حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیوٹ تہی اور آپ نے منع کردیا تہا کہ کسی خادم کو اطلاع نہ دی جاوے اسکی وجہ یہ تہی کہ چونکہ روانگی یقینی نہ تہی۔ اور کئی مرتبہ ارادے ہو ہو کر فسخ ہوچکے تہے اور ایک مرتبہ اطلاع دینے کی وجہ سے **پہگواڑہ پہلور لودہانہ** کے سٹیشنوں پر کئی کئی دن تک خدام حاضر رہے اور آخر انتظار کے بعد بنگہ ضلع جالندہر کی جماعت قادیان ہی آپہونچی۔ اگرچہ وہ لوگ بڑے خوش اور اپنے آپ کو بیدار بخت سمجھتے تہے کہ اس تقریب پر ہی حضرت اقدس کی زیارت کا موقع مل گیا۔ مگر حضرت اقدس انکی تکلیف کو بہت محسوس کرتے تہے۔ اس بناپر فرمایا کہ بہتر ہے کسی جگہ اطلاع نہ دیجاوے۔ یہی وجہ تہی جو امرتسر بہی اطلاع نہ کی گئی۔

یہاں گاڑی کو قریب ۵ گھنٹہ ٹہیرنا تہا۔ ابہی تہوڑی دیر ہی ہوئی تہی۔ کہ کپورتہلہ کی جماعت (جو اپنے اخلاص کا ایک خاص نمونہ ہے) میں سے منشی ظفر احمد صاحب اور منشی اروڑا صاحب اور ڈاکٹر فیض قادر صاحب تشریف لے آئے۔ ہر چند ہر شخص کا اخلاص اس کے سچے دل میں ہے اور اللہ تعالےٰ ہی اسے بہتر جانتا ہے مگر منشی **اروڑا** صاحب کی زندگی میں میں نے یہ عجیب بات دیکہی ہے۔ کہ کوئی سفر ہو کوئی تقریب ہو وہ علے العموم حاضر ہوجایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے۔ اور دوسرے احباب کو اس کی توفیق۔ اس سفر دہلی میں دہلی تو نہیں مگر لودہانہ بہی منشی صاحب موصوف پہونچ گئے تہے اور جن سفروں میں مجھے حضرت اقدس کے ہمراہ جانا پڑا ہے میں نے عموماً انکو دیکہا ہے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تہا جماعت کپورتہلہ کے مندرجہ بالا احباب نے نیاز حاصل کیا اور انمیں سے ڈاکٹر فیض قادر صاحب شہر کو چلے گئے۔ اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کو خبر ہوئی۔ وہ دوڑی ہوئے سٹیشن پر پہونچے اور احباب کو بہی حتی المقدور

جماعت امرتسر اطلاع دی۔ مگر انہیں اس امر کا نہایت افسوس تہا کہ کیوں قبل از وقت انہیں اطلاع نہ ملی۔ آخر انہوں نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور شام کی دعوت کے لئے جماعت امرتسر کیطرف سے عرض کیا اجازت ہونے پر وہ شہر میں واپس آئے۔ اور بڑی سرعت اور عجلت کے ساتھہ مغرب کی نماز ہوتے ہوتے وہ مکلف کہانا طیار کرکے لے آئے۔ جماعت امرتسر کے اکثر احباب جنکو خبر ہوچکی تہی ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد حصول نیاز کی خاطر حاضر ہوئے اور ایک ایک سے حضرت اقدس اور احباب سے مل کر بہت خوش ہوتا تہا۔ وہاں اسے قبل از وقت اطلاع نہ ہونے کا سخت افسوس ہورہا تہا۔

جماعت لاہور کے ممبر کپورتہلہ کی جماعت کے کچھہ عرصہ بعد لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور ماسٹر غلام محمد صاحب اور برخوردار محمد یوسف پسر حکیم محمد حسین صاحب قریشی بہی آ حاضر ہوئے۔ میں ان دونوں صاحبوں کا ذکر بہی خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں لاہور میں آنے سے یہہ دو بزرگ قادیان حاضر ہوتے اور حضرت اقدس کے سفر میں حتی الوسع ساتھہ دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ڈاکٹر حکیم **نور محمد** صاحب بہی ایسی باتوں میں سے ہیں اس موقع پر وہ بہی پیچہے نہ رہتے اگر ضعیف اور دم بیمار نہ ہوتے۔ بہرحال لاہور کے دوسرے احباب کو بہی اس اسوہ سے فائدہ اٹہانا چاہئیے تہا۔

امرتسر سٹیشن حضرت اقدس گاڑی سے اتر کر پلیٹ فارم کے ایک ایسے حصہ پر جہاں مسافروں کی آمدورفت نہیں تہی درختوں کے نیچے تشریف فرما ہوگئے۔ مولوی محمد علی مستورات ایک طرف بیٹہ گئی تہیں۔ حضرت اقدس اپنے خدام میں بیٹہے ہوئے تہے کہ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد کی طبیعت ناساز معلوم ہوئی۔ اگرچہ کچھہ ضروری نہ تہا کہ میں یہاں اس تذکرہ کو لکہتا لیکن میں اس سے آپ کی پاکیزہ سیرت کا ایک حصہ

آپکا خارق عادت متعلقین سے پیار دکہانا چاہتا ہوں۔ اسلئے میں اسکو چہوڑنا نہیں چاہتا۔ وہ یہہ ہے کہ آپ کی ہمدردی اور مستعدی اور ہمت کو دکہاؤں۔ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ **سستی اور کاہلی** کو نزدیک نہیں آنے دیتے اور ان کی فطرت میں نوع انسان کے لئے غیر معمولی اور خارق عادت ہمدردی ہوتی ہے ممکن ہے کوئی شخص یہہ سمجہکر کہ اپنے بچہ کی وجہ سے مرزا صاحب نے ہمدردی اور مستعدی کا نمونہ دکہایا ہوگا۔ مگر انہوں نے نہیں دیکہا کہ ہر شخص کے لئے ایسا ہی **درد** اور چستی آپ میں ایسے موقعوں پر پائی گئی ہے اور خود راقم مضمون ہذا پٹہان کوٹ کے مقام پر ۱۸۹۹ء میں بندگان عالی کی شفقت کا وہ نمونہ دیکہہ چکا ہے کہ بغیر انبیاء علیہم السلام کے دوسروں میں مل ہی نہیں سکتا۔ غرض آپ نے نبض دیکہی اور معلوم ہوا کہ معدہ میں ثقل اور حرارت بڑہ رہی ہے فوراً آپ کوئی چار سو قدم کے فاصلہ پر جہاں آپ کی گاڑی کہڑی تہی تشریف لے گئے یہہ عاجز بہی ہمراہ تہا اور ایک بڑا صندوقی تختہ کے نیچے سے نکالا اس میں سے کوئی دوائی نکالی اور صاحبزادہ صاحب کو دی۔ اور بعض ادویات ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کے مشورہ سے بازار سے منگوا کر دی گئیں۔ خدا نے اپنا فضل کیا اور صاحبزادہ صاحب کی حالت درست ہوگئی والحمد للہ علےٰ ذالک

لا تطیش للمنایا سھامھا جماعت امرتسر کے آجانے پر باتوں ہی باتوں میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا

کا تذکرہ آگیا - فرمایا ؟ بڑے ہی مخلص اور قابل قدر انسان تھے مگر اللہ تعالےٰ کی یہی مرضی تھی اگرچہ بشریت کے لحاظ سے صدمہ ہوتا ہے - مگر ہم اللہ تعالےٰ کی رضا پر خوش ہین - اسنے ہماری تسلی کے لئے پہلے سے ہی بتا دیا تھا کہ اب مولوی صاحب ہم سے الگ ہونگے - چنانچہ **لا تطیش المنایا سھامھا** ان کی بابت الہام ہوچکا تھا اور پھر کفن مین لپیٹا گیا - اور پھر صاف طور پر ۷۴ برس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون -

یہہ سب الہامات ان کی موت کی خبر دیتے تھے - لیکن ہم ان کی نسبت خیر چاہتے تھے اسلئے اپنے طور پر ان الہامات کو کسی اور مفہوم مین پورا ہونے کے خواہشمند تھے مگر اللہ تعالےٰ کی قضا وقدر وہی تھی جو صاف طور پر ان الہامات مین بتادی گئی تھی اور آخر وہ پورے ہوگئے -

ان الہامات پر غور کرکے مجھے ایک نکتہ سمجھہ مین آیا ہے کہ جب **عرض الموت** کا وقت آجاتا ہے تو وہ وقت دعا کا نہین ہوتا - کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیتا ہے اسی طرح پر جو حالتین مہلک بیماریون کی ہوتی ہین انمین بہی نتیجہ نظر آجاتا ہے - مگر خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ مولویصاحب کے معاملہ مین ایک عجیب بات دیکھی گئی کہ ان کی اصل مرض **سرطان** جسکو انگریزی مین (کاربنکل) کہتے ہین بالکل اچہا ہوگیا بلکہ خود انہون نے ہاتھہ پھیر کر دیکھا اور یہی کہتے تھے کہ اب مین دو چار روز مین پھرنے لگونگا - آخر ذات الجنب کیوجہ سے سخت بخار ہوگیا جو ۱۰۶ درجہ تک پہونچگیا اور اسی عارضہ مین وفات پائی ۱۵ دن تک وہ اس بیماری مین زندہ رہے یہہ زیادت ایام ہی استجابت دعا پر دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس مرض سے انکو آخر نجات دیدی - رہی موت اس سے تو نہ کوئی بچا ہے نہ بچ سکتا ہے - انکی بیوی نے بتایا کہ وہ کہتے تھے کہ کئی مرتبہ خدا بلانے آیا ہے مگر تاخیر ہوتی رہی -

خدا تعالیٰ کا تردّد اصل بات یہہ ہے کہ یہہ وہی تردّد ہے جسکا ذکر صحیح حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے مومن کی جان لینے مین تردد ہوتا ہے - مینے باوجودیکہ انکی وفات کے متعلق الہامات ہوچکے تھے - بہت دعا کی تو الہام ہوا - **تؤثرون الحیوۃ الدنیا** پھر یہی الہام ہوا - **یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم** - اس کا مطلب یہہ تھا کہ جب انتہا درجہ تک کسی کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے تو وہ معبود ہوجاتا ہے اور یہہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا وجود ہے جسکا کوئی بدل نہین کسی انسان یا اور مخلوق کے لئے ایسا نہین کہہ سکتے -

پھر فرمایا پرسون الہام ہوا تھا **انی مع الرسول اقوم وادوم ما یدوم واعطیک ما یدوم** - اور آج کا الہام یہہ ہے **تاتیک وانا معک** یہہ الہام بخیر وعافیت سفر سے واپس آنے کی خبر دیتا ہے -

جماعت نبگہ مین اوپر ذکر کر آیا ہون کہ نبگہ کی جماعت حضرت اقدس کی روانگی کی خبر پاکر پھگواڑہ پہونچی تھی اور وہان دو دن انتظار کرکے آخر دارالامان آپہونچی تھی - قادیان سے رخصت ہوکر وہ نبگہ کو واپس جارہی تھی - حسن اتفاق سے اسکو دو دن امرتسر لگ گئے اور اس عرصہ مین حضرۃ اقدس کی روانگی دہلی کا ارادہ مصمم ہوگیا - اور امرتسر کے سٹیشن پر پھر انہین ملاقات اور ملاقات کے ساتھہ ہی پھگواڑہ تک شمولیت کا موقع مل گیا - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

عرض

امرتسر کی جماعت نے نہایت فراخدلی اور حوصلہ کے ساتھہ ان مسافران دہلی کی دعوت کی مغرب اور عشاء کی نماز جمع کرکے پڑھ لی گئی - پھر ہم مسافران دہلی گاڑی مین سوار ہو گئے اور رات کے ۹ بجے گاڑی نے سٹیشن امرتسر کو **الوداع** کہا اور رات کی تاریکی تاریکی مین فراٹے بھرتی ہوئی سوئے دہلی روانہ ہوئی -

ایک عظیم الشان پیشگوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ظہور ہم لوگ جب گاڑی مین سوار ہوگئے اور یہہ جدید سواری (جسکو ہماری مذہبی اصطلاح مین **خر دجّال** کہا جاتا ہے) خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو لیکر روانہ ہوئی تو میرے مین عجیب عجیب خیالات کا سلسلہ شروع ہوا مین نہین چاہتا کہ انہین اپنی چھوٹی سی کھوپری مین ہی جلا کہانے دون اسلئے حوالہ قلم کرتا ہون تا دوسرے بہی خیالات کے اس چکر کو دیکھہ کر کم وبیش کوئی فائدہ اٹھائین -

(باقی آئندہ)

پہر مولوی محمد حسین صاحب احباب گاڑی مین سوار ہوچکے تھے لیکن ابہی گاڑی کی روانگی مین دیر تھی کہ منشی ظفر احمد صاحب نے مجھے آکر خبر دی کہ مولوی محمد حسین صاحب واپس بٹالہ جاتے ہین چنانچہ مین پھر گیا تاکہ ان سے ملاقات کرون پھر ان سے چند باتین ہوئین مولویصاحب نے اپنی دردانگیز داستان سفر شملہ کی سنائی کہ کس طرح انکا نقصان ہوا - اور بیچارے اس نقصان کیوجہ سے بے نیل مرام واپس آئے اور شملہ نہ پہنچ سکے - آخر مین انہین کمرہ کے ایک مسافر نے مجھے کہا کہ تم مولوی صاحب کو بہت سا روپیہ دو تو ابہی **مرزائی ہوجائینگے** خدا کی شان ہے کہ مولویصاحب آج صبح ہی بٹالہ سٹیشن پر مجھے یہ الزام دیتے تھے کہ ایک نامعلوم شخص نے برملا مولویصاحب کے منہ پر یہ بات کہی مینے اسکو جواب مین کہا کہ تم نے مولویصاحب کی بڑی ہتک کی ہے کیا مولوی صاحب **ایمان فروش** ہین - اور اگر انہون نے روپیہ لیکر کوئی مذہب اختیار کرنا ہے تو پہر عیسائی ہوجائین - مولویصاحب خاموش ٹک ٹک دیکھتے تھے اور دم نہ مارتے تھے - مین اسی حال مین چھوڑ کر رخصت ہو آیا - کہنے لگے کہ کل دہلی آؤنگا -

یادگار کریمی

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی یادگار کے متعلق جہانتک مجھے علم ہے سیالکوٹ کے سوا دوسری جگہ مستعدی سے کام نہین ہورہا ہے - سیالکوٹ کی جماعت بڑی سرگرمی کے ساتھہ اپنے واجب الاحترام بہائی کی یادگار مین ہمہ تن ساعی ہے - اگر اس موقع پر سستی اور غفلت سے کام لیا گیا ہے - تو یہ بہت افسوسناک امر ہوگا - کیا ایک حقیقت شناس قوم کو مین زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ مین توجہ دلاؤن ؟ مخدوم الملۃ کی زبان اب کہان سے لاؤن کہ انہین بیدار کرسکون -

ہم چاہتے ہین کہ مرحوم کی یادگار مین مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت پختہ کی جاوے اور اس عمارت کے ایک حصہ مین یا جیسا مناسب ہو - قاریون کی جماعت کہولی جاوے جو قرآن شریف کو تجوید اور قراۃ کے ساتھہ پڑھنا سیکھے اور پھر قرآن کریم کے حقائق ومعارف بیان کرنے کے لئے وہ علوم دینیہ قرآنیہ حاصل کرکے ملک اور قوم کے لئے ایک مفید اور نفع رسان جماعت ہو - ان مقاصد اور اغراض کے پورا کرنے کے واسطے کم ازکم بیس ہزار روپیہ کی رقم مطلوب ہوگی تین لاکھہ کی جماعت مین بیس ہزار کوئی بڑی بات نہین ہے اگر ۱۰ فیصدی بہی وصول کیا جاوے تو تیس ہزار ہوسکتا ہے - مین جانتا ہون کہ قوم دینے کو طیار اور آمادہ ہے لیکن ضرورت محصلین کی ہے اگر سیالکوٹ کی جماعت کی طرح ہر ضلع کی جماعت باقاعدہ تحصیلدار اپنے اپنے ضلع مین بھیجے تو اس سے جہان ایک طرف ضلع بھر کی جماعت کی پوری فہرست اور فرد طیار ہوجائیگی وہان بہت جلد یہہ روپیہ بہم پہونچ جاوے گا - مین قادیان کے تمام اکابران قوم لاہور کپورتھلہ - امرتسر - لودیانہ - جالندھر - پہلور - فیروزپور - میرٹھہ - گجرات - پشاور - جہلم - گجرات - گوجرانوالہ - ملتان - پٹیالہ - حیدرآباد دکن - وغیرہ اضلاع اور مقامات کی جماعتون کی طرف سے اس جواب کے سننے کے منتظر ہین کہ وہ بتائین انہون نے اس کام کیلئے کیا عملی تجویز اختیار کی ہے - فرداً فرداً ہی چندہ بہیجنے والون کو ابہی تحریک نہین ہوئی - اسلئے آج مین اس فہرست چندہ کو کہولتا ہون - اگر کم وبیش بیس مقامات کی جماعتین اپنے ذمہ ایک ایک ہزار چندہ کا بہم پہونچانا فرض کرلین تو آسانی سے ہوسکتا ہے اگرچہ بعض اضلاع اور مقامات کی جماعتین تہوڑی اور غریب ہین مگر اس کے ساتھہ ہی بعض مقامات کی جماعتین ایک ایک ہزار کی بجائے کئی کئی ہزار دے سکتی ہین - اسلئے احمدی قوم اس معاملہ کو زیادہ لمبا نکرے اور اسپر متواتر تحریکون اور آوازون کی لئے منتظر نہ رہے - اسے چاہئے کہ وہ بہت جلد اس رقم کے پورا کرنے کی فکر کرے - **قادیانی جماعت کس قدر چندہ دیگی** ؟ یہہ ایک سوال ہے جو مین یہان کی جماعت کے سامنے پیش کرتا ہون کیا یہان کے رہنے والے یہہ سعی کرینگے کہ اگر زیادہ نہین تو ایک ہزار روپیہ جمع کردین - رقم بڑی نہین اگر ہمت کرین اور حوصلہ سے کام لین - مین امید کرتا ہون کہ اگر قادیانی جماعت نے اس امر مین سرگرمی سے کام لیا - تو اسکی نظیر اور نمونہ قوم مین ایک خاص حرکت پیدا کریگا - اسلئے کہ مالی حالت کے لحاظ سے مین اور دوسرے یقیناً جانتے ہین کہ قادیانی جماعت ضعفا کی جماعت ہے جو غریب مہاجرین اور طالب علمون سے بنی ہے - پس اگر ان غربا نے ایک ہزار کا چندہ جمع کرلیا تو پھر ہر شہر سے چندہ کا بہت جلد ہوجانا مشکل نہین ہے مین یہ بہی عرض کردینا ضروری سمجھتا ہون کہ یہ چندہ باقساط بہی دیا جاسکیگا - **چندہ کی فرد اور فہرست ایڈیٹر الحکم کے** پاس بہیجدو -

اور روپیہ براہ راست امین یادگار کریمی قادیان کے نام بہیجدو - مین اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم پر بہروسہ کرکے اس فہرست چندہ کہولتا ہون -

آغاز کردہ ام برسانی تو انتہا

۱ - خاکسار ایڈیٹر الحکم {علاوہ دو روپیہ ماہوار کے جو اجرا مدرسہ مجوزہ یادگار سے دیا جاوے گا} ۵۰ (دس اقساط مین)

۲ - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور - ۵۰
{یہہ رقم فی الحال انہون نے تجویز کی ہے مگر ادا ابہی انشاء اللہ کردینگے}

۱۸۷۵ء کی شاہی سیاحت کی یادداشت

ہزرائیل ہائینس پرنس آف ویلز (ملک معظم) ۱۱- اکتوبر ۱۸۷۵ء کو جہاز "سیراپس" پر انگلستان سے بجانب ہند روانہ ہوئے - اور ۸- نومبر کو بمبئی مین پہنچے - لارڈ نارتھ بروک اور دیگر حکام اعلے رئیسہ اور ہندوستانی راجاؤن ونوابون کا بمبئی مین استقبال کیا - ہزرائیل ہائینس نے اپنی اول تقریر بمبئی مین شہر بمبئی کی ہفت رنگی اور مختلف آبادی کے درمیان ایک ایسی سلطنت کے طریق حکمرانی کے نشانات دیکھے جو قانون کی اجازت اور ... کرنے والے کو پناہ دیتی ہے - اور نسلی امتیازات کو نظرانداز کرتی ہے اور سب کو مذہبی اعتقاد کی آزادی دیتی ہے - اور جسنے تمام باضابطہ کامون اور حرفون کو پناہ دے رکھی ہے" (یہ الفاظ پرنس آف ویلز کے ہین) میونسپل ایڈریس مین اس بات کا یقین دلایا گیا تھا جس سے ہزرائیل ہائینس کو خوشی ہوئی " انگریزی عملداری مین سب قومون اور مذہبون کے لوگ میل موافقت کے ساتھ رہتے ہین - اور اُن قوی سے بہت ہی زیادہ فائدہ اٹھاتے اور امن کو ترقی دیتے ہین - جو اُن کو نئی آوم کے مختلف فرقون اور نسلون سے درحقیقت ملے ہین - گو سب کے سب تاج برطانیہ کے وفادار اور خیرخواہ ہین - اور اپنے اپنے شہرون کے مقامی معاملات کے انتظام مین متفق ہین " ۱۴- نومبر کو ہزرائیل ہائینس بڑودہ مین تشریف لے گئے اور ۲۳ تک وہین رہے - ۲۴- کو بمبئی آکر گوا کی طرف چل دیئے اور اپنے جہاز سیراپس پر سوار ہو گئے تھے - وہان سے لنکا کیطرف گئے - یکم دسمبر کو کولمبو پہنچے - ایک ہفتہ تک وہان رہے - اسکے بعد براعظم ہند کی طرف چلے آئے - ۱۴- دسمبر کو ٹوٹی کورن مین رونق افروز ہوئے - پھر سرزمین تامل - مدورا اور ترچناپلی مین تشریف لے گئے - بعدش مدراس خاص مین تشریف فرما ہوئے - ایک ہفتہ تک وہان رہے - ۱۸- دسمبر کو ہوگلی کیطرف اپنے خاص جہاز مین سوار ہو کر گئے - ۲۳- دسمبر کو کلکتہ مین پہنچے - اور برنسپ گھاٹ پر دہوم دہام سے استقبال ہوا - وہان سے پرنس آف ویلز ۳- جنوری ۱۸۷۶ء کو پٹنہ - بنارس - لکھنؤ - کانپور کی سیر کرتے ہوئے دہلی مین پہونچے - وہان سے لاہور - جموں - امرتسر آگرہ - گوالیار - جےپور - نینی تال - ترائی - نیپال تشریف لے گئے - وہان سے الہ آباد - اندور وغیرہ کی سیر کر کے ۱۳- مارچ کو بمبئی مین پہونچ گئے - وہان سے اپنے خاص جہاز پر سوار ہو کر انگلستان کو مراجعت فرمائی - پرنس آف ویلز نے ۷۶۰۰ میل خشکی - اور ۲۳۰۰ میل تری کا سفر کیا تھا - سیاحت کا مقصد اپنی عظیم الشان سلطنت ہند کے باشندون اور دیگر حالات کو بذات خود دیکھنا تھا - جسکی سیاحت کو اپنی زندگی کا ایک اعلے مقصد سمجھتے تھے - پارلیمنٹ کے ایک ریزولیوشن کی رو سے سلطنت برطانیہ کے عظیم الشان حصہ کی سیاحت لازمی قرار دیگئی تھی - اہل ہند نے نہایت گرم جوشی اور جوش وخروش کے ساتھ آپکا خیرمقدم کیا تھا - پرنس آف ویلز کی اپنی یہ خواہش تھی کہ وہ سلطنت کی بابت واقفیت حاصل کرین جسکے اوپر وہ کسی دن حکمرانی کرنے والے تھے *

حضور ولیعہد بہادر اودے پور مین

اودے پور مین ہزرائیل ہائینسز کا آخری دن بغیر کسی رسم یا سرکاری کاروائی کے گذرا - ۲۰- نومبر کی صبح کو شکار کے لئے تشریف لے گئے - اور یہہ ہندوستان مین ہزرائیل ہائینس کی پہلی جنگلی شکار تھی - اول تو قرار پایا تھا - کہ جھیل پچولا پر مرغابی اور چیتے کا شکار ہو - مگر یہ پسند جھیل پر اس قدر کم تھے - کہ پرندون کے شکار کا ارادہ فسخ کر کے جنگل مین بڑے بڑے جانورون کا شکار کیا جائے - جنگل مین پھرنا بیکار نہین گیا - ہزرائیل ہائینس نے چند جانور مارے - یہ شکار محض اس لئے تھا - کہ ہزرائیل ہائینس ہندوستان کے جنگلون کی حالت سے واقف ہو جائین - جس سے امید ہے - کہ جے پور مین اُنہین شیر کے شکار مین بہت مدد ملیگی - یہ شکار پارٹیان ہندوستانی والیان ریاست سے تعلقات مستحکم کرنے مین بہت مدد دیتی ہین -

اودے پور سے ہر شخص کسی قدر افسوس کے ساتھ جدا ہوا - کیونکہ اودے پور نہ صرف ایک خوبصورت شہر ہے - بلکہ یہان اصلی ہندوستان کی ایک جھلک نظر آتی ہے - راجپوت ایک نہایت بہادر قوم ہین مہارانا نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہین - باوجودیکہ بہت زیادہ شکار نہین کھیلتے - کیونکہ اس سے بعض راجپوت ریاستین تباہ ہو چکی ہین - وہ خوب مضبوط اور اچھے نشانہ باز ہین - یکشنبہ کو محل جگ مندر مین چائے نوشی کے موقعہ پر آنوار کو مہارانا کے ولی عہد سے حضور پرنس آف ویلز نہایت خلق سے پیش آئین - گدی کے ولیعہد مہارانا کے اکلوتے بیٹے ہین - چند سال ہوئے - ان کی زندگی سے مایوسی ہو چکی تھی - مہارانا لفظاً ومعناً اپنی ریاست کے مہارانا ہین وہ اپنے دیوان بھی خود ہی ہین - اودے پور کو غیر ترقی یافتہ اور ناشائستہ بتانا اور اس زمانہ کی خواہش کرنا جبکہ زمانہ حال کے خیالات کا دور دورہ ہوگا - ایک فیشن ہو گیا ہے اگر میواڑ غیر ترقی یافتہ اور ناشائستہ ہے - تو اس کے باشندے تو خوش وخرم اور سرسبز ہین - مہارانا اپنے جاگیردارون اور بھیلون سے جس طرح بھگتتے ہین - یہ کوئی آسان کام نہین ہے - ولیعہد اودے پور نہایت مہربان خوش خلق اور مہارانا سے بھی آزاد خیال سمجھے جاتے ہین - اودے پور مین ایسے معزز مہمانون کے لئے کسی عظیم الشان دعوت کا سامان کرنا سہل نہین ہے لیکن کسی قسم کی شکایت اور بدنظمی کا موقع نہین ملا - نہ کسی بات کی کمی رہی - اس کے لئے رزیڈنٹ ریاست مسٹر سنیہے اور ان کے مددگار مسٹر ٹام اور مسٹر ویکفیلڈ جن کی توجہ اور تلطف کی کوئی حد نہ تھی - شکریہ کے مستحق ہین -

حضور ولیعہد بہادر کا قیام جے پور مین

۲۲- نومبر کو تقریباً سارا دن شکار مین صرف ہوا - اور حضور ولیعہد بہادر نے پہلا شیر شکار کیا - اگرچہ قرب وجوار مین شیر تھے - لیکن عرصہ سے کوئی مارا نہین گیا تھا - اور شک تھا کہ کامیابی ہوگی یا نہین - مگر لنچ کے بعد فیصلہ ہو گیا - کہ کوشش کرنی چاہئیے - اس لئے ہزرائیل ہائینس بمعیت جنرل اسٹوارٹ بیٹسن اور آنریبل مسٹر ڈیرک کیپل شکار کے لئے روانہ ہوئے دس میل تک تو گاڑی مین گئے - ریت پر چھ چھ گھوڑے گاڑیون کو کھینچتے تھے - پھر ہاتھیون پر سوار ہو کر مچانون کی جانب روانہ ہوئے اور تلاش شروع ہوئی میدان ریتلا اور جھاڑدار تھا جس سے شیر کو چھپنے کا بہت موقع تھا جبوقت شکاری مچان پر پہونچی - تو ایک شیر پھر رہا تھا - جو فوراً ہی جھاڑیون مین سے اچھلتا ہوا نکلا - شہزادہ بہادر کی پہلی گولی اسکی ریڑھ پر پڑی - دوسری گولی کندھے پر پڑی - اور وہ گر پڑا - اور ہاتھ پاؤن مارنے لگا - مگر تیسری گولی نے اوسے ٹھنڈا کر دیا یہ جانور ۹ فٹ سے کچھ ہی کم تھا - باوجودیکہ شکار مچان سے ۱۲۰ فٹ کے فاصلہ پر تھا - اتنے فاصلہ سے گولی مارنا آسان کام نہ تھا - پہلی گولی ہی نے اسکا کام تمام کر دیا - ہزرائیل ہائینس کے والد ماجد نے بھی پہلا شیر جے پور ہی مارا تھا - شہزادہ بہادر جو نہایت عمدہ شکاری ہین اس نتیجہ سے نہایت مسرور ہوئے - اسکے بعد پارٹی فوراً رزیڈنسی کو واپس ہوئی کیونکہ شیر کے شکار کے لئے خبرون کا انتظار کہ جنگل مین شکار ہے یا نہین - اسلئے ہزرائیل ہائینس کے سٹاف اور ان کے مہمانون کے لئے جو شکار پارٹی مین شریک ہونا چاہین - سور کے شکار کا انتظام کیا گیا - دو پارٹیان بن گئین رزیڈنسی سے ۵½ صبح کے روانگی ہوئی - مہاراجہ نے گھوڑون اور فیلبون کا انتظام کر دیا تھا - دونو پارٹیون نے خوب حظ اٹھایا - سور کثرت سے تھے - دونون پارٹیون نے نو سور مارے - اگرچہ سور چھوٹے بڑے سب ہی طرح کے تھے - مگر دوپہر دھوپ خوب ہوگئی - سب لوگ رزیڈنسی کو خوش خوش اور مہاراجہ کے مشکور واپس آئے - جب کہ باہر سور کا شکار ہو رہا تھا - محل کے اصطبل مین ایک دوسرا ہی کھیل جاری تھا - ہر قسم کے جانور جیسے سانبھر - ہرن - چیتل مینڈھے اور بھارا کھاڑہ مین چھوڑے گئے - لوگ اُن کا رسیون سے پکڑے ہوئے تھے - تاکہ ایک دوسرے کو زیادہ نقصان نہ پہنچائین - اول تو تماشائیون مین ولیعہد بہادر اور ولیعہد بیگم شریف نہ تھین اور جو لوگ موجود تھے - ان کو بھی اس سے کچھ دلچسپی نہ تھی - شام کو شہر مین روشنی اور محل مین شاہی ضیافت ہوئی - جس مین مہاراجہ اور ولیعہد بہادر نے دلچسپ تقریرین کین - اور مہاراجہ نے قحط فنڈ مین چار لاکھ کی مزید عطیہ کا اعلان کیا - مہاراجہ نے شاہی مہمانون کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے فرمایا - کہ تقریباً ۳۰ سال ہوئے - آپ کے والد ہزمجسٹی ملک معظم بحیثیت ولیعہدی جیپور مین تشریف لائے تھے - اسوقت میرے پیش رو مہاراجہ رام سنگھ اس وقت مہاراجہ جے پور تھے اب اپنی خوش قسمتی سے مجھے اس شہر مین یوررائل ہائینس کا خیرمقدم کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے - جو میرے اجداد کا ملجا وماوا اور جہان مین امید کرتا ہون کہ یورائل ہائینس کے قیام کو قابل یادگار بنانے کی کوشش مین کامیابی ہوگی - اس موقع کے متعلق ایک نہایت مبارک واقعہ ہزرائیل ہائینس پرنسس آف ویلز کی معیت ہے - جن کا ہم تہ دل سے خیرمقدم کرتے ہین - ہم یہان اجنبیون کی طرح نہین مل رہے - بلکہ دوستون کیطرح کیونکہ جبکہ مین نے سمندر پار اپنا وہ قابل یادگار سفر ملک معظم کی تاجپوشی مین شریک ہونے کے لئے کیا تھا مجھے آپ سے تعارف پیدا کرنے کی مسرت حاصل ہوئی تھی - اور مین یورائل ہائینس کو یقین دلا سکتا ہون - کہ اس موقعہ پر جبکہ مین اپنے وطن سے دور تھا آپ کی مہربانی اور کرم کو یاد کرتا ہون - تو آپ کا خیرمقدم تہ دل سے کرنے کا خیال اور بھی زیادہ ترقی کر جاتا ہے - مین افسوس کرتا ہون کہ امساک باران کی وجہ

سے جیپور پر مصیبت ہے - اس لئے یور رائل ہائینس کا استقبال اس پیمانہ پر نہ ہو سکا - جو مین آپ کی شایان شان سمجھتا تھا - البتہ مجھے پورا بھروسا ہے - کہ ہم آپ کے حالات سے بخوبی واقف ہین - اور یہ کہ سخت سے میری وفاداری اور عقیدتمندی کسی بیرونی نمائش کی محتاج نہین ہے تقریباً تیس سال ہوئے - جب ہز میجسٹی ملکہ معظمہ یہان تھے - تو انہون نے اپنی تشریف آوری کی یادگار مین اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تھا - جو البرٹ ہال کے نام سے موسوم ہے میری خواہش ہے - کہ یور رائل ہائینس کی تشریف آوری کے موقع کی یادگار بھی ایسی ہی پائدار ہو - اس معاملہ پر غور کرتے ہوئے مین اس نتیجہ پر پہنچتا ہون - کہ اس موقع کے مطابق اور میرے لئے پسندیدہ تر اس سے زیادہ کچھ نہین ہے - کہ جسے پیش کرنے کی مین جرأت کرتا ہون - مجھے شک نہین ہے - کہ آپ واقف ہین - کہ سنہ ۱۸۹۹ء مین قحط فنڈ قایم ہوا تھا - اس کا مقصد یہ ہے - کہ ان لوگون کی امداد کیجائے - جو ہندوستان کے کسی حصہ مین قحط کی مصیبت مین مبتلا ہون - مین آپ کی اجازت سے ۳ لاکھ کی رقم اس مین اضافہ کرتا ہون - اور مہارانی ہز رائل ہائینس پرنسس آف ویلز کی تشریف آوری کی یادگار مین اسی مد مین اس رقم کی برابر دینا چاہتی ہین - جو انہون نے اس مد مین بیادگار تاجپوشی دی تھی - یعنی ایک لاکھ - یہ چار لاکھ یور رائل ہائینس کے جیپور مین تشریف لانے کی یادگار مین ہونگے - مین آپ کا زیادہ وقت لینا نہین چاہتا - اور دعا کرتا ہون - کہ آپ سیر ہند سے پورا لطف اٹھائین -

مین امید کرتا ہون - ہمارے اندر آپ کی موجودگی سے تخت سے ہمارے تعلقات اور بھی زیادہ مستحکم ہو جائینگے - اور آپ کی دلچسپی اس حصہ سلطنت کے ساتھ اور بھی بڑھ جائے گی - لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین اب آپ سے درخواست کرتا ہون - کہ آپ میرے مشہور مہمانون ہز رائل ہائینس کا جام صحت نوش کرین - حضور ولیعہد بہادر نے جواباً فرمایا ہز سنس اور مین یور ہائینس کے ان چیدہ ہوئے الفاظ کے مشکور ہین - جن مین آپ نے ہمارا جام صحت تجویز کیا - اور لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین آپ کا بھی ممنون ہون - کہ آپ نے ایسی گرمجوشی سے اوسے نوش کیا - ہم یور ہائینس کی دوستی کا دعویٰ مسرت کے ساتھ کرتے ہین - کیونکہ لنڈن مین تاجپوشی کے موقع پر ساری صحبت مین مہاراجہ جے پور سے زیادہ کوئی ممتاز نہ تھا - مہاراجہ ولایت کو مع خدم وحشم کے گئے تھے - اور وہان ان کے جلوس سے ہمین وہ شان و شوکت معلوم ہوگئی تھی - جو آج ہم خود ریاست کے صدر مقام مین دیکھتے ہین - مگر ہمین خود جیپور اور انتظام ریاست کا کچھ تصور نہ تھا - بدقسمتی سے ہم ریاست مین قحط کے زمانہ مین پہنچے - لیکن ہمین امید ہے - کہ جس والی ریاست نے ازراہ فیاضی ہندوستانیون کے لئے قحط فنڈ قایم کیا ہے - وہ خود اپنی رعایا کی تمام ضروریات کا لحاظ رکھینگے - باور کیجئے - کہ ہمارے لئے کوئی عمارت بطور یادگار ایسی دل خوش نہین ہوسکتی تھی - جیسا کہ صلہ رحم کا راج جس کے یور ہائینس خود بانی ہین - ہندوستان کی حفاظت کے لئے آپ نے جو بار برداری کا کور قایم کیا ہے - سو وہ بھی مین نے کل ملاحظہ کیا اور مجھے توقع ہے - کہ کور نے نہ صرف فوج مین بلکہ قحط کے کام مین بھی قابل قدر خدمت انجام دی - راجپوتون کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے - اور قیام جیپور کا مین اچھے داغ اچھی گہرا نقش لیجاؤنگا - اور ہز ہائینس یاد رکھونگا - کہ مین نے پہلا شیر آپ کے جنگل مین مارا - آخر مین مین آپ کو وہ پیغام پہنچاتا ہون - جو ملک معظم نے میرے ہاتھ بھیجا ہے - وہ چاہتے ہین - کہ مین آپ سے ظاہر کر دون - کہ ان کی دلی خواہش ہے - کہ آپ کو اور آپ کی ریاست کو تمام ممکن برکتین اور سرسبزیان حاصل ہون - لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین آپ سے درخواست کرتا ہون - کہ آپ ہمارے دوست مہاراجہ جیپور کا جام صحت نوش کرین اور یہ دعا کرنے مین ہمارے ساتھ شریک ہون - کہ وہ اپنی رعایا اور ہندوستان کے سر پر عرصہ دراز تک قائم رہین -

---

نمائشگاہ بنارس کے لئے ہندوستان کی اکثر ریلوی کمپنیون نے کرایہ مسافرن اور کرایہ اسباب نمائش مین تخفیف کر دی ہے -

---

درخوست دعا

مکرمی منشی محمد منظور الٰہی صاحب کا ہمشیرہ زادہ نصیب اعدا علیل ہے - ناظرین سے التماس ہے کہ وہ بچہ کے لئے دعا کرین - کہ اللہ تعالےٰ اوس کو صحت کامل عطا فرماوے -

---

قصیدہ درشان حضرت مولوی عبدالکریم احمدی سیالکوٹی - از نتائج طبع خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

حضرت مخدوم ملت خادم دین متین
عاشق فرقان فدائے حضرت ختم المرسلین
واعظ و قاری قرآن زاہد پرہیزگار
عالم راہ ہدیٰ و واقف اسرار دین
افصح و غواص بحر علم قرآن و حدیث
ابلغ و کنز المعانی مخزن عین الیقین
منبع فضل و کمال و کان ادراک و ذکا
نکتہ سنج و نکتہ دان و نکتہ ہائے باریک بین
معدن حلم و حیا و مالک خلق عظیم
صوفی و علامہ و در حلقہ نیکان نگین
یعنی مولانا ئے اکرم مولوی عبدالکریم
روح اخلاص و محبت جان ایقان و یقین
از عمل ثابت نمود آن بود ایمانی کہ داشت
خوش ازو رحمان شد و خاموش [illegible]
دین مقدم داشت بر دنیائے دون مانند کا
از زمان بیعت خود تا بہ انفاس پسین
با جناب عیسیٰ موعود صد اخلاص داشت
موج زن شد از دل او بحر صدق المخلصین
از سر مال و منال و ملک و دولت در گذشت
آمد و در قادیان شد با عیال خود مکین
آشنا شد با ہدیٰ بیگانہ از راہ ضلال
نفرتش شد از یہود و شد بعیسیٰ ہمنشین
در مقدس مسجد اقصیٰ خطیب و ہم امام
بود تا دہ سال با حکم امام آخرین
اندرین دہ سال در سیف قلم چون ذوالفقار
صفدر کفار بد فرق گروہ فاسقین
آریہ بد یا مسیحی جعفری یا خارجی
پشت دادش لاجرم فی الحال چون جست از کمین
چون بغرّیدن در آمد ضیغم پروردگار
در میان عرصۂ سرکش [1] این روئے زمین
فتح خیبر شد بدستش گبر و ترسا و ہنود
ہمنوا گشتند اندر نعرۂ صد آفرین
ہر کسے گفت غالب شد ہزبر دین حق
خائب و خاسر شد و بگریخت ہر البو الحصین
چون مقدر حضرت انجام راہ آن شیر نر
کش پئے اسلام ہمت بود با غیرت قرین

[1] لاہور مین جب جلسہ مذاہب کا جلسہ ہوا تو اسلام کی تائید مین مرحوم نے حضرت اقدس کا مضمون پڑھا تھا۔

رخت رحلت بست زین دار الفنا سوئے بقا
شد صعود روح پاکش سوئے خیر المحسنین
بر صعود روح او خوش بر فراقش پر ز غم
مہدی موعود گشتہ ہم صحابہ اجمعین
دیو آدم مومنان شد ابر و بارید اشکہا
بر وفات حضرت مخدوم حضرت المومنین
بر وفات او نہ تنہا مومنان [illegible]
بلکہ آنان ہم کہ بودند از گروہ منکرین
آن چنان معدوم ما [illegible]
ہجو در اخبار شایع میکند از بغض و کین
بغض با مردان حق دارد [illegible]
آسمان باید کہ بارد لعنتی بر آن لعین
یا الٰہی این چنین بد خصلت [illegible]
بعد مرگش جا بود اندر [illegible] آتشین
رحم کن یا رب بروح اطہر [illegible]
جائے او گردان ز فضل خویش فردوس [illegible]
سال وصلش آہ برآورد [illegible]
گو - روان اطہر او شد بجنت جاگزین

۱۳۲۳ھ

خاکسار محزون احمدی پشاور

تاریخ وفات

حضرت مخدوم ملت مولوی عبدالکریم
آنکہ در علم و عمل بد یادگار [illegible] فہیم
آنکہ بد در زہد و تقوے و طہارت بیمثال
وآنکہ او را بود با حلم و حیا طبع سلیم
آنکہ در تحریر و تقریرش نبودہ کس نظیر
در بلاغت در فصاحت بود چون بحر عظیم
آنکہ بد در مسجد اقصیٰ خطیب و ہم امام
وآنکہ بد دہ سال در قرب جری اللہ مقیم
آنکہ چون او قاری قرآن درین دوران نبود
وآنکہ خوش میخواند چون داؤد فرقان کریم
چون ز سرطانش رہائی شد باعجاز مسیح
شد ز ذات الجنب آخر کار بیمار سقیم
رحلتش در قادیان شد خاص در بیت الامام
روح او شد داخل ابواب جنات النعیم
یازدہم اکتوبر و بد چار شنبہ قبل عصر
چون وصال روح پاکش شد برحمان رحیم
سال رحلت با دل پر درد محزون حزین
زد رقم - اے وائے حضرت مولوی عبدالکریم

۱۹۰۵ء

خاکسار

محزون احمدی پشاور

[illegible]

حضرت اقدس کا اپنے مضمون کے غالب ہونیکی نسبت حضرت حنیفہ [illegible] اکبر - جو حضرت مخدوم ملت کے ذریعہ سے پڑھا ہوا [illegible]

مراسلات

ذیل میں ایک مراسلہ درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہم احمدیوں پر ہمارے مخالف کیسے کیسے ستم توڑتے ہیں۔

کیا یہی وہ اسلام ہے جسکو یہہ غیر قوموں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں؟

احمدیوں کو بہرحال صبر کرنا چاہئے اور منتقم حقیقی ہی کے سپرد انکو کرنا چاہئے۔

ایڈیٹر

مہربان امت قدردان سنت منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر عنایتنامہ

بعد عرض سلام نیاز عرض آنکہ مورخہ ۱۱ ماہ نومبر ۱۹۰۵ء کو بمقام قصبہ فتحگڈہ چوڑیاں ایک **عجیب حادثہ** وقوع میں آیا ہے اسکو درج اخبار فرماکر مشکور فرماویں۔ شاید کسی کے دل کا دہواں آسمان پر چڑہے اور باعث فریادرسی ہو۔

مکرم من بمقام قصبہ مذکور مدامی سکونت پذیر ایک ہی شخص عبدالقادر نام قوم نورباف ہے جو حضرت مرزا صاحب کا نام لیوا ہے۔ مدت مدید سے حکیم محمد شاہ وغیرہ خاندان شاہ صاحبان کا بہی آماجگاہ ہو رہا ہے۔ تمام پہبتیاں اسپر طومالا کرتے ہیں۔ مگر سپر **دلائل احمدیہ** کچھ ایسی لوہے کی نہیں کہ مخالفین کے تیر اوسپر کارگر ہوں۔

اون کے ہفوات تیر ہوائی کی طرح لوٹ کر اونہیں پر پڑتے ہیں جس سے زیادہ طیش میں آتے ہیں۔ انکی رات دن کی معاندانہ کوششوں نے دہوم مچا رکہی ہے۔ قصبہ کیا ہے کوہ بنا رکہا ہے گو کہ تاثیر خاک بہی نہیں تاہم رات دن سے کوئی وقت نہوگا جس میں **امت احمدیہ** کا گلہ شکایت چغلی ممور نہو۔ تاریخ مذکورہ پر وہی **عبدالقادر** اپنی قریب کی مسجد میں جو مسجد جولاہگان کے نام سے مشہور ہے نماز عصر ادا کرنے کو گیا۔ وہی **حکیم محمد شاہ** نامبردہ دو شخصوں کو جو قوم راجپوت مقام ابدووال متصل فتحگڈہ سے اتفاقاً نماز عصر پڑہنے کے لئے داخل ہوئے تہے۔ فہمائش کر رہا تہا اور ایک اور جولاہہ بہی تہا جو اوس کی ہاں میں ہاں ملاتا تہا۔ اثناء گفتگو میں چہیڑخانی کے طور پر عبدالقادر مذکور کو سناکر کہنے لگا کہ یہہ مرزائی بڑے کذاب ہیں۔ بڑے جہوٹے ہیں۔ پس عبدالقادر نے کہا کہ شاہ صاحب لعنت اللہ **علی الکاذبین** بہی ساتہہ ہی کہتے جاؤ۔ تاکہ حق کا بول بالا ہو اور جہوٹے کا منہ کالا ہو۔ یہہ کہنا تہا کہ محمد شاہ طبیب اور دوسرے جولاہہ نے اوسپر حملہ کیا محمد شاہ نے اوسکو ڈاڑہی سے پکڑکر کہینچا۔ اور دوسرے جولاہے نے لات مکی سے مارنا شروع کیا۔ جسپر اون نووارد جوان راجپوتوں نے منت سے منع کیا کہ شاہ صاحب معاف فرمائیے غریب کا خون ہوجائیگا آپ کو بہرنا آئیگا مگر وہ کب الگنے والے تہے۔ بعد مشکل اون کو آج ہی وہ شکار ہاتہہ آیا تہا جسکی تاک میں مدت سے لگے ہوئے تہے۔

آخر اون کی کمال الحاح سے اوسکو تو چہوڑ دیا وہ بیچارہ تو دیوار پہاند کر تہانہ کو دوڑ گیا۔ اور محمد شاہ نے جولاہوں اور ٹپ گردن کشمیریوں کو کہا۔ اگر مرزائیوں نے مجہے دے مارا اور داڑہی نوچ لی ہے۔ یہہ ستم کا آوازہ تہا کہ سلسلہ ہی نکل۔ اس اشتعال دینے کے ساتہہ ہی ٹڈی دل آن جمع ہوا جہانتک نگاہ کام کرتی تہی گلی کوچہ صحن خانہ میدان مکان میں آدمی ہی آدمی نظر آتا تہا۔ اون کو مسجد میں اور تو کوئی نظر نہ آیا۔ انہیں دو جوان راجپوتوں پر ٹوٹ پڑے۔ وہ بہتیرا کہتے تہے کہ نہ ہم مرزائی ہیں نہ مرزائیوں کے بہائی۔ مگر کون سنتا تہا۔ لات مکا دہول دہپا ایسا چلایا کہ معرکہ آرائی کی خوب داد دی۔ اور اون بیچاروں کو چور چور کر رہے تہے کہ کسی سید صاحب نے گذرتے ہوئے رحم کہایا اور للکارا کہ بڑے چوہدو مارے جاؤگے۔ **خدا** کی دہائی سرکار کی بادشاہی ہے۔ یہہ تو فلانے خانصاحب کے صاحبزادے ہیں۔ وہ تو گہر ان کا بچا پڑا دیگا۔ جس سے اون ظالمین کے دلوں پر رعب چہاگیا۔ اور پژمردہ یا مردہ سا کرکے بلوں میں جاگہسے۔ اور کسی نے خبر نہ لی۔ اتفاق سے ایک نابینا جو دیکہتے کہا کر کہیں کونے میں جا گہسا تہا اور ایک مراسی جو اونکے ساتہہ تہا اور مسجد کے کوٹھے میں دروازہ بند کرکے بچ گیا تہا نکلا۔ اور اون کو ساتہہ لیکر تہانہ میں گیا۔ اسوقت زن و بچہ کوٹھوں پر پکار رہے تہے۔ کہ ناحق مسافر مار دیئے ہیں۔ مگر شاہ صاحبان بہی پیچہے سے تہانہ میں پہونچ گئے اور منت سماجت کرکے اون کو اپنے گاؤں کیطرف واپس کر دیا۔ کیا یہہ **سکہہ شاہی** نہیں تو اور کیا ہے۔ جس سے خانہ خدا کو میدان کربلا بنا دیا گیا **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

یہہ وہی شاہ صاحبان ہیں جو بجرم سکہ سازی گرفتار کئے گئے تہے۔ شاید ڈیڑہ یا دو سال کا عرصہ گذرا ہوگا۔ مگر ان کو عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ بہت جلدی اپنی پاداش کو بہول جاتے ہیں۔ ابہی ان کے کارنامے اس سے زیادہ ہیں جن سے گرد و نواح کے لوگ ناواقف نہیں۔ ابہی اڑہائی سال کا عرصہ گذرا ہے کہ مولوی ثناء اللہ وہابی امرتسری کو ساتہہ لیکر سینکڑوں زیادہ آدمی کی بہیڑ بہاڑ سے موضع لودی ننگل کی مسجد پر کود پڑے تہے اور مولوی نور احمد صاحب پر حملہ کیا تہا جس سے خدا نے محفوظ رکہا تہا اور اب **بعض** نووارد لوگوں کو جو قصبہ فتحگڈہ میں چہپے چہپے گذارہ کرتے ہیں گہورتے اور وعظ و مجالس وغیرہ میں دہمکیاں دے رہے ہیں۔ کہ تمام مرزائیوں کا حقہ پانی بند کر دیا جائیگا۔ ورنہ اپنے عقیدہ سے باز آجاویں۔ اس صورت میں بندگان خدا کا وہی منتقم حقیقی ہی حافظ ہے۔ فقط

مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۵ء

الراقم

دین محمد ٹہیکہ دار خیرخواہ رفاہ عام خلائق از مقام لودی ننگل ڈاکخانہ فتح گڈہ ضلع گورداسپور

مکرر التماس ہے کہ ان دنوں قصبہ مذکور میں شہرت دے رہے ہیں کہ مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں نے سفر دہلی سے واپس ہوتے ہوئے شہر امرتسر میں وارد ہوکر روزہ نہیں رکہا تہا۔ اور منڈوہ میں لیکچر دیتے ہوئے عوام بالخواص نے شور مچایا اور اینٹ روڑہ چلایا کہ سب مرزائی بہاگ گئے۔

جسکے **جواب** کسی نے ان مولویان فتح گڈہی سے پوچہا کہ کیا سفر میں روزہ رکہنا جائز ہے تو کہنے لگے کہ یہ ریل کا سفر کیسا سفر ہے جس میں روزہ نہ رکہا جائے پہر کسی گلوگیر نے بازپرس کی کہ اگر گہر میں ایسی مشقت ہو کہ سخت سفر کے مشابہ ہو تو روزہ توڑنا یا نہ رکہنا جائز ہے یا نہیں مثلاً تانا تننے والے کی مشقت یا ہل چلانے والے کی مشقت جو آدہی رات سے بارہ بجے تک سفر سے زیادہ محنت میں چلتا ہے تو جواب ندارد جس سے صاف طور پر نمایاں ہے کہ خدا نے ان سے علم لے لیا ہے اور علم اٹہہ گیا ہے۔ حدیث میں اسکی شرح بہی آئی ہے کہ علم پر عمل نہیں کرینگے۔ اور یہ مضمون حدیث کا مشہور ہے

لیس من البر الصیام فی السفر

یعنے سفر میں روزہ رکہنا نیکی نہیں۔

باقی رہا اینٹ روڑہ چلانا اگر یہہ صحیح ہے تو یہہ اون کی شرارت واقعی ہے انہیں پر ناز کیا جاتا ہے سرکار کے ملک میں اندہیر مچانا اور فتنہ ڈالنا اچہا نہیں۔ اس سے تو الٹی اون ہے۔ کیوں بغاوت کرتے ہیں۔ موت و عاقبت کو یاد کریں۔ فقط

الملتمس

منشی منظور محمد از مقام لودی ننگل

ہمت ہو تو بڑی بات نہیں

الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچانا ہر احمدی کا فرض ہے بلکہ میرے نزدیک تو ہر احمدی کا **قومی فرض** ہے کہ وہ **الحکم** کو خریدے۔

تین لاکہہ کی جماعت میں اسکے مسلم قومی پرچہ کی اشاعت اگر ۱ فیصدی بہی ہوتی تو آج کم از کم تین ہزار ہونی چاہیئے۔ مگر کسقدر افسوس کی بات ہے کہ ابہی ہزار بہی نہیں ہے۔ پس یہ امر قوم کے لئے کیسا ناگوار اور ناخوشکن ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ الحکم کی اشاعت کم از کم **دس ہزار** ہو جاوے اسلئے جو صاحب الحکم کی اشاعت کو **دس ہزار** تک پہونچانے کے اسباب اور تجویزیں اپنے ذہن میں رکہتے ہوں وہ مجہے اطلاع دیں تاکہ ان پر عمل درآمد کیا جاوے۔

یہہ بہی تجویز ہے کہ ایک شخص **الحکم** کی اشاعت بڑہانے کے لئے **سفری ایجنٹ** مقرر کیا جاوے جو جابجا پہر کر جہاں ایک طرف جماعت کی فردیں طیار کرے اور الحکم کا بقایا وصول کرے وہاں ساتہہ ساتہہ لوگوں کو اخبار کی ضرورت اور اسکے فوائد سے آگاہ کرکے خریدار پیدا کرے مگر یہ تجویز بہت سارے مصارف کو چاہتی ہے جنکو مطبع سردست برداشت نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر ہر ایک خریدار اپنی اپنی جگہ عزم اور عہد کرلے کہ وہ ہر مہینے کم از کم ایک جدید خریدار دیا کریگا تو ایک سال میں ہی تیرہ ہزار اشاعت ہوسکتی ہے۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے ہمت اور **سعی** کی۔ اور قومی ضروریات کی حس کی اور اگر کم از کم ۱۰۰ آدمی بہی ایسا عزم کرلیں کہ وہ ہر مہینے ایک ایک خریدار بہم پہونچائیں گے مگر یہ خریدار **پانچ روپیہ سالانہ** دینے والے ہوں تو میں ان کے ساتہہ عہد کرتا ہوں کہ ۱۰۰ ایسے خریداروں کے نام جو پوری قیمت نہیں دے سکتے دو روپیہ سالانہ پر اخبار جاری کردیا کروں۔ اس انداز سے ایک مہینے میں **دو سو اشاعت** بڑہ سکتی ہے۔

اے الحکم کے ایک ہزار قدردانو!

کیا تم میں سے ۱۰۰ بہی ایسے والنٹیر نہیں نکل سکتے؟

مراسلات

دیانندی ست پرنوٹ اور ریمارک

(از محمد منظور الٰہی سوہدروی)

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ! مسٹر پال (جدید آریہ) نے جالندھری آریہ اخبار کی ایڈیٹری کا فخر حاصل کیا ہے - اور اب انہیں گالیاں نکالنے کا ایک وسیع میدان ہاتھ آ گیا ہے - اور شاید اسوجہ سے کہ لالہ منشی رام وکیل کی ست سنگت میں اپنے گنگا کے کنارے شاداب پہاڑیوں کے نیچے گوروکل کی گپھا میں کچھ دن تیر کئے ہیں آپ کو **قانونی مذاق** بھی ماشاء اللہ پیدا ہو چلا ہے - چنانچہ ۱۹ - کاتک کے پرچارک میں سوامی رلارام صاحب کی کسی کتاب پر "آپ اب بھی سنبھل جاؤ" کے عنوان سے ریمارک کرتے ہیں کہ اس کتاب میں سوامی جی کو ایسی گالیاں دی ہیں کہ گویا ان کا نقل کرنا بھی مسٹر پال کے نزدیک جرم ہے - کاش مسٹر پال کے دکھانے کے دانت اور نہ ہوتے! اور وہ اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ کر دوسرے کی آنکھ کے تنکے پر رائے زنی کرتا - خود جس شخص کی اپنی یا اپنے نام کے ساتھ منسوب شدہ کتاب ایسے طرز پر لکھی گئی ہے جو معقول اور متین جماعت میں پڑھے جانے کے قابل نہیں اور جو خود گالیاں دینے میں اچھا مشاق ہے اور پھر جسکے قبلہ وکعبہ پنڈت دیانند جی صاحب مختلف مذاہب کے **ہادیوں** اور **لیڈروں** کو پانی پی پی کر کوستے ہیں اور ایسا ہی انکے واجب الاحترام آریہ مقتول نے تو حد ہی کر دی ہے - اور پھر ان کے ہم نوالہ یوگیندر پال نے تو سب کو پس پشت ڈال دیا ہے وہ شخص اگر کسی دوسری کتاب پر ایسا ریمارک کرے تو فی الحقیقت تعجب خیز امر ہے - آریہ سماج کے لٹریچر پر جو رائے فاضل ایڈیٹر ہندوستانی نے دی ہے اور جو سارٹیفکیٹ تھوڑے ہی دنوں میں بعض عدالتوں سے بعض دریدہ دہن آریوں کو مل چکے ہیں **مسٹر پال** انپر غور کریں اور پھر غور کرنے کے بعد بھی اگر وہ یہ کہیں کہ آریہ سماج گائے کی طرح بے زبان ہے تو پھر ہم یہی کہیں گے کہ ؎

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام در چشم بندی اے خدا

دیانندجی مہاراج اور آریونکی مکتی پنڈت دیانند جی مہاراج کی تحریریں بھی ایک دریائے ناپیدا کنار ہیں کہ جن کا نہ سر ہے نہ پیر -

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

آج ہم ہیں سوامی جی کی تحریروں کو نجات دائمی کے سوال کے حل کے لئے پرتال کرتے ہیں اور آریوں کو تو جتلاتے ہیں کہ وہ بھی باواجی کے بچنوں کو بچاریں یونہی مہاراج! ست بچن کہہ کر پیچھے نہ ہو لیں آخر یہ وہی پنڈت دیانند جی ہیں جن کی بابت آریہ سنیجر اخباروں میں روشن خیال آریوں کے مزیدار نوٹ شائع ہو چکے ہیں جو ہم نے اپنے ٹریکٹ موسوم **تحفہ احمدیہ** میں درج کیا ہے - آپ ہماری ان تحقیقات پر جو ذیل میں پیش کرتے ہیں غور کریں غصہ میں آ کر جھاگ منہ سے نکالنا دیوانگی اور حیوانگی ہے آپ عقل سے کام لیں گے تو خود پکار اٹھیں گے - ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

دیانندی مانتے ہیں کہ از روئے وید جیو یعنی روح کبھی دائمی مکتی یعنی ہمیشہ کی نجات نہیں پا سکتا اور نجات محدود ہ ان کے عقیدہ کے مطابق اتنی ہی ہونی چاہیئے جتنا عرصہ کہ جیو نے نیک اعمال کئے کیونکہ جیو کے ۵۰ سال نیک اعمال کا نتیجہ ۶۰ سال نجات نہیں ہو سکتی ورنہ ویدک ایشور کے انصاف پر بٹہ لگتا ہے کیونکہ وہ تبھی تک منصف کہلانے کا حقدار ہے جبتک کہ وہ عین برابر ہی ثمرہ نیک و بد اعمال کا دے - یہ کیوں اسلئے کہ وہ دیانندی انصاف کے قانون میں جکڑا ہوا ہے اور اگر اس نے کسی عمل کا نتیجہ ذرا زیادہ عرصہ دیدیا تو اس پر بے انصافی کا دھبہ دیانندیوں کی طرف سے لگ جائے گا - دیکھئے (ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۴ دفعہ ۱۶) "کہ جسقدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں ان کے مطابق ہی اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے" پھر اسی جگہ لالہ دیانند لکھتا ہے کہ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو ان کا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے؟"

اہم لالہ دیانند کی اس فضول و لایعنی تعلیم کے پرکھنے کے لئے سب سے پہلے اسی کی کتب کی چھان بین کرتے ہیں - سب سے پہلے ستیارتھ پرکاش ہی کو لیجئے جب ہم اس عقیدہ کا اسکی دوسری تعلیم سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ویدک ایشور کے انصاف و بے انصافی والی باتیں محض دیانندی کے لئے طفلی تسلیاں ہی ہیں ورنہ بموجب ستیارتھ پرکاش کے انسان نے محدود اعمال کے ثمرہ میں اسے اتنا عرصہ مکتی مل سکتی ہے جس کا کہ انسان حساب ہی نہیں کر سکتا - ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۰ پر لالہ دیانند نے مکتی کی میعاد دنیا کی ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا کے برابر عرصہ تک لکھی ہے اور دنیا کی ایک بار پیدائش و فنا کا زمانہ اپنے رگ وید بھاش بھومکا صفحہ ۱ پر ۸ ارب ۶۴ کروڑ سال لکھا ہے مگر مکتی کا زمانہ اس سے ۳۶ ہزار سال گنا زیادہ ہے اب منصف آدمی خود حساب لگا لے کہ ایک انسان نے کتنے سال اعمال کئے جنکے بدلے میں اسے اتنا عرصہ دراز کے لئے مکتی مل گئی - کیا اس لانتہا زمانہ کی مکتی دینے سے ویدک ایشور کا انصاف ابھی قایم رہ گیا -

اب اور لیجئے اسی کے برخلاف وید پکار پکار کر کہتا ہے کہ مجھ میں دائمی مکتی لکھی ہے جیسا کہ دیگر ویدی و قدیم رشی مانتے چلے آئے ہیں مگر دیانندی اپنی لنگوٹ بند کے کہے پر چل کر دائمی مکتی سے انکار کرتے ہیں - اور کسی بتانے والے کی نہیں سنتے - اس مکتی پر میں ایک علیحدہ بسیط مضمون لکھوں گا فی الحال وید کی دو ایک حوالے کافی ہیں -

یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۱۰ بھومکا صفحہ ۱۲۲ "وہی پرمیشور ہمارا بندھو (دکھ کا مٹانے والا) اور جنتا (سب سکھوں کو پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) ہے وہی ہماری سب مرادوں کو پورا کرنے والا اور تمام لوگوں دنیاؤں کو جاننے والا ہے عالم موکش پاکر ہمیشہ اسمیں آنند پاتے ہیں - اور تیسرے دھام یعنی خالص ستو (نور عالم) سے منور ہو کر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتی ہیں -

یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۶ بھومکا صفحہ ۱۶۴ اور انہیں کے طفیل سے مجھے اس لازوال موکش (نجات کے درجے) کا علم ہوا ہے الخ -

ان مختصر حوالوں سے معلوم ہوا کہ نجات کا درجہ لازوال اور ہمیشہ کے لئے ہے - دیانندیوں کے حساب کے مطابق مکتی کا کل زمانہ ۳۱ پدم ۱۰ کھرب ۴۰ ارب سال ہوتا ہے جو صرف چند سالوں کے اعمال نیک کا بدلہ ہے مگر تاہم ایشور کے انصاف کی یہاں گنجائش نہیں رہتی - کیونکہ دوسری جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ بھوگ جونی کسی حالت میں جیو ایک محدود عرصہ تک برے کاموں کی سزا پاتا ہے اور جونہی وہ گناہ کئے ہوئے عرصہ کی برابر سزا پا چکتا ہے وہ پھر انسان بن جاتا ہے اگر بد کاموں کی سزا کے عرصہ کا حساب لگایا جاوے تو وہ زیادہ سے زیادہ ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال ہو سکتا ہے یعنی جب تک دنیا قایم رہتی ہے اگر سزا کے لئے بھی اتنا ہی عرصہ ہوتا یعنی ۳۱ پدم ۱۰ کھرب ۴۰ ارب سال جتنا کہ مکتی کے لئے تو شاید ویدک ایشور کے انصاف کی رام کہانی پر کوئی اعتبار بھی کر لیتا - مگر محدود نیکیوں کا بدلہ اتنا عرصہ دراز اور سزا کے لئے اتنا کم یہ ایک ایسا انصاف ہے جسے دیانندی ویدہی بیان کر سکتے ہیں - جواب دینے وقت ہمارے دیانندی دوست مندرجہ ذیل حوالہ جات کو پیش نظر رکھ لیں -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۶ جسقدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں انہی کے مطابق اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے -
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۰ جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی عادل ہو سکتا ہے -
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۶ اعمال کا دگنا یا پورا ثمرہ نہ دینے سے خدا غیر منصف ٹھیرتا ہے -

لالہ صاحبان جواب دیتے وقت جامہ سے باہر نہ ہو جائیں بلکہ سوچ سمجھ کر جواب دیں -

محمد منظور الٰہی سوہدروی

مضمون نگاروں کو اطلاع

(۱) بعض احباب کوئی مضمون لکھ کر بغرض اندراج بھیجتے ہیں مگر وہ ایسا بدخط ہوتا ہے کہ میں خود بھی اسے اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا چہ جائیکہ کاتب صاحب اس میں دیدہ ریزی کریں - چنانچہ ابھی پچھلے ہفتہ **کانگڑہ** سے ایک مضمون آیا جسکے لئے صاحب مراسلہ نے الگ خط بھی لکھا مگر میں کیا کروں جب وہ پڑھا ہی نہیں جاتا تو اخبار میں کسطرح درج ہو - ایسے مضامین افسوس کے ساتھ ردی میں پھینکے جاتے ہیں - اسلئے جو صاحب مضمون بھیجیں وہ **خوشخط** اور کاغذ کے ایک طرف لکھیں -

۲ - یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مضامین الحکم کے اغراض و مقاصد کے ماتحت ہوں - اور نرم اور تہذیب کے ساتھ لکھے جاویں - لفاظی کی بجائے معقول اور متانت کا رنگ دیا جائے اور مفید اور نتیجہ خیز بنایا جائے اختصار کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے -

۳ - ایڈیٹر پابند نہیں ہوگا کہ ضرور ہر مضمون کو درج کرے نہ وہ واپس کرنے پر مجبور ہے - اور مناسب اصلاح کا اسے پورا اختیار ہے -

(ایڈیٹر)

رسیدات مدرسہ و کالج

مدرسہ اور کالج فنڈ کی رسیدات بہت پیچھے رہ گئی ہیں لیکن سلسلہ وار انشاء اللہ سب چھپ جائینگی جن بزرگوں نے مدرسہ کی کسی مد میں چندہ بہیجا ہے وہ اس وقت رسید نہ چھپنے کے لئے مجھے معاف کریں - اور مطمئن رہیں کہ مسلسلہ وار انکی رقوم مرسلہ کی رسید چھپ جائیگی - ایڈیٹر -

رسیدات آمدنی مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پہلی قسط مدرسہ عہ
سید اسد اللہ صاحب مگرداور " ۴ر
سید محمد رشید صاحب سیالکوٹ مدرسہ ۴ر
محمد افضل بیگ صاحب ڈاکخانہ چنگا بنگیال " ۲ر

۱۷ - ستمبر

جماعت سیالکوٹ مدرسہ مالعہ ۱۱ر۹پائی

۱۸ ستمبر

نظام الدین محاسب ڈومیل مدرسہ ۱۰ر۹پائی
غلام محی الدین فوڈ کلرک میرٹھ " ۸ر
جماعت جہلم معرفت شاہ دین صاحب مدرسہ عہ

۲۰ - ستمبر

منظور حق و اصغر علی طالب علم مدرسہ قادیان " ۸ر
بابو غلام محمد صاحب ٹائم کیپر ریلوے پریس لاہور " ۱۱ر
میاں نور الدین صاحب ضلع پریمہ ڈاکخانہ لالہ موسیٰ مدرسہ ۸ر
جمال الدین ٹریفک کویر ملتان مدرسہ سلے

۲۲ - ستمبر

محمد عثمان صاحب نقشہ نویس دفتر ایسٹ انڈیا الہ آباد مدرسہ عاصہ
احمد الدین صاحب ڈوگری گومنہ تحصیل پسرور مدرسہ ۴ر
نظام الدین صاحب " " ۴ر
جمال الدین صاحب " " ۱۲ر
سید علی محمد شاہ صاحب گڑھ شنکر مدرسہ عہ
محمد ابراہیم صاحب بقاپور گڑھ شنکر " ۴ر
جماعت بلب گڑھ معرفت حکیم محمد حسین صاحب یتامی ۸ر
جماعت احمدیہ جموں معرفت خلیفہ نور الدین صاحب مدرسہ ۱۲ر

۲۳ ستمبر

شیخ غلام احمد صاحب قادیان مدرسہ ۴ر
میاں احمد صاحب ساکن دہرم کوٹ رندھاوا مدرسہ ۴ر
محمد اسماعیل صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان مدرسہ عاصہ
گلاب خان صاحب پوسٹماسٹر راولپنڈی مدرسہ عہ
نواب دین صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان " عہ
منشی نور الدین صاحب کلرک گورداسپور مدرسہ ۸ر
شیخ ضیاء اللہ صاحب از مانسہرہ " ۸ر
بابو فیروز علی صاحب مسکوال مساکین ۸ر مدرسہ عہ
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ مدرسہ صہ

بابو عبد الرحمن صاحب از انبالہ مدرسہ عہ

۲۵ - ستمبر

ماسٹر محمد دین صاحب سیالکوٹ نیچر مدرسہ قادیان مدرسہ ار
میاں فضل دین صاحب ساکن خوشاب " لعہ
گلاب دین صاحب احمدی ارر ہتاس مساکین ۸ر مدرسہ ۸ر

۲۶ - ستمبر

عنایت اللہ صاحب لائن انسپکٹر مظفر گڑھ مدرسہ سلے
شیخ چراغ دین صاحب خورد فروش بازار چوک قادیان مدرسہ سے

۲۷ - ستمبر

حاکم علی شاہ صاحب والد طفیل حسین مدرس مدرسہ نادون مدرسہ عاصہ
محمد صدیق صاحب مدرس مہارا کلے مدرسہ ۱ار
جماعت مردان معرفت محمد یوسف صاحب مدرسہ ۲ر

۲۸ - ستمبر

حکیم ابو عبد الغنی محمد صالح بہلول پور چاپ مدرسہ مساکین ۱۲ر عہ ۱۰ر

۳۰ - ستمبر

عبد القادر صاحب مدرس منصوران ضلع لودیانہ یتامی ۸ر مدرسہ
احمد دین صاحب زرگر پنڈی بہری گوگیرہ مساکین عاصہ ۲ر
سید حیات علی صاحب داتہ - مانسہرہ مدرسہ صہ

۱ - کالج فنڈ

مستری غلام الٰہی صاحب لوہار للعہ ۸ر
ایک عورت ار
میاں روشن دین صاحب سنار عصہ ۸ر
مستری فضل دین صاحب عہ
میاں عبد الغفور صاحب لوہار صہ
میاں محمد عظیم صاحب لوہار عصہ
میاں اللہ دتا " صہ
مستری فضل الٰہی " عاصہ
میاں اسماعیل ولد الدین صاحب عہ
میاں حاجی لوہار عصہ
ماسٹر عبد الرؤف صاحب عصہ ۴ر
مستری غلام احمد لوہار ۸ر
میاں غلام محی الدین صاحب للعہ
میاں اللہ جوایا لوہار سلے
میاں اللہ دتا ولد نور احمد لوہار عاصہ
مستری مولا بخش لوہار عاصہ
مستری کرم الٰہی صاحب عہ
میاں فضل الٰہی رفوگر عہ
اسم نا معلوم ۲ر
ایک سائل ۔ر
میاں بہادر قوم راے عہ
محمد دین ولد دتہ ترکہان عہ
مستری عبد الرحمان ترکہان عاصہ

۲ - طلبۃ العلم فنڈ

حکیم عبد الرحیم صاحب محمد امین وغیرہ عـہ

مولوی غلام حسین صاحب عاصہ
مستورات حکیم فضل دین صاحب عـہ

۳ - جلیان فنڈ

منشی جلال خانصاحب عہ
مولوی غلام حسین صاحب عاصہ ۸ر
بیگمات .... عہ

ضروری اطلاع

اب بہی دیکھا جاتا ہے کہ احباب خطوکتابت مین نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر مطبوعہ یا دستی ہوتا ہے - نہیں دیتے ہیں جس سے تعمیل کرنے مین بڑی دقت پیش آتی ہے اور اس کے علاوہ تضیع اوقات الگ ہوتا ہے - اس لئے خریداران کو ضروری ہے - کہ خط وکتابت مین نمبر خریداری ضرور دیا کریں - محرر دفتر الحکم

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجرّبات سے فائدہ اوٹھاؤ

میںنے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے۔ جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہون۔ ان سے بقدر طاقت ہمدردی کرون مینے نیپال کا سفر کیا ہے۔ مجھے کسی دہوا در سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہان مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری دانست مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین ان کے ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضون کی خط وکتابت اور اون کے لئے نسخہ جات تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامتہ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہون ان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میری تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے ہی ہوتی ہے۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین بھی میرا یہی معمول ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہین کا تو علاج ہزار ہا آزمودہ اور مجرّب نسخون کے ذریعہ ہوگا۔ جو مولوی صاحب کے مطب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرین گے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے مینے قادیان مین کھولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی طبی **تحقیقات اور مجرّبات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے۔ بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزارہا مریضون پر آزمایا ہوا آنکھون کی بہت سی بیماریون خصوصًا جالا۔ دہند۔ سبل (یعنی آنکھون مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈھلکا آنکھون مین پانی جانا۔ جرب جس مین پلکون کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عہ **سرمہ نورالعین**۔ مولوی نورالدین صاحب کا مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکھون کی بیماریون مین مفید ہے جسمین بڑا جزو میرا ہے قیمت فی تولہ عہ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا عہ **آتشک کی بتیان** خواہ کیسا ہی زخم آتشک ہو صرف تین دن دہونی دینے سے خشک ہو جاتا ہے قیمت تین بتی عہ **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) ... روزہ کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸ **سفوف سوزاک** قیمت سات خوراک کے لئے عہ **حبوب باؤ گولہ** یہ گولیان امراض ہسٹریا (باؤ گولہ) مین ازبس مفید ہین عورتین عمومًا اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین اور بسبب جن بھوت کے آسیب کا وہم رکھنے کے بہت سا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہین ... اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مر جاتی ہین ان گولیون کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲ر **کہانسی** ... **کی گولیان** قیمت فی ڈبیا ۸ر **حبوب بواسیر** فی ڈبیا عہ **روغن شہیم** قیمت فی شیشی عہ **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا ۸ر **حب ضیق النفس** ... قیمت فی ڈبیا عہ **دوائے ناسور**۔ قیمت فی ڈبیا کہانے کیلئے عہ **روغن دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸ر **مرض اٹھرا کی مجرب دوائی** یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑون عورتون کو فائدہ ہوتا ہے جنکے بچے بچپن مین اس مرض سے تلف ہو جاتے ہین یہ مولوی صاحب کی چند مجرب ادویہ ہین کچھ تو گولیان ہونگی جو عورت کو ابتدا حمل تک کہانی ہونگی کچھ خاص قسم کی دم کی ہوئی اجوائن اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑے گی۔ قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاویگی عـہ **منجن**۔ قیمت فی ڈبیا ۸ر **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸ر

> **لاکھ شہادت کی ایک شہادت**
>
> مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون ونفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہون کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اجر ملیگا اور بہت لوگون کو نفع پہونچیگا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ آمین
>
> **نورالدین**

ہر مرض کے لئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بہیجی جاوے گی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہین ہوسکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہین کیا جاویگا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہین بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہان اسمین ذاتی نفع بھی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبون کی طرح نہین۔

نوٹ کیسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنیکے نہین دیا جاوے گا۔ ایسے صاحب جواب نہ آنیکی شکایت نکرین۔

المشتہر

مفتی فضل الرحمان منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے۔ مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اسکا کل انتظام دیسیون کے ہاتہہ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتہہ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہین انکے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فورًا بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اسکے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی و ملکی وجوہات کو مدنظر رکہے گا تو وہ قائل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہئے آج وقت ہے کہ آپ محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کے لئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کرین۔ ہماری کمپنی پر اسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قائل کردیگا۔ ایک کارڈ پر اپنا نام وپتہ لکھکر بہیجئے پر اسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔

گیان چند منیجر وا یکچواری یا درخواستین بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئین

مرا برف بارید بر سر زاغ لنشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیا کی خوشیون کا خاتمہ ہے جلے اولاد نہ ہو تو بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ ہی اگر مایوسی کی حد تک پہونچ گئے ہین تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین **شاہی خضاب** مثل تیل کے پہلیل کے لگایا جاتا ہے بالونکو دو منٹ مین ہنوز سیاہ کر دیتا ہے اور نہ بالون کو سخت کرتا ہے۔ قیمت عـہ **روح افزا** نامردی۔ سستی۔ لاولدی۔ ضعف باہ ودماغ۔ جریان۔ درد کمر کے واسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان کو پہلتن بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ **روح النساء**۔ حیض بے قاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا اُن پر سوزش ہو غرضیکہ عورتونکی سب بیماریون کے واسطے مجرب ہے فی شیشی قیمت تین روپیہ۔ **فرانسیسی گلگونہ**۔ چہرے جہریان جہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اُجلا بنا دیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت عـہ **گولیان وروغن**۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچہہ سفید ہوگئے ہون تو بہی سیاہ ہو جاتے ہین اور پہر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت ... **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی خارش اور تکلیف کے دو منٹ مین نازک جگہ کے بال بہی دور ہون۔ قیمت ۸ر فی شیشی۔ **سرمہ ممیرا**۔ دہند۔ غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ وابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ۔ **بواسیر خونی**۔ بادی جدی یا آتشک سے ہو۔ سے اگر ہون تو بلا تکلیف گم قیمت عـہ **دمہ** کیسا ہی پرانا وسخت دمہ ہو خواہ پہیپہڑے خراب ہوگئے ہون۔ بشرطیکہ شفا ہو۔ قیمت تین روپے۔ **دوائی آتشک** مجرب

خط وکتابت کا پتہ۔ **ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم۔ اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب**

تندرستی کا بیمہ

ایجنٹ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کمسٹری مدرسہ کے ممبر کیمیکل اگزامنر لیبم ریسلٹن اگر پیر [illegible] ویسٹ تاریخ فرو[illegible] سے عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

نمک سلیمانی [illegible] موجودہ حالت تندرستی میں اگر [illegible] اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے [illegible] کمزوری اور سستی رفع [illegible] نمک سلیمانی [illegible] ڈکارون کا آنا [illegible] شکایتون مین [illegible] نمک سلیمانی معدہ [illegible] کی گرمی کا مخافظ ہے [illegible] بار بار پیشاب [illegible] زیادتی [illegible] مفید ہے معدہ [illegible] فائدہ ہوتا ہے [illegible] طاعون کے دنون مین اسکا استعمال [illegible] کا کام دیتا ہے۔

ہزارون مین سے دو چار سرٹیفیکٹون کا خلاصہ

جناب [illegible] مقام [illegible] نمک سلیمانی استعمال کیا [illegible] جناب صاحبزادہ [illegible] میرے پاس آئے [illegible] نمک سلیمانی [illegible] کے فضل سے ان لوگون کو آرام ہوا در حقیقت آپکا نمک سلیمانی [illegible] معدہ کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے [illegible] نمک سلیمانی کا استعمال [illegible]

جناب مولوی [illegible] استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بہوپال تحریر فرماتے ہین کہ [illegible] برس سے بواسیر [illegible] بیمار تہا [illegible] آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کرتا ہون [illegible] فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی [illegible] دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیان نمک سلیمانی کی اور بہیجدیجئے۔ **جناب** بابو ساہک رام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان ۲۳ اگست [illegible] کو تحریر فرماتے ہین کہ مین آپکا نہایت ممنون ہون کہ آپکے بنائے ہوئے نمک سلیمانی نے سمندر کے سفر مین جو کہ مجہکو جاپان آتے وقت درپیش تہا بہت مدد کی سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ مین اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تہا۔ آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتون کے واسطے بہی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہانے مین نہایت خوش ذائقہ ہے۔

جناب بابو [illegible] رام صاحب میندار ڈیرہ اسمٰعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ و امریکہ وغیرہ ۲ ساکتوبر [illegible] کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کیواسطے اکسیر نہین ہے بلکہ سمندر کی بیماریون مثل متلی چکر قے۔ بخار وغیرہ مین بہی اپنا اثر بہت اچہا دکہاتا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنے والے [illegible] اپنے ساتہ رکہکر ضرور فائدہ اٹہائین گے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریون سے محفوظ رہینگے۔ **کلکٹر و مجسٹریٹ** بلیا جناب پنڈت رما شنکر صاحب مصر ایم۔اے تحریر فرماتے ہین کہ بابو گنیش پرشاد بہارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑہانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے۔

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۹ جنوری [illegible] مین تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بہارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ و سوء ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا کہٹی اور جلی ہوئی ڈکارون کو روک دیتا ہے غرض امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگون کو کہانا ہضم نہ ہوتا ہو تو کہانے کے بعد تہوڑا سا نمک سلیمانی کہا لیا کرین۔

ملنے کا پتہ:- نونہال سنگہ بہارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی۔ محلہ نگئے گہاٹ شہر بنارس۔

مفت ——— مفت

جس سرمہ کی شیشی پر اعجاز کا ٹریڈ مارک نہ ہوگا تو وہ جعلی سمجہنا چاہئے

۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑہا کر پچاس ہزار پڑیہ کردی گئی ہے۔ ہر کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو برابر پانچ سال سے مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ مین اسکے خریدار موجود ہین سیکڑون سارٹیفکٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹرون اور حکیمون و عہدہ دارون کے موجود ہین جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا یکم دسمبر سے صرف ۱۲ دسمبر تک ۴ ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگون نے منگوائین۔ اسپر تجربہ کے بعد ۸۷ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہین اور یہ بہی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہین کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے۔ آنکہ کا کوئی مرض ایسا نہین جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض مین بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔ ابتدائی نزول الماء مین اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیاہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہو گئے ہین کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہین جالا۔ پہولا۔ دہند۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند ابتدائی۔ سرخی۔ ناخنہ وغیرہ وغیرہ کو چند ہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے عینک کی حاجت نہین رہتی اور حالت مرض مین لگائیے تو ازالہ مرض کے لئے اکسیر ہے۔ ایک تولہ سرمہ سال بہر سے زائد کیلئے کافی ہے ہر حصہ ملک مین ایجنٹون کی ضرورت ہے تاجران ادویہ فروشون اور ڈاکٹرون کو اسطرف متوجہ ہونا چاہئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کیے جائینگے۔ دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے فرمائشات ویلیو پے ایبل منگوائیے پرچا مین کا اطمینان ہوگا محصول وغیرہ ذمہ خریدار۔ بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۱ روپیہ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۱

ململ چیچ بالانشین

ایسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہمنے سوتی ململ اور شروع اور [illegible] وضع چیچ پسند ململ کی تیاری کا بہی انتظام کیا ہے جو [illegible] کے واسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی مین یہان کے چابک دست کاریگرون کے کمال دکہلاتا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہین اور بادی النظر مین تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہین ہے ایک مرتبہ منگا کر ملاحظہ تو فرمائیے۔ قیمت فی تہان قسم اول طول ۱۶ گز [illegible] قیمت فی تہان [illegible] طول ۱۶ گز [illegible] روپیہ مع محصول۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکہنؤ ہونی چاہئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دہوکے سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے۔

سرمہ سلیمانی یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے چند روز کے استعمال سے جالا۔ پہولا۔ دہند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکہون سے پانی بہنا۔ نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمائش ضرور کیجئے۔ بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸

منجن دندان جس کے استعمال سے دانت درد خواہ مسوڑہ کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا مسوڑہ ورم کر گیا یا دانتون سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہین قیمت فی بکس [illegible]

پوڈر یہ پوڈر دیگر پوڈرون کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور تین منٹ مین فارغ کر دینا اسی کا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ڈبیا کلان [illegible]

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڈہ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی رشک روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہو گئے ہیں بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیدی گئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم محمد عبد اللہ و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

کارخانہ عطر فرحت افزا النسیم

اگر آپکو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت افزا النسیم سے منگوا کر روح خوش ہو جائیگی۔ مختصر فہرست یہ ہے:

گلاب	۴ روپیہ سے ۸ تک	مشک عنبر	۴ روپیہ سے ۵ تک		
کیوڑہ	۴ روپیہ سے ۵ تک	مدنست	۴ روپیہ سے ۵ تک		
موتیا	۴ روپیہ سے ۵ تک	باندی	۴ روپیہ سے ۷ تک		
حنا	۶ روپیہ سے ۵ تک	حن	۴ روپیہ سے ۷ تک		
چنبیلی	۶ روپیہ سے ۵ تک	ناگر تیل		فی شیشی	

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

(انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چہپکر شایع ہؤا۔)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

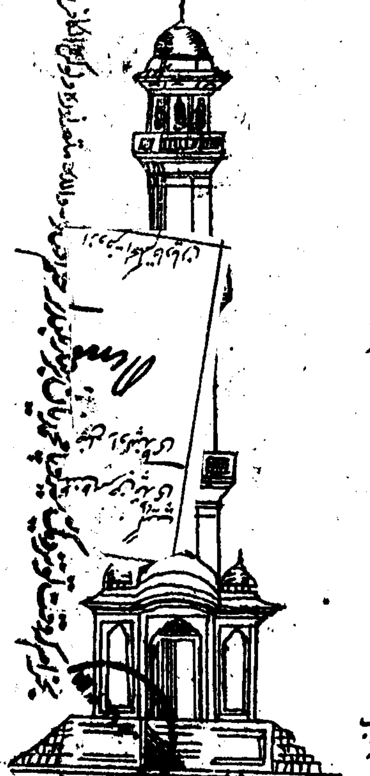

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؁ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

قادیان مین سکھا شاہی

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہوجائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک

چونکہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو نرمی - درگذر - اور شر کا مقابلہ نکرنے کی تعلیم دیتے ہین اسلیئے اکثر ناعاقبت اندیش اس بات سے فائدہ اٹھاکر اس غریب جماعت کو عموماً ہر جگہ دکھ دیتے ہین مین آئے دن الحکم کے ذریعہ کسی نہ کسی مقام کی جماعت یا احمدیون پر مظالم کے حالات لکھتا رہتا ہون لیکن آج عرصہ کے بعد **آپ بیتی** یعنی خاص قادیان کے حالات لکھتا ہون + اور یہ حالات اب نہایت خطرناک حالت اختیار کرتے جاتے ہین - قادیان کے **سکھون** کی جماعت نے بارہا ہماری جماعت پر حملہ کیا ہے اور یہ تو ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ وہ ہمارے مزدورون سے کسیان اور ٹوکریان چھین کرلے گئے ہین جبکہ وہ ہمارے کام پر لگے ہوئے تھے بلکہ یہ کہنے مین مبالغہ نہین کہ یہان کے **سکھہ زمیندار** ایک عرصہ سے ٹوکریون اور کسیون کی خرید سے بے فکر ہوچکے ہین - انہین جب ضرورت ہوتی ہے وہ حملہ کرکے چھین لے جاتے ہین اور ہم خاموشی کے ساتھہ ان کی ان حرکات کو دیکھا کرتے ہین لیکن اب صبر کی حد ہوچکی زیادہ انتظار کرنے کی طاقت ہم مین نہین رہی اسلیئے ہم متواتر ان کے مظالم مقامی اور ذمہ دار حکام کو سنائین گے اور اپنے درد کی دوا انہین سے چاہین گے -

تازہ واقعہ ۱۴ر دسمبر کی صبح کا ہے کہ بہت سے سکھون کا ایک گروہ میان **احمد نور** پر بلوا کرکے آپڑا - اور اس غریب کو سخت مارا وہ کسی طرح انکے قبضہ سے نکلکر بھاگا اور بھاگ کر کسی مکان مین گھس کر پناہ لی - تو یہ سکھا شاہی کرنے والے دلیر اور بہادر اسکے گھر کے دروازہ پر پہونچے - دروازے کو توڑنے کی کوشش کی - اور سخت گالیان دے رہے تھے کوئی اندر اینٹین پھینکتا تھا - کوئی کچھہ - بڑی تشویش پیدا ہوئی - آخر مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور نظام دفعہ دار قادیان کو اطلاع دی گئی وہ سنتے ہی موقع واردات پر پہونچے اور انہون نے اگرچہ نہایت عقلمندی کے ساتھہ اس حملہ آور گروہ کو منتشر کیا + لیکن یہ لوگ بڑے جوش مین تھے ڈانگون اور لاٹھیون سے مسلح تھے - اور کہتے تھے کہ بس مار دو اور **خون بہادو** - اس واقعہ کی اطلاع تھانہ مین مظلوم احمد نور نے جاکر دی جہپر منشی سندی خان صاحب ہیڈ کنسٹبل تفتیش کے لئے مامور ہوکر اسی روز شام کو آئے - اور انہون نے نہایت سلامت روی کے ساتھہ جیسا کہ ان کی عادت مین ہے موقعہ واردات کو دیکھا اور سب کے بیانات لئے + اور ۱۶ کس کو ملزم قرار دیکر ۱۹ تاریخ کے لئے مقدمہ چالان کرنے کیواسطے مقرر کی + یہہ تو معمولی بات ہے -

اس امر سے ان لوگون کے جوش کا پارہ اور بھی چڑھہ گیا - اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فساد کی تہ مین یہان کے بعض اور لوگ ہین جنکی بابت غالباً بعض گذشتہ واقعات اور کاغذات سے مدد مل سکے گی کہ انہون نے کبھی ہماری مخالفت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - جسکے متعلق مقامی سردار حکام یقیناً بے خبر نہین ہونگے + قادیان کے بے طرفدار ہمارے مخالف بھی ایسی شہادت دے سکتے ہین کہ یہ لوگ ہم پر کئی مرتبہ حملے کرچکے ہین ایسی سکھا شاہی سرکار انگریزی کے راج مین **سخت اندھیر** ہے اور اگر اسکا تدارک نہ کیا گیا تو ہماری جان مال اور آبرو سخت اندیشہ اور خطرہ مین ہے اور اس امر مین **ایڈیٹر الحکم** کو محض اسوجہ سے کہ وہ ایسے معاملات مین قلم سے کام لیتا رہا ہے خصوصاً نشانہ بنایا گیا ہے جسکے لئے مین اپنے ضلع کے ذمہ دار حکام کو خصوصاً توجہ دلاتا ہون اور آیندہ خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہون - جن لوگون کا یہ مجمع خلاف قانون ہورہا ہے اور جو سازشین اور منصوبے ہمارے خلاف کئے جارہے ہین اور اسکی تہ مین **خواص** ہے **اسکا راز بھی عنقریب افشا کردیا جاویگا**

ایڈیٹر الحکم

حیاتِ صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے مین مٹریل بہم پہونچا رہا ہون اسلیئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا نہ ہو - کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھجوا دین - اور یا آپ کی لائف کے واقعات مین سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ ہی لکھہ بھیجین علاوہ برین اگر کسی اخبار مین صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیجدیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو - مین اگر زندہ رہا اور اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین اسکلم کو شروع کرون گا - ایڈیٹر الحکم -

مسلمانوں کا ذخیرۂ علوم و فنون اور یورپ کی سرپرستی

نمبر ۱

مسلمانوں کیلئے درحقیقت یہ بات سخت قابل شرم ہے۔ کہ جس میدان میں انہیں ہمت کا قدم رکھنا تھا آج اغیار وہاں بازی لے گئے ہیں۔ عربی زبان نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی جان۔ روح۔ عنصر جو کچھ کہو عربی ہے۔ مسلمانوں کے تمام علوم و فنون اسی خزانہ میں محفوظ ہیں۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ آج بے بہا خزانہ پر یورپ کا قبضہ ہے۔ اور مسلمان خالی ہاتھ اسکی اس جرأت کو تک رہے ہیں۔ درحقیقت مسلمانوں کی غفلت سے عربی کا تمام سرمایہ تباہ ہونیوالا تھا۔ اگر یورپ اسکی حفاظت پر آمادہ نہ ہو جاتا۔ تاریخ۔ و ادب کی وہ بے بہا کتابیں جنکے الگ کر دینے کے بعد عربی کا۔ اور اسکے ساتھ مسلمانوں کا کچکول خالی ہو جاتا ہے۔ صرف یورپ کی سرپرستی سے آج دنیا میں نظر آ رہی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ سرمایہ یورپ کی بدولت بربادی سے محفوظ رہا۔ اور بجائے ایک کرم خوردہ نسخہ کے دنیا میں ہزاروں نسخے پیدا ہو گئے۔ بلکہ عربی زبان۔ اور عربی علوم کے متعلق یورپ کی زبانوں میں جسقدر معلومات اور تحقیقات کا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے اونکو ہمارے علماء کے دماغوں میں ایک لمحہ کیلئے بھی جگہ نہ ملی ہوگی عربی کی علم اللسان، لغت۔ صرف۔ نحو۔ عروض او قوافی کے متعلق بیسیوں کتابیں۔ اس تحقیق اور جامعیت کے ساتھ لکھی گئیں ہیں۔ کہ اگر اس کا نصف حصہ بھی ہماری زبانوں میں آ جائے تو بیش بہا معلومات سے مالا مال ہو جائیں۔

ڈاکٹر لائیٹنر ہماری اس افسوسناک غفلت کو محسوس کرکے لکھتے ہیں ”کہ مسلمان ہیں تو بہت مگر وہ جانتے کیا ہیں۔ اگر آج عربی کی کوئی عمدہ تاریخ یا کوئی عمدہ دیوان درکار ہو۔ تو یورپ سے مانگنا پڑیگا۔ ابن خلدون۔ ابن رشد۔ ابن بطوطہ حاجی خلیفہ۔ ابن اثیر۔ اور مقریزی جو اسلام میں آسمان علم کے آفتاب ہیں۔ یہاں انکو کوئی جانتا ہی نہیں۔ تابط شرا۔ امرء القیس بحتری۔ اور ابو تمام کا دیوان کتنے آدمیوں نے پڑھا ہوگا؟ یورپ میں صدہا آدمی یہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ اور ترجمہ قرآن تو لاکھوں“!

ڈاکٹر لائیٹنر کو تو صرف اس کا افسوس ہے کہ ”اگر عربی کی کوئی عمدہ کتاب درکار ہو، تو مسلمانوں کو یورپ سے مانگنا پڑیگی“ لیکن ہمیں یہ افسوس ہے، کہ مسلمانوں کو یہ بھی نہیں معلوم۔ کہ یورپ نے عربی کی کون کونسی نایاب کتابیں چھاپی ہیں اور نہیں جانتے کہ ہم پر اور ہمارے علوم پر کتنا بڑا زبردست احسان کیا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس مضمون کے ذریعہ علماء اسلام کو یورپ کی ان خدمات سے واقف کریں جنکی بدولت آج انہیں اس امر کا موقع حاصل ہے۔ کہ اپنے علمی ذخیرہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں یہ دکھایا ہے۔ کہ یورپ کو عربی اور عربی علوم پر کب توجہ ہوئی۔ اور صرف و نحو۔ لغت و ادب کے متعلق کون کونسی قابل ذکر کتابیں یورپ کی زبانوں میں ترتیب دی گئیں دوسرے حصہ میں ان کتابوں کی مفصل فہرست دی ہے۔ جو یورپ کی کوششوں سے چھپکر شائع ہوئیں۔

یورپ کو عربی اور عربی علوم کیطرف کب توجہ ہوئی۔ اور کیونکر ہوئی۔ یہ بجائے خود ایک دلچسپ مضمون ہے جسکے بیان کی یہاں گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ صرف اسقدر بتلانا سلسلہ مضمون کی لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ عربی سے یورپ کب روشناس ہوا۔ اور کیوں کر عربی علوم و فنون مشرق سے مغرب میں منتقل ہو گئے

دنیا کے حیرت انگیز واقعات میں غالبًا یہ واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ کہ یورپ کی شائستگی کی بنا ایک ایسی پولیٹیکل خونریزی نے رکھی۔ جو دنیا کا سب سے زیادہ نقصان کرنیوالی جنگ تسلیم کیگئی ہے گیارہویں صدی عیسوی میں جبکہ مسلمان ترقی کے انتہائی درجہ تک بلند ہو چکے تھے۔ یورپ میں ہر طرف تاریکی تھی۔ لیکن صلیبی لڑائیوں نے یکایک یورپ کو موقع دیا کہ مسلمانوں کی شائستگی کا مطالعہ کرے بیت المقدس اور انطاکیہ میں جب رومی سلطنت قائم ہو گئی۔ اور مسلمانوں سے ملنے جلنے کے ذرائع وسعت کے ساتھ پیدا ہو گئے۔ تو یورپ کی آنکھیں کھلیں۔ اور مسلمانوں کی شائستگی کا سے پہلا تجربہ ہوا۔ شام میں قسمت آزمائی کرنے کے بعد جب یورپ کے جانبازوں نے مغرب کا رخ کیا۔ تو یہ اثر بھی اپنے ساتھ لیگئے کہ مسلمان علمی عملی ترقیات کے دنیا میں اکیلے مخزن ہیں۔ اور تہذیب و شائستگی کا سرچشمہ اسلامی دنیا کے سوا اور کہیں نہیں ملسکتا۔

اس اثر کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ میں مسلمانوں کی ترقی اور شائستگی پر عام توجہ پیدا ہو گئی۔ اور یہ توجہ برابر بڑھتی گئی کیونکہ صلیبی حملوں کی بدولت بار بار یورپ کا اسلامی ممالک میں گذر رہا۔ اور ہر مرتبہ مسلمانوں کی علمی ترقی کے حیرت انگیز آثار نظر آ گئے۔ اسلئے ایک طرف تو یورپ نے مسلمانوں کی تباہی کا بیڑہ اٹھایا۔ اور دوسری طرف اپنے حریف کی شاگردی پر آمادہ ہو گیا!

اس ذکر میں یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ چونکہ اس زمانہ میں یورپ میں عام تعلیم نہ تھی۔ اور لاطینی۔ و یونانی زبان کی تعلیم پادریوں اور اراکین سلطنت کیلئے مخصوص تھی۔ اسلئے مغرب سے مشرق کیطرف جس گروہ کا علمی تلاش میں اوّل قدم اٹھا۔ وہ مذہبی پیشواؤں کا مقدس گروہ تھا۔ حیرت یہ ہے کہ یہی گروہ آگے چلکر الحاد اور بے دینی کے پریشان خواب دیکھنے لگا۔ اور اسلامی فلسفہ کی اشاعت اسکی تعبیر تلائی گئی۔ حالانکہ ابتدا میں اشاعت کا ذریعہ بھی یہی نادان گروہ ہوا۔

گیارہویں صدی کی اوائل سے مسلمانوں کے علوم و فنون پر یورپ کو توجہ ہوئی۔ اور چودھویں صدی کے اواخر تک فلسفہ کی تمام کتابیں لاطینی زبان میں ترجمہ ہو گئیں[1] ابتدا میں متعدد محکمہ قائم کئے گئے۔ کہ لاطینی عالم یہودیوں کی مدد سے فلسفہ کی کتابیں ترجمہ کیجائیں۔ پھر یورپ اکلر سنڈس ہنجم کے حکم پر عربی اور دیگر مشرقی زبانوں کی تحصیل کیلئے یورپ سے نوجوان طلبا اندلس روانہ کئے گئے[2] اندلس میں چونکہ خود عیسائی اور یہودی فلسفہ میں مسلمانوں کے شاگرد رشید تھے۔ اسلئے یورپ کے طلبا، انکی اعانت سے فائدہ اٹھاکر بہت جلد عربی اور عبرانی میں قابلیت حاصل کر لیتے۔ اور فارغ التحصیل ہوکر علمی کتابوں کے ترجموں میں مشغول ہو جاتے تھے

جن لوگوں نے یورپ کے مختلف حصوں سے اندلس کا سفر کیا۔ اور عربی زبان سے واقفیت پیدا کرکے علمی تراجم میں مشغول ہوئے۔ ان کے نام آج تاریخی صفحات پر موجود ہیں، ان میں بہت سے طالبعلم ایسے ہیں، جنہوں نے طلب علم میں حب الوطنی کے تقید سے خود کو ہمیشہ کیلئے آزاد کر لیا۔ اور ساری عمر طلیطلہ کے پرائیویٹ مدرسوں۔ اور قرطبہ کے دارالعلوموں میں صرف کر دی۔ کچھ طالبعلم ایسے ہیں، جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد مشرق کے ممتاز ملکوں کی خاک چھانتے پھرے اور ایک عرصہ کی تلاش و تحقیق کے بعد جب سرزمین مغرب میں قدم رکھا۔ تو اسلامی علوم و فنون کی معلومات سے ان کا سینہ داغ لبریز تھا۔ **بارٹومن کریمون** اس زمانہ کا مشہور طبیب۔ اور ہیئت دان ہے۔ یہ اپنے وطن اٹلی سے نکلکر محض عربی کے شوق میں طلیطلہ پہنچا اور ایک عرصہ کی اقامت کے بعد جب کافی واقفیت حاصل کر لی۔ تو متعدد کتابوں کا عربی سے لاطینی میں ترجمہ کیا۔

پیٹرز مارسٹ ایک فرانسیسی پادری تھا جسکو جغرافیہ کا شوق دامنگیر ہوا۔ اسی شوق میں اندلس کا سفر کیا۔ افریقہ کی خاک چھانی۔ اور مدت کی آوارہ گردی کے بعد مسلمانوں سے اس علم کو حاصل کیا۔

ڈنیل مارلی اور **پیٹر زماکر** نے اسیطرح اندلس کا سفر کرکے عربی زبان سے واقفیت پیدا کی۔ آخرالذکر نے قرآن شریف کا عربی سے ترجمہ بھی کیا۔ اور آنحضرت کی سوانح عمری بھی لاطینی میں ترتیب دی[3]

ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کے نام تاریخ میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے بعض کے ترجمہ اور تصنیفات اسوقت تک یورپ میں موجود ہیں[4] ان کوششوں نے یورپ کو مسلمانوں اور مسلمانوں کے علوم سے واقف کر دیا۔ اور اسلامی فلسفہ نے عام طور پر مقبولیت حاصل کر لی۔

لیکن چونکہ یورپ میں اسوقت تک عربی زبان کی کوئی باضابطہ درسگاہ نہ تھی اسلئے عربی زبان سے وہی خوش قسمت اشخاص واقفیت حاصل کر سکتے تھے جنہیں مشرقی ممالک کے سفر اور وہاں کے کثیر اخراجات اور دقتوں کی متحمل ہونیکی طاقت تھی۔ لیکن سولہویں صدی سے عربی زبان کی باضابطہ تعلیم خود یورپ میں شروع ہو گئی ۱۶۱۲ء میں پندرہویں گری گورس پوپ نے روم میں ایک انجمن قائم کی۔ جسکا مقصد اگرچہ مسیحی عقاید کی اشاعت تھا مگر اس کے قیام سے بہت بڑا ضمنی فائدہ یہ ہوا کہ عربی زبان کی تعلیم پر یورپ کو توجہ ہو گئی۔ اسکے بعد ہی ۱۶۲۷ء میں خاص پوپ اربانس کے حکم سے اس انجمن کی متعلق مشرقی زبانوں کا ایک مدرسہ قائم کیا گیا تاکہ نوجوان پادری مشرقی زبانوں کی تعلیم پاکر اشاعت مذہب کیغرض سے باہر جاسکیں

---

[1] سیاحۃ المعارف۔ [2] سیاحۃ المعارف صفحہ ۲۹۔ [3] ایضاً صفحہ ۲۹ و ۳۲۱

[1] سیاحۃ المعارف صفحہ ۳۲۔ [2] انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا

اس مدرسہ میں خاص طور پر عربی اور سریانی زبانوں کے پروفیسر مشرقی ممالک سے بلواکر مقرر کئے گئے تھے۔ عربی کتابیں پہلے پہل دنیا میں اسی مدرسہ کی بدولت چھپکر شایع ہوئیں۔ تعلیم کیلئے ضرورت ہوئی کہ صرف ونحو اور ادب کی کتابیں بکثرت مہیا ہوں اسلئے چند رسالے خود پروفیسروں نے لکھے۔ اور کچھ کتابیں قدیم زمانہ کی لکھی ہوئیں دستیاب کیں، اور انہیں نہایت اہتمام سے طبع کراکر شایع کیا۔

صرف ونحو عربی کی جو کتابیں یورپ میں لکھی گئیں اس انجمن نے عربی کیلئے جو کچھ کیا وہ درحقیقت ایک مذہبی کام تھا۔ لیکن اسی زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوگئے جنہوں نے محض ذاتی کوشش اور مذاق سے عربی زبان میں قابلیت بہم پہونچائی اور پھر صرف ونحو اور ادب ولغت کی کتابیں لکھکر یورپ میں اس مذاق کو عام کیا۔ ان لوگوں میں پہلا شخص آرپی نیو نامی ایک عالم ہے جو ہالینڈ کا باشندہ تھا[1] مشرقی زبانوں کے شوق میں وطن سے نکلکر دور دراز ملکوں کی سیاحت کی اور متعدد زبانوں کو حاصل کرکے ۱۶۱۲ میں ہالینڈ واپس آیا۔ ہالینڈ میں چونکہ اسکی قابلیت کی شہرت پیشتر ہی سے ہو چکی تھی۔ اسلئے پہونچتے ہی لیڈن یونیورسٹی کا پروفیسر ہوگیا۔ اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ ہالینڈ کے مدرسوں میں عربی زبان کی تعلیم داخل ہوگئی اور صرف ونحو عربی میں سب سے پہلی ایک رسالہ ترتیب دیا[2]

آرپی نیو کے بعد لافن وارنر نامی ایک شخص نے عربی کیطرف خاص توجہ کی۔ یہ عالم ۱۶۱۹ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۶۶۵ میں وفات پائی۔ ۱۶۴۴ میں مشرقی ممالک کا سفر کرکے عربی کی نادر کتابیں جمع کیں اور لیڈ یونیورسٹی کے کتب خانہ میں داخل کردیں۔

سترہویں صدی کے اواخر تک اسی طرح خاص خاص لوگوں کی کوشش سے عربی لٹریچر کا مذاق ترقی کرتا رہا۔ لیکن اٹھارہویں صدی کے اوائل سے یورپ میں عربی کا وہ نیا دور شروع ہو۔ جس نے موجودہ زمانہ کی عظیم الشان توجہ کی بنا رکھی۔ اس دور کا افتتاح ایک فرانسیسی عالم پروفیسر سیل وسٹر[1] تصنیفات سے ہوا۔ جو نہ صرف عربی کا ماہر تھا بلکہ مشرق کی دیگر مشہور زبانوں میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا علاوہ اور تصنیفات کے اسکی ایک قابلقدر تصنیف عربی کی مبسوط صرف ونحو ہے جسکی دو ضخیم جلدیں ۱۸۱۰ میں چھپکر شایع ہوئیں۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک مفید التزام یہ کیا ہے۔ کہ جن جن صرفی ونحوی مسایل کو لکھا ہے ان کے متعلق بطور شواہد کے عربی اشعار بھی پیش کردیئے ہیں[2]

اس دور میں چند اسباب ایسے جمع ہوگئے جن سے عربی پر یورپ کو غیر معمولی توجہ ہوگئی۔ منجملہ ان کے ایک بڑا سبب انگریزوں کا ہندوستان پر تسلط ہے۔ مسلمانان ہند کا یہ زمانہ اگرچہ زمانہ انحطاط تھا۔ مگر پھر بھی عربی تعلیم کا مذاق عام طور پر موجود تھا۔ یہانتک کہ لکھنؤ اور دہلی کے جو علما آج زیادہ مشہور ہیں۔ وہ اسی آخری دور کی یادگار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کو بھی عربی پر توجہ ہوئی۔ اس توجہ سے جو مفید نتائج پیدا ہوئے انمیں ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور بمبئی کا نام خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہے۔ لیکن اسکا مفصل بیان آگے آئیگا۔ یہاں اسقدر لکھدینا کافی ہے۔ کہ انگریز بھی فرانسیسیوں کیساتھ اس دور میں برابر کے شریک رہے مشہور انگریز عالم لمسڈن[1] نے کلکتہ میں چند مولویوں کی مدد سے ایک عمدہ کتاب صرف ونحو پر لکھکر ۱۸۱۳ میں شائع کی اسیطرح کلکتہ میں دو اور رسالے اسی زمانہ کے قریب قریب شایع ہوئے جنمیں سے ایک رسالے میں عربی کی چھوٹی بڑی حکائتیں جمع کی تھیں اور دوسرے رسالہ میں الف لیلہ کے تیسرے حصہ کا انتخاب اور ترجمہ[2] تھا۔ اس دور میں صرف ونحو کی تین کتابیں اور قابل ذکر لکھی گئیں۔

(۱) علامہ ای والڈ جرمنی کی صرف ونحو عربی ۱۸۳۱ سے ۱۸۳۲ تک چھپکر لیپزیگ سے شائع ہوئی۔

(۲) علامہ کاسپری کی صرف ونحو پہلی مرتبہ ۱۸۴۸ میں چھپکر لیپزیگ سے شائع ہوئی۔ پھر علامہ اگسٹمس نے ترمیم وتہذیب کے بعد ۱۸۵۹ میں دوبارہ شائع کیا۔ یہ کتاب اسقدر مقبول ہوئی کہ ۱۸۸۷ تک اس کے پانچ ایڈیشن نکل چکے تھے۔

(۳) پھر ۱۸۵۹ میں ایک انگریز عالم رایٹ نے کاسپری کی صرف ونحو کو چند مطالب بڑھاکر انگریزی ترجمہ کے ساتھ دو جلدوں میں مرتب کیا۔ جو لنڈن میں چھپکر شائع ہوئی۔

یورپ کے علما نے جب عربی پر توجہ کی توان کو صرف ونحو کی ایسی کتابوں کی تلاش ہوئی۔ جو ان کیلئے مفید ہوں۔ جب ایسی کتابیں نہیں ملیں۔ تو خود انہوں نے کوشش کرکے کتابیں تصنیف کیں۔ اور آئیوالے زمانہ کیلئے عربی زبان کی تعلیم کا سامان مہیا کیا۔ اس دور میں جتنی کتابیں لکھی گئیں وہ اسی کوشش پر مبنی ہیں۔

لیکن بڑا احسان جو یورپ نے عربی زبان پر کیا۔ وہ ان محققانہ لغتوں کی ترتیب ہے جنکی نظیر عربی میں نہیں ملسکتی سب سے پہلا لغت جو یورپ نے عربی کے جو لغت ترتیب دئے ۱۶۳۲ میں شایع ہوا وہ ججیوس نامی ایک فاضل مستشرق کی تصنیفات ہے جو اٹلی کا رہنے والا تھا۔ پھر علامہ جولیس نے اسکی تقلید کی۔ اور ۱۶۵۳ میں اپنا عربی لغت لیڈن سے شائع کیا یہ دونوں لغت چونکہ صرف عربی کے تھے اسلئے علامہ مانیسنس نے دو نہایت ضخیم جلدوں میں مشرق کی تین مشہور زبانوں عربی، فارسی، ترکی۔ کا ایک جامع لغت طیار کیا اور ہر لفظ کا مطلب لاطینی اور جرمنی دونوں زبانوں میں

---

[1] سال ولادت ۱۵۸۴ء اور سال وفات ۱۶۲۴ء
[2] صرف ونحو کے علاوہ اور تصنیفات حسب ذیل ہیں عربی گرامر کا ابتدائی رسالہ۔ عربی اور عبرانی کا باہمی تعلق عہد جدید کا عربی میں ترجمہ چند کتابوں کا عربی سے لاطینی میں بھی ترجمہ کیا لیکن انکا تفصیلی حالات معلوم نہیں۔

[1] اس کا پورا نام "آن ٹوان ایزک سیل وسٹر دے ساسی" ہے۔ بچپن میں صحت کی حالت اچھی نہ تھی۔ اسلئے ابتدائی تعلیم ایک پرائیویٹ استاد سے حاصل کی۔ باوجود اسکی ذہن اسقدر تیز تھا کہ کم عمری ہی میں یونانی اور لاطینی میں کافی لیاقت پیدا کرلی۔ بارہ برس کی عمر میں ایک فاضل راہب کی ملاقات ہوئی۔ جسکا نام "بے تی ڈرنگ ٹامین" تھا۔ اس راہب کی صحبت سے مشرقی زبانوں کا شوق پیدا ہوا اور دس برس کی محنت اور مطالعہ سے مشرق کی سات مشہور زبانوں میں غیر معمولی قابلیت حاصل کرلی ۱۷۷۸ء میں جبکہ اسکی عمر صرف بیس برس کی تھی۔ انجیل کے بعض قیمتی مسایل کا پتہ لگایا۔ اور ۱۷۸۵ میں اکاڈمی آف انس کرپشن (یعنی قدیم کتبہ جات کی انجمن) کو دو قابلقدر یادگاریں نذر دیں۔ ان دو کارناموں نے اسکی شہرت دور دور تک پہنچادی۔ اور یورپ کی تمام علمی انجمنیں اسکی قدردانی کیلئے آمادہ ہوگئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرانس میں ہرطرف پولٹیکل بے چینی پیدا ہوگئی تھی اور عنقریب بغاوت کی آگ مشتعل ہونیوالی تھی ۱۷۸۹ میں یکایک یہ آگ بھڑکی۔ اور فرانس میں انقلاب ہوگیا۔ اس بے اطمینانی کے زمانہ میں وہ مشرقی لٹریچر کی بعض اہم تحقیقات میں مشغول تھا۔ کچھ عرصہ کی خونریزی کے بعد جب دوبارہ بادشاہت قایم ہوئی۔ تو گورنمنٹ کیطرف سے اسکی خاص طور پر قدردانی کیگئی۔ اور جنیوا بھیجا گیا۔ تاکہ ان مشرقی نسخوں کا مطالعہ کرے۔ جو اس شہر میں محفوظ تھے۔ ۱۸۰۶ میں جینوا سے واپس آیا۔ اور اپنی تحقیقات کی رپورٹ اکاڈمی میں پیش کی۔ پھر ۱۸۰۶ء میں فارسی لٹریچر کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ اور نپولین اول شاہ فرانس نے بیرن کے عہدہ پر سرافراز کیا اس عرصہ میں فرانس کی پولٹیکل حالت میں دوبارہ انقلاب شروع ہوا اور ۱۸۱۵ میں بادشاہت کا خاتمہ ہوکر نئے سرے سے بوربون قایم ہوئی اس زمانے سے دی ساسی کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اول سررشتہ تعلیم کی کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا۔ پھر ایشیاٹک سوسائٹی پیرس کا پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔ یہ ایک ایسی علمی جماعت تھی جسکی بانیات بھی وہ بہت کچھ مدد کیا کرتا تھا۔ وی فلپ کے عہد میں شاہی توجہ پھر سیدول ہوئی اور شاہی کتبخانہ کے مشرقی حصہ کا محافظ اور اکاڈمی آف انس کرپشن کا لایف سکرٹری مقرر کیا گیا۔ اس ممتاز محقق نے منجملہ دیگر کتابوں کے عربی صرف ونحو پر ایک ضخیم کتاب لکھی۔ جو پندرہ سال کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اسی کی کوشش سے پارس میں اردو وسنسکرت اور چینی زبانوں کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور اسی کی تجویز وہدایت سے روس اور جرمنی میں مشرقی زبانوں کی تعلیم شروع ہوئی سال ولادت ۱۷۵۸ء اور سال وفات ۱۸۳۸ء صرف ونحو کے علاوہ اہم دیگر تصنیفات حسب ذیل ہیں۔ تذکرہ شعراے عجم، اصول عامہ صرف ونحو۔ اسمیں مختلف مصنفین عرب کے کلام نظم ونثر کا انتخاب ہے ایک عربی قصہ کا ترجمہ۔ قدامت فارس۔ مذہب دروز کے حالات۔ یہ آخری تصنیف ہے۔ اسمیں شام کے ایک پر اسرار مذاہب کے حالات درج کئے ہیں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا اور نیل۔

[2] ونیل کا ترجمہ ہے۔ علمیت؟

[1] اس کا پورا نام لمسڈن میتھو ایل ایل ڈی" ہے فورٹ ولیم کالج کلکتہ کا عربی۔ اور فارسی کا پروفیسر تھا۔ عربی کے علاوہ فارسی میں بھی اسکی ایک صرف ونحو موجود ہے ۱۸۲۰ میں ایسٹ انڈیا کی ملازمت ترک کرکے انگلستان گیا۔ اور علمی مشاغل میں مصروف رہا۔ ولادت ۱۷۷۹ء وفات ۱۸۳۵ء

[2] وقائع ولیم نامولیس مصنفہ مولوی کبیرالدین احمد مرحوم کا دیباچہ

درج کیا۔ اس لغت کا نام **کنز اللغات الشرقیہ** ہے ۱۸۶۲ء میں وائنا دارالسلطنت آسٹریا سے چھپکر شائع ہوا۔
اس کے بعد علامہ **فرائیٹگ** نے چار جلدوں میں اور **کازی مرسکی** نے فرنچ میں اور **باڈجر** اور **لین** نے انگریزی میں چار لغت تیار کئے جو ۱۸۳۰ء سے ۱۸۸۱ء تک چھپکر شائع ہوئے ان میں پہلا لغت یورپ میں زیادہ مشہور اور متداول ہے۔

ان سات لغتوں میں چھ لغت عربی کے عام لغتوں کیطرح ہیں جنہیں کوئی خاص تحقیق یا جامعیت نہیں پائی جاتی۔ لیکن ساتواں لغت علامہ **لین** کا اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ اس میں مصنف نے نہایت کوشش سے عربی کے تمام قاموس جمع کئے اور انگریزی میں ایک جامع لغت طیار کیا۔

لیکن جس بے نظیر لغت نے عربی کو ہمیشہ کے لئے مرہون منت بنا لیا۔ وہ مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر دوزی کا قاموس ہے یعنی **اضافہ لغت عربی** پر، شمس العلماء مولانا **شبلی** نعمانی کے کتب خانہ میں یہ لغت میری نظر سے گذرا، دو ضخیم جلدوں میں وہ تمام الفاظ اور مصطلحات جمع کئے ہیں جو عربی کے کسی لغت میں نہیں ملتے۔ کامل پچاس برس کی محنت اور تلاش سے یہ بے نظیر لغت تیار ہوا۔ تاریخ وادب اور علوم و فنون کی سیکڑوں کتابیں چھان ڈالیں اور جہاں کہیں اس قسم کے الفاظ ملے، جمع کرلئے۔ پھر سیکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کرکے نہایت کوشش سے ان کا سراغ لگایا اور تحقیق وتنقید کے بعد جو مفہوم ثابت ہوا اسے لفظ بلفظ درج کیا پہلی جلد کی ابتدا میں ان کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جن سے اس لغت کی ترتیب میں مدد لیگئی۔ اس کے دیکھنے سے اس محقق کی تلاش وتحقیق کا سرسری اندازہ ہو سکتا ہے، کہ کون کون سی نایاب کتابیں جمع کیں، اور کس طرح ان سے مبہم اور مشکوک الفاظ کا پتہ لگایا!

مسلمانوں نے جب اسپین فتح کرکے ایک متمدن سلطنت کی بنا ڈالی۔ تو آٹھ سو برس کے اثر نے اسپین کی ملکی زبان میں عربی کے سیکڑوں لفظ داخل کر دیئے۔ یہ الفاظ آج بھی اسپینی زبان میں موجود ہیں، مگر اختلاف لب ولہجہ نے انکی صورت اسطرح بدل دی ہے۔ کہ ان کا سراغ لگانا آسان نہیں ہے۔

پروفیسر **دوزی** نے مدت کی محنت سے ایک لغت طیار کیا ہے جسمیں عربی کے وہ تمام الفاظ جمع کئے ہیں۔ اور دکھلایا ہے کہ ان لفظوں نے موجودہ صورت کیونکر اختیار کی اور عربی میں انکی اصلی صورت کیا تھی!

افسوس ہے کہ یہ دونوں بے نظیر لغت فرنچ میں ہیں۔ اور ہم براہ راست ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے،

ادب عربی کے منتخبات

ان کتابوں کے علاوہ ایک اور چیز قابل ذکر ہے۔ یورپ نے عربی علم ادب کے نہایت مفید **منتخبات** ترتیب دیئے ہیں اور ان **منتخبات** میں ادب کی بعض ان کتابوں کا انتخاب ہے جو اس وقت تک چھپکر شائع نہیں ہوئیں۔ اور یورپ کے خاص خاص کتبخانوں میں محفوظ ہیں۔ انہیں سے بعض منتخبات میں عرب کی قدیم شاعری کے نمونے دیئے ہیں۔ بعض میں ضرب الامثال اور عرب کی اصطلاحات جمع کئے ہیں۔ اس قسم کی چودہ کتابوں کے نام اسوقت ہمارے پیش نظر ہیں جنمیں سے دو کتابیں بیروت میں، اور باقی لنڈن۔ برلن اور پارس وغیرہ میں چھپی ہیں۔

لغت وارجہ کی صرف ونحو

آجکل جو عربی عام طور پر بجز کے علاوہ تمام عرب میں مستعمل ہے اسکو **لغت وارجہ** کہتے ہیں۔ یورپ نے وارجہ کے بھی صرف نحو لکھے ہیں۔ اور نہایت اہتمام سے لکھے ہیں۔

سب سے پہلے **کانتس** نامی مستشرق نے ۱۸۰۰ء میں دارجہ کی صرف ونحو لکھی اور اپین میں چھپکر شائع ہوئی۔ پیر دوسے نے لکھکر دوبارہ سے شایع کی۔ اسیطرح ۱۹۰۵ء تک بارہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جنمیں صرف ایک کتاب مصر کے ایک مسلمان عالم کی تصنیف ہے جو غالباً یورپ ہی کی تحریک سے لکھی گئی۔

لغت وارجہ کے مجموعہ امثال

صرف ونحو کے علاوہ لغت وارجہ کی ان ضرب المثلوں کو بھی (جو عام زبانوں پر چڑھی ہوئی ہیں) یورپ کے بعض عالموں نے نہایت کوشش سے جمع کیا ہے۔ اور عرب کے مختلف حصوں کے مجموعے الگ الگ ترتیب دیئے ہیں مثلاً علامہ **لینڈبرگ** نے خاص شام کی ضرب المثلیں جمع کی ہیں۔ **باڈجر** نے صرف مصر کی امثال ترتیب دیئے ہیں، ان مجموعوں کے علاوہ **سوسین** نامی ایک مصنف کی ایک مجموعہ امثال، ترتیب دیا ہے جسمیں عام طور پر دارجہ کی تمام امثال۔ اور حکیمانہ مقولے جمع کئے ہیں۔ امثال کے علاوہ جو قصے۔ اور چھوٹی چھوٹی حکائتیں عرب کے مختلف خطوں میں مشہور ہیں اور جن سے ان کے اخلاق وعادات اور طرز معاشرت کا پتہ چلسکتا ہے جرمنی کے چند مستشرقوں نے انکو بھی نہایت تلاش سے جمع کیا ہے۔ اس قسم کی تین کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) **سوسین** کا مجموعہ حکایات جسمیں موصل اور ماردین کی حکائتیں جمع کی ہیں۔ یہ رسالہ مضمون کی صورت میں جرمنی کے ایک اخبار میں شائع ہوا تھا۔

(۲) **سبی ٹابیک** کا مجموعہ جو ۱۸۸۳ء میں لیڈن سے چھپکر شائع ہوا

(۳) **لینڈبرگ** کا مجموعہ جو ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا

(الندوہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے متعلقین خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور حمد الٰہی کرتے ہیں

۲۔ بزرگانِ ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے دل خوش کن ہے۔ فاضل امروہی تشریف لے آئے ہیں اور اس مرتبہ امید کیجاتی ہے کہ بہت دیر تک یہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ حافظ مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی حج بیت اللہ کیلئے جانیوالے تھے مگر وہ سفر بوجوہات ملتوی ہوگیا حافظ صاحب نے اسکی بجائے قادیان ٹھیرکر فایدہ اٹھانا ضروری سمجھا اور وہ اب قادیان میں ہیں امید کیجاتی ہے کہ وہ مستقل طور پر قادیاں رہنے کا انتظام کریں۔

۴۔ موسمی حالت کے متعلق سردی چمک اٹھی ہے آسمان کئی دنوں سے ابر آلود ہے۔ ابھی بارش نہیں ہوئی کسی موسمی بیماری کی اسوقت تک چھیڑ چھاڑ نہیں۔ الحمد للہ

۵۔ سڑک بٹالہ کی متعلق یہ امر قابل اطمینان ہے کہ اسپر نئی مٹی ڈالدی گئی ہے اور وہ حصہ جو قادیان تک سڑک سے الگ ہوکر آتا ہے درست کر دیا گیا ہے گو جبتک اس حصہ کو پختہ اور اونچا نہ کیا جاویگا اسکی موجودہ حالت برسات میں آرام دہ ہونے کی بجائے تکلیف دہ ہوگی

تازہ الہامات

۱۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ کَبُرَتْ فِتْنَۃٌ
۱۴ دسمبر ۱۹۰۵ء اِلْهَاءٌ وَقْتُكَ۔ وَنُبْقِي لَكَ الْآيَاتِ

۲۔ قَرُبَ وَقْتُكَ وَنُبْقِي لَكَ الآيَاتِ بَيِّنَاتٍ

ترجمہ:۔ ۱۔ فتنہ بڑا ہوگیا۔
۱۔ تیرا وقت آگیا۔ اور ہم تیرے واسطے روشن نشان باقی رکھینگے
۲۔ تیرا وقت قریب آگیا اور ہم تیری واسطے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔

فرمایا ان الہامات میں الفاظ باہرات بینات صفت کے طور پر نہیں آئے بلکہ حال کے طور پر آئے ہیں اور دوام کا فایدہ دیتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جلی ہوئی اور کھلے نشانات اس سلسلہ کی صداقت کیواسطے ہمیشہ قایم رہینگے یہ خدا تعالیٰ کے لطف اور مدارات اور احسان کا بڑا نمونہ ہے۔ اور اسمیں بڑی خوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے الفاظ شوکت کیساتھ تسلی دیتے ہیں کہ تم تردد نہ کرو۔ اس سلسلہ کے قیام کے اصل مقصد کو ہم پورا کر دیں گے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہرات اور بینات کیا ہیں۔ مگر ایک بڑی شکر اور سجدہ کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک عظیم الشان بشارت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس سلسلہ کی تائید میں ایسے کام کریگا جن سے بہت تبدیلی ہوگی۔ اور دنیا پر ایک عظیم اثر پڑے گا۔ ایک پرانا الہام حضرت صاحب نے دوبارہ سنایا اور وہ یہ ہے۔

بہت سی حادثات اور عجائب کا ہونگے بعد تیرا حادثہ ہوگا

۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء (۱) قَالَ رَبُّكَ اِنَّهٗ نَازِلٌ مِنَ السَّمَاءِ مَا يُرْضِيكَ۔ رَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَقْضِيًّا۔ قَرُبَ مَا تُوعَدُونَ
(۲) اَمْرَاتٌ نَافِذًا

ترجمہ:۔ کہا تیرے رب نے بتحقیق وہ نازل کرنیوالا آسمان سے وہ امر جس سے تو خوش ہو جائیگا۔ یہ رحمت ہے ہماری طرف سے اور یہی ابتدائی سے مقرر اور فیصلہ شدہ امر ہے۔ قریب ہے وہ جسکا تم وعدہ دیئے گئے ہو میں نے یہ حکم نافذ کر دیا ہے۔ یعنی اٹل ہے۔

روزانہ کے متعلق فیصلہ

روزانہ الحکم کا نمونہ شائع کیا گیا بعض خاص احباب کے علیحدہ خطوط کے ذریعہ خریداری اور توسیع اشاعت پر متوجہ کیا گیا اسکا نتیجہ الحمد للہ قابل شکرگذاری ہے یعنے جسقدر درخواستیں میں روزانہ کی اجرا کیلئے ضروری سمجھا تھا وہ درخواستیں پوری ہو چکیں مگر وہ تمام مشتاق اور قدردان ناظرین یہ سنکر افسوس کریں گے کہ فی الحال **روزانہ جاری نہوگا** اسکی وجہ کیا ہے؟ اسکی بنا ایک رویا پر ہے جسمیں حضرت مخدوم الملۃ کو میں نے دیکھا اور مجھے فرماتے ہیں کہ **روزانہ ہفتہ وار کر دو اور ہفتہ وار کو روزانہ**

اسکی تعبیر اور تاویل جو سمجھی گئی ہے وہ یہی ہے کہ امر روزانہ کو ہفتہ وار رہنے دو۔ اسلئے میں تمام احباب کو سر دست کسی اور وقت کا

حضور ولیعہد بہادر

شاہی سیاحت کے ضمن میں خود حضور ولیعہد بہادر کے مختصر حالاتِ زندگی دلچسپی سے پڑھے جائیں گے - اس لئے انہیں روزنامہ پیسہ سے اقتباس کرکے درج کیا جاتا ہے - ایڈیٹر -

حضور شہزادہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء روز شنبہ کو ایک بج کر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس میں پیدا ہوئے اس وقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ میں لارڈ چیمبرلین اور شاہی بیگمات موجود تھیں - لندن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری اسی روز اہل شہر میں مشتہر ہوئی - جسپر ہر شخص نے خوشی منائی - اسی سال ۷ - جولائی کو ونڈسر کیسل میں نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی - ڈچز آف کیمبرج آپ کی دینی ماں اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے - پیدائش کے ایک ماہ بعد ہی اتفاقاً شب کو آپ کے خوابگاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرہ سے علیحدہ کر دیئے گئے - دوران قیام انگلستان میں آپ کی پرورش مارلبرہ ہوس یا سینڈرنگہم میں ہوتی تھی اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترتیب میں بنفس نفیس مصروف رہتی تھیں چنانچہ منجملہ اپنے اور بچوں کے آپ کو بسم اللہ بھی جنابہ موصوفہ ہی نے فرمائی تھی - اور جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لئے جرمن اور فرنچ لیڈیاں مقرر کر دی تھیں مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی - اگست ۱۸۷۰ء میں زمانہ تعطیل رینہم میں شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ پرنسس آف ویلز) کے ساتھ آپ کو کھیلنے کا موقع ملا -

فیاض قدرت نے بچپن ہی سے حضور والا کو زندہ دلی - خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے - چنانچہ پادری ولبرفورس یہ خط میں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ "جارج بہت خوش مزاج - تیز اور زندہ دل ہے" اسی طرح تیر اکی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خورد سالی ہی سے تھا - جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی - تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اور شہزادوں کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائیں گے - مگر ملک معظم نے آپ کے لئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز "برطانیہ" پر بھیجدیئے گئے اور دو سال تک مسٹر فیشر کی ماتحتی میں کام سیکھتے رہے مسٹر لایس آپ کے خاص استاد تھے جہاز پر آپ میں اور دوسرے طالبعلموں میں صرف اتنا فرق تھا - کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تھا - جب آپنے اس جہاز پر تعلیم پائی - تو ۱۸ جولائی ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے - اس جہاز پر علاوہ مسٹر لایس کے آپ کی تعلیم کے لئے ریورینڈ جے - این - ڈالٹن بھی مقرر کئے گئے - یہ جہاز جس سکواڈرن میں تھا وہ امیر البحر ارل آف کلین ولیم کے سپرد تھی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۲ء تک آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا - اور آپنے جزائر غرب الہند - جنوبی امریکہ - کیپ کالونی - آسٹریلیا - فجی - جاپان - چین - سنگاپور - سیلون - نہر سویز - مصر - بیت المقدس - اور یونان کی سیر فرمائی - آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ہر دلعزیز ہو گئے تھے - آپ جہاں کہیں جاتے سب آپ کا خاص دل سے خیر مقدم کرتے تھے - شہزادہ نے اپنے میزبانوں پر اپنے اعلےٰ اخلاق و اوصاف کا پورا اثر ڈالا - آپ نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمایا جو ۱۸۸۶ء میں شائع کیا گیا اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ لنڈن میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ شہزادوں نے (یعنی آپ نے اور آپکے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل کھدوالی اور آپ کے والدین ڈاکٹروں کو ہزاروں روپئے اس شرط پر دینا چاہتے ہیں کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہو جائیں - اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ میں بھی لکھا ہے - دوران سیاحت میں آپ جہاں جہاں پہونچے - نہایت تپاک سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا - اور ہر گروہ نے آپ کو "خوش آمدید" کہا - چنانچہ برجٹون میں حبشنوں نے اپنے زیور اتار اتار کر آپ پر سے تصدق کئے - ایک بوڑھی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گھڑی کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں - جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا - تو آپ کے ہمراہی ملاحوں نے عجیب عجیب کھیل کئے - جن میں سے ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے آخر آپ کا سفر مع الخیر ختم ہوا - اور آپ نے جہاز رانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کرکے متعدد عہدے پائے - ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ ۱۸۹۰ء میں جہاز "تھرش" کے کپتان تھے - تو سالونیکا میں ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا - جبکہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تھے اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ منہ سب کالے ہو رہے تھے - پاشا کو آپ کی یہ ہیئت کذائی دیکھ کر سخت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا - ۱۸۹۲ء میں جب آپ کمانڈر تھے کہ یکایک آپ کے بھائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونے والے تھے انتقال کیا - اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہو گئی - ۲۵ - مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" "ارل آف انورنس" اور "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے مفتخر فرمایا - اسی سال ۱۷ - جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنے کا پارلیمنٹ میں حلف اٹھایا اور وہیں لارڈ سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کئے - مئی ۱۸۹۳ء میں آپ کی شادی اپنے بھائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ آف ٹک سے ہوئی - اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک - زار روس شہزادہ جرمنی - مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور راجہ صاحب گونڈل موجود تھے - ۱۸۹۷ء میں جب ہندوستان میں قحط پڑا - تو آپ نے غریب ہندوستانیوں کے لئے ایک رقم کثیر عطا فرمائی اور آئرلینڈ کا سفر کیا - ۱۸۹۸ء میں آپ نے جہاز ایلکسن کے افتتاح کی رسم ادا کی ۱۸۹۹ء میں آپ نے پھر آئرلینڈ کا سفر کیا - جنوری ۱۹۰۱ء میں ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے وفات پائی - تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال - ڈیوک آف رتھسے - ارل آف کیرک - بیرن آف رنفرو - لارڈ آف دی آئیلس اور گریٹ سٹیورڈ آف سکاٹ لینڈ کے خطابات اور القاب مرحمت ہوئے - اسی سال آپ کو کینیڈا آسٹریلیا و جنوبی افریقہ کا سفر کرنا پڑا - جس کے بعد آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے ۱۹۰۱ء میں آپ کو اعزازی امیر البحر بنائے جانے کا افتخار حاصل ہوا - اور ۹ - نومبر ۱۹۰۵ء کو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچھ آپکے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے - جس میں حضور رفیع الشان نے حیدر آباد دکن - میسور - گوالیار - کشمیر - اندور جیپور اودے پور - بیکانیر - الور وغیرہ وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ کے قدوم فرخ لزوم سے مفتخر ہونے کا موقع دیا ہے -

شہزادہ والا قدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے - اور کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں - لیکن ہندوستانیوں کی طرح نہیں بلکہ شاہان ایران کی مانند آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں - آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہیں - خدا کرے آپ کی تشریف آوری عام ہندوستانیوں کے لئے عموماً اور یہاں کے والیان ریاست کے لئے خصوصاً باعث برکت ہو - اور وہ آپ کے شاندار کاموں سے مفید سبق حاصل کریں!

جیپور میں شاہی قیام چراغان

راجہ جے سنگھ نے نیا شہر جیپور تعمیر کرکے آباد کرنے میں شستہ مذاق ظاہر کیا تھا سب بازار بہت چوڑے - تمام مکانات گلابی رنگ سے رنگے ہوئے - اور عمارتوں کی طرز ساخت ایک ہی قسم کی ہے اس نے شہر کو خوبصورت بنا دیا ہے شب گذشتہ کو پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے اعزاز میں تمام شہر میں روشنی کی گئی تھی شہر کے باہر بھی روشنی تھی - نہر سنگھ گڈھ جو شہر سے شمال مغرب میں ایک پہاڑ پر واقع ہے ایک بڑا شاندار منظر پیش کر رہا تھا - قلعہ کی دیواروں پر باقاعدہ قطاروں میں چراغ روشن تھے اور پہاڑ کے وسط میں قلعہ سے نیچے "ویلکم" کے درخشاں حروف تھے - سٹیشن سے جو شہر کو سڑک جاتی ہے - اس کے دونوں طرف کے درختوں سے ہزاروں لالٹینیں لٹکا رکھی تھیں بازار جگمگ کر رہے تھے -

ان شاندار نظاروں کو دیکھتے ہوئے ہز رائل ہائینس محلوں میں تشریف لیگئے - جہاں مہاراجہ صاحب نے آپ کی ضیافت کی تھی -

(شاہی دعوت)

یہہ دعوت کئی اعتبار سے قابل ذکر ہے - شاندار دربار کا کمرہ اسی مطلب کے لئے مخصوص کیا تھا - مہاراجہ صاحب اپنے شاہی مہمانوں کی تشریف آوری اور خاطر تواضع کرنے میں محفوظ تھے - اور جو اپنا فخر سمجھتے تھے - مہاراجہ صاحب داخلہ کے کمرہ میں کھڑے ویسرائی ہائینس کی آمد کا انتظار کرتے رہے - جب شاہی گاڑی آئی - تو پرنس و پرنسس آف ویلز کا استقبال کیا - اور دربار کے کمرہ میں لیجا کر شاہی کرسیوں پر بٹھایا - پرنس آف ویلز شام کے لباس میں زیب تن تھے اور ستارہ ہند کا فیتہ ڈالے ہوئے تھے - پرنسس آف ویلز نے ایک شاندار گون پہن رکھی تھی - اور الماس کے ہار گلے میں تھے - اور جواہر نگار جیغہ پیشانی کو زینت دے رہا تھا - جب سنہری پردے اٹھائے گئے - اور پرنس اور پرنسس آف ویلز دربار کے دعوتی کمرہ میں جا داخل ہوئے - تو مہاراجہ اپنے خاص کمرہ میں کھڑے رہے - اور مشیروں سے گفتگو کرتے رہے - دعوت کے لوازمات میزوں پر چنے جا رہے تھے

جب شراب لائی گئی تو مہاراجہ صاحب بھی پرنس آف ویلز کے ساتھ جا کر شریک ہوگئے۔ اور ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا۔ بعدہٗ شاہی مہمانوں کے جام صحت تجویز کرنے کی تقریر مہاراجہ صاحب کے منشی اعظم نے پڑھی۔ اس تقریر میں ایک بات کا ذکر خاص تھا۔ وہ یہ تھی کہ جب مہاراجہ صاحب دربار کے موقعہ پر ولایت گئے تھے۔ تو پرنس و پرنسس آف ویلز نے آپ کا استقبال کیا تھا۔ اور ہر طرح بڑی خوش اخلاقی سے سلوک کیا تھا۔ تقریر میں مذکور تھا کہ اب ایک ایسا موقع آیا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب پرانی دوستی کا حق ولیعہد اور انکی کنسرٹ کی دعوت اور خاطر تواضع میں ادا کر رہے ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے ہر طرح سے ظاہر کیا۔ کہ وہ پرانی دوستانہ عنایتوں کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ تقریروں کے بعد ایک گھنٹہ تک محلوں کے اندرونی صحن میں تشریف فرما رہے۔ ریاست کا بین باجہ بج رہا تھا۔ پرنس و پرنسس آف ویلز بڑی بے تکلفی سے ان لوگوں سے گفتگو کرنے لگے۔ جو جیپور کی ریاست میں اعلےٰ عہدوں پر ہیں۔ اور ریاست کی فلاح و بہبودی میں کوشش کرتے ہیں۔ لیکن تمام دلچسپی کا مرکز ایک شیر تھا۔ جس کو پرنس آف ویلز نے مارا تھا۔ اور جسے چارپائی پر ڈالکر چند آدمی اندرونی کمرہ دربار میں لے گئے تھے۔ سب نے تعریف کی۔ پرنسس آف ویلز بہت خوش تھیں۔ کیونکہ ان کے عالیجاہ شوہر نے ایک شیر شکار کیا تھا۔ پرنس آف ویلز کی وضع قطع شاہانہ ہے۔ مگر زندہ دلی کے جوش کی حالت میں ان کی وضع بہت شاندار اور دلربا ہو جاتی ہے سہ پہر کی شکار پارٹی کا جو لوگ صحیح ذکر کرتے۔ اس کو پرنسس بڑے شوق سے سنتی تھیں۔

دوسرے دن دو تین طرف سے شیر دن کی رپورٹیں پہنچیں منجملہ ایک سانگانیر سے تھی۔ کہ وہاں ایک شیر موجود ہے۔ پرنس آف ویلز ایک اسپیشل ٹرین میں روانہ ہوگئے۔ مگر وہاں پہنچنے سے آدھ گھنٹہ پیشتر ہی شیر بھاگ گئے۔ اس لئے ولیعہد بہادر کو ناکام رزیڈنسی کی طرف لوٹ آنا پڑا۔ پہلے خیال کیا گیا تھا کہ پرنس آف ویلز پرانے شہر امیر کے کھنڈرات کی سیر فرمائینگے۔ مگر شہزادی صاحبہ نے رزیڈنسی میں رہنا پسند کیا۔ اور چار بجے شام کے شاہی ٹرین پرائیویٹ طور پر بیکانیر کو روانہ ہوئی۔

بہت سے لوگوں نے امیر کی سیر کی۔ اور یہہ نتیجہ نکالا کہ راجہ جے سنگھ کو بڑا مشہور فن عمارت تھا۔ مگر امیر چھوڑنے میں غلطی کی۔ شاہی سیاحت کو ایک بات قدرے ناتمام بنا دیگی۔ اور وہ یہی کہ خشک سالی کا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔ پچھلی دفعہ زیادہ بارش نہ برسی تھی۔ اگر اب بارش ہو جائے تو قحط نمودار نہ ہونے پائیگا۔ اگر نہ برسی تو کسانوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اشیاء خوردنی کا نرخ معمولی ہے۔ گذشتہ چند ہفتوں سے بیکانیر میں پرنس آف ویلز کی تشریف بری کے متعلق دھوم دھام سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے بذات خود تمام تیاریوں کی نگرانی کی۔ لال گڈھ محل جو سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ ایک نہایت ہی شاندار عمارت نظر آرہی ہے اس کی شان و شوکت تصور کیجا سکتی ہے۔ محل کے ارد گرد اسٹاف اور دیگر مہمانوں کے لئے کیمپ بنایا گیا ہے۔ جو پرنس آف ویلز سے ملنے آئے ہیں۔ کیمپ میں برقی روشنی جلائی جاتی ہے۔ محل کی زیب و زینت نہایت شاندار ہے۔ ریلوے سٹیشن بھی خوب آراستہ کیا گیا ہے۔ اور سٹیشن سے محل تک جو جلوس گذرنے والا ہے۔ وہ بہت قابل دید اور پرشکوہ و تجمل ہوگا۔

سینکڑوں راجپوت شرفاء جو خوبصورت اور شاندار لباس میں ملبوس ہونگے۔ اپنے اہلکاروں سمیت اونٹوں پر سوار ہو کر سڑک کی ہر دو جانب کل صبح کھڑے ہونگے۔ سڑک پر جا بجا محرابیں اور مصنوعی مگر شاندار دروازے بنائے گئے ہیں۔ امپریل سپاہ اور مہاراجہ کی بے قاعدہ فوج اور شتر سوار شاہی محلوں کے باغات سے لیکر پانچ میل تک سٹیشن والی سڑک پر دو رویہ صف بستہ کھڑی رہینگے۔ پرنس و پرنسس آف ویلز کے ہمراہ لانسرز اور شتر سواروں کا ایک حصہ رزیڈنسی تک جائیگا آج صبح کا نظارہ بڑا ہی شاندار تھا۔ اور دربار دہلی کی یاد دلاتا تھا۔

کل سہ پہر کے وقت شاہی گاڑی گجنیر میں جو ۲۱ میل کے فاصلہ پر ہے شکار کھیلنے جائیگی۔ شام کے وقت پرنس آف ویلز دو تین گھنٹے تک قازوں کا شکار کھیلینگے۔

ہفتہ کی صبح کو ہز رائل ہائینس گجنیر کی جھیل میں قاز شکار کرینگے۔ قرب و جوار کے تالابوں پر مرغابیاں وغیرہ بکثرت آنا شروع ہوگئی ہیں۔ لیکن پرندوں کو وہاں سے ہنکار جھیل گجنیر میں لائینگے۔ امید ہے۔ شکار کا تھیلا خوب بھر جائیگا۔ پیر کی صبح کو گجنیر کے پرانے محلوں میں شکار کھیلینگے۔ موٹر کار دین سواری کا کام دیگی۔ سڑک پر پانی چھڑک دیا جائیگا۔

پیر کی شام کو پرنس و پرنسس آف ویلز بیکانیر میں واپس آکر امپریل فوج ملاحظہ فرمائینگے۔ شاہی ضیافت پرانے محل کے کمرہ دربار میں کی جائیگی۔ رات کے ۱۱ بجے ولیعہد بہادر رخصت ہو جائینگے بیکانیر کی تیاری کا خیال کرکے کہا جا سکتا ہے۔ کہ شاہی سیاحت کامیاب ہوگی۔

موت العالم موت العالم

فی الحقیقت ایک عالم باعمل کی وفات دنیا کی موت ہوتی ہے میں نہایت درد دل کے ساتھ الحکم کے ناظرین کو **حضرت مولانا برہان الدین صاحب** جہلمی کی خبر وفات سناتا ہوں۔ مولانا مرحوم کی خبر وفات قادیان میں ۵۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو پہونچی۔ اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی اس مفارقت کے صدمہ کو محسوس کیا۔ مولویصاحب ایک فاضل باعمل اور صوفی مذاق رکھنے والے متبع سنت تھے۔ علم مناظرہ میں انہیں ایک خاص مذاق اور ملکہ تھا۔ مولوی صاحب مرحوم کی وفات دو شہتیروں کے ٹوٹنے والی پیشگوئی کو پورا کرتی ہے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ عزیز عبدالغنی پسر مولوی صاحب مرحوم نے آپ کی وفات کا مفصل خط لکھا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ اعلےٰ حضرت نے خود اس خط کو سنایا اور ایڈیٹر الحکم کو حکم دیا کہ اسکا جواب لکھدے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کو لکھدو کہ ہم ہر طرح سے اسکی مدد کرنے کو طیار ہیں۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے اور ان کے علوم دینیہ اور اخلاق اور عادآت کو حاصل کرے + علوم کے حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ یہاں آجاوے بہرحال یہہ ضروری امر ہے کہ وہ بہت سعی کرے + حضرت اقدس نے مولوی صاحب مرحوم کی وفات پر اس ضرورت کو بھی محسوس فرمایا ہے کہ کیا تجویز کی جاوے جو جماعت میں **قادر الکلام علماء پیدا ہوں اور وہ خدمت دین کریں۔** اسکے لئے دارالامان کے سمجھدار اصحاب غور کر رہے ہیں اور ایک عظیم الشان قومی کام کا بنیادی پتھر رکھا جانیکو ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ مولوی برہان الدین مرحوم کی ایک یادگار ٹھہر جائیگی اور یہ نافع الناس کام انکے لئے ثواب کا موجب ہوگا اسلئے کہ اسکا محرک انکی موت ہی ہے حضرت اقدس نے بروز جمعہ ۸۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو اپنی جماعت کو لیکر جنازہ پڑھا دیر تک دعاء مغفرت فرماتے رہے ہر جماعت کو چاہیے کہ جنازہ غایب پڑھیں۔ اب میں وہ خط بجنسہ ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

کل من علیہا فان و یبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

کل نفس ذائقۃ الموت

ہادی طریقت پیشوائے شریعت پیر روشنضمیر دستگیر خورد و کبیر دام ظلہٗ۔ سر تسلیم عجز خاک پر رکھکر حضرت کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ والد صاحب نے جب آپکا الہام سنا کہ دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ تو انہوں نے ایک تو مولوی صاحب مرحوم اور دوسرا شہتیر اپنے آپ کو سمجھے اور رمضان شریف کی ۲۱ تاریخ کو اعتکاف میں بیٹھے اور ان دنوں میں قرآن شریف کا انکو از حد شوق ہو گیا تھا اور فرضوں میں بقدر قراءت پڑھتے تھے کہ مقتدی تھک جاتے تھے اور تمام دن قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے اور اعتکاف میں یہ الہام ہوا۔ انا کفیناک المستہزئین اور بعد اس کے ایک اور الہام ہوا جسکا خلاصہ فرمایا کہ امام الوقت تو ایک طرف ہے اب تو انکے مریدوں کو بھی الہام ہونے لگے پھر ہم اس سچے سلسلہ کی تائید کیوں نکریں اور پیر سوار کو نہائے اور منگلوار کی رات کو چاند دیکھا گیا اور اعتکاف سے اٹھکر گھر تشریف لائے اور دروازہ میں کھڑے ہو کر فرمایا السلام علیکم بعد اسکے اندر آئے اور کھانا کھانے کے بعد فرمایا مجھے سردی سی لگی ہے پھر عشاء کی نماز پڑھا کر اندر آئے اور رات کو بخار سخت ہو گیا اور صبح کو عید پڑھی اور بدھ سوار اور جمعرات کو بخار تھا اور جمعہ کو بالکل تندرست تھے اور آپ مسجد میں آئے اور بیٹھ کر جمعہ پڑھا بعد اسکے سب نے السلام علیکم کہا اور آپنے بڑی خوشی سے جواب دیا وعلیکم السلام اور ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے سلام کے بعد کہا اگر کوئی قصور ہو تو معاف کرنا فرمایا یہ آخری سلام ہے۔ لیکن ناطاقتی بہت تھی پھر ہفتہ کو بھی اچھے تھے پھر اتوار کی رات کو بخار ہوا اور عشاء کی نماز وضو سے پڑھی۔ یہ اسواسطے لکھا ہے کہ باقی نمازیں انہوں نے تیمم سے ادا کی تھیں اور رات کے آٹھ بجے کے قریب کہا تیلا دو کہ کتاب میں نشان رکھنا ہے میں نے تیلا دیا اور کہا کہ کتاب کہاں ہے فرمایا کتاب یہ ہے اور یہ میرا کلام اللہ ہے۔ اور پھر رات کے ۹ بجے سے لیکر ۱۲ بجے تک مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے قرآن شریف زبانی پڑھتے رہے جب ایک بجا تو خاکسار نے کہا کروٹ بدلو تھک گئے ہوگے دوبارہ سہ بارہ کہنے پر کروٹ بدلی اور پڑھتے رہے اور میں نے کہا کیا پڑھتے ہو فرمانے لگے کہ منافق کی حدیث کھلی ہوئی ہے محمد الرسول اللہ کی کچہری میں جواب دعویٰ دے رہا ہوں میں نے کہا ختم لب کر دو کہنے لگے تو نے مجھے باتیں کرائی ہیں ورنہ میں ابتک ختم کر لیتا پھر آپ دو بجے چپ ہو گئے اور سو رہے اور تین بجے پھر پڑھنے لگے اور صبح کی نماز پڑھی اور پھر کہنے لگے کہ دونوں دروازے کھولو۔ کہ مجھے انتظار ہے پوچھا گیا کس کی۔ جواب ندیا۔ اور پھر دو دفعہ پاخانہ کی حاجت ہوئی اور پھر آپ چارپائی پر لیٹ گئے اور آنکھیں کھولیں کلمہ شریف پڑھنے لگ گئے اور پھر دو منٹ کے اندر اندر اس جہان فانی سے پونے ۸ بجے رحلت پا گئے بعد میں حاجی عبداللہ صاحب آئے کہنے لگے کہ مجھے خواب آئی ہے کہ دو ستارے روشن زمین پر ٹوٹ پڑے مولویصاحب سے بیان لینے کو آیا مولوی صاحب فوت ہو گئے تھے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اور احمدی

بودھ مذہب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانسو برس قبل جبکہ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں شریعت موسوی کا آفتاب اپنی برکات اور پاک تعلیمات کے معراج کمال کا جلوہ دکھا کر نصف النہار سے مغرب کی جانب کئی درجے طے کر چکا تھا اور مشرقی ایشیا میں جہالت و ضلالت کی تاریکی اچھی طرح پھیل کر حضرت کرشن کی متبرک تعلیموں کو کالعدم کر چکی تھی تو خدا تعالےٰ نے مشرقی ایشیا کے آباد اور وسیع ملک ہندوستان میں بموجب آیت وان من امة الا خلا فیہا نذیر۔ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کو نازل کیا۔ اس برگزیدہ نبی نے خدا کے پاک کلام سے مدد پا کر تقریباً چالیس سال کی عمر سے وعظ و نصیحت اور احکام خداوندی کی اشاعت شروع کی چنانچہ یہ حضرت گوتم بودھ کا ہی ایک قول ہے "میری تعلیم پر اپنا دھیان رکھو میں مثل ایک طبیب کے ہوں جو آسمانی ادویات اپنے ساتھ لایا ہوں۔ کل چیزیں متغیر ہیں مگر میری تعلیم کو تغیر نہیں" واقعی یہ وہی ایک تبدیل نہ ہونے والی تعلیم تھی جسکے لئے تمام مرسلین مبعوث ہوئے یعنی توحید۔

حضرت بودھ علیہ السلام کے اس دعوےٰ سے ظاہر ہے کہ سوا نبی یا رسول کے کوئی دوسرا شخص ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون و حضرت شعیب وغیرہ اور حضرت عیسےٰ کے لئے اونکے حواریین اور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق وغیرہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے حضرت امت الارض و مخدوم الملت و فاضل امروہی و تراب احمدی وغیرہ پیدا ہو گئے اسیطرح حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کے لئے جیتا۔ کشیپ۔ انند وغیرہ مستعد و ذی حوصلہ مریدین پیدا ہو گئے تھے حضرت گوتم بودھ کی تقریرین وہ غیر معمولی خارق عادت تاثیر تھی اور اونکا بیان دلونکو اسطرح تسخیر کر لیتا تھا کہ ہزارہا گمراہ اور دور از صراط مستقیم اشخاص صرف اونکی زبان سے نکلے ہوئے چند ناصحانہ فقرات سنکر مرید ہو جاتے تھے۔ چونکہ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام موید من اللہ اور مامور من اللہ تھے اسلئے بہت تھوڑے دنوں میں اسی طرح انکے مذہب کا دائرہ وسیع ہو تا گیا جسطرح مذہب اسلام حیرت انگیز طریقہ سے دنیا میں پھیلا۔ وہ مذہب جسمین خلاف فطرت اور دور از عقل باتین زبردستی منوائی جائیں کبھی دنیا میں اتنی جلدی شائع نہیں ہو سکتا۔ یا جسمین یہ باتیں خود دل و دماغ پر قبضہ کرنیکی قابلیت ہو اوسکی شائع کرنے سوائے شمشیر چھوڑ بند وقتا اور توپ ہی کام میں ملتی ہے کہ ایک چھوٹا سا ضلع بھی گو کے مارے اس مذہب کو مانے۔ مثال کے لئے دور نہیں جاتے تو سکھوں کی حکومت اور پنجاب کے مسلمانوں کی حالت پر غور کرلو۔ حضرت گوتم بودھ نے جو مذہب پیش کیا اوسمین کتنی روشنی۔ پوری دلفریبی اور حقیقی نجات موجود تھی اسی لئے اس مذہب نے بالکل مذہب اسلام کی موافق تمام ہندوستان لنکا۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ نیپال۔ تبت۔ منگولیا۔ چین۔ کوریا۔ جاپان وغیرہ بیسیوں ملکوں کو حیرت انگیز قلیل مدت میں اپنا پیرو بنا لیا۔ آجتک کسی مورخ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ مذہب بودھ کی اشاعت میں جبر و اکراہ سے کام لیا گیا تھا۔ مذہب بدھ کے محرف و تبدیل شدہ اصولوں پر نظر ڈالیئے تو ان سے بھی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس مذہب نے انسان کو بالکل صوفی منش اور درویشانہ زندگی بسر کر نیوالا بنانیکی کوشش کی ہے عقلمند کی تعظیم کرنا۔ والدین کی خدمت۔ نفس امارہ کی مخالفت۔ ہمیشہ موقعہ فہمی کو ملحوظ رکھنا انسانوں بلکہ حیوانوں سے بھی ہمدردی و خلاق برتنا۔ شیرین کلام و فصیح بننے کی کوشش کرنا۔ چوری۔ جھوٹ۔ قتل عمد۔ غصہ۔ تعصب۔ تکبر وغیرہ رذائل سے بچنا۔ دنیا اور اس زندگی کو ہیچ خیال کرنا۔ تن پروری اور آسائش جسمانی کا خیال بھی نہ آنے دینا۔ خدا تعالےٰ کو رحیم و کریم خیال کرنا وغیرہ وغیرہ باتوں کی ہدایت اس مذہب میں موجود ہے۔ اب اوس امداد غیبی کو دیکھو کہ جو خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے نیک بندوں کی کرتا ہے اور دنیا میں بھی انکو عزت دیتا ہے۔ بودھ مذہب کے ماننے والے فقیروں۔ درویشوں اور کوئی سامان دنیوی نہ رکھنے والوں ہی میں چکرورتی راجہ چندر گپت و راجہ اشوک و راجہ کنشک۔ و راجہ سلاوت وغیرہ بہت سے شہنشاہان عظیم الشان پیدا ہوا اور تمام ہندوستان کا بادشاہی مذہب بودھ قرار پایا۔ یہ اس خدائی تعلیم اور مذہب آسمانی ہی کی برکت تھی کہ نجکا۔ مہادیوا۔ رکھتیا۔ مہندا وغیرہ بہت سے بڑے اکابر علماء لکچرار۔ اور ریفارمر اس مذہب میں پیدا ہوئے اور نالند کا عظیم الشان دار العلوم ہند میں قایم ہو۔ حضرت خاتم الانبیاء تو تمام دنیا کے لئے پیغمبر اور ہادی و رہبر ہیں۔ باقی مامورین من اللہ میں غور کرنے سے یہ بات بالبداہت معلوم ہوتی ہے کہ مغربی ایشیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مشرقی ایشیا میں حضرت گوتم بودھ گویا دو ہمرتبہ پیغمبر تھے۔ سلسلہ موسوی کے اخیر مجدد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر و ہندوستان میں آئے اور یہاں سلسلہ گوتمی کے خلیفوں سے برابر ملتے جلتے ہو گئے اور تھوڑے سے اختلاف کو افہام و تفہیم کے بعد دونوں مذہبوں کے اماموں نے معمولی اختلاف سمجھا چنانچہ زمانہ حال میں تبت کے مشہور کتب خانے سے جو لوہسون کا کتب خانہ ہے انجیل اس حیثیت سے برآمد ہوئی کہ وہ گویا بودھ مذہب کی کتاب ہے یا بدھ مذہب کی کسی کتاب کا کوئی حصہ ہے اس خیال کو اور بھی زیادہ تقویت ہوتی ہے جب اسبات پر غور کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی تعلیم میں زیادہ تر درویشی اور فقیرانہ زندگی بسر کرنے پر زور دیا ہے اور یہی گوتم بودھ علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہے حالانکہ اب عیسائی بھی پکے دنیا دار اور عیش و عشرت کے بندے ہو گئے ہیں اور بودھوں کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام وہ مامور من اللہ تھے جنکا مغربی ایشیا و مشرقی ایشیا دونوں سے تعلق ہوا۔ اسکے ثبوت میں مسٹر ... صاحب (جنہوں نے ہندوستان کا گزیٹیر تیار کیا ہے) کا یہ قول بھی قابل تذکرہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ "ہند۔ تبت۔ چین۔ جاپان وغیرہ ممالک علاوہ بودھ مذہب کے مسائل اور مراسم دینی کا ابتدائی زمانہ میں دین عیسوی پر بھی اثر پڑا"۔ (باقی اسبات کے ثابت کرنیکی ضرورت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں آئے اور انہوں نے بدھ مذہب کے علماء سے مباحثے کئے اور کشمیر میں فوت ہو کر سری نگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔ جسکو شوق ہو ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف راز حقیقت وغیرہ کو دیکھے)

حضرت خاتم الانبیاء چونکہ تمام بحر و بر کیلئے باعث ہدایت ہو کر تشریف لائے اسلئے اس شخص کا مثیل جو مشرقی و مغربی دونوں دست سلسلوں سے تعلق رکھنے والا مجدد تھا اس سلسلہ محمدی میں پیدا ہونا ضروری تھا۔ چونکہ اس سلسلۂ محمدی کا مبداء و منشاء مغربی ایشیا یعنی ملک عرب تھا اسلئے اسکا انجام و انتہا ضرور مشرقی ایشیا میں ہونا چاہیئے تھا تاکہ اس سلسلہ یعنی خاتم السلاسل کو گذشتہ سلسلوں کے ساتھ پورے طور سے تشابہ و تعلق حاصل ہو جائے۔ چنانچہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مثیل سلسلہ محمدی کے مجدد مشرقی ایشیا یعنی ہندوستان میں مبعوث ہوئے۔ اخاہ! اگیا بودھ مرکب کھا تا ختم۔ ہاں! تو وہ بات تو رہ ہی گئی۔ اب یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بودھ مذہب جہاں پیدا ہوا جہاں پرورش پائی۔ جہاں سے دوسرے ملکوں میں پہونچا وہیں یعنی ہندوستان میں تو آج کے دن اوسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور دوسرے تمام ملکوں میں تا حال نہایت کامیابی و عزت کیساتھ موجود ہو۔ ہندوستان اس لئے اس مذہب کے بانیوں کی نسلیں تک بھی تم ہو نا ہرگز کوئی معمولی سی بات نہیں ہے۔ بودھ مذہب نے بلا جبر و اکراہ لوگوں کے دلونکو تسخیر کیا تھا اس مذہب کے اصول باوجود مرور ایام کے بعد بھی کہ ہیں کہ ہندوستان کے ہندوؤں کا مذہب ہرگز ہرگز بودھ مذہب کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور کوئی بدھ مذہب کا فاضل کسی بڑے پنڈت سے مذہبی مباحثہ میں شکست نہیں پا سکتا۔ یہ کہنا کہ بودھ مذہب اپنی اندرونی کمزوری کے باعث نامقبول ہو کر گم ہو گیا اور اسکی جگہ ویدوں کے مذہب کی اشاعت ہوئی جسمین دلفریبی کی ادا موجود تھی بالکل غلط ہے اور کوئی معقول دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔ ہندوستان سے ہی بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکا سبب سوائے ناحق شناس لوگوں (جنکا پیدا ہو جانا عرصہ دراز کے بعد ہر ملک و مذہب میں ممکن بلکہ ضروری ہے) کے بیجا ظلم و تعدی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مینے اپنے بعض آریہ دوستوں سے سنا ہے کہ وہ بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکے قصے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ شنکر اچارج نے بودھوں سے اس شرط پر مباحثے کئے کہ ہمکو مباحثہ میں مغلوب کر دو تو ہم ہرا دونو خبر اور اگر ہرا سکو تو اس آریہ ورت (ہندوستان) سے جلاوطن ہو جاؤ چنانچہ کوئی بودھ مذہب کا عالم شنکر اچارج کو نہ ہرا سکا اور تمام بودھ مذہب والے مجبوراً یا تو تبدیل مذہب یا جلاوطنی پر مجبور ہوئے۔ یہ بیان جسقدر قابل مضحکہ ہے ظاہر ہے۔ شنکر اچارج جنکے مددگار حکام وقت تھے بھلا بودھوں سے کیوں ہارنے لگے تھے وہی مثل ہوئی ہوگی کہ "قاضی جی نے تو مجھکو بہت ہرایا مگر میں ہاری ہی نہیں"۔ مسٹر ... صاحب جو ہندوؤں کے بڑے طرفدار ہیں یہ لکھے بدوں نہ رہ سکے کہ "بودھ مذہب والے ہند سے جبراً نکالدیئے گئے تھے" آگے چلکر دوسری جگہ صاحب کو یہ بھی لکھنا ہی پڑا کہ "کماریلا برہمن نے فقط مذہب بودھ کے خلاف وعظ ہی نہیں کہا بلکہ ایک دکن کے راجہ کو یہاں تک ان لوگوں کی ایذا رسانی پر آمادہ کیا کہ اس راجہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ راس کماری سے کوہ ہمالہ تک بودھوں کے بوڑھوں اور بچوں تک کا قتل عام کر دیا جائے اور جو شخص قتل کرنے میں دریغ کریگا خود قتل کیا جائیگا"۔ اول تو ہمارے ہموطن برادران اہل ہنود کے یہاں علم تاریخ کی جیسی ناگفتہ بہ حالت ہے ہو رخان عالم سے پوشیدہ نہیں کہ کہیں مہینوں کے واقعات سینکڑوں بلکہ ہزاروں برسوں سے متعلق کئے گئے ہیں اور کہیں ہزاروں برسوں کے واقعات کو چند برسوں میں ختم ہو جانا ظاہر کیا ہے علاوہ ازیں خاصکر بیچارے بودھ مذہب کی جلاوطنی کے حالات کو تو اسطرح پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بیچارے ڈیوڈ صاحب مصنف بودھ ازم کو یہ لکھنا پڑا کہ "ہندوؤں نے بودھوں پر بیشک ظلم و زیادتی کی مگر تفصیل اسکی معلوم نہیں مگر اس ظلم و زیادتی کی روایت ہرگز بے بنیاد نہیں ہے"۔ مینے بھی اسوقت اگرچہ الماریوں اور صندوقوں میں سے کتابیں نکالکر اپنے سامنے ایک ڈھیر لگا یا ہے مگر ہر ایک مورخ اہل ہنود کے فن تاریخ کی شکایت کرتا ہے اور تفصیلی حالات اس ظلم اور جلاوطنی کے دستیاب نہیں ہوتے۔ مذہب موسوی کے پیرو یعنی بنی اسرائیل پر بخت نصر کے ہاتھوں سے ملک شام میں جو ظلم و زیادتی ہوئی اوس سے بڑھ کر ہندوستان میں بودھوں پر کماریلا برہمن اور شنکر اچارج کے ہاتھوں سے مصیبت نازل ہوئی چونکہ عرب و شام و یونان وغیرہ ممالک کے لوگوں کو علم تاریخ سے قدیمی شوق رہا ہے اونکی ذریعہ سے بخت نصر کی زیادتیاں آج کے دن بھی بالتفصیل معلوم ہو کر ہمدردان بنی نوع انسان کو آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی ہیں لیکن ہمارے اہل ہنود بھائیوں نے اس عظیم النشان واقعہ کو جو مہا بہارت سے بھی بڑھکر قابل تذکرہ تھا اپنی عادت کی موافق مختصر کرتے کرتے بالکل صفر ہی بنا چاہا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر روایت سے ثبوت بالتفصیل ثابت نہیں ہوتا تو کیا اصول درایت چلا چلا کر اس امر کو ثابت نہیں کر رہے کہ ہندوستان میں ہندو بھگتوں کے ہاتھوں بودھوں پر وہ ظلم و زیادتی ہوئی کہ جسکے تصور ہی سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ نمونہ قہر خداوندی یعنی بخت نصر اور بنی اسرائیل کے معاملہ میں غور کرو۔ اسپین کے مسلمانوں کی تباہی اور عیسائیوں کے ظالمانہ سلوک کو تاریخ اسپین میں بغور مطالعہ کرو۔ کیا آج کے دن کوئی عیسائی اسبات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسپین سے اسلام اسلئے ناپید ہوا کہ اوسمیں ذاتی کمزوری تھی اور اوسکے مقابلہ میں عیسائی مذہب اپنے اندر غیر معمولی دلفریبی رکھتا تھا کہ جسکے سبب مسلمان عیسائی ہو گئے یا چند اپنے مذہب کی کمزوری سے شرمندہ ہو کر ملک چھوڑ کر چلے گئے؟ لاحول ولا قوة الا باللہ۔ ہائے! مسلمان۔ تمام یورپ کے استاد مسلمان۔ آدم خوروں اور بیتے پوشوں کو انسان بنا دینے والے مسلمان اسطرح قتل کئے گئے کہ اوسطرح آج کوئی شخص بھیڑ بکریوں کا قتل ہونا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ اسی قسم کے واقعات بلکہ اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر معاملات کیا بودھوں کو ہند میں پیش نہیں آئے؟ نہیں نہیں ضرور بودھوں پر بڑے ظلم ہوئے عیسائیوں نے اسپین میں اگرچہ مسلمانوں پر بے نہایت زیادتیاں کیں

مراسلت

کھلی چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے مکرم جناب مولوی کلیم اللہ صاحب ساکن مچھیا سلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ آپ کی عین سعادت ہے کہ بظاہر اپنے واجب التعظیم استاد کی قبر کی زیارت اور فاتحہ پڑھنے کے ارادہ سے کبھی کبھی آ نکلتے ہیں مولانا مرحوم وہی بزرگ ہیں جن کو آپ از راہ فخر استاد الکل کہا کرتے ہیں اور آپ نے دس برس کے قریب ان کے تلمذ کا شرف حاصل کیا۔ افسوس زمانے کا انقلاب کہ جس خاندان میں آپنے اتنے سال زانوئے ادب تہ کیا۔ اسی پر اب کفر و ضلالت کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ اس الزام سے پہلے تحقیق شرط ہے مجھے آپ کی پچھلی ملاقات کے مقالات کا ذوق نہیں بھولا۔ جب آپ نے فرمایا مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نام اور عیسیٰ یا مسیح کہائے یہ سخت گستاخی ہے۔ تو میں نے جواب دیا تھا۔ کہ آپ ہی اپنے تئین کلیم اللہ کہلاتے ہیں مگر ایمان سے کہیے ؟ کیا آپ واقعی کلیم اللہ ہیں اور پھر آپ کو وہ درجہ حاصل ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بارگاہ ایزدی میں تھا ؟ اسی طرح میں چاہتا ہوں۔ کہ اس ملاقات پر میرے اور آپ میں جو مکالمہ ہوا اسے آپ کے مکرر غور کے لئے بے کم وکاست اخبار میں چھپواؤں۔ تاکہ آپ اگر نہیں تو کوئی اور سعید روح ہدایت کے نور سے اپنا سینہ منور کرے۔

سلسلہ کلام اسوقت شروع ہوا جبکہ آپ درود مستغاث علی الصباح پڑھ رہے تھے۔ تو میں نے عرض کیا تھا۔ کہ جب درود کے بارے میں نصوص موجود ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ آپ ایک ایسا درود پڑھتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلعم اور آپکے اصحاب تابعین سے ثابت نہیں ہوا۔ ہاں اسکی پشت پر کسی نے اعتبار جمانے کے لئے لکھ دیا ہو کہ اسے فلاں بی بی یا صحابی پڑھتے تھے۔ تو یہ قابل قبول نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے صلوا علیہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسطرح صلوٰۃ بھیجیں ہم۔ تو جواب میں فرمایا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ یا اور صیغے جو مروی ہیں اور جو صاحب سفر سعادت نے تجنیس کے قریب بیان کئے۔ ان کو چھوڑ کر کیوں شخص واحد کی رائے کو ترجیح دیگئی ہے۔ اور پھر ایک بار نہیں بلکہ اسے بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے کیا آپ رسول اللہ صلعم کے فرمائے ہوئے درود کو اس سے کمتر درجہ سمجھتے ہیں۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اسپر مداومت اختیار کی پھر المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالیٰ"

اسکے کیا معنے۔ اگر یہ مراد ہے کہ رسول اکرم صلعم فریادرس حلالی ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں تو ان آیات کا کیا جواب ہے ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ یونس (یہ اللہ کے نزدیک ہماری سفارش کرنے والے ہیں) قل للہ الشفاعۃ جمیعا۔ (زمر) ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اسلئے کہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں ۲۳) (زمر) ایک طرف ارشاد ہوتا ہے رسول اکرم صلعم کو قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا جن ۲۹ کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں دوسری طرف فرمایا ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظلمین (اور نہ پکار جو تجھے نہ نفع دے نہ ضرر دے اگر تو ایسا کرے تو یقیناً ظالموں سے ہے) تعجب کہ باوجود ایسی صریح آیات کے آپ پھر بھی یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ پڑھنے کا فتوے دیتے ہیں اور خدا تو فرماتا ہے وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو (اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ کے سوا اس کا کھولنے والا کوئی نہیں) اور اسطرف ایاک نعبد وایاک نستعین کے برخلاف اوروں سے امداد کے فعل کی استعانت طلب کیجاتی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ کوئی وسیلہ تو چاہئے۔ شاید یہ آیات نہیں سنیں۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (جب میرے بندے میری نسبت پوچھیں تو کہدے میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں یا جواب دیتا ہوں جب وہ دعا کرے) اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ تم لوگ پکارتے ہو مردوں کو جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہے حالانکہ اپنی آواز دو کوس کے فاصلہ پر بھی نہیں پہنچا سکتے اور چھوڑتے ہو اسکو جو شاہرگ سے نزدیک ہے افسوس ہاں اگر مستغاث سے مراد استغاثہ ہو تو کوئی اعتراض نہیں۔ پھر دلائل الخیرات نکلی اور ساتھ ہی ہمیں بتایا گیا کہ اس کے بعد قرآن مجید پڑھنے یا حضرت اللہ کے کلام کو بشر کے کلام سے متاخر کرنے میں کیا حکمت تھی اور اس کلام اللہ میں کونسی برکت کی کمی تھی جو اس طرف رجوع کیا۔ خدا نے فرمایا وھذا کتاب انزلنہ مبارک (یعنی بڑی خیر وبرکت والی) دوسری طرف ارشاد ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ پس دین بھی کامل ہو چکا یعنی تقرب الی اللہ کا تمام ذریعہ بتا دیا گیا۔ اور نعمت بھی کامل ہو چکی۔ پس کونسی کسر دین اسلام میں باقی تھی کہ آپکو دلائل الخیرات سے مدد لینی پڑی۔

سوال یہ ہے کہ آپ کس برکت کے حاصل کرنے کے لئے یہ دلائل الخیرات پڑھتے ہیں جب بتائینگے پھر میں پوچھونگا کیا قرآن مجید کے پڑھنے سے وہ برکت حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت ؟ اگر نہیں ہو سکتی تو یہ کمی ہوئی ہے یا نہیں مگر خدا فرماتا ہے۔ اتممت علیکم نعمتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ معراج تک جو کمالات انسانی ہیں وہ سب صلوٰۃ کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں پس ان ناقص ذریعوں کی طرف دوڑنے کی کیا حاجت اگر نماز سے یہ باتیں حاصل نہیں اگر نماز میں یہ لذتیں نہیں تو کسی کامل طبیب روحانی سے علاج کرائے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا ومن اصدق من اللہ قیلا۔ اسکے بعد آپ نے نفل پڑھے تھے۔ جنہیں ایک کی نیت ذرا پکار کر کی تھی کہ دو رکعت نفل للوالدین میں نے پڑھ دیا تھا ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنی کامل مومن کا طریق تو یہی ہے کہ میری نماز۔ قربانی مرنا۔ جینا اللہ رب العالمین کے لئے ہی ہے اور یہاں للوالدین پڑھی جاتی ہے۔ پھر اگر ایسا کرنا شروع ہوتا تو صحابہ ضرور ہی نبی کریم کے لئے ایسا کرتے کہ وہ انہیں والدین سے بھی زیادہ محبوب تھے اور ان کے محسن۔ پھر اس بات کی بھی سند صحیح درکار ہے کہ نماز پڑھکر کسی کو بخشدیں تو اس کا ثواب کسی کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد آپنے بعد از فراغت نوافل ہدایت شروع کی کہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھا کرو۔ مگر میں نے تو صاف کہ دیا تھا۔ کہ حدیث شریف میں ہے دیکھو بلوغ المرام عن عائشۃ ما کان رسول اللہ صلعم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعۃ (متفق علیہ) یہاں پر بالخصوص رات کی نماز کا ذکر ہے۔ اور فی رمضان اسی لئے فرمایا تاکہ کسی کو یہ وہم نہ پڑے کہ آپ رمضان میں اس سے زیادہ نماز تراویح الگ پڑھتے تھے۔

اور اس قیام رمضان کا نام تراویح بھی بدعت ہے کسی حدیث صحیح میں یہ نام نہیں ملتا پھر آپ کوئی صحیح حدیث مرفوع متصل ہرگز ہرگز پیش نہیں کر سکتے جن سے بیس رکعت یہ نماز سنت موکدہ ثابت ہو سکے حضرت! آپکے مقتدا حنفیوں کے قبلہ وکعبہ امام ابن ہمام (جن پر سارے دلائل کا دارہ مدار ہے) نے فتح القدیر میں یہ لکھا ہے۔

تحصل من ھذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ السلام وترکہ لعذر افادہ انہ لولا خشیۃ ذلک لواظبت ولاشک فی تحقق الامن ذلک بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکون سنۃ۔ وکونھا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتھم ولا یستلزم کون ذلک سنۃ اذ السنۃ ما واظب علیہ بنفسہ الا لعذر وبتقدیر عدم ذلک القدر انما استفدنا انہ کان یواظب علی ما وقع منہ وھو ما ذکرنا فیکون عشرون مستحبا ذلک القدر منھا ھو السنۃ کالاربع بعد العشاء مستحبۃ ورکعتان منھا سنۃ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان مع وتر گیارہ رکعت ہے اور بیس کو سنت خلفاء الراشدین کہدیں مگر اس سے بیس رکعت کا سنت ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ سنت وہ ہے جس پر بنفسہ آپ صلعم نے مواظبت فرمائی۔ غرض بیس رکعت میں سے آٹھ رکعت سنت ہوئیں۔ اور بارہ مستحب جیسے عشاء کے بعد چار مستحب ہیں اور دو انہیں سے سنت۔

پھر دیکھو بحر الرائق اور طحطاوی ان الدلیل یقتضی ان یکون السنۃ من العشرین ما فعلہ النبی صلعم والباقی مستحبا (یعنی بیس سے سنت اتنی ہوں جو نبی کریم صلعم نے خود پڑھیں اور باقی مستحب) وقد ثبت انہ ذلک کانت احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا (اور وہ گیارہ رکعت مع وتر جیسا کہ صحیحین میں ثابت ہیں)

باقی رہی یہ بات کہ یہ سنت الخلفاء الراشدین ہے۔ پہلے تو میرا یہ سوال ہے کہ یہان پر خلیفہ کی فرداً فرداً سنت کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو سنت کی بجائے سنن آتا۔ نیز بعض اقوال حضرت عمرؓ و دیگر خلفاء کے فرداً فرداً دونہ ہونے ۔ پھر سنت تو وہ ہے جس پر مواظبت کی ہو بنفسہ۔ پس کیا آپ ثابت کر سکتے ہین۔ کہ ان چار خلفاء مین سے کسی ایک نے بھی یہ نماز تراویح پہلی رات جماعت کے ساتھ بیس رکعت پڑھی؟ مولانا! ہم تو مشکوٰۃ مین پڑھتے ہین کہ حضرت عمرؓ ایک رات مسجد کے پاس سے گذرے اور لوگ متفرق پڑھ رہے تھے آپ نے ایک قاری پر جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری رات پاس سے گذرے تو فرمایا نعم البدعة هذه۔ دیکھیے پھر بھی اس فعل کو بدعت ہی فرمایا معلوم ہوا۔ کہ رسول اکرم صلعم نے باین ہیئت نہ پڑھائی تھی۔ اور یہ تسلیم کرنے کو تیار ہون۔ کہ یہ بدعت اصطلاحی معنے میں نہین اس سے آگے پڑھیے والتي تنامون عنها افضل من التي تقومون يريد آخر الليل۔ یعنے پچھلی رات پڑھنے والے پڑھکر سو رہنے والون سے بہر حال افضل ہین۔ اسی اثر کے مطابق کہ اس سے صحیح کوئی روایت قیام رمضان کے بارے مین نہین۔ ہمارا مذہب ہے کہ حتی الوسع پچھلی رات پڑھنی چاہیئے گھر مین۔ اور اگر سمجھین کہ پچھلی رات نہین پڑھی جا سکتی تو پہلی رات ہی ۱۱ رکعت با جماعت پڑھ لین۔ کیونکہ ان نوافل کی جماعت بھی آگئی ہے۔ پھر یہ بھی ثابت نہین ہوتا کہ خلفاء راشدین مین سے بھی کسی نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ کیا یزید بن رومان کی روایت پیش کرتے ہو بے شک کیجیئے مگر عینی مین دیکھ لو اسے ضعیف لکھا ہے۔ پس یہ کیونکر ہم پر حجت ہو نیز مفصلہ ذیل احادیث موطائے امام مالک مین ہین۔

عن السائب بن يزيد قال امر عمر بن خطاب ابي بن كعب وتميم الداري ان يقوما للناس باحدى عشر ركعة۔ ایسا ہی سُنن سعید بن منصور مین ہے۔ سمعت السائب بن يزيد يقول كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب باحدى عشرة ركعة (کہ ہم زمانہ عمر خطاب مین گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے۔ اور آپ نے ابی بن کعب کو گیارہ رکعت کا حکم دیا) اور یہ آپ بھی مانتے ہین۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین نماز تراویح باین ہیئت بیس رکعت نہین پڑھی جاتی رہی۔ موقوف۔ مرفوع کے حکم مین ہو یہ آپ کہا کرتے ہین۔ مگر واضح ہو کہ موقوف حکماً ...... مرفوع حدیث کا مقابلہ نہین کر سکتی۔

اب مین دیکھتا ہون کہ آپ کیا جواب دیتے ہین۔ مولوی صاحب آپ کے مخاطب اکثر جہال رہے ہین اسلئے آپ کہدیا کرتے ہین ”سب جھوٹا“ مگر یاد رہے کہ اب آپ کا مخاطب اسی گلستان مین سے ہے۔ جس کے پھولون کی آپ نے عمر کا ایک معتدبہ حصہ خوشبو سونگھی۔ بلکہ بقول میرے ایک دوست کے گلقند کھائی۔

اس سے آگے ہمارا سلسلہ کلام نزول مسیح بجسدہ العنصری کی نفی سے قوی دلیل کیطرف منتقل ہوا آپ نے فرمایا انا انزلناه في ليلة القدر کے کیا معنے عرض کیا ہم نے اس قرآن کو اتارا۔ کہان سے؟ خدا نے اپنی جناب سے۔ خدا کی جناب کہان ہے؟ جہان وہ ہے۔ خود بخود آپ نے کہدیا وہ تو آسمان مین ہے۔ اور آسمان ہی سے قرآن نازل ہوا! یہ کیسے؟ کیا خدا زمین پر نہین اور کیا لکھا لکھایا قرآن مجید آسمان سے اتر آیا۔ آپ پوچھتے ہین لوح محفوظ کہان ہے۔ مین نے عرض کیا بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ کے معنے آپ نہین سمجھے۔ لوح محفوظ تو علم الہٰی کا نام ہے۔ دوسرا اسکے یہ معنے بھی ہین کہ قرآن مجید ہے اور لوح مین محفوظ ہے دیکھو مدارک في لوح محفوظ من وصول الشياطين محفوظ نافع صفة للقرآن اے من التغير والتبديل واللوح عند الحسن شي يلوح للملائكة فيقرؤنه اور میرے نزدیک تو وہ لوح بھی مراد ہو سکتی ہے جن پر نبی کریم کے زمانے مین باین ہیئت و ترتیب قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ آپ بولے ہائین باین ہیئت و ترتیب یہ تو حضرة عثمان کا کام ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانے مین تو قرآن مجید یکجا نوشتہ موجود نہ تھا۔ مین نے کہا حضرت پھر ذلك الكتاب کیون کہا گیا؟ اور وہ كتاب مسطور في رق منشور (کتاب لکھی گئی بڑے چوڑے چھلکے کاغذون مین) کیون فرمایا لکھنے والون کی یہ صفت کیون فرمائی بايدي سفرة كرام بررة یعنے لکھنے والون کے ہاتھون جو کہ بزرگ اور نیک ہین۔ آپ نے کہا یہ کام یعنی جمع تو عثمانؓ نے کیا مین نے عرض کیا اے حضرت خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان علينا جمعه۔ اور نبی کریم صلعم قرآن مجید لکھاتے جاتے۔ اور ساتھ ہی فرما دیتے یہ آیت یا سورة فلان جگہ ہے اسی کے مطابق قرآن تیار ہوا اور حضرت عثمانؓ نے صرف اسکی نقلین شائع کین۔

خیر گفتگو تو نزول کے بارے مین ہے کہ انزلنا سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ چیز آسمان ہی سے گرے فرمایا ”کیون نہین“؟ عرض کیا حضرت خدا تعالےٰ فرماتا ہے وانزلنا الحديد (ہم نے اتارا لوہا) اور وانزل لكم من الانعام ثمانية ازواج۔ (آٹھ جوڑے مویشی اتارے) اس حساب سے تو پھر یہ سب آسمان سے گرے ہونگے۔ آپ بڑے جزم سے فرماتے ہین ہان لوہا اور اونٹ وغیرہ سب آسمان ہی سے پہلی دفعہ گرے۔ مین نے پھر کہا کیا سچ سچ آسمان ہی سے گرے فرمایا ”بے شک“ مین نے اس کا جواب کچھ نہین دیا کیونکہ یہ بے شک خود ہی اپنا جواب ہے اور اسمقام پر سیری خاموشی ہی موافق قول سعدی تھی۔ افسوس مولویصاحب وجعلنا من الماء كل شيء حي۔ بھول گئے اور پانی تو زمین پر ہی تھا وبث فيهما من كل دابة وغیرہ آیات نیز وہ آیات جن سے ”آدم“ کا زمین سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض خود آدم علیہ السلام تو زمین سے بنین اور مویشی وغیرہ سب آسمان سے اترین۔ کچھ تعجب نہین اگر مولوی صاحب کہدین۔ آدم علیہ السلام کا بت بھی آسمان پر ہی بنا تھا برخلاف آیت منها خلقناكم اور اني جاعل في الارض خليفة غالباً ”جنت“ کے لفظ سے دہوکا ہوگا حالانکہ یہ وہ جنت نہین کیونکہ وہ لا يسمعون فيها لغوا ولا كذابا کا مصداق ہے اور یہان آدم علیہ السلام نے سب کچھ سُنا پھر مین نے کہا اچھا قد انزلنا عليكم لباسا یہ لباس بھی آسمان سے اترا ہوگا۔ فرماتے ہین ہان۔ بنا بنایا۔ آدم علیہ السلام پر آسمان سے اترا (طفقا يخصفان عليهما من ورق الجنة بھول گئے) مین نے کہا مولانا يا بني آدم اس سے پہلے ہے اور عليكم فرمایا۔ يواري سوآتكم ساتھ ہی آیا ہے کہ سوآة ابيكم۔ پس اب بولئے۔ آپ خاموش رہ گئے۔ پھر کہا۔ وان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم یہ ننزله کہ ہم اتارتے رہتے ہین اس کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے کیا سب خزینے آسمان سے دمبدم گرتے رہتے ہین یا کبھی گرے؟

پھر سنیئے انزل الله اليكم ذكرا رسولا۔ خدا نے تمہاری طرف یاد دلانیوالا رسول نازل کیا۔ یہ رسول اکرم صلعم کی نسبت فرمایا کہئے وہ آسمان سے نازل ہوئے؟ آپ نے کھسیانے ہو کر کہا وہ تو مکہ مین پیدا ہوئے تھے۔ نزول کے ایک حقیقی معنے ہین ایک تاویلی یہان مکہ مین پیدا ہونے کے لئے اصل معنے نہین لئے مین نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزول کے معنے یہی نہ لئے جائین جنہین آپ تاویلی کہتے ہین اور میرے خیال مین عین محاورہ کے موافق ہین۔ پھر انزلنا رسول اکرم صلعم کی نسبت تو قرآن مجید مین آیا ہے مگر مسیح موعود کی نسبت تو قرآن مجید مین کہین نہین۔ آپ نے کہا احادیث مین ہے مین ...... نے کہا جہان ہے وہین ساتھ ہی امامكم منكم قرینہ صارفہ (آپکے مذاق کے مطابق تاویلی معنے لینے کے لئے موجود ہے) آپ نے کہا ابن مریم بھی تو ساتھ ہی ہے مین نے کہا مگر ابن مریم تو وفات پا چکا۔ آپ بولے وہ تو آسمان پر ہے وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه۔

عرض کیا۔ مگر کیا اللہ صرف آسمان پر ہے۔ فرمایا وہی اسکے ملائکہ کا مقر ہے مین نے کہا بیشک مگر خدا کا مقر تو نہین آپ نے کہا زمین تو لعنتی [illegible] ہے۔ اور خدا فرماتا ہے رفعه الله اليه مین نے کہا آپ کو چاہیئے تھا کہ لعنتی کا مقام زمین [illegible] کہتے ہوئے سوچ لیتے کہ اسی مین ہمارے نبی اکرم صلعم تمام جہان کے سردار کا جسد مبارک مدفون ہے مولوی صاحب [illegible] بات ہے کہ کل نبیون کا سردار تو زمین کے نیچے ہو اور موسوی امت کا خلیفہ دو ہزار برس سے آسمان پر ہو اگر مین ہو آپ [illegible]۔ ہمارے نبی صلعم بھی تو آسمان پر گئے [illegible] کہا آپ کا اشارہ معراج کی طرف ہے [illegible] تھوڑی سی مدت مین ہی گذر گیا [illegible] عرصہ اور کہان یہ بیس صدیان [illegible] ولكم في الارض [illegible] اور منها خلقناكم (یعنی [illegible]) پیدائش دمبدم ساتھ ساتھ ہو [illegible] نصوص بینہ قرآنی کے خلاف ہے [illegible] بات کا کیا ثبوت ہے کہ نبی کریم صلعم [illegible] کے ساتھ آسمان پر گئے آپ بولے اسرى بعبده ليلا سے ثابت ہے مین نے کہا یہ آیت تو آپ کا مطلب ثابت نہین کرتی کیونکہ اسمین تو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے کا ذکر ہے جو خواہ باین جسد ہو تو بھی [illegible] اسپر آپ گھبرائے اور مجھے پوچھنا شروع کیا سبحان کیا ہے۔ مین نے کہا اس سوال سے آپ کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ سبحان

سفر نامہ دھلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مسیح موعود کی سچائی کا ایک نشان

ان خیالات میں جو میرے مغزین رات کی اسکی تاریکی اور تنہائی میں یکے بعد دیگرے گذر رہے تھے سب سے پہلے یہ خیال گذرا کہ یہ ریل گاڑی جسپر سوار ہو کر ہم جا رہے ہیں بجائے خود ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت اور اسکے زمانہ کے علامات میں ایک علامت ہے۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

کاش کوئی آنکھ دیکھے!

اگرچہ میرا خیال ہے کہ عموماً ناظرین الحکم اجمالی طور پر اس نشان کو سمجھ گئے ہونگے مگر میں محض اس خیال سے (کہ عوام کو فائدہ پہونچے اور اسکی تصریح سے اپنے آقا و ولی نعمت کی تصدیق اور تائید ہو) کھولکر بیان کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے آثار و علامات بہت سے بیان فرمائے ہیں منجملہ اس کے ایک **نشان** وہ ہے جو قرآن کریم کی آیت کریمہ **واذا العشار عطلت** میں بیان کیا گیا ہے اور اس کی تصدیق میں یہ حدیث موجود ہے **ویترک القلاص فلا یسعیٰ الیھا** یہ **زمینی نشان** ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **صداقت** کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ اور اسی **نشان** کے ذریعہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آ رہا ہے لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئیگی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائیگا تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لیکر مکہ سے مدینہ کیطرف جاتے تھے یکدفعہ بیکار ہو جائیں گے اور ایک انقلاب عظیم عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑہ مکہ اور مدینہ کی راہ کا طیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بگروں کے پتھر کھانیکے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہونچا کریں بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں سے اٹھ جائے گی اور یہ پیشگوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھلائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا طیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے + کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ اگر سوچکر دیکھا جائے تو اپنی کیفیت کی رو سے خسوف کسوف کی پیشگوئی اونٹوں کے متروک ہونے کی پیشگوئی ایک ہی درجہ پر معلوم ہوتی ہیں کیونکہ جیسا کہ خسوف کسوف کا نظارہ کروڑہا انسانوں کو اپنا گواہ بنا گیا ہے ایسا ہی اونٹوں کے متروک ہونے کا نظارہ بھی ہے بلکہ یہ نظارہ کسوف خسوف سے بڑھکر ہے کیونکہ خسوف کسوف صرف دو مرتبہ ہو کر اور صرف چند گھنٹہ تک رہ کر دنیا سے گذر گیا مگر اس نئی سواری کا نظارہ جس کا نام ریل ہے ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ پہلے اونٹ ہوا کرتے تھے ذرا اوس وقت کو سوچو کہ جب مکہ معظمہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری میں ایک ہیئت مجموعی میں مدینہ کی طرف جائیگا یا مدینہ سے مکہ کیطرف آئے گا تو اوس نئی طرز کے قافلہ میں عین اوس حالت میں جبکہ وقت کوئی اہل عرب یہ آیت پڑھے گا کہ **واذا العشار عطلت** یعنے یاد کرو وہ زمانہ جب کہ اونٹنیاں بیکار کی جائینگی اور ایک حمل دار اونٹنی کا بھی قدر نہ رہے گا جو اہل عرب کے نزدیک بڑی قیمتی تھی اور یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہو کر مدینہ کیطرف جاتا ہوا یہ حدیث پڑھے گا کہ **و یترک القلاص فلا یسعیٰ علیھا** یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور انپر کوئی سوار نہیں ہوگا تو سننے والے اس پیشگوئی کو سنکر کسقدر وجد میں آئیں گے اور کس قدر انکا ایمان قوی ہوگا جس شخص کو عرب کی پرانی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اونٹ اہل عرب کا بہت پرانا رفیق ہے اور عربی زبان میں ہزار کے قریب اونٹ کا نام ہے اور اونٹ سے اسقدر قدیم تعلقات اہل عرب کے پائے جاتے ہیں کہ میرے خیال میں بیس ہزار کے قریب عربی زبان میں ایسا شعر ہوگا جس میں اونٹ کا ذکر ہے اور خدا تعالےٰ خوب جانتا تھا کہ کسی پیشگوئی میں اونٹوں کے ایسے انقلاب عظیم کا ذکر کرنا اس سے بڑھکر اہل عرب کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے اور پیشگوئی کی عظمت انکی طبیعتوں میں بٹھانے کے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ اسی وجہ سے یہ عظیم الشان پیشگوئی قرآن شریف میں ذکر کی گئی ہے جس سے ہر ایک مومن کو خوشی سے اچھلنا چاہیئے کہ خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے یہ خبر دی ہے کہ اس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جسپر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے اون سے الگ ہو جائیگا سبحان اللہ کسقدر روشن پیشگوئی ہے یہاں تک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ قرآن شریف کی سچائی اور من جانب اللہ ہونے کے لئے یہ ایک ایسا نشان دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے کہ نہ توریت میں ایسی بزرگ اور کھلی کھلی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور نہ انجیل میں اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب میں۔ ہندوؤں کے ایک پنڈت دیانند نام نے ناحق فضولی کے طور پر کہا تھا کہ وید میں ریل کا ذکر ہے یعنی پہلے زمانہ میں آریہ ورت (ملک ہند) میں ریل جاری تھی مگر جب ثبوت مانگا گیا تو بجز بیہودہ باتوں کے اور کچھ جواب نہ تھا اور دیانند کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وید میں پیشگوئی کے طور پر ریل کا ذکر ہے کیونکہ دیانند اس بات کا معترف ہے کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ اسکا صرف یہ مطلب تھا کہ ہندوؤں کے عہد سلطنت میں بھی یورپ کے فلاسفروں کیطرح ایسے کاریگر موجود تھے اور اس زمانہ میں بھی ریل موجود تھی یعنی ہمارے بزرگ بھی انگریزوں کی طرح کئی صنعتیں ایجاد کرتے تھے لیکن قرآن شریف یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں ملک عرب میں ریل موجود تھی بلکہ آخری زمانہ کے لئے ایک عظیم الشان پیشگوئی کرتا ہے کہ ان دنوں میں ایک بڑا انقلاب ظہور میں آئیگا اور اونٹوں کی سواری بیکار ہو جائیگی اور ایک نئی سواری دنیا میں پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں سے مستغنی کر دے گی یہ پیشگوئی جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں حدیث مسلم میں بھی موجود ہے جو مسیح موعود کے زمانہ کی علامت بیان کی گئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی کو قرآن شریف کی اس آیت سے ہی استنباط کیا ہے **واذا العشار عطلت** سے یاد رہے کہ قرآن شریف میں دو قسم کی پیشگوئیاں ہیں ایک قیامت کی اور ایک زمانہ آخری کی مثلاً جیسے یاجوج ماجوج کا پیدا ہونا اور اون کا تمام ریاستوں پر فائق ہونا یہ پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے اور حدیث مسلم نے پیشگوئی **یترک القلاص** میں صاف تشریح کر دی ہے اور کھولکر بیان کر دیا ہے کہ مسیح کے وقت میں اونٹ کی سواری ترک کر دی جائے گی۔

الغرض

اس سواری پر سوار ہو کر دل بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کو چاہتا تھا خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ خدا کا برگزیدہ اور اسکے اپنے ہاتھ سے کیا ہوا مسیح موعود ہمارے ساتھ تھا۔ اور اسکی رفاقت نے آج خصوصیت کے ساتھ اس پیشگوئی پر غور کرنے کا موقع دیدیا تھا۔ میں دل ہی دل میں عجیب لذت لے رہا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کشفی نظر کسقدر تیز اور دور بین ہے جسکی نظیر اولین اور آخرین میں مل نہیں سکتی۔ انہیں خیالات کے سلسلہ میں ان احادیث کی طرف چلا گیا جن میں ہو بہو اس سواری کا نقشہ کھینچا گیا ہے کیونکہ یہ سفر رات ہی کا سفر تھا۔ اور رات کی تاریکی اور سنسانی میں بھی یہ **خرِ دجّال** اپنی آواز میں نکالتا ہوا اسی طرح جا رہا تھا جسطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت خبر دی تھی۔ اس مقام پر ان احادیث کا مجموعی طور پر لکھہ دینا غالباً ناظرین الحکم کے لئے فائدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

یخرج الاعور الدجال من یھود اصبھان لم یخلق لہ عین والاخری کانھا کوکب من وجنۃ من دم یشوی فی الشمس شیئا یتناول الطیر من الجولۃ ثلاث صیحات یسمعھا اھل المشرق والمغرب لہ حمار ما بین عرض اذنیہ اربعین باعا یطا کل منھل فی کل سبعۃ ایام یسیر معہ جبلا احدھما فیہ اشجار و ثمار و ماء و واحدھما فیہ دخان و نار یقول ھذہ الجنۃ و ھذہ النار رواہ الحاکم و ابن عساکر عن ابن عمر۔

ترجمہ:- حاکم اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلیگا اور اسکی آنکھ پیدا ہی نہ ہوئی ہوگی اور اسکی دوسری آنکھ ستارہ کی سی ہوگی جس میں خون ملا ہو سورج میں کوئی چیز بھونے گا اور اڑتے ہوئے جانور کو پکڑ لیگا تین آوازیں کریگا جسکو مشرق والے اور مغرب والے سن لینگے اسکا ایک گدھا ہوگا۔ اسکے دو کانوں کے درمیان چالیس باع کا عرض ہوگا ہر گھاٹ کو ہر ہفتہ میں طے کیا کرے گا اور اسکے ساتھ دو پہاڑ ہونگے ایک میں تو درخت اور پھل اور پانی ہوگا اور دوسرے میں دھواں اور آگ۔ دجال کہیگا کہ یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰۔

اس حدیث سے بخوبی واضح ہے کہ دجال کا ایسا گدھا ہوگا جو بہت ہی تیز رو ہوگا اور ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کریگا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کراچی سے کلکتہ تک اور مدراس سے پشاور تک ایک ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کرتا ہے جسکو شک ہو ریلوی کے تقسیم اوقات کے نقشوں کو ملاحظہ کرے اور پھر اوس گدھے کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے کہ اوس کے ہمراہ دو پہاڑ ہونگے۔ واقعی جسقدر گاڑیاں اوس کے ساتھ ہیں وہ پہاڑی کی شکل میں دکھائی دیتی ہیں اور فی الحقیقت ان گاڑیوں میں درختوں کے پودے۔ میوہ جات اور پانی بھی ہوتا ہے اور انجن اور اوس کے ساتھ

+ چونکہ ریل کا وجود اور اونٹوں کا بیکار ہونا مسیح موعود کے زمانہ کی نشانی ہے اور مسیح کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ بہت سیاحت کرنے والا۔ تو گویا خدا نے مسیح کیلئے اور اس کے نام کے معنے متحقق کرنے کے لئے اور نیز اسکی جماعت کیلئے کے حکم میں ہیں۔ ریل کو ایک سیاحت کا وسیلہ پیدا کیا ہے تا وہ سیاحتیں جو پہلے مسیح نے ایک سو بیس برس تک بمشقت پوری کی تھیں اس مسیح کے لئے صرف چند ماہ میں وہ تمام سیر و سیاحت میسر آجائے اور یہ یقینی امر ہے کہ جیسے [illegible]

کی گاڑی مین آگ اور آگ کا سامان اور دھوان بہی ہوتا ہے پھر تعجب کہ نادان کہتے ہین کہ ریل دجال کا گدہا نہین اور طرفہ یہ کہ ہر ریلوی مین دو ہی گارڈ ہوتے ہین جو اشارون سے گاڑی کو چلاتے ہین - اور واقعی ایک گارڈ ریلوی کی اگلی گاڑی مین اور ایک اوس کی پچھلی گاڑی مین ہوتا ہے جب دونون کا اتفاق ہوتا ہے تو گاڑی چلتی ہے اور اگر دونون گارڈون کے درمیانی فاصلہ کو ماپا جائے تو ۴۰ یا ۷۰ باع سے کم نہین ہوتا ہے - باع کہتے ہین دونون ہاتہون کے پہیلاؤ کو - اگر کسی کو شک ہو تو ماپ کر دیکھ لے -

حمار یعنے گدہے کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیون بولا اونٹ یا گھوڑا کیون نہ کہا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اپنے صحابہ کو سمجہانے کے لئے بطور مثال بیان کیا ہے کیونکہ گدہا بوجہ لادنے اور سواری دینے مین کام آتا ہے - ایک تو اسوجہ سے حمار کا لفظ استعمال کیا اور دوسری وجہ یہ کہ گدھے کی آواز بہت مکروہ ہوتی ہے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اسکی مصدق ہے اور چونکہ ریل کی آواز بہی سخت مکروہ ہے اسیواسطے اوسکو حمار کے لفظ مین تعبیر کیا گیا -

(ب) اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے - اور وہ یہہ ہے -

عن رافع بن بشر السلمی عن ابیہ یوشک ان تخرج نار من حبس سیل تسیر سیر مطیئة الابل تسیر بالنہار وتقیم باللیل تغدوا وتروح یقال غدت النار ایہا الناس غدوا قالت النار ایہا الناس فقیلوا راحت النار ایہا الناس فروحوا من ادرکتہ اکلتہ - رواہ احمد وابو یعلی والبغوی والباوردی وابن قانع وابن حبان والطبرانی والحاکم وابو نعیم والبیہقی

ترجمہ - احمد بن حنبل اور ابو یعلی اور باوردی اور ابن قانع اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی نے رافع بن بشر السلمی سے روایت کی اوس نے اپنے باپ سے کہ قریب ہے کہ پانی کے بند کرنے سے ایک قسم کی آگ نکلے گی جو اونٹ کی سی رفتار کرے گی اور دن کو چلے گی اور رات کو قیام کرے گی - صبح کو بہی چلے گی اور شام کو بہی چلے گی (مراد ہر وقت چلے گی) اور پکار ہوگی کہ اے لوگو وہ دن کو چلنے لگی تم بھی تیار ہو جاؤ - پھر آواز ہوگی دوپہر کو چلی تم بہی چلو - پھر شام کو چلے گی تم بہی چلو - اور وہ جسکو گھیرے گی کہا جائے گی - دیکھو کنز العمال

اس حدیث مین مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ریل گاڑی کا فوٹو کھینچ دیا ہے اور اسکا گہنٹی بجنا اور لوگون کو خبردار کر دینا کہ ریل تیار ہے تم بہی تیار ہو جاؤ - اور نیز ریلون کی تعداد بتا دی کہ بعض مقامات پر دو دفعہ یعنی صبح و شام ریلوی چلتی ہے اور بعض مین تین دفعہ اور اس سے زیادہ کہین کہین ہوتی ہین اسلئے صرف کثرت دفعہ کا ذکر فرما دیا ہے - اور اس مین کوئی ہرج نہین ہے -

علاوہ برین یہ بہی بتلا دیا کہ وہ سواری یعنی حمار آگ اور پانی کے ذریعہ چلے گی - سو کون نہین جانتا کہ انجن مین پانی بند کرکے آگ دی جاتی ہے اور جب پانی سو درجہ تک گرم ہو جاتا ہے تو اوس سے بہاپ پیدا ہو جاتی ہے جس کے زور سے وہ چلتی ہے -

(ت) حدیث ابن المنادی مین جو حضرت علی کی روایت سے ہے یہ بہی درج ہے کہ دجال کا گدہا ایسا ہوگا کہ اوس کے چلنے کے مقام سے ٹھہرنے کے مقام تک ایک دن اور ایک رات کا سفر ہوگا یعنی جتنا ایک آدمی رات اور دن مین سفر کرے - چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین

مابین حافر حمارہ الی الحافر الآخر مسیرة یوم ولیلہ

(ث) پھر اسی حدیث مین دجال کے گدہے کی یہ بہی تعریف ہے کہ اتنا تیز چلے گا کہ اوس کے دائین طرف بادل ہو تو فوراً وہان تک پہونچ جائیگا چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین -

یتناول السحاب بیمینہ ویسبق الشمس الی مغیبہا - پس کون نہین جانتا کہ ریلوی گاڑی اتنی سرعت سے چلتی ہے کہ بادلون کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے - اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کہین کی کہین چلی جاتی -

(ج) اوس کا گدہا صرف خشکی پر ہی نہین چلے گا بلکہ سمندر مین بہی اپنی پوری رفتار سے چلے گا - چنانچہ الفاظ حدیث حسب ذیل ہین -

یخوض البحر الی کعبیہ یعنے سمندر مین ٹخنون تک غوطہ لگائے گا - جن لوگون نے بندرگاہون کا معائنہ کیا ہوگا دخانی جہازون اور اگنبوٹون مین سیر کی ہوگی اون پر بخوبی روشن ہے کہ انجن جہاز یا کشتی دخانی کا ایک حصہ پانی مین ہوتا ہے -

(ح) دجال کے گدہے کی ایک علامت یہ بہی لکہی ہے کہ اوس کے آگے آگے ایک دہوین کا پہاڑ اور پیچھے سبزی نما پہاڑ ہوگا - جو حدیث کے الفاظ ذیل یہ ہویدا ہے امامہ جبل دخان وخلفہ جبل دخان - جن لوگون نے ریلون اور جہازون کو چلتے ہوئے دیکہا ہے اون کو معلوم ہے کہ انجن چونکہ آگے آگے ہوتا ہے اوس سے بکثرت دھوان نکلتا ہے جو آسمان مین بلند ہو کر ایک پہاڑ سا دکھائی دیتا ہے اور جب دہوان ہوا مین منتشر ہو کر ریلوی کے پیچھے ہو جاتا ہے تو سبز پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتا ہے -

(خ) وہ گدہا آواز کرے گا جو دور دور تک سنائی دیگی گویا اوس سے وہ اون لوگون کو جو اوس مین سوار ہونے کے لئے منتظر ہوتے ہین بلاتا ہوگا - چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین - ینادی بصوت لہ یسمع بہ مابین الخافقین الی اولیائی الی اولیائی الی احبائی - پس صاف واضح ہے کہ یہ باتین ریل گاڑی مین پائی جاتی ہین پھر اگر اسکو دجال کا گدھا نہ مانا جائے تو بتاؤ کہ ایسی عظیم الشان بے نظیر گاڑی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہان خبر دی ہے اور یہ تو سب مسلمانون کا ایمان ہے کہ اوس مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کی خبرین دیدی ہین اگر دجال کے گدہے کے علاوہ وہ کوئی اور چیز ہے تو بتاؤ کہ اسکی اطلاع کس حدیث مین ہے - دیکھو کنز العمال جلد ۷ - صفحہ ۲۶۷ -

مختصراً

یہ تمام احادیث ریل گاڑی کی ایجاد کی پیشگوئی کو صاف طور پر بتاتی ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر کرتی ہین اس مقام پر عوام مخالف الرائے علماء کے بہکانے سے ایک اعتراض کرتے ہین کہ جب ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے تو اسپر مسیح موعود کیون سوار ہوتا ہے؟

رفع اعتراض

اس سوال کی معقولیت پر تو ناظرین خود قیاس کر لین ایسے معترض ہمین نہین بتاتے کہ کیا اسپر سوار ہونا قرآن شریف یا احادیث مین حرام آیا ہے؟ اگر یہ بات نہین اور یقیناً نہین تو پھر ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا جاتا ہے علاوہ برین یہ کہ بوجہ ملکیت اور قبضہ اور تصرف تام اور ایجاد دجالی گروہ کے یہ دجال کا گدہا کہلاتا ہے اور اگر عارضی طور پر کوئی اس سے نفع اٹہا وے تو اس سے وہ اس کا مالک یا موجد ٹھہر نہین سکتا خر دجال کی اضافت ملکی ہے پھر اگر چند اشیائی دجال کے مملوکات و مصنوعات مین سے بہی مومنون کو نفع پہونچاوے تو ہمین کیا ہرج ہے کیا انبیا کفار کی مملوکات و مصنوعات سے نفع نہین اٹہاتے تہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر خچر کی سواری کرتے تہے حالانکہ احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ گدہے سے گھوڑی کو ملانا ممنوع ہے ایسے ہی بہت نمونے پائے جاتے ہین - ماسوا اسکے جبکہ مسیح موعود قاتل دجال ہے یعنی روحانی طور پر تو بموجب حدیث من قتل قتیلا فلہ سلبہ کے جو کچھ دجال کا ہے وہ مسیح کا ہے علاوہ اس کے مسلم کی حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی ہے عیسے کے آنکی یہ نشانیان لکہی ہین

لینزلن ابن مریم حکماً عدلاً فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیة ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا یعنے عیسے حکم اور عدل ہونیکی حالت مین اُتریگا اسطرح کہ مسلمانون کے اختلافات پر حق کے ساتہہ حکم کریگا اور عدل کو زمین پر قایم کر دیگا صلیب کو توڑیگا خنزیرون کو قتل کریگا اور جزیہ کو اٹہا دیگا اور اوس کے آنے کا ایک یہ نشان ہوگا کہ جوان اونٹنیان جو بار برداری اور سواری کا بخوبی کام دیتی ہین چہوڑ دی جائین گی پھر اُنپر سواری نہین کی جائے گی اب واضح ہو کہ یہ ریل گاڑی کی طرف اشارہ ہے جسنے تمام سواریون سے قریباً نوع انسان کو فارغ کر دیا ہے اور جو تمام دنیا کے ستر ہزار میل مین پھر گئی ہے اور ہندوستان کے ۲۷ ہزار میل مین - چونکہ عربستان اعلے درجہ کی سواری جو ایک عربی کے تمام گہر کو اٹہا سکتی ہے اونٹنی کی سواری ہے جو بار برداری اور مسافت طے کرنے مین تمام سواریون سے بڑہکر ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے اسکی طرف اشارہ کیا تا اعلے کے ذکر کرنے سے ادنے خود آسکے ضمن مین آجائے پس فرمایا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت مین یہ سب سواریان بے قدر ہو جائینگی اور کوئی اونکی طرف التفات نہین کرے گا یعنی ایک نئی سواری دنیا مین پیدا ہو جائیگی جو دوسری تمام سواریون کی وقعت کہو دیگی - اب اگر عموماً تمام لوگ اس ریل گاڑی پر سوار نہون تو یہ پیشگوئی ناقص رہتی ہے -

خلاصہ کلام

ریل گاڑی مین سوار ہوکر مین ان خیالات مین مستغرق جارہا تہا اور بے اختیار زبان سے خدا کی حمد اور نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم پر درود شریف نکلتا تہا ہم نے اسکی پیشگوئیون کو اپنی آنکھون سے پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا -

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم

راستہ کے دیگر حالات

رات کی تاریکی اور موسم کی خنکی گاڑی سے باہر سر نکال کر نظارہ قدرت کے دیکھنے کا کوئی موقع نہین دینا چاہتی تہی - ہان کبھی کبھی ضرورتاً دروازہ کہولکر آسمان کی نورانی فضا اپنا اثر کئے بغیر نہ رہتی تہی نہین خیالات متذکرہ بالا کی ادہیڑ بن مین لیٹا ہوا تہا - کہ کرتار پور سٹیشن پر جماعت کپورتہلہ کے معزز احباب نے اعلے حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور شرف نیاز پایا - خانصاحب عبد المجید خانصاحب انچارج آفیسر بگہی خانہ اور کئی اور بہائی چہاونی جالندہر تک ساتہ گئے منشی حبیب الرحمن صاحب نمبردار و رئیس حاجی پور (متصل پہگواڑہ) بہی حاضر ہو کر سعادت اندوز ہوئے

اعلے حضرت کا خلق عظیم

ایک لمبا سفر اور پھر رات کا سفر جبکہ انسان طبعاً اور فطرتاً آرام کرنا چاہتا ہے پھر ایسی حالت کہ آپکے ہمراہ حضرت ام المومنین صاحبزادگان اور دیگر متعلقین تہے - لیکن جب کسی سٹیشن پر خدام حاضر ہوئے

رسیدات آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء

عبدالقادر صاحب مدرس منصوران یتامیٰ عہ
سربلند صاحب مٹوٹلی ۵ر ۲ پ
خیرالدین صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ضیاء اللہ صاحب از مانسہرہ ۸ر
عبدالعزیز صاحب ایمن آباد ۲ر
جماعت احمدیہ داتہ معرفت مولوی شیر علی صاحب عہ ۱ر ۹ پ

۲۔ اکتوبر

جماعت شملہ معرفت برکت علی صاحب مساکین عہ
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب عہ
معرفت خداداد صاحب رسالدار ۲ کوئٹہ چندہ جماعت کوئٹہ ۲ر

۳۔ اکتوبر

بابو غلام محمد صاحب ٹایم کیپر ریلوے دفتر لاہور ۱۲ر
محبوب عالم دوکان سیٹھہ موہنی لاہور عہ
چوہدری نبی بخش صاحب رہانہ ص
نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات ص

۴۔ اکتوبر

جماعت کنجاہ عہ
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدر آباد دکن ملے
عزیزالدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی للعہ

۵۔ اکتوبر

غلام محمد صاحب پھلوری شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور ۸ر
جماعت جہیلاں والی ضلع گوجرانوالہ عہ

۷۔ اکتوبر

عبداللہ خان چک منشی مہدی تحصیل پاک پٹن للعہ
نواب خان صاحب واٹر ریکو۔ بربما عہ
بیوہ غلام محی الدین صاحب خان بہادر چک شیخاں شاہپور یتامیٰ صہ

۹۔ اکتوبر

محمد اکرم صاحب کمپونڈر عہ
ناصر شاہ سب ڈویزن افیسر ریاست جموں عہ
محمد حسین احمدی پنجابی مدراس عہ
جماعت پشاور معرفت غلام حسن صاحب سب رجسٹرار صہ

۱۰۔ اکتوبر

چندہ طلباء مدرسہ و استادان مدرسہ قادیان بتقریب رخصت یکماہ عہ ۱۱ر ۵ پ
جماعت بمبئی معرفت اسماعیل آدم صہ مساکین یتامیٰ ۶ر ۳ پ ۹ر ۵ پ

۱۲۔ اکتوبر

عطا محمد صاحب اوورسیر انچارج پارہ چنار مساکین صہ یتامیٰ صہ
عنایت اللہ صاحب حجام سندہوان عہ

۱۳۔ اکتوبر

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی کیمپ عہ
بابو عطا الٰہی صاحب لالہ موسیٰ عہ

ڈاکٹر یعقوب خان صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سرجن مونہ سے
مستورات بنگہ معرفت دفتر الحکم عہ مساکین عہ یتامیٰ عہ

۱۶۔ اکتوبر

بابو طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگی چندوسی عہ
جماعت بہینی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۱۱ر ۳ پ
میاں عبدالمجید صاحب بر دوکان رحیم بخش صاحب جموں ۷ر ۹ پ
ماسٹر سکندر علی صاحب ملازم مدرسہ قادیان یتامیٰ ۲ر
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ عہ

۱۷۔ اکتوبر

منشی یار محمد صاحب فارسٹ گارڈ پاڈر کشمیر عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور عہ
بابو عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ڈاکٹر محمد علی خان صاحب آنریری دفعدار انبار چھاونی عہ
منشی محمد حسن صاحب پٹواری نہر سیدوالہ ضلع منٹگمری ۴ر
چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ص
میاں اللہ دتا صاحب برانچ پوسٹماسٹر مانگٹانوالہ عہ
بابو عبدالرحمٰن الرحمان صاحب کلرک انبالہ عہ
جماعت بہینی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۴ر ۳ پ

۱۸۔ اکتوبر

عمرالدین صاحب مدرس سنور عہ
سردار خان صاحب سنور ۸ر
رستم علی صاحب سنور ۲ر
ہاشم علی صاحب احمدی گردا ورقانونگو سر دو لگرہ عہ

۱۹۔ اکتوبر

محمد حسین صاحب وٹرنری دفعدار کور ۱۲ انبالہ عہ
خیرالدین گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
عبدالعزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متھرا عہ
قطب الدین صاحب متھرا ۴ر

۲۰۔ اکتوبر

چندہ جماعت بھیرہ معرفت حکیم فضل دین صاحب مساکین یتامیٰ سہ
میاں وزیر صاحب درزی از رہتاس معرفت گلاب دین صاحب ملے
صوبہ دار سید تاج شاہ ڈاکخانہ سہنہ کہاریاں ۱۵ر
میاں مقبول شاہ صاحب ۸ر
گل حسن صاحب ۵ر
منشی برکت علی خان صاحب محرر دفتر الحکم ۱ر ۶ پ
نورالدین احمدی مگوئی برہما ۱۲ر
الٰہی بخش صاحب سلوتری عہ
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب ۶ر
عبدالحلیم صاحب ۵ر
محمد تقی صاحب مدرس مدرسہ سرہند ۴ر

۲۱۔ اکتوبر

حکیم فضل دین صاحب مساکین سے یتامیٰ صہ
محمد عارف از قادیان ۲ر

۲۵۔ اکتوبر

شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور عہ
حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب مساکین ملے ۵ر

رسیدات آمدنی ماہ نومبر

۱ نومبر ۱۹۰۵ء

نظام الدین وعیسے کاکا ساکن بہاگو وال مساکین ملے
فضل محمد پرسیان تحصیل بٹالہ ص
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدر آباد دکن ملے
بابو عبدالحی خان صاحب کلرک پوسٹ آفس فیروز پور عہ
طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگی چندوسی عہ
عنایت اللہ صاحب انسپکٹر پولیس مظفر نگر عہ
عنایت اللہ گہا بسندھوان ضلع گوجرانوالہ عہ
مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر عہ
برکت علی دفتر سرطی کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا شملہ عہ
گلاب خان صاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی عہ

(باقی آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنّٰہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر نے (۴) غیر مذاہب والون سے ؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ؏

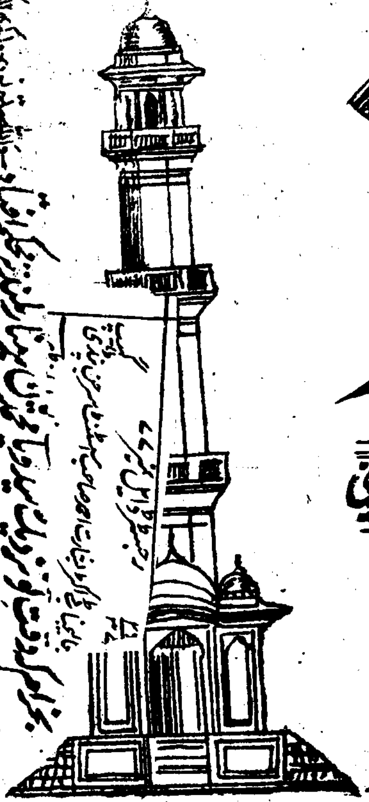

فہرست مضامین

نمبر ۴۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ڈسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

ضروری نوٹ

حسب معمول الحکم کا یہ اشتواس سال کو خدا کے فضل سے ختم کرتا ہے اور آخری ہفتہ کی تعطیل کرتا ہے - اگلا پرچہ انشاء اللہ العزیز ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء کو شائع ہوگا - جن احباب نے بر وقت اپنے ذمگی مطالبات کو بہیجکر کارخانہ کی اعانت فرمائی اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے - اور جو اب تک بہی متوجہ نہین ہوئے انہین بیدار کرے - مین اپنے کرمفرماء ناظرین کی اس مہربانی کا بہی شکر گذار ہون جو وہ الحکم کی بعض کمزوریون اور فرو گذاشتون پر بہی چشم پوشی فرماتے ہین + اور حقیقت مین میری ذمہ داریون اور اس کام کی اہمیت کی وجہ سے جو میرے ہاتہون مین محض خدا کے فضل سے ہے ایسا ہی ہونا ہی چاہئے + ورنہ اگر اسکے خلاف معاملہ ہو تو پہر اس کے یہ معنے ہونگے کہ اس کام کی کوئی عظمت اور قدر انکے دل مین نہین اور مین جانتا ہون کہ ایسا نہین اگر خدانخواستہ ایسا ہوتا تو الحکم کی راہ مین بہت رکاوٹین اور ٹہوکر کے پتہر پیش آتے - بہرحال اللہ تعالیٰ کی حمد اور ستائش ہے کہ محض اسی کے فضل اور کرم سے - ہان اسی کی تائید اور توفیق سے الحکم نے نوین جلد ختم کی اور اب دسوین جلد بہی اسی کے فضل سے شروع ہوگی -

سوچا تو یہ گیا تہا کہ دسوین جلد کا اغاز الحکم مین نمایان ترقی کے ساتہہ ہوتا اور اسے ہفتہ وار سے روزانہ کی صورت مین جاری کیا جاتا - مگر ابہی مین سمجہتا ہون کہ اسکے لئے دوسرا وقت مقدر ہے ہفتہ مین دوبار کی تجویز پر ایک ہی ایسا خط نہین آیا جس نے اس تجویز سے اختلاف کیا ہو - لیکن مین کس تجویز کو مشروط کرتا ہون دو ہزار اشاعت کے ساتہہ اگر ناظرین الحکم کو اسکے ساتہہ واقعی محبت ہے اور مین سمجہتا ہون کہ ہے تو وہ اپنی اس محبت کا عملی ثبوت دین اور ہر خریدار فی ایک جدید خریدار اگر ہم پہونچاوے تو دو ہزار اشاعت یکدم ہو سکتی ہے اور اس اشاعت پر الحکم ہفتہ مین دوبار کیا جا سکتا ہے بالآخر ساری توفیقین اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتہہ مین ہین اور اسی کے فضل سے ہوگا جو کچہہ بہی ہوگا -

(ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ سب اچہے ہین - موسمی حالت کے لحاظ سے سردی ترقی کر رہی ہے آسمان ابر آلود اور رہنے لگا ہے تقاطر و ترشح بہی ہوتا ہے ۱۹ - ڈسمبر کو اچہا چہینٹا پڑ گیا -

۲- ایام کرسمس کیوجہ سے احباب آرہے ہین - ۲۴ - ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو رسالہ الوصیۃ جو احمدی قبرستان یا بہشتی مقبرہ کے متعلق ہے شائع ہوگیا - الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا - انشاء اللہ -

۳- احمد نور کابلی کے مقدمہ کے متعلق یہہ خبر ہے کہ ۱۹ - ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو ملزمان کا چالان بعدالت تحصیلدار صاحب بٹالہ کے سامنے پیش ہوئے - عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ استغاثہ کی طرف سے پیروکار تہے احمد نور کا بیان ہو چکا - اثنائے جرح وکیل ملزمان مین معلوم ہوا کہ فریق ثانی نے بہی کوئی استغاثہ کیا ہوا ہے اسلئے مقدمہ اس غرض کے لئے ملتوی ہوا کہ آیا یہ مقدمہ بہی اسی مجسٹریٹ کے پاس جاوے یا وہ اس مجسٹریٹ کے پاس آئے - باقی حالات سے پہر اطلاع دیجاوے گی -

۴- مہمانون کے آرام و آسائش کے لئے اس مرتبہ خاص انتظام کیا گیا ہے مدرسہ کے کمرے خالی کرائے گئے ہین جدید مہمان خانہ کے متصل حضرت اقدس نے ایک خیمہ بہی لگوا دیا ہے - مدرسہ کے مدرسین اور طلبا اپنے بہائیون کی خدمت میزبانی مین حصہ لینے کو آمادہ ہین - خدا کرے ہم سب اخوت کا سبق سیکہین اور اس غرض کو پورا کرنے والے ٹہیرین جسکے لئے خدا کا مسیح آیا ہے -

تازہ الہام

۲۳ - دسمبر ۱۹۰۵ء

وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ

ترجمہ

اور اپنے رب کی نعمت کا ذکر کر

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقوی اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

چو کار عمر نہ پیداست بارے آن اولٰے
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

مولوی صاحب کی علالت کے واقعہ کو مفصل پیش کرنے کی ضرورت

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی علالت اور ان کی وفات کے متعلق آج سے پہلے بعض محترم احباب کی طرف سے الحکم اور بدر میں مضامین شائع ہوئے ہیں ان کے بعد میرے لئے قلم اوٹھانے کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھے آن مرحوم کی بیماری کے ابتداء سے لیکر اخیر وقت تک کہ انہوں نے ہمارے ہاتھوں میں جان دی۔ ان کی خدمت میں رہنے کا خدا کے فضل سے موقع ملا۔ اس لئے مجھے بہ حیثیت طبیب کے سپرد کئی دفعہ دن میں اور ایسا ہی کئی دفعہ رات میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوتا تھا۔ مجھے ہزارہا بیماریوں کے علاج کا اتفاق ہوتا ہے۔ اور میں نے صدہا بیمار اس قسم کی تکلیف میں دیکھے ہیں جیسے کہ مولوی صاحب کو ۷ ماہ دن تک اس عارضہ سے رہی۔ اور میں اس بات کو اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ جب انسان بیمار ہو جاتا ہے اور سخت درد کی تکلیف اور بے آرامی اور بے خوابی میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو ہر ایک قسم کا ریا۔ اور بناوٹ اور تصنع اس سے دور ہو جاتے ہیں اور اس کے منہ سے وہ باتیں اور کلمات نکلتے ہیں۔ جو کہ اس کی فطرت کے اندر مرکوز ہوتی ہیں۔ اور وہ ایسے حرکات کرتا ہے۔ جو اس کے لئے طبعی ہوتے ہیں۔ بعض لوگ جو کہ بظاہر عابد و زاہد ہوتے ہیں۔ بیماری کی حالت میں (معاذ اللہ) خدا کو گالیاں نکالتے ہیں یا اپنی بیماری کو اسکی طرف سے (معاذ اللہ) ایک قسم کا ظلم یا تعدی سمجھتے ہیں یا بعض اس کے فضل اور رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں مگر جو اخیر دم تک ثابت قدم رہتے ہیں اور جن کے زخم کی ہر ایک ٹیس سے۔ اور بیماری کے درد سے۔ بیدی کی بیقراری سے اور بیماری کی بے آرامی سے ان کی دلی شجاعت اور قوت ایمانی میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اور اس حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی معرفت میں ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور وہ اس درد اور تکلیف میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔ اور وہ اپنی بیماری علالت کو بھی خدا تعالیٰ کیطرف موجب رحمت اور فیضان الٰہی سمجھتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کے وجود میں ایک طرف درد اور شدت بیماری کا زور ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اس محسن حقیقی کا حمد اور شکر اور اس کے احسانوں کا اظہار دل اور زبان سے جاری ہوتا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سچے عاشق اور فدائی ہوتے ہیں اور مرنے سے پہلے ہی ایک موت اپنے اوپر وارد کئے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی خدا کی نذر کرتے ہیں اور وہ خدا کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اس زندگی کو خدا کے لئے سمجھتے ہیں اس لئے ان کیلئے خدا کی راہ میں جان دے دینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔ بلکہ عین راحت ہوتی ہے کہ اس زندگی کا حجاب دور ہو کر وہ خدا سے جا ملتے ہیں۔ یہی زندگی ہے جس کے لئے ہر ایک مومن کو تڑپ ہونی چاہیئے۔ اور یہی اسلام کا اصل منشاء ہے۔ کہ انسان خدا تعالیٰ کی ایسی فرمانبرداری اختیار کرلے کہ جان تک اسکی راہ میں دینے سے دریغ نہ کرے۔ غرضیکہ جو شخص اپنی بیماری میں اس قسم کا ثبات دکھلاوے کہ ایسی مہلک اور سخت بیماری میں اس کے ایمان میں کوئی تزلزل واقع نہ ہو بلکہ اس طریق سے خدا کی رضا حاصل کرنے کو اپنے لئے ایک معراج سمجھے۔ تو اس کے کمال ایمان بلکہ ولی اللہ ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں مگر اس نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں دیا جس کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اس سے بہرحال یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا مگر جس مذہب کے زیر اثر کوئی انسان اس روحانی کمال کو حاصل کرلے۔ وہ مذہب واقعی خدا کی طرف سے سمجھنا چاہیئے۔ اور جس ہادی کے زیر اثر اس نے یہ تربیت حاصل کی ہو۔ وہ ہادی بھی ضرور ہے کہ منجانب اللہ ہو۔

اب ہم واقعات سے دیکھیں گے کہ مولوی صاحب مرحوم ان چار قسم کے مریضوں میں سے کس قسم کے ثابت ہوئے۔ اور چونکہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس مرزا صاحب کے خاص الخاص مریدوں سے تھے۔ اس سے ہم قطع نظر اور دلائل کے خود حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے اثر اور انکی برکات اور ان کے سچے ہادی اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے روحانی جانشین ہونے اور اسلام کے منجانب اللہ مذہب ہونے کی ایک ایسی دلیل حاصل کر سکتے ہیں۔ جو کہ بالکل بین اور روشن اور عملی دلیل ہے۔

دوسرا محرک ۔ اس مضمون کے لکھنے کا میرے لئے یہ ہے۔ کہ بیمار کے ساتھ سچی محبت اور ارادت اس کے لواحقین اور متعلقین اور دوستوں کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بیماری اور مصیبت سے بڑھکر اور کوئی معیار نہیں اس سے سچے اور جھوٹے رفیق اور دوست کی رفاقت میں تمیز ہو سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور رسل کے رستے میں بہت سخت مصائب اور شدائد ہوتے ہیں۔ کیونکہ اول تو مصائب اور شدائد سے خود ان انبیاء اور رسل کی ثابت قدمی اور استقلال اور تبتل الی اللہ کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کے متبعین کے اخلاص کی بھی پڑتال ہو جاتی ہے جو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ مصائب سے حصہ لینے میں ہوتا ہے یا اس نبی اور رسول کے ساتھ اخلاص ہوتا ہے۔ جس کا متبع ہونے کا وہ دم بھرتے ہیں۔ نیز اس خدا کے ساتھ بھی ان کی جان نثاری اور وفاداری کا ثبوت ملتا ہے۔ جس کے لئے وہ اس ہادی کی اتباع اختیار کرتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک طرف تو رسول اپنی قوم کو اخلاق فاضلہ کا سبق دیتا ہے۔ تاکہ وہ ایسے پاک اور مطہر بن جائیں۔ اور قوت قدسی ان کے اندر اس طرح سے سرایت کر جائے کہ ان کا اندر سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نور سے بھر جائے اور وہ نور علی نور ہو جائیں تاکہ ان انبیاء اور مرسلین کی جدائی اور وفات کے بعد بھی خلقت کی ہدایت اور رہبری کیلئے ان کے اندر کا نور اور خوشبو۔ اور لوگوں کو منور کرلے اور ان کی جان کو لذت الٰہی سے مطہر کرنے کے لئے کافی ہو۔ اگر اس قسم کے مصائب اور تکالیف قوم پر نہ آئیں۔ ان کے اندر دنیا کی طلب اور دنیا کی خواہش سے پاک صاف نہ ہو جائیں اور ان کے اندر خدا کی رضا اور اس کی محبت سرایت نہ کرلے۔ تو وہ نہ خود خدا تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ اوروں کو اس تک پہنچانے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ دوسری طرف یہی نہیں۔ کہ صرف قوم ہی کے لئے اخلاق فاضلہ کا سبق ہے اور انبیاء اور رسل نے خود اس پر عمل کرکے نہیں دکھایا بلکہ یہ ہے کہ ان کا اخلاق اور محبت اور سلوک اپنی قوم کے ساتھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ باقی ساری قوم میں اسکی نظیر نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ ان کی قوم کے لوگ ان کو اپنی اولاد اپنے ماں باپ بلکہ ہر ایک رشتہ سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اور ان کی راہ میں اپنی جان دیدینا اپنے لئے ایک راحت اور خوشی کا موجب سمجھتے ہیں ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

غرضیکہ اسلام نے ہم کو یہی نمونہ سچے مومنین اور خدا کی جانب کے لوگوں کا بتایا ہے کہ ان کے سینوں سے ایک دوسرے کا حسد اور بغض اور کینہ دور ہو جاتا ہے اور وہ رفاقت اور ہمدردی میں ایک دوسرے کے لئے ایسے غمخوار اور مونس اور سچے رفیق ہوتے ہیں جیسے بھائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین اور سچے رسول کو کہا کہ وہ مومنین کے لئے رؤف اور رحیم ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کامل متبعین کے رنگ میں تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خدا کی حضور سے اخوانا علی سرر متقابلین کا خطاب لیا اور اس کامل رسول نے بالمومنین رؤف الرحیم کا اعلیٰ لقب حضرت احدیت سے پایا خدا نے اسلام کو زندہ مذہب بنایا ہے۔ یہ درست نہیں اسکی برکات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ خدا تعالیٰ جیسے کہ پہلے خالق تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے سمیع تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے الہام کرتا تھا ویسے ہی اب بھی کرتا ہے اور جیسے کہ پہلے اپنی طرف جد وجہد کرنے والوں ایسی قوموں کو کہ جنہوں نے مرنے سے پہلے خدا کے رستہ میں ایک موت اختیار کی اور حقیقی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کیا اپنے قرب کے مدارج دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اور جیسے کہ پہلے صدیق۔ شہید محدث اور نبی اور رسول کے مراتب دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اسکی ذات میں بخل نہیں ہے۔ اس لئے اس نے ہم کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین کی دعا سکھائی ہے۔ اور ہم کو ہر نماز میں بلکہ ہر ایک نماز کی ہر رکعت میں اس دعا کو پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے بلکہ ہمارے لئے فرض کیا ہے کہ ہم یہ دعا ضرور مانگا کریں۔ قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں اس اہم اور ضروری دعا کی خود ہی تفسیر فرمائی ہے۔ مثلاً انعمت علیھم گروہ کے متعلق فرمایا ہے۔ انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ...... الخ اور مغضوب اور ضالین کی نسبت تفصیل کی ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ منکم نصارٰے ومنکم یہود۔ یعنی تم میں سے لوگ ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائیں گے اور ہوں گے نصاریٰ کے رنگ میں۔ نیز ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائیں گے مگر ہوں گے یہود کے رنگ میں۔ اور اس بات پر سب علماء اُمّت کا اجماع ہے۔ اور سب اس بات کو مانتے ہیں مگر بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اس امت میں سے نہ آئے گا۔ بلکہ بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس امت میں محدّث اور رسول کوئی نہ ہوگا مگر یہ کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ کہ امت "قد خیر امت" ہو۔ اور یہود اور عیسائی تو اس میں سے ہوں لیکن مسیح جو اُن کا مصلح ہے باہر سے آوے۔ نیز یہ کہ پہلی اُمتیں جن کی میعاد تھوڑی تھوڑی ہوتی تھی ان میں تو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد محدّثین اور ملہم اور متبوع رسول آتے تھے۔ بلکہ بعض عورتوں کو بھی الہام ہوتا تھا۔ مگر اس اُمت میں نہ آویں یہ خدا پر افترا ہے۔ اور خدا کی ناقدری کی بات ہے اور معاذ اللہ خدا کو بخیل بنانا ہے۔ کہ پہلی اُمتوں کی تو وہ اچھے مقرب اور الہام یافتہ لوگوں کے ساتھ تائید کرتا تھا۔ اور اس اُمت کی نہیں کرتا۔ جس کا دامن قیامت تک ہے۔ اور جس کی رسالت پہلی اُمتوں کی طرح کسی خاص قوم کے لئے نہیں۔ بلکہ ساری دُنیا کے لئے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس امت میں صحابہ کے رنگ میں بھی رنگین ہوں۔ اور بعض رسول کے رنگ میں بھی رنگین ہوں۔ یعنی ہر دو نوں قسم کے کمالات ان میں پائے جائیں۔

چونکہ مولوی صاحب ایسی قوم کے ممبر تھے جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید میں جو سورۃ جمعہ میں ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں یعنی مسیح موعود کے وقت میں اس کے متبع صحابہ کے رنگ میں رنگین ہوں گے اور وہ دین کے پھیلانے میں اپنے سینوں میں ایسی ہی تڑپ رکھیں گے۔ جیسے کہ صحابہ اور خدا کے رستہ میں جان دینے کو ایسے ہی تیار ہونگے جیسے کہ صحابہؓ۔ نیز حضرت اقدس مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مہدی و مسیح موعود ہیں۔ یعنی کہ وہ ایسے رسول ہیں کہ جو خدا سے الہام یافتہ ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات۔ ان کا سچا متبع ہونے کے سبب سے اپنے اندر رکھتے ہیں۔ نیز چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کے چودھویں صدی کے خلیفہ حضرت مسیح تھے۔ اس لئے چونکہ رسول اللہ کے بعد چودھویں صدی کے خلیفہ مرزا صاحب ہیں۔ اور حضرت مسیح کے روحانی کمالات میں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس لئے مماثلت کے طور پر ان کا نام بھی خدا کی طرف سے مسیح رکھا گیا۔ اب مولوی صاحب کی علالت کے متعلق یہ دیکھنا چاہئے کہ جماعت کے ساتھ جو سلوک اور ہمدردی جماعت کی طرف سے ہوئی۔ وہ صحابہ کے رنگ کی ہے یا نہیں۔ جو عزت اور احسان اور خلق اور کمال ہمدردی حضرت مرزا صاحب سے اس بیماری میں مولوی صاحب کے ساتھ ظہور میں آئی کہ جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ان کے مخلص صحابہ سے تعبیر کیا جاوے۔ اور اگر اس مصیبت اور تکلیف کے وقت جماعت نے اس قسم کی ہمدردی کا اظہار کیا ہو جیسے کہ صحابہ ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے اس قسم کا نمونہ دکھایا ہو۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا تو پھر ایک اہل حق اور متقی کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا۔ جو عین مصیبت اور اور تکلیف کے وقت ظہور میں آیا۔ جبکہ دنیا کے دوست اور رفیق سب چھوڑ جاتے ہیں۔ اور وہی استقلال دکھاتے ہیں۔ جو سچے اور دلی دوست ہوتے ہیں۔ سعدی

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشان حالی و درماندگی

اسلام دنیا میں اخوت لیکر آیا ہے۔ اور جس جماعت اسلام میں کامل طور پر اخوت پائی جائے۔ وہی سچے مسلمان ہیں۔

تیسرا محرک اس مضمون کے لکھنے کے لئے میرے لئے یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف اس خاکسار کو اپنا بھائی کہا کرتے تھے۔ یوں مومنین سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ مگر وہ خصوصیت کے ساتھ خاکسار سے محبت کیا کرتے تھے۔ اور ان کو اس ناچیز سے دلی تعلق محبت کا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ مجھے اس لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس بات کو تخمیناً بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ جب کہ میں نے ایک دفعہ رؤیا دیکھا۔ کہ مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور میں ان کے ساتھ ساتھ ان کی رکاب کو پکڑے ہوئے جا رہا ہوں۔ اس اثنا میں ہمارے حضرت اقدس مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ تم دونو بھائی ہو۔ چنانچہ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا یا بغلگیر ہوئے (مجھے اچھی طرح سے یاد نہیں) چنانچہ صبح کو میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم تم دونو کو بھائی بناتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آخری دم تک اپنے اس تعلق کو خوب نبھایا۔ اس لئے بحیثیت بھائی کے میرا بھی یہ فرض ہے کہ میں ان کے سچے واقعات پبلک کے سامنے پیش کروں۔ کیونکہ اپنی زندگی پر تو وہ بہت سے لوگوں کی ہدایت کا باعث ہوتے اس لئے ممکن ہے۔ کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے اسوہ حسنہ کو دیکھکر کوئی سعید حق کو پالے اور سچائی کی اتباع کرے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سچے جانشین کی صحبت سے بہرہ ور ہو۔ آمین۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اس مرحوم بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور مجھ کو بھی اعلائے کلمۂ اسلام اس طریق سے ہو جس طرح سے کہ اس بھائی نے کیا اور اس دینی خدمت میں اپنی جان دوں۔ آمین۔

چوتھا محرک۔ اس مضمون کے لکھنے کا یہ ہوا کہ مرحوم کی علالت کے متعلق مفصل حالات کے دریافت کرنے کے بہت سے خطوط آئے ہیں۔ اس لئے بھی ضروری ہوا کہ میں کچھ لکھوں۔

(باقی آئندہ)

کپورتھلہ کی مسجد کا فیصلہ ہو گیا

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

ناظرین الحکم آگاہ ہیں کہ کپورتھلہ میں احمدیوں کی ایک مسجد کے متعلق عرصہ سے عدالت کپورتھلہ میں مقدمہ چلا آتا تھا۔ وہ مقدمہ آخر لالہ ہرکشنداس صاحب بی۔ اے نائب عدالتی کی عدالت سے فیصلہ ہو گیا جسکی نقل میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ لالہ صاحب نے جس قابلیت اور انصاف پسندی کے ساتھ فیصلہ لکھا ہے وہ ان کے فیصلہ کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ میں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مخالف مسلمان اس فیصلہ کو پڑھیں۔ ایک ہندو جج تو اس نتیجہ پر آ جاتا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں کافر نہیں۔ مگر ہمارے علماء اور سجادہ نشین صبر ہی نہیں کر سکتے جب تک اپنے ایک کمزور بھائی کو کافر نہ کہ لیں۔ میرا یہ تعجب اور بھی بڑھ جایا کرتا ہے جب میں مساجد کے مقدمات پر غور کیا کرتا ہوں کہ ایک طرف تو خود ہمارے مخالف اس امر کی شہادت دیدیتے ہیں کہ یہ نمازیں پڑھتے ہیں اور اسی قبلہ کی طرف پڑھتے ہیں جدھر وہ پڑھتے ہیں دوسری طرف انہیں کافر بھی کہے جاتے ہیں۔

بہر حال مجھے اسوقت اس لمبی بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں خدا کا شکر ہے کہ آخر اس مقدمہ میں بھی خدا تعالےٰ نے ہماری مدد کی اور جس طرح پر سیالکوٹ کی مساجد کے متعلق مقدمات میں احمدیوں کے شامل حال فتح و نصرت ہوئی اسی طرح پر کپورتھلہ میں بھی تائید حق کا کھلا کھلا ثبوت نظر آیا۔ خدا تعالےٰ کی اس تائید اور نصرت کو دیکھکر بے اختیار اسکے حضور سر جھک جاتا ہے اور دل مسرت سے بھر جاتا ہے کہ ہم نے جس سلسلہ کو قبول کیا ہے لاریب وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

اصل فیصلہ درج کرنے سے پہلے میں بڑی ہی ناسپاسی کرونگا اگر احمدی قوم کی طرف سے لالہ ہرکشنداس صاحب کا شکریہ ادا نکروں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ لالہ صاحب نے جو کچھ کیا ہے محض اپنے **فرض منصبی** کی حیثیت سے کیا ہے لیکن اسوجہ سے کہ انہوں نے باوصفیکہ مدعا علیہم میں بڑے بڑے بارسوخ اور ریاست کے بعض عہدہ دار تھے اپنے **کانشنس** کا خون نہیں کیا اور بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ کسی اثر سے متاثر نہ ہو کر دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ **راج کپورتھلہ** کو ایسے قابل اور عادل عدالتی کے وجود پر میں **مبارکباد** دیتا ہوں اور رعایائے **کپورتھلہ** کی احمدی جماعت کو خصوصًا موقع ملا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلقات پہلے سے بس زیادہ مستحکم کرے۔ اور اسکی حمد اور شکر گذاری میں رطب اللسان رہے۔

اب میں بلاکسی مزید تمہید کے اصل نقل فیصلہ شائع کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

تاریخ فیصلہ	تاریخ رجوعہ	نمبر مقدمہ
۲۵ چیت ۱۹۶۱	۱۰ کاتک ۱۹۶۱	
۲۶ ساون ۱۹۶۲		
۲۰ مگھر ۱۹۶۲		

نقل پرت حکم آخر بمقدمہ دیوانی راج کپورتھلہ باجلاس لالہ ہرکشنداس صاحب نایب عدالتی بہادر بی۔ اے

حبیب الرحمان خلف شیخ ابوالقاسم مالک و متولی مسجد واقع کپورتھلہ مدعی

بنام

عبداللہ ناظر محکمہ نظامت حکیم صادق علی اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال۔ مولوی محمود علی پر رندھیر کالج محمد رمضان منشی ذخیرہ محمد خلیل نقشہ نویس میونسپل ضیر ولد فریدا۔ محلہ شیرگڑھ محمد خان ولد پیارے باجہ نواز۔ تابا تیلی نابینا و صابر خان مدرس رندھیر کالج عبدالخالق کورٹ حوالدار و امام الدین سپاہی و جان محمد حوالدار و شیر احوالدار میجر لال محمد نائک وکالے خان نائک وغیرہ ملازمان پلٹن دویم و علی محمد سپاہی توپ خانہ مدعا علیہم۔

تجویز عدالت

مدعی یہ دعویٰ اسطرح سے دائر کرتا ہے کہ [illegible]

زیر بحث کا متولی و مالک ہے۔ مدعی نے مسجد میں امام و موذن مقرر کئے ہوئے ہیں مدعا علیہم نے خلاف مرضی مدعی مسجد میں ناجائز حرکات کرنی شروع کی ہوئی ہیں جو مدعی مالک کے حقوق کے سخت مضر ہیں۔ وہ ناجائز حرکات یہ ہیں کہ مدعا علیہم نے ایک جداگانہ امام اور موذن اپنی طرف سے مقرر کیا ہے جسکے مقرر کرنے کا مسجد مدعی میں مدعا علیہم کو کوئی حق نہیں ہے۔ موذن مسجد مقرر کردہ مدعی متولی مسجد جب نماز کے وقت پر اذان دے چکتا ہے تو اوس کے بعد اوسی وقت مدعا علیہم اپنے موذن سے مسجد میں اذان دلواتے ہیں اور جب امام مسجد مقرر کردہ مدعی جماعت کیواسطے مسجد میں کھڑا ہوتا ہے تو ساتھ ہی مدعا علیہم کی علیحدہ جماعت نماز پڑہنے کے واسطے کھڑی ہوتی ہے بعد نماز جمعہ اسکو پڑہانے سے مدعا علیہم رکتے نہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ مدعی کا مقرر کردہ امام جو روز تعمیر مسجد سے ہے نکال دیا جاوے۔ ان افعال کے کرنے کا مدعا علیہم کو کوئی حق نہیں مدعا علیہم کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں اسلئے نالش ہے کہ مدعا علیہم کو اذان دلوانے سے اور اسطرح جماعت بالمقابل کرانے سے اور جمعہ کی امامت سے روکا جاوے۔

مدعا علیہم نے تحریری جواب دعویٰ پیش کیا۔ مدعا علیہم کو دعویٰ مدعی سے صاف انکار ہے۔ کہتے ہیں کہ مدعا علیہم نے کبھی نہ مسجد میں کوئی فساد یا جھگڑا کیا نہ کبھی اذان یا جماعت خلاف شرع کی ہے۔ مدعی متولی مسجد نہیں ہے۔ مدعی کو حقوق ملکیت حاصل نہیں ہے۔ حاجی محمد ولی اللہ صاحب مرحوم نے مسجد کو فرقہ اہل سنت جماعت کے واسطے وقف کیا تھا۔ مدعی جو حاجی صاحب مرحوم کا بھتیجا ہے اور وہ مسجد کا امام ہر دو نے مذہب اہل سنت جماعت چھوڑ کر بیعت مرزا غلام احمد قادیانی کے ہو گئے ہیں جنکا طریقہ اہل سنت جماعت کے برخلاف ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مسجد فرقہ مرزائیہ کے لئے مخصوص کی جاوے۔ اور حاجی صاحب مرحوم فرقہ و طریقہ یعنی اہل سنت جماعت کو وہاں نماز پڑہنے نہ دی جاوے۔ اور کہ متعلق مسجد قانوناً ہر ایک اہل سنت جماعت کو انتظام جائداد کا یکسان اختیار ہے۔ اسلئے مدعی دعویٰ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

امور تنقیح طلب یہ ہوئے۔

(۱) مسجد متنازعہ ملکیت واحد مدعی ہے یا کہ وقف ہے ثبوت بذمہ مدعی۔

(۲) حاجی محمد ولی اللہ صاحب بانی مسجد کا بوقت تعمیر مسجد کیا اعتقاد تھا۔ آیا وہ مرزا صاحب قادیان والے کے مرید تھے یا کہ اہل سنت جماعت میں ہی تھے اور کہ مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد انہون نے اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تھا۔ یا کہ وفات تک اون کا وہی اعتقاد رہا جو وقت تعمیر مسجد کے تھا ثبوت بذمہ فریقین۔

(۳) حاجی صاحب نے کسی خاص فرقہ کے نماز کے پڑہنے کے واسطے مسجد کو وقف کیا ثبوت بذمہ فریقین۔

(۴) اگر حاجی صاحب نے بعد وقف کر دینے مسجد کے اپنا اعتقاد بدل لیا تو کیا وہ مسجد سے اوس فرقہ کو جسکے واسطے پہلے وقف ہوئی محروم کر کے جدید فرقہ کو استعمال کے واسطے مسجد دے نہین سکتے تھے۔ ثبوت بذمہ مدعا علیہم۔

(۵) مدعی متولی مسجد کیا ہے اگر ہے تو مدعی کو اس فرقہ کے سوائے جسکی نماز کے واسطے مسجد وقف ہوئی دیگر اعتقاد والے فرقہ کو مسجد کے استعمال و مسجد میں مداخلت کرنے سے روکنے کے حقوق حاصل ہیں۔ ثبوت بذمہ مدعی۔

ہر ایک امر کی بابت علیحدہ علیحدہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

نسبت امر اول شہادت پیش کردہ فریقین کا یہی نتیجہ ہے کہ مسجد متنازعہ وقف ہو چکی ہوئی ہے اور یہ امر مسلمہ قانون ہے کہ وقف شدہ چیز مالک کی ملکیت نہیں رہتی۔

نسبت امر دویم شہادت پیش کردہ فریقین کا نتیجہ یہ ہے کہ وقت تعمیر مسجد حاجی صاحب بانی مسجد اہل سنت جماعت تھے مدعی نے اس امر کے ثبوت میں کہ حاجی صاحب مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تھا یعنی مرزا صاحب کے مرید ہو گئے تھے ایک خط تحریر کردہ حاجی صاحب بنامی مرزا صاحب مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۵ء پیش کیا۔ اور اس خط کی جس جس عبارت سے مدعی یہ نتیجہ نکالتا ہے اوس اوس پر پنسل سرخ کے نشانات دے گئے ہیں اور عبارت کو عدالت نے بغور تمام مدعی کے مختار سے سنا اور پڑہا اوس سے عدالت کو یہ نتیجہ نکالنے میں حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب قادیان کے مرید ہو گئے تھے بالکل تامل ہے عدالت اوس سے صرف اسقدر نتیجہ نکال سکتی ہے کہ وقت تحریر کرنے اوس خط کے حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب کو نہایت نیک پارسا۔ اور دین اسلام میں عالم متصور کرتے تھے اور مدعی کسی شہادت سے حاجی صاحب مرحوم کا مرزا صاحب کا مرید ہونا ثابت نہیں کر سکا۔ اسلئے عدالت قرار دیتی ہے کہ حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد تبدیل نہیں کیا تھا۔ اور اپنی وفات تک حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد اہل سنت جماعت ہی رکھا تھا۔

نسبت امر سویم۔ شہادت پیش کردہ فریقین سے ظاہر ہے کہ مسجد کو تعمیر ہوئے عرصہ قریباً چالیس سال کا گذرتا ہے۔ یا کہ اس سے دو تین سال کم ہون گے۔ یہ امر ظاہر ہے اور فریقین میں کسی کو اسمین انکار نہیں ہے کہ اسوقت مرزا صاحب کا کوئی دعویٰ ظہور میں نہیں آیا تھا۔ اور نہ کوئی کتاب اونکی اسوقت شائع ہوئی تھی۔ مرزا صاحب کے مریدان اسوقت وجود ہی موجود نہ تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد اہل سنت جماعت کی نماز پڑہنے کیواسطے وقف ہوئی تھی۔ اور یہ ہی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔

نسبت امر چہارم۔ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے اپنی وفات تک اپنا اعتقاد بدلا نہیں تھا۔

نسبت امر پنجم۔ بموجب شرع محمدی بانی و واقف مسجد خود متولی ہو سکتا ہے اگر وہ بلا متولی بنانے کے فوت ہو جاوے۔ تو اسکی اولاد متولی ہو سکتی ہے۔ مقدمہ حال مدعی حاجی صاحب مرحوم کا بھتیجا حقیقی ہے اور حاجی صاحب نے جو اپنی اخیر وصیت مورخہ ۲ ار بیساکہ ۱۹۴۲ بکرمی حوالہ ہیجر ... ایف سی صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست ۱۲ اپریل ۱۸۸۹ء کو کی اوسکی نقل مشمولہ مثل کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اسمین نسبت جائداد غیر منقولہ عبارت ذیل میں درج ہے۔ ع گیا نو معانی

مسجد کیور تھلہ واسطے مصارف مسجد کے بدست امیر الرحمان (مدعی حال) حسب عمل درآمد حال عمل کرائیگا اسمین

[illegible] اگست ... سے تیار ہوئی ہیں۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حاجی صاحب نے مسجد متنازعہ کا انتظام مدعی کے سپرد کیا۔ گو لفظ متولی استعمال نہیں کیا گیا مگر [illegible] کے متولی مسجد قرار دئیے جانے کی نسبت [illegible] اور کہ عبد الغنی مدعا علیہ کے بیان مورخہ ... ۱۹۰۲ء میں بھی درج ہے کہ میکو ظاہر ہے مدعی کو مسجد کی حالت درست کرنے کیواسطے ... ہیں اس سے بھی ظاہر ہے کہ حکام بالادست کی طرف سے بھی مدعی ہی منتظم مسجد تسلیم کیا گیا ہے۔ اور کثیر التعداد شہادت پیش کردہ مدعی سے بھی ثابت ہے کہ مسجد کے شکست ریخت۔ ڈول۔ موٹہ۔ صف۔ امام وغیرہ کا انتظام برابر اسوقت تک مدعی ہی کرتا رہا ہے۔ ایسی صورت میں مدعی کا متولی مسجد متنازعہ ہونا بلا شبہ ثابت ہے جبکہ مدعی متولی مسجد ثابت ہو چکا تو مدعی کو بموجب فیصلہ پریوی کونسل مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء مقدمہ اپیل نفضل کریم وغیرہ اپیلانٹ بنام حاجی مولا بخش وغیرہ اسپاڈنٹ مسجد میں کسی غیر اسلام کے مداخلت کرنے اور افعال خلاف شرع محمدی کے ہونے سے ممانعت کرنے کے حقوق حاصل ہیں۔ مدعی قبول کرتا ہے کہ وہ مرید مرزا صاحب قادیان کا ہے اور مدعا علیہم کہتے ہیں کہ مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہیں جنکے واسطے مسجد کا وقف ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ اب دیکھنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہیں یعنی فتویٰ کفر کا اونپر دیا جا سکتا ہے۔ شرح محمدی مولفہ مسٹر امیر علی صاحب سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جو کہ خدا کو ایک جانے اور پیغمبر صاحب یعنی محمد صاحب کو رسول اللہ صدق دل سے تصور کرے اور جو شخص ان دونوں کو یا دونوں میں سے ایک کو تسلیم نکرے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کفر کی اس تعریف میں نہیں آسکتے کیونکہ وہ بلا شبہ خدا کو ایک اور محمد صاحب کو رسول اللہ تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن پر اونکا پورا ایمان ہے۔ ایسی صورت مدعا علیہم کی محض سینہ زوری ہے کہ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کو اہل سنت جماعت سے خارج تصور کرتے ہیں۔ عدالت مدعا علیہم کے اس خیال کو غلط قرار دیتی ہے۔ مرزا صاحب کے مریدان کے خیالات اگر کسی قدر مطابق مدعا علیہم نہ ہون تو محض ایسی اختلافات سے ہیں جو فروعات میں ہون جیسے کہ ایک گواہ نے ظاہر کیا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدان کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح فوت ہو چکا ہے اور اہل سنت جماعت والے کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے۔ مرزا صاحب کے مریدان اہل سنت جماعت سے خارج نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ فریقین مقدمہ ہذا ایک ہی فرقہ اہل سنت جماعت کے متعلق ہیں۔ مدعی ہرگز دین اسلام سے باہر نہیں ہوا۔ بدین وجہ مدعی اپنے حقوق متولی ہونے کو ہرگز زائل نہیں کیا۔ مدعی میں کوئی ایسا نقص نہیں ہوا ہے جسکی وجہ سے وہ مسجد متنازعہ کے متولی ہونے سے علیحدہ کیا جا سکے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ فریقین اہل سنت جماعت ہیں اب دیکھنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مدعی متولی مسجد مدعا علیہم کو نماز پڑہنے سے روک سکتا ہے۔ شہادت پیش کردہ مدعی سے ہی بخوبی ثابت ہے کہ مدعی کسی مسلمان کو نماز پڑہنے سے روک نہیں سکتا ہے۔ حسب روئداد بالا نتیجہ تحقیقات یہ ہے۔ کہ مدعی متولی مسجد ہے اوسکو امام اور موذن کے مقرر کرنیکا ہر طرح سے اختیار ہے۔ مدعا علیہم فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جس طرح سے چاہیں مسجد متنازعہ میں پڑھ سکتے ہیں مگر علیحدہ امام و موذن مقرر نہیں کر سکتے اور نہ جماعت بالمقابل امام مقرر کردہ مدعی متولی کے کھڑے کر سکتے ہیں۔ لہذا

حکم ہوا کہ

ڈگری استقراریہ بحق مدعی نسبت جملہ مدعا علیہم بلا خرچہ اس امر کی دیجاوے کہ مدعا علیہم امام و موذن مقرر کردہ مدعی متولی مسجد کے سوائے کسی دیگر موذن سے اس مسجد میں اذان نہیں دلا سکینگے اور نہ امام مقرر کردہ مدعی کے جماعت کے بالمقابل جماعت کھڑی کر سکین گے۔ مدعا علیہم کو اختیار ہے کہ فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جسطرح سے چاہیں مسجد متنازعہ میں پڑھ سکتے ہیں مدعی اونکو نماز پڑہنے سے روکنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ فرداً فرداً کے واسطے لازمی نہیں ہے کہ امام کے پیچھے ہی ضرور نماز پڑہیں۔ مثل داخل دفتر

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کرتارپور سے جو احباب سوار ہوئے تھے وہ چھاونی جالندھر تک ساتھ گئے۔ رنگہ کی جماعت سٹیشن پھگواڑہ پر اُتر گئی۔

لودہانہ سٹیشن ہرچند کوئی اطلاع کسی جگہ بھی دی نہیں گئی تھی اور حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیوٹ تھی لیکن لدھیانہ کی جماعت جو کئی روز سے متواتر سٹیشن پر آتی رہی تھی آج بھی سٹیشن پر موجود تھی۔ نصف رات گذر چکی تھی اور یہ عاشقان رسول باوجود کئی روز کی متواتر بیداری اور انتظاری کے بھی بدستور چشم براہ تھے مین تو اس نظارہ کو دیکھکر کہہ سکتا ہون کہ یہ جذب اور کشش ناممکن ہے کہ خدا کے برگزیدہ کے سوا کسی اور مین ہو۔ جو انسان اپنے آرام و آسائش کی پرواہ تک نکرے سٹیشن پر انہین کونسا موقع استفاضہ کا مل سکتا تھا؟ چند منٹ ٹرین کو یہان ٹھہرنا تھا۔ جس مین ازدہام مخلوق کیوجہ سے بعض کو مصافحہ اور اسلام علیکم تک کے کہنے کی بھی نوبت نہین آسکتی تھی۔ مگر وہ اندرونی کشش کچھ ایسی ملکی تیز تھی کہ ان باتون کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی کشان کشان یہہ لوگ نصف اللیل کے بعد سردی مین ٹھٹھرتے ہوئے سٹیشن پر موجود تھے؟

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مگر اسوقت ان طبیعتون اور دلون پر کیا اثر ہوا ہوگا جب کہ وہ پورے شوق اور محبت کے نشہ مین سرشار اپنی ساری تکالیف کا معاوضہ اور بہترین بدلہ اتنا ہی سمجھتے تھے ؎

دل بیمار کا سنبھلنا کیا
دیکھ لو پیار کی نگاہ ہونسے

مگر

انکی تو وہ حالت ہوئی ؏

دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

گاڑی سٹیشن مین داخل ہوئی اور لوگ اس کے ساتھ ساتھ شوق اور جوش سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ اس گاڑی کی طرف دوڑے اور لپکے جس مین خدا کا **برگزیدہ مسیح** لیٹا ہوا تھا جونہی لوگ گاڑی کے قریب **پہونچے** قریب تھا کہ ان کا شور و غل حضرت کو بیدار کر دیتا اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ اپنے **عزیز خدام** سے ملتے لیکن میرے محترم اور مکرم بھائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنے لودہانوی احباب کو مخاطب کر کے فرمایا

"کہ حضرت نے مجھے فرمایا ہے کہ مجھے نہ جگانا اسلئے مین آپ کو اجازت نہین دیتا کہ آپ حضرت کو تکلیف دین۔"

اسبات سے ہمارے لودہانوی احباب کی طبیعت پر کیا اثر ہوا اور انکی امیدون اور آرزؤن کا کسقدر خون ہوا۔؟ یہہ سوال محض فضول ہے۔ مجھے جس امر نے زیادہ مسرت بخشی وہ ایک خاص **نکتۂ معرفت** ہے اور اسوقت بھی مین جبکہ اس مضمون کو لکھ رہا ہون اسکو یاد کرتے مزے لے رہا ہون اور وہ ہے

اطاعت رسول

اللہ! اللہ!! کیا پاک اسوہ ہے یہہ وہ لفظ ہی جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت فرمایا ہے۔

من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ

یہہ وہ اطاعت ہے جو انسان کو اللہ تعالےٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یہی وہ اطاعت کا جوش تھا جسنے **ڈاکٹر میرزا** کو ایسے وقت پر جبکہ معزز اور محترم بھائی پرشوق دل کے ساتھ اپنے محبوب و مولا کو دیکھنے آئے ہین اور انہین سب سے پہلا حکم یہہ دیا جاتا ہے کہ **کوئی گاڑی کے پاس نہ جاوے** مین ڈاکٹر صاحب کو بیدرد نہین سمجھتا بلکہ میری رائے مین وہ ایک قوی الحوصلہ نوجوان ہے جس مین شفقت اور ہمدردی کے جوہر نمایاں ہین مگر وہ حضرت کے حکم کی اطاعت پر ان ساری رنجشون اور ناراضیون کو قربان کئے دیتا ہے جو محض اسوجہ سے پیدا ہون۔

پھر مین لودہانہ کی اس جماعت کی **اطاعت** پر اور بھی رشک کرتا ہون انہون نے حضرت کے اس حکم کو بالواسطہ **سُنا** ہے اس مین احتمال ہوسکتا تھا کہ کسی خاص سٹیشن کے متعلق یہہ حکم نہ ہو۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ حضرت ناراض نہ ہونگے اسلئے کہ **ناراضی** کا مادہ ہی آپ کی فطرت مین نہین مگر لودہانہ والون نے بھی **اطاعت رسول** کا اسوقت پورا نمونہ دکھایا۔ اور خاموش

حسرت کے ساتھ

اپنے **محبوب** و آقا کی گاڑی کو دیکھتے تھے۔ یہہ نظارہ حقیقت مین قابل دید تھا۔ چندہی منٹ مین ہم ان کو اسی حالت مین چھوڑ کر آگے چلدئے۔ آگے انبالہ شہر یا چھاونی تک ہمین توقع نہ تھی کہ کسی سٹیشن پر اپنی جماعت کا کوئی آدمی ملے گا۔ اور رات بھی زیادہ گذر گئی تھی۔ آہستہ آہستہ نیند نے آنکھون مین خمار اور حواس مین تعطل سا پیدا کرنا شروع کیا اور مین کچھ عرصہ کے لئے اس عالم سے **محض بے خبر ہو گیا پھر کچھ** بھی بتا نہین کہ اس عالم بے خبری کی کیا شان تھی۔ انبالہ پہونچکر آنکھ کھلی۔ فجر کی نماز ادا کی اور میری مشتاق نگاہین سٹیشن پر اپنے معزز بھائی چودہری رستم علی صاحب کو تلاش کرنے لگین مگر جسقدر مین متجسس نگاہون سے دیکھتا اسیقدر مجھے مایوسی ہوتی۔ مگر اس مایوسی کے ساتھ کبھی یہ اطمینان ہوتا کہ انہین چھاونی کے سٹیشن پر پائین گے اور کبھی یہہ وہم کرتا کہ جس حال مین انہین اطلاع ہی نہین پھر ان کی موجودگی کیون توقع کی جاوے غرض انبالہ اور چھاونی انبالہ پر ہم اپنے کسی بھائی کو نہ دیکھ سکے اور دہلی تک ہم کو کوئی بھائی نہین ملا

انبالہ سے پرے سٹیشنون کی حالت | **سٹیشنون کی عام حالت**

پر ریمارک کرنا مین ضروری اور اپنا فرض سمجھتا ہون مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مسافرون کی عام ضروریات اور انکی آسایش کا لحاظ نہین رکھا جاتا۔ یہانتک کہ بعض سٹیشنون پر پانی تک بھی نہین ملتا۔ اور کھانے کے لئے تو کچھ میسر نہین آتا ایک سٹیشن پر کھانے کے لئے کچھ طلب کیا گیا تو بھینس کے گوشت کے کچے کباب ملے۔

غرض

ان سٹیشنون پر بیشتر چھاونی تک بجز سہارنپور کے انتظام ہر طرح ناقص اور قابل شکایت ہے۔ چھاونی میرٹھ کو مولوی عبدالرحیم صاحب نے بٹالہ سے روانہ ہوتے ہوئے تار دیدیا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب اور جماعت میرٹھ وہان ملے گی۔ مگر افسوس ہے کہ تار دیر سے پہونچا۔ اور جب تک ہم دہلی نہ پہونچ گئے۔ جماعت کو خبر تک نہ ہوئی۔

دہلی ۲ بجے کے قریب ہم دہلی پہونچے۔ وہان بھی عجیب حالت ہوئی۔ بٹالہ سے روانہ ہوتے وقت ڈاکٹر اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کو روانگی کا تار دیا گیا تھا مگر وہ یہ خیال کر کے کہ غالباً حضرت اقدس نہین آئین گے۔ شب گذشتہ کو دہلی سے مع حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد و میر ناصر نواب صاحب قبلہ روانہ ہوچکے تھے۔ انکو تار نہین مل سکا۔ اور اسی وجہ سے دہلی کی جماعت بھی سٹیشن پر نہ آسکی۔ لیکن ۳ بجے کے بعد تار کو پھرتا پھراتا ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب کو ملا۔ اور وہ اطلاع پاتے ہی سٹیشن کو بھاگے ہوئے آئے اور راستہ مین **باغ** مین ہمین آکر ملے۔ مختصر کوئی چار بجے کے قریب ہم منزل مقصود پر پہونچے۔ اب دہلی کے حالات ناظرین کو پھر سنائین گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

(باقی دارد)

حیات صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے مین سامان بہم پہونچا رہا ہون اس لئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا ہو کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے انکی نقل صحیح بھجوادین اور یا آپ کی لائف کے واقعات مین سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکھ بھیجین علاوہ برین اگر کسی اخبار مین صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق۔ چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیجدیا جاوے یا اس کی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو۔ مین اگر زندہ رہا۔ اور اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین اسکام کو شروع کردونگا۔

(ایڈیٹر الحکم)

خریداران کو خاص اطلاع

حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کا پرچہ وی پی ارسال کیا گیا تھا۔ افسوس ہے۔ کہ جس قدر وی پی واپس آئے ہین۔ اس قدر وصول نہین ہوئے حالانکہ روانگی وی پی کی اطلاع پہلے اخبار مین ہی دیگئی تھی جن خریداران نے وی پی واپس کئے ہین۔ اگر وہ کارخانہ کو اطلاع نہ دین گے کہ کونسا پرچہ انکے نام وی پی ہو۔ تو مطبع کو ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے۔ انکے نام وی پی کرکے قیمت وصول کرے۔ اس لئے یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ جو صاحب کسی وجہ سے وی پی مطبع کا وصول کرنے سے [illegible] رہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ دفتر مین اطلاع دین **کہ کونسا پرچہ وی پی کیا جاوے۔**

دیگر۔ خریداران کو ضروری ہے کہ وہ خط و کتابت مین نمبر خریداری جو ہر ٹکٹ کی چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کرین۔ بصورت نہ دینے نمبر تعمیل کرنے مین بڑی دقت ہوتی ہے۔

محرر دفتر الحکم

ہمارا اپنا قبرستان یا بہشتی مقبرہ

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کل من علیہا فان

میں مندرجہ ذیل اعلان اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایماء اور اجازت سے شایع کرتا ہوں امید کیجاتی ہے کہ احمدی قوم اس ضروری امر پر فوری توجہ کریگی۔

موت ایسی یقینی اور اٹل ہے کہ مذہب کے سوال کو الگ رکھکر بھی اسپر یقین کیا گیا ہے یہانتک کہ بعض بدقسمت اور بیباک لوگون نے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر شکوک ظاہر کئے مگر **موت** کو انہون نے ضروری سمجھا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی عقل سے کچھ بھی کام لیتے تو اسی **موت** کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر زبردست دلیل پاتے!

موت کا ایسا یقینی اور اٹل ہونا ہی ایک امر ہے جو اس کو **بہترین واعظ** بنا دیتا ہے۔ اور **موت** کا خیال اور اسکو مدنظر رکھنا انسان کی حالت مین ایک ایسی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ ہوسکتا ہے کہ وہ آخر اللہ تعالےٰ کے آستانہ پر گرتا اور یا رب یا رب کہکر چلا اٹھتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت مین یہہ ایک ضروری امر تھا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موت ایسے واعظ کو مدنظر رکھنے کے لئے اپنی جماعت کے لئے اس شہر کی بنیاد رکھتے جو **شہر خاموشان** کہلاتا ہے اور جسے **قبرستان** بھی کہتے ہین۔ حضرت حجۃ اللہ کو یہ خیال سالہا سال سے رہا ہے۔ لیکن اسوقت سے جبکہ اللہ تعالےٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ ایک **بہشتی مقبرہ** کی آپ کو بشارت دی یہہ عزم آپ کا عزم بالجزم ہوگیا چنانچہ الحکم کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ ۱۸- نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کی نماز کے بعد آپ نے ایک رؤیا بیان فرمائی تہی جو ۲۴- نومبر ۱۹۰۲ء کے الحکم مین صفحہ ۹ پر شایع ہو چکی ہے اور وہ یہہ ہے

"صبح کی نماز کے بعد آپ نے حضرت مولانا **مولوی عبد الکریم صاحب** کو مخاطب کرکے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر مینے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی کہ جماعت کی میتین وہان دفن کی جاوین تو کہا گیا کہ اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ جو اس مین دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔"

اب معلوم ہوا کہ اس رؤیا کے اندر ایک عجیب پیشگوئی موجود تہی۔ اوّل تو مولوی **عبد الکریم** صاحب کو خصوصیت سے مخاطب کرنے مین یہہ سِر تہا کہ سب سے اوّل جو شخص اس **بہشتی مقبرہ** مین دفن ہوگا وہ مولوی عبد الکریم ہوگا دوم ایسا ایک قبرستان ضرور ہوگا اور اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہوگا۔

نومبر ۱۹۰۲ء کی بات ہے اور تین سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ پہر اس کی کوئی تحریک یا تجویز نہین ہوئی انصاف اور خدا ترسی کو مدنظر رکھکر دیکھا جاوے تو کیا یہہ انسانی تجویز اور منصوبہ کا کام ہوسکتا ہے؟ کون شخص ہے جو اپنی زندگی کا ٹھیکہ لے۔ پہر تین سال پیشتر ایک بات کا باعلام الٰہی شایع کرنا اور پہر اپنی ہی زندگی مین اسکا پورا ہوتے ہوئے دیکھ لینا۔ یہہ اگر خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا کرشمہ نہین تو پہر اسکی نظیر پیش کرو۔

هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

پھر یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قبرستان مین پہلا دفن ہونے والا **وہی مسلمانون کا لیڈر** ہوگا جسکا نام حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہے۔ مولویصاحب مرحوم سے پہلے قادیان مین رہنے والے کئی احمدیون کا انتقال ہوا۔ مگر مشیت ایزدی نے **احمدیون کے قبرستان** کیلئے جو وقت مقرر کیا تہا وہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد شروع ہوا چنانچہ ۸- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو خدام کے سامنے پیش کیا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اس کے متعلق اعلان کرنے اور زمین خریدنے کا حکم دیا لیکن ابہی اس کے متعلق کوئی مزید کارروائی شروع نہ ہوئی تہی کہ ۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو اعلیٰ حضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی جماعت کو لیکر **قبرستان** کے لئے ایک زمین مخصوص اور نامزد کرنے کو نکلے چنانچہ اپنے باغ کے جنوبی طرف ایک قطعہ زمین حضور نے اس **غرض کیلئے مخصوص** کر دیا اور حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کو اس مین دفن کرنے کا حکم دیا ڈسمبر کی تعطیلات کرسمس مین **مولویصاحب مرحوم کا تابوت نکال کر ہم لوگ اس قبرستان مین دفن کرینگے۔**

عجیب بات یہ ہے کہ ۸ نومبر کی رؤیا مین اللہ تعالےٰ نے اس قبرستان کا نام **بہشتی مقبرہ** رکہا اور ۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو جب حضور اس زمین کو مخصوص کرنے جا رہے تہے فرمایا رات مجھے اسکے متعلق الہام ہوا ہے۔

اُنزل فیہا کل رحمۃ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبرستان رحمت الٰہی کے نزول کا محل ہوگا۔ غرض خدا تعالےٰ نے جیسا قبل از وقت فرمایا تہا وہ **پورا ہوا**۔

اب جس غرض کے لئے یہہ اعلان لکہا جاتا ہے اسکا بیان کرنا ضروری ہے۔

قبرستان کو الگ کرنے کی غرض کیا ہے؟ یہ تو ایک کہلی بات ہے کہ جب انسان قبرستان مین جاتا ہے تو اس کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے لیکن یہ اثر اسقدر زیادہ قوی اور دیرپا ہوتا ہے جسقدر صاحب قبر کے حالات سے واقفیت ہو خصوصاً جب ایک جماعت متقی خدا ترس اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھکر اسپر ایمان لانیوالے لوگون کی ہو۔ تو انکی روحانیت اور بہی قوی اثر پیدا کرتی ہے۔ پس اسوقت جو خدا تعالےٰ نے ایک قوم کو مخصوص کیا ہے اور اسکو

وآخرين منهم لما يلحقوا بهم کا مصداق ٹھہرایا ہے تو کچھ شک نہین کہ جیسے زندگی مین اس جماعت کو یکجائی نظر سے دیکہنا دل پر ایک اثر پیدا کرتا ہے بعد مردن انہین ایک ہی خاک مین سوئے ہوئے دیکہنا جہان انسانی ہستی کی زوال پذیر حالتون پر وعظ کریگا وہان وہ اللہ تعالےٰ کے حی وقیوم اور اسکے مرسلین پر ایمان لانے کی کیفیت کے ساتھ **وحدت** اور **ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین** کا ایک موثر نظارہ ہوگا۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ اور اذن سے ایسے قبرستان کی بنا ہو جس کا نام بہی رکہے اور اسے اپنی رحمت کے نزول کا محل قرار دے۔

صلحاء و اتقیا یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ یہہ آرزو کی ہے کہ وہ اپنی جماعت مین دفن ہون۔ تذکرۃ الاولیاء مین ایسے بہت سے واقعات ملین گے حضرت یوسف علیہ السلام کی وصیت عام طور پر مشہور ہے کہ انہون نے اپنی ہڈیون کو بھی انبیاء علیہم السلام کے قبرستان مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتہون پہونچنا پسند فرمایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مین بھی یہ آرزو اور خواہش پائی جاتی تہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجاورت مین جگہ پانے پر فرمایا **ما بقی لی ھم بعد ذالک** یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار مین جگہ پالینے کے بعد اب مجھے کوئی ہم وغم نہین رہا۔ اور چونکہ یہ جگہ باغ کے سامنے واقع ہے اور بالکل باغ سے ملی ہوئی ہے جہان حضرت مسیح موعود عموماً آتے ہین اور اسی باغ مین ایک چھوٹی سی مسجد بھی خاص دعاؤن کے لئے آپ نے بنائی ہوئی ہے اسلئے جب وہ وہان آیا کرین گے تو سامنے اپنے خدام کو خاک مین سوئے ہوئے دیکھکر خواہ نخواہ دعا کے لئے تحریک ہوتی رہے گی۔

اسی طرح دیکہا گیا ہے کہ جہان جہان باقی باللہ لوگ آرام کر رہے ہین وہان وہان دور دراز سے آ آکر لوگ دفن ہوئے ہین۔

غرض

یہہ خیال کرکے کہ اجتماعی حالت سے زیارت کرنیوالون پر ایک قوی اثر ہو۔ اور اس زمین مین سونے والون کی خاک کی ڈہیریان بعد مردن بہی دوسرون کے لئے اعمال صالحہ کی تحریک کا موجب ہون۔ اور علاوہ برین یہہ **مجموعی حالت** اس **زمانہ** کی (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد **خیر القرون** ہے) **یادگار** ہو اس **قبرستان** کو بنایا گیا ہے۔ تا جو شخص اپنی جماعت مین سے اپنی قضا و قدر سے فوت ہو جاوے وہ یہان دفن کیا جاوے۔ اور جو لوگ اکابر ہون انکی قبرون پر ایسے کتبے لگا دئے جاوین جو ان کے حالات سے مختصر واقفیت کرا سکین۔ اسطرح پر یہہ قبرستان ایک **قومی تاریخ** ہوگی۔

حضرت اقدس نے یہہ بھی پسند فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو قادیان سے باہر ہین انمین سے اگر کوئی شخص اس قبرستان مین دفن ہونے کی آرزو کرے تو وہ **وصیت** کرسکتا ہے کہ مرنے کے بعد اسکو صندوق مین بند کرکے یہان پہونچا دیا جاوے اسکو جگہ دیجاوے گی۔ اور آجکل جبکہ **والنفوس زوجت** کا زمانہ ہے اور ہر طرح سے سفر کی سہولتین پیدا ہوگئی ہین یہ امر کچھ مشکل نہین۔

اس مطلب کے لئے بہت بڑے احاطہ زمین کی ضرورت ہوگی جس مین ایک بڑا حصہ جو وہان حضرت حجۃ اللہ کی ملکیت تہا آپنے دیدیا ہے لیکن اسکے اردگرد کئی اور **قطع** لینے ضروری ہین اور پہر اس سارے قبرستان کے گرد ایک احاطہ بنانا ہوگا اور اس زمین کو درست کرکے اس مین روشین نکال مختلف قسم کے پودے جو **بہشتی مقبرہ** کے حسب حال ہون لگائے جائین گے۔ اور ایک مستقل تنخواہ دار ملازم اسکی **حفاظت اور درستی** کے لئے رکہا جاویگا۔

ان سب باتون کے علاوہ بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ باغ اور احمدی محلہ کے درمیان ڈہاب حائل ہے اور برسات مین گذر محال ہوتا ہے مگر موت کے لئے تو کوئی وقت معلوم نہین کہ برسات مین ہو یا جاڑے مین اسلئے ابہی اسپر ایک **مضبوط پل** طیار کیا جاویگا۔ تا کہ کسی موسم اور حالت مین دقت واقع نہ ہو۔ ان ساری ضرورتون کو مدنظر رکہکر احمدی قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ بہت جلد سردست کم از کم **تین ہزار روپیہ** اس کام کے لئے جمع کرکے بہیجدین۔ یہہ **سب روپیہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام آنا چاہیئے**۔ اور کوپن پر لکھدیا جاوے۔ بعد قبرستان یہ رقم بہت بڑی رقم نہین الحکم کا ہر خریدار اس ضرورت پر غور کرے اور توجہ کرے تو کچھ بڑی بات نہین۔

اس معاملہ مین سستی اور توقف معصیت ہوگی۔ اور اس کے جلد تر طیار ہو جانے پر ایک عظیم الشان **نشان** کا نمونہ نظر آئیگا۔

حضرت اقدس نے اپنی ایک تصنیف مین لکہا ہے کہ ہر شخص کو قادیان ہجرت کرنے کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور یا کم از کم یہ آرزو ہو پس مبارک ہون گے وہ لوگ جو اس بہشتی مقبرہ مین دفن ہون گے اور جنپر خدا تعالیٰ کا **مسیح و مرسل** جنازہ پڑہیگا۔ اور وہ اپنی آمد ورفت مین انکے لئے دعا کرے گا۔

آخر مین دعا ہے کہ اے اللہ تو نے جیسے زندگی مین اپنے مرسل اور اسکے اکابر صحابہ کی مجاورت کا ہمین موقع دیا ہے خاتمہ بہی ایسا ہو اسی **قبرستان** مین ہمین جگہ دیجیو۔ اور یہہ حشر مین بہی پاک زمرہ مین **اٹھائیو۔ آمین۔**

کھلی چٹھی

(بقیہ)

مگر کیا یہ الہی قدرت نہیں کہ نشان اپنی آنکھون سے دیکھے جو پہلے نہ دیکھتا تھا اور عین بیداری مین اس سے یہ پردہ ہٹا کر روحانیات کا عالم دکھایا جائے اور پہر وہ دکھانا محض بطور سیر و تفریح نہ ہو بلکہ اسمین کئی پیشگوئیان ہون چنانچہ اس دکھانے مین یہ اشارہ تہا کہ یہ بیت المقدس اور یہود و نصاریٰ کے معابد تمہارے اور تمہاری امت کے قبضے مین آئینگے - اب اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہوسکتا ہے کہ ایک یتیم و بیکس (صلعم) باواز بلند پکار رہا ہے کہ اے نحن ابناء اللّٰہ واحباءہ کے مدعیو دیکہو ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے مقامات پر مین اور میرے متبعین حلول کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انہین مقاصد کے لئے سبحٰن الذی فرمایا نیز سبحان اسلئے فرمایا

تنزیہ کہ اسبات کی تنزیہ ہو کہ خدا تعالےٰ کوئی مکان یا جسم رکہتا ہے - اسپر آپ بولے کیا معراج خواب تہا مین نے کہا کون کہتا ہے کہ خواب تہا وہ تو عین بیداری کا معاملہ ہے ایسی بیداری کہ اس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب ہے اب سمجھے ؟ آپ نے کہا پہر اسریٰ کیون فرمایا ہے - عرض کیا - کیون ؟ کشف مین سیر نہین ہوتا جیسے کہ خواب مین آپ دیکھتے ہین - کہ آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا - نیز اسریٰ اسی لئے فرمایا تا اشارہ ہو کہ یہ سب کشفی معاملہ ہے کیونکہ ان باتون کے [illegible] کا وقت مخصوص ہے ورنہ دن آرام [illegible] کے لئے بہتر تہا - اور اسی لئے خدا نے معراج [illegible] فرمایا

لقولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک اسپر شاہ عبد القادر [illegible] و فتح القرآن مین دیکھئے [illegible] زدہ ہی ایک بزرگ کامل ہے [illegible] مراد [illegible] رہے ہین پہر آپ نے [illegible] شروع کی - اور ارأیت الذی ینھی عبدا اذا صلی پیش کیا مین نے کہا کہ جب آپ کشفی [illegible] مین مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سیر [illegible] تہے تو واقعی روح مع جسم تہا کون کہتا ہے کہ صرف روح تہا - نیز یہ کوئی ضروری نہین کہ ہر جگہ مراد روح مع جسد ہی ہو دیکہئے قتل الانسان سے یہ مراد نہین کہ روح بھی ساتہ ہی قتل ہوگئی - اور کہیں فرمایا ثم اماتہ فاقبرہ اب کیا ہر انسان روح مع جسم قبر مین ہوتا ہے ؟ نیز جواب مین آپ نے منتہیٰ اور الیٰ کو پیش کیا کہ یہ ابتدا و انتہا کے لئے ہی جو سیر قدمی کے لئے خاص ہین مین نے کہا سیر نظری کے لئے کیون ابتداء انتہا نہین ہوتی - اسپر آپ سورۃ والنجم کیطرف مشغول ہوئے کہ وہان آیا ہے :- ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتھیٰ اور پھر مازاغ البصر وما طغیٰ - مین نے کہا اس رؤیت کے لئے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس جسم کے ساتہ پہنچنا کہان سے ثابت ہوتا ہے نظر کشفی کے ساتہ یہین سے بیٹھے بیٹھے دیکھا جا سکتا ہے - نیز اگر جبرئیل آپ کو معراج کی رات لینے آئے تہے بران اینکہ تو اسی وقت است دیکھ لیا تہا خاص سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھنے کی کیا خصوصیت ہے - اور مازاغ البصر پہر کیا حجت ہوسکتا ہے مین بھی تو کہتا ہون کہ اسی آنکھ سے دیکہا اور کشف مین جو کچھ انسان دیکھتا ہے اس مین اس آنکھ کی مدد بھی ہوتی ہے بلکہ ظاہر مین یہی آنکھ دیکھتی معلوم ہوتی ہے اور مازاغ کا لفظ روشنی ڈال رہا ہے اس بات پر کہ وہ کشفی دیکھنا تہا کیونکہ اسمین زیغ کا احتمال ہے کہ بعض کشوف غلط بھی ہوتے ہین سو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ نبی کریم صلعم کا کشفی نظارہ بالکل حق تہا - اور زیغ و طغیان سے برخلاف تہا - اور پہر اس سے پہلے ماکذب الفؤاد ما رایٰ سے ظاہر ہے کہ دیکھنے کا سرچشمہ دل تہا - اب فرمائیے ؟ اسپر آپنے دیر ہو جانے اور جلدی واپسی کا عذر کیا - مین نے عرض کیا ذرا ٹھہرئیے ابھی رفعہ اللّٰہ الیہ کے معنے باقی ہین - یہ "وما قتلوہ یقیناً" کے مقابل واقع ہوا ہے اور یہودی جو ان کے مقتول بالصلیب ہو جانے کے مدعی تہے اس سے مراد ان کی "ملعون" ثابت کرنے کی تہی اس لئے خدا نے فرمایا وہ تو ملعون نہین ہوئے بلکہ مرفوع ہوئے اور ملعون اسلئے نہین ہوئے کہ قتل بالصلیب واقع ہی نہین ہوا - آپنے کہا صلیب پر مرنے سے لعنت کیونکر لازم آتی ہے - مین نے کہا توراۃ دیکھئے جہان لکھا ہے جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے آپ نے کہا مین نے وہ مقام دیکہا ہے وہان تو مجرم کا ذکر ہے اور آپ مجرم نہین تہے - مین نے کہا بیشک مگر یہود کے نزدیک تو مجرم ہی تہے اور اسی جرم کے اثبات کے لئے انہون نے صلیب چڑہایا تا کہ سب پر ظاہر ہو کہ (معاذ اللّٰہ) وہ ملعون تہا - اگر خدا کا نبی ہوتا تو کبھی مقتول بالصلیب ہوتا - سو خدا تعالےٰ نے فرمایا یقیناً مقتول نہین ہوا - ہان جو اصل بات ہے وہ صرف یہ بات ہے "وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لہم" (اور یہودیون نے اس مسیح کو نہ قتل کیا کسی طرح سے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا) آپ نے کہا وما قتلوہ ہی سے انا قتلنا کا جواب ہوگیا - وما صلبوہ کیون فرمایا مین نے کہا یہ اسلئے کہ یہ خاص سبب قتل تہا جس پر ان کے ملعون بنانے کا دار و مدار تہا اس لئے پہلے عام نفی کی اور پہر خاص کی خصوصیت سے نفی بطور تاکید کی تا کہ اچھی طرح اس پر اصلیت کہل جائے اور نیز اصل واقعہ بھی معلوم ہو جائے کہ صورت صلیب پیش آگئی تہی چنانچہ جب وما صلبوہ سے صلیب پر چڑہایا جانے کی نفی کا وہم بھی ہوتا تہا اس کا استدراک ولٰکن شبہ لہم سے فرمایا - کہ وہ مسیح ان کے لئے مشبہ بمقتول بالصلیب بنایا گیا - آپ نے کہا اس کے تو یہ معنے ہین کہ وہ مقتول مزعوم یہود مسیح کے مشابہ بنایا گیا ہے مین نے عرض کیا اس کا تو پچھلی آیات مین ذکر ہی نہین پس اسکو مرجع کیونکر بناتے ہو آپنے کہا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ مین ھو ضمیر راجع طرف عدل کی - ایسا ہی انا قتلنا سے مقتول مزعومی سمجھا جاتا ہے مین نے کہا اس حساب سے تو قتل کیطرف ضمیر پہرے گی نہ کہ مقتول کیطرف نیز مسیح ابن مریم رسول اللّٰہ جب اظہر اور مذکور ہے ہم اسے چھوڑ کر کیون ایک ایسے کو مرجع بنائین جو مقدر ہے بہرحال ترجیح تو اسی مذکور کو چاہیئے پہر آپ نے کہا مشبہ بہ کس کو بناتے ہو مین نے کہا مطلق مقتول بالصلیب کو اور یہ بھی کہہ سکتے ہین - کہ جیسے یہود مقتول سمجھتے تہے بحالیکہ وہ دراصل غشی خوردہ تہا آپ نے کہا مشبہ مشبہ بہ ایک ہوگیا - مین نے کہا تغایر اعتباری ہے لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ - اسکے بعد آپ نے کہا پہر خدا تعالےٰ وقولھم انا قتلنا نہ کہتا بلکہ وصلبھم المسیح فرماتا - مین نے کہا ابتدا تو ہر نبی کو دکھی پس اس کے لئے یہود ملعون نہین ہوئے بلکہ وہ ملعون تو اسلئے ہوئے کہ انہون نے ایک مرفوع الی اللّٰہ کو خواہ مخواہ بلا ثبوت ملعون کہا - نیز صلبھم کے معنے صلیب پر چڑہانے کے نہین بلکہ صلیب پر مارنے کے ہین ورنہ لازم آئیگا - کہ اللّٰہ و رسول سے محاربہ کرنے والے مفسدون کو صرف صلیب پر چڑہا کر اتار لیا جائے اور حکم اتنے سے ہی ادا ہو جائے کیونکہ فرمایا ان یقتلوا او یصلبوا (قتل کئے جائین یا صلیب پر چڑہائے جائین نہ کہ صلیب پر چڑہا کر مارے بھی جائین -

پہر آپنے سوال کیا کہ صلیب سے بچکر کس رستہ سے کہان گئے - اور ساتہ ہی اٹھ کہڑے ہوئے جواب مین عرض ہے کہ خود قرآن مجید مین ہے و اوینھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین - (کہ ہم نے مسیح اور اوسکی مان کو ایک ربوہ پر جسکے بعد پہنچایا ہے جو چشمہ والا ہے اور ان کے لئے موجب قرار ہے) یعنی وہان گئے ایک سخت مصیبت کے بعد اور پہر وہان قرار پایا آپ فرمائیے وہ کونسا مقام ہے - مفسرین کا اختلاف بتا رہا ہے کہ انہین اسکے متعلق کوئی یقین نہین اور نہ ہی کوئی ایسی چشمون والی اونچی جگہ بتا سکتے ہین جہان آپ نے ہمیشہ کے لئے قرار پکڑا ہو - اور پہر وہان سے موت تک بلکہ موت کے بعد بھی نہ نکلے ہون - یقیناً وہ کشمیر ہے - جہان کے باشندون کی عادات رسم و رواج لباس سب یہودیون سے ملتا ہے اور مقامون کے نام بھی وہی ہین جیسے لَدّ - اخ - گلگت (گلگوتھا) کوہ سلیمان - وغیرہ ذالک - باقی رہا یہ کہ کس راہ سے سو اسکی کیا ضرورت ہے - مگر مختصراً سنئیے کہ افغانستان - تبت سے ہوتے ہوئے پنجاب سے گذر کر کشمیر گئے - روضۃ الصفا مین لکہا ہے درزمان عیسےٰ بادشاہے بود در ولایت نصیبین بغایت متکبر و جبار حضرت نبوی بدعوت او مامور شدہ متوجہ [illegible] گشت اور انجیل مین کئی بار فرمایا کہ مین بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے لئے بھیجا گیا ہون اور یہ کہ میری اور بھی بھیڑین ہین جو اس بھیڑ خانہ مین نہین ضرور ہے کہ مین انہین بھی ملون جس سے معلوم ہوا کہ وہ ضرور ان بنی اسرائیل کے دس گم شدہ فرقون مین جانا اپنا فرض خیال کرتے تہے - جو بخت نصر وغیرہ کے وقت ہجرت کر آئے تہے - اور پہر "مسیح" نام بھی آپ کا صرف اس لئے پڑا - کہ آپ زمین پر بہت سیر کرتے رہے اور سیر سے یہ خطاب حاصل کرنے کیلئے بہت سی عمر اور بہت لمبا عرصہ چاہیئے - دیکھو عمدۃ القاری مسیح لانہ یمسح الارض - اور انجیل مین ہے نبی بے عزت نہین مگر اپنے وطن مین - اور حدیث شریف مین ہے اوحی اللّٰہ تعالیٰ الیٰ عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکان الیٰ مکان لئلا تعرف فتوذی (یعنی یہان سے کہین اور چلا جا تا کہ تجھے نہ پہچانین نہ ایذا دیا جائے) (رواہ ابن عساکر) اور آپ کی والدہ مکرمہ صدیقہ بھی بعد مین آگئی اور کچھ حواری بھی آ گئے - خود کشمیر مین اس قبر کو شہزادہ نبی کی قبر کہتے ہین - جس سے یقیناً اس کا نبی اسرائیل سے نبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی تو کوئی کہلایا نہین جسکے پاس کتاب بھی ہو اور اکمال الدین ایک پرانی کتاب مین ہے کہ ایک کتاب تھی بُشریٰ اور انجیل کے بھی یہی معنے ہین - یعنی بشارت) اس کے بعد آپ نے رستہ مین مجھ سے حضرت اقدس کے صادق ہونے کی دلیل پوچھی - مین نے کہا یہی آیت کافی ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل

لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین - (اگر یہ ہم پر افترا کرتا تو پوری قوت سے پکڑ کر رگ جان کاٹ ڈالتے) آپ بولے یہ تو نبی کریم صلعم کے حق میں فرمایا - میں نے کہا میں کب کہتا ہوں کہ یہ آیت کسی اور پر نازل ہوئی - سوال تو یہ ہے کہ جب ایک مدعی نبوت کے لئے یہ بات صدق کا ثبوت ہو سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے کے لئے نہ ہو - اسی لئے تو وانّه لتذکرة للمتقین فرمایا - یعنی یہ نشان متقیوں کے لئے تذکرہ ہے اور وہ اسی کسوٹی پر کسی کے صدق و کذب کو پرکھ سکتے ہیں آپ نے کہا حضرت محمد صلعم تو نبی صادق تھے پس خدا فرماتا ہے کہ نبی صادق اگر کچھ ہم پر افترا کرے اور جھوٹ بولے تو اسکی سزا موت ہے اور یہ (مرزا صاحب) تو نبی کاذب ہے - میں نے کہا یا سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے کہ اگر نبی صادق ہم پر جھوٹ بولے - وہ صادق ہی کیا ہوا جو جھوٹ بولے نیز جب صادق کو ایک جھوٹ خدا پر بولنے سے سزا موت ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکو موت کی سزا نہ ملے جو اول سے آخر تک خدا تعالے پر جھوٹ افترا باندھ رہا ہے - اسپر آپنے کہا کوئی جھوٹے نبی زندہ رہے میں نے کہا آپ ہرگز کوئی مثال نہیں پیدا کر سکتے کہ کوئی مدعی وحی و نبوت جھوٹا ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہا ہو - اگر کوئی ایسا گذرا تو اُس کا نام لیجئے آپ لگے فرعون وغیرہ کا ذکر کرنے میں نے کہا خدائی کا دعوے الگ شئے ہے - اسکی سزا جہنم ہے یہ اسلئے کہ خدائی کا دعوے - ایک انسان محتاج سے خود اپنی تردید آپ ہے دیکھئے کوئی شخص اگر فلاں بادشاہ ہونے کا بازاروں میں دعوی کرتا پھرے تو سب اسے پاگل ٹھرائینگے اور نہ حکومت سے مواخذہ ہوگا لیکن اگر کہے کہ میں فرستادہ شاہ ہوں اور وہ اس دعوے میں جھوٹا ہو تو ضرور گرفتار کیا جائیگا -

اسپر آپنے کہا کہ ما ھو بقول شاعر اور تنزیل من رب العلمین سے ظاہر ہے کہ یہ آیت مدعی وحی کے لئے ہے اور مرزا صاحب کا دعوے تو الہام کا ہے - میں نے کہا وہ تو صاف کہرہے ہیں کہ ہمیں وحی ہوتی ہے اور خدا تعالے مجھ سے ایسا ہی ہمکلام ہوتا ہے جیسے انبیاء سلف حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ - حضرت عیسےٰ ع - حضرت داؤد ع - علیہم السلام سے ہوا - آپنے تعجب سے پوچھا کیا ان کے پاس جبرئیل آتا ہے میں نے کہا اگر آنے سے آپ کا یہ منشاء ہے - کہ آسمان سے چلکر جبرئیل پاس آبیٹھے تو یہ ٹھیک نہیں کیونکہ نزول ملائکہ کے یہ معنے نہیں - خدا تعالے فرماتا ہے بزبان ملائکہ وما منا الا له مقام معلوم یعنی ہر فرشتہ کا ایک جائے قیام و قرار مقرر ہے پس وہ وہاں سے ہلتا ہٹتا نہیں - اور وہ وہیں سے اپنی تاثیرات کے ذریعے کام کرتے ہیں جیسا کہ سورج - چاند - ستارے - اور اگر فرشتہ ہر کام کے لئے نیچے اوپر جانے لگے تو ایک ہی وقت میں کئی کاموں کا کرنا دشوار ہو جائیگا مثلاً ملک الموت اگر ایک کی جان لینے کے لئے نیچے اترے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اسی وقت میں کئی ہزار اشخاص کی جان لیلے - پس حضرت جبرئیل تو ایک واسطہ ہے خدا کا کلام نازل ہونے کا جو سننے کے لئے وہی کام دیتا ہے جو ہوا آواز کے لئے یا روشنی دیکھنے کے لئے آپ اسپر بول اٹھے کہ پھر خدا وسیلے کا محتاج ہوا میں نے کہا حضرت ! اول یہ تو اعتراض آپ پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ بھی خدا تعالے کا کلام بذریعہ جبرئیل نازل ہونے کے قائل ہیں دوم اس وسیلہ کی ضرورت ہم کو ہے نہ خدا کو اور یہ خدا تعالے کا قانون قدرت ہے کہ انسان اپنے حواس کے لئے کسی مدد کا محتاج ہے جیسے کہ وہ آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا جب تک روشنی سورج کی یا سورج کی مثل نہ ہو - پھر آپ نے پوچھا کہ جبرئیل جو آتے رہے وہ کیا تھا - میں نے کہا اسی طرح جس طرح مریم سے ہمکلام ہوا اور وہاں صاف آیا - فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا - غرض کام تو وہی خود کرتے ہیں صرف بشر اپنی استعداد و عقیدے کے مطابق ان کی ایک شکل دیکھ لیتا ہے مفصل توضیح مرام میں دیکھئے - اسپر آپنے کہا کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ آپ پر سچی وحی ہوتی ہے میں نے کہا درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے پیشگوئیاں جو تحدی سے ان الہاموں کی بنا پر کی جاتی ہیں وہ ان کے سچا ہونے کا ثبوت ہیں آپ نے کہا سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں میں نے کہا ایک کا نام لو آپ نے مواہب الرحمن کا ذکر کیا کہ وہاں لڑکے کی پیشگوئی ہے اور ہوئی لڑکی - میں نے کہا وہاں تو لکھا ہے فی حین من الاحیان کوئی خاص وقت مقرر نہیں آپ پچھلی باتوں کو نہ مانیں تو حال کی پیشگوئیاں کیا تھوڑی ہیں کیا آپ نے طاعون کو خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا - کیا اس کے متعلق خدا کے فرستادے نے قبل از وقت اطلاع نہ دی طاعون کا نام و نشان نہ تھا کہ اس نے کہا بیماری کے پودے لگائے جا رہے ہیں پھر یہ زلزلہ آپ بھول گئے جس کی نسبت وحی الٰہی نے مدت پہلے خبر دی -

کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت

اور عفت الدیار محلها و مقامها اور زلزلہ کا دھکا - وغیرہ - جس سے پچیس ہزار کے قریب انسان ہلاک ہوئے - اسکے ساتھ ہی ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا - پڑھ لیجئے - یہ عذاب ہے ثبوت ہیں اسبات کے کہ رسول آچکا ہے -

پھر ایک اور آنے والی آفت کی خبر دے رکھی ہے اس کا انتظار کیجئے - پھر مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ہمیں دی اسی نے بہت پہلے - کفن میں لپٹا گیا - اور سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون - سے دی - کون ہے جو اسطرح قطعی طور سے خبر دے - کیا فلا یظہر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول بھول گئے کہ خدا مرسلان حق کے سوا کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا اگر کہو کہ نجومی بھی بخوبی پیشگوئی کرتے ہیں - تو یہ اعتراض بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ پر بھی ہے کہ اگلے انبیاء کس طرح پہچانے گئے -

اسپر الوداعی سلام ہوا - میں نے اب ان باتوں کو لکھ کر پھر مولوی صاحب کے پیش کیا تاکہ وہ مکرر غور کریں اور ان کے پاس اس کا کچھ جواب ہے تو وہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر لکھیں تاکہ لوگوں پر حقیقت علم آنجناب ظاہر ہو -

ہاں ایک بات بھولا - آپ نے کہا تھا قطع سے مراد فصاحت کم ہونا بھی ہے میں نے کہا چلو یہ بھی سہی اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی کتاب کی مثل پیش کیجئے - آپ نے کہا میں چاہوں تو لکھ سکتا ہوں میں نے کہا لو نشاء لقلنا مثل ھذا کہنے والے تو بہتیرے ہیں لکھ کر دکھائیے - وان لم تفعلوا ولن تفعلوا الآیة -

راقم
محمد ظہور الدین اکمل احمدی گجراتی گولیکے ضلع گجرات - مورخہ یکم دسمبر ۱۹۰۵ء -

آریہ مہاشے غور سے پڑھیں

خاکسار نے عرصہ تک آریہ سماج میں رہنے کے بعد اس دھرم میں ساری پول ہی پول دیکھکر اسے ترک کر دیا اور ایک رسالہ ترک ویدک دھرم صرف ۲۴ صفحوں کا فی الحال شائع کر دیا ہے جس میں دس اعتراضات ستیارتھ پرکاش کی تحریرات پر کرکے تمام آریوں کو چیلنج کر دیا ہے کہ اس کی تردید اگر کوئی صاحب کر سکتے ہوں تو اُرکے مجھے مطلع کریں اور اسبارے میں مجھ سے کسی قسم کی گفتگو بذریعہ تحریر اردو ہندی خواہ انگریزی میں بھی کر سکتے ہیں مگر ایسے اعتراضات کی تو کوئی کیا تردید کر سکتے اپنی ہمیشہ کی عادت کے موافق گالی گفتار پر آگئے ہیں اور جہان ۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کے اخبار ستیا دھرم پرچارک میں چند شریر آدمیوں نے کوئی جعلی تحریر بنا کر مجھے دھرم نیلام کرنے والا مشہور کیا وہاں آریہ گزٹ کے چند پرچہ جات میں سُنا گیا ہے کہ خوب خوب صلواتیں سُنا رہے ہیں لیکن مجھے تعجب ہے کہ آریہ سماج کے ممبران جو کہ یہ ڈنکا بجاتے ہیں کہ ہم ہر وقت ستیہ کو گرہن کرنے اور استیہ کو تیاگ کرنے کے لئے مستعد رہا کرتے ہیں - اس رسالہ کے پیش کردہ اعتراضات پر کیوں دھیان نہیں دیتے میں پھر کہتا ہوں کہ اے آریہ بھائیو! گالی گفتار چھوڑکر اگر آپ معقول پسند ہیں تو شائستگی کے ساتھ مجھے اُن اعتراضات کا جواب دیجئے جو میں نے رسالہ ہذا میں درج کئے ہیں - اور اس طرح کتاب - آریہ سماج کی پول جو ۶۰۰ صفحوں کی ضخیم کتاب جو ابھی شائع ہو رہی ہے اوس میں پیش کئے گئے اعتراضات کی معقولیت سے یا تو تردید کیجئے یا اپنی غلطیوں کو تسلیم کیجئے تاکہ ستیہ کو گرہن (سچائی کو قبول) اور استیہ کو تیاگ (غلطیوں کو ترک) کرنے کے اصول پر آپ کا سچ مچ عملی طور پر پابند رہنا عوام کو بھی معلوم ہو جاوے -

پبلک کو یاد رہے کہ جو آریہ سماج پیدائشی مسلمانوں اور عیسائیوں کو شدھ کرنے کی فکر میں حیران و پریشان رہتے ہیں وہ اب دیکھتا ہے کہ اپنے ایک سابق اپدیشک کے معقول اعتراضات کو کہاں تک مہذبانہ طور سے رد کر سکتا ہے -

ناظرین ! ادن مسلمانوں عیسائیوں کو آریہ سماج میں داخل کر لینا آسان ہے جو سنسکرت علم سے ناواقف ہونیکے باعث یہ جانتے ہی نہیں کہ آیا سوامی دیانند سرستی مہاراج کی باتیں کہاں تک خود انہیں کے تسلیم کردہ مستند کتابوں سے ٹکر کھاتی ہیں - لیکن آریہ سماج کے لئے معقول پسندی کو کام لیتے ہوئے یہ امر مشکل ہے کہ وہ کسی سنسکرت دان معترض کو لاجواب کر سکیں اور اب اُن کے پاس میرے بارہ میں جو آریہ سماج کا نیک نیت - وفادار (انرجم) سنسکرت ماسٹر - معزز اخبار آریاورت کا اسسٹنٹ اڈیٹر اور اپدیشک رہا ہے - سوا اسکے اور کوئی علاج موجود نہیں ہے کہ وہ عوام میں یہ مشہور کریں کہ وہ دھرم نیلام کرنیوالا اور روٹیوں کا محتاج ہے وغیرہ وغیرہ - اے آریہ مہاشے گن ! ان باتوں سے کیا فائدہ ہے - اب اعتراضات کو لیجئے یہ رسالہ ترک ویدک دھرم اگرچہ ار تیمت کا ہے لیکن ممبران آریہ

مراسلت

ایک مکاشفہ کی حقیقت

پنجاب کے ایک بزرگ نے ہفتہ وار پیسہ اخبار مجریہ ۹ دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنا ایک مکاشفہ درج کرایا ہے جس میں حافظ شیرازیؒ کے ساتھ انکی ملاقات ہوئی۔ اور حافظ صاحب موصوف نے انہیں فرمایا کہ میرے جن اشعار کے ظاہر معانی کی بنا پر بعض لوگ مجھ سے بدظن ہیں۔ اُن الفاظ سے میری کچھ اور مراد ہے جو کسی طرح مذموم نہیں۔ غرض حافظ صاحب نے انہیں یہ ہدایت کی ہے کہ اپنے خیال اور رائے سے کبھی کسی پر بدگمانی نہ کرنا چاہئے۔ ایسے کشوف کے امکان سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نعمت کشف والہام امت محمدیہ میں حسب مدارج اتقا متوارث چلی آئی ہے اور چلی جائیگی۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس مراسلت کے ابتدائی حصہ میں بزرگ موصوف نے اپنے خیال ناقص سے یا ملامت خلق اللہ کے ڈر سے بعض ایسے فقرات درج کردئے ہیں۔ جن سے انکار و سوئے ظن حضرت مسیح موعودؑ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ اور کہ میرزا صاحب انکی خیال میں ایک دام تزویر پھیلانے والے دوکاندار ہیں۔ اور کہ انہوں نے کشف الہام کو بدنام کردیا ہے وغیرہ وغیرہ۔"

ایسے ہزلیات کا جواب سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے کیا دیا جاوے۔

قبل اسکے کہ امر زیر بحث کا جواب دیا جاوے میں بزرگ موصوف کو یہ بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ جس چیز کے متعلق انہوں نے بڑے فخر سے بیان کیا ہے۔ کہ ایک عرصۂ دراز کے بعد انہیں نصیب ہوئی ہے۔ اُس نعمت سے حضرت مرزا صاحب کے ہزارہا خدام خدا کے فضل اور مامور من اللہ کی برکت صحبت سے شب و روز مستفیض ہو رہے ہیں۔ اور یہ بات صرف تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ذکر کیگئی ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بزرگ موصوف ایسے معمولی مسلمان اپنے کشف والہام (صرف اپنی شہادت سے) لوگوں کو منوانا چاہتے ہیں جو ممکنات سے ہے اور جس پر از روے اسلام حسن ظن چاہئے۔ تو کیا وہ شخص جو تیرہ سو برس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق مامور ہو کر تائید اسلام کے لئے آیا ہے۔ اور جس کے اعلےٰ درجہ کے تقوے وطہارت میں اسکے منصف مزاج مخالفین کو بھی کلام نہیں۔ اتنا حق بھی نہیں رکھتا کہ اپنا کشف یا الہام حقانیت اسلام کے ثبوت میں پیش کر سکے۔ خصوصاً جب اسکے ساتھ ہزارہا آسمانی تائیدیں اور یقینی شواہد موجود ہوں۔ اور کیا اس کے ہزاروں متقی خادموں کو (جنکو علاوہ دیگر ثبوتوں کے خود رسول اللہ صلعم یا دیگر انبیاء صالحینؑ کی زبان مبارک سے عالم کشف و رویا میں اسکے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق ہوئی ہو) اتنا بھی حق حاصل نہیں کہ وہ اُسے صادق سمجھ کر اس کی طاعت کریں۔

دوسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس مراسلت میں "دکاندار وغیرہ" کا لفظ جو حضرت مرزا صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے۔ کیا وہ کسی کشف والہام کی بنا پر ہے یا صرف خیالی ہے۔ اگر خیالی ہے تو یہ بزرگ موصوف کے اوس القا کے قطعاً مخالف ہے۔ جسکو وہ اخبار چودھویں صدی ماہ نومبر ۹۷ء میں اوس خط کے ضمن میں شائع کرا چکے ہیں۔ جو کہ انہوں نے نہایت الحاح اور تذلل سے حضرت مرزا صاحب کی طرف لکھکر اپنی خطا کی معافی چاہی تھی۔ اور علانیہ طور پر مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم کیا تھا۔ غرض الہام ربانی کے مقابلہ میں ایک خیال نفسانی کیا حقیقت رکھتا ہے لیکن اگر موجودہ لفظ دکاندار وغیرہ بھی الہامی ہے تو خیال کرنا چاہئے۔ کہ دو متضاد الہام ایک خدا کیطرف کیونکر منسوب ہو سکتے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ یہ لوگ کونسی خانہ ساز دلیل سے ایک ایسے عاشق رسول اللہ کو جو اسلام کا غیور حامی ہے۔ دکاندار ٹھہراتے ہیں۔ کیا وہ از روے ایمان بتا سکتے ہیں مرزا صاحب نے اسلام کا فلاں حکم منسوخ کر دیا ہے۔ البتہ جن باتوں پر شور و غوغا کیا جاتا ہے وہ صرف دو باتیں ہیں۔ اول دعوے وفات ابن مریم۔ دوسرا اون کا اپنا دعویٰ مثیل مسیح ومہدی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان دو امور میں متقدمین میں سے بھی کوئی ان کا ہم خیال ہے یا نہیں۔ سو واضح ہو کہ وفات مسیح میں کئی پہلے اکابر بھی ان کے ساتھ متفق ہیں۔ مثلاً امام مالکؒ۔ امام ابن حزمؒ۔ وغیرہم۔ باقی رہا ان کا دعویٰ مسیحیت ومہدویت۔ سو بعض بزرگان سابق کے دعاوی مرزا صاحب کی نسبت بدرجہا بڑھکر ہیں۔ مثلاً انا الحق۔ انا احمدؐ۔ انا موسےٰؑ۔ انا ابراہیم۔ وغیرہ کہنے والے بزرگان دین کو دیکھیں بلکہ مولوی محمد اسمعیل شہیدؒ (جنکا ذکر خیر آپنے بھی اپنے مکاشفہ میں کیا ہے) یہانتک فرماتے ہیں

کہ اگر از کسے آوازۂ انا الحق بشنوی — زنہار بہ انکار پیش نہ آئی۔ اور بھی مولانا موصوف نے اپنے مرشد حضرت سید احمدؒ بریلوی کی تعریف اس شعر میں کی ہے۔ ؎

سید احمد باہمہ اصحاب خود در وز رسید
باصحابہ گوئی آمد باز ختم المرسلینؐ

کاش بزرگ موصوف نے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا مضمون مندرجہ اخبار وطن ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء ہی ملاحظہ فرمایا ہوتا۔ جس میں انہوں نے باوجود غیر احمدی ہونے کے ایک حد تک انصاف سے کام لیا ہے۔ جس کے بعض فقرات یا ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

(۱) امت محمدیہ خیر الامم ہے۔ انبیاء سابقین کے صفات اس امت کے ایک فرد میں جمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ صوفیائے کرام کے مقامات باطنی میں مقام ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ کا تذکرہ اس امر کی شہادت دے سکتا ہے پس اگر مرزا صاحب قادیانی میں نسبت عیسےٰ یا کرشن کا ظہور ہو گیا تو کیا تعجب ہے۔ اور اس نسبت کے سبب سے انکو کشف والہام کا ہونا بھی عجیب نہیں

(۲) اسکے بعد ہم کو مرزا صاحب کے افعال اور ان کے مریدوں کے اوضاع واطوار کو دیکھنا چاہئے۔ بظاہر ان کی صورتیں نیک اور متقی مسلمانوں کی سی ہیں نمازوں کے پابند ہیں اور ان نمازیں بھی ہماری نماز سے کوئی اصولی تفاوت نہیں ہوتا ان کے مریدوں میں انگریزی خوان بھی ہیں۔ مگر اون پر مذہبی رنگ زیادہ ہوتا ہے۔ بجائے اس کے دوسرے طبقہ کے مسلمانوں میں اس قسم کی بہت تھوڑی مثالیں ہیں۔

(۳) سب سے اچھا مجھکو اس گروہ میں اسلامی حمایت کا جوش نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کے اصولی دشمنوں کو سمجھنا اور ان کے حملوں کا جواب دینا اس جماعت کا پسندیدہ شعار ہے۔ (دیکھو وطن ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

قطع نظر دیگر دلائل کے خود بزرگ موصوف کے اپنے مکاشفہ میں حضرت مرزا صاحب اور انکی امثال پر بدگمانی کرنے کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ بزرگ موصوف اپنے کشف کے اظہار کی وجہ اسطرح لکھتے ہیں۔ "تاکہ میرے بھائی جو میری طرح ایک اسلامی بزرگ کی نسبت بدظنی میں مبتلا ہوں۔ اس سے بچ جائیں" اور سب سے بڑھکر قرآن شریف کی آیۃ اجتنبوا کثیرا من الظن اور وہ احادیث نبویؐ جن میں اہل اسلام پر بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ان باتوں کا کافی جواب ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قدرت اللہ احمدی
از لاہور

چند استفسارات

توفی کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا میں زبان عربی کا وجود ہے عربی میں خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو تو توفی باب تفعل سے سوائے قبض روح کے قبض جسم کے معنی میں بھی کبھی استعمال ہوا ہو۔ نہ قرآن شریف میں نہ احادیث میں نہ دواوین جاہلیت میں کہیں اس کے خلاف مثال نہیں مل سکتی۔ یہ دعویٰ اگر غلط ہے تو ثابت کرو؟

بھرنا اکثر اردو کے ترجموں میں جہاں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لفظ توفی یا اس کے مشتقات آئے ہیں تو اوس کے معنے بھرنا کئے گئے ہیں۔ تعجب ہے کہ بھرنا کیا چیز ہے آیا گھڑے میں پانی بھرنا یا کنوے سے پانی بھرنا یا کیچڑ میں کپڑے بھرنا یا فٹبال میں ہوا بھرنا یا پیٹ بھرنا یا بندوق بھرنا یا نقشہ میں رنگ بھرنا یا نظر بھر کے دیکھنا یا یکلخت غصہ میں بھرنا یا کیا؟۔

دو زرد چادریں مسیح علیہ السلام جب آسمان پر اٹھائے گئے تھے اوس وقت تو وہ دو زرد چادریں لے نہیں گئے تھے۔ اب جو آسمان سے زرد چادریں لیکر آئینگے تو وہ یہاں کے جولاہوں یا کسی کارخانہ کی بنی ہوئی تو ہونگی نہیں۔ اس بات کے معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ آیا وہ کس چیز کی ہونگی۔ یقیناً ریشم کی ہونگی جو جنت کے شہتوت کے درختوں میں ریشم کے کیڑے پرورش کر کے حاصل کیا گیا ہوگا۔ خیر کچھ ہی ہو۔ مگر وہ جنتی یا آسمانی چادریں پرانی ہو کر پھٹ بھی جائینگی یا ہمیشہ نئی ہی رہینگی اور مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن آسمانی چادروں کا کیا ہوگا؟

طاعون ہندوستان کے اس مرض طاعون کی نسبت تمام اہل اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے پیروؤں کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ وبا غضب الٰہی ہے جو ہندوؤں کی معصیت و شرارت سے نازل ہوئی ہے۔ وبائے طاعون سے کسقدر عظیم الشان ہلاکت واقع ہو رہی ہے اسکا اندازہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ جنوری ۱۹۰۵ء سے ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء تک صرف ساڑھے تین مہینے میں پونے چھ لاکھ سے بھی زیادہ انسان ہندوستان میں مرے اور خدا تعالےٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے وما کان ربک مھلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امھا رسولا۔ اب بتاؤ کہ اس مرض طاعون (جو باعث ہلاکت اور بستیاں ویران کرنیوالا ہے) بھیجنے سے پہلے ہندوستان میں خدا تعالےٰ نے سوائے حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام کس رسول کو بھیجا ہے۔

آمدنی ماہ نومبر ۱۹۰۵ء

۱۰- نومبر

جماعت شملہ معرفت الٰہی بخش صاحب مدرس ۱۴ر
بابو عبد الرحمن صاحب دفتر پرنسپل میڈیکل شملہ مساکین للعہ
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب مساکین
حافظ غلام رسول صاحب تاجر وزیر آباد سہ

۱۱- نومبر

جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی
مرزا عباس علی گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ماسٹر عبد الرؤف صاحب بھیرہ حال قادیان ۲ر
نامعلوم الاسم ۴ر

۱۴- نومبر

جماعت سمبڑیال معرفت سراج الدین
جعفر صاحب منڈی ممالک متوسط عہ
جماعت لاہور معرفت مہر دین صاحب خانساماں للعہ
رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور عہ
جماعت وزیر آباد معرفت نیاز احمد سوداگر چرم مساکین للعہ
نوبری والہ صہ
جلال صاحب بربرہ افریقہ سے

۱۵- نومبر ۱۹۰۵ء

اللہ دتا صاحب نمبردار میانوالی خوانکی تحصیل رعیہ للعہ
صاحب ٹیلر ماسٹر ستھرا عاص
الدین صاحب ۴ر
لاہور سے

۱۶- نومبر ۱۹۰۵ء

پھلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور ۴ر
صاحب ملازم بورڈنگ ہوس مدرسہ ۲ر
سکینڈ کلرک میگزین ار

۱۸- نومبر

[illegible] نالیدار ۸ر
[illegible]
[illegible] امرتسر
[illegible] للعہ
عبد الرؤف صاحب قادیان مساکین ار
مولوی غلام حسن صاحب [illegible]
[illegible] پشاور مساکین عاصہ

۱۹- نومبر

[illegible] صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر [illegible] ۴ر

۲۰- نومبر

[illegible] عہ
[illegible] تیامی سے

۲۲- نومبر

جماعت بمبئی از طرف زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی صہ
جماعت ڈیرہ غازیخان معرفت مولوی عزیز بخش صاحب

۲۳- نومبر

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی گھیپ صہ
سید اسد اللہ صاحب گرداور عہ
مفتی گلزار محمد صاحب ۲ر

۲۴- نومبر

محمد عثمان صاحب ڈرافٹسمین الہ آباد عہ
عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور عہ
مرزا اکبر بیگ صاحب [illegible] ضلع میانوالی عہ
ڈاکٹر محمد علی صاحب ممباسہ ایسٹ افریقہ ملے
" " " " للعہ

۲۵- نومبر

بابو فقیر علی صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جھٹ پٹ عاصہ

۲۶- نومبر

سید محمد شاہ صاحب لین دفعدار رسالہ نوشہرہ ۴ر
سید حسین شاہ صاحب ۴ر

۲۷- نومبر

شیخ خدا بخش صاحب منصف مردان للعہ
محمد یوسف صاحب اپیل نویس عاصہ
بابو روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر عاصہ
بابو ہدایت اللہ خانصاحب ۹ر
میر احمد صاحب ۸ر
مہر دل خان صاحب اپیل نویس عہ
مرزا رمضان علی صاحب ۸ر
محمود خانصاحب عہ
محمد حسین صاحب پنجابی مدراس للعہ

۲۷- نومبر

ملک میر محمد صاحب عرضی نویس صوابی پشاور مساکین تیامی
میاں گلاب دین صاحب رہتاس مساکین تیامی ار

۲۸- نومبر

چندہ عید الفطر جماعت قادیان عید فنڈ عید الفطر
عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور عید فنڈ
چودہری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک میگزین عید فنڈ عہ
جماعت کھیوان معرفت جمال الدین عید فنڈ صدقہ ار

۲۹- نومبر

جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عید فنڈ
جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی عید فنڈ
جماعت بمبئی معرفت زین الدین صاحب
ماسٹر [illegible] بخش صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول تیامی
جماعت [illegible] معرفت زین الدین عید فنڈ
[illegible] نواب صاحب [illegible] عید فطرانہ
[illegible] اسمٰعیل صاحب [illegible] تیامی ار
چوہدری علی بخش صاحب [illegible] منڈی [illegible] عہ
عبد اللہ خان نمبردار چک [illegible] عہ

گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۴ر
جماعت مردان معرفت محمد یوسف صاحب اپیل نویس
مولوی اکبر علی صاحب داتہ زیدکا ضلع سیالکوٹ ۸ر
عبد الرحمن صاحب احمدی راولپنڈی ۴ر
عبد العزیز صاحب ایمن آباد ۲ر
جماعت شملہ للعہ
شیخ نور احمد صاحب چنیوٹ عاصہ
عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور ۱۲ر
الٰہی بخش و رحیم بخش کتب فروش گجرات سے
طلباء مدرسہ و استاد ان مدرسہ
عنایت اللہ صاحب جہبہ سندھواں ۴ر
مستورات بنگہ عاصہ

چوہدری فتح محمد صاحب سٹوڈنٹ
ایف۔ اے کلاس لاہور عہ

جماعت احمدیہ کریام صہ
فضل احمد صاحب ولد غلام محمد صاحب چنگا بنگیال عہ
نور الدین صاحب نانک نگوی برہما ۴ر
پسران الدین صاحب ۸ر
الٰہی بخش صاحب سلوتری ار
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب ار
عبد الحکیم صاحب ار
نواب خان صاحب ۸ر
بابو غلام حیدر کلرک ڈاکخانہ مری عہ
سراج الدین احمدی سمبڑیال ار ۹پ
سجاول خانصاحب جگراؤں عہ
سکندر علی صاحب عہ
اللہ دتا نمبردار میانوالی رعیہ ۱۴ر
عبد اللہ خان بہلول پور عہ
مولوی صالح محمد صاحب ۸ر
منشی قاسم علی صاحب ۸ر

جماعت ڈیرہ غازیخان صاحب
معرفت مولوی عزیز بخش صاحب ۹ر

غلام محمد صاحب امرتسری حال قادیان ۴ر
میاں گلاب دین صاحب مدرس رہتاس ۲ر
[illegible] صاحب طالب العلم ایف۔ اے کلاس [illegible] عہ
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۴ر